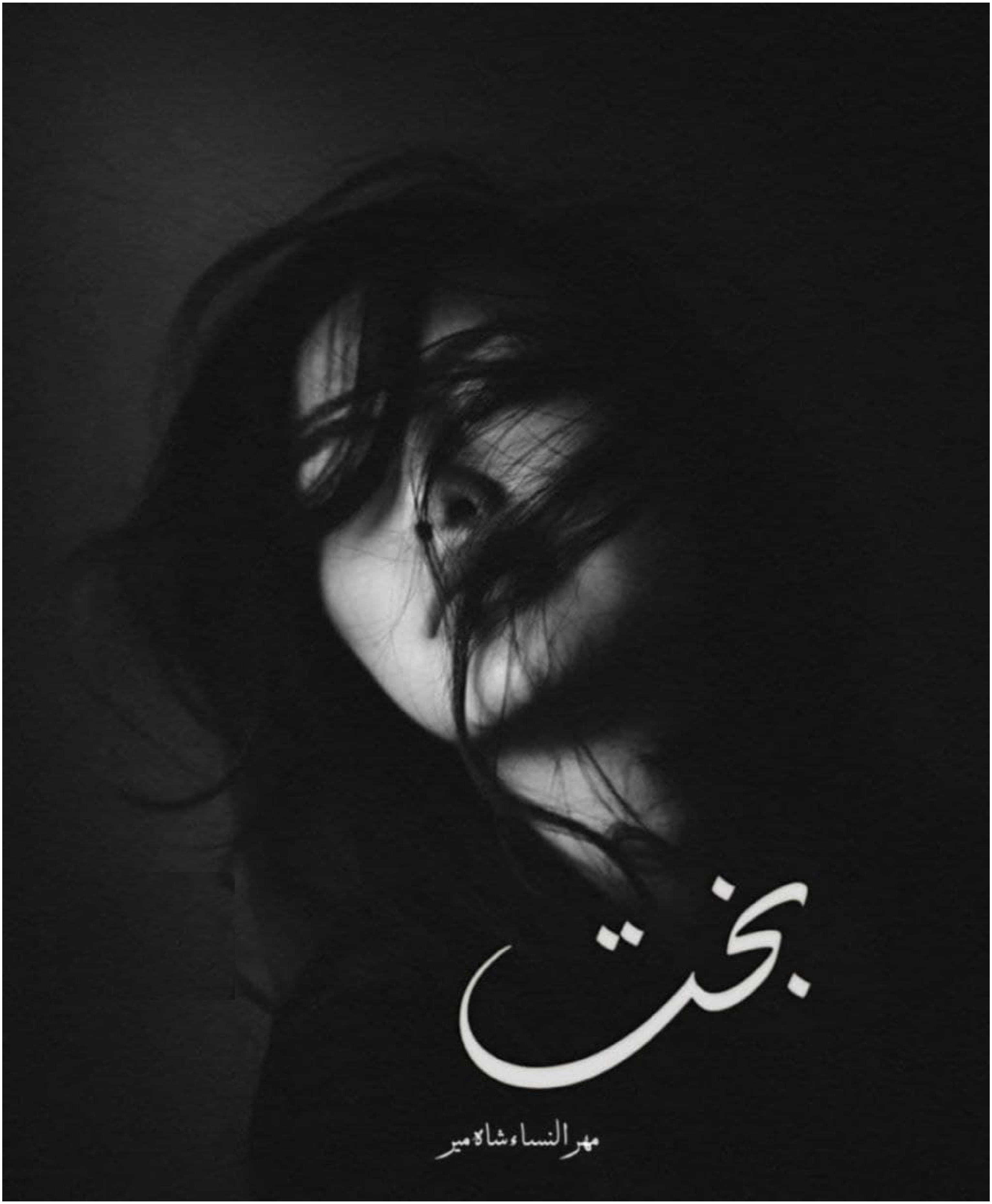
بخت
مہرالنساء شاہ میر

بخت

مہرالنساء شاہ میر

تارکول کی خالی سڑک اس وقت خون سے تر تھی ایک 27 یا 28 برس کا نوجوان اس وقت سڑک پہ پڑا کراہ رہا تھا اسکے آس پاس خون تھا سرخ سیال اسکے جسم سے نکلتا ہوا سڑک کو بھگو رہا تھا درد حد سے سوا تھا اس نوجوان کے پیٹ اور بازو پہ گولی لگی تھی یہ اس کے دشمنوں کا کام تھا یہ بات وہ جانتا تھا اسے درد ہو رہا تھا بہت درد ہو رہا تھا لیکن وہ برداشت کر رہا تھا نہ جانے کیوں اسکے کراہنے میں ایک مصنوعی پن سا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ یہ سب جان بوجھ کے کر رہا تھا اسکا فون اسکی پینٹ کی جیب میں تھا وہ چاہتا تو پولیس یا پھر اپنے کسی گھر والے یا دوست کو کال کر کے بلا سکتا تھا ہسپتال بھی قریب ہی تھا وہ اگر چاہتا تو بہت مشکل سے ہی سہی لیکن کسی طرح وہاں جا سکتا تھا لیکن شاید وہ اس درد سے لطف اندوز ہو رہا تھا وقفے وقفے سے کراہنے کے بعد وہ چپ ہو جاتا تھا بلکل ساکت شاید وہ اس کھیل سے محضوض ہو رہا تھا تقریباً 5 منٹ بعد اسے دور سے ایک گاڑی کی ہیڈ لائٹس اپنی آنکھوں

میں چبھتی محسوس ہوئی تھی اسنے ناگواری سے اس گاڑی کو قریب آتے دیکھا تھا چند لمحوں بعد ہی وہ گاڑی اسے اپنے بلکل قریب آتی نظر آیی تھی گاڑی کے شیشے شاید کھلے تھے کیوں کے وہاں سے کسی کے چیخ چیخ کے بولنے کی مدھم سی آواز اسے یہاں تک سنائی دے رہی تھی اسے چلانے والی شاید ایک لڑکی تھی جو کے بغیر سڑک پے دیہان دیئے

•

اپنے موبائل پے کسی سے کال پے بات کرتے ہوئے بری طرح چیخ رہی تھی اسنے پیلے اور ہرے رنگ کے امتزاج کا جوڑا پہن رکھا تھا وہ لڑکی اب بھی چیخ رہی تھی جب میں نے اپ سے کہا بھی تھا ک وہ ڈریس نتاشا پہن چکی ہے اور اب میں کسی صورت اس ڈریس کو ہاتھ نہی لگاونگی تو اپنے کسسے پوچھ کے خرید اوہ ڈریس مقابل شاید اپنے حق میں کچھ بول رہا تھا کے گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اسکی نظر سامنے سڑک پہ پڑے وجود پہ پڑی تھی اسنے فل سپیڈ سے بریک لگائی گاڑی کے ٹائر بری طرح چرچراے تھے اسے لگا تھا کوئی چرسی یا کوئی فقیر وہاں سو گیا ہو گا غصے سے لال وہ کار سے باہر نکلی لیکن سامنے والے کی حالت دیکھ کے بے اختیار اپنے دونو ہاتھ ہونٹوں پے رکھ لئے اور اپنی چیخ کا گلا گھونٹ دیا سڑک پے پڑے نوجوان نے بامشکل آنکھیں کھول کے اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھنا چاہا لیکن بصارت دھندھلی ہو رہی تھی وہ لڑکی اب بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکو دیکھ رہی تھی فون اسکے کانپتے ہاتھوں سے چھوٹ چکا تھا وہاں سے اب بھی کسی کے ہیلو ہیلو کی آواز آرہی تھی ہالے کیا تم سن رہی ہو؟ فون سے آتی آواز نے اسکی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی اسنے مرے مرے ہاتھوں سے

فون اٹھایا اور کال ڈس کنیکٹ کر دی اسنے روشنی میں سامنے پڑا وجود تو دیکھا تھا لیکن اس کے جسم سے نکلے خون سے تر روڈ کو نہیں ورنہ وہ گاڑی سے باہر آنے کی ہمت نہیں کرتی اب وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی گاڑی کی جانب چل رہی تھی کے اس زخمی کی آواز نے اسکے قدم زنجیر کئے تھے "میری م مد د دد کر ر۔۔روزخمی کی گھٹی گھٹی آواز اسکو سنائی دی تھی لیکن وہ مڑی نہی چند لمحے چند سانسیں وہ وہیں جمی کھڑی رہی اسنے ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کے ایک بار پھر اسکی آواز لڑکی کی سماعت سے ٹکرای تھی

رک جاؤ پل۔۔پلیز وہ بدقت بول پا رہا تھا اور وہ لڑکی مڑی تھی (اگر ہالے سلطان کو پتا ہوتا کے پیچھے مڑ کے دیکھنے سے اسکی زندگی اتنی تبدیل ہو جایگی تو وہ ایک منٹ یہاں نہ رکتی)وہ قدم قدم چلتی اسکے قریب آ چکی تھی اور اب گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھ چکی تھی اور اپنا چہرہ اسکے قریب کر کے اس سے اسکی حالت پوچھ رہی تھی اس زخمی حالت میں بھی اسکی آنکھوں میں تحیر اتر آیا تھا کے رات کے اس پہر یہ لڑکی ایک زخمی کو دیکھ ک یہاں سے بھاگ کیوں نہی گئی اسکے آواز دینے پہ رک کیوں گئی اس لڑکی ک انے آنے سے پہلے یہاں سے ایک گاڑی اور ایک بائیک گزری تھی لیکن ایک زخمی کو دیکھ ک وہ بھاگ کھڑے ہوئے کے کہیں انکے گلے ہی نہ پڑ جائے اور یہ لڑکی

اپنے کندھے کے جھنجھوڑے جانے پے اسے احساس ہوا کے وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھی تم کون ہو؟ کیا ہوا ہی تمھیں؟ کیا میں تمہارے گھر والوں کو کال کروں؟ نمبر بتاؤ مجھے اپنا تم سن رہے ہو مجھے وہ اسکو بولنے کا موقع

دیئے بغیر اپنی کہے جا رہی تھی ؟ یا اللہ میں کیا کروا سکا وہ بڑبڑائی تھی سنو تم کچھ بولو گے تبھی تو میں تمہاری ہیلپ کروں گی بولو بھی ؟؟؟؟ اب وہ جھنجھلائی تھی اسکی خاموشی سے

میرا کوئی نہی ہے تبھی اس زخمی وجود کی سرد سی سرگوشی آواز اسکے کانوں سے ٹکرای

اسے بے اختیار خوف محسوس ہوا تھا کیا میں اس سے ہمدردی کر کے غلط تو نہیں کر رہی اسے اپنے خیالوں سے اس زخمی کی آواز نے نکالا تھا

کیا آپ مجھے ہسپتال لے جاینگی ؟ میں اب جینا چاہتا ہوں یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ خود حیران تھا تھوڑی دیر پہلے تک وو یہاں سسک سسک کے مرنے کو تیار تھا اور اب ؟ وہ زندہ رہنا چاہتا تھا لیکن کیوں اس لڑکی کو دیکھتے ہی اسنے زندہ رہنے کا فیصلہ کیوں کر لیا؟ ایک گاڑی والے اور بائیک والے کو اسنے کیوں چپ چاپ گزر جانے دیا اگر اسے جینا ہی تھا وہ اتنا کمزور تو نہیں تھا کے کسی سے مدد کے لئے یوں منت کرتا وہ بھی ایک لڑکی سے

دیکھو میرے ساتھ کوئی چالاکی کی تو جان سے ماردونگی تمہیں سمجھے ہیلپ کر رہی ہوں محسن ہوں تمہاری دھوکہ دیا تو دیکھ لینا ویسے کرنی تو نہیں چاہیے تمہاری مدد لیکن کیا کروں اتنا بڑا دل ہے میرا اسکی بات پے وہ خیالوں سے باہر آیا تھا اب وو اسکو اٹھنے کا کہہ رہی تھی درد کو برداشت کرتے وہ بامشکل اٹھنے کی کوشش کرنے لگا اس لڑکی نے اسکو نوجوان کو اٹھنے میں مدد دی وہ کھڑا ہو چکا تھا لیکن اتنی سی کوشش میں مقابل بری طرح ھانپ چکی تھی

اللہ کیا کھاتے ہو تم؟ وہ ہانپتے ہوے بولی تھی اب وہ اسکا بازو اپنے کندھے پے ڈال کے اسکو گاڑی تک لے کے جا رہی تھی اس سارے وقت میں وہ زخمی چپ رہا تھا نوجوان کو پسنجر سیٹ پے بیٹھا کے اسنے گاڑی اسٹارٹ کی تھی نام کیا ہے تمہارا؟

لڑکی نے سوال کیا تھا؟ نوجوان ہنوز خاموش ہی تھا

میرا نام ہالے سلطان ہے اب تم بتاؤ تمہارا نام کیا ہے ساتھ ہی بڑبڑای تھی نخرہ تو دیکھو

عمر۔۔۔۔۔ عمر ے۔۔۔ حیات وہ نقاہت سے بولا تھا

اب کے ہالے کو شرمندگی ہوئے تھی وہ زخمی تھا اور وہ اس سے کیسے سوال پوچھ رہی تھی

تمھیں درد تو نہیں ہو رہا؟ ہالے نے فکرمندی سے پوچھا تھا

"نہیں" یک لفظی جواب آیا تھا ہم جلدی پہنچ جاینگے ہالے نے اسکو تسلی دی تھی لیکن کافی دیر بعد بھی اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر ہالے بھی خاموش ہو چکی تھی باقی راستہ خاموشی سے کٹا تھا ہسپتال کے دروازے پے پہنچتے ہی وہ بغیر کچھ کہے کار سے اتر گئی تھی 5 منٹ بعد وو عمر حیات کو 2 وارڈ بوئز کے ساتھ آتی دکھائی دی تھی درد اب برداشت سے باہر تھا اسکی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگی تھیں آخری الفاظ جو اسنے سنا تھا وہ یہ تھے

میرا شوہر ہے یہ ڈاکٹر صاحب ایسے کیسے نہیں کرینگے آپ علاج؟

دیکھیں بی بی یہ پولیس کیس ہے ہم پہلے پولیس کو انفارم کرینگے اسکے بعد ہی ہم کچھ کر سکتے ہیں

ور اگر تب تک میر اشوہر مر گیاتو کیا کرینگے آپ ؟؟

یہ آپ کا مسلہ ہے ہمارا نہیں اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے وہ چند لمحے ڈاکٹر کو دیکھتی رہی جب سے وہ آئی تھی تب سے یہی بحث چل رہے تھی اس وقت رات کے 3 بج چکے تھے اب تک نا جانے گھر میں بجو اسکے لئے کتنے جھوٹ بول چکی ہو نگی اب اسکی بر داشت کی حد ختم ہو چکی تھی اور سامنے کھڑا ڈاکٹر اب اپنے فون کے بٹن دبا رہا تھا شاید وہ پولیس کو کال کر رہا تھا اگر پولیس آجاتی تو کیا ہوتا؟ بابا کو پتا چل جاتا کے وہ مدحت (ہالے کی دوست)کے گھر پے نہیں ہے بلکہ سڑکوں کی خاک چھان رہی تھی یہ بھی قبول تھا لیکن وو اس وقت رات کے 3 بجے ایک انجان زخمی آدمی کو اپنی گاڑی میں بٹھا کے ہسپتال لے کے آئی ہے تو اسکی موت پکی تھی اسکا ذہن اب جمع تفریق کر رہا تھا اس سے پہلے کے ڈاکٹر پولیس کو کال کرتا اسنے ڈاکٹر کا فون انکے ہاتھ سے اچک لیا تھا ایک منٹ ڈاکٹر صاحب میں کال کر لیتی ہوں

جیسی اپکی مرضی یہ کہ کے ڈاکٹر آگے بڑھ گئے جب کے ہالے اب اس سوچ میں تھی کے کیا کیا جائے ڈاکٹر سے بحث میں ویسے بھی 10 منٹ برباد ہو چکے تھے اس وقت ایسا کون تھا جو اسکی مدد کرتا؟ بجو اونہوں وہ تو خود اتنی ڈرپوک ہیں مدحت یار اسکا تو آج مایوں ہے فراز اوہ نہیں اسکو تو آتے ہوئے بھی 2 گھنٹے لگ جائنگے کون یہاں جلدی آسکتا تھا اور پھر اچانک اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا ایک شخص اب بھی تھا جو اسکی مدد کر سکتا تھا جو ہالے کے کہنے پے آگ میں بھی کود سکتا تھا اسکا خیال آتے ہی ہالے کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اور اب اسکی انگلیاں ہارون شاہد کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔۔

تقریباً10 منٹ بعد ہارون ہسپتال ک کوریڈور میں آتا دکھائی دیا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں اور بال بکھرے ھوئے وہ یقیناً نیند سے جاگا تھا ہالے کو اپنے سامنے دیکھ کے وہ دوڑتا ہوا اس تک آیا تھا

ہالے تم ٹھیک ہونا؟ تمھیں کہاں لگی ہے؟ تم یہاں کیوں کھڑی ہو ڈاکٹر کہاں ہے؟ تم کیسے کار چل۔۔۔

افففف بس بھی کرو یار میں بلکل ٹھیک ہوں یہ آدمی عمر کی طرف اشارہ کر کے کہا اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے میری کار سے ڈاکٹر سے بات کرو اسکا علاج شروع کرادو پلیز لیکن یہ سب۔۔ یہ سب میں بعد میں سمجھادونگی

اچھا میں ابھی آیا یہ کہہ کے وہ ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھ گیا اور پھر ہالے سلطان نے 5 منٹ بعد دو میل نرسز کو عمر حیات کو آئی سی یو میں لیجاتے ہوئے دیکھا اور آسودگی سے آنکھیں موندلیں لیکن ابھی کہاں

اب بتاؤ مجھے یہ کیا چکّر ہے اپنے عقب سے آتی ہارون کی آواز پے وہ جی بھر کے بدمزہ ہوئی تھی

اس وقت میں بہت تھک چکی ہوں یار بعد میں بتادوں گی وہ کوفت سے بولی تھی

ہالے مجھے پاگل بنانا بند کرو اس لڑکے کو گولی لگی ہے یہ پولیس کیس ہے اب کے اسکی آواز میں غصہ تھا

اچھا یہ تو بتاؤ تم نے اس کھڑوس ڈاکٹر کو کیا بتایا جو وہ علاج کرنے کو تیار ہو گیا ہالے کا انداز ٹالنے والا تھا

میں MNA کا بیٹا ہوں کیا کچھ اور کہنے کی ضرورت تھی؟

یار کتنے مزے ہیں نا تمہارے؟؟؟ وہ اب بھی اصلی موضوع سے بچنا چاہتی تھی

ہالے dont pretend to be innocent مجھے پوری بات بتاؤ

اور اب اس نے ہار مان لی تھی

اچھاسنو میں گزر رہی تھی ایک روڈ سے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر ہالے نے اسکو پوری راوداد سنادی تھی

اور ہارون کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

کافی دیر بعد وہ بولا تو اسکی آواز میں حیرت تھی غصہ تھا بے بسی تھی

How could you do this how dare you halay i can't believe it i just can't

وہ تمہارے ساتھ کیا کچھ نہیں کر سکتا تھا ہالے تم سوچ بھی نہیں سکتیں اسکو گولی لگی ہے وہ گنڈا ہو سکتا ہے دہشت گرد ہو سکتا ہے ریپسٹ ہو سکتا ہے وہ دو منٹ کے اندر تمھیں مار کے تمہاری لاش کو ٹھکانے لگا دیتا اور تمھیں ذرا خوف نہیں آیا تمھیں میرا خیال نہیں آیا ہالے تم۔۔۔

افففف بس بھی کر دووا اسکی بات کاٹ کر بولی تھی میں زندہ سلامت کھڑی ہوں نا تمہارے آگے کچھ نہیں ہوا مجھے

وہ اسکی بات کاٹ کر بولی تھی

بکو مت وہ چلایا تھا

اٹھو ابھی کے ابھی تم گھر جاو گی ابھی اور اسی وقت وہ اسکو بازو سے پکڑتے ہوئے بولا تھا

ہارون میری بات سنو مجھے وہاں رکنا تھا وہ آدمی بس 5 منٹ ورہارون پلیز بات سنو میں اسکو دیکھنا چاہتی ہوں اسکو ضرورت ہو گی اسکے بلز پے کر۔۔۔۔۔

بس ہالے بس اس وقت میرے ضبط کا مزید امتحان نہ لو تم گھر جاو گی وہ لڑکا مرتا ہے تو مرے جہنم میں جاتا ہے تو جائے لیکن تم ہالے تم گھر جاؤ گی اور اب میں تمہاری زبان سے ایک لفظ نہ سنوں انکی بات ابھی آدھے میں تھی

جب انہوں نے ڈاکٹر کو آئی سی یو سے باہر آتے دیکھا وہ دونوں اچھنبے سے انکو اپنے قریب آتے دیکھتے رہے

دیکھیں پیشنٹ کا خون کافی بہہ گیا ہے آپ لوگ فوری طور پہ بلڈ کا انتظام کریں

بلڈ گروپ کیا ہے اس کا ہارون نے بے تاثر لہجے میں پوچھا تھا

او نیگیٹو آپ کو جلدی کرنا ہو گی یہ ارجنٹ ہے ان کو بلڈ کی سخت ضرورت ہے اب کہ ہارون بھی پریشان ہو گیا تھا کچھ بھی ہو وہ ایک انسان تھا اتنا بے حس نہیں تھا کہ کسی کو مرتا دیکھے

آپ ارینج کر دیں ہم پے کر دیں گے ہارون نے حل نکالا تھا

یہ rare بلڈ ہے اس وقت ہم نہیں ارینج کر سکتے آپ کو خود کچھ کرنا ہو گا آپ دونوں میں سے کوئی بھی دے سکتا ہے جس کا بلڈ گروپ میچ ہو جائے

آپ کسی بلڈ بینک سے چیک کر لیں ہارون نے ہمت نہیں ہاری تھی

یہ سب آپ کا کام ہے اس وقت ہسپتال کے بلڈ بینک میں صرف ایک ہی بوتل ہے اس گروپ کی وہ ہم آپ کو تب دے سکتے ہیں جب آپ بدلے میں ایک بوتل ارینج کروادیں اور آپ کے پیشنٹ کی حالت کافی نازک ہے آپ کے پاس پندرہ منٹ ہیں ہمیں بتادیں جلدی

اس پورے وقت میں ہالے بالکل پر سکون سی کھڑی تھی

ڈاکٹر ہمیں بس دو منٹ دے دیں ہالے مطمئن سی بولی تھی ڈاکٹر واپس مڑ گئے تھے

ہارون غور سے ہالے کو دیکھ رہا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ نفی میں سر ہلانے لگا نہیں ہالے ایسا بالکل بھی نہیں ہو گا اپنے ذہن سے یہ سوچ نکال دو

ہارون میرا اور اس کا بلڈ گروپ سیم ہے وہ اب پر جوش سی تھی

بالکل بھی نہیں میں خود جا کے اس کا گلہ دبا دوں گا اگر تم نے ایسا کچھ سوچا بھی تم نہیں دو گی خون سمجھی تم میں یہ نہیں کرنے دوں گا

یار یہ ایک ایڈوینچر ہو گا سمجھو تو سہی میں نے آج تک بلڈ ڈونیٹ نہیں کیا مجھے فیل کرنے دو میں دیکھنا چاہتی ہوں کیسا محسوس ہوتا ہے کسی کو اپنا خون دے کر

ہر گز نہیں یہ نہیں ہو گا میں پتہ کرتا ہوں کسی بلڈ بینک سے میں ارینج کر لوں گا وہ اب چڑ کر بولا تھا

ہالے نے چند لمحے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا ہارون بے بسی سے اس کو دیکھتا رہا اور پھر ہارے ہوئے انداز میں گردن جھکا دی وہ اپنی بات منوانا جانتی تھی

I hate you for this

وہ دبا دبا چلایا تھا ہالے نے گویا سنا ہی نہیں

•

ہالے نے ڈاکٹر سے بات کرلی تھی کچھ ضروری ٹیسٹس کے بعد اب وہ ایک بیڈ پہ لیٹی تھی ایک تیس پینتس سالہ مسیح نرس اس کی کلائی پہ کینولا فکس کررہی تھی وہ جتنی مطمئن تھی ہارون اتنا ہی بے چین

آرام سے لگاؤ تم نے تو بازو سرخ کردیا ہے اسکا وہ نرس کو جھڑک رہا تھا

سر آپ لگالیں آکر اگر اپنی بہن کی اتنی فکر ہو رہی ہے وہ نرس شدید کوفت زدہ نظر آتی تھی ہالے نے اپنی مسکراہٹ دبای تھی

تم مجھے سکھاؤ گی بہن نہیں ہے یہ میری سمجھی تم کام کرو اپنا یہاں لوگوں کے رشتے نہ بنانے لگ جاؤ

شوہر تو ان کے اندر ہیں بھائی ہی ہوں گے نہ آپ مجھے سکھا رہا ہے جیسے دس سال سے یہاں جھک مارتی رہی ہوں میں وہ اب بھی جلی کٹی لگتی تھی

میں تمہاری شکایت کر دوں گا ہسپتال کے انتظامیہ سے دو منٹ کے اندر یہاں سے غائب ہو جاؤ ورنہ اس جاب سے ہاتھ دھولو تم

وہ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی

جیسے جیسے خون کی بوتل بھرتی جارہی ہارون کا دل بیٹھا جارہا تھا یار یہ بہت زیادہ بھر گئی ہے اب کیا سارا خون نکال لیں گے نرس چلو اب اس کو ہٹاو بھی تم لوگ تو قصائی ہی بن گئے ہو

ہارون پلیز تم چپ کر کے نہیں بیٹھ سکتے ہالے کو کوفت ہوئی تھی لیکن جواب ندارد یہ بھی ایک انداز تھا کے وہ ناراض ہے اس سے قریب ایک گھنٹہ بعد ہارون تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ ہالے کے ساتھ چلتا ہوا اپنی کار تک آیا تھا

ہالے کو کار میں بیٹھانے کے بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ پے آ کے بیٹھا تھا اور ہالے بھی خاموشی سے بیٹھ چکی تھی اسکا دل چاہ رہا تھا ہاتھ بڑھا کر میوزک ہی آن کر دے لیکن خود پہ جبر کئے بیٹھی رہی میوزک کے بغیر اسکا ایک منٹ بھی نہیں گزرتا تھا لگا کہ اتنا لمبا سفر کافی دیر خاموشی چھائی رہی اس کے بعد ہارون نے بولنا شروع کیا تھا

میں نے شام تمھیں کال کی تھی تم نے کہا تم مدحت کے گھر رکو گی رات اور رات کے 3 بجے تم مجھے کہتی ہو کے تمہارا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے میں مرنے والا ہو گیا تھا یہ سن کے ہالے یہاں آ کے مجھے کیا دیکھنے کو مل رہا ہے کہ ہالے بی بی ایک انجان آدمی کو اپنا شوہر کہہ کے اسکا علاج کرا رہی ہو اور پھر اس کو بلڈ بھی ڈونیٹ کرنا ہے بی بینے تمھیں کچھ اندازہ ہے اگر وہ لڑکا کچھ کر دیتا؟؟ یا پھر پولیس آ جاتی؟ چلو وہ بھی چھوڑو ہسپتال میں کوئی اکیلی لڑکی سمجھ کے کچھ کر دیتا ؟ ؟ ہالے ہر کوئی بھروسے کے قابل نہیں ہوتا ہے تمھیں پتا ہے پورا راستہ تمہاری سلامتی کی دعا کرتا آیا ہوں میں اور تم

اچھا اب بس کرو اور میری سنو ہالے جیسے بور ہو چکی تھی اس تقریر سے میں نے جب اسکو سڑک پہ دیکھا پہلے میں واقعی ڈر گئی تھی تم سب کا خیال بھی آیا تھا یہ بھی سوچا تھا کے وہ میرے ساتھ برا کر سکتا ہے لیکن صرف 2 منٹ کے لئے میں نے خود کو اسکی جگہ پہ رکھا اور بس میں نے اسکی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور بلڈ ڈونیٹ کرنا

ثواب ہے اور اب اگر تم نے ایک لفظ بھی اور کہا تو میں کار سے اتر جاوں گی اور آئندہ کبھی تمھیں مدد کے لئے نہیں

اچھا اچھا بس اب وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا تھا زیادہ جھانسی کی رانی بننے کی ضرورت نہیں بڑی آئی تمھیں پتا ہے

I am still shocked yaar

تم اسکا خون دیکھ کے بھی نہیں ڈری

اب تم چپ کروگے یا میں یہاں سے کود جاؤں

اچھا relax یہ بتاؤ اب اسکا کرنا کیا ہے

کیا مطلب کیا کرنا ہے اسکا علاج ہوگا اور وہ چلا جایگا جہاں سے آیا تھا تم نے اسکے بلز تو کلئیر کر دیے نا؟

اب اتنا بھی کنگلا نہیں ہوں

اسکی بات پہ وہ ہلکا سا ہنسی تھی اسے ہستے دیکھ ہارون بھی مسکرا دیا تھا

کہاں چھوڑوں اپنے گھر یا مدحت کے؟

مدحت کے گھر چھوڑ دو

اس وقت جاؤ گی برا نہیں لگے گا؟

آج ساری رات جاگنے کا ارادہ تھا وہاں تو کوئی مسلہ نہیں ہو گا ابھی تک سب شغل لگا رہے ہیں میں نے میسج کر کے پوچھ لیا ہے

تم ویک تو نہیں فیل کر رہی ؟

نہیں میں ٹھیک ہوں اینرجی ڈرنک کام دکھا رہی ہے

ویسے تم نے اسکو اپنا شوہر کیوں کہا ابھی تک دل جل رہا ہے میرا وہ اپنے چہرے کے زاویے بگاڑ کے بولا تھا

وہ ہینڈسم ہی اتنا تھا ہالے مسکراہٹ دبا کے بولی تھی

بدلے میں ہارون نے اسکو گھوری سے نوازا تھا

بکو مت

یار میں کیا بولتی مجھے پتا تھا وہ اسکو ایسے ایڈمٹ نہ کرتے کبھی بیچارہ بہت زخمی تھا رحم آگیا مجھے

اتنے میں وہ مدحت کے گھر پہنچ چکے تھے

کل آنا مہندی پہ اوکے ؟

تم نے آج بہت غلط کیا ہے میں اس بارے میں تم سے بات کروں گا کل معاف نہیں کیا میں نے اندر جاؤ اب صبح لینے آؤں گا میں بائے

اچھا صبح وقت پے آجانا ہسپتال چلیں گے میں اسکو دیکھنا چاہتی ہوں

میں ٹانگیں توڑ دوں گا وہ غرایا تھا

اچھا اچھا دیکھ لوں گی تمھیں صبح 10 بجے آجانا اور پھر بغیر اسکی کوئی بات سنے ہالے گیٹ کے اندر چلی گئ تھی

وہ بھی ٹھنڈی سانس بھرتا گاڑی میں جا بیٹھا تھا

اب یہ تو طے تھا کے صبح 10 بجے ہارون شاہد آیگا اور ہالے کو ہسپتال لے جایگا

فجر کی اذان بلند ہو چکی تھی اذان کی آواز سن کر وہ کلمہ پڑھتی اٹھ بیٹھی تھی پیروں میں سلیپر اڑس کر وہ وضو کرنے واش روم میں بند ہو چکی تھی

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلی تو اسکے چہرے سے پانی کے شفاف قطرے ٹپک رہے تھے اسنے جاے نماز بیچھای اور سنّت کی نیت باندھ لی

تھوڑی دیر بعد جب اسنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاے تو اسکے چہرے پہ ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی

یا اللّہ وہ شخص جو میرے دل کا چین ہے اسے جلد میرے سامنے لے آ میرے مالک اس شخص کے علاوہ یہ دنیا بے رنگ ہے آپکو پتا ہے جی چاہتا ہے وہ سامنے بیٹھے اور میں اسکو دیکھتی جاؤں یا اللّہ وہ کیوں ہے اتنا پیارا اسکے الفاظ بے ربط تھے لیکن اگر کوئی اسکی مسکراہٹ دیکھ لیتا تو سمجھ جاتا کے یہ شخص مہرماہ کے لئے ساری دنیا ہے

وہ جاے نماز تہہ کر کے اٹھی بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور ہالے کو کال ملانے لگی

تیسری بیل پے کال ریسیو ہو ہو چکی تھی

السلا معلیکم ہالے کیسی ہو؟اسنے محبت سے پوچھا

مہر پلیز اس وقت سونے دیں کیا صبح صبح آپکو کوئی کام نہیں؟وہ جو ایک گھنٹہ پہلے سوئی تھی مہر کی کال سے بری طرح بیزار ہوئی تھی

جبکہ مہر کے چہرے پے ہنوز نرم سی مسکراہٹ تھی

نماز پڑھلو میری بہن

اچھانہ پڑھ لونگی ابھی میں کال کاٹ رہی ہوں

اور اسنے کال کاٹ بھی دی تھی

مہر نے مسکرا کے سر کو نفی میں ہلایا اور زیر لب کہا

یہ نہیں سدھریگی

اور پھر ناشتہ بنانے چل دی

دوسری طرف ہالے کی نیند خراب ہو چکی تھی

وہ تب تک اذان کو نظر انداز کرتی تھی جب تک اماں یا مہر میں سے کوئی نماز پڑھنے کا کہ نہ دے جیسے ہی کسی نے کہہ دیا لو جی ہالے کا سکون غارت ہو گیا اب جب تک وہ پڑھ نہ لیتی اسکو سکون نہ آتا اسلئے مندی مندی آنکھوں سے اٹھی اور باتھ روم کی طرف چل دی

باہر سے آتا میوزک کا شور بھی ذرا دیر کو تھما تھا

وضو کر کے اسنے نماز پڑھی اسکی نماز بہت لمبی ہوتی تھی وہ نہیں پڑھتی تھی تو نہیں پڑھتی تھی لیکن جب پڑھنے کھڑی ہوتی تو بڑے ہی خشوع و خضو کے ساتھ پڑھتی تھی دعا مانگ کے جب وہ اٹھی تو اسے بے اختیار رات والا واقعہ یاد آیا جھر جھری لے کے اسنے سر کو جھٹکا اور فریش ہونے چل دی کیوں کے نیند تو اب آنی نہیں تھی

ماما ناشتہ تیار ہے مہرماہ نے کچن میں آتی حسینہ بیگم کو اطلاع دی تھی

ہالے کا فون آیا تھا کیا؟ انہوں نے پوچھا

جی ماما اس سے بات ہو گئی ہے

اچھا کب تک آرہی ہے وہ؟؟

شام تک آجایگی

کیوں شام تک کیوں ابھی کیوں نہیں آرہی رات تو رک لی نہ وہاں اب اور کیا چاہیے

ماما چلیں ناشتہ کرتے ہیں پھر بات کرینگے

وہ انکو بھلاتے ہوئے بولی تھی اور پھر واقعی انکا دیہان اس بات سے ہٹا گئی تھی

یوسف سلطان اپنے علاقے کے زمیندار تھے ان کی شادی انکی کزن رفعت آرا سے ہوئی تھی جس سے ان کی تین اولادیں تھیں سب سے بڑے معراج سلطان دوسرے شمس سلطان اور سب سے چھوٹی بیٹی نگین سلطان تھی جس کی پیدائش کے وقت انکی بیوی کی وفات ہو گئی ان کی ان کی وفات کے بعد انہوں نے دوسری شادی نہیں کی جبکہ ان کے بچے بھی کافی چھوٹے تھے انکی ساری اولادوں میں دو دو سال کی عمر کا فرق تھا یوسف

سلطان نے انکی پرورش بہت مشکل مگر بہت اچھے طریقے سے کی تھی انکی پڑھائی اور تربیت سے لے کر انکی شادیوں تک انہوں نے کبھی بھی اپنی مرضی مسلط نہیں کی تھی سوائے نگین کی شادی کے معملے میں

معراج سلطان نے اپنی پسند کی شادی کی حسینہ وجدان سے پسند کی تھی تھیں شمس سلطان کی پسند فروابیگ تھیں جو کہ نگین کی بیسٹ فرینڈ تھی لیکن شادی سے پہلے تک جیسے ہی ان کی شادی شمس سے ہوئی نگین نے ان کو بھابی تو کیا دوست ماننے سے بھی انکار کر دیا تھا یوسف سلطان نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی انہوں نے ساتھ ہی کی تھی حسینہ بہت اچھی بیوی اور بہو ثابت ہوئی تھیں وہ بہت صابر اور شاکر تھیں اللہ نے انکو شادی کے 10 سال بعد اولاد جیسی نعمت سے نوازا تو جہاں سلطان منزل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی وہیں فروابیگم طیش میں آ چکی تھیں حالانکہ اللہ نے انکو شادی کے پہلے ہی سال سفیر سلطان سے نوازا تھا حسینہ جتنی نرم مزاج تھیں فروا اتنی ہی اکھڑ بدتمیز اور کائیاں تھیں

معراج سلطان کی بڑی بیٹی ہالے سلطان جسکی عمر 21 سال تھی انگلش میں ماسٹرز کر رہی تھی اور بیٹا حسن سلطان جسکی عمر 16 سال تھی جو کے میٹرک کر رہا تھا شمس کا بیٹا سفیر سلطان جس کی عمر 30 سال تھی BBA کر کے داداکے کاروبار کو آگے بڑھا رہا تھا تھا یوسف سلطان کی جان بستی تھی اپنے پوتے سفیر اور پوتی ہالے سلطان میں وہ کہتے تھے کے سفیر انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو ہالے انکے دل کا چین ہے وہ جب جب سفیر اور ہالے کو دیکھتے انکا سیروں خون بڑھ جاتا حسن جب بھی یہ محبت کے مظاہرے دیکھتا منہ بنا کے کہتا "ہاں ایک میں ہی سوتیلا ہوں اس گھر میں" اور یوسف صاحب مسکرا دیتے تھے

یوسف صاحب کی سب سے چھوٹی اور محبوب اولاد نگین سلطان نے محبت کی شادی کی تھی یوسف سلطان نے بہت مخالفت کی غصہ 'منت سماجت کیا تھا جو انہوں نے نہیں کر کے دیکھا تھا لیکن وہ ڈٹی رہی اور آخر کار یوسف سلطان انکی ضد کے آگے ہار گے اور انکی شادی وہاج خان سے ہو گئی نگین سلطان نے وہاج کے ساتھ صرف چند مہینے ہی سکون کے گزارے تھے اور پھر لڑائی جھگڑا یہاں تک کے وہ نازو پلی لڑکی کو جانوروں کی طرح مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے اور پھر آخر کار ڈیڑھ سال بعد نگین سلطان طلاق کا کاغذ لئے ایک بیٹی مہر ماہ وہاج کے ساتھ ایک بار پھر سلطان منزل آگئی تھیں دراصل وہاج شراب اور جوا کے عادی تھے نگین سلطان کی صورت انکو ایک بلینک چیک مل گیا تھا شادی کے کچھ ماہ تک نگین انکو روپے دیتی رہی تھیں لیکن جوں ہی انکی جمع پونجی ختم ہوئی لڑائی جھگڑے شروع ھوگے تھے جس محبت کے لئے وہ اپنے بھائی باپ اور گھر چھوڑ کے آیی تھیں وہ تو شاید کہیں دور جا کر سو گئی تھی کبھی کبھی وہ سوچتی تھیں کیا محبت اتنی جلدی ختم ہو جایا کرتی ہے ؟ کیا وہاج کے لئے وہ بس پیسے دینے والی مشین تھیں ؟ کیا انہوں نے بابا کو ناراض کر کے غلط کیا؟ کیا یہ سب ایک سزا ہے ؟اور اگر سزا ہے تو کب ختم ہو گی ؟ کیا پسند کی شادی اتنا بڑا جرم ہے ؟اب انکے پاس سوچنے کو ان گنت مسائل تھے سارا دن وہ یا تو پچھتاتی رہتیں یا پھر سوچتی رہتیں اور اگر اس دوران ایک بار بھی وہاج گھر آجاتے تو انکے معمول میں مار کھانا بھی شامل ہو جاتا اب کوئی اگر انسے پوچھتا پچھتاوا اسکو کہتے ہیں تو وہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر کہتیں "وہاج سے شادی کرنا" اک دن جب پیسے نہ دینے پہ وہاج نے انکو ہنٹر سے مارا تھا تب انکے برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی انہوں نے اپنے چند کپڑے بیگ میں ٹھونسے اور گھر چھوڑنے کے ارادے سے باہر نکلی تھیں

تبھی اچانک انہیں ایک زور دار چکر آیا تھا اور اس سے پہلے کے وہ گر تیں کسی کے مضبوط بازوؤں نے انکو سمبھال لیا تھا

جب انکو ہوش آیا تو خود کو ہسپتال کے بیڈ پہ پایا پاس ہی یوسف سلطان بیٹھے فکر مندی سے اپنی اولاد کو دیکھ رہے تھے اس اولاد سے انہوں نے سب سے زیادہ محبت کی تھی اسکو دیکھ دیکھ کے وہ جیتے تھے خاندان میں کوئی ایسا گھر نہیں تھا جہاں سے نگین سلطان کا رشتہ نہ آیا انکی خوب صورتی کے خاندان میں چرچے تھے لیکن انہوں نے کیا کیا اپنے ساتھ ؟ اپنے بابا کے ساتھ وہ انکے چہرے کے زخموں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھو رہے تھے انکا ہونٹ سوجا ہوا تھا اور ماتھے پے نیل تھے جہاں جہاں سے بازو نظر آرہے تھے وہاں کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا دونوں باپ بیٹی خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے آخر کار یوسف سلطان کی نم آواز نے اس خاموشی کو توڑا تھا

کب سے برداشت کر رہی ہو یہ سب ؟ انہوں نے ضبط سے پوچھا تھا

چار ماہ سے نگین نے سپاٹ سے لہجے ں میں جواب دیا تھا

کیوں ؟ دوبارہ سوال ہوا تھا

پیسے مانگتا ہے کہتا ہے باپ سے لے کے آؤ وہ اب بھی جذبات سے عاری لہجے میں بولی تھیں

توتم کیوں نہیں آیی مرے پاس؟

میں نگین سلطان ہوں بابا میری انا اتنی اونچی ضرور ہے کے میں بھوکی مرنا پسند کروں گی میں دن رات کی مار برداشت کرلونگی لیکن مانگ کے نہیں کھاوں گی

وہ بے بسی سے بس اسکو دیکھ کے رہ گیے تھے

مجھ سے بات کر لیتی مجھے بتا دیتی کیا مجھ پہ بھروسہ نہیں تھا؟

بابا آپ جانتے ہیں میں اپنی غلطی مان لیتی ہوں بچپن سے اور خود کو اسکی سزا بھی خود ہی دیتی ہوں ابھی میری سزا کا وقت ہے جب یہ سزا ختم ہوگی تب پوری دنیا دیکھیگی میں (انگلی سے اپنے سینے پہ دستک دی) نگین سلطان اسکا کرتی کیا ہوں فلحال مجھے سزا کاٹنے دیں بابا۔۔۔۔۔۔

اور اس معصوم وجود کا کیا قصور ہے اسکے لئے کونسی سزا منتخب کی ہے تم نے ؟

اسی وقت حسینہ ہسپتال کے روم میں داخل ہوئی تھیں

نگین نے ناسمجھی سے باپ کو دیکھا اور یوسف سلطان کے صبر کی حد ختم ہوچکی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکل گئے تھے

بھابی یہ بابا کیا کہہ رہے تھے

حسینہ بیگم نے افسوس سے اپنی نند کی یہ حالت دیکھی تھی کیا تھی وہ اور کیا ہوگئی تھی

تم ماں بننے والی ہو

حسینہ نے انکے سر پہ بم پھوڑا تھا

وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اپنی بھابی کو دیکھنے لگی تھیں

بھابی یہ کیا یہ سچ ہے جو آپ نے ابھی کہا کیا یہ ؟یا اللہ میں کیسے بے خبر رہی ؟بھابی میرا بچا ٹھیک تو ہے نا؟مطلب آج جو کچھ ہوا اسکے بعد ؟(وہ خود کو پڑنے والی مار کو "جو کچھ ") کا نام دے رہی تھیں بھابی کچھ بولیں نا؟وہ انکے منہ سے کچھ سننے کو بیتاب تھیں

ہاں یہ سچ ہے لیکن تم اتنی خوش کیوں ہو رہی ہو اسنے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا ہے اسکے باوجود تم اسکا بچہ پیدا کروگی؟ آج اگر بابا تمھیں یہاں نہ لے کر آتے تو یہ بچہ ہوتا ہی نہیں اور تم نے۔۔۔۔۔

بھابی بس چپ ہو جائیں بہت سن لیا میں نے وہ بولی نہیں تھی غرآئی تھیں اپکی ہمّت کیسے ہوئے یہ سب کہنے کی ؟

آپ میرے بچے کو مارنا چاہتی ہیں آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں ؟یہ خون ہے میرا اور اگر کسی نے بھی اسکو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو میں بھول جاوں گی میرا اس سے رشتہ کیا ہے

اور یہاں انکی آواز کانپی تھی غصے سے بے بسی سے

حسینہ بیگم کو خود بھی احساس ہو گیا تھا کے وہ کیا کہہ بیٹھی ہیں

I am sorry مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا

حسینہ بیگم نے شرمندگی سے کہا تھا اور کمرے سے باہر چلی گئیں

اسکے بعد بابا کی لاکھ منع کرنے بھائیوں کے لاکھ دلاسوں کے باوجود وہ ایک پل کو وہاں نہیں رکی تھیں

گھر آ کے انہوں نے وہاج کو سب بتادیا وہ بہت خوش ہو گ ئے تھے انہوں نے نگین کو مارنا چھوڑ دیا تھا اسکا خیال رکھنے لگے تھے وہ ان سے اتنی محبت کرتے کے وہ خود حیران تھیں کیا یہ چند ماہ پہلے والا وہاج ہے ؟دن سکوں سے گزر رہے تھے وہاج نے ان سے لڑنا تک چھوڑ دیا تھا

وہ بس اس دنیا میں نئے آنے والے وجود کے لئے دیوانے ہوئے جارہے تھے زندگی یکدم پر سکون ہو گئی تھی

یوسف سلطان اس دن اپنے دونوں بیٹوں اور داماد کے ساتھ شہر سے باہر کسی مذہبی اجتماع میں شرکت کرنے گئے تھے جب نگین کے یہاں بچے کی پیدائش کا وقت قریب آ گیا تھا حالانکہ ابھی کچھ دن باقی تھے حسینہ نے وہاج کو کال کر کے سب بتادیا تھا ان کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے وہ جلد از جلد اپنی بیوی کے پاس اس مشکل وقت میں پہنچنا چاہتے تھے لیکن اس وقت نگین کو ہسپتال لے جانا زیادہ ضروری تھا انہوں نے حسینہ بیگم سے کہہ دیا کے وہ نگین کو ہسپتال لے جائیں وہ جلد ہی پہنچ جائیں گے یوسف سلطان اور ان کے دونوں بیٹے بھی از حد پریشان ہو چکے تھے کیوں کے اس وقت گھر میں صرف نگین اور حسینہ تھیں وہ سب اسی وقت گھر کے لئے روانہ ہو چکے تھے

حسینہ بیگم نے بہت مشکل سے نگین کو سمبھالا تھا فروا بھی گھر پہ نہیں تھیں ان کے بھائی کی بیوی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہ بھی ہسپتال میں تھیں انہوں نے اپنی بھابی کو بھی اسی ہسپتال آنے کا کہا حسینہ کو بھی یہ مشورہ درست لگا

تھا انھوں نے فوری طور پہ ایمبولینس کو کال کی تھی اور ان کو لے کے ہسپتال آ گئی تھیں آدھے گھنٹے بعد ہی یوسف سلطان کو دو خبریں ملی تھیں

نگین کے یہاں بیٹی ہوئی تھی اور فروا بیگم کی بھابی اس دنیا سے جا چکی تھیں

فروا پہ تو گویا آسمان ٹوٹ پڑا تھا دو ماہ پہلے ان کے بھائی ایک دھماکے میں شہید ہو چکے تھے اور اب بھابی ماں باپ تو ان کی شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پا گئے تھے بھائی دو ماہ قبل جگر کے عارضے کی وجہ سے فوت ہو گئے تھے اان کے بھائی اپنی بہن پہ جان دیتے تھے انکی بھابی بھی بہت اچھی ثابت ہوئی تھیں فروا کا غم بہت بڑا تھا سلطان منزل کے سب مکینوں نے فروا کی ہر طرح سے دل جوئی کی تھی وقت پر لگا کے اڑ رہا تھا وہاج اور نگین کو تو مہر ماہ کی صورت ایک نئی زندگی مل گئی تھی یوسف سلطان کے اندیشے بھی کم ہو گئے تھے نگین کو خوش دیکھ کے وہ بھی خوش ہو گ ۓ تھے گو کہ انہوں نے وہاج کو معاف نہیں کیا تھا لیکن اپنی بیٹی کی خوشی میں خوش تھے

اور پھر چار ماہ بعد نا جانے ایسا کیا ہوا تھا کے نگین طلاق کا داغ سر پہ سجا کے اپنا سب کچھ لٹا کے باپ کے در پہ آن پڑی تھیں

یوسف سلطان یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکے تھے انکو ہارٹ اٹیک ہوا تھا لیکن وہ بچ گئے تھے

نگین کو اس حادثے کے بعد چپ سی لگ گئی تھی نا ہستی نہ بولتی تھیں کئی کئی گھنٹے چپ چاپ پڑی رہتیں کوئی ایک ہزار دفع بھائی اور بھابھیوں نے طلاق کی وجہ پوچھی تھی لیکن انکی چپ نہیں ٹوٹی تھی

مہرماہ کو حسینہ بے گم نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا وہ انکو ماما کہتی تھی

اسی طرح آٹھ سال گزر گئے اسی وقت میں اللہ نے حسینہ بیگم کو ہالے سلطان سے نوازا تھا لیکن انکی محبت مہرماہ سے کم ہونے کے بجائے اور بڑھ گئی تھی یہی حال فروا کا بھی تھا انہوں نے بھی مہرماہ کو بالکل سفیر جیسا پیار دیا تھا ان کو جتنی نفرت نگین سے تھی اس سے کئی زیادہ محبت مہر سے تھی

ان آٹھ سالوں میں بھی نگین کی چپ کا روزہ نا ٹوٹا تھا البتہ وہ ہالے کو اپنی گود میں لے کے گھنٹوں اسسے باتیں کرتی تھیں

اسی طرح ایک دن ہالے کو سخت بخار ہو گیا تو حسینہ بیگم کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے کیوں کے معراج گھر پہ نہیں تھے اور شمس اور یوسف صاحب حج پہ گئے ہوئے تھے بھابی کی حالت دیکھتے ہوئے نگین نے ہالے کو اٹھایا اور ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا

حسینہ حیرت سے انکی کاروائی دیکھ رہی تھیں ان آٹھ سالوں میں نگین ایک بار بھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھیں خیر اپنی حیرت کو جھٹکتی وہ بھی انکے ساتھ ہسپتال کی جانب چل دیں

ہالے کا چیک اپ ہو گیا تھا اور اب دو سالہ ہالے پھپھو کی گود میں تھی گاڑی تھوڑی ہی دور گئی تھی کے بری طرح ٹریفک میں پھنس چکی تھی قریب آدھے گھنٹے وہاں پھنسے رہنے کے بعد کہ اچانک ہالے کی نظر سڑک کے پار بلی کے بچوں پہ پڑی تھی سفید اور بھورے پیارے سے بلی کے بچے اور اب اسنے اس طرف اشارہ کر کر کے رونا شروع کر دیا تھا ہالے بہت ضدی تھی وہ کبھی بھی اس طرح چپ نہ ہوتی ٹریفک جام تھا اسلئے حسینہ بیگم نے

ڈرائیور سے ایک بلی کا بچہ اٹھا کے لئے لانے کو کہا لیکن نگین نے اچانک سے کہہ دیا کے وہ خود جا کے لے آئینگی اپنی ہالے کے لئے پہلے تو حسینہ بیگم نے روکنا چاہا لیکن پھر کچھ سوچتے ہوئے چپ چاپ انہیں جانے دیا

(یہ شاید انکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی)

نگین نے ہالے کو حسینہ بیگم کو تھمایا اور سڑک کے اس طرف چلی گی تھیں

ایک پیارے اور سب سے چھوٹے بچے کو لے کے وہ جونہی مڑی تھیں اسی وقت ٹریفک چل پڑی تھی وہ گاڑی کی کھڑکی سے جھانکتی مسکراتی ہوئی ہالے کو دیکھ کے خود بھی مسکراتی ہوئی گاڑی کی جانب آرہی تھیں کے اچانک ایک تیز رفتار ٹرک آئی تھی اور انکو کچلتی ہوئی چلی گئی تھی

حسینہ بیگم چند لمحے پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتی رہیں (ڈرائیور تب تک نیچے اتر کے بھاگتے ہوئے حادثے کی جگہ پہ پہنچ چکا تھا اب وہ شاید ایمبولنس کو کال کر رہا تھا) انہوں نے وہاں سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن انکا جسم ہلنے سے انکاری تھا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے انہوں نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور اندھا دھند بھاگتے ہوئے نگین تک پہنچی تھیں لوگوں کے رش کو چیرتے ہوئے وہ اب انکے پاس پہنچ چکی تھیں گھٹنوں کے بل انکے قریب بیٹھ کے وہ اب نگین سے کچھ کہہ رہی تھیں اب وہ انکا چہرہ اپنے گھٹنے پہ رکھ کے انکو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں انکی آنکھوں سے آنسوں گر رہے تھے وہ رو رہی تھیں بے تحاشا رو رہی تھیں

بھابھ۔۔۔بھابی نگین سلطان کی ٹوٹی پھوٹی آواز سنائی دی تھی جی بھابھی کی جان میں تمھیں کچھ نہیں ہونے دوگی تم اٹھو ہمّت کرو

اتنے میں ایمبولنس کی آواز بھی قریب آنے لگی تھی

ایمبولنس کب آئی نگین کو کب اس میں ڈالا گیا ہالے کہاں تھی ڈرائیور ان سے کیا کہہ رہا تھا انکو کچھ پتا نہیں تھا انکو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ رو رہی تھیں اور بس رو رہی تھیں

اا پ ۔۔۔ اپ سس سب پو چھ پو چھتے تھ ۔۔۔۔۔۔ تھ تھے ن نا ک کے اسنے مجھے کیوں طلاق دی وہ بہت تکلیف سے بول پا رہی تھی

جیسے ہی وہ ایمبولنس میں آ کے بیٹھی تھیں انکو نگین سلطان کی ٹوٹی پھٹی آواز حواسوں میں لا ئی تھی

نگین میرا بچہ تم چپ رہو بس مجھے کچھ نہیں سننا تم ٹھیک ہو جاؤ گی

بھابی اسنے کہا کہ وہ توڑ توڑ کے لفظ ادا کر رہی تھیں

(اب وہ بلا ارادہ اپنا چہرہ نگین کے پاس لے آی تھیں)

بھب ۔۔۔ بھی آ ۔۔۔ ج پل ۔۔ پل یز مجھے بول ۔۔۔۔۔ نے ۔۔۔ دیں

وہ تکلیف اور بے بسی سے لفظوں کو توڑ توڑ کے ادا کر رہی تھیں

اچھا میں سن رہی ہوں میرا بچہ میں سب سنوں گی

اسنے کہا کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگلے 2 منٹ نگین سلطان مسلسل بولی تھیں اور حسینہ کو اپنے چند لمحے قبل بولے گے الفاظ پہ جی بھر کے پچھتاوا ہوا تھا (میں تمھیں سنوں گی) نگین سانس لینے کو رکیں تھیں

نگین سلطان نے گویا حسینہ کی روح نکال دی تھی وہ الفاظ "الفاظ" نہیں تھے کوڑے تھے جو حسینہ بیگم کو لگے تھے

نگین چپ ہو جاؤ وہ خدا کے لئے حسینہ بدقت بول پائی تھیں

لیکن نگین نہیں سن رہی تھی وہ بس بول رہی تھیں

(اتنے میں وہ ہسپتال پہنچ چکے تھے

حسینہ کا دل چاہا تھا کے وہ نگین کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اسکو چپ کروادیں لیکن انہیں اپنے ہاتھ بے جان محسوس ہوئے تھے

میں کیا بتاتی بھابی۔۔۔۔۔۔۔ نگین اب بھی بول رہی تھیں بلکہ وہ بول نہیں رہی تھیں ایک پگھلا ہوا سیسہ تھا جو وہ آج اپنی بھابی کے کانوں میں انڈیل رہی تھیں

اور پھر وہ چپ ہو گئی تھیں نگین سلطان چپ ہو چکی تھیں شاید ہمیشہ کے لئے

(چھ سال انہوں نے اس پل کا انتظار کیا تھا کے نگین انکو کچھ بتا دے لیکن بے سود آج انکی خواہش پوری ہوئی تھی لیکن کیا انہوں نے یہ چاہا تھا کے انہیں یہ سب اس طرح پتا چلے)

نگین سلطان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں آخری لفظ جو انہوں نے کہا تھا وہ تھا

"میری بیٹی"

کوئی اب نگین کو اسٹریچر پہ لٹا رہا تھا کوئی انکو دلاسا دے رہا تھا کوئی ان سے ان کے گھر کے کسی مرد کا نمبر پوچھ رہا تھا پوچھ رہا تھا لیکن انکو کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی انکو ان لوگوں کے بس ہونٹ ہلتے معلوم ہو رہے تھے ایک آواز تھی جو اب بھی کانوں میں گونج رہی تھی

(حادثے کی جگہ سے کچھ مرد اور عورتیں انکے ساتھ ہسپتال تک آے تھے اکیلی عورتیں سمجھ کر)

بھابی اسنے کہا کہ اور بس اس آواز کے بعد کوئی آواز نہ آتی تھی نگین کے سوا اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا

(لوگ انکو تسلی دے رہے تھے کے انکی عزیز نند ٹھیک ہو جائیں گی لیکن حسینہ کو نا جانے کیوں یہ لگا تھا کے آج کے بعد وہ نگین کی آواز نہیں سن پائینگی

جاتے جاتے تم مجھے یہ کس راز سے آشکار کر گئی ہو انہوں نے خود کو کہتے سنا تھا

(حسینہ وجدان نہیں جانتی تھیں کے یہ راز نہیں چابک ہے اور اگلے کئی سال انکو یہ چابک کھانا ہو گا چپ چاپ)

نگین کو ہسپتال لایا جا چکا تھا لیکن ڈاکٹر نے انکو دیکھتے ہی کہہ دیا تھا

we are sorry she is no more

اگر آپ تھوڑی دیر پہلے آ جاتے تو شاید کچھ ہو سکتا (جو دو عورتیں انکے ساتھ تھیں وہ اب حسینہ بیگم کو سمبھال رہی تھیں) معراج سلطان کو ڈرائیور نے کال کر دی تھی کون کون آیا نگین اور انکو کب گھر لآیا گیا انکو کچھ یاد نہیں تھا مہر ماہ کہاں ہے ہالے کیوں رو رہی ہے انکو کچھ پتا نہیں تھا وہ ذہنی طور پہ اب بھی اس سرد سی ایمبولنس میں نگین سلطان کو بولتے ہوئے سن رہی تھیں

نگین کو گئے 10 روز ہو چکے تھے

یوسف سلطان آج واپس آے تھے بیٹی کے غم نے انکو توڑ کے رکھ دیا تھا انکو دورے پڑنے لگے تھے نشہ آور دوایوں کے زیر اثر جب تک رہتے تب تک نارمل رہتے تھے لیکن جیسے ہی ہوش میں آتے نگین ۔۔میری بیٹی میری بچی چلاتے رہتے ہر آنے جانے والے سے پوچھتے کیا تم نے میری بیٹی کو دیکھا ہے میری نگین کو دیکھا ہے کوئی اسے لا دو کوئی میری بچی کو لا دو کھانا پینا ترک کر دیا تھا جب بھی کوئی کہتا یا سمجھاتا کے نگین نہیں رہی تو ہزیانی انداز میں چیخنے لگتے

تم سب جھوٹے ہو وہ کیسے مر سکتی ہے میں نے اسکی لاش نہیں دیکھی میں نے اسے دفنایا نہیں ہے وہ نہیں مر سکتی تم سب کے سب اس وہاج کے ساتھ ملے ہوئے ہو اسی نے میری بیٹی کو مجھ سے دور کیا ہے اللّہ غارت کرے اسکو اللّہ برباد کرے اسکو میری بچی کو کھا گیا اللّہ اسکو چین نہ نصیب کرے اللّہ اس پہ یہ زمین تنگ کر دے اسی طرح چیختے چلاتے بیہوش ہو جاتے

معراج اور شمس سلطان بھی غم سے چور تھے لیکن انکو بہادر بننا تھا انکو حوصلہ رکھنا تھا وہ رو نہیں سکتے تھے نہ بابا کی طرح بددعا دے کے اپنا دل ہلکا کر سکتے تھے وہ اس غم کو اندر ہی اندر سہنے پہ مجبور تھے سفیر اور مہر بھی اس حادثے کے بعد سہم سے گئے تھے

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر جاتا ہے کسی کے زخم بھریں یا ادھڑیں وقت کسی کے لئے نہیں رکتا یوسف سلطان اب بہتر ہو رہے تھے اور وجہ تھی "ہالے سلطان" وہ ہو بہو نگین تھی یوسف سلطان گھنٹوں اس میں اپنی

نگین کو دیکھتے اور اب تو یہ حالت تھی کے اسکو دیکھے بغیر وہ کھانا تک نہ کھاتے ہالے انکا مرہم تھی وہیں مہر کو وہ نظر اٹھا کے بھی نا دیکھتے جہاں وہ دکھ جاتی چپ چاپ وہاں سے چلے جاتے وہ بولتی تو ہاں یا ناں میں جواب دیتے انکی حالت کے پیش نظر کسی نے بھی انسے اس بارے میں بات نہیں کی مہر کی پرورش کا ذمہ مکمل طور پہ حسینہ اور معراج نے لے لیا تھا اور اسکو اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا

حال

تم نے ہالے سے کال کر کے پوچھا ہے وہ کب آ رہی ہے ؟

ناشتے کے دوران یوسف سلطان نے معراج صاحب سے پوچھا تھا

جی بابا پوچھ لیا تھا وہ شام تک آ جائے گی انہوں نے جواب دیا تھا

نہیں اس سے کہو یونیورسٹی جانے سے پہلے مجھ سے مل کے جائے

لیکن وہ نہیں آ سکتی بابا اسنے کہا تھا کہ ۔۔۔۔

میرے معملات میں دخل مت دیا کرو فروا انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بابا کی نرم مگر دوٹوک آواز سنائی دی تھی

معراج تم سفیر کو کال کر کے پوچھو کب تک ہو گا اسکا کام مکمل اور اسکو یہ بھی کو کہہ دو ویک اینڈ پہ گھر چکر لگائے بات ہوئی تھی میری بابا اگلے مہینے تک ہو جایگا سب کچھ دراصل لیگل معملات میں کچھ وقت تو لگ ہی جاتا ہے اور وہ پرسوں آ رہا ہے

اتنے میں معراج صاحب کا فون بجا تھا اور وہ معذرت کرتے اٹھ گئے تھے

معراج سلطان ہائی کورٹ جج تھے جبکہ شمس سلطان نے اپنے بابا کے کاروبار کو آگے بڑھاتے ھوئے لیدر امپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار میں اپنی قسمت آزمائی تھی جو کے انکے لئے بہت اچھا ثابت ہوا تھا اب وہ شہر کے مشہور کاروباری شخصیت تھے اور بابا انکے کام سے بہت خوش تھے سفیر سلطان نے بھی پڑھائی مکمل کر کے بابا کے ساتھ بزنس جوائن کر لیا تھا اس نے 4 سال قبل اسلام آباد میں اپنی کمپنی کی ایک اور برانچ کھولی تھی جس کی وجہ سے وہ اسلام آباد ہوتا تھا اور ہر پندرہ دن یا مہینے بعد گھر آتا تھا اور یوسف سلطان کو سفیر کی ایک یہی بات پسند نہیں تھی

نگین کی موت کے بعد بابا نے بہت مشکل سے خود کو سمبھالا تھا اب وہ کافی حد تک چڑچڑے ہو چکے تھے لیکن ہالے اور سفیر انکو بہت اچھی طرح ڈیل کر لیتے تھے وہ جب تک ہالے کو نہ دیکھتے انکا دن نہیں شروع ہوتا تھا اب انھوں نے سفیر کو اسلا آباد چھوڑ کے کراچی شفٹ کا حکم دیا تھا جس کو ماننے کا سفیر پابند تھا وہ خود بھی گھر سے دور رہ کے تھک چکا تھا اسلئے اپنے ایک دوست کے ساتھ شراکت کرتے ہوئے اسلام آباد والی برانچ اسکے حوالے کر کے آج کل کراچی آنے کو پر تول رہا تھا

مدحت کے کمرے میں بیٹھی ہالے اپنے موبائل پہ سکرولنگ کررہی تھی جب اسکو معراج سلطان کی کال موصو ل ہوئی تھی اسنے حیرت سے موبائل کو دیکھااور کال اٹینڈ کی تھی

خیریت ہے جج صاحب ایک گھنٹے میں دو دو کالز کیا گزارا نہیں ہورہا بیٹی کے بغیر؟ یا پھر کوئی مجرم نہیں ملا آج کی تاریخ میں سزا سنانے کو؟ کال اٹینڈ کرتے ہی انکو کچھ بولنے کا موقع دیئے بغیر وہ شوخی سے بولی تھی

آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے کے جج صاحب کو آپکی کوئی یاد نہیں آرہی اور ناہی شہر میں مجرموں کا قحط پڑا ہے بلکہ آپکے دادا صاحب کا حکم ہے کے آپ یونی جانے سے پہلے ان سے مل کے جاینگی اور ہالے کا جواب سنے بغیر کال کاٹ دی تھی

لیکن بابا میری بات تو سن۔۔۔۔ ہیلو ہیلو بابا شٹ یار کال کیوں کاٹ دی

مجھے ہسپتال جانا تھا پہلے اور اب یہ نیا حکم

اسنے کال لوگ کھولی اور ہارون شاہد کا نمبر ڈائل کرنے لگی ساتھ ہی کچھ بڑبڑا رہی تھی

ہیلو ہارون کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تھی

مدحت کے گھر پہنچو دس منٹ کے اندر ہالے نے حکم صادر کیا تھا

For your kind information

یہ تمہارے ڈرائیور کا نہیں ہارون شاہد کا نمبر ہے ایم این اے کے بیٹے ہارون شاہد کا بات آئی دماغ میں یا نہیں ؟ وہ جل کے بولا تھا

(جبکہ پھرتی سے اپنے بستر سے اٹھ کے اب باتھ روم کی طرف جا رہا تھا تو یہ طے تھا کے ہارون شاہد ہالے سلطان کو منع نہیں کر سکتا)

And for your kind information

ہارون شاہد صاحب میری گاڑی رات ہسپتال سے تمہارے گارڈز لے کے گیے ہیں وہ بھی تمہارے کہنے پہ

اور اگر میں۔۔۔

رائل بلیو شرٹ پہن کے آنا وہی جو میں نے دی تھی اچھی لگتی ہے تم پہ اسکو بولنے کا موقع دیئے بغیر ہالے اپنی بات کر کے کال کاٹ چکی تھی (اگلے کی بات سنے بغیر کال کاٹنا شاید ان باپ بیٹی کا پسندیدہ کام تھا)

جب کے دوسری طرف ہارون کلستارہ گیا تھا اور جل کے بڑبڑایا تھا

وہ رائل بلیو نہیں نیوی بلیو ہے ہو نہہ

ہارون ہالے کے ماموں شاہد حسین کا بیٹا تھا ہالے کا اوور پوزیسو بیسٹ فرینڈ وہ اسکے قریب کسی بھی انسان کو برداشت نہیں کرتا تھا یہاں تک کے اسنے ہالے سے کہہ رکھا تھا کے ہالے سے شادی بھی وہ ہی کریگا (جس پہ ہالے نے اسکو بھگا بھگا کے مارا تھا) وہ کہتا تھا کے اگر ساری دنیا بھی اسکو چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد بندہ ہو گا جو ہالے کے ساتھ کھڑا رہے گا اسکی اور ہالے کی عمر میں تین سال کا فرق تھا لیکن ہالے اسکو برابر خوار کرواتی تھی ہارون کی ماں نے معراج سلطان اور حسینہ بیگم سے ہارون کی خواہش پہ اسکے اور ہالے کے رشتے کی بات کر رکھی تھی جس کے جواب میں انہوں نے ہالے کی پڑھائی ختم ہونے تک کا وقت مانگ رکھا تھا البتہ انہوں نے

کہیں اور رشتہ نہ کرنے کی یقین دہانی ضرور کروادی تھی ہالے اور ہارون اس بات سے واقف تھے لیکن ان دونوں کے درمیان ایسی کوئی بات فلحال نہیں ہوئی تھی

پندرہ منٹ بعد جب ہالے گیٹ سے باہر نکلی تو اسکو ہارون گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا تھا اسکی آنکھیں اب بھی سرخ تھیں شاید اسکی نیند پوری نہیں ہوئی تھی اسنے وہی بلیو شرٹ پہن رکھی تھی اور اسکے نیچے نیلی جینز وہ بہت ہینڈسم تھا 5فٹ 9انچ قد ہلکا سانولا رنگ کسرتی بدن اور سرمئی آنکھوں والا ہارون شاہد کافی اچھا دکھتا تھا اسکا حلیہ لاپرواہ سا تھا

جبکہ ہالے نے اسکے برعکس سیاہ لمبی قمیض کے ساتھ سیاہ ہی پاجامہ پہن رکھا تھا اور گلابی دوپٹہ کندھے پہ جھول رہا تھا ہلکا میک اپ کھلے ہوئے بال اسکا حلیہ کہیں سے بھی لاپرواہ نہیں تھا ہالے کا رنگ گورا تھا بے تحاشا گورا بڑی بڑی سیاہ آنکھیں ناک کٹاؤ دار ہونٹ اور کمر سے تھوڑا اوپر تک آتے سیدھے بھورے بال وہ حسین تھی بے تحاشا حسین بلکل نگین کی طرح وہ ہو بہو نگین سلطان کی کاپی تھی پہلی بار دیکھنے والے اسکو نگین ہی کی بیٹی سمجھتے تھے

ہارون غصے سے اسکو گھور رہا تھا ہالے نے قریب پہنچ کے اسکے پیٹ پہ زور سے مکا مارا تھا وہ بلبلا کے رہ گیا تھا

!!یہ کیا کیا ظالم وہ چلایا تھا!!

رات مجھ پہ غصہ کرنے اور ابھی لیٹ آنے کا انعام

ہالے سکون سے بولی تھی

دیکھ لونگا میں تمھیں ہالے

ہاں تو دیکھو کس نے منع کیا ہے وہ جلتا بھنتا گاڑی میں آ کے بیٹھا تھا اور 20 منٹ بعد ہالے کے ساتھ اسکے گھر میں داخل ہوا تھا

ہالے جلدی سے دادا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی یوسف صاحب اسے دیکھ کے جیسے کھل اٹھے تھے

دادا کی جان آ گئی میری بیٹی انکا لہجہ محبت سے چور تھا دادا یہ کیا بلیک میلینگ سٹارٹ کر دی ہے اپنے پتا ہے کس طرح بھاگی بھاگی پہنچی ہوں میں وہ خفا خفا سی بولی تھی جبکہ اسکے اس طرح خفا ہونے پہ بھی دادا جان کھل کے مسکرادئے تھے

میرا بچہ دادا نے اپنے بازو وا کئیے تھے نگین بھی بلکل اسی طرح خفا ہوتی تھی

(ہالے کے ساتھ بات کرتے ہوئے انکی ہر دوسری بات نگین پہ ختم ہوتی تھی)

وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے انکے سینے سے لگی تھی

پھر تھوڑی دیر تک وہ دونوں باتیں کرتے رہے تھے اسکے بعد ہالے ہارون کے ساتھ یونیورسٹی کے لئے روانہ ہو چکی تھی 2 بجے وہ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ہارون اسکو پک کرنے آ گیا تھا

تم کیوں آ گیئے میری کار بھجوا دیتے سیٹ بیلٹ لگاتی ہالے نے اس سے پوچھا تھا

اگر تمھیں لگتا ہے اس غنڈے کے پاس میں تمھیں اکیلے جانے دیتا تو تم غلط ہو کزن صاحبہ وہ تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا

کیوں تم میرے بھائی ہو یا باپ ؟

دونوں نہی البتہ مستقبل کا شوہر ضرور ہو سکتا ہوں وہ سکون سے بولا تھا

دل کے بہلانے کو غالب خیال اچھا ہے وہ طنز کرتے ہوئے بولی تھی

اتنے میں ہالے کو مدحت کی کال آگئی تھی تو ہارون چپ ہو گیا تھا

(جانتا تھا اب یہ کال ہسپتال پہنچنے کے بعد ہی بند ہو گی)

ہسپتال پہنچ کے ہالے نے کال ڈسکنیکٹ کی تھی اور گاڑی سے اتر گیئ تھی

آئ سی یو کے باہر وہ دروازے کے بیچ میں کھڑا ہو چکا تھا اب کیا ہے ؟ہالے بری طرح جھنجھلائی تھی

ہالے یہ پہلی اور آخری بار ہے آج کے بعد میں تمھیں یہاں نہ دیکھوں آج یہاں سے واپس جاتے ہوئے تم یہ بھول جاؤ گی کہ کل رات تم کسی زخمی کو ہسپتال لے کے آیی تھی یا تمہارا اس سے کوئی بھی واسطہ ہے وہ زندہ ہے یا مر گیا اس بات سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہو گا تم یہ بات بھول جاؤ گی کے کل کی رات تمہاری زندگی میں آئی بھی تھی سمجھ میں آگیا؟

کچھ دیر پہلے والی شوخی اب مفقود تھی وہ آنکھوں میں گہری سنجیدگی لئے ہالے کو دیکھ رہا تھا

ہاں یار سمجھ آگیا ہے مجھے اب جان چھوڑ بھی دو ایک کام کیا کر دیا دماغ خراب کر دیا ہے بھلا میرا اسسے کیا واسطہ ہو گا)

وہ جب اندر داخل ہوئی ڈاکٹر اسکا چیک اپ کر رہے تھے اسکو دیکھتے ہی طنزیہ مسکراتے ہوئے کہنے لگے

ویلکم میڈم ویلکم رات آپ اپنے شوہر کو اس حالت میں چھوڑ کے چلی گئیں یہ بیچارے صبح سے آپ کا پوچھ رہے تھے اپنی طرف سے وہ اپنا بدلہ لے چکے تھے

(اب ان بیچارے کا بھی کیا قصور تھا ہارون نے انکو پیسوں کے نام پہ ایک دھیلا بھی نہیں دیا تھا الٹا انکو ڈرا دھمکا کے ایک ایسے انسان کا علاج کروایا تھا جو کے سیدھا سیدھا پولیس کیس تھا)

ڈاکٹر صاحب آپ جاسکتے ہیں ہارون چبا چبا کے بولا تھا ڈاکٹر کھسیانی سی ہنسی ہنستا وہاں سے جا چکا تھا

ہالے نے ہارون کو ایک نظر دیکھا تھا وہ اسکا اشارہ سمجھ چکا تھا

پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس جو بات کرنی ہے کر لو وہ باآواز بلند کہتا وہاں سے جا چکا تھا

(اس سارے وقت میں عمر حیات نے بس ہالے سلطان کو ہی دیکھا تھا بغیر پلک جھپکے)

ہسپتال کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا نوجوان ستائیس یا اٹھائیس برس کا تھا اسکی آنکھیں سیاہ تھی ذہین چمکتی ہوئی کسرتی جسم ماتھے پہ بکھرے سیاہ بال چہرے پہ سنجیدگی وہ کافی دراز قد بھی تھا مختصر یہ کہ وہ ایسے مردوں میں سے تھا جنہیں ایک بار دیکھ لو تو بار بار دیکھنے کا دل کرے وجہ اسکے چہرے کے خدو خال نہیں تھے وجہ ایک بے اختیار سی کشش تھی جو اسے دیکھتے ہی اپنی جانب کھینچتی تھی

ہالے اب اسکے قریب آچکی تھی اور پاس رکھی کرسی پہ بیٹھ چکی تھی عمر حیات سانس روکے اسکو اپنے قریب بیٹھا دیکھ رہا تھا وہ اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا

تم کیسے ہو اب ؟ہالے کی آنرم واز اسکو واپس اپنے حواس میں لای تھی

وہ ہنوز ہالے کو دیکھتا جا رہا تھا

میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے ؟اب کے ہالے ذرا بلند آواز میں بولی تھی

"اب" بلکل تھیک ہوں وہ نرمی سے بولا تھا

(اسکی آواز بہت پیاری تھی سنجیدہ ٹھہرا ہوا لہجہ وہ اتنا آرام سے بولتا تھا کے اس کے لفظ گنے جا سکیں)

خیر مکمل ٹھیک تو اب بھی نہیں ہو آرام کی ضرورت ہے تمھیں ویسے تمھیں کس نے گولی ماری تھی ؟ہالے نے پوچھا تھا

آپکی مدد کا شکریہ اسنے بات پلٹ دی تھی

کوئی بات نہیں خیر اب ذرا اپنے لڑائی جھگڑے چھوڑ دو مرتے مرتے بچے ہو تم اپنی فیملی کا سوچو ذرا کیا ملے گا اس غنڈہ گردی سے وہ سمجھانے والے لہجے میں بولی تھی

ایک گولی میرے پیٹ کو چھو کے گزری تھی اور ایک گولی میرے بازو میں لگی تھی میں مرتا نہیں دونوں زخم گہرے نہیں تھے اور میری کوئی فیملی نہیں ہے وہ نارمل لہجے میں بولتے گویا ہالے کے علم میں اضافہ کر گیا تھا

ہالے کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی تھی

مطلب میں پاگل ہوں جو تمھیں اتنی مشکل سے یہاں لے کے آئی علاج کروایا پوری رات تمہارے لئے پریشان رہی ڈاکٹر کی اتنی منتیں کیں اپنے دوست کو پریشانی میں ڈالا پورے دو کلو خون نکال لیا ان ڈاکٹرز نے میرا اور تم کہہ رہے ہو تم کون سا مر جاتے

ہالے جب بولنے پہ آئی تو غصے سے بولتی ہی چلی گئ تھی

آپکو میری وجہ سے زحمت ہوئی اسکے لئے معافی چاہتا ہوں وہ سکون سے بولا تو ہالے ذرا ٹھنڈی ہوئی تھی

خیر اب تم جو مرضی کرو میں تمھیں آخری بار دیکھنا آی تھی اور اب میں چلتی ہوں تمہارے سب بلز پے ہو چکے ہیں اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ

کل رات آپ ڈر کیوں گی تھیں؟ اسنے جیسے عجلت میں ایک بے تکا سوال کیا تھا شاید وہ اسے مزید روکنا چاہتا تھا

(کوئی بھی نارمل انسان کسی کو آدھی رات کے وقت سڑک کے بیچ خون میں لت پت دیکھ کے ڈرے گا ہی)

ہالے کے باہر جاتے قدم اسکی آواز پہ تھمے تھے

میں ڈری نہیں تھی اسنے مڑے بغیر جواب دیا تھا

تو پھر آپ نے جانے کی کوشش کیوں کی تھی؟ اسنے ایک اور سوال کیا تھا

میں دراصل کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی مجھے بہت برا لگتا ہے مجھے اسکی تکلیف فیل ہوتی ہے بس اسلئے

کیا آپ کل پھر آینگی مجھے دیکھنے؟ وہ جلدی جلدی سوال کر رہا تھا

اسنے پوری طرح گھوم کے مقابل کو گھور کے دیکھا تھا

کیوں تم مرے خالہ کے بیٹے لگتے ہو جو روز روز پہنچ جاؤں ملنے ؟اتنی مشکل سے تو آج آیئ ہوں لاڈ صاحب کے نخرے تو دیکھو

آخری فقرہ زیر لب ادا کیا تھا

ویسے ایک بات بتاؤ تم اتنے کمزور دکھتے تو نہیں ہو کے ہسپتال نہ جاپاتے یا کسی کو کال کرنے کی ہمت خود میں نہیں پاتے تو پھر کیوں تھے وہاں ؟اور ابھی تم نے کہا کے گولی تمھیں چھو کر گزری تھی تم مرتے نہیں تو پھر مجھ سے یہ کیوں کہا تھا "میں جینا چاہتا ہوں "ہالے نے تجسس کے مارے پوچھا تھا

میں نے کہا تھا میں مر تا نہیں مطلب میری سانسیں چلتی رہتیں لیکن میں جی نہیں پاتا اگر آپ چلی جاتیں وہ بہت نارمل لہجے میں بولا تھا

اسکے لہجے میں کچھ بھی ایسا نہیں تھا کہ غور کیا جائے

ان دونوں باتوں میں بھلا کیا فرق ہوا ہالے حیران تھی

ہم جب اگلی بار ملیں گے تب بتاؤں گا وہ اسکو دیکھتے ہوئے بولا تھا

نہیں ہم نہیں ملیں گے (اسے غلط لگتا تھا)

عمر نے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کے ہارون اندر داخل ہوا اسے آتے دیکھ ہالے نے آخری نظر عمر کو دیکھا تھا اسکی سیاہ آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑ گئے تھے ہونٹ پیڑی زدہ لگ رہے تھے شاید اسکا کافی خون بہہ گیا تھا ہالے کو

بے اختیار اس پہ ترس آیا تھا لیکن پھر بغیر کچھ کہے وہ ہارون کے ساتھ دروازہ پار کر گئ تھی عمر اسکو جاتے دیکھتا رہا اسے وہ شخص اس وقت بہت برا لگا تھا اتنے میں ڈاکٹر دوبارہ اندر آ چکے تھے

جی تو عمر صاحب اب آپ کافی بہتر ہیں تو بلز کے بارے میں بات کر لیں (کنجوس ڈاکٹر)

جی ضرور بلز کے ساتھ ساتھ پچھلے ہفتے لائی جانے والی ماہم فیروز کی بھی بات کر لیتے ہیں جنکا نوزائیدہ بچہ آپنے اپنی بھانجی انعم رحمان کو دے کے انکی مری ہوئی بچی فیروز صاحب کو یہ کہہ کے تھمادی کی انکا بچہ ماں کے پیٹ میں ہی مر گیا تھا وہ بھی ہسپتال لانے کے دو گھنٹے پہلے کیا کہتے ہیں پھر کروں فیروز صاحب کو فون اور انسے کہوں کے آپکی بھانجی کے بیٹے کا ڈی این اے ٹیسٹ کروائیں وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے ڈاکٹر کو کسی فلم کی کہانی سنا رہا ہو

ڈاکٹر کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں وہ سن سے اپنی جگہ جم چکے تھے آپ آپ یہ سب کیسے جانتے ہیں ؟ڈاکٹر مارے شاک کے بس اتنا ہی کہہ سکے تھے.

مجھے سب پتا ہوتا ہے عمر حیات مسکراتے ہوئے بولا تھا

مسکراتے ہوئے اسکے گال میں گڑھا بنتا تھا

خیر میری ڈسچارج فائل تیار کرو میں 10 منٹ میں نکل رہا ہوں

لیکن آپکی کنڈیشن اس قابل ڈاکٹر کی بات پوری ہونے سے پہلے عمر نے انکو ایک گھوری سے نوازا تھا

میں کرتا ہوں ڈاکٹر جلدی سے بولے تھے پھر رک کے ذرا جھجھکتے ہوئے پوچھنے لگے آپ کسی سے کچھ کہیں گے تو نہیں ؟

کیا میں پچھلے پانچ منٹ سے کچھ بولا ہوں ؟ میں تو بس یہاں خاموش لیٹا ہوں

ڈاکٹر حیرت اور پریشانی سے اسکو دیکھے بغیر باہر چلے گیے تھے

یہ کیسا آدمی تھا ؟

بل لیگا مجھ سے میرے باپ کی شوگر ملز لگی ہیں نا

عمر حیات بڑبڑایا تھا

ہارون پچھلے دس منٹ سے ہالے سے اپنی عزت افزائی کروا رہا تھا

اللہ اللہ ہارون تم یہ کیسے کر سکتے ہو (ترکش ڈراموں کا اثر تھا کے اب وہ ہر بات پہ اللہ اللہ کہنے لگی تھی)

تم نے میری عزت دو کوڑی کی کر دی اگر تم نے بل نہیں دیا تھا تو مجھے بتا دیتے میں پے کرتی لیکن کم از کم مجھے اس طرح ذلیل تو نہ کرواتے افففف وہ ڈاکٹر کیسے دیکھ رہا تھا مجھے تو لگا تھا کے ابھی دو روپے کا سکہ نکال کے میرے ہاتھ پہ رکھ کے خیرات دے گا

بس بھی کر دو ہالے اب ایسا بھی کوئی غضب نہیں ہوا ہے وہ آدمی مجھے زہر لگا تھا تو کیوں دیتا اسکا بل اور ویسے بھی اس ڈاکٹر کو دھمکایا تو تھا میں نے لیکن تمھیں پتا نہیں کیسے خبر ہو گیی یار اور حد ہے یار ایک تھرڈ پرسن کی وجہ سے تم مجھ سے لڑ رہی ہو وہ دکھ سے بولا تھا

بات تھرڈ پرسن کی نہیں ہے بات کمیٹمنٹ کی ہے جب تم نے کمیٹمنٹ کرلی تو توڑی کیوں بات میری عزت کی ہے بات ہم دونوں کے بیچ قائم بھروسے کی ہے ہارون تم نے جھوٹ بولا ہے مجھ سے اور اب میں تم پہ بھروسہ نہیں کروں گی میں نے مشکل میں تمھیں کال کی مطلب تمھیں کچھ سمجھا تب ہی تو بلایا ناں اور تم نے کیا کیا میرے ساتھ میری بے عزتی کروادی وہ غصے میں نہیں تھی نہ طنز کررہی تھی وہ بس ہارون کو بتارہی تھی

ہالے تم ایک انجان شخص کی وجہ سے مجھ سے لڑ رہی ہو میں تمہارا بیسٹ فرینڈ ہوں ہالے ہم بچپن سے ساتھ ہیں اور وہ لڑکا جس سے ملے ابھی تمھیں ایک دن بھی نہیں ہوا تم اسکی وجہ سے مجھ پہ بھروسہ کرنا چھوڑ رہی ہو تم اس شخص کو مجھ پہ ترجیح دے رہی ہو?how could you

وہ غصے اور غم کی ملی جلی کیفیات میں بول رہا تھا

نہیں ہارون میں تم پہ بھروسہ کرنا "تمہاری "(تمہاری پہ زور دیا تھا) وجہ سے چھوڑ رہی ہوں ایک دن یا ایک گھنٹہ اہمیت نہیں رکھتا کمیٹمنٹ اہمیت رکھتی ہے اور اب اس آدمی کو اس بات کے بیچ میں مت لانا اب اس بارے میں تب بات کرنا جب تمھیں میرا پوائنٹ آف ویو سمجھ آجائے وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی

ہالے لیکن تم۔۔۔۔ہارون مجھے گھر چھوڑ دو وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولی تھی یہ ایک اشارہ تھا کے وہ اب مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی

ہارون لب بھینچ کے خاموش ہو چکا تھا جانتا تھا اب زمین یہاں کی وہاں ہو جاے ہالے اس بارے میں بات نہیں کریگی اس اجنبی کے لئے ہارون شاہد کی ناپسندیدگی کا گراف تھوڑا اور اوپر جا چکا تھا باقی راستہ خاموشی سے کٹا تھا

گھر پہنچتے ہی ہالے اسکی طرف دیکھے اور اسکو اندر چلنے کا کہے بغیر اندر چلی گئ تھی ایسا پہلی بار ہوا تھا وہ دونوں جتنے بھی ناراض ہوں ہالے اسکو اندر آنے کا ضرور کہتی تھی

اب ہارون کو واقعی فکر لاحق ہو چکی تھی کیوں کے ہالے کبھی بھی بات کا بتنگڑ نہیں بناتی تھی وہ اسی بات پہ خفا ہوتی تھی جو خفا ہونے کے قابل بھی ہو اب اسکو اپنی غلطی کا اندازہ ہو رہا تھا کے وہ اپنی شدّت پسندی کی وجہ سے ہالے کو ناراض کر بیٹھا ہے

اسنے ہتھیلی کا مکا بنا کے اسٹیرنگ پہ مارا تھا اور گاڑی کا رخ ہسپتال کی جانب موڑ دیا چیزیں وہیں سے ٹھیک ہونی تھیں جہاں سے خراب ہوئی تھیں

گھر میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھی کچن میں گئی تھی جہاں مہر ماہ اسکو کافی بناتی دکھائی دی تھی وہ دبے قدموں اندر داخل ہوئی تھی اور پیچھے سے جا کے مہر کو گلے لگا لیا تھا اسے لگا تھا مہر چونک جائے گی اسکی توقع کے برعکس مہر سکون سے کھڑی رہی تھی اسے ذرا حیرت نہیں ہوئی تھی اسنے مسکراتے ہوئے ہالے کو اپنے سامنے کھڑا کیا تھا جو کے منہ بسورے کھڑی تھی آپکو ہمیشہ کیسے پتا چل جاتا ہے میرے آنے کا؟

تمہاری قدموں کی چاپ سے مہر نرمی سے مسکرا کے بولی تھی

(مہر ماہ کی رنگت صاف تھی سیاہ آنکھیں جن کے پپوٹے قدرتی طور پہ سوجے ہوئے معلوم ہوتے تھے کھڑی ناک بال کمر سے نیچے تک آتے تھے انکا اصلی رنگ سیاہ تھا لیکن ہالے کی فرمائش پہ انکو بھورا ڈآئ کروا رکھا تھا وہ قد میں ہالے سے چار انچ بڑی تھی دبلی پتلی سی مہر ماہ زیادہ خوب صورت نہیں تھی لیکن پرکشش تھی اس نے

سائکالوجی میں ماسٹرز کر رکھا تھا اور اپنے سبجیکٹ میں گولڈ میڈلسٹ تھی دو سال ایک نجی ادارے میں جاب کرنے کے بعد اس نے بلا وہ جاب چھوڑ بھی دی تھی)

قدموں کی چاپ لیکن وہ تو سب کی ایک جیسی ہوتی ہے

نہیں تو جس طرح لوگوں کے رنگ قد بال شکل ایک جیسی نہیں ہوتی اسی طرح انکے قدموں کی چاپ بھی ایک جیسی نہیں ہوتی وہ بھی مختلف ہوتی ہے ہر کسی کے قدموں کی چاپ اسکی شخصیت کے مطابق ہوتی ہے وہ اپنی اسی نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ بتا رہی تھی جو اسکا خاصہ تھی

اچھا تو یہ یہ بات ہے چلیں پھر بتائیں ماما کی چاپ کیسی ہے

باوقار مہر جھٹ سے بولی تھی

ہارون کی؟

اسکی چاپ ایسی ہے جیسے کسی بندے کے پیچھے پولیس لگی ہو ساتھ ہنسی تھی

سفیر کی؟

وہ سوال پہ سوال کر رہی تھی

دل روک دینے والی بے اختیار اسکے منہ سے پھسلا تھا

کیا کیا کیا دل روک دینے والی وہ بھلا کیسے ؟ اسکا انداز تفشیشی تھا

میرا مطلب تھا کے جب بھی آتا ہے اتنے غصے یا عجلت میں آتا ہے کے بندے کا دل ہی رک جائے کے اب کیا گناہ ہو گیا ہم سے اسنے بات سنمبھال لی تھی

اچھا یہی بات ہے ناں ؟وہ گو یا اب بھی شک میں تھی

لو اور بھلا کیا بات ہو گی مہر ہلکے پھلکے لہجے میں بولی تھی

خیر مجھے کھانا دے دیں بھوک لگی ہے ہالے نے گو یا اس بات پہ مٹی ڈال دی تھی

ہاں تم چلو میں آتی ہوں مہر نے کہا تھا

کھانا کھا کے ماما کے کمرے میں جا چکی تھی اب وہ انکی گود میں سر رکھے لیٹی تھی

بال دیکھو کتنے روکھے ھوگے ہیں انہوں نے ٹوکا تھا

آپی کے بالوں سے تو اچھے ہیں وہ ماں کو چڑانے کو بولی تھی جانتی تھی حسینہ بیگم مہر کے بارے میں ایک لفظ نہیں سنیں گی

ماما کے کپڑے نکالتی مہر اسکی چالا کی سمجھ چکی تھی تبھی اپنے کام میں مگن رہی اور مڑ کے دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی

پرے ہٹو میری بچی کے خلاف ایک لفظ نہیں سنوں گی

انہوں نے ہالے کی کمر پہ دھمو کا جڑا تھا

افف ظالم حسینہ یہ کیا کر دیا وہ انکی گود سے اٹھتے ہوے مسکین شکل بنا کے بولی تھی

کپڑے نکالتی مہر بھی اسکی اداکاری پہ ہنس دی تھیں

ماں کو نام سے بلاتی ہے رک ذرا حسینہ بیگم نے جوتے کی تلاش میں نظریں دوڑآئی تھیں اور جلد ہی کامیاب ہو چکی تھیں انکا ارادہ سمجھتی ہالے چھپاک سے کمرے سے باہر بھاگ چکی تھی اور حسینہ بیگم کا فلائنگ چپل کمرے کے اندر آتے حسن سلطان کے سینے پہ آ کے لگا تھا وہ بیچارہ بوکھلا ہی تو گیا تھا

یار اماں آپ کے فضائی حملے کب ختم ہونگے ؟وہ منہ بنا کے بولا تھا

ارے میرا بچہ مجھے کیا پتا کے تم اچانک سے آجاوگے میں تو اس ہالے کمبخت کو مار رہی تھیوہ اسکو پچکارتے ہوئے بولی تھیں اور اپنے بازو وا کر دیئے تھے آجا میرا بیٹا

اماں بری بات ہے کمبخت نہی کہتے کسی کو وہ انکے گلے کا ہار بنتے ہوئے بولا تھا

ہالے اور حسن مہر کے برعکس ماں کو زیادہ تر اماں بلاتے تھے

چل آیا بڑا مجھے سکھانے والا وہ خفگی سے بولی تھیں اسکو ہنوز اپنے سینے سے لگا رکھا تھا

ہالے اور مہر اب تک اسکو جوتا پڑنے پہ ہنس رہی تھیں

اوئے حسن غلام (وہ اسکا نام بگاڑ کے سلطان کو غلام کہتی تھی) کدھر آوارہ گردی کر رہے تھے تم کل سے میں دو بار گھر آئی ہوں لیکن تم نہیں تھے

پہلی بات یہ کے میرا نام حسن سلطان ہے اور دوسری بات میں لڑکا ہوں اور تم لڑکی تمھیں بتانے کا پابند نہیں ہوں البتہ تم مجھے یہ بتاؤ کے تم مدحت کے گھر میری اجازت کے بغیر کیسے رکی ؟وہ اسکو تپاتے ہوئے بولا تھا

تمھیں تو میں ابھی بتاتی ہوں وہ جارحانہ تیور لئے اسکی جانب بڑھی تھی

اس سے پہلے کے جنگ عظیم سوم شروع ہوتی مہر نے بیچ بچاو کراتے ہوئے ہالے کی توجہ اس کے آج رات کے فنکشن پہ پہننے والے سوٹ کی جانب دلوائی تھی

ہالے یہ دیکھو اسکے بارڈر کا کام ادھڑ رہا ہے ابھی سے وہ فکر مندی سی بولی تھی

ہالے اس وقت حسن پہ مٹی ڈال کے اپنے جوڑے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی

اللہ اللہ یہ کیا ہو گیا اب میں کیا کروں گی؟ آپی آپنے اسکو اس وقت کیوں نہیں چیک کیا تھا میں چھوڑوں گی نہیں اس دکان والے کو وہ سخت غصے میں آ چکی تھی (حسن کوئی میسج دیکھتے ہوئے کمرے سے جا چکا تھا) ہالے کوئی بات نہیں تم کوئی دوسرا سوٹ پہن لینا

مہر نے بڑے آرام سے حل بتایا تھا

ناں تو بی بی تمنے اپنی آنکھیں ادھار دے رکھی تھیں کسی کو خود دیکھ لیتیں

اماں یار میں غم میں ہوں وہ روہانسی سی بولی تھی

ہونہہ کوئی غم میں نہیں ناشکری ہو تم وہ بڑبڑائی تھیں

آپی تھیم ویڈنگ ہے یہ سب لڑکیاں شاکنگ پنک پہن رہی ہیں میرے پاس بس یہی سوٹ تھا اس کلر کا وہ سر پکڑے بیٹھ چکی تھی

حسینہ بیگم ہالے کو اپنے حال پہ چھوڑ کے کچن کی طرف چلی گئی تھیں کے رات کا کھانا تیار کروانا تھا

لیکن ہالے یہ تو مر جنڈہ پنک ہے وہ حیرت سے بولی تھیں (دار صل ہالے کو رنگوں کے سہی نام نہیں آتے تھے)
ہاں آپ میری تصیح کروائیں مسلہ نہ حل کیجئے گا وہ پیر پٹختی وہاں سے نکل گئی تھی
پیچھے مہر ماہ گہری سانس بھر کے رہ گئی تھی
ایک تو رات نیند نہیں پوری ہوئی تھی دوسری ہارون سے ناراضگی اور تیسرا اسکا جوڑا خراب ہو چکا تھا آج کا دن ہی خراب تھا

مدحت کی مہندی کا فنکشن اسکے گھر کے لان میں ہی ارینج کیا گیا تھا چوں کے یہ تھیم ویڈنگ ویڈنگ تھی سو سب نے اسی لحاظ سے لباس پہن رکھے تھے
ہالے نے گرین سادہ سوٹ کے ساتھ شاکنگ پنک کامدار دوپٹہ پہن رکھا تھا جو کے اسنے اپنے جہیز کے کپڑوں سے نکالا تھا (یہ بات اماں کو پتہ نہیں تھی) بال کرل کر کے کھلے چھوڑ دیے تھے اور موڈ سخت خراب تھا اسکے برعکس مہر ماہ نے شاکنگ پنک شارٹ شرٹ کے ساتھ گرین دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اور بہت اچھے موڈ میں تھی حسن اور مہر ماہ کسی فیملی کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے مہر ماہ نے کئی بار اسکو بلانا چاہا لیکن بے سود اب وہ منہ سجاے ایک کونے میں الگ تھلگ بیٹھی تھی ہارون کے رات والے رویئے کے بارے میں سوچ رہی تھی جب ہارون نے دور سے اسکو وہاں بیٹھے دیکھا تھا وہ قدم قدم چلتا اسکے پاس جا آرہا تھا اب وہ اسکے قریب پہنچ کے

اسکے ساتھ جڑ کے بیٹھ چکا تھا ہالے اسکی موجودگی محسوس کر چکی تھی دل میں خوش بھی ہوئی تھی مگر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا

اب بھی ناراض ہو نرمی سے پوچھا گیا تھا وہ سیدھا پوانٹ پہ آیا تھا مگر جواب ندارد

آئی ایم سوری ہالے رئیلی آئی ایم مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا یار بس میں غصے میں تھا مجھ سے بات تو کر و یار ایسے تو میرا دم گھٹ جائے گا وہ جیسے بے بسی سے بولا تھا

مگر وہ اب بھی خاموشی سے گردن موڑے حسن کو کسی لڑکی سے بات کرتے دیکھ رہی تھی (اسکو تو دیکھ لونگی)

ہالے مجھے بس تمہارا اسکی فکر کرنا اچھا نہیں لگا تھا

ہنوز خاموشی

ہالے یار کچھ تو بولو وہ اب بھی خاموش تھی

اور پھر اچانک ہارون اٹھا تھا اور پورے قد کے ساتھ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا

اللہ اللہ ہارون کیا کر رہے ہو اٹھو سب دیکھ رہے ہیں وہ بوکھلاتے ہوئے بولی تھی

یار میں سمجھ گیا ہوں اب ایسا نہیں ہو گا کبھی آئی سویر پلیز معاف کر دو

ہاں ہاں کیا معاف اب اٹھو وہ اسکو بازو سے پکڑتے ہوئے بولی تھی ہارون کھل کے مسکرا دیا تھا

مہرماہ جو کب سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی اب انکے قریب آچکی تھی

ہارون یہ سب کیا تھا اس نے آتے ہی سنجیدہ لہجے میں سوال کیا تھا

ہارون نہ سمجھی سے اسکو دیکھنے لگا تھا ہالے بھی اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی آپی کیا ہو گیا؟

یہاں کتنے سارے لوگ ہیں اندازہ ہے کیا سوچتے ہونگے وہ تم دونوں کو عقل ہے یا نہیں ؟ اس شادی میں تم لوگ عام لوگ نہیں ہو سب جانتے ہیں کہ تم ہائی کورٹ جج معراج سلطان کی بیٹی ہو اور تم اب اسکا اشارہ ہارون کی طرف تھا

تم ایم این اے شاہد حسین کے بیٹے ہو کوئی ہوش ہے تم دونوں کو؟ یہ پبلک پلیس ہے تم دونوں کا گھر نہیں یہاں اگر سو دوست ہیں تو ہزار مخالف بھی ہیں وہ انکو ڈپٹتے ہوئے بول رہی تھی

تم کیا کہ رہی ہو یار ہم دوست ہیں یہ مجھ سے ناراض تھی اور میں اسکو منا رہا تھا بس اور مجھے لوگوں کی کوئی پروا نہیں ہارون غصے سے بولا تھا اسے مہرماہ کا یہ انداز اچھا نہیں لگا تھا

ہارون آرام سے ہالے نے تنبیہ کی تھی

تمھیں نہیں ہوگی لیکن مجھے ہے اسی لئے میں اپنی بہن کو لے کے جا رہی ہوں اور تم دیکھ لو آس پاس بہت لڑکیاں ہونگی انکے قدموں میں جا کے بیٹھو اور بنواو اسکینڈل چلو ہالے ساتھ ہی ہالے کا بازو پکڑ کے اپنے ساتھ کھینچتی چلی گئی تھی

پیچھے ہارون تلملا تا رہ گیا تھا

ہالے کا بازو پکڑے وہ اب لوگوں سے کافی دور لے آئی تھی یہاں بہت کم لوگوں کی نظر جاتی تھی آپی سن تو لو ہالے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے بولی تھی اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑی تھیں

تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے ہالے مہر ماہ دکھ سے بولی تھی

آپی آئندہ ایسا نہیں ہو گا ہالے شرمندہ سی بولی تھی

تمھیں اندازہ بھی ہے کتنے لوگ دیکھ رہے تھے

آئندہ ایسا نہیں ہو گا آپی ہالے زور دے کے بولی تھی

مجھے تمہاری پرواہ ہے ہالے میں نہیں چاہتی کوئی تمہارے بارے میں غلط بات کرے اور یہاں ہالے نے مہر کو گلے لگالیا تھا اور اسکے کان کے پاس یقین دیھانی کروائی تھی

آئندہ ایسا نہیں ہو گا

مہر ماہ نے ایک گہری سانس خارج کی تھی اور ہالے کو نرمی سے خود سے دور کیا تھا

چلو مسز جبران تمہارا پوچھ رہی تھیں کب سے اور اسکو لئے آگے بڑھ گئی تھی

ہارون دور سے ان دونوں کو مسکراتے ہوئے دیکھتا رہا تھا اور پھر خاموشی سے ایک ٹیبل پہ بیٹھ گیا تھا اسکا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا

کھانا کھل گیا تھا ہالے اور مہر ماہ اپنی پلیٹس میں کھانا نکال رہی تھیں کہ عقب سے آتی ہارون کی آواز پہ ایک ساتھ مڑی تھیں

I am sorry

وہ شرمندہ سا بولا تھا

مہر نے حسن کو دیکھتے ہوئے آئندہ خیال رکھنا کہہ کر بات ختم کر دی تھی حسن ہونقوں کی طرح سب کو دیکھ رہا تھا

کوئی مجھے بھی بتایگا یہاں کیا چل رہا ہے بل آخر اسنے پوچھ ہی لیا تھا

تم تو چپ ہی رہو گیں نڈے ہر بات اس حسن غلام کو بتاؤ جیسے ہمیں اور کوئی کام نہیں ہے ہونہہ ہالے اسکو تپاتے ہوئے بولی تھی

مہر اور ہارون دلچپسی سے یہ جنگ عظیم دیکھ رہے تھے

اور وہ تپ بھی گیا تھا تم تو جیسے ملکہ ہو ناں کہیں کی گینڈہ میں ہوں تو تم کیا ہو ذرا پلیٹ دیکھو اپنی تمھیں تو بیٹا میں دیکھ لوں گی یہ سارے گر تم اس پر کٹی کبوتری سے سیکھ کے آیے ہو ناں جس سے ابھی بات کر رہے تھے

آپی آپ دیکھ رہی ہیں ناں اسکو میری دوست کے بارے میں کیسے بات کر رہی ہے حسن نے گویا دہائی دی تھی

ہالے خبر دار جو میرے بھائی کی دوست کو کچھ کہا ہو تو جو کہنا ہے جتنی بے عزتی کرنی ہے میرے بھائی کی کرو مہر مسکراہٹ دبا کر بولی تھی

ہارون بھائی آپ ہی کچھ بول لیں

اچھا بس اب میرے چیتے کو کوئی تنگ نہیں کریگا وہ فورا حسن کا دفاع کرتے ہوئے بولا تھا

اسی طرح ہنستے مسکراتے فنکشن ختم ہوا تھا اور ہارون نے انکو گھر چھوڑا تھا گھر آ کے وہ دونوں اتنے تھکے ہوئے تھے کے مہرماہ کے کمرے میں ہی سو گئے تھے بیڈ پہ مہر اور ہالے جب کے حسن صوفے پہ ہی سو گیا تھا

صبح میں ہالے کی آنکھ الارم کی آواز سے کھلی تھی اسکی نیند الارم کے بغیر نہیں کھلتی تھی اسلیے وہ فجر کا الارم لگا کے سوتی تھی الارم کو بند کر کے وہ اٹھی تھی وضو کیا جا نماز بچھا کے نماز پڑھنے کھڑی ہو چکی تھی نماز پڑھ کے اسنے مہر کو جگایا تھا اور اب مہر نماز پڑھ رہی تھی جبکہ ہالے حسن کو اٹھانے لگی تھی جو کے گدھے گھوڑے بیچ کے سو رہا تھا حسن کو اٹھا کے وہ لان میں چہل قدمی کے لئے آئی تھی کے چوکیدار کو مین گیٹ کھولتے دیکھا اس وقت کون ہو گا وہ حیرت سے سوچنے لگی لیکن اسکو زیادہ دیر سوچنا نہیں پڑا تھا جب اسنے سفیر سلطان کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھا پہلے حیرت سے اور پھر خوشی سے وہ بھاگتے ہوئے اسکے پاس پہنچ چکی تھی سفیر نے بھی اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا تب ہی اسکی اپنی جگہ پہ ٹھہر چکا تھا

(سفیر کی آنکھیں بھی مہر ہی کی طرح بھوری تھیں لیکن اسکی آنکھیں اپنی ماں پہ گئی تھیں صاف رنگ اونچا لمبا قد کسرتی بازو وہ باقاعدگی سے جم جاتا تھا ستواں ناک اور ہمہ وقت ہونٹوں پہ سجی مسکراہٹ وہ کافی ہینڈسم تھا) وہ اسکے قریب پہنچ چکی تھی اور اب اسکی سانس پھول چکی تھی کیوں کے وہ اس سے کافی دور کھڑا تھا

السلام و علیکم کیسے ہیں آپ؟ وہ پھولی سانسوں کے درمیان بامشکل بولتی اسکے بالکل سامنے کھڑی تھی

وہ ہالے سے کافی زیادہ فرینک تھا ہالے کا فیورٹ کزن اور ہارون شاہد کا جانی دشمن

وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں تم سناؤ وہ بدقت بول پایا تھا اور ہالے کے چہرے سے نظر ہٹائی

میں بھی بلکل فٹ وہ چہکتے ہوئے بولی تھی سفیر کو دیکھ کے وہ بہت خوش ہو جاتی تھی

آپ تو کل آنے والے تھے ناں وہ پوچھ رہی تھی

اگر کل آتا تو کیا تمہارا اتنا surprised چہرہ دیکھ سکتا کیا اور اگر یہ چہرہ دیکھنا تھا تو آج تو آنا بنتا تھا وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بتا رہا تھا

تو آپ میرے لئے آئے ہیں؟

کوئی شک اسنے ہالے کی آنکھوں میں دیکھ کے پوچھا تھا

نہیں بالکل نہیں وہ مسکرا کر بولی تھی

کچھ بنا دو گی کھانے کو بھوک سے مر رہا ہوں اندر داخل ہوتے ہی سفیر اس سے بولا تھا

(شالا جیویں اللہ تیکوں میڈی وی حیاتی ڈے چھوڑے)

وہ دل ہی دل میں اسکے لئے دعا کر گئی تھی وہ جب خوش ہوتی تھی یا دکھی تو اپنی مادری زبان سرائیکی خود با خود اسکے منہ سے نکلتی تھی

کیا ہو گیا ہالے؟ وہ اسکی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہراتا اسکو اپنے حواس میں واپس لایا تھا

ج۔جی میں بناتی ہوں آپ منہ ہاتھ دھولیں وہ جلدی جلدی بولی تھی

میں آتا ہوں پانچ منٹ میں وہ یہ کہہ کے جا چکا تھا لیکن ہالے کو اسکے کلون کی خوشبو اب بھی محسوس ہو رہی تھی اپنے آس پاس بیحد قریب

ہالے نے جلدی جلدی چائے کا پانی رکھا کہ سفیر چائے کا دیوانہ تھا اسے ہر گھنٹے یہ مشروب درکار تھا

فریج سے آٹا نکال کے پیڑے بنانے لگی تھی اسکے بعد 3 انڈے لئے اور انکو پھینٹنے لگی تھی

سفیر 20 منٹ بعد باہر آیا تھا وہ شاید نہا کے آیا تھا کیوں کے گیلے بال ماتھے پہ گرے پڑے تھے ہالے نے تقریبا سب کچھ بنا لیا تھا

اب وہ کچن کی طرف آرہا تھا اسکے قدموں کی چاپ خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی

(مہر سہی کہتی تھی اسکی چاپ دل روک دیتی ہے ہالے نے اعتراف کیا تھا)

واہ یار کزن تم تو بہت تیز ہو وہ ہشاش بشاش سا بولا تھا

بس دیکھ لیں کتنی ٹیلنٹڈ ہوں میں

ہاں بھئی مان گیا میں ویسے سب لوگ اٹھے کیوں نہیں اب تک اسنے پراٹھے کا نوالہ لیتے پوچھا تھا

ایکچولی بابا آوٹ آف سٹی ہیں چچا 10 بجے اٹھتے ہیں ماما اس وقت اپنی تسبیح میں مصروف ہونگی مہر تلاوت کر رہی ہونگی اور حسن سو رہا ہے اسکی اجکل چھٹیاں چل رہی ہیں ہالے نے تفصیل سے بتایا تھا

اور ممی؟ انکو بھول گئی تم؟ وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھ رہا تھا

اصل میں ہم دونوں کے مذاکرات کامیاب نہیں ہوئے تو ہماری صلح نہیں ہو سکی اسلیئے ہم دونوں ایک دوسرے کی سرحدوں سے دور رہتے ہیں لہٰذا میں انکے معمولات کے بارے میں قطعی لاعلم ہوں وہ اپنے ازلی شوخ لہجے میں بولتی سفیر کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی تھی

(ہنستے ہوئے اسکی آنکھیں کافی چھوٹی ہو جاتی تھیں)

سفیر جب بھی آتا تھا اپنی امی اور ہالے کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرتا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات

لیکن میرے حساب سے تو دشمن کی ہر چال پہ نظر ہونی چاہیے کب کیا کر جائے کیا پتا

ارے چھوڑیں یہ بوڑھے دشمن ہمارا کیا بگاڑ لیں گے وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولی تھی

مجھے لگتا ہے دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے نہ ہی اس پہ بوڑھا یا جوان سمجھ کر ترس کھانا چاہیے اگر دشمن خاموش ہے تو اس خاموشی کو طوفان کا پیش خیمہ سمجھنا چاہئے ناں کے اسکی۔۔۔۔اچھا بس بھئی آپ تو بات کو کہاں سے کہاں لے گیے وہ اسکی بات کاٹ کر بولی تھی

میں تو سمجھا رہا تھا تمھیں

یہ بی بی نہیں سمجھنے کی میرا بچہ عقب سے آتی فروا بیگم کی آواز پہ دونوں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا سفیر نے ماں کے قریب جا کے انکو سینے سے لگا لیا تھا اور انکے بالوں پہ لب رکھ دئے تھے میری پیاری می وہ محبت سے بولا تھا لیکن امی کی طرف سے کوئی پیش قدمی نہ دیکھ اسکا شک یقین میں بدل چکا تھا کے وہ ناراض ہو چکی ہیں

ماں باپ سے ملے نہیں اور کھڑے ہو گیے اس سے باتیں بگھارنے وہ خفگی سے بولی تھیں

ممی آپ سب سو رہے تھے اور ہالے باہر لان میں ہی تھی تو سلام کر لیا اور مجھے بھوک لگی تھی اسنے مجھے ناشتہ بھی بنا کے دیا وہ نرم سے لہجے میں بول رہا تھا

ہاں تو کیا ساری عمر سوتے رہتے سلام کر لیا تھا تو چلے جاتے اپنے کمرے میں لیکن نہیں ان بی بی کی پیشی بھی تو دینی تھی ناں پتا نہیں کیا کھلا دیا میرے بچے کو انڈا تک تو ابالنا آتا نہیں ناشتہ کروا یگی

اس سے پہلے ہالے کچھ سخت سناتی سفیر کی التجاءیہ نظروں کو دیکھ کے خاموشی سے وہاں سے چلی گئی تھی

دیکھا دیکھ لیا ناں کیسے ایسے ہی ذلیل کرتی ہے مجھے یہ فروا نے دہائی دی تھی

ممی چلیں یار بابا کو اٹھاتے ہیں سفیر گویا بے بسی سے بولا تھا اور پھر انکو بازو کے حلقے میں لئے انکے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا ان دونوں کی صلح وہ نہیں کروا سکتا تھا آج اس نے یہ اعتراف کیا تھا

ہالے اور چچی کا چھتیس کا آکڑا تھا یہ بات پورا گھر جانتا تھا اسکو چچی کو تپا کے گویا سکون ملتا تھا لیکن وہ کبھی بد تمیزی نہیں کرتی تھی ہمیشہ میٹھی چھری بنی رہتی جب چچی غصے سے سرخ ہو جاتیں تب ہالے کے دل پہ جیسے ٹھنڈی پھوار سی پڑ جاتی لیکن اسے چچی سے محبت بھی بہت زیادہ تھی ابھی پچھلے مہینے جب انکو نمونیا ہوا تھا تو ہالے تین دن تک ان کے کمرے میں سوئی تھی اور پوری پوری رات جاگ کے چچی کی خدمت کی تھی لیکن جو نہی انکی طبیعت بہتر ہوئی ہالے اور انکی جنگ دوبارہ شروع ہو چکی تھی یہ گولہ باری البتہ اس وقت تک ہوتی تھی جب

یوسف سلطان کمرے میں ہوتے یا کہیں باہر گ ئے ہوتے تھے انکے سامنے کسی کی مجال جو ہالے کو کچھ کہہ دے

جتنا وہ ہالے سے خار کھاتی تھیں اتنی ہی محبت انکو مہر ماہ سے تھی وہ انکی آنکھوں کا تارہ تھی وہ اس سے اتنی محبت سے بات کرتیں اسکی پسند نہ پسند کا اتنا خیال کرتیں کے ہالے کا دل بے ہوش ہونے کو چاہتا وہ شاپنگ کرنے جاتیں تو مہر کو ساتھ لے جاتیں پارلر جاتیں تو مہر انکا سایہ بنی رہتی حتہ کے اپنی کٹی پارٹیز میں بھی وہ مہر کو ساتھ رکھتیں اور مہر بھی بغیر کسی چوں چراں کے انکا ہر حکم بجالاتی شاید وہ اسی لئے فروا کی فیورٹ تھی

تھوڑی دیر بعد ہالے جب نیچے آیئ تو داداجان کی خوشی سے چور آواز اس کے کانوں سے ٹکرای تھی وہ مسکراتے ہوئے سفیر سے کچھ کہہ رہے تھے ہالے کو دیکھ کے آنکھیں مزید چمک اٹھی تھیں ہالے نے آتے ہی انکے گال چومے تھے پھر داداجان کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھے حسن کّے بال بگاڑتے ہوئے اسکے کان کے پاس جھک کے بولی تھی

چھیلے ہوئے آلو کھسکو پرے ورنہ اماں کو اس رات والی کبوتری کا نمبر دے دوں گی حسن نے بے بسی سے اسکو دیکھا تھا اور پیر پٹختا اٹھ کے سفیر کے ساتھ بیٹھ گیا تھا اب ہالے اطمینان سے داداجان کے ساتھ والی کرسی پہ

بیٹھ گئی تھی اب حالات کچھ یوں تھے کے داداجان بیچ میں بیٹھے تھے اور اپنے ساتھ والی دونوں کرسیوں پہ ایک جانب سفیر اور دوسری جانب ہالے کو بٹھار کھا تھا

انکا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا جبکہ سامنے بیٹھے ہارون کا اب ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا ہارون ایم فل کر رہا تھا ہالے اور اسکی یونی ایک ہی تھی اسلیے وہ صبح ہالے کو پک کرتا اور شام میں گھر بھی چھوڑتا تھا

بیٹا ہارون اب سفیر آگیا ہے تو ہالے کو وہ پک اینڈ ڈراپ دے دیا کرے گا تم اب زحمت نہ کرنا اچانک ہی دادا کا حکم آیا تھا فروا بیگم تو جل بھن گئی تھیں لیکن کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھیں سو چپ رہیں

لیکن انکل میں کمفرٹیبل ہوں مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے اور ہالے بھی میرے ساتھ اپنی مرضی سے جاتی ہے کیوں ہالے ؟اس نے ہالے کو بیچ میں گھسیٹ لیا تھا

جیسے داداجان کی مرضی میں کیا کہوں اگر سفیر کو کوئی مسلہ نہیں تو ٹھیک ہے ہالے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی تھی

نہیں مجھے تو کوئی مسلہ نہیں سفیر خوش دلی سے بولا تھا

(اور کرو میرے ساتھ فراڈ وہ دل ہی دل میں بولی تھی)

جبکہ ہارون تو اسکی اداکاری پہ جل کے رہ گیا تھا

مہر ماہ سکون سے ناشتہ کر رہی تھی جب سفیر نے اسکو پکارا تھا

مہر جوس دینا پلیز مہر نے خاموشی سے گلاس بھر کے اسکو تھما دیا تھا وہ اپ سیٹ لگ رہی تھی فروا چچی نے نوٹ کیا تھا لیکن فلحال خاموش تھیں

چلیں میں نکلتی ہوں اب سفیر چلیں ہالے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ساتھ سفیر کو مخاطب کیا تھا

ہارون بھی ساتھ ہی اٹھا تھا اور سفیر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا

سفیر تم آج تو پہنچے ہو آرام کرو کل سے تم ڈراپ کر دینا ابھی تو میں آگیا ہوں ویسے بھی چلیں ساتھ آخری فقرہ ہالے سے کہا تھا

سفیر نے اوکے کہہ کے سر ہلا دیا تھا

ہالے بھی خاموشی سے اسکے ساتھ آگئی تھی ہارون نے گاڑی جو نہی روڈ پہ ڈالی تو گویا پھٹ پڑا تھا

ہالے یہ سب کیا تھا بتانا پسند کرو گی یہ سفیر کب آیا اور اب وہ تمھیں چھوڑنے جائے گا یہ نہیں ہو سکتا ہالے میں ہونے نہیں دوں گا اور تم نے حامی کیسے بھر لی میں اب بھی حیران ہوں وہ دبا دبا سا غرایا تھا

ہالے نے خاموشی سے میوزک آن کر دیا تھا چاہے آواز ہلکی ہو لیکن میوزک چلتا رہے

داداجان کا حکم ہے میں بھلا کیا کہوں اسنے بڑے سکون سے جواب دیا تھا

ہارون نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ بند کر دیا تھا

ہالے یار مجھ سے غلطی ہو گئی مانتا ہوں لیکن یہ سزا بہت زیادہ ہے سمجھو یار کیوں کسی کی بے بسی کا فائدہ اٹھا رہی ہو وہ جیسے رو دینے کو تھا پھر اچانک کچھ یاد آنے پہ گاڑی کو ایک سائیڈ پارک کر کے اپنا موبائل پینٹ کی پاکٹ سے نکال لیا ہالے خاموشی سے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی

کیا میں نے تمھیں یہ دیکھایا ہے ؟اسنے ایک ویڈیو پلے کر کے موبائل کا رخ اسکی جانب کیا تھا ویڈیو میں وہی ڈاکٹر تھا اور ہارون اسکو کچھ پیسے دے رہا تھا لیکن ڈاکٹر لینے سے انکاری تھا اور پھر کچھ حیل وحجت کے بعد اسنے پیسے لے لئے تھے ایک اور عجیب بات اس ویڈیو میں ہالے کو دکھی تھی وہ یہ کے ڈاکٹر کا ہونٹ ذرا پھٹا ہوا تھا اور آنکھ کے نیچے نیل تھا ویڈیو ختم ہو چکی تھی

اب بھی معاف نہیں کرو گی ؟ دیکھو میں نے اسکو پیسے بھی ادا کر دیے سارے یار دوست ہوں تمہارا کچھ تو خیال کرو

تم نے اسکو کس بات کی دھمکی دی تھی ؟اسکی بات کو خاطر میں لاے بغیر اسنے سوال کیا تھا

وہ ایکچولی ڈاکٹر نے دو شادیاں کر رکھی ہیں اور اسکی دونوں بیویوں کو یہ بات معلوم نہیں وہ بڑی ڈھیٹائی سے بتا رہا تھا

وہ تو کل تک نہیں پتا تھا ناں اب تو آدھے کراچی کو پتا چل چکا ہو گا ہے ناں ؟ہالے اسکو شرمندہ کرنے کو بولی تھی

ہاں کسی نیک فرشتے نے انکی دونوں بیویوں کو یہ بات بتادی کل شام وہ اب بھی بہت سنجیدگی سے بتارہا تھا (جیسے ہالے کو پتاہی نہیں کے وہ فرشتہ کون ہو گا)

اور تمھیں کیسے پتا کے اسکی دو بیویاں ہیں سراسر تفشیشی انداز (افف یہ جج کی بیٹی)

وہ دراصل اسکی دوسری بیوی میری دوست تھی ہارون مسکراہٹ دبا کے بولا تھا

شرم کرو ہارون شاہد شرم وہ گویا عاجز آچکی تھی

اب چلیں وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتا بولا تھا

ویٹ اسکی آنکھ اور ہونٹ پہ زخم کیسا تھا؟ اچانک یاد آنے پہ وہ بولی تھی

وہ اصل میں گر گئے ہونگے جلدی میں رہتے ہیں ناں اسکی بے تکی بات پہ ہالے کا قہقہہ بلند ہوا تھا اسکو ہنستے دیکھ وہ بھی ہنس دیا تھا اور پھر اگلے کئی منٹ وہ دونوں پاگلوں کی طرح ہنستے رہے تھے ہنس ہنس کے ہالے کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا پیٹ میں درد شروع ہو گیا تھا تب کہیں جا کے اسکی ہنسی تھمی تھی ا

اللہ سمجھے تمھیں ہارون وہ بامشکل ہنستے ہنستے بول پائی تھی

اسنے جو میرے ساتھ کیا اس کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں تھا کل شام سے کانٹوں پہ لوٹ رہا ہوں میں وہ گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرتا بولا تھا

ہاں ہاں اتنے تم جنگجو کی نسل ہالے طنز کرنا نہیں بھولی تھی

اچھا اب تو نہیں جاؤ گی نہ سفیر کے ساتھ ؟

دیکھی جائے گی وہ اسکو تپاتے ہوئے بولی تھی

تمھیں ترس نہیں آتا مجھ پہ؟ کبھی خود کو میری جگہ پہ رکھو تو پتا چلے کے تمہاری باتیں کیسے میرے لئے زہر ثابت ہوتی ہیں اور ایسا ویسا زہر بھی نہیں سلو پوئزن ہاں یہی بلکل یہی کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں کوئی پودا ہوں جسے تم بے دردی سے جڑ سے کھینچنے میں بھی ذرا سی بھی دقت نہیں محسوس کرتی ہالے میرے لئے تو یہ سوچنا بھی سوہان روح ہے کے میں کبھی تم سے کچھ عرصے کے لئے بھی الگ رہوں گا اور تم اتنی بڑی بڑی باتیں کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں سوچتی ہو کسی کے ساتھ اتنا کرو جتنا بعد میں خود برداشت کر سکو وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولتا کہیں سے بھی کچھ دیر قبل قہقہے لگانے والا ہارون شاہد نہیں لگ رہا تھا

بد دعا دے رہے ہو؟ ہالے نے دکھ سے پوچھا تھا

میں ایسا کر سکتا ہوں میں اسنے انگلی سے سینے پہ دستک دی تھی ؟ہالے یاد رکھنا اگر پوری دنیا بھی تمھیں چھوڑ دے تو میں تمہارے ساتھ کھڑا رہونگا پوری دنیا تمھیں اداس کر دے تو میں ہنساؤں گا پوری دنیا جب اگر تمہارے خلاف بولے گی تو ہارون شاہد تمہارے حق میں بولے گا پوری دنیا اگر تمھیں دھتکارے گی تو میں اپناؤں گا تم مجھے ہمیشہ اپنا ہم قدم پاؤ گی کیوں کے تم ہالے "تم" دنیا ہو میری بد دعا بہت بڑی بات ہے میں تو تمھیں کانٹا بھی نہ چبھنے دوں وہ بول رہا تھا اور ہالے سن رہی تھی

آئی ایم سوری ہارون میں مذاق کر رہی تھی میرا ارادہ تمھیں ہرٹ کرنے کا نہیں تھا وہ شرمندہ سی بولی تھی

کوئی بات نہیں وہ کہہ کر چپ ہو چکا تھا یونیورسٹی کے گیٹ پہ ہالے اتر گئی تھی ہارون نے اس سے کہہ دیا تھا کے وہ آج یونی نہیں آیگا لیکن اسکو پک کرنے آجائے گا ہالے خاموشی سے اندر چلی گئی تھی

اب بتاؤ میرا بچہ اداس کیوں ہے سب کے ناشتہ کرنے کے بعد فروامہر کو اپنے کمرے میں لے آئی تھیں اور اب محبت سے اس سے سوال کر رہی تھیں

اسنے ایک بار بھی میری طرف نہیں دیکھا وہ افسردہ سی بولی تھی

بیٹا وہ تھکا ہوا تھا ورنہ کیا پہلے اس نے کبھی ایسا کیا ہے تمہارے سوا بھلا کسی کو دیکھا ہے ؟

ممانی جان یہ سب تو آپ کہتی ہیں ناں میں نے تو کبھی یہ سب نوٹ نہیں کیا وہ مجھ سے زیادہ توجہ ہالے کو دیتے ہیں صبح اسکو دیکھتے ہی جیسے بہت خوش ہو گئے تھے میں نے بالکنی سے دیکھا تھا

کیا تمھیں اپنی بہن سے خوف محسوس ہو رہا ہے ؟ فروا نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا

ممانی جان آج تو آپ نے یہ بات کہہ دی اور میں نے سن لی دوبارہ اگر آپ نے میری بہن کا نام بھی لیا تو میں آپکا لحاظ نہیں کروں گی میں اپنی بہن پہ ایسے سو سفیر سلطان قربان کر سکتی ہوں اتنا حوصلہ ہے مجھ میں یہاں بات

آپ کے بیٹے کی ہو رہی ہے میری بہن کے ساتھ آپ کے جو بھی اختلافات ہیں لیکن میں اسکی بے عزتی برداشت نہیں کروں گی وہ دوٹوک لہجے میں بولتی انکو بہت کچھ باور کرا گئی تھی

اوہ ہنی تم تو برا مان گئی میں نے تو ویسے ہی بات کی تھی سفیر بس تمہارا ہے وہ اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھتی لہجے میں شیرنی سموے بولی تھیں

.اسنے نرمی سے انکے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹائے تھے سفیر میرا ہے یہ بات سفیر کو خود کہنی ہو گی آپ اب مجھ سے اس بارے میں تب بات کرینگی جب آپ سفیر سے بات کر چکی ہوں وہ اٹل لہجے میں بولی تھی

لیکن بیٹا سفیر ابھی۔۔۔۔انہوں نے کچھ کہنا چاہا تھا جب مہر نے انکی بات کاٹ دی تھی

30سال کا ہو گیا ہے سفیر میچیور ہے بزنس سیٹل ہے اسکا کامیاب انسان ہے وہ دولت فیم پاور کیا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے اب آپ یہ تو بلکل مت کہیے گا کے وہ ابھی شادی یا پھر کسی کمٹمنٹ کے لئے تیار نہیں ہے وہ گویا انکو وارن کرتی کمرے سے جا چکی تھی

پیچھے فروا بیگم اپنا سر پکڑ کے بیٹھ چکی تھیں یک دم انہوں نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا

اب انکا دماغ ایک نئے جال کا تانا بانا بن رہا تھا

دھوپ کی تمازت سے اسکا رنگ سنہری ہو رہا تھا وہ بار بار چہرے اور گردن پہ آیا پسینہ صاف کرتی اسکی متلاشی نگاہیں ہارون کو ڈھونڈ رہی تھیں اچانک اسکی نظر سامنے سے آتے سفیر پہ پڑی وہ متوازن چال چلتا ہلکی سی مسکراہٹ لئے ہالے کو اپنی جانب آتا دکھائی دیا تھا دھوپ اور گرمی کا اثر اسکی موجودگی میں زائل ہو چکا تھا یہ دھوپ اب اسکو بہار کی شام لگ رہی تھی وہ اب اس کے قریب آ چکا تھا سورج کی روشنی اب اسکی پشت سے ٹکراتی ہالے کے جسم پہ پڑے بغیر مایوس لوٹ جاتی تھی وہ ہالے اور سورج کی روشنی کے درمیان دیوار بن کے کھڑا تھا اب وہ اسکی چھاؤں میں تھی وہ سائبان تھا مضبوط سائبان کم از کم ہالے سلطان کو تو یہی لگا تھا

میں نے بتایا تھا ہارون کو کہ میں تمھیں پک کروں گا اور اسکو یہ بھی کہا تھا تمھیں نہ بتائے تمھیں انتظار کرنا پڑا ہو گا ناں ؟ مجھے دیر ہوگئی شاید وہ معزرت خوا لہجے میں بول رہا تھا

کوئی بات نہیں اتنی بھی دیر نہیں ہوئی وہ خوش دلی سے بولی تھی اس کے لئے تو وہ ساری زندگی انتظار کر سکتی تھی بس ایک بار وہ کہہ کے تو دیکھے وہ دل ہی دل میں بولی تھی

چلو چلتے ہیں آج تمھیں کسی اچھی جگہ کھانا بھی کھلاؤں گا اسنے ہالے کو اپنے پلان سے آگاہ کیا تھا

ہالے خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگی تھی گاڑی کے قریب پہنچ کے سفیر نے اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اسکو بٹھانے کے بعد وہ گھوم کے آیا تھا اور ڈرائیونگ سیٹ سنمبھالی تھی

اب بتاؤ کہاں کھانے چلیں ؟ وہ پوچھنے لگا

ہالے نے پہلے میوزک آن کیا اپنی پسند کا ایک انگلش گانا لگایا اور پھر آرام سے سفیر کی طرف مڑی

نہیں آج نہیں اصل میں آج مدحت کی بارات ہے شام تک پہنچنا ہے مجھے آل ریڈی لیٹ ہوں میں وہ ایسا کریں آپ بھی چلیں میرے ساتھ وہاں کیا خیال ہے؟ ویسے آپکا الگ سے کارڈ بھی بھیجا تھا انہوں نے مدحت کا بھائی کل بھی آپکا پوچھ رہا تھا

اچھا او کے جیسا تم کہو وہ تو جیسے اشارے پہ بیٹھا تھا فوری مان گیا تھا

واقعی چلیں گے آپ؟ وہ خوش ہوتے بولی تھی

میں تمھیں منع کر سکتا ہوں؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا

یہ تھیم ویڈنگ ہے آپ کو وائٹ اور بلیک میں سے ہی کچھ پہننا ہو گا اسنے بات بدل لی تھی

تم کیا پہنو گی؟ اسنے سوال کیا تھا

میں آف وائٹ اور ریڈ کمبینشن کا ڈریس پہن رہی ہوں

لڑکیوں کی تھیم یہی ہے ہالے نے جواب دیا تھا

ریڈ تم پہنو گی تو بیچاری دولہن کیا پہنے گی؟ یہ تو دلہن کا کلر ہے یار یہ زیادتی ہے وہ گویا افسوس کر رہا تھا

دلہن اورنج کلر پہنے گی آپکو نہیں پتا اس کے چونچلے اس نے یہ تھیم ویڈنگ کا شوشا بھی اسی لیے چھوڑا تھا تاکہ اس کے اسپیشل دن پہ اسکے ڈریس کا کلر سب سے مختلف ہو آپ کو پتہ تو ہے ریڈ کلر دلہن کا ہے بلکہ سب کو ہی پتہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی جب آپ کسی شادی میں جائیں گے نوٹ کیجیئے گا سات

یا آٹھ عورتوں نے ریڈ کلر ضرور پہنا ہو گا ایویں انکو شوق ہو تا ہے دلہن کی لائم لائٹ چرانے کا وہ اسکو ایسے بتا رہی تھی جیسے سفیر کوئی بچہ ہے

تم نے بہت ریسرچ کر رکھی ہے سفیر نے مسکرا کر پوچھا تھا

ہاں ناں آپکو پتہ ہے میں اپنی شادی پہ یہ برائیڈل شاور یہ قوالی نائٹ ڈھولکی مایوں مہندی یہ سب ڈرامے بازی ہر گز نہیں کروں گی بس سادہ سا نکاح ہو گا اور ولیمہ اور پتہ ہے۔۔۔ یہاں وہ رک گئی تھی اسکی زبان کو بریک لگا تھا اسنے خود کو کوسا تھا (کیا انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ سب جو میں شروع ہو گئی اللہ اللہ کیا سوچ رہے ہونگے گھر پہنچتے ہی اپنی زبان کاٹ دوں گی نہ یہ ہو گی نہ میں بکواس کروں گی وہ دل ہی دل میں خود سے عہد کر رہی تھی)

سفیر بھی بغیر کچھ بولے خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا تھا گھر پہنچ کے وہ جلدی جلدی نیچے اتر گئی تھی وہ جلد از جلد منظر سے غائب ہونا چاہتی تھی ہارون نے ان دونوں کو سامنے سے آتے دیکھ مٹھیاں بھینچ لی تھی وہ پلر کی اوٹ میں تھا وہ دونوں اسکو نہیں دیکھ سکتے تھے ہالے تیز تیز قدم اٹھاتی اوپر جانے لگی تھی ابھی وہ سیڑھیوں پہ پہنچی ہی تھی کے سفیر کی آواز نے اس کے قدم جکڑے تھے

میں بھی بلکل یہی چاہتا ہوں جو تم چاہتی ہو لیکن ممی اس بات پہ راضی نہیں ہوں گی آخر میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں مگر میں کوشش کروں گا کے تمہاری خواہش پوری کر سکوں وہ اتنے آرام سے یہ بات کہہ گیا تھا جیسے کے وہ ہالے کو کوئی جوڑا دلانے کی بات کر رہا ہو یا جیسے موسم کا حال سنا رہا ہو وہ چلا گیا تھا مگر ہالے ابھی بھی بت بنی کھڑی تھی اسکے پیر ہلنے سے انکاری تھے اسکو لگ رہا تھا شاید وہ جم چکی ہے وہ سر تا پیر برف کا بت بن چکی ہے

(یہی حال پلر کی اوٹ میں کھڑے ہارون شاہد کا بھی تھا لیکن اسکو یقین سا تھا کے اب ہالے سفیر کو کوئی کرارا سا جواب دیگی اور ہارون کے پانچ سال پہلے شروع ہونے والے سارے وسوسے ختم کر دیگی)

Did he just proposed me

(ہارون شاہد کو لگا تھا کسی نے بیلچہ اٹھا کے اسکے منہ پہ دے مارا ہو آج سے پہلے اسکو ہالے کی آواز کبھی اتنی بری نہیں لگی تھی جتنی اسکی یہ بڑبڑاہٹ لگی تھی اسکو لگا تھا جیسے کوئی اسکے جسم سے قطرہ قطرہ خون نچوڑ رہا ہو اسکو اپنی سماعت پہ یقین نہیں آرہا تھا وہ دھیرے دھیرے زمین پہ بیٹھتا چلا گیا تھا)

وہ بڑبڑائی تھی وہ کونسی کیفیت تھی جو ہالے کو اس وقت اپنے حصار میں لئے ہوئے تھی خوشی، حیرت، حیا شاک وہ کیا کرے روئے ہنسے حیران ہو یا شرمائے کیا وہ ہالے کے دل کا حال جانتا تھا ہالے سلطان کی دنیا سفیر سلطان ہے؟ کیا وہ یہ بات جانتا تھا یہ وہ یہ سب صرف اپنی طرف سے کہہ گیا ہے؟ اسے ہالے کی جذبات معلوم ہی نہیں کیا یہ آگ دونوں طرفہ تھی؟ کیا وہ بھی اسکو چاہتا تھا؟ اور اگر چاہتا تھا تو کیا اتنا آسان تھا محبت کو پالینا؟ وہ بات جو اسنے خود سے بھی نہیں کی تھی کیا وہ جان گیا تھا؟ کیا اسکی آنکھیں راز نہیں رکھ سکی تھیں؟ کیا سفیر کی آنکھوں میں دکھنے والا اپنا عکس وہم نہیں تھا ان گنت سوچیں تھیں جو اس وقت اسکے ذہن میں آرہی تھیں اسکا دل کیا تھا وہ چیخ چیخ کے پوری دنیا کو بتائے کے سفیر سلطان ہالے کا ہے وہ بتائے کے محبت کو مانگنا ضروری نہیں وہ بن مانگے بھی مل جاتی ہے وہ بتائے کے جتنی محبت وہ سفیر سے کرتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ کرتا ہے وہ سب کو بتا دے کے ہالے سلطان کو اس دنیا کی تمام نعمتیں مل

چکی ہیں چند منٹ پہلے کھڑے ہوتے وقت ہالے کے ہاتھ خالی تھے لیکن اب پوری دنیا پلٹ چکی تھی ہالے کے ہاتھ میں ساری کائنات تھی کچھ لمحات قبل وہ جن کیفیات میں تھی وہ ان گنت تھیں لیکن اب ان تمام کیفیات کو جھٹک چکی تھی اب ایک ہی کیفیت تھی "سرشاری"

(زمین پہ اکڑوں بیٹھے ہارون شاہد بھی کئی کیفیات سے گزر رہا تھا شاک' غم "تکلیف اسکو اپنا دل پھٹتا محسوس ہو رہا تھا اسکا دل کر رہا تھا وہ ابھی جا کے اس سفیر سلطان کا گریبان پکڑے اور اس سے پوچھے کس نے اسکو حق دیا ہے کسی کے دل کو یوں مٹھی میں لینے کا وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن اسکے پیر ہلنے سے انکاری تھا ہارون شاہد کی دنیا لٹ چکی تھی اسکے پاس اب کھونے کو کچھ نہیں تھا اسکا دامن خالی تھا)

سفیر سلطان ہالے سلطان کا ہے اسے سرشار ہی تو ہونا چاہیے تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

یہ منظر ایک چھوٹے سے محلے کا تھا جہاں ایک دو منزلا گھر کے باہر کئی لوگ کھڑے چلا رہے تھے

،، نکالو انکو گھر سے باہر نکالو ارے نہ جانے کس کا بچہ اٹھا کے لے آئی ہے شریفوں کا محلہ ہے یہ ایسی ویسی عورتوں کی کوئی جگہ نہیں یہاں نہ جانے کس کا گندا خون اٹھا کے لے آئی ہے اور بیٹا بھی بنالیا ارے میں تو کہتی ہوں اس بچے کو ہی کہیں پھینک آؤ خس کم جہاں پاک بھانت بھانت کی بولیاں تھیں جو اس وقت اسکے کانوں میں پڑ رہی تھیں وہ اس وقت ایک نوزائدہ بچے کو سلانے کی کوشش کر رہی تھی جب اپنے گھر کے باہر سے آتے شور نے اسکا سکون غارت کیا تھا

اسنے دوپٹہ اچھے سے اوڑھا بچے کو کاٹ سے اٹھایا اور دروازہ کھول کے باہر نکل گئی

وہ ایک اونچے لمبے قد سیاہ آنکھوں اور خوبصورت چہرے والی عورت تھی

ہاں بھائی اب بتاؤ کس کس کو کیا کیا تکلیف ہے ؟زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس بچہ رو رہا ہے میرا وہ جیسے کوفت سے بولی تھی

ارے کونسا بچہ کہاں کا بچہ تمہارا تو شوہر مر چکا ہے اور تم تو بانجھ ہو یہ بچہ کہاں سے اٹھا کے لے آئی اور کس کا خون ہے یہ ایک موٹی سی عورت گلہ پھاڑ کے چلائی تھی

اچھا بس یہی مسلہ ہے یا کوئی اور تکلیف بھی ہے کسی

کو وہ عورت اب پر سکون تھی

اب کی بار ایک آدمی کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی

ارے نہ خاندان کا کوئی اتا پتا ہے نہ یہ پتا ہے کے یہ بچہ حلالی ہے بھی کے نہیں ایسے کیسے ہم اس کو اس محلے میں رہنے دیں؟

بس یا کچھ اور بھی پوچھنا ہے؟اس عورت نے مجمع کی جانب نظر دوڑاتے ہوئے سوال کیا تھا

پہلی بات میرا شوہر جئے یا مرے تم لوگوں کا اس سے کوئی واسطہ نہیں دوسرا یہ بچہ میں جہاں سے بھی لاؤں تم لوگوں کو بتانے کی پابند نہیں ہوں یہ کس کا خون ہے اس بات کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے اور جسکو اس بچے کا خاندان جاننا ہے وہ یہ جان لے کے یہ میرا بیٹا ہے نفیسہ حیات کا بیٹا "عمر حیات" آج سے اسکا یہی خاندان ہے اسکی یہی پہچان ہے اور ایک اور بات یہ محلہ تمہارے باپ کا نہیں جو مجھے یہاں سے نکال سکو یہ گھر میرے باپ کا ہے میرا جو دل کریگا اس میں وہ کروں گی جسکو رکھنا ہو گا اسکو رکھوں گی آج کے بعد اگر کسی نے میرے بیٹے کی

طرف انگلی بھی اٹھائی میں ہاتھ کاٹ دوں گی اسکا چلو اب سب دفع ہوتے نظر آؤ مجھے میرے بچے کی نیند خراب کر دی وہ بیحد پر سکون لہجے میں بولتی واپس جانے کو مڑی تھیں

نفیسہ ہم پولیس کو بلا لینگے ایک آدمی نے دھمکی دی تھی

آہستہ بولو میرا بیٹا ابھی بہت چھوٹا ہے اور رہی بات پولیس کی تو شاید تم بھول رہے ہو کے میں کوئی عام عورت نہیں ہوں میں "میں بیرسٹر نفیسہ حیات ہوں" وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی بولی تھی

اور قانون کو تم سب سے بہتر جانتی ہوں بلاؤ پولیس کو تم سب جو جو یہاں کھڑے ہو اس وقت ایک ایک پہ اتنے اتنے کیس کروں گی تمہاری نسلیں بھی پیشیاں بھگتیں گی میرا دیور اس وقت پولیس میں ایس پی ہے اس حساب سے پولیس میں میرے اتنے جاننے والے ہیں جتنے اس محلے میں لوگ ہیں ایک اور بات اگر پولیس آئ تو مجھے ساتھ لے جائے یا نہیں آدھا محلہ ضرور جیل جائے گا

یہ عورت منہ سے الفاظ نہیں لوگوں کو اوقات نکالتی تھی شاید ہی کبھی تم لوگوں نے ایسی رعب دار ایسی معتبر عورت دیکھی ہو

حیدر صاحب آپنے جو گلی کے نکڑ پہ دکان کھولی ہے نا وہ قبضے کی زمین ہے اس بات کا ثبوت ہے میرے پاس ہے آپکو تو غیر قانونی طور پہ قبضے کے کیس میں ڈالوں گی

اور نجمہ بیگم وہ اب اس موٹی عورت کی طرف اشارہ کر کے بولی تھی

تم نے جو اپنے بیٹے کی موت کے بعد اپنی بہو کے اوپر تیزاب پھینک کے اسکو مارنے کی کوشیش کی تھی اسکے لئے تمہاری بہو کو 2 منٹ میں تھانے لے جا کے تم پہ اقدام قتل کرواوں گی

اور عشرت بیگم تمہارے بیٹے پہ جو ریپ کیس ہے ناں اسکو دوبارہ شروع کروانا میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں

وہ جیسے سوچ کے ہی محضوض ہو رہی تھی

کسی اور کو کوئی تکلیف ہے یا جاؤں میں وہ جیسے بہت جلدی میں تھی

مجمع کو تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا تبھی ایک لڑکا آگے آیا جو کے حیدر صاحب کا بیٹا تھا

ارے نہیں نہیں وکیل میڈم یہ تو بہت بھلآئی کا کام ہے ہم سبکو غلط فہمی ہو گئی تھی بس آپ تو ماشاء اللہ بہت نیک کام کر رہی ہیں کسی بے سہارا کو سہارا دے رہی ہیں اللہ آپکو اجر دیگا اور آپکے بیٹے کو لمبی عمر دے رہی بات خاندان کی تو ظاہر ہے آپ لے کے آئی ہیں تو کسی اچھے خاندان کا ہی ہو گا یہ بچہ آپ جا کے آرام کریں میں ان سب کو دیکھ لوں گا وہ لڑکا چاپ لوسی کی حدوں کو پار کرتا ہوا بولا تھا

نفیسہ حیات نے ایک ملامت بھری نظر سب لوگوں پہ ڈالی اور گیٹ کھول کے اندر چلی گئی

مجمع آہستہ آہستہ چھٹنے لگا تھا نفیسہ حیات کا جھوٹا اعمال نامہ لے کے آنے والے اپنا اصلی چہرہ چھپاتے پھر رہے تھے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ہالے جب اوپر آئی تو مہر ماہ اسکارات کے فنکشن کا جوڑا استری کر رہی تھی اسنے بلند آواز میں سلام کیا تھا لیکن جواب نہیں ملا ہالے کو دیکھ کے آج وہ مسکرائی بھی نہیں تھی لیکن ہالے نے غور نہیں کیا وہ کسی الگ ہی جہاں میں پہنچی ہوئی تھی وہ گنگناتی ہوئی فریش ہونے جا رہی تھی جب اپنے عقب سے آتی مہر ماہ کی آواز پہ ٹھٹھکی تھی

مدحت کی مایوں کی رات تم کہاں تھیں؟

(اقف انکو کیسے پتا چلا ہالے کو کوفت ہوئی تھی)

جھوٹ بولنا فضول تھا کیوں کے وہ جانتی تھی مہر سوال تب کرتی ہے جب وہ سب جانتی ہو

آپ جانتی تو ہیں اسنے بات گھمائی تھی

(ذرا دیکھوں تو انکو کیا پتا ہے)

ہالے بکو مت سچ سچ سب بتاؤ وہ غصے میں تھی

ایک دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہیں گئی تھی

(لفظوں کی یہ ہیر پھیر اسکی زندگی میں کونسا طوفان لائے گی وہ ابھی اس بات سے بے خبر تھی)

کونسا دوست؟ اسنے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا

ہے ایک آپ نہیں جانتیں اسنے تھوک نگلا تھا

آپ نہیں جانتیں انسٹاگرام پہ دوستی ہوئی تھی ہماری

واہ ہالے سلطان واہ اب سلطان فیملی کی لڑکیاں انسٹاگرام کے دوستوں کے لئے رات کو تین بجے سڑکوں پہ آوارہ گردی کریں گی تف ہے تم پہ ہالے اسنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھالئے تھا گویا کسی نادیدہ ہستی کو شاباش دی ہو

آپی پلیز میں کوئی آوارہ گردی نہیں کر رہی تھی اسکو چوٹ لگی تھی میں بس اسکو دیکھنے ہسپتال گئی تھی اور کچھ نہیں آپ میرا یقین کریں ہالے روہانسی ہوگئی تھی وہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی لیکن سچ بول کے قیامت بھی نہیں لانا چاہتی تھی وہ جانتی تھی اگر اسنے سچ بتایا تو مہر ماہ طوفان کھڑا کر دے گی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی ایک ذرا سا جھوٹ کون سی آندھی لے کے آئے گا

ہالے جو بھی ہو یہ غلط تھا بہت غلط شہر کے حالات کا نہیں پتہ تمھیں جو تم اکیلی نکل پڑی تھیں؟ کیا ہوتا اگر وہ لڑکا مر جاتا اسکو کچھ ہو جاتا یا اگر وہاں پولیس آجاتی میرے خدایا مجھے تو سوچ سوچ کے ہول اٹھ رہے ہیں مہر کا بس نہیں چلتا تھا کے ہالے کو کھینچ کے کے دو تھپڑ دے مارے

آپی میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا میں کبھی ایسی کوئی غلطی نہیں کرونگی بلکہ میں اس لڑکے سے دوستی بھی ختم کر دوں گی بس اب آپ یہ بات یہاں ختم کر دیں پلیز ہالے نے گویا منت کی تھی

کونسے ہسپتال میں ہے وہ؟ مہر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا

جناح ہسپتال ہالے مدھم آواز میں بولی تھی

اس لڑکے سے دوستی ختم کرو اور آیندہ ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے اگلے ایک مہینے تک تم کہیں بھی اکیلی نہیں جاؤ گی میں ساتھ جاؤں گی اسنے فیصلہ سنایا تھا

جیسا آپ کہیں لیکن ایک مہینہ زیادہ ہے بہت یار پلیز رحم کریں

دو مہینے وہ سرد آواز میں بولی تھی

اچھا اچھا جیسا آپ کہیں گی وہی ہوگا مان گئی میں اب بس کر دیں

سارے ہٹلر کے جانشین میرے ہی گھر پیدا ہونے تھے وہ بڑبڑائ تھی

میں سن رہی ہوں ہالے اب تین مہینے

ہالے نے بے بسی سے اپنی بڑی بہن کو دیکھا تھا اور اس سے پہلے کے اسکی سزا سال تک پہنچتی اسنے وہاں سے بھاگ جانے میں عافیت سمجھی

اسکا سارا موڈ برباد ہو چکا تھا لیکن سفیر کا خیال آتے ہی وہ پھر سے کھل اٹھی تھی وہ دونوں ایک ہیں اسے اور کیا چاہئے تھا

مدحت کی بارات کا فنکشن شہر کے ایک بہت بڑے حال میں تھا ہالے نے آف وائٹ پیروں تک آتی گھیر دار فراک کے ساتھ ریڈ دوپٹہ لیا ہوا تھا بال ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھے تھے جس سے نکلتی بالوں کی کئ لٹیں اسکے چہرے پہ جھول رہی تھیں گلے میں گلوبند اور کانوں میں بڑے بڑے آویزے پہنے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی اور آج تو چہرے پہ ایک الگ ہی نکھار سا تھا سفیر کی محبت کا نکھار

سفیر نے سفید شلوار قمیض کے ساتھ بلیک کوٹ پہن رکھا تھا اسکی بھوری آنکھوں میں آج ایک الگ ہی چمک تھی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں سے جدا نہیں ہوتی تھی مہر ماہ نے ریڈ کامدار جوڑے کے ساتھ وائٹ دوپٹہ اوڑھ

رکھا تھا بال آج بھی کھلے تھے لیکن آج اسکا موڈ ذرا خراب تھی وہ بے دلی سے بیٹھی یہاں وہاں موجود لوگوں کو دیکھ رہی تھی ہالے اسٹیج پہ مدحت کے ساتھ بیٹھی تھی اور سفیر کو کئی کاروباری لوگ گھیرے ہوئے تھے ہارون اور حسن آج نہیں آئے تھے

ہارون صبح تک تو آنے کو تیار تھا لیکن تھوڑی دیر پہلے اسنے مہر کے کال کرنے پہ آنے سے منع کر دیا تھا حسن دادا کے ساتھ رکا تھا فروا بیگم اور حسینہ بیگم کو خاندان میں ایک شادی پہ جانا تھا مہر بری طرح بور ہو رہی تھی جب اسنے سفیر کو اپنی جانب آتا دیکھا وہ سانس روکے اسکو دیکھے جا رہی تھی کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے ؟کوئی کیسے آپکی اجازت کے بغیر آپ کے دل کا مالک بن سکتا ہے ؟اسکو دیکھ کے کیوں دل بے اختیار ہو جاتا تھا؟ کیوں اسکے مخاطب نہ کرنے پہ دل اداس ہو جاتا ہے

یہاں کیوں بیٹھی اکیلی بور ہو جاؤ گی سفیر کی آواز اسکو حواسوں میں لائی تھی

میں سب کے ساتھ بیٹھ کر بھی بور ہی ہوتی اسلئے یہاں آگئی وہ نارمل لہجے میں بولی تھی

سفیر اب اسکے سامنے والی کرسی پہ بیٹھ چکا تھا

اچھا سب کے ساتھ بیٹھ کے بھلا کون بور ہوتا ہے ؟اسنے استفسار کیا تھا

انسان کو خوش ہونے کے لئے ہجوم کی ضرورت نہیں ہوتی اگر اسکا دل خوش ہے تو وہ ایک ویران جنگل یا پھر اکیلے کمرے میں بھی خوش ہو سکتا ہے اور اگر اسکا دل اداس ہو تو یہ محفلیں یہ رونقیں یہ لوگ یہ سب کچھ بیکار ہے مہر ٹیبل کے کونے کو ناخن سے کھرچتے ہوئے جذبات سے عاری لہجے میں بولی تھی

اچھا مجھے تو ایسا نہیں لگتا وہ اسٹیج پہ بیٹھی ہالے کو دیکھتا بول رہا تھا مجھے لگتا ہے آپ کے پاس ایک ایسا شخص ضرور ہوتا ہے جو آپ کو تب سن سکتا ہے جب آپ کا دل بوجھل ہوں

(اسے وہ وقت یاد آیا جب ایک حادثے میں اسکے بچپن کے دوست کی موت ہو گئی تھی اور ہالے نے اسکو سنا تھا ان دونوں کے بچپن کی شرارتیں جوانی کے قصے اسنے باقی لوگوں کی طرح اسکو صبر کی تلقین کرنے کے بجائے اسکا دل ہلکا کیا تھا)

آپکو تب موٹیوٹ کرے جب ساری دنیا آپکو یہ کہہ رہی ہو کے یہ کام آپسے نہیں ہو گا

(اسے یاد آیا کس طرح ہالے نے اسکی اسلام آباد میں کمپنی کی نئی برانچ کھولنے پہ اسکی حوصلہ افزائی کی تھی نہ کے باقی لوگوں کی طرح اسکے حوصلے پست کئے تھے)

جب آپکا ڈارک فیز چل رہا ہو تب آپکو سہی مشورہ دے جس سے آپ بغیر جھجھکے کوئی بھی بات کہیں

(اسے یاد آیا جب کمپنی کو سفیر کی ایک ڈیل کی وجہ سے نقصان ہوا تھا اور وہ ڈپریس ہو کے گھر بیٹھ چکا تھا تب کس طرح ہالے اسکو نہ صرف ڈاکٹر کے پاس لے گئی بلکہ کسی کو یہ بات پتہ بھی نہیں چلنے دی کہ سفیر ذہنی طور پر ڈسٹرب ہے اور اسنے ہالے سے کھل کے بات بھی کی تھی کے اب وہ کوئی بھی ڈیل کرتے ڈرتا ہے ہالے نے اسکو ٹوکا نہیں تھا)

ایسا انسان جو آپکو خوشی دے جسکی محبت بے لوث ہو وہ شخص آپکے دل کا موسم بھی اچھا کر سکتا ہے اور آپکی تنہائی کا ساتھی بھی بن سکتا ہے ہجوم واقعی آپکو خوش نہیں کر سکتا لیکن ہجوم میں بیٹھا وہ ایک شخص کر سکتا ہے

اسکی بات ختم ہو گئی تھی مگر وہ اب بھی ہالے کو ہی دیکھ رہا تھا

مہر جیسے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی باتیں سن رہی تھی وہ جو نہی چپ ہوا مہر اس ٹرانس سے نکلی تھی

کیا سب کے پاس ایسا شخص ہوتا ہے مہر نے اسکو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

نہیں سب کے پاس نہیں ہوتا صرف انکے پاس ہوتا ہے جو خوش نصیب ہوں

وہ ہالے کو دیکھ کے مسکراتے ہوئے بول رہا تھا

مہر اسکی نظروں کا ارتکاز نہیں دیکھ رہی تھی وہ بس سفیر سلطان کو دیکھ رہی تھی یا شاید وہ اس وقت کچھ اور دیکھنا نہیں چاہتی تھی

مطلب کوئی انسان آپکو آپکے ڈارک فیز سے نکال سکتا ہے؟ کوئی انسان آپکو بولنے پہ مجبور کر سکتا ہے؟ یا آپکی اداسی کو خوشی میں بدل سکتا ہے یہ کہنا چاھتے ہیں آپ؟

بلکل نہیں کوئی بھی انسان آپکو آپکے ڈارک فیز سے نہیں نکال سکتا جب تک آپ خود نہ چاہیں وہ آپکو راہ دکھا سکتا ہے اس راہ میں مشعل آپنے خود جلانی ہوتی ہے کوئی انسان آپکو بولنے پہ مجبور نہیں کر سکتا جب تک آپ نہ چاہیں اور یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کے کوئی آپکو خوش کر دے آپکی اداسی کو کہیں دور پھینک کے ہنسا دے آپکو

خوش آپ تب ہونگے جب آپ ہونا چاہیں گے وہ آپکے لئے کوشش کر سکتا ہے اور ایسے لوگ انمول ہوتے ہیں جو آپ کے لئے کوشش کریں

وہ ہنوز ہالے کو ہی دیکھ رہا تھا

اور جن کے پاس نہ ہو وہ لوگ کیا کریں؟ ایسا شخص ڈھونڈیں یا پھر اس انتظار میں بیٹھیں کے انکے لئے بھی ایسا شخص آیگا مہر نے سوال کیا تھا

ایک انسان میں اپنی خوشی ڈھونڈنا غلط ہے آپکے پاس ایسا شخص ہے تو خوش ہو جائیں اور اگر نہیں ہے تو اداس رہنے ماتم کرنے یا لوگوں سے توجہ کی بھیک مانگنے سے یا پھر انتظار کرنے سے آپ خوش نہیں ہوں گے ایسی صورت میں خوشی کو اپنے اندر ڈھونڈیں کوئی مشغلہ ڈھونڈیں وہ کام کریں جس سے خوشی ملتی ہو لیکن کام کا مثبت ہونا شرط ہے

کیا آپ کے پاس ایسا شخص ہے مہرماہ نے نہ جانے کس خیال کے تحت یہ سوال کیا تھا

اسنے ہالے سے نظر نہیں ہٹائی تھی اور لمحے اسکی نظر بھی سفیر پہ پڑی تھی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا وہ منظر مکمل تھا اسکو دیکھتے ہوئے سفیر نے سرگوشی نما آواز میں کہا تھا

ہاں مہر میرے پاس وہ ہے سفیر سلطان کے پاس وہ ہے اسکی آواز میں سرشاری تھی

مہر نے اب بھی اسکی توجہ کا مرکز نہیں دیکھا یا دیکھ کے نظر انداز کیا تھا مہر کے موبائل پہ چچی کی کال دیکھ وہ سفیر کے پاس سے اٹھ کے ذرا دور گئی تھی کے وہاں میوزک کا شور زیادہ تھا

جی چچی جان بولیں وہ کال پک کرتے بولی تھی

سفیر کہاں ہے تم اسکے ساتھ ہو ناں؟

جی چچی وہ یہیں بیٹھے ہیں

اور وہ تمہاری فتنہ بہن کہاں ہے سپیکر سے چچی کی آواز ابھری تھی

چچی میری بہن کے بارے میں کچھ نہیں سنوں گی میں پلیز بعد میں بات کرینگے اسکی آواز تھکی تھکی سی تھی چچی شاید کچھ کہہ رہی تھیں لیکن مہر کال کاٹ چکی تھی

تم ٹھیک تو ہو ناں مہر؟ اپنے عقب سے آتی سفیر کی فکر مند سی آواز پہ وہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی

سوری یار میں تمھیں ڈرانا نہیں چاہتا تھا اب کہ وہ معاذرت سے بولا تھا

نہیں اٹس اوکے میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا تھک گئ ہوں

چلو میں تمھیں گھر چھوڑ آتا ہوں یا ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں وہ ہنوز فکر مند تھا

نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں زحمت نہ کریں آپ وہ اب ہلکے پھلکے لہجے میں بولی تھی

میں پریشان ہو گیا تھا یار

میرے لئے؟ وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی

جی نہیں وہ جو پیچھے ریڈ جوڑے والی لڑکی ہے نہ اسکے لئے بیچاری نے کتنا ہیوی ڈریس کیری کیا ہوا ہے ہے ناں

اف آپ سے باتوں میں نہیں جیت سکتی میں وہ ہار مانتے ہوئے بولی تھی ہالے کے پاس چلتے ہیں وہ بہانہ بنا کر اسے ٹال گئی تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک ہی ٹیبل پہ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے

ویسے بجو میں سوچ رہی تھی بابا سہی کہہ رہے تھے مدحت کے پاپا کے بارے میں وہ کانٹے کے ساتھ سلاد کا ٹکڑا منہ میں رکھتی بولی تھی

کیا کہتے ہیں بابا؟ اسنے مسکرا کے پوچھا تھا

(سفیر کی ذرا سی فکر پہ اسکی مسکراہٹ واپس آچکی تھی)

یہی کے یہ سارا پیسہ ڈرگز کی سپلائی سے آیا ہے

مہر کو پانی پیتے پیتے اچھو لگا تھا

خدا کا خوف کرو لڑکی ہم انکی بیٹی کی شادی میں آے ہوئے ہیں کسی نے سن لیا تو کیا ہو گا؟ مہر نے گویا اسکی عقل پہ ماتم کیا تھا

ناں تو انکو یہ سب پہلے سوچنا چاہیے تھا ناں بندہ ایسے کام ہی نہ کرے کے کسی کے سننے کا خوف ہو اس پہ جیسے کوئی اثر ہی نہیں ہوا تھا

سفیر مسکرا کے اسکی ساری باتیں سن رہا تھا وہ سفیر سے کترا رہی تھی لیکن اس پہ کچھ بھی ظاہر نہی ہونے دینا چاہتی تھی وہ مسکراہٹ دبائے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا

تم یہ سب کیسے کہہ سکتی ہو ہالے کوئی ٹھوس ثبوت ہے تمہارے پاس ؟ سفیر کے ڈائریکٹ اسکو مخاطب کرنے پہ وہ ذرا اگڑبڑائی تھی لیکن اگلے ہی سیکنڈ خود کو کمپوز کر لیا تھا

کیٹرنگ سے لے کر ڈیکوریشن تک ڈریسنگ سے لے کر جیولری تک ہر چیز پہ پانی کی طرح پیسہ بہایا گیا ہے مدحت کے والد ایک کالج میں پرنسپل ہیں زیادہ سے زیادہ کتنی پے ہوگی؟ تین لاکھ؟ چار لاکھ؟ یا پانچ لاکھ چھ لاکھ کا تو کل مدحت نے لہنگا پہنا تھا چلو اگر اس سے زیادہ بھی ہوئی تب بھی انکی تنخواہ میں یہ سب ہو نا نہ ممکن ہے سائیڈ بزنس انکا کوئی ہے نہیں اور بیٹے بھی دونوں ابھی پڑھ رہے ہیں پیسہ آیا کہاں سے؟ وہ مکمل جاسوس بنی پوچھ رہی تھی

سفیر نے اب باقاعدہ تالی بجا کے اسکو شاباش دی تھی بھئی کمال ہے کزن تم تو جاسوس نکلی پکی والی کیا یہ انگلش پڑھ کے خود کو ضایع کر رہی ہو یار تمھیں تو فورس جوائن کرنی چاہیے

ہے ناں میری بھی یہی وش ہے لیکن امی جوتے ماریں گی اس نے آخر میں جس انداز سے کہا تھا سفیر اپنا قہقہہ روک نہیں پایا تھا

ہالے ابھی اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا ناں میں نے یہیں جوتا اتار لینا ہے مہرماہ طیش سے بولی تھی

اچھا بھئی چپ ہوں وہ جل کے بولی تھی

ویسے یہ ہارون کیوں نہیں آیا؟ اسنے بات پلٹ دی تھی

اسکی طبیعت نہیں ٹھیک مہر نے جواب دیا تھا

سب سیٹ کر دونگی اسکی طبیعت میں صبح ہونے دیں ذرا کر لے آرام اسنے جتنا کرنا ہے اسکی اتنی ہمت مجھے بتانا بھی گووارہ نہیں کیا دیکھ لوں گی اسکو وہ جلتے ہوئے بول رہی تھی

تم نے تو کہا تھا کے ریڈ اور آف وائٹ کی تھیم ہے لڑکیوں کی لیکن یہاں تو سب نے سلور اور ریڈ پہنا ہے سفیر نے ذرا جیسے یاد آنے پہ پوچھا تھا

وہ اصل میں مجھے کلرز کے بارے میں زیادہ پتہ نہیں ہے ہالے کان کھجاتی شرمندہ سی بولی تھی ابھی سفیر کوئی جواب دیتا کے اسکو دادا کی کال موصول ہوئی تھی اگلے دو منٹ تک وہ دادا سے بات کرتا رہا اور جیسے ہی کال ختم ہوئی اسنے ہالے اور مہر کو اٹھنے کا کہا تھا

دادا جان نے کہا ہے اب بس گھر پہنچو ان سے اپنے پوتا اور پوتی کی جدائی برداشت نہیں ہو رہی اب سفیر مسکراتے ہوئے بتا رہا تھا جب اسنے مہرماہ کے چہرے کو تاریک ہوتے دیکھا ہالے نے بھی مہر کی طرف دیکھا تھا اور اب ان دونوں کو صورتحال کی سنگینی کا احساس ہوا تھا سفیر جی بھر کے شرمندہ ہوا تھا

انہوں نے یہ بھی کہا کے انکو اپنی نواسی بھی یاد آرہی ہے اسنے اپنے حساب سے بات سنمبھالنے کی کوشش کی تھی لیکن مہرماہ کے چہرے کی زخمی مسکراہٹ اسکو مزید گلٹ میں مبتلا کر گئی تھی

جیسے میں جانتی نہیں ہوں انکو ہے ناں ؟میں کار میں انتظار کر رہی ہوں آپ دونوں آجاو وہ اسی زخمی مسکراہٹ سے کہتی لوگوں کے درمیان راستہ بناتی تیز تیز چلتی خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی

دادا کو ایسا نہیں کرنا چاہئے ہالے افسوس سے بولی تھی

کبھی کبھی وہ بہت روڈ ہو جاتے ہیں مہر کے ساتھ یہ زیادتی ہے انکو ایسا نہیں کرنا چاہیے جو کچھ ہوا اس میں مہر کا قصور نہیں تھا اسکو کس گناہ کی سزا دے رہے ہیں دادا جان سفیر بے بسی سے بولا تھا

ایسا نہیں تھا کے اس نے دادا جان سے اس بارے میں بات نہیں کی تھی وہ کافی بار اس بارے میں بات کر چکا تھا لیکن دادا جان کا رویہ بہتر ہونے کے بجاے اور خراب ہو گیا تھا ایسا نہیں تھا کے وہ مہر کو جھڑکتے تھے یا اس پہ غصہ ہوتے وہ اسکو مخاطب ہی نہیں کرتے تھے وہ اگر کھانا لاتی تو وہ چپ چاپ کھا لیتے لیکن اگر وہی کھانا ہالے لے جاتی تو دادا اس کے ساتھ گھنٹوں باتیں کرتے اس کھانے کو ڈسکس کرتے وہ انکو دوائی دیتی تو سو نخرے کرتے لیکن جب بھی مہر یہ سب کام کرتی تو وہ ایسے چپ چاپ بیٹھے رہتے گویا کسی نے ان سے قوت گویائی چھین لی ہو سفیر کے بات کرنے سے یہ ہوا تھا کے اب انہوں نے مہر کا لایا ہوا کھانا کھانا چھوڑ دیا تھا اسکی لائی ہوئی چائے پڑے پڑے ٹھنڈی ہو جاتی اسکی دی ہوئی دوائی وہ کچرہ دان کی نظر کر دیتے مہر ماہ چپ چاپ یہ سب سہ رہی تھی اس نے کبھی کسی سے شکایت تک نہیں کی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی سب لوگ اسکے ساتھ یوسف سلطان کا یہ سلوک دیکھ کر برا لگنے کے باوجود کچھ کر نہیں سکتے تھے

وہ تینوں گاڑی میں آ کے بیٹھے تھے ہالے پچھلی سیٹ پہ تھی جبکہ مہر سفیر کے ساتھ آگے بیٹھی تھی غیر معمولی خاموشی سے سفر کٹ رہا تھا جب مہر کے کانوں میں سفیر کی آواز آئی

مہریار اب تم اداس تو مت ہو نہ میں کروں گا دادا جان سے بات وہ ٹھیک ہو جایں گے تم ٹینس مت ہو وہ بوڑھے ہو گئے ہیں یاد نہیں رہا ہو گا کے تم بھی ہمارے ساتھ ہو وہ اسکو تسلی دے رہا تھا

میری موجودگی کو تو وہ اتنے سالوں سے بھولے ہوئے ہیں جب سے میں پیدا ہوئی ہوں وہ کھڑکی سے باہر سڑک پہ دوڑتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھتی دکھ سے بول رہی تھی وہ شاید ہرٹ ہوئی تھی بہت زیادہ ہرٹ

میں آج ہی دادا سے بات کروں گا سفیر نے یقین دہانی کرائی تھی

پہلی بار جب اپنے بات کی تھی تب ابّا نے میرا لایا ہوا کھانا کھانا چھوڑ دیا تھا دوسری بار جب آپنے بات کی تھی تب انہوں نے میرے ہاتھ کی چائے پینی چھوڑ دی تھی تیسری بار جب آپنے بات کی تھی تب انہوں نے میرے ہاتھ سے دوائی لے کے ڈسٹ بن میں پھینک دی تھی چوتھی بار جب آپ نے بات کی تھی تب انہوں نے میری طرف دیکھنا چھوڑ دیا تھا وہ ہنوز باہر دیکھتے ہوے بول رہی تھی اسکی آواز اتنی ہلکی تھی جیسے خود سے بات کر رہی ہو لیکن اسکا لہجہ ہاں اسکا لہجہ اس میں کچھ ایسا تھا کے ہالے نے بے اختیار کرب سے آنکھیں میچ لی تھیں

خدا کے لئے اب بات مت کریے گا اس بار شاید وہ مجھے "سلطان منزل" سے ہی نہ نکال دیں مجھ سے یہ آخری چیز مت چھینیں پلیز اس نے سفیر کی طرف دیکھ کے کہتے ہوئے بامشکل خود کو رونے سے باز رکھا ہوا تھا

مہر تم تو بہت سٹرانگ ہو یار اس طرح مت بولو مجھے دکھ ہو رہا ہے میں تمھیں ایسے نہیں دیکھ سکتا سفیر اسکی آنکھوں میں دیکھتا بے بسی سے بول رہا تھا

یہ دنیا سٹرانگ لوگوں کا اتنا امتحان کیوں لیتی ہے سفیر؟وہ یہ کیوں نہیں سمجھتی کے ہم بھی تو انسان ہیں ہمارے سینے میں بھی دل ہے پتہ ہے کبھی کبھی میں سوچتی ہوں امی کو اکیلے نہیں مرنا چاہیے تھا انکو چاہئے تھا کہ وہ اس سڑک پہ مجھے بھی ساتھ لے کے مرتیں یا پھر جب انکی طلاق ہوئی تھی نہ تب میرا گلہ گھونٹ دیتیں بروکن فیملی کے ہر بچے کو مر جانا چاہئے ہے ناں؟اسکے حلق میں آنسوؤں کا ایک گولہ سا اٹکا تھا وہ ذرا دیر کو رکی تھی سوالیہ نظروں سے سفیر کو دیکھتی رہی شاید اپنے سوال کا جواب چاہتی تھی اور چند لمحے بعد پھر سے بولنا شروع ہو چکی تھی

جب دو لوگوں کے درمیان طلاق ہو ناں انکو چاہئے اپنے بچوں کے گلے گھونٹ دیا کریں انکو چوک پہ پھانسی دے دیں انکو گولی مار دیں مگر انکو اس طرح زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے لئے نہ چھوڑیں اسکی آواز نم تھی وہ جیسے بہت تکلیف سے بول پا رہی تھی

مہر ہم سب ہیں ناں ہم سب تم سے پیار کرتے ہیں تم میری بہترین دوست ہو بڑی امی کی جان بستی ہے تم میں میری امی تمھیں اتنا چاہتی ہیں تایا ابا،ڈیڈ کیا وہ سب کچھ بھی نہیں سفیر نے جیسے اسکو بہلانا چاہا تھا لیکن وہ نہیں سن رہی تھی

پتا ہے کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کاش میں بھی ہالے کی طرح امی پہ چلی جاتی ہالے تو امی کی بیٹی نہیں ہے لیکن ابّا پھر بھی ہالے میں انکو دیکھتے ہیں اگر میں بھی امی کی طرح دکھتی تب شاید وہ مجھ سے بھی پیار کرتے لیکن شکل سے تو کچھ نہیں ہوتا نہ سفیر؟رشتے تو خون کے ہوتے ہیں میں انکا خون تو ہوں ناں؟کیا انکا خون کبھی جوش نہیں مارتا؟

کیا میرے وجود سے امی کی خوشبو نہیں آتی انکو ؟ کبھی تو مجھے بھی گلے سے لگا کے دیکھیں میرے سر پہ بھی ہاتھ رکھ دیں امی تو انکی محبوب اولاد تھیں ناں میں انکا ہی خون ہوں انکی ہی بیٹی ہوں کیوں نہیں مانتے وہ یہ بات ؟ بولتے بولتے وہ شاید تھک چکی تھی تبھی آنکھیں موندلی تھیں سر سیٹ کی پشت پہ گرا دیا تھا اور آہستہ سے بڑبڑ ائ تھی

امی کو چاہیے تھا مجھے ساتھ لے کے مرتیں

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ہالے مسرور سی سیڑھیاں چڑھتی اوپر جا چکی تھی مگر ہارون شاہد اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا ہارون کو لگا تھا شاید اب وہ کبھی اٹھ نہیں سکے گا ہالے اوپر جاتے ہوئے اسکی روح بھی لے گئی تھی اسکو درد ہو رہا تھا بے تحاشا درد اسے لگ رہا تھا کوئی اسکے دل کو مٹھی میں لے رہا ہے ہاں اسکے دل میں درد ہو رہا تھا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے ہالے اس کے علاوہ کسی اور کی ہو سکتی ہے وہ تو ہارون کی تھی قسمت نے یہ کیسا کھیل کھیلا تھا لا تعداد سوچیں تھیں جو اس وقت ہارون شاہد کے ذہن میں آرہی تھیں کافی دیر بعد وہ مرے مرے قدموں سے اٹھا تھا اور سلطان منزل سے نکل گیا تھا وہ کب گاڑی میں بیٹھا کس طرح گھر پہنچا کمرے میں کب گیا اسکو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا ہر چیز سلو موشن میں ہوتی نظر آرہی تھی وہ اپنے کمرے میں آ کے دھڑام سے منہ کے بل اپنے جہازی سائز پلنگ پہ گر گیا تھا کافی دیر یوں ہی پڑے رہنے کے بعد وہ اسی حالت میں چیخ چیخ کے اپنی ماں کو آوازیں دینے لگا تھا

ماما۔۔۔۔۔۔ماما۔۔۔۔۔ مما میں مر رہا ہوں مما میں مر جاؤں گا مما امر رہا ہوں میں مماوہ ہزیانی انداز میں بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹے اپنی ماں کو آواز دے رہا تھا

اور پھر دو منٹ بعد ہی نوال شاہد بھاگتی ہوئی اس تک آئ تھیں اس کے کمرے میں پہنچ کے کچھ دیر تو وہ بلکل گم سم کھڑی رہیں ہارون کی حالت دیکھ کے انکا کلیجہ منہ کو آگیا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے انہوں نے کھینچ کے ہارون کو اٹھایا تھا اور اپنے سینے سے لگا لیا تھا

میرا بیٹا میرا ہارون کیا ہوا ہے میری جان کیوں ایسی حالت بنا رکھی ہے ہارون بچے بولو تمہاری ماں ہوں میں مجھے بتاؤ میرا دل پھٹ رہا ہے ؟وہ روتے ہوئے ہارون کا منہ چوم رہی تھیں اور اس سے سوال کیے جا رہی تھیں

ماما درد ہو رہا ہے بہت درد ہارون انکے سینے سے چہرہ نکال کر بولا تھا

کہاں درد ہے میرے بیٹے کو مجھے بتاو کیا ہوا ہے وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بول رہی تھیں

"یہاں" ہارون انکا ہاتھ پکڑ کر دل پہ رکھتے ہوئے بولا تھا

ماما میری روح نکل رہی ہے دل بند ہو رہا ہے میں مر جاؤں گا ماما میں مر جاؤں گا پلیز کچھ کریں ماما مجھے مرنا نہیں ہے بہت تکلیف ہو رہی ہے مجھے برداشت نہیں ہو رہا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا

وہ ایسا ہی تھا کمزور معصوم ذرا ذرا سی بات پہ آسمان سر پہ اٹھا لینے والا

میرا بچہ کیا ہوا ہے ہالے نے کچھ کہا ہے ناں مجھے بتاؤ کیا کہا ہے اس نے وہ بامشکل اسکو چپ کرواتے ہوئے پوچھ رہی تھیں

مما ہالے مما وہ وہ میری نہیں رہی وہ کسی اور کی ہو گئی ہے میں یہ سب نہیں دیکھ سکتا میرا دل پھٹ جائے گا کچھ کریں مما پاپا کو بلایں انکو بولیں ان سے کہیں ہارون شاہد مر رہا ہے اسکا دل بند ہو رہا ہے مما کچھ کریں مجھے ہالے لا کے دیں پلیز مما پاپا کو فون کریں انکو بلایں انکو بولیں میں مر جاؤں گا میرا دل پھٹ جائے گا اسکے الفاظ بے ربط تھے

اس نے چھین لیا ہالے کو مما اسنے ڈاکا مارا ہے میرے حق پہ اسکو اللہ ّنہیں بخشے گا ہے ناں مما اسکو اللہ ّمعاف نہیں کریگا ناں ؟ اسنے رک کے اپنی ماں سے پوچھا تھا ہاں میرا بیٹا اسکو نہیں معاف کریگا اللہ ّوہ بے بسی اور دکھ سے اپنے بیٹے کو دیکھتی ہوئی بول رہی تھیں

مما بہت درد ہو رہا ہے میرے سارے وہم سچ نکلے ہارون شاہد ہار گیا ہے مجھ سے میری دنیا چھین لی ہے اس نے اسکو ترس نہیں آیا مجھ پہ وہ کیسے میرے ساتھ ایسا کر سکتا ہے اسکو بولیں یہ گھر دولت سب لے لے مجھ سے میری ہالے کو واپس کر دے وہ جو بولے گا میں کروں گا وہ ہزیانی انداز میں چیخ چیخ کے روتے ہوئے کہہ رہا تھا نوال شاہد اسکو سینے میں بھینچے ہوئے تھیں اور اس کو تھپکتے ہوئے دلاسے دینے کی کوشش کر رہی تھیں اچانک ہارون انکی گرفت سے خود کو چھڑواتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا تھا نوال بے بسی سے اسکو دیکھتی رہ گئی تھیں انکو پتہ تھا اب کیا ہو گا

اور پھر اگلے ہی پل وہ ڈریسنگ کی ایک ایک چیز اٹھا اٹھا کے زمین پہ مارتا جارہا تھا کرسی کو ٹھو کر مار کے دور پھینک دیا تھا اور پاگلوں کی طرح چیخ چیخ کے بول رہا تھا

اسے ایک بار پھر بچپن والا دورہ پڑا تھا

نہیں بلایں گی ناں آپ پاپا کو نہیں کرینگے اپ لوگ میرے لئے کچھ بھی؟ میں نہیں ہوں ناں آپکا بیٹا آپکو پرواہی نہیں ہے میری میں خود کو مار دوں گا مما سب کو مار دوں گا ہالے میری ہے وہ اسکو مجھ سے نہیں چھین سکتا اس نے اب اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا تھا بلایں اپنے شوہر کو کریں کال ابھی کے ابھی بلائیں انکو بولیں ایک بیٹا تو مر گیا اب دوسرے کے مرنے سے پہلے اسکو بچالیں وہ بری طرح چیخ رہا تھا

شور کی آواز سن کر ملازمہ دوڑتی ہوئی آئ تھی اور پھر اگلے ہی پل کمرے کی حالت اور ہارون کا جنونی انداز دیکھ کر باہر کی جانب بھاگی تھی اسکو پتہ تھا اب کیا کرنا ہے

نوال بیگم اٹھ کے اس کے پاس جانے لگی تھیں جب ہارون کی دہاڑتی آواز نے انکے پیروں کو زنجیر کیا تھا

میرے قریب مت آنا ورنہ میں خود کو مار لوں گا

اور نوال بے بسی سے ہونٹ کاٹتے بہتے ہوئے آنسوؤں سے وہیں کھڑی رہ گئی تھیں انکا دل کٹ رہا تھا ہارون کو ایسے دیکھ کر انہوں نے فون اٹھایا تھا اور ڈاکٹر بصیر کا نمبر ملانے لگی تھیں ہارون مسلسل چیخ رہا تھا جب انکو ہارون کے تینوں گارڈز اندر آتے دکھائی دیئے تھے انکے پیچھے ملازمہ بھی تھی تینوں بھاگتے ہوئے آئے تھے اور برق

رفتاری سے اسکو اپنے بازؤں میں جکڑ لیا تھاوہ تھک چکا تھا تبھی مزاہمت ترک کرکے خود کو ان کے حوالے کرچکا تھا

آدھے گھنٹے بعد نوال نے ڈاکٹر بصیر کو آتے دیکھا تھاہارون انکی گود میں سر رکھے کسی سہمے ہوئے بچے کی طرح لیٹا ہوا تھاڈاکٹر نے ہارون کا چیک اپ کرکے اسکو سکون آور انجیکشن دے دیا تھاوہ کسی معصوم بچے کی طرح اپنی ماں کی گود میں سو رہا تھا

ڈاکٹر نے نوال بیگم کو اسکی حالت کے بارے میں آگاہ کردیا تھاان کا کہنا تھاکے ہارون نے کسی بات کی بہت زیادہ ٹینشن لے لی ہے اور اسکا نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے بچاہے اسکو خوش رکھیں اور پریشانی کی باتوں سے دور رکھیں ڈاکٹر یہ کہہ کر جاچکے تھے لیکن نوال شاہد کا سکون غارت کرگئے تھے

دراصل شاہداور نوال کو اللہ نے دو جڑواں بیٹوں سے نوازا تھاجیسا کہ عموماایسے کیسز میں ہوتا ہے ایک بچہ کمزور ہوتا ہے اور دوسرا مضبوط اس کیس میں ہارون وہ کمزور بچہ تھااس کے اعصاب شروع سے کمزور تھے لیکن اپنے بھائی کی موت کے بعد وہ بہت چڑچڑا ہو گیا تھا وہ ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ اسی طرح توڑ پھوڑ کرتا رہتا زیادہ تر ایسا تب ہوتا جب اسکی اور ہالے کی لڑائی ہوتی تھی وہ خود پہ قابو نہیں رکھ پاتا تھاڈاکٹرز کا کہنا تھاکے اسکو غصے پہ قابو پانے کی ضرورت ہے لیکن ہارون کی ماں کبھی بھی اسکو کسی انسٹیٹیوٹ میں داخل کروانے کے لئے راضی نہیں ہوئی تھیں تب انہوں نے ہارون کو یہ کہہ کے ڈرایا تھاکے اگر اسنے اپنی یہ حرکتیں نہیں چھوڑیں تو وہ اسکو امریکا بھیج دیں گی ہالے سے دور اسکا نتیجہ یہ نکلاکے اب اس نے غصہ کافی حد تک کنٹرول کرلیا تھا کسی سے لڑنا جھگڑنا

بھی چھوڑ دیا تھا اور اب تو پچھلے دس سالوں سے اسنے ایسی کوئی توڑ پھوڑ یا چھوٹی چھوٹی باتوں پہ غصہ کرنا بھی چھوڑ دیا تھا نوال بیگم کو لگا تھا ہارون ٹھیک ہو چکا ہے لیکن وہ غلط تھیں کم از کم آج انکو اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ بچوں کو ڈرا دھمکا کے انکی بری عادتیں نہیں چھڑوائی جا سکتیں بیماریاں علاج سے ٹھیک ہوتی ہیں دھمکیوں سے نہیں آج انہوں نے یہ اعتراف کیا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ساری رات مہر ماہ نے آنکھوں میں کاٹی تھی یوسف صاحب کی باتوں سے جو تکلیف ہوئی تھی اسکو آج وہ سب باتیں یاد آ رہی تھیں وہ رونا چاہتی تھی لیکن آنسو شاید گلے میں اٹک گ ءے تھے اسکی ماں نے چھ سال تک اسکو پیار تک نہیں کیا تھا بس خاموشی سے اسکے کام کرتی رہتیں کبھی کبھی تو اسکے کام بھی اپنی بھابی کے ذمہ کر کے خود گھنٹوں بیٹھی جانے کیا کیا سوچتی رہتیں وہ بچی تھی ماں کی تکلیف نہیں جانتی تھی لیکن پھر بھی وہ چاہتی تھی کے اسکی ماں بھی فروا ممانی اور ماما کی طرح اسکے ساتھ شاپنگ کرے اسکو اپنے ہاتھ سے کھلائے مہر ماہ شروع سے ہی بہت حساس تھی اسکو اپنی ماں کی چپ بہت بری لگتی تھی لیکن وہ ابھی اس سب کی وجہ اور مطلب سمجھنے کے لئے بہت چھوٹی تھی

فجر کی اذان ہوئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے جب مہر کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی اسنے رات والا ڈریس پہن رکھا تھا مٹا مٹا سا میک اپ وہ آہستہ سے اٹھی تھی بالوں کو جوڑے میں باندھا الماری سے سادہ کاٹن کا سیاہ سوٹ نکالا اور واش روم میں گھس گئی دس منٹ بعد وہ گیلے چہرے کے ساتھ باہر آئی تھی اسکے چہرے سے اب بھی پانی

کے شفاف قطرے ٹپک رہے تھے دوپٹہ نماز کے سٹائل سے لپیٹ رکھا تھا بیڈ کی سائیڈ دراز سے جائے نماز اٹھا کے وہ بالکنی میں آگئی تھی

نماز پڑھ کے جونہی اسنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اسکی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں چند ہی لمحوں میں اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا

یا اللہ میرا کیا قصور ہے؟ میں نے آخر ایسا کیا گناہ کر لیا ہے جس کی سزا ختم ہی نہیں ہو رہی؟ ابّا مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟ وہ کیوں نہیں مجھ سے ہالے جتنا پیار کرتے؟ میں تو نگین سلطان کی بیٹی ہوں ناں؟ پھر کیوں نہیں وہ مجھ میں اپنی بیٹی کو نہیں دیکھتے؟ یا اللہ مجھ پہ رحم کر میرے مالک میں بھی تو تیری بندی ہوں ان کے دل میں میرے لئے محبت ڈال دے اللہ پلیز وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان کہتی جا رہی تھی کافی دیر روتے رہنے کے بعد اب اسکا دل ہلکا ہو گیا تھا وہ اٹھی تھی جانماز تہہ کر کے رکھی اور دوبارہ بالکنی میں آ کے کھڑی ہو گئی تھی

اسکی نگاہ جب نیچے لان کی جانب گئی تو اسکو سفیر نظر آیا وہ شاید جاگینگ سے واپس آیا تھا اسکے بھورے بال ماتھے پہ بکھرے تھے وہ مسکراتے ہوئے مہر کو نیچے آنے کا اشارہ کر رہا تھا اسکو دیکھتے ہی ساری کلفت دور ہو گئی تھی دل کا موسم خوش گوار ہو گیا تھا کونسا غم کہاں کا غم اسکو کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی اگر یہ بھوری آنکھوں والا شخص اس کے ساتھ ہو یہ شخص مہر ماہ کا عشق تھا اس بات میں کوئی شک نہیں تھا

وہ جب نیچے گئی تب تک سفیر بھی گھر کے اندر آ چکا تھا

ناشتہ ملے گا کزن ؟ اسکو دیکھتے ہی وہ ہشاش بشاش سا بولا تھا

جی بلکل کزن کیوں نہیں ملے گا وہ خوش دلی سے بولی تھی ؟

تو بناؤ جلدی سے اور پلیز کچھ ہلکا پھلکا سا بنانا کل بھی ہالے نے گھی سے بھرے پراٹھے اور میٹھی چائے پلا دی تھی

آج ایکسٹرا ورک آوٹ کرنا پڑا ہے مجھے وہ بے چارگی سے بتا رہا تھا

وہ دونوں اب چلتے ہوئے کچن کی جانب جا رہے تھے

تو آپ منع کر دیتے نہیں کھاتے مہر کچن میں آتے ہوئے سہولت سے بولی تھی

یہی تو بات ہے اسکو کون منع کرے وہ عام سے لہجے میں بولا تھا مگر اسکی آنکھوں کی چمک وہ عام نہیں تھی

مہر نے جواب نہیں دیا تھا وہ رک کے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

تو غیبت ہو رہی ہے میری یہاں ؟ ہالے کی مشکوک آواز پہ سفیر ٹھٹھک کے مڑا تھا جبکہ مہر ماہ کو کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی وہ اب ہالے کے ان چھاپوں کی عادی ہو گئی تھی

تم روز اتنی جلدی اٹھ جاتی ہو کزن کیا رات میں سوتی نہیں ہو ؟ سفیر اب شیلف پہ بیٹھا اس سے سوال کر رہا تھا

میں اپنی آٹھ گھنٹے کی نیند پوری کر کے اٹھی ہوں اور آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ الحمدللہ میں بھی مسلمان ہوں اور یہ فجر کا وقت ہے ظاہر ہے مجھے اٹھنا ہی تھا وہ آرام سے بتا رہی تھی

اچھا اب ادھر آؤ میرے ساتھ ناشتہ بنوا دو مس مسلمان مہر ماہ انڈہ پھینٹتے ہوئے بولی تھی

سوری آپی ایسے نہ شکروں کے لئے ہالے سلطان ناشتہ نہیں بناتی سفیر کو جتاتی نظروں سے دیکھتی وہ باہر نکل گئی تھی

یہ ایسی ہی ہے ایک پل میں آسمان پہ بیٹھا دیتی ہے اور اگلے لمحے زمین پہ گرا دیتی ہے مہرماہ مصروف سی بولی تھی

کوئی بات نہیں اس کی باتوں کا برا نہیں مانتا میں میں جا کے فریش ہو جاتا ہوں تم ناشتہ بنا کر مجھے بلا لینا وہ یہ کہتا کمرے کی طرف چلا گیا تھا

مہر اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی رہ گئی تھی اسے کچھ عجیب لگا تھا بہت عجیب

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

نوال شاہد نے ساری رات ہارون کے سرہانے بیٹھ کے گزاری تھی شاہد کو انہوں نے رات ہی کال کر کے گھر آنے کو کہا تھا وہ ایک لمحے کو سوئی نہیں تھیں شاہد حسین تھوڑی دیر پہلے پہنچے تھے وہ ان کی گاڑی کی آواز سن چکی تھیں لیکن ہارون کے پاس سے اٹھنے کی جرات نہیں کر سکیں

دس منٹ بعد شاہد انکو کمرے میں آتے دکھائی دیئے

کیا ہو گیا ہے تمھیں اتنی عجلت میں کیوں بلایا ہے مجھے جانتی بھی ہو کتنا کام انکے باقی الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے جب انہوں نے ہارون کو بچوں کی طرح ماں کی گود میں لیٹے دیکھا سائیڈ ٹیبل پہ پڑی دوائیوں نے ان کی روح کھینچ لی تھی

کیا پھر سے وہی سب وہ بامشکل بولے تھے

ہاں پھر سے وہی سب نوال نے انکی طرف دیکھے بغیر جواب دیا تھا

وجہ؟سوال ہوا تھا

ہالے سلطان جواب آیا تھا

اسی وقت ہارون کی آنکھ کھلی تھی اسکا سر بری طرح دکھ رہا تھا

پانی اس کی نقاہت زدہ آواز سن کے شاہد کو لگا تھا جیسے کسی نے ان کا دل مٹھی میں لیا ہو

ہارون بیٹا کیا ہوا ہے؟تم۔ٹھیک تو ہو

یہ کیوں آئے ہیں یہاں مما انکو بولیں یہاں سے چلے جائیں میں ان سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا وہ اب رات کی طرح چلا نہیں رہا تھا اس کے لہجے میں بے بسی تھی

ہارون تم جو کہو گے میں کروں گا بس مجھ سے منہ نہ پھیرو پلیز بیٹا

پپا آپ جائیں آپ کچھ نہیں کر سکتے میرا سب کچھ ختم ہو گیا ہے کچھ نہیں بچا میں خالی ہاتھ ہوں پاپا وہ مجھ سے دور جا رہی ہے میرے ہاتھ خالی ہیں یہ دیکھیں ناں

وہ اپنے ہاتھ ان کے آگے کرتا بکھرے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا وہ اب پھر سے رو رہا تھا

شاہد حسین نے اسکے ہاتھ باری باری چومے تھے

نہیں میرا بیٹا تم بتاؤ ہوا کیا ہے کچھ تو بولو

پاپا سفیر اس سفیر نے مجھ سے سب چھینا ہے اس نے ہالے سے کہا ہے کے وہ اس سے شادی کریگا میں آپکو کہتا تھا نہ کہتا تھا پھپھو سے بات کریں آپ نے نہیں سنی نہ میری آپ نے کبھی میری نہیں سنی

شاہد صاحب کے دل کو جیسے قرار آیا تھا سفیر نے بس پروپوز ہی تو کیا ہے مطلب بات اتنی نہیں بگڑی

تو بیٹا یہ سب سفیر نے کہا ہالے نے اسکو کیا جواب دیا؟ وہ اسکی باقی باتوں کو نظر انداز کر چکے تھے

وہ چپ تھی بابا اس نے کچھ نہیں کہا

بس پھر تو کوئی مسلہ ہی نہیں میں ابھی معراج بھائی سے بات کرتا ہوں تمہاری اور ہالے کی منگنی کروا دیتے ہیں ویسے بھی ہم پہلے بھی رشتہ مانگ چکے ہیں انکار نہیں ہو گا میں آپا سے منت کر لوں گا انہوں نے جیسے چٹکیوں میں حل نکالا تھا

پپا ہالے نے کچھ نہیں کہا وہ چپ تھی ہارون ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولا تھا

اسکی چپ کا مطلب ہے اس کو کوئی مسلہ نہیں ہے ورنہ ہالے جیسی لڑکی چپ نہیں رہتی وہ اسکو اسی وقت کلئیر کرتی وہ سفیر کا سر پھاڑ دیتی پپا وہ چپ تھی کیوں کے وہ راضی تھی

اور یہاں شاہد کو لگا تھا بات بگڑ چکی ہے

آپ کو یاد ہے جب میں بارہ سال کا تھا ہم آؤٹنگ کے لئے گئے تھے مجھے ایک سائیکل پسند آ گئی تھی میں نے آپ سے کہا تھا یہ مجھے لے دیں

شاہد دم سادھے اسکو سنے جا رہے تھے

آپنے کہا تھا ہم واپسی پہ لے لیں گے میں نے کہا بھی تھا ابھی لیتے ہیں لیکن آپ نہیں مانے میں چپ ہو گیا ہم واپس گئے وہ سائیکل بک چکی تھی پپا جس طرح آپ نے اس دن دیر کر دی اب بھی بہت دیر ہو چکی ہے بالکل اسی طرح بالکل اسی دن کی طرح اس کے بعد میں نے کبھی سائیکل نہیں لی پاپا آپ نے دیر کر دی پپا اب کچھ نہیں ہو سکتا کچھ بھی نہیں ہو سکتا وہ بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ لیٹ گیا تھا گھٹنوں کو پیٹ سے لگائے وہ کوئی روٹھا بچہ لگ رہا تھا

شاہد حسین کو تو سانپ سونگھ گیا تھا انکو یاد تھا اس واقعے کے بعد ہارون نے ایک مہینہ ان سے بات نہیں کی تھی تب تو بس سائیکل تھی اب تو اس کے ہاتھ سے دنیا گئی تھی اب نہ جانے کیا ہو گا لیکن انہوں نے امید نہیں چھوڑی تھی وہ معراج کا نمبر ڈائل کرتے کمرے سے نکل گئے تھے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ناشتے کی ٹیبل لگ چکی تھی سب ناشتہ کرنے میں مگن تھے جب ہالے ڈائننگ میں داخل ہوئی وہ دادا جان کے پاس بیٹھنے کی بجائے اپنے بابا کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی تھی

دادا جان جو اسکو دیکھ کے مسکرانے لگے تھے اچانک انکی مسکراہٹ تھمی تھی آنکھوں میں تحیر اتر آیا تھا ہالے ہمیشہ ان کے ساتھ ہی بیٹھتی تھی بلکہ جب حسن اسکو چڑانے کے لئے اسکی جگہ پہ بیٹھ جاتا تو وہ ہنگامہ ہوتا کے الامان

سب لوگ خاموشی سے ہالے کی کاروائی دیکھ رہے تھے مگر کوئی کچھ بولا نہیں تھا

ہالے کیا اب بھی نیند سے جاگی نہیں ہو یہ تو مہر کی جگہ ہے ؟ چچی میٹھی چھری بنی خود کو کہنے سے باز نہیں رکھ پائی تھیں

چچی نیند تو شاید آپکی آنکھوں میں بھر گئی ہے پر اٹھے پہ جام لگا رہی ہیں آپ ہالے تپانے والی مسکراہٹ سے بولی تھی

چچی کے تو مانو کپڑوں کو بھی آگ لگ گئی تھی خونخوار نظروں سے ہالے کو بس دیکھ کے رہ گئی تھیں کہ دادا کی موجودگی میں کچھ اور کہہ بھی نہیں سکتی تھیں

ہالے بچہ آؤ میرے پاس آ کے بیٹھو دادا نے محبت سے اسکو بلایا تھا

نہیں دادا جان میں یہیں ٹھیک ہوں مہر جوس دینا دادا کو نارمل لہجے میں جواب دے کر اگلا جملہ مہر سے کہا تھا

دادا جان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا حسینہ بیگم نے بھی ناگواری سے اسکو دیکھا تھا دادا چند لمحے شاک سے اسکو دیکھتے رہے اسکے بعد تیزی سے وہاں سے نکلتے چلے گئے

(ہالے کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی)

سب نے حیرت سے انکو جاتے ہوئے دیکھا تھا ایک ہالے تھی جو پر سکون سی بیٹھی پر اٹھے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی

یہ کیا حرکت تھی ہالے ؟ شمس چچا نے ناگواری سے پوچھا تھا

کیا میں نے تو کچھ نہیں کیا ؟ میں نے کچھ بولا کیا ؟ وہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی

یہ بات میں بتاؤں کے تم نے کیا بولا ہے تم نے بابا کو منع کیسے کیا اتنی ہمت ہو گئی ہے تمہاری بہت ڈھیل دے دی ہے بابا نے تمھیں اسلئے تو ہمارے سروں پہ چڑھ رہی ہو تم اتنی بدتمیز ہو گئی ہو کے بابا کو جواب دو گی اب تم اوپر سے ڈرامے کر رہی ہو کے تم نے کچھ کیا ہی نہیں

بابا آرام سے یار بچی ہے سفیر نے اپنے باپ کو باز رکھنے کی کوشش کی تھی

بچی ہے تو بچی بن کے رہے ناں ماں کیوں بن رہی ہے ہماری اسکو تو۔۔۔۔

بس شمس بہت سن لیا میں نے اور بہت کہہ چکے تم میری بیٹی سے آرام سے بات کرو یہ میری بیٹی کا اور بابا کا معملہ ہے وہ اسکو خود حل کر لینگے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کے شمس صاحب کے مقابل کھڑے ہو گئے تھے تم شمس تم میری بیٹی سے آرام سے بات کرو بلکل ویسے جیسے میں تمہارے بیٹے سے کرتا ہوں وہ میری بیٹی ہے اس گھر کی ملازمہ نہیں جو تم اس کو جھڑکو گے وہ بھی بلاوجہ آئندہ خیال رکھنا وہ بلکل یوسف صاحب کی طرح بولتے تھے نرم مگر دوٹوک لہجہ آخر میں شمس صاحب کا کندھے تھپتھپایا تھا اور وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے

حسن اماں اور فروا حیرت سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھیں جبکہ مہرماہ پتھر کا بت بن چکی تھی اسے سمجھ آ گئی تھی کے ہالے یہ سب کیوں کر رہی ہے

سفیر آپ مجھے یونی چھوڑ دیں گے ؟ہارون آج آیا نہیں ہے نہ کال پک کر رہا ہے ہالے اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی نارمل سی بولی تھی

(جیسے تھوڑی دیر پہلے جو کچھ ہوا اس پہ مٹی ڈال دی ہو)

ہاں ضرور میں کار میں بیٹھا ہوں تم آ جاؤ وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ سفیر کے ساتھ یونی جانے کے لئے نکل چکی تھی

اچھی لگ رہی ہو سفیر نے اسکو دیکھتے ہوئے کہا تھا

کب نہیں لگتی؟ اسنے ابرو اچکا کر پوچھا تھا

اتنا غرور؟

غرور نہیں خود شناسائی

اچھا یہ سارا کیا سین کریٹ کیا ہے تم نے؟ سفیر نے بات بدل لی تھی

جیسے آپ کو نہیں پتہ اتنے آپ کا کے وہ اسکو تپا رہی تھی

ساتھ ہاتھ بڑھا کر اپنا پسندیدہ میوزک آن کیا تھا

خیر مٹی ڈالو مجھے یہ بتاؤ کل جو کچھ میں نے کہا اس بارے میں کیا سوچا ہے؟ سفیر اپنے مطلب کی بات پہ آیا تھا

ہالے کا دل زور سے دھڑکا تھا رنگ ہلکا گلابی ہوا تھا اسکو توقع نہیں تھی کے سفیر اس طرح آرام سے یہ بات کر دیگا

کیا کہا تھا مجھے کچھ ٹھیک سے یاد نہیں شاید آپنے کہا تھا آپ بھی میری طرح سادگی سے شادی کرنا چاہتے ہیں اسکا

بھلا کیا جواب ہو اوہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی

ہالے میں نے تمھیں پروپوز کیا تھا شادی کے لئے میں نے کہا تھا میں تمہاری ساری خواہشیں پوری کروں گا اور کچھ باتیں جو میں نے نہیں کہی تھیں وہ اب کہتا ہوں وہ یونیورسٹی کے گیٹ پہ گاڑی کو روک چکا تھا اور اب پوری طرح ہالے کی طرف متوجہ تھا

ہالے سلطان میں سفیر سلطان تم سے محبت کرتا ہوں اتنی کے ساری زندگی تم جیسا عذاب سر پہ مسلط کرنا چاہتا ہوں اتنی کے میں ساری زندگی تمہارے اور امی کے جھگڑے برداشت کر سکتا ہوں اتنی کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیوں کے اب لگتا ہے کے تمہارے بغیر گزارا نہیں ہو گا کیا تم بھی ایسا چاہتی ہو؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کے اتنی محبت سے کہہ رہا تھا کہ ہالے کو لگا تھا اسکا دل خوشی سے ہی بند ہو جایگا

کیا وہ اس شخص کو انکار کر سکتی تھی اسنے اپنے دل سے پوچھا تھا جواب "نہیں" میں آیا تھا

داداتے چچی نال تساں گالھ کریسو باقی اماں اور بابا کوں میں آپے دیکھ گھن ساں تے بچی میں تساں تے ترس کھا کے ہاچا کریں‌دی ہاں

(دادا اور چچی سے آپ بات کریں گے اماں اور بابا کو میں خود دیکھ لوں گی رہی میں تو آپ پہ ترس کھاتے ہوئے ہاں کر ہی دیتی ہوں)

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی

سفیر سلطان کو لگا تھا دنیا اب اسکی ہے اسنے ہالے کے اقرار پہ اپنے دل کو رکتا محسوس کیا تھا

میکوں اج کاں پہلے سیر ایکی ایڈی مٹھی کدھیں نہیں لگی جیتلی اج لگی ہے

(مجھے آج سے پہلے سیر ایکی اتنی میٹھی کبھی نہیں لگی جتنی آج لگ رہی ہے)

وہ دونوں چوکیدار کی آواز پہ ہوش میں آئے تھے جو کے انکو گاڑی سائیڈ پہ لگانے کا کہہ رہا تھا

ہالے ہنستی ہوئی گاڑی سے اتر گئی تھی سفیر مسکرا کے اسکو جاتا دیکھتا رہا

کوئی اتنا پیارا کیسے ہنس سکتا ہے اس نے دل میں سوچا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

اماں یہ "گندہ خون" کیا ہوتا ہے چھ سالہ عمر اپنی ماں کے پاس بیٹھا معصومیت سے پوچھ رہا تھا

نفیسہ حیات کو لگا تھا جیسے کسی نے انکے اوپر الٹی چھری پھیر دی ہو وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھیں

یہ تم سے کس نے کہا ہے بیٹے؟ انہوں نے بامشکل خود کو نارمل رکھتے عمر سے پوچھنا چاہا

ولید بھائی کہہ رہا تھا کے میں گندہ خون ہوں اور آپ میری اصلی ماں بھی نہیں ہو

(ولید اس کریانہ والے کا بیٹا تھا جس کو کچھ سال قبل نفیسہ نے پورے محلے کے سامنے بے عزت کیا تھا) وہ اب

اقصیٰ (ندیم کی بیٹی) کو میرے ساتھ کھیلنے بھی نہیں دیتا اماں

وہ پھولے گالوں اور صحت مند جسم والا بچا نروٹھے پن سے کہہ رہا تھا

بیٹا کوئی گندہ خون نہیں ہوتا ہر انسان کا خون پاک ہوتا ہے کیوں کے یہ اسکو اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمت ہے

گندہ تو لوگوں کا ذہن ہے اور تم میرے بیٹے ہو ندیم سے بات کروں گی میں وہ آئندہ تمھیں اقصیٰ سے کھیلنے

دے گا

عمر خاموش ہو گیا تھا وہ باقی بچوں کی طرح زیاد سوال نہیں تھا وہ ایک سوال ایک ہی بار کرتا تھا اگر اسکی تسلی نہیں بھی ہوتی تو وہ بتاتا نہیں تھا کچھ عرصہ پہلے اس نے اسی طرح اپنی ماں سے سوال کیا تھا

اماں ناجائز کیا ہوتا ہے ؟

اس کے اس سوال پہ نفیسہ کی روح تک کانپ گئی تھی

اور پھر ہر آئے دن یہی سب ہونے لگا کبھی محلے کے لوگ عمر کو گندہ خون کہہ کے اپنی بچیوں کے ساتھ کھیلنے نہ دیتے تو کبھی اسکو ناجائز کہہ کے مار مار کے گھر سے نکال دیتے نفیسہ انکا منہ نہیں بند کر سکتی تھیں ایسے میں ایک ذری تھیں جو انکی دوست اور محرم راز تھیں وہ نفیسہ کی بچپن کی دوست تھیں انکا کا جب بھی دل اداس ہوتا تب وہ اسی کے گھر چلی جاتی تھیں نفیسہ کے گھر سے دو گھر چھوڑ کے تیسرا گھر زری کا تھا اس تپتی دوپہر میں بھی وہ عمر کو ساتھ لئے زری کے گھر پہ ایئر کولر کے سامنے بیٹھی تھیں عمر زری کے بیٹے واصف کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ جب کورٹ جاتیں تب عمر کو زری کے ہی گھر چھوڑتی تھیں اب تو خیر سے وہ بھی اسکول جانے لگا تھا اور واپسی پہ وین اسکو زری کے گھر ہی چھوڑا کرتی تھی جب شام میں نفیسہ واپس آتیں عمر کو ساتھ لے جاتیں

تم محلہ چھوڑ کیوں نہیں دیتی نفیسہ ؟ کب تک اس چھوٹے سے محلے میں خود کو اور عمر کو ذلیل کرتی رہو گی اللہ نے تمھیں اتنا دیا ہے تم تو کسی بھی پوش علاقے میں گھر لے سکتی ہو زری انکو شربت کا گلاس تھماتی ہوئی فکر مند سی بولی تھیں

کیسے چھوڑ دوں زری میں نے تو شادی کے بعد اپنے شوہر کے لئے بھی یہ جگہ نہیں چھوڑی وہ گھر میرے باپ کی نشانی ہے اس کی ایک ایک اینٹ میں ابا کی خون پسینے کی کمائی ہے اس کے ایک ایک پودے میں اماں کی خوشبو ہے انھوں نے پیٹ کاٹ کاٹ کے یہ گھر بنوایا تھا میں نے اپنا بچپن اپنی جوانی اس گھر میں گزاری ہے اپنے مرحوم شوہر سے وعدہ کیا تھا کہ اس گھر سے بس میری لاش ہی نکلے گی اور پھر عمر اسکا اسکول ہے یہاں تو میں اسکو تمہارے پاس چھوڑ دیتی ہوں کہیں اور گئی تو کہاں چھوڑوں گی اس کو میرا دماغ اب کام نہیں کر رہا کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں

عمر کا ذہن خراب ہو رہا ہے نفیسہ وہ لوگوں کی باتوں کو صرف سنتا نہیں ہے وہ ان سب باتوں کو ذہن نشین کرتا جا رہا ہے جن سب کی تم بات کر رہی ہو وہ سب اب دنیا میں نہیں ہیں اس دنیا میں عمر ہے اور تم ہو اب تمھیں اس بچے کا سوچنا چاہئے وہ بہت زہین ہے آج تو وہ بس ناجائز کا مطلب پوچھ رہا ہے کل اس کے معنی جان گیا تو اچھا نہیں ہو گا تم یہ شہر ہی چھوڑ دو کراچی چلی جاؤ یہ مردوں کا معاشرہ ہے نفیسہ تم اکیلی عورت کس کس کا مقابلہ کرو گی؟

میرے پاس جو سیونگز ہیں وہ تو ساری عمر کی پڑھائی کے لئے ہیں اگر اس کو گھر خریدنے پہ لگا دیا تو کیا ہو گا کیسے پڑھاوں گی اسے وہ کسی عام اسکول میں نہیں جاتا اس شہر کا سب سے بڑا اسکول ہے وہ میں اس کو ہمیشہ بیسٹ دینا چاہتی ہوں زری

پڑھے گا تو وہ تب جب اس کا ذہن پر سکون ہو گا تمہارا چھ سالہ بیٹا آئے دن محلے کے لوگوں سے پٹ کے آتا ہے گالیاں اور نہ جائز ہونے کے طعنے سن کے آتا ہے

(انکی بات پہ نفیسہ نے کرب سے آنکھیں میچ لی تھیں) اب یہ مت کہنا کے تمھیں بتایا کیوں نہیں بتانے سے کیا ہو گا کر ہی کیا سکتی ہو تم؟ کسی کی زبان نہیں روک سکتی تم خیر ابھی تو وہ بچہ ہے کچھ سالوں بعد جب وہ بڑا ہو جائے گا تب سوچا ہے کیا ہو گا ؟ وہ مارنے والوں کو مار کے آئے گا گالیاں دینے والوں کو دو گالیاں زیادہ دے کے ائے گا یہ فیوچر ہو گا اس کا اس کے لئے کر رہی ہو اتنی محنت؟ زری کہہ کے خاموش ہو چکی تھیں نفیسہ بھی خاموشی سے عمر کو دیکھنے لگی تھیں دس منٹ بعد جب زری نفیسہ کو چھوڑنے گیٹ تک آئیں تب انھوں نے اپنی دوست کو کہتے سنا

زری رحمان بھائی سے کہو میرے لئے کوئی گھر ڈھونڈ دیں میں اسی مہینے عمر کو لے کے یہاں سے شفٹ ہونا چاہتی ہوں لیکن شہر نہیں بدلوں گی اور پھر وہ کہہ کے رکی نہیں تھیں عمر کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکلتی چلی گئ تھیں زری نے افسوس سے ان کو جاتے دیکھا تھا نفیسہ کا جانا انکا دل اداس کر رہا تھا

یہ اس کے چار دن بعد کا ذکر ہے کاذکر ہے جب نفیسہ کچھ پریشان سی کورٹ سے واپس آئی تھیں عمر اپنی ماں کو چپ دیکھ کے بے چین ہوا یہ وہ وقت تھا جب عمر کو ہر ٹینشن کا حل آئس کریم لگتی تھی اور پھر نفیسہ کے لاکھ روکنے پہ وہ نفیسہ کے لئے آئس کریم لینے محلے کی دکان پہ گیا تھا مگر تھوڑی ہی دیر بعد روتا ہوا واپس آیا تھا

نفیسہ کے پوچھنے پہ جو کچھ عمر نے بتایا وہ سن کر نفیسہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی بس یہاں انکے برداشت کی حد ختم گئی تھی غم وغصے کی شدت سے انکو رونا آنے لگا تھا مگر وہ کوئی کمزور عورت نہیں تھیں اگلے ہی دن انہوں نے ندیم کے باپ پہ غیر قانونی قبضے کا کیس دائر کر دیا تھا

اور پھر دو مہینے کے اندر اندر دکان کو سامان سمیت سیل کر دیا گیا تھا گو کہ اب بھی انکا دل خوش نہیں ہوا تھا لیکن دل کے ایک کونے کو ذرا سا سکون آیا تھا

اس کے بعد کچھ عرصے تک راوی چین ہی چین لکھتا رہا اور پھر کچھ ہی وقت بعد محلے والوں نے پھر سے ان کے ساتھ بیر باندھ لیا تھا لیکن اب یہ ضرور ہوا تھا کے انہوں نے نہ اب کبھی عمر کو مارا تھا اور نہ اس دن دکان پہ کی جانے والی حرکت دہرائی تھی لیکن لفظوں کے تیر برابر چلاتے تھے نفیسہ فجر کے بعد بچوں کو قرآن پڑھاتی تھیں اب محلے کے لوگوں نے اپنے بچوں کو یہ کہہ کے ہٹا لیا تھا کے جس گھر میں ایک ایسا بچہ ہو جس کا گھر بار اور نہ خاندان کا اتا پتا ہو جس کے بارے میں یہ تک نہ پتہ ہو کے وہ جائز بھی ہے یا نہیں بھلا اس گھر میں وہ اپنی بچیوں کو کیسے بھیجیں؟

نفیسہ کے دل کٹتا تھا انکی باتیں سن کر لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں ویسے بھی کچھ عرصے میں وہ یہاں سے چلی ہی جاتیں عمر انکے وجود کا حصہ بے شک نہیں تھا لیکن انہوں نے اس سے محبت بیٹوں سے زیادہ کی تھی اور پھر ان ہی دنوں عمر کو سر درد کی بہت شکایت رہنے لگی تھی نفیسہ بہت پریشان ہو گئی تھیں ایک دن جب وہ انکو چیک اپ کے لئے لے گئیں تو ڈاکٹر نے انکو کچھ ٹیسٹ کروانے کو کہا تھا دو دن بعد ٹیسٹ کی رپورٹ آ گئی تھی وہ

رپورٹ نہیں تھی زہر کی شیشی تھی جس نے نفیسہ کے سارے جسم میں زہر بھر دیا تھا اس رپورٹ میں لکھے الفاظوں نے نفیسہ کے جسم سے روح کھینچ لی تھی اس رپورٹ میں لکھا تھا

"عمر حیات کو برین ٹیومر ہے"

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ہالے کو یونیورسٹی سے پک کرنے معراج صاحب خود آئے تھے راستے میں انہوں نے گاڑی ایک ریستوران پہ روکی تھی ہالے کو حیرت نہیں ہوئی تھی وہ جانتی تھی جج صاحب اب اپنی عدالت یہاں شروع کریں گے ہارون اسکی کال نہیں اٹھا رہا تھا اسکو پریشانی ہوئی تھی لیکن اس نے شام میں اس کے گھر جانے کا سوچ رکھا تھا

یہ ایک فائیو سٹار ریستوران تھا ہالے آ تو گئی تھی لیکن اب شدید بور ہو رہی تھی کیوں کے معراج اصل بات شروع کر ہی نہیں رہے تھے اتنے میں کھانا آ چکا تھا فرائیڈ رائس مٹن میٹ بالز اور رشین سلاد دیکھ ہالے کی بھوک چمک اٹھی تھی معراج نے ذرا سے چاول اسکی پلیٹ میں ڈالے تھے ہمیشہ کی طرح وہ رغبت سے کھانے لگی تھی ایک چمچہ منہ میں رکھتے ہی لذت سی مل جاتی اچھا کھانا اسکی کمزوری تھی

شاہد نے آج مجھ سے تمہارے اور ہارون کے رشتے کی بات کی ہے وہ چاہتے ہیں کے ابھی منگنی ہو جائے شادی ایک سال بعد کر لینگے یا جب تم چاہو انہوں نے ہالے کے سر پہ بم پھوڑا تھا

ہالے کو بے اختیار چاولوں کا ذائقہ کڑوا لگا تھا

آپ نے کیا کہا اس نے بظاہر نارمل لہجے میں پوچھا تھا لیکن اسکے پانی کا گلاس اٹھاتے ہاتھ کانپے تھے دل زور سے دھڑکا تھا (بابا نے ہاں نہ کی ہو اللہ پلیز)

میں نے ظاہر ہے تم سے بات کرنے تک کا وقت مانگا ہے لیکن مجھے تو بظاہر اس رشتے میں کوئی کمی نہیں نظر آتی ہارون تمہارا دوست ہے ایک دوسرے کو جانتے بھی ہو اچھی خاصی انڈرسٹینڈنگ بھی ہے مجھے تو ہر لحاظ سے یہ رشتہ بہتر لگا ہے وہ ایسے بات کر رہے تھے جیسے ہالے کے کوئی دوست ہوں

اماں نے کیا کہا؟

وہ تو ساتویں آسمان پہ ہیں صبح سے لیکن تھوڑی پریشان بھی ہیں ہارون کی طبعیت بہت خراب ہے رات سے کیا کچھ ہوا ہے تم دونوں کے بیچ؟ وہ اچانک اتنا بیمار کیسے ہو گیا؟ وہ سوچتی نظروں سے اسکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہے تھے

کیا وہ زیادہ بیمار ہے کیا ہوا ہے اس کو چلیں بابا اس کو دیکھ کے آتے ہیں وہ پریشان ہو چکی تھی تب ہی کھانا چھوڑ اٹھ کھڑی ہوئی تھی

اس عجلت کا مطلب میں ہاں سمجھوں؟ بابا نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا

اللہ اللہ بابا میں اس وقت پریشان ہوں پتہ نہیں اس کو کیا ہوا ہو گا کل تک تو بلکل ٹھیک تھا وہ اپنا بیگ اور موبائل اٹھاتے ہوئے بول رہی تھی

معراج صاحب نے بل پے کیا اور ہالے کے ساتھ ریستوران ساتھ نکلتے چلے گئے تھوڑی دیر بعد وہ ہارون کے گھر کی طرف جا رہے تھے ہالے نے فون کر کے اماں کو بتا دیا تھا کہ وہ آج لیٹ آئے گی معراج صاحب ڈرائیو کرتے ہوئے گاہے بگاہے اس پہ نظر بھی ڈالتے تھے

پریشان مت ہو اب ٹھیک ہے وہ اس کو مضطرب دیکھ کے تسلی دیتے ہوئے بولے تھے

بابا وہ بہت حساس ہے بلکل بچوں کی طرح اب پھر پتہ نہیں کیا چیز دل کو لگا لی ہو گی وہ شدید ڈسٹرب تھی

کیا اسکی اس حالت کا تعلق تم سے ہے ؟ انہوں نے ڈائریکٹ سوال کیا تھا

آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے میں بھلا کیا بول سکتی ہوں اسکو

(اف کاش وہ جج نہ ہوتے اتنے ڈائریکٹ سوال)

وہ کل دوپہر گھر آیا تھا اور ہالے سے مل کے بھی نہیں گیا اور نہ مدحت کی بارات پہ آیا تھا گھر جانے کے بعد اسکی حالت ایسی ہے جب سے بابا نے اسکو یہ بتایا تھا اسکا دل میں کھٹکا سا تھا کہیں اس نے کچھ سن تو نہیں لیا؟ وہ اس سے چھپانا نہیں چاہتی تھی لیکن اسکو اس طرح سے پتہ لگے یہ بھی اس نے کہاں چاہا تھا

مجھے کیا اس وقت کوئی بھی تمھیں دیکھ لے اسکو یہی لگے گا ہالے تم ٹینس ہو بار بار انگلیاں چٹخا رہی ہو تم جلدی وہاں پہنچنا چاہتی ہو لیکن جیسے جیسے گھر قریب آ رہا ہے تمہارا اضطراب بڑھتا جا رہا ہے تمہارے چہرے پہ سائے لہرا رہے ہیں تم اس سے غصہ بھی نہیں ہو کے اس نے تمھیں کال کیوں نہیں کی کیوں کے تمہارے حواس کام نہیں کر رہے شاید تم گلٹی ہو

وہ شل سی انکو سنے جا رہی تھی

آپکو کیسے پتہ وہ بہت دیر بعد بولی تھی

میں تمہارا باپ ہوں ہالے تم سے واقف ہوں عام حالات میں اس وقت تم ناراض ہوتی کے اس نے تمھیں بلایا کیوں نہیں جب وہ بیمار ہے

کون بیمار بتاتا ہے کال کر کے بھلا اس نے بات کا اثر زائل کرنا چاہا

ہارون شاہد جواب فوری جواب آیا تھا

شاید ایسا ہی کچھ ہو میں یقین سے نہیں کہہ سکتی بس مجھے ایسا لگ رہا ہے اللہ کرے ایسا نہ ہو بس اس نے دعا کی تھی

ہالے کوئی ایسی بات ہے جو تم چاہتی ہو ہارون کو پتہ نہ چلے ؟

بابا آپ کیا ہیں ؟ کوئی کالا جادو تو نہیں سیکھ رہے کسی بنگالی بابا سے میں تو بلکل حیران ہی ہو رہی ہوں آج

میں ہر دفع ہی مسلہ بوجھ لیتا ہوں اور تم ہر دفع اتنی ہی حیران ہوتی ہو وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولے تھے

یہ بات تو بالکل درست کہی تھی انہوں نے وہ ہر دفع اسکا مسلہ بغیر کہے سمجھ جاتے تھے کبھی کبھی تو ہالے کو لگتا تھا وہ اصل مسلے سے واقف ہیں اور ہالے سے چھپا رہے ہیں

آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں نہ بابا؟ اس نے بات ہی گھما دی تھی

ظاہر ہے تم میری پہلی اولاد ہو وہ سڑک پہ نظریں جمائے بولے تھے

کیا آپی سے بھی زیادہ ؟

ساری دنیا سے زیادہ تم میرا پہلا اینجل ہو ہالے ان کے لہجے میں محبت تھی بے تہاشا محبت

اور آپی؟ ان سے کتنا پیار کرتے ہیں آپ؟

بہت زیادہ وہ میری بھانجی ہے ظاہر سی بات ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں

مطلب مجھ سے کم محبت ہے ان سے وہ جیسے خوش ہوئی تھی اپنے باپ کے بارے میں وہ کافی شدت پسند تھی

شادی کے دس سال تک ہماری اولاد نہیں ہوئی اس سارے عرصے میں تمہاری ماں بہت ڈپریس رہی اسکو لگتا تھا ہماری کبھی اولاد نہیں ہوگی اس نے کافی دفع مجھ سے بچہ اڈاپٹ کرنے کی بات بھی کی لیکن میں نہیں مانا اور جب نگین کے ہاں مہرماہ پیدا ہوئی تو ایسا نہیں لگتا تھا کے وہ نگین کی بیٹی ہے تمہاری ماں ہر دو دن بعد اس سے ملنے چلی جاتیں ڈھیروں تحفے لے کے ہر ہفتے وہاج اور نگین کو ڈنر اور لنچ کے لئے دعوت دے آتی وہ گولڈن ٹائم تھا ہم سب بہت خوش تھے وہاج بہت اچھا ہو گیا تھا وہ نگین کو بہت خوش رکھتا تھا اپنی بیٹی سے بھی بہت محبت کرتا تھا سب ٹھیک تھا خیر حسینہ نے مہر کو اپنی بیٹی مان لیا تھا میں کبھی نہیں مان سکا مجھے یقین تھا اللہ مجھے میری اولاد دے گا یہ نہیں تھا کے مجھے اس سے کوئی مسلہ تھا میں اس سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا لیکن اپنا خون اپنی اولاد ایک الگ احساس ہوتا ہے ایک الگ فیلنگ میں کبھی مہر کے لئے ایسا نہیں فیل کر سکا اور پھر جب چار سال بعد اللہ نے مجھے تم سے نوازا وہ وقت وہ فیلنگ ہالے میں اگر چاہوں بھی تو بیان نہیں کر سکتا مجھے لگا تھا اللہ نے مجھے زمین پہ ہی جنّت دے دی ہے ان کے لہجے میں تشکر تھا خوشی تھی حیرت تھی یا محبت تھی ہالے فیصلہ نہیں کر پائی

اتنا پیار کرتے ہیں آپ مجھ سے ہالے کی آنکھیں نم ہوئی تھیں وہ ان کے کندھے سے لگ چکی تھی

وہ لوگ ہارون کے گھر پہنچ چکے تھا گارڈ نے انکو دیکھ کے گیٹ کھول دیا تھا

ہالے ہنوز انکے کندھے سے لگی بیٹھی تھی

ہالے بچہ ہم پہنچ گئے ہیں

I love you babaوہ سر اٹھاتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی تھی

نہیں ہالے میں تمہاری پاکٹ منی نہیں بڑھاؤں گا اور نہ اگلے دو مہینے تک تمہارے اکاؤنٹ میں کوئی پیسے ڈلواؤں گا کیوں کے یہ میری بیوی کا حکم ہے تم نے ان کی حکم عدولی کی ہے اب ان سے ہی رابطہ کرو انہوں نے ہالے کی نم آنکھوں کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا

اے لو سارا اموشنل سین غارت ہو گیا تھا

آپکو لگتا ہے میں یہ دو لیٹر آنسو پاکٹ منی کے لئے نکال رہی ہوں وہ صدمے سے بولی تھی

مجھے لگتا نہیں ہے مجھے یقین ہے

ویسے میں نے کوئی حکم عدولی نہیں کی بس حسن کو پیسے چاہئے تھے اور میں نے دیئے

اس نے اپنی مہینے کی پاکٹ منی ایک دن میں خرچ کی تھی بیٹا اور یہ بتانے کو بھی آمادہ نہیں تھا کے پیسے گئے کہاں اسی جرم کی سزا میں اسکے اکاؤنٹ تمہاری اماں نے فریز کئے تھے یہ بات جانتے ہوئے تم نے اسکو رقم دی

ہاں کیوں۔کے وہ بھائی ہے میرا

اور وہ بیوی ہے میری وہ بھی دو بدو بولے تھے

ہالے پیر پٹختی گاڑی سے باہر نکلی تھی ابھی وہ گھر کے اندر داخل ہوتی کے پیچھے سے آتی معراج سلطان کی آواز پہ اس کے قدم تھمے تھے

صبح جو کچھ کیا ہے تم نے مجھے آچھا بالکل نہیں لگا آئندہ میرے باپ سے اس طرح بات مت کرنا ان کے لہجے میں نہ غصہ تھا نہ نرمی انکا لہجہ دوٹوک تھا

ہالے نے زیادہ اثر نہیں لیا تھا وہ جانتی تھی بابا اسکو کھانا کھلانے نہیں "بات " کرنے لے کے گئے ہیں وہاں نہیں کہا کچھ تو یہاں کہہ دیا اتنا تو وہ سوچ کے آئی تھی

سر کو جھٹکتی وہ گھر کے اندر چلی گئی تھی ہارون کا کمرہ اوپر تھا وہ جلدی جلدی سڑھیاں چڑھتی جارہی تھی جب سامنے سے آتی نوال بیگم کو دیکھ کے رک گئی تھی

السلام علیکم ممانی جان وہ محبت سے کہتی انکے گلے لگی تھی

وعلیکم السلام کیسی ہو ؟ ممانی نے ہمیشہ کی طرح گرم جوشی نہیں دکھائی تھی

ٹھیک ہوں ہارون سے مل سکتی ہوں میں ؟ جواب دے کے ساتھ سوال بھی پوچھا تھا

سو رہا ہے وہ وہی جذبات سے عاری لہجہ

میں جگادوں گی میں بہت پریشان ہوں اس کے لئے کل تک بالکل ٹھیک تھا اچانک اس کو کیا ہو گیا وہ واقعی فکر مند تھی

یہ تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے ہالے وہ صبح شام تمہارے ہی ساتھ تو ہوتا ہے انہوں نے بظاہر نارمل لہجے میں پوچھا تھا لیکن نہ جانے کیوں ہالے کو ان کا انداز طنزیہ لگا تھا

ممانی جان آپ صاف صاف یہ کہہ دیں کے آپ مجھے نہیں ملنے دیں گی میں چلی جاتی ہوں یہ لفظوں کے ہیر پھیر سے کیوں کام لے رہی ہیں وہ اگر شام تک میرے ساتھ ہوتا ہے تو میں اسکو باندھ کے نہیں رکھتی وہ اپنی "مرضی" سے میرے ساتھ ہوتا ہے وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی حساب چکا دیا تھا

وہ جب سے تم سے مل کے آیا ہے تب سے اس کی یہی حالت ہے اس کا مطلب کیا سمجھوں میں ایسا کیا کہہ دیا ہے تم نے میرے بیٹے کو جو وہ مرنے والا ہو گیا ہے ضرور تم نے کچھ تو کیا ہو گا ناں

ممانی جان میں آپکی بہت عزت کرتی ہوں لیکن آپ مجھے مجبور کر رہی ہیں کے میں کوئی سخت لفظ استعمال کروں اتنا نازک بیٹا کیوں پیدا کیا آپ نے جو ذرا سا سخت لفظ کہنے سے اتنا بیمار ہو جاتا ہے؟ اور اگر میں نے کچھ کیا ہے تو آپ اپنے بیٹے سے پوچھیں نہ کے مجھ سے سوال جواب کریں وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تھی

ممانی کلس کے رہ گئی تھیں

اب جاؤں ملنے یا مزید تفشیش کرنی ہے اس نے بازو سینے پہ باندھے سکون سے پوچھا تھا

جہنم میں جاؤ انہوں نے طیش سے کہا تھا

آپ کے بغیر کہیں نہیں جاؤں گی وہ اب بھی پر سکون تھی

ممانی اس کو وہیں چھوڑ کے وہاں سے چلی گئی تھیں

ان کے جاتے ہی ہالے کے تاثرات بگڑے تھے

سب میرے ہی دشمن بن گئے ہیں اللہ پوچھے گا وہ بڑبڑاتی ہوئی ہارون کے کمرے کی جان بڑھ گئی تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ جیسے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوئی ملگجے سے اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا اس نے ہاتھ سے ٹٹول کر سوئچ بورڈ ڈھونڈنا چاہا اور چند ہی سیکنڈز میں وہ سارے کمرے میں روشنی کر چکی تھی سامنے بیڈ کی طرف دیکھا تو ہارون کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا اسکو دیکھ کے گہری سانس بھرتی وہ قدم قدم چلتی بیڈ تک آرہی تھی

ہارون آنکھیں موندے اسکے قدموں کی چاپ سن رہا تھا اس کے دل کو سکون مل رہا تھا نہ جانے کیوں اس نے آتے ہی اندھیرے ختم کر دئے تھے

(کیوں اس کی موجودگی ہارون کی دنیا روشن کرتی تھی؟

کیسے ہو یہ کیا حالت بنا رکھی ہے وہ اس کے قریب بیٹھی اس کو تشویش سے دیکھتی ہوئی بولی تھی

(کیوں اس کا بولنا جسم کی غذا کا کام کرتا تھا)

میں ٹھیک ہوں وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا

کیا ہوا ہے یہ سب کیسے ہوا

تم جاؤ ہالے مجھے ضرورت نہیں کسی کی تم سب میرے ساتھ یہی کرتے ہو میری کسی کو ضرورت نہیں پپا تم مما سب ایک جیسے ہو کسی کو مجھ سے پیار نہیں ہے کسی کے لئے ضروری نہیں ہوں میں وہ دبا دبا سا چلایا تھا

(اس کا دل دکھا تھا)

ہالے کئی سالوں سے اسکے ایسے خود ترسی بھرے جملے سنتی آئی تھی لیکن اب بس

ہارون کب تک اس طرح سے کرتے رہو گے آج بتا ہی دو تمھیں لگتا ہے اس طرح بچے بننے سے تمھیں محبت مل جائے گی بچپن میں اپنے بابا کے لئے یہ سب کرتے تھے اور اب پتہ نہیں کیوں (کیا وہ واقعی اس کیوں کا جواب نہیں جانتی تھی؟) گر واپ ہارون اس طرح بھیک ملتی ہے محبت نہیں کیا تم نے کبھی سڑک کے کنارے کھڑے بھکاریوں کو دیکھا ہے پھٹے پرانے کپڑے مفلس حال فاقہ زدہ شکلیں رحم کی بھیک مانگتے اللہ کے واسطے دیتے جھڑکیاں دینے پہ بھی سامنے سے نہ ہٹنے والے زرہ سی بھیک ملنے پہ وہ لوگ وہاں سے ہٹ تو جاتے ہیں لیکن تم نے کبھی ان کے چہروں پہ خوشی دیکھی ہے؟ وہ خوش نہیں ہوتے ہارون ان کا حرس نہیں ختم ہوتا کیوں کے بھیک ضرورت پوری کرتی ہے خوشی نہیں دیتی بھیک دل نہیں بھرتی

وہ بپھر ہی تو گئی تھی

اور دوسری طرف کوئی سفید پوش انسان اسکو اگر کمپنی سے ذرہ سا بونس ملے یا فیکٹری سے زرہ سی تنخواہ میں اضافہ ہو جائے وہ پھولے نہیں سماتا کیوں کے یہ کام اس نے اپنے وقار کو قائم رکھ کے کیا ہوتا ہے

تم اگر بھیک میں محبت چاھتے ہو تو بتاؤ؟ بننا ہے بھکاری؟ خود کو دیکھو ہارون اپنا چہرہ دیکھو بلکہ میں دکھاتی ہوں وہ موبائل کا فرنٹ کیمرہ آن کر کے ہارون کے سامنے کرتی بولی تھی دیکھو اس میں اپنا چہرہ کسی فٹ پاتھ کے بھکاری جیسا لگ رہا ہے یا نہیں بکھرے بال میلا کچیلا لباس سوجی آنکھیں اور آنکھوں میں رحم کی بھیک تم کہیں سے بھی وہ سفید پوش انسان نہیں لگ رہے جس کو بونس میں دی جانے والی تنخواہ سے خوشی ہو پتہ ہے وہ سفید پوش کیوں خوش ہوتا ہے اس لئے نہیں کے وہ محنت کی کمائی لے رہا ہے وہ تو اسکی پے ہے اس کی محنت اس کو تنخوہ کی صورت مل رہی ہے بونس انعام ہوتا ہے ہارون اسی طرح محبت بھی "انعام" ہے بھیک نہیں مرد بنو ہارون مرد تم تو مرد بننا ہی بھول گئے اصل مرد کو اپنا وقار بہت عزیز ہوتا ہے تمہارے اندر کا بچہ مرتا ہی نہیں ہے ہاں ٹھیک ہے آپ اپنے اندر کے بچے کو زندہ رکھو لیکن جب اسکی ضرورت ہو تب تم آج بھی دو سال کے بچوں کی طرح روتے ہو تمھیں آج بھی یہی لگتا ہے اگر تم روگے تو تمہارے پیرنٹس تمھارے لئے تمہارا فیورٹ کھلونا لے آئیں گے تم خود کیا ہو؟ کیا کیا ہے تم نے زندگی میں؟ میں تمھیں ڈی گریڈ نہیں کر رہی نہ تمھیں کم تر سمجھتی ہوں لیکن تم خود کو ویسٹ کر رہے ہو کیوں تا کہ میرے اور اپنے پیرنٹس کے قریب رہ سکو ہو تم اپنی عزت نہیں کرتے اسی لئے تمھیں

وہ بول رہی تھی اور ہارون دم سادھے سانس روکے سن رہا تھا

تمھیں کبھی کوئی مسلہ ہی نہیں ہوا کسی کے آگے جھکنے سے تم نے کبھی محسوس ہی نہیں کیا کے تم خود کو ڈی گریڈ کر رہے ہو کیوں کے تم نے کبھی خود کو کوئی مقام دیا ہی نہیں تم ہارون تم فیصلہ کر لو تمھیں بھکاری بننا ہے یا اپنا

وقار قائم رکھنا ہے باوقار بنو ہارون باوقار مرد ایسے ہی اچھے لگتے ہی بولتے بولتے اس کا سانس چڑھ گیا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا

میں تم سے محبت کرتی ہوں بہت محبت لیکن ہر دن یہ بات نہیں بتاؤں گی تمہارا باپ تم سے محبت کرتا ہے لیکن وہ کاروبار چھوڑ کر تمہارے لئے گھر نہیں بیٹھے گا تمھیں اپنے دل سے محبت کا حرص ختم کرنا ہو گا ورنہ تم ایک دن سب کھو دو گے

ہارون شل سا اس کو دیکھے جا رہا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ بول سکے اسکو لگ رہا تھا اس کی زبان مفلوج ہو گئی ہے یہ کیسا آئینہ تھا جو آج ہالے نے اسکو دکھایا تھا اس آئینے میں اگر ہارون شاہد خود کو دیکھے تو اپنی عزت نہ کرے کیا وہ محبت پانے کے لئے بھیک مانگنے لگ گیا تھا؟ کیا وہ ساری عمر بھیک میں ملی محبت کے سہارے جئے گا؟ کیا وہ کبھی اپنی عزت نہیں کر سکے گا؟ کیا محبت عزت اور وقار سے زیادہ ضروری ہے؟

دونوں کے درمیاں ہولناک خاموشی کا وقفہ آیا تھا ہالے اب اس کے قریب سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی تھی لیکن ہارون کی نظریں اب بھی اسی نقطے پہ جمی تھیں اس کو اب بھی لگ رہا تھا ہالے اس کے سامنے بیٹھی ہے

قریب دس منٹ کے بعد اسکو ہالے کی آواز اپنی سماعتوں پہ دستک دیتی سنائی دی

تم کل مجھ سے ملنے آئے تھے؟ اب وہ خود کو قدرے پر سکون کر چکی تھی تب ہی عام سے لہجے میں پوچھا تھا

(کاش یہ کہہ دے کہ میں نہیں آیا تھا ہالے نے دل سے دعا کی تھی)

ہاں آیا تھا تم سفیر سے بات کر رہی تھیں تو میں واپس آگیا اس نے سچ بولا تھا لہجہ اب کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا چہرہ سپاٹ ہالے فیصلہ نہیں کر سکی کہ اس نے کچھ سنا تھا یا نہیں

ہالے چپ تھی وہ کچھ بولی نہیں تھی کچھ بولنے کو تھا کیا؟

ہارون سفیر نے مجھے پروپوز کیا ہے چند لمحوں بعد ہالے اپنی تمام تر ہمت متمجع کر کے بولی تھی

ہارون نے زخمی نظروں سے اس کو دیکھا تھا افف یہ نظریں کیا نہیں تھا ان میں درد، تکلیف،، محبت

میں نے سن لیا تھا اس نے ہالے پر سے نظریں ہٹالی تھیں وہ اب کھڑکی کی طرف دیکھتا بولا تھا

میں نے ان کو ہاں کہا ہے

(ہارون کو لگا تھا کسی نے اسکا دل برچھی سے کاٹ دیا ہو درد حد سے سوا تھا)

میں یہ بھی جانتا ہوں وہ نہیں جانتا تھا اس نے یہ لفظ کیسے ادا کئے تھے وہ چیخنا چاہتا تھا لیکن زبان مفلوج تھی چیزیں توڑنا چاہتا تھا لیکن ہاتھ بے جان تھے وہ یہاں سے اٹھ کے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن وہ بیٹھا تھا خود پہ ضبط کر کے دل پہ جبر کر کے

تمھیں کیسے پتہ؟

میں تمہاری آنکھیں پڑھ سکتا ہوں ہالے وہ اب بیڈ شیٹ کے ڈیزائن پہ انگلی پھیر تا بولا تھا

تمھیں برا تو نہیں لگا کے میں نے تمھیں کل کیوں نہیں بتایا؟ اس کے لہجے میں وسوسے تھے

تم مجھے کیوں بتاتی ؟ کوئی کسی کو نہیں بتاتا کے اس کی دنیالٹ چکی ہے کوئی کسی کو نہیں بتاتا کے اسکا سانس لینا اب دو بھر ہو گا کوئی کسی کو نہیں بتاتا کے اب اسکا دل ویران جنگل رہیگا کوئی کسی کو نہیں بتاتا کے اب وہ ساری عمر ایک آدھی ادھوری زندگی جیئے گا اپنی محبت کے بغیر کوئی کسی کو یہ نہیں بتاتا کے اب اس کے جسم سے روح نکالی جائے گی لیکن وہ یہ سب صرف سوچ ہی سکا تھا اور جب بولا تو بس اتنا

نہیں مجھے پتہ تھا تم مجھے خود آکر بتاؤ گی اتنا تو یقین تھا مجھے ہماری دوستی پہ

ہارون جو دل میں ہے کہہ دو میں سن رہی ہوں اس طرح کیوں خود کو تکلیف دے رہے ہو ناراض ہو تو چلاو اداس ہو تو مجھ سے بات کرو میں دوست ہوں تمہاری اس کے لہجے میں بے بسی سی تھی

ایک لمحے کو ہارون نے سوچا لعنت ڈالو وقار پہ مٹی ڈالو اپنی عزت پہ ہالے اگر بھیک ہے تو بھیک ہی سہی کم از کم میرے ساتھ تو ہو گی لیکن بس ایک لمحے کو

میں ٹھیک ہوں ہالے تم پریشان مت ہو کوئی بات ہو گی تو ضرور بتاؤں گا وہ تم لوگوں نے آگے کا کیا سوچا ہے ؟

یہ سوال اس نے اپنا وقار قائم رکھنے کو پوچھا تھا لیکن دل کے ٹانکے گویا اکھڑ سے گئے تھے

سفیر بات کریں گے چچی سے اور میں بابا سے پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے سب سے بڑا مسلہ تو یہ تمہارا پرپوزل ہے صبح ماموں نے بات کی ہے امی اور بابا سے اب اس شوشے سے جان چھڑواوں تو آگے کا کچھ سوچیں گے

(مسلہ ہارون کا رشتہ رشتہ مسلہ ہے ؟)

تم سفیر سے پیار کرتی ہو ؟ یہ سوال افف یہ سوال اس کی رگوں سے خون نچوڑ گیا تھا اسکا گلا خشک ہو گیا تھا اس نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھانا چاہا جب ہالے نے اٹھ کے جگ سے پانی نکالا اور گلاس اس کی طرف بڑھایا ہارون ایک ہی سانس میں سارا پانی پی گیا تھا اس کا جسم کانپ رہا تھا اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اس نے ابھی تو بس سوال کیا تھا جواب کی ازیت تو ابھی باقی تھی

پیار کا تو نہیں پتہ لیکن وہ جب جب میرے سامنے ہوتا ہے میرے دل کو سکون ملتا ہے وہ جب بولتا ہے نہ میرے کانوں کو سیر اب کرتا ہے (ہارون نے بیڈ شیٹ کو زور سے مٹھی میں بھینچ لیا تھا) میں اس کے ساتھ خود کو محفوظ سمجھتی ہوں (مجھے سننا ہو گا مجھے اپنا و قار رکھنا ہو گا) وہ اگر مجھ سے رخ پھیر لے تو میرا دل کٹنے لگتا ہے مجھے اب لگتا ہے کے میرا اس کے بغیر گزارا نہیں ہے (ہارون کا دل چاہا تھا وہ اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دے لیکن ہائے رے یہ وقار) اگر یہ محبت ہے تو ہاں مجھے اس سے محبت ہے وہ آنکھوں میں چمک لئے جذب کے عالم میں بول رہی تھی (ہارون شاہد کا دل ٹوٹا تھا اعتراف سن کر)

اور میں میں کہاں ہوں ان سب میں ؟

تم میں تم سے بھی بہت محبت کرتی ہوں ہارون تم میرے لئے بہت خاص ہو تم بیسٹ فرینڈ ہو میرے ہم ساتھ ہنسے ہیں ساتھ روئے ہیں کھیلے ہیں گرے ساتھ ہیں اٹھے ساتھ ہیں تم میرا کمفرٹ زون ہو میں تمھیں کبھی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی سفیر تو صرف محبت ہے تم سے تو ہزار تعلق ہیں میرے وہ دل سے بولی تھی اس کے لہجے میں بس خلوص تھا

(کاش وہ اسکی محبت ہوتا باقی سب کچھ نہیں)

خیر وہ تمہاری ڈائن چچی کو منانا بہت مشکل ہے خون چوس لے گی وہ اپنا بھی اور تمہارا بھی لیکن مانے گی نہیں لکھوا لو وہ اب مسکرا کے بولا تھا

ہٹو بد تمیز ساس ہیں میری ہالے نے اس کو دھموکا جڑا تھا

ہاں ڈائن ساس سٹار پلس تو اب سلطان منزل میں لگا کرے گا لوگ دور دور سے آئیں گے یہ دیکھنے کے آج سالن میں نمک زیادہ ہونے پہ پھڈہ ہوا ہے یا پھر چچی کا نیا سوٹ جلنے پہ ہالے کو سفیر نے دو ہاتھ لگائے ہیں وہ مسکراہٹ دبائے ہالے کے مستقبل کا خوفناک نقشہ کھینچ رہا تھا

اللہ اللہ ہارون تمہارے منہ میں خاک بلکہ پورے تھر کے صحرا کی ریت ہو کالی زبان والے منہ بند رکھو اپنا وہ بس غصے کی تیز ہیں باقی وہ بہت سویٹ ہیں اور سفیر مجھ پہ ہاتھ اٹھانا تو دور اونچی آواز میں بھی بات نہیں کر سکتے اس کے لہجے میں مان تھا

(سفیر کا نام اس کے منہ سے سن کے ہارون کا دل کرچی کرچی ہو رہا تھا)

چلو دیکھیں گے ہالے بیگم

خیر تم آرام کرو میں گھر جا رہی ہوں لیٹ ہوں کافی وہ جانے کو اٹھ کھڑی ہوئی تھی

تھوڑی دیر رک جاؤ؟ اس کی گرے آنکھوں میں ایک آس سی تھی

میں کل صبح آؤں گی سفیر کے ساتھ وہ اپنے ہاتھ کی بند مٹھی اسکی مٹھی سے ٹکراتی ہوئی بولی تھی

افففف یہ سفیر ہارون نے کرب سے آنکھیں میچ لی تھیں

ہالے دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی اس سے پہلے وہ باہر نکلتی ہارون کی آواز نے اس کو روک لیا تھا

جو کچھ تم نے تھوڑی دیر پہلے کہا وہ اس لئے تھا نہ کیوں کے مقابل تم ہو؟ اس کے لہجے میں طنز سا تھا

ہالے چند لمحے خاموش رہی تھی اور پھر مڑے بغیر بولی تھی

نہیں وہ سب اس لئے کہا کیوں کے تم میرے "دوست" ہو مقابل کوئی بھی ہوتا میں یہی کہتی میں تمھیں تمہارا وقار اور عزت عزیز رکھنے کا کہتی وہ مڑی نہیں تھی کہہ کے چلی گئی تھی اور اپنے پیچھے ہارون شاہد کو پتھر کا بت بنا گئی تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ممی کدھر ہیں آپ ممی یار کدھر ہیں آپ

سفیر اپنی الماری میں منہ دیئے ممی کو آوازیں دیے جا رہا تھا جب مہر ماہ وہاں سے گزری سفیر کی آواز کم چیخیں زیادہ سن کر مہر اس کے کمرے میں چلی گئی تھی

کوئی چیز چاہئے آپکو مجھے بتا دیں اس نے آفر کی تھی

یار میری ایک شرٹ تھی لاسٹ ٹائم جب میں آیا تھا تب یہیں رکھی تھی اب مل کے ہی نہیں دے رہی ممی کو بھی کب سے آوازیں دے رہا ہوں پتہ نہیں کہاں رہ گئی ہیں وہ سخت جھنجھلایا ہوا تھا

ممانی جان اپنی کسی دوست کے ساتھ لنچ کرنے گئی ہیں مجھے بتادیں کس کلر کی شرٹ تھی میں دیکھ دیتی ہوں وہ اب الماری کے قریب آکے کھڑی ہوگئی تھی

یار (سفیر کو ہر بات پہ یار کہنے کی بہت عادت تھی) لائٹ پرپل کلر کی تھی میں نے ایک دفع بھی نہیں پہنی بلکہ ویٹ میرے پاس پک بھی ہے آن لائن آرڈر کی تھی فرحان نے سب فرینڈز کے لئے

مل جائے گی اور کیا بچوں والے شوق ہیں فرحان کے بھی ہمیشہ میچنگ شرٹ ہی پہننی ہے

سفیر تب تک تصویر ڈھونڈ چکا تھا اب اس نے موبائل مہر کے آگے کیا تھا یہ دیکھو یہ ہے

مہر نے آنکھیں سکیڑ کے چند سیکنڈ اس تصویر کو دیکھا تھا اور پھر وہ ہستی ہی چلی گئی منہ پہ ہاتھ رکھ کر زور زور سے وہ بس ہنسے جارہی تھی اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا لیکن وہ ہنسے جارہی تھی

کیا کوئی دورہ پڑ گیا ہے تمھیں جو ایسے ہنس رہی ہو سفیر دانت پیس کے بولا تھا

یار بند کرو ہنسنا مہر اب بسس چپ کر جاؤ وہ کوفت سے بولا تھا

اوکے اوکے آئی ایم سوری وہ اپنی آنکھوں سے پانی صاف کرتی بولی تھی یہ شرٹ ہالے نے بخش (وہ گھر کی کل وقتی ملازمہ زینت کا بیٹا تھا جس کی پڑھائی کا ذمہ ہالے نے لے رکھا تھا) کو دے دی تھی اس کی فیرول پارٹی پہ پہننے کے لئے افففف سفیر میرے پیٹ میں درد ہو گیا ہنس ہنس کے وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھے صوفے پہ بیٹھ گئی تھی

کیا مطلب ہے بخش کو دے دی لیکن کیوں؟ وہ اب الجھا ہوا تھا

لاسٹ ویک اس نے آپ کو کال کر کے پوچھا تھا نہ کے آپکی کوئی شرٹ ہے جس کو آپ استعمال نہ کرتے ہوں آپ نے اس کو کہا تھا لوینڈر کلر کی شرٹ لے لے آپکی وارڈروب سے تو اس نے لے لی مہر اب بھی ہنس رہی تھی

میں نے لوینڈر کلر کہا تھا یہ لائٹ پرپل ہے وہ صدمے سے بولا تھا

جیسے آپ کو نہیں پتہ ہالے کو کلرز کی کتنی پہچان ہے ؟

یہ پچھتر ہزار کی شرٹ اب بخش پہن کے گھومے گا وہ اب بھی شاک میں تھا مجھے نہیں پتہ تھا کے ہالے کلر بلائنڈ ہے خیر تم کوئی شرٹ اور نکال لو گی پلیز ؟

جی میں نکال دیتی ہوں آپ فریش ہو جائیں

تم بہت اچھی ہو مہر سچ میں ویسے یہ ہالے ہے کہاں ؟

وہ ہارون سے ملنے گئی ہے آتی ہی ہو گی کال کی تھی میں نے تھوڑی دیر پہلے

اچھا ٹھیک ہے ممی کو بتا دینا میرا ایک بزنس ڈنر ہے رات کو دیر سے آؤں گا میں

اوکے کہہ دوں گی مہر اپنی مخصوص مسکراہٹ سے اسکو جاتا دیکھتی رہی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

رات کے آٹھ بج چکے تھے ہالے اپنے کمرے میں بیٹھی نوٹس بنا رہی تھی اس نے زرد شارٹ شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراوزر پہن رکھا تھا پاس بیٹھی مہرماہ کسی کتاب کے مطالعے میں غرق تھی حسن صوفے پہ آڑھا ترچھا لیٹا تھا

یوسف صاحب نے رات کے کھانے پہ بھی ہالے کو بلانا چاہا لیکن وہ شائستگی سے انکار کر کے اپنے کمرے میں چلی آئی تھی

ہیلو انڈے کی زردی حسن کی تپا دینے والی آواز سن کے وہ بری طرح جھنجھلائی تھی

کیا ہے حسن غلام کیوں چین سے نہیں بیٹھے دے رہے کہیں تم چاہتے کیا ہو آخر میں بابا کے پاس جاؤں گی اب شکایت لے کر پڑھنے نہیں دے دیگا یہاں کوئی وہ آدھے گھنٹے سے یوں ہی ہالے کو تپا رہا تھا

میں تو بس یہ پوچھ رہا ہوں ہارون بھائی کیسے ہیں اب ؟

پچھلے آدھے گھنٹے سے تم یہی تو پوچھ رہے ہو اور اب اگر میرے اس قیمتی جوڑے کی وجہ سے تم نے مجھے انڈے کی زردی بلایا تو اس پر کٹی کا نمبر بابا کو دے آؤں گی وہ باقاعدہ انگلی اٹھا کے اس کو وارن کرتی بولی تھی

اچھا ٹھیک ہے نہیں کہتا کچھ بس تم مجھے دس ہزار دے دو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں وہ جیسے احسان کرنے والے انداز میں کہہ رہا تھا

مہرماہ کو جیسے ان دونوں سے غرض ہی نہیں تھی وہ سنجیدگی سے اپنے کام میں مگن تھی

مجھے لگتا ہے تمہارا نہ دماغ خراب ہو گیا ہے کوئی وزنی پتھر تو نہیں گرا سر پہ شکل تمہاری دس روپے والی نہیں ہے اور یہاں تم مجھ سے دس ہزار لو گے کیا میرے ماتھے پہ پاگل لکھا ہے جو اب تمھیں پیسے دوں گی پچھلی بار تمہاری مدد کی تھی اسکا جرمانہ اب تک بھگت رہی ہوں نکلو یہاں سے شاباش وہ اسکو انگلی سے باہر نکلنے کا اشارہ کرتی بولی تھی

لیکن حسن پہ کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا

ٹھیک ہے جیسا تم چاہو میں پھر اماں کے واٹس ایپ پہ انکو مدحت باجی کی مہندی کی پکس بھیجنے لگا ہوں جس میں آپ نے وہ پنک دوپٹہ پہن رکھا ہے جو کے اماں نے آپ کے جہیز کے لئے رکھا تھا کیا کہتی ہیں پیاری آپا؟ وہ دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا

تم مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ ہالے کو یقین نہیں آیا تھا

افف تم دونوں باہر دفع ہو جاؤ پڑھنے دو مجھے مہر نے کتاب سے نظریں اٹھائے بغیر ان دونوں کو ڈپٹا تھا

لیکن وہ دونوں بھی سدا کے ڈھیٹ تھے کوئی اثر لیا ہی نہیں

نہیں کوشش نہیں کر رہا میں تمھیں دھمکا رہا ہوں وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا

آپی آپ دیکھ رہی ہیں اس جھینگے کو یہ مجھے دھمکی دے رہا ہے میں اسکو آج زندہ نہیں چھوڑوں گی آپ اسکو نکال دیں باہر ورنہ آج سے آپ کا ایک ہی بھائی ہو گا سفیر سلطان بس

بکو مت ہالے سوچ سمجھ کر بولا کرو جو منہ میں آتا ہے بس بول دیتی ہو دفع ہو جاؤ دونوں یہاں سے دوبارہ نظر نہ آنا مجھے مہر ماہ کتاب کو پھینک کے چیختے ہوئے بولی تھی

ہالے تو حیران نظروں سے بس اسکو دیکھ کے رہ گئی تھی اسے لگا تھا اسکی بہن نے "حسن" کے مرنے کی بات پہ اتناری ایکٹ کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے "خود " کے مارے جانے پہ ایساری ایکٹ کیا ہے

آپی آئی ایم سوری میرا یہ مطلب نہیں تھا آپ اوورری ایکٹ کر رہی ہیں وہ اپنی حیرانی چھپاتی بامشکل بولی تھی

ہالے میں کہتی ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے وہ پھر چلائی تھی

حسن ہالے کے بازو کو پکڑ کر تقریبا گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے گیا تھا اور اپنے کمرے میں لے جا کے اس کو اپنے بیڈ پہ بٹھا دیا تھا خود وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا

ہالے اب بھی بے یقین تھی کیا یہ مہر ماہ تھی کالم 'پر سکون' ہمہ وقت مسکرانے والی بڑی سے بڑی بات کو بھی پر سکون انداز میں ڈیل کرنے والی وہ تو آج تک ہالے پہ چلائی نہیں تھی اور آج ایسا بھی کیا ہو گیا ہے آج

آپی کو غصہ آ گیا ہو گا ہالے تم ٹینس مت ہو وہ ٹھیک ہو جائیں گی صبح تک فلحال تم ان کے پاس مت جانا خوامخواہ بات بڑھے گی ریلیکس رہو تم پانی لاؤں تمہارے لئے ؟وہ تھوڑی دیر پہلے والے حسن سے بلکل مختلف لگ رہا تھا اسکی آنکھوں میں اپنی بہن کے لئے فکر تھی

میں ٹھیک ہوں تم جاؤ بجو کو دیکھو اسکی رنگت متغیر ہو گئی تھی اسکو بہت بر اشاک لگا تھا

میں کہیں نہیں جاؤں گا یہیں ہوں میں میں اماں کو بلا کے لاؤں اس کو اپنی عمر کے مطابق یہی حل سوجھا تھا

او نہوں چھوڑو وہ ابھی سوئی ہیں ان کو ڈسٹرب مت کرو توں ونج فلحال میکوں اکیلا چھوڑ میڈا ہاں پیا وینداے

(تم جاؤ فلحال مجھے اکیلا چھوڑ دو میرا دل بیٹھا جا رہا ہے)

میں نہیں جاؤں گا کہیں بھی ادھر ہی ہوں تمہارے پاس وہ ضدی لہجے میں بولا تھا اور پھر آرام سے ہالے کا سر اپنے کندھے سے لگایا تھا ہالے کو اس کے کندھے مضبوط لگے تھے وہ اس کا بھائی تھا اس کا ماں جایا

میڈی بھینڑ توں میڈا ساہ ایں (میری بہن تم میری سانس ہو) وہ محبت سے بولا تھا

حسن کے کمرے سے ذرا دور اگر مہر کے کمرے میں جائیں تو وہ سر ہاتھوں میں دیئے نیچے فرش پہ بیٹھی تھی اس کے چہرے پہ ملال تھا بھوری آنکھوں میں تاسف تھا وہ کیسے اپنے بہن بھائیوں سے ایسے بات کر سکتی ہے رات کا سارا غبار اس نے ہالے پہ نکال دیا تھا پچھتاوہ شدید تھا لیکن ہالے کیسے سفیر کو اس کا بھائی بول سکتی ہے کیا وہ بس اتنی سی بات پہ اپنی بہن کو ڈانٹ سکتی ہے وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی جب اس کو سفیر کی کال موصول ہوئی اسنے بے دلی سے کال اٹینڈ کی تھی جبکہ دسری طرف وہ ہشاش بشاش تھا

کیا کر رہی ہو کزن ؟

کچھ نہیں بس بیٹھی ہوں وہ لہجے کو نارمل رکھتی بولی تھی

تو پھر کیا خیال ہے کھانا کھایا جائے ساتھ ؟

میں کھا چکی وہ اب بھی بے دل تھی

کافی کے بارے میں کیا خیال ہے ؟ اس نے ہار نہیں مانی تھی

جیسا آپ چاہیں وہ تھکے تھکے سے انداز میں بولی تھی

سفیر کی بات وہ نہیں ٹال سکتی تھی اسکو اندازہ ہو گیا تھا

تو بلاؤ اپنی بہن کو بھی اور آجاؤ باہر میں گیٹ پہ کھڑا ہوں جلدی آنا وہ لائن ڈسکنیکٹ کر چکا تھا مہر ماہ تھکے تھکے قدموں سے حسن کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

سلطان منزل کو یونہی چھوڑ کر اگر شاہد ولا میں قدم رکھو تو ہارون شاہد کا کمرہ ویسا ہی بوجھل تھا

بیٹا ہارون کیا بات ہوئی تم دونوں کی؟ نوال ہارون کے سرہانے بیٹھی اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھ رہی تھیں شاہد صاحب بھی اسکے پاس ہی بیڈ پہ بیٹھے فکر مندی سے اپنی اکلوتی اولاد کو دیکھ رہے تھے اسکی سرمئی آنکھیں اب بھی سرخ اور سوجی ہوئی تھیں ہارون نے یہ آنکھوں کا رنگ اپنے باپ سے چرایا تھا

پھپھو آپکو کال کر کے منع کر دیں گی آپ خاموشی سے انکار سن لیجیۓ گا وہ بظاہر نارمل سا بولا تھا لیکن اس کی آنکھوں کی ازیت اس کے باپ نے دیکھ لی تھی

ارے ایسے کیسے انکار کریں گے ہم نے رشتہ مانگا ہوا ہے کوئی آج کی بات نہیں ہے یہ دو سال پہلے سے بات کر چکے ہیں ہم اور تم کل تک تو اس کے عشق میں دیوانے ہوئے جا رہے تھے آج ایسا بھی کیا ہو گیا کیا کہہ کے گئی ہے وہ سچ سچ بتاؤ نوال غم و غصے سے بولی تھیں

پاپا پلیز ان سے کہیں بس کر دیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے اس نے جیسے اپنے باپ سے التجا کی تھی وہ اٹھ کے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے تھے ہارون بھی اٹھ کے بیٹھ گیا تھا

پاپا آپکو یاد ہے جب میں چھوٹا تھا تو آپ مجھے وقت نہیں دیتے تھے میں شروع سے ہی شدت پسند ہوں یہ تو سب جانتے ہیں میں جب جب روتا تھا یا توڑ پھوڑ کرتا تھا تب آپ میرے پاس آ جاتے تھے مما میرا خیال رکھتی تھیں مجھے لگا آپکی توجہ پانے کا یہی طریقہ ہے اور میں ہر دوسرے دن یہی سب کرنے لگا آپ بھی مجھے وقت اور پیار دینے لگے اور مما نے بھی اپنی ایکٹیوٹیز کم کر لیں میں خوش ہو گیا سب اچھا جا رہا تھا لیکن پھر

وہ رکا

پھر کہنا شروع کیا

آپ حیدر آباد چلے گئے مجھے اچھا نہیں لگا اور میں نے وہی سب شروع کر دیا تب پھپھو نے مجھے سمجھایا کے بیٹا پاپا کو تنگ نہ کرو ان کا کام ہی ایسا ہے میری وجہ سے آپکا حرج بھی ہوتا ہے یہ بھی بتایا انہوں نے اور کہا بڑوں کی بات مانا کرو اور صبر کیا کرو

میں نے بڑے غور سے سنی ان کی بات اور پورا ایک ہفتہ صبر سے آپکا انتظار کیا بڑوں کی بات ماننے کو کہا گیا تھا مما کی ہر بات مانی میں نے مانی تھی نہ مما؟ وہ رک کے اپنی ماں کی طرف گردن موڑے معصومیت سے پوچھ رہا تھا

ہاں میری جان تم نے مانی تھی میری ہر بات مانی وہ نم آنکھوں سے بھیگے لہجے میں بولی تھیں

اور پھر آپ واپس آگ ۓ میں بہت خوش ہوا آپ ہمیں گھمانے لے گئے اور تب مجھے وہ سائیکل پسند آئی وہ استہزائیہ سا ہنسا تھا

آپ نے بولا میں لے دوں گا اور میں نے مان لی آپ کی بات میں نے کیا صبر پھپھو کی بات مان لی لیکن آپ نہیں دلا سکے تب مجھے پھپھو اور آپکی سب باتیں جھوٹی لگنے لگیں مجھے لگا اگر میں آئندہ بھی چپ رہا تو اس سائیکل کی طرح سب کچھ مجھ سے دور ہو جائے گا میرے سارے پیارے آپ ہالے مما سب دور ہو جائیں گے مجھ سے کاش آپ اس دن میری بات مان لیتے تو میں ساری زندگی بھکاری نہیں بنا رہتا میں بھی اپنی عزت کرتا پاپا میں خود کو مقام دیتا لیکن آج آج میں نے اپنا بھرم رکھ لیا ہے

مما میں بھکاری نہیں بن سکا میں نے وقار رکھ لیا محبت کو جانے دیا محبت ویسے بھی جا چکی تھی میں قید نہیں کر سکتا تھا کیسے کرتا قید؟ محبت تو جذبہ ہے انسان تو نہیں کوئی پرندہ تو نہیں اس لئے جانے دیا اس کا جانا میرے دل کو مار گیا ہے لیکن میں بھیک نہیں مانگوں گا ہارون شاہد بھکاری نہیں بنے گا مما ہارون شاہد اپنی عزت کرے گا وقار کو محبت پہ فوقیت دے گا وہ ضبط سے سرخ آنکھیں لئے کہہ رہا تھا

نوال اسکو نہیں دیکھ پا رہی تھیں اس لئے روتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی تھیں

Papa can i hug you I'm in pain

وہ جس طرح سے کہہ رہا تھا شاہد حسین نے اسکو کھینچ کے اپنے سینے سے لگا لیا تھا

میرا بیٹا میں تمہارے ساتھ ہوں تم نے اچھا کیا اس کو جانے دیا اب تم اس سے نظریں ملا کے بات کر سکتے ہو اب تم باوقار بن سکتے ہو تم بھکاری نہیں ہو تم باوقار ہو میرا بچہ

پاپا میرا دل دکھ رہا ہے بہت تکلیف ہو رہی ہے برداشت نہیں ہو رہا مجھ سے میں کیا کروں وہ رو رہا تھا بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کے میں اس کے آگے جھکوں گا نہیں میں بھیک بھی نہیں لوں گا محبت کی میں اپنا وقار بھی رکھوں گا لیکن میرا دل یہ ٹوٹ گیا ہے میں اس کا کیا کروں میں جب جب اس کے منہ سے سفیر کا نام سنتا ہوں نہ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے کوڑا مارا ہو بہت درد ہوتا ہے بہت زیادہ

وہ کہیں سے بھی چوبیس سالہ لڑکا نہیں لگ رہا تھا وہ ایک دو سال کے بچے کی طرح روتے ہوئے اپنے باپ کو جیسے کوئی شکایت کر رہا تھا

پاپا اللہ مجھے صبر دے گا نہ اس نے اپنے باپ سے الگ ہوتے ہوئے پوچھا تھا

بہت زیادہ بہت صبر دے گا وہ تمھیں تم سو جاؤ ہارون تمھیں آرام کی ضرورت ہے وہ اسکو لٹاتے ہوئے بولے تھے

ان کا بیٹا اعصاب کا کمزور تھا بچپن سے وہ ذرا ذرا سی باتوں کو دل سے لگا لیتا تھا اور کئی کئی دن یا تو اس بات سے اداس رہتا یا پھر غصہ کر کے یا چیزیں توڑ کے اپنی ناراضگی ظاہر کرتا آج اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کے ان کو لگا تھا کے ہارون تو کبھی بڑا ہوا ہی نہیں وہ تو اندر سے وہی ڈرا سہما سا بچہ ہے جیسا کے اپنے جڑواں بھائی کی موت کے بعد تھا بالکل ویسا آج ان کو یہ چوبیس سالہ ہارون ایک بار پھر وہی دس سالہ ہارون لگا تھا جس نے اپنی ایک غلطی کی وجہ سے اپنے بھائی کو کھو دیا تھا وہ تب بھی اتنا ہی ڈرا اور سہما ہوا تھا جیسا کے آج کاش ہارون شاہد سے وہ غلطی نہ ہوئی ہوتی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ہالے باہر آجاؤ سفیر انتظار کر رہے ہیں ہمارا مہر ماہ کمرے کے دروازے سے جھانکتے متوازن لہجے میں بولی تھی اس کے ایک ہاتھ میں میرون کلر کی شال تھی لہجہ ایسا تھا جیسے ابھی تھوڑی دیر قبل ان کے درمیان کچھ ہوا ہی نہیں تھا

حسن دونوں کو باری باری دیکھ رہا تھا جبکہ ہالے چند لمحے اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی اور جب بولی تو اسکی آواز سرد تھی

میں نہیں جاؤں گی آپ نے جانا ہے تو جائیں

اس نے کوئی ایسی بھی بات نہیں کی تھی جو آپی کو اتنا غصہ آجائے

تم چاہتی ہو میں معافی مانگوں؟ وہ بازو سینے پہ لپیٹے سکون سے بولی تھی

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا میں نہیں جاؤں گی مطلب نہیں جاؤں گی

اسی وقت حسن چپکے سے اٹھ کے الماری سے اپنی شرٹ نکال کے باتھ روم میں گھس گیا تھا

مہر اپنے اسی پر سکون انداز میں قدم قدم چلتی اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی

ہالے نے رخ موڑ لیا تھا

آئی ایم سوری اینڈ آئی مین اٹ اسکی لہجے میں معذرت تھی اس نے نرمی سے ہالے کا بازو پکڑ کے اس کو کھڑا کیا تھا

ہاتھ میں پکڑی شال اس کے کندھوں پہ پھیلائی تھی ہالے گویا بت بن چکی تھی تب ہی حسن باتھ روم کے دروازے سے نمودار ہوا تھا اس نے اب دوسری شرٹ پہن رکھی تھی بال سلیقے سے بنے ہوئے تھے

میں تو تیار ہوں چلیں؟

دونوں نے گھور کے اس کو دیکھا تھا

کیا مطلب میلوڈرامہ ختم نہیں ہوا ابھی تک؟ اس کے لہجے میں حیرت تھی

کڑوے کریلے تم کس خوشی میں تیار ہو کے آئے ہو تمہارا ولیمہ ہے جو یہ آتشی گلابی شرٹ پہن کے گھومنے نکلے ہو؟ ہالے کمر پہ ہاتھ رکھے دانت کچکچاتے ہوئے بولی تھی

لیکن یہ تو پنک ہے ہی نہیں یہ تو پیچ کلر کا شیڈ ہے

ہاں لاڈ صاحب سے غلطیاں نکلوالو

اچھابس بس چلو اب سفیر جم گیاہو گا باہر مہر نے بیچ بچاؤ کرواتے ہوئے کہا تھا اور آگے بڑھ کے ہالے کا ہاتھ تھام لیا تھا وہ اپنی بہن کا بڑھا ہوا ہاتھ نہیں جھٹک سکتی تھی یہ طے تھا اور جب وہ معاف کر دیتی تھی تو بس کر دیتی تھی دل میں بغض اور عناد کو جگہ دینے والوں میں سے نہیں تھی وہ اس کا ماننا تھا کسی کو معاف کرو تو دل سے اور اتنے خلوص سے کرو کہ جب اس کو معاف کر دو تو دل میں کوئی میل نہ بچے اور اگر بچتا ہے تو اس کو معاف کرنے کی اداکاری بھی نہ کرو

تھوڑی دیر بعد وہ سلطان منزل سے باہر آگئے تھے مہر نے گھر میں پہلے ہی بتا دیا تھا جب وہ باہر نکل کے انہوں نے سفیر کو کار کے بونٹ پہ بیٹھے دیکھا وہ موبائل پہ کچھ دیکھ رہا تھا ان کو دیکھ کے نیچے اتر آیا تھا اس نے بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک ہی پینٹ پہن رکھی تھی وہ سادہ سے حلیئے میں بھی ہالے کے دل کو دھڑ کا گیا تھا

وہ تینوں بھی گاڑی کے پاس آگئے تھے مہر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کے اندر بیٹھ گئی تھی حسن اور ہالے پچھلی سیٹ پہ چلے گئے تھے جب بھی سفیر کے ساتھ انہوں نے کہیں جانا ہوتا تھا مہر آگے ہی بیٹھتی تھی ایک استحقاق سا تھا اس کے انداز میں جیسے یہ جگہ اس کی ہی ہے وہ کبھی معراج شمس حتہ کہ یوسف سلطان کے سامنے بھی آگے بیٹھنے سے نہیں ہچکچائی تھی آج بھی وہ اسی حق کے ساتھ سفیر کے ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھ چکی تھی

بہت بہت مہربانی آپ دونوں کی جو باہر نکلنے کی زحمت کی بندہ ناچیز کو اپنی آمد کا شرف بخشنے کا شکریہ وہ جلے کٹے لہجے میں بولا تھا

میں تو کب کا تیار تھا بھائی یہ ان دونوں نے ہی دیر لگائی ہے اپنے میک اپ کے چکر میں لکھوا لیں آپ دو دو کلو میک اپ تو ضرور تھوپا ہو گا

کیوں بھئی کیا کہہ رہا ہے یہ سفیر نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے پوچھا تھا

بچے ہمارے لئے بنا ہے تو ہم نے ہی لگانا ہے نہ تمھیں چاہیے تھا تو بتا دیتے تمہارے بھی گالوں اور ہونٹوں پہ ٹنٹ لگاتی اور آنکھوں پہ لائنر کیوں لگانا ہے ؟مہر نے بھگو کے ماری تھی

ہالے کے لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ آئی تھی اس نے سر سیٹ کی پشت پہ ٹکا دیا تھا جیسے کلیجے تک ٹھنڈ اترتی محسوس کی ہو

جبکہ حسن تو تلملا تارہ گیا تھا لیکن کچھ بول بھی نہیں سکتا تھا ہالے کی بات الگ تھی لیکن وہ مہر کے ساتھ ادب کے دائرے میں ہی رہتا تھا

دیکھو مہر یہ بہت ہی پرسنل اٹیک تھا میرے چھوٹے بھائی پہ کچھ تو خیال کر و یار اس کو دیکھو غور سے اور بتاؤ بھلا وہ جتنا مرضی میک اپ کر لے شکل تو وہی رہیگی نہ چھیلے ہوئے آلو جیسی سفیر بھی کہاں باز رہا تھا

اور بس ہالے کے اندر کی بڑی بہن جاگ چکی تھی

خیر اب ایسی بھی کوئی بات نہیں اتنا ہینڈسم ہے میرا بھائی اس کو کیا ضرورت میک اپ کی اور چھیلا ہوا آلو بس میں ہی کہہ سکتی ہوں اور کوئی نہیں ہالے نے گویا اعلان کیا تھا

حسن کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اماں سہی کہتی تھیں ہالے حسن کی دوسری ماں ہے وہ بالکل دیسی ماؤں کی طرح ہر وقت حسن کے کھانے پینے صحت کا خیال رکھتی لیکن اس کو ذلیل کرنا بھی اپنا فرض سمجھتی لیکن جو نہی کوئی بھی اس کے سامنے یا اسکے پیٹھ پیچھے حسن کے بارے میں کچھ کہتا وہ اسکا دفاع کرنے پہنچ جاتی

اچھا بابا نہیں کہتے کچھ آپ کے بھائی کو یہ بتائیں کیا کھائیں گے آپ سب سفیر کو ہالے کی یہ عادت بہت پسند تھی کہ وہ عام لڑکیوں کی طرح ہر بات پہ ہاں میں ہاں نہیں ملاتی تھی بلکہ اپنے موقف پیش کر کے اگلے کو لاجواب کرتی تھی

آئس کریم کھالیتے ہیں مہر کی طرف سے جواب آیا تھا

جو بھی آپ سب کھانا چاہیں بتادیں ٹریٹ میری طرف سے ہے

اگر یہ ٹریٹ آپ کے واپس آنے کی خوشی میں ہے تو آپ ہمیں ٹرخانے کی کوشش مت کریں ہالے بولی تھی

ارے نہیں وہ ٹریٹ قرض رہی مجھ پہ یہ تو بس ویسے ہی تم سب کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے ہے وہ یہ نہیں کہہ سکا کے "بس تمہارے ساتھ وقت گزارنے کے لئے "

چلیں پھر پیزا کھلا دیں اور بروسٹ حسن نے اپنی پسند بتائی تھی

نہیں مجھے تو سپرنگ رولز اور فرائیڈ چکن کھانا ہے ہالے نے بھی فرمائش کی تھی

اور مہر تم؟

جو آپ کھلا دیں مہر نے کندھے اچکائے تھے

تم خود بتاؤ نہ ظاہر ہے کچھ تو فیورٹ ہو گا تمہارا ابھی دیکھو حسن اور ہالے نے بھی اپنی پسند بتائی ہے اپنی رائے دینا سیکھو لڑکی سفیر نارمل سا بولا تھا جبکہ مہر ماہ کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا تھا

(چچی نے تو کہا تھا سفیر کو وہ لڑکیاں بالکل پسند پسند نہیں ہیں جو ہر بات پہ اپنی رائے دیتی رہیں)

بجو کے لئے بیف برگر لے آئیں حسن نے اسکی مشکل آسان کی تھی

ہاں ٹھیک ہے یہی لے آئیں وہ بجھے دل کے ساتھ بولی تھی

تھوڑی ہی دیر میں وہ چاروں شہر کے ایک بہت بڑے ریستوران میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ان تینوں کے لاکھ منع کرنے کے باوجود سفیر ان کو یہاں لے آیا تھا کراچی کا ایسا کوئی ریستوران شاید ہی ہو جہاں ہالے اور ہارون نے کھانا نہ کھایا ہو کوئی ڈھابہ کوئی کیفے ایسا نہیں تھا جسکا ہالے کو پتہ نہ ہو گھر کا کھانا تو وہ شاذونازر ہی کھاتی تھی وہ اپنی ساری پاکٹ منی ساری سیونگز یا تو کھانے پہ اڑاتی یا ڈائمنڈز پہ کھانا اور ڈائمنڈز اور اسکی کمزوری تھے وہ اچھا کھانا کھانے کے لئے گھنٹوں کا سفر کرنا بھی برداشت کر لیتی تھی سفیر کو بھی جب کوئی بزنس ڈنر ارینج کرنا ہوتا یا کسی دوست کو کھانا کھلانا ہوتا وہ ہالے سے ہی رابطہ کرتا اور آج تک کبھی مایوس نہیں ہوا تھا جبکہ مہر ان سب چیزوں سے بہت دور تھی اسے گھر کا کھانا اور گھر میں رہنا ہی پسند تھا رہا سفیر تو اسکو کھانا کھانے سے زیادہ کھلانا پسند تھا وہ جب بھی اسلام باد سے واپس آتا ہالے لازمی ٹریٹ لیتی اور یہیں ہارون اور اس کا جھگڑا ہو جاتا وہ ہمیشہ ہی کہتا

ہالے تمھیں چار گھنٹے کی ڈرائیو پہ بھی کہیں کھانا کھانا ہو تو مجھے بتاؤ یار ہم دونوں جائیں گے میں لے کے جاؤں گا تم اس سفیر کو کیوں بولتی ہو میں مر گیا ہوں کیا مجھے کہو میں تو تمھیں کبھی منع نہیں کر تا پھر کیوں کرتی ہو ایسا

تمہارے پاس اگر اتنے ہی پیسے ہیں تو جا کے کسی یتیم خانے کو دان کر دو مجھے نہیں ضرورت تمہاری مہربانیوں کی چچازاد ہے میرا لوں گی ٹریٹ

کاش تم اس چچازاد کے آگے بھائی لگانا بھی شروع کر دو تو میرے دل کو قرار آجائے

اس ریستوران میں بھی وہ ہارون کے ساتھ آچکی تھی اور یہاں کا کھانا اس کو زیادہ پسند نہیں آیا تھا لیکن سفیر کو یہ جگہ پسند تھی سو وہ خود پہ جبر کر کے بیٹھی تھی اسے ہارون شدت سے یاد آرہا تھا آج پہلی بار تھی جب وہ لوگ اس کے بغیر آئے تھے ہر دفع وہ ساتھ آتا تھا سفیر سے لاکھ اختلاف سہی لیکن ہارون اس کو اکیلے تو مر کے بھی نہ جانے دے حالانکہ حسن اور مہر بھی ہمیشہ ساتھ ہی آتے تھے لیکن ہارون کے لئے وہ پھر بھی "اکیلی" ہی تھی

آپی آپ نہیں کھا رہیں تو میں کھالیتا ہوں یہ بھی حسن کا نادیدہ پن اسکو حال میں کھینچ لایا تھا

ہاں بیٹا پیٹ کی پیاس نے تمھیں آپ بولنا بھی سکھا ہی دیا تمھیں تو میں سہی کھلاتی ہوں ذرا ہاتھ تو لگاؤ نہ میری پلیٹ کو آیا بڑا

خود بھی تو نہیں کھا رہیں ہارون بھائی کے خیالوں میں گم ہیں اور پیٹ کی پیاس نہیں بھوک ہوتی ہے وہ منہ بنا کر بولا تھا

ان دونوں کی لڑائی کو انجوائے کرتا سفیر حسن کی بات پہ ٹھٹھکا تھا جبکہ مہر خاموشی سے اپنی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی جیسے اس کو فرق ہی نہیں پڑتا کسی چیز سے

کیا مطلب ہارون کو کیوں یاد کریگی یہ اس وقت؟ وہ پوچھ ہی بیٹھا تھا

ہر دفع یہ ہارون بھائی کے ساتھ آتی ہے ناں اس لئے حسن نے جواب دیا تھا ہالے نے سفیر کا موڈ خراب ہوتے دیکھ لیا تھا

ظاہر ہے وہ ہر جگہ ہمارے ساتھ نہیں آ سکتا ہم کزنز ہیں ایک گھر میں رہتے ہیں اب کیا کہیں بھی جائیں گے تو اس کو بھی ساتھ لانا ہو گا

وہ بھی میرا کزن ہے گھر کا فرد بھی اور میرا بیسٹ فرینڈ بھی آپ اس کو بیشک ساتھ نہ لائیں لیکن میں جہاں بھی جاؤں گی اس کو یاد کروں گی آپ کیا اب میرے ذہن پہ بھی پہرے بٹھایں گے وہ اس انداز میں بولی تھی کے مہر نے سر اٹھا کے اس کو دیکھا تھا

ہالے سفیر کا یہ مطلب نہیں تھا تم غلط سمجھی ہو وہ بس ایسے ہی بات کر رہے تھے

نہیں مہر اس کو مت ٹوکو یہ واقعی سہی کہہ رہی ہے میری بھی غلطی ہے ہارون کو پوچھ لینا چاہیے تھا مجھے اوپر سے وہ بیمار بھی ہے صبح تمھیں یونی چھوڑنے جاؤں گا تو اس سے بھی مل لیں گے اوکے؟ وہ سیکنڈز کے اندر خود پہ کنٹرول کر چکا تھا

صبح دیکھیں گے وہ لا پروائی سے بولی تھی حسن اور مہر تو بس اس کو دیکھ کے رہ گئے تھے سفیر بھی خاموش ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد وہ لوگ کھانا کھا چکے تھے سو گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے سفیر نے دوبارہ ہالے سے کوئی بات نہیں کی تھی گھر تک کا سفر خاموشی سے گزرا تھا گھر پہنچ کر سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

رات کے بارہ بج چکے تھے جب ہالے کچن میں اپنے لئے کافی بنا رہی تھی وہ کافی بنا کر جیسے ہی کچن سے باہر نکلی تھی کہ اس کو سامنے فروا کھڑی دکھائی دی

یہ شاہی سواری اس وقت کدھر سے آ رہی ہے ؟وہ اپنی زبان پہ کنٹرول نہیں رکھ پائی تھیں

ویسے تو اس وقت میرا کوئی موڈ نہیں کسی جوابی حملے کا لیکن میرے منہ لگے بنا آپ کو بھلا نیند کہاں آئے گی تو میں آپ کو بتا ہی دیتی ہوں کہ یہ شاہی سواری آپ کے ولی عہد شہزادہ سفیر کے ساتھ کھانا کھانے گئی تھی اور تھوڑی دیر پہلے ہی لوٹی ہے اسکی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی اس کے لہجے کا مان ہاں یہی مان اس وقت فروا کو ٹھٹھکا تھا

بات سنو لڑکی سفیر بھائی بولا کرو تم نو سال بڑا ہے وہ تم سے اب کوئی بچی نہیں ہو تم جو اسکو نام سے پکارتی ہو

اچھا تو یہ بات ہے پھر تو میں آپ کو بتاتی چلوں کہ نہ ہی میرا دین اور نہ میرے ملک کا قانون ان کو میرا بھائی بناتا ہے اور رہی آپ تو سارا گھر جانتا ہے ہالے سلطان آپ کی کتنی سنتی ہے وہ انکو تپاتے ہوئے بولی تھی

یہ تین چار سال پہلے تک تو تمھیں دین اور قانون بھولا ہوا تھا اب اچانک کیسے یاد آ گیا تب تو تم اس کو بھائی بلاتی تھی

تب میں بچی تھی معصوم سی کم عمر سی ننھی کلی اب یہ کام کرنے لگا ہے وہ انگلی سے اپنی پیشانی پہ دستک دیتی کہہ رہی تھی اس نے مجھے غور و فکر کرنا سکھایا اور جب میں نے تحقیق کی تو مجھے علم ہوا وہ دو قدم آگے آ کے ان کے کان کے پاس جھکی تھی

کہ سفیر میرا بھائی نہیں ہے وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی بولی تھی اور ان کے قریب سے گزرتی اوپر کی طرف چلی گئی تھی پیچھے فروا پیر پٹختی رہ گئی تھیں

وہ بالکل نگین کی طرح زہر اگلتی تھی انہوں نے اعتراف کیا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ اپنے گھر کے چھوٹے سے باغیچے میں گھاس پر بیٹھی تھیں پہلے یہ گھاس بہت گھنی تھی لیکن جب سے عمر نے وہ چھوٹی سی سائیکل لی تھی ان کے باغیچے کی گھاس اجڑ کے رہ گئی تھی عمر کا جب دل کرتا وہاں سے گھاس کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے توڑتا ایک شاپر میں جمع کرتا اس شاپر کو سائیکل پہ لٹکاتا اور سیدھا نفیسہ کے پاس پہنچ جاتا

لیں اماں آج کا سودا لے آیا ہوں میں وہ بالکل ساتھ والوں کے سرمد کی طرح بولتا جیسے سرمد اپنی ماں کو سودا لا کے دیتا تھا عمر بلکل اسی طرح نفیسہ کے محبوب باغیچے کی گھاس توڑ کے لاتا وہ ہزار دفع کہہ چکی تھیں کے ان کو

سودا نہیں چاہئے وہ خود جا کے لے آئیں گی لیکن عمر نے نہ گویا نہ سننے کی قسم کھار کھی تھی اب تو تین دنوں سے وہ گھاس بھی نہیں لایا تھاوہ گھاس پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچ رہی تھی انکی بچپن کی سہیلی زرینہ ان کے ساتھ ہی گھاس پہ بیٹھی تھیں

نفیسہ تم پریشان مت ہو عمر ٹھیک ہو جائے گا وہ ان کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھتی بولی تھیں

اور وہ کیس اسکا کیا کروں میں زری ادھورا چھوڑ دوں اس لڑکی کو انصاف کی امید دلائی ہے میں نے اس کے باپ سے وعدہ کر چکی ہوں میں اس کی ماں کے آنسو مجھے سونے نہیں دیتے اور وہ لڑکی چالیس دن تک مختلف لوگوں سے ہوس کا نشانہ بنتی رہی ہے صرف اس لئے کیونکہ وہ دس درندہ صفت انسان یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس لڑکی کا ہونے والا بچہ ان دس لوگوں میں سے کس کا ہو گا میں اس بچی کو کیا جواب دوں

تم کیس مت چھوڑو دیکھ لو شاید عمر کا علاج پاکستان میں ہی ہو جائے

حیدرآباد کے ایک ایک ڈاکٹر کو عمر کی رپورٹس دکھا چکی ہوں کوئی بھی راضی ہی نہیں ہو تا اس کے کیس میں ہاتھ ڈالنے کو کراچی اور اسلام آباد میں بھی محسن (دیور) بات کر چکا ہے لیکن بے سود امریکا کے ایک سرجن ہیں محسن کے دوست ہیں انہوں نے حامی بھری ہے سرجری کے لئے وہ چاہتے ہیں اگلے مہینے تک آجاوں میں عمر کو لے کر لیکن میں کیا کروں کیسے جاؤں عمر نے مجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے وہ واقعی پریشان تھیں ان کی سیاہ آنکھوں میں تکلیف تھی

تو کیا کرو گی اب تم؟ کیا تم عمر کو گود لینے پہ پچھتا رہی ہو؟

اللہ نہ کرے میں کبھی عمر کے ہونے پہ پچھتاؤں بس میں خود کو بالکل بے بس سمجھ رہی ہوں اس وقت میں بہت مضبوط ہوں لیکن عمر کی بیماری مجھے توڑ رہی ہے کوئی بھی ماں اپنے بچے کی بیماری نہیں دیکھ سکتی یہ اس کے لئے سب سے مشکل چیز ہوتی ہے میں جب جب عمر کو دیکھتی ہوں نہ جب جب اس کو تکلیف ہوتی ہے میرا جی چاہتا ہے میں ساری دنیا اپنے بیٹے پہ قربان کر دوں بس کوئی اس کی یہ تکلیف دور کر دے اس کی بیماری مجھے کھائے جا رہی ہے میں کیا کروں ؟

نفیسہ تم یہ کیس چھوڑ دو عمر کو لے کے امریکا چلی جاؤ زری نے وہ بات کہہ دی تھی جو ابھی تک وہ خود بھی خود سے نہیں کہہ پائی تھیں

اور وہ لڑکی اس کا کیا ہوگا تم جانتی تو ہو یہ کتنا ہائی پروفائل کیس ہے اس میں ملوث لوگ کوئی عام لوگ نہیں ہیں کوئی آئی جی کا بیٹا ہے تو کوئی میجر کا کوئی MPA کا بھتیجا ہے تو کوئی کسی بزنس ٹائیکون کا بھانجا میں غرور نہیں کر رہی لیکن یہ بتاؤ کیا کوئی اور وکیل ہے اس شہر میں جو یہ کیس لے گا؟ ان دس لڑکوں نے مل کر چالیس دن تک ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی کی ہے اس لڑکی کے ماں باپ میں وعدہ کر چکی ہوں ان سے کہ میں یہ کیس کسی صورت نہیں چھوڑوں گی کیا کیا نہیں کیا ان لوگوں نے اس کیس کو ختم کرنے کے لئے اس بچی کے ماں کو معذور کر دیا اس کے باپ کی نوکری ختم کروادی انکی عزت دو کوڑی کی نہیں رہی اس معاشرے میں ایسے میں ان کے پاس بس ایک ہی چیز ہے ایک ہی فقرہ ہے جسکی خاطر وہ یہ سب برداشت کر رہے ہیں " انصاف " بس ایک یہی لفظ انکی امید ہے میں یہ بھی چھین لوں بتاؤنہ زری میں کیا کروں ؟

تم تصویر کا ایک رخ دکھا رہی ہو مجھے دوسرا رخ میں دکھاوں تمھیں ؟وہ عام سی صورت والی مخلص عورت رسان سے بولی تھی

انہوں نے عمر کو اسکول سے نکلوا دیا تمہارے بینک اکاؤنٹس فریز کروا دیئے روز جب تم کورٹ جاتی ہو تو ان کے بھیجے ہوئے غنڈے تمھیں ہر آساں کرتے ہیں آدھی رات کو تمہارے گھر کے شیشے توڑ جاتے ہیں جب تم بیکری سے سامان لینے کے لئے اترتی ہو تو تمہاری گاڑی کو بیچ سڑک پہ جلا دیا جاتا ہے کوئی بھی ڈاکٹر تمہارے بیٹے کا علاج نہیں کرتا وہ درد سے تڑپتا رہتا ہے لیکن کوئی ڈاکٹر اس کو ایک پین کلر دینے کو تیار نہیں اگلے ہفتے تک تمہارے گھر میں کھانے کا سامان بھی ختم ہو جائے گا اور تمہارے پاس اتنے پیسے نہیں ہوں گے کہ تم عمر کا علاج اور گھر کا راشن ساتھ میں مینٹین کر سکو نفیسہ نے اسکی باتوں پہ کرب سے آنکھیں میچ لی تھیں آنسوؤں کا ایک گولہ تھا جو گلے میں اٹک گیا تھا

لیکن نہیں میری دوست تم کیس مت چھوڑنا یہ ضروری ہے ان کو انصاف دلانا بہت آسان ہے بہت سستا ایک ہی قیمت ہے اسکی بس ایک قیمت وہ بہت سکون سے نارمل لہجے میں بول رہی تھیں

کیا بتاؤ مجھے کیا قیمت ہے ؟نفیسہ کو ایک موہوم سی امید نظر آئی تھی

عمر کی موت بس یہی قیمت ہے اس کیس کو جیتنے کی اور نفیسہ کو لگا تھا زری نے انکے دل کو مٹھی میں لے لیا ہو

زری تمہاری زبان نہ مفلوج ہوئی یہ سب کہنے سے پہلے شرم آنی چاہیے تمھیں تم اتنی آسانی سے میرے عمر کے لئے ایسا لفظ کیسے استعمال کر سکتی ہو

میں پچھلے ایک مہینے سے تمھیں محبت نرمی پیار ہر انداز سے سمجھا چکی ہوں نفیسہ لیکن تم تمہاری سوئی ایک ہی جگہ اٹک گئی ہے کیس کا کیا ہو گا کیا تم نے یہ سوچا ہے عمر کا کیا ہو گا؟ میں تمہاری دوست ہوں تمہارا آئینہ میں وہی بات کروں گی جس میں تمہارا فائدہ ہو تمہاری بھلائی ہو تمہاری خوشی ہو اور یہ سب کچھ بس ایک انسان سے جڑے ہیں "عمر" لیکن ٹھیک ہے اگر تم پھر بھی کنویں میں کودنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے میں ساتھ کو دوں گی جو بھی تمہارا فیصلہ ہے میں تمہارے ساتھ ہوں تم دو چیزیں ساتھ ساتھ نہیں کر سکتی کیس یا عمر میں سے کسی ایک چیز کو چننا پڑیگا ویسے مجھے ایک بات بتاؤ اگر عمر تمہاری سگی اولاد ہوتا کیا تم تب بھی اسی طرح سوچتی رہتیں؟ یا پھر ایک منٹ کے اندر فیصلہ کرتیں؟

زری کی باتوں پہ نفیسہ نے زخمی نظروں سے اس کو دیکھا تھا ان کی آنکھوں میں درد تھا بے بسی تھی کیا تھا جو اس وقت اس مضبوط عورت کی آنکھوں میں نہیں تھا

میں یہ کیس نہیں چھوڑ سکتی میں پاکستان کے ایک ایک شہر میں جاؤں گی ایک ایک ہسپتال میں عمر کی رپورٹس لے کر جاؤں گی کوئی تو ایسا ڈاکٹر ہو گا جو مرے عمر کا علاج کریگا کوئی تو ہو گا جس کو اپنے فرض سے محبت ہو گی میں ہار نہیں مانوں گی عمر میری کمزوری نہیں ہے وہ طاقت ہے میری اور ایک بات اور اگر عمر کی جگہ میری سگی اولاد ہوتی تب بھی میرے لئے فیصلہ لینا اتنا ہی مشکل ہوتا جتنا اب ہے کیوں کہ جس پیشے سے میں منسلک ہوں وہ بہت مقدس ہے اسکا تقدس میرے لئے ہر چیز سے زیادہ اہم ہے وہ یہ کہتی عمر کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھیں جبکہ زری وہیں اسی آدھی اجڑی گھاس پہ بیٹھی رہ گئی تھیں

▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪

اگلی صبح بہت ہی گرم طلوع ہوئی تھی سورج تو جیسے اپنے تمام حساب بے باک کرنے کو تھا ہالے اپنے کمرے میں کھڑی بال برش کر رہی تھی اس نے سفید لمبی قمیض کے ساتھ سفید ہی ٹراوزر پہن رکھا تھا جبکہ سبز دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا سیاہ آنکھوں میں ہلکا سا کاجل لگا کے پنک لپ ٹنٹ لگا کے وہ یونی جانے کو تیار تھی جب ملازمہ نے اسکو دادا کا پیغام دیا وہ اپنی سٹڈی میں اس کا انتظار کر رہے تھے ہالے نے سر ہلا کے ملازمہ کو جانے کا اشارہ کیا اور خود پہ ایک آخری نظر ڈالتی مطمئن سی سٹڈی کی جانب بڑھ گئی تھی دادا جان کی سٹڈی ہمیشہ کی طرح نفاست سے سیٹ تھی تینوں دیواروں پہ کتابوں کے بڑے بڑے ریکس تھے نہ جانے کہاں کہاں سے یہ کتابیں انہوں نے جمع کی تھیں ان میں سے ایک چوتھائی حصہ ہالے اور سفیر کا دیا ہوا تحفہ تھیں

السلام علیکم دادا جان اس نے سلام میں پہل کی تھی

وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ ؟

ٹھیک ہوں آپ بتائیں وہ اب بھی دروازے پہ ہی کھڑی تھی

میں تمھیں دیکھ کے ٹھیک ہو گیا ان کے لہجے میں محبت تھی خالص محبت ہالے کو اپنے رویئے پہ بے اختیار شرمندگی ہوئی تھی لیکن ڈھیٹ بنی کھڑی رہی

میرے پاس آ کے بیٹھو گی نہیں ؟

مجھے کچھ کام ہے دادا لیٹ ہو رہی ہوں

مجھ سے زیادہ ضروری ہو گئے ہیں اب تمہارے کام؟

نہیں آپ سے زیادہ ضروری کوئی نہیں اس نے سچ بولا تھا

پھر یہ تل تل کیوں مار رہی ہو مجھے؟ کس بات کی سزا دے رہی ہو؟

میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی دادا آپ سے یہ دوری میرے لئے بھی سزا سے کم نہیں لیکن آگے جا کے جو ازیت ملے گی اس کے مقابلے میں یہ سزا بہت کم ہے

کیسی سزا میری ذات سے بھلا کبھی تمھیں کوئی ازیت مل سکتی ہے؟ ایسا کیا ہے ہالے جس نے تمہارے ذہن میں یہ خناس بھر دیا ہے تم مجھ سے کھل کے بات کرو کیا وجہ ہے ایسی کیا بات ہے جو تم مجھے نہیں بتا رہی ہو کیوں مجھے چپ کی موت مار رہی ہو؟

آپ سے میری دو دن کی بے رخی نہیں برداشت ہو رہی اور بجو انکے بارے میں کبھی سوچا ہے جن کو اتنے سالوں سے چپ کی مار مارے جا رہے ہیں آپ؟ یہ تو ان کا ظرف ہے کے کبھی اف تک نہیں کیا انہوں نے آج آپکو اندازہ ہوا ان کی تکلیف کا؟ آپ اپنی بیٹی کے خون کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں دادا جاں اور اگر آپ ان کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں تو کل میرے ساتھ بھی کریں گے اس سے بہتر ہے ہم دونوں ابھی سے فاصلے رکھ لیں کیوں کہ آپ کا تو نہیں پتہ بعد میں مجھے بہت تکلیف ہو گی

تم اس کی وجہ سے میرے ساتھ اس طرح کا رویہ رکھے ہوئے تھیں؟ تم اسکی وجہ سے مجھ سے فاصلہ رکھ رہی تھی اس نے تمھیں مجھ سے دور کیا؟ میں دو دن سے تمہارے منہ سے ایک لفظ سننے کو بے تاب ہوں سوچ سوچ

کے میرا ذہن مفلوج ہوا جارہا ہے کہ ایسا بھی کیا ہو گیا کے تم نے مجھ سے بات تک کرنی چھوڑ دی ہے اور وجہ وہ مہر ماہ وہاج ہے ؟ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا

ہالے نے افسوس سے ان کو دیکھا تھا

وہ صرف مہر ماہ وہاج نہیں مہر ماہ نگین بھی ہے دادا جان کبھی تو یہ وہاج نام کا ٹھپہ اس کے نام سے ہٹا کے دیکھیں وہ آپکی نگین کا خون ہے اس کا حق ہے آپ کی محبت پہ کیوں کسی کا حق مار رہے ہیں آپ ؟ایک بار بس ایک بار ان کے سر پہ ہاتھ رکھ دیں وہ آپکو مایوس کبھی نہیں کریں گی وہ وہاج نہیں بنیں گی وہ اب ان کے پاس رکھی کرسی پہ آ کے بیٹھ گئی تھی

چند لمحوں تک وہ کچھ بول نہیں سکے اور جب بولے تو انکا لہجہ ایک ہارے ہوئے انسان جیسا تھا

میں اس کو جب بھی دیکھتا ہوں مجھے وہ نگین یاد آتی ہے جس کو میں نے وہاج کی مار کی وجہ سے ہسپتال کے بستر پہ دیکھا تھا اس کے بازوؤں پہ نیل تھے ہالے اسکے ہاتھ اتنے کھر درے تھے جیسے کسی مزدور کا ہاتھ ہو اسکی آنکھیں پتہ ہے اسکی آنکھوں میں کتنا کرب تھا وہ بالکل سرخ تھیں جیسے پتہ نہیں کتنی راتوں سے سوئی نہ ہو انکی آواز کانپی تھی انکی آنکھیں نم ہو رہی تھیں لیکن آج شاید وہ بولنا چاہتے تھے اسکی گردن پہ جلنے کا داغ تھا اسکا پورا منہ سوجا ہوا تھا میں نے شاید پہلی بار اس کو اتنے غور سے دیکھا تھا وہ چہرہ نگین کی وہ حالت میری آنکھوں میں حفظ ہو چکی ہے میں اتنے سالوں میں ایک بار بھی اس چہرے کو بھول نہیں پایا وہ مر گئی میں اسکا آخری دیدار بھی نہیں کر

سکا کیا تم میری ازیت سمجھتی ہو ؟انہوں نے دانت پہ دانت جما کے خود کو رونے سے باز رکھا ہوا تھا ان کی آنکھوں میں بے پناہ ازیت تھی

داداجان ان سب میں آپی کا کیا قصور؟وہ انکو اس حالت میں نہیں دیکھ پا رہی تھی لیکن اگر آج چپ رہتی تو شاید پھر کبھی نہ بول پاتی

میرا کیا قصور ہے اگر مجھے اس پہ پیار نہیں آتا؟میرا کیا قصور ہے اگر تمھیں دیکھ کے میری روح تک سرشار ہو جاتی ہے اور جب جب اسکو دیکھتا ہوں میرا خون کھولتا ہے مجھے لگتا ہے کسی نے میرے دل پہ پیر رکھ دیا ہو جھے کبھی اس سے نگین کی خوشبو نہیں آئی وہ میرے لئے کچھ نہیں ہے سوائے ایک ازیت کے میں اس کو کیوں دیکھوں جب میں نگین کو آخری بار نہیں دیکھ سکا تو اس کی اولاد کو کیوں دیکھوں ہالے ایک دکھ مجھے نگین کی جدائی نے دیا ہے دوسرا اگر تم دینا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے یوسف سلطان حاضر ہے بتاؤ کیا سزا ہے میری تم سے محبت کرنے کی بولو نہ ہالے ایک ہی بار مار دو مجھے ؟

وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور یوسف سلطان کے سینے سے لگ گئی تھی اسکی آنکھیں نم ہو گئی تھیں وہ اپنے دادا کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی اگر مہر کے نصیب میں اس کے نانا کی شفقت اور محبت تھی تو وہ اس کو مل جائے گی لیکن وہ اب اپنے دادا جان کو کوئی دکھ نہیں دے گی اس نے فیصلہ کر لیا تھا

آئی ایم سوری داداجان مجھے آپ سے ایسارویہ نہیں رکھنا چاہئے تھا آئی لویو میں دوبارہ کبھی ایسا کچھ نہیں کروں گی میں کبھی آپ سے دور نہیں جاؤں گی آپکو کبھی ہرٹ نہیں کروں گی وہ روتے ہوئے داداجان کے سینے سے لگی کہے جارہی تھی

داداجان نے چند لمحے اسکو محسوس کیا تھا ایک سکون تھا جو انہوں نے اپنی رگوں میں اترتا محسوس کیا تھا

بس میرا بیٹا اب بس کر دو اتنا مت رو ہالے بیٹا بس چند لمحے بعد وہ اسکے سر کو چومتے محبت سے کہہ رہے تھے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی ارے نہیں ذرا دیکھو تو تمہارا میک اپ خراب ہو گیا ہے انہوں نے اپنا آخری حربہ آزمایا تھا

اللہ اللہ کیا واقعی اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اف آپ نے ایموشنل کر دیا میں اس کو فکس کرنے جارہی ہوں کیا زیادہ ہی پھیل گیا ہے کاجل؟ اس نے جاتے جاتے مڑ کے دیکھا تھا

نہیں اتنا بھی نہیں تم تو ہر حال میں حسین ہی بالکل نگین کی طرح ہالے نے بس مسکرا کے انکو دیکھا تھا اور دروازہ کھول کے باہر نکل گئی لیکن سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر بری طرح ٹھٹھکی تھی

بجو آپ کب آئیں یہاں وہ اپنی حیرت چھپاتی بامشکل بولی تھی

نرگس (ملازمہ) نے کہا تھا ابّا نے کہا ہے میں کافی لے کر سٹڈی کے دروازے پہ کھڑی رہوں جب تک تم اور ابا اندر ہو جب تم جاؤ گی تب وہ مجھے اندر بلا لینگے ہالے انہوں نے نہیں بلایا یار اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے اسکی آنکھیں سرخ تھیں پپوٹے سوجے ہوئے تھے ٹرے میں رکھے کافی کے مگ اپنی بے قدری پہ ماتم کناں تھے

آپ نے کچھ سنا ہے ؟(کیا اس کو یہ پوچھنے کی ضرورت تھی ؟

مجھے اسی لئے تو بلایا گیا تھا ہالے وہ چاھتے ہی یہی تھے کہ میں سب کچھ سنوں انہوں نے مجھے اس لئے بلایا تھا تا کہ مجھے یاد دلا سکیں کہ میں کس کی اولاد ہوں میرا خون کونسا ہے میں اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے ابا کی محبوب اولاد کو تکلیف دی تھی میرا یہ گناہ نہیں معاف ہو سکتا چاہے میں نمازیں پڑھوں تہجد ادا کروں یا زم زم سے دھل کے آجاؤں میرا خون نہیں بدل سکتا میں میں نہ جانے کس گمان میں جی رہی تھی کہ ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن ہالے کچھ ٹھیک نہیں ہو گا آج مجھے یقین ہو گیا ہے میں ہمیشہ باپ کی محبت کے لئے ترسوں گی میں کبھی ابا کی محبت نہیں حاصل کر سکوں گی پتہ ہے کیوں کیوں کہ یہ میرے "بخت" میں نہیں ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے میں نہیں لڑ سکتی اس کے آنسو متواتر بہہ رہے تھے

ہالے کے پاس کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا وہ اس سب کو فکس کرنا چاہ رہی تھی لیکن یہ مسلہ تو مزید بگڑ گیا تھا

وہ ابھی آپ کو بلا لیں گے آپ کو غلط لگتا ہے کہ انہوں نے آپ کو یہ سب سننے کو بلایا تھا اس نے تسلی دینی چاہی تھی

ہالے ان مگز میں دیکھو کیا ہے اس نے ایک بے تکا سوال کیا تھا

کافی ہے بجو میں دیکھ چکی ہوں

بلیک کافی ہے یہ اور ابا کو اس سے سخت چڑ ہے وہ مجھے کبھی نہیں بلائیں گے ہالے کبھی نہیں کم از کم اس زندگی میں تو کبھی نہیں وہ دکھ سے کہتی ٹرے اسی طرح اٹھائے جانے کو مڑ گئی تھی پیچھے ہالے نے افسوس سے اس کو دیکھا تھا سب اس کی وجہ سے ہوا تھا پچھتاوا بہت شدید تھا

▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪

وہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے چہرے کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہی تھیں کبھی چہرہ دائیں موڑتیں تو کبھی بائیں کبھی چہرے کو اوپر اٹھا کر اپنی گردن پہ ہاتھ کو ہاتھ سے چھوتیں تو کبھی آنکھ کے نیچے پڑنے والے حلقوں کو انگلیوں کے پوروں سے محسوس کرتیں ان کی یہ کاروائی پچھلے آدھے گھنٹے سے جاری تھی شمس سامنے صوفے پہ کسی فائل کو دیکھتے ہوئے بیٹھے کئی بار ان کو بھی دیکھ چکے تھے اب ان کی صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا

فروا بس بھی کر دو آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے تمھیں یہاں بیٹھے ہوئے ایسا بھی کیا نیا ہے تمہارے چہرے میں جس کو تم دیکھے ہی جا رہی ہو

مجھے لگ رہا ہے میرے حلقے بڑھتے جا رہے ہیں اور یہ تھوڑی کو دیکھو غور سے یہاں سے سکن لٹکنے لگ گئی ہے دیکھو ذرا وہ اب ان کی طرف گھوم گئی تھیں

مجھے تو ایسا کچھ نہیں لگ رہا تمھیں تو خامخواہ کا وہم ہوتا رہتا ہے پچھلے مہینے ہی تو سرجری کروائی تھی تم نے اب یہ نیا شوشا وہ سخت بیزار نظر آتے تھے

مجھے پتہ ہے تمھیں جو تکلیف اٹھ رہی ہے لیکن تم فکر مت کرو تم سے پیسے نہیں لوں گی میں میرا بیٹا آگیا ہے اب تم اپنے باپ اور بھائی کی خیرات اپنے پاس رکھو وہ اب دوبارہ آئینے کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں

جسے تم خیرات کہہ رہی ہو وہ میرے خون پسینے کی کمائی ہے وہ میں کماتا ہوں میرا بیٹا کماتا ہے نہ میں بھائی سے مانگ کر کھاتا ہوں نہ بابا سے دن رات گدھوں کی طرح کام کرتا ہوں میں اور اسی کام کی وجہ سے تم یہ ہر آئے دن سرجری اور پتہ نہیں کون کون سے ٹریٹمنٹ کروا رہی ہوتی ہو

اچھا اتنے ہی قابل ہو تو آج تک کیوں نہیں ملا تمھیں پاور آف اٹارنی وہ تو آج تک بھائی صاحب کے پاس ہے ایک چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے تمھیں کیوں اجازت لینی پڑتی ہے؟ کیا تم اپنی مرضی سے کمپنی کا گارڈ بھی بدل سکتے ہو؟ تمھیں تو اس کے لئے بھی بھائی صاحب کی اجازت درکار ہو گی کیوں؟ سہی کہا ناں وہ اندر تک جھلسا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی

اگر تمھیں یاد ہو تو کچھ عرصہ قبل بابا نے پاور آف اٹارنی مجھے دے دیا تھا انہوں نے اپنا دفاع کیا تھا

اچھا ایسا ہوا تھا کیا وہ سوچنے کی اداکاری کرنے لگیں

اوہ ہاں یاد آگیا مجھے بالکل تمھیں یہ پاور ملی تھی لیکن دو مہینے بعد ہی بابا نے تمھیں ذلیل کر کے یہ پاور پھر سے تمہارے بھائی کو دے دی تھی اور میں بتاؤں کیوں؟ کیونکہ تمہاری ایک غلط ڈیل کی وجہ سے کمپنی کو کروڑوں کا نقصان ہوا تھا بابا تو تمھیں کمپنی میں گھسنے بھی نہیں دینا چاہتے تھے اور تب کس نے بچایا تمھیں کس نے بچائی تمہاری ساکھ میں نے میرے اس عظیم دماغ نے میری عقل نے بچایا تمھیں میں نے وہ ساری بات میرے بیٹے

کے سر ڈال دی تھی اور وہ یہ ماننے پہ مجبور ہو گیا کہ یہ اس نے کیا ہے اس نے بابا کے سامنے قبول کیا کہ یہ سکی غلطی تھی اور سفیر کو تو یوسف سلطان کا قتل بھی معاف ہے میں نے اور میرے بیٹے نے بچایا ہے تمھیں وہ اپنے سینے پہ انگلی سے دستک دیتی کہہ رہی تھیں

اس لئے اب تم اپنی قابلیت کے قصے مجھے تو مت ہی سناؤ شمس سلطان وہ نخوت سے کہتی رخ موڑ گئی تھیں جبکہ شمس چند لمحے بے بسی اور خفت سے انکو دیکھتے رہے اور پھر سر جھٹک کر ایک بار پھر اسی فائل کی ورق گردانی میں مصروف ہو چکے تھے انکی آنکھیں فائل پہ جمی تھیں لیکن دماغ وہ کہاں تھا؟

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ کئی گھنٹوں سے ایک غیر مرئی نکتے پہ نظریں جمائے بیٹھا تھا جب سے ہالے گئی تھی اس کو کسی پل چین نہیں تھا سوچ سوچ کے اسکا دماغ پھٹ رہا تھا وہ کس طرح اس کے بغیر رہے گا کل تک ہالے دنیا تھی آج وہ ایک سراب بن گئی تھی جس کے پیچھے ہارون نے اپنی زندگی لگا دی دی تھی اسکی زندگی تو ہالے سے شروع ہوتی تھی اور ہالے پہ ختم ہوتی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے سارے پلانز تو ہالے کے ساتھ بنتے تھے دن اس کے ساتھ طلوع ہو کے اسی کے ساتھ غروب ہوتا تھا تھا یکدم ساری زندگی جیسے رک سی گئی تھی اس کے پاس کرنے کو کوئی کام تھا نہ جانے کو کوئی جگہ کیا واقعی اس نے خود کو ویسٹ کر دیا تھا کیا اسنے ہالے کے علاوہ دنیا میں کچھ اور دیکھا ہی نہیں تھا اور اگر ایسا نہیں تھا تو اس کو چین کیوں نہیں آ رہا تھا جو آئینہ اس نے کل دیکھا تھا اس میں نظر آنے

والے اپنے عکس سے وہ نظریں چرا رہا تھا وہ اپنی سوچوں میں غرق تھا جب شاہد کمرے کا دروازہ ناک کرتے ہوئے اندر آگئے اور آکے اس کے پاس بیٹھ گئے

اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟

ٹھیک ہوں پپا وہ بدقت بول پایا

باہر چلیں کہیں تم میں نوال ایک فیملی کی طرح؟ وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے

دل نہیں چاہ رہا وہ بے دلی سے بولا تھا

ہالے سے ملنے چلے جاؤ یا اس کو یہاں بلا لو

میں فلحال اس کا سامنا نہیں کر سکتا اتنی ہمت نہیں ہے مجھ میں ہاں میں کل جو فیصلہ کر چکا ہوں اس پہ قائم رہوں گا لیکن مجھے ڈر ہے کہ اس کے سامنے میں اپنا ضبط کھو دوں گا ابھی مجھے اپنی ذات پہ بہت کام کرنا ہے میں نے وقار رکھ تو لیا ہے لیکن میری تکلیف ابھی شروع ہوئی ہے کچھ وقت لگے گا مجھے خود کو سمبھالنے میں

کل تو تم کچھ اور کہہ رہے تھے

پپا میری بیماری بڑی ہے اس کا علاج وقت مانگے گا یہ بچپن سے میرے وجود کو کھوکھلا کر رہی ہے میری زندگی سے سارے رنگ چوس لئے ہیں اس نے میرا سب کچھ صرف ایک وجود سے جوڑ دیا ہے وہ چاہے تو ہنسوں وہ کہے تو روؤں بھیک مانگتے مانگتے مجھے پتہ ہی نہیں چلا میں نے کب خود کو کھو دیا کب اپنی عزت کرنی چھوڑ دی کب اپنی خوشی کو کسی سے منسوب کر لیا کچھ نہیں پتہ مجھے یہ میرا ڈارک فیز ہے مجھے اس سے نکلنا ہے کیسے میں نہیں

جانتا ہالے کو میرا روگ نہیں بنانا پپا اس کو محبت ہی رہنا ہو گا وہ میرے لئے نہیں بنی وہ میری نہیں ہو سکتی یہ بات میرے دل کو کھا رہی ہے میرے پاس تو بس وہی تھی میں اس کے علاوہ کیا کروں کیا سوچوں میں سمجھ نہیں پا رہا اتنے سال اس کو اپنا سمجھ کر جیتا رہا ہوں ایک دن میں کیسے بھلاوں وہ اپنی کنپٹی کو سہلاتا کرب سے کہہ رہا تھا

ہارون مت دو اتنی بڑی قربانی جب برداشت نہیں ہو رہا تم سے ایک دو دن کی بات نہیں ہے یہ ساری زندگی کا سوال ہے تم اس کے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتے اور اب تم اتنا بڑا فیصلہ کر رہے ہو کیوں خود پہ ظلم کرتے ہو تم نہیں ہو اتنے مظبوط مت آزماو خود کو ہارون نہیں لو اپنے صبر کا امتحان تم اس کو نہیں بھول سکتے

اگر میری جگہ رستم ہو تا تو کیا آپ اس کو بھی یہی کہتے ؟ وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کر رہا تھا

یہ سوال نہیں خنجر تھا جو اس وقت شاہد حسین کے سینے کو چیر گیا تھا آج اتنے سالوں بعد پہلی دفع ہارون نے اپنی زبان سے رستم کا نام لیا تھا وہ دونوں بیٹے انکے دو بازو تھے آج انہوں نے ایک بازو کے کٹنے کی تکلیف ایک بار پھر محسوس کی تھی وہ بغیر کچھ کہے جانے کو اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ ابھی دروازے کی چوکھٹ پہ تھے جب ان کو ہارون کی آواز نے روک لیا

آئی ایم سوری پپا آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ کیا نہیں تھا اس آواز میں دکھ ، شرمندگی ، پچھتاوا وہ مڑے نہیں اور ن چودہ سال بعد آج ہارون نے اس بارے میں بات کی تھی جس بارے میں بات کرنے سے وہ اس لئے ڈرتا تھا کہ کہیں اس کے پیارے اس سے ناراض ہو کر اس کو غلط سمجھ کر اس کو چھوڑ نہ دیں لیکن آج وہ خوف نہیں تھا کیا وہ واقعی ٹھیک ہونا چاہتا تھا؟

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

سفیر کو اسلام آباد سے آئے دس دن ہو گئے تھے وہ صبح میں آفس چلا جاتا اسکی واپسی دیر سے ہی ہوتی ان دنوں وہ ہالے کے ساتھ بھی وقت نہیں گزار پا رہا تھا کام کا بوجھ اس کو ہلکان کیئیے دے رہا تھا لیکن وہ پھر بھی دن میں چند منٹ کے لئے اس کو کال کر لیتا تھا ہالے بھی ڈرائیور کے ساتھ یونیورسٹی جا رہی کیونکہ ہارون نے فلحال یونیورسٹی نہ جانے کی قسم کھا رکھی تھی اس دن کے بعد ہالے اس سے ملنے بھی نہیں گئ تھی دونوں ایک دوسرے سے کتراتے پھر رہے تھے ایک ان دیکھی سی دیوار تھی جو ان دونوں کے درمیان حائل تھی لیکن ہالے نہ سوچ لیا تھا آج وہ اس کو لے کر کسی اچھی جگہ کھانا کھانے جائے گی اسلئے اس نے ہارون کو کال کرنے کا ارادہ کیا اسکی چھٹی ہونے میں ابھی پندرہ منٹ تھے کال جا رہی تھی ہارون اپنے کمرے کی بالکنی میں بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کتاب دیکھ رہا تھا کیونکہ کتاب میں لکھا ایک بھی لفظ اسکی یادداشت کا حصہ نہیں بن رہا تھا اس کا دماغ کہیں دور ہی تھا جب اس نے سکرین پہ ہالے کا نام چمکتے دیکھا وہ چند لمحے سانس روکے پلکیں جھپکائے ساکت سا سکرین کو دیکھے گیا چند لمحے مزید سر کے موبائل بج بج کر بند ہو چکا تھا کال کٹ چکی تھی اس نے جھپٹ کے موبائل کو اٹھایا تھا اس نے کیوں نہیں اٹھائی کال افف کیا وہ دوبارہ کال کرے گی اور اگر نہیں کی تو؟ اتنے میں موبائل ایک بار پھر تھر تھرایا تھا ہارون نے ایک سیکنڈ ضائع کئے بغیر کال پک کی تھی

ہیلو ہاری کیسے ہو فون سپیکر میں اس کی چہکتی ہوئی سی آواز سنائی دی تھی ہارون نے سکون سے آنکھیں موند لی تھیں کتنے دنوں بعد یہ مہربان آواز سنی تھی دل پہ جیسے ٹھنڈی سی پھوار پڑی تھی

ہاری آواز آرہی ہے ؟تم سن رہے ہو کچھ بولو بھی

ہاں میں سن رہا ہوں اس کے حلق سے پھسی پھسی سی آواز نکلی تھی

میں یونی میں ہوں تم آسکتے ہو مجھے پک کرنے ؟

ہارون نے سر بالکنی کی گرل کے ساتھ سر ٹکار کھا تھا آنکھیں ہنوز موندر کھی تھیں شاید وہ اس آواز کو مکمل یکسوئی کے ساتھ سننا چاہتا تھا

ہارون کچھ بولو گے بھی ؟ میں کچھ پوچھ رہی ہوں جواب تو دو؟ وہ اب ذرا بلند آواز میں بولی تھی

دس منٹ تک آرہا ہوں میں وہ اسی طرح آنکھیں موندے ہلکا سا بڑبڑ آیا تھا اور ساتھ ہی کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی ہاں وہ ٹھیک ہونا چاہتا تھا لیکن کوئی بھی مرض ہاتھ سے کھینچ کر ناخنوں سے نوچ کر نہیں نکالا جا سکتا ہر علاج وقت مانگتا ہے روزانہ کا ڈوز مانگتا ہے کسی بھی بیماری کو ایک دن میں نہیں نکالا جا سکتا اور اس بیماری سے منہ موڑ کر تو ہر گز نہیں اگر اس کو ٹھیک ہونا تھا تو اسے اپنی بیماری کو سامنے بٹھانا تھا اسکو کہنا تھا کہ وہ اب اس کو مزید ہانٹ نہیں کر سکتی اب مزید اسکو جھکا نہیں سکتی اب اس کو ختم ہونا ہو گا کیونکہ اب اس کا جسم اس بیماری سے تنگ آگیا ہے اس کے جسم کو سکوں چاہئے آزادی چاہئے اور یہ حق ہے اسکا وہ ہالے سے ملے گا کیوں کہ بیماری ہالے نہیں ہے بیماری اس کے دماغ میں ہے ہالے تو دل ہے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

یہ سلطان منزل کے لاؤنج کا منظر تھا جہاں حسینہ بیگم سنگل صوفے پہ بیٹھی تھیں اور مہرماہ ان کے قدموں میں بیٹھی تھی وہ اس کے سر میں تیل سے مالش کر رہی تھیں ساتھ ہی ہالے کو غائبانہ صلواتیں سنا رہی تھیں

نہ تم مجھے یہ بتادو بس کہ کونسی لڑکیاں آئے روز باہر کا کھانا کھاتی ہیں جو میری اس نالائق اولاد کو گھر میں چین ہی نہیں آتا کیسے کیسے کھانے بناتی ہوں میں لیکن مجال ہے جو یہ لڑکی گھر کا کھانا چکھ بھی لے

ماما اسکو پسند ہے آپ کیوں بلاوجہ اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں کھانے دیں نہ اس کو جو دل کرتا ہے

موٹی ہوتی جا رہی ہے وہ دیکھا ہے تم نے اس کو کبھی غور سے ارے گھر کا کھانا اپنی نگرانی میں بنواتی ہوں میں اور یہ ہوٹلوں کا کھانا ایک تو اتنا آئلی اوپر سے پتہ نہیں سبزی اور گوشت دھو کر بھی استعمال کرتے ہیں یا نہیں وہ سخت خفا تھیں

ماما آپ ٹینشن کیوں لیتی ہیں وہ ہالے ہے کم از کم وہ اس معملے میں وہ بیسٹ ہے آپ سبزی اور گوشت نہ دھلنے کی بات کرتی ہیں لیکن اگر کھانے میں نمک کا ایک دانہ یا پھر ذرا سی بھی مرچ کم یا زیادہ ہو اس سے نہیں بچ سکتا کیا کیا پچھلا ہفتہ بھول گئی ہیں آپ ؟جب نرگس نے چکن دھوئے بغیر وائٹ کڑاہی بنائی تھی اور پھر ایک نوالہ لیتے ہی ہالے نے کہہ دیا تھا چکن سہی دھلا نہیں ہے اور وہی ہوا نرگس نے واقعی نہیں دھویا تھا ماما وہ کھانے کے معیار پہ سمجھوتہ نہیں کر سکتی لکھوالیں مہر نے تفصیل سے جواب دیا تھا

کہتی تو ٹھیک ہو بڑی ہی کائیاں ہے کل مجھے کہتی ہے کہ آپ سے ساری دنیا کے کھانے بنوالو لیکن آپ روٹی نہیں بناسکتیں آپ اس کے کنارے کچے اور موٹے کر دیتی ہیں

اچھا پھر کیا کہا آپ نے مہر دلچسپی سے پوچھا تھا

کیا کہنا تھا میں نے اٹھایا جوتا اور بھاگ گئی کمبخت ویسے ایک بات ہے کہتی تو وہ بھی ٹھیک ہے میری پھپھو مرحوم بھی جب ابا سے ملنے گاؤں سے شہر آتی تھیں تو اگر کبھی بھی میں ان کے لئے روٹی بناتی وہ فورا سمجھ جاتیں اور کہتی تھیں حسینہ اللہ دشمن کو بھی تیرے ہاتھ کی بنی روٹی نہ کھلائے وہ مہر کے کان کے پاس جھکی سرگوشی نما آواز میں کہہ رہی تھیں

کچھ بھی ہو مجھے تو آپ کے ہاتھ کی روٹی بہت پسند ہے مہر ماہ محبت سے کہہ رہی تھی

بھلا کوئی تمہارے جیسا ہو سکتا ہے کیا تم تو جان ہو میری اچھا یہ بتاؤ یہ ہارون بھیاس کے ساتھ گیا ہے نہ ؟

جی ماما مجھے تو یہی کہہ رہی تھی کہ ہارون اس کو پک کریگا پھر واپسی پہ ڈراپ بھی کر دے گا

آج آلینے دو اس کو یہ ہارون والا قصہ بھی ذرا ختم کروں اب تو شاہد نے باقاعدہ رشتہ ڈالا ہے اب کیا اچھا لگتا ہے دونوں کا ساتھ گھومنا پھرنا آج شام نوال کو چائے پہ بلا رکھا ہے میں نے اسی سلسلے میں اور یہ بی بی اب تک اس کے ساتھ سڑکیں ناپ رہی ہیں پاگل کر دیگی مجھے یہ لڑکی کسی کی نہیں سنتی حسینہ آج سخت غصے میں تھیں

واہ بھابی واہ بڑی بیٹی کی تو ابھی بات بھی پکی نہیں ہوئی اور چھوٹی کے سسرالیوں کو بلا لیا آپ کے بھی اپنے ہی اصول ہیں فروا نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اپنی زبان کے جوہر دکھائے تھے

مہر تم جاؤ بیٹا اپنے کمرے میں ہالے کو کال کر کے گھر آنے کا بولو انہوں نے فروا کی بات کا جواب دیئے بغیر نرمی سے مہر ماہ سے کہا تھا وہ خود بھی اس سارے منظر میں خود کو مس فٹ محسوس کر رہی تھی تب ہی جلدی جلدی اٹھ کر وہاں سے نکل گئی تھی

فروا تمھیں آج تک یہ نہیں پتہ چلا کہ کونسی بات بچوں کے سامنے کرنی ہے اور کون سی نہیں رہی بات رشتے کی تو شاہد اور نوال دو بار مجھ سے اور معراج سے ہالے کی بابت بات کر چکے ہیں اور رہی بات مہر کی تو اس کے لئے میری کزن کے بیٹے اکرام کا پروپوزل آیا ہے دو مہینے ہوئے ہیں جرمنی سے واپس آیا ہے کل ہی بات کی ہے رضیہ نے مجھ سے بابا اور معراج سے بات کر کے اسی ہفتے بلا لوں گی انکو بھی تم کیوں پریشان ہوتی ہو وہ بظاہر مسکراتے ہوئے بتا رہی تھیں لیکن فروا کا دماغ بھک سے اڑا تھا

کیا مطلب ہے آپ کا مہر کے لئے آپ سفیر کے علاوہ کسی اور کا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں مہر میری بہو بنے گی یہ تو طے ہے بچپن سے آپ ابھی منع کریں رضیہ آپا کو یہ رشتہ نہیں ہو سکتا

اچھا مہر تمہاری بہو بنے گی اور یہ کس نے طے کیا؟

میں نے آپ سے بات کرنے والی تھی بھابی میں بس سفیر کے سیٹل ہونے کے انتظار میں تھی

سفیر کو اپنے دادا کا بزنس سمبھالتے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں فروا اب تک وہ سیٹل نہیں ہوا؟ تیس سال کا ہو گیا ہے وہ ان تیس سالوں میں تم کیا تم نے ایک بار بھی سفیر کے لئے مہر کا ہاتھ مانگا ہے؟ تمھیں لگتا ہے میری مہر

کوئی گری پڑی ہے جس کو میں تمہارے بیٹے کے انتظار میں بٹھا دوں ؟میری بیٹی اٹھائیس سال کی ہونے والی ہے اور کتنا انتظار کروں میں ؟میں نے فیصلہ کر لیا ہے مہر کی شادی اکرام سے ہو گی بس

صرف دو دن کا وقت دے دیں مجھے اتنا تو کر ہی سکتی ہیں آپ کیا سفیر صرف میرا بیٹا ہے آپ کا کچھ نہیں لگتا ؟آپ بھول گئی ہیں شاید مجھے ممی کہنے سے پہلے اس نے آپ کو امی بلایا تھا آپ یہ کریں گی اس کے ساتھ ؟ہاں ٹھیک ہے میں نے وقت ضائع کیا ہے لیکن بس دو دن اور سفیر کی خاطر اتنا تو کر سکتی

سفیر مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز ہے فروا لیکن آج تک اس نے کبھی مہر کے لئے انٹرسٹ شو نہیں کیا کم از کم مجھے کبھی ایسا نہیں لگا دوسری طرف ہارون ہے تین بار اس کے والدین مجھ سے ہالے کے حوالے سے بات کر چکے ہیں وہ بھی ہارون کی خواہش پہ اور سفیر کیا اس نے کبھی تم سے مہر کے بارے میں بات کی ہے ؟میری بیٹی مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے اس کے مقابلے میں کوئی بھی نہیں ہے میں اسکی عمر سفیر کے آسرے میں ضائع نہیں کروں گی ان کا لہجہ بے لچک تھا

فروا چند ثانیے خاموش رہیں نہ وہ حسینہ کو مجبور کر سکی تھیں اور نہ ہی اموشنلی بلیک میل ایسی کیا چیز تھی کونسا آخری پتا تھا جس کو وہ پھینکیں تو تو بازی ان کی ہو جائے ؟کیا اب بھی کوئی شے کوئی چال باقی تھی ؟اور پھر اچانک کچھ یاد آنے پہ ان کی آنکھیں چمکی تھیں یہ بازی اب بھی ان کی تھی

آپ ہالے کی شادی تو اس کی پسند سے کروا رہی ہیں لیکن مہر اس سے کبھی پوچھا بھی ہے کہ وہ سفیر کے علاوہ کسی سے شادی کرے گی ؟کیا مہر کی آنکھوں کو کبھی پڑھا ہے ان میں سفیر کا عکس نہیں دکھتا آپ کو آپ ہالے کے

دل کا حال جان سکتی ہیں کیونکہ وہ آپ کے وجود کا حصہ ہے آپ کی سگی اولاد ہے لیکن آپ مہر کے دل کا حال نہیں جان سکتیں کیوں کہ آپ اس کی ماں نہیں ہے وہ آپ کے وجود کا حصہ نہیں ہے آپ اس پہ ظلم کر سکتی ہیں بھابی کیونکہ اس کی تکلیف اس کی ماں ہی محسوس کر سکتی ہے آج مجھے پتہ چل گیا ہے کہ کسی کو بیٹی کہنے سے کوئی بیٹی بن نہیں جاتی مہر کو اپنی محبت کھونی پڑے گی اور وجہ آپ ہوں گی اگر اس کی ماں زندہ ہوتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا خیر آپ بلالیں رضیہ آپا کو میں تیاری کر لوں گی

حسینہ کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں وہ اپنی جگہ پہ برف ہو چکی تھیں وہ بالکل ساکت سی بیٹھی فروا کی باتیں سن رہی تھیں ان کے دل میں ایک درد سا اٹھا تھا ان کی آنکھوں میں ایک زخمی سا تاثر ابھرا تھا

فروا تم بات کر لو سفیر سے اسی مہینے مہر اور سفیر کی رسم کرنا چاہتی ہوں میں اب مزید تاخیر نہیں ہونی چاہئے اور ایک بات اور مہر کی ماں نہیں مری میں ہوں اسکی ماں وہ نہیں کھوئے گی اپنی محبت میں اس کو وہ سب دوں گی جو ایک ماں اپنی بیٹی کو دیتی ہے وہ رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں

جیسا آپ چاہیں بھابی میں آج ہی بات کروں گی سفیر سے آپ تسلی رکھیں انکا تیر نشانے پہ لگا تھا انہوں نے حسینہ کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا فروا نے اپنا کام کر دیا تھا انہوں نے حسینہ کے "گلٹ" کو ہوا دی تھی جو کام کوئی دلیل کوئی مجبوری کوئی محبت کوئی دھمکی نہیں کروا سکتی وہ کام "گلٹ" کروا سکتا ہے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ یونیورسٹی کے گیٹ پہ کھڑی تھی جب دوہارون کی گاڑی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی ابھی وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھتی کہ اس نے سفیر کی سیاہ اوڈی کو ہارون کی گاڑی کے بالکل قریب رکتے دیکھا وہ دونوں ایک ساتھ باہر نکلے تھے ہالے نے اچھنبے سے اپنے سامنے کھڑے سفیر کو دیکھا جبکہ ہارون سفیر کو دیکھ کرہارون کے قدم تھمے تھے وہ اپنی گاڑی کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تھا آگے نہیں آیا تھا

آپ یہاں کیسے ؟ مجھے بتایا کیوں نہیں ؟ ہالے حیرت سے پوچھ رہی تھی

تمھیں لینے آیا ہوں سرپرائز دینا چاہتا تھا اسلئے نہیں بتایا اس نے ہارون کو دیکھ لیا تھا تب ہی نارمل سے لہجے میں بول رہا تھا لیکن اس کے چہرے پہ برہمی واضح تھی

لیکن میں نے تو ہارون کو بلایا ہے وہ مجھے لینے آیا ہے آپ کو آنا تھا تو مجھے بتادیتے خیر اب تو میں ہارون کے ساتھ لنچ کرنے جارہی ہوں اگر آپ بزی نہیں ہیں تو آپ بھی جوائن کریں ہمیں وہ خوش دلی سے آفر کر رہی تھی ہارون کی نظریں اپنے جوگرز پہ جمی تھیں اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر ان دونوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا

کیا مطلب ہے تمہارا میں تم لوگوں کو جوائن کروں ؟ میں تمھیں لینے آیا ہوں تم میرے ساتھ جانے سے انکار کر رہی ہو ؟ کیا یہ کہنا چاہ رہی ہو تم ؟ ہارون کی وجہ سے مجھے واپس بھیج دو گی تم ؟ سفیر کے تاثرات سخت ہو چکے تھے

آپ بات کو بڑھا رہے ہیں آپ اگر آنے سے پہلے مجھے بتادیتے تو میں ہارون کو کال نہ کرتی وہ میرے بلانے پہ یہاں آیا ہے میں اس کو کیسے واپس بھیج دوں اور آپ کے ساتھ چلی جاؤں

تو میں چلا جاؤں ؟ تم نہیں جاؤ گی میرے ساتھ انکار کرو گی مجھے ؟ تمھیں وہ زیادہ عزیز ہے ؟

مجھے میری کمٹمنٹ زیادہ عزیز ہے جو کہ میں ہارون کے ساتھ کر چکی ہوں جو انسان اپنی کمٹمنٹ پہ قائم نہیں رہتا جو بات کر کے مکر جائے ایسا شخص اپنی عزت نہیں کرتا اور جو اپنی عزت نہیں کرتا لوگ اسکی عزت نہیں کرتے اس لئے میں اپنی کمٹمنٹ پہ قائم ہوں وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی ہوئی بولی تھی

کیا ہو گا اگر وہ یہاں سے چلا جائے گا یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے ہالے تم مجھے انسلٹ کر رہی ہو اب وہ ذرا بلند آواز میں بولا تھا

تماشا مت بنائیں سفیر مجھ پہ چلانے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی سنا آپ نے اب جا سکتے ہیں آپ وہ اب دبا دبا سا چلائی تھی آس پاس سے گزرتے سٹوڈنٹس ان کو دیکھ رہے تھے چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں ابھی سفیر کچھ کہتا کہ ہارون نے قریب آ کر ہالے کو کہنی سے پکڑا تھا اور اپنا رخ سفیر کی جانب کر کے بولا تھا

یہ تمہارے ساتھ ہی جائے گی مجھے کسی دوست کی کال آگئی ہے مجھے وہاں جانا ہے تم گاڑی میں بیٹھو میں ذرا اس سے ایک بات کر لوں پھر آتی ہے یہ بھی اوکے ؟وہ متوازن لہجے میں کہتا سفیر کو زہر لگا تھا سفیر خاموشی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا تھا

تم اس وقت اس کے ساتھ جاؤ ہم بعد میں بات کریں گے اس بارے میں پلیز سب دیکھ رہے ہیں اس وقت تماشہ نہ لگاؤ بچوں کی طرح لڑ رہے ہو تم دونوں

میں نہیں جاؤں گی غلام نہیں ہوں ان کی وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی تھی

ہالے میری خاطر اس وقت چلی جاؤ دیکھو سب دیکھ رہے ہیں میں ریکویسٹ کرتا ہوں

ہالے نے تند ہی سے اس کو گھورا تھا جہنم میں جاؤ تم ہارون وہ بڑبڑاتی ہوئی سفیر کی کار کی طرف بڑھ گئی تھی اس نے بیٹھتے ہی دروازہ ٹھا کی آواز سے بند کیا تھا ہارون گہری سانس بھر کے رہ گیا تھا وہ ان دونوں کے درمیان کسی بھی قسم کے اختلاف کی وجہ نہیں بننا چاہتا تھا اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی سفیر گاڑی زن سے بھگا لے گیا تھا وہ اس کے ساتھ آ تو گئی تھی لیکن منہ سے ایک بھی لفظ نہ بولنے کی گویا قسم کھا رکھی تھی سفیر نے کئی بار اس کو مخاطب کرنا چاہا لیکن جواب ندارد

ہالے میں پہلے ہی پریشان ہوں پلیز مجھے مزید تنگ نہ کرو میں تین بار سوری کر چکا ہوں اب بس بھی کر دو میں کسی اور بات پہ غصہ تھا

تو مجھ پہ اتاریں گے آپ اپنا غصہ کیوں کیا غلام ہوں آپ کی ؟ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو مرد کی ہر غلط بات اس لئے برداشت کر لیں کیوں کہ وہ غصے میں ہے آج آپ چیخ رہے ہیں مجھ پہ کل کو ہاتھ بھی اٹھا سکتے ہیں صرف اس لئے یونکہ آپ غصے میں ہیں ؟ آپ اپنا غصہ مجھ پہ نہیں اتار سکتے سفیر میں ہرگز برداشت نہیں کروں گی یہ وہ جیسے پھٹ پڑی تھی

یار میرا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا میں بس تم سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہاں ہارون کو دیکھ کر مجھے غصہ آ گیا کیونکہ

.....

کیونکہ آپ کو جیلس فیل ہوا ہو گا یا پھر آپ کو یہ لگا کہ میں آپ کی ملکیت ہوں اور اب میں کسی اور مرد کے ساتھ کیسے گھوم سکتی ہوں ؟ کیونکہ ہیں تو آپ وہی مشرقی مرد نہ کیوں یہی ہوا ہو گا ہے ناں وہ اسکی بات کاٹ کر غصے سے سرخ چہرہ لئے بولتی ہی چلی گئی سفیر نے گاڑی ایک جگہ روک دی تھی اور اپنا رخ اسکی طرف موڑ کر وہ ہالے کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہنے لگا

"کیونکہ " ہارون کی ماں آج شام تمہارا رشتہ لے کر آرہی ہیں ہاں میں مشرقی مرد ہوں لیکن میں تمہارے اور ہارون کے تعلق کو اچھی طرح جانتا ہوں اور رہی بات ملکیت کی تو تم ایک جیتی جاگتی انسان ہو کوئی روبوٹ نہیں جو میری مرضی پہ چلے گا وہ ایسے ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہا تھا کہ ہالے کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہوئی

تو آپ کو کیا پرابلم ہے ؟میرا رشتہ لا رہی ہیں نہ آپ کو تو کچھ نہیں کہہ رہیں اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا لیکن پھر بھی گردن کڑا کر بولی تھی

مجھے یہ پرابلم ہے کہ میں تم سے "محبت " کرتا ہوں یہ ہے میرا مسلہ لیکن میں تو یہ نہیں سمجھ پا رہا کہ تم اتنی ریلیکس کیسے ہو کیا تمھیں کوئی فرق نہیں پڑتا ؟ کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں ؟ وہ زخمی لہجے میں بول رہا تھا اس کی بھوری آنکھوں میں تکلیف تھی ہالے کو بے اختیار ملال ہوا تھا

سفیر میں پریشان ہوں لیکن میں آپ کی طرح چیخ چلا نہیں سکتی آپ مجھے بابا کے پاس کورٹ لے جائیں آج یہ مسلہ حل کر کے ہی آؤں گی اس نے ساری جمع تفریق کر لی تھی اور اب قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی

تایا ابو کے پاس کیا کرنے جاؤ گی تم ؟اور ویسے بھی وہاں مردوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے میں تمھیں وہاں نہیں لے کر جاؤں گا ان کو کال کرو اور گھر آنے کا بولو یا پھر کسی ریستوران بلاؤ ان کو وہ اب گاڑی سٹارٹ کرتا ہوا کہہ رہا تھا

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو کچھ اور کہہ رہے تھے آپ اور اب آپ کو کورٹ کے مرد برے لگ رہے ہیں وہ اب اس کو تنگ کر رہی تھی

ہاں تو اتنا بھی بے غیرت نہیں ہوا.اس میں ہارون کی بات الگ ہے وہ فیملی ہے اور کورٹ کچہریوں کا کس کو نہیں پتہ ہر طرح کے مرد ہوتے ہیں وہاں غنڈے موالی قاتل ریپسٹ کم از کم اپنے گھر کی لڑکی کو تو میں وہاں لے کر جانے سے رہا وہ چہرے کے زاویے بگاڑ کر بولا تھا

اچھا میں بابا کو کال کرتی ہوں وہ آج ممانی کو آنے سے منع کر دیں گے اور میں رات تک بابا سے بات کر لوں گی آپ کے بارے میں یہ اتنا بڑا مسلہ نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں وہ اپنائیت سے بول رہی تھی

اللہ کرے ایسا ہی ہو وہ بڑبڑ آیا تھا اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا تھا اسے ابھی بہت کچھ سوچنا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

گرمی اپنے جوبن پہ تھی نفیسہ کے گھر کے چھوٹے سے باغیچے میں آج اداسی سی تھی پھول مرجھا چکے تھے گھاس مری ہوئی لگتی تھی نفیسہ کی سیاہ آنکھوں میں خالی پن سا تھا عمر کا درد ٹھیک ہونے کے بجائے بگڑتا جا رہا تھا کیس میں کوئی پیش رفت ہوتی نظر نہیں آ رہی تھی وہ یہ گھر چھوڑنا چاہتی تھیں لیکن پہلے عمر کی سرجری

کروانی تھی وہ اپنی سوچوں میں اتنی مگن تھیں کہ ان کو عمر کے آنے کا بھی پتہ نہ چلا وہ آ کر ان کے سامنے رکھی چھوٹی سی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا وہ گھپلو سا بچا مرجھایا ہوا لگتا تھا

اماں کیا میں مر جاؤں گا؟ عمر کی آواز نفیسہ کو اپنے حواس میں لائی تھی

نہیں میرا بیٹا تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ میں تمہارا علاج کرواؤں گی تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے تم سے کس نے کہا یہ سب؟ آج کل عمر ایسی باتیں کرنے لگا تھا کہ نفیسہ اس کی باتیں سن کر مزید دکھی ہو جاتیں

نہیں اماں میں مر جاؤں گا مجھے پتہ ہے اقصیٰ کے ابا نے کہا ہے مجھے کہ اب میں مرنے والا ہوں کیونکہ کوئی بھی ڈاکٹر میرا علاج نہیں کرے گا کیونکہ میری ماں ایک بری عورت ہے اور میں بہت جلد مر جاؤں گا وہ اپنی عمر سے بہت بڑی بات کر گیا تھا نفیسہ جہاں تھیں وہیں سن سی ہو گئی تھیں (کیا یہ ہے وہ زندگی جو وہ عمر کو دیں گی)

اماں ایک بات بولوں؟ وہ ماں کو خاموش دیکھ کر ایک بار پھر بولا تھا نفیسہ نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا تھا کچھ بولی نہیں تھیں

مجھے مرنا نہیں ہے اماں پلیز میں اپنے اسکول جانا چاہتا ہوں دوبارہ آپ مجھے بچا لو گی ناں؟ وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا انہوں نے اٹھ کر عمر کو اپنے سینے سے لگا لیا تھا

ہاں میں سب کچھ کروں گی تمہارے لئے کسی بھی طرح کچھ بھی کر کے بچا لوں گی تمھیں تم نہیں مر سکتے عمر میں تمھیں نہیں مرنے دے سکتی اللہ تمھیں بچا لے گا وہ مجھے بے آسرا نہیں چھوڑے گا وہ زارو قطار روتے ہوئے عمر کو چومتی جا رہی تھیں جب دروازے پہ دستک ہوئی وہ چند لمحے بعد عمر سے دور ہوتے ہوئے دروازہ کھولنے

چلی گئی تھیں سامنے زری کو دیکھ کر ان کا دل پھر سے بھر آیا تھا وہ زری کو اندر آنے کا موقع دیئے بغیر ان کے کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھیں

زری میرا عمر میرا بچہ میں اس کو نہیں کھو سکتی پلیز کچھ کرو کچھ بتاؤ مجھے کوئی حل بتادو کوئی مشورہ دو میں کیا کروں

نفیسہ کیا ہو گیا ہے ہمت کرو اللہ ہے وہ ہماری مدد کرے گا تم اندر تو چلو دیکھو اس طرح رونے سے کچھ نہیں ہو گا

میری بہن وہ ان کو روتا دیکھ بوکھلا سی گئی تھیں لوگ ان کے در پر جمع ہونے لگے تھے کسی کی بے بسی سے بہتر تماشہ بھی بھلا کوئی ہوا ہے ؟یکدم نفیسہ زری سے الگ ہوئی تھیں وہ دو قدم مزید آگے آئی تھیں اور اس مجمے پہ قہر بھری نظریں ڈالتی بلند آواز میں کہنے لگی تھیں

تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ظالموں مرے باپ نے تم لوگوں کو قرآن پڑھایا تم لوگ میرے بچے کو مارتے ہو میرے باپ کے بعد میں نے تمہارے بچوں کو قرآن پڑھایا ہے تم لوگ میرے بچے کو گالیاں دیتے ہو اس کو ایسے ایسے گھٹیا لفظ بولتے ہو کہ میری بھی روح کانپ جائے تم لوگ مجھے ستاتے ہو میرے بچے پہ ظلم کرتے ہو خدا کا خوف کرو لوگوں کسی کو اتنا نہ ستاؤ کہ اس کا صبر جواب دے جائے تم لوگ کیوں پڑے ہو میرے پیچھے میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا کیوں میرے کردار پہ انگلی اٹھاتے ہو جبکہ تم سب گواہ ہو اس بات کے کہ میرا کردار صاف ہے میں پاک ہوں تم سب کو مار دوں گی میں اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا کسی کو نہیں چھوڑوں گی میں میں آگ لگا دوں گی تمہارے گھروں کو تمہارے بچوں کو کسی کو نہیں بخشوں گی وہ ابھی مزید کچھ کہتیں جب زری کا شوہر ان سب کے درمیان راستہ بناتا نفیسہ کے قریب آکر رکا تھا اور ان کے بازو سے

پکڑ کر ان کو اندر لے گیا تھا وہ خود بھی چیخ چیخ کر ھانپ چکی تھیں تب ہی خاموشی سے ان کے ساتھ کھنچتی چلی گئیں جیسے ہی وہ اندر پہنچیں سامنے کا منظر دیکھ کر انکا ہاتھ بے اختیار اپنے دل کے مقام پہ گیا تھا

عمر اس چھوٹی سی کرسی پہ نہیں بیٹھا تھا وہ منہ کے بل گھاس پہ بے ہوش پڑا تھا رحمان نے بھاگ کر اس کو اپنی گود میں اٹھا لیا تھا اور ڈاکٹر کو دکھانے بھاگا تھا جبکہ نفیسہ اب بھی ساکت سی گھاس کے اس ٹکڑے کو دیکھتی جا رہی تھیں جہاں عمر گرا تھا زری دکھ سے نفیسہ کو دیکھ رہی تھیں وہ انکے لئے کچھ نہیں کر سکتی تھیں

زری رحمان بھائی سے بولو میری ٹکٹس کروا دیں میں اسی ہفتے عمر کو لے کر امریکا جا رہی ہوں زری کو ان کی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی

تمہارا اور عمر کا ویزہ؟ وہ سب کیسے ہو گا؟

کیا تم نہیں جانتیں کہ میں ایک امریکی شہری ہوں وہ اب کچھ دیر پہلے اپنے دروازے پہ کھڑی چیختی روتی ہوئی نفیسہ نہیں تھیں یہ ہائی کورٹ میں کھڑی طرح طرح کے مجرموں کو ڈیل کرنے والی اپنے دلائل سے سامنے والوں کو چاروں شانے چت کرنے والی بیرسٹر نفیسہ حیات تھیں

اور کیس اس کا کیا ہو گا

نفیسہ کو عمر حیات سے زیادہ عزیز کچھ نہیں ہے انکی آواز سپاٹ تھی کسی بھی قسم کے جذبے سے عاری وہ کہتی اندر جا چکی تھیں اور زری ایک بار پھر اس آدھی اجڑی گھاس پہ تنہا رہ گئی تھیں

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

ہالے جب سے آئی تھی جلے پیر کی بلی کی طرح اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی اس نے ہارون کو کال کر کے سب بتا دیا تھا ہارون نے یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ اپنی ماں کو آنے سے روک لیگا اور واقعی یہی ہوا تھا اماں اس کو سلواتیں سناتی اپنے کمرے میں جا چکی تھیں مہر کافی دیر سے بیڈ پہ بیٹھی اس کی بے چینی نوٹ کر رہی تھی لیکن خاموش تھی وہ چاہتی تھی ہالے خود بتائے

ہالے کیا ہوا ہے کوئی مسلہ ہے ؟ یہاں آؤ میرے پاس آخر کار اس نے پوچھ ہی لیا تھا

آپی بہت بڑا مسلہ ہو گیا ہے بس بابا کا ویٹ کر رہی ہوں وہی ہینڈل کر سکتے ہیں یہ مسلہ وہ سخت پریشان تھی

ایسا بھی کیا ہو گیا ہے جو تم اتنی پریشان ہو اور اگر کوئی مسلہ ہے بھی تو مجھے بتاؤ حسینہ نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا تھا

کچھ نہیں اماں آپ رہنے دیں

ہالے بتا دو نہ ماما کو بابا بھی تو ماما کو بتا ہی دیں گے وہ جب تک نہیں آتے ماما سے شیئر کر لو یا مجھے بتا دو مہر کی فکر مند سی آواز آئی تھی

ناں تم مجھے یہ تو بتاؤ نہ ذرا کہ تم یہ ہارون کے ساتھ روڈ ناپنا کب چھوڑو گی جب نوال آکر تمہارے سر پہ ہارون کے نام کی چادر ڈال دے گی تب یا پھر جب پورا خاندان باتیں بنانا شروع کر دیگا تب اماں کو اصل کیس تو اب یاد آیا تھا مہر نے ڈرائی فروٹس کا باؤل اپنی گود میں رکھ لیا تھا وہ جانتی تھی اب کیا ہو گا

اماں میں ہارون سے شادی نہیں کروں گی وہ اپنی تمام ہمت مجتمع کرتی بولی تھی

اچھاتو پھر بلاؤں ملکہ الیزبتھ کے بیٹے کو اس سے تو کر لو گی ناں ؟انہوں نے اسکی بات کو مزاق میں اڑادیا تھا جبکہ مہر کی مسکراہٹ سمٹی تھی وہ جانتی تھی ہالے ایسامزاق نہیں کرتی

اماں میں سیریس ہوں میں ہارون سے شادی نہیں کروں گی وہ بس دوست ہے میرا اور وہی رہے گا اب کے انہوں نے ٹھہر کر اسکو دیکھا تھا اس کے انداز میں کچھ ایسا تھا جو پہلے کبھی انکو محسوس نہیں ہوا تھا

تو پھر کس سے کرو گی ؟انہوں نے سنجیدگی سے سوال کیا تھا

سفیر سے میں سفیر سے شادی کروں گی

کیا بکواس ہے یہ منہ بند رکھو اپنا کسی نے سن لیا تو غضب ہو جائے گا وہ غصے سے چلا کر کہہ رہی تھیں جبکہ دوسری طرف مہر کو اپنی سانس سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی تھی اس نے اپنے دل کی دھڑکن رکتی محسوس کی تھی اسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو چکا تھا اس کا دل چاہا تھا وہ اٹھ کر ہالے کے منہ پہ ہاتھ رکھ دے لیکن اسکی ٹانگوں میں جان نہیں تھی

اماں کیا ہو گیا ہے آپ کو اس میں بکواس والی کیا بات ہے میں ان کو پسند کرتی ہوں اور وہ بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں انہوں نے خود کہا ہے ایسا وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی

مہر کا پوراوجود زلزلوں کی زد میں تھا اسکا جسم کانپ رہا تھا اسکے کانوں میں بس ایک ہی آواز گونج رہی تھی "وہ بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں"

وہ بھی وہ بھی شادی وہ بھی مجھ سے شادی اسکا ذہن اس جملے پہ اٹک گیا تھا

ہالے دور ہو جاؤ میری نظروں سے میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ میرے سامنے مت آنا وہ دھاڑتے ہوئے انگلی اٹھا کر اس کو باہر جانے کا کہہ رہی تھیں

اماں میں آپ کی بیٹی ہوں میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا پسند کی شادی میرا حق ہے آپ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہیں میری جگہ آپی ہوتیں تب تو آپ کچھ بھی نہیں کہتیں وہ نم آنکھیں لئے دکھ سے کہہ رہی تھی اور سارا مسلہ تو یہی تھا اسکی جگہ مہرماہ کو ہونا چاہئے تھا

ہالے فروا کبھی تمھیں اپنی بہو نہیں بنائے گی (وہ یہ نہیں کہہ سکیں کہ فروا صرف مہر کو اپنی بہو بنائے گی)وہ کبھی تمھیں تسلیم نہیں کریگی اس کو نفرت ہے (وہ یہ نہیں کہہ سکیں کہ اس کو صرف مہر سے محبت ہے)تم سے میری بچی یہ تم نے خود کو کہاں پھنسا دیا ہے یہ تم نے کیا کر دیا کیا کر دیا تم نے وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے صوفے پہ ڈھے سی گئی تھیں انکی آواز شکست خوردہ سی تھی

آپی آپ سمجھایں نہ اماں کو چچی جان ایسی نہیں ہیں آپ کچھ بول کیوں نہیں رہیں وہ اب مہر کے قریب آگئی تھی مہر نے خالی خالی آنکھوں سے اس کو دیکھا تھا اے سی کی ٹھنڈک کے باوجود اس کے ماتھے پہ پسینہ آگیا تھا اسکی زبان مفلوج ہو گئی تھی وہ بنا کچھ کہے بیڈ سے اٹھی تھی اس کے قدم لڑکھڑائے تھے ہالے نے فوراً اسکو سہارا دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا مہر نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ نہیں دیکھا تھا اس کو کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ ان ہی لڑکھڑاتے قدموں اور کانپتے وجود کے ساتھ باہر نکلتی چلی گئی

یہ بھی ناراض ہو گئیں یار میں آپ کو بتانے والی تھی آپی میری بات تو سن لیں آپی پیچھے ہالے اسکو آوازیں دیتی رہ گئی تھی اس کو لگا تھامہر اس سے ناراض ہے کیونکہ اس نے سفیر کے بارے میں اس کو نہیں بتایا

آگہی سے پہلے کا دور کتنا حسین ہوتا ہے ناں؟

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

مغرب کو قضاء ہوئے کئی ساعتیں ہو چکی تھیں ہالے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب اس کو معراجصاحب کی گاڑی کی آواز سنائی دی اس کے دل کو جیسے چین آگیا تھاوہ بھاگتے ہوئے نیچے گئی تھی ابھی انہوں نے گاڑی پورچ میں کھڑی ہی کی تھی ہالے ھانپتے ہوئے ان کے قریب آئی تھی اس کا سانس پھولا ہوا تھامعراج نے اسکو اچھنبے سے دیکھا تھا

کیاہو اسب ٹھیک تو ہے سانس کیوں پھولا ہوا ہے تمہارا؟انہوں نے اس کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا

مجھے آپ سے بات کرنی ہے بابا بہت ضروری بات ہے لیکن یہاں نہیں میرا مطلب گھر پہ نہیں کہیں باہر وہ جلدی جلدی بول رہی تھی

اچھا چلو باہر پارک میں چل کر بات کرتے ہیں ہالے نے اثبات میں سر ہلایا تھامعراج دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے ہالے ان سے دو قدم کے فاصلے پہ ان کے پیچھے چل رہی تھی پارک یہاں سے دس منٹ کی واک پہ تھا ان دس منٹ میں انہوں نے ہالے سے چھوٹی چھوٹی کئی مختلف باتیں کرلی تھیں پارک پہنچ کے وہ ہالے کے ساتھ ایک خالی بینچ پہ بیٹھ گئے تھے پارک میں اس وقت رش ہو گیا تھابچے اپنے والدین کا ہاتھ پکڑے یہاں سے وہاں

اچھلتے کودتے پھر رہے تھے کچھ نو عمر لڑکے لڑکیاں جھولے جھول رہے تھے تو کچھ اپنی فیملی کے ساتھ نرم نرم سی گھاس پہ دری بچھائے خوش گپیوں میں مصروف تھے ہالے کو بے اختیار ان سب پہ رشک آیا تھا وہ سب کتنے سکون میں تھے

تو تم ہارون سے شادی نہیں کرنا چاہتی ؟معراج نے بات کا آغاز کیا تھا ہالے جو کہ گردن موڑے کسی عمر رسیدہ کپل کو دیکھنے میں مشغول تھی کرنٹ کھا کر مڑی تھی اس کی آنکھوں میں بے تحاشہ حیرت تھی

آپ کو کیسے پتہ ؟وہ اپنی حیرت چھپاتی بامشکل بول پائی تھی

سمپل انہوں نے کندھے اچکائے تھے آج شام نوال ہارون کا پروپوزل لے کے آنے والی تھی لیکن تم نے ہارون سے کہہ کر ان کو آنے سے منع کر دیا تمہاری امی یعنی کی ہماری بیگم نے ہمیں کال کر کہ یہ بتا دیا کہ تم نہیں چاہتی کہ ہارون کی امی آج گھر آئیں تم نے چار گھنٹوں میں نو بار مجھے کال کر کے پوچھا ہے کہ میں کب آرہا ہوں اور تمھیں مجھ سے کوئی ضروری بات کرنی ہے اور آخری بات واک کے درمیان تمھیں دو بار ہارون کی کال موصول ہوئی لیکن تم نے ریسیو نہیں کی سو میرے حساب سے تو یہی بات ہے لیکن اگر کوئی اور بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو

بابا آئی ایم شیور آپ کسی بنگالی بابا سے کلاسز لے رہے ہیں میں مان ہی نہیں سکتی کہ یہ سب آپ کی اوبزرویشن ہے آئی کانٹ بلیو اٹ یار آپ کو کیسے پتہ ہوتا ہے ہمیشہ معراج اسکی بات پہ دل کھول کر ہنسے تھے انکو ہنستا دیکھ ہالے بھی مسکرا دی

خیر مجھے یہ بتاؤ تم انکار کیوں کر رہی ہو وجہ "کون" ہے؟ وہ اب اصل موضوع کی طرف آئے تھے

آپ کو یہ پوچھنا چاہئے کہ وجہ "کیا" ہے وہ "کیا" پہ زور دیتی بولی تھی

تمھیں لگتا ہے میں اس وقت ٹائم ویسٹ کرنے کے موڈ میں ہوں میں بلڈ پریشر اور شوگر کا مریض ہوں بیٹا مجھے اس وقت سخت بھوک لگی ہے مجھے اپنی دوائی لینی ہے لیکن میں یہ مسلہ حل کر کے ہی یہاں سے اٹھنا چاہتا ہوں تمہاری نو کالز نے مجھے بے انتہا پریشان کیا ہوا ہے اسلئے میں "کیا" کے چکر میں وقت ضائع نہیں کر سکتا تو مجھے یہ بتاؤ وجہ "کون" ہے وہ رسان سے کہہ کر سوالیہ نظروں سے ہالے کو دیکھنے لگے

ہالے بغیر کچھ کہے وہاں سے اٹھی تھی اور پارک میں موجود چھوٹے سے فوڈ پائنٹ کی طرف بڑھ گئی تھی تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک پانی کی بوتل دو شوگر فری بسکٹس کے پیکٹس اور ایک انرجی ڈرنک تھا اس نے قریب آ کر خاموشی سے ساری چیزیں لکڑی کے اس بینچ پہ رکھ دی تھیں خود اپنے بیگ میں کچھ ڈھونڈنے لگ گئی تھی اور پھر اگلے ہی سیکنڈ اس کے ہاتھ میں کچھ ٹیبلٹس تھیں اس نے بسکٹ کا پیکٹ کھولا تھا اور ایک بسکٹ نکال کر ان کے ہاتھ میں دیا تھا وہ بھی بغیر کچھ کہے کھانے لگے تھے اگلے کچھ منٹس میں انہوں نے سارے بسکٹس کھا لئے تھے اب اس نے کچھ ٹیبلٹس ان کی ہتھیلی پہ رکھی تھیں اور پانی کی بوتل کھول کر ان کے سامنے کی تھی انہوں نے اسی خاموشی کے ساتھ ان کو نگل لیا تھا

تم یہ دوائیاں اپنے ساتھ رکھتی ہو؟ ان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی

بابا میرے لئے آپ اور آپ کی صحت ساری دنیا سے زیادہ اہم ہے ساری دنیا جائے بھاڑ میں اگر ہالے کے ساتھ معراج سلطان ہے تو اس کو کسی دوسرے انسان کی ضرورت نہیں ہے آپ میرا سپورٹ سسٹم ہیں بابا آپ میرے دوست ہیں آپ ہالے کی جان ہیں وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی ان کو باور کروا رہی تھی

ہاں ہاں میں جانتا ہوں تمھیں اب میری سپورٹ چاہئے ہو گی اسی لئے کر رہی ہو نہ یہ میلوڈرامہ لیکن بیٹا تمھیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے میں ویسے بھی تمھیں سپورٹ کرتا تم نے خوامخوہ اپنے پیسے ضائع کر دیئے جب انسان کا بینک اکاؤنٹ خالی ہونے والا ہو تو اسکو پیسے خرچ کرتے وقت احتیاط کرنی چاہئے وہ دبی دبی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولے تھے لیکن ہالے نہیں مسکرا سکی وہ اب بھی سنجیدہ تھی

وجہ سفیر سلطان ہے بابا وہ ناخن سے بینچ کی نم لکڑی کو کھرچتی کافی دیر بعد بولی تھی وہ ان کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی لیکن وہ جانتی تھی وہ چونکے تھے

وہ وجہ ہے یا محبت ؟اور اگر محبت ہے تو ایک طرفہ ہے ؟یا وہ بھی یہی سب محسوس کرتا ہے ؟وہ خود کو سنبھال چکے تھے تب ہی نارمل سے لہجے میں پوچھ رہے تھے

اور پھر ہالے نے ان کو ساری کہانی بتا دی تھی آخر میں انہوں نے ایک گہری سانس بھری تھی اور اسکی طرف دیکھ کر بولے تھے

تم نے شہد کی مکھی کے چھتے میں ہاتھ دے دیا ہے بیٹا وہ عورت فروا وہ ایک چلتا پھرتا فتنہ ہے جان دے دے گی لیکن مانے گی نہیں خیر میں تمہارے ساتھ ہوں جو ہو گا دیکھا جائے گا بس میں بابا سے بات کر لوں ایک بار مجھے پتہ تھا آپ مان جائیں گے اور رہی چچی جان تو ان کو سفیر دیکھ لیں گے وہ چہکتی ہوئی بولی تھی اور بینچ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ایک اور بات بابا آج شام ہی میں نے آپ کے اکاؤنٹ سے تین لاکھ روپے نکال لئے تھے اور ان کو اپنے اکاؤنٹ میں ڈلوا دیا تھا انکی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

تمھیں میرا کورڈ کیسے پتہ چلا؟

نہیں نہیں مجھے بالکل نہیں پتہ کہ آپ کے اے ٹی ایم کا کورڈ میرا نام ہے وہ تپانے والی مسکراہٹ سے بولتی آگے بڑھ گئی تھی

میں تمھیں sue کروں گا ہالے وہ پیچھے سے چلائے تھے

موسٹ ویلکم بابا وہ مڑے بغیر بولی تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

سلطان منزل میں ایسا بوجھل سناٹا تھا کہ دل کو چیرے جاتا تھا مہر ماہ جب سے ہالے کے کمرے سے نکلی تھی اپنے کمرے میں جا کے بند ہو گئی تھی اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے ہالے کی باتیں اس کے ذہن سے چپک کے رہ گئی تھیں اس کو اپنا دل درد سے پھٹتا محسوس ہو رہا تھا وہ رونا چاہتی تھی لیکن اس کی آنکھیں خشک تھیں وہ

کافی دیر سے اس سنگل صوفے پہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی تھی جب اس کے کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی

کون ہے ؟اس نے بیٹھے بیٹھے پوچھا تھا

آپی میں ہوں حسن پلیز دروازہ کھولیں میں بور ہو رہا ہوں وہ چڑیل بابا کے ساتھ اکیلی چلی گئی مجھے پوچھا بھی نہیں

حسن اس وقت جاؤ یہاں سے پلیز مجھے نیند آرہی ہے ڈسٹرب نہ کرو وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی تھی

آپی میں بالکل بھی زیادہ بات نہیں کروں گا بس تھوڑا تھوڑا بولوں گا پلیز آنے دیں ناں

حسن جاؤ یہاں سے مجھے تنگ نہ کرو

جی آپی جیسا آپ کہیں وہ منہ بسورے خاموشی سے چلا گیا تھا مہر ماہ اس وقت کم از کم کسی کے نخرے نہیں اٹھا سکتی تھی یہ طے تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ دونوں اس وقت شہر کے مہنگے ترین ریستوران میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے یہ دعوت سفیر کے واپس آنے کی خوشی میں تھی فروا آج سفیر سے مہر کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھیں اسلئے انہوں نے سفیر کو یہاں بلایا تھا تھوڑی دیر یہاں وہاں کی باتیں کرنے کے بعد وہ اب اصل مدعے پہ آئی تھیں

سفیر میں چاہتی ہوں کہ اب تم شادی کرلو تمہارا کیریئر سیٹ ہو گیا ہے تم اپنے قدموں پہ کھڑے ہو تمہاری ایک پہچان ہے اب تمھیں ایک لائف پارٹنر کی ضرورت ہے جو تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے تم نے اس بارے میں کیا سوچا ہے ؟وہ کھانا کھا چکی تھیں اور اب مکمل طور پر سفیر کی طرف متوجہ تھیں

سفیر نے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالا تھا ان کو اچھی طرح چبایا تھا سامنے پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر دو گھونٹ پانی پیا اس کے بعد بولنا شروع کیا تھا

میں بھی آپ سے یہی بات کرنا چاہتا تھا مجھے لگتا ہے کہ اب مجھے شادی کر لینی چاہئے اور اب تو آپ بھی یہی چاہتی ہیں پھر بتائیں کب بات کر رہی ہیں آپ بڑی امی سے ؟وہ میز پہ آگے کو ہو کے اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھتا سکون سے پوچھ رہا تھا

بھابی سے میری بات ہوئی ہے اس بارے میں وہ مہر کو جلد رخصت کرنا چاہتی ہیں یو نو وہی دیسی مائیں جن کو لگتا ہے بیٹی اگر چوبیس کا ہندسہ پار کر چکی ہے تو اب بس اسکی شادی کر دو ان کو یہ نہیں پتہ ہوتا کہ لائف تو ابھی شروع ہوئی ہے ابھی تو بیچاری لڑکی کو اپنے لئے وقت ملا ہے لیکن خیر وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے کہہ رہی تھیں مہر کے لئے اکرام کا رشتہ آیا تھا میں نے بھابی سے کہا ہے کہ ان کو منع کر دیں

لیکن کیوں ؟اکرام بہت اچھا لڑکا ہے جرمنی میں اچھی جاب ہے اپنا گھر ہے یہ رشتہ تو پرفیکٹ ہے مہر کے لئے آپ لوگوں نے مہر سے پوچھا ہے ؟یا پھر خود ہی انکار کر دیا؟اس کے ابرو تفکر سے اکھٹے ہوئے تھے اس کے لہجے میں سادگی تھی فکر تھی جبکہ فروا کے چہرے کا رنگ یکدم بدلا تھا

کیا بکواس کر رہے ہو مہر کا رشتہ اس سے کیسے کر سکتے ہیں اس کی شادی تو تم سے ہو گی اسی لئے تو انکار کیا ہے ان کو وہاٹ داہیل ممی وہ چلایا آس پاس ٹیبل پہ بیٹھے لوگ ان کو دیکھنے لگے تھے سفیر نے ایک طائرانہ نظر ان سب پہ ڈالی تھی اور اپنی آواز ذرا ہلکی کر لی تھی

میں مہر سے شادی نہیں کر سکتا میں نے کبھی اس کو ایسی نظر سے دیکھا ہی نہیں ہے آپ کو چاہئے کہ سوچ سمجھ کر بولیں وہ دبا دبا سا غرایا تھا

سفیر اگر یہ کوئی مذاق ہے تو بہت گھٹیا ہے کیا ہو گیا ہے تمھیں وہ تمہاری اتنی اچھی دوست ہے تم دونوں کی اچھی انڈر اسٹینڈنگ ہے اور رہی بات نظر کی تو مرد کی نظر کا کیا ہے بدل بھی سکتی ہے تم اسکو اب اپنی فیوچر وائف کی نظر سے دیکھنا شروع کر دو کیونکہ مہر کے علاوہ میری بہو اور کوئی نہیں بنے گی وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے چمکتی آنکھوں سے کہہ رہی تھیں جیسے سفیر کا انکار ان کے لئے کوئی اہمیت ہی نہ رکھتا ہو

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مہر میرے لئے بہنوں جیسی ہے ممی وہ میری دوست ہے کزن ہے ہماری بہت اچھی انڈر اسٹینڈنگ ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں اس سے شادی کر لوں یہ کبھی بھی نہیں ہو گا ممی نیور آپ اپنے دماغ سے یہ بات نکال دیں

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم یہ کہہ رہے تھے کہ میں تمہاری بڑی امی سے بات کروں ؟وہ کیا تھا بتانا پسند کرو گے ؟وہ سرد سی آواز میں بولی تھیں

ممی میں نے "ہالے" کے حوالے سے بات کرنے کو کہا تھا وہ ہالے پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا

فرواجہاں تھیں وہیں سن ہو گئی تھیں گویا برف کا مجسمہ بن گئی ہوں

اسکار شتہ تو ہارون سے ہونے والا ہے آج نوال آنے والی تھی میں نے تمھیں کال کر کے بتایا تو تھا تم شاید بھول گئے ہو وہ تھوڑی دیر بعد سمبھل کر بولی تھیں

آنے والی " تھیں "لیکن نہیں آئیں اور نہ ہی اب آئیں گی اس لئے آپ ممی آپ کل تک بڑی امی اور تایا ابو سے بات کریں گی اور اس امر کو یقینی بنائیں گی کہ ہالے سلطان سفیر سلطان کی ہے ہمیشہ کے لئے

تمھیں آخر مہر سے مسلہ کیا ہے اس میں کیا کمی ہے مجھے یقین ہے تم بس وقتی طور پہ ہالے سے متاثر ہوئے ہو اور کوئی بات نہیں تم کچھ دن مزید سوچو اس بارے میں ہم کچھ دن بعد بات کریں گے جب تک تمہاری رائے بدل چکی ہو گی

ممی یہ میری رائے نہیں ہے محبت ہے آئی ایم ان لو وتھ ہر اور محبت نہیں بدلتی آپ مجھے کچھ دن نہیں کچھ سال بھی مزید دے دیں میں تب بھی اس ہی کا نام لوں گا آپ میرا فیصلہ نہیں بدل سکتیں اور رہی بات مہر کی تو اس میں کوئی خامی نہیں وہ بس اس خاکے میں فٹ نہیں ہوتی جو کہ میں نے اپنی لائف پارٹنر کے لئے بنایا ہے وہ بہت پریکٹکل ہے میں اس روبوٹک زندگی سے بیزار ہوں ممی مجھے کوئی ایسی لڑکی چاہئے جو میری زندگی میں رنگ بھرے جو میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکے اور آپ جانتی ہیں مہر کو وہ کتنی دبو سی ہے کوئی ایسی ہو جو میری نہ کو ہاں میں بدلنا جانتی ہو جو میری غلط بات کو غلط کہنے کا حوصلہ رکھتی ہو کوئی ایسی جو اپنا اور میرا اسوشل سرکل مینٹین کرنا جانتی ہو جو مجھ سے ضد کرے باتیں منوائے میں اب کوئی ٹین ایجر

نہیں ہوں جو جذبات میں آکر فیصلہ کر رہا ہوں میں نے ہر پہلو پہ سوچا ہے اور بہت سوچ سمجھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ میری بیوی بننے کے لئے جو کوالٹیز چاہیئے وہ بس ہالے میں ہیں اور اگر نہ بھی ہو تیں تو میں تب بھی اسی سے شادی کرتا کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں آئی ہوپ اب آپ سمجھ گئی ہوں گی

میں نے تمہاری پوری تقریر سنی لیکن کوئی بھی بات مجھے ایسی نہیں لگی جس کی وجہ سے میں اس رشتے کے لئے مان جاؤں تو مسٹر سفیر سلطان تم ہالے سے محبت کرو یا کچھ بھی میں اس سے نفرت کرتی ہوں میں نے آدھی زندگی نگین کو برداشت کیا ہے اب باقی کی آدھی زندگی اسکی کاربن کاپی کو نہیں برداشت کروں گی وہ لڑکی میری بہو نہیں بنے گی یہ بات تم لکھ کے رکھ لو وہ اب پرس اٹھا کر کھڑی ہو گئی تھیں اور اگر بنی تو میں اس کو کبھی قبول نہیں کروں گی میں گاڑی میں تمہارا ویٹ کر رہی ہوں آجاؤ وہ کہتی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھیں پیچھے سفیر نے ایک گہری سانس بھری تھی اور بڑبڑایا تھا

میں نے گھی سیدھی انگلی سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن اب میں اپنا طریقہ آزماؤں گا ہاں میں یہی کروں گا

اس نے آسودگی سے آنکھیں موند لی تھیں

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

یہ صبح سلطان منزل کے کچھ مکینوں کے لئے بہت خوش گوار تھی تو کچھ کے لئے اتنی ہی گھٹن زدہ حسینہ ساری رات بے چین رہی تھیں کیونکہ مہر بے چین تھی وہ رات سے اب تک اس کا سامنا نہیں کر پا رہی تھیں مہر ان کو عزیز تھی بے حد عزیز وہ اسکی خاطر اپنی سگی اولاد کو بھی پیچھے کر دیتی تھیں مہر کے آگے ان کو کچھ نہیں دکھتا تھا

ناشتے کی میز پہ سارا گھر جمع تھا سوائے مہر ماہ کے وہ رات سے اپنے کمرے میں ہی بند تھی ہالے اس کی غیر موجودگی محسوس کر چکی تھی تب ہی بے دلی سے چند لقمے زہر مار کر کے اٹھ گئی تھی اب وہ مہر کے کمرے کے باہر کھڑی دستک دے رہی تھی تھوڑی ہی دیر میں مہر نے دروازہ کھول دیا تھا ہالے خاموشی سے اندر آگئی تھی مہر اس کو نظر انداز کر کے الماری میں منہ دیئے کھڑی تھی ہالے نے نرمی سے اس کا بازو تھاما تھا اور اس کو اپنے ساتھ صوفے پہ لا کر بٹھایا تھا

آپی ہمیں بات کرنی چاہئے کل شام جو کچھ بھی میں نے کہا میں اس بارے میں آپ کو شروع سے سب بتانا چاہتی ہوں آپ مجھ سے بدگمان نہ ہوں بس

مہر خاموشی سے اس کو دیکھتی رہی اس کا دل چاہا تھا وہ ہالے کو بتا دے کہ وہ سفیر کو کتنا چاہتی ہے لیکن اس کی ہمت نہیں ہوئی اور پھر ہالے نے اس کو شروع سے آخر تک سب بتا دیا تھا کہ کس طرح سفیر نے اسے شادی کے لئے پوچھا اور کب ہالے کو اس سے محبت ہوئی

آپی میں آپ کو کیا بتاؤں وہ تو ایک بن مانگی دعا کی طرح مل گیا ہے مجھے

(میں نے تو ساری زندگی اسی کے ملنے کی دعا کی تھی)

مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ میں ان سے اتنی محبت کرتی ہوں مجھے ہمیشہ یہی لگا کہ میں بس ان کو پسند کرتی ہوں

(مجھے تو سولہ سال کی عمر سے پتہ تھا کہ میں بس اسی سے عشق کرتی ہوں میں تو تب سے اسے چاہتی ہوں جب مجھے محبت کے معنی بھی نہیں آتے تھے)

ہماری تو پسند نہ پسند بھی ایک دوسرے سے کافی الگ ہے ہمارے نظریئے میں ہماری سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن دیکھیں پھر بھی ہم ایک ہونے والے ہیں

(میں نے اپنا نظریہ اپنی پسند نہ پسند سب اسی سے تو جوڑ لیا تھا میری سوچ کو میں نے اسی تک محدود کر لیا لیکن وہ مجھے پھر بھی نہیں ملا)

آپی میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہوں گے میرے لئے فیلنگز رکھتے ہوں گے جب انہوں نے مجھے پرپوز کیا آئی واز شاکڈ آئی واز لائک کیا انہوں نے واقعی میرا نام لیا وہ ایک جزب کے عالم میں کہے جارہی تھی

(میں نے تو کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ میرے علاوہ کسی سے محبت کر سکتا ہے جب سے میں نے تمہارے منہ سے اس کا نام سنا ہے آئی ایم شاکڈ آئی ایم لائک کیا تم نہ واقعی اس کا نام لیا وہ بس اپنے دل میں ہی کہہ سکی تھی)

ہالے اگر تم دونوں الگ ہو گئے میرا مطلب کسی وجہ سے تمہارا رشتہ ان سے نہ ہو سکا تو ؟اس کے اندر ایک موہوم سی امید جاگی تھی کہ شاید ہالے ابھی اس سے اتنی اٹیچ نہ ہوئی ہو شاید ابھی اسکی محبت نے ان بلندیوں کو نہ چھوا ہو شاید اب بھی اس مہیب اندھیرے میں کوئی امید کا دیا روشن ہو سکتا ہو

میں مر جاؤں گی آپی ہالے مر جائے گی سفیر کے بغیر امید کا ٹمٹماتا دیا بجھ گیا تھا تو اب احساس ہوا ہے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتی ہوں اب ان سے الگ ہونے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا میں جانتی ہوں

آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں چچی جان کی وجہ سے ہے ناں ؟ان کو سفیر سمبھال لیں گے وہ مسکراتے ہوئے بتارہی تھی مہر مسکرا بھی نہ سکی

اللہ کرے ایسا ہی ہو اس نے بھاری دل سے دعا دی تھی کرب سا کرب تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

دادا جان میں آجاؤں ؟وہ ان کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے پہ دستک دیتا اپنی مخصوص مسکراہٹ سے پوچھ رہا تھا

میڈا ساہ میڈے جیونڑ دی وجہ توں آتے میڈا اہاں ٹھرے

(میری سانس میرے جینے کی وجہ تم آؤ تو میرے دل کو ٹھنڈک ملے)

وہ ان کے قریب بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا کمپنی کا حالات حاضرہ نفع نقصان سیاست پہ نظر ثانی بڑھتی مہنگائی پہ اپنی تجویز ان سارے موضوعات پہ بحث کے بعد وہ اصل مدعے پہ آیا تھا

ممی چاہتی ہیں میں شادی کرلوں وہ گلہ کھنکھارتے بولا تھا

اور تم کیا چاہتے ہو ؟

چاہتا تو میں بھی یہی ہوں لیکن ایک مسلہ ہے میں ممی کی پسند سے شادی نہیں کر سکتا میں کہیں اور انٹرسٹڈ ہوں

آسان حل ہے اس کو بھول جاؤ کیونکہ فروا کبھی ہالے کے لئے نہیں مانے گی انہوں نے اس کے سر پہ دھماکا کیا تھا

آپ جانتے ہیں ؟اس کو حیرت نہیں ہوئی تھی وہ بس سادگی سے پوچھ رہا تھا

کیا مجھے نہیں جاننا چاہئے ؟

آپ ممی سے بات کریں نہ وہ آپ کو منع نہیں کر سکتیں آپ جانتے ہیں میں ہالے کو بہت پسند کرتا ہوں ممی نے اس سے خوامخواہ کا بیر باندھ لیا ہے ہالے تو بچی ہے الٹا سیدھا بول دیتی ہے وہ بڑی ہیں در گزر کر لیں لیکن نہیں انہوں نے تو اس بات کو ایگو کا مسلہ ہی بنالیا ہے وہ جیسے بے بس سا کہہ رہا تھا وہ اس فیملی پولیٹکس سے بہت دور تھا

دیکھو بچے ہالے مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے میں اس کو یوں ہی کسی کے سر پر مسلط نہیں کر سکتا فروا کو خود آکر مجھ سے بات کرنی ہو گی باقاعدہ طور پہ اس کا مانگنا ہو گا لیکن اب جب تم نے مجھ سے مدد مانگی ہے تو میں فروا سے بات کروں گا لیکن سفیر میری ایک بات یاد رکھنا اگر ہالے کو ناخن کے ایک زرے جتنی بھی تکلیف ہوئی تو میرا ہاتھ ہو گا اور تم سب کا گریبان یاد رکھنا نرم دوٹوک لہجے میں تنبیہ کی تھی

یار آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے ہٹلر کا جانشین ہوں میں محبت کرتا ہوں اس سے بہت خوش رکھوں گا اس کو بس ممی مان جائیں ایک بار ویسے ایک بات بتائیں جس کی آپ اتنی سائیڈ لے رہے ہیں وہ خود ایک چلتی پھرتی آفت ہے وہ جو میری ممی کو نہیں بخشتی وہ مجھے کیا چھوڑ دے گی

سفیر اپنی عورت کے لئے اسٹینڈ لینا سیکھو عورت چاہے جتنی مرضی آفت ہو جتنی بھی خود سر ہو جتنی بھی بہادر ہو اپنے مرد کی سپورٹ

کے بغیر زیادہ دیر تک سفر نہیں کر پاتی یہ معاشرہ اکیلی عورت کے لئے ایک عذاب ہے یہ مردوں کا معاشرہ ہے ہم چاہے جتنے مرضی ماڈرن ہو جائیں جتنا چاہے خود کو گروم کر لیں اندر سے ہماری سوچ سطحی سی رہے گی ہم ایک

مضبوط عورت کو کبھی قبول نہیں کریں گے اس معاشرے کو وہ عورت چاہیے جو ہر وقت روتی دھوتی رہے جو اپنے ہر فیصلے کے لئے ایک مرد کی محتاج رہے جو شادی سے لیکر بچے پیدا کرنے تک مرد کی مرضی سے چلے ایسے میں اگر کوئی عورت اپنے حق کے لئے بولتی ہے تو معاشرہ اس کو بے حیا بد چلن اور نہ جانے کن کن القابات سے نوازتا ہے یہ معاشرہ ایک مظبوط اور خود مختار عورت کو جھیل نہیں پاتا ایسی عورت لوگوں کو کھٹکتی ہے اور جس عورت سے تمہارا پالا پڑا ہے نہ سفیر وہ اپنے حقوق بھی جانتی ہے اور اپنی پاور بھی وہ دب کے چلنے والی نہیں ہے وہ خود کو تمہارے لئے کبھی بھی بے توقیر نہیں کرے گی ایسی عورت بزدل مرد کے ساتھ گزارہ نہیں کرتی اس کے لئے اسٹینڈ لینا سیکھو ورنہ ایک دن اس کو کھو دو گے

دادا جان آپ نے فیمینزم کب جوائن کی؟ بلکہ جوائن کیا کی آپ کو تو لیڈر ہونا چاہئے اس موم بتی مافیا کا کیوں سفیر بھائی سہی کہا نہ میں نے؟ دادا جان کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے جھانکتا حسن آنکھوں میں شرارت لئے پوچھ رہا تھا

سفیر بیٹا ذرا میری چھڑی تو پکڑانا کچھ لوگوں کے پر نکل آئے ہیں ایسے گستاخ لوگوں کو سبق سکھانا ضروری ہوتا ہے جاؤ بیٹا چھڑی لاؤ وہ بظاہر بہت سنجیدگی سے کہہ رہے تھے

سفیر بڑی طابعداری سے چھڑی لینے کے لئے اٹھا تھا

ویسے ایک بات ہے سفیر بھائی ویسے تو آپ سے اٹھ کر پانی نہیں پیا جاتا لیکن جب مجھے مار پڑوانی ہو آپ کے چار چار ہاتھ ہو جاتے ہیں اور آپ دادا جان آپ ذرا میری اس حسین شکل کو غور سے دیکھیں سیم ٹو سیم معراج

سلطان کی طرح دکھتا ہوں سگا پوتا ہوں آپ کا آپکی جائیداد کا دولوتا وارث کچھ عزت کریں یار میری بھی وہ جیسے التجا کر رہا تھا

سفیر بیٹا چھڑی کینسل اب مجھے میرے وہ بھورے بوٹ اٹھا کر دو میں ذرا چیک کروں اب بھی پیٹھ پہ نشان چھوڑتا ہے یا نہیں

جو حکم دادا جان سفیر فورا حکم بجالانے کو اٹھا تھا

ویسے بھورے بوٹ سے یاد آیا آپ کے وہ گولڈن خاندانی جوتے وہی جو آپ کو آپ کے ابا نے دیئے تھے وہ میری بہن نے بخش کو دے دیئے اسکی اسکول کی فیرول تھی ناں حسن چمکتی آنکھوں سے بتا رہا تھا

سفیر نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر اس کو دیکھا تھا دادا جان بھی حیرت زدہ تھے

لیکن میں نے تو اس کو سکن کلر کے جوتے لینے کو کہا تھا میرے ابا کے جوتے تو ڈارک گولڈن تھے اور میں نے اس کو یہ بھی کہا تھا کہ کسی کو ساتھ لے جائے اسکو رنگوں کا پتا نہیں چلتا (اب انکو کیا پتہ ڈارک گولڈن کو سکن کلر بتانے والا حسن ہی تھا) وہ مارے حیرت کے یہی کہہ سکے تھے

اب پچھتائے کیا ہوت جب ہالے لے گئی بوٹ وہ افسوس سے بولا تھا

لیکن بخش تو جینز شرٹ پہن کر گیا تھا ناں اس کے ساتھ ایسے روایتی جوتے کون پہنتا ہے سفیر جیسے یاد آنے پہ بولا تھا

بخش کہتاہے میر ااپناسٹائل ہے میں دنیاسے ہٹ کر چلتاہوں جو کام دنیاوالے کرنے سے گھبر اتے ہیں وہی کام تو بخش جبار نڈر ہو کر کر تاہے وہ باقاعدہ بخش کی نقل اتارتے ہوئے بولا تھا

اسکے سٹائل کی تو ایسی کی تیسی یااللہ ہالے وہ مجھے میر اابانے دیئے تھے میں نے سفیر کے نکاح کے لئے رکھے تھے یہ کیا کیاتم نے بچے

آپ کہیں توبخش سے واپس لے آؤں؟ حسن چہرے پہ زمانے بھر کی معصومیت سجاتے بولا تھا

اب کیا سفیر سلطان ایک ملازم کی اترن پہنے گا رہنے دو اسی کے پاس سفیر کے سر کا صدقہ سمجھوں گا میں یوسف سلطان اپنے جلالی موڈ میں آ چکے تھے تب ہی حسن نے وہاں سے کھسکنے میں آفیت جانی جبکہ سفیر گم سم ساواپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا تھا اسکا غم دادا سے بڑا تھا

پہلے فیورٹ شرٹ اور اب دادا کے خاندانی جوتے جن کو پہننے کا سفیر کو بچپن سے ہی شوق تھا ہالے سلطان نے اس پہ ابھی اور کتنے ظلم کرنے تھے؟

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

مہر ماہ اپنے کمرے کی ساری بتیاں بجھائے ٹھنڈے فرش پہ اکڑوں بیٹھی تھی ایسے کہ بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگا رکھی تھی اسکی آنکھیں سرخ تھیں بال بکھرے تھے حلیہ بے ترتیب یہاں تک کہ کل سے لے کر اب تک اس نے کوئی ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی ابھی بھی وہ اپنے خیالوں میں مگن تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولتے فروا اندر آئی تھیں ملگجے سے اندھیرے نے ان کا استقبال کیا تھا انہوں نے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ ماراتو

سارے میں روشنی پھیل گئی سفید روشنی مہر نے بے اختیار آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تھا یہ روشنی اسکی آنکھوں میں چبھی تھی

مہر ماہ یہ سب کیا سن رہی ہوں میں ہالے نے کل رات کیا بکواس کی ہے دیکھو مجھ سے جھوٹ بولنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے بھابی جان مجھے سب بتا چکی ہیں اب کچھ بولو گی بھی یا اسی طرح سوگ مناتی رہو گی انکے بس نہیں چلتا تھا کہ مہر کے حلق میں انگلی ڈال کر سچ کا پتا چلا لیں

جب سب کچھ پتہ ہے آپ کو تو اب مجھ سے کیا چاہتی ہیں آپ وہ اسی طرح آنکھوں پہ ہاتھ رکھے بولی تھی

فروا نے اسکے قریب جا کر ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ آنکھوں سے ہٹایا اور اسکا بازو پکڑ کر کھڑا کیا تھا

مجھے پاگل بنانا بند کرو مہر میں نہیں جانتی اس نے کیا بکواس کی ہے یا اسکے دماغ میں کیا چل رہا ہے لیکن میری ایک بات یاد رکھنا میں نہ تمھیں اس طرح ہارنے دوں گی اور نہ خود خاموش بیٹھوں گی ہالے اور سفیر کبھی ایک نہیں ہو سکتے کم از کم میری اس زندگی میں تو نہیں وہ اسکے پاس بیٹھی غرا رہی تھیں

تو کیا کروں میں ہاں ؟ کیا کروں گلا دبا دوں اپنی بہن کا مار دوں اس کو وہ گویا پھٹ پڑی تھی یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے ساری زندگی مجھے سفیر کے خواب دکھائے آپ نے کہا سفیر کو زیادہ بولنے والی لڑکیاں نہیں پسند میں نے اپنی زبان سی لی آپ نے کہا سفیر کو انڈیپینڈنٹ اور مردوں کے ساتھ کام کرنے والی لڑکیاں نہیں پسند میں نے جاب چھوڑ دی حلانکہ سفیر کو تو ایسی ہی لڑکیاں پسند تھیں اور ہیں میں نے تو اپنی ساری زندگی اپنا جینا مرنا سفیر سے جوڑ لیا اسکے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے وہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی آپ نے آپ نے میرے

ساتھ بہت برا کیا ہے ممانی جان آپ نے کہا سفیر کو مذہبی لڑکیاں نہیں پسند میں نے نمازیں پڑھنا چھوڑ دیں اور جب کبھی پڑھتی ہوں تب ہمیشہ یہ دیکھتی ہوں کہیں سفیر تو گھر پہ نہیں کہیں وہ آ تو نہیں گئے میں نے تو خدا کو بھی چھوڑا ہے صرف سفیر کے لئے میری تو زندگی کی ساری ایکویشن ہی خراب ہو گئی میں اسکوائر ون پہ آ کر کھڑی ہو گئی ہوں میری لائف میرے گولز تو بس یہی تھے کہ میں سفیر سے شادی کروں گی اور پھر مجھے ابا کی محبت مل جائے گی اسکا لہجہ رندھا ہوا تھا میں نے صرف سفیر نہیں کھویا میں نے یوسف سلطان بھی کھو دیا ہے ساری زندگی کے لئے سب کچھ کھو دیا میں نے

میں ہر چیز کا مداوا کروں گی میری جان مجھے ایک موقع دو تم ہمت کیوں ہار رہی ہو میں ہوں ناں فروا سلطان کے ہوتے ہوئے تم کیوں پریشان ہو رہی ہو دنیا یہاں کی وہاں ہو جائے لیکن میں تمھارے علاوہ کسی اور کی شادی سفیر سے نہیں ہونے دوں گی وہ اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی محبت سے کہہ رہی تھیں

ارے کس کس چیز کا مداوا کریں گی آپ اسکی بھوری آنکھوں میں تنفر تھا میں نے اپنا خدا چھوڑا ہے سفیر کے لئے میرا خدا مجھے واپس کر سکتی ہیں آپ کے تو اپنے تھاٹس ہی کلئیر نہیں تھے کبھی آپ نے مجھے دقیانوسی بنا دیا تو کبھی ماڈرن اور میں سفیر کی محبت میں اتنی پاگل تھی کہ آپ کی ہر بات پہ عمل کرتی چلی گئی وہ بول بول کر ھانپ چکی تھی تب ہی بیڈ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی

یہ سب ہالے کی وجہ سے ہوا ہے تم مانو یا نہ مانو یہ سب اس کا کیا دھرا ہے اسی نے سفیر کو کوئی ایسی پٹی پڑھائی ہے کہ اسکو ہالے کے علاوہ کچھ دکھتا ہی نہیں میں اگر اس سے نفرت کرتی تھی تو اسکی کوئی وجہ تھی لیکن تم تم اس ناگن کو سمجھ ہی نہیں سکیں اب تمہاری عقل ٹھکانے آگئی ہو گی

مجھے میری بہن کے خلاف مت کریں یہ بے کار ہے آپ کا یہ حربہ مجھ پہ اثر نہیں کرے گا کوئی بھی بات یا کوئی بھی چیز مجھے میری بہن سے بد ظن نہیں کر سکتی ممانی جان آپ کے لئے بہتر ہو گا کہ یہاں سے چلی جائیں اور مجھے اکیلا چھوڑ دیں وہ اب سمبھل چکی تھی تب ہی متوازن لہجے میں بول رہی تھی

ایک دن آئے گا مہر جب تم مجھ پہ یقین کرو گی میری باتیں مانو گی میرا کہا مانو گی ایک دن آئے گا وہ عجیب سے لہجے میں کہتی وہاں سے چلی گئی تھیں مہر نے کوئی دھیان نہیں دیا تھا اسکے پاس ابھی غم منانے کو اور بہت سی باتیں تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ اس وقت ڈاکٹر عبید الرحمن کے گھر میں آتش دان کے پاس رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھی تھیں عبید الرحمن ان کے سامنے اسی طرح کے ایک صوفے پہ بیٹھے تھے ایسے کہ انکے صوفہ کا رخ آتش دان کی طرف تھا نفیسہ کو انکا نیم رخ نظر آتا تھا وہ مسلسل نظریں جھکائے کچھ پڑھنے میں مصروف تھے غالبا عمر کی رپورٹس تھیں ساتھ ساتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ سے گھونٹ بھرتے جاتے نفیسہ جب سے یہاں آئی تھیں عمر کی طبعیت بہت بہتر تھی اس کو سات سمندر پار کی آب و ہوا راس آگئی تھی شاید اس وقت بھی وہ اسکو عبید الرحمن

کے کمرے میں سلا کر آئی تھیں عمر کی بے ہوشی کے اگلے روز انہوں نے کیس چھوڑ دیا تھا اور کچھ ہی دن بعد امریکا آگئی تھیں یہاں آ کر وہ سب سے پہلے ڈاکٹر عبید الرحمن سے ملی تھیں دو دن پہلے عمر کے کچھ ضروری ٹیسٹس ہو گئے تھے آج انکی رپورٹ آنی تھی باہر سخت برفباری تھی تب ہی ڈاکٹر عبید نے ان کو اپنے گھر بلا لیا تھا کہ ان کا گھر اس ہوٹل کے بالکل قریب تھا جہاں نفیسہ رہ رہی تھیں ڈاکٹر عبید الرحمن سانولی رنگت متناسب نقوش اور درمیانے قد کے تھے ان کا تعلق انڈیا سے تھا انکی اور محسن کی دوستی ہاسٹل میں ہوئی تھی محسن کے پاکستان آنے کے بعد بھی یہ دوستی اسی طرح برقرار تھی وہ دونوں کبھی خط و کتابت کے زریعے تو کبھی ٹیلی فون کے زریعے ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہتے عمر کی بیماری کے بارے میں بھی محسن نے ان کو ٹیلی فون پر سب بتا دیا تھا اور عبید الرحمن نے انکو امریکا آنے کا مشورہ دیا تھا اس وقت نفیسہ پچھلے پندرہ منٹ سے ان کے کچھ بولنے کے انتظار میں تھیں اب ان کا ضبط جواب دے گیا تھا

کیا اس رپورٹ میں ایٹم بم بنانے کا راز لکھا ہے جسے آپ پچھلے پندرہ منٹ سے پڑھے ہی جا رہے ہیں وہ غصے میں نہیں تھیں وہ بس کوفت زدہ تھیں

(وہ دونوں انگلش میں بات کر رہے تھے کہ عبید الرحمن کی اردو اور ہندی بہت کمزور تھی)

ڈاکٹر عبید نے چند لمحے چشمے کے پیچھے سے ان کو ناگواری سے دیکھا تھا جیسے انکا مخل ہونا پسند نہ آیا ہو اور دوبارہ نظریں جھکا لی تھیں تھے نفیسہ کلس کر رہ گئی تھیں

اففف یہ سرجنز کا ایٹیٹیوڈ

پانچ منٹ مزید گزر گئے نفیسہ اب اٹھ کر یہاں سے وہاں ٹہلنے لگی تھیں انہوں نے زرہ کی زرہ نظر اٹھا کر ڈاکٹر عبید کو دیکھا تو ان کے ہاتھ میں کوئی رپورٹ نہ پا کر تھوڑا حیران ہوئیں اب وہ انکے سر پہ آکر کھڑی ہو گئیں تب انہوں نے ان کے ہاتھ میں ایک ہتھیلی جتنی لمبی اور چار انگلیوں جتنی چوڑی کتاب دیکھ کر تو جیسے ان کا دماغ ہی گھوم گیا

آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں آپ کو یہ سب ڈرامہ لگ رہا ہے میرا بیٹا کینسر کا مریض ہے اس وقت اسکی رپورٹس سے زیادہ ضروری آپ کو یہ فضول سی کتاب لگتی ہے میں اپنا ملک چھوڑ کر اپنا کیس چھوڑ کیا یہاں جھک مارنے آئی ہوں یہ لگتا ہے آپ کو؟ ابھی کے ابھی میں اپنے بیٹے کو لے کر جا رہی ہوں آپ سے سو گنا بہتر ڈاکٹرز مل جائیں گے مجھے وہ غصے سے سرخ چہرہ لئے گویا دھاڑ رہی تھیں

ڈاکٹر عبید نے کتاب کو بند کر دیا تھا اب وہ پوری طرح انکی طرف متوجہ تھے

پڑھنے نہ دیجئے گا آپ مجھے پچھلے پندرہ منٹ سے ایک لفظ نہیں سمجھ سکا میں بولیں کیوں چیخ رہی ہیں وہ تیوری چڑھائے پوچھ رہے تھے نفیسہ کو اس وقت ان پہ کسی پاگل کا سا گمان ہوا

میرے بیٹے کی رپورٹس میں کیا آیا ہے؟ اسکی سرجری کب کرنی ہے وہ کب تک ٹھیک ہو گا اگر آپ مجھے یہ سب بتا دیں تو میرا اس ہاتھ سے کھڑکی کے باہر اشارہ کیا تھا بر فباری میں ذلیل ہو کر یہاں تک پہنچنا میری ساری محنت وصول ہو جائے گی وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی چبا چبا کر کہہ رہی تھیں

آپ کے بیٹے کو پہلی نظر دیکھ کر ہی بتا تو دیا تھا اسی دن سب کچھ نہیں ہے آپ کے بیٹے کو کینسر کوئی مریض نہیں ہے وہ اور کیا بتاؤں آپ کو ؟ جب اس دن یقین نہیں کیا آپ نے تو بار بار کیا دہراؤں اپنی بات آپ وکلاء کے موٹے دماغ میں ایک بات گھستی ہی نہیں تو میں کیا کروں آپ کو اس بات کا ایک پختہ ثبوت چاہیے ہو گا اب آپ کے بیٹے کا دماغ تو بولنے سے رہا کہ اس کو کوئی کینسر نہیں ہے اور یہ رپورٹس ایک انگلی اور انگوٹھے سے رپورٹس کو ہوا میں اٹھایا تھا اگر ان رپورٹس میں لکھی اصطلاحات آپ کی سمجھ میں آتی ہیں تو پڑھ لیجیے وہ پر سکون سے کہہ رہے تھے

آپ سچ کہہ رہے ہیں ؟ وہ بدقت بول پائی تھیں

آپ نہیں مانیں گی ؟ چلیں وہ جو سامنے والا کمرہ ہے نہ وہاں سے قرآن پاک لا دیں اس پہ ہاتھ رکھ کے گواہی دینے کو تیار ہوں میں تب تو مان جائیں گی آپ ؟

اگر یہ سچ ہے تو عمر کی وہ حالت وہ سب کیا تھا اسکا بیہوش ہونا اسکا سر درد اسکے ناک سے خون آنا اسکی نقاہت وہ سب کیا تھا اور اگر یہ سچ ہے تو آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟

ڈاکٹر عبید نے افسوس سے ان کو دیکھا تھا

نفیسہ آپ پلیز بیٹھ جائیں میں آپ کو سب بتاتا ہوں اب کے ان کے لہجے میں ہمدردی تھی

وہ نڈھال سی بیٹھ گئی تھیں

عمر کو ہونے والا سر درد "میگرین" ہے کینسر نہیں میں دن میں روز اس مرض کے شکار لوگ دیکھتا ہوں اسی لئے عمر کو دیکھ کر میں نے آپ کو بتا دیا تھا اس کو کوئی بھی بیماری ہو سکتی ہے سوائے کینسر کے لیکن آپ نہیں مانیں خیر کوئی بھی نہ مانتا پھر میں نے اس کے تمام ٹیسٹس کیئے اور ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا بیٹا اس موضی مرض سے محفوظ ہے اب آتے ہیں ان علامات پہ جن سے آپ کو لگا کہ عمر کو کینسر ہے آپ کے بیٹے کو ایک خاص قسم کا "ڈرگ" دیا جاتا رہا ہے جس سے اس کے سر میں درد اٹھتا ہے اور ناک سے خون بہتا ہے اس ڈرگ کی مقدار ذرا سی بڑھا دو تو بیہوشی بھی طاری ہو جاتی ہے رہی بات آپ کو یہاں بلانے کی تو میں یہ نئی کتاب لایا تھا اس میں اتنی مشکل اردو ہے ذرا کچھ الفاظ کے معنی جاننے تھے لیکن آپ تو پہلے ہی انگاروں پہ لوٹ رہی ہیں خیر مزید کچھ جاننا ہے؟

نفیسہ جو دم سادھے انکو سنے جا رہی تھیں انکو لگا تھا جیسے ان کے کانوں میں دھماکے ہو رہے ہوں انکو یکدم کمرے میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی

کچھ ۔۔۔۔۔ کچھ نہی نہیں جاننا مجھے اب کچھ بھی نہیں جاننا سب ختم ہو گیا ہے سب میں کیسے تصویر کا دوسرا رخ نہیں دیکھ پائی میں نے کیسے عمر کو اپنی مجبوری بننے دیا میں کیسے بے وقوف بن گئی میں تو شہر کی سب سے جینئیس وکیل ہوں

آپ وکیل "تھیں" وہ ان کو دیکھتے ہوئے "تھیں" پہ زور دیتے بولے تھے

نفیسہ نے گلابی پڑتی آنکھوں سے انکو دیکھا تھا انکی آنکھوں میں ہزار سوال تھے

کل آپ کے ملک میں آپ کے شہر میں آپ کا وکالت کا لائسنس منسوخ کر دیا گیا تھا وہ لڑکی جس کا کیس آپ لڑ رہی تھیں اس لڑکی نے ام مریم نے خود کشی کر لی ہے ایک ہفتہ پہلے اور اس نے اپنے آخری بیان میں یہ کہا ہے کہ آپ نے "زبردستی اس لڑکی کو اس کیس میں شامل کیا وہ وکٹم نہیں تھی اس نے چند پیسوں کے عوض اس کیس میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ آپ نے اس کو دھمکی دی تھی اور آپ نے اس کو یوز کیا کیونکہ آپ کو اپنے شہر کی سب سے بڑی وکیل بننا تھا اور آپ کئی طرح کے معاشی مسائل سے گزر رہی تھیں تب ہی آپ نے شہر کے چند امرا اور عزت دار گھرانوں کے معزز مردوں کو اس کیس میں گھسیٹا تاکہ آپ کے مسائل ختم ہو سکیں" یہ ساری بات مجھے کل محسن نے ٹیلی فون پہ بتائی تھی

نفیسہ کو اس برفباری میں بھی پسینہ آگیا تھا انکا پورا جسم کانپ رہا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھیں اور بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تھیں عبید الرحمن بھی ان کے پیچھے آئے تھے لاؤنج میں آکر ذرا دیر کو ٹھہری تھیں لیکن ایک بار پھر ان کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا وہ تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازہ پار کر گئی تھیں گھر کے باہر برف ایسے گر رہی تھی جیسے آسمان سفید آنسو رو رہا ہو وہ سڑک پہ گری برف پہ بیٹھ گئی تھیں انکا نیلا اوور کوٹ زرہ سی دیر میں برف سے سفید ہو گیا تھا وہ وہیں سڑک پہ بیٹھی لمبی لمبی سانسیں لینے لگی تھیں ڈاکٹر عبید تاسف سے انکو دیکھ رہے تھے

مس حیات اندر چلیں پلیز یہاں بہت سردی ہے آپ بیمار ہو جایئں گی آپ میری مہمان ہیں مجھے یہ گوارہ نہیں ہے کہ آپ اس طرح سڑک پہ بیٹھی رہیں ہمّت کریں آپ مضبوط ہیں یا پھر تھوڑا رو لیں رونا اچھا ہوتا ہے وہ گھٹنوں کے بل ان کے پاس بیٹھے فکر مندی سے کہہ رہے تھے

ڈاکٹر میرا پیشہ میرا عشق ہے میں نے اس کے لئے اتنی محنت کی تھی میرے ماں باپ نے اپنا پیٹ کاٹ کر میری فیسیں ادا کی ہیں میں سخت سردی اور چلچلاتی دھوپ میں پیدل یونیورسٹی تک گئی ہوں کیونکہ میرے پاس کرائے کے پیسے نہیں ہوتے تھے میں نے اپنی منگنی اس لئے توڑ دی کیونکہ میرے منگیتر کو میرا وکیل بننا پسند نہیں تھا میں اس سے محبت کرتی تھی لیکن میں نے پروا نہیں کی میں نے اپنی زندگی کا ایک ہی مقصد بنا لیا تھا وکیل بننا اور میں بن بھی گئی مجھے لگا میری محنت وصول بھی ہو گئی لیکن اصل آزمائش تو تب شروع ہوئی تھی کوئی بھی شخص مجھے کیس دینے سے ڈرتا تھا کیونکہ میں عورت ہوں وہ طنزیہ ساہنسی تھیں کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا ان کو لگتا تھا میں بے وقوف ہوں کم عقل ہوں میں مردوں کے مقابلے میں لڑ نہیں سکتی میں نے پھر سے محنت کی میں نے کئی سال چھوٹے موٹے کیس لڑے میں نے اپنا مقام بنایا میں نے خود کو ایک برانڈ بنایا جب میں کورٹ میں کھڑے ہو کر دلائل دیتی تھی تو جج قائل ہوتے تھے جب میں ثبوت لاتی تھی تو مجرم پھانسی چڑھتے تھے جب میں شیرنیوں کی طرح غراتی تھی تو کورٹ میں کھڑا ہر شخص بس مجھے سنتا تھا نفیسہ حیات کو بیرسٹر نفیسہ حیات کو سنتا تھا انہوں نے گیلی سانس ناک سے اندر کھینچی تھی وہ رو نہیں رہی تھیں لیکن انکی آنکھیں نم تھیں

عبید الرحمن اب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھے ان کو سنے جا رہے تھے

ایسے کیسے کوئی بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ میں دوبارہ ان لوگوں کے سامنے بول نہیں پاؤں گی؟ کوئی کیسے فیصلہ کر سکتا ہے میں وہ سیاہ کورٹ دوبارہ نہیں پہن سکتی؟ کوئی کیسے میرے اتنے سالوں کی محنت پہ پانی پھیر سکتا ہے؟ وہ کورٹ روم کی گناہگاروں کی باتیں سنتی دیواریں وہ راز چھپائے بیٹھی کورٹ کی کرسیاں وہ سب مجھ سے چھوٹ جائیں گی؟ سردی کی وجہ سے ان کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے لیکن انکو پرواہ نہیں تھی

آپ واپس جائیں جا کر اپنے لئے لڑیں اپنا حق لیں یہاں بیٹھ کر ہمت ہارنے سے کیا ہو گا؟ آپ کے بیٹے کو یوز کیا ہے ان لوگوں نے ان کے گریبان پکڑیں

میں کس منہ سے واپس جاؤں گی میں کیا جواب دوں گی لوگوں کو کہ نفیسہ بیگم نے بیٹے کی محبت میں انصاف کی جنگ چھوڑ دی؟ نفیسہ ہار گئی؟ اس نے اپنے بیٹے کے لئے اس مقدس پیشے کی پامالی نفیسہ لوگوں سے ڈر گئی وہ جو بس خدا سے ڈرتی تھی وہ لوگوں سے ڈر گئی اسکا ایمان کمزور ہو گیا میرے ملک کی مٹی مجھے گالیاں دے گی میں کیسے واپس جاؤں؟

ڈاکٹر عبید الرحمن نے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ سامنے سے آتے عمر کو دیکھ کر لب بھینچ لئے اب نہ جانے اس بچے کا کیا ہو گا؟ اس لے پالک بچے کی وجہ سے نفیسہ نے اپنا سب کچھ ہار دیا اب تو وہ اس بچے سے نفرت کریں گی ظاہر ہے انکی اپنی سوچیں تھیں

نفیسہ نے بھی اس کو آتے ہوئے دیکھا تھا

اماں آپ یہاں کیا کر رہی ہیں یہاں بہت سر دی ہے اندر چلیں نہ پلیز اسکی آنکھوں میں اب بھی نیند بھری تھی

وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ نفیسہ کے چہرے پہ پھیرتے ہوئے پریشان سا پوچھ رہا تھا

وہ چند لمحے اسکو دیکھتی رہیں انکی آنکھیں بھرنے لگی تھیں اور پھر یکدم انہوں نے کھینچ کر عمر کو گلے سے لگالیا تھا

میرا بیٹا میرا عمر تمہاری اماں تمہارے لئے ساری دنیا چھوڑ سکتی ہے وہ تمھارے لئے ایک ایک سے لڑ سکتی ہے وہ تمہارے لئے جان دے بھی سکتی ہے اور لے بھی سکتی ہے یاد رکھنا وہ اس کا منہ چوم رہی تھیں تو کبھی ہاتھ عمر ٹھیک تھا یہ خیال ہی دنیا روشن کر گیا تھا

ڈاکٹر عبید الرحمن حیرت سے ان کو دیکھ رہے تھے کیا یہ عورت پاگل ہے ؟

اماں کسی کو مارنا گناہ ہوتا ہے آپ کو نہیں پتہ ؟

نفیسہ اسکی بات پہ مسکرادی تھیں

ہاں ہوتا ہے لیکن جب کوئی آپ کی گردن دبا کر آپ کو مارنا چاہے یا پھر آپ کے سینے سے آپ کا دل نکالنے کی کوشش کرے یا آپ کی سب سے محبوب رشتے کو ازیت دے تو اس کو مارنا جائز ہوتا ہے

عمر کی آنکھوں میں حیرت اتر آئی تھی ساتھ اسکا جسم کانپ رہا تھا اس کو سردی لگ رہی تھی

مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آیا کین یو ایکسپلین ؟

نفیسہ بغیر جواب دیئے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں انہوں نے اپنا نیلا اوور کوٹ اتارا تھا اور عمر کے کندھوں پہ اوڑھا دیا پھر جھک کر اسکو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا تھا

اماں آئی ایم ناٹ آ کڈ نیچے اتاریں مجھے وہ خفگی سے منہ پھلا کر بولا تھا نفیسہ سنی ان سنی کرتی گھر کی جانب بڑھنے لگی تھیں ابھی وہ گیٹ کے اندر جاتیں کہ عبید الرحمن نے انکو پکارا تھا

کیا آپ پاگل ہیں؟

"میں ایک ماں ہوں" انہوں نے مڑے بغیر جواب دیا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

رات کی تاریکی پھیل چکی تھی ہر طرف سیاہ آسمان کا جال بچھا تھا ہارون اپنے گھر کے لان میں رکھے صوفے پہ بیٹھا آسمان کو گھورے جا رہا تھا آج کل وہ یوں ہی چپ چاپ سا رہتا ایک جگہ بیٹھتا تو گھنٹوں وہیں بیٹھا رہتا وہ اپنے اسی شغل میں مصروف تھا جب شاہد کی کار گھر کے اندر داخل ہوئی گاڑی سے اتر کے اندر کی جانب جاتے انکے قدم ہارون کو دیکھ کر تھمے تھے انہوں نے ایک گہری سانس بھری اور لان کی طرف چل دیئے ہارون کے قریب پہنچ کر انہوں نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا ہارون نے گردن موڑ کر ان کو دیکھا تھا اسکی گہری آنکھوں میں اداسی تھی شاہد کا دل دکھا تھا

یہاں کیوں بیٹھے ہو یار چلو اندر چلتے ہیں ایک شطرنج کی بازی ہی ہو جائے کیا خیال ہے ؟

پپا اندر دم گھٹ رہا ہے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی جیسے کسی نے میرے گلے میں پھندہ ڈال دیا ہو اور بار بار اس پھندے کو کھینچ کر میری گردن پہ تنگ کرتا جا رہا ہو تھوڑی دیر کے لئے وہ مجھے آزاد کرتا ہے اور پھر اگلے ہی لمحے

وہ پھندہ اتنا تنگ ہو جاتا ہے کہ میرا سانس رکنے لگتا ہے آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے ؟ وہ انکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھ رہا تھا

انہوں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ ہارون کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئے تھے اور پھر نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے تھے

میرے ساتھ ایسا تب تب ہوتا ہے جب جب میں تمہاری آنکھوں میں اداسی دیکھتا ہوں تب تب ہوتا ہے جب تمھیں زرہ سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تمھیں پتہ ہے ہارون میرا جی چاہتا ہے میں ہالے کے قدموں میں جا کر بیٹھ جاؤں اور اسکی منت کروں کے وہ تمہارے ساتھ ایسا نہ کرے لیکن پھر سوچتا ہوں کیا بیٹے کو بھیک دلواؤں ؟ اتنا کمزور اور کم ظرف تو نہیں ہے میرا بیٹا ہو گیا ؟

مجھ سے صبر نہیں ہوتا پاپا میرا دل زخمی ہے میں خود کو ٹھیک کرنے کا وعدہ کر چکا ہوں اپنے ساتھ مزید زیادتی نہ کرنے کا عہد کر چکا ہوں لیکن مجھ سے یہ نہیں ہو رہا میں خود کو بے بس محسوس کرتا ہوں اور جب ایسا محسوس کرتا ہوں تو دل کرتا ہے اس پورے گھر کو جلا کر راکھ کر دوں ساری دنیا کو آگ لگا دوں میں یہ نہیں کر سکتا پپا میں اتنا مضبوط نہیں ہوں لوگ کہتے ہیں نماز پڑھو سکون ملے گا میں کیسے پڑھوں اسکا چہرہ آنکھوں میں فریم ہو کر رہ گیا ہے اور میں کس منہ سے اللہ کے سامنے جاؤں ایک لڑکی ایک لڑکی کی وجہ سے اللہ کیا کہے گا کہ ویسے تو ساری زندگی تم میرے پاس نہ آسکے اور اب آئے بھی تو اپنی غرض لے کر وہ شکست خوردہ سا لگتا تھا

یہی تو بات ہے بیٹے اللہ ؓ کچھ نہیں کہتا اللہ ؓ ٹوٹے دلوں کو جوڑ تا ہے یہ تو لوگ ہیں جو شکوے کرتے ہیں طعنے دیتے ہیں وہ تو سمیٹ لیتا ہے ڈھانپ لیتا ہے اور تم سے کس نے کہا ہے کہ نماز کو سکون کے لئے پڑھو نماز تو اطاعت کے لئے پڑھی جاتی ہے سکون تو بونس ہے جو اگر اس زندگی میں نہ بھی ملا تو اگلے جہاں میں مل جائے گا تم اس کے پاس جاؤ تو سہی وہ اپنے بندے کو سمیٹنا جانتا ہے وہ اپنے بندے کو ہیل کرنا جانتا ہے وہ نرمی سے سمجھا رہے تھے ہارون غور سے ان کو سنے جا رہا تھا

مطلب سکون کے لئے نماز پڑھنا بھی اپنی غرض میں شامل ہوا ناں ؟ نماز صرف اللہ ؓ کے لئے ہونی چاہیے اس کے کسی بندے بندی یا پھر کوئی بھی اور کسی کے لئے بھی نہیں ؟ ایسا ہی ہے ناں ؟

بالکل درست تم دعا مانگ سکتے ہو کسی کے لئے بھی کچھ بھی اس دعا میں سکون مانگ سکتے ہو یا پھر وہ کام کرو جو اللہ ؓ کو پسند ہوں اس کے بندوں سے صلہ رحمی کرو عاجزی اختیار کرو اس کے سامنے جھکو اس کو پکارو وہ سکون دے گا ہارون اللہ ؓ اپنے کمزور بندوں سے بھی اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی ایک نارمل بندے سے وہ خدا ہے اس کے پاس ہمارے جیسے پیمانے نہیں ہیں وہ ناپ تول نہیں کرتا وہ شکوہ نہیں کرتا یہ ہم انسان ہیں جو نیکیاں بھلا دیتے ہیں وہ نہیں بھلاتا

پپا آپ رستم سے زیادہ محبت کرتے تھے ناں کیونکہ وہ سٹرانگ تھا ؟ وہ عجیب سے لہجے میں پوچھ رہا تھا شاہد کی اسکے ہاتھوں پہ گرفت ڈھیلی پڑی تھی انکی آنکھوں میں کرب اتر آیا تھا انہوں نے اپنے ہاتھ چھڑوا کر اٹھنا چاہا لیکن ہارون نے گرفت سخت کر دی تھی وہ ان ہاتھوں کو نہیں چھوڑ سکتا تھا

وہ بس مجھے زیادہ پسند تھا آخر کار انہوں نے بولنے کا فیصلہ کر لیا تھا

کیوں؟

وہ بہت سٹرانگ تھا بہت زہین بھی وہ جہاں جاتا تھا میرا سر فخر سے اونچا کر کے آتا تھا اس عمر میں بھی اسکو بات کرنے کا فن آتا تھا وہ بہت پیارا تھا ہارون انکی آنکھوں میں نمی آگئی تھی انکی آواز بھیگ رہی تھی وہ میرا بہت خیال رکھتا تھا جب میں رات کو گھر آتا تھا تب وہ میرے پیر دباتا تھا وہ کہتا تھا پپا آپ تھک جاتے ہوں گے ناں ہارون ہونٹ کاٹتے ہوئے انکو سن رہا تھا اسکا سر جھکا ہوا تھا وہ ہر جگہ تمھیں پروٹیکٹ کرتا تھا وہ تمہارا محافظ تھا وہ بہت کئیرنگ تھا مجھے اس سے محبت تھی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مجھے تم سے پیار نہیں تھا ہارون میں تم سے بھی اتنا ہی پیار کرتا تھا اگر مجھے اس کے گریڈز خوش کرتے تھے تو تمہاری پینٹنگز مجھے لاجواب کرتی تھیں رستم جینئیس تھا وہ ہر کام کر سکتا تھا لیکن ایک کام جو اس سے نہیں ہوتا تھا وہ پینٹ کرنا تھا اس سے ایک سیدھی لکیر تک نہیں کھینچی جاتی تھی مجھے نہیں پتہ تم کیوں اس سے چڑنے لگے ہارون نے دانت پہ دانت جما کر ضبط کرنے کی کوشش کی تم کب اس سے ان سیکیور فیل کرنے لگے میں کچھ نہیں جانتا میں بس اتنا جانتا ہوں کہ رستم تم سے بہت محبت کرتا تھا

ہارون اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور شاہد کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا اسنے انکے ہاتھوں پہ گرفت مزید سخت کی تھی تمام ہمّت متجمع کی تھی اور تھوڑی دیر بعد جب بولا تو اسکی آواز میں بس تکلیف تھی تھا

پپامیں نے رستم کو نہیں مارا تھا وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا وہ ایک حادثہ تھا میں نے مم میں نے اس کو جان بوجھ کر نہیں مارا تھا وہ لفظ توڑ توڑ کر ادا کر رہا تھا بل آخر اس نے چودہ سال بعد یہ راز کھولنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا

شاہد نے زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا اس وقت انکی آنکھوں میں تکلیف تھی کرب تھا ہارون کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا

ہارون چپ ہو جاؤ بیٹا اس بات کو یہیں دفن کر دو پلیز انہوں نے ہاتھ چھڑا کر اٹھنا چاہا جب ہارون نے جلدی سے انکے ہاتھ دوبارہ تھام لئے تھے

پپا بس آج مجھے سن لیں میں اس راز کے بوجھ تلے دبتا جا رہا ہوں یہ مجھے اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے یہ مجھے ہانٹ کر رہا ہے خوف زدہ کر رہا ہے مجھے اس سے آزاد کر دیں یہ خوف یہ ان سکیورٹی اس کو میرے دل سے نکلنے دیں مجھے سنیں پلیز وہ جیسے التجا کر رہا تھا شاہد نے خاموشی سے ایک بار پھر اس کے ہاتھ اپنی گرفت میں لئے تھے وہ سننے کو تیار تھے

ہارون نے بتانا شروع کیا تھا ان دونوں باپ بیٹے کو یہیں چھوڑ کر ہم ذرا دیر کو اس گھٹن زدہ دوپہر میں واپس چلتے ہیں

وہ دونوں اس وقت اپنے والد کی اسٹڈی میں کھیل رہے تھے چونکہ آج نوال اور شاہد گھر پہ نہیں تھے اور گھر میں بس ملازم ہی تھے تب ہی ان دونوں کو یہاں آنے کا موقع مل گیا تھا دس سالہ ہارون ایک ایک دراز کھول کر

چیک کر رہا تھا جب اس کی نظر ایک دراز میں رکھی پیسٹل پہ پڑی اسکی آنکھوں میں چمک اتر آئی تھی اس نے فورا وہ پیسٹل اپنے ہاتھ میں لے لی تھی

رستم یہ دیکھو مجھے کیا ملا ہے وہ جوش سے اپنے بھائی کو بتانے لگا تھا

رستم جو کسی کھیل میں مصروف تھا مڑ کر اسکی طرف دیکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر فورا اٹھ کر اسکے پاس آیا تھا اسکی سیاہ آنکھوں میں فکر تھی اس میں اور ہارون میں بس آنکھوں کے رنگ کا ہی فرق تھا

ہاری یہ پسٹل ہے اس سے تمھیں ہارم ہو سکتا ہے لیو اٹ اسکو یہیں پہ واپس رکھ دو اور چلو ہم باہر گارڈن میں کھیلیں گے وہ اسکا ایک ہاتھ پکڑتے ہوئے کہہ رہا تھا

نو آئی لائک اٹ میں اس سے کھیلوں گا تمھیں پتا ہے اس سے صرف مونسٹرز کو ہارم پہنچتا ہے اچھے لوگوں کو نہیں

نہیں ہاری میں تمھیں اس سے کھیلنے نہیں دوں گا اسے مجھے دے دو لاؤ جلدی سے دو مجھے اس نے ہارون کے ہاتھ سے پستول لینی چاہی تھی ہارون بدک کر پیچھے ہٹا تھا

رستم ڈونٹ یو ڈیئر ٹو ٹچ می میرے پاس مت آنا میں اسی کے ساتھ کھیلوں گا سمجھے تم اور اگر تم نے اسکو مجھ سے چھیننے کی کوشش کی تو میں اس سے تمھیں ماروں گا وہ ہمیشہ کی طرح غصے میں آچکا تھا

ہاری میں تمہارا بھائی ہوں تمہارا پروٹیکٹر گیو اٹ ٹو می یہ اچھی چیز نہیں ہے تمھیں اس سے نقصان ہو سکتا ہے اس نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر ہارون سے پستول لینے کی کوشش کی تھی ہارون اب نیچے بیٹھ گیا تھا اور پستول اپنی

گود میں رکھ کر ٹانگوں کو پیٹ سے لگا لیا تھا اس نے جب کوئی چیز نہیں دینی ہوتی تھی تو یہی کرتا تھا رستم بھی اس کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا تھا اور اس سے پستول چھیننے کی تگ و دو کر رہا تھا اسی چھینا جھپٹی میں کب ہارون نے پستول کو اپنے ہاتھ میں لیا اور کب فائر کیا اسکو پتہ ہی نہیں چلا اسکو ہوش تب آیا جب اس نے اپنے بھائی کو اپنے پروٹیکٹر کو بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپتے دیکھا گولی سیدھا اسکی پیشانی میں لگی تھی خون ابل ابل کر نکلتا سفید ماربل کے فرش کو گیلا کر رہا تھا ہارون پھٹی پھٹی نظروں سے چند لمحوں تک اپنے بھائی کو تڑپتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر گرتا پڑتا اس کے پاس آ گیا تھا (چونکہ شاہد حسین کی اسٹڈی ساؤنڈ پروف تھی اسی لئے باہر کام کرتے ملازمین کو کچھ خبر نہ ہو سکی) اسکو دیر ہو چکی تھی رستم کا وجود بے جان ہو چکا تھا بالکل ساکت ٹھنڈہ

رستم میرے بھائی آر یو اوکے ؟ اس سے صرف مونسٹرز مرتے ہیں تم نہیں مر سکتے اٹھو پلیز پپا آ گئے تو ہمیں ڈانٹ پڑیگی اٹھو پلیز دیکھو میں اب اس سے نہیں کھیلوں گا پپا کو مت بتانا اٹھ جاؤ یار پلیز بھائی ہو نہ میرے اٹھو

اسی وقت شاہد حسین نوال کے ساتھ وہاں داخل ہوئے تھے میں نے تم دونوں کو منع بھی کیا تھا یہاں کھیلنے انکے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے سامنے کا منظر دیکھ کر بے وہ اختیار پیچھے ہٹے تھے جبکہ نوال چیخنا شروع ہو چکی تھیں شاہد نے فوراً آگے بڑھ کر رستم کو اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا لیکن دور کہیں وہ جانتے تھے کہ دیر ہو چکی ہے

اب ہم واپس حال میں آ جاتے ہیں

وہ ذرا دیر کو چپ ہوا تھا اسکی آنکھوں میں آنسو تھے جبکہ شاہد حسین کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں

پپا مجھے اس وقت یہی لگتا تھا کہ گنز سے بس مونسٹرز مرتے ہیں مجھے نہیں پتہ تھا کہ گن سے نکلی ہوئی گولی کسی کے اعمال یا کردار نہیں دیکھتی وہ کسی کی اچھائی برائی نہیں دیکھتی وہ بس جسم دیکھتی ہے اور اس جسم کو چیرتی ہوئی نکل جاتی ہے اسکا چہرہ پسینے سے تر تھا وہ اب بھی ڈرا ہوا لگتا تھا

مجھے نہیں پتہ تھا وہ مر جائے گا آپ نے کہا تھا گنز سے بس مونسٹرز مرتے ہیں آپ کو یاد ہے ایک دفع ہم کوئی فلم دیکھ رہے تھے ہم سب تھے پوری فیملی اس فلم میں ایک آدمی کو گولی لگی تھی میں نے آپ سے پوچھا تھا پپا کیا وہ مر گیا ؟ یاد ہے آپ نے کیا کہا تھا

شاہد نے پریشانی سے اس کو دیکھا تھا انکو کچھ یاد نہیں تھا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا ہارون کو انکا جواب سننا بھی نہیں تھا

آپ نے بولا تھا وہ نہیں مرے گا کیونکہ وہ اچھا آدمی ہے میں نے پوچھا تھا پھر یہ خون کس کا ہے جو اسکے جسم سے نکل رہا ہے ؟ آپ کو یاد ہے آپ نے کیا کہا تھا؟

وہ انکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا شاہد نے نفی میں سر ہلایا تھا

پپا آپ نے کہا تھا وہ خون نہیں ہے وہ ریڈ کلر کا # پینٹ " ہے وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا

مجھے رستم کا خون بھی خون نہیں لگا پپا وہ مجھے پینٹ لگا تھا سرخ کلر کا پینٹ مجھے لگا تھا وہ بھی اس فلم والے آدمی کی طرح مرے گا نہیں کیونکہ رستم تو اچھا تھا ناں اور گنز تو بس مونسٹرز کو مارتی ہیں

شاہد کو لگا تھا جیسے کسی نے ان کو کھینچ کر تھپڑ دے مارا ہو وہ شاکڈ تھے بالکل شاکڈ

ہارون بھی خاموش ہو گیا تھا لیکن بس چند لمحوں کے لئے اس نے ایک بار پھر بولنا شروع کیا تھا

میں ہمیشہ سے اس بارے میں بات کرنے سے ڈرتا تھا کیونکہ مجھے لگتا تھا اگر آپ کو سب بتا دیا تو آپ مجھے چھوڑ دیں گے میں بہت ڈر گیا تھا پپا میری آنکھوں میں رستم کا وہ آخری چہرہ حفظ ہو کے رہ گیا تھا ایسے میں جب بھی آپ مجھ سے اس دن کا واقعہ پوچھتے تھے تو میں توڑ پھوڑ کرتا تھا چیختا چلاتا تھا اور آپ اس ٹاپک کو وہیں بند کر دیتے تھے مما ایک بیٹا کھو چکی تھیں دوسرا نہیں کھونا چاہتی تھیں اسی لئے وہ مجھ سے کچھ نہیں پوچھتی تھیں میں اس وقت سے ڈرا ہوا ہوں پپا اسکی آنکھوں سے نکلتے آنسو شاہد کے ہاتھوں پہ گر رہے تھے وہ رک رک کر بول رہا تھا میں نے اپنے خوف کو باہر نہیں نکلنے دیا یہاں تک کہ وہ ایک بیماری بن گیا اور مجھے ڈرانے لگا مجھے اس خوف سے نکلنا ہے پپا یہ مجھے مار رہا ہے میں تھک گیا ہوں اس بوجھ سے وہ بری طرح روتے ہوئے بول رہا تھا شاہد اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کے ساتھ اسی گھاس پہ بیٹھ گئے انہوں نے نرمی سے اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کیئے تھے ہارون نے خوفزدہ نظروں سے انکو دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں کرب اتر آیا تھا اسے لگا تھا وہ اب ان ہاتھوں کو کبھی نہیں تھام سکے گا

ہارون میں تمہارا باپ ہوں میں اس وقت سے لے کر اب تک تمھارے اسی خوف کو نکالنا چاہتا ہوں میں جانتا تھا اس دن جو کچھ بھی ہوا وہ ایک حادثہ تھا میں تم سے کمیونیکیٹ کرنا چاہتا تھا میں نے سچ تو اسی روز جان لیا تھا پتہ ہے کیسے ؟وہ نرم لہجے میں پوچھ رہے تھے

کیسے ؟بے اختیار اس کے منہ سے پھسلا تھا

تمہاری پینٹنگز سے وہ جو تم نے رستم کے جانے کے بعد بس چند آخری پینٹنگز بنائی تھیں تمھیں شاید یاد نہ ہو لیکن مجھے یاد ہے تم جو کچھ دیکھتے تھے اسکو پینٹ کرتے تھے تم نے اس رات بھی پینٹنگز بنائی تھی ہارون میں نے دیکھی تھیں وہ پینٹنگز ساری غلطی تمہاری نہیں تھی میری بھی غلطی تھی میرے گھر میں دو کمسن بچے تھے مجھے چاہئے تھا کہ میں اپنی گن تمہاری پہنچ سے دور رکھتا یا پھر میں گن لاک کر کے رکھتا دراصل غلطی ہم دونوں کی نہیں یہ "بخت" تھا ہارون رستم اور ہمارا ساتھ اتنا ہی لکھا تھا ہارون حق دق سا ان کو دیکھے جا رہا تھا وہ رونا بھول چکا تھا

وہ پینٹنگز جھوٹ یا خیالی بھی ہو سکتی تھی اس نے نظریں چرائی تھیں

شاہد اس سارے وقت میں پہلی بار مسکرائے تھے

تم نے کبھی خیالی پینٹنگز نہیں بنائیں ہارون شاہد تم ہمیشہ وہی بناتے تھے جو تم ایکسپیرینس کرتے تھے یا پھر جو اپنے سامنے ہوتا دیکھتے تھے تم نے اس رات کے بعد پینٹ کرنا چھوڑ دیا میں تمہاری پینٹنگز کو بہت مس کرتا ہوں آخر میں ان کا لہجہ اداس ہو گیا تھا

پپا اس واقعے کے بعد سے مجھے ہر رنگ سرخ نظر آتا ہے جب رنگ اپنی ترتیب پہ آجائیں گے میں پھر سے پینٹ کرنا شروع کروں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ نہیں کر سکتا شاہد حسین بغیر جواب دیئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا تھا وہ مسکرا رہے تھے

اندر چل کر کھانا کھائیں یا تم نے ابھی مزید رونا ہے؟

اس نے خاموشی سے اپنے سامنے پھیلا ہاتھ تھام لیا تھا اب اسے اس ہاتھ کے چھوٹنے کا خوف نہیں تھا اس کے سینے سے راز کا بوجھ ہٹ چکا تھا اب وہ اسکو مزید ہانٹ نہیں کر سکتا تھا

وہ خود کو کافی ہلکا محسوس کر رہا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ اس وقت کمپنی کے آفس میں بیٹھے تھے کورٹ سے واپسی پہ وہ روز یہیں آتے تھے انکا کوٹ اسٹینڈ پہ ٹنگا تھا آنکھوں پہ عینک لگائے وہ اس وقت کسی فائل پہ نظریں جمائے بیٹھے تھے جب انکا موبائل تھرتھرایا انہوں نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر ٹیبل پہ رکھے موبائل کی طرف دیکھا جہاں unknown نمبر کالنگ لکھا آرہا تھا کال اٹینڈ کر کے انہوں نے موبائل کان سے لگا لیا تھا

ہیلو اسلام و علیکم ؟ وہ کال پک کرتے بولے تھے

جی معراج سلطان بات کر رہا ہوں آپ کون ؟

دوسری طرف شاید تعارف کروایا گیا تھا

اچھا اچھا فہیم مرزا کہئے کیسے مزاج ہیں آپ کے ؟ دراصل صبح آپ کا پیغام پہنچایا تھا میرے سیکریٹری نے لیکن میں مصروف تھا تب ہی کال نہیں کر سکا معذرت انہوں نے شائستگی سے معذرت کی تھی

فون کی دوسری طرف کچھ کہا گیا تھا

وہ ذرا دیر کو خاموش ہو گئے تھے شاید مقابل کی الفاظ ذہن میں جزب کرنا چاہ رہے تھے

دیکھیں فہیم صاحب میں آپ کو ایک بار پہلے بھی یہ بات بتا چکا ہوں اور آج ایک بار پھر بتا دیتا ہوں "میں ہیون(Heaven) نہیں بیچوں گا وہ میرے بچوں کا حق ہے وہاں جو رہتے ہیں وہ بھی میری اولاد ہیں لہٰذا آپ میری یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لیجیئے کہ میں وہ جگہ نہیں بیچوں گا ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولا گیا تھا مارکیٹ پرائز سے ڈبل کی بات کرتے ہیں ناں آپ میں وہ جگہ ساری دنیا کے بدلے میں بھی نہیں بیچوں گا آئندہ اس معملے میں مجھ سے بات مت کیجئے گا خدا حافظ انہوں نے اگلے کی بات سنے بغیر کال کاٹ دی تھی انکا موڈ خراب ہو گیا تھا انہوں نے عینک اتار کر ٹیبل پہ رکھ دی تھی سر پاور چییئر کی پشت سے ٹکا لیا تھا اسی وقت ان کے آفس کے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی تھی جیسے کسی نے دو انگلیوں سے دروازے کو ہلکا سا بجایا ہو وہ کرنٹ کھا کر سیدھے ہوئے تھے یہ دستک اس دستک کو تو وہ لاکھوں میں پہچان سکتے تھے وہ اتنے حیران تھے کہ اجازت اندر آنے کی ہی نہ دے سکے دروازے کے پار کھڑے شخص کو شاید اجازت کی ضرورت بھی نہیں تھی وہ دستک دینے کے دس سیکنڈ بعد ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا نوارد دراز قد تھا آنکھیں سیاہ تھیں چمکتی ہوئی زہین بال ماتھے پہ بکھرے تھے رنگت صاف چیک شرٹ اور جینز میں ملبوس نوجوان کو دیکھ کر معراج اپنی جگہ سے اٹھے تھے اسکو دیکھتے ہی انکی آنکھیں چمک اٹھی تھیں ان میں شناسائی سی جاگی تھی محبت سی نظر آئی تھی وہ مسلسل مسکرا رہے تھے وہ بھی مسکرایا تھا مسکراتے ہوئے اس کے دونوں گالوں میں گڑھا بنتا تھا

میں نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی وہ خفگی سے بولے تھے

جیسے کہ مجھے ضرورت تھی؟ وہ ابرو اچکاتے وہیں سے بولا تھا

اب وہ نوجوان انکے قریب پہنچ کر ان سے بغل گیر ہوا تھا معراج کافی دیر تک اس کو یونہی سینے سے لگائے کھڑے رہے اور تھوڑی دیر بعد اسکو خود سے الگ کیا تھا

اب زخم کیسا ہے ؟ ریکور کر رہے ہو ناں ؟ وہ اسکو دیکھتے فکر مندی سے پوچھ رہے تھے

میں ٹھیک ہوں جج صاحب بہت ڈھیٹ جان ہوں اتنی جلدی نہیں مرنے والا ویسے ابھی کوئی کہہ رہا تھا کہ مجھے اجازت لے کر آنا چاہئے اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا اسکی آواز بہت اچھی تھی ایسی آواز جسے کئی گھنٹوں بغیر بور ہوئے سنا جا سکے

بکومت سوچ سمجھ کر بولا کرو انہوں نے ڈپٹا تھا ساتھ اسکو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا وہ انکے سامنے والی کرسی پہ ریلکس سا بیٹھ گیا تھا

عمر تمھیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا کورٹ آجاتے یا مجھے بلا لیتے کہیں

میں نے پتا کروالیا تھا شمس صاحب اور سفیر آج نہیں آئے تب ہی آیا ہوں اب کچھ لوگوں نے خود تو آنے کی زحمت نہیں کی تو بیمار کو اپنا حال سنانے آنا ہی پڑا وہ ٹیبل پہ رکھے پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے بول رہا تھا

تمھیں کیسے پتا وہ دونوں آج نہیں آئے ؟

مجھے سب پتا ہوتا ہے اس نے کندھے اچکائے تھے

خیر کچھ پتہ لگا کس نے کیا ہے یہ سب ؟ وہ اس کے بازو کی طرف اشارہ کرتے بولے تھے

جج صاحب جس نے بھی یہ کیا تھاناں وہ اپنی سزا بھگت رہا ہے آپ کو کیا لگتا ہے عمر حیات اپنا خون بہایا جانا بخش دے گا؟ان کو آسان ہدف لگا تھا میں لیکن خیر اب بھگتیں گے وہ مخصوص سا کہہ رہا تھا جیسے ان کو سبق سکھا کر بہت مزہ آیا تھا

اور گاڑی اسکا کیا' کیا؟ ریپیر کروالی؟

ہاں میرے باپ کی شوگر ملز لگی ہیں ناں بہت پیسا ہے میرے پاس جو گاڑی ریپئیر کرواتا وہ جل کے بولا تھا

پھر اب تک کیا وہی کنڈیشن ہے گاڑی کی ؟

اب میں نے یہ بھی نہیں کہا وہ شیطانی مسکراہٹ سے بولا تھا اس رات ان تین لوگوں میں سے ایک کے سسر کی ورکشاپ ہے وہ میرے گھر سے گاڑی لے کر گیا ریپئر کروائی اور پھر واپس چھوڑ بھی گیا

اب چھوڑ دو یہ سارے کام اور سدھر جاؤ اتنا خون بہا کر بھی تمھیں سکون نہیں آرہا کیوں خوامخوہ کسی سے دشمنی کرتے ہو اس بار تو خدا کا شکر ہے تم بچ گئے اگلی بار کی کوئی گیرنٹی نہیں ہے بیٹے انکے لہجے میں واضح فکر مندی تھی

جج صاحب پہلے یہ خون اتنا قیمتی نہیں تھا اب یہ خون اتنا قیمتی ہے(آنکھوں کے پردے پہ ایک مہربان لڑکی کا چہرہ لہرایا تھا) کہ اگر کسی نے اسکا ایک قطرہ بھی بہانے کی کوشش کی تو عمر حیات اس کے ساتھ وہ کرے گا کہ اسکی نسلیں یاد رکھیں گی اسکا لہجہ اب بھی دھیما تھا لیکن اسکی آنکھوں میں ایک سرد سا تاثر تھا

اب اس بات کا کیا مطلب ہے؟

آپ نہیں سمجھ سکتے عمر ہو گئی ہے اب آپ کی یہ ہم جوان لوگوں کی باتیں ہیں آپ کے اللہ اللہ کرنے کے دن ہیں

اچھا اچھا اب بس اتنا بھی بوڑھا نہیں ہوا میں وہ خفگی سے بولے تھے اور پھر ذرا جھک کر دراز سے اپنی چیک بک نکالی تھی عمر خاموشی سے ان کو دیکھ رہا تھا اب وہ ایک چیک پہ کچھ رقم درج کر رہے تھے عمر کے لب بھینچ گئے تھے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

اب مجھے جانا چاہیئے وہ سپاٹ سا بولا تھا

معراج نے چیک اسکی طرف بڑھایا تھا یہ لیتے جاؤ میں خود آ کر دے جاتا لیکن ذرا مصروف تھا انکے چہرے پہ بس سادگی تھی

میں اس لئے نہیں آیا تھا آپ جانتے ہیں مجھے یہ کن اکھیوں سے چیک کی جانب دیکھا تھا بالکل پسند نہیں اور نہ ہی میں یہ رقم خرچ کرتا ہوں آپ کے بچے ہیں یہ رقم انکا حق ہے وہ جھنجھلایا سا تھا

معراج خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھے تھے اور اس کے بالکل سامنے آ کر کھڑے ہوئے تھے وہ کاغذ کا ٹکڑا اسکی شرٹ کی جیب میں رکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پہ رکھے تھے

یہ سب تمہارا حق ہے اپنے حق سے پیچھے ہٹنا بزدلی ہوتی ہے اپنا حق بنا لڑے کسی کو دینا قائر لوگوں کا کام ہوتا ہے تم مجھے اتنے ہی عزیز ہو جتنے میرے باقی بچے تم یہ رقم خرچ کرو یا کچرے کے ڈھیر پہ پھینکو مجھے کوئی غرض نہیں لیکن مجھے یہ رقم دینے سے منع مت کرو وہ نرمی سے کہ کر خاموش ہو چکے تھے

عمر کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے

خیر میں چلتا ہوں کہیں پہنچنا ہے مجھے وہ بول کر رکا نہیں تھا تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا اس نے ابھی ہینڈل پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اسے اپنے عقب سے معراج کی آواز سنائی دی

اپنی ماں سے ملنے جاؤ عمر اسے ضرورت ہے تمہاری وہ بوڑھی ہو رہی ہے اولاد بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے اس کو بے سہارا مت کرو انکے لہجے میں سادگی اور خلوص دونوں تھے

عمر حیات کی گرفت ہینڈل پہ سست پڑی تھی اسکی آنکھوں میں زخمی سا تاثر ابھرا تھا جسے وہ فورا چھپا گیا تھا

میں اگر ان کے ساتھ ہوتا ہوں تو انکو یہ سننا پڑتا ہے کہ میں گندہ خون ہوں اسکا لہجہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا

پھر تو تم اس بات پہ مہر لگا آئے ہو کوئی گندہ خون ہی اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں اکیلا چھوڑتا ہے انکو بے سہارا کرتا ہے لوگوں کو موقع دیتا ہے کہ وہ جیسے چاہیں ان پہ طنز کریں جیسا چاہے انکے ساتھ سلوک کریں جوان اولاد طاقت ہوتی ہے حوصلہ ہوتی ہے تم اس عورت کا حوصلہ توڑ آئے ہو عمر اسکی طاقت چھین آئے ہو کسی سے اسکا کچھ چھیننا ظلم ہوتا ہے تم ظالم بن گئے ہو بیٹے

عمر کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا جیسے کسی نے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو

وہ جھیل سکتی ہیں انہوں نے اس سے زیادہ جھیلا ہے وہ مڑے بغیر بولا تھا اور دروازہ کھول کر نکل گیا تھا

پیچھے معراج نے افسوس سے سر ہلایا تھا

نفیسہ ٹھیک کہتی تھیں

عمر ہٹ دھرم ہے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

سلطان منزل کا لاونج اس وقت کا بے ترتیبی کا شاہکار لگ رہا تھا صوفے کے کشن نیچے گرے پڑے تھے سامنے شیشے کی میز پہ کئی طرح کے سنیکس کے پیکٹس آدھے کھلے پڑے تھے اور کچھ خالی پیکٹس نیچے پڑے اپنی بے قدری کو رو رہے تھے آج ویک اینڈ تھا ہالے سلطان آج گھر پہ تھی حسن اور وہ لاؤنج میں بیٹھے کوئی۔ڈرامہ دیکھ رہے تھے ساتھ ساتھ تبصرے بھی جاری تھے اماں کسی کام میں مصروف تھیں ورنہ لاؤنج کی یہ حالت دیکھ کر وہ جوتا اٹھانے سے گریز نہ کرتیں مہر آجکل اپنے کمرے سے بہت کم نکلتی تھی ہالے نے بھی اس کو زیادہ فورس نہیں کیا تھا وہ اسکی ناراضگی سمجھتی تھی (اسکے حساب سے ناراضگی)

دیکھو دیکھو ذرا اس منحوس عورت کو اب اگر لڑکا شادی کے لئے راضی ہو ہی گیا ہے تو ایٹیٹیوڈ کیوں دکھا رہی ہے

یہ حسن تھا جس کو یہ ہیروئن پہلے دن سے نہ پسند تھی

تمھیں کیا تکلیف ہے حسن غلام اسکی زندگی ہے جس سے مرضی شادی کرے ویسے بھی یہ لڑکا مجھے ذرا نہیں پسند اس نے کھلم کھلا اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا وہ باقی دنوں کے برعکس آج گلابی رنگ کے ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھی بالوں کو گول مول باندھ رکھا تھا غرض کہ آج وہ ہر طرح سے سنڈے منا رہی تھی

اس کے ابھی اتنے برے دن نہیں آئے جو تم بھی اسکو پسند کرنے لگو شیر ویسے بھی شیرنیوں کو پسند آتے ہیں بکریوں کو نہیں

ہیلو گائز ہارون کی آواز پہ ان دونوں نے مڑ کر دیکھا تھا ہالے دل سے مسکرائی تھی اور اپنے قریب اس کے لئے جگہ بنائی تھی وہ بھی اسکو دیکھ کر مسکرایا تھا ہتھیلی کی بند مٹھی اسکی بند مٹھی سے ٹکرائی تھی اور اس کے ساتھ ذرا سے فاصلے پہ بیٹھ گیا تھا اس نے سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہن رکھی تھی وہ ہالے سے دور نہیں بھاگنا چاہتا تھا اس نے محبت کی تھی یہ کوئی گناہ نہیں تھا جس کو چھپایا جائے یا جس سے نظریں چرآئی جائیں محبت نہیں ملی وہ تکلیف الگ سہی لیکن اسکو اپنی اور ہالے کی دوستی عزیز تھی

تم نے پھر یہ ڈرامہ لگالیا ہے پتا بھی ہے اسکا ہیرو کتنا زہر لگتا ہے مجھے گندی آنکھوں والا ہنہہ ہارون اس کے ہاتھ میں پکڑے باؤل سے چپس اٹھاتے بولا تھا

خیر تم سے تو زیادہ ہی پیارا ہے

کہاں میری گرے آنکھیں کہاں یہ بھینگا کمال کرتی ہو ہالے تم بھی

اسکا رنگ تو دیکھو تم کتنا صاف ہے سکن کتنی فیئر ہے اتنی کلئیر سکن تو لڑکیوں کی بھی نہیں ہوتی وہ ٹی وی پہ نظریں جماتے بولی تھی

یا اللہ اب یہ دن بھی دیکھنے کو رہ گیا تھا تم نے مجھے میرے سانولے رنگ کا طعنہ دیا ہے میں تمھیں sue کروں گا تم یہاں racism پھیلا رہی ہو وہ گویا دہائی دیتے ہوئے بولا تھا

اللہ اللہ ہارون توں چپ کر کہ باہسین یا میں تیکوں چاتے باہر سٹاں میڈ ادماغ خراب کرینده پیاہیں (اللہ اللہ ہارون تم چپ کر کے بیٹھوگے یا تمھیں اٹھا کر باہر پھینکوں دماغ خراب کر رہے ہو)

کتنی بار میں نے تمھیں کہا ہے یہ عربی میرے سامنے مت بولا کرو مجھے نہیں سمجھ آتی

ویسے میرا قد پانچ فٹ چار انچ ہے حسن کی سنجیدہ سی آواز پہ ہالے اور ہارون نے اچھنبے سے اسکو دیکھا تھا

تو؟ ہالے کے ابرو تفکر سے سکڑے تھے

اور میرا وزن پچاس کلو ہے وہ کشن گود میں رکھے آلتی پالتی مارے بیٹھا اب بھی سنجیدہ ہی تھا

اب کہ ہالے کا دماغ گھوما تھا

تو کیا کروں گینڈے؟ سر پہ اٹھالوں تمھیں یا کوئی تمغہ دوں کہنا کیا چاہ رہے ہو؟

پہلی بات یہ کہ میں گینڈہ نہیں ہوں دوسری بات یہ کہ اتنے وزن اور اتنے قد کے ساتھ میں بیٹھا ہوا آپ کو نظر نہیں آرہا جو آپ دونوں بول بول کر میرا ڈرامہ spoil کر رہے ہیں تیسری بات یہ کہ یہ ہیروئن میری فیورٹ ہے میں خود کو اس کی آنکھوں میں ڈوبتا محسوس کرتا ہوں اور چوتھی بات یہ کہ آپ دونوں انگلی سے باری باری دونوں کی جانب اشارہ کیا تھا ہمارا آئی کونٹیکٹ نہیں ہونے دے رہے وہ کہہ کر بیٹھا نہیں تھا فوراً صوفے سے اتر کر باہر بھاگا تھا

ابھی میں تمھیں ڈبوتی ہوں کراچی کے سمندر میں تمہاری یہ مجال کہ تم کسی لڑکی کے بارے میں سوچو آئی کنٹیکٹ کرے گا ہاں ؟بہن کے سامنے نا محرم لڑکی کی تعریف کرے گا ہاں ؟ وہ جارحانا تیور لئے اسکی جانب بھاگی تھی

ہالے ادھر آؤ یار دفع کرو اسکو بات کرنی ہے تم سے ہارون نے پیچھے سے پکارا تھا

میں اسکو چھوڑوں گی نہیں یہ بہت بگڑ رہا ہے

وہ تمھیں تنگ کر رہا ہے ورنہ یہ ہیروئن تو خود اپنے سگے باپ کو اچھی نہیں لگتی ہو گی حسن تو پھر دور کی بات ہے

ہالے ہنس پڑی تھی

بدتمیز ایسا نہیں کہتے کسی لڑکی کو وہ واپس اپنی جگہ پہ آ کے بیٹھتے ہوئے بولی تھی

ہاں تو تم اسکا accent تو دیکھو بالکل فیک لگ رہا ہے

اچھا اچھا چھوڑو دفع کرو تم نے کیا بات کرنی تھی ؟وہ مکمل اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی

اس دن سفیر اتنے غصے میں کیوں تھا؟وہ سیدھا مدعے پہ آیا تھا

ہالے نے ایک گہری سانس بھری تھی

انکو لگتا ہے کہ اس دن ممانی جان کے آنے کا مجھے پتہ تھا اور وہ میری مرضی سے آ رہی تھیں اور یہ سب ان کو چچی نے بتایا تھا

تو تم نے کیا کہا؟وہ اپنی گہری آنکھوں کو ہالے پہ مرکوز کئے پوچھ رہا تھا

ظاہر ہے سچ بتایا میں واقعی نہیں جانتی تھی

اس نے یقین کیا؟

مجھے نہیں لگتا کہ انکو یقین آیا میری بات کا میں چہرہ پڑھ لیتی ہوں انکی آنکھوں میں یقین نہیں تھا انھوں نے بس سن لی بات مانی نہیں

ایک بات کہوں ہالے کانوں کا کچا مرد محبت کر تو سکتا ہے لیکن نبھا نہیں سکتا ایسے مرد کے ساتھ ہر دن ایک آزمائش ہوتا ہے تمھیں یقین ہے تم اسکے ساتھ خوش رہ لو گی؟ اسکے لہجے میں کوئی رقابت کوئی جلن نہیں تھا اسکا لہجہ سادہ تھا مخلص تھا

پلیز اب تم شروع مت ہو جانا ویسے کیا کم مسلے ہیں جو تم مزید بڑھا رہے ہو میں ان کے ساتھ رہ لوں گی یہ میری چوائس ہے

جیسا تم بہتر سمجھو میں پھر بھی یہی کہوں گا سوچ لو ایک بار

اچھا تم یہ سب چھوڑو مجھے یہ بتاؤ اس بار میرے برتھڈے پہ کیا دے رہے ہو ایک ہفتہ ہی رہ گیا ہے بس ڈھیر ساری دعائیں اور بھلا کیا دے سکتا ہوں میں؟ وہ چہرے پہ مسکینیت طاری کر تا بول رہا تھا

مجھے تو ہیرا چاہیے بلکہ چلو ابھی چل کر خرید کر آتے ہیں لنچ بھی باہر کریں گے میں بور ہو رہی ہوں وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی

ہیرے پیسوں سے آتے ہیں اس وقت میں کنگال ہو گیا ہوں مس ہالے سلطان مجھے بیچ آؤ پھر لے لینا ہیرے جواہرات

اللہ اللہ اب تم اٹھ رہے ہو یا میں جاؤں اکیلی؟

چینج تو کر کے آجاؤ چلتے ہیں وہ صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا

اس میں کیا برائی ہے اچھی خاصی تو لگ رہی ہوں وہ اپنے گلابی ٹراؤزر شرٹ کی شکنیں درست کرتی بولی تھی

خاموشی سے جاؤ اور چینج کر کے آؤ اور ایک بات اور کوئی ایسا جوڑا پہنو جس کا دوپٹہ کم از کم چار گز کا ہو چلو اب چلتی پھرتی نظر آؤ مجھے وہ اس کو تپانے کو بولا تھا

کہیں جا رہے ہو تم دونوں؟ لاؤنج کے دہانے پہ کھڑے سفیر کی آواز پہ ہالے نے مڑ کر دیکھا تھا جبکہ ہارون نے نگاہیں ٹی وی پہ جمالی تھیں آنکھوں کی شوخی غائب ہو چکی تھی مسکراہٹ کی جگہ اب لب بھینچ رکھے تھے

جی ہم شاپنگ کرنے جا رہے ہیں حسن بھی ساتھ جائے گا اور بجو بھی آپ آنا چاہیں گے ؟

سفیر کو آفس جانا ہو گا ہالے وہ مصروف سا بندہ ہے تم جاؤ چینج کر کے آؤ ہم لیٹ ہو رہے ہیں اس نے اب بھی اس طرف نہیں دیکھا تھا یا شاید وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا

شیور کیوں نہیں ویسے بھی آج سنڈے ہے آفس کی چھٹی ہے میں چینج کر کے آتا ہوں تم میرے ساتھ چلنا ہالے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا

ہالے بھی تیار ہونے چلی گئی ابھی اس کو مہرماہ کو بھی راضی کرنا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

معراج سلطان کو آفس سے آئے کافی دیر ہو چکی تھی لیکن حسینہ بیگم انکو کہیں نظر نہیں آئی تھیں انہوں نے ملازمہ کو کہہ کر انہیں بلوایا تھا اور اب ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اسی وقت وہ کمرے میں داخل ہوئیں وہ تھکی تھکی سی تھیں بجھی بجھی معراج نے انکو فکر مندی سے دیکھا تھا

آپ کب آئے؟پانی لاؤں آپ کے لئے؟انہوں نے کھڑے کھڑے پوچھا تھا معراج خاموشی سے انکو دیکھتے رہے کچھ بولے نہیں

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے آپ بیٹھیں بات کرنی ہے ہمیں وہ انکو کندھوں سے پکڑ کر سوفے پہ بٹھاتے بولے تھے

کیا بات کرنی ہے؟ صبح جو بات ہوئی وہ کیا کم تھی جو اب مزید بات کریں گے ہم؟وہ تلخ لہجے میں بولی تھیں

کیا ہوا ہے صبح بابا نے مجھ سے سفیر اور ہالے کے رشتے کی بات کی اور میں نے ہاں کہہ دی اس میں ایسی بھی کیا غلط بات ہے؟ظاہر ہے ہم نے ہالے کی شادی کرنی تو ہے ناں

اور مہر ماہ اسکا کیا؟وہ پسند کرتی ہے سفیر کو یہ رشتہ اسکا حق تھا آپ میری بیٹی کا حق کسی اور کو نہیں دے سکتے میں یہ نہیں ہونے دوں گی آپ کو بابا سے بات کرنی ہو گی اور اس رشتے سے انکار کرنا ہو گا معراج ورنہ ہم دونوں میں دوریاں آجائیں گی

کیا ہم دونوں میں دوریاں نہیں ہیں؟ہم کئی کئی دن ایک دوسرے سے کام کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرتے آپ مجھے وقت نہیں دیتیں میری خدمت تو دور کی بات ہے آپ میری بنیادی ضرورتیں تک بھول گئی ہیں ہم

دونوں میں ویسے بھی بہت فاصلے ہیں اگر آپ بڑھانا چاہتی ہیں تو موسٹ ویلکم وہ ایسے ٹھنڈے لہجے میں بولے تھے کہ حسینہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہوئی تھی رہی بات پسند کی تو ہزاروں لڑکیاں ہیں جو سفیر کو پسند کرتی ہیں تو کیا ایک ایک سے شادی کرنے لگ جائے گا وہ ؟میری بیٹی کسی کا حق نہیں چھین رہی سفیر اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اگر سفیر مہر کو پسند کرتا ہوتا تو میں اپنی بیٹی کو ان دونوں کے بیچ سے ہٹا لیتا اور میری بیٹی اتنی باوقار ضرور ہے کہ وہ ہٹ بھی جاتی وہ آپ کی بھی بیٹی ہے آپ کو خوش ہونا چاہیئے اسکی خوشی میں آپ کیوں ایک بے جا ضد پہ اڑی ہیں وہ جیسے تھک کر بولے تھے

میں کچھ نہیں جانتی معراج ہالے کی شادی ہارون سے بھی ہو سکتی ہے لیکن مہر اسکے لئے میں کہیں اور کا سوچ بھی نہیں سکتی میں یہ رشتہ نہیں ہونے دوں گی آپ لکھ لیں میری بات میری بیٹی کا حق نہیں مار سکتے آپ وہ آنکھوں میں آنسو بھر کر بولی تھیں یہ انکا آخری حربہ تھا معراج انکی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے وہ انکی محبوب بیوی تھیں

معراج نے کوئی جواب نہیں دیا تھاوہ خاموشی سے کمرے کی کھڑکی میں جاکر کھڑے ہوگئے تھے انکی نظریں باہر لان میں بیٹھے ہالے اور حسن پہ جمی تھیں کافی دیر بعد جب وہ بولے تو انکی آواز سنجیدہ تھی

آپ مجھ سے عمر میں پانچ سال بڑی تھیں طلاق یافتہ تھیں لیکن میں نے پھر بھی آپ سے شادی کی اور آپ کا ماضی سوائے بابا کے کسی کو نہیں بتایا شادی کے دس سال تک ہماری اولاد نہیں ہوئی میں نے آپ کو طعنہ تو دور ایک ایسالفظ بھی نہیں کہا جس سے آپ کی دل آزاری ہو میں آپ کے سابق شوہر کے بیٹے کو آج تک فائیننشلی سپورٹ کرتا ہوں انیس سال بیگم انیس سال سے آپ مجھ سے غافل ہیں میں بیمار ہوں ٹھیک ہوں مر رہا ہوں جی رہا ہوں آپ کو کچھ پتا نہیں ہوتا لیکن مہر اس نے کیا کھایا کیا پیا یہاں تک کہ اس نے آج دن میں کتنے الفاظ بولے ہیں آپ کو سب یاد ہوتا ہے آپ کی نمازیں آپ کے نوافل ہر گزرتے دن کے ساتھ لمبے ہوتے جارہے

ہیں لیکن مجھ سے بات کرنے کو آپ کے پاس چند منٹ نہیں ہوتے وہ بچی مہروہ آپکی بیٹی نہیں رہی وہ آپ کا جنون بن چکی ہے اور جنون سے جتنی جلدی جان چھڑوائی جائے اتنا ہی اچھا ہوتا ہے میں نے آپ کے سارے حقوق ادا کئے ہیں اب وقت آ گیا ہے کہ آپ میرے حقوق کا حساب دیں آپ سے محبت کے سارے حق ادا کئے ہیں اب بیٹی کی باری ہے میں جتنی محبت آپ سے کرتا ہوں اس سے ہزار گنا زیادہ اپنی بیٹی سے کرتا ہوں میری ایک بات یاد رکھیں اگر ہالے اور سفیر کا رشتہ آپ کی وجہ ٹوٹا تو اس گھر میں ایک اور رشتہ بھی ٹوٹے گا آپ کا اور میرا رشتہ انکا لہجہ برف کی طرح ٹھنڈہ تھا حسینہ نے بے یقینی سے ان کو دیکھا تھا آپ مجھے چھوڑ دیں گے مجھے وہ اپنے سینے پہ انگلی سے دستک دیتی پوچھ رہی تھیں آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں میں وہی ہوں جس سے شادی کرنے کو آپ نے چھ سال میرے ابا کے در کے چکر لگائے تھے کتنے وعدے کتنے عہد کئے تھے آپ نے آج اس دن کے لئے ؟انکے آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے انکے لہجے میں دکھ تھا معراج کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے تھے اور انکے دونوں ہاتھ تھام لئے تھے حسینہ نے ہاتھ چھڑوانا چاہا لیکن معراج نے گرفت مضبوط کر دی

میں نہیں جانتا کونسا گلٹ آپ کو کھا رہا ہے کونسا راز آپ کو کھوکھلا کر رہا ہے کیا چیز آپ کے دل کا خون چوس رہی ہے میں نہیں جانتا لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ کچھ راز کھول دینے چاہئے کچھ گلٹس کو نوچ کر باہر پھینکنا چاہیے کچھ باتوں کو کہہ کر دل ہلکا کر لینا چاہیے سہی وقت پہ قابل اعتبار لوگوں کے ساتھ میں آپ کا سہی وقت ہوں مجھ پہ اعتبار کر کے دیکھیں ایک بار میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں آپ کو مایوسی نہیں ہوگی انکے لہجے میں مان تھا یقین

دہائی تھی حسینہ کے جی میں آیا کہ سب کچھ کہہ دیں سب بتا دیں لیکن پھر ایک آواز انکے کان کے پردوں پہ لہر آئی تھی

کوئی بھی آپ کا خلوص نہیں سمجھے گا کوئی بھی آپ کا یقین نہیں کرے گا کوئی بھی کوئی بھی انکے کانوں میں مسلسل یہی تکرار چلتی رہی اور پھر بلاخر

مجھے جانے دیں مہر کو بخار ہے میں آج رات اس کے پاس رہوں گی وہ سپاٹ سے لہجے میں بولتی نرمی سے اپنے ہاتھ چھڑاتی کمرے سے نکل گئی تھیں

معراج صاحب نے افسوس سے ان کو جاتے دیکھا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

چھوٹے سے لان والا گھر اب اداس نہیں تھا اجڑی ہوئی گھاس کو گویا نئی زندگی ملی تھی عمر اپنی چھوٹی سی سائیکل پہ یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا نفیسہ کو پاکستان واپس آئے دو مہینے بیت چکے تھے انکا سارا دن مصروف گزرتا گو کہ وہ اب لاء کی پریکٹس نہیں کر سکتی تھیں لیکن پھر بھی وہ گھر سے تیار ہو کر روزانہ اسی وقت نکلتیں جیسے پہلے نکلتی تھیں ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا آج وہ گھر پہ تھیں اور انہوں نے زری کو بھی اپنے گھر پہ بلا رکھا تھا چھوٹی سی گول میز پہ کھانے کے برتن اب بھی رکھے تھے جنہیں زری اٹھا اٹھا کر کچن میں رکھ رہی تھیں جبکہ نفیسہ خاموشی سے انکو دیکھ رہی تھیں

زری تمہارا اور میرا کیا تعلق ہے ؟نفیسہ کے اچانک سوال پہ زری نے اچھنبے سے انکو دیکھا تھا

کیا مطلب ہے اس بات کا؟ ہم دونوں بچپن کی دوست ہیں اور میں تمہارے کزن کی بیوی بھی ہوں

دوست کون ہوتا ہے؟ انکا لہجہ سنجیدہ تھا زری کو کچھ گربڑ کا احساس ہوا ان کے برتن اٹھاتے ہاتھ تھمے تھے وہ نفیسہ کے ساتھ رکھی کرسی کو کھینچ کر اس پہ بیٹھ گئی تھیں

کیا کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو؟

دوست وہ ہوتا ہے جو آپ کے اچھے برے میں آپ کا ساتھ دے آپ کو سپورٹ کرے آپ سے وفادار رہے جس کے ساتھ آپ اگر دن کے دس منٹ بھی گزاریں تو اپنے دل کو خوش محسوس کریں جس سے آپ ہر بات بنا جھجک کہہ سکیں جو آپ کی آنکھوں میں دیکھ کر سمجھ جائے کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں جو آپ کے لہجے سے اندازہ لگا لے کے آپ کے ساتھ کوئی مسلہ ہے وہ بولنے پہ آئیں تو بولتی چلی گئیں

اور کیا ان سب میں سے کوئی ایک ایسا کام ہے جو میں نے ہماری دوستی میں نہ کیا ہو؟ انکا لہجہ سپاٹ تھا

نہیں نفیسہ آج کیا ہو گیا ہے تمھیں ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو میرا دل بیٹھا جا رہا ہے میں نے تم سے کبھی کوئی شکایت تو نہیں کی

تمھیں کیسے پتہ چلا کے میری گاڑی کو " بیکری " کے باہر آگ لگائی گئی تھی جبکہ نیوز میں ایسی کوئی بات نہیں آئی نیوز میں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ میری گاڑی کو آگ لگائی گئی ہے انہوں نے جگہ مینشن نہیں کی تھی انکا لہجہ سرد تھا برف جیسا سرد

زری کے مانو کاٹو تو لہو نہیں بدن میں بہت دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی تھیں

میں وہ دراصل تم نے۔۔۔۔۔۔زری نے بولنا چاہا لیکن وہ اسکی نہیں سن رہی تھیں

تمھیں کیسے پتہ چلا کہ میرے اکاؤنٹس فریز ہو چکے ہیں جبکہ میں نے تمھیں یہ بات نہیں بتائی اور نہ کسی نیوز چینل پہ یہ خبر نشر ہوئی ہے میں نے چیک کیا ہے

تم مجھے ایک موقع دو میں سب سمجھاتی ہوں تمھیں وہ باقاعدہ گھگھیا رہی تھیں

تمھیں کیسے پتہ چلا کہ عمر کو اسکول سے نکال دیا ہے جبکہ میں راوزانہ عمر کو یونیفارم پہنا کر تیار کر کے اپنے ساتھ لے جاتی تھی میں نے تو کسی کو اس بات کی بھنک تک نہیں پڑنے دی تھی تمھیں کیسے پتہ چلا زری مجھے بتاؤ وہ چبا چبا کر بول رہی تھیں انکی آنکھوں میں مان ٹوٹنے کا دکھ تھا

عمر کو دوائی تم دیتی تھی ناں ؟میں تو سارا سارا دن اسکی رپورٹس ہاتھوں میں لئے ایک ایک ہسپتال کا چکر لگاتی تھی میں نے تو عمر کو خدا کے بعد تمہارے آسرے چھوڑا تھا تم خدا کو کیا جواب دو گی زری ؟

میں مجبور تھی نفیسہ بلاخر وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھیں انہوں نے مجھے دھمکی دی تھی کہ وہ میرے بچوں کو مار دیں گے وہ میرے شوہر کو مار دیں گے میں ڈر گئی تھی

اور تم نے ان کے کہنے پہ میرے بیٹے کو ڈرگز دینی شروع کر دی کیا ہوتا اگر اس ڈرگ میں وہ لوگ زہر ملا دیتے ؟اپنے بچوں کو بچانے کے لئے میرے بچے کو قربان کر دیا تم نے ایک بار بھی یہ نہیں سوچا کہ اگر عمر کو کچھ ہو گیا تو نفیسہ کیا کریگی ؟

بس کر دو نفیسہ بس ہم دونوں ایک جیسے ہیں اگر میں نے اپنے بچوں اور شوہر کو بچانے کے لئے عمر کو ڈر گز دیں تو میں بری اور دھوکے باز ہو گئی اور جب تم نے اپنے لے پالک بیٹے کو بچانے کے لئے کیس چھوڑ دیا تو تم مجبور ہو ؟ہم دونوں غلط نہیں ہیں نفیسہ ہم دونوں بس مائیں ہیں مجھے میرے بچوں کی جان بچانی تھی اور تمھیں اپنے بیٹے کو بچانا تھا ہم دونوں اپنی اپنی جگہ پہ مجبور تھے ہمارے ہاتھ بندھے تھے اپنے سے جڑے رشتوں کو بچانے کے لئے ہم سب آوٹ آف دی وے جاتے ہیں میں نے بھی بس یہی کیا بس یہی میری وجہ سے عمر کو کچھ ہوا تو نہیں ناں وہ تو زندہ ہے تم نے تو ایک لڑکی کو مار دیا اسکا کوئی حساب ہے ؟اپنے گریبان میں بھی جھانکو اپنا اعمال نامہ بھی دیکھو

نفیسہ نے خاموشی سے انکی ساری تقریر سنی اور پھر اسی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں چند منٹ بعد جب وہ واپس آئیں تو انکے ہاتھ میں کاغذات کا ایک پلندہ تھا جسے انہوں نے زری کے سامنے ٹیبل پہ رکھ دیا اور خود اسی طرح کھڑی رہیں

میں نے کیس چھوڑا نہیں تھا دو مہینے بعد کی تاریخ لی تھی وہ لڑکی میری وجہ سے نہیں مری اسکو قتل کیا گیا ہے یہ ہاتھ سے ٹیبل پہ رکھے کاغذات کی جانب اشارہ کیا اس میں سب ثبوت ہیں تمھیں کیا لگا تھا دو مہینے سے میں یہاں جھک مار رہی ہوں ؟ نہیں زری میں اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہوں دو ماہ سے تن تنہا لڑ رہی ہوں میں اور یہ کاغذات کے پلندے سے ایک کاغذ نکال کر سامنے کیا تھا یہ تمھارے بینک اکاؤنٹ کی ڈیٹیل ہے پچھلے پانچ ماہ سے تمہارے اکاؤنٹ میں آٹھ لاکھ روپے ٹرانسفر ہوئے ہیں کہاں سے آئے یہ پیسے ؟تم کہتی ہو تم مجبور تھیں ؟کون

مجبوری میں کسی کی جان کا سودا کرتا ہے چلو مان لیا تمھیں پیسے لینے پڑے انہوں نے تمہارے سر پہ بندوق نہیں رکھی تھی کہ تمھیں لازمی وہ رقم خرچ کرنی ہے یہ تمہاری چوائس تھی تم نے میرے عمر کا سودا کیا اسکو بیچا تم نے تمھارے بچے اس اسکول میں جانے لگے ہیں جہاں عمر جاتا تھا میرے بچے کی قبر پہ اپنا محل تعمیر کرنے چلی تھیں تم ؟ان کے لہجے میں کوئی غصہ نہیں تھا نہ وہ چیخ رہی تھیں انکا لہجہ ٹھنڈہ تھا بے جان جذبات سے عاری اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ کتنے میں بیچا میرے عمر کا خون ؟انکی. آنکھوں میں زخمی سا تاثر تھا

زری کا رنگ سفید پڑ گیا تھا انکا سانس سینے میں اٹکنے لگا تھا

یہ میرے بچوں کی ضرورت تھی نفیسہ انہوں نے سر جھکائے بہتے آنسوں کے ساتھ اعتراف کیا تھا

نہیں زری یہ تمہارا حسد تھا تمہاری ضرورتیں بخوشی پوری ہو رہی تھیں تمھیں زیادہ کے لالچ نے دھوکہ سکھایا تمھیں بخت سے لڑائی نے جان لینا سکھایا وہ اس کو دیکھتے ہوئے افسوس سے کہہ رہی تھیں

مہنگا اسکول برینڈڈ چیزیں اچھا کھانا اچھے جوتے اور کپڑے کیا یہ سب صرف عمر کا حق تھا؟

یہ عمر کا "بخت" تھا تم بخت سے نہیں لڑ سکتی زری یہ واحد چیز ہے جو انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے تم حاسد ہو گئی ہو زری تمہارا حسد تمہارا شر یہ سب کچھ تباہ کر دے گا ختم کر دے گا میرے گھر سے نکل جاؤ میں کبھی تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی دم گھٹ رہا ہے میرا تمھیں کچھ دیر مزید برداشت کروں گی تو مر جاؤں گی

تم مجھے اپنے گھر سے نکالو گی میں تمہاری دوست ہوں نفیسہ ؟

نہیں میں تمھیں اپنے دل سے نکال رہی ہوں گھر سے نکالے ہوؤں کو واپس لے لیا جاتا ہے دل سے نکالے ہوؤں کو نہیں انکا لہجہ دوٹوک تھا

زری بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں اور نفیسہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے تھے میری بات سنو نفیسہ یہ سب ان لوگوں نے کیا ہے میں تمہاری دشمن نہیں ہوں مجھ سے بس غلطی ہو گئی میں آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گی مجھے معاف کر دو ہم فیملی ہیں یار وہ عمر تم اس بچے کے لئے مجھے چھوڑ دو گی؟ وہ جسکے بارے میں تم یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ جائز بھی ہے یا پھر کسی کا گناہ تم اس کے لئے اپنا واحد رشتہ کھو دو گی تم خود میں اتنی ہمّت رکھتی ہو کہ مجھے کھو سکو؟ میں چلی گئی تو کیا کرو گی؟ تم پاگل ہو جاؤ گی نفیسہ تمہارے پاس بات کرنے کو کوئی نہیں ہو گا راز رکھنے کو کوئی نہیں ہو گا تم دیوار سے سر ٹکراتی رہ جاؤ گی وہ بچہ وہ آسیب ہے نفیسہ اس سے جان چھڑواو وہ سب کھا جائے گا سب برباد کر دے گا ان کے لہجے میں تنفر تھا وہ جلدی جلدی بول رہی تھیں وو تمہاری ساکھ کھا گیا اس محلے لوگ اب تمہاری عزت نہیں کرتے یہ تمہارا کیریئر کھا گیا یہ تمہارا پیسہ کھا گیا یہ تمھیں بھی کھا جائے گا نفیسہ ایک دن یہ سب کچھ کھا جائے گا یہ تمھیں بے آسرا کر دے گا وہ ہزیانی انداز میں چیختی تیز تیز بولتی جا رہی تھیں نفیسہ دم سادھے انکو سنے جا رہی تھیں یکدم نفیسہ نے اپنے ہاتھ ان سے چھڑوائے تھے

اعوذ باالله من شیطان الرجیم

تمھارے اندر شیطان آگیاہے زری وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بامشکل بول پائی تھیں اور پھر زری کی کلائی پکڑے انکو گھسیٹتی ہوئی باہر کی طرف لے جارہی تھیں ساتھ ساتھ بلند آواز میں پڑھتی جاتیں

نفیسہ میری بات لکھ لو وہ تمھیں چھوڑ دے گا ساری دنیا چھین لے گا تم سے وہ چیخ رہی تھیں

اعوذباللہ من شیطان الرجیم

وہ تمھیں کہیں کا نہیں چھوڑے گا برباد کر دے گا اس دنیا میں اگر تمہارا کوئی ہے تو میں ہوں میں تمہاری اپنی ہوں زری جتنی بلند آواز میں کہتیں نفیسہ اس سے زیادہ بلند آواز میں دہراتی جاتیں

اعوذباللہ من شیطان الرجیم

مجھے چھوڑ دو گی تو کوئی تمہارا نہیں رہے گا کوئی تمہارا حال نہیں پوچھے گا کوئی تمھارے ساتھ نہیں کھڑا ہوگا تم اکیلی ہو جاؤ گی وہ آسیب ہے کھا جائے گا سب وہ گندہ خون ہے گندہ خون ہے وہ

اعوذباللہ من شیطان الرجیم

زری کیا کہہ رہی تھیں کیوں چیخ رہی تھیں عمران کے پیچھے کیوں بھاگ رہا تھا ان کو کچھ سمجھ نہی آرہا تھا انکو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا دروازے کے پاس پہنچ کے انہوں نے زری کو داروازے کے باہر کیا اور پھر کنڈی چڑھالی اور چند لمحوں تک اسی دروازے سے ٹیک لگائے لمبے لمبے سانس لیتی رہیں اور چند ہی لمحوں بعد بھاگتی ہوئی اندر گئیں عمر حیران سا انکو دیکھے جا رہا تھا تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئیں تو انکے ایک ہاتھ میں پانی کی ادھ بھری بالٹی تھی اور دوسرے ہاتھ میں ایک ٹیپ رکاڈر انہوں نے ٹیپ کے اندر

کیسٹ ڈالی اور پلے کا بٹن دبایا ٹیپ سے ایک بہت خوبصورت مردانہ تلاوت کی آواز ابھری گھر کا کونہ کونہ کان بن گیا ٹیپ سے نکلتی آواز لہراتی ہوئی نفیسہ کے کانوں میں پڑتی تھی وہ سر پہ دوپٹہ اوڑھے روتے ہوئے اس آواز کو سنے گئیں ٹیپ سے سورہ بقرہ کی تلاوت کی آواز آتی تھی

ترجمہ (بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں)

عمر انکے قریب آکر بیٹھ گیا تھا نفیسہ کے آنسو متواتر بہے جا رہے تھے

(اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پہ مہر لگا دی ہے اور انکی آنکھوں پہ گھٹاٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے)

اب وہ اٹھ کر ادھ بھری بالٹی میں سے پانی نکالتی چپس کے فرش پہ ڈالتی جاتیں اور ساتھ ساتھ روتی جاتیں پس منظر میں وہی مردانہ آواز گونج رہی تھی

(ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے انکی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا)

اب وہ ایک کپڑے سے فرش کو رگڑ رگڑ کر صاف کر رہی تھیں عمر اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور نفیسہ کے قریب چلا گیا

(اور جب ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے وہی فسادی ہیں لیکن ان کو شعور نہیں)

نفیسہ نے روتے روتے ہچکی لی تھی اور یہاں ٹیپ کی آواز بند ہو گئی تھی شاید اسکی چارجنگ ختم ہو گئی تھی نفیسہ دیوانہ وار فرش کو رگڑ رہی تھیں

اماں کیا کر رہی ہو آپ ؟ رو کیوں رہی ہو ؟ اور یہ فرش کیوں دھو رہی ہو اسکو چھوڑو ماسی بشری کر دے گی لوک آپ کے کپڑے خراب ہو رہے ہیں وہ کوفت زدہ سا لگتا تھا اور تھوڑا فکر مند بھی

بیٹے ہمارے گھر میں شیطان آ گیا تھا اس نے سارا گھر نا پاک کر دیا ہے اسکو صاف کرنا ہو گا مجھے یہ کرنا ہی ہو گا وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولی تھیں

ہاؤ ؟ شیطان گھر کے اندر کیسے آ سکتا ہے ؟ اور آپ نے خالہ کو کیوں نکالا ؟

شیطان آ سکتا ہے بیٹا وہ زری کے اندر آ گیا تھا تم نہیں جانتے میں جانتی ہوں وہ آیا تھا اس نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا ہے اس نے زری کے زریعے میرے دل میں وسوسہ ڈالا تھا وہ آیا تھا مجھے اس گھر کو پاک کرنا ہو گا اس دل کو پاک کرنا ہو گا اس کو جواب دے کر وہ ایک بار پھر اپنے کام میں جت گئی تھیں فرش پہ پانی گراتیں اور بلند آواز میں دہراتیں

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

عمر چند لمحے مشتبہ نظروں سے انکو دیکھتا رہا اور پھر اسنے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں پانی بھر بھر کر فرش پہ گرانا شروع کر دیا تھا

اب نہیں آسکتا وہ میں سارا گھر صاف کر دوں گا وہ پانی گراتا جاتا اور ماں کی طرح دہراتا جاتا

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

صبح کے بر عکس اس وقت موسم بہت خوشگوار سا تھا آسمان پہ ہلکے ہلکے کالے بادل تھے ہالے نے مہرماہ کو بڑی مشکلوں سے اپنے ساتھ آنے پہ راضی کیا تھا ہارون گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھا ہالے کا انتظار کر رہا تھا جبکہ سفیر ان دونوں کے ساتھ گھر سے نکلا تھا اس نے اپنے ڈرائیور کو چھٹی دے دی تھی ویسے بھی اسے جب بھی فیملی کے ساتھ کہیں جانا ہوتا تو وہ خود ہی ڈرائیو کرتا تھا

تم میرے ساتھ آؤ گی ناں؟ گیٹ کے باہر گاڑی کے قریب اس نے ہالے سے پوچھا تھا

نہیں میں ہارون کی گاڑی میں آؤں گی آپ اور آپی ساتھ آجائیں

اوکے نوار گومینٹس وہ ہاتھ اٹھاتے صلح جو انداز میں بولا تھا ہالے اور حسن ہارون کی گاڑی میں بیٹھے تھے جبکہ سفیر کے ساتھ بس مہرماہ تھی گاڑی میں تھوڑی دیر تک گمبھیر خاموشی رہی اور پھر سفیر نے خود ہی بات کا آغاز کیا تھا

تمھیں پتہ ہے مہر ہارون بیچارہ اپنی جگہ پہ سہی تھا وہ بالکل ٹھیک تھا اسکو مجھ سے انسکیورٹی ہی ہونی چاہیے تھی وہ محضوض سا بول رہا تھا

کیا مطلب ؟ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں وہ تھکی تھکی سی ساری دنیا سے بیزار سی

دیکھو جو مرد ہوتا ہے ناں وہ عورت کو سمجھے یا ناں لیکن دوسرے مرد کی نظر سمجھ جاتا ہے ہارون کو بھی میری نظر سمجھ آگئی تھی اس نے میری آنکھیں پڑھ لی تھیں اسکو میری آنکھوں میں ہالے کا عکس دکھتا تھا تب ہی تو وہ مجھ سے چڑھتا تھا اور ہالے کو مجھ سے دور رکھتا تھا لیکن دیکھو کیا ہوا وہ یہ نہیں کر پایا آخر میرے چارم سے کوئی کیسے بچ سکتا تھا پور ہارون چہ چہ چہ آخر میں اس نے ہلکا سا قہقہ لگایا تھا جیسے اپنی ہی بات کو انجوائے کیا ہو جبکہ مہر کا رنگ بجھ سا گیا تھا اسکے دل کو دھکا سا لگا تھا

آپ اس سے محبت کرتے ہیں ؟ اس نے پتہ نہیں کیوں اور کس دل سے یہ سوال پوچھا تھا

ظاہر ہے وہ خاندان کی سب سے حسین لڑکی ہے انٹیلیجنٹ ہے بولڈ ہے آوٹ سپوکن ہے اس سے کون محبت نہیں کرے گا ؟

اور ہالے کیا وہ بھی یہی جذبات رکھتی ہے آپ کے لئے آپ شیور ہیں ؟

سفیر سلطان کو کسی کی محبت کی ضرورت نہیں ہے وہ اگر مجھ سے محبت نہ بھی کرتی ہوتی تب بھی میں اسکو اپنا بنا لیتا تم خود سوچو مہر کیا ہے جو میرے پاس نہیں ہے پیسہ۔ مقام۔ عزت۔ پرسنیلٹی۔ پاور اسکو میرا ہونا ہی تھا کسی بھی طرح کچھ بھی کر کے میں اسکو اپنا ہی لیتا اور دیکھو وہ آخر کار وہ میری ہے کیوں کہ میں یہ چاہتا تھا اور بھلا کبھی یہ ہوا کہ جو چیز میں چاہوں وہ نہ ہو سکے اسکے لہجے میں فاتح ہونے کا غرور تھا وہ ہالے کی بات ایسے کر رہا تھا جیسے وہ کوئی ٹرافی ہو جس کو سفیر جیت کر لایا ہو

لیکن پھر کیوں آپ اس سے ہر بحث ہار جاتے ہیں ہر آرگیومنٹ ادھورا چھوڑ دیتے ہیں وہ جو کہہ دے آپ کے لئے حرف آخر ہو جاتا ہے ؟

کیوں کہ ہالے جیسی لڑکیاں اسی طرح قابو ہوتی ہیں بس ایک دفع ان کو یہ احساس دلا دو کہ سارے فیصلے تو انکی مرضی سے ہو رہے ہیں ساری باتیں تو انکی مانی جا رہی ہیں اور بس ذرا سی محبت بس ذرا سی محبت دکھا دو تو ہالے جیسی جزباتی لڑکیاں آپ کی جھولی میں آکر گرتی ہیں میں ایک بزنس مین ہوں مہر کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتا مجھے پتہ ہے کب کہاں کیا بولنا ہے کیا کرنا ہے دیکھنا ایک دن آئے گا جب ہالے مجھ سے آرگیو تو چھوڑو میری کسی بات سے اختلاف بھی نہیں کرے گی

اور آپ یہ بات مجھے کیوں بتا رہے ہیں میں سمجھ گئی ہوں آپ کو مجھ سے فیور چاہئے ہو گی ہے ناں ؟وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی

واہ یار تم تو بہت زہین ہو ظاہر ہے مجھے فیور چاہئے وہ کھل کر مسکرایا تھا

اور آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں آپکا کوئی کام کروں گی ؟اسکا انداز چیلنجنگ نہیں تھا اسکا لہجہ ہارا ہوا تھا شکستہ

اوکم آن یار میں جانتا ہوں تم مجھے انکار نہیں کر سکتیں

مہر نے گہری سانس بھری تھی البتہ کچھ کہا نہیں تھا

تم بس ممی سے یہ کہہ دو کہ تم مجھ سے شادی نہیں کرو گی تم کرنا ہی نہیں چاہتیں کر لو گی ناں ؟اس نے ایسے مان سے پوچھا تھا کہ مہر انکار کرنے کی جرات ہی نہیں کر سکی

وہ خاموشی سے کھڑکی سے باہر بھاگتی گاڑیاں دیکھنے لگی تھی ساتھ ان کو گنتی جاتی

ایک۔ دو۔ تین

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

سفیر کی گاڑی کے برعکس ہارون کی گاڑی کے اندر کا کاماحول خوشگوار تھامیوزک ہلکی پھلکی باتیں ایک دوسرے پہ جملے کسنا

یہ صبح صبح تمھارے داداجان نے کیوں عدالت لگوارکھی تھی گھر کے سب بڑے ان کے کمرے میں جمع تھے فروا چچی کو بھی میں نے وہیں سے نکلتے دیکھا تھاکافی غصے میں تھیں اور پھپھو جان بھی اداس تھیں ہارون نے میوزک کی آواز کم کرتے ہوئے ہالے سے پوچھا تھا

ہالے نے ایک نظر پچھلی سیٹ پہ بیٹھے حسن کو دیکھا تھا اور کوئی جواب نہیں دیا ہارون سمجھ گیا تھا تب ہی حسن کو مخاطب کرتا بولا تھا

حسن میری بات سنو تمہاری بہن کارشتہ طے ہونے والا ہے اور مجھے یہی لگتا ہے کہ صبح یہ گول میز کانفرنس اسی لئے لگی تھی ہالے اب بتاؤ مجھے ساری بات کیا چل رہا ہے حسن کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا لیکن ہارون اس کو نظر انداز کیئے گیا

مجھے نہیں پتہ میں نے بجو سے پوچھا تھا انھوں نے تو یہی بتایا ہے کہ بس شمس چچا اور چچی کو بلایا تھا بابا سے تو کل رات ہی کچھ بات کی تھی داداجان نے اب وہ بات کیا ہے یہ مجھے نہیں پتہ اس نے تفصیل سے جواب دیا تھا

یہ چل کیا رہا ہے کوئی مجھے کچھ بتائے گا ؟میں تمہارا بھائی ہوں تمہارا وارث میرے بغیر کوئی کیسے تمھارے رشتے کی بات کر سکتا ہے ؟اور ہارون بھائی آپ کب لائے رشتہ ؟میں کہاں تھا ؟وہ حیران سا سوال پہ سوال کیئے گیا

میر اپیارا بھائی ہالے کو اس پہ پیار آیا تھا کتنی فکر ہے ناں تمھیں میری میں ایویں تم سے اتنا لڑتی رہتی ہوں اب پکّا تمھیں کبھی تنگ نہیں کروں گی کتنا اچھا ہے ناں میر ابھائی ہارون سے تائید چاہی تھی

میں رشتہ نہیں لایا سفیر اور ہالے کی بات ہو رہی ہے وہ سنجیدہ سا بولا تھا(ان دونوں کا نام ساتھ لیتے دل ایک ہزار بار ٹوٹا تھا)

کیاااااوہ چلایا تھا نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے میں یہ ہونے ہی نہیں دوں گا تم سفیر بھائی سے شادی نہیں کر سکتیں میں کرنے ہی نہیں دوں گا

کیوں نہیں کر سکتی بتانا پسند کروگے گینڈرے ؟وہ تپ کے بولی تھی

تم ہارون بھائی سے شادی کر واور رخصت ہو جاؤ سلطان منزل سے آئی سمجھ وہ دوٹوک لہجے میں بولا تھا ہارون نے مسکراہٹ دبآئی تھی جبکہ ہالے کو تو آگ ہی لگ گئی تھی

میں نے ابھی جو تا اتارنا ہے اور تمھارے سر پہ مارنا ہے تمھیں آخر تکلیف کیا ہے میری اور سفیر کی شادی سے تکلیف ہی تو ہے آدھی زندگی تو تم میرے سر پہ مسلط رہی ہو اب سفیر بھائی سے شادی کر کے تو تم سلطان منزل کی ملکہ ہی بن جاؤ گی اور میں میری نہ پہلے کوئی عزت تھی نہ اب ہو گی کیا کیا نہیں سوچا تھا میں نے کہ تم ہارون

بھائی سے شادی کر کے چلی جاؤ گی اور میں سلطان منزل کا بے تاج بادشاہ بنوں گا لیکن نہیں تم سے کہاں برداشت ہو گی میری حکومت بھئی میں نہیں جانتا کچھ تم اس رشتے سے انکار کر دو

بادشاہ تو تم پھر بھی نہیں بن سکتے سفیر تم سے بڑا ہے اسی کی حکومت ہو گی سلطان منزل پر وہ اسکو تپانے کو بولی تھی

ہاں ٹھیک ہے وزیر ہی بن جاتا میں مجھے وہ بھی قبول تھا وہ منہ بسور کر بولا تھا

بکومت حسن غلام چلتی گاڑی سے دھکا دے دوں گی تمھیں اب آواز نہ آئے تمہاری ہاں ہارون تم کیا بتا رہے تھے وہ اسکو ڈپٹ کر ہارون کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جبکہ حسن بے بسی سے اسکو دیکھ کر رہ گیا تھا

اسکے تو سارے خواب ہی ٹوٹ گئے تھے

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ پانچوں شہر کی ایک بہت مہنگی ڈائمنڈ شاپ میں موجود تھے حسن خاموشی سے ایک سنگل صوفے پہ بیٹھا تھا مہر بھی اس کے ساتھ والے صوفے پہ مغموم سی بیٹھی تھی ہالے کاؤنٹر کے سامنے کھڑی اپنے لئے کچھ پسند کر رہی تھی ہارون اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا جبکہ سفیر ان سے ذرا فاصلے پہ ایک کال سننے ٹھہر گیا تھا ہارون نے ہالے ایک انگوٹھی پسند کر لی تھی وہ ہالے کی ہر بر تھڈے پہ انگوٹھی ہی گفٹ کرتا تھا ہالے نے بھی اپنے لئے ایک بریسلیٹ نکلوایا تھا وہی بریسلیٹ مہر کو دکھانے دکھانے وہ سامنے رکھے صوفوں کی جانب بڑھ گئی تب ہی سفیر ہارون کے ساتھ آ کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی انگوٹھی اچک لی ہارون نے اسکو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا

یہ رنگ میں نے پسند کی ہے ہالے کے لئے تم کچھ اور دیکھو سفیر وہ ناگواری سے بولا تھا

اب یہ مجھے پسند ہے وہ انگوٹھی کو تنقیدی نظروں سے دیکھتا بول رہا تھا ویسے بھی جب لڑکی ہی تمھاری نہیں رہی تو اس رنگ کا کیا کروگے ؟ایک اور بات ہالے کو رنگ دینے کا اختیار بس میرا ہے اب تمھیں چاہئے کہ کچھ اور دیکھ لو یار ویسے ایک بات ہے تم سے چیزیں چھیننا پتہ نہیں کیوں مجھے اتنا پسند ہے وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بول رہا تھا جبکہ اسکی آنکھوں میں واضح طنز تھا

یہ رنگ خاموشی سے مجھے واپس کر دو سفیر ورنہ اچھا نہیں ہو گا

اوہ کیا کر لوگے تم ؟

تمھیں پتا ہے سفیر میں پاگل ہوں یہ بات آدھا شہر جانتا ہے اور اگر تمھیں یقین نہیں تو پھر میں کروں گا یہ کہ وہ جو سامنے ان ڈور پلانٹس کے بڑے بڑے گملے ہیں ناں انگلی سے گملوں کی جانب اشارہ کیا تھا یہ گملے اٹھا کر تمہارے سر پہ دے ماروں گا اور اگر پھر بھی مجھے سکون نہیں ملا تو میں اس شاپ کی ہر دیوار میں تمہارا سر ماروں گا اور پتہ ہے کوئی مجھے کچھ نہیں کہے گا بتاؤں کیوں ؟اسلیے نہیں کہ میرا باپ سرکاری عہدیدار ہے بلکہ اس لئے وہ اسکے کان کے پاس جھکا تھا کیوں کہ میں پاگل ہوں وہ چبا چبا کر بولا تھا

پھر ہتھیلی کھول کر اس کے سامنے کی تھی ساتھ کن اکھیوں سے اشارہ کیا تھا

رنگ واپس کرو

سفیر آنکھوں میں خون لئے اسکو دیکھتا رہا اور پھر رنگ اٹھا کے اسکی ہتھیلی پہ دے ماری تھی

ایک بات بتاؤں سفیر تم چاہے کچھ بھی کہہ لو لیکن میں جانتا ہوں تم ہالے سے محبت نہیں کرتے یہ فیلنگز کچھ بھی ہو سکتی ہیں اٹریکشن ۔ کرش برتری کی خواہش کچھ بھی لیکن محبت نہیں وہ خاندان کی سب سے حسین لڑکی ہے سٹرانگ ۔ سٹریٹ فارورڈ۔ وہ بات کرنے کا فن جانتی ہے وہ بات منوانا جانتی ہے وہ کسی بھی مرد کو زیر کر سکتی ہے وہ عام نہیں ہے اسلیئے بس اسلیئے تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو کیونکہ تمھیں شروع سے ہر بہترین چیز کو اپنا بنانے کی عادت ہے وہ چبا چبا کر کہہ رہا تھا

واہ یار تم تو جینئیس ہو ٹو بی ااونسٹ محبت کیا ہوتی ہے مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ مجھے سب کچھ پلیٹ میں رکھا ہوا ملا ہے پیار پیسہ مقام اور اب ہالے وہ بھی مجھے مل جائے گی ہارون کیا ایسی کوئی چیز ہے جسکی میں نے خواہش کی ہو اور مجھے نہ ملی ہو ؟وہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا آئی لائک ہر اور مجھے لگتا ہے یہ بہت ہے محبت کے چکر میں بے وقوف لوگ پڑتے ہیں تم جیسے پاگل میں ویسا نہیں ہوں میں ہر کام سوچ سمجھ کر کرتا ہوں ہالے کو میں نے ہر زاویے سے دیکھا ہے وہ پرفیکٹ ہے اور ہر پرفیکٹ چیز پہ سفیر سلطان کا حق ہے

اور اگر میں یہ بات ہالے کو بتا دوں تو؟

میں تو ڈر گیا دیکھو میں کانپ رہا ہوں وہ جیسے محضوض ہوا تھا وہ اس وقت میری محبت میں گرفتار ہے ہارون تم کیا عرش سے فرشتے بھی اگر اتر کر میرے بارے میں کچھ کہیں گے تو ہالے یقین نہیں کرے میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں ہارون میں نے اس کو قابو کر رکھا ہے ایسے کہ اسکو لگتا ہے اسکی مرضی چل رہی ہے حالانکہ وہ میرا حکم مانتی ہے لوگ کسی کے دماغ سے کھیلتے ہیں میں نے ہالے کا دل قابو کر رکھا ہے میں اس کے دل کا حکمران

ہوں اور عورت اپنے دل کے حکمران کے بارے میں کسی سنی سنائی پہ یقین نہیں کرتی اپنے من پسند مرد کے گناہوں پہ وہ کبوتر کی طرح آنکھیں میچ لیتی ہے اس کے عیوب ایسے چھپا لیتی ہے کہ فرشتوں کو بھی پتہ نہ چلے میں نے چار سال انگلیوں پہ گنوایا تھا چار سال اسکو وہی دکھایا ہے جو وہ دیکھنا چاہتی تھی اسکو وہی سنایا جو وہ سننا چاہتی تھی اور اب نہ وہ کسی کی سنے گی نہ کسی کی دکھائی ہوئی چیز حقیقت مانے گی وہ دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بول رہا تھا

ہارون نے جواب میں کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ

تب ہی انہوں نے ہالے کو اپنی جانب آتے دیکھا ہارون نے فوراً خود کو کمپوز کر لیا تھا

تم نے یہ رنگ پسند کی ہے کیا ہارون؟ وہ اسکے ہاتھ میں موجود انگوٹھی کو دیکھتی پوچھ رہی تھی

ہاں کی تھی لیکن ابھی اس پہ گند لگ گیا ہے اس لئے یہ نہیں لیں گے ہم کچھ اور دیکھ لیتے ہیں اوکے؟ سفیر کا تو مانو خون ہی کھول گیا تھا جبکہ ہالے نے محض سر ہلایا تھا

وہاں سے نکلنے کے بعد وہ سب مال گئے تھے کافی دیر کی خواری کے بعد حسن اور ہارون کی شاپنگ مکمل ہو گئی تھی مہر نے کچھ نہیں خریدا تھا کیوں کہ ہالے نے جو کچھ اپنے لئے لیا تھا وہی سیم اسکے لئے بھی لیا تھا سفیر کو ہر دو منٹ بعد کوئی نہ کوئی کال آجاتی تھی جسکی وجہ سے اس نے ابھی اپنے لئے کچھ نہیں خریدا تھا وہ ابھی بھی کال سن کر آیا تھا حسن تو مہر کو لے کر فوڈ کورٹ چلا گیا تھا اس سے بھوک نہیں برداشت ہوتی تھی ہالے ہارون اور سفیر وہ تینوں اب ساتھ ساتھ چل رہے تھے ایسے کہ ہارون بیچ میں تھا ہالے اور سفیر اسکی دائیں اور بائیں طرف

ہارون یار ایک بات تو سنو سفیر ایک دکان کے سامنے رک گیا تھا تو ہارون اور ہالے کو بھی رکنا پڑا

بولو؟ وہ اکھڑا اکھڑا سا تھا

یار تم تو جانتے ہی ہو ہم دونوں کی شادی ہونے والی ہے وہ ہالے کو دیکھتے مسکراتے ہوئے بول رہا تھا تو شادی سے پہلے کا جو ٹائم ہوتا ہے یو نو گولڈن ٹائم ہم لوگوں کو وہ سپینٹ کرنا چاہئے تمھیں نہیں لگتا کہ ہمیں ذرا اکیلے میں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ شاپنگ کر لینی چاہئے وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے وہ اور ہارون بچپن کے دوست ہوں

شیور میں فوڈ کورٹ میں بیٹھا ہوں ہالے تم فری ہو کر آجانا اوکے؟ اپنا فون آن رکھنا اور یہ مجھے دے دو اس نے ہالے کے ہاتھ سے وہ واحد شاپنگ بیگ بھی لے لیا تھا جس میں ہارون کا گفٹ تھا اور آگے بڑھ گیا تھا

آپ کو ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا مجھے اچھا نہیں لگا ہم دونوں اس کے ساتھ بھی وہی باتیں کریں گے جو کہ اکیلے میں

یار پلیز اب میرا موڈ سپوائل مت کرو چلو آؤ تمھیں کچھ خرید کر دیتا ہوں وہ اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا تھا ہالے خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی تھی کچھ ہی دیر میں اسکا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا

سفیر یہ دیکھیں کتنا پیارا ہے ناں؟ وہ گلابی رنگ کا ایک کامدار جوڑا سفیر کو دکھاتے ہوئے کہہ رہی تھی

انکے پیچھے ایک سیاہ آنکھوں والا دراز قد نوجوان بھی کھڑا تھا اس نے سر پہ پی کیپ پہن رکھی تھی سفیر کو دیکھ کر اسکی آنکھیں مشتبہ انداز میں سکڑی تھیں

ہاں ٹھیک ہے لیکن اتنا بھی اچھا نہیں ہے ویسے بھی تم پنک کلر بہت پہنتی ہو کچھ دفرنٹ ٹرآئے کرو یار لائف میں چینجز ضروری ہوتے ہیں ایک ہی جگہ اسٹک ہو جانا اچھا نہیں ہوتا وہ عام سے لہجے میں بول رہا تھا ہالے کا رنگ البتہ پھیکا پڑا تھا اسی وقت سفیر کا موبائل ایک بار پھر بجا تھا اور وہ معذرت کرتا دکان سے باہر نکل گیا تھا ہالے بھی آگے بڑھ گئی تھی اسکا موڈ خراب ہو گیا تھا

اس سیاہ آنکھوں والے نوجوان نے اشارے سے سیلز مین کو اپنی جانب بلایا تھا اور وہی گلابی جوڑا پیک کرنے کو کہا تھا

ہالے اب سامنے والے دکان میں داخل ہو گئی تھی اور بے دلی سے ڈریسز الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی جب اس کو اپنے عقب سے ایک شناسا سی آواز سنائی دی

میں نے کہا تھا ناں ہم پھر ملیں گے اسکی آنکھوں میں چمک تھی لہجہ پر سکون سا ہالے کرنٹ کھا کر مڑی تھی

تم ؟ تم یہاں کیسے ؟ کیا اب ٹھیک ہو ؟ تم نے مجھے کیسے پہچانا ؟ اوہ گاڈ ہارون تمھیں دیکھتا تو خوش ہو جاتا (کیا واقعی ؟)وہ حیران سی تھی اور تھوڑی پر جوش بھی

میں آپ کو لاکھوں لوگوں کی بھیڑ میں بھی پہچان سکتا ہوں اسکا لہجہ سادہ سا تھا اس نے بس ایک ہی بات کا جواب دیا تھا

عمر تمھیں اس طرح دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے مجھے

مجھ سے زیادہ نہیں ہوئی ہو گی وہ اسکو دیکھتے ہوئے بولا تھا

یکدم ہالے کو یاد آیا تھا کہ وہ یہاں اپنی فیملی کے ساتھ آئی ہے

اچھا خیر مجھے جانا ہو گا میرے کزن مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے تم سے مل کر خوشی ہوئی

یہ لے لیں پھر چلی جایئے گا اس نے ایک شاپنگ بیگ ہالے کے سامنے کیا تھا

اس میں کیا ہے ؟ وہ اس کے ہاتھ سے وہ بیگ لیتے ہوئے پوچھ بیٹھی لیکن وہ خاموش رہا تھا ہالے نے اس نیلے رنگ کے بیگ کے اندر دیکھا تو اس میں وہی گلابی جوڑا تھا اسکے چہرے کے زاویے بگڑے تھے

تم ہماری باتیں سن رہے تھے ؟ اور اگر سن بھی رہے تھے تو تمھیں یہ خوش فہمی کیوں ہو گئی کہ میں تم سے یہ ڈریس لے لوں گی وہ تپ ہی تو گئی تھی جبکہ وہ بالکل پر سکون سا تھا

میں نے آپ کی کوئی بات جان بوجھ کر نہیں سنی اور یہ ڈریس میں شکریہ کے طور پہ دے رہا ہوں آپ نے اس رات میرے لئے جو کچھ بھی کیا میں آپ کا شکر گزار ہوں مجھے خون دینے کے لئے اور مجھے بچانے کے لئے شکریہ میں یہ نہیں لوں گی تم سے اور ایک بات اور آج کے بعد اگر آئندہ کبھی بھی مجھے کہیں دیکھ بھی لو تو ایسے گزر جانا جیسے مجھے جانتے بھی نہیں ہو آئی سمجھ ؟ وہ کہہ کر رکی نہیں تھی دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی

آپ کو پنک پسند ہو یا سیاہ کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ آپ کو جج کرے جن سے آپ محبت کرتے ہیں انکو تو بالکل نہیں کیوں کہ جب آپ کسی کو جج کرنے لگ جاتے ہیں تو آپ کے پاس ان سے محبت کرنے کا وقت نہیں رہتا آپ ہر وقت انکے ہر کام میں کچھ نہ کچھ ایسا ڈھونڈنے لگتے ہیں جس کی بنا پہ آپ اسے جج کر سکیں اس طرح آپ کی نظر بس انکی خامیوں پہ ہوتی ہے آپ ان میں اچھائی نہیں دیکھ پاتے جن سے محبت کریں انکے سیاہ سے بھی

محبت کریں ان کے پنک سے بھی محبت کریں اور اگر نہیں کر سکتے تو اسکو جج مت کریں اور اگر آپ یہ سب نہیں کر سکتے تو محبت کے جھوٹے دعوے نہ کریں اسکا لہجہ ویسا ہی تھا خوبصورت پر سکون ہالے تو گویا بت بن گئی تھی پتھر کا بت کافی دیر بعد اس نے مڑ کر دیکھا تھا لیکن وہ جا چکا تھا وہ جانے کے لئے ہی آیا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

رات گہری سیاہ اور تاریک تھی یوسف سلطان کے کمرے میں اس وقت انکے دونوں بیٹے اور بہوئیں موجود تھیں شمس اور معراج سلطان بابا جان کے پاس بیڈ پہ بیٹھے تھے جبکہ فروا اور حسینہ کمرے میں رکھے گرے رنگ کے صوفے پہ بیٹھی تھیں حسینہ مغموم سی تھیں جبکہ فروا غیر آرام دہ جب بابا نے بات کا آغاز کیا

میں نے یہاں آپ سب کو تمہید باندھنے کے لئے نہیں بلایا میں صاف اور سیدھی بات کرنے کا عادی ہوں ہالے اور سفیر مجھے بہت عزیز ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں کو ایک رشتے میں جوڑ دیا جائے وہ دونوں بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اسی حوالے سے میں معراج اور اسکی گھروالی سے بات کر چکا ہوں اب میں تمہاری اور فروا کی رضا جاننا چاہتا ہوں فروا تم اپنے ذاتی اختلافات ایک طرف رکھ کر جواب دینا یہ معملہ تمہارے بیٹے کی ساری زندگی کا ہے اور اسکی خوشی کا بھی انکی آواز بارعب اور سنجیدہ تھی

بابا جان مجھے تو بظاہر کوئی قباحت نہیں نظر آتی اس رشتے میں اور اگر سفیر کی پسند کی بات ہے پھر تو بات ہی ختم ہے جیسا آپ چاہیں میں راضی ہوں شمس خوش دلی سے بولے تھے جبکہ فروا نے کھا جانے والی نظروں سے انکو دیکھا تھا (سفیر کی خوشی یا ہالے کو ملنے والا حصہ سب سمجھتی ہوں میں) وہ دل ہی دل میں بولی تھیں

بابا جان آپ سب جانتے تو ہیں ہالے کتنی بد تمیز اور اکھڑ ہے (معراج نے پہلو بدلہ تھا)وہ میری عزت بالکل نہیں کرتی اس کے لئے تو میں جیسے گھر کے بڑوں میں ہوں ہی نہیں کوئی اپنے گھر کے بچوں کو بھی اتنا ذلیل نہیں کرتا ہو گا جتنا وہ مجھے کرتی ہے (معراج کچھ بولنے لگے تھے کہ حسینہ نے انکو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا)اور مہر وہ اس کے بالکل بر عکس ہے انکے لہجے میں جیسے شیرنی سی گھل گئی تھی وہ بہت فرمانبر دار اور محبت کرنے والی بچی ہے اور وہ سفیر سے محبت کرتی ہی بن ماں باپ کی بچی ہے ہمیں اسکا حق نہیں مارنا چاہئے میں چاہتی ہوں سفیر اور مہر ماہ کی شادی ہو جائے

یوسف سلطان نے انکی ساری تقریر خاموشی سے سنی تھی اور جب بولے تو بس اتنا

سارا گھر جانتا ہے فروا ہالے کیسی ہے اور تم کیسی میں محفل میں بیٹھ کر تمھیں کچھ سخت لفظ نہیں بولنا چاہتا لہٰذا تمہارا یہ اعتراض رد ہوا

فروا نے کلس کر پہلو بدلہ تھا

اور دوسری وہاج کی بیٹی کو بلواؤ یہاں میں اس سے بات کرتا ہوں اگر ایسا کچھ ہے تو پہلا حق اسی کا ہو گا باقی سب بعد میں فروا تمہارا بس اعتراض ہے ناں ؟انکے لہجے میں بلا کا سکون تھا فروا تو مانو کھل اٹھی تھیں ظاہر ہے مہر ماہ سب بتا دیگی اور پھر بس ساری ٹینشن ختم زبردست ملازمہ کے زریعے مہر کو پیغام بھجوا دیا گیا تھا پانچ منٹ بعد وہ سیاہ رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس یوسف سلطان کے کمرے میں آتی دکھائی دی تھی اسکی آنکھوں کے پپوٹے سوجھے ہوئے تھے معمول سے کچھ زیادہ

وہ سلام کر کے خاموشی سے حسینہ اور فروا کے بیچ میں آ کر بیٹھ گئی تھی اسکا ایک ہاتھ سیاہ دوپٹے میں چھپا رکھا تھا ایسے کہ محسوس نہ ہوتا تھا

چند ایک غیر ضروری باتوں کے بعد وہ اصل مدعے پہ آئے تھے

ہم سفیر اور ہالے کی شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں اسی لئے آپ کی بھی مرضی جاننا چاہتے ہیں اگر آپ سفیر میں انٹرسٹڈ ہیں تو آپ ہمیں بتا سکتی ہیں یوسف سلطان لئے دیے لہجے میں بولے تھے جبکہ مہر تو اس پہ بھی کھل اٹھی تھی کہ کم از کم انہوں نے اسکو مخاطب تو کیا

فروا اور حسینہ نے اسکو امید سے دیکھا تھا

ایسی کوئی بات نہیں ہے ابا سفیر میرا کزن ہے دوست ہے اور بس اس سے زیادہ ہمارے درمیان کوئی اور تعلق نہیں ہے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں پر سکون سی بول رہی تھی البتہ اسکی آنکھیں اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھیں ان میں واضح کرب تھا وہ اپنی ساری زندگی کی جمع پونجی لٹا رہی تھی

حسینہ بیگم نے اسکو نم آنکھوں سے دیکھا تھا (میری بیٹی کا ظرف کتنا اعلی ہے) جبکہ فروا وہ ابھی تک اس کے الفاظ ذہن میں جزب نہیں کر پائی تھیں

لیکن میں نے تو کچھ اور سنا ہے فروا نے مجھے ایک بالکل الگ کہانی سنائی ہے وہ سنجیدگی کے ساتھ پوچھ رہے تھے معراج خاموش مگر چبھتی نظروں سے مہر کو دیکھ رہے تھے کچھ تھا جو ان کو شک میں ڈال رہا تھا کچھ تھا جو ان کو

کھٹک رہا تھا یہ بات اتنی سیدھی نہیں تھا یہ معملہ اتنا آسان نہیں تھا کوئی کیسے اپنی متاع حیات سے اتنی آسانی سے دستبر دار ہو سکتا ہے

ممانی جان کو ضرور کوئی مغالطہ ہوا ہو گا ایسی کوئی بات نہیں ہے

بابا جان بس اب یہ بات ختم کر دیں نہ بچی کہہ تو رہی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ شمس تھے انکو ڈر تھا کہ کہیں ہالے جیسا اچھا چانس ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائے

ٹھیک ہے مہر بیٹا تم اب جاؤ ہالے اور سفیر کو بلا کر لاؤ اب کے یوسف سلطان کا لہجہ نارمل تھا وہ ڈائریکٹ آپ سے تم پر آ گئے تھے مہر خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی تھی

فروا اب تو کوئی اعتراض نہیں ہے نہ تمھیں ؟ بابا جان کی بھاری آواز ایک بار پھر گونجی تھی فروا نے بامشکل جواب دینے کو منہ کھولا تھا

مجھے کچھ وقت چاہیئے بابا جان مجھے اس بارے میں سوچنا ہو گا تب ہی کوئی موزوں جواب دے پاؤں گی

تم نے جو سوچنا ہے سوچتی رہو میں آج ہی ہالے اور سفیر کی رسم کروں گا یہیں اسی کمرے میں انکا لہجہ دوٹوک تھا

تھوڑی دیر بعد ہالے اور سفیر آ گئے تھے ساتھ حسن اور ہارون بھی تھے شاپنگ سے واپسی پہ ہارون اپنے گھر نہیں گیا تھا ہالے نے اس کو روک رکھا تھا

تھوڑی دیر پہلے جس صوفے پہ حسینہ اور فروا بیٹھے تھے اب اسی صوفے پہ یوسف سلطان بیٹھے تھے

آؤ بیٹا ہالے اور سفیر تم دونوں میرے پاس آ کر بیٹھو دادا جان نے محبت سے ان دونوں کو پاس بلایا تھا

سفیر مطمئن سا جبکہ ہالے جھجھکتی ہوئی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی اس نے میرون رنگ کی لمبی قمیض کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا اور سفید ہی دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا بال بیچ والی مانگ نکال کر کھلے چھوڑ دیئے تھے جبکہ سفیر گرے ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا وہ ابھی آفس سے آیا تھا اور ابھی تک چینج بھی نہیں کیا تھا کہ اسے داداجان کا پیغام موصول ہوا

وہ دونوں داداجان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے تھے ہارون مہر اور حسن ایک طرف الماری سے ٹیک لگائے کھڑے تھے مہر خاموش سی تھی جبکہ ہارون بے چین وہ یہ سب نہیں دیکھ سکتا تھا اس سے دیکھا ہی نہ جاتا معراج شمس اور باقی سب ایک طرف بیڈ پہ بیٹھے تھے

تساں میڈی مرضی دے بغیر میڈی منگنی کرویندے پیے

ہو میں تساں کوں sue کر سکدی ہاں (آپ میری مرضی کے بغیر میری منگنی کروا رہے ہیں میں آپ کو sue کر سکتی ہوں) وہ جھک کے داداجان کے کان میں بولی تھی

میں جج ہی خرید گھنساں ول کیا کریسو بیٹا جی؟

(میں جج خرید لوں گا پھر کیا کر لو گی بیٹا جی)

سفیر اور ہالے بیٹے آپ دونوں اس رشتے پہ راضی ہو؟ داداجان نے ان دونوں کو مخاطب کیا تھا

سفیر گہرا مسکرایا تھا

میں تو راضی ہوں اسکے لہجے میں بے حد اطمینان تھا جبکہ ہالے نے بس جی کہنے پہ اکتفا کیا تھا

اب دادا جان نے سفیر کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی دی تھی اور ہالے سے اسکا ہاتھ آگے کرنے کو کہا تھا ہالے نے ادھر ادھر نظر دوڑآئی اور معراج پہ اسکی نظر ٹک گئی وہ اسکا مطلب سمجھتے ہوئے اٹھے تھے اور اس کے قریب آ کر اسکا ہاتھ سفیر کے ہاتھ میں دیا تھا سفیر نے. مسکراتے ہوئے انگوٹھی پہنا دی تھی

ہارون کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی تھیں اس سے وہاں کھڑے ہونا دو بھر ہو گیا تھا جبکہ مہر بالکل پر سکون سی کھڑی تھی جیسے اسکو فرق ہی نہ پڑتا ہو حسن کی آنکھیں نم ہوئی تھیں جنکو وہ بے دردی سے رگڑ گیا تھا

اب سفیر نے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا معراج نے انگوٹھی نکال کر ہالے کے ہاتھ میں دی تھی ہالے نے سفیر کی طرف دیکھا تھا سفیر نے آنکھوں سے اشارہ کیا تھا جیسے کہہ رہا ہو ڈو اٹ اس نے جھجھکتے ہوئے انگوٹھی پہنا دی تھی نہ کسی نے تالیاں بجائیں نہ مبارک باد دی سب کے اپنے غم تھے سب کے اپنے مسلے تھے سوائے شمس اور معراج کے شمس سلطان نے آگے بڑھ کر ہالے کا سر چوما تھا اور کچھ پیسے اسکی گود میں رکھ دیئے تھے معراج نے ان دونوں پہ پیسے وار کر حسن کو تھمائے تھے کہ نرگس کو دے دے

ہارون کی اپنی جگہ پہ کھڑے ٹانگیں کانپنے لگی تھیں اس سے مزید کھڑے رہنا دو بھر ہو گیا تھا وہ فورا دروازے کی طرف بڑھا تھا جب اسکو سفیر کی آواز سنائی دی

ہارون یار پکچرز تو لے لو ہماری یاد گار مومنٹ ہے وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا

ناٹ ناؤ سفیر ناٹ ناؤ اس نے بے بسی سے سر گوشی کی تھی

ہالے کا اس طرف دھیان نہیں تھا وہ اماں کی کوئی بات سن رہی تھی فروا اپنی جگہ پتھر کا بت بنی بیٹھی تھیں مہر نے قریب آ کر ہالے کو مبارک دی تھی ساتھ اسکے ہاتھ چومے تھے

ہارون میرے بھائی تم سے کہہ رہا ہوں سفیر نے ایک بار پھر اسکو آواز دی تھی اس بار ہارون مڑا تھا اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ہالے نے بے اختیار نظریں چرا لی تھیں ہارون نے اپنا موبائل نکالا تھا اور ان دونوں کی ایک ساتھ تصویر کھینچی تھی اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے تصویر بلر ہوئی تھی سفیر نے اب سب کو ساتھ کھڑا کر لیا تھا فیملی فوٹو کے لئے ہارون نے ایک دو تصاویر اور اتاری تھیں جب سفیر نے اسکو تصاویر دکھانے کو پاس بلایا ہارون اس کے قریب گیا تھا اور تصویر دکھانے کے بجائے اس کے کان کے پاس جھکا تھا

کسی انسان کو اتنا ستاؤ جتنا بعد میں خود بھی برداشت کر سکو ہم جیسے پاگل اللہؐ کو بہت عزیز ہوتے ہیں سفیر ہم سے مت الجھو ہمیں مت ستاو ورنہ خود بھی ستائے جاؤ گے وہ بول کر پیچھے ہٹا تھا سفیر نے لب بھینچ لئے تھے

ہارون خاموشی سے کمرے سے نکل گیا تھا

گینڈے تمھیں دعوت نامہ دوں کی یہاں آنے کا ہالے نے دانت کچکچائے تھے

میں نہیں آؤں گا تمہارے پاس وہ ہالے کی طرف دیکھے بغیر بولا تھا

کیوں کیا تکلیف ہے آ جاؤ میرے پاس بیٹھو

میں نے کہا ناں میں نہیں آؤں گا میں آ گیا تو رو دوں گا وہ نم آنکھوں سے بولا تھا ہالے اور معراج کو اس پہ پیار آیا تھا اماں نے آگے بڑھ کر اسکو سینے سے لگایا تھا

میرا بیٹاماں صدقے جائے

اسی وقت مہرماہ کمرے سے باہر نکلی تھی حسن نے اسکو جاتے ہوئے دیکھا تھا وہ نرمی سے ماں کے حصار سے نکلا تھا اور مہر کے پیچھے گیا تھا حسینہ اب فروا کے پاس جا بیٹھی تھیں اور ان سے کچھ کہہ رہی تھیں

مہر تیز تیز قدم اٹھاتی جارہی تھی اسکا رخ اپنے کمرے کی طرف نہیں تھا وہ چھت پہ جارہی تھی حسن نے اسکو سیڑھیاں پھلانگتے دیکھ لیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے گیا تھا مہر نے جیسے ہی چھت پہ قدم رکھا آنسو اسکی آنکھوں سے ابل ابل کر باہر آنے لگے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی تھی حسن بھی اسی وقت چھت پہ پہنچا تھا مہر کے رونے کی آواز سن کر وہ بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تھا

بجو کیا ہوا ہے آپ آپ رو رہی ہو؟ وہ بوکھلا سا گیا تھا جبکہ مہر کے رونے میں مزید روانی آچکی تھی

پلیز مجھے بتایں کچھ کیا ہوا ہے آپ کو کسی نے کچھ کہا ہے؟ حسن نے اسکے ہاتھ تھام لئے تھے

حسن مجھے بہت بہت تکلیف ہو رہی ہے میں ٹوٹ گئی ہوں کیا کروں میں کیا کروں میری محبت چھن گئی مجھ سے آج میرا سب کچھ ختم ہو گیا ہے سب کچھ وہ زور زور سے روتے ہوئے بول رہی تھی حسن کی گرفت اس کے ہاتھوں پر ڈھیلی پڑی تھی نیچے ہالے اور سفیر کی منگنی کی رسم اور یہاں مہر کی یہ حالت اس نے کڑیاں ملائی تھیں وہ اتنا بھی بچہ نہیں تھا کہ کچھ سمجھ نہ پاتا وہ سولہ سال کا ضرور تھا لیکن تھا تو مرد

کیا سس سفیر بھائی؟ اس نے بے یقینی سے لفظ توڑ توڑ کر ادا کیئے تھے

ہاں حسن ہاں سفیر میں اسکو بہت چاہتی ہوں میرے بھائی مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے بہت زیادہ میرا دل جل رہا ہے یا اللہ میں کیا کروں مجھے صبر دے اللہ حسن کچھ کرو پلیز میں تمہاری بہن ہوں میرے لئے کچھ کرو حسن نے نرمی سے اس کو گلے لگایا تھا

وہ بھی میری بہن ہے اس نے جیسے سرگوشی کی تھی

بجو خود کو سنبھالیں کوئی دیکھ لے گا آپ نے داداجان سے بات کیوں نہیں کی ان کو بتاتیں ناں آپ سب ٹھیک ہو جاتا بلکہ اٹھیں ابھی چل کر بتاتے ہیں ہالے سمجھ جائے گی وہ آپ کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے

ابا ہی کی خاطر تو قربان کیا ہے سب کچھ وہ گیلی آنکھوں سے ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی حسن نے اچھنبے سے اس کو دیکھا تھا

میں سمجھا نہیں کیا مطلب ؟

میں نے ایک محبت کے لئے دوسری محبت قربان کر دی مجھے کرنی پڑی حسن میں مجبور تھی

کیا کیا ہے آپ نے مجھے بتائیں وہ فکر مند ہوا تھا

وہ کچھ بولی نہیں تھی خاموشی سے اس کو دیکھتی رہی حسن شاید سمجھ گیا تھا تب ہی بولا

میں قسم کھاتا ہوں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا آپ مجھ پہ یقین کر سکتی ہیں اسکے لہجے کا مان اسکی آنکھوں کی یقین دہانی وہ کیسے نہ بتاتی

چند گھنٹے پہلے

ان لوگوں کو مال سے واپس آئے گھنٹہ بھر ہو چکا تھا مہر واپسی پہ سیدھی اپنے کمرے میں آئی تھی اور ابھی تک وہیں تھی وہ اپنے بیڈ پہ چت لیٹی چھت پہ لگے پنکھے کو گھورے جا رہی تھی جب نرگس نے اس کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا بجایا

باجی آپ کو بڑے صاحب اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں ساتھ آواز لگائی تھی

ہالے کو بلایا ہو گا نرگس جاؤ اسکو بتاؤ وہ لیٹے لیٹے بولی تھی

لو میں بھلا کیا کم سنتی ہوں ابھی تو میں صرف تیس سال کی ہوں کان بھلے چنگے ہیں میرے (اسکا بڑا بیٹا 20 سال کا تھا) آپ کو بلایا ہے جی آپ کو انہوں نے بولا وہاج کی بیٹی کو بلا کر لاؤ

مہر ماہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی (وہ مجھے کبھی نہیں بلائیں گے ہالے کبھی نہیں)

اس نے تیزی سے دروازہ کھولا تھا اتنی تیزی سے کہ دروازے سے لگی کھڑی نرگس گرتے گرتے بچی تھی

ہائے اللہ باجی ساہ نکال دیا میرا تو وہ ہول کر بولی تھی مہر نے جیسے سنا ہی نہیں

انہوں نے اور کیا بولا نرگس مجھے لفظ بالفظ بتاؤ وہ بے تابی سے پوچھ رہی تھی

(کم از کم اس زندگی میں تو نہیں)

ہور بھلا کیا کہنا تھا جی یہی کہا کہ وہاج کی بیٹی کو بولو دو کپ چیئے (چائے) بنا کر میرے کمرے میں آجائے

مہر کا چہرہ دمک اٹھا تھا وہ بھاگتی ہوئی کچن میں گئی تھی فرج سے دودھ نکال کر چائے کا پانی چڑھایا تھا پانی ابلنے لگا تھا اس میں پتی ڈالی تھی اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا (ابا کافی نہیں پیتے ابا چائے پیتے ہیں)

چائے بن چکی تھی اس نے جیسے ہی کپڑے سے پتیلی اتارنی چاہی اسکا ہاتھ بری طرح آگ میں جل گیا اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا جلن شدید تھی وہ نیچے بیٹھتی چلی تھی منہ پہ ہاتھ رکھ کر تکلیف ضبط کرنی چاہی وہ دیر نہیں کر سکتی تھی تب ہی تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی تھی چائے برتن میں ڈالی ٹرے سجایا اور یوسف سلطان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی دو منٹ کی دوری صدیوں پہ مہیط تھی اس نے دروازے پہ پہنچ کر ہلکا سا ناک کیا تھا اندر سے اجازت مل گئی تھی وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی

یوسف سلطان کھڑکی کے پاس رکھی کرسی پہ بیٹھے تھے نظریں باہر سڑک پہ جمی تھیں مہر چند لمحے متذبذب سی کھڑی رہی پھر خاموشی سے چلتی ہوئی ان کے سامنے رکھی دوسری کرسی پہ بیٹھ گئی ٹرے کرسیوں کے بیچ میں رکھے ٹیبل پہ رکھ دی تھی چند لمحے مزید سرکے وہ خاموشی سے بیٹھی رہی

آپ کو ہمیشہ مجھ سے یہی شکآیت رہی ہے ناں کہ میں آپ کو نگین کی بیٹی نہیں سمجھتا میں آپ کو اپنا خون نہیں مانتا انہوں نے بات کا آغاز کیا تھا

ابا مجھے بس یہ آرزو رہی ہے کہ آپ مجھے انکی بیٹی تسلیم کریں میں آپ سے شکآیت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی وہ بے قراری سے بولی تھی

آپ کے پاس ایک موقع ہے مجھے ثابت کر دیں کہ آپ اس کم ظرف وہاج کے ساتھ نگین سلطان کی بھی اولاد

ہیں انکا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا

(جلے ہوئے ہاتھ کی تکلیف کی تکلیف کم ہوئی تھی)

کیا کیسے می میں کیا کر سکتی ہوں میں سب کچھ کرلوں گی وہ تو جیسے تیار بیٹھی تھی

سوچ لیں آپ کر سکیں گی وہ تول تول کر بول رہے تھے

آپ مجھے تم کہہ سکتے ہیں ابا میں سب کرلوں گی آپ حکم کریں

میں آپ کو تب تم پکاروں گا جب مجھے یقین ہو جائے کہ آپ واقعی نگین کی بیٹی ہیں اسی کی طرح اعلی

ظرف اسی کی طرح با وقار

آپ بتائیں مجھے کیا کرنا ہو گا

سفیر کی محبت سے دستبر داری دینی ہو گی وہ بے لچک لہجے میں بولے تھے

(یکدم جلے ہوئے ہاتھ میں جلے ہوئے دل کا درد بھی شامل ہوا تھا)

ابا وہ بے یقینی سے بڑبرائی تھی

سفیر آپ کو نہیں چاہتا آپ کو قربانی دینی ہو گی آپ کو ثابت کرنا ہو گا کہ آپ باوقار ہیں اگر یہاں نگین ہوتی تو

قربانی دیتی وہاج جیسا چوہڑا قربانی نہیں دیتا نگین باوقار بنتی وہاج ذلیل ہوتا آپ کو مہر ماہ وہاج آپ کو ثابت کرنا

ہو گا کہ آپ نگین سلطان کی بیٹی ہیں اسی کی طرح باوقار اسی کی طرح عظیم انکا لہجہ سرد تھا بے حد سرد

اس سے مجھے کیا ملے گا ابا اسکی آواز رندھی ہوئی تھی

میری محبت آپ کو نہیں مل سکتی کیوں کہ یہ آپ کا بخت ہے آپ کو میرے دن کے چند گھنٹے مل سکتے ہیں ہم صبح اور شام کی چائے ساتھ پی سکتے ہیں ہم ساتھ واک کر سکتے ہیں میں آپکی بنائی چائے پی سکتا ہوں آپ کا لایا کھانا کھا سکتا ہوں آپ کے ہاتھ سے دوائی لے سکتا ہوں آپ کے مخاطب کرنے پہ نرمی سے جواب دے سکتا ہوں آپ کو تم بلا سکتا ہوں بولیں آپ کو منظور ہے

آپ چاہتے ہیں کہ مجھے دل دے دیں لیکن اس میں خون کی فراہمی روک دیں اور میں پھر بھی زندہ رہوں خون کے بغیر دل پانچ سیکنڈ میں بند ہو جائے گا ابا لیکن میں کوشش کروں گی کہ اس کو بند نہ ہونے دوں آپ چاہتے ہیں کہ ایک نیا پودا لگایا جائے اور اسکو پانی نہ دیا جائے ابا وہ جل جائے گا لیکن نہیں مجھے آپ کے چند گھنٹے چاہیے ابا میں یہ چانس نہیں چھوڑ سکتی چاہے آپ میرا دل کیوں نہ بند کر دیں

ہاتھ بری طرح جلنے لگا تھا اس میں ایسی تکلیف اٹھی تھی کہ الامان

مطلب آپ راضی ہیں؟

نہیں بول دو منع کر دو سفیر زیادہ ضروری ہے اس پہ گیو اپ مت کرو تم اسکو نہیں چھوڑ سکتی اسکو چھوڑنا تمھیں مار دے گا اس کے دماغ نے بے شمار دلیلیں دی تھیں لیکن نہیں اسکو دل کی سننی تھی

کیا میرے پاس کوئی اور آپشن ہے؟ وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی

ٹھیک ہے پھر جائیں میں آج رات آپ کو ایک بار پھر بلاؤں گا اب آپ جا سکتی ہیں انہوں نے ایک بار بھی اسکو مڑ کر نہیں دیکھا تھا

اور چائے؟

میں وہاج کی بیٹی کے ساتھ چائے کافی نہیں پی سکتا اسے لے جاؤ جب ثابت کر دو تم نگین سلطان کی بیٹی ہو تب چاہے زہر لے آنا یوسف سلطان پی لے گا

وہ بے بسی سے لب کچلتی اٹھی تھی اس نے اپنی متاع حیات کا سودا کیا تھا وہ بھی صرف کسی کے چند گھنٹوں کے لئے یہ محرومی کیا کیا کرواتی ہے؟

میں کیا کرتی حسن میرے پاس کوئی آپشن نہیں تھا وہ دونوں رات کی تاریکی میں چھت پہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے مہر کے چہرے پہ چاند کی روشنی پڑ رہی تھی سفید مقدس روشنی میں تھک گئی تھی انکی نفرت سہتے سہتے کوئی راستہ کوئی جا فرار نہیں تھی میرے پاس سفیر کو اگر حاصل کر بھی لیتی تو خوشی نہیں ملتی مجھے میں تو سفیر کو بھی اس لئے پانا چاہتی تھی تا کہ مجھے ابا کی محبت مل جائے نگین کی بیٹی کو جو مقام نہ ملا وہ شاید سفیر کی بیوی کو مل جائے لیکن دیکھو نہ حسن میرے ہاتھ سے سب کچھ نکل گیا ریت کی طرح میں کچھ نہیں کر سکی میرے بس میں جو تھا میں نے وہ کیا حسن مجھ سے یہی ہو سکتا تھا حسن چپ چاپ اسکو دیکھے جا رہا تھا اسکے بڑے اس حد تک جا سکتے ہیں اس نے نہیں سوچا تھا اس رات وہ مہر کے ایسے راز کا امین بنا تھا جسے اسکو قیامت تک نہیں کھولنا تھا

بجو آپ نے جو بھی کیا سہی یا غلط میں نہیں جانتا لیکن آپ کو جب کبھی میری ضرورت پڑے میں آپ کے لئے موجود رہوں گا ہر جگہ ہر وقت مجھے نہیں پتہ میں سہی ہوں یا غلط لیکن میرے حساب سے محبت سودے بازیوں سے نہیں ملتی وہ آپ کا بخت ہوتی ہے ملی تو مل گئی اور نہ ملی تو آپ چاہے ایڑھیاں رگڑیں یا پھانسی کے پھندے پہ چڑھ جائیں وہ آپ کو نہیں ملے گی اس وقت وہ مہر کو کوئی سولہ سال کا بچہ نہیں لگا تھا وہ بالکل معراج سلطان لگا تھا مہر نے سر جھٹکا تھا (یہ ٹین ایجرز کیا سمجھیں گے ہمارے روگ) حسن اٹھ کھڑا ہوا تھا وہ بھی اس کے ساتھ اٹھی تھی اسکا دل ہلکا ہو چکا تھا اس نے کسی عام ٹین ایجر کو اپنا راز دار نہیں بنایا تھا وہ معراج سلطان کا بیٹا تھا مر جائے گا لیکن قسم نہیں توڑے گا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

وہ رات گرم اور حبس زدہ تھی ہارون شاہد سلطان منزل سے آ کر سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا اور ابھی تک باہر نہیں آیا تھا نو بجنے والے تھے جب نوال اس کے کمرے کا دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئیں وہ غالبا فریش ہو رہا تھا تب ہی باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلا تو گھٹنوں سے ذرا نیچے تک آتے باتھ رب میں ملبوس تھا ماں کو دیکھ کر شرمندہ سا واپس ڈریسنگ میں گھس گیا اب باہر آیا تو بھوری شرٹ اور پینٹ پہن رکھی تھی بال ابھی بھی گیلے تھے آنکھیں سرخ تھیں

آج پھر سارا دن اس خود غرض لڑکی کی وجہ سے خوار رہے ہو ناں ؟سنا ہے منگنی کروالی ہم لوگوں کو بتانا تو دور بھنک تک نہ پڑنے دی واہ زبردست وہ سخت غصے میں تھیں

ممایہ سب بہت اچانک ہوا اور نہ پھپھو جان آپ کو ضرور بلاتیں وہ اپنے بال بناتے ہوئے کہہ رہا تھا

ہاں جیسے میں جانتی نہیں تمہاری پھپھو جان کو اور تم کس خوشی میں بن بلائے باراتی بن کر کھڑے ہو گئے تھے وہاں؟

مجھے وہاں رہنے کا کوئی شوق نہیں تھا یہ بس ایک اتفاق تھا مجھے تو یہ تک نہیں پتہ تھا کہ وہاں اسکی رسم ہو گی ورنہ میں وہاں کبھی نہ رکتا وہ واقعی نہ رکتا

ہارون میرے بیٹے کیوں کر رہے ہو یہ سب خود کو کیوں ازیت دیتے ہو؟ تم نہیں بھول سکو گے اسکو ساری زندگی اسی ازیت میں رہو گے کہ اسکو اپنا کیوں نہیں لیا ذرا سی زور زبردستی سے اگر وہ تمہاری بن سکتی ہے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ ویسے بھی شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جاتا ہے

اس نے خاموشی سے ساری بات سنی تھی اور پھر انکے پاس بیڈ پہ آ کر بیٹھ گیا تھا

اچھا کیا چاہتی ہیں آپ اسکو اغوا کر لوں؟ وہ تحمل سے پوچھ رہا تھا زبردستی نکاح کر لوں بلکہ گن پائنٹ پہ نکاح کرتا ہوں للکین یہ طریقہ کام نہیں کرے گا مما کیونکہ وہ مر جائے گی لیکن قبول ہے نہیں بولے گی پھر کیا کروں اس نے سوچنے کی اداکاری کی تھی معراج انکل کے اوپر گن رکھ لوں گا؟ یا پھر حسن؟ اگر وہ بھی نہیں تو پھپھو جان وہ تو ہیں ناں یا پھر پپا وہ بھی تو اسکے ماموں ہیں

ہارون بکواس مت کرو

مماوہ مر جائے گی لیکن ایسی شادی قبول نہیں کرے گی میں چاہے اسکو اغوا کروں زبردستی کروں یا کچھ اور وہ ساری زندگی مجھ سے نفرت کرے گی معافی تو دور وہ میری شکل بھی نہیں دیکھے گی وہ آج کی لڑکی ہے مماوہ اپنی عزت نفس کو محبت پہ ترجیح دے گی وہ ہالے ہے وہ عزت کی موت پسند کرے گی ذلت کی زندگی نہیں میں ساری زندگی اس گلٹ میں نہیں گزار سکتا کہ میں نے جس سے محبت کی اس سے زبردستی کی میں اسکو محبت ہی نہیں مانتا اور اسکو گھر سے اٹھالینا زبردستی نکاح اسکی عزت کی دھجیاں اڑانا اسکو سارے جہان میں رسوا کرنا اسکی اپنی نظروں میں اسکی کوئی عزت نہ رہنے دینا اگر یہی محبت ہے تو میں نہیں کرتا محبت میں دستبر داری دیتا ہوں محبت سے وہ ہالے سلطان ہے مماوہ زبردستی کا دیا ہوا جوڑا نہیں پہنتی شادی تو پھر دور کی بات ہے میں ساری زندگی اس دکھ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ وہ مجھے نہ مل سکی لیکن یہ ازیت کہ وہ مجھ سے نفرت کرے یہ میں نہیں جھیل پاؤں گا ہزاروں لوگ ہیں اس دنیا میں جنکو انکی محبت نہیں ملی ایک میں بھی سہی لیکن ذلت میں ملی توجہ بھیک میں ملی محبت یہ میں نہیں لے سکتا وہ مجھے نہیں ملی یہ دکھ روز مجھے اندر سے کھا رہا ہے لیکن میں خود کو بے توقیر نہیں کروں گا اسکا نام سفیر کے ساتھ سن کر مجھے لگتا ہے جیسے کسی نے میرے منہ پہ تیزاب پھینک دیا ہو لیکن اسکو خوش دیکھ کر میں خوش ہو جاتا ہوں میں اسکی خوشی چاہتا ہوں چاہے وہ سفیر ہو یا کوئی اور ایک بات اور اگر میں اسکی خوشی نہیں چاہتا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں اس سے محبت کے دعوے کروں محبت چھننے کا نام نہیں ہے یہ تو کچھ دینے کا نام ہے میں خود کو اس پہ وار دیا ہے مما اسکی خوشی کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں میں آپ پلیز

میرا حوصلہ بڑھا نہیں سکتیں تو میری محبت کی تزلیل بھی نہ کیا کریں بچپن سے لے کر آج تک ہم دونوں ساتھ ہیں اگر آج تک اسکو مجھ سے محبت نہیں ہوئی تو آگے جا کر بھی نہیں ہو گی وہ نرمی سے کہہ کر اٹھ گیا تھا

تم کیوں ہو ایسے وہ نم آنکھوں سے بولی تھیں

پپا پہ گیا ہوں ناں اسلیے ویسے آپ نے کہیں پپا کو اغوا کر کے تو ان سے شادی نہیں کی تھی

دفع ہو جاؤ بد تمیز وہ روتے روتے ہنس پڑی تھیں

وہ بھی انکو دیکھ کر مسکرایا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

یہ ایک چھوٹے سے ڈھابے کا منظر تھا کچھ لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے تو کچھ کھانا کھا رہے تھے ہر طرف لکڑی کی چار کرسیوں کے درمیان ایک بڑی سی گول میز حائل تھی جنکی فیملی زیادہ ہوتی وہ دو میزوں کو ساتھ جوڑ دیتے اور کرسیاں لگا کر بیٹھ جاتے لیکن یہاں ایک ایسی میز بھی تھی جہاں صرف دو لوگ ہی بیٹھے تھے ایک سیاہ دوپٹے والی نفیسہ حیات اور انکے سامنے انکے کزن اور دودھ شریک بھائی رحمان وہ دونوں کھانا نہیں کھا رہے تھے ان کے پاس کھانے سے زیادہ بڑے مسلے تھے

خدا کی قسم فیسے مجھے کچھ نہیں پتہ تھا اس بارے میں تو مجھ پہ یقین کر تیرا بھائی زہر کھا لے گا لیکن کسی کا خون نہیں بیچے گا وہ درمیانی عمر کے تھے نقوش کافی حد تک نفیسہ سے ملتے تھے خاص طور پر آنکھیں

میں جانتی ہوں آپ کو کچھ نہیں پتہ آپ اس معملے سے لاعلم ہیں بھائی وہ تھکی تھکی سی تھیں

یقین کر نفیسہ جب سے مجھے یہ سب کچھ پتا چلا ہے ناں جی نہیں چاہتا کہ اس کی شکل بھی دیکھوں میں اسکو طلاق ہی دے دیتا لیکن کیا کروں وہ میرے بچوں کی ماں ہے بچے رل جائیں گے حیانہ آئی بے حیا کو جس دکان سے گھر چلتا ہے وہ تو نے ڈال کر دی جس گھر میں رہتے ہیں وہ تو نے دیا ارے بچوں کی فیس تک تو بھرتی رہی ہو اب تک اور وہ اسکی آنکھوں کی شرم مر گئی تھی اماں کہتی تھیں یہ کم نسلی ہے اس کو بیاہ کر مت لا یہ اپنی نسل دکھا دے گی لیکن نہیں مجھ پہ تو بھوت سوار تھا محبت کا وہ تو جیسے بے بس تھے ان کو خود پہ غصہ تھا

چھوڑو بھائی کچھ اور بات کرو میں اسکی برائی نہیں سن سکتی ایک وقت میں وہ میری دوست رہی ہے انکا لہجہ سادہ سا تھا

اچھا یہ تو بتا تجھے یہ سب پتہ کیسے لگا؟

جب میں امریکا سے آئی اس کے اگلے دن ہی مجھے زری کی حقیقت پتہ چل گئی تھی کیونکہ جو کچھ ہوا وہ کسی گھر والے کے ملوث ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے کوئی اتنا دلیر نہیں تھا کہ نفیسہ کے گھر میں گھس کر اس کے بیٹے کو ڈر گز دے میں بیکری جا رہی ہوں یہ بات بس زری کو بتائی تھی اور نہیں اس روز انہوں نے میرا تعاقب نہیں کیا تھا وہ سب زری کی انفارمیشن تھی خیر کڑیاں ملتی گئی اور جو صورت سامنے آئی وہ آپ کی بیوی کی تھی

پھر تو نے اتنا انتظار کیوں کیا اسی دن کیوں سب کچھ نہیں بتا دیا ہمیں؟

ایک چیز جو مجھے شک میں ڈال رہی تھی کہ زری کیوں چاہتی تھی میں امریکا جاؤں بس یہ معمہ مجھ سے حل نہیں ہو رہا تھا اور آخر کار میں نے یہ بھی جان لیا انکے ہونٹوں پہ طنزیہ مسکراہٹ تھی

زری جانتی تھی کہ وہ میرے سامنے رقم خرچ نہیں کر سکتی وہ میری نظروں میں آجائے گی میں اس کے لفظ پکڑ لوں گی اسکی چالیں پلٹ دوں گی گی تب ہی وہ چاہتی تھی کہ میں چلی جاؤں پتہ ہے بھائی وہ کہتی ہے اس نے میرا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن میں آپ کو بتاؤں اس نے میرا کتنا نقصان کیا ہے انکی آنکھوں میں کرچیاں سی بھرنے لگی تھیں وہ میز پہ آگے کو ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہہ رہی تھیں

اسکی وجہ سے میری اعتبار کرنے کی حس ہی مر گئی ہے مجھے لوگوں سے خوف آنے لگا ہے میں اب کافی عرصے تک کوئی دوست نہیں بنا پاؤں گی بلکہ شاید ساری زندگی میں دوستوں کے بغیر رہوں گی میں کسی سے راز نہیں کہہ سکوں گی اور اگر کہوں گی تو ساری ساری رات اور دن اس خوف میں رہوں گی کہ کہیں وہ میرا راز نہ فاش کر دے کہیں وہ بھی مجھے دھوکہ نہ دے دے وہ بہت ڈسٹرب ڈسٹرب سی تھیں میں سو نہیں پاتی ہوں میرا دل بہت دکھا ہوا ہے اگر ساری دنیا آپ کے ساتھ دھوکہ کرے دغا دے آپ کی پیٹھ میں خنجر گھونپے یہاں تک کہ آپ کی فیملی آپ کا خاندان بھی اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے یا آپ کا محبوب آپ سے بے وفائی کر دے چاہے آپ کے ساتھ کچھ بھی ہو جائے تو آپ کے پاس ایک ایسا شخص ہوتا ہے جس کو آپ سب بتا سکیں جس سے بلا جھجھک سب کہہ سکیں اور وہ ہوتا ہے آپ کا "دوست" میں اب سوچ رہی ہوں آپ کا دوست ہی آپ سے دغا کرے آپ کو دھوکہ دے تو آپ کس سے جا کر کہیں گے ؟بھائی آپ بتائیں میں کس کے پاس جاؤں انکی آنکھوں کا کرب رحمان کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا تھا

فیسے تو غم نہ کر اللہؓ ہے ناں وہ تیرے مجرموں کو ایسے نہیں چھوڑے گا تو اللہؓ کی بڑی لاڈلی ہے اسکا تجھ پہ خاص کرم ہے تو نے اسکا کلام پڑھا اور پڑھایا ہے تجھے پتہ ہے اللہؓ کو تجھ سے اتنی محبت ہے کہ جو کوئی بھی تجھے دھوکہ دیتا ہے یاد دینے لگتا ہے وہ اسکا چہرہ تیرے سامنے لے آتا ہے وہ تجھے کبھی مکمل دھوکہ کھانے نہیں دیتا وہ تیرے اوپر لوگوں کی حقیقتیں بڑی جلدی کھول دیتا ہے اور جس نے تیرے ساتھ برا کیا ہوتا ہے اس کے ساتھ تو وہ ہوتا ہی کہ خدا کی پناہ

تجھے یاد ہے جب تو نے وکالت کا پرچہ دیا تھا وہ جیسے یاد کر کے بتا رہے تھے ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں تب اس حال کی سپریڈنٹ نے تجھ سے آدھے میں پرچہ چھین لیا تھا کیونکہ اسکو پتا چل گیا تھا تو نے اس کو اپنی خاندان کی کسی لڑکی کو نقل کرواتے دیکھ لیا تھا اس سے پہلے کہ تو اس کے خلاف کچھ کرتی اس نے بازی پلٹ دی لیکن پھر جب نتیجہ نکلا تو تو پاس ہو گئی تھی تیرا تو آدھا پرچہ ہوا تھا لیکن اس سپریڈنٹ کی لڑکی پورا پرچہ دے کر بھی فیل ہو گئی اور پھر اگلے کئی سال جب بھی اس نے پرچہ دیا فیل ہی ہوئی وہ کبھی پاس نہیں ہو سکی فیسے تیرے ساتھ ناانصافی انکو مہنگی پڑ گئی

نفیسہ یک ٹک انکو بولتے ہوئے سن رہی تھیں انکی آنکھوں میں کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا

اور وہ فرقان وہ تمہارا بچپن کا منگیتر یاد ہے اس نے بھرے محلے میں یہ الزام لگایا تھا کہ تو وکالت پڑھنے نہیں بلکہ آوارہ گردیاں کرنے جاتی ہے باہر اور کئی بار تو اس نے خود تجھے لڑکوں کے ساتھ ہوٹلوں میں دیکھا ہے یاد کر اس کے بعد اس کے ساتھ کیا ہوا تھا اسکی بہن کی شادی عین نکاح کے وقت ٹوٹ گئی اسکا باپ اسی رات صدمے سے

مر گیاماں پاگل ہو گئی اور اسکی ہونے والی بیوی اپنے مایوں کے رات بھاگ گئی وہ آج تک کنوارہ ہے کسی نے اسکو اپنی لڑکی نہیں دی اس نے تیری کردار کشی کی اللہ نے اسکو کہیں کانہ رہنے دیا

تیری نند اس نے تجھے دھکا دے کر تیرا پہلا بچہ مار دیا اور اس کے بعد تجھے کبھی اولاد نہ ہوئی اس کے ساتھ کیا ہوا یاد ہے ناں؟ اسکے پانچ کے پانچ بچے ایک ہی سال میں اسکی آنکھوں کے سامنے دم توڑ گئے اور شوہر حادثے میں مر گیا وہ دیوانوں کی طرح گلی گلی روتی پھرتی تھی اسکو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا

میرے پاس ایسے ہزار قصے ہیں میں کیا کیا یاد دلاؤں

مجھے بہت ڈر لگتا ہے فیسے یکدم انکی آنکھیں نم ہوئی تھیں انکا لہجہ کانپا تھا بڑا ڈر لگتا ہے مجھے زری کے انجام سے پتہ نہیں اس کے ساتھ کیا ہو گا دیکھ تو اسکو معاف نہ کر بے شک لیکن اس کے لئے دعا کرنا اسکا کیا میری اولاد پہ نہ آجائے مجھے میری اولاد بڑی پیاری ہے اس کے لئے دعا کرنا وہ کمبخت حاسد ہو گئی ہی اسکا پیٹ نہیں بھرتا اب اسکا حسد اسکو کھا نہ جائے فیسے اسکے لئے دعا کرنا وہ آخر میں جیسے رو پڑے تھے اس نے تجھ سے تیرا کیریئر چھین لیا اس نے۔۔۔۔وہ ابھی بول رہے تھے کہ نفیسہ نے انکی بات کاٹی تھی

اس نے مجھ سے میرا کیریئر نہیں چھینا مجھ سے میرا کیریئر میرے ایمان کی کمزوری نے چھینا ہے عزت ذلت موت زندگی یہ سب تو اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے لیکن میں میں لوگوں سے ڈر گئی مجھے لگا وہ لوگ میرے بیٹے کو مار دیں گے میں نے یہ نہیں سوچا کہ اگر عمر کی زندگی لکھی ہو گی تو وہ لوگ چاہے اسکو گولی ماریں یا زہر دے دیں وہ بچ جائے گا زری اور ان دس لوگوں کا پلان بالکل پرفیکٹ تھا میرے بیٹے کی بیماری میرا امریکا جانا

میری لائیسنس کینسل ہوجانا اور وہاں دیار غیر میں جا کر ہمت ہار جانا اور پھر شرم سے کبھی واپس نہ آنا وہ طنزیہ مسکرائی تھیں لیکن ان لوگوں سے ایک غلطی ہوگئی بس ایک غلطی اب انکی آنکھوں میں سرد سا تاثر تھااور لہجے میں تپش سی

ان لوگوں نے غلط عورت چن لی انہوں نے نفیسہ حیات کو چن لیااب میں ان کو بتاؤں گی کہ میں کیا چیز ہوں میرے باپ کی خون پسینے کی کمائی سے میں نے وکالت کا امتحان دیا تھابسوں کے دھکے کئی کئی گھنٹوں کی بھوک یہ سب میں نے اس لئے نہیں برداشت کی تھی کہ ایک دن کوئی بھی ایرا غیرا آئے گا اور مجھ سے میرا حق چھین لے گا نہ میں یہ ہونے نہیں دوں گی ایک ایک کو گھسیٹوں گی ایک ایک سے حساب لوں گی میرے دنوں کی ازیت کا میرے راتوں کے عذاب کا حساب میں کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑوں گی بھائی کسی ایک کو بھی نہیں انکو لگا تھا کہ وہ لوگ مجھ سے میرا واحد رشتہ زری کو چھین لیں گے اور بس نفیسہ ہار جائے گی لیکن ان کو نہیں پتہ میرا واحد اور مضبوط رشتہ تو میرے اللہؔ سے ہے اور جس انسان کا اللہؔ کے سوا کوئی نہ ہو اس سے ڈرو اس کے قہر سے ڈرو اسکی نرمی سے ڈرو اسکی چپ سے ڈرو اس کے بولنے سے ڈرو اور جب اسکو ستاو تو خدا کے عذاب سے ڈرو وہ سرد سے لہجے میں بول کر خاموش ہوئی تھیں

توکیا کرنے والی ہے فیسے ؟وہ بامشکل بول پائے تھے

نفیسہ گہرا مسکرآئی تھیں

وہی جس میں نفیسہ ماہر ہے

میں ایک ایک کو کورٹ میں گھسیٹنے والی ہوں وہ بول کر آسودگی سے آنکھیں موند چکی تھیں

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

یوسف سلطان کا کمرہ اس وقت بکھرا سا تھا تھوڑی دیر پہلے سفیر اور ہالے کی رسم کے بعد گھر کے سارے افراد ایک ایک کرتے اپنے کمروں کو چلے گئے تھے اب کافی کے بھاپ اڑاتے مگز تھے پلیٹ میں رکھے ڈرائی فروٹس تھے اور دادا پوتی کی نہ ختم ہونے والی باتیں تھیں یوسف سلطان بیڈ سے ٹیک لگائے پیر لمبے کئے نیم دراز تھے جبکہ ہالے آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی کچھ دیر پہلے کھلے ہوئے بال اب ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھے تھے اسکے چہرے پہ خوشی تھی اسکی آنکھوں میں چمک تھی

اچھاباقی سب باتیں چھوڑیں داداجان آپ یہ بتائیں کہ چچی جان اور پھپھو ایک دوسرے سے اتنی نفرت کیوں کرتی تھیں؟اسکے لہجے میں تجسس تھا

یوسف سلطان نے گہری سانس بھری تھی

فرو ااور نگین کی بہت اچھی دوستی تھی دونوں ایک دوسرے پہ جان دیتی تھیں انہوں نے بولنا شروع کیا تھا ہالے غور سے ان کو سن رہی تھی ان ہی دنوں میرا بھتیجا وحید گاؤں سے یہاں پڑھنے آیا تھا میں نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا وہ نگین کے ساتھ یونیورسٹی جانے لگا وہاں اسکی ملاقات فرواسے ہوئی اور وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے وحید اسکے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتا اس نے مجھ سے بات کی میں فرواکے گھر رشتہ لے جانے کو راضی ہو گیا ان دنوں فرواکے بھائی کا رشتہ نگین کے لئے آگیا میں نے نگین سے اس بارے میں بات کی اس نے مجھ سے سوچنے کے لئے وقت مانگا تب ہی اچانک سے فرواکا التفات وحید سے ہٹ کر شمس پہ جا ٹھہرا وہ دونوں اکثر ملنے لگے بات یہاں تک آگئی کہ وحید اور شمس کی ایک دوسرے کے ساتھ جھڑپ ہو گئی میں نے کئی بار شمس کو سمجھانا چاہا لیکن وہ جوان تھا گرم خون تھا گھر چھوڑنے کی بات کر دیتا اور میں ہار جاتا اسی طرح ایک دن شمس اور فروا باہر ملنے گئے اور وحید نے انکو دیکھ لیا وہ جزباتی سا بندہ تھا اس نے شمس پہ ہاتھ اٹھا دیا بس پھر کیا تھا

فروانے اسی وقت اسی جگہ وحید کو تھپڑ مارااور اس سے یہ کہہ دیا کہ وہ اب شمس سے شادی کرے گی فروانے یہ سب پیسے کے لئے کیا تھا سب جانتے تھے وحید یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکا اور اس نے خودکشی کرلی دادا جان سانس لینے کو رکے تھے ہالے بے چینی سے آگے کو ہوئی تھی پھر کیا ہوا بتائیں نہ دادا جان ؟

ہونا کیا تھا شمس اور فروا کی شادی ہوگئی اور نگین کو فروا سے سخت نفرت وہ اسکو دیکھتی تو منہ پھیر لیتی یہاں تک کہ اس نے شمس سے بھی بات کرنی چھوڑ دی تھی اور نگین کے بھائی کے رشتے کو بھی منع کر دیا وہ نگین سے بے تحاشا محبت کرتا تھا لیکن نگین کی یہی رٹ تھی

میں اس خاندان میں شادی نہیں کروں گی سانپ کے بل سے سانپ ہی نکلتا ہے وہ بیچارہ نیم پاگل سا ہو گیا تھا نگین کی محبت میں ہر روز وہ ہمارے دروازے پہ آکر کھڑا ہو جاتا اور نگین سے معافی مانگتا ایک ایسے گناہ کی جو اس نے کیا ہی نہیں تھا فروا کو اپنے بھائی سے محبت تھی بہت زیادہ محبت اس نے نگین کے پیر تک پکڑ لئے تھے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی نگین کی یہ بہت بری عادت تھی وہ جب کسی ضد پہ اڑ جاتی تو چاہے غلط بھی ہوتی تو اس ضد کو چھوڑتی نہ تھی خیر قصہ مختصر نگین نے وہاج سے شادی کرلی اور اس کے اگلے ہفتے فروانے زبردستی اپنے بھائی کی شادی کہیں کروادی لیکن وہ بیچارہ بامشکل چند ہی مہینے جی سکا نگین کی محبت جان لیوا تھی وہ جب مرا تو اس کے منہ سے خون نکلتا اور نگین کا نام نکلتا فروا اس کے بعد سے نگین سے اس درجہ متنفر ہوگئی کہ نگین کو دیکھتی تو خود کو کمرے میں بند کر دیتی

یا چیخنے چلانے لگتی اور نگین کو گالیاں بکتی

لیکن ان سب میں پھپھو کا کوئی قصور تو نہیں تھا انکی شادی ہے انکی مرضی وہ جس سے چاہے کریں چچی کو بھی کچھ سوچنا چاہئے تھا وہ انکی بات کے بیچ میں بولی تھی

بیٹے جب کسی کا کوئی عزیز مرتا ہے ناں تب وہ غلطی اور قصور نہیں دیکھتا وہ کوئی ایسا بندہ ڈھونڈتا ہے جس کو الزام دیا جاسکے جیسے نگین نے وحید کی موت کا الزام فروا کو دیا اسی طرح فروا آج بھی اپنے بھائی کی موت کا ذمہ دار نگین کو سمجھتی ہے وہ اس سے نفرت کرتی ہے بے تحاشا بے انداز نفرت یہ میں جانتا ہوں اور نگین جانتی تھی

اور میں میرا کیا قصور مجھ سے کیوں چڑتی ہیں وہ؟

کیونکہ تم نگین جیسی ہو تمہارا چہرہ تمہارا بولنا تمہارا ہسنا تمہارا رونا تمہارا ہر انداز نگین جیسا ہے تمھیں پتہ ہے فروا نے نگین کی موت پہ ایک آنسو تک نہیں گرایا بلکہ اس ہفتے اس نے کچی بستی میں جاکر دیگیں بانٹی تھیں تم سوچو ذرا اندازہ کرو اس نفرت کا جو انسان سے اسکی انسانیت چھین لے جب نگین کی طلاق ہوئی تھی ناں اس دن فروا نے ایک پوری بیکری کی مٹھائی خرید کر ہر آتے جاتے کو بانٹی تھی میں فروا کے سب راز جانتا ہوں مجھے اس کے بارے میں وہ بھی پتا ہے جو کہ فروا خود بھی نہیں جانتی

آپ نے انکو کچھ کہا نہیں مرنے والی اور طلاق یافتہ آپ کی بیٹی تھی ہالے کے لہجے میں افسوس تھا جبکہ یوسف سلطان کی آنکھیں ہر قسم کے جذبات سے عاری تھیں

اگر وہاج چوہڑا مرتا تو میں بھی دیگیں بانٹتا اگر اسکو کوئی بھی تکلیف ہوتی تو میں بھی مٹھائی بانٹتا مہر کی پیدائش کے بعد وہاج سدھر گیا تھا لیکن میں نے اسکو کبھی معاف نہیں کیا میرے لئے وہ ساری زندگی وہی وہاج رہا جس نے

میری بیٹی پہ ہاتھ اٹھایا تھا میں جب جب اسکو دیکھتا تھا میرا خون کھولتا تھا جب میں اپنی نفرت پہ قابو نہیں رکھ سکتا تو مجھے کوئی حق نہیں کے میں دوسروں کو درس دیتا پھروں

اللہ اللہ کیسی ہٹلر فیملی میں پیدا ہو گئی میں بس مرنے مارنے کی باتیں میں تو جا رہی ہوں بھئی وہ مٹھی میں ڈرائی فروٹس بھرتی بیڈ سے اترتی بولی تھی دادا جان اسکو دیکھ کر مسکرائے تھے

اس وقت نہ جانا فروا کا غم تازہ ہے انہوں نے دروازہ کھولتی ہالے کو پیچھے سے ہانک لگائی تھی

گرم لوہے پہ چوٹ مارنے کا تو الگ ہی مزہ ہے وہ مڑے بغیر کہتی باہر نکل گئی تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی یوسف سلطان کے کمرے سے آنے کے بعد سے فروا اب تک ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی تھیں ان کو یقین نہیں آتا تھا کہ جو ابھی کچھ دیر قبل ہوا وہ سب ایک حقیقت تھی انکی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں ان میں غصہ تھا شاک تھا انکو رہ رہ کر مہر پہ غصہ آ رہا تھا وہ کیسے انکی بازی پلٹ گئی وہ اب تک شاک میں تھیں کہ وہ چھٹانگ بھر کی لڑکی ہالے کس طرح ان کو مات دے گئی صدمہ شدید تھا اسی وقت ان کے کمرے کے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی وہ اسی طرح بیٹھی رہیں مڑ کر دیکھا تک نہیں لیکن وہ اس چاپ کو پہچانتی تھیں اچھی طرح بہت اچھی طرح

چچی جان میں آ جاؤں ؟ وہ ادھ کھلے دروازے پہ کھڑی پوچھ رہی تھی

ہالے میں کم از کم اس وقت تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی وہ مڑے بغیر بولی تھیں

لیکن میں آپ سے بات کرنے آئی ہوں آپ سے معافی مانگنے اور صلح کرنے سب سورٹ آوٹ کرتے ہیں ناں کب تک آپ اس طرح مجھ سے چڑتی رہیں گی وہ بولتی ہوئی فروا کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی اسکا لہجہ ہلکا پھلکا سا تھا جیسے ان دونوں کے درمیان کسی گڈے گڑیا کی سی لڑائی ہو

فروا نے پورے کا پورا گھوم کر اسکو دیکھا تھا

مجھے تم سے چڑ نہیں ہے مجھے تم سے نفرت ہے اتنی کہ اگر تم میرے سامنے مر بھی جاؤ تو میری آنکھ سے آنسو نہ نکلے اتنی کہ اگر کوئی تمھیں میرے سامنے زندہ جلا ڈالے تو میں اسکو روکوں ناں وہ اسکے پاس اس کے بہت قریب بیٹھی غرا رہی تھیں

ہالے کا سانس سینے میں اٹکا تھا لیکن بظاہر وہ مسکراتی رہی

چلیں چھوڑیں یہ نفرت محبت مجھے یہ بتائیں آپ اس رشتے کی مخالفت کیوں کر رہی ہیں میں نہیں چاہتی کہ میری اور سفیر کی شادی آپ کی مرضی کے بغیر ہو آپ میری ماں جیسی ہیں میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور یہ صرف لفاظی نہیں ہے آئی مین اٹ اسکا لہجہ سادہ تھا پر خلوص اس نے چند لمحے پہلے والی فروا کی بات کا اثر زائل کرنا چاہا وہ آج جھگڑا کرنے نہیں آئی تھی

فروا اٹھ کھڑی ہوئی تھیں انکی آنکھوں میں ایسا سرد تاثر تھا کہ خدا کی پناہ

میں بتاؤں تمھیں کیوں کر رہی ہوں میں اس رشتے کی مخالفت ؟ کیوں ہوں میں اس کے خلاف کیونکہ میں جب جب تمھیں دیکھتی ہوں ناں مجھے تمہاری مکروہ شکل پھپھی یاد آجاتی ہے اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ دبا دوں

میری پھپھو کے بارے میں اس طرح بات مت کریں چچی ہالے نے انکوٹو کا تھا

اور بتاؤں ؟ تم دوغلی ہو ہالے تم گولڈ ڈگر ہو پہلے ہارون کو دوستی کا جھانسہ دیا اور کئی سال اس کے پیسوں سے عیش کرتی رہی اور جب شادی کی باری آئی تو تم نے شہر کا ایک بہترین بزنس میں پھانس لیا تم اس ہارون کے ساتھ سارا دن سڑکوں کی خاک چھان سکتی ہو اس کے ساتھ شہر کے ایک ایک ریستوران میں کھانا کھا سکتی ہو لیکن شادی نہیں شادی تم اس سے نہیں کر سکتی کیونکہ تمھیں اس سے محبت نہیں ہے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے تم نے پاگل ہوں میں ہاں ؟

چچی آپ اس طرح میرے کردار پہ بات نہیں کر سکتیں میں آپ کو یہ حق نہیں دیتی میں یہاں صلح کرنے آئی ہوں آپ بات بڑھا رہی ہیں آپ۔۔۔۔

تیسری وجہ بتاؤں وہ تو جیسے اسکی سن ہی نہیں رہی تھیں

تمہاری ماں کے خاندان میں اولاد ہوتی ہی نہیں اور اگر کسی کی ہو بھی جائے تو دس پندرہ سال تو کہیں نہیں گئے کیا میرے بیٹے کو بھی بے اولاد رکھنے کا ارادہ ہے ؟تمہاری ماں نے دس سال بعد اولاد پیدا کی

تم کتنے سال لگاؤ گی؟ پندرہ یا بیس بلکہ ایسا کرنا سفیر کے بچوں کو میری قبر پہ لے آنا وہاں کھیل لیں گے مجھ سے

وہ زخمی ناگن کی طرح پھنکار رہی تھیں

ہالے کا دل جیسے کسی نے زور سے دبایا ہو

ایسے تو نہ کہیں یہ سب تو اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے اماں کے بس کی بات تو نہیں تھی یہ

ارے رہنے دو تم تمہاری ماں کو شادی کے پہلے ہفتے ہی طلاق ہو گئی تھی اب میرے بیٹے کے لئے ایسی نسلی بد کردار عورت بچی ہے تمھیں گھر لاؤں گی میں؟ جیسی بد کردار تمہاری ماں تھی ویسی ہی۔۔۔۔

ہالے جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی

بس بہت بول چکیں آپ اور بہت سن چکی میں اب اگر آپ کے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو میں بھول جاؤں گی آپ کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے اگر میری ماں اور میرا کردار صاف نہیں تو آج آپ کے کردار کی بھی بات کر ہی لیتے ہیں

آپ وہی ہیں ناں جنہوں نے پیسے کے لالچ میں ایک بھائی سے رشتہ توڑ کر دوسرے بھائی سے جوڑ لیا تھا دو بھائیوں کو ایک دوسرے سے متنفر کر دیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے خود کشی کر لی آپ کی اپنی دوست نے آپ کو اسلیے چھوڑا کیونکہ آپ کردار کی اچھی نہیں تھیں لڑکوں کو کپڑوں کی طرح بدلتی تھیں چلیں یہ سب تو آپ کی شادی کے پہلے کے قصے ہیں ناں آپ نے شادی کے بعد کیا کیا میں یاد دلاؤں؟ وہ آنکھوں میں غضب لئے انکے سامنے کھڑی غرا رہی تھی

آپ کو یہ بتاؤں کہ کیوں شمس چچا کو آپ کی اس مکروہ شکل سے بھی نفرت ہے کیونکہ انکے کان کے پاس جھکی تھی آواز سرگوشی جتنی دھیمی کرلی

کیونکہ بیس سال قبل شمس چچانے آپ کو ایک جاپانی بزنس ٹائکون کے ساتھ ھوٹل کے ایک کمرے میں ایسی حالت میں دیکھا تھا کہ زبان کو بیان کرنے کی تاب نہیں لفظوں کو مفہوم دینے کی جرات نہیں اس دن سے لے کر آج تک اس گھر میں آپ کی حیثیت شمس چچا کی نظروں میں آپ کی حیثیت دو ٹکے کی بھی نہیں رہی اسلئے کہتی ہوں چچی بد کردار لوگوں کو چاہئے کسی دوسرے کے کردار کی بات نہ کریں وہ بول کر پیچھے ہٹی تھی جبکہ فروا کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں انکا رنگ نچڑ گیا تھا انکا چہرہ سفید تھا لٹھے کی مانند سفید

تمہاری جرات کیسے ہوئی ہاو ڈیئر یو لٹل بچ وہ بہت دیر بعد پھنکاری تھیں

چلائیں مت چچی وہ ان سے زیادہ تیز آواز میں دھاڑی تھی جنکا اپنا ماضی داغ دار ہو انکو چاہیے کے دوسروں کے حال پہ تبصرے نہ کریں اسکا لہجہ ٹھنڈہ تھا برف جیسا

تم نے مجھے تنہائی میں ذلیل کیا ہے میں تمھیں محفل میں رسوا کروں گی تم میرا داغ دار ماضی اٹھا کر لائی ہو ناں میں تمہارے حال کو ذلت کا نشان بنادوں گی میں تمھارے ساتھ وہ کروں گی کہ ساری دنیا دیکھے گی تم سے وہ چھینوں گی جسکا تم نے تصور بھی نہیں کیا ہو گا تمہاری قسمت اب سے میں لکھوں گی ہالے اور میں تمہارے بخت میں وہ ذلت لکھوں گی کہ تم مر کر بھی اس داغ کو دھو نہیں سکو گی یاد رکھنا وہ ہالے کے بالکل قریب کھڑی دبا

دباساغرارہی تھیں انکے لہجے میں کاٹ سی تھی جبکہ ہالے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے خاموشی سے ان کو سنتی رہی

اور جب بولی توبس اتنا

وتعز من تشاء، وتزل من تشاء

(اللہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے)

وہ بول کر رکی نہیں تھی

دروازہ ٹھاکی آواز سے مارتی کمرے سے نکل گئی تھی فروا کو یوں لگا تھا جیسے یہ دروازہ ان کے منہ پہ مارا گیا ہو انکے جسم کا ساراخون نچڑ کر ان کے چہرے پر آچکا تھا ازیت سی ازیت تھی ذلت سی ذلت تھی

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

آج اس چھوٹے سے ڈھابے پہ ہونے والی ملاقات کو تین سال بیت چکے تھے نفیسہ نے اپنے لائسنس کی بحالی کے لئے کیس دائر کر دیا تھا اس کے بعد ان کو تین سالوں کے لئے عدالت کے دھکے کھانے پڑے تھے کئی ثبوت اکھٹے کرنے پڑے تھے کئی سفر طے کرنے پڑے تھے ایسے میں عمر کی ساری ذمہ داری انکے بھائی رحمان پہ آچکی تھی اسکو اسکول سے لانا لے کر آنا اسکے باقی چھوٹے موٹے کام وہی کرتے جب تک نفیسہ گھر نہ آجاتیں تین سال کی لمبی خواری کے بعد آج ان کے کیس کا فیصلہ ہو گیا تھا نفیسہ حیات کو بے گناہ قرار دے کر انکا لائسنس بحال کر دیا گیا تھا اس سارے عرصے میں انکی ساری جمع پونجی اس کیس پہ لگ چکی تھی لیکن بلاخر وہ آزاد تھیں بے گناہ تھیں

اس وقت وہ اپنے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی عمر کو ہوم ورک کروا رہی تھیں

عمر اب کافی بڑا ہو گیا تھا اسکا قد نکل آیا تھا صحت بھی اچھی خاصی تھی اسکی سیاہ آنکھیں مزید چمک دار اور زہین ہو گئی تھیں لیکن اسکی ضد اور ہٹ دھرمی آج بھی ویسی ہی تھی وہ آج بھی اپنی مرضی ہی کرتا تھا چاہے اسکو ہزار بار روکا جائے وہ بیڈ پہ بیٹھا خاموشی سے اپنا ہوم ورک کر رہا تھا جب رحمان ایک دھاڑ سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے وہ بے حد غصے میں لگتے تھے

فیسے یہ میں جو سن کر آیا ہوں کیا یہ سب سچ ہے؟ وہ بامشکل خود پہ قابو رکھتے بولے تھے

پہلے یہ تو پتہ لگے آپ نے سنا کیا ہے؟ وہ مطمئین سی بولی تھیں

تو نے استعفیٰ دے دیا؟ اور اگر یہی کرنا تھا تو کیوں اتنے سال کورٹ کچہریوں کے چکر لگائے کیوں خود کو خوار کیا اپنے پیسے برباد کیئیے یا اللہ فیسے تو کیسے اتنی بے وقوف ہو سکتی ہے مجھے تو سمجھ نہیں آرہی میں تجھ سے کچھ پوچھ رہا ہوں جواب دے مجھے انکا بس نہیں چلتا تھا کہ اپنے بال نوچ ڈالیں

عمر نے کاپی پہ جھکی نظر اٹھائی تھیں اسکی نظروں میں ناگواری تھی

آپ مجھے لکھنے دیں گے یا میں باہر چلا جاؤں؟ اس کے لہجے میں بدتمیزی نہیں تھی وہ بس پوچھ رہا تھا وہ واقعی بس پوچھ ہی رہا تھا

چل نکل ادھر سے آیا بڑا ماموں کو آنکھیں دکھاتا ہے انہوں نے جھڑکا تھا

اماں اپنے بھائی سے کہیں جھوٹ نہ بولیں میں نے آنکھیں نہیں دکھائیں

بیٹے آپ باہر جاؤ میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں پھر اسکو کمپلیٹ کریں گے اوکے ؟وہ نرمی سے بولی تھیں

اوکے اس نے خلاف معمول آج ضد نہیں کی تھی خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا تھا

بھائی میں یہ نہیں کر سکتی تھی مجھے خود سے شرم آنے لگی تھی اس بار اگر عمر کی بیماری وجہ بنی تھی تو اگلی بار کچھ اور وجہ بنتی میں نے اس پیشے کا تقدس پامال کیا تھا مجھے کوئی حق نہیں تھا کہ میں دوبارہ اس عدالت میں قدم رکھتی اس لڑکی کے قتل میں کہیں نہ کہیں میرا بھی ہاتھ ہے اگر میں لوگوں سے خوف نہ کھاتی اور عمر کی زندگی اور موت کو اللہ کے ہاتھ میں دے دیتی تو یہ سب نہ ہوتا کبھی بھی نہ ہوتا میں نے جو کچھ کیا ہے اسکی سزا خود کو اسی صورت دوں گی اللہ کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے ڈرنے والوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے یہ میری سزا ہے پلیز مجھے اسکو بھگتنے دیں انکا لہجہ سادہ سا تھا

رحمان کے کندھے ڈھیلے پڑے تھے

پھر کیا کرے گی تو فیسے ؟کیا گھر بیٹھی رہے گی ؟اب کے انکا لہجہ فکر مند سا تھا

نفیسہ مسکرائی تھیں

میں گھر بیٹھنے والیوں میں سے نہیں ہوں بھائی جو گھر میں نے عمر اور اپنے لئے لیا تھا کل اسکو بیچ آئی ہوں اور اسکی جگہ میں نے ایک جم کے مالک سے بات کی ہے وہ اس جگہ کو بیچنے کے لئے راضی ہے میں وہاں لڑکیوں کے لئے سیلف ڈیفنس کلاسز ارینج کروں

میں ان کو ایسا ٹرینڈ کروں گی ان کے لئے ایسے کوچ رکھوں گی کہ وہ پانچ پانچ درندوں کا اکیلے مقابلہ کر سکیں میں ایک لڑکی کو نہیں بچا سکی لیکن میں کوشش کروں گی کہ کسی اور کو اس ظلم سے بچا سکوں میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کروں گی اور یہی میرے لئے اچھا رہے گا

اور تجھے لگتا ہے کہ یہاں کے لوگ اپنی بچیوں کو ایسے کراٹے کلاس لینے بھیجیں گے ؟ کس خوش فہمی میں رہ رہی ہے تو؟ یہاں لوگ اپنی بچیوں کو اسکول کالج نہیں بھیجتے اس ڈر سے کہ کہیں وہ ہاتھ سے نہ نکل جائیں کہیں ان کو پڑھ لکھ کر پر نہ لگ جائیں اور تو تجھے لگتا ہے کہ وہاں لڑکیاں کراٹے کلاسز لینے آئیں گی تو اپنی عقل کدھر بیچ آئی ہے فیسے ؟ وہ افسوس سے پوچھ رہے تھے

میں نے کب کہا کہ لڑکیاں وہاں کراٹے کلاس لینے آئیں گی ؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھیں لڑکیاں وہاں سلائی کڑھائی سیکھنے آئیں گی لڑکیاں وہاں کوکنگ کلاسز لینے آئیں گی لیکن میں وہاں انکو وہی سکھاؤں گی جو میں چاہوں گی جس کے لئے میں نے وہ جگہ خریدی ہے وہ چمکتی آنکھوں کے ساتھ بتا رہی تھیں

مطلب تو لوگوں کو دھوکہ دے گی اور اگر کسی

نے گھر جا کر بتا دیا تو کیا کریگی تو؟ فیسے دیکھ مت پڑ ان کاموں میں انہوں نے جیسے باز رکھنا چاہا

میں نے کب کہا کہ میں کسی کو دھوکہ دوں گی ؟ وہاں کوکنگ کلاسز ہی ہوں گی وہاں سلائی کلاس بھی ہو گی لیکن اسکی فیس ہو گی اور جو میں کروانا چاہتی ہوں وہ مفت ہو گا وہاں آنے والی ہر لڑکی ہر عورت سلائی اور کوکنگ پہ کم دھیان دے گی اور سیلف ڈیفنس کلاس پہ زیادہ دھیان کیونکہ میں عورتوں کی فطرت سے واقف ہوں مفت کا

اگر زہر بھی دے دو تو عورتیں گھر لے جائیں گی یہ سوچ کر کہ چوہے مارنے کے کام تو آہی جائے گا عورتوں کو مفت کی چیزیں فیسینیٹ کرتی ہیں اٹریکٹ کرتی ہیں

کیا کہہ رہی ہے مجھے سمجھ نہیں آرہی صاف صاف لفظوں میں بتادے مجھے وہ الجھ سے گئے تھے

دیکھیں آپ نے بازار میں عورتوں کو دیکھا ہو گا جہاں بھی جس بھی دکان کے سامنے سیل لگی ہو گی عورتوں کا سب سے بڑا ہجوم وہیں ہو گا حلانکہ سیل میں رکھے کپڑے اتنے بے کار ہوتے ہیں کہ دو دھلایوں میں خراب ہو جائیں گے وہ سیل میں رکھا ہوا ایک ہزار والا جوڑا تو لے لیں گی لیکن دکان میں رکھا پندرہ سو والا سوٹ لیتے انکی جان جائے گی حلانکہ وہ زیادہ پائیدار بھی ہو گا اور اسکی کوالٹی بھی اچھی ہو گی میں یہ نہیں کہہ رہی کہ عورتیں بے وقوف یالالچی ہوتی ہیں وہ بس کم پیسوں میں زیادہ چیزیں چاہتی ہیں وہ تعداد چاہتی ہیں معیار نہیں اب جب انکو کنگ اور سلائی کلاسز کے ساتھ فری جم بھی ملے گا تو آپ دیکھئے گا کیسے اور کہاں کہاں سے لڑکیاں اور عورتیں آئیں گی

لیکن اس سب سے تجھے کیا فائدہ ہو گا تیرا تو گھر بھی بہت مشکل سے چلے گا عمر کا اسکول اسکے باقی اخراجات وہ سب کہاں سے پورے ہوں گے ؟

مجھے فائدہ نقصان نہیں چاہئے میں بس کفارہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور عمر کے اسکول اور باقی اخراجات کے لئے مجھے ایک لاء کالج میں لیکچرر کی نوکری مل گئی ہے سب مینج ہو جائے گا پریشان مت ہوں آپ وہ تسلی دیتے ہوئے بولی تھیں

اور وہ مطمئن بھی ہو گئے تھے تھوڑی دیر بعد جب نفیسہ انکو گیٹ تک چھوڑنے گئیں تو وہ رک گئے ہمّت متجمع کی اور بولنا شروع کیا

فیسے توزری کے لئے دعا کرنا وہ ٹھیک ہو جائے بس تیری دعاؤں میں بڑا اثر ہے بس یہ فالج اسکی جان چھوڑ دے قسمے میرے بچے رل گئے ہیں ان کے لہجے میں شرمندگی اور دکھ تھا

میں دعا کروں گی وہ انکی طرف دیکھے بغیر بولی تھیں انہوں نے کہہ دیا مطلب وہ دعا کریں

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

اوائل اپریل کے دن تھے حبس اور گرمی اپنے عروج پہ تھی شام کے چھ بجے کا وقت تھا معراج سلطان کمپنی کے آفس میں پاور چیئر پہ بیٹھے مینیجر کو کوئی ہدایات دے رہے تھے جب انکا سکریٹری فرہاد بنا ناک کئے آفس روم میں داخل ہوا اسکی رنگت اڑی ہوئی تھی اس نے کچھ بولنے کو منہ کھولا تھا کہ مینیجر کو دیکھ کر خاموش ہو گیا معراج سلطان نے ناگواری سے اس کو دیکھا تھا اور مینیجر کو باہر جانے کا اشارہ کیا تھا اس ادھیڑ عمر مینیجر کے جانے کے بعد انکا رخ اب فرہاد کی جانب تھا

ہاں تو مسٹر فرہاد غفّار آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ ایسی کون سی آفت آگئی تھی کہ آپ بنا ناک کئے میرے آفس میں آگئے ایتھکس ہیں آپ کے اندر یا نہیں ؟انکا لہجہ اونچا نہیں تھا اس میں بس ناگواری تھی

شمس سر نے ہیون سے ملحقہ ساری زمین مرزا صاحب کو بیچ دی ہے آج صبح ہی مجھے ان کی سیکریٹری نے اطلاع دی ہے سر سب ختم ہو گیا ہے وہ لوگ ایک بار وہاں آگ ئے تو ساری جگہ کا سکون خراب کر دیں گے وہ ہیون کو برزخ سے بھی بد تر بنا دیں گے کچھ کیجئے سر وہ سخت پریشانی کے عالم میں بولے چلا گیا

جبکہ معراج سلطان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا ہاتھ کانپنے لگے تھے انکا بی پی ہائی ہو گیا تھا

شمس کہاں ہے؟ وہ بدقت بول پائے تھے

وہ باہر ملازمین کے ساتھ ہیں تھوڑی دیر پہلے ہی اسلام آباد سے آئے ہیں فرہاد نے اطلاع دی تھی

معراج سلطان ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھے تھے انکا چہرہ غیض و غضب کی تصویر لگتا تھا اپنے آفس کا کمرہ ایک دھاڑ سے کھولتے وہ سیڑھیاں اترتے جا رہے تھے وہ یہ تک بھول گئے تھے کہ اتنی سیڑھیاں چڑھنے سے انکا سانس پھول جاتا ہے انکو لفٹ کا استعمال کرنا چاہیئے تھا لیکن اس وقت ان کو کچھ یاد نہیں تھا شمس سلطان ہالے اور سفیر کی منگنی کی رسم کے بعد ارجنٹ میٹنگ کے لئے اسلام آباد راوانہ ہو گئے تھے اور آج دو دن بعد انکی واپسی ہوئی تھی اس وقت وہ کچھ ملازمین کے ہمراہ کمپنی کے گیٹ پہ کھڑے تھے انکی گاڑی تیار تھی وہ شاید کہیں جا رہے تھے لیکن کسی ملازم کی بات سننے رک گئے تھے اسی وقت معراج سلطان ہانپتے ہوئے ان تک پہنچے تھے

شمس انکو دیکھ کر مسکرائے تھے معراج مسکرا بھی نہ سکے

ہمیں بات کرنی ہے شمس اندر چلو انکا لہجہ سنجیدہ تھا

بھائی میں آپ کو ایسی خبر سنانے والا ہوں کہ آپ سب کچھ بھول جائیں گے وہ بہت خوش نظر آتے تھے

سب ادھر آجاؤ یہاں آؤ سب بات سنو میری انہوں نے با آواز بلند سب ملازمین کو اپنے قریب بلایا تھا ایک ایک کر کے سب جمع ہونے لگے تھے تھوڑی ہی دیر میں مجمع سالگ گیا تھا

بھائی جان میں نے اس زمین کا سودا کر دیا ہے وہ بھی مارکیٹ پرائز سے تین گنا زیادہ میں وہ جوش سے بتاتے ہوئے ان کے قریب آگئے تھے اور آپ کو پتہ ہے سفیر کی منگنی کی رات میں اسی کام کے لئے اسلام آباد گیا تھا میں آپ کو سرپرائز دینے والا تھا آپ دیکھیے گا اب ہم ملک کے سب سے بڑے۔۔۔۔

اور بس انکی بولتی زبان کو یہاں بریک لگا تھا

چٹاخ کی آواز سارے میں گونجی تھی معراج سلطان لال بھبھوکا چہرہ لئے انکو دیکھ رہے تھے جبکہ شمس سلطان اپنے گال پہ ہاتھ رکھے شاکی نظروں سے انکو دیکھے جارہے تھے

ہمّت کیسے ہوئی تمہاری میری زمین کا سودا کرنے کی ؟وہ دھاڑے تھے وہ میں نے اپنی کمائی سے بنائی تھی ایک ایک ٹکا جوڑ جوڑ کر اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر وہ میری زمین تھی میری تمھیں کس نے حق دیا کہ تم میری اجازت کے بغیر اسکا سودا کر آؤ بولو ؟مارکیٹ سے تین گنا پرائز پہ بیچ آئے ہو ناں میں اسکو ہزار گنا زیادہ پہ بھی نہ بیچتا لعنت ہو تم پہ شمس سلطان لعنت جس دن تم پیدا ہوئے اس دن پہ لعنت ہو انکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ماتھے پہ پورا جسم پسینے سے شرابور تھا انکے ہاتھ کانپ رہے تھے انکا پورا جسم کانپ رہا تھا انکا شوگر لیول ہائی ہونے لگا تھا

سارے ملازمین انکو دیکھ رہے تھے کچھ کی آنکھوں میں افسوس تھا تو کچھ کی آنکھوں میں استہزاء کچھ کی زبانیں مقفل تھیں تو کچھ کی زبانوں پہ تبصرے شمس اب تک شاکڈ تھے انکو اب تک یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی

ٹھنڈے اور نرم مزاج معراج سلطان تھے جو بڑی بڑی باتوں کو پی جاتے تھے خاموش ہو جاتے تھے صبر کر لیتے تھے اور آج اتنی سی بات پہ سارے ملازمین کے سامنے اپنے چھوٹے بھائی پہ ہاتھ اٹھالیا تھا

مجھے لگا تھا آپ خوش ہوں گے اتنے ارصے سے وہ زمین بکی نہیں اور اب جب میں نے اسکا سودا کیا تو تین گنا زیادہ میں اس کے علاوہ وہ لوگ ہمیں اس زمین پہ بننے والے پراجیکٹ سے دس فیصد دیں گے اور اس معاہدے کی کوئی مدت نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے بھائی ہماری نسلیں تک سنور جاتیں وہ شاک سے باہر آچکے تھے اب انکی آواز میں افسوس تھا

وہ زمین اسلیے نہیں بکی کیونکہ میں میں خود نہیں بیچنا چاہتا تھا مجھے اسکے لئے مارکیٹ پرائز سے چھ فیصد زیادہ کا پروپوزل آچکاہے اور ہماری نسلوں کی بات کرتے ہو دوسروں کی نسلیں بے گھر کر کے ہماری نسل خوش نہیں رہ سکتی شمس کسی کی خوشیوں کی قبر پہ اپنا محل تعمیر کروگے تو ڈھے جاؤگے اسی محل سمیت وہ اولڈ ہوم کی زمین تھی شمس میں اگلے ہفتے وہاں کام شروع کروانے والا تھا یہ تم نے کیا کر دیا شمس یہ تم نے کیا کر دیا انہوں نے باقایدہ اپنا سر پکڑ لیا تھا

ابھی شمس کچھ کہتے کہ معراج سلطان کی طبعیت خراب ہونے لگی انکا سانس اٹک رہا تھا انکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا ان سے اپنے قدموں پہ ٹھہرا نہیں جا رہا تھا شمس نے آگے بڑھ کر انکو سہارا دیا تھا ملازمین میں سے چند ایک نے انکی مدد کی تھی اور معراج سلطان کو گاڑی میں بٹھایا تھا گاڑی اب ہسپتال کی جانب روانہ تھی شمس نے فوراً سفیر کو کال کر کے ہسپتال پہنچنے کا کہا تھا اور خود بار بار پریشانی سے اپنے بڑے بھائی کو دیکھتے جاتے

معراج سلطان نے اپنی پڑھائی ختم کرنے کے بعد اپنے والد سے اپنا حصہ طلب کر لیا تھا جو کہ انکو مل بھی گیا لیکن آدھا انہوں نے ان پیسوں سے شہر کے بیچوں بیچ کئی ایکڑز پہ پھیلی ہوئی زمین خریدی تھی انہوں نے اپنا حصہ کاروبار کے لئے مانگا تھا لیکن بعد میں انہوں نے وہی پیشہ اپنایا جو کہ انکو شروع سے پسند تھا وہ زمین دو سال تک اسی طرح پڑی رہی اور پھر دو سال بعد معراج سلطان نے اپنا باقی کا حصہ بھی لے لیا اور اس زمین پہ کنسٹرکشن کا کام شروع کروا دیا اصل میں انہوں نے چھوٹے سے پیمانے پہ ایک یتیم خانہ بنوایا تھا جسکا نام انہوں نے ہیون (Heaven) رکھا تھا آہستہ آہستہ انکے اس کام میں برکت ہوتی گئی انکو ڈونیشنز ملنے لگیں اور انہوں نے ہیون کے ساتھ ملحقہ زمین پہ ان ہی یتیم بچوں کے لئے ایک اسکول اور ہسپتال بنوالیا تھا جب یوسف سلطان کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے ڈونیشن کے طور پہ کچھ رقم دینے کی پیشکش کی جسے معراج سلطان نے اپنی کچھ رقم مزید شامل کر کے شمس کے ساتھ کاروبار میں لگالیا وہ کمپنی سے پچیس فیصد حصہ لیتے تھے جس میں سے پندرہ فیصد ہیون پراجیکٹ پہ خرچ ہوتا اور باقی دس میں سے پانچ وہ اپنے بچوں پہ خرچ کرتے اور باقی پانچ فیصد کا انہوں نے کبھی حساب نہیں دیا تھا وہ کہتے تھے

وہ پانچ فیصد حقداروں کو ملتا ہے اب وہ حق دار کون تھے یہ بات تو معراج سلطان ہی جانتے تھے

کچھ عرصے سے ایک کامیاب ریستوران چین چلانے والے برطانوی ساتھ پاکستانی ریستورانز اونر فہیم مرزا نے ان سے ہیون خریدنے کی بات کی تھی اور معراج سلطان نے اسی وقت شائستگی سے معذرت کر لی تھی لیکن اس موٹے دماغ کے آدمی کو یہ صاف انکار حضم نہیں ہوا تھا اب وہ بار بار کالز کر کے ہیون کو خریدنے کی خواھش

ظاہر کرتے اور معراج سلطان ہر بار منع کر دیتے کچھ عرصہ سے وہ دھمکیوں پہ بھی اتر آئے تھے لیکن معراج نے خاطر خوا اثر نہیں لیا تھا

ہیون کے بالکل قریب انکی کچھ زمین اب بھی خالی تھی جس پہ انہوں نے ایک اولڈ ہوم بنوانے کا سوچا تھا لیکن تھینکس ٹو شمس سلطان انہوں نے اپنی بے وقوفی کی وجہ سے کیا کچھ برباد کیا تھا ان کو اندازہ بھی نہیں تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

سفیر اس وقت ہالے کے ساتھ گاڑی میں تھا آج ہالے کو ایک سیمنار میں جانا تھا وہاں سے فارغ ہوتے ہی اس نے سفیر کو کال کر لی تھی اور وہ اسکو لینے آ بھی گیا تھا وہ لوگ گھر سے تھوڑا ہی دور تھے سفیر کو شمس سلطان کی کال موصول ہوئی اس کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا تھا لیکن وہ جلد ہی خود کو کمپوز کر گیا تھا اور بس اوکے ڈیڈ میں پہنچ رہا ہوں کہہ کر کال کاٹ دی تھی ہالے اپنے موبائل پہ لگی تھی اس نے دھیان نہیں دیا تھا

از ایوری تھنگ فائن اس نے سکرین سے نظریں ہٹائے بغیر سوال کیا تھا

سفیر کچھ سوچ رہا تھا اس نے جواب نہیں دیا ہالے نے سر اٹھایا تھا

سفیر میں آپ سے بات کر رہی ہوں سب ٹھیک ہے ؟اب کے وہ ذرا بلند آواز میں بولی تھی

ہاں سب ٹھیک ہے وہ مسکرایا تھا ہالے بھی اسکو دیکھ کر مسکرائی تھی تب ہی اس کو اپنے پیر کے نیچے کچھ محسوس ہوا اس نے جھک کر چیک دیکھا تو اسکو ایک بوتل دکھی وہ اسکو ہاتھ میں لے کر سیدھی ہوئی لیکن جیسے ہی اس پہ

لکھی تحریر پہ نظر گئی ہالے نے گویا کرنٹ کھا کر اس بوتل کو دور پھینکا تھا اور اپنے بیگ سے ٹشو نکال کر اپنے ہاتھوں کو رگڑنے لگی تھی

سفیر نے اچھنبے سے اسکو دیکھا تھا لیکن کچھ بولا نہیں

یہ کسکی ہے ؟اس نے نیچے پڑی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تھا

جسکی یہ گاڑی ہے بلا کا سکون تھا اسکی آواز میں

آپ۔۔۔ آپ ڈرنک کرتے ہیں ؟وہ مارے حیرت کے بس اتنا ہی بول پائی تھی

یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے میرا جو کام ہے اور جن پارٹیز میں میں مدعو ہوتا ہوں وہاں یہ سب عام ہے میں اگر ان سب سے دور بھاگوں گا تو سب مجھے دقیانوس سمجھیں گے ہالے ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ وہ عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا جبکہ ہالے پر تو حیرتوں کے پہاڑ ہی ٹوٹ پڑے تھے

آپ گناہ کو عام کہہ رہے ہیں سفیر ؟اگر یہ عام ہے پھر تو وہاں اور بھی بہت کچھ عام ہو گا اس کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کے ؟آخر میں اسکا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا

اگر تمہارا اشارہ عورتوں سے تعلقات کی طرف ہے تو ہاں میرے لئے یہ سب بھی عام ہے مجھے تو یہ نہیں سمجھ آ رہا کہ تم اتناری ایکٹ کیوں کر رہی ہو یار گرو اپ مجھے یہ لگا تھا کہ تم ماڈرن ہو ہر چیز سمجھتی ہو تم میرا سرکل سمجھ لو گی اور تم مجھ سے محبت بھی تو کرتی ہو نہ یار کیا ہو گیا ہے تمھیں محبت میں تو لوگ قاتلوں کو بھی قبول کر لیتے ہیں اور ایک تم ہو اس نے افسوس سے سر جھٹکا تھا

میں نے کب کہا کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں؟ اسکا لہجہ ٹھنڈہ تھا آپ نے کہا تھا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور اگر میں محبت کرتی بھی ہوں تو میں اس میں آپ کا ماضی قبول کر سکتی ہوں لیکن آپ کا داغ دار حال نہیں میں غلط کو غلط کہوں گی چاہے جتنی مرضی ماڈرن ہو جاؤں میرے نزدیک یہ سب گناہ ہیں اگر آپ ان کو چھوڑنے پہ راضی ہیں تو میں آپ کے ساتھ زندگی گزارنے پہ راضی ہوں لیکن اگر آپ اس سب کو ڈیفینڈ کرتے رہیں گے تو ہمارا تعلق مشکل میں پڑ جائے گا اسکا لہجہ نرم اور دو ٹوک تھا

اور اگر میں یہ سب نہ چھوڑوں تو؟

تو پھر میں آپ کو چھوڑ دوں گی اسکا لہجہ سپاٹ تھا

تم مجھے چھوڑ دو گی کیا یہ اتنا آسان ہے تمہارے لئے تم مجھے جج کر رہی ہو ہالے کیا تم اتنی نیک ہو؟ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ تمھارے اندر کوئی برائی نہیں ہے؟ تم کلئیر ہو؟

نہیں میں بالکل بھی نیک نہیں ہوں میں تو پانچ نمازیں بھی مشکل سے پڑھتی ہوں میں قرآن ہفتے میں ایک بار پڑھتی ہوں چیریٹی بھی کبھی کبھی کرتی ہوں جھوٹ بھی بولتی ہوں ضرور تا لیکن سفیر میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ سب ٹھیک ہے گڈ ہے میں ساری زندگی ایسے ہی گزاروں گی اگر یہ سب نہیں کروں گی تو معاشرہ کیا کہے گا میں اس پہ کام کر رہی ہوں ان عادات کو چھوڑنے کی کوشش بھی کر رہی ہوں میرا ہر گزرتا دن اپنی بری عادتوں کے خلاف ایک جنگ ہے اور ایک دن میں یہ جنگ جیت بھی جاؤں گی وہ سانس لینے کو رکی تھی سفیر بھنویں بھینچے اسکو سنے جا رہا تھا نگاہیں سڑک پہ مرکوز تھیں

سفیر میں اسٹریٹ ہوں اور مجھے اپنا لائف پارٹنر بھی ایسا ہی چاہیے میں یہ نہیں کہتی کہ اس میں کوئی برائی نہ ہو وہ کوئی امام کعبہ ہو لیکن وہ کم از کم اپنی برائی کو قبول کرے اپنا گناہ مان لے اور دوبارہ وہ سب نہ کرنے کا عہد کرے اپنے گناہ اور غلطی کی کا الزام کسی اور کو نہ دے کوئی آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ سے غلطی یا گناہ نہیں کرواتا آپ اپنی مرضی سے یہ کرتے ہیں آپ کے دل و دماغ میں کہیں نہ کہیں ہاں ہوتی ہے تب ہی آپ کوئی بھی غلط کام یا گناہ کرتے ہیں

اوکے میں سمجھ گیا ہوں ہالے تم کیا کہنا چاہتی ہو میں یہ سب چھوڑ دوں گا اب خوش؟

نہیں سفیر آپ نہیں سمجھے یہ سب آپ بس بات ختم کرنے کو کہہ رہے ہیں آپ میرے لئے یہ سب مت چھوڑیں اللہ کے لئے چھوڑیں گناہ کسی انسان کے لئے نہیں چھوڑا جاتا گناہ اللہ کے لئے چھوڑا جاتا ہے نہیں میں آپ کو جج نہیں کر رہی میں بس ایک بات کر رہی ہوں اسکا لہجہ نرم اور سادہ تھا کوئی طنز کوئی برتری کی خواہش اسکے لہجے میں ایسا کچھ نہیں تھا

اتنے میں وہ لوگ ہسپتال پہنچ گئے تھے یہ وہی ہسپتال تھا جہاں ہالے کبھی عمر کو لے کر آئی تھی

ہالے نے حیرت سے ادھر ادھر نظر ڈور آئی تھی

ہم یہاں کیوں آئے ہیں سب ٹھیک تو ہے ناں؟ اس کے لہجے میں پریشانی تھی

سفیر نے گہری سانس بھری تھی

اگر تم پینک نہ کرو تو بتاؤں گا

بتائیں سفیر میرا دل بیٹھا جا رہا ہے

بڑے پاپا کا بی پی شوٹ کر گیا تھا ڈیڈ انکو ہسپتال لے کر آئے ہیں مہر اور ممی بھی یہیں ہیں تو میں تمھیں بھی لے آیا

اور پھر ہالے نے کچھ اور نہیں سنا تھا وہ فورا گاڑی سے اتری تھی اور بھاگتی ہوئی اندر کی جانب گئی تھی سفیر اس کے پیچھے بھاگا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ معراج سلطان کے بیڈ کے پاس بیٹھی خفگی سے ان کو دیکھ رہی تھی وہ اب بہتر تھے انکا شوگر اور بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا کچھ ضروری ٹیسٹس کے بعد ان کو جانے کی اجازت دے دی گئی تھی

آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ سب ہوا کیسے ؟ایسے تو نہیں شوگر ہائی ہو جاتا آپ نے ضرور کچھ میٹھا کھایا ہو گا ہیں ناں ؟

بچے میں نے کوئی میٹھا نہیں کھایا یہ ایک الگ معملہ ہے گھر چلیں تو سب بتا دیتا ہوں وہ نرمی سے گویا ہوئے تھے

میں بہت پریشان ہو گئی تھی بابا میں ڈر گئی تھی

آپ منگنی والے دن سے کچھ پریشان ہیں بابا کیا آپ خوش نہیں ہیں ؟

میں خوش ہوں بیٹے لیکن میں نے تمہارے لئے کچھ اور سوچ رکھا تھا (ذہن کے نہاں خانوں پہ ایک دراز قد سیاہ آنکھوں والے نوجوان نے دستک دی تھی) کوئی ایسا جو مجھ سے بھی زیادہ تمہاری حفاظت کرتا اور مجھ سے زیادہ محبت اور عزت دیتا تمھیں لیکن خیر بخت کے آگے کس کی چلتی ہے

اسی وقت انکا سیکریٹری فرہاد ناک کرتے ہوئے اندر آیا تھا

سر کوئی حیات صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں

وہ چونکے تھے لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا انہیں پانچ منٹ بعد لے آؤ فرہاد سے کہہ کر وہ اب ہالے کی طرف متوجہ ہو چکے تھے

بیٹے اب تم گھر جاؤ ابا اور اپنی ماں کو کچھ نہ بتانا میں سفیر کے ساتھ آجاؤں گا ٹھیک ؟

ہالے سمجھ گئی تھی وہ اس حیات صاحب سے اکیلے میں ملنا چاہتے ہیں

خیال رکھیے گا وہ انکا ہاتھ چومتی بولی تھی اور پھر اپنا بیگ اٹھا کر چلی گئی تھی مہر اور فروا چچی ویٹنگ روم میں اسکا انتظار کر رہے تھے اسکو آتے دیکھ دونوں کھڑے ہو گئے تھے

کیسے ہیں اب معراج بابا ؟ مہر نے پریشانی سے استسفار کیا تھا

ٹھیک ہیں بالکل بلکہ تھوڑی دیر تک گھر آجائیں گے ابھی ہم سب گھر جا رہے ہیں ڈرائیور کو کال کر دی ہے آپ نے ؟ اس نے سوال کیا تھا

ہاں وہ باہر کھڑا ہے چلو چلتے ہیں

میڈم آپ وہی ہو ناں جو اس دن اپنے شوہر کے ساتھ آئی تھی ؟ اب کیسے ہیں جی وہ اللہ بھلا کرے انکا جاتے جاتے مجھے میرے بیٹے کے اسکول کی فیس کے لئے دس ہزار دے گئے تھے ایک ادھیڑ عمر نرس ہالے کو غور سے دیکھتی پوچھ رہی تھی

ہالے کا رنگ اڑ سا گیا تھا لیکن ظاہر نہ ہونے دیا

اے کیا بکواس کر رہی ہو اس کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی مہر نے اسکو ڈپٹا تھا جبکہ فروا نے سوچتی نظروں سے ہالے کا جائزہ لیا تھا وہ فروا تھیں انہوں نے ہالے کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ لی تھی

میڈم میری آنکھیں دھوکہ نہیں دے سکتیں میں نے خود ہی تو انکو انجیکشن لگایا تھا زرد جوڑا پہن رکھا تھا انہوں نے مجھے سب یاد ہے وہ عورت تو جیسے اپنی بات منوانے پہ تل ہی گئی تھی

دیکھو ہم تمہاری شکایت کر دیں گے انتظامیہ سے خاموشی سے جاؤ یہاں سے تنگ نہ کرو مہر نے جھنجھلا کر کہا تھا

وہ عورت کچھ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی تھی ہالے نے سکون کا سانس لیا تھا جبکہ فروا مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھیں انکا ذہن کسی اور نہج پہ سوچ رہا تھا

دوسری طرف معراج سلطان ہسپتال کے بیڈ پہ نیم دراز تھے جب ہلکی سی دستک ان کے کانوں میں پڑی دو انگلیوں سے ٹک ٹک کی آواز اور پھر بغیر اندر سے کوئی آواز سنے وہ دروازہ کھول کر آ گیا تھا

جب اسکو اجازت چاہیئے ہی نہیں ہوتی تو وہ دستک دیتا کیوں تھا؟

اس نے آج سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہن رکھی تھی سر پہ پی کیپ شیو ہلکی بڑھی ہوئی بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے آنکھیں سپاٹ سی

اندر قدم رکھتے ہی اس نے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈال لئے تھے وہ قدم قدم چلتا انکے بیڈ کے پاس رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا بولا کچھ بھی نہیں

تم آج کل میری فیملی کے کچھ زیادہ ہی آس پاس نظر آنے لگے ہو خیر تو ہے؟ انکا انداز مشکوک سا تھا

بھولیں مت یہ صرف "آپ" کی فیملی نہیں ہے میرا بھی اتنا ہی حق ہے ان سب لوگوں کو دیکھنے اور ملنے کا خیر یہ بتائیں آج یہ عمر رسیدہ جج صاحب نے ہسپتال کا رخ کیوں کر لیا؟ اسکا انداز لاپرواہ سا تھا جبکہ اسکی آنکھوں میں فکر واضح تھی

جیسے تم تو نہیں جانتے ہو گے؟

جانتا تو میں ہوں لیکن پھر بھی بیمار کے منہ سے اسکا حال سننا ایک الگ چیز ہے وہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھی دوا کی شیشیوں کی جگہ آگے پیچھے کرتا بول رہا تھا

معراج سلطان سے بات کرتے وقت وہ انکی آنکھوں میں نہیں دیکھتا تھا اسے شاید ڈر رہتا تھا کہ وہ اسکی آنکھیں پڑھ لیں گے

شمس نے میری زمین بیچ دی ہے انکے لہجے میں غصہ اور افسوس بیک وقت در آئے تھے

غلط مسٹر شمس نے آپ کی زمین کا بس سودا کیا ہے بیچی نہیں اب تک کاغذات آپ کے پاس محفوظ ہیں چونکہ اس زمین کی اٹارنی آپ کے پاس ہے تو کوئی کیسے اسے بیچ سکتا ہے؟ آپ کا بھائی پارٹی سے مل سکتا ہے سودا کر سکتا ہے لیکن بیچ نہیں سکتا وہ اب بھی دوائیوں کی شیشیوں کے ساتھ لگا تھا

تمھیں کیسے پتہ؟ انکے لہجے میں حیرت تھی اور خوشی بھی

مجھے سب پتہ ہوتا ہی وہی بے نیاز لہجہ

لیکن فرہاد نے تو تو کچھ اور ہی بتایا

فرہاد کو یہ آدھی ادھوری خبر بھی میں نے دی تھی وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے ابھی معراج سلطان اسکو کوئی تمغہ دیں گے اور ایک اور بات آپ کا سیکرٹری کسی کام کا نہیں ہے ایسا کریں اسکو نکال دیں اور مجھے اسکی تنخواہ جتنے پیسے دے دیا کریں کیا خیال ہے ؟ویسے بھی اس سے زیادہ تو آپ کے کام میں کر دیتا ہوں

کیا کرو گے اتنے پیسے ؟وہ مسکرائے تھے

پیسوں میں کھیلوں گا آپ کو پتہ تو ہے میں کتنا پیسہ پرست ہوں ؟ویسے میں سوچ رہا تھا کبھی کمپنی چکر لگاؤں اور شمس سے کہوں ذرا میرا حصہ تو رکھیں مرے ہاتھ پہ سچ ہاتھ بہت تنگ ہے آج کل

بد تمیز ریلیشن شپ ٹائٹل نہیں استمال کر سکتے تو جناب یا سر ہی کہہ لو

اس نے تو جیسے سنا ہی نہیں

معراج نے بات بدل لی تھی

میں ہیون کو ہالے اور حسن کے نام کرنا چاہتا ہوں ہالے کی شادی پہ اسکو یہ گفٹ دینا چاہتا ہوں ویسے بھی میں بوڑھا ہو رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اب وہاں کی باگ ڈور کسی جوان اور مضبوط ہاتھوں میں دے دوں

ہالے کی شادی ؟انکا رشتہ کب ہوا ؟اس نے گردن اٹھائی تھی باقی ساری باتیں جیسے بے معنی تھیں

دو دن پہلے اسکی منگنی ہو گئی ہے سفیر کے ساتھ بہت خوش ہے وہ وہ عام سے لہجے میں بتا رہے تھے

عمر دوبارہ گردن جھکائے ان شیشیوں پہ جھک گیا تھا لیکن اس بار اسکو ساری ترتیب بھول گئی تھی کون سی شیشی کہاں رکھنی ہے ؟

آپ نے بتایا نہیں وہ بہت دیر بعد بولا تھا اسکو کچھ برا لگا تھا بہت برا

تمھیں تو سب پتہ ہوتا ہے انہوں نے طنز کیا تھا

عمر پھیکا سا مسکرایا تھا

آپ ہیون کو بے شک ہالے کے نام کر دیں لیکن پاور آف اٹارنی مجھے دے دیں اسکا لہجہ سادہ تھا وہ انکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا انہوں نے اسکی آنکھیں پڑھ لی تھیں وہاں کوئی سازش کوئی لالچ کوئی مفاد نہیں تھا بس فکر تھی مخلصی تھی

کیوں ؟انہوں نے سوال کیا تھا

کیونکہ ہاتھ وہی مضبوط ہوتے ہیں جنکو کسی ہاتھ کے چھوٹنے کا خوف نہیں ہوتا میرے ہاتھ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے تھے یہ بے خوف ہیں یہ نڈر ہیں ان کے پاس کھونے کو کچھ نہیں آپ کی بیٹی ان کے دونوں ہاتھ خوف زدہ ہیں انکے پاس کھونے کو بہت کچھ ہے آپ کو شمس اور سفیر پہ اعتبار نہیں کرنا چاہئے آپ اپنی بیٹی کو ایسے گھر میں بھیج رہے جس گھر کا ایک فرد آپ کی زمین کا سودا آپ کی اجازت کے بغیر کر آتا ہے کل کو یہ زمین انکی بہو کی پراپرٹی ہو گی سوچیں وہ لوگ کیا کیا کر سکتے ہیں وہ اپنے ازلی با اعتماد لہجے میں بول رہا تھا

میں اس بارے میں سوچوں گا معراج سلطان نے گویا بات ہی ختم کر دی تھی

ویسے تم میری پراپرٹی کے معملات پہ اتنی نظر کیوں رکھے ہوئے ہو ؟انکی آنکھیں مشکوک انداز میں سکڑیں تھیں

ظاہر ہے آپ کاوارث ہوں آپ خود ہی تو کہتے ہیں آپ کا بیٹاہوں میں پھر آپ کی پراپرٹی میں میرا بھی حصہ ہوا ناں میں تو بس اپنے حصے پہ نظر رکھے ہوئے ہوں وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بول رہا تھا گال کا گڑھا واضح ہوا تھا

ایک دھیلا نہیں دوں گا میں تمھیں سمجھے وہ خفگی سے بولے تھے

دیکھ لیں گے ویسے یہ مرزا کے کچھ زیادہ ہی پر پرزے نکلنے لگے ہیں آپ اجازت دیں تو گورنر ہاؤس کی ہوا کھلواؤں اسکو یا پھر دو دن کے لئے اٹھوا لیتے ہیں ؟کیا خیال ہے

معراج سلطان نے اس کو افسوس سے دیکھا تھا

جب میں تم سے پہلی بار ملا تھا تب تم ایسے تو نہیں تھے عمر تم کیا بنتے جارہے ہو ان کے لہجے میں رنج سا تھا

وہ تلخی سے مسکرایا تھا

جانتا ہوں میں معصوم تھا ہیں ناں ؟اس دنیا میں آپ کو قدم قدم پہ بھیڑیے ملیں گے جج صاحب ان بھیڑیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ان سابڑا بھیڑیا بننا پڑتا ہے میں نے بھی بس وہی کیا میں اب وہ معصوم عمر نہیں رہا اب میں ایک ایسا بھیڑیا بن گیا ہوں کہ اگر کسی سے ذرا بھی خطرے کی بو محسوس ہوئی تو چیر پھاڑ دوں گا مجھے ایسا وقت نے بنایا ہے جج صاحب کوئی بھی شوق سے ایسا نہیں بنتا وہ انکو دیکھ نہیں رہا تھا اسکی نظریں اپنے جو گرز پہ جمی تھیں کہاناں وہ انکی طرف دیکھ کر بات نہیں کرتا تھا

خیر شادی کب کر رہے ہو؟

آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے مجھے ایک لڑکی پسند ہے کچھ دنوں میں اس کو پروپوز کروں گا شادی کے لئے دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے اس کا لہجہ عام تھا لیکن اسکی آنکھیں ان میں الوہی سی چمک تھی

معراج سلطان خوش ہوئے تھے بے حد خوش

تمھیں یقین ہے وہ ہاں کر دے گی؟

مجھے یقین ہے وہ نہ کر دے گی وہ فوراسے پہلے بولا تھا

انکی خوشی ماند پڑ گئی تھی جوش ٹھنڈہ پڑ گیا تھا

تو پھر پروپوز کرنے کا مطلب؟ انہوں نے دانت کچکچائے تھے

میں رسک لینا چاہتا ہوں تاکہ بعد میں یہ پچھتاوا نہ رہے کہ میں نے اپنے لئے کچھ نہیں کیا

مجھے بھی لے چلو ساتھ میں اسکو دیکھ ہی لوں گا شاید میرے بات کرنے سے مان جائے

آپ سے بات ہی تو نہیں کروا سکتا وہ اتنا ہلکا بڑبڑایا تھا کہ بامشکل خود سن پایا ہو

کچھ کہا؟

جی میں نے کہا کہ آپ جیسے عمر رسیدہ لوگوں کا ہم جیسے جری جوانوں کے ساتھ کیا کام؟۔

ویسے سنا ہے اس جری جوان کو جب گولیاں لگی تھیں تو ایک لڑکی اسکو کندھے پہ ڈال کر ہسپتال لے گئی تھی

انہوں نے مسکراہٹ دبائی تھی

میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ جج صاحب سے انکی محبوب بیوی ناراض ہیں اسی لئے وہ آج کل ذرا اکھڑے اکھڑے رہتے ہیں اس نے بھی تاک کر نشانہ لگایا تھا

ابھی وہ کچھ کہتے کہ سفیر اور بخش دروازہ کھول کر اندر داخل ہو عمر نے پی کیپ چہرے پہ آگے کو کر لی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا

سفیر نے اسکو جاتے دیکھا تھا بخش کے ہاتھ میں کچھ دوائیوں کے شاپر تھے اس نے بھی مڑ کر اس سیاہ شرٹ والے نوجوان کو دیکھا تھا

یہ کون تھا بڑے پاپا؟

ہے ایک بہت قریبی تم نہیں جانتے بیٹے

سفیر نے مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا وہ خاموشی سے انکو اٹھانے لگا تھا انکو گھر جانا تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

یوسف سلطان اپنے کسی دوست کی عیادت کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تب تک مہرہالے اور فروا کے ساتھ گھر آچکی تھی دادا جان لان میں بیٹھے تھے جب مہران کے اور اپنے لئے چائے بنا کر لے آئی تھی فروا اور حسینہ بیگم بھی اس وقت لان میں موجود کرسیوں پہ بیٹھی تھیں وہ اپنے وعدے کے مطابق اس کے ساتھ صبح واک بھی کرتے چائے بھی پیتے اس کا لایا کھانا بھی کھاتے غرض کہ ان دونوں کے درمیان کشید گی ختم ہو چکی

تھی جس طرح گھر والوں نے انکی ناراضگی پہ سوال نہیں اٹھایا تھا بالکل اسی طرح سلطان منزل کے مکین اس صلح پہ بھی خاموش تھے

مہر نے یوسف سلطان کے لئے چائے بنا کر کپ انکو تھمایا تھا اسی وقت ہالے لان کی جانب آتی دکھائی دی ہالے کو دیکھ کر داداجان کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ اب ان کے نزدیک آگئی تھی داداجان نے ہمیشہ کی طرح اسکے لئے اپنے بازو وا کئے تھے مہر کا تھمایا ہوا کپ انہوں نے میز پہ رکھ دیا تھے ہالے ان کے پاس آتے ہی جھک کر انکے گلے لگ گئی تھی

میڈا اسکون یوسف سلطان پورا سارا تیئن تے قربان ونجے میڈی آل اولاد تیئں تے گھوران (میرا سکون یوسف سلطان پورا کا پورا تم پہ قربان اسکی آل اولاد تم پہ واری جائے)

میکوں مکھنڑ لاندے پئے ہو تساں سب سمجھ آندا اہے میکوں (مجھے مکھن لگا رہے ہیں آپ سب سمجھتی ہوں میں)وہ ان سے الگ ہوتے ہوئے انکے ساتھ رکھی کرسی پہ بیٹھتی بولی تھی

فروا نے مہر کو دیکھا تھا انکی آنکھوں میں تمسخر تھا گویا کہہ رہی ہوں

وہ ہالے کے ہوتے ہوئے تمھیں نہیں دیکھیں گے مہر نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا

مہر ماہ ہالے کے لئے بھی چائے بنادو وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولے تھے ہالے کے ہوتے ہوئے وہ کسی کو کیسے دیکھ سکتے ہیں ؟

حسینہ ان سب سے بے نیاز چائے کو گھونٹ گھونٹ اپنے حلق میں اتار رہی تھیں

میں چائے نہیں پیوں گی دادا جان کافی کا کہہ آئی ہوں نرگس کو آتی ہی ہو گی

پھر میں بھی چائے نہیں پیوں گا انہوں نے میز پہ رکھا کپ تھوڑا اور دور رکھ دیا تھا

مہر کو لگا تھا جیسے انہوں نے چائے کا کپ نہیں مہر کو بیچ سے ہٹایا ہو لیکن خاموش رہی

ہالے تمہارے بابا اب تک کیوں نہیں آئے بیٹا؟ حسینہ نے گردن موڑ کر پوچھا تھا

ہالے نے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ فروا بول پڑی

آپ کے معراج سلطان صاحب نے میرے شوہر شمس سلطان پہ پوری فیکٹری کے سامنے ہاتھ اٹھایا اور پھر اپنا ہی بلڈ پریشر اور شوگر ہائی کروا کر ہسپتال پہنچ گئے میں مہر اور ہالے وہیں سے تو آئے ہیں ابھی اور میرا بیٹا اب تک بھائی صاحب کی چاکری میں مصروف ہے میری ہونے والی بہو نے بتایا نہیں کیا آپ کو؟ وہ بظاہر مسکراتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں بول رہی تھیں

ہالے نے بے اختیار ماتھے کو ہاتھ لگایا تھا جبکہ یوسف سلطان اور حسینہ کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا

مہر بغیر کچھ بولے دادا جان کی چھوڑی ہوئی چائے پینے لگی تھی اسکا دل جل رہا تھا

چائے بدمزہ اور ٹھنڈی ہو چکی تھی لیکن اسکو جیسے فرق ہی نہ پڑتا ہو اسی وقت شمس کی گاڑی پورچ میں رکی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے اندر کی جانب جا رہے تھے فروا بھی اٹھ کر ان کے پیچھے چلی گئی تھیں

وہ زخمی شیر کی طرح اپنے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہے تھے کوٹ اتار کر دور پھینک دیا تھا چہرے پہ بے تحاشا غصہ تھا ڈریسنگ کی آدھی چیزیں زمین کی نذر ہو چکی تھیں وہ بار بار چہرے پہ ہاتھ پھیر کر خود کو پرسکون

کرنے کی کوشش کرتے اسی وقت فروا کمرے میں داخل ہوئیں انکو دیکھ کر شمس نے چہرے کے زاویے بگاڑے تھے

میں اس وقت تمہاری مکروہ شکل نہیں دیکھنا چاہتا بہتر ہو گا تم یہاں سے دفع ہو جاؤ وہ اپنے لہجے کو بامشکل نارمل رکھتے بولے تھے

ایک ہزار وہ بازو سینے پہ باندھے عجیب سے لہجے میں بولی تھیں

شمس نے رک کر اچھنبے سے انکو دیکھا تھا

ایک ہزار لوگوں کے سامنے انہوں نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تمھیں گالیاں دیں انکی آنکھوں کا تمسخر آہ شمس نے خود کو ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس کیا اس دن تم نے سفیر کے رشتے کے لئے ہاں اسی لئے کی تھی ناں تاکہ تمھیں ہالے کا حصہ بھی ملے تم جانتے تھے ہالے کے حصے میں ہیون بھی آئے گا اور وہ زمین بھی تم نے اپنے بیٹے کو بیچا شمس تم کیسے کر سکتے ہو یہ ؟ تم اتنے لالچی اتنے اموشن لیس کیسے ہو گئے ؟

شمس چند لمحے خاموشی سے ان کو دیکھتے رہے اور جب بولے تو ان کے لہجے میں آگ سی تپش تھی

بیس سال پہلے اس ہوٹل روم میں جو کچھ میں نے دیکھا اس نے میرے اموشنز نوچ لئے اس منظر نے میرے دل سے محبت نوچ لی اس دن سے لے کر آج تک میں صرف اور صرف اپنی ذات اور پیسے کے لئے جیتا ہوں میرا واحد عشق میری کمپنی ہے

فروا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے ان کو دیکھا تھا

میں نے وہ سب کچھ تمہارے لئے کیا تھا شمس میں وہاں تمہارے لئے گئی تھی اگر وہ جاپانی بزنس مین تم سے ڈیل نہ کرتا تو تم سڑک پہ آجاتے میں تمھیں برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی تم میرا عشق ہو میں نے ہمیشہ تمہارا بھلا چاہا ہے انکا لہجہ رندھا ہوا تھا مسکارے سے لدی آنکھوں میں آنسو تھے

کیا میں نے کہا تھا تمھیں یہ سب کرنے کو؟ وہ دھاڑے تھے اپنی بدکرداری کو مجھ پہ مت تھوپو جاہل عورت میں کنگلا ہو جاتا دیوالیہ ہو جاتا سڑک پہ آجاتا یا بھیک مانگتا مجھے فرق نہ پڑتا اگر تم میرے ساتھ وفادار رہتی میں تمہاری وفاداری کو یہاں سینے پہ ہاتھ رکھا تھا یہاں رکھ کر کہتا میرے پاس سب کچھ ہے لیکن تم نے تم نے میرا مان توڑ دیا میرا غرور چھین لیا مجھے برباد تو تم نے کیا فروا اب تم مجھے اپنی بدکرداری کی جسٹیفکیشن دو گی؟ اب تم کہہ رہی ہو تم شرمندہ ہو؟ انکے لہجے میں تنفر تھا دکھ تھا نفرت تھی

بلکہ نہیں تمہارا کوئی قصور نہیں فروا میں نے اپنے بھائی کا حق مارا تھا اں میں نے اس کے ساتھ ظلم کیا تھا مجھے اسکا بدلہ مل گیا کسی کا حق مارنا اتنا آسان نہیں ہوتا میں نے جان لیا میں نے کئی بار وحید کو خواب میں دیکھا تھا اداس مغموم پریشان لیکن اس رات فروا اس رات وہ قہقہے لگا رہا تھا اسکی وہ کھو کھلی ہنسی میں آج تک نہیں بھول پایا تم نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے فروا میں نے خود کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے میں بدنیت ہو گیا تھا بابا جان سہی کہتے تھے

بدنیتاں دے گھر نئیں وسدن

لیکن میں نہیں سمجھا میں نے خود کے ساتھ ظلم کیا

بڑا ظلم وہ آزردہ سے لگتے تھے

میں نے وہ سب کچھ ہماری فیملی کے لئے کیا ہمارے بیٹے کے لئے کیا شمس انکے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے

تم نے کچھ بھی میرے لئے نہیں کیا تمھیں نئے نئے مردوں کی عادت تھی پہلے وحید پھر میں اس کے بعد وہ جاپانی بزنس مین اور نہ جانے کتنے لوگ کتنے مرد اور ہوں گے اور کس بیٹے کی بات کر رہی ہو تم پتا نہیں وہ میرا بیٹا ہے بھی یا نہیں انہوں نے بول کر سر جھٹکا تھا اور بس یہ بات فروا کے دل میں نشتر کی طرح کھب گئی تھی

شمسسس وہ چلائی تھیں

نہ نہ نہ نہ چلانا مت تم اس پوزیشن میں نہیں ہو ہنی آواز اٹھانے کو چلانے کو صاف ستھرا کردار چاہیے ہوتا ہے بات میں وزن پیدا کرنے کو دیانتداری چاہئے ہوتی ہے خود پہ اعتماد کروانے کو اپنی وفا ثابت کرنی پڑتی ہے اور تم تم میری جان تمہارے پاس یہ تینوں چیزیں نہیں ہیں اب تم اپنی شکل گم کرو میرے پاس تم سے زیادہ بڑے مسائل ہیں وہ بے زاری سے کہہ کر اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے صوفے پہ جا بیٹھے تھے

وہ قدم قدم چلتی ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی تھیں

وہ خاموش تھیں بالکل خاموش جیسے پتھر کا بت ہو کافی دیر بعد جب وہ بولیں تو ان کی آواز میں برسوں کی تھکن تھی

میں نے اس شادی کو بچانے کی ہمیشہ کوشش کی تم سے محبت کی عشق کیا (انکا ہاتھ اپنی گردن میں پہنے نازک سے ہیروں کے نیکلس پہ تھا) تمھارے لئے سب کچھ کیا یہاں تک کہ خود کو بھی بیچ دیا (اب وہ اس نیکلس پہ ہاتھ پھیر

رہی تھیں محبت سے نرمی سے)مجھے لگا تھا تم ہمارے بیٹے کی وجہ سے اس تعلق کو نبھار ہے ہو لیکن نہیں تم تو اسکو اپنی اولاد ہی نہیں مانتے تم سب یوسف سلطان کی ساری اولاد کو اپنا بھرم بہت عزیز ہے تم مجھے اس لئے نہیں چھوڑتے کیونکہ تمہارا بھرم ٹوٹے گا تمہاری چوائس پہ بات آجائے گی وہ نگین اس نے وہاج کی ماریں برداشت کیں لیکن کبھی ایک روپیہ بھی مانگ کر نہیں لیا اسکو بھی اپنا بھرم رکھنا تھا اور وہ دی لیجنڈری معراج سلطان انکی بیوی انکو تو یہ تک نہیں پتہ ہوتا کہ انکا شوہر مرا یا زندہ ہے لیکن وہ اف تک نہیں کرتے تم لوگوں کی گردن نہیں جھکتی اکڑ نہیں ٹوٹتی لیکن اس بار گردن بھی جھکے گی اکڑ بھی ٹوٹے گی اس بار میں تمہاری شہ رگ کاٹوں گی (اور انہوں نے اتنی زور سے کھینچ کر نیکلس گردن سے اتارا تھا کہ ہلکی ہلکی خراشیں پڑگئی تھیں گردن سرخ ہونے لگی تھی)یہ نیکلس تم نے مجھے ہماری شادی پہ دیا تھا آج ہماری شادی ختم ہوگئی ہم دونوں کا تعلق ختم ہوگیا انکی آواز میں کرب تھا آنکھیں خشک ایسے جیسے دریا خشک ہوتے ہوں شمس خاموش مگر چبھتی نظروں سے انکی پشت کو دیکھ رہے تھے میں نے تم سے مہر سے اور سفیر سے بہت محبت کی لیکن تم سب نے مجھے دکھ دیئے سفیر نے میری بات نہ مان کر مہر نے اپنی مرضی کرکے اور تم تمھارے دکھوں کا کوئی حساب نہیں میرے پاس شمس تم نے مجھے سب سے زیادہ تکالیف دی ہیں بہت ہرٹ کیا ہے تم نے مجھے لیکن وہ اب انکی طرف مڑی تھیں لیکن میں شمس میں کبھی تم لوگوں کو نہیں چھوڑوں گی میں تمہارے گناہ چھپاؤں گی میں تم لوگوں کو پروٹیکٹ کروں گی تمہاری غلطیاں معاف کروں گی تم سب کو تمہارے برے وقت سے کھینچ کر نکال لاؤں گی میں تم سب کا ساتھ دوں گی ہر وقت ہر معملے میں ہر جگہ میں تمھارے ساتھ رہوں گی

سائے کی طرح گناہوں کی طرح فرشتوں کی طرح شیطان کی طرح مجھے جو بننا پڑا میں تم تینوں کے لئے بنوں گی اس رات تم نے ہوٹل روم میں جو کچھ دیکھا میں اس کے لئے شرمندہ نہیں ہوں اگر دوبارہ موقع ملا اگر دوبارہ تم پہ وقت پڑا تو میں پھر وہی سب کروں گی کیونکہ میں تم تینوں سے محبت کرتی ہوں تمھیں ہیون چاہئے ناں میں تمھیں لا کر دوں گی مہر کو سفیر اور یوسف سلطان چاہئے میں لا کر دوں گی   انکے رکے ہوئے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے

شمس نے ناگواری سے سر جھٹکا تھا

تمہارا حسن اور جوانی تو ڈھل گئی ہے اب کیا بیچو گی ؟ میں تمھیں وارن کر رہا ہوں فروامرے معملات سے دور رہو ورنہ اچھا نہیں ہوگا ہاں مجھے ہیون چاہئے اور میں لے کر رہوں گا بہت کر لی غلامی اب میں اپنی سلطنت بناؤں گا تمھیں پتہ ہے میں نے بھائی جان سے بھی جھوٹ کہا میں نے اس زمین کا سودا پانچ گنا زیادہ میں کیا تھا اور وہ لوگ وہاں ایک ہوٹل بنا رہے ہیں ایک سیون سٹار ہوٹل مجھے اس ھوٹل میں بیس فیصد دینے کو راضی ہیں فہیم صاحب داداجان کو بھائی سے بڑا پیار تھا میں کبھی نہیں سمجھ سکا کیوں وہ ہمیشہ کہتے تھے اصلی سلطان تو معراج ہے میں انکی بات پہ غور نہیں کرتا تھا لیکن اب میں سب سمجھ گیا ہوں وہ ان سے اس لئے پیار کرتے تھے کیونکہ بھائی زہین تھے

بابا نے ساری زندگی پراپرٹی بنائی پیسہ جمع کیا لیکن بھائی نے ایک ہی بار پراپرٹی خریدی وہ بھی ایسی جگہ کہ سونے کے بھاؤ بکے جب بابا نے انکو فنڈز دینے چاہے تو انہوں نے میری کمپنی کے شیئرز خرید لئے اور جب دوبارہ

ڈونیشن دی تب انہوں نے اپنے ہسپتال کے لئے مشینری خریدی میں کبھی ان کے جیسا ذہن نہیں پا سکا لیکن تم دیکھنا فرواہیون میرا ہو گا میرا قلعہ بنے گا وہاں میں حکومت کروں گا وہاں اور تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتی سو بہتر ہے مجھے میرے حال پہ چھوڑ دو ملعون عورت

اب کسی اور کا حسن کسی اور کی جوانی بیچوں گی وہی جسکا حسن مجھ سے زیادہ مقبول ہے جس کی جوانی ابھی جوبن پہ ہے جس سے میرے کئی حساب باقی ہیں اپنے سارے حساب لوں گی میں وہ بول کر کمرے کا دروازہ کھولتی باہر نکل گئی تھیں

شمس نے انکی طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا

تقریبا آدھا گھنٹہ بعد انکی انگلیوں نے کوئی پیغام ٹائپ کیا تھا اور پھر سینڈ کا بٹن دبا دیا تھا وہ ایک لائن پہ مشتمل پیغام اڑتا ہوا گیا تھا اور مطلوبہ شخص کو موصول ہوا تھا اس پیغام میں لکھا تھا

میں شمس سلطان کی بیوی فرواسلطان ہوں مجھے فہیم مرزا سے ملنا ہے ارجنٹ اپنے باس سے کہو میرے لئے وقت نکالے

اب انکی مطمئن نظریں دور دور تک پھیلے سیاہ ہوتے آسمان پہ جمی تھیں

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

چھیلے ہوئے آلو میں میں نے کہا ناں تم آج کے بعد اس سے نہیں ملو گے ایک بات سمجھ نہیں آتی ؟معراج سلطان ہسپتال سے گھر آ چکے تھے اب وہ دونوں ان کے دائیں بائیں بیڈ پہ بیٹھے لڑنے میں مصروف تھے

بابا آپ دیکھ رہے ہیں ناں اس کو یہ مجھے میرے دوست سے ملنے سے منع کر رہی ہے حسن معراج کو بیچ میں گھسیٹ لایا تھا

غلام حسن بابا کو بیچ میں مت لاؤ انکی طبعیت ٹھیک نہیں ہے وہ غر آئی تھی

بیٹے آپ دونوں میرے سر پہ تو ویسے ہی سوار ہو جب سے آئے ہو خدمت کم اور لڑائی زیادہ کی ہے اب مجھے مسلہ بتاؤ دوستوں سے کیوں نہیں ملنے دیتی تم اسکو ؟وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تھے

بابا آپ کو پتہ بھی ہے وہ لڑکا سموکنگ کرتا ہے میں نے خود اسکی انسٹا گرام کی سٹوریز دیکھی ہیں یار وہ جھنجھلا سی گئی تھی

وہ بہت پہلے کی بات ہے بابا اب اس نے یہ سب کچھ چھوڑ دیا ہے وہ بہت نیک ہو گیا ہے چار وقت کی نماز پڑھتا ہے بس فجر قضا ہو جاتی ہے لیکن اسکی تو خیر ہے ناں آہستہ آہستہ مینج کر ہی لے گا

ایک نشئی کبھی نہیں سدھر سکتا جس نے ایک بار شراب یا سگریٹ پی لیا وہ اسکو چھوڑ ہی نہیں سکتا تم جھوٹ بول رہے ہو وہ اس پہ چڑھ دوڑی تھی

پھر تو تم اپنے بابا کو دیکھو بیٹے وہ سینے پہ بازو باندھے سنجیدہ سے سے لہجے میں بولے تھے

کیا مطلب ؟ان دونوں کی آنکھوں میں حیرت تھی

تمہارا باپ بھی ایک نشئی ہی تھا ایک شرابی وہ شرمندہ سے لہجے میں بولے تھے

آپ مذاق کر رہے ہیں ناں بابا ایسا ہو ہی نہیں سکتا آپ میری وجہ سے ایسا کہہ رہے ہوں گے ہیں ناں ؟ حسن حیرت زدہ سا کہہ رہا تھا جبکہ ہالے خاموش تھی اسکو پتہ تھا اسکا باپ ایسے مذاق نہیں کرتا

انہوں نے حسن کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا

میری شادی کو تقریباً نو سال ہونے والے تھے اور میری کوئی اولاد نہیں تھی تمہاری ماں بہت ڈپریس رہتی تھیں میں بھی بہت ڈپریس تھا بہت پریشان تھا عورت اگر پریشان ہو تو رو دھو کر گھر کے کام کاج تیاگ کر سوگ منا سکتی ہے مرد بہت مجبور ہوتا ہے وہ رو نہیں سکتا وہ کام کاج نہیں تیاگ سکتا اسکو لڑنا پڑتا ہے میں بھی لڑا لیکن ایک جگہ آ کر میں تھک گیا میری ہمت جواب دینے لگی وہ ان دونوں کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے وہ سامنے دیوار کو دیکھتے بول رہے تھے ان ہی دنوں کچھ دوستوں کی سنگت میں میں نے ڈرنک کرنا شروع کر دیا اور رات کو نشے میں دھت واپس اتا تھا اس طرح میری پریشانی وقتی طور پہ کم ہو جاتی تھی وقتی سکون مل جاتا تھا گناہ میں لزت ہوتی ہے میں اس لذت کا عادی ہوتا گیا یہاں تک کہ میرا کام ڈسٹرب ہونے لگا میں چڑچڑا ہو گیا اسی طرح کافی عرصہ گزر گیا میری یہی روٹین رہی اور پھر ایک دن میں اپنی جونیئر نفیسہ حیات سے ملا ہم دونوں ایک جگہ بیٹھے باتیں ہوئیں کافی پی گئی میں نے اس کو اپنی شادی شدہ زندگی کے بارے میں بتایا اپنی پرابلمز شیئر کیں نفیسہ کی ایک عادت بہت اچھی تھی وہ آپ کو جج نہیں کرے گی اگر آپ قتل کر دو اور پھر اس کے سامنے چلے جاؤ وہ تب بھی آپ کو جج نہیں کرے گی اس نے مجھے بھی جج نہیں کیا اس نے مجھے ایک حل بتایا

وہ دونوں بہت غور سے ان کو سن رہے تھے

اس نے کہا کہ اگر کوئی انسان اپنی ایک برائی یا بری عادت کو اللہؔ کے لئے چھوڑ دے تو اللہؔ اسکو بدلے میں اس سے بہتر نوازتا ہے اللہؔ اسکو انعام دیتا ہے اللہؔ خوش ہوتا ہے وہ بول کر چلی گئی میں سوچ میں پڑ گیا کہ آخر میرے اندر کون سی بری عادت ہے سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹنے لگا کیونکہ نہ میں جھوٹ بولتا تھا نہ رشوت لیتا تھا نہ کسی کا حق مارا تھا نہ کبھی بیوی والدین رشتے دار یا پڑوسیوں کے حقوق کھائے تھے پانچ وقت کا نمازی تھا میں باقایدگی سے قرآن پڑھتا تھا پھر ایسا کونسا گناہ تھا کونسی برائی میرے اندر تھی اور پھر میرے دل سے آواز آئی

مئے "خمر" وائن "شراب

چار مختلف الفاظ لیکن معنی ایک ہی

گناہ

اور پھر اس دن اس کیفے میں بیٹھ کر میں نے شراب کو اللہؔ کے لئے چھوڑا یہ آسان نہیں تھا مجھے خود پہ بند بٹھانے پڑے خود پہ پہرے دینے پڑے خود کو ازیت دی کافی لوگوں نے کہا کہ اس طرح تم اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے اس کو خود سے آہستہ آہستہ دور کرو لیکن میں سمجھ گیا تھا کچھ برائیوں کو نوچ کر انکی جڑوں سے کھینچ کر نکالنا پڑتا ہے اور میں نے یہ کیا تمھارے باپ نے یہ کیا اس کے دو مہینے بعد مجھے پتہ چلا کہ میں باپ بننے والا ہوں وہ فیلنگز وہ کیفیت وہ بیان سے باہر ہے ساری دنیا مجھ سے پوچھتی ہے معراج سلطان تم ہالے سے اتنی محبت کیوں

کرتے ہو میں انہیں کیا بتاؤں اولاد سے تو محبت ہوتی ہی ہے لیکن ہالے تو انعام بھی ہے خدا کا تحفہ میرے اللہ نے

مجھے برائی چھوڑنے کا بدلہ اتنا اچھا دیا کہ میں آج تک اسکا شکر گزار ہوں

حسن نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنے بابا کو دیکھا تھا

اور میری باری تب کیا ہوا تھا وہ بھی بتائیں ناں ؟اسکے لہجے میں اشتیاق تھا

دونوں باپ بیٹی نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور پھر معراج سلطان نے نفی میں گردن ہلائی تھی

تمہاری باری پہ تو کچھ خاص نہیں ہوا بیٹے

کچھ تو ہوا ہوگا کچھ خاص اماں سے پوچھیں ناں شاید ان کو کچھ پتہ ہو

میں ان کے ساتھ ہی ہوتا ہوں بچے تم نارمل ہو لیکن میرے لئے بہت خاص ہو

اور حسن کی آنکھوں کی جوت بجھ گئی تھی جبکہ ہالے نے مسکراہٹ دبائی تھی

میں نہیں بول رہا آپ لوگوں سے اسکی باری پہ تو اتنی بڑی فلم بنالی اور میں ؟میری باری پہ ایک چھوٹا سا ٹریلر بھی

نہ دکھا سکے آپ میں ناراض ہوں ہالے میرا فون دو مجھے بس میں جا رہا ہوں وہ نروٹھے پن سے بولا تھا

میرے پاس کوئی فون نہیں ہے نکلو یہاں سے اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی تھی

ہالے کی عادت تھی اسکی اور حسن کی جب بھی لڑائی ہوتی تھی وہ اسکا موبائل کہیں چھپا دیتی تھی

ٹھیک ہے نہ دو ایک دن ایسا پھنسو گی ناں میرا موبائل چھپانے کے چکر میں یاد رکھو گی اس نے دھمکایا تھا

اچھامیری رہنمائی فرمادیں مستقبل کے پیر صاحب کہ ایسا کیا ہو گا میرے ساتھ وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تھی

پہلی بات اللہ نہ کرے کچھ ہو دوسری بات اگر کچھ ہو گیا نہ تو جب وہاں سے کالز کرتی رہو گی ناں تب پتہ لگے گا تمھیں کیونکہ مس ہالے سلطان آپ کو صرف اور صرف حسن سلطان کا نمبر زبانی یاد ہے وہی حسن جس کا موبائل آئے دن کہیں نہ کہیں چھپا دیتی ہو ہنہہ

دیکھ رہے ہیں بابا یہ کس طرح بد دعادے رہا ہے

اسی وقت حسینہ کمرے میں داخل ہوئی تھیں ان کے پیچھے نرگس سوپ کا باؤل لئے آرہی تھی

چلو دونوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اب اپنے بابا کو تنگ نہ کرو انہوں نے آتے ہی جھڑ کا تھا

وہ دونوں بھی خاموشی سے اٹھ کر نکل گئے تھے ابھی حسن نے ہالے کو موبائل واپس دینے کے لئے منانا بھی تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

اٹھارہ سالہ عمر حیات اپنی ہیوی بائیک پہ کالج سے گھر جارہا تھا اس نے کالج یونی فارم پہن رکھا تھا دھوپ کی تمازت سے چہرہ تمتمارہا تھا اس سے گرمی برداشت نہیں ہوتی تھی ذراسی بھی نہیں نفیسہ اسکی اسی عادت سے پریشان تھیں وہ اگر گرمی میں ذرادیر کو بھی باہر نکلتا تو واپسی پہ یا تو غصے سے بھرا ہوا آتا یا پھر نڈھال گزرتے وقت کے ساتھ اسکا قد کافی نکل آیا تھا سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی اتر آئی تھی بال مزید گھنے ہو گئے تھے اور ہمہ وقت ماتھے پہ گرے ہوئے ہوتے تھے اسکے ہاتھ کی نسیں ابھری ہوئی تھیں وہ اپنی جسامت کی وجہ سے اپنی عمر

سے ایک دو سال بڑا ہی لگتا تھا وہ اپنے گھر سے ذرا دور ہی تھا جب ایک گرلز کالج سے گزرتے ہوئے ایک لڑکی اس کی بائیک کے بالکل سامنے آکر ٹھہر گئی اگر وہ بروقت بائیک کو نہ سنبھال لیتا تو آج اس لڑکی یا عمر میں سے کوئی ایک ہی بچتا وہ حسب معمول غصے میں آگیا تھا وہ بائیک کو اسٹینڈ پہ لگا کر اتر آیا تھا اب وہ اس لڑکی کے سامنے کھڑا تھا وہ لڑکی سیاہ رنگ کے عبایا میں ملبوس تھی

یہ کیا حرکت تھی بی بی آپ کو دیکھ کر چلنا چاہیے اگر آپ کو لگ جاتی تو ہم دونوں کتنی مصیبت میں پھنس سکتے تھے آپ کو اندازہ بھی ہے؟ اسکا لہجہ تیز نہیں تھا وہ بس جھنجھلایا ہوا تھا

عمر میں اقصیٰ ہوں اس لڑکی کی باریک سی آواز پہ عمر کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے

تم یہاں کیوں کھڑی ہو اب تک گھر کیوں نہیں گئی؟ تمہاری چھٹی کو تو کافی ٹائم گزر گیا ہے اب کے اسکا لہجہ نرم تھا

میری وین والا نہیں آیا آج سب لڑکیاں بھی چلی گئی ہیں میں اکیلی کیسے جاتی میں نے تمھیں آتے دیکھا تو سامنے ٹھہر گئی مجھے ساتھ لے چلو پلیز وہ رو دینے کو تھی

اچھا رکو میں تمہارے لئے رکشہ رکواتا ہوں کوئی پریشان مت ہو میں یہیں کھڑا ہوں اس نے تسلی دی تھی اور رکشہ ڈھونڈنے سڑک کی جانب بڑھنے لگا تھا کہ اقصیٰ نے اسکو پیچھے سے پکارا

نہیں عمر تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو ابا مجھے مار دیں گے اگر ذرا سی بھی اور دیر ہو گئی وہ میرا کالج بند کر دیں گے پلیز تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو وہ اب رونے

دینے کو تھی

اچھار کو میں تمہارے لئے رکشہ رکواتا ہوں کوئی پریشان مت ہو میں یہیں کھڑا ہوں اس نے تسلی دی تھی اور رکشہ ڈھونڈنے سڑک کی جانب بڑھنے لگا تھا کہ اقصیٰ نے اسکو پیچھے سے پکارا

نہیں عمر تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو ابا مجھے مار دیں گے اگر ذرا سی بھی اور دیر ہو گئی وہ میرا کالج بند کر دیں گے پلیز تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو وہ اب رونے لگی تھی

عمر تذبذب میں پڑ گیا

لیکن میرے پاس تو بائیک ہے میں تمھیں اس پہ کیسے لے جاؤں سارا محلہ باتیں کرے گا یہ تمھارے لئے مناسب نہیں ہے ندیم بھائی مجھے ویسے بھی پسند نہیں کرتا اف اب تم روتو مت وہ عجیب صورتحال میں پھنس گیا تھا

تمھیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے ساتھ لے چلو ابا مجھے مار دیں گے وہ اب ہچکیوں سے روتے ہوئے بول رہی تھی

اچھا اچھا تم رو مت آجاؤ میں تمھیں لے چلتا ہوں لیکن گلی میں پہنچ کر تمھیں اتار دوں گا آگے تم خود ہی جانا وہ اتنے پہ ہی خوش ہو گئی تھی

عمر نے اپنا کالج بیگ اپنے پیچھے رکھ لیا کہ ان دونوں کے درمیان مناسب فاصلہ رہے اسکا ارادہ تھا کہ گلی میں پہنچتے ہی وہ اقصیٰ کو اتار دے گا لیکن شاید آج رازوں سے پردہ اٹھنے کا دن تھا

وہ جیسے ہی گلی میں داخل ہوا ندیم سامنے ہی پرچون کی دکان پہ کھڑا تھا عمر کے پیچھے بائیک پہ اقصیٰ کو بیٹھے دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا عمر نے بھی اسکو دیکھا تھا لیکن رکا نہیں اس نے بائیک کو سیدھا اپنے گھر کے سامنے لاکر روکا تھا اقصیٰ کا گھر ساتھ ہی تھا

ندیم پیچھے سے بکتا جھکتا آرہا تھا

اقصیٰ کا خون خشک ہونے لگا تھا

تم مجھے وہیں اتار دیتے عمر ابا تمھیں نہیں چھوڑے گا اب وہ سخت پریشان تھی

تم گھر جاؤ ندیم بھائی کو دیکھ لیتا ہوں میں وہ سنجیدگی سے بولا تھا

تب تک ندیم بھی وہاں پہنچ گیا تھا عمر کو دیکھتے ہی وہ اس کے قریب آیا اور کھینچ کر ایک تھپڑ عمر کے چہرے پہ دے مارا ابھی اس نے ایک اور تھپڑ مارنے کو ہاتھ اوپر کیا تھا کہ عمر نے بروقت اسکا ہاتھ پکڑ لیا

اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا

جرات کیسے ہوئی تمہاری مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی ؟ وہ غرایا تھا اور ندیم کو دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا تھا عمر جوان تھا صحت مند تھا ایک ہی دھکے سے ندیم لڑھکتا ہوا دور جا گرا

چیخ وپکار کی آواز پہ محلے کے لوگ نکل نکل کر آرہے تھے ندیم کی بیوی سینے پہ دوہتڑے مار کر لوگوں کو جمع کر رہی تھی

ندیم دوبارہ اٹھ کر آیا تھا اور عمر کو گلیاں بکنے لگا تھا

ارے گندہ خون نہ جانے کہاں سے اٹھا کر لے آئی نفیسہ اب یہ ہمارے گھروں کی عزتوں پہ ہاتھ ڈالنے لگ گیا ہے اس نے میری بیٹی کو اغوا کرنے کی کوشش کی ہے میری بیٹی کی عزت پہ ہاتھ ڈالا ہے وہ چیخ چیخ کر لوگوں کے ہجوم کو بتا رہا تھا

بکواس کرتے ہو تم جھوٹ ہے یہ میں نے بس تمہاری بیٹی کو لفٹ دی ہے پورا محلہ گواہ ہے سب نے اسکو میرے ساتھ آتے دیکھا ہے وہ اپنی مرضی سے میرے ساتھ آئی تھی بلاؤ اسکو پوچھو اس سے وہ برہمی سے بولا تھا

ارے تم سب تو جانتے ہو نہ میری بیٹی کیسی پارسا ہے اور یہ یہ تو ہی ہی گندہ خون ارے اس کے ماں باپ کا بھی پتہ نہیں ہے نہ جانے کہاں سے اٹھا کر لائی تھی اسکو نفیسہ وہ اب بھی چیخ رہا تھا لیکن عمر کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے

میں اپنی اماں کا بیٹا ہوں اس نے ان لوگوں سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا

کونسی اماں کونسی ماں ؟ہاں ؟تجھے تو کوڑے کے ڈھیر سے اٹھا کر لائی تھی نفیسہ اللہ جانے کس کا گناہ ہمارے سر تھوپ دیا میری بیٹی کی عزت خراب کر دی ہم تو کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں رہے یا اللہ اب ہم کہاں جائیں گے کون کرے گا ہماری بیٹی سے شادی ندیم کی بیوی اب زمین پہ بیٹھ کر زور زور سے چیخ رہی تھی

ندیم الگ سے عمر کو گالیاں دیئے جا رہا تھا سب کو ندیم کی بات پہ اعتبار تھا کسی کو عمر پہ یقین نہیں تھا خالہ کچھ نہیں ہوا تمہاری بیٹی کی عزت کو وہ پاک ہے خدا کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا میں نے بس اسکو لفٹ دی ہے کیوں اپنی

بیٹی کی عزت یہاں اچھال رہے ہو وہ شریف لڑکی ہے کچھ خدا کا خوف کرو وہ غصے اور افسوس کے ملے جلے تاثرات لئے بول رہا تھا اپنی صفائی دے رہا تھا اسکو اس وقت بھی اندر بیٹھی اس لڑکی کی فکر تھی

نفیسہ تو تھی ہی۔۔۔۔۔ گالی۔۔۔ گالی

اسی وقت ہجوم میں کسی نے نفیسہ کو گالی دی تھی

اور بس عمر کے صبر کی حد ختم ہو چکی تھی اس نے نیچے پڑی اینٹ اٹھائی اور اس آدمی کو دے ماری وہ درد سے دوہرا ہو کر گر پڑا اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا

عمر اسکے اوپر بیٹھ کے اسکو اسی اینٹ کے ساتھ مارے گیا میری ماں کو گالی دی جرات کیسے ہوئی میں تمھیں جان سے مار دوں گا زندہ نہیں چھوڑوں گا وہ جنونی سا ہو گیا تھا ہمّت کیسے ہوئی میری ماں کے بارے میں بولنے کی تم سب لوگ جلتے ہو میری ماں سے ایک خود مختار عورت ہے وہ اور یہی بات تم لوگوں کو ہضم نہیں ہوتی اسی لئے الزام لگاتے ہو میری ماں پہ کئی لوگ اس کے ہاتھ سے اینٹ لینے کی کوشش کر رہے تھے کوئی اسکو ہٹا رہا تھا لیکن وہ جنونی بنا اس آدمی کو مارے جا رہا تھا

کوئی نہیں جلتا تیری ماں سے جا کر پوچھ اپنی ماں سے کون ہے تیرا باپ کسکی اولاد ہے تو یہاں مردانگی دکھا رہا ہے اتنا مرد ہے تو جا کر اپنے باپ کا پتہ تو لگا بلکہ تیرے جیسوں کے تو نہ جانے کتنے باپ ہوں گے ندیم نے زہر اگلا تھا

عمر خون سے تر ہاتھوں کے ساتھ اٹھا تھا اور زخمی شیر کی طرح ندیم پہ جھپٹا تھا لاتیں مکے تھپڑ اسکو جو سمجھ آتا وہ اس کو مارے جاتا وہ کراٹے چیمپئن

تھااس نے کئی اور ایسے کورسز کر رکھے تھے وہ باقاید گی سے جم جاتا تھاان لوگوں سے نپٹنا اس کے لئے اتنا مشکل نہیں تھا لیکن وہ انکی زبانیں نہیں بند کر سکتا تھا

ہجوم میں سے کئی لوگ اسکی ماں کے بارے میں بات کر رہے تھے کوئی اسکے باپ کا پوچھ رہا تھا کوئی گالی دے رہا تھا لیکن وہ بس یہی پکارے جاتا

میں عمر حیات ہوں میں اپنی اماں کا بیٹا ہوں تم سب جھوٹے ہو

اس کے گھر کا دروازہ توڑو نکالو اسکی ماں کو باہر آج دیکھ لیں گے اسکو بھی یہ ندیم کا بھائی تھا جو عمر کے گھر کے دروازے کی جانب بڑھا تھا(سندھ کے لوگوں میں کسی کے گھر کا دروازہ توڑنا یا گھر میں گھسنا بہت بڑی بات سمجھی جاتی ہے اس پہ قتل تک ہو جاتے ہیں یہ انکی عزت کا معملہ بن جاتا ہے)عمر نے ندیم کو دور دھکیلا تھا اب وہ اس کے بھائی کی جانب بڑھا تھا

میرے گھر کے دروازے کو ہاتھ مت لگانا وہ غرایا تھا

کیوں تیری وہ۔۔۔۔۔۔ گالی۔۔۔ماں گھر پہ کیوں چھپی بیٹھی ہے ذرا نکل کر ائے نہ ہم بھی تو اس سے پوچھیں تیرے جیسا بد ذات کہاں سے اٹھا کر لائی کس باپ کا خون ہے تو یا پھر کتنے باپ ہیں تیرے وہ بکے گیا اس نے جیسے ہی عمر کے گھر کے دروازے کو ہاتھ لگایا تھا

تھا عمر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اسکا وہی ہاتھ اسکی کمر کی جانب موڑ کر اتنی زور سے جھٹکا دیا تھا کہ ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی تھی

ندیم سڑک پہ پڑا کراہ رہا تھا اسکی بیوی اس کے پاس بیٹھی عمر اور نفیسہ کو بد دعائیں دے رہی تھی جس آدمی نے نفیسہ کو گالی دی تھی اسکی حالت بہت خراب ہو چکی تھی ندیم کے بھائی کا بازو ٹوٹ گیا تھا لیکن عمر کا غصہ اور غم کسی طور ختم نہ ہوتا تھا

اب وہ اپنے دروازے پہ کھڑا تھا کسی محافظ کی طرح وہ وہاں کھڑا غرا رہا تھا

میں عمر حیات ہوں نفیسہ حیات کا بیٹا یہی میرا خاندان ہے اور یہی میرا نام میں اپنی اماں کا بیٹا ہوں میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں میں نے ندیم کی بیٹی سے کسی قسم کی کوئی بھی بد تمیزی نہیں کی میں نے اسکی عزت پہ ہاتھ نہیں ڈالا وہ پاک ہے با کردار ہے تم لوگوں کو اگر یقین آتا ہے تو یہی سچ ہے اور اگر نہیں آتا تب بھی یہی سچ ہے آج سے کئی سال پہلے نفیسہ بھی اپنے دروازے پہ کھڑی ہو کر اسی طرح دھاڑ رہی تھیں آج وہ منظر ایک بار پھر تازہ ہوا تھا اسی وقت پولیس موبائل وہاں آ کر رکی تین چار سپاہی اور ایک اے ایس آئی مستعدی سے پولیس موبائل سے باہر نکلے تھے محلے والوں نے شور مچا مچا کر ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا انہوں نے پولیس سے عمر کو گرفتار کرنے کو کہا پولیس کے پوچھنے پہ عمر نے بس اتنا کہا تھا

ان لوگوں نے میری ماں کو گالی دی میں نے انکو مارا ہے میں قبول کرتا ہوں وہ سنجیدگی سے کہہ کر پولیس موبائل میں بیٹھ گیا تھا زخمیوں کو ہسپتال لے جایا جا رہا تھا عمر کے ہاتھوں پہ اب بھی خون لگا تھا اسکی وردی پہ بھی خون کے چھینٹے تھے تھانے میں لے جا کر اسکو لاک اپ میں بند کر دیا گیا تھا لیکن ایف آئی آر نہیں کاٹی گئی تھی

پولیس نے اس سے کسی کو فون کر کے بلانے کو کہا تھا اس نے زری کو کال کروائی تھی زری کو آئے بھی دو گھنٹے ہو گئے تھے وہ آکر جا بھی چکی تھیں لیکن نفیسہ کا کوئی پتہ نہیں تھا

■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■ ■

دوپہر سے رات ہو گئی تھی اور پھر تقریبا رات کے دس بجے نفیسہ آئی تھیں ان کے ساتھ کوئی آدمی بھی تھا عمر پینتالیس یا پچاس کے قریب سوٹڈ بوٹڈ سا وہ آدمی کوئی اعلی عہدے دار لگتا تھا ایس ایچ او بہت ادب کے ساتھ اس آدمی سے بات کر رہا تھا

سائیں اس لڑکے پہ اقدام قتل اور ریپ کیس بنتا ہے پورا محلہ گواہ ہے اس بات کا کہ اس نے وہاب نامی آدمی کو اتنا مارا ہے کہ وہ مرتے مرتے بچا ہے اس لڑکی کا باپ اس نے اسکی ہڈی پسلی ایک کر دی ہے اور اس لڑکی کے چچا کا بازو توڑ دیا ہے سائیں کھلم کھلا غنڈہ گردی کر رہا تھا یہ لڑکا وہ تو آپ کے حکم پہ میں نے ایف آئی آر نہیں کاٹنے دی ورنہ محلے والے تو اتنے مشتعل تھے کہ میرے دس دس افسر بھی انکو سنبھال نہیں پا رہے تھے وہ تو چاہتے تھے کہ میں لڑکے کو ان کے حوالے کر دوں تاکہ وہ اسکو بھی اسی طرح ماریں جیسے اس نے ان لوگوں کے عزیزوں کو مارا ہے وہ بات کو بڑھا چڑھا کر بتا رہے تھے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ ان پہ کوئی عظیم احسان کر رہے ہیں تاکہ مستقبل میں اپنے کام نکلوا سکیں

اگر ان لوگوں میں اتنا ہی دم ہوتا تو اس وقت دکھا دیتے اب انکی مثال خالی برتن جیسی ہے وہ بس شور ہی کر سکتے ہیں اور بات اگر کیس کی ہے تو میں کرتی ہوں ان پہ کیس بات ایف آئی آر کی ہے ہے تو کاٹیں میری ایف آئی

آر لکھیں ندیم نامی شخص اپنے بھائی وہاب کے ساتھ میرے گھر میں چوری کرنے گھسا اور جب میرے بیٹے نے انکو پکڑا تو انہوں نے شور مچایا اور میرے بیٹے پہ زیادتی کا الزام لگا دیا اس وقت میرے گھر سے پانچ لاکھ کیش اور دس تولہ سونا غائب ہے اور وہ تیسرا آدمی اس پہ لکھیں اب وہ تیسرا آدمی ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی عورت اٹھا کر لاتا تھا اور اپنے گھر میں عیاشی کرتا تھا اسکا گھر میرے گھر کے بالکل ساتھ ہے میرا گھر آج بند تھا میں شہر سے باہر تھی اور میرا بیٹا کالج گیا تھا تو اس آدمی نے یہ موقع غنیمت جانا اور یہی عمل میرے گھر میں دہرایا اس کے اس عمل میں ندیم اور وہاب دونوں شامل تھے تو جب میرا بیٹا گھر آیا اور اس آدمی کو یہی عمل کرتے دیکھا وہ مشتعل ہو گیا اور جب اسکو گھر سے نکالنے لگا تو اس نے میرے بیٹے پہ حملہ کر دیا اور پھر میرے بیٹے نے جو کچھ بھی کیا سیلف ڈیفنس میں کیا اور رہی بات اس لڑکی کی تو لکھیں وہ لڑکی روز میرے بیٹے کو محبت بھرے رقعے بھیجتی تھی اور اسکو ورغلانے کی کوشش کرتی تھی اور جب میرے بیٹے نے اسکی پیش قدمی کو ٹھکرا دیا تو وہ لڑکی ان اوچھے ہتھکنڈوں پہ اتر آئی وہ دبا دبا سا غرا رہی تھیں

بی بی خدا کا خوف کرو وہ لڑکی با کردار ہے ایس ایچ او نے انکو ٹوکا تھا

اور میرا بیٹا وہ بد کردار ہے ؟وہ مرد ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ وہی گناہ گار ہے خوب کہی آپ نے بھی اگر بات میرے بیٹے کے کردار پہ آئی تو سارے محلے کو بد کردار ثابت کر دوں گی میں ایک ایک کو تھانے میں گھسیٹوں گی سمجھ کیا رکھا ہے مجھے عدالت میں کھڑے ہونا چھوڑا ہے میں نے میرے اندر سے عدالتوں میں ہونے والی مکاری نہیں گئی مجھے قانون مت سکھائیں

اور کوئی ہے باقی ؟کسی اور کو کوئی تکلیف ہے میرے بیٹے سے ؟وہ انکو دیکھتے ہوئے چبا چبا کر پوچھ رہی تھیں

بی بی آپ کیا چاہتی ہیں اب ایس ایچ او گویا عاجز آ گیا تھا

میں یہ چاہتی ہوں کہ میرے بیٹے کو میرے ساتھ جانے دیا جائے اس کے خلاف کوئی ایف آئی آر نہ کاٹی جائے اور اس سارے معملے سے اسکو نکال دیا جائے محلے والوں سے صلح نامے پہ دستخط چاہئے مجھے ڈنڈ ۔دیت ۔قصاص ۔جرمانا سب بھرنے کو تیار ہوں میں انکے ہسپتال کے بلز ادا کرنے کو تیار ہوں میں جو کچھ میرے بیٹے نے کیا اس کا کفارہ اس سے ہو جائے گا

نفیسہ آپ اطمینان رکھیں سب ہو جائے گا میں آپ کے ساتھ ہوں ہم جیسے دوستوں کے ہوتے ہوئے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ سوٹڈ بوٹڈ آدمی اس سارے وقت میں پہلی بار کچھ بولا تھا

ہم دوست نہیں ہیں کرنل محمد دین صاحب میں نے انگلی سے سینے پہ دستک دی تھی آپ کو ایسے ہزار مسلوں سے نکالا ہے اور اب آپ میرے بیٹے کو اس سارے میس سے نکالیں گے میں باہر اپنی گاڑی میں بیٹھی ہوں میرا بیٹا دس منٹ تک میرے ساتھ گاڑی میں ہونا چاہئے وہ نرم مگر دوٹوک لہجے میں بول کر باہر چلی گئی تھیں عمر سے ملی تک نہیں تھیں اور پھر دس منٹ بعد عمران کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا تھا

وہ نہ ڈرا ہوا تھا نہ اداس تھا اس کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں تھا بس خاموشی تھی سرد مہری تھی

طوفان سے پہلے کی خاموش

یوسف سلطان کے کمرے میں ایک بار پھر عدالت لگی تھی وہ بھی صبح صبح ابھی مہرہالے اور حسن سو رہے تھے جب دادا جان نے گھر کے سارے بڑوں کو اپنے کمرے میں بلوالیا تھا حسینہ اور فروا صوفے پہ بیٹھی تھیں جبکہ شمس اور معراج ایک دوسرے کے سامنے کرسیوں پہ بیٹھے تھے معراج ذرا نڈھال سے لگتے تھے جبکہ شمس بے بسی بھرے غصے سے غیر آرام دہ سے بیٹھے تھے

کل شام تم نے کمپنی کے تمام ملازمین کے سامنے اپنے بھائی پہ ہاتھ اٹھایا معراج میں وجہ جان سکتا ہوں؟ چند ایک غیر ضروری باتوں کے بعد یوسف سلطان نے بارعب سے لہجے میں سوال کیا تھا

باباجان میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دونوں بچوں کو یہاں بلایا جائے میں انکے سامنے ساری بات کرنا چاہتا ہوں

یہ باتیں بچوں کو بیچ میں بٹھا کر نہیں کی جاتیں معراج یہ بڑوں کے معملے ہیں تم مجھے جواب دو کس نے تمھیں یہ حق دیا ہے کہ تم میرے بیٹے اور اپنے چھوٹے بھائی کو اس طرح ذلیل کرو اب کی بار انکا لہجہ سخت تھا

باباجان شمس نے میری اجازت کے بغیر میری زمین کا سودا کر دیا اور مجھے اس بات پہ غصہ آگیا لیکن میں شرمندہ ہوں مجھے شمس پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا میں معذرت کرتا ہوں وہ نرمی سے بول کر خاموش ہو گئے تھے

لیکن شمس نے صرف بات کی تھی سودا نہیں اور اگر تم اپنے غصے پہ قابو نہیں رکھ سکتے تو تمھارے لئے بہتر ہے کہ گھر بیٹھ جاؤ کمپنی میں ہزار معملات ایسے ہوتے ہیں جنکو ٹھنڈے دماغ سے حل کیا جاتا ہے تم نے اٹھتے ہی اپنے بھائی پہ ہاتھ اٹھالیا اور ایسا بھی کیا ہے اس زمین میں اگر اسکا اچھا پرافٹ مل رہا ہے تو بیچ دو

بابا جان میں وہ زمین ہر گز نہیں بیچوں گا میں نے دو سال اس زمین کو خریدنے کے لئے تلوے گھسائے ہیں اول تو اسکا مالک راضی نہیں تھا اور جب وہ راضی ہوا میرے پاس اتنی رقم نہیں تھی تب میں نے مسجد میں جا کر اللہ سے دعا کی تھی کہ اگر مجھے یہ زمین مل جائے تو میں اس پہ ایک اور بھلائی کا کام کروں گا میں اس پہ ایک اولڈ ہوم بناؤں گا اور پھر اللہ نے اپنے غیب کے خزانے کھولے اسی دن میرے پاس کہیں سے اتنے پیسوں کا انتظام ہو گیا کہ میں وہ جگہ خرید سکوں اور اب جب میں اللہ سے وعدہ کر چکا ہوں تو میں اس وعدے کو کسی صورت نہیں توڑ سکتا چند پیسوں کے لئے تو ہر گز نہیں وہ لوگ اگر مجھے ہزار گنا زیادہ بھی دیں تب بھی میں اس زمین کو اور ہیون کو نہیں بیچوں گا آخری الفاظ توڑ توڑ کر ادا کئیے تھے

اور انہوں نے جو آپ کو دھمکی دی ہے اسکا کیا بھائی جان؟ اگر وہ لوگ ان اوچھے ہتھکنڈوں پہ اتر آئے تو آپ کیا کریں گے کیسے بچائیں گے اپنے گھر کی عزت اور اپنے بچوں کو؟ زمین کے ایک ٹکڑے کے لئے اپنی اولاد قربان کر دیں گے؟ یہ الفاظ شمس کے تھے وہ اصل میں یوسف سلطان تک دھمکی کی بات پہنچانا چاہتے تھے

کیا مطلب ہے تمہاری بات کا شمس؟ مجھے پوری بات بتاؤ صاف صاف الفاظ میں کیا کہا ہے انہوں نے؟ یوسف سلطان غصے سے بولے تھے

معراج پر سکون سے تھے جیسے انکو کسی بات کے کھلنے کا ڈر ہی نہیں تھا

بابا جان ان لوگوں نے بھائی سے کہا ہے کہ اگر انہوں نے ہیون اور اس سے ملحقہ زمین انکو نہ بیچی تو وہ لوگ ہیون میں رہنے والے اٹھارہ سال سے کم عمر کے تمام بچوں کے کھانوں میں زہر ملا دیں گے اور اٹھارہ سال سے

زیادہ عمر کے بچوں کو ڈر گز پہ لگا دیں گے اور یہ کام ان کے لئے بالکل بھی مشکل نہیں انکو بس وہاں کام کرنے والے چند لوگوں کو خریدنا ہو گا اور اگر اس کے بعد بھی بات نہ بنی تو وہ لوگ بھائی جان کے بچوں تک بھی جا سکتے ہیں میں نے تو بس اپنے گھر کے بچوں کو بچانے کے لئے کیا تھا سب کچھ لیکن بھائی جان مجھے ہمیشہ سے کم عقل ہی سمجھتے ہیں انہوں نے سارے جہاں کی خیر خواہی کا ذمہ گویا اپنے سر لے رکھا تھا

انہوں نے ہمارے گھر کے بچوں کا نام لیا اور تم خاموش رہے ؟ کیا کوئی گرے پڑے ہیں ہم لوگ وہ شاید جانتا نہیں ہے ہمیں اگر آج بھی میں اپنی پہ آگیا تو اس مرزا کے سارے خاندان کو تباہ کر دوں گا اب تو یہ میری ضد ہے جاؤ اس مرزا سے جا کر کہو نہیں بیچتا میں اسکو زمین نہ ہیون کا سودا ہو گا وہ جو کچھ کر سکتا ہے کر لے اگر میرے بچوں کو خراش بھی آئی تو میں اسکی نسلوں کو ختم کر دوں گا ابھی وہ سلطانز سے واقف نہیں ہے یوسف سلطان طیش میں آ گئے تھے

شمس نے یہ کب چاہا تھا وہ فوراً سے بولے تھے

بابا جان آرام سے ہمارے بچوں کی بات ان لوگوں نے نہیں کی بس ایک اشارہ دیا تھا اور ایک زمین ہی تو ہے اس موٹی کھوپڑی کے آدمی کو چاہئے تو دے دیتے ہیں یہ زمین اب اسکی ضد بن گئی ہے بابا ہمارے لئے بہتر یہی ہے کہ ہیون اور زمین کا سودا کر لیں ان یتیم بچوں کا کیا ہے کہیں اور شفٹ کر دیں گے انکو کم از کم ہمارے بچے تو سیف رہیں گے ناں

شمس اگر میرے بچوں کی موت اس مرزا کے ہاتھوں لکھی ہے تو ٹھیک ہے وہ آئے اور انکو مار دے لیکن میں اپنی پراپرٹی کا سودا نہیں کروں گا وہ چبا چبا کر بولے تھے اگر میرے بچوں کی زندگی لکھی ہے تو کوئی بھی انکو ایک خراش بھی نہی پہنچا سکتا اور اب میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا اب اگر کوئی بات ہوگی بھی تو میرے بچوں کے سامنے ہوگی کیونکہ میں ہیون کو اپنے بچوں کے نام کر رہا ہوں انکا لہجہ دوٹوک تھا

معراج میں چاہتا ہوں کہ پاور آف اٹارنی شمس کو دے دوں ویسے بھی اگر تم اپنا غصہ نہیں سنمبھال سکتے تو تو تمھیں چاہئے کہ کچھ دن آرام کرو گھر پہ رہو یا کہیں گھوم آؤ لیکن ان معملات سے دور رہو وہ زمین اور یتیم خانہ تم اسکو بیچو یا آگ لگاؤ لیکن اگر اسکی وجہ سے میرے بچوں کو کوئی نقصان ہوا تو میں کسی کو بھی معاف نہیں کروں گا انکا لہجہ حتمی تھا

فروا اور شمس کے چہروں پہ طمانیت سی اتری تھی

کیا شمس کو اٹارنی دینے کا مقصد اور وجہ صرف یہی ہے؟ انکا لہجہ چبھتا ہوا سا تھا

یوسف سلطان کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا تھا منظر تبدیل ہوا تھا صبح کی سفیدی کی جگہ رات کے اندھیرے نے لے لی تھی جس صوفے پہ اس وقت فروا اور حسینہ بیٹھی تھیں اس تبدیل ہوئے منظر میں اسی صوفے پہ حسینہ کی جگہ یوسف سلطان بیٹھے تھے سامنے فروا تھیں

مطلب تم یہ چاہتی ہو کہ میں اپنی ساری جائیداد کی پاور آف اٹارنی شمس کو دے دوں تب تم ہالے اور سفیر کے رشتے کے لئے رضامندی دو گی ؟اور اگر میں ایسا نہ کروں تو کیا کرو گی سفیر کی شادی میں تمہاری غیر موجود گی میں بھی کروا سکتا ہوں فروا کی پوری بات سننے کے بعد وہ تحمل سے بولے تھے

جی بابا جان میں یہی چاہتی ہوں اور ہاں میں جانتی ہوں آپ میری غیر موجود گی میں سفیر کی شادی کر سکتے ہیں لیکن آپ کریں گے نہیں کیونکہ آپ کسی قسم کی بدمذگی نہیں چاہتے آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے گاؤں سے آئے ہوئے رشتے دار آپ کے دوست آپ کے بزنس پارٹنرز اور آپ کے عزیز یہ سمجھیں کہ یوسف سلطان بہو کو شادی کے لئے راضی نہیں کر سکے آپ اپنا بھرم رکھنا چاہیں گے آپ یہ نہیں چاہیں گے کہ کوئی یہ سوچے کہ یوسف سلطان کی سو کالڈ ہیپی فیملی میں دراڑ آگئی ہے اور اگر آپ کو اپنا بھرم رکھنا ہے تو میری بات ماننی ہو گی انکا لہجہ حتمی تھا

میں اٹارنی سفیر کو دے دیتا ہوں انہوں نے ایک اور حل نکالا تھا

کم آن بابا اگر آپ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں تو میں وہ ہوں نہیں میں نے شمس کا نام لیا ہے سفیر کا نہیں آپ بس یہ بتائیں کہ آپ کو منظور ہے یا نہیں ؟وہ گویا بے زاری سے بولی تھیں

یوسف سلطان نے ایک گہری سانس بھری تھی

ٹھیک ہے میں تمہاری بات مان لوں گا لیکن اگر اس کے بعد کسی بھی قسم کی کوئی بدمذگی ہوئی تو اچھا نہیں ہو گا

فروادل سے مسکرائی تھیں بس اب ایک اور شخص ایک اور ترپ کا پتہ بس ایک اور چال ایک اور آدھا ادھورا سچ اور بازی پلٹ جاتی

منظر تحلیل ہوا تھا اب یوسف سلطان کے سامنے معراج اور شمس بیٹھے تھے

تمھیں اپنے باپ کے فیصلوں پہ شک ہے معراج؟

مجھے منظور ہے بابا جان جیسا آپ چاہیں ویسے بھی کمپنی آپ کی ہے میری نہیں اور کوئی بات کرنی ہے آپ نے؟

معراج تمھارے بچے بڑے ہو گئے ہیں ہالے کی شادی کی عمر ہے حسن کی پڑھائی ہے اور تم تم نے کونسی پراپرٹی بنائی ہے تمہارے پاس اپنا ہے ہی کیا سوائے اس دو ٹکے کی جاب کے اور ہیون پراجیکٹ مرزا کو نہ سہی لیکن اگر ہیون اچھی قیمت میں بکتا ہے تو بیچ دو اپنے بچوں کا مستقبل بناؤ انکو آسائشات دو بابا جان نے انکو سمجھانا چاہا تھا

انکا مستقبل وہ لوگ خود بنا سکتے ہیں بابا میرے بچوں کی تربیت میں نے ایسی نہیں کی کہ وہ باپ کی طرف سے ملنے والے ورثے پہ بیٹھے رہیں میں نے انکو ہاتھ پیر مارنا سکھایا ہے میں نے انکو گر سکھائے ہیں میں نے انکی تربیت کی ہے وہ میرے بچے ہیں بابا میرا خون انکو سب پتہ ہے کہ انہوں نے سروایئو کیسے کرنا ہے انہوں نے خود کو کیسے منوانا ہے انکی صلاحیت کیا ہے وہ اپنی دنیا خود بنا سکتے ہیں میں انکی آخرت کا سامان کرنا چاہتا ہوں اگر ان دونوں نے ہیون پراجیکٹ کو بغیر کسی مفاد یا لالچ کے صرف اللہ کی رضا کے لئے چلایا تو انکی آخرت سنور جائے گی وہ

دنیا سنوار لیں گے سب بچے سنوار لیں گے انکی آخرت سنور جائے میرے لئے یہی بہت ہے وہ نرمی سے بول کر خاموش ہوئے تھے

میں تمہاری باتیں نہ پہلے سمجھ سکا ہوں نہ آج سمجھوں گا خیر مجھے یہ کہنا تھا کہ

دس دن بعد ہالے کی سالگرہ ہے میں چاہتا ہوں اسی روز سفیر اور ہالے کا نکاح کر دیا جائے فروا اور شمس کو کوئی اعتراض نہیں ہے ہالے سے میں بات کر لوں گا کیا تم میرے فیصلے سے اتفاق کرتے ہو ؟وہ معراج کو دیکھتے پوچھ رہے تھے

نہیں مجھے کوئی اعترض نہیں لیکن ہالے سے بات کرنی ہو گی مجھے معراج سلطان سنجید گی سے بولے تھے

لیکن بابا جان بہت سے کام کرنے ہوں گے ابھی تو ہماری کوئی تیاری بھی نہیں ہے کچھ وقت تو چاہئے ہو گا ہمیں حسینہ اس سارے وقت میں پہلی بار بولی تھیں

بھابی سب کچھ مل کر کر لیں گے پریشان نہ ہوں آپ فروا مسکرا کر بولی تھیں

باقی کسی کو کوئی اعترض نہیں تھا

یوسف سلطان جیسے کھل اٹھے تھے انکی سب سے بڑی خواہش پوری ہونے والی تھی انہوں نے خوش تو ہونا تھا

معراج خاموشی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

انکا دل بوجھل سا تھا

وہ جب لاؤنج میں آئی تو حسن کسی اخبار میں منہ دیئے بیٹھا تھا اس پاس اور بھی کافی اخبار اکھٹے کر رکھے تھے وہ ایک اخبار کو کھنگالتا اور پھر واپس رکھ دیتا وہ اپنے کام میں اتنا محو تھا ہالے کی آمد کا بھی پتہ نہیں چلا

اے چھیلے ہوئے آلو یہ تمھیں اخبار پڑھنے کا شوق کب سے جاگ گیا؟ وہ دھپ سے اس کے برابر صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولی تھی اس نے سبز رنگ کی گھٹنوں تک آتی شرٹ کے ساتھ سبز ہی بڑے بڑے پائنچوں والی شلوار پہن رکھی تھی بال جوڑے میں باندھ رکھے تھے سیاہ آنکھوں میں اب بھی نیند تھی

دیکھ رہا ہوں چچی جان کی خود کش دھماکے کی خبر کہاں چھپی ہے چلو دھماکہ نہ سہی کیسے خود کشی کی یہی چھاپ دیتے لیکن نہیں ان اخبار والوں سے کچھ نہیں ہو گا وہ اتنے سنجیدہ سے انداز میں بولا تھا کہ ہالے نے اسکو گھور کر دیکھا تھا

بھلا چچی کیوں کریں گی ایسا بد تمیز اس نے گھر کا تھا

تمہاری اور سفیر بھائی کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے انہوں نے تو مرنا ہی ہے یا پھر کل کی اخبار میں تمھارے مرڈر کی نیوز چھپے گی لیکن یہ تو طے ہے کہ فرواحانم یہ شادی نہیں ہونے دیں گی وہ چمکتی آنکھوں سے مسکراہٹ دبا کر بولا تھا

اللہ اللہ کتنا فضول بولتے ہو تم شادی ہو گی اور تم سب دیکھو گے ہنہہ ویسے مجھے ابھی شادی کرنی ہی نہیں تھی لیکن میں کیا کروں کل رات داداجان نے مجھے بہت فورس کیا ہے انکی خوشی کے لئے مجھے ماننا پڑا وہ اپ سیٹ لگتی تھی

ایک بات کہوں ہالے تم سفیر بھائی سے شادی نہ کرو وہ یکدم سنجیدگی سے بولا تھا

ہالے نے سر صوفے کی پشت سے ٹکالیا تھا اور تھوڑی دیر بعد جب بولی تو اسکی آواز میں تکان سی تھی

کیوں نہ کروں کوئی وجہ تو ہو گی ؟(شاید وہ خود کو بھی کوئی توجیح پیش کرنا چاہتی تھی)

تم باتیں منوانے کی عادی ہو تم باس لیڈی ہو سفیر بھائی اور تمہاری بنے گی نہیں تم ان کے ساتھ ایک بے رنگ زندگی گزارو گی اور ہارون تم ان کے ساتھ بہت خوش رہ سکتی ہو ہالے وہ تمہاری باتیں ماننے کا عادی ہے اسکو تمہاری سننا اچھا لگتا ہے میرے حساب سے وہ تمہارے لئے بیسٹ ہے لیکن پھر بھی جو تم چاہو اس نے کندھے اچکائے تھے

ہالے خاموش رہی کچھ بولی نہیں

اسی وقت ہارون بھی گنگناتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا تھا ہالے نے اسکو دیکھا تھا اس کے ہونٹوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ آئی تھی

ہارون نے اسے نوٹ نہیں کیا وہ اسی طرح گنگناتا اس کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا

کیا ہوا ہے کزن اتنی اپ سیٹ کیوں ہو ؟ وہ ہشاش بشاش سا بولا تھا

حسن جاؤ نرگس سے کہو ہارون کے لئے کافی لے کر آئے ہالے جواب دینے کی بجائے حسن سے بولی تھی صاف صاف کہو اپنی بات میں مجھے شامل نہیں کرنا چاہتے میں مہذب طریقے سے اٹھ جاتا ویسے بھی بہن ہماری عادت نہیں ہے کسی کی سن گن لینے کی ہم تو بس اپنے کام سے کام رکھتے ہیں وہ محلے کی فسادن آنٹیوں کی نقل اتارتا بولا تھا لیکن ہالے کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر خاموشی سے اٹھ گیا تھا

اب کے ہارون کو پریشانی ہوئی تھی

کچھ ہوا ہے کیا ہالے مجھے بتاؤ؟ اس سفیر نے کچھ کہا ہے کچھ بولو بھی؟ اسکی گرے آنکھوں میں واضح فکر تھی وہ مجھے تنگ کرنے لگا ہے ہارون پتہ نہیں کیوں مجھے لگتا ہے جیسے مجھ سے غلطی ہو گئی ہے میں جلد بازی کر بیٹھی ہوں یہ وہ سفیر نہیں ہے جس کو میں نے پسند کیا تھا جس سے میں شادی کرنا چاہتی تھی تمھیں پتہ ہے رات انہوں نے مجھ پہ اتنا شاوٹ کیا جسٹ بی کاز میں نے انکی کال نہیں پک کی ان کو لگتا ہے کہ میں جان بوجھ کر ایسا کرتی ہوں تاکہ میری ویلیو بڑھے اور بابا اور چچا کے بیچ جو کچھ بھی ہوا اس بارے میں مجھے میرے بابا سے بات کرنی چاہیئے یہ ان دونوں بھائیوں کا مسلہ ہے میں کیوں بیچ میں پڑوں؟ کل اس چالیس منٹ کی کال پہ انہوں نے اتنا کچھ بولا ہے کہ میں شک میں مبتلا ہو گئی ہوں وہ شراب پیتے ہیں انکی کئی لڑکیوں سے دوستیاں ہیں ہم دونوں بہت الگ ہیں مجھے لگتا ہے میں ایک غلط ایکویشن میں پھس گئی ہوں میں کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آتا وہ آنکھیں بند کیئے سر کو صوفے کی پشت سے ٹکائے بول رہی تھی ہارون بس اسکو دیکھ کر رہ گیا

اس کو چھوڑ دو ہالے ختم کر دو یہ تعلق آگے جا کر وہ تمھیں بہت ہرٹ کرے گا وہ تم سے محبت نہیں کر تا اس نے خود یہ بات کہی ہے مجھ سے تم میرا یقین کر وہ بس تم سے متاثر ہو ا ہے اور کچھ نہیں وہ بس تمھیں۔۔۔وہ کچھ اور بھی کہتا کہ کسی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ خاموش ہو گیا

اوہ تو یہ کلاسز تم اس سے لیتی ہو گریٹ اس آواز پہ ہالے کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی تھی سفیر لاونج کے دہانے پہ کھڑا چبھتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا تم ہماری ذاتی باتیں اسکو بتاتی ہو ؟اور یہ اسکی اتنی جرات کے یہ تمھیں مرے خلاف بہکائے ؟ہالے افسوس ہو رہا ہے مجھے تم پہ میں تو یہاں تم سے رات کی ساری باتوں پہ معافی مانگنے آیا تھا اور تم یہاں میرے ہی خلاف محاذ کھولے بیٹھی ہو

سفیر بات کو غلط رخ مت دیں ہم بس بات کر رہے تھے اور میں کوئی بچی نہیں ہوں جو کسی کی باتوں میں آجاؤں گی وہ نرمی سے بولی تھی وہ اس وقت جھگڑا نہیں چاہتی تھی جبکہ ہارون اٹھ کھڑا ہوا تھا

میں چلتا ہوں تم دونوں بات کر لو اوکے وہ نارمل سے لہجے میں بولتا سفیر کے پاس سے گزرنے لگا جب سفیر نے اسکی کہنی کو پکڑا ساتھ نرگس کو آوازیں دینے لگا

ہالے چبھتی نظروں سے اسکو دیکھتی رہی

سفیر مجھے جانے دو تم دونوں اپنے مسلے حل کر لو میں کوئی جھگڑا نہیں کروانا چاہتا

اسی وقت نرگس پلیٹ میں مٹھائی لئے انکے پاس آئی تھی

سفیر صاحب معذرت دراصل میں مٹھائی لینے کچن میں گئی تھی ہارون صاحب کی امی آئی ہیں نہ تو ان کے لئے جی اسکو لمبے جواب دینے کی عادت سی تھی

اسی لئے تو بلایا ہے تمھیں نرگس مٹھائی ہی تو چاہیئے تھی وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا اور ساتھ ایک گلاب جامن اٹھا کر ہارون کے سامنے کیا تھا

کہنی ہنوز تھام رکھی تھی

یہ کس خوشی میں ہے ہارون ناگواری سے بولا تھا

یہ لو یار کھاؤ تو سہی اس نے زبردستی اس گلاب جامن کو ہارون کے منہ میں ٹھونسا تھا ہالے کو سفیر کی حرکت پہ غصہ آیا تھا لیکن کچھ بولی نہیں

ہم دونوں کی شادی فکس ہوگئی ہے دس دن بعد نکاح ہے ہمارا اسی کی مٹھائی ہے یہ وہ بظاہر مسکرا رہا تھا لیکن اسکی آنکھوں میں تپش سی تھی

ہارون شاہد نے اپنی زندگی میں اتنا کڑوا گلاب جامن نہیں کھایا تھا اس نے بے اختیار اپنی کہنی چھڑائی تھی اور تیز تیز چلتا سلطان منزل کے دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا

اسکی آنکھوں میں پانی بھرتا جا رہا تھا ہر منظر دھندھلا سا ہو رہا تھا کئی ایک بار تو وہ گرتے گرتے بچا تھا اب وہ سلطان منزل کے گیٹ سے باہر نکل آیا تھا اور ایک دیوار کی اوٹ میں کھڑا اس مٹھائی کو تھوک تھوک کر نکال

رہا تھا تو کبھی شرٹ کی آستین سے زبان کو رگڑ رہا تھا کڑواپن ایسا تھا کہ ختم نہ ہوتا تھا اسکو لگ رہا تھا اسکا سانس بند ہو رہا ہے

وہ کبھی اپنے سینے پہ ہاتھ مارتا تو کبھی بند مٹھی سینے پہ مار کر خود کو پر سکون کرتا اسکا دل جل رہا تھا اتنی تکلیف ہو گی اس نے یہ کب سوچا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے جنہیں وہ بار بار شرٹ کی آستین سے رگڑ لیتا وہ رو رہا تھا بہت بری طرح رو رہا تھا اسکو تکلیف ہو رہی تھی بہت تکلیف

ہارون بیٹے یہاں کیا کر رہے ہو؟ شاہد حسین کی آواز پہ اس نے مڑ کر دیکھا تھا وہ اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر دہل گ ئے وہ انکو آج یوسف سلطان نے گھر آنے کی دعوت دی تھی نوال بیگم اندر چلی گئی تھیں شاہد جو کوئی کال سننے یہیں ٹھہر گئے تھے ہارون کو اس طرف آتے دیکھ حیران ہوئے تھے

بیٹے یہاں کیا کر رہے ہو رو کیوں رہے ہو مجھے بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے وہ اس کے قریب آگ ئے تھے

ہارون کچھ کہے بغیر ان کے گلے لگ گیا تھا

پپا ہالے کی شادی ہو رہی ہے میں برداشت نہیں کر پا رہا ہوں مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے بہت زیادہ میں اسکو نہیں چھوڑ سکتا میں کیسے خود پہ قابو رکھوں وہ روتے ہوئے بول رہا تھا

شاہد کو لگ رہا تھا جیسے کوئی ان کے دل پہ پیر رکھ رہا ہو

ہارون بس بیٹا دیکھو سب ادھر دیکھ رہے ہیں میری طرف دیکھو ہارون بیٹے صبر کرو کیا ہو گیا ہے تمھیں ادھر دیکھو میری طرف انہوں نے نرمی سے اسکو خود سے الگ کیا تھا وہ نظریں جھکائے کھڑا تھا دانت دانتوں پہ جمائے خود پہ ضبط کیئے

یہاں سب دیکھ رہے ہیں ہم گھر چل کر بات کریں گے بیٹے سمبھالو خود کو تم بہادر ہو اوکے اس نے جھکے ہوئے سر کو بس ذرا سا ہلانے پہ اکتفا کیا تھا اور خاموشی سے شاہد حسین کے پیچھے چل دیا تھا ضبط کئے درد سہتے ہوئے وہ اتنا بہادر نہیں تھا جتنا بننے کی کوشش کر رہا تھا وہ اتنا مضبوط نہیں تھا جتنا خود کو ظاہر کر رہا تھا

دوسری طرف ہالے اور سفیر ایک دفع پھر آمنے سامنے تھے

آپ نے کیوں اس کے ساتھ بیر باندھ لیا ہے وہ میرا دوست ہے اسکو ہرٹ ہوتا ہے تو مجھے بھی برا لگتا ہے وہ مجھے کوئی آپ کے خلاف نہیں بھڑکاتا کوئی نہیں بھڑکا سکتا میں اپنا ذہن اپنا دماغ رکھتی ہوں مجھے فیصلے کرنے آتے ہیں کوئی میری انگلی پکڑ کر مجھے چلنا نہیں سکھاتا سفیر آپ میری ایک بات ذہن نشین کر لیجئے آپ آئندہ ہارون سے اور مجھ سے اس لہجے میں بات نہیں کریں گے اسکا لہجہ دوٹوک تھا

سفیر نے جب بات بگڑتے دیکھی تو خود ہی نرم پڑ گیا

اوکے آئی ایم سوری اس نے جیسے ہار مان لی میں پریشان تھا یار کل سے لے کر اسلیے بس تھوڑا اوور ری ایکٹ کر گیا میں اپنی ہر غلطی کا ازالہ کرنے کو تیار ہوں میں مانتا ہوں میں غلط ہوں دیکھو یار ہماری شادی ہونے والی ہے یہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اگر دل میں جگہ دیں گے تو بہت مشکل ہو جائے گی ہم آج باہر ڈنر کرنے چلیں گے

اوکے ؟بڑے پاپاسے بات کر چکا ہوں میں اجازت لے لی ہے میں نے اب تم منع مت کرنا پلیز وہ التجائیہ سے انداز میں بولا تھا

آپ نے ڈنر میرے ساتھ کرنا تھا یا بڑے پاپا کے ساتھ وہ ہنوز خفا تھی

سفیر مسکرایا تھا اسکی بھوری آنکھیں چمک اٹھی تھیں

سارے جواب رات کو ڈنر پہ دے دوں گا اس وقت میں ایک میٹنگ کے لئے لیٹ ہو رہا ہوں اور ایک بات اور شام سات بجے تک میں ڈرائیور کو بھیج دوں گا تم پلیز آجانا اوکے ؟

وہ کوئی جواب دیتی کہ اسکا موبائل بجنے لگا

جھینگا کالنگ

یہ کیوں کال کر رہا ہے ؟

اچھا اوکے میں آجاؤں گی اس نے سفیر کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا وہ بھی لیٹ ہو رہا تھا اسلئے خاموشی سے چلا گیا

ہالے نے کال پک کی تھی

ہاں بولو کدھر ہو تم اور کال کیوں کر رہے ہو ؟

میرے کمرے میں آجاؤ ابھی اور اسی وقت اسکی پھسی پھسی سی آواز آئی تھی

کیوں میں تمہاری نوکر لگی ہوں وہ تپ ہی تو گئی تھی

یار آجاؤ پلیز میں مصیبت میں ہوں وہ روہانسا سا ہو گیا تھا

ہالے نے جواب دیئے بغیر کال کاٹ دی تھی اور اوپر کی طرف جانے لگی جب اس نے شاہد حسین اور ہارون کو سامنے سے آتے دیکھا وہ بھاگ کر ان کے قریب گئی تھی

شاہد اسکو دیکھ کر مسکرائے تھے

وہ انکے پاس جاکر ان کے سینے سے لگ گئی تھی شاہد نے اسکے بالوں کو چوما تھا

آئی مسڈ یو سو مچ ماموں جان وہ ان سے الگ ہوتے ہوئے بولی تھی جبکہ ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا

میں نے بھی بہت مس کیا تمھیں انہوں نے اسکے ہاتھ اوپر کرکے کر چوم لئے تھے

ہاں اسی لئے تو ایک چکر بھی نہیں لگایا ہماری طرف اتنے مصروف ہیں کہ میرے لئے بھی وقت نہیں نکال سکے

لڑکی اب تو آگیا ہوں ناں سارا دن ساتھ گزاریں گے اب خوش ہو

تھوڑی دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد شاہد اندر کی جانب بڑھ گئے تھے تھے اور ہالے ہارون کے ساتھ حسن کے کمرے میں چلی گئی تھی

وہ دونوں ایک کیفے میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھی تھیں یہ کیفے ایک کھلی جگہ پہ بنایا گیا تھا کھلے آسمان کے نیچے اوپر کوئی چھت نہیں تھی بس آسمان تھا آگ برساتا آسمان ہر ٹیبل کے ساتھ ایک چھتری نما کوئی چیز لگی تھی اسکو کھولو تو وہ آپ کے اوپر سایہ کر دیتی تھی اور آپ کو جھلساتی دھوپ سے بچا لیتی تھی

مہر نے نیلے رنگ کا پرنٹڈ لان کا سوٹ پہن رکھا تھا کانوں میں ٹاپس بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنا رکھی تھی وہ اداس تھی اس کے برعکس فروا فریش سی تھیں

گھٹنوں سے ذرا اوپر تک آتی برینڈڈ شرٹ اس کے نیچے بڑے پائینچوں والا ٹراؤزر کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس بھوری آنکھوں میں مسکارا اور انگلیوں میں پہنی ڈائمنڈ رنگز ہونٹوں پہ سجی سرخ لپسٹک وہ مکمل تیاری کے ساتھ آئی تھیں

تو تم یہ کہہ رہی ہو کہ تم نے سفیر پہ گیو اپ کر دیا ہے وہ سکون سے بولی تھیں

میں نے گیو اپ نہیں کیا میرے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا مجھے ابا کا پیار چاہیئے تھا میں ماما کے احسانوں تلے دبی ہوئی ہوں ہالے سے بہت محبت ہے مجھے میں اسکو ہرٹ نہیں کر سکتی اس کا لہجہ تھکا تھکا سا تھا

تم قربانی دو گی لیکن پھر بھی تمھیں یوسف سلطان کی محبت نہیں ملے گی جب تک ہالے اس گھر میں ہے تب تک تو بالکل نہیں وہ اس کے ہوتے ہوئے تمھیں پوچھیں گے بھی نہیں ابھی انکا وعدہ نیا نیا ہے اسلئے وہ تم سے بات کرتے ہیں تمہاری لائی ہوئی چیزیں خاموشی سے لے لیتے ہیں لیکن میری بات یاد رکھو مہر جس دن ہالے اور سفیر کی شادی ہو گئی وہ یہ تک بھول جائیں گے کہ کوئی مہرماہ تھی بھی یا نہیں اگر تمھیں یوسف سلطان چاہیئے تو ہالے کو بیچ سے نکالنا ہو گا وہ تمہاری سوکالڈ ماں اسکو دیکھا ہے کتنی خوش ہے وہ کس طرح ہنس ہنس کر اپنی بیٹی سے بات کر رہی ہے کیسے خوشی خوشی شادی کی شاپنگ کر رہی ہے اسکو تمہارا احساس بھی نہیں ہے مہر کوئی تمھارے لئے نہیں سوچے گا سوائے میرے کوئی تمہارا ساتھ نہیں دے گا سوائے میرے ہالے کی شادی کے فورا بعد

تمہاری شادی کر دی جائے گی پھر کیسے حاصل کرو گی یوسف سلطان کی محبت ؟رہ لو گی سفیر کے بغیر ؟انکے انداز میں چیلنج تھا

ہالے کی وجہ سے ہمیشہ مجھے پیچھے کیا گیا وہ کسی غیر مرئی نکتے پہ نظر جمائے بول رہی تھی پہلے امی نے پھر ابا نے اور اب سفیر نے ہالے نے مجھ سے میرے سارے محبوب لوگ چھین لئے اس نے میرا ہر رشتہ سپوائل کیا میں ہمیشہ سے اس کے جیسی بننا چاہتی تھی اسکی جگہ آنا چاہتی تھی لیکن نہیں آسکی ابا نے مجھے ہالے کی وجہ سے خود سے دور کر دیا امی ہالے کی وجہ سے مر گئیں اگر اس دن ہالے ضد نہ کرتی تو امی نہ مرتیں اور اگر امی نہ مرتیں تو ابا مجھ سے پیار کرتے سفیر نے مجھے ہالے کی وجہ سے چھوڑا لیکن میں وہ استہزائیہ سی ہنسی تھی میں اسکو کچھ نہیں کہہ سکتی اسلئے نہیں کیونکہ وہ میری بہن ہے بلکہ اسلئے کیونکہ اسکی ماں نے مجھے پالا ہے مجھ سے محبت کی ہے میرے بس میں کچھ بھی نہیں ہے میں کچھ نہیں کرسکتی میں احسان فراموش نہیں بن سکتی وہ فروا کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی اس نے گردن موڑ رکھی تھی

تم سے محبت بس میں کرتی ہوں اور کوئی نہیں تم ہالے کی ماں کے لئے صرف ایک گلٹ ہو کیا تم نے کبھی انکو نماز پڑھتے دیکھا ہے وہ جب دعا مانگتی ہیں تو ہچکیوں سے روتی ہیں انکی تہجد تک کبھی قضا نہیں ہوتی اسلئے نہیں کہ وہ ایک اچھی مسلمان ہیں اسلئے کیونکہ وہ ڈرتی ہیں وہ خدا کے قہر سے ڈرتی ہیں انکو لگتا ہے کہ اگر ایک بھی نماز چھوٹی تو اللہؐ ان سے ناراض ہو جائے گا انکے عیب زمانے کے سامنے کھل جائیں گے اللہؐ انکو بے پردہ کر دے گا مہر وہ تم سے محبت نہیں کرتیں وہ ہالے سے محبت کرتی ہیں تم نے کبھی نوٹ کیا ہے وہ کیسے اسکو

ڈانٹتی ہیں حق جتاتی ہیں سہی غلط کی پہچان کرواتی ہیں لیکن تم تم چاہے قتل ہی کر آؤوہ تمھیں کچھ نہیں کہیں گی تم جو پہنو جو کھاؤ جو پیو وہ تمھیں اف تک نہیں کریں گی اگر کچھ کہیں گی تو انکا گلٹ عود کر آجائے گا انکا دل پھر زخمی ہو گا انکو پھر تکلیف ہو گی وہ خود کو ازیت سے بچانے کے لئے تم سے محبت کا ڈرامہ کرتی ہیں تم میری بات سمجھتی کیوں نہیں ہو وہ جیسے عاجز آ گائی تھیں

مہراب بھی انکو نہیں دیکھ رہی تھی اسکی بھوری آنکھیں اب بھی سپاٹ تھیں

اب آپ یہ کہیں گی کہ انکی بیٹی کی وجہ سے میری ماں مر گئی یہی گلٹ ہے انہیں ہے ناں ؟امی تو اسی دن ہی مر گئی تھیں جب ابو نے انکو طلاق دی تھی اسلئے آپ کی یہ سب باتیں بے کار ہیں اسکا لہجہ بے زار سا تھا

فروا ٹیبل پہ آگے کو ہوئی تھیں انہوں نے اپنی آواز سر گوشی جتنی دھیمی کر لی تھی

اور اگر میں یہ کہوں کہ تمہارے والدین کی طلاق حسینہ بھابی کی وجہ سے ہوئی تھی تو ؟اور اگر میں یہ کہوں کہ انکو اسی بات کا گلٹ ہے تو ؟وہ اس کے کانوں میں صور پھونک کر پیچھے ہٹی تھیں

مہر نے اتنی تیزی سے مڑ کر دیکھا تھا کہ گردن کے چٹخنے کی آواز آئی تھی اس نے فروا کی آنکھوں میں کوئی جھوٹ کوئی دھوکہ تلاشنا چاہا لیکن انکی آنکھوں میں بس سچ تھا ثبوت کے ساتھ

مہر گنگ سی انکو دیکھے گئی اسکو لگا تھا جیسے آسمان سے پتھروں بھرا تھال اس کے سر پہ لڑھکا دیا گیا ہو اسکے دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر دبایا تھا تکلیف حد سے سوا تھی شاک جان لیوا تھا

اس نے دو دن سے نہ سہی سے کچھ کھایا تھا نہ بات کی تھی بس اپنے کمرے میں بیٹھا رہتا یا گھنٹوں کسی غیر مرئی نکتے پہ نظریں جمائے رہتا نفیسہ نے اسکو کچھ نہیں کہا تھا انکو اندازہ تھا وہ اس وقت ٹراماٹائیز تھا ابھی بھی وہ اپنے کمرے کی دیوار گیر کھڑکی کے ساتھ سر ٹکائے بیٹھا تھا اسی وقت نفیسہ اسکے کمرے میں داخل ہوئیں عمر کو محسوس ہوا تھا لیکن آنکھیں موندے رکھیں وہ خاموشی سے اس کے پاس چپس کے فرش پہ بیٹھ گئی تھیں کافی دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی اور پھر عمر کی بھاری آواز کمرے میں گونجی تھی

میں نے اس دن آپ کی اور ایس ایچ او کی ساری باتیں سنی تھیں یقینا آپ ایک اچھی وکیل رہی ہوں گی

نفیسہ مسکرا ئی تھیں پورے دل سے

تم نے کبھی مجھے کورٹ میں بولتے نہیں سنا عمر جب میں بولتی تھی جب میں دلائل دیتی تھی اور جب۔۔۔وہ بولتے بولتے رک گئی تھیں انکو کچھ عجیب لگا تھا یہ صورتحال نارمل نہیں تھی

آپ کا پورا نام کیا ہے اماں ؟اس نے آنکھیں ہنوز موندرکھی تھیں

نفیسہ حیات کیا ہوا ہے عمر ایسے سوال کیوں کر رہے ہو

آپ کے شوہر کا نام کیا تھا؟ وہ انکی بات نہیں سن رہا تھا

سید یونس شاہ انکا لہجہ اب سپاٹ تھا

پھر میرا نام سید عمر یونس کیوں نہیں ہے ؟اس نے آنکھیں کھول لی تھیں اسکی آنکھوں میں ایسا درد تھا کہ نفیسہ کے دل کو کچھ ہوا تھا

نفیسہ خاموش رہی تھیں ان کے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا

آپ نے مجھے اپنے باپ کا نام کیوں دیا مجھے میرے باپ کا نام کیوں نہیں دیا؟ یا پھر یہ کہیں کہ میں انکا بیٹا ہی نہیں ہوں؟ اماں میں آپ کا بیٹا تو ہوں ناں؟ اس نے آخری سوال نہ جانے کس خدشے کے پیش نظر کیا تھا

تم میرے بیٹے ہو عمر تم میری جان ہو میری اولاد ہو تم انہوں نے عمر سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا پس منظر میں کوئی اور آواز گونج رہی تھی

(وہ گندہ خون ہے نفیسہ وہ تمھیں چھوڑ دے گا وہ آسیب ہے وہ سب کچھ کھا جائے گا)

مجھے ہمیشہ لگتا تھا یہ لوگ آپ سے جلتے ہیں یہ لوگ آپ کو جھیل نہیں پاتے اس لئے الزام لگاتے ہیں میں آپ ہی کا بیٹا ہوں آپ کا خون لیکن نہیں میں تو گندہ خون ہوں پتہ نہیں میں جائز بھی ہوں یا نہیں اسکی آنکھوں میں نمکین پانی بھرنے لگا تھا اماں مجھے بتائیں میرے ماں باپ کون تھے میں کون ہوں آپ مجھے کہاں سے لائی ہیں خدا کے لئے مجھے سب بتا دیں ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا آپ میری ماں ہیں یا نہیں؟ میرا باپ کون ہے؟ کچھ تو بتائیں مجھے وہ برہمی سے بول رہا تھا

میں تمہاری ماں ہوں عمر میں نے تمھیں پیدا نہیں کیا لیکن میں تمھارے لئے راتوں کو جاگی ہوں میں نے تمھیں نو مہینے اپنی کوکھ میں نہیں رکھا لیکن تمہاری تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے تم میرا خون نہیں ہو لیکن میں تمھارے لئے کسی سے بھی لڑ سکتی ہوں میں نے ہمیشہ تمھیں بیسٹ دیا ہے عمر تم میرے بیٹے ہو تمہاری اصل ماں کو تو تمہاری شکل بھی یاد نہیں ہو گی تم جب پیدا ہوئے تھے اس کے دو گھنٹے بعد تم میری گود میں آئے تھے

تمھیں اللہ نے میرے پاس بھیجا ہے تم میرا سرمایہ ہو میرا کل جہاں میری متاع حیات تم میرے بیٹے ہو میری عمر بھر کی کمائی ہو تم وہ بلند آواز میں بولتی عمر سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی تھیں

(وہ ایک دن تمھیں چھوڑ دے گا نفیسہ وہ تمہارا کیریئر کھا گیا تمہارا وقار کھا گیا وہ سب کچھ کھا جائے گا تم اکیلی رہ جاؤ گی)

مطلب میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں وہ شاکڈ نہیں تھا اسکو اندازہ تھا دو دن پہلے ان لوگوں کی وثوق سے کہی باتوں پہ وہ کہیں نہ کہیں ایمان لے آیا تھا

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

اماں میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں؟ میں کون ہوں کہاں سے لے کر آئی ہیں آپ مجھے؟ کون ہے میرا باپ میری ماں کون ہے کیوں دیا انہوں نے مجھے آپ کو؟ اماں مجھے سب بتائیں سب اسکی آنکھیں سرخ تھیں وہ تیز تیز بول رہا تھا

میں نہیں جانتی تمہارے خاندان کو میں کچھ نہیں جانتی عمر تم سب باتیں چھوڑ دو جو ہونا تھا وہ ہو گیا تم میرے بیٹے ہو انہوں نے عمر کی کہنی تھامنی چاہی جسے عمر نے بے دردی سے چھڑایا تھا

مطلب انہوں نے مجھے پھینک دیا تھا آپ آپ ان کو نہیں جانتیں مطلب مجھے لگا تھا میرے ماں باپ نے مجھے آپ کے حوالے کیا ہو گا لیکن وہ اب شاکڈ تھا اوہ میرے خدایا یہ میں کس کھیل کا حصہ بن گیا ہوں یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ اللہ کیوں کیوں کیوں میرے ساتھ ہی کیوں وہ بالوں کو مٹھی میں دبوچے یہاں سے وہاں چکر لگا

رہا تھا کیوں اٹھا کر لائی تھیں آپ مجھے جب میرے ماں باپ نے مجھے نہیں اپنایا تو آپ کیوں اٹھا کر لائیں اتنے سال اتنے سال میں دھوکے میں رہا اس دن سب لوگوں کو اس دو ٹکے کے ندیم کی بات کا یقین تھا لیکن میرا نہیں کیونکہ اسکی کریڈ بیلٹی تھی اسکا خاندان تھا اس کے پاس نام تھا عزت تھی اور میں اماں میں خالی ہاتھ تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھ نفیسہ کے چہرے کے سامنے کئے تھے میرا کوئی خاندان نہیں تھا میری کوئی اوقات نہیں تھی میری کوئی کریڈ بلٹی نہیں تھی میں ایک ایسی اولاد تھا جسکو اس کے ماں باپ نے بھی قبول نہیں کیا تھا یا اللہ میری توساری زندگی جھوٹ تھی میرا وجود جھوٹا ہے ناپاک ہے گندہ ہے وہ بلند آواز میں چلا رہا تھا

عمر میں نے تمہارے لئے سب کچھ کیا ہے آگے بھی کروں گی تمہارا خاندان میں ہوں میں نے تمہارے لئے دنیا چھوڑی ہے تم مجھ سے پوچھو تم کیا ہو تم میرا پورا جہاں ہو لوگوں کی باتوں میں کیوں آتے ہو عمر یہ سب جھوٹے ہیں تم میرا سچ ہو وہ رونے لگی تھیں میں نہیں جانتی تھی تمہاری فیملی کون ہے تم کون ہو میں تمھیں ہاں میں نے تمھیں کوڑے کے ڈھیر سے اٹھایا تھا لیکن میں ایک ہفتہ بعد ہی تمھارے باپ کا پتہ لگا چکی تھی میں ساری زندگی تمھیں اپنے پاس رکھ کر گلٹی نہیں رہ سکتی تھی میں تمھیں تمہارے باپ کے پاس لے گئی تھی لیکن انہوں نے تمھیں قبول نہیں کیا انکی زندگی مکمل تھی عمر اس میں تمہاری کوئی جگہ نہیں تھی تم میرے لئے آئے تھے عمر میری زندگی ادھوری تھی تمھیں اسکو مکمل کرنا تھا عمر کی بیماری کے بعد وہ آج روئی تھیں

آپ نے میرے لئے کچھ نہیں کیا وہ دانت پیس کر غرایا تھا آپ ایک ضدی عورت تھیں آپ نے مجھے اپنی انا کی تسکین کے لئے پالا آپکو ہمیشہ وہی کام کرنا ہوتا تھا جس سے آپ کو روکا جائے آپ نے میرے معملے میں بھی

وہی کیا آپ نے ساری دنیا اپنے لئے چھوڑی اماں میرے لئے اگر کچھ کرنا تھا تو آپ امریکا سے واپس ہی نہ آتیں میرے لئے اگر کچھ کرنا تھا تو یہ محلہ چھوڑ تیں میرے لئے اگر کچھ کرنا تھا تو آپ وکالت نہ چھوڑتی آپ نے یہ سب کچھ اسلئے کیا تا کہ آپ کی واہ واہ ہو آپ نے یہ سب اس لئے کیا تا کہ آپ کی انا کو تسکین ملے تا کہ مجھے اگر کچھ پتہ چلے تو میں خود کو آپ کے احسانوں کے بوجھ تلے دبا ہوا محسوس کروں مجھے اتنے سال دھوکے میں رکھا اتنے سال میں نے سارے محلے والوں کی غلیظ نظریں زو معنی جملے بازی سب کچھ اس لئے برداشت کیا کیونکہ مجھے لگتا تھا یہ لوگ سب کچھ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ایک مضبوط عورت کو جھیل نہیں سکتے آپ مضبوط نہیں تھیں آپ ضدی تھیں وہ انکی آنکھوں میں دیکھتا چبا چبا کر کہہ رہا تھا

نفیسہ بس اسکو دیکھے گئیں یک ٹک دم سادھے اور جب بولیں تو بس اتنا

تم زری سے ملے ہو؟ انکو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی

عمر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا

ایک پرانا اور ناراض دوست جس کے پاس آپ کے راز ہوں وہ دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے آج نفیسہ نے مان لیا تھا

خدا تمھیں غارت کرے زری وہ کرب ناک لہجے میں بولی تھیں نفیسہ حیات نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی کو بد دعا دی تھی

عمر سنی ان سنی کرتا الماری کی جانب بڑھ گیا تھا نفیسہ نے شاکی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

وہ اپنے ہینگر میں ٹنگے ایک ایک جوڑے کو نکالتا بیگ میں ڈالتا جاتا تھا بیگ بھر چکا تھا لیکن نفیسہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھیں اب وہ باتھ روم سے اپنے کچھ سامان لے کر آیا تھا اور انکو بیگ میں ٹھونس رہا تھا نفیسہ بے حس و حرکت انکو دیکھے گئیں اب اسکا بیگ تیار تھا اس نے بیگ کندھے پہ رکھا تھا اور نفیسہ کی طرف دیکھ کر بولا تھا

میں جا رہا ہوں اماں جو ذلت میں نے اس دن دیکھی ہے اس کے بعد میں ان لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتا اب میں تب واپس آؤں گا جب میری کوئی عزت ہوگی میری بات کی کریڈیبلٹی ہوگی میرا کوئی مقام ہوگا میں اپنے خاندان کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں میری واپسی کا انتظار مت کیجئے گا اسکا لہجہ سپاٹ تھا

نفیسہ نے ذہن پہ زور دیا تھا انکو ایسی ازیت کب ہوئی تھی جب انکا باپ مرا تھا؟ نہیں جب انکا شوہر مر گیا تھا؟ نہیں جب انکی پہلی اولاد دنیا میں آنے سے پہلے مر گئی نہیں جب عمر بیمار ہوا؟ نہیں جب ان کا لائیسنس کینسل ہوا نہیں یہ ازیت سب ازیتوں سے بڑی تھی یہ دکھ تمام دکھوں پہ بھاری تھا یہ غم دیمک ثابت ہونے والا تھا

عمر مت جاؤ وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی تھی آنسو ابل ابل کر انکی آنکھوں سے نکل رہے تھے تم میرا سہارا ہو میری اولاد ہو تم میرے بیٹے میرا مان میرا واحد رشتہ مجھے بے سہارا مت کرو مجھے ہجر کا غم نہ دو تم میرا سرمایہ ہو مجھے خالی ہاتھ نہ کرو عمر رک جاؤ وہ گیلے چہرے کے ساتھ بول رہی تھیں آنسوں کی وجہ سے عمر کا چہرہ دھندلایا سا لگتا تھا

مجھے مت روکیں اماں میں رک جاؤں گا اور اگر میں رک گیا تو عذاب بن جاؤں گا مجھے اولاد رہنے دیں مجھے عذاب نہ بننے دیں وہ بول کر رکا نہیں تھا وہ کمرے کا دروازہ پار کر گیا تھا

نفیسہ نے آنکھیں صاف کی تھیں منظر صاف ہو گیا تھا اور اس منظر میں عمر حیات نہیں تھا

نفیسہ کو لگا تھا جیسے عمران کے دل پہ پیر رکھ کر گیا ہو

وہ فرش پہ بیٹھتی چلی گئیں تھیں اور چند ہی لمحوں بعد دھاڑے مار مار کر روتی جاتیں اور ایک ہی سطر دہراتی جاتیں

اللہ تمھیں غارت کرے زری

ہارون اور ہالے جب حسن کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ منہ دیوار کی جانب موڑے بیٹھا تھا ایسے کہ ان دونوں کی طرف پیٹھ تھی ہالے مشکوک سی آگے آئی تھی

جھینگے کیوں بلایا ہے مجھے اور یہ منہ کیوں اس طرف کر رکھا ہے ؟کمر پہ ہاتھ رکھے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے پوچھ رہی تھی

پہلے وعدہ کرو مجھے جج نہیں کرو گی آخر کو میں بھی ایک انسان ہوں میرا بھی خوبصورتی پہ حق ہے اسکی آواز کچھ الگ سی لگ رہی تھی جیسے مشکل سے بول رہا ہو

اب کے ہارون بھی مشکوک ہوا تھا اور ہالے کے سامنے سے گزرتے ہوئے فورا حسن کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا

اور پھر دو سیکنڈ بعد ہی اسکا بلند سا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا تھا ہالے نے آگے بڑھ کر حسن کا چہرہ دیکھا اور پھر اگلے سیکنڈ وہ بھی پاگلوں کی طرح ہسنے لگی تھی

حسن جو کہ بلیک چارکول بیوٹی ماسک لگائے بیٹھا تھا ان دونوں کو ہنستے دیکھ خفیف سا منہ چھپانے لگا

اللہ اللہ حسن یہ تم نے کیا کیا ہے وہ پیٹ پکڑے ہنستی جارہی تھی ہارون نے ہنستے ہوئے اپنا موبائل نکالا تھا اور حسن کی تصویر بنانے لگا

ہارون بھائی نہ کریں یار پلیز وہ روہانسا سا ہو گیا تھا

یہ ۔۔۔۔ کیوں ۔۔ لگایا ۔۔۔ ہے تم نے وہ ہنستے ہنستے بامشکل بولی تھی اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا یہی حال ہارون کا تھا وہ نیچے بیٹھ کر گردن پیچھے پھینکے ہنستا جارہا تھا

میں نے یوٹیوب پہ دیکھا تھا یہ اور ایشا (مدحت کی شادی پہ ملنے والی لڑکی) اسکو بھی کئی بار لگے ہوئے دیکھا تھا تو آج تمھارے کمرے میں جب گیا تو یہ مل گیا میں لے آیا اور لگا تو لیا لیکن جب اتارنے لگا تو میری سکن اتنا کھنچنے لگی اتنا درد کرنے لگی تھی اسی لئے تمھیں بلایا اور تم ہو کہ ہنسے جارہی ہو وہ جیسے رو دینے کو تھا

ہالے کی ہنسی ذرا دیر کو تھمی تھی وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھی تھی جبکہ ہارون ابھی بھی نیچے بیٹھا تھا اسکی ہنسی ذرا سی دیر کو تھم جاتی اور پھر اگلے ہی لمحے وہ پھر سے ہنسنے لگتا

لاؤ ادھر کرو چہرہ میں اتار دیتی ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی

لیکن حسن نے جونہی چہرہ اسکی جانب موڑا وہ ایک بار پھر زور زور سے ہنسنے لگی تھی

اٹھو چلی جاؤ نہیں اتروانا میں نے جاؤ وہ برہمی سے بولا تھا اسی وقت ہارون اٹھ کر اس کے قریب آکر بیٹھا تھا

لاؤ میں اتار دیتا ہوں وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا تھا

اور پھر اگلے پانچ منٹ تک ہارون اسکے چہرے سے ماسک اتار تا رہا ہارون جیسے ہی ماسک اتارنے لگتا حسن چیخنے لگتا شاید اسکو درد ہو رہا تھا لیکن ہالے کی ایک ہی دھمکی پہ وہ ایسے خاموش ہو کر بیٹھ گیا جیسے کوئی مجسمہ ہو

اگر تم چیخے یا بولے تو تمہارے چہرے پہ جھریاں پڑ جائیں گی بس پھر حسن جم کے بیٹھ گیا اور پورا ماسک اترنے تک ہلا تک نہیں ماسک اترنے کے بعد وہ واش روم میں منہ دھونے چلا گیا تھا ہارون اور ہالے اس کے بیڈ پہ بیٹھے تھے

ہالے کتنی بار فیس واش لگانا ہے ؟ اس نے اندر سے صدا لگائی تھی

کم از کم دس بار ورنہ جھریاں پڑ جائیں گی وہ مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے بولی تھی

لیکن ایشا تو اتنی بار منہ نہیں دھوتی وہ اندر سے بولا تھا

ہاں تو جاؤ اپنی اسی ماں سے پوچھ کر آؤ کتنی بار منہ دھونا ہے دماغ نہ خراب کرو میرا

وہ خاموش ہو گیا تھا اسکی اب کوئی آواز نہیں آئی تھی

تمھیں پتہ ہے اس دن مال میں میری ملاقات کس سے ہوئی ؟ عمر وہ لڑکا عمر اس رات جس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس نے آواز سرگوشی جتنی دھیمی کر لی تھی

ہارون چونکا تھا

تم نے اس سے کیوں بات کی کسی نے دیکھا تو نہیں ؟ میں نے کہا تھا ناں تم یہ تک بھول جاؤ گی کہ وہ رات کبھی ہماری زندگی میں آئی بھی تھی تمہیں سمجھ نہیں آتی ایک بات ؟

اسی بات سے یاد آیا تمھیں یہ پتہ ہے کہ یہ بات بجو کو بھی پتہ ہے انہوں نے اس دن مجھ سے پوچھا تھا اور میں نے بتا دیا

ہاں مجھے پتہ ہے وہ جیسے بے دھیانی میں بول گیا تھا

لیکن تمھیں کیسے پتا میں نے تو تمھیں نہیں بتایا ہالے حیران ہوئی تھی

نہیں میرا مطلب ہے ظاہر ہے اسکو پتہ لگنا ہی تھا مدحت نے اسکو بتایا تھا کہ تم اسکی مایوں والی رات گھر پہ نہیں تھیں اس نے بات سمبھال لی تھی

اچھا خیر دفع کرو میں حسن کی ویڈیو انسٹا پہ لگا رہی ہوں وہ چہکتی ہوئی بولی تھی

ہالے نے اسکے ماسک اتارنے والی ویڈیو انسٹا گرام پہ پوسٹ کر دی تھی وہ اپنے موبائل پہ لگی تھی جب اسکی نظر ایک ویڈیو پہ پڑی یہ انکی یونی ورسٹی فیلو کی کسی شادی کی ڈانس کلپ تھی ہالے کو یکدم شرارت سوجھی تھی

یہ دیکھو ہارون میں بھی اپنی شادی پہ ایسا ڈانس کروں گی

میں ٹانگیں توڑ دوں گا وہ ویڈیو دیکھے بغیر بولا تھا

پہلے دیکھ تو لو وہ خفا ہوئی تھی

نہیں دیکھنی اور خبر دار جو تم نے ایسی کوئی حرکت کی ہالے میں واپس آکر چھوڑوں گا نہیں تمھیں وہ اسکو وارن کرتے ہوئے بولا تھا

جبکہ ہالے یکدم سیدھی ہو کر بیٹھی تھی

واپس آ کر مطلب تم کہاں جا رہے ہو ؟

اللہ کی زمین بہت وسیع ہے کہیں نہ کہیں چلا ہی جاؤں گا دو دن بعد جا رہا ہوں ٹینشن نہ لو وہ بظاہر ہلکے پھلکے لہجے میں بول رہا تھا لیکن اندر سے کوئی اسکا دل جکڑ رہا تھا

تم میری شادی پہ میرے اتنے بڑے دن پہ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ گے تم ایسا کیسے کر سکتے ہو وہ بے یقینی سے بول رہی تھی

ہارون نے کندھے اچکائے تھے وہ اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا اسکا سر جھکا ہوا تھا وہ اپنے موبائل کی تاریک سکرین پہ انگلی پھیرتے ہوئے بول رہا تھا

اکیلی کب ہو گی تم سب لوگ ہیں تو سہی تمہارے ساتھ

اگر ہالے کے ساتھ ہارون شاہد نہ ہو تو وہ اکیلی ہی ہوتی ہے یہ تمھارے الفاظ ہیں ہارون وہ دکھ سے کہہ رہی تھی

تم کیا چاہتی ہو وہ تمہاری شادی پہ چنا میرے یا گا تا رہے ہالے سلطان وہ فلم ہے ویلکم ٹو رئیلیٹی حسن باتھ روم کے دروازے پہ کھڑا طنزیہ سا کہہ کر پھر سے اندر غائب ہو گیا تھا (ابھی چار دفع اور منہ دھونا تھا)

میں یہاں نہیں رہ سکتا ہالے تم سفیر سے شادی کر رہی ہو میں نے تمہارے فیصلے کا احترام کیا اب اگر میں یہاں سے جا رہا ہوں تو یہی شرط تم پہ بھی لاگو ہوتی ہے ہالے میری سیچوئیشن سمجھو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا نرمی سے بولا تھا

ہالے خاموش ہو گئی تھی اسکا دل دکھا تھا بہت بری طرح دکھا تھا

یہ ملاقات ایک ہوٹل سویٹ میں ہونا طے پائی تھی فروانے وہی لباس پہن رکھا تھا جو صبح مہر کے ساتھ اس کیفے میں بیٹھے ہوئے پہن رکھا تھا البتہ میک اپ کو تازہ ٹچ ضرور دیا تھا لپسٹک صبح سے زیادہ تروتازہ تھی فہیم مرزا اور فروا ایک دوسرے کے آمنے سامنے صوفوں پہ بیٹھے تھے بیچ میں شیشے کی میز حائل تھی فہیم کے صوفے سے ذرا دور اس کے گارڈز کھڑے تھے جبکہ ایک اٹھائیس انیتس سالہ لڑکا ان کے ساتھ بیٹھا تھا اس کی آنکھیں فہیم سے ملتی تھیں وہ انکا بھانجا تھا نوح مرزا اس نے پھولوں والی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہن رکھی تھی گلے میں کئی طرح کی چین ہاتھ میں بریسلیٹ اسکی رنگت سانولی سی تھی آنکھیں سنہری شاطر سی بال ہلکے گھنگھریالے تھے وہ چبھتی ہوئی نظروں سے سامنے بیٹھی فروا کو دیکھ رہا تھا وہ غیر آرام دہ سا لگتا تھا

تو آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ آپ مجھے ہیون دلوا سکتی ہیں میں یہ نہیں پوچھوں گا" کیوں" میں یہ ضرور پوچھوں گا" کیسے" وہ پچپن یا ساٹھ کے قریب کی عمر کا بال کلموں سے سفید تھے سیاہ کرتا سوٹ کے اوپر سفید کوٹ پہنے ہوئے وہ کافی ہینڈ سم لگتا تھا

میں آپ کو" کیوں" ویسے بھی نہیں بتاؤں گی لیکن میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس کام میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں تو اب آپ یہ سنئے کے "کیسے" وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھیں

بات دراصل یہ ہے کہ معراج سلطان کی بیٹی کی شادی ہے دس دن بعد آپ نے بس کرنا یہ ہے کہ اسکی بیٹی کو ایک رات گھر نہیں پہنچنے دینا اور پھر باقی کا سارا کام میرا ہے

میں کچھ سمجھا نہیں اسکی بیٹی کا ہیون سے کیا تعلق وہ اگر گھر نہ بھی پہنچی تو اسکی زیادہ سے زیادہ شادی کینسل ہو جائے گی اس سے مجھے کیا فائدہ ہو گا معراج سلطان اپنی زمین مجھے کیوں دے گا اور اگر آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ اس رات میں معراج کو بھی مار دوں تو نہیں میں اسکو ماروں گا نہیں وہ اچھا آدمی ہے فہیم سنجیدگی سے بولے تھے

میں نے کب کہا کہ اسکو مار دو ؟ میں نے کہا اسکی بیٹی گھر نہ پہنچے وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی بول رہی تھیں جب بیٹی اپنی شادی کی رات گھر نہیں پہنچے گی تو معراج سلطان آدھا مر جائے گا اور آدھا مرا ہوا مرد کاروبار کے معملات نہیں سنمبھال سکتا وہ شرم کے مارے گھر سے نکلے گا بھی نہیں اور اس کے بعد اسکے وارث ہم ہوں گے میں اور میرا شوہر ہم آپ سے ہیون کے سارے معاملات طے کرنے کو تیار ہیں وہ مسکراتے ہوئے بولی تھیں

ان سب میں آپ کو کیا فائدہ ہو گا مسز سلطان ؟ فہیم نے کافی دیر سے زبان پہ مچلتا سوال بلاخر پوچھ ہی لیا تھا اس لڑکی کی طرف کچھ بہت پرانے حساب ہیں میرے اس لڑکی کی طرف یا پھر شاید اس لڑکی کے چہرے کی طرف کچھ وعدے ہیں جو میں نے اپنے کسی عزیز سے کئے تھے انکی آنکھوں میں کرچیاں بھرنے لگی تھیں کہتے ہیں کسی سے اگر مرتے وقت کوئی وعدہ کرو تو اسکو پورا ضرور کرو مجھ پہ بھی کئی وعدوں کا قرض ہے کئی مظالم کے انتقام لینے کی آگ ہے لیکن بہت جلد میرے جلتے دل کو سکون ملے گا عالم ارواح میں موجود کسی کی پاک روح کو

سکون ملے گا بہت جلد مجھ سے دور ہوئے میرے اپنوں کے قتل کا حساب ہو گا بہت جلد وہ سرد سے لہجے میں بول کر خاموش ہوئی تھیں

لڑکی کی تصویر دکھائیں فہیم مرزا کی جگہ وہی نوجوان بولا تھا

فروا نے اپنا موبائل اس نوجوان کے آگے کیا تھا اس میں ہالے کی تصویر تھی یہ اسکے چہرے کا کلوز اپ تھا

اس تصویر میں وہ مسکرا رہی تھی سیاہ آنکھوں میں جیسے خوشیوں کا جہاں آباد تھا اس نوجوان نے چند لمحے اس تصویر کو دیکھا تھا اور اچانک اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا

کہتے ہیں انسان کا دماغ سب سے تیز رفتار ٹائم مشین ہوتا ہے ایک ہی لمحے میں آپ کو صدیوں آگے کی سیر کروا دیتا ہے اور ایک ہی لمحے میں آپ کو کئی سال پیچھے لے جا کر آپ کے ساتھ ہونے والے اچھے یا برے واقعات آپ کے ذہن کے پردے پہ کچھ دن قبل دیکھی گئی فلم کی طرح دہرا دیتا ہے ایسے ہی ایک لمحے میں نوح مرزا کا دماغ اسکو ڈیڑھ سال پیچھے لے گیا تھا یہاں یہ تصویر والی لڑکی اس کے روبرو کھڑی تھی اسکی آنکھوں میں غصہ تھا چہرے پہ برہمی وہ اکیلی نہیں تھی اس کے ساتھ ایک گرے آنکھوں والا لڑکا بھی تھا نوح مرزا بھی اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ بھی ایک سیاہ آنکھوں والا لڑکا تھا یاقوت مرزا فہیم مرزا کا اکلوتا بیٹا وہ ہر وقت کسی نے کسی مسلے میں پھنس جاتا تھا کسی نہ کسی سے لڑ کر آجاتا تھا اور اگر کسی ہفتے میں یہ دونوں کام نہ کرتا تو اسکا کسی نہ کسی لڑکی سے بریک اپ ہو جاتا وہ لاابالی سا تھا اس کے لئے زندگی کا مقصد بس لڑائی جھگڑا لڑکیاں اور باپ کا پیسہ بے جا اڑانا تھا نوح ہمہ وقت اسکا سایہ بنا رہتا جب وہ لڑ کر آتا تو نوح اسکو بچاتا جب اسکا بریک اپ ہوتا تو نوح اسکو چیئر

اپ کرتا اور اگر ممکن ہو تو پیچ اپ بھی کروا دیتا لیکن ایسا بس ایک دو بار ہی ہوا تھا ایلیٹ کلاس کی الٹرا ماڈرن لڑکیاں یاقوت کی بچکانہ عضیل اور لاابالی طبعیت کو زیادہ جھیل نہیں پاتی تھیں مختصر یہ کہ نوح مرزا اسکا کزن کم باڈی گارڈ تھا اس وقت بھی اس نے اپنی عادت سے مجبور مال میں کھڑی اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی سے جھگڑا مول لیا تھا

یہ شرٹ پہلے میں نے لی تھی تم نے اسکو میرے ہاتھ سے لیا ہے اس لئے بہتر یہی ہو گا کہ اسکو واپس کر دو وہ انگلی سے شرٹ کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی

یاقوت گہرا مسکرایا تھا

میں تو تمھیں یہ شرٹ واپس نہیں کر رہا اب بتاؤ کیا کرلو گی تم بلکہ چلو لے ہی لو ظاہر ہی تم نے یہ شرٹ پہلے لی تھی تو اس پہ تمہارا زیادہ حق ہوا ناں وہ اچانک پینترا بدلتا شرافت سے بولا تھا

نوح نے اسکو غور سے دیکھا تھا اسے پتہ تھا یاقوت اب پھر کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا وہ اسکو روک نہیں سکتا تھا اسے اجازت نہیں تھی وہ بس مسلہ ہونے کے بعد اسکو "فکس" کر سکتا تھا اسے "حفاظتی اقدام" کی اجازت نہیں تھی

گرے آنکھوں والے لڑکے نے بھی مشتبہ نظروں سے اسکو دیکھا تھا

یاقوت نے شرٹ ہالے کے چہرے کے سامنے کی تھی ہالے نے شرٹ کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا جب یاقوت نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ ہالے کے ہاتھ سے ٹچ کیا تھا ہالے نے کرنٹ کھا کر ہاتھ پیچھے کیا تھا جبکہ ہارون نے

ہتھیلی کا مکا بنا کر سیدھا یاقوت کی ناک پہ دے مارا تھا اسکی ناک سے خون بہنے لگا تھا اسی وقت ہالے نے جھک کر اپنی ہیل والی سینڈل اتاری تھی اور یاقوت کے سر پہ دے ماری تھی یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ نوح کچھ سمجھ ہی نہیں پایا ہارون اسکو دوبارہ مارنے کے لئے آگے بڑھا تھا جب اس کے گارڈ نے اسکو پیچھے سے پکڑ لیا وہ اسکو گھسیٹتے ہوئے دور لے کر جا رہے تھے یاقوت ماربل کے فرش پہ پڑا گالیاں بکتا جا رہا تھا

ہاؤ ڈیئر یو وچ میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں لڑکیاں میری قربت کو ترستی ہیں اور تم تم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا وہ منہ سے کف نکالتے چلا رہا تھا

ہارون نے خود کو اپنے گارڈ سے چھڑوالیا تھا اور ایک بار پھر اس کے اوپر جھپٹا تھا نوح کا دماغ تھوڑی دیر اور اس فلم کو چلنے دینا چاہتا تھا لیکن فہیم مرزا کی آواز اسکو حال میں لے آئی تھی

کیا تم جانتے ہو اس لڑکی کو؟ وہ نوح سے پوچھ رہے تھے

جی یہ وہی لڑکی ہے جس کے بوائے فرینڈ نے یاقوت کو مارا تھا آپ کو یاد ہے ناں؟ وہ ان کے کان کے پاس جھک کر بولا تھا

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

فہیم کیسے بھول سکتے تھے

اس واقعے کے بعد تو یاقوت نے گھر میں ایک قیامت برپا کر دی تھی یہاں تک کہ اس نے نوح پہ ہاتھ بھی اٹھایا تھا کہ اس نے وہاں اس لڑکی یا اس کے بوئے فرینڈ کو کچھ کہا کیوں نہیں خیر یہ ماضی تھا ہمارے حال میں ہمارے پاس اس سے زیادہ بڑے مسئلے ہیں

مسز سلطان ہمیں آپ کی یہ ڈیل منظور ہے اس لڑکی سے ہمارے اپنے بھی کچھ حساب باقی ہیں یہ لڑکی اپنی شادی کی رات گھر نہیں پہنچے گی یہ میرا وعدہ ہے لیکن اگر آپ نے وعدہ خلافی کی تو آپ مجھے جانتی تو ہوں گی ہی

سلطانز اپنے وعدوں سے نہیں پھرتے تسلی رکھیں آپ فروا اٹھ کھڑی ہوئی تھیں فہیم اور نوح بھی اٹھے تھے

تو میں ڈیل ڈن سمجھوں؟وہ بھوری آنکھوں کو ان کے چہرے پہ مرکوز کئے پوچھ رہی تھیں

فہیم مرزانے ہاتھ آگے بڑھایا تھا فروانے انکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا

ڈن وہ کھل کر مسکرائے تھے

فروانے اپنا بیگ کہنی پہ اٹکایا تھا اور اس ہوٹل سویٹ سے باہر نکلتی چلی گئی تھیں

جس دروازے سے وہ باہر نکلی تھیں اسی دروازے سے یاقوت مرزا اندر داخل ہوا تھا فروا کو دیکھ کر ایک آنکھ دبائی تھی اور ہونٹوں کو سیٹی کے انداز میں گول کیا تھا

اولڈ بیوٹی وہ انکو دیکھتے زیر لب بولا تھا فروا اسکو دیکھ کر مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھیں وہ بازو وا کئے اندر آیا تھا

فہیم مرزا کی آنکھیں اسکو دیکھ کر چمک اٹھی تھیں

ڈیڈا ڈیڈا ڈیڈا وہ انکو پکارتا آگے آیا تھا اس نے سیاہ سلک شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی جینز پہن رکھی تھی بالوں کو جیل سے جمائے پیچھے کر رکھا تھا

آئی مسڈ یو ہینڈ سم ڈیڈا

میرا بیٹا وہ محبت سے بولے تھے یاقوت نے انکے پاس جا کر انکو گلے سے لگایا تھا اور انکو زمین سے ذرا سا اوپر اٹھایا تھا

نیچے اتارو مجھے گدھے وہ خفگی سے بولے تھے

ان سے مل کر وہ نوح کی جانب آیا تھا

وہ کچھ خاموش سا تھا یاقوت نے اس سے پنجا ملایا تھا اور پھر اسکو بھی گلے لگایا تھا

کیسے ہو بھائی ؟ وہ ہشاش بشاش سا تھا

بلکل ٹھیک تم سناؤ چھٹیاں انجوائے کیں ؟

یہ میں تمھیں بعد میں بتاؤں گا پرسنل ہے اس نے آنکھ دبائی تھی پہلے تم مجھے یہ بتاؤ یہ تم موبائل میں ایسا کیا دیکھ رہے تھے کہ مجھے دیکھ کر بھی خوش نہیں ہوئے اس نے موبائل نوح کے ہاتھ سے اچک لیا تھا

نوح نے کوئی مزاحمت نہیں کی

اس کے موبائل میں اسی سیاہ آنکھوں والی لڑکی کے چہرے کا کلوز اپ تھا نوح نے فروا کے موبائل سے یہ تصویر لے لی تھی

یہ لڑکی یہ آئی ریمبر یہ وہی ہے ناں مال والی تم نے کہا تھا یہ پاکستان میں نہیں رہتی اسکی تصویر کیا کر رہی ہے تمہارے پاس ؟ وہ بپھر گیا تھا

کام ڈاؤن یاقوت اب یہ لڑکی بہت جلد ہمارے ہاتھ آنے والی ہے تم اس سے اپنے بدلے لے سکتے ہو فہیم نے اسکو ناگواری سے ٹوکا تھا

انکل یہ غلط ہے وہ ایک لڑکی ہے ہمیں یہ ڈیل نہیں کرنی چاہئے تھی کچھ بھی ہو جائے کسی لڑکی کی عزت خراب کرنا یہ کچھ ٹھیک نہیں لگتا مجھے وہ بے چین سا لگتا تھا

نوح کیا اب تم مجھے سکھاوگے ؟ انکے لہجے میں تمسخر تھا

نوح نے اپنے لب بھینچ لئے تھے

جبکہ یاقوت کھل کر مسکرایا تھا

ڈیڈا مجھے بتائیں آپ نے کیا ڈیل کی ہے اٹس گوئنگ ٹوبی سوچ فن وہ سوچ کر ہی محضوض ہو رہا تھا

اب وہ دونوں باپ بیٹا صوفے پہ بیٹھ کر کچھ دیر قبل فرواسے ہونے والی ملاقات کو ڈسکس کر رہے تھے

نوح خاموشی سے موبائل کی سکرین پہ اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی کی تصویر کو دیکھے گیا

یہ ریستوران ساحل سمندر کے سامنے بنایا گیا تھا باہر جتنی حبس اور گرمی تھی اندر کا ماحول اتنا ہی مختلف تھا سفیر نے جس ٹیبل کی ریزرویش کروائی تھی وہ ریستوران کی گلاس وال کے بالکل سامنے تھا ہالے کو ڈرائیور دس منٹ پہلے یہاں چھوڑ کر گیا تھا سفیر کو ہالے سے پہلے پہنچنا تھا لیکن اب تک اسکا کوئی اتا پتا نہیں تھا ہالے کا شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ میز پہ سر رکھ کر ذرا دیر کو گردن ہی سیدھی کر لے لیکن اس ریستوران کا ماحول ایسا تھا کہ تھوڑی ہی دیر میں سب اس پہ ہنسنے لگ جاتے یا تو وہ کسی کی انسٹا گرام سٹوری کا حصہ بن جاتی اس نے آج سیاہ رنگ کا پلین شفون کا جوڑا پہن رکھا تھا جس کے گلے پہ موٹے موٹے سلور اسٹونز لگے تھے کانوں میں ڈائیمنڈ ائیر رنگ اور گلے میں چین بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھا تھا ہلکے سے میک اپ میں وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی اس کے سامنے والی میز پہ تین لڑکوں کا گروپ بیٹھا تھا ان میں سے ایک لڑکا کھانا کھاتے ہوئے بار بار مڑ کر اسکی طرف دیکھتا تھا اس ریستوران میں سارے ٹیبل اسی ترتیب سے تھے ایک کرسی بیچ میں جیسے کہ سربراہی

کرسی ہو اور اور اس کے دائیں بائیں دو اور کرسیاں رکھی گئی تھیں اس لڑکے کو ہالے نے بس نوٹ کیا تھا لیکن نظر انداز کر گئی ہالے کی دائیں جانب والی میز پہ بیٹھے کسی کی سیاہ آنکھوں نے بھی یہ منظر دیکھا تھا اس نے اپنے ساتھ بیٹھے شخص سے الوداعی مصافحہ کیا تھا اب وہ قدم قدم چلتا ہالے کی ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تھا ہالے جو کہ گلاس وال سے باہر دیکھ رہی تھی اسکی موجودگی محسوس نہ کر سکی عمر حیات نے دو انگلیوں سے اسکی ٹیبل پہ ہلکی سی دستک دی تھی ہالے چونک کر مڑی تھی نظر سے نظر ملی عمر اسکو دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا اسکے گال کا گڑھا واضح ہوا تھا ہالے مسکرا بھی نہ سکی تھی

میں بیٹھ جاؤں ؟ اس نے اجازت چاہی تھی ہالے کچھ نہیں بولی عمر نے اسکے بائیں جانب رکھی کرسی کو اٹھا کر ہالے کی کرسی کے بالکل سیدھ میں رکھا تھا وہ اب اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا پیچھے کا منظر اسکے وجود کے سامنے چھپ سا گیا تھا وہ لڑکا اب یہاں نہیں دیکھ سکتا تھا

میں نے تمھیں بیٹھنے کو نہیں کہا وہ لوگوں کی موجودگی کو نوٹ کرتی دبی دبی آواز میں بولی تھی

عمر نے کندھے اچکائے تھے

جیسے کہ مجھے ضرورت تھی وہ بے نیازی سے بولا تھا

تم یہاں کیوں آئے ہو ؟ دیکھو

تم سمجھو میری بات ہم دونوں کا ملنا ٹھیک نہیں ہے اس رات کی بات اب تم بھول جاؤ جو کچھ بھی ہوا وہ بس ایک اتفاق تھا تم تو اس بات کو سیریس ہی لے گئے ہو اب میری بات سنو تم ابھی کے ابھی اٹھو اور یہاں سے جاؤ میں

تمھیں اس بار نرمی سے سمجھا رہی ہوں لیکن اگلی بار میں سختی سے پیش آؤں گی تم مجھے ہراس کر رہے ہو وہ برھمی سے بولتی چلی گئی

اس سارے وقت میں عمر نے ادھر ادھر نہیں دیکھا تھا وہ بس اسکو دیکھ رہا تھا اسی کو سن رہا تھا

آپ کو ہراس میں نہیں وہ براؤن شرٹ والا لڑکا کر رہا تھا وہ جو اس وقت میرے پیچھے بیٹھا ہے اور اس رات جو کچھ بھی ہوا میں نے تو اسکی بات بھی نہیں کی آپ پہلے خود اس بات کو اپنے ذہن سے نکال لیں میرے دماغ سے باتیں نہیں نکلتیں وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

ہالے کے چہرے پہ سایہ سالہرایا تھا

تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

عمر چند لمحے اسکو دیکھتا رہا

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں ہالے کو لگا تھا جیسے کسی نے اس کے سر پہ دھماکہ کر دیا تھا اس دن میں نے آپ سے کہا تھا نہ میں اب جینا چاہتا ہوں اس کا مطلب یہی تھا میں آپکو دیکھ کر جینا چاہتا ہوں آپ کے ساتھ جینا چاہتا ہوں اور اگر ایسا نہیں ہوا تو میں بس زندہ رہ سکتا ہوں لیکن جی نہیں سکتا آپ کے بغیر زندگی گزر سکتی ہے جی نہیں جا سکتی وہ اسکو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہہ رہا تھا اسکا لہجہ کسی کو بھی پگھلا سکتا تھا لیکن سامنے بھی ہالے سلطان تھی

ہاؤ ڈیئر یو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی عجیب سے لہجے میں بولی تھی تمہاری ہمّت کیسے ہوئی؟ وہ دبا دبا غرائی تھی تم نے سمجھ کیا لیا ہے مجھے پہلے تم مجھے سٹاک کرو گے پھر مجھ سے چند اچھی اچھی باتیں کرو گے میں تم سے ایمپریس ہو جاؤں گی اور پھر تم آ کر مجھے پرپوز کر دو گے اور میں ہنسی خوشی ہاں بول دوں گی کس فلم کی سٹوری ہے یہ ؟ پاگل بنا رہے ہو مجھے سمجھ کیا رکھا ہے تم نے مجھے تم جیسے غنڈے موالیوں سے شادی کروں گی میں دو جزباتی ڈائلوگ بول دو گے اور میں تمہارے آگے پیچھے چلنے لگوں گی مسٹر عمر حیات میں ہالے سلطان ہوں ایک دنیا ہے جسکو میری آرزو ہے سب کی جھولی میں نہیں گرتی میں وہ اس پاس کے لوگوں پہ لعنت بھیجتے ہوئے بلند آواز میں بول رہی تھی

لوگ مڑ مڑ کر ان کو دیکھنے لگے تھے

عمر نے اسکو افسوس سے دیکھا تھا

چہ چہ چہ مجھے لگا تھا آپ میچیور ہیں خیر وقت کے ساتھ ساتھ ہو جائیں گی یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے آپ نے یہ جو ساری بات اتنا چیخ چیخ کر آدھے ریستوران کو سنائی ہے وہی سب اگر آپ آرام سے بھی بولتیں تو میں سن لیتا اور سمجھ بھی لیتا رہی بات جزباتی ڈائیلوگز کی تو مجھ سے زیادہ تو آپ بول چکی ہیں میں کوئی غنڈہ موالی نہیں ہوں الحمد للہ میں ایک ڈیسنٹ آدمی ہوں سرکاری جاب ہے میری اس شہر میں ایس پی تعینات ہوں پچھلے دو مہینوں سے اس سے پہلے میں کسی اور شہر میں تھا جس دن ہم ملے تھے اس سڑک پہ اس دن میں ڈیوٹی جوائن کرنے آ رہا تھا لیکن دیکھیں کیسے ظالم لوگ ہیں آپ کے شہر کے پہلے ہی دن مجھ پہ حملہ کر دیا ہاور روڈ ناں اس نے جیسے تائید

چاہی تھی خیر آپ سوچ لیں میرے بارے میں پھر فیصلہ کیجئے گا وہ ایسے بول رہا تھا جیسے وہ دونوں کوئی بہت اچھے دوست رہے ہوں

میں سوچ سمجھ کر بھی ناں ہی بولوں گی وہ چبا چبا کر بولی تھی

میں وجہ جاننا چاہتا ہوں

میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں اور ہماری شادی ہو رہی ہے دس دن بعد یہ وجہ کافی ہے وہ چیخ کر بولی تھی

عمر کے دل کو دھکا سا لگا تھا

کون ہے وہ؟ وہ بدقت بول پایا تھا

تمھیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی میں اور اب اب تمھیں چاہئے کہ تم میچیورٹی کا مظاہرا کرتے ہوئے میرا پیچھا چھوڑ دو وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی بولی تھی

عمر نے ایک گہری سانس بھری تھی

اگر وہ شخص سفیر ہے تو آپ سے غلطی ہونے جا رہی ہے وہ سہی انسان نہیں ہے کم از کم محبت یا شادی کے معملے میں تو بالکل نہیں

وہ اس غلط چوایس کی تکرار سے تھک گئی تھی تب ہی ہارے ہوئے انداز میں بولی

کیسے؟ ثابت کرو مجھے؟

وہ میز پہ آگے کو ہوا تھا اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا اور بولنا شروع کیا

وہ کرپٹ ہے آپ اسٹریٹ ہیں سیدھی وہ لالچی ہے آپ بے غرض اسکو ہر بات میں فائدہ چاہیئے ہوتا ہے آپ مختلف ہیں آپ ایک آزاد پنچھی جیسی ہیں آپ ایک کام کر لیتی ہیں فائدہ اور نقصان بعد میں سوچتی ہیں خیر یہ بھی کوئی اچھی عادت نہیں ہے لیکن آپ ایسی ہیں (ہالے نے کلس کر اسکو دیکھا تھا) اسے اپنی برتری ثابت کرنے کا بہت شوق ہے اسے ہر وقت اپنے ارد گرد ایسے لوگ چاہیئے جو اسکی واہ واہ کریں اسکو مانیں اسکی سنی جائے وہ آپ سے محبت بھی نہیں کرتا آپ سے متاثر ہے اٹریکٹڈ ہے حاصل کرنے کا خواہش مند ہے لیکن محبت بالکل نہیں وہ آپ سے محبت نہیں کرتا اسے لوگوں کو جج کرنے کی عادت ہے آپ کو لوگوں میں اچھائی ڈھونڈنا پسند ہے وہ چاہتا ہے سب اس سے کم تر رہیں آپ دوسروں کی کامیابی سے بھی خوش ہوتی ہیں آپ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے آپ کی شادی اگر ہو بھی گئی تو نبھانا مشکل ہو جائے گا بہت مشکل وہ نرمی سے کہہ رہا تھا ہالے غور سے اسکو سنتی رہی

میں انہیں نہیں چھوڑ سکتی اس نے بولنا شروع کیا تھا

اس لئے نہیں کیونکہ میں انکو پسند کرتی ہوں بلکہ اس لئے کیونکہ اب بہت دیر ہو چکی ہے ہماری شادی فکس ہو چکی ہے آدھے شہر کو یہ بات پتہ چل گئی ہے میرا خاندان کوئی عام خاندان نہیں ہے میرا باپ جج ہے میرے چچا اور میرے کزن شہر کے سب سے بڑے بزنس مین شمار ہوتے ہیں میرے ماموں ایم این اے ہیں اس نے بولنا جاری رکھا میں خود کو اور اس رشتے کو چانس دینا چاہتی ہوں آگے جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا لیکن اس وقت

میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ اسکو انکار کر دوں میں راضی ہوں تیار ہوں وہ میری چوائیس ہے اگر مجھے خسارہ بھی ہوا تو کم از کم کسی کو الزام نہیں دوں گی اسکا لہجہ نارمل تھا

میں آپ سے پھر بھی یہی کہوں گا کہ سوچ لیں ابھی شادی کچھ وقت کے لئے ملتوی کر دیں خود کو وقت دیں اس تعلق کو وقت دیں بعد میں پچھتانے سے بہتر ہے آپ ابھی سے خود کو تیار کر لیں میں آپ کا انتظار کروں گا ان دس دنوں میں ہر دن ہر گھنٹہ ہر منٹ آپ مجھے مل جائیں تو میرے لئے اس سے بڑی خوشی کوئی نہیں ہو گی یاد رکھیئے گا اگر آپ پہ کوئی ایسا وقت آیا جب آپ کے اپنے بھی آپ کے ساتھ نہ رہیں تب مجھے پکاریے گا تب عمر حیات آپ کے ساتھ ہو گا اس کے لہجے میں ایسا مان تھا کہ ہالے کو یقین آنے لگا لیکن نہیں ابھی کہاں

میرے پاس ساتھ دینے کو بہت لوگ ہیں عمر مجھے تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی کبھی اور تم میرا انتظار مت کرنا کیونکہ ہالے کے پاس تم سے زیادہ بہتر آپشنز موجود ہیں اور میں آج کے تمھارے پروپوزل کو "ناں" کہتی ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی

عمر بھی مسکرایا تھا اسی وقت کسی کے موبائل کے کیمرے نے اس منظر کو تصویر میں قید کر لیا تھا وہ کوئی نسوانی وجود تھا اسکی آنکھیں بھوری تھیں

عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا اس نے سفیر کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا

میں آپ کا انتظار کروں گا آپ کے پاس بہتر آپشنز ہیں جب بہتر آپشنز چھوڑ جائیں تب مجھے یاد کیجئے گا کیونکہ وہ میز پہ ہاتھ رکھے اس کے قریب جھکا تھا

میں آپ کے لئے بہترین ہوں وہ مسکراتے ہوئے چلا گیا تھا سفیر اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا وہ ہالے کے قریب آیا

تب تک وہ جا چکا تھا

یہ کون تھا؟ وہ اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا وہ اس کرسی پہ نہیں بیٹھا تھا جہاں عمر بیٹھا تھا جہاں سے باقی

کوئی ہالے کو نہ دیکھ سکتا ہو وہ سربراہی کرسی کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھا تھا

تھا کوئی خیر خوا آپ نہیں جانتے

سفیر نے زیادہ سوال کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا

وہ خاموشی سے ویٹر کو بلا کر آرڈر نوٹ کروانے لگا تھا

عمر جیسے ہی اس ریستوران سے باہر نکلا اسکو نفیسہ کی کال موصول ہوئی تھی

اسکا چہرہ وہ نہیں تھا جس کے ساتھ وہ ریستوران میں بیٹھا ہالے کے ساتھ باتیں کر رہا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں

وہ ڈسٹرب سا لگتا تھا

اس نے کال اٹینڈ کر لی تھی

ہیلو اسکی آواز بوجھل تھی

کیسے ہو بیٹے انکی آواز بے تاب تھی

عمر نے چند لمحے کوئی جواب نہیں دیا تھا

میں ٹھیک نہیں ہوں اماں بہت دیر بعد وہ بولا تھا

اس لڑکی نے منع کر دیا؟ انہوں نے بوجھ لیا تھا عمر کو حیرت نہیں ہوئی وہ اب عادی ہو گیا تھا جو بات بھی وہ معراج سلطان کو بتاتا تھا وہ نفیسہ حیات تک لازمی جاتی تھی

وہ کہتی ہے اسکو کسی اور سے محبت ہے بہت دیر بعد وہ بولا تھا

وہ کہتی ہے یا واقعی محبت ہے انہوں نے لفظوں پہ زور دیا تھا

مجھے نہیں پتہ وہ آسمان کو دیکھتا بول رہا تھا

تمھیں نہیں پتہ ؟ یا تم جاننا نہیں چاہتے

اماں اس نے "ناں" کہا ہے اس نے ناں پہ زور دیا تھا اور میں کسی عورت کے "ناں" کو سمجھتا ہوں لیکن میرا دل پتہ نہیں کیوں بیٹھا جا رہا ہے مجھے بہت برا لگ رہا ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے دل میں آگ سی لگی ہو آپ دعا کریں ناں وہ مجھے مل جائے اللہ آپ کی بہت سنتا ہے اور اگر نہیں مل سکتی تو میرے دل کو ہیل کر دے وہ تھک کر بولا تھا

وہ تمہاری بھی سنتا ہے

آپ سے زیادہ نہیں وہ فورا بولا تھا

میں دعا کروں گی بیٹے

آپ میرے پاس آجائیں اماں کب تک اکیلی رہیں گی اس نے بات بدل لی تھی

تم کیوں نہیں آجاتے ؟ہم دونوں کے حصے میں ہجر تم نے لکھا ہے عمر واپس تمھیں آنا ہو گا تم نے جاتے وقت کہا تھا ناں میں ضدی عورت ہوں تو اب تم میری ضد دیکھو میں تو وہاں نہیں آؤں گی وہ عام سے لہجے میں کہہ رہی تھیں

It has been ten bloody years عمر سامنے دیکھتے ہوئے بولا تھا

No It has been ten years five months and twelve days

وہ ایسے لہجے میں بولی تھیں کہ عمر کا دل کٹ کر رہ گیا

عمر اگر دس صدیاں بھی ہو جائیں تب بھی میں یہاں سے نہیں جاؤں گی لیکن اگر تم خود آکر مجھے یہاں سے لے جاؤ تو نفیسہ حیات دنیا کے آخری کونے میں جانے کو بھی تیار ہے

عمر نے کچھ کہے بغیر کال کاٹ دی تھی

وہ نہیں جا سکتا تھا اسکا ناک آڑے آتا تھا

شاہد ولا میں ڈنر ٹیبل سجی تھی انواع اقسام کے کھانے میز پہ چن دیئے گئے تھے ہارون شاہد کھا نہیں رہا تھا وہ بس پلیٹ میں چمچ گھمارہا تھا

ہارون کچھ کھا کیوں نہیں رہے ہو نوال نے اسکو ٹوکا تھا

میں کل جا رہا ہوں مما اس نے پلیٹ پہ نظریں جھکائے اعلان کیا تھا

کہاں؟ شاہد نے سوال کیا تھا

نہیں پتا لیکن یہاں سے چلا جاؤں گا دور بہت دور اور ایک مہینے تک واپس نہیں آؤں گا پپا آپ بندوبست کر لیں

تم مجھے بتا رہے ہو یا اجازت لے رہے ہو؟ وہ برھمی سے بولے تھے

نہ بتا رہا ہوں نہ اجازت مانگ رہا ہوں میں آپ سے التجا کر رہا ہوں مجھے بھیج دیں دور بہت دور کم از کم وہاں جہاں مجھے ہالے نہ یاد آ سکے جہاں میرا دل بے سکون نہ ہو جہاں سفیر نہ ہو وہ میرے دل کو جلاتا ہے پپا میرا دل کرتا ہے یا تو میں اسکو شوٹ کر دوں یا پھر خود کو اگر آپ نے مجھے نہیں بھیجا تو میں مر جاؤں گا یا پھر سفیر کو مار دوں گا اسکی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گئی تھیں

کیا کرو گے جا کر کیا مل جائے گا جہاں بھی جاؤ گے دل تو یہی رہے گا اسکو نکال کر پھینک کر جاؤ گے کیا ؟اگر یہ خوش نہیں ہے تو تم کہیں بھی خوش نہیں رہ سکتے چاہے تم دنیا کے آخری کونے میں کیوں نہ چلے جاؤ ہارون میری واحد اولاد ہو تم مجھے زچ کرنا چھوڑ دو خدا کے لئے وہ عاجز آگ ئے تھے

آپ رستم کو بھی اس طرح منع کرتے؟ وہ تلخی سے بولا تھا

آپ مجھے اس لئے نہیں جانے دے رہے ناں کیونکہ میں کبھی اکیلے کہیں گیا نہیں ہوں یہ دس دس گارڈز کے ساتھ گھومنے والا ہارون شاہد اکیلے دنیا گھومے گا آپ اس تصور سے بھی ڈرتے ہیں ناں ؟مجھے بھیج دیں پپا ورنہ

میں پاگل ہو جاؤں گا رستم کو کھو چکے ہیں آپ دونوں مجھے سمبھال لیں اسکی قبر بن گئی ہے میری نہ بننے دیں خود پہ اور مجھ پہ رحم کریں مجھے جانے دیں اسکا لہجہ ایسا تھا کہ نوال اور شاہد کا دل کٹ رہا تھا

کل تک ہو جائے گا بندوبست شاہد کھانے کی میز سے اٹھتے ہوئے بولے تھے انکا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا

ہارون نے سر میز پہ گرا دیا تھا

یہ سفر اس سے کیا کچھ چھین لے گا اسکو اندازہ نہیں تھا

پچیس اپریل ہالے کا نکاح اور سالگرہ کا دن""

یہ ایک ایسی صبح تھی جو نا جانے کتنی زندگیوں کو بدلنے جا رہی تھی ایک ایسی نحس زدہ صبح کہ اس کے آغاز میں بھی نوحے پڑھے جائیں اور اس کے اختتام پہ بھی ماتم کیا جائے آج صبح سے ہی سلطان منزل میں ہڑبڑی سی مچ گئی تھی ہر کوئی یہاں سے وہاں بھاگتا نظر آ رہا تھا

صبح سے شام ہو گئی تھی لیکن اس گھر کے مکینوں کو اب تک ٹک کر بیٹھنا نصیب نہ ہوا تھا وجہ وہ مہمان تھے جنکو خاص طور پہ فروا نے باہر ملک سے اصرار کر کے بلا رکھا تھا حسینہ کے منع کرنے پہ انہوں نے بس اتنا کہا تھا

یہ دن بہت یاد گار ہو گا میں چاہتی ہوں ہمارا ہر عزیز اس دن ہمارے ساتھ ہو

ہالے کو سیلون کے لئے دیر ہو رہی تھی مہر نے اس کے ساتھ جانا تھا وہ کب کی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی تھی ہالے نے حسن کی منتیں کی تھیں کہ وہ اس کے ساتھ چلے لیکن اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ

چار گھنٹے تک اندر لیپا پوتی ہوتی رہے گی میں اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتا جس پہ ہالے نے اسکا موبائل اپنے کمرے کی الماری میں چھپا دیا تھا بخش نے ہالے کا سارا سامان گاڑی میں رکھ دیا تھا ہالے بھی تھوڑی دیر بعد گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی تھی واپسی پہ اسکو لینے سفیر نے جانا تھا

پارلر جانے کے تین گھنٹے بعد ہالے تیار ہو چکی تھی ہالے نے آف وائٹ غرارے کے ساتھ سرخ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا بالوں کو جوڑے میں باندھ رکھا تھا گلے میں گلوبند کانوں میں جھمکے اور ماتھے پہ ٹیکا لگائے وہ تیار تھی بیوٹیشن نے اسکے میک اپ کو آخری ٹچ دے دیا تھا اب اس نے خود کو آئینے میں دیکھا تو حیران ہوئی تھی وہ آج تک اتنی حسین کبھی نہیں لگی تھی اسکا موبائل مہر کے پاس تھا اور بار بار بجے جا رہا تھا ہالے جھنجھلا سی گئی تھی

آپی کس کی کال ہے؟

ہارون ہو گا اور کون ہو سکتا ہے بھلا مری جا کر نمبر چینج کر لیا تھا اں اس نے نیا نمبر سیو نہیں کیا میں نے تم پوچھ لو کیا کہہ رہا ہے ایسے تو وہ جان نہیں چھوڑے گا مہر نے تفصیلی جواب دیا تھا

ہاں میں اسکو کال کر لیتی ہوں اس نے موبائل اٹھا لیا تھا اور اب وہ ہارون کو کال کرنے لگی تھی کال اٹینڈ ہوتی تھی لیکن آواز نہیں آرہی تھی وہ تنگ آکر موبائل پھینکنے لگی تھی کہ

ہالے تم باہر جا کر گاڑی میں بیٹھو جب تک تم کال کر لو گی تب تک میں آ جاؤں گی او کے ؟مہر اپنا میک اپ آدھے میں چھوڑے اس سے بات کرنے لگی تھی

اچھا ٹھیک ہے آپ بھی جلدی آجایئے گا دیر مت کیجئے گا پلیز وہ عجلت میں بولتی چلی گئی تھی

سیلون والوں نے پروٹوکول کے طور پہ ایک لڑکی کو اس کے ساتھ کار تک بھیجا تھا ہالے باہر آ گئی تھی اس لڑکی نے ہالے کے غرارے کو سنمبھال رکھا تھا سیلون کے دروازے کے باہر ہالے کی گاڑی کھڑی تھی سفیر نے ہالے کو میسج کر دیا تھی کہ وہ نہیں آ رہا تھا اس نے ڈرائیور بھیج دیا تھا معراج سلطان نے ہالے سے کہا تھا کہ وہ اسکو لینے آ جائیں گے لیکن ہالے نے منع کر دیا اسکو ابھی تک سفیر پہ غصہ تھا حسن پہ غصے کی وجہ سے وہ کسی گارڈ کو بھی اپنے ساتھ نہیں لائی تھی وہ میرج ہال پہنچنے کے لئے بھی لیٹ ہو رہی تھی اگر سفیر آ جاتا تو اب تک انکا کپل شوٹ بھی ہو جاتا

گاڑی کا دروازہ ڈرائیور نے کھول دیا تھا ہالے نے اسکو دیکھا نہیں تھا وہ ہالے کی طرف پشت کئے کھڑا تھا وہ فون کان سے لگائے بیٹھ گئی تھی ڈرائیور دوسری طرف سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا تھا ہالے نے اب بھی اس پہ دھیان نہیں دیا تھا

بات سنو اے سی آن کر دو وہ فون کان سے لگائے مصروف سی بولی تھی

ہارون میرا صبر مت آزماو اب کچھ بولو بھی ایک تو کال اٹینڈ کر رہا ہے اور کچھ بول بھی نہیں رہا وہ خود سے کچھ بڑبڑا رہی تھی

اسی وقت ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی تھی ہالے کو لگا تھا وہ اے سی چلانے کے لئے گاڑی سٹارٹ کر رہا ہے لیکن اسکو غلط لگتا تھا ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھانی شروع کر دی تھی ہالے نے چونک کر اس کو دیکھا تھا

اور ہالے کا سانس سینے میں اٹکا تھا یہ اسکا ڈرائیور نہیں تھا یا خدا یہ کون تھا وہ اتنی شاکڈ تھی کہ اسکو سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کرے

تم ک۔۔ کو۔۔ کون ہو کک کون ہو تم۔۔ میری گاڑی میں کیسے۔۔ آئے وہ حیرت شاک اور ڈر کے مارے اٹک اٹک کر اتنا ہی کہہ سکی

اور اس نے جب غور کیا تب اسکو پتہ چلا یہ اسکی گاڑی نہیں تھی اسکا رنگ اور ماڈل وہی تھا لیکن یہ گاڑی یہ ہالے کی نہیں تھی

یہ خیال ہی ہالے کی جان لے گیا تھا وہ بالکل سن ہو گئی تھی

اسی وقت ڈرائیور گاڑی روک کر نیچے اتر گیا ہالے نے اترنے کی کوشش کی تھی لیکن اسکی ٹانگوں میں جان نہیں تھی اسی وقت دو نقاب پوش گاڑی میں آ کر بیٹھے تھے ایسے کہ ہالے بیچ میں تھی اور وہ دونوں اسکے دائیں بائیں ہالے کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ان میں سے ایک نے ہالے کے منہ پہ کپڑا رکھ دیا تھا اس نے خود کو چھڑوانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ دونوں اس سے زیادہ طاقت ور تھے وہ تھوڑی ہی دیر میں بے ہوش ہو چکی تھی

یہاں سی سی ٹی وی کیمرے نہیں تھے ان دونوں نے ہالے کو اس گاڑی سے نکال کر دوسری گاڑی میں ڈالا تھی

وہی گاڑی جس کے اندر بیٹھے وہ دونوں کافی دیر سے انتظار کر رہے تھے

ان دونوں نے اپنا نقاب اتار دیا تھا اب ان کے چہرے واضح تھے

نوح مرزااور یاقوت مرزا

عمر اپنے بنگلے کے باہر کھڑا تھا یہ بنگلہ اسکو حکومت کی جانب سے الارٹ ہوا تھا یہاں اس کے لئے ایک شیف ڈرائیور اور چوکیدار بھی تھا بنگلہ سبز بیلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور رات کے اس پہر تاریک اور خاموش تھا

عثمان ڈگی میں ساری چیزیں رکھ دینا دھیان سے کوئی چیز باقی نہ رہ جائے وہ فون پہ بات کر رہا تھا ساتھ اپنے ڈرائیور کو ہدایات دیتا جا رہا تھا

ہاں ہاں بھائی سب رکھوادوں گا ٹینشن مت لو اس نے فون پہ کسی کو تسلی دی تھی

سر گاڑی اوور ویٹ ہو جائے گی اتنا سامان ؟آپ اگر کہیں تو کچھ چیزیں نکال لوں ؟وہ پینتالیس سالہ ڈرائیور متذبذب لگتا تھا

عثمان تم کیوں اپنی جان کے دشمن بن گئے ہو ؟اگر سردار کو پتہ لگ گیا کہ تم نے اسکے سامان میں ہیرا پھیری کی ہے تو تم جانتے ہو نہ وہ کیا کرے گا؟

سر میں تو آپ کے لئے کہہ رہا تھا لیکن جو آپ کی مرضی وہ ایک بار پھر سامان رکھنا شروع ہو گیا تھا

سر آج جج صاحب کی بیٹی کی شادی ہے آپ نہیں جائیں گے ؟ عثمان نے سامان رکھتے ہوئے سوال کیا تھا نہیں آج میرے دوست کی شادی ہے نواب شاہ میں مجھے وہاں جانا ہے اس نے عثمان سے زیادہ خود کو باور کروایا تھا

سر آج تو انکی منگنی تھی ناں ؟ اور آپ اتنا لمبا سفر نہ کریں سر آج تو بخار سے جان چھوٹی ہے ورنہ اس دن جب آپ ہوٹل گئے تھے اس دن سے لے کر آج تک کتنا بخار رہا ہے آپ کو میں تو ڈر گیا تھا

تم اپنے کام سے کام رکھو عثمان زیادہ بولا نہ کرو وہ اسکو جھڑک کر آگے جانے لگا جب عثمان نے اسکو پیچھے سے پکارا

سر آپ تو فجر پڑھ کر نکلیں گے ناں ؟ کچھ سامان اب بھی رہتا ہے میں مارکیٹ جا کر لے آؤں ؟

عمر نے بس سر ہلایا تھا تب ہی اسکو معراج سلطان کی کال آنے لگی وہ نہیں اٹھا سکتا تھا معراج ایک بار پھر اس سے ہال آنے کی ضد کرتے وہ نہیں جا سکتا تھا

اس کے اپنے غم تھا فون بج بج کر خاموش ہو گیا تھا عمر نے موبائل پاور آف کر دیا تھا اور عثمان کو دیکھے بغیر بولا تھا میں سونے جا رہا ہوں اگر قیامت بھی آ جائے تو مجھے اٹھانا مت کم از کم فجر سے پہلے تو بالکل نہیں کوئی اگر میرا پوچھنے آئے تو کہہ دینا میں شہر میں نہیں ہوں وہ بول کر جا چکا تھا اس بات سے لاعلم کے حشر تو برپا ہو چکا ہے اب بس اپنے بچاو کا سامنا کرنا باقی تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ آج کے بعد اسکو سکون کی نیند شاید ہی کبھی نصیب ہو گی

اس کے چہرے پہ ایک بار پھر ازیت تھی

سفیر سیاہ شیر وانی میں ملبوس گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھا تھا آج بھوری آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی

ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا وہ لوگ سیلون پہنچ گئے تھے سفیر نے مہر ماہ کو کال کی تھی وہ باہر نکل آئی تھی اس نے

سرخ رنگ کی پلین ساڑھی پہن رکھی تھی اس پہ کوئی کام نہیں ہوا تھا بالکل سادہ

گلے میں ہار اور کانوں میں آویزے بال بیچ والی مانگ نکال کر کس کے جوڑے میں باندھ رکھے تھے

وہ مسکراتی ہوئی آئی تھی ڈرائیور نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا وہ اندر سفیر کے ساتھ بیٹھ گئی تھی

ہالے کہاں ہے مہر نے سفیر سے پوچھا تھا

سفیر کی مسکراہٹ سمٹی تھی

کیا مطلب وہ اندر ہو گی ناں سیلون میں اور کہاں ہو گی ؟

مذاق نہ کریں وہ اندر کیسے ہو گی وہ تو باہر نکل آئی تھی

لیکن ڈرائیور تو میرے ساتھ تھا کوئی اور گاڑی تو یہاں آئی ہی نہیں

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ آدھا گھنٹہ پہلے سیلون سے جا چکی ہے ڈرائیور تم ہی تو آئے تھے ناں اسکو لینے ؟اس نے

مجھ سے خود کہا کہ وہ باہر جا رہی ہے گاڑی میں ویٹ کرے گی وہ روہانسی سی ہو گئی تھی

آرام سے مہر کالم ڈاؤن وہ اندر ہی ہو گی چل کر دیکھ لیتے ہیں سفیر گاڑی سے اتر آیا تھا مہر اس کے ساتھ اتری تھی

وہ اندر نہیں ہے سفیر میں نے اندر دیکھا ہے وہ کہیں نہیں تھی وہ باہر تھی وہ باہر اس نے بولا ہارون سے بات کرنے جارہی ہے یہاں سگنل نہیں آرہے یا خدا ہالے تم کہاں ہو مہر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے

تقریبا ایک گھنٹہ ہونے کو آیا تھا مہر اور سفیر نے خود جا کر سیلون کا چپہ چپہ چھان مارا تھا سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ لی تھی لیکن ہالے کا کوئی نام و نشان نہیں تھا

اب کے سفیر بھی پریشان ہو گیا تھا جبکہ مہر ماہ بس روئے ہی جا رہی تھی

اس نے سفیر کے ہاتھ تھام لئے تھے

کچھ کریں سفیر خدا کے لئے ہالے کو لے آئیں کہیں سے میں مما کو کیا جواب دوں گی ابا سے کیا کہوں گی یا اللہ یہ کیا ہو گیا میں نے اسکو کیوں جانے دیا

مہر پلیز رونا بند کرو ہم اسکو ڈھونڈ لیں گے میں بڑے پاپا کو کال کرتا ہوں شاہد انکل کو کال کرتا ہوں کچھ نہ کچھ تو پتا لگ ہی جائے گا وہ کہاں جا سکتی ہے بھلا وہ سخت پریشان تھا ہالے اسکی عزت تھی ظاہر ہے اس نے پریشان ہونا تھا وہ ہالے کی تمام دوستوں کو کال کر چکا تھا وہ ہال بھی نہیں پہنچی تھی اب سفیر کی پریشانی غصے میں بدلنے لگی تھی

لیکن جو کچھ بھی ہو اسے ہال تو جانا ہی تھا مہر کو ساتھ لے کر وہ ہال کے لئے نکل چکا تھا یہاں سے تو کچھ نہیں ملا تھا شاید ہالے وہاں پہنچ گئی ہو

مہر ماہ روتے ہوئے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی انہوں نے ہال جانا تھا یہ ضروری تھا

ہالے گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ ہوش وخرد سے بے گانا پڑی تھی نوح گاڑی چلا رہا تھا یاقوت اس آگے بیٹھا تھا لیکن بار بار مڑ کر پیچھے دیکھتا تھا

نوح بھائی بات سنو اس نے سنجید گی سے گاڑی چلاتے نوح کو پکارا تھا

بولو؟ وہ سخت بے زار لگتا تھا اس نے یہ کام کرنے سے منع کیا تھا لیکن وہ کیا کرے کہ اسکی مجبوریاں تھیں

مجھے نہ یہ لڑکی چاہئے چاہے کچھ دن کے لئے ہی سہی وہ بے ہوش پڑی ہالے کو دیکھتے کہہ رہا تھا

یاقوت یہ نہیں یہ لڑکی کبھی بھی نہیں ہماری ڈیل یہ نہیں ہوئی تھی میں تمھیں ایسا ویسا کچھ نہیں کرنے دوں گا تمہیں اگر لڑکی ہی چاہیے تو تمھارے جیسی ہزار لڑکیاں اس وقت اویلیبل ہیں تم انکے ہی لائق ہو یہ لڑکی ایسی نہیں ہے اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں وہ دوٹوک لہجے میں بولا تھا

میں نے کہا مجھے یہ لڑکی چاہئے مطلب چاہئے وہ برھمی سے بول رہا تھا ٹھیک ہے کچھ دنوں کے لئے نہیں لیکن کم از کم آج رات کے لئے یہ میری ہے تم ذرا دیکھو تو سہی اس کو کتنا کامل حسن ہے یار وہ گردن موڑے ہالے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

دیکھو یاقوت یہ معصوم ہے ہم پہلے ہی اس کے ساتھ بہت ظلم کر رہے ہیں کچھ رحم کرو اس پہ ہماری بھی ایک بہن ہے

ہماری نہیں نوح تمہاری نرمین تمہاری بہن ہے وہ چبا چبا کر بولا تھا یہاں آگے پولیس کالونی میں صائم کا فلیٹ ہے وہاں روک دینا گاڑی ہم آج اس لڑکی کو وہیں رکھیں گے فارم ہاؤس نہیں جائیں گے ڈیڈ کو پتہ چل جائے گا صبح ہوتے ہی جو مرضی کرنا اسکا مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہو گا بلکہ ابھی روکو گاڑی ایک منٹ اس نے ایک خالی سڑک پہ گاڑی رکوائی تھی

نوح نے نہ چاہتے ہوئے بھی گاڑی روک دی تھی یاقوت اتر کر پیچھے جا کر بیٹھ گیا تھا اس نے ہالے کے ہاتھ کو چھونا چاہا جب نوح حلق کے بل غرایا تھا

ہاتھ مت لگانا اسکو یاقوت ورنہ بہت برا ہو گا وہ اچھی لڑکی ہے میں تمھیں اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کرنے دوں گا

یاقوت نے ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن وہ اندر سے ڈر گیا تھا وہ نوح کو جانتا تھا وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا

اوکے اوکے کول میں نہیں ہاتھ لگاتا ویسے بھی ہم گھر جا رہے ہیں ناں میں ڈیڈ اسے بات کروں گا یہ لڑکی آج میری ہے نوح تم نے جو کرنا ہے تم کر لینا وہ چیلنجنگ انداز میں بولا تھا

نوح خاموش ہو گیا تھا وہ اس سے بحث نہیں کر سکتا تھا یاقوت کی سوچ بچکانہ تھی اور بچوں کو کیسے منایا جاتا ہے بھلا ؟

کھیل کھیل کر

مہراور سفیر ہال پہنچ گ ئے تھے معراج سلطان کو ساری بات بتا دی گئ تھی انکی حالت ایسی تھی جیسے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں حسینہ یوسف سلطان شمس حسن سب پریشان تھے سب کو ہالے کی فکر تھی حسینہ اور مہر کا تو رو رو کر برا حال تھا فروا بھی پریشان ہونے کی اداکاری کررہی تھیں جب مہرماہ انکو ذرا سائیڈ پہ لے کر گئی تھی اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں

یہ سب آپ نے کیا ہے ؟ بتائیں مجھے ؟ اگر ان سب میں میری بہن کو کچھ بھی ہوا تو آپ دیکھ لیجئے گا میں آپ کے ساتھ کیا کرتی ہوں اگر آپ کچھ جانتی ہیں تو صاف صاف بتادیجئے خدا کے لئے بتادیں میری بہن کہاں ہے وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ حلق کے بل چلارہی تھی

کیا بکواس کررہی ہو تم مہر میرا بھلا اس لڑکی سے کیا واسطہ جب میں شادی کے لئے مان گئ تو میں بھلا ایسی حرکت کیوں کروں گی تمہارے لئے بہتر ہے کہ اپنی اپنی بہن کو ڈھونڈو نہ کہ میرے سر پہ سوار ہو جاؤ ٹھیک ہے میں اسکو پسند نہیں کرتی ہوں لیکن یہ سب کچھ یہ سب بہت زیادہ ہے میں اس کے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرسکتی

ذرا سے فاصلے پہ کھڑے یوسف سلطان اور سفیر نے انکی باتیں سن لی تھیں وہ دونوں ابھی کچھ اور بھی بول رہی تھیں لیکن سفیر وہاں سے ہٹ گیا تھا

سفیر نے پولیس کو کال کردی تھی اس وقت ایس ایچ او اور ڈی آئی جی ہال پہنچ گئے تھے سفیر اور معراج سلطان ان سے بات کررہے تھے

آپ نے سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی ہے ؟ایسے کیسے میری بیٹی کہیں جا سکتی ہے آپ شہر میں نا کہ بندی کروادیں ہر گاڑی کی چیکنگ شروع کردیں مجھے میری بیٹی چاہیئے وہ برہم تھے وہ شاک تھے وہ غمگین تھے انکو لگتا تھا جیسے کسی نے انکے دل کو کسی تیز دھار برچھی سے کاٹ دیا ہو

جج صاحب ایک ہی فوٹیج کو ایک ہزار بار دیکھ چکا ہوں ہالے بیٹی خود گاڑی میں جا کر بیٹھی ہیں گاڑی کی نمبر پلیٹ فوٹیج میں نہیں دکھ رہی میں نے بزات خود ہر زاوے سے دیکھا ہے آپ کی بیٹی خود اس گاڑی میں جا کر بیٹھی تھیں اور اس گاڑی کو بھی زیادہ ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑی سیلون سے ذرا آگے جا کر جہاں سی سی ٹی وی کمرہ کی رینج ختم ہوتی ہے گاڑی ہم نے وہاں سے بر آمد کرلی ہے ڈرائیور بھی ہمیں مل گیا ہے لیکن بد قسمتی سے وہ گونگا ہے لیکن آپ فکر نہ کریں ایسے گونگوں کو زبان دینا آتا ہے ہمیں

حسن گاڑی کی چابی لاؤ میں خود ڈھونڈ کرلاؤں گا اپنی بیٹی کو وہ کہیں نہیں جا سکتی مجھے یقین ہے وہ میری بیٹی ہے میں اسکو ڈھونڈ لاؤں گا

حسن چابی لینے چلا گیا تھا

سفیر لب بھینچے یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا

اے بات سنو اس نے ایس ایچ او کو انگلی کے اشارے سے پاس بلایا تھا

جی سر وہ تابعداری سے بولا تھا

وہ لڑکی وہ مجھے چاہئے (اسکا لاکھوں کا ہیئر کٹ بکھرا ہوا تھا) کہیں سے بھی لاؤ کیسے بھی لاؤ جتنا پیسہ چاہئے لے لو جتنی فیورز چاہئے میں دوں گا وہ چبا چبا کر بول رہا تھا (اسکی برانڈڈ شیروانی پہ سلوٹیں پڑ گئی تھیں) چاہے تم اسکو زندہ لاؤ یا مردہ اسکی مسخ شدہ لاش لاؤ یا اسکا کٹا ہوا جسم (اسے زندگی میں کبھی کسی چیز کے لئے اتنا انتظار اتنی محنت نہیں کرنی پڑی تھی وہ کبھی کسی چیز کے لئے اتنا نہیں تڑپا تھا وہ فاتح تھا) مجھے وہ چاہئے وہ کہیں نہیں جا سکتی اسکو آنا ہوگا اپنے پیروں پہ چل کر آئے یا اسکو اسٹریچر پہ ڈال کر لاؤ اسکو حساب دینا ہوگا اسے ذلت کا نشان بنا دوں گا میں اسکی زندگی جہنم سے بھی بدتر بناؤں گا میں اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے میں اسکو عبرت کا نشان بنا دوں گا اسے لے کر آؤ جاؤ اسکی آنکھیں سرخ تھیں جیسے ابھی خون ٹپک پڑے گا

ایس ایچ او نے سر ہلایا تھا

سر میں اپنی پوری کوشش کروں گا

سفیر ایک بار پھر یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا

آج اسکو پتہ چلا تھا عرش سے فرش پہ گرنا کیسا ہوتا ہے

تب ہی اس کے موبائل پہ بیپ ہوئی دو بار زوں زوں کی آواز آئی اور پھر سکرین تاریک ہو گئی

ایسے جیسے غاریں تاریک ہوتی ہوں سفیر نے موبائل پہ انگلیاں چلائیں میسج کھولا وہ ایک غیر شناسا نمبر تھا جس سے سفیر کو ایک ویڈیو اور کچھ تصاویر موصول ہوئی تھیں

تصویر میں نظر آنے والا چہرہ شناسا تھا وہ اس چہرے کو کیسے بھول سکتا تھا وہ ہالے کا چہرہ تھا

حسن ہال کے ایک کونے میں گھاس پہ نفل پڑھ رہا تھا اس نے بھورے رنگ کی شیر وانی پہن رکھی تھی اس کے جوتے وہیں گھاس پہ اس کے قریب رکھے تھا اس نے سلام پھیرا تھا اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے تھا وہ زارو قطار رو رہا تھا روتے ہوئے اسکی ہچکیاں بندھ گئی تھیں

یا اللہ میری بہن کو واپس لے آئیں میں جانتا ہوں میں نے کبھی بہت زیادہ اچھے کام نہیں کئے لیکن اب کروں گا میں نے کبھی پابندی سے نماز نہیں پڑھی لیکن اب پڑھوں گا میں اس سے بہت لڑتا تھا ناں اب نہیں لڑوں گا بس ایک بار صرف ایک بار اسکو واپس لے آئیں اسکو سہی سلامت واپس لے آئیں اللہ آئی سویر آئی پرومیس میں ہر وہ کام کروں گا جو آپ کو پسند ہے بس میری بہن کو واپس لے آئیں میں مر جاؤں گا اللہ میں مر جاؤں گا پلیز اسکو واپس لے آئیں پلیز اس نے مجھ سے کہا تھا اس نے کہا تھا میں اس کے ساتھ چلوں میں نہیں گیا اللہ میں نہیں گیا میں کیوں نہیں گیا لعنت ہو مجھ پہ میرے پیدا ہونے پہ لعنت میں کیوں نہیں گیا وہ چیخ چیخ کر رو رہا تھا اسکا دل پھٹ رہا تھا یا اللہ میں اب کبھی کسی چیز کے لئے اسکو منع نہیں کروں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے بس ایک بار صرف ایک بار اسکو واپس لا دو میں کیوں نہیں گیا اس کے ساتھ کیوں کیوں کیوں وہ گھاس پہ ہاتھ مار مار کر رو رہا تھا

وہ کبھی دعا کرتا کبھی روتا اور کبھی خود کو کوستا وہ وقت کو پیچھے نہیں لے جا سکتا تھا جہاں وہ ہالے کے ساتھ جانے کو منع نہ کرتا

کتنے بے بس ہوتے ہیں ناں انسان ؟

عثمان نے گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کی تھی اسکی گاڑی کے پیچھے ہی یاقوت اور نوح کی گاڑی تھی شہر میں ہر جگہ ناکہ بندی تھی اس لئے نوح نے ہالے کو ڈگی میں ڈالا اور یہاں لے آیا یہ سپر مارکیٹ اس کے دوست کی تھی یہ پارکنگ ایریا سیف تھا پولیس ہر کہیں ڈھونڈ لیتی لیکن یہاں آنے کے بارے میں وہ سوچتے بھی نہیں

ہم یہاں کیوں ہیں نوح یار میں بور ہو گیا ہوں یہاں بیٹھے بیٹھے چلو نہ صائم کے فلیٹ پہ چلتے ہیں یا پھر کہیں اور لیکن کم از کم اس غار سے نکالو مجھے وہ کوفت زدہ تھا

مجھے انکل نے یہاں ٹھہرنے کو کہا ہے اور اگر اب تم کچھ بھی بولے تو میں انکو بتا دوں گا کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ نہیں ہو بلکہ اس لڑکی کو اغوا کرنے میں میرے ساتھ شامل رہے ہو وہ سامنے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا

تم کچھ بھی کہو مجھے اس لڑکی سے بدلہ لینا تھا اور ابھی بھی میرا دل ٹھنڈہ نہیں ہوا میں تو اس کے ساتھ وہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لڑکی ساری زندگی یاد رکھے اور تم چاہے مجھے چار گھنٹے بھی یہاں بٹھا کر رکھو میں اس کے ساتھ وہ سب ضرور کروں گا جسکی یہ حقدار ہے میں اپنا بدلہ لوں گا وہ تنفر سے کہہ رہا تھا

نوح نے جیسے اسکی بات سنی ہی نہیں ہو

ہاں تم اس سے بدلہ لوگے کیونکہ تمہارا بس ہی اسی پہ چلتا ہے بلکہ اس پہ بھی نہیں چلتا یہ لڑکی اگر ہوش میں ہوتی تب تمھیں بتاتی کہ وہ کیسی آفت ہے تمہارا بس صرف کمزور لوگوں پہ چلتا ہے میرے بھائی لو بدلہ لو شاباش تم اپنے قد سے بڑے دشمن کو چھوڑ دیتے ہو کیونکہ تم اس سے ڈرتے ہو لیکن تم فکر نہ کرو تم اس کمزور سے بدلہ لو میں تمھارے طاقتور دشمنوں سے نمٹ لوں گا کیونکہ میں مرد ہوں عورتوں سے مقابلہ نہیں کرتا میں وہ آنکھوں میں تمسخر لئے بول رہا تھا

یاقوت حسب توقع بپھر گیا تھا

کیا مطلب ہے تمہاری بات کا میں سب سے بدلہ لے سکتا ہوں میں بھی مرد ہوں اور میں اپنا بدلہ خود لے سکتا ہوں مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے وہ غصے سے کہہ رہا تھا

یار ہم دونوں بھائی ہیں میں بدلہ لے لوں یا تم اس میں کیا فرق ہے اور ویسے بھی تم لڑکی کو سمنبھال لو یہ بہت بڑی بات ہے جس کی بات میں کر رہا ہوں وہ تم سے بہت اوپر کی چیز ہے یار میں ہوں ناں اس کے لئے تم دیکھنا میں لوں گا اس سے بدلہ تمہارا بدلہ کیونکہ میں عورتوں سے بدلے نہیں لیتا مجھ میں مردوں سے لڑنے کی ہمت ہے وہ اسکو اکسا رہا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو رہا تھا

نوح مجھے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہو گا یہ ثابت کرنے کے لئے کہ میں یاقوت مرزا اپنا بدلہ لے سکتا ہوں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے میں کسی سے بھی لڑ سکتا ہوں اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ میں مرد ہوں وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بول رہا تھا اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں

چھوڑو یار رہنے دو روتے رہو گے پھر یا پھر انکل سے جا کر میری شکایت کرو گے لڑکیوں کی طرح مرد بننے کو ہمّت چاہیے ہوتی ہی جگرا چاہیے ہوتا ہے اور تم تم تو ابھی بچے ہو چلو ہم صائم کے فلیٹ پہ چلتے ہیں وہ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا تھا یاقوت نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا

مجھے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہو گا اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا تھا نوح نے کندھے اچکائے تھے

او کے کول تو یہ سامنے جو ایس پی گاڑی کھڑی ہے جانتے ہو کس کی ہے ؟عمر حیات عمر حیات وہ بول رہا تھا اور یاقوت غور سے سن رہا تھا یاد ہے عمر کون ہے ؟اسکے لہجے میں استہزا تھا وہی جس نے پچھلے مہینے تمہاری پارٹی پہ ریڈ لگایا تھا اور تمہاری ساری سٹاک ڈرگز اور امپورٹڈ شراب ضبط کر لی تھی (یاقوت نے غصے سے مٹھی بھینچ لی تھی) کتنی مشکل سے نکلے تھے تم اس کیس سے اف مجھے تو سوچ کر بھی جھرجھری آرہی ہے کتنی بے عزتی ہوئی تھی تمہاری کتنے دن انکل نے تمھیں گھر سے نکلنے نہیں دیا تھا اور اسی کی وجہ سے تو شینا نے تم سے بریک اپ کیا تھا کیونکہ وہ اس ایس پی کو دیکھ کر اسکی گرویدہ ہو گئی تھی (یاقوت کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگی تھیں وہ اسکی سب سے محبوب گرل فرینڈ تھی)

لیکن خیر تم کیا کر سکتے ہو تم بھلا کر ہی کیا سکتے ہو بھائی لیکن ٹینشن نہ لو میں ہوں ناں ایسا بدلہ لوں گا یاد رکھے گا یہ ایس پی

اگر تم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے ؟وہ مشکوک لہجے میں پوچھ رہا تھا

نوح مسکرایا تھا تیر نشانے پہ لگا تھا وہ اسکی کمزوری جانتا تھا آہ بس کبھی کسی کی کمزوری نہ کسی کے ہاتھ لگے

میں وہ کھل کر مسکرایا تھا میں یہ کرتا کہ یہ جو لڑکی ہے ناں پیچھے اسکو اٹھاتا اور اس ایس پی کی گاڑی میں ڈال دیتا پھر میں یہ کرتا کہ صبح ہونے سے پہلے اس لڑکی کے باپ اور منگیتر کو کال کرتا اور انکو بتاتا کہ انکی لڑکی کہاں ہے تم جانتے تو ہو گے وہ لوگ کون ہیں ایک تو ایس پی کی نوکری جاتی اور دوسرا اسکی سارے شہر میں ریپوٹیشن خراب ہوتی تیسرا وہ لوگ اسکے ساتھ وہ کرتے کہ اس ایس پی کی نسلیں یاد رکھتی چوتھا یہ آفت لڑکی اس آدمی کی زندگی حرام کر دیتی نہ اسکو زندہ لوگوں میں چھوڑتی نہ مردوں میں اور آخری اور سب سے بڑی بات وہ ایک ایسے گناہ کی سزا بھگتتا جو اس نے کبھی کیا ہی نہ ہوتا کسی بھی انسان کے لئے سب سے بڑی سزا یہی ہوتی ہے کہ وہ کسی ایسے جرم کی سزا کاٹے جو اس سے سرزد ہی نہ ہوا ہو یہ سزا یا تو انسان کو پاگل کر دیتی ہے یا مار دیتی ہے میں تو اپنے دشمن کے ساتھ یہی کرتا وہ سامنے گاڑی کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا

خیر چلو صائم کے فلیٹ چلتے ہیں ورنہ تم پھر بچوں کی طرح رونے لگو گے وہ اب اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تھا

تم اندر جا کر اس کے ڈرائیور کو مصروف رکھو میں یہاں سنبھال لوں گا وہ اب گاڑی کو دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے

لیکن تم اکیلے کیسے میں تمہارے ساتھ یہاں۔۔۔یاقوت نے اسکی بات کاٹی تھی

بس میں نے جو کہا ہے وہ کرو میں مرد ہوں اپنا بدلہ اکیلے بھی لے سکتا ہوں میں اپنے سے ہزار گنا طاقت ور دشمن سے اپنا بدلہ خود لے سکتا ہوں مجھے اپنے سینے پہ انگلی رکھی تھی یاقوت مرزا کو اپنا بدلہ لینے کے لئے کسی نوح مرزا کی ضرورت نہیں

اور اسکا مکمل حسن جو تمھیں کچھ دیر قبل اٹریکٹ کر رہا تھا اسکا کیا؟ وہ سنجیدہ تھا

ارے لعنت بھیجو حسن پہ پہلے میں یہ تو ثابت کر دوں کہ میں "مرد" ہوں

وہ کہہ کر گاڑی سے اتر گیا تھا

نوح بھی گاڑی سے نیچے اترا تھا ابھی اسکو بہت کام کرنے تھے ڈرائیور سے گاڑی کی چابی لانی تھی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ کروانی تھی عمر کی گاڑی کی ڈگی سے اسکا سامان نکال کر اسکی جگہ ایک جیتا جاگتا وجود اندر ڈالنا تھا اف اللہ ایک نوح اور اتنے کام

اس نے ایک مرد سے بچا کر ہالے کو دوسرے مرد کے حوالے کیوں کیا تھا؟ کیونکہ اس رات اس ریستوران میں نوح مرزا بھی موجود تھا اس نے عمر کو ہالے کے ساتھ بیٹھے دیکھ لیا تھا اس نے عمر کی آنکھیں پڑھ لی تھیں وہ ہالے کو ایسے مرد کے حوالے کر رہا تھا جو خود تو مر جاتا لیکن اس لڑکی پہ حرف نہ آنے دیتا وہ ہالے کو ایک جانور سے بچا کر ایک انسان کے حوالے کر رہا تھا اس لئے نہیں کیونکہ وہ عظیم تھا

بلکہ اس لئے کیونکہ اس کے گھر میں اسکی بہن تھی

سفیر نے اس ویڈیو پہ پلے کا بٹن دبایا تھا ویڈیو چلنے لگی تھی منظر ابھر ابھر کر آرہے تھے وہ کسی ہسپتال کی سی سی ٹی وی فوٹیج تھی اس فوٹیج میں چار لوگ نظر آتے تھے ایک ہالے سلطان دوسرا ڈاکٹر تیسری سسٹر اور چھوتا اسٹریچر پہ لیٹا عمر حیات وہ زرد لباس والی لڑکی ہاتھ ہلا ہلا کر ڈاکٹر سے کچھ کہہ رہی تھی اس کے چہرے پہ برہمی تھی ویڈیو

یہیں ختم ہو جاتی ہے سفیر نے کانپتے ہاتھوں سے دوسری ویڈیو چلائی تھی اس میں وہی لڑکا اب ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹا تھا پچھلی فوٹیج میں نظر آنے والی لڑکی نے اس فوٹیج میں میرون لباس پہن رکھا تھا وہ اس کے پاس بیٹھی کوئی بات کر رہی تھی یہ ویڈیو بھی بس پینتالیس سیکنڈ کی تھی سفیر نے اب دھڑا دھڑ تصویروں کو کھولنا شروع کیا تھا اس لڑکی نے یہاں سیاہ لباس پہن رکھا تھا سامنے بیٹھا لڑکا اور وہ اس تصویر میں مسکرا رہے تھے چند اور اگلی تصویر شاید ایک مال کی تھی وہ لڑکا اس تصویر میں ہالے کو کوئی شاپنگ بیگ تھما رہا تھا اگلی تصویر جان لیوا تھی وہ کسی ہسپتال کی consent form کی تصویر تھی

اجازت نامہ برائے انتقال خون

اس فارم میں مریض کے رشتے داروں کے خانے میں ہالے سلطان کا نام لکھا تھا اور مریض سے تعلق نوعیت کے کے خانے میں "بیوی" لکھا تھا مریض کا نام عمر حیات تھا سفیر نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا اسکو کسی چیز کا یقین نہیں آ رہا تھا اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے اسکی آنکھیں شاک سے پھیل گئی تھیں یہ کیا ہو گیا تھا اس کے ساتھ؟ وہ فاتح تھا اس نے جس چیز کی آرزو کی تھی اس کو ہر وہ چیز ملی تھی آج کیسے کس مقام پہ اس سے کیا چھینا گیا تھا آہ یہ کیسی تکلیف تھی یہ کیسی ازیت تھی اسکو سمجھ نہیں آ رہا تھا اسکو کیسے ہینڈل کرنا ہے اسکو پتہ نہیں تھا اسے بس جیت کا جشن منانا آتا تھا ہارنے کا دکھ کبھی جھیلا ہی نہیں تھا آج تک کبھی کچھ ہارا ہی نہیں تھا مات تو آج تک کبھی کھائی ہی نہیں تھی اس کے دل سے خون رسنے لگا تھا وہ نیچے زمین پہ بیٹھتا چلا گیا فروا اس کے پاس بیٹھی اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں یوسف سلطان کیا کہہ رہے تھے وہ کچھ نہیں سن رہا تھا وہ کچھ نہیں دیکھ رہا تھا

سارے منظر دھندھلے تھے ساری آوازیں نوحہ لگتی تھیں اس کی آنکھیں ویران تھیں بنجر اسکے ہونٹ مقفل تھے

فروا نے نیچے گرا اسکا موبائل اٹھایا تھا اس پہ چلنے والا منظر اس نے یوسف سلطان کی روح کھینچ لی تھی پاس کھڑی حسینہ نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا تھا مہر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی

مہر تم جانتی ہو یہ لڑکا کون ہے؟ سفیر کی پھٹی ہوئی آواز بلند ہوئی تھی

مہر نے آنسو پونچھے تھے کچھ بولی نہیں سفیر یکدم اٹھ کھڑا ہوا تھا

اس نے مہر کا بازو سختی سے دبوچ لیا تھا

میں پوچھ رہا ہوں کیا تم جانتی ہو یہ لڑکا کون ہے وہ بلند آواز میں چلایا تھا

وہ۔۔وہ ہالے کا دوست ہے اس نے مجھے یہی بتایا تھا وہ روتے ہوئے بولی تھی یوسف سلطان کا دل جیسے کسی نے چیر کر رکھ دیا ہو وہ گرنے لگے تھے جب حسن نے انکو سہارا دیا اور پاس رکھے صوفے پہ انکو بٹھا دیا ہالے کو غائب ہوئے چار گھنٹے ہونے کو آئے تھے مہمانوں کو رخصت کر دیا گیا تھا اب ہال میں بس اکا دکا لوگ تھے معراج اور شاہد ابھی تک واپس نہیں آئے تھے وہ اب تک ہالے کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے تھے معراج بار بار عمر کو کال کرتے تھے لیکن اسکا نمبر بند تھا وہ اس کے بنگلے پہ بھی گئے تھے لیکن نہ اسکی گاڑی وہاں تھی اور نہ وہ خود اسکا گھر تاریکی میں ڈوبا تھا ساتھ والوں کے چوکیدار سے پوچھنے پہ پتہ چلا تھا کہ وہ آج نواب شاہ کے لئے نکل گیا ہے اس کو عثمان نے یہی بتایا تھا سو اس نے بتا دیا جیسے ہی معراج سلطان اپنی گاڑی میں وہاں سے نکلے عثمان گاڑی لئے

آدھمکا تھا لیکن اس بار صورتحال مختلف تھی گاڑی میں گیا سامان تھا لیکن جو واپس آیا تھا وہ ایک انسان کا وجود تھا فروا سفیر کا بازو پکڑے اسکو ذرا فاصلے پہ لے گئی تھیں وہ ہارے ہوئے انداز میں ان کے ساتھ گھسٹتا چلا گیا اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ رکھے تھے آنکھیں بالکل ویران تھیں جیسے کوئی صحرا ہو

سفیر بیٹے ہوش کرو کیا ہو گیا ہے تمھیں وہ ایک بد کردار لڑکی تھی بھاگ گئی ہے وہ اب تم بھی اس پہ لعنت بھیجو سمبھالو خود کو تم میرے بیٹے ہو تم سفیر سلطان ہو تم شیر ہو یوں ہمت نہیں ہار سکتے تم

یہ سب کیا ہو گیا ممی ؟ میں برباد ہو گیا ہوں سب خاک ہو گیا ہے میں فاتح تھا میں کنگ تھا یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے اس لڑکی نے میرے ساتھ کیا کر دیا ہے ؟ میں کس منہ سے باہر جاؤں گا کیسے لوگوں کا سامنا کروں گا میری عزت مٹی میں ملا دی ہے اس نے وہ دھیمے مگر ہارے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا

شمس ذرا فاصلے پہ کھڑے یوسف سلطان کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے انکو بس دو ہی لوگ ہینڈل کر سکتے تھے ایک موجود نہیں تھا دوسرا اس پوزیشن میں نہیں تھا

کچھ نہیں ہوا ہے بیٹے اب بھی سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے ہم سب کچھ فکس کر سکتے ہیں نیوز پیپرز وہی چھاپیں گے جو ہم کہیں گے ٹی وی پہ وہی دکھایا جائے گا جو ہم انکو دکھانا چاہیں گے اب یہ تمھارے ہاتھ میں ہے کہ تم اپنی عزت بچانا چاہتے ہو یا پھر خود کو برباد کرنا چاہتے ہو وہ اسکو سمجھا رہی تھیں

کیا کہنا چاہتی ہیں آپ وہ شکست خوردہ لگتا تھا

تمہاری شادی تمہاری کزن سے ہونی ہے ہر کسی کو یہی بات پتہ ہے کارڈ پہ ہالے کا نام نہیں تھا یہ اسکی خواہش تھی کارڈ پہ "بنت معراج" لکھا ہے اور مہر اسکی ولدیت کے خانے میں بھی ہم نے آج تک معراج ہی لکھوایا ہے انکی آنکھیں چمک رہی تھیں تم مہر سے نکاح کر لو سفیر نے اپنی کہنی چھڑوائی تھی

یہ نہیں ہو گا ممی میں ہالے کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کروں گا وہ سختی سے بولا تھا

اتو کون کہتا ہے کہ تم اس سے شادی نہ کرو؟

آپ کیا کہہ رہی ہیں میں کچھ نہیں سمجھ رہا میں دو دو بہنوں سے کیسے شادی کر سکتا ہوں وہ بے زار ہو گیا تھا

وہ دونوں سگی بہنیں نہیں ہیں وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی بولی تھیں

تم مہر اور ہالے دونوں کو اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو جب تک ہالے آجائے تب تک اپنی عزت بچا لو سفیر ہم نیوز چینلز سے کہہ دیں گے جو مسنگ ہے وہ تمہاری کزن ہے جس سے تمہاری شادی ہو رہی تھی وہ لڑکی مہر ماہ ہے

اسی وقت معراج اور شاہد واپس آئے تھے سفیر نے مڑ کر انکو دیکھا تھا وہ خالی ہاتھ تھے وہ واقعی آدھے مردہ لگ رہے تھے گھر سے بھاگ جانے والی لڑکی گھر کے مردوں کو آدھا مار دیتی ہے اور اسکی واپسی یا تو اسکی اپنی جان لے لیتی ہی یا اس کے گھر کے مردوں کو پورا مار دیتی ہے

ہالے کا کچھ پتہ چلا؟ یوسف سلطان کی بے قرار سی آواز آئی تھی

معراج کرسی پہ ڈھے سے گے تھے جبکہ شاہد کی آنکھیں ضبط سے سرخ تھیں وہ انکی بھانجی تھی انکی بہن کی پہلی اولاد

شہر کے سارے اشتہاری ملزم شہر کے سارے دو نمبر لوگ سارے غنڈے بد معاش سب کو پکڑ کر تھانے میں بند کر دیا ہے مار پیٹ دھمکی کیا ہے جو نہیں کر کے دیکھا لیکن کوئی کچھ بتاتا ہی نہیں کوئی کچھ جانتا ہی نہیں وہ گاڑی جس میں ہالے بیٹھی تھی وہ چوری کی گاڑی ہے اسکے مالک نے دو مہینے پہلے گاڑی کی رپورٹ درج کروادی تھی

یوسف صاحب ہم نے سب کر کے دیکھ لیا ہے ہالے نہیں ملی شاہد نظریں جھکائے بول رہے تھے

معراج بھائی گھر چلتے ہیں کب تک یہاں بیٹھے رہیں گے ؟ وہ ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے بولے تھے

چلے جانا گھر بھی پہلے میرا نکاح تو ہو جائے وہ طنزیہ لہجے میں بولا تھا معراج نے تھکی تھکی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

کیا بکواس کر رہے ہو تم ہالے نہیں ہے یہاں نکاح کیسے ہو سکتا ہے شمس نے اسکا بازو پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا تھا

کیوں کیا ہالے کے علاوہ کسی اور لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا ؟ مہر ماہ سے ہو گا میرا نکاح بلائیں قاضی کو ابھی کے ابھی ہو گا نکاح فروا کھل کر مسکرائی تھیں

مہر نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسکو دیکھا تھا حسن نے غصے سے معراج نے بے بسی سے اور یوسف سلطان وہ ہارے ہوئے تھے ان کے پاس منع کرنے کی جرات نہیں تھی

سفیر بیٹے تم جلد بازی کر رہے ہو ہالے آجائے گی تم صبر تو کرو شاہد نے سمجھانا چاہا تھا

آپ میرے گھر کے معملات سے دور رہیں یہ وقت عزت بچانے کا ہے اور میں آپ کی ہالے سلطان کی وجہ سے ساری زندگی گردن جھکا کر نہیں چل سکتا وہ انکی آنکھوں میں دیکھتا تنفر سے بولا تھا نوال نے آگے بڑھ کر شاہد کو خاموش رہنے کا کہا تھا سب لوگ خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے جب حسن کی کمزور سی آواز آئی

سفیر بھائی یہ نہ کریں پلیز میری بہن آجائے گی وہ مسنگ ہے وہ آ جائے گی

حسن اپنی بہن کے لئے بھیک مت مانگو معراج جھکے ہوئے کندھوں اور اٹھی ہوئی گردن کے ساتھ بولے تھے

حسینہ دوپٹے کے پلو میں چہرہ چھپا کر رونے لگی تھیں مہر نے انکو روتے ہوئے دیکھتی رہی اور پھر ہمت مجتمع کرتی بولی تھی

میں یہ نکاح نہیں کروں گی وہ روتے ہوئے بولی تھی

کیا میرے کہنے پر بھی نہیں کرو گی ؟یوسف سلطان کی آواز پہ مہر نے کرب سے آنکھیں بند کر لی تھیں وہ انکو انکار نہیں کر سکتی تھی وہ اگر مہر کی جان بھی مانگ لیں وہ تب بھی انکار نہیں کریگی یہ طے تھا

یکدم جیسے بھگدڑ سی مچ گئی تھی قاضی کو بلا لیا گیا تھا مہر کے میک اپ کو نیا ٹچ دیا گیا تھا جو مہمان باقی تھے ان کو بٹھایا گیا تھا سفیر اور مہر کو اسٹیج پہ لے جایا گیا تھا

مہر ماہ ولد وہاج خان آپ کو سفیر سلطان ولد شمس سلطان حق مہر پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے

اسکی آنکھوں کے گرد کئی منظر گھومے تھے

مال جانے سے پہلے اسکو منانے آتی ہالے

آپی آپ میرے لئے ساری دنیا میں سب سے زیادہ اہم ہیں بابا کے بعد بس آپ مما حسن دادا جان سب آپ کے بعد آتے ہیں آپ ابھی کہہ دیں میں سفیر کو چھوڑ دوں گی آپ جو کہیں گی میں کروں گی

قبول ہے۔۔۔

یوسف سلطان کی ڈانٹ کھا کر آنے والی مہر کو دلاسہ دیتی ہالے

آپی آئندہ سے میں بھی ان کے پاس نہیں جاؤں گی جو آپ سے اچھے سے بات نہیں کرے گا ہالے اس سے بات نہیں کریگی بس بات ختم

قبول ہے

ہارون سے مہر کی خاطر لڑنے والی ہالے

میرے لئے آپ سے زیادہ کوئی ضروری نہیں ہے ہارون بھی نہیں اگر وہ آپ کے ساتھ روڈ بیہیو کرے گا تو میں اسکے ساتھ اچھے سے نہیں رہ سکتی ہم دونوں دو جسم ایک جان ہیں آپ کو لگنے والا زخم میرے جسم کو بھی تکلیف دیتا ہے ہالے آپ کے لئے ساری دنیا سے لڑ سکتی ہے جب تک میں زندہ ہوں کوئی آپ کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر سکتا

قبول ہے

سفیر سلطان ولد شمس سلطان۔۔۔۔ قاضی اب سفیر سے پوچھ رہا تھا لیکن مہر کے کان بند ہو گئے تھے

آوازوں کا راستہ رک گیا تھا اب بس خاموشی تھی گمبھیر خاموشی یکا یک پھر شور اٹھا تھا مبارک بعد سلامتی دعائیں کچھ حسد بھری نظریں تو کچھ تمسخر بھرے لہجے

اسی وقت سفیر نے اپنے مینیجر کو قریب بلایا تھا اور اپنا موبائل اس کے ہاتھ میں دیا تھا

میرے انسٹا گرام اور ٹویٹر دونوں اکاؤنٹس پہ ہم دونوں کی تصویر لگاؤ اور کیپشن لکھو

Blessed with the best hashtag my forever hashtag love of life hashtag blessed

اور نیچے ایک اور کیپشن لکھو میری کزن کے لئے اس میں جو مرضی لکھو میں نہیں جانتا لیکن آدھے گھنٹے کے اندر میڈیا پہ میرا کیپشن چلنا چاہیے نہ کہ میری کزن کے بھاگنے کی نیوز وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہہ رہا تھا

فروا مسکرا مسکرا کر سب سے مبارک بعد وصول کر رہی تھیں شمس سنجیدہ تھے محض سر ہلا کر مبارک وصول کرتے یوسف سلطان کو تو جیسے چپ لگ گئی تھی نوال اور شاہد ذرا دور کھڑے تھے ہالے اور ہارون کے درمیان جو کچھ بھی ہوا ہو لیکن اس وقت نوال بار بار اپنی نم آنکھوں کو پونچھتی تھیں انکو برا لگ رہا تھا بہت برا

حسینہ نے مہر کو گلے لگا کر اسکا ماتھا چوم لیا تھا سفیر کو دعا دی تھی وہ سارے جہاں سے بے زار بیٹھا تھا معراج اٹھ کر ان دونوں کے قریب آئے تھے ان کے ہاتھ میں گاڑی کی چابی تھی وہ عجلت میں لگتے تھے

تم نے جو بھی کیا سہی یا غلط میں نہیں جانتا لیکن اب میری بیٹی کے واپس آنے کے بعد تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا

سفیر استہزائیہ ہنسا تھا

آپ کی بد کردار بیٹی اب گھر واپس نہیں آئے گی سفیر نے زہر اگلا تھا

معراج نے چونک کر اس کو دیکھا تھا

بھاگ گئی ہے وہ اب ڈھونڈیں اس کے یار کو بلکہ ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس علاقے کا ایس پی ہے جانتے تو ہوں گے ہی آپ اس کو؟ عمر۔ عمر حیات اسی کے ساتھ نکاح کر کے بھاگ گئی ہے آپ کی بیٹی

شمس نے آگے بڑھ کر اس کو روکنا چاہا تھا

بکواس کرتے ہو تم میری بیٹی میری بیٹی عمر کو نہیں جانتی

اچھا تو پھر کہاں ہے وہ عمر جب آدھی پولیس فورس یہاں موجود ہے تو وہ عمر حیات کیوں نہیں ہے کیوں وہ ڈی آئی جی تک کی کالز ریسیو نہیں کر رہا کیوں اسکا گھر خالی ہے؟

تم بکواس کرتے ہو وہ بدقت بول پائے تھے

اچھا تو ابھی پروف کر دیتا ہوں میں وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تھا فروا نے بازو سینے پہ باندھ لئے تھے ابھی تو کھیل شروع ہوا تھا

سفیر بھائی وہ سب جھوٹ ہے میری بہن ایسی نہیں ہے

کیا پروف ہے بتاؤ مجھے ؟بولو

جبران میرا موبائل لاؤ یہاں وہ دھاڑا تھا

وہ انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا جبران بھاگتا ہوا آیا تھا اور موبائل سفیر کے ہاتھ میں دیا تھا

بھائی جان آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی آپ مت دیکھیں یہ سب ہم چلتے ہیں اس ایس پی کے گھر چلتے ہیں آئی جی صاحب نے کہا تو ہے وہ صبح تک ہماری لڑکی کو ڈھونڈ دیں گے شاہد نے انکو باز رکھنا چاہا لیکن وہ کسی کی نہیں سن رہے تھے

سفیر نے اپنے موبائل پہ انگلیاں چلائی تھیں اور کچھ دیر قبل ایک غیر شناسا نمبر سے موصول ہونے والی تمام تصاویر اور ویڈیوز باری باری انکو دکھاتا گیا وہ جیسے جیسے انکو دیکھتے جاتے انکا رنگ سفید پڑتا جا رہا تھا انکا چہرہ پسینے سے بھیگتا جا رہا تھا بے اختیار انکا ہاتھ اپنے دل کے مقام پہ گیا تھا ان کے دل میں یک دم اتنا درد شروع ہوا تھا کہ کوئی حد نہیں

انکا سانس رک رہا تھا حسن نے آگے بڑھ کر انکو سمبھالنا چاہا لیکن وہ گرے تھے وہ زمین بوس ہوئے تھے شاہد اپنی جگہ سے ایک ہی جست میں ان کے قریب آگ ئے تھے سفیر اور شمس بھی گھبرا گئے تھے سفیر نے جلدی سے جھک کر انکو اپنے بازوؤں میں بھر لیا تھا وہ تنو مند سے تھے انکا جسم بھاری تھا لیکن سفیر کو جیسے فرق ہی نہ پڑتا ہو

گاڑی نکالو وہ دھاڑ رہا تھا

بڑے پاپا میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا وہ خود سے بڑبڑایا تھا

ااسکی آنکھ جب کھلی تو کافی دیر تک وہ خالی خالی ذہن سے یہ سوچتی رہی کہ وہ کہاں ہے اسکا سر بھاری ہو رہا تھا جسم پسینے سے شرابور تھا بال بکھر گئے تھے اسکا ذہن اب بھی کچھ یاد کرنے سے انکاری تھا اسکا جسم سن تھا کافی دیر تک اسی طرح پڑے رہنے کے بعد اسکو احساس ہوا کہ کچھ غلط ہے اور یکدم اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا سیلون سے باہر نکلنا ہارون کی کال اٹینڈ کرتا اسکا وجود وہ سفید وردی والا ڈرائیور دو نقاب پوش اور اسکی شادی اوہ خدایا وہ کہاں تھی اسکا دم گھٹ رہا شاید وہ کسی گاڑی میں تھی بلکہ نہیں وہ گاڑی کی ڈگی میں تھی اس نے اٹھنے کی کوشش کی اسکا جسم اکڑ گیا تھا وہ یہاں کیوں تھی کب سے تھی کون یہاں لایا تھا اسے نہیں پتہ تھا

دس منٹ مزید اسی طرح پڑے رہنے کے بعد اس نے ہمت کی تھی اور اٹھ کر بیٹھی تھی سکڑ کر سمٹ کر اسکی ٹانگیں بری طرح درد کر رہی تھیں وہ جگہ کافی تنگ نہیں تو اتنی کھلی بھی نہیں تھی وہ اپنی پوری طاقت مجتمع کرتی اٹھی تھی اور سیٹ پھلانگ کر آگے آکر بیٹھی تھی اتنی سی کوشش میں وہ ھانپنے لگی تھی صبح کی بھوکی پیاسی اوپر سے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا

صبح سے شادی کی تیاریوں میں اسکو بھوک کا احساس ہی نہیں ہوا تھا"شادی "اوہ خدایا شادی اسکی آج شادی تھی وہ اغوا ہو چکی تھی

اسکا دماغ چکرانے لگا اس نے اپنا فون ڈھونڈنے کو یہاں وہاں نظر دوڑائی لیکن بے سود تب ہی اسکی نظر گاڑی کے ڈیش بورڈ پہ پڑے چھوٹے بٹنوں والے موبائل پہ گئی اس نے فورا آگے بڑھ کر موبائل اٹھالیا تھا سب سے پہلے وقت دیکھا تھا صبح کے پانچ بج رہے تھے

اس کے آنسو بے اختیار بہنے لگے دل حلق میں آگیا تھا یااللہ میرے بابا انکی عزت اس کی زبان سے بس یہی پھسلا تھا یہ رونے کا وقت نہیں تھا یہ وقت یہاں سے نکلنے کا تھا اسکو یہاں سے جانا تھا فورا کس کو کال کرے کس کو

اس نے مہر کو کال کرنے کے لئے موبائل چہرے کے آگے کیا نمبر ڈائل کرنا چاہا لیکن ذہن ایسے تھا جیسے خالی سلیٹ اسے خود پہ غصہ آیا اور ترس بھی اس نے سفیر کا نمبر ڈائل کرنا چاہا لیکن انگلیوں نے دو ہندسوں کے بعد کچھ بھی لکھنے سے انکار کر دیا وہ پھر سے رونے لگی تھی بلک بلک کر یکدم اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا حسن اسکو حسن کا نمبر یاد تھا

اس نے دھڑا دھڑ نمبر ڈائل کرنا شروع کیا بیل جا رہی تھی ایک بار دو بار تین بار اور پھر

آپ کے مطوبہ نمبر سے اس وقت جواب موصول نہیں ہو رہا برائے مہربانی تھوڑی دیر بعد کوشش کریں

اس آواز نے اس کے کانوں میں صور پھونک دیا تھا

جب کہیں پھنسو گی نہ تب کرتی رہنا مجھے کالز

آنسو ابل ابل کر اسکی انکھوں سے نکل رہے تھے

کیونکہ تمھیں صرف حسن سلطان کا نمبر زبانی یاد ہے

اس نے موبائل زور سے گاڑی کے سامنے والے شیشے پہ دے مارا تھا

وہی حسن جس کا موبائل آئے دن کہیں نہ کہیں چھپا دیتی ہو

اس کے ذہن کے پردوں پہ ایک ہی آواز لہرا رہی تھی

اس نے گاڑی کے شیشوں کو زور زور سے بجانا شروع کر دیا تھا وہ کبھی گاڑی چھت کو زور زور سے مارتی تو کبھی شیشوں کو بجاتی ایک گھنٹے تک وہ اسی طرح چیختی چلاتی رہی کبھی روتی اور کبھی باہر پھیلتی سفیدی کو دیکھتی یہ ابھرتا ہوا سویرا اسکی ساری زندگی پہ کالک مل دے گا وہ جانتی تھی اس کے ہاتھ سرخ ہو چکے تھے حلیہ ابتر آنکھیں سوجھ گئی تھیں اس نے تھک کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا تھا جب اس نے ایک سیاہ آنکھوں والے نوجوان کو گاڑی کی طرف آتے دیکھا اسے زندگی میں کسی چہرے سے اتنی نفرت نہیں ہوئی جتنی اس وقت اس شخص سے ہوئی تھی وہ شاید ابھی نیند سے جاگا تھا

اسے دس دن قبل کا وہ پروپوزل یاد آیا اپنا انکار یاد آیا اس کا مسکراتا چہرہ یاد آیا وہ ڈرائیور وہ نقاب پوش یاد آئے وہ بالکل سن سانس روکے اسکو قریب آتے دیکھتی رہی وہ سیاہ ٹی شرٹ میں ملبوس تھا بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سرخ تھیں وہ اس حلیے میں بھی وجیہہ لگ رہا تھا

اس نے گاڑی ان لاک کی تھی اور گردن اندر کر کے گاڑی کے اندر دیکھنا چاہا لیکن اندر بیٹھے وجود کو دیکھ کر اسکا سانس تک رک گیا وہ آف وائٹ کام دار غرارے میں ملبوس الجھی لٹوں اور بے حال چہرے والی لڑکی اس وقت یہاں کیوں تھی اسے یہاں نہیں ہونا چاہئے تھا وہ یہاں تھی مطلب بہت کچھ غلط تھا بلکہ سب کچھ غلط تھا

وہ اسکو دیکھتے آنکھوں میں خون لئے نیچے اتری تھی عمر اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا وہ اس کے سامنے کھڑی تھی آنکھوں میں غضب لئے

آپ یہاں کیا کر . رہی .ہیں اس نے اٹک اٹک کر پوچھا تھا

میری شادی کی رات تم مجھے اغوا کر کے لاتے ہو صبح تک مجھے اپنی گاڑی میں قید رکھتے ہو اور اب مجھ سے یہ پوچھ رہے ہو کہ میں یہاں کیا کر رہی ہوں وہ ہزیانی انداز میں چیخ رہی تھی

آپ آپ کی شادی نہیں ہوئی؟

ہالے نے قہر برساتی نظروں سے اس کو دیکھا تھا اور پھر ایک دم سے اس کے سینے پہ تھپڑوں اور مکوں کی بارش کر دی وہ جو ابھی ایک شاک سے نہیں نکلا تھا حیرت سے اسکو مارتے دیکھتا رہا

تم نے میری زندگی خراب کر دی تم نے میری عزت کہ خراب کر دی تمہاری دو ٹکے کی محبت نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا وہ اسکو مارتی جاتی اور چلاتی جاتی میں تمھیں جان سے مار دوں گی میں چھوڑوں گی نہیں تمھیں گھٹیا انسان عمر نے اسکو روکا نہیں تھا وہ خاموشی سے مار کھاتا رہا

دو تین منٹ بعد وہ تھک گئی تھی اس نے اپنے ہاتھ پہلو میں گرا دیئے تھے عمر کو بھی ہوش آیا تھا

آپ رات گھر نہیں پہنچیں؟ وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

یا اللہ آپ رات گھر نہیں گئیں اس نے اپنے ماتھے کو چھوا تھا وہ ہالے کے "یہاں" ہونے کے شاک سے ابھی نکلا ہی تھا کہ اسکو ہالے کے "وہاں" نہ ہونے کا شاک لگ گیا تھا اس نے اپنی جیب ٹٹولی تھی اور موبائل باہر نکالا تھا اب وہ یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا ہالے خاموش مگر چبھتی نظروں سے اسکو دیکھتی رہی

اس نے جیسے ہی موبائل آن کیا اسکو معراج سلطان کی پینتالیس مسڈ کالز موصول ہوئیں ڈی آئی جی کی دس اور باقی لوگوں کو اس نے نہیں دیکھا تھا اس نے فورا یوٹیوب پہ جا کر نیوز چینل ڈھونڈا تھا

ہائی کورٹ جج معراج سلطان کی بیٹی اور مشہور بزنس ٹائیکون سفیر سلطان کی کزن ہالے سلطان کل رات ایک سیلون سے غائب ہو گئی ہیں کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنی شادی سے خوش نہیں تھیں اور ان پہ اس شادی کے لئے دباو ڈالا جا رہا تھا لہٰذا وہ رپوٹر ابھی کچھ اور بھی کہہ رہی تھی جب ہالے نے اسکا موبائل فون اسکے ہاتھ سے لے کر زور سے زمین پہ پٹخا تھا

میری بربادی کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو ہاں ؟ بہت سکون آ رہا ہے تمھیں بہت مزہ آ رہا ہے اور یہ کیا اداکاری کر رہے ہو میرے سامنے جیسے تمھیں کچھ پتہ ہی نہ ہو کیوں کیا تم نے ایسا کیوں وہ اس کے سر پہ کھڑی غرا رہی تھی عمر نے اس کو افسوس سے دیکھا تھا

مجھے نہیں پتہ آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے کس نے کیا ہے لیکن اس وقت صلح صفائی کا وقت نہیں ہے چلیں میں آپ کو گھر چھوڑ آتا ہوں جج صاحب پریشان ہوں گے

تمہارے ساتھ جاؤں گی میں ؟تم لے کر جاؤ گے مجھے ؟لعنت بھی نہیں بھیجتی میں تم پہ میں تمھیں چھوڑوں گی نہیں عمر میں اپنے ہاتھوں سے تمھیں مار دوں گی بس ایک بار ایک بار میں اپنے خاندان کو تمہاری حقیقت بتا دوں پھر تم دیکھنا میں تمھارے ساتھ کیا کرتی ہوں وہ سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ دھاڑ رہی تھی

یا تو آپ میرے ساتھ جائیں گی یا پھر میں ابھی اور اسی وقت آپ کو اپنے گھر کے اسٹور روم میں بند کر دوں گا آخر کو اغوا کار تو میں ھوں ناں ؟پھر کیا کریں گی آپ کس کو جا کر صفائی دیں گی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ایسے ٹھنڈے لہجے میں بولا تھا کہ ہالے کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہوئی

وہ خاموشی سے آگے بڑھنے لگی جب عمر کی آواز نے اسکو روکا تھا

اس حالت میں گھر جائیں گی ؟اوپر کچھ کپڑے رکھے ہیں جائیں چینج کر کے آئیں وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولا تھا

تب ہی شانو اپنی آنکھیں مسلتی گیٹ کے سامنے لگا جنگلا پار کرتی اندر داخل ہوئی تھی

ہالے کو دیکھ کر چونکی تھی

عمر بھی اسکو دیکھ چکا تھا

شانو انہیں اندر لے جاؤ اور جو کپڑے سردار لایا تھا ان میں سے کچھ انکو نکال کر دو جلدی وہ نرم مگر تحکم بھرے لہجے میں بولا تھا

وہ سر ہلاتی ہالے کو لئے اندر چلی گئی تھی تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئی تو اس نے کاٹن کا سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا مٹا مٹا سا میک اپ اب مکمل طور پہ غائب تھا عمر گاڑی کے اندر بیٹھا تھا وہ خاموشی سے

گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی تھی فلحال وہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتی تھی جس سے اسکی اور بدنامی ہو اسے بس گھر پہنچنا تھا کسی بھی طرح کچھ بھی کر کے

ہسپتال کا ماحول ویسا ہی تھا دم گھٹاتا سانس روکتا معراج سلطان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا سفیر شمس اور شاہد حسین ساری رات ہسپتال میں ان کے ساتھ رہے تھے حسن کو تھوڑی دیر پہلے گھر بھیج دیا گیا تھا دس منٹ پہلے ڈاکٹر نے معراج سلطان کے ری کور ہونے کی نوید سنائی تھی جس سے سفیر کے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے

جبکہ معراج سلطان نے ہوش میں آتے ہی جو پہلا نام لیا تھا وہ "عمر" تھا انکی بار بار یہی تکرار تھی

کوئی عمر کو بلا دو میرے عمر کو بلاؤ میری ہالے کو وہی لا سکتا ہے اسکو بلا دو وہ ہر آتے جاتے کو یہی کہتے سفیر انکی اس تکرار سے حیران بھی تھا اور غصے میں بھی لیکن ڈاکٹرز کے یہ کہنے پر کہ وہ اب تک دوائیوں کے زیر اثر ہیں وہ خاموش ہو گیا تھا

شاہد نے اسکو اور شمس کو گھر جانے کو کہا تھا وہ خود بھی ذرا سکون چاہتا تھا تب ہی شمس کو لے کر سلطان منزل کی جانب روانہ ہو گیا

اسکی گاڑی سلطان منزل کے گیٹ کے آگے رکی تھی لیکن نہیں صرف ایک گاڑی نہیں رکی تھی وہاں اسی وقت اسی لمحہ ایک اور گاڑی بھی رکی تھی عمر حیات کی گاڑی سفیر گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھا تھا گاڑی سے نکلتے عمر حیات کو دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا وہ بپھر کر نیچے اترا تھا لیکن اس سے پہلے عمر گھر کے اندر داخل ہو گیا تھا

سفیر تیز تیز چلتا اس کے قریب پہنچا تھا اسکو پیچھے سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا تھا اور اسے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ بلند کیا تھا جسے عمر نے برق رفتاری سے پکڑ لیا

ہالے نے اسکو دیکھا تھا اسکی بکھری حالت دیکھ کر دل دکھا تھا وہ سادہ سے سیاہ کرتے میں ملبوس تھا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہونے کی میں جان لے لوں گا تمہاری پہلے میری منگیتر کو ورغلا کر میری شادی کی رات مجھے ذلیل کر دیا اور اب میرے گھر میں گھس آئے ہو وہ بلند آواز میں چلا رہا تھا

عمر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا

اسکی آوازیں سن کر گھر کے سارے مکین باہر نکل آئے تھے مہر نے یوسف سلطان کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا وہ ہالے کو دیکھ کر رونے لگے تھے اور وہیں سے اپنے بازو وا کیئے تھے

میڈا اساہ میڈی ہالے میڈا اسکون وہ روتے ہوئے بول رہے تھے

ہالے بھاگتی ہوئی ان کے قریب گئی تھی اور انکے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی یوسف سلطان بھی رو رہے تھے سفیر ذرا دیر کو تھم گیا تھا

ان سے الگ ہو کر ہالے مہر کے گلے لگ گئی تھی مہر اسکو تسلی دے رہی تھی اسکا سر چوم رہی تھی وہ رو رہی تھی

ہالے حسینہ بیگم سے ملنے کے لئے آگے بڑھی تھی جب فروا کی آواز بلند ہوئی

یہاں یہ میلو ڈرامہ ہی ہوتا رہے گا یا

کوئی اس سے یہ پوچھے گا کہ یہ کہاں رات گزار کر آرہی ہے یا پھر اس کو معاف ہے سب سلطانز کی عزت کو نیلام کرنا بھی ہمیں ذلیل اور رسوا کرنا بھی چھپ کر نکاح کرنا بھی

نکاح؟ہالے نے مڑ کر انکو دیکھا تھا

کس نکاح کی بات کر رہی ہیں آپ ؟وہ حیران تھی

کتنے نکاح کر رکھے ہیں تم نے ؟میں اسی نکاح کی بات کر رہی ہوں ہالے سلطان جو تم نے اس لڑکے عمر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تھا اس ایس پی سے کر رکھا ہے

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی آپ کیا کہہ رہی ہیں میں اس آدمی کو ٹھیک سے جانتی بھی نہیں ہوں میرا یقین کریں خدا کی قسم میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے

اچھا تو پھر یہ کیا ہے فروا نے موبائل کی سکرین اس کے آگے کی تھی

ہسپتال کی سی سی ٹی وی فوٹیج ہسپتال کا اجازت نامہ ریستوران میں کھینچی گئی تصاویر یا اللہ یہ وہ کس سازش میں پھنس گئی تھی وہ سن سی موبائل کو دیکھے گئی وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی تھی

یہ یہ سب سب کچھ جھ جھوٹ ہے وہ اٹک اٹک کر بول رہی تھی سچ مختلف ہے آپ لوگ میرا یقین کریں خدا کے لئے کوئی میری بھی سنو یہ جھوٹ ہے دھوکہ ہے

بکواس کرتی ہو تم جھوٹی ہو آوارہ بد کردار پہلے منہ کالا کروالیا اور اب واپس آگئی ہو کس لئے آئی ہو اب ہاں ؟دفع ہو جاؤ یہاں سے کوئی جگہ نہیں ہے یہاں تمہاری خدا کی لعنت ہو تم پہ ہالے فروا چنگھاڑ رہی تھیں

فروا اسکو صفائی کا موقع تو دے دو تم اسکو بولنے تو دو وہ میری بیٹی ہے ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتی حسینہ رات سے لے کر اب پہلی بار بولی تھیں

اگر یہ سچی ہے تو لائے کوئی گواہی کوئی ثبوت کچھ ہے اس کے پاس جھٹلائے ان سارے ثبوتوں کو لائے کوئی گواہ یہ ایک بھاگی ہوئی لڑکی ہے ایک بد کردار لڑکی

چچی اپنی حد میں رہیں وہ بامشکل بولی تھی

میں چپ رہوں ہاں بھائی گھر سے تو میں بھاگی تھی نہ مجھے ہی چپ رہنا چاہیے مجھے ہی حد میں رہنا چاہئے اب ایک بھاگی ہوئی بے حیا لڑکی مجھے بتائے گی کہ مجھے کیا کرنا ہے پہلے تم خود کو تو سچا ثابت کر دو

سفیر عمر کو وہیں چھوڑے آگے بڑھ آیا تھا

ممی اسکو بولنے دیں شاید وہ سچ کہہ رہی ہو سفیر پگھلنے لگا تھا ہالے نے اسکو تشکر سے دیکھا تھا

ہالے تم بتاؤ کیا ہوا تھا وہ ذرا نرمی سے بولا تھا

میرا اس سے کوئی نکاح نہیں ہوا وہ اب بھی حیران تھی دادا جان اس نے مجھے اغوا کیا ہے اس نے مجھے پوری رات اپنی گاڑی کی ڈگی میں بند رکھا اور

تمھیں لگتا ہے ہم تمہارا اعتبار کر لیں گے فروا نے اسکی بات کاٹی تھی ثبوت دو ہالے سلطان ثبوت باقی سب خاموش تھے بالکل چپ

ہالے سچ بتاؤ سب کچھ سچ اگر ایک لفظ بھی جھوٹ یا دھوکہ ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا یہ لڑکا کون ہے اور تم کل رات کہاں تھیں ؟ یوسف سلطان کی سنجیدہ سی آواز آئی تھی اسی وقت حسن بھی کمرے سے آ گیا تھا وہ ہالے کے گلے لگنا چاہتا تھا لیکن یہ وقت نہیں تھا

میں آپ کو سب بتاتی ہوں دادا جان سب کچھ سچ یہ لڑکا میں اسکو ٹھیک سے جانتی بھی نہیں ہوں یہ مجھے مجھے ایک سڑک پہ زخمی ملا تھا وہ ہاتھ اٹھا کر تیز تیز بولے جا رہی تھی میں اسکو ہسپتال لے گئی اور اسکا علاج کروایا ہارون بھی میرے ساتھ تھا میں اکیلی نہیں تھی میرا اور اسکا کوئی نکاح نہیں ہوا کچھ دن پہلے اس نے مجھے پرپوز کیا تھا میں نے منع کر دیا اور وہ رونے لگی تھی اور اس نے مجھے مجھ سے بدلا لیا دادا یہ مجھے اپنے گھر لے گیا دادا اس نے مجھے اپنی گاڑی میں بند کر دیا اسکو پولیس کے حوالے کریں اسکو سزا دلوائیں اس نے میری عزت خراب کی ہے وہ اجازت نامہ اور باقی سب کچھ بھی سچ نہیں ہے میں نے بس اسکا علاج کروانے کو جھوٹ بولا تھا مجھ سے غلطی ہو گئی

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی اس کے جملے بے ترتیب تھے

اسی وقت شمس ہسپتال سے واپس آئے تھے

ہالے اور عمر کو دیکھ کر انکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ طیش سے اسکی جانب آئے تھے

کہاں تھیں تم بدذات سارے شہر میں ہمیں رسوا کر کے چین نہیں ملا جو اب یہاں آ گئی ہو ذلیل لڑکی باپ کو مرنے کے لئے چھوڑ کر چلی گئی میرا بھائی ہسپتال میں مر رہا ہے اور تم اس دو ٹکے کے ایس پی کے ساتھ وہ اسکا بازو بری طرح جھنجھوڑتے چلا رہے تھے

میری بہن کو چھوڑیں چچا جان حسن نے انکا بازو پکڑ کر انکو دور کرنا چاہا جسے شمس نے بری طرح جھٹک دیا تھا

بے غیرت تم نے اپنی غیرت بیچ کھائی ہے کیا تمہاری بہن گھر سے بھاگ گئی تھی کیا سب کچھ بھول گئے ہو وہ دھاڑے تھے

میری بہن نہیں بھاگی جو کچھ بھی ہوا ہے ایک حادثہ ہے میری بہن جھوٹ نہیں بولتی آپ خود کو غیرت مند کہتے ہیں یہ ہے آپ کی غیرت میری بہن پہ ہاتھ اٹھانا اسکو ذلیل کرنا اور بس یہاں شمس کا ہاتھ اٹھا تھا اور حسن کے گال کو سرخ کر گیا تھا

حسینہ نے فوراً اسکو دور کیا تھا اور اپنے پیچھے چھپا لیا تھا وہ چپ نہیں ہوا تھا وہ اب بھی بول رہا تھا

یتیم نہیں ہیں ہم جو یوں مار پیٹ کریں گے اپ میری بہن کو ہاتھ بھی لگایا تو میں سب کو مار دوں گا چھوڑوں گا نہیں کسی کو یتیم نہیں ہوں میں مرا نہیں ہے میرا باپ وہ روتے ہوئے چلا رہا تھا جبکہ ہالے ٹھہر سی گئی تھی عمر کو بھی کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا شمس یہاں تھے سفیر یہاں تھا تو پھر معراج کہاں تھے؟

بابا کہاں ہیں وہ سفیر کی طرف دیکھتے بدقت بول پائی تھی

ہسپتال میں ہے تمہارا باپ مر رہا ہے وہ تمہارے کرتوتوں کی سزا بھگت رہا ہے میرا بھائی وہ بری طرح چیخ رہے تھے ہالے نے خاموشی سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا

عمر کو بے اختیار جھٹکا لگا تھا اس نے جانے کو قدم موڑے تھے لیکن پھر رک گیا وہ ہالے کو ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا وہ بھرے مجمعے میں اس پہ الزام لگا سکتی تھی لیکن وہ اسے اس مجمعے میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا اسکی اپنی سوچ تھی عمر کی اپنی مجبوری تھی

میں بابا کے پاس جا رہی ہوں مجھے جانا ہو گا وہ اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتی خود کو بامشکل نارمل رکھتی بولی تھی وہ آگے بڑھی تھی جب سفیر نے اسکی کلائی دبوچ لی تھی

تمھیں پہلے اپنی بے گناہی ثابت کرنی ہو گی ہالے وہ سپاٹ سے لہجے میں بولا تھا

میں بے گناہ ہوں سفیر میرا یقین کریں وہ بہتے ہوئے آنسوؤں سے بولی تھی

ثابت کرو حتمی لہجہ

اگر تم اتنی ہی نیک ہو تو رات اس گاڑی میں اپنی مرضی سے کیوں بیٹھی تھی؟ سب دیکھ چکے ہیں ہم بے وقوف سمجھ رکھا ہے کیا؟ شمس نے اسکو جھڑکا تھا

میں اس وقت ہارون سے بات کر رہی تھی چچا جان میرا اس طرف دھیان نہیں تھا

آپ لوگ میرا یقین کیوں نہیں کرتے یہ آدھی فوٹیج ہے اس رات میرے ساتھ ہارون بھی تھا میں اکیلی نہیں تھی میرا یقین کریں اس لڑکے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے رو رو کر اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں

ٹھیک ہے ایسا کرتے ہیں ہارون سے پوچھ لیتے ہیں فروا مطمئن سی بولی تھیں ہالے نے مڑ کر انکو دیکھا تھا اسکی آنکھیں چمکنے لگی تھیں آنسو ذرا دیر کو تھم گئے تھے یہ اسکو پہلے کیوں یاد نہیں آیا؟۔

ہاں اپ لوگ ابھی ہارون کو کال کریں اور اس سے پوچھیں وہ سب جانتا ہے اسکو سب پتہ ہے وہ مال میں ہونے والی ملاقات کے بارے میں بھی جانتا ہے وہ یکدم پر جوش ہو گئ تھی

فروا نے ہارون کو کال ملائی تھی بیل جا رہی تھی

مہر حسینہ حسن سفیر شمس اور یوسف سلطان سب اس فون کے سپیکر سے نکلنے والی آواز کے منتظر تھے

ہارون نے کال پک کر لی تھی

ہیلو؟ اسکی آواز نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ہارون میں فروا بات کر رہی ہوں بیٹے وہ مسکرا کر بولی تھیں دوسری طرف ہارون سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا

جی بولیں آنٹی میں سن رہا ہوں ہالے تو ٹھیک ہے ناں؟ نکاح ہو گیا خیر سے؟ وہ پریشان ہو گیا تھا

رات نکاح سے پہلے بات ہوئی تو تھی بیٹا تم دونوں کی پوچھا نہیں تم نے اسکا حال چال؟۔

رات؟ کب؟ میری تو اس سے چار دن سے بات نہیں ہوئی

سفیر نے زخمی نظروں سے ہالے کو دیکھا تھا یوسف سلطان نے آنکھیں میچ لی تھیں (پہلا جھوٹ)

اچھا مجھے غلط فہمی ہوئی ہو گی پھر انہوں نے بات سمنبھال لی تھی

ہالے نے ان کے ہاتھ سے موبائل لے لیا تھا

ہارون ان کو انہیں بتاؤ اس رات کے بارے میں تم جانتے ہو ناں؟ جب ہم دونوں ہسپتال میں تھے وہ لڑکا عمر یاد ہے ناں تمھیں؟ سچ بولنا ہارون انکو بتاؤ سب کچھ پلیز انہیں بتا دو کہ اس رات تم بھی مرے ساتھ تھے ہم نے اس

لڑکے کا علاج کروایا تھا اور اگلے دن اس سے ملے بھی تھے اور وہ مال والی بات وہ بھی بتاؤ ہارون سب بتادو اسکا لہجہ رندھا ہوا تھا ہارون کچھ دیر کو خاموش ہو گیا تھا اور جب بولا تو

کیا کہہ رہی ہو کون عمر حیات ؟(ہالے کے قدم بے اختیار لڑکھڑ آئے تھے)اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھٹی رہ گئی

کونسی رات کونسا ہسپتال کیا بول رہی ہو تم ؟(اسکو لگا تھا جیسے کسی نے بھرے بازار میں اس کے منہ پہ جوتا دے مارا ہو ایسی ازیت تو کبھی نہیں ہوئی تھی)

ہم دونوں کسی کو اپنے ساتھ ہسپتال لے گئے آر یو کریزی ؟(رات سے لے کر ابھی تک اب تک بلکہ اپنی ساری زندگی میں ایسی ازیت ایسی ذلت ایسی رسوائی اس نے نہیں دیکھی تھی)

اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوتی تھی وہ پتھر کے مجسمے کی طرح ایک جگہ جم گئی تھی

کوئی مذاق کر رہی ہو پرینک کر رہی ہو ناں وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہا تھا (ساری دنیا بھی اگر تمھیں چھوڑ دے تو ہارون شاہد تمھارے ساتھ کھڑا ہو گا)

سفیر نے آگے بڑھ کر موبائل اس کے ہاتھ سے کھینچ کر زمین پہ دے مارا تھا (ساری دنیا جب تمہارے خلاف بولے گی تو ہارون شاہد تمہارے حق میں بولے گا

سفیر بری طرح اس کے بازو جھنجھوڑ رہا تھا اسکو گالیاں دے رہا تھا (پوری دنیا اگر تمھیں دھتکارے گی تو میں اپناؤں گا)سفیر کا ہاتھ اٹھا تھا اور ہالے کے صبیح چہرے پہ اپنی چھاپ چھوڑ گیا تھا عمر فاصلے پہ کھڑا تھا وہ وہاں سے

بھاگتا ہوا آیا تھا دو تین چار سفیر نے اس پہ تھپڑوں کی بارش کر دی تھی لیکن ہالے کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی تھی

(ہاتھ اٹھانا تو دور وہ مجھ سے اونچی آواز میں بات نہیں کر سکتے)

بے غیرت بے حیا لڑکی بد چلن ہو تم بد کردار تمہاری جرات کیسے ہوئی اسکو سفیر کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی اسکے کانوں کے پردوں پہ کسی اور آواز کا راج تھا(تم میری دنیا ہو ہالے وہ مجھ پہ کبھی ہاتھ میں تمھیں اپناؤں گا وہ مجھ پہ ہاتھ اٹھانا تو دور آوازیں گڈ مڈ ہو رہی تھی چہرے مکس اپ ہو رہے تھے)

کہ تم مجھے دھوکہ دو گھٹیا لڑکی میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا بے غیرت وہ چلا رہا تھا

حسینہ بیگم اور حسن نے آگے بڑھ کر اسکو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن سفیر نے اسکو دھکا دے کر ہٹایا تھا اسکا سر بری طرح فرش پہ لگا تھا

حسینہ نے بھاگ کر حسن کو اٹھایا تھا مہر اپنی جگہ سن کھڑی تھی فروا کی آنکھوں میں تمسخر تھا

اسکے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی سفیر ایک بار پھر اسکو مارتا کہ عمر نے اسکا ہاتھ روک لیا تھا وہ اسکے ہاتھ کو اسکی پشت پہ لے گیا تھا اور زور سے مروڑا تھا

یوسف سلطان وہاں سے آواز لگا رہے تھے

سفیر چھوڑ دو اسکو ہاتھ مت لگاؤ وہ کمزور تھے نحیف تھے یہاں انکا بس نہیں چلتا تھا

وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا ہالے کو گالیاں دے رہا تھا

حسینہ اور مہراب فرش پہ گری ہالے کو اٹھا رہے تھے

ایک لفظ اور نہیں ورنہ یہیں کھوپڑی کھول دوں گا عمر غرایا تھا اگر دوبارہ اس پہ ہاتھ اٹھایا تو یہ ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دون گا نامرد کہیں کا اس نے حقارت سے زمین پہ تھوکا تھا

شمس نے سفیر کو اس سے چھڑوانے کی کوشش کی تھی جسے عمر نے خود ہی کامیاب کر دیا اس نے سفیر کو دھکا دے کر دور ہٹایا تھا

اور خود ہالے کے نزدیک زمین پہ بیٹھ گیا تھا

آپ ٹھیک ہیں آپ کو لگی تو نہیں زیادہ وہ اس کے پاس بیٹھا فکر مندی سے پوچھ رہا تھا

ہالے کو اسکی آواز نہیں آ رہی تھی اسکو بس ایک ہی آواز آ رہی تھی (پوری دنیا بھی اگر تمھیں چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد انسان ہو گا جو تمہارے ساتھ کھڑا ہو گا) اسکی آنکھوں کی پتلیوں میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی بے یقینی سی بے یقینی تھی شمس نے آگے بڑھ کر عمر کو اٹھایا تھا

نکل جاؤ ہمارے گھر سے اور اپنی اس بے حیا بیوی کو بھی لے جاؤ دفع ہو جاؤ دونوں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا میں جاؤ یہاں سے وہ اس کے سامنے کھڑے دھاڑ رہے تھے حسن اب ہالے کو اٹھا رہا تھا اسکا دوپٹہ اسکے کندھوں کے گرد پھیلا رہا تھا

ہالے ساکت سی کھڑی تھی اسے سفیر کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ بھی ہوش میں نہیں لا سکے تھے ہارون شاہد اسکو چھوڑ سکتا ہے یہ خیال ہی اسکی روح کھینچ رہا تھا

ہالے تم چلی جاؤ اس لڑکے کے ساتھ چلی جاؤ جب تم نے اس کے ساتھ نکاح کر ہی لیا ہے تو اس کے ساتھ چلی جاؤ یہاں رہ کر تمھیں کچھ نہیں ملے گا حسینہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لئے بول رہی تھی

ہالے کی بے یقینی ٹوٹی تھی اب اسکی آنکھوں میں غم تھا درد تھا تکلیف تھی

میں کیوں ونجاں میڈا کوئی قصور نئیں اے میڈے بابا کوں سڈ واے سب ان عمر نے کیتا ہے کوئی میڈی بھی سنڑوں میں بے قصور ہاں وہ اپنے بال نوچ رہی تھی پاگلوں کی طرح چلا چلا کر بول رہی تھی اس کے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے میں تیڈی دھی ہاں اماں تیدا خون میں کیوں ونجاں کیڈے ونجاں ؟ میڈا تساں کا علاوہ کوئی کائی نئیں میڈا اعتبار کرو کوئی میں بے گناہ ہاں اللہ اللہ میں بے قصور ہاں وہ اب اپنے چہرے پہ زور زور سے تھپڑ مارے جا رہی تھی حسن نے اس کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی لیکن وہ کسی کو نہیں دیکھ رہی تھی ہارون کوڑا ہے چچی کوڑی ہے میں سچ گلہیندی پیاں میڈا یقین کرو وہ روتے ہوئے نیچے زمین پہ بیٹھ گئی تھی حسن نے اس کو گلے سے لگا لیا تھا

یوسف سلطان پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسکو دیکھ رہے تھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی حسن اسکو تھپک رہا تھا شمس نے آگے آکر حسن کو اس سے دور ہٹایا تھا اور ہالے کو بازو سے پکڑ لیا تھا فروا بھی ان کے ساتھ تھیں انہوں نے ہالے کا دوسرا بازو پکڑا تھا سفیر بے زاری سے یہ منظر دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں طیش تھا مہر بے آواز روئے جا رہی تھی عمر نے ان کے قریب آکر ہالے کا ہاتھ چھڑوایا تھا اسی وقت فروا نے آگے

بڑھ کر کھینچ کر ہالے کو تھپڑ دے مارا تھا وہ دوسرا تھپڑ مارتیں کہ عمر انکے اور ہالے کے بیچ دیوار بن کر کھڑا ہو گیا فروا کا اٹھتا ہاتھ اس نے روک لیا تھا

شمس بپھر ہی تو گئے تھے

تم ہوتے کون ہو ہمارے گھر کے معملات میں بولنے والے گھٹیا انسان دفع ہو جاو میرے گھر

میں وہی ہوتا ہوں جسکی آپ سب نے صبح سے رٹ لگا رکھی ہے "شوہر "یہی لگتا ہے ناں آپ سب کو پھر ٹھیک ہے یہی ہوں میں اور اگر اب کسی نے ہاتھ اٹھانا تو دور ایسا سوچنے کی کوشش بھی تو میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا جب حسینہ نے ہالے کا رخ اپنی جانب کیا تھا

چلی جاؤ ہالے خدا کے لیے چلی جاؤ اپنے شوہر کے ساتھ اگر تم یہاں رہی تو تمہارا بھی گھر خراب ہو جائے گا اور تمہاری بہن کا بھی سفیر اور مہر کا نکاح ہو گیا ہے کل رات اپنی بہن کا گھر خراب نہ کرو چلی جاؤ ہالے وہ روتے ہوئے اسکی منت کر رہی تھیں

ہالے کے دل کو دھکا سا لگا تھا

سفیر اور مہر کا نکاح؟ وہ بے یقینی سے بڑبڑ آئی تھی

ہاں بیٹی رات ان دونوں کا نکاح ہو گیا ہے اور تم تو پہلے ہی اس سے نکاح کر چکی ہو تم یہاں سے چلی جاؤ اپنے بابا کے پاس جاؤ انکے ساتھ بے شک واپس آجانا لیکن ابھی جاؤ پلیز

سب لوگ ان ماں بیٹی کو سن رہے تھے مہر گیلی آنکھوں سے سفیر نفرت سے فروا مطمئن اور شمس چبھتی نظروں سے ایک یوسف سلطان تھے جو اب تک اس شاک سے نہیں نکلے تھے کہ ان کے سامنے سفیر نے ہالے پہ ہاتھ اٹھایا

ہالے نے نفی میں سر ہلایا تھا

نہیں جاؤں گی کہیں بھی نہیں جاؤں گی جب تک میں بے گناہ ثابت نہیں ہو جاتی میں کہیں بھی نہیں جاؤں گی یہ کسی کے باپ کا گھر نہیں ہے میں یہیں رہوں گی اسکا لہجہ اٹل تھا

یہ میرا گھر ہے ہالے یوسف سلطان کی بارعب آواز سارے میں گونجی تھی اور میں تمھیں کہتا ہوں کہ یہاں سے نکل جاؤ اور آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا تمہاری بس شکل ہی نگین پہ چلی گئی تم اس کے جیسا کردار نہ لا سکی چلی جاؤ وہ کہہ کر رکے نہیں تھے لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس منظر سے غائب ہو گئے تھے

ہالے کی ساری دنیا برف ہو گئی تھی ٹھنڈی یخ

عمر افسوس سے اسکو دیکھتا رہا اور پھر اسکا ہاتھ پکڑ لیا پہلی دفع پہلا لمس وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسکو وہاں سے لے جا رہا تھا حسن اس کے پیچھے گیا تھا

باہر آکر عمر نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا وہ ہلی تک نہیں تھی اسکا پورا جسم کانپ رہا تھا صدمہ درد تکلیف پچھتاوا دکھ غصہ بے بسی کیا تھا جو اس وقت اسکو محسوس نہیں ہو رہا تھا

میں تمہارے ساتھ جاؤں گا ہالے حسن اس کے قریب آکر بولا تھا ہالے نے اسکو دیکھا تھا

یہ اسکاوہ بھائی تھاجوہمیشہ اس سے لڑتا تھاجو اسکی ذراسی غلطی بھی اپنے ماں باپ سے چھپاتا نہیں تھا کہ اسکوڈانٹ پڑوانے کاموقع ہاتھ سے نہ چلاجائے یہ اسکی چوکلیٹ کھا جاتا تھا یہ اسکاچارجر چھپادیتا تھااس کے پیسے چوری کرلیتا تھااسکوزچ کرتا تھااس کے بنائے کھانے میں نقص نکالتا تھا اس کے بنے ہوئے بال بگاڑ دیتا تھا اسکی برتھڈے کے آدھے تحفے

خودرکھ لیتا تھالیکن یہ وو بھی تھاجس نے آج اس کے لئے تھپڑ کھائے اسکا یقین کیا اس سے کوئی صفائی نہیں مانگی اسکو گلے لگایاوہ جب گری تو اسکو اٹھایاوہ جب روئی توچپ کروایااس کے لئے لڑااسکا محافظ بنایہ کیسا پیار ہوتا ہے بہن بھائیوں کاجو خود تو آپ کو اتنا تنگ کرتے ہیں کہ آپ رونے لگ جاؤ لیکن یہی آنسو اگر کسی دوسرے کی وجہ سے نکلیں تو یہی بہن بھائی ان کو چیرنے کے لئے آجاتے ہیں

تم اماں کے ساتھ رہو بجو کے ساتھ رہو اور داداجان کا خیال رکھنا اوکے ؟میں باباکولے کر آؤں گی پھر ہم یہاں سے چلے جائیں گے بہت دور ہم سب ہم ساری فیملی لیکن اس وقت تمھیں یہاں رہنا ہو گا تم سمجھ رہے ہوناں وہ نم آنکھوں سے اسکو سمجھارہی تھی عمرپاس ہی کھڑا تھا

وہ روتے ہوئے مسلسل نفی میں سرہلا رہا تھا

ہالے نے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرلیا تھا

میں بہت جلد واپس آؤں گی حسن تم میراانتظار کرنا میں سب کچھ فکس کرلوں گی میں باباکولے کر آؤں گی پلیز تم اس وقت مجھے سمجھنے کی کوشش کرو مجھے جانے دو وہ بے بسی سے رودی تھی

آئی ایم سوری ہالے آئی ایم سوری میں اس وقت تمہارے ساتھ ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا آئی ایم سوری مجھے جانا چاہیئے تھا میں تمہارا بھائی تھا میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکا لعنت ہو مجھ پہ لعنت

حسن حسن لسن ٹومی ہالے نے اسکا جھکا ہوا چہرہ اوپر کیا تھا

ہ ان چیزوں کا وقت نہیں ہے مجھے کمزور مت کرو اس وقت بابا امپورٹنٹ ہیں جو کچھ ہوا ہم اسکو بدل نہیں سکتے تم اندر اماں کے پاس جاؤ اور مجھے ہسپتال جانے دو یہ میرا حکم ہے وہ تحکم سے بولی تھی ساتھ ذرا سے فاصلے پہ کھڑے بخش کو اشارے سے قریب بلایا تھا

وہ نم آنکھیں لئے قریب آ گیا تھا

بخش میری بات سنو تم حسن کا خیال رکھو گے کچھ بھی غلط ہو تو بس مجھے کال کرنا او کے ؟

بی بی آپ کا موبائل تو نہیں ہے آپ کے پاس ؟ اور یہ جو تا اس نے ہالے کے پیر کی جانب اشارہ کیا تھا یہ تو پھٹ گیا ہے وہ رونا بھول کر حیرت سے بولا تھا آپ دو منٹ رک جائیں میں ابھی آتا ہوں وہ اسکی سنے بغیر سرونٹ کوارٹر کی طرف بھاگا تھا اور پھر دو منٹ بعد پھولے ہوئی سانسوں کے ساتھ واپس آیا تھا اس کے ہاتھ میں زرد رنگ کی ہیلز تھیں (یہ اس نے اپنی گاؤں میں رہنے والی منگیتر کے لئے خریدی تھیں)

ہالے نے خاموشی سے اس سے وہ ہیلز لے لی تھیں عمر نے گاڑی ان لاک کی تھی وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گئی تھی (کیوں بیٹھی تھی ؟ یہ فلحال وہ خود بھی نہیں جانتی تھی)

عمر نے گاڑی سٹارٹ کی تھی اور کچھ ہی لمحوں بعد وہ بخش اور حسن کی نظروں سے او جھل ہو گئے تھے

حسن بھائی اگر حالات نارمل ہوتے تو انکی جوڑی کتنی اچھی لگتی ناں بخش بے دھیانی میں کہہ گیا تھا حسن نے کوئی جواب نہیں دیا ایسا پہلی بار ہوا تھا

حالات واقعی نارمل نہیں تھے

ہارون شاہد ھوٹل کے کمرے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا مری کا موسم ستمبر میں بھی اچھا خاصا سرد تھا اس نے گرے سوئیٹر کے نیچے نیلی جینز پہن رکھی تھی آنکھوں میں گہری اداسی تھی ساتھ تشویش بھی اس نے ہالے کی کال پہ یہ سب بول کر سہی کیا ناں ؟ہاں اسکو یہی تو کہا گیا تھا اس نے بالکل ٹھیک کیا وہ خود کو تسلی دے رہا تھا جب اسکو شاہد حسین کی کال موصول ہوئی سگنلز ذرا کمزور تھے وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں جا کر کھڑا ہو گیا اور کال اٹینڈ کر لی

ہیلو ہارون ؟شاہد کی ذرا پر جوش سی آواز آئی

جی پپا بولیں وہ نارمل لہجے میں بولا تھا

تم کراچی آجاؤ بیٹے آج بلکہ ابھی فلائٹ نہیں مل رہی تو گاڑی سے آجاؤ لیکن آج کے آج کراچی پہنچو فرط جذبات سے انکی آواز کانپ رہی تھی

میں کل ترکی جارہا ہوں پپا میں واپس نہیں آسکتا فلحال

الو کے پٹھے تمہارااور ہالے کا نکاح ہونے جا رہا ہے وہ بلند آواز میں بولے تھے

اور ہارون شاہد نے سانس تک روک لی تھی

تم آجاؤ بس جلدی سے یوسف صاحب نے مجھے کال کی ہے ابھی بالکل ابھی انہوں نے کہا ہے ہارون کو بلالو آج ہی ہالے اور ہارون کا نکاح ہو گا معراج بھائی سے بھی بات ہوئی ہے میری وہ بھی کہہ چکے ہیں انہوں نے مجھے خود کہا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی تم سے کروائیں گے تم آجاؤ بیٹا بس جلدی سے وہ وہ تیز تیز بول رہے تھے

ہارون ششدر سا کھڑا تھا اسکو اب تک یقین نہیں آیا تھا

کل رات کیا ہوا تھا پپا؟ اس نے خود کو بولتے سنا اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی

شاہد حسین بجھ سے گ ئے تھے اور پھر چند لمحوں بعد انہوں نے مختصرا ساری بات کہہ سنائی تھی

ہارون کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

یہ میں نے کیا کر دیا وہ بڑبڑایا تھا

کچھ کہا تم نے؟ سپیکر سے آواز گونجی تھی

میں نے ظلم کر دیا ہے پپا بہت بڑا ظلم اس نے کال کاٹ دی تھی وہ بالکنی کے ٹھنڈے فرش پہ اکڑوں بیٹھ گیا تھا اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں کافی دیر تک وہ اسی طرح بیٹھا رہا اسکو اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آرہا تھا اسے ایئرپورٹ پر کھڑی ہالے یاد آرہی تھی

نہ جاؤ نہ ہارون میری گٹ فیلنگز کہتی ہیں تمہارا جانا ٹھیک نہیں ہے تم مت جاؤ

اسے سپیکر سے آتی ہالے کی آواز سنائی دے رہی تھی

سچ بولو ہارون سچ

یاخدایایہ میں نے کیا کر دیااس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا تھا

اسکا موبائل ایک بار پھر بج رہا تھا اسکی موبائل کی جگمگاتی سکرین پہ "پپا کالنگ" لکھا آرہا تھا

اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے کال اٹینڈ کی تھی

تم نے کال کیوں کاٹ دی یار اور کہاں ہو نکلے ہو یا نہیں وہ جھنجھلائے ہوئے تھے

میں آ آرہاہوں پپا اسکے حلق سے پھنسی ہوئی آواز نکلی تھی

شاہد نے غور نہیں کیا تھا وہ کال کاٹ چکے تھے

ہارون لڑکھڑاتے قدموں اور بھاری دل کے ساتھ اٹھا تھا

میں سب کچھ فکس کر لوں گا سب ٹھیک کر دوں گا میں ہالے سے معافی مانگ لوں گا ہاں سہی ٹھیک بالکل سہی معافی کے بعد تو سب سہی ہو جاتا ہے (کیاواقعی) مجھے جانا ہو گا مجھے جانا ہو گا وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے بولا تھا اور پھر جلدی سے کمرے میں واپس آیا تھا اپنی ساری چیزیں وہیں چھوڑ کر وہ بھاگتا ہوا ہوٹل کی سیڑھیاں اتر رہا تھا

اس کے ہاتھ میں بس ایک چیز تھی گاڑی کی چابی

ہالے اسکی ہو جائے گی یہ اسکے لئے ساری دنیا مل جانے کے مترادف تھا اسے اور کیا چاہئے تھا؟

-

تھوڑی دیر بعد وہ مسرور سا گاڑی میں بیٹھا اسلام آباد جا رہا تھا وہاں سے ایئرپورٹ پھر سیدھا کراچی وہاں پہنچ کر بس ایک کاغذ پہ سائن اور ساری دنیا اسکی ہو جائے گی فینٹسی ورلڈ کتنی حسین ہوتی ہے ناں ؟

اسی لمحے بالکل اسی لمحے "حقیقت" نے ہارون شاہد کو ایک زور دار تھپڑ رسید کیا تھا

اسکی گاڑی کے سامنے ایک آدمی کسی بچے کو گود میں لئے کھڑا تھا ہارون شاہد نے بریک لگائی تھی گاڑی کے ٹائر بری طرح چچر آئے تھے

حقیقت کا لگایا ہوا تھپڑ کتنی زور سے لگتا ہے ناں؟

وہ دونوں ہسپتال میں داخل ہوتے ہی ریسیپشن ڈیسک کی طرف بھاگے تھے ڈیسک پہ بیٹھی لڑکی نے انکو تمام معلومات فراہم کر دیں تھیں گھر سے ہسپتال کے راستے میں عمر ایک جگہ رکا تھا اسکا موبائل بری طرح ٹوٹ گیا تھا راستے میں جہاں وہ رکا تھا وہاں سے واپسی پہ اس کے ہاتھ میں ایک نیا موبائل تھا اور کچھ اور بھی تھا جسکو اس نے مٹھی میں دبا رکھا تھا ہالے نے سوال نہیں کیا وہ اسکی آواز بھی نہیں سننا چاہتی تھی وہ اس کے ساتھ بس اسلیے تھی کہ وہ اپنے باپ کے سامنے اسکی اصلیت کھول سکے وہ دونوں جب مطلوبہ وارڈ تک پہنچے سامنے سے شاہد حسین نے انکو دیکھ لیا تھا ہالے ٹھہر سی گئی وہ تقریباً دوڑتے ہوئے ہالے کے قریب پہنچے تھے اور ہالے کو گلے لگایا تھا کافی دیر تک اس کو تھپک تھپک کر تسلی دیتے رہے انہوں نے عمر کو دیکھ کر بھی نظر انداز کیا تھا

بھائی جان اندر رہیں آؤ وہ اسکو بازو کے حلقے میں لئے اندر چلے گئے عمر نے اندر آنا چاہا لیکن شاہد نے اس کے منہ پہ دروازہ دے مارا وہ لب کچلتا وہیں کھڑا رہ گیا

ہالے کو اندر چھوڑ کر وہ خود باہر نکل گئے تھے

ہالے کے سامنے وہ وجود تھا جس نے اسکو صرف باپ ہی نہیں ماں بن کر بھی پالا تھا حسینہ نے بس اسکو پیدا کیا تھا اس کے ساتھ راتوں میں جاگنے والے معراج تھے اسکو گھنٹوں اپنے سینے پہ سلانے والے معراج تھے اسکا کھانا پینا سونا جاگنا سب انہوں نے ہی کیا تھا وہ شخص ہالے کے لئے کیا تھا یہ تو کوئی اس سے پوچھتا وہ اسکا محافظ تھا اگر آج وہ ہالے کے ساتھ کھڑا ہوتا تو کسی کی جرات تھی جو ہالے پہ ہاتھ اٹھائے وہ ہالے کے لئے بھڑ جاتے تھے لڑ جاتے تھے

وہ ہسپتال کے پرائیویٹ وارڈ کے اندر کھڑی تھی منہ پہ ہاتھ رکھ کر ہچکیوں کو روکنے کی کوشش کرتی اور پھر بری طرح ناکام ہوتی اسکی آہٹ پہ معراج نے آنکھیں کھولی تھیں

وہ ایک ہی رات میں کمزور اور نحیف ہو گئے تھے انکی حالت رات کے مقابلے اب بہت بہتر تھی

وہ تکیوں کے سہارے لیٹے تھے ہالے کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کو جیسے نئ زندگی مل گئی ہو انہوں نے ہالے کو قریب بلایا تھا ہالے وہیں جمی کھڑی رہی اس کے قدم ہلنے سے انکاری تھے اسکے آنسو روانی سے بہہ رہے تھے اپنے والدین کو اپنے اوپر غصہ یا سختی کرتے دیکھ کر برا لگتا ہے لیکن اپنے والدین کو ہسپتال کے بیڈ پے لیٹے دیکھ کر سانس رکتا ہے دل بند ہوتا ہے سینے میں جیسے کوئی جکڑنے لگتا ہے

ہالے یہاں آجاؤ بیٹے انکی کمزور سی آواز پہ وہ بھاگ کر ان کے پاس گئی تھی اور انکے سینے سے لگ گئی تھی

بابا میرے بابا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

اسکا پورا جسم ہچکولے کھا رہا تھا

وہ اسکا سر تھپک رہے تھے اسکا سر چوم رہے تھے

میری ہالے میرا بچہ

میں بھاگی نہیں تھی بابا وہ ہچکیوں کے درمیان بولی تھی

آئی ٹرسٹ یو بیٹے اور بس یہ الفاظ ان الفاظوں نے اسکو نئی زندگی عطاء کر دی تھی اس کے پاس اسکا باپ تھا ہالے کو ساری دنیا بے کار لگی تھی

وہ اب بھی رو رہی تھی اسکے آنسوؤں نے معراج کی ہسپتال والی شرٹ گیلی کر دی تھی لیکن اس کے آنسو جیسے ختم ہی نہیں ہوتے تھے معراج نے اسکو روکا نہیں وہ روتی رہی اور معراج اسکا سر تھپکتے رہے تقریبا دس منٹ بعد اس نے اپنا سر اٹھایا تھا اسکی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے رو رو کر اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں لیکن وہ اسکی آنکھیں نہیں دیکھ رہے تھے وہ اسکے گالوں کو دیکھ رہے تھے اسکی رنگت کی وجہ سے اور سفیر کے بھاری ہاتھوں کی وجہ سے اس کے چہرے پہ نشان پڑ گئے تھے معراج کو یہی نشان اپنے دل پہ پڑتے محسوس ہوئے

کس نے کیا ہے یہ؟ وہ بدقت بول پائے تھے

ہالے نے نظریں جھکا لی تھیں

میں پوچھ رہا ہوں کس نے کیا ہے یہ؟ وہ برہمی سے بولے تھے

سفیر اور چچی جان وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی تھی

میں سب سے حساب لوں گا ہالے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑوں گا یہ تھپڑ تمہارے چہرے پہ نہیں میرے دل پہ لگے ہیں ایک ایک کو حساب دینا ہو گا وہ اسکے گال کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے بول رہے تھے

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا ان دونوں کے درمیان خاموشی کا لمبا وقفہ آیا تھا

عمر کو کیسے جانتی ہو تم؟ انہوں نے خاموشی کو توڑا تھا

ہالے چونکی تھی ("عمر" وہ اسکا نام اتنا فرینکلی کیسے لے رہے تھے)

ہالے کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اسکے لہجے میں نفرت خود بہ خود دوڑتی چلی آئی تھی

اس گھٹیا انسان نے مجھے کڈنیپ کیا ہے بابا اس نے مجھے ساری رات اپنی گاڑی میں قید رکھا اس نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا میں اسکو کبھی معاف نہیں کروں گی اسکی دو ٹکے کی سو کالڈ محبت نے میری عزت خراب کر دی مجھے میرے خاندان ساری دنیا کے سامنے رسوا کر دیا آپ بس ٹھیک ہو جائیں پھر ساری دنیا دیکھے گی میں اس کے ساتھ کرتی کیا ہوں اس کے لہجے میں ڈھونڈنے سے بھی نفرت کے علاوہ کچھ اور نہیں ملتا تھا

معراج خاموشی سے اس کو سنتے رہے اور جب بولے تو بس اتنا

عمر ایسا نہیں کر سکتا انکا لہجہ حتمی تھا

ہالے نے شاکی نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا تھا

عمر کہاں ہے ہالے کیا وہ یہاں آیا ہے؟ کل رات تم اس کے ساتھ تھیں؟ وہ کہاں ہے ہالے بولو بیٹا؟ اوہ میرے خدایا تم عمر کے ساتھ تھیں پھر تو تم بالکل سیف تھیں

آپ اسکو کیسے جانتے ہیں آپ کے اس کے ساتھ فرسٹ نیم ٹرمز ہیں بابا؟ وہ کون ہے؟ آپ مجھ سے کیا چھپا رہے ہیں اس نے انکی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا

ہالے اگر میں تم سے ایک چیز مانگوں تو دو گی؟ انہوں نے بھی اسکی بات کا جواب دیے بغیر سنجیدگی سے پوچھا تھا

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس انکو دیکھتی رہی معراج نے اسکے ہاتھ اپنی گرفت میں لئے تھے اور سکون سے بولے تھے

تم عمر حیات سے نکاح کر لو ہالے یہ میری خواہش ہے شاید آخری خواہش انکے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ ٹھٹھکا جائے لیکن ہالے اس وقت انکی کوئی بات نہیں سن رہی تھی وہ بس ششدر سی انکو دیکھے گئی غم بے بسی غصہ کیا تھا جو اسکی آنکھوں میں نہیں تھا

آپ ایسا کیسے۔۔۔ کر سکتے۔۔ ہیں وہ بے یقینی سے بولی تھی ہاتھ چھڑا لئے تھے اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی

آنسو ایک بار پھر بہنے لگے تھے آپ بدنامی سے ڈر رہے ہیں ناں؟ آپ کو لگتا ہے میری شادی نہ ہوئی تو آپ بدنام ہو جائیں گے؟ میں آپ پہ بوجھ بن گئی ہوں ہے ناں؟ مجھ سے بے زار ہو گئے ہیں آپ؟ اس نے مجھے کڈنیپ کیا ہے مجھے حبس بے جا میں رکھا مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا اور آپ کہتے ہیں میں اس سے نکاح کر لوں کیوں بابا

کیوں کیا اتنی بھاری ہو گئی میں آپ پہ اتنا بے مول کر دیا آپ نے مجھے کیوں وہ پھٹی ہوئی آواز میں چلائی تھی اس کے چلانے کی آواز باہر تک گئی تھی عمر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا

ہالے نے مڑ کر نفرت سے اسکو دیکھا تھا عمر نے نظریں چرا لی تھیں

اوہ تو آپ بھی آگئے دی لیجنڈری دی گریٹ عمر حیات صاحب وہ استہزائیہ ہنسی تھی آئیں آپ ہی کی تو کمی ہے جناب میرے گھر میں تو میری عزت کا تماشا بنتے دیکھ ہی چکے ہو اب یہاں میرے باپ کا مجھ سے بے زار ہونا بھی دیکھو مبارک ہو عمر حیات مبارک تم نے مجھ سے میرا آخری رشتہ بھی چھین لیا اس کے آخری جملے میں ایسا درد تھا کہ عمر نے آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا تھا لیکن وہ دروازہ ٹھا کی آواز سے مارتی جا چکی تھی

عمر نے اپنے سامنے بیڈ پہ لیٹے معراج کو دیکھا انکی آنکھوں میں زخمی سا تاثر تھا انکی آنکھوں میں شکایت تھی عمر کے دل کو کچھ ہوا تھا

وہ مرے مرے قدموں سے ان کے قریب بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا انکا ایک ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا تھا اور آنکھیں اٹھا کر انکی آنکھوں میں دیکھا تھا

تم ہالے کو جانتے تھے اور تم نے مجھ سے چھپایا وہ زخمی لہجے میں بولے تھے

میں نہیں بتا سکا اسکا لہجہ دھیما تھا شرمندہ سا

میں نے کل رات تمھیں اتنی کالز کیں ایک اور گلہ

میں ہر پکار کا ازالہ کروں گا

تمھیں میرے ساتھ ہونا چاہیے تھا

میں شرمندہ ہوں وہ واقعی شرمندہ تھا

میں تمہارے گھر بھی آیا تھا

عمر نے آنکھیں میچ لی تھیں

اگر تم مجھے بتا دیتے تو یہ سب نہیں ہوتا عمر میری بیٹی کی بہت رسوائی ہوئی ہے اسکا دل ٹوٹ گیا ہے میں اسکا دل کیسے جوڑوں گا؟ انکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں

عمر لب کاٹتا رہا خاموش بالکل چپ

سفیر نے میری بیٹی پہ ہاتھ اٹھایا تم نے اسکا چہرہ دیکھا تھا عمر؟ اس کے چہرے پہ کیسے نشان ہیں تم نے دیکھا ناں؟ اسکے ہاتھ نہیں ٹوٹے اسکے ہاتھ ٹوٹ جاتے عمر وہ بچوں کی طرح عمر کی شکایت کر رہے تھے

ایسے ہاتھوں کو ٹوٹ جانا چاہئے اس نے تائید کی تھی

تم جانتے ہو یہ سب کس نے کیا ہے؟

فہیم مرزا نے اور اس نے یہ سب مسز سلطان کے کہنے پہ کیا ہے اسکے لہجے میں یکدم تپش سی در آئی تھی

تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو کوئی ثبوت ہے؟ وہ حیران نہیں ہوئے تھے یہ انکے دل کی بات تھی جسے کرنے سے وہ ہچکچا رہے تھے لیکن عمر نے کہہ دیا تھا

نہ میرے پاس کوئی ثبوت ہے نہ گواہ میرے پاس بس ایک گواہی ہے میرے دل کی گواہی اور یہاں دلوں کی گواہی پہ کوئی یقین نہیں کرتا لیکن جج صاحب آپ دیکھئے گا ایک دن میرے پاس گواہ بھی ہوں گے اور ثبوت بھی اور اس دن انکا فیصلہ عمر کی عدالت میں ہو گا آپ دیکھئے گا اسکا لہجہ برف جیسا ٹھنڈہ تھا

میری ایک بات مانو گے ؟انکے لہجے میں آس تھی

میں مان لوں گا وہ نہیں مانیں گی وہ انکے بولنے سے پہلے سمجھ گیا تھا

وہ کبھی نہیں مانیں گی نفرت کرتی ہیں وہ مجھ سے

تم مناؤ اسکو عمر میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے کچھ کرو میں اسکو محفوظ ہاتھوں میں دینا چاہتا ہوں میں نے آج تک تم سے کچھ نہیں مانگا آج میں اپنی بیٹی کی وجہ سے مجبور ہوں عمر اسے مناؤ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے

عمر کو لگا تھا جیسے کوئی اسکے دل کو آری سے کاٹ رہا ہو

نکاح کے لئے آپ کو میرا اصل نام لینا ہو گا کیا آپ لے سکتے ہیں ؟

میں تو لے لوں گا لیکن کیا تم میری خواہش پوری کرو گے کیا تم مجھے اسی ریلیشن شپ ٹائٹل سے پکارو گے ؟ جسکا میں دس سال سے انتظار کر رہا ہوں ؟انکے انداز میں چیلنج تھا

دس منٹ کے اندر میں انکو لے آؤں گا آپ قاضی بلوا لیجئے وہ انکا ہاتھ نرمی سے چھڑا کر اٹھا تھا معراج نے اسکو جاتے دیکھا تھا وہ جانتے تھے دس منٹ بعد وہ ہالے کو لے آئے گا

مری کے اس سنسان روڈ پہ ہارون شاہد اپنی گاڑی سے اترا تھا وہ غصے میں لگتا تھا سامنے والے آدمی کے ہاتھوں میں ایک خون سے لت پت آٹھ نو سالہ بچہ تھا ہارون نے نظر چرا لی تھی

آپ میری گاڑی کے سامنے کیوں کھڑے ہیں ؟ہٹ جائیں یہاں سے مجھے کہیں پہنچنا ہے میں لیٹ ہو رہا ہوں بھائی وہ جھنجھلایا ہوا تھا

صاحب میرے بیٹے کو شکاریوں کی گولی لگ گئی ہے آپ کو خدا کا واسطہ ہے ہمیں ہسپتال چھوڑ دو یہاں سے بہت دور ہے ہسپتال میرا بیٹا مر جائے گا خدا کے لئے رحم کرو صاحب وہ چالیس پینتالیس سالہ آدمی روتے ہوئے ہارون کی منت کرنے لگا تھا

ہارون نے نفی میں سر کو ہلایا تھا

میں کوئی مدد نہیں کر سکتا آئی ایم سوسوری میرا نکاح ہے مجھے پہنچنا ہے میری فلائٹ مس ہو جائے گی آئی ایم سوری آپ کو جتنے پیسے چاہئے میں دے دیتا ہوں لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا وہ جانے کو مڑا تھا

جب وہ آدمی گھگھیانے لگا

صاحب آپ کو خدا کا واسطہ ہے آپ کے گھر میں بھی بچے ہوں گے میرا بیٹا مر جائے گا یہ میری واحد اولاد ہے خدا کے لئے مجھے ہسپتال چھوڑ دو نکاح تو ہو ہی جائے گا آپ کا ہم پہ رحم کریں میرے بچے کی حالت

خراب ہو رہی ہے آدھے گھنٹے سے یہاں کھڑا ہوں میں کوئی ایک گاڑی نہیں گزری وہ باقاعدہ رونے لگ گیا تھا

ہارون کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن وہ ڈھیٹ بنا رہا

آپ تھوڑی دیر ویٹ کرلیں کوئی اور آجائے گا لیکن میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا میری فلائٹ مس ہوجائے گی بھائی آپ سامنے سے ہٹیں وہ اب کے سختی سے بولا تھا

اسی وقت اس بچے کی ہلکی سی کراہنے کی آواز آئی تھی وہ آدمی تڑپ اٹھا تھا

رستم بیٹا کچھ نہیں ہوگا میں تمھیں کچھ نہیں ہونے دوں گا آنکھیں کھولو رستم ادھر دیکھو مجھے بیٹا میرا بیٹا ابو کی طرف دیکھو رستم وہ بار بار اپنے بے ہوش ہوتے بیٹے کو پکارے جا رہا تھا

ہارون شاہد وہیں جم گیا پتھر کے بت کی طرح اسکے کان سائیں سائیں کرنے لگے اسکا سارا جسم کانپنے لگ گیا تھا

رستم۔۔۔رستم۔۔۔رستم بس ایک یہی نام اسکے کانوں میں گردش کر رہا تھا وہ مڑا تھا سفید لٹھے کی مانند چہرہ لئے وہ مڑا تھا

What did you just said?

وہ اس آدمی کو دیکھ کر بڑبڑآیا تھا

وہ ناسمجھی سے ہارون کو دیکھے گیا

صاحب آپ کیا کہہ رہے ہو؟

اسکا نام کیا ہے ؟وہ بچے کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا

صاحب رستم رستم خان وہ رک رک کر بولا تھا

گاڑی میں بیٹھو جلدی ہارون اسکو دیکھے بغیر بولا تھا اور خود جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی

وہ رستم کو مرنے نہیں دے سکتا تھا

تقریباً دو گھنٹے بعد وہ اس بچے کو ہسپتال پہنچا کر اسکے سارے ڈیوز کلئیر کر چکا تھا رستم کی حالت اب خطرے سے باہر بتائی جا رہی تھی اسکا باپ اور باقی رشتے دار ہارون کو دعائیں دیتے نہیں تھکتے تھے اب وہ موبائل کان سے لگائے ہسپتال کے پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف جا رہا تھا

ہاں اگلی فلائٹ کب کی ہے ؟وہ مصروف سا پوچھ رہا تھا

سر کچھ ٹیکنکل ایشوز کی وجہ سے سب فلائٹس کینسل ہو گئی ہیں کل تک اگلی کوئی فلائٹ available نہیں ہے

آئی ایم سوری فون سے آنے والی آواز نے جیسے ہارون کے دل پہ پیر رکھا ہو اس نے کچھ کہے بغیر کال کاٹ دی تھی

اسی وقت اسکا فون بجنے لگا تھا

اس نے کال اٹینڈ کی تھی

پپا میں گاڑی سے آرہا ہوں فلائٹ نہیں ملی وہ مصروف سا بولا تھا

اب ضرورت نہیں رہی ہارون انکا لہجہ اداس تھا ہارون ٹھٹھکا تھا

کیا مطلب کچھ ہوا ہے کیا؟ ہالے تو ٹھیک ہے ناں؟ پپا کچھ بولیں یار میرا دل بیٹھا جا رہا ہے

معراج بھائی ہالے کا نکاح اسی عمر حیات سے کروا رہے ہیں وہ کہتے ہیں جب تم مصیبت کے وقت نہیں پہنچ سکے تو تمھیں آنے کی کوئی ضرورت نہیں

آپ ان سے بات کریں وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میں رات تک آجاؤں گا پلیز میرا انتظار کریں میں یہاں پرابلم میں پھنس گیا تھا پپا آپ انکو تھوڑی دیر روک لیں میں کچھ کرتا ہوں میں آجاؤں گا پلیز مجھے تھوڑا وقت دیں اسے لگا تھا جیسے کوئی اسکی روح کھینچ رہا ہو

میں سب کچھ کر کے دیکھ چکا ہوں ہارون اگر تم اب تک پہنچ گئے ہوتے تو یہ سب ہوتا ہی ناں تم نے دیر کر دی بیٹے اب تو قاضی بھی آچکا ہے انہوں نے کال کاٹ دی تھی

ہارون شاہد کے منہ پہ جیسے کھولتا ہوا تیل ڈالا گیا تھا

اس کے سینے میں جیسے کوئی اسکو جکڑ رہا تھا

اس نے اپنا موبائل پوری قوت سے گاڑی کے شیشے پہ دے مارا تھا

اوہ شٹ اوہ شٹ شٹ شٹ ششششٹ وہ حلق پھاڑ کر چلا رہا تھا یہ میں نے کیا کر دیا شٹ یہ نہیں ہو سکتا یہ نہیں ہو سکتا اللہ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپ ایسا نہیں کر سکتے وہ زمین پہ بیٹھا چلا رہا تھا

یہ نہیں ہو سکتا اللہ آپ ایسا نہیں کر سکتے ہر بار میں ہی کیوں ہر بار ہارون شاہد ہی کیوں نہیں اللہ نہیں پلیز ایسا مت کریں آپ ہالے کو مجھے دے کر پھر چھین رہے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ زمین سے اٹھ کر اب اپنی گاڑی کو بوٹ سے ٹھوکر مار رہا تھا کبھی ہاتھوں سے مکے بنا بنا کر گاڑی پہ مارے جاتا اور چیختا جاتا

نہیں اللہ نہیں پلیز اسے مجھ سے مت چھینیں کوئی دے کر نہیں چھینتا ایسا کوئی نہیں کرتا اللہ ایسا کوئی نہیں کرتا اسکا غم بڑا تھا اسے وقت چاہئے تھا

وہ ہسپتال کے بینچ پہ بیٹھی چہرہ جھکائے روئے جا رہی تھی عمر خاموشی سے اس کے ساتھ ذرا سے فاصلے پہ بیٹھ گیا تھا اس نے کئی لوگوں کو روتے دیکھا تھا تڑپتے دیکھا تھا بلکہ اسکا جو کام تھا اس میں ہر آئے دن وہ ایسے لوگ دیکھتا تھا ایسی عورتیں دیکھتا تھا جن پہ ظلم ہوتا تھا جن کے ساتھ زیادتی ہوتی تھی جو روتی ہوئی تھانے اور کچہری آتی تھیں لیکن جو تکلیف اسکو اس لڑکی کے آنسو دیتے تھے ایسی تکلیف اسے آج تک نہیں ہوئی تھی

آپ مجھے سزا دینا چاہتی ہیں ناں اس نے بات کا آغاز کیا تھا ہالے نے اسکی طرف دیکھا بھی نہیں تھا مجھ سے بدلہ بھی چاہیے ہو گا آپ کو مجھے رسوا بھی کرنا ہو گا مجھ سے میرے محبوب لوگ بھی دور کرنے ہوں گے جس طرح میں نے کیئے لیکن یہ سب آپ مجھ سے دور رہ کر نہیں کر سکتیں وہ سامنے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا ہالے نے مڑ کر اسکو دیکھا تھا

اس سب کے لئے آپ کو میرے ساتھ رہنا ہو گا ہر وقت ہر پل سایہ بن کر اور اس کے لئے آپ کو وہی کرنا ہو گا جو آپ کے بابا چاہتے ہیں

اندر وہ جو آدمی ہے ناں وہ میری فیملی ہے میرا بھائی باپ دوست سب کچھ ہے وہ اسکو پلیز بچالیں جو وہ چاہتے ہیں وہ کرلیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں جس دن وہ ٹھیک ہو کر آ گئے اس دن آپ کو طلاق کا کاغذ ہاتھ میں تھما دوں گا جیسے آپ کہیں گی میں ویسا کروں گا آپ جو چاہیں گی بدلے میں دوں گا لیکن اندر اس بیڈ پہ لیٹے آدمی کو بچالیجئے وہ میرا خاندان ہے وہ آپ کا خاندان ہے آپ ان کے سامنے مجھے ذلیل کرنا چاہتی ہیں ناں میں خود سب کچھ قبول کرلوں گا بس ایک مہربانی کر دیں انکو بچالیں آپ کا انکار ان کو مار دے گا اور انکا مرنا بہت کچھ مار دے گا

ہالے بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی عمر تم نے مجھے بے بس کر دیا ہے میں اتنی مجبور ہو گی ہوں کہ مجھے اپنے باپ کی خواہش ماننی پڑے گی تم نے مجھ سے جو کچھ چھینا ہے تمھیں سب کا حساب دینا ہو گا یہ مت سمجھنا کہ تم مجھے آج حاصل کرلو گے آج کے بعد تمہارا ہر دن جہنم ہو گا ہر رات آگ جیسی میں تمھیں نہ زندہ رہنے دوں گی نہ خدا تمھیں موت نصیب کرے گا تمھیں حساب دینا ہو گا عمر مجھ سے میرے عزیز رشتوں کو بد ظن کرنے کا حساب بابا کو اگر میں تپتی دھوپ کو رات کہنے کا کہتی تو وہ کہہ دیتے تھے لیکن آج تمہاری وجہ سے صرف تمہاری

وجہ سے ان کو میرا اعتبار نہیں ہے انکو تم پہ یقین ہے لیکن تم دیکھنا عمر میں تمھیں کہیں کا نہیں رہنے دوں گی آج کے بعد سے میرا ہر دن تم سے انتقام کے نام ہو گا تم دیکھنا

عمر نے اسکو دور جاتے دیکھا تھا اور گہری سانس بھرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا

کیا انتقام اتنے حسین بھی ہوتے ہیں؟ وہ بس سوچ ہی سکا

آدھا گھنٹہ بعد

ہسپتال کے پرائیویٹ وارڈ میں بس ایک چیز کا اضافہ ہوا تھا "صوفہ" اس صوفے پہ اس وقت ایک باریش سفید داڑھی والا قاضی بیٹھا تھا عمر حیات سیاہ ٹی شرٹ میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا ہالے معراج سلطان کے ساتھ ان کے بیڈ پہ بیٹھی تھی وہ تکیوں کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے ہلکا سا مسکرا بھی رہے تھے

گواہ کے طور پہ شاہد حسین اور معراج کے ایک قریبی دوست ملک فرقان تھے عمر سنجیدہ سا بیٹھا تھا جبکہ ہالے کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا اسی وقت قاضی صاحب نے کچھ دعاؤں کے بعد ہالے سے اسکی رضامندی مانگی تھی

ہالے سلطان ولد معراج سلطان آپ کو عمر حیات ولد وہاج علی خان با عوض دس لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے

ہالے کا ذہن کہیں اور تھا وہ کوئی اور آواز سن رہا تھا (عمر ایسا نہیں کر سکتا)

قبول ہے اس نے سر گوشی کی تھی

(کون عمر حیات ؟ کیا تم کوئی مذاق کر رہی ہو ؟)

قبول ہے

(بے غیرت بے حیا بد چلن تمہاری جرات کیسے ہوئی مجھے دھوکہ دینے کی)

قبول ہے سے

اب وہ آدمی ایسے ہی کچھ قلمات عمر کے سامنے دہرا رہا تھا لیکن ہالے اسکے جیسے کانوں پہ پردہ پڑ گیا تھا بیٹھی رہی چپ گم سم خاموش اس سے کسی کاغذ پہ سائن لئے جا رہے تھے وہ کئے جا رہی تھی

نکاح کی رسم ختم ہو گئی تھی معراج اب عمر کو گلے لگا رہے تھے اسکو دعائیں دے رہے تھے عمر جواب میں کچھ کہہ رہا تھا ہالے کو ساری آوازیں بے معنی لگی تھیں

معراج نے ہالے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اسکا سر ہنوز جھکا ہوا تھا

میری طرف دیکھو ہالے انہوں نے نرمی سے پکارا تھا

ہالے نے نم آنکھیں اٹھا کر انکو دیکھا تھا

مجھ سے ایک وعدہ کرو کرو گی ؟

ہالے نے اثبات میں سر ہلایا تھا وہ اس وقت انکو کسی چیز کے لئے منع نہیں کر سکتی تھی

وعدہ کرو چاہے کچھ بھی ہو جائے چاہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں تم عمر کو نہیں چھوڑو گی

چاہے دنیاادھر کی ادھر ہو جائے چاہے تمہارے ساتھ کچھ بھی ہو جائے تم اسے نہیں چھوڑو گی اسے میری وصیت سمجھو ہالے عمر کو مت چھوڑنا

انکے لہجے میں التجا سی تھی

ہالے نے انکی طرف دیکھا تھا دل میں اٹھتے ابال کو بامشکل دبایا تھا اور ہلکی آواز میں بولی تھی

وعدہ کرتی ہوں بابا جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی کروں گی اور بس

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی اس وعدے کے بعد اسکی برداشت جواب دے گئی

مجھے گھر جانا ہے بابا وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی

میرے گلے تو لگ جاؤ بیٹا انہوں نے بازو وا کئے تھے

جن لوگوں پہ آپ کو اعتبار ہے انکو تو گلے لگا چکے ہیں آپ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں وہ تلخی سے بولی تھی

معراج کی چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا

جاؤ عمر تم پہلے ہالے کو گھر چھوڑ کر آ جاؤ انہوں نے عمر کی طرف دیکھ کر کہا تھا

میں خود جا سکتی ہوں

ہالے یہ میرا حکم ہے وہ سختی سے بولے تھے

ہالے نے زخمی نظروں سے عمر کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہی ہو

میرے باپ نے کبھی مجھ سے سختی سے بات نہیں کی

وہ بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گئی تھی عمر اس کے پیچھے گیا تھا لیکن پھر دروازے پہ رکا تھا اسکی اوٹ میں کچھ فکس کیا معراج کو دیکھا

ہالے اور حسن کو خدا کے بعد تمہارے حوالے کر رہا ہوں عمر خیال رکھنا وہ دھیمے لہجے میں بولے تھے

عمر نے سر ہلایا تھا اور باہر نکل گیا

گاڑی میں ہولناک خاموشی تھی ہالے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھی کل رات سے لے کر اب تک کے مناظر اسکی آنکھوں میں کسی فلم کی طرح چل رہے تھے اسکی بند آنکھوں سے نکلتے آنسو اسکے چہرے پہ قطار کی صورت بہہ رہے تھے عمر بار بار نظر اٹھا کر اسکو دیکھتا اور لب بھینچ لیتا جتنی تکلیف اسے اس لڑکی کے آنسو دیتے تھے وہ اتنا ہی روئے جا رہی تھی

آپ کچھ کھانا پسند کریں گی؟ یہاں قریب ہی ایک بہت اچھا ریستوران ہے وہ سامنے سڑک پہ نظر جمائے بول رہا تھا (اسکو رونے سے باز رکھنے کا ایک یہی طریقہ اس کے ذہن میں آیا تھا)

زہر لا دو مجھے کم از کم اس ذلت سے تو جان چھوٹ جائے گی وہ بند آنکھوں سے بڑبڑ آئی تھی پھر یکدم آنکھیں کھول کر اسکی جانب رخ پھیر لیا تھا

تم تو آج بہت خوش ہو گے ہیں ناں ؟ مجھے ذلیل کروالیا میری عزت نفس ختم کر دی میرے خاندان میں میری عزت دو کوڑی کی کر دی ایک ایک نیوز چینل پہ میری تصویر دکھائی جا رہی ہے میں بدنام ہو کر رہ گئی اور سب سے بڑی بات تم سے نکاح ہو گیا میرا اسکے گلے میں آنسوؤں کا پھندہ سا اٹکا تھا یہ نکاح نہیں ہے عمر یہ میری

تذلیل ہے تم نے آج مجھے میری نظروں میں گرادیا جس آدمی نے مجھے اتنا ذلیل کیا بدنام کیا ساری رات مجھے اپنی گاڑی میں قید رکھا جسکی وجہ سے میرا خاندان مجھ سے چھوٹ گیا آج وہی انسان میرا شوہر بن کر میرے پہلو میں بیٹھا بے شک یہ ایک کاغذی رشتہ ہے لیکن یہ "ہے" اور جب تک یہ ہے تب تک میں روز مرتی رہوں گی لیکن زندہ میں تمھیں بھی نہیں چھوڑوں گی دیکھ لینا تم وہ کہہ کر رخ پھیر گئی تھی

عمر لب بھینچے سنتا رہا

آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے؟ اسکا لہجہ سپاٹ تھا

گاڑی روکو وہ دوٹوک لہجے میں بولی تھی عمر نے اچھنبے سے اسکو دیکھا تھا لیکن گاڑی نہیں روکی

گاڑی روکو وہ اب کے ذرا بلند لہجے میں بولی تھی مقابل کے کان تو گویا بند ہی تھے

I said stop the bloody car

وہ پوری قوت سے چلائی تھی عمر نے گاڑی روک دی تھی گاڑی کے رکتے ہی ہالے نے سیٹ بیلٹ اتارا تھا اور ٹھا کی آواز سے دروازہ مارتی اتر گئی تھی عمر گہری سانس بھرتا اسکے ساتھ ہی اترا تھا سڑک ایسے سنسان تھی جیسے کوئی ڈائن گھوم گئی ہو ہالے تیز تیز قدموں سے چلتی جا رہی تھی

ہالے کیا کر رہی ہیں آپ کہاں جا رہی ہیں یہ علاقہ سیف نہیں ہے رک جائیں وہ پیچھے سے پکار رہا تھا

میرے پیچھے مت آؤ چلے جاؤ یہاں سے وہ مڑے بغیر بولی تھی

اسکی رفتار ہالے سے تیز تھی وہ جلد ہی اسکے پاس پہنچ گیا تھا اب وہ اسکے برابر چل رہا تھا

میری بات سنیں یہاں پچھلے دو ہفتوں میں تین حادثات ہو چکے ہیں دو ڈکیتی کے اور ایک اغوا کا یہ علاقہ عورتوں کے لئے سیف نہیں ہے مجھے مجبور نہ کریں کہ میں جج صاحب کو کال کروں عمر نے موبائل فون ہاتھ میں لے لیا تھا اب وہ دبے دبے غصے سے بولا تھا

ہالے پوری کی پوری اسکی طرف مڑی تھی نظریں اسکے ہاتھ میں پکڑے موبائل فون پہ گئی تھیں

عمر مبہم سا مسکرایا تھا (یہ دھمکی تو کام کر گئی زبردست)

ہالے دو قدم آگے آئی تھی اب وہ اسکے سامنے کھڑی گردن اونچی کئے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ اس سے قد میں کافی بڑا تھا اسی اثناء میں اس نے پھرتی سے عمر کا موبائل اسکے ہاتھ سے لیا تھا اور پوری قوت سے زمین پہ دے مارا تھا اور اسکی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی تھی

عمر بھونچکارہ گیا

وہ نیچے جھکا اپنے موبائل کے پرزے اٹھانے لگا تب تک ہالے کافی آگے نکل گئی تھی اسی وقت گلی کے ایک چھوٹے سے مکان کی اوٹ سے ایک گنجا سا آدمی نکلا تھا عمر نے اس آدمی کو دیکھا تھا لیکن آگے نہیں بڑھا ہالے نے اس آدمی کو دیکھ کر بھی نظر انداز کیا تھا وہ آگے بڑھتی گئی جب وہ آدمی پوری طرح پھیل کر اس کے سامنے دیوار کی طرح کھڑا ہو گیا ہالے نے رک کر اسکو دیکھا تھا گلی کے آدھے کچے آدھے پکے مکان دلچسپی سے یہ منظر دیکھے گئے

یہ تو گیا عمر ہولے سے بڑبڑایا تھا اسی وقت ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو چکی تھی

چلوبی بی جلدی سے نکالو جو کچھ بھی ہے چلو جلدی کرو ٹیم نہیں ہے زیادہ اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا خنجر تھا

میرے پاس تو بس ایک سونے کی پازیب ہے وہ اپنی آواز کے اندر مصنوعی ساخوف پیدا کرتی بولی تھی

جو بھی ہے نکالو جلدی وہ خنجر کو گھماتے ہوئے کہہ رہا تھا وہ نیچے جھکی تھی اور جب اوپر اٹھی تو اسکی زرد ہیل اسکے ہاتھ میں تھی اس آدمی کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ہالے نے ہیل اسکے سر پہ دے ماری تھی اسکے جوتے میں شاید کوئی کیل تھی جو اس آدمی کے سر پہ لگی تھی خون کا ایک فوارہ تھا جو اسکے سر سے پھوٹا تھا خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا تھا ہالے نے اس پہ بس نہیں کی تھی وہ اپنی ہیل سے دھڑا دھڑ اسکے سر کندھو اور سینے پہ مارے گئی وہ شاید دہشت زدہ سا ہو گیا تھا تب ہی کوئی جوابی کارروائی کئے بغیر بھاگنے لگا ہالے اسکے پیچھے بھاگی تھی جب اس آدمی کا پیر رپٹا تھا وہ منہ کے بل سڑک پہ گرا تھا اسکے سر سے نکلتا خون اب اسکے چہرے پہ پھیل چکا تھا بارش تیز ہو چکی تھی خون پانی کے ساتھ مل کر زمین پہ پھیلنے لگ گیا تھا ہالے اب بھی نیچے جھکی اسکو مارے جا رہی تھی

تمھیں میں ہی ملی تھی ستانے کو ہاں ؟اور کم مسلے ہیں میرے ساتھ جو اب تم بھی آگئے ہاں ؟رات سے لے کر اب تک کیا کیا لٹا کر آئی ہوں میں بچا ہی کیا تھا میرے پاس جو اب تم لینے آ گئے ذلیل انسان گھٹیا انسان شرم نہیں آتی تمھیں وہ چلاتی جاتی اور مارے جاتی پتہ بھی ہے میرے ساتھ ہوا کیا ہے کیا کیا جھیل چکی ہوں میں جانتے بھی ہو کسی لڑکی کو سکون کی سانس نہیں لینے دو گے تم ہیں ناں ؟وہ آدمی اب بری طرح کراہ

رہا تھا ہالے بھی شاید مار مار کر تھک چکی تھی تب ہی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی عمر ذرا سے فاصلے پہ کھڑا اسکو دیکھ رہا تھا فلحال وہ کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتا تھا ہالے کو دل ہلکا کرنے کی ضرورت تھی

تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ ہالے اس زخمی آدمی کے پاس بیٹھی پوچھ رہی تھی بارش تیز ہونے لگی تھی

اس آدمی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ اسی طرح پڑا کراہتا رہا

درد ہو رہا ہو گا ناں؟ وہ اب ہمدردی سے پوچھنے لگی تھی مجھے بھی تو ہو رہا ہے میں بھی تو تکلیف میں ہوں تمھیں بھلا زیب دیتا تھا اس طرح کسی لڑکی کا راستہ روکنا؟ کوئی شرم حیا کچھ باقی رہا ہے تم میں یا نہیں؟

معاف کر دو بی بی جان چھوڑ دو میری وہ رک رک کر بولا تھا

کیوں چھوڑ دوں جان ہاں میری بات کون سنے گا پھر؟ وہ غرائی تھی عمر بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے دیکھے گیا یہ یہ جو آدمی ہے ناں اس نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا (اسکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں) اس نے مجھ سے میری عزت چھین لی مجھے جگہ جگہ بدنام کر دیا مجھے میری شادی سے اغوا کر کے لے گیا (آنکھیں اب ڈبڈبانے لگی تھیں) میری شادی ٹوٹ گئی میرے منگیتر نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا اس آدمی کی آنکھیں بند ہونے لگی تھی جب ہالے بلند آواز میں چلائی تھی

آنکھیں کھولے رکھو تمھیں سننا ہو گا مجھے وہ اب دوبارہ آنکھیں کھول چکا تھا

اس نے مجھ سے میرے گھر والے چھین لئے تمھیں پتہ ہے یہ بات اب میں کس کو بتا رہی ہوتی؟ ذرا دیر کو رکی تھی میں یہ بات مہر آپی کو بتاتی میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں بہت زیادہ (اسکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو

بہنے لگے تھے عمر نے رخ پھیر لیا تھا) یا پھر بابا کو بتاتی اس نے مجھ سے بابا کو بھی چھین لیا یا پھر ہارون کو بتاتی میں اس نے مجھ سے ہارون بھی چھین لیا(وہ بری طرح رونے لگی تھی بلند آواز میں)اس نے ہاتھ سے عمر کی جانب اشارہ کیا تھا اس نے میری زندگی برباد کر دی ہے کل تک میں ایک ملکہ تھی لوگ میرے ہاتھ چومتے تھے لڑکیاں میرے جیسی قسمت کی دعا کرتی تھیں لیکن ایک ہی رات میں پتا ہے ایک ہی رات میں اس نے مجھے تخت سے زمین پہ پھینک دیا(وہ بلک بلک کر رو رہی تھی اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں)عمر کے برداشت کی حد ختم ہو گئی تھی تب ہی اٹھ کھڑا ہوا

چلیں ہالے اب بس بہت ہو گیا ہم لیٹ ہو رہے ہیں وہ سنجیدگی سے بولا تھا اسی وقت بارش ایک دم سے تیز ہو گئی تھی بوندیں تڑاتڑ برسے جا رہی تھیں ہالے بھیگ گئی تھی لیکن اسکو جیسے فرق نہ پڑ تا ہو

اس آدمی کا خون اب اسکے سر پہ جم گیا تھا ہالے کی نظر جیسے ہی اسکے سر پہ پڑی یکایک وہ ہنسنے لگی پیٹ پہ ہاتھ رکھے گردن پیچھے پھینکے وہ ہنستی جا رہی تھی کرب ناک ہنسی(عمر کو اس وقت اسکی ہنسی رونے سے زیادہ بری لگی) جتنا درد تمھیں... ہو رہا ہے ..ناں اس سے. اس سے زیادہ مجھے.. ہو رہا ہے وہ ہنستے ہوئے بامشکل بول رہی تھی میرا دل. میرا دل پھٹ رہا ہے. ذلت بڑی گندی چیز ہوتی ہی ..بڑی گندی اور مجھے یہ جھولی بھر کر دے دی گئی ہے اسکی ہنسی تھمی تھی آنسو ایک بار پھر آنکھوں میں بھرنے لگے تھے

تم جانتے ہو مجھے سب سے زیادہ دکھ کس بات کا ہے وہ اب اس آدمی کو دیکھتی پوچھ رہی تھی تمھیں کیسے پتہ ہو گا میں بتاتی ہوں اسکے حلق میں آنسوؤں کا ایک گولہ سا اٹکا تھا سب سے زیادہ دکھ مجھے اس بات کا ہو رہا ہے کہ بجو کو

میرا خیال نہیں آیا نکاح کرتے ؟ آنسو بہہ رہے تھے یا بارش کے قطرے پتہ نہیں چلتا تھا اس برستی بارش نے اسکے آنسو چھپا لئے تھے

اور سب سے زیادہ دکھ ہو رہا ہے دادا جان کا انہوں نے کہا .. کہا کہ نکل جاؤ ہاں انہوں نے یہی کہا اس نے روتے ہوئے ہچکی لی تھی اور سب سے زیادہ دکھ ہو رہا ہے اماں کا انہوں نے کہا چلی جاؤ ہالے یہ نہیں سوچا کہ ہالے کہاں جائے ؟اسکا ہے ہی کون ؟اگر میری جگہ بجو ہوتیں تو کیا اماں انکو گھر سے نکالتیں ؟تم خود بتاؤ وہ اس آدھے مرے وجود سے پوچھنے لگی خیر چھوڑو اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہپھر شروع ہو چکی تھی عمر بارش میں بھیگتا اسکو دیکھتا رہا وہ اسکا دل ہلکا ہونے دینا چاہتا تھا

اور ہا ہارون اسکا کیا؟ وہ آدمی اس سارے وقت میں اب بولا تھا ہالے نے مڑ کر اسکو دیکھا تھا اور مسکرائی تھی وہ دکھ نہیں ہے .وہ .ناسور ہے وہ زخم ساری زندگی نہیں بھرے گا ساری دنیا آپ کو چھوڑ دے دوست کو نہیں چھوڑنا چاہئے وہ چھوڑتا ہے ناں تو ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے بھرے بازار میں آپ کے منہ پہ جوتا مارا ہو جیسے کسی نے آپ کے دل کو مٹھی میں لے کر اتنا دبایا ہو کہ خون رسنے لگے وہ آسمان کی طرف منہ کئے کہے جا رہی تھی جیسے کسی نے آپ کے جسم کے ایک تیز دھار آلے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہوں بڑی تکلیف ہوتی ہے بڑی تکلیف اللہ کسی دشمن کو بھی دوستوں کے دکھ نہ دکھائے میں تمھیں بتاؤں کسی سے اگر بدلہ لینا ہو تو کیا کرو؟ اس سے اسکا دوست چھین لو وہ خود ہی مر جائے گا اس آدمی نے اس نے مجھ سے میرا دوست چھینا ہے اسکو اللہ پوچھے گا اس نے مجھ سے میرے باپ کو چھینا۔۔۔ارے ہاں میرا باپ تو ہسپتال میں ہے وہ ماتھے پہ

ہاتھ مارتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسکے بال موٹی موٹی لٹوں کی صورت اسکے چہرے کے اطراف میں چپکے ہوئے تھے

مجھے جانا ہوگا بھائی سوری خون کے لئے تھینکو مجھے سننے کے لئے تم ایک بہت اچھے listner ہو اللہ تمہارے کانوں کو سلامت رکھے مجھے جانا ہوگا میں اپنے باپ سے ناراض ہو کر آئی ہوں انکے گلے لگنا ہوگا اوکے؟ وہ آدمی خاموشی سے اسکو دیکھتا رہا ہالے نے اس پہ ایک نظر ڈالی اور آگے بڑھ گئی عمر بھی اس کے پیچھے گیا تھا

اس کے ہاتھ میں اب چھوٹا بھدا سا موبائل تھا جس پہ ہالے ٹرک بھی چڑھالے تو ٹوٹ ہی نہ سکے

سلطان منزل میں ایسا سناٹا تھا جیسے کوئی ڈائن گھوم کر گئی ہو ایسی ہولناک خاموشی جیسے قبرستانوں پہ ہوتی ہو ہر کوئی ایک دوسرے سے چھپتا پھر رہا تھا اسی وقت فروا اپنے لان کے ایک کونے میں فون کان سے لگائے کھڑی تھیں ان کے چہرے پہ برہمی تھی بھوری آنکھوں میں غصہ تھا

آپ وعدہ خلافی کیسے کر سکتے ہیں مرزا صاحب یہ عمر حیات کون ہے؟ اور اس سب میں وہ کیسے شامل ہو گیا جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ ڈیل کا حصہ نہیں تھا وہ ہسپتال کی فوٹیجز اور ریستوران والی تصاویر آپ کو یہ سب کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی آخر؟ آپ کو کیا لگتا ہے وہ لڑکا عمر وہ خاموش بیٹھے گا نہیں مرزا صاحب نہیں وہ ایسی قیامت برپا

کرے گا کہ سارا جہان دیکھے گا مجھے جواب دیجئے کہ آپ نے مجھے ڈبل کراس کیوں کیا آپ مجھے جواب دہ ہیں وہ دبا دبا غرا رہی تھیں

دیکھیں مسز سلطان میں خود نہیں جانتا کہ عمر حیات کو بیچ میں کون لایا اور کیسے لایا اس نے کچھ عرصہ قبل میرے بیٹے کی پارٹی پہ ریڈ مارا تھا ہو سکتا ہے نوح نے بدلہ لیا ہو اور اگر لیا بھی ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ایسی قیامتیں ہم جیسے فرعونوں نے بہت دیکھ رکھی ہیں اور آپ کو کیا میں کوئی پروفیشنل اغوا کار لگتا ہوں؟ جو اتنی پلاننگ کے ساتھ اس لڑکی کو اغوا کروں گا آپ کس فوٹیج کی بات کر رہی ہیں کونسی تصاویر میں کچھ نہیں جانتا آپ کی اور میری ڈیل اس لڑکی کو ایک رات گھر نہ پہنچنے دینے کی ہوئی تھی اور یہ کام میں نے کر دیا اب وہ کس کے ساتھ آئی کیوں آئی اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے امید ہے اب تک آپ میرا کام کر چکی ہوں گی انکا لہجہ بے لچک تھا ہو جائے گا آپ کا کام پیپرز بنوا لئے ہیں میں نے بس سائن چاہئے انکا دھیان بٹا ہوا تھا لہجہ بجھا ہوا تھا

کچھ تھا جو انکو تنگ کر رہا تھا

اسی وقت انہوں نے سفیر کو اپنی گاڑی کی طرف جاتے دیکھا انہوں نے سفیر کو آواز دے کر روکا تھا وہ بادل نخواستہ رک گیا تھا فروا تیز تیز قدم چلتی اس کے قریب آئی تھیں اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے

کہاں جارہے ہو تم ؟خود کو بامشکل نارمل رکھتے وہ پوچھ رہی تھیں

بڑے پاپا کے پاس ہسپتال جارہاہوں وہ سخت بے زار تھا

تم باپ بیٹا پاگل ہوگئے ہو ؟انکی بیٹی ہمارے منہ پہ کالک مل کر چلی گئی ہے اور تم لوگوں کی خدمتیں ہی نہیں ختم ہورہیں ؟ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہاراباپ گیاہے اور اب تم ؟بیٹے ضرورت کیاہے آخر ؟وہ سخت کوفت زدہ تھیں

ممی وہ میرے بڑے پاپا ہیں کل رات جو کچھ بھی میں نے کہا وہ اسی وجہ سے ہسپتال میں ہیں انکی گھٹیا بیٹی کی وجہ سے میں انکو نہیں چھوڑ سکتا آپ اپنی سازشیں خود تک محدود رکھیں تو بہتر ہو گا اور میرے معملات سے دور رہیں وہ کاٹ دار لہجے میں کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا

فروا خاموشی سے واپس چلی گئی تھیں انکا ذہن الجھا ہوا تھا

سارے راستے ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی ہالے خاموشی سے کھڑکی کے باہر بھاگتی ٹریفک کو دیکھتی رہی بارش اپنے جوبن پہ تھی جیسے آج ہی سارے بادلوں نے ایک ساتھ برسنے کا تہیہ کر لیا ہو جیسے ہی انکی گاڑی ہسپتال کے باہر آکر رکی سامنے سے ہی رپوٹرز کا ایک ہجوم انکو اپنی طرف آتا دکھائی دیا عمر نے بے زاری سے انکو دیکھا تھا اور پھر ہالے کی طرف دیکھا کر بولا تھا

آپ ان کے سامنے کچھ نہیں کہیں گی اوکے ؟عمر اسکی طرف دیکھتا تنبیہی انداز میں بولا تھا ہالے بغیر جواب دیئے گاڑی سے اتر گئی تھی وہ بھی دوسری طرف سے اتر آیا تھا ہالے کا لباس اب بھی ہلکا ہلکا گیلا تھا سیاہ دوپٹہ سر پہ جما رکھا تھا آنکھوں میں گہرا کرب لئے وہ عمر کی معیت میں رپوٹرز کے ہجوم میں راستہ بناتی چلتی جا رہی تھی

ایس پی صاحب کل رات سے آپ اپنی غیر موجودگی کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے ؟۔

عمر سر آپ پہ الزام ہے کہ آپ نے مشہور بزنس ٹائکون سفیر سلطان کی ہونے والی بیوی اور شاہد حسین صاحب کی بھانجی کو اغوا کر رکھا ہے ؟ سر آپ آس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے ؟ کل رات سے آپ بغیر کسی اطلاع کے منظر عام سے غائب ہیں آپ کے پاس کوئی جواب ہے ؟

سلطان فیملی سے آپ کا کیا تعلق ہے ؟ مس ہالے سلطان سے آپ کا کیا تعلق ہے سر جواب دیں کچھ بتائیں سر ؟

معتدد آوازیں ان گنت الزام اور طنزیہ جملوں کو نظر انداز کرتا وہ ہالے کے بالکل قریب چلتا ہسپتال کے اندر داخل ہو گیا تھا ابھی وہ اور آگے جاتے جب ہالے ان رپوٹرز کی جانب مڑی تھی اسکی آنکھیں پر سکون تھیں چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری وہ سڑک پہ بیٹھی پاگلوں کی طرح ہنستی اور روتی ہوئی ہالے سے بہت مختلف لگ رہی تھی وہ رکی تھی تو انکے پیچھے بھاگتے رپوٹرز بھی رکے تھے لیکن بس انکے قدم ہی رکے تھے زبانیں نہیں

آپ کو جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھیں میں آپ کے تمام سوالات کا جواب دینے کو تیار ہوں وہ انکی جانب دیکھتی پر سکون لہجے میں کہہ رہی تھی باہر اب بھی بارش برس رہی تھی

میڈم آپ کا ایس پی عمر حیات سے کیا تعلق ہے کل رات آپ اپنی شادی سے کیوں غائب ہوئیں ؟

ایس پی عمر حیات سے کل تک میرا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن آج اس نے عمر کی طرف طنزیہ سی نظر دیکھا تھا آج انکا اور میرا نکاح ہو گیا ہے سو اس لحاظ سے یہ میرے شوہر ہیں اور رہی بات میری شادی سے غائب ہونے کی تو ایس پی سر نے مجھے میری شادی کی رات اغوا کر لیا اور ساری رات مجھے حبس بے جا میں رکھا (عمر نے بے اختیار اپنا ماتھا سہلایا تھا) انکی وجہ سے میری اور میرے خاندان کی بدنامی ہوئی ہمارے خاندان کی نیک نامی پہ حرف آیا

اور میں اب تک ٹراما کے زیر اثر ہوں انکی وجہ سے میرے والد کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے وہ اسی ہسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں وہ بول کر خاموش ہو چکی تھی

رپوٹرز کا شور ایک بار پھر بلند ہوا تھا

اگر آپ کے ساتھ اتنا ہی ظلم ہوا تھا تو آپ اب تک ان کے ساتھ کیوں ہیں اور آپ نے ان سے نکاح کیوں کیا ؟ جسٹس معراج سلطان کی کنڈیشن اب کیسی ہے ؟ کیا یہ شادی آپ کے والد کی مرضی سے ہوئی ہے کیا آپ مستقبل میں عمر صاحب کے ساتھ رہیں گی یا آپ دونوں اپنے راستے جدا کرنے والے ہیں ؟ عمر حیات صاحب آپ ان الزامات کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ کیا آپ ان سب کو قبول کرتے ہیں اگر ہاں تو ان سب کے پیچھے کیا وجہ رہی ؟

ہالے نے ہاتھ اٹھا کر انکو خاموش کروایا تھا عمر غیر آرام دہ سا اسکے ساتھ کھڑا تھا

میرے والد صاحب اب خطرے سے باہر ہیں اسکا لہجہ اب بھی پر سکون تھا اور مستقبل میں میں ہالے سلطان عمر حیات کو کورٹ میں لے کر جانے والی ہوں انکو ہر زیادتی کا حساب دینا ہو گا میں ان پہ ہتک عزت کا دعوا کرتی ہوں اور مجھے اغوا کرنے اور حبس بے جا میں رکھنے کے لئے ان سے حساب مانگتی ہوں سی یو گائیز ان دی کورٹ

وہ بول کر آگے بڑھ گئی تھی جبکہ عمر جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہیں کھڑا رہ گیا تھا

سر آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟ آپ کی منکوحہ نے جو الزام آپ پہ لگائے اور مستقبل میں آپ کا لائحہ عمل کیا ہو گا ؟

آپ کا نام کیا ہے ؟اس نے نیلی شرٹ پہنے مائیک پکڑے کھڑے لڑکے سے سوال کیا تھا

سنان غفار وہ بااعتماد سا بولا تھا

عمر نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا تھا

میں پچھلے ہفتے کورنگی تھانہ گیا تھا دورے پہ آپ کو دیکھا تھا میں نے وہاں آپ کی بیوی نے آپ پہ ایف آئی آر کٹوائی تھی کہ آپ نے ان سے جھوٹے وعدے کئے اور فراڈ کر کے ان سے شادی کی کہ جس مکان میں آپ رہتے ہیں وہ آپ کا ذاتی ہے ؟اور یہ کہ آپ انکو ماہانہ خرچہ بھی پورا نہیں دیتے یہی ہوا تھا ناں ؟وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا اس لڑکے کے کان سرخ ہوئے تھے

سر آپ پبلک فگر ہیں میں نہیں آپ میری ذاتی زندگی کو اس طرح ڈسکس نہیں کر سکتے

Ohh really ?i just did bro

وہ طنزیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا مجمعے میں ہلکے ہلکے قہقہے گونجے تھے

اور آپ کا نام تو یاد ہے مجھے اس نے ایک ادھیڑ عمر رپوٹر کی جانب اشارہ کیا تھا آپ سے تو کورٹ میں ملا تھا میں آپ کی بیوی نے آپ پہ کیس کیا تھا ناں ؟انکا کہنا تھا کہ آپ نے انکے ابا کا دکان جو کے ترکے میں آپ کی بیوی کو ملا بیچ دیا ہے اور اس کے علاوہ آپ نے انکا تمام زیور انکی اجازت کے بغیر کہیں گروی رکھوا دیا ہے کچھ یہی الزامات تھے آپ پہ وہ اب بھی مسکرا رہا تھا اس آدمی کا رنگ اڑ گیا تھا

سر آپ یہاں ہمارے سوالات کے جواب دینے کے لئے آئے ہیں یا ہم پہ طنز کرنے آپ یہ مت بھولیں کہ ہم پبلک فگر نہیں ہیں آپ ہیں ہم عام عوام ہیں اور آپ قوم کے رکھوالے اگر آپ جیسے لوگ ہی اغوا اور فورس میرج کے جرم میں پھنسے ہوں گے تو ہمارا کیا ہو گا مجمعے میں سے ایک ستائیس اٹھائیس سالہ رپوٹر کی آواز آئی تھی اب کے عمر کھل کر مسکرایا تھا

بی بی میں طنز تو نہیں کر رہا اور میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ میں پبلک فگر نہیں ہوں بات صرف یہ ہے کہ پبلک فگرز کی بھی "بیویاں" ہوتی ہیں اور وہ ناراض بھی ہوتی ہیں جس طرح ان دونوں بھائیوں کی بیویاں ہوئی تھیں اور جس طرح آپ دونوں کی بیویوں نے صلح کے پرچم بلند کئے ہیں اسی طرح میری زوجہ کا غصہ بھی ٹھنڈہ ہو جائے گا بیویاں تو الزام لگاتی رہتی ہیں اصل مرد وہی ہے جو سروائیو کر جائے نرمی اور محبت سے بیوی کو سمجھائے جس طرح ان دونوں بھائیوں نے کیا کیوں بھائی اب جا سکتا ہوں میں باقی بات آپ دونوں سمجھا ہی دیں گے اپنے ساتھیوں کو وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا آگے بڑھ گیا تھا

مجمعے میں کئی اوازیں ابھری تھیں جنکو وہ پیچھے سے ہاتھ ہلاتا

That's all for today

کہتا آگے بڑھ گیا تھا

ہالے اسکے قریب ہی دیوار کی اوٹ میں کھڑی تھی وہ اکیلی نہیں تھی اسکی سہیلی مدحت پاس کھڑی تھی وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھی پریشانی سے تشویش سے ہالے نارمل انداز میں جواب دے رہی تھی جیسے جو کچھ بھی ہوا عام سی بات تھی (تو یہ طے تھا کہ سلطان خاندان کا بھرم نہیں ٹوٹے گا؟)

چلیں ؟وہ اس کے قریب کھڑا ہو کر بس ایک ہی لفظ بولا تھا ہالے نے ایک قہر آلود نظر اس پر ڈالی تھی مدحت سے کوئی بات کی تھی اور پھر عمر کو جواب دیئے بغیر آگے بڑھ گئی تھی وہ اسکے پیچھے چلنے لگا تھا وارڈ کے قریب پہنچ کر انکو کچھ غیر معمولی سا احساس ہوا کچھ تھا جو نارمل نہیں تھا ہالے کا دل زور سے دھڑکا تھا اسی وقت ڈاکٹر عبدالحفیظ باہر آئے تھے انکا چہرہ ستا ہوا تھا

کیا ہوا ہے ڈاکٹر ؟جج صاحب کی طبعیت پھر سے خراب ہوئی ہے کیا؟ کیسے ہیں وہ؟ عمر بے قراری سے پوچھ رہا تھا ہم نے آپ کو کئی دفع کالز کیں .. سر آپ نے اٹینڈ نہیں کی جج صاحب کو آپ دونوں کے جاتے ہی ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا ہم نے اپنی پوری کوشش کی لیکن ہم انکو نہیں بچا سکے الفاظ تھے کہ پگھلا ہوا سیسہ ہالے کو اپنی ساری دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے بے یقینی سے اپنا دل تھام لیا تھا

کیا بکواس کر رہے ہو تم بالکل ٹھیک تھے میرے ماموں بالکل ٹھیک کچھ نہیں ہو سکتا انکو آگ لگا دوں گا تمھارے سارے ہسپتال کو اس نے ڈاکٹر کو کالر سے پکڑ کر دیوار سے لگا لیا تھا انکو کچھ نہیں ہو سکتا وہ میرا واحد خاندان ہیں میں مار دوں گا تم سب کو بکواس کرتے ہو تم میرے ماموں بالکل ٹھیک تھے وہ انکو دیوار سے لگائے ان پہ غرا رہا تھا اسکی آنکھوں میں شاک تھا لوگ جمع ہونے لگے تھے وہ عمر کو ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے

بول کون آیا تھا اندر بتاو مجھے ؟منع کر کے گیا تھا ناں میں کیا تھا یا نہیں بولا تھا نہ میں نے میرے علاوہ کسی کو اندر مت جانے دینا کیوں جانے دیا بولو کیوں ؟وہ بری طرح چلا رہا تھا چیخ رہا تھا جبکہ ہالے اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا وہ اسی طرح کھڑی تھی

شاکڈ

اسکی آنکھیں خشک تھیں زبان مقفل تھی قدم برف تھے اسکی ساری دنیا راکھ ہو گئی تھی وہ دھیرے دھیرے ہسپتال کے ٹھنڈے فرش پہ بیٹھتی چلی گئی اسکی آنکھیں پتھرا گئی تھیں وہ سانس تک نہیں لے پا رہی تھی

(میں بابا کو لے کر آؤں گی حسن) اس کے حلق میں آنسوؤں کا پھندہ سا اٹکا تھا

(میرے گلے تو لگ جاؤ بیٹا) اسکے ذہن میں کئی آوازیں گونج رہی تھیں

عمر اب بھی چلا رہا تھا شاید رو بھی رہا تھا لیکن وہ عمر کو نہیں دیکھ رہی تھی وہ کسی کو نہیں دیکھ رہی تھی وہ کچھ نہیں سن رہی تھی اسکو ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسکے دل میں کوئی تیز دھار برچھی گھسیڑ دی ہو یا پھر کوئی زہر بھرا تیر تکلیف سی تکلیف تھی

عمر اب وارڈ کے اندر آگیا تھا سامنے بیڈ پہ معراج سلطان کا بے جان وجود تھا عمر نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا اسکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں وہ بھاگ کر ان کے قریب پہنچا تھا اور دیوانہ وار انکی نبض ٹٹول رہا تھا انکے دل پہ اپنا کانپتا ہوا ہاتھ رکھ رہا تھا

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے وہ کبھی نہیں روتا تھا نفیسہ کہتی تھیں عمر کی آنکھوں میں ایسے پتھر ہیں جن سے کبھی چشمہ نہیں پھوٹ سکتا

میں نہیں مانتا... میں مان ہی نہیں سکتا آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا آپ نہیں مر سکتے. ..... . میں آپ کو مرنے نہیں دوں گا۔۔۔۔۔ماموں آپ یہ نہیں کر سکتے پلیز یہ نہ کریں یار مجھے اکیلا نہ چھوڑیں میں کہاں جاؤں گا میرا کون ہے آپ نے مجھے ہالے کے ساتھ کیوں بھیجا؟ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا میرے تو واحد دوست آپ ہیں میرا بھائی میرا باپ سب کچھ آپ ہیں آپ مجھے نہیں چھوڑ سکتے آپ یہ نہیں کر سکتے دیکھیں میں ریلیشن شپ ٹائٹل استعمال کر رہا ہوں یار میں اکیلا ہو جاؤں گا مجھے مت چھوڑیں وہ انکے پاس بیڈ پہ بیٹھا انکے ہاتھ پہ چہرہ گرائے روتے ہوئے کہہ رہا تھا اللہ میرے ساتھ ایسا نہ کریں میں اتنا مضبوط نہیں ہوں میں کیا کروں اللہ آپ نے کیوں کر دیا ایسا میں نہیں سنبھال سکتا ہالے کو حسن کو میں انکو کیسے سنمبھالوں ماموں میں خود اکیلا ہو جاؤں گا آپ نے وعدہ کیا تھا آپ نے کہا تھا مجھے نہیں چھوڑیں گے آپ نہیں چھوڑ سکتے وہ کبھی بچپن میں بھی ایسا نہیں رویا تھا جس طرح وہ آج رو رہا تھا

اسی وقت سفیر اور شمس ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے انکے پیچھے ہی ہارون اور شاہد بھی آئے تھے

سفیر نے آتے ہی عمر کو گردن سے پکڑ کر دور ہٹایا تھا

گھٹیا انسان تمہاری جرات کیسے ہوئی یہاں آنے کی دفع ہو جاؤ یہاں سے تمہاری وجہ سے میرے بڑے پاپا چلے گئے تم انکے وارث نہیں ہو انکا وارث میں ہوں تم کس حق سے انکے پاس بیٹھے ہو؟ کس نے دیا تمھیں یہ حق؟ وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ چلا رہا تھا

عمر کے کانوں میں کئی سال پرانی ایک آواز گونجی تھی

(میرے ساتھ گھر چلو اور فیملی کا حصہ بنو ورنہ ایک دن جب میں مر جاؤں گا تمھیں میرے جنازے پہ بھی کوئی نہیں چھوڑے گا)

مجھے بس تھوڑی دیر انکے پاس رہنے دو پلیز وہ چہرہ جھکائے گیلی آواز میں بولا تھا

شمس رو رہے تھے ہارون کی آنکھیں نم تھیں

تم یہاں سے خود جاؤ گے یا میں تمھیں دھکے مار کر نکالوں تمہاری وجہ سے میری بہن بیوہ ہوگئی انکے بچے یتیم ہو گئے اب اور کیا چاہتے ہو شاہد حسین روتے ہوئے اس پہ چیخ رہے تھے

ان کے بچے؟ اوہ خدایا ان کے بچے؟ عمر کے دماغ میں یکدم ہالے کا خیال آیا تھا وہ وارڈ کے باہر ہی تھی کیا ان لوگوں نے اسے دیکھا نہیں؟ وہ انکی طرف دیکھے بغیر باہر بھاگا تھا

وہ باہر نہیں تھی وہ ہر وارڈ میں اسکو ڈھونڈ رہا تھا ہر ایک کو روک روک کر اسکا پوچھ رہا تھا وہ وہاں نہیں تھی وہ کہیں نہیں تھی اس نے تمام باتھ رومز چیک کر لئے وہ وہاں بھی نہیں تھی

وہ ہسپتال کے کوریڈور میں سر پکڑے کھڑا تھا

(میں حسن اور ہالے کو خدا کے بعد تمھارے حوالے کر رہا ہوں عمر)

یہ کیا کر گئے ہیں آپ یہ کیسی ذمہ داری مجھ پہ ڈال گئے ہیں دیکھیں میں تو ایک دن بھی نہیں نبھا سکا میں نہیں کر سکتا بے بسی کے مارے اسکی آنکھیں ایک بار پھر نم ہونے لگیں تب ہی اسکو سیڑھیوں کے قریب ایک سیاہ دوپٹہ نظر آیا وہ آہستگی سے چلتا اس کے قریب گیا وہ ہالے تھی سیڑھیوں پہ بیٹھی ہراساں نظروں سے یہاں وہاں دیکھتی ہالے عمر اسکے قریب ہی ایک سٹیپ پہ بیٹھ گیا ہالے کو دیکھ کر اس نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا

ہالے نے مڑ کر اسکو دیکھا تھا اس کی سیاہ آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں

ہالے آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟ وہ بدقت بول پایا تھا

ہالے نے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا

بابا ---وہ رکی تھی کیا. بابا .. کیا واقعی وہ؟ وہ الفاظ ادا بھی نہیں کر پائی تھی کوئی بھی اولاد نہیں کہہ سکتی کیا تم .نے خود. دیکھا؟ تم .....نے چیک .. کیا؟ اسکی آنکھوں میں خوف تھا امید تھی

عمر کی آنکھوں میں کرب اتر آیا تھا

میں نے --میں نے دیکھا انکو میں نے--- محسوس کیا وہ سانس نہیں لے رہے تھے وہ نہیں رہے ہالے وہ نہیں رہے میں کیا کروں وہ نہیں رہے اس نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا تھا

عمر کیا کیا تھوڑی دیر کے لئے انکو زندہ نہیں کر سکتے؟ وہ ایسے لہجے میں بولی تھی کہ عمر کا کلیجہ کٹ کر رہ گیا

میں ان کے گلے نہیں لگی تھی عمر کاش میں لگ جاتی کاش میں وقت کو پیچھے کر پاتی کیا تم کر سکتے ہو؟ میں ان سے ان سے ناراض نہ ہوتی کاش وہ رک رک کر بول رہی تھی اسکی آنکھوں سے ایک قطرہ بھی نہیں گرا تھا لیکن روح جیسے قبض ہو رہی تھی

ہمارے کسی اپنے کے چلے جانے کے بعد انکی کسی نہ مانی گئی بات کا گلٹ دنیا کے ہر گلٹ سے بڑا ہوتا ہے

آپ آپ رو لیں پلیز وہ عجیب سے لہجے میں بولا تھا

ہالے نے نظر اٹھا کر اسکو دیکھا تھا

تم کتنے منحوس ہو عمر وہ اسکو دیکھتے ہوئے کرب سے کہہ رہی تھی تم جب سے میری زندگی میں آئے ہو تم سب کچھ کھا گئے تم بہت منحوس ہو آسیب ہو تم آسیب

میڈے کول ہکڑا واحد رشتہ ہا پیاتوں انہی کوں بھی کھا گیا ئین عمر تیکوں اللہ پوچھے

عمر شل سا اسکو دیکھے گیا اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا اس کے پاس الزام دینے کو کوئی نہیں تھا

سلطان منزل میں صف ماتم بچھی تھی بڑے سے لان میں بیچ و بیچ رکھا معراج سلطان کا بے جان وجود اور ان کے بالکل قریب بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر روتی حسینہ یوسف سلطان کو بار بار غشی کے دورے پڑتے تھے مہر بھی عورتوں کے ہجوم میں بیٹھی بار بار اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتی تھی حسن ذرا دور مردوں کے ساتھ بیٹھا تھا

سوگوران آکر شمس کے بعد اسکو پرسا دیتے تھے اسکے آنسو بہہ رہے تھے جنہیں وہ بار بار اپنی آستین سے رگڑتا تھا عمر کو دروازے کے باہر ہی روک لیا گیا تھا وہ بے بسی اور غصے کے مارے چکر پہ چکر لگا رہا تھا عورتوں کے ہجوم میں ایک سیاہ آنکھوں والی لڑکی بھی تھی اسکی آنکھیں اب بھی خشک تھیں وہ رو نہیں رہی تھی وہ کسی کو دیکھ نہیں رہی تھی عورتوں نے اسکو کئی بار رلانے کی کوشش کی تھی اسکے چہرے پہ ہلکے تھپڑ مارے تھے لیکن وہ ایسے بیٹھی رہی جیسے کوئی پتھر کا مجسمہ اسکی نظریں کسی غیر مرئی نکتے پہ جمی تھیں

حسن نے اسکو دیکھا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے قریب آیا تھا ہالے کو اس طرح دیکھ کر اسکا دل مزید کٹتا تھا اسکی جان نکل رہی تھی وہ آہستگی سے اس کے پاس آکر بیٹھا تھا اسکو کچھ کہنے کی بجائے وہ چہرہ جھکائے روتا گیا روتا گیا یہاں تک کہ اسکی ہچکیاں بندھ گئیں ہارون اسکو دیکھتے ہوئے آیا تھا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھے کچھ کہہ رہا تھا کوئی تسلی کوئی دلاسا کوئی صبر کی تلقین ہالے نے ایک جھٹکے سے ہارون کا ہاتھ حسن کے کندھے سے ہٹایا تھا

میرے۔۔۔ بھائی. کو اور مجھے۔۔۔ تمہارے سہاروں کی ضرورت نہیں ہے ہارون شاہد وہ کاٹ دار لہجے میں بولتی حسن کو اپنے ساتھ لپٹا گئی تھی سہارا ملتے ہی حسن پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا تھا

تم نے.. کہا تھا تم بابا کو لے کر آؤ گی تم نے کہا تھا ہالے تم نہیں لا سکی تم... تم جھوٹی ہو تم سب جھوٹے ہو کوئی مجھے میرا باپ نہیں لا کر دے سکا..... تم لوگوں کے۔۔۔۔ مسلے میرا باپ کھا گئے... تم لوگوں کی دشمنیاں

میرے باپ کی جان لے گئیں وہ روتے ہوئے خود کو ہالے کے حصار سے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا جسے ہالے ناکام بنائے ہوئے تھی

تم سب لوگ . تم سب ایک دن سیٹ ہو جاؤ گے تم سب اسٹیبل ہو جاؤ گے۔۔ ظلم تو میرے ساتھ ہوا ہے ہالے میں کہاں جاؤں وہ چلا نہیں رہا تھا اسکی آواز دھیمی تھی اتنی کہ بس ہالے ہی سن سکے (وہ ہجوم میں اپنی بہن کو برا نہیں کہہ سکتا تھا)

اسی وقت میت کو اسکی آخری آرام گاہ تک لے جانے کا شور بلند ہوا تھا ہالے کے دل سے جیسے خون رسنے لگا تھا حسن بے اختیار سیدھا ہوا تھا

یہ لے جائیں گے ہالے یہ بابا کو لے جائیں گے ہم یتیم ہو جائیں گے میں یتیم ہو جاؤں گا میرا دل پھٹ رہا ہے یار اسکے آنسوؤں میں روانی آ گئی تھی شاہد نے اسے کندھوں سے تھام کر اٹھایا تھا نوال اب ہالے کے پاس آ گئی تھیں اور اسکو سینے سے لگا لیا تھا کچھ بھی ہو یہ وہی بچی تھی جس کو انہوں نے اپنی گود میں کھلایا تھا جس کی شرارتوں سے انکا گھر گونجتا تھا جو ہمیشہ ان سے حساب بے باک کرتی تھی جسکی وجہ سے انکا بیٹا ازیت میں تھا لیکن ہالے کی یہ حالت دیکھ کر انکا دل کٹ رہا تھا

تم رو لو میری جان میرا بچہ دل ہلکا کر لو وہ اسکو سینے سے لگائے نم آنکھوں سے کہہ رہی تھیں

ہالے جواب دیئے بغیر اسی طرح انکے سینے سے لگی رہی اسکو دیکھ کر نوال رونے لگی تھیں ہالے کی نظریں ذرا فاصلے پہ کھڑے عمر حیات پہ جمی تھیں وہ ابھی ابھی آیا تھا شاید گارڈ سے لڑ جھگڑ کر گارڈ اب اسکے پیچھے آیا تھا وہ

سفیر کو کچھ بتا رہا تھا شاید یہی کہ عمر زبردستی اندر گھس آیا ہے وہ دونوں اب آمنے سامنے تھے عمر کی آنکھیں سرخ تھیں ضبط سے غم سے سفیر کی آنکھوں میں گلٹ سا تھا غم سے زیادہ گھبراہٹ تھی

تم یہاں سے چلے جاؤ عمر ورنہ میں تمھیں دھکے مار مار کر نکلوا دوں گا میں تمھیں بڑے پاپا کی میت کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دوں گا وہ انگلی اٹھائے اسکو وارن کرتا ہوا بول رہا تھا

عمر کی آنکھوں کا گلابی پن مزید بڑھ گیا تھا چہرہ دہک رہا تھا وہ سفیر کے کان کے پاس جھکا تھا

میری اماں کہتی ہیں جب عمر کو غصہ آیا ہو تو اس کے منہ مت لگو اور جب وہ غم میں ہو تو اسکے قریب بھی مت جاؤ اس وقت مجھ پہ دونوں کیفیات طاری ہیں مجھ سے دور رہو وہ بول کر آگے جانے لگا جب سفیر نے اسکی کہنی پکڑلی تھی

میں نہیں جانے دوں گا تمھیں نکل جاؤ یہاں سے

عمر نے گہری سانس بھری تھی اور دونوں ہاتھ سفیر کے کندھوں پہ رکھ لئے تھے

سفیر۔۔یہ آدمی یہ وہ واحد آدمی تھا جو مجھے روک سکتا تھا میرے ارادے بدل سکتا تھا میرا ذہن تبدیل کر سکتا تھا میرا غصہ ٹھنڈہ کر سکتا تھا میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کول ڈاؤن کر سکتا تھا اور یہ آدمی ..اب مر گیا ہے اسکی آواز میں سرد پن در آیا تھا اب میرے ہاتھ آزاد ہیں اب میرے ذہن پہ کوئی پابندی نہیں ہے اب میرا غصہ میرے قابو میں بھی نہیں ہے یہ وہ واحد شخص تھا جس نے عمر حیات کو سنوارا ہے جس نے عمر حیات کو "انسان" بنایا ہے اب اس کے جانے کے بعد مجھے دوبارہ سے بھیڑیا مت بناؤ آج یا تو میں ان کے جنازے کو کندھا دوں گا یا پھر یہاں

سے ایک ایک سلطان کی لاش نکلے گی تم بتا دو تم کیا چاہتے ہو ؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہہ رہا تھا سفیر کو بے اختیار اس سے خوف محسوس ہوا وہ اس پہ دو حرف بھیج کر آگے بڑھ گیا تھا

آخری بار تمام گھر والوں کو میت کا آخری دیدار کروایا گیا تھا پورے سلطان منزل میں سسکیوں اور ماتم کی آواز گونج اٹھی تھی فروا بہت مشکل سے حسینہ کو سنبھالے ہوئے تھیں یوسف سلطان کو سکون اور دوا دے کر انکے کمرے میں سلا دیا گیا تھا حسن نے روتے ہوئے جنازے کو کندھا دیا تھا ایک طرف ہارون تھا دوسری طرف سفیر اور تیسری طرف عمر فضا میں کلمہ شہادت کی آوازیں گونجی تھیں کئی عورتوں نے اب بھی ہالے کو رلانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ خاموش کھڑی رہی بے جان ساکت اسکی روح کھینچی گئی تھی اسکے دل میں خنجر گھونپا گیا تھا اسکا باپ مر گیا تھا اسکی ساری دنیا ختم ہو گئی تھی

عشاء کو قضا ہوئے کئی ساعتیں ہو گئی تھیں سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں تھے جنازے کے ساتھ گئے لوگ ذرا دیر قبل ہی لوٹے تھے کچھ دنوں میں سب کی زندگی نارمل ہو جاتی سوائے ان کے جن کے عزیز ان سے جدا ہوئے تھے ہالے اب بھی لان کی گھاس پہ بیٹھی تھی ایسے کے ٹانگیں پیٹ سے لگا رکھی تھیں اور چہرہ گھٹنوں پہ گرا رکھا تھا وہ اب تک اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھی عمر گھر نہیں آیا تھا وہ وہیں

سے ہسپتال چلا گیا تھا اسکی کچھ چیزیں وہاں باقی تھیں حسینہ غم سے نڈھال تھیں لیکن انہوں نے پھر بھی کئی بار ہالے کو اپنے پاس بلایا تھا یوسف سلطان نے ہوش میں آتے ہی اسکا نام لیا تھا لیکن جیسے اسکو کسی سے فرق ہی نہیں پڑتا تھا اسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی مہر ماہ نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے اسکو یہاں بیٹھے دیکھا تھا اب وہ اسکے پاس آکر بیٹھ گئی تھی ہالے نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا اسکی آنکھیں ہلکی نم تھیں ہالے خاموشی سے اس کی گود میں لیٹ گئی تھی دل کو جیسے قرار سا آیا تھا مہر بھی چپ چاپ سی اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہی حسن انکو دیکھ کر انکے قریب آگیا تھا اسکی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں وہ دوسری طرف سے آکر مہر کی گود میں لیٹ گیا تھا اب مہر بیچ میں بیٹھی تھی اور وہ دونوں اسکی گود میں سر رکھے لیٹے ہوئے تھے

آپی یہ سب کیا ہو گیا؟ بابا مجھے چھوڑ کر کیسے چلے گئے ؟حسن گلوگیر آواز میں بولا تھا

یہی قسمت تھی بیٹا صبر کرو مہر اسکی طرف دیکھے بغیر بولی تھی

آپ لوگ بھی بہت عجیب ہیں میں رو رہا ہوں تو کہتے ہو صبر کرو اور ہالے خاموش ہے تو کہتے ہو رو لو کوئی ہمیں ہمارے حال پہ کیوں نہیں چھوڑ دیتا تین روز کا سوگ تو دین میں بھی جائز ہے ہمیں تو تین گھنٹے بھی نہیں ہوئے میں اپنے باپ کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں سلا کر آیا ہوں اور صرف انکو نہیں میں نے خود کو بھی وہیں سلا دیا جب آپ کا باپ مر جاتا ہے ناں تو اپ کو اپنا باپ خود بننا پڑتا ہے میرا غم بہت بڑا ہے بجو میں اپنے باپ کو سہی سلامت چھوڑ کر آیا تھا میں ساری رات انکے پاس تھا انکو کچھ نہیں ہوا میں ذرا دیر کو گھر آیا تو مجھے یہ پتہ چلتا ہے کہ

میرا باپ نہیں رہا مجھے بتائیں میں کیا کروں کیسے یقین کر لوں ؟میں کس کو الزام دوں ؟میں کہاں جاؤں بجو میں کہاں جاؤں وہ آسمان کو دیکھتا گیلی آواز میں کہہ رہا تھا

حسن کیا ہم جانے والوں کو روک سکتے ہیں ؟ہم بے بس ہوتے ہیں اللہ کی مرضی کے آگے ہم معراج بابا کی کمی پوری نہیں کر سکتے لیکن دیکھو تمہارے پاس ہم سب تو ہیں ناں وہ اسکو بہلا رہی تھی جیسے عام بچوں کو بہلایا جاتا ہے

میرے لئے کوئی نہیں ہو گا بجو یہ خاندان والے ایک دو سپارے پڑھ کر چلے جائیں گے آپ کی اپنی دنیا ہے آپ کا شوہر ہے اب یوسف سلطان کے پاس اپنا غم اپنے پچھتاوے ہیں ہالے سلطان کے اپنے گلٹ ہیں سفیر سلطان ساری دنیا سے ناراض ہے شمس چچا کے اپنے مسلے ہیں اماں کے وظائف مزید لمبے ہو جائیں گے آپ کو پتہ ہے سب سے زیادہ نقصان کس کا ہوا ہے ؟سب سے زیادہ suffer کون کرے گا؟. ---حسن سلطان-----مجھ سے تو سب کچھ لے لیا گیا ہے آپ کا باپ ایک ہی انسان ہوتا ہے اور جب وہ مر جائے تو آپ کو اپنا باپ خود بننا پڑتا ہے بجو کوئی میرے لئے نہیں ہو گا کوئی نہیں وہ آنکھیں بند کئے بڑبڑا رہا تھا ہالے چپ چاپ اسکو سنتی رہی

اسی وقت عمر گیٹ سے آتا دکھائی دیا وہ اسی صبح والے حلیے میں تھا بکھرے بال ستا ہوا چہرہ سرخ آنکھیں وہ بہت ڈسٹرب لگتا تھا

وہ قدم قدم چلتا ہالے کے قریب آکر رکا تھا اسکو دیکھ کر حسن طیش سے اٹھا تھا

کس کی اجازت سے آئے ہو تم یہاں ہمّت کیسے ہوئی ؟ وہ سرخ آنکھوں سے غرایا تھا

عمر نے افسوس سے اسکو دیکھا تھا

میں تم سے عمر اور رتبے دونوں میں بڑا ہوں مجھے " آپ " کہو بچے وہ نرمی سے بولا تھا

میں تمھیں اپنے گھر میں نہیں برداشت کر رہا اور تم مجھ سے تعلقات بنا رہے ہو شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا میں تمہاری ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکل جاؤ وہ انگلی اٹھا کر بولا تھا

جج صاحب نے تمھیں یہ تو نہیں سکھایا ہو گا میں اس وقت تمہارے گھر میں "مہمان "ہوں اور تم مجھ سے اس طرح بات کرو گے ؟ رہی بات تعلق کی تو وہ بن ہی چکا ہے بہنوئی ہوں میں تمہارا یقین نہیں آتا تو اپنی بہن سے پوچھ لو وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سکون سے کہتا حسن کے ساتھ مہر ماہ کو بھی چونکا گیا تھا مہر ماہ اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی ہالے اسکے ساتھ ہی اٹھی تھی

(اس نے یہ سب کیوں کہا یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اسے بس ہالے کو اپنے ساتھ رکھنا تھا اور اس کے لئے جو کرنا پڑتا وہ کر جاتا)

حسن کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں اس نے حیرانی سے ہالے کو دیکھا تھا

یہ کیا کہہ رہا ہے ہالے ؟ تم۔۔۔ تم اس کے ساتھ نکاح کر کے آئی ہو ؟

سچ کہہ رہا ہے آج بابا نے ہم دونوں کا نکاح کروایا ہے وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی

تم کیسے کر سکتی ہو یہ وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا میں تمہارا بھائی ہوں۔۔۔۔تم میرے بغیر کیسے کسی سے نکاح کر سکتی ہو؟وہ صدمے سے بولا تھا

مسٹر عمر اس وقت آپ یہاں سے جائیں کچھ دن بعد آیئے گا اس مسلے کا کوئی سدباب کر لیں گے اس وقت ہمارا خاندان ایک ٹراما سے گزر رہا ہے ہمارے گھر کے بڑے کوئی فیصلہ اس وقت نہیں کر سکتے مہر ماہ سینے پہ ہاتھ باندھے نرم لہجے میں بولی تھی

آپ کے گھر کے سو کالڈ بڑوں کو آج میں دیکھ چکا ہوں صبح انکے فیصلے بھی دیکھ چکا ہوں میں اور میں اپنی بیوی کو آپ کے گھر کے ایسے بڑوں کے پاس چھوڑ کر نہیں جا سکتا آپ کے گھر کے بڑے "ہاتھوں" سے فیصلہ کرتے ہیں جو کہ اس بار میں برداشت نہیں کروں گا اس کے لہجے میں تپش تھی

ابھی مہر یا حسن کچھ کہتے جب ہالے بول پڑی

مجھے جانا چاہئے کافی دیر ہو گئی ہے وہ نارمل لہجے میں بولی تھی

تم اس کے ساتھ جاؤ گی اسکا کیا بھروسہ ہے؟ہالے بے وقوفی مت کرو ابا کتنی دیر سے تمھیں بلا بلا کر تھک گئے ہیں اماں غم سے نڈھال ہیں لیکن پھر بھی تمہارا نام لئے جا رہی ہیں اور تم اس کے ساتھ جاؤ گی مہر برہمی سے بولی تھی

آپ کے ابا نے آج مجھے اس گھر سے نکال دیا ہے آپ کی اماں نے مجھے تب اس آدمی کے ساتھ بھیجا تھا جب ہمارا کوئی تعلق بھی نہیں تھا مجھے اب کچھ سخت کہنے پہ مجبور نہ کریں اور جانے دیں

توتم سب سے بدلہ لو گی؟وہ خفگی سے بھنویں بھینچے کھڑی تھی

پچھتاوں سے بڑا بدلہ کوئی نہیں ہوتا یوسف سلطان اور حسینہ معراج کو انکے پچھتاوں میں جینے دیں میں ہالے سلطان ہوں میں نکالی ہوئی جگہ پہ دوبارہ نہیں آتی یہ گھر آج میرے باپ کے مرنے کے ساتھ میرے لئے جل کر راکھ ہو گیا اب میرا اس کے مکینوں سے کوئی تعلق نہیں

اور میں مجھ سے بھی کوئی تعلق باقی ہے یا نہیں؟حسن دکھ سے بولا تھا

تم اور میں ایک خون ہیں حسن ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکتا ہمارا تعلق کبھی ٹوٹ نہیں سکتا

تم اس آدمی کے لئے مجھے چھوڑ رہی ہو ہالے؟میں تمہارا بھائی ہوں

میں اسی لئے یہاں سے جارہی ہوں حسن کیوں کہ تم میرے بھائی ہو تم مجھے سمجھ سکتے ہو مجھے سمجھو خدا کے لئے مجھے جانے دو یہاں نہیں رہ سکتی میں

تم خود غرض ہو رہی ہو ہالے تم بس اپنا سوچ رہی ہو تم میرا ابھی تو سوچو بابا کے بعد میرا کون ہے؟کچھ وقت کے لئے اپنی انا کو سلا نہیں سکتی تم؟میں تمہارا بھائی ہوں اسی لئے تمہیں کہتا ہوں مت جاؤ میں اکیلا ہو جاؤں گا اگر مجھ سے تعلق رکھنا ہے تو اس کے ساتھ نہیں جاؤ گی تم اور اگر آج تم اس کے ساتھ چلی گئی تو ہم دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں بچے گا فیصلہ تمہارا ہے اسکا لہجہ دوٹوک تھا

ہالے کے دل پہ کسی نے پیر رکھا تھا

تمہارا۔۔۔اور میرا۔۔۔ تعلق کوئی نہیں توڑ سکتا حسن تم خود بھی نہیں یہ تمہاری رگوں میں بہتا خون یہ ہمارے تعلق کی بنیاد ہے اور جب بنیادیں مضبوط ہوں تو گھر نہیں ٹوٹتے تم اس خون کو نکال کر نہیں پھینک سکتے تم ۔۔۔ہمارا۔۔۔ تعلق۔۔۔ نہیں ختم کر سکتے وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولتی آگے بڑھ گئی تھی

میں اس خون کو نکال کر نہیں پھینک سکتا ہالے لیکن میں اس خون کو "بے حس" کر سکتا ہوں اور ابھی تم نے حسن سلطان کی بے حسی نہیں دیکھی وہ پیچھے سے بولا تھا

ہالے کے قدم ذرا دیر کو تھمے تھے لیکن پھر وہ آگے بڑھ گئی تھی حسن نے زخمی نظروں سے اسکو جاتے دیکھا تھا

ہالے نے ایک اجنبی کی خاطر اسکو چھوڑ دیا

وہ بدگمانی کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا

ہارون شاہد اپنے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھا تھا وہ غیر آرام دہ سا لگتا تھا ایک ٹانگ کو اضطرابی کیفیت میں ہلا رہا تھا اسکا دل چاہ رہا تھا کمرے کی ایک ایک چیز کو اٹھا اٹھا کر دیوار میں دے مارے وہ بار بار چہرے پہ ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرتا تھا وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا اسکی آنکھیں بار بار بھر جاتیں جنکو وہ بے دردی سے رگڑتا جاتا تھا اسکی نظر ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑتی تو اسکو لگتا جیسے یہ ڈریسنگ پہ پڑی ساری چیزیں اسکو کہہ رہی ہوں

آؤ ہارون شاہد آؤ پھینکو ہمیں زمین پہ کرچی کرچی کر دو ہمیں توڑ دو سب برباد کردو سب کچھ ظلم ہوا ہے تمھارے ساتھ آؤ ہمارے ساتھ ظلم کرو نکالو اپنے اندر کی آگ وہ جب ان سے نظر ہٹاتا تو کمرے کی دیوار پہ لگا بک شیلف اس پہ ہنستا تھا وہ بھی کہتا تھا

کیا ہوا ہارون ہار گئے تم اٹھو ہم پہ غصہ اتارو ہم سے غم ہلکا کرو ہمیں نذر آتش کرو اٹھو ہارون پھینکو ہمیں تم ہارے ہوئے انسان ہو تم کبھی کچھ نہیں کر سکتے ہارون ہم تمہارا غم ہلکا کرنے کا واحد سہارا ہیں ہم تمھارے ساتھی ہیں آؤ ہمیں نیچے پھینکو ہمیں پھاڑ دو

وہ بار بار اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھوں سے ہلکے ہلکے تھپڑ مارتا

کنٹرول ہارون کنٹرول تم بہادر ہو تم اپنی سپر پاور ہو تم سروائیور ہو کنٹرول کسی چیز کو نہیں توڑو گے تم کچھ غلط نہیں کرو گے تم calm down haroon calm down ایزی ہو جاؤ بالکل ایزی وہ بار بار خود کو تسلی دیتا دلاسا دیتا اپنے آنسو رگڑتا خود کو باز رکھے ہوئے تھا اسکا سینہ جل رہا تھا وہ بار بار اپنے سینے کو مسلتا تھا ہتھیلی کے مکے بنا بنا کر سینے پہ مارے جاتا

وہ جب سے گھر آیا تھا اسکی یہی حالت تھی

تھوڑی دیر بعد اس نے انٹر کام اٹھایا تھا اور اپنے ملازم کو کمرے میں بلا لیا تھا

ملازم دوڑتا ہوا آیا تھا

عابد گھر میں کوئی کلرز رکھے ہیں تو لے آؤ وہ اسکی طرف دیکھے بغیر بولا تھا

سر گھر پہ تو کوئی کلرز نہیں ہیں میں مار کیٹ سے لے آتا ہوں ابھی وہ تابعداری سے بولا تھا

نہیں اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس مجھے دو منٹ کے اندر رنگ چاہیے کچھ بھی کرو دو منٹ سے اگر تیسرا منٹ ہو گیا تو میں آج تمھیں مار دوں گا وہ غرایا تھا

سر میرا کیا قصور ہے رنگ تو آپ ہی کو پسند نہیں تھے ناں وہ اٹھارہ سالہ لڑکا رو دینے کو تھا

ہارون نے غصہ ضبط کر لیا اور یہاں سے وہاں چکر لگانے لگا

اچانک ہارون کے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا وہ پورا کا پورا عابد کی طرف مڑا تھا

تم تم ایسا کرو جاؤ ٹوتھ پیسٹ لے کر آؤ مما کے کمرے سے اپنے کمرے سے اور گارڈز کے کمروں سے سب کے ٹوتھ پیسٹ لا کر دو مجھے پانچ منٹ کے اندر اندر

وہ تیز تیز بول رہا تھا

عابد بھاگتا ہوا گیا تھا اور جب پانچ منٹ بعد اسکی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں مختلف قسم کے ٹوتھ پیسٹ تھے

ہارون نے جلدی سے سب اس کے ہاتھ سے لے لئے تھے وہ ایزل اور کینوس پہلے ہی سیٹ کر چکا تھا یہ دونوں چیزیں اسکو ہالے نے گفٹ کی تھیں اگر کوئی اور اسکو پینٹنگ سے متعلق کوئی چیز دیتا تو وہ اسکو پھینکنے میں ایک منٹ نہ لگاتا لیکن یہ ہالے کا تحفہ تھا

اسنے سارے ٹوتھ پیسٹ ایک پلیٹ میں ذرا ذرا کر کے سجائے تھے اس کے پاس پینٹنگ برش تک نہیں تھے اس نے انگلیوں کے پوروں پہ ذرا سا پیسٹ اٹھایا تھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اس نے زیر لب پڑھا تھا

اور پھر کانپتے ہاتھوں سے ایک اسٹروک لگایا تھا وہ رنگ نیلا تھا اسکی آنکھوں نے رنگ پہچان لیا تھا اس نے نم آنکھوں سے ایک اور اسٹروک لگایا تھا

یہ رنگ سبز تھا اگلا رنگ سفید تھا اس سے اگلا رنگ نیلا تھا اگلا سٹروک ملٹی کلر تھا ہر رنگ اپنی جگہ پہ آ گیا تھا ہر رنگ ترتیب پہ تھا ہارون شاہد کی نم آنکھیں چمکنے لگی تھیں خوشی سے تشکر سے

وہ اس ایزل اور کینوس کو اسی طرح چھوڑے رنگ والے ہاتھوں کو بغیر دھوئے اسی جگہ اپنے کمرے کے فرش پہ سجدہ ریز ہو چکا تھا وہ خوش تھا بے انتہا خوش وہ رو رہا تھا بلک بلک کر پھوٹ پھوٹ کر

اگر اس سے ہالے لے لی گئی تھی تو اسکو رنگ واپس مل گئے تھے اسکو اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی مل گئی تھی سب سے محبوب شوق واپس مل گیا تھا

اس سے اگر ہالے سلطان لی گئی تھی تو اسکو ہارون شاہد تھما دیا گیا تھا اس نے اپنا ٹیلنٹ پا لیا تھا اس نے خود کو پا لیا تھا خود کو پا لینا سب سے بڑی نعمت ہوتی ہے

اب اسکو کسی اور محبت کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں تھی اسکو ایک محبت کے مقابلے میں اس سے ذرا کم سہی لیکن ایک ایسی محبت دی گئی تھی جو اسکو ہیل کر سکتی تھی جو ہارون شاہد کا غم ہلکا کر سکتی تھی جو اس کے جلتے دل پہ ٹھنڈی پھوار بن اسکا دل ٹھنڈہ کر سکتی تھی

تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا تھا اور ایک کے بعد ایک اسٹروک لگانا شروع کر دیا تھا اس کے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے اسکی انگلیاں جیسے اس کام کی عادی تھیں اسکا ذہن اس کام کو کبھی بھولا ہی نہیں تھا یہ اسکا واحد ہنر تھا یہ اسکا محبوب شوق تھا یہ کام اسکا پہلا عشق تھا

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا جب اس نے پینٹنگ کو آخری ٹچ دیا تھا اس کے کمرے کی ساری بتیاں روشن تھیں انکی روشنی پینٹ کئے ہوئے اس چہرے پہ پڑ رہی تھیں وہ وہی چہرہ تھا جو محبت کے قابل تھا جو قدر کے قابل تھا جو بے مول نہیں تھا جسکا دنیا بھر کی خوشی پہ حق تھا جسکا اداس رہنے پہ بھی حق تھا جس کا حق تھا کہ اسکو منا جائے اسکو سنوارا جائے اسکا خیال رکھا جائے وہ چہرہ کس کا تھا؟ بھلا

وہ ہارون شاہد کا چہرہ تھا

مسکراتا ہوا پر سکون چہرہ

وہ اپنی گھر کے باہر گلی میں کھڑا تھا سٹریٹ پولز کی روشنی اسکے چہرے پہ پڑ رہی تھی اسکی آنکھیں سرخ تھیں فون کان سے لگا رکھا تھا فون کے اسپیکر سے نفیسہ حیات کی آواز آتی تھی

آپ کو آنا چاہئے تھا اماں وہ آپ کے دوست تھے آپ دونوں نے ایک بہت اچھا وقت گزارہ تھا ساتھ آج تو اجاتیں وہ دکھ سے کہہ رہا تھا

بیٹے میں اسلام آباد میں ہوں ساری فلائٹس کینسل ہوگئ آج کی میں گاڑی میں اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتی تھی میری مجبوری سمجھو

عمر نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس نظریں جھکائے اپنے جوگرز کو دیکھتا رہا

عمر . .بیٹے ہمت کرو تم اب اکیلے نہیں ہو تم پہ ذمہ داری ہے ہالے حیات کی ذمہ داری حسن سلطان کی ذمہ داری تم میرے بیٹے ہو عمر اس طرح تو ہمت نہیں ہارا کرتے تھے انکا لہجہ اداس تھا

اماں ..میں بہت اکیلا ہو گیا ہوں یہ شہر یہ سارا شہر مجھے کھانے کو آتا ہے میں بھرے جہاں میں خود کو تنہا محسوس کر رہا ہوں مجھے اب تک اس بات کا یقین نہیں آرہا ہے کہ۔۔۔ کہ وہ مجھے چھوڑ کر جا سکتے ہیں میرا دل زخمی ہو گیا ہے

یہی ہوتا ہے جب کوئی بہت قریبی چھوڑ کر چلا جائے تو یہی ہوتا ہے عمر دس سال پہلے میں نے بھی یہی محسوس کیا تھا لیکن وقت سب سے بڑا مرہم ہے یہ ہیل کر دے گا

وہ اب بھی خاموش رہا تھا نفیسہ نے بات پلٹ دی تھی

تم نے کچھ پتہ کیا ہالے کے ساتھ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے ؟

کیسے پتہ کروں اماں ؟ صبح اٹھتے ہی یہ سب کچھ ہو گیا ذرا سی دیر گزری نہیں تھی کہ جج صاحب نے بھی مجھے چھوڑ دیا پانچ منٹ بھی مجھے یہ سوچنے کو نہیں ملے کہ ہالے میری گاڑی میں آئیں کیسے میں اس سب کو فکس کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس ذرا سا بھی وقت نہیں ہے میرے دل میں جیسے آگ سی لگی ہے

ہالے سے بات کرو اس سے پوچھو کوئی ہنٹ کوئی اشارہ کچھ تو ہو گا جو اسے معلوم ہو گا جو اسنے نوٹ کیا ہو گا؟

عمر نے تلخی سے سر جھٹکا تھا

انکو لگتا ہے یہ سب میں نے کیا ہے انکو لگتا ہے اپنے سب سے قیمتی رشتے کو میں اپنے ہاتھوں سے مار چکا ہوں اماں وہ ہر بات کا الزام مجھے دیتی ہیں اور میں سن لیتا ہوں اسلئے نہیں کیونکہ وہ معراج سلطان کی بیٹی ہیں اسلئے کیونکہ انکا دل ہلکا کرنا چاہتا ہوں اس وقت ان سے زیادہ ازیت میں میں ہوں کیونکہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں ہے جس کو الزام دے کر میں بری الذمہ ہو جاؤں سب سے زیادہ گلٹ میں میں ہوں اگر میں ہالے کی ضد نہ مانتا تو یہ سب نہ ہوتا اگر ایک رات میں نہ سوتا تو کونسی قیامت آجاتی اگر اس ایک رات میں اپنا فون آف نہیں کرتا تو یہ سب نہ ہوتا میں اس رات خود غرض نہ ہوتا تو آج جج صاحب زندہ ہوتے اسکا گلٹ ایک بار پھر عود آیا تھا

لیکن تم کچھ تو جانتے ہوگے عمر؟ کوئی انسان کوئی دھمکی آخر کس نے قتل کیا معراج کو؟ وہ اب بھی متفکر تھیں

عمر کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا تھا

قتل؟ آپ نے قتل کہا؟ آپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں اماں؟ وہ بے قراری سے پوچھنے لگا

نفیسہ متعجب ہوئی تھیں

تو کیا تمھیں یہ قدرتی موت لگتی ہے؟ عمر Are you kidding me انکو دوسرا ہارٹ اٹیک آیا ہی کیوں؟ وہ اپنی بیٹی کو اس کے حوالے کر چکے تھے جس پہ وہ آنکھیں بند کر کے اعتبار کرتے تھے اور اب پلیز یہ مت کہنا کہ بدنامی کا خوف انکی جان لے گیا he was not that type (وہ اس قسم کے آدمی نہیں تھے) اگر ایسا ہوتا تو کل

رات ہی مر جاتے ذلت آن داسپاٹ جان لیتی ہے اگر اسکو دس منٹ کے لئے جھیل گئے تو ساری زندگی بھی جھیل سکتے ہو تو اب تم عمر حیات تم مجھے یہ بتاؤ کہ معراج سلطان کی جان کس نے لی؟انکی آنکھیں بند تھیں وہ فینٹسی ورلڈ میں تھیں وہ یہ باتیں عمر حیات سے نہیں کر رہی تھیں وہ یہ بات کورٹ میں کھڑے ہو کر وہاں بیٹھے جج وکلاہ اور وہاں بیٹھے لوگوں سے کر رہی تھیں

عمر شل سا انکو سنے گیا

آپ شیور ہیں اماں؟وہ بدقت بول پایا

If nafeesa says it's a murder then it's a murder

یہ بات میں نہیں کہتی یہ بات میرے ہر کیس کا ہر جج کہتا تھا میں نے ایک عمر خرچ کی ہے ان کاموں میں ایسے ہزار قتل میں ثابت کر چکی ہوں وہ سکون سے بول رہی تھیں

میں۔۔۔تھوڑی دیر۔۔پہلے ہسپتال اسی لئے گیا تھا اماں لیکن مجھے لگا تھا یہ بس میرے دماغ کا فتور ہے مجھے لگا کہ میری جاب نے مجھے ہر کسی پہ شک کرنا سکھا دیا ہے لیکن نہیں میں سہی تھا اماں میرے اندازے میرے دل کی گواہی درست تھی وہ پر جوش ہو گیا تھا اب آپ دیکھئے گا اماں جس نے بھی یہ کیا ہے میں اسکا کیا کرتا ہوں اسکی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے

ہالے سے نرمی سے پیش آنا عمر اسکا غم بہت بڑا ہے وہ تھوڑی دیر بعد بولی تھیں

عمر گردن اونچی کئے آسمان کو دیکھنے لگا

وہ واحد عورت ہے جس سے میں چاہ کر بھی سختی نہیں کر سکتا میں خود کو اس کے سامنے بے بس محسوس کرتا ہوں اماں وہ جادو کرتی ہے وہ مجھے ہپناٹائیز کر دیتی ہے وہ آسمان کو دیکھتا آنکھیں بند کئے کہے گیا

وہ اس وقت کہاں ہے ؟

میرے گھر میں ہے

لیکن کیوں ؟ وہ تمہارے ساتھ آ کیسے گئی ؟

عمر کے ہونٹوں پہ استہزئیہ مسکراہٹ آئی تھی

وہ اپنے گلٹ سے جان چھڑوانا چاہتی ہیں آخری بار جج صاحب نے انکو میرے ساتھ جانے کا کہا تھا وہ نہیں آسکیں اور اب وہ یہاں بس اپنے باپ کی آخری خواہش پوری کرنے آئی ہیں وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے چلی جائیں گی اور میں انکو روک نہیں پاؤں گا

تم کون ہو ؟ نفیسہ نے عجیب سے لہجے میں سوال کیا تھا عمر چونک اٹھا تھا وہ جانتا تھا نفیسہ اس سے اسکا نام -- ذات -- یا پیشہ نہیں پوچھ رہیں وہ اس سے آگے کی بات کر رہی ہیں

میں سمجھا نہیں وہ سیدھا ہو گیا تھا

میں جانتی ہوں تم نے صبح سے لے کر اب تک " مجھے سب پتہ ہوتا ہے " ایک بار بھی نہیں کہا ہو گا اور میں یہ بھی مان نہیں سکتی کہ تم اپنے خاندان کے ایک آدمی کو ہسپتال میں اکیلا چھوڑ کر آئے ہو تم یاد کرو عمر تم نے کسی وفادار کو تو وہاں چھوڑا ہو گا کوئی تو ایسا ہو گا جو جھوٹ نہ بولے جو چاہ کر بھی جھوٹ نہ بول سکے کیا تم نے

ایسا کوئی کوئی بھی اس ہسپتال میں نہیں چھوڑا؟اور اگر نہیں چھوڑا تو یہ وہ عمر نہیں ہے جو میرا بیٹا تھا جسکو میں نے پالا جسکی تربیت میں نے کی جس عمر کو معراج سلطان نے گر سکھائے جس کو معراج نے دنیا دکھائی اس عمر کو "سب پتا ہوتا تھا" وہ سب کچھ کر سکتا تھا تم اس محلے میں نہیں کھڑے ہو عمر اس فیز سے نکل آؤ تم اس سے کافی آگے نکل آئے ہو اپنے دل سے اپنے دماغ سے وہ سوچیں نکال دو جو تمھیں کمزور کر رہی ہیں ہالے کو طاقت بناؤ کمزوری نہیں وہ ایسی لڑکی نہیں ہے جسکو کمزوری بنایا جائے وہ ہالے سلطان ہے بیٹے وہ معراج سلطان کی بیٹی ہے تم اسکا مت سوچو وہ کیا کرے گی کہاں جائے گی تم یہ سوچو عمر کیا کرے گا ہالے کو کہاں لے کر جائے گا تم یہ مت سوچو کہ ہالے صبح کیا کرے گی تم یہ سوچو کہ عمر حیات صبح "تک" کیا کچھ کر سکتا ہے تم فوکس لوز مت کرو بیٹے گلٹ کو نوچ کر پھینکو اور اپنے قدموں پہ کھڑے ہو جاؤ ابھی بارہ بجنے میں دس منٹ ہیں اور صبح ہونے میں چھ گھنٹے باقی ہیں

تم چھ گھنٹوں میں کیا کر سکتے ہو عمر یہ تمھیں پتہ ہونا چاہیے

عمر جیسے ایک خواب سے جاگا تھا اس سیریس حالات میں بھی اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ایک زخمی مسکراہٹ

میں سمجھ گیا ہوں اماں میں جانتا ہوں اب کیا کرنا ہے مجھے چیزیں وہیں سے فکس کرنی ہے جہاں سے خراب ہوئی تھیں مجھے پتہ لگ گیا ہے ہالے کو کیسے روکنا ہے میں جانتا ہوں وہاں میرے بعد کون آیا ہو گا

تمھیں کیسے پتہ ؟فون کے سپیکر سے آواز آئی تھی مجھے۔۔۔سب۔۔پتہ۔۔ہو تا۔۔ہے وہ ایک ایک لفظ کو توڑ کر ادا کر تا فون کاٹ چکا تھا

وہ اپنی جون میں واپس آ گیا تھا

رات ہر گزرتے پل کے ساتھ گہری ہوتی جارہی تھی ہالے عمر کے ساتھ اس کے گھر آ گئی تھی سارا راستہ ان دونوں کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی عمر خاموش تھا غمزدہ تھا ہالے اب تک شاک تھی معراج سلطان جا چکے ہیں اسکا باپ اب اس دنیا میں نہیں ہے اسکا دل اور دماغ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری تھے وہ عمر کے گھر کے ایک کمرے میں بیڈ کی پائینتی سے ٹیک لگائے ٹھنڈے فرش پہ بیٹھی تھی جب عمر ہاتھ میں ایک ٹرے لئے اس کے پاس آیا ٹرے میں ایک بھاپ اڑاتا چائے کا مگ اور سینڈ وچ رکھا تھا ہالے کے قریب ٹرے رکھ کر وہ کھڑا ہو گیا تھا ہالے نے اسکو نہیں دیکھا تھا

یہ کھالیجئے اس کے بعد میں نے ڈاکٹر کو بلایا ہے آپ کا چیک اپ ضروری ہے وہ سپاٹ سے انداز میں بول رہا تھا

ہالے نے اب بھی اسکی طرف نہیں دیکھا تھا اس نے خاموشی سے چائے کا مگ اٹھالیا تھا

عمر اسکو دیکھے گیا اور پھر یکدم ہالے نے کھولتا ہوا چائے کا مگ عمر کے پیروں پہ اچھال دیا تھا دونوں پیروں پہ چائے گری تھی عمر کے لبوں سے ہلکی "سی" کی آواز نکلی تھی اس نے تکلیف سے آنکھیں میچ لی تھیں لیکن اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا

میں جب جب تمھیں دیکھتی ہوں ناں عمر میری تکلیف نئے سرے سے شروع ہو جاتی ہے وہ دیوار کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی جب جب تمھیں دیکھتی ہوں دل چاہتا ہے۔۔۔۔ دل چاہتا ہے تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں۔۔ تمہارا سر کاٹ کر چوراہے پہ لٹکا دوں تمہیں اتنی گولیاں ماروں کہ تمہارا جسم چھلنی ہو جائے لیکن میں ۔۔۔۔ میں بس نہ کروں دل کرتا ہے تمھیں زہر دے دوں اور پھر تمھیں تڑپتا دیکھوں جی چاہتا ہی تمہارا گلہ اپنے ہاتھوں سے دبا دوں تم کیسے انسان ہو عمر؟ تم نے ایک دن میں سب برباد کر دیا سب کھا گئے تم میں نے تم جیسا آسیب نہیں دیکھا تم جیسا منحوس انسان نہیں دیکھا کبھی تم میری عزت کھا گئے میرا خاندان برباد کر دیا میرے باپ کو مار دیا تم نے میں نے تمھیں خون دیا تھا عمر تم نے اسکی لاج بھی نہیں رکھی؟ اگر اس رات میں نے کسی کتے کی جان بھی بچائی ہوتی تو وہ بھی تم سے زیادہ وفادار ہوتا تم نے میرے ساتھ اتنا برا کیا تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ تمہاری وجہ سے میں آخری دفع اپنے باپ کے گلے نہیں لگ سکی یہ گلٹ میرے دل میں برچھی کی طرح کھب گیا ہے تم ایک دن میں میری ساری دنیا کھا گئے میں کیا کروں عمر کہاں جاؤں بھرے مجمعے میں صفائی دے کر بھی خود کو بے گناہ نہ ثابت کر پانا کیسی ازیت ہے تمھیں کیا پتہ ذرا دیر کو نظروں

سے او جھل ہونے اور واپسی پہ کسی اپنے کی لاش دیکھنا کیسی ازیت ہے تم کیا جانو میں اگر تمھیں مار بھی دوں تو میں اپنا باپ واپس نہیں لاسکتی اس نے بازو آنکھوں پہ رکھ لیا تھا

عمر اس کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا(پیروں میں اتنی جلن ہو رہی تھی کہ خدا کی پناہ) میں سمجھتا ہوں بھرے مجمع میں اپنی صفائی دینا کیسا ہوتا ہے (اسکی آنکھوں کے سامنے کئی سال پہلے کا منظر گھوما تھا محلے کے لوگوں کے درمیان کھڑا چیخ چیخ کر اپنی صفائی دیتا عمر حیات) میں محسوس کر سکتا ہوں ذرا سی دیر پہلے کسی اپنے کو زندہ سلامت دیکھنا اور کچھ دیر کے بعد اسکی لاش دیکھنا کیسا ہوتا ہے (اسکی آنکھوں کے سامنے اب ڈاکٹر کھڑا تھا دیکھیں ہم نے اپنی پوری کوشش کی لیکن ہم انکو بچا نہیں سکے) میں سب سمجھتا ہوں سب محسوس کر سکتا ہوں ہالے لیکن میں آپ کی طرح کسی کو الزام نہیں دے سکتا آپ بڑی خوش قسمت ہیں آپ کے پاس الزام دینے کو عمر حیات ہے کوئی عمر حیات سے پوچھے وہ کہاں جائے ؟وہ کس کو الزام دے ؟اسکا دکھ کون سنے ؟میں آپ کو اپنی صفائی میں کیا کہوں ؟میرے لفظوں کی کوئی حیثیت نہیں آپ کی نظر میں میری کوئی کریڈیبلٹی نہیں ہے آپ مجھ پہ اعتبار نہیں کرتیں مجھے آپ کا اعتبار کمانا ہو گا اور میں تب ہی کچھ کہوں گا اب عمر حیات آپ سے تب بات کرے گا جب اسکی بات کی وقعت ہو گی جب اسکی کریڈیبلٹی ہو گی آپ کا غم اب تک شاک سے نکل کر گلٹ کے مرحلے میں ہے میرا غم ان سب مراحل سے نکل کر انتقام کے مرحلے میں ہے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں ہالے جس نے بھی آپ کو تکلیف دی ہے میں ان سب کو چوک پہ کھڑا کر کے درے ماروں گا

میں ایک ایک کی روح تک کو ایسی ازیت دوں گا کہ آئندہ کسی کو اسکے خاندان سے جدا کرنے کا سوچ کر بھی انکی روح کانپ جائے اسکا لہجہ سرد تھا برف جیسا

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا تھا عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا

وہ اسکے گلٹ کا کچھ نہیں کر سکتا تھا اسے انتظار کرنا تھا اسکے گلٹ کے "دکھ" میں بدلنے کا انتظار وہ چلا گیا تھا پیچھے پچھتاوں کے ناگ تھے جو ذرا ذرا دیر بعد ڈستے تھے

کاش میں بابا کے گلے لگ جاتی کاش میں ان سے ناراض نہ ہوتی یا پھر انکو چھوڑ کر جاتی ہی نہ

کاش ہم سب کے پاس کوئی ٹائم مشین ہوتی جس کے زریعے ہم اپنی غلطیوں کو سدھار سکتے کچھ "کاش" ہمیشہ "کاش" ہی رہ جاتے ہیں

آج کی رات ایسی سیاہ اور تاریک تھی جیسے کسی جنگل کی رات ایسی خاموشی تھی جیسی قبروں میں ہوتی ہو لیکن یہ رات سلطان منزل کے ایک کمرے کے لئے بہت مختلف تھی یہاں کسی کی ساری زندگی کی دعائیں پوری ہوئی تھیں کسی کی قربانیوں کا بدلہ دیا گیا تھا

یہ مہرماہ اور سفیر کا کمرہ تھا

وہ سفیر کے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی انگلیاں چٹخا رہی تھی ہالے کو عمر کے ساتھ گئے کافی دیر ہو چکی تھی وہ تب سے لے کر اب تک سفیر کے انتظار میں بیٹھی تھی اسی وقت کمرے کا لاک باہر سے کھلنے کی آواز آئی سفیر بکھری ہوئی حالت میں اندر داخل ہوا اسکے سیاہ کرتے پہ جا بجا سلوٹیں تھیں بھورے بال بکھرے ہوئے تھے بڑھی ہوئی شیو اور ہاتھ میں ایک شیشے کی بوتل مہر کو دیکھ کر اس نے بوتل والا ہاتھ پیچھے کیا تھا اور سر جھکائے مہر کے قریب سے گزرتا اپنے بیڈ پہ آ کر بیٹھ گیا تھا آج مہر کو اس کے پرفیوم کی خوشبو بھی نہیں محسوس ہوئی تھی سفیر کبھی بھی بغیر پرفیوم کے سوتا تک نہیں تھا اسے خوشبو سے عشق تھا

کافی دیر کی خاموشی کے بعد سفیر نے بولنا شروع کیا تھا

آئی ایم سوری مہر میں تمہارے لئے وہ سب کچھ نہیں کر سکا جو تم ڈیزرو کرتی تھیں اس دن میری عزت کی خاطر تم نے جو کچھ کیا وہ پرائز لیس تھا اسکی پشت کو دیکھتا بول رہا تھا مہر نے رخ موڑ کر اسکو دیکھا تھا

اٹس اوکے سفیر میں آپ کو سمجھ سکتی ہوں وہ نرمی سے بولی تھی

تم فکر مت کرو مہر میں بہت جلد تمھیں اس رشتے سے آزاد کر دوں گا تمھیں کوئی ضرورت نہیں ہے ایک ان چاہے رشتے سے بندھے رہنے کی بس ایک بار حالات نارمل ہو جانے دو

مہر کا دل جیسے کسی نے چیر کر رکھ دیا ہو وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی

کیا ۔۔میں نے۔۔ آزادی۔۔مانگی؟ وہ چبا چبا کر بولی تھی سفیر نے حیرت سے اسکو دیکھا تھا

آپ کو کیا لگتا ہے جب آپ کا دل کرے گا آپ مجھ سے شادی کر لیں گے اور جب دل چاہے گا آپ مجھے چھوڑ دیں گے ؟ سفیر مہرماہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا میں نے اپنی مرضی سے آپ سے نکاح کیا ہے کیونکہ وہ بولتے بولتے رک گئی تھی کیونکہ میں۔۔ آپ سے۔۔ محبت کرتی ہوں بلاخر اس نے اعتراف کر دیا تھا

سفیر ہونقوں کی طرح اسکو دیکھے گیا

یہ قید میرے لئے من چاہی ہے یہ رشتہ میرے لئے آب حیات ہے. . آپ میرے لئے عشق ہیں آج یا کل سے نہیں تب سے جب سے مجھے محبت کا مطلب بھی نہیں پتہ تھا اور اب جب میری ساری دعائیں پوری ہوئی ہیں تب آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں وہ غم وغصے کے ملے جلے تاثرات لئے بول رہی تھی

سفیر گہری سانس بھرتا اٹھا تھا

مہر . میں اب تک ایک دھوکے سے باہر نہیں آیا اور ایک صدمے سے بھی ہالے کا دھوکہ اور بڑے پاپا کی موت میں ان دونوں چیزوں میں اسٹک ہو کر رہ گیا ہوں تمہارے یہ سارے الفاظ میرے لئے کسی ڈائیلوگ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتے تمہارے لئے بہتر ہے کہ مجھے چھوڑ دو اور اگر نہیں چھوڑ سکتی تو پھر تمھیں ایک بٹے ہوئے مرد کے ساتھ رہنا ہو گا ایک ایسا مرد جو اب کبھی اعتبار نہیں کر سکے گا اور مجھ سے کوئی امید مت رکھنا یہ تمھارے لئے بہتر ہو گا اگر تمھیں طلاق چاہئے تو جس دن کہو گی دے دوں گا لیکن میں کم از کم اس لڑکی پہ اعتبار

نہیں کر سکتا جس کی بہن میری عزت اور ریپوٹیشن کو خاک میں ملا کر گھر سے بھاگ گئی ہو میرے لئے تم دونوں ایک جیسی ہو "خود غرض" وہ مہر کے بالکل قریب کھڑا بول رہا تھا اسکی آنکھیں سرد تھیں

لیکن ان سب میں میرا کیا قصور ہے ؟ آپ مجھے کس گناہ کی سزا دے رہے ہیں ؟ کیا ہالے کے بھاگ جانے میں میرا ہاتھ تھا؟ یا میں اس کے کسی عمل میں شامل رہی ہوں ؟ وہ گلابی ہوتی آنکھوں کے ساتھ کہہ رہی تھی

سفیر اسکی بات کا جواب دیئے بغیر اپنی جگہ پہ واپس گیا تھا بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کھول کر بوتل باہر نکالی اب اسکے انداز میں کوئی جھجھک نہیں تھی کوئی خوف نہیں تھا کچھ دیر قبل وہ اس بوتل کو ایک "کزن اور بیوی" سے چھپا رہا تھا اب اسکے سامنے وہ لڑکی تھی جو گوڈے گوڈے اس کے عشق میں ڈوبی تھی اس کے سامنے کونسی جھجھک کیسی حیا

مرد اس عورت کے سامنے سب سے زیادہ نڈر ہوتا ہے جو اس سے محبت کرتی ہو کیونکہ وہ اسے ٹوکتی نہیں سہی غلط سے برے اچھے سے کیونکہ وہ ڈرتی ہے اپنے محبوب کی ناراضگی سے سفیر جانتا تھا مہر بھی کچھ نہیں کہے گی سو بوتل اٹھائے کمرے سے ملحقہ اسٹڈی کی طرف بڑھ گیا

آج کی رات اس حرام مشروب کے نام

پیچھے مہر تھی اور اس کے لاتعداد دکھ وہ مل کر بھی اسکو نہ مل سکا مل کر نہ ملنے کی ازیت بہت بڑی ہوتی ہے

عمر اپنے بنگلے کے سرونٹ کوارٹر میں بیٹھا تھا یہ عثمان کا کمرہ تھا جس میں ایک طرف گدا رکھا تھا اس سے ذرا فاصلے پہ ایک پانی والا کولر اور ایک کونے میں کپڑوں کی ایک ٹرنک یہی اس کمرے کی کل متاع تھی لیکن اس وقت یہاں ایک چیز کا اضافہ تھا" لکڑی کی کرسی "وہی کرسی جس پہ عمر بیٹھا تھا عثمان اس کے سامنے کھڑا تھا

عثمان کل گھر سے نکلنے کے بعد تم کہاں کہاں گئے ؟ وہ تندہی سے پوچھ رہا تھا

سر میں تو بس سپر مارکیٹ گیا تھا وہاں سے سامان لیا اور واپس آ گیا مجھے کچھ نہیں پتا بی بی صاحبہ کب اور کیسے گاڑی میں آ گئیں میں تو کہیں اور رکا بھی نہیں تھا سر مجھے معاف کر دیں وہ شرمندہ تھا

عثمان تم مجھے پاگل بنا رہے ہو ؟ سامان لے کر گھر سے نکلتے ہو اور واپسی پہ گاڑی میں ایک لڑکی آتی ہے میرا دماغ اب مزید مت گھماؤ اور صاف صاف بتاؤ وہ .. لڑکی -- گاڑی میں کیسے آئی ؟ تم راستے میں کہاں رکے کس سے بات کی کتنی دیر بات کی اور کیا بات کی ؟ تمھیں وزن میں تبدیلی بھی محسوس نہیں ہوئی ؟

سر میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں صرف سپر مارکیٹ گیا تھا گاڑی وہاں کے پارکنگ ایریا میں کھڑی کر کے میں سامان لایا اور اس کے بعد میں گھر آ گیا خدا کی قسم سر میں سچ کہہ رہا ہوں یقین کریں

تم سپر مارکیٹ جانے تک کہیں نہیں رکے رائٹ ؟ مطلب جو کچھ بھی ہوا پارکنگ ایریا میں ہوا ؟ عثمان نے فورا اثبات میں سر ہلایا تھا

اوکے تو جب تم گاڑی پارک کر کے مارکیٹ گئے تب کیا ہوا ایک ایک سیکنڈ کی تفصیل دو مجھے اور اگر ایک بھی بات جھوٹی نکلی تو میں آج تمھیں زندہ گاڑ دوں گا وہ اسکو انگلی سے وارن کرتا کہہ رہا تھا

سر میں سب سچ ہی بتاتا ہوں میں گاڑی لاک کر کے مارکیٹ گیا اور پھر میں نے ایک سیکشن سے سارا ڈرائی فروٹ خریدا

عمر غور سے اسکی بات سن رہا تھا

اس کے بعد میں دوسرے سیکشن گیا وہاں سے میں نے آپ کے صبح کے ناشتے کے لئے سامان خریدے اور پھر میں تیسرے سیکشن گیا وہاں میٹ فروزن ایٹمز تھے اور۔۔۔۔۔

ایک منٹ ایک منٹ وہ ابھی آگے کچھ بولتا کہ عمر نے اسکو ٹوکا تھا تم فروزن ایٹم کے سیکشن میں کیوں گئے؟ میں نے کبھی اپنے گھر میں باہر کا لایا گوشت نہیں بننے دیا میں وہی میٹ بنواتا ہوں جسکو میں خود اپنے سامنے بنوا کر لاتا ہوں اور خود پکاتا ہوں اور یہ بات تم اچھے سے جانتے ہو (وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا) تو اب عثمان صاحب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم.. فروزن ایٹم.. سیکشن کیوں ..گئے وہ آنکھوں میں تپش لئے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولا تھا

عثمان گڑبڑا گیا تھا اس نے بے اختیار تھوک نگلا تھا

وہ سر۔۔۔ دراصل۔۔۔ میں آپ کو بتانے ہی والا تھا اصل میں۔۔۔

عثمان میں اس وقت تمہاری کسی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں جلدی بولو تم وہاں کیوں گئے عمر جیسے جھلا گیا تھا

عثمان فورا سمبھل گیا تھا

سوری سر اصل میں ایک لڑکا آیا تھامیرے پاس اسکی نئی نئی شادی ہوئی تھی سر اسکو گروسری کا پتہ نہیں تھا میں بس اسکو گائیڈ کرنے کے لئے اس کے ساتھ تھا لیکن وہ بہت شریف تھا بہت اچھا لڑکا تھا میں نے جیسے ہی اسکو سارے سامان لے کر دیئے اس نے شکریہ ادا کیا اور چلا گیا وہ بہت اچھا تھا سر وہ۔۔۔

کیا وہ سارا وقت تمھارے ساتھ تھا اور کیا اسکی موجودگی میں تم نے اپنا والٹ یا کار کی چابی نکالی؟ عمر نے اسکی بات کاٹی تھی

اور عثمان کی ٹھوڑی سینے سے آلگی تھی

وہ سر۔۔۔ دراصل۔۔ میرا والٹ۔۔ وہ نیچے گر گیا تھا اس لڑکے نے مجھے اٹھا کر دیا تھا اور اس کے بعد وہ کہیں چلا گیا تھا لیکن سر دس منٹ بعد پھر واپس بھی آگیا تھا عثمان تیز تیز بول رہا تھا

والٹ گرا تھا ناں گاڑی کی چابی تو نہیں؟ والٹ سے کیا ملنا تھا اسکو خیر کچھ اور یاد آئے تو بتانا مجھے عمر جانے کو مڑا تھا جب پیچھے سے عثمان کی شرمندہ سی آواز آئی

سر وہ۔۔۔ اصل میں۔۔۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ رک رک کر بول رہا تھا جب میں مارکیٹ کے اندر گیا تھا تب میں نے چابی پینٹ کی سامنے والی جیب میں رکھی تھی لیکن جب میں وہاں سے نکلا تب چابی میری شرٹ کے سینے والے جیب میں تھی آئی ایم سوری سر

عمر کرنٹ کھا کر مڑا تھا

لعنت ہو تم پہ عثمان لعنت وہ تمھیں بے وقوف بنا کر گیا ہے تم کیا ساری زندگی جھک مارتے رہے ہو تمھیں کسی چیز کا پتہ ہے بھی یا نہیں؟ وہ لڑکا تمہاری چابی لے اڑا اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلا ڈوب مرو تم عثمان ڈوب مرو وہ اس کے سر پہ کھڑا دھاڑ رہا تھا

میں معذرت خواہوں سر مجھے اندازہ نہیں تھا وہ واقعی شرمندہ تھا

عمر نے اپنی کنپٹی سہلائی تھی اور عثمان کی جانب مڑا تھا

میں اس معملے کو صبح دیکھوں گا صبح تک وہ باتیں بھی یاد کرو جو تمہارے فرشتوں کو بھی نہیں پتہ ہوں گی ورنہ یہاں سے دفع ہو جانا تمہاری وجہ سے اتنی بڑی مصیبت مرے گلے پڑ گئی وہ خود سے بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا تھا

پیچھے عثمان شرمندہ سا کھڑا رہ گیا

تھانے کا ماحول اس وقت بے زار سا تھا نائٹ ڈیوٹی کرتے پولیس افسران کے چہرے تھکے ہوئے سے تھے کچھ تو باقاعدہ اونگھ رہے تھے کچھ تاش کے پتوں پہ گزارا کر رہے تھے اے ایس آئی نذیر کوفت زدہ سا ایک فیمینسٹ کی ایف آئی آر لکھ رہا تھا

اسکا مدعا تھا کہ رات کے بارہ بجے بس میں سفر کرتے ہوئے اسکو ایک لڑکے نے بری نظر سے دیکھا اور چھونے کی کوشش کی ہے کافی دیر کئی مغزماری کے بعد بلاخر نذیر ایف آئی آر کاٹنے کو تیار ہو گیا تھا ایک نامعلوم افراد پہ ایک ایسے آدمی پہ جسکی شکل مدعی کو خود بھی یاد نہیں تھی نذیر کا دل تو بس یہی کہنے کو چاہا تھا کہ

بی بی اگر اتنا ہی تنگ کر رہا تھا تو بس میں شور مچانا تھا یہاں آکر ہمارا وقت کیوں برباد کر رہی ہو لیکن اسکی زبان سلی ہوئی تھی اسلیے نہیں کیونکہ وہ عورت تھی اسلئے کیونکہ اسکے ہاتھ میں موبائل تھا دس منٹ بعد وہ عورت سنیپ بنا کر اور ایک دو انسٹا سٹوریز لگانے کے بعد مسرور سی چلی گئی تھی اسکے جاتے ہی ایک دراز قد سیاہ آنکھوں والا نوجوان اندر آیا تھا وہ ایسے آرہا تھا جیسے یہ اسکا گھر ہو

وہ اب کچھ دیر قبل والے حلیے میں نہیں تھا اب اس نے نیلی چیک شرٹ کے ساتھ نیلی ہی جینز پہن رکھی شرٹ کے بٹن کھلے تھے اندر سے سفید گول گلے والی شرٹ نظر آتی تھی پیروں میں سلیپرز تھے اور ایک دو جگہ چھالے بھی تھے شاید اس نے اسی وجہ سے سلیپرز پہن رکھے تھے ورنہ وہ اپنے جوتوں کے معملے میں بہت حساس تھا اسکے آتے ہی تمام سپاہی اور افسران کھڑے ہو گئے تھے اونگھنے والوں کو چٹکی مار کر اٹھایا گیا تھا ذرا سی دیر میں اس چھوٹے سے تھانے میں ہل چل سی مچ گئی تھی کوئی اس کے لئے کرسی لا رہا تھا تو کوئی ٹیبل صاف کر رہا تھا کوئی بھاگ کر چائے لینے گیا تو کوئی اس سے اس وقت زحمت اٹھانے کی وجہ پوچھ رہا تھا

وہ اے ایس آئی نذیر کی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا وہ ذرا جلدی میں لگتا تھا نذیر سامنے کھڑا تھا با ادب گھبرایا سا

سر آپ حکم کرتے بندہ حاضر ہو جاتا آپ نے کیوں زحمت کی ہے وہ عمر کے سامنے کھڑا چاپلوسی کی تمام حدوں کو کراس کر رہا تھا عمر نے ایک ناپسندیدہ نظر اس پہ ڈالی تھی

میرے ساتھ بات کرتے وقت اس طرح کھڑے مت رہا کرو کرسی لاؤ اور میرے سامنے بیٹھو یہاں جتنی عزت میری ہے اتنی تمہاری بھی ہے آئندہ میں تمھیں اس طرح کھڑا نہ دیکھوں وہ انگلی اٹھاتا تنبیہ انداز میں کہہ رہا تھا

نذیر جزبز سا ہو گیا تھا پاس پڑی کرسی کھینچی اور بیٹھ گیا اب وہ پوری طرح عمر کی طرف متوجہ تھا

کل رات جس گونگے کو اٹھا کر لائے تھے وہ کہاں ہے؟ عمر اسکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا اسکی آواز میں ایک رعب تھا دبدبہ سا تھا

سائیں کل سے تو دس گونگوں کو زبان دی ہے آپ کس والے کی بات کرتے ہو؟ نذیر کی جگہ ایک ادھیڑ عمر کانسٹیبل بولا تھا

عمر نے سنجیدگی سے اسکو دیکھا تھا

میں جج صاحب کے کیس والے گونگے کی بات کر رہا ہوں اور تم تمھیں میں آدھا گھنٹہ دیتا ہوں اسکی آواز نکلنی چاہیے اگر آواز نہیں نکلتی تو لکھ کر دے لکھ کر نہیں دیتا تو اپنے پیروں پہ چل کر اس آدمی گھر لے کر جائے جس نے اسکو کل ہائر کیا تھا اور اگر تم سے یہ تینوں کام نہیں ہوئے تو خود کو ڈسمس سمجھو اور اگر وہ آدمی

یہ تینوں کام نہیں کرتا تو ہاتھ ۔پیر اور زبان تینوں کاٹ کر پھینک دو آئی سمجھ ؟وہ اسی ادھیڑ عمر کانسٹیبل کو دیکھتا وار ننگ کے انداز میں کہہ رہا تھا

ہو جائے گا سائیں آپ فکر نہ کرو وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا (آج بیوی کا سارا غصہ اسی پہ اترے گا)وہ سوچ کر ہی خوش ہو گیا تھا

اب اسکارخ نذیر کی طرف تھا

اور تم نذیر تم میرے ساتھ جا رہے ہو جانتے ہو کیوں ؟

جی سر جانتا ہوں آپ کو معلومات چاہیے ہوں گی میں اس علاقے کے چپے چپے سے واقف ہوں میں اگر کسی کی کتیا بچے جنے یا کسی کا بلا بھی مر جائے پہلی خبر مجھے ہی آتی ہے

میں اس وقت تمھارے کارنامے سننے کے لئے نہیں بیٹھا ہوں نذیر کل جس ہسپتال میں جج صاحب داخل تھے اسکی تفصیلات چاہئے مجھے وہ کوفت زدہ سا تھا

جی سر جیسا آپ کہیں آدھے گھنٹے تک ہو جائے گا وہ تابعداری سے بولا تھا

عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا باقی سب اس کے ساتھ اٹھے تھے

ایک اور بات کل صبح تک میں معطل ہو جاؤں گا مجھے یہ سارا کام آج کی رات کرنا ہے تم سب جاگو گے آج کی رات کوئی نہیں سوئے گا کوئی چونکا نہیں تھا اتنا اندازہ تو ان سب کو تھا کہ میڈیا کے سامنے ہالے کے اتنے بڑے الزام کے بعد یہ سب تو ہونا ہی تھا

اوُر نگی تھانے کے شبیر کو کال کرو اس سے کہو میں کچھ نمبرز بھیج رہاہوں انکی ڈیٹیلز چاہئے مجھے وہ اپنے ساتھ چلتے نذیر سے کہہ رہا تھا

اور فرقان سے کہو فہیم مرزا کی ایک مہینے کی رپورٹ مجھے دے وہ کس سے ملا کہاں گیا کتنی دیر گیا کیوں گیا اور وہاں کیا کھایا کیا پیا مجھے سب چاہئے نذیر

نذیر ایک چھوٹی سی نوٹ پیڈ پہ سب نوٹ کرتا جارہا تھا(نذیر عمر کا سب سے خاص آدمی تھا اسے شہر کے چپے چپے سے واقفیت تھی شہر کے سارے اشتہاری اور فرار ملزم اسکی جیب میں تھے وہ عمر کا وفادار تھا اور اس نے یہ بات کئی دفع ثابت بھی کی تھی)

وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے نذیر کے منع کرنے کے باوجود ڈرائیونگ سیٹ عمر نے خود سنبھالی تھی اب وہ سامنے سڑک پہ دیکھتے ہوئے کہے جارہا تھا

ایس ایچ او کو کال کرو اس سے کہو اپنے بندے اس سیلون بھیجے جہاں جج صاحب کی بیٹی تیار ہونے گئی تھی اور مجھے وہاں کی وہ فوٹیج چاہئے جو انہوں نے ڈیلیٹ کر دی ہے

اوکے سر ہو جائے گا ویسے ہم جا کہاں رہے ہیں سر ؟

جس نے میری نیند حرام کی ہے اسے سکون سے کیسے سونے دے سکتا ہوں ؟ہم اسکی نیند خراب کرنے جارہے ہیں اسکا لہجہ اب بھی بے لچک تھا

سر ایک بات پوچھوں ؟ تھوڑی دیر بعد نذیر کی آواز گونجی تھی عمر نے جواب نہیں دیا وہ جانتا تھا نذیر منع کرنے پر بھی پوچھے گا ضرور

آپ نے بی بی کو واقعی اغوا کیا تھا کیا؟ جج صاحب سے تو آپ کی اچھی خاصی سلام دعا تھی پھر بھلا ایسا کیوں کیا آپ نے ؟اس کے لہجے میں تجسس تھا

میرے باپ کا نام کیا ہے نذیر ؟ وہ اسکی بات کا جواب دیئے بغیر بولا تھا

سر۔۔۔وہاج علی۔۔خان وہ کچھ حیرت سے بولا تھا

عمر نے ابرو اچکائی تھی اچھا مجھے لگا تم "نذیر" تم میرے باپ ہو اسلئے تو مجھ سے ایسے سوال کر رہے ہو آئندہ میرا باپ بننے کی کوشش مت کرنا جتنا بتانا ہے اتنا ہی بتاؤں گا تم مجھ سے باتیں نہیں نکلوا سکتے

نذیر گڑبڑا سا گیا تھا خود پہ دو حرف بھیج کر وہ موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا تھا

اتنے میں وہ لوگ شہر کے ایک پوش علاقے میں داخل ہو چکے تھے پانچ منٹ مزید ڈرائیو کے بعد وہ "امتل ولا "کے باہر کھڑے تھے عمر نے گاڑی اس ولا کے بالکل سامنے کھڑی کر دی تھی گاڑی کو گیٹ کے بالکل سامنے کھڑے دیکھ چوکیدار بھاگتا ہوا آیا تھا

سر کس سے ملنا ہے آپ کو؟

ملنا تو تمہارے صاحب سے ہے لیکن اگر وہ گھر پہ نہیں ہیں تو مالکن سے ملنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے نذیر دانت نکوستا کہہ رہا تھا عمر نے تنبیہی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

کسی عورت کے بارے میں ایسی بات نہیں کرتے

نذیر خاموش ہو گیا تھا

سکندر شاہ کو بھیجو بولو عمر حیات آیا ہے عمر اب چوکیدار کو دیکھتے ہوئے بولا تھا

سر وہ تو دو دن سے گھر پہ نہیں ہیں کہیں باہر گئے ہوئے ہیں جب آئیں گے آپ کا پیغام پہنچادوں گا آپ فکر مت کریں وہ رٹے رٹائے سبق کی طرح دہرا رہا تھا

عمر بغیر کچھ کہے گاڑی تک واپس گیا تھا ونڈو سے ہاتھ اندر کر کے گاڑی کے ہارن پہ ہاتھ رکھ دیا تھا اب وہ زور زور سے بغیر رکے ہارن بجائے جا رہا تھا ڈرائیور ہارن کو بند کرنے کے لئے اسکی منت کر رہا تھا قریب ایک دو گھروں سے کھڑکی سے جھانک کر اسکو ملامت بھی کی گئی تھی لیکن اس نے تو گویا کان لپیٹ لئے تھے وہ بغیر رکے ہارن بجائے گیا بجائے گیا تقریبا پانچ منٹ بعد گیٹ کے کھلنے کی آواز آئی تھی عمر کی آنکھوں میں تپش سی بھر گئی تھی

گیٹ سے نکلنے والا آدمی کوئی ساٹھ کے ہندسے کو عبور کرنے کے قریب تھا اس نے نیلا سلک کا نائٹ گاؤن پہن رکھا تھا اور آنکھوں میں غصہ لئے وہ باہر آیا تھا

کیا .. بکواس . ہے یہ شرم نہیں. آتی گھٹیا لوگوں کسی کی نیند برباد کرتے ہو؟ وہ آتے ساتھ ہی دھاڑے تھے لیکن عمر کو سامنے دیکھ کر جیسے خون خشک ہو گیا ہو اس نے واپس جانا چاہا لیکن بے سود

ایس پی سر آپ یہاں سب خیریت تو ہے؟ وہ قریب آکر پوچھ رہا تھا

نذیر ڈالو اسکو گاڑی میں عمر اسکی بات کا جواب دیئے بغیر بولا تھا اور پھر سکندر شاہ کے لاکھ جھٹپٹانے اور چیخنے پکارنے کا اثر لئے بغیر نذیر انکو گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بٹھا چکا تھا وہ ابھی اور شور کرتے جب نذیر ان کے کان کے پاس جھکا تھا

چپ چاپ بیٹھ جاؤ شاہ صاحب ورنہ میرے پاس آپ کی رنگین راتوں کے ثبوت موجود ہیں اور آپ کی بیوی اور بیٹی کا نمبر بھی نسرین کو جانتے تو ہوں گے آپ ؟ وہی جسکو ڈیفنس میں کوٹھی دے رکھی ہے نذیر انکے کانوں میں زہر انڈیل کر دور ہٹا تھا

سکندر صاحب کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا انہوں نے بے اختیار تھوک نگلا تھا

کیا۔۔۔ چاہتے کیا ۔ہیں آپ ؟ انکی ساری ہوا نکل گئی تھی اب وہ جلد از جلد اس سورتحال سے چھٹکارا چاہتے تھے

جس ہسپتال کے آپ مالک ہیں اسکی سی سی ٹی وی فوٹیج اور میری ایک چیز رہ گئی ہے آپ ؟ کے ہسپتال میں وہ بھی چاہیے عمر سکون سے بولا تھا

اتنی سی بات کے لئے آپ لوگوں نے اتنی بے ادبی کی ہے میرے ساتھ میں ایک ازت دار آدمی ہوں ایس پی صاحب میں ابھی ڈی آئی جی صاحب کو کال کروں گا عجیب غنڈہ گردی ہے اندھیر نگری مچار کھی ہے آپ نے وہ غصے سے سرخ چہرہ لئے غرا رہے تھے عمر نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے ایک نمبر ملایا تھا اور موبائل پیچھے نذیر کو تھما دیا تھا

پہلی ہی بیل پہ کال ریسیو ہو گئی تھی

ہاں بول بھائی؟کسی کی نیند میں ڈوبی آواز گاڑی میں گونجی تھی

ڈی آئی جی سر میں عمر حیات بات کر رہا ہوں عمر نے بیٹھے ہوئے ہانک لگائی تھی سکندر شاہ نے موبائل نذیر کے ہاتھ سے اچک لیا تھا

ڈی آئی جی سر یہ آپ کے ایس پی مجھے ڈرا دھمکا کر میرے گھر سے اٹھا کر لائے ہیں اور اب یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے ہسپتال کی سی سی ٹی وی فوٹیج انکے حوالے کروں نہ انکے پاس کوئی اجازت نامہ ہے اور نہ ۔۔۔وہ کچھ اور بھی کہہ رہے تھے جب انکی بات کاٹی گئی تھی

اے زیادہ بولو مت فوٹیج دے دوگے تو مر نہیں جاؤ گے تم اور میں جانتا ہوں سب کچھ کتنا ڈرا دھمکا کر لائے ہوں گے یہ لوگ عمر کو جو کچھ چاہیے دے دو ورنہ بہت برا ہوگا اور اب رکھ فون نیند خراب کر دی میری وہ جھنجھلائے ہوئے تھے عمر یار کیا ہے اب یہ برساتی مینڈکوں سے بھی میں بات کروں؟وہ اب عمر سے کچھ کہہ رہے تھے عمر نے بات ختم کر کے کال کاٹ دی تھی

سکندر صاحب کا سارا رنگ نچڑ گیا تھا(کتنا بھتہ دیتا تھا میں اس ڈی آئی جی کو)وہ بس سوچ ہی سکے

جی تو شاہ صاحب اور کس سے بات کرنی ہے؟اگر کہیں تو آئی جی سے بات کرا دوں ان سے بھی اچھی خاصی بات چیت ہے میری ارے آپ کے رنگ کو کیا ہوا چہ چہ دکھ ہوا؟دیکھیں پولیس والے کی نہ دوستی اچھی نہ دشمنی وہ آپ کا ہر بات میں ساتھ دیں گے لیکن جب اپنے وردی والے بھائی کی آ گئی ناں تب وہ اپنے گھر والوں کے بھی نہیں ہوتے عمر فخریہ سا کہہ رہا تھا

اب آپ بتائیں خاموشی سے ہمارا کام کریں گے یا اور چک چک کرنی ہے ؟ دیکھیں آپ کے ہسپتال جاتے ہم فضول بحث کرنی پڑتی ایک ایک سے اب آپ چلیں گے تو کتنی عزت اور احترام سے ہو گا ہمارا کام ؟ آپ کو نیکی کا موقع ملے گا اور ہمارا وقت بچے گا کتنا اچھا ہو گا ناں ؟ وہ عام سے انداز میں کہہ رہا تھا

نذیر اپنے موبائل پہ ساری ڈیٹیلز جمع کر رہا تھا

ہو جائے گا آپ کا کام ہسپتال چلیں اب کے انکا انداز سپاٹ تھا

تقریبا آدھا گھنٹہ بعد وہ تینوں لوگ ہسپتال کے سیکیورٹی روم میں بیٹھے صبح نکاح کے بعد والی فوٹیج دیکھ رہے تھے لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا ڈیڑھ گھنٹے کی فوٹیج غائب تھی جس وقت ہالے اور عمر اس سڑک پہ بیٹھے تھے وہ فوٹیج غائب تھی

شاہ صاحب ڈیڑھ گھنٹے کی فوٹیج کہاں ہے ؟ عمر انکی طرف دیکھتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

دیکھیں عمر صاحب میں آپ کو سچ بتاتا ہوں جس طرح آپ زور زبردستی ہمیں یہاں لے آئے ہیں اسی طرح آج دوپہر بھی کسی نے بالکل اسی طرح ڈیڑھ گھنٹے کی فوٹیج میرے سیکورٹی چیف سے ڈیلیٹ کروادی اور اسے آج شام کی فلائٹ سے دبئی بھجوادیا آپ اب چاہے مجھے مار دیں یا میرے ہسپتال کو آگ لگادیں جو سچ ہے سو ہے اس سسٹم میں سروائیو کرنے کے لئے ہم سب کو کافی دفع ایسے کام کرنے پڑتے ہیں مجھے پتہ تھا آپ چپ نہیں بیٹھیں گے اسی لئے میں آپ سے چھپتا پھر رہا تھا سکندر شاہ نرمی سے کہہ رہے تھے

آپ کا سیکورٹی چیف فوٹیج ڈیلیٹ کر دیتا ہے آپ کا ڈاکٹر میری اجازت کے بغیر ہمارے مریض کے کمرے میں کسی کو بھی جانے دے دیتا ہے آپ کے ہسپتال سے ہماری چیزیں مسنگ ہوتی ہیں اور پھر آپ کہتے ہیں کہ ہم پولیس والے غنڈے ہیں یہ تو کھلم کھلا تضاد ہے شاہ صاحب عمر انکو دیکھتا چبھتے لہجے میں کہہ رہا تھا

آپ کی چیز مسنگ نہیں ہے عمر صاحب میں نے آپ کی چیز سمبھال کر رکھی ہے میرا اور آپ کا کوئی ذاتی عناد نہیں تھا مجھ سے جتنا ہو سکے گا میں آپ کو اتنی فیورز دوں گا میں ایک ذمہ دار شہری ہوں آپ کو مجھ سے شکایت نہیں ہوگی (ساتھ ہی ایک لڑکے کو اشارہ کیا تھا) جج صاحب بہت اچھے آدمی تھے اللہ انکی مغفرت فرمائے کیا یہ ہے آپ کی مسنگ چیز؟ گو کہ یہ الیگل ہے لیکن خیر وہ اس لڑکے کے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی ڈبیا لے کر اسکو کھولتے ہوئے کہہ رہے تھے اب ان کے ہاتھ میں ایک ننھا سا کیمرہ تھا عمر بے تاثر چہرے کے ساتھ انکو دیکھتا رہا اسکی نظریں اب بھی متلاشی تھیں اب بھی اسکی کھوج مکمل نہ ہوئی ہو

عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا انکے ہاتھ سے کیمرہ لے لیا نذیر بھی عمر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا

شاہ صاحب میں نے بہت کوشش کی کہ میں آپ کا "خاندان" بچا سکوں جس طرح میں اپنا نہیں بچا سکا لیکن آپ ۔۔۔ آپ بکاؤ نکلے اب آپ مجھ سے شکایت مت کیجئے گا میں آپ کے پاس آیا آپ سے عزت سے بات کی نرمی سے اپنی چیزیں مانگیں لیکن آپ نے نہیں دیں اب آپ خود ... آئیں گے اور مجھے میری چیز واپس کریں گے میں آپ پہ حالات اتنے تنگ کر دوں گا کہ آپ کو آنا پڑے گا شاہ صاحب وہ کہہ کر رکا نہیں تھا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا

پیچھے سکندر شاہ نے بے اختیار اپنا ماتھا مسلا تھا

لعنت ہو تم لوگوں پہ کس پاگل آدمی کے ساتھ پھنسا دیا ہے مجھے اب نہ یہ خود چین سے بیٹھے گا اور نہ مجھے بیٹھنے دے گا وہ سخت پریشان تھے

ذرا دور ہسپتال کے پارکنگ ایریا میں جھانکو تو عمر حیات اپنی گاڑی میں بیٹھتا دکھائی دے رہا تھا اس بار ڈرائیونگ سیٹ پہ نذیر تھا ساتھ نذیر کو ہدایات دے رہا تھا

اس سیکورٹی چیف کیا نام ہے اسکا؟ عبدل ہاں اسکی فیملی کا پتہ لگاؤ نذیر اور شاہ صاحب کی ساری ویڈیوز انکی بیٹی اور بیوی کو بھیج دو کل تک کسی سوشل میڈیا اکاؤنٹ پہ بھی پوسٹ کر دو میرا خاندان نہیں بچے گا تو میں کسی اور کا بھی رہنے نہیں دوں گا

سر بیوی کو بھیجنے کا کیا فائدہ کیوں نہ اسکی محبوبہ کو بھیج دیں؟ نذیر چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہہ رہا تھا

عمر نے ایک نظر اسکو دیکھا تھا اور پھر موبائل پہ نظریں جمائے بولنا شروع کیا تھا

باہر والی خود بے وفا ہوتی ہے اسلئے بے وفائی معاف کر دیتی ہے لیکن گھر والی وہ چاہے خود دھوکے باز ہو لیکن اسکو اپنا مرد وفادار چاہیئے ہوتا ہے ویڈیو بھیجو اور پھر دیکھو کس طرح ٹوٹتے ہیں خاندان خیر اپ ڈیٹس دو مجھے وہ اب بھی موبائل کو دیکھ رہا تھا اس میں کسی طرح اس ننھے کیمرے کا سسٹم آن کر رہا تھا

سر فہیم مرزا ایک مہینے سے سوائے شمس سلطان کے اور کسی سلطان سے نہیں ملا اور فروا سلطان کا کال ریکارڈ چیک کروایا ہے میں نے لیکن کوئی فہیم مرزا یا کسی ایسے آدمی سے انکی بات نہیں ہوئی جسکی بنا پہ ان پہ شک کیا جائے سیلون والوں نے ساری فوٹیج بھیج دی ہے آپ کو ای میل کر دی ہے میں نے اور وہ عبدل اسکا ابھی کچھ کرتا ہوں کوئی دبئ نہیں گیا ہو گا وہ یہیں لالو کھیت میں اس کے کوئی رشتے داروں کے گھر چھپا بیٹھا ہو گا صبح تک اسکو بھی دیکھ لوں گا میں سر اور کچھ چاہئے تو بتائیں؟ وہ ساری تفصیل بتا کر اب تابیداری سے پوچھ رہا تھا

تمھیں کیا لگتا ہے یہ ساری انفارمیشن سچی ہے؟

سو فیصد جھوٹ ہے سر بک گئے ہیں سارے یا پھر سہی جگہ چیک نہیں کر رہے آپ مجھے دو دن کا وقت دیں میں سب چیزیں معلوم کر لوں گا آپ اگر کہتے ہیں کہ فہیم مرزا فروا سلطان سے ملا ہے کب کہاں کیسے مجھے نہیں پتہ لیکن وہ ملا ہے سیلون والوں نے اتنے آرام سے فوٹیج کیسے دے دی؟ اور عبدل اسے آج کی رات ہی ملنا ہو گا اسے ڈھونڈ لوں گا میں مجھ پہ اعتبار کریں وہ یقین دہانی کرا رہا تھا

مجھے تم سے یہی امید ہے وہ موبائل کو دیکھتے ہوئے بولا تھا

عمر نے اب سسٹم کو موبائل پہ آن کر لیا تھا

گاڑی کو قبرستان کی طرف موڑو اس نے موبائل سے نظریں ہٹالی تھیں

سر۔۔ اس وقت؟

نذیر تم کیوں آج اپنی موت میرے ہاتھوں لکھوانا چاہتے ہو؟ تمھیں کتنی دفع کہا ہے کم بولا کرو

سوری سر اب ایسا نہیں ہو گا وہ شرمندگی سے بولا تھا

اور پھر واقعی قبرستان پہنچنے تک وہ کچھ نہیں بولا تھا وہاں پہنچ کر عمر اندر چلا گا تھا جبکہ نذیر کو باہر ہی کھڑا کر دیا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ ایک تازہ گیلی مٹی والی قبر کے قریب بیٹھا تھا اس قبر پہ اب تک چڑھائے گئے پھول تازہ تھے عمر آنکھوں میں کرب لئے اس قبر پہ ہاتھ پھیر تا رہا پھیر تا رہا اسکی آنکھوں میں ہلکی نمی تھی

ماموں ..بڑی دیر بعد اس نے قبر میں سوئے آدمی کو مخاطب کیا تھا آئی مس یو یار ... آپ ہوتے تھے تو پتہ ہی نہیں چلتا تھا مشکل کیا ہے مصیبت کیا ہے عمر کو آپ کا بڑا سہارا ہو تا تھا۔۔۔ لیکن اب۔۔اب سب چیزیں مرے ہاتھ سے نکلنے لگی ہیں حسن اور ہالے مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔۔ ثبوت مل نہیں رہے ۔۔۔اور آپ سے کیا وعدہ میں نبھا نہیں پا رہا ہوں میں ہالے کو کیسے روکوں ؟انکا غم بہت بڑا ہے آپ کو مجھے چھوڑنا نہیں چاہئے تھا ۔۔۔میں اکیلا ہو گیا ہوں ہالے اور حسن کا تو بس باپ مرا ہے شمس سلطان کا بھائی یوسف سلطان کا بیٹا لیکن عمر حیات

عمر حیات کا تو باپ۔۔بھائی۔۔دوست خاندان سب مر گئے ہیں آپ کا جانا میرے لئے ۔۔۔میرے لئے سب سے بڑا دکھ ہے لیکن میں آپ سے وعدہ کر تا ہوں میں کسی ایک کو بھی نہیں بخشوں گا کسی ایک کو بھی نہیں ہر بار عمر سے ہی کیوں اس کا خاندان چھینا جائے ہر بار فروا کیوں کامیاب ہو اس نے مجھے میرے خاندان سے دور کیا میری ماں کو اپنی اولاد سے دور کیا اور آج آج تو اس نے میرا سب کچھ ختم کر دیا یہ آپ کی قبر نہیں ہے یہ

عمر حیات کے جذبات کی قبر ہے اسکے اندر کے انسان کی قبر ہے ان لوگوں نے پتہ ہے مجھے آپ کے جنازے سے بھی دور رکھا ہے آپ کا وارث میں بھی تھا کاش میں نے آپ کی بات مانی ہوتی اور اپنا حق لیا ہوتا اب اسکی آنکھیں بند تھیں وہ اس منظر کو بھلا کر دس سال پیچھے چلا گیا تھا

یہ رات ظالم اور سفاک تھی اس رات عمر نے نفیسہ حیات کو چھوڑا تھا وہ اپنا سفری بیگ کندھے سے لگائے رات کے اس پہر سڑک کے ایک کنارے بیٹھا تھا اسکی آنکھیں پتھر آئی ہوئی تھیں اور چہرے کے تاثرات سخت تھے وہ اجنبی نظروں سے بار بار سڑک کے چاروں اطراف میں نظر دوڑاتا اور پھر سر کو ہاتھوں میں گرا دیتا اسکو نیند آ رہی تھی وہ نیند اور بھوک کا بہت کچا تھا اس وقت بھی اسکی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں جب اسکے بالکل پاس ایک بڑی سی گاڑی آ کر رکی عمر فورا الرٹ ہو گیا تھا اور نیند بھگا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا

گاڑی کی پچھلی سیٹ سے ایک مہربان چہرے والا آدمی باہر آیا تھا

عمر چبھتی آنکھوں سے اسکو دیکھے گیا وہ آدمی اب عمر کے قریب آ کر رکا تھا

کیا ہوا برخوردار رات کے اس پہر گھر سے باہر اس سڑک پہ بیٹھے ہو نکالے گئے ہو یا بھاگ کر آئے ہو ؟وہ سنجیدگی اور نرمی سے پوچھ رہے تھے انکی آنکھیں عمر کی آنکھوں سے ملتی تھیں

سنجیدہ اور گہری سیاہ آنکھیں

نہ نکالا گیا ہوں اور نہ بھاگا ہوں میں گھر "چھوڑ" کر آیا ہوں وہ چھوڑ پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا

اچھا؟؟ مطلب باغی ہو پھر تو تمھیں چاہئے کہ میرے ساتھ چلو میرے پاس تمہارے لئے ایک بہترین جگہ ہے

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں اس آدمی کے ساتھ چلا جاؤں گا جس سے ملے ابھی مجھے پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے اسکا لہجہ اب مشکوک تھا

ٹھیک ہے پھر تم بتاؤ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں میں تمھیں لے چلتا ہوں صلح صفائی کروا دوں گا اس طرح راتوں کو گھر سے باہر نہیں رہتے وہ اپنائیت سے بولے تھے

میرے ماں باپ نہیں ہیں وہ انکی طرف دیکھے بغیر بولا تھا

کیا یتیم ہو؟

ہاں. شاید ایسا.. ہی ہے وہ اٹکا تھا

شاید کیوں؟ کیا تمھیں یقین نہیں ہے؟ گفتگو اب دلچسپ ہوتی جا رہی تھی

میں یہاں اپنی پہچان ڈھونڈنے آیا ہوں اور شاید اپنے خاندان کو بھی مجھے نہیں پتہ میں یہاں کیوں آیا ہوں وہ جھنجھلا سا گیا تھا

آج کے بعد تمھیں سب پتہ ہو گا میرے ساتھ چلو میرے پاس تمھیں دینے کے لئے چھت بھی ہے اور تمہاری پہچان ڈھونڈنے کے لئے تعلقات بھی یقین کرو سیف رہو گے کراچی کا سب سے اچھا آدمی ہوں میں آخر میں انکا لہجہ ذرا شوخ ہوا تھا

میں آپ پہ اعتماد نہیں کرتا اسلئے میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا میں اپنے دم پہ اپنا خاندان ڈھونڈ لوں گا اسکا لہجہ دو ٹوک تھا

یہ کراچی ہے بیٹا لوگوں کا سمندر رہتا ہے یہاں ایک دوسرے کو کچل کر دھکیل کر آگے بڑھنے کی ریس ہے یہاں اگر چاہتے ہو کہ نہ دھکیلے جاؤ اور نہ کچلے جاؤ تو میرے ساتھ چلو اور کس نے کہا تمہاری کوئی مدد کرے گا ؟میں تو ہر گز نہیں انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھالئے تھے میں تمھیں فیور دوں گا اور بدلے میں فیور لوں گا اب اگر چلنا ہے تو چلو ورنہ یہاں بیٹھے رہ جاؤگے ہر کوئی معراج سلطان جتنا نیک دل نہیں ہوتا جو تمھارے لئے گاڑی سے اتر آئے

عمر چند لمحے خاموشی سے انکو دیکھتا رہا

اور کہاں لے کر جایئں گے اپ مجھے ؟

تم نے خود ہی کہا تم یتیم ہو تو پھر یتیم خانے کے علاوہ کہاں لے کر جا سکتا ہوں

کیوں لے جائیں گے مجھے ؟میں اٹھارہ سال کا ہوں یتیم نہیں ہوں بالغ ہوں کما سکتا ہوں کھا سکتا ہوں آپ کی خیرات کیوں لوں وہ تیوری چڑھآئے بولا تھا

میں تمھیں خیرات دے بھی نہیں رہا جس طرح یہاں بیٹھے خالی سڑک پہ پہرا دے رہے ہو اسی طرح میرے اور فنیج کے گیٹ پہ دے دیا کرنا اور کمائی ہوئی روٹی کھانا

عمر حیات نے مشکوک نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے

اگر آپ نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہو گا اور آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے آپ مجھے فیور دیں گے اگر نہیں دی تو میں آپ کے خلاف کورٹ میں جاؤں گا آپ مجھے جانتے نہیں ہیں وہ انکو وارن کر تا بول رہا تھا (انہوں نے وعدہ نہیں کیا تھا وہ لفظوں کو اپنی مرضی کے مطلب دے رہا تھا)

معراج نے طنزیہ نظروں سے اسکو دیکھا تھا (بلیک میلر کی اولاد نہ ہو تو)

اوکے سو مسٹر عمر حیات اب چلیں میری بیٹی اندر سو رہی ہے وہ مصالحت جو انداز میں بولے تھے

عمر بغیر جواب دیئے انکے ساتھ چلنے لگا تھا گاڑی کے اندر بیٹھتے ہی معراج سلطان نے ایک میسج ٹائپ کیا تھا اور اسکو "جونیئر" کے نمبر پہ بھیج دیا تھا

عمر مجھے مل گیا ہے وہ میرے ساتھ ہے فکر مت کرو تم

انہوں نے میسج کر کے موبائل رکھ دیا تھا

تھوڑی دیر بعد گاڑی ہیون کی طرف روانہ تھی

پچھلی سیٹ پہ بیچ میں معراج سلطان بیٹھے تھے انکی دائیں طرف بارہ سالہ ہالے سو رہی تھی جسکو انہوں نے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا دوسری طرف عمر حیات بیٹھا تھا آنکھوں میں بھری نیند چہرے پہ بے زاری لئے البتہ اس نے دو بار نظر اٹھا کر بارہ سالہ ہالے کو دیکھا تھا لیکن بس رشک کی نظر سے

اسکی نیند کتنی بے فکر تھی

سر۔۔۔ سر عمر سر

نذیر کے کندھا ہلانے پر وہ ہوش میں آیا تھا منظر بلبلے کی طرح تحلیل ہوا تھا وہ مہربان چہرہ اب اس کے ساتھ نہیں تھا اور یہی حقیقت تھی بے حد تلخ حقیقت

ہا۔۔ہاں بولو ؟ وہ نذیر کو دیکھ کر بولا تھا

سر صبح ہونے والی ہے اب چلنا چاہئے ابھی بہت کام رہتے ہیں

عمر نے آخری نظر اس قبر کو دیکھا تھا اور اٹھ کھڑا ہوا تھا

میں بہت جلد دوبارہ آؤں گا جب میں سب کچھ فکس کرلوں گا اوکے ؟ وہ جیسے انکو تسلی دے رہا تھا

صبح کی پو پھوٹنے والی تھی اسکو گھر جانا تھا ابھی واقعی بہت کام باقی تھے

سورج کی روشنی چاروں اور پھیل گئی تھی پیلی چمکیلی دھوپ نے سارے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ہر گزرتے لمحے دھوپ کی گرمی اور تپش بڑھتی جاتی تھی اسی وقت عمر حیات اپنے بنگلے کی چار دیواری کا جنگلہ پار کرتا اندر داخل ہوا اسکی آنکھیں سرخ تھیں وہ رات بھر سویا نہیں تھا اور ابھی اندر جانے پہ ایک اور آزمائش اس کے لئے تیار تھی یہ سوچ ہی اسکو تھکا دیتی تھی وہ آتے ہی اس کمرے کی جانب گیا تھا جہاں ہالے تھی دروازہ اندر سے لاک تھا اس نے دستک دی ایک بار دو بار تین بار اور پھر آواز لگائی ایک بار دو بار تین بار اب جواب ندارد اب کے وہ پریشان ہوا تھا اور بلند آواز میں ہالے کو پکارتا زور زور سے دروازہ بجانے لگا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ پا

کر وہ بھاگ کر کمرے کے لاک کی چابی لے آیا تھا اس نے کانپتے ہاتھوں سے لاک میں چابی گھسائی اسکا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا وہ جیسے ہی لاک کھول کر اندر آیا اسکو لگا جیسے کسی نے اسکی روح کھینچ لی ہو

ہالے اسی چائے گرے فرش پہ بے سدھ پڑی تھی اے سی کی ٹھنڈک سے کمرہ جیسے برف ہو رہا ہو وہ دیوانہ وار ہالے کی طرف لپکا تھا اس کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے اسکا جسم تپ رہا تھا وہ بخار سے پھنک رہی تھی وہ اسکو آوازیں دے رہا تھا اسکے چہرے کو تھپتھپا رہا تھا ہالے نے زرا کی ذرا آنکھیں کھولی تھیں لیکن عمر کو قریب دیکھ کر اس نے پھر رخ موڑ لیا تھا

عمر نے فورا موبائل نکالا تھا اور ایک نمبر ڈائل کیا تھا وہ تیز تیز بول رہا تھا ہالے کو بس اس کے ہونٹ ہلتے معلوم ہوتے تھے اسکو دیکھتے دیکھتے وہ ایک بار پھر ہوش و خرد سے بے گانہ ہو گئی تھی

اسکی آنکھ اب سوئی کی چبھن سے کھلی تھی وہ خالی ذہن سے چھت کو دیکھے جا رہی تھی ڈاکٹر اس کے بازو میں کینولہ لگا رہا تھا اسے اپنا سارا جسم ٹوٹتا محسوس ہوا اسکا جسم ذرا سا ہلنے سے بھی قاصر تھا

ڈاکٹر اب عمر سے کچھ کہہ رہا تھا جسے وہ غور سے سن رہا تھا

عمر سر آپ کی مسز نے کسی بات کا بہت گہرا صدمہ لیا ہے ان کی زیادہ سے ذیادہ کیئر کریں اور انکو ٹینشن نہ دیں انکا بخار تھوڑی دیر تک اتر جائے گا اس کے بعد آپ انہیں کوئی نرم غذا کھانے کو دیں یقینا انہوں نے کل سے کچھ کھایا نہیں ہے جسکی وجہ سے انکو کمزوری ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے وہ بے ہوش بھی ہو گئیں اگر کچھ پرابلم ہو تو مجھے کال کیجئے گا

عمر نے انکا شکریہ ادا کیا تھا اور انکو دروازے تک چھوڑ کر آیا تھا تھوڑی دیر بعد ہالے کو ہوش آ گیا تھا

شانو (ملازمہ) اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھی اسکو چمچ کے ساتھ سوپ پلا رہی تھی ہالے خاموشی سے پی رہی تھی

اسکا رنگ زرد تھا آنکھیں سوجی ہوئی سرخ بھورے لمبے بال کندھوں پہ پھیلے تھے وہ دو دنوں کی بھوکی تھی اس وقت وہ کچھ بھی کھا لیتی

بھوک واحد چیز ہے جو غم یا خوشی نہیں دیکھتی عمر دروازے کی اوٹ سے کھڑا اسکو دیکھ رہا تھا اس کیمرے سے جو کچھ اسکو ملا تھا اس نے عمر کے حواس معتل کر دیئے تھے وہ یہ سب کچھ ہالے کو کیسے دکھائے گا ؟

اسی وقت ہالے نے اسکو دروازے کی اوٹ میں کھڑے دیکھ لیا تھا تب ہی اسکی آنکھوں میں نفرت بھرنے لگی اس نے شانو کا بڑھا ہوا ہاتھ بری طرح جھٹکا تھا

نکل جاؤ یہاں سے وہ شانو کو دیکھے بغیر بولی تھی اسکی نظریں اب بھی عمر پہ جمی تھیں

بی بی جی تھوڑا سا سوپ پی لیں آپ بہتر ہو جاؤ گی وہ لجاجت سے بولی تھی

میں اگر ایک بار کہہ دوں جاؤ تو چلی جایا کرو مجھے ملازموں پہ چلانا پسند نہیں ہے وہ اب کے نرمی سے بولی تھی

شانو خاموشی سے برتن سمیٹتی چلی گئی تھی

عمر اب دروازے کی چوکھٹ پہ کھڑا تھا سینے پہ بازو باندھے نرم سی نظروں سے ہالے کو دیکھتا

مجھے سسپنڈ کر دیا گیا ہے آپ نے کل جو بیان دیا اسکی وجہ سے اب مجھ پہ انکوائری بیٹھے گی اور پھر شاید تب ہی میں بحال ہو سکوں اس کے لہجے میں کوئی دکھ نہیں تھا وہ بس سنجیدگی سے بتا رہا تھا

مجھے تمہاری شکل دیکھنے کا اور تمہاری آواز سننے کا کوئی شوق نہیں ہے میرے سامنے کم سے کم آیا کرو جب جب تمھیں دیکھتی ہوں تمھیں قتل کرنے کا ارادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے

آپ کے والد صاحب جج تھے ناں؟ وہ اسکو دیکھتا اسکے قریب آتا کہہ رہا تھا

آپ کو اتنا تو پتہ ہی ہوگا کہ کسی کو سزا سنانے سے پہلے اسکو صفائی کا موقع دیا جاتا ہے اس کے خلاف ثبوت دیکھے جاتے ہیں اس کے خلاف گواہیاں لی جاتی ہیں پھر کہیں جا کر اسکو "مجرم" قرار دیا جاتا ہے آپ اب بتائیں آپ کے پاس کیا ثبوت ہیں؟ کونسی گواہی ہے؟ کیا چیز مجھے مجرم ثابت کرتی ہے وہ سکون سے پوچھ رہا تھا

ہالے بیڈ سے اٹھی تھی (نقاہت اور درد کی وجہ سے اس سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا سر بری طرح گھوم رہا تھا لیکن وہ اپنے پیروں پہ زور دیئے کھڑی رہی) وہ اب اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی بازو سینے پہ لپیٹے آنکھوں میں چبھن لئے

میری شادی سے کچھ دن پہلے تم مجھے پرپوز کرتے ہو پھر اچانک میں اپنی شادی کی رات پارلر سے اغوا ہو جاتی ہوں اور سی سی ٹی وی فوٹیج میں اور کسی اور جگہ بھی کوئی سراغ نہیں ملتا میری فیملی کو ہسپتال کا اجازت نامہ ہماری تصاویر اور وہ ویڈیوز موصول ہوتی ہیں جو کہ میرے لئے متنازعہ ہیں اور ان سب تصاویر اور ویڈیوز میں، میں تمہارے ساتھ ہوں صبح کو میں تمہاری گاڑی کی ڈگی میں نیم مردہ سی پڑی ہوتی ہوں اور وہ گاڑی تمہارے گھر میں ہوتی ہے تم ساری رات منظر سے غائب ہوتے ہو یہ سارا کام اتنی پرفیکشن سے ہوتا ہے کہ کسی کو ایک سراغ نہیں ملتا تمھارے علاوہ عمر، تمہارے علاوہ اتنی پرفیکشن سے کون کام کر سکتا ہے؟ تم اگر یہ کہو گے کہ میری چچی

توتم جھوٹ بولو گے وہ الزام لگا سکتی ہیں میرے اغوا کا پلان بھی بنا سکتی ہیں لیکن وہ کرمنل نہیں ہیں وہ زیادہ سے زیادہ کسی غنڈے کو ہائر کر سکتی ہیں اور غنڈے موالی ایسے پرفیکٹ کام نہیں کرتے وہ ستے ہوئے چہرے کے ساتھ بولتی اس کے سامنے سے ہٹی تھی اور باہر جانے کو قدم موڑے تھے جب اسکو عقب سے عمر کی آواز بلند ہوتی محسوس ہوئی

آپ کہاں جارہی ہیں؟

ہالے دروازے کی چوکھٹ پہ رک گئی تھی

تمھیں یہ حق کس نے دیاہے کہ تم مجھ سے سوال جواب کرو؟ تمھیں کیا لگتاہے تم نے میرے ساتھ جو کچھ بھی کیا میں معاف کر دوں گی تمھیں تھانے جارہی ہوں میں پہلے تم پہ اغوا کی ایف آئی آر کٹواؤں گی اور اس کے بعد تم سے خلع کا کیس دایر کروں گی میں تم سے گھر کی چار دیواری میں بھی طلاق لے سکتی ہوں لیکن اس میں مزہ نہیں آئے گا آخر کو تمھیں بھی وہ ذلت جھیلنی چاہیے جو میں نے جھیلی ہے یہ سب میں تمھیں اس لئے بتارہی ہوں کیونکہ مجھے پیچھے سے حملہ کرنا پسند نہیں ہے

میں کل رات ہسپتال گیا تھا مجھے وہاں سے کچھ ملا ہے وہ اسکی بات کا جواب دیئے بغیر بول رہا تھا کچھ ایسا جس کے بعد آپ کے پاس مجھ سے زیادہ بڑے دشمن ہوں گے جس کے بعد آپ خود پہ کی گئی زیادتیاں بھول جائیں گی آپ کو چاہئے کہ ایک بار دیکھ لیں وہ کبھی بھی یہ بات نہ کرتا اگر اسکو ہالے کے چلے جانے کا خوف نہ ہوتا

ہالے اسکی بات نظر انداز کرتی آگے بڑھنے لگی جب عمر نے ایک بار پھر آواز لگائی تھی

آپ کے ....باپ کو قتل.. کیا گیا ہے ہالے وہ بلند آواز میں بولا تھا

ہالے جہاں تھی وہیں رک گئی

ساکت متحیر شل

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے عمر کو دیکھے گئی

شاک بے یقینی صدمہ کیا تھا جو اس وقت اسکی آنکھوں میں نہیں تھا

تم۔۔۔ تم ایسا۔۔۔ کیسے کہہ سکتے ہو؟ اس نے خود کو بولتے سنا

میرے پاس ثبوت ہیں وہ اسکو دیکھتے ہوئے بولا تھا

ہالے نے بے اختیار دروازے کا سہارا لیا تھا عمر نے فوراً آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامنا چاہا جسے ہالے نے جھٹک دیا

آپ کو آرام کی ضرورت ہے آپ آرام کریں ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے پلیز آپ لیٹ جائیں تھوڑی دیر وہ فکر مندی سے کہہ رہا تھا

مجھے دکھاؤ کیا ہے تمہارے پاس۔۔۔۔ کس نے کیا ہے یہ سب سب بتاؤ مجھے وہ پھٹی ہوئی آواز میں چلائی تھی

میں آپ کو کوئی بھی ثبوت صرف تب دوں گا جب آپ اپنے پیروں پہ چل کر میرے پاس آئیں گی صحت مند اور کنٹرولڈ اس سے پہلے میں آپ کو ایک چیز بھی نہیں دکھاؤں گا سو مسز ہالے سلطان اپنے بیڈ پہ واپس جایئے اور اب صرف تب آیئے گا جب آپ کو کسی چوکھٹ کا سہارا نہ لینا پڑے لڑکھڑاتے قدم سچ نہیں سن سکتے آپ

کے اغوا کا الزام تو پہلے ہی لگ چکا ہے مجھ پہ اب آپ کو سچ بتا کر قتل کا کیس خود پہ نہیں لگوا سکتا وہ بول کر رکا نہیں تھا لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا تھا

جبکہ ہالے اسی دروازے کے ساتھ لگی بیٹھتی چلی گئی تھی اس وقت اس کو اپنے ساتھ ہونے والا کوئی ظلم یاد نہیں تھا اگر کچھ یاد تھا تو بس اپنا "باپ"

کوئی کیسے کسی کا باپ اس سے چھین سکتا ہے؟

مہر ماہ ٹرالی میں چائے اور ناشتے کا سامان لئے یوسف سلطان کے کمرے میں جا رہی تھی اس نے سادہ سبز رنگ کا لان کا سوٹ پہن رکھا تھا بھوری آنکھیں ہلکی سرخ تھیں شاید نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے اس نے کمرے کے دروازے پہ دستک دی تھی اور پھر دروازہ پورا کھول کر اندر چلی گئی یوسف سلطان اپنے بیڈ پہ بیٹھے تھے وہ دو دن میں ہی صدیوں کے بیمار لگ رہے تھے مہر نے ٹرالی انکے سامنے رکھی اور اب وہ ان کے لئے چائے بنا رہی تھی

مہر میری ہالے کہاں ہے؟ کچھ پتہ کرو اسکا کوئی لے آؤ اسکو میں نے رات معراج کو دیکھا ہے وہ میرے خواب میں آیا تھا وہ مجھ سے بڑا ناراض تھا میری ہالے کی وجہ سے میں نے اسکو نکال دیا یہ میں نے کیسے کیا؟ خدا کے لئے اسے لے آؤ میں ساری زندگی تمہارا احسان نہیں بھولوں گا اسے لے آؤ وہ مہر کو دیکھتے رندھے ہوئے لہجے میں کہہ رہے تھے

چائے بن چکی تھی مہر نے چائے انکی سائیڈ ٹیبل پہ چائے کا کپ رکھا اور خود ان کے ساتھ بیڈ پہ جا بیٹھی انکا بوڑھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا یوسف سلطان نے جھٹکا نہیں اس کے اندر تک سرشاری پھیل گئی وہ اس کے لئے سفیر سے بھی بڑی نعمت تھے

ابا۔۔۔وہ چلی گئی ہے میں نے اسکو روکا حسن نے بھی روکا .. لیکن وہ نہیں رکی معراج بابا نے۔۔۔۔انہوں نے کل ہالے کا نکاح اس عمر حیات کے ساتھ کروا دیا تھا وہ اب یہاں نہیں آئے گی... ابا وہ بڑی ضدی ہے بالکل امی کی طرح .. آپ صبر کریں کچھ وقت تک صبر میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گی۔۔۔کیونکہ میں ابا میں مہرماہ آپ سے ساری دنیا سے زیادہ محبت کرتی ہے۔۔میرے پاس سب سے قیمتی تعلق "آپ"ہیں میں آپ کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں میرا "خاندان" بس آپ ہیں میں اسے لے آؤں گی ابا آپ کے لئے وہ انکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے یقین دہانی کروا رہی تھی

یوسف سلطان نے اسکا ہاتھ ذرا سا اونچا کیا اور اپنے قریب لا کر چوم لیا

میں تم پہ بھروسہ کرتا ہوں مہر بس مجھے میری ہالے لا دو تم لا سکتی ہو تم ہی لا سکتی ہو

مہرماہ شل رہ گئی بالکل ساکن اس نے اپنا سانس تک روک لیا تھا

ابا نے... مجھ سے یہ.. کہا؟وہ اتنی ہلکی آواز میں بولی تھی کہ بامشکل خود سن پائے

مہر . تم بتاؤ نہ بیٹا وہ کیسی ہے ؟ٹھیک تو ہے ناں ؟ کل تم اس سے ملی تھی ناں ؟انکی آواز بے تاب تھی

ابا .وہ جلدی نارمل ہو جائے گی وہ انکو دلاسا دیتی جانے کو اٹھ کھڑی ہوئی تھی

کہ کہاں جا رہی ہو تم؟ اسکو اٹھتے دیکھ وہ ہراساں سے ہو گئے تھے

ابا . میرا وقت ختم ہو گیا ہے آپ نے مجھے اتنا ہی وقت دیا تھا اب ہم شام کی چائے پہ ملیں گے مجھے ساری ترتیب یاد ہے وہ نرمی سے کہہ رہی تھی اس کے لہجے میں بے پناہ محبت تھی

لعنت بھیجو ترتیب پہ تم یہاں بیٹھو میرے ساتھ مجھ سے باتیں کرو ہالے کی بات مت جاؤ تم وہ ایسی بے بسی سے بولے تھے کہ مہر کا دل پسیجا تھا

وہ بیٹھ گئی تھی اسے اس سے زیادہ کیا چاہیئے ہو گا؟ یہ اسکی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی

یہ بخت بھی عجیب شے ہے ایک سے اسکا "باپ" لیا گیا تھا تو ایک کو باپ کی شفقت مل گئی تھی

بخت نے اگر کسی کو "نوازا" تھا تو وہ مہر ماہ وہاج تھی

عمر کے جانے کے بعد ہالے مرے مرے قدموں سے اٹھی تھی اور دراز پہ پڑی سب دوائیوں کو مٹھی میں بھر کر پھانک لیا تھا اسکا جسم اب بھی نقاہت زدہ تھا اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی وہ چند لمحے بیڈ پہ بیٹھی گہرے سانس لیتی خود کو پر سکون کرتی رہی اور پھر بیڈ پہ گرنے کے انداز میں لیٹ گئی شاید ان گولیوں میں کوئی نیند کی گولی بھی تھی جسکی وجہ سے اسکو لیٹتے ہی نیند آگئی تھی اس وقت جب اسکی آنکھ کھلی تو تو کروٹ کے بل اپنے بیڈ پہ لیٹی تھی کمفرٹر اسکے اوپر سیٹ تھا بخار اتر چکا تھا اور اب جسم کا درد بھی کافی حد تک کم ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک اسی طرح پڑے رہنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھی تھی صبح عمر کی بات ایک جھماکے کے ساتھ اس کے ذہن میں آئی تھی اسکی دھڑکن تیز ہونے لگی تھی دل میں درد سا اٹھنے لگا تھا وہ ہمت کرتی اٹھی تھی اور واش روم میں بند ہو گئی تھی

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلی تو کافی فریش لگ رہی تھی البتہ آنکھوں کا کرب واضح تھا وہ کمرے سے نکل کر نیچے چلی آئی شانو سے عمر کے بارے میں پوچھا وہ چھت پہ بیٹھا تھا شانو نے اسکو راستہ سمجھا دیا اس نے جیسے ہی چھت پہ قدم رکھا عمر سامنے ہی جائے نماز پہ بیٹھا نظر آیا ہالے کی آنکھوں میں کرچیاں سی بھرنے لگیں

وہ خدا کے بندوں کو رسوا کرنے کا بعد اب خدا کو منانے میں لگا تھا وہ چلتی ہوئی اس کے بالکل پاس جا کر کھڑی ہو گئی عین اس کے عقب میں

اس نے عمر کی پیٹھ کو دیکھتے بولنا شروع کیا

بابا کہتے تھے حقوق العباد میں ہیرا پھیری کرنے والے حقوق اللہ بھی نہیں نبھا سکتے اللہ سے محبت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسکی مخلوق سے محبت کرو ان کے حق نہ کھاؤ ان پہ ظلم نہ کرو اسکی بنائی ہوئی چیزوں سے محبت کرو جن سے وہ محبت کرتا ہے ان سے محبت کرو اللہ نے مجھے بڑی محبت سے بنایا ہو گا وہ مجھ سے بھی ستر ماؤں جتنی محبت کرتا ہو گا تم میرے ساتھ ظلم کر کے اب اللہ کے آگے کیسے خود کو کلئیر کرنے آئے ہو؟ تمھیں خدا سے شرم نہیں آتی وہ طنزیہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی

عمر نے اسکی جانب نہیں دیکھا تھا اسکی نظریں ڈوبتے سورج اور نارنجی سے سیاہ ہوتے آسمان پہ جمی تھیں

میری اماں کہتی ہیں اللہ کے ساتھ اپنا معملہ ہمیشہ درست رکھو بندوں کا کیا ہے شکوہ شکایت کرنا انکا کام ہے حقوق العباد کبھی نہ کبھی ٹھیک ہو جاتے ہیں یا کر لئے جاتے ہیں حقوق اللہ نہ خراب ہو کسی بھی نفرت یا محبت کی وجہ سے

جو اللہ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ بندوں کے دل آپ کے لئے نرم کر ہی دے گا ان سے آپ کے معملات درست کرواہی دے گا آپ کے دل سے بھی مہریں ہٹا دے گا بس شرط یہ ہے کہ اسکو نہ چھوڑو اس سے تعلق جوڑے رکھو درد میں مصیبت میں غم میں خوشی میں ہمیشہ اور بات اگر شرم کی ہے تو اماں کہتی ہیں اللہ سے کچھ بھی کہنے میں شرم نہ محسوس کرو اس سے کہہ دو جو دل میں ہے جو دماغ میں ہے سب کہہ دو وہ خدا ہے اسے ہمارے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں ہے اگر حل چاہیے تو اس سے بات کرو بغیر شرمائے بغیر جھجھکے اس سے مدد مانگو اسے پکارو حقوق اللہ میں کوتاہی نہ کرو حقوق العباد خود بخود درست ہونے لگیں گے کیونکہ جو خدا کے سامنے جھکتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اس سے ڈرتا ہے وہ اس کے بندوں کے ساتھ غلط کر ہی نہیں سکتا اللہ اسکا دل خود ہی نرم کر دیتا ہے بالکل چڑیوں کی طرح آپ۔۔۔۔

مجھے تمہاری باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے عمر ادھر دیکھو مجھے میں اپنے قدموں پہ کھڑی ہوں.. مجھے بتاؤ.. . میرے .باپ کے. ساتھ کیا. ہوا ہے آخر میں اسکی آواز کانپی تھی اپنے والدین کی بیماری یا موت کے بارے میں بات کرنا کسی بھی اولاد کے لئے سب سے مشکل کام ہوتا ہے

وہ خاموشی سے اٹھا تھا جائے نماز طے کی تھی اور نیچے چلا گیا تھا تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لیپ ٹاپ اور یو ایس بی تھی وہ وہیں چھت پہ پڑے ایک میٹ پہ بیٹھ گیا تھا ہالے کو اشارے سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا وہ مارے بندھے اس سے ذرا فاصلے پہ بیٹھ گئی تھی

وہ واقعی اپنے خاندان کے آدمی کو وہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں آیا تھا وہ کسی ایسے کو چھوڑ کر آیا تھا جو کبھی "جھوٹ نہیں بولتا" جو چاہ کر بھی جھوٹ نہیں بول سکتا تھا جس کی وفاداری غیر مشروط تھی اسنے وہاں "کیمرہ" چھوڑا تھا اس نے وہاں مشین چھوڑی تھی انسان جھوٹ بول سکتے تھے مشین نہیں

عمر نے یو ایس بی کنیکٹ کی تھی فائلز پہ کلک کر کے اس نے یو ایس بی میں موجود واحد ویڈیو پہ پلے کا بٹن دبایا تھا لیپ ٹاپ کی سکرین پہ ایک منظر ابھرا تھا معراج سلطان تکیوں سے ٹیک لگائے نیم دراز تھے

(ہالے نے بے اختیار اپنے دل پہ ہاتھ رکھا تھا وہ اب کبھی ان کو اس طرح نہیں دیکھ پائے گی اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا)

اسی وقت ہسپتال کے اس پر تعیش وارڈ میں شمس سلطان داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں ایک آسمانی رنگ کی موٹی فائل تھی ویڈیو کلئیر تھی اس ویڈیو سے ابھرتی آوازیں کلئیر تھیں "کانوں میں پگھلا سیسہ ڈالتی آوازیں روح کھینچتے منظر سب کلئیر تھے"

(ہالے بغیر پلک جھپکے سانس روکے اس منظر کو دیکھے گئی)

وہ معراج سلطان کے پاس رکھے صوفے پہ بیٹھ گئے تھے عمر نے کچھ مناظر سکپ کئیے تھے اب اس نے دوبارہ وڈیو کو چند منٹ آگے سے شروع کیا تھا شمس سلطان اب کہہ رہے تھے

بھائی جان میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں جانتا ہوں سہی وقت نہیں ہے لیکن بہر حال کرنا تو ہے ہی کاروبار کو ڈھیلے نہیں کیا جا سکتا اصل میں بات یہ ہے مجھے کچھ پیسہ چاہیے میں کہیں انویسٹ کرنا چاہتا ہوں اور مجھے آپ کی مدد چاہیے

میں ۔۔؟ کیا کر سکتا ہوں شمس تمہارے پاس مجھ سے زیادہ پراپرٹی ہے میرے پاس تو بس ایک گھر ہے اور ایک دو پلاٹس گھر میں ہالے کے نام کر چکا ہوں اور دونوں پلاٹس حسن کی پڑھائی اور شادی کے لئے ہیں وہ میرے بچوں کی سیفٹی ہے تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ انکا لہجہ سنجیدہ تھا

شمس مسکرائے تھے

آپ بھول رہے ہیں بھائی جان آپ کے پاس " heaven" ہے اب بھی لوگ اسکو مارکیٹ پرائز سے ڈبل پرائز پہ خریدنے کو تیار ہیں اور وہ وہ ہسپتال اور ہیون کے ساتھ والی زمین آپ یہ سب کیسے بھول گئے بھائی؟ اگر ان سب میں سے کوئی ایک جگہ بھی بیچ دی جائے تو ہمیں کروڑوں کا فائدہ ہو سکتا ہے آپ میرے ساتھ مل جائیں بھائی پھر دیکھئے گا ہمارا کاروبار کہاں سے کہاں پہنچ جائے گا

معراج سلطان سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے

کس نے کہا کہ اب وہ کاروبار "ہمارا" ہے؟ انکی ٹھنڈی آواز نے جیسے شمس کو برف کر دیا تھا

جس دن میں یہاں سے باہر آؤں گا میں تمہاری کمپنی سے اپنے شیئرز نکال لوں گا میں اپنا پچیس فیصد لے لوں گا کیونکہ اب میں مزید تمہارے ساتھ کوئی کاروبار نہیں کرنا چاہتا جو لوگ میری اولاد کے نہ ہو سکے وہ میرے کیا

ہوں گے ؟تم لوگوں نے میرے بچوں پہ ہاتھ اٹھایا ہے وہ بھی تب جب میں صرف ہسپتال میں ایڈمٹ تھا اگر میں مر گیا تم لوگ تو میرے بچوں کی بوٹیاں نوچ لو گے شمس میں اب سلطان منزل بھی واپس نہیں آؤں گا میں اپنے بچوں اور بیوی کے ساتھ کہیں اور شفٹ ہو رہا ہوں تمہارے اور میرے راستے آج کے بعد علیحدہ ہیں

نہیں بھائی.... آپ ایسا نہیں کرسکتے اس وقت اگر آپ نے اپنے شیئرز نکال لئے...تو . تو میں برباد ہو جاؤں گا میں آپ کو ہرگز ایسا نہیں کرنے دوں گا میں آپ کا بھائی ہوں آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کرسکتے ہیں وہ مارے بوکھلاہٹ کے یہاں سے وہاں چکر لگانے لگے تھے

ٹھیک ہے میں تمھیں وقت دیتا ہوں تم اسٹیبل ہو جاؤ میں بھائی ہوں تمہارا تمھیں برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتا لیکن تمہارے پاس بس چھ مہینے ہیں اس کے بعد میرا تمہارے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہو گا اور اگر تمھیں پیسوں کی ضرورت ہے تو تم میرا ایک پلاٹ بیچ دو اور جب تم اسٹیبل ہو جاؤ تب واپس کر دینا وہ سہولت سے کہہ رہے تھے

مجھے آپ کا پلاٹ نہیں چاہیے مجھے ہیون چاہیے آپ کو ایک بات کیوں سمجھ نہیں آتی ؟ہالے میرے گھر آتی تو ہیون مجھے مل جاتا لیکن آپ کی بدکردار بیٹی سے یہ برداشت نہ ہوا اور بھاگ کھڑی ہوئی لیکن اب اب آپ کو میرا کام کرنا ہو گا ہیون مجھے دینا ہو گا بھائی اگر میں آپ کے بچوں پہ ہاتھ اٹھا سکتا ہوں تو انہیں جان سے بھی مار سکتا ہوں اگر اپنے بچوں کو بچانا چاہتے ہیں تو خاموشی سے ہیون کو میرے نام کر دیں بھائی آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے یہی بہتر ہو گا وہ طیش سے چلا رہے تھے

جبکہ معراج ٹھنڈی اور پر سکون نظروں سے انکو دیکھ رہے تھے

تم میرے بچوں کو مارنے کی بات کر رہے ہو شمس؟ کچھ دیر قبل تو تم یہ کہہ رہے تھے کہ تم میرے بھائی ہو انکے لہجے میں افسوس تھا

شمس کی آنکھوں کا تاثر یکدم بدلہ تھا اب ان آنکھوں میں بے حسی اور سرد مہری تھی

ترک کہاوت ہے جب کوئی کہے میں تمہارا بھائی ہوں تو پوچھ لینا .... ہابیل یا قابیل

میں قابیل بن گیا ہوں بھائی

آپ نے بنا دیا ہے ۔۔۔۔ ہمیشہ آپ سے برتری کی خواہش کو دل میں دبا کر رکھا لیکن آج نہیں ہمیشہ آپ کی کامیابی کو اپنی کامیابی سمجھا لیکن اب نہیں اب آپ کو میرے لئے کچھ کرنا ہو گا بھائی ساری زندگی میں کیوں قربانی دوں کبھی معراج سلطان کیوں قربانی نہ دے؟ ہمیشہ میں ہی کیوں ناکام رہوں کبھی آپ کیوں ناکامی کا منہ نہ دیکھیں میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں بھائی لیکن اب اور نہیں اب آپ کو میرے لئے کچھ کرنا چاہئے آپ آدھے مر چکے ہیں اب آپ کو پورا مر جانا چاہیے یا پھر آپ کے بچوں کو ہاں انکو مر جانا چاہیے میں آپ کے بچوں کو مار دوں گا بھائی وہ پاگلوں کی طرح تیز تیز بولتے اس وقت کوئی جنونی لگ رہے تھے

معراج سلطان کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا

جاؤ شمس مار دو ایک گولی نہیں چار چار مارو اگر میرے بچوں کی موت تمہارے ہاتھوں لکھی ہے تو مار دو جا کر اور اگر انکی زندگی لکھی ہے تو تم چاہے پورا پسٹل ان پہ خالی کر دو وہ بچ جائیں گے انکا بال بھی باکا نہیں کر سکتے تم شمس .

.. تم مجھے میرے بچوں کی موت سے نہیں ڈرا سکتے میرے پاس دن میں دس لوگ آتے ہیں .. بالکل تمھارے جیسے ایسی دھمکیاں مجھے روز ملتی ہیں تم مجھے ڈرا نہیں سکتے سو بہتر ہے یہاں سے چلے جاؤ get lost

شمس ہنسنے لگے تھے زور زور سے یہاں سے وہاں گھومتے وہ ہنستے جاتے تھے

آپ نہیں جانتے میں کیا کیا کر سکتا ہوں بھائی میں آپ کے بچوں کو گولی سے نہیں ماروں گا ۔۔۔میں ہالے اور اس لڑکے کی تصاویر سوشل میڈیا پہ ڈال دوں گا ساری دنیا اس پہ تھو تھو کرے گی اسکی دوستیں اسکا خاندان ہر کوئی اس کے کردار کی بات کرے گا وہ باہر جانے سے کترائے گی اسکا شخصیت مسخ ہو جائے گی آپ کی بیٹی جیتے جی مر جائے گی بھائی ذلت سے بڑی موت کوئی نہیں ہوتی آپ کا بیٹا ہر روز اپنی بہن کو دیکھے گا تو اسکو سب کچھ یاد آئے گا اس کے دوست اسکا سرکل ہر کوئی اسے طنزیہ نظروں سے دیکھے گا ہر کوئی اسکی بہن کی بات کرے گا پہلے وہ ڈیفینڈ کرے گا پھر غصہ کرے گا اور ایک دن وہ اس سب سے بے زار ہو جائے گا وہ سوشل ہونا چھوڑ دے گا وہ کالج چھوڑ دے گا وہ اپنی بہن سے لڑے گا خود سے منہ چھپائے گا وہ ڈیمج ہو جائے گا بھائی اور اس سے بڑی موت کونسی ہو گی ؟وہ ہنسے تھے زہر خند ہنسی

آپ .. کو .چاہئے۔۔ کہ ہیون کو خاموشی سے میرے نام کریں بھائی آپ کو چاہئے کہ اب آپ قربانی دیں۔۔یا تو اپنے بچوں کی یا پھر اپنی جائیداد کی کیونکہ اب شمس سلطان کو کوئی روک نہیں سکتا .میں قابیل بن گیا ہوں بھائی

اب آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا کہ آج قابیل کے ہاتھوں کس کی موت ہو گی اگر آپ کے بچوں کی نہ ہوئی تو۔۔۔۔وہ رکے تھے بس ایک لمحے کو تو آپ کی موت ہو گی بھائی میں آپ کو مار دوں گا لیکن ہیون نہیں چھوڑوں گا

معراج سلطان نے شاکی نظروں سے شمس کو دیکھا تھا

میں .. تمہارا بھائی ہوں شمس وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولے تھے

تم مجھے مار دو گے ؟تم میرے بچوں کو مار دو گے ؟تم کیا بن رہے ہو یار کیا ہو گیا ہے تمھیں ہم دونوں کے درمیان ایسا کیا آ گیا ہے ؟تم میرے بھائی ہو شمس میرا وارث تم مجھے مار دو آؤ مار دو مجھے فرق نہیں پڑے گا لیکن تم، تم برباد ہو جاؤ گے تمہارا سکون ختم ہو جائے گا تمہاری نیندیں اڑ جائیں گی گلٹ تمھیں مار دے گا مجھے مار کر اپنے ساتھ ظلم مت کرو میرے بچوں کے ساتھ ظلم مت کرو حسن بہت چھوٹا ہے ہالے کے بغیر میری سانس اکھڑتی ہے اپنے اور میرے ساتھ ظلم مت کرو ہر ظلم کا بدلہ دینا پڑتا ہے یہ مت کرو میرے بھائی میری بات سنو تمھیں پیسے چاہئے ہیں ؟تم میرا پچیس فیصد لے لو یہ میں موت کے ڈر سے نہیں کہہ رہا یہ میں اپنے بھائی کو گناہ سے بچانے کے لئے کہہ رہا ہوں تم میرے پلاٹس بیچ دو میرا گھر بیچ دو میں تمھیں ہیون بھی دے دیتا خدا کی قسم میں دے دیتا لیکن شمس میں نے مسجد میں بیٹھ کر اپنے خدا سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہیون پراجیکٹ کو کبھی بھی اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال نہیں کروں گا کوئی محبت کوئی چاہت کسی بھی جذبے کو خود پہ حاوی نہیں ہونے دوں گا میں خدا کے ساتھ کیا وعدہ نہیں توڑ سکتا اور تمھیں خود کے ساتھ اور اپنے ساتھ ظلم کرنے نہیں

دے سکتا میرے بھائی خود کے ساتھ ظلم مت کرو قابیل مت بنو وہ انکو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہہ رہے تھے انکے لہجے میں بھائی کے لئے محبت تھی فکر تھی خلوص تھا

شمس نے چند لمحہ انکو سنا تھا دیکھا تھا انکی باتیں اپنے ذہن میں جزب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن نہیں اب نہیں ... انہوں نے زور زور سے اپنی گردن نفی میں ہلائی تھی

آپ کی جزباتی تقریر مجھے متاثر نہیں کر سکتی میں ایک مشین ہوں ایک روبوٹ میرا مقصد بس پیسہ ہے میرا عشق میرا جنون بس پیسہ ہے ایسی لفاظیوں نے کئی سال پہلے ہی مجھ پہ اثر انداز ہونا چھوڑ دیا تھا میرے سینے میں کوئی دل نہیں ہے جو پگھل جائے

آپ مجھے نہیں روک سکتے بھائی۔۔۔ آپ نے ہمیشہ اپنی ان ہی باتوں کی وجہ سے مجھ پہ برتری حاصل کی مجھ سے بہتر پایا میں نے سب کچھ برداشت کیا کیا اپ کو حق پہنچتا تھا کہ آپ مجھے ہزاروں لوگوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر تھپڑ ماریں ؟ میں کتنے دن شرمندہ رہا آپ کو اندازہ ہے ؟ آپ نے مجھ سے معافی تک نہیں مانگی بھائی۔۔۔۔ہمیشہ آپ نے ہمیشہ .. میرے ساتھ یہی کیا ہے خود کو بہترین ثابت کیا اور مجھے لوزر مجھے فیلیئر انہوں نے اپنی پیشانی پہ آیا پسینہ صاف کیا تھا آج نہیں آپ کی باتیں آج نہیں سنوں گا میں آپ کو بس ایک کام کرنا ہے بس ایک (انہوں نے لپک کر وہ آسمانی فائل اٹھائی تھی اور معراج کے بالکل سامنے جا کر کھڑے ہو گئے تھے)

اس فائل پہ سائن کر دیں بھائی .. آپ کو کرنا ہو گا کیونکہ اب اب آپ مجھے نہیں روک سکتے آپ کو چاہئے کہ اب گھر بیٹھنا چاہئے ویسے بھی آپ کی بیٹی نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے بعد سارا شہر ہم پہ تھو تھو کر رہا ہے بس آپ سائن کر دیں پلیز وہ انکے ہاتھ میں زبردستی پین تھماتے ہوئے کہہ رہے تھے

یہ کس چیز کے پیپرز ہیں ؟ انکے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا

شمس دل کھول کر مسکرائے تھے

ان پیپرز میں صاف صاف لکھا ہے کہ آپ ۔۔۔۔ معراج سلطان اپنا ہیون پراجیکٹ مجھے یعنی شمس سلطان کو "بیچ" رہے ہیں اور اس کے بدلے میری کمپنی میں پچیس فیصد شیئرز خرید رہے ہیں میں جانتا ہوں میری کمپنی کے پچیس فیصد شیئرز کی ویلیو بامشکل، بامشکل آپ کے ہیون کے پراجیکٹ کی قیمت کے چالیس فیصد کے برابر ہو جائیں آپ کی پراپرٹی زیادہ قیمتی ہے وہ ہیرا ہے اور آپ اسکو کوڑیوں کے دام بیچ رہے ہیں لیکن ہم تو بھائی ہیں ناں ؟ اخر میں طنزیہ سے ہنسے تھے سائن کریں بھائی سائن

اب کے معراج کے چہرے پہ اضطراب پھیلا تھا

یہ جھوٹ ہے .. بالکل جھوٹ بکواس ہے یہ ۔۔۔ میں نے وہ پچیس فیصد خریدے ہیں ۔۔۔۔ میں تمھیں پے کر چکا ہوں شمس تم جھوٹ بول رہے ہو ۔ .. میں نے تمھیں رقم دی تھی میں نے اپنے اثاثے دیئے تھے ۔ .. یہ بکواس ہے ۔۔۔ جھوٹ ہے انکی آواز ہکلانے لگی تھی

شمس نے استہزائیہ نظروں سے انکو دیکھا تھا

اچھا کیا واقعی ؟ کیا ثبوت ہے آپ کے پاس کہ آپ نے مجھ سے وہ شیئرز خریدے تھے ؟ اور آپ نے رقم بھی ادا کی تھی ؟ کوئی معاہدہ کوئی کاغذ کا ٹکڑا کچھ تو ہو گا ؟ کہاں ہے ؟ ہے کچھ ؟ بتائیں بھائی کیا ثبوت ہے آپ کے پاس ؟ آج تک میری کمپنی کے سب شیئرز میرے نام پہ ہیں بھائی آپ کو جو پچیس فیصد دیتا رہا ہوں اسے میری امداد سمجھ لیں

اور معراج سلطان کو جیسے ٹرک نے کچل دیا ہو وہ ساکت ہو گئے بالکل برف

میں .نے .میں نے کہا تھا .. شمس ہم معاہدا کر لیتے ہیں .لیکن تم نے بس رقم لی .تم نے کہا تھا تم میرے بھائی ہو انکی آواز ٹوٹی پھوٹی تھی

شمس کے چہرے پہ مکروہ سی مسکراہٹ آئی تھی وہ ان کے قریب جھکا تھا بالکل کان کے پاس

جب ..کوئی .آپ سے .کہے .میں آپ کا بھائی ہوں .تو پہلے پوچھ لینا ہابیل یا قابیل

وہ ان کے کانوں میں صور پھونک کر پیچھے ہٹے تھے

معراج سلطان کا ہاتھ سیدھا اپنے دل پہ گیا تھا

(کئی سال قبل جب معراج سلطان نے شمس سے انکی کمپنی جو کہ یوسف سلطان کے نام تھی لیکن وراثت میں شمس کے حصے میں آنی تھی ابھی اسکی کاغذی کاروائی نہیں ہوئی تھی اس کمپنی کے شیئرز خریدنے چاہے تھے تب شمس نے ان سے کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا بس لفظی باتیں ہوئیں اور معراج سلطان نے ساری رقم شمس کے حوالے کر دی کمپنی سے ملنے والا منافع کا پچیس فیصد معراج سلطان کو مل جایا کرتا تھا)

معراج کے سینے میں درد شروع ہو گیا تھا وہ اپنے سینے پہ ہاتھ رکھے دوہرے ہونے لگے انکا سانس اکھڑ رہا تھا

ڈاکٹر ...ڈاک .ڈاکٹر کو بلاؤ . شمس ۔۔مجھے درد ہو ۔۔۔درد ہو ۔۔۔رہا ہے ... عمر .کو عمر کو .بلاؤ . شمس .عمر کو بلاؤ .بہت درد ہو .رہا ہے . شمس .بھائی ..جاؤ .ڈاکٹر .بلاؤ شمس ..میرا مال غصب نہیں کر سکتے تم .غاصب مت بنو ..میرے بچوں کا حق ہے یہ .میرا حسن . .وہ چھوٹا ہے بہت ..مجھے مرنے مت دو .ڈاکٹر کو بلاؤ ..ہالے کے کیا ہو گا شمس ... میرے بچے.. رل جائیں گے ڈاکٹر ..کو بلاؤ . حسن ..بہت . چھوٹا ہے

ان کے الفاظ ٹوٹے پھوٹے تھے درد شدید تھا وہ اپنے سینے کو مسل رہے تھے انکا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا جسم پسینے سے شرابور تھا

شمس بھنویں بھینچے انکو دیکھے گئے

آپ کا داماد آ ہی جائے گا بھائی لیکن آج آپ کو سائن کرنے ہی ہوں گے شمس نے انکے ہاتھ میں زبردستی پین تھمائی تھی اور فائل اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی

معراج کے ہاتھ سے پین چھوٹا تھا انکے ہاتھ کانپ رہے تھے وہ بار بار نفی میں سر ہلاتے تھے

عمر .کو عمر . بلاؤ ...ڈاکٹر کو .بلاؤ . شمس .میں بھائی ہوں .تمہارا .درد۔۔۔ہو۔۔رہ .رہا ہے۔۔بب۔۔بلا . بلاؤ ڈاکٹر کو

لیکن شمس تو جیسے انکی سن ہی نہیں رہے تھے انہوں نے معراج کے سینے پہ دباؤ ڈال کر انکو ہسپتال کے بیڈ پہ دھکا دیا تھا وہ اپنے سینے پہ ہاتھ رکھے نیم مردہ سے گر گئے تھے

انکی آنکھوں میں شاک تھا بے یقینی تھی ۔بے بسی تھی غصہ تھا وہ اٹھ نہیں پا رہے تھے ..انہوں نے خود کو آج تک اتنا کمزور محسوس نہیں کیا تھا وہ اٹھ کے شمس کو دور ہٹانا چاہتے تھے لیکن ہلنے جلنے سے انکاری تھے

شمس انکو گرا کر خود ان پہ حاوی ہو گئے تھے اور انکا ایک ہاتھ پکڑ کر اس میں ایک بار پھر پین تھمایا تھا اب کی بار انہوں نے معراج کا ہاتھ چھوڑا نہیں تھا بلکہ اپنے ہاتھ سے اسکو پکڑ رکھا تھا

معراج سلطان کے جسم سے جیسے ساری توانائی نکل گئی تھی وہ بے دھم ہو کر گر پڑے

انکا دل رکنے لگا تھا درد ایسا تھا کہ الامان

شمس نے انکا ہاتھ پکڑ کر ایک جگہ سائن ... کیا تھا

(وہ سارا دن ساتھ ہوتے تھے انکی سائن سے واقف تھے)

یہ ہیون کے کاغذات تھے

انہوں نے صفحہ پلٹایا تھا اور ایک اور مطلوبہ جگہ سائن کیا تھا

یہ ۔ہیون سے ملحقہ زمین کے کاغذ تھے

صفحے پلٹے تھے اور دو آخری سائن ہوئے تھے

یہ ۔ہیون ہسپتال اور ہیون اسکول کے کاغذات تھے

شمس پیچھے ہٹ چکے تھے انکا کام ہو گیا تھا

معراج سلطان کی عمر بھر کی کمائی لٹ چکی تھی

شمس سلطان نے فاتحانہ نظروں سے اس آسمانی فائل کو دیکھا تھا اور ایک نظر معراج سلطان کے بے جان وجود کو بھی دیکھا تھا

ایک لمحے کو بس ایک لمحے کو انکا دل ڈوبا تھا لیکن اگلے ہی لمحے انکی آنکھیں سفاک ہو گئی تھیں ہر قسم کے جذبات سے عاری

اسی وقت ویڈیو بند ہو گئی تھی لیپ ٹاپ کی سکرین تاریک ہو گئی تھی

لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھتی ہالے کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں وہ ششدر سی بیٹھی تھی اسکا سارا جسم کانپ رہا تھا

اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں وہ شاکڈ تھی اسکے باپ کو گھیر کر مارا گیا تھا وہ کرب کی انتہا پہ تھی

پاس بیٹھے عمر کے تاثرات سپاٹ تھے البتہ اسکی آنکھوں کا زخمی پن دل دہلا دیتا تھا

ہالے کا شاک اور گلٹ ختم ہو گیا تھا اور اب "قبول" کرنے کا مرحلہ تھا اس نے قبول کر لیا تھا اسکا باپ مر گیا ہے ہالے کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آئی تھی پھر اسکی آنکھیں ڈبڈبا آئی تھیں اور یکدم اسکی آنکھوں سے پانی کا ریلا سا بہنے لگا وہ زور زور سے رونے لگی جیسے بچے روتے ہیں عمر اسکو روتے ہوئے دیکھتا رہا اسے آج یہ آنسو برے نہیں لگے تھے

آج یہ آنسو نعمت لگے تھے

بابا ... بابا . میرے بابا مر گئے وہ مر گئے عمر تم نے دیکھا؟ تم نے دیکھا وہ مر گئے ؟ انکو مار دیا گیا .. ہمیں یتیم کر دیا گیا .. میرا بھائی . یتیم ہو گیا . میں یتیم ہو گئی میرے باپ کو مار دیا

اللہ اللہ کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے ؟... کوئی کسی کے باپ کو کیسے مار سکتا ہے ؟... اللہ میں کہاں جاؤں .میر اباپ مر گیا یا اللہ کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے .. میر اباپ مر گیا ..وہ تو میرے چچا تھے وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں اللہ

وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے زور زور سے روتی جاتی اور کہے جاتی

میرا دل بند ہو رہا ہے اللہ .. کوئی کسی کے باپ کو کیسے مار سکتا ہے .. آپ ایسا کیسے ہونے دے سکتے ہیں .. کسی کا باپ کیسے مار سکتا ہے کوئی آپ کیسے ایسا ہونے دے سکتے ہیں یہ ظلم ہے اللہ آپ کسی کو کیسے مجھ پہ ظلم کرنے دے سکتے ہیں کیوں اللہ میں ہی کیوں میرا ہی باپ کیوں ...وہ چیخ رہی تھی .وہ رو رہی تھی اسکا باپ مر گیا تھا یہ غم تھا اسکے باپ کو قتل کیا گیا تھا یہ ناسور تھا اور ناسور کبھی ختم نہیں ہوتا

یہ ایک دو کمروں کا چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا دیواروں پہ جا بجا لگی پینٹنگز لگی تھیں چھوٹا سا لاؤنج اور اوپن کچن بس یہی نرمین اور نوح کی ساری دنیا تھی ان کے والدین ایک کار کریش میں مر گئے تھے تب نوح پندرہ سال کا تھا اور نرمین چھ سال کی تب سے لے کر اب تک نوح اور نرمین کی ساری ذمہ داری انکے خالو فہیم مرزا پہ آچکی تھی وہ دونوں اس وقت لاونج میں رکھے صوفے پہ بیٹھے چائے پی رہے تھے جب ڈور بیل بجی نوح چائے کے کپ کو میز پہ رکھتا دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن اسکو دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی یاقوت اپنے ہاتھ میں موجود

کارڈ سے دروازہ کھول کر اندر آ گیا تھا نوح کو دیکھتے ہوئے اس نے کارڈ ہوا میں لہرایا تھا اس نے سفید سلک شرٹ کے ساتھ سفید ہی جینز پہن رکھی تھی بال جیل سے پیچھے کو جمائے وہ کافی اچھا لگ رہا تھا

برو . تمھیں آنے کی کیا ضرورت تھی میرے پاس کارڈ تو تھا خوامخواہ زحمت کی تم نے وہ مصنوعی افسوس سے کہہ رہا تھا

نوح خاموشی سے اسکو دیکھتا رہا

کیوں آئے ہو یہاں ؟ کیا کام تھا؟ اسکا لہجہ بے لچک تھا

یار اس ایس پی کو سسپینڈ کر دیا گیا ہے سیلیبریشن پارٹی دے رہا ہوں میں انوائٹ کرنے آیا ہوں تمھیں وہ دونوں چلتے ہوئے لاؤنج میں آ گئے تھے یاقوت ایک صوفے پہ دھپ سے گر گیا تھا اس کے ذرا فاصلے پہ نرمین بیٹھی تھی نرمین ایک دبلی پتلی سی صاف رنگت اور سیاہ لمبے بالوں والی خوش شکل سی لڑکی تھی اس کے چہرے میں سب سے زیادہ متاثر کن اسکی "سبز" آنکھیں تھی آنکھوں کا یہ رنگ اسکو اپنی ماں سے ملا تھا وہ پکی پٹھان تھیں اپنے پیرنٹس کی وفات کا حادثہ نرمین کے ذہن سے چپک کر رہ گیا تھا اسکا دماغ کمزور تھا وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ڈر جاتی تھی وہ اپنی عمر کی لڑکیوں جتنی چالاک نہیں تھی بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ وہ معصوم تھی بے حد معصوم

یاقوت کو دیکھ کر اس نے سلام کیا تھا

نوح نے ناگواری سے یہ منظر دیکھا تھا

نرمین بیٹے تم اندر جاؤ اس نے نرمی سے اپنی بہن سے کہا تھا

یاقوت نے گردن موڑ کے نوح کو مسکرا کر دیکھا تھا

اور میرے لئے کافی کون بنائے گا ؟وہ ہنوز مسکرا رہا تھا

میں بنا دیتی ہوں یاقوت بھائی نرمین ہلکی آواز میں بولی تھی

تم کتنی سویٹ ہو یار وہ خوش دلی سے بولا تھا

میری بہن تمہاری نوکر نہیں ہے جو تمھارے لئے چائے کافی بناتی رہے نوح اکھڑ لہجے میں کہہ رہا تھا تم اندر جاؤ

نیر و میں کافی بنا دوں گا بیٹا

نرمین خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی

یاقوت نے اپنے پیر اسی چھوٹی سی میز پہ کینچی کی صورت رکھ لئے تھے جہاں کچھ دیر قبل پی گئی چائے کے کپ رکھے تھے

نرمین نوکر نہیں ہے لیکن تم تو ہو ناں ؟اچھا نوکر نہ سہی میرے باڈی گارڈ میرے keeper تو ہو ناں ؟ جاؤ تم کافی بنا کر لاؤ میرے لئے اس کا لہجہ نارمل تھا لیکن اسکی آنکھوں میں استہزا تھا

نوح نے چند لمحے چبھتی ہوئی نظروں سے اسکو دیکھا تھا اور پھر کچن کی طرف بڑھ گیا تھا

اسپریسو ڈبل شاٹ .یاقوت نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی

تھوڑی دیر بعد نوح ایک ٹرے میں دو کافی کے مگ لئے آرہا تھا صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اس نے ایک مگ یاقوت کو تھمایا تھا اور دوسرا ٹرے میں ہی رکھا تھا وہ غیر آرام دہ سا بیٹھ گیا

واو یار کیا بات ہے تمہاری وہ کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا تھا میں نے اتنی اچھی کافی زندگی میں دوسری بار پی ہے پہلی بار بتاؤں کب پی تھی؟

کب؟ نوح نے بے زاری سے سوال کیا تھا

ایک ہفتہ پہلے جب میں ساشا کے ساتھ یہاں تمہارے گھر آیا تھا تب نیرو نے ہم دونوں کے لئے جو کافی بنائی تھی افف کیا بات تھی اسکی وہ آنکھیں بند کئیے محظوظ سا کہہ رہا تھا

جبکہ نوح مرزا کے چہرے کا رنگ یکدم بدلا تھا وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

تم ساشا کو میرے گھر لائے تھے

تم۔؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟ تم اپنی گرل فرینڈ کو لے کر میرے گھر آئے میری غیر موجودگی میں؟.. میری بہن کی موجودگی میں؟. وہ بچی ہے معصوم کیا اثر پڑا ہو گا اس پر۔. تمہاری جرات کیسے ہوئی؟.. اوہ خدایا وہ ساشا کتنی بدزبان ہے گالی دیئے بغیر نہ اسکی بات شروع ہوتی ہے اور نہ ختم ہر دس منٹ بعد وہ ایک سگریٹ پیتی ہے تم ایسی لڑکی کو میرے گھر لے آئے؟.. میری بہن کے پاس کس کی اجازت سے؟ وہ بول نہیں رہا تھا غرا رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ یاقوت کا منہ نوچ لے

ریلکس برو ..اب اتنی بھی بچی نہیں ہے تمہاری بہن اور کیا ہو گیا اگر میں اپنی گرل فرینڈ کو یہاں لے بھی آیا میں یہاں سے گزر رہا تھا سوچا تمہارے گھر سے ہو تا جاؤں تم نہیں تھے اور نیرو نے مجھے بزات خود دعوت دی تو میں آ گیا اندر بٹ آئی سویر ساشا نے سموکنگ نہیں کی تھی یار ...وہ اٹھا تھا اور نوح کے پاس جا کر اسکے کان کے قریب جھکا تھا .اس.. نے ...بس ایک .ڈرگ ڈوز لیا تھا وہ سرگوشی نما آواز میں کہہ کر ہٹا تھا

نوح کا رنگ سفید پڑنے لگا تھا اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں

اس نے بغیر یہاں وہاں دیکھے یاقوت کو بازو سے پکڑا تھا اور اسے تقریبا گھسیٹتا ہوا دروازہ کی جانب لے جانے لگا یاقوت ہنستے ہوئے اسکے ساتھ کھنچا جا رہا تھا نوح نے اسکو دار وازے سے باہر دھکا دیا تھا اور دروازے پہ ہاتھ رکھے انگلی اٹھا کر اسکو وارن کیا تھا

یاقوت ..میری بہن اور میرے گھر سے دور رہو آج کے بعد اگر تم میرے گھر کے قریب بھی پھٹکے تو خدا کی قسم میں تمھیں اپنے ہاتھوں سے مار دوں گا

ٹھاہ کی آواز سے دروازہ اس کے منہ پہ مارتے وہ اندر بڑھ گیا تھا

نرمین ...نرمین .یہاں آؤ فورا وہ لاؤنج میں کھڑا دھاڑ رہا تھا نرمین فورا کمرے سے نکل آئی تھی اسکی آنکھوں میں استعجاب ابھرا تھا

تھوڑی دیر پہلے تو وہ اچھے موڈ میں تھا؟

اس دن یاقوت کو اندر کیوں آنے دیا تم نے اور مجھے بتایا کیوں نہیں؟

وہ بھائی انہوں نے کہا تھا کہ میں آپ کو نہ بتاؤں ورنہ . . .

ورنہ کیا بولو اب منہ کیوں بند کر لیا ہے

ورنہ ... ورنہ وہ پھر کبھی بھی ہمارے گھر نہیں آئیں گے میں ڈر گئی تھی ان کے نہ آنے سے ڈر گئی تھی وہ مدھم سی آواز میں بولی تھی نوح کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پہ سمٹ آیا تھا اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا اسکی زبان گنگ ہو گئی تھی

وہ اسکے "نہ" آنے کے ڈر سے اتنا کچھ کر سکتی ہے تو اس کے "آنے" کے لئے کیا کچھ کرے گی اس خیال نے ہی نوح کو برف کر دیا تھا

یہاں آؤ اس نے خود کو بولتے سنا

نرمین مرے مرے قدم اٹھاتی اس کے قریب آگئی تھی نوح نے نرمی سے اسکو اپنے کندھے سے لگایا تھا

میری بات سنو بیٹے . وہ . یہاں . اب کبھی . بھی . نہیں آئے گا . کبھی بھی نہیں . اور تم . تم اب کبھی اسکا انتظار نہیں کرو گی وہ اچھا لڑکا نہیں ہے .. تم اسکے بارے میں نہیں سوچو گی .. وعدہ کرو بھائی سے . وہ نرمی اور محبت سے کہہ رہا تھا

نرمین نے معصومیت سے سر ہلا دیا تھا

جبکہ نوح نے اب بھی لب بھینچ رکھے تھے اوہ خدایا یہ کیا ہو گیا تھا؟

رات کی تاریکی ہر لمحہ بڑھتی جارہی تھی وہ اب تک خود کو اسی چھت پہ بیٹھا محسوس کر رہی تھی اسکا ذہن دل آنکھیں سب وہیں تھیں وہ اب رو نہیں رہی تھی اسکا دل حقیقت قبول کر چکا تھا

اب وہ "غم "میں تھی

اپنے کمرے کی بالکنی میں بیٹھی وہ ہر اس لمحے کو یاد کر رہی تھی جو اس نے اپنے باپ کے ساتھ گزارا جو اس نے اپنے چچا کے ساتھ گزارا وہ ذرا سخت تھے کبھی کبھی تلخ بھی ہو جاتے تھے لیکن "قتل" وہ اپنے ہی بھائی کا قتل کیسے کر سکتے تھے اسے رہ رہ کر تکلیف اٹھ رہی تھی اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا دو دن سے وہ جس حقیقت کو قبول نہیں کر رہی تھی وہ آج تھپڑ کی طرح اسکے چہرے پہ آ کر لگی تھی دل سے خون رسنے لگا تھا ذلت ..رسوائی ..

باپ کی موت کیا کیا سہے ؟

اس نے سر آسمان کی جانب اٹھایا تھا اسکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں

یااللہ ... یہ کیا ہو گیا ہے ؟اس کے لب پھڑ پھڑ آئے تھے

گلابی ہوتی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے

میں .اتنی اچھی مسلمان کبھی نہیں تھی لیکن . .میں نے کبھی کسی کا دل نہیں توڑا تھا ...میں نے کبھی . کبھی کسی کے عیب ظاہر نہیں کئے تھے ..... میں نے کبھی خاندان نہیں توڑے .. پھر میرا دل کیوں ٹوٹا اللہ ؟..میں کیوں رسوا ہوئی ..؟میرا خاندان کیوں چھوٹ گیا ...میرے اپنے مجھ سے کیوں الگ ہوئے ؟..اسکی آواز بہت

ہلکی اور زکام زدہ تھی میرا باپ ...وہ تو بہت اچھے انسان تھے اللہؐ کوئی .. کوئی انکو قتل کیسے کر سکتا ہے ...انکا بھائی . میرے چچا . وہ قتل کیسے کر سکتے ہیں اللہؐ؟

میں کیا کروں .؟ کہاں جاؤں .. میرے دل میں شدید درد ہے اللہؐ .. مجھے صبر دے میرے بھائی کو صبر دے میرے بھائی کو .. وہ کہتے کہتے رکی تھی ٹھٹھکی تھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی

اسکا بھائی .. اسکا بھائی اب بھی وہاں تھی اسکے باپ کے قاتلوں کے قریب یا اللہؐ اسکا بھائی؟

وہ آنکھوں کو خشک کرتی لڑکھڑاتے قدموں سے کمرے سے باہر آئی تھی ہر چیز جیسے سلو موشن میں ہو رہی تھی وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی وہ پیر کہیں رکھ رہی تھی اور پڑ کہیں رہا تھا

وہ اب پتھریلی روش پہ چلتی بیرونی دروازے کی طرف جا رہی تھی اسکے پیروں میں جوتے نہیں تھے اسکے سر پہ دوپٹہ نہیں تھا اسکا دل اور دماغ صرف ایک جگہ تھا

اسکا .. بھائی .---..

وہ اس کے باپ کے قاتلوں کے قریب تھا .. بے حد قریب . اسکی آنکھوں کے آگے سارے منظر دھندھلے پڑ رہے تھے اسکا چہرہ گیلا تھا نہ جانے کیوں؟

وہ اب دروازہ کھول رہی تھی کوئی اس سے کچھ پوچھ رہا تھا اسکا چہرہ بھی دھندھلا تھا وہ شاید عمر کا کوئی ملازم تھا اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسکو دروازہ کھولنے کا کہا اسکی زبان جیسے مفلوج ہو گئی تھی وہ آدمی اب پھر اس سے کچھ کہہ رہا تھا اسے نہیں سن رہی تھی وہ کچھ بھی نہیں سن رہی تھی اسکی سماعتوں میں ایک ہی فقرا گونج رہا تھا

آپ کے ..بچوں کو مر جانا .چاہئے بھائی

اسکی آنکھوں میں ایک ہی منظر تھا

اسکے باپ کا ہسپتال کے بیڈ پہ پڑا بے جان وجود اسے باپ سے زبر دستی سائن لیتا اسکا چچا

اسی وقت اسے عمر اپنے قریب آتا دکھائی دیا وہ کچھ پریشان سا تھا ہالے کو دیکھ کر فکر مندی سے اسکے قریب آیا وہ اب کچھ پوچھ رہا تھا

گھر .حسن ... چلو .میرے گھر .. میرا .بھائی .میرے بھائی کو اسکے الفاظ ٹوٹے پھوٹے تھے اسکی باتیں بے ربط تھیں عمر نے تفکر سے اسکو دیکھا تھا اور پھر نیچے جھکا تھا

اپنے جوتے اتار کر باری باری اسکے پیروں میں ڈالے تھے

وہ ساکن کھڑی رہی

اوکے اوکے ایزی ہو جائیں ہم چل رہے ہیں میں ساتھ چل رہا ہوں وہ کھڑے ہوتے ہوئے اسکو تسلی دے رہا تھا گارڈ سے کچھ کہہ رہا تھا

ہالے نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں رکے ہوئے آنسو بہہ نکلے تھے منظر صاف ہوا تھا

وہ اب عمر کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی وہ بار بار نظریں موڑ کر اسکو دیکھتا تھا وہ نہیں دیکھ رہی تھی اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا

اسے اپنے بھائی کے پاس جانا تھا جلد از جلد

ہارون شاہد گاڑی کی چابی ہاتھ میں لئے نیچے جارہا تھا جب نوال بیگم نے اسکو روک لیا آج اس نے سادہ سی بھوری شلوار قمیض پہن رکھی تھی گرے آنکھوں میں اداسی تھی اگر آج ہالے اس کے ساتھ ہوتی تو اسکی پینٹنگ دیکھ کر کتنی خوش ہوتی ؟ وہ بس سوچ ہی سکا

کہاں جارہے ہو تم ؟ نوال اسکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں

بہت ضروری کام ہے وہیں جارہا ہوں اس نے بہانہ بنایا تھا

اور یہ ضروری کام یقیناً ہالے سلطان ہو گی ؟ انکے لہجے میں طنز نہیں تھا وہ بس پوچھ رہی تھیں

نہیں ماما میں اسکا سامنا نہیں کر سکتا اسکو بہت تکلیف دی ہے میں نے میں اسکو وقت دینا چاہتا ہوں اور وہ اس وقت بہت بڑے غم میں ہے میرا جانا ٹھیک ہو گا بھی کہ نہیں وہ ہائپر ہو جائے گی وہ خود کو نقصان نے پہنچا لے گی میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں لیکن مجھے لگتا ہے یہ وقت نہیں مناسب

تمھیں کس نے کہا ہے تم اس سے معافی مانگو جا کر یا پھر اسکے تمھیں بلانے کا انتظار کرو کون کہتا ہے اسے وقت دو ؟ وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھیں

کیا مطلب ؟ وہ متعجب ہوا

دوست کی خوشی میں اسکی مرضی سے جاؤ لیکن دوست کے غم میں اپنی مرضی کے بغیر بھی جاؤ وہ دھکا دے کر نکالے تب بھی جاؤ وہ گالیاں دے تو سنتے رہو وہ مارے تو مار کھالو کیونکہ وہ غم میں ہے اور غم سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے اگر غم کو "سنا" نہ جائے تو وہ ناسور بن جاتا ہے اور ناسوروں کے ساتھ زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے بیٹے اپنے مفاد اپنی معافی کے لئے مت جاؤ اسکے "دل" کو ہلکا کرنے کے لئے جاؤ اسکو "سننے " جاؤ

ہارون نے تلخی سے سر جھٹکا تھا

آپ کو لگتا ہے وہ مجھے سنائے گی؟ مجھ سے بات کرے گی؟ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہو گی

نہ سنائے نہ کہے کچھ نہ تم کچھ کہو دوست کی مصیبت یا غم میں اس کے ساتھ "بیٹھنا" بھی بہت ہوتا ہے وہ بولے نہ بولے اسکو ایک آسرا ہو گا ایک سہارا ہو گا کہ "میرے پاس میرا دوست ہے "بیٹے دوستوں سے نفرت نہیں کی جاتی اور کر رہے ہو تو کبھی سچی دوستی کی ہی نہیں ہو گی آپ کا دوست وہ واحد انسان ہوتا ہے جو آپ کے ساتھ غلط بھی کر دے تو آپ خود کو سمجھاتے ہو تسلی دیتے ہو کہ اسکی کوئی مجبوری ہو گی کوئی وجہ ہو گی آپ کبھی اسکو بلیم نہیں کرتے ہو کرتے ہو گے اس کے منہ پہ لیکن "دل "میں نہیں دل میں آپ ہمیشہ اسکے حق میں بولتے ہو دوستوں کے درمیان دوریاں آجاتی ہیں پرابلم آجاتے ہیں اختلافات آجاتے ہیں لیکن نفرت نہیں نفرت دوستی میں کبھی نہیں آتی تم نے دیکھا ہو گا ہم سب دیکھتے ہیں محسوس کرتے ہیں ہمارا کوئی بچھڑا ہوا کوئی پرانا کوئی ناراض

دوست جب سامنے آتا ہے تو دل بے اختیار اسکے گلے لگنے کو چاہتا ہے اس سے بات کرنے کو چاہتا ہے ہاں ہم نہیں کرتے دل کو ڈپٹ دیتے ہیں سمجھا دیتے ہیں لیکن دل "چاہتا" ضرور ہے

مطلب وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتی؟ مما میں اسکو سن لوں گا جو کچھ وہ کہے گی جو بھی بولے گی میں سب سن لوں گا بس وہ ایک بار مجھے خود کے قریب تو آنے دے

نوال اسکو دیکھ کر مسکرائی تھیں

تمھیں لگتا ہے "سننا" آسان ہوتا ہے؟ بالکل نہیں سننا بہت مشکل ہوتا ہے سننا بہت ظرف کا کام ہوتا ہے سنانے والے کو آپ پورے کے پورے "موجود" چاہیے ہوتا ہے سنانے والے کو آپ کی توجہ چاہیے ہوتی ہے وہ آپ سے اپنی مرضی کے ایکسپریشن چاہتے ہوتے ہیں وہ آپ کی دلچسپی نوٹ کرتا ہے وہ آپ پہ غور کرتا ہے اور جہاں کہیں سنانے والے کو یہ لگا کہ آپ "سن" نہیں رہے تو وہ سنانا چھوڑ دیتا ہے اور جب کوئی آدھے میں سنانا چھوڑ دے تو غم کو ناسور بننے میں ایک سیکنڈ سے بھی کم کا وقت لگتا ہے نہ سننا خودکشیاں کروادیتا ہے نہ سننا قتل کروادیتا ہے نہ سننا کسی کی زندگی خراب کر دیتا ہے یہ زخموں کو ناسور بناتا ہے کسی کے زخموں کو ناسور نہ بننے دو بیٹے اگر نہیں سن سکتے تو سننے کی اداکاری بھی مت کرو وہ نرمی سے کہہ کر چلی گئی تھیں

جبکہ ہارون کئی سوچوں میں گھرا وہیں کھڑا رہ گیا یہ کام اتنا آسان نہیں تھا جتنا اس نے سوچا تھا

گاڑی جیسے ہی سلطان منزل کے باہر آ کر رکی ہالے فوراً سے پہلے اترتی دروازے کی طرف بڑھی تھی اس سے پہلے وہ اندر جاتی جب اسکو روک لیا گیا

میڈم پلیز رک جائیں آپ اندر نہیں جاسکتی شمس صاحب کا حکم ہے اور سفیر صاحب نے بھی سختی سے منع کر رکھا ہے پلیز میڈم میری نوکری کا سوال ہے وہ لجاجت سے کہہ رہا تھا

اے زیادہ بکواس نہ کرو آرام سے دروازہ کھولو ورنہ ابھی کھوپڑی کھول دوں گا عمر قریب آتا برہمی سے کہہ رہا تھا

ہالے نے ہاتھ کے اشارے سے اسکو روک دیا تھا

ٹھیک ہے میں اندر نہیں آرہی آپ اندر جا کر حسن کو بلا دیں یا پھر یہاں سے کسی ملازم کو فون کر لیں وہ نارمل لہجے میں کہہ رہی تھی

آپ اس کی بات سن رہی ہیں اس کے باپ کا گھر ہے جو اندر نہیں جانے دیگا؟ہاں ؟ابھی دیکھتا ہوں میں اسکو عمر نے بولتے ہوئے گارڈ کو گردن سے دبوچ لیا تھا بول اب اندر جانے دے گا یا نہیں ؟وہ اس پہ غرارہا تھا

جب ہالے نے اس کو چھڑوانے کی کوشش کی تھی

تم اسے چھوڑو گے یا میں چلی جاؤں کیوں میری مشکلات بڑھارہے ہو جان کیوں نہیں چھوڑ دیتے ؟وہ بلند آواز میں بولی تھی

عمر کی گرفت اسکی گردن پہ ڈھیلی پڑی تھی وہ ایک جھٹکے سے اسکو چھوڑتا ذرا دور جا کر کھڑا ہو گیا تھا گارڈ اب کھانسنے لگ گیا تھا تھوڑی دیر بعد جب وہ نارمل ہوا تو اس نے اندر کال کر کے حسن کو پیغام بھیج دیا تھا تقریباً پانچ منٹ بعد حسن سلطان منزل

کا محل نما دروازہ کھولتا باہر آیا تھا

ہالے کو دیکھ کر متفکر سا آگے بڑھا تھا

تم اس وقت یہاں ؟ سب ٹھیک ہے ؟ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے ؟ اوہ کیا تم میرے پاس واپس آ رہی ہو ؟ تم اسے چھوڑ کر آئی ہو ؟ بولو ناں ؟ اس نے آتے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی تھی ہالے خاموش رہی حسن کی نظر اسکے کندھے سے ہوتی ذرا فاصلے پہ کھڑے عمر حیات پہ گئی تھی

اسکی آنکھوں کی جوت بجھ گئی تھی

تم اس وقت کیوں آئی ہو ؟ اب کے اسکا لہجہ بے تاثر تھا ہالے نے لپک کر اسکے ہاتھ تھامے تھے

تمھیں لینے آئی ہوں حسن یہ جگہ سیف نہیں ہے تم میرے ساتھ چلو میں تمھیں یہاں سے دور لے جاؤں گی تم سمجھ رہے ہو ناں ؟ یہ جگہ یہاں کے لوگ یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے تم سیف نہیں ہو تم میرے ساتھ چلو یہاں خطرہ ہے یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے ہمیں یہاں سے جانا ہو گا وہ اسکے ہاتھ پکڑے جلدی جلدی بول رہی تھی

حسن اسی سنجیدگی سے اسکو دیکھتا رہا

اور یہ جگہ کیوں سیف نہیں ہے بتانا پسند کرو گی ؟۔

تمہاری جان کو خطرہ ہے حسن .. میں اس وقت تمھیں سمجھا نہیں سکتی . تم یہاں سیف نہیں ہو بس یہ سمجھ لو ..
میرے ساتھ چلو پلیز یہ وقت سوال جواب کا نہیں ہے تم سمجھتے کیوں نہیں ہو

وہ چند لمحے ہالے کو دیکھتا رہا اپنے ہاتھ نرمی سے چھڑائے اور پھر کہنے لگا

ٹھیک ہے میں چلتا ہوں جہاں تم کہو گی وہاں چلے جائیں گے اوکے ؟ ہالے نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تھا

عمر بے زاری سے یہ سارا منظر دیکھے گیا

(جج صاحب کی اولاد اور اتنے سیدھے طریقے سے مان جائے ہو ہی نہیں سکتا)

تم مجھے لکھ کر دے دو کہ جہاں تم مجھے لے جاؤ گی وہاں میں مروں گا نہیں وہاں میری جان سیف رہے گی وہاں جا کر میری لکھی ہوئی موت ٹل جائے گی اگر تم لکھ کر دے سکتی ہو تو میں چلتا ہوں

ہالے کے اوپر جیسے گڑھوں پانی ڈال دیا گیا ہو

میں .. یہ نہیں کر سکتی یہ سب تو اللّٰہ کے ہاتھ میں ہے اس نے خود کو بولتے سنا

That's the poit

یہ اللّٰہ کے کام ہیں ہالے بابا نے مجھے سکھایا ہے کہ موت سے جتنا بھاگو گے وہ آپ کو ڈھونڈ ہی لے گی آپ کسی پہاڑ کسی غار کسی سمندر میں چھپ جاؤ وہ آپ کو نکال لے گی اس سے بھاگو مت اس سے حفاظتی اقدام نہ کرو اس نے جب آنا ہو گا وہ آ کر رہے گی سو تم ہالے سلطان . تم مجھے موت سے نہیں ڈرا سکتی اور میں حسن سلطان موت کے ڈر سے یہاں سے بھاگ نہیں سکتا

اگر میری موت نہیں لکھی ہے تو یہاں رہ کر بھی بچ جاؤں گا اور اگر لکھی ہے تو تم مجھے دنیا کے آخری کونے میں بھی لے جاؤ میں مر ہی جاؤں گا اسکے لہجے میں طنز نہیں تھا اسکا لہجہ ہو بہو معراج سلطان جیسا تھا نرم دو ٹوک

ہالے نے بغیر کچھ کہے واپسی کے لئے قدم موڑے تھے

وہ معراج سلطان کا بیٹا تھا وہ اسے موت سے نہیں ڈرا سکتی تھی

مت جاؤ ہالے. مجھے تمہاری ضرورت ہے .. میرے ساتھ رہو . یہاں نہیں رہ سکتی تو کسی اور جگہ لے جاؤں گا تمھیں لیکن اس کے ساتھ مت جاؤ اس نے پیچھے سے پکارا تھا

ہالے بغیر جواب دیئے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی حسن نے لب بھینچ لئے تھے

تم نے یہ دوسری بار کیا ہالے تم نے مجھے دوسری بار اس آدمی کے لئے چھوڑا وہ بس سوچ ہی سکا

"خون" کا بدگماں ہونا بہت بڑی ازیت ہوتی ہے

وہ ساری رات نہیں سو سکی تھی غم غصہ خوف بے بسی ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھی سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹا جا رہا تھا غم کے ساتھ ساتھ انتقام کا جذبہ بھی سر اٹھا رہا تھا وہ سوئی جاگی کیفیت میں بیڈ پہ پڑی تھی اسی وقت اسے اپنے کمرے میں بیڈ پہ بلکل قریب ایک ہیولہ سا دکھائی دیا

ہالے کا سانس جہاں تھا وہیں رک گیا اس کے لب بے یقینی کی کیفیت میں کھلے تھے

بابا ...وہ اتنی ہلکی آواز میں بولی تھی کہ بامشکل خود سن پائی ہو

وہ بالکل ویسے ہی تھے تر و تازہ صحت مند پر سکون

ہالے ششدر سی انکو دیکھے گئی

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے بچے ؟انکی آواز میں فکر تھی تم میری مضبوط بیٹی ہو تم ہار نہیں سکتی میں نے تمھیں ہار نا نہیں سکھآیا

اسکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں

آپ مجھے چھوڑ کے چلے گئے تھے ..بابا مجھے لگا آپ اب نہیں آئیں گے ..میں ڈر گئی تھی . .. آپ اب واپس تو نہیں جایئں گے ناں ؟وہ انکے قریب نہیں جا رہی تھی اسے خوف تھا کہیں وہ انکے پاس جا کر انہیں کھو نہ دے

مجھے جانا تھا بیٹے ...میرا وقت آ گیا تھا ..میں یہاں مزید نہیں رہ سکتا تھا ...میرا یقین کرو میں یہاں سے بہتر جگہ پہ ہوں لیکن تم ہالے تم نے خود کو کیا کر لیا ہے یہ تم نہیں ہو یہ میری مضبوط بیٹی نہیں ہے

اسکے آنسو مزید روانگی سے بہنے لگے تھے

میرا ..خاندان ٹوٹ گیا ہے بابا . آپ چلے گئے . حسن میرے ساتھ نہیں آنا چاہتا ..میں انتقام لینا چاہتی ہوں . لیکن میں اتنی مضبوط نہیں ہوں میں کیسے اپنے حق واپس لوں میں کیسے اپنا خاندان جوڑوں آپ کو مرنا نہیں چاہیے تھا کسی بھی باپ کو مرنا نہیں چاہیے

معراج سلطان نے افسوس سے اسکو دیکھا تھا

میں نہیں بتاؤں گا تمھیں کیا کرنا ہے تمھیں خود کرنا ہو گا ہالے اپنے لئے لڑنا ہو گا کوئی تمہارا ساتھ نہیں دے گا یہ کوئی فیری ٹیل نہیں ہے جہاں کوئی شہزادہ آکر تمھارے غم سمیٹ لے گا تمھیں اندھیری غار سے نکال لے گا یا پھر تمھارے فرعون جیسے چچا سے تمہارا محل واپس دلوائے گا او نہوں یہ زندگی ہے

یہاں تمھیں خود گرنا ہو گا خود اٹھنا ہو گا خود اپنے زخموں پہ مرہم رکھنا ہو گا تمھارے لئے صرف تم ہو ہالے صرف تم تمھیں اپنے گدھ جیسے چچا سے اپنی زمین اپنے دم پہ لینی ہو گی اپنی فتنہ چچی کا الزامات کا سامنا اکیلے کرنا ہو گا انکو جھوٹا اپنے دماغ سے ثابت کرنا ہو گا تمھارے لئے ہر دفع سفیر کا اٹھتا ہاتھ عمر حیات نہیں روکے گا اپنے بھائی اپنے خاندان کو خود جوڑنا ہو گا یاد رکھو ہالے یہ فیری ٹیل نہیں ہے زندگی ہے یہاں تمھیں اپنا شہزادہ خود بننا ہو گا انتقام کے پیچھے مت جاؤ یہ سکون چھین لیتا ہے اپنے حق کے پیچھے جاؤ یہ زندگی نڈر بنا دیتا ہے تم فیری ٹیل کی سنڈریلا نہیں ہو جس کے پیچھے کوئی جوتا لے کر آئے گا تمھیں اپنے قدموں پہ خود ٹھہرنا ہو گا تم ریپنزل نہیں ہو تمھیں کوئی محل کی قید سے نکالنے نہیں آئے گا تمھیں اپنی دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھنی ہو گی تم سنو وائٹ نہیں ہو جسکی ماں کے جادو سے بچانے کے لئے سات بونے آئیں گے تمھیں اپنا خاندان خود بچانا ہے تمھیں اپنے بقا کی جنگ خود لڑنی ہو گی تم ایک عام لڑکی ہو بیٹا

تمھیں اپنی کہانی کا شہزادہ خود بننا ہو گا تم ہالے سلطان ہو میں نے تمھیں سہاروں کے ساتھ چلنا نہیں سکھایا میں نے تمھیں زخمی ٹانگوں کے ساتھ لڑکھڑا کر چلنا ضرور سکھایا ہے لیکن جہاں کہیں کوئی بھی ترحم سے ہاتھ دے کر آگے بڑھانا چاہے اس ہاتھ کو جھٹکا بھی سکھایا ہے وہ بے حد نرمی سے کہہ رہے تھے

ہالے نے گلابی پڑتی آنکھوں سے انکو دیکھا تھا

اور عمر .. آپ نے اسے میرے ساتھ کیوں بھیجا ہے ؟

وہ مسکرائے تھے

عمر شہزادہ نہیں ہے بیٹے عمر کہانی کا دوسرا "وکٹم" ہے یہ اسکے بقا کی جنگ بھی ہے جہاں آج تم ہو کئی سال پہلے وہ یہاں سے گزر چکا ہے تم دونوں اس جنگ کو ساتھ لڑو گے تو جیت جاؤ گے الگ ہو جاؤ گے تو کاٹ دیئے جاؤ گے کچل دیئے جاؤ گے ساتھ رہنا سیکھو ساتھ لڑنا سیکھو میں بار بار تمہارے پاس نہیں آ سکتا میرے پاس اتنا ہی وقت تھا مجھے جانا ہو گا تم عمر کو مت چھوڑنا کبھی نہیں کبھی بھی نہیں ہیولہ مدھم ہو کر غائب ہو گیا تھا

ہالے متوحش سی چلانے لگی تھی

میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی میں کچھ نہیں کر سکتی میں فیری ٹیل کی شہزادی ہوں میرے لئے کسی کو بھیج دیں بابا یا پھر آپ آجائیں آپ میرا سپورٹ سسٹم تھے آپ کو آجانا چاہئے

بابا ....وہ چیخ مارتی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی اسکا سارا جسم کانپ رہا تھا اے سی کے باوجود اسکا سارا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا تھا

اس نے یہاں وہاں دیکھا ہراساں نظروں سے متلاشی نظروں سے وہ بیڈ سے اٹھ کر دیوانہ وار کھڑکی کی جانب بھاگی تھی اسکا باپ نہیں تھا وہ کہیں نہیں تھا

وہ وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی اسکے آنسو ایک بار پھر روانی سے بہنے لگے تھے

آنسوؤں کا "بہنا" ازیت نہیں ہوتی انکو پونچھنے کے لئے کسی کا نہ ہونا "ازیت "ہوتی ہے

عمر کے بنگلے کا سب سے بڑا اور نفیس کمرہ وہ تھا جس میں عمر رہتا تھا

کنگ سائز لکڑی کا سادہ بیڈ جس پہ کسی قسم کی کوئی ڈیزائن نہیں تھی وہ سادہ تھا بالکل سادہ کمرے میں ایک طرف بڑا سا صوفہ رکھا تھا سرمی رنگ کا کھڑکیوں پہ لگے پردے بھی گرے تھے اور بیڈ کی شیٹ بھی گرے اس کمرے میں ایک واحد سفید چیز "ماربل کا سفید فرش تھا"

دیوار گیر الماریاں بھی گرے رنگ کی ہی تھیں شاید اسے اس رنگ سے بہت پیار تھا کمرے کا مالک اس وقت باتھ روم سے باہر آیا تھا اسکے بال گیلے اور ہمیشہ کی طرح ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے وہ تولیے سے انکو خشک کرتا باہر آیا تھا

اب وہ اپنے بیڈ کی دراز پہ جھکا کچھ ڈھونڈ رہا تھا جب اسکی نظر ایک گھڑی پہ پڑی اس نے گھڑی کو ہاتھ میں اٹھالیا تھا اور بیڈ کے کنارے بیٹھ گیا تھا

اور اس گھڑی پہ ہاتھ پھیرے گیا نرمی سے محبت سے وہ اسے دیکھے دکھ سے یاسیت سے

کبھی کبھی کوئی بے جان چیز کوئی نام کوئی پکار کوئی اچھا یا برا ذائقہ کوئی بات کوئی چہرہ آپ کو کئی سال پیچھے ماضی میں لے جا کر چھوڑ آتا ہے آپ جانا چاہیں یا نہیں وہاں سے آپ کی واپسی تب ہی ہوتی ہے جب آپ کا دل یا دماغ واپس آنا چاہیں

عمر حیات کو بھی ایک ایسا ہی لمحہ کہیں دور بہت دور ماضی میں لے گیا تھا

شاید اچھے وقتوں میں یا شاید برے وقتوں میں

وہ دروازے کے سامنے رکھی پلاسٹک کی کرسی پہ بیٹھا تھا ایسے کے سر دیوار سے لگا تھا فجر کی اذان میں دس منٹ باقی تھے اور وہ ابھی سے سو رہا تھا اسکی آنکھیں بند تھیں ٹانگیں ذرا اسکڑی ہوئی شاید اسکو سردی لگ رہی تھی کہ صبح میں ہلکی ہلکی خنکی ہو ہی جاتی ہے

معراج سلطان آج ہی اسلام آباد سے واپس آئے تھے گھر جانے کی بجائے انہوں نے ہیون کا چکر لگانا ضروری سمجھا وہ کار سے اتر کر نیچے آئے تب بھی عمر دیوار سے سر لگائے سو رہا تھا

اسکے بال ماتھے پہ بکھرے تھے مغرور ناک سوتے ہوئے بھی اکڑی کھڑی تھی

معراج اسکو دیکھ کر مسکرائے تھے اگر یہ کہا جائے کہ وہ گھر جانے سے پہلے اسکو دیکھنے آئے تھے تو غلط نہ ہو گا اس لڑکے سے انکو پتہ نہیں کیوں ایک انسیت سی محسوس ہوتی تھی جیسے کبھی کہیں پہلے بھی ملے ہوں وہ اسکے بچپن میں بھی جب اس سے ملے تھے تب بھی واپس جاتے وقت عمر کا چہرہ انکا دل یونہی جکڑ لیتا تھا وہ جا نہیں پاتے تھے تب ہی انہوں نے نفیسہ سے زیادہ ملنا بھی چھوڑ دیا تھا

اسی وقت اس نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھولی تھیں اور اپنے بازو پہ ہاتھ مارا تھا شاید مچھر تھا معراج کو سامنے دیکھ کر اسکی آنکھیں پوری کھل گئیں وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا گھبرا کر نہیں شرمندگی سے بھی نہیں بس کھڑا ہوا تھا

تم روز اسی طرح سو جاتے ہو؟ انہوں نے قریب آ کر پوچھا تھا

جی بالکل جواب فورا آیا تھا

اسکی آنکھوں میں سرخی تھی شاید نیند کی وجہ سے

معراج نے اسکو گھور کر دیکھا تھا

باس کے سامنے اپنی غلطی چھپاتے ہیں لڑکے جھوٹ بول کر یا بہانہ بنا کر ملازمت میں یہ attitude نہیں چلتا" جی بالکل "انہوں نے جی بالکل پہ زور دیا تھا

مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے اور بہانہ میں بناتا نہیں رہی بات ملازمت کی تو میں آپ کا ملازم بھی نہیں ہوں

اسکا لہجہ عام تھا اس میں ڈھونڈنے سے بھی تلخی یا بدتمیزی نہیں تھی

کیونکہ آپ نے مجھے ایک بار بھی پے نہیں کیا اور آپ کو پتہ ہے کہ میں ہر روز رات کو سو جاتا ہوں لیکن آپ نے مجھے ایک بار بھی نہیں ٹوکا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مجھے ملازم نہیں سمجھتے آپ مجھے "فیور" دے رہے ہیں اور آخری بات میں نے اس دن آپ کو اپنی اماں کو میسج کرتے دیکھ لیا تھا میں انکا نمبر جانتا ہوں سو اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ اب میں ملازم ہوں یا آپ اب بھی مجھے "فیور" دینا چاہتے ہیں وہ انکے قریب کھڑا انکی آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا

اور اگر میں کہوں میں فیور دے رہا ہوں تو؟ انکا انداز پر تجسس تھا

عمر نے کندھے اچکائے تھے

تو میں آج ہی یہاں سے چلا جاؤں گا میں یہاں فیورز لینے نہیں آیا میں جس مقصد کے لئے آیا ہوں وہ خود ہی کر لوں گا یہاں چوکیدار بننے نہیں آیا میں اسکا لہجہ بے تاثر تھا

معراج کھل کر مسکرائے تھے

تمھیں میں کوئی پاگل بڈھا لگتا ہوں یا تمھیں لگتا ہے کہ میں سٹھیا گیا ہوں؟ میں کیوں تم پہ روک ٹوک نہیں کرتا میں کیوں تمھیں ملازم نہیں سمجھتا پتہ ہے کیوں؟ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہے تھے

(یہ وہ وقت تھا جب عمر بھی انکی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرتا تھا)

کیونکہ میں تمھیں "چیک" کر رہا تھا بیٹا میں تمھیں کمفرٹ دینا چاہتا تھا من پسند ماحول دینا چاہتا تھا تا کہ تم اس کے عادی ہو جاؤ یا پھر نہ ہو لیکن کم از کم مجھے یہ پتہ چل جائے کہ تم جس کام کے لئے آئے ہو اس میں سیریس ہو بھی کہ نہیں اگر تم اس کمفرٹ کے عادی ہو جاتے تو میں کچھ ہی دن میں تمھیں اپنے گھر بھیج دیتا کیونکہ میرے تعلقات اور میرا پیسہ میں کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا دوسرا میں تمہاری حاضر دماغی چیک کر رہا تھا مجھے یہ جاننا تھا کہ تم کیا کیا چیزیں نوٹ کرتے ہو میں نے وہ میسج تمھیں دکھانے کو ہی کیا تھا تمھیں کیا لگتا ہے آگے والی سیٹ خالی ہونے کے باوجود میں تمھیں پیچھے بٹھاؤں گا؟ اونہوں

میں تمھیں نہیں ٹوکتا تھا تاکہ تم نوٹ کرو میں تمھیں پے نہیں کرتا تھا تاکہ تم نوٹ کرو میں تم سے بے خبر نہیں تھا عمر حیات میں تمھیں "چیک" کر رہا تھا اور اب ،اب مجھے لگتا ہے کہ تم میرا وقت پیسہ اور تعلقات ضائع نہیں کرو گے سو اب میں تمھیں "فیور" دوں گا لیکن یاد رکھنا بدلے میں "فیور" لوں گا

عمر آنکھیں سکیڑے انکو دیکھتا رہا اور چند لمحے بعد بولا

خیر اب مجھے بتائیں مجھے کرنا کیا ہو گا ہم کہاں سے شروع کریں گے ؟

معراج نے کندھے اچکائے تھے

کرنا کیا ہے چوکیداری کرو گے اور کیا پہلے اپنی نیند سے لڑنا سیکھ لو پھر دنیا سے بھی لڑ لینا میں نفیسہ نہیں ہوں اس نے تمھیں cry baby بنا دیا ہے میں نہیں بناؤں گا مجھ سے اگلی بار بات کرو تو اپنی نیند کو ہرا کر بات کرنا اس کے بعد آگے کا دیکھا جائے گا وہ احسان کرنے والے انداز میں بولے تھے

عمر حسب توقع بھڑک گیا تھا

میں خود سے بھی اپنا کام کر سکتا ہوں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے میں نیند کا کچا ہوں آپ جانتے ہیں وہ تیوری چڑھائے کہہ رہا تھا

معراج نے سر جھٹکا تھا

یہاں سے (انگلی سے ذرا دور اشارہ کیا تھا) دو کلو میٹر دور بس اڈا ہے جاؤ گھر جاؤ یہ کام تمہارے بس کا نہیں

اور اگر نہیں جانا چاہتے تو یہ ہاتھ سے ایک سلور گھڑی اتاری تھی یہ الارم واچ ہے ہر گھنٹے بعد اسکا الارم بجے گا میں سیٹ کر چکا ہوں آج رات یہ پہن کر چوکیداری کرنا نیند نہیں آئے گی اور اگر آ بھی گئی تو یہ سونے نہیں دے گی

وہ کہہ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے

عمر بے بسی بھرے غصے سے انکو جاتے ہوئے دیکھتا رہا

میں جس دن کچھ بن گیاناں آپ پہ چائلڈ لیبر کا کیس کروں گا یاد رکھیے گا اس نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی

تمہاری ماں کو اور تمھیں اس کے علاوہ آتا بھی کیا ہے وہ مڑے بغیر بولے تھے پھر گاڑی کے قریب رکے تھے اسکی طرف گھومے تھے

ویسے آپس کی بات ہے اتنا بڑا ابچا میں نے پہلی بار دیکھا ہے وہ مسکراہٹ دبا کر بولتے گاڑی میں بیٹھ گئے تھے

عمر پیچھے کلستا رہ گیا

ایج شیمنگ کا کیس بھی کرو گا میں وہ بڑبڑاتے ہوئے اندر چلا گیا تھا

اپنے کمرے کے بیڈ پہ بیٹھا عمر یاسیت سے مسکرایا تھا

اس سلور گھڑی اور اس کے مالک نے اسے بہت "فیورز" دیں تھیں اب عمر حیات کی باری تھی

روتے روتے اسکی آنکھ کب لگی اسے پتہ نہیں چلا وہ جب اٹھی تو تھوڑی دیر قبل والا خواب ایک بار پھر یاد آیا لیکن اس بار اسکو ایک بات سمجھ آگئی تھی

اسکے لئے کوئی شہزادہ نہیں آئے گا یہ زندگی تھی فیری ٹیل نہیں وہ اٹھ کر سیدھا باتھ روم گئی تھی

تھوڑی دیر بعد جب وہ نکلی تو کافی فریش تھی

لوگ کہتے ہیں کسی بھی غم سے نکلنے کے لئے آپ کو کئی ہفتے کئی ماہ چاہیے ہوتے ہیں اصل میں ایسا نہیں ہوتا آپ غم سے کبھی نہیں نکلتے اگر آپ کو واقعی "غم" ہے تو آپ اس سے نہیں نکل سکتے نہ آج نہ کل نہ کبھی اور بس آپ اس غم کو لوگوں کے سامنے چھپانا شروع کر دیتے ہو آپ اسکا ذکر نہیں کرتے اسے سر پہ سوار نہیں کر لیتے اسے دل پہ قبضہ کرنے نہیں دیتے ہاں ٹھیک ہے اسکی دل میں ایک جگہ ہوتی ہے ایک کوزی سا کارنر لیکن جب وہ اس کارنر کی حدود کراس کرنے لگے تو اسکو روک دینا چاہیے اسے شروع دن سے اسکی باؤنڈری سمجھا دینی چاہیے جو لوگ سمجھا دیتے ہیں وہ خوش نہ سہی مطمئن ضرور ہو جاتے ہیں اور جو نہیں سمجھا پاتے وہ بدبخت ساری زندگی اسی غم کے ساتھ گزار دیتے ہیں

ہالے نے اپنے دل کو یہ بات سمجھالی تھی اسکا باپ مر گیا ہے اس نے یہ غم اپنے دل کے ایک کونے میں رکھ دیا تھا لپیٹ کر سمنبھال کر آپ ساری دنیا کے غم سمنبھال لیتے ہو جھیل لیتے ہو لیکن اپنے کسی عزیز کی موت کا غم یہ انسان کی کمر توڑ دیتا ہے

وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی اسے کام شروع کرنا تھا اپنی فیری ٹیل کا شہزادہ بننے کے لئے اسے ہاتھ پاؤں مارنے تھے

اس نے سادہ براؤن رنگ کے شلوار قمیض پہ سفید دوپٹہ لے رکھا تھا(وہ اب تک سردار کی بیوی کے لئے لائے گئے کپڑے استعمال کر رہی تھی)وہ جب باہر گیٹ پہ آئی تو بدین(معراج سلطان کا ڈرائیور)انکی گاڑی لے آیا تھا ہالے نے یاسیت سے اس گاڑی کو دیکھا تھا یہ اس کے باپ کی پسندیدہ گاڑی تھی

ہالے بیٹی اگر آپ کہیں تو میں ڈرائیو کروں ؟وہ پچاس سالہ ڈرائیور اپنے مالک کی گاڑی اسکی اولاد کو دینے سے بھی ہچکچاتا تھا

نہیں . میں خود ڈرائیو کروں گی آپ میری باقی چیزیں لے آئے ہیں ؟وہ اب بھی گاڑی کو دیکھ رہی تھی اس نے ایک بار بھی بدین کی طرف نہیں دیکھا تھا

اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر کچھ چیزیں اس کے ہاتھ میں دی تھی

اس میں ہالے کا اے ٹی ایم کارڈ تھا گاڑی کی چابی تھی اور معراج سلطان کا اے ٹی ایم تھا(یہ سر اسامان اس نے مہر ماہ سے کہہ کر منگوایا تھا)

باقی چیزیں گاڑی میں رکھ دی ہیں بیٹی

ہالے نے سر کے خم سے شکریہ ادا کیا تھا اور دروازہ کھولتی گاڑی میں آکر بیٹھی تھی یکدم جیسے اسکا دم گھٹا تھا آنکھوں کے آگے ایک اور منظر ابھرا تھا

"گاڑی کے شیشے اور چھت پہ زور زور سے ہاتھ مارتی ہالے بکھری حالت پل پل بڑھتا خوف"

اس نے اپنے ذہن سے سارے خیال جھٹکے تھے، ابھی یہ سب کچھ نہیں سوچنا تھا اس نے چابی گھمائی تھی اور زن سے گاڑی بھگا کر لے گئی تھی

سب سے پہلے وہ بینک گئی تھی اس بینک میں معراج سلطان کے تین لاکرز تھے وہ چابی لے کر مینیجر کے ساتھ لاکر کھولنے لگی تھی

اس نے ایک لاکر کھولا تھا لیکن خالی لاکر اسکا منہ چڑا رہا تھا

ہالے کو حیرت ہوئی وہ کئی بار اپنے باپ کے ساتھ آئی تھی لاکرز کبھی خالی نہیں رہے تھے

اس نے دوسرا لاکر کھولا تھا

اس میں پیسوں کی ایک گڈی تھی

لیکن ہالے کو یہ نہیں چاہئے تھا اسکو اس سے کچھ زیادہ کی توقع تھی

اسنے تیسرا لاکر کھولا تھا وہ خالی تھا بالکل خالی وہ بے اختیار پیچھے ہٹی تھی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں

اگر یہ لاکر خالی تھے تو پلاٹ کے کاغذات گھر کے کاغذات گھر کی چابی سب کہاں تھا؟

وہ بھاگ کر باہر آئی تھی مینیجر اسکے پیچھے آیا تھا

اس نے اے ٹی ایم مشین میں کارڈ لگایا تھا

زیرو بیلنس

اسکا چہرہ زرد پڑنے لگا تھا

اس نے معراج سلطان کا اے ٹی ایم کارڈ لگایا تھا اب کے اسکے ہاتھ کپکپائے تھے

زیرو بیلنس ۔ ...ان دو فقروں نے جیسے اس کے منہ پہ تھپڑ دے مارا تھا

پہلے وہ حیران ہوئی اگلے لمحہ غمگین پھر غصہ اور اب انتقام اس نے منٹ کے ہزارویں حصے میں خود کو تین چار کیفیات سے گزار لیا تھا

اسکا آدھے سے زیادہ زیور ان لاکرز میں تھا اسکے باپ نے سارے کاغذات یہیں رکھے تھے وہ جانتی تھی انکو نکالا گیا تھا اس کے اکاؤنٹس منجمند کر دیئے گئے تھے

وہ انتقام کے سفر پہ نکلتے ہی بری طرح ناکام ہوئی تھی

اسکے پاس اور کیا تھا اور کیا تھا؟

وہ بینک کے باہر بینچ پہ بیٹھی سوچ رہی تھی ٹریفک اور آس پاس گزرتے لوگوں کا شور انکی باتیں اسکا ذہن مفلوج ہونے لگ گیا تھا

اس کے پاس کوئی اثاثہ نہیں تھا اسکے پاس کوئی رقم باقی نہیں تھی اسکے باپ کی gratuity ملنے میں ایک عرصہ لگ جاتا اگر اسے انصاف یا انتقام لینا تھا تو سب سے پہلے فائیننشلی مضبوط ہونا تھا اور وہ پہلے ہی قدم پہ بری طرح گری تھی

وہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی رہی وہ کہاں جائے گی عمر کے گھر سے اسی لئے نکلی تھی کہ اپنے باپ کے لئے گھر جائے گی لیکن اسکو تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ گھر کس ایریا میں تھا

اس نے بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا تھا

یہ کیسی آزمائش ہے میرے اللہ؟ اور اگر آزمائش ہے تو سرخرو کرنا میں تیری بڑی کمزور بندی ہوں

اچانک اسکی نظر آس پاس گزرتے لوگوں پہ پڑی تھی

وہ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے کچھ طنزیہ تو کچھ استہزائیہ کچھ پر تجسس تو کچھ ملامت بھری نظریں

ہالے نے کراہ کر آنکھیں میچ لی تھیں اسکی تصویر دو دن سوشل میڈیا پہ ٹاپ ٹرینڈ رہی تھی کون بھول سکتا تھا وہ

مرے مرے قدموں سے اٹھی اور پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ گئ

اب اسکا رخ سلطان ہولڈنگز کی جانب تھا

وہ جب سلطان ہولڈ نگز پہنچی تو کسی نے اسکو روکنے کی جرات نہیں کی شاید کسی کو یہ حکم نہیں تھا ریسپشن ڈیسک پہ بیٹھی لڑکی نے مسکرا کر اسے خوش آمدید کہا ہالے نے سر کے خم سے جواب دیا اور آگے بڑھ گئی یہ سفر اسکی زندگی کا سب سے لمبا سفر تھا اسکے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے دل میں ابال اٹھ رہا تھا مٹھی بھینچ رکھی تھی آنکھیں بار بار نم ہوتی تھیں جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ رہی تھی

اسکے جاتے ہی ایک دراز قد سیاہ آنکھوں والا نوجوان ریسپشن ڈیسک تک آیا تھا ریسشنسٹ سے شمس سلطان کا پوچھا اور آگے بڑھنے لگا جب وہ اسے روکنے لگی تھی

سر پلیز آپ اس طرح نہیں جاسکتے مجھے پہلے شمس سر کو انفارم کرنا ہو گا وہ بوکھلا سی گئی تھی

وہ پورا کا پورا اسکی طرف مڑا تھا ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے گال کا گڑھا واضح ہوا تھا دونوں ہاتھ ریسپشن ڈیسک پہ رکھے وہ اسکی طرف جھکا تھا

کیا تم مجھے جانتی نہیں ہو؟ میں شمس سلطان اور معراج سلطان کا داماد ہوں یہاں کا اگلا باس ہاں ٹھیک ہے ابھی ہمارے تعلقات درست نہیں ہیں لیکن باسز ایک دن ٹھیک ہو ہی جاتے ہیں ملازمین کو چاہیے کہ انکے ... معملات سے دور رہیں اور ہر باس کو ایک سی عزت اور احترام دیں کیا پتہ نئے آنے والے باس کا دماغ گھوم جائے اور وہ ریسپشنسٹ کو فائر ہی کر دے آخر میں معصومیت سے بول کر پیچھے ہٹا تھا

اس لڑکی نے بے اختیار تھوک نگلا تھا

آپ جاسکتے ہیں باس ..وہ سفید پڑتے ہوئے چہرے کے ساتھ بولی تھی(اس نے ہالے سلطان کو اغوا کر رکھا تھا یہ بات ہی اس لڑکی کا خون خشک کر رہی تھی)

عمر نے افسوس سے سر کو نفی میں ہلایا تھا

اونہوں ایسے نہیں .. مسکرا کر کہو چلو جلدی پہلے کھل کر مسکراو اور پھر کہو

آپ .جاسکتے ہیں باس وہ جبرا مسکراتے ہوئے بولی تھی

عمر ایک ناپسندیدہ نظر اس پہ ڈالتا آگے بڑھ گیا تھا

اسکو تو مسکرانا بھی نہیں آتا آنے دو مجھے کمپنی سب سے پہلے اسی کو فائر کروں گا ہونہہ

وہ سر جھٹکتے آگے بڑھ گیا تھا

ہالے لفٹ سے نکلتے ہی شمس سلطان کے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی اس نے آفس کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ لاکڈ تھا اس کے ابرو سکڑے تھے ساتھ ہی اسے اپنے باپ کے آفس سے کچھ آوازیں سنائی دیں شمس سلطان کے آفس کے ساتھ ہی معراج سلطان کا آفس تھا

اسکا باپ نہیں تھا تو اسکے آفس سے آواز؟؟

اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تھا لیکن سامنے کے منظر نے جیسے اسکی روح کھینچ لی ہو دل سے خون رسنے لگا تھا دل میں اٹھتے ابال مزید بڑھ گئے تھے

سامنے شمس سلطان پاور سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے فون کان سے لگائے وہ کسی سے ہنس ہنس کر بات کر رہے تھے ہالے کو دیکھ کر انکی مسکراہٹ سمٹی تھی آنکھوں میں سرد مہری در آئی تھی

وہ اسی طرح چوکھٹ پہ کھڑی رہی شل بے حس و حرکت کرب کی انتہا کو پہنچی ہوئی

یہ اسکے باپ کی جگہ تھی ابھی اسکو مرے دو دن ہوئے تھے اور اس کے چچا نے اس آفس پہ قبضہ کر لیا تھا

تمہاری جرات کیسے ہوئی میرے آفس میں قدم رکھنے کی؟ وہ پھنکارے تھے

ہالے کے بے جان وجود کو جیسے کسی نے جھنجھوڑ کر جگایا تھا

اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا. لیکن یہ طے تھا کہ وہ کم از کم اپنے باپ کے قاتل کے سامنے روئے گی نہیں

یہ میرے باپ کا آفس ہے آپ یہاں کیوں ہیں اسکی آواز میں واضح لرزش تھی

اوہ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا تمہارا شکریہ مجھے یہ بتانے کہ لئے کہ یہ تمھارے باپ کا آفس ہے لیکن تم ذرا اپنی معلومات اپ گریڈ کر لو وہ اپنی سیٹ پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے مزید رعونت سے بیٹھ گئے تھے

یہ آفس . تمہارے ...باپ کا تھا انہوں نے تھا پہ زور دیا تھا اب یہ آفس میرا ہے شمس سلطان کا اور میں یہاں تم جیسی بد کردار لڑکیوں کے داخلے ممنوع قرار دیتا ہوں بہتر ہو گا کہ اپنی شکل لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ انکی آواز ٹھنڈی تھی ریڑھ کی ہڈیوں کو سرد کرنے جیسی ٹھنڈی

ہالے دو تین قدم آگے آئی تھی شمس کی سرد آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی

میں یہاں ہزار بار آؤں گی میرے باپ نے آپ کی کمپنی کے پچیس فیصد شیئرز خریدے تھے آپ کو چاہیے کہ مجھے ایک ایک پیسے کا حساب دیں مجھے اور میرے بھائی کو ہمارا حصہ دیں ہمارا حق دیں آپ نے ہمارے اکاؤنٹس فریز کروا دیئے ہیں آپ نے میرے باپ کے لاکر خالی کر دیئے ہیں میرے باپ کے آفس پہ قبضہ کر لیا آپ نے میرے ..(وہ یہ نہیں کہہ سکی کہ آپ نے میرے باپ کو قتل کر دیا وہ نہیں کہہ سکتی تھیا سکی اپنی مجبوریاں تھیں اسکا بھائی تھا)

شمس نے ناپسندیدگی سے اسکو دیکھا تھا

میں بالکل بھی نہیں جانتا تم کیا بکواس کر رہی ہو کس اکاؤنٹ اور کس لاکر کی بات کر رہی ہو میں نے یہ سب نہیں کیا اور رہی بات تمہارے حصے کی تو جاؤ ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا بابا جان کی جائیداد کی اٹارنی میرے پاس ہے سو تم کچھ نہیں کر سکتیں ویسے تمھیں شرم آنی چاہئے باپ کو مرے جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور آ گئی ہو حصہ لینے تف ہے تم پہ

وہ حقارت سے بولے تھا

وہ کیسی دھٹائی سے جھوٹ بول رہے تھے ہالے کو رنج ہوا

میں آپ پہ کیس کر سکتی ہوں آپ اس طرح میرا حق غصب نہیں کر سکتے مرے بھائی اور میری پڑھائی رہتی ہے آپ کو شرم آنی چاہئے اپنے مرحوم بھائی کے بچوں کا حق کھاتے ہوئے

کیس کرو گی او کے انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا

جاؤ کرو کیس ایک نہیں دس کیس کرو لیکن تمہاری سنے گا کون تمہاری کریڈیبلٹی کیا ہے ایک آوارہ گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی اور پھر آتا ہوں میں شمس سلطان ایک باعزت اور معزز شہری ایک باوقار آدمی ایک کامیاب بزنس مین ایک ایسا عظیم آدمی جس نے اپنے بھائی کی وفات کے بعد بھی اپنی بھابی اور بھتیجے کو گھر میں رکھا ہوا ہے میرے مقابلے میں تمہاری کون سنے گا میں جج خرید لوں گا میں گواہوں کے منہ بند کر دوں گا ثبوت مٹا دوں گا تم کیا کرو گی ہالے ؟

ہر کوئی بکاو نہیں ہوتا آپ ہر کسی کو نہیں خرید سکتے اس نے جیسے کوئی امید کا سرا ڈھونڈنا چاہا

ہاں بلکل سہی کہہ رہی ہو جو بکاو نہیں ہوتا وہ ڈرا ہوا ہوتا ہے اپنی کسی کمزوری کسی فیملی ممبر کی وجہ سے میں انکی کمزوری خرید لوں گا میں انکی فیملی کو نقصان پہنچاؤں گا اپنا خاندان برباد کر کے کوئی تمھیں انصاف نہیں دلوائے گا میں کورٹ میں ایسے لوگ لاؤں گا جو قرآن پہ ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ تم مجھ سے وقتاً فوقتاً کافی رقم لے چکی ہو اور بالفرض اگر کوئی تمہارا کیس لڑنے کو تیار ہو بھی جائے تو میں جج کو مجبور کر دوں گا کہ وہ تمھیں ڈیڑھ سال بعد کی تاریخ دے میں اس کیس کو بیس سال چلاؤں گا اور آخر میں تمھارے حصے میں کیا ائے گا ؟ کچھ بھی نہیں تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گی تمہاری فیملی تم سے منہ موڑ لے گی تمہارا سو کالڈ شوہر تمھیں چھوڑ دے گا اسلئے بہتر ہے گھر جاؤ اور آرام کرو اس وقت شمس سلطان ایسا فرعون بنا ہوا ہے کہ کوئی بھی موسیٰ مجھے روک نہیں سکتا وہ نخوت سے کہہ رہے تھے

ہالے نے زخمی نظروں سے انکو دیکھا تھا

آپ ..ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپ کو خود سے شرم نہیں آتی میں آپ کی بھتیجی ہوں میرا باپ آپ کا بھائی تھا آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں اخر؟

میں ایسا اسلئے کر رہا ہوں کیونکہ مجھے تم سے سخت نفرت ہے تم نے جو کچھ کیا اس عمل سے تم نے میرے دل میں اپنی عزت اور اپنی محبت ختم کروادی تم ایک بد کردار لڑکی ہو اور شمس سلطان کو بد کرداروں سے سخت نفرت ہے ٹھیک ہے میں سخت تھا غصیل تھا لیکن میں تمھیں پسند کرتا تھا تم سے محبت کرتا تھا اور تم تم نے کیا کیا سارے خاندان کی نیک نامی پہ دھبہ لگا دیا تم ہالے تم نے اپنی عزت اور محبت میرے دل سے خود ختم کی ہے اور اب یہاں سے دفع ہو جاؤ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا اپنے بھائی کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسکی فیس اور اسکی پڑھائی کے اخراجات میں دیکھ لوں گا وہ میرا بھتیجا ہے وہ احسان کرنے والے انداز میں کہہ رہے تھے اسی وقت کھلے دروازے سے عمر حیات اندر داخل ہوا تھا وہ دونوں ایک ساتھ مڑے تھے

اوہ تو یہ جناب بھی تشریف لائے ہیں مطلب یہ سارا پلان تھا شرم کرو ہالے شرم انکے لہجے میں تضحیک تھی

ہالے تو گویا بپھر ہی گئی تھی

ہر بار میں ہی کیوں شرم کروں آپ نے اپنی شرم کہاں بیچ کھائی ہے؟ ہمارے اثاثے چھپا لئے ہمارے اکاؤنٹس فریز کر دے میرے باپ کو ہسپتال میں ... عمر نے آگے بڑھ کر اسکے منہ پہ اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا تھا وہ جھٹپٹانے لگی تھی لیکن اسکی گرفت مضبوط تھی

اصل میں یہ صدمے میں ہیں انکی وجہ سے میں معذرت کرتا ہوں آپ پلیز ان باتوں کو دل پہ نہ لیجئے گا میں انہیں لے جاتا ہوں آپ اپنا کام کریں پلیز وہ ہنوز ہالے کے منہ پہ ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا

شمس نے بس سر ہلایا تھا

عمر اسی طرح ہالے کو کھینچتے ہوئے باہر لے گیا تھا

وہ عمر کے بازو پہ ناخن مار رہی تھی لیکن اسکو تو جیسے پرواہ ہی نہیں تھی لفٹ میں آکر عمر نے اسکو آزاد کیا تھا وہ زخمی شیرنی کی طرح اس پہ جھپٹی تھی

تم . تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہاتھ کیسے لگایا تم نے مجھے ؟ میں تمھیں چھوڑوں گی نہیں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گی تم نے مجھے روکا ؟ کیوں روکا ؟ وہ مجھے بے شرم کہہ رہے ہیں بے غیرت کہہ رہے ہیں اور وہ خود کیا ہیں میرے باپ کو ہسپتال میں گھس کر مار دیا اور تم تمہاری جرات کیسے ہوئی مرے معملے میں دخل دینے کی بولو ؟ کس نے حق دیا تمھیں ؟ وہ حلق کے بل چلاتے ہوئے عمر پہ چڑھ دوڑی تھی

عمر نے تندہی سے اسکو گھورا تھا

صدمہ آپ کے دماغ پہ چڑھ گیا ہے اس لئے انکے سامنے یہ ساری بکواس کرنے گئی تھیں آپ کیا لگتا ہے آپ کو ہاں وہ شرمندہ ہو کر آپ کے قدموں میں گر جائیں گے ؟ یا پھر آپ کے حصہ مانگنے پہ فوراً سے اٹھ کر آپ کو حصہ دے دیں گے ؟ یہ لگا تھا آپ کو ؟ وہ اسی وقت آپ کا گلا گھونٹ کر آپ کو مار دیتے آپ کی لاش تک نہ ملتی وارثوں کو یا پھر وہ آج کے آج حسن کو مار دیتے آپ کی ماں کو مار دیتے وہ ایک قتل کر چکے ہیں دوسرا کوئی مسلہ

نہیں انکے لئے بدلہ لیں گی انتقام لیں گی اس طرح لیں گی ؟ یہ پلان ہے آپ کا ؟ وہ سخت غصے میں تھا اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

ہالے کے اوپر جیسے کسی نے ٹھنڈا برف پانی ڈال دیا تھا لیکن بظاہر گردن کڑ آئے رکھی

تم میرے معملات سے دور رہو عمر حیات میں جو چاہے کروں تم ہوتے کون ہو مجھ پہ حق جمانے والے ؟ تمہاری حیثیت کیا ہے ؟ باپ میرا مرا ہے ناں تمہارا نہیں تکلیف میں جانتی ہوں تم نہیں اگر میرا بھائی مرتا ہے تو مار دیں لیکن میں خاموش نہیں بیٹھوں گی اور تم آئندہ میرے معملات سے دور رہنا انگلی اٹھا کر اسکو وارن کیا تھا

جج صاحب کی موت آپ سے زیادہ میرا معملہ ہے یہ بات آپ اپنے ذہن میں بٹھا لیں اور اگر آئندہ آپ نے میرے معملات کو خراب کرنے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہو گا ہالے خاموش بیٹھنے کا کون کہہ رہا ہے آپ کو ہر کام کو کرنے کی ایک "آسٹریٹیجی "ہوتی ہے آپ کو ایک حساب سے چلنا ہو گا ورنہ باپ تو مر ہی گیا ہے باقی خاندان کی لاشیں بھی جلد مل جائیں گی اب کے اسکا لہجہ بلند نہیں تھا اسکے لہجے میں کاٹ سی تھی

اور اسکی آخری بات نے ہالے کا دل بری طرح دکھا دیا تھا اسکے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا

وہ اپنی جلد بازی کی وجہ سے اپنے خاندان کو کھونے جا رہی تھی یہ خیال ہی جان لیوا تھا

اسی وقت لفٹ کھلی تھی وہ گرینڈ فلور پہ آ گئے تھے ہالے بہت سی امیدوں کے ساتھ اوپر گئی تھی لیکن واپس پہ وہ اسکے ہاتھ خالی تھے وہ بے خوف گئی تھی واپسی پہ اپنے خاندان کی موت کا خوف ساتھ لائی تھی اس نے جس غم اور ڈپریشن کو کھینچ کر خود سے الگ کیا تھا وہ ایک بار پھر ایک چور دروازے سے اسکے دل میں داخل ہو گیا تھا

اب کی بار زیادہ تیزی سے اور زیادہ شدت سے ہالے کو لگا تھا جیسے وہ اب کبھی اپنے خاندان کے لئے کچھ نہیں کر سکے گی اگر کچھ کیا تو وہ انہیں کھو دے گی

خاندان کو کھو دینے کا خوف ہر خوف سے بڑا ہوتا ہے

معراج سلطان کے قتل کے ایک ہفتہ بعد

وہ صبح ذرا خوش گوار سی طلوع ہوئی تھی لیکن بس کچھ ہی لوگوں کے لئے اگر عمر کے بنگلے میں آ کر ہالے کے کمرے میں جھانکو تو وہ اپنے بیڈ پہ چت لیٹی رو رہی ہے ایک ہفتے سے اسی کمرے میں بند تھی

ہارون ہر روز آتا اور اس کے دروازے پہ ٹھہر کر چلا جاتا ہالے اس کے سامنے بھی نہیں جاتی تھی بخش ایک دو بار آیا تھا وہ ہالے کو کچھ سامان دے کر گیا تھا اور ایک موبائل بھی وہ اب یا تو روتی رہتی یا اس موبائل میں نہ جانے کس کس کو کالز کرتی کیا کیا پوچھتی لیکن جب بھی کال بند ہوتی اسکے چہرے پہ مایوسی ہی ہوتی عمر کی نوکری جا چکی تھی لیکن پھر بھی وہ روز صبح کہیں نہ کہیں جاتا تھا اور شام کو واپس آ جاتا تھا اپنے باپ کی موت کو قبول کرنے کے بعد اس نے غم کو بھی قبول کر لیا تھا اب یہی غم اسکی زندگی تھا اسی وقت دروازہ ایک ہلکی سی دستک کے بعد کھلا تھا چوکھٹ میں عمر کھڑا تھا سفید شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہنے اسکے بال آج بھی ماتھے پہ بکھرے تھے آنکھوں میں

سنجیدگی کے ساتھ گہری اداسی بھی تھی اسکی موجودگی محسوس کرتے ہالے کے جبڑے تن گئے تھے آنکھوں کے تاثرات یکدم بدلے تھے ان میں غصہ غم

نفرت بیک وقت در آئے تھے

لفٹ والے واقعے کے بعد وہ آج اسکے سامنے آیا تھا

وہ ہالے کے پاس بیڈ پہ آکر بیٹھ گیا تھا کھڑکی کے بلائنڈز سے آتی روشنی عمر کے چہرے پہ پڑ رہی تھی اسکی شیو کافی دنوں کی بڑھی ہوئی لگتی تھی کافی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے بولنا شروع کیا تھا

آپ کب تک اس طرح خود کو ازیت دیتی رہیں گی؟ آگے کا کچھ تو سوچا ہو گا ناں آپ نے؟ اپنے باپ کی زمین انکا حق آپ کا حق سب کچھ کس طرح واپس لینا ہے انتقام کیسے لینا ہے کیا آپ کے پاس کوئی پلان ہے؟ وہ اپنے ازلی مدھم لہجے میں پوچھ رہا تھا اسکی آواز صحرا کے پیاسوں کی تاثیر مٹاتی تھی

میں آج جا رہی ہوں تمہارے گھر سے وہ چھت پہ نظریں جمائے بولی تھی مدھم سا

میں یہ تو نہیں کہہ رہا؟ اور یہاں سے جا کر کریں گی کیا؟ کہاں جائیں گی؟

جہنم میں چلی جاؤں گی لیکن تمہارے گھر نہیں رکوں گی تمہاری شکل دیکھ کر مجھے ازیت ہوتی ہے مرے زخم تازہ ہوتے ہیں جی چاہتا ہے تمھیں جان سے مار دوں بابا کی آخری خواہش پوری ہو گئی ہے اب میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی مجھے ابھی اور اسی وقت طلاق دو میں جانا چاہتی ہوں

عمر بھنویں بھینچے اسکو دیکھے گیا

طلاق تو میں مر کر بھی نہیں دوں گا یہ بات آپ اپنے خرافاتی ذہن میں بٹھالیں میں جج صاحب سے وعدہ کر چکا ہوں انہوں نے آپ کی ذمہ داری مجھے دی تھی میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا آپ چاہیں تب بھی نہیں اور اگر خود چاہوں تب بھی نہیں اسکا لہجہ حتمی تھا

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اسی طرح لیٹی رہی عمر یاسیت سے اسکو دیکھتا رہا

آپ کیوں خود کو ازیت دے رہی ہیں؟ میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتا آپ کیا بنتی جا رہی ہیں؟ یہ ہالے سلطان نہیں ہے وہ جو کبھی کسی مصیبت سے ڈرتی نہیں تھی جو نڈر تھی جو بہادر تھی جو اپنے ساتھ برا کرنے والوں کو قبر تک نہیں چھوڑتی تھی وہ ہالے نہیں ہے یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اپنا انتقام کیوں نہیں لے رہیں آپ؟

اس طرح تو سب سے پہلا بدلہ تم سے لینا چاہیے عمر تم نے جو کچھ بھی کیا میرے ساتھ اس سب کا حساب دینا تو دور تم تو اپنا گناہ تک نہیں مانتے تمھیں گھن نہیں آتی خود سے میرا باپ مرتے وقت بھی تمھیں پکار رہا تھا وہ میرے خواب میں آکر مجھے کہتا ہے عمر کے ساتھ رہو میں نہیں جانتی انکا تمھارے ساتھ کیا تعلق تھا لیکن جو بھی تھا بہت گہرا تھا بہت مضبوط تھا آج تک مجھے لگا تھا وہ سب سے زیادہ محبت مجھ سے کرتے ہیں لیکن نہیں تم تو شروع سے میرے رقیب ہو میرے باپ کی محبت میں تمہارا حصہ ہے جانتے ہو اتنے دنوں میں کتنی بار تمہاری جان لینے کا سوچا ہے؟ وہ اس سے پوچھ رہی تھی

عمر خاموش رہا

جب جب میرا دل دھڑکتا ہے تب تب لیکن میں کیوں کچھ نہیں کرتی پتہ ہے؟ کیونکہ مجھے ہر بار میرے باپ کی آواز سنائی دیتی ہے

،، عمر کو بلاؤ ،، عمر کو مت چھوڑنا

انکا تمھیں بلانا میرے دل کو مار گیا ہے مجھے بے بس کر گیا ہے میں اس انسان کو کیسے مار دوں جسکو آخری وقت میں میرے بابا نے پکارا جسکو بابا نے اپنا پروٹیکٹر سمجھا میں تمھیں نہیں مار سکتی عمر کیونکہ ابھی میرا غم تازہ ہے لیکن جس دن میرا غم ذرا دیر کو مجھے بھولا اس دن میں تمھیں مار دوں گی اور میں نہیں چاہتی وہ دن کبھی آئے میں قیامت کے دن اپنے باپ کے سامنے سر جھکائے نہیں رکھنا چاہتی میں انکی آخری پکار کو "رائیگاں" نہیں جانے دے سکتی تمہارے لئے بہتر ہے مجھے طلاق دو تاکہ میں یہاں سے جا سکوں اسکا لہجہ ہموار تھا

اور آپ کا بدلہ آپ کے باپ کا قتل سب معاف ہے؟ ہاں وہ تندہی سے بولا تھا

تمھیں کیا لگتا ہے میرا دل نہیں جل رہا مجھے تکلیف نہیں ہو رہی میرا دل کرتا ہے میں انکا گلا دبا دوں ایک ایک سڑک پہ انکو گھسیٹوں انکو گولیاں ماروں کیا کروں میں ہاں کیا کروں؟ کس سے بدلہ لوں چچا سے؟ باپ مر گیا اب وہ میری ماں کو بھی مار دے گا وہ میرے .... میرے بھائی کو مار دے گا وہ لوگ طاقتور ہیں میرا بھائی بہت معصوم ہے کم عمر ہے میں اسکو کیسے ان سب میں گھسیٹوں تم نے دیکھا نہیں اس نے کیسے میرے باپ کو مار دیا؟ ڈاکٹر پولیس فوٹیج سب کچھ بک گیا خرید لیا گیا چپ کروا دیا گیا ڈیلیٹ کروا دیا گیا اور بلفرض اگر میں بدلہ لینے کے لئے راضی ہو بھی جاؤں تو کیا کروں گی؟ میں ایک عام لڑکی ہوں نہ میں فنانشلی سٹرانگ ہوں نہ میرے پاس تعلقات ہیں نہ ثبوت نہ گواہ یہ ایک ویڈیو کو کس کس عدالت میں لے کر پھرتی رہوں گی جو لوگ میرے باپ کو ہسپتال میں گھس کر مار سکتے ہیں وہ اس ویڈیو کے لئے مجھے یا میرے بھائی کو بھی مار سکتے ہیں میرا بھائی اس گھر میں رہتا ہے

ایک منٹ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں مار دیں گے ایک ہفتہ میں نے صرف غم نہیں منایا میں نے ہر جگہ چیک کیا ہے میں نے ہر راستہ دیکھا ہے

میرے چچا نے ہمارے اکاؤنٹس فریز کروا دیئے ہیں اور اب میرے پاس کوئی رقم نہیں ہے بابا کے پلاٹس بابا کا گھر اس کے سارے کاغذات مسنگ ہیں میرے پاس جو واحد پیسہ ہے وہ میرے باپ کی پنشن ہے اتنے پیسے تو کیس کی ایک سماعت میں لگ جاتے ہیں

میرے پاس تعلقات نہیں ہیں کون میرا ساتھ دے گا میں اکیلی ہوں میں یہ نہیں کہہ رہی کہ میں اکیلی کچھ نہیں کر سکتی کروں گی انتقام یا انصاف لوں گی لیکن پہلے میں حسن کو اس ملک سے باہر بھیجوں گی اس کے بعد خود کو مضبوط کروں گی پھر میں ان لوگوں سے انتقام لوں گی کیونکہ اب میرا مقصد بس یہی ہے لیکن تب تک کے لئے کوئی زمین نہیں چاہئے مجھے کوئی حق نہیں چاہئے مجھے میرا بھائی چاہئے میری ماں چاہئے بس وہ اب بھی چھت کو گھور رہی تھی

؟اپنی زمین خیرات میں دے دی کیسی بزدلی ہے یہ ؟اپنے حق سے پیچھے ہٹنا بزدلی ہوتی ہے اپنا حق بغیر لڑے کسی کو دے دینا قائر لوگوں کا کام ہے آپ کیوں ایسی بن رہی ہیں جس ہالے کو میں جانتا ہوں وہ ایسی نہیں تھی وہ ایک انجان آدمی کو آدھی رات کے وقت اکیلی ہسپتال لے گئی تھی اس ہالے نے اسکو اپنا خون دیا تھا وہ ہالے بہادر تھی بے خوف نڈر تھی یہ ہالے کمزور کیوں ہے کیا بنتی جا رہی ہے یہ ؟ آپ نے میرے پیروں کو جھلسا دیا حلانکہ آپ تو کسی کو تکلیف میں دیکھ بھی نہیں سکتی تھیں اب آپ کو کسی کو تکلیف دینے میں مزہ آنے لگا ہے

آپ کا دوست ہر روز آکر یہاں صبح سے شام تک کھڑا رہتا ہے دھوپ گرمی بارش کیا ہے جو وہ برداشت نہیں کرتا لیکن آپ اسکو دیکھنا تک نہیں چاہتیں آپ کا بھائی وہ کتنا معصوم اور کمسن ہے اسکو آپ کی ضرورت ہے لیکن آپ آپ کا تو اپنا غم ختم نہیں ہو رہا آپ خود کو ازیت دیتے دیتے اسکی عادی ہوتی جائیں گی ٹھیک ہے جب کوئی اپنا مر جائے تو مناؤ سوگ رہو گلٹ میں رہو غم میں روو ماتم کرو لیکن ایک اسٹیج "ریکووری "کا بھی تو ہونا چاہیے ناں ؟ ریکوور کریں ہالے یہ بہت ضروری ہے مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا باقی رہ جانے والوں سے منہ موڑا نہیں جاتا مجھے سزا دینا چاہتی ہیں دیں کوئی ایسا ثبوت میرے منہ پہ لا کر ماریں کہ اگلی سانس لیتے ہوئے بھی شرمندگی محسوس کروں میں یہ آپ کے خالی خولی الزام پہ کوئی یقین نہیں کرے گا آپ کا باپ مر گیا ہے ماں مر جائے تو اپنے لئے دعائیں خود کرنی پڑتی ہیں باپ مر جائے تو اپنا باپ خود بننا پڑتا ہے (کہتے ہوئے دل سو بار ڈوب کر ابھرا تھا)اب اپنا باپ خود بنیں جانتی ہیں باپ کون ہوتا ہے ؟

وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا ہالے لاشعوری طور پہ اسکو دیکھے گئی

وہ جو ساری دنیا سے بیسٹ دے جو اپنا غم چھپا کر اولاد کی خوشی منائے جو آپ کے لئے ہمیشہ بہترین سوچے کسی کام سے روکے تو کسی پہ فل سپورٹ کرے ماں کو دیکھا ہے کبھی اولاد کی سچی جھوٹی ہر بات پہ یقین کر لیتی ہے لیکن باپ وہ ہر بات پہ یقین نہیں کرتا اسکو یقین دلانے کے لئے ثبوت لانے پڑتے ہیں جان مارنی پڑتی ہے وہ ہر بات پہ ہاں نہیں کہہ دیتا اس سے ہاں کروانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے کبھی

جھوٹ تو کبھی بہانے بنانے پڑتے ہیں وہ آپ سے سارا دن لڑے گا ڈانٹے گا لیکن دنیا کے سامنے وہ آپ کو ڈیفینڈ کرے گا ہر کوئی آپ کا باپ نہیں بن سکتا بلکہ کوئی بھی آپ کا باپ نہیں بن سکتا اس کے مرنے کے بعد بس آپ خود صرف آپ اپنے باپ ہوتے ہو آپ کی ماں ہر جگہ بنا سوچے سمجھے آپ کے لئے لڑنے پہنچ جاتی ہے لیکن آپ کا باپ وہ پہلے سارا مسلہ دیکھتا ہے پھر سوچتا ہے پھر ثبوت یا گواہ لاتا ہے اور پھر جا کر ان لوگوں کا گریبان کھینچتا ہے جنہوں نے آپ کے ساتھ غلط کیا ثبوت لائیں ہالے میرے خلاف ثبوت لائیں پھر لڑیں سزا دیں گریبان پکڑیں اسکی آواز میں نرمی تھی

ہالے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی

تمھارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم بے گناہ ہو؟ تمہارے پاس بھی تو بس الفاظ ہیں تم کیوں کوئی ثبوت نہیں دیتے عمر؟

عمر چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا اور پھر اپنا موبائل اٹھا کر اس پہ انگلیاں چلانے لگا

ہالے سلطان میرے پاس ثبوت ہے یہ میرے گھر کے داخلی دروازے کی سی سی ٹی وی فوٹیج ہے یہ دیکھیں

اس نے موبائل ہالے کے سامنے کیا تھا ہالے نہ جانے کیوں بس اس ویڈیو کو دیکھے گئی

عمر چلتی ویڈیو پہ انگلی رکھ رکھ کر اسے بتاتا جا رہا تھا

یہ دیکھیں یہاں نو بج کے تیس منٹ ہوئے ہیں یہ آپ کے اغوا کا وقت ہے اور میں اس وقت گھر پہ تھا اپنے دوست کا کچھ سامان اپنی گاڑی میں رکھوا رہا تھا

ہالے سکرین پہ چلتے مناظر دیکھے گئی

عمر اپنی گاڑی سے ذرا سے فاصلے پہ کھڑا تھا فون پہ کسی سے بات کرتا ہوا

اب اس نے ویڈیو ذرا آگے کی تھی

یہ بیس منٹ بعد کی فوٹیج تھی

جس میں عمر گھر کے اندر جاتا دکھائی دے رہا تھا

یہ دیکھیں یہاں میں گھر کے اندر چلا گیا تھا اور عثمان گاڑی لے کر سپر مارکیٹ گیا تھا وہ سکرین پہ انگلی رکھ کر بتا رہا تھا

ہالے سانس روکے پلک جھپکے بغیر سکرین کو دیکھتی رہی

اور یہ آخری ثبوت

یہ دیکھیں جب میری گاڑی اندر آئی تو اس میں بس عثمان ہی تھا اور میں اندر سو رہا تھا اب اس بیچ کس نے آپ کو میری گاڑی ڈالا اور کس نے یہ سب کچھ مجھ پہ پلانٹ کیا میں نہیں جانتا آپ بس ایک بات پہ یقین کر لیں کہ میں آپ کا مجرم نہیں ہوں اور اگر ہوں تو آپ مجھے ثبوت دیں اگر آپ میں اتنے گٹس ہیں تو لائیں ثبوت ورنہ اس فوٹیج کی بنا پہ دنیا کی کوئی عدالت مجھے سزا نہیں دے سکتی

ہالے نے سکرین سے نظریں اٹھا کر اسکو دیکھا تھا

اسکے بال بکھرے تھے حلیہ بے ترتیب تھا آنکھیں سوجی ہوئی تھیں

جس دن میں ثبوت لے آئی عمر اس دن کیا سزا دو گے خود کو؟ کیا تم تب اپنا گناہ قبول کر لو گے ؟ کیا تب تمہاری گردن جھکے گی؟ بتاؤ کیا ایسا ہو گا کبھی؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی

جس دن .. جس دن آپ کو میرے خلاف .. کوئی بھی ثبوت ملا . اس دن آپ میرے ساتھ وہ کیجئے گا کہ ساری دنیا دیکھے مجھے جو سزا دیں گی قبول ہے لیکن اس سے پہلے خود کو کھڑا کریں دماغ پہ زور دیں خود کو مضبوط کریں وہ نرمی سے بولا تھا

تم مجھے طلاق دے دو اسکی سوئی اب بھی ایک ہی جگہ اٹکی تھی

عمر نے گہری سانس بھری تھی

ٹھیک ہے دے دوں گا لیکن چھ ماہ بعد آپ مجھے چھ ماہ تک کا وقت دیں میں آپ کو طلاق دے دوں گا حسن کی جان کی گارنٹی میں دیتا ہوں اگر وہ کسی طبعی موت سے مرا تو یہ اللہ کی مرضی ہو گی لیکن ہمارا کوئی بھی دشمن اسکو مار نہیں سکتا یہ آپ کو میں کہہ رہا ہوں عمر حیات کہہ رہا ہے اس پہ یقین کریں کیونکہ آپ کا باپ مجھ پہ یقین کرتا تھا ساری دنیا سے زیادہ یقین میں آپ کو فنانشلی سپورٹ کروں گا تعلقات میرے استعمال ہوں گے ایک ایک جگہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا پہلے ہم اس آدمی کو ڈھونڈیں گے جس نے آپ کو اغوا کیا اس کے بعد ..

یعنی تم خود کو ڈھونڈو گے ؟ وہ استہزائیہ ہنسی تھی

عمر نے گویا دھیان ہی نہیں دیا

پہلے ہم آپ کا مجرم ڈھونڈیں گے اس کے بعد ہم آپ کا حق لیں گے اس سب کے لئے پلان چاہیے دماغ کا "حاضر "ہونا چاہیے غم کو سائیڈ پہ رکھ کر سوچنا ہو گا آپ سمجھ رہی ہیں ؟

تم میرے لئے اتنا کچھ کیوں کرو گے میں تمہاری مدد تمہارا پیسہ تمھارے تعلقات کیوں استمال کروں ؟تم کہہ رہے ہو کہ تم میرے ساتھ جاؤ گے یعنی تم سارے ثبوت میرے ساتھ چل کر مٹاؤ گے کس خوشی میں کرو گے مجھ پہ یہ سارے احسان ؟تم مجھے پاگل سمجھ رہے ہو تم مجھے پیسے دو گے میرے ساتھ رہو گے اور ایک دن تمھیں لگتا ہے میں سب کچھ بھول کر تمھارے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگ جاؤں گی کیا پلاننگ ہے براوو عمر براوو اس نے طنزیہ تالی بجائی تھی

میں آپ کے لئے کچھ نہیں کروں گا کچھ بھی نہیں آپ کو اپنے لئے جو بھی کرنا ہے خود کرنا ہے باپ آپ کا مرا ہے میرا نہیں اور اگر آپ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی رہیں تو آج باپ مرا ہے کل بھائی مارا جائے گا آپ کا ایک ایک دن خوف میں گزرے گا میں . . آپ پہ کوئی احسان نہیں کر رہا اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا تھا نہ ہی میں آپ کو پاگل بنا رہا ہوں میں یہ سب کچھ آپ کا "احسان اتارنے کے لئے کر رہا ہوں اس رات آپ نے میری جان بچائی تھی اب مجھے موقع دیں کہ میں آپ کا خاندان بچانے میں آپ کی مدد کروں ہر احسان کا بدلہ ہوتا ہے آپ مجھ سے اپنے احسان کا بدلہ لیں میں آپ کے ساتھ رہوں گا تو اس میں فائدہ صرف آپ کا ہے میں کیا کچھ کر سکتا ہوں آپ جانتی ہیں میں کن کن لوگوں کو جانتا ہوں میں کیا کچھ کروا اور منوا سکتا ہوں آپ کو سمجھنا چاہئے میں آپ کے لئے ضروری ہوں میرا کام میرے تعلقات سب کچھ آپ کے لئے

ضروری ہے اور رہی بات ثبوت مٹانے کی تو کیا آپ اتنی بے وقوف ہیں کہ خود ثبوت تک نہیں لا سکتی یا پھر آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ میں اتنا جینئیس ہوں کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ثبوت مٹا دوں گا یا آپ کو ڈاج دوں گا ؟بولیں مانتی ہیں مجھے جینئیس ؟وہ چیلنج کر رہا تھا

تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟

عمر کے چہرے پہ زخمی سی مسکراہٹ آئی تھی

پہلی بات اگر سچ کہوں تو یہ سب اپنے لئے کر رہا ہوں جج صاحب میرے لئے میرا خاندان تھے ... آپ انکی اولاد ہیں انہوں نے آپ کی ذمہ داری مجھ پہ ڈالی تھی میں انکی بات ان سے کیا وعدہ نبھانا چاہتا ہوں ..وہ مجھے اتنے ہی عزیز تھے جتنے آپ کو یا پھر شاید اس سے بھی زیادہ ..یہ بات مجھے آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے انکی آخری ویڈیو میں آپ سن چکی ہوں گی جس شخص کو آپ مرتے وقت پکارتے ہیں وہ آپ کے لئے سب سے عزیز ہوتا ہے انکے معملے میں ،میں آپ سے اتنا مخلص ہوں جتنی آپ خود بھی نہیں ہوں گی دوسری بات میں واقعی آپ کے احسان کے بدلے کچھ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی پوزیشن کلئیر کرنا چاہتا ہوں میں .نے آپ کے ...ساتھ کچھ غلط نہیں کیا ..میں آپ کا مجرم نہیں ہوں یہ بات میں آخری دفع منہ سے کہہ رہا ہوں اس کے بعد ثبوتوں کے ساتھ کہوں گا اور میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں اس رات سو گیا تھا مجھے نہیں سونا چاہیے تھا یہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی

اور تیسری وجہ عمر نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹالی تھیں

تیسری وجہ آپ ہیں میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں کیوں یہ میں نہیں جانتا لیکن اب مجھے لگتا ہے میں آپ کو کبھی چھوڑ نہیں سکتا ان چھ مہینوں میں ،میں خود کو اور اس تعلق کو چانس دینا چاہتا ہوں یکطرفہ چانس شاید یہ پاگل پن ہے شاید بے وقوفی لیکن کبھی کبھی کسی عزیز کو قریب رکھنے کے لئے پاگل یا بے وقوف بننا اچھا ہوتا ہے

ہالے یک ٹک اسکو دیکھے گئی بے تاثر نگاہوں کے ساتھ

اگر تم بے قصور نکلے اگر تم بے گناہ نکلے ..تب بھی عمر تب بھی میں تمہارے ساتھ .نہیں رہوں گی ..میں تم سے نفرت کرتی ہوں ..تم زم زم سے دھل کر بھی آجاؤ میں تب بھی تمھیں چھوڑ دوں گی ...میرے دل میں نفرت کا بیج .جڑ پکڑ چکا ہے . .میری وراثت میں ہے جس سے ایک بار نفرت ہو جائے وہ ہم سلطانز کے دل میں دوبارہ نہیں آسکتا ..جسے ہم دل سے نکال کر پھینک دیں اسے بس پھینک ہی دیتے ہیں میں اور تم ... کبھی ساتھ نہیں ہو سکتے .میں تمھیں کبھی اپنے دل میں جگہ نہیں دوں گی ..میں نے زندگی میں ایک ہی انسان سے نفرت کی ہے اور وہ تم ہو .. اگر اس کے باوجود میرے ساتھ کام کرنا چاہتے ہو تو میں راضی ہوں آج سے ہم پارٹنرز ہیں ہم ٹیم ہیں لیکن میں تم سے اپنا انتقام لوں گی یاد رکھنا

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا

ہم ٹیم ہیں اوکے لیکن میری ایک شرط ہے آپ ان چھ ماہ میں ایک بار بھی طلاق کا مطالبہ نہیں کریں گی آپ کو میرے ساتھ اس گھر میں رہنا ہو گا اور آپ کوئی بھی کام مجھے بتائے بغیر نہیں کریں گی اگر آپ کو کوئی

ثبوت کوئی گواہ ملے گا تو آپ مجھے بتائیں گی اگر منظور ہے تو آج رات آٹھ بجے میری اسٹڈی میں آ جایئے گا ہم کام شروع کر دیں گے وہ کہہ کر رکا نہیں تھا لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا تھا

ہالے نے گہری سانس بھری تھی آنکھوں میں کرچیاں سی بھر گئی تھیں اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرنا چاہا وہ اس شخص سے نفرت کرتی تھی اس کے ساتھ کام کرنے کو حوصلہ چاہئے تھا ہمت چاہئے تھی اسے اپنے دل کو مضبوط کرنا تھا

وہ ایک بار پھر بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی جسکو دیکھ کر وہ کرب کی انتہا کو پہنچ جاتی تھی وہ اس کے ساتھ کام کیسے کرے گی

بابا .. یہ آپ مجھے . کیسی آزمائش میں ڈال کر گئے ہیں وہ ہولے سے بڑبڑائی تھی

ازیت سی ازیت تھی

سفیر کے کمرے سے ملحقہ اسٹڈی اس وقت خاموش پڑی تھی وہاں ایک واحد آواز بوتل سے گلاس میں شڑ کی آواز سے جاتے اس مشروب کی تھی جسے وقتا فوقتا سفیر حلق میں انڈیل رہا تھا دیوار گیر الماریوں میں رکھی صدیوں پرانی کتابیں کبھی افسوس تو کبھی غصے سے یہ منظر دیکھے جارہی تھیں اسے آفس سے آئے کافی دیر ہوگئی تھی آجکل اسکی یہی روٹین تھی صبح آفس اور وہاں سے آتے ہی سیدھا اسٹڈی میں آکر بیٹھنا اور رات کو دیر تک اسکی واحد "محبوبہ" اسکی بوتل ہوتی تھی اسی وقت اسکی اسٹڈی کے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی اور پھر

دروازہ چر کی آواز سے کھلتا چلا گیا سفیر نے گردن موڑ کر دیکھا تھا سامنے مہرماہ تھی کاسنی رنگ کے لان کے سوٹ میں ملبوس اور اسی رنگ کا دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا اسکے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں چائے کے دو مگ تھے اس چائے کے ٹرے کو شیشے کی چھوٹی سی میز پہ رکھا تھا اور ایک مگ اٹھا کر سفیر کے پاس صوفے پہ بیٹھ گئی تھی اسکی بھوری آنکھوں میں افسوس تھا

میں آپ کے لئے چائے لائی ہوں .. آپ کو بہت پسند ہے ناں ؟اس کو تو ہٹائیں کیوں اپنا دل جلا رہے ہیں وہ اسکے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے بول رہی تھی

سفیر نے ایک ناپسندیدہ نظر اس پہ ڈالی تھی اور گلاس پہ اپنی گرفت مزید سخت کر دی تھی

میرے.. معملات میں نہ بولا کرو مہروہ درشتی سے کہہ کر ایک بار پھر گلاس کو منہ سے لگا گیا تھا

میں آپ کے لئے چائے لائی ہوں . اسے پی کر تو دیکھیں---ایک بار وہ ایک بار پھر مصر ہوئی تھی

کیا یہ ..چائے بالکل ویسی بنی ہے جیسی ہالے بناتی تھی ؟اسکا لہجہ ایک دم بدل گیا تھا اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں اب کے حسرت تھی

مہرماہ کو اپنا آپ وہاں فضول لگا

میں ..ہالے جیسی چائے نہیں بنا سکتی سفیر اسکا لہجہ سپاٹ تھا

تو پھر پھینک دو اسکو مجھے نہیں چاہیے وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا

سفیر یہ سب کیوں کر رہے ہیں آپ اس سے بس آپ ہی کو تکلیف ہو گی موو آن کریں جو ہونا تھا مہر نے اب بھی ہار نہیں مانی تھی

میں .گلٹ سے .مو آن کیسے کروں ؟وہ آنکھیں بند کیے بڑبڑ آیا تھا

کیسا گلٹ ؟آپ نے کیا کیا ہے ایسی باتیں سوچ کر خود کو ہلکان کر رہے ہیں آپ

اس نے آنکھیں کھول لی تھیں اب وہ سہمی سی نظروں سے مہر کو دیکھ رہا

میں نے ... مجھ سے .مہر مجھ سے .قت .قتل ہو گیا ہے .میں نے ..وہ اٹک اٹک کر بول رہا تھا میں نے بڑے پاپا کو مار دیا ہے ... مجھ سے قتل ہو گیا ہے .مہر . . اس نے مہر کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لئے تھے اسکی آنکھوں میں تھوڑی دیر پہلے والی سختی مفقود تھی اب وہ ڈرا ہوا تھا

تم بتاؤنہ میں کیا کروں .. کیا کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے .کچھ ایسا کرو کہ میں سب ٹھیک کر دوں .میں ان سے بہت پیار کرتا تھا ..مارنا نہیں چاہتا تھا .بس .بس مجھ سے یہ ہو گیا ..بلیو می .میں مارنا نہیں چاہتا تھا میں .ٹرسٹ می مہر پلیز

مہر کی آنکھیں بے یقینی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں

آ .آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں ؟آپ نے کیا کیا ہے ؟وہ بدقت بول پائی تھی

سفیر نے کچھ نہیں کہا اس نے ہارے ہوئے انداز میں سر جھکا لیا تھا البتہ مہر کے ہاتھ اب بھی تھام رکھے تھے

آپ .. آپ کا کوئی قصور نہیں سفیر ..اس رات آپ غصے میں تھے .. غم میں تھے کہہ دیا آپ نے کچھ .. آپ کی شادی ٹوٹ رہی تھی آپ ٹراما سے گزر رہے تھے اس سب کے لئے خود کو قصوروار ٹھہرانا بند کر دیں

سفیر کا جھکا ہوا سر مزید جھک گیا تھا

میں ..اس صبح . میں . وہاں گیا تھا میں ہسپتال گیا تھا . جب مجھے کسی سے پتہ چلا کہ بڑے پاپا نے ہالے کا نکاح کروا دیا ہے تو ..مجھے بہت غصہ آ گیا .. میں کنٹرول نہیں کر سکا اور ..اور پھر میں نے وہاں جا کر انکو مار دیا ... میں مارنا نہیں چاہتا تھا .. آئی سویر میں مارنا نہیں چاہتا تھا .. یہ بس ہو گیا .. میں کیا کروں مہراب میں کیا کروں . میں قاتل بن گیا ہوں میں نے اپنے بڑے پاپا کو مار دیا .. میں آفس جاتا ہوں تو وہ مجھے ہر جگہ نظر آتے ہیں میں گھر آتا ہوں حسن کو دیکھتا ہوں تب وہ مجھے ملامت کرتے ہیں ..راتوں کی نیند اڑ گئی ہے میری . ایک پل کے لئے چین نہیں آتا ..ہالے کی بے وفائی کا غم اور میرے قاتل ہونے کا گلٹ یہ ختم نہیں ہو رہا مہران سب سے چھٹکارے کی ایک ہی راہ ہے اس نے بوتل کی جانب اشارہ کیا تھا

میں جب اسکو پیتا ہوں تو سب کچھ بھول جاتا ہے ساری دنیا اس کے بعد بس سکون ہوتا ہے مجھ سے میرا ذرا سا سکون بھی چھیننا چاہتی ہو ؟اس کے لہجے میں بے قراری تھی

مہر ماہ ہونقوں کی طرح اسکو دیکھے گئی

بٹا ہوا مرد ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک قاتل بھی تھا کیا اب بھی وہ اس سے محبت کرے گی ؟ کیا اسکے ساتھ گزارا اب بھی ممکن ہے ؟اس نے دل سے پوچھا تھا

جواب "ہاں" میں آیا تھا

جائے نماز پہ بیٹھی حسینہ بیگم کی آنکھیں نم تھیں وہ نماز پڑھ چکی تھیں اب دعا کے لئے ہاتھ اٹھار کھے تھا

یااللہ . آپ تو سب جانتے ہو نہ ؟میں کتنی مجبور ہوں کتنی بے بس ہوں آپ سے بہتر کون جانتا ہو گا میری بیٹی

میری ہالے اللہ سائیں اسکی حفاظت کرنا اسے ہر برائی سے محفوظ رکھنا

انکی ہچکی بندھ گئی تھی

اللہ پاک اسکو لگتا ہے کہ اسکی ماں نے اسے گھر سے نکال دیا اسکی ماں نے اسکی نہیں سنی لیکن بس آپ بس آپ جانتے ہیں کہ میں نے اسے کیوں بھیجا یااللہ اگر وہ یہاں رہتی تو ازیت میں رہتی غیر محفوظ رہتی جو آدمی میرے سامنے میری بیٹی کو جانوروں کی طرح مار سکتا ہے وہ بعد میں اس کے ساتھ کیا نہیں کر سکتا ؟یااللہ میں نے بس اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی تھی وہ لڑکا وہ عمر مجھے یقین ہے وہ ہالے کو کبھی نہیں چھوڑے گا اللہ پاک میں نے تو اپنی بیٹی کے لئے درست فیصلہ کیا لیکن اس فیصلے نے مجھ سے میری بیٹی چھین لی لیکن کوئی بات نہیں بس وہ خوش رہے اللہ اسکی شکل بھلے نگین پہ چلی گئی ہو اسکا نصیب اسکے جیسا مت کرنا اگر وہ یہاں رہتی تو سفیر وہاج بن جاتا اور میری ہالے دوسری نگین میں دوسری نگین کو نہیں دیکھ سکتی تھی اللہ میں اپنی بیٹی کی تکلیف نہیں دیکھ سکتی تھی جتنی محبت اس سے معراج کرتے تھے اتنی میں بھی کرتی ہوں ہاں معراج نے اسکو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا ہے لیکن جب معراج سو جاتے تھے تب اسکے ساتھ راتوں میں ،میں جاگتی تھی جب وہ بیمار ہوتی تھی تو اسکا سکون میری گود ہوتی تھی یااللہ کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں اس سے پیار نہیں کرتی ؟میں نے اسے نو مہینے اپنے پیٹ

میں رکھا ہے میں نے اسکو پیدا کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے کوئی بھی باپ ماں نہیں بن سکتا کوئی بھی انسان کسی کی ماں نہیں بن سکتا میں اسکی ماں ہوں کوئی میرے دل سے پوچھے میں نے کس طرح اپنی بیٹی کو پٹتے دیکھا ہے یا اللہؐ اسکا نصیب اچھا کرنا چاہے وہ مجھ سے نفرت کرے میں ہمیشہ اس سے محبت کروں گی اور اگر سو بار ایسا موقع ملا تو سو بار اسکو عمر جیسے مرد کے ساتھ بھیجوں گی کیونکہ اسکی ماں میں ہوں

اور ماں سے زیادہ کوئی بھی آپ کا غم خوار یا آپ کا محسن نہیں ہوتا میری بچی کی حفاظت کرنا اللہؐ

انہوں نے دعا مانگ کر چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا

اب وہ کافی پر سکون تھیں

باتھ روم میں لگے دیوار گیر آئینے کے سامنے کھڑی وہ خود کو غور سے دیکھ رہی تھی رات کے آٹھ بج چکے تھے لیکن وہ اب تک یہیں تھی اس نے سفید رنگ کا سادہ جوڑا پہن رکھا تھا ساتھ ہم رنگ دوپٹہ وہ بار بار اپنے منہ پہ پانی کے چھینٹے مارتی خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی یکایک اسکی آنکھیں نم ہوئیں اور وہ وہیں واش بیسن پہ جھکی رونے لگ گئی اسے اپنا باپ شدت سے یاد آ رہا تھا اور دوسری وجہ "عمر" تھا

میرے خدایا میں کیسے اس آدمی کے ساتھ کام کروں جس نے میری عزت دو کوڑی کی کر دی ؟ میں کیا کروں میرے پاس تو کوئی جا فرار بھی نہیں ہے اسکو دیکھتی ہوں تو میرا دل نفرت سے بھرنے لگتا ہے اسکو سنتی ہوں تو

ایسے لگتا کانوں میں جیسے پگھلا ہوا سیسہ ڈالا گیا ہو اسکی موجودگی سے مجھے کراہیت آتی ہے میں اس سے نفرت کرتی ہوں وہ ہنوز نیچے جھکی روتی جاتی اور واش بیسن پہ ہاتھ مار مار کر کہے جاتی

مجھے اتنا مجبور کیوں کر دیا ہے اللہ؟ میرے باپ کو مرنے نہ دیتے تو یہ سب نہ ہوتا اللہ میں .. کیا کروں کیا کیا کروں اللہ ہیون کو بچاؤں یا پھر اپنا مجرم ڈھونڈوں اللہ میرے بابا نے مجھے بوجھ کی طرح عمر کے حوالے کر دیا اس نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے میں نے اسکو خون دیا تھا ... اسکو پھر بھی شرم نہیں آئی اور میں ؟ میں یہاں سے نہیں جا سکتی اللہ جب جب یہاں سے جاتی ہوں مجھے میرے بابا کی آواز آتی ہے "عمر کو بلاؤ " یہ آواز مجھے ہتھوڑے کی طرح لگتی ہے انہوں نے کیوں بلایا اسکو کیوں کیوں ؟ اللہ مجھے صبر دینا مجھے ہمت دینا اس شخص کو برداشت کرنے کی ہمت اپنے خاندان کو جوڑنے کی ہمت پلیز مجھے مت چھوڑنا پلیز اس نے اب اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا تھا دیوار گیر آئینے میں اب اسکا عکس نظر آرہا تھا

سرخ متورم آنکھیں سرخ ہوتی ناک اور بکھرے بال ملگجہ سا لباس کیا وہ اس طرح "کام" کرے گی ؟ اونہوں اسے سب سے پہلے اپنی حالت ٹھیک کرنی تھی یہ ضروری تھا

تھوڑی دیر بعد جب وہ باتھ روم سے باہر آئی تو اس نے فیروزی قمیض کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا ساتھ ہم رنگ دوپٹہ بالوں کو جوڑے میں باندھ رکھا تھا جس سے نکلتی دو لٹیں چہرے پہ جھول رہی تھیں اسی وقت بیرونی دروازے پہ دستک ہوئی اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا بخش دروازے پہ کھڑا تھا اور

چوکیدار سے کوئی بات کر رہا تھا اس کے پاس دو بڑے بڑے ڈبے تھے جنکو زمین پہ رکھا ہوا تھا ہالے نے وہیں سے اسکو نیچے ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود سیڑھیاں چڑھتی نیچے آگئی

اب وہ دروازے کے باہر کھڑی تھی بخش سے کوئی بات کر رہی تھی

سارا سامان لے آئے ہو؟ وہ نیچے پڑے ڈبوں کو دیکھتی پوچھ رہی تھی

جی بی بی مہر باجی بہت غصہ ہوئیں انہوں نے کہا سامان قیمتی ہے لیکن پھر حسن بھائی آگئے اور انہوں نے آپ کی الماری سے سارا سامان نکال کر دیا اور آپ کو پتہ ہے انہوں نے کہا میں سامان کو رکشے میں نہ لے کر جاؤں خود آئے تھے وہ ڈرائیور کے ساتھ ابھی بالکل ابھی گئے ہیں اسے تفصیلی جواب کی عادت تھی

ہالے کے آنکھوں میں زخمی سا تاثر آیا تھا

وہ اندر کیوں نہیں آیا؟ اس نے میرا انتظار بھی نہیں کیا؟ وہ کیسا ہے؟ اسکے لہجے میں بے قراری تھی

وہ .. اصل میں انکو کام تھا ورنہ وہ ٹھہرتے انتظار کرتے آپ کا بہت یاد کرتے ہیں آپ کو سچ کہہ رہا ہوں بخش جب بھی جھوٹ بولتا تھا وہ آخر میں یہی کہتا تھا "سچ کہہ رہا ہوں"

اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ اور اماں کا خیال رکھنا ہالے نے بات بدل لی تھی

وہ خاموشی سے کھڑا رہا اسی وقت ہالے کی نظر اس کے پیروں میں رکھے سفری بیگ پہ پڑی

کیا تم گاؤں جا رہے ہو؟ اس کے ابرو تفکر سے سکڑے تھے

بی بی میں . میں یہاں رہنا چاہتا ہوں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں میں وہاں واپس نہیں جاؤں گا . میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا جنہوں نے میرے مالک پہ ہاتھ اٹھایا مجھے اور میری ماں کو معراج صاحب نے رکھا تھا مرے مالک وہ تھے یا پھر آپ .. میں وہاں واپس نہیں جاؤں گا . اگر آپ نے مجھے وہاں بھیجا تو میں گاؤں چلا جاؤں گا لیکن اس گھر میں قدم نہیں رکھوں گا .. وہاں کا کھانا کھاتا ہوں تو اب گلے میں اٹکتا ہے .. خود کو بے غیرت محسوس کرتا ہوں ... یا تو آپ مجھے یہاں رکھ لیں . یا پھر مجھے گاؤں جانے دیں اس نے ہنوز گردن جھکا رکھی تھی

ہالے اسکو دیکھ کر گہرا مسکرائی تھی

ٹھیک ہے تم اندر آجاؤ .. وہ بلاخر مان گئی تھی

بخش کی باچھیں کھل گئی تھیں

سچی بی بی جی ؟ وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا

یہ لائنز یاد کرنے میں کتنا وقت لگا تھا تمھیں ؟ وہ اسکو باغور دیکھتی پوچھ رہی تھی

بخش گڑبڑا گیا تھا

ک . کیا مطلب ؟ یہ میری اپنی لائنز ہیں

ہالے نے سمجھنے والے انداز میں آنکھیں گھمائی تھیں

تمھیں پتہ ہے بخش یہ جس فلم کے ڈائیلوگز ہیں وہ فلم میں نے اور حسن نے سات بار دیکھی ہے سو مجھے بے وقوف مت بناؤ

تو کیا اب میں یہاں نہیں رہ سکتا؟اس کے ارمانوں پہ اوس سی پڑ گئی تھی

میں اپنی بات سے مکرتی نہیں ہوں وہ بول کر مڑ گئی تھی دروازے پہ رک کر چوکیدار کو مخاطب کیا تھا

شانو سے کہو اسے کوارٹر میں ایک کمرہ دے دیں اور یاد رہے اس کے کمرے میں کوئی اور نہ رہے اسے پڑھائی بھی کرنی ہوتی ہے یہ سامان بھی اندر پہنچا دو وہ تحکم مگر نرمی سے بولتی اندر بڑھ گئی تھی

گلی کے کونے میں گاڑی کے شیشے سے جھانکتے حسن نے پر سکون ہو کر سیٹ پہ ٹیک لگا لی تھی

ڈرائیور گاڑی آگے بڑھا لے گیا تھا

اسٹڈی کا دروازہ کھول کر وہ جب اندر داخل ہوئی تو اسے تینوں دیواروں پہ بس ریکس میں سجی کتابیں ہی نظر آئیں ایک دیوار بس ایک دیوار مختلف تھی اس دیوار پہ پینٹنگز لگی تھی باقی تینوں دیواریں جیسے حسرت سے اسکو دیکھ رہی ہوں اسٹڈی کافی کشادہ تھی عین بیچ میں ایک لکڑی کی میز رکھی تھی اس کے ایک راکنگ چیئر اور اس سے ذرا سے فاصلے پہ دو سنگل صوفے جن کے درمیان میں چھوٹی سی شیشے کی گول میز حائل تھی

عمر اسی سنگل صوفے پہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے بیٹھا تھا ہالے کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے بھی وہ مڑا نہیں تھا

آپ پندرہ منٹ لیٹ ہیں عمر حیات کا وقت بہت قیمتی ہے آئندہ دھیان رکھئے گا وہ لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے سنجیدگی سے بولا تھا

تم نے کہا تھا کہ میں ان چھ ماہ میں ایک بار بھی تم سے طلاق کا مطالبہ نہیں کروں گی اور مجھے یہاں تمہارے گھر میں رہنا ہو گا منظور ہے

وہ کتابوں کے ریکس کے قریب کھڑی ایک کتاب پہ نظریں جمائے بول رہی تھی

تم نے کہا مجھے اگر کوئی ثبوت کوئی گواہ کوئی کلیو ملے گا تو میں تمھیں بتاؤں گی مجھے نہیں منظور

عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا یہاں سے اسکا نیم رخ نظر آتا تھا

وہ پر سکون سی کہے جا رہی تھی

تم نے کہا تم اپنے تعلقات اپنی رقم مجھ پہ خرچ کرو گے کیونکہ میں نے تم پہ احسان کیا اور اب تم بدلہ اتارو گے نہیں منظور

میں نے تم پہ احسان اس لئے نہیں کیا تھا کہ کبھی بدلہ لوں میں نے وہ سب اللہ کے لئے کیا تھا اور اس کے لئے کئے کام کے بدلے وہ خود دیتا ہے

اور رہی رقم کی بات تو وہ جھگی تھی اور کاٹن میں سے مطلوبہ ڈبے نکالے تھے وہ شاید جیولری کے ڈبے تھے ایک نیلا اور ایک سرخ اس نے دونوں ڈبے عمر کے سامنے رکھ دیئے تھے

عمر نے اچھنبے سے ان دونوں ڈبوں کو دیکھا تھا

اس میں کیا ہے اور مجھے کیوں دیا ہے ؟وہ حیران تھا

اس میں میری جیولری ہے میرے ڈائمنڈز میرے پاس انکی رسید نہیں ہے ورنہ میں انکو بیچ کر اپنا کام کرتی لیکن خیر تم تو میرے سو کالڈ شوہر ہو ناں تمھیں بھلا رسیدوں کی کیا ضرورت ہے ناں ؟وہ آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت سے پوچھ رہی تھی

میں نے سنا ہے عورتیں جس کے پاس اپنا زیور رکھتی ہیں اسکو سب سے زیادہ قابل اعتبار سمجھتی ہیں تو کیا میں اپنے بارے میں بھی یہی سمجھوں ؟

ہالے نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تھا

تمھارے مقابلے میں ،میں گلی سے گزرتے کسی راہ گیر پہ بھی اعتبار کر سکتی ہوں لیکن تم پہ نہیں میرے لئے تم دنیا کے سب سے زیادہ نا قابل اعتبار آدمی ہو وہ خشک لہجے میں بولی تھی

عمر کی آنکھوں میں رنج اترا تھا

پھر کیوں دے رہی ہیں مجھے اپنا قیمتی زیور بقول معراج سلطان آپ مر سکتی ہیں لیکن اپنے ڈائمنڈز کسی کو نہیں دے سکتیں تو مجھ پہ یہ نوازش کیوں ؟

کیونکہ تم ساری دنیا کو دھوکہ دے سکتی ہو ساری دنیا کے ساتھ فراڈ کر سکتے ہو لیکن معراج سلطان کے معملے میں تم مخلص ہو تم چاہ کر بھی انکا گفٹ کیا ہوا زیور گھما نہیں سکتے نہ اس کے زریعے مجھے دھوکہ دے سکتے ہو اب تم اسکی حفاظت مجھ سے زیادہ کروگے میں جانتی ہوں

خیر سیلون کے باہر والی فوٹیج دکھاؤ مجھے وہ اسکے ساتھ صوفے پہ بیٹھتی بولی تھی

عمر نے خاموشی سے ایک دو بٹن دبائے تھے اور اب سکرین پہ سیلون سے باہر نکلتی ہالے کی فوٹیج چل رہی تھی

تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی میں بیٹھتی دکھائی دے رہی تھی

ہالے بغور ایک ایک چیز کو نوٹ کرتی گئی

ویسے ایک بات ہے آپ کی گاڑی کا رنگ وائٹ ہے اور یہ گاڑی آف وائٹ ہے آپ اس میں کیسے بیٹھ گئیں کیا آپ نے کلر پہ غور نہیں کیا وہ سکرین کو دیکھتا نارمل لہجے میں پوچھ رہا تھا

ہالے کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

تمہاری پلاننگ اتنی شاندار تھی کہ مجھے کسی چیز پہ غور کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا وہ اپنی خفت چھپانے کو سارا الزام اس پہ ڈال گئی تھی

عمر نے گہری سانس بھری تھی

(اب اگلے کئی سال تک جو بھی لڑکی اغوا ہو گی اسکا الزام انہوں نے مجھ پہ ڈالنا ہے ؟)

آدھا گھنٹہ پیچھے کرو اسے وہ حکم دے رہی تھی

عمر نے ویڈیو ریوائینڈ کی تھی

یہاں وہ ڈرائیور گاڑی کے اوپر کوئی پارسل کا ڈبہ لئے اس سے کچھ کھا رہا تھا ہالے کے ابرو سکڑے تھے

زوم کرو زوم وہ اسی طرح سکرین کو باغور دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

یہ جو کھا رہا ہے اس پارسل پہ زوم کرو

عمر نے زوم کیا تھا چونکہ فوٹیج ایچ ڈی تھی سو پارسل پہ لکھا ریستوران کا نام واضح تھا

پارس فوڈز

یہ ریستوران میں جانتی ہوں اس سیلون کے آگے جہاں گلی ختم ہوتی ہے اس سے ذرا آگے یہ ریستوران ہے

یہاں اس علاقے کا سب سے بہترین لزانیہ ملتا ہے ملتی ہے وہ اپنی دھن میں بولے گئی

ہمارے پاس اس وقت لزانیہ سے زیادہ بڑے مسلے ہیں اگر آپ غور فرمائیں وہ جل کر بولا تھا

ہالے نے قہر آلود نظروں سے اسکو دیکھا تھا

اس ریستوران میں کوئی بھی مڈل کلاس آدمی نہیں جاتا اور یہ ڈرائیور اس کے پاس یہ پارسل ہے مطلب یہ وہاں کسی سے ملنے گیا یا پھر کوئی اس کے لئے کھانا لایا اب ہم ریستوران کی فوٹیج میں یہ دیکھیں گے کہ کون اسکے لئے کھانا لایا یا پھر وہ کس سے ملنے اس ریستوران میں آیا وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی

عمر نے سراہتی نظروں سے اسکو دیکھا تھا وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جنکو اگر خود سے زیادہ زہین عورت مل جائے تو اسکو ڈی گریڈ کرنے لگ جائیں

میں فوٹیج کے لئے کال کرلوں انکو وہ اپنا موبائل اٹھاتا کہہ رہا تھا

اونہوں ضرورت نہیں ہے یہ لوگ مجھے ویسے بھی فوٹیج دے دیں گے میں انکی فیورٹ اور فرسٹ کسٹمر ہوں ہر ہفتے میں یہاں جاتی تھی وہ اٹھتے ہوئے بولی تھی

عمر نے سر ہلا دیا تھا

گاڑی نکالو ہم ابھی چل رہے ہیں

ابھی؟اس وقت؟وہ حیران ہوا تھا

کیوں کیا صبح تک فوٹیجز ڈیلیٹ کروانے کا ارادہ رکھتے ہو؟وہ طنز سے بولی تھی

عمر کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا

وہ بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑا ہوا تھا

ایک منٹ اپنا فون مجھے دو ہالے نے اپنی ہتھیلی اسکے آگے پھیلائی تھی

لیکن کیوں؟اسکے لہجے میں تعجب تھا

کیونکہ میں ہالے سلطان میں تم پہ اعتبار نہیں کرتی مجھے کیا پتہ کہ تم یہاں سے ریستوران جاتے جاتے اپنے لوگوں کو بھیج کر ساری فوٹیج ڈیلیٹ کروادو اس لئے اپنا موبائل مجھے دو

عمر چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا اور پھر موبائل اسکی ہتھیلی پہ رکھ دیا

وہ اس عورت کو ناں نہیں کہہ سکتا تھا اسکی اپنی مجبوری تھی

وہ دونوں جب گیٹ کے باہر جب نکلے تو ہارون سامنے ہی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا

ہالے کو دیکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اسکے قریب آیا تھا خلاف توقع ہالے رک گئی تھی

ہالے میری بات سن لو ایک بار پلیز وہ اسکے قریب کھڑا ملتجی سا کہہ رہا تھا

بولو ہارون شاہد کیا کہنا چاہتے ہو؟ اسکی آواز سپاٹ تھی

عمر اتنا مہذب تو تھا ہی کہ وہاں کھڑا نہ رہتا وہ اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا تھا

ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟ میں تمھیں ایکسپلین کر سکتا ہوں سب کچھ تم ایک بار میرے ساتھ بیٹھ تو جاؤ میری سنو اپنی سناؤ ہم دونوں کو اسکی ضرورت ہے ہالے

تمھیں کچھ کہنا ہے تو کہو ہارون مجھے اپنی سنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں اپنے لئے خود کافی ہوں اور تم سے کوئی وضاحت نہیں چاہیے مجھے جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ اسکا لہجہ سنجیدہ تھا

ہارون بے چین ہوا تھا

مجھے معاف کر دو ہالے جو کچھ بھی ہوا وہ ایک غلط فہمی تھی میں، میں نے وہ سب کچھ تم سے انتقام کے لئے نہیں کیا میں مجبور تھا مجھ سے ناراض مت ہو ہم دونوں دوست ہیں مجھے سمجھو مجھے حالات کا اندازہ ہی نہیں تھا

میں نے تمھیں معاف کیا ہارون ہر چیز کے لئے تم آزاد ہو میں تم سے ناراض نہیں ہوں کیونکہ ناراض ان سے ہوا جاتا ہے جن سے کوئی تعلق ہو ... ہمارا ہر تعلق تمہاری اس گواہی نے ختم کر دیا تھا اب تم میرے لئے کچھ بھی نہیں ہو تم مجھے وضاحت مت دو مجھ سے معافی مت مانگو میں نے تمہاری وجہ سے جو کچھ جھیلا اسکا تمھیں اندازہ

بھی نہیں ہے اور اب مجھے فرق بھی نہیں پڑتا کیونکہ اب میرے پاس تمھارے دکھ سے زیادہ بڑے دکھ ہیں تمھارے دھوکے سے بڑے دھوکے ہیں تمھارے غم سے زیادہ بڑے غم ہیں تم ہارون تم اب میرے لئے کچھ بھی نہیں ہو معافی چاہیے ناں ؟ جاؤ میں نے معاف کیا آئندہ مجھے یہاں نظر مت آنا پلیز تمھیں دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے اور آخری بات ہم دوست "تھے" اب نہیں ہیں وہ کہہ کر رکی نہیں تھی گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی

ہارون ششدر سا کھڑا رہ گیا تھا تھوڑی دیر بعد جب وہ بولا تو ہالے بہت دور جا چکی تھی

تم . ہماری دوستی ختم نہیں .. کر سکتی ہالے یہ حق تمھیں نہیں ہے اس نے ہالے سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا

جھوٹی گواہیاں آپ کو اپنی ہی نظر میں گرا دیتی ہیں آج ہارون شاہد کو اندازہ ہوا تھا

ریستوران کی بالائی منزل کے ایک ٹیبل پہ اس وقت ہالے سلطان اور عمر بیٹھے تھا یہ ریستوران جدید اور قدیم طرز کے مشترکہ کامبینیشن پہ بنایا گیا تھا اینٹوں والی رنگین دیواروں پہ آویزاں چنگیر جہاں قدیم لک دیتے تھے تو جدید طرز کے سٹائل پہ بنے میز اور کرسیاں اور چھت سے لٹکتے فانوس جیسے کسی امریکن ریستوران کی سیر کروا

آتے ہوں یہ ریستوران ہر آنے والے کو اپنے ٹرانس میں لے لیتا تھا لیکن ہالے کے لئے یہ منظر نیا نہیں تھا سو اسنے کسی چیز پہ زیادہ دھیان نہیں دیا اس نے ہاتھ کے اشارے سے ایک ویٹر کو پاس بلایا تھا

پچیس چھبیس سالہ ویٹر مودب سا آرڈر نوٹ کروانے کھڑا ہو گیا ہالے نے ہاتھ جھلا کر منع کیا تھا

مجھے یہاں مینیجر سے بات کرنی ہے کہاں ہیں وہ؟ ان سے جا کر کہو ہالے سلطان آئی ہے کچھ بات کرنی ہے ضروری وہ ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی

آس پاس بیٹھے لوگوں کے ٹیبلز سے چھری اور کانٹوں کی آواز آتی تھی پس منظر میں کوئی سنگر گانا بھی گا رہا تھا ہلکی مدھم آواز سافٹ سا میوزک

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا جب ایک خوش شکل سے آدمی نے ہالے کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا تھا اور دل سے مسکرایا تھا

ہالے نے ویٹر کو جانے کا اشارہ کیا تھا

ہالے جوابا مسکرائی تھی عمر ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ایکسرے کر رہا ہو

لانگ ٹائم مس ہالے سلطان؟ اس ریستوران اور اس کے کھانوں نے آپ کو بہت مس کیا ہے وہ اب میز کے قریب کھڑا خوشگوار لہجے میں کہہ رہا تھا شاید اسکو مسکرانے کی بہت عادت تھی

کاش کہ آپ کی یہ خوش آمد مجھ پہ کوئی اثر کرتی مینیجر صاحب وہ بھی اسی خوشگوار لہجے میں بولی تھی

اب کے اس آدمی کی مسکراہٹ سمٹی تھی جیسے کچھ یاد آیا ہو

آپ کے والد کی وفات کا سنا بہت دکھ ہوا مجھے مدحت (مدحت اسکی فرسٹ کزن تھی) نے بتایا تھا اللہ انکے درجات بلند کرے آپ کے بارے میں بھی سنا لیکن خیر اٹس پرسنل سو ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے وہ شائستگی سے کہہ رہا تھا

ہالے کی آنکھوں میں کربناک سا تاثر ابھرا تھا لیکن بظاہر نارمل رہی

عمر بس یہاں وہاں دیکھ رہا تھا وہ شاید بور ہو رہا تھا آمین وہ بس اتنا ہی بول سکی تھی

اپنے والدین کی موت کا ذکر کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے ہالے نے اعتراف کیا تھا

خیر میں ایک کام سے آئی ہوں شہاب اصل میں مجھے آپ کے ریستوران کی ایک فوٹیج چاہیئے آئی ہوپ آپ منع نہیں کریں گے وہ سیدھا مدعے پہ آئی تھی

اچھا مجھے لگا آپ پھر ہماری کسی ڈش کو ورلڈ فیمس کروانے آئی ہیں اور آج آپ کے ساتھ ہارون بھی نہیں آیا کہاں ہے وہ؟ وہ ہر بات میں اپنے مطلب کی بات نکال لیتے تھے

عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا

ورلڈ فیمس ڈش کیسے؟ اس نے چار لفظوں پہ مشتمل جملے میں سوال پوچھا تھا

شہاب پورا کا پورا عمر کی طرف مڑ گیا تھا

آپ نہیں جانتے؟ اوہ میں آپ کو بتاتا ہوں اصل میں ہوا یہ تھا کہ جس دن ہمارے ریستوران کی اوپیننگ تھی اس دن ہالے ہمارے ہاں فرسٹ کسٹمر تھیں تب انکے ساتھ ہارون بھی آئے تھے سو ہوا یہ کہ ہم نے انکو چکن

شاشلک سرو کیا انہوں نے کھایا لیکن جاتے وقت انہوں نے ہم سے کہا کہ کہ اس میں پیاز کی مقدار زیادہ ہے اگر ہم کم کر لیں تو یہ زیادہ اچھا بن سکتا ہے لیکن شیف نے زیادہ دھیان نہیں دیا اور پھر ہر بار یہی ہوتا لوگ شاشلک آرڈر کرتے لیکن انکو ٹیسٹ پسند ہی نہیں آتا وہ آدمی پوری فیلنگز کے ساتھ بتا رہا تھا اسکے چہرے کے زاویے بتاتے تھے کہ وہ کہانی میں ڈوبا ہوا ہے

عمر باغور سن رہا تھا

اسی طرح ایک مہینہ گزر گیا لیکن ہمارا شاشلک کسی کو پسند نہ آتا اینڈ ون فائن ڈے ہم نے ریسیپی چینج کر دی ہم نے پیاز کم کر دیئے اینڈ گیس واٹ؟ اسکی باچھیں تک کھل گئی تھیں

ہمارا شاشلک پورے ایریا میں مشہور ہو گیا

عمر کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں تھا وہ بس اس باتونی آدمی کو سنے جا رہا تھا

اس دن کے بعد ہالے ہماری فیورٹ کسٹمر ہو گئیں اب ہم جو بھی نئی ڈش متعارف کرواتے ہیں مس ہالے کو سب سے پہلے بلاتے ہیں ان کو ٹیسٹ کرواتے ہیں اصل میں ہمارے ریستوران کے جو مالک ہیں ناں وہ زرا وہمی سے ہیں انکو لگتا ہے کہ ہالے سلطان ہمارے لئے خوش بخت ہیں یو نو۔۔۔۔۔....

وہ ابھی کچھ اور بھی کہتا جب

شہاب صاحب... فوٹیج ملے گی؟ ہالے اسکی بات کاٹ کر ایک ایک لفظ پہ زور دیتی بولی تھی

جی جی چلیں میں آپ کو دیتا ہوں فوٹیج آپ کو کیسے انکار کر سکتا ہوں وہ اٹھتے ہوئے بولا تھا وہ دونوں بھی اسکے ساتھ ہی اٹھے تھے

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ریستوران کے سیکورٹی روم میں بیٹھے تھے ایک دیوار پہ بڑی سکرین نصب تھی اسکے سامنے ایک میز پہ درمیانے سائز کی تین چار اور سکرینز نصب تھیں

ہالے اور عمران ہی درمیانے سائز کی سکرین کے سامنے کرسی پہ بیٹھے تھے شہاب نے مطلوبہ فوٹیج دکھائی تھی پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ دونوں یہی فوٹیج دیکھے جا رہے تھے جس میں وہ ڈرائیور ایک آدمی کے ساتھ بیٹھا ہاتھ ہلا ہلا کر بات کر رہا تھا اسکے ساتھ بیٹھا آدمی چالیس کے لگ بھگ تھا سادہ سی قمیض شلوار پہنے بیٹھے اس شخص کے چہرے پہ برھمی تھی

اسی وقت ایک ویٹر انکا پارسل لے آیا تھا وہ دونوں خاموش ہو گئے تھے اسکے جاتے ہی ایک دو مزید باتوں کے بات وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے

ہالے باغور اس آدمی کو دیکھ رہی تھی البتہ عمر کے تاثرات اب بھی سپاٹ تھے

آپ اس آدمی کو جانتے ہیں شہاب؟ ہالے سکرین کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی

میں جانتا ہوں شہاب کے بجائے عمر نے جواب دیا تھا یہ دو مہینے پہلے ہی جیل سے رہا ہوا ہے اس پہ سمگلنگ کا کیس تھا یہ اب بھی بیل پہ پھر رہا ہے اسکے کیس کا انچارج انسپکٹر محمد خان تھا میں اس سے ساری ڈیٹیلز لے لوں گا یہاں پہ اور کچھ بھی کام کا نہیں ہے چلنا چاہیے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

ہالے اسکے ساتھ اٹھی تھی اچانک ہی عمر کے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا

وہ واپس بیٹھ گیا تھا ہالے نے اچھنبے سے اسکو دیکھا تھا

سر کچھ اور بھی چاہیے کیا آپ کو؟ شہاب نے سوال کیا تھا

ہاں آپ کے ریستوران کے باہر کی فوٹیج وہاں سے ساری سڑک کی فوٹیج آتی ہو گی ہے ناں؟ آپ نے کیمرے تو لگائے ہیں ناں باہر؟ ای میل بھی کرو ساری فوٹیج مجھے وہ عجلت میں کہہ رہا تھا

ہالے اسکے کان کے پاس جھکی تھی

یہ میرا کیس ہے اس میں تم کچھ بھی میری مرضی کے بغیر نہیں کر سکتے تمھیں فوٹیج چاہیے تو پہلے مجھے بتانا ہو گا

"کیوں"؟ وہ خشک لہجے میں کہہ رہی تھی

عمر نے اسکی طرف دیکھا تھا اور اپنی آواز ہلکی کر لی تھی

جس گاڑی میں آپ اغوا ہوئیں وہ گاڑی اسی سیلون والی گلی میں چھوڑ دی گئی تھی وہاں سے آپ کو کسی اور گاڑی میں آگے لے جایا گیا تھا اور وہ گاڑی صرف ایک ہی جگہ سے گزر سکتی ہے اس ریستوران کے سامنے والی سڑک سے کیونکہ انکے پاس گزرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے گلی آگے بند ہے اب ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ اس واقعے کے اگلے تیس منٹ تک یہاں سے کون کون سی گاڑی گزری ہے انکی ڈیٹیلز میں نکلوالوں گا بس ایک بار گاڑی مل جائے وہ اتنے آرام سے اور اتنی ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا کہ ہالے کے علاوہ کوئی اور سن ہی نہ سکے

اور اگر وہ گاڑی ایک دو گھنٹے بعد گزری ہو ؟اور آدھے گھنٹے تک تو یہاں سے ایک سو گاڑیاں گزری ہوں گی ہم کس کس گاڑی کے مالک کے پاس جاتے رہیں گے کس کس کو بلیم کریں گے ؟وہ غیر آرام دہ تھی

آپ فکر نہ کریں میرے پاس ایک انویسٹی گیٹر ہے اسے میں سب گاڑیوں کی نمبر پلیٹس بھیجوں گا لیکن وہ مجھے صرف ان لوگوں کی پروفائل بھیجے گی جن پہ شک کیا جاسکے وہ اپنے کام میں ماہر ہے اور مجھے اس پہ بہت اعتبار ہے وہ اب اسکو نہیں دیکھ رہا تھا اسکی نظریں سکرین پہ جمی تھیں

اس نے پہلے ساری فوٹیج دیکھی اور پھر اسے اپنی ای میل پہ بھیج دیا اب وہ قدرے بہتر نظر آتا تھا وہ دونوں جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

شہاب کے چہرے کے تاثرات صاف بتاتے تھے کہ اسے یہ عمر حیات کچھ خاص پسند نہیں آیا

مجھے تو بولنے ہی نہیں دیا ہنہہ وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر چلا گیا تھا

گاڑی میں بیٹھی ہالے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اسکی آنکھوں میں ایک اداسی سی تھی ہارون کو دیکھ کر دل چاہا تھا اس سے ہر بات کہہ دے لیکن پھر اگلے ہی لمحے جیسے دل سخت ہو گیا ہو اس وقت بھی وہ اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی آدھا شہر میں وہ ہارون کے ساتھ جاتی رہی تھی کیا اتنی جلدی وہ اسکا نام اپنے نام کے ساتھ سے ہٹا سکتی تھی ؟کیا کوئی ایسی جگہ ہو گی جہاں اسے ہارون ایک بار بھی یاد نہ آئے لاتعداد سوچیں تھیں جو اسکے دماغ میں تھیں

پھر ایک دم سے معراج سلطان کا خیال آیا تھا روح تک زخمی ہونے لگی تھی اسی وقت عمر نے اسکو مخاطب کر لیا تھا

میرا فون مل سکتا ہے میں اس انویسٹی گیٹر سے بات کر لوں ؟ ابھی اتنی دیر نہیں ہوئی اسکے گھر چلتے ہیں ؟

تم کیا سمجھتے ہو میں پاگل ہوں ؟ تمھارے ہائر کیے ہوئے انویسٹی گیٹر پہ یقین کر لوں گی میں ؟ وہ بھی تمہاری طرح کا ہو گا جھوٹا اور فراڈ مجھے تم سے جڑے لوگوں پہ بھی اعتبار نہیں ہے اپنا کام کر لوں گی میں وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر چپ ہو گئی تھی

وہ پیسوں اور اپنے کام کے معملے میں اپنے باپ کی بھی نہیں مانتی اپنا غلط کام پوری ایمانداری سے کرتی ہے اگر آپ اسے صرف پانچ ہزار زیادہ دے دیں تو وہ اپنی ماں کی ڈیٹیلز بھی بھیج دے گی وہ کام کے معملے میں رشتے داریوں کی قائل نہیں ہے میں آپ کو اسلئے اسکا پتہ دے رہا ہوں کیونکہ میں یہاں کا حصہ ہوں اس سسٹم میں سانس لیتا ہوں میں مجھ سے بہتر یہاں کے لوگوں کو آپ نہیں جانتیں اپنی نفرت کو ایک طرف رکھیں اور ٹیم بن کر سوچیں

ہالے نے جواب دیئے بغیر گاڑی کا شیشہ نیچے کر لیا تھا اے سی کے باوجود گھٹن سی ہو رہی تھی

کافی دیر کی خاموشی کے بعد وہ ایک بار پھر بولی تھی

جب اس دن .. میں نے نکاح کے لئے ہاں کہا تھا .. کیا تب میرے بابا خوش ہوئے تھے ؟ کیا انہوں نے اس بارے میں تم سے کچھ کہا؟ اسکے لہجے میں انجانے سے خدشے تھے

عمر نے اسکو نہیں دیکھا وہ سامنے دیکھتا رہا بہت دیر بعد ہالے کو اسکی آواز سنائی دی

وہ ... بہت خوش تھے بہت زیادہ خوش انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں دوسری بار اتنے خوش ہوئے ہیں انہوں نے واقعی مجھ سے یہ کہا تھا

پہلی بار کب ہوئے تھے ؟وہ شاید کچھ اور سننا چاہتی تھی

جب آپ پیدا ہوئی تھیں وہ عام سے لہجے میں بولا تھا

آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ؟اس نے دوبارہ سوال کیا تھا

ہالے نے گردن موڑلی تھی

کافی دیر بعد جب وہ بولی تو عمر کو اسکی آواز گیلی سی لگی

میں .. اپنے گلٹ کو ختم کرنا چاہتی ہوں ورنہ یہ مجھے ختم کر دے گا .. میں آخری بار اپنے باپ کے گلے نہیں لگی یہ بات میرا دل چیرتی ہے ہر روز ... ایسا لگتا ہے ... جیسے کسی نے میرے جسم پہ تیزاب پھینک دیا ہو بلکل ویسی جلن ویسی ازیت ہوتی ہے ایسے میں مجھے ایک مرہم چاہئے جسے میں اپنے دل پہ رکھوں کوئی ایسی بات جس نے آخر میں میرے باپ کو خوشی دی ہو لیکن افسوس جس بات نے انکو خوشی دی ہے وہ میرا سب سے بڑا غم ہے وہ ہنوز باہر دیکھتی بول رہی تھی

عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا تھا

کوئی بھی گلٹ کبھی دل سے ہمیشہ کے لئے نہیں نکالا جا سکتا وہ دل کے اندر کہیں نہ کہیں رہتا ہے کبھی اپنے دوستوں سے جھگڑے کا گلٹ کبھی محبوب کی باتیں نہ ماننے کا گلٹ اور کبھی اپنے مرے ہوئے ماں باپ کی کسی نہ

مانی گئی بات یا کسی ادھوری رہی خواہش کا گلٹ انکی خدمت نہ کرنے کا گلٹ ان سے لڑنے یا اونچی آواز میں بات کرنے کا گلٹ یقین مانیں یہ گلٹ دنیا کے ہر گلٹ سے بڑا ہوتا ہے بات پھر وہی ہے ہم اسکو نکال نہیں سکتے کچھ بھی کر کے ہمیں کبھی کبھی اسکو "ڈیل" کرنا پڑتا ہے آپ کو پتہ ہے گلٹ کو ڈیل کیسے کرتے ہیں؟

ہالے جو باغور اسکی بات سن رہی تھی اسکا سر بے اختیار نفی میں ہلا تھا

گلٹ کو ڈیل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہی کام وہی "غلطی دوبارہ نہ "دہرانا" بس یہی کرنا ہوتا ہے

اگر دوست سے بنا بات جھگڑے ہیں تو اگلی بار ایسا نہ کرنے کا عہد معافی مانگ کر یا پھر دوبارہ بات کر کے تعلق کو بہتر کر لیں

اگر محبوب کی کوئی بات نہیں مانی اسکی کوئی شرط پوری نہیں کی اسکی نصیحت نہیں مانی تو پہلے سوچیں کہ آیا وہ سہی تھا بھی یا نہیں؟ خود کو سمجھ نہیں آرہی کسی سے بات کرو کسی سے شیئر کر لو اور پھر اپنی اصلاح کرو دوبارہ وہی عمل مت دہراؤ وہ سڑک کو دیکھتے ہوئے کہے جا رہا تھا

اب آتے ہیں ماں بات کے حوالے سے کوئی گلٹ یہ گلٹ بہت بڑا ہوتا ہے اگر ماں یا باپ سے جھگڑے یا بد تمیزی کا گلٹ ہے تو آئندہ ایسا نہ کرنے کی قسم کھالو اور واقعی ایسا نہ کرو ان سے محبت سے بات کرو اور اگر ان میں سے کوئی ایک نہیں رہا تو دوسرے پیرنٹ کی وہی بات مان کر اپنے گلٹ سے ڈیل کرو اس طرح گلٹ ختم نہیں ہو گا لیکن آپ مصروف ہو جائیں گے ایک اچھے اور مثبت کام میں اور اس گلٹ کو آپ پہ حملہ آور ہونے کا موقع نہیں ملے گا اور اگر مل بھی گیا تو آپ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ سکتے ہو

کہ اب آپ خود پہ کام کر رہے ہو آپ خود کو بہتر بنا رہے ہو آپ وہی غلطی دوبارہ نہیں کر رہے تو اب اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ تمھیں "ختم" کرے اسے اگر رہنا ہے تو دل کے کسی کونے میں پڑا رہ سکتا ہے لیکن آپ کو "ہرٹ" نہ کرے وہ بول کر خاموش ہو گیا تھا ایک طلسم سا تھا جو چھنا کے کے ساتھ ٹوٹا تھا

ہالے بس اسکو دیکھ کر رہ گئی

تمہارا بابا سے کیا تعلق تھا؟ ہالے نے کافی دیر ایک بار پھر سوال کیا تھا

معلوم .. کریں وہ سڑک پہ نظریں جمائے کہہ رہا تھا ہر چیز تھالی میں پیش ہو کر نہیں مل سکتی آپ کو خود ڈھونڈیں معلوم کریں جان لگائیں کچھ سوالات کے جواب پوچھے نہیں جاتے ڈھونڈے جاتے ہیں یہ بھی ایک ایسا ہی سوال ہے

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کہانی کا "وکٹم" کیسے ؟ہے لیکن نہیں پوچھ سکی

وہ اسے کیا کہتی کہ اسکے باپ نے خواب میں آ کر یہ سب بتایا ہے ؟یا پھر یہ کہتی کہ اسے یہ بھی یاد نہیں کہ وہ خواب تھا بھی کہ نہیں اسکی بات کا کوئی لاجک نہیں تھا

وہ خاموش رہی عمر بھی خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا باہر آسمان سیاہ سے سیاہ تر ہوتا گیا

سلطان منزل کی ویرانی قبرستانوں کے سناٹے کو مات دیتی تھی فروااور مہر لان میں رکھی کرسیوں پہ بیٹھی کافی پی رہی تھیں رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی شمس سلطان اور سفیر اب تک گھر نہیں آئے تھے

یوسف سلطان تھوڑی دیر پہلے ہی سوئے تھے اس وقت کرسی پہ بیٹھی مہرماہ دور آسمان کو تاریک ہوتا دیکھ رہی تھی

تمھیں پتہ ہے مہر میں کتنی خوش ہوں؟فروا کی طمانیت بھری آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

کیوں؟مہر کی آواز بوجھل تھی

میرے پاس اب سب کچھ ہے تم میری بہو بن گئی میرے شوہر کو اسکا خواب مل گیا اس گھر سے نگین کی کاربن کاپی نکل گئی جیسا میں نے چاہا تھا سب ویسا ہی ہوا عالم ارواح میں موجود کئی روحوں کو سکون نصیب ہوا ہو گا وہ آنکھیں موندے پر سکون سی کہہ رہی تھیں

میری بہن کے بارے میں اس طرح مت بولیں مہر نے انکوٹو کا تھا میں اسے بہت یاد کرتی ہوں پتہ نہیں وہ لڑکا اسکے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہو گا وہ اسے پیسے تک نہیں دیتا آج اس نے اپنی ساری جیولری منگوائی ہے مجھ سے اللہ جانے کس حال میں ہو گی کیا ضرورت پیش آئی ہو گی اسے وہ آسمان کو دیکھتی بول رہی تھی

فروا نے نخوت سے سر جھٹکا تھا

میری بلا سے وہ بھاڑ میں جائے

سفیر ڈرنک کرنے لگے ہیں ممانی مجھے نہیں سمجھ آرہی میں انکو کیسے روکوں وہ بہت اپ سیٹ ہیں ان کا دل بری طرح ٹوٹا ہے مجھے نہیں لگتا میں دوبارہ اسے جوڑ پاؤں گی مہر نے بات بدل لی تھی

فروا کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا

مہر تم ایک عورت ہو تم سے ایک مرد قابو میں نہیں آرہا؟ کیا تمھیں یہ سب بھی میں بتاؤں؟ اسے محبت دو اپنا عادی بناؤ وہ خود ہی تمہاری طرف مائل ہو جائے گا تم محنت کرو بغیر محنت کے گھر نہیں بنتے اسکے لئے اگر ہالے سلطان کا lesser version بننا پڑے تو بن جاؤ خیر یہ بتاؤ بابا جان کا کیا سلوک ہے تمہارے ساتھ؟

مہر دل کھول کر مسکرائی تھی

ابا میرے ہیں ممانی ..... ان سب کرائسز میں ایک بات ہے جو اچھی ثابت ہوئی ہے مہر ماہ کو یوسف سلطان مل گئے ہیں .. آپ کو پتہ ہے وہ سارا سارا دن مجھ سے بات کرتے ہیں میرے ہاتھ سے چائے پیتے ہیں کھانا کھاتے ہیں اور تو اور انہوں نے میرا ہاتھ چوما کین یو بلیو اٹ انہوں نے میرا ہاتھ چوما مجھے میرا باپ مل گیا ہے مجھے ابا مل گئے ہیں نعمت تو اللّٰہ نے مجھے دی ہے کرم تو اسکا مجھ پہ ہوا ہے آپ کیا خوش ہونگی جتنی میں ہوں

اور تمھیں خوش دیکھ کر میں خوش ہوں کیونکہ اس دنیا میں تمھیں فروا سے زیادہ محبت کوئی نہیں کر سکتا تم مجھے سفیر سے بھی زیادہ عزیز ہو فروا سلطان تمھارے لئے مر بھی سکتی ہے اور مار بھی سکتی ہے یاد رکھنا وہ اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھے یاد دہانی کروا رہی تھیں

مہر دور آسمان کو دیکھتی مسکرا رہی تھی

وہ دونوں ایک تین منزلہ بلڈنگ کی دوسری منزل کے ایک فلیٹ کے دروازے پہ کھڑے تھے عمر نے بیل بجائی تھی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تھا اور ایک ستائیس اٹھائیس سالہ دبلی پتلی سی لڑکی دروازے پہ نمودار ہوئی تھی عمر کو دیکھ کر وہ دل سے مسکرائی تھی

اسکی رنگت سانولی تھی آنکھیں سنہری بال چھوٹے کٹے ہوئے جو بامشکل گردن کو ڈھانپتے تھے اس نے ڈھیلی سفید شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر پہن رکھا تھا وہ پرکشش تھی بہت زیادہ اتنی کہ اگر کوئی اسکو ایک بار دیکھے تو دوبارہ ضرور دیکھنا چاہے

الفا عمر آج تمھیں میری یاد کیسے آگئی؟ وہ نروٹھے پن سے شکوہ کر رہی تھی (الفا اس بھیڑیے کو کہا جاتا ہے جو سفر کے وقت قافلے کا سردار ہوتا ہے)

عمر بغیر جواب دیئے اندر داخل ہو گیا تھا اسی وقت اس لڑکی کی نظر ہالے پہ پڑی تھی چونکہ وہ عمر کے پیچھے کھڑی تھی سو اسکو نظر نہیں آئی تھی یا پھر اس نے دیکھنا نہیں چاہا تھا

تم بھی آجاؤ اس نے اب ہالے کے اندر بلا لیا تھا اندر آو تو فلیٹ کی ساری دیواروں پہ جابجا آسٹکی نوٹس لگے تھے

فلیٹ کی حالت ابتر تھی صوفے پہ رکھے کشن اب زمین کی زینت بنے پڑے تھے کافی کے خالی مگ اور آرڈر کئے

ہوئے کھانے کے ڈبے میز پہ پڑے تھے وہ لڑکی جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی پھوہڑ تھی

عمر نے ناپسندیدگی سے اپنے اطراف میں نظر دورائی تھی وہ لڑکی اب بھی چبھتی نظروں سے عمر کو دیکھ رہی تھی

مس لیل سکندر میں نے آدھا گھنٹہ پہلے تمھیں کال کی تھی اگر تم چاہتی تو گھر کو صاف بھی کر سکتی تھیں وہ کھانے

کے ڈبے اٹھاتا ہوا بول رہا تھا

مجھے کیا پتہ تھا الفا عمر اپنی زوجہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں ورنہ ضرور سارے گھر کو رگڑ رگڑ کے صاف کرتی

وہ اب نیچے پڑے کشن اٹھاتی کہہ رہی تھی

ہالے خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی اسکے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا

عمر بغیر کچھ کہے ڈبوں کو کچرا میں پھینک آیا تھا

آپ یہاں آکر بیٹھ جایئں وہ سنگل صوفے کی طرف اشارہ کرتا ہالے سے کہہ رہا تھا وہ بغیر کچھ کہے بیٹھ گئی تھی

غیر آرام دہ سی

چند منٹ تک عمر اور لیل چیزیں سمیٹتے رہے اب لیلا کا فلیٹ ذرا بیٹھنے کے قابل ہو گیا تھا

عمر ہالے کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گیا تھا لیلا اسکے ساتھ کاؤچ پہ بیٹھی تھی بیچ میں لکڑی کی میز رکھی تھی

یہ میری بیوی ہیں ہالے سلطان عمر نے گلا کھنکھار کر تعارف کروایا تھا (ہالے نے سلگ کر اسکو دیکھا تھا)

لیل اب غور سے اسکو دیکھ رہی تھی

ظاہر ہے میں جانتی ہوں اسے رپوٹرز کو جو تعارف کروایا تھا تمہاری بیوی نے اسے کون بھول سکتا ہے اسکے لہجے میں طنز نہیں تھا اسکا لہجہ عام سا تھا

میں یہاں آپ کے پاس ایک کام کے سلسلے میں آئی ہوں اگر ہم میری پرسنل لائف کو ڈسکس کرنے کے بجائے وہی بات کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا ہالے اس سارے وقت میں وہ پہلی بار بولی تھی

لیل سکندر نے جانچتی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

میں نے سوچا کچھ باتیں پہلے ہو جائیں تو بہتر ہے کیونکہ کام کے وقت میں کوئی فضول بات نہیں کرتی لیکن خیر جو تم چاہو بتاؤ کیا کام ہے کیا مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ عمر نے تمھیں اغوا کیسے کیا تھا ؟وہ ہتھیلی تھوڑی تلے جمائے پر تجسس انداز میں پوچھ رہی تھی

عمر آپ کا دوست ہے کیا آپ اسکے بارے میں بھی مجھے معلومات دیں گی؟ ہالے ذرا حیران ہوئی تھی

میرے کام میں کوئی دوست دشمن نہیں ہوتا اگر تم کہو تو میں اپنے باپ کی ڈیٹیل بھی دے دوں گی اور ایک اور بات الفا عمر میرا صرف دوست نہیں ہے اگر تم نہ آتی تو اب تک میں اس سے شادی کر چکی ہوتی وہ ہالے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

عمر جو جتاتی نظروں سے ہالے کو دیکھ رہا تھا لیل کی آخری بات پہ گڑبڑا گیا تھا

میری طرف سے ابھی قاضی بلوا لیں

اوکے سو مجھے کچھ گاڑیوں کی ڈیٹیل چاہئے اور ایک آدمی ہے اسکے بارے میں بھی معلومات چاہئے لیکن زرا جلدی میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس فوٹیج ہے آپ کو بھیج دیتی ہوں اوکے؟ہالے نے آخر میں سوالیہ نظروں سے اسکو دیکھا تھا

میں گاڑیوں کو نہیں لوگوں کو انویسٹی گیٹ کرتی ہوں یہ میرا کام نہیں ہے لیکن خیر تمہارا یہ کام میں کسی اور سے کروادوں گی اور جس آدمی کی ڈیٹیل تمھیں چاہیے کچھ دنوں تک مل جائیں گی میں اپنی پوری کوشش کروں گی کہ اس کام کو جلد از جلد کرلوں یہ تمھیں میرا فیور ہو گا وہ سوچ سوچ کر کہہ رہی تھی

لیکن میں آپ کو پھر بھی پے کروں گی ہالے مصر ہوئی تھی

لیل اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے سامنے کھڑی ہو گئی تھی

ہنی میں نے کب کہا میں تمہارا کام فری میں کروں گی؟فیور کا مطلب تھا میں تمہارا کام جلدی کروں گی پیسوں کے معملے میں ،میں اپنے باپ کو بھی نہیں بخشتی ایک گھنٹے کا تین ہزار چارج کروں گی میں منظور ہے تو ڈیٹیلز ای میل کر دو وہ کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی

اوکے مجھے منظور ہے ہالے نے پیچھے سے آواز لگائی تھی

عمران دونوں سے بے نیاز اپنے موبائل پہ کسی کو میسج کر رہا تھا

ای میل اڈریس لکھو پھر وہ وہیں سے بول رہی تھی

اپنا اڈریس لکھوانے کے تھوڑی دیر بعد وہ ٹرے میں تین مگ لئے چلی آئی تھی

لیل کے کافی پیتے ہوئے ہالے نے اسکو فوٹیج بھیج دی تھی باقی سارے معملات بھی طے ہو گئے تھے تب ہی ہالے اٹھ کھڑی ہوئی اس نے کافی نہیں پی تھی اسکا کپ ان چھوار کھا تھا

عمر اسکو دیکھ کر اٹھا تھا وہ دونوں دروازے کے باہر تھے جب لیل نے عمر کو کہنی سے پکڑ کر روک لیا ہالے نے اس طرف نہیں دیکھا تھا وہ آگے بڑھ گئی تھی

وہ اب عمر کی طرف دیکھ رہی تھی جانچتی ایکسرے کرتی نظریں

اسکو اس سب میں کیوں گھسیٹ رہے ہو الفا؟ تمھیں نہیں لگتا یہ اسکا ٹائپ نہیں ہے؟ وہ ایک مغرور ایلیٹ کلاس کی لڑکی ہے اسے فیشن اور کھانوں تک رکھو وہ اس ماحول میں سروائیو نہیں کر سکے گی اسکے اندر اب بھی معصومیت باقی ہے وہ یہ سب نہیں جھیل سکے گی اسکی آنکھوں میں تفکر تھا

عمر نے نرمی سے اپنی کہنی چھڑوائی تھی اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا اور بولنا شروع کیا تھا

جو عورت ذلت جھیل لیتی ہے وہ پھر سب کچھ جھیل سکتی ہے تمھیں پتہ تو ہو گا وہ معراج سلطان کی بیٹی ہے انہوں نے آخری وقت پہ مجھ سے کہا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو خدا کے بعد میرے حوالے کر رہے ہیں

تم جانتی ہو گی انکا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ میں انکی بیٹی کو روٹی کپڑا اور مکان یہ سب کچھ دوں یا پھر انکو ٹیپیکل بیوی بنا کر رکھوں انکا مطلب میں سمجھ گیا تھا اور اب میں وہی کر رہا ہوں تم مجھے کرنے دو انکو اپنے پیروں پہ کھڑا ہونے دو معصوم تو تم بھی تھی لیل تم نے بھی تو سروائیو کیا ہے ناں اسکا لہجہ نرم تھا

جبکہ لیل اب بھی متذبذب تھی

میں یتیم تھی عمر میں نے اپنے ماں باپ کو دیکھا تک نہیں تھا میرے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا مجھے اپنے لئے خود کھڑا ہونا پڑا وہ جھنجھلائی تھی

بس پھر فکر مت کرو اب وہ بھی یتیم ہے اور اس نے اپنے ماں باپ کو دیکھ رکھا ہے ایسا یتیم زیادہ خطرناک ہوتا ہے تم اسکو چھوڑو اسکے لئے عمر حیات ہے اپنا کام کرواو کے ؟

وہ اسکو اسی دروازے پہ چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا

رات کے تقریبا بارہ بج رہے تھے جب وہ دونوں لیل کے فلیٹ سے نکل کر گاڑی میں آ کر بیٹھے ہالے نے آتے ہی شیشہ کھول دیا تھا اس نے شام میں بھی یہی کیا تھا عمر نے نوٹ کیا تھا لیکن کچھ کہا نہیں

آپ کو گرمی لگ رہی ہے کیا؟ بلا خر اس نے پوچھ لیا تھا

تم مجھ سے صرف کام کے وقت مخاطب ہوا کرو مجھے تمہاری آواز سے کوفت ہوتی ہے اور میرے معملات میں دخل مت دیا کرو تمہارا اور میرا تعلق صرف کام تک ہے آئندہ کسی کے سامنے مجھے اپنی بیوی متعارف مت کروانا تمھارے لئے بہتر ہو گا وہ کھڑکی سے باہر دوڑتی گاڑیوں کو دیکھتی کہہ رہی تھی

آپ کو صرف میرا ہی قصور کیوں لگتا ہے آپ کی شادی سفیر سے نہ ہو اسکے لئے آپ کی چچی بھی تو آپ کے اغوا میں شامل ہو سکتی ہیں

میں بھلا ایسی کوئی حرکت کیوں کروں گا اس بات کا کوئی لاجک ہی نہیں ہے آپ ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچیں تو سہی تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں وہ اسکو دیکھ کر کہہ رہا تھا

جب کوئی لڑکی سارے جہاں میں بدنام ہو جاتی ہے جب اسکی شادی ٹوٹ جاتی ہے جب اسکی محبت اس سے چھین لی جاتی ہے اسکے خاندان والے اسکوڈس اون کر دیتے ہیں اسکا باپ اسکی شادی اسی کے مجرم سے کروا دیتا ہے تو تصویر کا کوئی اور رخ نظر نہیں آتا پھر چیزوں میں لاجک نہیں نظر آتا بس جو چیز نظر آتی ہے وہی حقیقت ہوتی ہے اور میں نے خود کو تمہاری گاڑی میں تمہارے گھر میں دیکھا ہے اسلئے میرے لئے یہی حقیقت ہے تم پہ عمر میں تم پہ اعتبار نہیں کرتی سو اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارا اعتبار کروں تو تمھیں اسکو کمانا ہو گا اعتبار بھیک میں نہیں ملتا تم میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت لاؤ میں کرلوں گی اعتبار میں مان لوں گی تمہاری بات وہ اب بھی باہر ہی دیکھ رہی تھی اسکے لہجے میں تپش تھی

آپ اپنے معملے میں نہ سہی جج صاحب کے معملے میں تو مجھ پہ اعتبار کر ہی سکتی ہیں وہ مصر ہوا تھا

ہالے نے چہرہ اسکی جانب موڑ لیا تھا اسکی آنکھوں میں سرخ ڈوریاں تھیں عمر نے بے اختیار نظریں چرائیں تھیں اس دن میرے باپ کے آفس میں میرے چچا اور میرے باپ کے قاتل کو دیکھ کر تمہارا خون نہیں کھولا ؟ تم نے ان سے معذرت کی تم انکے سامنے جھکے عمر اس دن تم نے اپنا رہا سہا مقام بھی کھو دیا ایک ذرا سا جو کہیں اعتبار تھا نہ کہ تم میرے باپ کے ساتھ مخلص ہو تم نے اسکو بھی ختم کر دیا تم ان سے محبت نہیں کرتے تھے تم سہی کہہ رہے تھے مرنے والا میرا باپ ہے تمہارا نہیں اس دن میں نے دیکھ لیا اسکے لہجے میں کاٹ سی تھی

عمر کے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے تھے جیسے بہت سارا اشتعال اندر دبالیا ہو

آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ میری جج صاحب سے محبت کو جج کریں

اس دن ... مسز ہالے اس دن شمس کو وہاں دیکھ کر .. میرا خون بھی کھولا تھا .میرا دل بھی کیا تھا کہ میں چیخوں چلاؤں غصہ کروں روؤں یا پھر شمس کو مار دوں ہاں یہ آسان تھا میں نے جب وہ ویڈیو دیکھی تھی تب میں آپ کی طرح رو نہیں رہا تھا میں اپنی گن لوڈ کر کے سلطان منزل گیا تھا

وہ بول رہا تھا اور ہالے سن رہی تھی

لیکن پھر میں نے سوچا اس طرح تو وہ ایک ہی بار مر جائے گا .... یہ موت تو بس خدا کے اختیار میں ہے کیا ہو گا کہ بچ جائے ؟ . . نہیں میں اسکو ایسے نہیں مار سکتا تھا میں اسکو تڑپا تڑپا کر ماروں گا میں دو قدم پیچھے ہٹا ہوں اسلئے نہیں کیونکہ میں بزدل ہوں اسلئے کیونکہ میں بھیڑیا ہوں اور میں بھیڑیے کی طرح شکار کروں گا دو قدم پیچھے ہو کر وار کروں گا اسکی آنکھوں میں جیسے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں

ہالے نے تاسف سے اسکو دیکھا تھا افسوس سے سر کو نفی میں ہلایا تھا اور پھر بولی تھی

تمھیں شرم نہیں آتی ایک ایسے جانور سے خود کو ملاتے ہوئے جسکا نام ہم تب لیتے ہیں جب کسی کے ساتھ انتہا کا ظلم ہوا ہوتا ہے جہاں بے حسی کی داستان رقم ہوئی ہوتی ہے جہاں سفاکی ہو جہاں بے جا دہشت ہو وہ ایک غلیظ جانور ہے تم اشرف المخلوق ہو کر خود کو ایک جانور سے ملا رہے ہو ؟اسکی آواز میں ملامت تھی

عمر نے اسکی طرف نہیں دیکھا تھا اس نے سامنے دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا تھا

بھیڑیا ظالم ہے سفاک ہے بے حس بھی ہے لیکن صرف اور صرف اپنے دشمن کے لئے بھیڑیا جنگلوں سے نکل کر ریپ نہیں کرتا بھیڑیا ایٹم بم نہیں گراتا بھیڑیا گن اٹھا کر لوگوں کو نہیں مارتا بھیڑیا بم دھماکے نہیں کرتا آپ کہتی ہیں بھیڑیا غلیظ ہے کیا ہم انسانوں سے زیادہ؟

بھیڑیا اپنی محرم مونث پہ جھانکتا تک نہیں بھیڑیا قبر میں لیٹی عورتوں کو نکال کر زیادتی نہیں کرتا بھیڑیا اپنے بوڑھے ماں باپ کو اولڈ ہوم نہیں چھوڑ کر آتا بلکہ جب اسکے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں وہ انکے لئے کھانا لاتا ہے انکی خدمت کرتا ہے بھیڑیا اپنے شریک حیات سے بے وفائی نہیں کرتا وہ ایک مونث بھیڑیا کے ہوتے ہوئے کبھی دوسری کو دیکھتا تک نہیں وہ ہر دوسرے مرد کی طرح اپنی بیوی کو دھوکہ نہیں دیتا وہ ہم اشرف المخلوق کی طرح اپنے دینی بھائیوں کو گدھے اور کتے کا گوشت نہیں کھلاتا وہ کبھی بھی مردار نہیں کھاتا نہ کھلاتا ہے

بھیڑیا کبھی اپنی آزادی پہ سمجھوتہ نہیں کرتا یہ اسے جس دن قید کر لو وہ اسی دن کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے

وہ ہم لوگوں کی طرح غلامی پسند نہیں کرتا آزاد تو ہم پیدا ہوئے تھے عقل و شعور تو ہم میں ہونا چاہیے تھا ہم کیوں بن گئے غلام؟

بھیڑیا تو انتہائی نفیس اور مہذب جانور ہے گند تو ہم انسانوں نے پھیلایا ہے ظلم تو ہم انسان کر رہے ہیں سافاکی تو ہم پہ ختم ہے غلیظ ترین تو ہم ہوتے جا رہے ہیں آئندہ اگر کہیں کوئی ظلم کوئی زیادتی ہو تو یہ مت کہیئے گا کہ انسان بھیڑیا نکلا بلکہ یہ کہیئے گا کہ انسان کی "انسانیت" ختم ہو گئی کیونکہ بھیڑیا برا نہیں ہوتا انسان زیادہ برا ہوتا ہے وہ

بول کر خاموش ہو گیا تھا اسکی لہجے میں کبھی بھی طنز نہیں ہوتا تھا برتری کی خواہش نہیں ہوتی تھی اپنی بات منوانے کی ضد نہیں ہوتی تھی وہ ایسے بات کرتا تھا جیسے کسی بہت ہی عزیز چھوٹے بچے کو سوال سمجھایا جا رہا ہو ہالے اسکو دیکھ کر رہ گئی تھی

وہ اپنی باتوں سے لاجواب کرتا تھا ہالے نے اعتراف کیا تھا

شاہد ولا کی ساری بتیاں روشن تھیں ہارون شاہد اپنے کمرے میں ایزل اور کینوس کے سامنے کھڑا ایک منظر پینٹ کر رہا تھا

گرے آنکھوں والا ایک لڑکا اور اسکے ہاتھ سے ہاتھ چھڑاتی سیاہ آنکھوں والی لڑکی لڑکے کی آنکھوں میں کرب تھا جبکہ مقابل کی آنکھیں سپاٹ تھیں

اب اسکے پاس رنگ بھی تھے برش بھی تھے اور رنگوں کی پہچان بھی بس آنکھوں کی چمک جیسے کہیں کھو سی گئی تھی

اسی وقت اسکے کمرے کا دروازہ کسی نے ہلکے سے ناک کیا تھا ہارون کم ان کہہ کر پھر سے پینٹنگ میں محو ہو گیا تھا

دروازہ کھلا تھا سامنے ایک سولہ سالہ لڑکا کھڑا تھا سیاہ جینز شرٹ میں ملبوس وہ دروازے کی چوکھٹ میں کھڑا تھا

تھوڑی دیر تک کوئی آواز نہ پا کر ہارون نے مڑ کر دیکھا تھا اور چونک گیا تھا

حسن تم ؟... آؤ بچے اندر آؤ وہاں کیوں کھڑے ہو ہارون خوش دلی سے کہہ رہا تھا

حسن بغیر کچھ کہے اندر آ گیا تھا اور کونے میں رکھے شہانہ سے کاؤچ پہ بیٹھ گیا تھا

ہارون نے اپنے کمرے میں رکھی منی فرج سے دو سافٹ ڈرنک کے کین نکالے تھے ایک اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور دوسرا حسن کو تھماتے ہوئے اسکے سامنے دوسرے کاؤچ پہ بیٹھ گیا

اتنی رات میں کس کے ساتھ آئے ہو ؟ اس نے جیسے بات کرنے کے لئے کوئی موضوع تلاش کیا تھا

ڈرائیور کے ساتھ . ..اس نے ہلکی آواز میں جواب دیا تھا

اس وقت ؟ اگر کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتے تم اس وقت مت نکلا کرو حسن یہ ٹھیک نہیں ہے وہ تفکر سے کہہ رہا تھا

آج میرا رزلٹ تھا میں نے میٹرک میں بورڈ ٹاپ کیا ہے پہلے نمبر پہ آیا ہوں میں وہ کین کو اپنے ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہہ رہا تھا

ہارون خوش ہو گیا تھا

کیا واقعی .. چیمپئن تم نے پھر سے کر دکھایا یار آئی ایم پراوڈ آف یو چلو بتاؤ تمھیں کیا گفٹ چاہئے جو کہو گے وہی ملے گا . دل خوش کر دیا تم نے چیتے براووو وہ چہکتے ہوئے کہہ رہا تھا

حسن نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں

اماں ..ماموں .. آپ .. مہر آپی . کسی کو بھی پتہ نہیں تھا ناں ؟ کسی کو میرا رزلٹ یاد نہیں تھا میں نے آج پورا دن انتظار کیا کسی نے مجھے مبارک باد نہیں دی ہالے نے بھی نہیں اسکو دینی چاہئے تھی اسکو میرے پاس آنا چاہیے تھا

بابا کو کبھی میرا ٹیسٹ تک نہیں بھولتا تھا وہ مجھے ہر دفع ...کچھ نہ کچھ گفٹ کرتے تھے ..میرے رزلٹ والے دن ..وہ شام میں مجھے ..میری مرضی کی جگہ لے جاتے تھے میرے بابا کے بعد ہالے کو یہ سب کرنا چاہیے تھا . ..وہ میری بڑی بہن ہے ..میں نے ان بچوں کی سٹوریز بھی دیکھی ہیں جو سیکنڈ آئے تھے وہ سب کہیں نہ کہیں گھومنے گئے ہیں ... کہیں ڈنر کرنے گئے ہیں انکو گفٹس ملے ہیں اور میں فرسٹ آیا ہوں لیکن پھر بھی کسی نے مجھے پوچھا تک نہیں وہ چہرہ جھکائے کہہ رہا تھا ہارون کو اسکی آواز گلوگیر سی لگی

اسے بے اختیار پچھتاوا ہوا اس نے آگے بڑھ کر حسن کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا

آئی ایم سوری حسن رئیلی آئی ایم میں کفارہ ادا کروں گا جیسے تم چاہو اور ہالے سے ناراض مت ہو وہ ٹراما سے گزر رہی ہے اسکے ساتھ کتنا برا ہوا ہے اسکو سمجھو یار حسن نے سرخ پڑتی آنکھیں اٹھائی تھیں

ٹراما.. میں ہے وہ؟ ہاں؟... میں نے خود اپنی آنکھوں سے ..اسکو ریستوران جاتے دیکھا ہے ...وہ بھی اس عمر کے ساتھ ... جانتے ہیں آپ مجھے کتنی تکلیف ہوئی ہے میں تو اس سے ملنے جا رہا تھا لیکن ...اسے اس آدمی کے ساتھ دیکھ کر میں واپس آ گیا اسکو اب ضرورت نہیں ہے میری ہارون بھائی وہ . . اپنی زندگی میں مگن ہے وہ غصے سے غرآیا تھا

حسن کالم ڈاؤں یار وہ اس آدمی کے ساتھ کسی کام سے ہی گئی ہو گی تم اسکو تھوڑا سپیس دو اور تم خود کو بھی کچھ وقت دو تم بالکل needy اور desperate

ہوتے جا رہے ہو ایسا مت کرو اپنے ساتھ اپنی بہن کو سمجھو اسکا غم تمھارے غم سے بڑا ہے آج میں بھی ملا تھا اس سے اس نے مجھ سے بھی یہی کہا کہ اسکا اور میرا کوئی تعلق نہیں اسکے سامنے نہ آیا کروں مجھے دیکھ کر اسکو تکلیف ہوتی ہے تم سے کم از کم کچھ کہا تو نہیں ناں وہ اسکو سمجھا رہا تھا

حسن سب کچھ بھول کر اسکو دیکھے گیا

اس نے آپ سے دوستی ختم کر دی ؟مطلب اب آپ دونوں کبھی ساتھ نہیں ہوں گے ؟وہ آپ کو معاف نہیں کرے گی ؟اور آپ پھر بھی اتنے کول ہیں ؟آپ کو فرق نہیں پڑ رہا میری بہن نے آپ کے ساتھ ہر تعلق ختم کر دیا اور آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا مطلب آپ نے واقعی میری بہن کو دھوکہ دیا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ؟وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اب بلند آواز میں کہہ رہا تھا

ہارون نہیں اٹھا تھا وہ اسی طرح بیٹھا تھا

اس نے کہا مجھے دیکھ کر اسکو "تکلیف" ہوتی ہے ..اسکا مطلب ہے ہم دونوں کا تعلق بر قرار ہے ..وہ اب بھی میرے لئے فیل کرتی ہے ..جس دن اس نے یہ کہا کہ اسکو میرے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا ..ہمارا تعلق تب ختم ہو گا اور اسکی نوبت میں آنے نہیں دوں گا

حسن بے دھم سا ہو کر بیٹھ گیا تھا

یہ تعلق میرے لئے زندگی ہے حسن میں نے اسکو اسکے حال پہ چھوڑ دیا میں نے اس سے زبردستی شادی نہیں کی صرف اسلئے کیونکہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے نفرت نہ کرے یہ چیز مجھ سے برداشت نہ ہوتی لیکن دیکھو وہی ہوا

مگر تم دیکھنا میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا میں اس پہ گواپ نہیں کروں گا مجھے ہماری دوستی اور ہالے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے

میں اس تعلق کو دوبارہ بنالوں گا چاہے جو مرضی کرنا پڑے وہ حسن کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

حسن خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

میری بہن کو ہرٹ مت کرنا ہارون بھائی میں اس دفع معاف نہیں کروں گا اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی

ہارون نے اسکو آنکھیں دکھائی تھیں

اور ابھی ذرا دیر پہلے جو غیبت کر رہے تھے اسکا کیا ہاں ؟

غیبت نہیں تھی وہ بس اسکو عمر کے ساتھ دیکھ کر میرا خون کھول جاتا ہے ایک تو اس نے میری بہن کو اغوا کیا اور پھر اب پتہ نہیں کس بات سے اسکو اتنا دھمکا رکھا ہے کہ وہ اسکے ساتھ رہنے پہ مجبور ہے فراڈ یا آدمی وہ سلگ کر بولا تھا

وہ دونوں کچھ ڈھونڈ رہے ہیں حسن اور مجھے لگتا ہے میں انکی مدد کر سکتا ہوں وہ باہر ڈھونڈ رہے ہیں جبکہ کھوئی ہوئی چیز کو سب سے پہلے اپنے گھر میں ڈھونڈنا چاہئے وہ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا

آپ کیسے ؟.. آپ کیسے مدد کر سکتے ہیں ؟

ہارون مسکرایا تھا دل کھول کر

کیونکہ میں سلطان منزل جا سکتا ہوں وہ دونوں نہیں اور گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے کیا تم نے سنا نہیں

حسن نے افسوس سے سر ہلایا تھا

ڈاین بھی سات گھر چھوڑ کر وار کرتی ہے

لیکن میں تو "پاگل "ہوں اور پاگل سب سے پہلے اپنے گھر والوں پہ ہی وار کرتے ہیں

خیر چلو تمھیں گھر چھوڑ آؤں وہ اسکی گردن میں بازو ڈالتے آگے بڑھ گیا تھا

جس کمرے میں ہالے رہ رہی تھی یہ کمرہ عمر کے کمرے کے مقابلے ذرا چھوٹا تھا دروازے سے اندر آؤ تو سامنے والی دیوار کے ساتھ بیڈ رکھا تھا ایک طرف بڑا سا صوفہ اور بیڈ کے سامنے والی دیوار کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل رکھا تھا الماری میں اب کچھ کپڑوں کا اضافہ ہوا تھا جو کہ ہالے نے شانو کو پیسے دے کر صبح منگوائے تھے کچھ کپڑے مہر نے بھیجے تھے اب بس شکر یہ تھا کہ اسے کسی اور کے کپڑے نہ پہننے پڑتے وہ اپنے بیڈ پہ لیٹی کچھ سوچ رہی تھی جب عمر بغیر دستک دیئے اندر داخل ہوا تھا اسکے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا

ہالے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی عمر کو دیکھ کر ایک بار پھر اشتعال عود کر آیا تھا

تمھیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی کیا کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے ناک نہیں کرنا چاہئے کیا خیال ہے تمہارا ؟وہ چبا چبا کر کہہ رہی تھی

اصل میں میری نوکری کی وجہ سے ہر جگہ بغیر اجازت جانے کا عادی ہو گیا ہوں کبھی ریڈ تو کبھی چھاپہ کبھی کسی کو اٹھا کر لانا ہے تو کبھی کسی کے اڈے پہ پولیس لے کر جانی ہے اب اجازت لیتے ہوئے ہچکچاہٹ ہوتی ہے محسوس ہوتی ہے وہ عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا

جبکہ ہالے سلگ ہی تو گئی تھی

تم مجھے اپنی قابلیت اور مقبولیت کے قصے سنانے آئے ہو یا پھر میری وجہ سے اپنی جاب کے جانے کا حساب لینے آئے ہو؟

میری جاب آپ کی وجہ سے نہیں گئی وہ اسلئے گئی کیونکہ میں یہ "چاہتا" تھا آپ تو خاموشی سے گزر رہیں تھیں ان رپوٹرز کے سامنے بولنے کا مشورہ میں نے دیا تھا اب آپ پوچھیں گی میں نے ایسا کیوں کیا تو بتا دوں کہ میری جاب بہت ٹف ہوتی ہے میں یا تو جاب کر سکتا تھا یا پھر (لیپ ٹاپ کو فضا میں بلند کیا تھا)

یا پھر "کام"

تم. نے ....مجھے استعمال کیا؟ تمھیں شرم نہیں آئی تم نے ایک لڑکی کو استعمال کیا؟..مجھے تو یقین نہیں آرہا بابا نے تم جیسے انسان کو اپنے قریب کیسے رہنے دیا؟ تم جیسے فراڈ اور خود غرض آدمی کو وہ پہچان کیوں نہ سکے تم ....

وہ ابھی کچھ اور بھی کہتی جب عمر نے اسکی بات کاٹی تھی

اس سے پہلے آپ میری شان میں مزید القابات کا اضافہ کریں میں آپ کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں وہ پر سکون سا کہتا اسکے قریب آکر بیٹھنے لگا تھا جب ہالے نے اسکو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا اور خود بیڈ سے نیچے اتر آئی تھی

یہ میرا کمرہ ہے عمر حیات ... مجھے یہاں تمہاری موجودگی نہیں چاہئے کراہیت آتی ہے مجھے تم سے ... سو اگلی بار جب مجھ سے بات کرنی ہو تو اسٹڈی میں بلانا کیونکہ وہ ہماری ورک پلیس ہے .. یہ کمرہ ... یہ میری پرسنل سپیس ہے آئندہ یہاں مت آنا وہ بولتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی تھی

عمر اسکے پیچھے گیا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اسٹڈی میں بیٹھے تھے لیپ ٹاپ عمر کی گود میں رکھا تھا ہالے اسکے قریب رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھی تھی عمر اسکو کچھ بتا رہا تھا

سکرین پہ وہی ریستوران کی فوٹیج والا آدمی تھا

یہ آدمی اسکا نام شیر علی ہے دو ماہ قبل منشیات کی سمگلنگ کے کیس سے اسکو بیل مل گئی تھی کیونکہ اسکے دوست طاقتور ہیں سسٹم میں انکے لوگ بیٹھے ہیں یہ نامی گرامی غنڈہ ہے اغوا۔۔ ریپ . قتل . . انسانی اسمگلنگ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو اس نے نہ کیا ہو

ہالے آنکھیں چھوٹی کئے اسکو دیکھے گئی

یہ آدمی جو ڈرائیور بن کر آیا تھا یہ شیر علی کا بھائی ہے ندیم علی اپنے بھائی کے ہر کام میں برابر کا شریک لیکن یہ اس طرح کام کرتا ہے جیسے انڈر کور پولیس افسر یہ کبھی سامنے نہیں آیا

تمہارا مطلب ہے اس بار یہ جان بوجھ کر سامنے آیا ہے ؟لیکن اسکی وجہ کیا ہو سکتی ہے ؟ہالے نے اسکو بیچ میں ٹوکا تھا

درست یہ جان بوجھ کر سامنے آیا ہے یہ بس ایک ڈسٹر یکشن ہے اسکے اوپر بہت لوگ ہیں اس نے شروع دن سے کچھ نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہے ہر قسم کے ٹارچر کے بعد بھی اس نے منہ سے ایک لفظ نہیں نکالا یہ اب تک گونگا ہونے کی اداکاری کر رہا ہے اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ لاسٹ ٹائم شیر علی کو جیل سے نکلنے میں کس نے مدد کی جس نے بھی کی ہو گی ہمارا دشمن وہی ہے کیونکہ اسی فیور کے بدلے شیر علی اور اسکا بھائی یہ کام کر سکتے ہیں ورنہ جیل سے نکلنے کے بعد اتنی جلدی وہ کوئی دوسرا کرائم صرف پیسوں کی خاطر نہیں کر سکتے کوئی نہ کوئی ذاتی مفاد یا مجبوری ضرور ہو گی

عمر سنجیدگی سے بتا رہا تھا

اوہ مطلب بڑے ہی پروفیشنل لوگ ہائر کیے ہیں تم نے کیا بات ہے تمہاری تمھیں تو شروع سے ہی پتا ہو گا کہ یہ کچھ بولے گا ہی نہیں اور تم میرے ساتھ بیٹھ کر انکو ڈھونڈنے کا ڈرامہ کرو گے اور آخر میں ،میں خالی ہاتھ رہ جاؤں گی اور تم عمر حیات تم ہیرو بن جاؤ گے گریٹ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اسکو شاباش دی تھی

مجھے تو یہ نہیں سمجھ آرہی کہ میں اپنے اصل اغواکار کے ساتھ مل کر اپنے نقلی اغواکار کو کیوں ڈھونڈ رہی ہوں ؟میری عقل پہ کیسے پتھر پڑ گئے ہیں میرا دماغ چل گیا ہے وہ بلند آواز میں بول رہی تھی

عمر لب بھینچے اسکو دیکھے گیا پھر یکدم وہ اٹھا تھا

صوفے کے ہتھے پہ اپنا ایک ہاتھ رکھ کر وہ ہالے کی جانب جھکا تھا وہ دم سادھے بیٹھی رہی

ہالے معراج سلطان میں ....نے .. آپ کو .اغوا نہیں کیا .. یہ بات آپ اپنے چھوٹے سے فتنہ دماغ میں بیٹھا لیجئے .. اور آپ میرے ساتھ کام اسلئے کر رہی ہیں کیونکہ آپ کے پاس میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے کیونکہ آپ کے باپ نے آپ کو میرے ساتھ رہنے کا کہا ہے کیونکہ آپ کے پاس جانے کو کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے پاس ... اپنا حق لینے کے لئے تعلقات یا پیسہ نہیں ہے آپ بس ایک بگڑی ہوئی رئیس زادی ہیں جسے بس فیشن اور کھانوں کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں ہے جو کہ ہاتھ پاؤں مار کر اپنا مجرم ڈھونڈنے کی بجائے .. سارا الزام ایک ایسے شخص پہ لگا رہی ہے جس کے خلاف اسکے پاس ایک ثبوت بھی نہیں ہے اصل میں، آپ کو میں بتاؤں آپ کیا ہیں؟

آپ ایک سست لڑکی ہیں .. جس سے کام نہیں ہوتا ... آپ کا دماغ آپ کو غلط گائیڈ کر رہا ہے ... آپ ہر قصور ہر غلطی کو میرے کھاتے میں ڈالتی ہیں کیونکہ میں آسان ہدف ہوں ... آپ مشکل کام کرنے سے ڈرتی ہیں

وہ پیچھے ہٹا تھا بازو سینے پہ باندھ لئے تھے اور کہنا جاری رکھا

سواب ...اگر آپ کہہ رہی ہیں کہ میں نے آپ کو اغوا کیا زبردستی آپ کو اپنے پاس رکھا تو ٹھیک ہے میں نے یہ کیا اب بتائیں کیا کریں گی ؟کیا ثبوت ہے ؟کون گواہ ہے ؟کس عدالت میں جا کر میرے خلاف بات کریں گی ؟کون سے مارننگ شو میں جا کر اپنے دکھڑے سنائیں گی کیونکہ میں سمجھ گیا ہوں آپ صرف یہی کر سکتی ہیں اسکے لہجے میں تپش تھی

ہالے کی رنگت سفید پڑنے لگی تھی

آپ کے غم نے آپ کے دماغ کو بند کر دیا ہے ہالے اسکو کھولیں اس سے کام لیں منہ سے بولنے سے کچھ نہیں ہو گا ثبوت لا کر میرے منہ پہ ماریں آپ مضبوط ہیں باہمت ہیں آپ وہی ہیں جس نے ایک چھ فٹ ایک انچ کے مرد کو اکیلے ہسپتال پہنچایا تھا آپ وہی ہیں جس نے اپنے خاندان کی جدائی کو سروائیو کیا ہے آپ وہی ہیں جس نے ذلت جھیلی ہے جو عورت ذلت جھیل لیتی ہے وہ سب کچھ جھیل لیتی ہے خود کو زائع مت کریں اب کی بار اسکا لہجہ نرم ہو گیا تھا

ہالے بغیر کچھ بولے شاکی آنکھوں سے اسکو دیکھے گئی

عمر چند قدم آگے آیا تھا لیپ ٹاپ اٹھایا تھا اور ہالے کی گود میں رکھا تھا

اس میں .. شیر علی کے سارے کیسز کی ساری ڈیٹیلز ہیں پڑھیں اور کس کیس سے کس نے اسکو نکالا ہے اسکی ڈیٹیل یہ (اپنا فون ہاتھ میں اٹھا کر اسکے ہاتھ میں تھمایا تھا)میرے کنٹیکٹ لسٹ میں دسواں نمبر لیل کا ہے اور بیسواں ایک دوسرے انویسٹی گیٹر کا جس کسی نے بھی شیر علی کو اسکے کیسز سے نکالا ہے ساری ڈیٹیلز آپ کو

مل جائیں گی آج رات ہی میں جا رہا ہوں صبح آؤں گا اگر آپ نے کام کر لیا تو ہم ٹیم رہیں گے اور اگر نہیں کر سکیں یا نہیں کرنا چاہتیں تو جیسا آپ چاہیں گی میں کروں گا بس ایک بات یاد رکھیں ساری دنیا آپ کی دشمن ہو سکتی ہے لیکن عمر حیات نہیں وہ نرمی سے کہتا چلا گیا تھا

ہالے وہیں بیٹھی رہ گئی

ساکت شل

حسن سلطان جب اپنے کمرے میں آیا تو اسکے بیڈ پہ پھولوں کا ایک بکے رکھا تھا ایک بڑا سا گفٹ کا ڈبہ بھی ساتھ ہی رکھا تھا حسن متحیر سا چوکھٹ پہ کھڑا رہ گیا اور پھر اگلے لمحے وہ لپک کر اپنے بیڈ کے پاس آ گیا تھا اس نے بکے اٹھا کر دیکھا تھا اس میں ایک ننھا سا کارڈ لگا تھا اس پہ بھیجنے والے کا نام لکھا تھا

معراج سلطان

حسن جہاں تھا وہیں تھم گیا... اسکی سانس تک رک گئی تھی وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کارڈ کو دیکھے گیا اور پھر بے دھم سا ہو کر بیڈ پہ گرا تھا

اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا آنکھوں میں نمکین پانی بھرنے لگا تھا اس نے کارڈ کو ایک بار پھر اٹھایا تھا اور اس پہ لکھا نام ایک دفع پھر پڑھا تھا

ایک دفع دو دفع تین دفع اور پھر وہ پڑھتا ہی گیا

پہلے زیر لب پھر سر گوشی کی صورت اور پھر بلند آواز میں زور زور سے پڑھتا گیا ...وہ شاید خود کو یقین دلانا چاہتا تھا

کارڈ کے کونے میں ایک اس شاپ کا نمبر لکھا تھا جہاں سے پھول لئے گئے تھے اس نے جیبیں ٹٹول کر اپنا موبائل باہر نکالا تھا اور کارڈ کو دیکھتے کانپتے ہاتھوں سے نمبر ڈائل کیا تھا

کال کے پک ہوتے ہی کسی کی پروفیشنل سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی اپنی شاپ اور بات کرنے والے کا تعارف کروایا گیا تھا

حسن کے مانو سماعتوں پہ پردے پڑ گئے تھے

میں .. حسن سلطان بات کر رہا ہوں .... سلطان منزل سے ...مجھے آج .. آپ لوگوں کی طرف سے . ..ایک بکے ملا ہے جس پہ معراج ... معراج سلطان لکھا ہے کیا آپ بتا سکتی ہیں ... یہ پھول بھیجنے کے لئے آپ سے کس نے کہا تھا .. حسن نے رک رک کر شستہ انگلش میں سوال کیا تھا

آواز سفر کرتی فون کے اس پار گئی تھی فون کان سے لگائے بیٹھی لڑکی کے کانوں میں سر گوشی سی کر کے کہیں معدوم ہو گئی تھی

جی سر وہ پھول آپ کو ہماری ہی شاپ سے بھیجے گئے ہیں اصل میں ایک مہینہ پہلے معراج سلطان صاحب خود آئے تھے اور آج کی ڈیٹ پہ ایک اڈریس پہ پھول بھیجنے کا کہا تھا انہوں نے پیمنٹ کر دی تھی ہم شرمندہ ہیں سر ہمیں ذرا دیر ہو گئی

حسن کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گرا تھا آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو گرے تھے

سر آپ سن رہے ہیں .ہیلو سر ...ہم معذرت خواہیں سر

فون کے سپیکر سے آوازیں آ رہی تھیں لیکن حسن کو کوئی پرواہ نہیں تھی اسے اب کسی کی پرواہ نہیں تھی وہ پھولوں کو سینے سے لگائے کارڈ پہ لکھے معراج سلطان کے نام کو دیوانہ وار چومتا جاتا اور روتا جاتا ساتھ ساتھ پکارتا جاتا تھا

آپ کو ... نہیں مرنا چاہیے تھا بابا ... آپ کو نہیں مرنا چاہئے تھا ... آپ کے جانے سے سب سے زیادہ نقصان میرا ہوا ہے .... آپ نے مجھے اکیلا کر دیا ہے .. یہ پھول آپ کی طرف سے ملنے والے آخری پھول ہوں گے بابا .... کاش میں انکو کبھی ... مرجھانے نہ دے سکتا ... کاش آپ نہ مرتے

اسکی آواز بلند ہوتی جارہی تھی اور آنکھیں سرخ یکدم اس نے اپنے آنسو صاف کئے تھے نیچے گرا موبائل اٹھا لیا تھا اب اسکی انگلیاں ہالے سلطان کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں وہ ایک ہاتھ سے آنکھوں کو صاف کرتا اور دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑ رکھا تھا

بیل جا رہی تھی . . .

سلطان منزل سے کئی کلو میٹر دور جاؤ تو اسٹڈی میں بیٹھی ہالے سلطان کا موبائل تھرتھرا رہا تھا عمر کے جانے کے بعد وہ اب تک اسی طرح بیٹھی تھی کال کی آواز پہ اس نے تکان سے کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا تھا

اپنے بیڈ پہ بیٹھے حسن سلطان نے کال ملتے ہی پرجوش سا بولنا شروع کر دیا تھا

ہالے تمھیں پتہ ہے .... بابا نے .. میرے لئے انہوں نے میرے لئے . . .

حسن میں بات نہیں کر سکتی فون رکھو اس نے تھکے تھکے انداز میں کہہ کر کال کاٹ دی تھی

حسن شل رہ گیا اسکا فون والا ہاتھ بے دھم ہو کر اسکے پہلو میں آ کر گرا تھا اسکے ہونٹ بے یقینی سے پھڑ پھڑائے تھے

تم نے .. یہ . ایک دفع پھر کیا . . .

کارڈ کو ہاتھ میں لئے اس نے خود کو بیڈ پہ پھینکنے کے انداز میں گرایا تھا اب اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے اسکی آنکھیں خشک تھیں

بیڈ پہ پڑا نیلے کور میں لپٹا گفٹ کا ڈبہ اپنی ناقدری پہ ناراض سا لگتا تھا اسکے سرپہ لگا اسکے بھیجنے والے کا نام تک نہیں پڑھا گیا تھا ناٹ فیئر

ڈبے کے اوپر بھلا کونسا نام لکھا تھا؟ ڈبے پہ چپکے کارڈ پہ فارسی میں ایک سطر لکھی تھی

موفقیت شمارا تبریک می گویم

عمر حیات

(تمہاری کامیابی پہ سب سے زیادہ خوش)

عمر حیات

اب سلطان منزل سے نکل کر دبے پاؤں عمر کی اسٹڈی میں جاتے ہیں جہاں ہالے سلطان بے دھم سی بیٹھی تھی حسن کی کال کاٹ کر اس نے موبائل دور پھینکا تھا اور اب کچھ سوچ رہی تھی عمر کے لیپ ٹاپ پہ نظر پڑتے ہی خون کھول سا گیا تھا یکدم وہ صوفے سے اٹھی تھی

یہ سمجھتا کیا ہے مجھے کیا اس کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتی اسکو اب میں بتاؤں گی یہ بگڑی ہوئی ایلیٹ کلاس کی لڑکی کیا کیا کر سکتی ہے

پیروں میں سلیپر اڑستے اس نے انٹر کام اٹھا کر شانو کو بلایا تھا

تب تک وہ نیچے نرم قالین پہ بیٹھی اپنا سیٹ اپ بنا چکی تھی بیٹھتے ہوئے اسکے سینے تک آتی چھوٹی ٹیبل پہ رکھا اسکا لیپ ٹاپ (جو کہ بخش آج ہی لایا تھا) پاس پڑی چھوٹی سی ڈائری ہاتھ میں پکڑا موبائل اور سامنے کھڑی نیند سے بھری آنکھیں لئے شانو

باجی جی .. اس وقت کیا کر رہے ہو .؟ اسکی آواز اب بھی نیند کا خمار تھا

پہلے تو تم جاؤ بخش کو اٹھا کر لاؤ

اسکے بعد جاؤ میرے لئے کافی کا ایک پورا تھرماس بنا کر لاؤ خیال رہے چینی ٹھیک ٹھاک ڈالنا اور دودھ بھی چلو

اب جاؤ وہ لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے مصروف سی بولی تھی

اس وقت باجی ؟.. اور خدا کی قسم میں بڑی گندی کافی بناتی ہوں . عمر صاحب کہتے ہیں .. میرے ہاتھ کی کافی سے بہتر ہے بندہ سقراط کا بچا ہوا زہر کا پیالہ پی لے وہ اپنی تعریف میں رطب السان تھی

ہالے نے لیپ ٹاپ سے نظر اٹھائی تھی اور اسکی طرف دیکھا تھا

آپ کو کیا لگتا ہے اس وقت میں اچھی کافی پی کر چل کرنے کے موڈ میں ہوں ؟ میں آپ کے ہاتھ کی بدمزہ کافی اسلئے پینا چاہتی ہوں تاکہ میرے دماغ کی تاریں ہل جائیں اور میں ساری رات سو نہ سکوں اب آپ جائیں گی یا گاڑی بلوا دوں ؟ وہ نرم مگر ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہی تھی

شانو سر جھٹک کر بڑبڑاے ہوئے نکل گئی تھی

آدھا پاگل شوہر تھا بیوی پوری پاگل ہاں نہیں تو بھلا میری کافی ہی ملی ہے ان دونوں کو مذاق اڑانے کو ہنہہ

ہالے نے ڈائری سے ایک نمبر نکالا تھا اور اب اس پہ کال جا رہی تھی دوسری جانب کال پک کر لی گئی تھی

سلام دعا کے بعد وہ سیدھا مدعے پہ آئی تھی

ہاں فراز مجھے ایک کام تھا تم سے ..ہاں خیر ہی ہے کچھ گاڑیوں کی ڈیٹیلز چاہیے تھیں اور ایک نمبر بھیج رہی ہوں کام کر دو گے ؟ وہ مصروف سی پوچھ رہی تھی

جواب میں کچھ کہا گیا تھا

ہاں اوکے میں تمھیں واٹس ایپ پہ بھیج دیتی ہوں ڈیٹیلز ... نہیں نہیں بس یہی بہت ہے تھینکیو اس نے کال کاٹ دی تھی اور فوٹیج میں نظر آنے والی گاڑیوں کے نمبر پلیٹس کی تصاویر فراز کو سینڈ کر دی تھیں

فراز اسکا کلاس فیلو تھا اسکے باپ اور بھائی کی گاڑیوں کی ایجنسی تھی خود وہ آئی ٹی کا کیڑا تھا یہ معلومات اسکے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھیں

اب اس نے ایک اور کال ملائی تھی لیل کی نیند میں ڈوبی آواز گونجی تھی

کس کو موت پڑ گئی ہے ؟وہ سخت بے زار ہوئی تھی

آپ کو ایک گھنٹے کے چھ ہزار چاہیے ؟ہالے نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا تھا

لیل اٹھ کر بیٹھ گئی تھی

الفا کی زوجہ بات کر رہی ہو ؟وہ سنبھل کر پوچھ رہی تھی

میں ہالے سلطان بات کر رہی ہوں عمر کو بیچ سے نکال کر میرے لئے کام کریں گی ؟اسکا لہجہ بے لچک تھا

ساڑھے چھ ہزار لوں گی ایک گھنٹے کے اس کے علاوہ میرے کھانے کے لئے کچھ بھیجنا ہو گا کچھ بھی جو مرضی آرڈر کر دو میرے اڈریس پہ آدھے گھنٹے تک میں تب تک کام شروع کرتی ہوں

وہ اپنے سانولے چہرے پہ ہاتھ پھیرتی اٹھی تھی چھوٹے کٹے بالوں کو ایک ہاتھ سے پیچھے کیا تھا اور اپنے کمرے کے ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی اس کمرے میں بیڈ پہ ایک لڑکی بیٹھی تھی ہاتھ میں موبائل باؤل میں رکھے چپس سے ایک ایک چپس کھاتی قدرے موٹی سی لڑکی

لیل نے ہاتھ کے اشارے سے اسکو باہر بلایا تھا

وہ لڑکی ذرا حیرت زدہ سی باہر آئی تھی

اوکے مل جائے گا شیر علی اور اس کے بھائی ندیم علی کی ساری ڈیٹیلز چاہیے مجھے کب کب کس کیس میں پھنسے کتنا عرصہ جیل ہوئی کب نکلے کس نے نکالا سب کچھ آج صبح ہونے سے پہلے ہی مجھے سب چاہیے

لیل اب اپنا سسٹم آن کر رہی تھی

وہ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی تھی موٹی لڑکی نے اسکے ساتھ والی سیٹ سمبھال لی تھی اسکے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا

بات سنو زوجہ ... یہ کام کسی ایک آدمی کا نہیں ہے میں تمھیں شیر علی کے سارے کیسز کی تفصیل بھیجوں گی وہ ان سب سے کیسے نکلا کب نکلا یہ بھی بھیج دوں گی لیکن اسکے لئے مجھے اور لوگ بھی چاہیے ہوں گے میں انویسٹی گیٹر ہوں الہ دین کا چراغ نہیں تمھیں یا تو انتظار کرنا ہوگا یا پھر میرے دوسرے لوگوں کو پے کرنا ہوگا وہ سنجید گی سے کہہ رہی تھی

اوکے میں پے کر دوں گی آپ بس اس امر کو یقینی بنائیں کہ مجھے صبح ہونے سے پہلے ساری ڈیٹیلز مل جائیں گی

-

لیل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا

ایک اور بات میں پیسوں کے لئے صبح تک انتظار کر لوں گی لیکن باقی لوگ بغیر پیسوں کے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھیں گے بھی نہیں میں تمھیں اکاؤنٹس کی ڈیٹیلز بھیجتی ہوں انکو پیسے ٹرانسفر کروادو جتنا جلدی کرو گی کام اتنا ہی جلدی ہو گا

اب کے ہالے کے چہرے پہ سایہ سالہرایا تھا لیکن وہ نارمل رہی اس نے اوکے کہہ کر کال کاٹ دی تھی

اسکے پاس پیسے نہیں تھے اسکے پاس کوئی رقم نہیں تھی کیا کرے کہاں جائے

ہالے نے کال کاٹ دی تھی سر ہاتھوں میں گرالیا تھا

آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کبھی اسکو پیسوں کے لئے پریشان نہیں ہونا پڑا تھا اگر کبھی معراج سلطان اسکی پاکٹ منی بند کر دیتے تھے تو اسکے پاس ہارون شاہد موجود ہوتا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کے پیسوں سے کھانا کھاتے تھے گھومتے تھے شاپنگ کرتے تھے کبھی محسوس ہی نہیں ہوا تھا کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ ایک دن ہارون شاہد اسکے پاس نہیں ہو گا

سارا مسلہ ہی یہی تھا کہ اسکے پاس اب "ہارون شاہد" نہیں تھا

دوستوں کا "موجود" ہونا جتنی بڑی نعمت تھی انکا بچھڑنا اتنا ہی بڑا "عذاب" تھا

ہالے نے سر جھٹک کر سارے خیالوں کو جھٹکا تھا جب تمام منفی خیال جھٹک دیئے تو دماغ کو ذرا تقویت ملی اور جب دماغ پر سکون ہوا تو اس نے ہالے کے کان میں چپکے سے آکر ایک حل پہنچایا

ہالے کے ہونٹوں پہ زخمی سی مسکراہٹ آئی تھی اس نے ایک بار پھر اپنا موبائل اٹھایا تھا اور ایک نمبر پہ کال کی تھی

اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی مدحت کا موبائل بجنے لگا تھا اس نے نمبر دیکھا تھا غیر شناسا تھا کچھ سوچ کر اس نے کال اٹھا ہی لی تھی

میں ہالے بات کر رہی ہوں مدحت سپیکر سے ہالے کی آواز آئی تھی

تم .؟ کیسی. ہو تم ہالے ؟ تم ٹھیک ہو ناں ؟ میں دو بار تمہارے گھر گئی ہوں .. تم نہیں تھیں اور تمہارا نمبر بھی نہیں دیا کسی نے ... میں تمھارے لئے پریشان تھی مدحت جلدی جلدی بول مبادہ کہیں کال کٹ ہی نہ جائے

ہالے نے ایک گہری سانس بھری تھی

یہ سب چھوڑو تم یہ بتاؤ میرا وہ ڈائمنڈ سیٹ چاہیے تمھیں ؟ میری برتھڈے والا ؟

مدحت تھم سی گئی تھی

وہ ... سیٹ وہ کیسے دے سکتی ہو تم ؟ قیمتی ہے بہت زیادہ اور تمہارا فیورٹ بھی تم شیور ہو ؟۔

میں شیور ہوں تمھیں بس ایک دو اکاؤنٹس میں کچھ رقم بھیجنی ہو گی آج رات ہی کسی بھی طرح تم کر لو گی ناں ؟

ہاں میں کر لوں گی لیکن اس کے لئے تمھیں سیٹ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تم دوست ہو میری جتنی چاہو میں اتنی رقم تمھیں دے سکتی ہوں یار فارمیلٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں وہ سیٹ نہیں لے سکتی دوستی

میں سودے بازی نہیں کر سکتی میں تم ایک ہزار بار میرے کام آئی ہو کیا اب میں تمھارے کام آنے کا معاوضہ لوں ؟وہ سخت غیر آرام دہ تھی

اگر تم اس سیٹ کے بدلے رقم دے سکتی ہو تو میں لوں گی ورنہ ہالے ایک پیسہ بھی نہیں لے گی مدحت یہ پیسہ اگر تمہارا ہو تا تو میں لے لیتی لیکن یہ تمھارے شوہر کی کمائی ہے میں نہیں چاہتی کل کو تمھیں کوئی طعنہ دے وہ ملائمت سے کہہ رہی تھی

دوسری طرف مدحت نے ہار مان لی تھی

کتنی رقم بھیجنی ہے ؟وہ بوجھل سی ہو گئی تھی

میں ڈیٹیلز سینڈ کرتی ہوں

اس نے کہہ کر کال کاٹ دی تھی دوسری طرف لیل کی طرف سے ای میل موصول ہوئی تھی

شیر علی کے ایک کیس کی ساری ڈیٹیلز

ہالے سارے خیالات کو جھٹک کر ای میل پہ غور کرنے لگی

رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی . . .

کسی کے گناہ سمیٹے تو کسی کے .. عیوب چھپائے

چاند کی روشنی سارے میں پھیلی ہوئی تھی قبرستان کی مٹی پہ ایک قبر کے قریب بیٹھے عمر کی آنکھوں میں سرخی تھی چہرے پہ دکھ تھا ملال تھا وہ ساری دنیا کے سامنے سینہ تان کر چلتا تھا سب کے سامنے وہ اپنے غم کا اشتہار نہیں لگاتا تھا لیکن دل کا کونہ کونہ زخمی تھا دل کے ہر حصے سے خون رستا تھا دنیا کو آتا ہو گا قبروں اور قبرستانوں سے خوف اسے نہیں آتا تھا

تازہ سرخ گلابوں کا بکے اس نے دو قبروں کے بیچ میں رکھ دیئے تھے ایک قبر پہ نگین سلطان کے نام کی تختی لگی تھی اور دوسری پہ معراج سلطان وہ ان دونوں قبروں کے بیچ میں بیٹھا تھا

اسکے سیاہ بال آج بھی ماتھے پہ بکھرے تھے

آپ کو پتہ ہے ماموں میں کتنا اکیلا ہو گیا ہوں ؟وہ قبر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا میں اللہؓ کے فیصلوں پہ راضی ہوں لیکن میرا دل ... میں اسکا کیا کروں ... جب جب میں آپ کی قبر دیکھتا ہوں کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے .... مجھ سے اگر آج کوئی پوچھے درد کیا ہے تو میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر کہہ دوں گا

کسی اپنے کی قبر دیکھنا بس یہاں ہر درد ختم ہو جاتا ہے اسکے آگے کوئی غم نہیں کوئی تکلیف نہیں یہ انتہا ہے .. کوئی مجھے بتائے انتہا پہ پہنچ کے کیا کیا جائے ؟ . آپ کو پتہ ہے ہمارے دشمن کتنے طاقتور ہیں ؟انہوں

نے نذیر کو گولیاں مار دیں وہ کوما میں ہے اسکے بغیر تو میں جیسے مفلوج ہوں لیکن فکر نہ کریں میں نے ڈاکٹر کو ڈھونڈ لیا ہے آپ کو یہی بتانے آیا ہوں وہ مجھے مل گیا ہے اس نے آپ کی پکار کو ضائع کیا تھاناں اب میں بھی یہی کروں گا وہ اب کبھی کسی کی پکار پہ نہیں جا سکے گا ... اسکو بھگتنا ہو گا آپ دیکھئے گا وہ کیسے بھگتے گا ... وہ اٹھ کھڑا ہو تھا

میں جا رہا ہوں آپ کو اس طرح دیکھا نہیں جاتا ... پھر آؤں گا اوکے ؟وہ کہتے ہوئے جانے کو مڑا تھا جب اسکے پیر میں کچھ اٹکا تھا ...وہ گرتے گرتے بچا تھا

یکدم منظر بدلا تھا اس ایک ٹھوکر نے اسکو دس سال پیچھے پہنچا دیا تھا یہ قبر میں لیٹا آدمی اس وقت اپنے پیروں پہ کھڑا تھا صحت مند اور مطمئین

حیؤن کی عمارت کے باہر چوکیدار کی کرسی پہ بیٹھا عمر حیات با مشکل اپنی آنکھیں کھولے ہوئے تھا پچھلے ایک مہینے سے اسکی یہی روٹین تھی وہ ساری ساری رات جاگتا تھا کیسے یہ بس وہی جانتا تھا اسکی کرسی کے پاس پانی کی بالٹی رکھی ہوتی تھی اگر اسکو ذرا سی بھی نیند آتی تو وہ اپنے منہ پہ چھینٹے مارتا اور اگر کبھی وہ خود نہ مارتا تو بشیر (اسکو عمر کی نگرانی پہ معمور کیا گیا تھا وہ اسے سونے نہیں دیتا تھا) پانی کا مگ اٹھا کر اسکے چہرے پہ ڈال دیتا لیکن ایسا صرف دو بار ہی ہوا تھا تیسری بار جب اسنے پانی پھینکا تو عمر نے ساری بالٹی اسکے اوپر ڈال دی تھی اور اپنے فولادی ہاتھ سے اسکے جبڑے پہ ایک مکا جڑا تھا جس کے بعد وہ عمر کے قریب آنے سے بھی ڈرتا تھا

اس وقت بھی وہ اپنی کرسی پہ بیٹھا تھا جب معراج سلطان کی گاڑی آکر رکی ڈرائیور نے دروازہ کھولا تھا

وہ مہربان چہرے والا آدمی باہر آیا تھا

عمر انکو دیکھ کر مسکرایا تھا (آج ذرا کریں یہ میری بے عزتی) معراج سلطان بھی مسکرائے تھے

یہ کیسا سکون تھا جو انہیں اس لڑکے کو دیکھ کر ملتا تھا وہ قدم قدم چلتے اسکے قریب آکر کھڑے ہو گئے تھے اسکو دیکھ کر نہ جانے کیوں دل کیا تھا کہ اسکو گلے لگا لیں اور پھر دل کی خواہش پہ عمل کرتے انہوں نے آگے بڑھ کر اسکو گلے لگا لیا تھا

عمر ہونقوں کی طرح کھڑا رہ گیا اسکے دونوں ہاتھ اب بھی پہلو میں گرے تھے

ایک سکون سا تھا جو معراج سلطان کے رگ و پے میں دوڑ گیا تھا اس لڑکے سے کسی عزیز کی خوشبو آتی تھی لیکن کس کی؟

یکدم انہیں اپنی بے اختیاری کا اندازہ ہوا تھا وہ پیچھے ہٹے تھے عمر خاموشی سے انکو دیکھے گیا

کیا میری ڈیوٹی اتنی پسند آگئی ہے جو گلے لگا رہے ہیں؟ اسکا انداز جلا کٹا سا تھا

معراج دھیمے سے مسکرائے تھے اور اسکی آنکھوں کو دیکھا تھا

وہ سرخ تھی بے بے انتہا سرخ اسکی آنکھوں کے نیچے ہلکے بھی تھے انکو کسی نے بتایا تھا کہ وہ دن میں زیادہ سوتا نہیں ہے

کیا تم نے اپنی نیند کو مات دے دی؟ انہوں نے بات بدل لی تھی

بشیر انکے لئے کرسی لے آیا تھا وہ وہیں عمر کی کرسی کے سامنے کرسی رکھے بیٹھ گئے تھے

عمر نے شانے اچکائے تھے

کچھ وقت اور لگے گا . اٹھارہ سال کی عادت ایک دن میں نہیں نکلتی. لیکن عمر حیات یہ کر لے گا اسکے لہجے میں اعتماد تھا

کیا تمھیں تکلیف نہیں ہوئی؟ تم ٹھیک ہو ناں؟ انکے لہجے میں دور کہیں ہلکی فکر سی تھی

میں تو ٹھیک ہوں لیکن اگر میری اماں میری آنکھوں کو دیکھ لیں تو آپ کی ساری زندگی جیل میں گزرے گی وہ آپ پہ ایسے ایسے کیس کریں گی کہ آپ پیشیاں بھگتنے میں ہی بوڑھے ہو جائیں گے وہ محضوض سا کہہ رہا تھا

معراج ہلکے سے مسکرائے تھے

تمہاری ماں بھی یہی چاہتی ہے جو میں کر رہا ہوں

اس نے مجھے میسج کیا تھا اس نے کہا تھا

"میں عمر کو خدا کے بعد آپ کے حوالے کر رہی ہوں"

اور میں اچھے سے جانتا ہوں نفیسہ حیات کا مطلب کیا تھا یقیناوہ یہ نہیں کہنا چاہ رہی تھی کہ میں تمھیں کمفرٹ کا عادی بناؤں تمھیں صبح نو بجے تک پڑے سونے دوں تمہاری ہاتھاپائی کو تمہاری جرات سمجھ کر بڑھاوادوں اپنے اور فنیج میں ایک شاہانہ سا کمرہ تمھیں آرام کرنے کے لئے دے دوں دن رات ملازم تمہاری خدمت کریں اونہوں وہ یہ نہیں کہنا چاہ رہی تھی جو اس نے کہا ہے وہ میں سمجھ گیا ہوں اور جلد ہی تمھیں بھی سمجھا دوں گا سو عمر حیات تمہاری ماں مجھ پہ کوئی کیس نہیں کرے گی وہ ہنوز مسکرا رہے تھے

جبکہ عمر کی مسکراہٹ سمٹی تھی

ٹھیک ہے ہو گیا ناں ؟جو آپ چاہتے تھے میں نے کر تو لیا ہے اب اور کیا چاہتے ہیں آپ ؟مجھے میرا خاندان ڈھونڈنا ہے کالج میں داخلہ چاہیے مجھے کب تک آخر کب تک میں یہاں کھڑا پہرہ دیتا رہوں گا؟

معراج نے ناپسندیدگی سے اسکو دیکھا تھا

تمھیں غصہ بہت آتا ہے ...وہ افسوس سے کہہ رہے تھے تم جاگ تو لیتے ہو لیکن پھر بھی تم اگلے دو مہینے اور یہی کام کرو گے عادتوں کو پختہ ہونے میں وقت لگتا ہے لیکن تمھارے غصے پہ بھی کام کرنا ہو گا کیا کیا جائے ؟وہ سوچتے ہوئے کہہ رہے تھے

عمر چبھتی نظروں سے انکو دیکھے گیا

آپ ایک کام کیوں نہیں کرتے ..یہاں جو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں انکا کیئر ٹیکر بنا دیں مجھے سارا سارا دن انکے آگے پیچھے پھروں گا ..انکو نہلاؤں گا دھلاؤں گا .. کھانا کھلاؤں گا ..بالکل انکی ماں کی طرح اور اگر ضرورت پڑی تو پھر انکو اپنے ساتھ یہاں اسی کرسی پہ سلا بھی لوں گا اس سے بہتر کام بھلا اور کیا ہو گا آپ کی نظروں میں ؟صاف ظاہر تھا کہ وہ طنز کر رہا ہے لیکن معراج کے چہرے پہ خوش گوار سے تاثرات ابھرے تھے

گریٹ ..تم نے کیا حل نکالا ہے بھلا بچوں سے زیادہ غصہ کون دلاتا ہو گا؟.تم آج سے دن میں دو گھنٹے کے لئے یہی کام کرو گے ..بشیر تمھیں اندر آیا سے ملوادے گا کسی بھی بچے پہ ذرا سا بھی غصہ مت کرنا عمر نہ ڈانٹنا نہ جھڑکنا اور انکی ہر بات کا جواب دینا ہو گا تمھیں چاہے سوال کتنا ہی بے تکا کیوں نہ ہو اور دوسرا تم یہ ساتھ

والی ہسپتال کے میں ایک گھنٹے کے لئے ویٹر کا کام کرو گے بھلا ویٹر سے زیادہ لوگوں کے حکم کون سنتا ہو گا جب ہسپتال میں موجود بیمار اور معذور لوگوں کے پریشان اور جھنجھلائے ہوئے رشتے دار تمھیں جھڑکیں گے یا پھر تم پہ غصہ کریں گے تب تمھیں خود کو کنٹرول کرنا ہو گا اور رات میں آخری پہر کی ڈیوٹی تمہاری ہو گی باقی وقت سوجایا کرنا اوکے ؟ مہینہ بعد آؤں گا اور پھر دیکھوں گا آگے کیا کرنا ہے انہوں نے سارا پلان ترتیب دے دیا تھا

عمر ہنسا تھا دل کھول کر گردن پیچھے پھینک کر وہ ہنستا گیا گال کا گڑھا بھی واضح ہوا تھا ہنستے ہنستے اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا اس نے ایک ہاتھ سے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں اور معراج کی جانب دیکھا تھا

آپ بہت فنی ہیں قسم سے بہت زیادہ ... عمر حیات اب بچے سمنبھالے گا .. شاید میری اماں نے آپ کو بتایا نہیں ہے عمر حیات کو صرف ایک چیز .. سے نفرت ہے بچوں سے ... مجھے بچے نہیں پسند آپ کو لگتا ہے عمر اب بچے پالے گا لوگوں کے حکم سنے گا انکی باتیں سنے گا ... اوہ میرے خدا . . کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ میری اماں نے مجھے کبھی بیڈ سے نیچے قدم رکھنے نہیں دیا اور یہاں میں یہ سب کچھ کروں گا ہر گز نہیں وہ انکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتے ہوئے آگے بڑھنے لگا تھا جب اسکے پیر کے نیچے کوئی پتھر آیا تھا وہ گرنے ہی لگا تھا جب معراج نے برق رفتاری سے اٹھ کر اسکو تھام لیا تھا

مجھے لگا تھا نفیسہ نے بیٹے کو اپنے جیسا بنایا ہو گا

نا قابل تسخیر لیکن تم عمر تمھیں نفیسہ جیسا بننے میں صدیاں لگ جایئں گی جس کام کو تم حقیر سمجھتے ہو آج سے کئی سال پہلے جب تمہاری ماں اور میں امریکا میں پڑھتے تھے تب اس دیار غیر میں تمہاری ماں نے ویٹر کا کام کیا ہے

وہ اسکالر شپ پہ گئی تھی اسے صرف رہائش اور داخلہ ملا تھا کھانا کھانے اور کتابیں لینے کو اسے کمانا پڑتا تھا اور وہ کماتی تھی ماتھے پہ شکن لائے بغیر اپنے مسائل کا اشتہار لگائے بغیر کیونکہ وہ نفیسہ حیات تھی ہر کوئی نفیسہ حیات نہیں ہوتا . . . . تم تو بالکل نہیں . . . . رہنے دو یہ سب کام میں اپنی دوست کی خاطر تمھیں تمہارا خاندان دھونڈنے میں مدد کر دوں گا آج بارہ بجے کورٹ آجانا لنچ بریک میں بات ہو گی وہ اسکا کندھا تھپکتے آگے بڑھ گئے تھے

جب عمر نے پیچھے سے پکارا تھا

میں ... آج سے .. کام کروں گا ... ہسپتال میں کس سے ملنا ہو گا؟ میرا کام کون سمجھائے گا؟ وہ انکی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

معراج کے ہونٹوں پہ دبی دبی مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ چھپا گئے تھے وہ مڑے تھے وہیں سے

تم بس کینٹین چلے جانا باقی سب تمھیں سمجھا دیا جائے گا . فکر نہ کرو . . وہ وہیں سے کہہ رہے تھے

میں عمر حیات ہوں میں اپنی اماں کا بیٹا ہوں .. میں وہ سب کچھ کر سکتا ہوں جو میری ماں نے کیا ہے .. ماتھے پہ شکن لائے بغیر اپنے مسائل کا اشتہار لگائے بغیر آپ دیکھ لیجئے گا وہ ان سے دور کھڑا تھا تب ہی اسکو زرا بلند آواز میں کہنا پڑ رہا تھا

معراج ہاتھ ہلاتے آگے بڑھ گئے تھے پیچھے عمر سوچ میں گھرا کھڑا رہ گیا تھا

وہ بچے سمنبھالے گا وہ لوگوں کے لئے کھانا لائے گا

کیا عمر حیات کو یہ دن بھی دیکھنا تھا؟

ماضی کو فراموش کر کے وہ حال میں آیا تھا

آج عمر کے پاس اس ٹھوکر سے بچانے والا نہیں تھا

آج حسن کے پاس اسکو شاباش دینے والا اسکو سپورٹ کرنے والا نہیں تھا

آج ہالے کے پاس اسکے مسائل حل کرنے والا نہیں تھا

وہ ایک شخص مر کر کئی لوگوں کو مار گیا تھا

سفید پینٹ والا بنگلا اپنی پوری شان سے کھڑا تھا عمر حیات جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چبھتی نظروں سے اس شاندار عمارت کو دیکھے گیا اسکی سماعتوں میں ایک ہی فقرہ گونج رہا تھا ایک نحیف سی آواز

ڈاکٹر .. کو . بلاؤ

چند لمحے مزید اسی طرح کھڑے رہنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا پی کیپ کو ترچھا کر کے چہرے کی جانب جھکا دیا تھا ایسے کہ اب اسکا چہرہ صاف نظر نہیں آتا تھا

مسلح گارڈ نے اسکے لئے دروازہ کھول دیا تھا عمر نے تشکر بھری نظروں سے اسکو دیکھا تھا جواب میں اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر جیسے کوئی حق ادا کیا تھا

عمر دروازے سے اندر داخل ہو گیا تھا جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سارے میں طائرانہ نظر ڈالتا وہ آگے بڑھتا گیا سیڑھیوں سے اوپر جاؤ تو دو کمرے آتے تھے وہ دائیں کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو وہاں کوئی آٹھ نو سالہ بچہ بیڈ پہ سو رہا تھا عمر اسکے قریب بیڈ پہ بیٹھا تھا اور ہاتھ بڑھا کر اس بچے کو اٹھانے کی کوشش کی تھی بچے کی نیند شاید کچی تھی وہ کسمساتے ہوئے اٹھ بیٹھا تھا اور اپنی گول گول معصوم آنکھوں سے عمر کو دیکھے گیا

عمر مسکرایا تھا

کیا تم میرے ساتھ ایک گیم کھیلنا چاہو گے ؟

بچے کی نیند بھری آنکھیں چمک اٹھی تھیں

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

تقریباً آدھا گھنٹہ بعد عمر اس کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوا تھا

دروازہ نیم وا تھا

عمر نے اسکو کھولا تو کھلتا چلا گیا بیڈ پہ سامنے ایک چالیس سالہ آدمی کروٹ کے بل سو رہا تھا

سائیڈ ٹیبل پہ پانی کا جگ رکھا تھا عمر قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا تھا اس نے آگے بڑھ کر وہ جگ اٹھایا تھا اور سارے کا سارا پانی اس آدمی پہ پھینک دیا تھا وہ آدمی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا

ک . کون . کون ہے ؟.. وہ بوکھلاتے ہوئے یہاں وہاں دیکھ رہے تھے لیکن اپنے سامنے عمر حیات کو کھڑے دیکھ انکا سانس سینے میں اٹک گیا تھا . .

وہ بے اختیار پیچھے ہٹے تھے انکی کمر بیڈ سے جا لگی تھی

کیا مجھے پہچانا نہیں ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب ؟ میں وہی عمر ہوں جسکا خاندان تم نے چند ٹکوں کے لئے بیچ دیا . . .

اب تمہاری باری بھی تو آنی ہی تھی ناں ؟ وہ انکی خوف زدہ آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا

تم .. تم یہاں کیا کر رہے ہو .. تم آئے کیسے ؟ میری فیملی .. میری فیملی کہاں ہے ؟.. تم نے کیا کیا ہے ان کے ساتھ ؟.. کیا تم نے کچھ کیا ہے ؟... اندر کیسے آئے تم ؟ وہ دبی دبی آواز میں غرا رہے تھے

عمر سکون سے انکو دیکھے گیا پھر ڈریسنگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر بیڈ کے بالکل سامنے رکھی اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے انکے بالکل سامنے بیٹھ گیا اور جب بولا تو اسکی آواز میں ایک کاٹ سی تھی

میں تمہاری بکواس سننے نہیں آیا ہوں . . . مجھے کچھ جوابات چاہیے جلدی جلدی بتاؤ تاکہ میں جا سکوں .. ورنہ ساتھ والے کمرے میں سوتا ہوا تمہارا بیٹا ہمیشہ کے لئے سو جائے گا

عمر تمھیں ضرور کچھ غلط فہمی ہوئی ہو گی ... دیکھو میں ... میں بے قصور ہوں میں نے کچھ نہیں کیا ... خدا کے لئے یہاں سے چلے جاؤ ... میری واحد فیملی میرا بیٹا ہے .. ... تم پلیز یہاں سے چلے جاؤ

وہ لجاجت سے کہہ رہے تھے

عمر نے بے زاری سے انکو دیکھا تھا

ایک فرض شناس ڈاکٹر کا کیا کام ہوتا ہے حفیظ صاحب؟

وہ خاموش رہے

میں بتاتا ہوں عمر نے بولنا شروع کیا تھا

ایک فرض شناس ڈاکٹر وہ ہوتا ہے جس کے لئے مریض کی جان اپنی جان سے زیادہ قیمتی ہو جو اپنے مریض کو بچانے کے لئے ہر حد تک جائے بغیر کسی کی پرواہ کیئے جسے اگر اپنے مریض کے لئے کسی سے بھی ذرا سی بھی خطرے کی بو محسوس ہو تو وہ اپنے مریض کے ساتھ سائے کی طرح رہے ایک ماں کی طرح اسکا خیال رکھے خدا کے بعد لوگ ڈاکٹر پہ یقین رکھتے ہیں کہ چاہے وہ قصائیوں کی طرح اپنے اپریشن ٹیبل پہ لیٹے ہمارے عزیز کو کاٹ دے لیکن وہ اندر موجود انکے عزیز کو زندگی دے گا کیونکہ خدا نے اسے وسیلہ بنایا ہوتا ہے تم میرے لئے خدا کا وسیلہ تھے تم نے میرے عزیز کو میری فیملی کو کیسے مرنے دے دیا؟وہ افسوس سے پوچھ رہا تھا

عبدلحفیظ کی آنکھوں میں غصہ در آیا تھا وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھے تھے اور عمر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے تھے

بکواس بند کرو تم اپنی ...دفع ہو جاؤ یہاں سے ابھی کے ابھی ...ہاں جانے دیا میں نے شمس سلطان کو جانے دیا سفیر سلطان کو جانے دیا ....اب کیا کرو گے تم کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟مار دو گے مجھے آؤ مارو .. آؤ نہ مارو مجھے ...ارے مر گیا وہ بوڑھا ناگ اب کیا کروں؟...پھانسی چڑھ جاؤں؟..اتنے دنوں سے خوف میں ہوں میں

گھر سے نکلتا نہیں ہوں میں صرف اسلئے کہیں تم مجھے مار نہ دو لیکن آج . آج مارو مجھے آؤ عمر حیات مارو مجھے ہے ہمت مار دو؟ ہے غیرت؟ انکے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے

عمر اسی طرح ٹانگ پہ ٹانگ رکھے انکو دیکھے گیا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بس اپنا موبائل نکالا تھا اور ایک ویڈیو انکی آنکھوں کے سامنے کی تھی

اس ویڈیو میں وہی آٹھ سالہ بچا تھا جسکو کرسی سے باندھ رکھا تھا اور جو بری طرح رو رہا تھا ...اسکے سر سے خون بہہ رہا تھا .. آنکھ کے قریب زخم کا نشان تھا کپڑے پھٹے ہوئے تھے ...دروازے پہ کھڑا رہنے والا گارڈ اسی بچے پہ بندوق تانے کھڑا تھا وہ روتے ہوئے بس ایک ہی بات بول رہا تھا

پلیز کال داڈاکٹر آئی ایم ان پین (پلیز ڈاکٹر کو بلا دیں مجھے درد ہو رہا ہے)

پلیز کال داڈاکٹر آئی ایم ان پین

اب کے عبدلحفیظ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا انکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا وہ بے دھم سے ہو کر بیڈ پہ گرے تھے

.... مم .میرا بیٹا ... مم میرا برہان . .

وہ عمر کی طرف دیکھتے بامشکل بولے تھے

میرے بیٹے کو چھوڑ دو بچوں سے دشمنی نہ کرو میرا بیٹا میرا واحد خاندان ہے .... چھوڑ دو اسے خدا کے لئے عمر وہ بہت چھوٹا ہے اسکی تو ماں بھی نہیں ہے ...وہ جیسے بے بسی سے بولے تھے

عمر نے زخمی نظروں سے انکی جانب دیکھا تھا

جج صاحب میرا خاندان تھے ... تمہارے بیٹے کی ماں نہیں ہے اور میں میرا باپ نہیں تھا تمھیں پتہ ہے میں نے اٹھارہ سال اپنے باپ کے بغیر گزارے تھے.. اٹھارہ سال بعد مجھے میرا باپ ملا تھا تم نے اسکو مار دیا؟

کیا .. معراج سلطان تمہارے والد تھے؟ وہ سب کچھ بھول کر حیرت سے پوچھ رہے تھے لیکن عمر انکو نہیں سن رہا تھا

میں نے اٹھارہ سال بھائی کے بغیر گزارے تھے اتنے سالوں بعد مجھے میرا بھائی ملا تھا میں نے اپنی زندگی میں دوست نہیں بنائے جج صاحب میرے واحد دوست تھے تم نے کیسے انکو مرنے دیا ؟

وہ تمہارے کیا لگتے تھے اخر؟ وہ جھنجھلا سے گئے تھے

میں آج تک خود بھی نہیں سمجھ سکا .. کہ وہ مرے باپ زیادہ تھے یا بھائی یا پھر دوست یا پھر سارا خاندان وہ کیا تھے؟ وہ کیسے ان سب رشتوں کی کمی پوری کرتے تھے؟ بتاؤ ناں؟ وہ انکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

تم ... تمھیں انکی قسم ہے میرے بیٹے کو چھوڑ دو .... جو بولو گے میں کروں گا تم جیسا چاہو گے ویسا ہی ہو گا بس میرے بیٹے کو جانے دو اسکا کوئی قصور نہیں ہے اسکے آگے زندگی پڑی ہے اسکے ذہن پہ اس واقعے کا اثر ہو جائے گا وہ ساری زندگی ان سب سے نہیں نکل سکے گا پلیز اسے جانے دو میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں انہوں نے واقعی ہاتھ جوڑ لئے تھے

تم چاہو تو پیر بھی پکڑ سکتا ہوں میں تمہارے پیر پکڑ تا ہوں وہ واقعی اس کے پیروں میں آ کر بیٹھ گئے تھے میرے بیٹے کو چھوڑ دو خدا کے لئے اسے چھوڑ دو

وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا

عمر اسکو دیکھتے ناگواری سے اٹھا تھا

آئندہ یہ حرکت مت کرنا وہ دبے دبے غصے سے کہہ رہا تھا تمہارے بیٹے کو چھوڑ دوں گا لیکن ایک شرط ہے

وہ سوچ سوچ کر کہہ رہا تھا

تمھیں ایک ویڈیو بنانی ہو گی تم اس میں اعتراف کرو گے کہ تم نے تمہاری غیر ذمہ داری نے انکی جان لی تم اپنا فرض نہیں نبھا سکے تم وقت پہ نہیں پہنچے تم بک گئے تم نے ان لوگوں کو اندر آنے دیا جو انکے دشمن تھے ان لوگوں کا نام بے شک مت لینا لیکن تم اپنی ویڈیو میں اپنے جرم کا اعتراف کرو گے اور آئندہ اس مقدس پیشے سے دور رہو گے اگر تم ابھی یہ ویڈیو بنانے کو تیار ہو تو میں تمہارے بیٹے کو چھوڑ دوں گا اور کیا مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ میں اس ویڈیو کا کیا کروں گے ؟ خیر ہے تو نہیں لیکن پھر بھی سن لو

ایک نجی نیوز ایجنسی میں میرا ایک بہت اچھا دوست کام کرتا ہے یہ ویڈیو میں اسکو بھیجوں گا اسے میں ٹویٹر پہ پوسٹ کروں گا انسٹاگرام پہ اپلوڈ کروں گا میں سارے سوشل میڈیا پلاٹ فارمز پہ تمہاری ویڈیو چلاؤں گا تمہارے پاس صرف اور صرف پانچ منٹ ہیں سوچ لو ورنہ چھٹے منٹ میرا آدمی تمہارے بیٹے کی کھوپڑی کھول دے گا وہ ایسی سفاکی سے کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر عبد الحفیظ کا دل دہل گیا تھا

انکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے حلق میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے

یہ مت کرو عمر میرا کیریئر تباہ ہو جائے گا میری ساکھ خراب ہو جائے گی سارا شہر مجھ پہ تھو تھو کرے گا میں اس مقام پہ بڑی مشکلوں سے پہنچا ہوں میں نے خود کو بنانے میں یہ نام کمانے میں ایک عمر لگائی ہے پیسہ لگایا ہے سب تباہ ہو جائے گا سب برباد ہو جائے گا میرا بیٹا اسکی زندگی خراب ہو جائے گی یہ گھر یہ مجھے ہسپتال کی طرف سے ملا ہے یہ چھن جائے گا میں سڑک پہ آجاؤں گا مت کرو ایسا میں معافی مانگتا ہوں اپنے کیئے کی جو کچھ بھی میں نے کیا اس سب کے لئے میں معافی مانگتا ہوں معاف کر دو خدا کے لئے مجھ پہ رحم کرو

عمر لب بھینچے یہ سارا منظر دیکھے گیا

یہ ڈرامہ یہ رونا پیٹنا یہ سب کچھ مجھ پہ اثر نہیں کرے گا .. کرتا ضرور کرتا اگر میں انسان ہوتا اس وقت میں بھیڑیا ہوں سو اپنے آنسو اور اپنی توانائی کو مجھ پہ زائع مت کرو امیں ہر روز تھانے میں تم جیسے ہزار لوگ دیکھتا ہوں روتے پیٹتے اپنے گناہ کی معافی مانگتے اور جب وہ وہاں سے نکل جاتے ہیں تو پھر سے وہی کام کرنے لگ جاتے ہیں ور اب اگر تم نے اپنے منہ سے معافی کا ایک لفظ بھی نکالا تو میں اپنے آدمیوں سے کہہ کر تمھارے بیٹے کی کھوپڑی کھلوا دوں گا یا پھر تمہاری دونوں ٹانگوں کو مفلوج کر دوں گا کیونکہ اب تم ہسپتال نہیں جا سکتے یہ طے ہے میں تمھیں کسی دوسرے خاندان کو تباہ کرنے نہیں دے سکتا بد دیانت ڈاکٹر کی ہسپتال میں کوئی جگہ نہیں ہے سو اب تم اٹھو اور ویڈیو بناؤ اسکا لہجہ دوٹوک تھا

ڈاکٹر عبد الحفیظ نے بے بسی سے اسکو دیکھا تھا

عمر ایک بار میری بات سن لو پلیز وہ گھگھیائے تھے

عمر نے نفی میں سر ہلاتے فون کان سے لگایا تھا

ہاں ... حیدر .. بچے کے سارے اعضاء ایک ایک کر کے کاٹ .... وہ ابھی کچھ اور کہتا جب ڈاکٹر نے دیوانہ وار لپک کر فون اسکے کان سے ہٹا کر کال بند کر دی تھی

نہیں نہیں. نہیں.. نہیں ... خدا کے لئے نہیں وہ متوحش سا چلا رہے تھے تم جو کہو گے میں سب کچھ کروں گا جیسا کہو گے ویسا کروں گا.... بس میرے بیٹے کو کچھ مت کرنا وہ میری واحد فیملی ہے اسے کچھ مت کرنا وہ روتے ہوئے نیچے زمین پہ بیٹھ گئے تھے انکے بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں دل میں درد اٹھ رہا تھا اتنے سالوں کا بنایا ہوا نام ... اتنی سالوں کی محنت .. عزت ساکھ سب مٹ جائے گا سب تباہ ہو جائے گا کاش انہوں نے اس دن وہ سب نہ کیا ہوتا اس دن اگر وہ یہ سب کچھ کرتے ہوئے سوچ لیتے کہ ہر برے عمل کا رد عمل اس سے بھی برا ہوتا ہے تو کبھی بھی مر کر بھی وہ اس دن کسی کو اندر نہ جانے دیتے اگر اس دن انہوں نے اپنی لالچ اور شر پہ قابو پا لیا ہوتا تو آج یہ سب نہ ہوتا

میں چاہتا تو آج اپنی بندوق کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دیتا لیکن میں یہ نہیں کروں گا میں تمہاری جان نہیں لے سکتا کیونکہ یہ خدا کا کام ہے میں تمہارے بچے کو یتیم نہیں کر سکتا کیونکہ میرے دل میں اب بھی رحم ہے تم خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہارا بیٹا تمہاری لاش پہ روئے گا نہیں جس طرح تم نے میرے عزیزوں کو

رلآیا تم زندہ رہ جاؤ گے کیونکہ تمہاری سزا یہی ہونی چاہیے موت آزادی ہے زندگی قید ہے تمھیں قید میں ہی رہنا چاہیے اوراب تم اس ڈرامے کو مزید کتنی دیر چلانا چاہتے ہو ؟اب بہت ہو گیا ختم کرو یہ سب ویڈیو بناؤ ڈاکٹر ویڈیو عمر اسکے سر پہ کھڑا غراتے ہوئے کہہ رہا تھا

وہ اٹھے تھے انکی چال شکستہ سی تھی چہرہ ایسے جیسے کوئی ہارا ہوا جواری وہ مرے مرے قدموں سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گئے تھے عمر نے موبائل آن کر کے انکے سامنے رکھ دیا تھا ایک نظر انکو دیکھا تھا ناپسندیدگی سے پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے ٹیبل پہ رکھا ہیئر برش اٹھا کر انکے بالوں میں پھیرا تھا اپنے دونوں ہاتھ انکے چہرے پہ پھیرے تھے اب وہ بہتر لگ رہے تھے عمر مسکرایا تھا

اب وہ مطمئین تھا

چلو اب بولنا شروع کرو عمر نے ایک پرچہ انکے سامنے رکھ دیا تھا جسکو دیکھتے ہوئے انکو بولنا تھا

ڈاکٹر عبدالحفیظ نے ایک آخری بے بسی اور غصے بھری نظر عمر پہ ڈالی تھی اور پھر بولنا شروع کیا تھا

تھوڑی دیر بعد عمر اپنے موبائل میں ریکارڈڈ ویڈیو کو دیکھ اور سن رہا تھا

موبائل کی سکرین پہ ڈاکٹر عبدالحفیظ کا چہرہ تھا

وہ ہارے ہوئے انداز میں بول رہے تھے

میں ڈاکٹر عبد الحفیظ پیر زادہ ہوں ... میں جناح اسپتال میں سینئر ڈاکٹر کے طور پہ اپنی خدمات انجام دیتا رہا ہوں . . میں آپ سب کو آج ایک حقیقت بتانا چاہتا ہوں کچھ دن قبل ... میرے پاس ایک مریض کو لایا گیا آپ سب انکو جانتے ہوں گے

معراج سلطان میرے پاس معراج سلطان کو لایا گیا انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا میں نے انکا ٹریٹمنٹ کیا اور وہ صبح تک اسٹیبل ہو گئے لیکن بات یہ نہیں ہے جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگلی صبح ...وہ رکے تھے اگلی صبح کچھ مسلح افراد نے مجھے مجبور کیا کہ میں انکو اپنے مریض کے کمرے میں جانے دوں ... اگر میں چاہتا تو اسٹینڈ لے لیتا لیکن میں نے نہیں لیا ... میں نے اپنے مریض کو ایک ایسے لوگوں کے حوالے کر دیا جو کہ انکے دشمن تھے میں انکے نام نہیں جانتا میں انکا کام نہیں جانتا لیکن وہ جو کوئی بھی تھے وہ اندر گئے اور انہوں نے میرے مریض کی جان لے لی انہوں نے میرے مریض کا گلہ گھونٹ کر انہیں جان سے مار دیا معراج سلطان نے مجھے کئی بار آوازیں دیں بطور ڈاکٹر میرا فرض تھا کہ میں اپنی جان جوکھم میں ڈال کر انکو بچاتا لیکن میں نے یہ نہیں کیا میں۔نے اپنے فرض کے ساتھ غداری کی میں نے ان سے کچھ رقم لی اور اپنا منہ بند کر لیا لیکن میرا ضمیر میرا ضمیر مجھے سکون لینے نہیں دے رہا اسلئے آج میں آپ سب کے سامنے اپنے جرم کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ میں اپنے ضمیر پہ مزید کوئی بوجھ برداشت نہیں کر سکتا میں امید کرتا ہوں آپ لوگ مجھے معاف کر دیں گے اور میری بہتری کے سفر میں میری مدد کریں گے

ویڈیو بند ہو گئی تھی

ویسے تو تم نے کچھ زیادہ ہی بکواس کی ہے اور خود کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن خیر ہے میرے لئے اتنا بہت ہے ویسے تم نے انکی موت کے بارے میں کیوں بکواس کی؟ صاف صاف ہارٹ اٹیک بھی کہہ سکتے تھے تم کہانی میں تھرل لانا کیا ضروری تھا عمر اسکو دیکھتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہہ رہا تھا

جبکہ عبدلحفیظ اسکو نہیں دیکھ رہے تھے انکے کندھے جھکے ہوئے تھے آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں چہرہ ایسا تھا جیسے کسی نے ٹرک سے کچل دیا ہو

اسی وقت برہان اچھلتا کودتا کمرے میں داخل ہوا تھا عمر نے گھٹنوں کے بل جھک کر اسکی بند مٹھی سے اپنی مٹھی ٹکرائی تھی

ڈاکٹر عبدالحفیظ اپنی جگہ سے اٹھے تھے دیوانہ وار دوڑتے ہوئے آئے تھے اور اسکو اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا

میرا بیٹا ..... میرا برہان ... پاپا کی جان تم ٹھیک ہو ناں؟ میرا بچہ تم ٹھیک ہو ناں؟ اوہ میرے خدا میرا بیٹا ٹھیک ہے میرے خدا میرا بیٹا .... میرا برہان میرا بیٹا وہ روتے ہوئے اسکو چومتے جا رہے تھے کبھی اسکے گال پہ ہاتھ پھیرتے اور کبھی اسکے سینے پہ

میرا برہان میرا بیٹا

انہوں نے بس ان دو الفاظ کی گردان لگا رکھی تھی

برہان کی شرٹ پہ جگہ جگہ سرخ دھبے تھے جو زخم نیل کا نشان لگ رہا تھا وہ اب قریب سے ایک آرٹ معلوم ہوتا تھا ....

کیاہوا ہے پاپا؟ یہ بس ایک گیم تھا میں ٹھیک ہوں مجھے بس کڈنیپ ہونے کی ایکٹنگ کرنی تھی ... دیکھیں میں نے آپ کو رلا دیا ناں؟ اب تو آپ مانتے ہیں ناں کہ برہان پیرزادہ ایک اچھا ایکٹر ہے . . . .

وہ اپنے باپ کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتا پوچھ رہا تھا جبکہ ڈاکٹر عبدالحفیظ کو لگا تھا جیسے انکے سر پہ ساتوں آسمان گر پڑے ہوں

وہ کیسے بھول گئے کہ انکا بیٹا نیشنل ٹی وی پہ ایکٹنگ کرتا ہے انکا بیٹا ایک چائلڈ آرٹسٹ ہے اسکی ایکٹنگ کے تو لاکھوں لوگ مداح ہیں وہ کیسے بھول گئے ؟۔

وہ شل سے بیٹھے رہ گئے

برہان اب بھی ان سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن وہ نہیں سن رہے تھے

وہ خوش تھا بے حد خوش اسکا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا

عمر نے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرا تھا اور جانے کو مڑا تھا جب اپنے پیچھے سے اسکو ڈاکٹر کی سرسراتی آواز سنائی دی اسکے قدم زنجیر ہوئے تھے لیکن وہ مڑا نہیں تھا

معراج.. سلطان کو .. دوسرا ہارٹ اٹیک کبھی ہوا ہی نہیں تھا ... انکی موت دم گھٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی عمر حیات وہ سرد سی آواز میں کہہ رہے تھے

عمر پورے کا پورا انکی طرف گھوما تھا اسکی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں اسکا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا

کیا ...بکواس ہے .. میرے ساتھ گیم کھیل رہے ہو؟ وہ دبی دبی آواز میں غرایا تھا

برہان سہم کر پیچھے ہٹا تھا

عمر نے بے اختیار خود کو ملامت کی تھی وہ چند قدم آگے برہان کے پاس آیا تھا

بیٹا مجھے تھوڑا پانی چاہئے مل سکتا ہے اسکے نرمی سے پوچھنے پہ برہان کی مسکراہٹ واپس آئی تھی

وہ اسی طرح مسکراتے ہوئے باہر چلا گیا تھا جبکہ عبدلحفیظ اب بھی نفرت بھری نظروں سے عمر کو دیکھ رہے تھے

خدا تمھیں غرق کرے گا عمر .... تم نے جو کچھ بھی کیا ہے یہ تمھیں سکون نہیں دے گا

اپنی بکواس بند کرو ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا وہ چلایا تھا

.... تمھیں لگتا ہے میرے ساتھ یہ سب کر کے تم سکون کی نیند سو جاؤ گے نہیں عمر آج سے تمہاری نیندیں ایک بار پھر حرام ہوں گی

بس .. بس اب اگر ایک لفظ بھی کہا تو میں یہیں اسی جگہ تمھیں زندہ گاڑ دوں گا .. وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا

تم سوتے نہیں ہو عمر ... تمھیں نیند نہیں آتی ... تم نے کچھ کیا ہے کچھ ایسا جس نے تمہاری نیند چھین لی ہے

(اسکی آنکھوں کے آگے ایک اور منظر ابھرا تھا گاڑی میں نظیر کے ساتھ بیٹھا اور اس سے کہتا عمر اسکی بیوی اور بیٹی کو ویڈیو بھیج دو)

تم بے چین ہو تمہاری آنکھوں کے نیچے کے حلقے سب بتا رہے ہیں .. تم ایک بار پھر بے چین ہونے والے ہو ... . کیونکہ تم ہم جیسے نہیں ہو تم برے نہیں ہو .... تم انسان ہو تم بھیڑیے نہیں ہو .. اگر ہوتے تو آج ابھی میرے بیٹے کو باہر نہ بھیجتے .....

عمر قہر آلود نظروں سے سکو دیکھ رہا تھا دل میں جیسے کوئی زور سے جکڑ رہا ہو

تم آج کے بعد پھر بے سکون ہو گے میں تمھیں بتاتا ہوں کیوں معراج سلطان کو دوسرا ہارٹ اٹیک ہوا ہی نہیں تھا .... میں نے بتایا تھا جھوٹ بولا تھا میں نے انکی موت دم گھٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی گلا گھونٹ کر مارا تھا کسی نے انکو سنا تم نے عمر سن رہے ہو ناں تمہارے عزیز کو کسی نے گلا گھونٹ کر مارا ہے اب جاؤ اسکا گریبان پکڑو جیسے میرا پکڑا ہے اسکو برباد کرو جیسے مجھے کیا ہے انکی آنکھوں میں تمسخر تھا

عمر ان پہ جھپٹا تھا اور ان پہ مکوں کی بارش کر دی تھی

بکواس کر رہے ہو تم جھوٹے ہو تم میرے پاس ویڈیو ہے اس میں خود دیکھا ہے میں نے انکو ہارٹ اٹیک ہوا ہے تم میرے ساتھ گیم کھیل رہے ہو وہ بری طرح انکو مارتے ہوئے چیخ چیخ کر جا رہا تھا

میں نے دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو مجھے ڈسٹریکٹ کر رہے ہو؟ بکتے ہو تم سب جھوٹ ... سب جھوٹ ہے انکو ہارٹ اٹیک ہوا تھا وہ مارتے مارتے انکو دور دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا تھا جب ڈاکٹر عبد لحفیظ ایک بار پھر بولے تھے

وہ .. anxiety attack تھا .... anxiety attack تھا وہ بری طرح کھانستے ہوئے بامشکل بولے تھا

ہارٹ اٹیک اور anxiety attack

کی علامت ایک ہی ہوتی ہیں تمھیں لگا ہو گا . . . .. لگتا یہی ہے کہ .. کہ ہارٹ اٹیک ہے لیکن وہ نہیں تھا... انکو میں نے ٹریٹمنٹ دی تھی عمر .... میں نے تب انکو بچا لیا تھا لیکن دوسری بار نہیں بچا سکا

تمہارے جج صاحب کو گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا ہے .... اب جاؤ عمر ڈھونڈو قاتل ... تم نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ہے

عمر کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اسکو یکدم اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا وہ انکو اسی طرح فرش پہ بلکتا جھلکتا چھوڑ کر خود باہر نکل گیا تھا پیچھے سے ڈاکٹر عبد الحفیظ زمین پہ ہاتھ مار مار کر بری طرح چیخ رہے تھے انکے آنسو بہہ رہے تھے خدا تمھیں غرق کرے گا دیکھنا .... پیر زادے کی بد دعا ہے تمھیں .. اللہ تمھیں .. چین کی موت نہ نصیب کرے ... تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا ...... مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا میں تباہ ہو گیا .... میری عزت خراب کر دی میرے سر میں خاک ڈال دی خدا تمھیں غرق کرے گا

آج کی رات ان پہ بھاری تھی

وہ اسکوائرون پہ آ کر کھڑے ہو گئے تھے ساری عزت دو کوڑی کی ہو گئی تھی عمر بھر کی کمائی جیسے ہوا میں اڑ گئی تھی

آج کی رات عمر حیات پہ بھی بھاری تھی

اسے لگا تھا وہ آدھا مسلہ فکس کر چکا ہے لیکن آج اسے علم ہوا تھا کہ وہ تو اصل مسلے سے واقف ہی نہیں تھا

ان دونوں میں سب سے بڑا دکھ کس کا تھا؟

A اگلی صبح اپنے ساتھ نئی سازشیں نئی چالیں اور نئے انکشافات لے کر آئی تھی عمر کی اسٹڈی میں چھوٹے ٹیبل پہ سامان بکھرا پڑا تھا کہیں پیپر تھے تو کہیں اسکی نوٹس موبائل اور لیپ ٹاپ ہالے کی گود میں تھے اور وہ خود اسی طرح بیٹھی اپنا سر ٹیبل پہ رکھے سو رہی تھی اسکے بال اسکے چہرے پہ گرے تھے کھڑکی سے آتی ہلکی روشنی اسکے چہرے پہ پڑ رہی تھی دروازے پہ کھڑا عمر سینے پہ ہاتھ باندھے سکون
سے اسکو دیکھے گیا

اس نے کف والی سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہن رکھی تھی بازو فولڈ کر رکھے تھے وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا اسکے گال کا گڑھا اداس سا تھا

اس جیسے نفیس انسان کی اسٹڈی کی یہ حالت عام حالات میں اسکو کبھی قبول نہ ہوتی لیکن آج، آج وہ پریشان تھا وہ متوازن چال چلتا ہالے کے قریب آ کر رکا تھا ہالے کی نیند بہت گہری ہوتی تھی وہ ساری رات کام کرتے کرتے نہ جانے کب سو گئی تھی عمر نے اسکو اٹھانا مناسب نہیں سمجھا اگر وہ اسکو اٹھاتا تو ہالے کا سارا بھرم ختم ہو جاتا یا وہ شرمندہ ہو جاتی وہ جن قدموں سے آیا تھا ان ہی سے واپس چلا گیا اور نیچے جا کر

شانو کو بھیج دیا تھا وہ اب ہالے کے سر پہ کھڑی تھی اس نے ادب سے نرمی سے ہالے کے کندھے کو ہلکا سا ہلایا تھا
وہ ایک چیخ کے ساتھ اٹھ بیٹھی تھی اور ہراساں نظروں سے یہاں سے وہاں دیکھ رہی تھی اسکی آنکھوں میں
خوف تھا

شانو ڈر کے دور ہٹی تھی ہالے کی آنکھیں اب بھی بند تھیں وہ بری طرح چیخ رہی تھی

گاڑی سے .. نکالو مجھے .... کوئی کھولو اسکو باہر نکالو . . . کوئی ہے ... کوئی نکالو ... دم گھٹ رہا ہے میرا کوئی نکالو .
.. وہ اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے چیخ رہی تھی

شانو نے آگے بڑھ کر اسکو اپنے سینے سے لگا لیا تھا

وہ اب بھی سہمی ہوئی تھی خوف سے کانپ رہی تھی

شانو اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرتی اسکو تسلی دیتی جا رہی تھی

باجی سب ٹھیک ہے .... آپ سمنبھالو خود کو ... باجی ... آپ ٹھیک ہو ... کچھ نہیں ہو گا ... کچھ نہیں ہو گا ..
میں آ بھی عمر صاحب کو بلا کر لاتی ہوں

وہ خوف سے کانپتی ہالے کو خود سے الگ کرتی اٹھی تھی جب ہالے نے مظبوطی سے اسکے ہاتھ پکڑ لئے تھے
اسکو آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں

نہیں .. نہیں عمر کو مت ..بلانا .... مت بلانا وہ مجھے گاڑی میں بند کر دے گا ....اسکو مت بلانا .... پلیز اسکو مت بلانا .... میرا دم گھٹ جائے گا . . . . میرا دم گھٹ جائے گا . . . . عمر کو مت بلاؤ . . . وہ مجھے گاڑی میں بند کر دے گا ... وہ بند کر دے گا .. وہ شانو کے سینے سے لگی حواس باختہ سی کہے جا رہی تھی

شانو اب بھی اسکو کوئی تسلی دے رہی تھی اسکے بال تھپک رہی تھی اسکا ڈر ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن یہ حادثہ شاید اسکے ذہن سے چپک گیا تھا

دروازے کی اوٹ میں کھڑے عمر نے پھٹتے ہوئے دل کے ساتھ یہ منظر دیکھا تھا

اسے آج یقین آ گیا تھا کہ کوئی بھی طوفان جب جاتا ہے تو اپنے نشان چھوڑ جاتا ہے وہ ہالے کو دیکھے بغیر مڑ گیا تھا

اس لڑکی کو ازیت میں دیکھنا اسکے لئے سب سے بڑی ازیت تھی

سلطان منزل میں ناشتے کی میز سج چکی تھی یوسف سلطان بے دلی سے بیٹھے تھا سفیر ہمیشہ کی طرح نک سک سے تیار انکے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھا تھا ہالے کے جانے کے بعد اسکے اور یوسف سلطان کے درمیان خود با خود دوریاں پیدا ہو گئی تھیں

اسی وقت شمس سربراہی کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھے تھے انکے ساتھ والی کرسی پہ حسن بیٹھا تھا اسکے ساتھ فروا اور مہر حسینہ اپنے کمرے میں کھانا کھاتی تھیں حسن بے دلی سے توس پہ جیم لگا رہا تھا

ناشتے اور کھانے کا مزہ تو ہالے کے ساتھ آتا تھا جب وہ اسے کوئی چیز پاس کرنے کا کہتی تھی اور حسن جان بوجھ کر نظر انداز کرتا کبھی ہالے کی جگہ پہ بیٹھ جاتا تو کبھی اسکی پلیٹ سے کھانے لگتا وہ ہر بار تپ جاتی تھی

اسے معراج سلطان بھی یاد آتے تھے وہ ہر دفع خود کھانا یا ناشتہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دونوں بچوں کی پلیٹ میں کھانا ڈالتے تھے کبھی ان کے کپ میں چائے ڈالتے تھے تو کبھی انکو توس پہ جیم یا مکھن لگا کر دیتے تھے اسے اپنی ماں سے ان سب کی امید نہیں تھی وہ اگر یہ سب کرتیں بھی تو بس مہرماہ کے لئے اسے کسی سے بھی اب نخرے اٹھوانے کی خواہش نہیں رہی تھی

یتیم بچوں کو کھانا "کھلایا" جاتا ہے انکے "نخرے نہیں اٹھائے جاتے وہ سمجھ گیا تھا

اسی وقت شمس سلطان کی بھاری آواز سارے میں گونجی تھی

کل میں نے نیوز میں دیکھا تھا ... تم نے پھر سے ٹاپ کیا ہے؟ وہ حسن کی طرف دیکھے بغیر پوچھ رہے تھے

"جی" اس نے یک لفظی جواب دیا تھا

سفیر نے خوشگوار حیرت سے اسکو دیکھا تھا

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں حسن؟ بہت بہت مبارک ہو یار مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا تمھیں بتانا چاہیے تھا میں تمھیں ٹریٹ دیتا سفیر دل سے کہہ رہا تھا

ہالے سے لاکھ نفرت سہی حسن اسے عزیز تھا

حسن نے چبھتی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

میں ... آپ کے ساتھ یہاں بیٹھا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں ... اس رات ہال میں ہونے والی آپ کی حرکت بھولا ہوں ..نہ اسکا یہ مطلب ہے کہ ... میں اپنی بہن کا ملازمین کے سامنے پٹنا بھولا ہوں ... آپ سے لی ہوئی ٹریٹ میرے گلے کا پھندہ ہو سکتی ہے اور کچھ نہیں ... اور دوسری بات ہم دونوں کا ایسا کوئی تعلق رہا نہیں ہے ... کہ میں آپ کو اپنے بارے میں کچھ بھی بتاؤں آئندہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا وہ سرد آواز میں بولا تھا

سفیر کے چہرے پہ سایہ لہرایا تھا شمس رک کر اسکو دیکھنے لگے تھے (ایک اور معراج سلطان ؟)

فروا چبھتی نظروں سے اسکو دیکھے گئی

جبکہ مہرماہ وہ سرخ چہرے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی تھی

معافی مانگو حسن ... ابھی کے ابھی سفیر سے معافی مانگو .. کیا یہی سب کچھ سکھایا گیا ہے تمھیں ؟ یہ آداب ہیں تمھارے ؟ معافی مانگو .. وہ غراتے ہوئے کہہ رہی تھی

حسن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں

میں ایک ایسے .. شخص سے معافی ہرگز نہیں مانگوں گا جس نے میری بہن پہ ہاتھ اٹھایا ہو ... اس وقت کہاں تھے آپ سب لوگوں کے آداب جب جانوروں کی طرح میری بہن کو مار رہے تھے کبھی چچی جان تو کبھی سفیر بھائی اور کبھی چچا جان .. اس وقت کہاں تھی سب کی تربیت ہاں وہ تندہی سے بول رہا تھا

شمس سلطان محضوض سے اسکو دیکھ رہے تھے

تم مجھے ....مجھے منع کروگے حسن ؟تم میری بات نہیں مانو گے ؟میں بہن ہوں تمہاری کیاتم میری خاطر معافی نہیں مانگ سکتے ؟

نہیں بجو .. آپ کو مجھ سے شکایت نہیں ہونی چاہئے ...اس دن جب میری بہن کے ساتھ ظلم ہوا تھاتب آپ آگے نہیں آئیں تھیں ...تب میں نے آپ سے شکایت نہیں کی تھی ...تب میں نے آپ کو مدد کے لئے نہیں بلایا تھا ... آپ تب نیوٹرل تھیں اب بھی وہی رہیں ...میں کسی ...سے .. معافی نہیں ..مانگوں گا وہ چباچبا کر کہہ رہا تھا

سفیر نے چمچ میز پہ پٹخا تھا اسکی آنکھوں میں غصہ آ گیا تھا

تمہاری وہ بہن ...اسکے ساتھ یہ سب بھی کم تھا حسن ...اگر آج وہ میرے پاس ہوتی تب تم دیکھتے میں اسکے ساتھ کیا کرتا ...اس بھاگی ہوئی اس بد کردار لڑکی کو میں ....

بس بہت ہو گیا اب اگر کسی نے میری بہن کو بد کردار کہا تو میں چھوڑوں گا نہیں اسکا باپ مر گیا ہے بھائی نہیں وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے بول رہا تھا پہلی بات میری بہن بھاگی نہیں تھی دوسری بات اگر بھاگی بھی تھی تو اپنے شوہر کے ساتھ ان دونوں کے نکاح کو تو آپ سب مانتے ہیں ناں ؟... آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میری بہن کے کردار کی بات کریں اور اگر کر رہے ہیں تو باقی لوگوں کو کیوں ڈھیل دی جائے انکے کردار کی بات بھی تو کریں ناں وہ تمسخرانہ نظروں سے فروا کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

سفیر نے نہ سمجھنے والے انداز میں اسکو دیکھا تھا

میری ماں نے تمہاری بہن کو نہیں بھگایا انکو اس طرح مت دیکھو ..

جبکہ شمس کی بس ہو گئی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھے تھے اور پوری قوت کے ساتھ حسن کے منہ پہ تھپڑ دے مارا تھا وہ مضبوط مرد تھے حسن کمزور بچہ وہ تیورا کر نیچے گرا تھا

فروا اب تک شل تھی (کیا اسکو بھی پتہ ہے ؟وہ نہیں جانتی تھیں کہ اس رات انکے کمرے میں ہونے والی ہالے اور انکی گفتگو حسن سن چکا ہے)

حسن فرش پہ گرا تھا لیکن گرنے والا وہ اکیلا نہیں تھا یوسف سلطان جو کہ خاموش تماشائی تھے وہ بھی اپنے پورے وجود کے ساتھ زمین بوس ہوئے تھے

مہر ماہ سفیر اور فروا انکے اوپر جھکے تھے کوئی انکے ہاتھ مسل رہا تھا کوئی پیر تو کوئی انکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا

جبکہ شمس نے انکی آوازوں پہ توجہ نہیں دی تھی وہ اب بھی نیچے گرے حسن کو مارے جا رہے تھے کبھی ٹھڈے تو کبھی لاتیں ساتھ ہی کچھ بکتے جھکتے جاتے سلطان منزل میں گویا کہرام مچ گیا تھا

حسن نے اٹھنے کی کوشش کی جب شمس نے اپنے بوٹ والے پیر سے اسکے سینے پہ لات مار کر دوبارہ گرایا تھا وہ اب بھی اسکو مار رہے تھے

حسن بلند آواز میں چلا رہا تھا

ماریں .. جتنا مارنا ہے ماریں .. یہ آخری بار ہو گا چچا آخری بار .. اگلی بار پولیس کو بتاؤں گا میں .. کیس کرواؤں گا آپ پہ ... یتیم سمجھ کے مارتے ہو .... ہمیں ... میرا باپ زندہ ہوتا تو ہاتھ لگا کے دکھاتے تم لوگ .... یتیموں

کو مارتے ہو .... چپ نہیں کرواسکتے تم لوگ مجھے .... میری بہن کے بارے میں کوئی بولے گا تو ... چھوڑوں گا نہیں ... .یتیموں کو مارتے ہو . . . .

شمس اسکو مار مار کر تھک گئے تھے تب ہی یوسف سلطان کی طرف متوجہ ہوئے جنہیں اب سفیر ایک ملازم کے ساتھ گاڑی کی طرف لے جا رہا تھا مہر ماہ اسکے پیچھے تھی شمس بھی اسی طرف لپکے تھے پیچھے سے حسن اب بھی بول رہا تھا

میں پولیس کو بتاؤں گا ...... میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو بھی .... یتیم سمجھ کر مارتے ہو ہمیں ... میرا باپ .. ایک ایک کو دیکھ لیتا .. ایک ایک کو پوچھتا وہ ...... یتیموں کو مارتے ہو ... شرم کرو تم لوگ ... اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ رہا تھا

ڈائننگ ہال خالی ہو گیا تھا سب باہر نکل گئے تھے وہ ہنوز فرش پہ پڑا نقاہت سے دہراتا جاتا تھا

یتیموں کو مار رہے ہو . . .

میرا باپ ہوتا تو سب کو دیکھ لیتا .. سب کو دیکھ لیتا میرا باپ

آج اسے اندازہ ہوا تھا یتیمی بڑا عذاب تھی

دن چڑھ آیا تھا دھوپ کی تمازت میں شدت آگئی تھی جب ہالے اپنے کمرے سے نکل کر اسٹڈی میں آئی صبح شانو نے اسکو بڑی مشکل سے سنبھالا تھا کافی دیر بعد وہ خود بھی نارمل ہو گئی تھی

آج اس نے لائم کلر کی لمبی قمیض کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا رنگت زرد سی تھی روکھے بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھا تھا اسکی آنکھوں میں گہری اداسی تھی

اسٹڈی میں رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اس نے اپنے موبائل پہ انگلیاں چلاتے ہوئے انسٹاگرام کھولا تھا اسکی فیڈ میں سب سے پہلی ویڈیو ڈاکٹر عبدالحفیظ کی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس ویڈیو پہ رک گئی آواز کا بٹن دبا کر اس نے ویڈیو کو چل دیا

آواز اسٹڈی کی دیواروں سے ہوتی ہوئی اسکے کانوں سے ٹکرا رہی تھی ڈاکٹر عبدالحفیظ بول رہے تھے

میں ڈاکٹر عبدالحفیظ پیرزادہ ہوں .....

ہالے سانس روکے انکو سنے گئی

میرے پاس ایک مریض کو لایا گیا آپ سب انکو جانتے ہوں گے ... معراج . معراج سلطان

ہالے جہاں تھی وہیں تھم گئی ...

ویڈیو چلتی گئی عبدالحفیظ بولتے گئے

میں چاہتا تو اپنے مریض کے لئے اسٹینڈ لے سکتا تھا لیکن میں نے نہیں لیا میں نے اپنے مریض کو ایسے لوگوں کے حوالے کر دیا جو انکے دشمن تھے

ہالے کی آنکھوں میں زخمی سا تاثر ابھرا تھا

میں نے اپنے فرض کے ساتھ غداری کی میں نے ان سے کچھ رقم لی اور اپنا منہ بند کر لیا

ہالے کے تاثرات میں اب کرب کا اضافہ ہو گیا تھا اس نے ویڈیو بند کر دی تھی اب مزید نہیں دیکھا جاتا تھا

اسی وقت عمر ہاتھ میں موبائل لئے اندر آیا تھا ہالے نے تکان سے اسکو دیکھا تھا

عمر اسکو دیکھ کر نظریں پھیر گیا تھا کہ صبح والا واقعہ اب تک ذہن میں تھا

یہ تم ..نے کیا ہے۔ناں؟ وہ عمر کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی

عمر نے نہیں پوچھا وہ کس بارے میں پوچھ رہی ہے اس نے بس اثبات میں سر ہلا دیا تھا

تمھیں مجھ سے پوچھ کر کرنا چاہئے تھا وہ میرا باپ تھا تمہارا نہیں تم انکی موت انکی بے بسی کا مذاق نہیں اڑا سکتے تمھیں یہ حق نہیں ہے اپنے باپ کے لئے سارے فیصلے صرف میں لوں گی صرف ہالے لے گی تم نے مجھ سے پوچھے بغیر مجھے بتائے بغیر یہ کیوں کیا عمر؟ میں حسن کو کیا کہوں گی آج یا کل وہ یہ ویڈیو دیکھے گا وہ مجھ سے جواب مانگے گا .. شمس سلطان یہ ویڈیو دیکھیں گے ساری دنیا یہ ویڈیو دیکھے گی میں کس کو کیا جواب دوں گی ؟

عمر چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا اور پھر بولنا شروع کیا

حسن سولہ سال کا ہے .. کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہے اسے حق ہے وہ اپنے باپ کی موت کے بارے میں جانے آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ اسکے باپ کی موت کی وجہ اس سے چھپائیں اسے مرد بننے دیں ٹھیک ہے وہ

آپ کے باپ تھے لیکن ... میرے لئے سارا خاندان انکے لئے فیصلہ میں لوں گا .. انکے معملے میں آپ کا پابند نہیں ہوں میں ... آپ نے اپنا حق لینے کا فیصلہ کیا تھا اور میں نے انتقام ... میرے فیصلوں میں .، میں آزاد ہوں .. میں آپ کو یا کسی اور کو جواب دہ نہیں ہوں ... وہ ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہا تھا

ہالے تپتی نظروں سے اسکو دیکھے گئی

تم نے جو کرنا تھا کر لیتے لیکن ابھی کچھ وقت آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تھے کیا؟ اس طرح تو ہم انکی نظروں میں آجائیں گی میرے چچا کو اگر پتہ لگ گیا کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں تو اندازہ ہے وہ کیا کریں گے ؟

عمر نے سر جھٹکا تھا

میں کوئی گلی کا غنڈہ نہیں ہوں میں اے ایس پی . ہوں مجھے سب پتہ ہوتا ہے .. کب کہاں کیا کرنا ہے ..... پرفیکشن میرے کام کا حصہ ہے ... آپ کے چچا جان نے اسی ہفتے ہیون کی ڈیل فائنل کرنی تھی .. لیکن اب اس واقعے کے بعد وہ کچھ نہیں کریں گے کیونکہ سارا الزام ان پہ آجائے گا سارا شک ان پہ ہی جائے گا کہ جائیداد کے لئے بھائی کو مار دیا . . تقریبا دو مہینے . . دو مہینے وہ خاموش بیٹھیں گے بلکہ اب وہ ڈاکٹر اور ہسپتال پہ کیس کریں گے .. انکو کرنا ہو گا .. اگر نہیں کیا تو لوگ انکو قاتل سمجھیں گے وہ جتنا عرصہ خاموش رہیں گے اس عرصے میں ہم پلان بنائیں گے میں نے جلد بازی نہیں کی میں نے خود کو وقت دیا ہے آیا کچھ دماغ میں یا نہیں؟ عمر حیات نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں ہالے صاحبہ وہ سادہ لہجے میں کہہ رہا تھا

نہ جانے کیوں اس آدمی کو طنز کرنے کی عادت نہیں تھی

اور اس ڈاکٹر نے جو بکواس کی ہے ...گلہ گھونٹنے والی اسکے بارے میں کچھ کہنا چاہو گے ؟وہ تندہی سے پوچھ رہی تھی

اب کے عمر کی گردن میں گلٹی سی ابھری تھی چہرے پہ سایہ لہرایا تھا لیکن وہ بظاہر نارمل رہا

وہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے جس کے لئے پریشان ہوا جائے ہمارے پاس اس سے زیادہ بڑے مسلے ہیں آپ یہ بتائیں" کام "ہوا ؟میرے کنٹیکٹ کسی کام آئے یا نہیں ؟اس نے بات بدل لی تھی

ہالے طنزیہ سی مسکرائی تھی تین قدم آگے آکر وہ اب بالکل اسکے سامنے کھڑی تھی

تم نے کیا کہا تھا؟میں ایلیٹ کلاس کی بگڑی ہوئی رئیس زادی ہوں جسے فیشن اور کھانوں کے علاوہ کچھ نہیں پتہ ؟...وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی تم سہی کہتے ہو میں ہوں امیر لیکن کیا تمھیں پتہ ہے امیر ہونے کا کیا فائدہ ہوتا ہے ؟..

عمر خاموش رہا ہالے نے کہنا جاری رکھا

امیر ہونے کا ایک ہی فائدہ ہوتا ہے آپ کے دوست بھی "امیر "ہوتے ہیں اور امیر دوستوں کا ایک ہی فائدہ ہوتا ہے" فیورز "وہ آپ کو فیورز دیتے ہیں جیسے کل رات میرے امیر دوستوں نے دیں انکی فیورز غیر مشروط ہوتی ہیں نڈر ہوتی ہیں کیونکہ انکو یقین ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی مشکل میں پھنس بھی گئے تو انکے امیر والدین انہیں اس سب سے نکال لیں گے . . . . .

عمر کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا وہ بس اسکو اپنے قریب کھڑے بولتے ہوئے سنتا گیا

عمر حیات میں نے ..انگلی سے سینے پہ دستک دی میں نے امیر باپ کی بگڑی اولاد نے اپنا کام کر لیا ہے ... کیونکہ میں سست نہیں ہوں ... میں نے تمہارے کنٹیکٹ استعمال نہیں کئے بلکہ انکو اپنے لئے خرید لیا کیونکہ میرے پاس دماغ ہے ... میں نے تمہارا ایک پیسہ نہیں خرچ کیا .... کیونکہ اب میرے پاس پیسہ بھی ہے تم نے کہا تھا ناں کہ مجھے بس کھانوں اور فیشن کا پتہ ہے ؟... تمھیں لگا تھا میں نے اپنا پیسہ بس ان دو چیزوں میں جھونکا ہے ؟تمھیں لگتا ہے کہ میرے پاس بس دو ہی شوق ہیں ؟او نہوں

میرا ایک تیسرا شوق بھی ہے عمر حیات ...

ڈائمنڈز ..الماس ..ہیرے ..

..میں ہالے سلطان ہوں ..میں نے کبھی اپنا پیسہ ضائع نہیں کیا ..میں نے کبھی بے کار تعلقات نہیں بنائے میرے دوست کم ہیں لیکن جو ہیں وہ میرے لئے جان بھی دے سکتے ہیں میرے بابا کہتے تھے ... تعداد پہ سمجھوتہ کر لینا لیکن معیار پہ نہیں اور میں نے کبھی معیار پہ سمجھوتہ کیا بھی نہیں میں اپنا کام کر چکی ہوں میرے پاس اب شیر علی اور اسکے بھائی کے سارے کیسز کی تفصیلات ہیں میرے پاس انکو فیور دینے والے لوگوں کی تفصیل ہے .سو اب تم عمر حیات تم .. تمھیں چاہیے کہ تم کل رات اپنے بولے گئے الفاظ واپس لو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی چبا چبا کر کہہ رہی تھی

عمر نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے تھے ہالے اس سے قد میں چھوٹی تھی اسکی آنکھوں میں دیکھنے کے لئے اسے گردن ذرا جھکانی پڑی تھی

اب وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا نرم لہجے میں کہہ رہا تھا

میں ... عمر حیات .. کل رات .. کے بولے گئے اپنے سارے الفاظ واپس لیتا ہوں ... آپ سست نہیں ہیں .. میں نے مان لیا ... آپ کو فیشن اور کھانوں کے علاوہ بھی بہت کچھ آتا ہے میں نے مان لیا اور آخری بات .. آپ کو میرے گھر میرے پیسوں اور میرے تعلقات کی ضرورت نہیں ہے مان لیا لیکن پھر بھی آپ یہ رکھ لیں

اس نے اپنے جیب سے ایک چیک نکالا تھا اور جھک کر شیشے کی چھوٹی میز پہ رکھ دیا تھا

ہالے نے مشتبہ نظروں سے اسکو دیکھا تھا

یہ ان زیورات کی قیمت ہیں جو آپ نے میرے پاس رکھوائے ہیں جب اپنے چچا سے اپنی دولت لے لیں تو مجھے میرے پیسے ادا کر کے اپنے زیور لے لیجئے گا اور آئندہ کسی مدحت کو زیور دینے کی ضرورت نہیں ہے مجھے بیچ دیجئے گا ... میرے پاس بہت پیسہ ہے خرید لوں گا وہ آخر میں ہلکا سا مسکرایا تو گال کا گڑھا بھی اس منظر میں شامل ہو گیا

اچھا تو اب تم میری جاسوسی کرنے لگے ہو تمھیں نہیں لگتا ہے یہ سب کر کے تم خود کو میری نظروں میں مزید گرا رہے ہو ؟

میں آپ کو چوکیداری نہیں کر رہا نہ آپ کو اور نہ مجھے اسکی ضرورت ہے ... یہ پولیس والے کا گھر ہے .. یہاں کی دیوار باقی دیواروں سے زیادہ بڑے کان رکھتی ہیں اور یہاں کے ملازم بس ایک ہی مالک کے وفادار ہیں سو اگلی

دفع جب کوئی بات مجھ سے چھپانی ہو تو میرے ملازمین کے سامنے وہی بات کرنے سے گریز کیجئے گا اسکا لہجہ نرم تھا

ہالے نے ڈھیر سارا اشتعال اپنے اندر دبایا تھا

وہ ابھی کچھ سخت کہتی جب اسکا موبائل بجنے لگا تھا

آپی کالنگ ... اسنے جلدی سے کال اٹینڈ کی تھی

ہیلو .. آپی کیسی ہیں آپ ..؟ آپ ٹھیک ہیں ناں؟

وہ بے قراری سے پوچھے گئی

دوسری طرف مہر نے کچھ کہا تھا ... ہالے کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے بچا تھا اس نے کال کاٹ دی تھی

اسکی رنگت زرد ہو چکی تھی

یہاں وہاں دیکھے بغیر

وہ فورا باہر کی طرف بھاگی تھی عمر حیران سا اسکو دیکھتا اسکے پیچھے گیا تھا

اب پھر کیا مصیبت آگئی؟

ڈائیننگ ہال خالی ہو گیا تھا سب گھر والے یوسف سلطان کو لے کر ہسپتال گئے تھے حسن ابھی تک اسی فرش پہ پڑا تھا اسکا سارا جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا شمس کے بھاری بوٹوں والے پیروں کی ضربیں اسکے سینے اور کندھے پہ بڑی زور سے لگی تھی کچھ دیر اسی طرح پڑے رہنے کے بعد وہ آہستہ سے اٹھا تھا

جسم سے ٹیس سی اٹھی تھی وہ بے اختیار کراہا تھا اسے اپنے سینے میں درد ہوتا محسوس ہوا تھا

ہمت کرتے وہ اٹھا تھا ڈائیننگ ٹیبل کا سہارا لیتے ہوئے وہ آگے بڑھتا گیا اپنے کمرے کے دروازے پہ پہنچ کر اس نے دروازے کو ایک ہاتھ سے کھولا تھا

رات والے پھول اور گفٹ کا ڈبہ اب بھی بیڈ پہ پڑے تھے ایسی حالت میں بھی اسکے دل کو قرار سا آیا تھا ... یہ پھول اور گفٹ اسکے باپ نے بھیجے تھے . . .

یہ خیال ہی اسکے دل کو راحت دیتا تھا بیڈ کے نزدیک پہنچ کر اس نے جیسے ہی اس ڈبے پہ لکھی تحریر پڑھی اسکی آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے . .

تحریر اسکی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن وہ نام ... وہ نام اسکی رگوں میں بہتے خون کو کھولا گیا تھا اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈبہ اٹھایا تھا اور اپنے کمرے کی بالکنی میں جا کر پوری قوت کے ساتھ اسے زمین پہ دے مارا تھا

منحوس ہو تم ... ساری دنیا کے سب سے بڑے منحوس .. میری زندگی برباد کر دی تم نے ... میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گا .... کبھی بھی نہیں ... تم نے میرا ہر رشتہ سپوائل کر دیا تم نے میری بہن کو مجھ سے دور کر دیا ... تم کیوں آئے ہماری زندگی میں کیوں کیوں .. کیوں . وہ اپنی بالکنی میں کھڑا چلا رہا تھا

تم نے سب برباد کر دیا .. سب کچھ چھین لیا ہم سے .. ہماری فیملی تھی .. ہم خوش تھے .. تم جس دن سے آئے ہو سب ختم ہو گیا تم نے .. سب خراب کر دیا سب سپوائل کر دیا ... کیوں کیا تم نے ایسا؟

وہ چلا چلا کر تھک گیا تھا تب ہی بالکنی کی گرل کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھتا چلا گیا

دکھتے جسم میں اب دکھتے دل کا درد بھی شامل ہو گیا تھا

اگر معراج سلطان کے جانے سے کسی کا سب سے زیادہ نقصان ہوا تھا تو وہ حسن سلطان تھا

ہسپتال کی راہداری میں چلتی ہالے کا دل رک رک کر چل رہا تھا وہ اپنی گاڑی میں آئی تھی عمر اسکے پیچھے ہی آیا تھا ہالے نے نوٹ نہیں کیا تھا یا شاید کرنا نہیں چاہتی تھی تھوڑی دور چلنے کے بعد اسکو سامنے سے ہی مہرماہ کھڑی نظر آئی ہالے نے آج اسکو اتنے دن بعد دیکھا تھا

وہ اسکی ماں جائی نہیں تھی لیکن پھر بھی ان دونوں بہنوں کی محبت مثالی تھی مہر کو سامنے دیکھ کر اسے اپنے دل میں سکون سا پڑتا محسوس کیا

اسی وقت مہر کی نظر بھی اس پہ پڑی تھی اسکی آنکھیں سپاٹ تھی ہالے قدم قدم چلتی اسکے قریب جا رہی تھی ایک ایک قدم جیسے بھاری تھا ایسا لگتا تھا جیسے صدیوں بعد اسکو دیکھا ہو

مہر کے قریب پہنچ کر وہ سیدھا اسکے گلے لگ گئی تھی ایک سکون سا تھا جو اسکو نصیب ہوا تھا جبکہ مہربت بنی کھڑی تھی اسکے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی ...چند لمحوں بعد وہ جیسے بولنے کے قابل ہوئی تھی

مجھے .. مجبور .. کیا گیا تھا ..ہالے ..اس رات اس نکاح کے لئے ...مجھے مجبور کیا گیا ... تھا مجھے معاف کرنا ..وہ اٹک اٹک کر کہہ رہی تھی

ہالے نرمی سے اس سے الگ ہوئی تھی ..اسکے دونوں ہاتھ اوپر کر کے لبوں سے لگائے تھے

محبت سے عقیدت سے اور پھر بولنا شروع کیا تھا

میں نے بابا کے بعد اگر کسی کو سب سے زیادہ مس کیا تو وہ آپ ہیں . .

مجھے بابا سے بچھڑنے کے بعد اگر کسی کے جدا ہونے کا دکھ ہے تو سب سے زیادہ اپ کا ہے

میں بابا کے بعد اگر کسی سے محبت کرتی ہوں تو وہ آپ ہیں . آپ کو ہالے کا قتل بھی معاف ہے آپی میں ایسے ہزار سفیر سلطان آپ کے سر سے وار کر پھینک سکتی ہوں

ہالے اسکے ہاتھوں کو تھامے نرمی محبت اور جتاتے لہجے میں کہہ رہی تھی

لیکن پھر بھی وہ تمہاری محبت ہے ہالے ...میں وہ ابھی کچھ اور بھی کہتی جب ہالے نے اسکی بات کاٹ دی

"تھا ".. کبھی کسی دور میں وہ میری محبت تھا ..اب نہیں جس لمحے اس نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا تھا میں نے اسی لمحے اپنے دل سے اسکی محبت اٹھادی تھی ...میرے دل کے تخت سے میں نے انکو بازو پکڑ کر اٹھایا تھا .میں نے انکی محبت اپنے دل سے نوچ کر پھینک دی تھی ...اب وہ میرے لئے صرف میری بہن کا شوہر ہے آپ کو پتہ ہے

میں اتنے دنوں میں کئی رشتوں کے لئے روئی ہوں یہاں تک کہ چچی کے لئے بھی یہاں تک کہ برونو (حسن کا پالتو کتا) کے لئے بھی ... لیکن ایک بار بھی میری آنکھوں سے سفیر کے نام کا آنسو نہیں گرا گرتا ہی نہیں ہے میں کھری بندی ہوں ... دوغلوں اور بزدلوں کو دل میں جگہ نہیں دیتی میں اس مرد کو اپنے دل میں جگہ نہیں دے سکتی جو بھری محفل میں مجھ سے میرے کردار کی پاکیزگی مانگے ... اس وقت اس دن اسکو چاہیے تھا کہ میرے لئے اسٹینڈ لے وہ اگر لے لیتا تو آج حالات مختلف ہوتے لیکن مجھے اس بات کا دکھ بھی نہیں ہے اسکی اپنی مجبوری ہوگی .. میں بس آپ کو ایک بات بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں اسکی زندگی سے gracefully exit کر چکی ہوں اب وہ آپ کے ساتھ ہو یا کسی اور کے ساتھ مجھے فرق نہیں پڑتا اور آپ آئندہ مجھ سے اس بارے میں بات مت کیجئے گا مجھے یہ بتائیں دادا جان کہاں ہیں اب کیسے ہیں ؟ .. وہ بول کر خاموش ہوئی تھی اب اسے یہ یاد آگیا تھا کہ وہ یہاں آئی کیوں تھی

پیرالائیز ہو چکے ہیں تمھارے دادا جان مزید تمہاری بدکرداری کا بوجھ اپنی نحیف ٹانگوں پہ نہیں اٹھا سکے

مہر کے بجائے پلر کو اوٹ سے نکلتا سفیر کہہ رہا تھا

ہالے کے دل کو دھکا سا لگا تھا اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں

کیا بکواس ہے یہ ... ایسا کیا ہوا ہے کیسے ہو سکتا ہے یہ وہ تو .. وہ تو بالکل ٹھیک تھے .. یہ سب کیسے ہوا کیا ہوا؟ وہ بوکھلا ہی تو گئی تھی

وہ جن قدموں نے اسے قدم قدم چلنا سکھایا تھا ..اب وہ حرکت نہیں کر سکتے یہ خیال ہی اسکے لئے سوہان روح تھا

دیکھو تو ذرا کہہ کون رہا ہے ...جب سارے شہر میں ہماری عزت کو نیلام کیا تھا کیا تب تمہیں پتہ نہیں تھا کہ ایک دن یہ بھی ہو گا ...اپنے اس عاشق کے ساتھ گھومتے ہوئے اور رات گزارتے ہوئے اس سب کے بارے میں نہیں سوچا تھا ہاں ؟وہ پھنکار رہا تھا

ہالے نے افسوس سے اسکو دیکھا تھا

وہ کہیں سے بھی foreign qualified

بہترین اکیڈمک ریکارڈ رکھنے والا مختلف دعوتوں اور سیمینار پہ مدعو ہونے والے ملکی اور غیر ملکی بزنس مینز کے ساتھ ڈیلز کرنے والا سفیر سلطان نہیں لگ رہا تھا وہ ایک سطحی اور جاہل مرد لگ رہا تھا بلکہ ہالے نے اسکے جیسا پڑھا لکھا جاہل کہیں نہیں دیکھا تھا

اسی وقت اسکے عین عقب میں عمر حیات آ کر کھڑا ہوا تھا وہ ہالے کے ساتھ ہی آیا تھا لیکن اوپر آنے کی بجائے وہ کہیں اور چلا گیا تھا

میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی سفیر مجھے بس دادا جان کی کنڈیشن معلوم کرنی ہے اور پھر میں یہاں سے چلی جاؤں گی اور اگلی بار میرے کردار کے بارے میں بات مت کیجیئے گا آپ کے لئے بہتر ہو گا اسکا لہجہ اجنبی تھا

مہرماہ نے کچھ کہنا چاہا جب سفیر نے اسکو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا وہ دو قدم آگے آیا تھا اب وہ ہالے کے بالکل سامنے کھڑا تھا

ہالے نے بے اختیار اپنا دل ٹٹولا تھا کیا اب بھی اس شخص کے لئے کوئی جذبہ کوئی احساسات موجود تھے کیا اسکا دل اب بھی سامنے کھڑے شخص کے لئے دھڑکتا ہے ؟

جواب ایک بہت بڑی "ناں" میں آیا تھا آج اسکو یقین ہو گیا تھا دل سے نوچ کر نکالی گئی محبت کی پھر کوئی اوقات نہیں رہتی

کیا اب تم جیسی بدکردار لڑکیاں .. رات رات گھر سے باہر رہنے والی لڑکیاں مجھے سفیر سلطان کو بات کرنا سکھائیں گی تم نے تو اپنے باپ کی قبر کی مٹی بھی نہیں سوکھنے دی اور آگئی اپنا حصہ لینے تم جیسی لالچی خود غرض اور گھٹیا لڑکی کو میں اپنے قریب بھی برداشت نہیں کر سکتا تم دادا جان سے ملے بغیر یہاں سے دفع ہو رہی ہو سمجھی وہ ہالے کی آنکھوں میں دیکھتا چبا چبا کر کہہ رہا تھا

عمر خاموش مگر بے چین نظروں سے انکو دیکھے گیا

ہالے اسے جواب دیئے بغیر آگے بڑھنے لگی جب سفیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا اور اسی ہاتھ سے ہالے کو مارنا چاہا

لیکن اسکا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا ہالے نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکے بھاری ہاتھ کو روک لیا تھا اور پھر ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ کو جھٹکا تھا اسکی آنکھیں اس وقت کسی زخمی شیرنی کی جیسی تھیں

عمر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ تو مہر نے حیرت سے ہالے کو دیکھا تھا

ہمت کیسے ہوئی سفیر سلطان ؟.. وہ شیرنی کی طرح غرآئی تھی .. تمہارے باپ کی نوکر نہیں ہوں جس پہ ہاتھ اٹھاؤ گے ماروگے ڈراؤ گے .. اگلی بار یہ ہاتھ کاٹ کر پھینک دوں گی ... اپنی اوقات میں رہنا سیکھ لو اور اپنے ہاتھ پیر قابو میں رکھو ..... آئندہ اگر مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کا سوچا بھی تو میں تمہارے ساتھ وہ کروں گی کہ ساری دنیا دیکھے گی .. اور اگر آئندہ تم نے میرے کردار پہ بات کی تو میں زبان سے جواب نہیں دوں گی میں سیدھا تھانے جاؤں گی وہاں تم پہ ہراسمنٹ کا کیس کروں گی ٹویٹر پہ می ٹو کا ٹرینڈ چلاؤں گی انسٹا گرام پہ سٹوریز لگاؤں گی دو منٹ سفیر دو منٹ میں، میں تمہاری عزت کو دو کوڑی کا کر سکتی ہوں کیونکہ بقول تمھارے میں اپنی عزت کھو چکی ہوں اب مجھے کچھ کھونے کا خوف نہیں ہے لیکن تم تمھارے پاس ابھی کھونے کو نام بھی ہے اور مقام بھی سو اگلی بار .... اپنے ہاتھوں .. اور اپنی زبان کو مجھ سے دور .... رکھنا میں تم سے پٹنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی ہوں .وہ سرخ آنکھوں سے بول کر آگے بڑھ گئی تھی

مہر ماہ اسکے پیچھے گئی تھی

عمر نے سفیر کو چہ چہ چہ والی نظروں سے دیکھا تھا

سفیر اسکو آنکھوں سے سالم نگل لینا چاہتا تھا

عمر چند قدم آگے آیا تھا جس ہاتھ سے سفیر نے ہالے کا ہاتھ پکڑا تھا اس نے وہی ہاتھ پکڑ کر اسکو زور سے ایک جھٹکا دیا تھا اسے اپنا بازو ٹوٹتا محسوس اس کے کے لئے یہ غیر متوقع تھا وہ بے اختیار درد کی شدت سے نیچے جھکا تھا لیکن عمر کو سامنے کھڑے دیکھ پھر سے گردن تان لی تھی ...اسکا قد عمر کے قد سے ایک دو انچ چھوٹا ہی تھا عمر اسکے کان کے پاس جھکا تھا اور چباتے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا

آئندہ میری . . . عورت سے اس لہجے میں بات کی یا اسے ہاتھ لگانے کی کوشش کی ...تو خدا کی قسم تمہاری ساری زندگی جیل میں گزرے میں اس عمل کو یقینی بناؤں گا .....اس سے دور رہو ...میری بیوی سے دور رہو ...اسے دھمکی مت سمجھنا تمھیں چاہئے کہ مجھ سے خوف کھاؤ . . . .نامرد کہیں کا وہ اسکے قریب کھڑا حقارت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا

تمھیں پتہ بھی ہے تمہاری بیوی نے میرے ساتھ کیسا وقت گزارا ہے ؟ کتنا وقت گزارا ہے ؟ جاننا چاہو گے ؟

. سفیر زہر خند لہجے میں معنی خیز سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا

عمر کے جبڑے کی رگیں تک تن گئی اس نے مٹھی بھینچ لی تھی ...وہ ایک قدم مزید آگے آیا تھا اب وہ سفیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا

میری بیوی نے اپنے بچپن سے لے کر اب تک ...کئی کتے پالے ہیں .. مختلف قد مختلف نسلوں کے ...کون سے کتے کو ..کتنا وقت ساتھ رکھا اس کا حساب مجھے نہیں جاننا ...لیکن ایک بات ہے جو میں جانتا ہوں ....تم ان سب کتوں میں سب سے زیادہ بد نسل کتے ہو ..اور ایسے کتے پتہ ہے کیا کرتے ہیں جب دو دن مالک اسکو کھانا

نہ ڈالے ...تو وہ تیسرے دن اسی پہ بھونکنا شروع کر دیتے ہیں ..اس وقت تم اس کتے سے زیادہ کچھ نہیں ہو سفیر

وہ منہ پہ جوتا مارنے والے لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا پیچھے سفیر کا چہرہ اہانت سے سرخ ہو گیا تھا

اسکے دل میں اب ہالے سے بدلہ لینے کی خواہش مذید جڑ پکڑ گئی تھی

ہسپتال کا کیفے ٹیریا کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا وہ یہاں ہالے کے لئے کچھ کھانے کو لینے کے لئے آیا تھا کچھ کے ہاتھ میں کھانے پینے کی چیزیں تھی تو کچھ اپنے خالی ہاتھوں میں یہی چیزیں لینے کے لئے لائن میں کھڑے تھے کچھ کے چہرے جھنجھلائے ہوئے تھے شاید انکے مریضوں کی حالت اچھی نہیں تھی کچھ کے چہرے مطمئن تھے شاید انکے مریض شفا یاب ہوئے تھے عمر حیات کے لئے یہ منظر نیا نہیں تھا وہ ایسے

چہروں کو پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا تھاان چہروں کو دیکھتے ہوئے یکایک منظر بدلا تھاوہ اب ہیون ہسپتال کے کیفے ٹیریامیں کھڑا تھا

آس پاس لوگوں کارش بھانت بھانت کی بولیاں جھنجھلای پریشان آوازیں ... بے زار چہرے کچھ روئی متورم آنکھیں کچھ دھوپ چھاؤں سے چہرے جنکی آنکھیں سرخ تھیں لیکن لب مسکراتے تھے ان سب کے بیچ کھڑا . .. دبے دبے غصے والا چہرہ لئے کھڑا عمر حیات اسے یہاں کام کرتے ہوئے ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا لیکن وہ اب بھی اس ماحول کا عادی نہیں ہوا تھا اس نے ویٹر زوالا لباس پہن رکھا تھا بال ماتھے پہ بکھرے تھے آنکھوں میں دبہ دبہ غصہ اور چہرے پہ ڈھیر بے زاری آج لوگوں کارش زیادہ تھا وہ ایک ایک ٹیبل پہ جاجا کر تھک کوفت زدہ سا ہو گیا تھا خاص طور پہ اسے تب غصہ آتا تھا جب نوجوان لڑکیاں اسے بار بار بلاتی تھیں اب انکا بھی کوئی قصور نہیں تھا اتنا مغرور اور ہینڈسم ویٹر شاید انہوں نے پہلی بار دیکھا تھا اسی وقت اسکے ساتھی ویٹر نے اسکے ہاتھ میں دو کافی تھمائی اور اسکو ایک ٹیبل پہ بھیج دیا اس ٹیبل پہ ایک ہی آدمی بیٹھا تھا اسکی عمر کی جانب پشت تھی عمر نے سامنے سے آکر کافی کے دونوں مگ انکے سامنے رکھے اور ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر دیکھا تو ٹیبل پہ بیٹھا آدمی مسکرایا عمر مسکرا بھی نہ سکا

انہوں نے ابرو کے اشارے سے اسکو بیٹھنے کا کہا وہ بادل نخواستہ بیٹھ گیا صاف ظاہر تھا کہ وہ ناراض ہے

معراج سلطان نے اسکو افسوس سے دیکھا تھا

نام اور شکل سے تو مسلمان لگتے ہو .. سلام کرنا نہیں سیکھا؟ وہ میٹھا سا طنز کر رہے تھے

عمر کے تو مانو آگ ہی لگ گئی

ایک ہفتے سے آپ کے بچے سمبھال سمبھال کر آدھا پاگل ہو گیا ہوں اتنا روتے ہیں میں آپ کو بتا نہیں سکتا گلہ پھاڑ پھاڑ کر روتے ہیں جیسے آج اگر نہ روئے تو پھر کبھی . رونا نصیب نہ ہو گا اور کھانا . . کھانا تو اتنا کھاتے ہیں جسکی کوئی حد نہیں . . . ہر گھنٹے میں کچھ نہ کچھ چاہیے ہوتا ہے . . انسان میں کوئی ادب ہوتا ہے کوئی تمیز ہوتی ہے . . . میں سمجھ گیا تمھیں کھانے کو کچھ چاہیے لیکن میں کوئی جادوگر تو نہیں ہوں دودھ یا پھر . . . دلیہ لانے کے لئے کچن میں جانا پڑتا ہے . . لیکن ان بد تمیز بچوں کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی چیخ چیخ کر دماغ گھما دیتے ہیں وہ برہمی سے کہہ رہا تھا معراج مسکراہٹ دبائے اسکو سن رہے تھے

اور خاموش تو کبھی بیٹھتے ہی نہیں ہیں ہر وقت بولتے ہیں پہلے دن تو میرا دل کیا تھا ایک ایک کو اٹھا اٹھا کر ہیون کی چھت سے نیچے پھینکتا جاؤں لیکن پھر . . . . مجھے رحم آ گیا . . بہت غصہ دلاتے ہیں بہت زیادہ لیکن خیر میں مینج کر لیتا ہوں

اس نے کہنا جاری رکھا

. اسکے بعد یہاں کیفے میں خوار ہو رہا ہوں . . . کسی کی بیوی بیمار ہے تو کسی کا بیٹا کسی کا باپ زخمی ہے تو کسی کی ماں کا شو گر ہائی ہے لیکن ان سب کو بھی اپنا غصہ اور ناراضگی یہیں نکالنی ہے مجھ پہ . . . . اور ایک آخری بات اسکے چہرے پہ جھینپ جانے کا تاثر آیا تھا

یہ ..یہاں جو .... لڑکیاں آتی ہیں... میں انکے آرڈر نہیں لوں گا .... عجیب انداز سے دیکھتی ہیں اور میرے بارے میں بات کرتی ہیں ...مجھے اچھا نہیں لگتا ... عورت سمجھ کر عزت کرتا ہوں ... لیکن مجھے اپنی ذات کا موضوع گفتگو ہونا پسند نہیں ہے .... سو میں بزرگ عورتوں اور مردوں کے آرڈر لوں گا لیکن لڑکیوں کے لئے آپ کسی اور سے کہہ دیں وہ انکے چہرے کو دیکھتا دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا

معراج سلطان نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا تھا انہوں نے پہلی دفع کسی مرد کی آنکھوں میں ایسی حیا دیکھی تھی ٹھیک ہے میں بات کرلوں گا آئندہ سے یہ کام منیب دیکھ لے گا خیر یہاں پر میں ایک عزیز کو دیکھنے آیا تھا لیکن پھر یاد آیا تمہارا داخلہ بھی تو کروانا ہے تو بتاؤ کتنی رقم ہے تمھارے پاس داخلے کے لئے ؟انکا لہجہ سادہ تھا

عمر اس سارے وقت میں پہلی بار ذرا خوش ہوا تھا وہ بھی دل میں پڑھائی سے اسے عشق تھا

مجھے اگیزٹ اماؤنٹ تو نہیں پتہ لیکن میرے اکاؤنٹ میں کافی پیسے ہیں ایڈ مشن .. بکس .. اور میری ہیوی بائیک سب ہو جائے گا لیکن میں ایک بات آپ کو بتا دوں میرا ایڈمشن کسی اچھے کالج میں کروایئے گا میری بیس بنے گی تو آگے جا کر css کرنا ہے مجھے وہ خوشی سے کہہ رہا تھا

معراج سلطان نے جانچتی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

تمہارا سورس آف انکم کیا ہے ؟انہوں نے اسکو دیکھتے ہوئے سوال داغا تھا

عمر . ذرا حیران ہوا تھا

کیا میرا؟.. میرا تو کوئی سورس آف انکم نہیں ہے

تو پھر وہ پیسے کس کے ہیں کہاں سے آئے ؟

اماں نے میرے اکاؤنٹ میں ڈلوائے تھے ہر مہینے ڈلواتی ہیں ... آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں ؟وہ اب بھی حیران تھا

تمہاری اماں ؟ ھمم وہی اماں جسکو چھوڑ کر سارے تعلق ختم کر کے آئے ہو ؟لیکن اسکے پیسوں پہ اب بھی تمہارا حق ہے ؟جب تمہارااس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو تم اسکے پیسے کیوں لے رہے ہو ؟یا پھر یہ کہو کہ تم ان پیسوں کے بغیر سروائیو نہیں کر سکتے ؟کیا تم ...اب بھی نفیسہ کے آسرے زندگی گزاروگے تم اپنے لئے خود کے لئے کیا کروگے ؟...اگر تم عمر تمھیں اگر نفیسہ کے پیسوں سے داخلہ کروانا ہے تو میں یہ کام نہیں کروں گا لیکن اگر تم اپنے ہاتھوں سے اپنی محنت کے دو ہزار روپے بھی مجھ لا کر دوگے تو میں . .. تمھارے لئے سب کچھ کروں گا ... اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے مجھے جانا ہے کل پھر آؤں گا مجھے اپنا فیصلہ سنا دینا اوکے ؟وہ نرمی سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

عمر جو سانس روکے انکو سن رہا تھا انکو اٹھتے دیکھ جلدی سے بول اٹھا

لیکن وہ میری ماں ہے ...میں انکے پیسے استمال کر سکتا ہوں اگر میں کام کرنے لگا تو میری پڑھائی ڈسٹرب ہو گی میں جلد از جلد کچھ نہ کچھ بننا چاہتا ہوں تا کہ اماں کو یہاں لے آؤں اپنے پاس ...ان چھوٹی موٹی نوکریوں کے اسرے میں انکو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا وہ اماں ہیں میری . . . .

معراج نے اپنے دونوں ہاتھ میز پہ رکھے تھے اور اسکی جانب جھکے تھے

.وہ ... تمہاری ...ماں ... نہیں ...ہے تم ... یتیم ہو .. یہاں اپنے ...ماں باپ کو ڈھونڈنے آئے ہو ... سو تمھارے لئے بہتر ہے کہ اپنی سستی اور کاہلی کو ایک طرف رکھو اور کام کرنا شروع کرو .... تم اب مزید اس عورت سے ایک روپیہ بھی نہیں لوگے ...... کیونکہ نفیسہ حیات تمہاری ماں نہیں ہے ...وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولتے سیدھے ہوئے تھے

عمر نے ٹھہر کر انکو دیکھا تھا .. معراج کو لگا شاید اب وہ کچھ اور بھی کہے گا .. اپنے حق ... میں اپنی صفائی میں .. لیکن وہ مدھم آواز میں بس اتنا ہی کہہ سکا

میں ... یہاں میں اپنا خاندان ڈھونڈنے ضرور آیا ہوں .. لیکن ... میں انکے ساتھ نہیں جاؤں گا ... میں ایک دن اپنے اصل کی طرف لوٹوں گا اپنی اماں کی طرف ...... انکے علاوہ میرا کوئی خاندان نہیں ہے کوئی ماں باپ نہیں ہیں .. میں کام سے نہیں بھاگتا .. میں محنت سے نہیں بھاگتا .. میں وہی ہوں جس نے اپنی ماں کے کوکنگ سینٹر میں چولہے کے سامنے کھڑے ہو کر سخت گرمی میں کاہل سے کاہل پھوہڑ سے پھوہڑ لڑکی کو کھانا بنانا سکھایا ہے میں اپنی اماں کی جم میں سیلف ڈیفنس کلاسز دیتا رہا ہوں میں نے چھ سال کی عمر سے نئی زبانیں سیکھنی شروع کی تھیں آج مجھے اپنے ملک کی زبانوں کے علاوہ گیارہ اور زبانیں آتی ہیں میں اپنی اسکول اور کالج کی چھٹیوں میں کبھی گھر نہیں بیٹھا میں نے مختلف کورسز کئے ہیں .. . میں نے قرآن کورسز کئے ہیں تفسیر تجوید ... کے تمام کورسز . .

وہ اپنی سیاہ زہین آنکھوں کو معراج سلطان کے چہرے پہ جمائے کہے جا رہا تھا

میں فجر میں کئی لوگوں کے گھر جا جا کر انکے بوڑھوں کو قرآن پڑھاتا تھا ..بلکہ پڑھاتا کم تھا سناتا زیادہ تھا یہاں میں قرآن شروع کرتا وہاں وہ بوڑھے لوگ رونے لگتے شاید انکو آخرت یاد آتی تھی.. کبھی کبھی مجھے بھی رونا آتا کبھی ان لوگوں سے کوفت ہوتی آپ بچوں کو سمبھال لیتے ہو یہ سوچ کر کہ وہ بچے ہیں لیکن بوڑھے لوگوں سے آپ وہی طاقت وہی صبر وہی آسٹمینا وہی سب کچھ ایکسپیکٹ کرتے ہیں جیسے کہ آپ خود ہیں حلانکہ بچوں سے زیادہ بڑے بچے "بوڑھے "ہوتے ہیں میں نے ان نحیف اور مجبور عورتوں کے گھر جا کر کھانے بنائے ہیں جنکی بہو بیٹیاں جاب کرتی ہیں یا پھر ہٹ دھرم اور بدتمیز تھیں لیکن ان سب جگہ جانے کے لئے میرے پاس میری ہیوی بائیک ہوتی تھی میرا والٹ پیسوں سے بھرا ہوتا میرے پاس "وقت "ہوتا تھا میں کاہل اور سست نہ پہلے تھا نہ اب ہوں فرق صرف یہ ہے کہ میری اماں نے مجھ سے ذہنی مشقت کروائی تھی آپ مجھ سے جسمانی مشقت کروا رہے ہیں

بات یہ نہیں ہے کہ میں یہ نہیں کر سکتا بات یہ بھی نہیں ہے کہ مجھے دوبارہ ویسے کمفرٹس چاہئیں بات صرف یہ ہے کہ میں صرف اور صرف "جلدی "میں ہوں ...مجھے جلد از جلد کچھ کرنا ہے کچھ کمانا ہے ...تا کہ میں اپنی اماں کے ساتھ رہوں ...سازشی لوگوں سے دور جھوٹے لوگوں سے پرے. .کچھ بن جاؤں تا کہ اماں کو کھلا سکوں انکے خرچے اٹھا سکوں آئندہ آپ مجھے یہ مت کہئے گا کہ میں انکا بیٹا نہیں ہوں ...اگر کبھی بھولے سے بھی یہ خیال ذہن میں آجائے تو میری ایک بات یاد رکھیے گا

میں ... عمر حیات ہوں ... میں .. اپنی اماں کا بیٹا ہوں .. اور میں کرائی بے بی نہیں ہوں میرے بازو کام کر سکتے ہیں میری آنکھیں جاگ سکتی ہیں میرا ذہن بیدار رہ سکتا ہے اور آپ نے جو کروانا ہے کروائیں میں تیار ہوں میرے پاس وقت ہے وہ بول کر رکا نہیں تھا کرسی سے آٹھ کر تیز تیز چلتا وہاں سے نکل گیا تھا

پیچھے معراج سلطان کے قریب ایک ہیون میں آیا کے طور پہ کام کرنے والی عورت آکر کھڑی ہوئی تھی انکی آنکھوں میں افسوس تھا

.اس بچے کے ساتھ کیوں کر رہے ہیں ایسا؟.. . آپ کو لگتا ہے یہ سہہ لے گا؟انکی آواز میں رنج تھا

معراج ہلکے سے مسکرائے تھے

میں اسے اسکے پیروں پہ کھڑا کر رہا ہوں .. آپا .. اسی لڑکے کی اماں کہتی ہے

اگر عورت کو .. آزمانا ہو تو اس سے زیور چھین لو .. اگر اسکے بعد بھی ڈٹی رہی تو اصلی ہو گی

اور اگر مرد کو آزمانا ہو تو پیسہ کھینچ لو ... اگر اصلی ہوا تو پھر سے اٹھ کھڑا ہو گا ورنہ بھر بھری دیوار کی طرح ڈھے جائے گا میں بس دیکھنا چاہتا ہوں وہ بھر بھری دیوار ہے یا اصلی مرد

اسکی آنکھوں کے سامنے یہ منظر مزید چلتا اگر کوئی اسکے پیچھے سے آکر اسکے کندھے پہ ہاتھ نہ رکھتا عمر نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا اب اسکے سامنے سانولی رنگت اور گرے آنکھوں والا نوجوان کھڑا تھا اسکی آنکھوں میں سرد سا تاثر تھا عمر نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے تھے

اب نہ جانے ہارون شاہد اسکے پاس کیوں آیا تھا

وہ سمندر کنارے ایک بڑے سے پتھر پہ بیٹھی ہوئی تھی بال ہوا سے اڑ اڑ کر چہرے پہ آ رہے تھے جنہیں ہٹانے کی زحمت وہ فلحال نہیں کر رہی تھی وہ کسی آرٹسٹ کی بنائی گئی سب سے محبوب پینٹنگ لگ رہی تھی لیکن ادھوری اسکی اداس آنکھیں کسی غیر مرئی نکتے پہ جمی تھیں آس پاس سے گزرتے لوگ اسکو دیکھ رہے تھے کچھ کی نگاہوں میں ستائیش تھی تو کچھ کی نگاہوں میں ناپسندیدگی ان سب کے برعکس اسکے عقب میں کھڑے ایک سیاہ آنکھوں والے شخص کی نظروں میں بس فکر تھی یہ لڑکی اسکے لئے اتنی ضروری ہو جائے گی یہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ ہسپتال میں یوسف سلطان سے ملے بغیر واپس آگئی تھی مہر نے لاکھ کہا کہ اندر چل کر دیکھ لو لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھوڑی دیر دور سے دادا جان کو دیکھنے کے بعد وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر یہاں آگئی تھی عمر اس کے پیچھے آیا تھا

وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکے قریب رکھے ایک پتھر پہ بیٹھ گیا تھا اب کے گزرتے لوگوں کی نگاہوں میں "رشک" بھی شامل ہو گیا تھا پینٹنگ مکمل ہو گئی تھی آرٹسٹ کی جیسے محنت وصول ہو گئی ہو

آپ کے دادا .. انکو ضرورت تھی آپ کی انہوں نے کئی بار آپ کا پوچھا ہے آپ کو پتہ ہے ؟

ہالے کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے بولنا شروع کیا تھا

ہالے نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں آج نفرت بے زاری کچھ بھی نہیں تھی ....بس ایک بے بسی بھری الجھن تھی

اللہ کیسا ہوتا ہے عمر؟... .وہ اسکے چہرے پہ نظریں جمائے عجیب سے لہجے میں پوچھ رہی تھی

کون سی نفرت کہاں کا انتقام اس وقت اسے کچھ یاد نہیں تھا وہ بہت بری طرح ڈسٹرب تھی

عمر چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا اور پھر کہنا شروع کیا

اللہ بہت پیارا ہوتا ہے اللہ وہ ہوتا ہے

جو آپ کو پیدا کرتا ہے

یہ مت کہیئے گا کہ یہ کوئی عام سی بات ہے اگر ہم ایک پودا بھی اگاتے ہیں تو اس میں کتنا وقت محنت اور محبت لگتی ہے ..اور یہ عام بات نہیں ہوتی....وہی جو آپ کو کھلاتا ہے پلاتا ہے ...

کھلانا پلانا آسان نہیں ہوتا اسکے لئے ... ظرف چاہیے ہوتا ہے آپ کسی کے گھر چلے جاؤ وہ آپکو دو دن کھلائے گا تین دن کھلائے گا ایک مہینہ ایک سال کھلائے گا لیکن آخر وہ بے زار ہو جائے گا .... تھک جائے گا ... اکتا جائے گا . خدا نہیں تھکتا . نہیں بے زار ہوتا .. نہیں اکتاتا کیونکہ خدا ظرف والا ہے

اللہ وہ ہے جو آپ کو بیماری اور صحت دیتا ہے ...

اب آپ کہیں گی بیماری ؟.. خدا بیماری دیتا ہے .. یہ کیسا خدا ہے جو ہمیں نقاہت زدہ کر دیتا ہے ... جو ہمیں تکلیف دیتا ہے لیکن اگر سوچا جائے تو بیماری نعمت ہے .. ہم بیماری میں جتنا اللہ کے قریب ہو جاتے ہیں اتنا کبھی کسی فیز میں نہیں ہوتے ... بیماری میں ہمیں لگتا ہے ہم مر جائیں گے .. .تب ہمیں خدا یاد آتا ہے ... ہم مغفرت مانگتے ہیں ... ہم درد سے راحت مانگتے ہیں آپ نے دیکھا ہو گا کوئی بھی بیمار انسان جب کراہتا ہے تو اسکے منہ سے ایک ہی آواز نکلتی ہے . ایک ہی نام نکلتا ہے

اللہ ..... بس اللہ

تو بیماری ہمیں ہمارے اللہ سے قریب کرتی ہے

وہ بول رہا تھا اور ہالے پلک جھپکائے بغیر اسکو سن رہی تھی

اللہ وہ ہے جو آپ کو کبھی جج نہیں کرتا ... آپ چاہے اسکی جتنی مرضی نافرمانی کریں جتنا مرضی اس سے دور رہیں ایک بار جب آپ سچے دل سے اسکے پاس جائیں گے وہ آپ سے ناراض نہیں ہو گا ....وہ سمیٹ لے گا ... وہ نہیں کہے گا کہ اب کیوں آئے ہو ..وہ طعنہ نہیں دے گا .. ..وہ آپ سے صفائی نہیں مانگے گا ...وہ آپ سے گواہی نہیں لے گا ...وہ بس کہے گا .. آگئے ہو ؟ دنیا سے تھک گئے ہو ؟ کیا اب میرے ہو ؟لو آؤ میں اب بھی تمہارا ہوں ... میں اب بھی تم سے محبت کرتا ہوں . . . .

کوئی انسان ایسا نہیں کرتا ... ہر انسان جج کرتا ہے کسی نہ کسی طریقے سے کبھی نہ کبھی کرتا ہے .... آپ اسکے ساتھ برا کرو وہ اس بات کو دل میں رکھتا ہے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی کونے میں ... جب آپ اس سے معافی

مانگیں گے ... وہ آپ کا پچھلا قصور پچھلی غلطی ضرور یاد دلائے گا ... سب نہیں دلائیں گے لیکن سو میں سے ننانوے انسان ... آپ کا قصور آپ کو یاد دلائیں گے . . . .

زرد رنگ کے لباس والی لڑکی اس خوبصورت لہجے والے آدمی کو سن رہی تھی محویت سے . .

آپ چاہے جتنے مرضی دوست بنالو آپ کا سچا دوست اللہ ہی رہتا ہے ... وہ ایسا دوست ہے جو رات کے تین بجے بھی آپ کو سنتا ہے جو تپتی دوپہر میں بھی سنتا ہے ... جو سخت سردی میں بھی سنتا ہے وہ کبھی آنسوؤں کا کبھی آپ کے غم کا مذاق نہیں بناتا ... وو کبھی آپ کی ماضی کی بے وقوفی پہ ہنستا نہیں ہے ... وہ آپ کے راز فاش نہیں کرتا .. وہ آپ کو لوگوں کے سامنے ڈسکس نہیں کرتا ... آپ کی ذات کا مذاق نہیں بناتا اللہ بڑا ہی نوبل دوست ہے ... وہ آپ کو کوئلے سے بچا کر آپ کے ہاتھ میں سونا تھما دیتا ہے مختصر یہ کہ جو ذات .. ظرف والا ہو جج مینٹل نہ ہو ... سیکرٹ کیپر ہو .. ہمدرد ہو .. طعنے نہ دے ... گلہ نہ کرے ... ذرا ذرا سی بات پہ روٹھے نہ بڑی بڑی باتوں پہ معاف کر دے ... ہر غم ہر مشکل میں آپ کے ساتھ ہو ایسی ذات تو بہت نوبل ہوئی ناں ؟

سو میرے حساب سے اللہ بہت پیارا ہے

وہ بول کر خاموش ہو گیا تھا

ہالے نے چہرہ آگے کیا تھا آواز سرگوشی جتنی مدھم کرلی تھی سمندر کی لہروں کے شور میں ... اسکی آواز عمر کے کانوں تک پہنچی تھی

کیا .. خدا واقعی exist کرتا ہے ؟.. اسکی آنکھوں میں بے چینی تھی ... خوف تھا . .

عمر کے منہ پہ جیسے کسی نے اینٹ دے ماری ہو

(معراج سلطان کی بیٹی کو خدا کے ہونے پہ شک ہے ؟)

کّک . کیا . کیا . مطلب ؟اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا اسکا چہرہ یکدم پیلا پڑنے لگا تھا

میں جس دن سے اغوا ہوئی ہوں ... میں نے نمازیں پڑھنا چھوڑ دی ہیں .... میں دعا نہیں مانگ سکتی ... کیونکہ مجھے دل سے یہ یقین نہیں ہے کہ وہ کبھی قبول ہوں گی .. شروع کے کچھ دنوں میں میں نے اسے بہت یاد کیا بہت پکارا ... لیکن جیسے بے سد کوئی فائدہ ہی نہیں ہوا اس نے تو میری ایک بار بھی نہیں سنی .. وہ ہوتا تو میں اغوا نہ ہوتی میری عزت نہ خراب ہوتی . وہ ہوتا تو میرا چچا میرے باپ کو قتل نہ کرتا میں اتنی اچھی مسلمان نہیں ہوں لیکن میرا باپ .. میرے باپ کو تو خدا سے بہت محبت تھی انہوں نے تو اللّٰہ کی محبت میں کتنا کچھ کیا تھا کتنے سالوں سے انکی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی تھی لیکن اللّٰہ نے انکو قتل ہونے دیا کیوں ؟

عمر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ بس دم سادھے اسکو سنے گیا

بابا کے بعد مرے پاس میرا بھائی تھا میرا دوست تھا مجھ سے وہ دونوں بھی چھن گئے .. اور سب سے آخر میں میرے دادا اللّٰہ نے انکو مفلوج کر دیا .... کیا اسے مجھ پہ رحم نہیں آتا ؟... وہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے میں نے سنا ہے اگر وہ ہوتا اور واقعی اتنا پیار کرتا تو مجھے اس طرح اکیلا نہ چھوڑتا ... نہ جانے کیوں مجھے لگتا ہے اگر خدا ہوتا تو میرا خاندان نہ ٹوٹنے دیتا ... وہ ہوتا تو مجھ سمنبھال لیتا جو صفات خدا کی تم نے سنائی ہے میری باری پہ تو ایسا کچھ نہیں ہوا ... یا تو پھر وہ ہے نہیں .... یا پھر وہ میرے "لئے" نہیں ہے تم بتاؤ نہ عمر ... میں کیا کروں ؟ کیا

تم مجھے ملحد ہونے سے بچا سکتے ہو؟...ذرا دیر کو نفرت اور انتقام کو ایک طرف رکھ کر بتاؤ کیا میری واپسی ممکن ہے ؟...میں ملحد نہیں بننا چاہتی .....میرا دل یہ نہیں چاہتا ...میری روح کو اس لفظ سے کراہیت آتی ہے لیکن میں کیا کروں ...کہ مجھے خدا کے ہونے پہ یقین آجائے ..... میں بڑی مشکل میں ہوں ... میں بڑی بے بس ہوگئی ہوں .. میں بہت شرمندہ ہوں مجھے بتاؤ میری واپسی کیسے ہوگی ؟؟

عمر بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑا ہوا تھا اسکی رنگت متغیر ہو چکی تھی ....وہ پینٹنگ کو ادھورا چھوڑ کر آرٹسٹ کے آرٹ کی تذلیل سی کرتا وہاں سے جا چکا تھا

پیچھے ہالے سلطان اس پتھر پہ تنہا بیٹھی رہ گئی

اس سے تھوڑا دور ذرا فاصلے پہ کھڑا عمر حیات موبائل کان سے لگائے کسی کو بار بار کال کر رہا تھا اسکے چہرے کے تاثرات نارمل نہیں تھے وہ شدید ڈسٹرب تھا

اسی وقت اس نے ایک بار پھر کال ملائی جو کہ پک کرلی گئی

ہیلو کہاں تھیں آپ؟ میں کب سے ٹرائی کر رہا ہوں وہ چھوٹتے ہی بولا تھا

اسکی آواز ساحل سمندر سے سفر کرتی چھوٹے باغیچے والے گھر میں کرسی پہ بیٹھی نفیسہ حیات کے کانوں تک گئی تھی

میں نماز پڑھ رہی تھی بیٹے کیا کوئی کام ہے ؟انہوں نے نرمی سے جواب دیا تھا

میں بہت پریشان ہوں بہت زیادہ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں ہے میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے میں کیا کروں؟اسکی آواز میں بے قراری تھی

کیاہالے کے حوالے سے پریشان ہو؟

آپ کو ایسا کیوں لگتاہے؟اس نے جیسے ہار کر سوال کیا تھا

کیونکہ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ تمھیں کچھ پتہ نہیں ہے اور تمھارے پاس کوئی جواب نہیں ہے .. یہ اس رات بھی ہوا تھا جس رات معراج سلطان کا قتل ہوا تھا دو لوگ ہیں جو تمھیں بھی لاجواب کر سکتے ہیں ایک معراج سلطان دوسرا انکی بیٹی اب بتاؤ انکی بیٹی نے کیا کہاہے؟وہ سہولت سے پوچھ رہی تھیں

عمر نے کنپٹی سہلائی تھی اور جواب دینے کو الفاظ متجمع کئے کچھ دیر بعد وہ بولا تو اسکے لہجے میں دل کو چیر دینے والا دکھ تھا

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ ..وہ کہتی ہے کہ ...اسکو خدا کے ہونے پہ شک ہے .. معراج سلطان کی بیٹی ...نفیسہ حیات کی بہو .. عمر حیات کی بیوی کو خدا کے ہونے پہ شک ہے ...یہ غم یہ دکھ میرے لئے بڑا ہے معراج سلطان کے قتل سے بھی بڑا .....میں اسکو ایسے نہیں دیکھ سکتا ... آپ سمجھیں وہ صرف میری بیوی نہیں ہے اس سے میرے کئ تعلق ہیں اسکا چہرہ میری ماں سے ملتا ہے ...اسکا خون .. میرے سب سے عزیز میرے محسن سے ملتا ہے ...وہ میرے لئے کیا ہے .کوئی نہیں سمجھ سکتا ...وہ تکلیف میں ہے اور اسکی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے ....یہ خدا نے مجھے کیسا بے بس کر دیا ہے ..وہ موبائل کان سے لگائے چہرہ اوپر کئے دکھ سے کہہ رہا تھا

نفیسہ البتہ اب بھی پر سکون تھیں

کیا وہ کسی اور کو خدا مانتی ہے؟وہ اپنے ازلی پر سکون لہجے میں پوچھ رہی تھی

نہیں ہر گز نہیں وہ ترنت بولا تھا

کیاوہ ...خدا کو نہ ماننے پہ شرمندہ ہے؟ کیاوہ اپنے گناہ کو own کرتی ہے یا پھر کسی اور کو اپنی گمراہی کا الزام دیتی ہے؟

وہ بہت شرمندہ ہے .بہت زیادہ ...وہ یہ سب نہیں چاہتی ..خود کو بدلنا چاہتی ہے ...اور وہ کسی کو بھی الزام نہیں دیتی وہ اپنے گناہ کو own کرتی ہے ..وہ کسی پہ بھی الزام نہیں لگا رہی لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہی ہیں مجھے یہ بتائیں اسکی واپسی ممکن ہے یا نہیں وہ جھنجھلا سا گیا تھا

نفیسہ کے چہرے کا اطمینان اب مزید بڑھا تھا

اسکی واپسی ممکن ہے بیٹے ..ہر ایک کی واپسی ممکن ہوتی ہے جب تک نبض چلتی ہے ہر گناہ کی معافی ممکن ہے خدا کو نہ ماننا اتنا بڑا گناہ نہیں ہوتا جتنا کسی اور کو کسی اور ذات کو خدا مان لینا گناہ ہوتا ہے ...تمہاری بیوی بس خدا سے ناراض ہے یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے لیکن واپسی ممکن ہے

دوسری بات وہ اپنا گناہ own کرتی ہے اور اس سے زیادہ اچھی بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی ایسے سمجھو کہ اسے واپسی کے کے سفر کے لئے سواری مل گئی ہے اپنا گناہ نہ ماننا اللہؐ کی طرف جانے والی سب سے بڑی رکاوٹ ہوتا ہے

عمر فون سے ابھرتی آواز کو غور سے سن رہا تھا نفیسہ کہہ رہی تھیں ....

گناہ سے زیادہ بڑا گناہ پتہ ہی کیا ہوتا ہے؟...وہ چند لمحے رکی تھیں پھر بولنا جاری رکھا

گناہ سے بڑا گناہ ہوتا ہے " جسٹیفکیشن "اپنے گناہ کی جسٹیفیکیشن ...جو شخص یہ کہتا رہتا ہے کہ جی مجھ سے تو فلاں آدمی کی باتوں نے یہ کروادیا میں نے تو فلاں مجبوری میں یہ کیا ..میں تو یہ کبھی نہیں کرتا اگر میرا محبوب شخص مجھ سے یہ نہیں کہتا ... یہ غلط ہے یہ غلط سے بھی زیادہ غلط ہے

آپ سے گناہ ہو گیا اسکو own کرو اللہؔ کے سامنے معافی شرمندگی اور ندامت سے ... میں یہ نہیں کہہ رہی کہ فخر یہ ساری دنیا کے سامنے کہتے پھرو کہ ہم نے تو بھائی جھوٹ بولے ہم نے کیا زنا ..ہم نے پی ہے شراب ... ہم نے کھیلا ہے جوا نہیں ..یہ غلط طریقہ ہے گناہ کو own کرنے کا مطلب ہے کہ بس اللہؔ کے سامنے صرف اللہؔ کے سامنے اسکی معافی مانگو آئندہ وہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرو .... اللہؔ سے کہو

میں نے یہ کیا اللہؔ یہ مجھ سے ہو گیا میں شرمندہ ہوں آئندہ نہ کرنے کے لئے .. .کوشاں ہوں لیکن یہ بس میں نے کیا ہے کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر نہیں کروایا اور اگر ہاتھ پکڑ کر کروایا تب بھی میں اسے نہیں خود کو الزام دوں گا اپنے کمزور ایمان اور بے لگام نفس کو الزام دوں گا جو کچھ بھی ہوا ہے اللہؔ وہ میں نے کیا میں کم عمر تھا نادان تھا گمراہ تھا یا پھر میرے دل پہ مہر تھی کچھ بھی تھا یہ مجھ سے ہو گیا اور اب میں اس پہ شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دیں کیونکہ آپ کر سکتے ہیں مجھے بھٹکنے سے بچا لیں کیونکہ آپ بچا سکتے hہیں میرے دل کو ہیل کر دیں کیونکہ یہ آپ کے اختیار میں ہے مختصر یہ کہ تمہاری بیوی شرمندہ بھی ہے اور اپنا گناہ own بھی کرتی ہے وہ واپس آجائے گی مبارک ہو اسکی واپسی ممکن ہے

عمر نے بے اختیار گہری سانس بھری تھی

میں اسکے لئے کیا کر سکتا ہوں ؟ وہ تکان سے پوچھ رہا تھا

نفیسہ .. کے لہجے میں تعجب در آیا تھا

تم ؟.. تم کیا کر سکتے ہو ؟ وہ کوئی اسکول یا کالج سے کھوئی ہوئی لڑکی نہیں ہے بیٹے یہ اسکا اللہ ّتک جانے کا سفر ہے اس میں تم کچھ نہیں کر سکتے جو کرنا ہے اسکے دل کو اور اسے خود کرنا ہے کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اللہ ّ سے نہیں ملا سکتا اللہ ّ اور بندے کا تعلق بہت پر سنل ہوتا ہے اس میں کوئی تیسرا نہیں آتا کوئی کسی انسان کو " کہہ " کر دین سے قریب نہیں کر سکتا کسی کا غم کسی کی دی ہوئی خوشی آپ کو اللہ ّ کے قریب نہیں کر سکتی اگر کر بھی دے تو یہ وقتی ہو گا جیسے جیسے غم کم ہو گا ... آپ کی نمازوں سے خشوع ختم ہو جائے گا جیسے جیسے خوشی ماند پڑے گی .. دل دوبارہ دنیا میں لگ جائے گا لوگ کہتے ہیں نمازوں میں سکون نہیں ہے سکون کیسے آئے ؟

کیا کبھی نماز کو اطاعت کے لئے پڑھا؟ کیا کبھی اسے بس اللہ ّ کے لئے پڑھا؟

تم لوگوں نے اپنی نمازیں ایک انسان سے جوڑ لیں تم لوگوں نے اپنی عبادت کو ایک شخص کے لئے مخصوص کر دیا تم رکوع میں سجود میں دعا میں بس ایک شخص کو مانگتے ہو اسکی خوشی اسکی ناراضگی اسکا ملنا یہ سب تمھارے لئے خدا سے بڑا ہوتا گیا اگر اسے نہیں مانگتے تو اپنی کوئی ضرورت مانگتے ہو اپنا کوئی رکا ہوا کام کہتے ہو جب تک تم لوگ اپنی عبادت صرف اللہ ّ کے لئے مخصوص نہیں کرو گے سکون نہیں آئے گا

اللہ بہت پوزیسو ہے وہ دوسروں کی بھیجے گئے لوگوں کو قبول نہیں کرتا وہ اپے بندے کو خود بلاتا ہے وہ کھوٹے لوگوں سے ہمارا دل تڑوا کر ہمیں اپنے پاس بلاتا ہے طوعا یا کرہا ہمیں اسکے پاس جانا ہی ہوتا ہے

وہ ھدایت انکو دیتا ہے جو چاہتے ہیں وہ مہریں انکے دل سے ہٹاتا ہے جو اپنے دل کو توبہ سے پاک کرنا چاہتے ہوں اللہّ پاک ہے وہ پاک دلوں میں بستا ہے اللہّ رحم دل ہے وہ بے حس دلوں میں نہیں رہتا ایسے دلوں کو یا تو پاک کرتا ہے یا پھر کرواتا ہے تمہاری بیوی کے دل پہ بھی میل لگی ہے وہ جب چاہے گی اللہّ اسکے دل سے یہ میل ہٹا دے گا وہ بول کر چپ ہوئیں تو عمر جیسے ایک ٹرانس سے نکلا

تو کیا ہم اپنے عزیز اور محبوب لوگوں کو اس طرح گمراہی کے سمندر میں غرق ہونے کے لئے چھوڑ دیں ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں ؟انکو ازیت اور تکلیف میں دیکھ کر بھی خاموش رہیں ؟وہ پوچھ رہا تھا

تم ایک کام کر سکتے ہو بس ایک "دعا" یہ عرش ہلا دیتی ہے تم سچے دل سے دعا کرو عمر جس طرح ہمارے نبی سائیں نے کی تھی جب کفر کا زور بڑھ گیا تھا جب مسلمانوں کو نمازیں تک نہیں پڑھانے دی جاتی تھی تب حضرت محمدّ صَلِّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلِّم نے اللہّ سے دعا کی تھی کہ عمر بن حشام یا پھر عمر بن خطاب کے دل کو کفر سے پھیر دے ان دونوں میں سے ایک کو اسلام کی طاقت بنا دے تب اللہّ نے انکی دعا کے نتیجے عمر بن خطاب کا دل کفر سے پھیر دیا انکو اسلام کی طاقت بنایا جو اللہّ عمر بن خطاب کا دل پھیر سکتا ہے وہ ہالے سلطان کا دل بھی پھیر سکتا ہے وہ کسی کافر کسی مسیح کا دل بھی پھیر سکتا ہے وہ یہودی اور بت پرستوں کے دل بھی پھیر سکتا ہم انبیاء جتنے نوبل نہیں ہیں ہم انکے جیسی دعائیں نہیں کر سکتے ہم انکے جیسے پاک دل نہیں لا سکتے ہم اللہّ سے انکے جیسی بے غرض محبت

نہیں کر سکتے لیکن ہم کوشش کر سکتے ہیں دعاؤں نے کئی دل پھیرے ہیں بیٹے تم اپنے دل کو ہر غرض سے پاک کر کے دعا کر و وہ تمہاری سنے گا وہ ملائمت سے کہہ رہی تھیں

عمر حیات کو اپنی سماعتوں میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا

آپ اتنی بڑی بڑی باتوں پہ بھی اتنی ریلیکس کیسے رہ لیتی ہیں؟

سفید دوپٹے کے حالے میں مقید وہ بوڑھی ہوتی عورت مسکرائی تھیں

اگر کوئی تمھارے سامنے پہلی بار قتل کا اعتراف کرے تو پہلے تم ڈروگے پھر غصہ کروگے پھر تمھیں غم ہو گا لیکن اگر چار الگ الگ لوگ آکر تم سے یہی اعتراف کریں تو تم آہستہ آہستہ اس سب کے used to ہو جاؤ گے میں اب ان گناہوں کے اعترافوں کی عادی ہو گئی ہوں میرے سامنے کئی لوگوں نے قتل ...زنا .. چوری ڈاکے ... ہر قسم کے اعتراف کئے ہیں مجھ سے کئی لوگوں نے قتل کے بعد کی بے چینی ریپ کی بعد کا گلٹ ڈاکے کے بعد کی شرمندگی گھر توڑنے کے بعد کا پچھتاوؤں کا اسکے علاوہ بھی کئی گناہ کئی جرائم کا اعتراف کیا ہے اب میں اس سب کی used to

ہو گئی ہوں سو مجھے فرق نہیں پڑتا میں لوگوں کو جج نہیں کرتی ... جہاں تک مجھے یاد ہے عمر میں نے تمھیں بھی ایسا ہی بنایا تھا تمھارے دل پہ بڑی بڑی باتیں اثر نہیں کرتی تھیں تم چھوٹی چھوٹی باتوں پہ پریشان نہیں ہوتے تھے تم بڑے بڑے گناہوں پہ لوگوں کو جج نہیں کرتے تھے تمھیں کیا ہوتا جا رہا ہے؟ اور ایسا صرف تب ہوتا ہے

جب سامنے ہالے سلطان ہوتی ہے کیا تم واقعی اس لڑکی کے معملے میں بے بس ہو گئے ہو ؟ وہ ہلکی سی تشویش سے پوچھ رہی تھیں

عمر نے آنکھیں موندلی تھیں اسکی آواز دھیمی ہو گئ تھی

وہ ساحرہ ہے اس نے مجھ پہ سحر کر دیا ہے اور مجھے اسکا کوئی توڑ نہیں ملتا میں اسکے معملے میں دنیا کا سب سے بے بس انسان ہوں . . . .

اس نے دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر کال کاٹ دی تھی

عجیب بے بسی تھی جس نے اسکو اپنی جکڑ میں لے رکھا تھا

دوپہر کے تقریباً دو بجے کا وقت تھا

یوسف سلطان کو ہسپتال چھوڑ کر شمس سلطان متغیر ہوتی رنگت کے ساتھ فہیم مرزا کے آفس آئے تھا ریسیپشن ڈیسک پہ بیٹھی لڑکی نے انکو روکنے کی کوشش کی تھی جسے وہ بہت بری طرح جھڑک آئے تھے صبح سے ہر نیوز چینل پہ ایک ہی ویڈیو چل رہی تھی

میں ڈاکٹر عبدالحفیظ پیرزادہ ہوں ......

شمس نے کچھ دیر قبل ہی وہ ویڈیو دیکھی تھی جو کہ انکے حواس معتل کرنے کو کافی ٹھہری تھی فہیم مرزا کے آفس کا دروازہ ایک دھاڑ سے کھولتے وہ اندر داخل ہوئے تھے سامنے ہی پاور سیٹ پہ فہیم بیٹھے تھے دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ نوح بیٹھا تھا

اس شاہانہ طرز کے آفس میں اے سی کی کولنگ کے باوجود عجیب حبس اور گھٹن تھی نوح غیر آرام دہ تھا جبکہ فہیم کی رنگت بے طرح اڑی ہوئی تھی وہ سخت پریشان تھے شمس کو اس طرح آتے دیکھ انکے چہرے پہ ذرا دیر کو سکون سا آیا تھا وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے کونسی سلامتی کونسا مصافحہ اس وقت انکو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر شمس کے بلکل سامنے آکر کھڑے ہو گئے تھے

یہ سب کیا ہے شمس؟.. تمھارے بھائی کو کسی نے قتل کر دیا ہے اور تم اسکی پراپرٹی آج مجھے بیچنے والے تھے؟... تم مجھے ان سب میں پھنسانا چاہتے ہو؟.. میں تمھیں پاگل لگتا ہوں یا کرمنل ... میں ایک انتہائی شریف آدمی ہوں میں ... قتل غنڈا گردی ان سب چیزوں میں کبھی نہیں پڑا .... مجھے اس سارے میس سے نکالو ... سمجھ آئی تمھیں ... وہ انکی آنکھوں میں دیکھتے چبا چبا کر کہہ رہے تھے

شمس نے ایک ناپسندیدہ نظر ان پہ ڈالی تھی

تمھیں کیا لگتا ہے یہ ویڈیو میں نے بنائی ہے ؟.. تم اپنے پھنسنے کی بات کرتے ہو تم صرف خریدار ہو اس پراپرٹی کو میں بیچ رہا ہوں .. کیا میں نہیں پھنسوں گا کیا میں آزاد رہوں گا ؟ تم پہ شک جانے سے پہلے مجھ پہ شک جائے گا اگر میں شمس سلطان نہ ہوتا تو اب تک پولیس مجھے میرے گھر سے اٹھا کر لے کر جا چکی ہوتی جب سے ویڈیو وائرل ہوئی ہے ایس پی نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے فون کر کر کہ وہ کہتا ہے یا تو آ کر ایف آئی آر کٹواؤں یا پھر مجبورا وہ لوگ مجھے تھانے لے جائیں گے کیونکہ سب سے پہلا شک مجھ پہ آتا ہے

اب میں تمھیں یہ بتانے آیا ہوں کہ تم جلد بازی میں آ کر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاؤ گے کم از کم تین ماہ تین ماہ تک حیون کا نام بھی اپنی زبان پہ مت لانا تب تک میں یہ سب کچھ فکس کر لوں گا وہ انکے قریب کھڑے دبا دبا غرا رہے تھے

فہیم کے کندھے ڈھیلے پڑے تھے

تم کیا کرنے والے ہو ؟ وہ سخت مضطرب تھے

نوح خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

کیا ان فرعونوں کے لئے کوئی موسیٰ نہیں آئے گا ؟

شمس نے گہری سانس لی تھی

سب سے پہلے میں پریس کانفرنس بلاؤں گا اور اپنی پوزیشن کلئیر کروں گا اسکے بعد میں ہسپتال اور اسکے عملے پہ ایف آئی آر کٹوواؤں گا اس ڈاکٹر عبد الحفیظ کو گرفتار کرواؤں گا اور اپنے بھائی کے قاتل کو ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کروں تقریبا ایک ماہ بعد میں کوئی ایسا آدمی لے آوں گے جو میرے بھائی کے قتل کا اعتراف کرلے گا

ہاں وہ آدمی پاگل ہوگاناں کیوں کرے گا وہ ایسا یہ بھی بتادو ذرا فہیم نے انکو بیچ میں ٹوکا تھا

شمس ایسے حالات میں مسکرائے تھے

شاید تم بھول رہے ہو میرا بھائی جج تھا اس نے کئی ہزار فیصلے سنائے تھے ان میں سے کوئی فیصلہ غلط بھی ہوسکتا ہے اور اسی غلط فیصلے سے کسی کی زندگی بھی تباہ ہوسکتی ہے ..... اور جسکی زندگی تباہ ہوتی ہے وہ کسی کی زندگی چھین بھی سکتا ہے بس یہی کرنا ہوگا مجھے ایک کرائے کا آدمی آئے گا اور وہ قبول کرے گا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا کیونکہ میرے بھائی نے اسکے کیس کا غلط فیصلہ سنایا تھا .... لیکن اس کام کے لئے وقت چاہیے .. مجھے انکے اس سال کے سارے کیسز دیکھنے ہوں گے اور ان سب میں سے ایک آدمی کا انتخاب کرنا ہوگا .....

بولتے بولتے وہ رکے تھے ایک نظر فہیم کے پریشان چہرے کو دیکھا تھا پھر انکے قریب جاکر اپنے دونوں ہاتھ انکے کندھے پہ رکھے تھے

میں ... ہم دونوں کو اس میس سے نکال لوں گا .... میں سب کچھ فکس کرلوں گا ... ہم دونوں ... پارٹنرز ہیں . .. تمھارے مسائل میرے مسائل ہیں .... میرے مسائل تمھارے مسائل ہیں .... حل میں نکالوں یا تم فرق نہیں پڑتا بس تم .. نے پریشان نہیں ہونا ... اوکے

فہیم اب بھی غیر آرام دہ تھے

تم ایسا کرو اپنی بھتیجی کو بھی ساتھ لے جاؤ کانفرنس میں ...اس سے تمہاری پوزیشن کلئیر ہو گی تمھارے تعلقات اس سے اچھے تو ہیں ناں؟ آخر میں انہوں نے سوالیہ نظروں سے شمس کو دیکھا تھا

شمس کی آنکھیں پر سوچ انداز میں چھوٹی ہوئی تھیں

میں اسے ساتھ لے جاؤں گا ....بلکہ میں ایسا کرتا ہوں اسکے اغوا کا مقدمہ بھی دائر کرتا ہوں ... کیا پتہ وہ سچ ہی کہہ رہی ہو ....وہ سوچتے ہوئے کہہ رہے تھے

جبکہ انکی اس بات پہ فہیم مرزا کے چہرے کا رنگ یکدم بدلا تھا

نوح نے بے زاری سے پہلو بدلہ تھا

یعنی. تم .. مجھ پہ ... مقدمہ کروگے؟ وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولے تھے

شمس نے اچھنبے سے انکو دیکھا تھا

جبکہ فہیم اسی ٹھنڈے لہجے میں کہے گئے

تم نے کہا ہم پارٹنرز ہیں میرے مسائل تمھارے مسائل ہیں .... لیکن میں اس ڈیل میں اضافہ کر دیتا ہوں اب سے میرے راز تمھارے راز ہیں ... میرے جرائم تمھارے جرائم ہیں .... میرے گناہ تمھارے گناہ ہیں . . تمہاری بھتیجی کو اسکی شادی کی رات میرے بھانجے نے اغوا کیا تھا ... میں نے اور تمہاری بیوی نے ڈیل کی تھی . .. مجھے بس اسکی شادی کی رات اسے گھر نہیں پہنچنے دینا تھا اور مجھے اسکے بدلے حیون مل جاتا .. .. میں نے مان لیا

لیکن میرا ہاتھ بس یہیں تک تھا وہ اے ایس پی عمر حیات ... اس سب میں کب اور کیسے شامل ہوا میں نہیں جانتا ... اب میرا راز میرا گناہ اور میرا جرم تمہاری یادداشت میں محفوظ رہنا چاہئے شمس کیونکہ ہم دونوں پارٹنرز ہیں وہ شمس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہے تھے

جبکہ شمس سلطان کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں انکے جسم کا سارا خون نچڑ گیا تھا انکی رنگت متغیر ہو گئی تھی

تم ... نے .. میری . بھتیجی ... کو ... تم ... تمہاری ہمت کیسے ہوئی وہ مارے شاک کے ہکلانے لگے تھے اور پھر اگلے ہی لمحے انہوں نے فہیم کا گریبان پکڑ لیا تھا شاک کی جگہ غصے نے لے لی تھی

تمہاری ... جرات کیسے ... ہوئی تم نے میرے گھر کی عزت پہ ہاتھ ڈالا ... تم نے میری معصوم بھتیجی کی عزت خراب کر دی .... کیوں کیا تم نے ایسا؟.. وہ بری طرح غرا رہے تھے

نوح فوراً اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور ان دونوں کے درمیان بیچ بچاؤ کرنے لگ گیا بڑی مشکل سے اس نے شمس کو فہیم سے دور کیا تھا

تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے ... تم نے اپنے بیٹے اور بھانجے کو بھیج کر میری بھتیجی کو اغوا کروایا . ... جب میں تمھیں ایک بار کہہ چکا تھا ... جب میں نے کہا تھا ... ہیؤن تمھیں مل جائے گا . . . تم نے کیوں کیا ایسا . . . . وہ معصوم تھی اوہ خدایا اس نے اپنے حق میں کتنی صفائیاں دی تھیں ..... تمھارے بیٹے اور بھانجے نے مل کر اسکی زندگی خراب کر دی وہ بے بسی بھرے غصے سے بلند آواز میں چلا رہے تھے

فہیم مرزا ناپسندیدہ نظروں سے اسکو دیکھے گئے

میرے بیٹے کا نام مت لو وہ اس سب کا حصہ نہیں تھا .... .انہوں نے شمس کو ٹوکا تھا

بکواس بند کرو ...وہ پوری قوت سے چلائے تھے

میں نے خود دہالے کی شادی کی رات .. تمہارے بیٹے کو نوح کے ساتھ گاڑی میں دیکھا تھا ...جب میں اپنی بھتیجی کو ڈھونڈ رہا تھا ...تب تمہارا بیٹا ...اور بھانجا .... دونوں ساتھ تھے وہ دونوں مجھ سے ملے تھے .... میری بھتیجی کے مل جانے ......کے لئے نیک تمانائیں دے رہے تھے ...مجھے ڈاج دینے کی کوشش مت کرو ...اپنے بیٹے کو مت ڈھکو ...اسکے گھٹیا عمال مت چھپاؤ ..وہ اب چلا نہیں رہے تھے لیکن انکے لہجے میں غصہ واضح تھا

فہیم نے شاکی نظروں سے نوح کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہے ہوں" کہہ دو یہ جھوٹ ہے"

نوح نے شکستگی سے سر جھکا دیا تھا اسکا سر جھکانا شمس کے تمام الزامات کی تائید کر گیا تھا

شمس ابھی کچھ اور کہتے کہ انکے جیب میں موبائل تھرتھرایا پاکٹ سے موبائل نکال کر دیکھا تو ڈی آئی جی کالنگ کے الفاظ جگمگائے ماتھے کو ہاتھ سے مسلتے ہوئے انہوں نے موبائل کان سے لگایا تھا اور باہر نکل گئے تھے جانے سے پہلے وہ نظروں ہی نظروں میں

"میں تمھیں دیکھ لوں گا" کہنا نہیں بھولے تھے انکے جاتے ہی فہیم جیسے حواس میں آئے تھے وہ نوح کی جانب مڑے تھے

جس دروازے سے شمس گئے تھے وہ ادھ کھلا تھا اس ادھ کھلے دروازے میں نیلی سلک شرٹ پہنے بال جیل سے جمائے ایک خوش شکل سا نوجوان آکر کھڑا ہوا ابھی وہ اندر داخل ہوتا کہ اندر سے آتی آوازوں پہ ٹھٹھک کر رکا

تم نے یاقوت کو اپنے ساتھ شامل کیا؟ انکی آواز میں بے یقینی تھی تم میرے بیٹے کو . . تم اسے اس سب میں کیسے گھسیٹ سکتے ہو ؟ ... تم جانتے ہو اسکا انجام کیا ہو گا ؟ ... . تم نے مجھ سے پوچھے بغیر یہ قدم اٹھایا کیسے تم نے میرے بیٹے کو ایکسپلائٹ کیا؟ وہ نوح کے سر پہ کھڑے بری طرح چلا رہے تھے

میں ملازم ہوں اسکا وہ جو کہے گا مجھے کرنا ہو گا یہ آپ ہی نے کہا تھا اسکے راز میرے سینے کی قبر میں محفوظ رہنے چاہیے اسکی خواھش کا احترام میرے لئے ہر چیز سے زیادہ ضروری ہونا چاہیے یہ بھی آپ ہی نے کہا تھا مجھے اسکے ساتھ کتے سے زیادہ وفادار اسکے لئے شیر سے زیادہ طاقتور اور لومڑی سے زیادہ چالاک بننا ہو گا یہ بھی آپ ہی نہ کہا تھا میں نے بس اپنا فرض نبھایا ہے اس نے ضد کی اور مجھے اسکو ساتھ لے جانا پڑا انکل میں مجبور تھا

اسکا سر ہنوز جھکا ہوا تھا لہجہ مدھم تھا

وہ اپنے الفاظوں سے فہیم مرزا کے غصے کو جھاگ کی طرح بٹھا چکا تھا

اس لڑکی کو اے ایس پی کی گاڑی میں کس نے ڈالا نوح ؟ مجھے یہ بتاؤ ... یہ مت کہنا کہ یہ اتفاق تھا یا تم لوگوں نے یہ سب نہیں کیا ... مجھے سچ بتاؤ تا کہ میں حفاظت کے لئے کوئی اقدام کر سکوں وہ سخت جھنجھلائے ہوئے تھے

دروازے کے پار کھڑا یاقوت ذرا سا مسکرایا تھا اسکی مسکراہٹ بہت دلکش تھی

اندر نوح کہہ رہا تھا

اس اے ایس پی نے یاقوت کی پارٹی پہ ریڈ ڈالا تھا جب ہم پارکنگ میں چھپے بیٹھے تھے تب وہاں عمر حیات کی گاڑی آگئی یاقوت نے اپنا بدلہ لینے کے لئے اس لڑکی کو اے ایس پی کی گاڑی میں ڈال دیا یہ سب اسکی اپنی مرضی تھی اس نے اپنے دم پہ اپنا بدلہ لیا

یاقوت کی اٹھی ہوئی گردن میں جیسے سریا سافٹ ہو گیا ہو اسکا چہرہ جوش سے تمتمانے لگا تھا (اب ڈیڈ اکریں گے تعریف)

اور پھر تھپڑ کی آواز سارے آفس میں گونجی تھی فہیم کا بھاری ہاتھ نوح کے چہرے پہ چھاپ چھوڑ گیا تھا ... اسکی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا وہ اسی طرح کھڑا رہا

مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے تم نے ہاں ... گدھا ہوں میں پاگل ہوں .. گالی.... گالی ..... تم نے میرے بیٹے کو استعمال کیا ہے ... اسے اس اے ایس پی کے سامنے لے آئے ہو تم لعنت ہو تم پہ جھوٹ بولتے ہو تم ... تمھیں لگتا ہے میں یاقوت ہوں جو تمہاری باتوں میں آجاؤں گا ہاں ؟.. کس نے ڈالا یہ خیال اسکے ذہن میں کیا میں نہیں جانتا؟... بتاؤ نوح کیوں کیا تم نے ایسا وہ تمھارے بھائیوں جیسا ہے تم نے اسکو استعمال کیا کیوں دھوکہ دیا بولو ..... وہ غصے سے پاگل ہونے کو تھے دوسری طرف یاقوت کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے

نوح اسکو دھوکہ نہیں دے سکتا اس نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا تھا اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر اسکو تسلی دی تھی جیسے کہہ رہا ہو " دیکھنا اب نوح کہہ دے گا یہ سب الزام ہے وہ میرا بھائی ہے وہ مجھے استعمال نہیں کر سکتا "

اب واپس اس ادھ کھلے دروازے سے اندر چلے چلتے ہیں

کیا تم اس لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو اگر ایسا ہے تو بتاؤ مجھے اور اگر یہ وجہ نہیں ہے تو مجھے وہ وجہ بتاؤ جسکی بنا پہ تم نے اپنے ہی بھائی کو دھوکہ دے دیا بتانا پسند کرو گے نوح مرزا .... وہ غصے سے سرخ چہرہ لئے بڑے ہی ضبط سے پوچھ رہے تھے

نوح نے کچھ کہنے کو لب کھولے

یاقوت نے اپنے دل پہ ہاتھ کی گرفت مضبوط کر دی

فہیم مرزا کی آنکھوں میں سرخیاں بھر گئیں

میں اس سے محبت نہیں کرتا .... میں نرمین کے علاوہ کسی لڑکی سے محبت نہیں کرتا .. وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا . . .

یاقوت سانس روکے اسکو سنے g گیا

ہاں میں نے یاقوت کو استعمال کیا .. میں نے اسکو دھوکہ دیا ... میں نے اسکے دماغ میں اپنی بات ڈالی اس نے دھیرے سے سر جھکا کر اقرار کیا تھا

دروازے کے پار ڈیزائنر وئیر پہنے ....برانڈڈ جوتے .. اور مہنگی واچ پہنے کھڑے لڑکے کا دل بری طرح ٹوٹا تھا اسکی آنکھوں میں زخمی پن اترا تھا

میں اس لڑکی کے ساتھ برا نہیں ہونے دے سکتا تھا کیونکہ ...مجھے ہر لڑکی میں نیرو نظر آتی ہے ...نوح اب بھی بول رہا تھا یاقوت اس کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا تھا اسے روکنے کے لئے میرے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا مجھے یہ کرنا پڑا لیکن اس سے یاقوت کو کوئی نقصان نہیں ہوا ...بلکہ وہ خوش ہے اسے لگتا ہے اس نے اپنے دم پہ اپنا بدلہ لیا ہے اور یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے جس پہ پریشان ہوا جائے میں عمر کو دیکھ لوں گا وہ کچھ نہیں کر سکتا میں نے سارا کام بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے آپ پلیز اب اس بات کو یہیں دفن کر دیں میں یاقوت کو کچھ نہیں ہونے دوں گا .. آپ بے فکر رہئے

فہیم اب نوح سے کچھ کہہ رہے تھے لیکن یاقوت نہیں سن رہا تھا وہ زخمی نظروں لڑکھڑاتے قدموں اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ وہاں سے چلا گیا ان سب میں سب سے زیادہ تکلیف دہ کیا تھا

زخمی نگاہیں؟

لڑکھڑاتے قدم؟ یا پھر

ٹوٹا ہوا دل؟

دھوپ کی شدت میں کچھ کمی آئی تھی سورج نے آگ برسانا ذرا دیر کو کم کر دیا تھا لیکن حبس اب بھی موجود تھا زرد رنگ کے لباس والی لڑکی کی گاڑی اب عمر کے گھر میں داخل ہو رہی تھی اسکے پیچھے عمر کی گاڑی آئی تھی وہ دونوں ایک ساتھ گاڑی سے اترے تھے ابھی وہ اندر جاتی جب بخش بھاگتا ہوا اسکے قریب آیا اسکے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں ہالے رک گئی تھی پیچھے موبائل پہ انگلیاں چلاتا عمر بھی رکا تھا

کیا ہوا ہے ..؟اس نے تین حرف میں سوال کو سمیٹ دیا تھا

حسن بھائی ...وہ حسن بھائی آئے ہیں اندر بیٹھے ہیں ... آپ کا انتظار کر رہے ہیں بڑے غصے میں ہیں وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا

ہالے بغیر جواب دیئے اندر چلی گئی عمر اسکے ساتھ گیا تھا

ڈرائینگ روم کا دروازہ کھولنے پر جو منظر ان کے سامنے آیا اس میں وہ سولہ سالہ لڑکا غیر آرام دہ سا ایک صوفے پہ بیٹھا تھا ...اسکے چہرے پہ زخم کا نشان تھا جیسے کسی نے مارا ہو وہ صبح والے حلیے میں نہیں تھا اب اس نے سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہن رکھی تھی سیاہ بال ماتھے پہ گرے تھے اسکی آنکھوں میں سنجیدگی تھی جو کہ عمر کو دیکھ کر کوفت میں بدل گئی تھی

مجھے "تم" سے بات کرنی ہے ہالے وہ" تم "پہ زور دے کر بولا تھا وہ بات ہالے سے کر رہا تھا لیکن اسکی چبھتی نظریں عمر کے چہرے پہ جمی تھیں

ہالے نے اسکی نظروں کا ارتکاز نوٹ کرتے عمر کی جانب دیکھا تھا

وہ گہری سانس بھرتا باہر نکل گیا تھا جاتے ہوئے اس نے ڈرائینگ روم کا دروازہ بند کر دیا تھا (کہ آوازیں باہر ملازموں تک نہ جائیں)

اسکے جاتے ہی حسن ہالے کے عین سامنے آکر کھڑا ہوا تھا ... تب ہی اسکی نظر حسن کے چہرے کے زخم پہ پڑی ...وہ تشویش سے آگے کو ہوئی تھی

یہ کیا ہوا ہی حسن ؟.. کسی نے مارا ہے ؟ مجھے بتاؤ

وہ اب بھی بھنویں بھینچے ہوئے تھا ہالے کے سوال کا جواب دیئے بغیر اس نے اپنا موبائل اسکے آگے کیا تھا جہاں ڈاکٹر عبدلحفیظ کی وہی ویڈیو تھی

تم اس بارے میں جانتی تھی ؟...وہ سنجید گی سے پوچھ رہا تھا

ہالے کے گلے میں گلٹی سی ابھری تھی لیکن وہ خاموش رہی

مطلب تم جانتی ہو ...اس نے جیسے سمجھ کر سر ہلایا تھا

کیا میری طرح آج پتہ چلا ہے یا تم پہلے دن سے جانتی تھی ؟...اسکے لہجے میں کاٹ تھی

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا

حسن کی آنکھوں میں زخمی پن سا اترا تھا

یعنی تم پہلے سے جانتی تھی .. ..تم نے مجھ سے میرے باپ کے قتل کے بارے میں چھپایا ... کس نے دیا یہ حق تمھیں ؟. کیا یہ میرا حق نہیں تھا کہ میں اپنے باپ کی موت کی وجہ جان سکوں .. ..بتاؤ ہالے کس نے دیا تمھیں یہ حق اسکی آواز بلند ہونے لگی تھی اور آنکھیں سرخ ....

ہالے بے تاثر نگاہوں کے ساتھ اسے دیکھے گئ

جتنا حق ان پہ تمہارا تھا اتنا بلکہ اس سے زیادہ حق میرا تھا .. وہ انگلی اٹھا کر بات کر رہا تھا ... اس رات میں انکے ساتھ تھا ... میں تم نہیں تھی ... کوئی نہیں تھا ... وہاں بس حسسن تھا ... وہ بلکل ٹھیک ہو گئے تھے ... جب تک میں وہاں تھا وہ ٹھیک تھے .. اسکی آنکھوں میں اب پانی جمع ہونے لگا تھا

تم جیسے ہی انکے پاس گئ .... وہ مر گئے ...

حسسسسن .... وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے چلائی تھی

چیخو مت ... وہ اس سے زیادہ بلند آواز میں دھاڑا تھا

پوری رات میں انکے ساتھ تھا .. ایک منٹ بھی نہیں سویا نہ دور ہوا ... اور تم .. تم تو ... دو گھنٹے بھی انکے ساتھ نہیں رہ پائیں ... تم نے نہ جانے ایسا کیا کہا .... کہ انکو دوبارہ ہارٹ اٹیک ہوا ..... وہ آج اتنے دنوں سے اندر بھرا زہر اگل رہا تھا

ہالے کے دل پہ جیسے کوئی چھری چلا رہا ہو اسکی آنکھوں سے آنسو لڑھک لڑھک کر چہرے پہ پھسلتے جا رہے تھے .... حسن اب بھی بول رہا تھا

تم ....اس دن بھی ان سے ناراض ہوئیں ہالے .. تمھیں انکی بیماری کا بھی خیال نہیں آیا .... تم اس دن بھی خود غرض ہو گئیں تم انکو چھوڑ کر چلی گئیں ... اور کسی نے آکر ....وہ رکا تھا آواز کپکپائی تھی . . .

کسی نے آکر میرے باپ کو قتل کر دیا ... تم انکے ساتھ رہتی تو وہ نہ مرتے ....وہ نہ قتل ہوتے ... تم نے ہالے تم نے میرے باپ کو مروادیا . . . .

وہ ہالے کے چہرے پہ غور کیے بغیر بلند آواز اور سرخ آنکھوں کے ساتھ چلارہا تھا .... جبکہ ہالے کے اوپر جیسے کسی نے پتھروں سے بھرا تھال لڑھکا دیا ہو ....دل کو جیسے زہر آلود خنجر سے چیر دیا ہو ازیت سی ازیت تھی

تمھیں وہاں رہنا چاہیے تھا .... تمھیں بابا کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہئے تھا ...سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے تم ذمہ دار ہو اس سب کی صرف تم بابا کا قتل تمہاری وجہ سے ہوا ہے سمجھی تم سنا تم نے .... تم یکدم وہ بولتے بولتے رکا تھا

ہالے کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا آنسو اب گرنا بند ہو گئے تھے اسکی آنکھوں میں ایسا درد تھا کہ حسن کو بے اختیار اپنی کی ہوئی باتوں پہ ملال ہوا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا

وہ کسی ریت کے مجسمے کی طرح کھڑی تھی جیسے ابھی اگر تم چھو لو تو ڈھیر ہو جائے

بابا .. ...میری وجہ سے قتل ہوئے ... تم .سہی .. کہہ رہے ہو .. اس نے اٹک اٹک کر کہنا شروع کیا تھا

میرا یہ مطلب نہیں تھا میں غصے میں تھا ہالے آئی ایم سوری ...وہ شرمندگی سے کہتے ہوئے آگے آیا

میں اگر ....اس دن وہاں سے نہ جاتی تو وہ نہ مرتے . . . .

ہالے میرا یہ مقصد نہیں تھا خدا کی قسم یہ میرے منہ سے نکل گیا . . . .

وہ نہیں سن رہی تھی وہ کچھ بھی نہیں سن رہی تھی وہ بس بول رہی تھی

اتنے دنوں سے میں خود تو تسلی دے رہی تھی دلاسا دے رہی تھی کہ اس سب میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ....

.لیکن آج (اس نے ہچکی بھری تھی ؟ آج تم نے مجھے بتا دیا کہ میں نے . . . . . .میں نے اپنے باپ کو مروا دیا ....

تم سہی کہتے ہو وہ میری وجہ سے قتل ہوئے ... میری ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے

چپ ہو جاؤ ہالے ... آئی ایم سوری ....رئیلی آئی ایم ....میں بس تکلیف میں تھا ...مجھے تم پہ غصہ تھا ...وہ اب بھی شرمندگی سے کہ رہا تھا

میں نے ہمیشہ اپنا سوچا ....میں نے اس دن بھی بس اپنا سوچا بس اپنا ....میں نے بابا کی تکلیف نہیں دیکھی .... میں انکو اکیلا چھوڑ کر آگئی . . . .

حسن خاموشی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اسکو سنے گیا

تم چلے جاؤ ... حسن جاؤ ..میری وجہ سے تمہارا نقصان ہو گیا ...اگر سوچا جائے تو میرا نقصان سب سے زیادہ ہوا ہے لیکن اٹس اوکے آئی ایم فائن ....اینڈ آئی ایم سوری ...میں نے تمہاری ہیپی فیملی خراب کر دی لیکن اگر دیکھا جائے تو میں بھی اسکا حصہ تھی . . . . خیر میرا کیا ہے

وہ طنزیہ سی مسکرائی تھی . . .

تم جاؤ حسن یہاں سے چلے جاؤ ..پلیز ......اسکے رکے ہوئے آنسو ایک بار پھر پھسل پھسل کر اسکے چہرے پہ گرنے لگے تھے

حسن نے کچھ کہنے کو لب وا کیے پھر خاموشی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا

پیچھے ہالے تھی اور اسکے گہری نیند سے جھنجھوڑ کر جگایا گیا گلٹ

وہ کہتی تھی وہ ملکہ ہے ... آج اسے لگا تھا وہ تو کنیز بھی نہیں ہے ....صفائی کا موقع تو انکو بھی دیا جاتا ہے

اب اگر ڈرائینگ روم سے باہر نکل کر سارا گھر لتاڑ کر عمر کے بنگلے کے باہر آؤ تو حسن ہارے ہوئے قدموں سے باہر نکل رہا تھا جب اپنے سامنے کھڑے عمر کو دیکھ اسکے قدم زنجیر ہوئے

دو سال پہلے کی بات ہے ... تم چودہ سال کے تھے تب وہ کہتے ہوئے اسکے قریب آ رہا تھا میں اور تمھارے بابا ایک کیفے میں کافی پی رہے تھے ....

(حسن کا پورا وجود کان بن گیا)

باتوں باتوں میں ... تمہاری بات آئی ... مجھے یاد ہے اس وقت .جج صاحب کے چہرے پہ ایک فخر سا آیا تھا انہوں نے مجھ سے کہا تھا

عمر ..ہالے مجھے ساری دنیا ...سے زیادہ عزیز ہے میں نے اسے سارا وقت اپنے ساتھ رکھا ہے ... لیکن اسکی ساری عادتیں یا تو یوسف سلطان جیسی ہیں یا پھر نگین جیسی لیکن میرا بیٹا حسن ... .وہ بلکل میرے جیسا ہے ...

اسکا مزاج اسکا چہرہ اسکا دل ...اسکا ظرف . . کوئی اگر ایک بار اسکے ساتھ بیٹھ جائے اس سے بات کر لے یا اسکو دیکھ ہی لے وہ سیدھا کہے گا

یہ معراج سلطان کا بیٹا ہے

(حسن کے گلے میں پھندہ سا اٹکا تھا)

وہ حسن کے سامنے کھڑا نرم لہجے میں کہہ رہا تھا

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں ابھی تو حسن صرف چودہ سال کا ہے

تب وہ مسکرائے .. میں نے انکو ہالے کے ذکر پہ بھی ویسا مسکراتے نہیں دیکھا تھا . .

انہوں نے کہا کہ حسن کا دل کھلا ہے ...وہ بڑے دل کا ہے ...وہ بلکل بے نیاز ہے ..وہ اگر کہیں چیرٹی کرے تو اس بات کا ذکر خود سے بھی نہیں کرتا اس رقم یا چیز کے بارے میں دوبارہ نہیں سوچتا ... کہ کاش کم دیتا یا زیادہ دے دیتا ہالے ایسی نہیں ہے وہ دے تو دیتی ہے لیکن بعد میں سوچتی بہت ہے ... نیکی کا بار بار ذکر چاہے وہ خود سے ہی کیوں نہ ہو انسان کو مغرور کر دیتا ہے .. وہ زرا دیر کو چپ ہوا تھا

حسن نے آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو "بولتے رہو پلیز"

عمر نے بولنا پھر شروع کیا

انہوں نے کہا کہ میرا حسن اپنی بہن کے لئے دنیا کا سب سے بہترین بھائی ہے ...وہ اسکو اتنا تنگ کرتا ہے کہ ہالے رونے جیسی ہو جاتی ہے لیکن جب بھی اسکے ساتھ کوئی مسلہ ہو کوئی پریشانی ہو وہ ہالے کے ساتھ ہوتا ہے ..

..وہ خود جتنا مرضی اس سے لڑلے لیکن جب بھی فرواہالے سے کچھ بھی کہتی ہے حسن فورا سے پہلے داداجان کو بتاآتا ہے کہ فرواکا منہ وہی بند کرسکتے ہیں وہ کسی غیر کے سامنے اپنی بہن سے نہیں لڑتا نہ کسی کو اپنی کو ایک لفظ کہنے دیتا ہے ....انہوں نے کہا جب وہ دونوں لڑتے ہیں تو میں ان دونوں کو کو جب سزا دیتا ہوں ....تو ہمیشہ ہالے کو دی ہوئی سزا حسن خود پہ لے لیتا ہے .....وہ اپنی بہن کو کسی چیز کا قصوروار نہیں ٹھہراتا ..اسکی کی ہوئی غلطی کا بھی نہیں ... آج لگتا ہے انہوں نے جھوٹ کہا تھا

حسن کے چہرے پہ جیسے جوتا پڑا تھا

تم نے اپنی بہن کو سب کے سامنے ذلیل کیا یہاں تک کہ گھر کے ملازمین نے بھی تمہاری آواز سنی

حسن کا سر جھک گیا تھا

وہ نرم لہجے والا شخص اب بھی کہہ رہا تھا

تم اسکی سزا اپنے سر لے لیتے تھے آج تم نے اسے اس قصور کی سزادی ہے جو اس نے کیا بھی نہیں تھا ... تم اسے پریشان نہیں دیکھ سکتے تھے ناں؟ آج تو تم نے اسے آدھا مار دیا ہے حسن

اسکی جھکی گردن مزید جھکنے لگی تھی آنکھوں کا گلابی پن بڑھتا جارہا تھا

تم تو اسکو دوسروں سے پروٹیکٹ کرتے تھے آج تم نے خود اسکو غیر محفوظ کر دیا ...اسکی اپنی نظروں میں ..وہ اب خود سے خوف کھائے گی

تم تو اس پہ فروا کی باتوں کو برداشت نہیں کرتے تھے آج کے بعد تو گھر کے ملازم بھی اسکے بارے میں بات کریں گے ... اور یہ انکا قصور نہیں ہو گا وہ لوگ باہر کی دنیا نہیں دیکھتے وہ سوشل میڈیا اور ٹی وی نہیں دیکھتے انکا واحد "انجوائمنٹ" انکے "مالک" ہوتے ہیں اور آج تم انہیں موضوع دے آئے ہو

حسن نے سر اٹھایا تھا ... الفاظ متجمع کے گردن زرا سی اٹھائی اور پہلی صفائی دی

میں ایسا نہیں تھا .... جیسا بابا نے تم سے کہا میں بالکل ویسا تھا .. .. میں نہیں جانتا آج مجھے کیا ہو گیا .... شاید مجھے غم تھا ... یا شاید غصہ ... لیکن میرا یہ مطلب نہیں تھا ... اسکی آواز ہلکی اور شکستہ تھی

عمر نے افسوس سے اسکو دیکھا تھا

میں جانتا ہوں حسن .... تم وہ ہو جس نے اپنی بہن کو پڑنے والے تھپڑ خود پہ لئے ... جس نے بھرے مجمع میں .. اپنی بہن کی بات کا یقین کیا جب کوئی بھی اسکی بات سننے کو تیار نہیں تھا ... جس نے اس وقت اپنی بہن پہ یقین کرتے ہوئے اسے اکیلے ہسپتال جانے دیا .... وہ حسن سلطان تھا معراج سلطان کا بیٹا . .

یہ needy desprate اور angry bird

سالڑ کا یہ کوئی اور ہے یہ حسن نہیں ہے تمہارا غم تمہاری شخصیت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے تم خود کو کھو رہے ہو بچے ... غم کے گرد باؤنڈری بناؤ .. ورنہ یہ تمہارا وجود کھوکھلا کر دے گا ... وہ تمہاری بہن ہے عورت ہے ... .. تم مرد ہو اللہ نے مرد کو عورت پہ فضیلت دی ہے مرد کو افضل بنایا ہے اسلئے نہیں کہ وہ زیادہ طاقت ور ہے . .. اسلئے بھی نہیں کہ وہ کماتا ہے کھلاتا ہے بلکہ اس لئے کہ وہ عورت سے صلہ رحمی کرے اسکی چھوٹی چھوٹی باتوں

کو نظر انداز کرے ....اسے پیار اور محبت سے سمجھائے.. کبھی اگر عورت غصہ کر جائے یا لڑ جائے تو صبر کرے جب وہ ٹھنڈی ہو جائے تو اسے نرمی سے اپنا مدعا سمجھائے .... نوکروں اور بچوں کے سامنے اسکی غلطیوں پہ اسکو ذلیل نہ کرے بلکہ افضل ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ...اسے معاف کر دے . .. اسکو کمزور ہونے کا طعنہ دینے کے بجائے اسے اپنے کندھے کے ساتھ کھڑا کرے ... چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات کا الزام .... اسکو دینے بجائے مرد بن کر وہی مسائل حل کرے

اصل مرد پتہ ہے کون ہوتا ہے ؟

جو اپنا غصہ اور فرسٹریشن اپنے گھر کی عورتوں پہ نہ نکالے . ..کالج میں دوست سے جھگڑا ہو آفس میں باس کی ڈانٹ ہو یا نوکری کا نہ ملنا ہو ان تمام حالات کو فیس کرتے ہوئے بھی جب وہ گھر آئے تو مسکرائے کیونکہ وہ مرد ہے بلا وجہ اپنی بہن ماں بیوی بیٹی کسی پہ بھی اپنا غصہ نہ نکالے کیونکہ وہ مرد ہے اللّٰہ نے اسے مقام دیا ہے بڑا رتبہ دیا ہے بڑے رتبے پانے کے لئے دل کو بڑا کرنا پڑتا ہے خود کو گہرا کرنا پڑتا ہے دل کے اندر ایک قبر بنانی پڑتی ہے جس میں اپنے گھر کی عورتوں کی چھوٹی تو کبھی بڑی غلطیوں کو دفن کرنا پڑتا ہے اپنے سے کمزور پہ چیخ کر چلا کر اگر تمھیں لگتا ہے کہ تم مرد کہلاوگے لوگ تمہاری واہ واہ کریں گے تو تم غلط ہو ...افضل مرد بنو حسن .... کیونکہ تم ایک افضل مرد کے بیٹے ہو ...باظرف بنو کیونکہ تمہارا باپ ویسا تھا ...اپنا غصہ اور غم اپنے گھر کی عورتوں پہ مت نکالو کیونکہ تمہارا باپ ایسا نہیں کرتا تھا پہلا بیٹا باپ کی پرچھائی ہوتا ہے تمھیں کیا ہوتا جارہا ہے تم ایسے تو نہیں تھے ؟

حسن نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا

کیا تم بابا کے ساتھ کافی پیتے رہے ہو ؟.. وہ اسکے چہرے کو دیکھتا پوچھ رہا تھا عمر اسے اپنے لفظوں کے سحر میں جکڑ چکا تھا .... حسن کو پتہ بھی نہ چلا کب

عمر مسکرایا تھا .. گال کا گڑھا واضح ہوا تھا (اسکے دونوں گالوں میں گڑھے پڑتے تھے لیکن ایک بائیں گال میں پڑنے والا گڑھا بالکل مدھم ہوتا تھا اتنا کہ بہت غور سے دیکھنے پہ نظر آئے)

ہم ساتھ کافی پیتے رہے ہیں... کھانا کھاتے رہے ہے .... ہم نے کئی ملکوں کا سفر ساتھ کیا تھا .... ہم بہترین دوست تھے ... وہ میرے لئے چائے بناتے تھے میں انکے لئے کھانا بناتا تھا انہیں فیورز دیتا تھا ... ہم راتوں کو دیر تک شطرنج کھیلتے تھے تمھارے بابا ہر دفع ہار جاتے تھے ..... وہ ابھی کچھ اور کہتا جب حسن نے کرنٹ کھا کر اسکو دیکھا تھا

وہ تم سے ہار جاتے تھے ؟اس نے عمر کی بات کاٹ کر تیزی سے سوال کیا تھا

ہاں وہ ہمیشہ ہار جاتے تھے ... انکو اس بات کا ہمیشہ غصہ ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے کیسے ہار جاتے ہیں .. اصل میں . .

نہیں وہ تم سے نہیں ہار سکتے تم جھوٹ کہہ رہے ہو . اس نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے اسکی بات کاٹ دی تھی

میں تم سے بات ہی کیوں کر رہا ہوں .... مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی وہ کہتے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا جہاں ڈرائیور گاڑی میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا

اس نے ابھی گاڑی کے دروازے پہ ہاتھ رکھا ہی تھا جب ایک بار پھر عمر نے اسکو پیچھے سے پکارا

حسن سلطان ... تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ مجھ سے ہار نہیں سکتے ؟..

حسن کے گلے گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی تھوڑی دیر بعد اسکے گلے سے پھنسی ہوئی سی آواز نکلی

یہ انکا فیورٹ کھیل تھا وہ گھر کے ہر فرد کے ساتھ کھیلتے تھے شمس چچا .. سفیر بھائی ... داداجان .ہارون بھائی ..

مہر آپی یہاں تک کہ کئی بار بخش کے ساتھ بھی وہ کبھی کسی سے نہیں ہارے

وہ صرف ان لوگوں سے ہارتے تھے جن سے انکو بے تحاشا محبت ہوتی تھی

جیسے کہ ہالے .. ..وہ بس ہالے سے ہارتے تھے اور تم نے یہ بات مجھ سے تو کہہ دی ہے ہالے سے مت کہنا ..وہ تمھیں زندہ نہیں چھوڑے گی بابا کے معملے میں بہت پوزیسو ہے وہ وہ بول کر بغیر عمر کی طرف دیکھے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا

پیچھے عمر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

اب تو یہ بات انکو بتانا مجھ پہ فرض ٹھہرا

وہ بڑبڑاتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا

یہ دن اپنے ساتھ بے انتہا مسائل لایا تھا لیکن ڈاکٹر عبد الحفیظ پیرزادہ کے لئے اس سے زیادہ منحوس دن کوئی نہیں تھا انکو اپنے گھر کے باہر پولیس موبائل میں بٹھایا جا رہا تھا انکا چہرہ سفید تھا جیسے کسی گناہ گار مردے کا چہرہ ہو آنکھوں میں خالی پن ذلت ناکامی نہ جانے کیا کیا ایک ساتھ در آیا تھا

برہان انکی قمیض سے لپٹا بری طرح رو رہا تھا شمس نے ایک ہاتھ سے برہان کی انگلی تھام رکھی تھی اس پاس رپورٹرز کا جم غفیر لگا تھا دھڑا دھڑ تصاویر اتاری جا رہی تھیں کچھ پولیس والوں نے بڑی مشکل سے انکو ڈاکٹر عبد الحفیظ کے قریب آنے سے روک رکھا تھا

ڈاکٹر عبد الحفیظ کو پولیس موبائل میں بٹھایا گیا تھا جب شمس برہان کی انگلی چھوڑ کر موبائل میں بیٹھے عبد الحفیظ کے کان کے قریب جھکے

میں تمھیں یہاں سے نکال لوں گا ..... یقین کرو میرا ... بس تم اپنی زبان مت کھولنا ورنہ تم جانتے ہو ... تمہاری زبان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی لیکن تمہارا بیٹا ... میں اسکا بہت کچھ بگاڑ سکتا ہوں .... اسکے علاوہ میں تمہاری پاک بیوی کی قبر بھی جانتا ہوں ... تم جانتے ہو نہ آج کل قبر میں لیٹی عورتوں کو نکال کر انکے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟.... یقیناً تم اپنی پاک سید بیوی کی لاش کی بے حرمتی نہیں ہونے دو گے ہیں ناں ؟ وہ کرخت چہرے کے ساتھ انکے کانوں میں جیسے قطرہ قطرہ تیزاب انڈیل رہے تھے

عبد الحفیظ پیرزادہ کی آنکھوں میں یکدم تکلیف ابھری تھی .... چہرے پہ ملال کا سایہ سا لہرایا تھا انہوں نے شمس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بدقت کہنا شروع کیا تھا

. میں اکیس سال کا تھا جب میں نے اپنا گاؤں چھوڑا ..... میں اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا انہوں نے چار شادیاں کیں ... لیکن نرینہ اولاد صرف میری ماں سے ہوئی وہ بھی ایک ...واحد اولاد . . .

شمس کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے وہ برھمی سے انکو جھڑکنے لگے جب عبدلحفیظ نے انکا ہاتھ تھام لیا

میں اپنے خاندان کا واحد وارث تھا گدی میری تھی ... لیکن میں نے گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا گدی یتیم ہونے لگی ... میرا باپ پیر زادہ تھا انہوں نے رو کر مجھ سے التجا کی کہ میں نہ جاؤں میں گدی یتیم نہ کروں میں اپنے مریدوں کو بے آسرا نہ کروں میری اماں سائیں نے اپنا دوپٹہ مرے قدموں میں رکھ دیا .. میں نے اس دوپٹے کی لاج نہیں رکھی میری بہنوں نے بین کیے میں نے کان بند کر لئے ..... میں نے اپنی منکوحہ سے اپنے ساتھ چلنے کو کہا اس نے منع کر دیا میں نے وہیں کھڑے کھڑے اسکو طلاق دے دی .... پیروں کے خاندان میں پہلی طلاق تھی ... میرا باپ جلال میں آ گیا انہوں نے مجھے بد دعا دی دونوں ہاتھ اٹھا کر بد دعا دی انہوں نے کہا میں جہاں جا رہا ہوں وہاں خدا مجھے ایسی ذلت دے کہ میں سر نہ اٹھا نے پاؤں خدا مجھے ایسا غرق کرے کہ میری نسلیں مجھے روئیں . .. خدا مجھے وہاں مارے جہاں پانی بھی نہ ملے . میں جس گدی کو چھوڑ رہا ہوں خدا مجھ سے اسکی ناقدری کا حساب لے ... میں اپنے گاؤں کا پہلا مرد تھا جو شہر آتے ہوئے وہاں سے بد دعائیں ساتھ لایا . . .

... کئی سال گزر گئے میں یہاں آ گیا گدی پہ میرے چچا کا بیٹا بیٹھا اسکی ماں غیر ذات کی تھی .... میرا باپ یہ غم برداشت نہ کر سکا کہ اسکی گدی پہ کوئی ملے ہوئے خون کا آدمی بیٹھے وہ مر گیا مرنے سے پہلے لوگوں نے اس سے کہا وہ اپنی بددعا واپس لے لیں شاید انکا اپنا دل بھی پسیجا تھا تب ہی انہوں نے بددعا واپس لے لی لیکن انہوں نے کہا حفیظ سے کہنا

کبھی بھی اللہ کے کسی بہت قریبی بندے کا دل نہ دکھائے ساری دنیا کے فراڈ کر لے لیکن اپنی وجہ سے کسی مریض کو مرنے مت دے اپنے کام کے ساتھ بے وفائی نہ کرے بد دیانتی نہ کرے ... کیونکہ اگر کر دی تو اگلے دن کا پانی بھی نصیب نہیں ہو گا اسکو ... حفیظ سے کہنا قصائی نہ بنے

میں نے انکی بات سنی ہی نہیں کبھی غور ہی نہیں کیا مجھے لگا جس پیرزادے کی بددعا نہ لگی اسکی نصیحت کیا ماننی میں نے دل کھول کر فراڈ کئے .... لوگوں کے اعضا بیچے .. انکی جانیں لیں میں قصائی بن گیا . . . .. مجھے کچھ نہیں ہوا دیکھو بالکل سلامت رہا میں لیکن جس دن میں نے معراج سلطان کو مرنے دیا میرا باپ مرے خواب میں آیا اس نے کہا

میں نے تجھے بولا تھا قصائی نہ بنیں تو نے نہیں سنی اب تو عذاب دیکھیں

وہ خاموش ہوئے تھے

شمس سخت چہرے کے ساتھ انکو دیکھ رہے تھے انکے چہرے پہ واضح اکتاہٹ تھی جیسے وہ اسکی بات ختم ہونے کا انتظار کر رہے ہوں

تم کہتے ہو تم مجھے نکال لو گے ... ..وہ طنزیہ سا ہنسے تھے

میں ایک بوڑھے پیر زادے کی بد دعائیں لے کر آیا ہوں میں اپنی ماں کے دوپٹہ پہ پیر رکھ کر آیا ہوں میں اپنی بہنوں کو ساری زندگی کا غم دے کر آیا ہوں میں ایک پاک بی بی کو کو طلاق دے کر اسکی ذات سوالیہ نشان بنا کر آیا ہوں میں گدی پہ ایک غیر ذات کے آدمی کو بٹھا کر گدی کی بے حرمتی کر کے آیا ہوں میں حویلیاں اجاڑ کر آیا ہوں شمس سلطان مجھے یہاں سے اب کوئی نہیں نکال سکتا خدا نے مجھے ایسی جگہ مارا ہے جہاں مجھے پانی بھی نہیں ملا ... میں ایسا غرق ہوا ہوں کہ اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں ... میں نے ایسی ذلت دیکھی ہے کہ اب کبھی سر نہیں اٹھا سکوں گا ... مجھے لگا تھا بد دعا اگر وقت لگائے تو وہ زائل ہو جاتی ہے مجھے نہیں پتہ تھا بد دعا اگر وقت لے تو وہ زیادہ قوت سے مارتی ہے اس نے مجھے مار دیا ہے

تم پریشان مت ہو میں منہ نہیں کھولوں گا مصیبت پڑنے پہ دوستوں کو اس میں گھسیٹ لینا یہ پیروں کا شیوا نہیں ہے بس میرے برہان کو میری حقیقت مت بتانا وہ دلگرفتگی سے کہہ کر رخ موڑ گئے تھے

شمس پیچھے ہٹ گئے تھے البتہ انکے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ اس تقریر کا ان پہ کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا انہوں نے برہان کا ہاتھ ایک بار پھر تھام لیا تھا

برہان کو روتے دیکھ ڈاکٹر عبد الحفیظ بنا آواز کے بڑبڑائے تھے

آئی لوز ڈیو ....(میں نے تمھیں کھو دیا)

پولیس موبائل آگے بڑھ گئی تھی

روتا بلکتا بچہ پیچھے رہ گیا تھا . . . .

انتقام کے چکروں میں ہمیشہ بچے ہی رل جاتے ہیں

میوزک کا بے ھنگم شور نازیبا لباس پہنے ....رقص کرتے لڑکے لڑکیاں ....کچھ نشے میں جھولتے ...اور کچھ اسی نشے طرح جھومنے کو بے قرار نوجوان لڑکے لڑکیاں یہ منظر تھا شہر کے بہت بڑے اور مہنگے کلب کا تم اگر زرا اپنی نظر گھماؤ تو سامنے ہی بار ٹینڈر کے سامنے اسٹول پہ تمھیں یاقوت مرزا بیٹھا ہوا نظر آجائے گا ناک سے سفید پاؤڈر کو اپنے اندر اتارتا اور پھر گردن پیچھے پھینک کر جیسے اندر تک سکون اترتا محسوس کرتا پھر سیدھا ہوتا ایک دو گھونٹ مہنگی وائن حلق میں انڈیلتا اسکی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں . . ناک سرخ چہرے پہ پھیلا رنج آج اسکے قریب کوئی لڑکی نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اگر کوئی لڑکی قریب آتی بھی تو وہ اسکو بری طرح جھڑک کر دور کرتا آج اسکا غم بہت بڑا تھا

دفعتا ایک ڈھیلی شرٹ اور پینٹ پہنے ہوئے لڑکا اسکے قریب دوسرے اسٹول پہ آکر بیٹھا اس نے غور سے یاقوت کو دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ سے وائن کا گلاس لے کر اپنے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ پکڑ

کر اٹھ کھڑا ہوا یاقوت نے کوئی مزاحمت نہیں کی وہ اسکے ساتھ کھنچتا چلا گیا اسکے قدم لڑکھڑا رہے تھے نسبتا ایک سنسان گوشے میں آ کر قیس نے اسکا ہاتھ چھوڑا تھا یہاں میوزک کا شور قدرے کم تھا

اب بتاؤ کس بات کا سوگ منا رہے ہو ...؟ وہ صباء اتنی بھی خوب صورت نہیں ہے جو تم اسکے درد میں خود کو ہی ختم کر دو ... چلی گئی ہے ناں دس اور لے آتے ہیں مر کیوں رہا ہے ؟.. وہ اب بہت غصے سے اسکو جھڑک رہا تھا

قیس آفندی یاقوت کا بیسٹ فرینڈ تھا دونوں ہر وقت ساتھ ہی نظر آتے تھے نوح کے بعد وہ اپنی سب باتیں قیس سے کہہ سکتا تھا اس وقت بھی کلب میں بیٹھے اسکے کچھ جاننے والوں نے قیس کو کال کر کے بلایا تھا

بات یہ نہیں ہے ... یاقوت نے شکستگی سے سر جھکایا تھا اور پھر آہستہ آہستہ ساری بات اسے کہہ سنائی

کیا نوح اس لڑکی میں انوالوڈ ہے ؟ ساری کہانی سننے کے بعد اس نے بس یہی تبصرہ کیا تھا

نہیں . ایسا کچھ نہیں ہے

اچھا تو پھر کیا نوح کی کوئی گرل فرینڈ یا منگیتر ہے ؟ وہ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا

کیا بکواس کر رہے ہو تم وہ ان سب کاموں میں نہیں پڑتا اور ان سب باتوں کا مقصد کیا ہے وہ جھنجھلایا تھا

بدلہ ... ہم اس سے بدلہ لیں گے .. اس نے تمھیں ایک غیر لڑکی کی عزت بچانے کے لئے استعمال کیا ہے ناں اب تم اسکی کسی بہت عزیز .. اور محبوب لڑکی پہ قبضہ کر لو اسکے ساتھ وہی کرو جو تمھیں اس ہالے کے ساتھ کرنا تھا اور وہ اسے بچا نہیں سکے گا پھر دیکھو کیسے تڑپتا ہے نوح اسکی ہمت کیسے ہوئی تمھیں استعمال کرنے کی تم یاقوت مرزا ہو .... کوئی عام آدمی نہیں ہو یہاں بیٹھ کر رونے سے بہتر ہے اپنا بدلہ لو نوح کو بتاؤ کہ تم استعمال

ہوئے بغیر بھی اپنا انتقام لے سکتے ہو مرد بنو یاقوت مر دوہ اپنے حساب سے ایک سچا دوست ہونے کا ثبوت دے رہا تھا

اسکی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے اسکی زندگی میں کوئی لڑکی نہیں ہے وہ ...یاقوت بولتے بولتے رکا تھا سماعتوں میں دور کہیں نوح مرزا کی آواز سنائی دی تھی

میری زندگی میں ایک ہی عورت ہے نیرو

مجھے ہر لڑکی میں نیرو نظر آتی ہے .

میری زندگی میں ایک ہی عورت ہے

مجھے ہر لڑکی .. میری بہن سے دور رہو یاقوت

میری زندگی ... ایک عورت ... ہر عورت میں نیرو

میری بہن

اسکے ذہن میں اوازیں گڈمڈ ہونے لگی تھیں

اسکی ایک بہن ہے بس بلاخر وہ بول پڑا تھا

قیس کھل کر مسکرایا تھا

گریٹ یہ تو بہت اچھا ہو گیا اب پتہ چلے گا نوح کو میرے دوست کے ساتھ غداری کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے

جبکہ یاقوت کی آنکھوں میں بے چینی ابھری تھی

وہ معصوم ہے اسکا کیا قصور ...وہ بہت چھوٹی ہے ہم کچھ اور سوچ لیتے ہیں لیکن وہ نہیں ....اسی ہالے کو کڈنیپ کر لیتے ہیں یا پھر ...

قیس نے اسکی بات بیچ میں کاٹ دی تھی

بس یاقوت اب اور کچھ نہیں ...وہ لڑکی اے ایس پی کے گھر میں ہے اور وہ اب تجھے اسکے سائے کو بھی چھونے نہیں دے گا تو نے اگر واقعی مرد بننا ہے اور اپنا بدلہ لینا ہے تو چل میرے ساتھ ورنہ باہر جا وہ آسٹول اب بھی فارغ ہے جا کر غم منا جس لڑکی کو تو معصوم کہہ رہا ہے ناں وہی اس سارے فساد کی جڑ ہے کیا نوح نے اسکی وجہ سے تمہیں دھوکہ نہیں دیا کیا اسکو پروٹیکٹ کرنے کے لئے اس نے اس لڑکی کو پروٹیکٹ نہیں کیا؟ پھر بھی اگر تو نامردوں کی طرح بیٹھے رہنا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے بیٹھا رہ یہاں میں جا رہا ہوں وہ غصے سے بولتا آگے بڑھا جب یاقوت نے گلابی پڑتی آنکھوں اور کانپتے ہاتھوں سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

نوح کی بربادی یاقوت مرزا کے ہاتھوں ہی لکھی ہے آج میں اسے بتاؤں گا اصل مرد کیسا ہوتا ہے اسکی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ....وہ انتقام کے لئے تیار تھا یہ جانے بغیر کہ اس کے بعد وہ ساری زندگی اس ایک رات کے ہونے کو روئے گا

کچھ دیر بعد وہ دونوں اس بلڈنگ کے پارکنگ ایریا میں کھڑے تھے یاقوت گاڑی سے باہر نکلا تھا قیس اسکے ساتھ ہی دروازہ بند کرتا باہر آیا تھا

کیا میں بھی ساتھ آؤں؟.. .وہ آنکھ دباتے ہوئے پوچھ رہا تھا

جواب میں یاقوت نے اسکو گھور کر دیکھا تھا اور آگے بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ نوح کے اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا اس نے کی کارڈ لگایا لیکن شاید یاقوت لاک تبدیل کروا چکا تھا

ڈرگز اور شراب کی زیادتی کی وجہ سے اس سے کھڑا ہونا بھی مشکل لگ رہا تھا .... اس نے اپنی جیبیں ٹٹول کر اپنا موبائل باہر نکالا اور نرمین کو کال ملائی

ایک دو بار بیل بجنے کے بعد کال اٹینڈ ہو گئی تھی

کیسی ہو پیاری کزن ؟... میں تمھارے گھر کے دروازے پہ کھڑا ہوں پلیز کھول دو یار ... مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا وہ چھوٹتے ہی بولا تھا

اندر نرمین کی جان پہ بن گئی اسکی سبز آنکھوں میں یکدم خوشی اور خوف کے تاثرات امڈ آئے تھے

یاقوت کے آنے کی خوشی .... نوح کو پتہ لگنے کا خوف

میں نہیں آ سکتی ... بھائی نے کہا ہے آپ اب کبھی میرے لئے نہیں آئیں گے .... اور میں آپ کا انتظار نہ کروں آپ پلیز چلے جائیں .. میں دروازہ نہیں کھولوں گی وہ یاسیت سے کہہ رہی تھی

لیکن دیکھو میں تو آ گیا ہوں ناں ؟ تمھارے لئے ہمیشہ کے لئے ... اگر تم نہیں آئیں تو میں ساری رات یہیں بیٹھا رہوں گا ... اور ذرا آ کر دیکھو تو سہی میرے ساتھ ہوا کیا ہے میں کھڑا بھی نہیں ہو پا رہا وہ اپنے لہجے میں مصنوعی سادکھ پیدا کرتا کہہ رہا تھا

وہ بچپن سے ساتھ تھے یاقوت اسکی کمزوری جانتا تھا

کیا آپ کو کہیں لگ گئی ہے ؟ آپ ٹھیک تو ہیں ؟ سبز آنکھوں والی لڑکی فکر مند ہو اٹھی تھی وہ صوفے سے اٹھ کر دروازے کے قریب آگئی تھی اب ان دونوں کے بیچ میں بس یہ دروازہ ہی تھا

یاقوت اپنی چال کامیاب ہوتے دیکھ مسکرایا تھا

بہت بہت بری طرح لگی ہے مجھے .... تم ایک بار آکر تو دیکھو ... نیرو ... مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے میرا دل زخمی ہو گیا ہے

اور بس وہ مہربان لڑکی اب مزید نہیں رک سکتی تھی اس نے دروازہ کھول دیا تھا گھر کا نہیں اپنی اور یاقوت کی بربادی کا

دروازہ کھلتے ہی وہ فورا سے پہلے اندر آیا تھا اور لاک لگایا تھا یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ نرمین کچھ سوچ سمجھ ہی نہ سکی اب یاقوت اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا تھا

نرمین کا دل ڈوب کر ابھرا تھا

ااپ ..اپ نے کہا آپ کو لگی ہے ... لیکن آپ تو ٹھیک ہیں ...

میرے دل پہ لگی ہے اور تمھارے بھائی نے ماری ہے ... اب بدلہ تو تمھیں چکانا ہو گا نہ نرمین جان بس تم نوح سے ایک بات کہہ دینا اس سے کہنا کہ تم میری بہن نہیں ہو وہ دانت پہ دانت جمائے سرد سی سرگوشی کر رہا تھا اسکے منہ سے بدبو آرہی تھی وہ کہیں سے بھی چند منٹ پہلے والا یاقوت نہیں لگ رہا تھا جس نے نرمین کو کال کی تھی

تمھارے بھائی کو مجھے استعمال کرنے کا بہت شوق ہے ناں آج میں اسے بتاؤں گا یاقوت اپنے ساتھ برا کرنے والوں کے ساتھ کیا کرتا ہے تم سوچ رہی ہو گی اس سب میں تمہارا کیا قصور تو میں تمھیں بتادوں کہ ہر فساد کی جڑ تم ہو ... سارے مسائل تمہاری ذات سے جڑے ہیں .. آج سب مسائل ختم ہو جائیں گے وہ اسکے قریب آتے ہوئے کہہ رہا تھا

نرمین کے جسم سے جیسے کسی نے روح کھینچ لی ہو

اس نے پیچھے قدم موڑے تھے لیکن اب فرار کی ہر راہ ختم ہوگئی تھی .... آج کے بعد سے اسکی ساری زندگی اندھیر ہونے والی تھی

زندگی تو یاقوت مرزا کی بھی تاریک ہونے والی تھی لیکن ابھی وہ اس بات سے واقف نہیں تھا

"تین گھنٹے بعد"

وہ اسی گاڑی میں بیٹھا تھا .ریلیکسڈ سا ... تھکا ہوا ... اور کچھ بے چین سا .. شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے

.اسکے ساتھ والی سیٹ پہ قیس بیٹھا تھا اس نے فون کان سے لگا رکھا تھا

جی جی ... آفیسر ...جی میں اسی بلڈنگ سے بات کر رہا ہوں .. یہاں اپارٹمنٹ نمبر 105

میں ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ....میں کچھ آوازیں سن کر یہاں آیا تھا ... نہیں وہ آدمی بھاگ گیا ہے لیکن لڑکی کی حالت تشویش ناک ہے ....جی بلکل سر میں یہیں کھڑا ہوں آپ آجائیں میں آپ کو لوکیشن بھیجتا ہوں ... میرا فلیٹ نمبر

106 ہے آپ پلیز جلدی آجائیں سر

اس نے بات کر کے کال کاٹ دی تھی

اب خوش ہے ناں؟ اب تو دل خوش ہو گیا ہے ناں؟ وہ چہک کر پوچھ رہا تھا

جبکہ یاقوت نے بے دلی سے سر سیٹ کے پشت سے ٹکا دیا تھا

اسے اپنی کیفیت سمجھ نہیں آرہی تھی

ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ایک میز پہ ہر چینل کے مائیک رکھے تھے ان مائیکس کے پیچھے شمس سلطان بیٹھے تھے انکے ساتھ والی کرسی پہ ایک طرف بے چین اور مضطرب سا سفیر اور دوسری طرف مغموم سے شاہد حسین ہارون بھی ایک طرف کھڑا تھا

ایک مائیک قریب کر کے بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس شمس سلطان نے بولنا شروع کیا تھا

آپ سب مجھے جانتے ہیں ... میں شمس سلطان ہوں .. اس شہر کے ایک کامیاب بزنس مین آپ لوگ میرے مرحوم بھائی کو بھی جانتے ہوں گے ... انسانیت کے مسیحا ... نرم دل اور انصاف پسند معراج سلطان .. وہ بول رہے تھے مجمع دم سادھے انکو سن رہا تھا

کچھ دن پہلے میرے بھائی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہم انہیں ہسپتال لے گئے لیکن وہ جان بر نہ ہو سکے میرے بھائی اس دنیا سے چلے گئے.... وہ لمحہ بھر کو رکے تھے آنکھوں میں آئے نادیدہ آنسو صاف کیئے گہری سانس لی خود کو کمپوزڈ کرنے کی اداکاری کی پھر کہنا شروع کیا

ہمیں موت کی وجہ ....ہارٹ اٹیک بتائی گئی لیکن یہ حقیقت نہیں تھی ... حقیقت یہ ویڈیو ہے ....میں چاہوں گا آپ سب پہلے یہ ویڈیو دیکھ لیں .. انہوں نے اشارہ کیا تھا انکی دائیں طرف لگی بڑی سی سکرین پہ ویڈیو چلنے لگی سب نے صبح سے لے کر اب تک کئی بار دیکھی ہوئی ویڈیو پھر دیکھنی شروع کر دی کچھ لوگوں کی نظروں میں بے زاری ابھری کچھ نے بڑے غور سے ایک بار پھر سارے الفاظ پہ غور کرنا چاہا کچھ کی نظروں میں غصہ تھا کچھ دکھ میں تھے

تھوڑی دیر بعد ویڈیو ختم ہوئی معراج سلطان نے دوبارہ بولنا شروع کیا

آپ سب نے دیکھ لیا کیسے ان ڈاکٹرز کی لاپرواہی اور لالچ نے ہمارے گھر کے بڑے .... میرے عظیم بھائی کی جان لے لی؟.. .. کیا کوئی بھی انسان یہ ڈیزرو کرتا ہے کہ جس ہسپتال میں وہ اپنی جان بچانے گیا ہے اس انسان

کو آپ نہتا کر دو ...اسکے دشمنوں کو اس کے کمرے میں جانے دو ..... کیا کوئی یہ ڈیذرو کرتا ہے کہ کہ اسکا گلہ گھونٹ کر اسکو مار دیا جائے ......

(سفیر کے گلے میں گلٹی سی ابھری تھی)

یہاں اگر کوئی غریب آدمی مرا ہوتا تو اب تک کئی تنظیمیں انصاف کے لئے موم بتی جلائے نکل چکی ہوتیں ..... لیکن ہمارے لئے کوئی نہیں آیا کیوں؟ کیونکہ ہم امیر ہیں انکو لگتا ہے قانون ہمارے ہاتھ میں ہے .... لیکن خدا گواہ ہے ہم بھی اتنے مجبور ہیں جتنا کوئی غریب آدمی . . . .

کیا امیر ہونا ہمارا قصور ہے؟ کیا قانون امیروں کے ہاتھ میں ہے؟

ہال میں لگی سفید لائٹوں اور فلیش کی روشنی میں انکا چہرہ دمک رہا تھا جبکہ سفیر کی گردن میں پھندہ ہر گزرتے لمحے تنگ ہوتا جا رہا تھا

قانون اگر مرے ہاتھ میں ہوتا تو آج میں اس ہسپتال کو آگ لگا دیتا ... میں اس ڈاکٹر کو اپنے ہاتھوں سے مارتا لیکن میں ایسا نہیں کروں گا .... کیونکہ میں خدا نہیں ہوں .... میں ایک عام آدمی ہوں جان لینا اور دینا یہ بس اللہ کے اختیار میں ہے ...اور میں اپنا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں دیتا ہوں ... ..میں اپنے عظیم بھائی کی موت کا غم نہیں بھلا سکتا میں انہیں واپس نہیں لا سکتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ انہیں انصاف ملے ہمیں انصاف ملے میرے بھائی کے معصوم بچوں کو انصاف ملے ...میں قانون کی بالادستی کو مانتا ہوں اور میں اسی معزز قانون سے انصاف

کی اپیل کرتا ہوں میں آپ کے کیمرے کی آنکھ سے اپنا مدعا ایک ایک آدمی تک پہنچانے کی اپیل کرتا ہوں آپ کی زبانوں سے سچ اور حق کی بات کہنے کی اپیل کرتا ہوں

اگر آج میرے بھائی کو انصاف نہیں ملا . . . . تو یہ صرف میرے بھائی کے ساتھ نہ انصافی نہیں ہو گی .... یہ انسانیت کی موت ہو گی اس قوم نے ایک عظیم آدمی کھویا ہے .... ایک انسانیت کے رہنما کو کھویا ہے وہ تو دشمنوں کو بھی گلے سے لگانے والوں میں سے تھا .... آج جب میں گھر جاؤں گا تو میں اپنے بھائی کی بیوی کو کیا جواب دوں گا؟ میں اپنے بھتیجے اور اپنی بھتیجی سے کیا کہوں گا؟.... انکا غم بڑا ہے میں اسے ختم نہیں کر سکتا لیکن انصاف انکے زخموں پہ مرہم بن سکتا ہے

میں قانون سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے بھائی کے قاتلوں کو انکے انجام تک پہنچایا جائے

ہمیں انصاف چاہیے تا کہ جب میں اپنے بھائی کی قبر پہ جاؤں تو میرے کندھے جھکے ہوئے نہ ہوں ... میں اپنے بھائی کے لئے ہر حد تک جاؤں گا مجھے آپ سب کا ساتھ چاہئے آپ کی مدد چاہئے امید کرتا ہوں آپ سب اور اس ملک کا طاقت ور قانون مجھے اور میرے بھائی کے خاندان کو ناامید نہیں ہونے دے گا وہ بول کر خاموش ہوئے تھے

اب سامنے بیٹھے نمائندے ان سے کچھ سوال کر رہے تھے

ان نمائندوں اور فلیش کی چمکتی روشنیوں کو یہاں چھوڑ کر ہم عمر حیات کے سرمئی سفید کمرے میں چلتے ہیں جہاں ہالے سلطان ایک دھاڑ سے دروازہ کھولتی اندر آئی تھی بیڈ پہ بیٹھے عمر نے اسکی طرف نہیں دیکھا تھا وہ اب بھی شمس کی پریس کانفرنس دیکھ رہا تھا آنکھیں چھوٹی کئے ... گردن جھکائے ہوئے

اگر اس وقت آپ کا موڈ مجھے کسی قسم کے ... کوئی القابات سے نوازنے کا ہے تو پلیز میں مصروف ہوں ...اور اداس بھی میرے کاروبار میں تین لاکھ کا نقصان ہو گیا ہے وہ ہالے کے تنے ہوئے تاثرات اور شعلے بارساتی آنکھوں کو دیکھے بغیر بول رہا تھا

ہالے کے تو سر پہ لگی تلوؤں پہ بجھی

وہ بپھر کر اسکے سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی .... عمر نے اب بھی سر نہیں اٹھایا ہالے نے جھپٹ کر موبائل اسکے ہاتھ سے لے لیا تھا

عمر اس اچانک آفتاد پہ بوکھلایا تھا اسکی آنکھوں میں خوف سا پھیلا تھا

نہیں نہیں نہیں نہیں .... توڑنا مت توڑنا مت .... توڑنا مت وہ بوکھلا سا گیا تھا

اور اگلے ہی لمحے ہالے نے اسکا موبائل دیوار پہ دے مارا تھا سپیکر سے ابھرتی شمس کی مکروہ آواز اب بند ہو گئی تھی

عمر نے بے یقینی سے دیوار پہ لگتے پھر پرزا پرزا ہوتے اپنے موبائل کو دیکھا تھا

(تین لاکھ کا تھا ... اوہ میرے خدا چھ لاکھ کا نقصان ہو گیا)

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا آنکھوں میں دبا دبا غصہ تھا

مل گئی خوشی توڑ دیا؟ جانتی بھی ہیں اس میں کتنا ڈیٹا تھا میرا؟ ایک تو پہلے ہی میرا اتنا بڑا نقصان ہو گیا تھا وہ جل کے کہہ رہا تھا

میں نے تم سے کیا کہا تھا؟.... میں نے تم سے کہا تھا ناں ابھی کوئی ایسا قدم مت اٹھانا .... کہا تھا یا نہیں ...وہ بلند آواز میں غرآئی تھی لیکن نہیں تم پہ تو جنوں سوار تھا حسن کو بتاؤں گا اسکو مرد بناؤں گا بنا لیا مرد؟ .. تم نے مرے خاندان کو مجھ سے مزید دور کر دیا عمر .... میں نے تم سے کہا تھا ... میں نے کہا تھا مرے معملات میں مت آؤ لیکن تم . تمھیں تو اس وقت تک سکون نہیں آتا جب تک میری زندگی میں مسائل نہ کھڑے کر دو وہ سرخ آنکھوں سے اسکو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی عمر بس سنجیدگی سے اسکو سنے گیا

یہ لو میرا موبائل اور دیکھو اس میں صبح سے لے کر اب تک کتنے لوگ مجھے میسجز کر چکے ہیں کتنے رشتے داروں کی کالز آئی ہیں ... کتنے نیوز چینلز مجھے انٹرویو کے لئے پوچھ رہے ہیں مارننگ شو پہ اپنے دکھڑے سنانے کی آفر آ رہی ہیں . . .

میری ماں مجھے کالز کر رہی ہیں .... میرا بھائی مجھ سے لڑ کر گیا ہے .... اور یہ سب ... کیوں ہو رہا ہے میں بتاؤں ؟.. تمہاری وجہ سے تمہاری جلد بازی کی وجہ سے .... تم کیوں میری زندگی کو عذاب بنا رہو ہو آخر میں نے تمہارا بگاڑا کیا ہے ؟.. کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو تم ؟ وہ جیسے پھٹ پڑی تھی

عمر نے اسکے ہاتھ سے موبائل لیا تھا نرمی سے اور پھر اپنے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی طرف گیا تھا موبائل کا جیکٹ کھولا سم نکالی اور اسکی جگہ اپنے دراز سے ایک دوسری سم ڈال دی جیکٹ بند کیا ان ہی چھوٹے قدموں سے چلتا اسکے قریب آیا

اسکے بھینچے ہوئے ہونٹوں اور تنے ہوئے تاثرات کی پرواہ کئے بغیر اسکے ایک ہاتھ اوپر کیا موبائل اسکی ہتھیلی پہ رکھا اور اپنے ہاتھ سے اسکی مٹھی بند کر دی اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھا اور کہنا شروع کیا

بس اتنا ...بس اتنا کرنا تھا آپ نے اب کوئی لوگ آپ کو تنگ نہیں کریں گے کوئی آپ کو انٹرویو کے لئے کال نہیں کریں گے کوئی مارننگ شو آپ کی کہانی نہیں بیچے گا اپنے لئے آپ نے خود کھڑا ہونا ہوتا ہے ٹاکسک لوگوں کو اگنور نہیں کرتے انکو اپنی زندگی سے کک آوٹ کرتے ہیں ہالے یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سانس کی نالی میں پھنس جانے والا نوالہ ہوتے ہیں پانی پی کے اس نوالے کو پیٹ کے دوزخ میں بھیج دیں ورنہ یہ رکتا ہوا سانس ہمیشہ کے لئے رک جائے گا . . . یہ جو لوگ آپ کو کالز کر رہے ہیں میسج پہ میسج کر رہے ہیں یہ آپ کے ساتھ مخلصی نہیں دکھا رہے انکو آپ کا زوال دیکھنا ہے ان کو معراج سلطان کے بچوں کو ٹوٹتے ہوئے دیکھنا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کو رلا کر آپ کو دلاسا دینا چاہتے ہیں آپ پہ رحم کھانا چاہتے ہیں دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا ہے معراج سلطان کے بچوں کی کمزوری یہ آپ کے سگے نہیں ہیں یہ پھنسا ہوا نوالہ ہیں پانی پئیں اور انہیں نگل لیں انکی کڑوی کسیلی باتیں انکے ترحم بھرے جملے انکی معنی خیز مسکراہٹ طنزیہ جملے سب نگل لیں دنیا کا سب سے بڑا اژدھا بن جائیں

یہ لوگ میری وجہ سے نہیں آئے انکو آنا تھا آج نہیں تو کل انہوں نے سوال کرنے تھے غلطی انکی نہیں ہے آپ کی ہے آپ نے خود کو تیار کرنا تھا جیسے کہ میں تیار ہوں

ہالے نے تعجب سے اسکو دیکھا تھا

میں تیار ہوں ہالے کیونکہ اب سب لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ جب میں نے آپ کو اغوا کیا ہے تو کیا پتہ میں آپ کے باپ کے قتل میں بھی شامل ہوں ؟سوال مجھ سے بھی ہوں گے لیکن میں لوگوں کے منہ بند کرنا جانتا ہوں آپ بھی جان لیں لوگوں کو اپنی کمزوری ....بتا رہی ہیں تو انکی کمزوری اپنی نظر میں رکھیں آپ کا بھائی آپ کی اماں وہ آپ کا خاندان ہیں کبھی نہ کبھی جڑ جائے گا اس وقت اپنی فکر کریں خود کو سمبھالیں وہ نرمی سے کہہ رہا تھا

میں ... تم ..سے .. نفرت .. کرتی ہوں... تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے میں تمھیں کبھی بھی اس کے لئے معاف نہیں کروں گی عمر ..وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی پتہ ہے میرا دل کیا چاہتا ہے میرا دل چاہتا ہے میں تمہارا گلہ دبا دوں ... میرا دل چاہتا ہے میں وقت میں پیچھے جاؤں وہاں اس رات اس سڑک پہ تمھیں مرنے دوں ...وہ ہذیانی سی ہو گئی تھی ... آس پاس متلاشی نظروں سے دیکھتی وہ اسکے ڈریسنگ ٹیبل کے قریب رکی تھی.

دل کرتا ہے تمھیں بھی وہی تکلیف دوں جس سے میں گزر رہی ہوں ....اب اس نے ڈریسنگ سے پرفیوم کی ایک شیشی اٹھائی تھی اور پوری طاقت سے زمین پہ دے ماری تھی

کاش میں نے آخری وقت پہ بابا کے ساتھ وعدہ نہ کیا ہوتا کاش میں نے ان سے تمھارے ساتھ رہنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا .....

دو شیشیاں اور اٹھا کر نیچے پھینکی تھیں

عمر لب بھینچے خاموشی سے اسکو دیکھتا رہا

حلق میں پھنسا ہوا نوالہ وہ لوگ نہیں تم ہو عمر تم ....کاش تم کبھی میری زندگی میں نہ آئے ہوتے کاش تم کبھی بابا سے نہ ملے ہوتے کاش میں نے اس دن تم سے نکاح نہ کیا ہوتا وہ بولتی جاتی اور ڈریسنگ پہ پڑا اسامان زمین پہ پھینکتی جاتی

تم کہتے ہو میرا خاندان جڑ جائے گا ..

اس نے ایک اور شیشی اٹھائی تھی عمر کا سانس اٹک گیا وہ فوراتیزی سے اسکو پکار اٹھا تھا

اسے مت پھینکئے گا یہ مجھے میری اماں نے دیا ہے پلیز

اس سے پہلے وہ اس شیشی کو پھینکتی اسکا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا

وہ چند لمحے ... سخت نظروں سے اسکو دیکھتی رہی قدم بڑھائے اسکے قریب آکر رکی ..اسکی آنکھوں میں دیکھا اور پھر اپنی پوری قوت سے اس شیشی کو عمر کے پیروں کے قریب زمین پہ دے مارا شیشی کرچی کرچی ہو گئی تھی کچھ کانچ ہالے کے پیروں پہ لگا تھا کچھ عمر کے ... کمرے میں یکدم خوشبو سی پھیل گئی پہلے والے سارے پرفیومز کی خوشبو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی سارا کمرہ معطر ہو گیا

عمر کا دل اس شیشی کے ساتھ ہی ٹوٹا تھا

میرا خاندان اس طرح ٹوٹ گیا ہے جیسے یہ شیشی ... تم اسکو نہیں جوڑ سکتے ناں ؟.. کیونکہ اگر جوڑو گے تو ہاتھ زخمی ہوں گے لیکن ہاتھ میں کچھ آئے گا نہیں .... اس طرح میں اپنا خاندان جوڑوں گی تو میری روح زخمی ہو گی لیکن ہاتھ کچھ نہیں آئے گا

وہ گلابی ہوتی آنکھوں سے کہہ رہی تھی اسکے لہجے میں دکھ تھا تکلیف تھی

یہ خوشبو محسوس کر رہے ہو ناں ... میرے اور میرے خاندان کے درمیان بد گمانی بھی اسی خوشبو کی طرح پھیل گئی ہے کیا تم اس خوشبو کو پھیلنے سے روک سکتے ہو نہیں ناں ؟ اسی طرح میں بد گمانی کو پھیلنے سے نہیں روک سکتی ... اپنی محبوب چیزوں کو کھونے کا غم تم بھی محسوس کرو عمر تمھیں بھی پتہ چلے خاندان کیا ہے وہ ٹوٹے تو تکلیف کیسی ہوتی ہے وہ تنفر سے کہہ رہی تھی آنسو ابل ابل کر باہر نکل رہے تھے

وہ اسکے بولنے کی پرواہ کے بغیر نیچے بیٹھ گیا تھا ہالے کے پیر کی اوپر والی جلد پہ ایک دو شیشے کے ٹکڑے لگے تھے اس نے ایک ٹکڑا نکالنا چاہا

ہالے نے اپنا پیر کھینچنا چاہا عمر حیات نے گرفت سخت کر دی

چھوڑو مجھے ... وہ غرآئی تھی ... مجھے تکلیف دے کر مرہم رکھو گے تو کیا میرا دل تم سے صاف ہو جائے گا ایسا نہیں ہو گا عمر وہ زور زور سے روتے ہوئے بول رہی تھی

ساتھ ایک بار پھر پیر پرے کرنا چاہا

خاموشی سے کھڑی رہیں ورنہ بہت برا پیش آؤں گا اس نے بیٹھے بیٹھے دھمکی دی تھی

ایک ٹکڑا نکلا تھا اسکے ساتھ ذرا سا خون نکلا تھا

میں نے تمھیں خون دیا تھا .. میں نے تمہاری جان بچائی لیکن تم نے میرے ساتھ کیا کیا؟ وہ مغموم سی کہے جا رہی تھی

وہ اب بھی جھکا ہوا اسکے پیر سے شیشے کا آخری ٹکڑا نکال رہا تھا .. اس بار زیادہ خون نکلا تھا

ہالے کے لبوں سے بے اختیار "سس" کی آواز نکلی تھی

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا ہالے کے عین سامنے اسکی آنکھیں سپاٹ تھیں

میری اماں اور میرے درمیان بہت فاصلے ہیں ... وہ ٹھہر ٹھہر کر لفظ جوڑ جوڑ کر بول رہا تھا

ایسے فاصلے جنہیں ہم چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتے .. ہم دونوں کو جوڑنے کے لئے ایک آدمی تھا اور چند چیزیں

وہ رکا تھا .. پھر بولنا شروع کیا

آدمی مر گیا .. میں نے اسکو مارنے والوں کے ساتھ کیا کیا آپ آج دیکھ چکی ہوں گی .... میں چیزیں توڑنے والوں کے ساتھ کیا کروں گا یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے ... آپ کی اس حرکت نے میرا دماغ بری طرح گھما دیا ہے اس سے پہلے کہ میں آپ کو کوئی سخت لفظ کہوں یہاں سے چلی جائیں .. ... وہ چبا چبا کر سرد سی سرگوشی میں کہہ رہا تھا

ہالے کو پہلی دفع اس سے خوف محسوس ہوا لیکن بظاہر گردن کڑائے رکھی

میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے دھمکیاں انہیں دینا جنکو تم سے خوف آتا ہو وہ لٹھ مار انداز میں بولی تھی

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا

نہیں آپ نہیں ڈرتیں میں ڈرتا ہوں اپنے قہر سے اپنے الٹے دماغ سے ڈرتا ہوں ..... آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اسے اس وقت تک بتا چکا ہوتا کہ میری محبوب چیزیں توڑنے کا انجام کیا ہوتا اصل میں مسئلہ ہی یہی ہے میں آپ کو کچھ کہہ نہیں سکتا اسلئے بہتر ہو گا اس وقت یہاں سے جائیں اور ہاں بات اگر خون دینے کی ہے تو کبھی کسی زمانے کسی وقت میں؛ میں نے بھی آپ کو خون دیا ہے کب کہاں کیوں یہ پتہ لگا لیں

اس نے ہالے کا ہاتھ پکڑا تھا اس کے لمس میں سختی نہیں تھی آگے جا کر اسکو دروازے کے باہر کیا

اب کم از کم صبح تک میرے سامنے مت آیئے گا میرا دماغ گھوما ہوا ہے کہہ کر دروازہ اسکے منہ پہ بند کر دیا

ہالے پیر پٹخ کر رہ گئی تھی اسکے کان تک سرخ ہو گئے تھے دور کہیں اسکا دل اسے ملامت کر رہا تھا جس کو اس نے تھپک کر سلا دیا تھا

اندر عمر اسی کانچ لگے پیر کے ساتھ نیچے بیٹھا شیشے کے ٹکڑے اٹھانے لگا اسکے بعد موبائل کے پرزے جوڑنے تھے

اگر اس لڑکی کا چہرہ میری ماں سے نہ ملتا ہوتا تو دیکھ لیتا میں اسے

وہ بڑبڑا کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا

اسٹڈی ٹیبل پہ بیٹھا نوح بری طرح کام میں غرق نظر آرہا تھا وہ بامشکل اپنی آنکھیں کھولے ہوئے تھا آج اسکو ایکسٹرا کام کرنا تھا یہ فہیم کی طرف سے سزا تھی وہ کام کر رہا تھا جب اسکا موبائل تھرتھرایا اس نے بے دلی سے موبائل اٹھایا

انجان نمبر تھا اس نے ہیلو کہتے موبائل کان سے لگایا

دوسری طرف سے کسی مرد کی آواز آئی تھی اس نے شاید کچھ پوچھا تھا

جی میں نوح مرزا بات کر رہا ہوں؟

میں انسپیکٹر انس جاوید بات کر رہا ہوں ... آج آپ کے اپارٹمنٹ کے ساتھ والے اپارٹمنٹ سے ہمیں ایک شکایت موصول ہوئی تھی

نوح کا سانس رک گیا تھا

... نرمین . .

وہ بغیر آواز کے بڑبڑایا تھا

.انسپیکٹر اب بھی بول رہا تھا

جب ہم وہاں پہنچے تو ہمیں آپ کی بہن کافی تشویش ناک حالت میں ملیں .... ہمیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہاہے کہ آپ کی بہن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے

نوح کو لگا تھا جیسے وہ مر گیا ہو ... ایسی تکلیف کسی مرنے والے کو ہی ہوتی ہو گا اسکا سر بے اختیار نفی میں ہلا تھا

ہم انہیں ہسپتال لے کر آئے ہیں ... میں آپ کو باقی ڈیٹیلز بھیج دیتا ہوں آپ جلد از جلد پہنچ جائیں آپ کی بہن کی حالت بہت خراب ہے اس نے پروفیشنل انداز میں کہہ کر کال کاٹ دی تھی

جبکہ وہ اب تک نفی میں سر ہلا رہا تھا آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں گلہ خشک ہو رہا تھا . دل رک رک کر چل رہا تھا .. ... آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا اس نے بامشکل کانپتی انگلیوں سے نمبر ملایا اور فون کان سے لگایا ہی . ہیل .. ہیلو ... جواد ..... نیرو کہاں ہے ... یہ پولیس والا ک . کیا . کیا بب بکواس کر رہا ہے؟ اس نے ہکلاتے ہوئے بامشکل سوال کیا تھا

مقابل رونے لگا تھا وہ اس بلڈنگ کا چوکیدار تھا

نوح بھائی وہ سچ کہہ رہے ہیں میں شرمندگی کے مارے آپ کو فون نہیں کر سکا ... باجی کی حالت بہت خراب ہے .. آپ ہسپتال چلے جاؤ بس وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا

نوح کے لئے اگلا سانس لینا بھی مشکل تھا

اس نے دھیرے دھیرے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس کی ......بلکہ اسکے سارے جسم سے جان نکل گئی تھی .... ایسی ازیت اور ذلت اس نے آج تک محسوس نہیں کی تھی .... اس کا دل کیا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے ....

اسکی آنکھ سے ایک آنسو نکلا تھا اور اس کے ہلکی داڑھی والے چہرے پہ پھیل گیا اسکے بعد تو جیسے آنسوؤں کا ایک سیلاب امڈ آیا تھا

اسکی آنکھیں اب بھی بے یقینی سے پھیلی تھیں دل جیسے پھٹ رہا ہو ... آنکھوں سے خون رسنے کو تیار ہو ....

.

وہ زمین پہ بیٹھ گیا تھا ....

اس نے دونوں ہاتھ زمین پہ مار کر دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا تھا

الفاظوں کی بازگشت اب بھی اسکے کانوں میں ہو رہی تھی

آنسو ایسے نکل رہے تھے جیسے آج کے بعد انکو نکلنے کا موقع نہیں ملے گا

آپ کی بہن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ... آپ کی بہن آپ کی بہن

اسکا دل چاہا تھا وہ اپنی کانوں پہ ہتھوڑے مار کر خود کو سننے سے محروم کر لے

اسکا دل چاہ رہا تھا وہ خود کو شوٹ کر لے یہ کیسے ہو سکتا تھا یہ نہیں ہو سکتا تھا

اسے لگا تھا وہ آج کے بعد کبھی اٹھ نہیں سکے گا .... اسکا دل مر گیا تھا ...... اسکا جسم مر گیا تھا

نوح مرزا کی زندگی میں سب سے بڑا غم اسے آج ملا تھا
اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹانگوں میں سکت نہیں تھی آج اسے پتہ چلا تھا مرنا کیسا ہوتا ہے
ذلت سے بڑی کوئی موت نہیں آج اس نے اعتراف کیا تھا

صبح کی پو پھوٹی تو سارے میں اجالا سا پھیل گیا مرد اپنے کاموں کو جانے لگے عورتیں گھر کے کاموں میں جت گئیں بچے اسکولز کو جانے لگے عمر فجر کے بعد سو کر اٹھا سب سے پہلے معراج سلطان کی قبر پہ گیا اسکے بعد واپس گھر آیا ناشتہ کیا ہالے کے لئے ناشتہ بنایا وہ ابھی کافی پی رہا تھا جب اسے ہارون کی کال موصول ہوئی وہ اسے لینے آ چکا تھا عمر گھر سے باہر نکل آیا اس نے بٹنوں والی سیاہ شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی پینٹ پہن رکھی تھی ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ کافی اچھا اور فریش لگ رہا تھا اسکے برعکس ہارون رف سے حلیے میں تھا اور وہ شدید پریشان لگتا تھا
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک چھوٹے سے کیفے میں نسبتا ایک کونے والی میز پہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے ہارون کی آنکھوں میں ناپسندیدگی تھی جبکہ عمر ریلکسڈ تھا اسے کوئی مسلہ نہیں تھا

ہاں توہارون کل تم ہسپتال میں مجھے ملے تم نے کہا کہ تمھیں مجھ سے بات کرنی ہے ...ہم دونوں دس منٹ سے یہاں بیٹھے ہیں کرو بات ...وہ اسکے چہرے کو غور سے دیکھتا عام لہجے میں کہہ رہا تھا

ہالے کیسی ہے؟ہارون نے یاسیت سے سوال کیا تھا

عمر نے کندھے اچکائے تھے

میں کسی غیر مرد سے اپنی بیوی کی بات کرنا پسند نہیں کرتا ہارون اسکا لہجہ دوٹوک تھا

میں اسکا دوست ہوں کزن ہوں کوئی باہر کا آدمی نہیں ہوں ...وہ حیران ہوا تھا پھر ذرا دھیما ہوا

تم مجھ پہ اعتبار نہیں کرتے ہیں ناں؟

عمر نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی

میں اپنے باپ پہ بھی اعتبار نہیں کرتا ..یہ اعتبار بھروسہ تو تم رہنے ہی دو مجھ سے کام کی بات کرو تم مجھ سے ملنا کیوں چاہتے تھے؟

میں جانتا ہوں تم کچھ ڈھونڈ رہے ہو ...کیا میں نہیں جانتا لیکن وہ تمھیں سلطان منزل سے ہی چاہیے تم نے فروا آنٹی اور سفیر کے ڈرائیور سے بھی کئی سوال کئے ہیں لیکن تمھیں کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا ...میں مدد کر سکتا ہوں اگر چاہو تو ..وہ نارمل لہجے میں اسے آفر کر رہا تھا

عمر اپنی آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھے گیا

مجھے جو چاہئے ہو گا میں خود لے لوں گا عمر کو کسی کی ضرورت نہیں ہے تمہاری تو بالکل نہیں تم نے میری بیوی کے ساتھ جو کچھ کیا میں بھولا نہیں ہوں مجھے لگتا ہے ہماری ملاقات ختم ہو چکی ہے میں چلتا ہوں .. عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا

کیا تم نے واقعی ہالے کو اغوا کیا تھا؟ ہارون نے تیزی سے سوال کیا تھا عمر رک گیا

اگر میں کہوں نہیں تو کیا تم یقین کر لو گے ؟ اسکا انداز چیلنجگ تھا

ہاں میں کر لوں گا . . . .

عمر نے سر جھٹکا تھا جسے اسکی بات کو مذاق میں اڑا دیا ہو

میں اس دن ہسپتال واپس آیا تھا عمر .... ہارون اسکی طرف دیکھ کر بولا تھا

عمر کی آنکھوں میں تعجب ابھرا تھا

ہارون کہے گیا

اس دن جب ہالے اور میں تم سے مل کر واپس گئے تھے میں تھوڑی دیر بعد پھر سے ہسپتال آیا تھا . . .

میں وہاں آیا تھا عمر . تم وہاں نہیں تھے ... تم جا چکے تھے ... میں نے تمہارا بل نہیں دیا تھا تمھارے پاس تمہارا والٹ نہیں تھا تم نے بل کیسے دیا؟ ... تم نے ڈاکٹر کو دھمکایا تھا میں یہ بات اسی دن جان گیا تھا میں نے ہالے سے کچھ نہیں کہا لیکن میں یہ جان گیا تھا کہ تم کوئی عام آدمی نہیں ہو . . .

عمر دھیرے سے کرسی پہ بیٹھ گیا تھا

ہارون بول رہا تھا

میں نے اس دن مال میں بھی تمھیں دیکھا تھا ...تب نہیں جب تم ہالے سے بات کر رہے تھے تب جب تم نے اس آدمی کو اریسٹ کروایا وہ ایک سیریل کلر تھا ہے ناں؟ اس نے عمر کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

عمر نے کوئی جواب نہیں دیا

مرد اس عورت کا دل کبھی خود سے خراب نہیں ہونے دیتا جس سے

وہ محبت کرتا ہو

ان سب باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم نے اگر ہالے کو اغوا کیا ہوتا تو کم از کم ساری رات اسے اپنی گاڑی میں نہ رکھتے تم کچے کام نہیں کر سکتے تم کوئی اور ہی آدمی ہو پر فیکشن تمھارے کام کا حصہ ہے میں پہلے دن سے جانتا ہوں ہالے کو اغوا تم نے نہیں کیا میرا دل گواہی دیتا ہے تم نے یہ نہیں کیا سو اب تم مجھے بتاؤ تمھیں کیا چاہئے میں مدد کروں گا کیونکہ میں کر سکتا ہوں اسکا لہجہ سادہ تھا

آج کے زمانے میں دل کی گواہی کون سنتا ہے عمر نے جیسے طنز کیا تھا

ہارون مسکرایا تھا اسکے سانولے چہرے پہ ہلکی دھوپ پڑ رہی تھی گرے آنکھیں چمک رہی تھیں

میں آرٹسٹ آدمی ہوں ہم لوگ دل کی گواہیاں مانتے ہیں جو فتویٰ دل نے دے دیا وہ ہمارے لئے آخری ہوتا ہے دماغ کا استعمال بہت کم ہوتا ہے ہمارے یہاں

عمر کی آنکھیں مشتبہ انداز میں سکڑی تھیں

اور تم میری مدد کیوں کرو گے ؟ بدلے میں تمھیں کیا چاہیے ؟

میں تمھارے لئے کچھ نہیں کر رہا میں ہالے کے لئے کر رہا ہوں میں اسکو اداس نہیں دیکھ سکتا میں ہمیشہ اس سے کہتا تھا کہ اگر ساری دنیا بھی اسکو چھوڑ دے تو ہارون شاہد اسکے ساتھ ہو گا .... کچھ دن پہلے جب اس نے مجھے خود سے الگ کیا تو مجھے لگا اب ہارون شاہد کبھی اس کے ساتھ نہیں ہو سکتا ..... لیکن میں غلط تھا اب مجھے سمجھ آ گئی ہے میرا مقصد ہالے کی "خوشی" ہے ہالے کی "مدد" ہے اور اسکے لئے ہارون شاہد کو ہالے سلطان کے پہلو میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں دنیا کے آخری کونے میں کھڑے ہو کر بھی اسکے لئے سب کر سکتا ہوں وہ مجھے اپنے ساتھ رکھے یا نہ رکھے میں تو اسکے ساتھ ہوں ہمیشہ ... ساتھ "کھڑے" صرف جسم ہوتے ہیں جو دور رہ کر بھی آپ کا سوچے اسکا دل آپ سے جڑا ہوتا ہے ہم دوست ہیں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی اچھے وقت میں ہم ٹھیک ہو جائیں گے لیکن میں اسکی مصیبت اور غم میں اسکے ساتھ نہ رہا تو ساری زندگی اس سے نظر نہیں ملا سکوں گا مجھے اسکے سامنے نظر اٹھانے جیسا چھوڑ دو مجھے بتاؤ تم کیا ڈھونڈ رہے ہو آخر میں جیسے بے بسی سے بولا تھا

عمر حیات نے کندھے اچکائے تھے میز پہ زرا آگے کو ہوا آواز مدھم کر لی اور کہنا شروع کیا

سلطان منزل سے کوئی ہالے کے اغوا میں شامل ہے پہلے مجھے لگا یہ سب مسز شمس نے کیا ہے لیکن وہ پچھلے ایک مہینے سے ایسی کسی جگہ نہیں گئیں جو مشکوک ہو یا جہاں مجھے ان پہ شک ہو ... انکی کال ریکارڈنگ انکی سم کا ڈیٹا سب نکلوایا ہے میں نے کوئی فائدہ نہیں ہوا وہ سوائے چند کٹی پارٹیز . . . اور ایک دو ریستورانز کے علاوہ کہیں نہیں گئیں اسکے علاوہ میں نے پورے ایک مہینے ان سے ملنے والوں لوگوں کو بھی چیک کیا ہے

کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس پہ شک کیا جا سکے میں نے سفیر کے ڈرائیور سے بھی اسی لئے پوچھ گچھ کی کہ شاید انہوں نے اپنی نہیں سفیر کی گاڑی استعمال کی ہو یا پھر شاید گھر کے کسی . .

ایک منٹ ایک منٹ ...ہارون جو غور سے اسکی بات سن رہا تھا اچانک اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا تھا

تم نے کہا ...شاید انہوں نے کسی اور کی گاڑی استعمال کی ہو ...یہی کہا ناں ....ہالے کی شادی سے دس دن پہلے انہوں نے مجھ سے میری گاڑی مانگی تھی میرا ڈرائیور بھی

عمر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا

تمہارا ڈرائیور ...وہ کہاں ہے مجھے اس سے ملواو وہ ضرور مسز شمس کو کسی ایسی جگہ لے گیا ہو گا جہاں سے مجھے ثبوت مل سکیں ...میرا شک درست تھا وہ بولتے بولتے رکا تھا

ہارون اب بھی بے چین سا تھا عمر نے اسکو غور سے دیکھا تھا

کیا کچھ اور بھی ہے ؟....کچھ ایسا جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو ؟

ہارون نے تھوک نگلا تھا . . .

.... اسی دن انہوں نے مجھ سے میری ایک پرانی سم بھی مانگی تھی ....میں نے دے دی تھی .... .میں پریشان تھا کچھ سوچے سمجھے بغیر میں نے ...بس دے دی ... .مجھے لگتا ہے ... تمھیں اسی سم سے کچھ مل جائے گا . . . . . میں نے یہ جان کر نہیں کیا مجھے نہیں پتہ تھا فروا انٹی اتنا گر سکتی ہیں وہ شرمندگی سے کہہ رہا تھا

جبکہ عمر کو جیسے فرق ہی نہ پڑا ہو

مجھے اپنا . . . نمبر دو اسی سم کا ابھی اسکی ساری ڈیٹیلز نکلواتا ہوں ....کچھ اور بھی ہے تو مجھے بتاؤ . . .

ہارون متعجب ہوا تھا

تم مجھے جج نہیں کرو گے ؟.. کیا تم مجھے ملامت نہیں کرو گے ؟میری بے وقوفی کی وجہ سے اتنا سب ہو گیا .. کیا تم مجھے کچھ نہیں کہو گے ؟

عمر نے گہری سانس لی تھی

میں لوگوں کو جج نہیں کیا کرتا ...اس طرح لوگ آدھی بات کرتے ہیں اور آدھی دل میں رکھ لیتے ہیں دل میں رکھی باتیں سلو پوئزن ہوتی ہیں ... آہستہ آہستہ انسان کا دل مار دیتی ہیں ....اور میں قاتل نہیں بننا چاہتا وہ بول کر خاموش ہوا تو ہارون نے عجیب نظروں سے اسکو دیکھا

کیا ہالے اور تم الگ ہو جاؤ گے ؟اسکے لہجے میں کچھ تھا کہ عمر بے اختیار اسے دیکھے گیا

یہ لڑکا سفیر جیسا نہیں تھا ...یہ الگ تھا بہت الگ اسکے لہجے میں مخلصی تھی

میں انہیں کبھی خود سے الگ نہیں ہونے دوں گا ....میں ہمیشہ یہی چاہوں گا کہ وہ میرے ساتھ رہیں ...چاہے جن حالات میں سہی ہمارا نکاح ہو گیا ہے .. اور میں اسے نبھانے کی پوری کوشش کروں گا وہ ہلکے لہجے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا تھا

کیا تم مجھے اپنے ڈرائیور سے نہیں ملوا رہے ؟ہارون کو بیٹھے دیکھ اس نے سوال کیا تھا

وہ فوراً اٹھا تھا اب وہ دونوں باہر جا رہے تھے

سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں سرمئی آنکھوں میں اداسی سی تھی

سلطان منزل کی صبح اداس اور مغموم سی تھی یوسف سلطان کو گھر لایا جا چکا تھا مہر ساری رات انکے ساتھ رہی تھی اور وہ ساری رات ہالے کو پکارتے رہے تھے شمس رات دیر سے گھر آئے تھے انکا ارادہ فروا سے بات کرنے کا تھا لیکن وہ سو چکی تھیں

اس وقت وہ اپنے کمرے کے باتھ روم سے فریش ہو کر باہر نکل رہی تھی بوٹوکس اور سرجریز کا مارا ہوا بوڑھا چہرہ بغیر میک اپ کے مکروہ سا لگ رہا تھا بھوری آنکھوں خوابیدہ سی تھیں جیسے نیند پوری نہ ہوئی ہو البتہ سامنے بیڈ پہ بیٹھے شمس کو دیکھ کر ایسا نہیں لگتا تھا وہ چاک و چوبند تھے بال نفاست سے پیچھے کو جمائے سوٹ میں ملبوس وہ آفس جانے کو تیار لگتے تھے فروا انکو نظر انداز کرتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھنے لگی جب شمس نے بیٹھے بیٹھے انکا ہاتھ پکڑ لیا تھا ساتھ خود کھڑے ہوئے تھے

تمہید وہ کبھی باندھتے نہیں تھے سو سیدھا مدعے پہ آئے

تم نے فہیم مرزا کے ساتھ مل کر ہالے کو اغوا کروایا؟ میں صرف ہاں یا ناں میں جواب پوچھوں گا بولو ہاں یا ناں وہ سنجیدہ لہجے میں پوچھ رہے تھے

فروا نے اطمینان سے انکو دیکھا تھا

میں نے کہا تھاناں اب کسی اور کا حسن اور کسی اور کی جوانی استعمال کروں گی میں نے کہا تھاناں میں سلطانز کی کمر توڑوں گی تمہارے بھرم توڑوں گی ... میں نے تمھیں پہلے ہی بتا دیا تھا شمس اب تمھیں مجھ سے کوئی گلہ نہیں ہونے چاہیے وہ کہہ کر جانے لگیں جب شمس کا بھاری ہاتھ اٹھا تھا اور چٹاخ کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی

فروا منہ کے بل بیڈ پہ جا گری تھیں

ذلیل عورت تمہاری جرات کیسے ہوئی کہ تم میری پاک دامن بھتیجی پہ بہتان لگاؤ .. ..تم انتقام کے چکر میں اتنی جنونی بن گئی .. تمھیں شرم نہیں آئی تم کیسے کر سکتی ہو ایسا .... لعنت ہو تم پہ ملعون عورت لعنت ہو .... تم پہ خدا کی لعنت ہو سارے جہاں کی لعنت ہو تم پہ وہ بلند آواز میں انکو گالیاں بکتے ہوئے چلا رہے تھے

فروا چند لمحے تو اسی طرح شاک کے عالم میں چہرے پہ ہاتھ رکھے پڑی رہیں اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ایک زخمی ناگن کی طرح پھنکارتی ہوئی اٹھی تھیں

شمس جو انکے سامنے ہی کھڑے تھے فروا نے پوری قوت سے شمس کے چہرے پہ ویسا ہی تھپڑ دے مارا تھا جیسا تھوڑی ہی دیر پہلے انکو پڑا تھا

مارے شاک کے شمس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں چند لمحہ قبل گالیاں بکتی انکی زبان مفلوج ہو گئی تھی گو کہ انکے تھپڑ میں شمس کے ہاتھ جیسا بھاری پن اور شدت نہیں تھی لیکن مرد کے چار تھپڑ کے مقابلے عورت کی طرف سے پڑنے والا ایک تھپڑ زیادہ زور سے لگتا ہے

تمھیں کیا لگتا ہے میں کوئی اٹھائی گیر ہوں کوئی گری پڑی ہوں جس پہ تم ہاتھ اٹھاؤ گے چیخو گے چلاو گے وہ زخمی شیرنی کی طرح سرخ ہوتی آنکھوں سے غرائی تھیں ... فروا بیگ ہوں میں' میں ملکہ ہوں تم مجھ پہ ہاتھ اٹھاو گے ... مجھے گالیاں دو گے میں ہاتھ کاٹ دوں گی زبان کھینچ لوں گی انکی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی میں ذلیل ہوں تو تم کیا ہو کیا تم وہی نہیں ہو جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا

شمس کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا

تمہاری اوقات کیا ہے شمس اگر آج میں نہ ہوتی اگر میرے بنائے ہوئے جھول نہ ہوتے تو کیا آج ہیون تمھیں مل پاتا ؟اگر اس دن میں تمھیں ہسپتال نہ بھیجتی تو کیا آج تم سلطان ہوتے ؟ . . . . تمھیں سلطان میں نے بنایا ہے شمس اور تم مجھ پہ ہاتھ اٹھاو گے

شمس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا فروا اب بھی انکے گرد چکر کاٹتی غرا رہی تھیں

میں نے شمس میرے عظیم دماغ نے ہمیشہ کی طرح تمھیں بچایا تمھیں ایک سلطنت دی تمہارا ایمپائر دیا اور تم مجھ پہ ہاتھ اٹھاو گے بھولو مت کہ ہیون کے اصلی کاغذات اب بھی میرے پاس ہیں تمھارے پاس جعلی سائن ہیں شمس تمھیں چاہیے کہ میرے قہر سے ڈرو اگر میں تمھیں عرش پہ بیٹھا سکتی ہوں تو اگلے ہی لمحے تمھیں فرش پہ بھی پھینک سکتی ہوں

وہ شمس کے آہانت سے سرخ چہرے کو نظر انداز کیے بولے جا رہی تھیں

مجھ سے ڈرو شمس میں اگر محبت میں تمھیں تخت پہ بٹھا سکتی ہوں تو نفرت میں تمھارے ساتھ کیا کر سکتی ہوں یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کیا تم نے نہیں دیکھا اس نگین کی کاربن کاپی کا انجام وہ خود کو شہزادی کہتی تھی .... میں نے اسے کنیز سے بھی بدتر بنا دیا وہ ڈیزائنر ویر پہنتی تھی آج مانگے ہوئے کپڑے پہنتی ہے . . . . بڑے بڑے ریستورانز میں کھانا کھاتی تھی آج اسکے پاس دو وقت کی روٹی کے لئے پیسے نہیں ہیں دنیا کے بہترین ڈائمنڈز اپنے گلے اور انگلیوں میں پہنتی تھی آج وہی ہیرے جواہرات بیچنے کی نوبت آگئی ہے اسے محبتوں پہ ناز تھا اں میں نے کیسے اس سے ہر رشتہ چھین لیا آج وہ اکیلی ہے خالی ہاتھ ہے وہ لڑکا عمر بہت جلد وہ بھی اسے چھوڑ دے گا کیونکہ ہالے سلطان کا بخت اب میرے ہاتھ میں ہے اسکی قسمت کی خدا میں ہوں تم دیکھنا شمس وہ ایک دن سڑکوں پہ بھیک مانگے گی اور اسے کوئی بھیک دینے والا بھی نہیں ہو گا اگر تم چاہتے ہو تمھارے ساتھ وہ وہ سب نہ ہو جو اسکے ساتھ ہوا ہے تو آئندہ ... اپنی اوقات میں رہنا وہ نخوت سے کہتی الماری کی جانب بڑھ گئی تھیں

پیچھے سے شمس نے خود کو کہتے سنا

اسکا بخت بلند ہے فروا ... وہ پارس پتھر ہے مٹی کو سونا کرتی ہے .. . تم سب کچھ کر سکتی ہو اسکا بخت نہیں چھین سکتی تم نے اس سے جو محبتیں چھین لیں وہ عارضی تھیں تب ہی اسکے ساتھ نہیں ٹھہر سکیں جو محبت اسے اب مل رہی ہے وہ دائمی ہے وہ جب تک یہاں تھی شہزادی تھی اب ملکہ ہے .. . اگر وہ سمجھے تو ... وہ رک رک کر کہہ رہے تھے

فروا بھنویں بھینچے انکو سنے گئیں

وہ لڑکا اسے کبھی نہیں چھوڑے گا ... تم نے مجھے تو اپنے ہاتھ سے سلطان بنایا ہے ناں بھائی شروع سے سلطان رہے ہیں انہوں نے اپنی بیٹی کے لئے جس شخص کو چنا ہے سوچو وہ کیا ہو گا؟... وہ شخص اسے تب یہاں سے لے گیا اس نے تب اسکی حفاظت کی جب ان دونوں کا کوئی تعلق بھی نہیں تھا اور اب وہ اسکی بیوی ہے تم سوچ سکتی ہو اب وہ اسکے لئے کیا کرے گا

تم کہتی ہو تم نے اس سے آسائشات چھین لی ہیں

نہیں فروا

وہ آدمی ہالے کے قدموں میں ساری دنیا ڈھیر کرنے کو تیار ہے وہ ایک شاندار مرد ہے

آج مجھے تم پہ رحم آ رہا ہے تم نے جو کچھ کیا اسے اللہ نے تم پہ الٹ دیا سوچو فروا سوچو اس رات ہالے کسی اور کی گاڑی میں بھی جا سکتی تھی وہ عمر کی گاڑی میں ہی کیوں گئی؟ اسے وہاں اسکا بخت لے گیا سکندری بخت وہ اگر یہاں سے گئی ہے تو اس محل سے زیادہ بڑے اور اونچے محل میں رہ رہی ہے تم نے اس سے سفیر اور ہارون چھین لئے اللہ نے اسے ایسا شخص دیا ہے جو ان دونوں پہ بھاری ہے کبھی جو تم اسکی زہین آنکھیں دیکھو تو تمھیں پتہ لگے وہ کیسے آنکھوں سے بات کرتا ہے وہ کیسے اپنے لفظوں سے دل جیت لیتا ہے وہ اپنے لفظوں اور ذہانت سے کھڑے کھڑے تم سے کیا کچھ کروا لے اور تمھیں پتہ بھی نہ لگے

تم کہتی ہو وہ شہزادی نہیں رہی سہی کہتی ہو

وہ ملکہ ہے حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہے وہ یہاں بھی حکومت کرتی تھی وہاں بھی کرے گی جسے تم اپنا بدلہ کہہ رہی ہو وہ اسکے لئے تخت کی آزمائش تھی تم اس سے کچھ نہیں چھین سکتی تم ناکام ہو گئی ہو آج مان لو یہ بات وہ سادگی سے کہہ کر خموش ہوئے تھے

فروا نے سینے پہ دونوں بازو باندھے تندہی سے انکو دیکھا تھا

بہت محبت جاگ رہی ہے آج تو کیا ہیون اسکے حوالے کرنے کا ارادہ کر لیا ہے؟ جاؤ انکے قدموں میں گر جاؤ اور ان سے کہو کہ تم نے انکے باپ کا قتل کیا لیکن اب تم شرمندہ ہو اور اب سب کچھ فکس کرنا چاہتے ہو تم انہیں یہ نقلی پیپرز دے رہے ہو یا میں اصلی پیپرز دے آؤں بتاؤ کیا کرنا ہے؟

شمس چند لمحے انکو دیکھتے رہے پھر بولنا شروع کیا

میں نے اپنے دل سے ہالے کے لئے نفرت ختم کی ہے طاقت اور سلطنت کی لالچ نہیں ہیون کل بھی میرا تھا اور آج بھی اور ایک بات اور میں اپنے بھائی کو مار کر شرمندہ نہیں ہوں وہ یہی ڈیزرو کرتے تھے وہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے تھے

پیچھے فروا پیچ و تاب کھاتی رہ گئی تھیں

اس عمر حیات کا کچھ کرنا ہو گا

باہر جاتے شمس اور الماری کے قریب کھڑی فروا کو یہیں چھوڑ کر کیا تم معراج سلطان کے قتل والے دن میں واپس جانا چاہو گے؟

یہ وہ وقت ہے جب عمر ہالے کو اپنے ساتھ لے کر نکلا تھا شمس باہر ہونے والے سارے ہنگامے پہ لعنت بھیجتے اندر اپنے کمرے میں آئے تھے

فروا انکے پیچھے ہی آئی تھیں اب وہ دونوں ایک دوسرے کے بلکل سامنے کھڑے تھے

ان دونوں کی کافی دیر سے ایک ہی بحث چل رہی تھی اور اب شمس تنگ آ گئے تھے

فروا میں نے کہا ناں یہ وقت مناسب نہیں ہے میں اس وقت ہیون کی بات نہیں کر سکتا کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے بھائی مر رہے ہیں اور میں وہاں جا کر کاروبار کی بات کروں تم سیدھا یہ کیوں نہیں کہتی کہ میں انکا گلہ دبا دوں وہ سخت جھنجھلائے ہوئے تھے

وہ نہیں مر رہے آدھے مرے ہوئے ہیں وہ یہی وقت ہے شمس یہی وقت اگر آج نہیں تو پھر کبھی نہیں تمھیں کیا لگتا ہے تم انکی زندگی میں انسے ہیون لے سکتے ہو؟ یہ تمہاری خام خیالی ہے اگر تمھیں اپنے لئے کچھ کرنا ہے تو آج کرنا ہے چاہے اسکے لئے معراج سلطان کو مرنا ہی کیوں نہ پڑے میرے پاس سارے کاغذات ہیں کل رات میں نے سارے کاغذات ہینڈ اوور کر لئے تھے تم سوچو شمس جب آدھا مرا ہوا مرد کاغذات دے سکتا ہے تو کیا وہ سائن نہیں دے سکتا؟ وہ انہیں اکسا رہی تھیں اور دور کہیں کامیاب بھی ہو رہی تھیں

شمس نے رک کر انکو دیکھا تھا

کیا بکواس کر رہی ہو ہیون کے پیپرز تمھارے پاس ہیں؟

فروا مسکرائی تھیں پورے دل سے

ہاں وہ میرے پاس ہیں .... تمھارے بھائی رات وہ کاغذات ہالے کے نکاح کے وقت اسکو دینے والے تھے لیکن میں نے کسی طرح وہ اٹھالئے ..... اینڈ گیس واٹ ہیون ہالے کے نام پہ ہے لیکن پاور آف اٹارنی عمر حیات کے نام ہے اور یہ بات عمر نہیں جانتا شاید معراج سلطان اسے سرپرائز دینا چاہتے تھے ....

تمھیں یہ سب کیسے پتہ ؟ شمس نے انکو بیچ میں ٹوکا تھا

میں نے فرہاد غفار کو خرید لیا ہے شمس ... وہ میرے لئے کام کرتا ہے .... چند روز قبل اس آدمی عمر حیات نے معراج سلطان سے کہا تھا کہ وہ ہیون اسکے نام کر دیں معراج سلطان نے گو کہ اسے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا لیکن انہوں نے یہ کام کر دیا تھا اس لڑکے کے تیور دیکھ کر آج تو میں ڈر ہی گئی لیکن شکر ہے کہ وہ اب تک ان کاغذات کے بارے میں نہیں جانتا

شمس اب بھی متذبذب تھے

لیکن میں کیا کر سکتا ہوں کیا پوری دنیا کو پاگل بنا سکتا ہوں ؟ سب لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے بھائی نے مجھے ہیون کیوں دیا میں کیا کہوں گا ؟ اور وہ عمر تمھیں لگتا ہے وہ مجھ سے سوال نہیں کرے گا ؟ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے اسے کنوینس کرنے کو مجھے ثبوت چاہیے ہوں گے میں فلحال یہ سب نہیں کر سکتا فروا تم اپنی سازش خود تک رکھو

فروا گھوم کر انکے سامنے آئی تھیں

تم ان سے کہہ دینا کہ تم نے ہیون خرید اہے اپنی کمپنی کے پچیس فیصد کے بدلے خرید اہے .....

شمس نے اچھنبے سے انکو دیکھا تھا

کیا بکواس کر رہی ہو میں کچھ سمجھا نہیں

دیکھو شمس جب معراج بھائی نے تم سے شیئرز خریدنے کی بات کی تھی تب کیا ہوا تھا یاد کرو؟ تم نے کوئی پیپر ورک نہیں کیا تھا

شمس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ فروا کے مزید بولنے کو بے تاب ہو اٹھے تھے

انکے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے تم سے وو پچیس فیصد خریدے ہیں ..... تم انکے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کروادیتے تھے .... وہ کمپنی میں کام کرتے تھے لیکن ڈیل ...ڈیل نہیں ہوئی پیپر ورک نہیں ہوا شمس ... تمھارے پاس گولڈن چانس ہے اسے مت گنواو جاؤ اپنی امپائیر بناؤ اپنے لئے کچھ کرو

وہ کچھ کچھ راضی ہو گئے تھے

لیکن میں نے ہیون کے کاغذات نہیں بنوائے میں نے اپنی کمپنی کے پچیس فیصد کے پیپرز بھی نہیں بنوائے میں اتنے کم وقت میں اتنا سب کچھ کیسے کر سکتا ہوں؟

فروا نے انکے دونوں ہاتھ تھام لئے تھے نہ جانے کتنا عرصہ بعد

جو پیپرز فرہاد نے عمر اور ہالے کے لئے بنوائے تھے میں نے ویسے ہی پیپرز تمھارے لئے بنوا لئے ہیں

تم میرا عشق ہو شمس .... میں نے تمھارے لئے سب کر لیا ہے سارے کاغذات بنوا لئے ہیں بس ایک دستخط اور تم سلطان بن جاؤ گے تمہاری سلطنت ہو گی تم حکومت کرو گے تمہارے پاس وہ سب ہو گا جس کا تم نے کبھی

خواب دیکھا تھا جب تک تمہارے ساتھ فروا ہے تمھیں کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہئے وہ ایسے مان سے کہہ رہی تھیں کہ لمحے بھر کو شمس وہ ہوٹل کا کمرہ اور اپنی نفرت بھول گئے تھے

کچھ دیر قبل جو نیم رضامند تھے اب مکمل تیاری کے ساتھ جا رہے تھے

اپنے دل کو مارنے ہمیشہ کے لئے

موجودہ دن

فروا اپنے موبائل پہ کسی سے بات کر رہی تھیں چہرے پہ ہلکی سی فکر مندی تھی اور ہلکا سا حسد بھی

مجھے اسکی ساری ڈیٹیلز چاہئے مجھے بتاؤ وہ عمر حیات کون ہے کہاں سے آیا ہے اور اسکا فیملی بیک گراؤنڈ کیا ہے مجھے اسکے بارے میں ایک ایک بات بتاؤ فرہاد اسکی کمزوری اسکی طاقت سب اسکا برا وقت اب آ چکا ہے آگے سے کچھ کہا گیا تھا فروا نے بے دلی سے کال کاٹ دی تھی اب وہ یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھیں ساتھ بڑبڑ آتی جاتی تھیں

نہیں نہیں یہ وہ نہیں ہو سکتا ... یہ نگین کا بیٹا نہیں ہو سکتا ... میں نے اس دن اس عورت کو خالی ہاتھ بھیج دیا تھا . ... میں نے اسے دکھا دیا تھا کہ یہاں نگین کے بیٹے کی کوئی جگہ نہیں پھر کیسے کیسے آ سکتا ہے وہ ؟ لیکن اسکی آنکھیں ... اسکی آنکھیں کیوں ہیں ایسی ؟

نہیں یہ بس مرے دماغ کا فتور ہے وہ نہیں آ سکتا

بلاآخر وہ تھک کر بیٹھ گئی تھیں

اس بات سے انجان کہ جس آدمی کے لئے وہ خود کو برا وقت کہہ رہی ہیں وہ اصل میں انکا برا وقت ہے

عمر کے بنگلے پہ دن چڑھ آیا تھا صبح کی مقدس سفیدی دم توڑ گئی تھی اب اسکی جگہ جھلساتی دھوپ نے لے لی تھی البتہ گھروں کے اندر اب بھی کسی حد تک سکون تھا پنکھے کی ہوا بھلی معلوم ہوتی تھی

ہالے اس وقت اپنے کمرے سے نکل کر کچن میں آکر بیٹھی تھی آنکھیں اب بھی سوجھی ہوئی تھیں آواز زکام زدہ سی وہ رات بھر روتی رہی تھی

کچن میں آکر اسکا ارادہ تھا کہ اب اپنے لئے کافی بنائے جب اسکی نظر پاس رکھے ہاٹ پاٹ پہ پڑی ساتھ ایک پلیٹ رکھی تھی جس کو دوسری پلیٹ سے ڈھکا گیا تھا ہالے نے ڈھکن اٹھایا پلیٹ میں آملیٹ تھا ہالے نے ہاٹ پاٹ کھولا اس میں تازہ پراٹھے رکھے تھے اسکا دل ذرا سا خوش ہوا تھا کتنے ہی دنوں سے وہ سوکھی بریڈ اور جیم سے ناشتہ کر رہی تھی چلو آج کچھ اچھا کھانے کو نصیب ہوا تھینکس ٹو شانو

اس نے پاس پڑی کرسی کھینچ لی اور اس پہ بیٹھ گئی

پراٹھا پلیٹ میں نکال کر رکھا آملیٹ سامنے کیا پراٹھے کا چھوٹا سا نوالہ بنایا اور آملیٹ کے ساتھ لگا کر منہ میں رکھا پہلا نوالا لیتے ہی اسکو ایسا لگا جیسے وہ آج پہلی بار آملیٹ اور پراٹھا کھا رہی ہو ایسا مکمل ذائقہ ہالے نے آنکھیں بند کرلی تھیں جیسے ذائقے کو محسوس کر رہی ہو

آہ من وسلوا .... بے اختیار اسکی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے

پھر اگلے ہی لمحے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں ایک اور نوالا پھر دوسرا پھر تیسرا تقریبا دس منٹ بعد وہ دونوں پراٹھے کھا چکی تھی اور آملیٹ والی پلیٹ ایسے صاف تھی کہ اسکو دھونے کی ضرورت نہیں تھی

اس نے آدھے کراچی کے ریستورانز کے کھانے کھائے تھے وہ جس شہر جس ملک بھی جاتی تھی وہاں کے ریستورانز ضرور وزٹ کرتی تھی . . . لیکن ایسا مکمل زائقہ اس نے آج تک نہیں چکھا تھا وہ اتنے سالوں سے جس ذائقے کی تلاش میں تھی وہ اسے آج ملا تھا

یقیناشانو بہترین کھانا بناتی ہے کرسی سے اٹھتے ہوئے اس نے اعتراف کیا تھا

اسی وقت شانو ہاتھ میں جھاڑو لئے اسے کچن میں آتی دکھائی دی اس نے دوپٹہ کندھے سے گزار کر کمر سے باندھ رکھا تھا ہالے کو دیکھ کر اس نے سلام کیا تھا

ہالے نے سر کی اشارے سے جواب دیا تھا ساتھ مسکرائی تھی اداس سی مسکراہٹ

آپ نے آج جو ناشتہ بنایا تھا بہت لزیذ تھا ... اللہ آپ کے ہاتھوں کو سلامت رکھے اللہ انکا ذائقہ بر قرار رکھے (ترک ڈراموں کا اثر تھا وہ انکی دعائیں سیکھ گئ تھی). پراٹھے بہت اچھے بنے تھے اور آملیٹ بھی ... یہ اٹالین ریسیپی ہے آپ نے کہاں سے سیکھی ؟... وہ اپنی عادت کے بر خلاف لمبی بات کر رہی تھی

جبکہ شانو ہو نقوں کی طرح اسکو دیکھے گئ

باجی میں نے تو کوئی ناشتہ نہیں بنایا .... اور پراٹھاے تو مجھ سے کبھی اچھے بنے ہی نہیں

ہالے نے چونک کر اسے دیکھا تھا

.. عمر صاحب کہتے ہیں میرے ہاتھ کے پر آٹھوں سے بہتر ہے بندہ ربڑ چبا لے ... اور اٹالین آملیٹ ؟... .... ؟میں تو پاکستانی انڈا مشکل سے بناتی ہوں کیا باتیں کرتی ہیں بی بی .... اصل میں کیا ہے ناں ...... وہ اب بھی بول رہی تھی جب ہالے واپس پلٹی تھی لپک کر آملیٹ والی پلیٹ اٹھائی اسکے نیچے اسٹکی نوٹ لگا تھا ہالے کی نظر اس پہ پڑی تھی لیکن وہ نظر انداز کر گئی تھی

اس پہ بڑے بڑے الفاظ میں لکھا تھا

ناشتے کے لئے شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں

امید ہے یہ آپ کی زندگی کا سب سے بہترین ذائقہ ہو گا

بس دو لائن .... صرف دو لائن اور ہالے کا خون کھول اٹھا تھا اسکے اختیار میں ہوتا تو وہ ابھی حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دیتی

آج عمر حیات سے نفرت کا گراف ذرا اور اوپر گیا تھا

ہسپتال کے بینچ پہ بیٹھا نوح اس وقت اپنی ساری کائنات لٹا کر بیٹھا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں گردن جھکی ہوئی دل ٹوٹا ہوا اس نے رات سے لے کر بس ایک سطر بولی تھی

کیا وہ بچ جائے گی ؟ . . . . . . امید بے بسی . . ڈر خوف . . . ذلت . . ازیت ڈاکٹر سے سوال کرتے نوح کے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا

جواب کوئی تسلی بخش نہیں تھا

نرمین کومہ میں جا چکی تھی ....اسکی نارمل زندگی میں واپسی کے بارے میں ڈاکٹر نے بس یہی کہا تھا

ایک منٹ ایک دن ایک گھنٹہ ایک سال ..دس سال بیس سال یا پھر ساری زندگی ... بھی لگ سکتی ہے ...یا پھر وہ اسی طرح مر بھی سکتی ہیں ....ہم کچھ نہیں کر سکتے وہ تب ٹھیک ہو سکتی ہیں جب وہ ریکور ہونا چاہیں

وہ تب سے لے کر اب تک اسی بینچ پہ بیٹھا تھا اسکی زندگی کی ساری جمع پونجی لٹ گئی تھی اور وہ کچھ نہیں کر سکا تھا

یہ سب کس نے کیا فلحال اسے یہ بھی نہیں پتہ تھا رات سے لے کر اب تک پولیس اور میڈیا کو اس نے کس طرح سنمبھالا تھا یہ تو بس وہی جانتا تھا

اسی وقت فہیم مرزا سفید پڑتی رنگت کے ساتھ اسے اپنے قریب آتے دکھائی دیئے

نوح کو دیکھ کر انکا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا وہ اسکے قریب آ کر بیٹھ گئے تھے ایک ہاتھ اسکے کندھے پہ رکھا اور جب بولے تو انکی آواز میں افسوس تھا

یہ کس نے کیا ہے بیٹے کیا تمھیں پتہ چلا؟

نوح نے شکستگی سے نفی میں سر ہلایا تھا

بات میڈیا میں نہیں جائے گی تم فکر مت کرو میں نے پولیس کو بھی سمجھا دیا ہے ... کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا ..... ہماری عزت پہ کوئی حرف نہیں آئے گا .... تم

بکواس بند کریں اپنی ..... نوح کھڑے ہوتے ہوئے دھاڑا تھا ... اسکی آنکھیں ضبط کے مارے خون چھلکا رہی تھیں میری بہن میری زندگی مر رہی ہے اور آپ کو اپنی عزت کی پڑی ہے ....

فہیم سہم کر بینچ کے ساتھ جا کر لگے تھے

میں لعنت بھیجتا ہوں آپ کی عزت پہ خدا کی قسم مجھے اس وقت کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے کسی بھی چیز کی نہیں .. .. میری بہن میری بہن کو کچھ ہو گیا تو میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں گا جو جو اس کام میں ملوث ہے میں اسے کتے کی موت ماروں گا ..... میں اسکی نسل ختم کر دوں گا ... میں انکے بچوں کو چوک پہ بٹھا کر بھیک منگواوں گا ....

. میں انکی بیویاں بیوہ کروں گا انکی .... بیٹیاں گھروں سے اٹھواوں گا .... میں ذلیل ہوا ہوں تو سب ذلیل ہوں گے میری بہن کو ازیت ہوئی ہے ساری دنیا کو ایذا دوں گا وہ انگلی اٹھا کر بول رہا تھا

میں نوح مغل آج قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنی بہن کا بدلہ لوں گا میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا خدا کی قسم نہیں چھوڑوں گا اسکے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا اسکی آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھیں اسکا سارا جسم کانپ رہا تھا

فہیم اپنی جگہ سے اٹھے تھے اسکے قریب آئے اپنے دونوں ہاتھ اسکے کندھے پہ رکھے اور کہنا شروع کیا

تمھیں جو کرنا ہے میں تمھارے ساتھ ہوں .... نوح مرزا .... انہوں نے مرزا پہ زور دیا ... انکی آنکھیں کچھ جتا رہی تھیں .... میں نے تمھیں پالا نوح .... تمہاری بہن کو پالا تمھارے مرتے ہوئے باپ کو میں نے بچایا ... اگر اس وقت میں اسکا علاج نہ کرواتا تو تم کئی سال پہلے یتیم ہو چکے ہوتے .... اس حادثے کے بعد وہ معذور ہو گیا تھا میں نے اسے پھر بھی نہیں چھوڑا .... اس وقت تمہاری بہن اس دنیا میں آنے والی تھی میں نے تمہاری ماں کی ایک ایک ضرورت کا خیال رکھا اگر میں بروقت تمہاری ماں کو ہسپتال نہ لے جاتا تو تمہاری بہن اس دنیا میں ہی نہ آتی آخری وقت پہ اگر میں تمھارے ماں باپ کی تدفین نہ کرتا تو انکی لاش گل سڑ جاتی .... میں نے تمھیں اپنا نام دیا میں نے تمھارے نام سے مغل ہٹا کر تمھیں مرزا بنایا اور تم ... تم آج میرے سامنے چیخو گے . ... مجھے باتیں سناؤ گے .... کیا اسلئے کے تھے میں نے تم پہ اتنے احسان ؟ انکے لہجے میں تپش تھی

نوح کا سر شرمندگی سے جھکتا گیا

میں جارہاہوں نوح اب میرے پاس آناتو "مرزا" بن کر آنا "مغل "بن کر نہیں وہ اسکا کندھا تھپکتے ہوئے آگے بڑھ گئے تھے

پیچھے نوح تھااور اسکے ان گنت دکھ اللہ نے اسکی نیکی بھی قبول نہیں کی اس نے تو ایک لڑکی کی عزت بچائی تھی .

. . .

آج اسے نیکی سے نفرت ہوگئی تھی یہ دکھ بہت بڑا تھا

گاڑی میں اے سی کی کولنگ کے باوٴجود ہارون کے ڈرائیور کو ٹھنڈے پسینے آرہے تھے عمر کی مشتبہ نظریں اسکے چہرے پہ جمی تھیں ہارون پچھلی سیٹ پہ آرام دہ سا بیٹھا تھا

وہ کوئی تیس پینتیس سال کا فربہی مائل آدمی تھا نقوش پھینے تھے اور وہ آدھے گھنٹے سے ایک ہی بات دہرا رہا تھا

سر میں قسم کھا کر بتا رہاہوں میں نے انکو یہیں اتارا تھا پھر دو گھنٹے بعد یہیں سے لینے آگیا میں اپنے بچوں کی قسم کر اٹھا کر کہہ رہاہوں مجھے میرے ماں باپ کی قسم ہے ...وہ گھگھیانے لگا تھا

اس نے پچھلے آدھے گھنٹے سے دہرائی جانے والی بات ایک بار پھر دہرادی تھی

عمر نے بے زاری سے گردن پیچھے جھکائی تھی جبکہ ہارون بے نیاز بیٹھا موبائل پہ انگلیاں چلارہ تھا جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو

عمر نے گاڑی سے نکل کر اس پاس نظر ڈورائی تھی یہاں بس قطار در قطار چھوٹے بڑے دکان بنے تھے کوئی آٹوز کا تو کوئی ورکشاپ .... کوئی بائیک اور گاڑیوں کے سپیئر پارٹس بیچ رہے تھے یہاں دور دور تک کوئی کیفے کوئی ریستوران نظر نہیں آرہا تھا اگر فروا یہاں کسی سے ملنے آئی تھی تو ضرور کسی کیفے یا ریستوران ہی گئی ہو گی عمر نے اس جگہ کی لوکیشن نکالی تھی یہاں تقریبا ڈیڑھ کلو میٹر تک کوئی ایسی معقول جگہ نہیں تھی جہاں فروا اور فہیم مرزا مل سکیں

وہ واپس گاڑی میں آکر بیٹھ گیا تھا

اب اسے ایک اور طریقہ استعمال کرنا تھا اور وہ اسکے لئے تیار تھا وہ جھکا اور اس نے جھک کر اپنی پنڈلی سے بندھی چھوٹی سی پسٹل نکال لی تھی اب کے اسکے ہاتھ میں چھوٹی پسٹل دیکھ ہارون کے ڈرائیور کا خون خشک ہو گیا تھا

عمر نے پستول اسکی کنپٹی پہ رکھی تھی ہارون نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسکو دیکھا تھا اور ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے اپنے موبائل پہ جھک گیا تھا

(کھسک گیا ہے پولیس والا خیر مجھے کیا)

اب بتاؤ .. .. کہاں لے کر گئے تھے تم اس بوڑھی فتنہ کو؟... اگر اب میرے ساتھ کوئی بھی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو تمہارا گیم ختم سمجھو میں کھوپڑی کھول دوں گا تمہاری .... بولو سب سچ بولو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا غرا رہا تھا

ڈرائیور رونے لگ گیا تھا

اللہ کی قسم سائیں خدا کی قسم میں نے انکو یہیں اتارا تھا مجھے نہیں معلوم وہ یہاں سے کہاں گئیں کس سے ملیں میں کچھ نہیں جانتا ... مجھے معاف کر دو سائیں ہارون بابا آپ ہی انکو سمجھاو میں آپ کا نوکر ہوں سائیں میرے ماں باپ آپ کے نوکر ہیں ..... نمک کھایا ہے ہم نے آپ کا .... وہ روتے ہوئے ہارون سے التجا کرنے لگا تھا

ہارون نے نظر اٹھا کر اسکو دیکھا پھر عمر کے پستول والے ہاتھ کو ناپسندیدگی سے دیکھا تھا

دیکھو عمر میرے ڈرائیور پر پستول تاننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ....

ڈرائیور کا سانس بحال ہوا تھا جبکہ عمر کا چہرہ بے تاثر تھا ہارون کہہ رہا تھا

ایسا کرو ... اس نے سوچنے والے انداز میں بھنویں اکھٹی کی تھیں .. میرے پاس ایک بہت تیز دھار چاقو ہے وہ لے لو اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دو .... لاش ٹھکانے لگانا کوئی بڑا مسلہ نہیں ہے ..... ہاں یہ سہی ہے ایسا ہی کرو . وہ جیسے اپنے ہی آئیڈیا سے محظوض ہوا تھا .. بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا تاکہ اسکی لاش پہچانی نہ جا سکے وہ نارمل لہجے میں کہہ کر دوبارہ موبائل پہ جھک گیا تھا

جبکہ ڈرائیور کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں والا حساب تھا (یہ تو اصلی والا پاگل نکلا) وہ بس سوچ ہی سکا

عمر نے اسکو "اب کیا کہتے ہو ؟" والی نظروں سے دیکھا تھا

ڈرائیور نے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں

آپ میرے ٹکڑے کر دو یا پھر جان سے مار دو مالک سے غداری کا میں سوچ بھی نہیں سکتا ... صاحب ... یہ بات شاید میڈم بھی جانتی تھیں ... میں نے انکو یہیں اتارا تھا وہ کہہ رہا تھا اور عمر بے زاری سے اسکو سن رہا تھا ... لیکن ایک بات ہے جو میں جانتا ہوں .... وہ رکا تھا پھر کہنا شروع کیا

بی بی نے میرے موبائل سے ایک کال کی تھی اور کسی "سنیم" نامی جگہ پہ ملنے کی بات کی تھی

عمر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا ہارون بھی چونکا تھا

میرے موبائل میں ریکارڈنگ بھی ہے آپ کہو تو میں سنا دیتا ہوں ...... اسکے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا آپ مجھ سے قسم لے لو .... اس نے اپنا موبائل جیب سے نکال کر عمر کے آگے رکھ دیا تھا

اچھا بس بس سن چکا میں .... ہارون نے ہاتھ جھلایا تھا چلو اب نکلو یہاں سے اور پپا کو کچھ بھی بتایا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمھیں مار ڈالوں گا ... تنبیہ کرتے لہجے میں اسکو ڈپٹ دیا تھا

وہ بیچارہ اپنی جان خلاصی ہونے پہ فورا گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا تھا ہارون اپنی جگہ سے اٹھ کر وہیں سے ڈرائیونگ سیٹ پہ آ کر بیٹھا تھا

عمر اب بھی کچھ سوچ رہا تھا

"سنیم" یہ کونسی جگہ ہے ؟ وہ باہر دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

بہت مہنگا کیفے ہے یہاں کا .. ....یہاں سے دو کلو میٹر دور ہو گا ....اپنی سروسز کے لئے مشہور ہیں وہ لوگ ... باقی ہالے سے پوچھ لو وہ زیادہ جانتی ہو گی مجھے اتنا ہی معلوم ہے ...ہالے کی پچھلی بر تھڈے پہ ہم لوگ وہیں گئے تھے ہارون نے تفصیلی جواب دیا تھا پھر عمر کی طرف دیکھا وہ اب بھی غیر آرام دہ تھا

اب کیا ہوا چلو اسی کیفے چلتے ہیں ....یا شاید تم اب بھی مطمئین نہیں ہو؟... کیا کچھ اور ہے؟ جو ہمیں پتہ کرنا ہے ؟ہارون اسکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

عمر زرا سا بے چین تھا

کچھ نہ کچھ مسنگ ہے ....کچھ ہے جو اس سب میں مس فٹ ہے ...وہ عورت نہیں ہے فتنہ ہے ...جب وہ تمھارے ڈرائیور کو یہاں چھوڑ کر آگے خود گئی تھی تو وہ اس کے سامنے اسی جگہ کا نام کیوں لے گی ....جسے وہ چھپانا چاہ رہی ہے .. ....کچھ ہے کچھ مسنگ ہے ... تمہارا ڈرائیور بس ایک ڈسٹر یکشن ہے ...اصل بات کچھ اور ہے ...وہ سوچ سوچ کر کہہ رہا تھا

ہارون نے نفی میں سر ہلایا تھا

اصل بات یہ نہیں ہے کہ میرا ڈرائیور ڈسٹر یکشن ہے اصل بات تمہاری "جاب" ہے اس نے تمھیں ہر ایک پہ شک کرنا سکھا دیا ہے ... تم تھانے میں نہیں ہو عمر حیات ....اور میرا ڈرائیور وہ کوئی عادی مجرم نہیں ہے جو پستول کے سامنے ہوتے ہوئے جھوٹ بولے گا وہ ایک عام سا آدمی ہے ....جب پستول سامنے آگئی تو اسکے منہ

سے نہ چاہتے ہوئے بھی سچ ہی نکلے گا ..... اپنے دماغ کو تھانے سے نکالو اور ہر آدمی کو شک کی نگاہ سے دیکھنا چھوڑ دو زندگی آسان ہونے لگے گی وہ کہہ کر خاموش ہو گیا تھا عمر نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش رہا اگر اسکا دماغ کہہ رہا تھا کچھ مسنگ ہے تو ہے

کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا اے سی کی میٹھی سی کولنگ چاروں اور پھیلی ہوئی تھی ابھری ہوئی اینٹوں والی دیواروں پہ مختلف قسم کے میوزیکل پوسٹرز لگے تھے ایک دیوار پہ چند گٹارز ٹنگے ہوئے تھے کمرے کی تیسری دیوار پہ اس کمرے کی مالک کی بچپن سے لے کر اب تک کی تمام تصاویر لگی تھیں بیڈ کے عین اوپر اسکی بڑی سی "حالیہ" تصویر لگی تھی جس میں وہ مسکرا رہا تھا اسکی مسکراہٹ میں ایک غرور تھا شان بے نیازی تھی

اسکی تصویر کے اوپر فرنچ میں جدید طرز کی لائٹوں سے ایک عبارت لکھی تھی جسکا مطلب یہ تھا

"حسن مجھ پہ تمام ہوا"

اسکے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ بھی اسکی اپنی تصویر فریم ہوئی رکھی تھی شاید اسے خود کو دیکھتے رہنا پسند تھایا شاید اسے خود سے عشق تھا اسی وقت اسکے کمرے کا دروازہ ایک دھاڑ سے کھلا تھا وہ جو لحاف اوڑھے سو رہا تھا بے اختیار کسمسایا تھا آنے والا اسکا باپ تھا انکے اندر آتے ہی سارے کمرے کی بتیاں خود باخود جل اٹھی تھیں وہ ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچا تھا اور ایک جھٹکے سے اسکا لحاف اتار کر دور پھینکا تھا اب کے یاقوت مرزا بری طرح جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا تھا اسکی سوئی سوئی آنکھوں میں ہلکا سا غصہ تھا جبکہ اسکے باپ کی جاگی ہوئی آنکھوں میں بے تحاشا جلال تھا انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ یاقوت کو شوٹ کر ڈالیں

وہ انکو دیکھتے ہوئے فورا بیڈ سے اتر آیا تھا وہ جیسے ہی انکے سامنے آکر کھڑا ہوا فہیم مرزا نے اسکے چہرے پہ زور دار تھپڑ رسید کیا تھا ....وہ بے اختیار پیچھے ہٹا تھا

ذلیل خبیث آدمی .... تمھارے پیدا ہونے پہ لعنت ہو ....وہ تمہاری بہنوں جیسی تھی ....وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے غراتے ہوئے کہہ رہے تھے

ساتھ ہی آگے بڑھ کر ایک اور تھپڑ یاقوت کے چہرے پہ دے مارا تھا ....اب انہوں نے اس پہ بس نہیں کی وہ اسے پہ در پے تھپڑ مارتے ہی چلے گئے

ساتھ ساتھ بلند آواز میں اسکو گالیاں دیتے جاتے

یاقوت ہونقوں کی طرح انکو دیکھتے ہوئے مار کھاتا رہا

وہ تمھیں مار ڈالے گا تمہارا جنازہ کتوں کے ساتھ اٹھوائے گا... .. تمہاری بوٹی بوٹی نوچ لے گا .... آخر ایسی کونسی ہوس تھی تمہاری جو پوری نہیں ہو رہی تھی ..... کونسی ایسی آگ تھی جو بجھ نہیں رہی تھی .... لڑکی چاہئے تھی ناں مجھے بولتے میں لائن لگا دیتا .... کوٹھے پہ چلے جاتے سارا کوٹھا اٹھا لاتے. لیکن نہیں نہیں یاقوت تمھیں تو کتے کی موت مرنا تھا اب وہ تمہارا کلیجہ چبائے گا ... تم دیکھنا . . . وہ تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا .... وہ منہ سے کف نکال رہے تھے .... تم نے غلط آدمی سے پنگا لے لیا ہے تم نے اپنے قد سے بڑا دشمن بنا لیا ہے .... وہ تمھیں مار دے گا .... بلکہ وہ نہیں آج تمھیں میں ماروں گا اپنے ہاتھوں سے ماروں گا تاکہ کوئی غم نہ رہے کم از کم یہ تسلی تو رہے گی ناں کہ میں نے تمھیں غیروں کے ہاتھ نہیں دیا ہاں میں اپنے ہاتھوں سے تمھیں ماروں گا

یاقوت اب بھی شل سا کھڑا مار کھا رہا تھا اسکے گال سرخ ہو گئے تھے .... اس پہ انگلیوں کے نشان بن گئے تھے انہوں نے خون آشام نظروں سے اسکو گھورتے ہوئے اسے بیڈ پہ دھکا دیا تھا اب وہ اسکے اوپر جھکے اسکی گردن پہ اپنے ہاتھ رکھے اسکا گلہ دبانے لگے تھے

یاقوت خوف سے انکو دیکھے گیا اسکی آواز حلق میں دم توڑ گئی تھی . . . . .

فہیم اب بھی بلند آواز میں غرا رہے تھے انکا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا

میں تمھیں مار دوں گا یاقوت ..... کسی غیر کے ہاتھوں سے مرنے سے بہتر ہے میرے ہاتھوں سے مر جاؤ بے غیرت انسان .... خبیث انسان .... گالی .... گالی ... گالی میرے تخم سے پیدا ہوئے ہو میں ہی آج تمھیں مار دوں گا

یاقوت کی آنکھیں ابلنے کو تھیں جب اس نے اپنا پورا زور لگا کر اپنے باپ کے سینے پہ اپنے دونوں ہاتھوں سے زور دے کر انکو دور دھکیلا ... فہیم جتنے بھی طاقت ور سہی یاقوت جوان تھا زیادہ طاقتور تھا... وہ اسکے ایک ہی دھکے سے بیڈ سے نیچے گرے تھے انکا سانس غیر ہموار تھا چہرہ دہک رہا تھا

یہی حال یاقوت کا بھی تھا اسکی گردن بری طرح سرخ ہو چکی تھی وہ گردن جھکائے مسلسل کھانس رہا تھا اسکا چہرہ سفید پڑ گیا تھا آنکھیں باہر کو آگئی تھیں کچھ دیر تک دونوں اسی طرح اپنی اپنی جگہ بیٹھے کھانستے رہے اور صورتحال کو سمجھتے رہے چند منٹ بعد فہیم اپنی جگہ سے اٹھے تھے یاقوت سانس روکے انہیں اپنے قریب آتے دیکھتا رہا اسکے بلکل قریب آکر اپنا ہاتھ بلند کر کے ایک زوردار تھپڑ ایک بار پھر اسکے چہرے کی زینت بنایا تھا اب کی بار انکے چہرے اور لمس دونوں میں غصہ نہیں تھا یہ ایک بے بسی بھرا تھپڑ تھا

یاقوت نے چہرہ جھکا لیا تھا شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خود کو کس دلدل میں پھنسا چکا تھا

دس منٹ بعد

اسکے بیڈ پہ اسکے قریب بیٹھے وہ اسکی گردن پہ آئس پیک رکھ رہے تھے یاقوت کی سفید گردن پہ انکے ناخن بری طرح چبھے تھے چہرے پہ تھپڑوں کے واضح نشان تھے

تمھیں اگر وہ لڑکی پسند تھی تو بھونک دیتے .... میں کسی بھی طرح تمھیں وہ لا دیتا زیادہ سے زیادہ کیا کرنا پڑتا نکاح؟ کروا دیتا میں ... لیکن یہ جھک مارنے کی کیا ضرورت تھی تمھیں ... انکی آواز اب بلند نہیں تھی لیکن اس میں غصہ تھا بے بسی تھی حقارت تھی

یاقوت نے سر جھٹکا تھا

کتنی بار تو بتایا تو تھا پسند ہے پسند ہے اب آپ کو سمجھ ہی نہیں آئی تو میں کیا کرتا ... وہ بے زاری سے بولا تھا

بات یہ نہیں تھی جو وہ بتا رہا تھا وہ لفظوں کی ہیر پھیر سے کام لے رہا تھا کیوں؟ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا

فہیم مرزا نے دانت پہ دانت جما کر ضبط کیا

مجھے ... لگا ... بہن ... کی طرح پسند ہے وہ چبا چبا کر بولے تھے

یاقوت مرزا نے کیا کبھی کسی لڑکی کو بہن کی نظر سے دیکھا ہے؟.... اور ایسی بھی کیا بڑی بات ہو گئی ... آپ نے بھی تو نوح کی ماں رابیل کے ساتھ یہی سب کیا تھا . . .

فہیم مرزا کا آئس پیک لگاتا ہاتھ تھم گیا تھا انکا سانس تک رک گیا تھا یاقوت بولے گیا

میں بچہ تھا لیکن اتنا بھی نہیں سب یاد ہے مجھے ... نیرو تب چار سال کی تھی ... میں نو سال کا تھا ... ڈیڈ ... وہ لڑکی مجھے پسند ہے جیسے آپ کو رابیل انٹی پسند تھیں . . . میں نے جو بھی کیا آپ سے سیکھ کر کیا ہے .... مجھے بلیم کرنے سے پہلے آپ اپنے گریبان میں جھانک لیں وہ اپنے باپ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا

فہیم مرزا کے لئے اگلی سانس لینا بھی مشکل ہو گیا تھا

کافی دیر بعد جب وہ بولے تو انکو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی

تم یہ.. سب. کیسے... جانتے... ہو انہوں نے ہکلاتے ہوئے سوال کیا تھا

یاقوت نے انکی جانب دیکھا تھا

ڈیڈ ... میں بچہ ضرور تھا لیکن میں "مرد " بھی تھا .... ہماری کلاس کے بچے بہت جلدی بڑے ہو جاتے ہیں ایسی باتیں سمجھنے میں ہمیں زیادہ وقت نہیں لگتا .... ہم نے کئی ملک گھوم رکھے ہوتے ہیں کئی کلچر دیکھ رکھے ہوتے ہیں .... ہم پہ پابندیاں نہیں ہوتیں ہمیں "سب" دکھایا جاتا ہے ہمیں سب سننے کی آزادی ہوتی ہے اور یہی آزاد ماحول ہمیں وقت سے پہلے بڑا کر دیتا ہے جیسے مجھے کر دیا شاید میں یہ نہیں سمجھ پاتا اگر آپ نے یہ ایک بار کیا ہوتا

یاقوت رکا تھا اسکے باپ کا چہرہ شرمندگی سے جھکا تھا

آپ نے یہ ایک بار نہیں کیا ڈیڈ آپ نے یہ بار بار کیا .... اپ نے صرف خود ہی انکے حسن کا فائدہ نہیں اٹھایا آپ نے انکا حسن بیچا ..... یہ آپ کا بزنس یہ ایمپائر یہ سب آپ نے کیسے بنائی کیا میں نہیں جانتا؟... آپ نے اس عورت کو مجبور کیا کہ وہ خود کو بیچے تاکہ آپ کو فائدہ ہو ... اسکا شوہر کمزور تھا معذور تھا اور وہ عورت مجبور آپ انہیں بڑے بڑے امرا اور عوساء کی محفلوں میں لے کر جاتے تھے آپ انہیں ان لوگوں کے ....وہ

ایک بار پھر رکا تھا لہجہ ذرا سا زخمی ہوا تھا

فہیم مرزا گردن جھکائے سرخ چہرے کے ساتھ اسکو سنے گئے

آپ انہیں ان لوگوں کے گیسٹ ہاؤس بھیجتے تھے آپ انہیں لوگوں کے فارم ہاؤس بھیجتے تھے آپ نے انہیں بیچ کر اپنے لئے دولت خریدی .... ہم امیر تھے شروع سے تھے آپ کا ایک ھوٹل تھا لیکن ہم کبھی بھی ملئینیر ز نہیں تھے ... آپ نے نوح کے باپ کا سارا پیسہ ضبط کر لیا ... اور جہاں تک میں جانتا ہوں ... انکا ایکسیڈنٹ بھی آپ نے کروایا تھا ... مجھے یہ سب ممی نے بتایا تھا .... لیکن آپ نے جو کچھ بھی رابیل آنٹی کے ساتھ کیا وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا تب نہیں سمجھا لیکن کچھ سال بعد سمجھ گیا تھا اسکا لہجہ ہلکا تھا دھیما سا

کیا تم مجھ سے نفرت کرتے ہو؟.... انہوں نے گردن اٹھا کر پوچھا تھا

یاقوت نے نفی میں سر ہلایا یاقوت اب بھی بے تاثر لہجے میں بولے گیا

میں آپ سے محبت کرتا ہوں ڈیڈ آپ میرے واحد پرینٹ ہیں جو کچھ بھی آپ نے کیا جیسے بھی کیا کوئی نہ کوئی وجہ رہی ہو گی .... جب ممی نے مجھے یہ سب بتایا میں تب بھی آپ کو ہیٹ نہیں کر سکا

فہیم مرزا کی سانس بحال ہوئی تھی

...نہ اب کرتا ہوں . . . . ضرور آپ کے ساتھ کچھ ہوا ہو گا تب ہی تو آپ نے ایسا قدم اٹھایا میں آپ کو یہ سب اسلئے بتا رہا ہوں کیونکہ میں آپ پہ یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کا بیٹا ہوں جو کچھ آپ نے کیا وہی میں نے کیا آپ نوح سے مت ڈریں جب وہ اپنی ماں کے مجرم نہیں ڈھونڈ سکا تو بہن کے مجرم کیا ڈھونڈے گا

فہیم نے گہری سانس لی تھی جیسے اسکی ساری باتیں بھی سانس کے زریعے اندر داخل کی ہوں وہ اٹھ کر یاقوت کی الماری کے قریب گئے تھے اور ایک بیگ نکالا تھا اور یاقوت کے کپڑے نکال نکال کر اس بیگ میں ٹھونستے گئے

تم نے جو کچھ بھی کیا وہ غلط تھا یا سہی میں نہیں جانتا لیکن تم اب یہاں نہیں رہو گے تم آج ہی امریکا جا رہے ہو .

. . .اس وقت نوح بچہ تھا آج وہ بچہ نہیں ہے وہ جلد یا بدیر تمھیں ڈھونڈ لے گا اور پھر

انکی آواز میں سفاکی در آئی تھی

اب وہ دوسرے دراز سے اسکے ضروری ڈاکومینٹس نکال رہے تھے یاقوت خاموشی سے انکو دیکھے گیا

پھر وہ تمھیں کتے کی موت مارے گا میں اب بھی کہہ رہا ہوں وہ تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کچرے کے ڈھیر پہ پھینکے گا اور میں یہ نہیں دیکھ سکتا اسلئے تم آج اور ابھی یہاں سے جا رہے ہو میں نے سب سنمبھال لیا ہے بلڈنگ کی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ ہو گئی ہے جن لوگوں نے تمھیں وہاں آتے دیکھا انکے منہ بند کروا دیئے ہیں اور نرمین کے ڈاکٹرز میں خرید چکا ہوں

وہ اسکے بیگ کو اسکے قدموں کے قریب رکھ کر اسکا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کر چکے تھے

تم جا رہے ہو ....جب تک سب کچھ فکس نہیں ہو جاتا تب تک تم جا رہے ہو اور اگر تم واپس آئے تو میں اپنے ہاتھوں سے تمھیں مار دوں گا اور اسے میری دھمکی مت سمجھنا وہ اسکو وارن کرتے ہوئے بول رہے تھے

یاقوت غیر آرام دہ تھا

آپ کو کیسے پتہ چلا؟.... کہ میں نے ...اس نے بات آدھے میں چھوڑ دی تھی

مجھے اس انسپیکٹر انس جاوید نے کال کی تھی ...اس نے فوٹیج میں تمہارا چہرہ دیکھ لیا تھا اور رہی سہی کسر اس چوکیدار نے پوری کر دی تھی خیر میں اس وقت تمہارے پاس آ کر مسئلہ بڑھانا نہیں چاہتا تھا مجھے سب کچھ فکس کرنا تھا

آپ یہ سب اکیلے نہیں کر سکتے .... مجھے بتائیں یہ سب کرنے میں آپ کو کس نے ہیلپ آوٹ کیا ہے وہ شکی انداز میں انکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

سلطان منزل سے کسی نے میری مدد کی ہے ...وہ جینئیس ہے evil genius

اب تم جاؤ تمہاری فلائٹ ہے آدھے گھنٹے بعد تمھیں نکلنا ہے

وہ بے دلی سے باتھ روم میں گھس گیا تھا

پیچھے فہیم مرزا بے دھم ہو کر بیڈ پہ گرے تھے

اپنی اولاد سے اپنا داغ دار ماضی سننا الگ ہی ذلت تھی

صبح دوپہر میں بدلنے لگی تھی جب عمر اپنی اسٹڈی میں داخل ہوا ہالے سامنے ہی فرش پہ بیٹھی چھوٹی میز پہ رکھے کاغذات کھنگال رہی تھی عمر کو دیکھ کر نظر انداز کیا تھا وہ بھی کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتا تھا خاموشی سے آکر اسکے قریب بیٹھ گیا

کیا آپ کو کچھ ملا؟ اس نے بیٹھتے ہی سوال کیا تھا

ہالے نے ساری کوفت کو ایک طرف رکھتے ہوئے کچھ کاغذات اسکے آگے رکھے

یہ شیر علی کے پچھلے دوسال کے سارے کیسز کی ڈیٹیلز ہیں ...دو سال سے اس پہ دس کیس ہوئے ہیں جن میں سے سات مقدموں میں وہ جیل جا چکا ہے میں نے ان سات مقدموں میں اسکو نکالنے والے آدمیوں کو چیک کیا ہے .....خشک لہجے میں کہتے ہوئے وہ رکی تھی ....تمہارا نام کہیں نہیں ہے ....احسان کرنے والے انداز میں کہہ کر وہ دوبارہ کہنا شروع کر چکی تھی ان سات میں سے صرف تین کیس ایسے ہیں جن میں اسکو فیور دی گئی ہے اب ہمیں ان تین لوگوں کو چیک کرنا ہوگا

عمر غور سے سن رہا تھا دور کہیں اسکا دل کہہ رہا تھا تین لوگوں کو چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے بس فہیم مرزا کو چیک کرو لیکن خاموش رہا وہ چاہتا تھا ہالے اپنا مسئلہ اپنے طریقے سے حل کرے

یہ سب آپ نے اکیلے کیسے کر لیا؟ وہ متعجب ہوا

کس نے کہا اکیلے کیا ہے لیل سکندر نے تمہاری زوجہ کے ساتھ کام کیا ہے عمر پیچھے سے آتی لیل کی آواز پہ وہ مڑا تھا

وہ سفید ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس تھی چھوٹے بال آدھے باندھ رکھے تھے سانولا چہرہ دھلا دھلایا سا تھا اسکے ہاتھ میں دو کافی کے مگ تھے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی آئی اور انکے قریب ہی بیٹھ گئی

عمر نے اب ہالے کی جانب دیکھا تھا

اسکو کیسے بلا لیا آپ نے؟ یہ تو اتنی مصروف ہوتی ہے کہ کال تک نہیں پک کرتی کجا کہ گھر پہ آکر کام کر کے دے؟ اسٹرینج وہ واقعی حیران ہوا تھا لیل نے آج تک کسی کے لئے ایسا نہیں کیا تھا خود عمر کے لئے بھی نہیں

ہالے نے کاغذات پہ جھکی نظریں اٹھائی تھیں

امیر ہونے کا ایک فائدہ ہوتا ہے .... آپ کسی کو بھی ڈبل یا ٹرپل پے کر کے اپنا دنوں میں ہونے والا کام چند گھنٹوں میں کروا سکتے ہیں اپنی ٹائیمنگ اور اپنی جگہ پہ میں نے بھی وہی کیا ہے وہ بول کر ایک بار پھر کاغذات پہ جھک گئی تھی

عمر ہولے سے بڑبڑ آیا تھا

(ایلیٹ کلاس کی بگڑی ہوئی رئیس زادی)

بات سنو زوجہ کیا تمھیں واقعی شک ہے کہ تمھیں الفا نے ہی کڈنیپ کیا ہے؟ لیل نے سوال کیا تھا

مجھے شک نہیں یقین ہے کہ یہ سب اسی نے کیا ہے ہالے نے نظر اٹھائے بغیر جواب دیا تھا

پھر تم اسکے ساتھ ایک ہی گھر میں رہ کیوں رہی ہو؟

ہالے کی نظروں کے سامنے ایک اور منظر آیا تھا

ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹا اسکا باپ

وعدہ کرو ہالے تم عمر کو نہیں چھوڑو گی ......

اس نے سر جھٹکا تھا

میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں اور آئندہ میرے معملات سے دور رہا کریں .... میں آپ کو آپ کے کام کا پے کرتی ہوں میری پرسنل لائف میں گھسنے کا نہیں نرمی سے کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی

لیل ہنوز مسکراتی رہی اس نے کوئی جواب نہیں دیا

ہمیں کام کرنا ہے عمر کیا تم آنا چاہو گے ؟ وہ عمر کو دیکھے بغیر بولی تھی

عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا دونوں گھر سے باہر نکل آئے تھے

آپ کی لسٹ میں سب سے پہلا نام کونسا ہے ؟ وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے پوچھ رہا تھا

ہالے گاڑی میں بیٹھ چکی تھی گاڑی ذرا آگے گئی جب اس نے بولنا شروع کیا

زر نگار بیگم .... وومن ہوسٹل چلاتی ہیں مجبور اور گھر سے بھاگی ہوئی عورتوں کو پناہ دیتی ہیں .... لیکن دراصل ... انکے ہوسٹل میں ہیومن ٹریفکنگ اور ہیومن آرگنز ٹریفکنگ ہوتی ہے ... چھ ماہ پہلے شیر علی ہیومن ٹریفکنگ کے کیس میں پھنس گیا تھا اسی عورت نے اسکی بیل کروائی تھی ہمیں اسکو چیک کرنا ہو گا

لیکن اسکا آپ سے یا آپ کو فیملی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ؟ مجھے سمجھ نہیں آئی ؟

ہالے نے روڈ پہ دیکھتے ہوئے سرسری انداز میں بولنا شروع کیا

زرنگار بیگم ... کا بیٹا یونیورسٹی میں میرا سینئیر تھا ... چھ ماہ پہلے وہ اپنی ماں کو میرے رشتے کے لئے لایا تھا . . . .

عمر کا چہرہ سرخ ہوا تھا بازو کی پھولی ہوئی رگیں مزید پھول گئیں ہالے کہے جا رہی تھی

بابا نے انکار کر دیا تھا جس طرح میں نے تمھیں کیا تھا ..... اب مجھے یہ جاننا ہے کہ وہ گریس فلی موو آن کر گیا تھا

یا پھر تمہاری طرح "ناں" کو "انا" کا مسلہ بنا گیا اس نے بھگو کر مارا تھا

عمر کافی دیر تک جواب دیئے بغیر گاڑی ڈرائیو کرتا رہا

پلان کیا ہے ؟ڈرانا ہے یا ... آپ کے پاس اسکی کوئی کمزوری ہے ؟ تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا تھا

میں عام لڑکی ہوں میرے پاس کوئی پلان نہیں ہے نہ ڈرانا ہے نہ اسکی کوئی کمزوری ہے میرے پاس ..... میں

عام لوگوں کی طرح اس سے پوچھوں گی صاف صاف اور بس .... اس نے سادگی سے جواب دیا تھا

عمر نے سر جھٹکا تھا

ظاہر ہے وہ اسے نہیں بتائے گی

اس لڑکی کے اندر جانے کیوں اتنا زہر بھرا تھا وہ بس سوچ ہی سکا

سفیر لنچ ٹائم پہ گھر آیا تھا کھانا کھا کر یوسف سلطان سے ملنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تھا اسکی متلاشی نظریں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں الماری کا ایک پٹ کھولے کھڑا وہ بے چین سا تھا

کیا یہ ہے جسے ڈھونڈ رہے ہیں؟... مہر کے ہاتھ میں بوتل دیکھ کر وہ اسکی جانب مڑا تھا

چہرے پہ کوئی شرمندگی کوئی ندامت نہیں تھی

تم میری چیزوں کو ہاتھ مت لگایا کرو مہر اور خاص طور پہ اسے ... اس نے کن اکھیوں سے بوتل کی جانب اشارہ کیا تھا

مہر کی بھوری آنکھوں میں کرب اترا تھا

سفیر اسکے ہاتھ سے بوتل لے کر بیڈ پہ جا کر بیٹھ گیا تھا پاس پڑے گلاس میں شڑط کی آواز کے ساتھ ڈالتا گیا گلاس منہ تک بھر گیا تھا

سفیر آپ کیوں ایسا کر رہے ہیں مجھے اور خود کو کیوں ازیت دے رہے ہیں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں ... اس طرح آپ کو دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے .... وہ بول رہی تھی سفیر اسکی طرف توجہ دیئے بغیر گلاس منہ سے لگا گیا

جانے مہر میں اتنی ہمت کہاں سے آئی کہ اس نے قریب جا کر سفیر کے ہاتھ سے گلاس لے کر دیوار پہ دے مارا

اسکی آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھیں

سفیر نے غصے بھری نظروں سے اسکو دیکھا تھا لیکن بولا کچھ نہیں

کیوں آخر کیوں کرتے ہیں آپ ایسا؟ وہ پھٹ پڑی تھی

سفیر نے سر بیڈ کراون سے ٹکا دیا تھا

مجھے کوئی شوق نہیں ہے اسکا مہر .... مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے جب جب میں ہوش میں ہوتا ہوں ..... ہالے میرے دماغ سے چپک کر رہ گئی ہے اسکی بے وفائی کا غم مجھے سانس لینے نہیں دے رہا وہ ہارے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا

ایسے میں جب جب میں نشے میں ہوتا ہوں سکون میں ہوتا ہوں . . .

میں بہت بری طرح ٹوٹ گیا ہوں .... میں ہمیشہ سے فاتح رہا ہوں میں کبھی ہارا نہیں ہوں ... میں اس ہار کو ڈائجسٹ نہیں کر پا رہا .... سفیر رول (حکومت) کرنے کے لئے پیدا ہوا تھا یہ ہار کیسے اسکے مقدر میں آ گئی مجھے سمجھ نہیں آ رہی .... اسکول کالج یونیورسٹی بزنس میں ہر جگہ ہر میدان میں فاتح رہا ہوں مہر .. میں جینئیس تھا . .... میری پرسنالٹی میرا چارم ..... میرا بولنا ... یہ سب تو لوگوں کو چت کر دیتا تھا ہالے کیسے مجھے چھوڑ کر اس عمر کے پاس جا سکتی ہے .... تم بتاؤ ناں مہر وہ مجھے کیسے چھوڑ سکتی ہے

مہر اسکے قریب بیٹھ گئی تھی ایک ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھاما اور کہنا شروع کیا

سفیر .... کچھ لوگ ہمارے لئے نہیں ہوتے انکا جانا بخت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہمیں مل کر بھی نہیں مل پاتے وہ شاید آزمائش ہوتے ہیں یا پھر سراب . ... انکے پیچھے بھاگ کر ہم بس اپنے پاؤں اور دل زخمی کر لیتے ہیں .... آپ فاتح ہیں آپ آج بھی نہیں ہارے بس جو انعام طے ہوا تھا وہ آخری وقت پہ بدل گیا آپ کو انعام میں ہالے

نہیں مہرماہ ملی .....یقین جانئے میں آپ کے لئے بہترین ہوں آپ ایک بار ہالے کو ایک طرف رکھ کر مہرماہ کو تو دیکھیں آپ ہیل ہونے لگیں گے وہ نرمی اور محبت سے کہہ رہی تھی

سفیر نے جیسے سنا ہی نہ ہو

مجھ ہالے چاہئے مہر .....جب تک میں اسکو حاصل نہیں کر لوں گا مجھے سکون نصیب نہیں ہو گا ....وہ میری تھی اور میری رہے گی دنیا کی ہر خوب صورت چیز پہ بس سفیر سلطان کا حق ہے کیونکہ میں فاتح ہوں میرے بخت۔میں تخت لکھاہے اور تم دیکھنا میں ایک دن ہالے کو حاصل کر کے ہی رہوں گا چاہے مجھے جو مرضی کرنا پڑے وہ اٹل لہجے میں بول رہا تھا

مہر یکدم غصے سے اٹھی تھی

وہ آپ کو کبھی نہیں مل سکتی آج اسکے غم

میں شراب پی رہے ہیں ناں کل سے منشیات لینا شروع کر دیں زیادہ سکون آئے گا لیکن وہ آپ کو مل جائے گی یہ بات آپ اپنے ذہن سے نکال دیں سفیر وہ پھٹی ہوئی آواز میں چلائی تھی ....

مہر میری بات سنو ...... سفیر نے اٹھ کر اسکے قریب آنا چاہا تھا مہرماہ بدک کر دور ہٹی تھی ساتھ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے

ان ناپاک ہاتھوں سے مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کیجئے گا ....میں آپ کے اس بٹے ہوئے دل کے ساتھ نہیں رہ سکتی آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا

ہالے سلطان کا سراب یا مہر ماہ وہاج کی محبت

آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا سفیر وہ گلابی پڑتی آنکھوں سے بولتی باہر نکل گئی تھی

سفیر پچھتاوں میں گھرا کھڑا رہ گیا

زر نگار بیگم کا ہاسٹل دو منزلا تھا اوپر والی منزل پہ وہ عورتیں رہتی تھیں جو کماتی تھیں جاب کرتی تھیں یا پھر ہاسٹل میں ہی چھوٹی موٹی ذمہ داریاں سمبھالے ہوئے تھیں نچلے پورشن میں دنیا جہاں کی بد زبان لڑاکا اور ہڈ حرام عورتیں رہتی تھیں جنکو سیدھا کرنا زر نگار کو خوب آتا تھا ایک بات تھی جو ان سب خواتین میں مشترک تھی ان سب نے کوئی نہ کوئی آرگن ڈونیٹ کر رکھا تھا جو یہ اعضا بیچنے پہ راضی نہ ہوتی اسے جو بیچنا پڑتا تھا کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے ؟

وہ دونوں اس وقت زر نگار کے " آفس " میں بیٹھے تھے آفس کیا تھا ایک ڈربہ تھا چھوٹے سے کمرے کے وسط میں ایک لکڑی کی میز رکھی تھی جس پہ دوپہر کے کھانے کے برتن اب بھی رکھے ہوئے تھے دیواروں پہ جابجا مکڑیوں نے جال بن رکھے تھے میز کے دائیں طرف والی دیوار پہ کھڑکی تھی جہاں سے مئی کی تپتی ہوا آتی لیکن وہ اس وقت بند تھی ہالے اور عمر اسی لکڑی کی میز کے سامنے رکھی پلاسٹک کی کرسیوں پہ بیٹھے ہوئے تھے عمر پر

سکون سا ہالے غیر آرام دہ سی اسے بے چینی سی ہو رہی تھی وہ بار بار لمبے لمبے سانس لیتی تھی پھر یہاں وہاں دیکھتی جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہو اسی وقت دروازے سے ایک موٹی عورت آتی نظر آئی اس نے سرخ سارھی پہن رکھی تھی رنگت صاف بال اونچے جوڑے میں مقید تھے ہیل والی سینڈل سے ٹک ٹک چلتی وہ انکے سامنے میز کی دوسری جانب رکھی کرسی پہ ایک ادا سے آکر بیٹھی تھی ہالے اب مزید گہرے سانس لینے لگ گئی تھی عمر بے چینی سے اسکی جانب جھکا تھا

آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہالے ہم واپس چلتے ہیں ....وہ فکر مند تھا

میرا دم گھٹ رہا ہے بس ......یہاں گھٹن ہے .....بہت بند بند ہے یہ جگہ ...سانس نہیں آرہا وہ ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی اس شخص سے جس سے اسے نفرت تھی شاید وہ ذہنی طور پہ یہاں نہیں تھی

عمر خاموشی سے اٹھا تھا اور کمرے میں لگی واحد کھڑکی کھول دی تیز ہوا کا جسم کو جھلساتا سا جھونکا آیا تھا ...ہالے کو اس وقت یہ گرم ہوا بھی نعمت لگی تھی

اس نے جیسے سکون سے آنکھیں موند لی تھیں

اے میں‌اں آپس میں طوطا مینا ...کی طرح ٹیں ٹیں کرنی تھی تو میرے کو ادھر کاہے کو بلایا .....لگے رہو میں ہی کھسک جاتی ہوں ...وہ ٹھیٹھ مہاجروں والے لہجے میں بات کرتی تھیں انکے منہ میں اب بھی ایک طرف پان رکھا تھا

عمر واپس کرسی پہ آکر بیٹھ گیا تھا

سوری اصل میں مجھے آپ سے بات کرنی ہے بہت ضروری اسی لئے آپ کو زحمت دی ہالے نے شائستگی سے معذرت کرتے بات کا آغاز کیا تھا

جب زر نگار نے اسکی بات بیچ میں کاٹ دی تھی

نہ تم بات وات چھوڑو بھیا .... بس یہ بتلا دو کہ ہمیں کاہے کو نہیں بلایا شادی میں .... ارے رشتہ ہی توڑ ڈالا تھا ایسا کیا غضب ہو گیا ... کہ جھوٹے منہ بھی نہ پوچھا تمہارے باپ نے ..... اے میرا اسد تو اب بھی باولا ہوا پھر رہا تیرے لئے. وہ لہک لہک کر بولتی عمر کو سخت زہر لگ رہی تھی جبکہ ہالے ہنوز مسکراتی رہی

آپ نے بدلہ بھی تو لے لیا زر نگار صاحبہ میری شادی کی رات مجھے اغوا کروایا .... زدو کوب کیا مجھے حبس بے جا میں رکھا اور تو اور ..... آپ نے میرا اگر دہ بیچا ..... کیا آپ کو یہ سب زیب دیتا تھا؟... بتائیں کیا میں یہ سب ڈیذرو کرتی تھی؟ وہ مصنوعی دکھ سے کہہ رہی تھی

عمر ہونقوں کی طرح اسکو دیکھے گیا یہی حال زر نگار کا بھی تھا جبکہ ہالے ان دونوں سے بے نیاز کہے جا رہی تھی

میرا باپ اس صدمے سے چلا گیا ..... میرا خاندان ٹوٹ گیا ..... میں اب بس آپ سے ایک ہی التجا کرنے آئی ہوں صرف ایک خدا کے لئے اپنی بد دعا واپس لے لیں ..... میرا گھر بسنے دیں مجھے میرے شوہر سے بڑا ہی پیار ہے میں اسے کھونا نہیں چاہتی

عمر نے اتنی زور سے مڑ کر اسے دیکھا کہ گردن چٹخنے کی آواز آئی

جو کچھ بھی ہوا وہ بخت میں لکھا تھا اب میرا بخت اگر انکے ساتھ جڑا تھا تو بھلا میں کیا کر سکتی تھی .... لیکن آپ آپ نے میرے ساتھ جو کچھ بھی کیا ..... شاید وہی میرے لیے سزا تھی مجھے لگتا ہے میں نے آپ کا دل دکھایا ہے اور مجھے آپ کی بد دعا لگ گئی ہے

..... خدا کے لئے مجھے بخش دیں پلیز ... آخر میں آنکھوں میں آنے والے نادیدہ آنسو صاف کے تھے

زر نگار بیگم اپنی کرسی سے اٹھ کر اسکے پاس آئی تھیں اسکے سر کو ہولے ہولے تھپکا تھا

دیکھ ہالے .... میں دنیا جہاں کی بے غیرت عورت ہوں .... میں سارے غلط کام کرتی ہوں میں لوگوں کے جسموں سے پرزے نکال نکال کر بیچتی ہوں .... میں لڑکیوں سے "کیسے کیسے کام کرواتی ہوں سب جانتے ہیں میں کیا کرتی ہوں جانتی ہے سب کیسے جانتے ہیں ؟ کیونکہ میں جھوٹ نہیں بولتی جو کرتی ہوں ڈنکے کی چوٹ پہ کرتی ہوں .... اور سب سے بڑی بات میں اپنوں پہ وار نہیں کرتی

وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھیں

میں نے تجھے بیٹی بولا ہے ... میں کبھی پیٹھ پیچھے وار نہیں کرتی ... سارا کیراچی (کراچی) جانتا ہے ... میں نے اپنے لڑکے کا رشتہ ڈالا تیری طرف سے انکار ہو گیا .... میں نے بات پہ مٹی ڈال دی . . . .

وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہہ رہی تھی . . . . .

میرے باپ دادا لکھنؤ کے رئیس تھے ..... جائیدادیں چھوڑ کر سب کچھ لٹا کر جب یہاں پہنچے تو خالی ہاتھ تھے .. ... لیکن اپنا وقار . . . . . اپنا وقار ہم ساتھ لائے تھے ... ہمارے ورثے میں ہمیں بس وقار ملا ہے اگر تیرے

کو اغوا کیا ہوتا تو سینہ ٹھوک کر کہتی ہاں کیا ہے . .....اس نے زور سے اپنے سینے پہ ہاتھ مارا تھا یہاں رہنے والی ایک ایک لڑکی کو بلا کر پوچھ لے کسی سے زبردستی نہیں کرتی میں ... جس کو باہر نوکری کرنی ہوتی ہے اسے نوکری کرواتی ہوں جس اپنے لئے پیسہ چاہئے ہوتا ہے وہ اعضا بیچتی ہیں ... جسکو جسم بیچنا ہوتا ہے وہ جسم بیچتی ہے زر نگار نے کبھی زبردستی نہیں کی تو اپنی بچی ہے .... چاہے تو ابھی اپنے کھسم کی پستول اٹھالے اور ڈال دے اسکے اندر کا سارا لوہا میرے جسم میں اگر تیرے دل میں رتی برابر بھی شک ہے بچی ہے تو اپنی .... میں مرنا پسند کروں گی لیکن معیار سے گرنا نہیں وہ جذباتی سی کہہ رہی تھی اسکا ہر لفظ گواہی دیتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے

عمر توہالے کی اداکاری پہ عش عش کر اٹھا(شوہر ...پیار. ....اللہ کی پناہ کہیں میں مر ہی نہ جاؤں)

قریب آدھے گھنٹے بعد زر نگار ان دونوں گاڑی تک چھوڑ آئی تھی ساتھ ساتھ عمر کو ہالے کے حوالے سے کئی تاکیدیں اور دھمکیاں بھی دیں تھی جسے عمر سر جھکا کر کلس کر سنتا رہا تھا

عمر حیات کی گاڑی جیسے ہی وومن ہاسٹل سے باہر نکلی اس نے بامشکل دبایا ہوا اشتعال باہر نکالا

یہ کرنے گئی تھیں آپ وہاں .... آپ کو کیا لگتا ہے وہ دنیا جہاں کی فراڈ عورت .... آپ کے چند نقلی آنسوؤں سے امپریس ہو جائے گی اور سب کچھ سچ سچ بتا دے گی .... واللہ میں نے آپ جیسی بے وقوف لڑکی کہیں نہیں دیکھی .... کوئی پلان نہیں کوئی اسٹریٹجی نہیں .... کوئی ثبوت کوئی کمزوری آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا ہالے سلطان ....میں سوچ بھی نہیں سکتا ...مجھے یقین نہیں آرہا آپ اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہیں ....وہ دبے دبے غصے سے بول رہا تھا

جبکہ ہالے خاموشی سے اس کی باتوں سے بے نیاز اپنے موبائل پہ انگلیاں چلا رہی تھی .... اگلے لمحے اس نے گاڑی کے سیسٹم سے اپنا موبائل کنیکٹ کیا ... اب گاڑی میں زر نگار کی آواز گونج رہی تھی .. وہ شاید کسی آدمی سے بات کر رہی تھی

عمر رک سا گیا تھا

میں ہر گز اس شیر علی کو نہیں چھوڑوں گی ..... وہ بلند آواز میں غرا رہی تھی .... اس نے میرے خلاف اس بچی کو بھڑکایا ہے .... ارے اب کیا اپنے ہی بیٹے کی پسند کو اغوا کرواؤں گی ..... ارے میرے اسد کی تو جان بستی تھی اس میں ... اب کیا اسکے گردے بیچے گی زر نگار

(عمر نے دانت پہ دانت جما کر ضبط کیا تھا)

.... اس شیر علی کو کتے کی موت نہ مارا تو میرا نام زر نگار سے ہٹا کر کسی کتیا پہ رکھ دینا ..... . اسکی ہمت کیسے ہوئی میرے بارے میں جھوٹ باندھنے کی ... جرات کیسے کرلی اس نے ...... بہتان باندھا ہے اس نے مجھ پہ .... اللہ رے میں کیا منہ دکھاؤں گی .. اسد کے ابا کو ..... اے کچھ پتہ بھی ہے تم لوگوں کی میرے اسد کے ابا .... کی آخری وقت تک امداد کی تھی اس معراج میاں نے بڑا بھلا مانس تھا

ہائے ہائے .... میری عمر بھر کی کمائی لٹ گئی .. شیر علی تجھے خدا پوچھے وہ سینے پہ دو ہتڑے مار مار کر کہہ رہی تھی ہالے سیٹ سے سر ٹکائے اسکی گاڑی میں بجتی آواز سنے گئی

نگار بیگم کیا پتہ وہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہو شیر علی نے اسے یہ سب نہ بتایا ہو ....مانا اسکے ساتھ ہمارے تعلقات خراب ہو گئے ہیں .... لیکن وہ اس طرح ہماری بدنامی نہیں کروائے گا وہ ہم پہ اس طرح جھوٹے دعوے نہیں کرے گا . ....وہ لڑکی وہ آدمی اور بھی کچھ کہہ رہا تھا جب نگار نے اسکی بات کاٹی

معراج سلطان کی بیٹی ہے وہ .... .پانچ وقت کا نمازی پرہیز گار آدمی تھا وہ . . . . تمھیں لگتا ہے اسکی بیٹی جھوٹ بولے گی .... آنسو نہیں دیکھے اسکے وہ اب اس آدمی پہ چڑھ دوڑی تھی

ہالے نے موبائل میں ایک دو بٹن دبا کر اسکی آواز بند کر دی تھی اب مکمل خاموشی چھا گئی

یہ گیجٹ آپ نے کہاں سے خریدا ....اور کب اور کہاں لگایا مقدس خاموشی کو عمر کی آواز نے توڑا تھا

لیل سکندر نے مجھے یہ بیچا ....جب تم کھڑکی کھولنے گئے تھے تب میں نے اسکو میز کے کونے میں فٹ کر دیا . .

. . . . .

وہ عورت میرے سامنے جھوٹ بول سکتی ہے میرے پیٹھ پیچھے نہیں بولے گی ... ہر انسان کو ڈرایا دھمکایا نہیں جاتا .... ہر انسان اپنے سیاہ عمال کے کھلنے سے خوف زدہ نہیں ہوتا کچھ انسان ....اپنے سیاہ اعمال کو own کرتے ہیں اور جس انسان نے اپنے گناہ کو own کر لیا ہوتا ہے اسکی کوئی اور کمزوری نہیں ہوتی .... تم عمر حیات .... تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو . . . لیکن شاید تم جانتے نہیں امیر ہونے کا ایک فائدہ ہوتا ہے ..... ہمارے پاس بہت پیسہ ہوتا ہے اور اسی پیسے سے ہم مہنگے گیجٹس خرید سکتے ہیں .... جس طرح آج میں نے

خریدا .... اگلی بار میرے سامنے اتنا بولنا جتنا سن سکو میری زبان بڑی گندی ہے بات کے آخر میں اسکا روکھا لہجہ ذرا سخت ہوا تھا

جبکہ عمر کی ساری کلفت دور ہو گئی تھی وہ کھل کر مسکرایا تھا گال کا گڑھا گہرا ہوا

براوو ہالے سلطان براوو ... آپ پہ میری صحبت کا اثر ہو گیا ہے . .. آپ نے تو آج کمال کی اداکاری کی میں مداح ہی ہو گیا وہ مزے سے کہہ رہا تھا جب اسکی نظر ہالے کے چہرے پہ پڑی اسکے تاثرات سخت ہوتے جا رہے تھے

وہ رکا .... کیا ہوا کیا میں نے کچھ غلط کہا؟

میں اداکاری نہیں کر رہی تھی .... میرا واقعی دم گھٹ رہا تھا ... میرا سانس بند ہو رہا تھا وہ بول کر رخ موڑ گئی تھی

اب وہ گاڑی کے کھلے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی جبکہ عمر سوچ میں پڑ گیا تھا

وہ گاڑی کے شیشے کھلے رکھتی تھی .... کمرے کا دروازہ بند نہیں کرنے دیتی تھی ..... ذرا ذرا سی بند جگہوں پہ اسکا دم گھٹتا تھا

اسکے ساتھ مسئلہ تھا کوئی بہت بڑا مسئلہ تھا

یہ منظر ایک چھوٹے سے کیفے کا ہے جہاں ایک کونے والی ٹیبل پہ فروا بیٹھی تھیں سامنے فرہاد غفار بیٹھا تھا فروا نے پیروں تک آتی لمبی سرخ قمیض پہن رکھی تھی سفید بڑے بڑے پائینچوں والا ٹراؤزر بھورے بال ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھے تھے آنکھوں میں غیر آرام دہ پن سا تھا

فرہاد مجھے ساری ڈیٹیلز بتاؤ ... اس اے ایس پی کا معراج سلطان سے کیا تعلق تھا .... اور یہ تعلق اتنا گہرا کیسے ہوا کہ وہ اپنی پراپرٹی کی اٹارنی تک اسکے حوالے کر دیں ... جو کچھ بھی تم نے سنا ہے یا جانتے ہو سب سچ بتاؤ مجھے . .. وہ وارننگ دیتے لہجے میں پوچھ رہی تھیں

میم مجھے زیادہ نہیں پتہ میں نے اپنے سارے تعلقات استعمال کر لئے ہیں لیکن عمر حیات کے بارے میں صرف یہی پتہ چلا ہے کہ وہ اٹھارہ سال کی عمر میں حیدر آباد سے کراچی آیا تھا معراج سر اسے اپنے یتیم خانے لے آئے کچھ عرصہ تک وہ یہیں کراچی میں رہا اسکے بعد وہ یہاں سے چلا گیا .... پہلے اسلام آباد اسکے بعد کوئٹہ ..... وہاں جاکر اس نے css کلئیر کیا اور اے ایس پی تعینات ہو گیا ..... کچھ عرصہ پہلے ہی واپس آیا ہے وہ بول رہا تھا اور فروا آنکھیں چھوٹی کیے غور سے سن رہی تھیں

اور ایک بات اور .... اسے پیسے سے پیار ہے اس معملے میں وہ جنونی ہے .... اپنی تنخواہ سے اسکا گزارا نہیں تھا ... . نوکری کے اگلے ہی سال اس نے ایک گاڑیوں کے شوروم میں اپنے دوست کے ساتھ شراکت داری کر لی تھی جہاں سے وہ دونوں ہاتھوں سے پیسہ بٹورتا ہے ..... صدر بازار میں اسکی تین آٹوز کی دکانیں ہیں .... مختلف لوگ اسکے لئے کام کرتے ہیں ..... ہیون کو پچیس فیصد فنڈز اسکی جانب سے ملتے ہیں ایمان دار اصول پسند اور

کھرا آدمی ہے ..... معراج صاحب اسکے بارے میں کہتے تھے کہ اللہ نے اسکا بخت بہت فرصت سے لکھا ہے اس پہ اللہ کا خاص کرم ہے وہ جس چیز میں ہاتھ ڈالتا ہے اسے سونا بنا دیتا ہے ...... اسے کاروبار میں کبھی نقصان نہیں ہوتا شاہ خرچ ہے .... اور ..... کبھی بھی بے ایمانی یا رشوت کا پیسہ نہیں لیتا وہ کہتا ہے پیسہ اسکا عشق ہے . ... اور اس عشق میں بے ایمانی کے پیسے کا شامل ہونا بے وفائی ہے اور وہ بے وفا نہیں ہے

فروا نے ہنکارہ بھرا تھا

اتنی ساری معلومات مل تو گئی ہیں اور رہ کیا گیا؟ وہ طنزیہ پوچھ رہی تھیں

فرہاد مسکرایا تھا

میم یہ ساری باتیں اسکی گلی کا کتا بھی جانتا ہے .... یہ سب وہ معلومات ہیں جو وہ خود دیتا ہے ..... وہ حیدر آباد سے کیوں آیا واپس کیوں نہیں گیا وہاں کس کے ساتھ رہتا تھا معراج سلطان سے اسکا کیا تعلق ہے .... یہ ساری دولت وہ کہاں سے لایا یہ سب کوئی نہیں جانتا .... کم از کم میرے تعلقات .... اس معملے میں خاموش ہیں ...

اب آگے کیا حکم ہے وہ تابیداری سے پوچھ رہا تھا

ھممم اسکی روٹین کیا ہے کیا کرتا ہے کہاں جاتا ہے پتہ کروایا؟

زیادہ کچھ خاص نہیں پتہ .... صبح فجر کے بعد ہیون جاتا ہے ایک گھنٹہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے .... اسکے بعد اپنی ڈیوٹی پہ جاتا ہے شام میں اپنا شوروم دیکھتا ہے ... وہ زیادہ تر شوروم نہیں جاتا اسکا دوست سردار سب کچھ سمنبھال لیتا ہے ... معراج صاحب کی موت کے بعد اسکی روٹین چینج ہو گئی ہے اب فجر کے بعد یا پھر رات گئے

قبرستان جاتا ہے ....کافی دیر بیٹھا رہتا ہے پھر آجاتا ہے اسکی نوکری چلی گئی ہے ... لیکن وہ کچھ کر رہا ہے کیا یہ نہیں معلوم وہ معراج سلطان کو بہت کالز کرتا تھا بہت زیادہ دن میں تقریبا دس دفعہ اور وہ کبھی بھی اسکی کال نہیں کاٹتے تھے وہ اگر عدالت میں بیٹھے فیصلہ سنا رہے ہوتے تھے تب بھی نہیں اگر کسی میٹنگ میں ہوتے تھے تب بھی نہیں شاید وہ انہیں بہت عزیز تھا کیفے کی سرمئی دیواریں یاسیت سے گزرے دنوں کے قصے سنے گئیں فروا بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں فرہاد اسکی تقلید میں اٹھا تھا

مجھے انکی محبتوں کے قصے نہ سناؤ فرہاد ....مجھے عمر حیات کی کامیابی کے قصے بھی مت سناؤ ....مجھے اسکی طاقت بھی مت بتاؤ ... اسکا عشق بھی مت سناؤ اگلی بار جب مجھے ملو تو اسکی کمزوری ساتھ لاؤ ......وہ جتنا مضبوط اور کامیاب ہے کبھی کسی دور میں اتنا ہی کمزور اور ....ناکام رہا ہو گا .....مجھے اسکی بے خوفی کے قصے نہ سناؤ مجھے اسکا خوف لا کر دو وہ خوف جو اسے ہنٹ کرتا ہے ڈراتا ہے وہ جس کے بارے میں بات کرنے سے وہ خود بھی ڈرتا ہے ....کچھ نہ کچھ کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہو گی ... اسکا خوف لاؤ فرہاد میں اس خوف کو استعمال کروں گی میں اگلی ملاقات کا بے صبری سے انتظار کروں گی وہ بول کر پرس کہنی پہ اٹکائے باہر نکلتی چلی گئیں

پیچھے سرمئی دیواروں نے جیسے بے دلی سے سر جھٹکا تھا اب انہوں نے اپنے کان کسی اور میز کی جانب لگا لئے تھے کوئی نئی سازش کوئی نیا انتقام

دوپہر باسی ہو کر شام میں بدلنے لگی تھی عمر حیات کی گاڑی میں چھائی خاموشی طویل تر ہوتی جارہی تھی ایسے میں ایک مصروف سی شاہراہ سے گزرتے ہوئے ہالے نے چونک کر گردن گھمائی تھی

گاڑی روکو .... گاڑی روکو ...وہ جلدی جلدی بول رہی تھی

عمر نے بغیر کچھ کہے گاڑی روک دی تھی

کیا ہوا کچھ چاہیئے آپ کو؟ وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا

ہالے جواب دیئے بغیر گاڑی سے اتر گئی

یہاں قطار در قطار بس دکانیں تھیں چھوٹی بڑی دکانیں .... لوگوں کا بے تحاشا رش .... مختلف بولیاں ... مختلف لوگ

جہاں ہالے نے گاڑی رکوائی تھی وہ ایک چھوٹا سا اسٹال تھا جہاں کوئی ادھیڑ عمر آدمی ایک بڑی سی دیگ سے بریانی نکال نکال کر لوگوں کو پلیٹ میں ڈال کر دے رہا تھا کوئی شاپر میں ڈلوا کر اپنے گھر لے جارہا تھا کہ بیوی بچوں کے ساتھ کھائیں گے کراچی کی تقریبا ہر سڑک پہ آپ کو اس طرح کے چھوٹے ڈھابے آسٹال اور ریڑھی

پہ رکھی کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرتے لوگ نظر آئیں گے وجہ کراچی کے لوگوں کی چٹخارے دار کھانے سے محبت ہے

ہالے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس اسٹال کے پاس آگئی تھی ...بوڑھے آدمی نے ہالے کو دیکھا تو آنکھیں چمک اٹھیں اس کے چاول نکالتے ہاتھ تھمے تھے وہ اب اسٹال سے نکل کر ہالے کے سامنے آگیا تھا

ہالے بیٹی تم ؟...بڑے دنوں بعد چکر لگایا .....مان لیا کہ تمہاری مکمل زائقے کی تلاش ختم نہیں ہو گی .... لیکن پھر بھی بیٹا چکر لگالیتا ہے بندہ ... ..وہ اداسی سے کہہ رہے تھے

بات کرتے ہوئے وہ چلتے ہوئے سامنے رکھی پلاسٹک کی کرسیوں پہ آکر بیٹھ گئے تھے عمر بھی اسکے ساتھ بیٹھا تھا معراج صاحب کی وفات کے بارے میں بھی سنا .... میں آیا بھی تھا شمس صاحب نے اندر نہیں آنے دیا ... میں تو بس تمھیں دیکھنے آیا تھا بچے وہ فکر مندی سے کہہ رہے تھے

وہ ایسے شفیق بوڑھے لوگوں میں سے تھے جنکو سارے جوان لڑکے لڑکیاں اپنی اولاد جیسے لگتے تھے

بس چچا مصروف رہی اتنا وقت .... خیر آپ بتائیں جواد باہر آیا کہ نہیں (انکے بڑے بیٹے کو چھ ماہ قبل پولیس کسی جھوٹے کیس میں پکڑ کر لے گئی تھی . . . .)اس نے معراج سلطان کی بات حذف کر لی تھی

یکدم بوڑھے کی آنکھوں کی جوت بجھ گئی

کہاں بیٹی ....وہ لوگ کہتے ہیں رشوت دو ....میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دوں ارے خدا کو بھی منہ دکھانا ہے

میں نے بیٹے کی زندگی کی خاطر اپنی آخرت نہیں خراب کر سکتا میں ... اللہ ان پولیس والوں کو پوچھے ....

جھولیاں بھر بھر کر رشوت لیتے ہیں لیکن انکے پیٹ کا دوزخ ہے کہ بھرتا ہی نہیں

کس کیس میں لے گئے ہیں آپ کے بیٹے کو؟ اور کس تھانے میں ہے؟ ہالے کے بولنے سے قبل ہی عمر بول پڑا

بوڑھے نے ناسمجھی سے اسکو دیکھا پھر ہالے کو ....وہ انکا سوال سمجھ گئی تھی لیکن خاموش رہی

یہ تمھارے ساتھ ہے بیٹا؟ کون ہے یہ؟

میرا شوہر ہے .....پولیس میں ہے یہ آپ کی مدد کر دے گا آپ اسے بتائیں

اب کے بوڑھے کی آنکھیں خوشی سے پھیلی تھیں

ارے شوہر ہے تمہارا ....رک جاؤ میں ابھی اسے اپنے ہاتھوں کی بریانی کھلاتا ہوں .... تمہارا شوہر ہے تو میرا

داماد ہوا ناں وہ خوشی سے کہتے ہوئے دوبارہ آسٹال کی جانب بڑھ گئے تھے

مجھے ایک فیور چاہئے .....دو گے؟ ہالے اسکی طرف دیکھے بغیر پوچھ رہی تھی

کس حیثیت سے بیوی کی یا پھر پارٹنر کی؟ وہ مکمل اسکی طرف متوجہ تھا

اسکے منہ سے اپنے لئے بیوی سننا ہالے کے لئے ایک الگ ہی ازیت تھی

پارٹنر کی حیثیت سے .... تم مجھے فیور دو وقت انے پہ میں تمھیں فیور دوں گی

اوکے کیا کرنا ہوگا؟

یہ آدمی ...باباکے دوست ہیں ....اچھے وقتوں کے ....اچھے دوست ...وہ رک رک کر بات کرنے لگی تھی اسکی باتوں میں اب پہلے کی طرح روانگی نہیں ہوتی تھی . . . .

اس آدمی کے بیٹے کو باہر نکالو . . .اسکے یہاں بچہ ہونے والا ہے ....یہ آدمی باباکے پاس آیا تھا .... وہ رکی تھی الفاظ تلاشے ... لیکن نہ ملے

جب میری شادی ہو رہی تھی ...اس سے دو دن پہلے ...بابانے اس سے کہا تھا وہ حیات صاحب سے بات کریں گے ... ..شاید وہ تمہاری بات کر رہے تھے .... لیکن میری وجہ سے وہ بات نہیں کر سکے .. . .اور پھر میری ہی وجہ سے مر گئے ....وہ بول کر ساکت ہو گئی تھی

بہتی ہوا بھی ساکت ہو گئی تھی ...یکدم گھٹن بڑھ سی گئی تھی

عمر اسے دیکھے گیا ...بغیر کچھ کہے خاموشی سے

میں باباکے لئے کبھی کچھ نہیں کر سکی .....نہ میں حسن کی طرح اچھے گریڈز لاتی تھی ...نہ مجھے سفیر کی طرح کامیابیاں ملتی تھیں ...نہ بجو کی طرح ٹیلنٹڈ تھی ...میں بالکل عام تھی سوائے خوبصورتی کے میرے پاس کچھ نہیں تھا

)وہ ان سے ذرا دور بیٹھی ایک فیملی کو دیکھ رہی تھی ماں باپ اور ایک بیٹی)

میں باباکے لئے انعام تھی ... لیکن پرائز بانڈ نہیں . . جسے آپ خوشی یا غم میں خرچ کر سکیں میں ایک ٹرافی تھی . . جسے ہمیشہ شیلف پہ سجا کر رکھا جائے .....جو کبھی کوئی فائدہ نہیں دیتی . . . .

(بچی کسی بات پہ ضد کر رہی تھی اسکی ماں اسے جھڑک رہی تھی ... جبکہ اسکا باپ اسے اب بھی پیار سے منا رہا تھا)

بس پڑی رہتی ہے .... پڑی رہتی ہے اور بس پڑی ہی رہتی ہے ... پھر ایک دن وقت کی دھول کے ساتھ کہیں کھو جاتی ہے ... . میں انکی زندگی میں انکے لئے کچھ نہیں کر سکی انکے جانے کے بعد انکے ادھورے کام پورے کرنا چاہتی ہوں ..... تم مجھے فیور دے دو میں بدلے میں تمھیں فیور دوں گی .... وقت انے پر .. .. کام پڑنے پر

(باپ نے کوئی بات کہی تھی بچی پیٹ پکڑے گردن پیچھے پھینکے کھکھلا کر ہنس دی تھی اسکی ماں کے چہرے کے سخت تاثرات زائل ہوئے تھے وہ ہولے سے ہنس دی تھی)

ہالے نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا وہ اب نیچے مٹی کو گھور رہی تھی عمر نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ اب بھی اسکے کندھے کے پیچھے سے اس فیملی کو دیکھ رہا تھا ہالے نے نظر اٹھا کر عمر کو دیکھا تھا اور پھر اسکی نظروں کا ارتکاز دیکھا

وہاں مت دیکھو عمر ... وہ یکدم خوف سے بولی تھی

عمر نے جیسے اسکی بات نہیں سنی تھی وہ اب بھی ہلکے سے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھے گیا

میں کہہ رہی ہوں وہاں مت دیکھو عمر اب کے اسکی آواز رندھی ہوئی تھی

وہ دیکھیں کس طرح ہنس رہی ہے کتنی پیاری بچی ہے وہ . . . .

میں نے کہاناں وہاں مت دیکھو ..... وہ میز پہ ہاتھ مارتے غرآئی تھی

آس پاس گزرتے لوگوں نے اسکو دیکھا تھا بچی کی ہنسی تھم گئی تھی ...وہ رک کر ہالے کو دیکھے گئی

چند لمحوں بس چند لمحوں کا کھیل تھا لوگ واپس اپنے کھانوں کی طرف متوجہ ہو گئے ...بچی اپنے باپ سے کچھ کہنے لگی ....

ہالے عمر کے قریب جھکی تھی آواز آہستہ کر لی سر گوشی جتنی آہستہ

انہیں مت دیکھو ....کیونکہ تم میرے ساتھ ہو ں....میں کرسڈ ہوں جو لوگ بھی میرے ساتھ ہوتے ہیں وہ کرسڈ ہو جاتے ہیں .... تم انہیں دیکھو گے ....تو میری منحوسیت ہر جگہ پھیل جائے گی .... اس خاندان کو نظر لگ جائے گی عمر انہیں مت دیکھو پلیز وہ بے بسی سے اور خوف سے کہہ رہی تھی عمر کے دل کو کچھ ہوا تھا

وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ

اسی وقت وہ بوڑھا آدمی ٹرے میں بریانی کی دو پلیٹس رکھے انکے قریب آیا ساتھ ایک چھوٹا لڑکا بھی تھا جس کے ہاتھ میں پانی کا جگ اور گلاس تھے

تھوڑی دیر بعد

وہ عمر کو جلدی جلدی ساری تفصیل بتا رہا تھا عمر آنکھیں سکیڑے سنے جا رہا تھا ....بریانی ان چھوئی رکھی تھی پانی گرم ہو گیا تھا وہ فیملی اٹھ کر جا چکی تھی ہالے اب بھی وہیں دیکھ رہی تھی

میں سارا معملہ دیکھ لوں گا ... آپ فکر نہ کریں کچھ دیر بعد وہ اٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا

ہالے اسکے ساتھ اٹھی تھی . . . .

بوڑھا ممنون نظر آرہا تھا بار بار گیلی آنکھوں کو پونچھتا ان دونوں کو ساتھ رہنے کی دعائیں دے رہا تھا

آپ نے کھانا تو چکھا بھی نہیں بیٹا ...اچانک سے انہیں یاد آیا

عمر نے ایک نظر بریانی کی پلیٹ کو دیکھا اس میں رکھا چکن لیگ پیس دیکھا پھر رخ موڑ لیا

میں یہ سب نہیں کھاتا شکریہ....وہ شائستگی سے کہتا جانے کو مڑا ہالے کھڑی رہی

آپ پیک کر دیں ...ہم گھر جا کر کھا لیں گے

بوڑھا آدمی کے چہرے پہ لمحے بھر کو آئی اداسی اب ایک بار پھر خوشی میں بدل گئی تھی

عمر کو یہ بات اچھی نہیں لگی لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا

اس نے چھوٹے بچے کو آواز دی تھی وہ فوراً بھاگتا ہوا آیا تھا دونوں پلیٹیں اٹھائی اور واپس دوڑ گیا

آپ یہ سب کیسے کھا سکتی ہیں ؟ آپ کو پتہ بھی ہے یہ چکن کیسا ہے کیا اس نے ہاتھ دھو کر بھی بنایا ہو گا ؟ یہ ان ہائیجینک ہے میرا نہیں خیال آپ کو یہ سب کھانا چاہیے گاڑی ڈرائیو کرتا عمر سخت غیر آرام دہ تھا اسکے چہرے کے تاثرات صاف بتا رہے تھے کہ تھوڑی دیر قبل ہالے کا پیک کروایا ہوا کھانا وہ اپنے ساتھ لے جانے پہ راضی نہیں ہے

تم مت کھانا ... میں عادی ہوں کھالوں گی .... مجھے لوگوں کے دل توڑنا پسند نہیں اور میرے معملات میں مت بولا کرو میں un hygienic کھانا کھاؤں یا زہر تمھیں اس بات سے مطلب نہیں ہونا چاہیئے وہ رکھائی سے کہہ کر رخ موڑ گئی تھی

آپ مجھے کہہ دیں میں سب کچھ بنا سکتا ہوں لیکن پلیز یہ نہ کھائیں .... وہ جیسے منت کر رہا تھا

یکدم اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا آنکھوں میں تپش سی بھر گئی

تم نے صبح کس کی اجازت سے میرے لئے ناشتہ بنایا ... تم مجھے دھوکہ دینا کب چھوڑو گے عمر آخر تمھیں میری ذات کا مذاق اڑا کر کیا سکون ملے گا؟ تم کیوں کرتے ہو ایسا؟ اسکے لہجے میں جیسے تکان سی تھی

ہالے وہ کوئی عام ناشتہ نہیں تھا آملیٹ کے لئے اٹالین ریسیپی ٹرائے کی تھی میں نے اور پراٹھے وہ کشمیری پراٹھے تھے .... بیوی بن کر نہ سہی پارٹنر بن کر کھالیا کریں .... آپ کی صحت کے لئے بہت اچھا رہے گا وہ عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا

تمھیں پتہ ہے عمر میں آج تک بابا کی قبر پہ کیوں نہیں گئی ؟ اس نے گویا اسکی بات پہ لعنت ڈال کر اپنی بات شروع کر دی تھی

میں ... صرف ایک دن کے انتظار میں ہوں صرف ایک دن عمر کے بولنے سے پہلے ہی وہ خود بول پڑی

جس دن میں کوئی ایسا ثبوت لاؤں گی کہ تمہاری گردن شرمندگی سے جھک جائے ... تم میرے سامنے آنکھ اٹھانے جسے نہ رہو ... میں تمھیں شرمندہ دیکھنا چاہتی ہوں تمہاری ذات کا یہ جو غرور ہے ناں یہ ٹوٹتے ہوئے

دیکھنا چاہتی ہوں .... ..تب میں تمھیں تمہارا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے جاؤں گی بابا کی قبر پہ میں انکو بتاؤں گی انکی بیٹی سچی تھی اور عمر حیات جھوٹا .... تمہاری جھکی ہوئی گردن اور شرمندہ آنکھیں سب بتائیں گی ...اس دن تمہاری اکڑ ٹوٹ جائے گی . . . تم نے کہا تھا وہ تمہارا خاندان ہیں . . . . میں تم سے تمہارا خاندان چھین لوں گی جس طرح تم نے چھینا . . اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا آواز رندھ گئی تھی لیکن وہ کہے جا رہی تھی

"عمر ایسا نہیں کر سکتا"

یہ الفاظ نہیں تھے نشتر تھے جو میرے دل میں کھب گئے ہیں ...اور میں انکو اسی طرح اپنے دل میں پیوست رہنے دینا چاہتی ہوں تب تک جب تک مجھے کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا پتہ ہے میں ایسا کیوں کر رہی ہوں میں کیوں اس نشتر کی تکلیف برداشت کر رہی ہوں؟.. .وہ چند لمحہ خاموش رہی پھر بولنا شروع کیا

عمر بھنچی ہوئی مٹھی اور تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ اسے سنے گیا

اسلئے کیونکہ میں ہر وقت اسکی چبھن محسوس کرنا چاہتی ہوں .... تاکہ مجھے میرا مقصد نہ بھولے

کیونکہ میں خود کو یاد دلائے رکھنا چاہتی ہوں کہ بابا نے تمہاری وجہ سے میرا یقین نہیں کیا ...ایک دن آئے گا عمر جب میرے پاس ثبوت ہوں گے میرے پاس گواہ ہوں گے اور تمہارا جھکا ہوا سر .... تم میرے ساتھ چلو گے میرے باپ کی قبر پہ .... وہاں اعتراف کرو گے اور .... جس طرح بابا کے سامنے مجھے مجبور کر کے تم نے مجھ سے نکاح کیا تھا ....اسی طرح مجھے انکے سامنے طلاق دو گے

اس دن یہ نشتر میں اپنے دل سے نکال پھینکوں گی تم دیکھنا عمر ... ایک دن آئے گا ایسا ضرور آئے گا وہ اپنی چبھتی نظریں عمر کے چہرے پہ گاڑے ہوئے کہہ رہی تھی

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا اور ایک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی

ہالے کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا تھا

طلاق چاہئے ناں ؟ وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے پوچھ رہا تھا

جائیں فیملی کورٹ سے لے کر ہائی کورٹ سپریم کورٹ جائیں ...پریس کانفرنس سے لے کر ٹی وی شوز میں جا کر بیٹھیں ... ابھی تو میں زندہ ہوں

میں اگر مر گیا ناں تو میری لاش بھی آپ کو طلاق نہیں دے گی .... لکھ کر رکھ لیں میری بات .... مسز ہالے سلطان عمر حیات .... کبھی بھی آپ کو طلاق نہیں دے گا جو کرنا ہے کر لیں کہا تھا دوں گا جھوٹ کہا تھا جھک ماری تھی آئی بات دماغ میں یا نہیں ؟ وہ سرد لہجے میں کہہ کر گاڑی دوبارہ سٹارٹ کر چکا تھا

ہالے سپاٹ آنکھوں سے بس اسکو دیکھتی رہی

ڈوبتی شام اور آتی رات نے چپکے سے یہ منظر اپنی آنکھوں میں حفظ کر لیا تھا

سلطان منزل کے پر تعیش ڈرائنگ روم میں شمس سلطان اور شاہد حسین شاہانہ صوفوں پہ آمنے سامنے بیٹھے تھے دائیں طرف والے صوفے پہ حسن اور حسینہ بیگم بیٹھی تھیں انکی آنکھیں گیلی تھیں وہ بار بار ٹشو سے اپنی آنکھوں کو پونچھ رہی تھیں حسن خاموش سا بیٹھا تھا جب شاہد حسین نے بات کا آغاز کیا

چند غیر ضروری باتوں کے بعد وہ مدعے پہ آئے تھے

شمس ... میں یہاں ایک بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں ... دراصل بات کرنے نہیں میں یہاں اپنی بہن اور بھانجے کو لینے آیا ہوں ... ..میں تمہاری غیر موجودگی میں بھی یہ کام کر سکتا تھا لیکن میں نے تمہارا یہاں موجود ہونا بہتر سمجھا ... اب تم آہی گئے ہو تو میں تمھیں بتا دوں کہ آپا اور حسن کو میں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں وہ رسانیت سے کہہ رہے تھے

اور میں پوچھ سکتا ہوں تم میرے مرحوم بھائی کی بیوہ اور میرے بھتیجے کو کس حق سے لے کر جاؤ گے ؟کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ان دونوں کا وارث میں ہوں .... حسن میرے بھائی کی نشانی ہے میں اسے تمھارے ساتھ نہیں جانے دوں گا .....اگر بھابی جانا چاہتی ہیں تو انکی مرضی ... شمس کی بھاری آواز سارے میں گونجی تھی

شاہد حسین کے چہرے کے تاثرات یکدم بگڑے تھے

اچھا ...وارثی مل گئی ہے تو تم مارو گے میرے بچوں کو؟....انکا باپ مرا ہے ماموں ابھی زندہ ہے حسن اور ہالے مجھے ہارون کی طرح عزیز ہیں .... تم میرے بچوں پہ اس طرح ہاتھ نہیں اٹھا سکتے ....میں تمھیں اسکی اجازت نہیں دوں گا ...اور ایک بات اور تم مجھے ڈرا دھمکا کر اپنی بات بھی نہیں منوا سکتے.. نہ میں کمزور ہوں نہ میں بچا حسن کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا میں بہت دیکھ لی تمہاری وارثی ...برھمی سے کہتے ہوئے وہ شمس کو سخت زہر لگے لیکن یہ وقت مصلحت کا تھا اگر وہ حسن اور حسینہ کو جانے دے دیتے تو آگے جا کر ان سے کئی سوالات ہوتے .. ...یہ دو لوگ ایسے تھے جیسے جنگ میں تیروں سے حفاظتی ڈھال

جو کچھ بھی ہوا میں اسکے لئے شرمندہ ہوں ...بھابی آپ سے بھی حسینہ کو دیکھ کر کہا

اور حسن تم سے بھی ... تم میرے بیٹے ہو میرے سفیر جیسے اس دن جو کچھ ہوا وہ ایک غلطی تھی میں اپنی غلطی مانتا ہوں اور تم سے معافی بھی مانگتا ہوں لیکن اگر پھر بھی تم شاہد کے ساتھ جانا چاہو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں

شاہد نے پہلو بدلا تھا حسن مطمئین سا بیٹھا رہا

پرسکون ....سا

حسن جاؤ اپنا ضروری سامان لے آؤ آپا چلیں آپ میرے ساتھ ہم یہاں سے جا رہے ہیں ..میرے گھر میں ابھی اتنی جگہ ہے کہ میری بہن کے بچوں کو مار کھانی نہ پڑے اور میرے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ اپنی بہن اور اسکے بچوں کو کھلا سکوں شاہد اٹھ کھڑے ہوئے تھے

حسینہ خاموشی سے بیٹھی رہیں آزردہ سی

یہ انکے شوہر کا گھر تھا اسے چھوڑنا مشکل تھا بہت مشکل ...وہ جب تک زندہ تھے ایسا لگتا تھا کہ وہ تخت پہ بیٹھی ہیں ... آج انہیں اندازہ ہوا تھا انہوں نے کیا کھویا ہے .... لیکن کیا واقعی انہوں نے معراج کو انکی موت کے بعد کھویا تھا یا پھر بیس سال پہلے ؟

لاتعداد سوچیں تھیں اور لاتعداد پچھتاوے

میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا ماموں .. . حسن کی پر سکون آواز نے وہاں بیٹھے تمام نفوس کو حیرت میں ڈالا تھا آپ تب کہاں تھے ماموں جب انہوں نے ملازمین کے سامنے میری بہن پہ ہاتھ اٹھایا ... اسے گھر سے نکالا . .. وہ بدتمیزی نہیں کر رہا تھا نہ اسکی آواز اونچی تھی وہ اپنے باپ کی طرح بات کر رہا تھا سیدھی اور کھری آپ تب ہمارے ساتھ نہیں تھے اب ہمیں ضرورت نہیں رہی میں اپنی ماں کو آپ کے ساتھ نہیں جانے دوں گا نہ میں خود آپ کے ساتھ جاؤں گا یہ میرے باپ کا بھی گھر ہے میں کیوں جاؤں ؟وہ انکو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا دھیما سنجیدہ لہجہ

اگر کوئی ہارون بھائی کو مارتا یا گھر سے نکالتا کیا آپ تب بھی خاموش بیٹھ جاتے ؟

شاہد حسین کا سر جھکا تھا

میری بہن بس ایک رات گھر نہیں آئی تھی آپ نے اسے ڈس اون کر دیا آپ کے بیٹے نے تو اپنے ہی بھائی کو قتل کیا تھا آپ نے اسے تو گھر سے نہیں نکالا

شاہد حسین نے زخمی نظروں سے اپنی بہن کو دیکھا تھا حسینہ نے نظریں چرائی تھیں شمس دلچسپی سے سارا نظارہ دیکھے گئے

میں آپ سے اپنی بہن کے لئے بھیک نہیں مانگ رہا نہ ا آپکو بلیم کر رہا ہوں میں بس آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آپ اگر ایک مشکل میں ہمارے ساتھ نہیں تھے تو میں آگے آپ پہ کس طرح بھروسہ کروں ؟

وہ اب اٹھ کھڑا ہوا تھا

میں اپنی اماں کا خیال خود رکھ سکتا ہوں ....اور اپنا بھی میں اپنے باپ کا گھر چھوڑ کر نہیں جاؤں گا

وہ رکا تھا پھر شمس کو دیکھا

نہ میں آپ کے سفیر سلطان جیسا ہوں

گردن موڑ کر شاہد حسین کو دیکھا

اور نہ آپ کے ہارون شاہد جیسا

میں معراج سلطان کا بیٹا ہوں حسن سلطان ....مجھے کسی کا lesser version نہیں بننا میرے نام کے ساتھ میرے باپ کا نام کافی ہے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا پھر آگے آیا شل بیٹھے شاہد حسین کے سامنے انکے گھٹنوں کے قریب نیچے بیٹھا انکا ٹھنڈا ہاتھ تھاما اور کہنا شروع کیا

آپ مجھے بہت عزیز ہیں ...میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن آپ میرے باپ نہیں ہیں ....میرا باپ مر گیا ہے اور اب میں اپنا باپ خود ہوں اپنی اماں اور بہن کے لئے میں گھر کا سربراہ مرد ہوں ....میں انکے لئے فیصلے لے سکتا ہوں چاہے غلط ہوں چاہے سہی لیکن وہ فیصلے میرے ہوں گے میرے باپ نے مجھے فیصلے لینا سکھایا ہے ....آپ آئے میری اور اماں کی فکر کی آپ کا شکریہ لیکن میں وہ وقت نہیں بھول سکتا جب آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے جب کوئی بھی ہمارے ساتھ نہیں تھا آپ میرے بڑے ہیں ..ہمیشہ رہیں گے لیکن ہم آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے سادہ نرم دوٹوک لہجہ

وہ بولتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہاں بیٹھے تمام نفوس کی طرف دیکھے بغیر باہر نکل گیا تھا

ڈرائنگ روم کے دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اس نے اپنے دھڑکتے دل پہ ہاتھ رکھا تھا اسکا چہرہ اندر بیٹھے پر اعتماد حسن سلطان جیسا نہیں تھا یہ کوئی اور ہی تھا کوئی معصوم گھبرایا ہوا بچہ

اس نے اپنے جیب سے ایک مڑا تڑا کاغذ نکالا ... پھر اس پہ نظر دوڑائی ... ایک بار .. دوبار

پھر سر جھٹک کر بڑبڑ آیا

شٹ ... یہ لائن تو رہ ہی گئی ...

یہ وہ پرچہ تھا جو اس نے شاہد حسین کے آنے کا سن کر ..... صبح تیار کیا تھا البتہ کچھ لائنز تھیں جو وہ بھول گیا تھا اور کچھ لائنز اس نے موقع کی مناسبت سے اپنی طرف سے کہی تھیں

اسکا دل اب بھی بری طرح دھڑک رہا تھا

سارا خاندان کہتا تھا وہ معراج سلطان جیسا ہے بس وہی جانتا تھا معراج سلطان بننا کتنا مشکل ہے

شام آخری الوداع کہہ کر اپنے گھر کو چلی گئی تھی رات اپنی سیاہی لئے اپنی ذمہ داری پوری کرنے سارے میں پھیل گئی تھی ایسے میں عمر حیات کے گھر کے ایک کمرے میں ہالے سلطان بیٹھی اپنے موبائل پہ زر نگار کے آفس میں ہونے والی باتیں سن رہی تھی پھر بلاخر اس نے تھک کر کانوں سے ایر پوڈز نکالے تھے

کوئی بات اسکے مطلب کی نہیں تھی

وہ عورت اس سب میں شامل نہیں تھی

ایک لمحے کو بس ایک لمحے کو اسکے ذہن میں آیا تھا کہ شاید عمر بھی نے گناہ ہو .. ... لیکن پھر سر جھٹک دیا

اس خیال کے بعد الزام دینے کو کوئی نہیں تھا اور اس وقت اسے کوئی چاہیے تھا

اس نے دکھتے سر کو انگلیوں سے دبایا تھا پھر موبائل اٹھا کر مہر کو کال کرنے لگی جب اسے کنٹیکٹ لسٹ میں سارے نمبر غیر شناسا نظر آئے

بے اختیار کل کا واقعہ اسکی آنکھوں کے آگے گھوم گیا

عمر کی اماں کا گفٹ کیا ہوا پرفیوم توڑتی ہالے

دل نے ایک بار پھر ملامت کی تھی

لیکن وہ اب دل کی باتوں پہ بہت کم دھیان دیتی تھی اس وقت بھی دل سے ہر خیال کو جھٹکتی وہ عمر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

کمرے کا دروازہ بند تھا .. ہالے نے گہری سانس بھرتے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا تو دروازہ کھلتا ہی چلا گیا . . .

عمر جائے نماز ایک کونے میں بچھائے نماز پڑھ رہا تھا

ہالے بے اختیار اسے دیکھے گئی . . . . .

کیا وہ کسی لڑکی کو اغوا کرنے والا لگتا تھا؟... کیا وہ اسکے باپ کو دھوکہ دے سکتا تھا؟.... اگر وہ ایسا ہوتا تو کیا اللہ اسے اسکی نمازوں میں اتنا سکون دیتا؟... اسکے چہرے پہ کتنا سکون تھا . . . .

اسکی نماز کتنی خوب صورت تھی

وہ اتنے دنوں سے اسکے ساتھ ایک گھر میں رہ رہی تھی ..... کیوں وہ ایسا تھا کہ اس سے خوف نہیں آتا تھا؟.... کیوں اسکی نظر بری نہیں لگتی تھی . . . .

کچھ چاہیئے آپ کو؟ وہ سلام پھیر چکا تھا اب اسکی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا

ہالے اپنے خیالوں سے چونک کر باہر آئی تھی ساری ہمدردی ایک لمحے میں عنقا ہو گئی تھی

اسکے تاثرات سخت ہو گئے وہ واپس اپنے خول میں سمٹ گئی وہ اسی طرح چوکھٹ میں کھڑی رہی

مجھے میری سم چاہیئے .... چار لفظوں میں بات سمیٹ دی

آ کر لے جائیں .... کل جہاں رکھی تھی اب بھی وہیں ہے ... وہ کہہ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا چکا تھا

ہالے ضبط کرتی اندر آ گئی تھی دراز کھولا سم نکالی اور جب جانے کو مڑی تو بے اختیار نظر دائیں طرف لگے بک شیلف پہ گئی

چوکور ڈبوں والا بڑا سا بک شیلف

جہاں مختلف میڈلز اور ٹرافیز بھی سجی تھیں . . . .

کسی کسی ڈبے میں کچھ فریم ہوئی تصاویر

وہ ان میڈلز اور ٹرافیز کو دیکھ کر نہیں رکی تھی ...وہ بک شیلف میں رکھی ایک تصویر کو دیکھ کر رکی تھی . . . .

معراج سلطان اور عمر حیات کی تصویر ...وہ دونوں مسکرا رہے تھے ... معراج نے اسکے کندھے پہ بازو پھیلا رکھا تھا عمر کے ایک ہاتھ میں ٹرافی تھی اور گلے میں میڈل ....وہ بھی مسکرا رہا تھا ہلکا سا

میری گریجوئیشن کی تصویر ہے ...ٹاپ کیا تھا میں نے ...وہ اپنے خیالوں میں گم تھی جب اسے اپنے عقب سے عمر کی آواز .. آئی وہ دعا مانگ چکا تھا جائے نماز بازو پہ ڈالے ..وہ اسکی نظروں کی سیدھ میں دیکھتا کہہ رہا تھا وہ جو دوسری ٹرافی ہے ناں وہ مجھے ایف ایس سی میں ٹاپ کرنے پہ ملی تھی ....وہ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بتا رہا تھا

ہالے کے قدم جیسے زنجیر ہو گئے ہوں وہ جا ہی نہیں سکی کھڑی رہی ...سنے گئی

اور وہ جو میڈل ہے ناں وہ مجھے .... میری پولیس کی ٹریننگ کے اختتام پہ ملا تھا ... بیسٹ شوٹر کا انعام ...کچھ رقم بھی ملی تھی انعام کے طور پہ

اس نے ایک اور تصویر کی جانب اشارہ کیا تھا

یہ میڈل مجھے میری پی ایچ ڈی کی ڈگری لینے پہ ملا تھا ... اس دن جج صاحب بہت خوش تھے بہت زیادہ

تصویر میں معراج سلطان نے عمر کا میڈل اپنے گلے میں پہن رکھا تھا ... اور پورے دل سے مسکرا رہے تھے . .

. .

ہالے سنے گئی .... دیکھے گئی

مجھے ہر بار میڈلز کے ساتھ ساتھ انعامی رقم بھی ملتی تھی ... لیکن اب یاد ہی نہیں آتا کہ کہاں خرچ کی اور کتنی کی .. لیکن یہ ٹرافیز یہ مجھے یاد ہیں یہ میڈلز مجھے ازبر ہیں . . .

ہالے سانس روکے اسے سنے گئی اسے لگا تھا اس نے شام اس آسٹال کے سامنے کرسیوں پہ بیٹھے اسکی بات نہیں سنی لیکن وہ اتنا بے خبر نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی

وہ اب بھی اسکے کندھے کے پیچھے کھڑا کہے جا رہا تھا

شیلف میں لگی ٹرافی بس سجانے کے لئے نہیں ملتی وہ اسلئے ملتی ہے تاکہ اسے دیکھ دیکھ کر خوشی ملا کرے .. .. ہونٹوں پہ مسکراہٹ اور دل میں فخر آیا کرے .. اپنی ذات پہ محبت آئے یہ ٹرافیز ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ کبھی کسی دور میں ہم نے کتنی محنت کی تھی ہم کتنی راتیں جاگے تھے ہم نے کتنی بار خود کو پس پشت ڈالا تھا یہ ہمارا حوصلہ بڑھاتی ہیں جب ہمیں ہارنے کا ڈر ہوتا ہے یہ ہمیں تسلی دیتی ہیں جب ہم ہار کر آتے ہیں یہ کہتی ہیں "کیا ہوا کو ایک اور ٹرافی نہ ملی ہم تو ہیں ناں چلو اگلی بار سہی" ... یہ گھر میں آنے والے لوگوں کے سامنے ہمارا تذکرہ

کرتی ہیں انکو مجبور کرتی ہیں کہ وہ ٹھہر کر انکو دیکھیں انکولانے والے کی بات کریں ....پیسہ کیاہے ہالے ؟ پرائز بانڈ کیاہے ؟ یہ ختم ہو جاتا ہے کھپ جاتا ہے ٹرافیز زندہ رہتی ہیں ساتھ دیتی ہیں .... دل جوڑتی ہیں ... دلاسا دیتی ہیں خوشی دیتی ہیں .. سو اگر آپ کسی کی ٹرافی ہیں تو اس سے بڑی خوش قسمتی کیا ہے ؟؟ چند لمحوں کی خوشی دینے والے پرائز بانڈ بننے سے بہتر ہے ساری زندگی ساتھ دینے والی ٹرافی بن جائیں .. خوش رہیں گی وہ نرمی سے کہہ کر واپس اپنے بیڈ پہ جا بیٹھا تھا

اسکی باتیں ایسی ہی ہوتی تھی .. سادہ دل کو چھونے والی ... وہ لمبی لمبی تقریر نہیں کرتا تھا اسکی ایک لائن تقریروں پہ بھاری ہوتی تھی

تم کون ہو عمر ؟..... چند لمحے بعد اس نے خود کو کہتے سنا ... ان تصاویر پہ ساری تاریخیں اور سال لکھے ہیں .. تمہاری گریجوئیشن والے دن میری برتھڈے تھی .... ہم سب اسلام آباد میں تھے .. . گھومنے گئے تھے ... بابا نے کہا انکو ایک کام آگیاہے وہ کراچی جائیں گے میں نے انکو روکا وہ نہیں رکے

وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی

...وہ چلے گئے تم انکا کام تھے عمر ... اسی رات تیز بارش کی وجہ سے فلائٹس کینسل ہو گئیں اور وہ اسلام آباد نہیں آسکے ... انہوں نے میری برتھڈے مس کر دی .. اور وجہ تم تھے ...وہ کسی ایرے غیرے کے لئے ایسا نہیں کر سکتے ...مجھے بتاؤ تم کون ہو ؟ وہ اسکی طرف دیکھتی ازردگی سے پوچھ رہی تھی

جیسے بہت تکلیف میں ہو

-

عمر چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر بولا

ہر راز کھلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اگر انکو وقت سے پہلے کھول دوگے تو تھرل ختم ہو جائے گا ۔۔۔۔ ہر بات بتائی نہیں جاتی ۔۔۔ ورنہ باتیں اپنی وقعت کھو دیتی ہیں ۔۔۔ میں کون ہوں ؟ ۔۔ یہ بات بتانے کی نہیں کھوجنے کی ہے ۔۔۔ کبھی آپ نے فلم کی سٹوری "سن "کر وہ لطف حاصل کیا ہے جو فلم کو سرچ کر کے ڈاؤنلوڈ کر کے یا پھر سنیما جا کر دیکھنے سے ملتا ہے ؟۔

ہر راز کو پانے کی ایک اسٹرگل ہوتی ہے ... آپ بغیر اسٹرگل کے راز پانا چاہتی ہیں؟

ہالے سلطان

راز بتائے نہیں جاتے کھوجے جاتے ہیں ... کھوج لگائیں اور پتہ کر لیں

ہالے کو اس سے ایسی ہی کسی بات کی امید تھی وہ غصے اور رنج کے ملے جلے تاثرات سے چند لمحہ اسکو دیکھتی رہی پھر آگے بڑھ کر دروازہ ایک دھاڑ سے مارتی باہر نکل گئی پیچھے عمر کی بڑبڑاہٹ واضح تھی

اگر یہ جج صاحب کی بیٹی نہ ہوتیں تو دیکھ لیتا انہیں ہنہہ

اسی وقت اسکا موبائل بجا تھا

عمر کے تاثرات لمحے کے ہزارویں حصے میں بدلے تھے

وہ ہالے کے سامنے کھڑا نرم تاثرات والا آدمی نہیں تھا

یہ سنجیدہ سا آدمی کوئی اور ہی تھا

ہیلو کہتے اس نے موبائل کان سے لگایا تھا

عمر بھائی آپ نے نے کہا تھا ناں فہیم مرزا کے ہر کام پہ نظر رکھوں میرے پاس ایک خبر ہے سپیکر سے مردانہ آواز ئی تھی

ہاں بتاؤ کیا خبر ہے؟

سر اسکے بیٹے نے اپنی کزن کے ساتھ زیادتی کی ہے

خبر ملی ہے کہ کوئی ذاتی عناد تھا فہیم یہ خبر میڈیا اور پولیس سے چھپا رہا ہے

لیکن میں چوں کہ اسکا پیچھا کر رہا تھا سو مجھے معلوم ہو گیا آپ کہیں تو

بات میڈیا میں اچھال دوں؟

ہر گز نہیں عمر نے ناگواری سے ٹوکا تھا

عورت سے بدلہ لینا مردوں کا شیوہ نہیں ہوتا

اگر وہ ایف آئی آر کروائے تو ٹھیک ورنہ تم کسی کو اس بات کی بھنک بھی نہ لگنے دینا

وہ سختی سے کہہ کر فون بند کر چکا تھا

ایسی خبریں اسکے لئے نئ نہیں تھیں لیکن ہر بار درندگی کے ایسے واقعات سن کر

اسکا دل دکھتا تھا

تھوڑی دیر اس بارے میں سوچنے کے بعد

وہ سر جھٹک کر پاس پڑے لیپ ٹاپ کو کھول کر کام کرنے لگ گیا تھا

دیوار پہ لگا بک شیلف اسکو کام کرتے دیکھے گیا

یہ اسٹال والے واقعے کے دو تین دن بعد کا ذکر ہے مئی کا آخر چل رہا تھا دھوپ ایسی تھی کہ جسم کو جھلسا رہی تھی ایسے میں ہسپتال کے پرائیویٹ روم میں بیٹھا نوح ہر احساس سے عاری لگ رہا تھا نرمین کے پاس بیڈ پہ بیٹھے ہوئے اس نے نرمین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا آنکھوں میں تکلیف تھی چہرہ بے تاثر آنکھیں دل کا آئینہ ہوتی ہیں جب تکلیف آنکھوں سے ظاہر ہونے لگے تو چہرے کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی سب سے بڑے اندھے وہی لوگ ہوتے ہیں جو آنکھوں سے کسی انسان کا دکھ نہ سمجھ پائیں

تم اٹھ جاؤ نیرو ... ایک بار بس ... بس ایک بار اس آدمی کا نام بتا دو ... میں اسکی نسلیں ختم کر دوں گا ... تم ایک بار اٹھ جاؤ ... پلیز وہ اسکے ہاتھ پہ چہرہ گر آئے آزردگی سے کہہ رہا تھا

اسی وقت اس کمرے کا دروازہ کھول کر فہیم مرزا اندر داخل ہوئے نوح نے انکی طرف نہیں دیکھا تھا

فہیم چھوٹے چھوٹے قدم لیتے آئے اور اسکے سامنے رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھ گئے تھے

وہ دونوں کافی دیر تک اسی طرح بیٹھے رہے ... کوئی کچھ نہ بولا ... بس نرمین کے وجود سے لگی مشینیں نیں آپس میں سرگوشیاں کرتی رہیں .... بولتی رہیں . . . .

کیا کچھ پتہ چلا ؟.... تھوڑی دیر بعد جب فہیم نے سوال کیا تو مشینوں کی ساری سر گوشیاں بند ہو گئیں ....باتیں دم توڑ گئیں

کچھ نہیں پتہ چل رہا ...کچھ بھی نہیں ...وہ ہار کر بول رہا تھا .. ..سی سی ٹی وی خراب تھے بلڈنگ میں کسی نے کسی کو آتے نہیں دیکھا ...گھر کا لاک ٹوٹا نہیں ہے ... ..کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی یہ جس سے لگے کہ ڈکیتی کی واردات تھی ...چوکیدار کہتا ہے کہ اسے بھی کچھ نہیں پتہ نہ اس نے کسی کو آتے دیکھا ہے پارکنگ میں کھڑی ساری گاڑیوں کا ڈیٹا چیک کیا ہے .. کہیں بھی کچھ بھی نہیں ملا ..میرے پاس صرف ایک گواہ ہے .... اور وہ اس وقت خاموش ہے ...جب وہ بولے گی تب میں اس آدمی کو پاتال سے بھی لے آوں گا ...وہ نرمین کے چہرے کو دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا

فہیم مرزا کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی

یاقوت بھی بہت ہرٹ ہوا یہ سب سن کر فورا واپس آنا چاہتا تھا لیکن میں نے ہی منع کر دیا جانتے تو ہو ناں کتنا جذباتی سا ہے ... کہیں کچھ کر ہی نہ دے ... آخر نرمین اسکی بھی بہن ہے وہ سر سری سا کہہ رہے تھے

البتہ انکا چہرہ انکا ساتھ نہیں دے رہا تھا

نوح نے چہرہ اٹھا کر انکو دیکھا تھا

کہاں ہے یاقوت ؟

امریکا گیا تھاناں ... بیس مئ کو ... اسکے دوست کی شادی جو تھی .. کیا تمھیں نہیں پتہ ؟ آخر میں ذرا حیرت سے پوچھا تھا

(بیس مئ وہی دن ہے جب نرمین کے ساتھ زیادتی ہوئی)

نوح نہ سمجھی سے انہیں دیکھے گیا

اس نے مجھ سے ایسا کچھ نہیں کہا ... ..جونس کی شادی اٹھائیس کو ہے ... اسے میرے ساتھ جانا تھا ...وہ کیسے چلا گیا؟

فہیم ..کے چہرے پہ پسینہ آیا تھا ...سانس ایک بار پھر حلق میں اٹکی تھی

یہ تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے ...نوح اسکے باڈی گارڈ اس کے کیپر تم ہو ....مجھے تو خود اس نے وہاں جا کر فون کیا تھا .. کیا تم اسی طرح اس سے غافل رہتے ہو؟ انہوں نے سارا ملبہ نوح کے سر ڈالا تھا

میں اس بارے میں شرمندہ ہوں انکل میں چیک کرتا ہوں اسے ...مجھے یقین ہے وہ جونس کی شادی کے کے لئے نہیں ..مارتھا کے چکر میں وہاں واپس گیا ہے ...بس ایک بار نیرو ہوش میں آجائے میں سب فکس کر لوں گا

نہیں نہیں ...اسے چیک مت کرنا ..وہ یکدم بوکھلائے تھے

نوح نے عجیب نظروں سے انکو دیکھا تھا فہیم جلد ہی سنبھل گئے

میرا مطلب ہے کہ ...اسے فلحال ڈسٹرب مت کرو . ..ابھی گیا ہے تو اپنے کالج اور یونیورسٹی کے دوستوں سے ملے گا ...وہاں زیادہ خوش رہتا ہے کوئی مشکل بھی نہیں پیدا کرتا ...اسے وہیں رہنے دو تم فلحال نرمین بیٹی کا سوچو . .

نوح کے چہرے پہ ایک بار پھر ازیت تھی

کچھ ملتا ہی نہیں کوئی ثبوت کوئی نشانی کچھ بھی نہیں . ... لیکن ایک بات طے ہے وہ جو کوئی بھی ہے اسکی پہنچ بہت آگے تک ہے ...شاید مجھ سے کہیں زیادہ ...وہ جینئیس ہے..

Evil genius

وہ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا

اس اے ایس پی کے بارے میں کیا خیال ہے ؟... فہیم نے سوچوں کو ایک رخ دیا تھا

نوح چونک گیا تھا

اسکا اس سب سے کیا تعلق ؟وہ تعجب سے پوچھ رہا تھا

فہیم ذرا آگے کو ہوئے تھے

اسی کا تو تعلق ہے ... تم نے اس لڑکی کو اس اے ایس پی کی گاڑی کی ڈگی میں ڈال دیا ...اسکی نوکری چلی گئی اس پہ انکوائری بیٹھی ہے ...اسکی ساکھ تباہ ہو گئی . ..اس لڑکی نے میڈیا کے سامنے بیان دے کر اسکی پوزیشن مسخ کر دی ظاہر ہے وہ اپنا بدلہ تو لے گا ناں ...اور یہ کسی عام آدمی کا کام نہیں ہے تم اسکی پر فیکشن دیکھو اپنے پیچھے

کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ... اور اگر کوئی ثبوت ہو گا بھی تو پولیس والوں نے مٹادیاہو گا یہ کالی وردی والے ... ایک دوسرے کے جتنے سگے ہوتے ہیں اتنے اپنے گھر والوں کے بھی نہیں ہوتے ... تم اسے چیک کرو نوح مجھے لگتا ہے وہ ان سب میں انوالو ہو گا ... میں وثوق سے کہہ رہاہوں . . .

نوح سوچ میں پڑ گیا تھا

وہ ایسا آدمی نہیں ہے میں اسے جانتاہوں لیکن میں اسے چیک کروں گا . . .

اس نے بات ختم کر دی تھی فہیم مرزانے سکھ کا سانس لیا تھا

بلا بس انکے بیٹے کے سر سے ٹلے پھر چاہے کسی کے بھی سر پہ آئے

یہاں سے چند کلو میٹر دور عمر حیات کے بنگلے پہ صبح تازہ تھی وہ ہالے سے بات کرتا ہوا گاڑی کے قریب جارہا تھا ہالے بے تاثر چہرے کے ساتھ بس اسے سنے جارہی تھی اس نے سفید لمبی قمیض کے ساتھ سفید ہی ٹراوزر پہن رکھا تھا پیروں میں زرد ہیلز ... بال آدھے کیچر میں بندھے تھے آدھے کمر پہ جھول رہے تھے چہرہ میک اپ سے پاک تھا اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں سوگوار سی

وہ دونوں گاڑی کے قریب پہنچ گئے تھے ابھی وہ دونوں اندر بیٹھتے جب چوکیدار نے دروازہ کھولا اور ایک گاڑی اندر آئی

عمر نے گاڑی پہچان لی تھی ... وہ ذراسا بس ذراسا مسکرایا تھا ... اس کے برعکس گاڑی سے نکلنے والا آدمی ... دل کھول کر مسکرارہا تھا آنے والی کی عمر کوئی تیس بتیس کے قریب تھی ... صاف رنگت مناسب نقوش وہ اپنے بازو

واکیے عمر کے قریب آیا تھا ...پہلا ہاتھ کا پنجہ ملایا پھر دونوں گلے لگے .....چند لمحہ بعد دونوں الگ ہوئے وہ اب عمر سے معراج سلطان کی تعذیت کر رہا تھا عمر نے بس سر ہلایا تھا ... اسی وقت نوارد کی نظر ہالے کی جانب گئی تھی وہ اس سارے منظر نامے میں مس فٹ تھی .. ...اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتا

یہ میری بیوی ہیں ہالے سلطان ....اور یہ میرا دوست اور بزنس پارٹنر ہے سردار خان . . .

عمر نے باری باری دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا تھا

سردار تو ہونقوں کی طرح انہیں دیکھے گیا

تمہاری شادی کب ہوئی ؟مجھے بتایا کیوں نہیں ؟وہ بدقت پوچھ سکا

ہم شام میں ملیں گے ...اوکے ؟عمر کا لہجہ نارمل تھا لیکن آنکھیں تنبیہ کر رہی تھیں

وہ اسے جلد از جلد یہاں سے بھیجنا چاہتا تھا لیکن کیا سردار اپنی نئی نویلی بھابی سے ملاقات کے بغیر جا سکتا تھا؟

السلام علیکم بھابی آپ کیسی ہیں ...؟وہ عمر کو نظر انداز کر کے نہایت ادب اور شائستگی سے پوچھ رہا تھا

ہالے جو مارے باندھے کھڑی تھی "اس طرز تخاطب پہ جل بھن گئی"

میں ٹھیک ہوں مسٹر سردار ...اور میرا نام بھابی نہیں ہالے سلطان ہے .... آپ مجھے مس سلطان کہہ سکتے ہیں . .. خوامخواہ کی رشتے داریاں گانٹھنے کی شوقین نہیں ہوں میں .. آئندہ دھیان رکھیے گا ... الفاظ کے برعکس لہجہ نارمل تھا

عمر نے اسکو "مل گیا سکون ؟"والی نظروں سے دیکھا تھا لیکن سردار نے ہمت نہیں ہاری

اچھا آپ ایسا کریں ناں آج رات ڈنر ہمارے ساتھ کریں میں اور میری بیوی ہمیں بہت خوشی ہو گی ...اور آپ دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ خوب بنے گی آپ نے جو ڈریس پہن رکھا ہے ناں میری بیوی نے بھی سیم ٹو سیم ایسا ڈریس لیا تھا آپ دونوں کی پسند بہت ملتی ہے ...وہ ابھی کچھ اور بھی کہتا جب عمر نے اپنا بوٹ والا پاؤں اسکے پاؤں پہ رکھ کر زور دیا تھا

سردار خاموش ہو گیا تھا ...ہالے کی رنگت بدلی تھی

کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا؟...وہ حیران ہوا

ہالے لمحے کے ہزارویں حصے میں سنبھل گئی تھی

I can pay for it . . .

میں نے آپ کی بیوی کے کپڑے یوز کئے ... آپ کی اجازت کے بغیر ... یہ ایک نازیبا حرکت تھی ..میں آپ کی بیوی سے بات کر لوں گی اس بارے میں ...مجھے واقعی ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اور میں کھانا زندہ رہنے کے لئے کھاتی ہوں خوش رہنے یا رکھنے کے لئے نہیں ...وہ کہہ کر رکی نہیں تھی تیز تیز قدم چلتی اندر بڑھ گئی تھی

اسکا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا تھا . . . .

یہ انہیں کیا ہوا ہے ؟.. سردار اب بھی متعجب تھا

یہ تمہاری بیوی کے کپڑے ہیں .... چلو میں تمھیں سب بتاتا ہوں ..وہ اندر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا سردار اسکی تقلید میں چلتا گیا

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے

عمر اسے اپنے نکاح سے لے کر اب تک کی ساری بات بتا چکا تھا ... سردار اب بھی حیران تھا متحیر تھا شل تھا مطلب ... یہ جو میں نے اور میری بیوی نے فلمی شادی کی . .. تمہاری شادی کے مقابلے تو وہ کسی فلم کا ٹریلر بھی نہیں تھی ہم دونوں نے نواب شاہ میں منگنی کی بلوچستان میں قوالی رات رکھوائی ...لاہور میں مہندی ... برات ... اسلام آباد میں .. ہنی مون کے لئے ہم پیرس گئے ... اس سارے عرصے میں ہم نے اپنے موبائل فون آف رکھے .... تا کہ باہر کی دنیا سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو ہم نے سوچا تھا ہماری شادی فیری ٹیل شادی ہو گی . .. سارے دوست سن کر رشک کریں گے لیکن یہاں آ کر کیا پتہ چلتا ہے کہ تم نے .... میرا سارا پلان خراب کر دیا ... وہ صدمے میں تھا . . . .

ہاں تو تم سے کس نے کہا تھا یہ سارے چونچلے کرو .. میں بتا رہا ہوں اگر اپنی اس فضول فیری ٹیل شادی کے لیر شوروم سے ایک روپیہ بھی لیا ہو گا تم نے تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا ... اور میری بیوی کے سامنے اپنا منہ کم کھولا کرو وہ شوہر کو شوہر نہیں مانتی دیور چلے ہیں دعوتیں کرنے ... وہ سخت تپا ہوا تھا

یہاں سے باہر نکل کر کچن میں آؤ تو ہالے کچن میں کھڑی شانو کو ٹرالی سیٹ کرتے دیکھ رہی تھی

ایک بات بتائیں یہ سردار کی بیوی کے کپڑے یہاں اس گھر میں کیا کر رہے تھے ؟ بلاخر اس نے پوچھ ہی لیا البتہ انداز سرسری رکھا

شانو اب ڈرائے فروٹ کیک کاٹ کر پلیٹ میں رکھ رہی تھی

ارے باجی کیا بتاؤں ... سر دار بھائی بیوی نے اتنی شاپنگ کی اپنی شادی پہ اتنی شاپنگ کی کہ انکی دو کاریں سامان سے بھر گئیں ایک ٹرک ...میں سامان گیا تھا نواب شاہ یہ جو کپڑے یہاں رہ گئے تھے ناں کپڑے جس دن اس مہنگے درزی (ڈیزائنر) نے دینے تھے ناں اس سے ایک دن پہلے سر دار بھائی اور باجی کو ..نواب شاہ کے لئے نکلنا پڑا ...

اب وہ تلے ہوئے کباب پلیٹ میں سجا رہی تھی

پھر کیا ہوا باجی نے شور مچا دیا کہ انکو آج ہی کپڑے چاہیئے بات صرف کپڑوں کی ہوتی تو خیر تھی باجی نے تو دوسرے ملک سے اتنا سارا سامان منگوایا تھا وہ بھی لے جانا تھا ...اسکو بھی آنے میں وقت لگنا تھا یہاں باجی کا رونا نہیں ختم ہو رہا تھا پھر بڑی مشکل سے عمر صاحب نے انکو یہ کہہ کر بھیج دیا کہ وہ انکا سارا سامان لے آئیں گے باجی اور انکی بڑی دوستی ہے ایک ہی کالج میں پڑھتے ہیں ناں خیر جس صبح انکو نواب شاہ جانا تھا اسی صبح ...انکا اور آپ کا اپنا نکاح ہو گیا

اب وہ کیتلی میں چائے ڈال رہی تھی

باقی کیا سامان تھا؟ ہالے اس سارے وقت میں پہلی بار بولی تھی

برتن تھے .... سجاوٹ کے سامان تھے ...پینٹنگز تھیں ..وہ نہیں ہوتا وہ تھا ... اللہ جانے کیا گند منگوالیا تھا اپنی دوست سے ... عمر صاحب کی گاڑی کتنی بڑی ہے دیکھی ہے ناں؟... ساری منہ تک بھر گئی تھی پھر بھی سامان پورا نہیں آتا تھا آپ کو پتہ ہے ..وہ ابھی کچھ اور کہتی جب ہالے نے بیچ میں اسے ٹوک دیا

مہمان کو انتظار نہیں کراتے جاؤ پہلے سرو کر آؤ ... پھر میرے ساتھ مال چلنا کچھ کپڑے چاہیے مجھے

شانو سر ہلاتی ٹرالی گھسیٹتی آگے بڑھ گئی تھی

ہالے کو اپنی باتیں منوانی آتی تھیں اسے حکم دینا آتا تھا ... وہ نہ ملازمین کو جھڑکتی تھی نہ حد سے زیادہ نرمی دکھاتی تھی ... اس کا لہجہ متوازن ہوتا تھا حتمی لہجہ ... جو برا بھی نہ لگے .... جس سے انکار بھی نہ کیا جا سکے اس کے لہجے میں ایک رعب تھا وہ کبھی بھی اپنی عمر اور اپنی کلاس کی لڑکیوں کی طرح ضدی اور مغرور نہیں رہی تھی

وہ ریزرو رہتی اور دوٹوک بات کرتی

وہ شہزادی تھی اور اسے حکومت کرنا آتا تھا

شاہد ولا میں ناشتے کی میز سجی تھی گھمبیر خاموشی نے سارے میں اپنا جال بچھار کھا تھا ڈائیننگ میں گونجنے والی واحد آواز چمچوں اور کانٹوں کی تھی میز سے کچھ فاصلے پہ دو ملازم ہاتھ باندھے مودب سے کھڑے تھے سربراہی کرسی پہ شاہد حسین بیٹھے تھے سنجیدہ ... سپاٹ

انکی دائیں طرف نوال بیگم اور بائیں طرف ہارون شاہد بیٹھا تھا اس نے سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ پینٹ پہن رکھی تھی سانولے چہرے پہ اداسی سی تھی لیکن یہ چہرہ مایوس نہیں تھا کچھ ماہ قبل والے ہارون شاہد کے چہرے کی طرح

تم یونیورسٹی کیوں نہیں جارہے ؟...

چمچوں اور کانٹوں کے درمیان شاہد حسین کی بھاری آواز گونجی تھی

ہارون نے دانتوں سے سلائس کا کونہ کترا ... چبایا جوس کا گھونٹ بھرا اور اپنی سرمئی آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا

دل نہیں ہے .... تین لفظی لاپرواہ جواب...

شاہد کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا وہ اسی طرح ناشتے سے ہاتھ روکے بیٹھے رہے

ٹھیک ہے پھر میرے ساتھ سیاست میں آجاؤ میں تمھیں اپنی جگہ پہ لے آؤں گا تمہیں لوگوں سے انٹرڈیوس کرواؤں گا

اونہوں ... موڈ نہیں ہے .. ..ہارون نے منہ بگاڑ کر جواب دیا تھا

نوال غیر آرام دہ نظروں سے ان دونوں کو دیکھتی رہیں

یہ بھی سہی ہے .. پھر ایسا کرتے ہیں تمہاری پینٹنگز کی ایگزیبیشن کروالیتے ہیں ... تم لے لو جتنا وقت چاہیے جب تم اتنی پینٹنگز بنالو جتنی ایگزیبشن کے لئے ضروری ہوتی ہیں .. تو میں آگے بات کرلیتا ہوں کیا خیال ہے ؟.. وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے

ابھی وقت نہیں ہے .... وہ سلائس پہ جیم لگاتے ہوئے بولا تھا

کب تک میرے پیسوں پہ زندگی گزارنے کا ارادہ ہے ؟.. انکے لہجے میں واضح طنز تھا

ہارون کا رنگ سرخ ہوا تھا

آخر کب تک ہارون تم میرے پیسوں سے ناشتہ کروگے میرے پیسوں سے لنچ کروگے اور میرے ہی پیسوں سے ڈنر .. کب تک تم میرے پیسوں سے لی گئی گاڑیوں پہ گھوموگے کب تک اپنے گارڈز کو میری دی ہوئی رقم دیتے رہوگے ؟اگر میں تم سے کارڈ لے لوں تمھارے اکاؤنٹس فریز کردوں ... تو تمھارے پاس اپنا کیا ہوگا ؟مرد کے پاس ہر عمر میں اپنا کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے اور اگر نہ بھی ہو تو کوئی پلان ہونا چاہئے ... کوئی اسٹریٹیجی ہونی چاہئے .. اگر وہ بھی نہ ہو تو کوئی ہنر ہونا چاہئے ... تمہارے پاس کیا ہے ہارون ؟

وہ ہارون کی سرمئی آنکھوں پہ اپنی سرمئی آنکھیں جمائے پوچھ رہے تھے ... ان آنکھوں میں بس ذرا سا فرق تھا بس ذرا سا

اس جوان لڑکے کی آنکھوں نے ابھی دنیا نہیں دیکھی تھی اور وہ بوڑھی آنکھیں جہاں دیدہ تھیں

تمھارے پاس کیا پلان ہے ؟کچھ بھی نہیں

تمھارے پاس میرا پیسہ ہے لیکن تم کوئی کاروبار نہیں کرنا چاہتے تمھارے پاس ہنر ہے لیکن تم اسے دنیا کے سامنے نہیں لانا چاہتے کیونکہ تم جج ہونے سے ڈرتے ہو ... تم پڑھنا نہیں چاہتے کیونکہ تم نے کبھی پڑھنا چاہا ہی نہیں تم یونیورسٹی بس ہالے کے لئے جاتے رہے ہو

ہارون کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا شاہد کہے جارہے تھے

کیوں آخر کیوں ہے ایسا ہارون ؟

کیوں کوئی انسان تم سے پینٹنگ چھڑوا سکتا ہے ..

(اسکی آنکھوں کے سامنے خون سے لت پت رستم کا چہرہ آیا تھا)

کیوں کوئی انسان اتنا ضروری ہے کہ تم سے تمہاری پڑھائی چھڑوا سکتا ہے ...

(اسکی آنکھوں کے آگے ..ہالے کا چہرہ آیا تھا)

کیوں کوئی انسان سالہا سال تمہارے دل دماغ پہ حکومت کر سکتا ہے کوئی انسان تمھیں قید کر لیتا ہے تم وہ بولتے ہو جو وہ چاہے وہ کرتے ہو جو اسے پسند ہو ... وہاں جاتے ہو جہاں اسے جانا پسند ہو کبھی یہ انسان میں تھا اور کبھی ہالے .... تم آزاد پیدا ہوئے ہو ہارون ... اللہ نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا ہے میں ہر گز یہ نہیں کہہ رہا کہ ہمارے خلاف جاؤ ...وہ کام کرو جو ہمیں نہ پسند ہوں نہیں

تم اگر دو کام ہمارے لئے کر رہے ہو تو ایک اپنی خوشی کے لئے کرو

کہیں اگر ہماری خوشی کے لئے چل رہے ہو تو اگلی بار اپنی خوشی کے لئے اپنی پسند کی جگہ کا پروگرام بناؤ

کبھی ہماری پسند سے کھا رہے ہو تو اگلی بار اپنی پسند کا آرڈر دو

کسی کو یہ حق مت دو کہ وہ تمہارے ذہن میں اپنی سوچ ڈالے خود کو اتنا مت جھکاو کہ تمھارے منہ سے نکلنے والے الفاظ کسی کی ناراضگی کے اندیشے سے خوف زدہ ہوں تم آزاد ہو تمہارے الفاظ تمہاری سوچ کو بھی آزاد ہونا چاہیے خود کو انڈرریٹ مت کرو جو ہنر تمھیں اللہ نے دیا ہے اسے دنیا کیوجہ سے کیوں چھپانا؟لوگ برا بولیں گے لیکن کوئی اچھا بھی تو بولے گاناں اور اگر نہ بھی بولے تمہارا دل راضی تو سب راضی .. میں تمھیں تین دن کا وقت دیتا ہوں اپنے لیے فیصلہ لو . . .

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے لہجے میں تپش باقی تھی نوال نے انکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر خاموش رہنے کا کہا تھا لیکن وہ نہیں سن رہے تھے

اپنا کیریئر چوز کرو

کاروبار .. پڑھائی .. سیاست .. پینٹنگ .. کسی ایک چیز کو منتخب کرو ورنہ میں کرلوں گا اگلے تین سال کا پلان بناؤ اور اس پلان میں شادی کو بھی رکھو تین سال بعد یا تین ماہ بعد مجھے نہیں پتہ لیکن میں اپنی نسل ختم ہونے نہیں دوں گا شادی کرو مجھے دو پوتے پیدا کر کے دو پھر چاہے جو مرضی کرو تم چاہے ساری زندگی یہ عشق کا روگ لئے بیٹھے رہو مجھے فرق نہیں پڑتا اور اگر تم نے شادی سے انکار کیا تو میں گن پائنٹ پہ تمہارا نکاح کرواؤں گا اور تم جانتے ہو میں ایسا کروں گا میں تمہارا باپ ہوں اور تم سے زیادہ پاگل ہوں . ...وہ دبا دبا غرائے تھے

ہارون اپنی کرسی سے اٹھا تھا ... اسکا چہرہ وہ نہیں تھا جس کے ساتھ وہ ناشتہ کرنے آیا تھا

آپ یہ سب اسلئے کہہ رہے ہیں کیونکہ میں ہارون ہوں .. اگر میں رستم ہوتا تو آپ یہ سب نہ کہتے ...وہ پھٹی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا

نوال بس خاموشی سے ان دونوں کے ایک دوسرے کے روبرو کھڑے دیکھتی رہیں

بلکہ آپ کو ضرورت ہی نہ پڑتی کیونکہ وہ تو جینئیس تھاناں ..وہ تو حل ڈھونڈلیتا تھاکام کرلیتا تھا آپ کا فیورٹ بیٹا

اصل میں اس دن مجھے مارنا چاہئے تھا

ہارررووون ..شاہد چلائے تھے

نہیں پپا چیخیں مت میں سہی تو کہہ رہاہوں ...اس دن مجھے مرنا چاہئے تھا تاکہ آپ کا فیورٹ بیٹا بچ جاتا اس دن اگر میں مرتا تو آپ کو اتنا دکھ نہیں ہوتا جتنا اب ہے ... آپ کو اپنے کاروبار کی اتنی فکر نہ ہوتی جتنی اب ہے کیونکہ وہ سب سنمبھال لیتا ہمیشہ کی طرح میں نہیں کر سکتا کیونکہ میں اسکے جیسا نہیں ہوں میں نے آپ کے فیورٹ بیٹے کو آپ سے دور کر دیا ...اسی لئے میں کبھی آپ کی نظروں میں آ ہی نہیں سکا میری اس حالت کے ذمہ دار آپ ہیں اگر شروع سے آپ مجھے ویسی توجہ دیتے تو آج میں ہالے یا کسی اور کی توجہ کے لئے نہ ترستا اگر آپ میری پینٹنگ کی ویسے تعریف کرتے جتنی رستم کے گریڈز کی کرتے تھے تو آج میں بھی کانفیڈینٹ ہوتا دنیا چاہے جو مرضی کہے اگر ہمارے والدین ہمیں "بہت اچھا ہے "بس اتنا بس اتنا بھی کہہ دیں تو ہم ساتویں آسمان پہ پہنچ جاتے ہیں

وہ سرخ پڑتی آنکھیں لئے درد سے کہہ رہا تھا

میں اپنے لئے فیصلہ لوں یہ کہہ رہے ہیں آپ کیا اپ نے کبھی لینے دیا فیصلہ ؟

میں نے ٹینتھ میں آرٹس لینا چاہا آپ نے زبردستی سائینس لے دیا مجھے ایف اے سی کے بعد باہر جانا تھا آپ نے نہیں جانے دیا کیونکہ میں رستم جیسا نہیں ہوں میں نے یونیورسٹی میں اپنی مرضی کے سبجیکٹس لینے چاہے آپ نے منع کر دیا میری گاڑی میرے گارڈز تک آپ کی مرضی کے ہیں پپا ... میں کیا پہنوں گا یہ بھی آپ بتاتے ہیں آپ نے نوٹ نہیں کیا لیکن میں نے کیا ہے جو کپڑے میرے لئے ہالے لاتی ہے وہ آپ کو پسند آتے ہیں جو میں اپنی پسند سے لاتا ہوں آپ کو اس میں گریس نظر نہیں آتا جس انسان کو اپنی مرضی کے کپڑے نہیں پہننے دیے جاتے وہ اپنی زندگی کا فیصلہ کیسے لے گا؟

اسکی گلے میں آنسوؤں کا پھندہ سا اٹکا تھا

کیا کبھی آپ لوگوں کو میری پسند کا کھانا پسند آیا؟ جو چیز میں آرڈر دیتا ہوں آپ اسے ایک طرف کر دیتے ہیں کیونکہ وہ کھانا ہیلدی نہیں ہوتا

کیا ہو گا اگر ایک دن آپ نے ڈائٹ فوڈ نہیں کھایا؟

میں جہاں جانے کا کہتا تھا وہ جگہ آپ کو کبھی اچھی ہی نہیں لگی آپ نے پپا آپ نے ہمیشہ مجھ پہ اپنے فیصلے تھوپے ہیں آپ نے مجھے grow کرنے ہی نہیں دیا میں آپ کی توجہ کے لئے ساری زندگی ترسا ہوں مجھے وہ کام کرنے پڑے جو مجھے نہیں پسند تھے لیکن آپ کو پسند تھے مجھے شروع سے سائنس نہیں پسند تھی لیکن آپ نے زبردستی میرے سبجیکٹس سلیکٹ کیے آپ کو پتہ بھی ہے میں کس طرح پڑھتا تھا میں ساری ساری رات جاگتا تھا میری

آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں مجھے رونا آتا تھا مجھ سے پڑھا نہیں جاتا تھا لیکن آپ کے لیے صرف آپ کی محبت کے لئے میں خاموش رہا آپ کے ڈائٹ فوڈ سے میری بھوک نہیں مرتی تھی میں آدھا سیر اور آدھا بھوکا سوتا تھا لیکن کہتا نہیں تھا جو کپڑے آپ لاتے تھے یا ہالے لاتی تھی میں ان میں کمفرٹیبل نہیں ہوتا تھا میرا جسم جلتا تھا ان کپڑوں سے کبھی کبھی میرے جسم پہ ریشز ہو جاتے تھے لیکن میں کچھ نہیں کہتا تھا آپ کے لائے جوتے کبھی کبھی میرے پیروں میں درد دیتے تھے کیونکہ انکا سائز چھوٹا ہوتا تھا آپ کو میرے جوتے کا سائز تک نہیں پتہ ہوتا تھا لیکن میں وہ چھوٹے جوتے پہن لیتا تھا میں پھر بھی چپ رہتا تھا کیونکہ میں ہارون شاہد تھا ... آپ کی توجہ کے لئے ترسنے والا بچہ ....

شاہد حسین لب بھینچے کھڑے رہے

آپ گن پائنٹ پہ میری شادی کروائیں گے ناں کروائیں .. آپ کو اپنی نسل چلانی ہے ناں لائیں بہو لیکن بچے تو دور میں اس لڑکی کو آنکھ اٹھا کر دیکھوں گا بھی نہیں ...

وہ کہتے ہوئے انکے بالکل سامنے کھڑا ہوا تھا

اب بس پیا اب بس بہت سہ لیا میں نے ہر بار میں ہی کیوں ... میں شادی کب کروں گا یہ میرا فیصلہ ہو گا میں بچے کب پیدا کروں گا یہ بھی میرا فیصلہ ہو گا میں کیا پڑھوں گا کیا کروں گا یہ سارے فیصلے آج کے بعد میں لوں گا ہارون شاہد لے گا کب لے گا یہ طے نہیں ہوا آپ میرے باپ ہیں مجھے رائے دیں لیکن اپنے فیصلے مجھ پہ مسلط نہ کریں اللہ نے مجھے دماغ دیا ہے میں اپنے لئے فیصلے لے سکتا ہوں آج کے بعد میں اپنی مرضی کے کپڑے پہنوں

گا اپنی پسند سے کھاؤں گا اور اپنی مرضی کی جگہ جاؤں گا آج کے بعد میرے ساتھ کوئی گارڈ نہیں جائے گا کیونکہ مجھے موت کا کوئی خوف نہیں ہے ہارون شاہد آج کے بعد آزاد ہے جس طرح ....رستم آزاد ہوتا اگر وہ زندہ ہوتا وہ بول کر تھک گیا تھا تب ہی خاموش ہو گیا

اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا آنکھیں سرخ پڑ گئی تھیں جسم کانپ رہا تھا .... لیکن وہ کھڑا تھا اپنے لئے کھڑا تھا

شاہد چند لمحے اسی طرح کھڑے رہے پھر آگے آئے ہارون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں ... اور کہنا شروع کیا

شادی کے چار سال ہمارے یہاں اولاد نہیں ہوئی تھی ہارون .. انکا لہجہ دھیما تھا ...پرسوز تھا

چار سال بعد اللّٰہ نے مجھے دو بیٹے دیے یہ وہ وقت تھا جب آپا اولاد نہ ہونے کی وجہ سے صدمے میں رہتی تھیں پریشان ....مایوس

ہارون نہ چاہتے ہوئے بھی سنے گیا

جب میری گود میں دو بیٹے آئے تو میرے سب دوست عزیز رشتے داروں نے کہا کہ میں ایک بیٹا اپنی بہن کو دے دوں ... ورنہ کہیں میری بہن کو طلاق ہی نہ ہو جائے

ہارون نے سر اٹھا کر شاکی نظروں سے انہیں دیکھا تھا

مجھے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے میرا دل نکال لیا ہو

میں نے انکار کر دیا لوگ مجھ پہ دباؤ ڈالنے لگے مجھ سے کہنے لگے کہ رستم کو میں اپنے پاس رکھ لوں اور ہارون وہ ویسے بھی کمزور اعصاب کا بچہ ہے میں اسے اپنی بہن کو دے دوں انہوں نے تمہارا نام لیا تو جیسے میرے دل پہ الٹی چھری پھیر دی

میں نے اپنی بہن کی طلاق منظور کر لی لیکن میں نے اپنے بیٹوں کا سودا نہیں کیا گو کہ معراج بھائی نے انہیں نہیں چھوڑا لیکن پھر بھی ہارون میں نے تم پہ گو اپ نہیں کیا مجھے اگر صرف رستم عزیز ہوتا تو میں تمھیں انکے حوالے کر دیتا

نوال عجیب سی نظروں سے اپنے شوہر کو بولتے دیکھتی رہیں ہارون شرمندہ کھڑا تھا

تم دونوں میرے بیٹے تھے میرے بازو کیا کوئی ایسا انسان ہو گا جو ایک بازو کٹوانا منظور کر لے ؟ کوئی نہیں ہو گا ہارون اولاد سانجھی ہوتی ہے تم میرے لئے اتنے ہی قیمتی تھے جتنا رستم .... تمھارے لئے میرے فیصلے غلط ہو سکتے ہیں میں مانتا ہوں کیونکہ میں تمہارا باپ ہونے کے ساتھ ساتھ انسان بھی ہوں اور انسانوں سے غلط فیصلے ہو جاتے ہیں لیکن خیر تم آزاد ہو بیٹا اپنے فیصلوں میں آزاد میری نسل اگر تم سے نہ چلی تو دوسری شادی کروں گا دوسرے بچے پیدا کروں گا اور اگر یہ بھی نہ کیا تو سڑک سے کسی یتیم بچے کو اٹھا کر اسکے نام کے آگے شاہد حسین لگا دوں گا لیکن آئندہ تم سے کچھ نہیں کہوں گا تم آزاد ہو ہارون وہ آزردگی سے کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے

پیچھے ہارون اسی طرح شل کھڑا رہ گیا

گاڑی کا دروازہ کھولتے شاہد حسین کے ہاتھ کو نوال نے اپنے ہاتھ سے روکا تھا وہ انکے سامنے تن کر کھڑی تھیں

یہ سب کیا ہے ؟... وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے غرائی تھیں

شاہد مسکرائے تھے

سیاست ... یہ سیاست ہے نوال شاہد وہ میری جوان اولاد ہے غصہ کروں گا تو باغی ہو جائے گا پیار سے بات کروں گا تو سر پہ چڑھ جائے گا میں اسے ایمو شنل کر رہا ہوں کیونکہ میں اس سے اپنا مطلب اسی طرح نکلوا سکتا ہوں میں ڈر گیا ہوں معراج بھائی کی موت کے بعد ڈر گیا ہوں انکے نارمل بچے رل گئے ہیں میرے کمزور بیٹے کا میرے بعد کیا ہو گا ؟

میں اسے کسی مقام پہ لانا چاہتا ہوں ... وہ اپنے غم کو دکھا نہیں رہا لیکن اندر ہی اندر وہ گھل رہا ہے ہالے کا غم اسکو کھا رہا ہے اس سے پہلے وہ ختم ہو جائے مجھے اسکے لئے کچھ کرنا ہو گا

تم نے اس سے جھوٹ بولا شاہد ...ہارون اور رستم کی پیدائش پہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا

کیونکہ مجھے یہی آتا ہے وہ ترنت بولے تھے

قصے گڑھنا جھوٹ بولنا یہ میرا کام ہے میں سیاست دان ہوں لفظوں کی ہیر پھیر میرا کام ہے لوگوں کے سامنے مظلوم بننا آتا ہے مجھے ہارون جانتا ہے رستم اس سے زیادہ میرا اگلٹ ہے وہ اس سے زیادہ مجھے ہنٹ کرتا ہے وہ مجھے ڈرا رہا تھا اور میں نے بازی پلٹ دی کیونکہ میں اسکا باپ ہوں اور اس سے زیادہ پاگل ہوں وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے

نوال کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے نم آنکھوں کی خفگی کم ہو گئی تھی

اور تم نے کہا ... تم دوسری شادی کرو گے ... تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟انکی آواز میں رنج تھا

شاہد ہلکا سا انکے کان کے قریب جھکے تھے

جب چڑیلیں چمٹ جاتی ہیں تو انسے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے تمھیں کیا لگتا ہے ایک چڑیل کے ہوتے ہوئے میں دوسری چڑیل لا سکتا ہوں؟وہ محضوض سا کہتے پیچھے ہٹے تھے اس سے پہلے کہ نوال کی جانب سے کوئی جوابی کارروائی ہوتی وہ فوراً سے دروازہ کھول کر گاڑی کے اندر بیٹھ گئے تھے

پیچھے نوال پیر پٹختی رہ گئی تھیں

جھوٹے سیاست دان میں دیکھ لوں گی تمھیں . . .

وہ پیچھے سے چلائی تھیں

گلی کے دونوں اطراف میں زمین کی طرف جھکے ہوئے درخت تھے یہ نسبتاً ایک سنسان گلی تھی دور دور تک کوئی زی روح نظر نہیں آتا تھا مئی کی چلچلاتی دھوپ میں ایک بڑی سی گاڑی ان ہی درختوں کی اوٹ میں کھڑی تھی .

.. جس میں سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد سفید وردی والا ڈرائیور باہر نکلتا ایک نظر ساری گلی پہ ڈالتا اور پھر واپس گاڑی میں بیٹھ جاتا شاید اپنے مالک کی طرح یہ گرمی اس سے بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی

امیروں کے امیر نوکر ....

ایسے میں اگر تم آنکھوں کو ذرا چھوٹا کر کے دیکھو تو گلی کے کونے میں ایک گاڑی رکتی نظر آئے گی تھوڑی دیر بعد اس گاڑی سے ایک دراز قد مرد باہر آیا تھا

نیلی بٹنوں والی شرٹ جس کے کف موڑ رکھے تھے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے سیاہ آنکھوں نے ساری گلی کو آنکھوں سے اسکین کیا تھا پھر قدم درخت کے سائے میں کھڑی گاڑی کی طرف موڑے تھے

تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ گاڑی کے قریب پہنچ گیا تھا سفید وردی والا ڈرائیور باہر نکل آیا تھا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ اسکے لئے کھولا تھا وہ گردن اندر کیے گاڑی میں بیٹھ گیا ... اسکے ساتھ کوئی اور بھی تھا کون بھلا؟

سکندر شاہ ...

لانگ ٹائم شاہ صاحب ... وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا البتہ اسکی آنکھیں ان میں تپش تھی

سامنا بیٹھا آدمی ویسا بالکل نہیں تھا جیسا تم نے اسے معراج سلطان کے قتل کی رات دیکھا تھا یہ وہ آدمی تھا جس کی بیوی نے اسے گھر سے نکال رکھا تھا جسکی بیٹی اسکی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی یہ وہ آدمی تھا جس کے بیٹے کی منگنی ٹوٹ چکی تھی صرف اس وجہ سے کہ اسکا باپ بدکردار ہے یہ وہ آدمی تھا جسکا بیٹا محبت چھوٹ جانے کے غم میں سارا سارا دن شراب پیتا یا منشیات کے زیر اثر رہتا تھا یہ آدمی وہ تھا جس کے ہسپتال کی ریپوٹیشن مٹی میں مل

چکی تھی اس آدمی کے بینک اکاؤنٹ اسکی بیوی نے فریز کروا رکھے تھے یہ آدمی کنگال تھا ... یہ آدمی گھر بدر ہوا تھا یہ وہ آدمی تھا جو اپنا وقار کھو چکا تھا یہ وہ آدمی تھا جو اپنا خاندان کھو چکا تھا

جس طرح ایک ماہ قبل عمر حیات نے کھویا تھا . . .

عمر صاحب میں آگیا ہوں ... آپ نے کہا تھا میں ایک دن آؤں گا سہی کہا تھا میں واقعی مجبور ہو گیا ہوں مجھ پہ ہر طرف سے گھیرا تنگ ہو گیا ہے کچھ کیجئے ... میرا خاندان تباہ ہو گیا ہے ... میری بیٹی میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی میرا بیٹا منشیات کا عادی ہونے لگا ہے .. میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کو کیا چاہیئے خدا کے لئے مجھے بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں .... وہ بے بسی کی آخری حد کو چھو رہے تھے

عمر نے ایک بے نیاز نظر ان پہ ڈالی تھی

آپ اپنے لیے آئے ہیں شاہ صاحب .. اسلئے پہلے آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں ... میری چیزیں مجھے واپس کرنے کے بدلے آپ کیا چاہتے ہیں؟ وہ کاٹ دار لہجے میں پوچھ رہا تھا

سکندر شاہ نے بے اختیار تھوک نگلا تھا

صرف ایک گواہی ... میں آپ سے صرف ایک گواہی چاہتا ہوں

کیسی گواہی؟..

میرے بیٹے کے سسر سے آپ کے بہت اچھے تعلقات ہیں ... انکا بیٹا آپ کا کلاس فیلو اور دوست رہا ہے آپ بس ایک بار صرف ایک بار انکے سامنے میرے حق میں گواہی دے دیں کہ وہ ویڈیو جعلی تھی میرے بیٹے کی

محبت اسے مل جائے گی میری بیٹی کے کالج میں آپ پچھلے ماہ آئے تھے وہ تب سے آپ کو آئیڈیلائیز کرتی ہے آپ کی گواہی میرا خاندان بچا سکتی ہے خدا کے لئے کچھ کریں عمر صاحب میں آپ سے اپنے خاندان کی بھیک مانگتا ہوں ...میرا ہسپتال جائے بھاڑ میں میری ریپوٹیشن کی مجھے پرواہ نہیں چاہے سارا شہر مجھ پہ لعنت بھیجے لیکن مجھے بس میرا خاندان واپس چاہیے. انہوں نے بقاعدہ ہاتھ جوڑ لئے تھے

عمر کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا

اور آپ کو کیوں لگتا ہے کہ کوئی میری گواہی مانے گا؟

وہ انکے چہرے پہ نظریں جمائے پوچھ رہا تھا

کیونکہ آپ کی کریڈبیلٹی ہے .. آپ کا مقام ہے آپ کی بات کی عزت ہے میرا خاندان بچالیں عمر صاحب ....

انکے انداز میں منت تھی

یہ مقام اور عزت مجھے اللہ نے امانت دی ہے جھوٹی گواہی خیانت ہے اور میں یہ نہیں کروں گا میں عمر حیات ہوں میں جھوٹی گواہی نہیں دوں گا لیکن میں آپ کا مسلہ حل کر دوں گا وہ سوچ سوچ کے بول رہا تھا ... آپ نے میرے خاندان کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا میں آپ کے ساتھ نہیں کروں گا لیکن آپ نے میری کچھ چیزیں مجھ سے چھپائیں میں مانگنے آیا آپ نے نہیں دیں اس سب کے لئے آپ کو سبق مل گیا ہو گا خیر مجھے آپ کے بیٹے اور بیٹی کا نمبر اور باقی ساری ڈیٹیلز بھیج دیں میں دیکھ لوں گا

اور آپ کا سامان مجھے اسکی تفصیل بتائیں ... میں کچھ بھی کر کے پہلے آپ کا سامان لاؤں گا چاہے اسکے لئے جو مرضی کرنا پڑے وہ تیز تیز بول رہے تھے مبادہ عمر اپنی بات سے مکر ہی نہ جائے

میری بس ایک ہی چیز رہ گئی تھی وہاں

"منی کیمرہ ریکاڈر"

لیکن وہ تو میں نے آپ کو دے دیا تھا

اونھوں جو کیمرہ آپ نے دیا وہ میں نے دروازے کی اوٹ میں لگایا تھا تاکہ جب دروازہ بند ہو تو کیمرہ چھپ جائے .. میں نے ایک اور کمیرہ بھی لگایا تھا جج صاحب کے بیڈ کے عین سامنے وہ نہیں چھپ سکتا تھا وہ کیمرہ مجھے نہیں ملا ... مجھے میرا سامان لا کر دے دیں اور وہ عبدل اسے چاہے پاتال سے لائیں لیکن مجھے وہ چاہیے میں اسے خود بھی ڈھونڈ سکتا ہوں لیکن میں مصروف ہوں اور یہ آپ کا کام ہے آپ میرا کام کر دیں میں اسی دن آپ کا خاندان جوڑ دوں گا عمر سہولت سے کہہ رہا تھا

سکندر شاہ اب متذبذب تھے

آپ پہلے میرا کام کر دیتے ... تو آپ کی مہربانی ہوتی عمر صاحب میرا ہسپتال میری بیوی کے نام ہے وہ مجھے اندر گھسنے بھی نہیں دیتی گھر میں میرا داخلہ بند ہے ایک مہینے سے ہوٹلوں کے چکر لگا رہا ہوں میں گھر جائے بغیر اور ہسپتال جائے بغیر آپ کا کام کیسے کر سکتا ہوں ؟....

عمر نے ہنکارہ بھرا تھا

ایک دو دن تک ہو جائے گا آپ کا کام . . . اور اگر اسکے بعد مجھے میرا سامان نہ ملا تو میں آپ کے ساتھ وہ کروں گا کہ ساری دنیا دیکھے گی میں کوئی عام آدمی نہیں ہوں بندہ مار کر لاش ٹھکانے کیسے لگانی ہے یہ میں جانتا ہوں . . . میں پولیس والا ہوں قانون کے سارے جھول میری جیب میں ہیں میں آپ پہ اتنے کیس لگاؤں گا کہ آپ کی ساتھ پشتوں کا بھی اس کیس کوئی تعلق نہیں ہو گا نہ آپ نے خواب میں ان جرائم کا سوچا بھی ہو گا ....میں آپ پہ ایسے ایسے کیس لگاؤں گا کہ کوئی آپ کی لاش کو کندھا دینا تو دور لعنت بھیجنا بھی پسند نہیں کرے گا ...اسلئے .(انگلی اٹھا کر وارن کیا) مجھے ڈبل کراس مت کیجیے گا اسکے لہجے میں کچھ تھا کہ سکندر شاہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہوئی

میں .. آپ سے وعدہ کرتا ہوں عمر صاحب میں ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا جس سے میں ایک بار پھر اپنے خاندان کی نظروں میں گر جاؤں وہ بدقت بول پائے تھے

عمر چند لمحے انکو سخت نظروں سے دیکھتا رہا پھر گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکل آیا تھا

اچانک اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا وہ گاڑی کی شیشیے پہ جھکا تھا

آپ کی بیوی پرانے کراچی جاتی ہیں ناں اپنے رشتے داروں سے ملنے ؟

ہاں ... لیکن یہ بات میرے بچے نہیں جانتے آپ کو کیسے پتہ ؟وہ حیران تھے

میں عمر حیات ہوں مجھے سب پتہ ہوتا ہے ..وہ کہہ کر سیدھا ہوا اور ہونٹوں کو سیٹی کے انداز میں گول کرتا آگے بڑھ گیا . . .

کرنے کو ابھی کام بڑھ گیا تھا

عمر حیات کے بنگلے پہ غیر معمولی خاموشی تھی شانو اپنا کام کر کے جا چکی تھی دوپہر کا کھانا بننے میں وقت تھا ہالے لان میں بیٹھی مہر سے کال پہ بات پہ کر رہی تھی جب عمر گھر کے اندر داخل ہوا وہ ابھی سکندر شاہ سے مل کر آیا تھا اس نے دور سے ہالے کو یہاں بیٹھے دیکھا تو یہیں چلا آیا وہ اسکی طرف پیٹھ کیے بیٹھی تھی عمر کی آہٹ پہ مڑی تھی اسکو دیکھ کر حلق تک میں کڑواہٹ گھل گئی تھی

میں نے اس اسٹال والے آدمی کا کام کر دیا ہے اب اپنی زبان میں اسکو سمجھا لیں کہ آئندہ اپنا اٹھنا بیٹھنا "ٹھیک " کر لے پولیس اتنی پاگل نہیں ہوتی کہ روڈ پہ چلتے عام آدمی کو اٹھا کر جیل میں ڈال دے وہ اسکے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا

وہ آدمی بے قصور تھا اسکا کسی چوری ڈاکے میں کوئی ہاتھ نہیں تھا پولیس والوں نے اسکے سر پہ جھوٹا کیس ڈالا تھا میں اس آدمی کو کئی سالوں سے جانتی ہوں وہ بیچارہ رحم دل اور شریف انسان ہے

جی جی بلکل اس شریف رحم دل انسان نے ایک رات ڈکیتوں کو اپنے گھر پہ پناہ دی تھی وہ چور اسکے دوست تھے اسکا سرکل تھے اور انسان کے کردار کا پتہ اسکے سرکل سے لگایا جاتا ہے اب غنڈے موالیوں میں اٹھے بیٹھے گا تو گورنر ہاؤس کی سیر تو کرے گا ناں عمر بے زاری سے کہہ رہا تھا

ہالے نے اچھنبے سے اسکو دیکھا تھا

گورنر ہاؤس؟...

عمر مسکرایا تھا... ظاہر ہے وہ اسکی اصطلاحات سے نہ واقف تھی

گورنر ہاؤس ہم تھانے کو کہتے ہیں یہ کوڈ ورڈ ہے

رشوت کو ہم چائے پانی کہتے ہیں ...

اور مار پیٹ کو خاطر تواضع کہتے ہیں

تھانے میں انے والے کو ہم مجرم نہیں "مہمان" کہتے ہیں

اور بار بار آنے والے کو "محبوبہ" کہتے ہیں

آہستہ آہستہ آپ جان جائیں گی وہ محضوض سا کہہ رہا تھا

ہالے نے دھیان نہیں دیا

تم نے کیسے کیا یہ؟ وہ چھ ماہ سے تھانے میں ہے تم نے چند دنوں میں یہ کیسے کیا؟ اسکی سوئی کسی اور جگہ اٹکی تھی

میں نے یہ کام چند دنوں نہیں چند منٹوں میں کیا ہے پچھلے کچھ دن میں مصروف تھا اسلئے میں نہیں کر سکا دوسرا وہ شریک جرم نہیں تھا میں نے کیس بدل دیا ہے میں نے تھانے میں بات کرلی ہے اب کیس کچھ اس طرح ہو گا کہ چھ ماہ قبل اس بوڑھے کا بیٹا جواد جب اپنے گھر میں سو رہا تھا تو چند مشتبہ افراد اسکے گھر میں گھس آئے اسکی بیوی بچوں کو زدو کوب کیا اور پولیس سے بچنے کے لئے ایک رات انکے گھر پہ زور زبردستی پناہ لی مزید چند محلے والوں کی گواہی اور ان ڈاکوؤں میں سے ایک آدمی کو خرید لیا وہ ہماری مرضی کی گواہی دے گا اور ایک آخری بات میں نے یہ سب آپ کے لئے نہیں کیا میں یہ جج صاحب کے لئے بھی نہیں کرتا میں مجرم کو معصوم نہیں قرار دے سکتا وہ آدمی واقعی شریف ہے اور اپنے دوستوں کے ان مشکوک کاموں میں جواد کا کوئی حصہ نہیں تھا ....اب کچھ دنوں تک وہ باہر آجائے گا امید ہے سدھر بھی جائے گا میں نے دو ہاتھ لگا دیے ہیں . .

وہ کچھ اور بھی کہہ رہا تھا جب ہالے نے اسکی بات کاٹی

تم نے اسے مارا؟... تمھیں ترس نہیں آیا تم ایسا کیسے کر سکتے ہو ہالے کو واقعی غم لگا تھا

نہیں تو آپ کیا چاہتی ہیں اسکے قدموں میں بیٹھ جاتا اسکی منت سماجت کرتا کہ بھائی صاحب آئندہ آپ ایسے مشکوک لوگوں سے نہیں ملیں گے ...بلکہ اپنے سر کی قسم اٹھوا لیتا کہ اگر تم نے آئندہ ایسا کچھ کیا تو میرا مرا منہ دیکھو وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے کہہ رہا تھا

ہالے نے ڈھیر سارا اشتعال اندر دبا یا تھا ابھی وہ کچھ کہتی جب اسکے ذہن میں ایک جھماکا ہوا

تم یہیں رکو ... یہیں میں . آتی ہوں وہ غائب دماغی سے کہتی اندر چلی گئی تھی

تھوڑی دیر بعد جب واپس آئی تو عمر اسی جگہ کھڑا تھا اسکی اسکین کرتی نظر ہالے کے ہاتھ میں دبے چیک پہ گئی وہ تب تک اسکے قریب آ کر رکی تھی

یہ میں نہیں لے سکتی ...اس نے چیک ہوا میں بلند کیا تھا

عمر نے آنکھیں سکیڑ کر اسکو دیکھا تھا

ہالے .. ہم دونوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا آپسی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر ہم پارٹنرز بن کر کام کریں گے اور یہ کوئی بخشش نہیں ہے یہ آپ کے زیورات کی رقم ہے آپ اگر انکو کہیں اور بھی بیچتیں تو ظاہر ہے اتنے ہی پیسے ملتے اسے رکھیں کام آئیں گے ...وہ نرمی سے کہہ رہا تھا

میں یہ اس لئے نہیں لے رہی کیونکہ یہ رشوت کی رقم ہے میں بغیر پیسوں کے رہ سکتی ہوں لیکن حرام کی کمائی میرے لئے ناقابل قبول ہے یہ واپس لے لو اب کے اسکے لہجے میں سختی نہیں تھی وہ بس منع کر رہی تھی

جبکہ عمر پہ تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے

رشوت ؟.. حرام کا پیسہ آخر یہ سب کہہ کیا رہی ہیں آپ ؟وہ کافی دیر بعد بولا تھا

رشوت کا پیسہ نہیں تو اور کیا ہے یہ بیس لاکھ عمر یہ بیس لاکھ کا چیک ہے تمہاری دس تنخواہوں سے زیادہ آخر اتنا پیسہ تم کہاں سے لائے ؟ظاہر ہے یہ تمہارا "چائے پانی" ہو گا وہ چائے پانی پہ زور دیتی بولی تھی

عمر کا چہرہ سرخ ہوا تھا

ہالے میں آپ کی ساری نفرت بدتمیزی سب برداشت کرلوں گا لیکن میری جاب میرا فرض ہے میں اس معملے میں کوئی غلط بات برداشت نہیں کروں گا جاننا چاہتی ہیں کہاں سے آیا یہ پیسہ .. یہ رقم میرے شوروم سے آتی ہے صدر بازار میں تین دکانیں ہیں میری وہاں سے آتی ہے اب آپ پوچھیں گی وہ دکانیں کہاں سے آئیں تو میں آپ کو بتادوں وہ دکانیں میری ماں کا شرعی اور قانونی حصہ ہیں میں اٹھارہ سال کی عمر سے مختلف نوکریاں کررہا ہوں میں وہ آدمی نہیں ہوں جو تنخواسے گزارا کرے مجھے پر تعیش زندگی پسند ہے اور اسکے لئے ایک آمدنی کبھی بھی کافی نہیں ہوتی یہ چیک صرف بیس لاکھ کا ہے میں آپ کو ایک ایک کروڑ کا چیک بھی دے سکتا ہوں عمر حیات نے پیسہ کمایا ہے اور بہت کمایا ہے لیکن میں نے کبھی حرام نہیں کھایا آئندہ کبھی بھی میری کمائی کو رشوت یا حرام کی کمائی کہنے سے پہلے ہزار بار سوچ لیجیئے گا وہ بول کر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا تھا

پیچھے ہالے بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے جاتے دیکھتی رہی

دو گھنٹے بعد

وہ شہر کے بہت بڑے اور مہنگے مال کے لیڈیز سیکشن میں تھی یہ ایسا مال تھا جہاں صرف امراء آتے تھے غریبوں اور مڈل کلاس لوگوں نے ایسے مال بس فلموں اور ڈراموں میں دیکھ رکھے تھے یہاں کی ایک لپسٹک بھی اتنی مہنگی تھی کہ اتنے پیسوں سے ایک غریب آدمی کا سارے مہینے کا خرچہ نکل جائے شانو اسکا سایہ بنی اسکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی ساتھ بار بار گردن اٹھا کر کبھی یہاں دیکھتی تو کبھی وہاں ...ہالے نے کئی دفع اسے سیدھا دیکھ کر چلنے کو کہا تھا لیکن وہ مال کی روشنیوں اور رنگینیوں میں ایسی گم تھی کہ اسے کچھ دکھائی سنائی نہیں

دیتا تھا اسکے برعکس ہالے کے تاثرات سپاٹ تھے وہ جیسے مارے باندھے یہاں آئی تھی ایک جگہ سے اپنے لئے کچھ جوتے خریدے کہ اب تک بخش کی لائی زرد ہیلز میں گھوم رہی تھی اب وہ ایک شاپ سے اپنے لئے چند لان کے سوٹ خرید رہی تھی سردار کی بیوی کے کپڑوں پہ لگا برانڈ ٹیگ اس نے دیکھ لیا تھا اسکے لئے اسی برانڈ کی کلیکشن میں سے کچھ کپڑے خریدے جو کہ تقریباً پندرہ جوڑے تھے

تھوڑی دیر مزید اسی سپاٹ اور سرد تاثرات کے ساتھ اپنی باقی ضرورت کی چیزیں لینے کے بعد وہ بل کاؤنٹر پہ آگئی تھی

میم آپ کا کارڈ؟. ڈیسک کے پیچھے کھڑی لڑکی نہایت شائستگی سے بولی تھی

میں کیش پہ کروں گی ... آپ بل بنا دیں ہالے نے جواب دیا تھا

چند لمحہ کھٹ پٹ ٹائپ کر کے اس لڑکی نے بل ہالے کے سامنے کیا تھا ... اسکی نظر سیدھا آخر میں ٹوٹل پہ گئی تھی

پانچ لاکھ دس ہزار .... ہالے نے بدقت اپنی مسکراہٹ برقرار رکھی . .

نارمل حالات میں یہ بل اسکے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتا لیکن بات یہی تھی کہ حالات نارمل نہیں تھے

(یہ چند کپڑے اور جوتے اتنے مہنگے ہوگئے اور پتہ بھی نہیں چلا وہ بس سوچ ہی سکی)

وہ پانچ لاکھ ان کپڑوں اور جوتوں میں نہیں جھونک سکتی تھی یہ طے تھا بلاشبہ وہ سارے ڈریسز اور جوتے برانڈڈ تھے اور وہ ہمیشہ سے یہی سب خریدنے اور پہننے کی عادی رہی تھی لیکن تب اسکے پاس کسی اور کے کارڈز ہوتے

تھے اور اس وقت اسکے پاس جو پیسے تھے وہ اسے اپنا زیور بیچ کر ملے تھے کیا وہ ان پیسوں کو اس طرح خرچ کرنا بلکہ اس طرح اڑانا "افورڈ" کر سکتی تھی جواب ایک بہت بڑی "ناں" میں آیا تھا

یہ کارڈر کھ لیں ... عقب سے آتی آواز پہ وہ ٹھٹھک گئی تھی

ہمیشہ کی طرح نک سک سے تیار بالوں کو جیل سے جمائے وہ محسور کر دینے والی پرسنالٹی والا آدمی سفیر سلطان تھا

ہالے مڑ بھی نہ سکی وہ ایک جگہ جم گئی تھی

شیور سر ... وہ لڑکی مسکرا کر بولی تھی سلطان فیملی عموما یہاں آتی رہتی تھی اور آجکل تو یہ خاندان خبروں کی زینت بنا ہوا تھا اسلئے وہ لڑکی جان گئی تھی کہ وہ دونوں کزنز ہیں

نہیں رک جائیں ہالے نے خود کو بولتے سنا ....

آپ ایسا کریں ان چیزوں کا بل بنا لیں اور باقی رہنے دیں میں پھر کبھی آجاؤں گی اس نے سردار کی بیوی کے لئے لینے والے کپڑوں کے بیگز الگ کرتے ہوئے کہا تھا

شانو بس خاموش کھڑی انکو دیکھتی رہی ... اسے یہ بھوری آنکھوں والا آدمی برا لگا تھا یہاں اگر اسکا صاحب ہوتا تو کیا ہی بات تھی

میں کہہ رہا ہوں ناں میرا کارڈ یوز کر لو سمجھ نہیں آرہی؟ اب کے وہ ذرا سخت لہجے میں بولا تھا

ڈیسک کے پیچھے کھڑی لڑکی اب ذرا پریشان ہوئی تھی

ان چیزوں کا بل کتنا ہوا؟..ہالے بغیر سفیر کی طرف دیکھے چند بیگز اسکے سامنے کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی

سفیر دو قدم آگے آیا تھا ہالے کے کندھے کے پیچھے

ہالے میں کہہ رہا ہوں ناں میرا کارڈ لے لو یہاں تماشا مت بناؤ .... تم ہماری فیملی کو جتنا ذلیل کر سکتی تھی اتنا کر چکی ہو اب بس ... بہت ہو گیا سب دیکھ رہے ہیں اس نے آواز ہلکی کر لی تھی

ہالے کے ہتھیلی پسینے سے بھر گئی تھی وہ مزید اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی

وہ مڑی تھی زرد ہوتے چہرے پہ بدقت مسکراہٹ لائی

میں اپنا بل خود دے سکتی ہوں سفیر ... آپ تکلف نہ کریں جس کام کے لئے آئے تھے پلیز وہی کریں ....وہ بہت مشکل سے ضبط کرتی بولی تھی

بل بناتی لڑکی نہ کن اکھیوں سے ان دونوں کو دیکھا تھا انکے پیچھے بل ادا کرنے والے لوگ بھی انکو دیکھنے لگے تھے

سفیر مسکرایا تھا ایک نظر ڈیسک کے پیچھے کھڑی لڑکی کو دیکھا پھر اپنے پیچھے کھڑے لوگوں کو دیکھا اور کہنا شروع کیا

اصل میں یہ مجھ سے ناراض ہے کزنز میں ایسا ہوتا رہتا ہے ... اور اپنا کارڈ بھی بھول آئی ہے یو نو لڑکیوں کی جلدی کی عادت وہ مسکرا مسکرا کر کہہ رہا تھا اس لئے میں اپنا کارڈ دے رہا ہوں لیکن یہ لینے کو تیار ہی نہیں ہمیں بس پانچ منٹ دے دیں وہ کہہ کر ہالے کی طرف مڑا تھا

لڑکی کچھ نہ بولی وہ ان کھوکھلی مسکراہٹوں اور جھوٹی وضاحتوں کی عادی تھی

وہ دو ٹکے کا پولیس والا جو تمھارے بلز تک پے نہیں کر سکتا تم نے اسے مجھ پہ فوقیت دی ؟اب مزید کوئی تماشہ بنوانے کی ضرورت نہیں ہے خاموشی سے میرا کارڈ لو اور بل کلئیر کرو وہ ہلکی آواز مگر سخت لہجے میں بول رہا تھا

تب تک لڑکی بل بنا چکی تھی

میرا شوہر چاہے مجھے بھوکا بھی رکھے لیکن کم از کم وہ مجھ پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا وہ کہہ کر مڑ گئی تھی

میڈم اب آپ کے دو لاکھ پچھتر ہزار ہو گئے ...ہالے نے قریب جا کر بل انگلیوں سے پکڑا تھا

پھر بیگ سے کچھ نوٹوں کی گڈیاں نکال کر ڈیسک پہ رکھیں اور مسکرائی

تھینکو سو مچ . . .

لڑکی نے گنا نہیں کیونکہ اسکی ضرورت نہیں تھی

وہ مڑی اور سفیر کو دیکھا

اور مڑ گئی

شانو بیگ اٹھائے اسکے پیچھے گئی تھی

سفیر مٹھی بھینچے اسکو دیکھے گیا

اپنے کسی دوسرے عاشق سے بل پے کروانے تھے تو پہلے بتا دیتی سفیر پیچھے سے بلند آواز سے پکارا تھا

ہالے کے دل پہ جیسے چھری لگی تھی

مجھ سے دل بھر گیا ہے ناں تب ہی تو آج میرا پیسہ حلق میں اٹکنے لگ گیا ہے

-

ہالے کے قدم تھمے تھے اسے دکھ ہوا تھا بہت زیادہ دکھ

لوگ حیرت سے سفیر کو دیکھے گئے وہ سوٹڈ بوٹڈ ڈیسنٹ سا انسان اتنی گندی زبان رکھتا تھا

شرم آنی چاہئے تمھیں ہالے سلطان ڈوب مرنا چاہئے تمھیں ... شادی کی رات گھر سے بھاگنے والی لڑکیوں کو زیب نہیں دیتا اتنا نخرہ

وہ مزید نہیں سن سکی بھاری ہوتے قدم اٹھائے اور آگے بڑھنے لگی ... ہر قدم اتنا بھاری تھا جیسے کوئی وزنی پتھر پیر سے باندھ رکھا ہو

جسکا باپ اسکا صدمہ لے کر وقت سے پہلے مر گیا ہو جسکے بھائی نے اپنی بہن کی بد کرداری کی وجہ سے باہر نکلنا سوشل ہونا چھوڑ دیا ہو اس لڑکی کو اتنی اکڑ زیب نہیں دیتی وہ اب بھی چلا رہا تھا

وہ چلتی گئی چلتی گئی کانوں میں اتر تا زہر دل میں اترنے لگا تھا لیکن وہ چلے گئی ... اس سے پہلے کہ جسم زہر سے سبز پڑتا اسے یہاں سے جانا تھا

نہ جانے کیوں ... ایک لمحے کو دل نے خواہش کی تھی کہ کاش عمر حیات یہاں ہوتا ... اگلے ہی لمحے اس نے دل کو ڈپٹ کر سلایا تھا

اور اس جگہ سے باہر آگئی تھی

دل تھا کہ پھٹ رہا تھا آنکھیں چھلکنے کو بے تاب

سفیر کے ساتھ اس نے ایک بہترین وقت گزارا تھا ...وہ کم بولتا تھا لیکن اچھا بولتا تھا کبھی اونچی آواز یا بدتمیزی سے بات نہیں کی تھی ..ہر معملے کو سمجھنے والا اسکی اور چچی کی صلح کروانے والا ... حسن اور ہالے کے جھگڑے میں ہمیشہ ہالے کو سپورٹ کرنے والا جب وہ فیل ہوتی تو اسکے کالج اور یونیورسٹی میں اسکے سرپرست کی حیثیت سے جعلی کالز کرنے والا اسے سفیر سے کوئی طوفانی عشق نہیں تھا وہ بس اچھا تھا دل کو بھی اچھا لگتا تھا . . .

وہ اچھے وقتوں کا اچھا ساتھ تھا اب برے وقت میں برا کیوں بن رہا تھا؟

باجی چلیں ...؟شانو کی آواز پہ وہ ہوش میں آئی تھی

آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں جی چاہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر روئے لیکن بھلا فرق کس کو پڑتا تھا ؟

چلو ...وہ غائب دماغی سے کہتے آگے بڑھ گئی تھی

تھوڑی دیر بعد گاڑی ڈرائیو کرتے اسکا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا دل پہ ان آنسوؤں کا بوجھ تھا جو گرے نہیں تھے

باجی اگر آپ برا نہ مانو تو میں آپ کو ایک سستی مارکیٹ سے کپڑے دلوا سکتی ہوں ...مہنگے بھی نہیں ہوں گے اور مناسب بھی مل جائیں گے شانو نے ہلکے لہجے میں کہا تھا

گاڑی ڈرائیو کرتی ہالے سوچ میں پڑ گئی

وہ اس وقت پیسے اڑانا افورڈ نہیں کر سکتی تھی اور ویسے بھی اب دل کو ان مہنگے کپڑوں اور برانڈڈ چیزوں کا شوق نہیں رہا تھا اس نے آج جتنے بھی جوڑے خریدے تھے ان پہ بس ایک ہی نظر ڈالی تھی اور پیک کروا لئے یہ وہی

ہالے تھی جو ایک جوڑے کو ہزار بار دیکھ کر دس دکان گھوم کر سب سے بہترین جوڑا لیتی تھی معراج سلطان کے جسم کے ساتھ ہالے سلطان کا دل بھی مر گیا تھا

ہالے کو اب لگتا تھا کہ انسان مرنے سے پہلے کئی بار مرتا ہے اور ایسی اموات کے آگے سانسوں کا رک جانا ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے ہمارا دل کا ایک ایک کونہ وقت گزررنے کے ساتھ ساتھ مرتا جاتا ہے کبھی بچپن کی محرومی دل کا ایک کونہ مارتی ہیں کبھی جوانی کا ناکام عشق کبھی یکطرفہ محبت کبھی شادی کے نام پہ سودے بازیاں کبھی والدین کا وقت سے پہلے مر جانا کبھی دوستوں کی دغا بازیاں ... کبھی فیملی پرابلمز اور جیسی موت ہمیں فیملی پرابلمز مارتی ہیں واللہ ویسی ازیت ناک موت کوئی نہیں ہوتی یہ موت سیدھا ہمارے دل کو چھری سے چیر دیتی ہیں ہمارا دل مکمل تب بند ہوتا ہے جب اللہؐ کا حکم ہو لیکن یہ زمینی خدا روز ہمارا دل مارتے ہیں

بی بی کیا کہتے ہولے چلوں مارکیٹ ؟شانو کی آواز اسے حواس میں لائی تھی

ہالے نے غائب دماغی سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

شانو اسی پہ خوش ہو گئی تھی ...اب وہ ہالے کو راستہ بتاتی جا رہی تھی

تھوڑی دیر بعد ہالے نے جہاں گاڑی روکی وہ ایک مڈل کلاس مارکیٹ تھی

جہاں جامع کلاتھ مارکیٹ کا بڑا سا بورڈ لگا تھا

یہاں سے اگر نظر اٹھا کر دیکھو تو دونوں اطراف میں کپڑے اور جوتوں کے دکان اور ان ہی دکانوں کے باہر لگے اسٹالز پہ مختلف قسم کی جیولری سجی تھی شانو گاڑی سے اتر آئی تھی ہالے اپنا پرس اٹھائے اسکی تقلید میں باہر

نکلی تھی لیکن باہر نکلنے کے اگلے ہی سیکنڈ اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ ایئر کنڈیشن مال نہیں جھلساتی دھوپ والی مارکیٹ تھی اس نے بے اختیار دھوپ سے بچنے کے لئے ہاتھ کو چہرے کے سامنے کر لیا تھا

چلیں بی بی رش بہت ہے .... پیچھے سے شانو کی آواز پہ وہ مڑی تھی

اور پھر ایک گہرا سانس بھرتی اسکے پیچھے پیچھے چلتی گئی

لوگ جہاں سے گزرتے دکان دار ہر آتی جاتی عورتوں اور مردوں کو آواز دیتے صدائیں بلند کرتے

ہر کوئی اپنے سامان کی تعریفوں میں رطب السان

باجی دو ہزار میں جوڑا دو ہزار بس دو ہزار .. ایک بار آئیں گی تو بار بار آنا پڑے گا آجائیں باجی ... ایک بار دیکھ لیں باجی ..

سیل لگی ہے باجی پندرہ سو کی سیل ....

مختلف نعرے مختلف بولیاں ہالے پریشان سی ایک جگہ رک گئی وہ یہاں سب سے مختلف تھی صاف لگتا تھا کہ وہ اس جگہ سے مانوس نہیں ہے شانو نے اسے رکتے دیکھا تو خود بھی ٹھہر گئی

کیا ہوا باجی رک کیوں گئیں؟... وہ شور کی وجہ سے بلند آواز میں پوچھ رہی تھی

وہ پیچھے تمھیں بلا رہے تھے ... شاید تمھارے رشتے دار تھے ... تم نے نہیں سنا وہ کہہ رہے تھے باجی آجاؤ یہاں سے کپڑے لے لو ... شانو کے برعکس اسکی آواز بلند نہیں تھی

شانو قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی

باجی یہاں کوئی کسی کا رشتے دار نہیں ہے یہاں پہ جس دکان کے آگے سے گزرو گے وہ آپ کو اپنا دکان میں بلائے گا انکی آوازوں پہ کان نہ دھرو بس جس دکان پہ میں رک جاؤں آپ بھی وہیں رکنا اب آجاؤ ... وہ مصروف سی کہتی آگے بڑھ گئی تھی

مجبوراہالے کو بھی اسکے ساتھ جانا پڑا تھوڑا آگے جا کر شانو ایک دکان پہ رکی تھی یہ دکان باقی دکانوں کی نسبت ذرا "اچھی خاصی" تھی یہاں آنے والے غریب لوگ اس دکان کو نظر انداز کرتے تھے کہ یہاں سے شاپنگ وہ افورڈ نہیں کر سکتے تھے جبکہ مڈل کلاس لوگ کسی اچھی تقریب یا لڑکیوں کے جہیز کے سامان کے لئے ایسی دکانوں کا رخ کرتے تھے

وہ دونوں دکان کے اندر داخل ہوئیں تو انکے لئے کرسیاں رکھی گئیں ... چھوٹا لڑکا بھاگ کر پانی لے آیا

ہالے اپنے ظاہری حلیے اور رکھ رکھاو سے ڈیفنس کی کوٹھی میں رہنے والی بیگم لگتی تھی دکان دار مرعوب ہو گیا اب وہ اپنی دکان کی سب سے شوخ اور بھڑکیلے جوڑے نکال نکال کر دکھا رہا تھا ... ہالے نے ایک نظر نا پسندیدگی سے ان سب کپڑوں کو دیکھا اور پھر اسے ٹوک دیا

مجھے بس لان کے سوٹوں کی نئی کلیکشن دکھادیں .. یہ سب مجھے نہیں چاہئے

دکان دار جی جی کرتا اپنے دکان کے نفیس اور سادہ سے جوڑے نکال لایا تھا

یہ سارے جوڑے تین ہزار سے شروع ہوتے ہیں باجی ... دکان دار لڑکے نے بتایا تھا

ہالے نے چونک کر اسکو دیکھا تھا ساتھ منہ پہ ہاتھ رکھے شانو کو دیکھا

نہ کیوں کس خوشی میں تین ہزار ؟ دو ہزار سے ایک روپے زیادہ نہیں دوں گی میں ... اتنا بھی کوئی خاص رنگ نہیں ہے نہ پرنٹ اچھا ہے ایسے جوڑے پہن رکھے ہیں ہم نے ایک دھلآئی کے بعد ہی رنگ اتر جاتا ہے

دکاندار لڑکا اب اپنے جوڑے کا دفاع کر رہا تھا

ہالے شانو کے کان کے قریب جھکی تھی

بس کر دو شانو کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائے ہالے کو ایک اور فکر لاحق ہوئی تھی

اس کو میں سہی ناراض کرتی ہوں آپ رک جاؤ ذرا

ہاں بھائی پندرہ جوڑے لوں گی اسی طرح کے اور سارے پندرہ سو دو ہزار تک اس سے ایک روپیہ زیادہ نہیں دوں گی منظور ہے تو ٹھیک ورنہ اور بھی بہت دکانیں ہیں ...شانو ایک بار پھر جرح پہ اتر آئی تھی

ہالے خفت سے یہاں وہاں دیکھنے لگی ...

اس نے اپنی زندگی میں ایسی دکانوں کا رخ نہیں کیا تھا اور نہ ایسی صورتحال کا سامنا

تھوڑی دیر تک شانو اس دکاندار کے ساتھ "ڈیل ڈن" کر چکی تھی

پندرہ جوڑے اور سارے دو سے ڈھائی ہزار تک

ہالے نے رقم نکال کر بل ادا کیا اور باہر نکل آئی اسکا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا

شانو کیا واقعی یہاں اتنے سستے کپڑے ملتے ہیں ....؟ میں پہلے یہاں کیوں نہیں آئی ؟..ان سب کے ساتھ دوپٹے بھی ہوں گے ناں ؟ وہ بیگ اٹھائے اپنے ساتھ چلتی شانو سے کہہ رہی تھی

جواباً شانو نے کچھ کہا تھا

ہالے مسکرا رہی تھی اتنے دنوں بعد پہلی بار ... اس وقت اسکے ذہن سے سفیر سے ہونے والی ملاقات محو ہو چکی تھی

وہ لاکھوں کی شاپنگ کرتی آئی تھی لیکن آج کی پینتیس ہزار کی شاپنگ نے اسے جتنی خوشی دی تھی وہ آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنے لئے گئے کپڑے گھر جا کر کبھی کھول کر نہیں دیکھے تھے لیکن آج اسکا دل کر رہا تھا وہ ان کپڑوں کو دیکھے چھوئے ... اور ایک بار پھر خوش ہو

آس پاس دکانوں سے آتی آوازیں ... رش میں لگتے دھکے .... بچوں کے رونے چلانے کی آوازیں لڑکیوں کے حسرت بھرے چہرے ... اور ان سب کے درمیان گزرتی وہ ملکہ ... جسے کسی تاج کی ضرورت نہیں تھی جسے کسی خزانے کی ضرورت نہیں تھی

یہ وہ ملکہ تھی جسے اسکا دل ملکہ بناتا تھا

وہ جب گھر پہنچی تو شام ہونے والی تھی لاؤنج کے صوفے پہ بیٹھی وہ اپنے ہیل سے آزاد کئے پیروں کو ہاتھ سے دبا رہا تھی اسی وقت عمر داخلی دروازے سے آتا دکھائی دیا اسکے پیچھے ہی شانو بیگ اٹھائے آرہی تھی عمر نے اسے روک کر ان بیگز کی بابت پوچھا تھا شانو جواب دیے آگے بڑھ گئی عمر سر ہلاتا اندر آگیا ہالے صوفے کی پشت سے سر ٹکائے نیم دراز تھی جب عمر لاؤنج میں داخل ہوا ہالے کو صوفے پہ بیٹھے دیکھ وہ اسکے قریب رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھ گیا

ہالے ...؟ نرمی سے پکارا

ھممم .بولو؟

ہم اپنے ٹارگٹ میں سے ایک کو چیک کر چکے ہیں باقی دو رہتے ہیں اب کس کا نمبر ہے اور ....وہ کون ہے آپ کے پاس ڈیٹیلز ہیں ناں؟

ہالے سیدھی ہوئی تھی ... آنکھیں کھول کر اسکو دیکھا ایک لمحے کو عمر نے اسکی آنکھوں میں دیکھا ان آنکھوں کی جوت بجھی ہوئی تھی اس نے نظریں پھیر لیں

سرور خواجہ چیف کسٹم آفیسر دس ماہ پہلے اس نے چار الیگل گاڑیوں کو بغیر ٹیکس کے کلئیر کروایا تھا وہ گاڑیاں کسی منسٹر کے بھانجے کی تھیں سرور خواجہ نے اسکے بدلے دو کروڑ لیا تھا پورٹ پہ اسکے تعلقات ہیں جسے اس نے استعمال بھی کیا اور انکو منافع بھی دیا ان گاڑیوں میں سے دو گاڑیاں دہشت گردی کی مختلف واردات میں استعمال ہوئی جنکی وجہ سے سرور خواجہ کافی عرصہ زیر حراست رہا دو ماہ پہلے وہ باہر آیا ہے

اسکا آپ سے کیا تعلق تھا؟(اب اگر اس نے رشتہ مانگا ہوا ہو تو دیکھو میں اسکا کرتا کیا ہوں)

اس کو جیل بھیجنے والے میرے بابا ہی تھے

اسکے کیس کا فیصلہ بابا نے سنایا تھا

(عمر نے سکون کی سانس لی تھی)

ہالے کہے جا رہی تھی

لیکن بعد میں اس نے سپریم کورٹ میں اپیل کی اور جھوٹے ثبوتوں اور گواہیوں کی وجہ سے رہا ہو گیا ... لیکن اسکی ریپوٹیشن بری طرح مسخ ہو چکی ہے نوکری بھی چھوٹ گئی ہے اجکل وہ شہر کے کچھ امراءورعوسا کے آگے پیچھے گھومتا ہے تا کہ اسکی پوزیشن اسے واپس مل جائے شیر علی اور اسکی کافی اچھی دوستی رہی ہے وہ دونوں ایک ہی محلے سے ہیں بعد میں زندگی کی باگ ڈور میں انکی زندگی میں بہت ساری تبدیلیاں آئیں لیکن انکی دوستی نہیں ٹوٹی وہ شیر علی کو آج بھی فیورز دیتا ہے اور کچھ دن قبل اس سے ملا بھی ہے

ٹھیک ہے اسکے پاس چلتے ہیں .. کیا آپ کے پاس کچھ ہے؟ہم اس سے کیسے اگلوائیں گے؟

چائے پانی دے کر ....ہالے سپاٹ لہجے میں بولی تھی

عمر اسکے اس طرح کہنے پہ مسکرایا تھا

اور اگر وہ نہ مانا؟..

تو خاطر تواضع کر لینا ...

عمر گردن پیچھے پھینکے مخصوص سا ہنسے گیا ہالے نے اسے پہلی بار اس طرح ہنستے دیکھا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ سیدھا ہوا تو اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا جسے وہ انگلی سے صاف کر رہا تھا

آپ بہت جلد میری اصطلاحات سیکھ گئیں ...مجھے اچھا لگا وہ اب مسکراہٹ دبا کر بولا تھا

آج شام چھ بجے خواجہ سرور ایک ریستوران میں کسی عزیز سے ملنے آئے گا ہم اس سے ملیں گے تم اس سے کسی گاڑی کی ڈیل کرو گے کیونکہ تمہارا شوروم ہے .اور تم ایسی گاڑیاں با آسانی بیچ سکتے ہو

ہالے سلطان صاحبہ وہ ہر ایرے غیرے کو گاڑیوں کی ڈیٹیلز نہیں دیتا ہو گا

کیا تم ایرے غیرے ہو؟ وہ دوبدو بولی تھی

عمر کا چہرہ سرخ ہوا تھا

میرا مطلب ہے وہ یہ کام صرف اپنے جاننے والوں کے لئے کرتے ہیں

میرے سر پہ صاف صاف لکھا ہے "اے ایس پی عمر حیات" وہ مجھے دیکھ کر ہی بھاگ جائے گا

سسپنڈڈ اے ایس پی ہالے نے تصیح کی

آپ کی وجہ سے

اپنے ڈیڑھ شانڑیں پن کی وجہ سے

وہ دونوں ایک دوسرے کو دوبدو جواب دے رہے تھے

ٹھیک ہے مان لیا جو آپ کہتی ہیں سب مان لیا خوش؟ آخر عمر نے ہار مان لی

تم مجھے آپ کیوں کہتے ہو؟..ہالے نے عجیب لہجے میں سوال کیا تھا

عمر چند لمحہ اسکے چہرے کو دیکھتا رہا .....

کیونکہ مجھے آپ سے عقیدت ہے آپ میرے لئے ایسے ہیں جیسے گھر کا کوئی بڑا ... جس طرح ہم انکے سامنے اونچا نہیں بول سکتے سخت نہیں کہہ سکتے اور کبھی کبھی انکے سامنے بالکل بے بس ہوتے ہیں میں آپ کے معملے میں بالکل ایسے ہوں آپ کا چہرہ میرے کسی عزیز سے ملتا ہے

کس سے؟

Make a guess

وہ مسکرا کر بولا تھا

آپ مجھے تم کیوں کہتی ہیں؟. حلانکہ میں آپ سے عمر میں چھ سال بڑا ہوں

کیونکہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں ... آپ انہیں کہا جاتا ہے جنکی آپ عزت کرتے ہوں یا جو آپ کے لئے اجنبی ہوں نہ میں تمہاری عزت کرتی ہوں نہ تم میرے لئے اجنبی ہو میں تمہارا اصل چہرہ جانتی ہوں وہی جسے تم دنیا سے چھپاتے ہو وہ خشک لہجے میں کہہ کر اٹھی تھی اور آگے بڑھ گئ

عمر کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی آنکھوں میں ازیت در آئ تھی

جج صاحب مجھ سے شطرنج میں ہار جاتے تھے ....وہ پیچھے سے پکارا تھا

ہالے جہاں تھی وہیں تھم گئ ساکت

وہ دنیا میں بس دو لوگوں سے جان کر ہارتے تھے ایک آپ اور ایک میں سوچیں پھر میرا اصل چہرہ کیسا ہو گا کیا آپ کے باپ نے مجھے پہچانا نہیں ہو گا؟ آپ کی نفرت بجا ہے لیکن اس کی شدت میں کمی لائیں کیونکہ یہ یکطرفہ ہے اور یکطرفہ جذبے ہمیشہ تکلیف ہی دیتے ہیں میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہتا ہوں

جس جس نے آپ کے ساتھ برا کیا ہے میں انکو چوک پہ کھڑا کر کے درے ماروں گا ... مجھ سے نفرت ایک دن بے جا ثابت ہو گی کیونکہ اس پوری دنیا میں ہالے سلطان کے لئے عمر حیات سے زیادہ مخلص کوئی نہیں ہے خود ہالے بھی نہیں وہ بولتے ہوئے اٹھا تھا

ہالے اب بھی نمک کا مجسمہ بنی کھڑی تھی جیسے چھو لو تو ڈھیر ہو جائے

میں گاڑی میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں باہر آ جائیں

وہ چلا گیا تھا وہ اسی طرح لاجواب کر کے کیوں چلا جاتا تھا؟

وہ دونوں گول چکر دار ذینے پہ چڑھتے ریستوران کی بالائی منزل کی طرف جا رہے تھے جیسے ہی ان دونوں نے روف ٹاپ پہ قدم رکھا بے اختیار ان دونوں کی نگاہ سیڑھیوں کے ساتھ ختم ہوتی دیوار پہ گئیں ... جہاں چھوٹی

بڑی سائز کی بے شمار تصاویر لگی تھیں دو لڑکیاں اپنی تصویر ہاتھ میں پکڑے بے تاب کھڑی تھیں کہ کب انکی تصویر اس دیوار کی زینت بنے گی اور کب وہ اس تصویر کی تصویر بنائیں گی ایک ویٹر ہاتھ میں گلو اسٹک پکڑے کھڑا تھا ان سب تصویروں میں سب سے نمایاں ایک تصویر تھی سب سے بڑی اور سب سے خوبصورت تصویر اس تصویر میں تین لوگ تھے بیچ میں پندرہ سالہ حسن سلطان اسکی دائیں جانب مسکراتے چہرے والی ہالے سلطان اور بائیں جانب گرے آنکھوں والا ہارون شاہد

ہالے اس تصویر کو دیکھتی آگے بڑھ گئی تھی جبکہ عمر وہیں کھڑا رہ گیا آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے اس تصویر کو دیکھے گیا جب اسے اپنے عقب سے ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی حسرت بھری آواز آئی

یار یہ گرے آنکھوں والا لڑکا کتنا ہینڈسم ہے ناں؟... اس کے لہجے میں اشتیاق تھا

ہاں بہت ہینڈسم ہے ... یہ فوڈ بلاگر بھی ہے میں نے اسکو انسٹا گرام پہ دیکھا تھا ... گرے بیوٹی

ساتھ کھڑی لڑکی نے اسکی تائید کی تھی

عمر کو نہ جانے کیوں یہ تعریف بری لگی تھی

I don't find him handsome

وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بڑبڑایا تھا

پھر ایک قدم آگے بڑھا لیکن پھر رک گیا واپس مڑ کر تصویر کو ایک بار پھر دیکھا بھنویں سوچنے والے انداز میں اکھٹی کیں

سرمئی بلا ...وہ ہارون کو ایک نک نیم سے نواز گیا تھا

ہاں بلکل یہی سہی رہے گا سرمئی بلا ..وہ خود کو داد دیتا آگے بڑھ گیا تھا البتہ دل کو جیسے قرار آگیا تھا

وہ دونوں کافی دیر سے اس چھوٹی گول میز پہ بیٹھے خواجہ سرور کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اسی وقت سردار کے ساتھ ایک پینتیس چھتیس سالہ آدمی انھیں اپنے سامنے والی ٹیبل پہ بیٹھتا دکھائی دیا ہالے نے اسے پہچان لیا تھا وہ خواجہ سرور تھا لیکن سردار کے ساتھ کیوں؟

یہ سردار یہاں کیا کر رہا ہے؟..وہ عمر کے کان کے پاس جھکی تھی

میرا دوست میری مرضی ....

ہالے نے میز پہ پڑا عمر کا موبائل اپنی دو انگلیوں میں اٹھالیا تھا اور میز کی دوسری طرف لے جا کر ہوا میں بلند کیا

میرا ہاتھ میری مرضی وہ جتاتے ہوئے بولی تھی

بتاتا ہوں رکھیں اسکو واپس ...پلیز رکھ دیں یہ بہت مہنگا ہے اس نے جیسے منت کی تھی

ہالے نے موبائل واپس رکھ دیا عمر کو "بتاؤ جلدی" والی نظروں سے دیکھا تھا

اس نے گہری سانس لے کر کہنا شروع کیا

خواجہ سرور کا کلاس فیلو خرم مالک سردار کا کزن ہے سردار نے خرم سے بات کی ہے اور اس نے ان دونوں کا میٹ اپ رکھوادیا ہے سردار اب خواجہ سے کہے گا کہ اسے ایک الیگل گاڑی چاہئے جس کے لئے وہ فوراحامی بھر لے گا

کیوں؟ہالے نے بیچ میں ٹوکا تھا

مجھے بات کے درمیان میں نہ ٹوکا کریں میں ناراض ہو جاتا ہوں . عمر جس سنجیدگی سے بولا تھا

ہالے کا خون تک جل گیا

وہ دوبارہ سے کہنے لگا

ہاں تو خواجہ حامی بھرلے گا کیونکہ کل اسکی بیوی کی سالگرہ ہے اسکی بیوی نے اس سے ڈائمنڈ نیکلس کی فرمائش کی ہے اور ہر نیک شوہر کی طرح وہ اپنی بیوی کی خواہش پوری کرے گا لیکن ظاہر ہے اسکے پاس اس وقت ایک دھیلا بھی نہیں ہے ساری رقم اس نے خود کو چھڑوانے میں لگادی اب اسے چاہے اصلی جہنم میں بھی جانا پڑے وہ جائے گا لیکن اپنی بیوی کے طعنوں کی جہنم میں نہیں جلے گا اسکے گھر میں ایک گاڑی ہے وہ الیگل ہے قوی امکان ہے کہ وہ اسی گاڑی کو بیچنا چاہے گا اور میرے بندے اسے دھر لیں گے پھر دیکھتے ہیں چائے پانی دینا ہے یا پھر خاطر تواضع کرنی ہے

تمھیں یہ سب کیسے پتہ؟

مجھے سب پتہ ہوتا ہے وہ فورا بولا تھا

پھر میں یہاں کیوں ہوں؟. کیا میں اسے اغوا کرنا میں تمہارا ساتھ دینے والی ہوں؟

اب اپنی بیوی سے یہ کام تھوڑی کرواؤں گا آپ کو تو کسی اور کام کے لئے لایا ہوں بتاتا ہوں تھوڑی دیر میں وہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

پھر کچھ یاد آنے پہ ہالے کو دیکھا

ہالے یہ سب کر کے ہم وقت ضیاء کر رہے ہیں میری گٹ فیلنگ کہتی ہے یہ آدمی جو چاہے دنیا جہاں کا بے غیرت انسان ہے یہ آپ کے اغوا میں شامل نہیں ہے

ہالے بغور اسے سنے گئی

کیا آپ ایک بار میرا اعتبار کر سکتی ہیں؟ اسکا انداز جیسے بے بس تھا

میں جانتا ہوں آپ مجھ سے نفرت کرتی ہیں لیکن ہالے آپ سوچیں اگر مجھے آپ سے شادی کرنے کا جنون ہوتا تو جج صاحب کو منانا کیا میرے لئے مشکل تھا؟ ہرگز نہیں میں انہیں منا سکتا تھا وہ خود کئی بار ڈھکے چھپے لفظوں میں مجھ سے آپ کی بات کر چکے تھے میں مرد ہوں اشارہ سمجھ گیا تھا لیکن میرے لئے آپ کی مرضی زیادہ ضروری تھی میں نے پوچھی آپ نے انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی میں نے دس دن آپ کا سوگ منایا تھا وہ میری زندگی کے بدترین دن تھے لیکن میں آپ پہ بس ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو پانا میرے لئے کسی بھی دور میں مشکل نہیں رہا لیکن اگر آپ کو اب بھی مجھ پہ شک ہے تو کسی ایسی جگہ ثبوت ڈھونڈیں جہاں سے کچھ مل جائے یہاں ہم بس وقت ضائع کر رہے ہیں میرے پاس وہ آدمی ہے جس نے یہ سب کچھ کیا ہے میرا دل گواہی دیتا ہے ایک بار بس ایک بار میرے دل کی گواہی سن لیں آپ کے بابا آنکھیں بند کر کے اس سڑک پہ چل سکتے تھے جس پہ عمر انکا ہاتھ تھام کر چلتا ہو انکی خاطر میرے ساتھ چلیں تا کہ ہم اس آدمی تک پہنچیں جس نے واقعی یہ سب کیا ہے

اور اگر تم نے مجھے دھوکا دیا؟

جان سے مار دیجئے گا آپ کو میرا قتل معاف ہے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا

میں تم پہ اعتبار نہیں کرتی عمر لیکن بابا کی چوائس پہ کرتی ہوں اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا تو خدا کی قسم میں تمھیں جان سے مار دوں گی

جو آپ کا حکم اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ لیا تھا

عمر نے سردار کو میٹنگ ختم ہونے کا اشارہ کیا تھا سردار نا سمجھی سے اسے دیکھے گیا

خیر تھوڑی دیر میں اس نے خواجہ کے ساتھ میٹنگ ختم کرلی اور عمر کے میز کی طرف آگیا

اسی وقت انکے میز کے دائیں طرف ایک جینز شرٹ میں ملبوس سترہ اٹھارہ سالہ لڑکی کہنی پہ بیگ ٹنگائے انکی بالکل سیدھ میں بیٹھتی دکھائی دی عمر کی اسکی طرف پشت تھی لیکن اس نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا پھر رخ پھیر لیا

اسکے لئے لایا ہوں آپ کو عمر نے ہالے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا

کیا مطلب ہے؟ میں اس لڑکی کو نہیں جانتی وہ حیران ہوئی تھی

یہ جج صاحب کے کیس کے متعلق ہے کچھ ثبوت ہیں جو اب بھی غائب ہیں اس لڑکی کا باپ مجھے وہ ثبوت دے سکتا ہے لیکن اسے بدلے میں اپنا خاندان چاہئے یہ بچی اپنے باپ سے نفرت کرنے لگی ہے کیونکہ اسکے والد کی ایک متنازع ویڈیو وائرل ہوئی ہے

اس سب میں .. میں کیا کر سکتی ہوں؟ وہ بری طرح بے زار ہوئی تھی

میں نہیں جانتا .... لیکن آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا تا کہ وہ اپنے باپ کو قبول کر لے کسی بھی طرح کچھ بھی کر کے اٹھیں ہالے جائیں . . .

میں یہ نہیں کر سکتی عمر .. اس نے جیسے عمر کو یقین دلانا چاہا

کیا آپ چاہتی ہیں کہ اپنے باپ کے مرنے پہ وہ بھی وہی گلٹ محسوس کرے جو آپ انکی آخری بات نہ مان کر کر رہی ہیں

حملہ غیر متوقع تھا

عمرررر ...ہالے کی آنکھوں میں گلابی پن اترا تھا

کیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ کوئی دوسرا انسان بھی بس اپنے باپ کے ایک گناہ کو نہ معاف کرنے کے غم میں ساری زندگی ایک ادھورے پن کے ساتھ گزارے؟ جائیں ہالے پلیز جائیں تا کہ کوئی اور آپ کی طرح گلٹ اور اذیت میں نہ ہو جو لوگ کسی کا دل ہلکا کرتے ہیں اللہ انکے دلوں سے بوجھ اتار دیتا ہے جو کسی اور کا غم سنتے ہیں اللہ انکی اور زیادہ سننے لگتا ہے اللہ کے سب سے قریب وہ لوگ ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی نیکاں کرتے رہتے ہیں اور یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں بڑی بڑی جدوجہد مانگتی ہیں ہوا

ہالے بیگ ہاتھ میں پکڑے اٹھی تھی

میں تمھیں اسکے لئے قیامت تک معاف نہیں کروں گی وہ زخمی پن سے کہتی اٹھ گئی تھی

البتہ اسکا رخ باہر کی طرف تھا

وہ چلی گئی تو سردار اسکے سامنے آ کر بیٹھ گیا

مجھے وہاں سے کیوں اٹھایا بھائی ؟...

کیونکہ میری بیوی نے کہا تھا

اور بٹھایا کیوں تھا؟

کیونکہ میری بیوی نے کہا تھا .. قابل رشک اطمینان سے جواب دیتا وہ سردار کو زہر لگا تھا

اور اگر تمہاری بیوی تمھیں اس ریستوران کی چھت سے کودنے کا کہہ دے تو؟

اونہوں وہ ایسا کبھی نہیں کہے گی بھلا اس نے بیوہ تھوڑی ہونا ہے

میں نے تمہارے جیسا زن مرید کہیں نہیں دیکھا

دیکھو گے بھی کیسے میرے بعد وہ سانچہ ہی توڑ دیا گیا تھا میں ون اینڈ اونلی ہوں

کیسے تم بیوی کے اشاروں پہ ناچنے لگے ہو مجھے تو یقین ہی نہیں آتا

بس الحمد اللہ کبھی غرور نہیں کیا .

.ویسے بھی شریف آدمی بیوی سے دب کر چلتا ہے اور کمینہ آدمی بیوی کو دبا کر چلتا ہے یہ حدیث ہے

سردار تو جل ہی گیا تھا

ماشاءاللہ ماشاءاللہ میری تو آنکھیں بھر آئیں آپ کی اس درجہ شرافت پہ .....بس اب میں کہیں رونہ پڑوں وہ جل کر بولا تھا

عمر نے جواب نہیں دیا

ان دونوں کو اسی میز پہ چھوڑ کر ہم اس میز کی طرف چلتے ہیں جہاں ہالے سلطان عمر کے میز سے اٹھنے کے بعد اس سترہ سالہ لڑکی کے ساتھ تقریباپچیس منٹ بعد آکر بیٹھی تھی

وہ جیسے ہی اس لڑکی کے سامنے والی کرسی پہ آکر بیٹھی لڑکی غیر آرام دہ سی ہوئی

ایکچولی میں یہاں کسی سے ملنے آئی ہوں وہ آتے ہی ہوں گے مناسب نقوش اور باریک سی آواز والی لڑکی کہہ اٹھی تھی

میں جانتی ہوں تم عمر حیات سے ملنے آئی ہو میں اسکی بیوی ہوں ہالے سلطان وہ بدقت چہرے پہ مسکراہٹ لاتے بول پائی تھی

عمر سر کہاں ہیں

He was supposed to come

اب کے وہ لڑکی بے چین ہوئی تھی

میں نے اپنا تعارف کروایا جوابا تمھیں اپنا تعارف کروانا چاہیے تھا نہیں ؟

میں اسرا ہوں اسرا اسکندر . .

عمر سر ہمارے کالج آئے تھے انہوں نے ایک تقریر کی تھی میں تب سے انکی فین ہوں میں انہیں آئیڈیلا آئز کرتی ہوں .. آج انہوں نے مجھے کال کی تھی وہ مجھ سے ملنا چاہتے تھے وہ کب تک آئیں گے ؟اسرا نے ساری تفصیل کہہ سنائی تھی

وہ تھوڑی دیر تک آجائے گا تب تک میں تمھیں کمپنی دے سکتی ہوں یقین کرو میں بڑی اچھی باتیں کرتی ہوں ہالے اسکی آنکھوں میں دیکھتی پر اعتماد سی کہہ رہی تھی

ایسے جیسے شہزادیاں بات کرتی ہیں بغیر ڈرے بغیر جھجھکے بے خوف اور بااعتماد

کیا آپ دونوں ساتھ ہیں ؟میرا مطلب ہے

آپ .. .نے تو عمر سر پہ اغوا کا الزام لگایا تھا اسرا بولتے ہوئے جھجھکی تھی

ہالے کے دل میں کوئی اسے زور سے جکڑ رہا تھا اس شخص کے ذکر سے جتنی نفرت تھی اتنی ہی اسکی اسکی باتیں اسے سننی پڑ رہی تھیں

ہم دونوں میاں بیوی ہیں کل ناراض تھے تو آج ٹھیک اور آج ٹھیک ہیں تو کل پھر ناراض ہو جائیں گے تم اپنی بات کرو تم اپنے باپ سے کیوں نہیں ملتیں ؟ہالے نے بظاہر عام سے لہجے میں سوال کیا تھا لیکن اس نے واضح طور پہ اسرا کا رنگ اڑتے دیکھا پھر اگلے ہی لمحے اسکا چہرہ سرخ ہوا غصے سے بے بسی سے

یہ میرا پرسنل معملہ ہے میں آپ کو یہ حق ھر گز نہیں دوں گی کہ آپ میرے زاتیات میں انٹرفیئر کریں

اسی وقت ہالے کے دائیں طرف ایک ویٹر مودب سا آکر کھڑا ہوا تھا وہ آرڈر لینے آیا تھا ہالے نے مسکراتے ہوئے آرڈر نوٹ کروایا تھا پھر نرم سی نظروں سے غصے سے بل کھاتی اسرا کو دیکھا

تم نے اپنے انسٹاگرام پہ اپنے نام کے ساتھ اپنے باپ کا نام ہٹا دیا ہے تم نے اپنے پرسنل معملے کو خود پبلک کیا ہے اب ہر آتا جاتا بات تو کرے گا ناں ؟ہالے نے نرمی سے یاد دہانی کروائی تو اسرا کے گلے میں گلٹی سی ابھر کا معدوم ہوئی

واٹ ایور میں پھر بھی اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی میرا اس شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ جس کو آپ میرا باپ کہتی ہیں

وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی بیگ اٹھا کر کہنی پہ اٹکایا اور بولنا جاری رکھا

وہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ میں اسکا ذکر بھی کروں انہوں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے میں اسکے لئے انکو کبھی معاف نہیں کروں گی میرے لئے وہ مر گئے ہیں اسکی آواز آخر میں کانپی تھی غصے سے طیش سے

وہ شخص جس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے تم اسکے لئے انسٹاگرام پہ لوگوں سے لڑتی ہو opss سوری میں نے تمھارے کمنٹس پڑھے تھے

تمہارا اس شخص سے کوئی تعلق نہیں لیکن تمھارے بیگ میں جو کارڈ ہے وہ اسی شخص کا دیا ہوا ہے اور آج تم اسی کارڈ سے پے کرنے والی ہو

وہ اس قابل نہیں ہیں کہ تم انکا ذکر کرو لیکن وہ اس قابل ہیں کہ تم انکا گفٹ کیا ہوا بیگ اپنے ایک اسپیشل ڈنر پہ لے جاؤ؟

اسرا کی حالت ایسی تھی جیسے کسی نے یخ پانی اسکے سر پہ ڈال دیا ہو

تم انکو معاف نہیں کر سکتی لیکن جب تم سولہ سال کی عمر میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھیں

Just for the sake of a bloody adventure

اور تمہارے بوئے فرینڈ نے آدھے راستے میں ہی تمھیں بے ہوش کر کے تمہاری ساری جیولری اور کیش لوٹ لیا اور تمھیں ایک ویران سڑک پہ چھوڑ کر بھاگ گیا تب انہوں نے تو تمہاری واپسی پہ تمھیں معاف کر دیا تھا؟

اسرا آہستگی سے واپس بیٹھ گئی اسکا رنگ سفید پڑ گیا تھا وہ شل ہو گئی تھی

ہالے نے میز پہ رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر اسکے آگے کیا اسرا نے مردہ ہاتھوں سے گلاس تھام لیا اور ایک ہی سانس میں ساری پانی پی گئی . . .

دونوں کے درمیان خاموشی کا ایک لمبہ وقفا آیا تھوڑی دیر بعد وہ بولی تو اسکی آواز میں رنج تھا

میری اتیج میں غلطیاں ہو جاتی ہیں وہ بڑے تھے انکو احتیاط سے کام لینا چاہیے تھا انکو ہمارا سوچنا چاہیے تھا انہوں نے ہمارے ساتھ بہت غلط کیا

اسکی آنکھیں بھرنے لگی تھی

انہوں نے اپنے ساتھ غلط کیا ساری دنیا ہم پہ تھو تھو کر رہی ہے میری فرینڈز میرا سرکل سب نے مجھے ڈس اون کر دیا ہے میری مماڈیپرس ہو گئی ہیں میرا بھائی ڈرگز لینے لگا ہے ہم برباد ہو گئے ہیں اور یہ سب بابا کی وجہ سے ہوا ہے

غلطیاں ہر عمر میں ہوتی ہیں اصل چیز اپنی غلطی کو اون کر کے اسے فکس کرنا یا آئندہ اسے نہ کرنا ہے دنیا کا کیا ہے اسرا یہ ایک مہینہ پہلے تک مجھ پہ تھو تھو کر رہی تھی پھر عمر پہ اور اب تم پہ یہ دنیا تمھارے ساتھ نہیں رہے گی اگر تمہارا باپ مر گیا تو یہ دنیا تمھارے سر پہ ہاتھ نہیں رکھے گی

ایسے تو نہ کہیں .. اسرا ہول ہی تو گئی تھی ہالے بولے گئی

تمہارا باپ تمہارے لئے جو کچھ کر سکتا ہے وہ کوئی دنیا نہیں کرے گی کوئی تمھیں پچیس لاکھ کا بیگ گفٹ نہیں کرے گا کوئی تمھیں لاکھوں روپے اڑانے کے لئے نہیں دے گا کوئی تمہاری غلطیوں پہ تمھیں معاف نہیں کرے گا غلطیوں پہ سزا ہر کوئی دیتا ہے ٹوکتا ہر

کوئی ہے بلیم ہر کوئی کرتا ہے معاف بہت کم لوگ کرتے ہیں وہ تمہارا باپ ہے اسرا اس سے غلطی ہوئی ہر انسان سے ہوتی ہے ہم اپنے پیرنٹس کی غلطیوں کو لے کر ٹچی ہو جاتے ہیں کیونکہ ہر انسان کے لئے اسکے پیرنٹس پرفیکشن کی مثال ہیں جیسے وہ تو بالکل saint ہیں وہ تو فرشتے ہیں ایسا نہیں ہوتا اسرا

ہمارے پیرنٹس بھی گوشت پوست کے انسان ہیں انکے ساتھ بھی شیطان ہوتا ہے انکے دل میں بھی نیکی اور بدی کا خیال ہوتا ہے غلطی ان سے بھی ہو سکتی ہے سب کے پیرنٹس اچھے نہیں ہو سکتے جس طرح ساری اولادیں اچھی نہیں ہوتیں اسی طرح کچھ پیرنٹس بھی اچھے نہیں ہوتے

اسرا کی آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہنے لگے تھے وہ سر جھکائے روتی گئی ہالے کہے جارہی تھی

کچھ کے پیرنٹس نشہ کرتے ہیں کچھ کے جوا کھیلتے ہیں کوئی بدزبان ہے تو کوئی ناکام نکھٹو لیکن وہ ہمارے پیرنٹس ہیں وہ "ہیں" اوریقین کرو انکا ہونا نعمت ہے جنت ہے اپنے پیرنٹس کھونا آپ کا دل مار دیتا ہے میرا دل مر گیا ہے تم اپنا دل نہ مرنے دو میرے سر پہ ہاتھ رکھنے والا نہیں رہا تم ان ہاتھوں سے محروم نہ ہو میری غلطیوں پہ کوئی مجھے معاف کرنے والا نہیں ہے

میرے گرنے پہ کوئی مجھے اٹھانے والا نہیں ہے تمھارے پاس ہے اور اسے لوگوں کی وجہ سے مت چھوڑو

وہ اپنے ازلی قائل کرنے والے لہجے میں کہہ رہی تھی

انہوں نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے میں انکو معاف نہیں کر سکتی . وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی

تم سولہ سال کی عمر میں گھر سے بھاگ گئیں کیا وہ ہرٹ نہیں ہوئے ہوں گے ؟

میری مما وہ انکو معاف نہیں کریں گی وہ انکو چھوڑ دیں گی ہماری فیملی ٹوٹ جائے گی کچھ باقی نہیں رہے گا سب ختم ہو جائے گا اب کے اس بچی کی آنکھوں میں خوف تھا اسکا لہجہ اداس تھا

میاں بیوی ایک دن اپنا معملہ درست کر ہی لیتے ہیں وہ آج لڑے ہیں کل ٹھیک ہو جائیں گے جس طرح میں اور عمر جس طرح دنیا کے سارے کپلز تم انکی ٹینشن مت لو تم یہ سوچو کہ تم کیا چاہتی ہو تمہارا دل کیا چاہتا ہے کیا تم اپنے باپ کو کھونا افورڈ کر سکتی ہو کیا تم انکی ایک غلطی پہ انکو معاف کرنے کے بجائے ان سے ہر تعلق توڑ کر انکو وقت سے پہلے مرنے دینا چاہتی ہو؟

ہالے آگے کو ہو کر بیٹھی فکر مندی سے کہہ رہی تھی

اسرا اب بھی متذبذب لگتی تھی اسکے آنسو گرنا بند ہو گئے تھے اب وہ سخت کوفت زدہ تھی سخت غمزدہ تھی اور کچھ کچھ خوف زدہ بھی

میرا فرینڈ سرکل میرا سوشل سرکل سب میرا مذاق اڑائیں گے سب مجھے چھوڑ دیں گے میں ان سب کے گوسپ کا ٹاپک بن جاؤں گی وہ سب مجھ پہ جملے کسیں گے باتیں کریں گے میری مینٹل ہیلتھ ڈیمج ہو جائے گی وہ بے بسی کی آخری حد پہ تھی

ہالے چند لمحہ اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہی

اسرا اسکے بولنے کی منتظر رہی اسی وقت ویٹر نے آکر آرڈر سرو کیا کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو سارے میں پھیل گئی تھی پھیلی ہوئی خوشبو اسرا کے ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی ساتھ اسکے کانوں سے ہالے کی آواز بھی ٹکرائی تھی

تم کن لوگوں کی بات کر رہی ہو اسرا؟.. یہ لوگ کیا یہ لوگ واقعی تمھارے دوست ہیں ؟ان لوگوں کو تم دوست کہتی ہو

وہ تعجب سے کہہ رہی تھی اسرا ایک ٹک اسے سنے گئ

یہ کیسے دوست ہیں جو تمہارا فیملی بیک گراؤنڈ تمہارا سٹیٹس تمھارے ماں باپ کے آپسی جھگڑے اور تمہارے ویک پائنٹ پہ نظر رکھے ہوئے ہیں ؟

یہ کون لوگ ہیں جو تمھیں

As it is

قبول نہیں کر رہے انہوں نے دوستی تم سے کی تھی تمہارے پیرنٹس سے نہیں تمہارے بڑے چھوٹے گھر سے نہیں تمھارے فیملی بیک گراؤنڈ تمھارے سٹیٹس سے نہیں دوست تو آپ کے عیوب ظاہر نہیں کرتے یہ کون لوگ ہیں جو تمھیں اپنی گوسپ کا ٹاپک بنا رہے ہیں ؟

تمہاری مینٹل ہیلتھ اگر ان لوگوں کے کچھ کہنے s سے متاثر ہو رہی ہے تو تم پہلے ہی ڈیمج ہو چکی ہو

اسرا سانس روکے اسکو سنے گئی

دوست کون ہوتا ہے اسرا؟

اسرا کی آنکھوں میں بے اختیار "کون ؟والا تاثر آیا تھا

ہالے کے گئی

جو آپ کی خوشی میں خوش ہو جو آپ کے دکھ میں دکھی ہو جس سے بات کرتے ہوئے یہ نہ لگے کہ وہ وہ آپ کے بارے میں کیا سوچے گا جس کے لئے آپ کو خود کو بدلنا نہ پڑے دوستوں کو ایز اٹ از قبول کیا جاتا ہے انکے عیوب انکی اچھائی انکا گناہ انکا ثواب سب قبول کیا جاتا ہے قبول کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے آپ اسے ہمیشہ اندھیرے میں رہنے دیں اگر آپ کو اسکا کوئی کام غلط اسکی کوئی حرکت مشکوک لگے تو اسکی اصلاح کریں محفل میں نہیں اکیلے میں سختی یا رعب سے نہیں نرمی اور محبت سے جو دوست آپ کو آپ کی فیملی کے گناہوں کی وجہ سے چھوڑ رہے ہیں آپ کا مذاق بنا رہے ہیں

کھانا کی خوشبو ہوا میں تحلیل ہو کر ختم ہونے لگی تھی وہ بغیر تاج والی شہزادی بولے گئی

آپ کو چاہئے انکے چھوڑنے سے پہلے آپ انہیں چھوڑ دو یہ مت سوچو کہ اگر یہ چلا گیا تو میرا کیا ہو گا دنیا لوگوں سے بھری پڑی ہے آپ ایک انسان کو اپنی ذات کی بہتری کے لئے چھوڑیں گے اللہ آپ کو کسی اور سے نواز دے گا جو لوگ اپنی عزت کرتے ہیں اللہ ان سے محبت کرتا ہے اللہ تب تک آپ کی مدد نہیں کرتا جب تک آپ نہ چاہیں آپ کا جسم دل سب اللہ کی امانت ہے کسی انسان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آپ کا دل دکھائے آپ کو تکلیف دے اللہ نہیں چاہتا کہ آپ ٹاکسک لوگوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے رہیں لیکن جب تک آپ اللہ کی امانت میں خیانت کرتے رہیں گے اپنے جسم کسی کے ہاتھوں اپنے دل کو کسی باتوں سے زخمی کرواتے رہیں گے اللہ آپ کے لئے کچھ نہیں کرے جس دن آپ کے دل دماغ میں ایک ذرا سی بھی محبت اپنی ذات کے لئے آ گئی

جس دن آپ نے خود کو اذیت سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا اللہ آپ کے لئے ایسے ایسے در کھول دے گا کہ آپ کو اندازہ بھی نہیں ہو گا کن دوستوں کی بات کر رہی ہو تم ؟

وہ سب تم سے زیادہ گلٹی ہیں انکے پیرنٹس تمھارے پیرنٹس سے زیادہ مسائل کھڑے کر چکے ہیں

کیا تمہارے دوست جواد کا باپ تین بار غبن کے کیس میں جیل نہیں جا چکا؟

کیا فرح کی ماں کلب میں جوا کھیلتے ہوئے نہیں پکڑی گئیں ؟

کیا احسن کی ماں کے اپنے ہی گارڈ کے ساتھ غلط تعلقات نہیں تھے ؟

آپ .. آپ کو کیسے پتہ ... آپ کون ہیں ؟ وہ پھٹی ہوئی آواز میں بامشکل بول پائی

یہ اہم نہیں ہے بچے اہم یہ ہے کہ جب وہ لوگ اپنے پیرنٹس کو معاف کر کے انکے ساتھ رہ سکتے ہیں تو تم کیوں نہیں ؟ اور اگر وہ نہ بھی رہتے تو تم رہو کیونکہ تمھارے والد کو ضرورت ہے تمہاری وہ ساٹھ کی دہائی کراس کر چکے ہیں اب تم چلنے کے انکی لاٹھی ہو کھلانے کے لئے ہاتھ اور بات کرنے کے لئے انسان کبھی کسی دور میں جب تم بچی تھیں تب انہوں نے یہی سب تمھارے لئے کیا تھا اب تمھیں کرنا چاہیے ماں باپ کا اچھا یا برا ہونا اہم نہیں ہوتا انکا بس "ہونا" اہم ہوتا ہے

وہ بول کر خاموش ہوئی تو جیسے ایک طلسم سا ٹوٹا

وہ کتنا پیارا بولتی تھی سادہ اور نرم

میں انکو سوری نہیں بولوں گی ... اسرا ہار گئی تھی

آپ کے خاندان کو آپ کے رشتوں کو سوری اور تھینکیوز کی ضرورت نہیں ہوتی تم بس ان سے nicely بات کرلو اور سب پہلے جیسا ہو جاتا ہے دلوں سے نفرت اور بغض نکال لئے جاتے ہیں بغیر مانگے معافیاں مل جایا کرتی ہیں وہ سادگی سے بولی تو اسرا نے بس سر ہلا دیا

ہالے اب مزید اس سے کچھ کہہ رہی تھی لیکن اب ہم یہاں سے اٹھ کر عمر اور سردار کی میز کی طرف جاتے ہیں

سردار چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر آگے کو ہوا

عمر تم ٹھیک نہیں ہو . .

کیوں مجھے کیا ہوا؟ اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے تھے

تم ایک بار پھر اپنے غم کو پروسیس ہونے نہیں دے رہے مجھے یقین ہے تم نے معراج سلطان کی موت کا غم اپنے اندر پروسیس نہیں کیا تم آخر کب تک خود کو ایسی اذیت دیتے رہو گے ؟ یہ سوال کرنے والا کوئی اور ہی تھا سنجیدہ فکرمند سا آدمی

ریستوران کی زرد بتیاں انکو بولتے ہوئے سنتی گئیں

میں انکی موت پہ رویا تھا ... میرا غم پروسیس ہوا ہے تمھیں کیا میں بے وقوف لگتا ہوں کب کہاں کیا کرنا ہے مجھے سب پتہ ہوتا ہے اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی تھی

تم نے اس غم سے کتنے عرصے میں ریکوور کیا؟

چند گھنٹے ...وہ فورا بولا تھا

سر دار نے اسے افسوس سے دیکھا

عمر کیا چند گھنٹے کسی بھی غم کے لئے کافی ہوتے ہیں ؟ اللہ نے ہمارے دین میں تین روزہ سوگ کیوں رکھا ؟ تاکہ ہم اپنا غم پروسیس کریں چند گھنٹوں میں غم ختم ہو کر انتقام میں نہیں بدلتے تمہارا غم اب بھی غصے کے مرحلے میں ہے تم اب بھی اپنے زخم کو کھرچ رہے ہو تاکہ یہ تازہ رہے اور تمھیں معراج سلطان کی موت نہ بھولے کیا تمھیں یاد ہے فرانسک.بیکن نے کیا کہا تھا

A man that studeith his revenge keeps his own wounds green

(ایک آدمی جو اپنے انتقام کا مطالعہ کرتا ہے وہ اپنے ہی زخموں کو ہرا رکھتا ہے)

تم اپنے انتقام کو پلان نہیں کر رہے رہے تم اپنا انتقام کو جنون بناتے جا رہے ہو اور جب انتقام جنون بن جائے تو سہی غلط نہیں دکھتا انتقام کے اس چکر میں آخر میں تم اپنی روح مار دو گے تم بھی ان لوگوں جیسے ہو جاؤ گے اور یاد رکھو جسموں کے قتل کی سزا ہوتی ہے دیت ہوتی ہے اور کبھی کبھی معافی بھی لیکن روحوں کے قتل میں نہ دیت ہوتی ہے نہ معافی نہ سزا بس ایک لمبی نہ ختم ہونے والی ازیت ہوتی ہے تم خود کو اذیت کیوں دینا چاہتے ہو ؟ وہ بے حد فکر مندی سے کہہ رہا تھا

عمر جھلا گیا تھا

تو کیا کروں ہاں بتاؤ مجھے عورتوں کی طرح روتا رہوں یا پھر نامردوں کی طرح معاف کر دوں ؟ اللہ نے مجھے دو بازو دیئے ہیں میں ان ہی بازؤں سے انکا گلہ دباؤں گا میں ان ہی بازؤں سے انہیں قبروں میں اتاروں گا جیسے میں نے

جج صاحب کو اتارا تھا میں اپنے زخم ہرے رہنے دینا چاہتا ہوں اگر میں غم کو رو دیا تو یہ ہلکا ہو جائے گا اگر میں نے دل پہ پڑی بھاری سل ہٹا دی تو بوجھ ختم ہو جائے گا اور عمر حیات معاف کر دے گا میں نرم نہیں پڑنا چاہتا جنکی آنکھیں جتنا روتی ہیں انکے دل اتنے ہی نرم ہوتے جاتے ہیں اور میں اپنا دل سخت رکھنا چاہتا ہوں اگر تم چاہتے ہو کہ میں انہیں معاف کر دوں تو یہ ہر گز نہیں ہو گا وہ آنکھوں میں غصہ لئے دبے دبے لہجے میں بولا تھا

سردار نے چند لمحے اسکا چہرہ دیکھا پھر کہنا شروع کیا

میں نہیں جانتا وہ لوگ کون ہیں میں یہ بھی نہیں جاننا چاہتا کہ کہ انہوں نے کیا کیا کیسے کیا کیوں کیا مجھے اس بات سے بھی فرق نہیں پڑتا کہ تم انکے ساتھ کیا کرو گے چاہے انہیں قبر میں اتارو انکے ٹکڑے کر و یا انکی لاشوں کو چوراہے پہ لٹکا دو مجھے فرق نہیں پڑتا

پھر آخر تم چاہتے کیا ہو ... عمر جیسے بے زار ہو گیا تھا

عمر حیات ... میں عمر حیات کی روح کو بچانا چاہتا ہوں

عمر کے اوپر جیسے کسی نے ٹھنڈہ پانی ڈال دیا تھا

وہ جم گیا

انتقام کے اس چکر میں کتنے لوگ مریں گے مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن میں عمر حیات کی روح کو نہیں مرنے دے سکتا تمہارا جسم مر جائے میں تمہاری قبر پہ جا کر رو لوں گا لیکن تمہارا کھوکھلا وجود مجھے نہیں چاہئے میں

صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے غم کو پروسیس کرو تاکہ تمہاری روح مرنے سے بچ جائے تاکہ اسے غم ہو اسے تکلیف ہو اسے خوشی وہ ہر احساس کو محسوس کرے اپنے دل سے اس بھاری سل کو ہٹاؤ تاکہ تم گرو کر سکو انتقام اگر تمھارے دشمن کو مارتا ہے تو انتقام کا جنون تمہاری روح مار دیتا ہے

وہ کہہ رہا تھااور عمر سن رہا تھا

غم بہت پوزیسو ہوتا ہے اسے وقت چاہیے ہوتا ہے اسے سپیس چاہیے اسے تمہاراساتھ چاہیے ہوتا ہے اسے تم سے بات کرنی ہوتی ہے اگر تم اسے وہ نہیں دوگے تو غم

Grace less ex

بن جائے گا ڈرائے گا ہانٹ کرے گا ذلیل کرے گا تمہارے دل کو تکلیف دے گا باتیں سنائے گا لوگوں کے سامنے تمھیں ایکسپوز کرے گا تم نہیں جانتے یہ غم کیسے انسان کو نگل جاتا ہے یہ تمہاری ساری شخصیت مسخ کر دے گا یہ آہستہ آہستہ تمہاری روح سے انسانیت ختم کرے گا .....

کوئی بھی غم کسی کی انسانیت کیسے ختم کر سکتا ہے واٹ نان سینس ؟ عمر نے اسکو ٹوکا تھا

سردار کو برا نہیں لگا وہ عمر کے ان رویوں کا عادی تھا

ہر وقت غم میں رہنے والا انسان مایوس ہو جاتا ہے اور مایوس انسان کسی دوسرے غمگین یا پریشان انسان کو اچھا مشورہ یا تسلی نہیں دے سکتا کیا یہ انسانیت کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے ؟

مسلسل غم میں رہنے والا انسان کسی اور کے غم کو غم سمجھتا ہی نہیں اگر کوئی اسے اپنا غم سنائے اپنی تکلیف کہے تو آپ کو ہمیشہ یہی لگتا ہے کہ اس سے زیادہ بڑا غم تو میرا ہے لیکن دیکھو میں پھر بھی کیسے مضبوط کھڑا ہوں میں کیسے سروائیو کر رہا ہوں یہ تو ڈرامہ کر رہا ہے یہ تو کمزور انسان ہے کسی انسان کا غم جب آپ کو غم ہی نہ لگے اسکے آنسو اداکاری لگیں اسکا درد بے کار لگے تو آپ کیسے انسان ہوئے؟ جس انسان کو دوسرے انسان کا غم اداکاری لگے تو ایسا انسان انسان نہیں مٹی کا بجتا ٹھیکرا ہی ہوتا ہے اور اس دنیا میں مٹی کے بجتے ٹھیکرے بہت ہیں انسان بہت کم ہیں

تم عمر تم انسان ہو اور میں تمھیں اس جنون میں اانسانیت کھونے نہیں دے سکتا تم میرے بھائی ہو یار آخر میں اس نے جیسے منت کی تھی

غم کو کیسے پروسیس کرتے ہیں ...؟ کافی دیر کی خاموشی کے بعد عمر نے خود کو کہتے سنا

سردار آگے کو ہوا عمر کے جھکے ہوئے چہرے کو دیکھا پھر کہنا شروع کیا

غم کبھی ختم نہیں ہوتا یہ بات یاد رکھنا آپ کے دل میں غم ہے تو وہ رہے گا ہمیشہ رہے گا

مجھے سب ... عمر اسکی بات کاٹ کر کچھ بولنے لگا تھا جب سردار نے اسکو گھورا عمر نے دونوں ہاتھ سرینڈر کرنے والے انداز میں اٹھا لئے تھے

اپنے دوستوں سے کوئی سیریس یا سبق آموز بات کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے آج سردار کو اندازہ ہو گیا تھا

غم کو ختم نہیں پروسیس کیا جاتا ہے سب سے پہلے اپنے غم کو رو رونے سے اچھی چیز بنی ہی نہیں جب آپ روتے نہیں ہیں تو آپ کے دل پہ بوجھ پڑتا جاتا ہے دل ہمارے جسم کا سب سے اہم پرزہ ہے جب تک وہ اداس رہے گا سارا جسم اداس ہو گا وہ تھک جائے گا تو سارا جسم تھک جائے گا وہ بھاری ہو گا تو جیسے ساری دنیا سے جی اچاٹ ہو جائے گا دل سارے جسم کو آپریٹ کرتا ہے اور جب وہ خود ہی ایک جگہ اٹک جائے گا تو جسم کو کیا خاک چلائے گا ؟

دل کیسے ہلکا ہوتا ہے ؟ کسی سے غم کہہ دینے سے یا پھر رو لینے سے اور جب دل ہلکا ہوتا جاتا ہے تو جسم ایسے کھل جاتا ہے جیسے کوئی نئی کونپل اور جب دل کھلتا ہے تو جسم کے باقی سارے پرزوں کو ایک تحکم سے اپنے کام سنبھال لینے کو کہتا ہے پھر چاہے کوئی عضو کام کرنا چاہے یا نہیں اسے کام کرنا ہوتا ہلکے دل والے جسم کا دماغ زیادہ تیز کام کرتا ہے

دوسرا اپنے غم کو وقت دیں ایک دن یا ایک گھنٹہ میں غم پروسیس نہیں کرتا اسے جتنا وقت دیں گے وہ اتنی جلدی پروسیس کرے گا یہ مت سوچیں کہ آپ کمزور ہیں آپ کا غم زیادہ وقت کیوں لے رہا ہے اسے اب بس کر دینی چاہیے نہیں غم کو تب تک وقت دیں جب تک وہ آپ کی آنکھیں نم کرتا رہتا ہے جس دن کسی غم پہ آپ کی آنکھیں نم ہونا بند ہو گئیں اس دن غم کی کوئی اوقات نہیں رہتی اور غم غیرت مندی سے آپ کے دل سے ڈیرہ اٹھا کر کہیں اور نکل جائے گا

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا اور عمر آنکھیں سکیڑے اسکو سنے گیا

تیسرا اس نے انگلی پہ گنا آپ کے قریبی لوگ آپ کے دوست آپ کے عزیز آپ کے بہن بھائی جس کے ساتھ بھی آپ کمفرٹیبل ہوں اس سے " کہیں " کہنا بہت اچھا ہوتا ہے یہ دل پہ لگے زخم کے لئے دوا کا کام کرتا ہے جیسے جیسے آپ کہتے جائیں گے دل کے زخم ٹھیک ہوتے جائیں گے کہنے سے ڈریں مت جب آپ پہلی بار کہیں گے تو آواز بھرا جائے گی آنکھیں آنسو بہائیں گی دوسری بار کہیں گے تو آپ کی آواز بھرائے گی نہیں آپ بس دکھی ہوں گے رفتہ رفتہ دکھ بھی تحلیل ہوتا جائے گا جیسے جیسے آپ کہیں گے آپ کا دل تندرست ہوتا جائے گا یہ مت سوچیں کہ میں کیوں کہوں میں تو مضبوط ہوں اگر ایسا ہوتا تو اللہ تمھیں خاندان دوست رشتے یہ سب کیوں دیتا؟

وہ سانس لینے کو رکا تھا پھر کہنا جاری رکھا

اگر ایسا ہوتا تو خاندان اور رشتے یہ سب کچھ صرف کمزور لوگوں کو ملتا مضبوط لوگوں کو کیا دیواروں سے سر پٹخنے کے لئے بھیجا گیا ہے؟ ہر انسان کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی جگہ کمزور ہے اسے لوگ چاہیے ہوتے ہیں اور جس دن وہ لوگوں سے کہنا شروع کرتا ہے غم نروٹھی محبوبہ کی طرح ناراض ہو جاتا ہے میں نے کہا نہ غم پوزیسو ہے وہ آپ کے ساتھ کسی کو برداشت نہیں کرتا اور جب وہ آپ کے ساتھ کسی کو دیکھ لے تو سب سے پہلے a آپ کو اذیت دیتا ہے آپ کے ذہن میں بار بار تکلیف دہ باتیں تازہ کر دیتا ہے اگلی بار وہ آپ کو ڈراتا ہے آپ کے رازوں کے کھلنے کے خوف سے وہ آپ کو آپ کے لوگوں سے بدزن کرتا ہے آپ سے بار بار یہی کہتا ہے "کیا ہو کہ اگر اس آدمی نے تمھارے غم کے اشتہار سارے شہر میں لگا دیے کیا ہو کہ تمہارا راز دار تمہیں بے پردہ کر دے؟" اگر

آپ نے یہاں غم کو ہرا کر ایک بار پھر اپنی بات کہہ سنائی تو وہ غصہ ہو جاتا ہے وہ آپ کے اندر سے روٹھ جاتا ہے اسکی پوزیسونس یہ بات برداشت ہی نہیں کر سکتی کہ آپ اسے شیئر کرو وہ آپ کے ساتھ کسی ساتھی کو نہیں دیکھ سکتا وہ آپ کو گراہوا مایوس ٹوٹا ہوا دیکھنا چاہتا ہے اور جس دن ایسا نہیں ہوا وہ آپ کو ہانٹ کرنا بند کر دے گا اور اسکا پروسیس پورا ہو جائے گا مجھے امید ہے عمر تم میری بات کو سمجھو گے

وہ اپنی بات ختم کر چکا تھا

لیکن ہم کیسے اپنی بات ہر کسی سے کہہ دیں؟ راز کھلنے کا ڈر تو رہتا ہے ناں عمر نے سوال کیا تھا

کس نے کہا ہے کہ ہر کسی سے کہو اپنا غم صرف اسی سے کہو جو سننے کے لائق ہو جہاں آپ کو راز کے کھلنے کا خوف نہ ہو جو باوقار ہو

اور ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کوئی شخص باوقار ہے یا نہیں؟

سمپل ... آپ اپنے سرکل میں ایسا آدمی ڈھونڈو جس نے کبھی آپ کے ساتھ کسی دوسرے کی ذاتی بات شیئر نہ کی ہو وہ بھی یہ کہہ کر کہ "یار دیکھو اس نے مجھے منع کیا ہے لیکن میں پھر بھی تمھیں بتا رہا ہوں"

ایسے لوگ بہت برے رازدار ہوتے ہیں بلکہ ایسے لوگ رازدار ہوتے ہی نہیں یاد رکھو جو کسی دوسرے کی ذاتی بات اسکے منع کرنے کے باوجود آپ کو بتا سکتا ہے

وہ آپ کی باتیں بھی چھپائے گا نہیں

اور اگر اس کی نیت بری نہ ہو میر ا مطلب ہے اسے اس تیسرے انسان کو کوئی مشورہ دینا ہو اسی لئے وہ آپ سے شیئر کر رہا ہو تو؟ وہ ایسے محو ہو کر پوچھ رہا تھا کہ سر دار اسے دیکھے گیا

اس صورت میں اسے دو کام کرنے چاہیے پہلا وہ بہت کوشش کرے کہ اپنی طرف سے کوئی معقول مشورہ دے اور دوم اگر بہت مجبوری میں وہ آپ سے بات کر بھی رہا ہے تو اس تیسرے انسان کا نام مخفی رکھے اور کسی بھی صورت آپ کو اس تیسرے انسان کا نام پتہ نہ بتائے وہ آپ سے اس طرح مشورہ مانگے کہ "میرا ایک جاننے والا ہے اسکے ساتھ یہ مسلہ ہے تم اپنے ذہانت کے مطابق کوئی مشورہ دو "وہ بول کر خاموش ہوا تو عمر نے بس سر ہلا دیا

...وہ بس خاموش بیٹھا رہا

تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا موبائل اٹھایا تھا اور ایک نمبر پہ کال کرنے لگا پھر رک گیا نمبر ایڈٹ کے خانے میں گیا انگلی سے کاٹنے کا بٹن دبا کر ہارون شاہد کا نام کاٹا اب اسکی انگلیوں نے ایک نیا نام لکھا

سرمئی بلا .. نمبر سیو کیا اور کال کرنے کے لئے اٹھ گیا

کال جارہی تھی ... تھوڑی دیر بعد پک بھی کر لی گئی

ہیلو ..ہارون کی آواز بوجھل تھی

ہاں ہارون ایک کام ہے تم سے کر لو گے ؟ وہ بات کرتے ہوئے میز سے اٹھ گیا تھا ایسے کہ اسرا اسکو دیکھ نہ سکے

کیا کام ہے ؟.. اور میں تمہارا کام کیوں کرنے لگا ؟ اسکی آواز میں برہمی نہیں تھی بس تکان تھی

عمر نے فون کان سے ہٹا کر فون کو گھورا تھا جیسے اپنی نظروں سے اسے سالم نگل لینا چاہتا ہو

یہ میرے لئے ہے اور میں تمھیں اسکے بدلے فیور دوں گا اب جلدی بولو کر سکتے ہو ؟

ہارون نے گہری سانس لی تھی

بولو ... ؟

کسی کو سمجھانا ہے کہ اپنی عاشقی کے چکر میں اپنی زندگی برباد نہ کرے میرے سمجھانے کا سٹائل ذرا الگ ہے اسی لئے تم جاؤ میں تمھیں اسکی تصویر اور باقی ڈیٹیلز بھیج دیتا ہوں کل شام تک اس سے مل لینا اوکے ؟ وہ یقین دھانی چاہ رہا تھا

ہالے سے کیوں نہیں کہتے وہ مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے بات کر سکتی ہے اسکی ٹاکنگ پاور سے واقف نہیں ہو کیا؟ وہ اب بھی نیم رضامند تھا

عمر نے دانت کچکچائے تھے

جس سے بات کرنی ہے وہ تیئیس سال کا لڑکا ہے ڈرگ ایڈکٹ اور شرابی کل شام تم اس سے نائٹ کلب میں ملنے والے ہو کیا اب بھی تم اپنی پہلے والی بات پہ قائم ہو ؟ عمر کے سنجیدہ انداز پہ ہارون کے جبڑے کی رگیں تک تن گئیں موبائل پہ اسکی گرفت سخت ہو گئی

میں .. کل وقت پہ .. پہنچ جاؤں. گا چبا چبا کر الفاظ ادا کئے اور فون بند کر دیا

راشی پولیس والا ہنہہ

بڑبڑاہٹ واضح تھی

وہ تینوں گول چکر دار ذینوں سے اترتے ہوئے نیچے جارہے تھے ایسے کہ ہالے درمیان میں تھی عمر آگے اور سردار انکے پیچھے دفتعاہالے ٹھٹھک کرر کی تھی عمر آگے تھاسو اس نے نوٹ نہیں کیا سردار اسکی نظروں کے ارتکاز میں دیکھے گیا سامنے ایک شاہانہ طرز کی میز سجی تھی آس پاس کھڑے مودب بیرے انواع اقسام کے کھانوں سے سجی میز دو پروفیشنل قسم کے فوٹو گرافرز لیکن کیا ہالے یہ سب دیکھ کرر کی تھی؟

اونہوں وہ اس میز کے گرد بیٹھے اپنے خاندان کو دیکھ کرر کی تھی

کیمرے کی فلیش میں چمکتا سفیر اور مہرماہ کا پرفیکٹ کپل

حسن کی پلیٹ میں کھاناڈالتے شمس سلطان فروا کی کسی بات پہ اداس سی مسکراہٹ والی حسینہ سلطان

اور سربراہی کرسی پہ اداس سے بیٹھے ہوئے یوسف سلطان ہالے کے دل کو جیسے دھکا لگا تھا وہ سب اسکا خاندان تھے جھوٹے کرپٹ قاتل جیسے بھی تھے لیکن اس نے اپنی آدھی زندگی انہی لوگوں کے ساتھ گزاری تھی ہر

ایک سے اسے محبت ملی تھی مان ملا تھا سوائے فروا کے اور ان سب لوگوں کے درمیان اسے کبھی فروا کی ناپسندیدگی کھلی ہی نہیں

بھابی چل کر سلام دعا کر لیتے ہیں اپ کی فیملی ہے ایسے اچھا نہیں لگتا

سردار کی نظریں اب بھی میز پہ جمی تھیں

وہ حقیقت سے بے خبر تھا اسی وقت عمر نے مڑ کر دیکھا تو ہالے کو اپنی جگہ منجمند پایا اس نے ایک نظر اسکی نظروں کی سیدھ میں دیکھا اور پھر گہری سانس بھرتا سیڑھیاں چڑھتا اسکے قریب آنے لگا

یہ سارے تھوڑی دیر پہلے تک ایک دوسرے کی شکل تک نہیں دیکھ رہے تھے

اس نے ہالے کے پاس کھڑے ہو کر بولنا شروع کیا

سلطان منزل سے الگ الگ گاڑیوں میں آئے ہیں یہاں یہ کھوکھلی مسکراہٹ بس ان کیمروں کو دکھانے کے لئے ہے

انسٹاگرام کی آئیڈیل فیملی بننے کے لئے ہے شمس چاہتا ہے کہ لوگ معراج سلطان کی موت کو چھوڑ انکی ہیپی فیملی کے تذکرے کریں وہ دکھانا چاہ رہا ہے کہ کتنا عظیم انسان ہے وہ اور کیسے اسکے مرحوم بھائی کی بیوہ اور اسکا بیٹا شمس کے گھر میں ایک بہترین زندگی گزار رہے ہیں آج انکا ٹویٹر اور انسٹاگرام دیکھئے گا کچھ اس قسم کے ہیش ٹیگز ہوں گے

#Happyfamily

#Miss you meraj sultan

Better together

#Unbreakable bound

وہ طنزیہ سا کہہ رہا تھا اور ہالے سن رہی تھی بلکہ شاید نہیں سن رہی تھی وہ بغیر پلک جھپکے سامنے والی میز کو دیکھ رہی تھی

اسکی ماں اور اسکا بھائی دونوں حقیقت سے بے خبر تھے اور کتنے خوش تھے کیوں اللہ نے اسے خبر دے کر اسکا سکون چھین لیا تھا؟

اسکا جی چاہ رہا تھا شمس کا منہ نوچ لے یا پھر کم از کم ان چھری کانٹوں سے کھانا کھاتے اسکے ہاتھ کاٹ دے یا پھر یہی چھری ابھی کے ابھی اسکی گردن پہ پھیر دے لیکن وہ ان سب میں سے کچھ نہیں کر سکتی تھی

کیسی بے بسی تھی؟

کیسا دکھ تھا

اسکی ماں اپنے شوہر کے قاتل کے ساتھ اور اسکا بھائی اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی

ویسے آپ کی اماں عدت میں نہیں ہیں؟

وہ یقینا انکی یہاں موجودگی کی بات کر رہا تھا

ہالے چند لمحہ انکو دیکھتی رہی پھر ہلکی آواز میں بولنے لگی

امیر ہونے کا ایک ہی نقصان ہوتا ہے ہم لبر رہونے کے چکر میں بے حیا ہوتے جاتے ہیں اسکے لہجے میں یاسیت سی تھی

خیر

آپ نے اب مزید انکو دیکھتے رہنا ہے یا ہم چلیں دیر ہو رہی ہے

عمر کی کوفت زدہ آواز پہ اس نے مڑ کر دیکھا تھا

وہ سخت بے زار اور عجلت میں لگتا تھا

ہالے ایک آخری بے بسی اور نفرت بھری نظر ان پہ ڈال کر آگے بڑھ گئی تھی

سر دار ہو نقوں کی طرح عمر کو دیکھ رہا تھا

بھائی یہ سب کیا ہے ؟۔

بعد میں بتاؤں گا ابھی وقت نہیں ہے وہ بیزار سا کہتا آگے بڑھ گیا

گاڑی گھر کی جانب رواں تھی ہالے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

آپ کہتی ہیں آپ کو یقین نہیں ہے کہ کوئی خدا ہے بھی یا نہیں اور آج آپ نے اسرا سے جو باتیں کیں وہ سب کیا تھیں ؟ آپ نے اللہ کے بارے میں کتنی پیاری باتیں کہیں میں تو سن کر حیران تھا

وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بول رہا تھا

ہالے ایک پل کو جیسے ٹھہر گئی

جس ذات کو ماننے سے وہ انکاری تھی وہ اسکے بارے میں اچھی باتیں کیسے کر سکتی ہے ؟۔

تمہیں کیسے پتہ میں نے کیا باتیں کیں ؟

عمر مسکرایا تھا

امیر بیوی ہونے کا ایک فائدہ ہوتا ہے اسکے پاس مہنگے گیجٹس ہوتے ہیں اور ان مہنگے گیجٹس کا ایک فائدہ ہوتا ہے کہ آپ انہیں چوری کر کے اپنے کام میں استعمال کر سکتے ہو

وہ مسکراہٹ دبائے محضوض سا کہہ رہا تھا

ہالے نے مڑ کر اسکو دیکھا تھا

کیا تم مجھ سے یہ نہیں پوچھو گے کہ میں نے اس لڑکی کی ڈیٹیلز کہاں سے حاصل کیں اسکے دوست اور فیملی کے بارے میں مجھے کیسے پتہ چلا؟۔۔۔۔۔وہ اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی

عمر نے کندھے اچکائے تھے ظاہر ہے آپ جب پچیس منٹ کے لئے باہر گئی تھیں تو آپ اسکے پچیس سالوں کی ڈیٹیلز لے آئی ہوں گی لیل نے آپ کو ہیلپ آوٹ کیا ہو گا!

ھمم سہی کہہ رہے ہو لیل نے ہی کیا لیکن ہیلپ نہیں اس نے میرا کام کیا اور اس پچیس منٹ کے لئے اس نے مجھ سے پچیس ہزار چارج کیے میرا بینک اکاؤنٹ تو پتہ ہے ناں صبح تک پورے پچیس ہزار میرے اکاؤنٹ میں ڈلوا دینا ورنہ امیر بیوی ہونے کے مزید فوائد میں تمھارے گوش گزار کر دوں گی

وہ ٹھنڈے لہجے میں کہہ کر رخ موڑ گئی تھی

میں اسکو پچیس روپے بھی نہ دیتا اس فضول کام کے لئے اور آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں کوئی امیر آدمی نہیں ہوں میں ایک معمولی سا گورمنٹ ملازم ہوں آپ اگر میرا کام کر رہی تھیں تو میری استطاعت تو دیکھ لیتیں اب کہاں سے لاؤں گا میں اتنے پیسے؟

وہ سخت کبیدہ خاطر لگ رہا تھا

ہالے نے کوئی جواب نہیں دیا اسی وقت اپنے گھر کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے انکو سامنے ایک اور گاڑی کھڑی نظر آئی اور گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ایک گرے آنکھوں والا لڑکا بھی نظر آیا

عمر کے تاثرات اسکو دیکھ کر سنجیدہ ہو گئے تھے

وہ گاڑی سے نیچے اتر آیا ہالے بھی گہری سانس بھرتی اسکے پیچھے ہی اتری تھی

صبح سفیر پھر سلطان منزل کے مکین اور اب ہارون شاید انہوں نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ آج ہالے کو سکون سے نہیں رہنے دینا

ہارون انکو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا انکے قریب آکر رکا تھا

دیکھو ہارون مجھے یہ بات بلکل نہیں پسند کہ تم آئے دن اس طرح سڑک پہ کھڑے ہو کر میری بیوی سے بات کرو یہ سامنے میرا گھر ہے جو بھی بات کرنی ہے اندر جا کر کرو آئی سمجھ اگلی بار میں یہ سب برداشت نہیں کروں گا لوگ ہزار باتیں کرتے ہیں دھیان رکھنا

وہ سخت لہجے میں کہتا واپس اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا تھا

ہالے اور ہارون نے اسکی گاڑی کو اپنی نظروں کے سامنے سے اوجھل ہوتے دیکھا

وہ چلا گیا تو ہارون نے ہتھیلی کی بند مٹھی ہالے کی جانب بڑھائی جسے اس نے نظر انداز کر دیا

وہ بازو سینے پہ لپیٹے کھڑی رہی سٹریٹ پولز کی روشنی میں اسکا چہرہ دمک رہا تھا جبکہ ہارون کا چہرہ اندھیرے میں تھا

بات کرنی ہے... وہ ہلکی آواز میں بولا تھا

ہالے نے اسکو سامنے کھڑا دیکھ اپنے دل کو ٹٹولا تھا جیسے آج صبح سفیر کے لئے

کیا وہ اس شخص سے نفرت کر سکتی تھی کیا وہ اس شخص کا زندگی سے چلے جانا افورڈ کر سکتی تھی کیا یہ شخص اسکو چھوڑ سکتا تھا کیا ہالے اس شخص کو چھوڑ سکتی تھی؟

دل نے جو جواب دیا تھا اس پہ ہالے کو بے اختیار ہارون شاہد سے خوف محسوس ہوا

وہ دل میں اپنی جگہ بنانا جانتا تھا

اسی وقت اسکی آنکھوں کے آگے ایک اور منظر ابھرا تھا

ایئرپورٹ پہ کھڑی ہالے اور اسکی بند مٹھی سے اپنی بند مٹھی ٹکراتا ہارون شاہد

مت جاؤ کہتی ہالے اور سفری بیگ کندھے پہ ڈالے جاتا ہوا ہارون

اسکے بعد ٹوٹے پھوٹے منظر دو سیاہ نقاب پوش آنکھیں گاڑی کی ڈگی تھپڑ ذلت رسوائی

کون عمر حیات؟؟

کیا تم کوئی مذاق کر رہی ہو اور بسسسس۔۔۔۔۔

اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی

اسکے چہرے پہ زمانے بھر کی سختی چھاگئی

ہم دونوں کے درمیان کوئی ایسا تعلق نہیں ہے جو ہمیں بات کرنی پڑے وہ رکھائی سے کہہ کر آگے بڑھنے لگی

جب ہارون۔نے اسکو پکارا

ہالے ہمیں بات کرنی چاہیے یہ بہت ضروری ہے تمھارے لئے بھی اور میرے لئے بھی

ہالے پوری کی پوری اسکی جانب مڑی تھی

تیز نظروں سے اسکو گھورا

مجھے لگا تھا تم باوقار ہوگئے ہو مجھے لگا تھا تم بدل گئے ہو لیکن تم وہیں ہو ہارون تم نہیں بدلے میرے ایک بار تمھیں اپنی زندگی سے نکالنے پہ تمھیں نکل جانا چاہیے تھا لیکن تم ہر روز آجاتے ہو کیا تم اپنی عزت نہیں کرتے ؟۔

اس نے وہاں وار کیا تھا جہاں سب سے زیادہ درد ہوتا ہے

بھلا کہاں ؟کسی کی کمزوری پہ

ہارون کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا وہ اسی طرح پر سکوں کھڑا رہا

میں باوقار ہوں ہالے اسی لئے تمھیں منانے آیا ہوں اگر نہ ہوتا تو اپنی غلطی کو اون کرنے کے بجائے تمھیں تمھارے قصور گنوانے لگ جاتا

وہ دو قدم مزید آگے آیا

میں اگر باوقار نہ ہوتا تو تم سے تعلق جوڑنے کی بجائے تمھیں اکیلا چھوڑ دیتا اپنی غلطیوں کی معافی مانگنا اور انکو اون کرنا باوقار لوگوں کا کام ہوتا ہے اپنے دوستوں کو مشکل میں تنہا نہ چھوڑنا باوقار لوگوں کا کام ہوتا ہے ایک طرف کی کہانی سن کر سزا دینا کہاں کا انصاف ہے ہالے تم مجھے بھی تو سنو میری حالت بھی تو سمجھو وہ نرمی سے کہہ رہا تھا

نہ مجھے کچھ سننا ہے نہ کہنا ہے تم نے جو بھی کیا سہی غلط مجھے نہیں پتہ بس مجھے تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا ہارون میری زندگی سے چلے جاؤ

ہارون نے اسکو تاسف سے دیکھا تھا

تم نہیں بدلی ہالے مجھے لگا تھا تمھارے غم نے تمھیں بدلا ہو گا لیکن تم آج بھی ویسی ہی ہو جس نے تمھیں تکلیف دی جس نے تمھیں ہرٹ کیا اسے بغیر کچھ کہے اسے چھوڑ دینے والی تم آخر کب تک ایسی رہو گی آخر کب تک لوگوں کو انکے قصور بتائے بغیر ان سے الگ ہوتی رہو گی اور پھر یہ سوچو گی کہ وہ تمھیں سمجھیں

ہالے سانس روکے اسکو سنے گئی

کوئی تمھارے بولے بغیر نہیں سمجھے گا یہاں سب انسان ہیں کوئی خدا نہیں ہے اگر کسی نے تمھیں دکھ دیا ہے تو بولو یار اسکو بتاؤ کہ اس نے تمھارے ساتھ یہ کیا اور اب تم اسے چھوڑ رہی ہو لڑ کر چیخ کر چلا کر نہیں میچور طریقے سے بات کر کے دلیل اور ثبوت دے کر

اس طرح اپنے دل میں باتیں رکھتی رہو گی تو کبھی خوش نہیں رہ سکو گی

تم مجھے اپنی زندگی سے نکال دو گی میں چلا جاؤں گا لیکن صرف تمہاری ضد کی وجہ سے نہیں تمھارے پاس کوئی وجہ ہونی چاہیے لاؤ وہ وجہ اور میں چلا جاتا ہوں

وہ ہالے کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا

میں تمہارا دوست ہوں ہالے مجھ سے بات کرو غلطی ہوئی ہے تو مجھے بتاؤ مجھ میں معافی مانگ رہا ہوں تو معاف کر دو یار میں ہمیشہ تمھارے لئے آؤں گا میں تم پہ گو اپ نہیں کر سکتا ساری دنیا بھی اگر تمھیں چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد آدمی ہو گا جو تمھارے ساتھ ہو گا میرا یقین کرو

تم نہیں تھے ہارون... وہ عجیب سے لہجے میں کہتی آگے آئی تھی

آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی تھی

جب ہالے کو تمہاری ضرورت تھی تب تم نہیں تھے

اسکی آواز بلند ہوئی

جب ساری دنیا نے مجھے چھوڑ دیا تم تب بھی نہیں تھے

وہ غرائی تھی آنکھیں ضبط کے مارے سرخ ہوئی تھیں

جب اس رات میں اغوا ہوئی تم تب بھی نہیں تھے جب میں ساری رات اسکی گاڑی کی ڈگی میں پڑی رہی تم نہیں تھے

اسکے لہجے میں دل زخمی کرتا دکھ تھا

اس دن جب سفیر نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا تم نہیں تھے چچی نے مجھے گھر سے نکالا تم نہیں تھے میں نے تم سے کہا سب سچ بتاؤ

تم نے نہیں بتایا

آنسو نہ جانے کہاں سے آکر اسکے گالوں پہ پھسلنے لگے

میں نے ہر لمحہ ہر منٹ تمھیں یاد کیا لیکن تم نہیں تھے

ہارون بس اسکو دیکھے گیا سنے گیا

جب میں اس سڑک پہ بیٹھی رو رہی تھی ہنس رہی تھی میرا دل پھٹ رہا تھا تم تب بھی نہیں تھے

جب بابا نے میرا نکاح اس عمر سے کروا دیا تم تب بھی میرے پاس نہیں تھے

اور پھر جب... وہ رکی حلق میں کچھ اٹکا وہ ان الفاظ کو ادا نہیں کر سکتی تھی کوئی بھی اولاد نہیں کر سکتی

جب بابا.. مر گئے.. وہ تکلیف سے بولی

بابا مر گئے ہارون اور تم تب بھی نہیں تھے اس ہسپتال کے ٹھنڈے فرش پہ ہالے سلطان اکیلی تھی کیونکہ اگر ہالے کے ساتھ ہارون نہ ہو تو وہ اکیلی ہوتی ہے

تم نہیں تھے ہارون تم تب بھی نہیں تھے

وہ رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی

اور اگر تم تب نہیں تھے تو اب مجھے ساری زندگی کے لئے نہیں چاہیے ہو

اچانک اسکے آنسو گرنا بند ہو گئے تھے اسکے لہجے میں سختی در آئی تھی

تم کہتے ہو میں شکایات نہیں کرتی میں خود کو تکلیف دینے والوں کو بغیر بات کئیے بغیر انکا قصور بتائے چھوڑ دیتی ہوں میں تمھیں بتاؤں ہارون میں ایسا کیوں کرتی ہوں؟

ہارون خاموش کھڑا رہا وہ بولنے نہیں آیا تھا وہ سننے آیا تھا

شکایتوں کی عزت ہوتی ہے مقام ہوتا ہے وقعت ہوتی ہے انہیں ہر جگہ ہر کسی سے نہیں کیا جاتا ورنہ انکا مقام ختم ہو جاتا ہے عزت دو کوڑی کی رہ جاتی ہے

تم کہتے ہو میں لوگوں کو انکا قصور بتائے بغیر ان سے الگ ہو جاتی ہوں میں بتاؤں میں ایسا کیوں کرتی ہوں؟

وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ اسکے قریب کھڑی پوچھ رہی تھی

ہارون کا سر بے اختیار اثبات میں ہلا تھا

میں ان لوگوں سے دور ہو جاتی ہوں جنہیں میں دل سے نکال دیتی ہوں اور کیا دل سے نکلے ہوئے لوگوں کو انکے قصور بتائے جاتے ہیں ؟

اس نے سوال کیا تھا یا پھر نہیں کیا تھا وہ بولے گئی

نہیں ہارون دل سے نکلے ہوئے لوگ ایسے ہوتے ہیں جیسے چارپائی پہ پڑی ہوئی لاش کیا تم نے کبھی کسی لاش کو اسکا قصور بتایا ہے؟

جس طرح ہر چیز کی ایکسپائری ڈیٹ ہوتی ہے اسی طرح تعلقات کی بھی ایکسپائیری ڈیٹس ہوتی ہیں ایکسپائرڈ چیزوں کو اگر لگایا تو جسم خراب ہو گا کھایا تو گلہ اسی طرح ایکسپائرڈ تعلقات کے ساتھ رہو گے تو دل خراب ہو گا زندگی خراب ہو گی

ہمارا تعلق لاش بن گیا ہے ہارون اب شکوہ شکایات سننا بولنا ہنسنا رونا یہ سب ختم ہو گیا میں ہمارے تعلق کے جنازے پہ رو چکی اب تم بھی رو لو کیونکہ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں اب مجھے کسی کی ضرورت نہیں مجھے اکیلا چھوڑ دو

دوٹوک فیصلہ کن لہجہ

ہارون نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا سٹریٹ پولز کی روشنی میں دمکتا اسکا چہرہ دیکھا اور پھر کہنا شروع کیا

لوگ الگ ہو جاتے ہیں مر جاتے ہیں بچھڑ جاتے ہیں کھو جاتے ہیں لیکن ان سے جڑا ہمارا تعلق وہ کبھی ختم نہیں ہوتا

کیا تم نے لاش کے ساتھ بیٹھے لوگوں کو دیکھا ہے وہ لاش کو ڈس اون نہیں کرتے وہ لاش کے ساتھ بھی اپنا تعلق ختم نہیں کرتے انکو اس وقت بھی لاش کا بھائی بہن باپ دوست انہی قسم کے ٹائٹلز کے ساتھ پکارا جاتا ہے کبھی سنا ہے کہ مرنے کے بعد تعلق بھی مر گیا؟

نہیں ہالے تعلق نہیں مرا کرتے نہ ایکسپائیرڈ ہوتے ہیں ان کے درمیان فاصلے آجاتے ہیں بدگمانیاں آجاتی ہیں لیکن وہ ختم نہیں ہوتے میں بتاؤں کیوں؟

ہالے لب بھینچے کھڑی رہی کچھ نہیں بولی ہارون خود ہی بولنے لگا

کیونکہ چیزیں لوگ بناتے ہیں وہ ختم ہو سکتی ہیں ایکسپائیرڈ ہو سکتی ہیں لیکن تعلقات ہمیں اللّٰہ نے دیئے ہیں وہ ختم نہیں ہوتے بس ان میں فاصلہ آجاتا ہے

میں تمہارا دوست ہوں ہمیشہ تمھارے ساتھ رہوں گا

ہاں ایک وقت تھا جب میں تمھارے پاس نہیں تھا کیونکہ وہ میرا وقت تھا اس وقت ہارون کو ہارون کی زیادہ ضرورت تھی

دوستوں کو مشکل میں ساتھ ہونا چاہیے یہ اصل دوست کی پہچان ہے لیکن ایک دوست آپ کی ہر مشکل میں ہر وقت آپ کے ساتھ نہیں ہو سکتا کوئی سفر کوئی موت کوئی مجبوری ہوتی ہے جو اڑے آجاتی ہے

وہ مدھم لہجے میں کہتا ہالے کو کوئی اور ہی ہارون شاہد لگا

جب ہمارے یہاں کوئی شادی کوئی موت واقع ہو جاتی ہے تو ہمارے بیرون ملک مقیم رشتے دار یا دوست نہیں آپاتے وہ کبھی ہفتہ بعد کبھی مہینہ تو کبھی سال بعد آتے ہیں مبارک باد دیتے ہیں پرسا دیتے ہیں کیا ہم قبول نہیں کرتے ؟ . . کیا ہم انہیں دھکا مار کر نکال دیتے ہیں ؟ نہیں ہالے ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ صرف انسان ہیں اور انسان اللہ کی زمین پہ کب کہاں ہوں گے یہ خدا طے کرتا ہے انسان اس معملے میں بے بس ہوتا ہے جس طرح میں تھا یہ بخت تھا ہالے تمھیں یہ سب اکیلے جھیلنا تھا اللہ تمھیں آزمارہا تھا یہ تمہارے بقا کی جنگ تھی میں کسی اور شہر کسی اور جگہ پہ اپنے بقا کے لئے لڑ رہا تھا ہم دوست ہیں ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیے اگر تمھیں لگتا ہے کہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ دوں گا تو تم غلط ہو دوست کے اکیلا چھوڑ دو کہنے پہ اسے چھوڑ نہیں دیتے بلکہ اسکے پاس بیٹھ کر اسکے ؛"سمجھ نہیں آرہا کیا کروں "تک بیٹھنا ہوتا ہے میں تمھارے ساتھ ہوں تم چاہو یا نہ چاہو میں ہر دفع تمھارے لئے آؤں گا کیونکہ ہارون شاہد کو گاڑی سے ٹیک لگا کر تمہارا انتظار کرنے کی عادت ہے خیال رکھنا میں پھر آؤں گاو

وہ بول کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا

ہالے خاموش نظروں سے اسکو جاتا دیکھتی رہی

کیا یہ وہی ہارون شاہد تھا؟

ان سٹریٹ پولز کی روشنیوں سے دور ملگجے سے اندھیرے والے قبرستان میں چلتے ہیں جہاں عمر حیات ٹانگوں کو سمیٹے اداس آنکھیں معراج سلطان کی قبر پہ جمائے بیٹھا تھا

وہ کچھ دیر قبل والا عمر حیات نہیں تھا اسکی آنکھوں میں زمانے بھر کا دکھ تھا

چہرے پہ اذیت کے تاثرات رقم تھے

آئی مس یو.... کافی دیر بعد وہ ہلکی آواز سے بولا

آپ کو کم وزٹ کرنے کے لئے سوری

میں سارا دن یہاں آنے کا انتظار کرتا ہوں کتنا ظلم ہے ناں؟ اپنے کسی عزیز سے ملنے کے لئے قبرستان آنا جہاں آپ کو پتہ ہے کہ صرف آپ بولیں گے کوئی جواب نہیں آئے گا

بہت یاد کرتا ہوں آپ کو بہت زیادہ میرے لئے آپ سب سے اہم تھے کبھی پتہ ہی نہیں چلا میرے لئے آپ اتنے ضروری تھے کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا....

بہت یاد کرتا ہوں آپ کو بہت زیادہ وہ رک رک کر بول رہا تھا

ساری دنیا کے پاس بات کرنے کو کئی لوگ ہوں گے انکو ایک کے جانے سے فرق نہیں پڑتا ہو گا لیکن میں میرے لئے تو سارا خاندان مر گیا... بات کرنے کو کوئی رہا ہی نہیں

بہت اکیلا ہو گیا ہوں میں

وہ بول کر خاموش ہو گیا جیسے بولنے کو کچھ رہا ہی نہ ہو کافی دیر کی خاموشی کے بعد پھر بے بسی سے کہنا شروع کیا

جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا انکو میرا سوچنا چاہیے تھا انکو دیکھنا چاہئے تھا کہ میرا کیا ہو گا

مجھ سے بات کون کرے گا مجھے کالز کون کرے گا میری کالز پک کون کرے گا؟..

اگر وہ لوگ اپنے حسد اپنے شر پہ قابو پالیتے تو آپ قتل نہ ہوتے

وہ رکا تھا پھر بے زاری سے ہاتھ جھلایا

اب یہ مت کہے گا کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے بے شک اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے میں مانتا ہوں لیکن قتل انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے

موت طے ہوتی ہے لیکن قتل نہیں قتل آخری وقت تک طے نہیں ہوتا اسے ہم طے کرتے ہیں ہمارے اندر کا شر اور حسد ہم سے قتل کرواتا ہے

لوگ کہتے ہیں قتل کی تین وجوہات ہوتی ہیں

زن!. زر!!.. مین

اس نے انگلیوں پہ گنوایا تھا

وہ رکا تھا

میں کہتا ہوں قتل کی ایک ہی وجہ ہوتی ہے حسد..

کسی کے زر کسی کی زن تو کسی کی زمین سے

شر ہر انسان کے اندر ہوتا ہے کسی کے اندر تھوڑا کسی کے اندر زیادہ جو کہتا ہے نہیں ہوتا دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا ہوتا ہے شر مومن میں بھی ہوتا ہے اور گناہگار میں بھی

اصل مومن وہ نہیں ہوتا جس کے اندر گناہ کا خیال ہی نہ آئے جس نے کبھی گناہ کے بارے میں سوچا بھی نہ ہو جو کبھی برا راہا ہی نہ ہو

سہی کہہ رہا ہوں ناں؟ اس نے جیسے تائید چاہی تھی

پھر جواب نہ ملنے پہ خود ہی بولنے لگ گیا

مومن وہ ہوتا ہے جس کو گناہ کا خیال آئے تو جھٹک دے اور اگر غلطی سے گناہ ہو گیا تو دوبارہ توبہ کر کے اصلاح کر لے جو اپنے گناہ کو اون کرے ہمیں تو مومن بننے کا حکم تھا ہم کیسے گناہگار بن گئے؟

کیا کسی کو حق پہنچتا تھا کہ آپ کو مجھ سے چھین لے کیا کسی کو حق پہنچتا تھا کہ اس طرح بے بس کر کے آپ کو مار دے۔؟ کیا کسی کو حق تھا کہ مجھ سے میرا واحد خاندان چھین لے؟

اسکی آواز میں نمی گھل گئی

میں اب بھی انتظار کرتا ہوں کہ آپ کبھی مجھے کال کریں گے جانتا ہوں نہ ممکن ہے

اب بھی لگتا ہے آپ مجھے جواب دیں گے نہیں دے سکتے لیکن میں کیا کروں آپ بتائیں کیا میرے جیسا بے بس انسان کوئی ہو سکتا ہے؟

اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا لیکن مجال ہے جو اس نے ایک قطرہ بھی گرنے دیا ہو

مجھے لگتا ہے میں وہ بچا ہوں جسے اسکے والدین بیچ چوراہے پہ چھوڑ کر چلے گئے ہوں اور وہ بچہ اب تک اسی چوراہے پہ کھڑا ہے اپنے ماں باپ کی واپسی کا منتظر یا پھر کسی ایسے انسان کا منتظر جو اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے گھر لے جائے گا

وہ شدید اذیت میں لگتا تھا

کبھی کبھی لگتا ہے

یہ انتقام یہ بدلہ یہ سب کر کے بھی مجھے کیا حاصل ہو گا؟

آپ تو واپس نہیں آئیں گے

میں تو اکیلا ہی رہ جاؤں گا یہ لوگ مر جایئں کھپ جائیں لیکن میں معراج سلطان کو تو واپس نہیں لا سکتا میرا دل دوبارہ جڑ نہیں سکتا

ہالے کو اسکا خاندان ملے گا اسکا بھائی اسکی ماں اسکی بہن لیکن عمر کے لئے کون ہو گا؟

وہ ذرا دیر کو پھر سے خاموش ہو گیا

لیکن میں پھر بھی کسی کو معاف نہیں کروں گا

میں ایک ایک کو مار دوں گا

میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا جنہوں نے آپ کو مجھ سے دور کیا میں ان سے انکا خاندان دور کر دوں گا...

وہ خاموش ہو گیا اسکو خاموش دیکھ ہوائیں بھی خاموش ہو گئیں پھر اسکے کان کے قریب آ کر کچھ بولنے کی فرمائش کی

وہ ذرا سا مسکرایا

آپ کو پتہ ہے وہ سر مئی بلا ہر روز آجاتا ہے نہ وہ دل کا برا ہے نہ اسکی نظر بری ہے لیکن پھر بھی برا لگتا ہے بلکل زہر جیسا

اس نے کڑوا سا منہ بنایا

پھر یکدم رک گیا یکدم کچھ یاد آیا

اسکی آواز میں سختی در آئی تھی

آپ کو پتہ ہے آپ نے میرے ساتھ کتنا برا کیا ہے ..... میں آپ کو کبھی بھی اسکے لئے معاف نہیں کروں گا

آپ نے میرے دل میں رحم ڈال دیا اب مجھے اپنے دشمنوں پہ رحم آتا ہے انکے خاندان ان کے بچوں پہ رحم آتا ہے کیوں آتا ہے؟

وہ جیسے بے بس ہو گیا تھا

انتقام کے چکر میں بچے عورتیں بوڑھے سب پیلے جاتے لیکن مجھ سے یہ نہیں ہو پا رہا میں چاہتا ہوں کسی کا خاندان کسی کا بچہ بیچ میں نہ آئے سزا صرف مجرم کو ملے میں کیوں ایسا چاہتا ہوں کیوں؟؟؟؟

میں کمزور نہیں پڑنا چاہتا میرے دل کا رحم مجھے کمزور کر رہا ہے آپ نے کیوں کیا ایسا آپ نے میرے دل میں رحم کیوں ڈالا؟ میں انتقام کو جنون بنانا چاہتا ہوں بچے بوڑھے عورتیں خاندان جو بھی بیچ میں آئے سب کو ختم کر دینا چاہتا ہوں لیکن میں جیسے بے بس ہو گیا ہوں میں نہیں کر پا رہا آپ نے ظلم کیا ہے مجھے ظالم بھیڑیا رہنے دیتے لیکن آپ نے مجھے انسان بنا دیا مجھے انسان نہیں بننا تھا

وہ خاموش ہوا تو فضائیں بھی خاموش ہو گئیں عمر کے غم میں نوحہ پڑھتی خاموش بین کرنے لگیں

دس سال پہلے اس آدمی کو اینٹوں سے مارتے وقت میرے دل میں رحم نہیں تھا اس شیف کی ہڈی پسلی توڑتے وقت مجھے ترس نہیں آیا تھا اس ٹیوٹر کو مارتے وقت مجھے ذرا برابر ترحم نہیں محسوس ہوا تھا تو اب کیوں مجھے برہان کے آنسو نہیں دیکھے جاتے؟

کیوں سکندر شاہ کا خاندان توڑنے کے بعد میرے دل سے سکون اٹھ گیا ہے میں ایسا نہیں تھا میں ایسا نہیں تھا

اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لی تھیں شاید وہ دس سال پیچھے جانا چاہتا تھا

جہاں سے عمر کے اندر کے انسانیت کا سفر شروع ہوا تھا لیکن در حقیقت وہ اس قبر میں لیٹے آدمی کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا

قبرستان کی ساکت فضاؤں نے بھی آنکھیں بند کر لی تھیں شاید وہ بھی عمر کے ساتھ ایک اچھے وقت میں جانا چاہتی تھیں جہاں اگر مسائل ہوتے تھے تو حل کرنے والا بھی ہوتا تھا

عمر حیات کو ہیون میں کام کرتے تین ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے وہ بچوں سے مانوس نہ سہی انکو "برداشت" کر سکتا تھا

اٹھارہ سالہ عمر حیات سوتے بچوں پہ ایک آخری نظر ڈالنے آیا تھا ترتیب سے رکھے بیڈز اور انپہ سوئے ہوئے بچے عمر کی نظروں نے اسکین کیا اور جانے کو مڑا جب اسے ایک آہٹ محسوس ہوئی اس نے مڑ کر دیکھا دیوار

کے ساتھ رکھے ایک بیڈ پہ کوئی آٹھ سالہ بچی آنکھیں میچے ہوئے تھی شاید وہ دکھانا چاہ رہی تھی کہ وہ "سو" رہی ہے

نورے میں تمھیں دیکھ چکا ہوں خاموشی سے سو جاؤ.. عمر اپنی جگہ سے پکارا تھا پھر کیا تھا وہ جو سونے کی اداکاری کر رہی تھی پٹ سے آنکھیں کھولے اٹھ بیٹھی

وہ آٹھ سالہ نورے تھی سانولا بھرے بھرے گالوں والا چہرہ ہلکے گھنگھریالے بال بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور سب سے بڑی اسکی زبان جس سے عمر عاجز تھا وہ بولتی تھی اور بہت بولتی تھی باقی بچوں کی طرح نہ عمر سے ڈرتی نہ کتراتی بلکہ کمر پہ ہاتھ رکھے لڑاکا عورتوں کی طرح اس سے اپنی ہر بات منوا لیتی تھی نہ جانے کیوں لیکن عمر کو اس پہ غصہ نہیں آتا تھا

وہ بس اسے برداشت کرتا تھا

اس وقت بھی وہ بغیر آواز کئے بیڈ سے اتر آئی پھول دار فراک کو دونوں انگلیوں کی نوک سے پکڑ رکھا تھا

عمر چہرے پہ بے زاری طاری کئے اسکو اپنے پاس آتے دیکھے گیا اسکے قریب آکر اس نے ایک اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے عمر کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور آگے بڑھنے لگی یہ ایک اشارہ تھا کہ یہاں سے چلو

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگا وہ اس بچی پہ غصہ نہیں کرتا تھا آتا ہی نہیں تھا

راہداری سے گزر کر بڑے سے لان میں آکر اس نے عمر کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خود نیچے گھاس پہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی عمر کو ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا

وہ خود کو بے زار ظاہر کرتا بیٹھ گیا

اب کیا مسلہ ہے تمھیں کیوں لائی ہو مجھے ؟اس نے لہجے کو بے زار بنانا چاہا

نورے نے تاسف سے سر ہلایا تھا

میں تمھیں کریکٹ کرنا چاہتی ہوں تم دن بہ دن بہت بگڑتے جارہے ہو وہ راز داری سے کہنے لگی

عمر کے تو مانو پتنگے ہی لگ گئے

اب تم کریکٹ کروگی مجھے ؟ہاں ؟اور میں تم سے بڑا ہوں آپ کہو آئی سمجھ

ہوا کے دوش پہ سانولی بچی کے بال اڑنے لگے تھے اسکی آنکھوں میں ناپسندیدگی در آئی تھی

یہی یہی تمہاری ۔ ۔ ۔ ۔ وہ بولتے بولتے رکی عمر کی گھورتی نظروں کو دیکھا پھر دونوں ہاتھ سرینڈر کرنے کے انداز میں اٹھالئے یہی آپ کی بری عادت ہے غصہ آپ غصہ بہت کرتے ہیں پتہ ہے ہمارے پیرنٹس نہیں ہیں جب کوئی ڈانٹے تو ہم کس کو بتائیں گے ؟

اور وہ جو تم لوگ میری جان عذاب میں ڈال دیتے ہو اسکا کیا ہاں ؟

اللّٰہ رے ۔ ۔ ۔ کیا کروں آپ کا ہم تو بچے ہیں ناں تنگ تو کریں گے آپ تو بڑے ہو آپ کو پتہ ہے جب آپ نے اس دن آنا کو ڈانٹا تو وہ کتنا روئی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ اسکا دل کر رہا ہے وہ اپنے بابا کے ساتھ انکی گریو (قبر) میں جا کر سو جائے

عمر سن ہو گیا نورے کہے گئی

اور پتہ ہے جب تم نے علی کو ڈانٹا وہ کہہ رہا تھا جیسے اسکے پیرنٹس جل گئے وہ خود کو بھی اسی طرح جلا لے گا تا کہ آئندہ تمہاری ڈانٹ نہ کھانی پڑے میں نے کہا ناں ہمارے پیرنٹس نہیں ہیں ہمیں زیادہ ہرٹ ہوتا ہے

وہ ہاتھ ہلا ہلا کر بات کرتی تھی اسکے لہجے میں گاڑھی انگریزی کا عنصر تھا

مم میرا یہ مقصد نہیں تھا... اسکے حلق سے پھنسی ہوئی سی آواز نکلی

میں جانتی ہوں جانتی ہوں تمہارا یہ مقصد نہیں تھا تم اچھے ہو تم

Saint devil ہو

وہ رکی عمر کی سوالیہ نظروں میں دیکھا

یہ نام ہم نے تمھیں دیا ہے ہم سب نے ایک میٹنگ کی تھی اس میں ہم سب نے مل کر تمھیں یہ نام دیا تم برے نہیں ہو ہم جانتے ہیں

تم نے ہمارے کھانے کے لئے کس طرح شیف سے فائٹ کی تھی ہم سب کو کتنا اچھا لگا تھا

(ہیون میں شیف کے فرائض سرانجام دینے والا آدمی بچوں کے لئے لایا جانے والا سارا گوشت باہر سے ہی کہیں اور بھیج دیا کرتا تھا اور بچوں کو دال سبزی پہ ٹرخا دیتا تھا یہ بات جب عمر کو معلوم ہوئی تو کیا ہوا کیا مجھے یہ بتانا چاہئے ؟)

نورے کہے جارہی تھی اور عمر اسکے پاس بیٹھا اسکو سن رہا تھا

تم نے ہمارے چاکلیٹ سمری کے لئے بھی تو ووٹ دیا تھا اور سب سے بڑی بات تم نے اس ٹیوٹر کو بھی مار کر بھگا دیا وہی..

وہ اسکے پاس جھکی آواز آہستہ کر لی

وہ جس کے بیڈ ٹچر ہم سب کو پسند نہیں تھے بس اسی دن ہم سب نے ایک میٹنگ رکھی اور اس میں تمہارا نام

Saint devil

رکھ دیا اس نے گویا بات ختم کر دی

عمر مسکرایا تھا

ڈیول سینٹ نہیں ہوتے یا تو اچھائی ہوتی ہے یا برائی ان دونوں کے درمیان کچھ نہیں ہوتا پاگل. اس نے نورے کے سر پہ ہلکی سی چپت لگائی تھی

نورے نے خفگی سے اسکو دیکھا تھا

بال نہ خراب کرو میرے اچھا

اب آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ کسی بچے کو نہیں ڈانٹیں گے سب سے پیار محبت سے رہیں گے کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی میرے جانے کے بعد اگر کوئی میٹنگ ہو تو کوئی آپ کا نام صرف

Devil

رکھ دے اچھا نہیں لگے گا مجھے وہ مایوس ہوئی تھی

اور تم کہاں جا رہی ہو

نورے ایک پل کو رکی تھی

میں مرنے والی ہوں اس نے عمر کے سر پہ دھماکہ کیا تھا

کیا بکواس ہے یہ وہ غصہ ہوا تھا

آپ کو معراج بابا نے بتایا نہیں ہے جب کوئی بات کرتا ہے تو بیچ میں نہیں ٹوکتے اس نے خفگی سے ٹوکا تھا پھر کہنا جاری رکھا ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں مرنے والی ہوں مجھے کینسر ہے

عمر سانس روکے اسکو سنے گیا

آپ نے دیکھا نہیں ہے معراج بابا ہر ویک مجھے بڑے والے ہسپتال لے جاتے ہیں اور میں اسکول سے بھی کتنی ایبسنٹ رہنے لگی ہوں میرے سر میں کتنا درد رہنے لگا ہے ڈونٹ ٹیل می آپ نہیں جانتے ؟ . . وہ منہ پہ ہاتھ رکھے حیران ہوئی تھی

عمر نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ نفی میں سر ہلایا تھا

وہ مر نہیں سکتی نہیں وہ نہیں مر سکتی جس بچی پہ وہ چاہ کر بھی غصہ نہیں کر پاتا جس کی باتیں اسکو ہنسنے پہ مجبور کرتی تھیں جو اسکی ہر غلطی پہ اسکو کریکٹ کرنے آجاتی تھی وہ مر نہیں سکتی اور وہ اپنے مرنے کی بات اتنی آسانی سے کر بھی کیسے سکتی ہے

تمھیں ڈر نہیں لگتا؟ . . . مرنے سے ڈر نہیں لگتا ؟ . کافی دیر بعد وہ بدقت انگریزی میں بول پایا

-

It is the most scary thing ever

اس نے جھر جھری لی تھی

مجھے یہ سوچ کر نیند بھی نہیں آتی کہ جب میں قبر میں چلی جاؤں گی اور میرے اوپر مٹی ڈال دیں گے تو میرا دم نہیں گھٹے گا؟...وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی عمر کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا

وہ اسے کہہ نہیں سکا کہ موت دم گھٹنے کا ہی نام ہے وہ اسے نہیں کہہ سکا کہ ساری اذیت بس زندگی تک ہے موت کے بعد تو کوئی تکلیف نہیں ہے وہ نہیں کہہ سکا وہ کہہ ہی نہیں سکتا تھا

کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی

تمہارا علاج کیوں نہیں ہو رہا تم اب تک یہاں کیوں ہو؟

نورے نے کندھے اچکائے تھے

nd no money means no treatmentNo parents means no money a

وہ نارمل لہجے میں بول گئی عمر کو یکدم گھٹن کا احساس ہوا

ان دونوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی چھا گئی

کیا تم جینا چاہتی ہو؟ عمر نے اسکو دیکھے بغیر کافی دیر بعد پوچھا تھا

نورے بے اختیار رونے لگ گئی تھی عمر نے اسکو روکا نہیں اسکی آنکھوں سے آنسو پھسل پھسل کر اسکے چہرے کو بھگو رہے تھے

میں نہیں مرنا چاہتی...وہ ہچکیوں کے درمیان بولی تھی

کیوں؟..وہ نہ جانے کیا سننا چاہتا تھا

کیوں کہ میں ایک اچھی پائلٹ بننا چاہتی ہوں

کیا مطلب..؟؟

جس پلین میں میرے ماما اور بابا آرہے تھے اس کے انجن میں ایشوز تھے لیکن پائلٹ اور اسکی ٹیم نے اپنی منمانی کی وہ برا پائلٹ تھا اور اسکی ٹیم اس سے زیادہ بری تھی میں ایک اچھی پائلٹ بنوں گی تاکہ جب کوئی بچہ ایئر پورٹ پہ اپنے پیرنٹس کو ریسیو کرنے جائے تو اسکے پیرنٹس جلے ہوئے نہ ہوں اسکے پیرنٹس مرے ہوئے نہ ہوں اور کسی کو بھی یہاں ایسے یتیم خانوں میں نہ رہنا پڑے کیونکہ یہاں سب کچھ ہے بس پیرنٹس نہیں ہیں

وہ بری طرح روتے ہوئے شستہ انگریزی میں کہہ رہی تھی عمر کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا

دو سال پہلے ہم امریکا میں رہتے تھے ہم یہاں اپنے گرینڈ فادر سے ملنے آئے تھے اور یہاں آتے وقت میرے بابا اور ماما جس پلین میں تھے وہ کریش ہو گیا میں چاچو کے ساتھ دوسرے پیلن میں تھی ہم بچ گئے لیکن پھر چاچو اور انکی فیملی نے مجھے ڈس اون کر دیا کیونکہ میں بیمار ہوں کیا میرے پیرنٹس مجھے ڈس اون کرتے ؟

روتے روتے اسکی ناک اور چہرہ سرخ پڑ گیا تھا

میں سٹرونگ ہوں سہ لیتی ہوں لیکن پلیز تم دوسرے بچوں کو نہ ڈانٹا کرو ہمارے پیرنٹس نہیں ہیں ہمیں زیادہ ہرٹ ہوتا ہے

عمر بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑا ہوا تھا اب اسکا دم گھٹنے لگا تھا

نورے اسکے ساتھ اٹھی تھی اپنی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں

Saint devil

اگر میں مر جاؤں تو پلیز رات کو میری قبر پہ مجھے وزٹ کرنے ضرور آنا مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے تم آؤ گے ناں؟۔ وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اسکے چہرے پہ جمائے گردن اونچی کیے پوچھ رہی تھی

عمر نے جواب نہیں دیا اس نے بس خود سے سوال کیا کیا وہ اس بچی کو مرنے دے سکتا تھا جسکو devils میں saintness دکھتی تھی؟

اور پھر وہ رکا نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھ گیا اسکا رخ معراج سلطان کے آفس کی جانب تھا

لکڑی کا بڑا سا دروازہ پار کرتا وہ اندر داخل ہوا تو معراج سلطان اپنے آفس کی پاور سیٹ پہ بیٹھے کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا جو انگلی سے اشارہ کر کر کے فائل کے مین پوائنٹس انکو بتا رہا تھا

ویسے تو مجھے شک تھا لیکن آج یقین ہو گیا تم ضرور کسی جنگل سے بھاگے ہوئے بد تہزیب لو مبڑ ہو تمھیں کسی نے دروازہ ناک کرنا نہیں سکھایا؟ وہ نوارد کو دیکھ کر طنزیہ بولے تھے

البتہ اسکو دیکھ کر آنکھیں چمک اٹھی تھیں

انکے ساتھ کھڑے آدمی نے اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹہ تھا

عمر چہرے پہ ہاتھ پھیرتا مرے مرے قدموں سے چلتا انکے سامنے رکھی کرسی پہ دھم سے آ کر گر سا گیا تھا

کافی دیر تک معراج سلطان اسکے کسی جوابی حملے کے منتظر رہے لیکن کوئی جواب نہ پا کر جیسے بدمزہ ہو گئے

اب کچھ بول بھی چکو تم میری بیوی نہیں ہو جس کے بولنے کا انتظار کرتا رہوں اور کوفت بھی نہ ہو ایک اور وار

لیکن مقابل کی جانب سے ہنوز خاموشی

اسکا چہرہ سفید تھا جیسے جسم سے سارا خون نچڑ گیا ہو

بلیو بیلٹ کی نورے.... اسے.. اسکو کینسر ہے ناں؟؟؟

آپ نے مجھے نہیں بتایا بلکہ آپ نے اسکا علاج کیوں نہیں کروایا؟؟ اسے اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی

اسکے ماتھے پہ پسینے کے ننھے ننھے قطرے واضح تھے

معراج سلطان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسایا اپنی سیاہ آنکھوں کو عمر کے

پریشان اور گھبرائے ہوئے چہرے پہ مرکوز کیا اور کہنا شروع کیا

دس لاکھ .. دس لاکھ اسکی سرجری کا خرچہ ہے اسکے علاوہ اسکی دوائیاں ہسپتال کے بلز انکا تو کوئی حساب ہی نہیں

اور اسکے بچنے کے چانسز صرف اور صرف پچیس فیصد ہیں میں پھر بھی اس پہ انویسٹ کروں گا کیونکہ وہ میری بچی

ہے لیکن اب تم میری دوسری بات سنو

گرین بیلٹ کی الیشا کے جگر کا اپریشن کروانا ہے اور یلو بیلٹ کے فہد کا کڈنی ٹرانسپلانٹ کروانا ہے وہ بھی اس ماہ

کے آخر میں اور انکے بچنے کے چانسز بھی اسی سے نوے فیصد ہیں میرے پاس جو رقم جو ڈونیشنز تھے وہ و ہسپتال

کی مشینری پہ لگ گئے اور کچھ اسکول کی کنسٹرکشن پہ اب میرے ہاتھ خالی ہیں تم بتاؤ میں کیا کروں اور کیسے اس بچی کا علاج کرواؤں ؟

آپ کہیں بات کریں کسی سے مزید فنڈز لیں اپنی کمپنی سے کوئی فنڈز لائیں کچھ تو کریں یار وہ لوگ آپ کے بچے ہیں .. وہ مارے بے بسی کے چلایا تھا

یہاں ڈیڑھ ہزار بچے ہیں اور ان سب کی ولدیت میں میرا ہی نام آتا ہے ان ڈیڑھ ہزار بچوں میں اسی بچے بیمار ہیں مجھے بتاؤ عمر میں کون سے بچے کو عزیز رکھوں اور کس بچے کو مرنے دوں ؟

آپ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں کچھ کریں کوئی راستہ تو ہو گا ناں آپ اپنی کمپنی سے کوئی فنڈ دے دیں کسی ڈونر کو اپروچ کریں وہ بچی مر جائے گی میں اسے مرنے نہیں دے سکتا

اور تم صرف اس ایک بچی کو کیوں مرنے نہیں دینا چاہتے ؟ ان کا لہجہ ٹھنڈہ تھا

عمر بے اختیار دھیما پڑا اس نے نظریں معراج کے چہرے سے ہٹالی تھیں اب وہ سامنے دیوار پہ لگی عربی کیلیگرافی دیکھ رہا تھا

وہ بہت الگ ہے بہت زیادہ اسے مرنا نہیں چاہئے وہ مر گئی تو اس دنیا کا بہت نقصان ہو گا وہ ایسی بچی ہے جسکو devils

میں saintness دکھتی ہے میں اسے مرنے نہیں دے سکتا اسکی آواز ہلکی تھی بے حد ہلکی

تو بچا لو اسے .. معراج نے فوراً حل پیش کیا تھا

میں میں کیسے میں کیا کر سکتا ہوں ؟اسکی آنکھوں میں نہ سمجھی اتری تھی

تمھارے بینک اکاؤنٹ میں بارہ لاکھ روپے ہیں عمر کیا تم بارہ لاکھ میں سے دس لاکھ اس بچی کے لئے نہیں دے سکتے جسکو devils میں saintness دکھتی ہے ؟کیا تمھارے لئے پیسا کسی انسانی جان سے زیادہ اہم ہے ؟انکے انداز میں چیلنج تھا

عمر اپنی جگہ جم گیا تھا

وہ رقم میرا فیوچر ہے میری پڑھائی میری سیکورٹی مجھے آگے جا کر بہت کچھ کرنا ہے مہنگا کالج بھاری فیسوں والے کوچنگز اپنی vehical میں یہ سب کچھ کیسے کروں گا میں نہیں دے سکتا یہ رقم آپ سمجھنے کی کوشش کریں

تو پھر ٹھیک ہے اس بچی کو اسکے حال پہ چھوڑ دو میرے پاس جب رقم آئے گی میں اسکا علاج کروالوں گا تم جاؤ کل تمھارے کالج کا پہلا دن ہے آرام کرو یہ سب میرے بچے ہیں میں انکو دیکھ لوں گا وہ مر بھی گئی تو کیا ہو گا یہاں ایک اور یتیم آجائے گا وہ کہہ کر دوبارہ اپنی فائل پہ جھک گئے تھے

عمر نے ایک لمحہ کو سوچا اگر وہ یہ رقم رکھ لیتا تو اسکی زندگی "بن" جاتی اور اگر وہ یہ رقم دے دیتا تو کسی کی زندگی "بچ" جاتی زندگی بنانا زیادہ اہم تھا یا زندہ رہنا ؟اس نے دل سے پوچھا تھا اور دلوں میں رہنے والے خدا نے اس سے فیصلہ کروالیا تھا

مجھے اس بچی کی سرجری اسی ہفتے چاہیے ... میں رقم دینے کو تیار ہوں وہ فیصلہ کن لہجے میں بولا ان لوگوں کو زندہ رہنا چاہیے جو میٹنگز میں آپ کے نام کے ساتھ صرف devil لگانے سے ڈرتے ہوں . آخری بات اس نے دل میں کہی تھی

ایک اور بات وہ انکو دیکھ کر بولا تھا

آج آپ نے میرے دل میں رحم ڈالا ہے اور میں آپ کو اسکے لئے ساری زندگی معاف نہیں کروں گا وہ کہہ کر جانے لگا جب معراج کی آواز نے اسکے قدم روکے تھے

کل شام چلیں گے تمھارے مسلے کا سدباب کریں گے آخر کب تک یہ بغیر پہچان والی زندگی گزاروگے وقت پہ کورٹ آجانا اوکے ؟

عمر تیزی سے مڑا تھا

ہم کیا کرنا والے ہیں ؟ . کیا آپ نے کچھ پتہ لگایا ہے ؟ کیا کوئی پلان ہے ؟ کل کیوں ابھی بات کرتے ہیں ناں کیا کریں گے ہم کچھ بتائیں وہ انکی میز کے قریب کھڑا بے قراری سے پوچھ رہا تھا

معراج نے ایک جتاتی نظر اپنی گھڑی پہ ڈالی تھی اور دوسری اسکے چہرے پہ

رات کے نو بجنے والے ہیں اور اس وقت میں ایک تابعدار شوہر کی طرح گھر جانے کی بجائے تم سے بات کرنا کیوں پسند کروں گا ذرا روشنی ڈالو گے ؟ انکے لہجے میں واضح طنز تھا

عمر کلس کر رہ گیا

پھر یکدم جیسے ذہن میں کچھ کلک ہوا

ویسے آپس کی بات ہے جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی جا رہی ہے زبان کی کڑواہٹ میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے اپنی بیوی سے کہیں آپ کی چائے میں چینی کی مقدار ذرا بڑھا لیں دن بہ دن کریلے کی طرح زہریلے ہوتے جا رہے ہیں بوڑھے جج صاحب... بوڑھے پہ زور دے کر

وہ بول کر محضوض سا مڑ گیا تھا معراج کے ساتھ کھڑے آدمی نے ایک زوردار قہقہ لگایا تھا جبکہ معراج عمر کے پیچھے سے چلائے تھے

میں تمھیں دیکھ لوں گا جنگلی لومڑ...

عمر ہاتھ جھلاتا باہر نکل گیا

سر آپ نے اس سے جھوٹ کیوں کہا نورے بیٹی اور باقی بچوں کے علاج کے لئے تو آپ کے دوست نے فنڈز دے دے ہیں اور کل تو وہ ڈاکٹر نورے کی سرجری کی تاریخ دینے والا ہے نہیں؟

معراج نے سر دوبارہ فائل پہ جھکا لیا تھا

اسکے اندر انسانیت کی خاطر کچھ بھی کر گزرنے کا جذبہ ہونا چاہیے پیسے سے محبت ایک طرف لیکن دھیان رہے کہ وہ پلڑا اتنا بھاری نہ ہو جائے کہ تمہاری انسانیت کا پلڑا نیچے جھک جائے انسانی جان ہر چیز سے زیادہ اہم ہونی چاہیے ہر تعلق ہر رشتے ہر چیز سے بڑی وہ کہتا ہے میں نے اسکے دل میں رحم ڈالا ہے میری اتنی اوقات کہاں دلوں کے فیصلے اللہ کرتا ہے میں نے بس اسکو قربانی دینا سکھایا ہے یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اس نے

مجھے تو بس وسیلہ بنایا ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنی ضد اور اپنی عیاشی کے چکر میں انسانیت کھو دے اور مٹی کا بجتا ٹھیکرا بن جائے میں یہ افورڈ نہیں کر سکتا وہ سنجیدگی سے کہہ کر سیدھے ہوئے تھے

تو کیا آپ اسکے پیسے واقعی لے لیں گے ؟

معراج نے ہاتھ جھلایا تھا

ہنںہ لے ہی نہ لوں اسکی بلیک میلر ماں کو پتہ لگ گیا ناں تو میری ساری عمر پیشیاں بھگتاتے گزر جائے گی نہ بھئی میں باز آیا ایسے پیسوں سے واپس کر دوں گا کچھ وقت بعد

وہ کچھ اور بھی کہہ رہے تھے. لیکن آفس کے دروازے کے باہر کھڑے عمر حیات کے کان جیسے سن ہو گئے تھے

اسکے دل میں رحم تھا؟؟ ؟ کیا واقعی تھا؟

دس سال بعد والے عمر حیات نے آنکھیں کھولیں تو سارے منظر پانی کے بلبلے کی طرح ہوا میں تحلیل ہو گئے

قبرستان کی ساکت ہوئی ہوا ایک بار پھر چلنے لگ گئی

انکے پاس ابھی اور بھی غم تھے

موزن فجر کی اذان دے کر سوئے ہوؤں کو جگا کر روئی آنکھوں کو شفاف پانی سے دھلا کر بھٹکے ہوئے کانوں تک حق کی آواز پہنچا کر اپنے گھر کو لوٹ گیا تھا ایسے میں سلطان منزل کے ایک کمرے میں اے سی کی کولنگ سے یخ پڑتے کمرے میں وہ بھوری آنکھوں والی لڑکی جائے نماز پہ بیٹھی دعا مانگ رہی تھی ملگجے سے اندھیرے میں اسکی صاف رنگت دمک رہی تھی وہ دعا مانگ کر جیسے ہی اٹھی اسکی آنکھوں کی پتلیاں یکدم ساکت ہو گئیں زبان جیسے مفلوج ہو گئی

سامنے ہی بیڈ پہ اسکا بھوری آنکھوں والا شوہر نرم سی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں کچی نیند سے اٹھنے کی داستان رقم تھی بال بکھرے ہوئے تھے

مم.. میں نے.. میں نے آج نماز پڑھی ہے... میں روز نہیں پڑھتی.. میں وہ ہکلانے لگی تھی

اچھی لگ رہی ہو... سفیر کی نرم آواز پہ اسکو اپنے حواس زائل ہوتے محسوس ہوئے

یہ جو دوپٹہ تم نے لے رکھا ہے ناں یہ مجھے بہت پسند ہے.. تم نماز پڑھا کرو اور ایسے ہی دوپٹہ لیا کرو سوٹ کرتا ہے تم پہ وہ اسکے چہرے پہ نظر جمائے بول رہا تھا

آپ کو.. آپ کو میرے نماز پڑھنے سے کوئی مسلہ نہیں ہے؟ مہرماہ کو لگا تھا جیسے وہ اپنے پیروں پہ نہیں کھڑی رہ سکے گی

سفیر کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی

مجھے نماز سے کیا مسلہ ہو سکتا ہے وہ بھی تمہاری دین ہر انسان کا ذاتی مسلہ ہے بلکہ مجھے تو نماز پڑھنے والی لڑکیاں اچھی لگتی ہیں تم آج مجھے زندگی میں پہلی بار سب سے اچھی لگی ہو میں کافی دیر سے تمھیں دیکھ رہا ہوں وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا

مہرماہ نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا تھا وہ کتنے دنوں بعد پہلے والا سفیر لگا تھا.. وہی نرم لہجہ وہی مسکراہٹ

تم آئندہ ایسا کرنا میرے سامنے نماز پڑھا کرنا میں تمھیں دیکھتا رہوں گا اچھا لگتا ہے مجھے

اور ایسے دوستانہ انداز میں اس نے آخری بار کب بات کی تھی مہرماہ نے یاد کرنا چاہا اسکی آنکھیں بے اختیار بھیگنے لگیں یہ شخص اسکے لئے کیا تھا یہ تو کوئی اس سے پوچھتا

آپ کو تو نماز پڑھنے والی لڑکیاں نہیں پسند تھیں

اے سی کی کولنگ اور ٹھنڈے فرش پہ اسکے ننگے پیر اسکی ریڑھ کی ہڈی تک جمنے لگی تھی

سفیر کو اس ٹمپریچر کی عادت تھی لیکن اسے نہیں

اسکی سماعتوں میں فروا کی آواز گونج رہی تھی وہ چار عورتوں کے درمیان ایک پارٹی میں کھڑی فخر سے کہہ رہی تھیں

میرے سفیر کو تو یہ پانچ وقت کی نماز اور قرآن بس ایک پابندی لگتی ہے بس وضو کر کے ایک نماز سے دوسری کے انتظار میں بیٹھے رہو اپنی کوئی زندگی ہے یا نہیں ؟ویسے دین میں انسان کے لئے اپنے لئے بھی کوئی اسپیس ہونی چاہیے what's say?

نہیں تو مجھے کیوں ایسا لگے گا سفیر کی آواز اسکو ہوش میں لائی تھی آر یو سیر یس ؟ میں ایسا کیوں کہوں گا ٹھیک ہے نماز نہیں پڑھتا لیکن جو پڑھتا ہے اسے کیوں برا سمجھوں گا؟

وہ سخت متعجب تھا

مہر ماہ کے سینے میں جیسے کسی نے گھونسہ دے مارا ہو

(اس نے اس شخص کے لئے خدا کو چھوڑ دیا)

مجھے بس دو طرح کی عورتیں نہیں پسند ایک بد کردار دوسری بزدل دونوں ہی نسل خراب کرتی ہیں بد کردار عورت اپنے سارے خاندان کو ذلیل کرواتی ہے اور بزدل عورت اپنے سارے خاندان کو بزدل بناتی ہے وہ اپنے لئے اسٹینڈ نہیں لیتی اور اسکی دیکھا دیکھی اسکے بچے اسکے ساتھی بھی اسی کی طرح بنتے جاتے ہیں اور یہ سائیکل چلتا رہتا ہے

اس نے کہنا جاری رکھا

تم سے شادی نہ کرنے کی وجہ بھی یہی تھی تم بزدل تھیں میں نے کبھی تمھیں اپنے لئے اسٹینڈ لیتے نہیں دیکھا اور ہالے وہ تمھارے بلکل برعکس وہ مجھے پسند کرتی تھی لیکن پھر بھی میری غلط بات کو غلط کہنے کا حوصلہ رکھتی تھی وہ اپنے سے جڑے رشتوں کے لئے بھی اسٹینڈ لیتی تھی بزدل عورت سے مرد محبت کر سکتا ہے لیکن بہادر عورت سے عشق ہو جاتا ہے مرد کبھی بھی اس عورت کا نہیں ہوتا جو اس سے ڈرتی ہو جھجھکتی ہو اسکی باتیں بلا چوں چرا مان لیتی ہو مرد اس عورت کا ہوتا ہے جو اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بات منوانا جانتی ہو جو مرد کی غلط

بات کو غلط کہنے کا حوصلہ رکھتی ہو..... جس کی زبان نہیں آنکھیں بات کرتی ہوں ایسی عورت مرد کو پاگل کر دیتی ہے مہر چند ثانیے اسکو دیکھتی رہی پھر جب بولی تو اسکی آواز میں اندیشے تھے

کیا ہالے ایسی تھی؟... وہ رکی تھی

جو کسی مرد کو پاگل کر دے؟

اسکی آواز اسے خود بے گانی لگی

سفیر گہری سانس بھرتا کمفرٹر خود سے ہٹاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا

اگر ہالے بے وفا نہ ہوتی تو اسکو سب معاف تھا اب خود اندازہ لگا لو وہ کیسی تھی

مہر کے دل کو دھکا سا لگا تھا جبکہ وہ بول کر باتھ روم کی جانب بڑھ گیا پھر دروازے پہ رکا اسکے سر میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی

وہ چوکھٹ کو تھامے سر پہ ہاتھ رکھے وہیں ٹھہر سا گیا

مہر ماہ جلدی سے اسکے قریب پہنچی تھی

کیا ہوا ہے آپ آپ ٹھیک تو ہیں ناں وہ پریشان ہو اٹھی تھی

آپ کی طبیعت خراب ہے تو ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں؟ وہ اسکے بازو پہ ہاتھ رکھے فکر مندی سے کہہ رہی تھی

پتہ نہیں کیا ہوا ہے کل رات سے یہی ہو رہا ہے شاید ڈرنک کی وجہ سے... وہ اب تک سر کو ہاتھوں میں پکڑے کھڑا تھا

پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا لیکن اب اب جتنا پیو اتنا کم لگتا ہے سمجھ نہیں آرہا کیا کروں اس نے تفصیلی جواب دیا

آپ یہ سب چھوڑ کیوں نہیں دیتے آخر آپ کو میری کوئی پرواہ ہے یا نہیں کیوں میری کوئی بات نہیں سنتے آپ

؟وہ بے بسی سے پھٹ پڑی تھی

سفیر نے سرخ ڈوروں والی آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا تھا

تم نہ میری محبت ہو اور نہ میرا عشق تم ایک ان چاہی بیوی ہو اور ان چاہی بیویوں کو یا تو گزارے کرنے پڑتے ہیں یا پھر طلاقیں لینی پڑتی ہیں میں دونوں باتوں میں راضی ہوں تم بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟ اس کے لہجے میں تضحیک تھی

مہر نے گیلی آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا تھا

میرا کیا قصور ہے سفیر کیا آپ سے محبت کرنا میرا قصور ہے؟

سفیر نے اسکا بازو سختی سے دبوچ لیا تھا

تمہارا قصور یہ ہے کہ تم محبت میں لالچی ہو گئی تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے اپنی بہن کے منگیتر سے شادی کرنے کی حامی بھر لی یہ جانتے ہوئے کہ وہ کسی کی بے وفائی سے ڈسا ہوا بٹا ہوا مرد ہے تمہارا قصور یہ ہے کہ تم needy اور desperate ہو گئیں تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے ہالے بننا چاہا اگر تم مہر ماہ بنتی تو آج شاید میرے دل میں کہیں نہ کہیں تمہارا کوئی مقام ہوتا لیکن تم مہر ماہ تم نے اپنی عزت نہیں کی تم نے کسی اور کا نقاب اوڑھ کر میرے دل میں داخل ہونا چاہا

وہ بول رہا تھا اور مہر دم سادھے اسکو سنے جا رہی تھی

تمھیں کیا لگتا ہے میں کچھ نہیں سمجھ سکا تمہاری ڈریسنگ تمہارا بولنا تمہاری باتیں تم نے ہر چیز کو ہالے کے انداز سے جوڑ لیا ہے

تم مجھے بار بار شراب چھوڑنے کا کہتی رہیں کیا تمھیں واقعی لگا کہ میں صرف "کہنے" سے چھوڑ دوں گا کیا تمھارے پاس ہالے جیسا ٹاکنگ پاور ہے کیا ہو تم؟ کیا تم کبھی اپنی کوئی بات منوا سکی ہو تم ہالے بننا چاہتی تھی

میں پہلے دن سے سمجھ گیا تھا لیکن کچھ کہا نہیں مجھے لگا شاید تم ایک دن اپنی جگہ پہ آجاؤ گی لیکن نہیں مہر تم جیسی ڈھیٹ گھٹیا اور محبت میں لالچی لڑکی میں نے کہیں نہیں دیکھی تم چاہتی ہو کہ جن سے تم محبت کرتی ہو وہ بس تمھارے ساتھ رہیں چاہے تمھیں ماریں چاہے تم سے پیار کریں چاہے ذلیل کریں چاہے عزت دیں بس وہ ساتھ رہیں تمہارا قصور یہ ہے کہ تم گریس لیس ہو اور مجھے ایسی عورتوں سے نفرت ہے اگر میری نظروں میں میرے قریب رہنا ہے تو ہالے سلطان کا lesser verision بننا چھوڑ دو.. ورنہ میں تمھیں چھوڑ دوں گا وہ سخت لہجے میں کہتا اندر چلا گیا تھا

پیچھے مہر ماہ کا چہرہ ایسا تھا جیسے کسی نے سفید پینٹ پھیر دیا ہو.. وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی

وہ جس شخص کے لئے ساری دنیا چھوڑی وہ جس کے لئے کیریئر چھوڑا خود کو بے مول کیا اور جس کے لئے خدا چھوڑا وہ شخص اسے چھوڑنے کی بات کر رہا تھا وہ بھی اتنی آسانی سے؟ آج اسے اندازہ ہوا تھا

ریاضتوں کا صلہ صرف اللہ کی محبت میں ملتا ہے بندے کب آپ کو دو کوڑی کا کر دیں انکا کیا بھروسہ؟

اپنے گھر میں بنی شاہانہ طرز کی جم میں اس وقت شاہد حسین ٹریک سوٹ پہنے ٹریڈ مل پہ بھاگتے نظر آرہے تھے انکے چہرہ پسینے سے تر تھا سرمئی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں اسی وقت ان ہی کی طرح کی سرمئی آنکھوں والا ایک لڑکا دروازہ کھولتا اندر آیا پاس کھڑے ملازم کو ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا ساتھ ہی اسکے ہاتھ سے ٹاول اور پانی کی بوتل لے کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی ملازم سر ہلاتا آگے بڑھ گیا شاہد حسین کان میں لگے ننھے آلے کی مدد سے کسی سے کال پہ بات کرنے میں مصروف تھے البتہ اسکی موجودگی محسوس کر چکے تھے کان میں لگا ننھا آلہ نکالا موبائل کا بٹن دبا کر کال ڈسکنیکٹ کی اسکے بعد ٹریڈ مل کی بھاگتی زمین کو ایک بٹن سے بند کر دیا قدموں کے نیچے کی زمین جیسے رک سی گئی تھی ہارون بغیر کچھ کہے انکے پیچھے کھڑا رہا شاہد جیسے ہی مڑ کر نیچے اترے ہارون نے سفید بے داغ ٹاول انکے آگے کیا جسے انہوں نے بغیر کچھ کہے تھام لیا اور اپنے چہرے اور گردن کا پسینہ صاف کرنے لگے

کیا اپنے لئے یہ کام تلاش کیا ہے؟ وہ ٹاول اسکو واپس تھماتے بولے تھے

اور اگر کر لیا ہے تو یاد رکھو اس تنخواسے تمہاری گاڑی کا پٹرول بھی پورا نہیں ہو گا

ہارون نے مسکراہٹ ضبط کی تھی

میں اگر یہ کام کروں گا تو کسی خوبصورت لڑکی کے لئے آپ جیسے عمر رسیدہ آدمی بولتے بہت ہیں اور مجھے سننے کی عادت بہت کم ہے

وہ انکے قریب جھک کر کہہ رہا تھا

ان بوڑھے ہاتھوں میں اب بھی اتنی طاقت ہے کہ تمہاری ہڈی پسلی ایک کر سکوں پھر کیا ارادہ ہے ہارون صاحب؟

بولتے ہوئے انہوں نے ہارون کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لے لی تھی اور آگے بڑھ گئے

ہارون نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے

اچھا چھوڑیں یہ سب مجھے بات کرنی ہے آپ سے وہ انکے پیچھے جاتے ہوئے بول رہا تھا

ابھی ساڑھے سات بج رہے ہیں میرے فریش ہونے کا وقت ہے فکس آٹھ بجے میں ناشتہ کروں گا اور ساڑھے آٹھ بجے مجھے آفس کے لئے نکلنا ہے تمہاری طرح بے روزگار نہیں ہوں میں

وہ اپنے موبائل کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے جارہا تھے ہارون انکے پیچھے پیچھے تھا

یار پپا رک جائیں بات تو سن لیں جانتا ہوں آفس میں بہت کام آپ کے منتظر ہیں بس چند جھوٹ ہی تو... شاہد حسین کی گھورتی آنکھوں نے اسکی زبان کو بریک لگایا تھا

مطلب چند سچ ہی تو بولنے ہیں جانتا ہوں میں آپ کتنے سچے ہیں بس وہ تو میرے منہ سے نکل گیا وہ سنبھل گیا تھا

ان جھوٹوں کے مجھے پیسے ملتے ہیں وہی پیسے جن سے تمھارے خرچے پورے ہو رہے ہیں کہو تو جھوٹ بولنا چھوڑ دوں؟ پھر اس شاہی گھر کو اپنے خرچوں کو تم سمبھال لینا؟ انکے لہجے میں واضح طنز تھا

ہارون تلملا کر رہ گیا

ہاں ٹھیک ہے میں نہیں کماتا لیکن یہ کل سے آپ کچھ زیادہ طعنے نہیں دے رہے ؟وہ جلے کٹے لہجے میں کہہ رہا تھا

تو کما کر دکھادو.... انہوں نے ترکی باترکی کہا تھا

ہارون نے گہری سانس بھر کر کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے

کیا آپ کو پتہ ہے گریف (سوگ) کے کتنے اسٹیجز ہوتے ہیں ؟

ہارون نے انکے عین عقب میں کھڑے ہو کر سنجیدہ آواز میں پوچھا تھا

شاہد ٹھہر گئے

مڑ کر ہارون کو دیکھا آنکھوں میں استعجاب ابھرا تھا

انکار، غصہ، بارگنگ، ڈپریشن، قبولیت.

انہوں نے سوگ کے سارے مراحل دہرا دیئے تھے چہرے پہ اب بھی نہ سمجھی کا تاثر تھا

ہارون نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

سہی کہا.پپا اب یہ بتائیں رستم کی موت کو آپ نے آج تک قبول کیوں نہیں کیا؟ اسکا لہجہ نارمل تھا

شاہد کے چہرے کا رنگ یکدم تبدیل ہوا تھا

کیا بکواس ہے یہ...

مم میں قبول کر چکا ہوں مجھے پتہ ہے وہ اب کبھی واپس نہیں آسکتا میں مان چکا ہوں ایک طوفان آیا اور میری سب سے قیمتی چیز لے گیا تم کیا بکواس کر رہے ہو انکے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا

ہارون دو قدم آگے آیا انکی آنکھوں میں دیکھا اور کہنا شروع کیا

سوگ کے آخری مرحلے "قبولیت کے دو مراحل ہوتے ہیں پہلا آپ مان لیتے ہیں جو انسان آپ کی زندگی سے چلا گیا وہ چلا گیا اور اب واپس نہیں آئے گا اور آپ اسکے بغیر جینے کی کوشش کرتے ہیں

دوسرا...

آپ مان لیتے ہیں کہ جو انسان آپ کی زندگی سے چلا گیا وہ اب نہیں آئے گا اور

شاہد سانس روکے اسے سن رہے تھے جم خانے میں ہارون کی آواز گونج رہی تھی

اور آپ اسکو کسی اور میں ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں کسی اور میں اسکا عکس اسکی پرچھائی اسکی شبیہہ ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں جس طرح آپ نے رستم کے بعد مجھ میں ڈھونڈی

شاہد کو لگا جیسے کسی نے انکے منہ پہ زوردار تھپڑ دے مارا ہو وہ گنگ ہو گئے زبان تالو سے چپک گئی یہ کیسا نقاب تھا جو آج اترا تھا؟

وہ کچھ کہنا چاہتے تھے ہارون کی باتیں جھٹلانا چاہتے تھے یا پھر کم از کم اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اسے چپ کرانا چاہتے تھے لیکن نہیں کر سکے وہ لٹھے کی مانند سفید چہرہ لئے اسے بولتے ہوئے سنے گئے

آپ نے ہارون کو رستم بنانا چاہا حلانکہ یہ ایسا تھا جیسے زمین کو آسمان سے ملانا نہ وہ اچھا تھا نہ میں برا ہم بس مختلف تھے پپا ہم کبھی ایک نہیں ہو سکتے تھے نہ وہ ہارون بن سکتا تھا نہ میں رستم اسے اللہ نے اپنی باتوں اور زہانت سے

لوگوں کے دل جیتنے بھیجا تھا اور مجھے کسی کی زندگیوں میں رنگ بھرنے صرف اتنی سی بات تھی اور آپ سمجھ ہی نہیں سکے اسکے لہجے میں طنز نہیں تھا آواز بھی بلند نہیں تھی وہ بس بتارہا تھا

شاہد کو اپنے پیروں پہ کھڑے ہونا مشکل لگا

اسکے جانے کے بعد آپ نے مجھ سے وہی سب ایکسپیکٹ کیا جو رستم کر سکتا تھا گریڈ سے لے کر کپڑوں تک بولنے سے لے کر کھانے پینے ہنسنے بولنے تک آپ نے ہر جگہ ہر جگہ مجھے اسکے جیسا بنانا چاہااو میں نے کوشش کی خدا کی قسم میں نے کوشش کی

I tried my best

اس نے گردن جھکالی

لیکن میں اس جیسا نہیں بن سکا یار میں اسکے جیسا نہیں تھا میں ہارون ہوں اور مجھے رنگوں کے لئے بنایا گیا تھا آئی ایم سوری میں وہ نہیں کر سکا جو آپ چاہتے تھے میں نے آپ کا فیورٹ بیٹا مار دیا آئی ایم سوری

شاہد خاموش ہو گئے کچھ نہیں کہہ سکے کیا انکے پاس کہنے کو کچھ تھا؟۔

کافی دیر بعد ہارون نے گردن اٹھائی تھی شاہد کی ویران آنکھوں میں دیکھا

میں اپنے لئے خود کوئی فیصلہ لینا چاہتا ہوں . . تاکہ میں بعد میں اگر پچھتاؤں تو وہ میرا اکیلے کا پچھتاوہ ہو اسکا لہجہ اب کے سنجیدہ تھا

شاہد اسکو دیکھتے ہوئے نیچے بچھے ہوئے رگ پہ بیٹھ گئے ہارون بھی انکے ساتھ بیٹھ گیا ٹانگیں سمیٹ کر

لیکن مجھے کچھ وقت چاہیے پپا میری ساری زندگی پلان شدہ تھی ہالے اور میں اور ہماری زندگی ہم کوئی ریستوران کھول لیتے یا کچھ اور کر لیتے لیکن جو بھی ہوتا ہم ساتھ ہوتے . . . آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا شاہد بغور اسے سن رہے تھے

چوبیس سال کی ساری پلاننگ ایک دم سے جیسے ختم ہو گئی اگلے چوبیس سال کی پلاننگ کے لئے چوبیس دن تو چاہیے ہوں گے ناں ؟اس نے جیسے تائید چاہی تھی ہالے میری ساری زندگی کو ominantd کرتی تھی وہ چلی گئی ہے پپا آپ سوچیں تو سہی ہارون ہالے کے بغیر رہ رہا ہے یہ کیا کسی معجزے سے کم ہے ؟میں آج بھی اتنی ہی تکلیف میں جتنی اس دن سفیر کے پروپوزل والے دن بس فرق یہ ہے کہ اب ہارون شاہد باوقار ہے اب وہ غم کے اشتہار نہیں لگاتا اب وہ خود کو اس غم کا عادی بنا رہا ہے میں نے آج تک اپنی ایک شرٹ لینے کا فیصلہ بھی نہیں کیا آپ پروفیشن کی بات کر رہے ہیں ہاں میں لوں گا فیصلہ لیکن بس تھوڑا وقت اور بلکہ شاید میں فیصلہ لے چکا ہوں آپ کو بتانے میں وقت لگے گا

اور شادی کیا تم اب تم ساری زندگی شادی نہیں کرو گے ؟انکو جیسے ایک ہی خوف لاحق تھا

ہارون نے انکی آنکھوں میں دیکھا چند لمحے گزرے اسکے بعد اس نے کہنا شروع کیا

مجھے نہیں پتا پپا مجھے واقعی نہیں پتا شادی زندگی کا حصہ ہے لیکن زندگی نہیں اگر آپ کو لگتا ہے کہ کوئی لڑکی آکر اچانک سے میرے سارے غم سمیٹ لے گی اور ہارون ہالے کو بھول جائے گا تو ایسا نہیں ہو گا وہ میرے ساتھ

اس طرح ہے جیسے جسم میں خون اور مجھے اپنے غم سے نکلنے کے لئے کسی تیسرے کی ضرورت نہیں ہے میں سروائیور ہوں اپنا مسیحا ہوں میں جھیل لوں گا اسکے لہجے میں عزم تھا

کیا تم اب بھی ہالے کو یاد کرتے ہو؟ اسکی شادی ہو گئی ہے ہارون اب بس کر دو کچھ لوگ ہمارے لئے نہیں ہوتے انکا زندگی سے چلے جانا کوئی سزا یا بد قسمتی نہیں ہوتا یہ بس طے ہوتا ہے تم اس حقیقت کو قبول کر لو بیٹے...

میں کر چکا ہوں لیکن میرا دل بہت بری طرح ٹوٹ گیا ہے...

اسکے لہجے میں غم تھا

اسکو جوڑنا بہت مشکل ہے مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے وہ کوئی ایک تعلق نہیں تھی جسے بھول جاؤں میں نے ہالے کے علاوہ کوئی دوست نہیں بنائے میں نے اسکے علاوہ کوئی راازدار نہیں بنایا اسکے علاوہ کوئی فیملی نہیں دیکھی وہ میرے لئے آل ان ون تھی میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں اسکا جوگ لے کر بیٹھ جاؤں گا یا اس کے غم میں سر میں مٹی ڈالوں گا اوں ہوں میں ان سب چیزوں سے کافی آگے آگیا ہوں میرا ریموٹ اب میرے اپنے ہاتھ میں ہے لیکن... وہ رکا تھا آنکھوں میں کرب اترا تھا چہرے پہ اذیت کے تاثرات تھے

لیکن میں اس سے دور نہیں جا سکتا یہ میرے لئے نہ ممکن ہے وہ ضروری ہے سانس لینے جتنی ضروری کیا آپ نے کسی سانس کے مریض کو بغیر آکسیجن ماسک کے دیکھا ہے؟ وہ بے بسی سے بولا تھا

شاہد بس اسکو دیکھے گئے

رستم کے بعد. آپ نے مجھے قبول کر لیا سوسائٹی نے نہیں کیا اسکول میں کوئی بچا میرے ساتھ کھیلتا نہیں تھا...

اسکے لہجے اور اسکی آنکھوں میں ایسی اذیت تھی کہ کسی کا بھی دل پھٹ جائے

کوئی بچا مجھ سے بات نہیں کرتا تھا سارے دوست سب رشتے اس وقت کے بعد جیسے ختم ہو گئے اور باقی رہا کون؟

ہالے

شاہد اتنی ہلکی آواز میں بولے کہ بامشکل خود سن سکیں

ہارون نے سر ہلایا

انداز میں شکست خوردگی تھی

بالکل باقی رہی ہالے.. بس ہالے تھی اسکیے باپ نے اسے مجھ سے ملنے سے نہیں روکا اسکول کے بعد کالج آیا وہی

سب دوست اور وہی سرکل کالج میں پھر سے ملا مجھے بلی کرتے تھے پپا

ہارون کی آنکھوں میں سرخی در آئی تھی جیسے بہت مشکل سے ضبط کیا ہو

رستم کا قاتل کہتے تھے یہ بات ان چند بچوں نے پورے کالج میں پھیلا دی اور ہارون ایک بار پھر اکیلا ہو گیا اور پھر اسکے لئے کون آیا؟ اس نے سوال کیا تھا یا شاید نہیں کیا تھا سوال وہ ہوتے ہیں جن کے جواب کے لیے منتظر رہا جائے یہاں بیٹھے دونوں مرد جواب جانتے تھے

میرے لئے پھر سے ہالے آئی وہ میرے لئے ہر بار آئی اس نے ان لڑکوں سے بات کی آپ جانتے ہیں ناں وہ کیسے بات کرتی ہے ہارون نے انکو دیکھ کر پوچھا تھا

اور پھر دونوں ایک ساتھ ہنس دیئے

وہ میرے لئے ہر بار آتی تھی اب میں اسکے لئے کیسے نہ جاؤں وہ میرے برے وقت میں ساتھ تھی میں اسکو کیسے چھوڑ دوں ؟اس نے میرے اندھیروں میں روشنی کا کردار ادا کیا میں اس کے اندھیروں میں اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا؟میں ہر چیز برداشت کر سکتاہوں سب کچھ اسکی شادی اس کا کسی اور کے ساتھ خوش رہنا لیکن ایک چیز ہارون شاہد بس ایک چیز برداشت نہیں کر سکتا

ہالے کی نفرت ہالے کی بے رخی اور اسکاہارون کے لئے اجنبی ہو جانا یہ میں نہیں سہ سکتا اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا تھا

جیسے وہ خود کو یقین دلا رہاہو کہ وہ یہ سب نہیں کر سکتا

شاہد نے چند ثانیے اسکو عجیب سی نظروں سے دیکھا تھا جیسے یقین کرنا چاہتے ہوں کہ یہ وہی ہارون ہے جو ہالے کے نزدیک ہوا کو بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا

تم بدل کیسے گئے ہارون ؟

وہ اسکے چہرے پہ نظر جمائے پوچھ رہے تھے تم تو بالکل ایسے نہیں تھے اپنی چیزیں دینا تو کبھی تم نے سیکھا ہی نہیں تھا اور ہالے تم ہالے کی قربانی دینے کو کیسے تیار ہو گئے کوئی ایک واقعہ کوئی ایک بات انسان کو کیسے بدل سکتا ہے ؟شاہد حسین کی آنکھوں میں لاتعداد سوال تھے انکے لہجے میں شبہات تھے

ہارون نے نظریں اٹھا کر انکو دیکھا تھا

کیا آپ کی زندگی میں کبھی فجر میں جگانے جیسا لمحہ آیا ہے ؟

شاہد کی آنکھوں میں تحیر اترا تھا

فجر میں جگانے جیسا لمحہ ؟

ہارون نے اثبات میں سر ہلایا

بلکل فجر میں جگانے جیسا لمحہ کیا آپ نے کبھی نوٹ کیا ہے جب فجر کی اذان ہوتی ہے اور جب کبھی الارم یا اذان کی آواز سے ہماری آنکھ کھلتی ہے اور ہم اٹھ بیٹھتے ہیں وہ لمحہ کیسا ہوتا ہے وہ پوچھ رہا تھا شاہد حسین نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا تھا

ہارون مسکرایا تھا

وہ "جاگنے "کا لمحہ ہوتا ہے ایک لمحہ بس ایک لمحہ اگر آنکھوں کو زبردستی کھلا رہنے دیا اگر ایک لمحے میں بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئے اگر ایک لمحہ میں حق کی آواز پہ لبیک کہہ دیا تو فجر مل جاتی ہے ورنہ اگلے ہی لمحے ایک گہری اور غفلت بھری نیند آپ پہ طاری ہو جاتی ہے جاگنا اس ایک لمحے میں ہوتا ہے ورنہ فجر قضا ہو جاتی ہے کیا آپ کبھی دوسرے لمحے میں جاگے ہیں ؟ کوئی نہیں جاگا ہو گا کوئی بھی نہیں اور اگر کوئی دوسری صدا پہ جاگا بھی ہو گا تو اس نے یا تو قضا پڑھی ہو گی یا پھر نماز میں وہ سکون ملا ہی نہیں ہو گا

شاہد نے حیرت سے ہارون کو دیکھا تھا اب بات کچھ کچھ ای سمجھ میں انے لگی تھی انکا بیٹا کہے جا رہا تھا

ایک بات یا ایک واقعہ انسان کو نہیں بدلتا انسان خود "اپنے آپ" کو بدلتا ہے ہر انسان کی زندگی میں اسکو اس کے خواب سے جگانے کے لئے ایک لمحہ آتا ہے کوئی جاگ جاتا ہے اور کوئی آنکھیں بند کر لیتا ہے جو جاگ جاتا ہے

اس پہ اللہ اپنا کرم کرتا ہے اور آسانیاں پیدا کر دیتا ہی اور جو سو جاتا ہے اسکی فجر قضا ہو جاتی ہے میں نے نیند کو بھگا کر سستی سے جان چھڑوا کر زبردستی اپنی آنکھیں کھول لیں اور مجھے فجر مل گئی پپا . . . . یہ میں نے نہیں کیا یہ ہالے نے بھی نہیں کیا یے اللہ نے کیا اور اس نے اس لئے کیا کیونکہ شاید دور کہیں میں یہی چاہتا تھا . . اس نے آنکھیں کھلوا دیں کیونکہ ان پہ لگی پٹی میں اب دنیا اندھری لگنے لگی تھی اس نے میری اندھیری دنیا کو رنگین کرنے کے لئے میرے ہاتھوں میں رنگ دے دیئے اور اب لگتا ہے جیسے میں ان رنگوں کو چھوڑ ہی نہیں سکتا یہ رنگ میرا عشق ہیں میرا ہنر میرا کام آپ نے مجھ سے فیصلہ لینے کو کہا تھا ناں میرا فیصلہ میرے "رنگ" ہیں اب ہارون شاہد رنگوں کے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ میں جان گیا ہوں یہی میرا اصل ہے یہ میرا ٹیلنٹ اور یہی مرہم وہ بول کر مسکرایا تھا نم ہوتی آنکھوں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کر صاف کیا

شاہد یک ٹک اسے دیکھے گئے بغیر پلک جھپکے

ہارون کیا تمھیں لگتا ہے ہالے اور تمہارا تعلق دوبارہ سے ویسا بن سکتا ہے ؟

اس نے نفی میں سر ہلایا

مجھے ویسا تعلق چاہیے بھی نہیں پپا میں آرٹسٹ ہوں مجھے چیزیں ری سائیکل کرنی آتی ہیں ہمارے تعلق کو بھی ریسائیکلنگ کی ضرورت ہے ہمارے پچھلے تعلق میں ہارون کمزور تھا دبتا تھا

دبتا تھا؟ شاہد نے تعجب سے دہرایا تھا. کیا ہالے ٹاکسک تھی؟ انکے لہجے میں بے شمار حیرت تھی

ہارون نے سر ہلایا

ہاں ہالے ٹاکسک تھی میرے معملے میں وہ ٹاکسک تھی اس نے اعتراف کیا تھا دوستی میں برابری ہونی چاہئے ہمارے تعلق میں نہیں تھی یہاں وہ ملکہ تھی اور میں غلام میری بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی اور اسکی باتیں حرف آخر . . میری رائے نہیں سنی جاتی تھی اور اسکے مشورے سہی لیکن اب ایسا نہیں ہو گا اسے اپنارویہ بدلنا ہو گا

یہ . . یہ کیسے ہو سکتا ہے ہالے ٹاکسک کیسے ہو سکتی ہے وہ اب بھی سخت متعجب تھے اور بلفرض اگر وہ ہے بھی تو تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ ٹھیک ہو سکتی ہے ٹاکسک لوگ کبھی ٹھیک نہیں ہوتے انکے لہجے میں ہزار اندیشے تھے

ہارون مسکرایا تھا اسکی سرمئی آنکھیں اسکے ساتھ مسکرائی تھیں

ٹاکسک لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں اس نے انگلیوں پہ گنوایا

پہلے وہ جنکو پتہ ہوتا ہے کہ وہ ٹاکسک ہیں انکارویہ غلط ہے وہ لوگوں کو ہرٹ کر رہے ہیں ان کے اندر برائیاں ہیں لیکن وہ یہ سب کچھ ماننے کو تیار نہیں ہوتے وہ اپنارویہ بدلنے کو تیار نہیں ہوتے وہ اپنے اس عمل کو جسٹیفائی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے سے جڑے تعلقات کو کھو دیتے ہیں

اور دوسرے وہ جو ٹاکسک ہوتے ہیں لیکن ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کیونکہ ان کو کبھی اس بات کا احساس ہی نہیں دلایا جاتا وہ اپنے رویے سے واقف ہی نہیں ہوتے انکو لگتا ہے جو ہے جیسا ہے ٹھیک ہے لوگ انکی مان رہے ہیں ٹھیک ہے وہ مذاق کے نام پہ لوگوں کو ذلیل کر رہے ہیں ٹھیک ہے انکی باتوں سے کسی کا دل دکھ رہا ہے لیکن

انہوں نے تو بھلائی کی بات کی ٹھیک ہے کوئی انکو یہ نہیں بتاتا کہ مذاق کرنے اور مذاق اڑانے میں فرق ہوتا ہے کوئی انکو یہ نہیں بتاتا کہ نصیحت کرنے اور دل دکھانے میں فرق ہوتا ہے اور ایک دن جب انہیں پتہ لگ جاتا ہے تو پہلے وہ شاکڈ ہوتے ہیں پھر انکار کرتے ہیں پھر شرمندہ اور آخر میں وہ مان لیتے ہیں وہ مان لیتے ہیں کہ وہ غلط تھے وہ اپنا رویہ درست کر لیتے ہیں ہیں اور رشتے بچا لیتے ہیں ایسے لوگ انمول ہوتے ہیں

وہ سانس لینے کو رکا

ہالے بھی ایسی ہے مجھے یقین ہے جب میں اسے احساس دلاؤں گا وہ خود کو درست کر لے گی کیونکہ اب ہارون کو برابری چاہیے کیونکہ اب ہارون فجر کی اذان میں ہونے والی پہلی صدا پہ جاگ گیا ہے

شاہد اسکو دیکھ کر مسکرائے ہارون کی کلفت جیسے دور ہو گئی

تمہیں لگتا ہے پینٹنگ تمھارے خرچے جھیل سکے گی کیا تم اس کمائی سے زندگی گزار سکو گے ؟وہ جیسے اسکے اس فیصلے سے خوش نہیں تھے

ہارون نے انکو نہیں دیکھا وہ گردن ترچھی کیئے دوسری جانب دیکھنے لگا

مجھے اپنی شاہانہ زندگی کو مینٹین رکھنے کے لئے کچھ اور کرنا ہوگا میں جانتا ہوں لیکن میں ایسی زندگی کا کیا کروں گا جس میں "خوشی اور سکون "ہی نہ ہو ؟رنگ مجھے خوشی دیتے ہیں میرا غم میری کلفت دور کر دیتے ہیں ان کے درمیان رہتا ہوں تو یاد رہتا ہے کہ میں ہارون شاہد ہوں اور میرے ہاتھوں میں اللہ نے رنگوں سے دنیا بنانے کا ہنر رکھا ہے.... آج تک میں ان رنگوں سے بھاگتا رہا لیکن اب احساس ہوتا ہے کہ ساری خوشی تو انہی میں تھی

اللہ نے میرا دل تو انہی کے زریعے جوڑنا تھا میرا اصل تو یہی تھے اور جب انسان اپنے اصل کی طرف لوٹ آتا ہے تو کوئی واپسی نہیں ہوتی میں اب خوش ہوں ہاں میرا دل ٹوٹا ہوا ہے لیکن میں آرٹسٹ ہوں میں ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑتے جوڑتے ایک دن اس اصل آرٹسٹ

انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اس سے اپنا دل بھی جڑ والوں گا آپ فکر نہ کریں اب ہارون اپنے ساتھ اپنے اصل کے ساتھ خوش ہے

وہ اٹھ کھڑا ہوا چوڑی ہتھیلی اپنے باپ کے سامنے پھیلائی

اور اگر کوئی کمی ہوئی تو آپ کے بینک اکاؤنٹس تو ہیں ہی آخر میں اسکا لہجہ ہلکا پھلکا ہو گیا

شاہد حسین ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

اب وہ دونوں باہر جا رہے تھے شاید ایک اچھا ناشتہ یا پھر ایک اچھی واک... لیکن سب سے اہم ایک اچھی زندگی

اسی خوشگوار صبح میں جب شاہد حسین اور ہارون کو اپنے گھر کے جم خانہ میں چھوڑ کر اگر ہم ایک چھوٹے سے پارک میں جائیں تو وہاں ہمیں کچھ لوگ ٹریک پہ بھاگتے ورزش کرتے دکھائی دیں گے کچھ لمبی سی واک کر رہے

ہوں گے اور کچھ گھاس یا بنچ پہ بیٹھے صبح کو خوش آمدید کہہ رہے ہوں گے ایسے میں پارک کے داخلی دروازے سے ایک سولہ سالہ لڑکا اپنے ہاتھ میں ایک اعلی نسل بھورے رنگ کے کتے کا پٹا تھامے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اندر آرہا تھا کتا بار بار اچھل اچھل کر اسکے قد کے برابر آنے کی کوشش کرتا اور وہ لڑکا کھکھلا کر ہنسنے لگتا جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی شرارت دیکھ کر ہنستی ہو ذرا ذرا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رک جاتا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی سرخ بال کو دور اچھال دیتا پھر اپنے کتے کے پٹے کو ذرا سا ڈھیلا چھوڑ دیتا وہ فورا اچھلتا ہوا جاتا اور بال اپنے منہ میں لئے واپس آجاتا بدلے میں اسکا مالک اسکے سر پہ ہاتھ پھیر دیتا اور وہ اعلی نسل کتا جیسے اندر تک شانت ہو جاتا

بہت ٹیلنٹڈ کتا ہے تمہارا

اپنے عقب سے آتی آواز پہ وہ بری طرح ٹھٹھکا تھا اس نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ہی سرمئی ٹریک سوٹ میں ملبوس پسینے میں نہایا ہوا عمر حیات کھڑا تھا وہ شاید جاگنگ کر رہا تھا اسکی سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں اور لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اسکو اس طرح مسکراتے اور اپنے قریب دیکھ حسن کے جسم کے سارے اعصاب تن گئے

پہلی بات تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے سامنے آنے کی اور دوسری بات یہ کتا نہیں برونو ہے میرا بیٹا آئندہ اس کو کتا کہنے کی جرات نہ کرنا اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی

عمر نے اوہ کے انداز میں ابرو سکیڑے تھے

برونو تو اسکا نام ہے ناں رہے گا تو کتا ہی اب میرا نام عمر حیات ہے تو کیا میری جنس بدل جائے گی میں انسان نہیں رہوں گا؟

وہ مسکراہٹ دبائے پوچھ رہا تھا

ہلکی ہلکی ہوا سے اب اسکا پسینہ خشک ہونے لگا تھا

حسن نے دانت پہ دانت جما کر ضبط کیا تھا

مجھے تمہاری شکل دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے میرے سامنے مت آیا کرو... وہ بول کر آگے بڑھنے لگا عمر نے اپنے قدم اسکے ساتھ جوڑ لئے

تو مت دیکھو میری شکل بس آواز سن لینا تمھارے بابا میری آواز کے مداح تھے... اور یقین کرو میری آواز بڑی دلکش ہے اسکا لہجہ اب بھی غیر سنجیدہ تھا

حسن رک گیا تھا بھورے بالوں والا کتا بھی ساتھ رکا تھا لیکن اب کے اسکے انداز میں بے زاری تھی وہ بار بار دم ہلا رہا تھا قدم آگے بڑھا رہا تھا جیسے یہاں سے جانے کی جلدی ہو وہ اپنے مالک کے ساتھ جس کھیل سے محضوض ہو رہا تھا اس نوارد نے اسکا سارا مزہ خراب کر دیا تھا

آخر تم چاہتے کیا ہو؟ اکیلا کیوں نہیں چھوڑ دیتے مجھے میرا باپ اور بہن تو چھین لئے تم نے اب کیا چاہتے ہو؟ اسکا لہجے میں غصے کے ساتھ ساتھ رنج بھی تھا

عمر کی آنکھیں سپاٹ ہو گئیں

بات کرنا چاہتا ہوں تم سے اور تمھارے کچھ سوالات کے جواب ہیں جو میں تمھیں دینا چاہتا ہوں تمہاری بہن میری بات نہیں سن رہی کیونکہ وہ وکٹم ہے مجھے یقین ہے تم ضرور سننا چاہو گے

میں تمہاری کسی بات کا اعتبار نہیں کروں گا پھر میرے ساتھ اپنا وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ ؟

میرے پاس ثبوت ہیں حسن میں بے قصور ہوں اور میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں بغیر ثبوت کے تو دنیا کی کوئی عدالت سزا نہیں دیتی میں تم سے وعدہ کرتا ہوں صرف پانچ منٹ میری بات سن لو اسکے بعد اگر تم میری شکل نہیں دیکھنا چاہو گے تو عمر حیات کبھی تمھیں اپنی شکل نہیں دکھائے گا

حسن چند لمحے مشکوک نظروں سے اسکو دیکھتا رہا تنے اعصاب ذرا ڈھیلے ہوئے پانچ منٹ اور اسکے بعد وہ کبھی اسکے سامنے نہیں آئے گا آفر بری نہیں تھی

پانچ منٹ سے ایک سیکنڈ کم نہ ایک سیکنڈ زیادہ ثابت کرو عمر وہ روکھے لہجے میں کہتا برونو کا پٹا تھامے سامنے رکھی بینچ کی طرف بڑھ گیا

چند لمحہ بعد وہ دونوں ایک درخت کے سائے میں رکھی بینچ پہ بیٹھے ہوئے تھے برونو پاس ہی سرخ بال سے کھیل رہا تھا

عمر کے ہاتھ میں اسکا موبائل تھا اور اس پہ چلتی پچیس اپریل کی رات والی فوٹیج

حسن آنکھیں سکیڑے سکرین پہ چلتے مناظر دیکھ رہا تھا

گاڑی میں سامان رکھواتا عمر اور پھر کال کرتا ہوا عمر حسن نے وقت دیکھا یہ وہی وقت تھا جب ہالے اغوا ہو چکی تھی تھوڑی دیر بعد وہ اندر چلا گیا تھا اور اسکا ڈرائیور گاڑی نکال کر لے گیا

حسن کا سانس تک رک گیا

کیا وہ سچا تھا؟

اب سکرین پہ تھوڑی دیر بعد کا منظر دوڑ رہا تھا

عثمان گاڑی لے کر اندر آیا تھا اور واپس اپنے کوارٹر کی جانب بڑھ گیا عمر نے سکپ کر کر کے اسکو ساری رات کی فوٹیج دکھائی تھی

حسن کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا

اب اسکرین پہ صبح سویر کا منظر تھا مندی مندی آنکھوں سے گاڑی کی طرف آتا عمر حیات تھوڑی دیر بعد گاڑی کھلی اور اس سے باہر نکلتی ہالے سلطان اسکا حلیہ بکھرا ہوا تھا وہ بہت بری طرح عمر کے سینے پہ تھپڑ مارے جا رہی تھی

حسن کے دل کو کچھ ہوا تھا

وہ اسکی بہن تھی اور کیا کیا جھیل چکی تھی

اور بس یہاں عمر کے موبائل کی سکرین تاریک ہو گئی ایک فلم تھی جو انٹرول میں ہی ختم ہو گئی تھی

اب کیا کہنا چاہو گے؟ عمر نے سنجیدگی سے پوچھا تھا

یہ کوئی پختہ ثبوت نہیں ہے اس نے کہنا شروع کیا تم اغوا کے وقت جس آدمی سے بات کر رہے تھے مجھے کیا پتہ وہ کون تھا کیا پتہ تم نے اپنے لوگ بھیج کر ہالے کو اغوا کروایا ہو اور کیا پتہ تمہارا ڈرائیور بھی اس سب میں شامل ہو میں جانتا ہوں ہالے نے ویڈیو دیکھنے کے بعد تم سے یہ سب نہیں کہا ہو گا کیونکہ وہ وکٹم ہے اور وکٹم تصویر کا دوسرا رخ نہیں دیکھتے لیکن میں اس نے انگلی سے سینے پہ دستک دی

میں وکٹم کی فیملی ہوں اور وکٹم کی فیملی وہ سب کچھ دیکھ سکتی ہے جو کوئی اور نہیں دیکھتا سو تم عمر حیات تم مجھے بے وقوف مت بناؤ اگر تم واقعی بے قصور ہو تو ثابت کرو کوئی ایسا ثبوت لاؤ جس پہ یقین آ سکے مجھے بچہ مت سمجھو بلکہ تم مجھے کوئی عام بچہ مت سمجھو میرا باپ جج تھا انکی عدالت میں ہزار ایسے کیسز آتے تھے اور وہ جن جن مقدموں کے فیصلے سناتے تھے میں گھر میں ان قصوں کی روداد بڑے شوق سے سنتا تھا

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا اور عمر خاموشی سے اسے سنے گیا

میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے کئی کئی قتل کرنے والے مجرم دیکھ رکھے ہیں میں نے کئی اشتہاری کئی غنڈے موالی دیکھ رکھے ہیں میں نے تمھارے لائے ہوئے ثبوتوں جیسے بے بنیاد اور فضول ثبوتوں کے ساتھ ساتھ ایسے ٹھوس ثبوت بھی دیکھے ہیں جن سے آٹھ قتل کرنے والا مجرم بھی رہا ہو جائے

میرے لئے یہ صورتحال نئ نہیں ہے اور نہ میں کوئی دودھ پیتا بچہ ہوں جو ان فضول ثبوتوں پہ یقین کر لوں گا یا تو مجرم لاؤ یا پھر ثبوت... اب اسکے پہلے ممیرے سامنے مت آنا اسکا لہجہ بے نیاز تھا

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

اوکے میں سمجھ گیا لیکن تمھیں مجھ سے ملتے رہنا ہوگا ایک ہفتے کے لئے میں ہر دن ایک نیا ثبوت لاؤں گا تم یقین کرو یا نہ کرو بس دیکھ لیا کرنا اور جب تمہارا دل چاہے میرے حق میں فیصلہ سنا دینا

ایسا کبھی نہیں ہو گا حسن نے اسکی بات کاٹی

عمر نے کہنا جاری رکھا

اور اگر میرے لائے ہوئے کسی بھی ثبوت پہ یقین نہ آیا تو میں آئندہ کبھی تمھارے سامنے نہیں آؤں گا ڈیل؟

اس نے بول کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا

حسن نے ایک نظر اسکے چہرے کو دیکھا اور پھر اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو اور پھر اگلی نظر اسکے پیروں پہ گئی یہاں اسکی آنکھوں کی پتلیاں ٹھہر گئیں

اسکے پیروں میں سفید جو گرز تھے انکی چمک اس بات کی گواہ تھی کہ آج انکا "فرسٹ ویئر" ہے

یہ جوتے یہ برالرو کی نئی کلیکشن ہے ناں؟ اس فروری میں ریلیز ہوئی تھی یہ کلیکشن ہے ناں؟ وہ اسکے جوتوں کو ستائش سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا البتہ انداز میں یا چہرے پہ کوئی حسد نہیں تھا اگر کچھ تھا تو بس ستائش

عمر نے ایک نظر اپنے بے داغ سفید جوگرز کو دیکھا پھر نظر اٹھا کر حسن کی جانب دیکھا

ہاں یہ وہی ہے

آٹھ لاکھ یہی قیمت ہے ناں انکی؟ وہ اب بھی اسکے جوتوں کو دیکھ رہا تھا

عمر نے اثبات میں سر ہلایا

اتنے مہنگے ہیں کہ انکو پہنتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں کہیں سے کوئی ٹانکہ نہ ادھڑ جائے وہ مسکرا کر بولا تھا

حسن مسکرا بھی نہ سکا اسکی نظر اب عمر کے ہاتھ پہ بندھی رسٹ واچ پہ تھی

تمہاری تنخواہ اتنی تو نہیں کہ تم اتنے مہنگے جوتے افورڈ کر سکو اور تمہارے ہاتھ میں جو گھڑی ہے یہ چھ لاکھ کی ہے تم انہیں اپنی تنخواہ سے نہیں لے سکتے کیا تم رشوت لیتے ہو؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

عمر کے کان سرخ ہو گئے تھے چہرے کا رنگ بدلہ تھا

بچے میں تم سے پیار سے بات کر رہا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم مجھ پہ اتنے پرسنل اٹیک کرو میری جاب میرا کام ہے میری محبت تمھیں مجھ سے بات کرتے ہوئے یہ حق بالکل بھی نہیں ہے کہ تم میرے کام کے متلعق مجھے کرپٹ کہو آئندہ خیال رکھنا میں برداشت نہیں کروں گا اسکا لہجہ سخت نہیں تھا تو نرم بھی نہیں تھا

حسن بے اختیار گڑبڑایا

میرا یہ مطلب نہیں تھا

اوں ہوں زبان سے نکلی پہلی بات دل سے نکلی ہوتی ہے وہ جھوٹ نہیں ہوتی "میرا یہ مطلب نہیں تھا" یہ دل سے نکلی بات کو کور اپ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے اور یہ آپ کی کہی ہوئی بات سے زیادہ برا لگتا ہے تمہارا یہی مطلب تھا ہر وہ انسان جسکو بات کے آخر میں کہنا پڑے میرا یہ مطلب نہیں تھا یا میں مجھے یہ کہنا نہیں چاہیے تھا وہ بہت برا اصلاح کار یا بہت برا نصیحت کرنے والا ہوتا ہے آپ کے منہ سے جو بات نکلی آپ وہی کہنا چاہتے تھے اور

جب آپ وہی کہنا چاہتے تھے تو اپنے الفاظوں کو own کریں وہ بول کر خاموش ہوا تو ان دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی پانچ منٹ پچیس منٹ میں بدل چکے تھے لیکن ان دونوں کو احساس ہی نہیں ہوا

تھوڑی دیر بعد عمر نے خود ہی بولنا شروع کر دیا

کیا تمھارے پاس بھی ایسے جوتے ہیں ؟اسکے لہجے میں چند منٹ پہلے ہونے والی بات کا کوئی عنصر نہیں تھا اس نے سلسلا کلام وہیں سے جوڑ لیا تھا

حسن نے نفی میں سر ہلایا اسکے چہرے پہ اداسی دوڑ گئی

بابا نے کہا تھا اگر میرے گریڈز اس بار بھی اچھے آئے تو وہ مجھے یہی جوتے گفٹ کریں گے وہ رک گیا.... گریڈ اچھے آئے بہت اچھے لیکن بابا نہیں رہے

تو تم نے اتنا انتظار کیوں کیا خود خرید لیتے اچھی خاصی پاکٹ منی ہو گی تمہاری نہیں ؟

یہ وقت سوگ منانے کا نہیں تھا سو اس نے بات پلٹ دی

میری پاکٹ منی بین ہو گئی تھی تین ماہ پہلے میں تو خود ہالے کے خرچے پہ چل رہا ہوں . بلکہ چل رہا تھا اس نے جیسے تصیح کی اب تو میرے پاس میری بہن بھی نہیں ہے تھینکس ٹو یو اسکا لہجے میں بے بسی بھرا طنز تھا

عمر نے جیسے اثر ہی نہ لیا ہو

تمہاری بہن کیا انکی پاکٹ منی بین نہیں ہوتی تھی ؟وہ اس سے چند ہلکی پھلکی باتیں کرنا چاہتا تھا وہ بچا تھا آخر بہل ہی جاتا

حسن یکدم جیسے پر جوش ہو گیا

لو اسے بھلا بابا کی پاکٹ منی سے فرق کب پڑتا تھا اسکے پاس دادا جان کے کارڈز تھے ماموں اسکے اکاؤنٹ میں ہر مہینے اتنے ہی پیسے ڈلواتے تھے جتنے ہارون بھائی کے اکاؤنٹ میں شمس چچا جتنے بھی سخت تھے غصیل تھے لیکن جب وہ ہر ہفتے ہالے کے اکاؤنٹ میں لازمی رقم ڈلوا دیتے تھے اسے پیسوں کی کمی کبھی محسوس ہی نہیں ہوئی وہ شہزادی تھی اسکے پاس ہر چیز تھی وہ فخر سے بتا رہا تھا

عمر نے اسکے چہرے کو دیکھا وہاں معصومیت بھرا جوش تھا

کیا تمھیں کبھی ان سے حسد نہیں ہوا؟ یا کبھی برا نہیں لگا کہ اگر اسکے پاس اتنا پیسہ ہے تو تمھارے پاس کیوں نہیں؟ کبھی خیال نہیں آیا؟

اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا

بلکل نہیں بابا نے مجھ سے کہا تھا یہ اسکا بخت ہے جو اسکے لئے لکھا گیا ہے اسے مل کر رہے گا اسے شہزادی بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھے عام انسان نہ وہ خاص ہے نہ میں گرا پڑا بس اسکا بخت الگ تھا اور میرا الگ کسی کا بخت وہ واحد چیز ہے جسے آپ چاہ کر بھی چھین نہیں سکتے سو حسد کرنے سے بہتر ہے دعا کریں اور محنت کریں جو چیز آپ کو چاہیے اسے اللہ سے مانگ لیں اگر آپ کے لئے اچھی رہی تو اللہ دے دے گا اور اگر نہیں ہوئی تو وہ سبق دے گا .. میرا گزارا اسی رقم سے ہو جاتا تھا جو بابا مجھے دیتے تھے اور ہالے کے لئے تین مردوں کے کارڈز بھی کم ہوتے تھے

وہ مسکرایا

اسکے پاس زیادہ تھا بہت زیادہ لیکن وہ خوش نہیں تھی وہ ہر وقت پیسوں کا رونا روتی تھی اللہ نے اسکے بخت میں "زیادہ" لکھا اور میرے بخت میں "خوشی" جب جب میں اسے پیسوں کا رونا روتے دیکھتا تھا تب مجھے خود پہ رشک آتا تھا وہ سادہ لہجے میں بول کر خاموش ہو گیا

عمر چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا

حسن کو نہ جانے کیوں اسکا کھڑا ہونا برا لگا شاید اتنے دنوں بعد کوئی بات کرنے والا ملا تھا

کل میرے ساتھ ایک جگہ جانا چاہو گے ؟اس نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا

میں تمھارے ساتھ کیوں جاؤں گا ؟ تمھیں لگتا ہے اگر ہم نے ایک دو بار بیٹھ کر بات کر لی تو کیا ہم دوست بن گئیے ؟ٹھیک ہے میں ہالے کی طرح آنکھیں بند کر کے ایک ہی بات کو بلیم نہیں کرتا لیکن میں اب بھی تمھیں پسند نہیں کرتا اور نہ اعتبار کرتا ہوں

اسی وقت برونو عمر کے قریب آیا اور اپنا سر اسکے گھٹنے سے رگڑا عمر بدک کر دور ہٹا تھا

ہٹاؤ اسکو.. اس کتے کو دور ہٹاؤ مجھ سے مجھے کتے نہیں پسند وہ اس سے دور ہوتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہہ رہا تھا

سن نے اسکو ناگواری سے دیکھا

پہلی بات یہ کتا نہیں میرا بیٹا ہے اور دوسری بات یہ چاہتا ہے تم یہاں سے چلے جاؤ میری طرح یہ بھی تمھیں پسند نہیں کرتا ناگواری سے کہتا وہ آگے آیا اور برونو کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اسکی پیٹھ سہلانے لگا

عمر نے اسکے خود سے دور ہونے پہ سکھ کی سانس لی

اپنے بیٹے سے کہہ دو مجھ سے دور رہا کرے اور ایک بات اور وہ گھڑی تمھارے بابا نے مجھے میرے سی ایس ایس کلئیر کرنے پہ دی تھی حسن کا برونو کی پیٹھ سہلاتا ہاتھ رک گیا تھا لیکن اس نے گردن نہیں اٹھائی

اور یہ جوتے تمھارے بابا نے مجھے میرے برتھڈے کا ایڈوانس گفٹ دیئے تھے

اب کے حسن نے گردن اٹھائی تھی آنکھوں میں بے یقینی ابھری عمر کہے گیا

کیا اب میں تمھارے لئے قابل اعتبار ہوں کیا اب میرے ساتھ جانا چاہو گے ؟

حسن کا سر خود بخود اثبات میں ہلا تھا ہونٹ اب بھی ملکے وا تھے

وہ جن جوتوں کے لئے اسکے باپ نی اسے تین ماہ انتظار کروایا وہی جوتے کسی کو ایڈوانس برتھڈے گفٹ کر دیے کون تھا یہ شخص ؟

تم کون ہو ؟ اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑائے تھے

عمر کی آنکھوں میں شیطانی سی چمک در آئی

پہلے مجھے آپ کہنا سیکھو پھر بتاؤں گا اور ہاں کل اپنے کتے کو ساتھ مت لانا تپانے والے لہجے میں کہا اور مڑ گیا

مر کر بھی " آپ " نہیں کہوں گا سمجھے اور یہ کتا نہیں میرا بیٹا ہے وہ پیچھے سے چلایا تھا

عمر ہاتھ جھلاتا آگے بڑھ گیا

عمر کے بنگلے کے اوپن کچن میں اس وقت کافی کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی ہالے ہاتھ میں کافی کے دو مگ تھامے کچن میں رکھی چھوٹی میز کی طرف آتی دکھائی دے رہی تھی اس نے سادہ سیاہ جوڑا پہن رکھا تھا بھورے بال جوڑے میں بندھے تھے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں شاید وہ ایک بار پھر رات کو سہی سے سو نہیں سکی تھی میز کے قریب آکر دونوں مگ اسکے اوپر رکھے اپنے لئے کرسی کھینچی اور اس پہ بیٹھ گئی منظر ذرا سا واضح ہوا تو اس تازہ صبح میں چھوٹے کٹے بالوں والی لڑکی بھی شامل ہو گئی پیلی آنکھوں کو چبھنے جیسے رنگ والی شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہنے چھوٹے کٹے بالوں کو ہاف باندھے میک اپ سے پاک بے داغ سانولے چہرے والی حسین لڑکی اسکی نظریں موبائل پہ جمی تھیں کافی کی خوشبو ناک سے ٹکرائی تو اس نے موبائل پہ جھکی نظریں اٹھائیں اور پھر ہلکا سا مسکرائی تھینکیو زوجہ صاحب مسکراتے ہوئے سر کو خم کیا...

آپ مجھے ہالے بھی کہہ سکتی ہیں میں جس رشتے کو مانتی ہی نہیں بار بار مجھے وہی رشتہ یاد دلانا ضروری ہے ؟اسکا لہجہ نارمل تھا

لیل نے کافی کا مگ اٹھایا ایک گھونٹ بھرا پھر گردن کو پیچھے پھینک کر جیسے مزہ لیا ہو

میں تمھیں اس ٹائٹل سے اس لئے نہیں پکارتی کہ تم اس رشتے کو یاد رکھو بلکہ اسلئے بلاتی ہوں تا کہ میں سینے پہ انگلی رکھ کر بتایا میں لیل سکندر اس رشتے کو یاد رکھ سکوں کیونکہ اگر میں بھول گئی تو تمھیں سوتن جیسا عذاب سہنا پڑے گا اور میں یہ نہیں چاہتی وہ سیدھی ہو بیٹھی

ہالے کا چہرہ ویسا ہی رہا بے تاثر سپاٹ

آپ دونوں کب سے ایک ساتھ ہیں؟ ہالے نے اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا

دس سال... وہ بے اختیار کہہ اٹھی

جب اس نے دس سال آپ کو نہیں دیکھا تو آگے کے دس سال بھی نہیں دیکھے گا میں یہ اسلئے نہیں کہہ رہی کیونکہ وہ میرا کاغذی شوہر ہے بلکہ میں یہ اسلئے کہہ رہی ہوں کیونکہ میں چاہتی ہوں آپ ایک اچھی زندگی گزاریں آپ بہت اچھی ہیں ٹیلنٹڈ ہیں خود کو ایک مرد کے پیچھے کیوں ضائع کر رہی ہیں؟ اسکے لہجے میں ہلکا سا تفکر تھا وہ پھر سے وہی سادہ اور فکر کرنے والی لڑکی بن گئی

لیل کی آنکھوں میں یکدم جیسے ایک اذیت سی در آئی تھی

اگر اس نے دس سال مجھے نہیں دیکھا تو کسی اور کو بھی نہیں دیکھا اب وہ تمھیں دیکھتا ہے اور جب تمھیں دیکھتا ہے تو دل دکھتا ہے اسکے چہرے پہ مسکراہٹ تھی لیکن اسکی آنکھیں اسکے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں تم نے الفا کو اب دیکھا ہے اب جان رہی ہو میں اسے تب سے جانتی ہوں جب وہ کچھ بھی نہیں تھا جب شاید وہ کہیں سے ٹوٹا ہوا دل لے کر آیا تھا شاید کہیں سے بہت زیادہ ہرٹ ہو کر آیا تھا میں اور وہ ہیون میں ہی رہے ہیں میں

اسے اپنے کمرے کی کھڑکیوں سے دیکھتی رہی ہوں وہ راتوں کو گھبرا کر اٹھ جاتا تھا اور پھر ساری ساری رات جاگتا تھا میں اسکے برے وقتوں کی اچھی ساتھی ہوں اب سوچتی ہوں جب اسکے برے وقت میں میں اسکے ساتھ تھی تو وہ اپنے اچھے وقت میں کیسے کسی اور کو لے آیا

وہ کہہ رہی تھی اور ہالے سنتی گئی کافی کی مہک دور کہیں کھو گئی تھی

میں اسکے پیچھے خود کو ضائع نہیں کر رہی وہ میرے لئے "مجھ" سے زیادہ اہم نہیں ہے میں اپنے لئے سب سے اہم ہوں عمر سے بھی زیادہ لیکن موو آن کرنے میں کچھ وقت تو لگتا ہے میں بس وہی وقت لے رہی ہوں میں تم دونوں کے بیچ میں کبھی نہیں آؤں گی پریشان نہ ہو آخر میں اس نے جیسے ہاتھ اٹھا کر تسلی دی تھی

ہالے مسکرا دی

میں اسکے لئے پریشان نہیں ہوتی وہ میرے لئے کبھی بھی اتنا اہم نہیں ہو گا اگر آپ کو وہ چاہیے تو آپ انتظار کر لیں ہماری طلاق بہت جلد ہو جائے گی

تم ایسا اس لئے کہہ رہی ہو کیونکہ تم ابھی عمر کو جانتی نہیں ہو ابھی تمہاری آنکھوں پہ غم اور غلط فہمی کی پٹی بندھی ہے جس دن وہ اتر جائے گی تمھیں عمر کے ساتھ جینے کی خواہش ہو گی دیکھ لینا اس نے کہہ کر کافی کا مگ اٹھایا لیکن جیسے ہی منہ سے لگایا کڑوا سا منہ بنا کر واپس رکھ دیا

مگ کے اندر کا مائع ٹھنڈہ ہو گیا تھا

ہالے نے جواب نہیں دیا وہ خاموش بیٹھی رہی ٹھنڈی کافی کو حلق میں انڈیلتی رہی

لیل نے اسکو جانچتی نظروں سے دیکھا

ایک بات پوچھوں؟

جیسے میں منع کردوں گی تو آپ نہیں پوچھیں گی ہالے نے اسکو دیکھے بغیر جواب دیا

میں لوگ ہر طرح کے لوگوں سے ملتی ہوں مرد عورتیں بوڑھے جوان میرا کام لوگوں کو انویسٹی گیٹ کرنا ہے ایسے میں مجھے ہر طرح کے لوگ ملتے ہیں اچھے برے گھٹیا ہر طرح کے سو اس لحاظ سے میں لوگوں کو ایک نظر میں پہچان لیتی ہوں میں نے وہ عورتیں دیکھ رکھی ہیں جنکو اپنے شوہروں پہ شک ہوتا ہے اور وہ انکی مشکوک حرکات پہ نظر رکھواتی ہیں میں نے وہ مرد بھی دیکھے ہیں جنکو اپنی عورتوں کے کردار پہ شک ہوتا ہے وہ لڑکیاں دیکھی ہیں جو اپنے بوئے فرینڈز کا صرف انسٹاگرام یا فیسبک ہیک کرنے کے لئے ہزاروں روپے دے دیتی ہیں اب میری آنکھیں صرف آنکھیں نہیں ہیں یہ ایکسرے ہے لوگوں کی آنکھوں سے انکے دل کا حال اور انکی شخصیت پہچان لیتی ہوں

آپ یہ سب مجھے کیوں بتارہی ہیں؟ وہ متعجب تھی

لیل نے دھیان نہیں دیا وہ اپنی رو میں بولے گئی

تمھیں پتہ ہے ان اچھے برے گھٹیا اور سینٹ لوگوں میں کیا چیز مشترک ہوتی ہے؟

وہ رکی ہالے نے جواب نہیں دیا وہ خود ہی کہنے لگی

نفرت.... شک.. بے اعتباری

ہالے دھک سے رہ گئی وہ جانتی تھی اب لیل کیا کہے گی

سو مختصر یہ کہ میں نے لوگوں کی آنکھوں میں نفرت دیکھ رکھی ہے بے اعتباری دیکھ رکھی ہے شک دیکھ رکھا ہے اور وہ مکمل ہوتا ہے انکی آنکھوں میں مکمل شک ہوتا ہے مکمل نفرت نہ جانے کیوں مجھے تمہاری آنکھوں میں الفا کے لئے وہ سب کچھ نظر نہیں آتا تم اسکے ساتھ ایک گھر میں رہ رہی ہو تم اسکے ساتھ کام کر رہی ہو تم اس سے فیورز لے رہی ہو کیا جن سے نفرت کی جائے انکے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے ؟

ہالے کے چہرہ تاریک ہو گیا تھا

کبھی جو میں تمھیں وہ مرد دکھادوں جنکو اپنی عورت پہ شک ہوتا ہے تو تم دیکھو وہ کس طرح اسکے ہاتھ کا کھانا تک پسند نہیں کرتے وہ کس طرح اس کے ساتھ ایک گھر میں رہنا عذاب سمجھتے ہیں کس طرح انکو ہر جگہ ذلیل کرتے ہیں انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

میں تمھیں وہ عورتیں دکھاؤں جنکو اپنے پارٹنر کے ماضی یا حال کا سراغ لگانا ہوتا ہے تو تم دیکھو کہ اسکی آنکھوں سے کس طرح اپنے شوہر یا اپنے بوائے فرینڈ کے نام پہ انکی آنکھوں سے شعلے نکلتے ہیں کس طرح انکے چہرہ نفرت سے دہکتا ہے کس طرح انکی زبانیں زہر اگلتی ہیں ہالے سلطان میں لیل سکندر ہوں میں لوگوں کو ایک نظر میں پہچان لیتی ہوں سو اب تم مجھے بتاؤ تمہاری آنکھوں میں عمر کے لئے مکمل نفرت نہیں ہے کیوں تمہاری آنکھوں میں دور کہیں اسے بے گناہ دیکھنے کی تمنا ہے تم "ہرٹ" ہو غصے میں ہو لیکن مجھے نہیں لگتا کہ تم اس سے نفرت کرتی ہو .

ہالے نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اسکو دیکھا کیا اسکی آنکھیں اس طرح اسکے راز فاش کر رہی تھیں ؟ اسے لگا تھا جیسے اب وہ کبھی کسی کی آنکھوں میں دیکھ کر بات نہیں کر سکے گی

چند لمحہ وہ کچھ بول نہیں سکی

وہ بہت قریبی تھا لیل ۔ ۔ ۔ کافی دیر بعد جب وہ بولی تو اسکی آواز جیسے کہیں دور سے آ رہی تھی جب میں نے اس رات اس سڑک پہ اسکو دیکھا تو میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکی اسکی آواز نے میرے قدم روک لئے جیسے کسی بہت عزیز بے حد قریبی انسان کی آواز آپ کو مجبور کر دیتی ہے بلکل اسی طرح اس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں رک جاؤں اور میں رک گئی لیل میں رک گئی

اس نے گردن موڑ کر لیل کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی

کیا کسی غیر کی آواز آپ کو اس طرح مجبور کر سکتی ہے ؟ اسکی آواز ہلکی تھی

کوئی اکیس بائیس سال کی لڑکی اتنی بے وقوف نہیں ہوتی کہ وہ آدھی رات کو کسی غیر مرد کو اپنے کندھے کے سہارے ہسپتال لے جائے اور وہاں اسے اپنا شوہر بتائے کوئی لڑکی اتنی بے وقوف نہیں ہوتی کہ کسی غیر آدمی کا بل نہ دینے پہ اپنے بچپن کے دوست سے لڑنے لگ جائے کوئی لڑکی اتنی بے وقوف نہیں ہوتی کہ کسی بھی ایرے غیرے کو اپنا خون دے دے میں نے اسے خون دیا ہے کیوں کہ وہ پہلی نظر میں ہی برا نہیں لگا

لیل اسے دیکھتی رہی ہالے نے کہنا جاری رکھا

ہم جب بھی ملے میرا دل ہمیشہ یہی چاہتا تھا کہ وہ میرا دوست بن کر میرے ساتھ رہے اسکی آنکھیں کسی اپنے کی آنکھیں لگتی ہیں اسکی آواز مجھے مجبور کرتی تھی کہ میں اسکی بات سنوں وہ اتنا اچھا اور سادہ بولتا تھا کہ اسکا بولنا کبھی برا لگا ہی نہیں پہلے دن سے ایک حفاظت کا احساس تھا جو اسکے ساتھ نتھی ہو گیا تھا مجھے لگا تھا ساری دنیا بھی اگر میرا برا چاہے تو یہ شخص نہیں چاہ سکتا وہ ایسا لگا تھا لیکن پھر . . . .

اسکی آنکھوں میں کرب اتر آیا

سارے احساس مٹ گئے ساری ہمدردیاں ختم ہو گئیں وہ مہربان آدمی یکدم بدل گیا اس نے مجھے ساری رات اپنی گاڑی کی ڈگی میں بند کر دیا حفاظت کا احساس ایک دم سے ختم ہو گیا اسکی آواز یکدم بری لگنے لگی اسکی آنکھوں سے خوف آنے لگا

اسکی سانس حلق میں اٹکی تھی . . . . وہ کسی عزیز کی یاد دلاتا تھا وہ اچانک بلکل غیر ہو گیا وہ جسکی باتوں پہ اعتبار آتا تھا یکدم ساری بے اعتباری اسی کے ساتھ جڑ گئی میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا میں نے تو کبھی ایسا نہیں سوچا تھا . . .

وہ ذرا دیر کو خاموش ہوئی پھر دوبارہ کہنا شروع کیا

ہاں میں اس سے مکمل نفرت نہیں کرتی میں اسکے ساتھ ایک گھر میں رہ رہی ہوں اسکے ساتھ مل کر کام کر رہی ہوں کیونکہ میرے دل کا ایک کونہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بے گناہ ہے . . اسکی آنکھیں چیخ چیخ کر کہتی ہیں میرا اعتبار کرو اور مجھے اعتبار ہونے لگتا ہے میں دور کہیں چاہتی ہوں کہ وہ بے گناہ نکل آئے اس سے میری آنا کو ٹھیس پہنچے گی لیکن میں یہ چاہتی ہوں

عمر ایسا نہیں کر سکتا" میں چاہتی ہوں ان لفظوں کی لاج رہ جائے میں چاہتی ہوں وہ ویسا ہی نکلے جیسا پہلی نظر میں لگا تھا

سچا اور مہربان

اور قریبی

میں اس کے ساتھ کام کر رہی ہوں کیا آپ کو لگتا ہے کوئی لڑکی اتنی بے وقوف ہے کہ اپنے اصل اغوا کار کے ساتھ مل کر اپنے نقلی مجرم ڈھونڈے گی؟ میں نہ چاہتے ہوئے بھی دور کہیں اس پہ اعتبار کرتی ہوں میں اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اس کو الزام نہیں دے سکتی کیونکہ اگر اس نے میری آنکھوں میں دیکھ کر کہہ دیا وہ بے گناہ ہے تو میں ایمان لے آؤں گی وہ سچا ہے میں مان لوں گی اگر مجھے اسکے خلاف ثبوت نہ ملتے تو میں کبھی بھی اسے بلیم نہ کرتی لیکن انسان کا ایک جھوٹ اسکے ہر سچ کو مشکوک کر دیتا

لیکن عمر کے پاس ثبوت ہیں ہالے تم ایک بار اسکی سن تو لو..

آپ کو لگتا ہے میں نے نہیں سنا؟ وہ آدھے ادھورے سچ میرے پاس لایا تھا مرضی کا سچ دکھا دیا اور جو چاہا چھپا دیا میں ہالے سلطان ہوں میں انصاف پسند ہوں ہاں ٹھیک ہے جب تک میں شاکڈ تھی ٹراما میں تھی میں نے عمر کو الزام دیا لیکن میں نے پھر ہر پہلو پہ غور کیا ہر چیز اپنی نظروں سے دیکھی اور وہی ہوا عمر جھوٹا نکلا اس نے کہتے ہوئے میز سے اپنا موبائل اٹھایا ایک دو بٹن دبائے اور ایک ویڈیو پلے کر کے موبائل لیل کے چہرے کے آگے کیا

وہ سانولے چہرے پہ اچھنبا لئے سکرین کو دیکھنے لگی

یہ عمر کے گھر کے پچھلے دروازے کی سی سی ٹی وی فوٹیج تھی تھی تاریخ تھی چھبیس اپریل رات کے تین بجے کا وقت تھا وہ شاید کوئی آواز سن کر باہر آیا تھا نیند بھری آنکھوں سے پانچ منٹ تک ہر جگہ چیک کیا اور پھر واپس جاتا نظر آیا اور یہیں ویڈیو ختم گئی

لیل نے مردہ آنکھیں اٹھا کر ہالے کو دیکھا وہ زخمی لہجے میں کہے گئی

اس نے مجھ سے کہا کہ اس رات وہ سو گیا تھا اور وہ صبح اٹھا تھا اس نے جھوٹ کہا عمر حیات جھوٹا ہے

لیکن ہالے وہ اسی وقت اندر چلا گیا تھا تم.... لیل نے اسکی صفائی میں کچھ کہنا چاہا جب ہالے نے اسکو ٹوک دیا

ایک جھوٹ باقی تمام سچ مشکوک کر دیتا ہے اگر عمر سچا تھا تو اسے یہ ویڈیو مجھے دکھانی چاہیے تھی لیکن اس نے چھپالی کیونکہ وہ ڈر گیا تھا اور ڈرتا کون ہے جس نے کچھ غلط کیا ہو جس کے پاس ایک چور دروازہ ہو سکتا ہے اسکے پاس ایک ہزار بھی ہوسکتے ہیں سو آپ مس لیل سکندر آج کے بعد آپ مجھ سے عمر کے حق میں بات نہیں کریں گی ورنہ میں کوئی اور انویسٹیگیٹر ہائر کر لوں گی اب ہم کام کر لیں ؟ آخر میں لہجہ ہر قسم کے جذبات سے عاری ہو گیا تھا

لیل نے بس سر ہلا دیا یکدم جیسے جی اچاٹ ہو گیا تھا

وہ اب بے دلی سے اپنے موبائل پہ ہالے کو ایک آخری آدمی کی تفصیلات بتا رہی تھی اگر وہ مجرم نہیں نکلا تو عمر پہ لگے الزام سچ ہو جائیں گے یہ دن ان دونوں کے لئے بہت بڑا تھا

حسن سے ملنے کے بعد اس نے ہارون کو کال کر کے بلا لیا تھا اس وقت وہ دونوں عمر کی گاڑی میں بیٹھے تھے عمر اسے موبائل پہ ہارون کے سم کا کال ڈیٹا دکھا رہا تھا اس سم سے دس اپریل کو ایک نمبر پہ کال کی گئی تھی اس نمبر کی ڈیٹیل بھی اس وقت ان دونوں کے سامنے تھیں وہ نمبر فہیم مرزا کی سیکریٹری زرنش ملک کا تھا ہارون جیسے جیسے یہ سب دیکھتا جا رہا تھا اسکے چہرے پہ غیض و غضب طاری ہوتا جا رہا تھا

اب یہ دیکھو عمر نے سکرین پہ انگلی رکھی یہ اسی سنیم نامی کیفے کے داخلی دروازے کی فوٹیج تھی جہاں فروا اور مہر ماہ اندر جاتی دکھائی دے رہی تھیں ہارون آنکھیں چھوٹی کیئیے سکرین کو دیکھے گیا وہ دونوں جس گاڑی پہ آئی تھیں وہ مہر ماہ کی گاڑی تھی عمر نے سکرین بند کر دی ہارون بھی سیدھا ہو بیٹھا

تو مسٹر ہارون شاہد اب کیا خیال ہے؟ عمر نے ابرو اچکا کر پوچھا تھا

تم نے رنگوں سے چہرے بنانے سیکھے ہیں مجھے چہروں کے رنگ پہچاننے سیکھے ہیں

میں نے کہا تھا ناں تمہارا ڈرائیور ڈسٹر یکشن ہے یہ کیفے بھی ایک ڈسٹر یکشن ہے اصل میں وہ کہیں اور گئی تھی

ہارون اب بھی الجھا ہوا تھا

تم آخر اس فہیم مرزا کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو کیا پتہ فروا آنٹی کسی اور سلسلے میں اس سے ملی ہوں؟

عمر نے سنجیدہ نظروں سے اس کو دیکھا

ہارون شاہد . . . جس طرح پہلا تاثر آخری تاثر ہوتا ہے اسی طرح دل میں آیا پہلا خیال آخری خیال ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ملا ہوا جواب ہوتا ہے کیونکہ دل اللہ کا گھر ہے لیکن ہم ایسے لوگ ہیں جو دل کی گواہیوں کو مانتے ہی نہیں جس لمحے مجھے یہ معلوم ہوا ہالے اغوا ہوئی ہیں میرے دل میں فروا کا خیال آیا اور فروا یہ کام کسی طاقتور آدمی کو ساتھ ملائے بغیر نہیں کر سکتی اور ظاہر ہے اسکے لئے ایسا کوئی بھی کام وہی آدمی کرے گا جسکی جج صاحب سے یا ہالے سے کوئی دشمنی ہو اور جج صاحب کی حالیہ دشمنی فہیم مرزا سے ہے کڑی سے کڑی ملی اور میرے دل نے اس شک پہ مہر لگا دی اب جب تک میں ان دونوں کو مکمل چیک نہ کر لوں مجھے سکون نہیں آئے گا

اب کیا کرنا ہے آگے ؟

کرنا کیا ہے میں ہالے کی وجہ سے اس معملے میں سستی نہیں دکھا سکتا انکا کام کرنے کا طریقہ سست ہے اور میرے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے ڈیڑھ مہینہ ہونے کو آگیا ہے لیکن ہمارے ہاتھ اب بھی خالی ہیں . لیکن اب بس اب عمر اپنے طریقے سے کام کرے گا مجھے وہ ڈرائیور چاہیے مجھے لگتا ہے اب مجھے اسکا منہ کھلوانا ہو گا وہ کچھ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا

لیکن تم کیسے کر سکتے ہو ؟ تم سسپنڈڈ ہو

عمر مسکرایا تھا

پولیس میں سسپنڈ اور ریٹائرڈ کچھ نہیں ہوتا پولیس والا ساری زندگی پولیس والا ہی رہتا ہے تھانہ ہمیشہ ہمارے باپ کا گھر رہتا ہے

.ہارون پرسوچ نظروں سے اسکو دیکھتا رہا

تم نے اب تک کچھ کیوں نہیں کیا؟ تم خود کو چھپا رہے ہو ہالے کے مجرم ڈھونڈنا ایک بہانہ ہے تم دور کہیں کچھ اور کر رہے ہو ہیں ناں؟ تم اصل میں کچھ اور ڈھونڈ رہے ہو؟

عمر نے چند لمحہ اسکو دیکھا پھر بولنا شروع کیا

ہاں میں کچھ اور کر رہا ہوں میں کچھ اور ڈھونڈ رہا ہوں اس نے مان لیا تھا میرے پاس اس سے زیادہ بڑے مسائل ہیں میں نے اتنے دن اس ڈرائیور کو اسلیئے وزٹ نہیں کیا کیونکہ میرے پاس کرنے کو اور بہت کام تھے ہالے اپنے "حال" پہ کام کر رہی ہیں میں مستقبل کی تیاری کر رہا تھا میری تیاری مکمل ہے اور اب سے میرا ایک ایک دشمن تڑپے گا تم دیکھنا

اس سے کیا ہو گا؟ جو رشتے ٹوٹ چکے ہیں دور چلے گئے ہیں وہ واپس تو نہیں آسکتے جو تکلیف جو اذیت ہمیں ہوئی اسکی بھرپائی تو نہیں ہو سکتی قاتل مر کھپ جائیں گے لیکن مقتول تو واپس نہیں آئیں گے ناں؟ ہارون نہ جانے کیا سننا چاہتا تھا

عمر گردن موڑ کر باہر دیکھنے لگا

کچھ لوگ مر جاتے ہیں اور کبھی واپس نہیں آتے یہ طے ہوتا ہے ہم انکے جانے کا دکھ انکے اکیلا چھوڑ جانے کی تکلیف سہتے ہیں یہ بھی طے ہوتا ہے مرے ہوئے لوگ کبھی واپس نہیں آتے انتقام اسٹریٹجی کچھ بھی کر لیں انہیں واپس نہیں لا سکیں گے لیکن... وہ رکا گردن ہارون کی جانب موڑ لی

اگر ہم نے ایک بار ان کو چھوڑ دیا تو وہ لوگ ہمارے خاندان کے اور لوگوں کو مار دیں گے وہ لوگ ہمیں دوبارہ اذیت دیں گے ہمارے اپنے لوگوں کے بغیر ہمیں ایک بار پھر رہنا ہو گا اور فرض کرو اگر ایسا نہ بھی ہوا تو وہ لوگ ہمارے اندر ایک "خوف" چھوڑ جائیں گے ہم ہر وقت اپنے قریبی لوگوں کو کھونے کے خوف میں جیئیں گے مائیں بیٹوں کو باہر بھیجتے ہوئے ڈریں گی بہنیں بھائیوں کی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے ڈریں گی نیند میں خوف جاگتے ہوئے خوف اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ہر وقت خوف اور ی "قتل" سے بھی بڑا جرم ہے خوف یہ آپ کو اندر سے کھوکھلا کر دے گا یہ آپ کے گھر کے بچوں کو grow کرنے نہیں دے گا یہ آپ کی بہنوں کو گھر سے نکل کر جاب کرنے نہیں دے گا یہ آپ کو زندگی میں بڑے بڑے فیصلے لینے نہیں دے گا اور آخر میں پتہ ہے کیا ہو گا؟

عمر بولتا رہا ہارون نے جیسے سانس تک روک لی

ہم مر جائیں گے ہارون ہم ایک گندی زندگی گزار کر مر جائیں گے ہمارے بچے ایک گندی زندگی گزاریں گے ہماری نسلیں تباہ ہو جائیں گی ایک قتل صرف ایک قتل خاندان توڑ دیتا ہے اور اس قتل کے خلاف ہماری خاموشی ہماری نسلیں توڑ دیتی ہے ہم بزدل بنیں گے تو ہماری نسل بزدل بنے گی ہم خاندان ٹوٹنے پہ خاموش

بیٹھیں گے تو ہماری نسل یہ چپ ورثے میں لے گی مقتول واپس نہیں آتے لیکن اپنی نسل کا دل مار دینا کہاں کی سمجھ داری ہے؟ وہ سرمئی آنکھوں والے لڑکے کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں ہلکی سی تکلیف تھی

ہارون نے جواب نہیں دیا اس نے بس ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی

کیا مجھے تمہاری گن مل سکتی ہے؟ کافی دیر بعد ہارون نے اس سے پوچھا تھا

عمر نہیں چونکا وہ اسی طرح بیٹھا رہا

میری گن کا کیا کرو گے؟ کیا دوسرے قتل کا ارادہ ہے؟

عمر مسکرا کر پوچھ رہا تھا ہارون مسکرا بھی نہ سکا

تمھیں کیسے پتہ؟... وہ بدقت بول سکا

میں عمر حیات ہوں مجھے سب پتہ ہوتا ہے اچھا بتاؤ کیا کرو گے گن کا؟ اسنے بات بدل دی

میرے ساتھ جن لوگوں نے غلط کیا جن لوگوں نے مجھے استعمال کیا میری معصومیت کا فائدہ اٹھایا انکو چاہیے کہ حساب دیں اگر میں اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں پہ سب کو معاف کرتا رہا تو میری نسل بزدل ہو جائے گی اور میں یہ نہیں چاہتا جو تعلقات ٹوٹ گئے دور چلے گئے (اسکی آنکھوں کے سامنے بے اختیار ہالے کا چہرہ آیا) میں انہیں واپس لا سکوں یا نہیں انہیں جوڑ سکوں یا نہیں لیکن میں اپنے ساتھ زیادتی کرنے والے لوگوں کو معاف کر کے مزید عزیز لوگوں کو نہیں کھو سکتا انہیں حساب دینا ہوگا وہ ایک عزم سے کہہ رہا تھا

عمر نے کندھے اچکائے

یہ تمھارے بقا کی جنگ ہے تم اس میں ہتھیار مجھ سے لے کر جاؤ گے ؟اور میں تمھیں اتنی فیورز کیوں دوں گا؟

کیونکہ تم مجھے پسند کرتے ہو ہارون نے وثوق سے کہا تھا

عمر نے ایک زوردار قہقہہ لگایا

گردن پیچھے پھینکے وہ ہنستا گیا یہاں تک کہ اسکی آنکھوں میں پانی بھر گیا

تم... تم بلکل بچے ہو ہارون... آہ تمھیں واقعی لگتا ہے میں تمھیں پسند کرتا ہوں وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا

میں نے سنا تھا بلی کے خواب میں چھچھڑے آج بلے کے خواب میں بھی دیکھ لئے وہ اپنی آنکھیں صاف کرتا ہوا کہہ رہا تھا

تم بہت فنی ہو خیر اس نے اپنی گاڑی کے ڈیش بورڈ سے اپنی پستول نکالی اور ہارون کی ہتھیلی کھول کر اس میں تھما دی

ہارون خاموش نظروں سے اسکو دیکھتا رہا عمر کہے گیا

حکومت کی طرف سے ملی ہے یہ کسی مسائلے میں نہ پھنسا دینا مجھے ویسے ہی زندگی عذاب ہو رکھی ہے آخر میں اس نے کڑوا سا منہ بنایا

جب کوئی پینٹر کسی کا چہرہ پینٹ کرتا ہے ناں تو وہ چہرہ کے ہر زاویے کو دیکھتا ہے

ہارون عمر کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا

خوبصورتی' بد صورتی' دانہ 'داغ دھبہ ' جھریاں ہم سب دیکھتے ہیں ہم سب پہچانتے ہیں اداسی غم تکلیف خوشی مسرت ہم ہر جذبہ آنکھوں سے اسکین کر لیتے ہیں تم چہروں کے رنگ جانتے ہو عمر لیکن تم صرف سازش کا دانہ دیکھتے ہو فراڈ کی جھریاں دیکھتے ہو جھوٹ کا دھبہ دیکھتے ہو لیکن میں .. میں اعتبار کی جلد دیکھتا ہوں پسندیدگی کی لکیریں دیکھتا ہوں خوشی کی چمک دیکھتا ہوں صرف میں نہیں ہر آرٹسٹ دیکھتا ہی بتاؤں کیوں کیسے ؟

عمر نے جواب نہیں دیا ہارون خود کہے گیا

کیونکہ ہم آرٹسٹ ہوتے ہیں ہم لوگوں کو چہرے کی "آنکھوں "سے نہیں دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ہمارے پاس کام کی چیز صرف دل ہوتی ہے اور دل کی گواہی جھوٹی نہیں ہوتی تم مجھ پہ اعتبار کرتے ہو یہ تمہاری آنکھیں کہہ رہی ہیں تم مجھے پسند کرتے ہو یہ تمہارا چہرہ کہہ رہا ہے اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے یہ مجھے اللہ کی طرف سے ملا انعام ہے ہارون شاہد کو دلوں میں جگہ بنانی آتی ہے گن کے لئے تھینکیو.... وہ نرم لہجے میں کہتا گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا

پیچھے عمر نے گہری سانس بھری تھی ساتھ بڑبڑ آیا

سرمئی بلا نہ ہو تو

لیل کے فلیٹ کے دروازے پہ کھڑا عمر بری طرح کوفت زدہ تھا ہارون سے ملنے کے بعد اسکا ارادہ اپنے گھر جا کر ہالے سے بات کرنے کا تھا جب لیل نے اس کو کال کر کے اپنے گھر بلا لیا اور اب وہ پچھلے پانچ منٹ سے یہیں کھڑا بیل بجا رہا تھا لیکن مجال ہے جو دروازہ کھل جائے اب کی بار اس نے ڈور بیل پہ ہاتھ رکھا تو جیسے ہٹانا بھول گیا اسی وقت دروازے کا لاک کھلا اور لیل کا چہرہ نمودار ہوا

ایک دروازہ کھولنے میں اتنا وقت کون لگاتا ہے گرمی میں مرنے والا ہو گیا تھا میں وہ اندر آتے ہی لیل پہ گرجا تھا جبکہ وہ نوٹس لئے بغیر دروازہ بند کرتی اسکے پیچھے ہی اندر آئی

میں کام کر رہی تھی اور تمہاری زوجہ تمہاری دستک پہچانتی ہے لیکن چونکہ اسے تم سے سخت نفرت ہے تو اس نے دروازہ نہیں کھولا وہ عام سے لہجے میں بولی تھی جبکہ صوفے پہ بیٹھی ہالے نے کوئی ردعمل نہیں دیا

عمر نے ہالے کو دیکھا تو جیسے رک سا گیا

وہ صبح صبح اسے دیکھنے کا عادی ہو گیا تھا آج صرف ایک دن اسے جلدی گھر سے جانا پڑا اور آج ہی اسکا دل بری طرح بے چین ہو گیا یہ تو چند گھنٹوں کی بات تھی ایک دن وہ ہمیشہ کے لئے اسے نہیں دیکھ سکے گا پھر وہ اس بے چینی کا کیا کرے گا؟

اس لڑکی کا زندگی سے چلے جانے کا خیال ہی دل کو خالی کر دیتا تھا

وہ چند سیکنڈ مزید اسکو دیکھتا رہا اور پھر نظر پھیر لی اسکی اگلی نظر میز پہ پڑے کافی کے خالی مگز اور آدھے ادھورے کھائے ہوئے سینڈوچ کی پلیٹ پہ پڑی تھی

وہ خاموشی سے آگے آیا مگز اور پلیٹ اٹھالئے اور کچن کی طرف بڑھ گیا

اب یہ بھی میں دھوؤں صاف کیوں نہیں رکھتی تم اپنا گھر وہ جاتے جاتے بڑبڑ آیا تھا

لیل ہالے کے ساتھ صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی

جس دن تم میرے گھر آنا چھوڑ دو گے اس دن میں اپنے گھر کے کام خود کرنے لگ جاؤں گی

میں نے تمھارے جیسی پھوہڑ لڑکی نہیں دیکھی یہ سنک دیکھو کتنا خراب ہو گیا ہے چکنائی جم گئی ہے وہ برتن سنک میں رکھتے ناپسندیدگی سے کہہ رہا تھا

ہاں تو تم صاف کر دوناں کیا میرا کوئی حق نہیں تم پہ ؟ پرسوں آجانا مل کر صفائی کریں گے کیا کہتے ہو ؟ وہ لیپ ٹاپ پہ کھٹ کھٹ ٹائپ کرتی بولی تھی

میں تمہارے گھر کا ملازم نہیں ہوں اے ایس پی عمر حیات ہوں میں تمہاری گھر پہ تمہاری مرضی سے صفائی کرنے آؤں گا؟ میں پرسوں نہیں سنڈے کو آؤں گا سمجھی وہ برتن دھوتے ہوئے جل کر بولا تھا

لیل مسکرادی تھی

سسپنڈڈ اے ایس پی (اس نے سسپنڈڈ پہ زور دیا تھا)وہی جس پہ انکوائری بیٹھی ہوئی ہے اور وہ دو بار اپنی انکوائری کال پہ نہیں گیا کل تو تمہاری فوٹو اخبار میں بھی چھپ چکی ہے اور کتنا جھیلو گے اپنی زوجہ کا کیا کارنامہ ؟ وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بول رہی تھی

عمر کے برتن دھوتے ہاتھ رکے تھے

ویسے ایک بات ہے اتنی بری فوٹو کون لگاتا ہے؟ میر اڈمپل بھی نظر نہیں آرہااسے ایک اور صدمہ لگا تھا

ہالے نے ایک خاموش نظر ان دونوں پہ ڈالی تھی

اب اگر آپ دونوں کو نوک جھوک اور مذاق مستی ختم ہوگئی ہو تو ہم کام کر لیں؟ ہالے کی سنجیدہ آواز پہ عمر نے مڑ کر اسکو دیکھا تھا

اسے کئی لوگوں نے کہا تھا کہ اسکی آواز ایسی ہے جسے گھنٹوں سنا جا سکتا ہے لیکن اگر ہالے بولتی رہے تو عمر اسے ساری زندگی سن سکتا ہے آج اس نے اعتراف کیا تھا

زوجہ صاحب تمھیں اگر میرے ہاتھ میں لیپ ٹاپ دکھ رہا ہے تو یہ بھی دیکھو کہ میں اس پہ کام کر رہی ہوں اور الفا برتن نہیں دھو رہا اپنی انزائٹی دور کر رہا ہے برتن دھونا اسکے لئے تھیراپی ہے اصل میں ابھی تم اسے جانتی نہیں ناں اس نے جانتی پہ زور دیا تھا

خیر یہاں آؤ اس نے لیپ ٹاپ سامنے رکھی چھوٹی میز پہ رکھا اور خود نیچے فرش پہ بیٹھ گئی عمر اپنے ہاتھ خشک کرتا ہوا انکی طرف آیا اور لیل کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا

یہ ہے تمہاری لسٹ کا وہ تیسرا آدمی جسکی ڈیٹیلز نکالنے میں مجھے سب سے زیادہ وقت لگا

لیل سکرین کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی سکرین پہ ایک وجہیہ صورت کم و بیش پچپن سال کے آدمی کی تصاویر گردش کر رہی تھیں

اسکا نام ہے اسحاق کبیر ریٹائر ایمبیسڈر تین سال قبل اس نے ریٹائر منٹ لے لی تھی اور اب اپنی ایک لا فرم چلاتا ہے اصل میں اسکا کاروبار یہ نہیں ہے اسکا اصل کاروبار گنز کی سمگلنگ ہے جسکی بنا پہ یہ شیر علی اور ندیم علی کو بھی جانتا ہی اور انکے ساتھ اسکے کافی اچھے ورکنگ ریلیشن شپ ہے

اسکا بابا سے کیا تعلق ہے؟ہالے نے بیچ میں سوال کیا تھا

بہت برا تعلق ہے اسکی بیٹی نے ایک سال قبل اپنے بوائے فرینڈ کو گھر پہ بلایا اور اسے باندھ کر ٹارچر کر کے جان سے مار دیا اس نے دو دن تک اسے ایک کمرے میں قید کر کے رکھا اور اسے مختلف طریقوں سے ایذا پہنچاتی رہی کبھی بلیڈز سے کٹس لگائے تو کبھی سیگرٹ سے جلایا اور آخر میں اسکا گلہ کاٹ کر مار دیا وہ ایک ذہنی مریضہ تھی اسے شروع سے اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ یہی سب کچھ کرنے کی عادت تھی

لیل عام سے لہجے میں بتا رہی تھی اور ہالے کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے عمر خاموشی سے سن رہا تھا ان دونوں کے لئے یہ صورتحال نئ نہیں تھی

خیر اس بار وہ پکڑی گئی اور اسے جیل لے جایا گیا اس لڑکے کی فیملی میں اسکے بھائی نے قتل کا کیس دائر کر دیا اور فیصلہ تمھارے بابا کی عدالت میں آیا انھوں نے تین پیشیوں کے اندر اندر اس لڑکی کو سزائے موت سنا دی اسکا باپ اور اسکی پھپھو بہت جھٹپٹائے اپنی بیٹی کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش کر کے دیکھ لی جج صاحب کو ڈرایا دھمکایا پیسے اافر کئے لیکن کچھ نہ ہو سکا بلا خر اس نے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کر دی جس دن اس لڑکی کی سماعت تھی اسی صبح وہ اپنے جیل کے کمرے میں مردہ پائی گئی اس نے خودکشی کر لی تھی اس لڑکی

کی پھپھو شاہ تاج کبیر جو کہ ایک کرمنل لائر ہے اس نے ایک حشر برپا کر دیا قصہ مختصر یہ کہ اس نے اپنی بھتیجی کی قبر تک قصر کبیر کے پچھلے لان میں بنوائی تا کہ وہ کبھی بھی اپنی بچی کی لاش کو بھول نہ سکیں قوی امکان ہے کہ وہ لوگ تمھارے اغوا میں شامل ہو سکتے ہیں اور شاہ تاج نے دو بار جج صاحب کو جان سے مارنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی اور اب جب اسے موقع ملا تو وہ کھیل کھیل گئی

لیل بول کر خاموش ہوئی اور دونوں کو "میرے بغیر تمہارا کیا ہوتا" والی نظروں سے دیکھا

ہالے نے ایک گہری سانس بھری وہ ان سب کی عادی نہیں تھی کچھ عرصہ پہلے تک اسکی زندگی بس فیشن کھانا گھومنا اور پارٹیز تھی اب اسکی زندگی اچانک سے بقا کی جنگ نفرت انتقام اور جھوٹ میں بدل گئی تھی وہ ظاہر کرتی تھی کہ وہ ان حالات میں "فٹ" ہے لیکن وہ "مس فٹ" تھی یہ اسکا دل کہتا تھا

کیا مجھے انکے خلاف کچھ ایسا مل سکتا ہی جس سے وہ میرے سامنے اپنا گناہ مان لیں کوئی دھمکی کوئی خوف کچھ بھی ؟اس نے لیل کو دیکھ کر پوچھا تھا عمر اٹھ کھڑا ہوا تھا

سینٹر ٹیبل پہ اب بھی سامان بکھرے پڑے تھے کیا وہ انہیں جگہ پہ رکھے بغیر سکون سے بیٹھ سکتا تھا؟

لیل نے کندھے اچکائے تھے

یہ میرا ورک ٹائم ہے زوجہ صاحبہ میں اس وقت اتنا ہی بولوں گی جتنے مجھے پیسے ملیں گے

ہالے نے اپنا بیگ کھول کر پانچ پانچ ہزار کے چار نوٹ نکالے تھے اور سامنے رکھ دیئے

لیل نے سر کے خم سے شکریہ ادا کیا

تم انہیں دھمکا نہیں سکتی کیونکہ وہ ان سب چیزوں سے بہت آگے آ گئے ہیں تم انہیں خوف زد بھی نہیں کر سکتی کیونکہ اگر انکو خوف ہوتا تو وہ ایسے کاموں میں نہ پڑتے تم صرف ایک کام کر سکتی ہو ان کے "راز" تم انکے راز لا کر ان سے کچھ بھی کروا سکتی ہو انکی کمزوری انکا پیسہ ہے انکا راز انکا پیسہ ہے نیب کی طرف سے ان پہ ڈھیروں کرپشن چارجز ہیں انکے گھر پہ تین بار ریڈ لگا ہے لیکن کچھ نہیں ملا ایک رپورٹ کے مطابق انکا سارا پیسہ انکے گھر میں ہے لیکن کسی بھی ریڈ میں انکے گھر سے ایک پھوٹی کوڑی بھی بر آمد نہیں ہوئی اب تم دیکھ لو تمھیں کیا کرنا ہے وہ کہتے ہوئے اوپن کچن کی جانب بڑھ گئی

عمر سینٹر ٹیبل کو چمکا چکا تھا اب وہ کسی فالتو کپڑے سے دیواروں پہ لگی پینٹنگز پہ جمی دھول صاف کر رہا تھا

دفتعاہالے کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا

شاہ تاج اور ندیم کا صرف ورکنگ ریلیشن شپ ہے کیا آپ کو یقین ہے ؟اس نے لیل کی طرف چہرہ موڑ کر پوچھا تھا

تمھیں کیا لگتا ہے ؟

مجھے لگتا ہے ان دونوں کے درمیان وہ رشتہ ہے جس میں انسان سر دھڑ کی بازی لگا سکتا ہے جس میں اسے نفع نقصان کی پرواہ نہیں ہوتی جس میں ایک انسان کے کہنے پہ آپ دنیا ادھر کی ادھر کر سکتے ہیں جس میں ایک شخص کی بات آپ کے لئے حرف آخر ہوتی ہے جس میں آپ بنا سوچے سمجھے ایک اندھے کنویں میں بھی ڈوب سکتے ہیں

اور وہ جذبہ کونسا ہے؟ عمر نے پیچھے سے پکارا تھا

محبت... ہالے ہہلکی آواز میں بولی تھی مجھے اب تک لگتا تھا ندیم نے شاید یہ کام کسی نفرت کے تحت کیا ہو گا لیکن میں بھول گئی تھی ایسے بے خوف فیصلے محبت کرواتی ہے وہ بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

لیل یک ٹک اسکو دیکھ رہی تھی

اب تم کیا کرو گی؟

ہالے سادگی سے مسکرائی

میرے دوستوں میں مجھے ریلشن شپ ایڈوائز کے لئے ملکہ سمجھا جاتا ہے ان دونوں کی محبت قائم ہے کیونکہ اس میں اب تک دور دور تک رقابت نہیں ہی میں محبت کو رقابت کا خوف دلاؤں گی اور محبت خوف زدہ ہو جائے گی یہ ایک کمزور لمحہ ہو گا اور اس کمزور لمحے میں میں کسی بھی انسان کے دل کی بات جان سکتی ہوں

لیل اور عمر بس اسکو دیکھے گئے وہ اپنا بیگ اٹھائے باہر نکل گئی

سلطان منزل کا لان اس وقت ویران تھا کوئی وقت تھا جب یہاں بیٹھ کر چائے پی جاتی تھی باتیں کی جاتی تھیں لیکن اب نہ باتیں رہیں نہ باتیں کرنے والے لوگ محل نما گھر میں رہ گئی تو بس ایک نحوست اسی نحوست بھرے

گھر کے لان میں اس وقت حسن سلطان اکیلا بیٹھا تھا جب مہر ماہ اور سفیر اسے اپنی جانب اتے دکھائی دیئے سفیر کے چہرے پہ غصہ تھا

تم اس دو ٹکے کے پولیس والے سے ملنے کیوں گئے تھے ؟ سفیر اسکے سر پہ کھڑا دھاڑا

حسن نے پر سکون نظروں سے اسکو دیکھا

میں اس سے ملنے نہیں گیا تھا میں برونو کو واک پہ لے کر گیا تھا وہ مجھے وہاں مل گیا اور ہم نے بات کرلی اس میں کیا بڑی بات ہے ؟

بکو مت..

وہ پہلے سے زیادہ تیز آواز میں دھاڑا تھا

جھوٹ بول رہے ہو تم اصل میں پتہ ہے کیا اصل میں تمہاری غیرت ختم ہوگئی ہے تم بے غیرت ہو گئے ہو حسن سلطان وہ آدمی جس کے ساتھ تمہاری بہن بھاگ گئی وہ آدمی جس کے صدمے سے تمہارا باپ مر گیا تم اس آدمی کے ساتھ ملاقاتیں کرتے پھر رہے ہو شرم آنی چاہیے تمھیں لعنت ہو تم پہ

اس کے منہ سے کف نکل رہا تھا اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ حسن کا گلہ دبا دے

حسن کے چہرے کا رنگ بدلا تھا

وہ دو قدم آگے آیا سفیر کی آنکھوں میں دیکھا اور کہنا شروع کیا

میرے باپ کو تو دل کا دورہ آپ کی وجہ سے پڑا تھا آپ ہیں اصل قاتل اگر آپ اس دن اپنی دو ٹکے کی عزت بچانے کی خاطر آپی سے نکاح نہ کرتے تو وہ ہسپتال نہیں پہنچتے

اور اگر تمہاری بہن نہیں بھاگتی تو مجھے یہ سب کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی تمھیں شرم آنی چاہیے حسن کیسے انسان ہو تم اس آدمی کی وجہ سے ہمارا خاندان تباہ ہو گیا اور اب تم اسی کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہو؟

اور آپ خود کیا ہیں سفیر بھائی جس لڑکی سے شادی سے انکار کر دیا تھا آج اسی کو اپنے پہلو میں لئے پھر رہے ہیں اور جس لڑکی کے لئے آپ سارے خاندان سے لڑنے کو تیار تھے آج اسی لڑکی کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں غیرت میری نہیں آپ کی ختم ہو گئی ہے آپ اپنے ہی خاندان کی لڑکی کے لئے اتنی گندی زبان کیسے رکھ سکتے ہیں؟ اتنے گھٹیا کیسے ہو سکتے ہیں آپ اسکی آواز میں افسوس تھا

اسی لمحہ سفیر کا ہاتھ اٹھا تھا لیکن پھر وہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا

حسن نے اسکا اٹھتا ہاتھ اپنے ہاتھ سے روکا تھا اسکی آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی تھیں

نہ سفیر سلطان ہر بار نہیں میں کوئی بے غیرت نہیں ہوں جو آپ سے پٹتا رہوں

وہ غرآیا تھا

مہرماہ دھک سے رہ گئی سفیر

میں حسن معراج سلطان ہوں اور مجھے اپنی اوپر اٹھتے ہوئے ہاتھ روکنے آتے ہیں اور اگر میرے ہاتھ کسی کا اٹھتا ہاتھ روک سکتے ہیں تو یہ کسی پہ اٹھ بھی سکتے ہیں اگلی بار آپ کا ہاتھ روکوں گا نہیں اپنا ہاتھ اٹھاؤں گا میرا تو کچھ نہیں ہو گا آپ کی رہی سہی عزت بھی ختم ہو جائے گی

اس نے چبا چبا کر لفظ ادا کیے اور آگے بڑھ گیا پھر رکا مڑ کر سفیر کو دیکھا

ویسے میری بہن کے شوہر نے آپ کا سہی نام رکھا ہے

نامرد کہیں کے

وہ حقارت سے کہتا آگے بڑھ گیا

اس لان میں حق دق کھڑے سفیر اور مہر ماہ کو چھوڑ کر ہم فروا سلطان کے کمرے میں چلتے ہیں

اس پر تعیش کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آؤ تو سامنے ہی فروا سلطان سنگھار میز کے سامنے بیٹھی اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھیں

اس نے سرخ لمبی میکسی نما فراک پہن رکھی تھی گہری اسموکی آئیز مزید گہرا کرتی اسکی انگلیاں ہارون کی آمد پہ یکدم جیسے تھمی تھیں

آج تم یہاں کا راستہ کیسے بھول گئے ؟وہ اگلے ہی لمحے پھر سے برش اپنی آنکھوں پہ چلاتے ہوئے ہارون سے پوچھنے لگیں

وہ بغیر جواب دیے آگے آیا ایک قدم دو قدم تین قدم یہاں تک کہ وہ انکے بلکل پاس آگیا

ے آئی؟اس نے برش کی جانب اشارہ کر پوچھا

فروادل کھول کر مسکرائیں

شیور

ہارون نے نرمی سے انکے ہاتھ سے برش لے لیا

فروانے کوئی مزاحمت نہیں کی وہ مسکراتی نظروں سے اسکو دیکھتی رہیں

ہارون نے برش کو آئی شیڈ کٹ میں لگایا ایک رنگ برش کے بالوں پہ لگ گیا

ہارون نے منہ سے پھونک مار کر ایکسٹرا رنگ نیچے فرش پہ جھاڑ دیا اب اسکی انگلیاں مہارت سے فروا کی آنکھوں پہ چل رہی تھیں

آپ کو پتہ ہے انٹی مجھے رنگوں سے کتنی محبت ہے؟. اس نے کہنا شروع کیا

فروانے جواب نہیں دیا وہ جانتی تھیں ہارون ان سے کم از کم یہ بات پوچھنے نہیں آیا وہ جواب تب دیں گی جب انہیں بات ضروری لگے گی

لیکن کچھ رنگ ایسے بھی ہیں جن سے مجھے نفرت ہے پتہ ہے وہ رنگ کون سے ہیں؟

وہ اب انکی دوسری بند آنکھ پہ برش چلارہا تھا

وہ ذرادیر کو رکا پھر بولا

مجھے آپ کے چہرے کے رنگوں سے نفرت ہے یکدم اسکے لہجے میں سختی آگئی تھی

فروا بے اختیار غیر آرام دہ ہوئی تھیں

یہ جو آپ کے چہرے پہ لگا بلش ہے ناں یہ مجھے سخت نہ پسند ہے آپ کی لپسٹک کا رنگ بھی مجھے b نہیں پسند اصل میں مجھے مسلہ ان رنگوں سے نہیں ہے

وہ رکا تھا فروا نے سانس تک روک لی

مسئلہ آپ کے چہرے سے ہے آپ کے چہرے پہ جو بھی رنگ لگتا ہے نہ وہ قابل نفرت ہو جاتا ہے اسکے لہجے میں کچھ تھا کہ فروا کے گلے میں گلٹی سی ابھری

ہارون بولے گیا

ہر وہ رنگ جو آپ کے چہرے پہ لگتا ہے مکروہ ہو جاتا ہے گل سڑ جاتا ہے اسکی اصل رنگت ختم ہو جاتی ہے وہ بے کار ہو جاتا ہے یہ بلش کا گلابی رنگ یہ آپ کے چہرے پہ لگنے سے پہلے ماتم کر رہے اور یہ آئی شیڈز کے سارے رنگ یہ آپ کی آنکھوں پہ لگنے سے پہلے بین کرتے ہیں انکو خود سے کراہیت آتی ہے

ہارون تم ... انہوں نے کچھ کہنا چاہا لیکن ہارون نے انکو روک دیا

ششش کچھ مت بولیں بس سنیں

آپ کو پتہ ہے میرا پسندیدہ رنگ کونسا ہے ؟اس نے برش کو میز پہ رکھ دیا تھا اور اب بازو سینے پہ باندھے سرد نظروں سے فروا کے چہرہ کو دیکھا تھا

مجھ .. میں . میں لیٹ ہو رہی ہوں کہیں جانا ہے مجھے وہ بے اختیار اٹھنے لگی تھیں

میرا پسندیدہ رنگ سرخ ہے پتہ ہے کیوں ؟وہ ان پہ دھیان دیئے بغیر بولے گا فروا واپس بیٹھ گئیں اٹھنا یا بھاگنا بے کار تھا

کیونکہ یہ خون کا رنگ ہوتا ہے اسکا لہجہ خود بخود سرد ہو گیا تھا فروا کا رنگ سفید پڑنے لگا

اور پتہ ہے یہ رنگ مجھے کب سے پسند ہے ؟

وہ رکا... ایک لمحہ اگلا لمحہ اور پھر وہ فروا کے کان کے پاس جھکا

"سرخ رنگ" مجھے تب سے پسند ہے جب سے میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا

فروا دھک سے رہ گئی

وہ خون وہ سرخ مائع وہ خون کا تالاب آہ کیا منظر تھا.... وہ منظر وہ رنگ میں آج تک نہیں بھولا... وہ رنگ کتنا خوبصورت تھا وہ رنگ کتنا یاد گار تھا پتہ ہے رستم کے جسم میں جو سوراخ ہو گیا تھا وہاں سے نظر آتا اسکا زخم وہ کتنا سرخ تھا

بس کر دو بسس کر دو یہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو فروا نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے تھے اسکا رنگ سفید پڑنے لگ گیا تھا

لیکن کیا ہے میں وہ منظر ذرا بھولنے لگ گیا ہوں

وہ افسوس سے کہہ رہا تھا

اصل میں تب بچا تھا ناں میں لیکن اب نہیں ہوں میں آرٹسٹ ہوں میں چیزیں ری سائیکل کرتا ہوں آج میں اس منظر کو ری کریٹ کروں گا

اس نے جھک کا اپنی پنڈلی سے لگی پستول نکالی تھی

فروا کا دل رک سا گیا

نہیں....بچے..ہارو..ہارون میں. مجھے مجھ سے کیا. غلطی. ہو گئی ہے....اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے

ہارون نے پستول کی ٹھنڈی نال فروا کے ماتھے پہ رکھ دی فروا کو لگا تھا اب وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گی

آپ...کی جرات کیسے ہوئی کہ آپ مجھے استعمال کریں وہ غرآیا تھا

فروا کرسی پہ بیٹھی تھی اور ہارون اٹھ کر اسکی کرسی کے گرد چکر کاٹنے لگا

میر اڈرائیور میری سم میری گاڑی آپ نے ہالے کے اغوا میں مجھے فریم کرنا چاہاہمت کیسے ہوئی؟وہ بلند آواز میں دہاڑا تھا

میں نے رستم کو اس لئے مار دیا کیونکہ وہ مجھ سے میرے باپ کو چھین رہا تھا اور اب میں آپ کو ماروں گا کیونکہ آپ نے مجھ سے ہالے کو چھینا ہے میں آپ کی جان لے لوں گا جس طرح رستم کی جان لے لی سوچیں جب میں دس سال کا ہو کر قتل کر سکتا ہوں تو چوبیس سال کا ہو کر مجھے کون روکے گا؟

وہ اب انکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا اور پستول کو فروا کی گردن پہ رکھ دیا

وہ مردہ آنکھوں سے اسکو دیکھے گئیں ساکت سن

آپ کو سوچنا چاہیے تھا پاگلوں سے پنگا لیتے وقت سوچنا چاہیے تھا میرا کیا ہے آپ کو مار دوں گا اور مجھ سے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا میرا باپ ایم این اے ہے اسکے تعلقات ہیں ہمارے پاس پیسہ ہے میں ثبوت مٹا دوں گا میرا باپ منہ بند کروا دے گا

وہ بول رہا تھا اور فروا بہتے آنسوؤں کے ساتھ سن رہی تھیں

اسکی گردن مسلسل نفی میں ہل رہی تھی

وہ یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی لیکن ٹانگوں میں جان نہیں تھی وہ بولنا چاہتی تھی لیکن زبان مفلوج تھی

آپنے میرے ساتھ کتنا غلط کیا جانتی ہیں ؟میں کتنی تکلیف میں ہوں کس اذیت سے گزر رہا ہوں کچھ پتہ بھی ہے آپ کو ؟اسکی آواز سرد سے سرد ترین ہوتی جا رہی تھی

مم . مجھے معاف کر دو . . . بدقت بول پائی تھیں آنسو بھل بھل اسکی آنکھوں سے نکل رہے تھے موت کا خوف سارے میں پھیلا ہوا تھا

ہاروں طنزیہ سا ہنسا تھا

معاف کر دوں وہ بھی آپ کو ؟ لیکن میں ایسا کیوں کروں ؟ آپ کا اور میرا تعلق ہی کیا ہے ؟ لگتی کیا ہیں آپ میری ؟ چلیں میں آپ کو ایک شرط پہ معاف کر سکتا ہوں آپ مجھے بتائیں کہ آپ اس فہیم مرزا سے کہاں اور کیوں ملی تھیں ؟

ہارون اب سنگھار میز کے اوپر بیٹھا تھا پستول اب بھی اسکے ہاتھ میں تھی وہ اسے گھمارہا تھا کیا وہ واقعی اسے گھمارہا تھا یا اپنے ہاتھوں کی لرزش پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا؟

وہ بس مجھ سے ہیون کی بات کرنا چاہتا تھا اسے لگا تھا میں معراج بھائی سے بات کر سکتی ہوں اس نے مجھ سے کہا کہ میں معراج بھائی سے کہوں کہ ہم ہالے کا رشتہ اس صورت میں قبول کریں گے کہ وہ ہیون کے کاغذات ہالے کو "جہیز" کی صورت دے دیں ظاہر ہے میں نے منع کر دیا وہ تیز تیز بولتی جا رہی تھی آنسو تھم گئے تھے

ہارون انکے قریب جھکا

رفاقتوں کے نئے خواب خوشنما ہیں مگر

گزر چکا اب تیرے اعتبار کا موسم

وہ سرد مسکراہٹ کے ساتھ گنگنایا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے پستول فروا کے ماتھے پہ رکھ دی اور انگلی ٹرگر پہ

فروا کا سانس جہاں تھا وہیں تھم گیا آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں

سچ بتائیں آنٹی...... بالکل سچ آپ فہیم مرزا سے کیوں ملیں؟ اسکے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی

فروا نے بے اختیار تھوک نگلا تھا اسی لمحے عین اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور حسن سلطان اندر داخل ہوا ہارون نے برق رفتاری سے اپنا پستول والا ہاتھ پیچھے کیا تھا

فروا کا سانس اب تک اٹکا ہوا تھا

آپ یہاں ہیں مجھے ملازم نے آپ کے انے کا بتایا پورے گھر میں ڈھونڈ رہا ہوں آپ کو وہ چوکھٹ سے ذرا آگے کھڑا اچھنبے سے کہہ رہا تھا

لمحے کے ہزارویں حصے میں ہارون خود کو سنمبھال چکا تھا

میں آنٹی سے تمہارا ہی پوچھنے آیا تھا اور پھر رک گیا انکو میری کچھ ہیلپ چاہیے تھی ہے ناں آنٹی؟

اس نے شل بیٹھی فروا کو دیکھ کر تائید چاہی تھی

فروا نے سن ہوتے جسم کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا تھا

حسن کو یہاں سے اسکا چہرہ نہیں نظر آرہا تھا لیکن وہ اب بھی متذبذب تھا

تم چلو میں آتا ہوں...ہارون نے اس سے کہا تو وہ بے دھیانی میں سر ہلاتا باہر نکل گیا ہارون بھی ایک آخری نظر فروا کے بے جان ہوتے وجود پہ ڈال کر باہر نکل گیا

کافی دیر تک وہ اسی طرح بیٹھی رہی ساکت شل..

تمہارا پسندیدہ رنگ سرخ ہے ناں؟ وہ بہت دیر بعد آئینے کو دیکھ کر بڑبڑائی تھی

تمھیں آخری بار نظر آنے والا رنگ بھی سرخ ہو گا اس نے جیسے کوئی فیصلہ کر لیا تھا

اسکا جسم اب بھی کانپ رہا تھا کان اب بھی سائیں سائیں کر رہے تھے پستول کی ٹھنڈی نال اب بھی پیشانی پہ چبھتی محسوس ہو رہی تھی

موت کیسی ہوتی ہے اسے آج اندازہ ہو گیا تھا

گاڑی میں غیر معمولی خاموشی تھی ہالے اپنے موبائل پہ شاہ تاج کبیر کی بھیجی ہوئی ڈیٹیلز دیکھ رہی تھی عمر گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے گاہے بگاہے اس پہ نظر ڈال لیتا تھا

آپ سے ایک بات پوچھوں؟ بلاخر اس نے خاموشی کو توڑا

ہالے نے محض سر ہلایا

اگر میں بے قصور نکلا تو آپ خود کو کیا سزا دیں گی؟

تم بے قصور نہیں نکلو گے مجھے یقین ہے ہالے نے نظریں اٹھائے بغیر جواب دیا

فرض تو کر لیں ایک بار اگر میں بے قصور نکلا تو؟ وہ مصر ہوا

عمر میں اس وقت کام کر رہی ہوں اور مجھے تمہاری آواز سخت ڈسٹرب کر رہی ہے اب اگر تم کچھ بولے تو میں گاڑی سے اتر جاؤں گی... اب کے اسکا لہجہ سخت تھا بے زار

لیکن کیا عمر ہار مان سکتا تھا؟

اچھا میرے پاس ایک اور آئیڈیا ہے آپ نے جب مجھے سزا دی تب مجھ سے پوچھا نہیں تھا ناں ؟اب میں آپ سے کیوں پوچھوں میرے پاس بھی ایک سزا ہے وہ جیسے سوچ کر ہی محضوض ہوا

ہالے نے سر اٹھایا خالی خالی نظروں سے اسکو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "کونسی سزا"؟

عمر گہرا مسکرایا گال کا گڑھا واضح ہوا

میں آپ کے پیر جلاؤں گا وہ مسکرا کر بولا تھا ہالے دھک سے رہ گئی

کچھ پل کے لئے وہ کچھ بول ہی نہ سکی

تم میرے.... تم میرے پیر جلاؤ گے مارے حیرت کے بامشکل بول سکی

اسکے چہرے پہ بے یقینی تھی

ہاں جلاؤں گا جیسے آپ نے میرے پیر جلائے تھے میں برابری کا قائل ہوں عورتیں مردوں کے برابر ہیں اگر

میں وہ جلن سہ سکتا ہوں تو آپ بھی سہ سکتی ہیں سہ سکتی ہیں ناں؟ اس نے ہالے کو دیکھ کر تائید چاہی تھی

تم نے کہا تھا میرا چہرہ تمہارے کسی عزیز سے ملتا ہے تم میرے ساتھ یہ کروگے؟ وہ اب بھی شاکڈ تھی

عمر نے کندھے اچکائے

چہرہ ملتا ہے پیر تو نہیں وہ عام سے انداز میں بولا

تھوڑی دیر تک وہ کچھ نہ بولی تو اچھا اگر نہیں سہ سکتیں تو....

نہیں میں سہ سکتی ہوں وہ گردن کڑا کر بولی تھی چہرے پہ ایک بار پھر مظبوط ہونے کا زعم آگیا لیکن مجھے یقین

ہے تم بے قصور نہیں نکلو گے وہ بول کر دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

میں آج حسن سے ملا تھا بہت دیر بعد اس نے ایک بار پھر کہنا شروع کیا

ہالے ہنوز باہر دیکھتی رہی

کیسا ہے وہ؟ خلاف توقع وہ غصہ نہ ہوئی اسکے لہجے میں اداسی در آئی

اکیلا.. وہ اکیلا ہے وہ روڈ پہ نظر جمائے ہوئے بولا

ہالے نے گردن موڑ کر اسکو تعجب سے دیکھا

کیا مطلب؟

اسکے پاس بات کرنے کو کوئی نہیں ہے وہ بہت بری طرح ڈسٹرب ہے اسے آپ کی ضرورت ہے پتہ ہے مجھے اب تک لگ رہا تھا معراج سلطان کے جانے سے سب سے زیادہ نقصان میرا ہوا ہے لیکن اب لگتا ہے انکے جانے سے سارا خصارہ حسن کا ہوا ہے وہ بچہ بہت کچھ جھیل رہا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس کوئی رقم بھی نہیں تھی

تمھیں کیسے پتہ؟

میں عمر حیات ہوں مجھے سب پتہ ہوتا ہے میری آنکھیں ایکسرے کرتی ہیں میں سب سمجھ جاتا ہوں میں اسے فالو کر رہا تھا وہ ہر صبح جس شاپ سے کافی لیتا ہے کئی دن سے وہ اس شاپ میں بھی نہیں گیا صرف اس لئے کیونکہ وہ ایک مہنگی شاپ ہے وہ اب گھر سے کافی ساتھ لاتا ہے یا پھر کسی سستی سی شاپ سے کافی پیتا ہے وہ بول رہا تھا

اور ہالے دم سادھے سن رہی تھی

اسکا وہ کتا....

کتا نہیں ہے وہ اسکا نام برونو ہے حسن کا بیٹا ہے وہ ہالے نے ناگواری سے ٹوکا

وہ اپنے "کتے "(اس نے کتے پہ زور دیا) کے لئے جہاں سے بسکٹ لیتا تھا اب وہاں کافی وقت سے نہیں جا رہا وجہ صاف ہے اسکی جیب خالی ہے وہ اپنے دوستوں سے نہیں مل رہا کیونکہ اسکے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ انکے کھانے یا کافی کا بل بھر سکے مختصر یہ کہ اسکے پاس کوئی رقم نہیں بچی

نے مجھ سے کیوں کچھ نہیں کہا وہ بدقت بولی

وہ سلطان ہے اسے بھرم رکھنے آتے ہیں

ہالے خاموش ہو گئی وہ جانتی تھی حسن صرف ہالے سے پیسے لے سکتا ہے اور اب اسکے پاس ہالے نہیں تھی

عمر نے یہاں وہاں دیکھا گاڑی کے ڈیش بورڈ پہ رکھا اپنا موبائل اٹھایا اور پینٹ کی جیب میں اڑسا

گلہ کھنکھارا اب وہ بات کرنے کو تیار تھا

میں ہارون سے بھی ملتا ہوں عمر نے ہلکی آواز میں کہا

کب سے ؟ہالے کا لہجہ نارمل رہا

(یہ آج اتنی ریلیکس کیسے ہیں ؟ کہیں نشہ تو نہیں کر لیا؟)

کچھ دن پہلے سے

وہ کیسا ہے ؟اس کے لہجہ سادہ تھا

عمر نے گہری سانس بھری

باوقار....

وہ بے اختیار بولا تھا

لیکن اسکے اندر کچھ ٹوٹ سا گیا ہے اسکو کافی وقت پہلے سے جانتا ہوں مطلب ہم ملے نہیں تھے لیکن میں جانتا ہوں وہ جب پہلے ہنستا تھا تو اسکی آنکھیں بھی ہنستی تھیں اب بس وہ خود ہی ہنستا ہے اسکی آنکھوں میں اداسی ہے وہ دکھاتا نہیں ہے لیکن مجھے دکھ جاتی ہے اور سب سے بڑی بات اسکا دل ٹوٹا ہوا ہے جسے وہ خود ہی جوڑ رہا ہے اس سے بھی اہم بات وہ دوبارہ پینٹ کرنے لگا ہے وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے کوئی خبر نامہ

اسکی آخری بات پہ ہالے کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی چند لمحوں کے لئے وہ مارے خوشی کے کچھ بول ہی نہ سکی

اس نے کیا پینٹ کیا ہے ؟کافی دیر بعد وہ بولی تو اسکے لہجے میں بس خوشی اور مخلصی تھی

ہارون شاہد عمر نے موڑ کاٹتے ہوئے جواب دیا

ہارون شاہد ؟ہالے نے دہرایا

آپ نہیں سمجھیں گی خیر میں آپ کو گھر چھوڑ کر تھانے جاؤں گا اس ڈرائیور سے ملنے جس نے آپ کو اغوا کیا تھا

وہ اب اپنے گھر والی گلی میں تھا

میں ساتھ آؤں گی

ہرگز نہیں وہ ترکی بار ترکی بولا تھا میں ہرگز بھی آپ کو ایسی جگہ لے کر نہیں جاؤں گا جہاں ہر قسم کے غنڈے موالی آتے ہوں جہاں ہر قسم کی نظریں اٹھتی ہوں ایسی جگہ آپ کے قابل نہیں میں خود جاؤں گا وہ دوٹوک لہجے میں بولا تھا

ساتھ گاڑی کو بریک لگا کر روکا وہ اب اپنے گھر کے دروازے کے آگے تھے

تم مجھ پہ حکم نہیں چلا سکتے میں ہالے سلطان ہوں وہاں جاؤں گی جہاں میرا دل کرے گا کوئی اگر میری طرف بری نظر سے دیکھے گا تو میں انکی آنکھیں نکالنا جانتی ہوں اور تم تمھیں میں نے بتایا ہے اجازت نہیں مانگی

عمر نے سینے پہ ہاتھ باندھے سکون سے اسکی ساری تقریر سنی پھر سراہنے والے انداز میں ابرو اچکائے

براوو میں آپ کی اس تقریر سے خاصا متاثر ہوا ہوں لیکن "میں آپ کو اپنے ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا"

ہالے نے اسکو کلس کر دیکھا تھا پھر یکدم اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا

کاغذی ہی سہی میں تمہاری بیوی ہوں کیا تم اتنے گئے گزرے ہو کہ کوئی بھی ایرا غیرا تمہارے سامنے تمہاری بیوی کو دیکھنے کی جرات کر سکتا ہے؟ وہ جتاتی نظروں سے پوچھ رہی تھی

عمر کے تاثرات سخت ہو گئے پھر یکدم وہ مسکرایا

میری غیرت کو جگانے کے لئے یہ ایک اچھی کوشش تھی لیکن اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کی بات سن کر غیرت کی چوٹیاں پھلانگ کر آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا تو آپ غلط ہیں آپ گھر جا رہی ہیں مسز ہالے حیات وہ تپانے والے لہجے میں بولا تھا

ہالے چند لمحہ اسکو دیکھتی رہی ڈھیر سارا غصہ اور اشتعال اپنے اندر دبائے اور پھر دروازہ کھول کر ایک زور دار آواز کے ساتھ گویا اسکے منہ پہ مارتی باہر نکل گئی

خود کو جانے کی اجازت مل نہیں رہی ان بی بی کو لے جاؤں ہنہہ وہ بڑبڑاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا لے گیا

صبح سے دوپہر اور دوپہر سے رات ہونے کو آئی تھی لیکن عمر کے کام تھے کہ ختم ہونے کو نہیں آتے تھے اس وقت وہ ڈی آئی جی کے آفس کے باہر تھا ایک سیاہ وردی والا پولیس والا اسکے اندر جانے کی اجازت طلب کرنے گیا تھا اسی لمحے وہ واپس آتا دکھائی دیا واپس آکر اس نے عمر کو سیلوٹ پیش کیا اور اندر جانے کا اشارہ کیا

عمر سر کے خم سے جواب دیتا اندر بڑھ گیا

ایک شاہانہ قسم کا ایئر کنڈیشنڈ دفتر اسکا منتظر تھا اس آفس کے عین وسط میں ایک لکڑی کی میز رکھی تھی جس کے پیچھے ایک سیاہ وردی اور ڈھیر سارے میڈلز والا کوئی پچاس سالہ آدمی بیٹھا تھا آفس کی دیوار کے ایک کونے میں کتابوں کا ریک اور اسکے ساتھ ایک الماری میں ترتیب سے مختلف فائلز سجی تھیں

عمر جیسے ہی اندر داخل ہوا اسکے لبوں کو ایک آسودہ سی مسکراہٹ نے چھوا تھا اس سے ذرا کم پر تعیش لیکن اسکا آفس بھی ایسا تھا اسکے جسم پہ بھی سیاہ وردی ہوتی تھی اب اسکی نظر سامنے بیٹھے آدمی پہ گئی اس نے بوٹ کو زمین پہ مارا اور پھر ہاتھ ماتھے تک لے گیا

دوستی اپنی جگہ وردی کی عزت اپنی جگہ

سامنے بیٹھا آدمی جسکی وردی کے پہ لگی نیم پلیٹ پہ شمشیر لکھا تھا اسکی نظروں میں دبا دبا غصہ تھا

سوائے ایس پی عمر حیات آپ کو یاد آگیا کہ اس وردی اور اس سے جڑے لوگوں سے آپ کا کوئی تعلق ہے یا آپ کو یہ یاد آگیا کہ آپ کو کوئی نوکری بھی ہے ؟ مجھے بتانا پسند کرو گے کہ تم پہ خرچ کئے ہوئے حکومت کے پیسے تم کیسے ویسٹ کر سکتے ہو ؟ انکا لہجہ طنز سے بھرا ہوا تھا

عمر مسکراتا ہوا آیا اور انکے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا

میں نے تمھیں بیٹھنے کو نہیں کہا شمشیر نے گھر کا تھا

اچھا لیکن مجھے تو یہی سنائی دیا

بکومت مجھے یہ بتاؤ تم کہاں تھے اور کیوں تھے ؟ کیا تم نے واقعی اس لڑکی کو اغوا کیا ہے ؟ اور اگر کیا تھا تو کسی کیا اسکو سنبھال نہیں سکے

میں غیر مردوں سے اپنی بیوی کی بات نہیں کرتا اور نہ ہی یہ پسند کرتا ہوں کہ کوئی بھی مرد میری بیوی کی بات کرے آئندہ خیال رکھنا الفاظوں کے برعکس اسکا لہجہ نارمل تھا

شمشیر اسکے اس دوٹوک انداز کا عادی تھا سو اس نے اثر نہیں لیا البتہ وہ اب اسکی بیوی کی بات نہیں کرے گا یہ طے تھا

یہاں تشریف لانے کی وجہ جان سکتا ہوں یا اس پہ بھی کوئی پابندی ہے ؟ اس نے جل کر پوچھا تھا

عمر آگے کو ہو بیٹھا اسکی آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی

مجھے ندیم علی کے ساتھ پندرہ منٹ چاہیں

شمشیر کا دماغ بھک سے اڑا تھا

اور کیوں چاہیے تمھیں یہ پندرہ منٹ ؟تم نے اس سے تہجد کی رکعتیں پوچھنی ہیں ؟یا اسکے ہاتھ پہ بعیت کرنے جا رہے ہو ؟اس نے چبا چبا کر پوچھا تھا

نہیں میں نے اس سے جہنم کی آگ کے جسم جلانے کی کیپسٹی پوچھنی ہے اور اس سے یہ بھی پوچھوں گا کہ جب ابلیس آپ کو تیل کی کڑ آہی میں تلے گا تو برنال کہاں سے لینا ہے ؟وہ بھی اسی کے لہجے میں بولا تھا

شمشیر نے دانت پہ دانت جما کر ضبط کرنا چاہا

میری بات سنو عمر وہ میز پہ آگے کو ہوا تم اس شہر کے لوکل نہیں ہو تم کئی سال کسی اور شہر میں پوسٹڈ رہے ہو وہ چھوٹا شہر تھا وہاں برائی اور شر کم تھا یہ کراچی ہے جیتی جاگتی جہنم یہ بندہ کھا جاتی ہے نگل جاتی ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا اس شہر کا پانی دل سے احساس ختم کر دیتا ہے تم چھوٹے شہر کے چھوٹے موٹے جرائم دیکھ کر یہاں آئے ہو یہاں کی دنیا الگ ہے یا واپس چلے جاؤ یا اس شہر کو as it is قبول کرو اس کے لہجے میں ہلکی سی فکر مندی تھی

عمر چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر مسکرایا ایک سرد سی مسکراہٹ

میں جس شہر سے آیا ہوں ناں وہاں لوگ راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد نہیں پڑھا کرتے تھے چوری ڈاکہ قتل ریپ یہ سب وہاں بھی ہوتا تھا وہ کوئی تیسری دنیا نہیں تھی وہاں بھی "لوگ" رہتے تھے اور لوگ جہاں بھی رہتے ہوں ناں وہ اس جگہ کو جہنم بنا ہی دیتے ہیں بات کراچی یا کوئٹہ کی نہیں ہے بات "لوگوں" کی ہے کوئی بھی شہر برا یا

اچھا نہیں ہوتا اسے اچھا یا برا وہاں رہنے والے لوگ بناتے ہیں برے لوگ ہر شہر میں ہیں تم مجھے ان لوگوں کا خوف نہ دلاؤ ڈرتے وہ لوگ ہیں جنہیں کچھ کھونے کا خوف ہو انگلی سے سینے پہ دستک دی

میں عمر حیات ہوں میرے پاس کھونے کو صرف یہ چلتی سانسیں ہیں اور ان کو روکنے پہ بس خدا کا اختیار ہے سو میں ہر قسم کے خوف سے آزاد ہوں اب تم مجھے بتاؤ میرا کام کر سکتے ہو یا نہیں

شمشیر نے ایک گہری سانس لی

عمر میری بات سمجھنے کی کوشش کرو تم پہ ایک لڑکی کے اغوا کا کیس ہے تم سسپنڈڈ ہو تم پہ انکوائری بیٹھی ہے اور سونے پہ سہاگا تم اپنی انکوائری کال پہ دوبار نہیں گئے تمہاری فوٹو اخبار میں لگی ہے تمھیں ایک آخری کال آئے گی اور اگر تم نہیں گئے تو تمہاری نوکری چلی جائے گی تم جانتے ہو مجھ پہ کتنا پریشر ہے میں نے کس طرح آئی جی کو سمبھالا ہوا ہے؟ کس طرح انکوائری ٹیم کے ہاتھ پیر جوڑے ہیں کس طرح تمہاری خاطر ذلیل ہو رہا ہوں آخر تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتے کہ تم چاہتے کیا ہو؟ وہ جیسے عاجز آ گیا تھا

میری انکوائری اس شہر میں نہیں ہے مجھے دوسرے شہر جانا پڑے گا میرے پیچھے میری بیوی اکیلی ہو گی اور میں ایک دن کے لئے بھی اسے اکیلا چھوڑنا افورڈ نہیں کر سکتا اب سن لیا؟ اب بتاؤ پندرہ منٹ دے رہے ہو یا نہیں؟

عمر میری بات سنو تم... اس نے کچھ سمجھانا چاہا جب عمر اٹھ کھڑا ہوا

ایک بار تم میرے پاس آئے تھے شمشیر تم سسپنڈڈ تھے جیسے کہ آج میں تمہارے بھائی پہ قتل کا الزام تھا ایف آئی آر کٹ چکی تھی اسی رات تمہاری ماں مر گئی تمہارا بھائی گرفتار ہو چکا تھا اگر اسکی بیل کے لئے بھی جایا جاتا تو

کم از کم پورا دن لگ جاتا تم میرے پاس آئے تم نے مجھ سے پندرہ منٹ مانگے تا کہ تمہارا بھائی اپنی ماں کا آخری دیدار کر سکے کیا میں نے تمھیں کوئی مشورہ دیا کیا میں نے اپنے اوپر بیٹھے افسروں سے خوف کھایا؟ کیا میں نے تمھیں شہر کے درندوں کا خوف دلایا؟

عمر بول رہا تھا اور شمشیر شل سا اسے سنے گیا

وہ دونوں ہاتھ میز پہ رکھے آگے کو جھکا

میں نے تمہاری مدد کی کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں مصیبت کے وقت دوست کو مشورہ نہیں دیا جاتا مدد کی جاتی ہے میں لیکن خیر وہ سیدھا ہوا عمر حیات کے پاس دوستوں کی کمی نہیں ہے وہ بول کر دروازے کی طرف بڑھ گیا

اسکا ہاتھ ابھی ہینڈل پہ تھا جب پیچھے سے شمشیر کی آواز سنائی دی

تمہارے پاس صرف اور صرف دس منٹ ہیں دفع ہو جاؤ اور اگلے ایک مہینے تک مجھے اپنی شکل دکھائی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا وہ بے بسی بھرے غصے سے بولا تھا

عمر پورا کا پورا گھوم گیا

بوٹ کو زمین پہ مار کر سیلوٹ پیش کیا اور

راجر باس کہتا باہر نکل گیا

-

گاڑی ایک بہت بڑی نجی بلڈنگ کے سامنے آ کر رکی تھی شیشوں سے ڈھکی یہ بلڈنگ یوں تو مختلف قسم کے کاروباری کاموں کے لئے استعمال ہوتی تھی لیکن اس عمارت کا بیسمنٹ "نائٹ کلب" کے طور پہ استعمال ہوتا تھا گاڑی سے نکلنے والا نوجوان ہارون شاہد تھا سیاہ جیکٹ شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی جینز پہنے بالوں کو جیل سے پیچھے کو جمائے خوشبوؤں میں رچا بسا وہ جو عام حالات میں وجیہہ لگتا تھا آج اچھا خاصا وجیہہ لگ رہا تھا باہر نکل کر ایک طائرانہ نظر سارے میں ڈال کر وہ متوازن چال چلتا داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا اندر آتے ہی اسے ایسا لگا جیسے یہ کوئی اور ہی جہاں ہے میوزک کا بے ھنگم شور بے ڈھنگے انداز سے ناچتے تھرکتے نوجوان نشے کی زیادتی سے یہاں سے وہاں لڑھکتے نوجوان لیکن نواردان تمام چیزوں سے بے نیاز تھا وہ سپاٹ نظروں سے اطراف میں نظریں گھماتا کسی غیر شناسا لیکن جلد ہی شناسا ہو جانے والے چہرے کو ڈھونڈ رہا تھا جس کے لئے اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا اسکی نظروں کے عین سامنے دائرے میں رکھے صوفوں میں ایک سنگل صوفے پہ اسے وہ لڑکا بیٹھا ہوا نظر آیا جاسم شاہ

مناسب نقوش صاف رنگت لیکن منجھی ہوئی آنکھیں اور ٹھکرایا ہوا چہرہ ہارون کو اس کے اندر اپنا کچھ ماہ قبل والا چہرہ دکھائی دیا خدا نے محبت کو ہیل کرنے کا اختیار دیا تھا یہ کیسی محبت تھی جو تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں دے

رہی؟یہ کیسی محبت ہے جو چہرے پہ چمک لانے کی بجائے چہرے کا نور ختم کر دیتی ہے ؟لیکن کیا یہ واقعی محبت ہے یا کوئی آبسیشن ؟

اس نے سر جھٹکا ایک گہری سانس لی اور ان صوفوں کی جانب قدم بڑھا دیئے انکے قریب پہنچ کر ہارون نے دیکھا کہ درمیان میں رکھی شیشے کی میز پہ کونوں میں اور بیچ میں ایک سفید پاؤڈر رکھا تھا وہاں بیٹھے نوجوانوں کے گروپ میں سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوئی نوجوان نیچے کی طرف جھکتا ناک سے وہ سفید پاؤڈر اندر تک لے جاتا اور پھر اپنا پورا وجود صوفے کی پشت پہ پھینک سا دیتا یہ کیسا سرور تھا یہ کیسی راحت تھی؟

اس وقت بھی ایک نوجوان نے اپنا چہرہ میز کی جانب جھکا رکھا تھا ابھی وہ ناک کے زریعے اس پاؤڈر کو اندر تک لے جاتا کہ ہارون نے اپنے جوگر سے اس میز کو لڑھکا دیا سفید پاؤڈر فرش پہ بکھر گیا صوفوں پہ پڑے نیم بے جان وجودوں کو غصہ آیا لیکن اٹھ نہیں سکے کہ جسم میں سکت نہ تھی کچھ نے اٹھنا چاہا لیکن پھر ٹانگیں انکا بوجھ برداشت نہ کر سکیں اور وہ واپس گرے ایسے میں بس ایک وجود تھا جس کے چہرے پہ غصہ بھی تھا اور "ہوش "بھی

یہ کیا حرکت تھی؟تم کون ہو؟اور جرات کیسے ہوئی تمہاری اب کیا تمہارا باپ لے کر آئے گا یہ مال پتہ بھی ہے کتنا مہنگا تھا ہاں؟ بائیس سالہ جاسم جارحانہ تیور لئے اسکے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا

صوفوں پہ پڑے نیم بے ہوش اسکے دوست اب اسکے نام کی ہوٹنگ کرنے لگے تھے

ہارون اثر لئے بغیر جاسم کے کان کے پاس جھکا

میرے پاس اس سے زیادہ مہنگی اور کام کی چیز ہے

?Wanna try

جاسم ٹھہر گیا آنکھوں کی پتلیاں مشکوک انداز میں سکڑیں

کیا تم پولیس والے ہو؟ دیکھو اگر ہو تو...

دولاکھ کا آوٹ فٹ تین لاکھ کے جوتے ایک لاکھ کی گھڑی یہ میری آج کی تیاری کی قیمت ہے تمھیں لگتا ہے چند ہزار کمانے والا پولیس والا اتنے پیسے ضائع کر سکتا ہے؟

ہارون کی گرے آنکھوں میں چیلنج تھا

جاسم کے کندھے ڈھیلے پڑے

پھر تم کون ہو؟

تمہاری طرح کا ایک پارٹی بوائے.. امیر باپ کی بگڑی اولاد بس اپنے باپ سے بنتی نہیں تو یہاں چلا آیا آج ایک نئی "چیز" ؟ملی تو سوچا سب کو ٹرائے کروادو کیا خیال ہے؟

وہ اپنے لہجے سے "پارٹی بوائے" ہی لگ رہا ہے

لیکن میرے فرینڈز بھی ساتھ آئیں گے تمھیں اعتراض تو نہیں ناں؟

ایسے کلبز میں یہ ساری باتیں عام تھیں سو وہ جلد ہی مان گیا تھا

ہارون نے ایک نظر اسکے "فرینڈز" کو دیکھا پھر مسکراتی نظروں سے جاسم کو دیکھا

کیا تمھیں لگتا ہے یہ لوگ ساتھ آسکتے ہیں ؟ہارون نے انکی حالت پہ چوٹ کی اگر تمھیں چاہیے تو میرے پیچھے آؤ وہ کہتا آگے بڑھ گیا

جاسم ہیئے

ہیئے کرتا اسکے پیچھے گیا تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس میوز کے شور والی جگہ سے کافی دور نسبتا ایک سنسان گوشے میں بیٹھے تھے چھوٹی سی میز پہ سفید پاؤڈر رکھا تھا اور وہ دونوں میز کے اطراف میں راکھے سنگل صوفوں پہ بیٹھے تھے

تمہاری تو منگنی ہو گئی تھی ناں پچھلے مہینے کیا تمہاری پارٹنر ساتھ نہیں آتی ؟جاسم چہرہ جھکائے ابھی پاؤڈر کو ناک کے زریعے اندر کھینچتا جب ہارون نے اسکے زخم ہرے کر دئے

وہ کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا تھا

تمھیں میرے بارے میں کیسے پتہ ؟۔۔۔۔۔

کیونکہ میں تم سے بات کرنے آیا ہوں مجھے یہاں کسی نے بھیجا ہے وہ ابھی کہہ رہا تھا جب جاسم نے ہاتھ جھلایا

اوہ تو تمھیں میرے باپ نے بھیجا ہے ہاہ میں پہلے کیوں نہیں سمجھا ایسی حرکت میرا باپ ہی تو کر سکتا ہے وہ تمسخر سے کہتے اٹھا تھا

اور تم تمہاری جرات کیسے ہوئی میرے پاس آنے کی ؟ہاں ؟اور اگر تم نے یہ کہا کہ میرا باپ بے قصور ہے اسے معاف کر دوں تو آج میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا دفع ہو جاؤ یہاں سے جاؤ

اس سے پہلے وہ آپا کھو دیتاہارون نے بتادینا سہی سمجھا

مجھے یہاں عمر حیات نے بھیجاہے ہارون نے سینے پہ ہاتھ باندھے سکون سے جواب دیا

عمر حیات... وہ اے ایس پی ؟اس نے کیوں ؟ جاسم اب کے حیران ہوا

تمہاری منگیتر کے باپ سے عمر کی اچھی خاصی دوستی ہے اور تمہاری منگیتر کا بھائی اسکا اچھا دوست ہے وہ تمہاری اور اسوہ کی صلح کرواسکتاہے اگر تم چاہو

جاسم کی آنکھیں یکدم چمک اٹھی تھیں اسکا چہرہ کھل گیا

کیاواقعی.. ؟کیاواقعی ایساہو سکتاہے ؟اسوہ مان جائے گی اے ایس پی سر اسے منا سکتے ہیں ؟تم مجھے ان سے ملوادو میں ایک بار ان سے خود بات کروں گا میں انہیں سب کچھ بتاؤں گا وہ اسوہ سے بات کریں گے اور مجھے یقین ہے وہ مجھے معاف کر دے گی

تمہاری غلطی ؟لیکن تم نے کیا کیاہے ؟

جاسم کا سر شرمندگی سے جھک گیا

میں نے نہیں . . . میرے ڈیڈ نے اصل میں انکی ایک متنازع ویڈیو وائرل ہو گئی تھی جسکی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی اور بریک اپ کر لیا وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے ایک دفع جب میں اسے ساری سچائی بتادوں گا تم دیکھناوہ میرے پاس واپس آجائے گی وہ اب پر جوش لگتا تھا

پھر کانٹریکٹ کب بنوارہے ہو ؟ہارون نے سنجیدگی سے پوچھا

جاسم نے حیران نظروں سے اسکو دیکھا

کنٹریکٹ کیا مطلب ؟

ظاہر ہے کنٹریکٹ تو بنوانا ہوگا ناں اس میں لکھنا ہوگا کہ آج اگر وہ تمھارے پاس واپس آتی ہے تو آئندہ کبھی بھی اگر تمھیں تمہارے پرنٹس بہن بھائی یا رشتے داروں کی غلطیوں کی سزا نہیں دے گی تمہارا باپ چاہے کوٹھے پہ جائے یا جہنم میں وہ تمہارے باپ کی وجہ سے تمھیں نہیں چھوڑے گی

وہ بار بار ایسا کیوں کرے گی ظاہر ہے میری کوئی غلطی ہوتی ہے تب ہی تو وہ. .

تمہارا باپ ایک گندی جگہ گیا یہ تمہاری غلطی کیسے ہوئی ؟ہارون نے اسکی بات کاٹی تھی وہ تمھیں چھوڑنے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی محبت ساتھ رہنے سو مواقع ڈھونڈتی ہی چھوڑنے کا ایک بہانہ نہیں تمہارا باپ جو کچھ کرتا ہی اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے تمہاری ماں کیا کرتی ہے تمہارے پارٹنر کو اس سے فرق نہیں پڑنا چاہیے محبت کو ذات و مکان کے خوف سے آزاد ہونا چاہیے نہیں ہارون نے صوفے کے ہتھے پہ بازو پھیلاتے ہوئے پوچھا

جاسم تذبذب میں پڑ گیا

ایساہ ہے ظاہر ہے میری فیملی اگر غلط کرے گی تو اس پہ بھی تو اثر پڑے گاناں وہ بھی تو اب فیملی ہے اس نے جیسے اسکے حق میں صفائی دینی چاہی

that's the point

وہ آگے کو ہوا وہ "فیملی" ہے اور فیملی تو ساتھ رہتی ہے اچھے وقت میں بھی اور برے میں بھی یہ کیسی فیملی ہے جسے اگر خوشی دو تو ساتھ رہتی ہے لیکن اگر کبھی بھی غم کا کوئی جھونکا آجائے تو سوکھے پتوں کی طرح اڑ جاتی ہے وہ ایسی نہیں ہے وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے وہ...

اچھا واقعی ہارون نے اسکی بات کاٹی وہ تم سے محبت کرتی ہے ؟ کیا ثبوت ہے تمہارے پاس ؟

محبت کا کیا ثبوت ہوتا ہے بھلا یہ تو محسوس کی جاتی ہے تم نے کبھی محبت کی ہو تو پتہ چلے وہ بپھر ہی تو گیا تھا

ہارون نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور اپنا موبائل ہوا میں بلند کیا

وہ لیلا مجنو ہیر رانجھا کا زمانہ تھا جب محبت محسوس کی جاتی تھی اب اس نے موبائل اسکے آگے رکھا اب محبت "انسٹاگرام" کی جاتی ہے یہ اسوہ کا انسٹا ہے تم اسکی پوسٹس دیکھو بلکہ میں دکھاتا ہوا

وہ آگے کو ہوا اور موبائل اٹھا کر اسوہ کے اکاؤنٹ کی ایک ایک تصویر آگے کرتا گیا

یہ دیکھو یہ دو ماہ پہلے کی تصاویر ہیں تمہارے بریک اپ سے پہلے وہ دن میں دس پوسٹ ڈالتی ہے لیکن تم کہاں ہو ان سب میں ؟

جاسم شل سا موبائل پہ چلتی اسوہ کی تصاویر دیکھے گا

یہ دیکھو یہ تین ماہ پہلے تمہارے برتھڈے والے دن کی پوسٹس ہیں یہاں تم کہاں ہو ؟ تمہارے لئے کوئی پیغام کہاں ہے اسی دن اسکی دوست کے بلے کا برتھڈے تھا اس نے بلے کے لئے بھی پوسٹ ڈالی ہی لیکن تمہارے لئے نہیں کیوں جاسم ؟ کیا تم اتنے بے مول ہو ؟ میں جانتا ہوں محبت کو اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن محبت کو

ساتھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہوتی ہے یہ محبت کا فرض ہوتا ہے اسکا انسٹاگرام اسکا ٹویٹر اسکا فیسبک تم وہاں کہیں نہیں ہو وہ تم سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی اور بس اسے ایک وجہ مل گئی سوچو اگر آج تمہاری شادی ہو جاتی ہے اور کل تمہارا باپ پھر کوئی غلطی کرتا ہے تو کیا ہوگا؟۔

کیا ہوگا؟ جاسم نے خوف زدہ آنکھیں اٹھا کر سوال کیا

وہ تمھیں پھر چھوڑ دے گی جاسم تم پھر کسی دوسرے بار کسی دوسرے کلب میں پڑے رہو گے تمہارے چہرے کی چمک ایک بار پھر ختم ہو جائے گی ڈرگز ایک بار پھر تمہارا خون چوسے گی یہ کیسی محبت ہے جس کے چھن جانے کا خوف تمھیں کھل کر سانس لینے نہیں دے رہا یہ کیسی محبت ہے جو خوشی دے ہی نہیں رہی جو ہیل کرنے کے بجائے تمہارا دل اور جسم کھا رہی ہے

وہ ایسی نہیں ہے... جاسم نے ہلکی آواز میں ایک بار پھر اسکے حق میں کچھ کہنا چاہا

وہ ایسی ہی ہے وہ ایک بہت بری پارٹنر ہے وہ اپنے بیسٹ فرینڈ شہرام کو کیوں نہیں چھوڑتی اس کا باپ بھی تو چار بار جیل جا چکا ہے؟ وہ اگر اپنے دوست کے باپ کی غلطیاں معاف کر سکتی ہے تو تمہارے باپ کی کیوں نہیں میں بتاؤں کیوں؟ ہارون نے اسکا چہرہ اوپر کیا آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑ دیں

جاسم شاہ وہ لڑکی تم سے محبت نہیں کرتی الفاظ تھے کہ سیسہ جاسم کو اپنا دل ٹوٹتا محسوس ہوا

وہ آج تمھیں تمہارے باپ کی وجہ سے چھوڑ رہی ہے کل ماں کی وجہ سے چھوڑے گی پرسوں بہن کی وجہ سے وہ آخر کب تک تمہارے خاندان کی غلطیوں کی سزا تمھیں دے گی کیا اسکی محبت اتنی کچی ہے کہ تم سے یا تمھارے خاندان سے ذرا سی غلطی ہوئی اور وہ لڑکی تمھیں چھوڑ گئی

وہ ایسی نہیں ہے.... اب کے جاسم کو اپنی آواز غیر لگی کھو کھلی لگی

تم کہتے ہو تمھیں اس سے محبت ہے لیکن تمھیں تو خود سے بھی محبت نہیں ہے جو انسان خود سے محبت نہیں کرتا وہ کسی اور سے بھی نہیں کر سکتا وہ چلی گئی تو تم نے خود کو نشے اور ڈرگز میں ضائع کرنا شروع کر دیا کیوں؟ تم خود سے محبت کیوں نہیں کرتے جاسم میں بتاؤں کیوں؟

جاسم نے بے اختیار اثبات میں سر ہلایا

ااس لڑکی نے تمہارے دل سے "تمہارے اپنے لئے "محبت ختم کروادی اور تم نے اسے یہ کرنے دیا اس نے تم سے کہا اسکی پسند اچھی تم نے مان لیا اس نے تمھاری ذات کی غلطیاں تمھیں گنوائیں تم نے مان لیا تم غلط ہو تم نے کبھی خود کو چیک ہی نہیں کیا تم کبھی خود سے ملے ہی نہیں اگر اس نے کہا تم جھوٹے ہو تو تم نے مان کیا حلانکہ تمھیں خود سے پوچھنا چاہیے تھا خود کو "چیک کرنا چاہیے تھا تم نے اسکی محبت میں خود کو کھو دیا اس سے زیادہ تم اسکے لئے کیا کر سکتے ہو؟ وہ اب تم سے تمہاری صحت چھین رہی ہے کیا تم اب بھی چپ رہو گے اور سہتے جاؤ گے کیا اب تمھیں نہیں لگتا کہ اب بس کر دینا چاہیے اسکی محبت اب تمھیں سیر نہیں کرتی اب وہ خون چوسنے والا کیڑا بنتی جارہی ہے ایک دن وہ تمھارے جسم کا سارا خون۔ خون چوس لے گی اور تم ایک کھو کھلے جسم کے ساتھ

کسی کچرے کے ڈھیر پہ پڑے رہو گے کیا تمہاری زندگی کا یہ مقصد تھا؟ہارون کے لہجے میں ہلکی سی فکر مندی تھی

یہ لڑکا اسی کا lesser version تھا

میں اسے چھوڑ نہیں سکتا آخر کار وہ بے بسی سے بولا تھا میں جانتا ہوں وہ ٹاکسک ہے میں جانتا ہوں وہ ہمیشہ مجھے ڈی گریڈ کرتی ہی میں جانتا ہوں اسکے آگے میری اوقات اسکی دوست کے کتے سے بھی زیادہ نہیں ہے لیکن میں مجبور ہوں میں اسے نہیں چھوڑ سکتا میں اسے چھوڑ دوں گا تو میرے پاس کچھ نہیں ہو گا کوئی نہیں ہو گا وہ میرے hardest time میں میرے لئے ایک سہارا تھی میں نے اسکے اندر اپنی روشنی ڈھونڈی ہے وہ میری گرل فرینڈ محبت یا منگیتر نہیں ہے وہ میرا "سہارا" ہے وہ میری بیساکھی ہے وہ میری آنکھ ہے میرا بازو ہے اسکے بغیر میرا جسم مفلوج ہے تم نہیں سمجھو گے کوئی نہیں سمجھے گا اس نے چہرہ جھکا لیا تھا آنکھیں گلابی پڑنے لگی تھیں ڈر گز کی زیادتی سے نہیں رکے ہوئے آنسوؤں کو نہ بہنے دینے کی وجہ سے

ہارون چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا ذہن میں باتیں جوڑتا رہا وہ ہالے نہیں تھا جس کے پاس باتوں کے جواب ہوتے تھے جس کو بولنے کا ہنر آتا تھا جو لوگوں کو لاجواب کر سکتی تھی

کیا تم "بلاؤں" سے ڈرتے ہو؟

کافی دیر بعد ہارون نے سوال کیا تھا

کیا تمھیں اب بھی لگتا ہے کہ کوئی "اللہ بابا" آئے گا اور تمھیں تمہاری غلطی کی سزا دے گا یا پھر کوئی چھوٹا سا کیڑا کوئی "بھئو" تمھیں کھا جائے گا؟بتاؤ کیا اب بھی ایسا لگتا ہے؟

جاسم چند لمحے حیران نظروں سے اسکو دیکھتا رہا پھر یکدم ہنس پڑا

کیسی باتیں کر رہے ہو کیا میں کوئی بچہ ہوں ؟وہ کوئی اور زمانہ تھا کوئی اور وقت تھا جب میں یا ہر بچہ ان سب چیزوں سے ڈرتا تھا

up nowI am all grown

اب بھلا اس بکواس بات سے کون ڈرے گا؟ وہ ایک بار پھر ہنس دیا ساتھ بڑبڑ آیا

بلاواٹ نان سینس

اسوہ بھی وہی بلا ہے وہی بھئو ہے وہی چھوٹا سا کیڑا ہے جس سے ہمیں بچپن میں خوف آتا تھا اور اب اب ہم ان سے بڑی بلا ہیں ایک بار بس ایک بار اگر تم دل کو مضبوط کر کے اپنے لئے کھڑے ہو جاؤ تو کوئی بلا کوئی بھوت کوئی کیڑا تمھیں ڈرا نہیں سکتا ایک بار جب تم خود کے کھڑے ہو جاؤ گے تب تم اس انسان کے جانے پہ اسی طرح ہنسو گے جس طرح اب ہنس رہے تھے

جاسم ششدر رہ گیا

کوئی بھی چیز کوئی بھی انسان کوئی بھی واقعہ ہمیں تب تک ہانٹ کرتا ہے جب تک ہم اس سے چھپتے ہیں اس سے بھاگتے ہیں ایک بار صرف ایک بار اگر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہو جاؤ تو تمھیں پتہ چل جائے گا اصل بلا تم خود ہو تم سے زیادہ مضبوط کوئی اور نہیں ہے ساری بلائیں سارے کیڑے یکدم غائب ہو جائیں گے اور باقی رہو گے تم کیونکہ تم اپنے لئے خود کھڑے تھے

جاسم پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکو دیکھتا رہا

ہارون اٹھ کھڑا ہوا وہ تمہارے hard time میں تمہاری بے ساکھی تھی لیکن بے ساکھی لی لکڑی کو اب دیمک کھا گئی ہے وہ کھوکھلی ہو گئی ہے اب تمھیں اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا پڑے گا وہ تمہاری آنکھیں تھی لیکن اس آنکھ میں اب موتیا کا پانی اتر چکا ہے علاج کرواؤ ورنہ اندھے ہو جاؤ گے وہ تمہارا بازو تھی لیکن اس بازو میں اب ناسور پھیل گیا ہے اسے کاٹنا ہو گا ورنہ سارا جسم گل سڑ جائے گا اور ایک بار اور وہ جھکا اسکے کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھا کسی محبت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ آپ کی صحت کھا جائے کسی محبت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ آپ کو شراب پہ لگا دے کسی محبت کو آپ کو ڈرگ ایڈیکٹ بنانے کا حق نہیں ہے محبت کو صرف ایک حق حاصل ہے "ہیل" کرنے کا اور اگر وہ اپنا ایک کام بھی نہیں کر پا رہی تو اسے عزت سے رخصت کر دو سادہ لہجے میں کہہ کر اس نے کندھے سے ہاتھ ہٹایا

جاسم اب بھی اسی طرح بیٹھا تھا شل ساکت اسکا چہرہ ایسا تھا جیسے کسی نے ٹرک سے کچل دیا ہو اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے آنکھوں سے قطرہ قطرہ آنسو پھسل رہے تھے

میں جا رہا ہوں دو منٹ تک تھوڑے سے فاصلے پہ کھڑا رہوں گا اگر تم نے

کن اکھیوں سے شیشے کی چھوٹی میز کی طرف اشارہ کیا

اگر تم نے اس پہ پڑا اسفید پاؤڈر لے لیا تو میں دوبارہ کسی جاسم کو نصیحت نہیں کروں گا اور اگر دو منٹ بعد مجھے اس میز کے کانچ کے ٹوٹنے کی آواز باہر تک آئی تو میں دس اور جاسم کو اسکے اصل سے ملواؤں گا فیصلہ تمہارا ہو گا

ہارون بول کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہال سے نکلتا چلا گیا

باہر جا کر اس نے ایک دیوار سے ٹیک لگائی اور نظریں گھڑی پہ جمالیں

ایک سیکنڈ.. دس سیکنڈ... تیس سیکنڈ... ایک منٹ... ایک منٹ چالیس سیکنڈ... ایک منٹ انسٹھ سیکنڈ...

اور اگلے ہی لمحے ایک زوردار چھناکے کے ساتھ کانچ کے ٹوٹنے کی آواز آئی تھی

ہارون کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی

اندر جاؤ تو جاسم فرش پہ بیٹھا بری طرح رو رہا تھا سفید پاؤڈر سیاہ فرش پہ بکھرا اپنی بے قدری پہ ماتم کناں تھا

میں تم سے نہیں ڈرتا اسوہ میں نہیں ڈرتا میں خود بلا ہوں... میں خود ہوں بلا میں تم سے نہیں ڈرتا... مجھ پہ میرا حق ہے مجھے خود سے محبت ہے میں خود کو تمہارے لئے ضائع نہیں کر سکتا میں نہیں کر سکتا وہ زور زور سے چلا رہا تھا

فرش پہ پڑے سفید پاؤڈر کو زور زور سے بوٹ سے ٹھوکر مارتے ہوئے اپنی. وہ بس چلا رہا تھا اور بس رو رہا تھا

عمر حیات اپنی گاڑی میں بیٹھا سلطان منزل کے باہر کھڑا تھا اسی وقت حسن نیند بھری آنکھیں لئے باہر آیا وہ شاید سو کر اٹھا تھا اسکے پیچھے ہی برونو بھی باہر آیا عمر کو دیکھ کر وہ اسکی طرف لپکنے لگا

عمر نے حسن کو اشارے سے پاس بلایا وہ متعجب سا اسکی گاڑی کے قریب اگیا

کیا تم کل کی بجائے آج ثبوت دیکھنا چاہو گے ؟ عمر نے مسکراتی نظروں سے پوچھا تھا

حسن متذبذب کھڑا رہا

تم میری محبوبہ نہیں ہو جس کے انتظار میں ٹھہرا رہوں جلدی بولو وہ جل کر بولا تھا

ہم کہاں جائیں گے ؟

وہ الگ بات ہے کہ تمہاری بہن نے مجھے ایک اغوا کار مشہور کر رکھا ہے لیکن یقین جانو میں انتہائی معصوم انسان ہوں اب مجھے روٹھی محبوبہ والے لک دینا بند کرو اور اندر آکر بیٹھو آخر میں اسکا لہجہ سنجیدہ ہو گیا تھا

حسن نے جواب دیئے بغیر گاڑی کا آگے والا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا پھر مڑ کر دیکھا برونو اسے ہی دیکھ رہا تھا حسن نے مسکرا کر اسے قریب انے کا اشارہ کیا وہ فورا گاڑی کے پاس آگیا

تھوڑی دیر بعد گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی عمر کے چہرے پہ سخت بے زاری تھی وجہ وہ بھورے بالوں والا کتا تھا جسے حسن نے پچھلی سیٹ پہ بٹھا رکھا تھا

اس کتے کو ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی اس سے اچھا تھا تم خود بھی نہ آتے آخری الفاظ زیر لب کہے تھے

میرا بیٹا ہر جگہ میرے ساتھ جاتا ہے اگر تمھیں کوئی مسلہ ہے تو مجھے یہاں اتار دو اور خود آگے چلے جاؤ حسن نے بھی بغیر کسی لگی لپٹی کے جواب دیا

عمر کلس کر رہ گیا

میں تمھیں تھانے لے کر جا رہا ہوں حسن اب کے اسکی آواز سنجیدہ تھی

حسن چونکا تھا عمر کہے گیا

میں ایک بچے کو کبھی اس طرح نہیں لے کر جاتا لیکن اب . معملہ الگ ہے تم یتیم ہو چکے ہو اور یتیم بچوں کو چاہیے کہ وقت سے پہلے بڑے ہو جائیں میں جانتا ہوں آج کے بعد تم معصوم نہیں رہو گے لیکن میں چاہتا بھی نہیں کہ تم معصوم رہو تمھیں اندازہ ہونا چاہیے کہ تمھارے خاندان کے دشمن کیسے لوگ ہیں تم اپنے خاندان کے سربراہ مرد ہو میں آج کے دن کے لئے خود کو کبھی معاف نہیں کروگا لیکن تم آج کے دن کے لئے میرا شکریہ ادا کروگے اسکا لہجہ بے لچک اور سنجیدہ تھا یہ کوئی اور ہی عمر تھا

کیا تم نے ہالے کو بتایا ہے ؟ کہ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو ؟ حسن نے اسکی ساری بات سن کر بس یہی پوچھا تھا

عمر نے استغفراللہ کہہ کر سر جھٹکا

میرا دماغ خراب ہو گیا ہے جو میں انکو بتاؤں گا

حسن خاموش ھو گیا شاید اسکا دل اداس ہو گیا تھا

تقریبا پندرہ منٹ کی مزید ڈرائیو کے بعد گاڑی اپنی منزل پہ پہنچ چکی تھی تھانے کی عمارت اپنے پورے جلال کے ساتھ کھڑی تھی

عمر اور حسن ایک ساتھ گاڑی سے باہر نکلے اندر کی طرف جاتے ہوئے ہر ایک نے عمر کو سلام کیا سیلوٹ کیا کچھ کے چہرے بوکھلائے ہوئے تھے کچھ کے خوفزدہ انکے چہروں سے صاف اندازہ ہوتا تھا کہ آج تھانے پہ "چھاپہ لگا ہے"

وہ دبنگ سی چال چلتا اندر کی جانب بڑھتا چلا گیا حسن نئی نئی نظروں سے یہاں وہاں دیکھتا جارہا تھا تھانے کا ماحول ویسا ہی تھا تناو اور شور سے بھرا تھا اور کچھ کچھ گھبرایا ہوا بھی وہ چلتا ہوا سیدھا ایک کمرے میں داخل ہوا اب اسکی نظروں کے عین سامنے ایس ایچ او کی میز اور کرسی رکھی تھی میز پہ سامنے سے لائے گئے ہوٹل کا کھانا رکھا تھا عمر کو اندر آتے دیکھ وہ بوکھلا کر اپنی کرسی سے اٹھا تھا پہلے سلام کیا پھر سیلوٹ پیش کیا آگے آکر اسکے لئے کرسی رکھی

سر آپ . . اطلاع دے دیتے . . میں حاضر ہو جاتا سر . . . آپ اپ نے زحمت کی . . وہ بوکھلایا ہوا لگتا تھا ماتھے پہ پسینے کے ننھے ننھے قطرے تھے

عمر بیٹھا نہیں کھڑا رہا اسکی تقلید میں حسن بھی کھڑا رہا

میں اگر اطلاع دے کر آتا تو تمہارا یہ شاہی انداز کیسے دیکھ پاتا؟ باہر مجرم بیٹھے ہیں تھانے میں ایک حشر برپا ہے اور تم یہاں بیٹھ کر

کن اکھیوں سے میز پہ رکھے کھانے کی جانب اشارہ کیا کھانا کھا رہے ہو؟ باہر ایک عورت کی ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی تمھارے اے ایس آئی نے اسکو کتنی دیر سے بٹھا رکھا ہے وہ ایک ہزار بار تمھیں بلانے کا کہہ چکی ہے اور تم یہاں کھانا کھا رہے ہو؟ اسکا لہجہ بے لچک اور سخت تھا

حسن نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا

کیا یہ وہی عمر حیات تھا جو آج صبح اس سے ملنے آیا تھا؟ حسن کو یکدم اسکی ذات سے ایک رعب سا محسوس ہوا

سر میں معذرت چاہتا ہوں.... اصل میں میری طبیعت کچھ ناساز ہے

طبیعت ناساز ہے تو چھٹیاں لے کر گھر پہ آرام کرو یہ یہ کوئی ہسپتال کا بیڈ نہیں ہے تھانہ ہے ویسے اگر زیادہ بیمار ہو تو لمبی چھٹی دلوا دوں اسکا لہجہ معنی خیز تھا

ایس ایچ اؤ گڑبڑا گیا

سر آئندہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا آپ بتائیں تو سہی ہوا کیا ہے میں کیسے آپ کی خدمت کروں پلیز سر آپ بیٹھ جائیں وہ چاپلوسی کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا

عمر نے ہاتھ جھلایا

ندیم علی کس کوٹھڑی میں ہے کھولو اسے ابھی وہ رعب سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا

ایس ایچ اوٗ حق دق سا اسکے پیچھے گیا

یہ سب کیا ہے تم اس بیچارے پہ اتنا غصہ کیوں ہو رہے تھے؟ باہر جاتے ہی حسن اسکے قریب جھکا تھا

جب بادشاہ کسی لمبے سفر سے واپس محل آتا ہے تو کچھ نئے احکام جاری کرتا ہے کچھ چیزیں محل سے بدلوا تا ہے اس لئے نہیں کہ لوگ سہی کام نہیں کر رہے ہوتے اس لئے بھی نہیں کہ محل کو نئے احکامات کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بادشاہ واپس آگیا ہے دوسرا اس سے پہلے لوگ تمھیں "دبا ئیں "تم انکو انکے قصور گنوا و فائدے میں رہو گے وہ بے نیازی سے کہتا آگے بڑھتا گیا ہر کوئی اسی کو دیکھ رہا تھا ہر کوئی اسی کی بات کر رہا تھا

ایک کوٹھڑی کے سامنے آکر وہ رکے تھے

عظیم (ایس ایچ اوٗ) نے خود لاک کھولا عمر اندر داخل ہوا اندر کا منظر ایک قیدی ایک مجرم کے کمرے کا بالکل نہیں تھا

کونے میں رکھا نرم میٹرس پانی کا صاف ستھرا کولر مچھروں سے بچنے کے مچھر دانی اور باہر سے منگوائے ہوئے کھانے کے ڈبے چھوٹے قد والا ندیم اس وقت کرسی پہ بیٹھا تھا اسکے ہاتھ میں موبائل تھا عمر کو دیکھ کر وہ اچھل کر کھڑا ہوا تھا

عمر نے زخمی اور غصے بھری نظروں سے عظیم کو دیکھا

یہ تمہاری ماں کا گمشدہ بیٹا ہے جو اسکے اتنے لاڈ اٹھا رہے تھے تم وہ پوری قوت سے دہاڑا تھا

عظیم اچھل کر دور ہٹا حسن کو بھی اب اس سے ذرا ذرا خوف محسوس ہونے لگا تھا یہ ماحول اسکے لئے نیا تھا اور عمر کا یہ چہرہ اسکے لئے انجانا

سر آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ہم .. ہم نے اسکو تھرڈ ڈگری ٹارچر دیا ہے ہم نے اسکو برف کی سل پہ لٹایا ہے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر مارا ہے اسکے تلوے کوٹے ہیں (تلوے کوٹنا پولیس کی تفشیش کا ایک اہم رکن ہوتا ہے اس طریقہ کار میں ملزم کو ایک پھٹے پہ الٹا لٹایا جاتا ہے اور اسکے تلووؤں پہ سرسوں کا تیل لگا کر ڈنڈے مارے جاتے ہیں ایسے میں ملزم کے سر کی رگیں تک ہل جاتی ہیں ؟ یہاں تک کہ چھتر بھی استعمال کیا ہے (چھتر پولیس کے ایزارسانی کے اوزار میں سے ایک ہے یہ چمڑے کا بنا ہوتا ہے جب یہ ملزم کے جسم پہ لگتا ہے تو اسکے بارے میں مشہور ہے کہ اسکے لگنے کے بعد ہاتھی بھی خود کو ہرن کہنے لگتا ہے یہ جسم کی کھال تک ادھیڑ دیتا ہے) لیکن یہ کچھ نہیں بتا رہا سر میرا یقین کریں میں آپ کا وفادار ہوں وہ اپنی صفائی دینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا

ندیم اسی طرح کھڑا رہا بے نیاز بے پرواہ

عمر نے بلند آواز سے دو سپاہیوں کو آواز دے کر اندر بلایا تھا دونوں دوڑے چلے آئے عمر نے انکی طرف نہیں دیکھا وہ عظیم کو دیکھتا رہا

سیف اللہ .. اس نے ایک اہلکار کو دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تم پہ کیس بن رہا ہے تم نے ندیم کو جو چھتر مارا ہے اسکی وجہ سے اسکے ساتھ کئی نجی مسائل ہو گئے ہیں تمھیں سسپنڈ کرنا ہو گا

اہلکار ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گیا

سر چھتر تو دور کی بات ہے اسکو تو ایک چپیڑ بھی نہیں لگی یہ مجھ پہ کیس لگا رہا ہے آپ مجھے دو منٹ دے دیں اسکے ساتھ یہ مجھ پہ کیس تو دور کی بات اس تھانے کے سارے کیس اپنے سر لے لے گا وہ یکدم جذباتی ہو گیا

عمر نے عظیم کو "میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں" والی نظروں سے دیکھا تھا وہ شرمندہ سا ہو گیا

عمر نے اسکو ہاتھ کے اشارے سے باہر بھیجا

سر اس بچے کو ساتھ لے جاؤں میں ؟ جاتے جاتے وہ مڑا اور حسن کو دیکھ کر پوچھا

عمر نے نفی میں سر ہلایا عظیم باہر نکل گیا

تھوڑی دیر بعد

اب اس سیل کا منظر کچھ یوں تھا کہ ندیم کو کرسی پہ باندھ کر بٹھا رکھا تھا دو اہلکار اسکے دائیں بائیں کھڑے تھے ایک بلب اس کے سر پہ لٹک رہا تھا حسن ایک کونے میں دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا

اپنا موبائل نکالو حسن اور ویڈیو بناؤ عمر نے اسکو دیکھے بغیر حکم صادر کیا حسن نے بنا کسی بحث کے موبائل نکال لیا

میں تم سے صرف ایک بات پوچھوں گا ندیم صرف ایک عمر اسکے سامنے کرسی پہ بیٹھا کہہ رہا تھا تم نے جج صاحب کی بیٹی کا اغوا کس کے کہنے پہ کیا تھا تم مجھے صرف پیادوں کا بتا دو باقی میں خود دیکھ لوں گا چلو بتاؤ شاباش عمر نے جیسے اسکو پچکارہ تھا

حسن نے عمر کے بولتے وقت کیمرہ بند رکھا جیسے ہی وہ بول کر خاموش ہوا اس نے ویڈیو سٹارٹ کر دی

ندیم نے ایک دو لمحہ اسکو مسکراتی نظروں سے دیکھا پھر زبان تک انگلی لے جا کر ہاتھ سے نفی کا اشارہ کیا ہو جیسے کہہ رہا ہو

"میں بول نہیں سکتا"

عمر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ایک نظر دیوار کے ساتھ کھڑے حسن کو دیکھا پھر مڑا پستول جیب سے نکالی اور ندیم کی ران کا نشانہ لیا اگلے ہی لمحے فرش خون سے اور کوٹھڑی ندیم کی چیخوں سے گونج اٹھی وہ بری طرح چلا رہا تھا

حسن نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا اسکا دل بری طرح دھڑک رہا تھا

دونوں اہلکار بھی حق دق رہ گئے

میں نے کہا نہ ندیم میں ایک ہی بات پوچھوں گا اسکا جواب سہی سہی دینا وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہوتے ندیم کی طرف جھکا تھا

اس وقت اسکی آنکھوں میں بس سفاکی تھی خون تھا

ندیم بری طرح کراہ رہا تھا اور عمر کو گالیاں دے رہا تھا

جج صاحب کی بیٹی کو کس کے کہنے پہ اغوا کیا؟ اس نے چبا چبا کر پوچھا تھا

نہیں بتاؤں گا کچھ بھی نہیں بتاؤں گا تم چاہے مجھے مار دو تب بھی نہیں بتاؤں گا وہ چلایا تھا

بلاخر وہ "بولا" تھا

حسن نے مردہ آنکھوں اور کانپتے جسم سے اس کو دیکھا خون اسکی ٹانگ سے بھل بھل بہہ رہا تھا فرش سرخ ہونے لگا تھا

عمر ایک بار پھر اس کے قریب آیا پنجوں کے بل اسکے پاس بیٹھا درد سے دوہرے ہوتے ندیم کی آنکھوں میں دیکھا

اصل میں کیا ہے ناں میں تمہارا باپ نہیں نہیں ہوں جو تمھارے نخرے اٹھائے گا یا جسے تمہاری تکلیف سے فرق پڑے گا اسلئے

اس نے اپنا انگوٹھا اس کے زخم والی جگہ پہ رکھا آنکھوں میں جیسے بے رحمی اتر آئی اسی وقت عمر کا انگوٹھا اس کے پھٹے ہوئے گوشت کے اندر تک گھستا چلا گیا

ندیم درد سے تڑپنے لگا پاس کھڑے اہلکار بے حسی سے جبکہ حسن سفید پڑتے چہرے کے ساتھ سارا منظر دیکھے گیا

اسے عمر سے خوف آیا تھا اسے خون سے خوف آیا تھا آج اسے درد سے خوف آیا تھا

اس سے پہلے کی درد کی شدت سے ندیم بے ہوش ہو جاتا عمر نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اسکی پوری ہتھیلی خون آلود ہو گئ تھی اب وہ سر کو پیچھے پھینکے نیم مردہ سا ہو گیا تھا

جج صاحب کی بیٹی کو کس کے کہنے پہ اغوا کیا؟ عمر نے ایک بار پھر پوچھا

یہ درد... یہ درد.. میرے لئے.... وہ درد کی شدت سے بامشکل بول رہا تھا. درد.. میرے لئے کچھ... حیثیت... نہیں... رکھتا. میرے لئے... درد وہ ہو گا... جب میں تمھیں سچ بتا.. دوں گا اور... اپنی محبت کی آنکھوں...

میں اپنے لئے نفرت دیکھوں گا۔۔۔وہ اٹک اٹک کر کہہ رہا تھا بھول جاؤ عمر حیات بھول جاؤ کہ میں کچھ بتاؤں گا میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو تب بھی نہیں بتاؤں گا اسکی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں جب عمر کی آنکھ کے اشارے پہ اسکے سر پہ ٹھنڈہ یخ پانی ڈالا گیا

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا

Just leave him he don't know anything he is bleeding leave him please

حسن کی معصوم آواز پہ عمر نے مڑ کر دیکھا اسکی آنکھوں میں اپنے دشمن کے لئے ترحم تھا وہ ایک بچہ تھا اور عمر اسے کہاں لے آیا تھا اسے بے اختیار خود سے نفرت ہوئی لیکن اگلے ہی پل اسکے تاثرات سخت ہو گئے

تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر یہ اس رات وہ سب کچھ نہ کرتا تو تمہارا باپ مرتا نہیں کیا تم اپنے باپ کی لاش بھول گئے ہو؟ وہ جانتا تھا اسکے باپ کی لاش کا منظر اسکا سب سے بڑا غم اور سب سے بڑا صدمہ تھا

حسن خاموش ہو گیا اب کے اسکی آنکھوں میں ترحم ختم ہو گیا

عمر ایک بار پھر ندیم کی طرف مڑا پھر یکدم اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا

وہ واپس آ کر اپنی کرسی پہ بیٹھا اپنا موبائل اٹھایا اور اس پہ کچھ تصاویر چلا کر ندیم کے چہرے کے آگے کیں

یہ شاہ تاج ہے ناں تمہاری محبوبہ عمر نے کہنا شروع کیا ندیم بے بسی سے ان تصاویر کو دیکھنے لگا یہ دیکھو اس نے ایک تصویر ندیم کے آگے کی جس میں شاہ تاج کے ساتھ ایک مرد کھڑا تھا وہ تصویر کسی نیوز چینل سے لی گئی تھی جس کے نیچے اردو میں بڑا بڑا واضح سا کچھ لکھا ہوا تھا

مشہور کرمنل لائیر شاہ تاج کبیر جلد ہی رشتہ ازدواج میں بندھنے والی ہیں دو دن بعد انکی لا فرم کے لئے دی جانے والی ایک پارٹی میں شاہ تاج کبیر مشہور بزنس ٹائکون حمزہ شاہ نواز سے اپنی منگنی کی خبر کی تصدیق کرنے والی ہیں ذرائع کے زریعے معلوم ہوا ہے کہ... ابھی ندیم کی بے قرار نظریں کچھ اور پڑھتی جب عمر نے موبائل اسکی آنکھوں کے آگے سے ہٹا لیا یہ حملہ مختلف تھا ندیم کی آنکھوں میں بے پناہ تکلیف ابھر آئی گولی کی تکلیف سے بھی زیادہ تکلیف

مجھے سچ نہیں بتاؤ گے میرا کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ جس عورت کی خواہش میں نے کی تھی وہ اب میری ہے (اس نے پہلی بار اظہار کیا تھا) لیکن تم کیا کرو گے ندیم؟ پہلے اسکے بھائی نے تمہارے کم مایہ ہونے کی وجہ سے اپنی بہن کا رشتہ تم سے نہیں کیا لیکن تمہیں زیادہ فرق نہیں پڑا اگر وہ تمہاری نہ ہوئی تو وہ کسی کی نہیں تھی لیکن اب.. اب تمہارا رقیب انے والا ہے تمھیں اسکو آنے سے روکنا ہو گا اور اسکے لئے تمھیں باہر جانا ہو گا

عمر صور پھونکنے والے لہجے میں کہہ رہا تھا اور ندیم اپنی ہر تکلیف بھلائے بس اسے سن رہا تھا

شاہ تاج تمھیں یہاں سے نہیں نکالے گی تمھیں یہاں سے اگر کوئی نکال سکتا ہے

ہاتھ کی بند مٹھی سینے پہ ماری

تو وہ میں ہوں عمر حیات ہے جو تمہاری غیرت بچا سکتا ہے یا پھر تم اتنے بے غیرت ہو کہ جس عورت کو تم چاہتے ہو اسے کسی اور کا ہونے دو گے ؟ جس عورت پہ تمہاری نظر پڑی اس پہ تم کسی اور کی نظر برداشت کر لو گے بتاؤ کیا تم اتنے بے غیرت ہو ؟

عمر پیچھے کو ہو اکرسی کی پشت سے ٹیک لگالی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اب وہ واقعی اس جگہ کا "بادشاہ "لگ رہا تھا

ندیم چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا

ذہن میں جمع تفریق کرتا رہا شیر علی اسکو نہیں نکالے گا وہ اپنے بھائی کے اس عمل سے پہلے بھی خوش نہیں تھا (ریستوران کی سی سی ٹی وی فوٹیج میں بھی وہ اس پہ اسی وجہ سے چلا رہا تھا وہ اپنے بھائی کو آخری بار اس کام سے باز رکھنے آیا تھا)

اسکے تعلقات نہیں تھے وہ بس "کام "کرتا تھا ساری ڈیل سارے معاہدے اسکا بھائی کرتا تھا سو اسکے لئے کوئی نہیں آئے گا

شاہ تاج وہ جسکی محبت میں اس نے خود کو غیر محفوظ کر دیا وہ جس کے لئے اس نے اپنے بھائی کو چھوڑ دیا جس کے لئے اپنے قد سے بڑے دشمنوں سے دشمنی کر بیٹھا آج وہ اسکی محبت کا یہ صلہ دے رہی تھی ؟

وہ ان مردوں میں تھا جو عورت سے محبت کا دعوا کر لیتے ہیں لیکن ان پہ اعتبار کو اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں

مرے یہاں سے نکلنے کی کیا قیمت ہے ؟اب کے اسکی آواز صاف تھی گولی لگنے کا درد کہیں دور جا سویا تھا دل ٹوٹنے کا درد زیادہ بڑا تھا

اس انسان کا نام جس نے تمھیں حکم دیا

شاہ تاج وہ بے لچک لہجے میں بولا

وجہ ؟

اسکے کسی کاروباری دوست نے اس سے مدد مانگی تھی لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ لڑکی معراج سلطان کی بیٹی ہے تب اس نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی خوشی خوشی

لیکن تم اس واقعہ میں صرف تین منٹ کے لئے شامل ہو اسکے کیوں نہیں ؟

کیونکہ میں بس ڈسٹریکشن تھا میں نے اپنا چہرہ جان بوجھ کر دکھایا تھا پولیس میرے پیچھے لگ جاتی اور میں کچھ بولتا ہی نہیں معراج سلطان ڈھونڈ ڈھونڈ کر مر جاتا لیکن اسے اپنی بیٹی کا مجرم ملتا ہی نہیں میں دو دن میں چھوٹ جاتا لیکن پھر پتہ نہیں کہاں سے تم بیچ میں آ گئے اور ہم سب کی زندگی کا سب سے بڑا عذاب بن گئے

اسی وقت اسکے ساتھ کھڑے اہلکار نے اسکے منہ پہ زوردار چانٹہ رسید کیا تھا صاحب سے زبان لڑاتا ہے ہاں ..

اے چھوڑو اسکو بات کرنے دو ابھی عمر نے اسکو ناگواری سے ٹوکا

وہ تابعداری سے ہٹ گیا

عمر اٹھ کھڑا ہوا اب اسے ندیم بے کار لگا حسن اسی طرح دیوار سے لگا کھڑا رہا

عمر نے اسکی طرف دیکھا اسکی نظروں میں نرمی آ گئی

آجاؤ بچے ادھر آؤ اس نے پیار سے حسن کو قریب بلایا حسن اسکے قریب نہیں آیا وہ وہیں کھڑا رہا لیکن دور کہیں اسے لگ رہا تھا اب وہ کبھی کھڑا نہیں ہو سکے گا آج کے بعد حسن ویسا نہیں رہے گا

اسے نہ آتے دیکھ عمر خود اس کے قریب گیا اور اسکا ہاتھ پکڑنا چاہا حسن بدک کر دور ہٹا تھا جیسے کسی کرنٹ کو چھو لیا ہو اسکی نظریں عمر کے ہاتھ پہ جمی تھیں وہ ہاتھ خون آلود تھا

ظاہر ہے وہ معراج سلطان کی اولاد تھا ان ہی کی طرح saint چاہے کسی نے کتنا بڑا گناہ کیا ہو لیکن انکے دل سے رحم نہیں جائے گا وہ اپنے بچوں میں اپنی عادت ڈال گئے تھے

عمر نے سر جھٹکا

تم مجھے یہاں سے نکالنے کب آؤ گے ؟ عقب سے ندیم کی نیم مردہ سی آواز آئی تھی

عمر پورا کا پورا مڑا تھا

میں ضرور تمھیں یہاں سے نکالنے آتا اگر میں تمہارا باپ ہوتا اور تم میری نیک اولاد لیکن افسوس نہ میں تمہارا باپ ہوں نہ تم کوئی اچھی اولاد بھاڑ میں جاؤ اسکے منہ پہ جوتا مارنے والی لہجے میں بول کر وہ باہر نکل گیا

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی گاڑی کے ساتھ کھڑا اعظیم کو ہدایات دے رہا تھا ساتھ اپنے خون آلود ہاتھوں پہ پانی ڈال رہا تھا

رپورٹ بناؤ اس میں لکھو کہ جب ہمارا ایک کانسٹیبل ندیم کو کھانا دینے گیا تو اس نے سر درد کا بہانہ بنا کر ہمارے اہلکار کو اندر بلا لیا جیسے ہی ہمارا آدمی اندر گیا ندیم نے اس پہ جان لیوا حملہ کر کے بھاگنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں ایس ایچ او عظیم خان نے بذات خود اسکی ٹانگ پہ گولی ماری تا کہ وہ اپنے جانباز سپاہی کی جان بچا سکیں وہ سیدھا ہوا عظیم کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کو دیکھا

تم مرے وفادار ہو ہے ناں ؟ ثابت کرو آج صبح تک اسکی آنکھیں سرد تھی اور لہجہ جذبات سے عاری ہدایات دے کر وہ دوبارہ اپنی گاڑی میں آ بیٹھا

حسن پچھلی نشست پہ برونو کے ساتھ بیٹھا تھا

چپ گم سم

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گھر جا رہے تھے

گاڑی روکو.. حسن عجیب سی آواز میں بولا

کیا ہوا؟

گاڑی روکو پلیز وہ اب کے بے بسی سے بولا عمر نے گاڑی روک دی حسن تیزی سے باہر آیا

عمر فکر مند سا اس کے پیچھے آیا

اسی وقت حسن نے چہرہ جھکا لیا اور صبح سے لے کر اب تک جو کچھ کھایا تھا وہ الٹ دیا

اسے ہر طرف خون دکھ رہا تھا

وہ گردن جھکائے بہتے آنسوؤں کے ساتھ قے کر رہا تھا

عمر نے خود پہ ایک ہزار بار لعنت بھیجی

پھر بغیر کچھ کہے اسکے کندھے دبانے لگا تاکہ اسے آسانی ہو

حسن بدک کر دور ہٹا

اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں قے کر کر کے وہ نڈھال سا ہو گیا تھا

دیکھو بچے وہ یہ سب ڈیزرو کرتا تھا اگر میں یہ سب نہ کرتا تو وہ کبھی بھی اپنا گناہ نہ مانتا عمر اسے سمجھا رہا تھا

حسن بہتے آنسوؤں کے ساتھ نفی میں سر ہلاتا رہا

یہ کیسے لوگ تھے عمر؟میری بہن میری بہن کن لوگوں میں پھنس گئی ہے؟ہم کن لوگوں میں پھنس گئے ہیں یہ آخر ہو کیا رہا ہے؟وہ پھٹی ہوئی آواز کے ساتھ چلا رہا تھا

میں نے تمھیں الزام دیا میں نے اپنی بہن کو الزام دیا لیکن ہمارے دشمن تو کوئی اور ہیں تم نے اتنے دن میری اتنی بکواس کیوں سنی کیوں عمر؟

میں نے آج تمھیں دیکھا ہے تم اتنے بے رحم بے نیاز تھے تو تم میرے ساتھ اتنے اچھے کیوں تھے کیوں عمر؟

وہ پورے قد کے ساتھ سڑک پہ بیٹھ گیا

اسکے آنسو بہے چلے جارہے تھے

عمر آگے آیا اسکے ساتھ سڑک پہ بیٹھ گیا

تم غلط نہیں ہو بچے نہ تمہاری بہن غلط تھی بس ایک برا وقت تھا جو ہم سب پہ آیا تھا اور اب وہ ختم ہو جائے گے

میرا یقین کرو وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا

یہ اس تھانے والے آدمی سے بلکل مختلف تھا

کیا تم مجھے معاف کر دو گے ؟ کیا تم میری بہن کو معاف کر دو گے ؟ اس نے آنسو روک کر کسی خوف کے تحت پوچھا

تمھیں سب معاف ہے میں نے کہاناں بس وقت غلط تھا تمہارا کوئی قصور نہیں ہے

حسن بے یقین نظروں سے اسکو دیکھتا رہا

اور میری بہن ؟ کیا تم اسے ہرٹ کرو گے ؟

عمر اٹھ کھڑا ہوا

تمہاری بہن کو تو میرا قتل بھی معاف ہے وہ بے بسی سے بڑبڑایا

عمر نے آسمان کو دیکھتے ایک گہری سانس بھری

پھر حسن کو دیکھا

وہ بچا اب اسے سے ناراض نہیں تھا

بلاخر آج ذرا سکون نصیب ہوا تھا

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا جب عمر کی اسٹڈی کے دروازے پہ دستک ہوئی وہ حسن کو چھوڑ کر گھر آیا تو سیدھا اسٹڈی میں چلا گیا تھا اور یہاں بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ کھلا اور ہالے اندر آئی عمر آہٹ سن کر جاگ گیا تھا

کچھ دیر تک اسی طرح پڑا رہا

اس وقت ہالے کو اسٹڈی میں آتے دیکھ ذرا حیران ہوا پھر سنبھل کر بیٹھ گیا اسکے سیاہ بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سرخ تھیں جیسے کچی نیند سے جاگا ہو

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکے پاس رکھے صوفے پہ آ کر بیٹھی عمر نیند بھری آنکھوں سے اسکو دیکھتا رہا کیا تمھیں کچھ ملا؟ اس نے عمر کو دیکھتے ہوئے پوچھا البتہ دور کہیں دل زور سے دھڑکا تھا

اگر وہ بے گناہ نکل آیا تو؟

عمر نے بغیر کچھ کہے ندیم کی ویڈیو چلا کر سامنے رکھ دی لیکن بس آخری کے کچھ منٹ جس میں وہ اعتراف کر رہا تھا

ہالے کو اپنی سماعتوں پہ یقین نہ آیا

اس کو لگا اب وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گی اسکی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی اس نے سانس تک روک لیا

ندیم بولتا رہا بولتا رہا

اور پھر

اعتراف ختم ہو گیا تھا لیکن وہ اسی طرح بیٹھی رہی

ساکت شل

عمر اسکے چہرے کو دیکھتا رہا

وہ جس شخص کو اتنا عرصہ اذیت دی جس کو اتنا عرصہ الزام دیا وہ بے قصور تھا وہ بلکل بے قصور تھا

اس نے رونا چاہا لیکن آنسو کہیں پھنس گئے تھے اس نے آنکھیں اٹھا کر عمر کو دیکھنا چاہا لیکن وہ نہیں کر سکی

میں نے کہا تھا ناں میں آپ سے اتنا مخلص ہوں جتنی آپ خود بھی نہیں ہوں گی اسکی آواز ہالے کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی

وہ آنکھیں زمین پہ مرکوز کئے بیٹھی رہی اور وہ مہربان آدمی بولتا رہا

میں نے کہا تھا ناں جس جس نے آپ کو تکلیف دی ہے میں اسے چوراہے پہ کھڑا کر کر کے درے ماروں گا

آج آپ کو آدھا سچ معلوم ہو گیا ہے کل پورا بھی پتہ چل جائے گا لیکن اگر اگلی بار کبھی بھی کسی بھی دور میں آپ کو لگے کہ عمر نے آپ کے ساتھ کچھ غلط کیا ہے تو بس ایک بات یاد رکھئے گا کہ عمر اگر چاہے بھی تو ہالے کا برا نہیں

سوچ سکتا عمر اگر چاہے بھی تو آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اس لئے نہیں کہ آپ معراج سلطان کی بیٹی ہیں اس لئے بھی نہیں کہ آپ نے میری جان بچائی اور اس لئے بھی نہیں کہ...

وہ ایک لمحے کو رکا آپ کا چہرہ میرے کسی عزیز سے ملتا ہے بلکہ اس لئے کہ میں آپ کے معملے میں بے بس ہوں آپ کا اچھا سوچنے پہ بے بس آپ کو نقصان نہ پہنچانے پہ بے بس آپ کی حفاظت کرنے کے لئے بے بس میں اگر چاہوں بھی تو آپ کا برا نہیں سوچ سکتا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے

وہ چمک دار آنکھوں اور بکھرے بالوں والا شخص اپنے خوبصورت لہجے میں کہہ رہا تھا اور ہالے سن رہی تھی اس نے اتنے دن ایک بار بھی اسکی نہیں سنی اب اسے سننا چاہیے تھا

میں تمہاری گاڑی میں کیسے آئی اگر تم میرے اغوا میں شامل نہیں بھی ہو تو کہیں نہ کہیں میں تمہاری کسی دشمنی کی زد میں آئی ہوں کیا ایسا نہیں ہے؟ یکدم اس نے آنکھیں اٹھائی تھیں

عمر کی بات کا اثر وہ شاید اسی طرح زائل کر سکتی تھی

عمر نے ایک لمحہ اسکی آنکھوں میں دیکھا

یہ جواب بھی آپ کو دو دن بعد مل جائے گا شاہ تاج کبیر دے گی جواب تب تک آپ مجھے چاہے گناہگار مانتی رہیں دل کو اچھا لگے گا

ہم شاہ تاج کے پاس کب جائیں گے؟

جب وہ چاہے گی وہ سادگی سے بولا

ہالے تپ ہی تو گئی

ہم کیا اس کے حکم کے غلام ہیں جو وہ چاہے گی وہ کریں گے ؟جب وہ چاہے گی تب اس سے ملیں گے وہ بلند آواز میں بولی تھی

عمر بس اسکو دیکھتا رہا

وہ کوئی عام عورت نہیں ہے اس کے اگے پیچھے گارڈز گھومتے ہیں اسکا گھر ایک سیف ہاؤس کی طرح ہے ہم اسکے پاس تب جاسکتے ہیں جب وہ چاہے اور لوگ کب چاہتے ہیں کہ کوئی انکے گھر آئے ؟

جب انکے گھر کوئی تقریب ہو ہالے ترنت بولی

بالکل ایک ہفتے بعد انکے گھر ایک تقریب ہے اور ہم اس تقریب میں جارہے ہیں

کیا تمہارے پاس پاس انویٹیشن ہے ؟

عمر مسکرایا اس کے گال کا گڑھا واضح ہوا

عمر حیات کو دعوت ناموں اور اجازت ناموں کی ضرورت نہیں ہوتی بغیر اجازت دے کسی کی جگہ پہ گھسنا میرا پسندیدہ کام ہے لیکن چونکہ اس بار آپ میرے ساتھ ہیں تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا وہ اسکے چہرے کو دیکھتا کہہ رہا تھا

ہالے چند لمحہ سوچتی رہی پھر یکدم اسکے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا

کیا تم مجھے انکے مہمانوں کی لسٹ لا کر دے سکتے ہو؟

آپ کیا کریں گی اس لسٹ کا؟ وہ متعجب ہوا

وہ ایک ایلیٹ کلاس لوگوں کی پارٹی ہے میں اس سوسائٹی میں موو کرتی رہی ہوں ان کے مہمانوں کی لسٹ میں ضرور کوئی ایسا ہوگا جس کو میں جانتی ہوں گی اور جنکو میں جانتی ہوں وہ مجھے کبھی کسی بات کے لئے منع نہیں کر سکتے وہ مسکرا کر بتا رہی تھی اسکی آنکھیں چمک رہی تھیں

لیکن عین اسی لمحے اسکی آنکھوں کی چمک بجھ گئی مسکراہٹ غائب ہوگئی اور یہاں وہاں گھومتی آنکھیں ایک نکتے پہ ساکت ہوگئیں

کیا تم لوگ اسکی نظروں کے ارتکاز میں دیکھنا چاہو گے؟۔

اسکی نظریں صوفے کے ساتھ رکھے کوڑادان میں پڑی سفیر کی ادھ کٹی تصاویر پہ جمی تھیں

عمر نے اسکی نظروں کا ارتکاز نوٹ کیا تھا پھر ہلکے سے کندھے اچکائے

اور اپنے ہاتھ میں پکڑی تصاویر کے ٹکڑے ہالے کے سامنے رکھے یوں لگتا تھا جیسے ہالے اور سفیر کی تصاویر کے دو ٹکڑے کئے گئے تھے یقیناً یہ عمر کا کام تھا

وہ تصاویر اصلی تھیں لیکن انکے پیچھے کے مناظر الامان

اپنی بیوی کی کسی غیر مرد کے ساتھ ایسی جگہ کی تصاویر کسی بھی غیرت مند مرد کا خون کھولا سکتی تھیں

ہالے نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اسکے حلق میں کچھ اٹکا تھا شاید آنسو شاید صدمہ یا شاید غصہ یا پھر شاید تینوں

یہ سچ نہیں ہے... کافی دیر بعد بدقت بول پائی

لڑکیوں کی کچی عمر کی غلطیاں انکے لئے پکا عذاب بن جاتی ہیں

آج ہالے کو احساس ہوا تھا

کچھ لڑکیاں اپنی ان ہی غلطیوں کی وجہ سے صلیب چڑھا دی جاتی ہیں اور کچھ معاف کر دی جاتی ہیں صلیب چڑھائی جانے والی لڑکیوں کے گھروں میں "انسان "ہوتے ہیں اور معاف کر دی جانے والی لڑکیوں کے گھروں میں "مرد"ہوتے ہیں

یہ جھوٹ ہے وہ بامشکل بول سکی اسکی آواز لرز رہی تھی

اسکا سارا جسم کانپ رہا تھا

عمر نے گویا ناک سے مکھی اڑائی

آپ کو لگتا ہے مجھے فرق پڑتا ہے ؟اگر یہ اصلی ہوتیں تب بھی مجھے فرق نہیں پڑتا وہ اسے کہہ نہیں سکا کہ دل کی جس اونچی مسند پہ وہ اسے بٹھا چکا ہے وہاں سے کم از کم کوئی کوئی انسان اسے اتار نہیں سکتا خود عمر بھی نہیں

ہالے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی

وہ کیوں تھا ایسا کیوں اسے غصہ نہیں آتا تھا کیوں وہ بڑی بڑی باتیں پی جاتا تھا؟۔

تمھیں غیرت نہیں آتی ؟ہالے نے عجیب لہجے میں سوال کیا تھا

عمر زور سے ہنسا تھا پھر ہالے کو دیکھا

وہ بولتی گئی

تم کیسے انسان ہو چاہے کاغذی ہی سہی چاہے یہ رشتہ وقتی ہی سہی لیکن میں تمہاری بیوی ہوں تمھیں اپنی بیوی کی ایسی تصاویر دیکھ کر غصہ نہیں آیا غیرت نہیں آئی؟

عمر نے سر ہلایا

جب میں نے پہلے ان تصاویر کو دیکھا تو غصہ آیا پھر غیرت آئی پھر میں نے ان ج تصاویر کو غصے میں پھاڑ دیا اور پھر ایک بار دوبارہ ان تصاویر کو دیکھا آپ کو پتہ ہے پھر کیا ہوا؟

ہالے نے نفی میں سر ہلایا

سفیر ان تصاویر سے نکل گیا اور یکدم تمام تصویریں اچھی لگنے لگیں بہت اچھی کیونکہ ان سب میں آپ تھیں

ہالے کا دل رک سا گیا عمر کہے گیا

کیا عمر حیات آپ پہ غصہ کر سکتا ہے؟ کیا اسے آپ بری لگ سکتی ہیں؟ اوں ہوں کم از کم اس زندگی میں نہیں میں آپ کو بس اچھی نظر سے دیکھنے کا پابند ہوں اور میں اس معملے میں بے بس ہوں

یہ تصاویر جھوٹ ہیں لیکن اگر سچ بھی ہوتیں تو میں آپ کو معاف کر دیتا کیونکہ ہمارا نکاح آپ کے لئے جھوٹ انتقام ہو گا میرے لئے نہیں

میں نے جب تین بار قبول ہے کہا تھا تب میں نے آپ کا ماضی.. حال اور مستقبل تینوں قبول کر لئے تھے

مجھے آپ کے ماضی سے فرق نہیں پڑتا

اگر میری بیوی آپ کے علاوہ کوئی اور عورت ہوتی مجھے تب بھی فرق نہیں پڑتا وہ اسکا ماضی ہوتا

میرے لئے میری بیوی کا ماضی اہم نہیں ہے اگر وہ مرے حال میں میرے ساتھ ایمان دار ہے مرے ساتھ

وفادار ہے تو میں اسے اسکے ماضی کے لئے معاف کر سکتا ہوں

وہ اس سے اس قسم کی کسی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی سو اپنی جگہ جم سی گئی

کافی دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی گھڑی کی ٹک ٹک اور کھڑکی سے آتی ہوا بس یہی آواز منظر میں شامل رہی

آپ بتائیں کیا آپ کو سفیر پہ غصہ نہیں آتا؟ اس دن اس نے مال میں آپ سے بد تمیزی کی ہسپتال میں بھی وہی سب کیا پھر آج یہ تصاویر کیا آپ اب بھی اسے پسند کرتی ہیں؟ اس نے اتنا ڈائریکٹ سوال کیا ہالے ٹھہر سی گئی

میں نے اس ہسپتال میں سنائی تو تھی انکو اس نے سادگی سے آنکھیں رگڑیں اور گردن کڑالی

عمر نے نفی میں سر ہلایا

اوں ہوں وہ آپ نے سنائی نہیں بس اپنا دفاع کیا میں نے آپ کو ایک دو بار کال پہ اپنے دوستوں سے بات کرتے ہوئے سنا ہے اگر وہ سفیر کی کوئی بات کریں اسکو برا بھلا کہیں تو آپ کہہ دیتی ہیں کہ آپ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی وہ سامنے آکر آپ سے کچھ بھی کہتا ہے آپ جواب نہیں دیتیں آخر ایسا کیوں ہے یا تو آپ اس سے خوف زدہ ہیں یا پھر آپ اسے.. وہ رکا الفاظ تلاش کئے

آپ اسے پسند کرتی ہیں

وہ جانتا تھا اس نے کس مشکل سے یہ الفاظ ادا کئے تھے

ہالے خاموش بیٹھی رہی

چند لمحے سر کے چند پل اور گزرے پھر عمر کو اسکی آواز سنائی دی

اصل میں ایسا نہیں ہے تمہاری دونوں وجوہات غلط ہیں نہ میں ان سے ڈرتی ہوں اور نہ اب انکو پسند کرتی ہوں بوہ ذرا سا رکی پھر کہنا جاری رکھا بات صرف یہ ہے کہ میں "گریسفل" ہوں

اسکی گردن میں جیسے سریا آگیا

عمر رک سا گیا

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اگر الگ ہو جائیں تو ایک دوسرے کو گالیاں دیں بے عزت کریں آپ کے سرکل میں آپ کے خلاف باتیں کریں میرا ماننا ہے کہ تعلق رہے نہ رہے احترام رہنا چاہیے اور یہ احترام اس شخص کے لئے نہیں ہے یہ آپ کے لئے ہے کیونکہ کبھی کسی دور میں وہ آپ کی پسند آپ کا محبوب آپ کا دوست آپ کی چوائس رہا ہے آپ اپنی چوائس کی عزت کر رہے ہیں آپ اپنی عزت کر رہے ہیں ایک اچھا وقت جو آپ نے ساتھ گزارا آپ اس وقت کی عزت کر رہے ہیں کیا آپ لوگ جب ملے تھے ایک دوسرے کو گالیاں دی تھیں؟ کیا آپ نے ایک دوسرے پہ ہاتھ اٹھایا تھا؟۔ آپ ایک اچھے طریقے سے ملے ایک تعلق میں جڑے لیکن پھر کچھ درمیان میں آگیا اور وہ تعلق grow نہیں کر سکا اور وہ ختم ہو گیا تکلیف ہو گی ہمارا کوئی پالتو جانور چلا جائے تب بھی تکلیف ہوتی ہے وہ تو پھر کوئی انسان ہے

چلیں یہ بھی مان لیا کہ اس تعلق میں وہ غلط تھا اس نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ظلم کیا برا رویہ رکھا لیکن کبھی یہ سوچا کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس انسان نے اس شخص نے آپ ہی کے ساتھ برا کیوں کیا؟ ایسے تو دنیا میں کروڑوں لوگ ہیں ان سب کو چھوڑ کر اس نے آپ ہی کا دل کیوں دکھایا؟

عمر یک ٹک اسکو دیکھتا یکسوئی سے سن رہا تھا

جس طرح ٹریفک سگنلز ہوتے ہیں اسی طرح "ریلیشنشپ سگنلز بھی ہوتے ہیں

ایک سرخ بتی بار بار جلتی ہے کئی بار جلتی ہے اور پھر جل کر بجھ جاتی ہے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ ٹھہر جاؤ

ذلیل ہونے پہ بول اٹھو کالز پک نہ کیے جانے پہ میچور گفتگو کرو اپنی اہمیت اسکی زندگی میں محسوس کرو یہ وہ وقت ہوتا ہے جب آپ کو ایک خواب سے جگایا جاتا ہے لیکن پھر اگلے ہی لمحے دوسری بتی جل جاتی ہے

اور آپ ایک بار پھر اسکے پیچھے جانے لگتے ہیں خود کو بے توقیر کرنے خود کو بے وقعت کرنے

آپ کہتے ہیں اس نے آپ کو ہرٹ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ

آپ نے اسے موقع دیا کیونکہ آپ نے اس سے کہا کہ میں ایک ڈسٹ بن ہوں یوز می اگر پہلی تھپڑ پہلی گالی پہلی اگنورینس پہلی ذلت پہ بول اٹھتے تو کوئی انسان آپ کو ہرٹ نہ کرتا زندگی کوئی فلم نہیں ہوتی جس میں آپ اپنی مرضی مسلط کرنے والے پیرنٹس پر ٹاکسک پارٹنر بدزبان بیوی یا مار پیٹ کرنے والے شوہر کے خلاف بول اٹھیں گے یہ فلموں میں ہوتا ہے یہ ناول میں ہوتا ہے کہ ایک دن آپ ظلم سہتے سہتے تھک جاتے ہیں اور پھر غصے میں روتے ہوئے چند جذباتی ڈائلاگز بولتے ہیں اور آپ کا مقابل شرمندہ ہو جاتا ہے پیرنٹس آپ کو اپنی

مرضی کرنے دیتے ہیں ٹاکسک پارٹنر سدھر جاتا ہے برا دوست صحیح ہو جاتا ہے اوں ہوں وہ فلم ہوتی ہے حقیقت میں پہلی گالی پہ بولنا ہوتا ہے پہلی تھپڑ پہ ہاتھ روکنا ہوتا ہے پہلی ذلت پہ بات کرنی ہوتی ہے پہلی بار ہرٹ ہونے پہ سامنے والے کو بتایا جاتا کوئی بھی انسان دنیا کے کسی کونے سے اٹھ کر آپ کو ہرٹ کرنے نہیں آجاتا آپ ہرٹ ہوئے کیونکہ آپ نے یہ ہونے دیا اب اس بات کا الزام اس اکیلے انسان پہ مت لگائیں اور نہ خود یہ روگ لے کر بیٹھ جائیں

تو پھر کیا کریں بے دھیانی میں عمر کے منہ سے نکل گیا

موو آن کریں گریس فلی آگے بڑھ جائیں اپنی چوائس پہ شرمندہ مت ہوں آپ نے ایک غلط انسان چنا یہ آپ کو غلطی نہیں ہے آپ کم عمر تھے کم عقل تھے وقت اچھا تھا یا پھر برا تھا یا آپ اکیلے تھے کچھ بھی تھا آپ سے یہ فیصلہ ہو گیا اور یہ غلط نکلا اٹس اوکے آگے بڑھیں

عمر نے اسکو سراہتی نظروں سے دیکھا

بابا کہتے تھے جب کسی سے تعلق ٹوٹ جائے تو اسکے لئے اپنی آنکھیں اندھی اور زبان گونگی کر لو میں نے اس وقت اس بات پہ دھیان نہیں دیا لیکن اب لگتا ہے یہ دنیا کا سب سے مشکل کام ہی جب سفیر نے مجھے تھپڑ مارا میرا دل کیا تھا میں ویسا تھپڑ انکو دے ماروں جب انہوں نے مجھے گالی دی میرا دل کیا تھا میں بھی انکو گالی دوں لیکن اس سے کیق ہوتا؟

ہم ایک جیسے بن جاتے میں سفیر جیسی ہو جاتی

گریس لیس

میں گریس فل رہنا چاہتی ہوں میں اپنے دوستوں سے اس بارے میں بات نہیں کرتی کیونکہ میں جانتی ہوں یہ بے کار ہے وہ لوگ چاہیں گے کہ میں اس کو گالیاں دوں برا بھلا کہوں اور اگر نہیں کہوں گی تو سب کو لگے گا میں آج بھی اسکی محبت میں گرفتار ہوں کوئی نہیں سمجھے گا کہ ایلیٹ کلاس کی اس امیر زادی کو گریس فل رہنا ہے

عمر میرا یقین کرو کسی کو فرق نہیں پڑتا کہ آپ کے پارٹنر نے اپ کے ساتھ کیا کیا کوئی اسکا ظلم جاننا نہیں چاہتا لوگ آپ کے بریک اپ آپ کو طلاق کے قصے بھری محفل میں اس لئے چھیڑتے ہیں تاکہ انکو بات کرنے کا ٹاپک مل سکے تاکہ آج کی گوسپ مزید شاندار ہو سکے کوئی آپ کا درد نہیں سمجھے گا کیونکہ کنارے سے کھڑے ہو کر سمندر کی گہرائی نہیں ناپی جاتی جب تک آپ کو خود ویسی ہی اذیت ویسی تکلیف نہیں ہوئی آپ اس کا غم نہیں سمجھ سکتے لوگ آپ کا غم سنیں گے آپ کے تعلق کا ڈارک فیز جاننا چاہیں گے کیونکہ وہ "لوگ" ہیں لیکن آپ میں اتنی انا اتنی غیرت ہونی چاہیے کہ ایک کے ایف سی کے برگر یا پھر گلی کے نکڑ پہ دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنا درد نہ سنائیں لوگوں کے سامنے مظلوم بننے یا وکٹم کارڈ کھیلنے سے بس آپ کی انا اور غیرت ختم ہو گی اپنے غم کی عزت کرنی چاہیئے وہ ہر ایک کو سنانے کے لئے نہیں ہوتا اپنے ایکس کی عزت کریں اسکے قصے سر بازار اچھالنے کے لئے نہیں ہوتے اپنی عزت کریں آپ کسی کی گوسپ کا ٹاپک بننے کے لئے پیدا نہیں ہوئے اور آپ گریس لیس نہیں ہیں آپ گریس فل بننے کے لئے پیدا ہوئے ہیں

وہ بول کر خاموش ہوئی تو یکدم جیسے خاموشی چھا گئی

اسی وقت عمر کا موبائل زور زور سے بجنے لگا

شمشیر سر کالنگ کے الفاظ جگمگائے

عمر نے ایک نظر موبائل کو دیکھا پھر ہالے کو اسنے کال کاٹ دی اور سیدھا ہو بیٹھا

ویسے میں سوچ رہا ہوں چائے کو رہنے دیتے ہیں میں آپ کے پیر کافی سے جلاؤں گا کیا خیال ہے ؟ وہ صوفے پہ بازو پھیلائے آخر میں بولا بھی تو کیسی بے تکی بات ہالے چند لمحوں کے لئے کچھ سمجھ ہی نہ سکی پھر جب بات سمجھ میں آئی تو پیر پٹختی اٹھ کھڑی ہوئی

عمر کو "بھاڑ میں جاؤ" والی نظروں سے دیکھا اور باہر نکل گئی جاتے جاتے دروازہ ٹھا کی آواز سے دے مارا

عمر پیچھے سے بڑبڑایا

میرے حسین پیر جلا دیئے اب اپنی باری پہ غصہ آرہا ہے ہم جیسے غریبوں کے لئے انصاف تو رہا ہی نہیں ہنہہ ساتھ موبائل اٹھا کر شمشیر کو کال ملائی

اگلے ہی سیکنڈ کال اٹینڈ ہو گئی عمر نے سپیکر کھولا کر موبائل چھوٹی میز پہ رکھ دیا

میں تمھیں جان سے مار دوں گا عمر موبائل سے ابھرنے والی پہلی آواز یہی تھی

تم . تم نے اسے گولی مار دی ؟ تم پاگل ہو گئے ہو تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ؟ عقل نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں مجھے تو یقین نہیں آتا کہ تم پولیس میں رہے ہو یقینا تم تین سال تک جھک مارتے رہے ہو

اب یہ پرسنل ہو رہا ہے عمر نے برا سا منہ بنا کر ٹوکا تھا

جواب میں شمشیر نے دوچار موٹی موٹی گالیاں دیں تھیں عمر کے کانوں پہ جوں تک نہ رینگی

اور وہ بچہ وہ بچہ کون تھا تم تھانے گئے تھے یا ڈزنی لینڈ اس بچے کو وہاں لے کر جانے کی کیا ضرورت تھی ہاں ؟

ڈزنی لینڈ کی ٹکٹ مہنگی تھیں سو فلحال اسی سے کام چلا لیا وہ ڈھٹائی سے بولا

تم نے مجھ سے پندرہ منٹ مانگے تھے عمر اور تم آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت وہاں رہے ہو تم نے مجھ سے جھوٹ بولا

شمشیر کو ایک اور صدمہ لگا تھا

عمر کے پندرہ منٹ کا مطلب آدھا گھنٹہ ہی ہوتا ہے اور جھوٹ کا واویلا تو تم ایسے مچا رہے ہو جیسے میں کوئی مسجد کا پیش امام ہوں پولیس والا ہوں صبح اٹھنے سے لے کر رات سونے تک جھوٹ ہی تو بولنا ہوتا ہے اور اب پلیز مجھے سونے دو دماغ خراب کر دیا ہے اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا

ساری دنیا ہاتھ دھو کر مجھ معصوم کے پیچھے پڑ گئی ہے ہنہہ

فجر کی صدئیں بلند ہوئیں تو لوگ مسجدوں کو جانے لگے کچھ غفلت کی نیند سوتے رہے کچھ نے جاگ کر بھی کچھ نہیں پایا اور کچھ اس وقت اپنے "دنیاوی محبوب "سے فارغ ہو کر اپنے "اصل محبوب "کی صدا پہ کان لپیٹے بستروں کو چلے گئے ایسے میں سلطان منزل میں حسن سلطان کے کمرے میں جاؤ تو آدھا بھیگا وضو کئے کھڑا تھا سر پہ جالی دار ٹوپی وہ مسجد جانے کو تیار تھا پہلے اسے جگانے کے لئے معراج سلطان ہوتے تھے اب اسکی آنکھ خود ہی کھل جاتی تھی

یتیم بچوں کی ضرورت پوری کرنے والے لوگ بہت ہوتے ہیں لیکن انکے ناز اٹھانے والے کوئی نہیں ہوتے اپنے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتا وہ نیچے کی جانب جا رہا تھا سیڑھیوں کی دائیں طرف ہالے کا کمرہ تھا وہ کمرے کے دروازے کو دیکھ کر رک گیا یا سیت سے اس دروازے کو دیکھا جب کبھی معراج سلطان اسے نماز کے لئے اٹھاتے تھے وہ اپنی نیند پوری نہ ہونے کا بدلہ ہالے سے لیتا تھا اسکے کمرے کا دروازہ تب تک بجاتا رہتا جب تک وہ بے زار ہو کر اٹھ نہ جاتی جیسے ہی حسن کو اسکے قدموں کی چاپ دروازے کے قریب محسوس ہوتی وہ چھپاک سے بھاگ جاتا

اس نے آنکھیں بند کر کے ایک اداس سی سانس ہوا کے سپرد کی وہ ہالے کو مس کرتا تھا اور بہت زیادہ کرتا تھا۔ لیکن اس نے حسن کو کسی تیسرے کی وجہ سے چھوڑ دیا

اس نے آنکھیں کھولیں نہ اب معراج سلطان تھے نہ ہالے سلطان اب بس حسن سلطان تھا اور وہ "اکیلا" تھا

ہالے کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا وہ واپس مڑ گیا صبح مسجد جانے سے پہلے وہ برونو کو کھانا ڈال کر جاتا تھا برونو کے لئے سرونٹ کوارٹر کے قریب ایک ڈاگ ہاؤس بنا رکھا تھا اسے گھر کے اندر آنے کی اجازت نہیں تھی کہ معراج سلطان کو کتے گھر میں لانا پسند نہیں تھا انہوں نے حسن اور ہالے کو صاف صاف کہہ رکھا تھا "اگر تم لوگ کسی بھی کتے کو میرے گھر لائے تو میں تم دونوں کو جائیداد سے عاق کر دوں گا"

ہالے نے اپنی جائیداد سے ہاتھ دھونے کے بجائے اپنے پالتو جانوروں کو ڈونیٹ کرنا سہی سمجھا جبکہ حسن برونو کو چھوڑنے پہ راضی نہ ہوا اور اسکے لئے سرونٹ کوارٹر میں ایک بڑا سا ڈاگ ہاؤس بنایا لیکن اسکے لئے بھی اسے ملازمین کی اجازت لینی پڑی تھی اور وہ بھی معراج سلطان کے حکم پہ انکا کہنا تھا کہ وہ ہمارے ملازم ضرور ہیں لیکن جس جگہ وہ رہ رہے ہیں اور جب تک رہ رہے ہیں تب تک وہ زمین انکی ہے اور وہ اپنی زمین پہ جس چیز کو الاو کریں گے وہی رکھی جائے گی خیر یہ ماضی کے قصے تھے

سرونٹ کوارٹر کا جنگلہ پار کرتا وہ اندر آیا برونو اسکے قدموں کی آہٹ پہ ہمیشہ اسکے پاس آجاتا تھا لیکن آج وہ شاید گہری نیند میں تھا حسن اسکے ہاؤس کے قریب پہنچا وہ پھر بھی باہر نہیں آیا اب کے حسن ذرا حیران ہوا اس نے جھک کر اندر دیکھا اور پھر کرنٹ کھا کر دور ہٹا

چہرہ یکدم سفید پڑنے لگا

اندر برونو خون سے لت پت آخری سانسیں لے رہا تھا حسن لڑکھڑاتے قدموں سے وہیں گھاس پہ گر گیا اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں آنکھیں شاک سے باہر ابلنے کو تھیں لب اب تک ہلنے سے وا تھے

وہ دھیرے دھیرے خود کو گھاس پہ پیچھے ہوتا جا رہا تھا

چند لمحہ اسی طرح شاک رہنے کے بعد وہ مرے مرے قدموں سے دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا کانپتے ہاتھوں سے ڈاگ ہاؤس کی چھت ہٹائی پھر پورا ڈاگ ہاؤس اٹھا کر دور ہٹایا

اسکا سارا جسم بری طرح لرز رہا تھا

اب کے اس کا دل پھٹنے کو آیا تھا برونو کے پیٹ پہ گولی لگی تھی اسکے پھٹے ہوئے گوشت سے خون نکل نکل کر زمین کو تر کر گیا تھا اس وقت اس خون پہ چیونٹیوں کی ایک لمبی قطار تھی

وہ گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھا اسکی آنکھوں سے کب آنسو نکلنے لگے اسے پتہ بھی نہیں چلا

برونو...مائی بوائے... کیا ہوا ہے تمھیں یہ کس نے کیا مجھے بتاؤ... برونو بتاؤ... وہ برونو کے سر کو گود میں رکھے بری طرح چلا رہا تھا

میں ... میں تمھیں مرنے نہیں دوں گا اوکے تمھیں کچھ نہیں ہو گا کچھ نہیں ہونے دوں گا میں تمھیں یہاں دیکھو میری طرف میں تمھیں کچھ نہیں ہونے دوں گا

وہ ہذیانی انداز میں چلایا تھا

وہ رو رہا تھا تسلی دے رہا تھا امید تھام رہا تھا

یہ کس نے کیا برونو.... وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا برونو نے اپنی آنکھیں بامشکل کھول کر اسکو دیکھا اور اپنا سر اس کے گھٹنے سے رگڑا

حسن کے آنسو مزید تیزی سے بہنے لگے

میں ابھی کے ابھی تمھیں ہسپتال لے جاؤں گا تم فکر مت کرو اوکے ہم ابھی ہسپتال جائیں گے میں ابھی آتا ہوں اس نے آنکھیں صاف کیں برونو کر سر گھاس پہ رکھا اور اندر کی طرف بھاگا اسے والٹ لے کر آنا تھا

ایک منٹ کیا اسکے والٹ میں پیسے تھے؟

وہ رک گیا آنسو بھی رک گئے اس کے پاس پیسے نہیں تھے اور کافی دنوں سے نہیں تھے وہ کیا کرے؟ کیا برونو کو مرنے دے؟

اس نے ایک نظر مڑ کر بھورے بالوں والے کتے کو دیکھا اسکی آنکھوں میں جینے کی آس تھی

اور بس اسکو ایک لمحہ لگا تھا فیصلہ کرنے میں

اس نے فیصلہ کر لیا وہ اسے مرنے نہیں دے سکتا تھا

وہ اندھا دھند اندر کی طرف بھاگا وہ اماں کو نہیں جگا سکتا تھا انکا بی پی کل رات سے ہائی تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ سوئی تھیں سفیر سے کسی اچھے کی امید اسے تھی نہیں نہ جانے کب اسکا رخ شمس سلطان کی کمرے کی جانب ہوا اسے پتہ نہیں چلا

انکے کمرے کے دروازے پہ پہنچ کے اس نے دھڑ ادھڑ دروازہ بجاڈالا

ایک بار دو بار لیکن کوئی آواز نہیں آئی

اب کے اس نے اپنا پیر زور زور سے دروازے پہ مارنا شروع کر دیا اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا تھا نیند سے بھری ہوئی آنکھوں اور شب خوابی کے لباس میں کھڑی فروا کے چہرے پہ بے زاری تھی

کیا تمھارے لیجنڈری باپ نے تمہیں مینرز نہیں سکھائے ؟ آدھی رات کو کیا کسی کا دروازہ اس طرح بجاتے ہیں ؟ انکے لہجے میں طنز تھا

حسن انکو پیچھے ہٹاتے ہوئے اندر آیا تھا

فروا ارے ارے کرتی رہ گئیں

آوازیں سن کر جاگنے والے شمس سلطان بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے انکے چہرے پہ نہ سمجھی کا تاثر تھا چچا جان باہر . . . میرا . میرے برونو کو گولی لگی ہے . . مم میرے پاس پیسے نہیں ہیں کچھ پیسے دے دیں میں آپ کو واپس کر دوں گا . . . وہ حواس باختہ بوکھلایا ہوا سا کہہ رہا تھا اسکے کپڑے دامن کی جگا سے خون آلود تھے اسکا چہرہ ستا ہوا تھا

کتنے پیسے ؟ شمس نے بغیر کسی تاثر کے بس دو لفظ پوچھے

حسن کے چہرے پہ ذرا سا اطمینان پھیلا

اپنا کارڈ دے دیں . . . مجھے ںہنہیں پتہ کتنے خرچ ہوں گے جلدی کریں پلیز وہ جلدی جلدی کہہ رہا تھا

ٹھیک ہے یہ لو انہوں نے جھک کر دراز سے اپنا کارڈ نکالا اور ہوا میں بلند کیا

حسن نے لپک کر کارڈ تھامنا چاہا لیکن شمس نے گرفت سخت کر دی

حسن نے رک کر انکو دیکھا

پہلے کہو پلیز . . چچا جان میں آپ سے بھیک مانگتا ہوں میرے کتے کو بچا لیں وہ چہرے پہ مکروہ مسکراہٹ طاری کئے نخوت سے کہہ رہے تھے اس وقت حسن انکو حسن سلطان نہیں بلکہ معراج سلطان لگ رہا تھا وہ جب جب اسے اپنے آگے جھکاتے تھے ان کو لگتا تھا جیسے معراج سلطان کو جھکایا ہو اس وقت بھی حسن کو اپنے سامنے اس طرح گھگھیاتا دیکھ انکو ایک کمینی سی خوشی محسوس ہوئی تھی

چچا جان میں آپ سے قرض لے رہا ہوں بھیک نہیں مجھے کارڈ دے دیں برونو مر جائے گا آخر میں اسکی آواز کانپی تھی خوف سے بے بسی سے

شمس نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا میں نے منع کب کیا ہے

All i want is just say i am begging you please give me your card

انہوں نے دہرایا کارڈ اب ابھی انکی دو انگلیوں اور حسن کی دو انگلیوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا

اور کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لینا کیونکہ وہ کتا تمھارے پاس تمہارا آخری رشتہ ہے باپ تمہارا مر گیا ہے بہن تمھیں منہ نہیں لگاتی اور تمہاری ماں تو ایک زندہ لاش ہے اور باقی رہا کون ؟ تمہارا کتا کیا تم اسے مرنے دو گے ؟ کیا حسن سلطان بس اپنی انا کی وجہ سے ایک معصوم انسان کی جان لے گا چہ چہ چہ آخر میں انکے لہجے میں مصنوعی افسوس در آیا تھا

فروا بازو سینے پہ لپیٹے سارا نظارہ دیکھے گئی کھیل دلچسپ ہوتا جا رہا تھا

حسن اسی طرح کھڑا رہا ایک لمحہ دو لمحہ پھر اس نے بولنے کو لب کھولے وہ کم از کم اپنی انا کی وجہ سے برونو کو مرنے نہیں دے سکتا تھا

میں... آپ سے... وہ ایک پل کو رکا شمس کی فاتح آنکھوں میں دیکھا

بھیک نہیں مانگوں گا اس نے دو انگلیوں سے پکڑا ہوا کارڈ چھوڑ دیا

اب کے اسکی گردن تنی ہوئی تھی اور آنکھیں بلکل معراج سلطان کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں

شمس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے فروا کو بھی شاک ہی لگا

برونو مر رہا ہے مر جائے گا وہ تو میرا کتا ہے ناں اگر میں خود بھی مر جاؤں میری ماں میری بہن بھی میرے سامنے پڑی مر رہی ہوں اس نے شمس کی آنکھوں میں دیکھا

میں تب بھی بھیک نہیں مانگوں گا اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا

شمس دانت پہ دانت جمائے ضبط سے اسکو دیکھے گئے

میں نے آج آپ کے کمرے کا رخ کیا کیونکہ مجھے لگا تھا آپ میرے چچا ہیں میرے بابا کے بھائی لیکن اب لگتا ہے کہ آپ صرف اور صرف ایک طاقت کے نشے میں چور ایک محروم بچپن گزارنے والے انسان ہیں میرے باپ کا بدلہ مجھ سے لیں گے ؟

شمس کے چہرے پہ جیسے کسی نے کھولتا ہوا تیل پھینک دیا ہو

کیا وہ جانتا تھا؟

خدا آپ پہ وہ دن لائے جب آپ بھی میری طرح مجبور ہوں میرے پاس اس وقت میرا خدا ہے خدا کرے کہ آپ کے پاس اااپکا خدا بھی نہ ہو میں وہ دن دیکھوں گا چچا خدا آپ پہ وہ دن لائے وہ بے بسی غم اور درد سے پھٹے ہوئے لہجے میں کہتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا

پیچھے شمس ہوائیاں اڑتے چہرے کے ساتھ ساکت بیٹھے رہ گئے

اب کے سیڑھیاں اترتے ہوئے اسکی قدموں میں شکستگی تھی آنکھوں کے آنسو خشک ہو چکے تھے لیکن آنکھوں میں بے تحاشا تکلیف تھی ہر بار آنسوؤں کا خشک ہو جانا نعمت نہیں ہوتی کئی بار یہ سب سے بڑا عذاب بن جاتا ہے

کب راہداری طے ہوئی کب گھر کا لان طے ہوا کب اس نے سرونٹ کوارٹر کا جنگلہ پار کیا اسے کچھ پتہ نہیں چلا وہ بس من من بھر کے قدم اٹھاتا چل رہا تھا آج سے پہلے کوئی سفر اتنا لمبا نہیں لگا تھا آج سے پہلے اسے کبھی اتنی بے بسی محسوس نہیں ہوئی تھی

لیکن کیا آج سے پہلے حسن سلطان کبھی اتنا اکیلا ہوا تھا؟

گھاس پہ پڑا برونو کا وجود ساکت ہو چکا تھا خون بہنا بند ہو چکا تھا ساری تکالیف ختم ہو گئی تھیں حسن اسکے قریب کھڑا اسکو دیکھتا رہا دیکھتا رہا

پھر دھیرے سے نیچے بیٹھا نرمی سے اسکے بال سہلائے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا

آئی ایم سوری برونو وہ ہلکی آواز میں بڑبڑایا

میں نے تمھیں مرنے دیا آئی ایم سوری اسکی آواز میں ایسا دکھ تھا کہ الامان

لیکن میں کیا کرتا تم میرے بیٹے ہو میں تمھیں ذلت کی زندگی نہیں دے سکتا تھا تم عزت کی موت مرے ہو تم اعلیٰ نسل اور ایک ویلیوایبل جانور تھے میں تمھیں ذلت کی زندگی نہیں دے سکتا تھا میں یہ نہیں کر سکا آئی ایم سوری

یکدم اسکی آنکھیں ایک بار پھر برسنے لگیں برونو کا وجود دھندلا ہونے لگا

اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں

لیکن کیا آنسو صاف کر لینے سے غم ختم ہوا کرتا ہے؟

یوسف سلطان کے کمرے میں اس وقت چائے کا دور چل رہا تھا وہ اپنے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے چہرہ غمزدہ سا تھا

سادہ جامنی رنگ کے سوٹ میں اسکا رنگ مزید کھل رہا تھا بھورے بال شانوں پہ بکھرے ہوئے تھے ہاتھوں میں نفیس سے سونے کے کنگن تھے جو کہ فروانے دیے تھے انگلیوں میں ڈائمنڈ رنگز وہ ہر لحاظ سے نوبیہاتا لگ رہی تھی لیکن اسکے چہرے پہ ڈھیروں اداسی تھی

آپ چائے کیوں نہیں پی رہے ابا؟اپنی چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے مہر نے سوال کیا

یوسف سلطان نے اداس آنکھیں اٹھا کر اس کو دیکھا

اس دن اس ہوٹل میں ہالے آئی تھی ناں؟انہوں نے مہر کے چہرے پہ نظریں جمائے پوچھا

مہر کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا اچھا مجھے تو نہیں دکھی اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا

مجھے اسکی موجودگی محسوس ہو جاتی ہے مہر وہ وہاں تھی مجھے اسکی خوشبو آئی تھی اور تم جانتی ہو کہ وہ وہاں تھی تم مجھے اس سے ملوا سکتی تھی میں اسے دیکھ ہی لیتا انکے لہجے میں یاسیت تھی

مہر چند لمحہ انکو دیکھتی رہی

آپ کو مجھ سے کبھی محبت نہیں ہوتی ابا؟اس کے لہجے میں کچھ تھا کچھ حسرت سی کچھ دکھ سا

اگر تمھیں ہالے جیسی محبت چاہیے تو نہیں وہ محبت میں کسی سے نہیں کر سکتا وہ میرے لئے نگین ہے وہ میرے لئے معراج کی پہلی اولاد ہے وہ میرے لئے میری ہالے ہے اصل سے سود پیارا ہوتا ہے مہر مجھے معراج سے زیادہ محبت ہالے سے ہے تم اسکی جگا کیوں آنا چاہتی ہو تم ایک الگ انسان ہو اپنا الگ مقام بناؤ

مہر ماہ بس ایک گہری سانس لے کر رہ گئی ہر کوئی اس سے کہتا تھا وہ اپنی جگہ بنائے لیکن کیا پانی سے لبالب بھرے ہوئے گلاس میں دوسرا پانی ڈالا جا سکتا تھا؟اوں ہوں پانی بہہ جائے گا فرش خراب ہو جائے گا اسی طرح سلطان منزل کے مکین اور مہر کے عزیز لوگوں کے دلوں میں ہالے کی محبت بھری ہوئی تھی جس طرح اس گلاس میں ایک گھونٹ بھی مزید پانی کی گنجائش نہیں ہوتی اسی طرح سفیر اور یوسف سلطان کے دل میں ہالے کے علاوہ کسی

مہر وہاج کی محبت کی گنجائش نہیں تھی انکے دل ایک ہی محبت سے بھرے ہوئے تھا انکے دل "سیر" تھے اور سیر ہوئے دلوں میں کچھ بھی ڈالو گے تو قے کی صورت واپس نکلے گا

کیا تم ہالے سے میری بات کروا سکتی ہو؟ وہ کافی دیر بعد بولے تھے

وہ آپ سے بات نہیں کرے گی ابا وہ بہت ضدی ہے

مہر نے تکان سے جواب دیا

ہالے ضدی نہیں ہے مہر اس نے کبھی ضد کی ہی نہیں وہ غیرت مند ہے وہ نکالی ہوئی جگا پہ دوبارہ نہیں آتی غیرت مند باپ کی غیرت مند بیٹی انہوں نے جیسے فخر سے کہا تھا

اس میں ایسا کیا ہے ابا؟ اسکے چہرے پہ تجسس تھا آخر کچھ تو ایسا ہو گا جو مجھ میں نہیں ہے اسکے پاس کچھ تو ایسا ہو گا جس سے وہ ہر ایک کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے اور وہ جس دل میں گھر کرتی ہے وہاں کسی اور کی جگا ہی نہیں بچتی اس کے پاس آخر کیا ہے ایسا؟ وہ بس جاننا چاہتی تھی

بخت... اسکے پاس بخت ہے دل اللہ کا گھر ہوتا ہے اس میں کون آئے گا کون جائے گا یہ وہی طے کرتا ہے وہ کس انسان کو کس کے دل میں ڈالے گا اور کس انسان سے کس کے دل پہ حکومت کروائے گا یہ اسکے ہاتھ میں ہے اور اس نے ہالے کو حکومت کرنے بھیجا ہے مہر کچھ لوگ ہوتے ہیں جو خاص ہوتے ہیں جنہیں اللہ قائدانہ صلاحیتیں دے کر بھیجتا ہے جنکی زبان جنکی باتوں میں تاثیر رکھتا ہے ہالے ان میں سے ایک ہے

مہر یک ٹک انکو بولتے سنے گئی

اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم بے کار ہو یا اسکے دوسرے قریبی لوگ بے کار ہیں ہر انسان بزات خود اسپیشل ہوتا ہے ہر انسان کے اندر اپنا ایک ٹیلنٹ ہوتا ہے اب تم خود کو دیکھو تم ایک وقت پہ کتنے کام کر سکتی ہو سلائی کو کنگ کھیل کیا ہے جو تمھیں نہیں آتا تم ہمیشہ سے فرسٹ پرائز لیتی رہی ہو اور ہالے وہ تو ٹاپ ٹین میں بھی نہیں آتی تھی وہ اسکول میں اپنی باتوں کی وجہ سے مشہور تھی اور تم اپنی زہانت کی وجہ سے نہ وہ اعلی ہے نہ تم کمتر بس سب کا ٹیلنٹ مختلف ہے تم نے کیوں ہالے کو سر پہ سوار کر لیا ہے ؟ آخر میں انکا لہجہ نرم تھا مہر کو ذرا ڈھارس ہوئی اسکے پاس یوسف سلطان تھے

چلیں میں آپ کی بات کرواتی ہوں وہ تیار ہو گئ یوسف سلطان فورا سیدھے ہو گئے چہرے پہ بچوں جیسا اشتیاق تھا اور ذرا ذرا خوف بھی

وہ مجھ سے بات نہیں کرے گی تم بس بولنا میں اسکی آواز سن لوں گا

اس نے سر ہلا دیا

مہر ماہ نے کال ملائی بیل جا رہی تھی اور پھر اگلے لمحے کال پک کر لی گئ

ہیلو..؟؟ اسکی نیند میں بوجھل آواز سنائی دی

اسکی آواز سن کر یوسف سلطان کی جیسے روح تک شانت ہو گئ

ہیلو کیسی ہو تم ؟

ٹھیک ہوں آپ بتائیں اتنی صبح صبح... وہ جمائی روکنے کی کوشش کرتی ہوئی اٹھ بیٹھی

کیوں میں صبح صبح کال نہیں کر سکتی؟

آپ صبح صبح ہی تو کال کرتی ہیں یہ آپ کا فیورٹ کام ہے لوگوں کی نیندیں حرام کرنا اس نے لہجے کو ہلکا پھلکا بنانا چاہا لیکن اسکی آواز کا کھوکھلا پن یوسف سلطان کو بخوبی محسوس ہو رہا تھا

عمر کہاں ہے؟ ایک دو غیر ضروری باتوں کے بعد مہر نے یوسف سلطان کے اشارے پہ عمر کا پوچھا تھا

ہالے رک گئی

وہ اصل میں مجھے نہیں پتہ شاید جوگنگ کرنے گیا ہو گا شاید کہیں اور اس نے لاپروائی سے جواب دیا

خیال رکھا کرو اسکے آنے جانے پہ نظر رکھو جوگنگ وغیرہ بہانہ ہی ہو گا اصل میں کچھ اور مصروفیات ہو نگی

وہ ایسا نہیں ہے ہالے بے اختیار کہہ گئی

پھر جیسے خود پہ حیران ہوئی میرا مطلب ہے وقت کا پابند آدمی ہے فضول کے شوق نہیں پالتا اس نے بات سنبھال لی

ہالے تم ایک بار یہاں آ کیوں نہیں جاتی؟ اماں ابا میں ہم سب تمھیں یاد کرتے ہیں ہم سے مل ہی لو آ کر اب کے یوسف سلطان کا سارا دھیان موبائل سے ابھرتی آواز پہ لگ گیا

میں نہیں آنا چاہتی یوسف سلطان سے کہہ دیں جب میرے پاس انکی بیٹی جیسا کردار نہیں ہے تو پھر مجھے کیا ایک ٹرافی کی طرح سجا کر رکھیں گے؟ اور میری اماں سے کہہ دیں کہ جب بیٹی کو ایک انجان آدمی کے ساتھ بھیجتے

وقت نہیں سوچا تو اب کیوں یاد کر رہی ہیں ؟ کیا شوہر خواب میں ناراض نظر آنے لگا ہے اسکا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی سخت ہو گیا تھا

یوسف سلطان کی آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو نکلے اور ان کے بوڑھے چہرے پہ پھسل گئے

اولاد کا دکھ انسان کو آدھا مار دیتا ہے لیکن اولاد کی اولاد کا دکھ نہ مارتا ہے نہ زندہ چھوڑتا ہے بس بے رحم دشمن کی طرح دل کو خنجر سے چیرتا رہتا ہے

کیا وہ عمر کے ساتھ خوش ہے انہوں نے مہر سے پوچھنے کو کہا

اب کے انہوں نے یہ بات پاس رکھے نوٹ پیڈ پہ لکھ کر پوچھی تھی

کیا تم عمر کے ساتھ خوش ہو ؟ مہر نے یوسف سلطان کو دیکھ کر سوال پوچھا تھا

ہالے ایک پل کو رکی پھر جیسے تمسخرانہ مسکرائی

یہ بات داداجان خود کیوں نہیں پوچھ لیتے ؟ اس نے جیسے ان دونوں نفوس کے سروں پہ دھماکا کیا تھا

ایک پل کو تو مہرماہ گنگ رہ گئی داداجان کو چہرے کا رنگ بھی فق ہو گیا

تمھیں .. کیسے پتہ ؟ کافی دیر بعد مہرماہ خود کو نارمل کرتی پوچھ سکی

آپ مجھ سے ہر روز دن میں تین دفع بات کرتی ہیں اور آج تک آپ نے کبھی مجھ سے عمر کے بارے میں سوال نہیں کیا

دوسرا کیا سلطان منزل میں صبح صبح کسی کو نیوز چینل لگانے کی عادت ہے؟ سفیر اس وقت اپنی جم میں ہوں گے اور چچا سو رہے ہوں گے سوائے دادا جان کے اس وقت ملکی ہنگاموں پہ غور کرنے کا وقت کسی کا نہیں

ملک میرا ابھی ہے نیوز چینل میں بھی لگا سکتی ہوں مہر نے جیسے انکا دفاع کرنا چاہا

یوسف سلطان نے ہاتھ جھلایا جیسے کہہ رہے ہوں "اب پردے ڈالنا بے کار ہے"

سپیکر سے ایک بار پھر ہالے کی آواز ابھری

میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی

دادا جان سے کہیں جب مجھے گھر سے نکال دیا ہے تو بیلا (ہالے کی بلی جسے وہ برونو کے خوف سے دادا جان کے کمرے میں رکھتی تھی اور اب اسے انکے کمرے کی ہی عادت ہو گئی تھی)

کو بھی نکال دیں مجھے اسکی آواز یہاں تک آ رہی ہے نارمل لہجے میں بول کر اس نے بغیر کچھ سنے کال کاٹ دی

جس ہاتھ میں موبائل پکڑ رکھا تھا وہ سن سا ہو گیا تھا

اس نے ایک نظر یوسف سلطان کو دیکھا

یہ وہ شخص تھا جو ہالے کی موجودگی نوٹ کر لیتا تھا وہ اسے اسکی خوشبو سے پہچان لیتا تھا

اس نے اگلی نظر موبائل کی تاریک سکرین کو دیکھا

یہ وہ تھی جسے سوالوں کی نوعیت سے پتہ چل جاتا تھا کہ اسے کال کرنے والا کون ہے

اس نے ایک آخری نظر اس ٹھنڈی بے ذائقہ چائے پہ ڈالی

اسے لگا تھا ہالے کا وصل اسکی اور یوسف سلطان کی چائے ٹھنڈی کر دیتا ہے آج اسے اندازہ ہوا تھا

کہ انکا ہجر چائے کو ٹھنڈی ہونے کے ساتھ ساتھ بدذائقہ اور بے شکل بھی کر دیتا تھا

چاہے جدائی ہو یا وصل ان دونوں کے دل ایک ڈور سے جڑے تھے اور دلوں کی ڈوریں اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہیں

کیا مہرماہ کو اب ان بے بختی محبتوں کے پیچھے بھاگنا چھوڑ نہیں دینا چاہیے ؟اس نے خود سے سوال کیا جواب کیا ہو سکتا ہے بھلا؟

صبح کا ملگجا اندھیرا دھوپ کی شدت کھا گئی تھی اب پیلی چلچلاتی دھوپ نے ہر طرف اپنا راج کر رکھا تھا ایسے میں ایک چھوٹے مگر فینسی سے کیفے میں بیٹھا عمر حیات بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا

اس نے سیاہ کف شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی جینز پہن رکھی تھی شرٹ کے کف موڑ رکھے تھے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے اپنے سامنے رکھی کافی سے وقفے وقفے سے گھونٹ لیتا وہ کسی کا منتظر تھا

اس کیفے کی میزیں بڑے ہی خوبصورت انداز سے سجی تھیں ہر میز کے ساتھ ایک مصنوعی درخت کالگا تھا جس کے سایہ اسکی میز پہ پڑتا تھا درخت کے تنے سے فیری لائٹس لپٹی تھیں ایسی ہی فیری لائٹس درخت کی شاخوں سے بھی لٹک رہی تھیں کیفے میں اور کوئی روشنی نہیں تھی سوائے ان لٹکتی اور لپٹی ہوئی فیری لائٹس کے علاوہ

یہ کیفے ہر آنے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا تھا وجہ تھا وہ خوابناک سا میں ماحول جو اس وقت سارے میں اپنی دھاک بٹھائے ہوئے تھا

اسی وقت ہالے سلطان اپنے موبائل پہ بٹن دباتی اسی کیفے کے داخلی دروازے سو اندر آتی دکھائی دی اس نے سرخ گھٹنوں تک آتی قمیض کے ساتھ سرخ ہی ٹراوزر پہن رکھا تھا

سفید دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا بھورے بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا جس میں سے کچھ لٹیں نکل کر چہرے پہ جھول رہی تھیں

وہ اسی طرح ذرا کی زرا نظر اٹھاتی آگے بڑھتی آئی اور جس میز پہ عمر بیٹھا تھا اسی کے عین عقب میں عمر کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی اب ان دونوں کے درمیان مصنوعی درخت تھا وہ دونوں ایک دوسرے کی یہاں آمد سے قتعا بے خبر تھے وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے بس درمیان میں درخت کا تنا نہ ہوتو.....

لیکن کیا درمیان میں صرف ایک درخت تھا؟

اسی پل عمر کو اپنے سامنے سے سفیر سلطان آتا دکھائی دیا وہ دوسرے دروازے سے آیا تھا ہالے کی اس کی جانب پشت تھی سو وہ نہیں دیکھ سکی عمر نے گھڑی سے نظر ہٹالی تھی جیسے انتظار تمام ہوا ہو

وہ کیمل کلر کے بغیر ٹائی والے سوٹ میں ملبوس تھا پیروں میں چمکدار برانڈڈ بوٹ پہن رکھے تھا بال جیل سے پیچھے کو جمار کھے تھے بھوری آنکھیں تھکی تھکی سی تھیں ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ بے حد وجیہہ لگ رہا تھا چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ عمر کے سامنے آکر رکا پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جسے عمر نے تھام لیا

Have a seat

عمر کی آواز پہ جہاں سفیر سر ہلا کر کرسی کھینچ کر بیٹھا تھا وہیں ہالے بری طرح ٹھٹھکی تھی اس نے مڑنا چاہا لیکن

کیا لینا چاہو گے ؟

سفیر کی آواز پہ وہ تھم سی گئی وہ گردن بھی نہ موڑ سکی بلکہ وہ ہل بھی نہ سکی

مجھے جو لینا تھا میں لے چکا ہوں میرے پاس وقت کم ہے کام کی بات کرو عمر ازلی بے زار لہجے میں بولا تھا

سفیر ہنوز مسکراتا رہا

جیسے آج اپنا موڈ نہ خراب کرنے کا تہیہ کرر کھا ہو

عمر کے منع کرنے کے باوجود اس نے اشارے سے ویٹر کو بلایا اور ایک آرڈر نوٹ کروایا

ویٹر چلا گیا تو سفیر نے مسکرا کر عمر کو دیکھا

ایسی بھی کیا کنجوسی یار ذرا شاہ خرچ بنو ہاتھ تنگ ہے تو مجھے بتاؤ میں تمھارے افسران سے بات کر لیتا ہوں دوبارہ بحال کروادیتا ہوں کیا کہتے ہو؟ وہ ایسے عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا جیسے وہ دونوں کوئی بہت قریبی دوست رہ چکے ہوں

اصل میں کیا ہے ناں مجھے پیسہ جھونکنے کی عادت نہیں ہے کیونکہ میرا دادا کوئی زمیندار نہیں ہے نہ اسکے پاس کروڑوں کی جائیدادیں ہیں نہ میرا باپ شہر کے ٹاپ ٹین بزنس مینز کی لسٹ میں شامل ہے اس لئے میں اپنا پیسہ سوچ سمجھ کر استعمال کرتا ہوں کیونکہ مجھے یہ وراثت میں نہیں ملا میں نے اسے اپنے زور بازو پہ بنایا ہے میں اس مہنگے کیفے کی کافی دن میں ایک بار پینا افورڈ کر سکتا ہوں جب لگا کہ مجھے اس کیفے سے دن میں تین بار کافی پینی چاہیے تو میں مزید پیسے کماؤں اور عمر حیات کو پیسے کمانے آتے ہیں اس کے لئے مجھے اپنے اعلی افسران سے تمہاری سفارش کی ضرورت نہیں ہے اسکے لہجے میں طنز نہیں تھا نہ سختی لیکن اسکا لہجہ کچھ باور کرارہا تھا اپنی قابلیت اپنی قیمت

سفیر کے ہونٹوں سے مسکراہٹ جیسے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

درخت کے اس طرف بیٹھی ہالے مسکرادی نہ چاہتے ہوئے بھی

دیکھو عمر مجھے تم سے بہت اہم بات کرنی ہے

اس نے کہنیاں میز پہ ٹکائیں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسایا اور کہنا جاری رکھا اس میں تمہارا فائدہ بھی ہے اور میرا بھی میں ایک بزنس مین ہوں مجھے لڑائی جھگڑا نہیں پسند مجھے "ٹیبل ٹاک" پسند ہے اور یہی مجھے آتا ہے میز پہ بیٹھ کر ڈیل کرنا کچھ فائدہ اگلے کا اور زیادہ میرا لیکن یہ واحد ڈیل ہو گی جس میں میرا فائدہ تم سے کم ہو گا

اسکے سامنے بیٹھا عمر اور درخت کے تنے کے اس پار بیٹھی ہالے غور سے اسکی بات سنے گئے

ہالے میری کزن ہے بچپن سے ہم دونوں ساتھ ہیں

ہالے کا دل رک سا گیا (وہ اسکی بات کرنے آیا تھا)

اوں ہوں.. عمر نے اسکو بیچ میں ٹوکا

دو دن پہلے تم اکتیس سال کے ہوئے ہو وہ تم سے تقریبا دس سال چھوٹی ہے تم دونوں کا بچپن ساتھ نہیں تھا اسکا بچپن ہارون کے ساتھ گزرا ہے

سفیر ضبط سے اسے سن رہا تھا عمر نے ایک معذرتی نظر اسے دیکھا

اصل میں پولیس والا ہوں ناں باتوں کی ہیر پھیر نہیں پسند ہمارے سامنے کوئی جھوٹ بولے تو برداشت نہیں ہوتا کیونکہ جس کام میں ہم اچھے ہوتے ہیں اس میں کسی اور کی تعریف ہم سے برداشت نہیں ہوتی وہ کس فخر سے خود کو جھوٹا کہہ رہا تھا

سفیر بل کھا کر رہ گیا

دیکھو عمر ہم دونوں کی بہت اچھی انڈر اسٹینڈنگ رہی ہے ہم بہت اچھے دوست رہے ہیں میں اسکو بہت اچھے طریقے سے جانتا ہوں

کیا تم آفیشل ڈیلز بھی اتنی بڑی تمہید کے بعد کرتے ہو ؟میں بور ہو گیا ہوں اب بول بھی چکو عمر نے بے زاری سے اسے ٹوک دیا

سفیر کھول کر رہ گیا جی میں آیا کہ اس دراز قد مرد کی گردن توڑ دے لیکن وہ ضبط کئے بیٹھا رہا

ویٹر آیا کافی کے دو مگ رکھے اور واپس مڑ گیا

سفیر نے ایک دو لمحہ اسکی آنکھوں میں دیکھا قدرے آگے کو ہوا آواز دھیمی کر لی

تم ہالے کو طلاق دے دو اس نے سنجیدگی سے مدعا سامنے رکھا

عمر کے مانو پورے جسم پہ کسی نے تیزاب پھینک دیا ہو اسکے جسم کے سارے اعصاب تن گئے کنپٹی کی رگ بری طرح پھڑکنے لگی یہی حالت درخت کے اس پار بیٹھی ہالے کی بھی تھی اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا گال آہانت سے دہکنے لگے تھے دل کو جیسے دھکا سا لگا تھا

کیا وہ اتنی بے مول تھی کہ دو مرد اسے کافی کے درمیان ڈسکس کر رہے تھے اسے زندگی میں اس سے پہلے کبھی اتنی بے عزتی محسوس نہیں ہوئی تھی

عمر جب کچھ نہ بولا تو سفیر نے اضافہ کیا

دیکھو عمر میں تمھیں ایک بلائنڈ چیک دوں گا میں تمھیں اپنی کمپنی کے آدھے شیئرز تک دینے کو تیار ہوں تمہاری نسلیں بیٹھ کر کھائیں گی عمر سوچو وہ عورت وہ بانجھ ہے

ہالے کو لگا تھا جیسے کسی نے اسکا دل آری سے چیر دیا ہو اسکی آنکھیں بے اختیار ڈبڈبائیں عمر بس اسے دیکھے گیا اسکی آنکھوں میں خون اترتا جا رہا تھا

اسکی ماں کو دیکھ لو شادی کے دس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اسکے ماموں کے یہاں چار سال اولاد نہیں ہوئی انکے خاندان کی آدھی فیملیز نے بچے گود لے رکھے ہیں اور اگر کسی کے یہاں اولاد ہوتی بھی ہے تو دس بارہ سال بعد تم کتنا انتظار کرو گے عمر تمھارے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے تم اپنی نسل ہی نہ بڑھا سکے تو کیا کرو گے ایسی عورت کا؟ وہ ہلکی سی فکر مندی سے کہہ رہا تھا

ہالے کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ٹپ ٹپ میز پہ گرتے جا رہے تھے دل کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی

کتنے پیسے دے سکتے ہو تم؟ اسکی بات پوری ہونے پہ عمر نے بس یہی سوال کیا

سفیر کی بھوری آنکھیں چمک اٹھیں

جتنے تم مانگو گے میرے پاس بہت پیسہ ہے میں اپنے گھر کا سب سے امیر مرد ہوں وہ فخر سے بتا رہا تھا

اگر میں اسے چھوڑ دوں تو کیا وہ تمھارے ساتھ خوش رہے گی؟

ہالے کی آنکھوں میں بے بسی بھرا غصہ ابھرا تھا اسکا جی چاہا تھا اٹھے اور سفیر کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے لیکن وہ بیٹھی رہی ایلیٹ کلاس کی بگڑی ہوئی امیر زادی کو گریسفل رہنا تھا

سفیر کی آنکھوں میں سرد سا تاثر آگیا

میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا تمھیں لگتا ہے میں اسے اس لئے پانا چاہتا ہوں تا کہ اسے معاف کر کے اسکے ساتھ ایک آئیڈیل زندگی گزاروں ؟اوں ہوں

وہ آگے جھکا آواز مزید سرد ہو گئی

میں اسکی زندگی جہنم بنادوں گا میں اسے پل پل مرتے دیکھنا چاہتا ہوں میں اسکے ساتھ وہ کروں گا کہ اگلی بار کوئی بھی لڑکی کسی مرد کو دھوکہ دینے کا سوچ بھی نہ سکے وہ ہمیشہ سے شہزادی رہی ہے میں اسے کنیزوں سے بدتر زندگی دوں گا اسے خود سے نفرت ہو جائے گی وہ مرنا چاہے گی لیکن میں اسے موت نہیں دوں گا

وہ ایسی سفاکیت سے کہہ رہا تھا کسی کا بھی دل ڈوب جائے لیکن ہالے اسی طرح بیٹھی رہی گردن سیدھی اور بہتے ہوئے آنسو

عمر سارے وقت میں پہلی بار مسکرایا

عمر نے بغیر کچھ کہے میز پہ رکھے اپنے موبائل کی جانب دیکھا پھر سفیر کو دیکھا

جسے کہہ رہا ہو

میں ایک کال کرلوں ؟

سفیر نے گردن کے خم سے شیور کہہ کر پیچھے کو ٹیک لگالی

کافی کا مگ اٹھا کر منہ سے لگایا

عمر نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگا چکا تھا

ہالے نہ چاہتے ہوئے بھی عمر کے جواب کی منتظر رہی

کال مل گئی تھی عمر نے ہیلو کہتے ہوئے بات کا آغاز کیا

ہاں عدیل یار ایک بات پوچھنی تھی

آگے سے کچھ کہا گیا

ہاں یار خیریت ہے بس یہ پوچھنا تھا کہ کتوں کے پاگل ہونے کا موسم آگیا ہے کیا؟ اسکا کچھ جتا رہا تھا اسکی نظریں سفیر کے چہرے پہ گڑی ہوئی تھیں

اچھا ابھی نہیں شروع ہوا؟ لیکن میرے سامنے تو ایک بل ڈوگ بیٹھا ہے کب سے بھونکے ہی جا رہا ہے بھونکے ہی جا رہا ہے

اسکی آواز اب کے ذرا سخت ہوئی تھی سفیر کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا

ہالے نے درخت کے تنے سے ٹیک لگالی گرم گرم آنسو گالوں پہ بہتے جا رہے تھے

اچھا ویسے حکومت کی طرف سے کیا حکم ہے گولی مار دیں یا چھوڑ دیں؟ اس نے آگے کو ہو کر اپنی سیاہ آنکھیں جیسے سفیر کی آنکھوں پہ گاڑ دیں

آگے سے مزید کچھ کہا گیا

عمر کے چہرے پہ مایوسی سی پھیل گئی

اچھا؟..

کاٹنے پہ گولی کا حکم ہے ؟ارے نہیں کاٹ نہیں رہا بس بھونک رہا ہے بھونکنے پہ گولی نہیں مار سکتے ؟یار یہ کیسا اصول ہے وہ جیسے بد مزہ ہوا

سفیر کا چہرہ آہانت سے سرخ ہونے لگا آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھیں

ہالے بس اس مرد کی آواز سنے گئی جسے اسکے باپ نے اسکے لئے چنا تھا

عمر میز پہ کہنی رکھے مزید آگے کو ہوا چہرہ سفیر کی طرف جھکایا آواز سرگوشی کی مانند ہلکی کرلی آنکھوں میں جیسے خون سوار ہو گیا وہ فون پہ مخاطب آدمی سے کہے گیا

اور اگر کوئی کتا کسی آدمی کے گھر میں گھس کر اسکی عورت کے آگے بھونکنے لگے اور آدمی سر پھرا اور غیرت مند نکلے اور گولی سیدھی اسکے ماتھے پہ مار کر ایک منٹ کے اندر اندر اس کتے کو کتے کی موت مار دے تو حکومت کیا کرے گی اسکی آنکھیں سفیر کے چہرے پہ جمی تھیں ایک ایک لفظ توڑ توڑ کر ادا کرتا وہ سفیر کو جھر جھری لینے پہ مجبور کر گیا

یکدم عمر سیدھا ہوا چہرے کی مسکراہٹ لوٹ آئی

اچھا بس دس ہزار جرمانہ ؟اچھا میں ابھی دس ہزار بھیجتا ہوں تم میری طرف سے جرمانا بھر دو میں نے ایک "کتے "کو کتے کی موت مارنا ہے نہیں نہیں ابھی نہیں اسکے بھونکنے پہ میں نے اسے کچھ اور سزا دینی ہے جب کاٹے گا تب گولی ماروں گا اس نے بول کر کال کاٹ دی

ہالے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی سفیر کے کان تک سرخ ہو گئے تھا ذلت سے چہرہ بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا

اب کے وہ پھر سے نارمل ہو گیا تھا

تو تم کہہ رہے ہو اگر میں نے اس سے شادی بر قرار رکھی تو میرے یہاں اولاد نہیں ہو گی ؟اور اگر ہوئی بھی تو یہی کوئی دس بارہ سال بعد ہے ناں ؟

سفیر نے جھٹ اثبات میں سر ہلایا

عمر آگے ہوا اسکی خوبصورت مسکراہٹ ایک تمسخرانہ مسکراہٹ میں بدل گئی

ہالے سانس روکے اسکے بولنے کی منتظر رہی

اگر جلدی پیدا ہونے والی اولادیں تمہاری طرح بے وقار ہوتی ہیں تو میں بے اولاد اچھا ہوں

ہالے نے بے اختیار اپنے دل پہ ہاتھ رکھا

اگر اپنی بیوی اپنی غیرت کو طلاق دینے پہ تم مجھے اپنی آدھی کمپنی دے رہے ہو تو میں تمھیں االیسی تین کمپنیز خرید کر دے دوں گا تم ایسا کرو اپنی ماں کو گھر سے نکال دو اپنی بیوی کو طلاق دے کر کسی سڑک پہ چھوڑ آؤ خدا کی قسم سفیر میں تمھیں ابھی اسی وقت یہاں زندہ گاڑ دینے کی صلاحیت رکھتا ہوں لیکن میں مجبور ہوں میں مرد ہوں اور مجھے اچھا لگتا کہ میرا دشمن بھی ایک مرد ہوتا نہ کہ اپنے خاندان کی عورتوں کی عزت پہ بات کرنے والا ایک نامرد اسکے لہجے میں دبی دبی غراہٹ تھی

ہالے کے آنسو یکدم تھم گئے

عمر میں...

سفیر نے کچھ کہنا چاہا

میں نے تم سے کہا تھا میری عورت سے دور رہو لیکن تم نے میری بات نہیں مانی تم نے بھرے بازار میں میری عورت کے ساتھ بد تمیزی کی تم نے میری عورت کی نازیبا تصاویر مجھے بھیجیں تم نے آج یہاں اتنے لوگوں کے درمیان مجھ سے میری عورت کو طلاق دینے کی بات کی اب بتاؤ سفیر اب اپنے لئے سزا منتخب کرو کیونکہ اب میں تمھیں کھلے سانڈھ کی طرح چھوڑ دوں اب تم گھروں کو انے لگے ہو یا تو تمھیں گولی مارنی ہو گی یا پھر گھروں پہ پہرے لگانے ہوں گے

عمر کا لہجہ بے لچک تھا

کونسی تصویر میں نے کوئی تصاویر نہیں بھیجیں ؟وہ کس ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہا تھا دیکھو جذباتی ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے عمر اس عورت جیسی ہزار عورتیں تمھیں مل سکتی ہیں تم جوان ہو ہینڈسم ہو اچھا خاصا کما لیتے ہو اور اگر تمہارا گزارا نہیں ہو رہا تو میں ہوں میں تمھیں اتنا دوں گا کہ تم پریشان ہو جاؤ گے اس پیسے کا کرنا کیا ہے بدلے میں مجھے بس وہ لڑکی دے دو عمر اسے دیکھ کر رہ گیا کیا اس انسان میں کوئی غیرت تھی ؟کوئی عزت نفس تھی ؟

وہ بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑا ہوا

تم یہیں بیٹھو میں آتا ہوں عمر بول کر اٹھ کھڑا ہوا

اب کے وہ کچھ سوچ رہا تھا

یہیں رہو میں آرہاہوں وہ پر سوچ انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا

اسکے جاتے ہی ہالے اپنی جگہ سے اٹھی ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑیں اور بغیر یہاں وہاں دیکھے جس دروازے سے آئی تھی اسی کی طرف بڑھ گئی

ابھی وہ اپنی گاڑی کی جانب جاتی کہ اسے سامنے ہی اپنی گاڑی سے اتر کر اسکی طرف آتی مہرماہ دکھائی دی وہ اسی سے ملنے آئی تھی لیکن اس وقت نہیں مل سکتی تھی کم از کم اس وقت نہیں

مہرماہ نے اسکو دیکھ کر ہاتھ ہلایا

ہالے جوابا پھیکا سا مسکرادی

آئی ایم سوری مجھے ذرا دیر ہوگئی تمھیں انتظار تو نہیں کرنا پڑا؟

وہ اس کے پاس آکر فکر مندی سے پوچھ رہی تھی

ہالے نے نفی میں میں سر ہلایا

ہم پھر کبھی ملیں گے ابھی مجھے کہیں جانا ہے ہالے بامشکل نارمل لہجے میں کہتی آگے بڑھ گئی

لیکن اسکا چہرہ بلکل بھی نارمل نہیں تھا

مہرماہ مارے حیرت کے کچھ بول ہی نہ سکی

جب تک وہ کچھ کہتی ہالے اس سے دور جاچکی تھی

واپس کیفے کے ہال سے ہوتے ہوئے اس دروازے تک جاؤ جہاں سے عمر حیات باہر گیا تھا تو اس وقت وہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا

عظیم مجھے یہ بتاؤ اس وقت تمھارے تھانے میں کون کون سے کیس پینڈنگ ہیں ؟ کوئی ایسا کیس جسکا کوئی مجرم نہ مل رہا ہو ؟

سر ایک ایس یو وی کی چوری کا کیس ہے

اؤ نہوں یہ نہیں عمر بد مزہ ہوا

سر دو ریپ کیس ہیں انکے مجرم ملے تھے لیکن ڈی آئی جی صاحب کے کہنے پہ انکو چھوڑنا پڑا

نہیں یہ بھی نہیں کچھ اور وہ مطمئین ہو کے ہی نہیں دے رہا تھا

سر وہ کسٹم والے نوید کی بیوی کا بیس تولہ سونا اور ڈائمنڈ کے کڑے بھی چوری ہو گئے ہیں بڑا تنگ کر رکھا ہے انہوں نے

عمر نے بے زاری سے گردن پیچھے پھینک دی

عظیم تم مرنا چاہتے ہو ؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا

اگر نہیں مرنا چاہتے تو تو مجھے اپنے تھانے میں پڑا سب سے گھٹیا سب سے بے کار عزت تار تار کرنے والا کیس بتاؤ اب اگر تمہارا جواب میری مرضی کے مطابق نہ ہوا تو تو کل رات میری صلاحیتیں تم دیکھ چکے ہو

عظیم نے ضبط سے فون کو گھورا تھا

(یہ کیسا عذاب گلے پڑ گیا؟)

سر کل رات نائٹ ڈیوٹی کرتے میرے بندوں نے چار کلو چرس پکڑا ہے جن سے پکڑا وہ بندہ بھاگ گیا چرس ہمارے پاس رکھا ہے

اب کے عمر کی باچھیں تک کھل گئیں

اسے لے آؤ دس منٹ کے اندر اندر سارا چرس لے آؤ میں ایک اڈریس بھیج رہا ہوں وہاں بھیجو اپنے بندے فورا

وہ چہک رہا تھا اسکے چہرے پہ جیسے شانتی پھیل گئی تھی

اب اس نے کال کاٹ کر ایک اور نمبر ملایا تھا

یہاں سے چند میل دور اپنے آفس میں بیٹھی عائدہ کا فون بجنے لگا عمر کا نمبر دیکھ اس نے لپک کر فون اٹھایا تھا

عمر تم؟.. تم کہاں ہو یار نہ کال کرتے ہو نہ کہیں نظر آتے ہو؟ تم ٹھیک تو ہو؟ وہ فون کان سے لگائے فکر مندی سے پوچھ رہی تھی

وہ ایک ستائیس اٹھائیس سالہ گوری رنگت والی لڑکی تھی آنکھیں سنہری اور بال سٹیپس میں کٹے تھے وہ ایک نیوز رپورٹر تھی اس وقت اسکا ستاہوا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے کوئی "نیوز" نہیں مل رہی

تم وہ سب چھوڑو میری بات سنو نیوز چاہیے؟ عمر مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا

عائدہ کا چہرہ کھل سا اٹھا

ظاہر ہے چاہیے ورنہ وہ میرا گنجا باس چاہتا ہے میں پاگل کتوں پہ ایک ریسرچ کروں اور نیوز لاؤں اب اس گدھے کو کون سمجھائے مجھے کتوں سے الرجی ہے وہ لڑکی سخت کوفت زدہ تھی

عمر ہنس پڑا

ایک اڈریس بھیج رہا ہوں وہاں پہنچ جاؤ دس منٹ کے اندر اندر اپنے باقی بہن بھائیوں کو بھی بلا لو (یہاں بہن بھائیوں سے مراد اسی کے جیسے چند اور رپورٹرز)

دفعتاً عمر رکا

یہ کام تھوڑا رسکی ہے تم شیور ہو تمہیں کوئی مسلہ نہیں ہے؟

عائدہ جو میز پہ رکھے اپنے سامان سمیٹ رہی تھی

زیادہ سے زیادہ جان کا خطرہ ہوگا ناں اگر اس گنجے نے مجھے نکال دیا تو تائی ویسے بھی میری جان لے لے گی اب موت سے کیا ڈرنا چاہے تائی مارے چاہے نیوز کے چکر میں مرنا پڑے وہ فیصلہ کن لہجے میں کہتی کال کاٹ چکی تھی

عمر نے آسودگی سے آنکھیں موند لیں

پندرہ منٹ بعد

سفیر سلطان سڑک کی بائیں جانب کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا اسکے ایک ہاتھ میں موبائل تھا عمر اسے کیفے میں بٹھا کر خود نہ جانے کہاں چلا گیا تھا اور اب کال کر کے اسے باہر آنے کو کہا تھا عام حالات میں سفیر اس کے احکامات پہ لعنت بھی نہ بھیجتا لیکن اس وقت معملہ مختلف تھا

ابھی اس نے اپنی گاڑی کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا ہی تھا جب ایک پولیس والے نے اسکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا

سفیر نے مڑ کے اسے دیکھا

یہ کیا بدتمیزی ہے ؟

افسر سامنے آ کر کھڑا ہو گیا

بدتمیزی نہیں ہے سر اطلاع ہے ہمیں اطلای ملی ہے کہ آپ کی گاڑی میں منشییات ہیں ہمیں تلاشی لینی ہو گی وہ مودب سا کہہ رہا تھا

سفیر نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

میں سفیر سلطان ہوں تم جانتے ہو میں کون ہوں ابھی کے ابھی تمہاری وردی اتروانے کی طاقت رکھتا ہوں اب اپنی بکواس بند کرو اور ہٹو یہاں سے وہ تلخی سے کہتا اسے ہاتھ سے دور ہٹانے لگا

جب اپنے سامنے سے چند مائیک اور کیمرے تھامے لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھا اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنا چاہا لیکن دو پولیس افسران نے اسے بازوؤں سے جکڑ لیا

اس وقت تک کیمرے اور مائیک تھامے ہوئے لوگ بھی قریب آ چکے تھے

سفیر کے خوبرو چہرے پہ اب کے ہلکی ہلکی سبکی آئی تھی

دیکھیں میں ایک ٹیکس پے کرنے والا شریف شہری ہوں آپ اس طرح مجھے ہراساں نہیں کر سکتے آپ کی اطلاع غلط ہے وہ اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا

چہرہ دھوپ کی تمازت اور دبائے ہوئے غصے سے سرخ ہو رہا تھا

اگر آپ اتنے ہی شریف ہیں تو گاڑی کی تلاشی کیوں نہیں دے رہے ؟

سٹیپس میں کٹے بالوں والی لڑکی سامنے آئی تھی

آپ پولیس کو کاروائی کرنے دیں باقی ہم سب جانتے ہیں آپ کتنے شریف ہیں آپ کا خاندان اس وقت خبروں کی زینت بنا ہوا ہے سفیر سر بہتر ہو گا آپ پولیس کو انکا کام کرنے دیں ورنہ آج کے نیوز بلیٹن میں ایک بار پھر سلطان خاندان کے چرچے ہوں گے

سفیر نے قہر برساتی نظروں سے اسکو دیکھا پھر جھٹکا دے کر اہلکاروں سے اپنا بازو چھڑوایا

شیور . دانت پہ دانت جما کر ضبط سے کہا اور پیچھے ہٹ گیا

اب دو اہلکار اسکی گاڑی کے اندر گھس گئے اپنے مٹیالے جوتوں سمیت سفیر بس دیکھ کر رہ گیا

سر یہ دیکھیں ہمیں کیا ملا ہے ایک اہلکار کی آواز پہ سفیر سمیت باقی سب بھی چونک اٹھے

اس نے ہاتھ میں ایک خاکی تھیلا اٹھا رکھا تھا جسے وہ لہرا لہرا کر کیمرے کے آگے دکھا رہا تھا آس پاس لوگ جمع ہونے لگے تھے

مجھے دکھاؤ اس میں کیا ہے ان اہلکاروں میں اعلی عہدیدار بول اٹھا

سفیر ساکت کھڑا رہا وہ جانتا تھا اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے اور وہ ٹریپ ہو چکا ہے

یہ چرس ہے.. وہی افسر بول اٹھا

سفیر اب بھی کچھ نہیں بولا اسے بس ذلت نظر آ رہی تھی اسے بس کمپنی کے شیئرز گرتے ہوئے نظر آ رہے تھے اسے بس اپنے باپ کی طرف سے ملنے والی پھٹکار نظر آ رہی تھی اسے اپنی سوسائٹی کی ممعنی خیز نظریں نظر آ رہی تھی

اسے اپنے آگے مائیک پکڑے بولتے ہوئے لوگوں کی آواز نہیں آ رہی تھی اسکے کانوں میں لوگوں کے معنی خیز فقرے گونج رہے تھے اسکے کان متوقع ذلت نے بند کر دیئے تھے پولیس والے اس سے کچھ پوچھ رہے تھے لیکن وہ نہیں سن رہا تھا کیمرے مائیک جلتے بجھتے فلیش اور پھر ان سب کے درمیان سفیر کے ہاتھوں کو کچھ محسوس ہوا اسکے ہاتھوں پہ "ہتھکڑی" لگائی جا رہی تھی

سفیر سلطان ہم آپ کو منشیات کی غیر قانونی.....

افسر اس سے کچھ کہہ رہا تھا رپورٹرز کچھ پوچھ رہے تھے لیکن وہ بس

متوحش نظروں سے اپنے ہاتھ پہ لگی ہتھکڑی کو دیکھنے لگا اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے

سفیر سلطان کیا آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے آخر کو آپ نے ایسا قدم کیوں اٹھایا آخر آپ ان کاموں میں کیسے ملوث ہوئے آپ کب سے یہ کام کر رہے ہیں؟ سفیر سلطان جواب دیں سفیر سلطان جواب دیں

مائیک پکڑے لوگ اس سے کچھ کہہ رہے تھے

میں ..نے یہ نہیں کیا.... میں نے کچھ نہیں... کیا اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑائے

کیا آپ کا یہ کاروبار صرف کراچی تک محدود ہے یا پھر ملک کے دوسرے شہر بھی آپ جیسے امرا کی ایسی حرکتوں کی زد میں ہیں ؟

تم لوگ مجھے اس طرح گرفتار نہیں کر سکتے میں نے کچھ نہیں کیا اب کے وہ ذرا بلند آواز میں بولا

سفیر سلطان کیا آپ کے والد بھی آپ کے اس کام میں شامل ہیں ؟..

سفیر سلطان کیا آپ کو فریم کیا جا رہا ہے ؟

میں تم سب پہ ہتک عزت کا دعوی کروں گا میں ایک عزت دار شہری ہوں تم لوگ مجھے اس طرح نہیں لے کر جا سکتے میں نے کہاناں میں نے یہ نہیں کیا... وہ اب زور زور سے چلا رہا تھا پولیس اسے اپنی گاڑی کی طرف لے کر جا رہی تھی

میں ایک ایک کو دیکھ لوں گا میں نے یہ نہیں کیا کیا تم لوگ پاگل ہو گئے ہو.... سفیر سلطان ہوں میں ... میں سفیر سلطان ہوں میں اپنی گاڑی میں چرس رکھوں گا وہ سرخ چہرے کے ساتھ غرا رہا تھا

ہاتھ کھولو میرے تم لوگ میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتے میں نے نہیں کیا یہ... چھوڑو مجھے ہاتھ کھولو میرے میں تم سب کو دیکھ لوں گا

وہ پولیس اہلکاروں کی معیت میں گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا ساتھ ساتھ بلند آواز میں چلا رہا تھا

کیمرے دھڑا دھڑ اسکی تصاویر اور ویڈیو اتار رہے تھے اسکا چہرہ آہانت سے بھر گیا تھا ایک اہلکار نے اسکو زبردستی پولیس موبائل میں بٹھادیا

وہ اب بھی چلا رہا تھا غرا رہا تھا بے یقینی سے اپنی صفائی دے رہا تھا دھمکا رہا تھا

مجھے نہیں لے کر جا سکتے تم میں سفیر سلطان ہوں ہاتھ کھولو میرے تم لوگوں نے مجھے فریم کیا ہے میں سفیر سلطان ہوں ہاتھ کھولو میرے ایک تصویریں لینا بند کرو تم دفع ہو جاؤ جاؤ... وہ بلند آواز میں چلا رہا تھا

وہ مزید بھی کچھ کہہ رہا تھا لیکن چلتی ہوئی پولیس موبائل میں اسکی آواز معدوم ہوتی جا رہی تھی

ذلت کیا ہوتی ہے آج سفیر سلطان کو یہ علم ہو ہی جائے گا

اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے عمر حیات مسکرایا

میرے چارہ گر کو نوید ہو صف دشمنا کو خبر کرو

وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا

وہ اتنی بلند آواز میں گنگنایا کہ کئی لوگوں نے اسے مڑ کر دیکھا تھا

اس نے ہاتھوں سے جیسے نادیدہ گرد جھاڑی تھی

اور اپنی گاڑی کے اندر بیٹھ گیا

گاڑی اپنی منزل کو جا رہی تھی جب عمر کا موبائل بجنے لگا اس نے موبائل نکال کر دیکھا

حسن سلطان کالنگ..

اس نے فورا کال پک کی

ہیلو.. اس نے ایک محتاط سا ہیلو کہا

کیا ہم مل سکتے ہیں؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا

عمر کو کچھ غیر معمولی ہونے کا احساس ہوا

تم کہاں ہو میں آجاتا ہوں جوابا حسن نے کچھ کہا تھاu

عمر نے بغیر کچھ کہے کال کاٹ دی

اسکا چہرہ اب حد سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا

تھوڑی دیر بعد اس نے اسی پارک کے آگے گاڑی روکی جہاں وہ کل حسن سے ملا تھا

گاڑی لاک کر کے وہ متلاشی نظروں سے اسکو ڈھونڈتا ہوا آگے آیا پھر اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی سامنے ہی ایک درخت کے کے نیچے وہ اسے بیٹھا نظر آیا

اس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی جس پہ خون کے دھبے تھے عمر دھک سے رہ گیا

تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اسکے پاس پہنچا حسن نے اسکو دیکھ کر سر اٹھایا

اسکی آنکھیں خشک تھیں ایسے جیسے قحط سالی کے بعد زمینیں خشک ہوتی ہوں

عمر خاموشی سے اسکے ساتھ بیٹھ گیا

کیا تم ٹھیک ہو؟..اس نے فکر مندی سے پوچھا

مجھے پیسے چاہییں اس نے سنجیدگی سے کہا

اسکے لہجے میں آج کچھ تھا کہ چونکا جائے کچھ ایسا کہ غور کیا جائے

کتنے ؟عمر نے یک لفظی سوال کیا

میں کمانا چاہتا ہوں کوئی پارٹ ٹائم جاب چاہیے کیا تم مجھے فیور دے سکتے ہو؟

تم مجھ سے لے لو

تم مجھے فیور دو گے یا نہیں؟اس نے سختی سے پوچھا

اوکے میں کل تک تمہارا کام کر دوں گا اب بتاؤ تمہارا کتا کہاں ہے ؟اوہ سوری تمہارا بیٹا اس نے ماحول کو ہلکا پھلکا بنانا چاہا لیکن یہ ایک بہت بری کوشش تھی

حسن چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا

مر گیا...اس نے عمر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بے تاثر لہجے میں کہا

وہ مر گیا اور میں اسکو بچا نہیں سکا اس نے میرے سامنے دم توڑ دیا

وہ عجیب لہجے میں بول رہا تھا عمر سانس روکے سنے گیا

اسکا خون بہہ رہا تھا بہت خون بہہ رہا تھا... اس نے مجھ سے کہا میں اسکو بچالوں.. مم میں نے اس سے کہا میں بچا لوں گا لیکن... وہ رکا

دھوپ رک گئی ہوا رک گئی دل بھی رک سا گیا

اور میں اسے نہیں بچا سکا میں نے اسے مرنے دیا کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں تھے کیونکہ میرے پاس میرا باپ نہیں تھا میری بہن نہیں تھی

وہ رو نہیں رہا تھا لیکن اسکی آواز اسکا چہرہ کسی کو بھی رلا سکتا تھا

تم کسی سے پیسے لے سکتے تھے تم کچھ کر سکتے تھے تم اسے مرنے کیسے دے سکتے ہو؟ عمر کی آواز میں ملامت تھی

میں نے مانگے تھے اس کی آواز بھرا گئی

میں نے شمس چچا سے پیسے مانگے تھے انہوں نے کہا اگر میں ان سے بھیک مانگوں گا تو وہ مجھے پیسے دے سکتے ہیں

میں نے نہیں مانگی کیا مجھے مانگنی چاہیے تھی؟

عمر رک گیا اسکو لگا جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے لیا ہو

بتاؤ نہ کیا مجھے بھیک مانگنی چاہیے تھی اسکا لہجہ رندھ گیا

کیا مجھے انگلی سے سینے پہ دستک دی

حسن معراج کو بھیک مانگی چاہیے تھی؟

عمر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

میں نے پوچھا کیا مجھے بھیک مانگنی چاہیے تھی؟وہ پوری قوت سے دھاڑا

اسکا چہرہ اسکی آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں

عمر چند ثانیے اسے دیکھتا رہا

ہاں تمھیں مانگ لینی چاہیے تھی اگر تمھارے جھکنے سے اسکی زندگی بچ جاتی تو تمھیں بھیک مانگ لینی چاہیے تھی

اسکا لہجہ جتاتا ہوا تھا

حسن نے نظریں جھکا لیں

اب کے آنکھوں سے آنسو بھی بہہ نکلے

برونو دو ماہ کا تھا جب میں اسے خرید کر لایا تھا

اس نے زمین کو دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا

میں نے اسکا بہت خیال رکھا اسکا کھانا پینا سونا جاگنا سب چیزوں کا بہت خیال رکھا جب وہ ایک سال کا ہوا تو بابا نے مجھے کہا کہ اب یہ اپنا خیال رکھ سکتا ہے اسکو گھر سے نکالو میں اڑ گیا میں نے ضد پکڑ لی کہ برونو میرے ساتھ رہے گا

بابا نے مجھے کہہ دیا کہ یا تو برونو گھر کے باہر رہے گا یا پھر وہ اسے دوبارہ وہیں چھوڑ آئیں گے جہاں سے لائے تھے

عمر یک ٹک اسکو سنے گیا ایک دن میں گھر پہ نہیں تھا برونو بابا کے کمرے میں گھس گیا بابا کو غصہ آگیا انہوں نے اسکو جھڑک دیا اور کہا کہ آئندہ گھر کے اندر مت آنا

حسن رکا آواز گلے میں پھنس گئی آنسو تیزی سے بہنے لگے

اور جب میں گھر آیا تو برونو دروازے پہ بیٹھا تھا اس دن میں نے اسے اندر لے جانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہیں گیا وہ اعلی نسل اور باوقار تھا وہ دوبارہ کبھی سلطان منزل نہیں آیا میرا برونو میرا بیٹا دھت کاری ہوئی جگہ پہ دوبارہ نہیں گیا اسکے کچھ دنوں بعد بابا اچھے موڈ میں تھے انہوں نے خود سے برونو کا کھانا بھرا اور اسکے سامنے رکھا مجھے آج بھی یاد ہے برونو سارا دن بھوکا رہا لیکن اس نے وہ کھانا نہیں کھایا

حسن نے ہچکی لی تھی

کیا میں اتنے باوقار جانور کو اتنی بے وقار زندگی دے سکتا تھا؟ کیا میں اسے بھیک میں ملی ہوئی زندگی دے سکتا تھا ۔؟؟ میں نہیں دے سکتا تھا میں دے ہی نہیں سکا

وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگا

میں اسے عزت سے مرنے دے سکتا تھا لیکن ساری زندگی کی ذلت نہیں دے سکتا تھا میں یہ نہیں کر سکا میں اسے نہیں بچا سکا میں اسے نہیں بچا سکا وہ بری طرح رو رہا تھا

وہ جب چلتا تھا تو گردن اٹھا کر چلتا تھا میں کیسے ساری زندگی کے لئے اسکی گردن جھکا دیتا؟

وہ جب کسی کو دیکھتا تھا تو آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈال کر دیکھتا تھا میں کیسے اسکی آنکھوں کو جھکنے دے دیتا

اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں لیکن وہ کہے جا رہا تھا

کل جب اس نے تمھارے گھٹنے پہ سر رگڑا تھا میں نے تم سے کہا تھا وہ تمھیں پسند نہیں کرتا میں نے جھوٹ بولا تھا وہ ایسا تب کرتا تھا جب کسی کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا وہ کبھی ہالے کے ساتھ بھی ایسا نہیں کرتا تھا میں جیلس ہو گیا تھا میں نے جھوٹ بول دیا

عمر بس خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا

اس رات جب بابا مر گئے میں بلکل اکیلا تھا مرے ساتھ کوئی نہیں تھا کوئی بھی نہیں کسی کو حسن یاد نہیں تھا نہ اماں کو نہ میری بہن کو اور نہ کسی اور کو لیکن میرے بیٹے کو یاد تھا کہ اسکا کوئی مالک بھی ہے اس رات وہ میرے کمرے میں آیا تھا اس نے اپنی انا ایک طرف رکھی اور میرے کمرے میں آیا وہ ساری رات میرے پاس بیٹھا رہا میرے ساتھ جاگتا رہا وہ روتے ہوئے بتا رہا تھا عمر خاموشی سے سنتا رہا

حسن کے رونے میں مزید تیزی آتی گئی

وہ ایک منٹ بھی نہیں سویا عمر اس رات اگر برونو نہ ہوتا تو غم سہتے سہتے حسن بھی مر جاتا میں اسے گلے لگا کر سو گیا تھا تھا جب صبح ہوئی اور میں نے اسے کھانا دیا اس نے نہیں کھایا اس نے ایک نوالا بھی نہیں کھایا وہ میرے لئے آیا تھا لیکن وہ اپنی عزت کرتا تھا میں اس عزت دار جانور کو کیسے بے عزت کر سکتا تھا میں ایسا کیسے کر سکتا تھا

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا

اس نے ایک بار بھی اسکو چپ نہیں کروایا

کافی دیر تک روتے روتے وہ خود بھی تھک گیا تھا

اب وہ سیدھا ہوا اپنی آنکھیں صاف کیں

کافی دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی

اسے کس نے مارا عمر نے سارے وقت میں ایک ہی سوال کیا تھا؟

حسن کی آنکھوں میں تنفر بھر گیا

سفیر سلطان ہمارے گھر میں گنز بس سفیر کے پاس ہیں وہ گنز کا شوقین ہے کل رات جب تم مجھے گھر چھوڑ کر گئے تھے تب اس نے مجھ سے پوچھا تھا میں کہاں گیا ہوں میں نے جھوٹ بول دیا کہ میں برونو کو واک پہ لے گیا تھا اس نے مجھے تمھارے ساتھ جاتے دیکھا تھا وہ مجھ سے لڑا تھا اس نے کہا تھا کہ اب نہ برونو ہو گا نہ تم اسکی واک کے بہانے اس سے ملنے جاؤ گے

حسن نے تفصیلی جواب دیا

عمر اٹھ کھڑا ہوا

حسن نے آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا ان آنکھوں میں واضح خوف تھا اکیلا رہ جانے کا خوف لیکن کیا عمر اسے چھوڑ کر جا سکتا تھا؟

آؤ تمھیں ایک جگہ لے چلوں اس نے حسن کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلا دی

حسن نم آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا

میں تھانے نہیں جاؤں گا اس نے اٹھتے ہوئے کہا البتہ عمر کا ہاتھ نہیں تھاما

کیوں کیا تم نے آٹھ آٹھ قتل کرنے والے لوگ نہیں دیکھ رکھے ؟ کیا تم نے ڈاکو چور اور ہر قسم کے مجرم نہیں دیکھ رکھے تم نے تو فیری ٹیلز کی بجائے مجرموں کی داستانیں سن رکھی ہیں نہیں ؟ وہ طنز سے باز نہیں آیا حسن بغیر کچھ کہے اسکے سامنے سے نکل کر آگے بڑھ گیا

عمر بڑبڑاتے ہوئے اسکے پیچھے گیا تھا

تھانے کی کوٹھڑی کیسی ہوتی ہے آج سفیر کو اچھی طرح اندازہ ہو رہا تھا وہ ملکی غیر ملکی بزنس مینز کے ساتھ ملتا رہتا تھا انکا اٹھنا بیٹھنا انکے جسم سے اٹھتی خوشبوئیں انکا بولنا اسے آج بری طرح یاد آ رہا تھا جس سیل میں اسے بند کیا گیا تھا وہاں تین اور لوگ بند تھے انکے جسموں سے۔ بدبو کے بھبھوکے اٹھ رہے تھے وہ جب بات کرتے تھے تو انکے منہ سے گالیاں نکلتی تھیں سفیر نے جتنی گالیاں آج انکے منہ سے سنی تھیں وہ اس نے پوری زندگی میں کبھی نہیں سنی تھیں

اسکے برانڈڈ جیل سے جمے بال پسینے سے اسکے ماتھے پہ چپک گئے تھے

ڈیڑھ لاکھ کا سوٹ اس وقت اسکے لئے سفید ہاتھی ثابت ہو رہا تھا اس نے کوٹ اتار کر ایک طرف رکھا تھا جس پہ اس کے "سیل میٹس" کھانا کھا رہے تھے

سفیر نے بے بسی بھرے غصے سے انکو دیکھا تھا کہ وہ اس وقت ان سے بحث نہیں کر سکتا تھا

وہ اے سی کا عادی تھا اور جس سیل میں اسکو رکھا گیا تھا وہاں پنکھا تک نہیں تھا اسکا سارا جسم جل رہا تھا اسکے چمکتے بوٹوں میں مقید پیر اس وقت جیسے جلتے ہوئے توے پہ رکھے گئے تھے

اسے ان سب کی پرواہ نہ ہوتی اگر اس وقت وہ خبروں کی زینت نہ بنا ہوا ہوتا بات یہ نہیں تھی کہ اسکی سوسائٹی میں سب saint تھے سب سفید تھے اؤنہوں ان سب پہ مقدمات تھے ان سب پہ چارجز تھے لیکن ان میں سے کسی پہ بھی چار کلو چرس کا مقدمہ نہیں تھا

یہ ذلت تھی نری ذلت

جتنا بڑا اور ہائی پروفائل کیس اتنا مقام اتنی عزت جتنا چھوٹا اور گھٹیا کیس اتنی ذلت اتنی سبکی

آج سفیر کو ذلت کے سہی معنی پتا چلے تھے

اوہ خدایا وہ یہاں سے نکل کر کیسے کسی کا سامنا کر سکے گا؟

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا اب تو یہ خبر سارے شہر میں پھیل چکی ہوگی آج اسکی ایک چائینز کمپنی کے ساتھ میٹنگ تھی شمس نے انکو کیا جواب دیا ہوگا اسکی غیر موجودگی نے اسے کتنا غیر پروفیشنل ظاہر کیا ہوگا؟

وہ نیچے بیٹھ گیا

گندے مٹی والے فرش پہ بیٹھ گیا

اسکا دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا اسکی ساکھ مٹی میں مل گئی تھی لوگ تانے کسیں گے باتیں کریں گے پہلے اسکی منگیتر کا شادی سے بھاگ جانا پھر اسکے چچا کا قتل اور اب ایک نیا عذاب ؟

اس نے اپنی دونوں ہاتھوں کو اپنے سامنے کیا اسکی کلائیوں پہ سرخ نشان بن گئے تھے ہتھکڑی کے نشان اسے آج ایک بار پھر ان ہاتھوں سے نفرت محسوس ہوئی

یہ وہی ہاتھ تھے جن سے اس نے اپنے تایا کا قتل کیا تھا کاش اس دن اس نے خود پہ قابو پا لیا ہوتا اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا

گرمی.... جلن.. دھوپ.. ذلت.. گلٹ یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا

اسی وقت اسے بھاری بوٹوں کی دھمک اپنے قریب آتی محسوس ہوئی اس نے سر نہیں اٹھایا وہ اسی طرح اکڑوں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا رہا

یکدم شور بڑھ گیا تھا اسی شور میں اسے اپنے باپ کی آواز سنائی دی

یہ آواز کسی بھی اولاد کے لئے ڈھارس ہوتی ہو گی دلاسا ہوتی ہو گی لیکن سفیر کے لئے نہیں اسے یہ آواز نہیں پسند تھی اسے یہ آواز اذیت دیتی تھی

سفیر نے سر نہیں اٹھایا وہ کہیں دور چلا گیا کسی اور وقت میں بہت پیچھے

ڈیڈ یہ دیکھیں نعیم نے کس طرح میری سائیکل کو توڑ دیا ہے یہ اب ٹھیک سے چل بھی نہیں رہی دس سالہ سفیر لان میں بیٹھے شمس سلطان کو اپنی ٹوٹی ہوئی سائیکل دکھا رہا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

تو میں کیا کروں؟..وہ بری طرح دھاڑے تھے

سفیر سہم کر دور ہٹا

دفع ہو جاؤ یہاں سے جاؤ اپنی اسی گھٹیا ماں کے پاس آئندہ اپنی منحوس شکل لے کر میرے پاس مت آنا جاؤ دفع ہو جاؤ وہ چنگھاڑ رہے تھے

سفیر آنکھوں میں خوف لئے انکو دیکھتا رہا اسکا رواں رواں کانپ رہا تھا

ڈیڈ مت کہو مجھے پتہ نہیں میرا بیٹا ہے بھی یا نہیں.. اسکے باپ نے کبھی اس سے کسی آئیڈیل باپ کی طرح محبت نہیں کی تھی لیکن وہ خاموشی سے اسکی شکایات سن لیتے تھے وہ ضد کرتا تو مان لیتے تھے وہ ہنستا تو اسکے ساتھ کبھی کبھی مسکرا دیتے تھے

لیکن آج پہلی بار انہوں نے اسکو جھڑکا تھا اور بہت بری طرح جھڑکا تھا

اسے بس اتنا پتہ تھا کہ اسکا باپ اپنے کسی دوست کے ساتھ ایک ہوٹل گیا تھا لیکن واپسی پہ وہ اسکی ماں کو ساتھ لایا تھا اسے اپنی ماں کا لٹھے کی مانند سفید چہرہ یاد تھا اسے اپنے باپ کا طیش سے سرخ چہرہ بھی یاد تھا لیکن اسے وجہ نہیں پتہ تھی اس دن کے بعد سے اسکا باپ چڑچڑا ہو گیا تھا نہ اسے اپنے پاس آنے دیتا نہ خود اسکے قریب جاتا وہ ضدیں مانناوہ ہلکی مسکراہٹیں وہ سب کہیں دور کھو گیا

اگلا منظر ایک کمرے کا تھا بیڈ پہ شمس سلطان بیٹھے کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے

تیرہ سالہ سفیر اپنے گھر آئے کسی مہمان کے بچے کی گھڑی اپنے باپ کو دکھا رہا تھا

ڈیڈ مجھے یہ پسند ہے یہ مجھے بھی چاہیے آپ مجھے دلوا دیں گے ؟مہمان بچہ اسکے ساتھ کھڑا تھا سفیر کے چہرے پہ ایک آس تھی

شمس نے ناگواری سے اسکو دیکھا

میں نے تم سے کتنی دفع کہا ہے میرے سامنے مت آیا کرو مجھے تمہاری شکل نہیں پسند تمھیں دیکھنا نہیں پسند آخر تم اتنے ڈھیٹ کیوں ہو ؟

وہ دبا دبا سا غرائے تھے

سفیر کو بے اختیار اس مہمان بچے کے سامنے سبکی کا احساس ہوا

بلکل اپنی ماں پر گیا ہے گھٹیا ماں کی گھٹیا اولاد انہوں نے ایسی حقارت سے کہا کہ سفیر کا دل ڈوب گیا

منظر ایک بار پھر بدلہ تھا

لاؤنج کے صوفے پہ بیٹھے شمس سلطان چہرے کے آگے اخبار پھیلائے بیٹھے تھے

سولہ سالہ سفیر جھجھکتا ہوا اندر آیا کافی دیر تک وہ انکے قریب کھڑا سوچتا رہا کہ بات کہاں سے شروع کرے اب وہ اپنے باپ کے سامنے بہت کم جاتا تھا اسے جانے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اسکے ہر کام کے لئے اسکے بڑے پیاتھے لیکن جو کمی باپ پوری کر سکتا ہی وہ کوئی چچا یا ماموں نہیں کر سکتا

کچھ بولو گے یا پھر اسی طرح میرے سر پہ سوار رہو گے ؟انہوں نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر پوچھا

وہ اب اس پہ چلاتے نہیں تھے نہ غصہ کرتے تھے وہ بس اب اس سے لا تعلق رہتے تھے اسکی موجودگی سے بے خبر اسکے معمولات سے بے نیاز سفیر کو یہ بے رخی زیادہ کھلتی تھی

وہ اسے ڈانٹتے تھے غصہ کرتے تھے لیکن کم از کم بات تو کرتے تھے انکی یہ لا تعلقی سفیر کا دل بری طرح زخمی کرتی تھی

مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے بلاخر اس نے کہہ ڈالا دل زور سے دھڑکا تھا

بولو.. وہی بے تاثر جذبات سے عاری لہجہ

چہرے پہ ویسی ہی سختی اور کرختگی

میں نے کالج میں ٹاپ کیا ہے وہ انکے پاس بیٹھتے ہوئے بولا

چہرہ پہ ایک آس سی پھیلی کی کہ شاید وہ اسکی کوئی تعریف کر دیں

جانتا ہوں کوئی تیر نہیں مارا تم نے ہمارے خاندان کا ہر بچہ ہی extra ordinary ہے ٹو دی پائنٹ بات کرو آخر میں انکا لہجہ بے زار ہو گیا

سفیر کی آنکھوں میں ایک زخمی سا تاثر ابھرا

لیکن وہ سلطان تھا اسے بھرم رکھنا آتا تھا

کل ہمارے کالج میں price distribution (انعامات کی تقسیم)

ہے سب کے پیرنٹس آرہے ہیں ممی نہیں چل سکتیں انہیں کسی پارٹی میں جانا ہے آپ چلیں گے ساتھ ؟

اس نے دھکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا

میں مصروف ہوں انہوں نے بغیر نظریں اٹھائے ٹکاسا جواب دیا

سفیر کے دل کو دھکا سا لگا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری

لیکن کل تو سنڈے ہے ڈیڈ میں نے آپ کے سیکریٹری سے آپ کا scheduled معلوم کیا ہے آپ کل فری ہیں وہ نرم لہجے میں مودب سا کہہ رہا تھا

تو اب تم میری جاسوسی کرو گے ؟ انکا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا

آنکھوں میں عجیب سرد مہری دوڑ گئی

میری جاسوسی کرنے سے بہتر ہے اپنی ماں پہ نظر رکھو اور اگر اتنا ہی شوق ہے کسی کو ساتھ لے کر جانے کا تو بھائی جان کو لے جاؤ

لیکن میرے باپ اپ ہیں آخر آپ کہیں میرے ساتھ کیوں نہیں جاتے ؟ وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا

وہ اپنے باپ کی بے رخی سہتے سہتے تھک گیا تھا

شمس ذرا سا آگے کو ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھا اس وقت انکی آنکھوں میں کوئی جذبہ نہیں تھا یہ آنکھیں سرد تھیں برفیلی سرد انکا چہرہ اس وقت سفیر کو اجنبی لگا

جانا چاہتے ہو میں تمھارے ساتھ کیوں نہیں جانا چاہتا؟ کیوں مجھے تمہاری شکل تک دیکھنا پسند نہیں؟ کیوں میں تمھیں اپنے ارد گرد برداشت نہیں کر پاتا؟

سفیر کا سر خود بخود اثبات میں ہلا تھا

کیونکہ میں تم سے اور تمہاری ماں سے سخت نفرت کرتا ہوں

سفیر کے دل پہ جیسے کسی نے چھری پھیر دی ہو

میں تمھارے ساتھ کسی تقریب میں اس لئے نہیں جاتا کہ اگر وہاں کوئی تمھارے نام کے ساتھ میرا نام جوڑے گا تو مجھے خود سے گھن آئے گی میں نہیں چاہتا کہ تم میرے بیٹے اور میں تمھارے باپ کی حیثیت سے جانا جاؤں

دل میں گھونپی چھری جیسے کسی نے نکال کر ایک بار پھر پوری قوت سے اندر گھسیڑ دی تھی

اپنی شکل دیکھو سفیر دیکھو خود کو اپنی آنکھیں اپنا ناک اپنا چہرہ دیکھو کیا ہے تمھارے پاس میرے جیسا؟ کیا ہے جس سے تم ثابت کر سکو کہ تم میرے بیٹے ہو؟ انکا لہجہ ٹھنڈہ تھا برف جیسا ٹھنڈہ

میں آپ کا بیٹا ہوں ڈیڈ اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑائے تھے

جس دن ثابت کر دو تم میرے بیٹے ہو اس دن آجانا میں تمھیں قبول کر لوں گا اب اپنی شکل گم کروانہوں نے نخوت سے کہہ کر منہ موڑ لیا تھا

سفیر شل سا بیٹھا رہ گیا

کیا نیا گل کھلایا ہے تم نے؟ اپنے باپ کی کرخت آواز پہ وہ حال میں واپس آیا تھا

اس نے تھکی تھکی نظریں اٹھا کر انکو دیکھا

وہ آج بھی ویسے ہی تھے اجنبی ... بے رحم

لیکن یہ سولہ سالہ سفیر نہیں تھا یہ اکتیس سالہ مرد تھا آج اسے کسی پرائز ڈسٹریبیوشن میں اپنے باپ کو لے کر جانے کی ضرورت نہیں تھی آج وہ اکیلا بیرون ملک سفر کرتا تھا ایوارڈز لیتا تھا سراہیا جاتا تھا آج وہ اپنے باپ کی سخت باتوں سے اپنا دل زخمی نہیں کرتا تھا آج وہ ان باتوں کو دل کی قبر میں دفن کر کے اپنے پیروں پہ اٹھ کھڑا ہوتا تھا جس طرح ابھی کھڑا تھا

وہ تھوڑی دیر پہلے والا سفیر نہیں تھا مایوس تھکن زدہ مستقبل کے خوف سے مایوس اسکے کندھے اٹھے ہوئے تھے گردن میں جیسے سریا آگیا ہو اور چہرہ اتنا ہی بے تاثر جیسے کہ اسکے باپ کا

میں نے وہی گل کھلائے ہیں جو آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں کھلائے تھے تین بار تھانے جا چکے ہیں آپ یہ جگہ کوئی نئی تو نہیں ہو گی ؟ اسکے لہجے میں ویسا ہی زہر تھا جیسا کچھ سال قبل اسکے باپ کے لہجے میں ہوا کرتا تھا

کون کہتا تھا وہ انکا بیٹا نہیں ہے ؟

بکومت .. تمھیں اندازہ بھی ہے کمپنی کی ساکھ کتنی بری طرح متاثر ہو گی ؟ اندازہ ہے ہمارے شئیرز کتنے گر جایئں گے اور اندازہ ہے کہ کس طرح سر اٹھا کر چلو گے لوگ لعنت بھیجیں گے تم پہ وہ دبا دبا غرا رہے تھے

سفیر استہزائیہ مسکرایا

کمپنی کی ساکھ کس نے بنائی ؟ میں نے اس نے انگلی سے سینے پہ دستک دی ✸

آنکھوں میں ایک بار پھر فاتح ہونے کا غرور آگیا

کمپنی کے شیئرز کس کی وجہ سے بکتے ہیں میری وجہ سے کمپنی کے ساتھ ڈیلز کیوں کی جاتی ہیں میری قابلیت کی وجہ سے

وہ سرخ آنکھیں لئے انکے کان کے قریب غرارہا تھا کمپنی میں لوگ انویسٹمنٹ کیوں کرتے ہیں میری وجہ سے

سو آپ شمس سلطان آپ کمپنی کی فکر چھوڑ دیں اسکے لئے سفیر سلطان موجود ہے

اور جو ذلت آئے گی وہ میرے حصے میں ہو گی جس طرح آج تک میری کامیابیوں پہ میرا حق تھا صرف میرا آپ کو تب میرا ڈیڈ کہلوانا پسند نہیں تھا آج مجھے آپ کو اپنا باپ کہلوانا پسند نہیں ہے

آخری بات اس نے کس دل سے کہی تھی وہی جانتا تھا کہتے ہوئے دل ہزار بار ٹوٹا تھا

لیکن وہ سلطان تھا اسے بھرم رکھنے آتے تھے

شمس چند لمحہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھتے رہے

وہ اب کوئی سولہ سالہ بچا نہیں تھا اب وہ انکے قد کو آنے لگا تھا

اگر ایسا ہی ہے تو میں کیوں کروں تمہاری مدد تم خود کیوں نہیں آجاتے باہر ؟ میں تمہارا باپ تو نہیں ہوں ناں ؟

سفیر مسکرایا سرد مسکراہٹ

آپ میری مدد اس لئے کریں گے کیونکہ میں یوسف سلطان کا پوتا ہوں انکی جان انکا محبوب پوتا اگر آپ نے مجھے ابھی اسی وقت یہاں چھوڑ کر جائیں گے تو شام تک میں نکل ہی آؤں گا لیکن میں آپ کو آپ کا مستقبل بتا دوں

وہ انکی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

میں یہاں سے نکلنے کے بعد کرو گا یہ کہ میں ایک پریس کانفرنس بلا کر آپ کی کمپنی چھوڑنے کا اعلان کروں گا اسکے بعد میں اپنی اسلام آباد والی کمپنی سنبھال لوں گا میں سیٹل ہو جاؤں گا لیکن آپ کو پتہ ہے آپ کا کیا ہو گا؟

اسکے لہجے میں سفاکیت آگئی

آپ کی نا قابلیت نااہلی سے سارا جہاں واقف ہے پھر ہو گا یہ کہ

کوئی بھی کمپنی آپ کے ساتھ ڈیلز نہیں کریں بیرون ملک سے آپ کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہو گا لوگ آپ کے ساتھ انویسٹ نہیں کریں گے اور جو لوگ انویسٹ کر چکے ہیں انہیں میں آپ کی آنکھوں کے آگے سے اپنی طرف کر لوں گا میں آپ کی کمپنی کے بیگز جوتے اور باقی ساری چیزیں جو کچھ بھی ہمارے پاس بنتا ہے میں ان سب کو ایک خراب مٹیریل سے بننے والا سامان قرار دلوا دوں گا آپ کی کمپنی پہ کوئی تھوکے گا بھی نہیں آپ کا دیوالیہ نکل جائے گا آپ سڑکوں پہ بیٹھ کر روئیں گا اور میں

وہ مسکرا آواز ہلکی کر لی

میں سفیر سلطان حکومت کروں گا کیونکہ میں اسی لئے بنا ہوں

اس نے بازو سینے پہ باندھ لئے اور دو قدم پیچھے کو ہوا

شمس چبھتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

کون کہتا تھا وہ انکا بیٹا نہیں ہے ؟

سو اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اسی طرح کٹھ پتلی بن کر ہی سہی لیکن راج کرتے رہیں تو مجھے یہاں سے نکالیں

شمس چند ثانیے اسکو گھورتے رہے پھر بغیر کچھ کہے واپس پلٹ گئے

اب وہ اسے اپنے لفظوں کی مار نہیں مار سکتے تھے اب وہ انکی جان کو آنے لگا تھا

گاڑی جہاں رکی وہ جگہ ایک سفید "محل" سے کم نہیں تھی

حسن اور عمر اپنی طرف سے اتر کر نیچے آئے حسن کی آنکھیں جیسے چندھیا سی گئیں

وہ ایک تین منزلہ لمبے رقبے پہ پھیلی سفید عمارت تھی جیسے کوئی ہاسٹل ہوتا ہو یا جیسے کوئی رہائشی بلڈنگ لیکن یہ نہ کسی ہاسٹل کی طرح شور کرتی تھی نہ کسی رہائشی عمارت کی طرح گندی یہ ایک صاف ستھری خاموش سی عمارت تھی لیکن اسکی ایک شان تھی یہ لوگوں کو مجبور کرتی تھی کہ اسے رک کر دیکھا جائے اس عمارت کے چاروں

طرف مختلف بیلیں لگی تھیں سو اس لحاظ سے اس عمارت میں لگا دوسرا رنگ سبز تھا اس عمارت کے بیچ و بیچ ایک بڑی سی تختی لگی تھی جس پہ جلی حروف میں heaven (جنت) لکھا تھا گاڑی وہیں باہر کھڑی کر کے وہ دونوں اندر کی جانب جانے لگے بڑا سا سیاہ دروازہ پار کر کے اندر آؤ تو ایک عمارت تک جانے کے لئے ایک پتھریلی روش بنی تھی جس کے دونوں اطراف میں سبز گھاس اگی تھی تا حد نگاہ پھیلی گھاس کیاریوں میں مختلف قسم کے پھول اور پودے ذرا ذرا سے فاصلے پہ بچوں کے لئے جھولے لگے تھے لیکن اس وقت وہاں کوئی ذی روح نظر نہیں آتا تھا ذرا فاصلے پہ کھڑی عمارت سے آتی آوازیں اس بات کی گواہ تھیں کہ اس وقت بچوں کا اسکول ٹائم تھا

یہ کیسی جگہ ہے؟ حسن نے کھوئے کھوئے انداز میں پوچھا

عمر چلتا رہا

کیا تم یہاں نہیں آئے؟

اؤنہوں میں کبھی نہیں آیا مجھے نہیں پتہ تھا بابا اتنا orphanage چلاتے ہیں مجھے لگا تھا کوئی چھوٹا سا گھر ٹائپ کوئی جگہ ہو گی وہ اب بھی چاروں طرف گھوم گھوم کر ایک ایک جگہ کا جائزہ لے رہا تھا

یہ جگہ اب کس کی ہے؟ اس نے ایک مناسب فاصلے پہ بنے ہیون ہسپتال کو اپنی چھوٹی کی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

تمہاری..

حسن نے مڑ کر تعجب سے اسکو دیکھا

عمر نے اثبات میں سر ہلایا

ہاں تمہاری یہ جگہ تمہاری اور تمہاری بہن کی ہے تمھارے بابا کے بعد تم دونوں لیگل وارث ہو یہ تمہارے باپ کا ایمپائر تھا لیکن اب یہ تمہارا ہے یہ بچے تمہارے باپ کی اولاد تھے لیکن اب تم ان سب کے باپ ہو انکے مسیحا انکے گارجین

حسن اب تک حق دق سا کھڑا تھا

میں .. میں کیسے میں ابھی بہت چھوٹا ہوں . میں کیسے وہ جیسے اب تک اسکے الفاظ جذب نہیں کر پا رہا تھا

ذمہ داریوں کے تاج عمر نہیں دیکھا کرتے جب تم اپنے باپ کے گھر پہ حق جمانے کے لئے چھوٹے نہیں ہو جب تم انکے اکاؤنٹ سے پیسے نکلوانے کے لئے چھوٹے نہیں ہو تو تم انکے چھوڑے ہوئے ادھورے کاموں یا پھر انکے شروع کئے ہوئے نیک کاموں کے لئے چھوٹے کیسے ہو سکتے ہو ؟

تم پہ یہ ذمہ داری تھوپی نہیں جائے گی تم وقت لو سوچو اور پھر بتانا اگر تم دل سے یہ کام کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ابھی عمر حیات زندہ ہے

وہ نرمی سے کہہ کر پتھریلی روش پہ آگے بڑھنے لگا حسن گم سم سا اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگا

اب عمر کا رخ معراج سلطان کے آفس کی طرف تھا

یہ آفس پہلی منزل میں بنا تھا لکڑی کا بڑا سا دروازہ پار کر کے وہ دونوں اندر آئے یہ آفس وہ نہیں تھا جہاں دس سال پہلے عمر حیات نے اپنی ساری سیونگز دان کی تھیں

یہ مختلف تھا بہت مختلف کمرے کے وسط میں رکھی اعلی سی میز اسکے پیچھے جھانکتی پاور چیئر اور اسکے پیچھے دیوار پہ لگی ایک بڑی سی تصویر جس میں دو لوگ مسکرا رہے تھے

دونوں کی آنکھیں سیاہ تھیں چمک دار بے ریا معصوم خوبصورت دل میں گھر کرنے والی ان دونوں مردوں کے نقوش مختلف تھے لیکن انکی آنکھیں ایک تھیں

کیا تم بابا کے بیٹے ہو؟ حسن تصویر پہ نظر جمائے بے دھیانی میں بول گیا

گدھے میں تمہارا بہنوئی ہوں عمر نے ضبط سے جواب دیا

حسن گڑبڑا سا گیا چہرہ خفت زدہ ہو گیا

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

میرا یہ مطلب نہیں تھا.. تم انکے اتنے قریب کیسے تھے؟

اس وقت اسے سفیر سلطان منزل برونوہالے سب بھولا ہوا تھا وہ جیسے ایک الگ ہی دنیا میں آ گیا تھا

پہلے مجھے آپ کہو پھر بتاؤں گا وہ ایک طرف رکھے صوفے پہ بیٹھتا ہوا مزے سے بولا

حسن نے ناک بھنویں چڑھالیں

مر کر بھی نہیں بولوں گا وہ جل کر بولا

عمر نے کندھے اچکا دیئے

میں وہ پہلا آدمی ہوں گا جو اپنی بیوی سے تعلقات درست کرنے کی بجائے دو ماہ ہوں سسے اسکے بھائی کو منا رہا ہوں وہ ہلکا سا بڑبڑایا

میں سن رہا ہوں حسن بلند آواز میں بولا

اوہ عالی جاہ آپ نے سن لیا اب میرا کیا ہو گا دیکھیں میری زبان مت کاٹیے گا خدا کے لئے میری جان بخش دیجئے میں سر گڑ گڑ کر آپ سے معافی کا طلبگار ہوں وہ اس انداز سے بولا کہ حسن بے اختیار ہنس پڑا

اسکو ہنستے دیکھ عمر بھی مسکرایا

میں یہاں دس سال پہلے آیا تھا عمر نے تصویر پہ نظریں جمائے بولنا شروع کیا جج صاحب میری ماں کے سینئر تھے کچھ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا اسکے بعد سے یہ جگا میرا گھر ہے جج صاحب اور میں بہت اچھے دوست تھے ہم دونوں کو دس سال کسی اور کی ضرورت نہیں پڑی ہم ایک دوسرے کے لئے کافی ہوتے تھے

وہ خاموش ہو گیا جب تک آپ نہیں بولے گا تب تک اتنا تعارف کافی تھا

تمہارا پورا نام کیا ہے ؟ حسن جیسے کچھ یاد آنے پہ پوچھ بیٹھا

عمر حیات خان

کیا تم نفیسہ حیات کے بیٹے ہو ؟ وہ یکدم پر جوش ہو گیا تھا

عمر چونک گیا

ہاں لیکن تمھیں کیسے پتہ ؟

بابا نے بتایا تھا انکے بارے میں اوہ تم نفیسہ حیات کے بیٹے ہو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا وہ جیسے خوشگوار حیرت سے کہہ رہا تھا

تمھیں تمھارے آسٹاف سے ملواؤں ؟ عمر نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا

کیا میرا اسٹاف ؟ وہ ہر بات پہ بچو کی طرح خوش ہو رہا تھا

عمر اپنی جگہ سے اٹھا حسن کو کہنی سے تھاما

حسن خاموشی سے اسکو دیکھے گیا

عمر اسی طرح اسکا بازو پکڑے اسکو میز کی دوسری جانب سے لے کر گیا اور پاور چیئر کے سامنے کھڑے ہو کر اشارہ کیا

حسن نے گھبرائی آنکھوں سے اسکو دیکھا

عمر نے پلکیں جھپکا کر جیسے اسکو تسلی دی

وہ کرسی کے ہتھے پہ اپنی انگلیاں پھیر تا رہا جیسے اپنے باپ کا لمس محسوس کر رہا ہو اسے بیک وقت اس کرسی سے محبت اور رعب دونوں محسوس ہوئے یہ کرسی اسکے اسکول کی کوئی عام کرسی نہیں تھی یہ ذمہ داری تھی کیا حسن اس کے قابل تھا؟

وہ مڑا عمر کی آنکھوں میں دیکھا

میں ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہوں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے میں یہاں صرف اپنے آپ کو بڑا اور طاقتور سمجھنے کے لئے یا پھر اپنی چند منٹ کی خوشی کے لئے نہیں بیٹھ سکتا میں یہاں ایک سنیپ یا پھر کسی انسٹاگرام کی سٹوری کے لئے بھی نہیں بیٹھوں گا

میں یہاں آسٹاف کو اپنے سامنے جی حضوری کروانے کے لئے یا پھر چائے کافی کے آرڈر دینے کے لئے بھی نہیں بیٹھوں گا

اس نے ہتھیلی سے نم ہوتی آنکھیں رگڑیں

میں یہاں تب بیٹھوں گا جب میرا دل ریاکاری سے پاک ہو گا جب میرا دل خوش آمد سے آزاد ہو گا جب میرے دل میں برتری کی خواہش نہیں ہو گی جب میں یہاں رہنے والی بچے اور لوگوں کو سمجھوں گا میں اپنے باپ کی جاگیر پہ بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہوں میں اپنا کما سکتا ہوں مجھے اپنے باپ کی وراثت سے فرق بنہیں پڑتا نہ مجھے اس کا لالچ ہے یہ تاج میرے سر پہ میری مرضی کے بغیر آیا ہے لیکن اسے پہنے رکھنا یا اتار کر کسی حقدار کو پہنانا یہ مرا فیصلہ ہو گا میں یہ کام بابا کے لئے نہیں کروں گے نہ میں یہ کام اپنے لئے کروں گا میں اگر یہ کام کروں گا تو صرف اللہؓ کے لئے کروں گا اور مجھے اس سب کے لئے وقت چاہیے

وہ سادگی سے کہہ کر سامنے والے صوفے پہ جا بیٹھا

عمر نے فخریہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

وہ صرف اپنے باپ کی طرح دکھتا نہیں تھا وہ اپنے باپ جیسا خوبصورت دل بھی رکھتا تھا

تھوڑی دیر بعد ان دونوں کو بے تحاشا شور و غل کی آواز آئی یہ اشارہ تھا کہ ساتھ والی بلڈنگ کے اسکول کی چھٹی ہو گئی تھی اور اب بچے شور مچاتے دوڑتے بھاگتے اپنے گھر ہیون آ رہے تھے ان دونوں عمارتوں میں فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا البتہ ہیون ہسپتال یہاں سے کافی فاصلے پہ تھا

اسی وقت آفس کے دروازے پہ دستک ہوئی کئی چھوٹے چھوٹے یونیفارم میں ملبوس بچے بچیاں عمر کو دیکھ کر ہنستے مسکراتے خوشی سے اچھلتے ہوئے اسکے پاس آنے لگے

عمر انکو دیکھ کر مسکراتے ہوئے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا وہ باری باری سب کے گال چومتا اور کسی کو ماتھے پہ پیار کرتا کسی کا لٹکا ہوا بیگ واپس اسکے کندھے کے برابر کرتا تو کسی کی پونی ٹائٹ کرتا بچے اسے دیکھ کر چہک رہے تھے کسی بچے کے کان میں وہ کوئی بات کہہ دیتا اور پھر وہ گردن پیچھے پھینک کر کھکھلانے لگتے

اب عمر بچوں سے حسن کا تعارف کروا رہا تھا

یہ حسن سلطان ہے معراج بابا کا بیٹا..

وہ ایک ایک بچے کو بتاتا جاتا

بچوں کے چہرے کا اشتیاق مزید بڑھتا جاتا

بچے اس سے سوال کر رہے تھے لیکن حسن بس خاموشی سے انکے بڑھے ہوئے ہاتھ تھامتا جاتا

معراج بابا کب آئیں گے ؟

آپ اگلی بار ہمیں وزٹ کرنے کب آئیں گے ؟

آپ پہلے کیوں نہیں آئے ؟

آپ اگلی بار معراج بابا کو ساتھ لانا

مختلف بچے مختلف سوال اور مختلف فرمائشیں

حسن کو یکدم اپنے باپ پہ رشک آنے لگا

سی وقت ایک سبز یونیفارم میں ملبوس فربہ سی عورت دستک دیتی اندر داخل ہوئی

اور سب بچوں کو قطار کی صورت باہر لے کر جانے لگی

عمر گہری سانس بھرتا انکو جاتے ہوئے دیکھتا رہا

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی باہر نکل آئے اسی لمبی بچھی ہوئی گھاس پہ

کیا اب ہم دوست ہیں؟ حسن کو کافی کا مگ تھماتے ہوئے اس نے سوال کیا تھا

میں تمہاری طرف سے اپنا دل صاف کر چکا ہوں مجھے تمھارے دکھائے ثبوتوں پہ یقین ہے اور آج یہاں آ کر مجھے تم پہ بھروسہ بھی ہو گیا ہے بابا تم پہ اعتبار کرتے تھے مطلب تم اس قابل ہو وہ دور کھیلتے ہوئے بچوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

مطلب اب تم اپنی بہن سے ناراض نہیں ہو؟

حسن کا چہرہ بے تاثر ہو گیا عمر نے غور سے اسکو دیکھا

میں اسے معاف نہیں کروں گا اس نے جس وقت مجھے چھوڑا مجھے اسکی سب سے زیادہ ضرورت تھی میں نے تمھیں بابا کے قابل اعتبار دوست کی حیثیت سے قبول کیا ہے اپنی بہن کے شوہر کی حیثیت سے نہیں آئندہ ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے اسکا لہجہ سادہ اور دوٹوک تھا

عمر خاموش ہو گیا وہ اس پہ زبردستی نہیں کر سکتا تھا

ان دونوں کے درمیان خاموشی کا لمبا وقفہ آیا عمر نے گھڑی کو دیکھا اسے کہیں جانا تھا اسے اہم ترین کام تھے لیکن اگر وہ اس بچے کو آج اکیلا چھوڑ دیتا تو شاید پھر کبھی اسکے قریب نہ جا پاتا

اگر سفیر اتنا ہی برا ہے تو تمہاری بڑی بہن اسکے ساتھ گزارا کیسے کرتی ہے؟ کافی دیر بعد عمر نے پوچھا تھا

حسن نے اسکو نہیں دیکھا وہ اب بھی ان چھوٹے بچوں کو دیکھ رہا تھا جنہیں آیا اندر لے کر جا رہی تھیں شاید انکے سونے کا وقت تھا

آپی needy اور desperate ہیں انکو ہر حال میں محبت چاہیے چاہے اسکے لئے اپنی بے عزتی کروانی پڑے چاہے ذلیل ہونا پڑے وہ باوقار نہیں ہیں

اور بابا کہتے تھے جو انسان اپنا وقار کھا جاتا ہے اسکا پیٹ پھر دنیا کی کوئی محبت نہیں بھر سکتی

وہ سفیر کو چھوڑ نہیں سکتیں کیونکہ انکو لگتا ہے اگر وہ اسے چھوڑ دیں گی تو اکیلی رہ جائیں گی اگر ایسا ہو گیا تو وہ دادا جان کو کھو دیں گی حالانکہ انکو سمجھنا چاہیے محبتیں بخت ہوتی ہیں جسکو مل گئیں سو مل گئیں اور جسے نہ ملی وہ دوبارہ پیدا ہو کر آ جائے تب بھی نہیں ملیں گی محبت کے پیچھے بھاگنا محبت کو آپ سے بے زار کر دیتا ہے کسی کی محبت میں خود کو اتنا ہی گراو کہ جب اٹھنا چاہو تو بے ساکھیوں کی ضرورت نہ پڑے

وہ ایسی کیوں ہے؟ عمر نے کافی کا گھونٹ بھرنے کے بعد سوال کیا

حسن نے کندھے اچکائے

انکا قصور نہیں ہے ان کو باپ کا پیار چاہیے تھا جو کہ انکو کبھی نہیں ملا اگر انکا گھٹیا باپ وہ وہاج خان ان کو چھوڑ کر نہ جاتا تو ایسا نہیں ہوتا حسن کے لہجے میں خود بخود تنفر بھر گیا

عمر کے چہرے کا رنگ یکدم متغیر ہوا تھا

... کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے عمر نے ہلکی آواز میں اسکو ٹوکا تھا

حسن اس سے بے نیاز کہے گیا

میں کہتا ہوں دنیا میں ہر قسم کے گھٹیا لوگ ہوں گے لیکن کوئی بھی وہاج خان جیسا نہیں ہو گا

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے عمر گھاس پہ نظریں جمائے بامشکل بول سکا اسکی آواز اتنی ہلکی تھی کہ وہ بامشکل خود سن سکے اسکا چہرہ سفید پڑتا جا رہا تھا مٹھی بھنچتی جا رہی تھی

پہلے پسند کی شادی کی پھر بچی ہو گئی اسکے ساتھ کچھ وقت اچھا گزارا بیوی کے سارے پیسے اڑا دے اور پھر پھر کیا کیا اس گھٹیا انسان نے

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے وہ اب بھی ہلکی آواز میں بولا ماتھے پہ ہلکا ہلکا پسینہ چمکا تھا دل جیسے زور سے کسی نے جکڑ لیا ہو

اس انسان کے اندر ذرا شرم اور لحاظ نہیں تھا اس نے پھپھو کو تو چھوڑو اپنی بیٹی کا بھی نہیں سوچا لالچی گھٹیا انسان

میں نے کہا ناں کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے وہ یکدم اتنی شدت سے دھاڑا کہ خود بھی حیران رہ گیا

حسن سہم گیا وہ ایک بار پھر کل رات والا عمر حیات لگا تھا

اسکی آنکھیں سرخ تھیں جیسے ابھی خون چھلک جائے گا چہرہ تاریک ہوتا جا رہا تھا اسکا پورا جسم کانپ رہا تھا وہ دو قدم آگے آیا حسن بے اختیار پیچھے کو ہوا

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے اب کے وہ بے بسی سے بولا

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے وہ ایک بار پھر خود سے بڑبڑایا

پھر بے دھم ہ کر گھاس پہ بیٹھ گیا

حسن فکرمندی سے اسکے پاس بیٹھ گیا

کیا تم ٹھیک ہو

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے....

وہ بڑبڑا رہا تھا

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے پلیز..

اس نے بہت ساری نمی اندر دھکیلتے بدقت کہا تھا

میں سمجھ گیا ہوں اچھا میں آئندہ ایسا نہیں کہوں گا

عمر نے نظریں اٹھا کر حسن کو دیکھا ان میں التجا تھی

کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے حسن کوئی اپنی مرضی سے اپنے پیرنٹس چوز نہیں کرتا دنیا کا ہر باپ اچھا نہیں ہوتا

چاہے وہ برا ہو لیکن ہوتا تو ہے ناں کسی کے باپ کو ایسا نہیں کہتے پلیز

اسکے لہجے میں منت تھی

یہ چہرہ وہ نہیں تھا جس کے ساتھ وہ یہاں آیا تھا اسکی رنگت نچڑ چکی تھی وہ شدید ڈسٹرب لگ رہا تھا

حسن کے دل کو کچھ ہوا تھا

گھاس سے اٹھنے سے لے کر گاڑی تک پہنچنے تک اور پھر گاڑی سے گھر پہنچنے تک ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی حسن کو اس سے رعب سا محسوس ہو رہا تھا

جب گاڑی سلطان منزل کے سامنے رکی تو عمر نے حسن کو جانے کا اشارہ کیا وہ بیٹھا رہا

ایک منٹ دو منٹ ..

جاتے کیوں نہیں ہو ؟اب کے اسکی آواز میں غصہ نہیں تھا وہ بس پوچھ رہا تھا

تم اپنے پیرنٹس سے کیوں نہیں ملتے ؟حسن نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا تھا

عمر کافی دیر تک خاموش رہا

ہمارے درمیان بہت سارے مسئلے ہیں کافی دیر بعد وہ بولا تو اسکی آواز ہلکی تھی

عمر ہمارے پیرنٹس زندگی کا ایک بڑا حصہ ہمارے ساتھ گزارتے ہیں اور پھر ایک دن وہ چلے جاتے ہیں

وہ رکا حلق میں کچھ اٹکا تھا

انکا جانا برحق ہوتا ہے اور انکے جانے کے بعد کا غم بھی برحق ہوتا ہے لیکن انکے جانے کے بعد کا "گلٹ" یہ برحق نہیں ہوتا اسے ہم چنتے ہیں کبھی کسی لمبی ناراضگی کا گلٹ کبھی کسی جھگڑے کا گلٹ کبھی انکی کسی نہ مانی گئی بات کا گلٹ اور کبھی ان سے نہ چاہتے ہوئے بھی بس اپنی انا کی تسکین کے لئے دور رہنے کا گلٹ

عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا وہ چھوٹا لڑکا کہے گیا

میرا باپ مر گیا ہے عمر اور اسکا غم ہر دن مجھے کھا رہا ہے لیکن مجھے گلٹ نہیں ہی میں انکا اچھا بیٹا تھا میں سوچتا ہوں اگر گلٹ ہوتا تو میرا کیا ہوتا؟

گلٹ غم سے برا ہوتا ہے یہ آپ کو اندر سے تباہ کر دیتا ہے پیرنٹس اچھے ہوں یا برے انکی موت کا غم ہر بچے کے لیے ایک جیسا ہوتا ہے تم اپنے لئے بس غم چنو عمر گلٹ نہیں یہ تمھیں مار دے گا یہ تمھیں جیتے جی مار دے گا یہ تمہارا سارا خون چوس لے گا یہ تمھارے اندر خوف بھر دے گا ہالے کیطرح مت بنو کیا تم نے اسکی آنکھوں میں گلٹ نہیں دیکھا؟

کیا تم نے اسے راتیں جاگ کر گزارتے نہیں دیکھا؟

تمھیں کیسے پتہ؟ عمر بامشکل بول سکا

کیونکہ میرے گھر میں بھی ایک ایسی عورت ہے

(اسکی آنکھوں کے آگے اپنی ماں کا چہرہ آگیا تھا)

میں غم نہیں جھیل پا رہا تم گلٹ اور غم دونوں کیسے جھیلو گے ضروری نہیں ہے ہر ناراضگی ہر مسائلہ مرنے کے بعد ختم ہو تب اسکا ختم ہونا مجبوری ہو گا زندگی میں اسکا ختم ہو جانا محبت ہے ہر تعلق میں اتنی محبت ہونی چاہیے کہ انکو اپنی ناراضگی ختم کرنے کے لئے اگلے فریق کی موت کا انتظار نہ کرنا پڑے

کوئی مسلہ اتنا بڑا نہیں ہوتا کہ اسکی خاطر اپنے پیرنٹس کو چھوڑ دیا جائے وہ سادہ اور نرم لہجے میں بول کر گاڑی سے اترا اور اندر چلا گیا

عمر کافی دیر تک وہیں بیٹھا سوچتا رہا

کیا واقعی کچھ ناراضگیوں کو موت سے پہلے ختم ہو جانا چاہیے ؟

لیل کے چھوٹے سے فلیٹ میں اس وقت کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی وہ خود صوفے پہ پیر اوپر کئے بیٹھی تھی

اسکے برابرہالے سلطان بیٹھی تھی صبح کے مقابلے اس وقت وہ کمپوزڈ تھی

اسکے آگے کئی سارے کاغذات بکھرے ہوئے تھے یہ سارے پرنٹ آوٹ ماہی اور سرمد(شاہ تاج کبیر کی بھتیجی اور اسکے بوائے فرینڈ)

کے واٹس ایپ اور انسٹا گرام کی چیٹ کے تھے کچھ پرنٹ آوٹ شاہ تاج کبیر کے بارے میں بھی تھے اور کچھ ماہی پہ لگے مقدمے کے بھی ہالے بغور انکو پڑھے جا رہی تھی

موٹی لڑکی (نشا) کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھا جس میں تین باؤل رکھے تھے

گرما گرم میکرونی

لیل بغیر نشا کی طرف دیکھے آنکھیں بند کر کے بڑبڑائی ہالے نے اب بھی سر نہیں اٹھایا

سب سے پہلے تو یہ منحوس کھڑکی بند کرو دھوپ سے آنکھیں ابلنے لگی ہیں لیل کوفت سے بولی تھی

ہالے کا ٹائپ کرتا ہاتھ تھم گیا یکدم جیسے وہ ٹھہر سی گئی اسے کچھ یاد آیا تھا اور جو یاد آیا تھا

وہ ہارون شاہد تھا

دو سال پہلے والا ہارون شاہد اور دو سال پہلے والی ہالے سلطان

آج ان دونوں کا پیپر تھا کل رات گئے تک وہ دونوں کسی کنسرٹ میں تھے معراج سلطان کے بار بار فون کرنے پہ

ان دونوں کا ایک ہی جواب تھا

"ہم نے سارا پڑھ لیا ہے اب ہمیں انجوائے کرنے دیں"

آخر کار تھک کر معراج سلطان نے انکو انکے حال پہ چھوڑ دیا رات دیر تک کنسرٹ چلتا رہا اس کے بعد وہ دونوں

ٹریفک میں ایسا پھنسے کہ صبح کے چار بجے تک انکی جان خلاصی نہ ہو سکی

گھر آنے پہ اماں کے فلائنگ چپل اور بابا کے میٹھے طنز لیکن وہ دونوں ایسے استقبال کے عادی تھے

سوڈھیٹوں کی طرح کھڑے رہے

یہاں پانچ بج گئے نماز پڑھ کر ایک نظر کتابوں پہ ڈال کر جب دونوں فارغ ہوئے تو چھ بج چکے تھے

ہارون حسن کے کمرے میں جا کر سو گیا اور ہالے اپنے کمرے میں فکس سات بجے معراج سلطان نے انکی نیند میں

خلل ڈالا وہ دونوں سرخ سوجی آنکھوں سے اٹھ بیٹھے

ناشتہ کیا تیار ہوئے آٹھ بج گئے

اب وہ جلدی جلدی اپنی گاڑی میں سامان رکھ رہے تھے

ہالے نے سفید شارٹ شرٹ کے ساتھ سفید ٹائٹس پہن رکھے تھے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے وہ دو سال بعد "آج" کے مقابلے میں ذرا دبلی پتلی تھی

لیکن ہارون ویسا ہی تھا وہی سانولا رنگ وہی گرے آنکھیں اور وہی ہالے کے حکم ماننے کی عادت

یہ شاہی طوطا مینا کی جوڑی کہاں جا رہی ہے ؟ وہ دونوں گاڑی کے اندر بیٹھتے جب عقب سے آتی معراج سلطان کی آواز پہ رک گئ

بابا آپ کے طنز کا جواب میں بہت اچھے سے دیتی لیکن اس وقت میں لیٹ ہو رہی ہوں وہ اپنے بیگ میں کچھ ڈھونڈتی مصروف سی بولی

پھر سر اٹھایا اپنے پاس اسکول یونیفارم میں کھڑے حسن کو دیکھا

ویسے کیا ہی اچھا ہو اگر اپنے اس گینڈے بیٹے کو آپ اپنے ساتھ لے جائیں

ہارون گاڑی میں بیٹھ چکا تھا

معراج نے تنبیہ کرتی نظروں سے حالے کو دیکھا

اگر میں اسکو خود چھوڑ آؤں تو تم روٹ چینج کئے بغیر آرام سے اپنی یونیورسٹی پہنچ جاؤ گی اور پھر تم ان سیدھے راستوں کی عادی ہو جاؤ گی کمفرٹ تمھیں راس آجائے گا اور میں بھلا ایسا ہونے دے سکتا ہوں ؟وہ لبوں پہ دل جلانے والی مسکراہٹ لئے ہالے کو تپا ہی تو گئے

ویسے یہ سچی خبر ہے ناں کہ میں آپ کی شادی کے دس سال بعد بڑی منت مرادوں سے پیدا ہوئی تھی نہیں بس کنفرم کر دیں کیونکہ اس وقت مجھے اس بات پہ یقین ہونے لگا ہے کہ آپ مجھے کچرے سے اٹھا کر لائے تھے اللہ اللہ ایسا تو کوئی سوتیلا باپ بھی نہیں کرتا میں نے آپ کے جیسا باپ کہیں نہیں دیکھا وہ صدمے سے کہہ رہی تھی معراج سلطان پہ جیسے کوئی اثر ہی نہ ہوا

نہیں دیکھا تو مجھے دیکھ لو میں ہوں ناں اپنی ساری ادھوری خواہشات مجھے دیکھ کر پوری کر لو ویسے ایک بات ہے یہ کچرے والی بات ایک راز تھی میں تمھیں بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن اب رازوں سے پردہ اٹھ ہی گیا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں

But i still love you

وہ اسے پچکار رہے تھے ہارون گاڑی میں بیٹھے مسکرادیا

ہالے کلس کر رہ گئی

دفتعاوہ رکی آنکھیں چمک اٹھیں وہ دو قدم آگے آئی معراج سلطان کے کندھے سے لگ گئی

وہ بدک کر دور ہٹے ہالے دانت پہ دانت جماتی ایک بار پھر انکے قریب ہوئی بازو ان کے گرد حائل کر دیئے

میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں بابا اس نے لہجے میں محبت پرونی چاہی لیکن وہ ابھی اتنی اچھی اداکار نہیں تھی

میں تمھیں کوئی اضافی پیسے نہیں دے رہا ہالے دور ہٹو وہ گہری سانس بھرتے ہوئے سنجیدگی سے بولے

ہالے مسکراتے ہوئے دور ہٹی ذرا سا پیروں کو اوپر اٹھایا اور انکے کان کے پاس جھکی

آپ کے والٹ کے پچپن ہزار آج میرے ہوئے وہ بول کر جلدی سے ہٹی اور پھرتی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی

معراج سلطان نے اپنی دائیں جیب کو ٹٹولا پھر بائیں

میں تمھیں sue کروں گا ہالے وہ خفگی سے چلائے

تب تک ہارون گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا وہ ایک بار پھر انکو چکما دے کر بھاگ گئی تھی لیکن کیا واقعی ؟

گاڑی آگے گزر گئی تو معراج دھیرے سے مسکرائے

تمھیں لگتا ہے مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم نے میرا والٹ لے لیا آہ ہالے تمھارے باپ کا سارا دن کرمنلز کے ساتھ گزرتا ہے میں ایسے ہزار گر جنتا ہوں لیکن اگر تم میرے گلے لگنے کے بدلے میری جان بھی مانگ لو تو میں انکار نہیں کروں گا

وہ گاڑی کی اڑتی ہوئی دھول کو دیکھتے ہوئے سوچتے رہے

ہارون ٹائم کیا ہوا ہے ؟

ہالے نے یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کرتے ہارون سے پوچھا تھا

ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں کیوں ؟

یار ابھی تو بہت وقت ہے پیپر دس بجے شروع ہو گا میں ذرا آنکھیں موند لوں اندر شور ہو گا بہت تم مجھے ساڑھے نو بجے اٹھا دینا اوکے ؟ہالے نے سستی سے کہتے ہوئے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا

ہارون نے بھی کوئی تردد نہیں کیا اس نے اوکے کہتے ہوئے اپنی کتاب اٹھالی

اسے ہالے کو "ناں" کہنے کی عادت نہیں تھی

ہالے کی ہر سال کسی نہ کسی سبجیکٹ میں سپلی ضرور آتی تھی البتہ ہارون مر مر کر ہی سہی لیکن پاس ہو جاتا تھا

وہ سلطان منزل کی پہلی فرد تھی جو ٹاپر نہیں تھی یوسف سلطان سے لے کر معراج سلطان شمس سلطان پھر سفیر حسن اور مہرماہ اس گھر میں جیسے سب نے کتابیں گھول کر پی رکھی تھیں

ایک ہالے تھی جسے کتابوں کے نام سے کوفت ہوتی تھی اس سے باتیں کر والو بس یا پھر ہیروں کی معلومات وہ ہیروں اور کھانے کے بارے

میں بات کرتے ہوئے جیسے کھو سی جاتی تھی وہ اس موضوع پہ گھنٹوں بات کر سکتی تھی

تقریبا دس منٹ تک پڑھتے رہنے کے بعد اب ہارون اوں گھنے لگا تھا کل رات کی جلتی آنکھیں اب سکون چاہتی تھیں اسکا شدت سے دل چاہا کہ وہ ذرا دیر کو آنکھیں موند لے اور پھر اس نے دل کے اس مشورے پہ عمل کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں

ایک سکون سا تھا جو اس کے رگ وپے میں دوڑ گیا جلد ہی اسے ایک گہری نیند نے گھیر لیا

پارکنگ لاٹ کے ایک روشن دان سے آتی چلچلاتی دھوپ گاڑی کے شیشے کو پار کرتی اسکے صبیح چہرے پہ پڑ رہی تھی گھنی پلکوں والی آنکھیں یکدم کسمسائی تھیں

اس نے نیند میں ڈوبی آنکھیں بامشکل کھولیں

ہارون ساتھ والی سیٹ پہ ہوش وخرد سے بے گانہ سو رہا تھا

کوئی اس منحوس کھڑکی کو تو بند کر دو

وہ ادھ کھلی آنکھوں سے بڑبڑائی

دھوپ سے میری آنکھیں ابل رہی ہیں کوئی بند کرواسے وہ اب بھی سوئی جاگی کیفیت میں بڑبڑا رہی تھی

پھر یکدم وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی

یہ دھوپ صبح کی نہیں تھی اوہ خدایا یہ دھوپ صبح کی نہیں تھی

ہالے چند لمحہ شل سی بیٹھی رہی ششدر ساکت

اس نے اپنی رسٹ واچ کی گھڑی پہ ایک ڈری ڈری نظر ڈالی

یااللہ پلیز لیٹ نہ ہوئی ہو پلیز

اور پھر اسکا دل دھک سے رہ گیا

یہ واقعی صبح کو دھوپ نہیں تھی

دوپہر کے دو بج رہے تھے

آج انکا آخری پیپر تھا اور اس پیپر کے بعد یونیورسٹی میں ایک مشہور شاعر کا مشاعرہ تھا یہ مشاعرہ طلبا کے ریلیف کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے پارکنگ لاٹ اب تک خالی تھا یقینا پیپر کے بعد اب مشاعرہ چل رہا ہو گا اسی لئے تو کوئی بھی پارکنگ لاٹ کی طرف نہیں آیا اور وہ دونوں سوتے رہ گئے

ایک منٹ "وہ دونوں ؟

ہارون کو اب تک سوتے دیکھ ہالے کے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پہ آگیا اس نے ایک زوردار تھپڑ ہارون کے بازو پہ دے مارا

اسد (ملازم).. کھڑکی بند کر دو دھوپ سے آنکھیں نکل رہی ہیں وہ خماری ہوئی آواز میں کسمساتے ہوئے بولا

اب کے ہالے نے ایک زوردار مکا اسکے پیٹ پہ دے مارا ہارون بلبلا کر اٹھ بیٹھا

کیا.. کیا ہوا وہے کیا ہوا..ہے کون..ہے وہ فورا آنکھیں کھولے یہاں وہاں دیکھنے لگا

چہرے پہ گھبراہٹ تھی

اسکی سرمئی آنکھیں اب بھی بری طرح سرخ تھیں چہرے پہ آدھی نیند سے اٹھنے کی بے زاری تھی

کیا تم پاگل ہو ایسے کسی کو نیند سے کون اٹھاتا ہے ؟

ہالے نے دانت پہ دانت جما کر ضبط کرنا چاہا

چلو اٹھو اب لیٹ ہو جائیں گے ہم

ہم لیٹ ہو چکے ہیں ہارون وہ بازو سینے پہ باندھے سکون سے بولی

پھر اپنا گھڑی والا بازو اسکے سامنے کیا

ہارون نے اچھنبے سے گھڑی کو دیکھا

اور پھر اسکی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں

یہ کیسے .. ہم اتنی دیر سوتے کیسے رہ گئے .... تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں

وہ سر پہ ہاتھ رکھے پریشانی سے بولا

ہالے نے اسکو جتاتی نظروں سے دیکھا

اور پھر اپنا پرس اٹھایا

ایک دو لمحہ ہارون کو ان ہی پر سکون نظروں سے دیکھتی رہی

اور پھر یکدم اس پہ جھپٹ پڑی

وہ اپنا پرس زور زور سے اسکے کندھے پہ مارنے لگی

میں جگاتی تمھیں ہاں میں جگاتی ؟ .. تم سو کیوں گئے کیوں سوئے تم ہاں

وہ اسکو مارے جاتی اور کہے جاتی

آہ چھوڑو ہالے پاگل ہو گئی ہو کیا چھوڑو مجھے

کیوں چھوڑوں ہاں کیوں چھوڑوں دو سال سے سپلی آ رہی ہے میری اس بار مجھے لگا تھا میں پاس ہو جاؤں گی لیکن نہیں تم جیسا دوست جس کے پاس ہو گا وہ پاس کیا ہوں گی تم کیوں سوئے ہاں بتاؤ مجھے

وہ اب بھی اسکو پرس سے مارے جا رہی تھی

ہارون اپنے دفاع میں اپنے بازو آگے کرتا کبھی ہاتھ سے پرس کو پکڑنے لگتا

یار ہالے مجھے کیا پتا تھا.. میں.. میں بھی تو کل رات کا جاگا ہوا ہوں

آہ چھوڑو ہالے درد ہو رہا ہے وہ چلا رہا تھا

دو منٹ کا میرا سکون تم سے برداشت نہیں ہوا اہاں دو منٹ میں سو گیا گئی تمھارے ڈیلے بھی نیند کے لئے ترس گئے ہاں فیل ہو گئے اب ہم دونوں اب خوش ہو تم ہاں اب تو مل گیا ناں سکون اب سو

وہ اسکو مارتے مارتے ھانپ گئی تھی پرس نیچے پھینک کر اب وہ سیدھی ہو بیٹھی

آہ ظالم.. کتنی زور سے مارا ہے کتنا دکھ رہا ہے وہ کراہ رہا تھا

ماموں کے اکلوتے بیٹے نہ ہوتے تو میں آج تمھیں جان سے مار دیتی وہ غرآئی تھی

چہرہ غصے سے دھک رہا تھا

ہارون نے مصالحت جو انداز میں اسکو دیکھا

یار میں پڑھتے پڑھتے کب سو یا پتہ ہی نہیں چلا

چپ رہو ہارون اس وقت میرا دماغ گھوما ہوا ہے وہ چیخ کر بولی

ہالے غلطی تمہاری بھی ہے دیکھو اگر تم رات اس زہریلے سنگر کے کنسرٹ میں نہ چلتی تو یہ سب نہ ہوتا غضب خدا کا اتنا بے سرا تھا کہ اب تک میرے کانوں سے خون رس رہا ہے

وہ بقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا

اتنا ہی خون نکل رہا ہے تو چلو ڈونیٹ کر آتے ہیں لیکن خبر دار جو مرے فیورٹ سنگر کو کچھ کہا ہو ہارون اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی

خدا کا خوف کرو ہالے اسکی آواز اسکی اپنی ماں کو نہیں پسند محلے والے اسکی آواز سن کر کانوں میں روئی ٹھونس لیتے ہیں اور تم اسے اپنا فیورٹ کہہ رہی ہو ہارون کو صدمہ ہی تو لگا تھا

اللہ اللہ ہارون کتنا جلتے ہو تم اس سے اتنے عرصے سے تم نے کتنا بغض پال رکھا ہے اسکے خلاف مجھے تو یقین نہیں آرہا

وہ دونوں اس امتحان میں فیل ہو گئے تھے لیکن یہ سنگر زیادہ اہم تھا

ہاں ہاں بلکل جلتا ہی تو ہوں میں اس سے یہ رنگ دیکھو میرا دیکھو زرا

اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا

یہ رنگ پہلے سانولا نہیں تھا میں تو اس سنگر سے جل جل کر سانولا ہو گیا ہے ورنہ تو گورے بھی مجھے گورا گورا کہہ کر چڑاتے تھے...

جلوں گا اس سے ہنہہ

ہالے بس چبھتی نظروں سے اسکو دیکھتی رہی

اب کے ہارون دھیما پڑ گیا

اچھاناں.. فیل تو میں بھی ہوا ہوں ناں اگر انکل یاپپا کو بتایا تو وہ دونوں ہمارا ناردرن ایریاز کا ٹور بین کر دیں گے

اب فیل ہو گئے تو ہو گئے اور ویسے بھی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

گرتے ہیں گھڑ سوار ہی میدان میں اسکے اتنے فلسفانہ انداز میں کہنے پہ ہالے ہنس پڑی

گھڑ سوار نہیں شہسوار ہوتا ہے

وہ ہنستے ہوئے بولی

اسکو ہنستے دیکھ ہارون بھی مسکرا دیا

اب کیا کرنا ہے ؟ہارون اب قدرے ریلکس ھو گیا تھا ہالے بھی پر سکون سی تھی

ویسے بھی فیل ہونا اسکے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی ہر دفع لکھنے کے بعد فیل ہوتی تھی اس بار بغیر لکھے فیل ہو گئی

کرنا کیا ہے چلو کھانا کھاتے ہیں

اس نے ریلکس ہو کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا

بل نہیں دے رہا میں اچھا وہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا تھا

بل تو میرے ماموں بھی دیں گے وہ مسکراہٹ دبا کر بولی

صاف صاف کہو ناں بل تو تمہارا باپ بھی دے گا وہ جل کر بولا

سمجھدار کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے ہالے نے اسے مزید تپایا

زوجہ بات سنو.. لیل کی آواز پہ وہ چونک سی گئی

کیا الفا کے خیالوں میں گم ہو؟

الفا کون ہالے غائب دماغی سے بولی

میرا نہ ہونے والا شوہر لیل نے مسکرا کر بتایا

ہالے نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی

پھر کاغذات پہ جھک گئی

ٹوٹی ہوئی دوستی کھوئی ہوئی یاداشت کی طرح ہوتی ہیں

کبھی ایک منظر یاد آتا ہے تو کبھی دوسرا

ہارون شاہد اسے یاد آتا تھا اور بہت بری طرح یاد آتا تھا اسکے بغیر زندگی میں کوئی رنگ نہیں تھا

لیکن وہ اس تعلق کو نہیں جوڑے گی یہ طے تھا

وہ بلا مقصد گاڑی کو سڑکوں پہ دوڑآتا پھر رہا تھا دل میں جیسے آگ سی لگ گئی تھی کسی پل چین نہیں آ رہا تھا گاڑی میں اے سی کے باوجود اسے گرمی لگ رہی تھی گھٹن ہو رہی تھی اسکی آنکھیں بری طرح بے قرار تھیں لب سختی سے آپس میں پیوست کر رکھے تھے بازو کی نسیں معمول سے زیادہ ابھری ہوئی تھیں آنکھیں سرخی مائل ہو رکھی تھیں

وہ بہت بری طرح ڈسٹرب تھا

بلاخر ایک نسبتا سنسان سڑک پہ اس نے گاڑی روک دی اور تھک کر سر کو سٹیئرنگ پہ گرا دیا اسکا دل چاہا تھا کہ دھاڑیں مارمار کر روئے لیکن چاہنے کے باوجود اسکی آنکھوں سے ایک قطرہ بھی نہ نکلا

تم وہاں نہیں جاؤ گے عمر وہ ہلکے سے بڑبڑایا

تم نے ساری زندگی اسی طرح گزاری ہے اب باقی کی زندگی بھی گزار لو گے

اسکی آواز سرگوشی جیسی تھی لیکن اس سرگوشی میں بے بسی تھی

پلیز مت جاؤ عمر پلیز. وہ اپنی منت کر رہا تھا

وہ بے بسی کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا

میں نے کہا ناں تم نہیں جاؤ گے اب کے وہ سیدھا ہو کر بری طرح دھاڑا

دس سالوں میں وہ غصہ کرنا بھول چکا تھا اسے اب اگر غصہ آتا بھی تھا تو وہ کنٹرول کرنا جانتا تھا لیکن آج اسے خود پہ بے طرح غصہ آ رہا تھا بے بسی محسوس ہو رہی تھی

اسے ایک طلب سی محسوس ہو رہی تھی جیسے اگر اس کی آنکھوں نے ذرا دیر اور اپنا پسندیدہ منظر نہیں دیکھا تو ابل کر باہر گر پڑیں گی غصے سے اسکی کنپٹی کی رگ پھڑکنے لگ گئی تھی

اسکی سماعتوں میں دور کہیں نفیسہ حیات کی آواز گونجنے لگی بارہ سالہ عمر انکے سامنے بیٹھا تھا پھولے ہوئے گال غصے سے سرخ ہو رہے تھے

آنکھیں بند کرو عمر وہ اسے کہہ رہی تھیں اور عمر نے نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھیں بند کر لیں

ہونٹ ابھی تک بھینچ رکھے تھے

پڑھو

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

وہ زیر لب بڑبڑایا جلتی آنکھوں کو جیسے سکون ملا

دوبارہ پڑھو وہ عورت دہرا رہی تھی اور وہ بچہ کسی معتقد مرید کی طرح دہرا رہا تھا

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

اس عورت نے ایک بار پھر دہرایا گاڑی کی نشست سے ٹیک لگائے عمر نے بھی بے اختیاری کی کیفیت میں دہرایا

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

اب کے بھینچی ہوئی مٹھی خود بخود کھل گئی تنے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

سیاہ آنکھوں والی معتبر عورت پڑھتی جارہی تھی گاڑی میں بیٹھا عمر حیات اسکے پیچھے پیچھے دہرارہا تھا جیسے وہ اسکے سامنے بیٹھی ہو

اعوذ باللہ من شیطان الرجیم

اب کے جلتے ہوئے دل پہ جیسے پھوار پڑ گئی عمر کو لگا جیسے اسکی روح تک پر سکون ہو گئی ہو اس نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے سختی سے پیوست لبوں کو آزاد کیا کنپٹی کی پھڑکتی رگ اب تھم چکی تھی عمر کا رواں رواں پر سکون ہو گیا تھا

اللہ نے اسے شیطان مردود کے دلائے غصے سے پناہ دے دی تھی غصہ حرام ہے اور ہم سے حرام کام کون کرواتا ہے؟

شیطان اور جس دن ہمارا ایمان اس ایک سطر پہ ہو گیا ہمیں کسی پیر بابا کے تعویذ یا لمبی لمبی آیات رٹنے کی ضرورت نہیں ہو گی دنیا میں غصے کی وجہ سے سے ہونے والے شر اور فساد ختم ہو جائیں گے

وہ تھوڑی دیر تک بیٹھا لمبے لمبے سانس لیتا رہا اور پھر گاڑی کو ایک ایسی منزل کی جانب موڑ دیا جہاں وہ دس سالوں میں کئی بار جاتا رہا تھا

کبھی غصے سے تو کبھی بے بسی سے کبھی طلب کے ہاتھوں مجبور ہو کر تو کبھی فطری محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ جس جگہ جارہا تھا وہ واحد جگہ تھی جہاں اس انسان کے سارے جذبات جاگ جاتے تھے

غصہ ناراضگی بے بسی تلخی محرومی یہاں جا کر عمر ہر بار ایک نئے جذبے سے آشکار ہو تا تھا

تقریبا آدھا گھنٹہ ڈرائیو کرنے کے بعد وہ ایک فینسی مردانہ بوتیک کے سامنے کھڑا تھا گلاس وال سے اندر کا سارا منظر نظر آتا تھا

وہ اپنی گاڑی سے اتر آیا شیشے کے دروازے اسکے آتے ہی کھولے گئے وہ خاموشی سے اطراف میں دیکھتا ہوا آگے آیا

سر میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ سیلز مین نے شائستگی سے پوچھا

عمر نے فلحال کچھ نہیں کہہ کر اسے ایک طرف کر دیا

وہ کوئی نیا لڑکا تھا جس نے عمر سے یہ سوال کیا تھا اگر کوئی پرانہ ورکر ہوتا تو عمر کو ایک نظر دیکھ کر پھر اپنے کام میں مصروف ہو جاتا

وہ جانتے تھے یہ آدمی کبھی بھی یہاں سے کچھ خریدنے نہیں آتا وہ بس یہاں کے ہیڈ درزی کو تھوڑی دیر تک دیکھتا رہتا اور جب اس آدمی کی نظر اس پہ پڑتی پھر یا تو عمر فورا وہاں سے نکل جاتا یا پھر ان دونوں کے درمیان ایک بہت بڑا جھگڑا ہوتا جس میں عمر بولتا رہتا اور وہ بوڑھا آدمی نم آنکھوں سے اسکو سنتا جاتا

وہ متلاشی نظروں سے یہاں وہاں دیکھ رہا تھا بلاخر اسے اپنی دائیں طرف ایک شیشے کے چھوٹے سے کیبن میں وہ آدمی نظر آ ہی گیا

اس کے ہاتھ میں درزیوں والا انچی ٹیپ تھا

وہ دراز قد تھا بلکل عمر کی طرح اسکی رنگت صاف تھی بلکل عمر کی طرح اسکی ناک کھڑی تھی بلکل عمر کی طرح اس کے بال گھنے تھے اس عمر میں بھی اتنے ہی گھنے بالکل عمر کی طرح اسکے کندھے چوڑے تھے لیکن جھکے ہوئے یہ آدمی عمر جیسا ہو کر بھی اسکے جیسا نہیں تھا

اسکے بال قلموں سے سفید ہو گئے تھے شیو ہلکی بڑھی ہوئی تھی اسکا صاف رنگ سرخ و سپید رنگت میں بدل رہا تھا سارے روایتی پٹھانوں کی طرح اسے بھی ذرا ذرا سی باتوں پہ غصہ آجاتا تھا

عمر بے اختیار سا اسکو دیکھے گیا

اس آدمی کے سینے پہ ایک نیم پلیٹ لگی تھی

وہاج علی خان

عمر یہاں سے وہ نام نہیں دیکھ سکتا تھا اسکے حلق میں کچھ اٹکا تھا اسکی ٹانگیں لرزنے لگی تھیں

تم اسے دیکھ چکے ہو اب تمھیں جانا چاہیے جاؤ عمر اب جاؤ وہ خود سے کہہ رہا تھا خود کو جانے پہ مجبور کر رہا تھا

بوڑھا وہاج محو سا اپنے سامنے کھڑے لڑکے کے کوٹ کا ناپ لے رہا تھا دفعتاً وہ رکا اسے اپنے چہرے پہ کسی کی شناسا نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا

اس نے ناپ چھوڑ کر مڑ کر دیکھا اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا سامنے اسکا بیٹا کھڑا تھا وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا وہاج کی آنکھوں میں بے شمار پانی بھرنے لگا

وہ زخمی سا مسکرایا

اسکے دونوں گالوں میں گڑھے پڑے تھے

عمر بے اختیار اسے دیکھتا رہا پلک جھپکے بغیر سانس لئے بغیر

اسے لگا تھا وہ اپنا عکس دیکھ رہا ہے

وہاج بھی آنکھوں

میں ہزار حسرتیں لئے اسے دیکھتا رہا اسکی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں

وہ منظر مکمل تھا

اے اندھا ہے کیا کب سے کھڑا کر رکھا ہے ناپ لینی ہے یا جاؤں اسی وقت سامنے کھڑے نوجوان نے ناراضگی سے اس بوڑھے آدمی کو دھکا سا دیا

وہ تنومند سا تھا ذرا سا لڑکھڑ آیا لیکن گرا نہیں

اس نے نوجوان کو نہیں دیکھا اس نے بے قرار ہو کر ایک بار پھر عمر کی جانب دیکھا اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ منظر کہیں کھو نہ جائے

عمر کی آنکھوں میں جیسے مرچیں بھر گئیں وہ بجلی کی سی تیزی سے اندر کی طرف بڑھا لڑکے کو کالر سے کھینچ کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا اور اپنے فولادی ہاتھ کا ایک زوردار مکا اسکے جبڑے پہ دے مارا اس نوجوان کو لگا تھا جیسے اسکے جبڑے کی ساری رگیں تک ہل گئیں ہوں

عمر نے اگلے لمحے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر ایسا ہی ایک مکا اسکے پیٹ پہ دے مارا وہ درد سے دہرا ہو کر گر پڑا

اور پھر سیدھا ہوتے ہوئے فوراً اٹھ کر باہر کی طرف بھاگا عمر نے اسے پکڑنے کی کوشش نہیں کی

وہ باہر نکل کر بکتا جھکتا آگے وہاں سے نکلتا چلا گیا

آس پاس کھڑے دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے

تم ٹھیک ہو ناں بیٹا؟ اسکی آواز اپنے بیٹے سے زیادہ خوبصورت تھی فکر مند تھی

میری ماں پہ تو آپ کا ہاتھ بہت تیزی سے چلتا تھا یہاں کیا ہو گیا؟ کیا ہاتھوں میں وہ جان نہیں رہی یا پھر نوکری کے چھوٹ جانے کا خوف تھا؟

وہ انکے قریب کھڑا تلخی سے کہہ رہا تھا البتہ اسکی آواز بلند نہیں تھی

جواب میں وہاج نے کچھ کہنا چاہا لیکن عمر مڑ گیا وہ اب مزید اس آدمی کو نہیں سن سکتا تھا

عمر میری بات سنو بیٹے رک جاؤ وہ اسکے پیچھے آیا تھا

تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ جاؤ بیٹا تھوڑی دیر رک جاؤ پلیز

وہ چاہے جتنا مرضی تیز قدم اٹھالیں اپنے جوان بیٹے کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے

وہ تیز تیز قدم اٹھ باہر نکل گیا وہاج گرتا پڑتا اسکے پیچھے جا رہا تھا اسے بلا رہا تھا

عمر میری بات سنو بیٹے میری بات تو سن لو وہ رو رہے تھے اسے پکار رہے تھے لیکن عمر جانتا تھا وہ اگر رک گیا تو پتھر بن جائے گا سو وہ نہیں رکا وہ باہر کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھا اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گاڑی زن سے بھگاتا آگے لے گیا

پیچھے کھڑا وہ شخص پچھتاووں میں گھرا کھڑا رہ گیا

یہ پچھتاوے اسکے لئے نئے نہیں تھے وہ انہیں اٹھائیس سالوں سے جھیل رہا تھا اور آج تک انکا used to نہیں ہو سکا تھا

اسکی روح آج بھی پہلے دن کی طرح زخمی تھی اسکی آنکھیں آج بھی پہلے دن کی طرح نم تھیں

امریکا کے شہر نیویارک کے ایک نائٹ کلب میں اس وقت رنگینیاں عروج پہ تھیں

بار ٹینڈر کی کرسی پہ بیٹھا یاقوت مرزا بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا

سیاہ شرٹ اور جینز کے اوپر سیاہ جیکٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کئے اور چہرے پہ بے زاری طاری کئے وہ اس وقت وجیہہ لگ رہا تھا

دفتعا اسکا موبائل بجنے لگا

ڈیڈا کالنگ

اسکے چہرے پہ پھیلی بے زاری ایک لمحے میں غائب ہوئی اس نے لپک کر موبائل اٹھایا

کال اٹینڈ کی اور میوزک کے شور سے بچنے کے لئے یہاں سے نکل گیا چلتے ہوئے وہ کلب کے داخلی دروازے تک آگیا

موبائل جل بجھ کر بند ہو گیا تھا اس نے خود کال ملائی

جو کہ فوراریسیو ہو گئی

ہیلو ڈیڈ پلیز مجھے واپس بلالیں وہ چھوٹتے ہی بولا

بکو مت یہ بتاؤ کیسے ہو؟

انہوں نے جھڑک دیا

میں کیسا ہو سکتا ہوں یار یہاں اکیلے رہ کر کیسا ہو سکتا ہوں میں کچھ نہیں جانتا مجھے بس واپس بلالیں وہ بری طرح تپ گیا تھا

بکواس مت کرو یاقوت اگر تم نے یہاں آنے کی بات دوبارہ کی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ دباؤں گا یہاں جو گند تم پھیلا کر گئے تھے اسکو سمیٹنے میں بہت وقت لگے گا اور ویسے بھی جو رنگیں یاں تمھیں چاہیے تھیں وہاں تو آسانی سے سب مل رہا ہو گا

آخر میں انکا لہجہ طنزیہ ہوا تھا

چند مزید باتوں اور دھمکیوں کے بعد بلاخر اس نے اپنے باپ کی بات مان لی تھی

نرمین کیسی ہے؟

آخر میں اس نے بڑے ہی کوئی سر سری لہجے میں پوچھا تھا

مر گئی ہے آگے سے انہوں نے اتنی سختی سے کہا کہ یاقوت ٹھہر سا گیا

کم از کم تمھارے لئے وہ مر گئی ہے اب فون رکھو اور آئندہ اس لڑکی کا نام اپنے منہ سے نہ نکالنا

وہ ایسے سرد ایسے دوٹوک لہجے میں بولے تھے کہ یاقوت کو بے اختیار ان سے خوف محسوس ہوا

کال کٹ چکی تھی

لیکن یاقوت وہیں بے دھم کھڑا رہا

اپنا بدلہ لیتے ہوئے وہ اپنی آزادی کھو چکا تھا

کیا تم ٹھیک ہو؟ یہ وہ پہلا سوال تھا جو ہارون نے عمر کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

اگر نہیں بھی ہوا تو کم از کم تمھیں نہیں بتاؤں گا وہ تلخی سے کہتا گرم گرم کافی کو اپنے اندر انڈیلنے لگا

وہ دونوں یہ چھوٹے سے کیفے میں بیٹھے تھے

سفیر کے ساتھ یہ تم نے کیا ہے ناں؟

کتا جب گھر کے اندر آنے لگے تو اسکو پٹا باندھ کر باہر باندھا جاتا ہے جاتا ہے تا کہ اسے یاد رہے کہ وہ کتا ہے

لیکن تم نے اسے اتنے گھٹیا کیس میں کیوں پھنسایا؟ وہ اپنی سرمئی آنکھیں اسکے چہرے پہ جمائے پوچھ رہا تھا

میں بس اسے ذلیل کرنا چاہتا تھا جیسے اس نے مجھے کرنے کی کوشش کی وہ ہالے کو ہرٹ کرنے لگا ہے اور اگر کوئی میری بیوی کو ہرٹ کرے گا تو میں اسے معاف نہیں کروں گا ہالے کو ہرٹ کرنے کا حق کسی کو بھی نہیں خود عمر حیات کو بھی نہیں وہ حتمی لہجے میں بولا

پھر مجھے کیوں چھوڑ دیا میں نے بھی تو اسے ہرٹ کیا ہے ہارون نے ہلکی آواز میں پوچھا

عمر نے ہاتھ جھلایا

تم نے کچھ بھی غلط نہیں کیا تمھارے حساب سے یہی سہی تھا تم دور تھے تمھیں حالات کا اندازہ نہیں تھا

ظاہر ہے ایک لڑکی کی شادی کی صبح تم یہ تو نہیں کہو گے ناں کہ وہ لڑکی کسی مرد کو آدھی رات کے وقت ہسپتال لے گئی

تم اپنی جگہ درست تھے عمر رسان سے بولا

ہارون نے ممنون نظروں سے اسکو دیکھا

ہالے یہ بات کیوں نہیں سمجھتی؟ اسکا لہجہ زخمی تھا

وہ سب سمجھتی ہے وہ جانتی ہے ہارون کہ تم اسے ہرٹ نہیں کر سکتے وہ اب بھی تمہاری پینٹنگ کا سن کر خوش ہوتی ہیں وہ بس تم سے ناراض ہیں انکو لگتا ہے کہ اگر تم اس دن ایئرپورٹ پہ انکی بات مان لیتے تو یہ سب نہ ہوتا حلانکہ انکو اب مان لینا چاہیے کہ یہ "قسمت" تھی اگر تم ہوتے تب بھی کچھ بدل نہیں سکتا تھا

وہ بول چکا تو اپنی کافی اٹھالی

ہارون خاموش رہا اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا

اچھا چلو میرے پچاس ہزار نکالو آج کل ہاتھ تنگ ہے بہت وہ گردن کے کس بل نکالتا ہوا بولا

عمر کو کافی بے حد کڑوی لگی حد سے زیادہ کڑوی

بس کوئی پولیس والے سے پیسے نہ مانگے

کس چیز کے پچاس ہزار عمر کے تو مانو پتنگے ہی لگ گئے

وہ اس امیر زادے کے لئے جو میں کلب گیا بیس ہزار کلب کی انٹری اور تیس ہزار کی شراب جو میں نے ایک "پارٹی بوائے" لگنے کے لئے منگوائی تھی دو ہزار کا پیٹرول بھی شامل ہے لیکن خیر چھوڑو اب کیا ایک ایک روپے کا حساب رکھنا

عمر آگے کو ہوا ذرا سا مسکرایا

وہ جو میرے باپ کی شوگر مل ہے ناں وہاں سے جا کر لے لو میں کال کر دوں گا مینیجر کو وہ ایسی سنجیدگی سے بولا کہ ہارون کو یقین انے لگا

کیا واقعی تمہارے باپ کی شوگر ملز ہیں ؟۔

عمر نے کندھے اچکائے ظاہر ہے ہوں گی تم نے دیکھ رکھی ہوں گی جب ہی تو تم مجھ سے اتنے پیسے ایک ساتھ مانگ رہے ہو یاد رکھنا ہارون پولیس والا اپنی جان دے دے گا پیسہ نہیں دے گا

ہارون نے بامشکل ضبط کیا دل تو چاہ رہا تھا یہ گرم گرم کافی اسکی اس چلتی زبان پہ پھینک دے (لیکن وہ سفیر کا انجام دیکھ کر آیا تھا سو چپ رہا)

اچھا خیر یہ بتاؤ وہ وائٹ پاؤڈر (ڈرگز) کہاں سے لائے تھے تم مجھے ان ڈیلرز کی ڈیٹیل دو وہ آگے کو ہو کر سنجید گی سے پوچھ رہا تھا

ہارون مسکرایا

قدرے آگے کو جھکا

وہ ڈرگز نہیں تھیں

میرے گھر کا نمک تھا آئیوڈین ملا نمک شکر ہے اس نشئی نے چیک نہیں کیا ورنہ مجھے اسی نمک کی کان میں دفنا دیتا ہارون نے جھر جھری لی

عمر نے افسوس سے اسکو دیکھا

تم بھی پورے دنوں کے ہو میں تو تمھیں معصوم سمجھا تھا اچھا یہ بتاؤ وہ چرسی اپنے باپ سے کب ملے گا؟

ہارون پیچھے کو ہوا کافی کا گھونٹ بھرا

وہ کیوں ملے گا اپنے باپ سے ؟اس نے سکون سے پوچھا

عمر کا دماغ بھک سے اڑا

تمھیں وہاں کیوں بھیجا تھا تا کہ تم اسکے اور اسکے باپ کے درمیان تعلقات کو درست کرو تم کیا کر کے آئے ہو وہ

سہی معنوں میں پریشان ہو گیا تھا

ہارون اسی طرح پر سکون بیٹھا رہا

میں پہلے اپنے باپ کے ساتھ تو تعلقات درست کر لوں وہ جل کر بولا

دیکھو عمر میں جس کام میں اچھا ہوں وہ کر آیا ہوں اب وہ لڑکا ڈر گز نہیں لے گا اور اب چاہے وہ لڑکی خود بھی

اسکے پاس چل کر آئے تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا آج سے وہ اپنی تلاش کے سفر میں نکل جائے گا

اچھا اپنی تلاش.جی.جی بلکل میں نے تو آپ سے یہی کہا تھا ناں کہ اس لڑکے کو ہمالیہ کی پہاڑیوں پہ تبلیغ کرنے کے

لئے چھوڑ آؤ عمر نے اسکی بات کاٹی وہ سخت بے زار لگتا تھا

ہارون نے دانت پہ دانت جما کر ایک بار پھر ضبط کیا

ماں باپ بچے کی بھلائی میں خوش ہوتے ہیں اسکا باپ بھی اسے موو آن کرتے دیکھ خوش ہو گا رہی بات اسکے

تعلقات اپنے باپ کے ساتھ درست کرنے کی تو یہ کام مجھے نہیں آتا مجھے جو آتا تھا وہ کر آیا ہوں اور اسکا باپ

کوئی مفتی نہیں تھا کالے کرتوتوں کے نتائج تو بھگتنے پڑیں گے ناں

سارے پاگلوں نے میرے ہی گلے پڑنا تھا کیا؟.. افففف وہ سخت کبیدہ خاطر لگ رہا تھا

میرے پاس تمھارے لئے کچھ ہے

فروا اور فہیم کی ملاقات کا ثبوت

عمر کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا

چہرے پہ بے یقینی پھیل گئی

ہارون موبائل پہ انگلیاں چلا رہا تھا

پھر ایک جگہ رک کر اس نے موبائل عمر کے سامنے کیا

عمر نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے موبائل لے لیا

وہ ایک انسٹا گرام سے لی گئی تصویر کا سکرین شاٹ تھا

اس تصویر میں فروا اپنی کسی دوست کے ساتھ کھڑی تھیں

نہ وہ تصویر قابل غور تھی نہ فروا کی مسکراہٹ اور نہ انکی وہ غیر ملکی دوست اس تصویر میں قابل غور پندرہ اپریل کی تاریخ تھی اس تصویر میں قابل غور وہ ہوٹل کا نام تھا جہاں وہ دونوں کھڑی تھیں

The pearlstone

عمر ششدر رہ گیا یہ اس سنیم G نامی کیفے سے چند قدم ہی دور تھا اس نے چیک کیوں نہیں کیا؟

کیا وہ اتنا بے کار ہو گیا ہے ؟

کیا وہ اتنا اندھا اتنا کم عقل ہو گیا ہے ؟

یہ پاکستان کی سب سے مشہور ہوٹل چین ہے

ہارون عمر کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا

تم یہی سوچ رہے ہو گے کہ تم نے اس جگہ کو چیک کیوں نہیں کیا؟

عمر نے جواب نہیں دیا وہ بس شل سا بیٹھا رہا

کیونکہ تم نے عمر تم نے صرف اور صرف فہیم مرزا کے ہوٹلز چیک کیے تم نے فروا اور فہیم کی ملاقات کو بس فہیم کے ہی کسی ہوٹل میں ہی امیجن کر لیا تم نے اس شہر کا کوئی کیفے کوئی ریستوران کوئی ہوٹل جو فہیم کا نہیں تھا اسے چیک ہی نہیں کیا

عمر کو اسکی آواز نہیں آ رہی تھی اسکے کانوں میں کوئی اور آواز گونج رہی تھی

(عمر سر میں آپ کو بتا رہا ہوں میں نے فہیم مرزا کے ایک ایک ہوٹل کا سی سی ٹی وی چیک کروایا ہے لیکن اس پورے مہینے یہ عورت یہاں آئی ہی نہیں)

تم رنگوں کی زبان جانتے ہو؟ اس نے ہارون کو کہتے سنا عمر کچھ نہی بولا اس کے پاس کہنے کو بہت کچھ تھا وہ کہنا چاہتا تھا

رنگوں کی زبان واٹ نان سینس لیکن زبان جیسے تالو سے چپک گئی تھی

سبز رنگ creativity کا رنگ ہوتا ہے اسی طرح اگر سبز رنگ کو گہرا سبز کر دو تو یہ جلن اور حسد کا رنگ بن جاتا ہے

عمر کی آنکھوں کے آگے کوئی اور منظر تھا

وہ(وہ دونوں ایک ورکشاپس کی دکانوں سے بھرے ہوئے سڑک پہ گاڑی کے اندر بیٹھے تھا عمر نے اپنے موبائل پہ لوکیشن ڈالی اور اپنی لوکیشن کے آس پاس ایک بار پھر فہیم مرزا کا کوئی ہوٹل ڈھونڈنے لگا)

نیلا رنگ اداسی کا رنگ ہوتا ہے وہ اسکی زبان سے بس اداس باتیں نکلتی ہیں اگر نیلے رنگ کو زیادہ گہرا کر دو تو وہ مسلسل جاری رہنے والے غم کی بات کرتا ہے

اسکی آنکھوں کے سامنے اب ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹے معراج سلطان تھا

)کیا تم جانتے ہو عمر یہ سب کس نے کیا ہے

(فہیم مرزا نے اور اس نے یہ سب مسز شمس کے کہنے پہ کیا ہے

تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو کیا تمھارے پاس کوئی ثبوت ہے)

سیاہ رنگ طاقت کا رنگ ہوتا ہے جنون کا رنگ ہوتا ہے پیشن ambition کا رنگ ہوتا ہے

(عمر انتقام کو جنون مت بناؤ

فکر مند سا سردار کہہ رہا تھا

میں تمھیں اس جنون کی بھینٹ چڑھنے نہیں دے سکتا میرے لئے تم اہم ہو صرف تم)

سرخ رنگ . . یہ انتقام کا رنگ ہوتا ہے خون کا رنگ بدلے کا رنگ یہ رنگ جب اپکی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے تو بہت عرصے تک کوئی دوسرا رنگ نظر نہیں آتا یہ رنگ اپنی بات کرواتا ہے یہ انسان کی آنکھوں کے آگے گھومتا رہتا ہے سرخ جوڑا ہو سرخ برتن ہو سرخ عمارت ہو یا پھر سرخ خون

سرمئی آنکھوں والا لڑکا کہہ رہا تھا اور عمر سانس روکے سن رہا تھا

تم نے عمر تم نے انتقام کو جنون بنالیا تم نے آنکھوں کے آگے سرخ رنگ رکھ لیا تم نے صرف ایک رنگ کی سنی پھر باقی سارے رنگوں نے بولنا چھوڑ دیا انہوں نے منہ سی لئے رنگ بہت پوزیسو ہوتے ہیں اگر تم انکو وہ توجہ نہیں دوگے جو کہ وہ ڈیزرو کرتے ہیں تو پھر وہ روٹھ جاتے ہیں تم نے رنگوں کو خود سے ناراض کر دیا ہے اپنی آنکھوں کے آگے سے سرخ رنگ کی پٹی ہٹاؤ اپنے سامنے باقی رنگوں کو بولنے دو ورنہ سرخ رنگ تمہاری رگوں میں سرآیت کر جائے گا اور تمہاری رگوں میں پہلے سے ایک سرخ رنگ موجود ہے اگر دنیا میں ایک جیسی چیزیں دو دو ہو جائیں تو ایک کو ختم کر لینا چاہیے اب تم سوچو عمر تم خود کو ختم کروگے یا پھر اس انتقام کے رنگ کو

تمھیں یہ تصویر کہاں سے ملی؟

کافی دیر بعد عمر نے سوال کیا تھا

جواب میں ہارون نے کل فروا کے ساتھ ہونے والی اپنی ملاقات کا سارا احوال سنا دیا

تم نے اس بوڑھی فتنہ کے ماتھے پہ گن رکھ دی براوو ہارون براوو آج تو تم نے میرا دل جیت لیا کیا تھا جو ٹریگر بھی دبا دیتے ایک عذاب سے تو جان چھوٹ جاتی آخر میں وہ ذرا افسوس سے بولا تھا

جبکہ ٹریگر کے نام پہ ہارون کو کچھ یاد آیا تھا

میں ضرور ٹریگر دبا دیتا عمر اگر اس پستول میں گولیاں ہوتیں تم نے مجھے خالی پستول دیا تھا تمھیں میرے ساتھ اسکام کرتے ہوئے شرم نہیں آئی

عمر نے ڈھٹائی سے سر کھجایا

ہاں تمھیں پستول میں گولیاں ڈال کر دیتا تاکہ تم اسکو مار دو اور مقدمہ مجھ پہ چلے تمہارا باپ تو تمھیں چھڑا لے گا مجھے چھڑوانے کون آئے گا؟ وہ جلے کٹے انداز میں بولا

تمہارا باپ.. ہارون نے فوراجواب دیا تمھیں بچانے تمہارا باپ آئے گا

عمر کے تاثرات بدل گئے مٹھی ایک بار پھر بھینچ گئی ماتھے پہ سلوٹوں کا جال سا بچھ گیا

تم نے بتایا نہیں تمھیں یہ تصویر کہاں سے ملی؟ اس نے بات بدل دی

ہارون سمجھ گیا وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا

میں نے فروا آنٹی کا موبائل اٹھالیا تھا پھر میں نے جب سارا موبائل چیک کیا تو مجھے یہ تصویر ملی میں نے اس عورت کا انسٹا گرام چیک کیا اور وہاں سے مجھے فروا اور اس عورت کی باقی تصاویر مل گئیں

لیکن کیا ثبوت ہے کہ فروا فہیم سے ملنے گئی تھی وہ اپنی اسی غیر ملکی دوست سے ملنے بھی تو جا سکتی ہے عمر اب کے مشکوک ہوا

ہارون آگے کو ہوا

میں نے ہوٹل کی فوٹیج نکلوائی ہے جس سویٹ میں فروا گئی تھی اسی سویٹ میں تھوڑی دیر بعد فہیم مرزا بھی گیا تھا اس نے بولتے ہوئے موبائل پہ انگلیاں چلاتے ہوئے ایک فوٹیج عمر کے سامنے رکھی وہ بغور اس ویڈیو کو دیکھے گیا

ہارون نے کہنا جاری رکھا اسکے ساتھ وہ سنہری آنکھوں والا لڑکا بھی تھا کیا نام ہے اسکا

اس نے ذہن پہ زور دینا چاہا

ہاں نوح . یہی نام ہے اسکا میں جانتا ہوں اسکو ہالے بھی جانتی ہے وہ فہیم کے بیٹے کا گارجین ہے اسکے بیٹے کا نام یاقوت مرزا ہے ہالے اور یاقوت ایک بار شاپنگ مال میں الجھ پڑے تھے مجھے سب یاد ہے

(اگر تم میرے اغوا میں شامل نہیں بھی ہو تو میں تمہاری دشمنی کی زد میں آئی ہوں کیا ہو اگر وہ جان لے کہ وہ اپنی دشمنی کی زد میں آئی ہے ؟)

وہ بتارہا تھا اور عمر آنکھیں چھوٹی کئے سنے جارہا تھا

نہ میر اڈرائیور ڈسٹریکشن تھانہ فروا نے میری سم کے زریعے مجھے استعمال کیا اس پہیلی کو سلجھانے میں اتنا وقت صرف اس لئے لگا ہے کیونکہ تم اس پہیلی میں خود کو شامل کیے ہوئے تھے تم نے اپنے دماغ پہ زیادہ زور دے رکھا تھا

تم اس کیس کو عمر حیات بن کر حل کر رہے تھے حلانکہ فروا کے پلان میں تم تھے ہی نہیں تمھیں خود کو باہر نکال کر ایک سوچنا تھا فروا کسی کو بھی پھنسا نہیں رہی تھی وہ بس محتاط تھی اس لئے اس نے میری سم اور میر اڈرائیور استعمال کیا

وہ اس کیفے میں ہی جانے والی تھی لیکن مہر سے ملنے ہوٹل اسے قریب پڑتا تھا وہاں جانا اسکے لئے کوئی دقت کی بات نہیں تھی

خیر اب یہ مسلہ حل ہو چکا ہے عذاب ختم ہوا

ہارون نے ہاتھ جھاڑے

تمھیں یہ سب ہالے کو دکھانا چاہیے وہ تمھیں معاف کر دے گی تم دونوں ایک اچھی زندگی گزار سکتے ہو آخر میں

ہارون نے سادگی سے کہا تھا البتہ حلق میں بہت کچھ اٹکا تھا

وہ کسی اور کے ساتھ زندگی گزارے گی اس خیال سے ہی جان جاتی تھی

یاقوت مرزا کو میں بھی جانتا ہوں میں نے اسکی پارٹی پہ ریڈ ڈالا تھا اسکی ڈرگز اور شراب ضبط کر لی تھی

پھر تو صاف ظاہر ہے کہ یاقوت اس سب میں شامل ہے ہارون فورا بولا تھا

اوں ہوں یاقوت نہیں وہ دماغ سے نہیں سوچتا اسکا ریموٹ نوح کے ہاتھ میں ہے یاقوت بس ایک بد دماغ بگڑا ہوا رئیس زادہ ہے اسکے لئے سارے فیصلے نوح لیتا ہے اور فہیم مرزا کبھی بھی اپنے بیٹے کو اس سب میں نہیں گھسیٹے گا معملہ کچھ اور ہے میں نوح مرزا سے ملنے جاؤں گا

میں ساتھ آؤں گا وہ تڑ کی باتڑ کی بولا

عمر چند ثانیے اسکو دیکھتا رہا

تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟

ہارون نے سادگی سے کندھے اچکائے

کیا کر رہا ہوں؟

عمر نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسکا موبائل اسکے سامنے کیا

یہ فوٹیج تمھیں رات کے تین بجے موصول ہوئی ہے مطلب تم ساری رات خوار رہے ہو

یہ ہوٹل کوئی عام ہوٹل نہیں ہے تمھیں اس فوٹیج کے کے عوض ایک خطیر رقم بھرنی پڑی ہو گی ہاں وہ الگ بات ہے کہ اگر تم مجھے لے جاتے تو میں تمہارا کام مفت میں کروا دیتا

ہارون دھیرے سے ہنس دیا پھر عمر کو دیکھا

مجھے اسکے لئے اپنی نیندیں اڑانے کی عادت ہے

(اسے رات کے تین بجے کی وہ فون کال یاد آئی جب ہالے عمر کو ہسپتال لے گئی تھی اور پھر ہارون کو کال کی تھی وہ گہری نیند سے جاگا تھا اور منہ تک دھوئے بغیر باہر بھاگا تھا)

مجھے اس کے لئے اور اس پہ اپنا پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہے

(اسے یاد آیا کہ کس طرح وہ اکثر ایکدوسرے کے کھانے کا بل دیا کرتے تھے کس طرح وہ ہر سالگرہ پہ ہالے کو ڈائمنڈ گفٹ کیا کرتا تھا کس طرح وہ اس کے لئے مہنگے مہنگے ہینڈ بیگز لایا کرتا تھا اور کس طرح ہالے کی تیز ڈرائیونگ کی وجہ سے اپنی گاڑی کی آئے دن لاکھوں روپے کی مرمت کرایا کرتا تھا)

میں اس سے کہا کرتا تھا کہ "ساری دنیا بھی اگر تمھیں چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد آدمی ہو گا جو تمھارے ساتھ کھڑا ہو گا" مجھے ہمیشہ لگتا تھا کہ ساتھ کھڑے ہونے کا مطلب ہوتا ہے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونا اور دوست کی ہر مشکل کو آنے سے پہلے روک لینا

اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا

عمر بغور اسکو سنتا رہا

مشکلات اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں آزمائش اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں انسان مشکل کو آنے سے روک نہیں سکتا لیکن اس مشکل کے بعد درست فیصلے لے سکتا ہے خود کو زیادہ نقصان سے بچا سکتا ہے اپنے عزیز اپنے دوستوں کو سہی مشورہ یا مدد دے سکتا ہے میں وہی کر رہا ہوں وو میرے مشورے نہیں سنے گی لیکن میں اسکی مدد کر سکتا ہوں اور میں کر رہا ہوں جتنا مجھ سے ہو سکتا ہے میں اس کے لئے سب کروں گا کیونکہ اگر ساری دنیا بھی اسے چھوڑ دے تو ہارون شاہد اسکے ساتھ کھڑا ہو گا

انہیں بتا تو دو کریڈٹ لو تم نے اسکے لئے اتنا سب کیا ہے اپنا وقت پیسہ توانائی خرچ کی ہے اور سب سے زیادہ تم اس بوڑھی فتنہ کی نظر میں آ گئے ہو تم نے انکے لئے خود کو غیر محفوظ کر لیا ہے ہالے کو یہ سب پتہ ہونا چاہیے انکو پتہ ہونا چاہیے کہ تم انکے لئے کتنی قربانی دے رہے ہو

ہارون مسکرایا تھا

دوستوں کے لئے کی جانے والی کوشش اور دی جانے والی قربانیاں ہر قسم کی خوش آمد یا ستائش یا پھر سر آ ہے جانے کی خواہش سے آزاد ہونی چاہیے قربانیوں کا فخریہ ذکر انکو بے توقیر کر دیتا ہے محفل میں سنائی جانے والی قربانی پھر برہنہ ہو جاتی ہے اسکی کوئی عزت نہیں رہتی آپ نے اپنے دوست کے لئے جو کچھ بھی کیا وہ آپ کا

فرض اور دوست کا حق تھا دوست جانتا ہے تو ٹھک ہے اور اگر نہیں جانتا تو بھی ٹھیک ہے آپ نے دوست کی مدد "دوستی" کی خاطر کی تھی "سراہے" جانے کے لئے نہیں

وہ بول کر خاموش ہو گیا

عمر اٹھ کھڑا ہوا

والٹ سے چند نوٹ نکال کر میز پہ رکھے

ہارون اسکو دیکھتا رہا

کل شاہ تاج کبیر کے گھر جانا ہے تیار ہو ناں؟

عمر نے محض اثبات میں سر ہلا دیا

پھر رکا قدرے جھکا اور آواز ہلکی کر لی

کل اسکے گھر تقریب ہے اور تقاریب میں گھر کے قیمتی سامان کسی محفوظ جگہ چھپا دے جاتے ہیں مجھے انکی کمزوری چاہیے اس لئے میں کل سے پہلے "آج" انکے گھر جاؤں گا

وہ سیدھا ہو گیا

ہارون بس اسکو دیکھتا رہا پھر وہ اسکی تقلید میں اٹھ کھڑا ہوا

میز کی ایک طرف سے گھوم کر آیا اور عمر کے سامنے آکر کھڑا ہوا

تمھیں اگر انکے گھر کا راز چاہیے تو انکا سب سے پرانا ملازم خرید و امیروں کے گھروں کے ملازمین کے سینوں میں کئی راز دفن ہوتے ہیں

سب سے پرانا ملازم سب سے زیادہ وفادار ہوتا ہے وہ کیوں بکے گا؟ عمر کی ابرو استفہامیہ انداز میں اٹھیں

ہارون دل کھول کر مسکرایا

وفاداری ہی تو بکتا ہے خریدنے کی چیز تو وفاداری ہی ہوتی ہے جو دھوکے باز ہو گا اس سے کیا خریدو گے

Y دھوکہ؟

تمھیں کیسے پتہ؟ عمر متجعب ہوا

میں عمر حیات نہیں ہوں لیکن کافی کچھ ہے جو مجھے بھی پتہ ہوتا ہے

اصل میں ہم امیر ہیں ناں ساری زندگی آگے پیچھے ملازم دیکھے ہیں اتنا تو ہمیں پتہ ہی ہوتا ہے تم اپنی جگہ سہی ہو تمھیں کیا پتہ ملازم کیا ہوتے ہیں ہے ناں؟

آخر میں وہ ایسی معصومیت سے بولا کہ کلس کر رہ گیا

میں اپنے محلے کا سب سے امیر بچہ تھا وہ جل کر بولا

ہارون ہاتھ جھلاتا آگے بڑھ گیا

عمر نے

ڈھیر سارا غصہ اندر دبایا

سرمئی بلانہ ہو تو

لیل کے فلیٹ کے باہر کوئی بیل پہ ہاتھ رکھ کر جیسے بھول ہی گیا تھا

الفا آج تو میں تمھیں جان سے مار دوں گی پاگل کر. دروازہ کھولتی لیل کے باقی الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے

دروازے پہ عمر اکیلا نہیں تھا اسکے ساتھ سرمئی آنکھوں والا لڑکا بھی تھا

لیل نے عمر کو یہ کون ہے والی نظروں سے دیکھا

لیکن اسکے پیچھے کھڑی ہالے نے "یہ کیوں؟" والی نظروں سے اسے دیکھا تھا

عمر دونوں سے نظر چراتا اندر آگیا ہارون اب بھی متذبذب سا کھڑا رہا

تمھارے لئے گاڑی بلواؤں؟ لیل کی جتاتی آواز سن کر وہ گڑبڑاتا ہوا اندر آیا

ہالے کی آنکھوں میں اسکو دیکھ کر زخمی سا تاثر ابھرا تھا دانت پہ دانت جما کر جذبات کو روکے رکھا دل کا کرب بڑھتا جا رہا تھا

وہ واپس صوفے تک آئی اپنا بیگ اٹھایا پھر موبائل کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا

اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے آنکھیں نم ہوتی جارہی تھیں لیل خاموشی سے اسکو دیکھتی رہی ہارون شرمندہ سا کھڑا رہا

صوفے کے کونے میں پھنسا اسے اپنا موبائل بھی نظر آہی گیا اس نے ایک جھٹکے سے کھینچ کر موبائل باہر نکالا گاڑی کی چابی اٹھائی لیکن جیسے ہی مڑی یکدم رکنا پڑا

عمر اسکے سامنے دیوار بنا کھڑا تھا ہالے نے شیرنی کی طرح زخمی نظروں سے اسے دیکھا

ہارون ہمارے ساتھ کام کرے گا جب مجھے برداشت کر رہی ہیں تو اسے بھی کر لیں

آپ سلطان ہیں آپ کو بھرم رکھنا آنا چاہیے اسکا لہجہ ہلکا تھا جیسے صرف ہالے ہی سن سکے

کل کے لئے ہمیں لوگ چاہیے اور بھروسہ مند لوگ ہارون ان میں سے ایک ہے بس کچھ وقت کے لئے صرف کچھ وقت کے لئے دل بڑا کریں گردن سیدھی رکھیں آنکھیں خشک رکھیں آپ سمجھ رہی ہیں ؟اسکا لہجہ جتاتا ہوا تھا

ہالے کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے وہ مڑی اور بے دلی سے صوفے پہ بیٹھ گئی

البتہ مٹھی اب بھی بھینچ رکھی تھی

تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ایک دائرے کی صورت نیچے بیٹھے ہوئے تھے کافی کے مگز ہر ایک کے آگے رکھے ہوئے تھے

عمر انہیں کل کا پلان سمجھا رہا تھا وہ خاموشی سے سن رہی تھی جبکہ لیل ہر دو منٹ بعد کوئی نہ کوئی سوال کرتی تھی

جسکا جواب عمر بغیر کسی کوفت کے دے دیتا تھا

انکا کوئی ملازم خریدنا ہو گا لیل کیا تم مجھے انکے کسی ایسے ملازم کی ڈیٹیل دے سکتی ہو جسے خرید سکیں؟ آخر میں عمر نے اسکو دیکھتے ہوئے کہا تھا

شیور لیل مسکرا کر پیچھے کو ہوئی

میں پیسے نہیں دے رہا عمر نے وارن کیا تھا

لیل برا ہی تو مان گئی

میں نے پیسے مانگے بھی نہیں ہیں میں جانتی ہوں الفا عمر میرے گھر کی کھڑکی سے کود کر مرنا پسند کرے گا لیکن مجھے پیسے نہیں دے گا

وہ رکی معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں

تمھیں بس میرے گھر کا اسٹور روم میرے ساتھ صاف کروانا ہو گا وہی اسٹور جس کے لئے میں تین مہینوں سے تمہاری منت کر رہی ہوں

میں نہیں کر رہا

میں نہیں ڈھونڈ رہی

وہ دونوں ترکی باتر کی بولے

ہارون انکو دیکھتا رہا جبکہ ہالے بے مقصد اپنے موبائل پہ انگلیاں چلاتی رہی

ان دونوں کو دیکھ کر کچھ یاد آتا تھا اور جو یاد آتا تھا وہ دل دکھاتا تھا

اچھا ٹھیک ہے میں کل نہیں پرسوں آجاؤں گا مل کے کرلیں گے ابھی تم میرا کام تو کردو

اسی وقت لیل کے موبائل نے زوں زوں کی آواز نکالی اس نے موبائل اٹھایا آنے والا میسج پڑھا پھر ہالے کو دیکھا

ہالے نے سر نہیں اٹھایا وہ اسی طرح بیٹھی رہی

آپ کے اکاؤنٹ میں پیسے بھیج دیئے ہیں مجھے انکے ملازمین کی لسٹ بھیج دیں آدھے گھنٹے تک اس نے بے تاثر لہجے میں کہا

عمر جان گیا کہ وہ اپنا کام خود کرنا چاہتی ہے

چلو تمہارا اسٹور دیکھ لیں پھر مجھے ہارون کے ساتھ نکلنا ہے عمر کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا لیل اسکے ساتھ اٹھی تھی

وہ دونوں چلے گئے تو ایک گمبھیر سی خاموشی چھا گئی

تم نے دیکھا جو کچھ سفیر کے ساتھ ہوا ہے ؟کافی دیر بعد ہارون نے خاموشی کو توڑا

ہالے نے کچھ نہیں کہا بس سر کو اثبات میں ہلا دیا

اسکے چہرے سے ظاہر نہیں ہوا کہ وہ خوش تھی یا اداس ہارون کو بے اختیار ملال ہوا

کیا پینٹ کر رہے ہو ؟

ہالے نے اسکو دیکھ کر عام سے لہجے میں پوچھا

ہارون نے کندھے اچکائے

فلحال کچھ نہیں ایک دو دن سے آرٹ بلاک چل رہا ہے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں جو بنا رہا ہوں اسکے ساتھ خوش نہیں ہوں جیسے میرے ہاتھوں کو کچھ اور بنانا چاہیے لیکن سمجھ نہیں آرہا کیا

ہالے نے نظریں اٹھائیں

ایک دو لمحہ اسکو دیکھتی رہی

فینٹسی پینٹ کرو آرٹ بلاک ختم ہو جائے گا تمھارے رنگ حقیقت کا زہر سہتے سہتے تھک گئے ہیں انکو آرام دو کوئی اچھی فیری ٹیل رنگوں کو دکھاؤ امید تھماو

ہارون جیسے سن ہو گیا ہو

وہ ٹھہر گیا دل بھی ٹھہر سا گیا

کیا اس سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟

ہالے نے نفی میں سر ہلایا

سب کچھ کبھی ٹھیک نہیں ہوتا کچھ نہ کچھ خراب رہ ہی جاتا ہے یہ دنیا ہے یہاں کچھ بھی مکمل نہیں ملتا ادھورا پن ہر چیز کا حصہ ہے "سب کچھ" صرف جنت میں ٹھیک ہو سکتا ہے یہاں "بہت کچھ" ٹھیک ہو سکتا ہے اور تم اسی پہ دھیان دو

تم آج بھی حقیقت میں اپنے رنگ بھرتے رہتے ہو لیکن تم حقیقت میں جتنے چاہے رنگ بھر دو وہ رہے گی " تلخ

" دل دکھانے والی "

اور رنگوں کو دلوں کے درد کم کرنے بھیجا گیا ہے تم لوگوں کو انکے تکلیف دہ لمحات یاد دلاتے رہو گے تو تمھارے

رنگ تمھارے ہاتھ سے چھوٹ جائیں گی

کبھی کبھی فینٹسی فرضی کہانی ضروری ہوتی ہے تا کہ ہیپی اینڈنگ کی تمنا دل میں باقی رہے یہ دنیا اور یہاں کے

لوگ امیدوں پہ زندہ ہیں

امید . .

کہ ایک دن وہ بہت امیر ہو جائیں گے اور انکے سارے مسائل حل ہو جائیں گی

ایک دن انکو ایک بہترین پارٹنر ملے گا جس کے زریعے وہ ٹاکسک پارٹنر سے ملنے والا غم اور تکلیف بھول جائیں

گے

ایک دن انکو جاب لگ جائے گی ایک دن وہ بغیر پڑھے پاس ہو جائیں گی ایک دن انکی طویل مدت سے چلتی بیماری

ختم ہو جائے گی ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا

وہ کہہ رہی تھی اور ہارون دم سادھے سنے جا رہا تھا

امیدیں بعض دفع اچھی ہوتی ہیں اور بعض دفع بری لیکن وہ "ہوتی "ہیں اور اگر انکو ختم کر دیا تو دنیا میں انسان

نہیں روبوٹ رہ جائیں گی تم کیوں لوگوں کو روبوٹ بنانے میں لگ گئے ہو؟ آخر میں اس نے نرمی سے پوچھا

وہ چاہے ساتھ ہوں یا دور ہارون کو کیا چاہیے ہالے جانتی تھی

ہارون نے نفی میں سر ہلایا اوں ہوں ہارون لوگوں سے امیدیں نہیں چھینے گا

پھر رکا ممنونیت سے ہالے کا چہرہ دیکھا

تھینکیو ہالے تھینکیو سوچ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ جو کچھ اس وقت ہمارے درمیان ہو رہا ہے تم اس کے باوجود بھی مجھے مشورہ دو گی

ہالے نے خالی خالی نظروں سے اسکو دیکھا

شاید تم بھول رہے ہو میں ہالے سلطان ہوں میں سڑک پہ چلتے راہگیروں کو بھی درست مشورے دیتی رہتی ہوں کیونکہ مجھے یہی آتا ہے اور تم اس وقت میرے لئے کسی راہگیر سے زیادہ ہرگز نہیں ہو وہ اجنبی لہجے میں کہتی اٹھی تھی

کیا تم جانتی ہو برونو مر گیا ہے ہارون پیچھے سے پکارا

ہالے جہاں تھی وہیں رک گئی آس پاس کی ساری آوازیں رک گئی

وہ بے یقینی سے پیچھے مڑی

آنکھوں میں تحیر لب ہلکے سے وا چہرہ مردہ سا

کل حسن اور سفیر کا جھگڑا ہو گیا تھا سفیر نے اسے عمر سے ملنے سے منع کر دیا اور حسن نے آگے سے جواب دے دیا پھر اگلی صبح برونو اپنے گھر میں آخری سانسیں لیتا پایا گیا

حسن نے شمس انکل سے پیسے مانگے انہوں نے حسن سے کہا کہ اگر وہ بھیک مانگے گا تب وہ اسے رقم دیں گے

اور حسن نے نہیں مانگی ہے ناں ہالے نے یکدم اسکی بات کاٹی

پھر تلخی سے سر جھٹکا

ظاہر ہے معراج سلطان کا بیٹا ہے ان پہ ہی جائے گا ناں پتہ نہیں کیوں بابا نے اسے اپنے جیسا بنا دیا بے خوف نڈر کیا تھا جو جھک جاتا لیکن نہیں اسکی گردن کا سریا نہیں نکلے گا

وہ بے زاری سے بڑبڑائی

کیا تم ان دونوں سے الگ ہو ؟

ہاں میں ان دونوں سے الگ ہوں بہت الگ وہ دونوں سفید ہیں میں نہیں ہوں میں سرمئی ہوں مجھے ان دونوں جیسا نہیں بننا

اگر اس دن بابا شمس چچا آگے جھک جاتے تو وہ مرتے نہیں لیکن نہیں انکو تو آخرت کا خوف تھا انکو تو بس خدا کا خوف تھا انکو زندگی نہیں چاہیے تھی اگر چاہیے بھی تھی تو یہ خیرات میں ملی ہوئی جھکی ہوئی زندگی نہیں حلانکہ انکو سوچنا چاہیے تھا کہ زندہ رہنا اہم ہے چاہے جھک کر رہو چاہے سر اٹھا کر میں ان جیسی نہیں ہوں

وہ رندھے ہوئے لہجے میں اور بلند آواز میں کہے جا رہی تھی

مجھے زندگی چاہیے مجھے میرے قریبی لوگ چاہیے مجھ سے اگر ہیون کے سائن مانگے جاتے تو میں دے دیتی کیونکہ میرے لئے میرا خاندان قیمتی ہے

مجھ سے اگر چچا ہیون سے ملحقہ زمین مانگتے تو مرنا پسند نہیں کرتی میں زمین دے دیتی کیونکہ میرے لئے میرا باپ قیمتی تھا میری ماں قیمتی ہے میرا بھائی قیمتی ہے

اسکے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے

اگر مجھ سے برونو کے بدلے بھیک مانگنے کو کہا جاتا تو میں مانگ لیتی کیونکہ میرے لئے اس نے سینے پہ انگلی سے دستک دی

میرے لئے میرا خاندان قیمتی ہے میرے لئے میرا کتا بھی قیمتی ہے خاندان کے لئے جھکنا پڑے تو جھک جانا چاہیے کیونکہ اگر آپ نہیں جھکو گے تو سارا خاندان ڈھے جائے گا جس طرح ہمارا خاندان ڈھے گیا

اسکے لہجے میں دل چیر دینے والا دکھ شامل ہو گیا

بابا اگر سفید نہ رہتے اگر وہ میری طرح سرمئی بن جاتے تو ہمارا خاندان بچ جاتا بابا بچ جاتے میں گلٹ میں نہ رہتی حسن اکیلا نہ رہتا عمر غمزدہ نہ رہتا

وہ تھک کر صوفے پہ بیٹھ گئی

بابا کو سرمئی بننا چاہیے تھا حسن کو بھی سرمئی بننا چاہیے تھا انکو میری طرح بننا چاہیے تھا وہ تھکی تھکی سی بڑبڑا رہی تھی

انکو میری طرح بننا چاہیے تھا ہر اس انسان کو سر مئی بننا چاہیے جنکو اپنا خاندان بچانا ہی جنکو اپنا باپ قتل نہیں کروانا جنکو اپنے بچے یتیم اپنی بیوی بیوہ نہیں کروانی ان کو سر مئی بننا چاہیے اسکی آواز ہلکی ہوتی گئی اور پھر وہ خاموش ہو گئی

ہارون اسی طرح بیٹھا رہا سن ششدر. ساکت.

معراج انکل کو شمس انکل نے مار دیا؟ وہ اتنی ہلکی آواز میں بڑبڑایا کہ ہالے کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی

وہ اسکے سامنے نہیں بولتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی ہارون سے بات کی تو جذبات میں سب کہہ دے گی وہ دوست تھا اور دوستوں سے باتیں چھپی نہیں رہتیں چاہ کر بھی نہیں

وہ شل رہ گئی اور ہارون ساکن

کیا کوئی راہگیروں کو اپنے باپ کے قتل کا راز بتاتا ہے؟

سلطان منزل کی طرف جانے والی گاڑی میں اس وقت خاموشی تھی

سفیر کو ریلیز کر دیا گیا تھا سارا الزام اس کے ڈرائیور نے قبول کر لیا تھا

اس نے قبول کر لیا تھا کہ سفیر کی گاڑی میں منشیات رکھنے والا وہی تھا اور وہ یہ کام کافی عرصے سے کرتا آرہا تھا لیکن اسکے مہربان مالک اسکے ان کرتوتوں سے واقف نہیں تھے

ساری دنیا جانتی تھی یہ جھوٹ ہی لیکن قانون کو ثبوت اور ملزم کا اقرار چاہیے ہوتا ہی ایک ٹھوس ثبوت اور ایک اقرار ملزم کو مجرم بنا دیتا ہے

شمس سلطان کو زیادہ کچھ نہیں کرنا پڑا انہوں نے بس ایک منشیات کی ترسیل کرنے والا کرائے کا غنڈہ خریدا اور اس نے اقرار کر لیا کہ سفیر سلطان کا ڈرائیور اس سے بھاری مقدار میں منشیات خرید تا رہا ہے

چند مزید جھوٹ اور ایس ایچ او کا چائے پانی نکال کر بلاخر سفیر سلطان آزاد تھا لیکن کیا واقعی ؟

وہ بس تھانے کی اس کو ٹھڑی سے آزاد ہوا تھا لوگوں کی معنی خیز نظروں دبی دبی مسکراہٹوں جملے کستی زبانوں سے تو اب وہ شاید کئی سال تک آزاد نہیں ہو سکتا تھا

سفیر پچھلی سیٹ پہ فروا کے سینے پہ سر رکھے ہوئے تھا وہ سفیر کو لینے آئی تھیں اور وہ چپ چاپ گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا تھا

اسکی ماں گاڑی سے اتر کر نیچے نہیں آئی تھیں وہ کیمروں کی زینت نہیں بننا چاہتی تھیں

سفیر بیٹے گردن سیدھی رکھو تم سفیر سلطان ہو فاتح نا قابل تسخیر یہ چھوٹے چھوٹے مسائل تو ہوتے رہتے ہیں تمھیں کوئی ہرا نہیں سکتا کوئی تمھیں گرا نہیں سکتا تم ایک عظیم انسان ہو

وہ ہلکی آواز میں اس کے کان کے قریب کہہ رہی تھیں

سفیر اسی طرح انکے سینے میں سر رکھے بیٹھا رہا

کیا میں کچھ وقت کے لئے عام انسان نہیں بن سکتا؟ اسکی آواز تھکی تھکی تھی جیسے کئی برسوں کا سفر کر کے آیا ہو

کیا میں تھوڑی دیر کے لئے صرف سفیر بن سکتا ہوں؟ قابل تسخیر ایک عام ایک معمولی انسان میں اپنے نام کے ساتھ یہ سلطان کا بوجھ لگاتے لگاتے تھک گیا ہوں ممی

میں فاتح نہیں بننا چاہتا میں ہارنا چاہتا ہوں فاتح کو آرام نہیں ملتا اسے سکون نہیں نصیب ہوتا اسے ایک کے بعد ایک جنگ کی تیاری کرنی ہوتی ہے

میں ہارنا چاہتا ہوں تاکہ کچھ وقت مل سکے اپنے ساتھ تاکہ میں کچھ آرام کر سکوں میری تھکاوٹ اب دل تک اترنے لگی ہے مجھے سکون چاہیے

پلیز میرے نام کے ساتھ یہ سلطان.. عظیم. ناقابل تسخیر انسان کا ٹیگ ہٹا دیں میرا جسم اب مزید ان الفاظوں کا بوجھ نہیں سہہ سکتا

Let me live mummy let me live

وہ ہارے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا آنکھیں بلکل خشک بے تاثر تھیں

فروا اسکا سر اپنے سینے سے ہٹایا سفیر دوبارہ بے دھم ہو کر لڑھکنا چاہتا تھا لیکن فروا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکی گردن کو سیدھا کیا

میری بات سنو سفیر وہ ہلکی سخت آواز میں کہنے لگیں

تم سفیر نہیں بن سکتے تمھارے نام کے ساتھ لگا سلطان یہ کوئی بوجھ نہیں cC ہے

ممی میں.. اس نے کچھ کہنا چاہا جب فروا نے اسکی بات سختی سے کاٹ دی

صرف مجھے سنو صرف مجھے تمھارے نام کے ساتھ لگا سلطان بوجھ نہیں ہے انعام ہے غرور ہے مقام ہے تم اپنے نام کے ساتھ سلطان ہٹا دو گے تو پھر کیا کرو گے کیا کیڑے مکوڑوں جیسی بے نام زندگی گزارو گے؟

تم اگر قابل تسخیر بن گئے تو ہر کوئی تمھیں ہرا دے گا ہر آتا جاتا ایرا غیرا ہر کوئی

تم اگر عظیم نہیں بنو گے تو کوئی تمہارا ذکر تک نہیں کرے گا کوئی تمہاری بات نہیں کرے گا

تم چاہتے ہو تم ہار جاؤ تم فاتح نہیں بننا چاہتے کیونکہ تمہیں لگتا ہے ایک فاتح انسان پہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں لیکن کیا تم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ فاتح کا مقام کیا ہوتا ہے؟

فاتح عظیم ہوتا ہے سفیر اس پہ جتنی زمہ داریان ہوتی ہیں وہ اتنا عظیم ہوتا ہے ہارنے والے کا کوئی نام نہیں ہوتا اسے کوئی یاد نہیں رکھتا اسکی کوئی بات نہیں کرتا تم ایک ہارے ہوئے انسان کی طرح آرام کرنا چاہتے ہو اس انسان کی زندگی میں بس آرام ہی رہ جاتا ہے سفیر

تم ایک عظیم انسان ہو ایک اعلی خاندان کے اعلی انسان تم سلطان ہو تم فاتح ہو تم... وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھیں

لیکن سفیر نہیں سن رہا تھا اس نے تھک کر سیٹ کی پشت پہ اپنا سر ٹکا دیا گردن ڈھلکا دی اور آنکھیں موند لیں یہ الفاظ اسکے لئے نئے نہیں تھے

وہ اس وقت میں واپس گیا جہاں سے ان الفاظوں کی شروعات ہوئی تھی

دس سالہ سفیر بری طرح رو رہا تھا اسکی آنکھیں رو رو کر سوجھ گئی تھیں گالوں پہ آنسوؤں کے خشک نشان رہ گئے تھے

اسکی ماں اپنی کسی دوست کے ساتھ لنچ کرنے گئی تھی اب جب وہ واپس آئی تھی تب سے اپنے اکلوتے بیٹے کو روتے ہوئے دیکھ رہی تھی اسکی بھوری آنکھوں میں ناپسندیدگی تھی

وہ آج سے کئی سال پہلے بہت خوبصورت ہوا کرتی تھی لمبے بال بے داغ چہرہ خوبصورت بھوری آنکھیں اور ہاں اب تک اس نے کوئی سرجری کوئی بوٹوکس بھی نہیں کروایا تھا

تم آخر کب تک لوزرز کی طرح روتے رہو گے سفیر سلطان ؟اس نے اپنے سامنے بیڈ پہ بیٹھے ہوئے اپنے دس سالہ بیٹے کو مخاطب کیا

ڈیڈ نے مجھ پہ شاوٹ کیا میری سائیکل توڑ دی اس نعیم نے اور ڈیڈ نے مجھ پہ شاوٹ کیا انہوں نے آپ کے بارے میں برا کہا انہوں نے کہا میں انکا بیٹا نہیں ہوں مجھے بہت ہرٹ ہو رہا ہے

اس نے روتے ہوئے بتایا تھا

فروا نے نخوت سے ہاتھ جھلایا

تمھارے ڈیڈ نے تم پہ اس لئے شاوٹ کیا کیونکہ تم بزدل ہو کیونکہ تم رو رہے تھے کیونکہ تم اپنا بدلہ لینا نہیں جانتے اگر اس بچے نے تمہاری سائیکل توڑی تھی تو تمھیں چاہیے تھا وہی موٹے بڑے پتھر اسکے سر پہ مارتے اسکی سائیکل پہ مارتے تمھیں معاف کرنے کے بجائے بدلہ لینا چاہیے تھا

سفیر رونا بھول کر انکو دیکھے گیا

تمھیں رونے کے بجائے اسے رلانا چاہیے تھا مجھ سے وعدہ کرو سفیر کہ آج کے بعد تمہاری آنکھوں سے ایک آنسو نہیں گرے گا وعدہ کرو

اس نے سفیر کا نرم چھوٹا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا

وعدہ کرو سفیر تم آئندہ روگے نہیں تم آئندہ معاف نہیں کروگے تم اب سے بدلہ لوگے

بھوری آنکھوں والے بچے نے میکانکی انداز میں اپنا سر اثبات میں ہلا دیا

آنکھ کے بدلے آنکھ خون کے بدلے خون اپنا بدلہ لینا سیکھو سفیر تم ایک عظیم انسان ہو تم فاتح ہو تم...

تیرہ سالہ سفیر کو آج ایک بار پھر اپنے باپ کا سخت رویہ برداشت کرنا پڑا تھا لیکن آج حالات مختلف تھے وہ رو نہیں رہا تھا اسکی آنکھیں بس ہلکی گلابی تھیں چہرہ سرخ

اسکی ماں ایک بار پھر اسکے پاس بیٹھی تھیں

میں نے بس ڈیڈ سے اتنا کہا تھا کہ مجھے بھی ویسی گھڑی چاہیے میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا تھا لیکن ڈیڈ نے اس بچے کے سامنے مجھے اتنا بے عزت کیا آخر کیوں کیوں وہ مجھ سے اتنی نفرت کرتے ہیں کیوں وہ بڑے پاپا کی طرح مجھ سے پیار نہیں کرتے ؟

وہ رنج سے کہہ رہا تھا

فروا نے افسوس سے اسکو دیکھا

وہ تم سے پیار اس لئے نہیں کرتے کیونکہ تم کم عقل ہو

سفیر نے متعجب نظروں سے انکو دیکھا

وہ گھڑی اس برانڈ کی ریئر کلیکشن ہے جسکا سارا اسٹاک ہاتھوں ہاتھ بک چکا ہے تمہارا باپ سہی تھا کیونکہ وہ گھڑی تمھیں نہیں مل سکتی تھی تمھیں وہ گھڑی چھین لینی چاہیے تھی

سفیر ٹھہر سا گیا

دنیا کی ہر اچھی چیز پہ سفیر سلطان کا حق ہے تمھیں جو چیز پسند آئے اسے چھین لو اسے حاصل کر لو کیونکہ یہ تمہارا حق ہے تمھیں ان سب چیزوں کے لئے اپنے باپ یا میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے تمھیں اپنا حق لینا آنا چاہیے

ممی لیکن وہ گھڑی میری نہیں تھی

تو ہو جاتی جو چیز تمھیں پسند ہو وہ تمہاری ہے اسکے لئے کسی کے آگے جھکنے کسی کے آگے گڑگڑانے کی ضرورت نہیں ہے وعدہ کرو اب سے جو کچھ تمھیں پسند ہو گا تم اسے مانگو گے نہیں وعدہ کرو سفیر

بھوری آنکھوں والے بچے نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ اس عورت کے ہاتھ پہ رکھ دیا تھا

وہ عورت اب بھی بول رہی تھی

دنیا کی ہر اچھی چیز پہ تمہارا حق ہے تم سفیر سلطان ہو تم عظیم ہو تم فاتح ہو۔ تم...

سولہ سالہ سفیر سلطان اپنے کمرے کی بالکنی میں اداس بیٹھا تھا اسکے چہرے پہ ملال تھا حسرت تھی

فروا نزاکت سے اپنی فراک کا کونا پکڑے وہ اس کے قریب آ بیٹھی

سفیر نے تھکی تھکی نظریں اٹھا کر انکو دیکھا یہ آنکھیں آج کے سفیر کی آنکھوں سے مختلف تھیں

ان میں حسرت تھی ان میں چاہ تھی ان میں محرومی بھی تھی

ڈیڈ میرے ساتھ نہیں جا رہے ممی سب بچوں کے ڈیڈ آئیں گے سب کے ڈیڈ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے پرائز دیں گے اور میں میرے ڈیڈ تو مجھے اپنا بیٹا کہلوانا بھی پسند نہیں کرتے

وہ دکھ سے کہہ رہا تھا

I love him mummy i really really love him

وہ مجھ سے پیار کیوں نہیں کرتے؟

فروا آگے کو ہوئی اپنی بھوری شاطر آنکھوں کو اپنے بیٹے کی آنکھوں میں گاڑ دیا

وہ تم سے پیار اس لئے نہیں کرتے کیونکہ تم بار بار انہیں بتاتے ہو کہ تم ان سے پیار کرتے ہو

سفیر رک گیا اسکی آنکھوں میں اچھنبا تھا

تم سفیر سلطان ہو اگر تم ان سے محبت کرتے بھی ہو تو تمھیں یہ سب بتانے کی کیا ضرورت ہی تمھیں کیا ضرورت ہی کہ تم جھک جاؤ؟ تمھیں جس انسان جس چیز سے محبت ہے وہ تمہاری ہے پھر تم اپنے الفاظ کیوں ضائع کرو؟

لیکن انکو میرے ساتھ آنا تو چاہیے تھا اسے ایک ہی غم تھا

وہ تمھارے ساتھ نہیں آئیں گے کیونکہ تم ان بچوں کی طرح عام نہیں ہو سفیر کو سہاروں کی ضرورت نہیں ہے تم extra ordinary ہو تم اکیلے کافی ہو کسی بھی جگہ کسی بھی تقریب میں جانے کے لئے تم کافی ہو تمھیں ضرورت نہیں ہے کسی کی تمہارا کیرزما تمہارا چارم تمھیں ہر محفل میں معتبر ثابت کرنے کے لئے کافی ہے

تمھیں اپنے باپ کی ضرورت نہیں ہے تمھیں اپنی ماں کی ضرورت نہیں ہے تم اکیلے کافی ہو

وعدہ کرو سفیر آج کے بعد اگر تمھیں ہماری ضرورت ہوئی تب بھی کسی کو نہیں پکارو گے وعدہ کرو تم کسی بھی محبت کا اظہار نہیں کرو گے تم اپنے لئے کافی رہو گے وعدہ کرو تم عام نہیں بنو گے وعدہ کرو سفیر وعدہ کرو

بھوری آنکھوں والے بچے نے ایک بار پھر وعدہ کر لیا تھا

اسکی ماں اب پھر سے چند الفاظ دہرا رہی تھی

تم سفیر سلطان ہو تم عظیم ہو تم فاتح ہو دنیا کی ہر اچھی چیز پہ تمہارا حق ہے تمھیں جو پسند ہے چھین لو..

اس نے آنکھیں کھولیں وہ اب سولہ سالہ سفیر نہیں تھا وہ اکتیس سال کا ہو گیا تھا لیکن وہ بچپن میں کئے ہوئے وعدے نہیں بھول سکا

میں سفیر سلطان ہوں اس کے لب ہلکے سے پھڑ پھڑائے اسکی ماں نے فخریہ انداز میں اسے دیکھا وہ بامشکل اپنی گردن سیدھی کے دہرا رہا تھا

میں فاتح ہوں میں عظیم ہوں دنیا کی ہر اچھی چیز پہ میرا حق ہے

وہ کہہ رہا تھا لیکن اسکی آواز کھوکھلی تھی بے حد کھوکھلی

میں extra ordinary ہوں مجھے اپنے ساتھ جڑے کسی تعلق سے محبت کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے

مجھے جو چیز چاہیے میں اسے چھین لوں گا

میں سفیر سلطان ہوں میں فاتح ہوں میں عظیم ہوں میں ناقابل تسخیر ہوں

بولتے بولتے اسکی آنکھ کے کونے سے ایک بے نام آنسو نکلا تھا جسے وہ بری طرح رگڑ گیا

میں سفیر سلطان ہوں میں فاتح ہوں

وہ بے بسی سے دہرائے گیا

چرچ کی فضاؤں میں جل چکی خوشبو دار موم بتیوں کی باس اب پھیلی ہوئی تھی

ہال میں قطاروں۔میں لگے لکڑی کے صاف ستھرے بینچ رکھے تھے

یہ بینچ سارے ہال میں بچھے ہوئے تھے بس درمیان میں گزرنے کا ایک لمبا اور چوڑا راستہ تھا

جہاں بینچ ختم ہوتے تھے وہیں سے ہال کی زمین سے ذرا اونچا اسٹیج نما منبر بنا تھا جس کے ایک کونے میں ڈائس رکھا تھا جس کے پیچھے سیاہ رنگت والا "فادر" کھڑا تھا اسٹیج پہ کھڑے کچھ بچے کوائر (مذہبی نظم) پڑھ رہے تھے

ہال کے بینچ اس وقت خالی تھے آج کی پریئر ہو چکی تھی یہ وہ بچے تھے جنہیں اگلے ہفتے کوائر سنانی تھی اور اس وقت وہ اپنی مشق کر رہے تھے

ایسے میں ہال کے داخلی دروازے سے چار لوگ اندر داخل ہوئے جن میں ایک سیاہ آنکھوں والا مرد اور اسکی بیوی تھی اور دوسرا سرمئی آنکھوں والا لڑکا اور ایک سانولی لڑکی بھی تھی

فادر جوزف نے انکو اندر آتے دیکھا تو مسکرائے کوائر پڑھتے بچے اب خاموش ہو گئے تھے شاید وہ مشق کر چکے تھے

فادر جوزف نے بچوں کو جانے کا اشارہ کیا

آج کی پریئر ختم ہو چکی ہے لیکن یسوع مسیح کا تذکرہ کرنے والے لوگ کبھی ختم نہیں ہوں گے آؤ میرے بچوں آؤ

ڈائس کے پیچھے کھڑا ڈھلتی عمر کا آدمی شفقت سے کہہ رہا تھا

ہم کسی کے عقیدے کے ساتھ مذاق کرنے جارہے ہیں کیا دنیا میں اس سے بڑا گناہ کوئی ہو گا؟ سرمئی آنکھوں والا لڑکا دکھ سے کہہ رہا تھا

اگر تم اب ایک لفظ بھی بولے تو کل اسی چرچ سے تمہاری مسخ شدہ لاش ملے گی کیا اس سے بڑا گناہ کوئی ہو گا ؟اسکے ساتھ چلتا سیاہ آنکھوں والا نوجوان سختی سے کہہ رہا تھا

اتنے میں وہ چاروں بینچ کے آخری سروں تک پہنچ گئے تھے فادر انکو دیکھتے ہوئے نیچے اتر آئے

کہو آج تم یسو مسیح کے بارے میں کیا سننا چاہو گے ؟انکی عظمت کے قصے یا ان پہ ٹوٹی مشکلات کا حوالہ فادر جوزف نیچے آتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہے تھے

یہ ہمیں convert کروا کر دم لے گا

لیل عمر کے کان کے پاس جھکی

ہم نے اپنی کتاب قرآن کریم میں حضرت عیسی علیہ اسلام کے بارے میں کافی کچھ پڑھ رکھا ہے یہاں ہم کچھ اور بات کرنے آئے ہیں عمر نے انکو بہت کچھ بتا دیا

فادر اب نیچے آچکے تھے یہ جاننے کے بعد کہ وہ سب مسلمان ہیں انکی مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی

بیٹھو میرے بچوں انہوں نے اسی شفقت سے انہیں بیٹھنے کو کہا

وہ چاروں مارے باندھے بیٹھ گئے فادر جوزف اسٹیج کی سیڑھیوں پہ بیٹھ گئے

تکہو میرے بچوں کیا چیز تمھیں خداوند کے اس غلام کے پاس لے آئی

عمر نے کچھ کہنا چاہا جب ہارون نے اس کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کو کہا

وہ سچ بولے گا عمر جانتا تھا وہ عمر حیات نہیں تھا جو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اتنے وثوق سے جھوٹ کہے کہ اگلے کو اپنا سچ مشکوک لگے

وہ ہارون شاہد تھا جسے جھوٹ بولنے نہیں آتے تھے جس کا سچ بھی ڈگمگا جاتا تھا وہ آرٹسٹ تھا دل کی سچائیوں پہ یقین رکھتا تھا

ان چاروں میں سے کوئی بھی چرچ میں بیٹھ کر جھوٹ بولنے کے حق میں نہیں تھا سو خاموش رہے

ہارون نے انکو ہالے کی شادی سے لے کر اغوا اور پھر اسکے باپ کے قتل اور ہیون کے غیر قانونی قبضے تک کی ساری ڈیٹیلز بتائیں

فادر جوزف نم آنکھوں سے سب سنتے رہے ہارون بول کر خاموش ہوا

ہمیں صرف شاہ تاج کبیر کے گھر تک رسائی چاہیے انکی ہیڈ ملازمہ آپ کی سگی بھتیجی ہیں آپ کا حکم انکے لئے یسوع کے بعد سب سے اہم ہیں انکا عقیدہ ہے آپ پہ ہم انہیں خریدنا نہیں چاہتے ہم بس شرافت سے گھر کے اندر رسائی چاہتے ہیں تاکہ ہمیں کچھ ایسا مل سکے جس کے زریعے شاہ تاج کو سچ بولنے پہ مجبور کر سکیں

ہالے کہہ رہی تھی

اگر آپ انہیں ہماری مدد کا کہہ دیں گے تو ہمارا کام آسانی سے ہو جائے گا لیکن اگر آپ نہیں کہیں گے

وہ رکی ذرا آگے کو ہوئی فادر جوزف کی آنکھوں میں دیکھا

کام تو ہمارا پھر بھی ہو ہی جائے گا لیکن آپ کی بھتیجی غیر محفوظ ہو جائیں گی شاہ تاج کی جانب سے بھی اور ہماری جانب سے بھی اصل میں کیا ہے ناں میرا شوہر زرا سر پھرا ہے بات بات پہ گن نکال لیتا ہے

عمر نے مسکراہٹ دبائی

(انہوں نے مجھے میرا شوہر کہا)

اور میرا.. کزن وہ دس سال کی عمر میں قتل کر چکا ہے اب تو خیر اسکے لئے یہ سب کوئی مسلہ ہی نہیں ہے اب آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں ؟

وہ واپس پیچھے کو ہوئی

اگر آپ ہماری مدد کر دیں گے تو آپ کی بھتیجی کی ذمہ داری ہماری اور اگر نہیں کرتے تب بھی سوچ لیجئے اسکا لہجہ دھمکاتا ہوا ہر گز نہیں تھا

اسے واقعی بات کرنے کا فن آتا تھا

فادر جوزف نے ایک گہری سانس لی

ابھی وہ کچھ کہتے کہ

اگر آپ کو ہم پہ کوئی شک ہے تو پہلے یہ تصاویر دیکھ لیجئے اپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گی

اس نے عمر سے ہیون اور وہاں کے بچوں کی تصاویر لی تھیں یقیناوہ یہی تصاویر انکو دکھا رہی تھی

فادر جوزف آگے کو ہوئے

جیسے جیسے وہ تصاویر دیکھتے گئے انکا چہرہ یہ بتانے کے لئے کافی ہوتا گیا کہ وہ یقیناً انکی مدد کریں گے

چرچ میں ذرا دیر کو خاموشی چھا گئی

تھوڑی دیر بعد فادر جوزف نے اپنی مہربان آواز میں کہنا شروع کیا

تم چاروں خداوند کی طرف سے بھیجے گئے اینجلز ہو

(لیل اور عمر نے بیک وقت اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے

یقیناً یہ انکی بات نہیں ہو رہی تھی)

ہر دور میں خداوند کچھ saint لوگوں کو زمین پہ بھیجتا ہے تم وہی ہو میں جان گیا ہوں تم وہی ہو میں خداوند کی خاطر تمہاری مدد کروں گا

میڈونا (قصر کبیر کی ہیڈ ملازمہ) ابھی آتی ہی ہو گی وہ ہر روز اس وقت آتی ہے میں تم سب کو اسکے ساتھ بھیج دوں گا سچائی کی جیت ہو گی خداوند تمہارا مددگار ہو

میں آپ کو بتا دیتا ہوں آپ نے کیا کہنا ہے عمر بولتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ہال کے دائیں طرف بنے دوسرے داخلی دروازے کی اوٹ میں کھڑے تھے

کیا خداوند مجھے میرے گناہوں کے لئے معاف کر دے گا کیا وہ مجھ پہ بھی رحم کرے گا؟

چرچ کے بینچ پہ بیٹھی میڈونا اپنی نم آنکھوں کو پونچھتی ہوئی کہہ رہی تھی

اس نے لمبی سفید سکرٹ کے ساتھ سیاہ منی کوٹ پہن رکھا تھا بالوں کو چھوٹے سے سیاہ اسکارف میں لپیٹے اسکا سانولا چہرہ رویا رویا سا تھا

خداوند ہر ایک کے لئے مہربان ہے میڈی وہ تم پہ بھی Mm رحم کرے گا بلکہ کیا پتہ اس نے تمھارے گناہ کا کفارہ کرنے کا انتظام کر دیا ہو کیا پتہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرنے کو تیار ہو گیا ہو وہ نرم لہجے میں کہہ رہے تھے میڈونا نے سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا

کیا ایسا ممکن ہے ؟

خداوند کے لئے کچھ بھی نہ ممکن نہیں ہے میڈی خدا نے تمہارا کفارہ بھیجا ہے وہ چار لوگوں کی صورت ہے

دو انتہائی حسین عورتیں

عمر نے مسکرا کر ہالے کو دیکھا

لیل کلس کر رہ گئی

(عورت ؟ میں تمھیں چھوڑوں گی نہیں الفا)

ایک خوبرو وجیہہ مرد

عمر کی گردن فخریہ انداز میں تن گئی

فادر جوزف عمر کے بتائے گئے الفاظ دہراتا گیا

اور چوتھا ایک عام شکل لڑکا

معصوم سادہ

ہارون نے صدمے سے عمر کو دیکھا اسکی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں

میں تمھیں عام شکل لگتا ہوں؟ وہ دبا دبا غرآیا

عمر نے کندھے اچکائے

اب میں کیا کہہ سکتا ہوں تم اگر کسی کو وجیہہ نہیں لگتے تو میں کیا کروں

وہ معصومیت سے بولا

ہالے نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی

یہ اسی کے الفاظ تھے اتنا تو وہ عمر کو جانتی تھی

فادر جوزف اب بھی کہہ رہے تھے

چار لوگ آج خداوند نے چار لوگوں کو تمہارے لئے اینجل بنا کر بھیجا ہے وہ چاروں آئیں گے اور تم سے اس محل میں رسائی مانگیں گے جہاں تم خداوند کے کرم سے داخل ہوئی تھی وہ تمہارا کفارہ ہوں گے میری بچی

انہوں نے میڈونا کے سر پہ ہاتھ رکھا

وہ رونا بھول کر انکو دیکھے گئی

کسی مرید کی طرح کسی ضعیف العقائد انسان کی طرح

اگر خداوند مجھ سے ناراض نہ ہو تو میں ایک بات جاننا چاہوں گی اس نے ڈرے ڈرے انداز میں اجازت چاہی

کھل کر کہو مائے چائلڈ خداوند بس رحم کرنا جانتا ہے انہوں نے تسلی دی

کیا یہ میرے مالکوں سے غداری نہیں ہو گی؟ اسکا لہجہ خوف زدہ تھا

یہ خداوند سے وفاداری ہو گی تمھیں چن لیا گیا ہے خداوند نے اپنے چار فرشتے تمھارے لئے بھیجے ہیں اب یہ تم پہ ہے کہ تم اسکے مہمانوں کا خیال کس طرح رکھتی ہو

وہ کچھ اور بھی کہہ رہے تھے لیکن لیل اور عمر استغفار پڑھتے ہوئے وہاں سے نکل گئے

یقینا یہ ہماری بات نہیں ہو رہی

وہ دونوں ایک ساتھ بڑبڑائے تھے

اپنی گاڑی کی طرف جاتے ہوئے عمر حیات کا چہرہ دمک رہا تھا

آج مجھے انسانیت پہ یقین آگیا ہے مطلب آج بھی اس دور میں بھی اچھے لوگ ہیں مجھے تو یقین نہیں آرہا وہ آدمی کس طرح ہیون کے بچوں کے لئے اتنا سب کر گیا

سچ ہے انسانیت ہمیشہ سب سے پہلے آتی ہے

وہ مرعوبیت سے کہتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا

ہالے اسکے ساتھ آکر بیٹھی تھی اور لیل ہارون کے ساتھ پچھلی سیٹ پہ

ویسے مجھے بھی یقین نہیں آرہا وہ آدمی انسانیت کا علمبردار ہے لیل نے تائید کی تھی

ہالے نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا پھر فخر سے گردن تان کر بیٹھے ہارون کو دیکھا جو اپنے بولے گئے سچ کی جیت پہ مغرور سا بیٹھا تھا

آپ لوگوں کو لگتا ہے یہ سچ کی جیت ہے ؟یا پھر انسانیت کی ؟آپ لوگوں کو لگتا ہے وہ آدمی ہیون کے بچوں کی خاطر ہماری مدد کرنے کو مان گیا؟

کس دنیا میں رہتے ہیں آپ

ہالے اپنے موبائل پہ جھک گئی اور پھر ان تینوں کے موبائل نے ایک ساتھ ایک واٹس ایپ نوٹیفکیشن کی نوید سنائی تھی

ہالے نے انکو میسج کھولو کا اشارہ کیا

وہ تینوں نا سمجھی سے اپنا موبائل اٹھا کر دیکھنے لگے

اس میں فادر جوزف کے خلاف تین ایف آئی آر دائر تھیں جن میں صاف صاف لکھا تھا کہ چرچ سے ملحقہ زمین پہ فادر جوزف نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے

اگلی تصویر میں چرچ سے غائب ہونے والی ایک بھاری بھرکم رقم کی ایف آئی آر تھی جس میں لکھا تھا کہ یہ ساری رقم فادر جوزف نے چوری کی ہے اور الزام اپنے ساتھی فادر پیٹر پہ لگا دیا ہے

اگلی کچھ تصاویر میں انکے ان دونوں کارناموں کے ثبوت تھے

ان تینوں نے بے دھم ہو کر موبائل والا ہاتھ گرا دیا

آج میرا انسانیت پر سے اعتبار اٹھ گیا

وہ تینوں کھوئے کھوئے انداز میں یک زبان ہو کر بولے تھے

انکا غم بہت بڑا تھا

قصر کبیر کو اگر اس صدی کا محل کہا جائے تو یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہو گی

تین منزلا شیشوں سے ڈھکی مغرور عمارت اگر تمھیں اس شیشوں کے محل میں جانے کا موقع ملے تو تم ایک بھاری قدم بھی نہ اٹھاؤ یہ محل اتنا نازک لگتا تھا

لیکن در حقیقت یہ نازک نہیں تھا قصر کبیر گولائی میں بنی عمارت تھی اور اسکے گرد گولائی میں ہی ایک سخت شیشوں والی دیوار بنی تھی جسنے سارے قصر کے گرد پہرا بٹھار کھا تھا

چاروں اطراف میں کھڑے باوردی ملازم اور ایک جانب بنا سیکورٹی آفیسر کا اونچا کیبن جہاں وہ قصر کر چاروں اطراف میں پھڑ پھڑاتے پرندے اور چھوٹے سے چھوٹے جانور کو بھی اپنے جدید سی سی ٹی وی میں دیکھ سکتا تھا

وااااووو....

قصر کبیر کے باہر کھڑے ان چاروں کے منہ سے بے اختیار ایک ہی لفظ نکلا تھا

پھر چاروں گڑبڑا کر سیدھے ہوئے خفت سے ایک دوسرے کو دیکھا

انکے چہروں پہ ماسک لگا تھا

اسی وقت میڈونا باہر آئی سیکورٹی افسر انکو دیکھتے نیچے اتر آیا بارودی ملازم انکے آس پاس کھڑے مشکوک نظروں سے انھیں دیکھ رہے تھے

تم نے سی سی ٹی وی ڈس ایبل کروادیا تھا ناں؟

مجھے پورے ملک میں اشتہاری مشہور نہیں ہونا تھا اس لئے کر دیے ہیں

لیل عمر کے کان کے پاس جھکیتھی

عمر نے اثبات میں سر ہلایا

تب تک میڈونا انکے قریب آکر رکی تھی

اسکی نظروں میں عقیدت تھی اعتقاد تھا

وہ چاروں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے تھے

میڈونا انہی عقیدت بھری نظروں سے انکو دیکھتی رہی

تم چاروں خداوند کی طرف سے بھیجے گئے اینجل ہو ہے ناں وہ کھوئے کھوئے انداز میں کہنے لگی

تم دونوں اس نے ہالے اور لیل کی جانب اشارہ کیا

دو انتہائی حسین عورتیں

ہالے نے اثبات میں سر ہلایا لیل خود کو عورت کہے جانے پہ اعتراض کرنا چاہتی تھی لیکن ہالے نے اسکا ہاتھ دبا کر کچھ بھی کہنے سے روک دیا

اب وہ آگے آئی عمر اور ہارون کے سامنے کھڑی ہوئی

ان دونوں نے اپنے ماسک ذرا سا سرکائے

تم وہی ہو ناں خوبرو وجیہ مرد اس نے ہارون کی سرمئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا

ہارون بے اختیار مسکرایا

اور تم وہ عام شکل لڑکے تم چاروں میرے پیچھے آؤ

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ خوبرو مرد..

خداوند نے تمہاری چالیں تم پہ الٹ دیں ہارون نے اسکی بات کاٹی

اور میڈونا کے پیچھے گیا

عمر جل کر رہ گیا

مجھے عورت کہلوانے کا انجام دیکھ لیا؟

لیل جتاتے ہوئے کہتی اسکے سامنے سے نکل گئی

ہالے دو قدم آگے آئی

اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹشو پیپر عمر کے آگے کیا

اپنے آنسو پونچھ لینا عام شکل مرد

وہ سنجیدگی سے کہتی آگے بڑھ گئی

عمر نے ضبط سے ان تینوں کو دیکھا

جلتے ہیں میرے حسن سے ہنہ

ایک منٹ میڈونا تم انہیں اس طرح اندر لے کر نہیں جا سکتی مجھے انکی سیکورٹی کلیرنس چاہیے

دروازے پہ کھڑا باوردی ملازم اور سیکورٹی افسر ایک ساتھ کھڑے تھے

میڈونا رکی

یہ چاروں لوگ میرے ساتھ ہیں اور میں کون ہوں ؟ میں تم سب کی ملکہ ہوں

تم سب میرے انڈر کام کرتے ہو کیا انکی سیکورٹی کلئیرنس کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ ہیں ؟

وہ ایسے قطعی ایسے رعبدار انداز سے بولی کہ سیکورٹی افسر خود بخود دور ہٹ گیا

تمھیں اپنی ہیڈ سے بات کرنے کی تمیز سیکھ لینی چاہیے معیز ورنہ میں تمھیں یہاں سے نکلوانے کا اختیار رکھتی ہوں

وہ نخوت سے کہتی آگے بڑھ گئی شاہی محل کا دروازہ کھلا اور وہ چاروں اندر داخل ہوئے

عمر نے اپنی عقاب جیسی آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لینا شروع کیا

لان میں سامان یہاں سے وہاں بکھرا پڑا تھا یقیناً یہ ایک ہفتہ بعد ہونے والی پارٹی کی تیاری ہو رہی تھی

لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو یہاں سے وہاں بھاگ بھاگ کر کام نمٹا رہا تھا

یہ اتنا نازک گھر بنانے کی کیا ضرورت تھی بندہ سخت قدم بھی نہیں رکھ سکتا کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے

عمر سامنے دیکھتے ہوئے ناپسندیدگی سے بولا

لیل نے تائید کی تھی

اصل میں تمہارا مسلہ سمجھ سکتا ہوں میں تمھارے لئے سب کچھ نیا نیا ہے یہ گھر یہ نوکر چاکر یہ ٹھاٹھ غریب جو رہے ہو تم وہ افسوس سے کہہ رہا تھا

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

تم نے تھانہ دیکھا ہے؟

اس نے گھر پہ نظر جمائے سوال کیا

نہیں دیکھا ہوگا اور اگر دیکھا بھی ہو گا تو بس باہر سے کبھی اندر جا کر دیکھو تو پتہ لگے کس طرح پولیس والوں کے ہاتھ اور منہ چلتے ہیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ سامنے ایم این اے کا بیٹا ہے یا ایم پی کا انکے ہاتھ بس چلتے جاتے ہیں اور جسم پہ نشان پڑتے جاتے ہیں جب تک بندے کا کوئی وارث پہنچتا ہے تب تک وہ یا تو گالیاں کھا کھا کر غیرت سے

ادھ مواہو جاتا ہے یا پھر مار کھا کھا کر ادھ مواہو جاتا ہے ویسے تمہارا باپ شہر سے باہر ہے ناں ؟اس نے سادگی سے پوچھا

ہارون لاحول پڑھ کر رہ گیا

خیر ہمیں اتنا تو ہمیں پتہ ہی ہے کہ انکا پیسہ اسی گھر میں ہے ہالے نے کہنا شروع کیا

لیل آپ اور ہارون اوپر سارے کمرے چیک کریں گے

میں اور عمر یہاں نیچے سنبھال لیں گے ایک گھنٹے ہے ہمارے پاس شاہ تاج اور اسکا بھائی ایک گھنٹے میں آجائیں گے

ایم آئی کلئیر ؟اس نے تینوں کو دیکھ کر تائید چاہی

ایک گھنٹہ اور محل نما گھر اور ایک گھنٹہ یہ تو کھلا تضاد تھا

یہ پانچ جون کی گرم حبس زدہ رات تھی آج کی رات ہالے سلطان اور عمر حیات کے لئے قیمتی تھی آج رات شاہ تاج کبیر کے گھر تقریب تھی ندیم کا بیان سننے کے بعد گو کہ ہالے کے دل میں اب ویسی بد گمانی نہیں رہی تھی لیکن اب بھی دور کہیں دل کو ایک پختہ ثبوت چاہیے تھا وہ جج کی بیٹی تھی کچے ثبوتوں کو کہاں مان سکتی تھی

آپ تیار ہیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں

وہ اپنے موبائل پہ بٹن دباتا ہوا ہالے کے کمرے کی چوکھٹ پہ آ کر رکا

اس نے سیاہ ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا ماتھے پہ بکھرے بال آج جیل سے پیچھے کو جما رکھے تھے کلائی میں قیمتی گھڑی اور محسور کن خوشبو میں بسا ہوا

وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی بال برش کر رہی تھی بھورے بال آج نیچے سے کرل کر رکھے تھے

عمر ان بالوں کو دیکھے گیا وہ ان بالوں کو تب سے دیکھتا آ رہا تھا جب انکا اصل رنگ سیاہ تھا تب یہ بال بہت خوبصورت ہوا کرتے تھے ریشمی چمکدار کچھ عرصے سے یہ روکھے اور بے رنگ ہوتے جا رہے تھے لیکن عمر کو یہ آج بھی پسند تھے

اس نے اب ہالے کی آنکھیں دیکھی یہ آنکھیں ایک مقناطیس کی طرح اسے اپنی جانب کھینچتی تھیں کبھی یہ آنکھیں ہنستی تھیں لیکن اب یہ رلا دیتی تھیں روتی تھیں اور جب ہالے کی آنکھ روتی تھی عمر کے لئے سب سے بڑا عذاب یہی ہوتا تھا

میں تیار ہوں چلیں؟ ہالے اپنے بیگ میں سامان ڈالتے ہوئے کہہ رہی تھی

اس نے گہرے نیلے رنگ کا گھٹنوں تک آتا پارٹی گاؤن پہن رکھا تھا بال کھلے اور ہلکا میک اپ اس پہ صبح کی روئی روئی آنکھیں وہ خوبصورت لگ رہی تھی بہت زیادہ خوب صورت

عمر چند لمحہ مزید اس کو دیکھتا رہا پھر پلٹ گیا

گاڑی ایک بار پھر قصر کبیر کے سامنے آ کر رکی تھی

ہالے زخمی آنکھوں سے اس شیشوں والے محل کو دیکھے گئی

اچھی لگ رہی ہیں وہ قصر کو دیکھ رہی تھی اور عمر اسکو

اگر تم بدلے میں اپنی تعریف سننا چاہتے ہو تو میں نہیں کروں گی وہ اب بھی قصر کو دیکھتی کہہ رہی تھی

عمر ہولے سے ہنس دیا گال کا گڑھا واضح ہوا

مجھے کسی کا مپلیمینٹ کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے حسن کے چرچے سنتا رہتا ہوں وہ شان بے نیازی سے بولا

ہالے نے اب بھی قصر سے نظر نہیں ہٹائی

کیا آپ اب بھی مجھ سے بدگمان ہیں؟

اب کے ہالے نے گردن موڑی تھی

سچ کہوں یا جھوٹ؟

آپ کو جھوٹ بولنا نہیں آتا آپ جب جھوٹ بولتی ہیں تو اپنی انگلیاں چٹخانے لگ جاتی ہیں سو مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش مت کیجئے گا

ہالے چند لمحہ اسکو دیکھتی رہی پھر ایک گہری سانس لی

مجھے تم پہ یقین کرنے کے لئے ایک پختہ ثبوت چاہیے ندیم کی گواہی میرے لئے کافی نہیں ہے میں جج کی بیٹی ہوں آدھے ادھورے ثبوت نہیں مان سکتی مجھے motive چاہیے جو کہ اب تک صرف تمھارے معملے میں ملا ہے

کوئی اور ایسا کیوں کرے گا؟

ہم چار بار ملے انتہائی مہذب انداز سے اچھے ماحول میں ان چار ملاقاتوں میں آپ کوotivem کہاں نظر آیا؟

ہالے چند ثانیے اسکو دیکھتی رہی

ہم پانچ بار ملے تھے عمر کیا ہماری پانچویں ملاقات تم بھول گئے ہو؟ ہماری پانچویں ملاقات میں motive تھا

وہ زور دے کر کہہ رہی تھی

منظر بدلہ وقت ذرا سا پیچھے گیا

ہالے کے نکاح کے روز انکی پانچویں ملاقات کی طرف

ہالے سلطان کی گاڑی انکے خاندانی جیولیری کے شوروم کے باہر کھڑی تھی

اسکی ایک انگوٹھی ذرا ڈھیلی رہ گئی تھی اور اس نے اپنی شادی پہ یہی انگوٹھی پہننے کی ضد کر رکھی تھی

مہرماہ اسکی ضد سے مجبور ہو کر یہاں آگئی تھی اس وقت وہ ڈرائیور کے ساتھ اندر تھی اور ہالے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھی تھی

موبائل کو کان اور کندھے کے درمیان لگائے وہ کسی سے بات کر رہی تھی پھر مسکرا کر کال کاٹی دفتعا

اسے اپنے چہرے پہ کسی کی شناسا نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا

اس نے آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا اور پھر جیسے ٹھہر سی گئی

وہ اسے آج دس دن بعد دیکھ رہی تھی پندرہ اپریل کے بعد پچیس اپریل کو

وہ چند لمحے بغیر پلک جھپکے اسکو دیکھتی رہی وہ بھی گاڑی کے شیشے کے پار سے اسکو دیکھتا رہا ایک ٹک پلک جھپکے بغیر وہ کبھی بھی اسکے سامنے نظر نہیں جھکاتا تھا وہ ہر دفع اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرتا تھا لیکن نہ جانے کیوں کبھی اسکی نظر سے کوئی خوف آیا ہی نہیں تھا اسکی نظر شفاف تھی

ہالے کی گود میں پڑا اسکا موبائل زوں زوں کرنے لگا تھا اس نے چونک کر نظریں پھیریں گود میں پڑا اپنا موبائل دیکھا

پھر سامنے اپنے کان سے موبائل لگائے عمر حیات کو دیکھا نہ جانے کیوں آج اسکی آنکھوں میں شیشے کے پار سے بھی کرب ہی نظر آرہا تھا

ہالے نے موبائل اٹھایا کال اٹینڈ کر کے کان سے لگایا

ہیلو... وہ ایک محتاط سا ہیلو تھا

ہیپی برتھ ڈے

موبائل سپیکر میں اسکی گمبھیر آواز گونجی

وہ کسی کو بھی گھنٹوں خود کو سننے پہ مجبور کر سکتا ہالے نے اعتراف کیا

تمھیں میرا فون نمبر کہاں سے ملا اور میری برتھڈے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ وہ حیران نہیں تھی نہ جانے کیوں وہ اسکی پر سراریت پہ حیران نہیں ہوا کرتی تھی

مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ آج آپ کا نکاح ہے کسی کے پروپوزل کا جواب دیے بغیر کسی اور سے شادی کرنا یہ کہیں سے مہذب حرکت نہیں ہے

وہ بات کرتے ہوئے آگے آیا تھا اب وہ گاڑی کے سامنے والے شیشے کے سامنے نہیں تھا اب وہ ہالے کی طرف کی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا

شیشے کے پار بھی ہالے کو اسکی آنکھوں کے نیچے حلقے ظاہر ہوئے تھے وہ کسی شاعر کا غمگین مثر دہ لگ رہا تھا

میں نے اپنا جواب اسی دن دے دیا تھا

اور میں نے آپ سے خود کو وقت دینے کا کہا تھا آج اس واقعے کو دس دن ہو گئے ہیں میں دس سال مزید انتظار کر سکتا ہوں

وہ چند لمحوں کے لئے رکا ان دونوں کے درمیان بس گاڑی کا شیشہ تھا لیکن کیا واقعی ان دونوں کے درمیان گاڑی کا شیشہ تھا؟

آپ سفیر سے شادی مت کریں پلیز خود کو اور اس تعلق کو وقت دیں پھر بھی اگر آپ کو لگے کہ آپ اسی سے شادی کرنا چاہتی ہیں تو کر لیجئے گا لیکن اس وقت نہیں وہ آپ کو ہرٹ کرے گا اور آپ ہرٹ ہوں گی تو مجھے بھی ہرٹ ہو گا

نہ جانے کیوں ہالے کو اسکی آواز بے بس لگی

تم میرے لئے اتنے فکر مند کیوں ہو میں کوئی دس سال کی بچی نہیں ہوں

آپ اس رات میرے لئے فکر مند کیوں تھیں ؟

وہ ترکی باترکی بولا

چند پلوں کے لئے ہالے کو کچھ سمجھ نہیں آیا

تم تکلیف میں تھے اور میں تمھیں اس طرح نہیں دیکھ سکی اور بھلا کیا وجہ ہو سکتی ہے

ہالے نے اس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی

جس طرح آپ اس دن میری مدد کرنے سے خود کو روک نہیں سکیں اسی طرح میں آپ کی فکر کرنے سے خود کو روک نہیں سکتا

مہر ماہ اور ڈرائیور سامنے سے آرہے تھے

تم آخر چاہتے کیا ہو؟ وہ بے بس ہوئی

عمر نے شیشے کے پار اسکا حسین چہرہ دیکھا

اس شادی کو روکنا کاش میں اس شادی کو روک سکتا میں نے اللہّ سے کبھی کچھ نہیں مانگا لیکن آج مانگنا چاہ رہا ہوں

آج میں اللہّ سے اس شادی کا نہ ہونا مانگتا ہوں

وہ کہہ کر رکا نہیں

موبائل کان سے ہٹایا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا

ہالے بس خالی خالی آنکھوں سے اسکو جاتا دیکھتی رہی)

لیکن میں اسی وقت وہاں سے چلا گیا تھا میں.

اس نے کچھ کہنا چاہا جب ہالے نے اسکی بات کاٹی

ہمیں بحث نہیں کرنی چاہیے اندر ہماری زیادہ ضرورت ہے وہ بول کر گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی

عمر گہری سانس بھر کر رہ گیا

یہ پہن لیں عمر کی آواز پہ اسکا ہاتھ رک گیا

اس نے عمر کے ہاتھ کی طرف دیکھا اسکے پاس ایک انگلی جتنی موٹی ہیروں کی چین تھی اور اسی چین کے ساتھ دو چھوٹے چھوٹے ٹاپس

ہالے کا دل دھک سے رہ گیا

یہ وہی سیٹ تھا جو اس نے مدحت کو دیا تھا نہیں یہ اس سیٹ کا ساتھی نہیں تھا یہ وہی تھا

یہ کہاں سے؟. کیسے ملا؟ وہ مارے حیرت کے بس اتنا کہہ سکی

عمر حیات اتنا بے غیرت نہیں ہوا کہ اسکی بیوی کو اپنے کسی بھی کام کے لئے اپنا زیور بیچنا پڑے میں نے آپ کی بات سن لی تھی اور آپ کے موبائل سے مدحت کا نمبر بھی لے لیا تھا بس پھر کیا تھا ہم نے ڈیل کر لی

تمہیں شرم آنی چاہیے تم نے میرا موبائل میری اجازت کے بغیر کیسے کھولا؟ وہ سخت صدمے میں تھی

عمر نے کندھے اچکائے

اگر آپ کو لگتا ہے آپ مجھے شر مندہ کر سکتی ہیں تو آپ غلط ہیں میری اماں کہتی ہیں جس دن عمر اپنا قصور مان لے گا اس دن سورج مغرب سے نکلے گا آپ وہ سب چھوڑیں یہ پہن لیں

وہ اب کے نرمی سے بولا

مجھے یہ نہیں چاہیے میں ایسے ہی ٹھیک ہوں

ہالے آپ کی پہچان ہیرے ہیں آپ کی کلاس کے لوگ آپ کو انکی وجہ سے پہچانتے ہیں اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے ہر انسان کسی ایک بات کی وجہ سے جانا جاتا ہے جس طرح میں اپنے دوستوں میں گاڑیوں کی وجہ سے جانا جاتا ہوں یہ برا نہیں ہے یہ بس ہے

ہم لوگ کافی چیزوں میں اچھے یا برے ہوتے ہیں اور لوگوں کی ہم پہ نظر ہمیشہ رہتی ہے جب ہماری کوئی چیز انہیں اچھی لگتی ہے تو وہ بتا دیتے ہیں ہم سن لیتے ہیں لیکن اگر ایک ہی چیز کی تعریف ہم ایک سے زائد لوگوں سے سن لیں تب ہم اس کام اس چیز پہ توجہ دیتے ہیں بہتر سے بہترین کرتے جاتے ہیں اور پھر ایک دن وہ ہماری پہچان بن جاتی ہے ضروری نہیں ہے یہ کوئی اچھی چیز ہو یہ کوئی بری چیز یا عادت بھی ہو سکتی ہے لیکن ہیرے برے تو نہیں ہیں پھر ان کو پہن لینے میں کیا قباحت ہے ؟

ہالے کی پہچان اسکی باتیں ہیں ہیرے نہیں اور میں تم سے یہ نہیں لوں گی

وہ قطعی لہجے میں کہتی باہر نکل گئی

کہنے کو میں شوہر ہوں لیکن میری ایک نہیں سنتی یہ وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر آیا

عمر یار کہاں تھے تم ؟ وہ جیسے ہی باہر نکلا ایک شناسا آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

عمر کے ساتھ ہالے بھی رکی آواز دینے والا ایک وجیہہ مرد تھا پینتیس کے قریب عمر اور نک سک سے تیار وہ

قریب آکر عمر سے بغلگیر ہوا

پھر اسکی گاڑی کو دیکھا

واؤ نئی گاڑی لی ہے ؟ تین چار ماہ پہلے تو تم ایک اور گاڑی استعمال کر رہے تھے وہ ستائیش سے عمر کی گاڑی کو دیکھتا

ہوا کہہ رہا تھا

گاڑیوں کے معملے میں تم سے کوئی نہیں جیت سکتا وہ دل سے کہہ رہا تھا

عمر بس مسکرا دیا ہالے کلستی رہ گئی

وہ دونوں آگے بڑھ آئے دروازے پہ کارڈ دکھایا

عثمان (عمر کا ڈرائیور) دروازے پہ اپنے مالکین کا کارڈ دکھا رہا تھا

ہالے کی آنکھوں کے آگے منظر بدلا تھا

(سیاہ کف شرٹ والا مرد اور ڈھیلے جوڑے والی لڑکی سارا گھر چھان چکے تھے لیکن انکو اپنے کام کی کوئی چیز نہ ملی

دفعتا عمر کا اسکی نظر ڈرائنگ روم میں میز پہ رکھے کارڈز پہ پڑی

اس نے مڑ کر ہالے کو دیکھا

کیا آپ نے کبھی کسی دعوت میں خود کو خود انوائٹ کیا ہے ؟

میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ تھرڈ کلاس حرکت کبھی نہیں کی وہ صدمے سے بولی تھی

عمر چند قدم آگے گیا بغیر لکھے کارڈز میں سے ایک کارڈ اٹھایا

اس پہ کچھ لکھا اور واپس ہالے تک آیا

آپ انوائٹڈ ہیں مسز حیات ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی نے بے اختیار نزاکت سے جھجھری لیتے ہوئے کارڈ کا کونا پکڑ لیا

ایسے جیسے کوئی کچرے میں پھینکنے والا شاپر پکڑ تا ہے)

منظر تحلیل ہوا وہ اب اس قصر کے دروازے پہ کھڑی تھی

عمر اسکے ساتھ کھڑا تھا ان دونوں کو اندر جانے کی اجازت تھی وہ عمر کے ساتھ چلتی اندر داخل ہوئی اسکے ساتھ ایک پچیس چھبیس سالہ لڑکی بھی اندر داخل ہوئی ہالے کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرائی

ہالے سلطان وہاٹ آ پلزینٹ سرپرائز وہ دبے دبے جوش سے چلائی

ہالے جواباً ہلکا سا مسکرائی

یہ امیروں کی پارٹی تھی یہاں اسے ایسے ہی لوگ ملیں گے جو اسکے باپ کو جانتے ہوں گے جو اسے جانتے ہوں گی جو اسکی فیملی کو جانتے ہوں گے وہ ایک عمر اس سوسائٹی میں موو کرتی رہی تھی اتنا تو بنتا تھا

وہ لڑکی آگے آئی نزاکت سے ہالے کے گال سے گال ٹکرائے پھر اسی نزاکت سے پیچھے ہوئی

تمہیں اتنا عرصہ بعد دیکھا ہے یقین مانو میں بہت خوش ہوں وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہہ رہی تھی

بٹ ویٹ ہالے سلطانwithout daimonds?

یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں ڈونٹ ٹیل می تمہاراڈیشنگ ہسبنڈ تمہاراالائف سٹائل افورڈ نہیں کر سکتا

وہ کہتے ہوئے ہنس پڑی ایک اداسے ایک شان بے نیازی سے

عمر نے ہالے کو" کروالی میری بے عزتی؟والی نظروں سے دیکھا تھا

لڑکی کو کسی نے بلایا تھاوو آگے بڑھ گئی ہالے اور عمر وہیں کھڑے رہ گئے

اب کے ہالے کا چہرہ مختلف تھاوہ بری طرح جھنجھلائی تھی

عمر آگے آیا اپنے کوٹ کی جیب سے ٹاپس نکالے

اسی وقت آسمان میں آتش بازی ہونے لگی شاید کیک کاٹا جارہا تھا

عمر دو قدم مزید آگے آیاہالے کے قریب رکا ایک ٹاپس ہاتھ میں لیااور پھر ذراسا قریب اور ذراسا جھک کر ہالے کے کان میں ڈال دیا

مجال ہے جو کبھی آپ میری بات سن لیں وہ بڑبڑارہا تھا

وہ سانس روکے شل سی کھڑی رہی

عمر نے دوسراٹاپس ہاتھ میں لیااور دوسرے کان میں ڈال دیا

آسمان میں آتش بازی ہورہی تھی لمحے بھر کو سارا آسمان روشن ہوجاتااور پھر اگلے ہی لمحے تاریک ہوجاتا

کہا بھی تھا آپ کو پہن لیں لیکن نہیں عمر کی بات آپ سنتی کہاں ہیں

وہ اب اسکے ہاتھ کو اوپر کر کے اس کی کلائی میں نازک سا بریسلٹ پہنا رہا تھا

وہ اپنے کام میں اتنا مصروف تھا کہ ہالے کی عجیب سی نظروں کو دیکھ بھی نہ سکا

ہالے کا ہاتھ پکڑے کھڑا عمر حیات آسمان میں ہوتی آتش بازی

یہ منظر اتنا مکمل تھا کہ کئی لوگوں نے مڑ کر ان دونوں کو دیکھا تھا

کئی لوگوں نے آسمان پہ ہوتی آتش بازی کو چھوڑ کر ان دونوں کو دیکھا تھا

یکدم ہالے نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اسکا چہرہ دہک رہا تھا

مجھ سے دور رہا کرو عمر حیات وہ دبا دبا غرآئی

تمھیں کوئی حق نہیں ہے کہ تم میرے قریب رہو میری بات آئندہ یاد رکھنا مجھ سے دور رہنا وہ سختی سے کہہ کر آگے بڑھ گئی

لمحوں کی فسوں خیزی ٹوٹ گئی تھی عمر کو بے اختیار شرمندگی ہوئی اس نے کیا سوچ کر یہ حرکت کی؟

یہ کیا کر رہے تھے تم؟ لعنت ہو تم پہ اس نے خود کو ڈپٹا

پھر سر جھٹکتا ہالے کے پیچھے گیا اب کے اسکا چہرہ وہ نہیں تھا جس کے ساتھ وہ آیا تھا

قصر کبیر کا لان اس وقت کسی فلم کا سیٹ لگ رہا تھا

خوبصورت. شاہانہ.. آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا

سارے لان میں ذرا ذرا سے فاصلے پہ شاہانہ میزیں سجی تھیں سیاہ ماربل کی لمبی میزیں جو لوگ ان میزوں کے گرد کھڑے تھے یہ میزیں انکے سینوں تک آتی تھیں

عمر اور ہالے بھی ایسی ہی ایک میز کے گرد کھڑے آگے کا پلان ڈسکس کر رہے تھے تھوڑی دیر بعد کوئی نہ کوئی عورت یا مرد آتا ہالے سے بات کرتا معراج سلطان کا افسوس کرتا شادی کی مبارک دیتا اور آگے بڑھ جاتا

اس وقت بھی ایک خوبصورت سمارٹ سی عورت جسکی عمر یقیناً کافی زیادہ تھی لیکن اس نے خود کو فٹ رکھا ہوا تھا سنھری لمبی میکسی سیاہ بالوں کا اونچا جوڑا اور لبوں پہ سرخ لپسٹک وہ کسی ترکش ڈرامے کی فتنہ عورت لگ رہی تھیں

وہ ہالے کے قریب آئی گال اسکے گالوں سے ٹکرائے ہالے جبراً مسکراتی رہی

وہ مل کر الگ ہہوئی تو اسکی نظر ہالے کے گلے میں موجود چین پہ پڑی

مانا پڑے گا ہالے تم آج اس پارٹی کی سب سے حسین عورت لگ رہی ہو تمھارے ڈائمنڈز آہ ہالے یہ کتنے خوبصورت ہیں

ہالے بس مسکراتی رہی

اس عورت کو یہاں کھڑے دیکھ دو اور عورتیں اور تین مرد ادھر کی جانب لپکے تھے

ہالے جانتی تھی وہ یہاں کیوں آ رہے ہیں ہر کوئی جانتا تھا زرین مالک جس کسی پارٹی میں جاتی ہیں وہاں کسی نہ کسی کا کوئی نہ کوئی عیب ضرور پکڑ لیتی ہے پھر یا تو اس بارے میں گوسپ ہوتی ہے یا پھر مذاق اڑتا ہے اور آج اس محفل میں انہوں نے ہالے کو چنا تھا

ویسے ایک بات تو کہنی پڑے گی آج تمھارے ہسبنڈ کو دیکھ کر یقین آ ہی گیا یہ واقعی ایسا مرد ہے جس کے لئے گھر سے بھاگا جائے

(بس میری قدر نہیں ہے وہ دل میں بولا)

اس نے کچھ کہنا چاہا پھر چپ کر گیا وہ جانتا تھا اس عورت نے زخمی شیرنی کی کچھار میں ہاتھ ڈالا ہے اب انجام ضرور بھگتے گی

یونو وہاٹ میں تمہاری شادی پہ آ نہیں سکی سنا ہے جسٹس معراج یہ غم سروائیو نہیں کر سکے اور وہ تمہارا کزن سفیر پور گائے مجھے کسی نے بتایا تھا وہ بیچارہ تو بلکل تباہ ہو گیا تھا

پسند کی شادی ٹھیک ہے لیکن تمھیں اپنے خاندان کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا بیٹا وہ اتنے افسوس سے کہہ رہی تھیں جیسے انکو واقعی افسوس ہو لیکن انکو افسوس نہیں تھا

آس پاس کھڑے لوگوں نے تائید کی تھی

دبے دبے تبصرے ملامتی نظریں

ہالے یکدم کھل کر مسکرائی

مسز مالک آپ سہی کہہ رہی ہیں پسند کی شادی ضروری ہے لیکن خاندان کے بارے میں سوچ لینا چاہیے

ویسے مدثر (زرین مالک کا بیٹا) نے امریکا میں کسی پچاس سالہ Atheist (ملحد) عورت سے شادی کر لی اور ہاں

آپ کے بھائی وہ کسی مذہبی جماعت کے رھنما ہیں انہوں نے آپ سے اسی وجہ سے تعلق توڑ دیا تھا ناں

سہی کہہ رہی ہیں شادی سے پہلے خاندان کا سوچ لینا چاہیے بس مجھ سے بھی مدثر بھائی جیسی غلطی ہو گئ

مجمع میں دبی دبی سرگوشیاں گونجنے لگی تھیں

زرین کا رنگ بدلہ تھا

عمر کھل کر مسکرایا

اور آپ میری شادی میں نہیں آسکیں میں جانتی ہوں آپ کے اپنے مسلے تھے

وہ رکی اٹھی ہوئی گردن سے مجمع کو دیکھا

اصل میں انگلینڈ میں جو انکی بیٹی پڑھتی ہے ناں اسے یونیورسٹی سے نکال دیا گیا تھا

them tell am i supposed to

اسے کیوں نکالا گیا؟ ہالے نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں

زرین مالک کے مانو چہرے کا سارا خون ہی نچڑ گیا تھا مجمع دبی دبی ہنسی ہنسنے لگا

زرین مالک الٹے قدم پلٹنے لگیں

جب انکو ہالے کی آواز سنائی دی

آنٹی ویسے ہم اپنا ولیمہ پلان کر رہے ہیں لیکن آپ کے اور انکل کے بغیر یہ ایونٹ کیسے ممکن ہے جب انکل جیل سے نکل آئیں پلیز

?Just let me know okay

یہ آخری وار تھا کئی لوگوں نے اب کے مڑ کر دیکھا تھا ان لوگوں میں اسحاق کبیر اور شاہ تاج کبیر بھی شامل تھیں

زرین مالک نہیں مڑی وہ اسی مردہ چہرے اور مرے مرے قدموں سے مڑ گئیں

عمر ہالے کو دیکھ کر مسکرایا

یہ کہاں سے سیکھا؟

ہالے نے سر جھٹکا

آدھی زندگی ان میک اپ کی دکانوں اور فتنہ بوڑھیوں کو دیکھتے ہوئے گزاری ہے سمجھتے کیا ہیں یہ لوگ مجھے شاید انکو پتہ نہیں ہالے کے پاس دائمنڈز کے علاوہ بھی ایک چیز ہے جس میں وہ اچھی ہے

عمر جانتا تھا وہ کس کام میں اچھی ہے

وہ ہالے تھی وہ مسکرا مسکرا کر ایسی باتیں کر جاتی تھی کہ اگلے کو رونا آجائے

میری اماں جب مجھے کسی تقریب میں لے کر جاتی تھیں تو وہ بس ایک ہی بات کہتی تھیں "ہالے اپنی زبان بند رکھنا"

میں جانتی ہوں مجھے ایسے جملے اور معنی خیز نظریں ایک عرصے تک برداشت کرنی ہیں لیکن جو مجھے طعنہ دے

گریبان اسکا بھی تو صاف ہوناں

نالی کے کیڑے گلی کی صفائی کی بات کریں گے تو برا تو لگے گا

اس نے ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کیا تھا

ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی عمر ہولے سے بڑبڑایا

یہ لڑکی یہ یہاں کیا کررہی ہے تاج اسحاق کبیر دبادبا غرائے تھے

شاہ تاج نے انکا بازو دبایا

میں دیکھ لوں گی آپ اندر جائیں اور اپنی دوا لیں

اپنی بیٹی کی موت کے بعد وہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض ہو گئے تھے

لیکن اسکو بلایا کس نے ؟ وہ اب سخت ہوتے جارہے تھے

بھائی میں کہہ رہی ہوں ناں آپ اندر جائیں شاہ تاج دیکھ لے گی شاہ تاج نے ایک مان سے کہا

اسحاق ایک دو لمحہ اسکو دیکھتے رہے پھر پلٹ گئے

شاہ تاج کبیر ایک چالیس بیالیس سال کی فٹ خوبصورت عورت تھی گورا رنگ لمبے سیاہ بال اٹھی ہوئی ناک اور

سب سے زیادہ خوبصورت اسکی آنکھیں تھیں بھوری حسین آنکھیں

کیا تمھیں بھوری آنکھوں سے کچھ یاد آیا؟

آج اس نے سبز ساڑھی پہن رکھی تھی ہاف بلاوز بازو ندارد سرخ لپسٹک سے سجے اسکے ہونٹ گردن انگلیوں میں پہنے قیمتی یونیک ڈائمنڈز وہ خوبصورت لگ رہی تھی

قدم قدم چلتی وہ ہالے اور عمر کی میز کے قریب آکر رکی

ہالے معراج سلطان میرا نہیں خیال کہ میری انوائٹ لسٹ میں آپ کا یا آپ کے شوہر کا نام شامل تھا وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی

اطراف میں کھڑے لوگ انکو دیکھ رہے تھے

یہ وہی لڑکی تھی جس کے باپ نے اسحاق کبیر کی اکلوتی اولاد کو سزائے موت سنائی تھی

یہ میرے ساتھ ہیں میں تو انوائٹڈ ہوں ناں؟

یکدم ایک شناسا آواز پہ شاہ تاج مڑی تھیں سرمئی ڈنر سوٹ میں ملبوس ہارون شاہد انکے عین عقب میں کھڑا تھا اسکے ساتھ ایک سانولے چہرے والی لڑکی بھی تھی

سرخ پلین ساڑھی جس کے بازو کہنیوں تک آتے تھے کانوں میں ڈآئمنڈ ایئر رنگز چھوٹے بالوں کا جوڑا بنائے ہلکے سے میک اپ میں آج وہ حسین سے زیادہ حسین لگ رہی تھی

شاہ تاج جبراً مسکرائیں

آپ نے میرے کارڈ پہ بمع اہل وعیال لکھا تھا ہالے سلطان میری کزن ہیں اور عمر حیات انکے شوہر یہ میری فیملی ہوئے کیا میں اپنی فیملی کو ساتھ نہیں لا سکتا؟

وہ شاہ تاج کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایسی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا کہ ان دونوں نے رک کر ہارون کو دیکھا

ٹھیک ہے اگر آپ کو پرانی دشمنی نبھانی ہے تو پھر نئی دوستی کو بھی بھول جائیں میں اپنے پپا سے بات کر لیتا ہوں

چلو عمر ہالے ہم جا رہے ہیں

شاہ تاج کو کچھ نہ بولتے دیکھ ہارون بول پڑا

ہارون بیٹے کالم ڈاؤن تمھارے ڈیڈ آوٹ آف سٹی ہے ہیں انکو کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو یہ تمہارا گھر ہے چاہے تم

سارا شہر لے آؤ شاہ تاج آنٹی کچھ نہیں کہیں گی او کے ؟

وہ نرمی اور محبت سے کہتی آگے آئی

ہارون شاہد کے باپ کے ساتھ اسکے ایک ہزار کام تھے وہ اس تعلق کو خراب نہیں کر سکتی تھی

ویسے میں اکیلی ان بورنگ مہمانوں سے ملتے ملتے تھک گئی ہوں کیا تم کچھ دیر کے لئے مجھے کمپنی دو گے ؟یقین مانو

میں تمھیں بور نہیں کروں گی

وہ آگے آئی ہارون کے بازو میں اپنا بازو ڈالا مسکارے لدی آنکھوں سے اسے دیکھا

ہارون شیور کہتے ہوئے اسکے ساتھ آگے بڑھ گیا

ہالے کچھ کہنے لگی تھی جب اسے اپنے پیر پہ کچھ محسوس ہوا اس نے بدک کر دور ہٹنا چاہا

لیکن پھر رک گئی وہ گھاس تھی

کیا ہوا کیا پھر سے آ گیا وہ ؟ عمر ہالے کے کان کے پاس جھکا

عمر مسکرا رہا تھا جبکہ ہالے کلس کر رہ گئی

منظر تبدیل ہو گیا وہ دونوں پھر سے ایک ہفتہ پہلے کی شام میں داخل ہو گئے

(کیا تم دونوں کو کچھ ملا؟

ہارون نے عمر کو دیکھتے ہوئے پوچھا

اوں ہوں پورا گھر چھان مار لیا مجال ہے جو کوئی ثبوت ملا ہو لیلی کوفت سے کہہ رہی تھی

مس لیلی وہ اوپر والا کمرہ رہ گیا ہی ہمیں وہاں چیک کرنا چاہیے تھا آپ سے .

یہ آپ آپ کیا لگا رکھی ہے تم سے ایک دو سال تو چھوٹی ہی ہوں میں عمر کیا ہے تمہاری ؟ وہ تپ ہی تو گئی تھی

میں چوبیس سال کا ہوں اور آپ ؟

لیلی نے خفت سے گردن موڑ لی

میں پچیس کی ہوں اس نے جیسے خود کو یقین دلایا

لیلی .. عمر نے تنبیہ انداز میں اسے پکارا

اچھا ٹھیک ہی چھبیس سال کی ہوں مان لیا

لیلللل .... عمر نے ایک بار پھر پکارا

اچھا اچھا ستائیس بس ستائیس کی ہوں میں

لیلللل ... اب کے عمر نے ذرا زور سے پکارا

کیا لیلی لیلی ہاں کیا ہے ؟ ہاں ٹھیک ہے اٹھائیس سال کی ہوں میں اب اس سے ایک دن بھی آگے نہیں بڑھاؤں گی ہننہ

وہ لٹھ مار انداز میں کہتی آگے بڑھ گئی ہارون مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے گیا تھا

اسی وقت شاہ تاج کی گاڑی اندر آئی ہارون اور لیل نے دیکھ لیا تھا میڈ ونا انکے قریب تھی سو اس نے انکو اشارے سے اندر بلا لیا

عمر کو ایک طرف ہو جانے کا اشارہ کیا عمر نے نہ یہاں دیکھا نہ وہاں اس نے فوراً ہالے کی کلائی پکڑی اور بیک یارڈ کی طرف جانے والے دروازے سے اندر چلا گیا

یہ چھوٹا سا کوٹھڑی نما کمرہ تھا یہ گھر کی پچھلی طرف بنا تھا شاید مالی یہاں اپنا سامان رکھا کرتا تھا

یہاں بس ایک واحد روشنی وہی تھی جو اس پیلے زرد بلب کی تھی

شاہ تاج اندر جانے کی بجائے اسی طرف آ رہی تھی عمر کو اسکے قدموں کی چاپ قریب آتی سنائی دے رہی تھی

وہ اس کوٹھڑی میں چھپنے کی جگہ ڈھونڈ رہا تھا جبکہ ہالے شل کھڑی تھی

وہ کبھی بھی quick reaction نہیں دیتی تھی یہ اسکی عادت تھی

شاہ تاج کے قدم دروازے کے باہر آ کر رکے اسی وقت ہالے کو اپنے پیروں کے قریب ایک سرخ بلا نظر آئی

اور وہ سرخ بلا کون تھی؟

کاکروچ وہ ایک موٹا تازہ کاکروچ تھا

ہالے نے زوردار چیخ مارنی چاہی لیکن اسکی آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی عمر نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے منہ پہ رکھ لیا تھا

ہالے بے دھم سی ہو گئی وہ کاکروچ چلتے ہوئے آیا اور ہالے کے پیر پہ بیٹھ گیا

اسے لگا تھا وہ مر جائے گی کم از کم آج کے بعد وہ زندہ نہیں رہ سکے گی اس نے اپنا پیر ہلانا چاہا لیکن عمر نے اسکی کوشش ناکام کر دی

اس نے ہالے کے جوتوں والے پیر پہ اپنا جو گر رکھا اور کاکروچ کو نیچے گرایا وہ جسے ہی نیچے گرا عمر نے اپنے جو گر سے اسکو پوری طرح مسل دیا

ہالے نے کراہیت سے آنکھیں بند کر لیں

کیا اس سے برا کچھ ہو سکتا تھا نہیں اس سے برا کچھ نہیں ہو سکتا تھا

شاہ تاج کے قدموں کی چاپ اب دور جاتی گئی یہاں تک کہ وہ معدوم ہی گئی عمر نے ہالے کے چہرے سے ہاتھ ہٹا لیا وہ اب بھی شل تھی

مجھے نہیں پتہ تھا آپ کاکروچ سے ڈرتی ہوں گی عمر افسوس سے کہہ رہا تھا

ہالے نے ساکت نظروں سے اسکو دیکھا اور گردن کڑا لی

میں ڈرتی نہیں ہوں مجھے بس اس سے کراہیت آتی ہے کیا تمھیں نہیں آتی؟

وہ چہرے پہ ہاتھ پھیرتی بامشکل بول سکی

نہیں مجھے کیوں کراہیت آئے گی ہم دونوں تو بچپن کے دوست ہیں اسکول میں لنچ شیئر کرتے رہے ہیں ون ڈش پارٹی کرتے رہے ہیں سارے کاکروچ میرے جگری دوست ہی تو ہیں وہ جل کر بولا تھا

پھر یکدم رکا اسکی نظر ایک کدال پہ پڑی تھی اس پہ گھاس اور گیلی مٹی لگی تھی

لیکن گھر کا لان تو وہ پورا کا پورا چھان مار کر آیا تھا وہاں تو کھدائی کے کوئی اثار نہیں تھے

اور یہ کمرہ گھر کے لان سے کافی دور تھا کیا مالی روز اتنی دور یہ کدال لینے آتا ہو گا؟

شاید وہ یہ کدال پچھلے لان میں استعمال کرتا ہو لیکن ایک منٹ پچھلے لان میں تو ماہی کی قبر بنی تھی وہاں ان سب چیزوں کی کیا ضرورت؟

اس کے ذہن میں یکدم کچھ کلک ہوا تھا

عمر مسکرایا تھا وہی مخصوص مسکراہٹ جو کسی کو تباہ کرتے وقت وہ اپنے لبوں پہ سجا لیتا تھا)

عمر حیات کتنے عرصے بعد نظر آئے ہو تم کیسے ہو؟

عمر اس آواز پہ واپس حال میں آیا تھا

اسکے سامنے کوئی ستائیس اٹھائیس سالہ مرد کھڑا تھا بھورے ڈنر سوٹ میں ملبوس مناسب ںقوش والا مرد

عمر نے ہاتھ کا پنجہ اس سے ملایا

عمر چند منٹ اس سے بات کرتا رہا ہالے کا تعارف کروایا بلاخر وہ مرد مدعے پہ آیا

یار میں نئی گاڑی خریدنا چاہ رہا ہوں لیکن ظاہر ہے تم سے مشورہ کئے بغیر کیسے خرید سکتا ہوں تم بتاؤ کیا خریدوں؟

ویسے میری پچھلی گاڑی کو میں چار بار ٹھیک کروا چکا ہوں سمجھ نہیں آ رہی اسکے لاک کے ساتھ مسئلہ کیا ہے تم ایک بار دیکھ لو گے پلیز؟

وہ عمر کا کالج فیلو تھا ہالے نے اسکی تصاویر عمر کے گھر پہ دیکھ رکھی تھیں

لیکن وہ ایک جگہ اٹک کر رہ گئی

"گاڑی کالاک"

عمر اب اس آدمی سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن ہالے نہیں سن رہی تھی وہ کچھ اور سن رہی تھی

(شاہ تاج اندر اپنے کمرے میں جا چکی تھی میڈونا نے ان چاروں کو ایونٹ آرگنائزر کے طور پہ سارے اسٹاف سے متعارف کروایا تھا

چونکہ انکے چہروں پہ ماسک تھے سو کوئی انہیں پہچان نہ سکا

اب وہ ان چاروں کو باہر تک چھوڑنے آئی تھی اسکے انداز میں اگر کچھ تھا تو بس عقیدت تھی

وہ چاروں گاڑی میں بیٹھ کر ابھی ذرا آگے گئے ہی تھے کہ

دفعتاً عمر کو کچھ یاد آیا

میں اپنا موبائل وہیں بھول آیا ہوں شٹ وہ جھنجھلاہٹ سے بولا تھا

گاڑی ایک طرف روک دی وہ ابھی گھر سے زیادہ دور نہیں گئے تھے

میں واپس جا رہا ہوں دس منٹ تک واپس آجاؤں گا ہارون تم میرے ساتھ آؤ

وہ گاڑی سے نکلتے ہوئے بولا ہارون اسکے ساتھ باہر آیا تھا ہالے اپنے موبائل پہ ٹائپنگ کر رہی تھی اس نے سر نہیں اٹھایا

عمر گاڑی کے شیشے پہ جھکا

ہالے میں تھوڑی دیر تک آجاؤں گا اوکے ؟

ہالے اسکو

As if i care

والی نظروں سے دیکھا تھا

لیل کو کوئی کال آگئی تھی وہ باہر نکل آئی اور سڑک پہ یہاں سے وہاں چکر لگاتے ہوئے کال پہ بات کرنے لگی تھی

عمر نے جاتے جاتے بے دھیانی میں گاڑی لاک کر کر دی ہالے اندر بیٹھی رہ گئی

تھوڑی دیر گزری

یکدم اسکو گھٹن کا احساس ہوا اندھیرا... خوف.. سانس نہ لے پانا.... گھبراہٹ

ہالے کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے یکدم اسکا چہرہ خوف سے سفید پڑنے لگ گیا تھا اسکے ہاتھ کانپنے لگ گئے تھے اسے سانس نہیں آرہا تھا

دن کی روشنی میں گاڑی میں بیٹھی ہالے کو بس گھپ اندھیرا نظر آرہا تھا

اس نے آنکھیں بند کر لیں خوف سے وحشت سے

اسکی آنکھوں کے آگے ایک بارہ سال کی بچی تھی جس کے گلابی چہرے پہ آنسوؤں کے نشان تھے وہ بری طرح اپنی کلاس روم کا دروازہ بجارہی تھی رو رہی تھی کانپ رہی تھی

اسکے آگے ایک بائیس سالہ لڑکی تھی منظر ٹوٹ رہے تھے ایک لمحہ کو اسکے آگے بارہ سالہ لڑکی کا چہرہ آجاتا اگلے لمحے گاڑی میں بند بائیس سالہ لڑکی کا چہرہ

منظر گڈمڈ ہو رہے تھے خوف بڑھتا جارہا تھا پسینے سے اسکا سارا جسم بھیگتا جارہا تھا

دروازہ کھولو میم دروازہ کھولیں..وہ پسینے سے شرابور متوحش انداز میں چلائی

میم دروازہ کھولیں پلیز دروازہ کھولیں..میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی یہاں اندھیرا ہے دروازہ کھولیں میم پلیز وہ بری طرح رو رہی تھی چیخ رہی تھی

میم دروازہ کھولیں یہاں اندھیرا ہے میم پلیز میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی دروازہ کھولیں میم

وہ آنکھیں بند کئے چلا رہی تھی

لیل نے گاڑی کے شیشے سے اسکو دیکھا وہ گاڑی کی کھڑکی کے قریب کھڑی فکرمندی سے کچھ کہہ رہی تھی ہالے کی آنکھیں اب بھی بند تھیں وہ اس منظر میں نہیں تھی

اسے بس اندھیرا دکھ رہا تھا بس گھبراہٹ ہو رہی تھی بس سانس نہیں آرہا تھا

کھولو مجھے کوئی کھولو پلیز دروازہ کھولو ہارون عمر دروازہ کھولو پلیز کوئی کھولو بابا دروازہ کھولیں

اب کے وہ بلند انداز میں چیخ رہی تھی اپنے بال نوچ رہی تھی

وہ انہی بند آنکھوں سے گاڑی کے شیشے بجانے لگی تھی

اسی وقت لیل نے عمر اور ہارون کو سامنے سے آتے دیکھا

انہوں نے لیلی کا فکر مند چہرہ دیکھا تو جلدی جلدی اسکے قریب آکر رکے

میم دروازہ کھولیں عمر کھولو پلیز کھولو میرا سانس بند ہو رہا ہے مجھے کچھ دکھ نہیں رہا کھولو

اسکے آنسو بہنے لگے تھے وہ بہت بری طرح خوف زدہ تھی

اسکا انداز ایسا تھا جیسے کسی پاگل انسان کو دورہ پڑا ہو

عمر سخت پریشان ہو گیا تھا

اس نے گاڑی کا لاک کھولا ہالے کی طرف سے آکر گاڑی کا دروازہ کھولا

ہالے یہاں دیکھیں یہ کھل گیا ہے دیکھیں ادھر وہ اسکے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا

ہارون شل اور ساکت کھڑا رہا اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑ آئے تھے

یہ دوبارہ نہیں ہو سکتا

ہالے یہاں دیکھیں کچھ نہیں ہوا آپ بلکل ٹھیک ہیں یہاں دیکھیں پلیز آنکھیں کھولیں وہ اسکی بند آنکھیں کھلوانے کی کوشش کر رہا تھا

ہالے نے خوف زدہ سی آنکھیں کھولیں اپنے سامنے عمر کو دیکھا پھر اسکے پیچھے کھڑے ہارون کو وہ عمر کو سامنے سے ہٹاتی ہوئی نیچے آئی اور ہارون کی طرف بڑھی

ہارون خاموش نظروں سے اسے اپنی طرف آتے دیکھتا رہا ہالے کے پیر کے نیچے کچھ آیا تھا کوئی پتھر کوئی ٹھوکر وہ گھٹنوں کے بل نیچے سڑک پہ گری

ہارون اور عمر لپک کر اسکے قریب پہنچے

اسی لمحہ ہالے نے ہارون کے دونوں ہاتھ تھام لئے

عمر کا دل جیسے ایک ہزار بار ٹوٹا تھا

لیکن وہ رک گیا آگے نہیں بڑھا عمر غیر تھا وہ غیر رہ گیا ہارون چاہے ناراض تھا تعلق ٹوٹا ہوا تھا لیکن وہ ہالے کا دوست تھا وہ ہالے کا کمفرٹ زون تھا

اسکے ہتھیلیاں بری طرح چھل گئی تھیں گھٹنے میں جلن ہو رہی تھی لیکن وہ بس گلابی آنکھوں بکھرے بالوں اور خوف زدہ زرد چہرے کے ساتھ ہارون کے ہاتھ پکڑ کر بیٹھی رہی

اس نے اور میم نے ان دونوں نے مل کر مجھے کلاس روم میں بند کر دیا تھا ہاری

اس نے ڈرے ہوئے خوف زدہ انداز میں کہنا شروع کیا اسکے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے

اس نے اس عمر نے مجھے کمرے میں بند کر دیا میں نے ٹیسٹ یاد نہیں کیا تھا اس نے مجھے بند کر دیا ہاری

وہ اٹک اٹک کر کہہ رہی تھی اسکے الفاظ بے ربط تھے

اس نے روتے ہوئے ہچکی لی تھی

تم نے دیکھا ناں ہارون تم نے دیکھا ناں ؟ اس نے مجھے کلاس میں بند کر دیا عمر نے میم کے ساتھ مل کر مجھے کلاس روم میں بند کر دیا

وہ واقعات مکس اپ کر رہی تھی ہارون جانتا تھا لیکن وہ بس شل تھا

یہ دوبارہ نہیں ہو سکتا اسکا دل بار بار ایک ہی گواہی دے رہا تھا

میں نے گاڑی جان بوجھ کر بند نہیں کی وہ ایک غلطی تھی بس ایک عادت تھی

سارے وقت میں عمر پہلی بار بولا تھا

اسکی آواز زخمی تھی اس میں گلہ تھا شکوہ تھا

یہ جھوٹ کہہ رہا ہے اس نے میم کے ساتھ مجھے بند کر دیا یہ جھوٹا ہے اس نے مجھے گاڑی میں بند کر دیا

یکدم وہ تیز تیز بولنے لگی تھی اپنا دفاع کرنے لگی تھی

میں نے دیکھا ہے ہالے میں نے سب دیکھا ہے اسی نے تمھیں بند کیا میں نے دیکھا تھا

وہ ہالے کو نارمل کر رہا تھا

اسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ اسکی تصیح کی جاتی

تم گاڑی کھول بھی تو سکتی تھی اتنا واویلا کرنے کی کیا ضرورت تھی اور عمر نے تمھیں بند نہیں کیا یہ بس ایک غلطی تھی اب کے لیل ذرا غصے سے بولی تھی

ہالے پہ گویا جنون سوار ہو گیا

اس نے ہارون کے ہاتھ مزید سختی سے تھام لئے اسکی آنکھوں میں مزید خوف بھر گیا

میں سچی ہوں میں اس نے مجھے بند کیا تھا اس نے بند کیا میم کے ساتھ مل کر اس نے بند کر دیا مجھے

وہ ہذیانی انداز میں چلائی تھی

دروازہ نہیں کھلا میں نے بجایا تھا میں نے کھولنے کی کوشش کی تھی وہ نہیں کھلا تم جانتے ہو ناں ہارون تم نے دیکھا تھا ناں تم کہاں تھے تم کہیں نہیں تھے اس نے مجھے گاڑی میں بند کر دیا تم نہیں تھے ہالے کے ساتھ ہارون نہ ہو تو وہ اکیلی ہوتی ہے میں اکیلی تھی ہاری تم نہیں تھے اس نے مجھے بند کر دیا میم کے ساتھ مل کر بند کر دیا تم نے دیکھا تھا ناں ؟

وہ زور زور سے چلانے لگی تھی آس پاس گزرتے لوگ رک گئے تھے

عمر نے زخمی نظروں سے ہالے کو دیکھا تھا

وہ ایک بار پھر بھرے مجمعے میں اس پہ الزام لگا رہی تھی لیکن وہ ایک بار پھر اس بھرے مجمعے میں اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا

ہالے کے اپنے مسلے تھے عمر کی اپنی مجبوریاں تھیں

لیکن آج اسکا دل ٹوٹا تھا بہت بری طرح ٹوٹا تھا

ہالے اب بھی چلا رہی تھی ہارون اسے تسلی دے رہا تھا بہلا رہا تھا

انکے درمیان فاصلے وقتی تھے ہارون کو ہالے اور ہالے کو ہارون سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا آج عمر نے دیکھ لیا تھا

تم کہاں تھے ہاری تم نے دیکھا ناں اس نے مجھے گاڑی میں بند کیا تم کہاں تھے میم نے اس کے ساتھ مل کر ابھی وہاں اس جگہ مجھے بند کر دیا تھا ہاری میرا دم گھٹ رہا تھا تم نے دیکھا ناں

ہاں ہالے میں نے دیکھا تھا میں نے سب دیکھا چلو اب تم اٹھو ہم یہاں سے جا رہے ہیں اٹھو میں نے دیکھا تھا سب دیکھا تھا

یکدم ہالے نے اسکے ہاتھ چھوڑ دیئے اب کے اسکی آنکھیں اجنبی ہو گئیں آنسو رک گئے

تم نے نہیں دیکھا ہارون اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑائے

اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن گر پڑی

ہارون نے اسکے قریب آنا چاہا ہالے نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

تم جھوٹے ہو تم نہیں تھے تم نے کیسے دیکھا ہاری تم اس دن اسکول نہیں آئے تھے

وہ اسی شاکی نگاہوں سے اسکو دیکھتی پیچھے ہوتی جا رہی تھی

عمر اور ہالے بس اسکو دیکھتے رہے

تم نہیں تھے کوئی نہیں تھا ہالے اکیلی تھی ہر دفع اکیلی تھی تم نے نہیں دیکھا تم نہیں تھے وہاں وہ بڑبڑاتے ہوئے پیچھے جا رہی تھی

مجمع چھٹنے لگا تھا

ہارون وہیں کھڑا دکھ سے اسے دیکھتا رہا

وہ حال میں واپس آ چکی تھی

اور یہاں کوئی بھی اسکا اپنا نہیں تھا اور یہاں کوئی اسکا اپنا نہیں تھا

ایسا ہالے کو لگتا تھا)

بھابی آپ اور عمر ہمارے گھر آئیں نہ کبھی ہمیں بہت خوشی ہو گی

عمر کے ساتھ کھڑا امر داس سے کہہ رہا تھا

ہالے نے خالی خالی نگاہوں سے اسکو دیکھا تھا

پھر جی ضرور کہتے گردن موڑ لی

وہ آدمی مڑ گیا

ہالے اب بھی کہیں دور کچھ دیکھ رہی تھی

آپ کو نہیں لگتا اس پارٹی کو اب ختم ہو جانا چاہیے ؟ میں بور ہو رہا ہوں

عمر اسکے کان کے پاس جھکا تھا

ہالے نے غائب دماغی سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

اسی وقت ہارون اور لیل بھی انکے میز کے گرد آ کر کھڑے ہوئے

سنو میں کیسی لگ رہی ہوں لیل ہارون کے کان کے پاس جھکی

ہارون نے ایک سادہ سی نظر اس پہ ڈالی

اچھی لگ رہی ہو

لیل نے منہ کے زاویے بگاڑ لئے

بس؟ صرف اچھی امیر نہیں لگ رہی کیا؟ میں بھی سوچوں وہ سرخ میکسی والی بڑھیا مجھے کیوں دیکھ رہی تھی

ویسے آج تمہاری ضرورت نہیں تھی یہاں عمر نے اسکو دیکھتے ہوئے کہا تھا

لیل حسب توقع بھڑک گئی

ہاں تم تو چاہتے ہی نہیں ہو کہ میں بھی کبھی کسی "لڑکی" کی طرح تیار ہو کر میک اپ کر کے کسی شاہانہ پارٹی میں آؤں کتنا جلتے ہو تم مجھ سے وہ تو مجھے تو ہارون لے آیا ورنہ تم تو یہاں اکیلے انجوائے کرنے کا پلان لے کر آئے تھے

وہ جلے کٹے لہجے میں کہہ رہی تھی

میں تمھیں اس لئے نہیں لا رہا تھا کیونکہ تم امیر نہیں لگتی تم چاہے کچھ بھی کر لو میک اپ لگا لو یا ڈائمنڈز پہن لو رہو گی غریب ہی اب بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے شانو کو تیار کر کے ساتھ لے آئے ہم

لیل کے سرے بدن میں جیسے شرارے دوڑ گئے

خدا کی قسم الفا مجھے اگر ہالے کے بیوہ ہونے کا خیال نہ ہوتا تو آج میں تمھیں اپنے ہاتھوں سے مار دیتی

وہ دبا دبا غرائی تھی

ہارون اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے کسی اور منظر میں چلا گیا

کوئی ہفتہ بھر پہلے کسی اور شام میں

(تمھیں پتہ ہے زوجہ کو اس فادر کے بارے میں ساری معلومات کہاں سے ملیں؟

لیل ہارون کے سامنے کافی رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

اس نے میرے ہی ایک ساتھی سے ساری معلومات نکلوائی اور تو اور اسکا نمبر بھی میرے ہی موبائل سے نکالا

ٹھیک کہتا تھا الفا معصوم نہیں ہے وہ

لیل کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی

تو پھر آپ چھوڑ دیں اسکا کام نہ کریں وہ موبائل کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

چھوڑ ہی نہ دوں وہ جل کر بولی

ہارون نے بٹن دبا کر موبائل کی سکرین تاریک کر دی

اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھا غور سے لیل کا چہرہ دیکھا

آپ یہ سب کیوں کر رہی ہیں؟

کیونکہ یہ میرا کام ہے وہ مجھے پے کرتی ہے کیا چاہتے ہو کام چھوڑ دوں پھر کیا کروں گی؟

مجھے سچ بتائیں لیل میں جانتا ہوں وجہ یہ نہیں ہے آپ اسکی خاطر خود کو غیر محفوظ نہیں کر سکتیں آپ اسکے کام کے لئے دن رات ایک نہیں کر سکتیں یہاں تک کہ اسکو اس کے ڈاج کے لئے بھی معاف کر دینا عمر نے مجھے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے حساب سے آپ کا یہ روپ بلکل مختلف ہے

وہ بول کر خاموش ہوا لیل چند لمحہ اسکو دیکھتی رہی یکدم اسکی آنکھیں گلابی پڑنے لگیں ضبط سے آنسوؤں کے زور سے

میں اسکے لئے اس سے زیادہ کر سکتی ہوں کیونکہ وہ معراج بابا کی بیٹی ہے

وہ جیسے بہت تکلیف سے بولی تھی

وہ ہمیں نہیں جانتی لیکن ہم اسے جانتے ہیں جب بچے تھا تب سے جب سے ہوش سنبھالا تب سے معراج بابا ہم سے ہر وقت اسکی بات کرتے تھے

ہالے ہماری غائبانہ فیری ٹیل کی شہزادی تھی

جن لوگوں نے معراج بابا کو ہم سے دور کیا انکی بربادی دیکھنے کے لئے اگر مجھے خود کو بھی برباد کرنا پڑا تو میں کر دوں گی

اسکے لہجے میں نفرت در آئی

اس نے اپنی بڑی بڑی نم آنکھیں اٹھا کر ہارون کو دیکھا

تمھیں پتہ ہے ہم سارے بچے جو ہیون میں رہتے تھے ہم سب آج بھی معراج بابا سے جڑے ہوئے تھے

ہر سنڈے وہ اپنی ڈائری اور اپنا موبائل لے کے بیٹھتے تھے اور ہیون سے چلے جانے والے سارے بچوں کو ایک "فائیو منٹ کال" کرتے تھے

وہ رکی آنسو بے اختیار اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے

ہم سب بچے ہر ہفتے اس پانچ منٹ کا انتظار کرتے تھے پھر ہم ان پانچ منٹ میں انکو اپنا سارا احوال بتاتے تھے کوئی غم کوئی خوشی پھر اگر کوئی سیریس مسلہ ہوتا تو معراج بابا ہمارے لئے وقت نکالتے تھے اور ہم سے ملنے آتے تھے

وہ مسکرائی ایک اداس ایک زخمی ایک آنسوؤں کے درمیان والی مسکراہٹ

پانچ ہفتے ہو گئے ہارون اب انکی کال ہی نہیں آتی

آنسو اب روانی سے بہنے لگے تھے لیل کا دامن بھیگتا جارہا تھا

کوئی ہم یتیموں سے ہمارے پانچ منٹ کیسے لے گیا کیا کسی کو ہمارے پانچ منٹ لینے کا حق تھا؟

یہ دنیا اتنی گندی اتنی بھوکی کیسے ہو سکتی ہے یتیموں کے پانچ منٹ کون لیتا ہے

کیا کسی کو حق تھا کہ جن بچوں نے ایک انسان میں اپنے سارے رشتے دیکھے ہوں ایک دن کوئی آئے اور ان سے انکے سارے رشتے چھین لے؟

آنسو ٹپ ٹپ گرتے جارہے تھے اسکی آواز کانپتی جارہی تھی

ہارون رنجیدگی سے اسکو دیکھتا رہا

میں کسی کے لئے کچھ نہیں کر رہی نہ کر سکتی ہوں لیکن جن لوگوں نے ہم سے ہمارے پانچ منٹ لے لئے میں انکو ایسی سزا دوں گی کہ پچاس سال یاد رکھیں میں ایک ایک کو بتاؤں گی کہ ایک یتیم سے اسکا کچھ بھی چھین لینا کتنا برا ہوتا ہے میں ایک ایک کو بتاؤں گی کسی کے پانچ منٹ لینے کا عذاب کیا ہوتا ہے

اس نے اپنے آنسو صاف کئے تھے اب اسکی آنکھیں سپاٹ ہو گئیں

ایک آدمی مر کر کتنے لوگ مار گیا تھا؟)

وہ واپس حال میں آیا

اب یہ سانولے چہرے والی لڑکی رو نہیں رہی تھی

وہ بس نظر اٹھائے یہاں سے وہاں دیکھ رہی تھی

ہارون نے چہرہ موڑ لیا

کھانا لگ گیا تھا مودب ٹرینڈ ویٹرز مہمانوں کو شائستگی سے ڈنر ٹیبلز کی طرف لے کر جا رہے تھے

قصر کبیر کے لان میں تا حد نگاہ تین لمبی لمبی ٹیبلز لگائی گئی تھیں

شاہانہ میزیں لذیز کھانے چمچوں اور کانٹوں کی آوازیں مدھم موسیقی ہلکی پھلکی سرگوشیاں ہنستے مسکراتے لوگ

ایسے میں ایک لمبی میز کی سربراہی کرسی پہ بیٹھی شاہ تاج کبیر اور اسکی دائیں طرف بیٹھا حمزہ شاہ نواز

وہ بار بار نظر اٹھا کر شاہ تاج کو دیکھتا تھا اور مسکرا دیتا تھا شاہ تاج کافی بار یہ نوٹ کر چکی تھیں اب مزید اس سے یہ برداشت نہ ہوا وہ مسکراتے ہوئے اسکے قریب جھکی

حمزہ شاہ نواز اگر آپ کو لگتا ہے کہ نیوز چینلز پہ چلتی وہ خبریں سچ ہو سکتی ہیں تو آپ غلط ہیں بہتر ہو گا کہ اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیجئے

اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ قائم تھی البتہ انداز ذرا سخت تھا

حمزہ مسکرایا

امید پہ تو دنیا قائم ہے شاہ تاج آپ مجھ سے امید نہیں چھین سکتیں اور رہی بات نظروں کی تو ان نظروں کو خوبصورت چیزیں دیکھنے کی عادت ہے اس میں بھلا میرا کیا قصور

وہ اسی دلکشی سے بولا تھا

شاہ تاج نے ضبط کرنا چاہا وہ دنیا جہاں کی فراڈ اور کرپٹ عورت محبت میں سچی اور کھری تھی

ندیم کے علاوہ اس نے کسی اور کا سوچا تک نہیں تھا

اسی وقت شاہ تاج نے عمر حیات کو اپنی جانب آتے دیکھا شاہ تاج نے نظریں موڑ کر دیکھنا چاہا ہارون شاہد اور ہالے اور لیل ایک میز پہ بیٹھے تھے یہ اس طرف کیوں آ رہا تھا؟

کئی لوگوں نے مڑ مڑ کر اسکو دیکھا تھا اسکی بیوی کا خاندان آج کل خبروں کی زد میں رہتا تھا

یہ آدمی خود بھی کئی دن ٹاپ ٹرینڈر رہا تھا گو کہ ان میں سے کوئی بھی tsain نہیں تھا لیکن اپنا پھیلایا ہوا کچرا کسی کو نہیں دکھتا

شاہ تاج عمر کو دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں

وہ انکے قریب آ کر رکا

میں نے آپ کے گھر کی بہت تعریف سن رکھی ہے کیا آپ مجھے اندر سے اسکی خوبصورتی نہیں دکھائیں گی قریب سے ..؟ وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا

شاہ تاج کو کچھ نہ بولتے دیکھ وہ ایک پل کو رکا

میں آپ کے بیک یارڈ کی خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ یہ تعریف اندر چل کر سننا چاہیں گی یا پھر

وہ رکا تین میزوں پہ بیٹھے لوگوں کے جم غفیر کو دیکھا یا پھر میں یہیں ان سب کے سامنے تعریف شروع کروں

؟اب کے اسکا لہجہ جتاتا ہوا تھا

بیک یارڈ کے ذکر پہ شاہ تاج کا سانس تک رک گیا لیکن وہ اچھی اداکار تھی سو مسکراتی رہی

اب ہالے اور ہارون بھی انکے قریب آ چکے تھے

شاہ تاج گردن کڑائے ہوئے لوگوں کی جانب مڑی

توجہ دیجئے گا پلیز

شاہ تاج نے بلند آواز میں سب کو اپنی جانب متوجہ کیا

لوگ جو انکو نہ دیکھنے کی اداکاری کر رہے تھے اب گردن اٹھائے دلچسپی سے انکو دیکھنے لگے

ہارون شاہد یہ میرے بچوں کی طرح ہے وہ ہارون کے بازو میں بازو ڈالے لوگوں سے مخاطب تھی

اور عمر حیات اس نے آگے بڑھ کر دوسرا بازو عمر کے بازو میں ڈال لیا

(خدا کا خوف کرو بی بی میں شادی شدہ آدمی ہوں عمر دل میں بڑبڑایا)

عمر حیات ہارون کی فیملی ہے مطلب میری بھی فیملی ہے ہارون اور عمر میرے دماغ کا بنایا ہوا قصر کبیر اندر سے دیکھنا چاہتے ہیں اور میں نے اپنی زندگی میں ایک بات سیکھی ہے ہینڈسم مردوں کو کسی بات کے لئے انکار نہیں کرتے

وہ بولتے ہوئے ہنس پڑی تھی

میز کے گرد بیٹھے لوگ بھی مسکرائے تھے

میں تھوڑی دیر میں آپ سب کو جوائن کرتی ہوں تب تک مجھے مس کیجئے گا

وہ اپنے سحر پھونکنے والے لہجے میں بولتی ہارون اور عمر کے بازو میں بازو ڈالے آگے بڑھتی گئی ہالے اور لیل انکے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں

اب کے اسکا چہرہ مختلف تھا اس پہ دبا دبا غصہ تھا

لاؤنج میں آکر اس نے ایک جھٹکے سے انکا بازو چھوڑا تھا

ہارون بچے یہ سب کیا ہے ؟ تم پہلے ان لوگوں کو بغیر انویٹیشن کے میری پارٹی میں لے آئے اور اب یہ مجھے تھریٹ کر رہا ہے تمھیں لگتا ہے تمہاری آنٹی یہ سلوک ڈیزرو کرتی ہیں ؟

اس نے بامشکل اپنا لہجہ نارمل رکھا ہوا تھا جی تو چاہ رہا تھا اس عمر حیات کے ساتھ ساتھ ہارون کا گلہ بھی دبا دے

ہاہ مس شاہ تاج صاحبہ میرے پاس آپ کی اداکاری کا کوئی وقت نہیں ہے مدعے پہ آئیں ؟

عمر آگے آیا شاہ تاج کی آنکھوں میں دیکھا اسکی آنکھیں بے تاثر تھیں ان میں سفاکی تھی بے رحمی تھی

ہالے خاموش کھڑی رہی

ہالے کے اغوا میں آپ شامل تھیں مجھے صرف یہ بتائیں کہ آپ کو حکم دینے والا کون تھا؟

عمر وقت ضائع کئے بغیر مدعے پہ آیا تھا

شاہ تاج کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا

کیا بکواس ہے یہ میں اس لڑکی کو جانتی بھی نہیں کجا کہ اسکا اغوا میں ایسا کیوں کروں گی؟

جواب تو مجھے تم لوگوں سے لینا چاہیے میری معصوم بچی کو پھانسی چڑھا دیا رحم نہیں آیا اسکے باپ کو ہاں؟

آپ کی بچی معصوم نہیں قاتلہ تھی شاہ تاج اس مسئلے کو وہیں چھوڑ دیں ہم وہاں نہیں جا رہے میں ایک سیدھی سیدھی بات پوچھ رہا ہوں آپ کے اوپر کون ہے؟

عمر کا لہجہ نارمل تھا لیکن شاہ تاج تو جیسے بھڑک اٹھی

کیوں چھوڑ دوں ہاں ہمارا خون خون نہیں ہے کیا ہماری بچی معصوم نہیں تھی کیا اور ایک اور بات اسنے قتل نہیں کیا تھا اسے ٹریپ کیا گیا تھا وہ معصوم تھی میری بچی معصوم تھی تمھارے باپ نے تمھارے باپ نے ایک غلط فیصلہ کیا اسے تحقیق کرنی چاہیے تھی اسے کوئی حق نہیں تھا کہ وہ تین پیشیوں کے اندر اندر ہماری بچی کو سزا دے دے میری بچی معصوم تھی اس نے قتل نہیں کیا تھا تمھارے باپ نے ایک غلط فیصلہ کیا تھا

وہ ہزیانی انداز میں چلا رہی تھی

ہالے چند ثانیے اسکو دیکھتی رہی پھر آگے آئی شاہ تاج کے بلکل سامنے کھڑی ہوئی اسکی آنکھوں میں دیکھا

تمہارا باپ اچھا آدمی نہیں تھا اس نے غلط فیصلہ سنایا تھا ہالے وہ ایک اچھا جج نہیں تھا میری بچی معصوم تھی اس نے قتل نہیں کیا تھا

اسکی آواز ہلکی تھی بالکل ہلکی یہ بکواس کر رہی ہے ہالے اسکی بات مت سنیں عمر نے پیچھے سے پکارا تھا

تمہاراباپ اچھا آدمی نہیں تھااس نے غلط فیصلہ دیا تھامیری بچی معصوم تھی تم سن رہی ہو ناں میری بچی معصوم تھی میری ماہی معصوم تھی

وہ کسی ہپناٹائز کر دینے والے عامل کی طرح ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی یوں جیسے کوئی جادو کر رہی ہو یوں جیسے کوئی منتر پڑھ رہی ہو

ہالے آپ اسکی بات کیوں سن رہی ہیں ساری دنیا جانتی ہے ماہی نے قتل کیا تھا سارے ثبوت ساری گواہیاں اسکے خلاف تھیں آپ مجھے بات کرنے دیں اس عورت کو میں خود ڈیل کر سکتا ہوں اب کے عمر چڑ گیا تھا

ہارون خاموش تھا کیونکہ ہالے خاموش تھی وہ جانتا تھا ہالے اگر خاموش ہے تو اندر بہت سارا شور چھپا رکھا ہے

لیل کی پہلو میں گری مٹھی بھینچتی جا رہی تھی ان لوگوں نے اسکے معراج بابا کو اس سے دور کر دیا

تمھارے باپ نے غلط فیصلہ ..

اسکومت سنیں

میری بچی معصوم...

میں اسے ہینڈل کر سکتا ہوں

آوازیں گڈ مڈ ہونے لگی تھی شور بڑھتا جا رہا تھا

بابا نے غلط فیصلہ لیا تھا ہالے ہلکی آواز میں بولی

شاہ تاج رک گئی

ہالے نے آنکھیں اسکے چہرے پہ گاڑ دیں

ماہی قاتل نہیں تھی آپ سہی کہہ رہی ہیں وہ فیصلہ غلط تھا آپ سہی کہہ رہی ہیں

ہالے آپ عمر آگے آیا ہالے نے اسکو روک دیا

قاتل ماہی نہیں تھی ماہی معصوم تھی فیصلہ غلط تھا کیونکہ قتل آپ نے کیا تھا

الفاظ تھے کہ سیسہ

شاہ تاج کو اپنے کان جلتے محسوس ہوئے عمر اپنی جگہ سن ہو گیا ہارون شل تھا لیل کی بھینچی ہوئی مٹھی کھل گئی

ہ ایک لمحے کو ساری دنیا خاموش ہو گئی ساری دنیا میں بس ایک ہی آواز تھی ہالے سلطان کی آواز

وہ کہے جا رہی تھی

بابا نے ثبوتوں کی بنا پہ فیصلہ سنایا اور ثبوت ماہی کے خلاف تھے لیکن در حقیقت اس قتل کے پیچھے آپ تھیں ماہی کا تعلق کوئی ٹاسک تعلق نہیں تھا

ہالے بول رہی تھی اور شاہ تاج سانس لئے بغیر سن رہی تھی اسکی زبان تالو سے چپک گئی تھی

ان دونوں کا تعلق گرو کر رہا تھا وہ دونوں شادی کرنے والے تھے لیکن آپ سے یہ برداشت نہ ہو سکا

آپ نے اس سے بدلہ لیا اپنی محرومیوں کا بدلہ اپ کو ساری زندگی باپ کا پیار نہیں ملا اور وہی پیار جب ماہی کو ملا تو آپ جیلس ہونے لگیں

شاہ تاج بے دھم ہو کر صوفے پہ گر گئی

وہ دونوں شادی کرنے والے تھے اور آپ سہ نہیں سکیں آپ نے اسکے بوائے فرینڈ کو گھر بلوایا اور اسے بند کر دیا پھر اگلے کئی دن آپ اسے ٹارچر کرتی رہیں اپنی محروم بچپن اور جوانی کا بدلہ لیتی رہیں لیکن آپ کو سکون نہیں ملا اور آخر کار آپ نے اسے مار دیا آپ نے ایک معصوم لڑکے کی جان لے لی

اپنے حسد کی وجہ سے اپنے شر کی وجہ سے

آپ نہیں چاہتی تھیں کہ ماہی کی شادی ہو بلکہ اپ کو ہر اس لڑکی سے نفرت ہو جاتی ہے جسکی شادی اسکی پسند سے ہو رہی ہو آپ کو اپنی محرومیاں یاد آجاتی ہیں آپ کسی لڑکی کو خوش نہیں دیکھ سکتی کیونکہ آپ نے ایک اچھی جوانی نہیں دیکھی آپ کی محبت آپ سے چھن گئی کیونکہ وہ آدمی کم مایا اور بدنام زمانہ تھا آپ کے بھائی اس رشتے پہ راضی نہیں ہوئے کیونکہ انہیں آپ سے زیادہ عزیز اپنا نام تھا آپ نے اپنی محبت کھو دی اور اسی کا بدلہ آپ نے ماہی سے لیا آپ نے اسکی قبر بیک یارڈ میں اس لئے نہیں بنوائی کہ آپ کو اس سے محبت تھی

وہ آگے آئی شاہ تاج کی آنکھوں میں دیکھا

آپ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ آپ کے بھائی اس اذیت کو بھول نہ سکیں انکو یاد رہے کہ انکی بیٹی مر چکی ہے وہ پل پل مرتے رہیں میرا باپ برا آدمی نہیں تھا آپ بری عورت تھیں

میرے باپ نے غلط فیصلہ نہیں دیا آپ نے انکے سامنے ایسے ثبوت رکھے کہ ان کو یہی فیصلہ لینا پڑا آپ بری عورت ہیں شاہ تاج بہت بری وہ صور پھونک کر پیچھے ہٹی

شاہ تاج کا رنگ نچڑ چکا تھا اسکا چہرہ ایسا تھا جیسے کسی نے کھولتا ہوا تیل ڈال دیا ہو

اسکی آنکھیں بے رمک تھیں جیسے کسی مردار جانور کی آنکھیں

چند لمحوں کے لئے سارے میں خاموشی چھا گئی

ہارون اور عمر سامنے رکھے صوفوں پہ بیٹھ گئے

لیل ایک کونے میں کھڑی رہی

ہالے بھی کھڑی رہی شاہ تاج کے بالکل سامنے اسکا زوال بن کر کھڑی رہی

تمھیں یہ سب کس نے بتایا؟

کافی دیر بعد شاہ تاج کی آواز انہیں سنائی دی

ہیروں نے

ہالے مسکرا کر بولی تھی

ہیرے؟ان تینوں نے ایک ساتھ پوچھا

ہالے نے سر ہلایا

ہاں ہیرے میں ہیروں کو جانتی ہوں انکی اچھائی برائی پیار غصہ..

وہ شاہ تاج کے قریب جھکی آواز بلند ہی رکھی

میں ہیروں کی ضرب بھی جانتی ہوں شاہ تاج

وہی ضرب جو اس لڑکے کے چہرے پہ تھیں جو اسکی گردن پہ تھی

ہالے نے اسکے ہیرے کی انگوٹھیوں سے مزین ہاتھ کی طرف اشارہ کیا

یہ درمیان والی انگوٹھی اس نے نیلے ہیرے کی جانب اشارہ کیا

اسکے چہرے اور گردن پہ لگی ضرب اسی ہیرے کی تھیں میں جانتی ہوں

وہ بول کر سیدھی ہوئی

ہر ڈائمنڈ لوور کے پاس ڈائمنڈز کی ایک بہت اچھی کلیکشن ہوتی ہے

اس پارٹی میں آنے والی کئی عورتیں ڈائمنڈ لوورز ہیں

لیکن اس پارٹی میں موجود دو عورتیں ایسی ہیں جو daimond lovers نہیں ہیں

ڈائمنڈز انکی obsession ہیں

وہ رکی شاہ تاج کی ساکت ہوئی آنکھوں میں دیکھا

دو عورتیں آپ اور میں ہیں ہمارے لئے ہیرے محبت نہیں آبسیشن ہیں

اور آپ daimond lovers اور daimond obsessed انسان کا فرق جانتی ہیں ؟

شاہ تاج کا سر نفی میں ہلا تھا اسکی آنکھوں میں ناسمجھی تھی ایسی ہی نہ سمجھی ہارون شاہد اور لیل کی آنکھوں میں بھی تھی ان سب میں سب سے زیادہ پر سکون عمر حیات تھا

ڈائمنڈ لوورز ڈائمنڈز کو

As it is

قبول کر لیتے ہیں چاہے وہ کوئی نیکلس ہو کوئی انگوٹھی ہو کوئی بریسلیٹ ہو چین یا پھر کف لنکس

وہ بس خرید لیتے ہیں جس ڈیزائن میں بنا ہو جیسا بھی ہو انکو بس ڈائمنڈ چاہیے ہوتا ہے

Obsessed انسان الگ ہوتا ہے اسے صرف ہیرا نہیں چاہیے ہوتا اسے منفرد نظر آنا ہوتا ہے وہ اپنے جنون میں یکتا رہنا چاہتا ہے اسے سراہے جانے کی خواہش ہوتی وہ پزیرائی چاہتا ہے وہ چاہتا ہے لوگ اسکے ہیروں کو یاد رکھیں لوگ "انکو" یاد رکھیں

وہ کہہ رہی تھی اور شاہ تاج دم سادھے سنے جا رہی تھی

اور یاد رکھنے کے لئے کیا کیا جاتا ہے؟ یاد آنے کے لئے منفرد بنا جاتا ہے الگ بنا جاتا ہے

جس طرح آپ اور میں الگ بنتے تھے ہم اپنے ہیروں کو منفرد بنواتے تھے

مجھے معصوم' سادہ ہیرے پسند تھے

میرے نیکلس انگوٹھی یا بریسلٹ میں اگر تکون ہیرے جڑے ہوتے تھے تو میں انھیں گول کرواتی تھی اگر گول ہوتے تھے تو میں انہیں چوکور بنواتی تھی

کیونکہ میں obsessed تھی میں لوور نہیں تھی اسی طرح آپ کو شاطر ہیرے پسند تھے نوک دار چبھنے والے ہیرے درد دینے والے ہیرے

آپ اپنے ہیروں کو اپنے تراشے ہوئے ہیروں کو ایک بار پھر تراش کر انکی نوک نکالتی تھیں کیونکہ آپ بھی میری طرح ڈائمنڈ obsessed تھیں

لوگ مجھے میرے ڈائمنڈز کے "منفرد" ہونے کی وجہ سے یاد رکھتے تھے

اور آپ کو آپ کے چبھن اور درد دینے والے ہیروں کی وجہ سے آپ جب بھی کسی سے ہاتھ ملاتی تھیں تو آپ کی انگوٹھی کے ہیرے انکو تکلیف دیتے تھے اور وہ لوگ لازما آپ سے ان ہیروں کے متلعق سوال کرتے تھے اور آپ کے ہیرے یاد گار بن جاتے تھے آپ یاد گار بن جاتی تھیں

سرمد کے چہرے پہ اسکی گردن اور جسم کے باقی کئی حصوں پہ ایسے نشان تھے جیسے اسکو تھپڑ یا مکا مارا گیا ہو اور انگلی میں موجود ہیرا اسکے چہرے اور گردن میں کھب گیا ہو

آپ نے اسکی گردن بھی انہی نوکدار ہیروں سے کاٹی تھی یہ ثابت ہو چکا ہے لیکن جو ثابت نہ ہوا وہ یہ تھا کہ ماہی کو ہیروں سے چڑ تھی اسے جیولری کے نام سے نفرت تھی اسکا سٹائل ہمیشہ بوائے کٹ رہا تھا اس میں لڑکیوں والی کوئی عادت تھی ہی نہیں

لیکن آپ نے اسکا علاج بھی ڈھونڈ لیا تھا آپ نے قتل سے پہلے ماہی کی انگلی میں یہی نیلے ہیرے والی انگوٹھی پہنا دی تھی اسکی سالگرہ کے گفٹ کے طور پہ آپ ماہی سے بہت محبت کرتی تھیں لیکن آپ نہیں چاہتی تھیں کہ اسکی شادی ہو جائے آپ نہیں چاہتیں کہ کسی بھی لڑکی کی شادی ہو اسکی پسند سے اسکی مرضی سے کیونکہ آپ کی شادی نہیں ہو سکی

اسی لئے آپ شادیوں میں نہیں جاتیں آپ ایک سائیکوپیتھ ہیں کسی بھی لڑکی کی پسند کی شادی آپ کو "ٹریگر "کرتی ہے جس طرح ماہی کی شادی نے کیا جس طرح وہ رکی صوفے کے ہتھے پہ ہاتھ رکھے اسکی جانب جھکی

جس طرح میری شادی نے آپ کو ٹریگر کیا

وہ پیچھے ہٹی

میں آپ کے پرسنل مسلے میں نہیں پڑنا چاہتی آپ اپنی بھتیجی کو قتل کریں یا اپنے بھائی کو لیکن آئندہ میرے بابا کا نام اس سب میں مت لیجیئے گا ہالے نے انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا

کافی دیر خاموشی کی نظر ہوئے شاہ تاج کا رکا ہوا سانس اب بحال ہوا

اب کے شاہ تاج سیدھی ہو کر مسکرائی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھالی اور مسکرا کر ان تینوں کو دیکھا

اور تمھیں لگتا ہے تمہاری اس تھیوری پہ کوئی یقین کرلے گا؟ آہ ہالے آہ

تم ایک انتہائی بے وقوف عورت ہو

مجھے لگا تھا مجھے تم سے خوف زدہ ہونا چاہیے لیکن اب لگتا ہے تم سے خوف زدہ ہونا بے کار ہے تم اپنی فیری ٹیل تھیوریز سے کچھ ثابت نہیں کرسکتیں

ہیروں نے بتایا واٹ نان سینس

اس نے نخوت سے ہاتھ جھلایا تھا

اسکا ڈر ختم ہو چکا تھا اب وہ پر سکون تھی

ہالے بھی پر سکون تھی

میں نے ابھی بات ختم نہیں کی شاہ تاج میں نے کہا میرے بابا کا نام ان سب میں مت لیجئے گا ورنہ میں ساری دنیا کو بتادوں گی کہ اس رات جیل کر اس کمرے میں ماہی کو مارنے والی بھی آپ خود تھیں

شاہ تاج کی جھلاتی ٹانگ رک گئی دل بھی رک گیا ہوا بھی رک گئی سب کچھ ساکن ہو گیا

کیا بکواس کر رہی ہو دماغ خراب تو نہیں ہو گیا ماہی نے خودکشی کی تھی وہ پھنکاری تھی البتہ اسکا چہرہ اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا

آپ اس رات جیل گئی تھیں شاہ تاج

ہالے نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اتنے وثوق سے کہا کہ پل بھر کو شاہ تاج گنگ ہو گئی

عمر لیل اور ہارون ان دونوں کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کوئی فلم چل رہی ہو

آپ نے سرمد کا قتل ماہی پہ پلانٹ کیا پھر اپ نے ماہی سے اقرار کر لینے کو کہا آپ نے اس سے کہا کہ آپ اسے بچا لیں گی اور اس بچی نے آپ پہ یقین کر لیا لیکن پھانسی سے ایک رات قبل اس نے جب ساری حقیقت سرمد کے بھائی کو بتا دینے کا فیصلہ کر لیا تب آپ وہاں گئی تھیں آپ جیل گئیں اور سرمد سے ملنے سے پہلے آپ نے اسے مار دیا

آپ نے اپنی محرومیوں کا بدلہ اس سے لیا

تمھیں. تم.. تمھیں کس نے بتایا؟

اس نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ پوچھا

ہیروں نے وہ مسکرا کر بولی

ماہی کے چہرے پہ جو زخم تھا وہ آپ کی انگوٹھی کے ہیرے کا تھا باقی کام ماہی کی واٹس ایپ چیٹ . . . .

میں نے ماہی کی واٹس ایپ چیٹ ڈیلیٹ کر دی تھی وہ یکدم دھاڑی ہالے ایک بار پھر مسکرائی

آپ نے چیٹ ماہی کے موبائل سے ماہی کے واٹس ایپ سے ڈیلیٹ کی تھی لیکن وہ رکی

سرمد کے موبائل کی چیٹ آپ کس طرح ڈیلیٹ کر سکتی تھیں؟ماہی نے اسے ایک کنفیشن میسج بھیجا تھا

یہ انجام ہوتا ہے اپنے بچوں کو جیل میں بھی شاہی انداز دینے کا کیا ضرورت تھی اسے موبائل دینے کی؟

ہارون افسوس سے کہہ رہا تھا عمر نے بھی تائید کی تھی

یہ امیر لوگوں کے اتنے چونچلے کیوں ہوتے ہیں؟لیل نے تبصرہ کیا تھا

تم لوگ مر کر بھی پیدا ہو جاؤ تو مجھ پہ کچھ بھی ثابت نہیں کر سکو گے میں اس شہر کی سب سے بڑی کرمنل لائیر ہوں میرا بھائی ایمبیسڈر رہ چکا ہے میرے تعلقات ہیں سسٹم میں میرے لوگ ہیں ایک ہفتہ اس نے انگلیوں پہ گن کر بتایا

اس میس سے نکلنے کے لئے ایک ہفتہ بھی بہت بڑی چیز ہے میں نکل آؤں گی لیکن باہر آنے کے بعد میں تمھارے ساتھ جو کچھ کروں گی وہ پھر دنیا دیکھے گی اسی لئے بہتر ہے یہاں سے دفع ہو جاؤ باہر میرے مہمان میرا انتظار کر رہے ہیں

وہ صوفے سے اٹھتے ہوئے بولی

اب کے عمر آگے آیا ہالے صوفے پہ آکر بیٹھ گئی یہ اشارہ تھا کہ اب تم سنبھالو

میں جانتا ہوں شاہ تاج کہ ہم آپ کو ماہی کے قتل کیس میں دھمکا نہیں سکتے اور اگر ہم نے ایسی کوشش کی یا پھر ہم کامیاب بھی ہو گئے اور آپ کو جیل بھی بھیج دیا تو یہ سب بے کار ہو گا آپ ایک ہفتے سے پہلے پہلے اپنے گھر پہ ہوں گی

شاہ تاج مسکرائی

اپنے شوہر سے کچھ سیکھو ہالے سلطان یہ تو جینئیس ہے

میری بات پوری تو سن لیں عمر مزید آگے آیا

میں آپکو ماہی کے قتل میں نہیں گھسیٹ سکتا لیکن میں آپ کو معراج سلطان کے قتل میں "مددگار" کے طور پہ ضرور گھسیٹ سکتا ہوں اور اس کیس سے نکالنے کے لئے اگر آپ کا مرا ہوا باپ بھی آجائے تو نکال نہیں سکے گا کیونکہ ہر کوئی ماہی یا سرمد نہیں ہوتا کچھ لوگ عمر حیات بھی ہوتے ہیں جو اپنے دشمن کو قبر تک چھوڑ کر آتے ہیں

میں جسٹس معراج کے قتل میں مددگار رہاہ کیا بکواس ہی کیا تم لوگ آج نیٹ فلیکس دیکھ کر آئے ہو کونسی سیریز دیکھی بلکہ ویٹ لیٹمی گیس ؟

وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولی

جب عمر نے بغیر کچھ کہے اپنے موبائل پہ ایک ویڈیو چلا کر اسکے آگے کر دی

شاہ تاج نے اچھنبے سے سکرین پہ چلتے مناظر دیکھے

(وہ ایئر پورٹ پہ کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا عقاب جیسی آنکھیں ہر باہر آتے ہوئے انسان پہ جمائے عمر حیات کسی کو تلاش کر رہا تھا

دفتعا اسکی آنکھیں چمک اٹھیں اسے بلاخر وہ آدمی نظر آ گیا تھا

لمبا تڑنگا صاف رنگت اور مناسب نقوش والا عبدل (جس ہسپتال میں معراج سلطان کا قتل ہوا اسی ہسپتال کا سی سی ٹی وی انچارج)

اس نے چہرہ آدھا چھپا رکھا تھا یہ دبئی سے پاکستان آنے والی فلائٹ تھی

عمر گاڑی سے اتر کر اسکے سامنے آیا تھا

عبدل نے اسکا چہرہ دیکھا تو بے اختیار پیچھے ہٹا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگا وہ اس آدمی کو کیسے بھول سکتا تھا؟

تقریبا آدھے گھنٹے بعد عبدل ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پہ نیم بے ہوش پڑا تھا اسکے سر سے خون بہہ رہا تھا ہونٹ پھٹ چکا تھا چہرے پہ تھپڑ اور مکوں کے واضح نشان تھے اسکی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی

عمر اسکے سامنے کرسی پہ بیٹھا تھا چہرے پہ سختی اور سفاکی لئے

بتاؤ تم۔سے فوٹیج ڈیلیٹ کرنے کا اور دبئی بھیجنے کا پلان کس کا تھا؟ پہلی اور آخری بار پوچھ رہا ہوں اگر جواب میری مرضی کا نہ ہوا تو بہت برا ہو گا

عبدل نے چند لمبے لمبے سانس لئے

شاہ.. تاج.. اس عورت کا نام شاہ تاج تھا

وہ بامشکل بول رہا تھا عمر کے ہاتھ کے مکے اسکے لئے عذاب ثابت ہوئے تھے

وہ میرے پاس آئی تھی وکیل تھی اس نے کہا فوٹیج ڈیلیٹ کر دو۔ل ورنہ وہ مجھے مار دے گی میں نے فوٹیج ڈیلیٹ کر دی اور اسنے مجھے دبئ بھیج دیا لیکن کل مجھے پتہ چلا کہ میری بیٹی بہت بیمار ہی اور مجھے واپس آنا پڑا خدا کے لئے اب مجھے چھوڑ دو

وہ اٹک اٹک کر نقاہت سے کہہ رہا تھا گردن اب بھی ڈھلکی ہوئی تھی

عمر آنکھیں چھوٹی کئے اسکو دیکھ رہا تھا

شاہ تاج نے فوٹیج کیوں ڈیلیٹ کروائی؟ کیا وہ معراج سلطان کے کمرے میں گئ تھی؟

نہیں... وہ بس کسی کی مدد کر رہی تھی وہ بس قاتل کی مدد کر رہی تھی میں نے اسکی باتیں سنی تھی وہ محرہ نہیں ہے وہ مدد گار ہے

میرے جانے کے بعد جج صاحب کے کمرے میں کون آیا تھا؟

شمس. سلطان اور اسکے بعد سفیر سلطان اور کوئی نہیں آیا فوٹیج میں بس یہی لوگ تھے

عمر اٹھ کھڑا ہوا

یہ آدمی اور کچھ نہیں جانتا تھا

ہارون نے موبائل نیچے کر لیا

اب مجھے .. مجھے میرے ... گھر جانے دو.. میری بیٹی بیمار ہے ..... جانے دو مجھے

وہ بے ہوش ہونے کے قریب تھا

عمر اپنے موبائل پہ ایک نمبر ڈائل کر رہا تھا کال ملی تو اس نے موبائل کان سے لگایا

عظیم ایک لوکیشن بھیج رہا ہوں بندے بھیجو

یہاں ایک بندا ہے مجھے یہ اگلے دس سال تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آنا چاہیے تم کیا کرو گے کیسے کرو گے

میں نہیں جانتا لیکن اگر یہ بندہ باہر آیا تو میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں

اس نے سختی سے کہہ کر کال کاٹ دی

ہارون نے اسکو "سب کچھ بتا دیا ہی اب اسے بخش دو والی نظروں سے دیکھا تھا

اور پھر عمر نے بھی اسکو "اسکی جگہ تمھیں بھیج دوں والی نظروں سے دیکھا تھا)

ہارون لاحول پڑھ کہ رہ گیا)

اب کیا کہیں گی آپ شاہ تاج صاحبہ ؟

عمر اس کے قریب کھڑا طنزیہ سا کہہ رہا تھا

شاہ تاج نے بدقت تھوک نگلا تھا

سانس دور کہیں سینے میں اٹکا تھا لیکن اس نے گردن کڑائے رکھی

اسکی مردہ ہوتی آنکھوں میں اب بھی رعونت تھی نہ قابل تسخیر ہونے کا زعم تھا اس نے گردن جھکانی سیکھی ہی نہیں تھی یا پھر اب تک گردن توڑ دینے والا وار ہوا ہی نہیں تھا

اس نے آنکھیں اٹھائیں انکو عمر کی آنکھوں میں گاڑا

میں تم سے نہیں ڈرتی عمر میں ان چھوٹے موٹے کیڑوں سے نہیں ڈرتی میں سمندر کی سب سے بڑی بلا ہوں میں اس زمین کی سب سے بڑی بلا ہوں مجھے مت ڈراو عمر میں خوف زدہ نہیں ہوتی میں سب کچھ نگل جاتی ہوں دکھ بیماری بدنامی خوف میرے مہمان میرا انتظار کر رہے ہیں

وہ ایک بار پھر کہہ کر جانے لگی

وہ لاؤنج کے دہانے پہ تھی جب ایک آخری اور کاری وار ہوا شاہ تاج کے موبائل نے ایک بپ بجائی

اس نے موبائل اٹھایا میسج کھولا

سکرین پہ نظر پڑتے ہی اسکا پورا چہرہ سفید ہو گیا لٹھے کی مانند سفید

آنکھوں کی جوت بجھ گئی دل رک گیا سانس بھی رک گئی

وہ اسکی میڈیکل رپورٹس تھیں جن میں صاف صاف لکھا تھا کہ شاہ تاج کو ایک ذہنی عارضہ ہے

وہ ایک محروم بچپن گزارنے والی عورت ہے اور اب وہ کسی بھی بچی یا بچے کو باپ کا پیار ملتے نہیں دیکھ سکتی

وہ ایک بے تکی محبت کرنے والی عورت ہے اس نے ایک ادھوری جوانی گزاری اسکی شادی کسی وجہ کے باعث نہ ہو سکی اور اب وہ کسی بھی لڑکی کی شادی اسکی پسند سے ہوتے نہیں دیکھ سکتی سرخ جوڑا اور پیلا زیور اسے ٹریگر

کرتا ہے وہ عموماشادیوں میں نہیں جاتی اور اگر کبھی چلی جائے تو کئی کئی دن ڈپریشن میں رہتی ہے اور خود کو نقصان پہنچاتی رہتی ہے

کچھ عرصے سے اسکاڈپریشن حد سے تجاوز کرنے لگ گیا تھا اور اسیوجہ سے اس نے اپنی بھتیجی کا قتل کیا اور اسی وجہ سے اس نے ہالے سلطان کے اغوامیں مدد گار بننے کی حامی بھرلی یہ تمام باتیں اس نے اپنے ڈاکٹر کے سامنے قبول کی تھیں

نیچے ڈاکٹر کا ایک معذرتی نوٹ تھا جس میں لکھا تھا کہ

وہ اپنی کلائنٹ کی پرسنل باتیں یا انکے سیشن کے دوران ہونے والی باتیں کلائنٹ پریولیج کے تحت نہیں بتا سکتے لیکن کچھ عرصے سے انکی پیشنٹ کی سرگرمیاں مشکوک اور نقصان دہ ہونے لگی تھیں اور اپنے پیشنٹ کی جان اور انکی حفاظت انکا فرض ہے اسی لئے وہ یہ باتیں بتانے پہ مجبور ہو گئے

اب کے ہارون کی باری تھی اس نے کہنا شروع کیا

شاہ تاج صاحبہ سوچیں اگر یہ تمام رپورٹس میڈیا کے سامنے آ گئیں تو آپ کا کیا ہو گا آپ کا کیریئر بری طرح متاثر ہو گا آپ کی ساکھ تباہ ہو جائے گی

لوگ اپ کو کیس دینا تو دور آپ کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گے کوئی آپ کی بیماری کو بیماری نہیں سمجھے گا سب کو لگے گا یہ آپ کا حسد ہے یہ آپ کی جلن ہے کوئی آپ کو اپنی شادی میں نہیں بلائے گا کوئی آپ کو اپنے

گھر کسی تقریب میں نہیں بلائے گا آپ کا سوشل سرکل تباہ ہو جائے گا آپ برباد ہو جائیں گی شاہ تاج آپ سے ملنے بات کرنے والا کوئی نہیں رہے گا اور پھر ڈپریشن بڑھے گا

آپ مزید بیمار ہوں گی اور آپ کے پاس علاج کے پیسے بھی نہیں ہوں گی پھر آپ کا ڈپریشن اور بڑھے گا

اور ایک دن آپ پاگل ہو جائیں گی آپ دیواروں سے سر پھوڑیں گی آپ ایک گھٹیا مری ہوئی گندی زندگی گزار کر مر جایئں گی اور کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہے

شاہ تاج کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں ہارون کہے گیا

آپ مر جائیں گی شاہ تاج اور کوئی آپ کی لاش کو کندھا تک نہیں دے گا کیونکہ کوئی ہو گا ہی نہیں نہ جانے کتنے دن آپ کی لاش کمرے میں سڑتی رہے گی گلتی رہے گی یا پھر شاید کسی سڑک پہ پڑی رہے گی گدھ آپ کو نوچ کھائیں گے

بسس... بسسس بکواس بند کرو وہ یکدم دھاڑی تھیں

شاہ تاج کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا وہ مڑی اور زخمی شیرنی کی طرح عمر پہ جھپٹی تھی

وہ اسکا کالر پکڑے بری طرح دھاڑ رہی تھی

میں تمھیں مار ڈالوں گی اگر تم نے ایسا کچھ کیا میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی برباد کر دوں گی میں تمھیں

اسکے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا

عمر نے ایک جھٹکے سے خود کو آزاد کروایا تھا شاہ تاج کی کلائیاں اب اسکے ہاتھوں میں تھیں

کیا کر رہی ہیں بی بی خدا کا خوف کریں میں شادی شدہ آدمی ہوں

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سرد سرگوشی کر رہا تھا

شاہ تاج پہ تو مانو جنون سوار ہو گیا تھا

وہ ایک بار پھر عمر پہ جھپٹنا چاہتی تھی جب ہارون کی آواز نے اسکو جما دیا برف کر دیا سن کر دیا

آپ کے بیک یارڈ میں ماہی کی لاش کے ساتھ اور کیا کیا دفن ہے ہم جانتے ہیں

وہ یکدم فریز ہو گئی اسکی ساری دنیا فریز ہو گئی

عمر نے اسکی کلائی آزاد کی

وہ شاکی انداز میں پیچھے ہوتی گئی

اسکا سفید چہرہ اب مردوں سے بھی بدتر تھا

وہ اپنے قیمتی کپڑوں کی پرواہ کئے بغیر نیچے ٹھنڈے فرش پہ بیٹھ گئی

کیا چاہتے ہو؟ اس نے مردہ آنکھیں اٹھا کر تین لفظی سوال کیا

آپ کے اوپر کون ہے ہالے کا اغوا اور جج صاحب کے قتل کے بارے میں آپ کتنا جانتی ہیں اور کتنی ملوث ہیں

سب بتائیں عمر اسکے سامنے رکھے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھ گیا

ہالے نے سانس روک لیا

اگر اس نے عمر کا نام نہ لیا تو؟

اسکا دل رک گیا

اگر اس نے عمر کا نام لے لیا تو؟

دل اب بھی رکا تھا اور پہلے سے زیادہ شدت سے رکا تھا

شاہ تاج نے کچھ کہنا شروع کیا

لیکن ایک منٹ کیا تم یہ نہیں جاننا چاہتے کہ عمر حیات کے پاس شاہ تاج کا راز کیسے آیا؟

(کدال پہ لگی گیلی مٹی اور گھاس دیکھ کر عمر ٹھٹھکا تھا لیکن وہ گھاس قدرتی گھاس نہیں تھی اس نے کدال پہ لگی گھاس کو انگلیوں کے پوروں سے اٹھایا

عمر حیات گھاس کو جانتا تھا اس نے اپنی ماں کے باغیچے میں لگی گھاس کو اپنی سائیکل سے روندا تھا اس نے اسکول کے گراؤنڈ میں لگی گھاس کو اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں سے توڑا تھا

اس نے کئی گھاس پہ بیٹھ کر پڑھا تھا گھاس پہ بیٹھ کر کھایا تھا

اسے گھاس سے دشمنی بھی تھی اور محبت تھی وہ اسکے ہر رنگ سے واقف تھا یہ گھاس نہیں تھی یہ "گراس کارپیٹ" تھا

اور قصر کے لان میں اصلی گھاس اگی تھی یہ گھاس قصر کے بیک یارڈ کی تھی

اسے بیک یارڈ چیک کرنا تھا اس نے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی ہالے کو دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا

وہ کم از کم اپنی بیوی کے ساتھ ہوتے ہوئے کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا

ہالے اور لیل کو باہر سڑک پہ چھوڑ کر وہ ہارون کے ساتھ اندر آیا

قصر کا سیکورٹی سسٹم سخت اور چاک وچوبند تھا لیکن جب جڑیں کھوکھلی ہوں تو عمارت کو گرنے میں وقت نہیں لگا کرتا اور اس عمارت میں گھاک لگانے والی "میڈونا ایسٹن " تھی

وہ ہارون کے ساتھ واپس آیا لیکن داخلی دروازے سے نہیں اس نے اپنے لئے پچھلا دروازہ منتخب کیا

بیک یارڈ تاحد نگاہ وسیع اراضی پہ پھیلا تھا

عمر سنجیدہ تھا اسکی نظریں ایکسرے کر رہی تھیں جبکہ ہارون متذبذب تھیں

ٹھیک ہے مان لیا تم غریب رہے ہو لیکن تم پولیس والے ہو اتنی عقل تو تم میں ہونی چاہیے کہ شاہ تاج اپنا پیسہ یہاں اپنے لان میں کبھی نہیں رکھے گی

وہ عمر کے پیچھے چلتے ہوئے کہہ رہا تھا

شاہ تاج کا سارا پیسہ گنز کی غیر قانونی سمگلنگ اور ہیومن ٹریفکنگ سے آتا ہے

اس نے کہنا شروع کیا

پچھلے کچھ عرصے تک شاہ تاج اور اسکے بھائی کا سارا پیسہ وہ دونوں بیرون ملک منتقل کرتے رہے تھے کیونکہ اس حکومت میں انکے لوگ تھے اسکا بھائی ایمبیسڈر تھا پیسہ منتقل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی

وہ چلتے ہوئے رکا ماہی کی قبر سے ذرا فاصلے پہ پنجوں کے بل بیٹھا

لیکن اس حکومت میں نئے لوگ ہیں نئی "رقمیں "ہیں نئے معاہدے ہیں

اس نے کہنا جاری رکھا

یہ حکومت ان سے زیادہ چارج کرے گی مختلف معاہدے کرے گی

یہاں تعلقات بنانے میں وقت لگے گا اور شاہ تاج اس وقت رسک افورڈ نہیں کر سکتی ماہی کے واقعے کے بعد وہ کافی محتاط ہو گئی ہے

اس نے پارٹی اسی لئے دی ہے تا کہ وہ اس نئی حکومت کے نئے لوگوں سے نئے معاہدے کر سکے کیا تم نے اسکی انوائٹ لسٹ نہیں دیکھی؟

وہ بول رہا تھا اور ہارون غور سے سن رہا تھا

میں گھاس کو پہچانتا ہوں اور زمین کو بھی یہ زمین زرخیز ہے جس طرح گھر کا لان جب وہاں قدرتی گھاس ہے تو یہاں گھاس کارپیٹ بچھانے کی کیا ضرورت تھی؟

کیا ضرورت تھی؟ وہ میکانکی انداز میں پوچھ بیٹھا

قدرتی گھاس اکھاڑو گے تو وہ اجڑ جائے گی دوبارہ نہیں لگ سکتی لیکن گھاس کارپٹ اسے جتنی دفع اٹھاؤ بچھاو کوئی فرق نہیں پڑے گا اسے بار بار کھودا جاتا ہے شاید یہاں رقم رکھی جاتی ہے یا پھر یہاں سے رقم لی جاتی ہے جو بھی ہے ہمیں اس جگہ کو کھود کر چیک کرنا ہو گا

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

ہارون خاموشی سے بس سنے گیا

وہ اپنی آنکھیں چھوٹی کئے گھاس کے اس حصے کو دیکھ رہا تھا

کافی دیر تک وہ اسی پوزیشن میں اسی جگہ بیٹھا رہا

اب کیا فاتح خوانی کرو گے ؟ہارون تلملا ہی گیا

فاتح خوانی کروں یا نہیں لیکن اب اگر تمھارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو میں تمہاری قبر بھی یہیں بناؤں گا یقین کرو ہارون کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں ہو گا رہی شاہ تاج تو شاہ تاج دین سے کتنی قریب ہے تم تو جانتے ہو گے

اسکا لہجہ نارمل تھا

ہارون جل کر رہ گیا

تھوڑی دیر بعد عمر نے ہارون کو نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ چاروناچار بیٹھ گیا

یہ دیکھو ہارون اس گھاس کو غور سے دیکھو اس جگہ کو کھودا جاتا ہے

اس نے انگلی سے اشارہ کر کے بتایا

وہاں گیلی مٹی نظر آرہی تھی اور گھاس اکھڑ چکی تھی

عمر نے گھڑی دیکھی پھر اٹھ کھڑا ہوا

ہم آج رات یہاں کھدائی کریں گے

اب چلو کوئی آسکتا ہے

دن ڈھل گیا رات آگئی وہ دونوں رات کی تاریکی میں ایک بار پھر اس بیک یارڈ میں تھے

میڈونا انکے قریب عقیدت سے ہاتھ باندھے کھڑی تھی

آپ شیور ہیں کوئی اٹھے گا نہیں ؟ عمر بے کوئی دسویں بار یہ سوال دہرآیا تھا

میڈونا تسلی دینے والے انداز میں مسکرائی

میں نے گھر کے ملازمین کے کھانے میں نشہ آور دوا ملادی تھی

شاہ تاج میڈم اور اسحٰق کبیر صاحب سکون کی دوالے کر سوتے ہیں وہ صبح تک نہیں جاگیں گے

وہ رکی

یہ سب کچھ اپ بھلائی کے لئے کر رہے ہیں ناں میرا مطلب ہے میری قربانیاں رائیگاں تو نہیں جائیں گی ناں ؟

میرے مالکین کو کوئی نقصان تو نہیں ہو گا ناں ؟

وہ متذبذب تھی

عمر کے ساتھ کھڑے ہارون کی آنکھیں زخمی ہوئی تھیں

Hوہ کسی کے عقیدے سے کھیل رہے تھے اس سے بڑا گناہ کیا کوئی ہو سکتا ہے ؟

عمر نے پلکیں جھپکا کر اس عورت کو تسلی دی تھی

ملگجا سا اندھیرا اور اس اندھیرے میں بیلچا اور کدال لئے کھڑے دو مرد

حبس اور گرمی کی وجہ سے دونوں کے جسم پسینے سے شرابور تھے

انکے پیچھے ذرا سے فاصلے پہ دو لڑکیاں بھی تھیں ایک گوری رنگت والی ہالے اور سانولے چہرے والی لیل ان دونوں کے ہاتھ میں کچھ تھا

ہتھیلی جتنی لمبی اور چوڑی ڈیوائس جس سے وہ لوہایا پیتل ٹریس کر سکتے تھے

اگر ہم پکڑے گئے تو شاہ تاج اسی لان میں ہماری قبر بنائے گی

کمر جھکائے مٹی کھودتے ہوئے ہارون شاہد بولا تھا

دفتعاوہ سیدھا ہوا ہلکی داڑھی والے چہرے پہ پسینہ تھا تھکن تھی

اگر میں آج رات مارا جاؤں تو میرے پیچھے میری پینٹنگ مکمل کرلینا یہ میری آخری خواہش ہے

آہ کیا کیا خواب دیکھے تھے امپورٹڈ کلرز خرید کر لایا تھا میں

وہ صدمے سے کہہ کر

دوبارہ جھک گیا

اور اگر میں پکڑی جاؤں تو تمھیں میری قسم لگے الفا مجھے اپنی گولی سے مار دینا لیکن شاہ تاج کے حوالے نہ کرنا کمبخت میرے جسم کا ایک ایک پرزہ نکال لے گی

ااسے کیا پتہ دن میں سولہ گلاس پانی پیتی ہوں تا کہ میرے گردے صحت مند رہیں لیل نے بول کے جھرجھری لی تھی

عمر سیدھا ہوا موبائل پہ کچھ دیکھتی ہالے کو دیکھا

آپ کی کوئی فرمائش نہیں ہے ؟

میں جانتی ہوں تم مجھے مرنے نہیں دوگے ہالے نے سر نہیں اٹھایا تھا

اور آپ کو یہ خوش فہمی کیوں ہے ؟

کیونکہ میں نے تمہاری ادھار دینی ہے کیا تم اپنے تیس لاکھ بھول گئے ہو ؟

ہالے نے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا تھا

میں جانتی ہوں جب تک تم اپنے پیسے نہیں لے لیتے تم مجھے مرنے نہیں دوگے وہ کہہ کر دوبارہ موبائل پہ جھک گئی

عمر کی آنکھیں چمک اٹھیں اسکے سارے جسم میں سرشاری دوڑ گئی

بس پیسوں کا ذکر ہو اور اس آدمی کا چہرہ دیکھنے والا ہو جاتا ہے لیل جل کر بڑبڑائی تھی

اور پھر یکدم ان دونوں مردوں کے کدال کسی چیز سے ٹکرائے تھے

" ٹھک " کی ایک زور دار آواز گونجی تھی

ان چاروں کا سانس ایک ساتھ رکا تھا

کدال پکڑے انکے ہاتھ رکے تھے موبائل تھامے انکے ہاتھ سن ہوئے تھے

کافی دیر تک وہ سب اسی طرح اپنی جگہ جمے رہے کافی دیر بعد عمر کے جمے ہوئے وجود میں جنبش ہوئی تھی

اس نے کدال ایک طرف پھینکی اور نیچے جھکا یہ کوئی گہرا گڑھا نہیں تھا اسکی گہرائی زیادہ سے زیادہ دو فٹ ہو گی

جس جگہ سے آواز آئی تھی وہ ایک لمبی ٹرنک تھی

چھ فٹ لمبی تین فٹ چوڑی لوہے کی ٹرنک بالکل ایسی جیسی عیسائیوں میں لاش کا تابوت ہوتا ہے بس فرق یہ تھا

کہ تابوت لکڑی کا ہوتا ہے اور یہ ٹرنک لوہے کا تھا

کافی دیر کی جدوجہد کے بعد ان دونوں نے بلاخر ٹرنک باہر نکال لیا تھا

اس پہ ایک تالا لگا تھا جسے عمر نے کدال سے توڑ دیا تھا

شور مت کرو کہیں شاہ تاج اٹھ نہ جائے ہارون کا ایک ہی غم تھا

نہیں اٹھتی تمہاری شاہ تاج میں نے اسکے دودھ میں پانچ سو ایم جی کی نشہ آور دوا ملائی ہے لیل نے اسکو تسلی دی تھی

اور سی سی ٹی وی انکا کیا ہو گا؟ ہماری شکلیں تو آ گئی ہیں ناں

ہاں آ گئی تھیں لیکن میں نے قصر کبیر کا پورا سسٹم ہیک کروالیا ہے سب کچھ ڈیلیٹ ہو جائے گا فکر مت کرو ہم نہیں پھنسیں گے

اسی وقت عمر نے ٹرنک کا دروازہ کھولا تھا

اوٗمائی گاڈ

ان تینوں کے منہ سے بے اختیار یہی نکلا تھا

لیل بوکھلا کر پیچھے ہٹی تھی ہارون ششدر سا کھڑا تھا

ہالے نے اپنا سانس تک روک لیا تھا اور عمر عمر بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے ٹرنک کو دیکھ رہا تھا

ٹرنک میں پیسہ تھا بہت پیسہ تھا نوٹوں کی گڈیاں تھیں اور ان گنت تھیں

اتنا پیسہ اتنا پیسہ تو انہوں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا

وہ چاروں بے دھم ہو کر ٹرنک کے چاروں طرف گر پڑے

وہ اس پیسے کا جلوہ برداشت نہیں کر سکے تھے

یہ پیسہ ایمان خراب کر رہا تھا

اتنا پیسہ ؟

کافی دیر تک وہ چاروں اسی طرح شل بیٹھے رہے خاموش گم صم ان چاروں میں سے کسی ایک نے بھی اتنی جرات نہیں کی تھی کہ ایک بار اٹھ کر ایک دوسری نظر اس ٹرنک پہ ڈال سکے

یہ کتنا پیسہ ہے ؟کافی دیر بعد لیل کی آواز آئی تھی

تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے ؟سوال کے بدلے سوال کرنے والا عمر تھا

ایک محل جیسا گھر وہ خواب کی سی کیفیت میں بولی

ان پیسوں سے تم ایک ہزار گھر خرید سکتی ہو

لیل کا سانس رک گیا

یہ پیسہ کتنا ہے ؟اب کے سوال کرنے والی ہالے سلطان تھی

اسکے سوال کرنے میں بھی ایک شان بے نیازی سی تھی گردن کڑار کھی تھی

(ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی)

تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے ؟۔

سوال کرنے والی لیل تھی

ہیروں کی سب سے بڑی سب سے منفرد کلیکشن

اس نے آنکھیں بند کرکے ایک جزب سے کہا

یہ اتنا پیسہ ہے کہ تمہاری خواہش پوری نہ سہی لیکن ایک اچھی خاصی کلیکشن بن سکتی ہے جواب دینے والا ہارون تھا

کافی دیر تک ایک بار پھر خاموشی چھا گئی

یہ پیسہ کتنا ہے ؟

اب کے سوال کرنے والا ہارون تھا

تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے ؟

سوال کرنے والا عمر تھا

ہارون چند لمحہ سوچتا رہا

Unlimited cash

ایساپیسہ جو ساری زندگی چلتارہے اور مجھے کام نہ کرنا پڑے میں بس پینٹ کروں لیکن پیسے کے لئے نہیں اپنے لئے

یہ پیسہ اتناہے کہ اس سے تمھیں پوری دوزندگیاں کمانے کی ضرورت نہیں پڑے گی

خاموشی ایک بار پھر خاموشی حسد بھری خاموشی شر بھری خاموشی شیطان کے ورغلانے اور ضمیر کے سو جانے والی خاموشی

تمہاری سب سے بڑی خواہش کیاہے ؟

ان تینوں نے بیک وقت پوچھا تھا

عمر رک سا گیاپھر نظر موڑ لی

میری سب سے بڑی خواہش ؟

دنیاکی سب سے اچھی اور مہنگی کار کلیکشن

یہ پیسہ ہم سب کی ساری خواہشات پوری کر سکتا ہے

ہالے کی ہلکی سی آواز آئی تھی

یہ پیسہ ہماری زندگی بناسکتاہے

اب کے لیل بولی تھی

یہ پیسہ ہمیں ساری دنیامیں ممتاز کرے گاہم حکومت کریں گے

ہارون آسمان کو دیکھتے ہوئے بولا تھا

تم سہی کہتے ہو یہ پیسہ دنیا بنا دے گا

عمر نے تائید کی تھی

شیطان کے ورغلانے کی آواز بند ہو گئی

ہر طرف حسد کا سکوت پھیل گیا)

یہ سب تمہاری چچی فروا سلطان کے کہنے پہ ہوا ہے

لاؤنج کے فرش پہ بیٹھی شاہ تاج خشک آنکھوں سے بتا رہی تھی

ہالے نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا

(تم نے مجھے تنہائی میں ذلیل کیا تھا میں تمھیں محفل میں رسوا کروں گی)

وہ تم سے نفرت کرتی ہے اور کبھی بھی نہیں چاہتی تھی کہ تم اسکی بہو بنو وہ تمہاری شادی کے لئے راضی ہوئی تھی لیکن اپنی شرطوں پہ اس نے تمہاری شادی کے لئے راضی ہونے کا بدلہ تمھارے دادا سے اٹارنی کی صورت لیا تھا

وہ تمھیں اور معراج سلطان کو ساری دنیا کے سامنے ذلیل ہوتے دیکھنا چاہتی تھی

(میں اپنے بیرون ملک مقیم رشتے داروں کو بھی بلاؤں گی میں چاہتی ہوں یہ دن یادگار ہو بے حد یادگار)

شاہ تاج کہہ رہی تھی اور ہالے سن رہی تھی اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر کسی کو دیکھا تک نہیں تھا عمر کو بھی نہیں اسے لگا تھا اب وہ کبھی عمر سے نظر نہیں ملا سکے گی

فروانے فہیم مرزا سے ڈیل کرلی کہ اگر وہ تمھیں تمہاری شادی کی رات گھر پہنچ نے نہ دے تو فروا ہیون اسکے حوالے کردے گی کیسے ؟ یہ اسکا کام تھا تم لوگوں کو لگا تھا میں مہرہ ہوں یا پھر میرے اوپر کوئی اور ہے ؟۔

غلط لگا تھا

نہ میں مہرہ ہوں نہ میرے اوپر کوئی اور ہے اور نہ ہی میں نے یہ سب اپنے ذہنی عارضے کی وجہ سے کیا

اس نے اپنے سامنے کھڑے عمر کی پر تپش آنکھوں میں دیکھا

میں شریک دار تھی فہیم میرا پیسہ سفید کرتا تھا اور اس دفع ہیون کو خریدنے کی صورت میں بھی میرا پیسہ سفید ہونا تھا ہیون فہیم کو نہیں مجھے چاہیے تھا

وہ روبوٹک مشینی انداز میں بتارہی تھی ہالے کا دل کیا تھا اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ دے یا پھر کم از کم اس سے وقفے سے بولنے کا کہے لیکن وہ بس سنتی رہی کھڑی رہی

ساکن ششدر

ندیم ایک ڈسٹریکشن تھا ہمارا پلان بلکل پرفیکٹ تھا ہمارا پلان ہماری ناکارہ پولیس کے لئے تھا عمر اس سب میں کیسے شامل ہو گیا ہم سب کو پتہ بھی نہیں چلا

عمر کو کس نے ٹریپ کیا؟ ہالے کی پھنسی پھنسی سی آواز باہر نکلی

یاقوت اور نوح نے اصل میں یاقوت تم سے بدلہ لینا چاہتا تھا تم نے مال میں اسکے ساتھ جو کچھ کیا وہ اسکے لئے آنا کا مسلہ بن گیا تھا

یاقوت اور نوح؟اسکے لب نہ سمجھی سے پھڑ پھڑائے

ہارون آگے آیا اپنے موبائل پہ ایک تصویر اسکے آگے کی

ہالے نے اپنا کانپتا ہاتھ ان دونوں کے تصویر میں نظر آتے چہرے پہ رکھ دیا ایسے کہ بس اسکی آنکھیں نظر آئیں

اور پھر اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں

یہ وہی آنکھیں تھیں بلکل وہی اسے یہ آنکھیں یاد تھیں وہ شاید ساری زندگی ان آنکھوں کو نہیں بھول سکتی تھی

شاہ تاج نے کہنا جاری رکھا

عمر کی گاڑی انکو کسی گروسری اسٹور کے باہر ملی تھی گاڑی عمر کا ڈرائیور ڈرائیو کر رہا تھا لیکن نوح اس گاڑی کو جانتا

تھا انہوں نے یہ سب کچھ عمر پہ پلانٹ کیا کیونکہ وہ دونوں عمر سے بھی بدلہ لینا چاہتے تھے

معراج سلطان کے قتل میں میں ہر گز مددگار نہیں ہوں مجھ سے بس سی سی ٹی وی ڈیلیٹ کروانے کو کہا گیا تھا

میں بس اتنا جانتی ہوں اور بس

میں کیوں آپ کا یقین کر لوں ثبوت دیں عمر کی چبھتی آواز پہ

وہ اٹھ کھڑی ہوئی

اپنا موبائل اٹھایا چند بٹن دبائے موبائل کو دیوار گیر ایل سی ڈی کے ساتھ کنیکٹ کیا

اب اس پہ ایک ہوٹل سویٹ کا منظر تھا صوفے پہ بیٹھی فروا سلطان اور اسکے سامنے بیٹھا فہیم مرزا

ہالے نم آنکھوں سے سکرین کو دیکھے گئی اسے لگا تھا بصارت عذاب ہے اسے لگا تھا سماعت عذاب ہے آج اسے لگا تھا زندگی عذاب ہے

آدھا مر امر د کاروبار کے معملات نہیں سنبھال سکتا الفاظ تھے کہ زہر ہالے کو اپنا سارا جسم سبز پڑتا محسوس ہوا

لیل نے ہالے کو تاسف سے دیکھا

ہارون سر جھکائے کھڑا رہا

مناظر ختم ہو گئے آوازیں بند ہو گئیں سکرین تاریک ہو گئی لیکن ہالے اب بھی مردہ چہرے کے ساتھ سکرین کو تک رہی تھی اسکی آنکھیں ساکت ہو گئیں تھیں پلکوں پہ ٹھہری نمی کو اس نے اندر دھکیل دیا تھا

اسکا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ وہ یہیں بیٹھ کر دھاڑیں مار مار کر روئے اسے لگ رہا تھا جیسے ٹانگوں سے جان نکل رہی ہو لیکن وہ کھڑی تھی نہ جانے کیوں کھڑی تھی اپنے پیروں پہ کھڑی تھی گردن اونچی کیئے آنکھیں سیدھ میں رکھے

شاہ تاج اپنی جگہ سے آگے آئی

قدم قدم چلتی عمر کے سامنے آکر کھڑی ہوئی

میں یہی جانتی تھی عمر میرا تم سے اور تمہاری بیوی سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ رسان سے کہہ رہی تھی

بہتر ہو گا اب تم یہاں سے جاؤ اور میرے بیک یارڈ کو بھول جاؤ ماہی کے منگیتر کا قتل ماہی کا قتل میری بیماری اب ان سب سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے

وہ عمر کے بلکل سامنے آ کر ٹھہری بہت قریب عام طور پہ عورتوں کا مردوں کے اتنے قریب کھڑے ہونا ہمارے معاشرے میں معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن نہ جانے کیوں شاہ تاج کو اس طرح کسی مرد کے قریب کھڑے دیکھ کچھ عجیب کچھ نیا نہیں لگتا تھا

اگر تم نے واسطہ رکھا عمر اس نے آواز سر گوشی جتنی ہلکی کر لی چبھتی ہوئی خشک آواز

تو میں کسی نہ کسی دن اس میس سے نکل ہی آؤں گی لیکن یہاں سے نکلنے کے بعد میں تمھیں قبر تک چھوڑ کر آؤں گی یاد رکھنا

وہ سرد سا کہہ کر دور ہٹی

عمر نے ہالے کو دیکھا نظر سے نظر ملی

آج اسے یہ آنکھیں دنیا کی سب سے حسین آنکھیں لگی تھیں بد گمانی کی پٹی ہٹ چکی تھی

بے اعتباری کی دیوار گر کر چکنا چور ہوئی تھی

نفرت کا دھندلا شیشہ جیسے صاف ہو گیا تھا چمکتا ہوا بے داغ

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی

ہالے کو آج ایک بار پھر یہ آنکھیں اپنی لگی تھی بہت اپنی بہت قریبی جیسے اس رات اس سڑک پہ لگی تھیں

اسے یہ چہرہ ہمدرد لگا تھا جیسے اس دن اس مال میں لگا تھا

اس نے نگاہیں پھیر لیں وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھی ظاہر ہے اب وہ اس سے نفرت کرے گا

اب ہمیں چلنا چاہیے میرے مہمان میرا انتظار کرتے ہوئے تھک گئے ہوں گے شاہ تاج کی آواز انکو ہوش میں لائی تھی

وہ چاروں جن قدموں کے ساتھ آئے تھے انہی سے واپس مڑ گئے لیکن کیا واقعی وہ چاروں انہی قدموں کے ساتھ واپس گئے تھے ؟

باہر آکر اس وسیع لان میں وچاروں ایک ہی ٹیبل کے گرد کھڑے ہو گئے

ہالے عمر کے برابر کھڑی تھی سب کچھ پہلے جیسا ہو کر بھی پہلے جیسا نہیں تھا

اسکے آنسو گرنے کو بے تاب تھے دل جیسے پھٹ رہا ہو روح اندر ہی اندر زخم ہو رہی تھی

اسے بابا یاد آرہے تھے عمر ایسا نہیں کر سکتا

اس نے آنکھیں بند کیں ایک آنسو گال پہ لڑھک گیا

جس جس نے آپ کے ساتھ برا کیا ہے میں اسے چوک پہ کھڑا کر کے درے ماروں گا

اس نے آنکھیں کھولیں دونوں آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو نکلے تھے اس نے گردن جھکا لی اور روتی گئی بے آواز

رونا بند کریں ہالے آپ کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں اور آپ کے دشمنوں کو خوشی آپ کس کی سائیڈ ہیں ؟

وہ اتنی ہلکی آواز میں ہالے کے قریب جھک کر بولا تھا کہ وہ خود بھی بامشکل سن سکی

ہتھیلی کی پشت سے آنسو صاف کئے پھر گردن کڑا کر سیدھی کھڑی ہوئی

آنکھیں اب بھی سرخ تھیں

عمر نے ایک پل کو ان آنکھوں میں دیکھا پھر رخ موڑ لیا

کیا تم مجھے روتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتے ؟کیا تمھیں مجھ پہ غصہ نہیں آرہا یا مجھ پہ ہنسی نہیں آرہی ؟وہ نہ جانے کیا سننا چاہتی تھی

آپ سے بس ایک ہی چیز محسوس ہوتی ہے "عقیدت "اسکے علاوہ نہ کچھ محسوس کرنے کی کوشش کی اور نہ کرنا چاہتا ہوں اپنی عورت کو رلانا یا اسے ٹوٹا ہوا دیکھنا مردانگی کا سب سے نچلا لیول ہے اور عمر حیات وہاں کبھی نہیں جائے گا سو سیدھی کھڑی رہیں ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی کی طرح

وہ نرمی سے بول کر آگے بڑھ گیا اسے کسی دوست نے بلایا تھا وہ اس طرف چلا گیا

ہالے نے اپنے سامنے کھڑے ایک بوڑھے ہوتے آدمی کو دیکھا اس نے ہالے کو دیکھا یکدم دونوں کی آنکھیں چمکیں بوڑھی آدمی کی آنکھوں میں شناسائی جاگی ہالے کی آنکھوں میں انتقام نے سر اٹھایا

وہ گردن سیدھی رکھے مغرورانہ چال چلتی انکے قریب گئی بوڑھے آدمی نے بے اختیار اسکو سینے سے لگایا پھر اسکا ماتھا چوما

میری بیٹی کیسی ہے ؟انہوں نے ہالے کو ہنوز گلے سے لگا رکھا تھا

میں آپ سے خفا ہوں انکل آپ اتنا عرصہ مجھ سے ملنے ہی نہیں آئے وہ نروٹھے پن سے کہہ رہی تھی

بوڑھے آدمی نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا

میں معراج کی موت کے بعد کئی بار سلطان منزل آیا ہوں کوئی تمہارا پتہ بتانے کو ہی تیار نہیں اور وہ سفیر وہ تو بد تمیزی ہی کرنے لگ گیا

وہ اسے بتا رہے تھے ہالے سنے جا رہی تھی

وہ سب چھوڑیں مجھے آپ کی فیور چاہیے ابھی اسی وقت ہالے نے انکے دونوں ہاتھ تھام لئے

آدمی مسکرایا

کیا کوئی ہالے کو انکار کر سکتا ہے؟ وہ محبت سے بولے

ان سے ذرا دور میز کے گرد کھڑے ہارون اور عمر نے اسے مشتبہ نظروں سے دیکھا تھا

یہ کیا کر رہی ہیں؟ عمر نے پوچھا تھا

Mہارون نے کندھے اچکائے

شاہ تاج کی بربادی کی تیاری

آہ شاہ تاج آہ

مجھے تم پہ ابھی سے ترس آرہا ہے

وہ ترحم سے بولا پھر گردن اونچی کر کے روشنیوں سے سجے شیشے کی عمارت کو دیکھا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا

وہ ہولے سے بڑبڑایا

یہ آدمی کرتا کیا ہے؟لیل سامنے دیکھتے ہوئے بولی تھی

نیب میں اعلی عہدیدار ہے

اس نے سرد سی سرگوشی کی تھی

اب کے عمر اور لیل کی آنکھوں میں بھی ترحم آیا تھا

رات ہر گزرتے لمحے گہری اور تاریک ہو رہی تھی لیکن ایلیٹ کلاس کے رئیسوں کی پارٹی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی شاہ تاج گو کہ اچھی اداکارہ تھی لیکن اس وقت وہ سخت غیر آرام دہ تھی وجہ تھے وہ چار لوگ وہ جلد از جلد ان چاروں کو یہاں سے دفعان کرنا چاہتی تھی اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ ان چاروں کو دھکے مار مار کر گھر سے نکال دیں

اسی لمحے باہر سے کچھ شور و غل کی آواز آئی گاڑیاں رکنے کی آواز بھاری بوٹوں سے زمین پہ قدم رکھتے لوگوں کی آواز اور پھر دروازے پہ جھگڑتے اندر آنے کی کوشش کرتے لوگوں کی آواز

شاہ تاج مہمانوں سے ایکسکیوز کرتی دروازے کی جانب گئی تھی لیکن اسے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں پڑی

دس لوگوں کو ایک ٹیم زبردستی اندر گھس آئی تھی انکا افسر انکے آگے تھا وہ سب اسکی معیت میں پیچھے پیچھے چل رہے تھے شاہ تاج کے عین سامنے آکر وہ رکا اپنا کارڈ اسکے آگے کیا

مہدی منیر فرام نیب ہمیں آپ کے گھر کی تلاشی لینی ہوگی ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے گھر میں کرپشن سے کمائی گئی ایک خطیر رقم ہے امید ہے آپ ہمیں ہمارے کام میں ڈسٹرب نہیں کریں گی بڑے ہی کوئی پروفیشنل انداز میں کہہ کر اس نے اپنے بندوں کو اشارہ کیا

مہدی منیر یا اسکے بندوں میں سے کسی نے بھی کوئی خاص قسم کا یونیفارم نہیں پہن رکھا تھا وہ سیویلین ڈریس میں تھے

یہ شاہ تاج کے لوگ نہیں تھے وہ انہیں روک نہیں سکتی تھی ہر دفع چھاپہ مارنے والے لوگوں میں اسکے لوگ شامل ہوتے تھے شاہ تاج نے بے بسی بھرے کرب سے انکو اندر جانے دیا

پارٹی تماشے میں بدل گئی تھی جو لوگ یہاں کھانے پینے اور انجوئے کرنے آئے تھے اب انکو اگلے کئی دن کے لئے گوسپ کا نیا ٹاپک مل گیا تھا

اسحٰق کبیر دبے دبے غصے سے شاہ تاج کبیر کو دیکھ رہے تھے

تم نے انہیں اندر کیسے جانے دے دیا اگر ان لوگوں نے بیک یارڈ میں جانے کی بات کر دی تو؟ ہم کیا کریں گے تاج ہم برباد ہو جائیں گے

شاہ تاج نے ٹھنڈی پر سکون آنکھوں سے اسکو دیکھا

جب زہر گلے سے اتر کر جسم میں اتر جاتا ہے تو اسے تھوک تھوک کر نکالنے کا فائدہ نہیں ہوتا ایسے وقت میں تریاق ضروری ہوتا ہے میں تریاق بنا چکی ہوں

کیا بکواس کر رہی ہو مجھے کھل کر بتاؤ؟ وہ جھنجھلائے تھے

شاہ تاج نے انکو نہیں دیکھا وہ بس گردن اونچی کئے اپنے ہاتھوں سے بنائے گئے قصر کبیر کو دیکھ رہی تھی

وہ لوگ یہاں سے پیسہ لے جانے آئے ہیں گھر کی تلاشی بہانہ ہے وہ جانتے ہیں پیسہ کہاں ہے ہم جنگ کو ہونے سے نہیں روک سکتے جنگ کو ہار جانے سے بھی نہیں بچ سکتے ہمیں ہار کر بھی مال غنیمت سمیٹنا ہے اس پہ ہمارا حق ہو گا یہ لوگ یہاں سے پیسہ لے جائیں گے میں انکو روک نہیں سکتی لیکن وہ پیسہ میرے پاس واپس آئے گا یہ میں کر سکتی ہوں انکے راستے میں دس شارپ شوٹرز کھڑے ہوں گے آج کتنی لاشیں گریں گی میں نہیں جانتی لیکن میرا پیسہ نیب کے خزانے میں نہیں جائے گا اتنا ساری دنیا کو بتا دوں گی

اسکی آواز ہر قسم کے جذبات سے عاری تھی ٹھنڈی بے جان بے تاثر

اسحاق کبیر کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے

کچھ بھی کرو تاج بس پیسہ بچاؤ

شاہ تاج نے سر ہلا دیا

میز پہ کھڑے چاروں لوگ یہ تماشا دیکھ رہے تھے

دس لوگوں کی ٹیم اب بیک یارڈ کی طرف بڑھی تھی شاہ تاج کے دل پہ کسی نے پیر رکھا تھا روح جیسے قبض ہو رہی تھی

لیکن اس کا چہرہ ویسا ہی رہا اچھی اداکاروں جیسا

آوازیں ایک بار پھر آنے لگی تھی بیلچے کدالوں کی آواز

افسر کے حکم دینے کی آواز

اور پھر "ٹھک" کی آواز

اس آواز پہ شاہ تاج کا دل رک گیا تھا ساری دنیا برف ہو گئی تھی ساری دنیا راکھ ہو گئی تھی

اب آوازیں قریب آرہی تھیں دس لوگوں میں سے کچھ لوگ اس ٹرنک کو اٹھائے چلے آرہے تھے ٹرنک کو لا کر لان کے بیچ و بیچ رکھا گیا

بوڑھا آدمی چہرے پہ برہمی لئے شاہ تاج سے کچھ کہہ رہا تھا مجمعے میں دبی دبی سرگوشی ہونے لگی

ہالے اپنی جگہ سے آگے آئی قدم قدم بڑھتی وہ شاہ تاج کے قریب آرہی تھی عمر اسکے پیچھے تھا

یہ طے نہیں ہوا تھا پارٹنر وہ اسکے کندھے کے پیچھے سے بولا

ذلت آخری لمحے میں طے ہو جاتی ہے شاہ تاج کو پتہ چلنا چاہیے کہ ایلیٹ کلاس کی یہ مغرور لڑکی کیا کچھ کر سکتی ہے

وہ بالکل انکے پاس آکر رکے تھے

ٹرنک کا ڈھکن اٹھایا گیا

شاہ تاج کا دل دھک سے رہ گیا اسحاق کبیر دل پہ ہاتھ رکھے پیچھے کو ہوئے

ٹرنک کی تہہ میں بس آخری کچھ رقم تھی

دس دس روپے کے نوٹوں کی گڈیاں چند سکے اور ایک منہ چڑ آتا ایموجی بال

شاہ تاج کا دماغ بھک سے اڑا تھا چہرہ سفید پڑنے لگا دل رک گیا سانس رک گئی

یہ نہیں ہو سکتا اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑائے

وہ شاکی انداز میں پیچھے ہونے لگی پھر گھاس پہ گر گئی

میرا پیسہ میرا اثاثہ میری کمائی میں بارباد ہو گئی میں میرا پیسہ

وہ بڑبڑا رہی تھی ہلکی شاکی آواز میں

وہ خود کو گھاس پہ گھسیٹتی پیچھے ہوتی جا رہی تھی

اسحاق کبیر چیخ رہے تھے رو رہے تھے دس لوگوں میں سے ایک آدمی کا گریبان پکڑے دھاڑ رہے تھے

سارا مجمع انکی بربادی دیکھ رہا تھا

شاہ تاج بس پھٹی پھٹی آنکھیں لئے بند ہوتے دل کے ساتھ گھاس پہ نیم مردہ سی بیٹھی تھی

یہ نہیں ہو سکتا میرا پیسہ میرا اثاثہ

وہ ہلکی شاکی صدمے سے چور آواز میں بڑبڑا رہی تھی

دفتعا شاہ تاج اٹھی زخمی شیرنی کی طرح عمر کی طرف بڑھی

میرے پیسے کا کیا کیا ہے عمر؟ وہ اس کے گریبان سے پکڑے سرخ چہرے کے ساتھ غرآئی تھی حلق کے بل چیخی تھی

میں مار ڈالوں گی تمھیں تمہارا خاندان تباہ کر دوں گی میرا پیسہ کہاں ہے وہ اربوں روپے تھے تم نے کہاں کیا میرا پیسہ بتاؤ میں تمہاری جان لے لوں گی زندہ نہیں چھوڑوں گی تمھیں مار ڈالوں گی تم نے میرا پیسہ لیا ہے تم نے میرا پیسہ لیا ہے میں جانتی ہوں تم نے لیا ہے تم ایسا کیسے کر سکتے ہو تم کہاں کے سچے ہو تم جھوٹے ہو تم سب ہمارے جیسے ہو تم غاصب ہو تم حاسد ہو حریص ہو تم میرا پیسہ لے لیا تم حاسد ہو تمھارے اندر ہمارے جیسا شر ہے

وہ عمر کے گریبان کو بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہہ رہی تھی وہ ہالے اور عمر کے قریب کھڑی چیخ رہی تھی

ہم تمھارے جیسے نہیں ہیں شاہ تاج ہمارے اندر شر ہے ہالے نے اسکو دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا

ہمیں اس پہ قابو ہے ہمارے اندر حسد ہے تو اسکا بھوکا پیٹ بھوکا رکھتے ہیں ہم حریص ہیں تو اپنے حرص کی جڑوں کو مضبوط نہیں ہونے دیتے ہم برے ہیں لیکن ہمیں اپنی برائی پہ قابو پانا آتا ہے وہ ایک مان ایک شان سے کہہ رہی تھی اسکی گردن اٹھی ہوئی تھی اور گردنیں انکی اٹھتی ہیں جن کے گلے میں سیاہ عمالوں کے پٹے نہیں ہوتے

شاہ تاج چیخ رہی تھی بری طرح چیخ رہی تھی اسکی حالت پہ کسی پاگل کا گمان ہوتا تھا

لیکن ہالے کو اسکی آواز نہیں آتی تھی وہ کسی اور منظر میں تھی کہیں اور

(شر اور حسد اپنا فیصلہ کروا چکا تھا

وہ چاروں سر جھکائے "دنیابنانے "کا فیصلہ کر چکے تھے

اس بات سے انجان کہ جن فیصلوں پہ دنیا میں سر جھکانے پڑ جائیں وہ فیصلے آخرت میں نیک عمال کا پلڑا جھکا دیتے

ہیں

عمر کا دل کچھ کہہ رہا تھا لیکن وہ نہیں سن رہا تھا لیکن ایک آواز تھی جو اسکے کانوں میں چپکے سے آکر گونجی تھی سیاہ

آنکھوں والی مہربان عورت کی آواز

پڑھو

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

عمر اس آواز سے رخ نہیں موڑ سکتا تھا اس نے بند آنکھوں کے ساتھ دہرایا

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

پڑھو

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

اس نے میکانکی انداز میں بند آنکھوں کے ساتھ دہرایا

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

یکدم اس نے آنکھیں کھولیں

وہ تینوں اب بھی جھکے ہوئے سر کے ساتھ بیٹھے تھے ٹرنک سے ٹیک لگائے ایک دوسرے سے نظر چرائے

وہ ان تینوں کے سامنے کھڑا ہوا ایک لیڈر کی طرح ایک الفا کی طرح

اپنی آنکھیں بند کرو اس کی آواز میں تحکم تھا

ان تینوں نے جھکی نظریں اٹھائیں اچھنبے سے اسکو دیکھا

کیوں ؟ان تینوں کے لب بیک وقت پھڑ پھڑائے تھے

میں تم سب کا الفا ہوں کیا تم لوگ میرے حکم پہ سوال کرو گے ؟

اسکی آواز میں رعب تھا

آنکھیں بند کرو یہ میرا حکم ہے یہ تمہاری ٹیم کے الفا کا حکم ہے

رعب تھا کہ کیا ان تینوں نے بیک وقت آنکھیں بند کیں

پڑھو

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

ان تینوں کے دماغ نے کئی ساری توجیح پیش کی تھیں وہ اسکی بات کو جھٹلانا چاہتے تھے انکار کرنا چاہتے تھے لیکن نہ جانے کیوں نہ جانے کیوں وہ انکار نہیں کر سکے لیکن کیا کوئی خدا کے کلام کو انکار کر سکا ہے ؟

ان تینوں نے بیک وقت دہرایا تھا

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

دوبارہ پڑھو

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

وہ انکے سروں پہ کھڑا دہرا رہا تھا اور وہ تینوں آنکھیں بند کئے اسکی تقلید میں دہرا رہے تھے

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

نہ جانے کتنی دیر نہ جانے کتنی دفع وہ پڑھتا رہا اور وہ تینوں اسکے پیچھے دہراتے رہے

کافی دیر بعد وہ تھک گیا تھا اسکا گلہ خشک ہو گیا تھا وہ نیچے بیٹھا ان تینوں کے سر اب تک جھکے ہوئے تھے

چلو اب ہمیں چلنا چاہیے تم سب اپنا اپنا حصہ لے لو عمر انکو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

کیا تم نہیں لو گے ؟ہارون نے سوال کیا

عمر نے گردن اٹھائی وہ گردن اٹھ سکتی تھی اس سے حرص اور شر کا بھاری پٹا اتر گیا تھا وہ گردن آزاد تھی

پیسہ میرا عشق ہے اور بے ایمانی کا پیسہ عشق میں بے وفائی عمر حیات بے وفا نہیں ہے

اس نے گردن اونچی رکھے جواب دیا

سب خاموش رہے عمر بھی کچھ نہیں بولا وہ ان کلمات کا اثر دیکھنا چاہتا تھا جو اس نے پڑھائے تھے وہ کوئی عام کلمات نہیں تھے

میں کسی کی عزت کی قبر پہ اپنے خوابوں کا محل نہیں بناؤں گی لیل کی گردن اٹھی تھی

میں کسی کا گلہ دبا کر کسی کا غصب کیا ہوا مال لے کر کئی کٹی ہوئی گردنوں کے خون سے تڑپیسوں سے اپنی گردن کے لئے ہیرے نہیں خریدوں گی

ہالے کی گردن بھی اٹھی تھی

میں ساری زندگی اپنے باپ سے مانگ کر کھا سکتا ہوں لیکن وہ گنز جنہوں نے مجھ سے میرا بھائی چھینا جنہوں نے کئی گھر والوں سے انکے رستم چھینے میں ان گنز کی نہ جائز ترسیل کا پیسہ نہیں کھاؤں گا

میں اپنے رنگوں کے ساتھ خوش رہ سکتا ہوں

مجھے یہ خون سے سرخ پیسہ نہیں چاہیے

اس نے زور زور سے نفی میں گردن ہلائی تھی

بلاخر وہ چاروں اپنے شر پہ قابو پا چکے تھے

ہوا میں ایمان کی تازگی کی خوشبو پھیل گئی)

تم لوگ شامل ہو اس سب میں یہ تمہارا کام ہے میں تمہاری نسل برباد کر دوں گی میں تمہارا خون چوس لوں گی

مجھے بتاؤ میرا پیسہ کہاں ہے وہ میرا اثاثہ تھا وہ میرا پیسہ تھا میری رقم تھی میرا عشق تھا میرا پیسہ کہاں ہے بتاؤ مجھے

وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر پھٹی ہوئی آواز میں چلا رہی تھی

عمر نے سرد آنکھوں سے اسکو دیکھا ان میں سفاکی تھی زخمی پن تھا تپش تھی

اس نے ایک جھٹکے سے شاہ تاج کے ہاتھ اپنی گریبان سے ہٹائے

وہ چیخ رہی تھی رو رہی تھی کوسنے دے رہی تھی

خدا کا خوف کرو بی بی میں شادی شدہ آدمی ہوں اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا اور اسے خود سے دور جھٹکا

وہ لڑکھڑا کر دور ہٹی پھر گھاس پہ بے دھم ہو کر گری

ہالے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے اسکے قریب جھکی

تم نے کہا تھا تم مجھے قبر تک چھوڑ کر آؤ گی لو میں نے تمھیں دفنا دیا تف ہو تم پہ شاہ تاج

وہ حقارت سے کہہ کر سیدھی ہوئی

اور پھر معصوم نم آنکھوں سے مجمع کو دیکھا

میں یہاں انکی دعوت پہ آئی تھی پچھلی دشمنی ختم کر کے سب کچھ بھلا کر نئے سرے سے تعلقات جوڑنے لیکن یہاں آکر پتہ چل گیا کہ زبان سے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا دلوں سے نفرت نکالنا زیادہ اہم ہوتا ہے میں مزید اپنی بے عزتی کروانے یہاں نہیں رک سکتی

وہ اپنے مصنوعی آنسو صاف کرتی سارے مجمعے کی ہمدردی سمیٹے

داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی

خدا کے لئے مجھے بتاؤ میرا پیسہ کہاں ہے خدا کے لئے مجھے بتاؤ تم کیوں نہیں بتاتے مجھے بتاؤ وہ میری عمر بھر کی کمائی تھی تم نے اسے کہاں غرق کیا مجھے بتاؤ

وہ چلا رہی تھی رو رہی تھی

ہارون اور عمر نے ایک دوسرے کو دیکھا

بتا دیں کیا؟؟

ہاروں نے بگڑے بچے کی طرح نفی میں سر ہلایا

اوں ہوں

لیکن کیا تم لوگ جاننا چاہو گے ؟

(قصر کبیر کا سیکورٹی چیف بک چکا تھا اور جب سپاہی بک جائیں تو ملک کی سرحدیں غیر محفوظ ہو جاتی ہیں انہوں نے سارے پیسے بیگز میں ڈالے

بوریوں میں ڈالے

غرض وہ جس جس طرح سے پیسہ منتقل کر سکتے تھے انہوں نے کیا فجر کے قریب انکا کام ختم ہو گیا تھا

پچھلے دو دنوں کی سی سی ٹی وی ڈیلیٹ کروانے کے بعد اور آگے اسکا منہ اپنے طریقے سے بند کروانے کے بعد وہ چاروں سارا پیسہ ہارون کے فارم ہاؤس منتقل کر چکے تھے

اب مسلہ تھا پیسوں کو ٹھکانے لگانا

وہ چار لوگ فارم ہاؤس کے لان میں کرسیاں ڈالے بیٹھے تھے انکے پاس ایک ہفتہ تھا پارٹی کے اگلے ہی دن شاہ تاج اس پیسے کو کہیں اور منتقل کرنے والی تھی اور وہ لوگ اس پیسے کو کہیں اور لے آئے تھے

ان پیسوں کا کرنا کیا ہے ؟لیل کوئی دسویں بار یہ سوال کر چکی تھی

یہ سیاہ ہے سب سے پہلے اسکو سفید کرنا ہے عمر سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا

اور اسے سفید کون کرے گا ؟

میری بیوی اور اسکا کزن عمر مسکرایا تھا

ہم دونوں ہم کیسے ؟وہ دونوں متعجب تھے

عمر آگے کو ہوا

دیکھیں ہالے آپ اور ہارون امیر ہیں آپ کا سرکل آپ کی سوسائٹی سب امیر ہیں اور امیر لوگ کیا کرتے ہیں ؟

امیر ڈونیشنز دیتے ہیں ہم یہ سیاہ پیسہ ان امیروں کو دیں گے اور وہ لوگ اپنا سفید اپنا پیپر ورک کیا ہوا پیسہ ڈونیٹ کریں گے لیکن اس طرح کہ ہمارا نام نہ آئے

بات اب کچھ کچھ انکی سمجھ میں آنے لگی تھی

بلکہ آپ رہنے دو میں خود کر سکتا ہوں میں ہیون کا مینیجر ہوں میرے پاس سب ڈونیٹرز کے نمبرز ہیں اور وہ لوگ وفادار ہیں وہ عمر اور جج صاحب کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں آپ بس بیگز تیار کریں

وہ کہتے ہوئے موبائل اٹھا کر باہر چلا گیا

اگلے دو دن انہوں نے کتنے بیگز بنائے کتنے لوگوں کو دیئے انکے پاس کوئی حساب نہیں تھا لیل بری طرح ان ڈوں رز کا کوئی "راز "ڈھونڈنے میں غرق رہی اسکے پاس منہ تک دھونے کا وقت نہیں تھا

ہارون اور ہالے پیسوں کا حساب کرنے میں مصروف رہے وہ دونوں بات کر رہے تھے لیکن خشک لیا دیا انداز جیسے ان دونوں کے درمیان کبھی کوئی تعلق رہا ہی نہ ہو جیسے لفظ دوستی کبھی انکی آنکھوں کے آگے آیا ہی نہ ہو

آخری ڈونیشن ہارون نے اپنے باپ کے نام سے کی تھی

یہ پارٹی کا دن تھا اور آج ایک آخری بیگ میں چند آخری نوٹوں کی گڈیاں ڈالی جارہی تھیں

غلط کام سے بنایا ہوا غلط پیسہ سہی طریقے سے سہی جگہ پہنچ چکا تھا

کچھ ڈونیشن ہسپتال کو ہونے والی تھیں کچھ یتیم خانوں کو کچھ اولڈ ہومز کو اور کچھ دوسرے ضرورت مند محتاج لوگوں کو

پیسہ اور طریقہ دونوں غلط تھے لیکن بھیجنے کی جگہ درست تھیں)

شاہ تاج اب بھی گھاس پہ بیٹھی رو رہی تھی چیخ رہی تھی سینے پہ ہاتھ مار مار کر دہائی دے رہی تھی پھر یکدم اسکے سینے میں بے تحاشا درد اٹھا تھا

شاید ہارٹ اٹیک شاید

Anxiety attack

وہ گھاس پہ گری درد سے دہری ہو رہی تھی لیکن کوئی اسے اٹھا نہیں رہا تھا

پھر یکدم مجمعے میں سے ایک آدمی آیا حمزہ شاہ نواز آیا وہ اسکے قریب گھاس پہ بیٹھا اسکی آنکھوں میں فکر مندی تھی

وہ اسکے ہاتھ سہلا رہا تھا اسکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا لیکن درد تھا کہ کم نہیں ہو تا تھا

آج کراچی شہر نے دیکھا تھا بربادی کیا ہوتی ہے

انتقام کیا ہوتا ہے رسوائی کیا ہوتی ہے

سب کچھ ہوتے ہوئے بھی خالی ہاتھ رہ جانا کیا ہوتا ہے

آج کراچی شہر نے دیکھا تھا ذلت کیا ہوتی ہے

وہ چاروں ایک دوسرے کے کندھے کے ساتھ چلتے ہوئے باہر آئے تھے ایک ٹیم کی طرح ان سب کے چہرے پر سکون تھے سوائے ہالے کے

اسکلے چہرے پہ گلٹ تھا اضطراب تھا انا کو چوٹ پہنچی تھی دل بے طرح دکھا تھا

وہ کسی کی طرف دیکھے بغیر آگے چلتی گئی اس کے قدم شکستہ تھے آنکھیں نم دل دکھ رہا تھا اور بہت بری طرح دکھ رہا تھا

ہارون نے اسکے پیچھے جانے کو قدم بڑھائے پھر رک گیا

یہ حق اب کسی اور کا تھا اور جسکا تھا وہ اسکے پیچھے جا چکا تھا

لیل نے تاسف سے ہارون کو دیکھا

تم سے کہا تو تھا خود غرض بن جاؤ

ہارون نے سر جھٹکا منظر بدلہ

(اب وہ لیل کے چھوٹے فلیٹ کے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا تھا عمر اور ہالے ان سے کافی فاصلے پہ تھے وہ اب بھی کسی بات پہ جھگڑ رہے تھے بلکہ جھگڑ کیا رہے تھے ہالے بول رہی تھی اور عمر سن رہا تھا

تم کیوں کر رہے ہو یہ سب خود غرض کیوں نہیں بن جاتے ؟ہارون کے ساتھ ذرا سے فاصلے پہ بیٹھتی لیل اسکی نظروں کے ارتکاز میں دیکھتی بولی تھی

تم کیوں نہیں بنی خود غرض ؟اس نے لیل کو نہیں دیکھا تھا

لیل نے کندھے اچکائے

کوئی فائدہ نہیں تھا یا پھر یوں کہہ لو کہ موقع نہیں ملا واٹ ایور اس نے بے نیازی سے کہا

میں ساری زندگی خود غرض رہا ہوں لیکن میرے ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا

وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا

ساری زندگی نہ عزت ملی نہ محبت بس جو بھی ملا بھیک کی طرح ملا اور بھیک نے کبھی کسی کا پیٹ نہیں بھرا

اب کونسا کچھ مل گیا تکلیف میں تو اب بھی ہو

ہارون نے اثبات میں سر ہلایا

واقعی ملا تو اب بھی کچھ نہیں لیکن میرا دل مطمئین ہے میں جب شیشہ دیکھتا ہوں تو اپنی آنکھوں میں دیکھ سکتا ہوں اب کسی کے آگے پیچھے گھومنے کی یا کسی کی ناراضگی کے ڈر سے ناپ تول کر بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی محبت گلے کا پھندا بنتی جارہی تھی سانس بند ہونے لگا تھا میں خود غرض نہیں بنا با وقار بن گیا اور میرے دل کو سکون اور عزت نصیب ہوئی ہے مجھے خود سے محبت نصیب ہوئی ہے اور اس سے زیادہ کسی کو کیا چاہیے ہو گا ؟

اس نے لیل کو مسکرا کا دیکھا

تم آسانی سے ہالے کو الفا کے خلاف کر سکتے تھے تمہیں کرنا چاہیے تھا اتنی قربانیاں دینے کی کیا ضرورت تھی الفا

لگتا کیا ہے تمہارا وہ اب بھی نہ خوش تھی

تمہیں لگتا ہے میں نے یہ سب عمر کے لئے کیا ہے ؟ نہیں لیل یہ سب ہالے کے لئے ہے عمر سے بدگمان ہو کر وہ

خود بھی خوش نہیں ہی اسکا دل زخمی ہے ہالے کوئی اتنی نیک نہیں رہی کہ سڑک پہ پڑے ہر آدمی کی مدد کرنے

لگ جائے یہ معراج انکل کر سکتے ہیں یہ حسن کر سکتا ہے لیکن ہالے نہیں

اسے تکلیف میں دیکھ کر ہالے کو بھی تکلیف ہوئی تھی میں اسکو جانتا ہوں بچپن سے جانتا ہوں وہ تکلیف میں ہے

اور جب تک میں اسکی تکلیف ختم نہیں کرتا میں خود بھی تکلیف میں رہوں گا)

منظر تبدیل ہوا اب وہ دونوں رات کے اس پہر شاہ تاج کے گھر کے باہر کھڑے تھے اندر بربادی کا ماتم تھا باہر ہر

طرف سکوت پھیلا تھا

آؤ تمہیں گھر چھوڑ آؤں ہارون نے ان دونوں کی طرف سے رخ پھیر لیا تھا

باوقار ہونے سے دل مطمئین ہو جاتا ہے لیکن جڑتا نہیں دل ٹوٹنے میں ایک سیکنڈ لگتا ہے لیکن اسے جوڑنے میں

کئی صدیاں لگ جاتی ہیں ہارون کو اپنے دل کے جڑنے کا انتظار کرنا تھا

ہالے بغیر کسی کی طرف دیکھے میکانکی انداز میں آگے دیکھتی جا رہی تھی

آنکھیں خشک تھیں چہرہ بے رونک بے تاثر چال شکستہ اس کے ذہن میں بس عمر کی باتیں گونج رہی تھی

آپ کے دشمن کوئی اور ہیں ہالے مجھ سے زیادہ برے مجھ سے زیادہ بڑے

اس نے بے دردی سے اپنے ایک کان سے ٹاپس نکال کر سڑک پہ پھینکا

اسکے پیچھے چلتے عمر نے فوراً جھک کر اسے اٹھالیا

جس جس نے آپ کے ساتھ برا کیا ہے میں اسکو چوک پہ کھڑا کر کے درے ماروں گا

یکدم ہلکی ہلکی بوچھاڑ شروع ہوئی

ہالے نے دوسرا ٹاپس نکال کر کہیں دور پھینکا اور خشک آنکھوں ستے ہوئے چہرے کے ساتھ آگے چلتی گئی اسکی

زرد ہیل کی ٹک ٹک سارے میں گونج رہی تھی

میرا قصور بس یہ ہے کہ اس رات میں سو گیا تھا..

میں آپ کے ساتھ اتنا مخلص ہوں جتنی آپ خود بھی نہیں--------

اسے مت پھینکیں یہ مجھے میری اماں نے دیا ہے------

بارش تیز ہو رہی تھی آوازوں کا شور بھی بڑھتا جارہا تھا

اسکے بھورے بال بھیگ رہے تھے انکے کرل خراب ہو رہے تھے اب اس نے اپنے گلے میں موجود موٹی چین

ایک جھٹکے سے نوچ کر نیچے پھینک دی

سیاہ آنکھوں والے مرد نے اسے بھی اٹھالیا

یکدم بارش اتنی زور سے برسنے لگی کہ وہ دونوں چند پلوں میں ہی بھیگ گئے لیکن ہالے کو جیسے فرق ہی نہ پڑ تا ہو

ایسی ہی ایک بارش ایک بار پہلے بھی آئی تھی اور ان دونوں کے درمیان بدگمانی کے شیشے کو دھندلا کر گئی تھی یہ بارش اور اس کے قطرے شفاف تھے انہوں نے ساری بدگمانیاں دھو دی تھیں

بارش تڑ تڑ برس رہی تھی یکدم اسکی ہیل کے چٹخنے کی آواز آئی وہ لڑکھڑاتے ہوئے گرتے گرتے بچی عمر فورا آگے آیا تھا

کیا کر رہی ہیں دیکھ کر چلیں وہ فکر مندی سے کہہ رہا تھا

وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے

ہالے کو اسکی آنکھوں میں دیکھنے کے لئے گردن اونچی کرنی پڑی

وہ شاید رو رہی یا شاید نہیں رو رہی تھی اسکے چہرے پہ گرے بارش کے قطروں نے بھرم رکھ لیا تھا

چند پل خاموشی کی نظر ہوئے وہ دونوں اسی طرح بھیگتے کھڑے رہے

فائنلی تم بے گناہ نکل آئے ؟ہالے کی کھوکھلی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

اتنا عرصہ میں تمھیں تکلیف دیتی رہی تم پہ شک کرتی رہی تمھیں ہر طرح سے ہرٹ کرتی رہی اور آخر میں کیا ہوا

وہ ذرا رکی

تم بے گناہ نکل آئے میں اب بھی تم سے نفرت کرنا چاہتی ہوں لیکن نہیں ہو رہی ہم سلطانز کے دل میں ایک بار نفرت آجائے تو پھر نکلتی نہیں لیکن مجھے اب لگ رہا ہے کہ میں تم سے اب کبھی نفرت نہیں کر سکوں گی

اسکی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں عمر یک ٹک اسکو دیکھتا رہا

مجھے لگ رہا ہے جیسے یہ ڈیڑھ مہینہ ہمارے درمیان آیا ہی نہیں تم آج پھر سے وہی سڑک والے زخمی لگ رہے ہو تم وہی مال والے ہمدرد لگ رہے ہو تم آج پھر قریبی لگ رہے ہو لیکن ایک ایسا قریبی جو بہت انجان ہے ہم دونوں کے درمیان ایک کنیکشن ہے لیکن مجھے اسکا سرا نہیں مل رہا وہ اسی طرح گردن اونچی کیئے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی

ہالے سلطان نے اپنی زندگی میں کبھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا کبھی کیا ہو گا مجبوراضرورت کے تحت لیکن کبھی بھی دل سے نہیں

عمر کو اسکی آواز گیلی لگی

میں آج تمھارے سامنے اعتراف کرتی ہوں

تم سچے تھے عمر اور ہالے بدگمان

میرے باپ نے سہی کہا تھا

عمر ایسا نہیں کر سکتا میں نے انکی بات نہیں مانی میں نے اپنے باپ کے فیورٹ انسان کو اتنی تکلیف دی میں کیا کروں کہاں جاؤں ؟

اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا تھا

بارش تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اسکا لباس اور بال مکمل بھیگ چکے تھے

میں روز آخرت اپنے باپ کو کیا منہ دکھاؤں گی میں ان سے کیا کہوں گی میں تمہارے حساب میں کیا جواب دوں گی اللہ اللہ یہ کیسا عذاب ہے اللہ اللہ

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی وہ سخت تکلیف میں تھی

عمر نے آہستگی سے اسکے دونوں ہاتھ اسکے چہرے سے ہٹائے لیکن انکو اپنی نرم گرفت میں تھامے رکھا ہالے انہی رنجیدہ نظروں سے اسکو دیکھتی رہی

برستی بارش اور تیز ہواؤں کے درمیان سڑک پہ کھڑے ان دونوں کے پاس بارش میں بھیگنے سے زیادہ بڑے مسائل تھے

میں عمر حیات اپنے باپ کو بھی معاف نہیں کرتا

اس نے اپنے ازلی مدھم لہجے میں کہنا شروع کیا

لیکن آج میں ہالے سلطان سے کہتا ہوں کہ اسکو میرا قتل بھی معاف ہے

وقت رک گیا دل رک گئے اور وہ کہے گیا

جج صاحب نے اگر روز حشر آپ سے کچھ پوچھا تو میں انکو جواب دوں گا عمر حیات اپنی بیوی کے لئے ہر دفع جواب دے گا جو کچھ بھی ہوا اسے برا خواب سمجھ کر بھول جائیں

میں آپ کو معاف کرتا ہوں میں آپ کو اپنا قتل بھی معاف کرتا ہوں

وہ ایسے یقین ایسے مان سے کہہ رہا تھا کہ ہالے کو اپنا دل رک رکتا محسوس ہوا

آپ کا قصور نہیں ہے آپ کے سامنے ایسے ثبوت تھے جن کی وجہ سے میں مجرم لگتا تھا

آپ کا قصور نہیں ہے کہ اپ نے فروا پہ شک نہیں کیا وہ آپ کا خاندان تھی خاندان پہ کوئی شک نہیں کرتا

چاہے وہ آپ کو جان سے مارنے کی دھمکی دیں چاہے جان سے مار دیں لیکن خاندان پہ کوئی شک نہیں کرتا اب

آپ خود کو قصور نہیں دیں گی اور گھر جائیں گی

اس نے جس نرمی سے اسکے ہاتھ تھام رکھے تھے اسی نرمی سے چھوڑ بھی دیے

میں نے عثمان کو کال کی ہے وہ آنے والا ہے وہ آئے گا اور آپ اسکے ساتھ گھر جائیں گی میں دوبارہ کہہ رہا ہوں

آپ گھر جائیں گی اور اگر آپ یہاں سے سیدھا گھر نہیں گئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

وہ آج بلکل مختلف لگ رہا تھا سنجیدہ فکر مند کہیں جانے کے لئے جلد باز

کیا تم میرے ساتھ نہیں آؤ گے ؟

اسکا لہجہ اب نارمل تھا

عمر نے نفی میں سر ہلایا

آج کی رات نہیں کم از کم آج تو نہیں میں آج اپنے

One and only

کے پاس جاؤں گا مجھے ہر ناکامی ہر کامیابی انکے ساتھ شیئر کرنے کی عادت ہے

اسی وقت عثمان گاڑی میں بیٹھا انکو اپنے قریب آتا دکھائی دیا

کیا تمھیں کبھی میرا رویہ برا نہیں لگا اس سارے وقت میں کبھی بھی ؟

عمر کے چہرے پہ ایک زخمی تاثر آیا

ہر منٹ ہر سیکنڈ ہر لمحہ

مجھے ہر بات آپ کی باتیں دل کو چیرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں

آپ وہ واحد ہستی ہیں جسکی آنکھوں میں اپنے لئے نہ اعتباری.... نفرت..... غیر محفوظ پن میں برداشت نہیں کر سکتا

لیکن میں نے کیا اور جنکی وجہ سے کیا میں انکو خون کے آنسو رلاؤں گا

اسی وقت گاڑی انکے پاس آکر رکی

عثمان گاڑی سے باہر آیا عمر نے اس سے کچھ کہا

پھر ہالے کو گاڑی میں لا کر بٹھایا

دروازہ بند کرنے سے پہلے وہ رکا گاڑی کے اوپری حصے پہ ہاتھ رکھے نیچے جھکا

ہالے کی آنکھوں میں دیکھا

عمر حیات آپ کو اپنا قتل بھی معاف کر سکتا ہے

یقین دھانی کروائی گئی

مقابل نے نم آنکھیں جھپکائیں گیلے چہرے پہ آسودگی پھیلی

عمر حیات نے اسکا اعتبار کمایا تھا اب ہالے کو اسکی باتوں پہ اعتبار کرنا چاہیے تھا

وہ سیدھا ہوا

گاڑی آگے بڑھ گئی وہ تب تک کھڑا رہا جب تک گاڑی اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی

وہ اب مزید ان آنکھوں میں بے اعتباری نہیں دیکھے گا اسے یقین تھا

لیکن شاید یقین ٹوٹنے کے لئے ہوتے ہیں

بارش نے آج گویا نہ تھمنے کی قسم کھا رکھی تھی وہ برسے ہی جا رہی تھی برسے ہی جا رہی تھی

عمر حیات کی سیاہ آنکھیں اس وقت سپاٹ تھیں ان میں کوئی جذبہ نہیں تھا

جیسے اسے شاہ تاج کی بربادی سے فرق نہ پڑا ہو جیسے اسے کسی بھی چیز سے کوئی فرق نہ پڑا ہو یا پھر شاید وہ کسی اور کی تباہی دیکھنا چاہتا تھا

قبرستان کی ساری قبریں گیلی ہو گئی تھیں عام دنوں میں جو ذرا سی روشنی دور سے کسی گھر یا عمارت سے قبرستان میں پڑتی تھی آج بارش اور لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ روشنی بھی ندارد تھی

بارش کی وجہ سے مٹی گیلی ہو کر کیچڑ میں بدل چکی تھی وہ اپنے مہنگے برانڈڈ سوٹ کی پرواہ کئے بغیر اس کیچڑ والی زمین پہ بیٹھ گیا ماتھے پہ بکھرے بال گیلے ہو گئے تھے ہلکی بڑھی شیو میں پانی کے قطرے نمایاں تھے اسنے اپنا کوٹ بازو پہ ڈالا ہوا تھا اس وقت وہ بس سفید شرٹ میں ملبوس تھا قبرستان کی کیچڑ والی گیلی زمین پہ بیٹھے ہوئے اسے کافی وقت ہو گیا تھا بہت دیر بعد اسکی زبان سے چند الفاظ ادا ہوئے

آئی مس یو

ساتھ بہت سارا نمکین پانی اندر دھکیلا

آپ کو پتہ ہے آج میں آپ کی بیٹی کی نظروں میں سرخرو ہو کر آیا ہوں

وہ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا

میں آپ کو بہت یاد کرتا ہوں بہت زیادہ دس سال آپ کے علاوہ کوئی تعلق بنایا ہی نہیں کوئی ایسا تعلق جس سے سب کہہ سکوں لیل سردار باقی سب دوست وہ لوگ مجھ سے سب کچھ کہہ دیتے ہیں لیکن عمر نہیں کہہ سکتا عمر تو سب کچھ آپ سے کہتا تھا ناں

وہ رک گیا جیسے انکی جانب سے جواب کی توقع تھی

پھر زخمی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹکا

میں وہاج خان سے ملنے بھی گیا تھا

وہ ایک بار پھر رکا

ہاتھ سرینڈر کرنے کے انداز میں اوپر اٹھالئے

اوکے اوکے اب آپ کہیں گے اپنے باپ کو نام سے مت بلاؤ

لیکن میں آپ سے پوچھتاہوں میرا باپ کہاں تھاجب مجھے اسکی ضرورت تھی جب میں بچا تھاجب میں جوان تھا

وہ کیوں کبھی میرے لئے نہیں آیا؟اسکی آواز بلند ہوئی تھی

آنکھوں کا گلابی پن بڑھنے لگا تھاچہرے پہ پھیلا اضطراب مزید بڑھ گیا

میں بچہ تھاماموں مجھے ضرورت تھی میرے باپ کی ہر بچے کو ضرورت ہوتی ہے میں کہتا نہیں تھا بھرم رکھ لیتا تھا

تھوڑابہت سلطان تو میں بھی ہوں بھرم رکھنے مجھے بھی آتے تھے

وہ ہنس پڑالیکن اگر تم اسکی یہ ہنسی دیکھ لو تو رو پڑو

جب کسی بچے کا باپ اسکو اسکول سے لینے آتا تھا مجھے میرا باپ یاد آتا تھا

وہ یاسیت سے کہہ رہا تھا

جب کسی بچے کا باپ اسکو اپنے کندھے پہ اٹھاتا تھاتب مجھے میرا باپ یاد آتا تھا مجھے انکی ضرورت تھی یار ہمیشہ تھی

وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا

برستی بارش نے اسے ترحم سے دیکھا تھا

شام میں سارے بچوں کے باپ انکے لئے شہر سے پکوڑے لاتے تھے کسی کا باپ فروٹ لاتا تھا میں محلے کا سب سے امیر بچا تھا لیکن میں کبھی ویسے پکوڑے نہیں کھا سکا میں کبھی ویسے پھل نہیں کھا سکا وہ بہت مہنگے پکوڑے

تھے ماموں وہ بہت مہنگے پھل تھے ایسے پھل کھانے کے لئے باپ چاہیے ہوتا ہے اور عمر اس معملے میں بہت غریب تھا

یکدم بارش ہلکی ہوتی گئی لیکن عمر کی محروماں بڑھتی گئیں

میں نے ساری زندگی اپنے باپ کی محبت چاہی مجھ نہیں ملی لیکن مجھے تب اتنا غصہ نہیں آتا تھا مجھے اب غصہ آتا ہے مجھے بہت غصہ آتا ہے جب میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے باپ کو دیکھنے جاتا ہوں اس وقت عمر بے بس ہوتا ہے اس وقت بے بسی کی کوئی حد نہیں ہوتی

میں اتنا بے بس نہیں بننا چاہتا میں ان سے نفرت کرنا چاہتا ہوں اتنی کہ انکا چہرہ دیکھ کراہیت آئے

لیکن ہر بار وہ چہرہ دیکھ کر مجھے بس اپنی محرومیاں یاد آتی ہیں وہ چہرہ مجھے میرا چہرہ لگتا ہے

ہر بار جب وہ میرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو میں چاہتا ہوں انکو اپنے سامنے سے دور کر دوں لیکن ہر بار میرا دل چاہتا ہے

وہ رکا آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی لب بھینچنے لگے

ہر بار میرا دل چاہتا ہے کہ میں انکے گلے لگ جاؤں

بلاخر اس نے ہارے ہوئے لہجے میں کہہ دیا

ساتھ سر جھکا لیا شکستگی سے بے بسی سے

لوگ کہتے ہیں لڑکوں کے لئے پڑھائی مشکل ہے نوکری مشکل ہے گھر چلانا مشکل ہے شادی مشکل ہے لیکن وہ رکا

لڑکوں کے اپنے باپ کے گلے لگنا سب سے زیادہ مشکل ہے اور میں چاہتا ہوں یہ مشکل مجھ پہ آئے میں ساری زندگی یہی چاہتا تھا اب بھی چاہتا ہوں اور اب جب چاہتا ہوں تو خود پہ غصہ آتا ہے

وہ بول کر خاموش ہو گیا شاید تھک چکا تھا شاید الفاظ ختم ہو گئے تھے

بارش تھم چکی تھی فضا میں ہلکی ہلکی خنکی پیدا ہو گئی تھی

گیلی مٹی کی خوشبو سارے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی گئی

وہ بیٹھا رہا اسی طرح ٹانگیں سمیٹ کر سر جھکائے بیٹھا رہا

دفتعا اس نے سر اٹھایا

معراج سلطان کی قبر سے ذرا فاصلے والی قبر کو دیکھا

چہرے پہ ایک بار پھر ملال تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا چند قدم آگے آیا اور گھٹنوں کے بل اس قبر کے قبر بیٹھ گیا

قبر کے کتبے پہ نگین سلطان لکھا تھا

عمر نے اس گیلی قبر پا اپنا ہاتھ پھیرا

گلے میں کچھ اٹکا

میں.. آپ کو بھی.. مس کرتا ہوں ذرا رکا

امی.. اس کے لبوں سے ایک لفظ نکلا

سارے قبرستان میں بھٹکتی روحیں بھی شانت ہو گئیں

آپ کو کبھی دیکھا نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ کا چہرہ یاد آتا ہے

کبھی آپ سے ملا نہیں لیکن لگتا ہے کوئی ملاقات آدھوری ہے

کبھی بات ہی نہیں کی لیکن آپ کی آواز سننا چاہتا ہوں

میں آپ سے بھی محبت کرتا ہوں جتنی اس وہاج خان سے نفرت ہے اتنی محبت آپ سے کرتا ہوں کاش آپ میرے ساتھ ہوتیں کاش آپ نے اپنے بچے کو بچایا ہوتا

سب ختم ہو گیا امی سب ختم

وہ پیچھے ہو کر بیٹھ گیا آنکھیں موندے کسی اور جہاں میں چلا گیا

معراج سلطان کی سیاہ کار ایک بہت بڑے نجی ہسپتال کے باہر ٹھہری تھی

راہداری سے چلتے ہوئے اندر ہیڈ ڈاکٹر کے آفس میں آؤ تو وہاں دو بڑے بڑے صوفے رکھے تھے ایک طرف ڈاکٹر کی میز اور اسکے پیچھے جھانکتی کرسی

معراج سلطان اور اٹھارہ سالہ عمر حیات ان لمبے صوفوں میں سے ایک صوفے پہ بیٹھے تھے

انکے سامنے ہسپتال کا ڈائریکٹر قیصر بلوچ اور ایک سینئر ڈاکٹر بیٹھا تھا سامنے چھوٹی میز پہ مختلف کاغذات رجسٹرز اور فائلز رکھی تھیں

میز کے قریب نیچے تین لوگ بیٹھے تھے ان تین لوگوں کے پاس ایک ہی کام تھا اٹھارہ سال پہلے اگست کے مہینے کے سارے رجسٹرز فائل ڈھونڈنا

بلاخر ان تین لوگوں نے کوفت زدہ اور تھکے ہوئے سر اٹھا کر اپنے سامنے موجود لوگوں کو دیکھا تھا

انکے ہاتھ میں ایک رجسٹر تھا

سر اگست کا رجسٹر یہی ہے زخمی مردہ انجرڈ اور سب لوگوں کی تفصیل اس میں موجود ہے ڈیلیوری کے لئے لائی جانے والی تمام عورتوں کی ساری تفصیل اسکے اندر موجود ہے

ان تینوں میں سے ایک ادھیڑ عمر مسیح نرس بولی تھی

معراج نے اسکے ہاتھ سے رجسٹر لے لیا عمر خاموش آکورڈ بیٹھا رہا

انہوں نے سترہ اگست والے صفحات کھولے وہ سب کے سب نام پڑھتے گئے انگلی سے نیچے کرتے گئے ایک جگہ وہ ٹھہرے

نگین وہاج اس نام پہ وہ رک گئے

نظر ترچھی کر کے اپنے پاس بیٹھے نو عمر لڑکے کو دیکھا

پھر سر جھٹکا

ادھیڑ عمر نرس بتا رہی تھی

اس دن ہمارے یہاں صرف چھ ڈیلیوریز ہوئی تھیں وجہ یہ تھی کہ ہماری دونوں ڈاکٹر چھٹی پہ تھیں اور پیچھے صرف دو ڈاکٹر تھیں یہ سب میں نے ریکارڈ میں چیک کیا ہے

مسیح نرس کہے جا رہی تھی

معراج سلطان نے اگلا نام دیکھا

فریحہ غیاث الدین

وہ ٹھٹھک گئے

یہ تو فروا کی بھابی کا نام تھا

کسی شبے کے تحت انہوں نے اگلے خانے میں لکھا اڈریس دیکھا

پھر مریض کے رشتے داروں کے خانے میں فروا کا نام دیکھا

وہ ششدر رہ گئے

کیا فریحہ کے یہاں اولاد ہونے والی تھی؟

لیکن اگر ایسا کچھ تھا تو فروا نے انہیں بتایا کیوں نہیں بلکہ کسی کو بھی کیوں نہیں بتایا؟

نگین کے رشتے سے انکار کے بعد فروا کے خاندان سے سلطان خاندان کا میل جول بند ہو گیا تھا یہاں تک کہ فروا کے بھائی کو اپنی بہن سے ملنے کے لئے سلطان منزل آنے کی اجازت بھی نہیں تھی ہاں اگر فروا ملنا چاہیں تو اپنے

بھائی کے گھر جا سکتی تھیں لیکن غیاث کی موت کے وقت سلطان خاندان کا ہر فرد انکے گھر گیا تھا پھر ایسا کیا ہوا کہ فروانے اتنی بڑی خبر ان سب سے چھپا کر رکھی

فروا کا تو پھر بھی سمجھ میں آتا ہے لیکن انکی اپنی بیوی نے بھی ان سے یہ سب چھپایا؟

فریحہ کے یہاں مرا ہوا بیٹا پیدا ہوا تھا

انہوں نے تمام نام چیک کیے لیکن انکا ذہن بار بار اپنی بہن کے نام پہ جا رہا تھا

انہوں نے اپنے ذہن سے ہر خیال جھٹکا اور اٹھ کھڑے ہوئے

انہوں نے اس دن ہونے والی تمام ڈیلیوریز کی تفصیلات لے لی تھیں عورتوں کے نام اور انکے گھر کے پتے اس روز جن جن نرسز کی ڈیوٹی تھی ان سب کے گھر کے پتے اور فون نمبرز لے کر وہ ہسپتال سے نکل آئے اب وہاں مزید کچھ بھی کام کا G نہیں تھا

کئی دن گزرے لیکن کوئی سرا ہاتھ نہ آیا معراج نے اس دن ہونے والے تمام کیسز دیکھ لئے تھے انکے گھر جا کر مہزب طریقے سے ساری چھان بین کر لی تھی وہ اگر تکون کا ایک سرا پکڑتے تھے تو دوسرا غائب ہونے لگتا تھا

اسی طرح کے ایک دن وہ نفیسہ سے ملنے پہنچے

وہ دونوں ایک چھوٹے کافی شاپ میں بیٹھے تھے نفیسہ کچھ بجھی بجھی تھیں

چکن کاری کے سفید سوٹ اور سفید ہی دوپٹے میں انکی رنگت دمک رہی تھی

وہ جب امریکا پڑھنے گئی تھیں تب بھی وہ اسی طرح کا بڑا سا دوپٹہ اوڑھے رہتی تھیں کلاس کے کچھ منچلے اور شریر طلبا نے انکا نام

"اسکارف مافیہ "رکھ چھوڑا تھا لیکن انکا یہ نام وہ بس نفیسہ کیغیر موجودگی میں ہی لیتے تھے اگر کبھی کوئی انکی موجودگی میں انکو اس نام سے پکار لیتا تو اس کے ساتھ وہ ہوتا تھا کہ اسکی ماں اسکو روئے

نفیسہ مجھے کچھ تو بتاؤ تم اتنی بے وقوف تو نہیں لگتی کہ ہسپتال سا کسی کا بھی بچہ اٹھایا اور آگئی تم کیوں مجھے پاگل کر رہی ہو وہ عاجز آگئے تھے

سینئر میں آپ کو بتا رہی ہوں میں ایک کیس کے سلسلے میں اس ہسپتال گئی تھی میرا کام ہو گیا تھا لیکن جب میں نکلنے لگی تب ہسپتال کی بیک سائیڈ کی جانب کچرے کے ڈرم رکھے تھے وہاں

وہ بتا رہی تھیں جب معراج نے ناگواری سے انکی بات کاٹی

یہ وعظ تم مجھے ایک لاکھ بار سنا چکی ہو

وہ بری طرح جھنجھلائے تھے

نفیسہ نے کچھ نہیں کہا وہ بس خاموش بے زار بیٹھی رہیں

معراج نے ایک گہرا سانس لیا

نفیسہ اب بھی غائب دماغی سے کپ کے سرے پہ انگلی پھیر رہی تھیں

معراج چند لمحہ بغور انکو دیکھتے رہے پھر آگے کو ہوئے

نفیسہ عمر ٹھیک ہے وہ میرے پاس ہے وہ ایک ہیرا ہے تم دیکھنا میں اسے تراش کر ایسا بناؤں گا کہ دنیا اس پہ فخر کرے گی تم میری بہن ہو میری دوست ہو تمہارا بیٹا میرا بیٹا ہے تم اسکی اتنی فکر کیوں کر رہی ہو

وہ انکے چہرے کو دیکھتے ہوئے فکر مندی سے کہہ رہے تھے

اگر کوئی آپ سے آپ کی ہالے چھین لے کیا آپ تب بھی خود کو اسی طرح تسلی دیں گے ؟

انکی آواز میں طنز نہیں تھا وہ بس پوچھ رہی تھیں

میں جانتی ہوں وہ ہیرا ہے اور آپ کو اپنا ہیرا کبھی بھی کسی دوسرے کے ہاتھ یا گلے میں اچھا نہیں لگتا وہ میرا ہیرا ہے اسے میرے پاس رہنا چاہیے تھا اٹھارہ سال سے میرے گھر کو اور مجھے عمر کے علاوہ کسی اور چیز کی عادت نہیں رہی اب میں اس گھر میں کیا کروں ؟

وہ معراج کو دیکھتے ہوئے ہلکی آواز میں کہہ رہی تھیں

میرے کام مرا دن تو عمر سے شروع ہو کر عمر ہی پہ ختم ہوتا تھا اب پتہ ہی نہیں چلتا دن شروع کب ہوا اور ختم کب وہ میرا بیٹا ہے اسے خدا نے میرے لئے بھیجا ہے پھر لے کیوں لیا؟

انکی آواز میں رنج تھا

میں تمھیں سمجھ سکتا ہوں .... میں

آپ نہیں سمجھ سکتے سینیئر نفیسہ نے قطعی انداز میں انکی بات کاٹی

آپ کی اولاد آپکی محبت کو "ضد" کا نام دے کر چھوڑ کر نہیں گئی آپ کی اولاد آپ کے پاس ہے آگ کو دور سے

دیکھ کر بس خوف آتا ہے جب تک جلو گے نہیں درد کا اندازہ نہیں ہوتا

میں نے بھی دس سال اولاد کے بغیر گزارے ہیں نفیسہ میں اولاد کا درد سمجھ سکتا ہوں

انہوں نے برا مانا تھا

نفیسہ آگے کو ہوئیں اپنی سیاہ زہین آنکھیں انکے چہرے پہ گاڑ دیں

آپ کو "دیا" ہی نہیں گیا سینئر آپ اس چیز کے ترسے ہیں مجھ سے دے کر چھینا گیا ہے اور میں تڑپ رہی

ہوں ہم دونوں کی تکالیف مختلف ہیں

وہ بول کر ایک بار پھر یہاں سے وہاں دیکھنے لگیں

معراج چند لمحہ سوچتے رہے پھر نفیسہ کو دیکھا

بیرسٹر نفیسہ حیات

انہوں نے ایک تحکم سے انکو پکارا

یہ کچھ دیر قبل والے معراج نہیں تھے

نفیسہ چونک گئیں

میں جسٹس معراج آپ سے سوال کرتا ہوں کہ سترہ اگست کا واقعہ آپ مجھے ایک وکیل کی حیثیت سے سنائیں نہ

ایک لفظ جھوٹ نہ کوئی اضافی سچ

نہ آپ کوئی بات چھپائیں اور نہ کوئی بات بڑھا چڑھا کر بتائیں میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ مجھے جواب دہ ہیں عمر حیات کی ماں کی حیثیت سے نہیں بیرسٹر نفیسہ حیات کی حیثیت سے

نفیسہ بغیر پلک جھپکے سانس روکے انکو سن رہی تھیں

ایسا لگ رہا تھا کہ اس طرح کی پکار کو سنے ہوئے بھی ایک عرصہ گزر گیا ہو

عمر حیات کو اندازہ بھی نہیں تھا وہ جس عورت کو ضدی کہہ کر چھوڑ آیا تھا وہ عورت اس کے لئے اپنا عشق چھوڑ چکی تھی

نفیسہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں آنکھوں میں اٹھارہ سال پہلے کے سارے مناظر گھوم گئے اب وہ ایک غمزدہ ماں نہیں تھیں وہ ایک زیرک وکیل تھیں

اور وکیلوں نے بھلا کبھی جھول والا کام کیا تھا؟

یہ ایک خستہ حال عمارت تھی جسکا اصل رنگ تو اب شاید اسکے مستری کو بھی یاد نہ ہو گا زمانے کی دھول اور بننے کے بعد پینٹ نہ کروانے کی زحمت نے اس عمارت کو ایسا پیلا زرد رنگ بخشا تھا کہ دیکھ کر جی خراب ہونے لگے

عمر حیات معراج سلطان کی معیت میں اس بلڈنگ کی ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں اور میل سے چکنی ہو چکی ریلنگ کے ساتھ چلتا ہوا اوپری منزل کی طرف جا رہا تھا

دیواریں سیلن زدہ اور پلستر جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا دوسری منزل پہ جا کر وہ دائیں طرف راہداری میں مڑ گئے

چند قدم چلنے کے بعد اب انکے سامنے ایک فلیٹ کا دروازہ تھا

سفید ٹی شرٹ والے لڑکے نے جونہی بیل پہ ہاتھ رکھا کرنٹ کھا کر پیچھے ہوا

معراج سلطان نے طنزیہ نظروں سے اسکو دیکھا پھر مٹی سے بھری میل والی بیل کو دیکھا

کرائے بے بی ہنہہ

اب انہوں نے ایک مغرور انداز میں اپنی شہادت کی انگلی بیل پہ رکھی اور اگلے ہی سیکنڈ کرنٹ کھا کر دور ہوئے

پس ثابت ہوا کہ اس گھنٹی میں واقعی کرنٹ تھا

کرائے انکل

وہ ان سے زیادہ طنزیہ لہجے میں بولا

معراج کلستے رہ گئے اسی وقت دروازہ کھلا اور ایک بنیان میں ملبوس چھوٹے قد کا موٹا آدمی باہر آیا

اپنے سامنے کھڑے سوٹڈ بوٹڈ آدمی کو دیکھ ذرا خفت زدہ ہوا

معراج نے اس سے اندر آنے کی اجازت مانگی کچھ تذبذب کے بعد وہ انہیں اندر لے ہی آیا

آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں؟

وہ موٹا آدمی انکو اندر لے جاتے ہوئے پوچھ رہا تھا

تمہاری بیوی حبیبہ سے وہ جو کسی زمانے میں نرس ہوا کرتی تھی

معراج اسکے پیچھے چلتے ہوئے بولے

دفعتاوہ آدمی رکا

وہ کسی سے ملتی نہیں ہے کمبخت کو جب سے اس فالج کے مرض نے گھیرا ہے سارا سارا دن کمرے میں پڑی رہتی ہے گھر کا کام باہر کا کام سب میں خود ہی دیکھتا ہوں آپ کس سلسلے میں اس سے ملنا چاہتے ہیں

وہ بولتے ہوئے ان کو ایک کمرے میں لے آیا جہاں قدیم طرز کے تین پرانے صوفے رکھے تھے

معراج سلطان اور عمران میں سے ایک لمبے صوفے پہ بیٹھ گئے

اچھا ہاں اب میں سمجھا ضرور آپ کو اپنے گھر کی کسی بزرگ کے لئے نرس چاہیے ہو گی لیکن دیکھیں میں بتارہا ہوں ناں میری عورت کام نہیں کر سکتی اسکے ہاتھ اب کانپتے ہیں ان دونوں کو کچھ نہ بولتے دیکھ اس نے خود ہی اندازہ لگالیا

کیا ہی بہتر ہو کہ تم اندازے لگانا چھوڑ دو اور اپنی بیوی کو بلا لاؤ؟

معراج سارے وقت میں پہلی بار بولے تھے

آدمی بغیر سوال کئے ساتھ والے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اسکے ساتھ کوئی چالیس پینتالیس سالہ عورت تھی جس نے اپنا چہرہ مکمل ڈھانپ رکھا تھا ایسے کہ بس آنکھیں نظر آرہی تھیں

وہ انکے سامنے والے صوفے پہ آ کر بیٹھی عمر اور معراج بغور اسے دیکھتے رہے

آپ کو مجھ سے کیا کام ہے ؟معراج کو اسکا بولنا ذرا عجیب لگا پھر اندازہ ہوا کہ شاید ایسا فالج کی وجہ سے ہے

معراج نے بغیر کچھ کہے اپنے جیب سے نفیسہ کی ایک درمیانے سائز کی تصویر نکالی اور اسکے سامنے رکھ دی

اس عورت کو جانتی ہو ؟

عورت نے دو انگلیوں سے تصویر کا کونہ پکڑا تصویر کو چہرے کے قریب لے گئی

اسکی آنکھوں میں شناسائی کی رمک آئی جسے وہ اگلے ہی پل چھپا گئی

مم میں نہیں جانتی وہ فورا اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے بولی تھی

اسی وقت اسکا شوہر ٹرے میں دو کپ چائے رکھے اندر آیا وہ سادہ سا تھا پر خلوص سا

یہ عورت اپ سے تین بار ملی ہے اور ایک انسان کا حافظہ اتنا اچھا ہوتا ہی ہے کہ تین بار ملنے والا انسان اسے یاد رہے اب کے عمر ذرا تلخی سے بولا

مم میں اسے نہیں جانتی مجھے کچھ یاد نہیں ہے آپ لوگ آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں وہ یکدم ہڑبڑانے لگی تھی

معراج سلطان نے پر سکون نظروں سے اسے دیکھا پیچھے کو ٹیک لگائی اور اپنا کپ اٹھایا اور ایک گھونٹ بھرا لیکن پھر ایک کڑوا سا منہ بنا کر کپ واپس رکھا

عمر نے ناگواری سے انکو دیکھا

امیروں کے چونچلے ہیں نہ

وہ کہتے ہوئے اٹھا

دیکھیں بی بی میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی جانتی ہیں کہ سچ کیا ہے وہ بچہ جسے آپ اس دن کوڑے میں پھینک رہی تھیں وہ کہتے ہوئے اسکے قریب آیا ہسپتال کے رجسٹر کی لسٹ اسکے سامنے رکھی

ان چھ ناموں میں سے وہ بچہ کس کا تھا؟ عمر کا لہجہ حد درجہ سنجیدہ تھا آنکھیں بے تاثر سپاٹ

وہ عورت اب گھبرانے لگی لگی تھی

بیبہ اگر کچھ جانتی ہو تو بتادو کیوں شریف لوگوں کو تنگ کرتی ہو اب کے اسکا شوہر بولا تھا

میں نے کہا ہے ناں میں کچھ نہیں جانتی سمجھ نہیں آتی تمھیں ایک بات ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکل جاؤ یکدم وہ حلق کے بل چیخی تھی

دور اندر کہیں عمر کا دل زور سے دھڑک رہا تھا ہاتھ کانپ رہے تھے وہ کبھی ایسی صورتحال میں نہیں پھنسا تھا لیکن وہ اچھا اداکار تھا بہت اچھا وہ اسی طرح سنجیدہ کھڑا رہا

آپ میری مدد نہیں کریں گی؟

میں کچھ نہیں جانتی وہ ایک بار پھر نم آنکھوں سے چلائی

اس نے اپنے جیب سے ایک کاغذ نکالا

اور اسے اس عورت کے آگے لہرایا

یہ فلیٹ میں آج اسے مکان مالک سے خرید چکا ہوں لہٰذا اپنا بوریا بستر سمیٹو اور ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکل جاؤ ورنہ میں اپنے لڑکے بلواؤں گا اور وہ لوگ آپ کا سامان اٹھا اٹھا کر باہر پھینکیں گے

وہ آنکھوں میں سختی لئے ایک ایک لفظ پہ زور دیتا کہہ رہا تھا

حبیبہ کا خون خشک ہونے لگا تھا عمر کہے گیا

اور تمہارا شوہر جس ورکشاپ پہ کام کرتا ہے وہ میرے باپ کے دوست کی ورکشاپ ہے کل تک تمہارا شوہر کام سے فارغ ہو گا سوچو تمہارا کیا ہو گا حبیبہ ؟ تمہارا علاج ہاسٹل میں پڑھنے والی تمہاری بیٹی کا خرچہ تمھارے گھر کا راشن کہاں سے لاؤ گی یہ سب ؟ تم بھوکی مر جاؤ گی اور اگر بھوک سے نہ مری تو تمہاری بیماری تمھیں مار دے گی

اب فیصلہ تمہارا ہے

حقیقت یا پھر دربدری ؟

وہ ایسے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا کہ حبیبہ کے ساتھ اس کے شوہر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی

حبیبہ دھپ سے صوفے پہ گری چہرے کا رنگ اتر گیا تھا

(معراج کو سو فیصد یقین تھا کہ یہ مکان کی مالکی سب ڈرامہ تھا بلیک میلر کی اولاد نہ ہو تو)

عمر واپس اپنی جگہ پہ بیٹھا چائے کا کپ اٹھایا اور اسکے بولنے کا منتظر رہا پھر چائے کا کپ ہونٹوں تک لے گیا لیکن اگلے ہی لمحے ایک انتہائی بری شکل بناتے ہوئے اس نے کپ نیچے رکھا

معراج جو اسی کو دیکھ رہے تھے اسکے کان کے پاس جھکے

ہم امیروں کے چوں چلے تو سمجھ آتے ہیں لیکن تم غریبوں کے اتنے نخرے کیوں ہیں ؟

وہ معصومیت سے پوچھ رہے تھے

میں اس عورت کے علاوہ دو اور عورتوں کو بھی جانتی ہوں حبیبہ نے مری مری آواز میں کہنا شروع کیا

عمر اور معراج پورے کے پورے اسکی جانب متوجہ ہو گئے

میں اس عورت کو کیسے بھول سکتی ہوں یہ میری نوکری کھا گئی

اس نے کہنا شروع کیا

اس دن......

فروا اور حسینہ مینٹر نٹی روم کے باہر بینچ پہ بیٹھی تھیں گو کہ ایسے امرا کے لئے اس طرح کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں شاہانہ ویٹنگ رومز بنے تھے لیکن اس وقت وہ دونوں سخت پریشان تھیں

حسینہ کے ہاتھ میں چھوٹی تسبیح تھی جس کے دانے ہر سیکنڈ گرتے جارہے تھے

ہلکے بھورے رنگ کے لان کے قمیض شلوار میں ملبوس چہرے کے گرد بھورا دوپٹہ اوڑھے وہ باوقار لگ رہی تھیں

دفتعا انکا ہاتھ رکا

فینسی لان کے سلیو لیس ڈریس اور چہرے پہ پرفیکٹ میک اپ کئے فروا کے چہرے کو دیکھا

وہ اس دور میں کئی خوبصورت عورتوں کے حسن کو مات دیتی تھیں

فروا....

انکی پکار پہ وہ مڑی

مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کیا ہوتا اگر تم مجھے فریحہ کی حالت کے بارے میں بتادیتیں؟

انکے لہجے میں شکوہ تھا

فروا کے چہرے کے تاثرات سپاٹ ہو گئے

میری بھابی میرا خاندان ہیں انکے اچھے برے کی خبر بس مجھے ہونی چاہیے انکی خوشی اور غم سے بس میرا تعلق ہونا چاہیے سلطان منزل کے لوگوں کی پہلے بھی ہم پہ بہت مہربانیاں ہیں مزید نہیں چاہتی میں انکے ہر ہر لفظ میں تلخی تھی

لیکن فروا پھر بھی

. . . . .

حسینہ نے کچھ کہنا چاہا

بس بھابی پلیز میں اس وقت بہت پریشان ہوں اور خوش بھی میرے بھائی کی نسل آنے والی ہے کافی عرصہ بعد ہمارے خاندان میں بھی کوئی خوشی آرہی ہے اسے سپوآئل مت کریں

انکا انداز قطعی تھا

دفعتاوہ چونکیں

ہسپتال کے جس کمرے میں فریحہ تھیں انکی ڈاکٹر ہاتھ سے دستانے اتارتی باہر آرہی تھیں انکا چہرہ ستا ہوا تھا فروا کو بے اختیار کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا وہ آنکھوں کی ساکت پتلیوں کے ساتھ انکو اپنے قریب آتے دیکھتی رہیں

ڈاکٹر انکے قریب آکر رکی ایک ہاتھ فروا کے برہنہ بازو پہ رکھا

بیٹی ہوئی ہے انہوں نے فروا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

وہ فروا کی بیسٹ فرینڈ تھیں

میری بھابی؟ فروا نے بس دو لفظ پوچھے

فروا دیکھو وہ بہت ویک تھیں اور بلیڈنگ بہت زیادہ ہوگئی تھی

وہ عادت کے برخلاف لمبی تمہید باندھ رہی تھیں

ہم نے پوری کوشش کی لیکن وہ سروائیو نہیں کر سکیں

hunny i am sorry for you loss

فروا ٹھنڈے سفید چہرے کے ساتھ پیچھے ہوئی تھیں حسینہ نے آگے بڑھ کر انکو تھامنا چاہا لیکن انہوں نے ہاتھ جھٹک دیے

وہ دھندلی ہوتی آنکھوں سے چند قدم چلیں اور پھر بینچ پہ بیٹھ گئیں

ایک پل کو جیسے ساری دنیا تھم گئی ہو

چند موٹے موٹے آنسو انکی آنکھوں سے نکلے اور ماربل کے فرش پہ گر کر بے توقیر ہوئے

یہ یقینا نگین کا منحوس سایہ تھا جو انکی بھابی کو کھا گیا جو انکے بھائی کو کھا گیا اور اب بہت جلد یہاں سے چند قدم دور اس کمرے میں پڑی بچی کو کھا جائے گا

حسینہ انکے قریب بیٹھی کچھ کہہ رہی تھیں کوئی تسلی کوئی دلاسا

یکدم وہ اٹھیں

مجھے میرے خاندان کے اس آخری اضافے کو دیکھنا ہے

انکی آنکھیں خشک تھیں چہرہ سپاٹ

اس چند منٹ کی بچی کو اٹھاتے وقت فروا کو ایسے لگا تھا جیسے یہ بہت بڑا بوجھ ہو جیسے کسی نے ان پہ اپنی اولاد سے زیادہ بڑی ذمہ داری ڈال دی ہو

انہوں نے جھک کر بچی کا ماتھا چوما

فروا تمھارے لئے جان دے بھی سکتی ہے اور لے بھی سکتی ہے

مہر ماہ

انہوں نے بچی کو نام دیا

ایک وثوق ایک مان سے کہا گیا

اس نے جیسے اس کمزور نحیف بچی کے کانوں میں مثردہ سنایا ہو

اب تم کیا کرو گی فروا کیا تم اسے اپنے ساتھ رکھنے والی ہو؟

ڈاکٹر زیبش پوچھ رہی تھیں حسینہ کسی سے کال پہ بات کرتے ہوئے باہر چلی گئیں تھیں

میں اسے پالوں گی یہ میری بیٹی ہے میرا خاندان وہ اب تک اس بچی کو ہی دیکھ رہی تھی

دیکھو فروا تم اسکی پھپھو ہو تم اسکے لئے بہترین فیصلہ لے سکتی ہو لیکن پھر بھی میں تم سے کہوں گی کہ جو بھی فیصلہ لو پہلے بہت سوچ سمجھ لینا سلطان منزل میں تمہارے بھائی کی بیٹی کی کیا اوقات ہو گی؟

وہ کہہ رہی تھی اور فروا اب کے سر اٹھا کر اسکو سن رہی تھیں

اس بچی کو وہاں سے بس نفرت ہی ملیگی اور اگر نفرت نہ ملی تو محرومیاں ملیں گی سوچو فروا کون قبول کرے گا اسے کیا تم اسے نگین کے ہونے والے بچے اور سفیر جیسا لائف سٹائل دے سکو گی

میں دے سکتی ہوں یہ میری بھتیجی ہےہے اس گھر پہ میرا حق ہے میں انکی بہو ہوں

یہی تو بات ہے کہ تم بہو ہو اور نگین بیٹی

اسکا بچا ایک سلطان ہو گا اور تمہاری بھتیجی؟ کیا وہ ساری زندگی کسی کے ٹکڑوں پہ پلے گی؟ کیا ساری زندگی بھیک کا کھائے گی؟ تم اسے ایک بہت گندی زندگی دینے جا رہی ہو میں تم سے پھر کہوں گی سوچ لو ویسے اگر میں نگین کی ڈاکٹر ہوتی تو کہہ دیتی یہ نگین کی بیٹی ہے اسکے یہاں جڑوا بچے ہوئے ہیں

فروا سن سی اسکو سنے جا رہی تھی

یہ میں کیا بکواس کر رہی ہوں زیبش نے خود کو ہی ٹوک دیا

ایک بار پھر سے فروا کا بازو تھپکا اور باہر نکل گئی

وہ بچی کو وہیں نرس کے چھوڑ کر وہ باہر چلی آئی

انکے دماغ کو ایک سراغ مل گیا تھا اب بس اس پہ کام کرنا تھا

باہر حسینہ اسی طرح دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹے اپنی تسبیح میں مشغول تھیں

فروا چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ان کے پاس آ کر بیٹھ گئیں

باڈی کب تک مل جائے گی فروا؟ انہوں نے نارمل انداز میں پوچھا

پتہ نہیں مجھے کچھ نہیں پتہ وہ تکان سے کہہ رہی تھیں

وہ باڈی کو غسل کے لئے لے کر گئے ہیں اور میری بھابی کے پاس انکے آخری غسل میں انکے خاندان کا کوئی فرد نہیں ہو گا کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

انہوں نے گیلی آنکھوں سے حسینہ کا چہرہ دیکھا اس رحم دل عورت کا دل فورا پسیجا

ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو فروا تم اسکے پاس جا سکتی ہو خاندان کا کوئی ایک فرد جا سکتا ہے تم اپنی بھابی کے آخری وقت میں اسکے ساتھ رہ سکتی ہو

میں نہیں جا سکتی میں نہیں جا سکتی وہ آواز کے ساتھ رونے لگیں

میں انکو دیکھوں گی تو مجھے ابا یاد آئیں گے میں انکو دیکھوں گی تو اماں یاد آئیں گی

آنسو انکی آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے

میں انکو دیکھوں گی تو مجھے میرا بھائی یاد آئے گا میں اپنے خاندان کی لاشیں دیکھ دیکھ کر تھک چکی ہوں بھابی میں انکو نہیں دیکھ سکتی میں انکے آخری وقت میں انکے ساتھ نہیں رہ سکتی

اب یہ ہسپتال کا انتظامیہ چاہے انکی لاش کے ساتھ بے حرمتی کرے چاہے انکے جسم سے آرگن نکال لے میں کچھ نہیں کر سکوں گی میں قیامت کے دن اپنے بھائی کو کیا منہ دکھاؤں گی میں کیا کروں گی

وہ بلند آواز سے روتے ہوئے کہے جارہی تھیں

حسینہ ان کو دیکھ کر رونے لگی تھیں

وہ ایسی ہی تھیں معصوم ہمدرد

تم فکر مت کرو فروا میں ہوں ناں میں اسکے پاس چلی جاؤں گی بلکہ میں جارہی ہوں تم میری بہنوں جیسی ہو میں تمھارے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں فکر مت کرو میں جاتی ہوں

وہ انکے جال میں پھنس چکی تھیں

فروا نے گیلی ممنون آنکھیں اٹھا کر انکو دیکھا

میں آپ کا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گی بھابی

حسینہ نے انکا ہاتھ دبا کر انکو تسلی دی تھی

فروا نے پاس کھڑی حبیبہ (نرس) کو بلایا تھا

انہیں لے جاؤ وہ انکو لے جاتی جب ایک اور موٹی مسیح نرس وہاں آ گئی حبیبہ نے اسکو راستہ سمجھایا اور حسینہ کو انکے ساتھ روانہ کر دیا

وہ تب تک اس بینچ پہ بیٹھی رہیں جب تک حسینہ انکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئیں

انکے جانے کے بعد وہ اٹھی تھیں پورے کروفر پورے شان کے ساتھ

یہ فروا کوئی مختلف عورت تھی

اسی وقت نگین کے کمرے سے ڈاکٹر باہر آئیں

انکا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا نگین کا کیس ایک کریٹکل کیس تھا اس میں کامیابی کے بعد اتنی خوشی تو لازم تھی

مبارک ہو بیٹا ہوا ہے صحت مند اور تندرست ماں اور بچہ دونوں بلکل ٹھیک ہیں آپ کو بہت بہت مبارک ہو

یوسف صاحب یقینا بہت خوش ہوں گے

فروا بغیر کچھ کہے اسکے بلکل قریب آ کر کھڑی ہوئیں اپنی بھوری آنکھیں اسکے چہرے پہ گاڑ دیں

بیٹا ہوا ہے ھمم

یہ الفاظ زیادہ اچھے نہیں ہیں

بیٹا ہوا ہے لیکن مرا ہوا

اس نے زہر اگلا

یہ الفاظ کتنے خوبصورت اور

Un expectedہیں ناں؟

تم اپنے الفاظ بدلنے کا کیا لو گی ڈاکٹر؟

ڈاکٹر زیبش جیسے اس راہداری میں کھڑے کھڑے پتھر کا مجسمہ بن گئی تھی

فروا اسکے کان کے پاس مدھم آواز میں کہے جا رہی تھی

تمھارے پاس انکار کی گنجائش نہیں ہے اس ہسپتال میں تمہاری کوئی اوقات نہیں ہے آج تمہاری سینئر ڈاکٹرز چھٹی پہ ہیں اس لئے آج تمھیں دو کیسز ملے ہیں لیکن سوچو جب وہ دونوں واپس آجائیں گی تب کیا ہو گا تم ایک بار پھر زیرو ہو جاؤ گی ایک بار پھر اپنے کیبن میں بیٹھی کڑھتی رہو گی تمھیں یہاں آئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں لیکن تمھیں یہاں بامشکل کوئی پچاس کیس ملے ہوں گے تم کب تک اپنے سینیئرز سے اس طرح دبتی رہو گی کب تک تم زیرو رہو گی

آس پاس گزرتی نرسز لوگ اور اوٹ میں کھڑی حبیبہ وہ ان سب سے بے نیاز کہے جا رہی تھیں

ہر محل میں ایک راجہ گدھ اور ایک ملکہ گدھ ہوتی ہے جس طرح اس محل میں ہے راجہ گدھ اور ملکہ گدھ ہر جسم پہ ٹوٹ پڑتے ہیں اور اسکا سارا ماس نوچ لیتے ہیں ایک ایک بوٹی کھا جاتے ہیں اور آخر میں بچتا ہے کیا چھیچھڑے سڑا ہوا گندا ماس

وہ تم جیسوں کو ملتا ہے محکوم گدھ وہ شروع سے ایسا بچا ہوا سڑا ہوا گندہ ماس کھانے کے عادی ہو جاتے ہیں اور پھر ساری زندگی وہ اسی طرح سڑی ہوئی گندے بدبو دار ماس جیسی زندگی گزارتے ہیں کیا تم ایسی زندگی گزارنا چاہو گی کیا تم محکوم گدھ رہو گی یا پھر ملکہ گدھ بننا چاہو گی؟

زیبش سانس روکے اسکو سنتی رہی فروا خاموش ہوئیں تو جیسے ایک طلسم ٹوٹا

میرے سینیئرز ہسپتال کا عملہ کیا آپ سنبھال لیں گی؟

وہ مان گئی تھی بخدا وہ مان گئی تھی لیکن گناہ سے پہلے ہر انسان خود کو ایک تسلی دیتا ہے اپنے بچاؤ کا سامان پیدا کرتا ہے

فروا مسکرائیں

کیا تمھیں پتہ ہے راجہ گدھ اور ملکہ گدھ کے اوپر کون ہوتا ہے؟ وہ کون ہوتا ہے جو انہیں لاشیں فراہم کرتا ہے؟ وہ کون ہوتا ہے جو گدھوں کو بھوکا مرنے نہیں دیتا اور ایک انسان کو مار کے اسکی لاوارث لاش گدھوں کے آگے پھینک دیتا ہے؟ کون ہوتا ہے جو گدھوں کا بھی حاکم ہوتا ہے؟ جو گدھوں سے بھی زیادہ چالاک زیادہ طاقت ور ہوتا ہے؟

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرگوشی میں پوچھ رہی تھیں

زیبش بس اسکو دیکھتی رہی اسکی گردن بے اختیار نفی میں ہلی تھی

وہ "انسان" ہوتا ہے زیبیش اور میں انسان ہوں گدھوں سے زیادہ طاقت ور؛ شریر؛ اور ان سے زیادہ حاکم اس ہسپتال کا انتظامیہ ہم جیسے انسانوں کی پھینکی ہوئی لاشوں پہ پلتا ہے تم انکی فکر نہ کرو میں ان کو دیکھ لوں گی تم مجھے یہ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟

آپ کیا دے سکتی ہیں؟

اس کا ضمیر اسے آواز دے رہا تھا چپ رہنے کو کہہ رہا تھا یہاں سے چلے جانے کو کہہ رہا تھا لیکن زیبیش کے قدم جم چکے تھا

حرص سے حسد سے اسکے اندر کا شر غالب آچکا تھا

جب محکوم گدھ نے ملکہ بننے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اسے اپنا محل بھی تو چاہیے ہو گا ناں؟

فروا ذرا پیچھے کو ہوئی دونوں ہاتھ کھول کر بازو پھیلا لئے

اس محل سے زیادہ بڑا زیادہ پر تعیش ملکہ کو اب آوارہ گدھ وں کی طرح نہیں رہنا چاہئے ہے ناں؟

فروا نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا

اسی وقت انہوں نے راہداری میں حسینہ کو آتے دیکھا بھورے جوڑے والی نفیس سی عورت انکے پاس آکر رکی انکے چہرے پہ پریشانی تھی پر خلوص سی فکر مندی تھی

ڈاکٹر کیا ہوا؟ کیا نگین ٹھیک ہے؟ کیا اسکا بچہ ٹھیک ہے؟ وہ فکر مند سی پوچھ رہی تھیں

ڈاکٹر نے ایک نظر فروا کو دیکھا

پھر ٹھنڈی آنکھوں سے حسینہ کو دیکھا

ہم بچے کو نہیں بچا سکے وی آر سوری

اسکے لہجے میں نہ پروفیشنلزم تھا نہ انسانیت اسکی آواز ایک ماس نوچنے والی گدھ کی آواز تھی

حسینہ بے یقینی سے پیچھے ہٹیں انکی آنکھیں پتھرا گئیں

بات بچے کی نہیں تھی بات نگین کی بھی نہیں تھی بات "وہاج" کی تھی وہ وہاج جس نے صرف اس بچے کی خاطر اپنا تعلق نگین کے ساتھ درست رکھا تھا ورنہ اس کے پہلے نگین کے جسم پہ مار کے نشانوں سے کون ناواقف تھا؟

ڈاکٹر کسی طرح انکو سہارا دیتی اپنے کیبن میں لے گئیں پیچھے فروا کو کام مکمل کرنے کا اشارہ کیا

فروا اندر گئیں نگین نیم غنودگی میں تھیں کاٹ میں پڑا بچہ خاموش تھا اسکے پاس بس ایک نرس تھی حبیبہ

فروا چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کاٹ میں پڑے بچے کے قریب آئیں پھر جھک کر بچے کو اٹھالیا

اسکی آنکھیں بند تھیں وہ ساتھ والے کمرے میں پڑی بچی سے زیادہ صحت مند تھا پورے ماہ کا تندرست بچہ

تم اس دنیا میں آگئے لیکن وقت غلط تھا

فروا نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا

مجھے تم سے کچھ زیادہ نہیں چاہیے مجھے تم سے بس تمہارا "بخت" چاہیے

وہ ایسے کہہ رہی تھیں جیسے وہ اسکی بات سن رہا ہو پاس کھڑی حبیبہ کو اس سے خوف آیا تھا

تم اگر آگئے تو تم وہاج کے گھر نہیں رہو گے یوسف سلطان تمھیں سلطان منزل لے آئے گا اور پھر بتاؤ کیا ہو گا؟

وہ ایک دو لمحہ رکیں

مہر ماہ دب جائے گی چھپ جائے گی جس طرح میں نگین کی موجودگی میں دبی رہتی ہوں چھپتی رہتی ہوں ہماری دوستی میں وہ ہمیشہ غالب رہی حلانکہ میں زیادہ خوبصورت تھی دیکھو مجھے میں نگین سے زیادہ خوبصورت ہوں ناں؟

اس نے حبیبہ کو دیکھ کر پوچھا

وہ چند لمحہ ٹکر ٹکر اسکا چہرہ دیکھتی رہی پھر نظر موڑ کر ذرا فاصلے پہ لیٹی عورت کو دیکھا

یقینا فروا زیادہ خوبصورت تھیں

لیکن بے حیائی حسن کھا جاتی ہے بے باکی حسن کو بے کشش کر دیتی ہے جس طرح اس وقت فروا کے حسن کو دو ٹکے کا کر دیا تھا لیکن وہ اس عورت سے خوف زدہ تھی سو اثبات میں سر ہلا دیا

تم آجاؤ گے تو مہر ماہ کا بخت کھا جاؤ گے اسکی موجودگی کھا جاوگے اسکی کشش کھا جاؤ گے تم آسیب ہو اپنی ماں کی طرح میں تمھیں اپنی بچی کا بخت کھانے نہیں دوں گی تمھیں اپنی ماں کے گناہوں کی سزا بھگتنی ہو گی تمہاری ماں نے میرے بھائی سے شادی اس لئے نہیں تھی کیونکہ وہ میرا بھائی تھا اسے میرے سے جڑے ہر شخص سے نفرت تھی وہ کہتی ہے سانپوں کے بل سے سانپ ہی نکلتے ہیں کیا ہو کہ ایک ایسا ہی سانپ میں اسکی جھولی میں ڈال دوں؟

اس نے ایک نظر نگین کو دیکھا

مجھے تم سے کوئی مسائہ نہیں ہے نہ تم سے کوئی نفرت ہے لیکن جس طرح والدین کے ترکے پہ بچوں کا حق ہوتا ہے اسی طرح والدین کا بویا ہوا کاٹنا بچوں کا فرض ہوتا ہے تم اپنی ماں کا بویا کاٹو گے میں تمھیں غرق کروں گی میں وقت کی خداہوں میں تمہارا بخت دربدری لکھوں گی میں تمھارے بخت میں تڑپ لکھوں گی سسک سسک کر مرنا لکھوں کی تم شہنشاہ ہو کر غلاموں جیسی زندگی گزارو گے

اس نے ٹھنڈی سخت آواز میں کہتے ہوئے اس بچے کو حبیبہ کو تھمایا

جہنم رسید کر دو اسے

بی بی میں اسکا کیا کروں گی دیکھیں یہ کیسا اچھا بچا ہے اسکو کسی یتیم خانے میں دے دیں

فروا اسکی سنے بغیر کمرے میں موجود ڈسٹبن کی طرف گئی تھیں اور اسکے اوپر چڑھا ہوا سیاہ شاپر اتارا بچے کو جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے لیا اور اس شاپر میں ڈال دیا

کچرے کے ڈھیر پہ پھینک آؤ جاؤ

ااس نے ایسی سرد ایسی سفاکی سے کہا کہ حبیبہ کا خون خشک ہونے لگا وہ فورا سر ہلاتی شاپر اٹھائے باہر نکل آئی

یہاں سے چند قدم دور ڈاکٹر زیبش کے کمرے میں بیٹھی حسینہ کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا وہ بس چپ گم صم بیٹھی تھیں

یوسف سلطان معراج شمس اور وہاج کو کرفیو کا سامنا کرنا پڑ گیا تھا اس وقت وہ ان کو کچھ بتا بھی نہیں سکتی تھیں

مجھے آپ کے لئے پرسنلی دکھ ہورہاہے ایک کا بچا مر گیا اور ایک بیچاری بچے کو لا کر خود مر گئیں ڈاکٹر انکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے فکرمندی سے کہہ رہی تھیں

ایک تو آپ دونوں خاندانوں کے تعلقات بھی اچھے نہیں ہیں ناں ورنہ فریحہ کا بچہ نگین صاحبہ ایڈاپٹ ہی کر لیتیں

حسینہ نے جھٹکے سے گردن اٹھائی تھی

اسی وقت فروا بھی اندر داخل ہوئیں

معافی چاہتی ہوں اگر آپ کو برا لگا ہو تو لیکن سوچیں وہ بچی اب یتیم ہے اور اس پریگننسی کے بعد نگین کا دوبارہ ماں بننا بہت مشکل ہے ایسے میں انکے سسرال پہ اثر پڑ سکتا ہے

اونہوں کوئی اثر نہیں پڑے گا فروا کہتی ہوئی آگے آئیں

حسینہ نے انکو امید سے دیکھا وہ طلاق جھیل چکی تھیں عورت کی مجبوری جانتی تھیں

وہاج کھڑے کھڑے نگین کو طلاق دے دے گا اور قصہ ختم وہ ایسے کہہ رہی تھیں جیسے کسی فلم کی کہانی ہو

حسینہ کو ایسے لگا جیسے کسی نے انکا دل دبا دیا ہو

ایسے تو نہ کہو فروا اس میں بھلا نگین کا کیا قصور

اسکا تب کیا قصور ہوتا تھا جب وہ اسے پاگلوں کی طرح مارتا تھا اسکا تب کیا قصور تھا جب اسکے جسم پہ نیلے نشان بن جاتے تھے؟ وہاج ایک کمینہ انسان ہے اس نے نگین کو صرف اس لئے قبول کر لیا تھا کہ وہ اسکے بچے کی ماں بننے

والی ہے اور اب جب یہ قصہ رہا ہی نہیں تو وہ اسے طلاق دینے میں ایک منٹ بھی نہیں لگائے گا اگر نگین مجھ سے اتنی نفرت نہ کرتی ہوتی تو میں اپنی مہر ماہ کو اسکی جھولی میں ڈال دیتی کم از کم اسکی شادی تو بچ جاتی ناں آپ طلاق کا دکھ تو جانتی ہیں بھابی نگین ایک بار پھر بے آسرا ہو جائے گی کاش میں اسکے لئے کچھ کر پاتی کاش

اس نے اپنے لہجے میں دنیا جہاں کا دکھ سمو لیا وہ اچھی اداکارہ تھی

تم اب بھی اسکے لئے بہت کچھ کر سکتی ہو فروا یکدم حسینہ معراج کا لہجہ فیصلہ کن ہو گیا

فروا نے ناسمجھی سے اسکو دیکھا

نگین کا گھر بچا لو فروا پلیز طلاق بہت بڑی ازیت ہے بہت بڑا دھبہ ہے نگین میرے لئے میرے بچوں کی طرح ہے میں اسے اچھی زندگی دینا چاہتی ہوں

لیکن میں کیا کر سکتی ہوں بھابی؟

حسینہ اپنی جگہ سے اٹھیں فروا کے دونوں ہاتھ تھام لئے

تم وہ بچی نگین کو دے دو

فروا نے ہاتھ چھڑانے چاہے

وہ میرے خاندان کی بچی کو کبھی قبول نہیں کرے گی بھابی

اسکا ایک حل ہے پیچھے سے ڈاکٹر زیبش نے پکارا

اگر آپ میرے ساتھ موجود آسٹاف کا منہ بند کروادیں تو میں نگین اور انکے شوہر سے یہی کہوں گی کہ انکے ہاں بیٹی ہوئی ہے اور آپ سب کو فریحہ کی موت کی وجہ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے آپ جیسے لوگوں کے لئے ہسپتال کی رپورٹس بدلوانا کوئی مشکل بات تو نہیں

حسینہ نے ایک مان ایک التجا سے فروا کو دیکھا

فروا نے گیلی آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

شیطان نے ان سے گناہ کروالیا تھا اور اس طرح کہ وہ شیطان کو بھی الزام نہ دے سکیں

کاش ابلیس کو سزا کے طور پہ ٹھوکر نہ ملتی کاش اسے عرش پہ زندہ جلا دیا گیا ہوتا

یہاں سے ذرا سا فاصلہ طے کر کے ہسپتال کی پچھلی طرف رکھے کچرے کے بڑے بڑے ڈرمز کی طرف جاؤ تو

حبیبہ اس روتے بلکتے بچے کو شاپر سے نکال رہی تھی

وہ بچہ ایسے گلہ پھاڑ پھاڑ کر رو رہا تھا کہ ایک پل کو حبیبہ ٹھہر سی گئی اس نے آج تک کسی نوزائیدہ بچے کو اس طرح روتے نہیں دیکھا تھا

وہ اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروانا چاہتی تھی یا اسکا گلہ گھونٹ کر اسکو یہیں کچرے میں پھینک کر چلے جانا چاہتی تھی جب ایک آواز پہ وہ بری طرح ڈر کر اچھلی

اے کیا کر رہی ہو۔؟ یہ پکار جانی پہچانی تھی یہ کوئی باوقار دبنگ سی عورت تھی سیاہ آنکھوں میں چبھن لئے وہ اسکے قریب چلی آئی

بچے نے شاید اپنا مسیحا پہچان لیا تھا وہ اور تیز آواز میں رونے لگا

ک.. کک. کچھ نہیں بی بی کوڑا پھینکنے آئی ہوں وہ جلد از جلد اپنی جان چھڑانا چاہتی تھی

کوڑا اتنی آوازیں کب سے کرنے لگا؟ اسکے لہجے میں کاٹ تھی وہ اب حبیبہ کے بلکل سامنے کھڑی تھی

دفتعا حبیبہ نے پینترہ بدلہ

بی بی اسکے قریب نہ جانا یہ شیطان کا بچا ہے اسکی ماں خود اسکو پھینکا چاہتی ہے

اس نے لہجے میں پر سراریت پیدا کرنی چاہی

خدا کی قسم بی بی اسکا سر الٹا ہے پیر ٹیڑھے اور ہاتھ وہ تو سرے سے ہیں ہی نہیں نرا شیطان ہے بی بی نرا شیطان

اسیب ہے یہ روتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے ابلیس ہنس رہا ہو میں تو ثواب کا کام کر رہی ہوں اس جیسے شیطان کو

زندہ در گور کر دوں گی آپ جاؤ بی بی خدا کے لئے

وہ آنکھیں بڑی کے آواز ہلکی کر کے بڑی ہی کوئی پر سرار سی بات بتا رہی تھی

نفیسہ نے ابرو اچکا کر اسکو دیکھا

اچھا سر الٹا پیر ٹیڑھے اور ہاتھ سرے سے ہیں ہی نہیں؟

اس نے فورا زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا

شیطان کا بچہ؟

Sounds intresting

یہ شیطان ہے تو پھر میں وکیل ہوں اس جیسے ہزار شیطان اگل اور نگل چکی ہوں ذرا میں بھی تو دیکھوں اس شیطان کو

اس نے جھک کر شاپر سے اس بچے کو باہر نکالا یکدم وہ روتا بلکتا بچہ چپ ہو گیا خاموش

نفیسہ ٹھہر گئیں بلکل ساکت

اس بچے نے اپنی پوری آنکھیں کھول کر نفیسہ کو دیکھا اور اسے اب لگا تھا کہ وہ ان آنکھوں کو دیکھے بغیر مر جائے گی

نفیسہ نے اسکے ہاتھ دیکھے اسکے پیر دیکھے وہ سلامت تھا صحت مند تندرست تھا

حبیبہ اب تک اسکے "چپ" ہو جانے کے شاک میں تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ بچہ رو نہیں رہا تھا اس نے پیدا ہونے کے اگلے ہو گھنٹے اپنے بقا کی جنگ لڑی تھی

یہ تمھیں شیطان کا بچا لگتا ہے؟

نفیسہ غرائی تھیں

ابھی کے ابھی چلو میرے ساتھ اور اس بچے کو اسکی ماں کے حوالے کرو خدا جانے کس تکلیف میں ہو گی وہ عورت تم لوگوں پہ خدا کی لعنت ہو کسی کا بچہ کسی سے الگ کرتے ہو تمھیں شرم نہیں آتی

وہ بلند آواز میں سختی سے کہہ رہی تھی

خدا کی قسم لے لو بی بی میں اس معملے میں شامل نہیں ہوں اسکے خاندان والوں نے خود اسکو یہیں پھینکنے کو بولا ہے

وہ اب رونے لگی تھی

آپ خود سوچو یہ ہسپتال کتنا بڑا ہے یہاں کے ڈاکٹر یہاں کا انتظامیہ کیا مجھ جیسی معمولی نرس ان سب کو ڈاج دے سکتی ہے ؟

خدا کا واسطہ ہے اپ اسکو لے جاؤ اسے لے جاؤ ورنہ وہ عورت اسکو مار دے گی

نفیسہ کو اسکی بات میں وزن معلوم ہوا وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں

پھر یکدم رکیں

بچا نیلا پڑ رہا تھا شاید اس گندی شاپر کی وجہ سے شاید اتنا رونے کی وجہ سے

اسے ہسپتال لے کر جانا ہو گا لیکن کم از کم اس ہسپتال نہیں

جلدی جلدی مجھے اپنا نمبر لکھواو اور اپنا اڈریس میں ابھی اس بچے کو ہسپتال لے جاؤں گی لیکن میں تم سے ملنے آؤں گی کچھ دن بعد

وہ اب بچے کو فکر مندی سے دیکھ رہی تھیں دل جیسے ڈوبتا جا رہا تھا یہ اس بچے کا وجود نہیں تھا جو نیلا پڑ رہا تھا یہ نفیسہ کا وجود بھی تھا جو سبز پڑ رہا تھا

اس عورت نے جلدی جلدی اپنا نمبر لکھوایا

نفیسہ مشکوک ہوئی

اے یہ تو تمھارے ماموں کا نمبر ہے ناں ؟

نہیں جی خدا کی قسم یہ میرے پچھلے پڑوسیوں کا نمبر ہے

وہ بے دھیانی میں کیا بول گئی اسے اب اندازہ ہوا

نفیسہ اسکے بالکل قریب آکر رکیں اپنی شیرنی جیسی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا

میں نفیسہ حیات ہوں میں دنیا کو ڈاج دیتی ہوں دنیا مجھے ڈاج نہیں دے سکتی وکیلوں سے بڑا فراڈیا کسی ماں نے آج تک جنا ہی نہیں تم میرے ساتھ فراڈ کرو گی؟

نہ انکا لہجہ بلند تھا نہ سخت پھر بھی حبیبہ کو اپنے روں گٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے

بچے کی دل کی دھڑکن اب رک رک کر چل رہی تھی لیکن وہ چل رہی تھی وہ کچرے کی نظر نہیں ہوا تھا

اس نے خود کو بچا لیا تھا وہ اپنے بقا کی جنگ لڑا تھا

اور دور ہوسپٹل کے کمرے میں موجود فروا کو لگا تھا کہ اس نے درخت اکھاڑ پھینکا ہے اس بات سے بے خبر کہ وہ درخت اپنی جڑیں مضبوط کرنے والی زمین پہ جا لگا ہے

وہ اس بات سے انجان تھی کہ کسی کا بخت وہ واحد چیز ہے جو آپ نہیں چھین سکتے

نفیسہ نے وہیں کھڑے کھڑے اس بچے کو "عمر حیات" نام دے دیا تھا

کئی سالوں بعد اس چھوٹے ڈربے نما فلیٹ میں واپس آؤ تو عمر حیات اور معراج سلطان سنجیدگی سے اسکی بات سن رہے تھے

عمر کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں تھا جبکہ معراج کو لگا تھا جیسے ان کا دل رک گیا تھا

وہ فروانام سے واقف تھاوہ نگین کے نام سے واقف تھے لیکن وہ اپنی بیوی کی اس قدر بے وقوفانہ حرکت سے واقف نہیں تھے

حبیبہ گیلی آنکھوں اور رندھے ہوئے لہجے میں کہے جارہی تھی

اس دن مجھے نوکری سے نکال دیا گیا اور میرا لائیسنس کینسل ہو گیا

یہ سب اس نفیسہ نے کیا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ

"جو انسان اپنے کام کے ساتھ وفادار نہ ہو اسے اس کام کے کرنے کا حق نہیں ہے

اس دن کے بعد نفیسہ دوبار مجھ سے ملنے آئی تھی مجھ سے فروا کا پتہ پوچھا میں جتنا جانتی تھی بتا دیا

اس نے چہرہ اٹھا کر معراج کو دیکھا

انکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید تھا وہ بے جان قدموں سے اٹھ کر اسکے قریب آئے

اپنا موبائل نکال کر فروا کی ایک تصویر اسکے آگے کی

کیا یہ وہ عورت ہے؟ جس نے تم سے بچے کو پھینکنے کو کہا؟

انکی آواز کانپ رہی تھی آنکھیں گیلی ہوتی جارہی تھیں

حبیبہ نے نفرت سے منہ پھیر لیا

اور گردن کو اثبات میں ہلایا

معراج کے دل میں پھندہ سا لگا تھا اب کے انکے ہاتھ بھی کانپے تھے

انہوں نے دوسری تصویر اسکے آگے کی یہ نگین تھیں

کیا وہ بچہ اس عورت کا تھا کیا تم اسے پہچان سکتی ہو؟

کاش وہ نہ کہہ دے

یہ وہی ہے یہ بلکل وہی ہے اس نے روتے ہوئے اقرار کیا تھا

میں سب کچھ بھول سکتی ہوں لیکن ان عورتوں کو نہیں یہ وہی ہے

معراج کو یکدم گھٹن کا احساس ہوا

انکا موبائل ہاتھ سے نیچے گرا وہ متغیر ہوتی رنگت کے ساتھ باہر نکلے تھے انکا سانس بند ہو رہا تھا

عمر کی آنکھیں اپنی جانب اس لئے کھینچتی تھیں کیونکہ وہ انکی اپنی آنکھیں تھیں

اس پہ اس لئے پیار آتا تھا کیونکہ وہ انکا خون تھا

عمر موبائل اٹھائے انکے پیچھے بھاگا تھا

وہ بغیر کسی کو دیکھے اندھا دھند سیڑھیاں اتر رہے تھے

سیڑھیوں کی پھسلن میل زدہ گرل گھٹتا ہوا سانس کچھ بھی اتنا تکلیف دہ نہیں تھا جتنا یہ کہ انکا بھانجا اتنا عرصہ

ایک الگ پہچان کے ساتھ کسی معمولی محلے میں رہتا رہا ہے

باہر سڑک پہ آکر وہ نیچے بیٹھتے چلے گئے

آنکھوں سے بے نام آنسو نکل رہے تھے

وہ عمر کو نہیں دیکھ رہے تھے وہ دیکھ ہی نہیں سکتے تھے

آپ ٹھیک ہیں ؟جج صاحب آپ ٹھیک ہیں ؟

آپ کو کیا ہو رہا ہے مجھے بتائیں وہ انکے پاس جھکا فکر مند سا کہہ رہا تھا

یہ عورت کون ہے کیا آپ اس کو جانتے ہیں۔؟

کچھ بتائیں آپ اس طرح ری ایکٹ کیوں کر رہے ہیں ؟

یہ عورت کون ہے ؟

وہ انکے پاس بیٹھا پوچھ رہا تھا

یہ تمہاری ماں ہے عمر تم عمر حیات نہیں ہو تم عمر وہاج ہو یہ تمہاری ماں ہے اور میری بہن تم میرے بھانجے ہو تم

میرا خون ہو وہ آنکھیں جھکائے ہلکی آواز میں کہہ رہے تھے

آنکھوں سے آنسو برابر بہہ رہے تھے

عمر چپ گم صم سا انکو دیکھے گیا

اگر وہ اس عورت کا بیٹا تھا تو ایک ملکہ گدھ اسکی دشمن تھی وہ جس نے اسکے پیدا ہونے کے پہلے گھنٹے میں اسے

کچرے پہ پھکوا دیا تھا وہ اب اسکے ساتھ کیا کرے گی ؟

وہ تو اپنے ماں باپ سے مل کر انکو الزام دینا چاہتا تھا لیکن اس کہانی میں تو عمر سے زیادہ بڑے وکٹمز تھے

معراج رو رہے تھے عمر کا خاموش تھا زیادہ بڑا دکھ کس کا تھا؟

قبرستان میں گیلی مٹی کی خوشبو مزید گہری ہو گئی تھی

عمر نے آنکھیں کھولیں تو منظر بدل گئے

میں پھر آوں گا تب تک کے لئے بائے

اس نے جیسے اگلی بار آنے کی یقین دھانی کروائی

دور کہیں سے فجر کی اذانیں بلند ہو رہی تھیں وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ اس ملگجے سے اندھیرے میں یہاں سے دور جاتا گیا

فجر کی اذان سلطان منزل میں بھی گونج رہی تھی سیڑھیاں چڑھ کر دائیں طرف مڑ کر اگر حسینہ معراج کے کمرے میں جاؤ تو وہ اپنے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے پیر لمبے کئے بیٹھی تھیں مہرماہ انکی گود میں لیٹی ہوئی تھی

کل رات سفیر نے اسے کمرے سے نکال دیا تھا شاید ان دونوں کے درمیان کوئی بحث بھی ہوئی تھی اور اس بحث میں سفیر کو غصہ بھی آیا تھا جسکا نشان مہر کے چہرے پہ ثبت تھا

اس نے پھر ہاتھ اٹھآیا؟ وہ اسکے گال کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے کہہ رہی تھیں

وہ غصے میں تھے پریشان تھے بس اسی لئے اسکا لہجہ دفاعی تھا

غصہ دکھ پریشانی ڈپریشن ان میں سے کوئی بھی چیز کوئی بھی کیفیت بدزبان بیوی اور تشدد کرنے والے شوہر کو جسٹیفائی نہیں کرسکتی

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہہ رہی تھیں

اگر پارٹنر کو غصہ ہے تو قابو کرنا سیکھے

پریشانی ہے تو حل نکالے

ڈپریشن ہے تو ڈاکٹر سے رجوع کرے

اگر پہلی بار کا غصہ بیوی پہ نکلے گا تو وہ ہر بار اپنا غصہ بیوی پہ ہی نکالے گا

اگر اپنی پریشانی میں شوہر کو کھری کھری سنادی اور اس نے مروتا یا محبتا سن لی تو بیوی ہر بار یہی کرے گی

پہلی گالی پہلی تھپڑ پہلی بدتمیزی پہ بولنا ہوتا ہے باؤنڈری بنانی ہوتی ہے ورنہ تعلقات بوجھ بن جاتے ہیں اور کوئی بھی انسان کسی بھی بوجھ کو زیادہ وقت اٹھا نہیں سکتا

انکا لہجہ نرم تھا پرخلوص

اور کیسے بنائی جائے باؤنڈری کیا شوہر سے لڑنے لگجاؤ یا بیوی کو گھر سے نکال دو؟

یا پھر طلاق لے لو یہ زندگی ہے مما اس میں سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں

اسکا لہجہ تھکا تھکا تھا

کس نے کہا لڑنے لگو؟ کس نے کہا بیوی کو گھر سے نکال دو؟

ان سے بات کرو انکو بتاؤ کہ آپ کو انکا یہ عمل پسند نہیں ہے آپ ایک آزاد انسان ہیں نہ آپ پٹنے کے لئے پیدا ہوئی ہیں نہ آپ گالیاں کھانے کے لئے پیدا ہوئے ہیں

انکو اپنا رویہ آپ کے ساتھ درست رکھنا ہو گا ورنہ وہ آپ کو کھو دیں گے

جو کھونے سے ڈرتا ہو گا یا جسکو پرواہ ہو گی وہ رویہ بدلے گا

اور جسے نہ پروہ ہو گی نہ آپ کا کوئی خیال وہ ویسا ہی رہے گا ایسے تعلق میں پھر کچھ وقت کی دوری ضروری ہوتی ہے تا کہ اگلے فریق کو اندازہ ہو جائے کہ اسکی زندگی میں آپ کی کتنی اھمیت ہے

سمجھوتے اور بے عزتی میں فرق ہوتا ہے بچے

اور اگر اسے اندازہ نہ ہوا وہ مڑ کر واپس آیا ہی نہیں تو؟

اسکے لہجے میں ہزار وسوسے تھے

پھر یہ آپ کا "بخت " ہے پھر یا تو خود کو بے عزت کر کے اس تعلق میں دوبارہ پٹنے اور گالیاں کھانے کے لئے چلے جائیں یا پھر اپنی عزت کرتے ہوئے اس تعلق سے نکل جائیں دنیا میں روز ہزاروں دوستیاں ٹوٹتی ہیں لاکھوں طلاقیں ہوتی ہیں ایک آپ بھی سہی لیکن کم از کم آپ بے توقیر نہیں ہوں گے

مہر بجھ سی گئی

وہ چاہے میرے ساتھ جیسا رویہ رکھے چاہے مجھے مارے ذلیل کرے میں اسکو چھوڑ نہیں سکتی میں اس سے محبت کرتی ہوں

وہ کافی دیر بعد ہلکی آواز میں بے بسی سے کہہ رہی تھی

چند ثانیے کے لئے حسینہ خاموش ہو گئیں

کچھ دیر بعد جب وہ بولیں تو انکی آواز مستحکم تھی

یہ پھر محبت نہیں ہے

مہر اٹھ کر بیٹھ گئی

یہ لالچ ہے حرص ہے تم محبت میں لالچی ہو گئی ہو محبت میں لالچی انسان ایک بد نسل کتے کی طرح ہوتا ہے جسکو جتنا کھلاؤ وہ اتنا بھوکا رہے گا

مہر بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھی رہی حسینہ کہہ رہی تھیں

معراج کہتے تھے

جو انسان اپنا وقار کھا جاتا ہے اسکا پیٹ پھر دنیا کی کوئی محبت نہیں بھر سکتی اپنے دل کا آیندھن جلانے کے لئے وقار قائم رکھنا ہوتا ہے بجھے ہوئے ایندھن کا کھانا بے ذائقہ ہو جاتا ہے مہر

میرا بچا تم خود سے محبت کرو جب خود سے محبت کرنے لگو گی تو ایسے ہزار سفیر خود پہ قربان کر دو گی ہر وقت ہر دور ہر زمانے میں انسان کو خود سے زیادہ اہم کوئی نہیں لگنا چاہیے

وہ بول کر اسکا سر تھپکتے ہوئے اٹھیں

فجر کی اذان بیت چکی تھی اب صلاح کا وقت تھا

نکھری ہوئی تازہ دم اور بد گمانیوں سے پاک ایک ایسی ہی صبح عمر حیات کے بنگلے پہ اتری تھی

یہ صبح باقی صبحوں سے مختلف تھی

اس میں سازش کی بو نہیں تھی اس میں بد گمانیوں کی دھند نہیں تھی اس میں نفرت کی دھوپ بھی نہیں تھی

یہ نرم اور پاک تھی

دروازہ پار کر کر لان میں آؤ تو ہالے سلطان سرخ رنگ کے سادہ جوڑے میں ملبوس بھورے بالوں کو پشت پہ پھیلائے لان میں رکھے صوفے پہ بیٹھی تھی

سامنے پڑی میز پہ اسکا کافی کا مگ دھرا تھا

وہ رات والی ہالے سے مختلف تھی

کمپوزڈ اور کالم

یکدم جیسے عمر بدل گیا تھا وہ اس رات والا عمر بن گیا تھا جس پہ نہ چاہتے ہوئے بھی یقین آتا تھا

دفتعاوہ چونکی کسی کے قدموں کی آہٹ سن کر اس نے گردن موڑی وہ سامنے سے ہی آرہا تھا

اسکے ہاتھ میں پانی کو بوتل تھی اور وہ خود سرمئی ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس تھا وہ اندر جانے کی بجائے ہالے کی طرف آنے لگا

مسکراتے ہوئے

ہالے مسکرا بھی نہ سکی

وہ اسکے قریب آیا

میز پہ رکھا اسکا مگ اچکا اور اسکے ساتھ ہی لمبے صوفے پہ ذرا فاصلے پہ بیٹھ گیا

رخ اسکی طرف موڑے اسکی کافی کے گھونٹ پیتا وہ بلکل "نارمل" لگ رہا تھا

اسکا اتنا نارمل ہونا یہی تو ہالے کو اچھا نہیں لگا تھا

عمر نے ہالے کو سنجیدگی سے اپنی جانب دیکھتے ہوئے نوٹ کیا پھر مگ کو دیکھا

اب کے اسے حیرت ہوئی

نہیں کیا مطلب اب میں آپ کی کافی بھی نہیں پی سکتا؟

یار اب تو ہم دوست ہیں وہ رکا ہالے کے تاثرات مزید سنجیدہ ہوئے

کیا نہیں ہیں؟ اچھا اوکے کول یہ لیں نہیں پیتا

اس نے خفگی سے کہتے ہوئے کافی کا مگ واپس رکھ دیا

تم اتنے نارمل کیوں ہو؟

آپ کیا چاہتی ہیں میں کیا کروں؟

کسی جنونی ناول یا فلم کے ہیرو کی طرح ڈآیلوگ جھاڑوں ؟یا پاگل خبطیوں کی طرح آپ کے ساتھ بد تمیزی کروں ؟

ایک غلط فہمی تھی دور ہو گئی اور بس میری مانیں آپ بھی بھول جائیں

اس نے جیسے اپنے تیئں ایک پتے کی بات بتائی تھی

ہالے خاموش ہو گئی اسکے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا

میں آپ سے ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں

تھوڑی دیر بعد وہ بولا اب کے اسکی آواز سنجیدہ تھی

ہالے نے چہرہ اسکی جانب موڑ لیا

کیا اب ہم اس تعلق کو چانس دے سکتے ہیں ؟

ہالے کا دل بہت زور سے دھڑکا اتنی زور سے کہ اسے لگا اب یہ پسلیاں توڑ کر باہر آئے گا

میرے لئے یہ تعلق قیمتی ہے میں چاہتا ہوں یہ نہ ٹوٹے کوئی انتقام کوئی نفرت کوئی بد گمانی اس تعلق کو نہ توڑے

کیا ہم اسے چانس دے سکتے ہیں ؟

وہ اپنی سیاہ آنکھیں اسکے چہرے پہ مرکوز کئے پوچھ رہا تھا

کیوں ؟ہالے نے یک لفظی سوال کیا

کیوں عمر یہ تعلق تمھارے لئے اتنا ضروری کیوں ہے میں تمھارے لئے اتنی قابل احترام کیوں ہوں تم کیوں مجھے ہر دفع معاف کر دیتے ہو ؟

کیونکہ آپ جج صاحب کی بیٹی ہیں

کوئی بڑا ہی بے تکا سا جواب تھا جو اس وقت عمر نے دیا تھا

میں انکے بہت قریب رہا ہوں انہوں نے کافی بار مجھ سے آپ کے حوالے سے بات کی تھی لیکن میں کسی وجہ سے جواب نہیں دے پایا اور پھر آپ کی شادی ہو گئی میں گلٹی ہو گیا مجھے جج صاحب کی پرواہ ہونے لگی لیکن بہت دیر ہو چکی تھی میں سب کچھ فکس کرنا چاہتا تھا لیکن نہیں کر سکا اب میں چاہتا ہوں کہ ہم اس تعلق کو چانس دیں شاید یہ گرو کر جائے شاید نہ کرے لیکن میں کسی قسم کے پچھتاوں کا شکار نہیں ہوں گا لیکن آپ کی رضامندی میرے لئے اہم ہے اور میں عورت کے "ناں" کو سمجھتا ہوں آپ کا فیصلہ مجھے قبول ہو گا

وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا

ہالے چند لمحہ خاموش رہی جیسے کوئی الفاظ ڈھونڈے ہوں

میں اس تعلق کو چانس نہیں دے سکتی کافی دیر بعد وہ مستحکم آواز میں بولی

وجہ میں نہیں جانتی لیکن شادی جیسا تعلق اب میں نہیں نبھانا چاہتی تمہارے ساتھ تو بلکل نہیں

عمر بس اسکو بولتے سنتا رہا

ہمارے درمیان بدگمانی اور نفرت ختم ہوگئی ہے لیکن میری آنا میری انا کو تسکین نہیں ملی میں حسن سلطان نہیں ہوں نہ میں بابا جیسی ہوں انکے دل سے نفرت بدگمانی ختم ہوئی تو سمجھو مر گئی

میرے دل میں دور کہیں نفرت بدگمانی انتقام پڑا رہتا ہے میں انہیں ملک بدر نہیں کرتی پھر ایک کمزور لمحہ آتا ہے اور وہی کونے میں پڑی نفرت انتقام جاگ اٹھتے ہیں اور تعلق کو کھا جاتے ہیں

دھوپ عمر کے چہرے پہ پڑ رہی تھی لیکن وہ بس یک ٹک اسکو سن رہا تھا

میں اگر تمھارے ساتھ اس برابری کے تعلق میں جڑ گئی تو تمھیں جھکانا چاہوں گی تمھارے عیب تلاش کروں گی تمہاری کمزوری ڈھونڈوں گی میں تمھیں گراؤں گی تاکہ میری انا کو تسکین ملے آہستہ آہستہ یہ رشتہ گل سڑ جائے گا مرے اندر سے انسانیت نکل جائے گی میں عیب تلاشنے والی لوگوں کو اپنے آگے جھکانے والی گندی لڑکی بن جاؤں گی

اسکے لہجے میں دور کہیں بے بسی بھرا کرب تھا

میرے اندر سے انسانیت ختم ہو جائے گی میں انسان رہنا چاہتی ہوں عمر مجھے انسان رہنے دو میں یہ تعلق بوجھ کی طرح نہیں لوں گی ہم برے وقتوں کے اچھے ساتھی ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ برے وقت میں کھڑے رہے ہیں

ہم دونوں کی ریاضتیں ضائع مت کرواؤ

وہ نرمی سے کہہ رہی تھی

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

میں سمجھ گیا ہوں آپ کا دل پوری طرح صاف نہیں ہوا مجھ سے کوئی بات نہیں آئندہ میں اس بارے میں بات نہیں کروں گا وہ سنجیدگی سے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا

اس تعلق سے زیادہ اہم آپ ہیں آپ کا دل ہے فلحال اپ اپنے دل کو تندرست کر لیں باقی دیکھی جائے گی

وہ اٹھ کھڑا ہوا

میں فریش ہو جاؤں پھر ہم آگے کے لئے کچھ پلان کریں گے

وہ بول کر آگے بڑھا جب ہالے نے اسکو پیچھے سے آواز دی

ہم دوست بن سکتے ہیں پاٹنر اگر تم چاہو اسکی آواز بلند تھی وہ مسکرا رہی تھی

عمر پورے کا پورا گھوم گیا

مسکراتی نظروں سے ہالے کو دیکھا

ہالے سلطان کی دوستی عمر حیات کے لئے اعزاز ہے

وہ اسی طرح بلند آواز میں بولا

چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ گیا

زندگی نے ایک سکھ کا سانس خارج کیا تھا

صبح سے شام ہو گئی تھی اور ان دونوں کا اب تک سامنا نہیں ہوا تھا وہ دوپہر میں کہیں چلا گیا تھا اور اب تھوڑی دیر پہلے واپس آیا تھا یہاں ہالے کے ایگزامز کو ڈیٹ شیٹ آ گئی تھی

کوئی وقت تھا جب وہ ڈیٹ شیٹ انے کے غم میں ہارون کے ساتھ "ڈنر سوگ" مناتی تھی تب اسکی زندگی میں سب سے بڑا مسلہ آیگزام ہی تھے

اب اسکی زندگی ایک رولر کاسٹر بن چکی تھی اسکے چکر ختم ہی نہیں ہوتے تھے

اس وقت وہ اوپن کچن میں کھڑی اپنے لئے کافی بنا کر ہٹی تھی کہ سامنے چوکھٹ پہ عمر کھڑا نظر آیا

ہیلو پارٹنر وہ دلکشی سے کہتا آگے آیا

اس کے ہاتھ سے کافی کا بھاپ اڑاتا مگ لیا

یہ میری کافی ہے میں اسے شیئر نہیں کر رہی وہ اٹل لہجے میں بولی

عمر مسکرا کر اسکے کان کے پاس جھکا

میں اسے آپ کے پیروں پہ ہی اچھالنے والا ہوں وہ مخصوض سا کہہ کر ہٹا

ہالے نے نامحسوس انداز میں اپنے پیر پیچھے کئے

خشک ہونٹوں پہ زبان پھیری اور گردن کڑائے رکھی

آپ تیار ہیں ؟

تم تم نے کہا تھا اب ہم دوست ہیں

اس نے اپنے پیڈیکیور شدہ پیروں کو دیکھتے ہوئے کہا

(اللہ یہ داغ تو کمبخت جائے گا ہی نہیں)

ہاں تو دوستی برابری سے چلتی ہے لیکن اگر آپ ڈر رہی ہیں تو کوئی بات نہیں

نہیں بلکل نہیں ہالے کسی سے نہیں ڈرتی اس نے گردن مزید کڑا لی

تم گراو کافی

اسکا چہرہ مارے اضطراب کے سفید پڑ رہا تھا لیکن وہ خود کو کمپوز کئے کھڑی رہی

آنکھیں بند کریں اپنی عمر نے تحکم سے کہا

وہ ویسے بھی خود کو اس طرح جلتے نہیں دیکھ سکتی تھی سو آنکھیں بند کر لیں

عمر آگے آیا پھر یکدم ٹھہر گیا

وہ یک ٹک اسکو دیکھے گیا بنا پلک جھپکے بغیر سانس لئے

کوئی اتنا حسین کیسے ہو سکتا ہے ؟

چند پل بیتے چند ساعتیں گزریں

اس نے ہالے کو دیکھتے ہوئے کافی والا ہاتھ لمبا کیا اور ساری کافی ایک دھار کی صورت سنک میں گرتی گئی

عمر اسی طرح محو سا اسکو دیکھے گیا

پل بھر کو ساری آوازیں بند ہو گئی تھیں سارے منظر دھندلے ہو گئے تھے

اگر کچھ دکھ رہا تھا تو ہالے کا چہرہ

اگر کچھ سنائی دے رہا تھا تو اپنے دل کی دھڑکن

اعین اسی لمحے ہالے نے آنکھیں کھولیں

لمحے کے ہزارویں حصے میں عمر خود کو کمپوز کر گیا تھا

کافی کا مگ خالی ہو چکا تھا

ہالے نے تعجب سے اسکو دیکھا

تم نے کافی گرائی کیوں نہیں؟

وہ حیران تھی

عمر نے ایک گہری سانس لی

میں نے نوٹ کیا ہے.... آپ کے پیر بھی میری عزیز سے ملتے ہیں

اس نے یہ جملہ بس بھرم رکھنے کو کہا تھا ورنہ وہ کبھی بھی اسکو تکلیف نہیں دے سکتا تھا

چند پل خاموشی کی نذر ہو گئے

آئی ایم سوری فار دس

اس نے عمر کے پیروں کو دیکھتے ہوئے کہا وہاں جلنے کے نشان تھے

عمر اپنی ٹون میں واپس آگیا تھا

مجھے سوری نہیں چاہیے ایک بہت اچھی مہنگی اور برانڈڈ

داغ ہٹانے والی کریم چاہیے میرے پیروں کے حسن کو گہنا دیا آپ نے اتنی آسانی سے معاف نہیں کروں گا

ہالے یکدم ہنس پڑی

پیٹ پکڑے نیچے جھکی وہ ہنستی گئی

اللہ اللہ عمر اللہ اللہ تم کتنے self obsessed

ہو وہ اسی طرح ہنستے ہوئے بامشکل بول سکی

ہنس ہنس کر اسکی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا

عمر نے خفگی سے اسکو دیکھا

تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟

میں اپنے محلے کا سب سے حسین بچہ تھا

وہ ایک بار پھر ہنس پڑی

اسی وقت عمر کا موبائل بجنے لگا

وہ فون کان سے لگائے باہر نکل گیا

اپنی مصروفیت میں وہ ایک کام بھول گیا تھا اب اسے مکمل ہونے کی ضرورت تھی

ریستوران کی زرد بتیوں نے سارے میں اپنی دھاک بٹھا رکھی تھی عمر حیات سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس نسبتا ایک کونے والی میز پہ بیٹھا تھا بور ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا

دفتعا اس نے نظر اٹھا کر دیکھا سامنے سے آج اسکی ملاقات چل کر آرہی تھی سیاہ فینسی ڈریس میں ملبوس گوری رنگت اور پکی عمر والی

جانان سکندر

سکندر شاہ کی بیوی اور انکے ہسپتال کی زبردستی کی مالک

وہ عمر کو دیکھتی ہوئی آئی اور سامنے سے کرسی کھینچ کر اسکے روبرو بیٹھی

سو مسٹر عمر حیات کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ اسطرح مجھے یہاں بلانے کا مقصد کیا ہے ؟ آپ جانتے ہیں میں کس آرگنائیزیشن کے لئے کام کرتی ہوں اور اس وقت اپنے کتنے ہی ضروری کام چھوڑ کر آئی ہوں ؟

وہ بیٹھتے ہی پھٹ پڑی تھیں

مسز شاہ مجھے آپ کو زحمت دینی پڑی لیکن آپ بھی تو دیکھیں ناں کتنے ہی میرے کاموں میں آپ ناگن کی طرح پھن پھیلائے کھڑی ہیں

وہ ذرا آگے کو ہو کر معصومیت سے کہہ رہا تھا

جانان کے مانو پتنگے ہی لگ گئے

?How dare you

تم ہوتے کون ہو مجھ سے اس طرح بات کرنے والے تم جانتے بھی ہو میں کون ہوں ؟ تمہاری نسلیں غرق کروا سکتی ہوں

وہ سرخ چہرے کے ساتھ کہہ رہی تھی

عمر نے مخصوص ہونے والے انداز میں اسکو دیکھا

ایک تو ہر کسی کو میری نسل سے بڑا مسلہ ہے آپ مجھے چھوڑیں مسز شاہ میں آپ سے ایک ڈیل کرنے آیا ہوں اگر آپ اپنا غصہ تھوڑی دیر کے لئے کم کر لیں تو ہم بات کر سکتے ہیں

جانان اسی طرح ضبط کرتی بیٹھی رہی

دیکھیں مسز شاہ میری کچھ چیزیں ہیں جو آپ کے ہسپتال سے گم ہوئی ہیں اب ظاہر ہے وہ مجھے واپس چاہیے سہی کہہ رہا ہوں ناں ؟

اس نے رک کر تائید چاہی جانان نے کوئی جواب نہیں دیا

اب آپ تو میری چیزیں مجھے واپس نہیں لا کر دے سکتیں ناں آپ اسٹاف کو ٹھیک سے جانتی بھی نہیں ہیں نہ ہی کوئی آپ کی مانتا ہے سوری ٹو سے

جانان بل کھا کر رہ گئی

تو مجھے جو آدمی میری چیزیں لا کر دے سکتا ہے وہ آپ کے شوہر ہیں اس لئے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ ہسپتال میں انکا داخلہ ایک بار پھر الاو کریں تاکہ میرا کام ہو سکے اسکے بعد چاہے آپ انکو بالوں سے پکڑ کر باہر نکال دیجئے گا ایک منٹ بال تو انکے ہیں ہی نہیں اچھا ٹھیک ہے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال دیجئے گا اس نے فورا تصیح کی

اور آپ کو یہ خوش فہمی کیوں ہے کے میں آپ کا کوئی کام کروں گی

میں اتنا ہینڈسم ہوں بھلا کوئی مجھے انکار کر سکتا ہے ؟

آہ یہ سیلف آبسیسڈ آدمی)

میں مذاق کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں

اسکا لہجہ سخت ہو گیا

میں اس گھٹیا آدمی کو اپنا شوہر نہیں مانتی میں نے تو اپنے بچے بھی اس سے دور کر دیے تھے لیکن نہ جانے انکے سروں پہ باپ کی محبت کا بھوت کیسے سوار ہو گیا وہ نخوت سے کہہ رہی تھی

وہ ہسپتال میرا ہے اور وہاں اس گھٹیا آدمی کا داخلہ ممنوع ہے

اور اب ہمارے پاس بات کرنے کو مزید کچھ نہیں ہے مجھے چلنا چاہیے وہ اپنا بیگ کہنی پہ لٹکائے اٹھ کھڑی ہوئی

عمر نے ایک نظر اسکو دیکھا اور پیچھے کو ہو کر ٹیک لگا لی

میں جانتا ہوں آپ پرانے کراچی کیوں جاتی ہیں

جانان تھم گئی

اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس ریستوران میں موجود سارے لوگ اور آپ کے دونوں بچے اس بارے میں نہ جانیں

تو واپس بیٹھ جائیں

وہ ریت کی مانند پھسلتی ہوئی کرسی پہ واپس بیٹھ گئی اب کے اسکا چہرہ وہ نہیں تھا جس کے ساتھ وہ آئی تھی

آپ پرانی کراچی جاتی ہیں اپنے شوہر کو یہ بتا کر کہ اپ اپنے پرانے رشتے داروں سے ملنے جا رہی ہیں لیکن

دراصل بات کچھ اور ہے

وہ آگے کو ہوا پر تپش آنکھیں جانان کے چہرے پہ جمائیں

آپ کچی شراب پینے کی عادی ہیں آپ نشئی ہیں کچے شراب کا نشہ کرتی ہیں

جانان شل ساکت سی اسکو سن رہی تھی

کیا ہو کہ آپ کے بچے یہ بات جان لیں؟

کیا ہو کہ آپ کی آرگنائزیشن یہ بات جان لے کیا ہو کہ آپ کے شوہر یہ بات جان لیں؟

آپ کے شوہر اگر شیطان ہیں تو عزازیل آپ بھی نہیں آپ دونوں ایک دوسرے کو چاہے جان سے مار دیں

مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن جب تک میرا کام نہیں ہو جاتا ایک اچھے کپل کی طرح کاپریٹ کریں ورنہ امیروں کے

راز فاش کرنا میرا پسندیدہ کام ہے

وہ وارننگ دینے کے انداز میں کہہ کر کھڑا ہوا

وہ اٹھا اور جانے کو مڑا جانان مردہ آنکھوں سے اسکو دیکھتی رہی

دفتعار کا

آنکھوں میں شیطانی چمک در آئی

ویسے امپورٹڈ شراب میں ایسی کیا خرابی ہے کہ آپ کو پرانے کراچی سے سستی گندی شراب لینی پڑتی ہے ؟

جانان نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسکو دیکھا تھا

عمر نے اوکے اوکے کہہ کر ہاتھ اٹھا دے

اچھا بھئی نہیں پوچھتا وہ سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا

اپنے کمرے میں بیٹھاہارون شاہد چھوٹے اسٹول پہ بیٹھا تھاہاتھ میں برش تھادوسرے ہاتھ میں کلرپلیٹ تھی جس میں وہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد برش کے سر کو ڈبو تا برش کے بال سارارنگ اپنے اوپر لے لیتے اور پھر اسکو پینٹنگ میں بھر دیتے وہ آج معمول سے ہٹ کر پینٹ کر رہا تھا

سفید رف سی ٹی شرٹ پہ جگہ جگہ پینٹ لگا تھا

اسکے بال بکھرے ہوئے تھے وہ اپنے کام میں محو تھا

پینٹنگ چار چوکور ڈبوں پہ مشتمل تھی

ایک ڈبے میں ایک شہزادی اکڑوں بیٹھی تھی سر ہاتھوں میں دیئے پریشان غمزدہ

وہ نیلے رنگ کے خانہ تھا

اگلے ڈبے میں شہزادی ایک مرد کے ساتھ کھڑی تھی لیکن اس مرد کے تاثرات سخت تھے یوں جیسے وہ اسے ڈپٹ رہا ہو

شہزادی کی آنکھیں نم ہوتی جا رہی تھی

یہ ڈبہ سیاہ رنگ کا تھا

تیسرے ڈبے میں شہزادی ایک ہجوم میں کھڑی تھی کچھ لڑکے کچھ لڑکیاں اسکے پاس کھڑے تھے وہ ان سے کچھ کہہ رہی تھی اپنا غم اپنا دکھڑا

آنسو برابر بہہ رہے تھے

کوئی ہنس رہا تھا کوئی اپنے ساتھ کھڑے لوگوں سے بات کر رہا تھا کوئی شہزادی کو نہیں سن رہا تھا

وہ سبز رنگ کا خانہ تھا

اگلے خانے میں

اسٹول پہ بیٹھی شہزادی آئینے کے سامنے بیٹھی تھی اسکی آنکھیں اب بھی نم تھیں لیکن گردن کڑار کھی تھی وہ اپنے ہاتھ سے اپنے آنسو پونچھ رہی تھی

اپنے سب سے بڑے healer آپ خود ہوتے ہیں

پینٹنگ کا عنوان یہی تھی

یہ خانہ پیلے رنگ کا تھا امید کا چمک کا رنگ

دفتعا اسکا موبائل بجنے لگا ہارون بری طرح بے مزہ ہوا بس کوئی اسکے عشق کے بیچ میں نہ آئے

اس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر موبائل کو دیکھا وہ ایک انسٹا گرام کا سٹوری نوٹیفکیشن تھا

دوسرا نوٹیفکیشن کسی آی میل کا رپلائے تھا

نہ ای میل خاص تھی نہ سٹوری لیکن جس نے رپلائے کیا تھا وہ آدمی خاص تھا اور جس نے مینشن کیا تھا وہ آدمی خاص تھا

گھنشام داس گپتا

پاکستان کا سب سے مشہور آرٹسٹ پینٹنگ کی دنیا میں اسکا ایک نام تھا ایک مقام تھا کئی غیر ملکی ایوارڈ یافتہ جانا پہچانا

اور ساری دنیا میں مانا جانے وال گھنشام داس

ہارون کے کانپتے ہاتھوں سے موبائل اٹھایا

سب سے پہلے اس نے انسٹا گرام کھولا

ہارون نے اسکا اکاؤنٹ کھولا

چھ ملین فالوورز

اوہ خدایا یہ اسکا اصل اکاؤنٹ تھا

یہ وہی تھا

ہارون شل سا موبائل کو دیکھے گیا

گھنشام داس نے ہارون کے اکاؤنٹ کو اپنی سٹوری پہ میں شن کیا تھا ساتھ ہارون کی چودہ سال بعد بنائی گئی پہلی پینٹنگ تھی

مسکراتا ہوا ہارون شاہد

تصویر کے اوپر بس تین الفاظ لکھے تھے

The TPA

ہارون نے لمحے کے ہزارویں حصے میں ان تین الفاظوں کو ڈی کوڈ کیا تھا

The toothpaste artist

وہ اپنے بچپن سے اس آدمی کا مداح تھا وہ اسکے ہر انداز سے واقف تھا ہارون کے لئے inspiration

تھا وہ ہارون کے لئے رول ماڈل کوئی انٹرویو ایسا نہیں تھا جو ہارون نے دیکھ نہ رکھا ہو کوئی بات ایسی نہیں تھی جو ہارون نے سن نہ رکھی ہو

ہر بار وہ گھنشام داس کو میل کرتے کرتے رہ جاتا اسکے ہاتھ کانپنے لگتے دل ڈرنے لگتا

گھنشام داس ہر سال دس " آرٹسٹ اسکالرشپ " اناؤنس کرتا تھا دنیا سے ہزاروں اور سینکڑوں لوگ اسے میل کرکے اپنی پینٹنگ کی تصاویر بھیجتے تھے یا پھر اپنی پینٹنگ بھیج دیتے تھے ان سینکڑوں لوگوں میں سے صرف دس لوگ ایسے تھے جو سلیکٹ کئے جاتے تھے

شاہ تاج کی پارٹی سے دو روز قبل ہالے نے ہارون کو اپنی پینٹنگ کی تصویر بھیجتے پھر میل ڈیلیٹ کرتے دیکھا تھا اس نے کوئی دو سو دفع یہ عمل دہرایا تھا لیکن ہر بار وہ رک جاتا ڈر جاتا

ہالے نے کسی طرح اسکا موبائل ااٹھایا اور میل کر دی

اور وہ چن لیا گیا تھا

اس وقت وہ فین موومنٹ کی بلندیوں پہ تھا

ابھی سٹوری کو پوسٹ ہوئے دو منٹ ہوئے تھے لیکن ہارون کا ڈی ایم بجنے لگ گیا تھا

اس نے اب اپنا میل کھولا وہاں بس ایک سطر تھی

میں تم سے متاثر ہوا ہوں آرٹسٹ آؤ رنگوں کی باتیں کریں

اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

یہ اعزاز تھا ہارون شاہد کے لئے یہ اعزاز ہی تھا

وہ کئی لمحہ کسی مجسمے کی طرح بیٹھا رہا بہتے آنسوؤں کے ساتھ پھر وہ اٹھا رنگ لگے ہاتھوں اور چہرے کے ساتھ اپنے کمرے کے فرش پہ سجدہ ریز ہو گیا

بلاشبہ خدا نے اسے ہارون شاہد کی عزت کرنے کا انعام دیا تھا

کئی لمحہ بعد وہ اٹھا دوبارہ موبائل تک آیا اور نم آنکھوں کے ساتھ ہالے کا نمبر ڈائل کرنے لگا

بیل جا رہی تھی تھوڑی دیر بعد کال ریسیو کر لی گئی

کچھ دیر تک وہ بس ہیلو ہیلو کرتی رہی

یہ تم نے کیا ہے ناں؟ وہ کافی دیر بعد بس یہی بول سکا

فون کے اس پار چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی

نہ اس نے "کیا؟" پوچھا نہ ہارون نے "کیوں؟" پوچھا

مجھے نہیں پتہ تم کس بارے میں بات کر رہے ہو آئندہ مجھے کال مت کرنا تمہارا اور میرا کوئی تعلق نہیں ہے اگلے ہی لمحے وہ خشک لہجے میں بولی تھی

ہارون دھیرے سے ہنس دیا

ہارون شاہد کے لئے اتنی قربانیاں بس ہالے دے سکتی ہے

میں جانتا ہوں یہ تم نے کیا ہے

جس طرح ہارون کو گاڑی سے ٹیک لگا کر تمہارا انتظار کرنے کی عادت ہے اسی طرح مجھے بتائے بغیر میرے لئے قربانی دینا ہالے سلطان کی عادت ہے

مجھے بہت کام ہیں میں فون رکھ رہی ہوں

بے زار خشک لہجہ

کچھ دیر تک ہارون کچھ نہ بولا دوسری جانب سے بھی خاموشی رہی

Lets sort out

کافی دیر بعد وہ ہلکی آواز میں بولا

جب جب ان دونوں کی لڑائی ہوتی تھی وہ بس یہی تین لفظ کہا کرتے تھے

نہ پچھلی بات پہ بحث ہوتی نہ کوئی شکایات نہ کسی کو اسکا قصور گنوایا جاتا یہ الفاظ جیسے امرت جل کا کام کرتے تھے

ان دونوں میں سے کوئی سورٹ آوٹ کہتا اور ہو جاتا

ہم دونوں کے درمیان sort out کرنے کو

کچھ بچا ہی نہیں حل مسلوں کے نکالے جاتے ہیں اور مسلے تعلقات میں ہوتے ہیں جب تعلق ہی نہیں بچا تو حل کیسے ہارون ؟

اب کے اسکا لہجہ سنجیدہ تھا

کیا ہم ایک آخری بار مل سکتے ہیں ؟

سپیکر سے سرمئی آنکھوں والے لڑکے کی آواز ابھری

مجھے جگہ میسج کر دینا لیکن یہ آخری بار ہو گا ہارون اس کے بعد ہم الگ ہو جائیں گے

جیسا تم چاہو ہارون نے بدقت کہا تھا

ای میل کا رپلائے کر دینا چاہے ہاتھ کانپیں یا دل دھڑکے

یہ گولڈن چانس ہے مس کیا تو اپنے خوابوں سے جاؤ گے

نرم سی تنبیہ کے بعد اس نے فون کاٹ دیا

ہارون گہری سانس بھرتا کانپتے ہاتھوں سے آی میل کر رپلائے کرنے لگا

وہ ہالے کی ریاضت رائیگاں نہیں جانے دے سکتا تھا

مغرب کو قضا ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں عمر دوپہر کا گیا ابھی تک واپس نہیں آیا تھا

ہالے لاونج میں بیٹھی لیپ ٹاپ گود میں رکھے پڑھ رہی تھی یہ وہ وقت نہیں تھا جب وہ سپلیاں لے کر آتی اور اسکا باپ اسے چھپا لیتا

جب باپ مر جاتا ہے تو خاندان کے گونگے بھی آپ پہ بولنے لگتے ہیں

اندھی دنیا کو آپ کے ان دیکھے اعمال نظر آنے لگتے ہیں

جب باپ آپ کے حق میں بولنے کے لئے نہیں ہوتا تو ساری دنیا آپ کے خلاف بولنے لگتی ہے

اسے دنیا کو موقع نہیں دینا تھا معراج کے جانے کے بعد اسے اندازہ ہوا تھا اس نے کیا کھویا ہے کبھی کبھی وہ ساری ساری رات انکو یاد کر کے روتی تھی اور کبھی ساری رات خشک آنکھوں سے ان کو یاد کرتی رہتی

وہ یاد آتے تھے اور بہت شدت سے یاد آتے تھے

سکرین کو دیکھتے دیکھتے اسکی آنکھیں دکھنے لگی تھیں اس نے ہاتھ بڑھا کر لیپ ٹاپ بند کر دیا

اپنا موبائل اٹھا کر دیکھا کئی دوستوں کے میسج تھے

"ڈنر سوگ کی تفصیلات سب کو جانی تھیں لیکن اس بار نہیں وہ اس بار امیروں والے چونچلے برداشت نہیں کر سکتی تھی

بات سنو دفتعا اس نے شانو کو آواز دی

وہ جو کپڑوں کی ٹوکری لے کر جارہی تھی رک گئی

کیا اس گھر میں کبھی سبزیوں کے علاوہ کچھ نہیں بنتا؟

مٹن 'بیف 'چکن

کچھ بھی؟

بی بی اسگھر میں گوشت صرف تب بنتا ہے جب عمر صاحب باہر سے بنوا کر لائیں پھر وہ پکاتے بھی خود ہیں کسی کی مجال جو اس گھر میں انکی مرضی کے بغیر کچھ لے آئے؟

اور وہ بھی گوشت صاحب قیامت مچا دیں گے

وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی

ہالے کو یہ اسکا بہانہ ہی لگا

اس نے بیگ سے کچھ رقم نکالی

جاؤ بخش سے کہو چکن لے آئے پھر تم کچھ اچھا سا تیار کر دینا اوکے ؟

وہ نپے تلے انداز سے کہہ رہی تھی

شانو نے افسوس سے سر ہلایا

لیکن بی بی مجھ سے تو گوشت گلتا ہی نہیں عمر صاحب کہتے ہیں میرے بنائے گوشت سے ذائقہ آئے نہ آئے ایک دن وہ کچا گوشت کھاتے کھاتے آدم خور ضرور بن جائیں گے

ہالے نے تکان سے اسکو دیکھا

تم یہاں کرتی کیا ہو ؟ کافی تم سے نہیں بنتی پراٹھے تمھیں بنانے نہیں آتے گوشت تم سے گلتا نہیں ہے پھر تم یہاں کرنے کیا آتی ہو آج بتا ہی دو ؟

اسکے لہجے میں سختی نہیں تھی نہ طنز وہ بس متوازن لہجے میں پوچھ رہی تھی

شانو کی باچھیں کھل گئیں

میں نفیس ہوں گھر کا کونہ کونہ ایسے صاف کرتی ہوں جیسے کبھی یہاں گند آیا ہی نہ ہو وہ بڑے فخر سے بتا رہی تھی

اور سبزیاں سبیزیاں بنانا تو کوئی مجھ سے سیکھے عمر صاحب نے تو مجھے صفائی اور سبزیوں کے لئے رکھا ہے گوشت تو

گھر میں تب بنتا ہی جب عمر صاحب بناتے ہیں

اچھا چھوڑو یہ سب تم بخش سے کہو چکن لے آئے اور بنا دے اسکو آتا ہے کھانا بنانا

میں تھوڑی دیر کے لئے سونے جا رہی ہوں کھانا بن جائے تو اٹھا دینا

وہ بولتے ہوئے اٹھ کر اندر چلی گئی

تقریبا دو گھنٹے بعد شانو اسے اٹھا کر باہر لے آئی

کھانا تیار تھا

ملائی بوٹی تازہ نان اور یخنی پلاؤ

ہالے کی بھوک چمک اٹھی

اچھا کھانا اسکی کمزوری تھا

وہ میز کے گرد رکھی کرسی پہ آ بیٹھی

ڈھکن اٹھایا

سارے میں کھانے کی خوشبو پھیل گئی

اس نے اپنی پلیٹ میں تھوڑا سا سالن ڈالا

نوالا بنایا ابھی وہ منہ تک لے کر جاتی جب عمر کی آواز پہ رک گئی

گھر میں میٹ بنانے کی جرات کس نے کی؟

وہ ڈائننگ ٹیبل کے عقب میں کھڑا بے یقینی سے کہہ رہا تھا

پھر فوراہالے کے قریب آیا

یہ۔۔یہ کس نے بنایاہے آپ اسکو کیسے کھاسکتی ہیں؟ پلیز اسکو مت کھائیں

وہ بے یقینی شاک اور آخر میں منت سے کہہ رہا تھا

ایسا بھی کیاہے میں کیوں نہیں کھاسکتی؟

سب سے پہلے تو مجھے یہ بتائیں یہ کھانا بنایا کس نے؟ اور میٹ آیا کہاں سے؟

وہ اب تک سخت بے یقین تھا

ہالے نے نوالا رکھ دیا

بازو سینے پہ باندھے تندہی سے اسکو گھورا

میٹ گلی والی دکان سے آیاہے اور کھانا بخش نے بنایاہے میرے کہنے پہ اب اگر تم اجازت دو تو میں کھالوں؟

وہ تپ ہی تو گئی تھی

عمر بے چینی سے آگے آیا

میرے خدا یہ گلی والی دکان اسے تو تکبیر دینی بھی نہیں آتی آپ یہ نہیں کھائیں گی میرے گھر میں میٹ صرف میں بنا سکتاہوں وہ اب ڈونگا اٹھاتے ہوئے کہہ رہا تھا

اسکے لفظ "میرا گھر" یہاں ہالے رک گئی ٹھہر گئی پھر خاموشی سے اٹھ کر اندر چلی گئی

یہ اسکا گھر نہیں تھا جہاں وہ اپنی مرضی کرتی

عمر نے اسے آواز دے کر روکنا چاہا اس نے کہنا چاہا کہ اسکا یہ مطلب نہیں تھا لیکن رک گیا

بدگمانیاں باتوں سے نہیں اپنے عمل سے دور کی جاتی ہیں اور وہ یہی کرنے والا تھا

اپنے کمرے میں آکر وہ بیڈ پہ بیٹھ گئی

پھر اسی طرح بیٹھے بیٹھے بیڈ پہ گر سی گئی

یہ اسکا گھر نہیں تھا یہ عمر کا گھر تھا

یہ بات ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی

کافی دیر بعد دروازے پہ دستک ہوئی ہالے نے جواب نہیں دیا اجازت کی ضرورت تھی کیا؟

چند لمحہ بعد دروازہ کھلا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا عمر حیات اندر آیا

ہالے نے آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ سو رہی ہو

وہ چلتا ہوا آیا اور نیچے فرش پہ بیٹھ گیا

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد ہالے کو اسکی آواز سنائی دی

میں بارہ سال کا تھا

ہالے کا رواں رواں سماعت بن گیا

محلے کی ایک عورت نے مجھ سے گوشت خرید کر لانے کو کہا سخت گرمی تھی لیکن میں گیا کافی دور ایک اچھی دکان سے گوشت لے آیا

وہ نرم آواز میں کہہ رہا تھا اور ہالے سن رہی تھی

میں گوشت لے کر اس عورت کے پاس گیا وہ ہانڈی بھون رہی تھی اس نے وہ خون سے بھرا ہوا بغیر دھلا گوشت پلیٹ میں نکالا اور اسی طرح بغیر دھوئے بغیر صاف کئے ہانڈی کے اندر ڈال دیا

وہ ایسے لہجے میں کہہ رہا تھا کہ ہالے کو لگا وہ ابھی قے کر دے گا

میں اس دن پورا دن قے کرتا رہا وہ گندا خون سے بھرا گوشت میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹا ہی نہیں

ہالے کو بے اختیار کراہیت آئی

پھر میں نے اگلے دن اماں کو گوشت بناتے دیکھا میں نے دیکھا انہوں نے کوئی دس منٹ تک گوشت کو ہر طرح سے صاف کیا اور پھر پکایا اس دن میں کچھ نارمل ہوا لیکن میں نے ایک عادت بنالی میں اب کسی کے گھر ریستوران یا پھر اپنے گھر میں بھی کسی اور کا بنایا ہوا میٹ نہیں کھا سکتا یہ میری مجبوری اور خوف ہے

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی ساری بدگمانی سارا غصہ اڑن چھو ہو گیا

آج میں اوور ری ایکٹ کر گیا لیکن

وہ اٹھ کھڑا ہوا

میں آپ کو ایک بہترین کھانا کھلا سکتا ہوں اگر آپ مجھے یہ شرف بخشیں

وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا

ہالے اسکے ساتھ مسکرائی

شیور

وہ کہتے ہوئے اٹھی

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کچن میں کھڑے تھے عمر چاول نکال رہا تھا ہالے چھوٹی گول میز کے گرد رکھی کرسی پہ بیٹھی تھی

اللہ اللہ اتنے چاول کون کھائے گا کم کرو انہیں تم مردوں کے حوالے گھر کر دو ناں تو بیڑا غرق ہو جائے گھر کا وہ سگھڑاپے کے سارے ریکارڈ توڑتی ہوئی اٹھ کر آئی اور عمر کے ہاتھ سے چاولوں کی پیمائیش والا برتن لے لیا

مادام میں شیف ہوں عمر نے جتایا تھا

اور میں لڑکی مجھے پتہ ہے کب کس وقت کتنی مقدار میں کھانا بننا ہے

عمر نے بحث نہیں کی اس نے کم چاول لئے اور ایک چھوٹی پتیلی لی اور اس میں چاول بھگو کر رکھے

اب وہ ایپرن پہنے چاپنگ بورڈ پہ پیاز کاٹ رہا تھا ہالے اسکو کام کرتے ہوئے دیکھتی رہی وہ کسی ماہر شیف کی طرح سبزیاں کاٹ رہا تھا

ہم ہیون کے لئے کام کب کریں گے ؟

ہالے کی آواز پہ اسکے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے پھر وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا

ہم فلحال کچھ نہیں کر سکتے ورنہ لوگوں کی نظر میں آ جائیں گے اس وقت شمس محتاط ہے ہمیں مزید وقت چاہیے ہو گا آپ پیپر دے کر سپلی لے آئیں پھر آگے دیکھیں گے

سپلی کے نام پہ ہالے کے اندر گویا شرارے دوڑ گئے

میں اگر سپلی لاتی ہوں تو تم کیا آئین سٹائین کے جانشین ہو؟

بی بی میں نے سی ایس ایس کر رکھا ہے آپ نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے؟

وہ اب گرم تیل میں پیاز ڈال رہا تھا سارے میں شڑ شڑ کی آواز پھیل گئی

اب وہ ٹماٹر کاٹ رہا تھا

ہالے اسے کوئی کرارا جواب دیتی لیکن نہ جانے کیوں بس چپ کر گئی

کچھ دیر تک دونوں کے درمیان ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہیں بریانی کا مصالحہ تیار ہو چکا تھا

اب وہ شامی کباب کا آمیزہ بنا کر چھوٹے ٹیبل پہ رکھ رہا تھا جب اسکی نظر ہالے کے موبائل پہ پڑی

وہ اکاؤنٹ کی بائیو دیکھ رہی تھی یا پھر فرینڈ لسٹ کھولنے والی تھی

لیکن یہ دونوں چیزیں حیران کرنے والی نہیں تھیں حیران کرنے والی چیز اکاؤنٹ کا نام تھا "حسن معراج "وہ چونک گیا

اس نے کرسی کھینچی امیزے والا برتن میز پہ رکھا

آپ حسن کا اکاؤنٹ چیک کر رہی ہیں؟۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں ہالے کا چہرہ تاریک ہوا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے سرخ بھی

وہ میرا چھوٹا بھائی ہے کیا کر رہا ہے کس سے بات کر رہا ہے مجھے پتہ ہونا چاہیے میں اسے غلط سوسائٹی میں پڑنے نہیں دے سکتی

اس کے پاس ٹھوس توجیہات تھیں

عمر نے شاکی انداز میں اسے دیکھا

آپ اپنی غلط حرکت کو جسٹیفائی کر رہی ہیں ؟

نہیں تو تم کیا چاہتے ہو کھلے سانڈھ کی طرح اپنے بھائی کو چھوڑ دوں اسے غلط لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے دوں یہ اسکے ڈرگز اور شراب پینے والے دوستوں کے ساتھ اسکی دوستی قائم رہنے دوں ؟

وہ حسب توقع بپھر ہی گئی

عمر نے ٹھنڈی ٹھار نظروں سے اسکو دیکھا

آپ کو کیا لگتا ہے اگر آپ یہاں اسکے فرینڈز کو ان فرینڈ یا بلاک کر دیں گی تو وہ ان سے ملنا چھوڑ دے گا ؟

وہ ان سے ملے گا جب تک وہ چاہے گا وہ ان سے ملے گا اس صورت میں آپ صرف ایک چیز کر سکتی ہیں اپنے چھوٹے بہن بھائیوں یا پھر اپنی جوان اولاد کے لئے آپ ایک چیز کر سکتے ہیں

بات

آپ ان سے بات کر سکتے ہیں دلیل دے کر انکو سمجھائیں انکو سہی غلط کا فرق بتا کر انکو آزاد چھوڑ دیں آپ کو اپنے انداز اور اپنی بات کے سہی ہونے پہ اگر یقین ہے تو آپ کا بچا غلط سوسائٹی میں نہیں جائے گا وہ شرابی اور ڈرگ ایڈکٹس کے ساتھ بیٹھ کر سینٹ رہے گا

ہالے دم سادھے اسکو سن رہی تھی

کسی بھی بڑے بھائی یا بہن یا پھر ماں باپ کو بچوں کی سیکورٹی کے نام پہ انکا اکاؤنٹ چیک کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے

باتوں سے کوئی نہیں سمجھتا بچوں کو انکے حصے کی غلطیاں کرنی ہوتی ہیں تا کہ وہ سیکھ سکیں

انکو دھوکے کھانے ہوتے ہیں تا کہ اگلی بار وہ اپنے جذبات اور وقت کسی سہی انسان پہ انویسٹ کر سکیں

وہ ہمارے بچے ہیں ہم انکو کیسے ہرٹ ہونے دے سکتے ہیں

وہ ہلکی آواز میں بولی

آپ نے اپنی کوشش کرنی ہے آپ نے سچے دل اور سچی نیت کے ساتھ ان سے "بات" کرنی ہے تین چار واقعات اٹھا کر انکو سمجھانا ہے سہی غلط کی پہچان کروانی ہے وہ اگر غلط انسان سے ملتا ہے تو اسکو روکنا ہے اسکی اصلاح کرنی ہے اور اگر اپ کی ان تمام کوششوں کے باوجود بچا ہرٹ ہو رہا ہے تو یہ اسکا بخت ہے اس نے اسی طرح گرو کرنا تھا اس نے اسی طرح خود کو ہیل کرنا تھا

یہ آپ کی غلطی نہیں ہے یہ بچے کی غلطی بھی نہیں ہے یہ بس طے تھا یاد رکھیں ہالے بچوں کی سیکورٹی کے نام پہ انکی پرائیویسی میں مخل ہونا کبھی بھی آپ کو جسٹیفائی نہیں کرے گا

وہ نرمی سے کہہ کر اٹھ گیا بریانی کو دم پہ رکھنے لگا

تم خود بھی تو ایسے ہو عمر تم نے بھی تو یہی کیا ہے کئی بار میرے موبائل سے کئی لوگوں کے نمبر لئے ہیں کبھی حسن کا تو کبھی مدحت کا تم کبھی اپنا گریبان کیوں نہیں دیکھتے؟

عمر نے مڑ کر اسکو دیکھا

بدگمانی کی دیوار بس دھندلی سے صاف ہوئی تھی یہ دیوار ابھی گری نہیں تھی وہ سہی کہہ رہی تھی عمر کو جھکانے کا کوئی موقع وہ جانے نہیں دے گی وہ یوسف سلطان کی پوتی تھی دلوں سے بغض نہیں نکالے گی

عمر نے جواب نہیں دیا ہالے نے کچھ مزید کہا بھی نہیں

مہر کو کال ملاتی وہ باہر چلی گئی

عمر نے بریانی بنائی شامی کباب تلے اور اسکے بعد وہ ہالے کو بلا کر لے آیا وہ بغیر کچھ کہے اسکے ساتھ آ گئی

بریانی بن تو گئی تھی لیکن وہ بامشکل ہی دو پلیٹ بن سکی تھی اب کے ہالے کو ذرا خفت ہوئی عمر نے اسکو مسکرا کر دیکھا جیسے کہہ رہا ہو

بی بی شیف سے بحث نہ کیا کریں

اس نے پہلا چمچ لیا منہ میں جیسے ذائقہ سا گھل گیا

ہالے نے بے اختیار آنکھیں بند کر کے اس ذائقے کو محسوس کیا

یہ من و سلوی تھا

پرفیکٹ

اس نے نوالا چبا لینے کے بعد بس ایک ہی لفظ کہا

عمر نے سر کے خم سے داد وصولی

اس نے اب تک اپنی پلیٹ سے ایک چمچ بھی نہیں لیا تھا ہالے بس سر جھکائے کھائے جا رہی تھی

ہالے عمر نے اسکو نرمی سے پکارا

اس نے سر نہیں اٹھایا بس ہاتھ کے اشارے سے "کیا" پوچھا؟

میں جانتا ہوں میری بعض باتیں آپ کو بری لگتی ہوں گی غصہ آتا ہو گا

ہالے اب آہستہ آہستہ کھا رہی تھی

لیکن بس یہ سوچا کریں کہ میں انسان ہوں غلط بات بھی کر لیتا ہوں اس بات کو دل میں رکھ کر عناد نہ پالا کریں

دل ک بغض کوئی اچھی بات نہیں یہ ایک ہی طریقے سے نکل سکتا ہے

وہ کہہ رہا تھا اور ہالے کھاتے ہوئے سن رہی تھی

اسکی پلیٹ خالی ہونے والی تھی عمر نے اپنی پلیٹ سے تھوڑے چاول اسکی پلیٹ میں ڈال دیئے

کانٹے اور

چھری کی مدد سے کباب کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے اور ایک ایک کر تا اسکی پلیٹ میں رکھتا گیا ساتھ ساتھ بول بھی رہا تھا

وہ طریقہ یہ ہے کہ آپ نہ چاہتے ہوئے بھی میری اچھی بات کو مان لیں کچھ بھی کوئی بھی چھوٹی یا بڑی اچھی عادت آہستہ آہستہ میری اچھی عادتیں آپ کے دل میں بھرتی جائیں گی اور جہاں اچھائی آجاتی ہے برائی خود بہ خود نکل جاتی ہے نرم سنجیدہ لہجے میں وہ سحر طاری کر رہا تھا

ہالے کی پلیٹ ایک مرتبہ پھر خالی ہونے لگی عمر نے اپنی پلیٹ میں رکھے باقی چاول بھی اسکی پلیٹ میں ڈال دیئے وہ بڑے بڑے چمچ لیتی کھائے گئی ساتھ ساتھ کباب کا ایک ایک ٹکڑا بھی منہ میں ڈالتی جاتی

ہم دونوں نے ابھی بہت کام کرنا ہے کافی چیزیں ایک ساتھ کرنی ہیں پندرہ دن صرف یہ پندرہ دن ہم ایک دوسرے کو جانیں گے اور ایک دوسرے کی اچھائی دیکھیں گے تاکہ آگے کام کرتے ہوئے ہمیں مشکل نہ ہو ان پندرہ دنوں میں آپ کے آیگزام ختم ہو جائیں گے اور اسکے بعد ہم آگے کا کچھ پلان کریں گے اوکے ؟

اس نے بات ختم کی پانی کا گلاس بھر کر ہالے کے سامنے کیا وہ سارا پانی پی گئی

دفعتا اس نے عمر کی پلیٹ دیکھی

کیا میں سب کچھ کھا گئی ؟

اسے شاک لگا

عمر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

کیا میں تمہارا کھانا بھی کھا گئی ؟

عمر ایک بار پھر مسکرایا

جی بلکل

آئندہ کبھی شیف سے بحث نہیں کروں گی وہ صدمے سے کہتی اٹھ گئی

عمر ہنس پڑا

پھر اسکی پلیٹ کو دیکھا

تین چار کباب کے ٹکڑے اور ذرا سے چاول

وہ سر جھکائے اسکا بچایا ہوا کھانا کھانے لگا

بدگمانی کی دیوار ایک دن ضرور ٹوٹے گی وہ پر امید تھا

اگلی دوپہر وہ کچھ کتابیں لینے لائبریری چلی آئی ایک لمبی میز کے گرد بیٹھے کئی لوگ کوئی نہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے

ہالے نسبتا ایک خالی میز کی جانب بڑھ گئی تقریبا دو گھنٹے تک وہ لگاتار پڑھتی رہی

اب اسکی آنکھیں دکھنے لگی تھیں اس نے ذرا دیر کو اپنا سر میز پہ رکھ لیا سر بری طرح دکھ رہا تھا

یکدم اسے ایک شناسا سی اواز سنائی دی ہالے کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی اس نے اپنے عقب میں دیکھا

ایک لڑکی لائیبریرین سے کتاب ایشو کروا رہی تھی لیکن یہ کوئی اہم بات نہیں تھی اہم وہ لائیبریرین تھا

اسکے سینے پہ بیج لگا تھا

حسن سلطان

ہالے کا دل دھک سے رہ گیا

وہ بغیر پلک جھپکے یک ٹک اسکو دیکھے گئی

حسن نے بھی کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کیا تھا وہ بھی ٹھہر سا گیا

ہالے اٹھی اور اس کے قریب گئی اسے بازو سے پکڑا وہ بغیر مزاحمت کئے اسکے ساتھ کھنچتا چلا گیا

کتابوں کے دیوار گیر ریکس سے دور ایک خالی کونے میں لا کر ہالے نے اسکا بازو چھوڑا

اسکی آنکھیں سرخ تھیں چہرے پہ دبا دبا غصہ

یہاں کیا کر رہے ہو تم؟ وہ غرآئی تھی

حسن نے اسکی آنکھوں میں دیکھا وہاں بس بغاوت تھی ناراضگی تھی

میں یہاں جاب کر رہا ہوں یہ میری ورک پلیس ہے تم یہاں ہمارے ذاتی مسائل لے کر مت آؤ

وہ خشک لہجے میں بولا تھا

ہالے ذرا دھیمی ہوئی

یہ وہ بچہ نہیں تھا جسے اس نے ماں کی طرح پالا تھا یہ یہ ایک ناراض بچہ تھا جسے وہ ایک برے وقت میں بری ماں کی طرح چھوڑ گئی تھی

حسن تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم گھر جاؤ اپنا کالج دیکھو اپنی پڑھائی دیکھو بابا نے تمھارے لئے خواب دیکھے تھے تمھیں انکو پورا کرنا ہے تم....

حسن نے اسکی بات کاٹی

جن آنکھوں نے خواب دیکھے تھے وہ آنکھیں بند ہو گئیں ہیں میری آنکھیں کھلی ہیں اور اب میں ان سے حقیقت دیکھ رہا ہوں اس حقیقت میں میں یتیم ہوں اور میری ماں بیمار مجھے انکا علاج اور انکی ضرورتوں کے لئے کمانا ہے

تم ہمارے برے وقت میں ہمیں چھوڑنے کی عادی ہو اب بھی وہی کرو

اس کے لہجے میں تلخی تھی

ہالے لب بھینچے کھڑی رہی

کیا تھا جو ان دونوں کے بیچ آ گیا تھا؟

میں نے میٹرک میں فرسٹ پوزیشن لی تم مبارک دینے نہیں آئی

برونو مر گیا تم پرسا دینے نہیں آئیں؟

بہن بھائیوں کے بیچ جتنی بھی ناراضگی ہو

موت کے بعد تو سب ختم ہو جاتا ہے تم کون ہو ہالے ؟

تمھیں میرے عزیزوں کی موت بھی میرے قریب نہیں لا سکی ؟

وہ ہلکی مغموم آواز میں کہہ رہا تھا

ہالے کچھ کہے بغیر وہاں سے جانے لگی

حسن نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے کیا

اسکے چہرے پہ اب برھمی تھی

تم ہر دفع اس طرح نہیں جاسکتیں آج میں تمھیں جانے نہیں دوں گا تم میری بہن ہو تم میرے ساتھ جاؤ گی بس

بہت ہو گئی تمہاری ضد اور انا اب اور نہیں

وہ حتمی فیصلہ کن لہجے میں کہہ رہا تھا

ہالے نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا

اب کے اسکی آنکھوں میں سرخی تھی چہرے پہ عجیب سختی تھی

تم ہوتے کون ہو مجھ پہ اپنا حکم مسلط کرنے والے ؟

وہ غرآئی تھی

حسن ٹھہر گیا اسکی آنکھیں بے یقینی سے کھلی کی کھلی رہ گئیں

کیا ہالے اس سے اس لہجے میں بات کر سکتی تھی ؟

تم لوگوں کے کوی بھی قربانی کیوں دوں میں ؟

کیا لگتے کیا ہو تم میرے ؟ باپ مر گیا ہے ناں بہن کے لئے بھی فاتحہ پڑھ لو

حسن بے اختیار پیچھے ہٹا دل کو جیسے گھونسہ لگا تھا

میری جان چھوڑ دو حسن سلطان میرے پیچھے مت آؤ تم سے اور تمھارے خاندان سے اب میرا کوئی تعلق نہیں

اسکی بلند آواز کانپی تھی

وہ آگے آئی حسن کے بلکل سامنے آکر کھڑی ہوئی

اسکی بے یقین مردہ آنکھوں میں دیکھا

میں تمہاری بہن آج تم سے اپنے تمام تعلقات ختم کرتی ہوں

حسن پاس رکھی کرسی پہ ڈھے گیا

اسے ہالے کی آواز بری لگ رہی تھی بہت بری اسکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو

آج کے بعد میرے پیچھے مت آنا اور مجھے اپنے ساتھ لے جانے کی بات تو ہرگز مت کرنا

وہ سخت بلند لہجے میں کہہ رہی تھی حسن کا دل رک رک کر چل رہا تھا

تمھارے پاس ہے ہی کیا یہ چند ٹکوں کی جاب اس سے کروگے میرے خرچے پورے اس کے آسرے پالوگے مجھے ؟

وہ حسن کے ساکت ہوئے وجود کی طرف جھکی

آج کے بعد تمہارا اور میرا ہر تعلق ختم نہ تم میرے بھائی اور نہ میں تمہاری بہن باپ مر گیا سمجھو ہم دونوں بھی ایک دوسرے کے لئے مر گئے

وہ پھنکاتے ہوئے باہر نکل گئی

حسن کے ساکت ہوئے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی

اسکی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور چہرے پہ بہہ گیا

مرے ہوؤں پہ صبر آجاتا ہے وہ زندہ چلتی پھرتی لاش پہ صبر کیسے کرے گا؟

وہ اپنی جگہ پہ بیٹھا رہا

ساکن شل

وہ لائبریری سے نکل کر سڑک پہ چلنے لگی یہ لائبریری اسکے گھر سے نزدیک تھی سو وہ پیدل ہی آئی تھی

سڑک پہ ایک طرف چلتے ہوئے اسکی آنکھیں بری طرح برس رہی تھی وہ بس سر جھکائے سڑک پہ نظریں جمائے چلتی جارہی تھی

تھوڑی تھوڑی دیر بعد سڑک دھندلی ہو جاتی اور وہ آنکھیں صاف کر لیتی منظر ایک بار پھر صاف ہو جاتا

دفعتاً ایک گاڑی اسکے قریب رکی

ہالے رک گئی

وہ مہرماہ کی گاڑی تھی جسے ڈرائیور چلا رہا تھا پچھلی سیٹ پہ مہر آنکھوں پہ گلاسز لگائے بیٹھی تھی

ہالے کو دیکھ کر ذرا فکر مند ہوئی

پھر گاڑی کا دروازہ اسکے لئے کھولا ہالے بغیر کچھ کہے اندر آکر بیٹھ گئی

وہ اس لڑکی سے کچھ نہیں چھپا سکتی تھی اس سے کوئی پردہ نہیں تھا

ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا

ہالے اور مہر پچھلی سیٹ پہ بیٹھی تھیں

کیا تم معراج بابا کے لئے رو رہی تھی؟

کیا تم انہیں بہت مس کر رہی تھیں؟

میں انہیں بھولی ہی کب ہوں وہ کھوئی کھوئی سی بولی

وہ ہر وقت یاد آتے ہیں ہر پل ہر سیکنڈ ہر منٹ

کبھی لگتا ہے مجھے انکی کال آجائے گی اور وہ کہیں گے ہالے سلطان تمہارا بینک اکاؤنٹ آج سے بند

وہ زخمی سا مسکرائی

کبھی لگتا ہے اتوار کا دن ہو گا سلطان منزل میں عدالت سجی ہو گی میری سپلی آئی ہوئی ہو گی

اور وہ کہیں گے ہالے سلطان تمہاری سزا ہے تم پورے گھر کے کپڑے ایک ہفتے تک دھوتی رہو گی

انکی فیورٹ سزا یو نو

وہ ہنس دی زخمی سی ہنسی مہر ماہ بس اسکو دیکھتی رہی

گریف کے پانچ اسٹیج ہوتے ہیں

شاک. انکار. بار گنگ..ڈپریشن قبولیت یا تو انسان ریکور کر جاتا ہے یا پھر کہیں ایک اسٹیج میں اٹک جاتا ہے

وہ رکی سرخ ہوتی آنکھوں سے مہر کو دیکھا

میں ان پانچ اسٹیجز میں ہر اسٹیج میں پھنسی ہوئی ہوں

کبھی کبھی لگتا ہے بابا مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں؟

شاک

کبھی مجھے یقین ہی نہیں آتا

میں مانتی ہی نہیں کہ وہ مر بھی سکتے ہیں میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی انکار کرتی رہتی ہوں

انکار

پھر بار گنگ پھر ڈپریشن پھر قبولیت ہر دن ایک نیا اسٹیج اور ہر اگلے دن اس اسٹیج سے نہ نکل پانا

اسکی سرخ آنکھوں سے پانی بہنے لگا

میں بہت اذیت میں ہوں آپی بہت زیادہ میرا غم ریکور نہیں کر رہا یہ ٹھہر گیا ہے رک گیا ہے یہ ایک ایسے غار میں پھنس گیا ہے جہاں سے میں نہ خود کو نکال سکتی ہوں نہ اس غم کو

مہر نے اسکا سر اپنے کندھے پہ رکھ لیا

وہ بے آواز روئے گئی

کافی دیر بعد مہر نے دوبارہ سوال کیا تھا

تم نے آگے کے لئے کیا سوچا ہے؟

کیا تم عمر کے ساتھ رہنے والی ہو؟

ہالے نے سر اٹھایا آنکھیں خشک کیں

ظاہر ہے جو بھی کروں گی آپ سے مشورہ کر کر پھر کروں گی

وہ اس ملک کے ان نوے فیصد بچوں میں تھی جنکو اپنے کسی بھی کام کے لئے اپنے کسی بڑے بھائی بہن یا ماں باپ

یا دوست غرض کہ کوئی بھی جسے وہ آئیڈیلائز کرتے ہوں اسکا اپروول اپنے کام کے لئے ضروری سمجھتے ہیں

میں بغیر پلان کے چل رہی ہوں فلحال تو کوئی پلان نہیں ہے اس نے نارمل انداز میں کہا

میں عمر کے حوالے سے پوچھ رہی ہوں

ہالے نے گہری سانس لی

ہم الگ ہو جائیں گے اس نے بھاری دل کے ساتھ کہا

لیکن کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ اسے بابا نے مجھے انعام کے طور پہ دیا ہے شاید وہ میرے لئے اچھا ہی ہو

کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے میں اسکے ساتھ اپنے تعلق کو چانس دوں

لیکن میں فلحال کچھ کہہ نہیں سکتی

اس نے کہہ کر مہر ماہ کو دیکھا

وہ مضیحکہ خیز نظروں سے اسکو دیکھتی رہی ہالے کو اسکی نظروں میں حقارت محسوس ہوئی

تم اب بھی فیری ٹیلز میں رہتی ہو ہالے؟

آئی کانٹ بلیویو

وہ بے یقینی سے کہہ رہی تھی

تم ایک مشکوک کردار کی عورت ہو

ہالے کے دل پہ جیسے کسی نے چھری سی پھیر دی خون ہی خون رسنے لگاe

ایک رات ایک پوری رات تم گھر سے غائب رہی ہو وہ بھی تمہاری شادی کی رات تمہارا باپ تمہارا غم لے کر وقت سے پہلے مرا ہے تمھارے خاندان نے تمھیں ڈس اون کر دیا

دل میں جس جگہ چھری لگی تھی وہاں اب زخم بننے لگا مہرماہ کہے گئ

تمہاری وجہ سے تمہارا پورا خاندان ذلیل رسوا ہو گیا خبروں میں ہمارا نام آنے لگا تمھیں لگتا ہے ایسی عورت کسی مرد کے قابل رہتی ہے وہ بھی ایک شاندار بے داغ مرد؟

تمھیں اپنی باقی کی ساری زندگی ایک محبت والے مرد کے بغیر گزارنی ہو گی کیا یہ بات اب تک تم سمجھ نہیں سکی؟

ہیپی آیند نگز... یہ بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے اسکے لب ہلکے سے پھڑ پھڑ ائے

شہزادہ کسی دیو کی قید میں رہ کر آنے والی شہزادی کو قبول کرلیتا ہے

محبت بھی کوئی چیز ہوتی ہے جو شہزادے کو پورا گاؤں بھٹکا کر کانچ کا جوتا شہزادی کے گھر لانے پہ مجبور کر دیتی ہے

قربانی اور آیثار بھی کوئی چیز ہوتی ہے جو شہزادے کو مجبور کرتی ہے کہ وہ کسی شہزادی کو ایک اوٗنچے لمبے محل کی قید سے آزاد کروا کر لائے

ہیپی اینڈنگز بھی کوئی چیز ہوتی ہے بجو

ہیپی اینڈنگ ہوتی نہیں ہے ہالے دکھائی جاتی ہے اور اگر ہوتی بھی ہے تو فیری ٹیلز میں اصل زندگی میں بس اینڈنگ ہوتی ہے اور اس حقیقت کو جتنا جلدی قبول کرو گی اتنا اچھا ہے وہ تلخی سے کہہ رہی تھی

فیری ٹیل میں کیا ہوتا ہے؟

شہزادہ شہزادی کو کسی ظالم دیو کی قید سے چھڑالاتا ہے اور کہانی ختم

شہزادہ کانچ کا جوتالے آتا ہے شہزادی کو اسکی سوتیلی ماں سے بچالیتا ہے اور کہانی ختم

شہزادہ کسی اوٗنچے ظالم محل سے کسی چڑیل کی قید سے شہزادی کو بچالیتا ہے اور وہ ہنسی خوشی رہنے لگتے ہیں کہانی ختم

اس نے ہالے کی آنکھوں میں دیکھا اور کہنا جاری رکھا

اصل میں کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہےہ وہ ھیپی اینڈنگز بس آنکھ کا دھوکہ ہوتی ہے

کہانی کے باہر پردے کے پیچھے شہزادی ظالم دیو کی قید نہیں بھولتی

شہزادہ اسے رام کرنے کی ہر کوشش کرتا ہے لیکن شہزادی اپنے اندر اندھیرے کو بسا لیتی ہے شہزادہ اس سے بے زار ہو جاتا ہے اور انکی کہانی کا اینڈ ٹریجڈک ہوتا ہے

ہالے نے سانس روک لیا

وہ آج تک جن کہانیوں میں جیتی رہی تھی مہرماہ نے انکا کیسا خوفناک نقشہ کھینچا تھا

ان سب سے بے نیاز وہ محروم اور حریص عورت کہے گئی

اونچے محل والی شہزادی قید کی عادی ہو گئی ہوتی ہے وہ شہزادے کے ساتھ کبھی بھی ایک نارمل زندگی نہیں گزار سکتی

یا تو وہ اپنے لئے دوبارہ قید چن لیتی ہے یا پھر شہزادہ اپنے لئے نئی شہزادی

اس کہانی کی اینڈنگ بھی ٹریجکڈک ہوتی ہے

کانچ کا جوتا لانے والا شہزادہ اپنے ساتھ شہزادی کو لے جاتا ہے لیکن وہ خوش نہیں رہ پاتے سوتیلی ماں کی سازشیں ختم نہیں ہوئی ہوتیں وہ ایک نہ ایک دن ان دونوں کو الگ کروا ہی لیتی ہے وہ ہالے کے بلکل قریب جھکی کہہ رہی تھی

ہالے لٹھے کی مانند سفید چہرے کے ساتھ سنے گئی

اس کہانی کا اینڈ بھی ٹریجڈک ہوتا ہے فیری ٹیل نظر کا دھوکہ ہے،ہیپی اینڈنگ صرف دکھائی جاتی ہے

دل کا زخم اب کے ناسور بن گیا

مہر ماہ سر جھٹک کر بڑبڑائی

ہیپی اینڈنگ مائے فٹ

پھر وہ رکی فکر مندی سے ہالے کا سفید چہرہ دیکھا

برامت مناؤ ہالے یہ تلخ ہے لیکن حقیقت ہے تم میری بہن کم بیٹی زیادہ ہو تمھیں مجھ پہ یقین ہے ناں؟

ہالے نے مردہ آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا

ماؤں پہ کوئی شک نہیں کرتا

اس نے سر ایک بار پھر مہر کے کندھے پہ ٹکا دیا

اس کے لب بغیر آواز کے ایک ہی بات دہرا رہے تھے

ہیپی اینڈنگ بس فیری ٹیلز میں ہوتی ہے زندگی میں بس اینڈنگز ہوتی ہیں

مہر ماہ فیری ٹیل کی کسی بوڑھی جادوگرنی کی طرح اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہی

یہ مہر ماہ سے ہونے والی ملاقات سے چند دن بعد کا ذکر ہے ہارون نے ہالے کو کال کر کے اسکے گھر کے قریب ایک پارک میں ملنے بلوایا تھا عمر بھی اس وقت واک کرنے آیا ہوا تھا وہ اپنے راؤنڈ لگا رہا تھا

صبح ابھی تروتازہ تھی

پارک میں چند گنے چنے لوگ تھے ہالے نے سفید گھٹنوں تک آتی فراک اور ٹراؤزر کے ساتھ سفید دوپٹہ لے رکھا تھا جو کہ گردن میں جھول رہا تھا

وہ پارک میں رکھے ایک بینچ کے اوپر بیٹھی تھی دفعتاً اسے ایک آہٹ سنائی دی

وہ رک سی گئی دل بھی رک گیا وہ آج اس امر کو یقینی بنانے گئی تھی کہ یہ آہٹ ہالے کے لئے آخری بار ہو

وہ خاموشی سے آیا اسکے قریب ذرا سے فاصلے پہ بیٹھا ہالے نے نظر موڑ کر اسکو دیکھا

سفید ٹی شرٹ نیلی جینز سرمئی آنکھیں اور ہلکی بڑھی شیو

وہ صاف ستھرا اور وجیہ لگ رہا تھا

اس نے اپنی بند مٹھی ہالے کی جانب بڑھائی

ہالے نے مٹھی بھینچ لی لیکن بڑھائی نہیں

یار اس طرح مت کیا کرو کیا پتہ یہ آخری بار ہو

وہ نارمل انداز میں کہہ رہا تھا

بات کرو ہارون جو بات کرنی ہے جلدی کرو ہالے نے بےزاری ظاہر کرنی چاہی

کیا ہمارا تعلق دوبارہ نہیں جڑ سکتا؟

ہم کبھی بھی پہلے جیسے نہیں ہو سکتے ہارون تم..

ہارون نے اسکی بات کاٹی

پہلے جیسا ہونا کون چاہتا ہے ؟ اسکا لہجہ عجیب تھا ہالے ٹھہر سی گئی

میں آج ہمارے تعلق کو ریسائیکل کرنے آیا ہوں پرانے ہارون کی کوئی عزت نہیں تھی اسکی باتوں کی کوئی وقعت نہیں تھے اسکے مشورے بے وقوفانہ سمجھے جاتے تھے اسکو بھری محفل میں اصلاح کے نام پہ آکورڈ فیل کروایا جاتا تھا مذاق کے نام پہ اسکا مذاق اڑایا جاتا تھا وہ تعلق ٹاکسک تھا ہم آج سے نئی شروعات کریں گے اگر تم چاہو

ہالے کا رکا ہوا سانس جیسے بحال ہوا

ہمارا تعلق ایسا نہیں تھا ہارون میں ....

اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن نہیں کہہ سکی اپنی صفائی میں کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں

میں ٹاکسک نہیں ہوں وہ مارے شاک کے بس یہی کہہ سکی آنکھیں بے یقین تھیں

برا ہونا برا نہیں ہوتا برا رہنا برا ہوتا ہے

ہمارے تعلق میں تم نے ہمیشہ اصلاح کے نام پہ مجھے ذلیل کیا ہالے

اسکے لہجے میں شکوہ نہیں تھا نہ طنز تھا وہ عام سے عام لہجے میں بتا رہا تھا

میرے فیصلوں کو بے وقوفانہ اور بچکانہ کہہ کر ہمیشہ مجھے دباتی رہیں قصور تمہارا نہیں ہے قصور میرا ہے میں دبتا رہا

ہماری دوستی میں میں ہمیشہ دبتا رہا

ہالے کا شاک بڑھتا جا رہا تھا وہ بار بار گردن نفی میں ہلا رہی تھی

وہ ٹاکسک نہیں تھی

امپاسیبل

تم نے کہا بولو تو ہارون بولا تم نے کہا چپ رہو ہارون چپ رہا تم نے کہا لڑو میں لڑا تم نے کہا ہنسو میں ہنسا میں کٹھ پتلی بنتے بنتے تھک گیا ہوں ہالے

اب مجھے اس تعلق میں عزت چاہیے مقام چاہیے تم میرے لئے قیمتی ہو ہر ایک سے زیادہ تمہاری دوستی قیمتی ہے میں تمہارا دوست ہوں میں تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں میری باتوں پہ غور کرو ہالے کیا تم ایسی نہیں ہو؟

ہالے کو آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے اسکی آنکھوں کے آگے کچھ منظر ابھرے

کچھ میں وہ ہارون کو بری طرح جھڑک رہی تھی

کسی منظر میں وہ ہارون کی کسی بات کا بھری محفل میں مذاق اڑا رہی تھی

کسی منظر میں وہ ہارون کے کسی مشورے کو بہت بری طرح رد کر رہی تھی اسے کم عقلی کا طعنہ دے رہی تھی

کسی منظر میں وہ ہارون سے معافی منگوا رہی تھی حلانکہ اسکا کوئی قصور نہیں تھا

اب ایک منظر میں اسے ہارون کی ایک کامیابی بہت بری لگ رہی تھی کیونکہ اس نے یہ کام ہالے کے خلاف جا کر کیا تھا

سب مناظر میں ایک چیز کامن تھی

ہارون کا تاریک ہوتا چہرہ

مجھے یقین نہیں آتا میں ٹاکسک تھی میں ایسی نہیں تھی ہارون میں بس ossyb تھی روڈ تھی لیکن میں ٹاکسک نہیں تھی میں ایسی کیسے ہو سکتی ہوں

شاک کا اگر کوئی پہاڑ تھا تو وہ آج ہالے کے سر پہ آکر گرا تھا

عمر نے ذرا دور کھڑے ہو کر انکو دیکھا تھا

اب اگر ایک بندے نے بے غیرت بن کر اپنی بیوی سے بات کرنے کی اجازت دے دی ہے تو اگلے کو بھی ذرا شرم آنی چاہیے بات مختصر کرو یار

وہ اپنی جگہ پہ کھڑا ابری طرح جل بھن رہا تھا

ہارون کہہ رہا تھا

اس دن جو کچھ بھی ہوا وہ کوئی انتقام نہیں تھا میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا تھا ہالے

ہالے کی آنکھوں میں زخمی پن دوڑ گیا

تم سچ بتا سکتے تھے ہارون تمھیں سچ بولنا چاہیے تھا تم نے میرے ساتھ بہت غلط کیا بہت غلط میں چاہ کر بھی تمھیں معاف نہیں کر سکتی

وہ گیلی آواز میں کہہ رہی تھی

ہارون نے چند لمحہ اسکو دیکھا پھر کہنا شروع کیا

میں نے جھوٹ بولا کیونکہ تم نے مجھے جھوٹ بولنا سکھایا

تم میری گارجین تھی میں نے ہمیشہ وہی کیا تم نے کہا سچ بولو ہارون نے سچ بولا تم نے کہا جھوٹ بولو ہارون نے جھوٹ بولا

ہالے گم صم سی اسکو دیکھے گئی اس نے چاہا تھا کہ آج اسکی سماعت دھوکہ دے جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکا اسے سننا تھا اسے سننا اپڑا

تمھیں یاد ہے تم جب اسکول میں تھی ایک بچے نے تمہاری کاپی چرالی تم نے بریک ٹائم میں اسکا سر پھاڑ دیا

بات پرنسپل تک گئی پپا اور معراج انکل کو بلایا گیا

ہارون سچا اور نیوٹرل مشہور تھا تمہاری گواہی کے لئے مجھے بلایا گیا

وہ رکا لہجہ ذرا زخمی ہوا

تم نے کہا ہارون جھوٹ بولو ہارون کہہ دو میری غلطی نہیں تھی

میرے دل نے ملامت کی میرا سر جھک گیا لیکن سچے اور نیوٹرل ہارون نے جھوٹ بولا

اس دن کے بعد جب بھی کوئی مجھے سچا بولتا تھا میرا دل مجھے ملامت کرتا تھا میں تمھارے لئے کئی سال سے ملامت سہ رہا ہوں

ہالے کچھ کہہ نہیں سکی زبان جیسے مفلوج ہو گئی دل نے جیسے دھڑکنا بند کر دیا

ہارون آنکھیں اسکے چہرے پہ جمائے رں دھی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا

میں قاتل تھا اپنے بھائی کا قاتل تھا لیکن جھوٹا نہیں تھا میں نے قتل کر کے بھی جھوٹ نہیں کہا مجھ سے جب پوچھا گیا تو میں نے واویلا کیا چیخا چلایا لیکن میں نے جھوٹ نہیں بولا

میں کہہ سکتا تھا کہ رستم نے خود کو خود ہرٹ کیا ہے لیکن میں نے نہیں کہا کیونکہ ہارون قاتل تھا لیکن جھوٹا نہیں

ہم کالج میں تھے میڈم نے کسی بات پہ ہم دونوں کو جھڑک دیا تم نے رات کے بارہ بجے گاڑی نکالی ہم پرنسپل کے گھر کے باہر گئے اور تم پورے ایک گھنٹے تک اسکے گھر کے باہر ہارن بجاتی رہی سی سی ٹی وی میں ہمارا چہرہ تک آ گیا معراج بابا نے مجھے بلایا کیونکہ ہارون سچا تھا اسکی کریڈ.بیلٹی تھی مجھ سے پوچھا گیا کہ یہ سچ ہے یا نہیں

تم نے کہا ہارون جھوٹ بولو میری کریڈ.بیلٹی کا سوال تھا لے لیکن میں نے پھر بھی جھوٹ بولا اس دن سے ہارون نیوٹرل نہیں رہا ہارون کی کریڈ.بیلٹی ختم ہو گئی پورے خاندان میں ہارون کی بات کا کوئی اعتبار نہیں رہا لیکن میں میرے لئے پھر بھی تم عزیز رہی

بھری محفل میں کٹھرے میں کھڑا کر کے جسٹس معراج کے سامنے تم کہتی تھی ہارون سچ بولو اور ہارون کو جھوٹ بولنا ہوتا تھا

وہ رکا حلق میں کچھ اٹکا ہالے پتھرائی آنکھوں سے اسکو دیکھتی رہی اسکی آنکھیں ساکت تھیں جسم ساکن

تم نے اس دن بھی کہا ہارون سچ بولو اور میں نے جھوٹ بولا کیونکہ مجھے یہی سکھایا گیا تھا کیونکہ تم نے ہمیشہ مجھ سے جھوٹ بلوائے تھے میں دور تھا مجھے حالات کا اندازہ نہیں تھا کیا میں تمہاری شادی کی پہلی صبح کسی کو یہ بتا سکتا تھا کہ تم ایک ماہ قبل کسی زخمی کو رات کے تین بجے ہسپتال لے گئی ہو؟

وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا

ہم جتنے مرضی لبرل سہی کیا تمہارا سسرال اس بات کو مثبت انداز میں لیتا؟

میں نے تمھارے لئے ہمیشہ جھوٹ بولے لیکن ان سب جھوٹوں سے تمھیں فائدہ ہوا تو ہارون اچھا تھا دوست تھا لیکن جب میرے ایک جھوٹ سے تمھیں نقصان پہنچا تو ہارون برا ہو گیا؟

اس سے تعلق ختم ہو گیا؟

ہالے کی ساکت ہوئی آنکھوں سے ایک آنسو گرا

جھوٹ بلوانا اگر تمہارا قصور تھا تو جھوٹ بولنا میرا گناہ لیکن میں یہاں تمھیں الزام دینے نہیں آیا نہ خود کو شرمندا کرنے آیا ہوں میں یہاں تمہاری اور اپنی اصلاح کرنے اور اپنے تعلق کو ری سائیکل کرنے آیا ہوں اور آج میں آخری بار آیا ہوں

یہاں ہالے کا دل رک سا گیا تھا

میں تمہاری طرف مٹھی بڑھاؤں گا اگر تم نے بھی بڑھالی تو ایک نیا تعلق بنائیں گے لیکن اگر نہیں بڑھانا چاہتی

وہ اٹھ کھڑا ہوا ہالے نے اسکو نہیں دیکھا وہ نیچے گھاس کے ٹکڑے کو دیکھتی رہی

میں تمہاری خواہش کا احترام کروں گا ہارون شاہد آج کے بعد تمھیں نظر نہیں آئے گا تم چاہو گی تب بھی نہیں کچھ ناراضگیوں کو موت سے پہلے ختم ہو جانا چاہیے مرنے کے بعد انکا ختم ہونا مجبوری ہوتی ہے زندگی میں انکا ختم ہونا محبت ہوتی ہے ہر تعلق میں اتنی محبت ہونی چاہیے کہ اس میں ناراضگی ختم کرنے کے لئے موت کا انتظار نہ کرنا پڑے

اس نے ہاتھ کی بند مٹھی ہالے کی طرف بڑھائی دل زور سے دھڑکا

اگر اس نے مٹھی نہ بڑھائی تو؟

ہالے نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اسکے سامنے کھڑا تھا دھوپ اسکی پشت سے ٹکرا کر واپس پلٹ رہی تھی اسکی چوڑی پشت دھوپ کو ہالے تک آنے نہیں دے رہی تھی

سفید لباس والی اپسرا نے اس سانولی رنگت والے لڑکے کو دیکھا پھر اسکی بند مٹھی کو

بینچ پہ رکھی اسکی مٹھی شدت سے اس مٹھی سے ٹکرانا چاہتی تھی

چند پل گزرے چند ساعتیں بیتیں

ہالے نے رخ موڑ لیا

دونوں کے دلوں میں بے اختیار ٹیس سی اٹھی تھی

ہارون کا دل زخمی ہو گیا روح کو جیسے کسی نے چیر دیا ہو

اس نے مٹھی گرا دی

پارک کی فضاؤں نے نوحے بلند کئے

دھوپ نے بین کیا

پیڑوں نے ماتم کیا

سانولے چہرے والا لڑکا مڑ گیا

زخمی دل اور بھری ہوئی آنکھوں کے ساتھ

پیچھے بینچ پہ بیٹھی لڑکی کی آنکھوں سے ایک سیل سارواں ہوا

دل میں کوئی زور سے جکڑ رہا تھا

اس نے ہارون کو کھو دیا تھا اس سے بڑی اذیت کیا ہو گی لیکن اگر ہارون اسکے ساتھ رہے گا تو وہ خود کو کھو دے گا

یہ اذیت زیادہ بڑی تھی ؟

اس نے ایک سچے اور نیوٹرل انسان کو جھوٹا اور کرپٹ بنا دیا

وہ اس سے دور تھا لیکن خوش تھا ہالے اسکی خوشی کے لئے سب کر سکتی تھی

عمر اسے دور جاتے دیکھتا رہا پھر اپنی جگہ سے ہٹا چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ اسکے قریب آنے لگا

سفید شرٹ والا لڑکا پارک کا جنگلہ پار کرتا روڈ پہ آ گیا

وہ شکستہ قدموں سے اپنی گاڑی کی طرف جا رہا تھا آنکھیں برسنے کو بے تاب تھیں

اسکے اور ہالے کے درمیان بس یہی جنگلہ تھا اس جنگلے کے پار سڑک تھی

وہ اپنی گاڑی کو دیکھتا باہر آیا

تب ہی اسی لمحے اس نے ایک تیز رفتار گاڑی کو اپنے بلکل قریب آتے دیکھا

وہ سڑک سے ہٹنا چاہتا تھا بھاگنا چاہتا تھا چلانا چاہتا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکا

ایک اگلے لمحے اس نے اپنے وجود کو فضا میں بلند ہوتے دیکھا پھر خود کو نیچے تارکول کی سیاہ سڑک پہ منہ کے بل گرتے دیکھا

منہ چھل گیا سر پہ ایک گہری ضرب لگی لمحے کا بس ایک لمحے کا کھیل تھا

اس نے اپنے پورے جسم میں درد کی ایک لہر کو دوڑتا محسوس کیا اس نے اپنے چہرے گردن پہ خون کو بہتے محسوس کیا

اس سے ذرا دور کھڑے عمر حیات نے یہ منظر دیکھا ہارون نے اس سیاہ آنکھوں والے مرد کو اپنی طرف دیوانہ وار بھاگتے دیکھا

اس نے سفید لباس والی لڑکی کو ساکت ہوتے دیکھا وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی

وہ quick reaction

نہیں دیا کرتی تھی یہ اسکی فطرت تھی

سڑک خون سے تر ہوتی جارہی تھی جسم اور سر میں تکلیف بڑھتی جارہی تھی اسے لگا تھا یہ موت ہے یہ واقعی موت تھی

سفید لباس والی لڑکی مرے مرے قدم اٹھاتی اسکے قریب جا رہی تھی

لوگوں کا رش بڑھنے لگا تھا عمر حیات اسکا زخم چیک کر رہا تھا اسکے خون کو روکنے کے لئے کچھ ڈھونڈ رہا تھا

لڑکی اب بھی ان سے دور تھی بس ذرا سی دور وہ اسکے اتنے قریب تھا بس بیچ میں جنگلہ تھا

ہارون نے اپنی آنکھوں کو بند ہوتے دیکھا اس نے آخری بار کچھ محسوس کرنا چاہا

وہ درد تھا بس درد بے پناہ درد

اب سفید لباس والی لڑکی انکے قریب پہنچ گئی تھی ہارون کو دیکھتے ہوئے وہ نیچے سڑک پہ بیٹھی اس لڑکے کی سفید شرٹ سرخ ہو گئی تھی

عمر اب اسے اٹھا رہا تھا وہ اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا رہا تھا وہ ایمبولینس کا انتظار نہیں کر سکتا تھا

لوگ مدد نہیں کر رہے تھے لوگ ویڈیو بنا رہے تھے

لڑکی اب بھی سڑک پہ بیٹھی اس خون کو تک رہی تھی ساکت سن

سیاہ آنکھوں والا مرد اس سفید شرٹ والے لڑکے کو اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ لٹا رہا تھا

وہ بار بار اسکا زخم چیک کر رہا تھا خود تو تسلی دے رہا تھا اسکے ساکت ہوئے وجود کو تسلی دے رہا تھا

زخم گہرا نہیں ہے تم بچ جاؤ گے وہ دہرا رہا تھا

لڑکی اب بھی سڑک پہ بیٹھی تھی سیاہ آنکھوں والا مرد واپس آیا اسکے آگے ہاتھ پھیلایا وہ عجلت میں تھا وہ پریشان بھی تھا

لڑکی نے آنکھیں اٹھائیں اسکی آنکھوں میں گہرا کرب تھا

کیا وہ مر جائے گا؟

اس نے بے تاثر لہجے میں ایک سی سوال پوچھا

مرد جھکا اسے کندھے سے پکڑ کر اٹھایا

اسکی آنکھوں میں دیکھا

وہ بچ جائے گا

یقین دھانی کروائی گئی

سفید لباس والی لڑکی نے یقین کر لیا

اسے اب اس مرد کی باتوں پہ یقین آجاتا تھا

ہسپتال کیسا ہوتا ہے؟

بے رحم سرد

ہارون کو آئی سی یو لے جایا گیا تھا جہاں اسکی سرجری ہو رہی تھی سر کا زخم گہرا تھا

ایک بازو ٹوٹ گیا تھا

ویٹنگ روم میں بیٹھی لڑکی بس فرش کو گھور رہی تھی آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے

آج کے بعد اگر تم چاہو گی تب بھی میں تمھیں نظر نہیں آؤں گا

وہ کیوں تھا ایسا اس نے کیوں کہا ایسا؟

کچھ ناراضگیوں کو موت سے پہلے ختم ہو جانا چاہیے موت سے پہلے انکا ختم ہونا محبت ہوتی ہے

سماعتوں میں اس کے فقرے گونج رہے تھے

دل جیسے رک رک کر چل رہا تھا

اسکا دل چاہ رہا تھا کہ بس ہارون کو دو منٹ کے لئے ہوش آجائے اور وہ اس تعلق کی ناراضگی ختم کر لے اسے

ہارون عزیز تھا

ہر تعلق میں اتنی محبت تو ہونی چاہیے کہ اس میں ناراضگی ختم کرنے کے لئے موت کا انتظار نہ کرنا پڑے

آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے دل کی اذیت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا

تم مجھے عزیز ہو ہالے

یار ایسا نہ کیا کرو کیا پتہ یہ آخری بار ہو

اس نے چاہا تھا وہ اپنے کانوں کو بند کر لے

اس نے چاہا تھا وقت پیچھے چلا جائے کوئی ناراضگی کوئی غصہ کچھ بھی ہارون سے زیادہ قیمتی نہیں تھا

اس نے تھک کر پیچھے کو ٹیک لگالی بند آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

اس کے قریب کوئی آکر بیٹھا سرمئی ٹریک سوٹ والا مرد اس کے سینے پہ خون کے دھبے تھے

آپ دعا کریں انجری بہت گہری ہے وہ بہت تکلیف جھیل رہا ہے میں چاہتا ہوں وہ بچ جائے

میں بھی

ہالے بند آنکھوں کے ساتھ بڑبڑائی

آپ دعا کیوں نہیں کرتیں ؟وہ اسکو نہیں دیکھ رہا تھا وہ ہالے کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا عجیب بے کلی سی ہوتی تھی

میں اس سے دعا نہیں مانگوں گی وہ میری نہیں سنتا اسکے لہجے میں بے بسی تھی

وہ مجھ سے ناراض ہے میں دعا مانگوں گی تو وہ سزا کے طور پہ ہارون کو چھین لے گا

اسکی آواز زکام زدہ تھی آنسو ایک پل کو بھی رکے نہیں تھے

دونوں کے درمیان خاموشی چھاگئی

تم دعا مانگو وہ تم سے تو راضی ہے وہ کافی دیر بعد منت کے انداز میں بولی

میں اس سے مانگتا نہیں ہوں میں دل میں خواہش کرلیتا ہوں اور وہ دے دیتا ہے

اس نے کندھے اچکائے

میں اسے مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی عمر

یکدم وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی

عمر نے اسکی طرف دیکھا

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دی

وہ سمجھتا ہے میں اس سے ناراض ہوں میں ناراض نہیں تھی میں ہارون سے ناراض ہو ہی نہیں سکتی

وہ آوازوں کے ساتھ بری طرح رو رہی تھی

عمر کرب سے اسکو دیکھتا رہا

میں اس سے دور تھی میں حسن سے دور تھی کیونکہ میں جانتی تھی میرا رنگ سیاہ ہونے والا ہے وہ اچھے لوگ تھے وہ سب سینٹ تھے میں بری بن گئی تھی میرا رنگ سیاہ ہوتا جارہا تھا میں خود کو ایک کوڑھ کا مریض سمجھتی جارہی تھی

جس طرح

آہستہ آہستہ کوڑھ اسکے سارے جسم میں پھیلتا جاتا ہے اسی طرح میرا سرمئی رنگ سیاہ ہوتا جارہا تھا مجھے ہر رات اپنے جسم کا ایک ایک ٹکڑا سیاہ ہوتا جارہا تھا

اسکی آواز بلند ہوتی جارہی تھی آنسوؤں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا

میں جب جب ان سیاہ ٹکڑوں کو دیکھتی تھی میرے دل میں ان لوگوں سے میرے خاندان سے دور رہنے کا فیصلہ جڑ پکڑتا جاتا تھا

کچھ وقت پہلے تک ہم سب ایک جیسے تھے

اسکے آنسو رک گئے شاید وہ تھک چکی تھی لیکن اس نے بولنا بند نہیں کیا

کھانا شاپنگ پڑھائی گھومنا یہی سب ہماری زندگی تھی وہ نم سرخ آنکھوں کے ساتھ کہہ رہی تھی

انکی زندگی اب بھی ویسی ہے اچھی صاف اور میں ؟

میں گندی ہوگئی میں کوڑھ کی مریض ہوگئی میں جہاں جہاں جاتی ہوں لوگ مجھے معنی خیزی سے دیکھتے ہیں جملے کستے ہیں باتیں کرتے ہیں پہلے ایسا نہیں تھا پہلے لوگ میری خوبصورتی کی تعریف کرتے تھے میرے ہیروں کی بات کرتے تھے اور میرے ساتھ کھڑے دونوں مردوں کو مجھ پہ فخر ہوتا تھا

وہ رکی زخمی آنکھوں سے عمر کو دیکھا عمر اسے ہی دیکھ رہا تھا

اب اگر وہ میرے ساتھ جائیں گے تو لوگ طنز کریں گے باتیں کریں گے

میرے دونوں عزیز مرد کچھ دن برداشت کریں گے پھر غصہ ہوں گے پھر لڑیں گے وہ خود کو نقصان دیں گے باتیں کرنے والے لوگوں کو ماریں گے اور آخر میں وہ مجھ سے بے زار ہو جائیں گے

وہ رکی لہجے میں دنیا بھر کا دکھ سما گیا

وہ بے زار ہو جائیں گے اور ہالے مر جائے گی میں انکی آنکھوں میں اپنے لئے محبت دیکھنے کی عادی ہوں فخر دیکھنے کی عادی ہوں میں نفرت بے زاری نہیں سہہ سکوں گی

انکو لگتا ہے ہالے انکو نفرت بے زاری کی وجہ سے سے ناراضگی کی وجہ سے چھوڑ رہی ہے وہ دونوں نہیں جانتے

میں انکو محبت کی خاطر چھوڑ رہی ہوں میں انکو "انکے" لئے چھوڑ رہی ہوں

اس نے چہرہ جھکا لیا آنسو ایک بار پھر بہنے لگے

عمر کچھ نہیں بولا وہ بس چپ چاپ بیٹھا رہا

پھر وہ اٹھا

میں اسکے گھر والوں کو اطلاع کر آؤں سر جری ختم ہونے میں بہت وقت ہے وہ کہہ کر ہالے کی جانب دیکھے بغیر

باہر نکل گیا

پیچھے وہ ایک بار پھر اذیت میں گھری بیٹھی رہ گئی

کتنی دیر گزری اسے پتہ نہیں چلا وہ بس آنکھیں بند کئے روتی گئی اور ہارون کے ساتھ گزرے وقت کو یاد کرتی

رہی

روم نمبر 125 کے ساتھ آپ ہیں؟

اس آواز پہ وہ اچھل کر کھڑی ہوئی تھی

سسٹر اسکے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی

ہالے نے بس اثبات میں سر ہلایا

اسی لمحے اس نے نوال اور شاہد کو فق ہوتے چہروں کے ساتھ اسکی طرف آتے دیکھا

کیا ہوا ہے ؟

کیا کیا ہے تم نے ہارون کے ساتھ بولو ؟ نوال اسکے اوپر جھپٹ پڑی تھیں

ہالے نے سرد نظروں سے انکو دیکھا

آپ کا بیٹا میرا دوست ہے میرا خاندان ہے اگر آپ نے اسکی اس حالت کا الزام مجھ پہ لگانے کی کوشش بھی کی تو میں بھول جاوں گی کہ آپ میری لگتی کیا ہیں وہ ایسے رعب دار ایسے ٹھنڈے لہجے میں بولی کہ نوال کو بے اختیار اس سے خوف آیا

ہالے باہر نکل گئی شاہد اور نوال اسکی تقلید میں چلتے گئے

آئی سی یو کے باہر انہوں نے ڈاکٹر کو اپنی جانب آتے دیکھا

میرا بیٹا میرا ہارون کیسا ہے ؟ اسکی کنڈیشن کیسی ہے اب ؟

شاہد نے آگے کو ہو کر بے قراری سے پوچھا تھا

روڈ ایکسیڈنٹ میں اتنے گہرے زخم عموما لگتے نہیں ہیں لیکن آپ کے بیٹے کے سر میں انٹرنل بلیڈنگ بہت ہو گئی تھی ہم نے پوری کوشش کی لیکن ہم بچا نہیں سکے

وی آر سوری سر

اس لمحے اس پل سارے شہر کی ساری آوازیں بند ہو گیں

ہر طرف سکوت چھا گیا

نوال دھاڑے مار مار کر رو رہی تھی شاہد چیخ رہے تھے رو رہے تھے

ہالے گھٹنوں کے بل اس فرش پہ گر گئی

کھلے بال چہرے کے اطراف میں گر گئے چہرہ چھپ سا گیا

نوحہ بین ماتم دوست کے مرنے پہ کیا کرے؟

آنسو اسکی آنکھوں سے نکل کر فرش پہ گر رہے تھے

دل پھٹ رہا تھا روح قبض ہو رہی تھی سانس اکھڑ رہا تھا

وہ فرش پہ چہرہ جھکائے بس بے آواز رو رہی تھی

کچھ ناراضگیوں کو موت سے پہلے ختم ہو جانا چاہیے موت کے بعد انکا ختم ہونا مجبوری ہوتی ہے موت سے پہلے انکا ختم ہونا محبت ہوتی ہے ہر تعلق میں اتنی محبت تو ہونی چاہیے کہ اس میں ناراضگیوں کے ختم ہونے کے لئے موت کا انتظار نہ کیا جائے

شاہد کے رونے کی آواز نوال کا دھاڑیں مار مار کر رونا ہالے کے بے آواز آنسو

ساری آوازیں بے معنی تھیں بس ہارون شاہد کی موت سے قبل گونجی ہوئی آواز معنی رکھتی تھی

ساری دنیا بھی اگر تمھیں چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد آدمی ہو گا جو تمھارے ساتھ ہو گا

وہ سہی کہتا تھا وہ دنیا تھا

ہارون مر گیا تھا ہالے کو لگا ساری دنیا مر گئی

وہ ہسپتال کے سامنے والے بینک سے کچھ کیش نکلوانے گیا تھا

اپنے ٹریک سوٹ کی جیب میں رقم اڑستا وہ واپس ہسپتال آیا

اسکی حالت ابتر تھی سینے پہ جابجا خون کے دھبے تھے بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سرخ

وہ کال پہ بات کرتا ہوا آرہا تھا دفتعا وہ رکا ایک وارڈ کے باہر اسکے قدم تھمے وارڈ کے اندر سے کوئی شناسا آواز آ رہی تھی

وہ اس آواز کو جانتا تھا لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے اس آواز کو ڈی کوڈ کیا تھا

وہ آہستگی سے وارڈ کا دروازہ کھولتا اندر آیا البتہ اسکا چہرہ عجیب تھا

وارڈ میں ایک قطار سے ذرا ذرا سے فاصلے پہ بیڈ لگے تھے

کوئی تیسرے بیڈ پہ وہ عورت بیٹھی تھی جس کی آواز پہ عمر یہاں تک آیا تھا

اسکے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے آنکھوں میں عجیب خوف تھا

ہاں عمر حیات کی آنکھوں میں آج خوف تھا

وہ عورت اب ڈاکٹر پہ چیخ رہی تھی اسکی حالت پہ کسی پاگل کا گمان ہوتا تھا

میرا علاج کرو خدا کا واسطہ میرا علاج کرو وہ ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑے کہہ رہی تھی

پھر اپنے سر پہ زور زور سے ہاتھ مار رہی تھی

یہ دیکھو یہاں یہاں کچھ ہے کوئی کیڑا ہے جو رینگ رہا ہے میرے سر میں کچھ ہے اسکو نکالو خدا کے لئے اسکو نکالو

وہ رو رہی تھی پاگلوں کی طرح دہائی دے رہی تھی

یہ وہی تھی بخدا یہ وہی تھی عمر اسکے بیڈ کے عین عقب میں کھڑا تھا ہاتھ پہلو میں گرے تھے

وہ اٹھائیس سالہ عمر نہیں تھا یہ اٹھارہ سالہ عمر تھا خوف زدہ سا ٹوٹا ہوا سا

دیکھیں بی بی آپ کا سارا علاج ہو چکا ہے ہر طرح کے ٹیسٹ کر کے دیکھ لئے ہیں کوئی مرض کوئی بیماری ہے ہی نہیں ہم علاج کریں تو بھلا کس مرض کا؟۔

وہ بے زاری سے کہہ رہے تھے اتنے بڑے ہسپتال کا اتنا کالیفائیڈ ڈاکٹر ایک عورت کی بیماری کیوں نہیں سمجھ رہا؟

عمر ساکت قدموں سے آگے آیا اس عورت کے بلکل سامنے آکر کھڑا ہوا

اب کے عورت نے نظریں اٹھا کر اسکو دیکھا تھا عمر اسے دیکھے گیا اسکے لب آہستگی سے پھڑ پھڑائے

زری خالہ؟

اسکی آنکھیں بے یقین تھیں

یہ وہ عورت نہیں تھی یہ اس کی زری خالہ ہو کر بھی ویسی نہیں تھی

بکھرے بال اجڑا حلیہ آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے زرد پیلی پھٹک رنگت

تم عمر ہو ناں؟

وہ اسکو دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

آنکھوں میں شناسائی ابھری

عمر تم؟.. تم عمر ہو؟

دیکھو میں تمہاری خالہ ہوں میں زری ہوں ادھر دیکھو بچے وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کے پوچھ رہی تھی

عمر کی سماعتوں میں کوئی اور فقرے گونج رہے تھے

تمہاری ماں تمھیں کچرے کے ڈھیر سے اٹھا کر لائی تھی اسکا مقصد تمھیں پالنا نہیں تھا

عمر دیکھو یہ ڈاکٹر میرا علاج نہیں کر رہا دیکھو میرے سر میں کیڑے رینگ رہے ہیں عمر دیکھو.......

جب محلے والوں نے تمہاری ماں سے تمھیں نکالنے کو کہا تب وہ ضد میں آگئی بچے وہ ضدی عورت ہے اس نے تمھیں ضد میں اپنے پاس رکھا اسے تم سے کوئی محبت کوئی لگاوٹ نہیں تھی وہ بس ضدی تھی

عمر دیکھو میں تمہاری خالہ ہوں تمہاری ماں ایک ضدی عورت میرا علاج تمہاری ماں نے تمھارے ساتھ زیادتی کی

میرے سر میں کیڑے

تمہاری ماں تمھیں کہیں اور لے جا سکتی تھی تمہاری تربیت تعلیم کے لئے لیکن وہ ایک ضدی عورت تھی اسے محلے والوں کو دکھانا تھا کہ وہ...

منظر گڈ مڈ ہونے لگے آوازیں مکس اپ ہونے لگیں عمر کا چہرہ خوف سے سفید پڑنے لگا

وہ بس ساکن کھڑا رہا اس نے سانس تک روک رکھی تھی

زیادتی کا الزام اسکی ماں کو گالیاں بکتے لوگ جنونیوں کی طرح لوگوں کو مارتا عمر خون سے تر اسکے ہاتھ انسانیت سے خالی دل

یکدم وہ پیچھے ہٹا

زری کے ہاتھ ہوا میں معلق رہ گئے

عمر ڈاکٹر کی جانب مڑا

انکے ساتھ کیا مسلہ ہے ؟

اس نے کانپتی آواز میں بس ایک ہی سوال کیا

ڈاکٹر نے گہری سانس لی

یہ سارے مریض پرانے کراچی سے آئے ہیں انہوں نے کہنا شروع کیا

امیر شبر (کراچی کا سب سے امیر آدمی) ان کا علاج کروانا چاہتے ہیں خدمت خلق یو نو

یہ بی بی یہاں کئی بار آ چکی ہیں ہم نے انکے سارے ٹیسٹ کئے ہیں انکے ساتھ کوئی مسلہ ہے ہی نہیں سب رپورٹس کلئیر ہیں اب آپ بتائیں ہم آخر کیا کریں ؟

وہ بے زاری سے کہہ رہے تھے

عمر کے کانوں میں نفیسہ کی گھٹی گھٹی چیخیں گونجیں

خدا تمھیں غارت کرے زری

ڈاکٹر بول کر چلا گیا تھا زری اب عمر سے کچھ کہہ رہی تھی

عمر بس کھڑا تھا چپ گم صم

عمر تم مجھے سن رہے ہو ناں ادھر دیکھو میری بات سنو

زری نے اسکو بازو سے کھینچ کر اپنی جانب کیا

وہ خالی خالی نظروں سے اسکو دیکھتا رہا

وہ رونے لگی تھی اپنے سر پہ تھپڑ مار مار کر رونے لگی تھی

یہ دیکھو یہ کیڑے پھر آگئے میرا سر پھٹ رہا ہے عمر کچھ کرو کچھ کرو خدا کے لئے کچھ کرو
وہ اسکا بازو جھنجھوڑ رہی تھی

عمر نے کندھے سے پکڑ کر اسکو ہسپتال کے بیڈ پہ بٹھایا

خود اسکے سامنے بیٹھ گیا

یہ بیماری نہیں ہے خالہ

وہ آہستگی سے بولا

دوائیوں کی پھیلی ہوئی باس بولتے شور مچاتے لوگ درد سے کراہتے ڈاکٹر کی جھڑک کھاتے لوگ ان سب سے

بے نیاز وہ بیڈ پہ اسکے سامنے بیٹھا کہہ رہا تھا

یہ عذاب ہے یہ بد دعائیں ہیں معافی مانگیں واپس جائیں اماں سے معافی مانگیں وہ معاف کر دیتی ہیں میں ان سے کہوں گا وہ آپ کو معاف کر دیں آپ

. . .

اسکی آواز دم توڑ گئی جب وہ پاگل جنونی عورت اسکے سینے پہ دھکا مارتے ہوئے اٹھی عمر نے اسکی آنکھیں دیکھیں ان میں شر تھا

کس بات کی معافی ہاں؟

وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ غرآئی تھی

عمر کو اسکی اواز میں ابلیس کی آواز شامل ہوتی محسوس ہوئی

میں نے جو کچھ کیا بلکل سہی کیا ایک ہزار بار موقع ملا تو ایک ہزار بار یہی کروں گی وہ ہزیانی انداز میں چلائی

تم آسیب تھے اور آسیب رہے تمہاری ماں ایک بے وقوف اور ضدی عورت تھی میں نے تمھارے اور تمہاری ماں کے ساتھ جو کچھ کیا وہ سہی تھا زری کو اپنے گناہوں پا شرمندگی نہیں ہے کوئی شرمندگی نہیں ہے

وہ بلند آواز میں چلا رہی تھی لوگ مڑ مڑ کر انکو دیکھنے لگے تھے

وہ اب بھی مغلضات بکتی جا رہی تھی لیکن عمر مزید برداشت نہیں کر سکا

دس سالوں کی تکلیف ایک بار پھر عود کر آئی تھی

آنسو ذلت درد تکلیف سب کچھ دل میں دبا کر سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ وارڈ سے باہر آیا

اسکی ٹانگیں کانپ رہی تھیں ذلت نے ایک بار پھر سر جھکا آیا تھا

اس نے آنکھیں بند کر لیں دل کی جلن زرا کم ہوئی

وارڈ کے اندر کھڑے فرہاد غفار نے ایک میسج ٹائپ کیا تھا

مجھے عمر حیات کا خوف مل گیا ہے مادام

اور باہر کھڑے دیوار سے ٹیک لگائے عمر حیات کو دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ وہ "خوف زدہ" ہے

تھوڑی دیر بعد وہ واپس ویٹنگ روم تک گیا ہالے کو وہاں نہ پا کر اسے ذرا حیرت ہوئی اب کے وہ بالکل مختلف عمر تھا سنجیدہ زیرک

اس نے پاس کھڑی نرس سے ہالے کے بارے میں استفسار کیا اس نے لاعلمی سے کندھے اچکا دیے

وہ خود ہی اسکو ڈھونڈتا اوپر چلا گیا یکدم اسے کچھ آوازیں آئیں نوال کے چیخنے کی رونے کی وہ بار بار ہالے کا نام لے کر کچھ کہہ رہی تھیں

عمر فورا اسے پہلے اس طرف بھاگا تھا راہداری میں کھڑے ہو کر اس نے اپنی نظروں کی سیدھ میں دیکھا

اسے لگا اسکا دل رک گیا ساری دنیا کی حرکت رک گئی

ہالے سفید ماربل کے فرش پہ بیٹھی تھی اسکی کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی وہ بس بے آواز رو رہی تھی

بینچ پہ بیٹھے شاہد حسین پہ غشی طاری ہو رہی تھی ڈاکٹرز کی ٹیم انکو سنبھال رہی تھی دلاسا دے رہی تھی

عمر قدم قدم چلتا انکے قریب آیا وہ ہالے کے بلکل پاس آکر رکا پھر اسکے قریب اسی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا

ہالے نے روئی روئی آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا

عمر نے بے اختیار اپنے دل کو کٹتا محسوس کیا

اگر ان ایک آنکھوں سے آنسو بہنا رک جائیں تو عمر حیات کے لئے نعمتوں کی کوئی حد نہیں تھی

کیا ہوا ہے؟

اس نے نرمی سے پوچھا

ہارون.. عمر ہارون

وہ بس تین الفاظ کہہ کر ایک بار پھر رو دی

یہ ہارون کا کمرہ نہیں ہے الفاظ تھے کہ دھماکہ ہالے کو اپنے کان پھٹتے محسوس ہوئے

وہ 115 میں ہے آپ کو نمبر زیاد نہیں رہتے ناں؟

اسکی آواز اب بھی ہلکی اور نرم تھی

ہالے بس اسکو دیکھے گئی آنسو خود بخود رک گئے دنیا ایک بار پھر زندہ ہونے لگی

عمر نے اسکے آگے ہاتھ پھیلایا ہالے نے اپنا کانپتا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھ دیا

یہ لمس ہمیشہ سے تحفظ رہا تھامان رہا تھا اعتبار رہا تھارات کے آخری پہر بھی اور دن کے جلتے آجالے میں بھی

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اسکے پیروں پہ کھڑا کر چکا تھا پھر اسی طرح اسکا ہاتھ پکڑے وہ ڈاکٹر کی جانب بڑھا ایک

ہاتھ سے اس نے ہالے کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور دوسرے سے ڈاکٹر کا گریبان

ایک جانب لمس میں نرمی تھی اور دوسری جانب شدت

کیا بکو اس کی ہے تم نے ان لوگوں سے ہاں؟ ہاروں مر گیا؟

وہ اس پہ غرا رہا تھا

اور وہ جو روم نمبر 115. میں ہے وہ تمہارا باپ ہے؟ بول کیا تماشا ہے یہ

اسکی آواز بلند تھی اور ہاتھ سختی سے اسکی گردن کو دبا رہا تھا

ہالے اسکے ساتھ کھڑی رہی اسے لگا اگر عمر نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تو آج وہ زمین بوس ہو جائے گی

دیکھیں سر میرا. میرا گریبان چھوڑیے

وہ بامشکل بول سکا

بول کس کی بات کر رہے ہو تم؟ کیا نام ہے تمھارے مریض کا؟

وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں دھاڑآ

ہارون... ہارون وقار وہ اکھڑتے ہوئے سانس اور خوف کے درمیان بولا

روتی آنکھیں چمک اٹھیں بین کرتے چہرے شانت ہوئے

وہ جنکو لگا تھا دنیا مر گئی انکے لئے خدا نے معجزے کر دیے

ہالے نے خالی خالی آنکھوں سے عمر کو دیکھا

عمر جل کر بڑبڑایا

میرا دل جلانے کے لئے پیدا ہوا ہے وہ سر مئی بلا ہنہہ کہیں مر ہی نہ جائے

تھوڑی دیر بعد وہ سب آئی سی یو کے باہر کھڑے تھے

ہسپتال کے کمروں کے باہر کھڑے ہو کر کیا جانے والا انتظار دنیا کا سب سے برا انتظار ہوتا ہے

دفتعا دروازہ کھلا ڈاکٹر کبیر باہر آئے

سرجری کامیاب ہوئی آپ کو مبارک ہو

ہالے کا رکا ہوا سانس بحال ہوا عمر نے کوئی تاثر نہیں دیا البتہ دل پہ لدا بوجھ ہٹا شاہد اور نوال خوشی سے روئے تھے ہنسے تھے

ہم کب مل سکیں گے ؟سوال کرنے والا عمر تھا

فلحال تو نہیں کم از کم ایک دو دن نہیں اگر آپ کو ملنے کی اجازت دے بھی دیں تو آپ نے ان سے کوئی بات نہیں کرنی صرف سرجری کامیاب ہوئی ہے اصل تکلیف تو اب شروع ہوئی ہے کافی عرصہ اب وہ شاید چڑ چڑے رہیں یا شاید درد ہوتا رہے لیکن وہ زندہ ہیں آپ کو ایک بار پھر مبارک ہو

انہوں نے شاہد کا کندھا تھپکا تھا پھر ذرار کے

عمر کی طرف اشارہ کیا

یہ نوجوان آپ کے بیٹے کو ہاتھوں میں اٹھا کر لایا ہے ایم این اے صاحب ہم سے زیادہ آپ کو انکا شکر گزار ہونا چاہیے

شاہد نے تشکر سے اس کو دیکھا

آپ میرے آفس آجائیں پلیز ہمیں بات کرنی ہے وہ شائستگی سے کہہ کر مڑ گئے

شاہد اس کے قریب آئے ممنونیت سے اسکو دیکھا

میں تمہارا شکریہ کس طرح ادا کروں ؟

مم

وہ ابھی کچھ اور کہتے جب عمر نے انکی بات کاٹ دی

اپنے جیب سے ایک چھوٹی پرچی نکال کر انکے ہاتھ میں رکھی

ہالے ان حالات میں بھی ہنس دی چور چوری سے جائے لیکن عمر حیات اپنے پیسوں کے عشق سے نہ جائے

یہ رہا بل اب تک آپ کے بیٹے پہ میری حق حلال کی کمائی کے پندرہ لاکھ لگ چکے ہیں اور میرا دل بیٹھا جا رہا ہے شام تک سارے پیسے میرے اکاؤنٹ میں ڈلوا دیجئے گا ورنہ شاید آپ کے بیٹے کی جگہ میں ہسپتال میں داخل ہوں گا

وہ لئے دیے انداز میں کہہ کر مڑا پھر رکا

نوال کے چہرے کو دیکھا

آئندہ میری بیوی سے اس لہجے میں بات مت کیجئے گا میری بیوی کو طعنے دینے کی بجائے بہتر ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو سڑک کراس کرنا سکھائیں

نہ زیادہ نرم اور نہ کوئی بدتمیزی وہ نارمل انداز میں کہہ کر اب کے ہالے کی طرف مڑا

آپ میرے ساتھ آئیں گی یا اس انوکھے لاڈلے کے دیدار کا شرف حاصل کرنے کے بعد آئیں گی

اس نے گویا کوئلے چبار کھے تھے

ہالے مسکراہٹ دبائے اسکے ساتھ چل دی

پیچھے شاہد اور نوال حق دق کھڑے رہ گئے

کافی دیر بعد شاہد کی ہلکی سی آواز آئی تھی

یہ ہارون کا دوست ہے یا دشمن؟

یہ رقیب ہے

نوال نے وثوق سے کہا

راہداریوں کے پار وہ اب بھی جلا کٹا لگتا تھا

میرا پورا دن ضائع کروا دیا اتنے پیسے بھی لگ گئے وہ آپ کے ماموں میرے پیسے تو دے دیں گے ناں؟

اسے تو ایک ہی خوف لاحق تھا

اللہ اللہ دے دیں گے تمھارے پیسے بی پی کیوں لو ہو اجا رہا ہے تمہارا؟

وہ چڑ گئی تھی

آپ بی پی کی بات کر رہی ہیں میرے اکاؤنٹ سے دس روپے بھی نکل جائیں تو میرا دل بیٹھ جاتا ہے

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا

ہالے نے جواب نہیں دیا

وہ اندر بیٹھی سر کو سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا

ہارون زندہ تھا اس سے بڑی آسودگی کیا ہو سکتی ہے

دفعتاوہ چونکی عمر اسے دیکھ رہا تھا ہالے نے اسکو "کیا ہے؟ والی نظروں سے دیکھا

جو باتیں آج آپ نے وٹینگ روم میں کہیں وہ کوڑھ کے مریض اور خاندان سے دوری یہ سب آپ سے کس نے کہا وہ سنجیدہ تھا حد درجہ سنجیدہ

ہالے کو وہ عجیب لگا چند لمحہ قبل والا عمر اور یہ عمران دونوں میں کتنا فرق تھا

ہالے میں کچھ پوچھ رہا ہوں اب کے وہ ذرا زور سے بولا

(یہ معراج سلطان کے قتل کے ایک ہفتہ بعد کا ذکر ہے

ہالے فون کان سے لگائے مہرماہ سے بات کر رہی تھی

ہارون نے کچھ بھی جان بوجھ کر تو نہیں کیا ہو گا ناں اور حسن میں اس سے بھی ort outs کر لوں گی کل آؤں گی اسے لینے وہ ہلکی تکان زدہ آواز میں کہہ رہی تھی

تمہارا دماغ خراب ہے ؟ تم کیا چاہتی ہو ؟ کہ معراج بابا مر گئے تو اب حسن اور ہارون کو بھی مار دو اس نے جھڑکا تھا

میں ایسا کیوں چاہوں گی میرا یہ مطلب نہیں تھا وہ حیران تھی لیکن وہ مہر کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی وہ اسکے اپر ول کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی

آہ یہ needy اور desprate بچی

معراج بابا تو قدرتی موت مر گئے لیکن کیا ہارون اور حسن کو ذلت کی موت دینا چاہتی ہو ؟

تم ایک بدنام اور رسوا لڑکی ہو اب تمہارا معاشرے میں کوئی مقام نہیں ہے تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے ہالے وہ دونوں مرد اگر تمھارے ساتھ رہے تو یا لڑ لڑ کر مر جائیں گے یا پھر غیرت سے تم ان دونوں کو کیسی موت دینا چاہتی ہو ؟

مہر تندھی سے کہہ رہی تھی ہالے کے پاس سارے الفاظ ختم ہو گئے

مہر ذرا دھیمی ہوئی

دیکھو ہالے میں تم سے محبت کرتی ہوں تم میرے لئے بیٹی کی طرح ہو تم سمجھ رہی ہو ناں ؟

میں تمھارے ساتھ مخلص ہوں مائیں مخلص ہوتی ہیں ہالے

جادو گرنی ایک بار پھر اپنا جادو چلا رہی تھی اور فیری ٹیل کی شہزادیاں ہمیشہ جادو کے سحر میں آجایا کرتی ہیں)

ہالے.... عمر کے بلند آواز پہ اسے ہوش آیا

جس نے بھی کہا وہ مجھ سے مخلص اور وفادار ہے ہالے نے دوٹوک جواب دیا

آپ اس پہ اعتبار کیسے کر سکتی ہیں آپ ایک..

کیا تم اپنی ماں پہ شک کر سکتے ہو؟

ہالے نے بازو سینے پہ باندھ کر ٹھنڈے لہجے میں پوچھا تھا

ایک لمحے کو جیسے ساری گردشیں رک گئیں

عمر کا چہرہ تاریک ہوا

اس نے رخ موڑ لیا

کوئی بچہ اپنی ماں پہ شک نہیں کر سکتا وہ کیسے کر سکتی تھی؟

تھوڑی دیر تک وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا

تمھیں کیسے پتہ میں نمبرز سے خوف زدہ ہوں؟

ہالے کے چہرے پہ چوری پکڑے جانے والا تاثر تھا

عمر نے جواب نہیں دیا

اسکے ذہن میں کچھ چل رہا تھا کہیں کچھ دن پہلے کی باتیں

کچھ وقت کے لئے چند دن پیچھے چلتے ہیں

یہ ہالے کے شاہ تاج کے گھر کے باہر گاڑی میں لاک ہو جانے والی رات کا ذکر ہے

لیل کے گھر کے باہر کھڑا اعمر اور اسکے سامنے مجرم سا ہارون شاہد

میں تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں ہارون مجھے سچ سچ بتاؤ یہ سارا کیا چکر ہے ؟وہ کیوں اتنی خوف زدہ اور شاکڈ ہو جاتی ہیں؟

کیوں وہ مجھے چھوڑ کر تمہیں اپنا مسیحا سمجھ رہی تھیں؟

وہ سخت نظروں سے اسکو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا

ہارون نے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا

اسے کلسٹر وفوبیا ہے (کلسٹر وفوبیا ایک نفسیاتی بیماری ہے اس بیماری میں مریض کو گھٹن کا احساس ہوتا ہے اور اپنا سانس رکتا محسوس ہوتا ہے اس بیماری

کے افراد لفٹ، چھوٹے بند فلیٹ کمروں یا پھر کسی بھی طرح کی کم ہوادار یا پھر بند جگہوں سے خوف کھاتے ہیں

اس بیماری کی علامت میں بند جگہ پہ گھٹن یا گرمی کا احساس ہونا سانس بند ہونا پسینہ آنا ہے یہ بیماری ہر ایک کے لئے مختلف ہے اسکے شروعاتی اسٹیجز نارمل ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی فرد اسکے آخری اسٹیج تک پہنچ جائے تو اسے شدتی پینک اٹیک ہو سکتے ہیں اور اسکے لئے ایک نارمل زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے)

اس نے مجھے مسیحا سمجھا کیونکہ وہ اپنے بچپن میں تھی اور وہاں کوئی عمر حیات نہیں تھا وہ واقعات مکس اپ کر رہی تھی کیونکہ اسکا فوبیا آخری اسٹیج پہ ہے اسے بہت شدت سے پینک اٹیکس ہو رہے ہیں

عمر مشکوک۔ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

لیکن اس نے گاڑی کا دروازہ اندر سے کھولا کیوں نہیں ہاں؟ وہ اب کے مزید سختی سے بولا

کیونکہ وہ نہیں کھول سکتی تھی ہارون اس سے زیادہ تیز آواز میں چلایا

وہ اس وقت وہی چھٹی کلاس والی بچی تھی جسے اسکی ٹیچر نے کلاس میں بند کر دیا تھا دروازہ کھولنا اسکے لئے نہ ممکن تھا کیونکہ وہ بائیس سالہ ہالے نہیں تھی وہ بارہ سالہ ہالے تھی جسکا دروازہ لاکڈ تھا جو چھوٹی بچی تھی جسکا دم گھٹ رہا تھا جس کے لئے دو گھنٹے کلاس روم کا دروازہ کھولنے کوئی نہیں آیا جسکا بیسٹ فرینڈ ہارون تھا

وہ سرخ ہوتی آنکھیں عمر کے چہرے پہ گاڑے ہوئے بلند آواز میں کہہ رہا تھا

عمر رک گیا مٹھی بھینچ کر غصہ قابو کرنا چاہا

اسکے ساتھ کیا مسلہ رہا تھا

اب کے وہ آرام سے بولا

ہارون نے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی

کلسٹروفوبیا

بکومت کلسٹروفوبیا کا اندھیرے سے کیا تعلق اسے اندھیرا کیوں دکھتا ہے عمر نے اسے جھڑکا

اسے اندھیرا نہیں دکھتا وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہے جب بھی کسی بند گھٹن زدہ جگہ پہ موجود ہو وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہے اس لئے اسے اندھیرا دکھتا ہے لیکن وہ اندھیرے سے خوف زدہ نہیں ہے کیا وہ اپنے روم کی ساری بتیاں بند کر کے نہیں سوتی؟

ہارون اسکو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

اور عمر کو اچھے طریقے سے یاد تھا وہ اپنے کمرے میں ایک ذرا سی بھی روشنی برداشت نہیں کرتی

ٹھیک ہے یہ کوئی اتنی بڑی بیماری نہیں ہے کیا اسکا علاج نہیں ہوا؟ کونسا اسٹیج تھا؟

عمر نے جیسے خود کو تسلی دینی چاہی

ہالے کی بیماری کبھی پہلے اسٹیج سے شروع ہوئی ہی نہیں اسے بچپن میں بھی لاسٹ اسٹیج تھا اور آج بھی ہارون نے سر جھٹک دیا

وہ کبھی بھی بری سٹوڈنٹ نہیں تھی وہ اچھے مارکس لیتی تھی ٹاپ نہیں کرتی تھی لیکن پاس ہو جایا کرتی تھی لیکن اس واقعی کے بعد وہ "نمبرز" سے خوف زدہ ہو گئی اب اسے کبھی بھی نمبرز یاد نہیں رہتے

نمبرز اسکا خوف ہیں

ہارون بتا رہا تھا اور وہ سن رہا تھا

معراج انکل نے اسکا بہت علاج کروایا اس بیماری کے لئے زیادہ تر سیشنز کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن ہالے کی بیماری ٹراما بن گئی تھی کچھ عرصہ علاج ہوا لیکن پھر ہالے نے کہا اسے یہ سب نہیں چاہیے اور اس نے اداکاری

کرنی شروع کر دی اس نے مجھ سے ساتھ دینے کو کہا میں راضی نہیں ہوا لیکن جب ہالے نے کہا کہ اگر میں نے اسکی بات نہ مانی تو وہ مجھے چھوڑ دے گی تب میں ڈر گیا اور راضی ہو گیا وہ میری دوست تھی اور...

لعنت ہو ایسی دوستی پر عمر نے حقارت سے کہا

ہارون نے گردن اثبات میں ہلائی

واقعی لعنت ہو ایسی دوستی پہ

میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں

ہالے کی آواز پہ وہ ہوش میں آیا

خالی خالی نظروں سے اسکو دیکھتے عمر نے گردن کڑ الی

مجھے سب پتہ ہوتا ہے

لو جی.. آ گیا انکا علم بیچ میں

ہالے نے ڈھیر سارا اشتعال اندر دباتے ہوئے گردن موڑلی

اس انسان کو جھیلنا اسکے بس کی بات نہیں تھی

ڈاکٹر جلیس اطہر کا کیلنک اس وقت آکورڈسی خاموشی میں ڈوبا تھا

ڈاکٹر جلیس صاف رنگت اور مناسب نقوش والے پینتالیس کے قریب کے آدمی تھے

سادہ سے حلیے اور سرخ آنکھوں کے ساتھ بیٹھا سفیر سلطان اور مہرماہ انکے سامنے والی کرسیوں پہ براجمان تھے

سفیر کو کئی دن سے سر درد متلی اور جیسے کسی نشے کی سی طلب ہوتی تھی وہ الکحل کا جتنا زیادہ استعمال کرتا اتنا ہی اسے لگتا جیسے کہیں کچھ کمی ہے کچھ ہے جو پورا نہیں ہو رہا

تنگ آکر بلاخر وہ چیک اپ کے لئے آگیا تھا

ڈاکٹر جلیس چند منٹ تک اسکے کئے گئے ٹیسٹس کی رپورٹس دیکھتے رہے پھر انہوں نے سر اٹھایا

آپ ڈرگز لے رہے ہیں ؟ انہوں نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا

ایک پل کو جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا ہو

کلینک کے صوفے ڈاکٹر کے عقب میں رکھی سجاوٹی الماری سبز دیواریں ہر ایک نے جیسے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا ہو

کیا مطلب ؟

سفیر مارے شاک کے بس دو ہی الفاظ بول سکا

سفیر سلطان آپ ڈرگز لیتے ہیں اپ کے جسم میں ڈرگز کی بھاری مقدار پائی گئی ہے تقریباً ڈیڑھ دو ماہ سے آپ ڈرگز لے رہے ہیں اپنی ڈرنک کے ساتھ لیکن شاید کبھی کسی دن اپ خود کو روکتے ہوئے ڈرگز نہیں لیتے اور اسی دن آپ کے جسم میں بے چینی بے سکونی رہتی ہے

وہ بول رہے تھے اور مہرماہ دم سادھے انکو سنے جا رہی تھی یہی حالت سفیر کی بھی تھی

سفیر سلطان اور ڈرگز امپا سیبل

آپ ایک کام کریں اگر اپ واقعی اسے چھوڑنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کچھ دوائیں اور تجاویز دیتا ہوں آپ ان پہ عمل کر کے دیکھیں یہ آپ کا زندگی کی طرف قدم ہے آپ

میں ڈرگز نہیں لیتا سفیر نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ گردن نفی میں ہلائی

وہ سخت بے یقین تھا

بلکہ میں نے کبھی کسی بھی قسم کی ڈرگز کو چھوا تک نہیں میں جانتا ہوں یہ کتنی نقصان دہ ہے

نقصان دہ تو خیر الکحل بھی ہے ڈاکٹر نے لقمہ دیا

سفیر آگے کو ہوا

میں سولہ سال کی عمر سے الکحل لے رہا ہوں میں جانتا ہوں کب کتنی مقدار لینی ہے لیکن میں ڈرگز نہیں لیتا یہ جھوٹ ہے

اس نے جیسے اپنا یقین دلانا چاہا

سفیر آپ جھوٹ بول سکتے ہیں میں بول سکتا ہوں لیکن وہ رکے انگلی سے اسکی رپورٹس فضا میں بلند کیں

رپورٹس جھوٹ نہیں کہتیں آپ ڈرگ لیتے ہیں اور یہ بات یہ رپورٹس کہہ رہی ہیں میں نہیں

سفیر بے دھم سا ہو کر پیچھے کو ہوا

مہر نے اپنا بیگ جھپٹنے کے انداز میں اٹھایا

اور سفیر پہ

لعنت ہو تم پہ والی نظر ڈال کر باہر نکل گئی

میرا علاج کیا ہے ڈاکٹر؟

وہ خالی خالی آواز میں پوچھ رہا تھا

ڈاکٹر اب کچھ کہہ رہے تھے کچھ بتا رہے تھے سفیر بے دلی سے سنتا رہا

وہ ڈر گز نہیں لیتا تھا یہ بات وہ سر پہ قرآن رکھ کر کہہ سکتا تھا

لیکن کیا اسکے پاس ہالے کے بعد کوئی تھا جو اسکا اعتبار کرتا؟

وہ گھر سے ایک ضروری کام کا کہہ کر باہر نکلا تھا اب کے اسکا حلیہ مختلف تھا سفید کف شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز اور ماتھے پہ بکھرے بال

مہنگی رسٹ واچ برانڈڈ جوتے وہ کہیں جانے کے لئے تیار تھا بلکل تیار اس نے گاڑی نکالی اور اسے ایک انجانے راستے کی جانب موڑ دیا

اسکا چہرہ سنجیدہ اور سپاٹ تھاوہ جسکی وجہ سے اس نے اپنی محبوب عورت کی بے زاری اور نفرت برداشت کی تھی

انکا حساب بھی تو ہونا چاہیے ناں ؟

گاڑی ایک درگاہ کے باہر رکی موبائل پہ چلتے ٹریکر نے یہاں رک جانے کا عندیہ دیا وہ رک گیا آنکھوں کی تپش

اور دل کی جلن بڑھتی چلی گئی

وہ نیچے اترا درگاہ کے زینے چڑھتا اوپر آیا

درگاہ کے احاطے میں شام کے اس وقت زیادہ رش نہیں تھا بلاخر وہ اسے نظر آہی گیا

درگاہ کے ایک کونے میں ایک درویش کے سامنے وہ بیٹھا ہوا تھا جس طرح عیسائی اپنے مذہبی امام کے سامنے

اپنا گناہ قبول کرتے تھے اسی طرح نوح مرزا یہاں اس درگاہ میں آکر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا تھا

عمر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسکے قریب گیا چمکتے ہوئے بوٹوں کو اپنے قریب دیکھ اس نے سر نظریں اٹھائیں

سورج کی الوداع کرتی کرنیں اسکی آنکھوں میں چبھیں سنہری کرنیں اور اسکی سنہری آنکھوں میں سے زیادہ

سنہرا کون تھا فیصلہ کرنا مشکل ہوا

تو تم اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے یہاں آتے ہو ؟ عمر نے اسکو دیکھتے ہوئے پوچھا

میں گناہ نہیں کرتا وہ سنجیدگی سے کہتا اٹھا میں حافظ قرآن ہوں مجھے پتہ ہے گناہوں کے اعتراف خدا کے سامنے

کئے جاتے ہیں بندوں کے آگے گناہ کی تشہیر ہوتی ہے

وہ بولتے ہوئے اٹھا

عمر نے اسکو داد دینے والے انداز میں دیکھا

مطلب تم یہاں اعتراف نہیں جسٹیفکیشن دینے آتے ہو؟

اماں کہتی ہیں گناہ کے بعد اسکی جسٹیفکیشن گناہ سے بڑا گناہ ہوتی ہے

وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے احاطے سے دور زینوں کی طرف جارہے تھے

میں تم سے کچھ پوچھنے آیا ہوں اعتراف کروگے یا پردہ ڈالو گے؟

نوح اپنے کئے کاموں پہ پردہ نہیں ڈالتا شاید تم جان چکے ہو کہ تمہاری عورت کو ہماری طرف سے اغوا کیا گیا تھا

خیر مجھے لگا تھا تم جلدی جان جاؤ گے لیکن تم نے تو بہت وقت لگادیا

وہ درگاہ کے زینوں پہ آکر نیچے بیٹھ گئے ایسے کہ عمر اوپری زینے پہ اور نوح نچلے زینے پہ

کیا اب مجھ سے بدلہ لینے آئے ہو؟۔

نوح نے اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ دیں

عمر مسکرایا

تم سے بدلہ تو میرا خدا لے چکا ہے وہ اسکے قریب جھکا آواز آہستہ کرلی

میں تمہاری بہن کے ساتھ ہونے والی حادثے سے واقف ہوں

نوح کو لگا تھا جیسے آسمان اس کے سر پہ آن گرا ہو

لیکن مجھے دکھ ہے اور ایک سوال بھی کہ کب تک آخر کب تک ہمارے گھروں کو عورتیں اپنے باپ بھائی شوہر کے کئے گئے گناہوں کا عذاب خود پہ جھیلیں گی؟

مکافات عمل میں ہمیشہ گھر کی بہن یا بیٹی کیوں گھسیٹی جاتی ہے کیوں کبھی مرد کو اسکے گناہ کی سزا خود نہیں جھیلنی پڑتی؟

کیوں ہمیشہ نوح مرزا کا گناہ نرمین کے سر آجاتا ہے؟

اپنی بکواس بند کرو وہ یکدم دھاڑا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں غیرت سے ذلت سے

درگاہ کے کبوتروں نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے درویشوں نے ناگواری سے اسکو دیکھا لیکن وہ پھٹ پڑا تھا

میں نے ایسا کوئی گناہ نہیں کیا جسکی سزا میری بہن کو ملے میں نے نیکی کی تھی خدا نے میری نیکی قبول ہی نہیں کی

وہ خدا چھوٹی چھوٹی غلطیاں دیکھتا ہے لیکن بڑی بڑی نیکیوں کو وہ دیکھتا ہی نہیں

اسکی آواز میں نمی گھلتی جا رہی تھی

میں نے ایک عورت کو اغوا کیا ہاں میں نے غلط کیا وہ اپنے سینے پہ انگلی رکھے کہہ رہا تھا عمر خاموش سا اسکو دیکھتا رہا

لیکن میں نے اس عورت کو کوئی نقصان پہنچنے نہیں دیا میں نے اسکی عزت کی حفاظت کی میں نے اسے ایک ایسے مرد کے حوالے کیا جو خود تو مر سکتا ہے لیکن اس عورت پہ آنچ بھی نہیں آنے دے سکتا میں نے نیکی کی لیکن خدا نے قبول نہیں کی اسے میری نیکیاں کبھی اچھی لگی ہی نہیں

وہ تھک کر نیچے بیٹھ گیا شکستگی سے کرب سے

عمر ویسی ہی پر سکون ٹھنڈی ٹھار نظروں سے اسے دیکھتا رہا

تم نے کوئی نیکی نہیں کی نوح عمر کی آواز اسے چابک کی طرح لگی وہ بل کھا کر رہ گیا

اس عورت کو میرے حوالے کرنا "نیکی "نہیں " جسٹیفکیشن " تھی جو ایک لمبے عرصے تک تم اپنے گلٹ کو دینا چاہتے تھے

نوح پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھے گیا

بلکہ تم نے اسے میرے حوالے بھی نہیں کیا تم نے اسے ایک دو ٹکے کے ڈرائیور کے حوالے کیا کیا تمھیں اس ڈرائیور پہ بھی یقین تھا؟

تم نے اسے گاڑی کی ڈگی میں بند کر دیا جیسے وہ کوئی سامان ہو تم نے اسے ذہنی مریض بنا دیا ہے تمھیں لگتا ہے یہ نیکی ہے ؟

الفاظ تھے کہ سیسہ نوح کو لگا وہ جل رہا ہے پگھل رہا ہے

اگر تم اسے بغیر نکاح کے بغیر کسی تعلق کے میرے حوالے بھے کرتے تو یہ نیکی نہیں ہوتی میں مرد ہوں اور وہ عورت کیا آگ کی حفاظت پیٹرول سے کروائی جاتی ہے ؟

یہ سوال نہیں تھا لیکن پھر بھی نوح کو اسکا جواب "ناں "ہی لگا

تم گلٹی تھے نوح تم جب بھی گناہ کرتے ہو تم گلٹی ہوتے ہو لیکن معافی مانگنے کے بجائے اپنی اصلاح کرنے کی بجائے تم جسٹیفکیشن ڈھونڈتے ہو

اور اس بار تمہاری جسٹیفکیشن میں تھا خدا نے تمہاری جسٹیفکیشن تمھارے منہ پہ دے ماری ہے اب اپنے گناہوں کو own کرنا سیکھو

ایک عورت کے لئے ایک غیر محرم مرد کبھی بھی تحفظ نہیں ہو تا وہ مرد چاہے دو سال کا بچہ ہو یا ساٹھ سال کا بوڑھا وہ رہتا مرد ہی ہے اور غیر محرم بھی

سو آئندہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا

اپنے گناہوں میں میرا نام جسٹیفکیشن کے طور پہ نہ لینا تمہاری بہن کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ تمہارا مکافات تھا جو اس معصوم نے جھیلا

لعنت ہو تم پہ نوح مغل لعنت

نوح نے اتنی زور سے گردن اٹھائی کہ گردن چٹخنے کی آواز آئی

(اس نے مجھے مغل کہا؟)

میں نے کئی بار سوچا میں تم سے کیسا انتقام لوں کیا کروں؟ لیکن آج میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں تم سے کوئی انتقام نہیں لوں گا اور یہی میرا انتقام ہو گا

تم یہی چاہتے تھے ناں کہ میں تمھیں سزا دوں تا کہ تم ضمیر کی قید سے آزاد ہو سکو؟

نوح شل تھا ساکت اسکا چہرہ سفید پڑ رہا تھا

عمر اس پہ ایک آخری نظر ڈال کر نیچے اتر تا چلا گیا دفعتاً وہ رکا

نیچے سے گردن اٹھا کر اس پچھتاوں میں گھرے انسان کو دیکھا

خدا لاعلمی انکو دیتا ہے جن پہ اس نے کرم کرنا ہو وہ بلند آواز میں وہیں سے پکارا

میں ایک عرصہ لاعلم رہا کیونکہ مجھے وہ پسند کرتا ہے میں سوچ رہا ہوں یہ کرم تم پہ کیوں ہے ؟

تم نے مجھے لاعلمی کا عذاب دیا تھا ناں نوح آج میں تمھیں علم دیتا ہوں یقین مانو یہ اس سے زیادہ بڑا عذاب ہے

تمہاری بہن کا مجرم تمہاری ماں کے مجرم کا بیٹا ہے تمھارے گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگی ہے

جاؤ میں تم پہ ایک بار پھر لعنت بھیجتا ہوں

تمھیں یہ عذاب پل پل مارے خدا کرے

وہ کہتا ہوا باقی بچے زینے بھی طے کر گیا

نوح اسی طرح کھڑا رہا

برف .. مجسم .. بے حرکت

اسکے کانوں میں بس ایک ہی فقرہ گونج رہا تھا

وہ میری نہیں تمہاری بہن ہے

سارادن عجیب بے کلی میں گزراوہ ہسپتال سے آتو گئی تھی لیکن مجال ہے جو ایک لمحہ کو بھی چین آیا ہو

اس نے کئی بار ڈاکٹر کو کال کر کے ہارون کی طبیعت پوچھی تھی

وہ اداس تھی بے حد اداس ساتھ ساتھ اسے بار بار ہارون کی باتیں یاد آرہی تھیں

کیا وہ واقعی ٹاکسک تھی؟

کبھی اسے لگتا وہ ٹاکسک تھی لیکن اگلے ہی لمحے وہ اس خیال کو جھٹک دیتی

ہارون کو چاہیے میں جیسی ہوں مجھے اسی طرح قبول کرے یہ بات وہ خود کو ایک ہزار دفع کہہ چکی تھی

اسکے موبائل پہ مہرماہ کی کالز آرہی تھیں لیکن وہ پک نہیں کر رہی تھی وہ بس اپنے کمرے میں فرش پہ بیٹھی اوپر گھومتے پنکھے کو دیکھ رہی تھی

چپ گم صم دل ویران تھا خالی تھا

اگر ہارون کو کچھ ہو جاتا تو وہ خود کو کس طرح معاف کرتی؟

دفتعا اس کے کمرے کا دروازہ ہلکی سی چر کی آواز کے ساتھ کھلا

اسے پتہ تھا کون ہو گا وہ اسی طرح بیٹھی رہی وہ اسی صبح والے سفید لباس میں تھی خون کے دھبے دامن پہ لگے ہوئے تھے بال الجھے بکھرے ہوئے

نہ جانے اسکے بکھرے بال دیکھ عمر کو انہیں سنوارنے کا خیال کیوں آتا تھا

وہ خاموشی سے اسکی الماری کی طرف گیا لباس الٹ پلٹ کئے پھر ایک جوڑا نکالا

انہی قدموں واپس آیا اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھا

لباس اسکی گود میں دھر دیا

جائیں چینج کر آئیں وہ نرمی سے بولا

ہالے نے خالی خالی آنکھوں سے اسکو دیکھا

ان میں سوال تھے شکوے تھے بہت کچھ اور بھی تھا

عمر نے محض پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی جیسے کہہ رہا ہو وہ سارے جواب دے گا

وہ بے دلی سے اٹھی جوڑا ہاتھ میں پکڑے واش روم میں گھس گئی

پندرہ منٹ بعد وہ سادہ سے سرمئی جوڑے میں ملبوس باہر آئی گیلی لٹیں ٹاول سے ڈھک رکھی تھیں

عمر شاید کسی کام سے باہر گیا تھا اسی لمحے وہ خود بھی واپس آگیا

اسکے ہاتھ میں ٹرے تھا جس میں ایک چاکلیٹ کیک رکھا تھا

تمہارا برتھڈے ہے ؟ وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی

عمر ہنس دیا

اگر ہوتا بھی تو آج مناتا نہیں

کیوں ؟

سرمئی بلے کے سوئم کے گزرنے کا انتظار کرتا وہ بولتے ہوئے آیا کیک بیڈ کے عین بیچ و بیچ رکھا

زیادہ دیر تک اگر بال ٹاول میں لپیٹ کر رکھو تو روکھے اور خشک ہونے لگتے ہیں

وہ کیک رکھ کر ہالے کو دیکھتے ہوئے بولا

تمھیں بہت پتہ ہے اس نے طنز کیا البتہ بالوں سے ٹاول نکال لیا

میرے حسین ریشمی اور چمکدار بالوں کا یہی تو راز ہے وہ ایک شان سے بولا

ہالے نے گہرا سانس لیا

آہ یہ سیلف آبسسیسڈ آدمی

آپ جانتی ہیں ٹاکسک تعلق کیسا ہوتا ہے؟

وہ بیڈ پہ بیٹھا پوچھ رہا تھا ہالے کے بال برش کرتے ہاتھ تھم گئے

اس نے مڑ کر عمر کو دیکھا

وہ سنجیدہ تھا

ہالے نے گلہ تر کیا الفاظ متجمع کئے

وہ تعلق جس میں آپ پہ ہر معملے میں زور زبردستی کی جاتی ہو آپ کو گالیاں دی جاتی ہوں بے عزت کیا جاتا ہو اور..

اس نے الفاظ ڈھونڈنے چاہے لیکن نہیں ملے

مجھے نہیں پتہ وہ چڑ گئی

پھر واپس بیڈ تک آئی

کیا تمھیں پتہ ہے ؟

عمر نے اسکو نہیں دیکھا اس نے کیک کا ایک موٹا سا پیس کاٹا اور اسکے سامنے کیا

وہ میٹھا نہیں کھاتی تھی چاکلیٹ تو کبھی نہیں لیکن اس نے تھام لیا نہ چاہتے ہوئے بھی

ٹاکسک تعلق وہ ہوتا ہے جس میں ہمیشہ آپ یا آپ کا دوست / پارٹنر ہر وقت آپ کی خامی کی بات کرتے رہیں کبھی آپ کو آپ کی اچھی بات پہ داد نہ دیں کبھی بھی کسی بھی اچھے کام پہ آپ کی تعریف نہ کریں کیا آپ ایسی تھیں ؟

ہالے نے کیک کا ایک چھوٹا سا کونہ دانتوں سے کترا پھر ایک بڑا حصہ پھر ایک اور بائٹ دیکھتے دیکھتے وہ سارا ٹکڑا کھا گئی

اسکا ذہن کہیں اور تھا

(ہالے یہ دیکھو میں نے کوئز کامپٹیشن میں فرسٹ پرائز لیا ہے

وہ یونی ورسٹی کی راہداری میں تھے ہارون بھاگ کر بامشکل اس کے قریب پہنچا تھا

ہالے نے ایک نظر اسکے گلے میں پڑے میڈل کو دیکھا پھر اسکے خوشی سے تمتماتے چہرے کو

اس نے ہارون سے اس مقابلے میں حصہ نہ لینے کو کہا تھا لیکن اس نے لیا اور اب وہ فرسٹ آیا تھا ہالے کو نہ جانے کیوں اسکی یہ خوشی بری لگی

گلے میں پڑے میڈل کو چھوڑو ہارون امتحان میں آئی سپلی پہ غور کرو پڑھائی میں اتنے ہی اچھے ہوتے تو سپلیاں نہ لانی پڑتیں

ہارون کا چہرہ تاریک ہو گیا تھا)

وہ چپ خاموش بیٹھی رہی کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں

عمر نے کیک کا ایک اور ٹکڑا کاٹ کر اسکو تھمایا اس نے چپ چاپ لے لیا اور منہ تک لے گی

ایک ایسا تعلق جس میں بار بار آپ کی تذلیل کی جاتی ہو بلاوجہ بلا جواز آپ کی کسی بھی بات کو لے کر جھگڑا شروع کیا جاتا ہو آپ کو ڈی گریڈ اور بے عزت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جاتا ہو

ہالے نے یاد کرنا چاہا کہ ایسا کب ہوا تھا ایسا ان گنت بار ہوا تھا وہ کسی ایک واقعے کو یادداشت کا حصہ بنانے سے قاصر رہی

وہ بس خاموشی سے اسکو سنتے ہوئے کیک کھاتی گئی

ایسا تعلق جس میں آپ اگلے کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں لیکن وہ ہر بار ایک نیا جھگڑا ایک نئی بات لے کر آپ سے لڑنے لگ جائے اور اا پکی ساری کوششیں ضائع ہو جائیں

یہ واقعہ انکی دوستی میں کوئی ایک ہزار بار دہرایا جا چکا تھا ہالے کو لگتا تھا یہ دوستی کے چھوٹے موٹے جھگڑے ہیں آج اسے پتہ لگا تھا یہ ٹاکسکنس ہے

وہ کیک کا ایک اور موٹا ٹکڑا کھا گئی

سیاہ آنکھوں والا مرد کہے گیا

ایک ایسا تعلق جس میں جب بھی آپ کو اسکی ضرورت ہو یا آپ اس سے بات کرنا چاہیں تو اپ مزید پریشان ہو جائیں یا پھر آپ کو محسوس ہو کہ اسے آپ کی تکلیف سے فرق ہی نہیں پڑتا آپ کی باتیں اسے آپ کا غم لگ ہی نہیں رہیں اور آپ مسلسل نظر انداز ہو رہے ہیں

اس نے بولتے ہوئے کیک کا ایک اور ٹکڑا اسکو تھمایا وہ بچوں کی طرح چاکلیٹ سے لتھڑی ہوئی انگلیوں کے ساتھ کیک کھاتی رہی

ایسا تعلق جس میں کبھی کسی موقع پہ آپ کا ساتھ نہ دیا جاتا ہو آپ کو ہر قسم کی سپورٹ سے محروم کیا جاتا ہو اگر آپ کسی کام کو کرنے سے پہلے رائے چاہتے ہوں گے تو ہمیشہ آپ کو ناکامی کے خوف سے ڈرایا جاتا ہو

اگر آپ کی مدد کے معملے میں اب اس میں اگر وہ کہیں مجبور ہے یا مدد نہیں کر سکتا تو وہ ایک الگ بات ہو گی

وہ کیک کا ایک اور بڑا ٹکڑا بھی کھا گئی انگلیاں چاکلیٹ سے بھر گئیں چہرے اور کپڑوں پہ بھی ذرا ذرا چاکلیٹ لگ گیا

وہ کوئی بگڑی بچی لگ رہی تھی

عمر اسکو دیکھتے ہوئے اٹھا اسکی سنگھار میز تک گیا گیلے وپس کے دو ٹکڑے اٹھائے اور اس تک واپس آیا

میں اس ٹاپک پہ مزید آدھا گھنٹہ بات کر سکتا ہوں لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کیا ان سب باتوں سے آپ خود کو ریلیٹ کرتی ہیں ؟

ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا

کیا آپ خود کو بدلنا چاہتی ہیں ؟اس نے گیلے وپپس سے اسکی انگلیاں صاف کرتے ہوئے پوچھا

اب پلیز یہ مت کہیئے گا کہ میں جیسی ہوں ٹھیک ہوں

ابھی ہالے کچھ کہتی کہ وہ بول اٹھا

ہالے دھک سے رہ گئی اسکا سر جھکا ہوا تھا وہ اپنے کام میں مصروف تھا پھر اسے کیسے پتہ چلا ؟

اب اس نے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں صاف کرنی شروع کیں

یہ فیسبک اور انسٹا گرام کے quotes وہیں اچھے لگتے ہیں انسان کو ہر دور میں ہمیشہ خود کی گرومنگ اور اصلاح کی ضرورت ہوتی اپ جیسے ہیں ویسے ٹھیک کبھی نہیں ہوتے کیا ایک جوڑا جسے آپ کئی بار پہن چکے ہیں کئی فنکشنز اس جوڑے میں اٹینڈ کر چکے ہیں وہی جوڑا ہمیشہ پہنے رہ سکتی ہیں ؟

اس نے گردن اٹھائی اب اس نے وپپس ہالے کے ہاتھ میں تھمایا اور اسکے چہرے کی جانب اشارہ کیا

وہ مرے مرے ہاتھوں سے چہرہ صاف کرنے لگی

کیا گھر کو ہر روز صفائی کی ضرورت نہیں رہتی ہم گھر کیوں صاف کرتے ہیں ؟اسے رہنے دیں نہ گندہ جو ہے جیسا ہے ٹھیک ہے

چہرہ صاف نہیں ہو رہا تھا اسکے ہاتھوں کی حرکت سست تھی عمر نے اسکے ہاتھ سے وپپس لے لیا

ایسا نہیں ہو تا ہالے پرانے کپڑے پہنو گے تو پھٹ جائیں گے جسم نظر آئے گا آپ سے بدبو آئے گی کوئی انسان آپ کے قریب نہیں آئے گا

اس نے نرمی سے وپیپس اسکے چہرہ پہ لگانا شروع کیا دائیں طرف سے چہرہ صاف ہونے لگا چاکلیٹ کے گہرے بھورے دھبے صاف ہونے لگے

گھر خراب ہو گا تو خود کو کراہیت آئے گی کیڑے مکوڑے پیدا ہوں گے کھانا پانی مردار ہو گا

اور پھر گھر کے مکین تک آپ سے بے زار ہو جائیں گے خود کو بدلیں ہالے مثبت تبدیلیاں بری نہیں ہوتیں وہ ضروری ہوتی ہیں

چہرے کے بائیں جانب چلتا اسکا ہاتھ رکا

چہرہ اب صاف تھا دودھیا بے داغ

اس نے اپنے کیک کا ٹرے اٹھایا اور جانے کو مڑا وہ اسی طرح بیٹھی رہی

چاکلیٹ انسان میں خوشی کے ہارمونز پیدا کرتا ہے آپ نے تو آدھا کیک کھالیا اور اب تک اسی طرح بیٹھی ہیں؟

وہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا

ہالے نے اسکے کیک کے خالی ٹرے کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ دیکھے

اللہ اللہ میں سارا کھا گئی

وہ صدمے سے بڑبڑائی

اللہ اللہ میری ساری ڈائٹ خراب ہو گئ

اللہ اللہ میں آج تمہارا قتل کر دوں گی عمر حیات

وہ غراتے ہوئے اٹھی تھی

عمر حیات کے بنگلے پہ اس وقت جنگ عظیم سوئم کا وقت ہوا چاہتا ہے

صبح کی خوشگواری ختم ہو گئ تھی پیلی دھوپ نے سارے میں اپنے پر پھیلا رکھے تھے

وہ ہینڈ بیگ کندھے پہ لگائے ہسپتال جانے کو تیار تھی

آج کا دن ایک نئ شروعات کے نام

چاہے مرض کوڑھ کا ہو یا پیں سر کا وہ ہارون کو نہیں چھوڑے گی اس نے طے کر لیا تھا

اس نے آج گہرے گلابی رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا گلے میں ہم رنگ دوپٹہ بھورے بال پشت پہ پھیلے تھے

کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس وہ حسین ترین لگ رہی تھی پرس کا اسٹریپ کندھے پہ ٹکائے وہ جانے کو تیار تھی

اس نے عمر کو اپنے کمرے سے باہر آتے دیکھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے کلفتیں دور ہونے لگیں

آج اسکی انکوآئری تھی

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے ہسپتال کی طرف جا رہے تھے ہالے کو ہسپتال چھوڑ کر عمر کو سردار کے ساتھ نکلنا تھا وہ ہسپتال کے باہر کھڑا کالز کئے جا رہا تھا

ہسپتال کے باہر پہنچ کے وہ دونوں باہر آئے سردار سامنے ہی کھڑا تھا منہ کے زاویے بگاڑے سخت تپا ہوا

عمر نے اسکے قریب پہنچ کر ہاتھ کا پنجہ اس کے ہاتھ سے ملایا

آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں تم نے تو کہا تھا تم راستے میں ہو وہ بے زاری سے کہہ رہا تھا

آدھا گھنٹہ پہلے تک تو یہ تیار بھی نہیں تھا ہالے نے لقمہ دیا

سردار جل بھن گیا

میں تیار نہیں تھا یا آپ کے الائیز کی شیپ سیدھی نہیں جا رہی تھی؟ وہ ہالے کے کان کے پاس جھکا

ہالے نے کلس کر اسکو دیکھا

کتنی گہری نظریں تھیں اسکی

خیر مجھے چند گھنٹے لگ جائیں گے آپ یہاں سے گھر جایئے گا اور شام کو حسن کا میچ ہے آپ وہاں بھی جائیں گی اوکے؟

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

کوئی مسلہ ہو کوئی بات ہو آپ فورا مجھے کال کریں گی میں لیل کو کال کر دوں وہ آپ کے ساتھ جائے گی؟

ہالے نے اسکی آنکھوں میں دیکھا وہ فکر مند تھا دور کہیں شاید ڈرا ہوا بھی

میں اپنا خیال رکھ سکتی ہوں عمر نرمی سے یقین دہانی کروائی

ہارون اور حسن میرے لوگ ہیں میں انکو اپنے طریقے ہ سے ہینڈل کرلوں گی لیل تم یا کوئی اور مجھے اس معملے میں کسی کی ضرورت نہیں پڑے گی تم شہر سے باہر نہیں جارہے بس چند گھنٹوں کی بات ہے تم آجاؤ گے

وہ رکی آنکھوں میں شر آرت ابھری

آئی جی سر بابا کے دوست ہیں کہو تو سفارش لگوادوں؟

وہ لاحول پڑھتا مڑ گیا

اگر نہیں مانتا تو مٹھی گرم بھی کرسکتے ہیں

وہ بلند آواز میں پکارا اٹھی

ایک بار پھر سے لاحول ولا

وہ بغیر مڑے کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا

ہالے اسکو جاتا دیکھتی رہی پھر قدم اندر کی جانب موڑے

وہ ہسپتال کی پتھریلی روش کے بعد ٹھنڈی یخ راہداریاں عبور کرتی ہارون کے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی

فلحال اسے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی لیکن اسے دیکھا جاسکتا تھا وہ بس اسے دیکھنے آئی تھی

راہداری کی سیدھ میں اس نے دیکھا ہارون کے کمرے کے باہر سفید شلوار قمیض میں سرمئی آنکھوں اور صاف رنگت والے شاہد حسین کھڑے تھے وہ کسی سے فون پہ بات کر رہے تھے ہالے کو دیکھ کر چند الوداعی قلمات کہہ کر کال کاٹ دی

وہ گہرا سانس بھرتی قدم قدم چلتی انکے قریب آکر رکی

وہ جب بھی اس طرح انکے پاس آتی تھی شاہد اسکے دونوں ہاتھ اٹھا کر باری باری چومتے تھے کئی بار تو ہالے دن میں کوئی دس دفع جا کر انکے سامنے اپنے ہاتھ کر دیتی اور وہ ہنستے ہوئے اسکے ہاتھ پھر سے چومتے تھے

وہ انکے قریب آکر رکی چند پل انکو دیکھتی رہی

لانگ ٹائم ماموں.. ویاسیت سے سے بولی

ہاتھ پہلو میں گرے رہے وہ اسکے مٹی والے ہاتھ چوم سکتے تھے لیکن اپنے بیٹے کے خون سے رنگے ہاتھ نہیں

لانگ ٹائم.. ہالے انکا لہجہ ٹھنڈہ تھا

وہ دو قدم آگے آئے

پہلو میں گرے اسکے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے

ہالے کا سانس تک رک گیا

انہوں نے باری باری اسکے دونوں ہاتھوں پہ بوسہ دیا

لیکن آج اسے اس لمس میں نہ محبت محسوس ہوئی نہ عقیدت نہ کوئی اور جذبہ وہ ٹھنڈہ بے جان بے زار لمس تھا

وہ اسی طرح اسکا ہاتھ پکڑے اسے سامنے پڑے بینچ پہ بٹھا گئے خود اس کے ساتھ بیٹھے

چند پل خاموشی کا راج رہا

ہالے نے گلہ کھنکھار کر بات کا آغاز کیا

میں ہارون کو دیکھنے آئی ہوں پچھلے دنوں جو کچھ بھی ہوا ہم سب بھول کر ایک نئ شروعات کریں گے کیا میں اس سے مل لوں؟

وہ کیوں پوچھ رہی تھی یہی سوال وہ خود سے کرنا چاہتی تھی ہارون سے ملنے کے لئے بھی اجازت؟

اسکا پیچھا چھوڑ دو ہالے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولے

ہالے کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے بچپن سے اس نے یہی سنا تھا

"ہارون کے ساتھ رہو ہالے"

اور آج؟ وہ آج اتنی آسانی سے کیسے کہہ سکتے تھے کہ ہالے اسے چھوڑ دے ہالے ہارون کو چھوڑ دے

He is all i have

وہ کہے جا رہے تھے

اسکو میرے پاس رہنے دو پلیز اس سے دور ہو جاؤ تم کرسڈ ہو تمھارے ساتھ کھڑے تمھارے لوگ کرسڈ ہوتے جا رہے ہیں میرے پاس بس وہی ہے اس پہ اپنا رنگ مت چڑھاؤ پلیز اسے چھوڑ دو

He is all i have

وہ ایک ہی سطر دہرا رہے تھے

ہالے کی آنکھیں گلابی پڑنے لگیں چہرہ سرخ ہوا کرب سے تاریک بھی پڑا

میں اسکی گارجین ہوں میں اسکی دوست اسکی پروٹیکٹر ہوں میں تو آپ کا فیورٹ بچہ ہوں ماموں آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟

? Dont you love me anymore

اس نے دکھ سے پوچھا

I do

شاہد نے جھکے سر کے ساتھ اعتراف کیا میں تم سے محبت کرتا ہوں بہت محبت کرتا ہوں لیکن تم مجھے ایک بات بتاؤ اس دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبت کس چیز سے ہے؟

انہوں نے چہرہ اٹھا کر ہالے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

پودے.. آپ کو پودوں سے محبت ہے

درست.. اور میں ان پودوں پہ لگی امر بیل اپنے ہاتھوں سے کاٹتا ہوں

ہالے کا دل دھک سے رہ گیا

تم پودوں پہ لگی امر بیل بن گئی ہو تم زندگی چھیننے لگ گئی ہو تم پودوں کو گرو نہیں کرنے دے رہی تم پودوں کو زندگی سے محروم کر رہی ہو وہ زندگی جن پہ انکا حق ہے وہ زندگی جس میں تمھارے بغیر انکی نشو نما بہت اچھی ہو رہی ہے وہ خوش ہیں

انکا لہجہ ٹھنڈہ تھا برف جیسا ٹھنڈہ ہالے سن رہ گئی

(مہر ماہ ٹھیک ہی تو کہتی تھی)

وہ اٹھ کھڑے ہوئے

تم میرا فیورٹ بچہ ہو میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن ہارون سے زیادہ نہیں اولاد کی محبت ہر شے پہ بھاری ہوتی ہے میں تمہاری خاطر ہارون کو نہیں کھو سکتا تم چلی جاؤ ہالے پلیز

He is all i have

آخر میں وہ منت سے بولے تھے

آنکھوں میں جمع ہوئے آنسوؤں کی وجہ سے مناظر دھندلے ہو رہے تھے ٹانگوں کی جان جیسے نکلتی جا رہی تھی

وہ اٹھی گردن کڑائے رکھی

نم آنکھوں کا زعم نہ ٹوٹا

میں امر بیل نہیں ہوں ماموں میں آپ کے فیورٹ پودے کا پانی ہوں میٹھا ٹھنڈا پانی

وہ انکی آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی اسکی آواز میں ایک مان تھا ایک زعم تھا

میں آپ کے فیورٹ پودے کی زرخیز مٹی ہوں میں اسکی کھاد ہوں

اگر امر بیل کو نکال بھی دیں گے تو بغیر زرخیز مٹی اور کھاد کے پودا مر ہی جائے گا اب یہ آپ کے ہاتھ میں ہے

آپ اپنے فیورٹ پودے کو کونسی موت دیتے ہیں

میں جارہی ہوں اگر راہداری کے اختتام تک آپ نے ہمیشہ دہرایا جانے والا جملہ

ہارون کے ساتھ رہو ہالے کہہ دیا تو میں رک جاؤں گی

ورنہ آپ اپنے پودے کی موت کے ذمہ دار خود ہوں گے

وہ بول کر پرس کندھے پہ اٹکائے آگے بڑھ گئی

قدم من من بھر کے تھے دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب آنسو بہنے کو بے صبر لیکن وہ چلتی رہی اور

شاہد حسین اسکو جاتا دیکھتے رہے

راہداری کے سرے پہ وہ رکی بس ایک پل کو بس ایک لمحے کو اسے لگا اسے روک لیا جائے گا

لیکن...

کوئی آواز کوئی پکار اسکی سماعت کا حصہ نہ بن سکی

دل ایک چھناکے سے ٹوٹا روح تک زخمی ہو گئی

لیکن پھر وہ مڑ گئی

وہ کم از کم اتنی باوقار ضرور تھی کہ وہاں نہ رکتی

باوقار رہنا آپ کو کئی قسم کی ذلتوں سے بچالیتا ہے

وہ جب رشتوں سے دور جا رہی تھی تب تو سارے رشتے ایک ہجوم کی طرح اسکے قریب آرہے تھے لیکن آج جب اس نے ہاتھ بڑھایا تو اسکا ہاتھ بری طرح جھٹک دیا گیا تھا

خالی سڑکوں پہ گاڑی دوڑاتے ہوئے اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ شام کب ہوئی وہ دوپہر میں ہسپتال گئی تھی اور اب شام کے پانچ بج رہے تھے

حسن کا میچ شروع ہونے میں بس دس منٹ تھے اس نے گاڑی گراؤنڈ کی جانب موڑی

وہ اسکا بھائی تھا اسکا خون اسکے باپ کی پرچھائی وہ ان ہی کی طرح مہربان ہو گا وہ جانتی تھی

وہ جب گراؤنڈ پہنچی تو گراؤنڈ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا آج سٹی ٹورنامنٹ کا فائنل تھا حسن کی ٹیم فائنلسٹ تھی

اسے اس سے بات کرنے کے لئے میچ کے ختم ہونے کا انتظار کرنا تھا

ٹیمیں میدان میں اتریں وسل بجی میچ شروع ہوا

سیاہ آنکھوں والا حسن سلطان گھٹنوں تک آتی پیلی شارٹس کے ساتھ اسی رنگ کی شرٹ میں ملبوس تھا وہ فارورڈ کھیل رہا تھا

لڑکے مہارت اور چستی سے بال کو اپنے قدموں سے کبھی گراؤنڈ کے ایک کونے میں لے جاتے تو کبھی دوسرے

حسن نہآیت تکنیک اور مہآرت سے بال کو آگے لے جا رہا تھا کئی لڑکوں نے اس سے بال چھیننے کی یا اسے گرانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہر بار بچ جاتا

بال پول کے عین سامنے تھی وہ ابھی کک کرنے والا تھا جب پیچھے سے ایک حملہ ہوا

ارے دیکھو دیکھو اسکی گھر سے بھاگی ہوئی بہن بھی آج گراؤنڈ آئی ہے

یہ حملہ مختلف تھا یہ وار کاری تھا بس ایک لمحے کا کھیل تھا بال کو اس کے قدموں سے کوئی لے گیا

سپورٹس مین کی ایک لمحے کی کوتاہی ایک لمحے کی غفلت میچ کا پاسہ پلٹ دیتی ہے

حسن ضبط کرتے ہوئے ایک بار پھر بال کے آگے پیچھے بھاگنے لگا بال ایک بار پھر اسکے قدموں کی زینت بنا تھا وہ اس کھیل میں مہارت رکھتا تھا ایک بار پھر وہ انکو چکمہ دے کر بال ان سے دور لے گیا

لڑکے کلستے رہ گئے لیکن انکے پاس وار کرنے کو اور بھی بہت کچھ تھا

سنا ہے تمہاری بہن گھر سے بھاگ گئی تھی ایک اور لڑکا ایک اور لقمہ

وہ اسکے اس پاس بھاگتے اسکے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کرتے ہوئے پھولے ہوئے سانسوں کے درمیان بول رہے تھے

حسن کا چہرہ سرخ ہوا لیکن وہ کچھ نہیں بولا وہ بس جبڑے بھینچے بال کو پول تک لے جانے کی کوشش کرتا رہا

میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ اس اے ایس پی سے لمبا افیئر تھا تمہاری بہن کا

دیکھو ہم عمر میں کم ہیں لیکن اگر تمہاری بہن راضی ہو جائے تو ہمیں اسکے ساتھ وقت گزارنے کے لئے کوئی انکار نہیں ہے

قہقہے معنی خیزی غلاظت وہ ان سب سے بے نیاز بال کو پول کے عین سامنے لے گیا پیر ہوا میں بلند کیا ابھی وہ کک مارتا

اگر چاہو تو تمہاری بہن کو اسکے وقت کے لئے پے بھی کر سکتے ہیں

یہ آخری وار تھا اسکی غیرت اب مزید کچھ اور برداشت نہ کر سکی وہ بال اور میچ پہ لعنت بھیجے مڑا اور ایک زوردار مکا اس لڑکے کے جبڑے پہ دے مارا

لڑکے کے باقاعدہ دو دانت ٹوٹ کر گرے

ہالے نے اپنی جگہ سے یہ منظر دیکھا وہ فورا اٹھ کر بھاگی

ساری ٹیم دوڑ کر انکی طرف آنے لگی لیکن حسن پہ گویا جنون سوار تھا

اس نے دوسرے لڑکے کے پیٹ پہ لات دے ماری وہ بلبلا کر رہ گیا انکی ٹیم کا ایک تگڑا لڑکا غصے سے اسکے قریب آیا اور اسکی ناک پہ مکا دے مارا خون فوارے کی طرح حسن کی ناک سے بہہ نکلا لیکن اسے جیسے کوئی پرواہ نہیں تھی

ریفری نے ریڈ کارڈ بلند کیا لیکن وہ کچھ نہیں دیکھ رہا تھا وہ اپنی ٹیم کے لڑکوں سے خود کو چھڑاتے ہوئے ایک بار پھر اس لڑکے پہ چڑھ دوڑا اسکے سینے پہ لات مار کر اسکو نیچے گرایا

فٹبال کا میدان اکھاڑے میں بدل چکا تھا

وہ اس لڑکے کے اوپر بیٹھا اسکی ناک اور جبڑے پہ مکے مارے ہی جارہا تھا کچھ لڑکے اوپر کھڑے ہو کر اسکی پیٹھ پہ لاتیں مار رہے تھے کوئی اسکی پسلی پہ مار رہا تھا لیکن تکلیف جیسے بند ہو گئی ہو

وہ اب تک ان الفاظوں کی تکلیف میں ڈوبا تھا

انتظامیہ نے انکو چھڑوایا لڑکے اب بھی بکتے جھکتے جارہے تھے ہالے اسکے قریب پہنچ گئی تھی

حسن منہ سے ایک لفظ نہیں بولا تھا اسکے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا تھا اسکی ناک سے اب بھی خون بہہ رہا تھا جسم بری طرح دکھ رہا تھا لیکن دل کی تکلیف ہر شے پہ بھاری تھی اگر کئی لوگوں نے اسے پکڑ نہ رکھا ہوتا تو تو اب تک ان لڑکوں کے ٹکرے ٹکڑے کر چکا ہوتا

ریفری نے اسے ریڈ کارڈ دے کر نکال دیا تھا وہ سرخ آنکھوں سے ان لڑکوں کو گھورتا رہا

ہالے اسکے پاس کھڑی کچھ کہہ رہی تھی اسکا خون ٹشو سے صاف کر رہی تھی وہ فکرمند تھی

حسن اسکے ہاتھ کو ہٹاتا باہر نکلتا چلا گیا وہ اسکے پیچھے پیچھے جارہی تھی لیکن اسکی رفتار کے ساتھ قدم ملانا یہ اسکے بس کی بات نہیں تھی

حسن میری بات سنو رکو میں بات کرنے آئی ہوں

وہ اسکو پیچھے سے پکار رہی تھی

حسن پلیز رک جاؤ یار تم سنتے کیوں نہیں ہو آخر ؟

حسن ۔۔وہ بلند آواز میں پکاری حسن کے قدم تھم گئے وہ مڑا لیکن ہالے کو اسکے چہرے پہ سوائے اجنبیت کے کچھ اور نہ نظر آیا وہ سپاٹ آنکھوں سے اسکو دیکھ رہا تھا شام ڈھلنے لگی تھی

جب تم میرے لئے مر ہی گئی ہو تو اب میرے پیچھے کیوں آرہی ہو؟

ہالے ٹھہر گئی اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں

تم میرے بھائی ہو تمہاری ضرورت ہے مجھے اس طرح چھوڑ دو گے کیا؟ وہ دکھ سے کہہ رہی تھی

حسن اسی طرح بے تاثر آنکھوں کے ساتھ اسکو دیکھتا رہا

تم نے چھوڑا تھا ہالے جب مجھے تمہاری ضرورت تھی تم نے چھوڑا مجھے اور اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں

میں اب بے حس ہو گیا ہوں میری طرف سے اب تم مر گئی

یہ اسکا حسن نہیں تھا یہ اسکا بھائی نہیں تھا یہ ویسا ہو کر بھی ویسا نہیں تھا

حسن میری بات تو سن لو ایک بار میں تمہاری پرواہ کرتی ہوں میں نے جو کچھ کیا تمہاری بھلائی کے لئے کیا وہ ابھی کچھ اور کہتی کہ حسن حلق کے بل دہاڑا

بسسسس۔۔

بہت بول چکی تم وہ اتنی بلند آواز میں دہاڑا کہ ہالے ساکت رہ گئی

یہ اسکا حسن نہیں تھا

اگر میری اتنی پرواہ تھی تو مجھے تب کیوں چھوڑا جب میرے باپ کی قبر کی مٹی بھی گیلی تھی وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ بلند آواز میں پوچھ رہا تھا

میرے پاس پاکٹ منی تک نہیں تھی اور تم نے تم نے بابا کے اکاؤنٹ سے وہ آخری چند لاکھ بھی نکال لئے یہ پرواہ کی تم نے؟

حسن آرام سے بات کرو تم مجھ پہ چیخ نہیں سکتے اس نے ہلکی آواز میں کہا کانپتی ہوئی شاک زدہ آواز

چیخوں گا میں چیخوں گا تم ایک خود غرض لڑکی ہو تمھیں اپنے خاندان کی کوئی پرواہ نہیں تم نے مجھے چھوڑ دیا اماں کو چھوڑ دیا ہارون کو چھوڑ دیا وہ تمہاری وجہ سے مر رہا ہے تمہاری وجہ سے

وہ اسکے سامنے کھڑا بلند سے بلند آواز میں غرا رہا تھا آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھیں گردن کی نسیں ابھر آئی تھیں

تمھیں صرف اور صرف خود سے پیار ہے صرف اور صرف اپنے آپ سے محبت ہے تمھیں بس پیسے سے محبت ہے اپنے مرے ہوئے باپ کا پیسہ نکالنے تم انکے مرنے کے اگلے ہفتے ہی چلی گئی تھی لالچی خود غرض....

اسکے اگلے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے ایک زوردار تھپڑ نے اسکے چودہ تبق روشن کر دے تھے

وہ شیرنی کی طرح زخمی آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈالے کھڑی تھی

حسن بے یقینی سے اسے تک رہا تھا

لعنت ہو تم پہ حسن سلطان لعنت تم ھر گز بھی میرے باپ جیسے نہیں ہو تمھیں یہ سب بولنے سے پہلے مر جانا چاہیے تھاہاں تم مر جاؤ تم مر جاؤ حسن

وہ مارے بے بسی کے چیخ پڑی رو پڑی

وہ اسی طرح بے یقینی سے چہرے پہ ہاتھ رکھے پیچھے ہوتا گیاہالے اب بھی چیخ رہی تھی

تم مر جاؤ تا کہ میں دوبارہ تمہاری شکل بھی نہ دیکھ سکوں یا تم مر جاؤ یا پھر خدا کرے میں مر جاؤں دفع ہو جاو مر جاؤ تم

وہ نیچے بیٹھ گئی حسن وہاں نہیں رکا یہ کوئی اور تھی یہ اسکی بہن نہیں تھی یہ وہ نہیں تھی جسے لوگ حسن کی دوسری ماں کہتے تھے

مر جاؤ جہنم میں جاؤ اپنی شکل نہ دکھانا دوبارہ مر جاؤ تم میں اب تمھیں کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تم مر جاؤ مر گئے تم میرے لئے

وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا لیکن وہ اب بھی اس زمین پہ بیٹھی اسے کوس رہی تھی

یہ اسکا بھائی نہیں تھا وہ اپنے بھائی کو ایسا نہیں کہہ سکتی تھی

شام سے رات ہو چکی تھی وہ حسن سے مل کر آنے کے بعد سے اب تک اسی طرح لان میں رکھے صوفے پہ گردن ڈھلکائے لیٹی تھی

غیر ارادی طور پہ وہ عمر کا انتظار بھی کر رہی تھی نہ جانے کیوں دل کو اسکے ہونے سے ڈھارس ہوتی تھی وہ ساتھ ہوتا تھا تو لگتا تھا مسائل حل ہو جائیں گے اچھا وقت آ جائے گا لیکن وہ جوں ہی نظروں سے دور ہوتا تھا مسائل بلا کی طرح منہ کھولے اسے نگلنے کو بے تاب ہوتے تھے

وہ اس طرح کے مسائل میں کبھی پڑی ہی نہیں تھی زندگی ونڈر لینڈ سے جہنم کب بنی پتہ ہی نہیں چلا

اسے لگتا تھا جیسے کسی نے اسکی پیٹھ پہ بھاری بوجھ لاد دیا ہو وہ جسکا وزن اٹھانا اسکے بس کی بات نہیں تھی وہ ہر گزرتے دن تھکتی جاتی تھی

اسکا فون کب سے بجے جا رہا تھا جسے اٹھانے کی زحمت وہ نہیں کر رہی تھی

یہ کوئی دسویں رنگ تھی جسے اب ہالے نے بے زاری سے اٹھایا غیر شناسا نمبر اسے اب عادت تھی ان کالز کی ہیلو کہتے ہوئے اس نے موبائل کان سے لگا لیا

جی میں ہالے سلطان بات کر رہی ہوں...جی بھائی ہے وہ میرا آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں؟

سامنے سے کچھ کہا گیا تھا وہ اٹھ کھڑی ہوئی

کونسا تھانہ چارج کیا ہے؟

وہ پرس اپنی کہنی پہ اٹکاتی کہہ رہی تھی

خبر دار جو تم لوگوں نے ایف آئی آر کاٹی ہو وہ بولی نہیں تھی غر آئی تھی

میں دس منٹ میں پہنچ رہی ہوں اگر تم لوگوں نے میرے بھائی کے خلاف ایف آئی آر کاٹی تو دیکھنا میں تم سب کا کرتی کیا ہوں

وہ بات کرتے ہوئے باہر نکل آئی

گاڑی نکالو عثمان اس نے چوکیدار کے ساتھ بیٹھے عثمان سے کہا وہ فوراتابعداری سے کھڑا ہوا

ہالے بار بار عمر کو کال ملائے جارہی تھی بیل جارہی تھی لیکن مجال ہے جو وہ کال پک کرلے

راستے میں اس نے لیل کو کال کی تھی لیکن اسکا نمبر بھی بند جارہا تھا وہ اپنے گھر سے کسی کو کال نہیں کر سکتی تھی اسکی ناک آڑے آتی تھی

دفتعا اسے یاد آیا عمر نے کل شام اسکے موبائل سے نفیسہ حیات کو کال کی تھی اس نے سن رکھا تھا کہ وہ وکیل ہیں وہ ان معملات کے بارے میں جانتی ہوں گی لیکن وہ انہیں کیسے اور کس رشتے سے کال کرے فطری جھجھک اڑے آگئی

پھر نہ جانے کس طرح اسکی انگلیوں نے میکانکی انداز میں انکے نمبر پہ کال کرلی یہ غیر ارادی تھا بیل جارہی تھی اگلے دس سیکنڈ بعد کال پک کرلی گئی

ہیلو؟

سنجیدہ ٹھہرا ہوا لہجہ

ہالے کی ہتھیلیاں بے اختیار پسینے سے بھرنے لگیں اس نے بغیر کچھ کہہ کر کال کاٹنے کا فیصلہ کیا لیکن سپیکر سے آتی آواز پہ ٹھہر گئی

ہالے بیٹے کیا ہوا ہے ؟وہ نرمی سے پوچھ رہی تھیں

آپ... آپ کو کیسے پتہ میں ؟میں ہالے ہوں اسکی باتوں میں عموما روانگی ہوتی تھی لیکن نہ جانے کیوں اسے اس عورت سے رعب سا محسوس ہوا

عمر نے بتایا تھا یہ تمہارا نمبر ہے میں نے سیو کر لیا تھا تم یہ بتاؤ سب ٹھیک ہے ؟وہ ایسے بات کر رہی تھیں جیسے ہالے کو جانتی ہوں

اسکی جھجھک زائل ہونے لگی

اصل میں مجھے آپ سے ایک لیگل ایڈوائس چاہیے اس نے تھوک نگلا وہ تھانے کے کافی قریب تھے اسے جلد از جلد کچھ چاہیے تھا

میرا بھائی.. اس پہ جھوٹا لزام لگا ہے یہ جھوٹا الزام ہے وہ بلکل ایسا نہیں ہے

معراج سلطان کا بیٹا ہے وہ میں جانتی ہوں غلط کام نہیں کرے گا تم آگے بتاؤ نفیسہ نے اسے نرمی سے ٹوکا

ہالے کا اعتماد بحال ہونے لگا

میرا بھائی آج اسکا اپنے فٹبال کے ساتھیوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا بات ہاتھا پائی تک چلی گئی اب ان بگڑے بچوں نے بدلہ لینے کے لئے میرے بھائی کو ٹریپ کیا ہے انہوں نے اپنی ہیوی بائیک کی گمشدگی کا الزام مرے بھائی پہ لگا دیا ہے اور اب وہ اس پہ ایف آئی آر کٹوانا چاہتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں ؟۔

تم ان پہ اپنی کار چوری کی ایف آئی آر کٹواو

ہالے کو لگا اس نے غلط سنا ہے

جی ؟

نفیسہ کہے گئیں

بالکل تم تھانے جاؤ اور ان پہ اپنی گاڑی کی گمشدگی کی ایف آئی آر کٹواو اپنے ڈرائیور اور چوکیدار سے جھوٹی گواہی دلواو کہ انہوں نے ان بگڑے بچوں کو کئی بار گھر کے آس پاس مشکوک حرکتیں کرتے دیکھا ہے تم ان پہ دوسری ایف آئی آر کرواؤ کہ یہ بچے آج تمھارے گھر کے باہر آئے تھے اور تمھیں ہراساں کرنے کی کوشش کی میڈیا بلواو انکو سب بتاؤ تم ایک ایف آئی آر کے بدلے دس ایف آئی آر کرواؤ تم اس وقت ملک کی وکٹم ہو اور وکٹم کی ہر بات پہ یقین کر لیا جاتا ہے

ہالے نے موبائل کو گھور کر دیکھا (یہ کیسی کرمنلانہ سوچ والی ساس تھی)

لیکن ان سب سے کیا ہو گا آنٹی مجھے اپنے بھائی پہ ایف آئی آر ہونے سے روکنا ہے اس طرح تو جھگڑا بڑھے گا

اس نے تحمل سے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی

اس طرح جھگڑا ختم ہو گا اور صلح ہو گی بچے وہ اسی پر سکون انداز سے بولیں

وہ امیر گھرانوں کے بچے ہیں تم ان سے بات کرو گی سر چڑھیں گے پیسے دو گی تو انکو ضرورت نہیں ہو گی وہ یہ سب کچھ بس تعصب کی وجہ سے کر رہے ہیں وہ بس تمھیں اور تمھارے بھائی کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں

Guilty pleasure

یو نو تم کچھ بھی کر لو وہ تمہاری بات نہیں سنیں گے لیکن جب تم الزام کے بدلے الزام لگاؤ گے تو وہ خوفزدہ ہوں گے امیر ہو یا چاہے غریب ہو وہ بس ایک چیز سے ڈرتا ہے اپنے بچے کے فیوچر خراب ہونے سے ایک ایف آئی آر بس ایک ایف آئی آر انکے بچوں کا فیوچر تباہ کر دے گی اور وہ لوگ مر کر بھی ایسا نہیں چاہئیں گے تم بلکل ایزی ہو جاؤ اور جا کر الزام کے بدلے الزام لگاؤ ہماری پولیس خود تمہاری صلح کروائے گی انکو اپنے رجسٹر کے پنے بھرنے سے سخت کوفت ہوتی ہے

اب کے ہالے پوری طرح مسکرائی تھی اسے نفیسہ کی باتیں سمجھ آ رہی تھیں

بات اگر بڑھ جائے تو بس ایک ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پہ ڈال دو دو جھوٹے آنسو اور وکٹم بننے کی پوری اداکاری تم ملک کے وکٹمز ہو تمہارا باپ قتل ہوا ہے یہ غم منانے کا نہیں اپنے غم کو بیچنے کا وقت ہے

تھینکیو آنٹی تھینکیو سو مچ وہ ممنونیت سے کہنے لگی

عمر نے آپ کے بارے میں جو باتیں کی تھیں آپ اس سے بلکل مختلف ہیں وہ نہ جانے کیوں کال کاٹ ہی نہ سکی یہ عورت اسے اچھی لگی تھی

نفیسہ مسکرائی

اچھا کیا کہتا ہے تمہارا شوہر ؟

وہ ہمیشہ دینی باتیں بتاتا ہے آپ کے حوالے سے مطلب مجھے لگا آپ کافی بیک ورڈ اور دینی ٹائپ ہونگی لیکن جو کچھ آپ بتا رہی ہیں آپ بلکل مختلف ہیں

وہ ہالے تھی ایک بار اسکی جھجھک ختم ہوئی پھر وہ آپ سے ہر طرح کے سوال کرے گی

وہ تمھیں اپنی اماں کے بارے میں بتاتا ہے تم بیرسٹر نفیسہ حیات سے بات کر رہی تھیں اور یقینا مرے بتائے فراڈ کے متعلق بات کر رہی ہو تو میں تمھیں بتادوں ایک جمع چار کرنا وکیلوں کا فیورٹ کام ہوتا ہے

وہ بول رہی تھیں اتنے میں گاڑی تھانے کے باہر رکی

میں تھانے پہنچ گئی ہوں مجھے رکھنا ہو گا ہالے گاڑی کا دروازہ کھولتی باہر آتے ہوئے بولی

نفیسہ نے سر ہلایا

تم نے دینی لوگوں کے بارے میں جو بات کی اس پہ ہم دوبارہ بات کریں گے اوکے ؟ عمر کو کال کر لو اسے تمہارا یہاں آنا اچھا نہیں لگے گا

میں آپ کو کل پھر سے کال کروں گی بائے ہالے نے کال کاٹ دی

آسمان کو دیکھا

میں جانتی ہوں آپ میری نہیں سنو گے پتہ نہیں میں آپ سے ناراض ہوں یا آپ مجھ سے لیکن پلیز میرے بھائی کو اس سب سے بچا لینا

وہ یاسیت سے کہتی اندر چلی گئی عثمان اسکے لاکھ منع کرنے کا باوجود اسکے پیچھے آیا تھا

تھانے میں بے ہنگم سا شور تھا باتیں قہقہے گالیاں عجیب وغریب قسم کے مجرم بے زار تھانے دار

وہ سیدھا اے ایس آئی کی میز تک گئی

ہالے سلطان اس نے نام بتایا میرا بھائی کہاں ہے سنجیدہ دوٹوک لہجہ

ایک جانب بینچ پہ ایک معمر آدمی بیٹھا تھا اسکے ساتھ دو اور لوگ بھی تھے ان سب کا مطالبہ ایک ہی تھا

"ایف آئی آر

ہالے نے اس معمر آدمی کو غور سے دیکھا

یہ تو دانش شہزاد تھا شمس چچا کا بہت اچھا دوست یقیناوہ حسن کی شکایت لے کر انکے پاس گئے ہوں گے اور شمس نے سفیر کا بدلہ لینے کے لئے حسن کی پشت پناہی کرنے کی بجائے اسے سزا دینے کا فیصلہ کیا ہو گا

ہک ہاہ

ہالے نے لمحوں میں اسکا پلان ڈی کوڈ کیا تھا

بی بی دیکھیں پارٹی ایف آئی آر کا کہہ رہی ہے ہم نے بس آپ کی خاطر اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا انکی وجہ سے اب تک کھانا بھی نہیں کھآیا پھر ہمارے کھانے کا انتظام کر لیں ذرا

اے ایس آئی کی بات پہ اس نے گردن موڑی تھی

وہ کھلم کھلا اس سے رشوت مانگ رہا تھا

میں اپنے بھائی سے مل لوں پھر آپ کو کھانا بھی کھلاؤں گی اور وہ اٹھی جیب بھی گرم کروں گی اچھے سے

اے ایس آئی نے سپاہی کو اشارہ کیا وہ ہالے کے آگے آگے چلتا گیا

ذرا فاصلے پہ سامنے بالکل عین سامنے وہ تھا اسکا بھائی حسن سلطان سادہ ٹی شرٹ اور شارٹس میں ملبوس وہ گھبرایا ہوا تھا اسکا رنگ سفید تھا لیکن وہ اپنی گردن سیدھی کئے کھڑا تھا

ہالے کو دیکھ کر اسکا سرخ چہرہ برہمی سے دھکنے لگا

وہ سلاخوں پہ ہاتھ رکھے آگے ہوا

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ وہ دبا دبا غرآیا

جاؤ یہاں سے ابھی کے ابھی جاؤ یہ جگہ تمھارے آنے کی نہیں ہے

اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ سلاخیں توڑ کر باہر آجائے

میری بات سنو حسن میں تمھیں نکال لوں گی تم پریشان مت ہونا وہ اسے تسلی دے رہی تھی

تم یہاں سے جاؤ مجھے تمہاری موجودگی پریشان کر رہی ہے تم کیوں میری جان کے پیچھے پڑ گئی ہو خدا کا واسطہ ہے یہاں سے جاؤ

وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا اسکی غیرت گوارہ نہیں کرتی تھی کہ اسکی بہن یوں تھانے میں ایک ہزار مردوں کے بیچ اسکے لئے خوار ہو

بی بی یہ دلاسا تسلی بعد میں کر لینا پہلے بات کر لو سپاہی ناگواری سے بولا تھا

اے میری بہن سے تمیز سے بات کرو حسن غرآیا تھا

اسکے کان تک سرخ ہو گئے تھے بازو کی نسیں ابھر آئی تھیں

ہالے تم جاؤ میں کہتا ہوں جاؤ عمر کو بھیجو وہ ان سب کو ہینڈل کر لے گا عمر کو بھیجو تم جاؤ

وہ اسکی منت کر رہا تھا

ہالے مڑ گئی وہ اسکی نہیں سن سکتی تھی

وہ واپس میز تک آئی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھالی اب کے اس میز کے اس پار ایس ایچ او بیٹھا تھا

جی بی بی اب آپ کیا کہتی ہیں صلح صفائی کریں گی یا پھر

. . . .

ہم ایف آئی آر کریں گے مشتعل دانش آگے آیا میرے بیٹے کو مارا پیٹا ہے ارے جانوروں کی طرح ہاتھ چلتے ہیں اس کے بھائی کے اوپر سے میرے بیٹے کی امپورٹڈ بائیک بھی چوری کی ہے اس کے بھائی نے ہم ایف آئی آر کے بغیر ٹلیں گے نہیں

وہ بلند آواز میں انگلی اٹھائے دھمکا رہا تھا

ہالے نے سکون سے انکو دیکھا

میں بھی ایف آئی آر کروں گی وہ ایس ایچ او کی جانب مڑی

کاٹیں ایف آئی آر میری گاڑی گمشدہ ہے اور میرا شک انکے بیٹے نبیل پہ ہے اور اسکے ساتھ ان دونوں کے بیٹے ہاتھ سے بینچ پہ بیٹھے دونوں آدمیوں کی طرف اشارہ کیا

جواد اور احمد یہ دونوں بھی شامل تھے

کاٹیں ایف آئی آر جلدی کریں یہ اگر میرے بھائی کے خلاف ایک ایف آئی آر کٹوا رہے ہیں تو میں دس کٹواؤں گی میرا بھائی تھانے میں ہے تو انکے بچے بھی بغیر اے سی اور مچھروں میں سوئیں گے آج جمعہ ہے کل کورٹ بند ہے دو دن بعد کورٹ کھلے گا پھر دیکھیں گے کس کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے

یہ کوئی بائیس تیئیس سالہ الہڑ لڑکی نہیں لگ رہی تھی یہ سنجیدہ معملہ فہم اور کائیاں تھی

ایس ایچ او نے مقابل لوگوں کو دیکھا

وہ آس بازی کے پلٹ جانے پہ جتنا حیران ہوتے اتنا کم تھا

دیکھیں ٹھیک ہے آپ کے بھائی پہ ایف آئی آر نہیں ہو گی ان میں سے ایک نے کہنا شروع کیا

لیکن آپ کے بھائی کو ہمارے لڑکوں سے معافی مانگنی ہو گی اور آئندہ اس قسم کی حرکتیں نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہو گا

ہالے نے سینے پہ بازو باندھ کر سکون سے انکو دیکھا

ٹھیک ہے وہ معافی مانگ لے گا وہ کہتے ہوئے اٹھی

ایس ایچ او کی جانب دیکھا پھر ان تینوں کی جانب دیکھا

وہ معافی مانگ لے گا اور اسکے بعد میں ایک الگ ایف آئی آر کروں گی اور اس میں لکھواؤں گی کہ جب میں اپنے بھائی کا میچ دیکھنے گراؤنڈ گئی تب آپ کے تینوں بچوں نے مجھے ہراساں کیا میرے ماضی اور مستقبل کے بارے میں نازیبا باتیں کی ایک ہجوم کے سامنے میرے کردار کی بات کی اور اگر ایف آئی آر نہ کاٹی گئی تو میں یہی ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پہ لگاؤں گی

آپ کے بچے

Harassers

کے طور پہ جانے جائیں گے انکی فیمیل دوستیں انکا بائیکاٹ کر دیں گی انکے میل دوست ان سے ملنے سے کترائیں گے آپ کے بچے وہ انکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی ٹھنڈے پر سکون لہجے میں کہہ رہی تھی

برباد ہو جائیں گے میں انکا فیوچر تباہ کر دوں گی لیکن خیر فلحال معافی ضروری ہے ایس ایچ او صاحب پلیز میرے بھائی کو بلوا دیں وہ آخر میں معصومیت سے بولی

ہم بات ختم کرنے کو تیار ہیں بس ہمارے بچوں کا نام نہ آئے ان تینوں نے ایک ساتھ ہتھیار ڈالے تھے

ہالے مسکرائی

ایس ایچ او کے چمچے نے گلہ کھنکھار کر انکو اپنی جانب متوجہ کیا

اپ دونوں بس اپنی بات کریں گے یا صاحب کے چائے پانی کا انتظام بھی کریں گے ؟

اتنی دیر سے صاحب کو بٹھا رکھا ہے تم لوگوں کا نوکر ہے کیا؟

ہاں ہے نوکر عوام کا نوکر ہی تو ہے

ابھی ان میں سے کوئی کچھ کہتا جب اپنے عقب سے آتی آواز پہ سب ٹھٹھک گئے

وہ عمر حیات تھا صبح والی کف شرٹ میں ملبوس اسکا چہرہ سپاٹ تھا

ہالے کو وہاں دیکھ اسکے جبڑے کی رگیں تک تن گئی تھی وہ یہاں موجود واحد عورت تھی زندگی میں پہلی بار عمر کو ہالے کی موجودگی بری لگی تھی

وہ آگے آیا اسکے لئے کرسی رکھی گئی ایس ایچ او آگے پیچھے گھومنے لگا حسن کو باہر لایا گیا وہ جیسے ایک پیر پہ کھڑا رہا

تھوڑی دیر بعد وہ حسن کو چھڑوا کر باہر لے آئے تھے عمر کے تاثرات سپاٹ اور سخت تھے

وہ دونوں اپنی گاڑی کی جانب جا رہے تھے حسن انکے آگے تھا باہر سڑک پہ آکر اس نے ہالے کو کہنی سے کھینچ کر گاڑی کے ساتھ لگایا

یہاں کافی اندھیرا تھا یہ جگہ تھانے سے ذرا آگے تھی

کس کی اجازت سے آئیں تھیں یہاں ؟اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر پوچھا

میں .. میں نے کال کی تھی وہ بدقت بول پائی

کتنے مرد تھے وہاں جانتی ہیں ؟ کیسی نظر تھی انکی ؟ جرات کیسے ہوئی اپ کی وہ بلند آواز میں چلایا

ہالے بس اسکو دیکھے گئی یہ عمر نہیں تھا یہ عمر ہو ہی نہیں سکتا تھا عمر کبھی ہالے پہ چلا نہیں سکتا تھا

میں تمہاری پابند نہیں ہوں جہاں میرا دل چاہے گا وہاں جاؤں گی میرے شوہر بننے کی کوشش نہ کرو مت بھولو یہ ایک کاغذی رشتہ ہے وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی اسی کے لہجے میں جواب دیتی اپنا بازو چھڑوانے لگی

حسن بس انکو دیکھتا رہا وہ

بکواس بند کریں اپنی اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا اس وقت میرا دماغ سخت گھوما ہوا میں آپ کی کوئی بکواس سننا نہیں چاہتا مجھے بس یہ بتائیں آپ کی جرات کیسے ہوئی یہاں آنے کی میں بھونک کر گیا تھا ناں بولا تھا ناں میں نے کچھ بھی ہو تو مجھے کال کرنا سمجھ نہیں آتی دماغ میں کچھ گھستا نہیں ہے ؟

وہ سرخ آنکھیں لئے بلند اواز میں بول رہا تھا کہنیاں اب تک جکڑ رکھی تھیں

میری بہن سے اس طرح بات مت کرو

دفتعاوہ دونوں ٹھٹھکے وہ دونوں حسن کی موجودگی کو فراموش کئے ہوئے تھے

وہ سرخ سنجیدہ آنکھیں لئے آگے آیا عمر متعجب تھا ہالے کی کہنیوں پہ اسکی گرفت ہلکی تھی حسن نے ایک جھٹکے میں اسکا بازو آزاد کروایا

تم بیچ میں مت آؤ میں اپنی بیوی سے بات کر رہا ہوں عمر نے ناگواری سے ٹوکا

تمہاری بیوی ہونے سے پہلے وہ میری بہن ہے اور میری بہن سے اس طرح بات مت کرو وہ تمہاری بیوی ہے غلام نہیں نہ ان دونوں کی طرح اسکا لہجہ بلند تھا نہ اس میں کوئی طنز تھا وہ بس ہالے کا بازو پکڑے کھڑا تھا اور وہ شل سی اسکے ساتھ کھڑی تھی

جو بھی مسلہ ہے گھر جا کر سلجھاؤ لیکن میری بہن سے اس طرح بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

وہ تنبیہ کرتے ہوئے سنسان سڑک پہ آگے بڑھ گیا

ہالے نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسکے پیچھے جانے لگی عمر گہری سانس بھرتا اپنا غصہ قابو کرتا انکے پیچھے چلنے لگا

سڑک پہ چلتے حسن کے قدم شکستہ اور خوف زدہ تھے نہ جانے کیوں ایک خالی پن سا تھا جو دل کو جکڑ رہا تھا

یہی حال ہالے کا بھی تھا اسکا دل کیا تھا وہ حسن پہ آئی سب تکالیف خود پہ لے لے یہ وہ بچہ تھا جسے ماں کی طرح پالا تھا اپنا وقت پیسہ جزبات سب اس پہ خرچ کیا تھا ایسا نہیں تھا کہ انکے درمیان لڑائی نہیں ہوتی تھی لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ صلح نہ ہوتی ہو

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا غیر متعین کردہ سمت کی طرف جارہا تھا

آئی ایم سوری حسن

اپنے پیچھے سے آتی ہالے کی آواز پہ وہ لمحہ بھر کو رکا انکے پیچھے مناسب فاصلے پہ چلتا عمر بھی رکا

حسن کی آنکھیں اس نیم اندھیرے میں بھی زخمی سی لگتی تھیں وہ بچہ بہت ہرٹ لگتا تھا

تم سوری نہیں ہو ہالے وہ عجیب سے لہجے میں بولا

اور اگر ہو تو کس کس بات کے لئے ؟

آنسو بہنے لگے وہ سولہ سال کی عمر میں چار گھنٹے تھانے رہ کر آیا تھا وہ ڈرا ہوا تھا خوف زدہ تھا

بابا مر گئے اور میں تب سے تمھارے ساتھ مل کر رو نہیں سکا کیا تم اسکے لئے سوری ہو ؟

اسکی آواز کپکپائی

ہالے کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہنے لگے

اماں بیمار تھیں میں اکیلا تھا میرے پاس رقم نہیں تھی میرے پاس کوئی اپنا نہیں تھا تم اسکے لئے سوری ہو ؟ اسکا

لہجہ بلند ہوا آنکھوں کا زخمی پن دل چیرنے لگا

ہالے بس اسکو سنتی رہی آج اسے بولنے کا حق تھا

شمس چچا نے مجھے اتنا مارا اتنا مارا کہ میں دو دن چل پھر بھی نہیں سکا اور میرے پاس پین کلر تک کے پیسے نہیں تھے

اور میرے پاس تم نہیں تھی کیا تم اسکے لئے سوری ہو ؟

وہ رو رہا تھا بلند آواز میں روتے ہوئے کہہ رہا تھا نیم اندھیری سڑک کو اس پہ ترس آیا

میرے باپ کا قتل ہوا تھا یہ جاننا میرا حق تھا لیکن تم نے چھپایا کیا تم اسکے لئے سوری ہو ؟

برونو مر گیا میں ایک بار پھر اکیلا ہو گیا بھری دنیا میں بلکل اکیلا اور تم تب بھی میرے ساتھ نہیں تھیں تم مجھے اپنا

بیٹا کہتی تھیں اور تم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا کیا تم ان سب کے لئے سوری ہو ؟

اسکی ہچکیاں بندھ گئیں تھیں روتے ہوئے اسکی آواز کانپ رہی تھی آنکھیں سرخ غمزدہ تھیں

سب کہتے تھے یہ لڑکی ہے اور اس کے پاس تم سے زیادہ آزادی ہے تم سے زیادہ پیسہ ہے تمھارے گھر والے اس سے تم سے زیادہ پیار کرتے ہیں لیکن میں کبھی تم سے جیلس نہیں ہوا کوئی بہنوں سے جیلس ہوتا ہے ہے کیا؟ سب نے مجھے تمھارے خلاف کیا لیکن میں تمھارے ساتھ کھڑا رہا سب تمھارے خلاف بولتے تھے میں تمھارے حق میں بولتا تھا اور تم نے کہا میں مر جاؤں؟

اسکی آواز زکام زدہ تھی وہ بامشکل بول رہا تھا

آنسو جیسے آج نہ بہے تو پھر کبھی نہیں بہیں گے

ہالے بس مغموم سی اسکو دیکھ رہی تھی اسکا دل ٹوٹ رہا تھا روح قبض ہو رہی تھی

میں تم سے محبت کرتا تھا اور تم نے کہا تم مر جاؤ تم نے کہا خدا کرے تم مر جاؤ حسن کیا کوئی اپنے بیٹے کو ایسے کہتا ہے؟ وہ چلایا

تم کہتی ہو تم سوری ہو لیکن تم کہتی ہو حسن مر جائے میں تمہاری کس بات پہ یقین کروں؟

وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا

یکدم حسن نے اپنی آنکھیں صاف کیں

اور اب اگر تم سوری ہو بھی تو مجھے فرق نہیں پڑتا وہ تلخی سے بولا

ہالے نے قدم اسکی جانب بڑھائے فاصلے اسنے بڑھائے تھے ختم بھی اسی کو کرنے تھے

مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے مجھے تم نہیں چاہیے ہو مجھے کوئی نہیں چاہیے وہ درد سے پھٹی ہوئی آواز میں چلایا

ہالے بس خاموش قدم اسکی جانب بڑھاتی رہی

تم جاؤ اپنے شوہر کے ساتھ رہو میرا کیا ہے میں تو تمھارے لئے مر گیا ناں میرے قریب مت آؤ وہ غرآیا

میں تم سے نہیں ملنا چاہتا آئندہ میرے سامنے بھی مت آنا ہم دونوں بہن بھائی نہیں ہیں

ہالے اسکے بلکل قریب آکر رکی وہ اس سے چھوٹا تھا لیکن اسکا قد ہالے سے بڑا تھا وہ اسکا بھائی تھا اسکا محافظ

تم بہت بری بہن ہو بہت بری ماں ہو تم نے کہا تھا حسن مر جائے تم دیکھنا حسن مر جائے گا

وہ درد سے کہہ رہا تھا

ہالے نے خاموشی سے اپنے دونوں بازو اسکے گرد حمائل کر دیے اور سر اسکے سینے پہ رکھ دیا

حسن بولتے بولتے رک گیا الفاظوں نے مرتے دم کی آخری ہچکی لی اور دم توڑ دیا

یکدم وقت رک گیا تھم گیا

عمر حیات نے طنزیہ سر جھٹکا

میلوڈرامہ

آئی ایم سوری حسن آئی ایم سوری ہر چیز کے لئے سوری میں تم سے دور رہی اسکے لئے سوری برے وقت میں

تمہارا ساتھ نہیں دے سکی اسکے لئے سوری

وہ روتے ہوئے اسکے سینے سے لگی کہے جا رہی تھی حسن شل کھڑا رہا

مجھے لگا میں سر مئی سے سیاہ ہو جاؤں گی اور تم مجھے ڈس اون کر دو گے میں ڈر گئی تھی میں تمھیں کھونے سے ڈر گئی تھی میں فیری ٹیل کی شہزادیوں کی طرح چالوں کا حصہ بن گئی تھی مجھے لگا میں ان سب میں تمھیں کھو دوں گی میں تمھیں نہیں کھونا چاہتی تھی آئی ایم سوری

وہ بلک بلک کر رو رہی تھی حسن نے مدد طلب نظروں سے عمر کو دیکھا عمر نے بقاعدہ لعنت بھیجنے والے انداز میں منہ پھیر لیا

حسن کے ہاتھ اب بھی شاک سے پہلو میں گرے تھے

مجھ سے غلطیاں ہوئیں حسن مجھ سے غلط فیصلے ہوئے مجھے لگا اگر تم پہ برا وقت تک آئے تو خاندان کو چھوڑ دو لیکن میں غلط تھی مجھے اپنے برے میں اپنے خاندان کے ساتھ مل کر ٹھہرنا تھا تاکہ وہ وقت مجھے چھوڑ دے فیری ٹیل کی شہزادیوں سے غلطیاں ہو جاتی ہیں حسن مجھے معاف کر دو

اسکا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا حسن نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد باندھ لئے وہ اس سے چھوٹا تھا لیکن یہ بازو مضبوط تھے محافظ تھے

آپ کا بھائی چھوٹا ہو یا بڑا اگر وہ آپ کے ساتھ آپ کے برے وقت میں کھڑا ہے تو ساری دنیا آیڑی چوٹی کا زور لگا لے آپ کو گرا نہیں سکتی

وہ ان بازووں کا سہارا ملتے ہی اور بری طرح رونے لگی حسن بو کھلا گیا

اچھا اب بس بھی کر دو وہ جیسے منت کر رہا تھا

اسکے رونے میں اور زیادہ شدت آنے لگی وہ بچوں کی طرح رونے لگی

حسن اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیرتا اسے سینے سے لگائے کھڑا رہا کافی دیر بعد اسکی ہچکیاں تھمیں حسن نے اسے نرمی سے خود سے الگ کیا

اسکی آنکھیں بری طرح سوجھ گئی تھیں عمر نے فورا رخ پھیر لیا

ہالے کے آنسوؤں سے زیادہ اذیت ناک کچھ اور نہیں تھا کچھ بھی نہیں

کیا تمھارے شوہر نے تمھیں بتایا ہے کہ رونے کے بعد تم کتنی بری لگتی ہو؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

ہالے نے خفگی سے اسکو دیکھا

باقی کا میلوڈرامہ گھر چل کر کر لیں؟ عمر کی تپی ہوئی آواز پہ ان دونوں نے مڑ کر دیکھا

کیا آج رات میں تمھارے گھر پہ سو سکتا ہوں؟ حسن نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا

ہرگز نہیں عمر نے تندھی سے جواب دیا

بہت بہت شکریہ تمہارا اپنے ملازمین سے کہو کھانا اور بستر تیار رکھیں حسن سلطان آج جلدی سونا چاہتے ہیں

وہ عمر کے قریب آیا

اور ہاں صبح صبح مجھے کسی قسم کا شور و غل نہیں پسند تو خیال رکھنا ورنہ ابھی تم حسن سلطان کے قہر سے واقف نہیں ہو چلیں بہنا؟

آخر میں اس نے ہالے کو دیکھ کر پوچھا

وہ مسکرادی

ایک سیر تھاتو دوسرا سواسیر

حسن نے ہالے کا ہاتھ پکڑا اور آگے آگے چلنے لگا

عمر کلستا رہ گیا

کیا تمھیں ایک مرد کا "ناں" سمجھ میں نہیں آتا

وہ بلند آواز میں چلایا

حسن ہاتھ جھلاتا آگے بڑھ گیا

رات گہری ہو گئی لیکن ان دونوں کی باتیں ختم نہ ہوئیں کبھی وہ دونوں معراج سلطان کی کوئی بات یاد کر کے روتے رہتے اور کبھی کوئی بات یاد کر کے ہنستے تھے

کافی کے مگ ادھ کھایا پزا اور عمر کے لاؤنج کی بے ترتیب حالت وہ جتنا کلستا اتنا ہی حسن اسے چڑانے لگتا

وہ چھوٹا معراج تھا تھا بلکل انہی کی طرح وہ عمر کے طنز کا جواب طنز سے دیتا تھا

اس وقت ہالے اسے سارا گھر دکھا رہی تھی اس کے لئے عمر کے کمرے کے ساتھ والا کمرہ تیار کروایا گیا تھا لیکن جیسے ہی وہ عمر کے کمرے میں آیا اسکی آنکھوں میں شیطانی چمک در آئی وہ اپنے بیڈ پہ بیٹھا لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا بلکہ مصروف کیا تھا ہالے کو اپنی ناراضگی دکھا رہا تھا

میں آج یہاں سوؤں گا حسن کے اس اعلان پہ ہالے بھی گڑبڑا گئی تھی

عمر نے بے یقینی سے اسکو دیکھا جیسے یقین کرنا چاہتا ہو کہ اس نے واقعی عمر حیات کے کمرے میں رہنے کی بات کی ہے اسکی اتنی جرات ؟

ہاں ٹھیک ہے تم یہاں سو جاؤ عمر ویسے بھی ہمارے کمرے میں جائے گا اس نے عمر کو دیکھتے ہوئے ہمارے پہ زور دیا تھا

مطلب وہ اپنے رشتے کی حیثیت حسن کو نہیں بتانا چاہتی تھیں ہمم گڈ

وہ دانت پیستے ہوئے اٹھ آیا

حسن اب آگے جا کر کمرے کا جائزہ لے رہا تھا وارڈروب کھول کر چیک کر رہا تھا

ہالے چوکھٹ میں کھڑی تھی

یہ میرا کمرہ ہے اور مجھے اپنے بستر کے علاوہ کہیں نیند نہیں آتی وہ ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا البتہ ناراض وہ اب بھی تھا

بچہ ہے وہ عمر اس سے کیسی ضد ؟

میں یہ شرٹ پہنوں گا وہ دونوں اسکی آواز پہ مڑے تھے اسکے ہاتھ میں سفید کوری بٹنوں والی شرٹ تھی

اس کے چہرے پہ چھوٹے بچوں جیسی خوشی تھی

عمر فورا اس تک گیا اور جھپٹ کر شرٹ اسکے ہاتھ سے لے لی لیکن حسن کی گرفت اتنی بھی ہلکی نہیں تھی اس نے شرٹ کا کونہ تھامے رکھا

یہ میری سب سے مہنگی شرٹ ہے نہیں دے رہا میں وہ بلکل بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا

میں یہی شرٹ پہنوں گا ورنہ میں ابھی کے ابھی جا رہا ہوں اس انگلی اٹھا کر تنبیہ کی

ہالے تو مانو چند گھنٹوں میں ان سے عاجز آگئ تھی

عمر بچہ ہے وہ اس نے بظاہر مسکرا کر کہا لیکن اندر ہی اندر اسے سخت طیش چڑھ رہے تھے کس طرح وہ ایک بچے سے مقابلہ کر رہا تھا

عمر نے ہالے کی وارننگ دیتی آنکھیں دیکھیں پھر شرٹ کو ایک حسرت بھری نظر سے دیکھا

اگر اس پہ ایک بھی داغ لگا یا پھر یہ کہیں سے پھٹی تو خدا کی قسم ابھی تم مجھے جانتے نہیں ہو

وہ حسن کے کان کے قریب غراتا ہوا آگے بڑھ گیا

چچ چچ. کیا زمانہ آگیا ہے یہی لوگ تھے جو کچھ وقت پہلے ما آب حسن سلطان کے آگے پیچھے گھومتے تھے

اسکی آواز پہ عمر تھم گیا

کبھی کافی شاپ کبھی پارک ہر جگہ میرے پیچھے آیا کرتے تھے کہ میں بس ایک بار اپنی دوستی کا شرف انکو بخش دوں بس ایک بار ان سے بات کر لوں اور اب دیکھو وہی لوگ

کیا سے کیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے

اس نے مصنوعی افسوس سے کہتے ہوئے

خود کو جیسے بیڈ پہ پھینک سا دیا

عمر کے دل پہ جیسے گھونسہ لگا

دیکھیں دیکھیں اسکو کس طرح بیڈ پہ خود کو پھینک رہا ہے ٹوٹ گیا تو؟

جانتے بھی ہو کس سے ڈیزائن کروایا ہے میں نے سارا فرنیچر؟

ہالے اپنے شوہر کو لے جاؤ یہ میری نیند خراب کر رہا ہے حسن نے بد مزہ ہو کر کہا

عمر کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اسکا گلہ دبا دے یا پھر کم از کم اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے تو باہر پھینک دے وہ ایسا کر بھی گزرتا اگر ہالے اسکو بازو سے پکڑ کر باہر نہ لے کر جاتی

کیا ہو گیا ہے تمھیں بچہ ہے وہ باہر آ کر ہالے نے اسکو گھرکا تھا

وہ جواب دیئے بغیر آگے بڑھ گیا

بھئی ناراض تھا وہ

ہالے نے گہری سانس بھری اور اسکے پیچھے گئی

وہ خفگی سے سیڑھیاں اترتا نیچے جارہا تھا وہ نچلے ذینے پہ تھا اور ہالے سب سے اوپری ذینے پہ

کسی انسان نے اگر صبح ناشتہ نہ کیا ہو اور پھر دوپہر کا کھانا بھی نہ کھایا ہو پھر اگر رات کا کھانا بھی نہ کھا سکا ہو تو؟؟

ہالے کی آواز پہ اسکے قدم تھم گئے

کیا اسے بھوکا سو جانا چاہیے؟ ہوں؟

عمر نے مڑ کر اسکو دیکھا

وہ کہنا چاہتا تھا تو میں کیا کروں؟

لیکن کہہ بیٹھا

کچن میں آجائیں کچھ بنا دیتا ہوں

بولا اور مڑ گیا اب اس سے زیادہ مروت وہ دکھا نہیں سکتا تھا

ایک ڈاکٹر کو اگر بیماری بتا دو تو وہ علاج کر کر ہی ہٹے گا ایک استاد سے اگر سوال سمجھانے کا کہہ دو تو اپنا پوری توانائی لگا کر جواب بتا کر ہی ہٹے گا اسی طرح ایک شیف کو اگر اپنی بھوک بتا دی تو وہ آپ کا پیٹ بھر کر ہی ہٹے گا اچھا کھانا بنانے والا وہ نہیں ہوتا جس کے ہاتھ میں ذائقہ ہو اصل شیف وہ ہوتا ہے جو کسی کی بھوک کا حال جان لے تو بے چین ہو جائے اور جب تک وہ انسان کھانا کھا نہ لے شیف پہ سکون حرام ہوتا ہے

وہ کچن میں آئی تو برتنوں کی اٹھا پٹخ جاری تھی

نان آسٹک فرائنگ پین میں صرف اتنا تیل تھا جتنا کوئی نوزائیدہ بچہ گھونٹ لیتا ہو

وہ فریج سے میٹ نکال رہا تھا پتلا چپلی کباب کی شکل میں بنا ہوا میٹ

ساتھ ساتھ کبھی کسی سامان کو یہاں پھینکتا تو کبھی وہاں

آؤ لڑیں

ہالے کی آواز پہ اسکے میٹ بناتے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے پھر اسی تیزی سے چلنے لگے

وہ اسکے کندھے پہ نظریں جمائے کہے گئی

ادھورے جھگڑے اور لڑائی کے بعد کا کینہ رشتوں کے لئے سلو پائزن ثابت ہوتا ہے یہ آہستہ آہستہ رشتے کھا

جاتا ہے اس لئے کہہ رہی ہوں آؤ لڑیں

وہ اب بھی نہیں مڑا میٹ کا ٹکڑا تیل میں ڈالا شڑ شڑ کی آواز سارے کچن میں گونج گئی

سخت زہر لگ رہے ہو ہالے نے ایک بار پھر کوشش کی

بلکل زہر اور یہ تمہاری شرٹ بالکل بھی سوٹ نہیں کر رہی تم پہ

عمر نے لب بھینچ لئے

لیکن مڑا نہیں میٹ پک رہا تھا اور اب وہ پلیٹ میں سلاد بنا رہا تھا

سبز پتے سفید پلیٹ کو ڈھک گئے اب وہ اطراف میں کٹے ہوئے کھیرے سجا رہا تھا

میٹ پک کر سنہری ہونے لگا تھا

وہ جس کمرے کے لئے تم میرے بھائی سے لڑ رہے تھے ایسا بھی کیا ہے اس کمرے میں ایسا لگتا ہے جیسے کسی خبطی بوڑھے کا کمرہ ہو

اور بس اب کے وہ مڑا تھا

آپ خود کونسی شہد لگ رہی ہیں ہاں ؟اور میرا کمرہ ایک شاہکار ہے میرے منہ مت لگیں چپ چاپ اپنا کھانا کھائیں اور جا کر سو جائیں وہ سخت خفا تھا

تمھیں مجھ سے سوری کہنا چاہیے کتنی بد تمیزی کی تھی تم نے بھول گئے ؟

اچھا میں سوری بولوں ہاں ؟اور آپ کے منہ سے تو پھول جھڑ رہے تھے کمر دکھ گئی میری پھول چنتے چنتے

اسکا چہرہ سرخ ہوتا جارہا تھا

ٹھیک ہے میں تھانے چلی گئی لیکن میرے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا تم میری کالز نہیں لے رہے تھے کوئی اور مرد میرے پاس تھا نہیں ایسے میں مجھے بتاؤ میں کیا کرتی ؟

وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہی تھی وہ عمر کو موقع دے رہی تھی کہ وہ دل میں رکھی بات نکال دے

میں آئی جی کے ساتھ تھا کیسے کال اٹھاتا ؟آپ سے پہلے حسن مجھے کال کر چکا تھا میں نے گھر پہ کال کر کے آپ کا پوچھا تھا لیکن آپ پہلے ہی نکل چکی تھیں

وہ چمٹا رکھے آگے آیا اسکے کان سرخ تھے چہرہ برہم

کتنے مرد تھے وہاں جانتی ہیں ؟ مجھے مسلہ مردوں سے نہیں تھانہ آپ میرے لئے ناقابل اعتبار ہیں لیکن وہ پولیس والے ہیں انکی باتیں گالیوں سے شروع اور گالیوں پہ ختم ہوتی ہیں آپ ایسے ماحول میں بیٹھی تھیں ظاہر ہے مجھے غصہ آئے گا

ہالے چپ چاپ اسکو سنتی رہی وہ سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ کہہ رہا تھا

مجھے مسلہ ان مردوں سے کبھی بھی نہیں تھا لیکن جس بات پہ حسن اور ان لڑکوں کے درمیان مار پیٹ ہوئی تھی آپ بتائیں اگر وہی بات وہ لوگ اس مجمعے میں ان سب مردوں کے سامنے کرتے تو آپ کو کتنی تکلیف ہوتی ؟ کوئی آپ کے کردار کی بات کرے مجھے اچھا نہیں لگتا

آپ کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے

وہ آخر میں ایسی بے بسی سے بولا کہ ہالے ٹھٹھک گئی

کیوں ؟ تمھیں میری تکلیف سے تکلیف کیوں ہوتی ہے ؟

عمر چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر مڑ گیا

اب وہ دوبارہ فرائنگ پین کے سامنے کھڑا میٹ الٹ پلٹ رہا تھا

کیونکہ ... آپ نے میری جان بچائی تھی وہ ہلکی آواز میں بولا

لیکن دور کہیں شاید وہ دونوں جانتے تھے وجہ یہ نہیں تھی

اب کے وہ نارمل تھا وہ اپنی بات کہہ چکا تھا دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا

ہالے اب میز کے گرد رکھی کرسی پہ بیٹھ گئی تھی

عمر نے پلیٹ میں فرائیڈ بیف کے تینوں ٹکڑے رکھے اطراف میں سجے سلاد کے سبز پتے اور کھیرے رکھے

اس نے پلیٹ میز پہ رکھی اپیرن اتار کر دوبارہ جگاپہ رکھا

بیٹھو یہاں ہالے نے نرمی سے کہا

اس نے اچنبھے سے اسکو دیکھا

کھاؤ تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا

وہ متعجب سا اسکو دیکھتے ہوئے بیٹھ گیا

ہالے نے پلیٹ اسکے آگے سرکائی

کانٹا اور چمچ اسکی پلیٹ میں رکھا

صبح میں تمہاری انٹر میڈیٹ فاسٹنگ دوپہر سے شام تک آئی جی کا انتظار اور پھر شام سے لے کر اب تک تم مسائل میں الجھے ہو کھانا کب کھایا ہو گا؟

عمر مسکرایا

ہالے اٹھ کر فریج تک گئی پانی کی بوتل نکال کر واپس میز تک آئی

وہ اسکو دیکھتا رہا مسکراتے ہوئے متعجب سا

نہ کریں میں رونے لگ جاؤں گا اتنی فکر؟

راس نہیں آرہی ناں؟اسی لئے کرتی بھی نہیں

اور پھر دونوں ایک ساتھ ہنس دیے

دونوں کی سیاہ آنکھوں میں چمک تھی

وہ آنکھیں ایک جیسی لگتی تھیں بالکل ایک بالکل قریبی

وہ سر جھکائے کھانا کھانے لگا

ہالے اٹھ کر جانے لگی

کھانے کے بعد تھوڑی کافی مل سکتی ہے؟

وہ جاتے جاتے ٹھہر گئی

یقیناً اسے کافی کی طلب نہیں تھی وہ بس اسکے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا

نہ جانے کیوں اسے یہ مکان ہالے کی موجودگی کے بعد گھر لگنے لگا تھا

پر تعیش کمرے کی ساری بتیاں بجھی ہوئی تھیں نیم اندھیرے میں اگر سہج سہج کر قدم رکھتے فرواسلطان کے بیڈ کی طرف آؤ تو وہ کروٹ کے بل سو رہی تھی

اس نے آنکھیں میچ رکھی تھیں اپنے اوپر پڑے لحاف کا کونہ سختی سے جکڑ رکھا تھا یکدم وہ ایک جھٹکے سے بیدار ہوئی

اسکا تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا ماتھے پہ اے سی کی خنکی کے باوجود پسینہ تھا

وہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی میک اپ سے پاک اسکا چہرہ کافی بوڑھا معلوم ہوتا تھا

اس نے گردن ترچھی کر کے ایک نظر اپنی دائیں طرف سوتے شمس کو دیکھا پھر اپنے نائٹ گاؤن کی ڈوری باندھتی بیڈ سے نیچے اتر آئی ٹھنڈے فرش پہ پیر رکھے تو ایک یخ سا تاثر ریڑھ کی ہڈی تک گیا

اسکا چہرہ گھبرایا ہوا پریشان تھا

وہ واپس نہیں آسکتا میں نے اس عورت کو واپس بھیج دیا تھا وہ واپس کیسے آسکتا ہے؟

اسکے لب بغیر آواز کے پھڑ پھڑائے

تم دعا کرو فروا کہ وہ واقعی مر گیا ہو کیونکہ اگر وہ زندہ رہا تو تمھیں زندہ نہیں چھوڑے گا

پس منظر میں دور کہیں نگین کی آواز گونج رہی تھی اور دور کہیں یہ سچ بھی لگ رہا تھا

وہ جب سے انکی زندگی میں آیا تھا گردن کا پھندہ نا محسوس انداز میں تنگ پڑتا جارہا تھا

وہ بالکنی کا دروازہ کھول کر ریلنگ کے پاس چلی آئی

مناظر بدلے

نگین ہسپتال کے بیڈ پہ بیٹھی تھی ڈاکٹر اسے اسکی بیٹی تھمار ہے تھے

فروا اور حسینہ اسکے دائیں بائیں بیٹھی تھیں

نگین نے نم آنکھوں سے بچی کو ہاتھوں میں لیا اسکے چہرے کو دیکھا وہ کافی دیر سے اپنے بچے کو دیکھنا چاہتی تھی اسے محسوس کرنا چاہتی تھی اسکی بے قراری ایک پل میں جیسے اڑن چھو ہو گئی

یہ کون ہے ؟اس نے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے پوچھا

اس کمرے میں موجود ہر انسان کے چہرے کا رنگ سفید پڑا تھا انکا جھوٹ ایک پل میں پکڑا جائے گا کسی کو اندازہ نہیں تھا

یہ تمہاری بیٹی ہے نگین کیسا مذاق کر رہی ہو ؟فروا اب اسکے سامنے آکر بولیں

نگین نے خالی خالی آنکھوں سے اسکو دیکھا

لیکن میرے یہاں تو بے بی بوئے ہوا تھا میں نے خود آواز سنی تھی میر انشہ ٹوٹا تھا وہ بے بی بوئے کی آواز تھی اسے اپنی آواز کھو کھلی لگی اسے مہر ماہ اجنبی لگی

اسے مہر سے کسی قسم کی ممتا محسوس ہی نہیں ہوئی وہ بس اسے بازوؤں میں اٹھائے بیٹھی رہی یہ کیسی اولاد تھی جسے چومنے کا دل بھی نہیں کر رہا تھا ؟جسے دیکھ کر نہ وہ رو رہی تھی نہ ہنس رہی تھی وہ بس ہر احساس سے خالی تھی

یہ اسکا بچہ نہیں تھا یہ ہو نہیں نہیں سکتا

کیسی باتیں کر رہی ہو نگین وہاج نے سن لیا تو ایک حشر برپا ہو جائے گا تم اسکے غصے کو جانتی نہیں ہو؟ یہ تمہاری بیٹی ہے تمھارے یہاں بیٹی ہوئی ہے

ابھی وہ کچھ کہتی کہ کمرے کا دروازہ کھول کر وہاج اور گھر کے باقی مرد اندر داخل ہوئے نگین خاموش ہو گئی وہاج بے قراری سے آگے آیا نگین کو نرمی سے خود سے لگایا

آئی ایم سوری نگین میں تمہارے ساتھ نہیں تھا تم ٹھیک ہو؟ وہ فکر مند تھا

نگین نے پلکیں جھپکا کر اسکو تسلی دی

اب کے وہاج نے اسکے ہاتھوں سے بچی کو لے لیا یوسف سلطان نے پاس آکر نگین کا سر چوما

یہ. یہ میری بیٹی ہے میری بیٹی...

وہ فرط جذبات سے کمرے کے ایک ایک نفوس کو اپنے ہاتھوں میں تھامی ہوئی بچی دکھا رہا تھا

شمس نے اسکے ہاتھ سے مہر کو لے کر پیار کیا

پھر بچی معراج سلطان کو تھمائی

میری بیٹی ہے میری بیٹی وہ ہر ایک کے سامنے بس یہی دہرا رہا تھا

اس آدمی کی خوشی کے لئے نگین ساری دنیا تیاگ سکتی تھی

بے بی بوئے کا خیال دل سے جاتا رہا

ہسپتال سے واپسی کے بعد یوسف سلطان نگین کو سلطان منزل لے آئے تھے اوپر منزل نگین کے لئے مختص کر دی گئی گو کہ وہاج کی غیرت کو یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ اپنے سسرال میں رہیں لیکن چالیس دنوں تک نگین کی دیکھ بھال اور بچی کے لئے انہوں نے یہ بات قبول کر ہی لی

نگین اپنے کمرے میں بیٹھی تھی بچی کو بیڈ پہ لٹا رکھا تھا وہ بس خاموشی سے اسے تکے جا رہی تھی

اس نے گلابی سادہ سوٹ پہن رکھا تھا جس میں اسکی

دودھیا رنگت دمک رہی تھی

لمبے بال کمر تک آتے تھے آنکھوں میں ایک بے بسی بھری نہ سمجھی تھی

تب ہی دروازے پہ ہلکی دستک ہوئی

نگین نے با آواز آجاؤ کہہ کر اجازت دے دی

نوارد فروا تھی

بھوری آنکھوں میں ڈھیر ساری نرمی لئے وہ اندر چلی آئی

اجکل اسکا اور نگین کا سامنا ہوتا رہتا تھا وہ آتی کئی کئی گھنٹے مہر کو گود میں لے کر بیٹھی رہتی

تم سے ایک بات پوچھوں ؟ کافی دیر بعد نگین نے مہر کو گود میں لئے بیٹھی فروا سے پوچھا

فروا نے مہر کو دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا

وہ نگین کو نہیں دیکھتی تھی بھائی کی لاش ایک بار پھر یاد آنے لگتی تھی

جب تم نے سفیر کو پہلی بار گود میں لیا تھا تو تمھیں کیسا محسوس ہوا تھا؟

Honoured

اس نے یک لفظی جواب دیا پھر کہنا جاری رکھا

مجھے لگا تھا مجھے نوازا گیا ہے اولاد انعام ہی تو ہوتی ہے سفیر کے پہلے مجھے لگتا تھا جیسے کچھ ہے جو نامکمل ہے لیکن اسکو گود میں لیتے ہی جیسے سب کچھ مکمل ہو گیا سب شانت ہو گیا

وہ آنکھوں میں الوہی سی چمک لئے بتا رہی تھی

نگین کے چہرے پہ سایہ سا لہرایہ

اسے آج تک مہر ماہ کے لئے یہ سب محسوس نہیں ہوا تھا آج تک اس نے کبھی اسے پیار نہیں کیا تھا وہ بس اسکے پاس رہتی جیسے چند گھنٹوں کے لئے کسی اور کا بچہ سنبھال رہی ہو وہ اپنی کیفیت سے سخت پریشان تھی

کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی فروا بس مہر کے ساتھ کھیلتی رہی

نگین نے گلہ تر کیا الفاظ متجمع کئے

میں راتوں میں کئی بار اٹھ جاتی ہوں ایسا لگتا ہے جیسے میری بیٹی رو رہی ہو یا پھر شاید اسے بھوک لگی ہو مائیں بچوں کے دل کو سمجھ لیتی ہیں وہ ایک الہام ایک وجدان کی سی کیفیت ہوتی ہے

وہ کہہ رہی تھی اور فروا اسکو سنتی رہی

مجھے لگتا ہے جیسی میری اولاد تکلیف میں ہو جیسے وہ مجھ سے کہیں دور ہو لیکن جب میں اٹھ کر بیٹھتی ہوں تو مہر میرے پاس سو رہی ہوتی ہے میں اسے دودھ دیتی ہوں کہ شاید وہ بھوکی ہو لیکن وہ قے کر دیتی ہے لیکن مجھے پتہ ہے مجھے یقین ہوتا ہے کہ میری اولاد تکلیف میں ہے میرا دل کہتا ہے میری اولاد ٹھیک نہیں کیا تمھارے ساتھ ایسا ہوتا تھا؟

وہ آنکھوں میں ایک آس لئے پوچھ رہی تھی کہ شاید اسے اسکا جواب مل جائے وہ حسینہ سے پوچھ لیتی اگر انکے یہاں کوئی اولاد ہوتی

فروا کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا وہ بس بے تاثر چہرے کے ساتھ اسکو دیکھتی رہی

تم ڈپریشن میں ہو نگین وہ اسی روبوٹک انداز میں بولیں

نگین کے ابرو تفکر سے سکڑے

تمھیں

Post partem depressionہے

جانتی ہو پوسٹ پارٹم ڈپریشن کیا ہوتا ہے؟

نگین نے نہ سمجھی سے نفی میں سر ہلایا

یہ دنیا کی پندرہ فیصد ماؤں کو ہوتا ہے بچے کی پیدائش کے بعد انکو اپنے بچے سے کسی قسم کا لگاؤ محسوس نہیں ہوتا وہ اسکے کسی کام

پہ توجہ نہیں دیتیں نہ انہیں اپنے بچے کے لئے اپنے دل میں کوئی سافٹ کارنر محسوس ہوتا ہے وہ ہر وقت انہیں یا خود کو نقصان دینے کے بارے میں سوچتی ہیں

وہ بس احساس سے خالی روبوٹک ہو جاتی ہیں انہیں لگتا ہے یا تو یہ بچہ اضافی ہے یا پھر یہ انکا بچہ ہے ہی نہیں تم ڈپریس ہو؟

وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھیں

نگین خالی خالی آنکھوں سے اسکو دیکھتی رہی

کیا وہ ڈپریشن میں تھی؟

مناظر بدلے فرواب بالکنی کی گرل پہ ہاتھ ٹکائے دور آسمان میں اپنا ماضی دیکھ رہی تھی

اسکا چہرہ سپاٹ تھا

اس نے اپنی چالیں چلی تھیں اس نے ہر کام پرفیکٹ کیا تھا کیا کوئی جھول تھا جو رہ گیا تھا

اور اگر رہ گیا تھا تو کل صبح وہ دیکھ آئے گی بلاخر اسے عمر کا خوف جو مل چکا تھا

وہ نہیں جانتی تھی کہ انسانوں کا سروائیول سازش کا جھول نہیں خدا کی طرف سے لکھا بخت ہوتا ہے

وہ مگ ہاتھ میں لئے اپنے کمرے کی بالکنی میں چلی آئی

آج کمرے میں صوفے کا اضافہ تھا

وہی صوفہ عمر بالکنی میں رکھے بیٹھا تھا فون کان سے لگائے وہ برہمی سے کچھ کہہ رہا تھا گالیاں دے رہا تھا ہالے نے اسے پہلی بار گالی دیتے سنا تھا

تمہارا دماغ خراب ہے ؟ گالی گالی وہ ڈاکٹر اس نے خود اعتراف کیا ہے وہ قاتل ہے اور تم لوگ اسے میڈیکل لیو پہ جانے دے رہے ہو ؟

میں .. گالی گالی

وہ باقی باتیں بس گالیاں تھیں بے حد نازیبا گھٹیا گالیاں

ہالے گلہ کھنکھار کر پاس چلی آئی عمر نے فورا کال کاٹی

مگ اسکو تھماتے ہوئے وہ اسکے پاس ذرا فاصلے سے بیٹھ گی پیر اوپر کر لئے

ہالے کا کمرہ اوپری منزل پہ تھا یہاں کی بالکنی سے شہر کی روشنیاں دکھتی تھیں

تم گالیاں دیتے ہو ؟

عمر نے گہری سانس لی ظاہر ہے پولیس والا ہوں گالی کے بغیر پولیس والا ایسا ہے جیسے شادی شدہ عورت سفید ساڑھی میں عجیب بے تکی بات کی تھی اس نے

تم nicely بھی بات کر سکتے ہو مجرموں سے اس نے ایک اور توجیہ پیش کی

اب میں ملزم سے یہ تو نہیں کہہ سکتا ناں جناب بھائی جان میری جان اپنے جرم کو قبول کر لو ورنہ میرا امرامنہ دیکھوگے

گالی دوں گا دو کان کے نیچے دوں گا فوراسب بک دے گا نہ بکا تو کھوپڑی کھول دوں گا وہ فخر سے کہہ رہا تھا ہالے کی آنکھوں میں ناپسندیدگی تھی

کھوپڑی کھول دوں گا کان کے نیچے دے دوں گا دو ہاتھ لگا دوں گا یہ کیسی زبان ہی سی کلاس کے قیدی بھی تم سے اچھا بولتے ہوں گے اس نے بگڑے تاثرات کے ساتھ تبصرہ کیا

جی جی سی کلاس کے قیدی تو جیل میں بیٹھ کر میلاد پڑھتے ہیں کل میں بھی جا کر بیٹھوں گا انکے ساتھ

اور یہاں ہالے نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے

اس نے مگ عمر کو تھمایا اور ایک چھوٹی سی باؤل میں رکھے ڈرائے فروٹس دانہ دانہ کھانے لگی

غالبا کافی کا رنگ ایسا نہیں ہوتا؟

عمر کی آواز پہ اس نے گردن ترچھی کر کے اسکو دیکھا

وہ اپنے مگ میں چائے کی طرف اشارہ کر رہا تھا

تمھارے سر میں درد تھا تمھیں اسی کی ضرورت ہے

عمر نے گھونٹ بھرا اس کے چہرے پہ خوشگوار تاثرات دوڑ گئے

چائے یقینا بہت اچھی تھی

یہ بہت اچھی ہے کہاں سے سیکھی؟ وہ تعریف کئے بنا نہ رہ سکا

ہالے اسکو نہیں دیکھ رہی تھی وہ اب بھی دور شہر کی روشنیاں دیکھ رہی تھی کہاں کس کونے میں زیادہ بتیاں جلی ہیں؟

سفیر کے لئے سیکھی تھی وہ اپنی رو میں کہے گئی انکو چائے سے عشق تھا سارا دن میٹھی چائے پیتے تھے پھر صبح ایکسٹرا ورک اوٹ

عمر اسی طرح چائے پیتا رہا البتہ تاثرات سپاٹ ہو گئے تھے

اسی پل ہالے نے گردن موڑی

وہ بہت اچھا تھا عمر بہت اچھا نرم خوش اخلاق سوبر سا پتہ۔ نہیں کب کیسے وہ اس طرح کے ہو گئے

میں جو باتیں ہارون سے بھی نہیں کہتی تھی وہ سفیر سے کہہ دیتی تھی وہ بہت اچھا تھا

وہ اچھا نہیں تھا وہ "مہمان" تھا

عمر کی آواز پہ اسکی آنکھوں میں تعجب ابھرا

وہ ایک عرصے سے اسلام آباد میں رہ رہا تھا وہ کراچی صرف ویکینڈز پہ آتا تھا کوئی ایک یا دو دن کے لئے اور ایک یا دو دن کے لئے گھر آنے والا فرد مہمان ہی ہوتا ہے مہمان کیسے ہوتے ہیں؟

اس نے ہالے کو دیکھ کر پوچھا

ویل مینرڈ...بیہیوڈ.....ڈیسنٹ

ہالے نے تین لفظ گنوائے

عمر نے چائے کا مگ ہونٹوں سے لگایا

آہ روح تک تازہ دم ہو گئی

پھر کہنا جاری رکھا

بلکل مہمان ایسا ہی ہوتا ہے اور یہی مہمان کا کور ہوتا ہے جس طرح سفیر کا کور تھا لیکن یاد کریں جب وہ گھر میں آ کر رہنے لگا تب کیا ہوا؟

وہ گھر کا فرد بن گیا اور اسکا کور ٹوٹ گیا ہالے کھوئی کھوئی سی بولی

بالکل وہ جب تک دور تھا اچھا لگتا تھا لیکن جیسے ہی قریب آیا اسکی اصلیت کھل گئی وہ ایسا ہی تھا ہالے گریس لیس.. کانوں کا کچا... اور ناقابل اعتبار

وہ بول کر خاموش ہوا پھر اپنا مگ دیکھا وہ خالی ہو گیا تھا لیکن ابھی اسکی بیوی کا کپ تو بھرا ہوا تھا ناں اس نے ہالے کے ہاتھ سے مگ لے لیا

وہ اسے دیکھنے لگی

مدد کر دوں اسے ختم کرنے میں؟

وہ بول کر اسکی چائے بھی ہوں ٹوں سے لگا گیا

پہلے وہ بلا اجازت لوگوں کے گھروں اور ورک پلیسز میں گھس جاتا تھا اور اب وہ بغیر اجازت اپنی بیوی کی چائے کافی پی جاتا تھا آخر اس انسان کا کیا کیا جائے؟

یہ سب کچھ شمس نے کیا ہے میں جانتی ہوں حسن کو تھانے بھیجنا اسکی چال تھی

وہ ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی وہ کبھی بابا کے برابر نہیں آسکا اب وہ حسن کو جھکا کر خود اوپر جانا چاہتا ہے

Guilty pleasure

یو نو

میں کل صبح یہ مسلہ بھی فکس کر لوں گا شمس کو روکنا ضروری ہے

کیسے ؟

اس نے گردن ترچھی کر کے عمر کو دیکھا

وہ چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا

شمس نے جج صاحب کا قتل نہیں کیا وہ پر سکون سا بولا

اس ویڈیو میں جو کچھ ہوا وہ سچ تھا لیکن وہ ہارٹ اٹیک نہیں تھا جج صاحب کی موت دم گھٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی

میں نے آپ سے جھوٹ بولا تھا

جانتی ہوں ہالے کی آواز بلکل ہلکی تھی

میں سب جانتی ہوں اس دن تم جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے پتہ تھا

عمر کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں

آپ کو کیسے پتہ ؟

ہالے نے گہری سانس لی

دو لوگ ہوتے ہیں ہیں عمر جو جھوٹ نہیں بولتے

پہلا.. مرنے والا انسان

دوسرا خوف زدہ انسان

ڈاکٹر خوف زدہ تھا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا میں جانتی ہوں جسے ہم اپنی کہانی کا ولن سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ اصل میں بس ایک پیادہ ہوتا ہے

عمر نے گہری سانس لی اور کانوں کو ہاتھ لگایا

آپ بس معصوم لگتی ہیں ویسے تو آپ بھی کم نہیں ہیں مجھے تو لگا تھا سچ جان کر آپ ایک بار پھر مجھ سے ناراض ہو جائیں گی

اب کے اس نے ہالے کی گود سے ڈرائے فروٹ کی باول اچک لی

آپ نمبر ز سے کیوں خوف زدہ ہیں؟

اسکے اچانک سوال پہ ہالے رک گئی

بہت کچھ تھا جو یاد آیا تھا بہت کچھ تھا جس نے تکلیف دی تھی

تمھیں تو سب پتہ ہوتا ہے نہیں؟ کافی دیر بعد وہ ہلکی آواز میں بولی تھی

میں آپ سے سننا چاہتا ہوں

کچھ پل کے لئے ان دونوں کے درمیان خاموشی چھاگئی کافی دیر بعد وہ بولی تو آواز ہلکی تھی بے حد ہلکی

مجھے نمبرز بہت پسند تھے اسکی آواز کہیں بہت دور سے آرہی تھی کبھی کوئی دور تھا جب مجھے نمبرز سے عشق تھا

میں ہر سبجیکٹ میں پاس ہو جاتی تھی لیکن میتھس میں میرا اے پلس آتا تھا

وہ رکی حلق میں بہت سی گرہیں بندھنے لگیں

لیکن پھر ہارون کی وجہ سے ہم دونوں کو ایک نئے اسکول میں داخل ہونا پڑا

ہارون کے بلیزیونو

عمر نے سر ہلایا وہ مکمل یکسوئی سے سن رہا تھا

وہاں کی میتھ ٹیچر بہت سخت تھیں بہت زیادہ

لیکن مجھے کبھی انکی سختی بری نہیں لگی مجھے انکا کسی ایک بچے کو "فیورٹ" کرنا برا لگا ٹیچرز کا فیورٹزم کس طرح

بچوں کا دل مار دیتا ہے کوئی سمجھ نہیں سکتا

انکا فیورٹ یٰسین تھا محمد یٰسین لیکن وہ ہمیشہ ہر ٹیسٹ میں مجھ سے ایک نمبر پیچھے رہتا تھا ٹیچر نے اس پہ ایکسٹرا توجہ

دینی شروع کی لیکن کچھ بھی بدل نہیں سکا

وہ سانس لینے کو رکی پھر عمر کو دیکھا وہ سن رہا تھا

ایک دن ٹیسٹ میں یسین کے مارکس مجھ سے زیادہ آئے میں شاکڈ تھی یا پھر شاید مجھے ہمیشہ اس ٹیچر کی نگاہوں میں رہنے کا شوق تھا میں انکی فیورٹ بننا چاہتی تھی ہر کوشش ہر محنت سب کر کے دیکھ لیا لیکن وہ کبھی مجھ سے خوش ہوتی ہی نہیں تھیں وہ بچوں سے مقابلہ کرتی تھیں

بچوں سے مقابلہ کرنے والے ٹیچرز بہت برے ٹیچرز ہوتے ہیں

خیر اس دن میں یسین اور اپنا ٹیسٹ پیپر لے کر ٹیچر کے پاس گئی اور انکو دکھایا کہ میرا سوال ٹھیک تھا اور یسین کا غلط وہ بھڑک گئیں انکو غصہ اگیا انکو لگا میں ان پہ الزام لگا رہی ہوں بے عزتی کر رہی ہوں

ٹیچرز کو بچوں کے بے عزتی کرنے اور سوال کرنے کا فرق سمجھنا چاہیے وہ خود کو عقل کل سمجھنے کی بجائے بچوں کو "کم عقل" سمجھنا چاہیے میں بچی تھی شاید میرا طریقہ غلط ہو لیکن میں حق پہ تھی میرا جواب درست تھا پھر میرے نمبرز کیوں کٹے ؟

وہ رک گئی جیسے اب مزید بولنا تکلیف دے رہا ہو جیسے اب مزید کچھ اور وہ سوچنا یا بولنا نہ چاہتی ہو

ٹیچر نے غصے میں سزا کے طور پہ میری بریک بند کر دی وہ چلی گئیں سارے بچے چلے گئے میں اکیلی کلاس میں بیٹھی رہی اور پھر کسی نے کلاس کا درواذا بند کر دیا

یکدم اسکا چہرے کے تاثرات میں خوف شامل ہوا ہاتھ کی مٹھی اضطرابی حالت میں بند کر لی

میں بہت روئی چیخی چلائی لیکن کسی نے دروازہ نہیں کھولا کلاس روم کی لائٹس باہر سے آن ہوتی تھیں وہ بھی بند ہو گئیں کوئی باہر کھڑا تھا جسکو میری چیخیں سنائی دے رہی تھیں لیکن کوئی میرے لئے نہیں آیا اس واقعے کے

بعد میں بہت ڈر گئی تھی مجھے اپنے ارد گرد بس گھٹن ہوتی تھی میں بند کمرے میں نہیں رہ سکتی تھی ذرا سی تنگ جگا میرے لئے عذاب بن جاتی تھی یہ سب کچھ آہستہ آہستہ ٹراما بنتا گیا اور میں ذہنی مریض بن گئی

اسکی آنکھ سے ایک آنسو بہہ نکلا تکلیف حد سے سوا ہونے لگی

بابا نے میرے سیشنز کروائے ٹریٹمنٹ ہوا اور پھر میں ٹھیک ہو گئی

کیا اپ واقعی ٹھیک ہو گئی تھیں ؟

عمر تر کی با تر کی بولا تو ہالے رک سی گئی

وہ چند پل اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی کیا وہ اس شخص پہ اعتبار کر سکتی تھی ؟ کیا یہ ایسا شخص تھا جس کو اپنا راز تھمایا جائے

اور پھر اس نے عمر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا

آنکھوں کا گلابی پن بڑھ گیا

میں ٹھیک نہیں ہوئی تھی عمر اسکے لہجے میں کرب سا تھا

میں نے کسی طرح بیماری کو ڈرا دیا اور وہ ڈر کر ایک کونے میں بیٹھ گئی وہ ختم نہیں ہوئی مجھے نہیں پتہ تھا کہ بیماریاں علاج سے ٹھیک ہوتی ہیں دھمکیوں سے نہیں

اسکے حلق میں پھندہ سا اٹکا تھا

آپ نے ایسا کیوں کیا؟ وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا

اسکی ایک ہی عادت اچھی تھی وہ جج نہیں کرتا تھا وہ بس بات اگلوا لیتا تھا اور پھر حل ڈھونڈ لیتا تھا

ہالے نے بے بسی سے کندھے اچکائے

میں بلی ہونے سے ڈرتی تھی اسکول میں سب کو پتہ چل گیا تھا کہ میں سائیکائٹرسٹ کے پاس جاتی ہوں سب مجھے عجیب نظروں سے دیکھتے تھے جیسے کبھی ہارون کو دیکھا کرتے تھے میں ہارون کو روتے ہوئے دیکھتی تھی وہ جب بلی ہوتا تھا تنگ کیا جاتا تھا تب وہ بہت کمزور بہت horrible ہو جاتا تھا میں اسکی گارجین تھی میں ہالے تھی میں ہارون نہیں بننا چاہتی تھی میں بلی نہیں ہونا چاہتی تھی

اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا

کوئی نہیں سمجھ سکتا اسکول میں بلی ہونا کس طرح آپ کی شخصیت بگاڑ دیتا ہے وہ کس طرح ساری عمر کا آسیب بن جاتا ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا

لوگوں کو لگتا ہے بچے اپنا بچپن بھول جاتے ہیں لیکن بچپن کوئی نہیں بھولتا وہ یاد رہتا ہے کبھی یادگار ماضی کی طرح تو کبھی بری تکلیف دہ یادوں کی طرح میں اپنی یادوں میں برا بچپن نہیں ڈال سکتی تھی

پھر آپ نے کیا کیا؟

وہ مسلسل اسکی طرف متوجہ تھا

ہالے نے گردن کڑا لی

میں کھو کھلی بہادر بن گئی

میں نے اپناخوف اندر دبادیااور گردن سیدھی کرلی میرے سیشنز ہوتے رہے اور میں وہی کرتی رہی جو ڈاکٹر چاہتا تھا میں بہت اچھی اداکار تھی دو آنسو جھوٹے ڈرامے اور سنجیدہ اداکاری میرے لئے کبھی مشکل نہیں رہی میں نے اداکاری کی کہ میری بیماری ختم ہو گئی ہے

کئی سیشنز اور

Virtual therapies

کے بعد بلاخر میں ایک دبی ہوئی بیماری کے ساتھ آزاد تھی میں بلی ہونے سے بچ گئی میں ہارون کی گارجین رہی میں اسکول کی bossy بچی رہی میں روئی نہیں جھکی نہیں کمزور نہیں پڑی زندگی اچھی چلی کبھی دوبارہ ایسا تجربہ نہیں ہوا لیکن پھر ایک دن مجھے تمہاری گاڑی میں بند کر دیا گیا

اسکی آنکھیں زخمی ہو گئیں لہجہ رندھ گیا

کرب سا کرب تھا جو ہر جانب پھیل گیا

مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میں اندر سے دروازہ کھول سکتی ہوں مجھے ویسی ہی گھٹن ویسی ہی گھبراہٹ محسوس ہوئی دبی ہوئی بیماری قبر کھول کر واپس نکل آئی

میں وہاں سے نکل سکتی تھی لیکن میں نہیں نکل پائی میں اندر سے وہی ڈری سہمی بچی تھی میں بہادر کبھی بھی نہیں تھی میں کھوکھلی بہادر تھی

اور پھر میرا سارا وجود کھوکھلا ہو کر ڈھے گیا اس دن وہ بیماری ایک آسیب کی طرح پھر سے چمٹ گئی

میں اب بھی کھوکھلی بہادر ہوں بیماری اب بھی اندر ہے دور کہیں پڑی سسک رہی ہے علاج مانگ رہی ہے لیکن وہ لمحہ بھر کو رکی

میں اسے پھر دبا دوں گی

اس نے عمر کی آنکھوں میں دیکھا پھر اپنی کلائی پہ خراشوں کے مٹے مٹے نشان دیکھے

اسکی آنکھوں میں معذرتی تاثر ابھرا

اس دن کے لئے ایک بار پھر سوری مجھے معاف کر دینا میں نے تمھیں ہرٹ کیا

وہ بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

بالکنی کا دروازہ پار کیا اور کمرے میں چلی آئی

اسکے پیچھے عمر حیات ایک بار پھر اس دن کو اپنی یاد کا حصہ بنانے لگا

تکلیف ایک بار پھر حد سے سوا ہونے لگی

بالکنی کے صوفے پہ دراز عمر حیات کسی اور دن کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ خود کو اس دن کے لئے معاف نہیں کر سکتا تھا لیکن کیا وہ خود کو معاف کرنا چاہتا تھا؟

یہ شاہ تاج کے گھر کی پارٹی والے روز سے دو روز بعد کا واقعہ ہے

ہارون کچھ کام لے کر عمر کے پاس آیا ہوا تھا اسے گھر میں غیر معمولی خاموشی محسوس ہوئی لیکن یہ بس چند پلوں کے لئے ہی تھی اگلے ہی لمحے اسے اوپری منزل سے ہالے کی دلدوز چیخوں کی آوازیں سنائی دیں

اسکا دل اچھل کر حلق میں اگیا

وہ دیوانہ وار اوپر کی جانب بھاگا اسے گھر کے راستوں کا علم نہیں تھا وہ بس آوازوں کے تعاقب میں بھاگ رہا تھا

وہ ایک کمرے کو دیکھتا جاتا اسے لگ رہا تھا کچھ برا ہے کچھ ہے جو نہیں ہونا چاہیے

ہالے تکلیف میں تھی اور ہارون کو اسے تکلیف میں دیکھنا مشکل تھا

وہ اوپری منزل کی طرف آیا

آوازیں واضح ہوئیں سامنے بلکل سامنے ہالے کا کمرہ تھا جہاں سے آوازیں آرہی تھیں

وہ دروازہ بجارہی تھی چیخ رہی تھی

ہارون کا دل رک رک کر چلنے لگا

وجہ وہ چیخیں نہیں تھیں وجہ وہ منظر تھا وجہ عمر حیات تھا وہ ہالے کے کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا کمرے کی چابی اسکے ہاتھ میں تھی

یکدم ہارون جیسے ہوش میں آیا عمر اسے دیکھ چکا تھا وہ ہارون کے اپنے نزدیک پہنچنے سے پہلے اٹھا اور برق رفتاری سے اس کے قریب پہنچ کر اسکی گردن دبوچ کر دیوار سے لگا دی

اسکی آنکھوں میں سختی تھی اور چہرہ غیر انسانی سا تھا

اگر تم نے کوئی آواز نکالی تو خدا کی قسم میں تمہاری لاش کتوں کو کھلاؤں گا وہ اسکے کان کے پاس دبا دبا غرا رہا تھا

ہارون نے اپنا پورا زور لگا کر اسے دھکا دیا وہ بغیر لڑکھڑائے پیچھے کو ہوا

ہارون شاہد کو اپنی جان ہالے سے زیادہ عزیز نہیں ہے اگر تم نے اسے تکلیف دی تو خدا کی قسم تمہاری لاش کتوں کو بھی نصیب نہیں ہو گی

وہ اسی کے لہجے میں بولا

عمر نے ایک دو لمحہ اسے سخت آنکھوں سے دیکھا

ہارون اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا

میں اسکی بیماری چیک کر رہا ہوں تم دخل مت دو

اب کے اسکی آواز ہلکی تھی

کمرے کے دروازے کو دھڑا دھڑ بجانے کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں

وہ عمر کو الزام دی رہی تھی ہارون کو پکار رہی تھی وہ ایک بار پھر واقعات مکس اپ کر رہی تھی

یہ کیسا طریقہ ہے کسی کی بیماری معلوم کرنے کا کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ؟ وہ مر جائے گی

ہارون دروازہ کھولنے کو آگے بڑھا

کلسٹر و فوبیا چاہے آخری اسٹیج پہ پہنچ جائے بندہ مرے گا نہیں

ہارون کے قدم نہیں تھمے

اگر تم نے اس وقت دروازہ کھول دیا تو تمہاری دوستی پہ ایک بار پھر لعنت ہو تم ایک بار پھر اسکا نقصان کر رہے ہو تم پہ لعنت ہو

اب کے اسکے قدم تھمے آنکھیں زخم زخم ہوئیں دل کو جیسے کسی نے آرے سے چیر دیا ہو

وہ وہیں کھڑا رہا ساکت جامد

عمر قدم قدم چلتا اسکے قریب آکر رکا

پس منظر میں ہالے کی چیخیں بلند ہونے لگیں

انکی تکلیف سے مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے لیکن تم یوں سمجھ لو کہ میں تھرما میٹر لگا کر انکا بخار چیک کر رہا ہوں مجھے علاج چاہیے یہ بیماری انکو ہانٹ نہیں کر سکتی میں کرنے نہیں دوں گا مجھے بخار چیک کرنے دو تا کہ مجھے علاج کرانے میں آسانی ہو

اسکا لہجہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اسی دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے

ہارون بار بار اضطرابی کیفیت میں اپنے ہاتھ کی مٹھی کھول بند کر رہا تھا

عمر آنکھیں موندے دروازے سے ٹیک لگائے سکون سے بیٹھا تھا

ہر آہ ہر بکا کے ساتھ اسکا دل ڈوب کر ابھرتا تھا

یکدم ساری آوازیں بند ہو گئیں خاموشی ہی خاموشی چھا گئی شاید وہ تھک چکی تھی یا شاید گلہ بیٹھ گیا تھا

عمر خاموشی سے اٹھا لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکے تاثرات بدل گئے

اب وہ اداکار عمر تھا

ہارون اسکے ساتھ اٹھا تھا وہ پریشان تھا گلٹی تھا اور اداکار نہیں تھا

دروازہ کھلا وہ آگے آیا ہالے دروازے کے بلکل ساتھ دیوار سے لگی بیٹھی تھی

اسکے بال بکھر گئے تھے چہرہ رو یا رو یا تھا

لیکن اسکی کلائیاں.. اسکی کلائیاں بری طرح زخمی تھیں اس نے نوچ نوچ کر انکو زخمی کر دیا تھا

عمر نیچے بیٹھ گیا اسکے پاس گھٹنوں کے بل

وہ بار بار اس سے کچھ پوچھ رہا تھا کچھ کہہ رہا تھا

وہ پریشان تھا اور اس بار یہ اداکاری نہیں تھی

وہ بس یک ٹک اسے دیکھے گئی

ایک آنسو لڑھک کر گال پہ پھسل گیا

میں نے پھر سے واقعات مکس اپ کر لئے ناں؟ وہ عمر کو دیکھتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں بولی

عمر کے دل کو جیسے کسی نے زور سے جکڑا تھا

ہالے نے اسکے پیچھے کھڑے ہارون کو نہیں دیکھا

سیاہ آنکھوں والا مرد اسکے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اور ہارون جانتا تھا جب جب یہ آدمی آجاتا ہے ہالے اسکو نہیں دیکھتی

ادھوری محبت ایک بار پھر سوئے سوئے ڈنک مارنے لگی

میں نے پھر تمھیں الزام دیاناں وہ بس آنکھیں اسکے چہرے پہ ٹکائے پوچھ رہی تھی

سیاہ آنکھوں والا مرد اسکی کلائی دیکھ رہا تھا پریشانی سے کچھ کہہ رہا تھا

ہارون کو اپنا آپ غیر اضافی لگا

میں تمھیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی عمر میں نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا میں پتہ نہیں کیوں کیسے میں بس واقعات مکس اپ کر لیتی ہوں آئی ایم سوری عمر آئی ایم سوری

وہ اب رو پڑی تھی

گلٹ سے دکھ سے یا شاید بے بسی سے

وہ عمر پہ الزام لگانے کے لئے معافی مانگ رہی تھی اور وہ معاف کر رہا تھا

ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہو جاتا کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی دور میں لیکن کچھ تھا جو ٹوٹا ہوا رہتا ہمیشہ

وہ ہارون کا دل تھا

وہ پلٹ گیا خاموشی سے وقار سے اسے اس طرح پلٹنے کی عادت تھی

وہ اپنی خوشی کو ہالے کی خوشی پہ ترجیح دیتا منظر سے غائب ہو گیا

پیچھے ان دونوں کی سیاہ آنکھیں ایک دوسرے پہ جمی تھیں

ایک میں الزام دینے کا گلٹ تھا اور دوسری میں چاہتے ہوئے بھی الزام قبول نہ کر پانے کا گلٹ تھا

لیکن ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہو جاتا کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی دور میں

نیویارک کی شامیں اکثر نوجوانوں کے لئے رنگین ہوا کرتی ہیں

صاف ستھری روشنیوں سے جگ مگ کرتی سڑک پہ اس وقت یاقوت مرزا کی گاڑی بڑے کروفر سے اپنے ٹائر رکھتی جا رہی تھی

سیاہ فام امریکی ڈرائیور گاڑی ڈرائیور کر رہا تھا یاقوت پچھلی سیٹ پہ بیٹھا تھا اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی لیکن کچھ وقت پہلے تک

کچھ منٹ قبل ہی وہ اس لڑکی کو اس کے فلیٹ کے باہر چھوڑ کر آیا تھا

وہ آج پھر سے ایک بھرپور شام گزار کر واپس آ رہا تھا نیلی سلک شرٹ کے نیچے سفید اور نیلی دھاری دار پینٹ سلیقے سے جمے بال محسور کن خوشبوؤں میں رچا بسا وہ اپنی تیاری سے یہ ثبوت دے رہا تھا کہ

حسن مجھ پہ تمام ہوا

چند دنوں سے وہ جس home sickness کا شکار تھا وہ ختم ہو چکی تھی اور اب وہ اور اسکی عیاشیاں جوبن پہ تھیں

اسکی گاڑی ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے سامنے آ کر رکی وہ ایک شان سے باہر آیا

لابی کے بعد راھداریاں عبور کرتا وہ بلاخر ایک کمرے کے باہر آ کر رکا کی کارڈ سے دروازہ کھولا اندر آیا

لیکن اگلے پل ہی ناک پہ لگنے والے ایک مکے کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرا

ابھی وہ سیدھا ہوتا کہ اسکو اپنے پیٹ پہ زوردار لات پڑی وہ درد سے دوہرا ہونے لگا

اس نے بامشکل اٹھنے کی کوشش کی اپنا چہرہ اٹھا کر اس آدمی کو دیکھنے کی کوشش کی جو بغیر آواز کئے بس اسے مارے جارہا تھا

لیکن جونہی وہ ذرا سا اوپر کو ہوا اسکے چہرے پہ بھاری بوٹ کی زوردار ضرب لگی

یاقوت کو لگا اب وہ کبھی دیکھ نہیں پائے گا اسکی بصارت دھندلی ہونے لگی

مقابل بس اسے مارے گیا کبھی وہ اسکے سینے پہ لات مارتا تو کبھی اسکے چہرے پہ اپنا بوٹ

یاقوت کراہ رہا تھا گالیاں دے رہا تھا

لیکن جونہی وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگتا

وہ پھر سے ایک ایسا کاری وار کرتا کہ یاقوت کی روح تک بلبلا جاتی

کہا تھا ناں میری بہن سے دور رہو؟

یہ آواز یاقوت اس آواز کو لاکھوں میں بھی پہچانتا تھا

اسکا سانس رک گیا اسے لگا اب وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گا

نوح مرزا نے اسے آلیا تھا

وہ بس ساکت اس ٹھنڈے فرش پہ پڑا رہا

ساری حسیات ختم ہو گئیں ہر درد مٹ گیا موت کا خوف غالب آگیا

میں نے تم سے کہا تھا یاقوت میری بہن سے دور رہو

وہ سرد آواز میں کہتے اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھا

جینز کے اوپر سیاہ ہڈ سر پہ گرائے چہرے پہ ماسک اور

اسکے ہاتھوں میں دستانے تھے

یاقوت کے ناک سے خون بہہ رہا تھا ماتھے پہ جامنی نشان بن گیا تھا جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اسکی آنکھیں خوف کے باعث پوری کی پوری پھیل گئیں

ڈیڈ... ڈیڈ تمھیں جان سے مار دیں گے

وہ خود کو گھسیٹتے ہوئے پیچھے جا رہا تھا آنکھیں خوف زدہ چہرہ زخمی

نوح اب اپنی جیب سے ایک پتلی رسی نکال رہا تھا

یاقوت کا سانس حلق میں اٹکا

یہ.. یہ. یہ کیا کر رہے ہو یہ تمہارا پاکستان نہیں ہے تم مجھے مار نہیں سکتے....

یہاں کی سیکورٹی یہاں کا سسٹم.. یہ یہ پاکستان نہیں ہے وہ اب دیوار سے جالگا

نوح سرد برف آنکھیں لئے اسکی جانب بڑھا ایک لات اسکے سینے پہ ماری وہ درد سے دوہرا ہوا اب کے وہ برق رفتاری سے اسکی گردن میں رسی ڈال چکا تھا

اس ہوٹل کی سیکورٹی اسکا سسٹم یہ سب نوح نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے وہ اسی طرح کھڑے اسکے کان کے پاس جھکا

اسکی آواز میں کوئی زہر تھا یاقوت کا سارا جسم سبز پڑتا جا رہا تھا

کیا تم بھول گئے میں تمھارے باپ کا کتا ہوں ؟میں نے خود کھڑے ہو کر اس ھوٹل کو اپنی آنکھوں کے سامنے بنوایا ہے بلکہ تمھارے باپ کا ہر ہوٹل میری آنکھوں کے سامنے بنا ہے میرے اپروہوئے نقشوں پہ بنا ہے

اس نے کہتے ہوئے پھندا تنگ کیا

تم مجھے اس سیکورٹی سے ڈراوگے وہ سیکورٹی جس کے ہاتھ میں ہتھیار کونسے ہوں گی یہ بھی میں نے طے کیا تھا؟

اب کے اس نے پھندہ مزید کسا یاقوت بری طرح کھانسنے لگا خود کو چھڑوانے کے لئے جدوجہد کرنے لگا

تم نے کیا کہا یہ پاکستان نہیں ہے یہاں ویسا کمزور قانون نہیں ہے ؟لیکن مجھے بتاؤ اگر اس مضبوط قانون کو تمہاری لاش ہی نہ ملے تو؟

یاقوت کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں خوف سے اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

میں تمہاری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسی ہوٹل کے کچن لے جاؤں گا اور لوگوں کو ہاٹ ڈاگ کی جگہ

تمہارا گوشت کھانے کو ملے گا اتنا بس اتنا آسان ہے میرے لئے ایک قتل

اسکی آواز سفاک تھی وہاں کوئی رحم نہیں تھا

نوح نے اسکی پیٹھ پہ گھٹنے سے ضرب ماری یاقوت کی روح تک کو تکلیف ہوئی

اسے لگا یہ موت ہے وہ مر رہا تھا اور اس کے پاس اپنے بچاؤ کا سامان نہیں تھا اسکے پاس کچھ نہیں تھا

پھندہ ہر لمحہ تنگ ہوتا جا رہا تھا سانس اکھڑ رہا تھا

ممم.. میرے... میرے پاس... اس ایونٹ کی... تصاویر ہیں..

وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولا

میرے.. پاس نرمین..... تصاویر ہیں

وہ بند ہوتی سانسوں کے ساتھ آخری کوشش کر رہا تھا

نوح بغیر کسی تاثر کے پھندہ کستا گیا

اگر تم... تم.. نے مجھے.. مار دیا تو.... ساری تصاویر... سب.. سب کچھ.. ایک پورن سائٹ پہ اپلوڈ ہو جائے گا

پھندہ سست ہو گیا یاقوت بے دھم ہو کر نیچے گر گیا

نوح بے یقینی اور اذیت سے پیچھے ہٹا

یاقوت بری طرح کھانس رہا تھا فرش پہ پڑا کراہ رہا تھا اسکی حالت غیر ہونے لگی تھی

نوح اپنی جیکٹ سے پستول نکالتے ہوئے ایک بار پھر اس پہ جھپٹا

بتاؤ کس کے پاس ہیں وہ تصاویر ؟

وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ غرآیا

یاقوت کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کوئی بھی جواب دے پاتا لیکن موت کا خوف سب کروالیتا ہے

قیس... نبیل.. صائم. سب.. سب کے پاس ہیں اگر تم نے مجھے مار دیا تو وہ لوگ اسے اپلوڈ کر دیں گے اگر انہوں نے نہیں کیا تو کوئی اور کر دے گا تم مجھے مارنا افورڈ نہیں کر سکتے

وہ سیدھا ہو بیٹھا

نوح کا گن تانے ہوئے ہاتھ کپکپایا

یہ کیسا عذاب تھا یا خدایا یہ کیسا عذاب تھا؟۔

اسکی آنکھ کے ایک کونے سے آنسو بہہ نکلا

پستول ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی

اس نے آگے بڑھ کر ایک اور لات اسکے چہرے پہ دے ماری

یاقوت کا سر ڈھلکا اور اگلے ہی لمحے وہ بے سدھ ہو کر فرش پہ گر گیا

شاید وہ بے ہوش ہو گیا تھا

نوح اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے آہستہ آہستہ فرش پہ بیٹھتا چلا گیا

وہ مکمل ہار چکا تھا

پھر وہ طیش سے اٹھا اسکا چہرہ سرخ بھبھوکا ہو رہا تھا اتنے سالوں سے دبائی نفرت اب لاوے کی طرح پھٹنے لگی تھی

وہ اٹھا اور یاقوت کے منہ پہ پوری قوت سے اپنا بھاری بوٹ دے مارا

وہ جو بے ہوش تھا اب کے اسکی آنکھیں وا ہونے لگیں

تمھارے باپ نے مری ماں کے ساتھ جو کچھ کیا مجھے سب پتہ تھا میں سب کچھ جانتا تھا وہ حلق کے بل چیخا

میں اپنی ماں کے لئے کچھ نہیں کر سکا میں کمزور تھا میں بزدل تھا میں نے اپنے باپ کی معذوری اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی وہ تمھارے باپ کو عطاء کردہ تھی

وہ یاقوت کے سینے پہ ٹھوکر مارتا تو کبھی ٹانگوں پہ اس پہ ایک جنون سوار تھا آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے چہرے سرخ تھا یاقوت بس ادھ مردہ سا ہوا مار کھائے جا رہا تھا

میرا باپ مر گیا میری ماں مر گئی میں بھری دنیا میں اکیلا ہو گیا تمھارے باپ نے تمھارے باپ نے ان دونوں کو مار ڈالا جب وہ کسی کام کے نہ رہے تو مار ڈالا وہ زخمی آنکھوں سے بلند آواز میں دھاڑ رہا تھا

کتنے سالوں کا غبار تھا جو نکل رہا تھا

ابا نے کہا ماں کو بچا لینا اماں نے کہا میری نیرو کو بچا لینا میں نے تمہارے باپ کی غلامی اپنی بہن کے لئے منظور کی مجھے میری بہن عزیز تھی وہ میرے ماں باپ کی آخری نشانی تھی میرا واحد خاندان تھی

اسکے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا لیکن اسکی بلند آواز ویسی ہی رہی زخمی بے بس

میں اگر نیرو کو لے کر بھاگ جاتا تو تمہارا باپ مجھے ڈھونڈ کر مجھے مار دیتا لیکن اگر میں کتا بن کر تمھارے گھر کے باہر پہرہ دیتا تو میری بہن بھی محفوظ رہتی میں نے اپنا حق چھوڑ دیا میں نے غلامی چن لی اپنی بہن کی خاطر تمہارا کتا بن کر رہا لیکن میری بہن پھر بھی محفوظ نہیں رہی

وہ مارتے مارتے تھک گیا تھا تب ہی گرنے کے انداز میں فرش پہ بیٹھ گیا یاقوت کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے وہ ابھی کے ابھی مر جائے گا

خدا تمھیں غارت کرے یاقوت خدا تمھیں برباد کرے خدا تمہاری نسل برباد کرے وہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پہ مار مار کر بد دعائیں دے رہا تھا

خدا تمھیں موت دے خدا تمھیں عذاب دے خدا غارت کرے تمھیں

دور کہیں مکافات عمل نے سر اٹھا کر نوح کی بربادی دیکھی تھی

دوسروں کی بیٹیوں کی عزت پہ کاروبار کرنے والوں کی اپنی عزتیں پھر محفوظ نہیں رہتیں

آج وقت نے اپنے سیاہ پنوں پہ ایک اور بربادی لکھی تھی

عمر کے بنگلے پہ اتری صبح کافی مصروف تھی ہالے سلطان آج از خود کچن میں کھڑی اپنے بھائی کے لئے ناشتہ بنوا رہی تھی

عمر کو کہیں جانا تھا اسکا سارا سامان اپنے کمرے میں رکھا تھا اور حسن کمرے کی چٹخنی لگا کر سویا تھا

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح اپنے ہی کمرے کے باہر چکر لگا رہا تھا

تھک ہار کر وہ ناشتہ کرنے چلا آیا

ہالے نے ڈھیلے نارنجی کرتے کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا بالوں کا اونچا جوڑا بنائے وہ شانو سے کام کروا رہی تھی لیکن اسکے ہاتھ کا بنا پراٹھا دیکھ ہالے جان گئی کہ عمر کے اندازے درست تھے

اسی وقت حسن بھی نکھرا نکھرا سا دھلے دھلائے منہ کے ساتھ آتا دکھائی دیا عمر میز کے گرد رکھی کرسی پہ بے نیاز بیٹھا تھا

عمر بات سننا ذرا ہالے نے اسکو اپنی جانب متوجہ کیا اس نے ایک بے نیاز نگاہ اٹھا کر اسکو دیکھا

ہالے نے تھوک نگلا

وہ شانو کو پراٹھے بنانے نہیں آرہے میں سوچ رہی تھی اگر تم کشمیری پراٹھے بنا دیتے تو؟ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی

میں عمر حیات .. میں اے ایس پی عمر حیات گھر میں بیٹھ کر پراٹھے بناؤں گا؟ وہ اپنے سینے پہ انگلی رکھے بے یقینی سے پوچھ رہا تھا

سسپنڈڈ اے ایس پی.. ہالے نے آہستگی سے جملہ مکمل کیا تو عمر کے مانو پتنگے ہی لگ گئے

ابھی وہ کچھ کہتا کہ حسن اسکے پاس رکھی کرسی پہ آ کر بیٹھا

عمر خاموش ہو گیا ہالے کو "اس بارے میں بعد میں بات کریں گے" والی نظروں سے دیکھا پھر اٹھ کر چولہے کی طرف چلا گیا

یہ تو طے تھا کہ اب اے ایس پی صاحب پراٹھے بنائیں گے شانو نے پانی لا کر حسن کے سامنے رکھا حسب توقع اس نے ناک بھنویں چڑھا لیں

کیا آپ جانتی نہیں ہم کس خاندان سے ہیں؟ اس نے سنجیدگی سے شانو کو مخاطب کیا

ہم سلطان ہیں اور اپنی بہن بیٹی کے گھر کا پانی ہم پہ حرام ہے جاؤ جوس لے کر آؤ

ہالے اسکی اداکاری پہ ہنس دی

عمر کے پیڑے کو بیلتے ہاتھ کی نسیں ابھرنے لگیں

تھوڑی دیر بعد وہ تین پراٹھے اور آملیٹ لئے کچن میں آیا پلیٹ حسن کے آگے پٹاخ کی آواز کے ساتھ رکھی

حسن نے نادیدوں کی طرح پلیٹ اپنے آگے سرکا لی

ویسے بہن کے گھر کا نمک بھی حرام ہوتا ہے عمر نے حسن کو دیکھ کر کہا

ہالے نے اسے تادیبی نظروں سے گھورا لیکن وہ جیسے زبان کی کھجلی کے آگے بے بس تھا

حسن کے ہاتھ ایک لمحہ کو تھمے تھے لیکن بس ایک ہی لمحہ اگلے پل اس نے آرام سے اپنا نوالا چبایا پھر عمر کو دیکھا

تم نے میری آنکھیں کھول دیں میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں گا؟

اگلی بار میرے لئے بغیر نمک کے سالن نکالنا میں اپنا نمک کا پاٹ گھر سے لے کر آؤں گا

ہالے نے گردن نیچے کر کے مسکراہٹ دبائی

عمر کا چہرہ سرخ ہوا وہ کیوں بھول گیا تھا کہ یہ معراج سلطان کا بیٹا ہے انہی کی طرح حاضر جواب اور انہی کی طرح کڑوا کریلا

تمہاری اماں کا فون آیا تھا صبح سامان باندھو اور روانہ ہو جاؤ بہت ہو گیا تمہارا

عمر کافی کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے اٹھا

حسن نے ایک نظر اسکو دیکھا پھر ہالے کو

ایویں اپنے شوہر کی اتنی تعریف کرتی ہو ایسا کچھ خاص بھی نہیں تھا ناشتہ وہی عام سا ذائقہ وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے آرام سے بولا

عمر کو جیسے چھوٹا سا ہارٹ اٹیک ہی آ گیا

سہی کہتے ہو ہالے نے تائید کی ایسا کچھ خاص بھی نہیں ان پراٹھوں میں عام ہی تھے خوامخوا کے کشمیری پراٹھے

ہنہہ

اور یہاں عمر حیات کو ایک بہت بڑا ہارٹ اٹیک آیا تھا

کشمیری پراٹھے میں دو بل زیادہ آتے ہیں وہ مارے شاک صدمے کے بس یہی کہہ سکا

اسی وقت داخلی دروازے سے لیل آتی دکھائی دی وہ تینوں خاموش ہو رہے

حسن نے گردن اونچی کر کے اسکو دیکھنا چاہا عمر اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

ہالے اٹھ کر لیل سے ملی

اس نے گھٹنوں تک آتی ڈھیلی ڈھالی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہن رکھی تھی گردن کو چھوتے بال چھوٹی پونی میں بند تھے

وہ جنکو لگتا ہے کہ سانولا رنگ خوبصورت نہیں ہوتا انکو چاہیے تھا کہ ایک بار لیل کو دیکھیں

حسن یک ٹک اسکو دیکھتا رہا عمر بار بار نا محسوس انداز میں اسکے سامنے ٹھہر جاتا تا کہ وہ لیل کو دیکھ نہ سکے

کچھ دیر بعد وہ تینوں لاؤنج میں رکھے نیلے صوفوں پہ جم کر بیٹھے تھے ہالے سنگل صوفے پہ بیٹھی تھی لیل لمبے صوفے پہ اور حسن اسی صوفے پہ اس سے ذرا فاصلے پہ بیٹھا تھا

وہ حسن کو کچھ بتا رہی تھی اور وہ چہرہ ہتھیلی پہ گرائے محو سا اسکو سن رہا تھا

وہ تیار ہو کر نیچے اتر آیا لاؤنج کے دھانے پہ کھڑا اب وہ کہیں جانے کو تیار تھا

سیاہ کف والی والی شرٹ کے نیچے نیلی جینز پہنے بالوں کو جیل سے جمائے آستینوں کو فولڈ کئے وہ کافی وجیہ لگ رہا تھا

ہالے نے ایک نظر اسکو دیکھا

پھر بے اختیار چند لمحہ وہ اسکو دیکھتی رہی

عمر نے اسکی نظروں کا ارتکاز نوٹ کیا

چار لوگوں کے درمیان مجھے ایسے نہ دیکھا کریں میں شرماتا بھی ہوں

اسکی آواز پہ وہ جھینپ گئی

میں تمھیں نہیں دیوار کو دیکھ رہی تھی

کل ہی تڑوادوں گا اسے بھلا اس میں ایسا کیا ہے جو آپ میرا حسن چھوڑا اسے دیکھ رہی ہیں

وہ خفا ہوا

ہالے کو اس پہ سخت تپ چڑھی

ہاں بھئی ٹھیک ہے اس نے کہا تھا نارمل کپل بن کر رہے لیکن یہ کچھ زیادہ نارمل تھا

اب کے عمر کی نظر حسن پہ پڑی وہ ان سب سے بے نیاز کسی فدا ہوئے عاشق کی طرح لیل کو دیکھ رہا تھا

عمر کلستا ہوا آگے آیا ان دونوں کے درمیان صوفے پہ بیٹھ گیا

ہالے اور لیل نے دھیان نہیں دیا وہ اپنی بات میں مگن تھیں لیل کو اپنے لئے جیولری لینی تھی اور جب بات

ہیروں کی ہو تو عورتوں کے لئے باقی سب غیر ضروری ہو جاتا ہے

تم سے بارہ سال بڑی ہے وہ انسان بن جاؤ

وہ اسکے پاس جھکا

محبت عمریں کہاں دیکھتی ہے وہ کھویا کھویا سا بولا

وہ آگے کو ہوا اور پھر اسی طرح چہرہ ہتھیلی پہ گرائے لیلیٰ کو دیکھے گیا

پندرہ منٹ کے اندر تمھیں محبت بھی ہو گئی ؟ عمر نے دانت کچکچائے

اونہوں اٹھارہ منٹ دس سیکنڈ اسے یہاں آئے ہوئے اتنا وقت ہوا ہے اور اس وقت میں اس نے آٹھ بار میرا نام لیا ہے مجھے تو لگتا ہے دنیا میں سب سے پیارا نام میرا ہے

وہ دونوں ہلکی آواز میں سرگوشیاں کر رہے تھے

دیکھو تم اپنی عمر کی کوئی لڑکی دیکھو

میں نے اپنے دل کی ملکہ ڈھونڈ لی ہے اب تمھارے مشورے بے کار ہیں

وہ سیدھا ہو بیٹھا سنجیدگی سے عمر کو دیکھا

پھر آواز مزید آہستہ کر لی

میں اس دنیا کا سب سے بڑا rasict

ہوں لیکن دیکھو میں اسکو اسی رنگ کے ساتھ قبول کر رہا ہوں اسکی محبت نے چند منٹ میں مجھے اتنا بدل دیا ہے

سوچو آگے کیا ہو گا ؟

وہ اتنا سنجیدہ تھا کہ عمر کچھ کہہ ہی نہ سکا

تم اس عورت کو جانتے نہیں ہو پچھتاؤ گے تمھیں وہ اب بھی اسے باز رکھنا چاہتا تھا

میں اس کے لئے بکنے کو تیار ہوں

اسی وقت لیل اٹھی عمر اور ہالے اسکے ساتھ اٹھے

الفا میں تمہاری زوجہ کو کچھ وقت کے لئے ساتھ لے کر جا رہی ہوں

عمر نے اوکے شیور کہہ کر اجازت دی

ہالے اوپر تیار ہونے کے جانے لگی لیل اسکے پیچھے جا رہی تھی دفتعا وہ رکی گردن ڈھلکائے خود کو دیکھتے حسن کو دیکھا

پھر عمر کو دو قدم آگے بڑھی حسن کے بلکل قریب آکر رکی

تم بہت کیوٹ ہو حسن میرا اگر کوئی بھائی ہوتا تو بلکل تمھارے جیسا ہوتا اسکے بال ہلکے سے بگاڑے پھر آگے بڑھ گئی

حسن پہ گویا قیامت ٹوٹ پڑی

عمر نے مسکراہٹ دبائی

پہلا بریک اپ مبارک ہو وہ اسکا کندھا تھپتھپاتے آگے بڑھ گیا

تم ایسے نہیں جاسکتے حسن نے اسے پیچھے سے پکارا سولہ سال کی عمر میں میری پچیس منٹ کی محبت مجھ سے بچھڑ گئی

یا اللہ میں کیا کروں کہاں جاؤں؟

عمر نے مڑ کر نہیں دیکھا وہ آگے بڑھتا چلا گیا

تم اس دکھ کی گھڑی میں مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے صدمے سے مر بھی سکتا ہوں میں رکو

وہ اسکے پیچھے بھا گا تھا

دیکھو مجھے

Anxiety attack

ہو رہا ہے دیکھو میں مر جاؤں گا مجھے چھوڑ کر مت جاؤ

وہ پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھا حسن گاڑی کے باہر ہی کھڑا تھا

اگر ہالے اسکو دیکھ لیتی تو جان جاتی کہ وہ ڈرامہ کر رہا ہے وہ اسکی ہر دوست کے گھر سے جانے کے بعد یہی کرتا تھا

دیکھو اگر تم نے مجھے اس درد میں نہیں سنبھالا تو میں اپنی نس کاٹ لوں گا

اسکی آخری دھمکی کارگر ثابت ہوئی عمر ایک پل کو رکا

گاڑی کے شیشے کے پار سے اسکو دیکھا پھر شیشہ نیچے کیا

میری شرٹ اتار کر مرنا اگر اس پہ کوئی خون کا داغ لگا تو تمھارے جنازے کو کندھا دینے والا بھی کوئی نہیں ہو گا

چوکیدار نے دروازہ کھولا عمر نے گاڑی زن سے آگے بڑھائی

پیچھے حسن اپنی پچیس منٹ کی محبت کے غم میں کھڑا رہ گیا

سلطان ہولڈ نگز کی بلڈ نگ اپنی پوری تمکنت سے کھڑی عمارت تھی

نرم دھوپ چھن سے اسکے اوپر گر رہی تھی

وہ مغرور اٹھی ہوئی عمارت تھی

عمر نے اپنی گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کی اب اسکا رخ شمس کے آفس کی طرف تھا

کسی نے اسکو روکا نہیں شاید اسکا داخلہ اب ممنوع نہیں تھا وہ ریسیپشنسٹ کے ڈیسک تک آیا

ڈیسک کے پار کھڑی لڑکی کا اسے دیکھ خون خشک ہوا عمر اسے دیکھ کر مسکرایا دونوں بازو ڈیسک پہ رکھے وہ اسکی طرف جھکا

آپ.. آپ کیا چاہیے ؟ سر اس نے آخر میں سر کا اضافہ کیا

زیادہ کچھ نہیں بس مسکراؤ میں تمہارا ہونے والا باس ہوں

وہ لڑکی ڈرا ڈرا سا مسکرائی

کھل کر مسکراو

اس نے باچھیں پوری کھول دیں لیکن صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ جھوٹی ہنسی ہے

عمر سخت بدمزہ ہوا

پھر بھی اس نے ہمت نہیں ہاری

اچھا اب ادھر دیکھو جیسے میں مسکرا رہا ہوں ویسے مسکراو

لڑکی رونے والی ہو گئی لیکن پھر بھی نظر اٹھا کر اسکو دیکھا

عمر کھل کر مسکرایا دونوں گالوں کے گڑھے واضح ہوئے

لڑکی نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسکو دیکھا پھر اسی کی طرح باچھیں کھول دیں

اسکی نم آنکھوں کے ساتھ کھو کھلی ہنسی ہنستی وہ انتہائی بری لگ رہی تھی

عمر بد مزہ ہو کر لاحول پڑھتا آگے بڑھ گیا

آنے دو مجھے یہاں اسکو تو پکا فائر کروں گا وہ فیصلہ کر کے آگے بڑھ گیا

وہ لفٹ کے زریعے اوپری منزل پہ آیا شمس کے آفس کا دروازہ دھکیل کر اندر آیا

وہ آفس میں کسی ورکر پہ چیخ رہے تھے

عمر کو دیکھ کر ٹھٹھکے

مجھے اجازت لینے کی عادت نہیں ہے اس نے کندھے اچکا کر اعلان کیا

شمس خلاف توقع کچھ نہیں بولے انہیں یہ زہین آنکھیں یہ روشن پیشانی پسند تھیں

شمس نے ورکر کو جانے کا اشارہ کیا البتہ عمر سے اب بھی کچھ نہیں کہا وہ آیا کرسی کھینچ کر بیٹھا

اسکے دل میں کوئی اسے زور سے جکڑ رہا تھا یہ اسکے جج صاحب کی جگہ تھی اس نے دل کو ہلکی تھپکی دی تسلی دی

شمس گھوم کر آئے تمکنت سے اپنی کرسی پہ براجمان ہوئے

میں آپ سے اپنے معملات درست کرنے آیاہوں مردوں کی طرح بات کرنے آیاہوں اگر آپ بھی "مردوں "کی طرح مجھ سے بات کرناچاہتے ہیں تو میں یہاں رکوں گاورنہ جس طرح آیا تھااسی طرح چلا جاؤں گا

اسکالہجہ سنجیدہ تھاپروفیشنل سا

شمس آگے کو ہوا پھر "کہو" کہہ کر اسکی حوصلہ افزائی کی

شمس صاحب میں جانتاہوں حسن کو تھانے بھجوانے کے پیچھے آپ تھا

شمس نے کچھ کہنا چاہالیکن عمر کو دیکھ کر خاموش ہو گیااس نے بولنا جاری رکھا

نہ آپ انکار کریں گے نہ اقرار کیونکہ سچ سے ہم دونوں واقف ہیں میں کہنا یہ چاہتاہوں کہ آپ نے صحیح کیا لیکن میری وجہ سے وہ بچہ ان معملات میں گھسیٹا جائے یہ مجھے کچھ خاص پسند نہیں آیا

شمس کی آنکھوں میں اچھنبا ابھر اوہ اسے صحیح کہہ رہا تھازندگی میں پہلی بار کسی نے انکو صحیح کہا تھا

تم نے میرے بیٹے کو تھانے بھجوادیاہمارے شیئرز کس بری طرح گرے ہیں کوئی اندازہ ہے ؟اسکے بعد ظاہر ہے مجھے بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا تمھیں یہ بتانے کے لئے کہ اس سارے قصے کے پیچھے میں تمہاری موجودگی سے واقف ہوں

عمر نے اثبات میں سر ہلایا

بلکل اسے تھانے میں نے بھجوایا تھالیکن کیا آپ نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ میں نے ایسا کیوں کیا تھا؟

کیوں ؟بس یہی بس یہی پوچھا تھاانہوں نے

وہ میری عورت کی بات کر رہا تھا وہ اس کے بارے میں غلط بات کر رہا تھا اس نے ایک مجمع میں میری بیوی کو گالی دی ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی اور پھر آخر میں اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسے طلاق دے دوں کیا ان سب کے بعد اسکو ایک سبق دینا میرا حق نہیں تھا کیا یہ میرا فرض نہیں تھا کہ میں خود کو ایک غیرت مند مرد ثابت کروں ؟

میں نے بس وہی کیا شمس صاحب میں نے اپنی عزت دار بیوی کی عزت رکھی یہ بات میں اپ کو اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ اپ ایک غیرت مند انسان ہیں لیکن اگر آپ کو اب بھی لگتا ہے کہ میں غلط ہوں تو آپ میرے سسر ہونے کی حیثیت سے مجھے سزا دے سکتے ہیں

وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا بلکہ کہہ کیا رہا تھا وہ اپنے انداز سے اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا

شمس سحر زدہ سے اسکو سن رہے تھے

میں ایک فیملی پرسن ہوں شمس صاحب حسن میری بیوی کا بھائی ہے وہ ڈسٹرب ہے تو میری بیوی ڈسٹرب ہے اور بیوی کے ڈسٹرب ہونے سے سارا گھر ڈسٹرب ہو جاتا ہے میں آج آپ سے اپنے سارے اختلاف ختم کرنے آیا ہوں

وہ سنجیدہ سا ہو کر بیٹھا کوئی اور عمر لگ رہا تھا معملہ فہم ذہین غیرت مند

شمس متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا

ٹھیک ہے میں پچھلی تمام باتوں کو بھولنے کے لئے تیار ہوں اور ویسے بھی تم نے ہالے سے بھاگ کر شادی نہیں کی نہ کوئی اغوا کا قصہ رہا ہے میرے بیٹے کی باتوں پہ مت جاؤ وہ اپنی ماں پہ گیا ہے تم مجھ سے بات کرو اور میں تم سے کیونکہ کہیں نہ کہیں ہم دونوں ایک جیسے ہیں

عمر مسکرایا

اسی وقت شمس نے کال پہ دو کافی لانے کو کہا

شمس اسے پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ انکو لگتا تھا کہ وہ انکی بھتیجی کے ساتھ انکی عزت خراب کرنے میں پیش پیش رہا ہے لیکن جب حقیقت واضح ہو گئی اور وہ خود بات کرنے اور تعلقات بہتر کرنے آیا تھا تو ایسے شاندار آدمی کو اپنی دامادی میں لینے میں کیا قباحت تھی؟ بلکہ یہ زہین آنکھوں والا مرد اعزاز تھا

ان دونوں کو اسی خوشگوار ماحول میں چھوڑ کر ہم ذرا کہانی کے دوسرے سرے کی جانب جاتے ہیں

فرواسلطان گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ براجمان نک سک سے تیار کہیں جا رہی تھی

اسکی منزل شاید کسی کو ڈرانا تھا یا پھر کسی کے ڈر کو ابھارنا تھا لیکن اس نے غلط عورت چن لی تھی

کائی سبز ڈیزائنر ڈریس میں ملبوس بھورے بالوں کو اسٹریٹ کر کے شانوں پہ ڈالے آنکھوں اور چہرے پہ میک اپ کی کئی تہیں لگائے وہ بوڑھی فتنہ کہیں جانے کو تیار تھی

وہ جس سے ملنے جا رہی تھی اسکی دانست میں وہ عورت ایک بار پہلے بھی اس سے مل چکی تھی فروا نے موبائل پہ چلتی انگلیاں روک دیں ابھی منزل میں کافی وقت تھا کیوں نہ پرانی ملاقات کو تازہ کیا جائے؟

نفیسہ حیات عمر کو اپنے گھر لے آئی تھیں اسکی اس دن کی بگڑی طبیعت سنبھل گئی تھی چار دنوں میں ہی انکو آس بچے سے لگاؤ ہو گیا تھا وہ اب اسے چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں لیکن اگر وہ اس بچے کو ساتھ رکھ لیتیں تو شاید ان میں اور اس بچے کو کچرے کی نذر کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا

انہوں نے اپنی گاڑی سلطان منزل کے باہر روکی پھر ایک نظر اگلی سیٹ پہ آرام دہ بستر میں سوئے عمر کو دیکھا وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے انکو دیکھ رہا تھا نفیسہ نے ان آنکھوں میں خود کو ڈوبتا محسوس کیا

چار دن ان چار دنوں میں وہ انکے لئے سانس لینے جتنا ضروری ہو چکا تھا انکی راتیں جاگتے ہوئے گزرنے لگیں تھیں اور دن اس بچے کی دیکھ بھال میں

وہ چند لمحہ اس بچے کو دیکھتی رہیں پھر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا وہ روتا نہیں تھا راتوں میں بھی بس جاگتا رہتا لیکن روتا نہیں

انہوں نے نرمی سے اسکا ماتھا چوما پھر اس کے گالوں کو لبوں سے چھوا

نہ جانے کہاں سے آکر چند آنسو انکی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے وہ نہیں جانتی تھیں وہ کیوں رو رہی تھیں لیکن بس وہ اس بچے سے دور نہیں جانا چاہتی تھیں کیوں یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھیں

وہ اسکو سینے سے لگائے گاڑی سے باہر آئیں اسی پل کوئی عجلت میں سلطان منزل کے شاہاںہ دروازے سے باہر نکلا

اپنے سامنے کھڑی سیاہ آنکھوں والی عورت کو دیکھ سامنے سے آتی فروا ٹھٹھک سی گئی اسے حیرت اس عورت کے یہاں ہونے پہ نہیں تھی اسے حیرت اس بچے کے یہاں ہونے پہ تھی چند پل وہ اس اسی طرح ساکت وجامد کھڑی رہی

میں نگین وہاج سے ملنا چاہتی ہوں کیا مل سکتی ہوں؟ سامنے کھڑی باوقار عورت پوچھ رہی تھی

فروا نے لمحے کے ہزارویں حصے میں جمع تفریق کی تھی پھر اپنے سفید پڑتے چہرے کو بامشکل نارمل رکھا گردن کڑالی

میں ہی ہوں نگین وہاج تمھیں کیا کام ہے؟

نفیسہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسکو دیکھا پھر دو قدم آگے آئیں

اگر تم نگین وہاج ہو تو پھر میں لیڈی ڈیانہ ہوں

فروا نے ضبط سے اسکو دیکھا

میرا وقت نہ برباد کرو اور مجھے نگین وہاج سے ملنے دو کسی کا بچہ اس سے الگ ہے کیا یہ کوئی صحیح بات ہے وہ اس بچے کی ماں ہے کیا گزر رہی ہو گی اس پہ؟

فروا نے اسکے چہرے کو غور سے دیکھا

میں بتاؤں کیا گزر رہی ہے اس عورت پہ؟ اسکی آنکھیں سرد تھیں

نفیسہ نے ایک ہاتھ سے بچے کو سینے سے لگا رکھا تھا فروا نے اسکا پہلو میں گرا ہاتھ پکڑا اور اسے ذرا پیچھے لے گئی

یہاں سے یہ محل نما گھر واضح نظر آرہا تھا دوسری منزل کی بالکنی سے ایک منظر نظر آتا تھا

صوفے پہ بیٹھا ایک خوشحال کپل عورت کے ہاتھ میں ایک بچی تھی اور مرد اسے پچکار رہا تھا

نفیسہ یک ٹک انکو دیکھے گئی یقینا یہ عورت نگین وہاج تھی

دیکھو ان دونوں کو کتنے خوش ہیں یہ بچہ ان دونوں کا ہے کیا تمھیں لگتا ہے انکو اس بچے کی کوئی ضرورت ہے

؟نفیسہ اب بھی اوپر دیکھ رہی تھی یک ٹک بنا پلک جھپکے

فروا بولے گئی

تم یہاں نگین سے ملو گی یہ بچہ اسے تھما دو گی شاید وہ تمہاری بات کا یقین کر بھی لے اور اس بچے کو اپنے پاس رکھ

لے لیکن تم سوچو بی بی میں اس بچے کا کیا کروں گی جب میں اسے اتنے بڑے ہسپتال سے کچرے کے ڈھیر تک

پہنچا سکتی ہوں تو رات کے وقت اس کے منہ پہ تکیہ رکھ کر اسکا گلہ گھونٹ دینا کیا یہ میرے لئے مشکل ہے ؟

یکدم نفیسہ نے بچے کو سینے میں بھینچ لیا

یہ بچہ اور اسکا بخت میں نے لکھا ہے اس کے بخت میں میں نے دربدری لکھی ہے تم چاہے اسے یہاں چھوڑ کر چلی

جاؤ لیکن میری بات یاد رکھنا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی بہتر یہی ہے اسے لے کر چلی جاؤ یہاں سے

فروا نے نخوت سے ہاتھ جھلایا

نفیسہ نے اب کے بالکنی سے نظریں موڑلیں اس نے ٹھنڈی ٹھار نظروں سے فروا کو دیکھا

میں اس بچے کو لے کر جارہی ہوں اس لئے نہیں کہ میں تم سے خوف زدہ ہوں بلکہ اس لئے کہ میں ایک دن تمھیں دکھادوں گی کہ اس بچے کا بخت پہلے دن سے "تخت" تھا یہ کچرے سے میرے پاس آیا ہے یہ خدا کی طرف سے انعام ہے

تم کہتی ہو تم اسے ماروگی میں تم سے کہتی ہوں دعا کرنا کہ یہ مر جائے اگر یہ زندہ رہا تو تمھیں جینے نہیں دے گا

وہ کہہ کر مڑ گئی عمر کو ہنوز سینے سے لگا رکھا تھا البتہ اب سینے پہ دھرا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا یہ بچہ اسکا تھا یہ اسکا عمر تھا

اپنی گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے آسمان کو دیکھا

لب مسکراہٹ میں ڈھلے

میں اس تحفے کے لئے ساری زندگی آپ کی شکر گزار رہوں گی اللہ اس نے زیر لب کہا پھر گاڑی میں بیٹھنے کے لئے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا

دفتعا اسے اپنے عقب سے ایک آواز آئی

تم کیا کام کرتی ہو؟ فروا کی چبھتی ہوئی حقارت زدہ آواز

نفیسہ نہیں مڑی

میں بچوں کو قرآن پڑھاتی ہوں میں عمر کو بھی قرآن پڑھاؤں گی

اس نے مڑے بغیر کہا

فروا کی گردن مزید اکڑ گئی

ایک قرآن پڑھانے والی کسی بچے کو کیا پر تعیش زندگی دے گی اس نے کروفر سے سر جھٹکا اور اندر چلی گئی

واپس حال میں آؤ تو فروا کی گاڑی اب حیدر آباد کی حدود میں داخل ہونے لگی تھی

وہ ایک نئی ملاقات کے لئے تیار تھی لیکن میں نے کہا ناں اس نے غلط عورت چن لی تھی

شمس سلطان کے آفس کا ماحول خوشگوار سا تھا عمر اور شمس کے آگے کافی کے مگز رکھے تھے اور اب تک وہ کئی کاروباری مسائل پہ گفتگو کر چکے تھے شمس کو اسکی ہر بات قابل غور اور ہر مشورہ مفید لگا تھا اور بزنس مین کبھی بھی اچھے مشورے دینے والے کو جانے نہیں دیتے

تم کہاں پولیس میں خوار ہونے چلے گئے یار تمھیں تو کاروبار کرنا چاہیے تھا کہیں سے نہیں لگتا تم کوئی اے ایس پی ہو شمس ہنس کر بولے تھے

عمر مسکرا آیا.. پولیس مجھے پسند ہے کاروبار میں سوچ بچار سے کام لینا ہوتا ہے اور پولیس میں ہاتھوں سے کام لیا جاتا ہے مجھے یہی پسند ہے

اور رہی بات کاروبار کی سمجھ بوجھ کی تو میں نے بزنس مینجمنٹ پڑھ رکھا ہے میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں ملٹی ٹیلنٹڈ یو نو

وہ نارمل لہجے میں کہہ رہا تھا

شمس نے کافی کا گھونٹ بھرتے اثبات میں سر ہلایا

ابھی تو تم سسپنڈڈ ہو ناں ؟ تم مجھے کیوں نہیں جوائن کر لیتے ؟ یہ کمپنی یہ پاور ان سب میں پولیس کی جاب سے زیادہ سکوپ ہے

شمس کا لہجہ سرسری تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ انکار نہیں سننا چاہتا تھا ان زہین آنکھوں اور اس چلتے دماغ کو وہ اپنے کاروبار لئے استعمال کرنا چاہتا تھا

عمر نے بغور اسکا چہرہ دیکھا

میں یہاں معملات درست کرنے آیا ہوں جاب لینے نہیں اگر آپ کو جاب اافر کرنی ہے تو میرے گھر آنا ہو گا

اس نے کہتے ہوئے کافی کا مگ ہونٹوں سے لگا یا

شمس کھل کر مسکرائے دل پہ لدا بوجھ ہٹا وہ گھر بلا رہا تھا مطلب انکار نہیں کرے گا

میں ضرور آؤں گا میں کل تمھارے گھر آؤں گا اور تمہاری بیوی سے بھی معملات درست کر لوں گا آخر کو اب اسکے باپ کی جگہ ہوں میں

عمر نے محض سر ہلایا دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں پکڑ کر دبایا ہو

پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا بس اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا

اسکا چہرہ نارمل تھا لیکن آنکھیں سرد سے سرد تر ہوتی جا رہی تھیں

کل ملیں گے شمس صاحب اب بس وہ بہت برداشت کر چکا تھا

اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن پھر اسکا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا دائیں جانب لگی دیوار گیر ایل سی ڈی پہ بغیر آواز کے کوئی نیوز چل رہی تھی

لیکن چلتے ہوئے مناظر کی بھی اپنی ہی ایک آواز ہوا کرتی ہے

عمر نے اسکی نظروں کی تقلید میں دیکھا

اور پھر نیچے چلتی خبروں کی پٹی پہ نگاہ دوڑائی

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر عبدل حفیظ جو کہ جسٹس معراج قتل کیس میں ملوث تھے انکا انتقال ہو گیا ہے بتایا جاتا ہے کل رات تھانے میں انکی طبیعت خراب ہو گئی اور ڈاکٹرز کی عدم موجودگی کے باعث انہوں نے دم توڑ دیا

شمس نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ وہ خبر دیکھے اور پھر لڑکھڑاتے قدموں سے آگے آیا آفس کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا

عمر بے تاثر نگاہوں سے ٹی وی کو تکتا رہا

اسکے ذھن میں اب بھی کئی آوازیں گونج رہی تھی

ڈاکٹر کو بلاؤ شمس عمر کو بلاؤ

اس کے دل کو نہ سکون ملا تھا نہ کہیں دور اسکی روح کو قرار ملا تھا

کیوں کہ وہ جانتا تھا اگر یہ سب مر جائیں تب بھی وہ جج صاحب کو واپس نہیں لا سکے گا اور اگر رہنا انکے بغیر ہی تھا پھر کسی انتقام پہ کونسی خوشی کسی بدلے پہ کونسا سکون

آفس کی دیواروں نے اس کے جامد وجود کو دیکھ رخ پھیر لیا

کون کمبخت عمر حیات کو اداس دیکھنا چاہے گا؟

گاڑی ایک چھوٹے سے محلے میں آ کر رکی یہ محلہ نسبتا صاف ستھرا تھا گلی میں کھیلتے بچے اور گھروں سے آتی عورتوں کی آوازیں یہ ظاہر کرتی تھیں کہ یہ ایک چھوٹا سا محلہ جہاں گھروں کی دیواریں ساتھ والے گھروں سے جڑی ہوتی ہیں

ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا فروانزا کت سے باہر آئی آنکھوں لگا سیاہ چشمہ اور کہنی پہ ٹنگا برانڈڈ بیگ سبز ہائی ہیلز کو جما جما کر چلتی وہ ایک گھر دروازے کے باہر آ کر رکی یہ گھر باقی گھروں کی نسبت اچھی حالت میں تھا پکا دو منزلا مکان تازہ رنگ وروغن مضبوط صاف ستھری دیواریں گھر کے اندر شاید کوئی اونچا لمبا درخت بھی تھا جس کی شاخیں دروازے کے باہر سے جھانکتی نظر آتی تھیں

دروازہ ایک ادھیڑ عورت نے کھولا اسکے ہاتھ میں پوچھا تھا شاید وہ ملازمہ تھی اور صفائی کر رہی تھی نوارد کو آنے کا راستہ دے کر وہ ہٹ گئی اور اپنی مالکن کو آوازیں دینے لگی

فروا آس پاس نظر دوڑاتے ہوئے اندر آئی گھر کے اندر چپس کا فرش بچھا تھا اس گھر میں اگر کسی شے کی بہتات تھی تو وہ پودے تھے

دیواروں کے ساتھ گملے میں رکھے پودے لان میں رکھے پودے کیاریوں میں سجے پودے بلاشبہ یہ سبز پودے اور پھول آنے والوں کی آنکھوں کو راحت دیتے تھے چھوٹا دو منزلا گھر صاف ستھرا اور خوب صورت تھا

لانگ ٹائم فروا سلطان

آواز پہ وہ مڑی اسکے عقب میں وہ عورت کھڑی تھی سنجیدہ معتبر سی عورت اسکی سیاہ آنکھیں آج بھی اسی طرح چمک رہی تھیں چہرہ بوڑھا ہو گیا تھا بال کنپٹی سے سفید ہو رہے تھے وہ سیاہ چکن کاری کے سوٹ میں باوقار سی لگ رہی تھی

لانگ ٹائم نفیسہ حیات وہ مسکرائی پھر دو قدم آگے آئی

تم مجھے پہچانتی تو ہو ناں؟ فروا نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا

تم نگین وہاج ہو ہے ناں؟

اور تم لیڈی ڈیانہ اس نے جملہ مکمل کیا تو دونوں ہلکا سا ہنس دیں تم نے کہا تھا تم بچوں کو قرآن پڑھاتی ہو لیکن تمھارے گھر کو دیکھ کر تو کچھ اور ہی لگتا ہے

وہ اطراف میں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

میں بیرسٹر تھی اور اب ایک لاء کالج میں وائس پرنسپل نفیسہ نے جواب دیا

فروا مڑی تیز نظروں سے اسکو گھورا

میں بس تم سے ایک سوال کرنے آئی ہوں صرف ایک

عمر کون ہے ؟اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا

عمر وہ بچہ ہے جسے تم نے کچرے کے ڈھیر پہ پھنکوا دیا تھا میں نے تم سے کہا تھا دعا کرنا وہ مر جائے اگر وہ بچ گیا تو تمھیں زندہ نہیں چھوڑے گا لیکن لگتا ہے تمہاری دعاؤں میں اثر نہیں ہے یا پھر عمر کے لئے میری کی گئی دعائیں زیادہ اثر انداز تھیں تمھیں کیا لگتا ہے ؟وہ بازو سینے پہ باندھے سکون سے پوچھ رہی تھیں

فروا کے رنگ ایک لمحے کو متغیر ہوا دل کو جیسے کسی نے زور سے پکڑ کر دبایا ہو اسے اپنے آس پاس بین کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں

تم باز نہیں آئیں ناں ؟

فروا نے دانت پیستے ہوئے کہا تو بلاخر تم نے اس بچے کو ہماری زندگیوں میں شامل کر ہی دیا نفیسہ کیا تم ہماری پہلی ملاقات بھول گئی ہو ؟ آج میں ہماری دوسری ملاقات میں بھی تمھیں وہی کہوں گی جو اس دن کہا تھا اسے ہماری زندگی سے نکال لو نفیسہ حیات

نفیسہ پر سکون سی انکو دیکھتی رہیں

تم غلط ہو فروا یہ ہماری دوسری نہیں تیسری ملاقات ہے لیکن فرق بس یہ ہے کہ اس ملاقات میں تم نقاھت زدہ اور بیمار تھیں تمھیں یاد نہیں ہو گا ہے ناں ؟ فروا اچھنبے سے اسکو دیکھتی رہی

چلو میں تمھیں ایک کہانی سناتی ہوں

وہ مزے سے کہتی آگے آئیں

بیس سال پہلے کی بات ہے میں اپنے بیٹے کو اسلام آباد لے کر گئی تھی ایک دن میرا بیٹا بیمار ہو گیا میں اسے ہسپتال لے گئی اور وہاں جا کر پتہ ہے میں نے کیا دیکھا؟ وہ آنکھوں میں حیرانی سموئے اسے دیکھنے لگیں فروا کے چہرے پہ اب بھی نہ سمجھی تھی

وہاں مجھے تم دکھیں تمھارے ہاتھ میں ایک بچی تھی چھوٹی سی پیاری معصوم بچی

فروا کا چہرہ سفید پڑا وہ بے یقینی سے پیچھے کو ہوئی

تمہارا شوہر تم سے وہ بچی چھین رہا تھا تم رو رہی تھی اسکی منت کر رہی تھیں تم بیمار اور زرد تھیں چونکہ تم لوگ ہسپتال کے عقبی حصے میں تھے سو کوئی اور تمہارا جھگڑا نہیں دیکھ سکا تم روتی چیختی رہیں لیکن تمھارے شوہر نے اس بچی کو تمھارے ہاتھ سے چھین کر کوڑے کے بڑے سے ڈرم میں پھینک دیا رات کا وقت تھا ڈاکٹرز کی ایک فوج کھڑی تھی جسے نہ جانے کتنے پیسے کھلا کر تم لوگوں نے یہ گناہ سرزد کروایا

فروا لڑکھڑانے لگی نفیسہ نے آگے بڑھ کر اسکی کلائی کو زور سے دبوچا سرخ ہوتی آنکھیں اسکے چہرے پہ گاڑ دیں فروا کو دیکھ کر لگتا تھا وہ ابھی مر جائے گی

تم نے اپنی بیٹی کو مرنے دیا کیونکہ وہ صرف تمہاری بیٹی تھی

فروا کے آنسو بہنے لگے اولاد کا غم ایک بار پھر جان کو آنے لگا

وہ اس جاپانی بزنس مین کی بیٹی تھی اس کے نقوش بڑی حد تک اپنے باپ سے ملتے تھے لیکن وہ تمہاری بیٹی بھی تو تھی ناں تم نے اپنی بیٹی کو مار دیا فروا

نفیسہ نے اسکا ہاتھ چھوڑا وہ بے دھم سی ہو کر نیچے گری اسکا چہرہ یکدم بوڑھا لگنے لگا تھا اسکی رنگت نچڑنے لگی تھی سانس رک رک کر چل رہا تھا

تم اپنی بیٹی مارو شوہر کو مارو یا بیٹے کو لیکن اگر تم نے میرے بیٹے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ناں خدا کی قسم میں تمھارے پورے خاندان کو تباہ کر دوں گی میرے بیٹے کے نام میں دوبار "زندگی" آتا ہے اگر تم نے اسکی زندگی سے کھیلنے کی کوشش کی تو میں تمہارے سارے خاندان کے حصے میں موت لکھوں گی وہ اس کے سر پہ کھڑی غرا رہی تھیں

فروا مرے مرے انداز سے واپس اٹھی اسکی آنکھیں نیم مردہ تھیں زبان گنگ

سیاہ عمالوں کا افشاں ہونا ہر بار پہلے دن جیسی ذلت دیتا ہے انسان کبھی بھی اپنے سیاہ اعمالوں کے ساتھ use to نہیں ہو سکتا

تمہاری بات کا یقین کون کرے گا؟ فروا کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی آنکھیں اب بھی مردہ تھیں گردن اٹھانے کی سکت اس میں رہی ہی نہ تھی

نفیسہ مسکرائی دل کھول کر مسکرائی

یقین تمہارا چہرہ دلائے گا خود کو دیکھو فروا اپنا چہرہ دیکھو اور پھر بتاؤ کیا یہ جھوٹ ہے اور اگر جھوٹ ہے تو مجھے جھٹلاؤ میں زیادہ کچھ نہیں کروں گی میں بس یہ بات تمھارے بیٹے کو بتاؤں گی اور مجھ یقین ہے کہ وہ اتنا غیرت مند ضرور ہو گا کہ تمھیں دھکے مار کر اپنے گھر سے نکال دے یا پھر شاید خود کو مار دے کسی کو کیا پتہ انہوں نے کندھے اچکائے

میں اندر جا رہی ہوں اور جب واپس آؤں تو مجھے نظر مت آنا ورنہ سفیر سلطان کا نمبر ہے میرے پاس وہ بول کر اندر کی طرف بڑھ گئیں

پیچھے کھڑی فروا سے اپنی ٹانگوں پہ کھڑا ہونا مشکل ہو گیا وہ ذلت کے بیلچے سے زخمی چہرہ لئے واپس مڑ گئ

کیا اب تمھیں یقین آیا کہ اس نے غلط عورت چن لی تھی؟

ہسپتال کی سفید راہداریاں حبس کے باعث نم سی تھیں جون کے آخری ایام تھے گرم ہوا کے تھپیڑے جسم کو جھلسا دیتے تھے

وہ ہلکے جامنی رنگ کے لان کے سوٹ میں ملبوس تھی بھورے بالوں کی ڈھیلی چٹیا باندھ رکھی تھی جس سے چند لٹیں نکل کر چہرے پہ جھول رہی تھیں اسکی سیاہ آنکھیں سنجیدہ تھیں ہسپتال کے کمرے کے باہر دو گارڈز کھڑے تھے ہالے نے بس ایک نظر ان کو دیکھا وہ دونوں تابعداری سے راستہ دینے لگے

وہ ہارون کے گارڈز تھے ہالے کو راستہ نہ دے کر مرنا تھا کیا؟

وہ پرائیویٹ روم کا پر تعیش دروازہ دھکیل کر اندر آئی اندر کا ماحول ایسا تھا جیسے کوئی فائیو اسٹار ہوٹل کا کمرہ ہو وہ سامنے ہی تھا ہسپتال کی وردی میں بیڈ پہ لیٹا ہوا اسکے چہرے پہ نیل تھے آنکھ کے قریب ایک زخم بھی تھا باقی کا جسم جہاں جہاں سے نظر آرہا تھا بس سفید پٹیوں میں قید تھا وہ قدم قدم چلتی آگے آئی اسکے بیڈ پہ اسکے پیروں کے قریب بیٹھ گئی

دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر دبایا ہو ہارون کو اس حالت میں دیکھنا دل چیر دیتا تھا وہ شاید دوائیوں کے زیر اثر سو رہا تھا اسکی سانولی رنگت زرد پڑ گئی تھی سرمئی آنکھیں بند تھیں بال جو ہمیشہ سلیقے سے جمے رہتے تھے آج وہ ذرا ذرا سے نظر آرہے تھے باقی سارا سر پٹیوں سے جکڑا ہوا تھا

تم نے کہا تھا ساری دنیا بھی اگر مجھے چھوڑ دے تو تم وہ واحد انسان ہو گے جو میرے ساتھ رہو گے اس نے ہلکی آواز میں کہنا شروع کیا آج میں تمھیں بتانے آئی ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ ہو تو مجھے ساری دنیا کی کوئی ضرورت نہیں

اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں گلہ خشک تم کہتے ہو میں ٹاکسک ہوں صحیح کہتے ہو میں ہوں لیکن کیا تم نے کبھی غور کیا میں ایسی کیوں ہوں میں تمھارے معملے میں ہی ٹاکسک کیوں ہوں؟ وہ گردن جھکائے ہارون کے پیروں پہ نظریں جمائے کہہ رہی تھی

تم دس سال کے تھے جب رستم مر گیا وہ تمہارا گارجین تھا تمہارا پروٹیکٹر تھا وہ چلا گیا تو تم اکیلے ہو گئے مجھے کہا گیا ہارون کے ساتھ رہو ماموں اماں بابا سب نے کہا ہارون کے ساتھ رہو اسکی دوست بنو اسکی گارجین بنو

حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا وہ بس ہلکی آواز میں بولتی رہی شاید وہ سن رہا تھا شاید نہیں

کسی نے نہیں پوچھا کہ میں کیا چاہتی ہوں کسی نے نہیں پوچھا میں تمہاری گارجین بننا چاہتی ہوں یا نہیں کسی نے نہیں پوچھا میں تمہاری پروٹیکٹر بننا چاہتی ہوں یا نہیں تم بس ایک ان چاہا بوجھ تھے جو میری پیٹھ پہ لاد دیا گیا لیکن میں نے شکایت نہیں کی میں سلطان ہوں بھرم رکھنے تب بھی آتے تھے وہ ہلکا سا ہنسی

پس منظر میں بس مشینوں کی آواز آتی تھی

مجھ سے کہا گیا میں تمھارے لئے فیصلے لیا کروں میں نے لئے ہاری وہ بے بسی سے بولی میں نے اپنا بیسٹ دیا جہاں میں نے تمھارے لئے سہی فیصلے کئے وہیں کچھ غلط بھی کئے میرا قصور نہیں تھا میں کم عمر تھی یا پھر میرے حساب سے وہی فیصلے سہی تھے بارہ سال کی عمر میں نے اس بچے کا سر اس لئے نہیں پھاڑا تھا کیونکہ اس نے میری کاپی چوری کی تھی میں نے اسکا سر اس لئے پھاڑا تھا کیونکہ میں نے اسکو تمھیں بلی کرتے دیکھا تھا میں نے تمھیں اسکول کے واش روم میں روتے ہوئے دیکھا تھا

اب کے آنسو بہنے لگے صد شکر کہ ہارون سو رہا تھا ورنہ اس وقت وہ دونوں رو رہے ہوتے

میں اس میڈم کے گھر کے باہر ہارن اس لئے نہیں بجاتی رہی کیونکہ انہوں نے مجھے ڈانٹا تھا میں نے وہ سب اس لئے کیا کیونکہ میں جانتی تھی انکی بیٹی نیہا تمھیں ہراساں کرتی ہے

وہ میرے فیصلے تھے ہارون جو میں نے تمھیں پروٹیکٹ کرنے کے لئے لئے تھے بابا اس میڈم کی بیٹی کے بارے میں جان گئے تھے تب ہی انہوں نے مجھے کچھ نہیں کہا ماموں اس بچے کے بارے میں جان گئے تھے اس لئے انہوں نے بھی مجھے کچھ نہیں کہا ان سب کو لگا میں ہارون کی گارجین ہوں جسے چاہوں فیصلے لوں جیسے چاہے اسے ٹریٹ کروں وہ میرے بڑے تھے لیکن انہوں نے میری اصلاح نہیں کی تمہارے لئے مجھے کھڑا کیا گیا دوسروں کی ٹانگیں زیادہ دیر تک آپ کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتیں میں بھی نہیں کر سکی میں تھک گئ

اس نے شکستگی سے نفی میں سر ہلایا

میں تمھیں پروٹیکٹ کرتے ہوئے تمہارے لئے فیصلے لیتے ہوئے تھک گئ لیکن میں اس بوجھ کو اتار نہیں سکتی تھی کیونکہ میں سلطان تھی وہ روتے ہوئے تلخی سے ہنسی

میرا رویہ تمھارے ساتھ برا ہوتا گیا میں تم پہ حکم صادر کرنے لگی تمھیں کنٹرول کرنے لگی کیونکہ مجھے یہ سہی لگتا تھا کیونکہ مجھے بتایا گیا یہی سہی ہے کیونکہ کبھی کوئی میری اصلاح کے لئے آیا ہی نہیں کیونکہ تم نے کبھی ہالے کو "ناں" کہا ہی نہیں میں گارجین بنتے بنتے ٹاسک بن گئ لیکن اس سب میں یہ ہوا کہ بوجھ بنی دوستی دل کی دوستی بن گئ تم ہمارا تعلق سب ضروری ہو گیا میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں ہارون

وہ بلند آواز میں رونے لگی ہارون کے ساکت ہوئے وجود میں جنبش ہوئی اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جزب ہوا تو وہ جاگ رہا تھا؟

میں تم سے محبت کرتی ہوں ہاری بہت زیادہ حد سے زیادہ میں ایسی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی جس میں ہالے کے ساتھ ہارون نہ ہو

میں نے غلط فیصلے لئے ہاری میں نے صحیح فیصلے بھی لئے میں نے اپنی عقل اپنی عمر کے حساب سے ہر طرح کے فیصلے لئے میں نے کبھی تمہارا برا نہیں چاہا میں نے کبھی تمھیں ہرٹ نہیں کرنا چاہا میں کبھی بھی ٹاسک نہیں بننا چاہتی تھی

میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں ہارون میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں میں تمھیں کھونا نہیں چاہتی وہ بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی ڈاکٹر نے کہا ہارون مر گیا مجھے لگا ساری دنیا مر گئی

اچھا یہ بکواس کی اس نے؟ وہ پٹ سے آنکھیں کھولے اٹھ بیٹھا ذرا پوچھوں تو اس سے میری تتلی والی پینٹنگ اسکا باپ پوری کرے گا؟

ہالے نم آنکھوں سے ہنس دی کھکھلا کر دل سے

وہ اسی طرح لیٹے لیٹے اسکو ہنستے ہوئے دیکھتا رہا

تم جاگ رہے تھے ناں بد تمیز وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

درد بہت ہے سونے کہاں دیتا ہے وہ آرام سے بولا ہالے کے دل کو کچھ ہوا وہ جانتی تھی وہ تکلیف میں ہے

کیا زیادہ درد ہے؟ اسے فکر لاحق ہوئی

ہارون نے نفی میں سر ہلایا

زیادہ نہیں بس کمر اٹھنے نہیں دیتی سر میں ٹیسیں اٹھتی ہیں بازو الگ ٹوٹا ہوا ہے سہی کھیل گئی فروا چڑیل وہ بڑبڑایا

ہالے نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تمھیں کس نے کہا تھا اس سے پنگا لینے کو عمر نے بتایا مجھے کہ تم نے اسکے سر پہ

بندوق رکھ دی تھی یہ تو ہونا ہی تھا وہ مزے سے بولی

وہ دونوں نارملی باتیں کر رہے تھے ایک سچی اور کھری دوستی میں ناراضگی کے بعد اگر صلح ہو جائے تو فارمیلٹیز

کہیں بہت پیچھے رہ جاتی ہیں پچھلی باتیں خود بخود ذہن سے محو ہونے لگتی ہیں دل میں نئی جگہیں اور نئی برداشت

پیدا ہو جاتی ہے قربانی اور ایثار پہلے سے زیادہ بڑھ جاتا ہے بس شرط یہ ہے کہ دوستی "سچی" اور "کھری" ہو

ویسے تمھیں ذرا رحم نہیں آیا اس میڈم کے ساتھ یہ سب کرتے ہوئے بیچاری ایک ہی لڑکی تھی جو میرے پیچھے

آیا کرتی تھی ورنہ تمہارے خوف سے تو کوئی لڑکی مجھے دیکھتی بھی نہیں تھی وہ آنکھیں پوری کھولے نچلا ہونٹ

دانتوں تلے دبائے صاف ظاہر تھا ہالے کو تنگ کر رہا ہے

ہالے نے اپنی آنکھیں گھمائیں

وہ تمھیں دیکھتی نہیں تھی تمھیں ہراس کرتی تھی

جو بھی تھا کیا میں نے تمھیں شکایت دی؟ اچھی بھلی لڑکی میرے ہاتھ سے نکل گئی کتنی خوبصورت تھی ناں؟ اس

نے ہالے کو دیکھ کر تائید چاہی

فروا آنٹی نے تو بس بیڈ پہ بٹھا دیا ہے ناں میں تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی ہوں اگر تم . .

آہ.. آہ ہالے... آہ یکدم ہارون کراہنے لگا ہالے کے سارے الفاظ اسکے منہ میں رہ گئے

وہ ایک ہاتھ سے اپنا سر پکڑے درد سے دوہرا ہو رہا تھا بری طرح کراہتے ہوئ وہ تھوڑی دیر پہلے والا ہارون بلکل نہیں لگ رہا تھا

ہالے کو ڈاکٹر کی ساری باتیں یاد آنے لگیں ڈاکٹر نے کہہ رکھا تھا اس سے زیادہ بات نہ کی جائے اسکے ذہن پہ زور نہ ڈلوایا جائے

وہ فورا اٹھ کر باہر بھاگی تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر کے ہمراہ واپس آئی

انہوں نے ہارون کا چیک اپ کیا اسے نیند کی دوائی دی اور ہالے کو کچھ دن تک اسے آرام کرنے دینے کو کہا

وہ خاموشی سے ساری ہدایت سنتی رہی ڈاکٹر چلا گیا وہ وہیں بیٹھی رہی

کافی دیر تک بس ہارون کو دیکھتی رہی پھر اسکا فون بجا مدحت کا میسج تھا

جس ڈاکٹر نے تمھارے بابا کا علاج کیا تھا انکی ڈیتھ ہو گئی ہے کیا تم نے دیکھا؟

ہالے کا دماغ بھک سے اڑا وہ لڑکھڑاتے قدموں سے دیوانہ وار باہر بھاگی

عمر نے اسے مار دیا عمر ایسا کیسے کر سکتا ہے؟

وہ کس طرح ہایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال پہنچی کیا ہوا کس نے کیا کہا اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے رنگت متغیر ہو چکی تھی

ہسپتال کے باہر لوگوں کا ایک ہجوم تھا اس ہسپتال میں آخری بار ڈاکٹر عبدالحفیظ کو لایا گیا تھا اور اسی ہسپتال کے سرد خانے میں انکی لاش رکھی تھی موت کی وجہ گلہ گھونٹ کر مارنا لکھی گئی تھی

ہالے مرے مرے قدم اٹھاتی ان لوگوں کے ہجوم میں کسی ایک چہرے کو تلاش کر رہی تھی وہ لوگوں کو ہٹاتی جگہ بناتی آگے آگے جا رہی تھی وہ ہجوم کے آخری سرے پہ پہنچی مناظر واضح ہوئے آوازیں واضح ہوئیں

کوئی جانا پہچانا سا چہرہ تھا جس کے آگے لوگوں نے مائیکس پکڑ رکھے تھے فلیش کی چمکتی روشنیوں میں اسکا چہرہ مکروہ سا نظر آتا تھا اسکی آنکھیں اگر آنسوؤں کی دھند میں لپٹی نہ ہوتیں اور ذہن کسی اور جملوں کی بازگشت نہ سن رہا ہوتا تو وہ اس چہرے کو پہچان لیتی مائیکس کے پیچھے کھڑا شخص کہہ رہا تھا اس نے ایک ہاتھ سے کسی نو دس سالہ بچے کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا بچے کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا

ڈاکٹر عبدالحفیظ پیرزادہ میرے بھائی کے قتل میں ملوث رہے انہوں نے میرے بھائی کے کمرے میں انتہائی خطرناک لوگوں کو جانے اور میرے بھائی کا قتل کرنے کا موقع دیا

وہ لمحہ بھر کو رکا لیکن میں آج اس آدمی کو اس کے تمام عمال کے لئے معاف کرتا ہوں اللہ اسکے لئے بھلائیاں کرے

ہالے اسکو سنتی رہی چپ گم صم

میں اس آدمی کی طرح نہیں ہوں جس نے میرے بھائی کے بچوں کو یتیم کر دیا میں شمس سلطان ہوں میں بچوں سے دشمنی نہیں کیا کرتا

اپنے موبائل کی سکرین پہ اسکی اس بات کو سنتے حسن نے طنزیہ سر جھٹکا تھا

میں آج سے برہان پیر زادہ کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں ہجوم میں داد ابھری کئی لوگوں نے اسکے حق میں نعرے بلند کئے شمس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کو کہا میں برہان پیر زادہ کی پڑھائی لکھائی اور باقی ضروریات زندگی کا اسی طرح خیال رکھوں گا جیسے اپنی اولاد وہ میرے ایمپائر میرے ہیون میں رہے گا

مائیک تھامے لوگوں کے چہروں پہ نہ سمجھی اتری ہیون انکا پروجیکٹ کب بنا؟ حسن کی آنکھیں سکڑیں ہالے کے دل کا کرب گہرا ہوا

مختلف سوال کئے گئے شمس پر سکون انداز میں انکو سنتا رہا

میں آپ سب کی حیرانی سمجھتا ہوں لیکن میں آج آپ سب کو یہاں ایک بات بتا دینا چاہوں گا کہ ہیون اب میرا پراجیکٹ ہے تقریبا ایک سال قبل میرے بھائی نے میری کمپنی کے پچیس فیصد شیئرز کے بدلے ہیون میرے ذمے لگا دیا تھا پیپر ورک اور باقی ساری کاروائی میرا اسیکریٹری میڈیا کو دے دے گا میرے بھائی معراج سلطان کے قتل کیس میں کوئی پیش رفت اب تک نہیں ہوئی میں اور میرے خاندان نے قانون پہ اندھا بھروسہ کرتے ہوئے تمام معملات اپنی پولیس کے سپرد کئے تھے ہمیں انصاف چاہیے حکومت کو چاہیے کہ ہماری آواز کو سنیں انصاف ہر کسی کے لئے ہونا چاہیے یہیں اگر کسی غریب ٹیچر یا مزدور کے گھر کا آدمی قتل ہوا ہوتا تو پورا ملک موم

بتی لے کر احتجاج کر رہا ہوتا لیکن ہم ہمارے لئے کیوں کوئی نہیں آرہا؟وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر بول رہا تھا آنکھیں نم تھیں چہرہ زخم زخم

ہمارے لئے کوئی نہیں آتا کیونکہ ہم پریولیجڈ ہیں کیونکہ ہم امیر ہیں لیکن کیا ایسا ہونا ہماری غلطی ہے ؟سب کو لگتا ہے ہمیں انصاف مل جائے گا لیکنآج میں آپ کو بتادوں کہ اس ملک کا قانون جس طرح غریب کو پیلتا ہے اسی طرح امیر کو بھی پیلتا ہے لیکن ہم پھر بھی قانون پہ اعتبار کئے بیٹھے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ہمیں انصاف ضرور ملے گا اور ہمیں امید ہے ایک دن ایسا ضرور ہو گا انف فار ٹوڈے

وکٹری کا نشان دکھاتا وہ اپنے لوگوں کی معیت میں نکلتا چلا گیا ہالے اسی طرح دھند میں لپٹی آنکھوں کے ساتھ اسکو جاتا دیکھتی رہی یکدم لوگوں کی نظر ہالے سلطان پہ پڑی کیمروں اور مائیکس کا رخ اسکی جانب کیا گیا وہ غائب دماغی سے انکو دیکھتی رہی مختلف سوال مختلف جملے

مسز ہالے آپ کے شوہر اے ایس پی عمر حیات کیا آپ اب بھی اس بات پہ قائم ہیں کہ انہوں نے آپ کو اغوا کیا تھا؟

مسز حیات کیا عمر حیات نے آپ کو کسی دھمکی کے تحت اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے ؟

کیا آپ اپنے باپ کے قاتلوں کے بارے میں کچھ جانتی ہیں ؟آپ اپنے چچا کے ساتھ کیوں نہیں تھیں کیا آپ کے تعلقات درست نہیں ہیں ؟آپ کے والد نے ہیون پراجیکٹ آپ کے چچا کے حوالے کیوں کیا کچھ بولیں مسز ہالے ؟

اسکے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا اسی وقت ہجوم میں سے کوئی آیا ہالے نے پلکیں جھپکیں وہ دراز قد سیاہ آنکھوں والا آدمی تھا وہ میڈیا کے بندوں کو ہٹاتا ہوا آگے آرہا تھا اس نے ہالے کے گرد اپنا بازو پھیلا لیا اور اسی طرح اسے اپنے بازو کے حلقے میں لئے آگے بڑھنے لگا اس شور اس ہجوم سے دور

لوگ انکے پیچھے بھاگ رہے تھے سوال کر رہے تھے ہالے کو اپنے کان بند ہوتے محسوس ہوئے وہ بس اس آدمی کی گرفت میں مضبوط قدم اٹھاتی آگے جارہی تھی عمر ایک ہاتھ سے لوگوں کو ہٹاتا جارہا تھا اسکا چہرہ سنجیدہ سپاٹ تھا اس نے اپنی گاڑی کے قریب پہنچ کر دروازہ کھولا اور ہالے کو اندر بٹھانے لگا دفعتا وہ رکی گردن اونچی کر کے عمر کو دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو مجھے بات کرنے دو پس منظر میں رپوٹرز کا شور تھا

عمر نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے آنکھوں ہی آنکھوں سے اسے اجازت دی وہ گردن کڑائے ہوئے آگے آئی رپورٹرز ٹوٹ پڑے لاتعداد سوال آوازیں گڈمڈ ہونے لگیں

میں یہاں صرف ان سوالوں کے جواب دوں گی جن کے دینا چاہوں گی وہ سینے پہ ہاتھ باندھے گویا ہوئی اگر آپ لوگوں میں سے کسی کی بھی آواز اب آئی تو میں واپس چلی جاؤں گی

مجمعے میں پن ڈراپ سائلنس پھیل گیا وہ اسے بولنے دینا چاہتے تھے انکو سرخیاں چاہیے تھیں

پہلی بات میرے اور میرے چچا کے درمیان کو بدمزگی نہیں ہے وہ میری یہاں آمد سے بے خبر تھے اس لئے میں انکے ساتھ نہیں تھی

میرے باباکے قاتلوں کے بارے میں اگر میں کچھ جانتی ہوتی تو اب تک اس طرح خاموش نہ بیٹھی ہوتی میرے بابانے ہیون پراجیکٹ میرے چچاکو کیوں دیا یہ ہمارے گھر کامعملہ ہے اس وقت ملکی معملہ مرے باباکا قتل ہے آپ سب اس پہ توجہ دیں اور ایک آخری بات اس نے ایک نظر مجمعے کو دیکھا پھر اپنے ساتھ کھڑے عمر حیات کو اے ایس پی عمر حیات میرے اغوامیں شامل نہیں تھے میرا االزام بے بنیاد تھارپوٹرز بھونچکے رہ گئے عمرنے اتنی زور سے گردن موڑ کر اسکو دیکھاکہ گردن کے چٹخنے کی آواز آئی

میرے سامنے ایسے حالات رکھے گئے واقعات ایسے ہوگئے کہ مجھے ایک غلط فہمی ہوگئی لیکن آج میں آپ سب کے سامنے یہ بتاناچاہتی ہوں کہ اے ایس پی عمر حیات کسی بھی طرح سے میرے مجرم نہیں ہیں

عمر بس اسکو دیکھے گیا کبھی یہ عورت بھرے مجمعے میں اس پہ الزام لگاتی تھی اور کبھی بھرے مجمعے میں ان الزاموں کی تردید کرتی تھی وہ اسکی تردید پہ خوش ہوا تھالیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ الزام لگاتے ہوئے بھی کبھی بری نہیں لگی تھی

میں پولیس کے اعلی حکام سے گزارش کروں گی کہ عمر حیات کے لئے ایک فیئر انکوائری بٹھائی جائے جس میں میں خود آکر ان تمام الزامات کی ایک بار پھر تردید کروں گی ملک کو ایک قابل اور ہونہار افیسر کو نہیں کھونا چاہیے

وہ بول کر ہٹی گاڑی کے کھلے دروازے سے اندر جاکر بیٹھی عمر سر جھٹکتادوسری طرف سے گھوم کر آیارپوٹرز بلکل فلموں اورڈراموں کی طرح "بس ایک سوال بس ایک سوال" کی رٹ لگاتے انکے پیچھے کافی دور تک گئے

گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی لوگ وہیں کھڑے رہے اپنے اپنے کیمروں کی طرف منہ کئے تازہ ترین صورتحال بتاتے ہوئے

گاڑی عمر حیات کے بنگلے کے باہر آ کر رکی ان دونوں نے سارے راستے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی ہالے آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی عمر اپنی طرف سے اترنے لگا لیکن ہالے کی آواز پہ ٹھہر گیا

تم نے اسے قتل نہیں کیا کہہ دو تم نے یہ نہیں کیا وہ بند آنکھوں سے بڑبڑائی

میں نے نہیں کیا قتل وہ واحد چیز ہے جو عمر نہیں کر سکتا آپ کو میرا یقین کرنا ہے تو کریں ورنہ مجھے پرواہ نہیں

ہالے اسی طرح بیٹھی رہی

تم جھوٹ بول رہے ہو اگر تم سچے ہو تو کل رات جو ہوا وہ کیا تھا؟ یا تو کل رات جھوٹی تھی یا تم اب جھوٹ بول رہے ہو تم جھوٹے ہو عمر اسکی آنکھیں ہنوز بند تھیں چہرے پہ گہرا صدمہ بے یقینی اور تھکان تھی

کل رات """

وہ عمر سے اپنے بچپن کی باتیں کرتے ہوئے کب سوئی اسے پتہ بھی نہیں چلا رات کے قریب تین بجے اسکی آنکھ گاڑی کی آواز سے کھلی وہ مندی مندی آنکھیں لئے اٹھ کر بالکنی تک آئی یہاں سے پورچ کا منظر نظر آتا تھا

لیکن جو منظر اس نے دیکھا وہ اسکی روح کھینچ لینے کے لئے کافی تھا

وہاں عمر حیات تھا اسکے ہاتھ میں ایک بھاری ہتھوڑا تھا جس سے خون کی بوندیں اب بھی ٹپک رہی تھیں اسکی سفید شرٹ پہ خون ہی خون تھا

اسکا چہرہ عجیب تھا بے حد عجیب غیر انسانی ساسخت اور بے تاثر

اپنے اوپر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے اس نے آنکھیں اٹھا کر اوپر دیکھا لیکن اسکی آنکھوں میں کچھ نہ ابھرا نہ گلٹ نہ خوف کچھ بھی نہیں وہ چند پل بے تاثر نگاہوں کے ساتھ اسکو دیکھتا رہا پھر مڑ گیا

ہالے اسی جگہ کھڑی رہی ساکن شل

صبح اٹھ کر وہ اسکے ساتھ نارمل رہی یوں گویا وہ اسکے معملات میں دخل نہیں دینا چاہتی تھی یا پھر اسے لگتا تھا عمر خود بتا دے گا لیکن آج ڈاکٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کے موت کی خبر سن کر اسے یقین سا ہو چلا تھا کہ کچھ ہے جو عمر نے کیا ہے یا تو وہ قتل ہے یا پھر قتل میں شراکت داری

موجودہ لمحہ

آپ لو لگتا ہے میں قتل کر سکتا ہوں ؟ایک بار میری آنکھوں میں دیکھ کر بول دیں کہ میں قاتل ہوں وہ چہرہ اسکی طرف کئے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

ہالے چند لمحہ گیلی آنکھوں سے اسکو دیکھتی رہی پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلا دیا

تم قاتل نہیں ہو سکتے عمر قاتل نہیں ہو سکتے مجھے بتاؤ حقیقت کیا ہے کچھ بولو عمر مجھے صفائی دو وہ پھوٹ پھوٹ کر روپڑی

عمر اذیت سے اسکو دیکھتا رہا میں نے کوئی قتل نہیں کیا اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا ہاں میں کل رات وہاں گیا تھا ہتھوڑی پہ لگا وہ خون اصلی تھا لیکن میں نے اسے نہیں مارا میں نے بس اسکی ٹانگیں مفلوج کی تھیں تا کہ وہ اب کسی بھی مریض کی پکار پہ نہ جا سکے کیونکہ وہ اس لائق ہی نہیں تھا

ہالے نے چہرہ اٹھا کر اسکو دیکھا آنسو تھمنے لگے وضاحتوں پہ یقین آنے لگا

وہ تھانے سے چھوٹنے والا تھا دو دن بعد وہ علاج کے بہانے ملک سے باہر جانے والا تھا اور میں اسے جانے نہیں دے سکتا تھا اسکی وجہ سے میرا واحد رشتہ مجھ سے چھوٹ گیا کیا میں اسے جانے دیتا؟

ہالے نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلا دیا

ڈاکٹر کی موت خون بہنے سے نہیں ہوئی اسے کسی نے گلہ گھونٹ کر مارا ہے اسے مرنا تھا یہ طے تھا اب اگر آپ کی آنکھوں سے ایک بھی آنسو نکلا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا وہ سختی سے کہتا اپنی جانب سے اتر کر آیا

پھر گھوم کر ہالے کی جانب سے دروازہ کھولا وہ آہستگی سے نیچے اتر آئی

اور دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے ایک ایک اپنے انجام کو پہنچے گا یہ طے تھا

وہ اپنے کمرے میں آیا تو اسکا چہرہ بے چین سا تھا مہر ماہ بازو آنکھوں پہ رکھے بیڈ پہ لیٹی تھی اسکی اہٹ سن کر اٹھ بیٹھی

سفیر الماری میں منہ دیئے کچھ ڈھونڈ رہا تھا اسکا انداز بے چین تھا ہاتھ کانپ رہے تھے جسم میں جیسے بے قراری سی تھی مہر خاموشی سے اسکی ساری کاروائی دیکھتی رہی

اسکا حلیہ ابتر تھا بال بکھرے ہوئے آنکھیں خشک اور سرخ تھیں سفیر ہنوز اپنی الماری میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا

کیا ڈھونڈ رہے ہو تم ؟اسکی خشک آواز پہ سفیر کے ہاتھ تھم گئے اس نے مڑ کر حیرانی سے مہر کو دیکھا وہ بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب آرہی تھی

کیا ہوا ابر الگ رہا ہے ؟زہر لگ رہی ہوں میں ؟لیکن اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟وہ تندہی سے پوچھ رہی تھی

یہ کس طرح بات کر رہی ہو تم مجھ سے شوہر ہوں تمہارا کیا ساری تمیز بھول گی ہو ؟

اوہ دی گریٹ دی لیجنڈ سفیر شمس سلطان کو یاد آگیا کہ انکی کوئی بیوی بھی ہے ہاں ؟وہ پھنکاری سفیر کے لئے یہ مہر ماہ نئی تھی

وہ مارے شاک کے کچھ کہہ ہی نہ سکا

کیا ہے اس ہالے میں ایسا جو تم مجھے نہیں دیکھتے ہو ؟وہ بلند آواز میں چلائی تم نے مجھے میری بہن سے نفرت کرنے پہ مجبور کر دیا ہے میں گھر توڑنے والی بنگئی ہوں میں نے اپنی بہن کا گھر خراب کرنے کی کوشش کی میں نے

تمھارے لئے ساری دنیا چھوڑی خدا چھوڑا لوگ چھوڑے کیریئر چھوڑا اور تم نے کیا دیا مجھے کیا کیا تم نے میرے لئے ؟

میں نے تم سے یہ سب کرنے کو نہیں کہا تھا سفیر نے اسکو ناگواری سے ٹوکا

لیکن میں نے کیا ناں وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں دھاڑی میں نے یہ سب کیا کیونکہ میں تم سے محبت کرتی ہوں میں نے تمھارے لئے ساری زندگی قربانی دی کیا میں محبت کی ایک نظر eserved نہیں کرتی ؟ وہ مارے بے بسی کے رو پڑی

ہاں نہیں ہوں میں ہالے جیسی وہ اعلی ہے میں کمتر ہوں وہ حسین ہے میں ویسی نہیں نہیں ہوں لیکن تم میری محبت تو دیکھو تم میرا جنون دیکھو کیا میں تمہاری ذرا سی توجہ کی حقدار نہیں ہوں

سفیر بس اسکو دیکھتا رہا

میں اچھی بھلی جاب کرتی تھی میرا فیوچر میرا کیریئر سب روشن تھا لیکن میں نے تمہاری خاطر سب چھوڑا میرے لئے تم سے زیادہ اہم کچھ بھی نہیں تھا کبھی بھی نہیں تھا کیا ہالے دے گی تمھیں ایسی محبت کیا کوئی کرے گا تم سے ایسی محبت ؟ اسکی آواز بلند سے بلند ہوتی جا رہی تھی حلق دکھ رہا تھا آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں

تم اسکے خواب دیکھو اسکو سوچو اسکو چاہو مجھے فرق نہیں پڑتا چاہے تم میرے وجود میں اس کو ڈھونڈو لیکن مجھے اپنے قریب رکھو پلیز میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں سفیر میں تمہارے بغیر زندگی نہیں گزار سکتی میں نے تم پہ تم سے جڑے خوابوں پہ ایک عمر خرچ کی ہے تم مجھے ایسے کیسے چھوڑ سکتے ہو تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو ؟

وہ اسی طرح بہتے آنسوؤں کے درمیان کہتی رہی سفیر سن ہوا اسے سنے گیا

تم قاتل ہو ڈرگ ایڈکٹ ہو لیکن کیا میں نے کبھی تم سے کچھ کہا کیا میں نے تمھیں کبھی چھوڑا تم مجھے اپنے پیروں میں رکھ لو اگر میں اس کو بھی اعزاز سمجھ سکتی ہوں تم خدا کے لئے مجھ سے محبت کرو تمھیں خدا کا واسطہ ہے مجھے ہالے والی نظر سے دیکھو وہ بلک بلک کر رونے لگی تھی

سفیر کو بے اختیار اس پہ ترس آیا ہاں وہ ترس ہی تھا اسکے بال بکھرے ہوئے اور لباس ملگجا تھا اسکے چہرے پہ صاف لکھا تھا کہ وہ بھیک مانگ رہی ہے اور امیروں کی ایک خصلت ہوتی ہے وہ بھیک دے دیا کرتے ہیں

سفیر دو قدم آگے آیا اور مہر کے بلکل قریب رک گیا اسکا پہلو میں گرا ہاتھ اٹھایا اور اسی ہاتھ سے اسے ذرا سا اپنی جانب کھینچ کر کندھے سے لگا لیا

وہ اسکے کندھے سے لگ کر مزید بلند آواز میں روتی گئی اس کے چہرے پہ کوئی سکون کوئی شانتی نہیں تھی کیا تم نے کبھی بھکاریوں کے چہروں پہ سکون دیکھا ہے؟

یہ چند دن بعد کا ذکر ہے آج حسن سلطان صبح سے ہی عمر کے گھر آیا ہوا تھا وجہ تھی اسکا داخلہ جو کہ ہالے نے کروانا تھا اسکے اپنے ایگزام بھی شروع ہو چکے تھے کل اسکا پہلا پرچہ تھا

عمر اور حسن باہر لاؤنج میں بیٹھے تھے ہالے اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی اس نے نیلی ٹخنوں تک آتی سادہ فراک کے ساتھ سفید دوپٹہ لے رکھا تھا بال کرل کر کے ایک طرف کو ڈالے وہ اب کانوں میں ٹاپس پہن رہی تھی جب اسکا موبائل زوں زوں کی آواز سے تھر تھر آیا

نفیسہ آنٹی کالنگ کے الفاظ جگمگائے تو اس نے لپک کر فون اٹھایا ساتھ ساتھ شرمندگی بھی ہوئی انہوں نے اسکی کتنی مدد کی تھی اور اس نے شکریہ تک کا فون نہیں کیا اس نے کال اٹھائی سلسلا جڑا

کیا میں تمھیں ویڈیو کال کر لوں؟

سلام دعا کے بعد انہوں نے پوچھا تھا ہالے نے جی ضرور کہہ کر اجازت دے دی چند لمحہ بعد اسکے موبایل کی سکرین جل بجھ کرنے لگی ہالے نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا وہ پہلی بار اپنی ساس سے مل رہی تھی وہ بھی آنلائن آہ لڑکیوں کے مسائل کال ملی موبائل کی سکرین پہ نفیسہ کا چہرہ نظر آیا ہالے ایک پل کو ٹھہر سی گئی اسے اس عورت سے ایک رعب سا محسوس ہوا وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی لیکن کچھ تھا جو اسے اوروں سے ممتاز بناتا تھا

تم بہت خوبصورت ہو انہوں نے پہلی بات یہی کہی

آپ سے بہت کم ہالے نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا نفیسہ ہلکا سا مسکرائیں

کافی دیر تک وہ دونوں ہلکی پھلکی باتیں کرتی رہیں

تم اس دن کچھ کہہ رہی تھیں مذہبی لوگوں کے بارے میں اب بتاؤ مجھے تمھیں مذہبی لوگ کیوں پسند نہیں ہیں یا پھر ایسا کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کون مذہبی ہے اور کون نہیں ؟

ہالے نے گہرا سانس لیا آج بلاخر وہ اپنے دل کا سارا بھڑاس نکالے گی جن جن مذہبی لوگوں نے اسے ان کمفرٹیبل محسوس کروایا وہ ان سے ان دیکھا انتقام لے گی ہاں وہ یہی کرے گی

مجھے مذہبی لوگوں سے سخت چڑ ہے وہ بولی تو اسکی آواز میں کئی سالوں سے جمع شدہ نفرت باہر آنے لگی میں جب جب بڑی بڑی داڑھی والے مردوں اور حجاب کرنے والی عورتوں سے ملی ہوں مجھے انکے سامنے ہمیشہ اپنا آپ چھوٹا لگا ہے کیونکہ وہ ایسا ظاہر کرتے ہیں جیسے ساری دنیا کی پاکیزگی انکے اندر ہے جیسے ساری دنیا کا علم انکے پاس ہے

وہ بنا رکے کہے جا رہی تھی

اگر جو کبھی ایسے لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ہم نماز یا قرآن نہیں پڑھتے تو پھر آپ دیکھئے گا کس طرح یہ لوگ آپ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے کس طرح یہ لوگ آپ کو کمتر محسوس کروائیں گے آنٹی میں نے ہمیشہ انکے منہ سے سنا ہے یہ حرام وہ حرام یہ جائز وہ نہ جائز جہنم برزخ سزا آگ آخر یہ کیسا دین ہے جس میں کوئی رحم نہیں ہے ؟

بولتے ہوئے اسکا سانس چڑھ گیا تو وہ خاموش ہو گئی اسے یقین تھا اب نفیسہ اسے دو باتیں سنا کر اسے کافر ملعون کہہ کر فون کاٹ دیں گی لیکن خلاف توقع انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا وہ بس خاموش جانچتی نظروں سے انکو دیکھے گئیں

مذہبی کون ہوتا ہے ہالے ؟انکا لہجہ پر سکون تھا

ہالے نے متعجب ہو کر سکرین کے پار اس عورت کو دیکھا پھر جواب دینے کو الفاظ متجمع کئے ہر وہ انسان جو ہر بات پہ جائز نہ جائز حلال حرام جہنم دوزخ کی رٹ لگائے رکھے اور..

وہ مذہبی نہیںextremistہوتا ہے بچے اور ہالے ٹھہر سی گئی نفیسہ کہتی رہیں

ہر وہ انسان جو کسی نہ کسی مذہب کو مانتا ہے یا اسکا پیروکار ہوتا ہے وہ مذہبی ہوتا ہے اب چاہے وہ نماز پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو یا نہیں چرچ جاتا ہو یا نہیں لیکن وہ مذہبی ہوتا ہے کیونکہ اسکا اسکا تعلق مذہب سے جڑا ہوتا ہے

ہالے کو اپنا سانس بھی رکتا محسوس ہوا وہ شل اور ساکن ہو کر انکو سن رہی تھی

ہمارے یہاں دو طرح کے مذہبی ہوتے ہیںextremistاور دوسرے "سادہ" جن لوگوں کی بات تم کر رہی ہو وہextremistہیں بات بات پہ حلال حرام جہنم دوزخ جزا سزا یہ ان ہی لوگوں کا کام ہوتا ہے انکو لگتا ہے اگر ہم کسی کو موت کا خوف دلوائیں گے تو وہ اللہ کے پاس بھاگا دوڑا چلا آئے گا اگر ہم کسی کو عذاب قبر سے ڈرائیں گے تو لوگ نمازیں اور قرآن پڑھنے لگیں گے یہ لوگ برے نہیں ہوتے انکا انداز بیان برا ہوتا ہے ان کا اپنی بات

آپ تک پہنچانے کا طریقہ برا ہوتا ہے یہ لوگ چاہتے ہیں انکی بات پہلی ہی دفع میں مان لی جائے حق آیا ہے تو پہلی پکار پہ لبیک کہہ دیا جائے لیکن یہ لوگ نہیں سمجھ پاتے کہ یہ انبیاہ کا دور نہیں ہی جہاں لوگوں کو روشنی کی تلاش رہا کرتی تھی جہاں وہ اپنے اندھیروں سے بے زار رہا کرتے تھے یہ مختلف دور ہے آج کے لوگوں کے دلوں پہ پکی مہریں آج کے دلوں پہ زیادہ زنگ ہے اور آج کی آنکھ کے آگے موبائل فونز ہیں ان پہ زیادہ توجہ زیادہ محنت کی ضرورت ہے یہ لوگ محنت سے ڈرتے ہیں

ہالے محو ہو کر انکو سن رہی تھی نفیسہ نرم آواز میں کہے جا رہی تھیں

دوسری طرف آتے ہیں سادہ لوگ یہ لوگ ایک لمبی اسٹر گل کے بعد دین تک آئے ہوتے ہیں اس راہ میں انکے دل ٹوٹے ہوتے ہیں پھر جڑے ہوتے ہیں انہوں نے اپنے اندھیرے اپنے ہاتھ سے ہٹائے ہوتے ہیں یہ لوگ rare ایسے لوگ آپ کی اسٹر گل سمجھتے ہیں ہر مذہبی انسان کا طریقہ غلط نہیں ہوتا بچے تم نے اپنے گرد ایسا دائرہ بنالیا ہے کہ تمھیں اپنے جیسے لوگ ملے بغض رکھنے والے اور اپنی بات منوانے والے

ہالے کا ارتکاز ٹوٹا تھا یہاں اسکو برا لگا تھا

آپ میرے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں ابھی ہمیں بات کئے ہوئے کوئی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا اس نے واضح طور پہ برا منایا تھا (نہ بھلا ساس ہے تو کیا ہر بات سہہ جاؤں)

نفیسہ مسکرا دیں

کچھ دیر پہلے تک تم کیا کہہ رہی تھیں ؟ غور کرو تمھارے دل میں ان لوگوں کے لئے کتنا زہر تھا تمھارے منہ سے انکے لئے کف نکل رہا تھا یہ آج یا کل کا بغض نہیں ہے یہ کئی سالوں کا بغض و عناد ہے جسے تم نے دل میں جگا دے رکھی ہے

ہالے کا چہرہ لمحے بھر کو تاریک سا ہوا نفیسہ کہتی رہیں

تم میں اور ان میں کیا فرق ہے ؟ تم نے انکی بات نہیں مانی تو انہوں نے کہہ دیا کافر ملعون دھتکاری ہوئی لیکن تم نے کیا کیا ؟ تم نے ان گنتی کے چار لوگوں کے ساتھ ہر مذہبی انسان کا امیج جوڑ لیا تم نے ہر مذہبی انسان کے بارے میں بغض رکھا بچے تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہا اپنے دائرہ مثبت بناؤ تمہارا دائرہ ایک مقناطیس کی طرح ہو گا اب یہ تم پہ ہے کہ تم اس مقناطیس پہ پازیٹو چارج لگاتی ہو یا نیگیٹو یاد رکھو تم جیسی خود ہو تمھیں ویسے ہی لوگ ملیں گے

میرے اچھے ہونے سے مجھے اچھے لوگ کیسے مل سکتے ہیں میرا دائرہ دوسرے انسان کے دائرے پہ کس طرح اثر انداز ہو سکتا ہے ؟ وہ الجھن کا شکار تھی

اپنا انسٹا گرام کھولو سکرین کے پار سے انکی آواز ابھری

ہالے نے نا سمجھی اور غائب دماغی سے اپنا آئی پیڈ اٹھایا ڈیٹا آن کیا اور انسٹا گرام کھولا

اپنے انسٹا کی فیڈز مجھے دکھاتی جاؤ انہوں نے ایک اور حکم صادر کیا ہالے کے لئے یہ کھیل دلچسپ ہوتا جا رہا تھا

اس نے فیڈز کھولیں آئی پیڈ کی سکرین کو موبائل کی جانب موڑا اور انگوٹھے سے فیڈز کو اوپر نیچے کرتی گئی

نفیسہ سنجیدگی سے دیکھتی رہیں ھمم ہیرے، کھانا، فیشن انہوں نے تین الفاظ دہرائے اچھا اب ایسا کرو اپنی سرچ آپشن میں جاؤ اور کچھ ادبی پلیٹ فارمز کو فالو کرو

ہالے نے سکرین ایک بار پھر اپنی جانب کر لی ایک دو نامور انگریزی رائیٹرز کو سرچ کیا اور پھر فالو کر لیا

اب اپنی فیڈ کو ری فریش کرو اور ایک بار پھر مجھے دکھاؤ

ہالے کی انگلیاں میکانکی انداز میں چل رہی تھی سکرین ایک بار پھر نفیسہ کی جانب کرتے ہوئے وہ بری طرح ٹھٹھکی

اب اسکی فیڈ میں کوئی ہیرے کوئی کھانا نہیں تھا وہاں ان فالو کئے ہوئے ادبی شخصیات کی پوسٹس تھیں اور کچھ اسی طرح کے دوسرے اکاؤنٹ فالو کرنے کا سجیشن اسکا دل دھک سے رہ گیا

نفیسہ بغیر اسکی فیڈ دیکھے کہتی رہیں

یہ مت سمجھنا کہ یہ قانون صرف انسٹا پہ لاگو ہوتا ہے یہ اصل زندگی کے لئے بھی ہے تم اپنے دائرے میں جن لوگوں کو لانا چاہو گی وہی آئیں گے تم خود کو بدلو باہر کی دنیا خود بخود بدلے گی

ہالے نے سمجھ کر سر ہلایا وہ مرعوب ہوئی تھی لیکن بتایا نہیں وہ لوگوں کی تعریف نہیں کرتی تھی اسے لگتا تھا "اگر تعریف کر دی تو سر پہ چڑھ کر ناچیں گے" یہ اسکی زندگی کا اصول تھا

ویسے آپ اپنے الفاظ اور توانائی مجھ پہ ضائع کر رہی ہیں میں اب دین سے کوسوں دور آ گئی ہوں میں نے کئی مہینوں سے کوئی نماز نہیں پڑھی کوئی دعا نہیں مانگی مجھے تو لگتا ہے میں theista بن گئی ہوں وہ سکرین کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی دور اندر کہیں دل ایک پل کو لرزا تھا

نفیسہ چند ثانیے اسکے چہرے کو دیکھتی رہیں موبائل کی سکرین کے چوکھٹے میں نظر آتی اس کی آنکھوں میں کئی سوال تھے

تم جس کو نہ ماننے کا دعوی کرتی ہو وہ کون ہے ؟

خدا

خدا کون ہے ؟

یہ کیسا سوال ہے ؟ اسے اچھنبا ہوا آنکھوں میں نا سمجھی تھی

تم تو اسے جانتی ہی نہیں پھر ماننے نہ ماننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو ہستی تمھارے لئے سوالیہ نشان ہے تم اسے نہ ماننے کا دعوی کیسے کر سکتی ہو ؟

ہالے لمحے بھر کو گڑبڑائی تھی

میں تمھیں کل پھر کال کروں گی تم مجھے بتانا اللہؐ کون ہے پھر میں تمھیں بتاؤں گی اسے ماننا کیوں ضروری ہے

انہوں نے کہتے ہوئے رابطہ منقطع کر لیا

ہالے گہری سانس بھرتی پیچھے کو ہو بیٹھی

خدا کون ہے ؟ اسکا جواب تو اسے واقعی نہیں پتہ تھا

وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو حسن لاؤنج کے صوفے پہ نیم دراز سا کوئی گیم کھیل رہا تھا وہ عموماً یہی کرتا رہتا تھا ہالے کو کبھی کبھی حیرت ہوتی تھی کہ وہ سارا دن گیمز کھیلنے کے باوجود ٹاپ کیسے کر جاتا ہے ؟

وہ لائیبرری سے چھٹی لے کر آیا تھا ہالے کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اس نے جاب نہیں چھوڑی تھی "کم از کم وہ کتابوں کے بیچ ہے "بس یہی تسلی وہ خود کو دیتی رہتی تھی

سفید شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہنے بالوں کو سلیقے سے سجائے وہ کالج جانے کے لئے پر جوش تھا

اے گینڈے بتاؤ میں کیسی لگ رہی ہوں وہ اپنے پرس میں چیزیں ڈالتی مصروف سی پوچھ رہی تھی حسن نے سر نہیں اٹھایا

تم حسن پری تم جان جہاں تم سب سے حسین....

افففف بکومت ہالے نے چڑ کر اسے ٹوکا

ادھر دیکھو مجھے اور بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں میں پتہ ہے ناں آج ہمارے آدھے رشتے دار اور جاننے والے اسی کالج آئیں گے وہ اب اسکے بلکل سامنے کھڑی تھی

حسن نے موبائل ایک طرف رکھ کر گہری سانس بھری وہ جانے کے لئے لیٹ ہو رہے تھے اور یہاں اسکی بہن بس ٹھیک ہی لگ رہی تھی اس نے بازو سینے پہ باندھے

وہ جو چھ فٹ ایک انچ کے مرد سے تمہاری شادی کروائی ہے اس سے جا کر پوچھوناں میں اب مزید تمہاری جھوٹی تعریف نہیں کر سکتا

حسسسسننن وہ پوری قوت سے چیخی حسن نے اپنے دونوں ہاتھ سرینڈر کرنے کے انداز میں اٹھا لئے

اب کے اس نے خالص دیسی بھائی بہنوں والا انداز اپنالیا

اوکے اوکے کول تم بہت پیاری لگ رہی ہو سچ میں تمہارا الائنر تمہارا میک اپ اور تمہارا بلش آن

ایک منٹ ایک منٹ وہ جو اپنی تعریفیں خوشی خوشی سمیٹ رہی تھی اسکی آخری بات پہ ٹھہر گئی

گدھے. گینڈے میں نے بلش آن لگایا ہی کب ہے؟ وہ غراتے ہوئے بولی

اسی پل عمر لاؤنج کے دروازے پہ نمودار ہوا

وہ دیکھو آ گیا تمہارا چھ فٹیا وہ مزے سے کہتے ہوئے اٹھا اور چھپاک سے باہر بھاگا

ہالے نے بامشکل اپنا غصہ قابو کیا پھر عمر کی جانب مڑی

وہ نیلی بٹنوں والی شرٹ کے ساتھ اسی رنگ کی جینز پہنے آستینوں کو موڑے تیار کھڑا تھا ہالے نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسکو دیکھا

(یہ لاڈ صاحب کیوں اتنا تیار ہو کر جا رہا ہے؟)

حقیقت تھی کہ وہ اچھا لگ رہا تھا

زہر لگ رہے ہو وہ اسکے پاس سے گذرتے ہوئے کہتی چلی گئی عمر مسکرایا

اسکا مطلب ہے اچھا لگ رہا ہوں وہ اپنی تیاری کو داد دیتا باہر نکل گیا

وہ دونوں ایک دوسرے کی لغت خوب سمجھتے تھے

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں گاڑی میں بیٹھے کالج کی جانب جارہے تھے دفتعا عمر کا فون بجا

لیل کالنگ کے الفاظ جگمگائے پچھلی سیٹ پہ ذرا آگے کو ہوئے بیٹھے حسن کی ذیرک نگاہوں نے فوراسے پہلے نام پڑھ لیا دل زخم زخم ہوا

خبردار جو اس بے وفا عورت کا فون اٹھایا ہو تو میری محبت کی ذرا جو قدر کو ہو اس نے وہ زخمی انداز میں بولا

عمر نے اس پہ لعنت بھیجتے ہوئے کال اٹینڈ کرلی

حسن بپھر سا گیا

تم دیکھ رہی ہو ناں اپنے شوہر کو کیسے میرا دل جلا رہا ہے اور یہ عورت پورے پچیس منٹ محبت کی تھی میں نے اس سے کیا صلہ دیا؟ دھوکہ بے وفائی مجھے تو اب لگتا ہے میں ساری زندگی کسی سے محبت نہیں کر سکوں گا وہ اداکاری میں کمال رکھتا تھا

ہالے کی نظریں اپنے موبائل پہ جمی رہیں

پچھلے کچھ مہینوں تک مدحت تمہاری پہلی اور آخری محبت تھی ہے ناں؟ ہالے کے میٹھے طنز پہ حسن گڑبڑا سا گیا

ہاں تو اس کی شادی ہو گئی اب کیا ساری زندگی اسکا جوگ لے کر بیٹھا رہوں میں نے موو آن کر لیا ہے وہ گردن اٹھائے شان سے کہہ رہا تھا

اس بار بھی موو آن کر لو سمپل ہالے نے چٹکیوں میں حل نکالا تھا

حسن کچھ کہتا پھر رک گیا کالج آ گیا تھا اسکے چہرے پہ سایہ سا لہرایہ تھا لمحے کے ہزارویں حصے میں عمر نے اسکا تاریک پڑتا چہرہ دیکھ لیا تھا

آپ اندر چلیں میں اور حسن گاڑی پارک کر کے آتے ہیں اس نے ہالے سے کہا وہ سر ہلاتے ہوئے اپنا پرس اٹھائے باہر نکل گئی

عمر گاڑی سے باہر آیا شہر کے سب سے بڑے اور مہنگے کالج کی بلند مغرور عمارت کو دیکھا حسن اسکے پیچھے ہی باہر آیا تھا

کیا تم اس کالج میں نہیں پڑھنا چاہتے ؟ عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا حسن نے جواب نہیں دیا

تمہارے سبجیکٹس کیا ہیں ؟ تم کس چیز میں داخلہ لینے آئے ہو ؟ وہ اب سنجیدہ تھا

حسن نے گردن اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھا

اینجینئرنگ وہ میرا داخلہ انجینئرنگ میں کروا رہی ہے میں میڈیکل کرنا چاہتا ہوں مجھے وہی پسند ہے لیکن میں ہالے کو منع نہیں کر سکتا وہ ہمیشہ میرے ساتھ زبردستی کرتی ہے اسکے حلق میں کچھ اٹکا تھا

بچوں کو اگر انکی مرضی کے سبجیکٹس پڑھنے کو نہ ملے تو دل کے ساتھ ساتھ انکا دماغ بھی مر جاتا ہے والدین کو لگتا ہے کہ جو سبجیکٹ انہوں نے منتخب کیا ہے اس میں انکے بچے کا فیوچر روشن ہے لیکن دماغ اور شوق کا کیا؟ وہ تو ایک ان چاہے سبجیکٹ کی وجہ سے اندھیرے میں چلے جاتے ہیں

تم اسے منع کیوں نہیں کر سکتے تمہارا فیوچر تمہاری مرضی ہے تم جو چاہو پڑھو یہ آخر تم لوگ کیوں ہمیشہ اسکو سنتے ہو کوئی اسے کچھ کہتا کیوں نہیں؟ اب کے عمر بے زار ہوا تھا

حسن نے گردن جھکالی وہ اب اپنے جوگرز سے زمین کو مسل رہا تھا

میں نے اسے بہت ہرٹ کیا ہے بابا کے قتل کا الزام ہارون کی بیماری کا الزام لالچی اور خود غرض ہونے والی بات اب میں اسکے آگے گلٹی ہوں میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا وہ گیلی ہوتی آنکھوں کے ساتھ دروازہ پار کرتا اندر چلا گیا

عمر گہری سانس بھرتا اسکے پیچھے گیا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں پرنسپل کے آفس میں بیٹھے تھے سادہ سی ساڑھی پہنے میز کے پیچھے سے جھانکتی کرسی پہ بیٹھی وہ بوڑھی ہوتی عورت مہربان اور ملنسار تھیں وہ نرمی سے ہالے سے کچھ پوچھ رہی تھیں ہالے آہستہ آہستہ جواب دے رہی تھی

اور حسن بچے آپ نے کون سے سبجیکٹس لئے ہیں؟ انہوں نے صوفے پہ بیٹھے حسن کو مخاطب کیا

حسن میڈیکل پڑھے گا ہالے اور حسن نے بجائے عمر نے جواب دیا تھا

حسن کے چہرے پہ سایہ سالہرایاہالے نے غیر آرام دہ ہو کر پہلو بدلہ

پرنسپل میڈم اب حسن سے کچھ کہہ رہی تھیں کچھ پوچھ رہی تھیں وہ فوراجواب دے رہاتھااسے یہاں داخلے کے لئے کسی ٹیسٹ کی ضرورت نہیں تھی وہ قابل تھاہوں ہار تھا

چند لمحات بعد وہ تینوں آفس سے نکلے ہالے کے چہرے پہ دبادباغصہ تھاحسن گھبرایاہواساتھالیکن جوپرسکون تھا وہ بس عمر تھاوہ تینوں ایک ساتھ چلتے ہوئے باہر آگئے تھے پلے گراؤنڈ کی جانب اس وقت وہاں کوئی زی روح موجود نہیں تھا

تمھیں کس نے کہا یہ سب کہنے کو؟حسن میڈیکل نہیں پڑھے گا وہ انجینیئرنگ پڑھے گا اور یہ میرافیصلہ ہے تمھیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ گویا پھٹ پڑی عمر کے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا

یہ معملہ آپ دونوں کا نہیں ہے معملہ جج صاحب کے بچوں کا ہے اور میں اس میں دخل دے سکتا ہوں حسن میڈیکل ہی پڑھے گا کیونکہ وہ یہی پڑھنا چاہتا ہے اسکا لہجہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا

ہالے بے یقینی سے اسکو دیکھتی رہی

تمھیں کیا لگتا ہے میں حسن کی دشمن ہوں بہن ہوں میں اسکی مجھے پتہ ہے میرے بھائی کے لئے کیا سہی ہے اور کیا غلط

آپ دشمن نہیں ہیں تو دوست بھی نہیں ہیں اسکی بہن بننے کے بجائے دوست بنیں جو سبجیکٹ آپ اسکے لئے چوز کر رہی ہیں وہ صحیح ہو سکتا ہے جو وہ خود چنے گا وہ اسکے لئے بہترین ہو گا آپ اسے فیصلہ لینے کیوں نہیں دے رہیں؟ عمر کا لہجہ اب کے نارمل تھا

ہالے کے اعضا مارے طیش کے کانپنے لگے تھے

وہ بچہ ہے اسکے فیصلے غلط ہو سکتے ہیں اس نے چبا چبا کر کہا

حسن خاموش تماشائیوں کی طرح انکو لڑتے ہوئے دیکھتا رہا

عمر خاموشی سے دو قدم آگے آیا

اسکا فیصلہ اگر غلط ہوا تو اسکے دو سال ضائع ہوں گے لیکن اگر آپ کا فیصلہ غلط ہوا تو اسکی ساری زندگی ضائع ہو جائے گی یہ دو سال ایک ان چاہا سبجیکٹ اسکی ساری توانائی چوس لے گا آپ کے بچے کو اگر اس کا پسندیدہ سبجیکٹ نہیں ملا تو وہ ان دو سالوں میں اپنی ہر امید کھو دے گا وہ فیصلے نہیں لے سکے گا اور پھر دو سال بعد آپ کو ایک کھو کھلا اور کم دماغ بچہ ملے گا جسکے اندر گلٹ بھرے ہوں گے کہ وہ اپنے لئے فیصلہ کیوں نہیں لے سکا کیوں اس نے دو سال تک ایک سبجیکٹ ایک ان چاہے سبجیکٹ کو جھیلا اسکے بعد اگر اس کے ہاتھ میں فیصلہ دے دیں وہ تب بھی کوئی فیصلہ نہیں لے گا وہ ایک گلٹی سبجیکٹس کا چوسا ہوا فیصلے نہ لے پانے والا فیلیئر ہو گا کیا آپ اپنے بھائی کو ایسا بنانا چاہتی ہیں؟

حسن کی آنکھوں میں نمی چمکی ہالے سرد برف تاثرات سے عمر کو دیکھتی مڑ گئی وہ اتنی جلدی قائل ہونے والوں میں نہیں تھی

کیا آپ اسے اپنے جیسا بنانا چاہتی ہیں؟ عمر کی بلند آواز پہ اسکے دور جاتے قدم تھمے کیا آپ چاہتی ہیں کہ وہ ہر سال اپ کی طرح سپلی لایا کرے ہالے کی آنکھیں زخمی ہوئیں دل ایک ہزار بار ٹوٹا تھا یہ وار مختلف اور کاری تھا

وہ مڑی یہ وہ ہالے نہیں تھی یہ ڈھے گئی تھی ایک بھر بھری دیوار کی طرح

آپ کا سبجیکٹ میتھ تھا آپ نے خود کو لٹریچر میں گھسیٹا آپ نے اپنے دماغ اور اپنے دل پہ ظلم کیا خود پہ ظلم کرنے والے اللہ کو پسند نہیں آپ کیوں اپنے بھائی کو ویسا بنا رہی ہیں؟

اسکے لہجے میں کوئی طنز نہیں تھا تو کوئی نرمی بھی نہیں تھی حسن اسے روکنا چاہتا تھا لیکن نہیں روک سکا

ایک دنیا تھی جو ہالے کو سنتی تھی ایک دنیا تھی جو اسے انکار نہیں کرتی تھی جو اسکے سامنے بولنے کی جرات نہیں کرتی تھی اور اسی دنیا میں ایک عمر حیات تھا جسکی باتیں وہ سن لیتی تھی جس کی آواز پہ رک جاتی تھی جو اسے سنا بھی سکتا تھا اور ناں بھی کہہ سکتا تھا

تم کیا چاہتے ہو حسن؟ ہالے سرخ آنکھوں اور دکھتے ہوئے حلق کے ساتھ پوچھ رہی تھی حسن نے گردن نہیں اٹھائی

میں تم سے پوچھ رہی ہوں حسن گردن اونچی کرو اور جواب دو اب کے اسکا لہجہ سخت تھا

میں میڈیکل پڑھنا چاہتا ہوں اسکے حلق سے پھنسی ہوئی آواز نکلی

اور بابا کا خواب انہوں نے تمہارے لئے کچھ اور سوچا تھا

حسن کی گردن اب کے اٹھی تھی میں بابا کو سمجھا سکتا تھا اگر... وہ ہوتے تو وہ سمجھ بھی جاتے کیونکہ وہ بابا تھے تم کسی کی کب سنتی ہو؟ اسکی آواز بلکل باریک اور ہلکی تھی

ہالے کے ہونٹوں پہ ایک طنزیہ سی مسکراہٹ آئی

تم اسکی دیکھا دیکھی میرے منہ کو آنے لگے ہو حسن جاؤ جو کرنا ہے کرو میں گاڑی میں انتظار کر رہی ہوں وہ مڑ گئی ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑتی وہاں سے چلی گئی

کئی لمحات تک اسکی ہیل کی بازگشت سنائی دیتی رہی

چلو تمہارا فارم فل کریں عمر کہتا ہوا آگے جانے لگا

ہمیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا وہ میری بہن ہے وہ ناراض ہو گئی ہے حسن گلٹی تھا اسکی آنکھیں نم تھیں

وہ دن کے چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے ناراض ہی رہتی ہیں میں انکو منالوں گا تم چلو اندر

وہ بے زاری سے کہتا آگے بڑھ گیا حسن نے تشکر سے اسکی پیٹھ کو دیکھا تھا

یہ آدمی کتنے مسائل حل کر لیتا تھا

حسن کو ڈراپ کر کے وہ لوگ گھر پہنچے راستے میں عمر نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن ہالے کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا وہ خاموش ہو گیا جانتا تھا وہ حسن کے داخلے پہ غصہ نہیں ہے وہ حسن کے عمر کو "بتانے "پہ غصہ ہے

پوزیسونس یونو

عمر صاحب بیگم صاحبہ کے چچا اندر آئے بیٹھے ہیں وہ کافی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں شانو نے اندر آتے دونوں نفوس کے سروں پہ دھماکہ کیا

آپ اچھا سا کھانا تیار کروائیں اور ٹیبل پر اپر سیٹ رکھیں عمر نارملی کہہ کر آگے جانے لگا ہالے شاکڈ سی چوکھٹ میں کھڑی رہی اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی اسکی نظروں میں "تم مجھے دھوکہ دینا کب چھوڑو گے عمر "بس یہی کرب تھا وہ خاموشی سے آگے آیا ہالے کے برف ہوتے وجود کو دیکھا پھر گہری سانس بھرتے ہوئے اسکا ایک ہاتھ پکڑ لیا

مجھ پہ بھروسہ رکھیں میں آپ کو کبھی دھوکہ نہیں دوں گا اپنے ازلی خوبصورت لہجے میں کہتا وہ اسکا ہاتھ پکڑے آگے بڑھتا چلا گیا ڈرائنگ روم کے دروازے پہ وہ دونوں ایک پل کو ٹھہرے تھے

چند آنسو اور تھوڑی سی اداکاری آپ کے لئے کبھی مشکل نہیں رہی اٹس شو ٹائم اس نے ہالے کے قریب ہلکی سی سرگوشی کی

اندر شمس بیٹھے تھے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے ریڈنگ گلاسز لگائے اپنے موبائل پہ کچھ دیکھتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے عمر مسکراتا ہوا آگے آیا اور ان سے مصافحہ کیا ہالے آگے نہیں آئی اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگ رہے تھے تھپڑ ذلت بے بسی گھر سے نکالا جانا بابا کی آخری پکار یک بہ یک سب یاد آرہا تھا دل کو کوئی مٹھی میں پکڑ کر دبا رہا تھا

ہالے بچے کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی ہو؟ وہ اپنی جگہ پہ کھڑے تاسف سے کہہ رہے تھے

ہالے نے عمر کو دیکھا اسکی آنکھیں زخمی تھیں وہ پلکیں جھپکا کر تسلی دے رہا تھا

میں تمہارا حصہ بھی تمھیں دینے کو تیار ہوں عمر کو اپنے ساتھ کاروبار میں شامل کر رہا ہوں میں یہاں اس گھر میں تمھارے باپ کی حیثیت سے آیا ہوں وہ لہجے کو شیریں بنانے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے لیکن وہ اچھے اداکار نہیں تھے کم از کم ہالے سے زیادہ اچھے اداکار نہیں

آپ کون کون سا حصہ دیں گے چچا؟ میرا گھر میرے زیور میرے باپ کی سیونگز میرا آخری اثاثہ ان سب کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ تلخ ہوا

باخدا میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا بچے وہ پیسے کتنے ہوں گے کوئی دو تین کروڑ؟ میرے پاس اس سے زیادہ رقم اب بھی میرے اکاؤنٹ میں پڑی ہو گی اور کیا میں بھائی کا پاسورڈ جانتا ہوں؟ تم ایک بے تکی بات کا الزام مجھ پہ لگا رہی ہو

End of discussion عمر کہتے ہوئے آگے آیا

آپ ہمارے گھر پہ آئے ہیں ہمارے لئے معزز ہیں سارے اختلافات اب ختم ہالے کو آنکھوں میں تنبیہ کی وہ بھی تھم سی گئی

کچھ دیر بعد وہ تینوں گول میز کے گرد کھانا کھا رہے تھے شمس کو ڈنر تک کے لئے روک رکھا تھا

شمس نے کباب کا ٹکڑا منہ میں رکھا اچھی طرح چبایا پھر عمر کو دیکھتے ہوئے بات کا آغاز کیا

ہاں بھئی عمر اب تو میں تمھارے گھر آگیا کیا اب میں تمھارے اس زہین دماغ سے کام لے سکتا ہوں ؟

عمر نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا دو گھونٹ پی کر اس نے گلاس واپس رکھا

یہ ذہین دماغ اپنے حساب سے اپنی مرضی کے ماحول میں کام کرتا ہے آپ مجھے میری مرضی کا ماحول دیں گے تو

میرا دماغ آپ کو آپ کی مرضی کا رزلٹ دے گا

ہالے ان دونوں سے بے نیاز گردن جھکائے اپنی پلیٹ میں چمچ گھما رہی تھی

شمس نے نیکپن سے منہ تھپتھپایا عمر نے چاولوں کا ڈش انکے اگے کیا

نہیں میں ڈائٹ پہ ہوں انہوں نے کہتے ہوئے پیچھے کو ٹیک لگا لی

اور کیا ہے تمہاری مرضی کا ماحول ؟

عمر نے سادگی سے کندھے اچکائے پہلا میں معراج سلطان کے آفس سے کام کروں گا ہالے نے گردن اٹھا کر بے یقینی سے اسکو دیکھا دوسرا آپ اپنے بیٹے کو اسکی حد میں رکھیں گے تیسرا میں ورکر بن کر نہیں پارٹنر بن کر

کام کروں گا چاہے ایک پرسنٹ کا پارٹنر رہوں یا پھر پانچ پرسنٹ منظور ہے تو میں کل سے جوائن کر لوں گا وہ کھانے سے ہاتھ روکے ہوئے تھا

شمس نہ جانے کیوں اس سے مرعوب ہوتے چلے گئے شاید وہ اس دن سے اس سے مرعوب تھے جب معراج سلطان آخری وقت پہ اسے پکار رہے تھے کچھ تھا اس میں کہ اس پہ اعتبار کرنے کو اس کے ہاتھ میں سب کچھ دے دینے کو جی چاہتا تھا

شمس کھڑے ہو گئے

اوکے مجھے منظور ہے تم پندرہ فیصد کے حصے دار ٹھہرے عمر انکی تقلید میں اٹھا

آپ کو مبارک ہو شمس صاحب وہ اٹھتے ہوئے بولا

لڑکے جاب تمھیں ملی ہے مجھے تمھیں مبارک باد دینی چاہیے

عمر مسکرایا عمر حیات اگر کسی کے ساتھ کام کرنے لگے تو یہ اسکی خوش نصیبی ہوتی ہے میری نہیں

شمس نے زوردار قہقہہ لگایا

ہالے نے تکان سے اسکو دیکھا

آہ یہ self obsessed آدمی

چند لمحات بعد وہ اسے دروازے تک چھوڑ آیا تھا وہ واپس ہالے کے کمرے تک آیا لیکن دروازہ لاکڈ تھا

اس ناراض بیوی کو مناتے مناتے ساری عمر گزر جائے گی

شادی کرنا دنیا کی سب سے بڑی جھک ہے وہ ہولے سے بڑبڑایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

مرزا ہاؤس کی ساری بتیاں اس پہر روشن تھیں ملازمین کو چھٹی دے دی گئی تھی اس وقت ہر جانب ہو کا عالم تھا لاؤنج میں رکھے صوفوں پہ تین نفوس براجمان تھے سربراہی صوفے پہ فہیم مرزا اور انکے ساتھ بیٹھا یا قوت جسکی گردن اور چہرے پہ اب بھی زخم کے نشان تھے کرخت چہرہ لئے بیٹھے فہیم اور انکی دائیں جانب رکھے صوفے پہ بیٹھا نوح مرزا اسکا چہرہ سپاٹ تھا خالی تھا

نرمین کو ہوش میں آئے چار دن ہو چکے تھے

تو بلاخر تم سچ جان گئے فہیم کی ٹھنڈی آواز پہ نوح نے سر نہیں اٹھایا بلکہ تم اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتے ہو جو کہ تمھیں نہیں جاننا چاہیے تھا یا قوت نے غیر آرام دہ سا پہلو بدلہ

تم جب تک خاموش تھے میں خوش تھا اور خوف زدہ بھی لیکن آج میں تم سے خوف زدہ نہیں ہوں اب کے نوح نے گردن اٹھائی تم کیا کر سکتے ہو زیادہ سے زیادہ میرے بیٹے کو مار دو گے ؟ مجھے مار دو گے ؟ آؤ مارو ہمیں وہ اسے اکسا رہے تھے

نوح کے ہاتھ کی مٹھی بھینچتی جا رہی تھی کنپٹی کی رگ پھڑک رہی تھی

ہمیں مارنے سے کیا ہو گا نوح؟ہم مر جائیں گے اور تم زندہ رہ جاؤ گے زندہ رہ جانا موت سے بڑا عذاب ہوتا ہے

یاقوت کے پاس تمہاری بہن کی ویڈیو ہے تصاویر ہیں نوح کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پہ بہہ گیا

کسی بھی مرد کے لئے اس سے جڑی عورت کا محفل میں کیا جانے والا تذکرہ موت ہوتا ہے

وہ ویڈیوز اور تصاویر اتنے لوگوں کے پاس راکھوا چکا ہوں کہ تم لوگوں کو مارتے مارتے تھک جاؤ گے لیکن ان تصاویر کو حاصل نہیں کر سکو گے یاقوت نے انگوٹھو کا دیا تھا لیکن وہ بے نیاز سے کہے جا رہے تھے

ویسے اتنی اچھی کوالٹی میں نہ سہی لیکن کچھ ویڈیوز اور تصاویر تمہاری ماں کی بھی ہیں میرے لا کر میں نوح نے گردن جھکا دی آنسوؤں میں روانی آگئی روح قبض ہونے لگی سانس اکھڑنے لگی

اسٹاپ اٹ ڈیڈ..یاقوت نے ناگواری سے ان کو ٹوکا تھا

پورنوگرافی کی ایسی کئی سائٹس ہیں جہاں تمہاری ماں اور بہن........

بسسس پلیز بسسس کر دیں وہ بے بسی سے بولا خدا کا واسطہ ہے چپ ہو جائیں وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ ہاتھ انکے آگے باندھے کہہ رہا تھا یاقوت نے آنکھیں پھیر لیں نہ جانے کیوں دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی

لیٹس میک آ ڈیل فہیم رعونت سے بولے تمہاری اس داغدار بہن سے میرا بیٹا شادی کرلے گا

ڈیڈ آپ کیا کہہ رہے ہیں...

یاقوت نے انہیں روکنا چاہا لیکن وہ کہے گئے وہ جو تمہارا ہوٹل ہے وہ اپنی بہن کو جہیز میں سیکورٹی کے طور پہ دے دینا کیا خیال ہے؟نوح جانتا تھا یہ کوئی مشورہ یا صلاح نہیں ہے یہ حکم ہے دھمکی ہے

اسکا جی چاہا تھا خود کو شوٹ کر دے آنکھ سے آنسو گرنا بند ہو چکے تھے اسکی ساری دنیا برف ہو چکی تھی

جب تمھارے سارے ھوٹلز میرے پاس میرے نام ہیں تو اس ایک ھوٹل کا کیا کرو گے ؟ اپنی بہن کا سوچو یار یاقوت جیسا لڑکا اسے کہاں ملے گا؟

وہ یاقوت کے ساتھ نہیں رہ سکتی میں وہ ہوٹل آپ کے نام کر دوں گا لیکن میری بہن یاقوت سے شادی نہیں کرے گی وہ گردن جھکائے پھٹی ہوئی آواز میں بولا

یاقوت بس خاموش تماشائی بنا بیٹھا رہا لب کاٹتا بے چین

تمھیں کیا لگتا ہے میں تم سے بھیک مانگ رہا ہوں ؟ وہ حقارت سے بولے میں تمھیں حکم دے رہا ہوں نوح اور دھمکی بھی اگر اگلے ہفتے تک سارے انتظامات نہ ہوئے تو اپنی بہن اور ماں کی عزت نیلام کروانے کے لئے تیار ہو جاؤ اور ایک اور بات اگر تمھیں لگتا ہے کہ تمہاری بہن یاقوت کے ساتھ اچھی زندگی نہیں گزار سکتی تو فلمیں دیکھو ناول اٹھا کر پڑھو لڑکیاں اپنے گناہ گاروں کو معاف کر ہی دیتی ہیں جب مرد اغوا کار یا ریپسٹ سے شوہر بن جائے تو لڑکیوں کو ان سے محبت ہو جایا کرتی ہے اور پتہ ہے کیا؟ لڑکیاں محبت سے دستبرداری نہیں دیا کرتیں ..

جذباتی یو نو

وہ بول کر رکے نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر نکل گئے

نوح اسی طرح برف بنا بیٹھا رہا ذلت . رسوائی . غیرت . . یاقوت اسکو دیکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے قریب آیا

دیکھو نوح تم اس طرح مت بیٹھو یار میں تمھیں ایسے نہیں دیکھ سکتا وہ تاسف سے کہہ رہا تھا

نوح نے ٹھنڈی زخمی آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا

خدا تمھیں غارت کرے یاقوت اللہ تمھیں برباد کرے خدا مجھے تمہاری بربادی دکھائے

وہ پھٹے ہوئے دل کے ساتھ کہتا اٹھا اور منظر سے غائب ہو گیا

پیچھے کھڑے یاقوت کا دل نہ جانے کیوں ڈوب کر ابھرا تھا

اگلا سارا دن عمر مصروف رہا اور رہا لے ناراض وہ ہارون سے ملنے دوبارہ بھی گئی تھی

شام گئے وہ گھر آیا تو رات پھیلنے کی تیاری کر رہی تھی آسمان سرمئی سے سیاہ ہوتا جا رہا تھا اور تارے کسی موتی کی تھال کی طرح آسمان پہ بکھر گئے تھے

وہ گھر آیا تو فریش ہو کر کچن میں چلا آیا آج اپنے لئے کچھ اچھا بنانے کا دل چاہا تھا

اس نے آج کوئی سبزی بنانی تھی دوسرے چولہے پہ بخش کھڑا روٹی بنا رہا تھا وہ ٹیلنٹڈ ماں کا ٹیلنٹڈ بیٹا تھا تھوڑی دیر بعد اسکی ابلی ہوئی سبزیاں تیار تھیں یہ عمر کی پسندیدہ غذا تھی اور اسکی صحت کا راز بھی بخش روٹی بنا کر اپنا کھانا لے کر جا چکا تھا

عمر نے برتن میں کھانا نکال کر رکھا وہ جیسے ہی باہر جا کر ہالے کو بلانے کے لئے مڑا اسے وہ سامنے ہی نظر آ گئی نائٹ سوٹ میں ملبوس بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھے سوئی سوئی آنکھیں لئے اسکے ہاتھ میں واٹر بوتل تھی شاید وہ پانی لینے آئی تھی

عمر کو دیکھ کر بھنویں بھینچ گئیں چہرے پہ غصہ آ گیا(دو آنسو اور ذرا سی اداکاری ہاں میں اسے اداکار لگتی ہوں ؟)

ہیلو پارٹنر . . وہ اس کو دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکرایا ہالے بغیر جواب دیئے فریج سے پانی نکالنے لگی پھر ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کر دیا(یہ ہم پاکستانی آخر کب تک اپنا غصہ چیزوں پہ نکالیں گے ؟)

دیکھیں اس طرح ناراض نہ ہوں ورنہ میں مر جاؤں گا وہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا ہالے اب فریج والی بوتل سے اپنی بوتل بھرنے لگی(اسے یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟)

عمر آگے آیا

ہاں ٹھیک ہے مان لیا آپ کی آواز میری آواز جتنی پیاری نہیں ہے لیکن یقین کریں مجھے بہت پسند ہے

جواب ندارد اس نے پانی بھرا اور بغیر کچھ کہے عمر کے آگے سے گزرنے لگی

آپ نے بے یقینی دیکھی ہے ؟ یہ لہجہ مختلف تھا ہالے رک گئی لیکن مڑی نہیں میں نے دیکھی ہے معراج سلطان کی آنکھوں میں دیکھی ہے بوتل پہ ہالے کی گرفت سخت ہوئی آنکھیں خود بخود گیلی ہونے لگیں

میں اس بے یقینی کو نہیں بھول پایا جو آخری وقت میں میں نے جج صاحب کی آنکھوں میں دیکھی تھی جیسے انکا بھائی تو یہ کر ہی نہیں سکتا جیسے کوئی انسان ان سے ساری زندگی کی جمع پونجی لے ہی نہیں سکتا ہالے کے دل کو جیسے کوئی زور سے دبا رہا ہو اسکا باپ کوئی اسکے باپ کو کیسے مار سکتا ہے ؟

میں شمس کی آنکھوں میں ویسی بے یقینی چاہتا ہوں اب کے ہالے مڑی تھی اسکے سامنے کھڑا وہ دراز قد آدمی کہہ رہا تھا

میں چاہتا ہوں شمس مجھ پہ اعتبار کرے اور پھر اسکا اعتبار ٹوٹے اسکو دھچکا لگے جیسے جج صاحب کو لگا تھا اور اسکے لئے مجھے اسکے قریب رہنے کی اور آپکو اداکاری کرنے کی ضرورت ہے کی آپ میرے لئے اور اپنے بابا کے لئے اتنا نہیں کر سکتیں ؟

کافی دیر تک وہ خاموش رہی پھر خالی نگاہیں اٹھا کر اسکو دیکھا

تم آئندہ میرے علم میں لائے بغیر کچھ نہیں کروگے

عمر نے "جی بلکل" کہہ کر اسکی یقین دہانی کروادی

کتنا تابعدار تھا ناں وہ ؟

ہالے چند لمحہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتی رہی وہ معصومیت اور مسکینیت کے سارے ریکارڈ توڑتا اسکے سامنے کھڑا رہا

زہر لگ رہے ہو وہ کہتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل پہ آکر بیٹھی

مطلب اچھالگ رہاہوں عمر مسکراتاہوااس کے سامنے والی کرسی سنبھال چکا تھا

اب وہ دونوں کسی دوسرے موضوع پہ بات کر رہے تھے

سبز سبزیاں مسکراتے ہوئے انکو دیکھتی رہیں

جولائی کامہینہ شروع ہو گیا تھا آج ہالے کا دوسرا پرچہ تھاوہ پرچہ دے کر آئی تو شانو نے کھانا لگا دیا کھانا کھاتے ہوئے وہ بار بار شانو کو دیکھ رہی تھی جو آج ضرورت سے زیادہ میٹھی بن رہی تھی ہالے نے اپناہاتھ روک لیا

کچھ کہنا ہے ؟اس کے اتنے ڈائریکٹ سوال پہ شانو ذراسا گڑبڑائی پھر اپنے تمام دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولی

باجی میرے بھائی کی شادی ہے مجھے چھٹی چاہیے عمر صاحب سے نہیں کہہ سکتی آپ مہربانی کر دو جی وہ لجاجت سے کہہ رہی تھی

ھمم ٹھیک ہے پندرہ دن کی چھٹی لے لواس نے بڑے آرام سے کہہ دیا

ارے نہیں نہیں باجی پندرہ دن بہت ہیں میں نو دس دن میں آجاؤں گی تنخواکی کٹوتی ہو جائے گی تو گھر کیسے چلے گا

ہالے نے پانی پیااور اٹھ کھڑی ہوئی پھر اپنے پرس سے چند نوٹ نکالے

خاندان سے زیادہ اہم کچھ نہیں ہوتا کام ہوتے رہیں گے تم جاؤ شادی انجوائے کرو اس نے نوٹ اسکی ہتھیلی پہ رکھتے ہوئے کہا

شانو نم آنکھوں سے اسکو دعائیں دینے لگی

عمر کا آج شمس کے آفس میں پہلا دن تھا ہالے بوجھل دل کے ساتھ گاڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں باہر نکل آئی

وہ گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی جب عثمان کی آواز پہ چونکی

میڈم یہ آپ کا فون اس نے آئی فون تھرٹین اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

کل گاڑی سروس کے لئے لے گیا تھا یہ فون پچھلی سیٹ میں پھنسا ہوا تھا میں واپس کرنا بھول گیا معذرت اس نے اضافہ کیا

ہالے نے ناسمجھی سے موبائل تھاما اور پھر اس کا دل دھک سے رہ گیا آس پاس کی ساری آوازیں سارا شور پل بھر کو تھم سا گیا

یہ اسکے بابا کا فون وہ اس فون کور کو پہچانتی تھی اسکے دل میں ٹیس سی اٹھی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے اس نے فون کو آن کرنا چاہا لیکن اس میں چارجنگ نہیں تھی اس نے موبائل کو بس سینے سے لگا لیا آنسو قطرہ قطرہ آنکھوں سے بہنے لگے

لوگ چلے جاتے ہیں مر جاتے ہیں چیزیں رہ جاتی ہیں ان چیزوں کو دیکھ کر محسوس ہونے والا دکھ دنیا کے ہر دکھ سے بڑا ہوتا ہے

تھوڑی دیر بعد عثمان نے گاڑی ایک بڑے شاپنگ مال کے سامنے روکی وہ موبائل کو پرس میں ڈالتی باہر نکل آئی

آج بڑے دنوں بعد اسکا دل کچھ خریدنے کو چاہا تھا حسن کے لئے اپنے لئے اور شاید عمر کے لئے بھی

وہ اندر چلی آئی سب سے پہلے اس نے حسن کے لئے کچھ شرٹس اور جوتے خریدے اسکے بعد عمر کے لئے اسکا توڑا جانے والا پرفیوم خریدا

تھوڑے بہت سامان اپنے لئے اور مہر کے لئے خریدے وہ جب بھی شاپنگ کرتی تھی اپنے جیسی سیم چیز مہر کے لئے لازمی خریدتی تھی

مال میں گھومتے ہوئے ایک مہنگی دکان کے باہر وہ ٹھٹھک کر رکی اگلے ہی پل اسکی آنکھوں میں ستائیش ابھری وہ مسمرائز سی ہوئی بس گلاس وال کے اندر دیکھے گئی

اندر ایک سرخ نری سرخ ساڑھی تھی وہ اتنا سرخ تھا کہ آنکھوں کو چبھتا تھا ساڑھی بلکل سادہ تھی بس گلے پہ اور بازوؤں پہ سنہری پٹی لگی تھی ہالے کے قدم میکانکی انداز میں اندر کی جانب بڑھے اندر آکر اس نے قریب سے اس ساڑھی کو چھو کر دیکھا اسکے لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

میم آپ کو کچھ چاہیے سیلز بوائے کی آواز پہ وہ مڑی تھی اس نے ساڑھی کی طرف اشارہ کیا

مجھے یہ.. یہ چاہئے اسکے لہجے میں بچوں جیسا اشتیاق اور بے چینی تھی

شیور میم میں ابھی پیک کروا دیتا ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولا

ہالے فورا کیش کاؤنٹر تک آئی اور اپنا کارڈ انکے حوالے کیا لیکن اگلے ہی لمحے اسکا چہرہ تاریک پڑا تھا

سوری میم آپ کے کارڈ میں چند ہزار کا بیلنس ہے یہ ساڑھی تین لاکھ کی ہے کیا آپ کیش پے کر سکتی ہیں؟ہالے کا چہرہ بجھ سا گیا اس کے پاس کیش نہیں تھا حسن کا داخلہ کتابیں کپڑے اور باقی سارے آخراجات پہ پیسہ پانی کی طرح بہا تھا اور اسکے پاس صرف وہی رقم تھی جو اس نے عمر سے اپنے زیورات کی مد میں لے رکھی تھی

وہ کسی کو کال نہیں کر سکتی تھی دنیا میں ایسا کوئی نہیں تھا جسے ہالے مدد کے لئے بلائے اور وہ جو دنیا تھا وہ آ نہیں سکتا تھا اس نے ایک آس کے تحت سفید پڑتے چہرے کے ساتھ عمر کو کال ملائی کال پک ہونے کے ساتھ اگلے دو سیکنڈ میں ہی کٹ گئی

میں مصروف ہوں بس تین لفظ کہہ کر اس نے کال کاٹ دی ہالے کے منہ پہ جیسے طمانچہ لگا ہو

اس نے بامشکل اپنے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے سیلز گرل کی جانب دیکھا

میں کل تک اسے خرید لوں گی کیا آپ میرا انتظار کر سکتی ہیں؟

شیور میڈم ہمارے پاس یہ لاسٹ کاپی ہے اسے ہم پیک کر کے آپ کے لئے رکھ دیں گے آپ کل آ کر لے جایئے گا اس نے مسکرا کر تسلی کروائی تو ہالے مڑ گئی

اسے کچھ برا لگ رہا تھا بہت برا

یہاں سے چند کلو میٹر دور عمر سلطان اپنے آفس میں تھا اسے ہیون کی فائل چاہیے تھی اصل فائل جو معراج سلطان کے پاس تھی اسے یہ یقین تھا کہ وہ فائل یہاں نہیں ہو گی لیکن وہ ایک بار اپنے دل کی تسلی کر لینا چاہتا تھا اسے یقین تھا معراج سلطان نے ہیون اسکے نام کر دیا ہو گا بس ایک بار صرف ایک بار وہ فائل ہاتھ لگ جائے

اس نے آفس کا چپا چپا چھان مار لیا تھا لیکن مجال ہے جو فائل ملی ہو وہ ایک بار پھر تھک کر پاور چیئر پہ آ بیٹھا اس نے سفید ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی کوٹ اسٹینڈ پہ ٹنگا تھا بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے اسکی سیاہ آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں

اس نے لیپ ٹاپ کھولا یو ایس بی لگائی (سکندر شاہ نے اسکے بقایا سامان کے مد میں اسکا کیمرہ واپس دیا تھا لیکن اس کیمرے میں لگا میموری کارڈ خالی تھا صفا چٹ صاف لیکن اس میں ایک تصویر تھی جس پہ ایک سیاہ کورا بیک گراؤنڈ اور اس پہ ایک سطر لکھی تھی

جادو اسکی منشاء نہیں مجبوری تھا

وہ ایک ہزار بار اس لائن کو پڑھ چکا تھا لیکن مجال ہے جو کچھ سمجھ آیا ہو وہ کتابی کیڑا تھا لیکن اس نے یہ سطر کسی کتاب میں نہیں پڑھی تھی اس سے بڑے بڑے سوال حل کروالو اس سے کئی کئی پنے سیاہ کروالو لیکن عمر حیات کو بس پہیلی سلجھانے کا نہ کہو

یہ کام اسکے بس کا نہیں تھا اس نے ایک بار پھر اس سطر کو دیکھا اسے لگا جیسے یہ سطر اسکا منہ چڑا رہی ہو تھک کر اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین گرادی

اسے ایک بار پھر بس سکون چاہیے تھا صرف سکون اور اسے سکون بس معراج سلطان کے پاس ہی ملا کرتا تھا اس نے آنکھیں بند کیں اور کسی منظر میں خود کو غرق کرلیا

عمر کی حقیقت معلوم ہونے پہ معراج سلطان اس سے نظر نہیں ملا پاتے تھے ان دونوں کی کوئی ملاقات اس دن کے بعد سے نہیں ہوئی تھی اس وقت بھی وہ ہیون ہسپتال میں کام کر رہا تھا جب کسی نے آ کر اسے معراج سلطان کا پیغام دیا

وہ خاموشی سے باہر چلا آیا ہسپتال کے باہر وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے تھے آج وہ مختلف تھے سنجیدہ اور ریزرو عمر کو ان سے رعب سا محسوس ہوا وو آگے بڑھ آیا آج معراج سلطان کے ساتھ کوئی ڈرائیور نہیں تھا وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ جانے لگے عمر نے انکے ہاتھ سے چابی لے لی انہوں نے خاموشی سے دے دی شاید وہ ضد نہیں کرنا چاہتے تھے وہ گاڑی میں آ کر بیٹھا معراج نے بس اسے جگہ کا نام بتایا عمر خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا

تمہاری ماں مر چکی ہے کافی دیر بعد معراج سلطان ہلکی آواز میں بولے

عمر کے دل کو یکدم کسی نے پکڑ کر دبایا تھا لیکن اسکے تاثرات نارمل رہے

جانتا ہوں .. اس نے دو لفظی جواب دیا میں یہ بھی جانتا ہوں میرے باپ نے میری ماں کو طلاق دے دی تھی اور یہ بھی کہ کوئی وجہ نہیں جانتا

تمھیں کیسے پتہ ؟ وہ حیران نہیں ہوئے ہیون میں ہر کوئی یہ بات جانتا تھا امیروں کے راز راز نہیں رہتے

مجھے سب پتہ ہوتا ہے یہ جملہ آج اس نے پہلی دفع کہا تھا باقی راستہ خاموشی سے کٹا ایک بہت بڑے جینٹس بوتیک کے سامنے گاڑی رکی وہ دونوں باہر آئے معراج اندر نہیں گئے انہوں نے پیغام بھجوایا چند لمحوں بعد اندر سے ایک آدمی آتا دکھائی دیا وہ کچھ کچھ عمر جیسا تھا یا پھر عمر اسکے جیسا تھا؟

عمر نے اس آدمی کو دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکا اسکے لب ہلکے وا تھے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں یہ اسکا باپ تھا جسکا انتظار وہ اٹھارہ سال تک کرتا رہا یہ وہی شخص تھا عمر بغیر پلک جھپکے سانس روکے اس آدمی کو دیکھے گیا محرومی بچپن کی ساری خواھشات باپ کا محبت بھرا لمس ادھوری زندگی ہر چیز جیسے ڈنک مارنے لگی

اسکے حلق میں گرہیں پڑنے لگیں آنسو بہنا چاہتے تھے لیکن عمر کی آنکھ کے پانی کو اتنی جرات نہ تھی کہ وہ وہ اسکی مرضی کے بغیر گر پڑتا

آپ یہاں کیوں آئے ہیں نگین کی موت کے ساتھ ہمارا ہر تعلق ختم ہو گیا تھا عمر نے اس آدمی کو کہتے سنا

معراج دو قدم آگے آئے ٹھنڈی سیاہ آنکھیں اسکے چہرے پہ گاڑ دیں میں تمھارے بیٹے کو تم سے ملوانے آیا ہوں دیکھو اسے یہ تمہارا بیٹا ہے تمہارا اور نگین کا بیٹا انہوں نے عمر کی جانب اشارہ کیا وہاج نے ناسمجھی سے عمر کی جانب دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکا

میں کیسے مان لوں یہ میرا بیٹا ہے یہ جھوٹ بھی ہو سکتا ہے ؟کافی دیر بعد وہ بولا تو اسکی آواز کہیں دور سے آتی محسوس ہوئی

عمر نے آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا ان میں زمانے کا کرب تھا وہاج کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا

ایک بار یہی بات اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ دو یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے انہوں نے استہزا اسے کہا

وہاج نے ایک بار پھر اسکے چہرے کو دیکھا کون کہتا تھا وہ اسکا بیٹا نہیں ہے وہ آگے بڑھا اس نے ہاتھ بڑھا کر عمر کے چہرے کو چھونا چاہا وہ زخمی آنکھوں سے بدک کر دور ہٹا

وہاج کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا اسکی آنکھیں پوری طرح بھیگ گئیں تھیں

آپ اب مجھے بیٹا مانیں یا نہیں میں آپ کو باپ نہیں مانتا میں آپ سے بد گمان ہوں اور یہ بد گماںی میں نے ورثے میں لی ہے وہ پیچھے ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا آپ غلط تھے آپ نے میری ماں کے ساتھ غلط کیا اور میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا کیونکہ میں نے ضد بھی ورثے میں لی ہے وہ سنجیدہ بے لچک لہجے میں کہتا پیچھے ہوا تھا

وہاج مانو پتھر کا بت بن گیا ہو ساکت شل

میں انکے ساتھ نہیں رہنا چاہتا کیا آپ مجھے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں ؟ . . . ماموں جان اس نے آخری لفظ کا اضافہ کیا

معراج نے بے بسی سے دانت پہ دانت جمالئے پھر عمر کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھ گئے

وہاج شل سا زمین پہ بیٹھتا چلا گیا اسکے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا اس واقعے کے بعد وہ کوئی ایک ہزار بار ہیون آیا تھا لیکن عمر اس سے نہیں ملتا تھا حقیقت یہ تھی کہ وہ چھپ چھپ کر انکو دیکھا کرتا تھا حسرت سے محبت سے لیکن وہ اس ضد اور بد گمانی کا کیا کرتا جو اسے ورثے میں ملی تھی ؟

اس نے آنکھیں کھولیں مناظر بدلے ہوئے تھے سیاہ آنکھوں والا مہربان آدمی اسکے پاس نہیں تھا

اور اس کا نہ ہونا کیسی اذیت تھی یہ کوئی عمر سے پوچھتا

وہ گھر آئی تو اسکا موڈ سخت آف تھا بے زاری سی بے زاری تھی غصہ تھا کہ کم نہیں ہو تا تھا بے بسی تھی کہ آنکھیں بھرتی جارہی تھیں

وہ بیڈ پہ آکر بیٹھی دانت سختی سے دانتوں پہ جمالئے یہ پہلی بار تھا جب ہالے کے پاس کچھ خریدنے کو پیسے نہیں تھے لیکن کیا یہ واقعی پہلی بار تھا سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹنے لگا تھا دفتعا اسکے کھلے ہوئے لیپ ٹاپ کی گھنٹی بجنے لگی اس نے مڑ کر دیکھا

نفیسہ کی کال تھی ہالے نے گہرے سانس لے کر خود کو ریلکس کیا بالوں میں ہاتھ پھیر کر انکو ٹھیک کیا کچھ بھی ہو وہ عمر کے ساتھ رہے یا نہ رہے لیکن نفیسہ "ساس" تھیں اور ساسوں کا رعب تو پھر ہو تا ہی ہے اس نے ویڈیو کال اٹینڈ کر لی اب لیپ ٹاپ کے چوکھٹے میں نفیسہ کا چہرہ نظر آرہا تھا وہی باوقار معتبر چہرہ ہالے کو دیکھ کر وہ مسکرائیں تم آج ڈل لگ رہی ہو کچھ ہوا ہے کیا؟ وہ اسکو بغور دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں ہالے نے بدقت اپنے چہرے پہ مسکراہٹ سجائی (اف یہ ساسوں کی نظر)

ایسا کچھ نہیں ہے بس پیپرز کی وجہ سے تھک جاتی ہوں

نفیسہ نے مزید نہیں کریدا

آپ اس دن مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ میں نہیں جانتی خدا کون ہے آپ کو واقعی ایسا لگتا ہے کیا؟

ہالے اب بیڈ پہ آلتی پالتی مارے بیٹھ گئی تھی لیپ ٹاپ گود میں رکھا ہوا تھا

نفیسہ اسے دیکھتی رہیں غور سے جانچتے ہوئے چلو پھر بتاؤ خدا کون ہے؟

ہالے کے چہرے پہ چمک آئی جیسے اب نفیسہ کو مرعوب کرنے کا موقع مل گیا ہو

اللہ وہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہمیں کھانا دیا زبان دی ہاتھ دیئے ہمیں ایک مکمل انسان بنایا وہ جس نے ہمیں آنکھیں دیں جس سے ہم دیکھ سکیں دیکھنے سے بڑی نعمت کیا ہو گی ؟ سننے سے بڑا اعزاز کیا ہو گا ؟ سیر ہو کر کھانا کھانا اور سب سے بڑی بات زندگی کیا زندگی سے زیادہ حسین کچھ اور ہے ؟

موت . . زندگی سے زیادہ حسین چیز ایک ہی ہے موت نفیسہ کے جواب پہ وہ ٹھہر سی گئی آنکھوں کی پتلیوں میں بے یقینی سی در آئی

نفیسہ حیات نے کہنا جاری رکھا

زندگی بے شک نعمت ہے لیکن کیا تمھیں موت کے بارے میں کچھ علم ہے ؟ اللہ وہ نہیں جو زندگی دیتا ہے اللہ وہ بھی ہے جو موت دیتا ہے

تم نے کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں کوئی بوڑھے لاغر وجود دیکھے ہوں گی جو اب نہ بول سکتے ہیں نہ چل سکتے ہیں نہ کھا سکتے ہیں وہ بس چارپائی پہ پڑی ادھ مری لاش ہیں انکے گھر والے ان سے بے زار ہیں معاشرے میں انکا مقام نہیں رہا وہ بس بے بس ہیں تکلیف میں ہیں انکی ایک ہی خواھش ہے موت سوچو اگر خدا انہیں موت بھی نہ دے ؟ ہالے نے بے اختیار جھرجھری لی تھی

موت نعمت ہے ہالے اللہ وہ ہے جو زندگی کے ساتھ ساتھ موت بھی دیتا ہے

ہالے بس ٹکر ٹکر انکا چہرہ دیکھتی رہی اور جب اہل ایمان بولتے ہیں تو انکو سننا چاہیے انہیں وہ سنتا ہے جس کے اندر ذرا بہت ایمان باقی ہو

تم نے کہا اللہ کھانا دیتا ہے نفیسہ نے اضافہ کیا

لیکن کیا تم نے بھوک دیکھی ہے ؟ بھوک کیا ہوتی ہے بچے ؟ دن میں کئی بار ہمیں بھوک لگتی ہے اور ہم کھانا کھاتے ہیں کبھی غور کیا ہے جب ہمیں بھوک نہ ہو تب ہم کیسے کیسے کھانے ٹھکرا دیتے ہیں ؟ تب نہ گوشت اچھا لگتا ہے نہ دال نہ پیزا اچھا لگتا ہے نہ گھر کے بنے ٹنڈے کیونکہ ہم سیر ہوتے ہیں سوچو اگر ہم ساری زندگی سیر رہتے تو کیا ہوتا ؟

زندگی کا سارا مزہ ہی خراب ہو جاتا ہالے بے اختیار بولی نفیسہ مسکرائیں

بلکل سارہ مزہ خراب ہو جاتا ہر کھانا اپنا ذائقہ اپنی وقعت کھو دیتا ہمیں کھانے کی قدر ہی نہ ہوتی خدا صرف وہ نہیں جو کھانا دیتا ہے خدا وہ بھی ہے جو بھوک دیتا ہے وہ بھوک جو ہمارے کھانے کو ہماری زندگی کو ایک "مزہ " دیتی ہے

تم نے کہا خدا وہ ہے جس نے ہاتھ پیر کان آنکھیں دیں ہمیں مکمل انسان بنایا لیکن خدا نے تو وہ انسان بھی بنائے ہیں جن کے ہاتھ نہیں جنکے پیر نہیں آنکھیں نہیں جو مکمل نہیں ہر کوئی پرفیکٹ تو نہیں ہر کوئی اعلی تو نہیں خدا نے کچھ لوگوں کو ٹانگیں نہیں دیں تا کہ ہمیں چلنے کی نعمت کا اندازہ ہو خدا نے کچھ لوگوں کو آنکھیں نہیں

دیں تاکہ بصارت جیسی نعمت کا اندازہ ہو لیکن ہم کیا کرتے ہیں کسی معذور کمزور انسان کو دیکھ کر ترحم کھاتے ہیں حلانکہ انہیں ہمارے ترحم کی ضرورت نہیں ہے وہ خدا کا شاہکار ہیں کیا اب تمھیں پتہ چلا اللہؐ کون ہے

چند لمحوں کے لئے ہالے کچھ کہہ ہی نہ سکی پھر جب وہ بولی تو اسکی آواز بہت ہلکی تھی

?Can we have a break please

میں آپ کی باتیں ڈائجسٹ نہیں کر پا رہی

نفیسہ نے سنجیدگی سے اسکو دیکھا پھر بغیر برا مانے شیور کہتے ہوئے کال ڈس کنیکٹ کر دی

ہالے دھم سے بیڈ پہ گر سی گئی

یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟

عمر حیات کے گھر کا لان خالی خالی سا تھا خاموش ویران سا نیلے صوفے لان میں بچھے ہوئے تھے انہی میں سے ایک صوفے پہ ہالے پیر اوپر کئے بیٹھی تھی اس کی آنکھیں خالی تھیں دور کہیں خلا میں تکتی آنکھیں اس کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا لیکن وہ کافی پی نہیں رہی تھی اسی وقت داخلی دروازے سے عمر کی گاڑی اندر داخل ہوئی

چابی عثمان کی جانب اچھالتا وہ ہالے کو دیکھتا آگے بڑھ آیا وہ جب جب اسے دیکھتا تھا اسے اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوتا ہے ہالے سلطان عمر حیات کا پسندیدہ نظارہ تھی

وہ اس کے قریب آکر رکا ہالے کو دیکھ کر مسکرایا ہالے نے گردن نہیں موڑی وہ اب بھی گردن موڑے پودوں کو دیکھتی رہی عمر نے اس کے ہاتھ سے کافی کا مگ لے لیا اسکی بچی ہوئی کافی اور چائے پینے کی عادت ہوتی جا رہی تھی

کیا ہوا سرکار؟ آج کیا گناہ ہو گیا مجھ سے؟ وہ کچھ شرارتی انداز میں کہتا اسکے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھا

میکوں مونجھ تھیندی پئی اے (مجھے گھٹن ہو رہی ہے)

وہ ہلکی آواز میں بولی عمر نے نا سمجھی سے اسکو دیکھا اسے گیارہ زبانوں پہ عبور حاصل تھا لیکن وہ اس زبان سے انجان تھا عمر نے بقاعدہ ان گیارہ زبانوں پہ لعنت بھیجی

کیا کہا آپ نے؟ وہ گلہ کھنکھار کر پوچھ بیٹھا

ہالے نے جواب نہیں دیا وہ بس اسی طرح بیٹھی رہی

مجھے کچھ رقم چاہیے وہ سپاٹ انداز میں بولی

کتنی؟

تین لاکھ

بیوی کی حیثیت سے یا ادھار؟

ہالے نے اب کے گردن اسکی جانب موڑ دی مجھے ایک ساڑھی پسند آئی ہے لیکن میرے پاس رقم نہیں تھی تم میرے زیور رکھ لو اور انکے عوض مجھے کچھ رقم دے دو

عمر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا

او کے ہم کل ساتھ چل کر وہ ساڑھی لے آئیں گے اس میں ایسا کیا مسلہ ہے؟ آپ اس لئے اداس تھیں؟

ہالے کا چہرہ کھل اٹھا اب اسے عمر کی باتوں پہ اعتبار آ جایا کرتا تھا

کیا واقعی؟ ہم لے آئیں گے ناں؟ وہ کسی پانچ سال کے بچے کی طرح پوچھ رہی تھی عمر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

ہالے کی ساری کلفت زائل ہونے لگی یہ شخص اگر ایک تسلی دے دیتا تھا تو اسے سارے مسائل حل ہوتے نظر آتے تھے

تم یہیں بیٹھو میں آتی ہوں وہ مسکراتے ہوئے کہتی اندر کی جانب چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبہ تھا گفٹ پیپر میں لپٹا ہوا اس نے ڈبہ عمر کے آگے کیا

عمر متعجب سا اسکو کھول کر دیکھنے لگا گفٹ پیپر اترا ڈبہ کھلا اندر سے ایک پرفیوم کی شیشی نکلی وہ بے اختیار مسکرایا پھر ہالے کو دیکھا وہ اسی طرح مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی

عمر نے اسکو دیکھتے ہوئے شیشی کا ڈھکن اتارا پھر ہلکا سا اسپرے ہالے کے اوپر کیا وہ بدک کر دور ہٹی

اللہ اللہ یہ جینٹس پرفیوم ہے

اللہ اللہ آپ مجھے میری خوشبو میں زیادہ اچھی لگتی ہیں وہ اسی کے انداز میں بولا تو ہالے گردن پیچھے پھینکے کھلکھلا دی

عمر اسے دیکھتا رہا دیکھتا رہا پھر یکا یک مناظر تبدیل ہوئے وہ کئی سال پیچھے چلا گیا

ہیون میں رہتے ہوئے اسے ایک عرصہ گزر چکا تھا آج وہ اٹھارہ سالہ عمر نہیں تھا اب وہ تیئیس برس کا ہو چکا تھا اسکی اٹھان دراز اور مضبوط تھی آنکھیں زہین کے ساتھ ساتھ سنجیدہ بھی ہو گئی تھیں وہ ہیون کا اکاؤنٹنٹ تھا مختلف جابز وہ اب بھی کرتا تھا

وہ اپنے چھوٹے سے آفس میں بیٹھا مختلف فائلز کی ورق گردانی میں مصروف تھا یہاں سے چند کلو میٹر دور ہسپتال کے روم میں کھڑے معراج سلطان کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں وجہ تھی ہالے سلطان کی بگڑتی حالت اسے بہت برا ٹائیفیڈ ہوا تھا تین ماہ کے بخار نے اسکی ساری توانائی اور خون خشک کر چھوڑا تھا اسے بلڈ کی سخت ضرورت تھی اور شہر میں کرفیو لگا تھا یہ وہ دور تھا جب کراچی میں آئے دن قتل و غارت گری ہوتی تھی دن دھاڑے ڈاکے پڑتے تھے اور ہر آئے دن "بند کرو کراچی" کا حکم صادر ہوا کرتا تھا

معراج کیا ہوا کچھ بندوبست ہوا خون کا؟ اپنے پیچھے سے آتی یوسف سلطان کی آواز پہ انہوں نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا

دو لوگ آنے کو تیار تھے بابا لیکن ہنگامی صورتحال کے باعث آ نہیں پائے وہ مسلسل کسی کو کال ملا رہے تھے

اس وہاج کی بیٹی کو کیوں نہیں بلواتے کیا پتہ اپنے باپ کے بجائے ماں کا خون لیا ہو؟ وہ بے زاری سے کہہ رہے تھے

معراج کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا انکی انگلیاں اب "چوکیدار" کا نمبر ملا رہی تھیں دوسری طرف اپنے آفس میں کام کرتے عمر کا موبائل تھر تھرایا اس نے نمبر دیکھ کر مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی

تمہارا بلڈ گروپ کیا ہے ؟انہوں نے چھوٹتے ہی پریشانی سے استسفار کیا

او نیگیٹو کیوں ؟

میری بیٹی کو تمہارا خون چاہیے عمر وہ بیمار ہے

آپ نے میرا خون کم چوسا ہے جو آپ کی بیٹی بھی میدان میں آگئی اس نے فائلز پہ جھکے ہوئے طنز کیا تھا

عمر میری بیٹی بیمار ہے انہوں نے لفظوں پہ زور دیا

اب کے وہ فائل بند کر کے سنجیدگی سے اٹھ کھڑا ہوا ہسپتال کونسا ہے ؟اس نے بس یہی سوال کیا تھا

اگلے ایک گھنٹے میں اسکا بیڈ ہالے سلطان کے بیڈ کے برابر لگا تھا اسکے بازو میں سرنج لگی تھی اور خون قطرہ قطرہ اسکے جسم سے نکلتا تھیلی میں جمع ہوتا جارہا تھا اسی تھیلی سے نکلتی ایک اور سرنج سترہ اٹھارہ سالہ ہالے کے بازو میں لگی تھی

وہ سورہی تھی اسکی آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے گوری گلابی رنگت میں زردیاں گھلی تھیں عمر نے نگین کی تصویر دیکھ رکھی تھی اور اس وقت پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ بس محو کر اسے تک رہا تھا اسے بس "عقیدت" محسوس ہورہی تھی وہ بلکل اسکی ماں کے جیسی تھی ڈاکٹر شاید باہر کہیں تھے عمر نے کروٹ بدل لی یہاں سے وہ

مکمل نظر آتی تھی تیئیس سالہ عمر کی ہالے سے دوسری ملاقات تھی اور آج اسکی نظر میں عقیدت تھی ہالے کی آنکھیں بند تھیں عمر کو نہ جانے کیوں شدید خواہش ہوئی کاش وہ ان آنکھوں میں دیکھ پاتا

دفعتاً ایک آہٹ ہوئی وہ چونک کر سیدھا ہو کر لیٹ گیا معراج سلطان نے اسکی حرکت نوٹ کی تھی وہ خاموشی سے آئے اور اسکے قریب بیڈ پہ بیٹھ گئے

میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا عمر تم آج مجھے پہلے سے زیادہ عزیز ہو گئے ہو معراج اسکو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے عمر نے محض اثبات میں سر ہلا دیا

میری بیٹی بہت باوقار ہے وہ ایک دن تمہارا یہ احسان خود اتارے گی

عمر نے بس مسکرا کر انکو دیکھا (یہ لڑکی کیا احسان اتارے گی)

معراج باہر چلے گئے عمر ایک بار پھر کروٹ کے بل لیٹ گیا اب وہ ایک بار پھر اسے دیکھ رہا تھا مکمل یکسوئی کے ساتھ

دروازے کی اوٹ میں کھڑے معراج نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا

آج حال میں وہ اسکے سامنے کھڑی تھی ہنستی ہوئی کھکھلاتی ہوئی وہ عمر کا پسندیدہ نظارہ تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا

ویسے یہ شانو کو کس خوشی میں چھٹی دے دی آپ نے؟

اس نے بات بدلی تو ہالے نے اسکو دیکھا

کیونکہ مجھے تم شانو کے روپ میں زیادہ اچھے لگتے ہو وہ مسکراہٹ دبا کر بولی

صاف صاف کہیں ناں اپنے چٹورے پن کی وجہ سے چھٹی دی ہے

تم بھی صاف صاف کہو ناں کہ اسے چھٹی کرنے سے نہیں اسے پوری تنخواہ دینے سے جان جا رہی ہے

وہ بھی حساب بے باک کر گئی

اگر آپ نے میری جان نہ بچائی ہوتی تو دیکھ لیتا آپ کو وہ خفگی سے بولا

اوہ میں تو ڈر گئی دیکھو میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں وہ اس انداز سے بولی کہ دونوں ایک ساتھ ہنس دیئے

اونچا بنگلہ مسکرا کر انہیں دیکھتا رہا

ریستوران میں زرد بتیاں روشن تھیں اونچے لمبے ستونوں اور شاہی میزوں والا ریستوران اس وقت مدھم موسیقی کے زیر اثر تھا کونے والی میز کی طرف جاؤ تو سفیر سلطان سرمئی ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا اسکے سامنے والی کرسی پہ مہرماہ بیٹھی تھی گہرے گلابی رنگ کے سلک کے جوڑے میں ملبوس اس کے بھورے بال جوڑے میں گندھے تھے کانوں میں ڈائمنڈ ایر رنگز اور ہلکا پھلکا میک اپ وہ حقیقتاً خوبصورت لگ رہی تھی

ویٹر نے آکر کھانا سرو کیا سفیر مہرماہ کو دیکھتے ہوئے کھاتا رہا

تم کیوں نہیں کھا رہیں؟ اس نے اسکو نہ کھاتے ہوئے دیکھ ہاتھ روک لیا تھا

موڈ نہیں.. وہ بے زاری سے بولی

سفیر چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر اسکا میز پہ دھرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا مہر نے سانس تک روک لی اسکی بھوری آنکھوں میں اس وقت حیرت تھی

آئی ایم سوری جو کچھ... بھی.... میں نے کیا.. میں اس سب کی تلافی کرنا چاہتا ہوں اس نے ٹھہر ٹھہر کر سارے لفظ ادا کئے

میں تم سے محبت نہیں کرتا شاید کبھی کر بھی نہ سکوں مہر نے ہاتھ چھڑانا چاہا سفیر نے گرفت سخت کر دی میں نے ہالے سے محبت کی ہے بے حد بے تحاشا محبت وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا مہر کی آنکھیں زخمی ہونے لگیں اسکے دل میں ٹیس سی اٹھی وہ مجھے نہیں ملی اور تم مجھے مل گئیں میں تمھارے اور اپنے رشتے کو ایک چانس دینا چاہتا ہوں وہ مسکرایا تھا

مہرماہ کا دل رک گیا آس پاس پھیلی موسیقی رک گئی اسے لگا ساری دنیا ایک پل کو رک گئی وہ شاکی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی

میں تمہارے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں میں.... تم.. سے. محبت کرنا... چاہتا.. ہوں بھوری آنکھوں والا مرد کہہ رہا تھا اور اسکے سامنے بیٹھی لڑکی سانس روکے اسے سن رہی تھی کتنے سال اس نے ان الفاظوں کا انتظار کیا تھا

لیکن میری ایک شرط ہے لمحات کی فسوں خیزی چھناکے سے ٹوٹ گئی مہر کے ہاتھ پہ اسکی گرفت جذبات سے عاری ہو گئی

مجھے ہالے کی طلاق چاہیے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا مہر کے چہرے پہ کوئی تاثر نہ آیا مجھے وہ ٹوٹی ہوئی مفلس حال اور برباد چاہیے میں چاہتا ہوں وہ روئے اسکی وہ جو اٹھی ہوئی گردن ہے میں اسے جھکانا چاہتا ہوں اسکی آنکھوں کا غرور اسکا ذعم توڑنا چاہتا ہوں اسکی لہجے میں نفرت تھی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں اگر تم میرے لئے یہ کر سکتی ہو تو میں تمھارے ساتھ ایک نئی زندگی گزاروں گا تمھیں تمھارے سارے حق دوں گا.. . اور شاید محبت بھی وہ بول کر خاموش ہوا پھر مہر کے کچھ کہنے کا انتظار کرنے لگا

مہر چند ثانیے اسے ٹھنڈی نظروں سے دیکھتی رہی

آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے کہ میں یہ ایسا کچھ بھی کر سکتی ہوں اور کروں گی بھی اسکا لہجہ بے لچک تھا یہ کوئی عام میاں بیوی کی گفتگو نہیں تھی یہ ایک کاروباری ڈیل لگ رہی تھی

سفیر محضوض ہوا

اوٰہ مہر

Dont pretend to be innocent

اس نے ناک سے مکھی اڑائی

تمھیں مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تم ساری زندگی اسے ایکسپلائٹ کرتی رہی ہو ساری زندگی اس سے اپنی مرضی کے فیصلے کروائے ہیں وہ تمھارے اپرول کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے اسے کبھی اپنی ماں کا وہ پیار نہیں ملا وہ تمھارے معملے میں needy اور desperate ہے وہ تمھیں ناں نہیں کہہ سکتی وہ بول رہا تھا اور مہر اسکو سنتی رہی

ہر انسان کسی نہ کسی تعلق یا شخص کے معملے میں لالچی needy اور atedesper سا ہوتا ہے ہالے تمھارے معملے میں ایسی ہے کیونکہ تم اسکے لیے بہن نہیں ماں جیسی ہو اور تم نے ہمیشہ اس بات کا فائدہ اٹھایا ہے ساری زندگی تم نے یہ سب اپنے لئے کیا اب ایک بار میرے لئے کرو

اس نے بات ختم کرتے ہوئے پانی کا گلاس منہ سے لگایا

مہرماہ کچھ نہیں بولی سفیر جانتا تھا وہ راضی ہو چکی ہے مہرماہ کو سفیر سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا

وہ پیپر دے کر یونیورسٹی سے باہر نکلی تو اسے اپنے سامنے عمر حیات کھڑا نظر آیا وہ مسکرا رہا تھا ہالے اسکو دیکھ کر مسکرائی دفتعاً وہ اپنے پیچھے سے آتی آواز پہ وہ ٹھٹھکی تھی

پہلے ہارون پھر سفیر اور اب یہ اے ایس پی آہ ہالے تم مردوں کے معملے میں کتنی اچھی ہوناں یہ آواز سونیا اور اسکی کچھ "چیلیوں" کی تھی اسکی کلاس میٹ اور حریف وہ اسی طرح کے جملے یونیورسٹی میں سنتی رہتی تھی لیکن کچھ کہتی نہیں تھی شاید اسے اپنا اپ ساری یونیورسٹی کے سامنے کمزور لگا کرتا تھا

اس نے ایک نظر سامنے کھڑے عمر کو دیکھا اسکی آنکھیں اسکا وجود وہ پورا کا پورا ڈھارس تھا وہ اگر اس کے ساتھ کھڑا رہتا تو ہالے ساری دنیا سے لڑ سکتی تھی وہ مڑی اپنے پیچھے کھڑی لڑکیوں کے ٹولے کو دیکھا

پہلے سیگریٹ پھر شراب اور اب ڈرگز آہ سونیا تم نشے کے معملے میں کتنی اچھی ہوناں ؟

سامنے کھڑی لڑکی کا چہرہ لمحے بھر میں دھواں دھواں ہوا تھا اب کے وہ دوسری لڑکی کی طرف اشارہ کیا

پہلے پروفیسر اکرم پھر پروفیسر جمال اور پھر پرنسپل ریحان خان تک آہ کشف تم ٹاپ کرنے کے معملے میں کتنی اچھی ہوناں ؟ کیا لگتا ہے میں نہیں جانتی تم انکے آفس میں کیا کیا کرتی رہی ہو ؟ وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے کہہ رہی تھی آہانت سے اس لڑکی کے گال سرخ ہوئے تھے

یکدم سونیا آگے بڑھی اور ہالے کو تھپڑ مارنا چاہا لیکن اگلے ہی لمحے ایک زوردار تھپڑ پڑنے سے لڑکھڑا کر گر پڑی ہالے کے پیچھے کھڑی لیل اب اپنے ہاتھوں سے نادیدہ گرد صاف کر رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو "خس کم جہاں پاک"

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنس پڑیں ان سے ذرا فاصلے پہ کھڑا عمر حیات بھی ہنس دیا

وہ لڑکی اب نیچے گری بک جھک رہی تھی اسکی "چیلیاں" اسے اٹھا رہی تھی

ہالے عمر کی جانب بڑھ آئی تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ہارون کے ہسپتال والے کمرے کے باہر کھڑے تھے دو گارڈ اب بھی باہر پہرہ دے رہے تھے وہ تینوں اندر جانے لگے جب ان میں سے ایک گارڈ نے عمر کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے اندر جانے سے روکا

آپ نہیں جاسکتے آپ کا آئی ڈی کنفرم نہیں ہے کرخت چہرے اور بڑی مونچھوں والا گارڈ اس سے کہہ رہا تھا لیل اندر چلی گئی تھی ہالے مسکراہٹ دبائے اسکے ساتھ کھڑی تھی

تم اب مجھے روکو گے ؟میری آئی ڈی سارا شہر جانتا ہے ہٹو دماغ نہ گھماو وہ بے زاری سے کہتا اندر جانے لگا اب کے ان دونوں گارڈز نے اسکو بازو سے پکڑ لیا تھا

عمر نے اگلے ہی لمحے خود کو جھٹکا دے کر چھڑوایا وہ یہاں جھگڑا نہیں کر سکتا تھا تب ہی مدد طلب نظروں سے ہالے کو دیکھا

اگر ڈنر میں اپنے ہاتھ کا چائینیز کھلاو گے تو کچھ سوچ سکتی ہوں وہ اسکے قریب کھڑی آہستہ آواز میں کہہ رہی تھی عمر نے اسکو خفگی سے دیکھا پولیس والا میں ہوں اور اپ مجھ سے رشوت مانگ رہی ہیں ؟وہ گارڈز کی موجودگی کے باعث دھیمی آواز میں بات کر رہا تھا

کھڑے رہو یہیں اور اپنا آئی ڈی کنفرم کرواؤ وہ تمکنت سے آگے بڑھنے لگی جب اپنے عقب سے آتی عمر کی "منظور ہے "کی آواز پہ رکی پھر ایڑھیوں کے بل گھوم کر اسکو دیکھا

شوہر ہے میرا اندر آنے دو وہ عمر کے چہرے کو دیکھتی مسکراتے ہوئے بولی وہ منہ پھلائے خفا خفا سا اندر چلا گیا

پیچھے گارڈز آپس میں سر گوشی کرنے لگے

ہالے میڈم نے ہمیں اپنے ہی شوہر کو اندر جانے سے روکنے کا کیوں کہا؟

دوسرا گارڈ جواب میں کچھ کہہ رہا تھا اندر جاؤ تو ہارون ہسپتال کے تکیوں کی مدد سے کمر سیدھی کئے نیم دراز تھا وہ اب کافی بہتر تھا چہرے کے داغ مندمل ہونے لگے تھے زخم بھر رہے تھے اسکا سانولا چہرہ اپنے "دوستوں" کو دیکھ کر کھل اٹھا تھا

کمرے میں بیٹھنے کے لئے کوئی کرسی کوئی صوفہ نہیں تھا یہ وزٹرز کے لئے اشارہ تھا کہ یہاں زیادہ دیر نہ بیٹھا جائے وہ تینوں ہارون کے دائیں بائیں کھڑے تھے لیل کے ہاتھ میں ایک پھول تھا ہارون نے مسکراتے ہوئے وہ پھول لینے کو ہاتھ بڑھایا

لیل نے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ پہ چپت رسید کی

تمھارے لئے نہیں ہے یہ میرے حسین ریشمی بالوں کے لئے ہے کہتے ہوئے اس نے پھول اپنے چھوٹے بالوں میں اٹکایا سانولا چہرہ دمک رہا تھا

ہارون نے خفگی سے ہاتھ پیچھے کر لیا

اب ذرا سر کو بھی کیا سارے بیڈ پہ پھیل کر بیٹھے ہوئے ہو یہ عمر تھا جو اسکی ٹانگوں کو سمیٹ رہا تھا ہارون جلدی سے ذرا سا پیچھے ہوا ٹانگیں سمیٹ کر سمٹ کر بیٹھ گیا

ہالے اور عمر اس بچی ہوئی جگہ پہ بیٹھ گئے لیل اسکے ٹوٹے ہوئے بازو والی سائیڈ پہ بیٹھ گئی

اب مناظر کچھ اس طرح تھے کہ ہارون سکڑا سمٹا ہوا سا نیم دراز کم بیٹھا ہوا تھا عمر اسکے پیروں کے قریب دائیں جانب اور ہالے بائیں جانب لیل اسکے کندھے کے بلکل ساتھ جڑ کر بیٹھی تھی

ہاں بھئی پھر کیسا رہا سب ؟ بچ کیسے گئے تم ؟ سوال کرنے والی لیل تھی

ابھی وہ کچھ جواب دیتا کہ

. . یاد ہے لیل وہ ہمارا یونی فیلو امان اسکا بھی تو ایسا ہی ایکسیڈنٹ ہوا تھا ناں ؟ کیسے تڑپ تڑپ کر مرا تھا بیچارہ وہ افسوس سے کہہ رہا تھا ہارون کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا لیل اسکی تائید کر رہی تھی

مم . . میر کیس اتنا کریٹکل نہیں تھا بس بازو ٹوٹا ہے اور سر میں کچھ چوٹیں آئی ہیں وہ بدقت بول سکا میں تو بچ گیا ہوں اس نے سب کو یقین دلانا چاہا

اب کے ہالے کی باری تھی

ویسے ہاری تمھیں یاد ہے وہ جو ملائکہ تھی ہماری کالج فیلو ؟ وہ سوچتے ہوئے کہہ رہی تھی اس بیچاری کا اپریشن بھی تو کامیاب ہو گیا تھا ناں ؟ لیکن پھر آپریشن کے پندرہویں دن بیچاری مر گئی چہ چہ چہ

ویسے کل ہارون کے آپریشن کا بھی پندرہواں دن ہے ناں ؟ عمر نے لقمہ دیا

ہارون کا گلہ خشک ہونے لگا اس مدد طلب نظروں سے گردن موڑ کر لیل کو دیکھا اس نے آنکھیں جھپکا کر تسلی دی جیسے کہہ رہی ہو میں ہوں ناں

ارے تم لوگ کیوں اسکو ڈرا رہے ہو کوئی نہیں مرتا وہ اس نے ڈپٹا بس یہ ٹوٹا بازو یہیں رہ جائے گا میرے خیال سے اب اسکا بازو کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا کیوں عمر ؟ساتھ عمر کو دیکھا ہارون فق ہوتے چہرے کے ساتھ باری باری انکو دیکھے گیا

ہاں بلکل سہی کہہ رہی ہو اب اسے ایک ہی ہاتھ سے پینٹ کرنا ہو گا کیا ہیش ٹیگ تھا اسکا اس نے سوچنے کی اداکاری کی

the TPAہالے نے یاد دھانی کروائی

ہاں تو دی ٹی پی اے اب سے دی ایک ہتھیا پینٹر بن جائے گا

ویسے ہاری اب ایک ہاتھ سے پینٹ کرتے اچھے لگو گے کیا ایسا کرو مستری بن جاؤ بہت اسکوپ ہے میرے کچھ جاننے والے ہیں میں تمھیں رنگ روغن کا کام دلوا دوں گی عمر تمہارے جاننے والے بھی ہوں گے ؟آخری بات عمر کو دیکھ کر پوچھی عمر نے "جی جی بہت ہیں" کہہ کر ہارون کا پارہ آسمان پہ چڑھا دیا

اسکی رنگت سرخ ہو چکی تھی چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا

نکلو تم سب کے سب ابھی کے ابھی یہاں سے دفع ہو جاؤ وہ غصے سے بولا جب سے آئے ہو مرنے مارنے کی باتیں کئے جا رہے ہو نکلو سب ورنہ میں اپنے گارڈز بلوا لوں گا اسکی آواز بلند نہیں تھی لیکن وہ تینوں چالاک لوگ معصوم ہارون کو ڈرا چکے تھے

اچھا اچھا زیادہ معصوم کلی بننے کی ضرورت نہیں عمر نے ہاتھ جھلایا پھر اٹھ کر اپنے لائے ہوئے ریستوران پارسلز کی جانب گیا ہارون کی آنکھیں چمک اٹھیں اسے لگا ضرور اسکے "دوست" اسکے لئے کچھ اچھا کھانے کو لائے ہوں گے

لیکن اگلے ہی لمحے اسکی امیدوں پہ پانی پھر گیا جب عمر نے لارج پزا کے تین بڑے بڑے ٹکڑے لئے ایک ہالے کو دوسرا لیل اور تیسرا اپنے ہاتھ میں لئے دوبارہ اپنی جگہ پہ آ بیٹھا ہارون کی جی للچانے لگا تھا اس نے ہالے کو آس بھری امیدوں سے دیکھا

تمہارا اسٹمک ڈسٹرب ہو جائے گا اس نے بے نیازی کہا پتہ ہے ہارون اسکا ٹیسٹ کیسا ہے؟ اس نے آنکھیں بند کر کے پوچھا پھر پزا کا ٹکڑا ہارون کے منہ کے قریب لے گئ

یہ بلکل ویسا ہے جیسا ہم نے اٹلی میں کھایا تھا آہ اٹلی کے پزا اس نے بول کر مزہ لیا پزا اب بھی اسکے منہ کے قریب تھا ابھی ہارون آگے بڑھ کر نوالا لیتا ہالے نے پزا کھینچ لیا

وہ اپنا دل مسوس کر رہ گیا اسی وقت نرس اندر داخل ہوئی ان سب کے ہاتھ میں پزا دیکھ وہ فورا انکے سر پہ آن پہنچی

تقریبا پانچ منٹ تک وہ انکو صلواتیں سناتی رہی اور ہارون مزے سے سنتا رہا آخر میں وہ ان سب کے ادھ کھائے پزا اور باقی بچا پزا اپنے ساتھ لے گئ

وہ چلی گئ تو عمر اٹھ کھڑا ہوا ہالے اسکے ساتھ اٹھی

ہارون نے اسکو اٹھتے دیکھا نہ جانے کیوں اسے اپنا دل بیٹھتا محسوس ہوا اسکے بیمار چہرے پہ جو مسرت تھی یکدم بے چینی میں بدل گئی

چلو اب ہم نکلیں گے کچھ شاپنگ کرنی ہے پھر ملیں گے تم سے بھی ہالے اس کو دیکھتے ہوئے بولی دفتعاوہ رکی اپنے کندھے پہ ٹنگے پرس کو کھنگالا اور اندر سے چھوٹی چھوٹی کلر ٹیوبز نکالی ہارون یکدم سیدھا ہو بیٹھا اسکی آنکھوں میں الوہی سی چمک جاگ اٹھی

ہالے اب اپنے پرس سے چھوٹا سا ایک نوٹ بک جتنا کینوس نکال رہی تھی ساری چیزیں نکال کر اس نے ہارون کے آگے بیڈ پہ رکھ دیں

ویسے آج کل نرسز بھی فارم میں ہیں مریض کو ایک زہر بھرا انجکشن مار دیتی ہیں اور کام ختم لیل اب ہارون سے دھیمی سر گوشی کر رہی تھی ہارون نے اسکو نہیں دیکھا وہ ہالے کو دیکھتا رہا

کیا میں مر سکتا ہوں؟

ہالے نے سارے کلرز اور کینوس اٹھا کر اسکی گود میں رکھے پھر ہتھیلی کی بند مٹھی اسکی جانب بڑھائی ہارون نے مسکراتے ہوئے اسکی مٹھی سے اپنی مٹھی ٹکرائی

تم دنیا ہو کیا تم نے کبھی دنیا کو مرتے دیکھا ہے؟ مسکراتے ہوئے اسکی تسلی کروائی جیسے ایک ماں اپنے بچے کو دلاسا دیتی ہے

اگر یہ دوستی پارٹ ٹو کی شوٹنگ مکمل ہوگئی ہو تو ہم چلیں ؟عمر کی بے زار آواز پہ وہ مڑی تھی پھر وہ دونوں دروازے تک بحث کرتے ہوئے گئے

اب تم کب تک میرے سر پہ مسلط رہو گی ؟ہارون نے خود سے جڑ کر بیٹھی لیل کو دیکھا لیل نے مسکراتے ہوئے آنکھیں پٹپٹائیں

کیا تم میرا چہرہ پینٹ کر سکتے ہو ؟وہ معصومیت سے پوچھتی ہوئی اس وقت واقعتا پیاری لگ رہی تھی ہارون نے تکان سے گردن پیچھے پھینک دی

آہ اب یہ دن بھی دیکھنا تھا

وہ دونوں لڑتے جھگڑتے بلاخر اسی مال کے بوتیک پہنچ گئے تھے جہاں ہالے نے وہ ساڑھی دیکھی تھی وہ بلکل بچوں کی طرح بے چین اور خوش تھی سارا راستہ وہ عمر کو اس "پلین سادہ "ساڑھی کی خصوصیات بتاتی آئی تھی وہ دونوں اس بوتیک میں داخل ہوئے آج اس سیلز گرل کی جگہ کوئی اور لڑکی کھڑی تھی ہالے مسکراتی ہوئی اسکی جانب بڑھ آئی کل جس لڑکے نے ساڑھی دکھائی تھی وہ بھی ہالے کو پہچانتے ہوئے آگے آ آیا

ہیلو . کل میں نے یہاں ایک ساڑھی کا آرڈر بک کروایا تھا مجھے وہی چاہیے اس نے لڑکے سے کہا لڑکے نے افسوس سے نفی میں گردن ہلائی

سوری میم وہ ساڑھی آج صبح ہی سیل ہو گئی ہے ہالے کا رنگ ایک پل کو سفید ہوا تھا اصل میں صبح کی شفٹ میں ہمارے دوسرے کولیگز تھے تو...

اسی ایڈیشن کی کوئی دوسری ساڑھی؟ ہالے نے ہونٹوں پہ زبان پھیرتے بدقت پوچھا

لڑکے نے ایک بار پھر نفی میں گردن ہلاآئی اب کے ہالے کا دل ڈوب کر ابھرا تھا بات ایک ساڑھی کی نہیں تھی بات مالی خود مختاری کی تھی بات اسکی پازیٹو "انا" کی تھی بات اس کی "ناک" کی تھی آج تک کبھی ایسا نہیں ہو سکا تھا کہ اسے کچھ پسند آئے اور ہالے سلطان اسے خرید نہ سکے

عمر اب بلند آواز میں ان سے کچھ کہہ رہا تھا شاید لڑ رہا تھا جھگڑ رہا تھا ہالے بت سی بن گئی تھی

اسکے پاس تین تین مردوں کے کارڈز ہمہ وقت رہا کرتے تھے آج اسکے پاس وہ تینوں مرد نہیں تھے اسے لگتا تھا اسے دادا اور ماموں کی ضرورت نہیں ہے لیکن کیا واقعی کیا ہالے انکے بغیر کچھ تھی؟ اپنے گھر کے مردوں کے کارڈز کے علاوہ کیا اسکے پاس "اپنا" کچھ بھی تھا؟

اس نے غائب دماغی سے لڑتے ہوئے عمر کو دیکھا

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں بک کیا ہوا آرڈر کس طرح بیچ سکتے ہیں وہ برہمی سے کچھ کہہ رہا تھا ہالے کچھ کہہ بھی نہ سکی وہ بغیر کچھ کہے بوتیک سے باہر نکل گئی اسکے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے چہرہ سفید پڑ تا جا رہا تھا اور دل دماغ بس ایک بات پوچھ رہا تھا

"ہالے سلطان تمھارے پاس اپنا کیا ہے"؟

ہسپتال کا کمرہ ویسا ہی تھا جیسا وہ دونوں چھوڑ کر گئے تھے اب البتہ ایک چیز کا اضافہ تھا ایک عدد "صوفہ "وہی صوفہ ہارون کے بیڈ کے دائیں طرف رکھے چہرہ ہارون کی جانب موڑی لیل سکندر بیٹھی تھی اسکے لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا اسکے گال بغیر کسی بلش آن کے اس وقت گلابی ہو رہے تھے بیڈ پہ تکیوں کے سہارے نیم دراز ہارون شاہد منہمک سا اپنے کام میں مصروف تھا اسکے سینے سے ذرا پیچھے کر کے چھوٹا سا اسٹینڈ لگایا گیا تھا جس پہ اسکا نوٹ بک جتنا لمبا اور بڑا کینوس فٹ تھا یہ اسٹینڈ بلکل اسی طرح لگا تھا جیسے ہسپتال میں بیڈ پہ لیٹے مریض کے کھانے کا ٹیبل ہوتا ہے (امیروں کے چونچلے یو نو) ہارون کلر پلیٹ کو اپنے سینے پہ رکھے ہوئے تھا اور ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ ایک نظر لیل کو دیکھتا پھر برش کے بالوں کو رنگوں میں ڈبوتا اور پھر وہ کورا سفید کینوس ایک نئے رنگ سے آشنا ہو جاتا

میرے بال لمبے رکھنا اچھا لیل کی تنبیہ پہ اس نے ہاتھ روک کر اسکو دیکھا

کیوں ؟ تمھارے چھوٹے بال بھی خوبصورت ہیں . . . وہ لمحہ بھر کو رکا کیا تمھیں لمبے بال پسند ہیں ؟ وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

بہت بہت زیادہ جتنے لمبے بال ہالے کے ہیں ناں اتنے لمبے بلکہ اس سے بھی زیادہ وہ جیسے ایک خواب کی سی کیفیت میں کہہ رہی تھی

پھر تم لمبے بال رکھتی کیوں نہیں؟ کیا تمھارے بالوں کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے؟

لیل چند ثانیے اسکو دیکھتی رہی یکدم اسکی آنکھیں ہلکی سی نم ہوئیں

جب میں چھوٹی تھی تب میرے بال بہت لمبے ہوا کرتے تھے وہ کھڑکی کو دیکھتے ہوئے یاسیت سے کہہ رہی تھی پھر میرے بال گرنا شروع ہوگئے اور معراج بابا نے میرے بال بہت چھوٹے کٹوا دیے وہ ہیون کے ہر بچے کا ہر طرح سے خیال رکھا کرتے تھے میرے بال کاٹنے کے بعد اب انکو انہیں لمبا کرنے کی ٹینشن لگ گئی یوں وہ ہر ہفتے میں دو دن خود سے بیٹھ کر میرے بالوں میں تیل لگاتے تھے

?Can you believe it

وہ مجھے اپنے ہفتے میں دو دن بیس بیس منٹ دیتے تھے مجھے اپنے آپ پر رشک آتا تھا میں خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت بچی سمجھتی تھی

اس نے گردن موڑ کر ہارون کو دیکھا ہر بچے کے اندر کسی نہ کسی تعلق انسان یا چیز کے لئے eedyn اور desperate ہوتا ہے میں معراج سلطان کے لئے ایسی تھی میں انکی محبت کے لئے لالچی تھی پھر کچھ ماہ بعد میرے بال ٹھیک ہونے لگے اور معراج بابا کی توجہ دوسرے بچوں کی طرف لگ گئی وہ رکی اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکے ہارون اس کو دیکھتا رہا

اس دن میں نے اپنے بال خود سے کاٹے بہت برے اور بے ڈھنگے طریقے سے معراج بابا نے مجھے تھوڑا بہت ڈانٹا لیکن مجھے بدلے میں انکی توجہ مل گئی موٹے موٹے آنسو لڑھک کر گر پڑے سرمئی آنکھوں والے لڑکے کی آنکھوں میں تاسف در آیا

وہ پھر سے مجھے وقت دینے لگے میرے بالوں میں تیل لاگنے لگے اور تھوڑا بہت ڈانٹ بھی دیتے پھر یہ میرا معمول بن گیا میں ہر تیسرے چوتھے مہینے اپنے بال کاٹ دیتی تھی اور وہ بغیر کچھ کہے دوبارہ سے انکو لمبا کرنے کی کوشش میں لگ جاتے وہ جانتے تھے میں یہ سب انکی توجہ کے لئے کرتی ہوں لیکن وہ کچھ نہیں کہتے تھے وہ اچھے سلطان تھے ان کو لوگوں کے بھرم رکھنے آتے تھے

تم عمر کو پسند کرتی ہو؟ہارون نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا

لیل کے چہرے پہ بیک وقت کچھ آیا تھا کوئی اذیت کوئی درد کوئی بے بسی

میں اس سے محبت کرتی ہوں اس نے جھکے سر کے ساتھ اعتراف کیا وہ بلکل معراج بابا کی طرح تھا ہر لڑکی اپنے پارٹنر میں اپنا فادر فگر ڈھونڈتی ہے میرے لیے عمر بلکل معراج بابا کی طرح تھا میں اور وہ چوبیس سال کے تھے جب مجھے لگا وہ میرے لئے حد سے زیادہ اہم ہو گیا ہے اس نے گیلی ہوتی آنکھیں اٹھا کر ہارون کو دیکھا

میں نے معراج بابا سے کہا عمر سے میرے لئے بات کریں

اسکے کانوں میں دور کہیں کوئی آواز گونجی

لیل بچے مرد اپنے قریب کی ساری عورتوں کی نظر پہچانتا ہے ایسے میں وہ دو طریقے اپناتا ہے پہلا وہ عورت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور یا تو اسے زندگی میں شامل کر لیتا ہے یا پھر کم ظرفی دکھاتا ہے دوسرا وہ وہ انجان بن جاتا ہے اپنے قریب کی عورتوں کی نظر پہ اندھا اور آواز پہ گونگا ایسا مرد یا تو مجبور ہوتا ہے یا اسکی زندگی میں کوئی عورت ہوتی ہے تمھیں کیا لگتا ہے عمر کیوں انجان بن رہا ہے؟

آوازوں کا فسوں ٹوٹا وہ حال میں تھی ہارون کے سامنے بیٹھی من وعن معراج سلطان کی باتیں دہراتی ہوئی

مجھے یقین تھا عمر کی زندگی میں کوئی ہے پھر میں نے خود کو بے توقیر نہیں کیا میں اسی کی طرح انجان بن گئی تھی میں سلطان نہیں تھی لیکن بھرم رکھنے مجھے بھی آتے تھے

اس نے آنکھیں ہتھیلی کی پشت سے رگڑیں پھر ہلکے سے مسکرائی

چلو میرے بال لمبے پینٹ کرو سرمئی بلے

ہارون نے اسکو دیکھا پھر دونوں یکدم ہنس پڑے اسی لمحہ کمرے کا دروازہ کھلا اور حسن سلطان اندر داخل ہوا لیکن پھر وہ چوکھٹ میں ہی رک گیا ان دونوں کو مسکراتے دیکھ اس کے لب ہلکے وا رہ گئے

ہارون نے مسکرا کر اسے پاس بلایا وہ شاکی آنکھوں سے اسکو دیکھتا رہا پھر نظر موڑ کر لیل کو دیکھا

آپ کو بس مجھے ہی بھائی بنانا تھا یہ سرمئی بلا کیا لگتا ہے ہاں؟

اے سرمئی بلا کیا ہوتا ہے ہاں ہارون نے اسے جھڑکا

لیل مسکراہٹ دبائے اسے دیکھتی رہی حسن ہنہہ کہتا مڑ گیا ہارون تعجب سے اسے دیکھتا رہا اسے کیا ہوا؟

چھوڑو اسے تم پینٹ کرو لیل نے اسکا دھیان واپس کینوس کی طرف دلوایا ہارون سر جھٹک کر دوبارہ پینٹ کرنے لگا

لیل نم آنکھوں سے مسکراتی رہی

وہ اسے لئے سمندر کنارے بنے ایک ریستوران لے آیا لیکن آج شاید اس سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے نہ بولنے کی قسم کھا رکھی تھی

ریستوران سمندر کنارے بنا تھا لکڑی کا فرش اور لکڑی ہی کے لمبے ستونوں والا ریستوران ایک شان سے کھڑا تھا

وہ دونوں جہاں بیٹھے تھے اس میز سے ٹھاٹھیں مارتا سمندر اور لہروں کا شور آتا تھا

انکا کھانا ٹھنڈا پڑنے لگا تھا لیکن ہالے بس چہرہ موڑے سمندر کو دیکھتی رہی اسکے بال اڑاڑ کر چہرے پہ آرہے تھے جنہیں وہ ہٹا نہیں رہی تھی دفعتاً اس نے عمر کو پکارا

تمھیں اپنے پیسے سے اتنا عشق کیوں ہے؟ خالی بے تاثر لہجہ

وہ چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر دھیمی آواز میں کہنے لگا

کیونکہ میں نے اسے بنایا ہے اپنے زور بازو پہ میں نے اسے کمایا ہے مجھے یہ شان یہ دولت یہ رتبہ ترکے میں نہیں ملا میں نے اسکے لئے دس سال جدوجہد کی ہے وہ سادگی سے کہہ رہا تھا کوئی خودترسی کوئی غرور اسکے لہجے میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا

میری زندگی میں کئی سال ایسے تھے جب میں اپنی پسند کا کھانا افورڈ نہیں کر سکتا تھا جب میں مہنگے ریستوران نہیں جا سکتا تھا یہ برانڈڈ کپڑے گھڑیاں پرفیوم یہ سب لینا کوئی ایک دو سال پہلے شروع کیا ہے میں نے ورنہ اسکے پہلے تو میں بازار میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر سستی چیز لیتا تھا

وہ بول رہا تھا اور ہالے بغور اسکو سن رہی تھی

یہ لائف سٹائل یہ luxurious یہ سب میں نے خود کو گفٹ کی ہیں میں نے انکو کمایا ہے آپ پیسے کی قدر صرف تب جان سکتے ہو جب آپ اسے حلال طریقے سے کماتے ہو مجھے پیسے سے عشق ہے کیونکہ میں نے اسے کمانے میں ایک عمر خرچ کی ہے

وہ بول کر خاموش ہو گیا

تمھیں کیا لگتا ہے میرے بابا اور میرے اکاؤنٹ سے پیسے اور زیور کس نے لیا ہو گا؟ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ بولی جسے سب سے زیادہ ضرورت ہو گی عمر نے سادگی سے کندھے اچکائے

مطلب شمس. ہالے نے کراہ کے آنکھیں بند کیں ظاہر ہے اس سے زیادہ اس سب کی ضرورت کسے ہو گی؟ وہی تو ہے جو ہمیں جھکانا چاہتا ہے اسکے لہجے میں ناپسندیدگی تھی

عمر نے جواب نہیں دیا

کھانا اب بھی ان چھوا رکھا تھا جب ہالے اٹھ کھڑی ہوئی

ہم لیل کے گھر جا رہے ہیں چلو فوراوہ غائب دماغی سے کہہ رہی تھی

عمر نے ایک نظر اسکو دیکھا پھر ان چھوئے کھانے کو اور یہ کھانا یہ کون کھائے گا؟ جانتی ہیں کتنا بل آئے گا؟

اُفف عمر پلیز کوئی بھی کھالے گا بل دو اور چلو یہاں سے اسے کوفت ہوئی

ہاں چڑس بیچتا ہوں ناں میں بل میں دوں اور کھائے کوئی اور وہ بڑبڑایا ساتھ ویٹر کو آواز دی

مودب سا ویٹر بھاگتا ہوا آیا ہالے تب تک جاچکی تھی

کھانا پیک کروا اور گاڑی میں دے جاؤ فوراوہ کہتا ہوا ہالے کے پیچھے بھاگا

پس ثابت ہوا پیسہ عمر کا عشق تھا اور وہ عاشقی کے مظاہرے میں خاصا کنجوس واقع ہوا تھا

لیل کے فلیٹ پہ پہنچتے ہی وہ ایک دھاڑ سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی لیل سامنے والے کمرے سے باہر آ رہی تھی گیلے بال تولیے میں لپیٹے ڈھیلے ڈھالے کرتے ٹراؤزر میں ملبوس اسکے چہرے پہ ان دونوں کو دیکھ حیرت آئی تھی

ہاں مانا کہ میرا ظرف بڑا ہے لیکن کیا ضروری ہے تم دونوں ہر وقت میرے سامنے آکر میرا دل جلاتے رہو وہ صوفے پہ کشن ٹھیک کرتے ہوئے نارمل آواز میں بولی ہالے نے نہیں سنا عمر نے سن کر ان سنا کیا اسکی توجہ کا مرکز اس وقت چھت پہ لگے "جالے" تھے

ووں اندر اسٹور کی طرف بڑھ گیا (جالے والا ڈنڈا یونو) اب بول بھی چکو زوجہ ؟لیل کوفت سے بولی

آپ کماتی کیوں ہیں ؟اس نے کھڑے کھڑے پوچھا اسکا انداز عجیب تھا روبوٹک سا

لیل جو نارمل تھی یکدم اسکے چہرے پہ جیسے کسی نے چابک دے مارا ہو

(اسی وقت عمر جالے کا بڑا سا ڈنڈا لے کر آتا ہوا دکھائی دیا)

لیل اٹھ کھڑی ہوئی اسکی آنکھیں یکدم سرخ ہو گئی تھیں مٹھیاں ضبط سے بھینچ گئیں

میں آٹھ سال کی تھی جب ابا کو جوے اور شراب کی لت لگ گئی ایک ہی سال میں شراب انکو کھا گیا کاروبار ٹھپ ہو گیا اور ابا کا دیوالیہ نکل آیا

وہ ہالے کے روبرو کھڑی زخمی سرخ آنکھوں کیے ساتھ کہہ رہی تھی

(عمر سر پہ ڈاکٹروں والا ماسک پہنے جالے والے ڈنڈے کو لمبا کئے چھت کے ایک کونے سے جالے صاف کر رہا تھا)

لیل کہہ رہی تھی

ایک دن ابانے جوا میں سب ہار دیا اور نشے کی حالت میں خود کشی کر لی دادی نے اماں اور مجھے گھر سے نکال دیا آدھی رات کے وقت میں اور اماں اکیلے سڑک پہ بیٹھے تھے کیونکہ اماں کے پاس جانے کو کوئی "گھر" نہیں تھا انکا کوئی بھائی کوئی باپ کوئی اپنا نہیں تھا یتیم تھیں

(وہ ان دونوں سے ایسے بے نیاز تھا جیسے ان دونوں کا کوئی وجود ہی نہ ہو جالے آہ یہ جالے اتنے کیوں بڑھ گئے تھے ؟)

صبح ہونے والی تھی جب کچھ لوگ آئے اماں سے بد تمیزی کی اور پھر اور اماں کو لے گئے اماں نے مجھے چھپا دیا تھا میں خوف سے وہیں چھپی بیٹھی رہی وہ لوگ میری ماں کو لے گئے اور اسی رات مجھے معراج بابا اپنے پاس لے آئے دو دن بعد کسی کچرے کے ڈھیر سے میری اماں کی لاش ملی زیادتی شدہ اور مسخ شدہ اس دن مجھے اندازہ ہوا کہ اگر عورت کے پاس اپنا گھر نہ ہو تو اسے کیا کیا جھیلنا پڑتا ہے اگر اماں کے پاس اپنا گھر ہوتا تو . . وہ رکی آواز خوف سے کانپی آنسو ٹوٹ کر گالوں پہ گر پڑے

اماں کے پاس گھر ہوتا تو انکے ساتھ زیادتی نہ ہوتی انکی لاش اس طرح مسخ شدہ نہ ہوتی اس رات مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ عورت کے پاس اپنا کچھ نہ کچھ ہونا کتنا ضروری ہے میں اس لئے کماتی ہوں تاکہ جب کبھی میرا شوہر میرا بیٹا یا میرے گھر کا کوئی بھی مرد مجھے گھر سے نکالے تو میرے پاس جانے کے لئے اپنا گھر ہو کھانے کے لئے اپنے پیسے ہوں اور پہننے کے لئے اپنے کپڑے ہوں

میں گھر بنانے کے لئے کماتی ہوں ہر عورت کو اپنے لئے کمانا چاہیے تا کہ جب کبھی اسے کوئی گھر سے نکالے تو اسکے پاس جانے کے لئے اپنا گھر ہو وہ بے بسی سے کہتی صوفے پہ ڈھے سی گئی ٹاول نوچ کر بالوں سے اتارا گیلے چھوٹے بال چہرے کے اطراف میں گرنے لگے

(وہ چاروں کونوں کے جالے اتار چکا تھا اور اب جالے والا ڈنڈا واپس اسٹور میں رکھنے جا رہا تھا)

ہالے خاموشی سے اسکے ساتھ بیٹھ گئی ان دونوں کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا دلاسا دینے کو کوئی الفاظ نہیں تھے

عمر واپس آیا ایک نظر لیل کو دیکھا پھر جالے گرنے کی وجہ سے خراب ہوئے فرش کو

آہ اب اسکو صاف کون کرے؟

ہر کسی کے کمانے کا مقصد الگ ہوتا ہے ہالے میرا الگ ہے عمر کا الگ لیل نے کہنا شروع کیا

(عمر اب سوائپر سے چھت سے گرنے والا چونا صاف کر رہا تھا)

کوئی شوق سے کماتا ہے کوئی مجبوری سے کسی کی عادت ہوتی ہے کسی کی انا میرے لئے کمانا مقصد ہے مجھے کمانا ہے تا کہ اپنا گھر بنا سکوں عمر کماتا ہے کیونکہ اسے مقام چاہیے کریڈیبلٹی چاہیے میرے کچھ اور دوست ہیں انکے لئے کمائی شوق ہے تم اپنے ارد گرد دیکھو اپنی ضرورت اپنے شوق دیکھو پھر فیصلہ کرو تمھیں اپنی "وجہ "خود ڈھونڈنی ہو گی

(وہ اب سارا کچرا ڈسٹبن میں ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور کچن میں لگے سنک کے سامنے کھڑا ہاتھ اور چہرہ دھو رہا تھا زندگی میں آپ کے پاس ایک عمر حیات ہونا چاہیے جو بنا کہے بنا جتائے آپ کا گھر صاف کر دیا کرے)

عمر چہرہ دھو کر آیا تو تو ہالے اسکو دیکھے بغیر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسکے دماغ میں اب بھی مختلف سوچیں تھیں اب بھی کوئی جواب تسلی بخش نہیں تھا اب بھی اسکے پاس ایک تسلی تھی لیل کی ماں کے پاس باپ بھائی شوہر نہیں تھا ہالے کے پاس حسن تھا عمر تھا ہارون تھا اسکے پاس اسکے باپ کے پیسے تھے لیکن ہر تسلی ایک جگہ آکر دم توڑ دیتی تھی اسکے پاس اپنا کیا تھا؟ ان سارے مردوں کے ہوتے ہوئے وہ سرخ ساڑھی نہیں خرید سکی اگر اسکے پاس اپنا کچھ ہوتا تو آج وہ ساڑھی اسکے پاس ہوتی

وہ سارے خیال جھٹک کر دروازے کے پاس چلی آئی عمر اسکے پیچھے ہی آیا تھا

برتن دھو کر جاؤ الفا.. لیل پیچھے سے غرائی تھی

میں تمہارا نوکر نہیں ہوں اپنی مرضی کے کام کروں گا

وہ ہاتھ جھلاتا باہر چلا گیا

پیچھے ایک اذیت تھی جس نے ایک بار پھر لیل کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا

اگر اسکی ماں کے پاس "اپنا" گھر ہوتا تو وہ کبھی اس طرح نہ مرتیں

آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے وہ اتنی مضبوط نہیں تھی جتنی نظر آتی تھی

عمر حیات کے بنگلے پہ اس لمحہ گہری رات اتری ہوئی تھی عمر گھر سے باہر گیا ہوا تھا نہ جانے اسکے کونسے کام تھے جو ختم نہیں ہوتے تھے ہالے سلطان رات کے اس پہر بھی لان میں رکھے صوفوں پہ بیٹھی تھی اس کے بھورے بال بکھرے ہوئے تھے خشک اور بے جان اس نے ہاتھ پھیر کر محسوس کیا کتنے عرصے سے اس نے اپنے بالوں کے لئے کوئی ٹریٹمنٹ نہیں لی تھی؟ کتنے عرصے سے اس نے کسی پارلر کا کوئی چکر نہیں لگایا تھا کیا تھا جس نے اسے یہ سب کرنے سے روک رکھا تھا؟

"پیسہ" اور اسکا نہ ہونا ذہن کے ایک کونے سے آواز گونجی

اسکا خاموش موبائل سامنے پڑا تھا ہالے نے موبائل اٹھا کر چہرے کے آگے کیا پھر اسکی انگلیوں نے میکانکی انداز میں "نفیسہ حیات" کا نمبر ڈائل کیا گھنٹی جا رہی تھی وہ آسمان کو دیکھتے ہوئے جاتی ہوئی گھنٹی کو سنتی رہی

تھوڑی دیر بعد کال پک ہو گئی تھی

ہیلو.. نفیسہ کی نیند سے بوجھل آواز سنائی دی ہالے کو کوئی شرمندگی نہ ہوئی وہ آدھی رات کو لوگوں کو اپنے لئے جگانے کی عادی تھی

آپ کماتی کیوں ہیں؟ وہی روبوٹک مشینی انداز

نفیسہ نے گہری سانس لی

شکر کرو ہالے سلطان میں روایتی ساس نہیں ہوں ورنہ رات کے اس پہر میں تمھیں بتاتی میں کماتی کیوں ہوں وہ نارمل انداز میں کہہ رہی تھیں وہ عمر کی ماں تھیں باتوں کے اپنی طرف سے جواب دینا جانتی تھیں

آپ کو رات کے ایک بجے کال کر رہی ہوں اس لئے کیونکہ آپ کوئی روایتی ساس نہیں ہیں مجھے بتائیں آپ کماتی کیوں ہیں اس نے سوال دہرایا

میں اپنی "سیلف ریسپیکٹ" کے لئے کماتی ہوں میری آنا شروع سے بہت اونچی رہی ہے مجھے اپنے گھر کے مردوں سے پیسے مانگنا پسند نہیں تھا میری ناک آڑے آتی تھی اس لئے میں نے خود کمانا شروع کیا انکا لہجہ دھیما تھا

ہالے کے ابرو سکڑے

لیکن گھر کے مردوں سے مانگنے میں برائی کیا ہے؟ باپ بھائی شوہر وہ سب کس لئے ہوتے ہیں اگر وہ ہمیں کما کر کھلا نہ سکیں تو ایسے مردوں کا کیا فائدہ؟ وہ جھنجھلا ہی گئی تھی

Mans are not providers

مرد صرف ہمیں خرچہ دینے کے لئے نہیں پیدا ہوئے جب مرد اپ سے گھر کا چولہا اور صفائی سنبھالنے کو کہیں تب تو فورا ہم عورتوں کے اندر کی feminist جاگ جاتی ہے ہم فورا کہہ دیتی ہیں بھئی ہم صرف چولہا دیکھنے اور صفائی کے لئے پیدا نہیں ہوئیں ہم بچے سنبھالنے اور برتن دھونے کے لئے پیدا نہیں ہوئیں لیکن جب ہم مردوں کو اپنا ATM سمجھ لیتے ہیں تب ہمارے معیار دوہرے کیوں ہو جاتے ہیں؟

ہالے کا سانس تک رک گیا وہ دم سادھے سنتی رہی

جب عورت اپنے رنگ قد اور شکل کی وجہ سے ریجیکیٹ ہو جاتی ہے تب تو ہم لوگ خوب واویلا کرتے ہیں لیکن جب مرد بڑا گھر گاڑی اور بھاری بھر کم بینک بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے ریجیکیٹ ہو جاتے ہیں تب ہم کیوں خاموش رہ جاتے ہیں ؟ہالے سلطان جس طرح عورت چولہا سنبھالنے اور بچے پیدا کرنے والی مشین نہیں ہے اسی طرح مرد پیسہ دینے والی مشین نہیں ہے

لیکن اگر ہمارے مرد ہمارے لئے کمارہے ہیں تو اس میں آخر کیا برا ہے ؟اس نے ایک آخری تسلی چاہی

سپیکر کے پار نفیسہ حیات تک اسکی آواز دوڑتی ہوئی گئی

بلکل کوئی برائی نہیں ہے اگر اپ کے مرد آپ کے لئے کمارہے ہیں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن پھر آپ کو کمپرومائز کرنے پڑیں گے کئی بار کئی چیزوں کے لئے دل مارنا پڑے گا کئی بار شوکیس میں رکھی اونچی ہیل اور سرخ ساڑھیاں بس دیکھنے پہ اکتفا کرنا پڑے گا

سرخ ساڑھی کے نام پہ دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی دل زخم زخم ہوا تھا

سنگل انکم پہ آج کے دور میں بس گزارے ہو سکتے ہیں خواہشات '، ٹریولنگ 'ہوٹلنگ اور ڈھیر ساری شاپنگ کے لئے ہمیشہ ڈبل انکم چاہیے ہوتی ہے مردوں کی کمائی پہ رہنا ہے تو دل مارنا اور کمپرومائز کرنا سیکھنا ہو گا کیا تم اپنا دل مار سکتی ہو ؟

اور یہ ایسا سوال تھا جسکا جواب ہالے کے لئے ہمیشہ "ناں" رہے گا

اس نے چند الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹ دی

دل بوجھل تھا سانس بھاری تھی خواہشات کا بوجھ کمر توڑ رہا تھا

کیا اچھا نہیں تھا ہالے سلطان دل مارنا اور کمپر ومائز کرنا سیکھ لے؟

سلطان منزل میں اس وقت شمس سلطان کے کمرے میں جاؤ تو ایک حشر برپا تھا سفیر سلطان سادہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں کھڑا اپنے باپ کے سامنے چیخ چلا رہا تھا فروا بے چینی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں مہر کسی خاموش تماشائی کی طرح کونے میں کھڑی تھی

مجھے یقین نہیں آرہا با خدا مجھے یقین نہیں آرہا آپ نے اس عمر حیات کو میرے مقابلے میں کھڑا کر دیا اسکی اتنی اوقات ہے؟ اسکی اتنی جرات؟

شمس کوئی جواب دیئے بغیر اپنے موبائل کی سکرین کو انگوٹھے سے اوپر نیچے کر رہے تھے یوں جیسے سفیر کی ساری بکواس غیر اہم تھی

میں اپ سے بات کر رہا ہوں ڈیڈ مجھے جواب دیجئے آپ نے اسے میرے مقابل کیسے کھڑا کیا وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں پھنکارہ

اس نے میری منگیتر کے ساتھ افئر چلایا اسے ایکسپلا ایٹ کیا شادی کے دن اسے لے کر غائب ہو گیا میں سارے شہر میں ذلیل بدنام ہو گیا اسکی وجہ سے ہماری ساری فیملی سفر کر رہی ہے اور آپ نے اسے ہمارے آفس میں

جگہ دے دی ؟اسکا چہرہ سرخ تھا اور تنفس تیز وہ بولتے بولتے ھانپ گیا تھا لیکن شمس کے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا

آپ مجھے جواب نہیں دیں گے ہے ناں ؟لیکن یاد رکھیے گا سفیر سلطان کو اپنے انتقام لینے آتے ہیں میں اسے کل صبح دھکے دے کر آفس سے نکال دوں گا اور آپ یہ تماشا دیکھئے گا وہ انگلی اٹھا کر ان کو وارن کرتے ہوئے بولا

پھر مہر کا ہاتھ پکڑا اور دروازے سے باہر جانے لگا جب شمس کی آواز پہ وہ جیسے برف کا مجسمہ بن گیا

تم ایسا نہیں کروگے سفیر سلطان اور اگر کیا تو ساری دنیا جان جائے گی کہ اپنے سگے تایا کو قتل کرنے والے تم خود ہو

سفیر کے ہاتھ سے مہر کا ہاتھ چھوٹ گیا فروانے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا مہر نے آگے بڑھ کر فورا دروازہ بند کیا

اسکے لب بے یقینی سے وا ہوئے وہ شا کی آنکھوں اور لرزتے جسم کے ساتھ مڑا

میں جانتا ہوں اس روز تم ہسپتال گئے تھے اور تم میرے بھائی کے اوپر چیخے چلائے اور اسکے بعد تم نے نہ جانے کیا کیا کہ میرے بھائی کو دوبارہ ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ مر گئے کہہ دو یہ جھوٹ ہے جھٹلا دو میری بات وہ اسکے مردہ چہرے پہ نظریں گاڑے استہزا اسے کہہ رہے تھے

سفیر کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی وہ بس ساکت سن سا کھڑا رہا شمس آگے اے اپنے دونوں بازو سفیر کے کندھے پہ رکھے

میں یہ سب تمھارے لئے کر رہا ہوں سفیر میں تمھیں پروٹیکٹ کرنا چاہتا ہوں وہ آدمی عمر وہ مجھے وکٹم کم ولن زیادہ لگتا ہے وہ جتنا زمین کے باہر ہے اتنا ہی اندر ہے اسکی آنکھوں میں ہمارے لئے شک ہے وہ مجھے بھائی کا پر تو لگتا ہے وہ فارغ رہے گا تو اسکا دماغ ہمارے خلاف چلے گا میں نے اسے مصروف کر دیا ہے تا کہ اسکا دماغ ہمارے حق میں چلے وہ سنجیدہ لہجے میں کہہ رہے تھے نرمی اب بھی مفقود تھی

سفیر ایسے کھڑا تھا جیسے کوئی برف کا مجسمہ سفید بے جان

تم ایک قتل کرو یا ایک ہزار لیکن میں تمھیں ہر دفعہ بچاؤں گا کیونکہ تم میرے بیٹے ہو ہمارے درمیان اختلافات ہیں نفرت ہے لیکن تعلق بھی ہے میں تمھیں بچاؤں گا اور تمھیں مجھے ایسا کرنے دینا ہو گا کیونکہ دور کہیں مجھے لگتا ہے عمر ہمارا قہر ہے وہ زندہ ہے تو ہمیں مارے گا وہ..وہ.وہ

شمس کچھ کہہ رہے تھے سفیر کچھ سن رہا تھا لیکن فروا کو شمس کے آخری الفاظ کسی اور وقت کسی اور دور میں لے گئے تھے

یہ ان دنوں کی بات ہے جب نگین سلطان کی طلاق کو ایک ماہ ہو چکا تھا ن وہ کسی سے ملتی تھی نہ بات کرتی تھی مہر مکمل طور پہ فروا اور حسینہ کے رحم و کرم پہ آ چکی تھی

اس وقت بھی فروا مہر کو اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پہ سلائے بیٹھی تھی گلابی رنگ کے لمبے پیروں تک آتے لان کے جوڑے میں ملبوس بالوں کو چہرے کے اطراف میں گرائے وہ مہر کے ننھے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی جب اسکے کمرے کی چوکھٹ میں نگین آ کر کھڑی ہوئی نیلے سادہ کاٹن کے سوٹ میں ملبوس بالوں کی سادہ چٹیا بنائے

اسکا حسن سوگوار تھا وہ ایسی حسین عورت تھی جسے دیکھنے کے چند دنوں بعد بھی تم اسکے سحر سے نہیں نکل سکو گے

فروا نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسکو دیکھا پھر واپس اپنے شغل میں مشغول ہو گئی نگین چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکے قریب آ کر رکی

میرا بیٹا کیسا تھا فروا؟ اس نے ایک عجیب لہجے میں سوال کیا بے قراری بے بسی کیا تھا جو اسکے لہجے میں نہیں تھا

وہ بلکل تمھارے جیسا تھا بلند بخت والا وہ مٹی کو چھو کر سونا کر سکتا تھا فروا سر اٹھائے بغیر بولی اس نے مجھے پہلے ہی دن خوف زدہ کر دیا تھا ساحر تھا وہ سحر کرتا تھا

نگین کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے

تم نے اسکے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ وہ آنسوؤں کے درمیان بولی

میں مجبور تھی نگین وہ یہاں رہتا تو غالب رہتا سب کچھ اسکا ہوتا تخت بخت محبت چاہت میں کیسے اسکو سب کچھ لینے دیتی؟ وہ خالی کھوکھلی آنکھوں سے نگین کو دیکھ رہی تھی

وہ اب کہاں ہو گا؟.... کیا وہ زندہ ہو گا؟

وہ مر گیا ہو گا اب تک تو مر ہی چکا ہو گا

نگین کے دل کو کوئی مٹھی میں جکڑ رہا تھا

اس نے آنکھیں خشک کیں اب ان میں کوئی آنسو نہیں تھا

وہ میرا بیٹا تھا فروا جسے تم نے کچرے پہ پھینک دیا اسکا لہجہ ہلکا تھا بلکل ہلکا تم نے کہا وہ شیطان ہے میں نے اسے نو ماہ قرآن سنایا تھا وہ شیطان کیسے ہو سکتا تھا؟

میں نے نو ماہ اسکی بلند بختی کی دعائیں کیں تھیں اوہ جہاں رہے گا حکومت کرے گا تم دیکھنا تم کہتی ہو وہ مر گیا ہے ؟اب کے نگین کا لہجہ بھاری تھا ضرب لگانے جیسا

پھر دعا کرنا وہ مر ہی گیا ہو کیونکہ اگر وہ زندہ رہا تو تمھیں جینے نہیں دے گا خدا اسے توفیق دے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ گھونٹے وہ حقارت سے کہتی واپس چلی گئ

پیچھے فروا نے نخوت سے سر جھٹکا تھا

ہنہہ حکومت کرے گا وہ بھی اس قرآن پڑھانے والی کے گھر اس نے اپنا دھیان دوبارہ مہر ماہ کی جانب مبذول کر لیا

یہاں حال میں اسکے سامنے اسکا شوہر اور بیٹا کھڑا تھا ان دونوں کو الگ الگ طریقوں سے جان کا خوف لاحق تھا وہ ایک کو خوف کی موت مار رہا تھا اور دوسرے کو ذلت کی وہ فروا کو اپنے عزیزوں کی بے چینی کی موت مار رہا تھا وہ واپس آ گیا تھا اور اب واقعی جینے نہیں دے رہا تھا

عمر حیات رات کے اس پہر ایک بلڈنگ کے بوسیدہ فلیٹ کے کمرے میں بیٹھا تھا اسکے سامنے ایک نرس بیٹھی تھی وہی مسیح نرس جس نے عمر کے ایکسیڈنٹ کی رات ہالے کو انجکشن لگایا تھا اور وہی نرس جس نے فروا اور مہر کے سامنے ہالے سے اسکے شوہر کے متلعق پوچھا تھا اسکے آنسو بہہ رہے تھے وہ گھبر آئی ہوئی اور پریشان معلوم ہوتی تھی

میں سچ کہہ رہی ہوں عمر صاحب مجھے مسز سلطان نے کہا تھا وہ فوٹیج اور ہسپتال کا اجازت نامہ میں انکو دے دوں ورنہ وہ مجھے کہیں کا نہیں چھوڑیں گی

وہ ہزار دفع بولی گئی بات ایک بار پھر دہرا رہی تھی

عمر نے کنپٹی کو انگلیوں سے مسلا کوئی ایک سرا نہیں تھا جو ہاتھ آتا ہو وہ اٹھا اور باہر نکل آیا اگلے کچھ وقت میں وہ لیل کے گھر پہ تھا لمبے صوفے پہ لیل اور سردار بیٹھے تھے انکی دائیں طرف رکھے سنگل صوفے پہ نشا بیٹھی تھی صوفوں کی سیدھ میں ذرا فاصلے پہ ایک اسٹینڈ پہ وائٹ بورڈ لگا تھا جس پہ عمر حیات کچھ اہم نکات لکھ رہا تھا وہ کچھ سوچ رہا تھا کچھ سمجھا رہا تھا لیکن اسکے سامنے بیٹھے دونوں لوگ اس وقت غور کرنے کے باوجود کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے

بورڈ پہ ایک سطر لکھی تھی

جادو اسکی منشا نہیں مجبوری تھی

تم دونوں کو اس لائن کا کیا مطلب سمجھ آتا ہے؟

اس نے باری باری ان دونوں کو دیکھا نشا ان سب سے بے نیاز تھی جیسے یہاں موجود ہی نہ ہو

سردار نے نہایت کڑوا منہ بنا کر عمر کو دیکھا

بھائی مجھ سے یہ پوچھ کہ گاڑیوں کے سپیئر پارٹس کہاں سے کتنے میں ملیں گے انجن کیسا ہو اور گاڑی میں کونسا فیول ڈالو تو گاڑی اچھی صحت مند رہے گی یہ مجھ سے جادو ٹونے کی باتیں کیوں کر رہا ہے؟

عمر نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر اسکو لعنت دی تھی جسے سردار نے سر کے خم سے وصول کیا تھا

اب کے اس نے لیل کو ایک امید سے دیکھا

لیل نے کندھے اچکائے

الفا مجھ سے پوچھو کہ کس منسٹر کی کتنی بیویاں اور کتنی گرل فرینڈز ہیں شہر میں کون کس کی جاسوسی کروا رہا ہے کس کے اکاؤنٹ میں کتنے پیسے ہیں کون اپنی بیوی اور کون اپنے شوہر کو چیٹ کر رہے ہیں یہ مجھے کن کاموں میں گھسیٹ رہے ہو؟ میرا باپ بانگلہ دیش سے بس آیا ہی تھا وہاں سے کوئی جادوگری کی ڈگری نہیں لی تھی

عمر نے گہرا سانس لے کر رخ موڑ لیا کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی تھوڑی دیر بعد لیل کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی

عمر ہو سکتا ہے فروا نے ہی وہ ساری تصاویر لی ہوں اور بھیجی بھی ہوں لیل اسکو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی (یہ ان تصاویر کی بابت بات ہو رہی ہے جو سفیر کو اسکے نکاح والے دن موصول ہوئیں)

میں نے فروا کی کال ریکارڈنگز نکلوائی ہیں وہ فہیم سے کہہ رہی تھی کہ اس نے وہ تصاویر نہیں بھیجیں عمر بورڈ پہ لکھی سطر پہ نظریں جمائے کہہ رہا تھا

جیسے فروا تو حافظ قرآن ہے ناں وہ جھوٹ تو بول ہی نہیں سکتی سردار نے ناک سے مکھی اڑائی

عمر نے جواب نہیں دیا وہ سنجیدہ تھا اور پرسوچ بھی جب لیل کچھ یاد آنے پہ بول اٹھی

وہ ریستوران وہ تو کافی مہنگا ہے ناں ظاہر ہے وہاں جانے کے لئے پہلے سے ریزرویشن کروانی پڑتی ہو گی کیا تم نے پندرہ اپریل کی لسٹ دیکھی؟

دیکھ چکا ہوں اس میں کچھ خاص نہیں ہے ایک ریزرویشن سفیر کی جانب سے ہے اور دوسری ہالے کی جانب سے وہ اب بھی اس سطر کو گھور رہا تھا

لیکن ہالے بھابی تو سفیر کے ساتھ ہی گئی تھی ناں تو اس نے الگ ریزرویشن کیوں کروائی؟

اب کے سردار نے سوال کیا تھا

پوچھا تھا میں نے وہ کہتی ہیں انہوں نے نہیں کروائی یہ حسن کی شرارت ہو گی وہ اکثر اسکے نام سے ریزروشن کرواتا رہتا تھا پھر اپنے دوستوں کو کھانا کھلانے لے جاتا تھا اگر سی سی ٹی وی مل جاتا تو شاید کام آسان ہو جاتا لیکن اس ریستوران کے سی سی ٹی وی میں کوئی وائرس آگیا تھا اور انہوں نے ساری فوٹیج ڈیلیٹ کر دی ہے میں نے آس پاس کی بلڈنگ سے بھی پتہ کیا ہے اور انکی فوٹیج دیکھی ہے وہ فوٹیج بس داخلی دروازے کی ہے لیکن کچھ بھی قابل غور نہیں لگا سب نارمل ہے

تم اس سب کے پیچھے کیوں پڑ رہے ہو عمر تم ہسپتال جاؤ وہاں سے کوئی سراغ ڈھونڈو ہمیں معراج سلطان کا مرڈر کیس حل کرنا ہے ہالے کا اغوا نہیں لیل جھنجھلا گئی عمر نے ایک نظر اسکو دیکھا پھر واپس اپنی جگا پہ آ کر بیٹھا

چیزیں وہیں سے ٹھیک ہوتی ہیں جہاں سے خراب ہوئی ہوں یہ تیسرا انسان جو مسنگ ہے جو ساری گیم الٹ رہا ہے اور جو کھلم کھلا مجھے چیلنج کر رہا ہے (اس نے کنا کھیوں سے بورڈ پہ لکھی سطر کی جانب اشارہ کیا) میں اسکی گردن تک پہنچے بغیر جج صاحب کے قتل کا معمہ حل نہیں کر سکتا وہ اپنے موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولا تھا

اگر تمہیں اس معممے کو حل کرنا ہے تو اس کہانی کے "وکٹم" کو ساتھ بٹھا کر کرنا ہو گا کیونکہ کہانی کو جتنا وکٹم سمجھ سکتا ہے اتنا کوئی نہیں سمجھ سکتا اور اس کہانی کی وکٹم ہالے ہے سردار نے ہر لفظ پہ زور دے کر کہا تھا

اس کہانی کا سب سے بڑا وکٹم میں ہوں اور مجھ سے زیادہ اس کہانی کو ئی نہیں سمجھ سکتا وہ بے زاری سے کہہ کر موبائل کان سے لگائے دوسری جانب جاتی گھنٹی سنے گیا کال اٹینڈ ہو گئی تھی اس نے چھوٹتے ہی سوال کیا

جادو اسکی منشا نہیں مجبوری تھی اس بات کا مطلب کیا ہوا؟

اپنے بیڈ پہ آڑے ترچھے سوئے پڑے حسن نے با مشکل آنکھیں کھول رکھی تھیں

میرا باپ ہیری پوٹر کے سیکوئل کا ڈائریکٹر نہیں تھا بند کرو فون وہ نیند میں بڑبڑایا

اے بکو مت ٹاپر ہو تم اتنے جینئیس ہو اتنی سی بات کا نہیں پتہ؟ اس نے گھر کا تھا

تم بھی تو خود کو جونیئر نیوٹن کہلواتے ہو باتیں ایسی کرتے ہو کہ ارسطو صدمے سے مر جائے خود حل کیوں نہیں کر لیتے ویسے ہالے سے پوچھ...

ٹوں ٹوں... اس آواز کے ساتھ کال کٹ گئی

سال میں چار سپلیاں لاتی ہے اسکی بہن اس سے پوچھ لو ہنہہ وہ جل کر بولا

اب اسکی انگلیاں کوئی اور نمبر ڈائل کر رہی تھیں گھنٹی بجی اور کال پک کر لی گئی

جادو اسکی منشا نہیں مجبوری تھی اس بات کا کیا مطلب ہوا؟ بے زار لہجہ

ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹے ہارون شاہد کی آنکھوں میں استہزا تھا

مدر گوتھل میری ماں تھی ناں؟ اور ایلسا میری بیوی مجھے کیا پتہ یہ کیا بکواس ہے ہالے سے پوچھ...

عمر نے ایک بار پھر زور سے بٹن دبا کر کال کاٹی

اس کے چہرے پہ برھمی اور بے زاری واضح تھی ایک علم والے کے لئے یہ نری موت تھی کہ اس سے کوئی سوال نہ حل ہو پا رہا ہو اس نے اپنی چیزیں اٹھائیں اور دروازہ زور سے بند کرتا باہر نکل گیا

لیل اور سردار اسکو جاتے ہوئے دیکھتے رہے

شاید عمر حیات بھول گیا تھا کہ ہر انسان کا علم مختلف ہوتا ہے اگر ریاضی کے طالب علم سے اردو ادب کا سوال پوچھو گے تو یہ نری زیادتی تھی

شاید وہ خود سے اور لوگوں سے غلط وقت پہ غلط سوال پوچھ رہا تھا

لیکن پھر سہی انسان کون تھا؟

ہسپتال کا پرائیویٹ وارڈ اس وقت ایک عجیب سی منحوسیت میں ڈوبا تھا باہر پھیلی سیاہ رات کے برعکس اندر سفید اجلی روشنیاں پھیلی تھیں کھڑکی کے پردے ہٹے ہوئے تھے اور سارا شہر وہاں سے صاف نظر آتا تھا کراچی شہر دن کے آجالے میں جتنا بھی شور کرتا گندگی سے بھرا ہوا نظر آتا ہو لیکن جسے کراچی کی خوب صورتی دیکھنی تھی وہ رات کے اندھیرے میں اس شہر کے اجالے دیکھے آنکھوں کو خیرہ اور اندر کے اندھیروں کو مٹاتے آجالے کھڑکی کے پاس ایک سنہری آنکھوں والا مرد کھڑا تھا اسکے عقب میں بیڈ پہ تکیوں کے سہارے بیٹھی ہوئی اسکی بہن بھی تھی

آپ چاہتے ہیں میں ایک بار پھر ذلت جھیلوں آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں بھائی وہ یاسییت سے کہہ رہی تھی اسکی سبز آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی معلوم ہوتی تھیں بال بے جان خشک اور چہرہ کھنڈر

مرد نے مڑ کر نہیں دیکھا وہ اسی طرح روشنیوں پہ نظریں جمائے کھڑا رہا

میں تمھیں ذلت سے بچا رہا ہوں نیرو تمھیں بھی اور اپنی مری ہوئی ماں کو بھی تم آزاد ہو چاہے اس رشتے کے لئے انکار کر دو لیکن یہ ذلت ڈھکی چھپی تھی آنے والی ذلت ساری دنیا دیکھے گی کیا پھر خود سے نظر ملا سکو گی؟ اسکی آواز ٹھنڈی تھی بے لچک بے تاثر

پیچھے بیٹھی سبز آنکھوں والی لڑکی کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے اسکی ہچکیاں سارے کمرے میں گونج رہی تھیں

میں کیا کروں بھائی کہاں جاؤں میرے پاس اب کچھ نہیں ہے فیصلے کا کوئی اختیار نہیں ہے جانے کو کوئی جگا نہیں ہے منہ چھپانے کو کوئی کپڑا تک نہیں ہے میرے نصیب میں ایسی ذلت کیوں ہے ؟ وہ اب بلند آواز میں چیخنے لگی تھی اسکے بھائی نے گویا کان لپیٹ لئے ہوں آنکھیں بند کر لی ہوں اس نے واقعی آنکھیں بند کر رکھی تھیں وہ اپنی بہن کی بات سن رہا تھا یا نہیں لیکن اسکے لب بے آواز ہل رہے تھے

اللہ انہیں غارت کرے

آپ میرے ساتھ ظلم کر رہے ہیں یاقوت نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے اسکو جان سے مار دیں اگر ذرا بھی غیرت ہے تو اسکو مار دیں یا پھر مجھے مار دیں لیکن میری اس سے شادی نہ کروائیں یہ ظلم ہے خدا کے لئے یہ مت کریں بھائی وہ بری طرح روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان کہہ رہی تھی

اللہ انہیں غارت کرے وہ پھر سے بڑبڑایا

میں یہ شادی نہیں کروں گی میں خود کو مار ڈالوں گی میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی یہ کیسے لوگ ہیں اللہ اللہ کیسے لوگ ہیں یہ مری ہوئی عورتوں کو بھی نہیں بخشتے وہ ہزیانی انداز میں چلاتے ہوئے اپنے بال نوچ رہی تھی اپنے چہرے پہ زور زور سے تھپڑ مار رہی تھی نوح اب بھی نہیں مڑا وہ کسی برف کے مجسمے کی تارہ ساکن کھڑا رہا آنکھیں بند کئے بڑبڑاتے ہوئے

اللہ انہیں غارت کرے

اب کے وہ اٹھی تھی پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے اس نے اپنا سارا بستر نوچ ڈالا

میں یہ شادی نہیں کروں گی میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی اس پہ گویا جنون ساطاری ہو چکا تھا

اس نے آج نوح کا لایا ہوا کھانا فرش پہ پھینک دیا ڈرپ اسٹینڈ کو زور سے زمین پہ دے مارا خود فرش پہ ڈھے سی گئی

اللہ انہیں غارت کرے سرگوشی اب بھی جاری تھی آنسو اس کی آنکھوں سے بھی بہہ رہے تھے

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے یاقوت میرے ساتھ ایسا کیسے کرسکتا ہے میں نے اس سے محبت کی تھی میں نے تو ہمیشہ اسکا اچھا چاہا وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کرسکتا ہے

وہ اب اپنے ہاتھ زور زور سے زمین پہ مار رہی تھی اپنے بالوں کو مٹھی میں دبوچے وہ آج خود کو ختم کر دینا چاہتی تھی

اس نے اسی جنونی انداز میں فرش پہ گری کھانے کی پلیٹ اٹھائی اور اپنے سر پہ دے ماری پتلا خون ایک لکیر کی مانند اسکے سر سے بہنا شروع ہوا اور پھر بھل بھل فرش پہ گرنے لگا نوح مڑا اور اپنی سرخ آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھا جسے سب سے زیادہ محبت کی تھی جسے سب سے زیادہ چاہا تھا وہ اسکے لئے بیٹیوں کی طرح تھی

وہ فرش پہ بے دھم ہو کر گرپڑی تھی وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ہوا آیا اور اسکے پاس بیٹھ گیا پھر جھک کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ تک لایا وہ خود کو چھڑوا رہی تھی اسکی پشت پہ تھپڑ مار رہی تھی لیکن وہ بس چپ تھا اسکے لب سرگوشی کرنا بند کرچکے تھا

نوح نے اسے بیڈ پہ بٹھایا اور پھر اسی خاموشی کے ساتھ اسے سینے سے لگالیا

اللہ انہیں غارت کرے گا اس نے تسلی دی لیکن وہ نہیں سن سکی وہ بے ہوش ہو چکی تھی

نوح نے اسے نرمی سے واپس لٹا دیا پھر ذرا فاصلے پہ رکھے فرسٹ ایڈ باکس کو لے آیا

اب وہ اسکے سر کا زخم صاف کر رہا تھا اور پھر سے دہراتا جا رہا تھا

اللہ انہیں غارت کرے

باہر پھیلی تاریک رات آج پہلے سے زیادہ تاریک لگی تھی

فجر کی اذانیں باسی ہو چکی تھیں سورج ڈھکا چھپا سا کہیں سے نظر آجاتا تھا اپنا مکمل دیدار فلحال ااس نے ممنوع قرار دے رکھا تھا

ایسے میں عمر حیات کے بنگلے کی چھت پہ آؤ تو ہالے سلطان گلابی ڈھیلے ڈھالے کرتے شلوار میں ملبوس بالوں کو کھلا چھوڑے اپنے آگے مٹی کے بڑے بڑے برتن رکھے بیٹھی تھی یوں گویا تھال نما پلیٹ ہو کوئی بھورے بال شانوں سے ڈھلک ڈھلک کر آگے کو گر رہے تھے اسکے آگے پانچ بڑی بڑی مٹی کی پلیٹیں رکھی تھیں ساتھ ایک بڑے سے برتن میں اناج کے دانے اور ٹوٹا چاول (وہ چاول جن کے دانے عام چاول کے دانے کے مقابلے چھوٹے اور بھر بھرے سے یہ چھوٹے چھوٹے پرندوں کے لئے بہترین غذا تھی

دفتعا اسے اپنے عقب میں کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اس نے گردن موڑ کر دیکھا اسکے سامنے وہی تھا سیاہ آنکھوں والا مرد اسکی آنکھیں سرخ تھیں وہ سرمئی ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس وہ شاید جاگنگ کے لئے جانے والا تھا اسکی تیاری سے یہی لگتا تھا

یہ صبح صبح کس کی خدمات ہو رہی ہیں؟ وہ کہتا ہوا آگے آیا اور پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھا

پرندوں کی . . . میرے گھر میں ہمیشہ میں اور حسن ایسے برتنوں میں پانی اور اناج رکھتے تھے وہ چہرہ پلیٹ پہ جھکائے کہہ رہی تھی ہمیشہ ہمارا مقابلہ ہوتا تھا کہ کس کی پلیٹ سے جلدی ختم ہو جاتی ہے

کس کی؟

حسن کی اسکی پلیٹ ہمیشہ جلدی خالی ہو جایا کرتی تھی اور اسکو بابا سے انعام ملتا تھا میرے اور حسن کے درمیان مقابلہ رہتا تھا کہ کون زیادہ نیکی کرتا ہے

وہ بولتے ہوئے پلیٹ ہاتھ میں لئے اٹھی اور دیوار کی جانب بڑھ گئی

ہر ہفتے بابا ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور ہماری نیکیاں کاؤنٹ ہوتی تھیں اور جو جیت جاتا تھا اسے انعام ملتا تھا اس نے پلیٹ منڈیر پہ رکھ دی

عمر نے دوسری پلیٹ اٹھائی اور اسکے عقب میں جا کر کھڑا ہوا

آپ جھوٹ بولتی تھیں تا کہ حسن جیت جائے اور اسے انعام ملے وہ پلیٹ کو منڈیر پہ رکھتے ہوئے بولا ایک پل کو ہالے رک سی گئی

تمھیں کیسے پتہ ؟

اس نے کندھے اچکائے مجھے سب پتہ ہوتا ہے

وہ دوں وں ایک ساتھ چلتے ہوئے واپس آئے عمر نے جھک کر دو پلیٹس اٹھائیں ایک ہالے کے ہاتھ میں دی

ہاں میں جان کر ہار جاتی تھی حسن کو جیتتے ہوئے دیکھنا اچھا لگتا تھا مجھے بہت خوش ہوتا تھا وہ مجھے حسن میرا بھائی کم بیٹا زیادہ لگتا ہے

اور مجھے سالہ کم عذاب زیادہ لگتا ہے وہ ترکی بترکی بولا تو ہالے ہنس پڑی

ان دونوں نے مزید دو پلیٹس بھی منڈیر پہ رکھ دیں دھوپ اور گرمی کے مارے پرندوں کے لئے یہ کوئی نعمت ہی تھی

ویسے آپ غلط کر رہی ہیں ان پرندوں کو کمفرٹس کا عادی بنا دیں گی اللہ نے انکو پر دیئے ہیں آنکھیں دی ہیں اپنا کھانا خود ڈھونڈ سکتے ہیں اس نے اعتراض کیا تھا

ہالے واپس مڑ گئی پانی کے بڑے بڑے پیالے اٹھائے اور دوبارہ اسکی طرف آنے لگی وہ اسے اپنے قریب آتے دیکھتا رہا

تمھارے پاس پیر ہیں تو پیدل سفر کیوں نہیں کرتے ؟ اس نے پیالہ منڈیر پہ رکھا تمھارے پاس ایک ہزار ایسی چیزیں ہیں جو تمھیں کمفرٹس دیتی ہیں اور تمھارے لئے زیادہ ہیں پھر تم کیوں انہیں اپنے پاس رکھے ہوئے ہو وہ بازو سینے پہ باندھے اسکے سامنے کھڑی تھی

عمر غور سے اسے سن رہا تھا اس نے کئی بار ہیون کی چھت پہ معراج سلطان کو اسی طرح پانی کے پیالے اور دانہ رکھتے ہوئے دیکھا تھا لیکن سوال نہیں کر پایا تھا ہالے کہہ رہی تھی

کسی کو کوئی کمفرٹ دیتے ہوئے یا اسکے لئے کوئی سہولت پیدا کرتے ہوئے یہ مت سوچو کہ وہ ڈیزرو کرتا بھی ہے یا نہیں ثواب اور نیکی بھی کوئی چیز ہوتی ہے اللہ کے لئے کئے گئے کاموں کے اجر وہ خود دیتا ہے ہم کیوں سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کریں؟

بابا کہتے تھے پرندوں کی دعائوں میں بہت اثر ہوتا ہے میں تو بس دعاؤں کے لئے کر رہی ہوں

عمر نے دیوار سے ٹیک لگالی اور مسکرایا ہالے اس کو دیکھ کر مسکرائی

پیارا لگ رہا ہوں ناں؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا

زہر لگ رہے ہو وہ بھی اسی کی طرح مسکراتی رہی

آسمان پہ اترتے پرندوں کے غول اور صبح کی بہتی ہوئی ہوا دلچسپی سے انکو دیکھتی رہی

کوئی وقت تھا جب آپ کو میری آواز پسند نہیں تھی اور میرا چہرہ برا لگتا تھا

وہ وقت برا تھا ورنہ تمہاری آواز نے تو آدھی رات میں بھی مرے قدم جکڑ دیے تھے

ایک پل کو وقت تھم گیا شہر کی ساری آوازیں تھم گئیں عمر کو لگا کہ اسکا دل بھی تھم گیا

ہالے اسے دیکھتی رہی یک ٹک پلک جھپکے بغیر

یہ سرمئی سوٹ اتنا کیوں پسند ہے تمھیں ہر صبح یہی پہن لیتے ہو اس نے پچھلی بات کا اثر زائل کرنا چاہا

اس میں زیادہ گورا لگتا ہوں میں اس لئے وہ مسکراہٹ دبا کر بولا پارک میں آنے والی لڑکیوں کی نظر مجھ پہ ٹھہر ہی جاتی ہے

زہر لگ رہے ہو وہ اسکی باتوں کے جواب میں بس یہی بولی

ہیون چلیں گی میرے ساتھ ؟ اسکی اچانک پیشکش پہ یکدم ہالے سیدھی کھڑی ہوئی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

میرا پیپر ہے صاف ظاہر تھا وہ اسے ٹال رہی تھی

میں پیپر سے پہلے گھر لے آؤں گا

ہالے نے چند ثانیے اسکو دیکھا وہ بس سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا

تم کیوں ہو ایسے ؟

کیسا؟ وہ اب بھی سنجیدہ تھا

میرے عزیز میرے لوگ سب مجھے کہتے ہیں کوئی ہالے کو نہ نہیں کہہ سکتا لیکن ایک ہالے ہے جو تمھیں ناں نہیں کہہ سکتی مجھے تم سے ڈر لگنے لگا ہے تم مجھے ہپناٹائیز کر رہے ہو وہ جھرجھری لے کر سادگی سے کہتی آگے بڑھ گئی

عمر وہیں کھڑا رہا ساکت شل اسکی آنکھوں کی پتلیوں کی حرکت ساکت ہوگئی تھی دل رک رک کر چل رہا تھا کانوں میں کوئی آواز تھی جو گونج رہی تھی

میں اسکے سامنے بے بس ہو جاتا ہوں اماں وہ مجھے ہیپناٹائز کر دیتی ہے

اس پل اس سارے شہر میں بس دل کے دھڑکنے کی آواز آتی تھی

چارسال قبل

اسکی پڑھائی کو مکمل ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا وہ سی ایس ایس کا امتحان دینا چاہتا تھا لیکن اپنی پی ایچ ڈی کی وجہ سے نہ دے سکا دو ماہ پہلے اس نے پی ایچ ڈی مکمل کر لی تھی اور اب وہ مکمل طور پہ خود کو سی ایس ایس کے امتحان کے لئے تیار کر رہا تھا وہ عمر حیات تھا ٹاپر جینیئس اور extra ordinary

وہ اس امتحان کو پہلی ہی دفع پاس کر لینا چاہتا تھا ہسپتال والے واقعے کو آج کوئی آٹھ نو ماہ بیت چکے تھے لیکن وہ یاد اسکے زہن سے کبھی محو نہیں ہو سکی تھی

وہ آدھا دن ہیون میں کام کرتا اور باقی کا آدھا دن مختلف کوچنگز اور لائیبریریز میں جاتا رہتا تھا اس وقت بھی وہ ایک لائبرری میں بیٹھا تھا لمبی میز پہ قطار میں کرسیاں لگی تھیں ان کرسیوں پہ بیٹھے لوگ میز پہ کہنیاں رکھے کتاب پہ سر جھکائے مطالعے میں غرق نظر آتے تھے دفتعا اسے اپنے آگے والی کرسی پہ کوئی بیٹھتا ہوا محسوس ہوا اس نے بلاارادہ نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر پھیر نہیں سکا

سامنے سیاہ آنکھوں والی لڑکی تھی گلابی رنگ کے سادہ لباس میں ملبوس اسکی رنگت دمک رہی تھی اسکے بال سیاہ تھے چمک دار گھنے سردی کی وجہ سے اسکی ناک سرخ ہو رہی تھی لیکن ان سب سے زیادہ جس چیز نے اسکی توجہ گھیری تھی وہ اسکی آنکھیں تھی عمر کو لگا یہ اسکی اپنی آنکھیں تھیں ان دونوں کے بیچ لمبی میز حائل تھی لیکن ان دونوں کے درمیان بہت کچھ حائل تھا لیکن وہ اس میز کی طرح نظر نہیں آتا تھا

وہ یک ٹک پلک جھپکے بغیر اسکو دیکھے گیا خود پہ نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہالے نے آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا ایک پل بس ایک پل کے لئے ان دونوں کی ایک جیسی آنکھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور عمر حیات سانس نہیں لے سکا وہ اپنی کتاب اٹھائے چلی گئی شاید وو کتاب لینے ہی آئی تھی لیکن اپنے پیچھے بیٹھے اس لڑکے کو ایک روگ دے گئی تھی یہ انکی تیسری ملاقات تھی اور آج عمر حیات کی نظروں میں "عشق" تھا

اسکے جاتے ہی بے اختیار اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا سانس بند ہونے لگی یہ کیا تھا اوہ خدایا یہ کیا تھا؟

وہ اگلے کئی لمحات تک بس اس داخلی دروازے کو دیکھتا رہا اسکا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ کاش آج اس لائیبرری کے داخلی دروازے بند کر دیئے جائیں کاش وہ تھوڑی دیر یہاں مزید بیٹھ سکتی لیکن وہ ایسا کیوں چاہ رہا تھا؟

اس لمحے اس ایک نظر نے بہت کچھ تبدیل کر دیا تھا عمر حیات بدل گیا تھا وہ روزانہ لائیبرری آنے لگا تھا وہ اسی میز پہ بیٹھ کر اسکا غائبانہ انتظار کرنے لگا تھا اس نے ہالے کی روٹین دیکھ لی تھی اب وہ گھنٹوں اسکی یونیورسٹی کے باہر کھڑا رہتا اور جب چھٹی کے وقت وہ اپنے کزن کے ساتھ آتی تو بس اس کی ایک جھلک عمر کے لئے کافی ہو جاتی

کبھی وہ کسی کیفے کسی ریستوران میں بے وجہ بیٹھا اسے دیکھتا رہتا وہ صبح جاگنگ کرنے جاتی تو اس دھند میں اٹی صبح میں اسے ہالے کا چہرہ صاف نظر آتا تھا ہر دھند سے پاک ہر طرح سے حسین اور سکون دینے والا

وہ کسی ٹین ایجر لڑکے کی طرح بن گیا تھا بغیر کچھ کہے خاموشی سے اسے دیکھتے رہنے کی خاطر وہ اپنا وقت پڑھائی ہیون سب بھول گیا تھا کچھ یاد تھا تو ہالے کوئی آواز سنائی دیتی تھی تو اسکی ایسے میں ایک رات جب وہ ہیون کے گارڈن میں معراج سلطان کے ساتھ بیٹھا تھا تب انہوں نے اس سے سوال کیا تھا

تم اجکل غائب دماغ رہتے ہو کوچنگ جاتے ہو لیکن پڑھتے نہیں کھانا پینا سونا جاگنا تمہاری ساری روٹین بدل گئی ہے کیا کسی لڑکی کا چکر ہے؟

انکے سنجیدگی سے پوچھنے پہ ایک پل کو وہ گڑبڑایا اور پھر نظر پھیر لی یہ وہ وقت تھا جب عمر نے ان کی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرنا چھوڑ دیا تھا اسے خدشہ تھا کہ وہ سب جان لیں گے

انہی دنوں اسکے امتحان کی تاریخ آ گئی لیکن اسکی روٹین نہ بدل سکی وہ صبح میں اسے دیکھنے یونیورسٹی جاتا اور پھر شام میں کسی کیفے کسی شوٹنگ کلب کسی ریستوران وہ بس اسے دیکھتے رہنا چاہتا تھا بغیر دقت کے بغیر تھکے

امتحان ہوا اور پھر رزلٹ آیا لیکن پھر ایک جھٹکا تھا جو عمر حیات کو لگا تھا عمر حیات زندگی میں پہلی بار "فیل" ہو گیا تھا اور بہت بری طرح فیل

وہ آج بھی معراج سلطان کے سامنے تھا انکے آفس میں چکر کاٹتا ہوا بے یقین شاکڈ اور تھوڑا سا ہرٹ بھی

I can't believe it i just can't وہ انکے سامنے بے یقینی سے چکر کاٹتے ہوئے کہہ رہا تھا

میں فیل نہیں ہو سکتا میں سب کو sue کروں گا ایک ایک کو دیکھ لوں گا میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے میں میں کیسے فیل ہو گا

معراج سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے

میں میں فیل نہیں ہو سکتا میں کبھی کبھی ساری زندگی فیل نہیں ہوا میں نے ہمیشہ ٹاپ کیا ہے میں نے پی ایچ ڈی میں ٹاپ کیا ہے میں اس ملک کے زہین ترین لوگوں میں سے ہوں میں فیل کیسے ہو سکتا ہوں؟

?Can you believe it

وہ چکر کاٹتے ہوئے وہ ایک لمحے کو رک گیا تھا

کون ہے وہ لڑکی؟ معراج سلطان کے سوال پہ وہ ششدر رہ گیا الفاظ منہ میں رہ گئے اسکے چہرے پہ جیسے کسی نے بیلچہ دے مارا ہو وہ شل رہ گیا

معراج اپنی جگا سے اٹھ کر آئے اسکے سامنے آکر کھڑے ہوئے.. تم آج تک فیل نہیں ہوئے کیونکہ تمھارے لئے تم سے زیادہ ضروری کوئی نہیں رہا اب کوئی ہے جو تمھارے لئے تم سے زیادہ ضروری ہے

d or and please don't you dare to call it love it's a obsession you're obsesse

insecure

کوئی ہے جس کے کھو جانے کا تمھیں ڈر ہے جو تمہارا جنون بن گئی ہے کیا کوئی ہے؟ انکی نظریں اسکین کر رہی تھیں

عمر نے شکستگی سے سر جھکا دیا کافی دیر تک اسکے حلق سے کوئی آواز نہ نکلی کافی دیر بعد وہ بولا اسکے حلق سے پھنسی ہوئی آواز نکلی

مجھے نہیں پتہ یہ محبت ہے یا کیا لیکن اگر میں اسے نہیں دیکھوں گا تو سانس نہیں لے سکوں گا وہ کہنا یہی چاہتا تھا لیکن

ایسا کچھ نہیں ہے کہہ کر بات ختم کر دی

معراج سلطان نے زیادہ کریدہ نہیں انہوں نے اسکا کندھا تھپکا کوئی بات نہیں چلو "ڈنر سوگ" کرتے ہیں وہ بڑے آرام سے اسے پیش کش کر رہے تھے عمر نے نہ سمجھی سے انہیں دیکھا

Its my daughter thing

چلو بتاتا ہوں وہ اسے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھ گئے

اگلے ایک گھنٹے میں وہ ایک ریستوران میں بیٹھے تھے انکے سامنے کھانا رکھا تھا جسے ابھی تک ان دونوں نے چھوا بھی نہیں تھا معراج سلطان نے چندپل اسے دیکھا پھر کہنا شروع کیا تھا

دیکھو عمر ہارنا برا نہیں ہوتا ہارنے کے بعد کی مایوسی بری ہوتی ہے گرنا برا نہیں ہوتا گرنے کے خود کو اٹھنے کے قابل نہ سمجھنا برا ہوتا ہے وہ اسے سمجھا رہے تھے عمر بس پلیٹ کو گھور رہا تھا ہر منظر بے کار تھا ہر بات بے تاثیر وہ اسے دو دنوں سے دیکھ نہیں سکا تھا کوئی اس سے پوچھتا اسے کیا چاہیے

تم فیل ہوئے کوئی بات نہیں زندگی ایک امتحان کے گرد نہیں گھومتی کرنے کو اب بھی بہت کچھ ہے دوبارہ تیاری کرو اور امتحان دو تمہاری کریڈ.یبلٹی ہو گی تمہارا مقام ہو گا تو اس لڑکی کا باپ مان ہی جائے گا عمر نے تکان سے سر اٹھایا

مطلب وہ اس لڑکی کا ذکر نہیں بھول سکتے آہ کیا کرے وہ انکا؟

کیا وہ لڑکی مجھ سے شادی کرلے گی؟ اس نے تھکی تھکی آنکھوں سے معراج کو دیکھا

کوئی عمر کو ناں کر سکتا ہے کیا؟

میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں جج صاحب اس نے دقت کے ساتھ کہنا چاہا وہ بہت اہم ہے بہت زیادہ مجھے اس سے محبت ہے عقیدت ہے میں اسکے ساتھ جینا چاہتا ہوں وہ ہلکی آواز میں بولا بے حد ہلکی شکستہ آواز

کون ہے وہ؟ دور کہیں شاید معراج جانتے تھے وہ کون ہے انہوں نے عمر کو کئی بار ایسی جگہوں پہ دیکھا تھا جہاں ہالے جاتی تھی اور عمر کا وہاں ہونا حیران کن تھا وہ بیٹی کے باپ تھے عمر کی حوصلہ افزائی کر سکتے تھے رشتہ نہیں ڈال سکتے تھے عمر نے کچھ کہنے کو لب کھولے لیکن . اسی وقت معراج سلطان کا فون بجا کال اہم تھی وہ ہیلو ہیلو کرتے اٹھ گئے یہی وقت تھا جب عمر کے عین عقب میں کسی میز پہ دو لوگ آکر بیٹھے سیاہ آنکھوں والی لڑکی اور

سرمئی آنکھوں والالڑکا وہ لڑکے سے کچھ کہہ رہی تھی عمر نے اسکی آواز سن کر آنکھیں موند لیں سکون سا سکون تھا جو اطراف میں پھیل گیا

اس نے فیصلہ کر لیا تھا اب وہ اس لڑکی کے بغیر نہیں رہ سکتا وہ ضروری تھی سانس لینے جتنی ضروری وہ معراج کو سب سچ بتادے گا اور پھر محنت کر کے کیریئر بنالے گا اسکے نام سے وہاج کا نام ہٹے یا نہیں لیکن وہ خود کو اس قابل کر لے گا کہ سلطان خاندان اسے اس نام کے ساتھ قبول کرنے پہ مجبور ہو جائے ہاں وہ یہی کرے گا

تم مہر کی وجہ سے مجھ سے کیوں لڑ رہی ہو ؟ان دونوں کی باتوں کی آواز یہاں تک آتی تھی

میں مہر آپی کی وجہ سے غصہ نہیں ہوں میں دادا پہ غصہ ہوں اور ان سے بھی زیادہ اس گھٹیا خبیث انسان وہاج خان پہ غصہ ہوں

کوئی تھپڑ تھا جو عمر حیات کے دل اور چہرے دونوں پہ لگا تھا وہ اپنی جگہ ساکن رہ گیا

دادا آپی سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ انکے باپ نے پھپھو کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا مجھے جتنی نفرت اس وہاج سے ہے اتنی آج تک کسی سے نہیں ہو سکی وہ میرے سامنے آئے تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے مار دوں

عمر کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں پکڑ کر دبایا ہو اتنا زور سے کہ خون رسنے لگا خواب ٹوٹ کر کرچی کرچی ہوئے دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا

ہالے کہے جا رہی تھی

پھپھو نے انکو محبت دی اولاد دی پیسہ دیا لیکن وہ گھٹیا انسان گھٹیا ہی رہا سہی کہتی تھیں پھپھو سانپوں کے بل سے سانپ ہی نکلتے ہیں میرا بس چلے تو اسکے سارے خاندان کو مار دوں جان لے لوں سب کی گھٹیا لالچی انسان وہ ہالے کو دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن اسے حقارت محسوس ہوئی اسے لگا اسکے منہ پہ تھوکا گیا تھا

وہ لٹھے کی مانند سفید چہرہ لئے اٹھا اس نے دائیں بائیں کہیں نہیں دیکھا اسے اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا دل بند ہو رہا تھا ایسی اذیت ایسی اذیت پہلے کب ہوئی تھی ؟

وہ چاہے زم زم سے دھل کر آجاتا لیکن وہ وہاج خان کا بیٹا رہتا اور وہاج خان کے بیٹے کے لئے سلطانز کے دل میں نفرت ہی تھی

اسکا دل بری طرح ٹوٹا تھا اور اسے لگا تھا اب وہ اسے جوڑ نہیں سکے گا وہ سفید پڑتا چہرہ اور ٹوٹا دل لئے وہاں سے نکل گیا تھا

یہ اس ریستوران والے واقعے کے چند دن بعد کا ذکر ہے وہ ہیون میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا ان چند دنوں میں نہ وہ کوچنگ گیا تھا نہ کچھ پڑھا تھا اور نہ ہیون کا کوئی کام دیکھا تھا سب کو لگتا تھا وہ فیل ہو جانے کی وجہ سے صدمے میں تھا کوئی نہیں جانتا تھا وہ دل ٹوٹنے کے صدمے میں تھا

اس روز اس ریستوران والے واقعے کے بعد وہ دوبارہ نہ لائبرری گیا تھا نہ یونیورسٹی اور نہ ہی اسے فالو کیا تھا اس نے خود پہ بند بٹھار کھے تھے اپنے بیڈ پہ لیٹا وہ پر مثر دہ سا تھا کافی دیر اسی طرح لیٹے رہنے کے بعد وہ اٹھا تھا اب مزید صبر وہ نہیں کر سکتا تھا اسے طلب ہو رہی تھی وہ فوراہالے کو دیکھنا چاہتا تھا

کچھ دیر بعد ہی

خاکی پینٹ کے اوپر سیاہ بٹنوں والی شرٹ پہنے بڑھی ہوئی شیو اور بکھرے بالوں کے ساتھ وہ یونیورسٹی کے باہر گاڑی میں بیٹھا تھا اسے یہاں بیٹھے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا اسی لمحے اسکا فون بجا بغیر دیکھے اس نے کال اٹینڈ کر لی

تم فیل ہو گئے ؟ دوسری طرف اسکی ماں نے چھوٹتے ہی سوال کیا تھا

عمر نے جواب نہیں دیا شاید مقابل کو جواب کی ضرورت بھی نہیں تھی کافی دیر دوسری جانب بھی خاموشی رہی اور پھر ایک مستحکم آواز سنائی دی

تم نے محبت کو آبسیشن بنا لیا ہے عمر اس سے نکل آؤ نفیسہ کی نرم آواز پہ اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا آنکھیں جلنے لگی تھیں

میں جب تک اسے دیکھ نہیں لیتا مجھے سکون نہیں ملتا مجھے ہر وقت اسے کھونے کا خوف رہتا ہے مجھے لگتا ہے کسی دن میں اسے فالو نہیں کروں گا اور پھر اگلے دن وہ مجھے نظر نہیں آئے گی وہ بے حد ہلکی آواز میں شکستگی سے کہہ رہا تھا

میں تھک رہاہوں اسکی محبت مجھے تھکا رہی ہے میرا کریئر تباہ ہو رہاہے اور مجھے لگتاہے میں کچھ نہیں کر پارہاسب کچھ ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسل رہاہے اماں میں کیا کرو کہاں جاؤں ؟وہ بے بسی سے بولا حلق دکھ رہا تھا آنکھیں جل رہی تھیں

تم تھک رہے ہو کیونکہ تم وہ بن رہے ہو جو تم نہیں ہو تم کوئی اسٹالکر یا پھر محبت میں لالچی انسان نہیں ہو وہ بولیں

تو عمر نے دم سادھ لیا

تم اسے فالو اس لئے نہیں کرتے کیونکہ تمھیں لگتاہے تم اسے کھو دوگے یا پھر تم اسے دیکھنا چاہتے ہو تم اسے فالو کرتے ہو کیونکہ دور کہیں تمھیں خوف ہے کہ کسی دن وہ جان لے گی تم وہاج خان کے بیٹے ہو اور پھر وہ تم سے نفرت کرے گی تم اس نفرت سے پہلے کی محبت دیکھ لیناچاھتے ہو

کیاتم نے کبھی کھولتے ہوئے سچ سے جلا چہرہ دیکھاہے ؟عمر کا چہرہ آج ویسا تھا

تم فیل اس لئے نہیں ہوئے کہ کسی نے تمھارے ساتھ زیادتی کی کسی نے ظلم کیایا پھر اس لڑکی کی یاد نے تمھیں پڑھنے نہیں دیا تم فیل ہوئے کیونکہ تم تمہارا دماغ تمہاری قلم خوف زدہ تھی فیل ہونے کا خوف انسان کو فیل کرواتا ہے

وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے پڑا رہاسچ کا مکا ایسی زور سے لگا تھا کہ اسکے جسم میں اٹھنے کی سکت ہی نہیں رہی تھی

تم نے پڑھائی سی ایس ایس سب کو اس لڑکی سے جوڑ لیا تھا تم پڑھنا چاہتے تھے مقام بنانا چاہتے تھے تا کہ وہ لڑکی تمھیں چھوڑ نہ دے لیکن دور کہیں تم ڈرے ہوئے تھے کہ اگر تم فیل ہو گئے تو؟ اگر تم معاشرے میں اپنا مقام اپنی کریڈ.بیلٹی نہ بنا سکے تو؟ میں پھر کہہ رہی ہوں تمھارے فیل ہونے کے خوف نے تمھیں فیل کروایا ہے

میں اسے کھونا نہیں چاہتا اماں

She is the women i love with all my heart

وہ آہستگی بے حد آہستگی سے بولا

میں واقعی یہ سب نہیں چاہتا یہ کسی ٹین ایجر کی طرح اسکا تعاقب کرنا اسے فالو کرنا اسکے خوف اسکی محبت سے پڑھنا میں ایسا نہیں ہوں لیکن میں کیا کروں کہ اس خوف کو خود سے نکال سکوں وہاج خان جیسا بھی ہے میرا باپ ہے میں اسکا نام اپنے ساتھ لگا کر رہنا چاہتا ہوں لیکن اگر وہ مجھے اس نام کی وجہ سے چھوڑ دے گی تو میرا دل بہت دکھے گا بھی میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا وہ یونیورسٹی کے گیٹ پہ نظر جمائے کہہ رہا تھا

آزاد... محبت کو آزاد کرو ہر خوف ہر لالچ سے آزاد محبت گرو کرتی ہے ہیل کرتی ہے سکون دیتی ہی بندھی ہوئی خوف زدہ لالچی محبت بے توقیر کرتی ہے بے سکون کرتی ہے دل کے زخم ادھیڑتی رہتی ہے یہی محبت ہوتی ہے جو لوگوں کو کچرے کے ڈھیروں پہ بیٹھ کر نشہ کرواتی ہے جو آپ کو سکون سے سونے نہیں دیتی جو آپ کا مستقبل حال ماضی سب خراب کر دیتی ہے کیا تمھیں ایسی محبت چاہیے؟ کیا تمہارا اصل یہی ہے؟

وہ خاموش ہو گئیں عمر بھی خاموش تھا کافی دیر تک وہ اسکے بولنے کا انتظار کرتی رہیں لیکن وہ نہ بولا اور جب عمر خاموش ہو جایا کرے تو سمجھ جاؤ وہ قائل ہو گیا زہین لوگوں کی ناک اونچی ہوتی ہے وہ کبھی بھی آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہ آپ کی بات مان چکے ہیں آپ کی ذہانت آپ کا پائنٹ تسلیم کر چکے ہیں وہ بس اپنے عمل اپنی خاموشی سے سب سمجھا دیتے ہیں

اسی پل وہ باہر نکلی ہارون کے ساتھ ہنستی کھکھلاتی ہوئی

وہ اسے دیکھتا رہا ایک سکون تھا جو رگ وپے میں اتر رہا تھا وہ دونوں گاڑی تک جا رہے تھے وہ بار بار رک جاتی ہارون کی کسی بات پہ گردن پیچھے پھینکے کھکھلاتی جاتی اور پھر وہ چلی وہ چلی گئی لیکن یہ فجر والا لمحہ تھا اسکے جاتے ہی وہ جیسے ایک خواب سے جاگا تھا

یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ وہ بے آواز بڑبڑایا

سارا دن کسی گلی کے عاشق کی طرح اسے فالو کرنا محبت کو نشے کی طرح ایک سمجھ لینا ایک جنون کی طرح اسکا تعاقب کرنا ہر وقت اسے کھونے اس سے دور جانے کے خوف میں مبتلا رہنا یہ کیسی محبت تھی؟ کیوں اسکا دیدار سیر اب نہیں کر رہا تھا؟ کیوں وہ محبت میں لالچی ہو رہا تھا؟ محبت میں پڑ کر کیریئر تباہ کرنا یہ romanticism نہیں تھا یہ محبت نہیں تھی

اس نے گاڑی واپس موڑ دی اب کے اسکا چہرہ کچھ اور تھا ہر دفع ہالے کو دیکھ لینے پہ بھی وہ اسے کھونے کا خوف دل سے نکال نہیں سکا تھا لیکن آج وہ پر سکون تھا یہ محبت نہیں تھی جو وہ کر رہا تھا یہ جنون تھا اور جنون کو ختم ہو جانا چاہیے ورنہ وہ آپ کو ختم کر دے گا

اسکا کیریئر اسکا مقام اسکی کریڈ.یبلٹی اہم تھی ہر محبت سے زیادہ اہم ہر ہالے سلطان سے زیادہ اہم محبت کو کوئی حق نہیں کہ وہ کیریئر کھا جائے نشوں پہ لگا دے یا پھر ایک جنونی اسٹالکر بنا دے ازل سے ابد تک محبت کو بس ہیل کرنے تحفظ دینے اور سکون دینے کا حق ہے اور اگر وہ اپنا کام نہیں کر پا رہی تو بہتر ہے راستہ بدل لیا جائے آج اس نے راستہ بدل لیا تھا عمر حیات ایک اسٹالکر نہیں تھا کوئی جنونی نہیں تھا وہ یہاں کریڈ.یبلٹی مقام بنانے آیا تھا خود کو ذہنی مریض بنانے نہیں

واپس جاتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا وہ بلاخر آزاد تھا

اگلے دن وہ کو چنگ جانے لگا تھا ہیون کے معملات سنبھل گئے تھے معراج سلطان نے اس سے دوبارہ اس لڑکی کے متعلق بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی شاید پرانا عمر واپس آ چکا تھا اور اس عمر سے بات کرنا مانو اپنے پیر پہ کلہاڑی مارنا سب کچھ معمول پہ آنے لگا تھا لیکن شاید دور کہیں کچھ تھا جو ادھورا تھا ٹوٹا ہوا تھا

اسی طرح ایک شام وہ لائبرری سے نکل رہا تھا ہاتھ میں ایک کتاب لئے وہ جونہی مڑا ایک پل کو ٹھہر گیا وہ سیاہ جوڑے میں ملبوس میز کے اوپر رکھی کتاب پہ وہ سر جھکائے ہوئے تھی سرمئے آنکھوں والا لڑکا بھی اسکے ساتھ بیٹھا تھا وہ دونوں آہستہ آہستہ سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے

عمر اسے دیکھتا رہا وہ خود کو اسے دیکھنے سے روک نہیں پایا یہ لڑکا یہ نہ جانے کیوں برا لگ رہا تھا بہت برا اسکا دل چاہ رہا تھا اسے اٹھا کر لائبرری کی کھڑکی سے باہر پھینک دے

وہ کتابوں کے ریکس کے پار کھڑا ہو گیا اس طرح کہ ہالے اسے دیکھ نہ سکے اور پھر اگلے ایک گھنٹے تک وہ وہیں کھڑا رہا جب تک وہ دونوں وہاں سے چلے نہیں گئے عمر وہیں کھڑا رہا وہ چلی گئی اور تب وہ بھی ہیون چلا آیا لیکن آج یہ کوئی اور عمر تھا

وہ اپنے کمرے میں آیا معراج سلطان جو کسی کام کے سلسلے میں اسے بلانے آئے تھے اسے اپنے بیگ میں کپڑے ٹھونستے دیکھ دھک سے رہ گئے عمر بس غائب دماغی سے بیگ میں اپنے سامان ٹھوںس رہا تھا چند لمحے وہ چوکھٹ پہ کھڑے بے یقین اور شاکڈ سے اسے دیکھتے رہے اور پھر آگے بڑھے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے بیگ لیا

کہاں جا رہے ہو تم؟ وہ سختی سے پوچھ رہے تھے

شہر چھوڑ رہا ہوں کہیں دور جا رہا ہوں وہ ہٹ دھرمی سے انکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا

میں یہاں ڈسٹر یکٹ ہو رہا ہوں لوگ بدلیں گے شہر بدلے گا۔۔وہ رکا ایک پل کو جیسے دل کو کسی نے جکڑ لیا ہو اور پھر میں اسے بھول جاؤں گا اس نے بلاخر کہہ دیا میں اسے دل سے نکال دوں گا لیکن اسکے لئے یہاں سے جانا ضروری ہے

وہ مڑ گیا الماری سے اب اپنے باقی سامان نکالنے لگا

تم مجھے چھوڑ دو گے ؟تم میرے وارث ہو میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو انکی آواز مارے بے بسی کے کانپی تھی

عمر کا دل پسیجا تھا آنکھیں گلابی ہوئیں لیکن وہ مڑا نہیں وہ جب جانے کا فیصلہ کر لیتا تھا تو مڑتا نہیں تھا

میں اپ سے وعدہ کرتا ہوں میں واپس آجاؤں گا اس نے یقین دہانی کروائی میں بہت جلد واپس آؤں گا اور ایک مقام ایک کریڈ بیلٹی کے ساتھ آوں گا فلحال مجھے جانے دیں پلیز مجھے مت روکیں ورنہ میں رک جاؤں گا اور اگر میں رک گیا تو میں نہ جانے کیا کر دوں گا وہ مڑے بغیر بولا

سارے حوالے ساری باتیں ساری دلیلیں سب ختم ہو گئیں وہ جا رہا تھا اور وہ اسے روک بھی نہیں سکتے تھے یہ کیسی بے بسی تھی؟

وہ واپس مڑ گئے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے

عمر بے بسی سے انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا

وہ ایک دوست کے توسط کوئٹہ چلا آیا بلوچستان کا دار لحکومت پر سکون ٹھنڈا شہر کوئٹہ مختلف تھا کراچی سے بے حد مختلف یہاں کی زندگی ویسی نہیں تھی

وہ روشنی شور گہما گہمی والے شہر سے اچانک اس معصوم اور پر سکون شہر میں آگیا تھا یہاں راتیں کراچی جیسی روشن اور دن شور کرتے نہیں تھے

یہاں آنے کے بعد اسے "اسٹر گل" کے معنی پتہ چلے تھے وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ فلیٹ شیئر کر رہا تھا کرایہ اور باقی کے آخر آجات نے اسے پہلے ہی مہینے دن میں تارے دکھا دیئے تھے ہیون میں اسکا کھانا اور رہائیش مفت تھی کوچنگ اور باقی کے آخر آجات کے لئے اسکے پاس جاب تھی لیکن یہاں نہ جاب تھی نہ پیسے اور سب سے بڑھ کر یہاں معراج سلطان نہیں تھے

وہ دو دو نوکریاں کرنے لگا کوچنگز اور لائبرری جانے لگا لیکن ایک اہم بات جو اسے یہاں آکر پتہ لگی تھی بلوچستان اور سندھ کے تعلیمی اداروں میں زمین آسمان کا فرق تھا اسے جو چیزیں یہاں "اب "پڑھائی جا رہی تھیں وہ انہیں کئی سال پہلے پڑھ چکا تھا شاید وہاں کا تعلیم بہت پیچھے تھی کہیں زیادہ پیچھے

وہ فلیٹ کا چھ ماہ کا کرایا ایک ساتھ دے چکا تھا اب وہ یہاں سے جانا افورڈ بھی نہیں کر سکتا تھا عمر کہتا تھا مسائل اپنا حل ساتھ لے کر آتے تھے اور اسکے مسائل بھی اپنا حل ساتھ لائے تھے لیل جو اسکے ساتھ کراچی کے بڑے کوچنگ ادارے میں پڑھ رہی تھی وہ اب اسے نوٹس بھیج دیا کرتی تھی وہ یوں وہ پڑھائی میں پیچھے نہیں رہا

لائبرری میں سارادن وہ کتابوں میں غرق رہتا تھا جب وہ راتوں میں سونے کے لئے لیٹتا تھا تب کوئی تھا جو اسے یاد آتا تھا بغیر اجازت

یہ وووقت تھا جب عمر اچھا کھانا کھاتے ہوئے ہزار بار سوچتا تھا جب وہ مہنگے کپڑے جوتے اور خاص طور پہ پرفیومز لیتے ہوئے اسے سوچنا نہیں پڑتا تھا وہ فوراخود کو "ناں" کہہ کر آگے بڑھ جایا کرتا تھا خود کو ناں کہنا آپ کو بڑے بڑے مسائل سے بچا لیتا ہے اور اس نے یہ سیکھ لیا تھا وہ نوکریوں سے نکالا جاتا تھا کیونکہ اسکے پاس پڑھنے اور نوکری مینج کرنے کے لئے وقت نہیں ہوتا تھا اس نے کئی بار جوتے سلائی کر کے پہنے تھے شرٹوں کے رنگ بوسیدہ اور پرانے ہو جاتے تھے وہ انہیں تب تک پہنتا تھا جب تک پھٹ نہ جائیں

کوئٹہ کی یخ برف بارساتی راتوں میں وہ اپنے لئے گرم بستر نہیں خرید پاتا تھا انکے فلیٹ میں ایک ہیٹر تھا جسے اسکا دوست اور وہ باری باری استعمال کرتے تھے گو کہ اس کڑکتے جاڑے میں اس ہیٹر کی کوئی وقعت نہیں تھی لیکن وہ بس خاموشی سے سب سہے چلے جا رہا تھا اگر وہ پیسہ ان چیزوں میں جھونکنے لگ جاتا تو کوچنگ کے پیسے پورے نہ ہو پاتے گھر اور بس کا کرایا کھانا اور باقی کے آخر آجات ان سب کو پورا کرنے کے لئے اسے کافی بار دل مارنا پڑتا تھا

کئی بار سخت سردی اور برف باری میں اسے پیدل کوچنگ جانا پڑتا تھا اور پھر جب تک وہ کلاس میں بیٹھا رہتا اسے اپنی ٹانگیں شل محسوس ہوتیں یہاں آکر بہت کچھ بدلا تھا یہاں وہ چاہ کر بھی ہالے کو دیکھنے نہیں جا سکتا تھا لیکن

ایک چیز تھی جو نہیں بدلی تھی "اسکا دل" اسے لگتا تھا وہ اسے بھلا چکا ہے لیکن وہ دل کے تخت پہ براجمان تھی پہلے سے زیادہ شان اور حق کے ساتھ

وقت گزرتا رہا وہ ان حالات کا عادی ہوتا گیا

اسکی واحد عیاشی مندو خیل روڈ کے "کلیجی اور نان" ہوا کرتے تھے وہ جب بھی اداس ہوتا تو یہیں آتا تھا بوڑھا شفیق پٹھان ریڑھی لگائے جب کلیجی اسکے سامنے دھو کر صاف کر کے بناتا تھا اور پھر جب وہ اسے نان کے ساتھ کھاتا تھا تب اسے لگتا تھا" یہ زندگی ہے "یہی زندگی ہے

حالات کی سختی معاشی بری حالت اور ٹوٹا ہوا دل وہ ان حالات میں بھی ڈٹ کر کھڑا تھا کچھ لوگوں کو کھڑا ہونا پڑتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں اگر وہ گرے تو انہیں اٹھانے کوئی نہیں آئے گا

اور پھر وہ دن اگیا جب اسکا امتحان تھا

وہ سفید شرٹ کے اوپر خاکی پینٹ پہنے امتحان دینے آیا بڑے سے ہال میں قطار نما کرسیاں سجی تھیں لڑکے لڑکیاں پرچوں پہ جھکے پنے سیاہ کرتے جا رہے تھے دو اساتزہ ان تمام طالب علموں کی نگرانی کی خاطر انکے سروں پہ گھوم رہے تھے

یہ لوگ اصل میں استاد نہیں تھے یہ کسی بڑے بڑے عہدوں سے ریٹائرڈ اعلی عہدے داران تھے خبطی اصول پسند بوڑھے جن کے چہروں سے سختی کا گمان ہوتا تھا جن کے وجود سے پرفیوم کی نہیں رعب و دبدبے کی خوشبو آتی تھی جنکو دیکھ کر ہی سانس حلق میں اٹکنے لگے

ہال کے عین سامنے جہاں طلباہ کی کرسیاں ختم ہوتی تھیں وہیں ذرا سا اونچا اسٹیج بنا تھا جہاں تین لوگ بیٹھے تھے ایک سفید بالوں والی عورت ایک درمیانی عمر کا مرد اور تیسرا کرخت اور سنجیدہ چہرے والا اشوک کوہلی

پہلی قطار کو چھوڑ کر دوسری قطار میں آؤ تو سفید شرٹ والا لڑکا پیپر پہ جھکا ہوا تھا اسکے پیچھے بیٹھی لڑکی بار بار اسکی پیٹھ پہ ہلکے سے پین مارتی تھی

شاید وہ اسے سے کچھ پوچھ رہی تھی وہ نظر انداز کرتا رہا ایک بار دو بار تین بار اور پھر وہ مڑا یہ اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی

کیا مسلہ ہے بی بی ؟ تنگ نہ کریں وہ برہمی سے کہہ کر اپنے پرچے پہ جھکنے لگا لیکن عین اسی وقت اسے اپنا پرچہ ہوا میں اٹھتا ہوا اور پھر اشوک کوہلی کے ہاتھ میں جاتا ہوا نظر آیا

وہ جانتا تھا اب کچھ نہیں ہو سکتا ساری دنیا جیسے جل کر راکھ ہو گئی تھی

آپ کو چیٹنگ کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے آپ کو اب اس امتحاں کا اہل نہیں سمجھا جا سکتا یو مے گو

وہ ٹھنڈی برف جسی آواز میں جیسے کوئی نوحہ سنا کر گیا ہو (سی ایس ایس ؛پی سی ایس اور اسی طرح کے چند بڑے بڑے امتحانوں میں آپ کو دائیں بائیں دیکھنے یہاں تک کہ زور سے سانس تک لینے کی اجازت نہیں ہوتی عمر سے غلطی ہو گئی تھی اور اب وہ اس پہ ساری زندگی پچھتانے والا تھا)

سر میں چیٹنگ نہیں کر رہا تھا یہ بی بی مجھے بار بار تنگ کر رہی تھیں میں میں بس انہیں روک رہا تھا وہ بوکھلا ہی تو گیا تھا

اسے اپنی ساری دنیا گھومتی محسوس ہو رہی تھی

کوہلی بغیر جواب دیئے اسٹیج پہ واپس چلا گیا عمر دیوانہ وار اسکے پیچھے گیا تھا

سر پلیز مم میرا کیریئر تباہ ہو جائے گا پلیز مجھے میرا پیپر واپس دے دیں وہ منت کر رہا تھا

لیکن اسکے سامنے موجود تینوں نفوس نے گویا آنکھیں بند کر لی تھیں کان لپیٹ لئے تھے اسکی آنکھیں بھرنے لگی تھیں

سر پلیز میرا پیپر دے دیں سر وہ لڑکی وہ مجھے تنگ کر رہی تھی خدا کی قسم میں نے چیٹنگ نہیں کی سر پلیز

سیکورٹی انہیں لے جاؤ کوہلی نے با آواز بلند دروازے پہ کھڑے اہلکاروں کو اشارہ کیا

نہیں نہیں پلیز پلیز سر میں برباد ہو جاؤں گا میرا فیوچر میرا کیریئر سب ختم ہو جائے گا اپ ایسا نہیں کر سکتے میم پلیز آپ کچھ بولیں وہ اس عورت کے سامنے گڑ گڑا رہا تھا

دو اہلکاروں نے اسے بازوؤں سے پکڑ لیا اب وہ اسے گھسیٹ رہے تھے عمر نے ایک جھٹکے سے خود کو آزاد کروایا

سر پلیز آپ ابھی اپنے سامنے مجھ سے دوبارہ لکھوا لیجئے لیکن یہ ظلم نہ کریں خدا کے لئے مجھے میرا پیپر دے دیں میں چیٹر نہیں ہوں وہ بے بسی سے چلا رہا تھا منت کر رہا تھا اگلے دس منٹ تک اس نے ہر طرح سے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی منتیں کیں لیکن وہ لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے

اسے کمرہ امتحان سے نکال دیا گیا اسکا پیپر لے لیا گیا وہ اس رات پوری رات فلیٹ نہیں گیا فون آف رکھا اور بس سڑک پہ چلتا رہا رات کے آخری پہر سڑک پہ چلتے ہوئے اسے کچھ پولیس والوں نے پکڑ لیا اور تھانے لے آئے وہ اگلا سارا دن بھی تھانے میں رہا

سب کچھ ختم ہو گیا تھا برباد ہو گیا تھا وہ تھانے کی کوٹھڑی میں بیٹھا تھا سر جھکائے بے حال شکستہ

دفعتاً اسے اپنے قریب کسی کے شناسا قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اس نے سر نہیں اٹھایا وہ اس سے ناراض تھے وہ کیسے آسکتے تھے اس نے سر جھٹکا

کوٹھڑی کا دروازہ کھولا گیا اور ایک نفیس سوٹڈ بوٹڈ مہربان سا آدمی اندر آیا

عمر نے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے پھر پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھے اس نے بچوں کی طرح اپنے دونوں بازو انکے گرد باندھ لئے اور انکے سینے سے لگ کر سکون سے آنکھیں بند کر لیں

آنسو نکلا نہ کوئی شکایت وہ بس خاموشی سے انکے ساتھ لگ کر بیٹھا رہا حلق میں بہت سی گرہیں اٹک گئی تھیں بہت سا پانی آنکھوں سے باہر آنا چاہتا تھا لیکن وہ بس جبر کئے بیٹھا رہا

وہ اسے نکال کر لے آئے تسلی دی دلاسا دیا واپس لے جانا چاہا لیکن وہ نہیں گیا معراج تھک کر واپس چلے گئے لیکن اب یہ ہوا تھا کہ وہ ہر ہفتے اسے وزٹ کرنے آتے تھے

وہ پہلے کی طرح بولتا نہیں تھا طعنوں کے جواب نہیں دیتا تھا وہ بدل گیا تھا بہت زیادہ بدل گیا تھا یہ وہ وقت تھا جب عمر کے دل سے ہر جذبہ ختم ہو گیا تھا اسے لگا تھا اب اگر کبھی ہالے سلطان خود بھی اسکے سامنے آ گئی تو وہ بے حس بن کر گزر جائے گا اب اسے "جینے" کی خواہش نہیں رہی تھی

اور اسی طرح ایک چمکتی ہوئی صبح اسکے لئے ایک خوش خبری لائی تھی وہ "پاس" ہو گیا تھا اس نے دسواں نمبر حاصل کیا تھا کیونکہ جب اس سے پیپر لیا گیا تھا وہ اسی فیصد حل کر چکا تھا عمر کے پاس جیسے سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے وہ کس طرح شکر ادا کرتا

معراج سلطان اسکے دوست اور ہیون سے باقی کئی لوگ اس سے ملنے آئے تھے مبارک باد مٹھائیاں خوشی قہقہے زندگی یکدم بدل سی گئی اسے اسلام آباد بھیج دیا گیا ٹریننگ کے لئے چند ماہ بعد وہ اے ایس پی عمر حیات تھا اس نے یہ نام وردی عہدہ کریڈ.بیلٹی کمآئی تھی اسے پیسے سے عشق تھا اور اپنے کمائے پیسے سے اسے حد سے زیادہ عشق تھا

کیا اب تم سمجھے عمر حیات کو پیسے سے اتنی محبت کیوں تھی؟

چند سال تک وہ کوئٹہ میں سرو کرتا رہا روٹین سخت اور ٹف تھی وہ بس ایک روبوٹ کی طرح خود کو کام میں جھونکے ہوئے تھا اس سارے عرصے میں وہ ایک بار بھی کراچی واپس نہیں گیا تھا معراج سلطان ہر ہفتے دو ہفتے بعد اسکے پاس آجاتے تھے دن میں کوئی دس بارہ دفع ایک دوسرے کو کال کرنا انکا معمول تھا اسکی زندگی میں بس

دولوگ تھے اماں اور اسکے جج صاحب تیسرے انسان کو وہ گنتی میں نہیں لاتا تھا اتنے سالوں میں اس نے ہالے کو پانے کی چاہ ختم کر دی تھی

اسی عرصے معراج سلطان کے اسرار پہ اس نے اپنا ٹرانسفر کراچی کروالیا وہ کراچی واپس آگیا تھا لیکن جس رات وہ واپس آیا اسی رات کسی نے اس پہ حملہ کر دیا وہ اسکے مخالف تھے اسکی جاب میں ہزار مخالف تھے اسے تین گولیاں لگی تھیں وہ سڑک پہ پڑا کراہ رہا تھا لیکن وہ اٹھنا نہیں چاہتا تھا وہ اب جینا نہیں چاہتا تھا اسی لمحے ایک گاڑی اسے اپنے قریب آتی دکھائی دی اسکی آنکھیں روشنی کے باعث چندھیا گئیں گاڑی سے نکلنے والی ایک لڑکی تھی عمر نے اسکو دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکا

چار سال وو چار سال اس سے دور رہا اسے یاد نہیں کیا اسے دیکھا نہیں اسے سنا نہیں اسے بھولنا چاہا اور اسے لگا وہ بھول چکا ہے لیکن وہ غلط تھا

چار سال سے جو ڈپٹ عمر نے اپنے دل کو دے رکھی تھی وہ جھوٹی تھی جو دلاسا وہ خود کو دیتا تھا وہ بے کار تھا اسے لگا تھا اسکی زندگی میں اب ہالے نہیں ہے لیکن وہ تھی وہ آج بھی پہلے دن کی طرح دل کے تخت پہ براجمان تھی چار سال کہیں دور پیچھے رہ گئے وہ تو اسے کبھی بھولا ہی نہیں تھا وہ آج بھی لائیبرری میں اسے بنا تھکے دیکھنے والا عمر تھا وہ آج بھی ویسی تھی اسے دیکھ کر آج بھی دل چاہتا تھا کہ جیا جائے اسکے ساتھ جیا جائے یہ وہ لمحہ تھا جب عمر نے خود کو ایک چانس دیا زندگی پہ تھوڑا حق عمر حیات کا بھی تھا

میں جینا چاہتا ہوں اس نے کہا اور پھر وہ رک گئی عمر نے اسکو رکتے دیکھا پھر اسے اپنے قریب آتے دیکھا

وہ سانس روکے ہوئے تھا وہ اس لمحے کو سانس لینے کے وقت جتنا بھی ضائع نہیں کر سکتا تھا

آج اسے اندازہ ہوا تھا کہ اس نے شہر بدلہ تھا لوگ بدلے تھے لیکن وہ اپنا دل نہیں بدل سکا تھا وہ دل جو ہمیشہ سے ہالے سلطان کے لئے دھڑکتا تھا اس نے آج اپنے دل سے سارے واہمے خدشے نکال کر خود کو حالات کے سپرد کر دیا تھا وہ خود کو چانس دے گا وہ جئے گا

زندگی پہ تھوڑا حق عمر حیات کا بھی تھا

موجودہ دن"

سفید محل ہے کے باہر رکی عمر کی گاڑی سے وہ دونوں باہر آئے ہالے نے سیاہ گھٹنوں تک آتی قمیض کے ساتھ سیاہ ہی بڑے پائنچوں والا ٹراؤزر پہن رکھا تھا عمر اسی سرمئی ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا

ہالے نے گردن اونچی کر کے اس عمارت کو دیکھا کتنی بار اس کے بابا نے اسے یہاں لانے کی کوشش کی تھی کتنی بار؟ اس نے یاد کرنا چاہا گننا چاہا لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا وہ بس گلابی گیلی آنکھوں سے اس عمارت کو دیکھتی رہی

اندر چلیں؟ عمر کے نرمی سے کہنے پہ اس نے رخ موڑا اور پھر غائب دماغی سے اسکے ساتھ چلنے لگی

وہ جگہ جگہ رک جاتا چوکیدار سے لے کر گزرتے بھاگتے دوڑتے بچے انکو اسکول کے لئے تیار کرنے والی انکی آیا ہر ایک ٹھہر کر اس سے بات کرتا تھا وہ مسکرا مسکرا کر جواب دیتا تھا جھک کر بچوں کے گال چومتا تھا

ہالے نے نوٹ کیا تھا اسے وہاں ہر گزرتے بچے اور بڑوں نے عمر کہہ کر پکارا تھا نہ کوئی سابقہ نہ لاحقہ وہ سب کے لئے بس "عمر" تھا وہ عمر کی معیت میں راہداریاں پار کرتی آگے چلتی جارہی تھی وہ ہر ایک سے اسکا تعارف کرواتا جاتا تھا" یہ ہالے سلطان ہیں معراج بابا کی بیٹی " یہ تعارف سن کر اس نے ہر بچے بڑے کی آنکھوں میں اپنے لئے عقیدت دیکھی تھی وہ اسے محبت سے تک رہے تھے اس سے دوبارہ آنے کا کہہ رہے تھے وہ بس سر ہلارہی تھی کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں دور کہیں سے بچوں کے قرآن پڑھنے کی آوازیں آرہی تھیں عمر کے قدم اس آواز کے پیچھے تھے وہ ان راستوں سے واقف تھا یہاں آکر اسکے چہرے پہ سکون تھا اطمینان تھا

اب وہ دونوں بڑے سے ہال کے دروازے پہ کھڑے تھے سفید ستونوں سے کھڑا ہال کسی مسجد کی طرح تھا نیچے موٹے موٹے کارپٹ بچھے تھے بچیاں دوپٹے اوڑھے اور بچے سر پہ جالی دار ٹوپی پہنے سبق پڑھ رہے تھے ہالے کو بے اختیار اس ماحول سے رعب سا آنے لگا عمر کو دیکھ ان سب نے مشترکہ سلام کیا تھا وہ ان سب کے سامنے ذرا سی اونچی بنی جگہ پہ جا بیٹھا جالی دار ٹوپی اب اسکے سر پہ تھی ہالے کو اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ یہاں قرآن پڑھاتا ہے

اللہ نور سموت ولارض

اس نے اپنی خوبصورت آواز میں آیت سنائی آج ہم اس آیت پہ تدبر کریں گے وہ بچوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا پھر اسکی نظر ہالے پہ پڑی وہ گم صم سی اسے دیکھ رہی تھی دوپٹہ ڈھلکا ہوا تھا عمر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے دوپٹہ سر پہ لینے کو کہا تو وہ گڑبڑ آئی اور فورا سے دوپٹے کو سر پہ اچھے سے اوڑھ لیا وہ دوبارہ بچوں کی جانب متوجہ ہو چکا تھا ہال میں بیٹھے بچوں میں چودہ پندرہ سال کے بچوں سے لے کر کوئی تین چار سال کے بچے بھی تھے وہ اس تدبر کو نہیں سمجھ سکتے تھے پھر عمر نے انہیں کیوں بٹھار کھا تھا؟

وہ بول رہا تھا سنا رہا تھا اور ہالے مسمرائز ہو کر اسے سن رہی تھی یہ عمر کتنا مختلف تھا یہ کون تھا؟

وہ کافی دیر تک بولتا رہا بچے اپنی کاپیوں میں اہم نکات نوٹ کرتے رہے اور پھر وہ نیچے اتر آیا ہالے کی طرف آتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا اسکے قریب پہنچ کر اس نے تمام بچوں کو اپنی جانب متوجہ کیا

ان سے ملو یہ ہالے سلطان ہیں معراج بابا کی بیٹی

اور عمر کی بیوی بچوں میں سے کسی نے لقمہ دیا تو وہ ہنس پڑا ہالے اسکو ہنستے ہوئے دیکھتی رہی

بچے اب اشتیاق سے اس سے کچھ پوچھ رہے تھے کچھ بتا رہے تھے وہ انکو مسکرا کر جواب دیتی رہی مجمع چھٹ گیا بچے اپنے اپنے اسکول کو تیار ہونے چلے گئے بس ایک بچی تھی جو عمر کی ٹانگوں سے لپٹی تو ہٹی نہیں وہ چار سالہ ام رباب تھی اسکی ضد تھی کہ وہ عمر کے ساتھ رہے گی ہالے مسکراتے ہوئے عمر کو اس بچی کے لاڈ اٹھاتے دیکھتی رہی

یہ الگ دنیا تھی ہالے کا دل چاہا تھا وہ یہیں رہ جائے یہ بچے انکے معصوم سوال جواب انکے چہروں کا اشتیاق یوں لگتا تھا وہ ہالے کو پہلے سے جانتے ہیں پہچانتے ہیں وہ انکے لئے نئ نہیں تھی ہیون کو چچا کے قبضے سے آزاد کروانے کا عزم دل میں پختہ سا ہو گیا

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں باہر نکل آئے بچے اب یونیفارم پہنے ساتھ والی بلڈنگ کی جانب دوڑیں لگا رہے تھے کچھ عجلت میں تھے کچھ بے زار اور کچھ پیٹ پکڑے ڈرامہ کرتے نظر آرہے تھے عمر کوئی ایک سو دفع رکا تھا اور ایک ایک بچے سے بات کی تھی سوال جواب کئے تھے اور انکے کان میں کچھ کہا تھا کہ وہ کھکھلا دیتے تھے

وہاں اتنے چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے تھے انکو تو تدبر کا مطلب بھی نہیں پتہ ہو گا تم نے انہیں کیوں بٹھار کھا تھا؟ وہ اسکے ساتھ چلتے ہوئے پوچھ رہی تھی

وہ بچے ہیں لیکن کچھ سالوں میں بڑے ہو جائیں گے اگر تب ایک دم سے انکو تدبر کی کلاس میں بٹھا دوں گا تو انکو بوجھ لگے گا میں انہیں عادی بنا رہا ہوں قرآن پہ غور و فکر کرنے کی عادت بچپن سے ہونی چاہیے عمر نے سادگی سے جواب دیا

تم نے وہاں مجھے اپنی بیوی کیوں نہیں بتایا؟ پتھریلی روش پہ چلتے ہوئے ہالے نے اس سے دوبارہ سوال پوچھا تھا

عمر نے کندھے اچکائے میں آپ کو ان کمفر ٹیبل نہیں کرنا چاہتا تھا ویسے بھی آپ اس رشتے کو ختم کرنا چاہتی ہیں تو اسکا بار بار تزکرہ مجھے مناسب نہیں لگتا

ایک لمحے کو بس ایک لمحے کو ہالے کا دل ڈوب کر ابھرا تھا لیکن پھر اگلے ہی لمحے جب سامنے سے پیر پیر چلتے ہوئے بچے کو اٹھاتے ہوئے عمر کو دیکھا تو اس نے تلخی سے سر جھٹکا

میرا فیصلہ سہی ہے عمر میرے ساتھ رہو گے تو ادھوری زندگی گزارنی پڑے گی اسکے لہجے میں کچھ تھا کہ عمر چونک سا گیا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ اسکی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا بچے کو آیا کے حوالے کرتے ہوئے وہ ہالے کے قریب آ کر رکا

اولاد. عزت.... اور مال یہ تین چیزیں ہیں جس پہ اللہ نے کسی انسان کو ذرا سا بھی اختیار نہیں دیا یہ اللہ کے ہاتھ میں ہیں اسکا فیصلہ ہیں وہ اسکے قریب کھڑا کہہ رہا تھا ہالے اس کو سنے گئی

اگر یہ فیصلے انسانوں کے ہاتھ میں ہوتے تو ہر دوسرا انسان بے اولاد اور ہر تیسرا انسان بے عزت برہنہ اور ہر ایک انسان مفلس نادار ہوتا جن باتوں کو سوچ کر آپ خود کو ہلکان کر رہی ہیں میرے ذہن میں ایسا خیال بھی نہیں آیا شادی میں اولاد کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوتا ہے وہ نرمی اور سادگی سے کہہ کر آگے بڑھ گیا

ہالے جیسے لاجواب ہو گئی تھی کہنے کو کچھ رہا ہی نہیں تھا

ویسے اگر میرے یہاں اولاد نہ ہوئی تو میں اپنے جیسا حسین دوڈمپل والا اور گورے رنگ والا بچہ ایڈاپٹ کر لوں گا وہ اپنی جگہ سے بولا انکے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں تھا ہالے نے سر جھٹکا

آہ یہ سیلف ابسسیسڈ آدمی

لیکن اگلے ہی لمحے وہ رکی آنکھیں مشکوک انداز میں سکڑیں اور اس نے ایک جھٹکے سے گردن اٹھا کر اسے دیکھا

وہ سامنے کھڑا تھا مسکراتا ہوا ہشاش بشاش

تم ایسے نہیں ہو وہ شاکی انداز میں کہتی آگے بڑھنے لگی

کیسا دوڈ مپل والا گورایا حسین ؟

تم نے کہا تھا تم نے پھٹے ہوئے جوتے پہنے ہیں پرانی سلائی کروائی ہوئی شرٹس پہنی ہیں وہ بولتی ہوئی آگے آرہی تھی اور عمر کا چہرہ تاریک پڑ رہا تھا

تم مہنگے پرفیومز اور اچھے کھانے کو ناں کر کے آگے چلے جاتے تھے سیلف آبسسیڈ آدمی ایسا نہیں ہوتا وہ اسکے بلکل سامنے آ کر رکی وہ اونچا تھا اسے گردن اٹھا کر دیکھنا پڑتا تھا اپنی تعریف وہ انسان کرتا ہے جو احساس کمتری کا شکار ہو یا پھر وہ کسی کو یقین دلانا چاہتا ہو کہ وہ ایسا ہے وہ اداکاری کرنا چاہتا ہو خود کو اور دوسرے کو باور کرانا چاہتا ہو کہ وہ اچھا ہے وہ ایسا ہے وہ ویسا ہے

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی اور عمر کے منہ پہ جیسے کسی نے کھولتا ہوا تیل ڈال دیا ہو

تم احساس کمتری کا شکار ہر گز نہیں ہو دو لوگ ہوتے ہیں جو کسی کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ "ایسے "ہیں ایک جنھیں خود پہ شک ہوتا ہے یا پھر کسی دوسرے انسان کی نظر التفات کا شوق اور دوسرے

عمر نے سانس بھی روک لیا ہر شے تھم گئی

گلٹی انسان.. گلٹی انسان سب کو یقین دلانا چاہتا ہوتا ہے کہ وہ ایسا ہے وہ خوش ہے ٹھیک ہے مذاق کر رہا ہے ہنس بول رہا ہے اوہ میرے خدایا عمر تم گلٹی ہو ؟

وہ مارے شاک کے جیسے بول ہی نہ پا رہی ہو تمھیں کس بات کا گلٹ ہے ؟

آپ کو میری ذات پہ تبصرہ کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے مجھ اپنے بارے میں بات کرنا نہیں پسند چلیں وہ نہ گواری سے کہہ رہا تھا

تم کیوں گلٹی ہو عمر کیا ہوا ہے ؟ہالے نے جیسے اسکو سنا ہی نہیں اب کے عمر مڑا اسکے تاثرات میں سختی تھی مٹھی بھینچ رکھی تھی

میں اگر اس دن آپ کے چکر میں جج صاحب کو چھوڑ کر نہیں آتا تو وہ نہ مرتے وہ بے بسی بھری خفگی سے بولا

میری وجہ سے آپ لیل حسن اور سارا ہیون سفر کر رہا ہے مجھے لگتا ہے میں ذمہ دار ہوں کوئی کچھ کہتا نہیں لیکن جب جب میں آپ سب کو اداس یا مصیبت میں دیکھتا ہوں میر اگلٹ مزید گہرا ہو جاتا ہے میں ذمہ دار ہوں اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا آپ کے باپ کی موت آپ کے اغوا آپ کی ذلت اور ہیون کے بچوں کو ایک بار پھر یتیم کرنے کا ذمہ دار عمر ہے

وہ ایک حادثہ تھا عمر ہالے کے لب بے یقینی سے پھڑ پھڑائے

عمر گلٹی تھا؟

اوہ پلیز عمر نے بے زاری سے اسے ٹوکا میں کوئی دس سال کا بچہ نہیں ہوں جسے آپ دلاسا دے رہی ہیں میں جانتا ہوں سب میری وجہ سے ہوا ہے میں ذمہ دار ہوں اور جس جس نے یہ سب کیا ہے

I am going to make them pay

وہ سرد آواز میں کہہ کر چلا گیا ہالے اب بھی بے یقین تھی

کیا عمر بھی گلٹی ہو سکتا ہے کیا عمر کے ساتھ بھی مسائل ہو سکتے ہیں ؟
بے یقینی سی بے یقینی تھی

ہالے کو یونیورسٹی ڈراپ کرنے کے بعد وہ آفس چلا آیا تھا لیکن یہاں آکر اسے پتہ چلا تھا کہ شمس آفس میں نہیں ہیں اسے حیرت ہوئی تھی اسے شمس کا آفس بھی چیک کرنا تھا لیکن وہ اتنی جلدی موقع دے دے گا یہ اس نے سوچا نہیں تھا

وہ فائلز میں سر دیے کام میں غرق تھا جب اسے کچھ آوازیں سنائی دیں اس نے غور کرنا چاہا اور پھر اندازہ ہوا کہ وہ سفیر کی آواز تھی اسٹینڈ پہ سے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے وہ باہر نکل آیا سفیر کا آفس اسکے آفس کے ساتھ ہی تھا دروازہ ہلکا سا کھلا ہونے کے باعث آوازوں کا راستہ کلئیر تھا اس نے قریب آکر دروازہ دھکیلا تو کھلتا ہی چلا گیا اندر سفیر تھا اور اسکی حالت ایسی تھی کہ ایک پل کو عمر تھم سا گیا لیکن اگلے ہی لمحے اسکے پولیس والے دماغ نے ساری صورت حال ڈی کوڈ کر لی

سفیر پاگلوں کی طرح لگ رہا تھا اسکی آنکھیں گلابی تھیں ٹانگیں اضطرابی کیفیت میں جھلا رہا تھا وہ اپنی پاور چیئر چھوڑ کونے میں رکھے صوفے پہ بیٹھا تھا بالوں کو ہاتھوں میں جکڑے وہ جیسے کسی شے کا طلب گار تھا اور کیا عمر کو جاننے کی ضرورت تھی وہ کیا شے ہے ؟

سفیر نے عمر کو دیکھا وہ اٹھ کر اسکے پاس آیا اس نے عمر کو دھکا دینا چاہا لیکن یہ نہیں ہو سکا اسکے جسم میں توانائی نہیں تھی اسکے ہاتھ جسم کانپ رہے تھے اسکی آنکھیں جیسے بہنے والی تھیں

دفع... ہو جاؤ جہنم میں.... جاؤ وہ لفظ توڑ توڑ کر کہہ رہا تھا میں مار.. دوں.. گا جاؤ... جہنم میں.. جاؤ اس نے ایک بار پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے عمر کو دھکا دینا چاہا اب کے وہ گر گیا اسکی ٹانگیں اسکا بوجھ نہیں سہ سکیں

عمر نے اسے گرے رہنے دیا اور انٹر کام تک گیا

ہاں ظہیر بات سنو غور سے اجمل چچا جو بیک ڈور پہ ڈیوٹی دیتا ہے اسکے پاس جاؤ اور کہو سفید موتی (ڈرگز) دے دے آگے سے کچھ بولا گیا

ٹرٹر کرے گا بول دینا صاحب نے کہا ہے ورنہ وہ خود نیچے آرہے ہیں ہاں جلدی پہنچو اس نے حکم صادر کیا اور سفیر تک پلٹ آیا سفیر کے جسم میں اب جیسے کوئی جان باقی نہیں رہی تھی وہ بن آب مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا عمر لب بھینچے اسے اٹھانے لگا وہ خود کو چھڑا رہا تھا عمر کے ہاتھ دور ہٹا رہا تھا جب عمر نے ایک زوردار مکا سیدھا اسکے جبڑے پہ دے مارا سفیر کو ساری دنیا گھومتی محسوس ہوئی

اٹھو خاموشی سے تم میرے باپ نہیں ہو جسکے نخرے برداشت کروں گا سرد سی سرگوشی کرتے ہوئے وہ اسے دوبارہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگا اب کے سفیر نے مزاحمت نہیں کی عمر اسکا بازو کندھے پہ ڈالے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے صوفے تک لایا اور پھر پھینکنے کے انداز میں اسے صوفے پہ ڈال دیا

اسی لمحے دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہوا سفیر کو اس حالت میں دیکھ ذرا سا شاکڈ ہوا لیکن پھر آگے بڑھ آیا

سر کو کیا ہوا ہے؟ وہ واقعتا پریشان ہوا ساتھ ایک چھوٹا سا سا شے اسکی جانب بڑھایا اس میں سفید ذرات قید تھے

کچھ نہیں ہوا چلو نکلو... عمر نے اسکو گھر کا اور ہاں اگر تمھارے منہ سے بھاپ بھی نکلی تو کھوپڑی کھول دوں گا بے زاری اور سختی سے کہہ کر لڑکے کو دفعان ہونے کا اشارہ کیا

بیچارہ ورکر اس عزت افزائی کی تاب نہ لاتے ہوئے باہر نکل گیا

عمر واپس مڑا صوفے کے سامنے رکھی شیشے کی میز پہ ان ذرات کو پھیلا دیا پھر چابی سے انکو پیس لیا سفیر بے چینی سے اپنا سینہ ہاتھ اور کبھی چہرہ مسل رہا تھا صاف ظاہر تھا وہ خود کو نوچ لینا چاہتا ہے لیکن صد شکر اسکے اعصاب مضبوط تھے

عمر نے اسکو سیدھا کر کے بٹھایا اور میز کی جانب اشارہ کیا سفیر دیوانہ وار میز پہ جھکا اور ناک کی مدد سے اس سفید ذرات کو اندر اتارا پھر سیدھا ہوا سکون سرور آہ یہ کیا تھا یہ کیسی دنیا تھی یکدم اسے اپنا آپ ہلکا لگنے لگا ہوا سے بھی ہلکا

عمر نا گواری سے اسے دیکھتا رہا کچھ بھی ہو چاہے کچھ بھی ہو وہ اس ٹیلنٹڈ آدمی اور قوم کے سرمایا کو اس طرح ڈرگز کی نظر ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا اسے نہ جانے کیوں سفیر پہ ترس سا آیا

سفیر اب خود کو پیچھے صوفے پہ ڈالے سرور میں تھا وہ ایک الگ دنیا میں تھا جہاں نہ سوچیں تھیں نہ ہالے تھی نہ شمس تھا نہ اسکا قاتل ہونے کا گلٹ وہ آزاد تھا ہلکا تھا پر سکون تھا

اسکی ناک سے خون ایک لکیر کی صورت نکل رہا تھا

ذرا فاصلے پہ کھڑا عمر حیات بس اسے دیکھے گیا سفیر سے جتنی نفرت سہی وہ اسے اس طرح خود کو ضائع کرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا تھا

باہر پھیلی دھوپ یاسیت سے عمارت کی دیواروں پہ گرتی رہی خاموش...لب سیئے

سلطان ہولڈنگز سے چند کلو میٹر دور ایک کانفرنس ہال میں آؤ تو روشنیوں میں تمہاری آنکھیں چندھیا جائیں

ڈی آئی جی شمشیر میز کے پار کرسی پہ بیٹھا تھا اسی کے بائیں طرف ایس پی وجاہت خان اور دائیں طرف شمس سلطان بیٹھے تھے مائیکس کی بہتات فلیش کی روشنی اور کیمروں کی کھٹا کھٹ کے درمیان ان تین نفوس کے بولنے کا انتظار ہر کوئی کر رہا تھا

ڈی آئی جی شمشیر نے گلہ کھنکھار کر بات کا آغاز کیا

معراج سلطان قتل کیس پچھلے دو تین ماہ سے پورے ملک کے لئے ایک معمہ اور پولیس کی کارکردگی کے اوپر سوالیہ نشان رہاہے اس نے کہنا شروع کیاتو ہر ایک نے دم سادھ لیا

معراج یوسف سلطان جسے آپ سب نے ایک فرشتہ ایک عظیم انسان اور انسانیت کا رھنما سمجھ رکھا تھا اصل میں حقیقت کچھ اور ہے

(ہالے پیپر دے کر ابھی باہر نکل رہی تھی جب کسی سٹوڈنٹ کے موبائل سے ابھرتی اس آواز پہ ٹھٹھک کر رکی سارے سٹوڈنٹ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے)

یکدم ہال میں شور سامچ گیا بدتمیزی سوال اپنے الفاظ واپس لینے کی باتیں شمشیر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کہنا جاری رکھا

در حقیقت معراج سلطان ہیون کے نام پہ ایک بہت بڑی ڈرگ اسٹاک رکھتے تھے انکے تعلقات ملک کے نامی گرامی منشیات کے اسمگلر اور پولیس کے اشتہاری ملزم شیر علی (ندیم علی کا بھائی) عرف بادشاہ بھائی کے ساتھ تھے

)(کالج کے کیں ٹین میں بر گر کھاتے حسن کے دوست نے جب یہی ویڈیو اسکے آگے کی تو اسکا رنگ سفید پڑا وہ بے یقینی سے گردن نفی میں ہلانے لگا آس پاس بیٹھے طلباہ شیم شیم کے نعرے لگا رہے تھے حسن سلطان کو لگا تھا اسکا باپ آج مرا ہے)

شمس کا سر جھکا ہوا تھا ہال میں پن ڈراپ سائلنس پھیل گیا تھا لوگوں نے اپنے سانس تک روک رکھے تھے

معراج سلطان اصل میں ہیون پروجیکٹ کی آڑ میں کوئی اور کام کر رہے تھے وہ ڈرگز کی ایک بہت بڑی اسٹاک جو کہ شیر علی کی اسمگل شدہ ہوتی تھی اسے اپنے پاس رکھنے اور ہیون کے بچوں اور ہیون ہسپتال کے مریضوں کو انجیکٹ کرتے رہنے میں شامل رہے ہیں چونکہ ہیون جانے والی ٹرکس اور گاڑیوں کو چیک نہیں کیا جاتا تھا سو ہمیں کبھی پتہ نہیں لگ سکا کہ آج تک ہیون کے اندر کیا کالے کاروبار ہو رہے ہیں آج ایک نامعلوم شخص کی اطلاع پہ جب ہم نے ہیون کے گودام پہ چھاپہ مارا تو ہمیں وہاں سے یہ سب ملا اس نے پروجیکٹر کی جانب اشارہ کیا وہاں ہیون کے گودام کی فوٹیج دکھائی جانے لگی گودام میں چاروں جانب پولیس اہلکار پھیلے ہوئے تھے اٹے کے چھوٹے چھوٹے تھیلے نما پیکٹس سے بھرا ہوا گودام اور ہیون میں کام کرنے والے لوگ جو کہ شاکڈ اور بوکھلائے ہوئے لگتے تھے انکے چہرے غمزدہ تھے وہ جیسے مارے بے بسی کے کچھ کر ہی نہ پا رہے ہوں

(سفیر کے آفس میں بیٹھے عمر حیات کے چہرے کے سامنے اسکا موبائل تھا اسکے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں تھا اسکی آنکھیں ہر گزرتے لمحہ سرخ اور زخمی ہوتی جا رہی تھیں یہ اسکا گھر تھا یہاں کی عورتیں بچے لڑکیاں اسکا خاندان تھے یہ ڈرگز کسی یتیم خانے سے نہیں اسکے گھر سے نکل رہی تھی وہ خاموش تماشائی کی طرح سب دیکھ رہا تھا ہاتھ کی مٹھی بھینچتی جا رہی تھی دل کا کرب ہر گزرتے لمحے بڑھ رہا تھا یہ جھوٹ تھا سفید کورا جھوٹ یہ ویڈیو اسکے آج صبح ہیون سے نکلنے کے بعد کی تھی

وہ کچھ نہیں کر سکا کیونکہ وہ جگہ اب اسکی نہیں تھی سکرین پہ جمی اسکی نظروں میں قہر تھا)

<u>ہال میں بیٹھا شمشیر اب بھی کہہ رہا تھا</u>

معراج سلطان کے قتل کا معمہ بھی حل ہو چکا ہے ہماری قابل پولیس نے اپنی جان کی بازی لگا کر دن رات ایک کر کے بلاخر مجرم کو ڈھونڈ لیا ہے اس نے ہال کی ایک جانب اشارہ کیا اہلکاروں کے نرغے میں کھڑا ایک آدمی اسکے منہ پہ سیاہ کپڑا چڑھا تھا شمشیر نے اب کے دوبارہ پراجیکٹر کی جانب اشارہ کیا وہاں ایک ویڈیو چلنے لگی ویڈیو میں معراج سلطان کے کیس کا انچارج آفسر نظر آتا تھا اور اسکے سامنے کمرہ تفشیش میں بیٹھا ایک لمبے تڑنگے قد والا آدمی یہ وہی آدمی تھا جس نے معراج سلطان کا قتل قبول کیا تھا رفیق ویڈیو میں وہ کہہ رہا تھا

جی صاحب میں نے قتل کیا ہے میں معراج سلطان کے ہسپتال والے کمرے میں اپنے بندوں کو لے کر گھسا تھا ڈاکٹر کو میں نے دھمکایا تھا

کیوں کیا تم نے ایسا تمہارا کیا تعلق تھا معراج سلطان کے ساتھ ؟سب سچ بتاؤ بلکل سچ افسر سختی سے کہہ رہا تھا

رفیق نے چہرے پہ آیا پسینہ صاف کیا اسکے چہرے پہ زخم کے نشان تھے وہ گھبرایا ہوا لگتا تھا

(گاڑی میں بیٹے ہارون شاہد اور نوال بیگم یہی ویڈیو اپنے ٹیب پہ دیکھ رہے تھے آج وہ ڈسچارج ہوا تھا ایک بازو پہ پلستر چڑھا تھا چہرے پہ زخم کے نشان اب مندمل ہو رہے تھے

سکرین کی نیلی روشنی اسکے چہرے کی تاریکی کو ختم نہیں کر پا رہی تھی یکدم اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا

ہالے ..ہالے کہاں ہے ؟اس نے نوال کو دیکھا

ہارون بیٹے ..انہوں نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ نہیں سن رہا تھا

گاڑی یونیورسٹی کی طرف موڑو اس نے بے چینی سے حکم صادر کیا

سر شاہد سر نے منع .... گارڈ نے کچھ کہنا چاہا

خدا کی قسم اکبر اگر تم نے اپنے منہ سے ایک لفظ اور نکالا تو تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے ہارون ایسی سختی ایسی قطعیت سے بولا کہ لمحے بھر کو نوال بھی خاموش ہو گئیں)

صاحب مجھے مال کی سپلائے کرنی تھی آخری تاریخ تھی لیکن اس بڈھے کی بیٹی بھاگ گی تھی لیکن دھندہ تو دھندہ ہے ناں

اے لمبی بات مت کرو کام کی بات پہ آؤ افسر نے اسکو جھڑ کا تھا رفیق نے ہاتھ اٹھا کر جیسے معافی مانگی ہو

میں نے معراج سلطان سے کہا کہ مال اٹھوا کر دے دے لیکن اسکو غصہ آگیا اس نے کہا آج اسکی بیٹی غائب ہے اور ہمیں مال کی پڑی ہے صاحب اب اپنی بھی گندی زبان تھی میں نے بولا بیٹی بھی تیرے کالے کرتوتوں کی وجہ سے بھاگی ہے تو اسکو غصہ آگیا اس نے اٹھ کر میرے منہ پہ تھپڑ مار دیا

(اپنے فلیٹ میں ٹی وی کے آگے بیٹھی لیلی کی آنکھوں میں نفرت تھی اس نے اپنے سامنے رکھا کافی کا مگ اٹھا کر زور سے ٹی وی پہ دے مارا کانچ کے ٹکڑے سارے میں پھیل گئے

جھوٹ بولتے ہو تم سب مرے بابا ایسے نہیں تھے جھوٹے ہو تم وہ ہزیانی انداز میں چلا رہی تھی

اندر سے نشا اسکی پکار پہ بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی اور اب اسے سنبھال رہی تھی

آنسو اسکی آنکھوں سے لڑھک لڑھک کر گر رہے تھے

میرے بابا ایسے نہیں تھے اسکی زبان سے بس یہی الفاظ نکل رہے تھے)

بس پھر کیا تھا مجھے بھی غصہ آگیا اور میں نے اسکا گلہ دبا دیا میرا مقصد اسکو جان سے مارنا نہیں تھا میں بس غصے میں تھا

ویڈیو بند ہو گئی ہال میں بیٹھے لوگ شل اور ساکن تھے کوئی کچھ نہیں کہتا تھا کوئی کچھ نہیں سنتا تھا

شمشیر کہہ رہا تھا

معراج سلطان کے بینک اکاؤنٹ کی ٹرانزیکشن سے ہمیں باقی سارے ثبوت بھی مل گئے ہیں معراج سلطان کے اکاؤنٹ میں کئی بار شیر علی کی جانب سے ایک خطیر رقم ڈلوائی گئی ہے ہیون ہسپتال سے بھی ایک بہت بڑی مقدار میں ڈرگز کا اسٹاک ہمیں ملا ہے ساری تفصیلات اور کاغذات ہم میڈیا کو دینے کے لئے تیار ہیں لیکن آخر میں میں آپ سب سے بس یہی کہوں گا کہ معراج سلطان وہ نہیں تھے جو ہم سب نے سمجھ رکھا تھا انکی وجہ سے کئی جانیں گئی ہیں انہوں نے کئی لوگوں کو زبردستی ان کاموں پہ لگا رکھا تھا تمام ثبوت اور گواہیاں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ اصل قاتل رفیق ہے اور معراج سلطان بلاخر اپنے سیاہ عمال ناموں کی وجہ سے اپنے انجام کو پہنچے پولیس اپنا کام کر چکی ہے اب عدالت کے فیصلے کا انتظار رہے گا

شمشیر بول کر خاموش ہوا مائیکس کا رخ اب کے شمس کی جانب موڑ دیا گیا سیاہ ٹو پیس سوٹ میں ملبوس شمس خاموش سا تھا رپورٹر اب اس سے دھڑا دھڑ سوال کر رہے تھے

سر آپ نے جو ڈاکومنٹس میڈیا کو دیے ہیں انکے حساب سے ہیون ایک سال پہلے آپ خرید چکے ہیں تو آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ اسٹاک معراج سلطان کا تھا آپ کا نہیں؟

شمس نے گہری سانس لی گلہ کھنکھار کر گردن سیدھی کی

ہیون پراجیکٹ سے میری وابستگی بس ملکیت کی حد تک تھی میرے بھائی کی موت کے آخری دن تک میرا ہیون سے کوئی تعلق نہیں رہااور میرے پاس اس بات کے ثبوت ہیں اس نے ایک فائل اٹھاکر بلند کی

لیکن آج سے ہیون کا ہر معملہ میرا معملہ ہے

وہ یونی ورسٹی کے گیٹ کے قریب تھی جب کچھ طلبا نے اسکے گرد ایک دائرہ سا بنالیا انکے چہروں پہ تضحیک تھی باتوں میں استہزا وہ حقارت سے ہالے کو دیکھ رہے تھے اسے لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی یہ نوجوان یونی کے بد نام زمانہ طالب علم تھے)

میں آج ہیون کے سارے پرانے آسٹاف کو نکالنے کا حکم دیتاہوں میں آج سے ہیون کے ہر بچے کا باپ ہوں آج سے ہیون معراج سلطان سے نہیں مجھ سے تعلق رکھے گا وہ میراایمپائر ہو گا اور میں اسے بس اپنے خدا کے لئے چلاؤں گا میں اسے ان بچوں کے لئے چلاؤں گا جنکا اس دنیا میں خدا کے علاوہ کوئی نہیں میں اس بد دیانت اسٹاف کے ساتھ کام نہیں کر سکتا نہ ہی میں اس اسٹاف کے ان سیاہ عمال کو معاف کر سکتا ہوں

(آج کتنے سالوں بعد عمر حیات کو اپنی آنکھیں گیلی ہوتی محسوس ہوئی تھیں سب کچھ ہاتھ سے پھسل رہا تھا بھر بھری ریت کی طرح

وہ ہیون جسے معراج سلطان نے بس اللہ کے لئے چلایا تھا آج اسی ہیون کے حوالے سے ان پہ کیسے کیسے الزام لگ رہے تھے یہ کیسا انصاف تھا یہ شر کیسی چیز تھا یہ حسد کس طرح سگے رشتوں کو چاٹ رہا تھا؟

اسکا موبائل بج رہا تھا ہیون کی عورتیں بچے سب شاید اسے کال کر رہے تھے وہ انکا عمر تھا وہ انکا حیات تھا لیکن اسکے ہاتھ خالی تھے اس مضبوط اور بکاو سسٹم کے آگے وہ خالی ہاتھ اور اکیلا تھا

وہ دھیرے دھیرے فرش پہ بیٹھتا چلا گیا ٹھنڈہ سفید ماربل اسے اپنی ہڈیاں جمتی محسوس ہوئیں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے وہ کوئی ڈرا ہوا ہارا ہوا خوف زدہ بچہ لگ رہا تھا

اور پھر کئی آنسو ایک ساتھ اسکی آنکھوں سے نکل کر بے توقیر ہوئے

میرے جج صاحب ایسے نہیں تھے اسکے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے)

مائیکس اور فلیش کی چمکتی روشنیوں میں وہ مکروہ شخص اب بھی بول رہا تھا

میں اپنے بھائی کے تمام عمال کی ذمہ داری لیتا ہوں میں انکی طرف سے اللہ اور اسکے رسول سے معافی مانگتا ہوں میں اس سسٹم پولیس اور ہماری عدلیہ سے بھی معافی مانگتا ہوں میرا بھائی ایک عظیم انسان نہیں تھا میں آج قبول کرتا ہوں

(لاؤنج میں اپنی وہیل چیئر پہ بیٹھے یوسف سلطان آنکھوں میں بے پناہ درد لئے ٹی وی کو دیکھ رہے تھے انکی آنکھیں بھل بھل آنسو بہا رہی تھیں

مہر ماہ انکے پاس بیٹھی انکا ہاتھ تھپک رہی تھی

حسد تمھیں کھا گیا شمس شر تم پہ غالب آگیا وہ روتے ہوئے بولے تھے تم ایک بار پھر ماس نوچنے والے گدھ بن گئے ہو

تمھیں خدا غرق کرے میرا معراج ایسا نہیں تھا تمھیں اللہ غرق کرے تم نے میرے بیٹے پہ ایسے الزام کیسے لگائے تم مر دار ہو کر مر و وہ اپنے ایک بیٹے کے لئے دوسرے بیٹے کو بد دعائیں دے رہے تھے

انکے عقب میں صوفے پہ بیٹھی حسینہ بیگم کے ہونٹ مقفل تھے آنکھیں خاموش چپ جیسے ان میں کبھی پانی آیا ہی نہ ہو

اللہ تمھارے بخت میں ذلت لکھے شمس انہوں نے آنکھیں موندلیں)

آج کے بعد ہیون جانے والی ہر ٹرک ہر گاڑی کی چیکنگ ہو گی اور سب سے بڑی بات میں ہیون کو یہاں سے شفٹ کروں گا یہ ماحول یہ جگہ اب ان بچوں کے لئے درست نہیں ہے میں ان بچوں کو اس گھٹن سے نکال کر شہر کے ایک پر سکون حصے میں لے جاؤں گا اپنے بھائی کے تمام گناہوں اور غلطیوں کے لئے ایک بار پھر معافی چاہوں گا اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو وہ اٹھ کھڑا ہوا لیکن وہ ملک کو چند نئے ہیش ٹیگ اور چند ٹاک شوز کو ایک نئے موضوع دے کر جا رہا تھا وہ ہالے سلطان حسن اور عمر کی زندگی میں ایک نیا بھونچال لے آیا تھا اسکی شکل اس وقت اتنی مکروہ تھی کہ دیکھنے کا جی نہیں چاہتا تھا

) ممیرے بابا ایسے نہیں تھے ہجوم سے کہتے ہوئے اسکی آنکھیں گلابی تھیں گلہ دکھ رہا تھا لیکن وہ رو نہیں سکتی تھی وہ کیسے ان بے حس لوگوں کے آگے روتی ؟

لڑکے اب اسکی ویڈیو بنا رہے تھے وہ ایک ایک سے لڑ رہی تھی انکے ہاتھوں سے موبائل چھین رہی تھی وہاں سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن آج شاید یہ دنیا کا سب سے مشکل کام تھا

مارے بے بسی کے اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں

لڑکے لڑکیاں اب قریب آتے جارہے تھے گھیر اتنگ ہو رہا تھاوہ کسی اچھوت کی تارہ انہیں خود سے ہٹارہی تھی معنی خیز باتیں مکروہ قہقہے گھٹیا لمس اور ان سب کے درمیان ایک شخص آیا تھاوہ جو کہتا تھاوہ دنیا ہے وہ واقعی دنیا تھا

اسکے بھاری جسامت والے گارڈ لوگوں کے درمیان راستہ بنارہے تھے اور وہ انکے بیچ سے گزر کر ہالے کے قریب آرہا تھایکدم ساری آوازیں بند ہو گئیں جملے کستے لوگ خاموش نظر آنے لگے ہر آواز ہر جملہ بے معنی ہو گیاایک آواز تھی جو سکون کی طرح دل میں اتر رہی تھی

ساری دنیا بھی اگر تمھیں چھوڑ دے تو ہارون شاہد وہ واحد آدمی ہو گا جو تمھارے ساتھ ہو گا

وہ ساتھ تھاوہ واقعی ساری دنیا کے چھوڑنے پہ ساتھ تھا اس نے بت ہوئی ہالے کا ہاتھ پکڑا اسکے گارڈز نے ان دونوں کے درمیان گھیر ابنالیاوہ اسے لئے اس ہجوم میں سے گزر رہا تھا اسکے ٹوٹے ہوئے بازو میں رش کے باعث کئی کہنیاں کئی دھکے لگے تھے لیکن وہ اسکا ہاتھ پکڑے بس اس ہجوم اس ذلت سے نکال رہا تھا ہالے سلطان نم آنکھوں اور ساکن ہوئے وجود کے ساتھ اسکے ساتھ چلتی جارہی تھی

زندگی میں آپ کے پاس ایک ہارون شاہد ہونا چاہیے جو ساری دنیا کے چھوڑ دینے پہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو سکے

ملک بھر میں ایک ہلچل سی مچ گئی تھی کئی نامور سیاست دان کئی امراہ اور ملک کا ہر انسان انسٹا گرام اور ٹویٹر پہ بیان دیتا نظر آرہا تھا

ہیش ٹیگ شیم آن یو معراج سلطان سارے ملک میں گردش کر رہا تھا ایسے میں کچھ لوگ تھے جو انکے حق میں بیان دے رہے تھے یہ وہ لوگ تھے جنکا ہیون سے معراج سلطان سے تعلق تھا ہیون کے سارے پرانے اسٹاف کو دھکے دے کر نکالا گیا تھا اسٹاف بدل گیا تھا لیکن عمر کی جگہ وہی تھی وہ آج بھی اکاؤنٹنٹ تھا یہ شاید شمس کی ایک یقین دھانی تھی کہ وہ عمر پہ اعتبار کرتا ہے

عمر حیات کا بنگلہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا کوئی بتی آج روشن نہیں تھی وہ سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس اپنے کمرے میں اندھیرا کئے بیٹھا تھا بازو گھٹنوں سے لپیٹے بجتے فون سے بے نیاز ہارا ہوا کمزور عمر یہ وہ عمر نہیں تھا

لیل کے فلیٹ کی حالت ابتر تھی کانچ کے ٹکڑے جوں کے توں پڑے تھے اسکے چھوٹے بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں شدت گریہ سے سرخ پڑ رہی تھیں لیپ ٹاپ موبائل سب آف تھا کوئی کام ہوا ہی نہیں تھا وہ ٹھنڈے فرش پہ بیٹھی تھی ساکت غمزدہ

حسینہ معراج کے کمرے میں بیڈ پہ اپنی ماں کی گود میں لیٹے حسن کی آنکھوں میں خوف تھا وہ بے چین ڈرا ہوا تھا لوگوں کی حقارت زدہ آواز تضحیک بھرے جملے اب بھی کانوں میں پڑ رہے تھے اسکا فون بج رہا تھا شاید دوستوں کی کالز تھیں اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا اور پھر پاور آف کر دیا میں کالج نہیں جاؤں گا اماں میں گھر سے

باہر نہیں جاؤں گا پلیز مجھے کہیں چھپا دیں پلیز میں کہیں نہیں جانا چاہتا کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا وہ انکی گود میں اپنے سر کو رکھے خوف سے بڑبڑا رہا تھا

نارمل زندگی ایک بار پھر کوئی خواب لگ رہی تھی

عمر حیات ہی کے بنگلے میں اگر لان کی طرف آؤ تو ہالے سلطان گھاس پہ لمبی لیٹی تھی اسکی آنکھوں میں آنسو تھے ناک سرخ تھی اور گلہ بھاری اسے لگا تھا وہ سب فکس کر لے گی اسے لگا تھا اب اسے اللّٰہ سے معافی مانگ کر ایک نئی زندگی شروع کرنی چاہیے لیکن یہ کیا تھا وہ آدمی جس نے اللّٰہ کے لئے جس نے اسکے بندوں کے لئے اپنے بچوں تک کو پیچھے کر دیا وہ آج ایک ڈرگ ڈیلر کہلایا جا رہا تھا سارا ملک اس پہ لعنت بھیج رہا تھا اسکی شکل کے پوسٹر جلائے جا رہے تھے نیکی گلے کا طوق بن گئی تھی اور اب اسی آدمی کے خاندان کا گلہ گھونٹ رہی تھی اسے لگا تھا آج کے بعد وہ کچھ نہیں کر سکے گی انتقام اپنا حق اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا سب بے کار تھا بے معنی تھا

اپنے کمرے میں بیٹھا ہارون شاہد اداس تھا بے چین تھا یہاں سے وہاں چکر کاٹتے اسکی ٹانگیں شل ہو چکی تھیں ہالے کی تکلیف حسن کا خوف لیل کے آنسو عمر کا پیچھے ہٹ جانا سب برا لگ رہا تھا سب برا تھا دوست خاندان رشتے اسکے پاس تو ان سب کے نام پہ بس یہی لوگ تھے اور وہ آدمی جس نے اسکے قاتل ہونے پر بھی اسے کوئی سزا نہیں دی کوئی تضحیک بھرا جملہ نہیں کہا اس آدمی کے کردار پہ کیچڑ اچھالی جا رہی تھی

کمرے میں رکھے کینوس پہ کئی پینٹنگز ادھوری تھیں گھنشام داس کا سیکریٹری اسے کئی کالز کر چکا تھا لیکن ساری دنیا بے کار تھی اگر ہالے اداس تھی وہ تھک کر بیڈ پہ گر گیا

ایک آرٹسٹ کے پاس کرنے کو کچھ نہیں تھا

کمرے میں بیٹھا عمر فرش پہ بیٹھی لیل گھاس پہ بیٹھی ہالے سلطان اور ادھوری پینٹنگز کو نظر انداز کرتا ہارون سب اداس تھے غم زدہ تھے شاکڈ تھے

ان سب کو اپنے لئے کسی نہ کسی مسیحا کے آنے کا انتظار تھا کیا انکے لئے کوئی مسیحا آئے گا؟

سلطان منزل کا لاؤنج کا ماحول اس وقت ہلکا پھلکا تھا صبح والی لباس میں ملبوس شمس سلطان نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر رکھی تھی اور صوفے پہ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اسکے ساتھ ہی فروا بیٹھی تھی ٹی وی پہ چلتی خبروں سے معراج سلطان کو ملتی ذلت سے محضوض ہوتی مہرماہ وہاں نہیں تھی وہ یوسف سلطان کے کمرے میں تھی سفیر اپنے کمرے میں بتیاں بجھائے سوگ میں تھا دفعتاً لاونج کے دھانے پہ کوئی آکر کھڑا ہوا شمس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسکو دیکھا وہ اب تک کالج کی وردی میں تھا البتہ آنکھیں سرخ سوجی ہوئی تھیں

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ وہ زخمی آواز میں پوچھ رہا تھا آپ اچھے سے جانتے تھے وہ سب کچھ ایک الزام ہے آپ اس سب کی تائید کیسے کر سکتے ہیں وہ آپ کے بھائی تھے اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کون کرتا ہے؟ اسکی آواز آخر میں پھٹ پڑی تھی بے بسی سے غم سے یا پھر غصے سے

فروا نے ایک بے زار نظر اس پہ ڈالی شمس بازو سینے پہ لپیٹے سیدھا ہو بیٹھا

تمہارا باپ کرپٹ تھا ڈرگ ڈیلر تھا اسکی وجہ سے کئی لوگوں نے اپنی جان کھوئی ہے اور کئی لوگوں نے اپنے عزیز کھوئے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ میں ان پہ لگنے والے اس کیچڑ سے پاؤں بچا کر گزر جاتا تو میں ایسا نہیں کر سکتا میں تمہارے باپ کی طرح کرپٹ اور گھٹیا نہیں ہوں

میرے باپ کے بارے میں اس طرح مت بولیں وہ پوری قوت سے دھاڑا آواز سن کر حسینہ اپنے کمرے سے نکل آئی تھیں مہر بھی شور شرابے کا سن کر اسی طرف آ رہی تھی

یہاں آ کر ہمارے سامنے بکواس کرنے سے بہتر ہے کہ کوئی ثبوت لاؤ فروا نے حقارت سے کہا تھا اس وقت تمہارا باپ ملکی ناسور کے نام پہ ٹرینڈ کر رہا ہے اگر غیرت ہے تو جاؤ لوگوں کا منہ بند کرو وہ اپنی جگہ سے اٹھ آئی تھیں اور اب اسکے سامنے کھڑی تھی شمس بھی اسکے پیچھے کھڑا تھا

میرے باپ سے زیادہ گھٹیا آپ ہیں اور ان .... اس سے زیادہ وہ بول نہیں سکا شمس کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اسکے چودہ تبق روشن کر گیا تھا وہ ابھی ایک اور تھپڑ مارتا جب اسکا ہاتھ کسی نے پکڑا تھا شمس نے غصے سے بھری سرخ آنکھوں کے ساتھ اسکو دیکھا وہ حسینہ تھیں سرخ شیرنی جیسی آنکھیں چہرے پہ غضب لئے اسے دیکھ رہی تھیں اور پھر اگلے ہی لمحے انکا ہاتھ اٹھا تھا اور شمس کے رخسار پہ چھاپ چھوڑ گیا

شمس حقا بقا رہ گیا اسکے جسم میں جیسے کوئی جنبش ہی نہ ہوتی ہو

فروا طیش سے آگے بڑھی کہ حسن کو مار سکے یا دھکا دے سکیں لیکن اگلے ہی لمحے حسینہ نے ایک بھاری تھپڑ اسکے گال کی زینت بنایا تھا وہ شیرنی کی طرح کھڑی تھیں حسن کو اپنے پیچھے کئے اسکے سامنے ڈھال بن کر جیسے کوئی انہیں روکے تو اسکی ماں اسے روئے

جرات کیسے ہوئی میرے بچوں پہ ہاتھ اٹھانے کی؟ وہ غرآئی تھیں اگر میرے بچوں کو ہاتھ لگایا تو چیر دوں گی میں میرا شوہر مرا ہے میں ابھی زندہ ہوں یہ گھر جتنا تمہارا ہے اتنا میرا ہے میرے بچوں کو ہاتھ لگانے کا سوچنا بھی نہیں شمس وہ انگلی اٹھا کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں بلکہ کہہ کیا رہی تھیں دھاڑ رہی تھیں شمس فروا اور انکے پیچھے کھڑی مہر سب ساکن تھے ساکت تھے

میں آپ کو بھی اور اسی وقت اس گھر سے نکال سکتا ہوں تمیز سے بات کریں جرات کیسے ہوئی آپ کی مجھے پہ ہاتھ اٹھانے کی؟ شمس ابھی تو شاک سے نکلا تھا

ابھی تو صرف تھپڑ مارا ہے شمس اگلی بار ہاتھ کاٹ دوں گی بلکہ اس ہاتھ کو اسی وقت کاٹ دینا چاہیے تھا جب یہ ہاتھ میری بیٹی پہ اٹھا تھا یا پھر تب جب یہ پہلی بار میرے بیٹے پہ اٹھا تھا لیکن اب بھی دیر نہیں ہوئی ایک ایک کو سڑک پہ گھسیٹوں گی چوراہے پہ لٹکاؤں گی اگر کسی نے میرے بچوں کو ہاتھ لگایا تو میں ایک ایک کی جان کو آوں گی انکی آواز بلند تھی شیرنی کی طرح ایک ماں کی طرح

ماما آپ اندر چلیں . . . مہر نے انکو کندھوں سے تھام کر لے جانا چاہا لیکن حسینہ نے بری طرح اسکو خود سے دور جھٹکا

تم آج یا تو میری طرف رہو یا پھر اپنے سسرال کی طرف مجھے اندر لے جا کر میری آواز مت دباو انہوں نے تو گویا آج سب کو حیران کرنے کی قسم کھا رکھی تھی فروا اور مہر ٹکر ٹکر انکا چہرہ دیکھے گئیں

ماما میں.. میں کیا کہہ سکتی ہوں میں نیوٹرل ہوں یہ آپ لوگوں کا مسئلہ ہے میں...

تم نیوٹرل نہیں لالچی اور حریص ہو تم بے غیرت ہو مہر ماہ

اور یہاں سلطان منزل کے مکینوں پہ پورا آسمان گرا تھا مہر ماہ مارے شاک کے دو قدم پیچھے ہوئی فروا نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا شمس کی زبان تالو سے چپک گئی اور حسن وہ تو پہلے شاک سے بھی باہر نہیں آیا تھا

حسینہ اب بھی کہہ رہی تھیں میں نے تم جیسی خود غرض لالچی حریص اور بے وقار عورت نہیں دیکھی تم نیوٹرل نہیں ہو بے غیرت ہو جب تمہاری بہن پٹ رہی تھی تم تب بھی یہی تھیں جب حسن مار کھا رہا تھا تم تب بھی یہی تھی اور آج جب یہاں میں کھڑی ہو کر اپنے بچوں کے لئے لڑ رہی ہوں تم آج بھی بے غیرت ہو

ماما میں... اس نے کچھ کہنا چاہا

مامی... ماما نہیں مامی کہو انہوں نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا آج تم نے میری تربیت میری پرورش اور میرا پیار ہر ایک کا صلہ جس طرح دیا ہے اسکے بعد مجھے ماں مت کہو میری اپنی بیٹی ہے ہالے سلطان میری بیٹی ہے

مہر کی آنکھوں سے آج آنسو بہہ نکلے تھے باقی تمام لوگ ساکت ہوئے انہیں سن رہے تھے

نگین ٹھیک کہتی تھی سانپوں کے بل سے سانپ نکلتے ہیں تم بھی ویسا ہی ایک سانپ ہو سانپوں کو دودھ تب تک پلاؤ جب تک نقصان نہ دیں جس دن انکا زہر جسم کو سبز کرنے لگے اس دن انکا سر کچل دینا چاہیے تم جیسی سانپ

کے ساتھ تو پہلے دن ہی یہی ہونا چاہیے تھا وہ پھنکار رہی تھیں مہر ماہ شل تھی اسکی زبان گنگ تھی ہر لفظ جیسے مر گیا تھا

تم میری بیٹی کو ایکسپلائٹ کرتی رہی میری بیٹی کو ہمیشہ کمتر محسوس کرواتی رہی لیکن میں خاموش رہی میں اندھی نہیں تھی مہر ماہ مجھے سب دکھتا تھا میں بس گلٹی تھی اور آج انہوں نے سرخ آنکھیں اسکی بھوری آنکھوں میں گاڑ دیں آج میں گلٹی بھی نہیں ہوں میرے بچوں کی طرف جو کوئی بھی آنکھ اٹھا کر دیکھے گا میں آنکھیں نوچ لوں گی یاد رکھنا وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتی حسن کو اپنے ساتھ لئے آگے بڑھ گئیں

اور جب کوئی ماں اپنے بچوں کے لئے اٹھ کھڑی ہو تو تمھیں چاہیے کہ اس سے خوف کھاؤ

سلطان منزل میں قبروں جیسا سناٹا چھا گیا تھا

رات کتنی بیتی کتنی باقی رہی کوئی کچھ نہیں جانتا تھا فجر کی اذانیں بلند ہوئیں نہ کوئی عمر کے لئے آیا نہ کسی نے ہالے کے آنسو پونچھے نہ کسی نے ہارون کو موٹیویٹ کیا نہ کسی نے لیل کو یتیم سمجھ کر ترحم سے دیکھا

فجر کا وقت تھا جب عمر اٹھ کھڑا ہوا اگلے کئی لمحات میں وہ کچن میں کھڑا تھا سبزیاں کاٹی جارہی تھیں گوشت بھونا جا رہا تھا سلاد بن چکی تھی وہ بس دیوانہ وار ایک کے بعد ایک ڈش بنا رہا تھا اسکے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے

آنکھیں خالی سپاٹ تھیں صبح کی پو پھوٹی لیکن اب تک وہ کوئی پندرہ ڈشز بنا چکا تھا گھر کا راشن ختم ہونے کو تھا ہاتھ بے طرح دکھ رہے تھے ٹانگیں جواب دینے لگیں تھیں لیکن جنون تھا کہ ختم نہیں ہوتا تھا آگ تھی کہ بجھتی نہیں تھی اور پھر جب عمر حیات اپنے گھر کی ساری سبزیاں سارا گوشت اور سارے چاول ختم کر چکا تو اسکا جنون ذرا دیر کو تھم گیا جلتی روح پر سکون ہوئی آنکھوں کو قرار آیا وہ کچن کے سنک پہ جھکا اپنے چہرے پہ پانی کے چھینٹے مار رہا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر میز پہ رکھا موبائل اٹھا کر آن کیا لاتعداد کالز ان گنت میسجز وہ باری باری سب کو رپلائے کرتا جا رہا تھا یہاں سے وہاں گھومتے ہوئے فون پہ لوگوں سے بات کرتے ہوئے وہ دہرا رہا تھا

مجھے سب پتہ ہوتا ہے اور جب ایک شیف اور پولیس والا اپنی جون میں واپس آجائے تو تمھیں چاہیے کہ اس سے ڈرو

کچن سے آتی کھڑ پٹر کی آوازیں بلند آواز میں فون پہ بات کرتا عمر حیات اور بہتے ہوئے آنسو ہالے سلطان ان سب کے ساتھ اس گھاس سے اٹھ کھڑی ہوئی ساری رات نہ کوئی عمر آیا نہ کوئی ہارون نہ حسن سب کے اپنے غم تھے سب کے اپنے مسلے وہ اٹھی اور بھاری ہوتے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف جانے لگی اسکا لباس ملگجا سا تھا آنکھیں سوجھی ہوئی سرخ بال بکھرے ہوئے وہ کسی شاعر کی برباد ہوئی محبت لگ رہی تھی

اپنے کمرے میں آکر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنی آنکھیں دیکھیں پھر لباس دیکھا اور پھر اس نے آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اپنی نم آنکھوں کو رگڑا گردن تان لی اور سرخ لپسٹک اٹھا کر ہونٹوں پہ مل لی اسکے چہرے پہ اب کے شیطانی چمک تھی آنکھیں خالی تھیں جیسے کوئی آنسو کبھی یہاں آیا ہی نہ ہو

اور جب کوئی لڑکی سرخ لپسٹک لگا کر اپنے آنسو پونچھ کر گردن تان کر کھڑی ہو جائے تو تمھیں چاہیے کہ اسکے قہر سے ڈرو

اپنے کمرے میں بیڈ پہ اوندھے منہ گرا ہارون شاہد اسکی آنکھوں میں رت جگے کا خماز تھا موبائل بج بج کر خاموش ہو گیا تھا اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا گھنشام داس کے سیکریٹری نے اسے اسٹوڈیو آنے کا وقت اور جگہ بتادی تھی یہ اسکا خواب تھا کیا کسی روگ کو یہ حق تھا کہ وہ خوابوں کو نوچ کھائے؟

وہ اٹھ بیٹھا کئی پل خالی خالی نگاہوں سے کمرے کو دیکھتا رہا اور پھر اسکی نظر اپنے اصّل پہ پڑی اسکی ادھوری پینٹنگز وہ ٹھنڈے فرش پہ قدم رکھتا ایک پینٹنگ کے سامنے اسٹول رکھ کر بیٹھا ساتھ پڑی چھوٹی میز سے کلر ٹیوب اور کلر پلیٹ اٹھائیں اب وہ رنگوں کو آپس میں مکس کر رہا تھا پھر برش کے بالوں نے رنگ کو چھوا اور اگلا لمحہ سب سے خوبصورت تھا ہارون شاہد کا رنگوں سے بھرا برش کینوس پہ اپنی چھاپ چھوڑ رہا تھا

جا چکی رات اور اترتی صبح نے ایک آرٹسٹ کو اپنے اصل کی طرف اتے دیکھا تو آسودگی سے آنکھیں موند لیں اور جب کوئی مصور اپنے رنگوں کی طرف لوٹ آئے تو وہ کسی طرح آپ کی زندگی میں سیاہ رنگ بھرے گا آپ کو اس کا اندازہ بھی نہیں ہو گا

لاؤنج کے فرش پہ بیٹھی لیل سکندر کی آنکھیں خشک تھیں جیسے وہ اپنے حصے کا رو چکی ہوں بڑی بڑی آنکھوں میں اس وقت کچھ نہیں تھا وہ خالی تھیں سپاٹ سی چھوٹے بال کندھوں پہ گر رہے تھے دفعتاً اس نے اپنے فون کو

دیکھا کئی لوگ تھے جو اسے پراگریس رپورٹ طلب کر رہے تھے ااس نے تکان سے فون اٹھایا کئی کالز آچکی تھیں اس نے سب سے پہلے نمبر پہ کال کی

فون اٹھالیا گیا تھا

تمہارا شوہر تمھیں چیٹ کر رہا ہے تمھارے دراز سے غائب ہونے والی انگوٹھی تمھارے شوہر نے اسی عورت کو گفٹ کی تھی اب اسکا ارادہ تمہارا وہ سیٹ چوری کرنے کا ہے جو اس نے تمھیں اینیورسری پہ دیا تھا اور بس کھٹاک سے فون بند موبائل کے پار عورت ہیں ہیں کرتی رہ گئی

لیل اسی روبوٹک اندز میں دوسرا نمبر ڈائل کر رہی تھی گھنٹی بجی کسی بیس بائیس سال کے لڑکے نے ادھ سوئے جاگے انداز میں فون اٹھایا تمہارا دوست اس پہ تمہارا شک درست تھا میں نے اسکا انسٹا گرام ہیک کیا تھا وہ اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر تمھارے فارم ہاؤس پہ چوری کروائے گا اور تمھارے دادا کے لائے گئے اینٹیک پیس لے جائے گا اسکی مد میں اسے لاکھوں روپے ملیں گے فارم ہاؤس میں کیمیرے لگواو اور اپنے ارد گرد سیکورٹی بڑھاؤ بغیر اس لڑکے کا جواب سنے اس نے کال کاٹ دی اگلے ایک گھنٹے تک وہ مختلف لوگوں سے بات کرتی رہی اور ہر ایک کے ماضی مستقبل کے بخیے ادھیڑتی رہی پھر اسکے بعد وہ اٹھی تھی گردن سیدھی کیئے بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے جھٹکا آنکھیں بند کر کے کھولیں اور ایک گہری سانس لی بلاخر وہ مسکرائی ایک شیطانی مسکراہٹ وہ پر سکون تھی اور جب کوئی ہیکر اور انویسٹیگیٹر پر سکون ہو کر شیطانی انداز میں مسکرائے تو تمھیں چاہیے اسکے غضب سے ڈرو

وہ چاروں بلاخر کھڑے ہو چکے تھے کسی نے کسی کو نہیں اٹھایا کسی نے کسی کو تسلی نہیں دی کسی نے کسی کے آنسو نہیں پونچھے ہر ایک اٹھا کھڑا ہوا کیونکہ انہیں خود کو کھڑا کرنا آتا تھا اپ کا محبوب شوق آپ کا کام آپ کا عشق ہی آپ کو اٹھا سکتا سکتا ہے کھڑا کر سکتا ہے آپ کا ٹیلنٹ ہی اپ کو ہیل کر سکتا ہے کیونکہ وہی آپ کا اصل ہے اور اپنے سب سے بڑے ہیلر آپ خود ہوتے ہیں

کچن میں کھڑا عمر حیات پینٹنگ کے آگے بیٹھا ہارون شاہد آئینے کے سامنے کھڑی ہالے سلطان اور اپنے لاؤنج کے صوفے پہ بیٹھی لیل سکندر ان چاروں کے ہاتھوں میں موبائل تھا اور وہ اپنے واٹس ایپ گروپ میں میسج کر رہے تھے

ٹون گونجی اور بیک وقت چار لوگوں کے میسج واضح ہوئے

ہم کب مل رہے ہیں؟

اور جب چار ایسے ہیلر لوگ ساتھ جڑ جائیں تو کازبین کو چاہیئے کہ مر جائیں

سفید ڈریس شرٹ کے اوپر سیاہ کوٹ پہنے بالوں کو جیل سے جمائے سنجیدہ سپاٹ آنکھوں کے ساتھ وہ آفس جانے کو تیار تھا ہیون کے اسٹاف کے لئے وہ کہیں بندوبست کر چکا تھا کہاں کیسے؟ یہ سب وہی جانتا تھا

اپنے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتر تا وہ نیچے جا رہا تھا جب ہالے کی آواز پہ رکا وہ اپنے کمرے سے نکل رہی تھی عمر آخری ذینے پہ تھا اور وہ پہلے

تمہاری وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا عمر وہ بولی تو عمر تھم گیا لیکن مڑا نہیں تم گلٹی نہیں ہو تم جتنا کر سکتے تھے کر رہے ہو خود کو مت تھکاؤ وہ اب بھی نہیں مڑا تم کل سے میری طرف نہیں دیکھ رہے میں جانتی ہوں کیوں تمھیں لگتا ہے ہالے الزام دے گی لیکن مجھے لگتا ہے یہ وقت کسی کو بھی الزام دینے کا ہے ہی نہیں خود کو بھی نہیں

تم نہیں جانتے یہ سب کیسے ہوا کیوں ہوا لیکن جب شام میں تم واپس اؤ تو میں سننا چاہوں گی کہ عمر کو سب پتہ ہوتا ہے کیا میں کچھ زیادہ مانگ رہی ہوں ؟اب کے وہ مڑا تھا ہالے گیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی عمر مسکرایا ہالے اسے دیکھ کر مسکرائی کلفتیں زائل ہونے لگیں غم دور ہوئے

کوئی ہالے کو ناں کر سکتا ہے کیا؟اس نے گردن اٹھا کر پوچھا ہالے نے بس نفی میں سر ہلایا وہ چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا نرمی سے عقیدت سے پھر مڑ گیا وہ کھڑی رہی اسے جاتے دیکھتی رہی

وہ چلا گیا تو وہ بھی اندر آگئی شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا عکس دیکھا نیلا گھٹنوں تک آتا لان کا جوڑا کھلے بال سرخ لپسٹک لیکن کچھ تھا جس کی کمی تھی اس نے دراز کھولا نیلا زیورات کا ڈبہ باہر نکالا اسے کھولو تو اسکے اندر رکھے نیلے ہیروں کی روشنی آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی ہالے نے انکو باہر نکالا اور باری باری دونوں کانوں میں پہنا اب اسے مکمل محسوس ہوا تھا ہر انسان کے پاس اسکول لائف سے لے کر بڑھاپے تک مختلف چیزیں ہوتیں ہیں جو اسے تسلی دیتی ہیں اچھا محسوس کرواتی ہیں خوش قسمت تصور کرواتی ہیں یا پھر ڈھارس دیتی ہیں کوئی اسکول

بیگ کوئی گھڑی کوئی جیومیٹری کسی کے لئے اونچی ہیل تو کسی کا لکی پونی ٹیل سٹائل یہ اصل میں بس چند چیزیں ہوتی ہیں لیکن ہر انسان کے لئے وہ مختلف ہوتی ہیں ہر انسان کے ان چیزوں کے ساتھ مختلف احساس جڑے ہوتے ہیں ہالے کے لئے "ہیرے "ڈھارس تھے تسلی تھے خوش قسمتی کی علامت تھے وہ انکے ساتھ مکمل تھی کانوں میں نیلے ہیرے اور پیروں میں اونچی ہیل پہنے وہ باہر آئی گاڑی میں بیٹھی اور یوں یورسٹی کی جانب گاڑی موڑ دی اسے کہیں بھی آنے یا جانے کے لئے کسی ہارون شاہد یا عمر حیات کی ضرورت نہیں تھی اگر وہ اپنے مسائل خود حل نہیں کر سکتی تھی تو اسے چاہیے تھا کہ ان مسائل میں جئے

یہاں سے چند کلو میٹر دور شمس کے آفس کی بلڈنگ میں آؤ تو عمر حیات اپنے آفس میں فائل پہ سر جھکائے ہوئے تھا دفتعا ایک ہلکی سی دستک ہوئی عمر نے مٹھی بھینچ لی کنپٹی کی رگ پھڑکنے لگی تھی وہ بس جبراخود پہ ضبط کئے بیٹھا رہا

وہ آئے عمر کے سامنے والی کرسی کھینچی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھے پھر عمر کو دیکھا انکے چہرے پہ واضح اضطراب تھا

کل... جو کچھ بھی ہوا تم نے اس بارے میں اب تک کچھ کہا نہیں ؟بے حد کوئی سرسری لہجہ تھا

عمر نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا اور آپ کے لئے میرا کچھ کہنا اتنا اہم کیوں ہے ؟

لمحے بھر کو شمس گڑبڑائے تھے لیکن پھر سنبھل گئے ظاہر ہے تم نے انکے ساتھ اتنا عرصہ کام کیا ہے تمھیں کیا لگتا ہے بھائی جان ایسے تھے ؟وہ نہ جانے کیا سننا چاہتے تھے

عمر نے غور سے ان کو دیکھا اگر آپ یہ جاننے آئے ہیں کہ کل میرے ایکس باس کے خلاف جن الزامات کی تائید آپ نے کی ہے اس کے بعد میرا ردعمل کیا ہو گا تو میں اپ کو بتادوں کہ مجھے فرق نہیں پڑتا

لمحے بھر کو شمس کے پاس الفاظ ختم ہو گئے

اور مجھے فرق اس لئے نہیں پڑتا کیونکہ میں جانتا ہوں معراج صاحب ایسے نہیں تھے چاہے آپ چاہے ساری دنیا انکے خلاف بولے لیکن عمر کو فرق نہیں پڑے گا میرے لئے وہ عظیم تھے اور رہیں گے باقی یہ آپ دونوں بھائیوں کا معملہ ہے دیکھ لیجئے کیا کرنا ہے وہ لاپرواہی سے کہہ کر دوبارہ فائل پہ جھک گیا

شمس اسے جانچتی نظروں سے دیکھتے رہے کیا وہ کچھ زیادہ سوچ رہے تھے ؟ یہ آدمی اگر انتقام یا پھر کسی قسم کے شر کے لئے آیا ہوتا تو کیا اس طرح معراج سلطان کی وکالت کرتا؟ کیا یہ اداکاری نہ کرتا؟

تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو ہو سکتا ہے یہ سب سچ ہو ؟

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا پھر چہرہ اٹھا کر انکو دیکھا

میں ہیون میں ایک عرصہ تک کام کرتا رہا ہوں ایک عرصہ جج صاحب کے آگے پیچھے رہا ہوں دو منٹ صرف دو منٹ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ ڈرگز کا الزام جھوٹا ہے شیر علی بکواس کر رہا ہے اور پولیس بکی ہوئی ہے

کیسے ؟وہ جاننا چاہتے تھے

عمر آگے کو ہوا انکی آنکھوں میں دیکھا ڈرگز کے پیکٹ دیکھے ہیں اپ نے شمس صاحب ؟ کتنے اجلے صاف اور کورے ہیں ؟ لمحے بھر کو شمس سانس نہیں لے سکا عمر کہے گیا

معراج سلطان کی موت کو تین ماہ ہونے والے ہیں ان تین ماہ میں کیا ان پیکٹس پہ ذرا بھی گرد نہیں چڑھی ؟ یا پھر وہ شیر علی اپنا کروڑوں کا مال ہیون میں چھوڑ کر سکون سے بیٹھا رہا؟ اسکی ماں کا میکہ تھا ہیون ؟

دوسرا میں نے ہیون میں کئی جگہ ایسے ایسے کیمرے لگا رکھے ہیں جو لوگوں کی نگاہوں سے بھی اوجھل ہیں اگر میں انکی فوٹیج لے آؤں اور کل کی تاریخ میں ڈر گز رکھتے ان بندوں کو میڈیا کے سامنے لے آوں تو کیا ہو گا ؟ وہ سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا اور شمس کے مانو شہ رگ پہ پیر رکھ رہا تھا رفیق کہتا ہے کہ وہ ڈرگ تین ماہ پرانی ہے لیکن تین ماہ پہلے میں نے بزات خود شیر علی کے گودام اور سارے اڈوں پہ چھاپہ مار کر اسکی ساری ڈر گز ضبط کر لی تھی وہ کروڑوں کا مال تھا کیا دوبارہ صرف چند دنوں میں شیر علی اتنا ہی مال لا سکتا ہے ؟

اسکی ذیرک آنکھیں کچھ باور کروا رہی تھیں وہ سانس روک دینے کے انداز میں کہے جا رہا تھا

جو لوگ معراج سلطان کے خلاف وکٹمز بن کر آئے ہیں میں انکا اگلا پچھلا یہاں تک کہ انکی چھٹی کے دودھ کا حساب بھی لا سکتا ہوں اور پھر میں دیکھوں کون میرے انگلی سے سینے پہ دستک دی جج صاحب کے بارے میں بکواس کرتا ہے میں انکی کریڈ.یبلٹی اتنی خراب کر سکتا ہوں کہ جب وہ عدالت میں گواہی دینے آئیں گے جج انکے چہروں پہ باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر لعنت بھیجے گا

شمس سفید مردہ ہوتے چہرے کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے عرصے کا پلان اس نے دو منٹ میں ہوا کر دیا تھا

ایک تیسری بات شمس صاحب وہ آدمی جس نے قتل کی ذمہ داری قبول کی ہے تین ماہ پہلے وہ ایک ڈاکے میں پکڑا گیا تھا اور اسکے سیدھے بازو پہ میں نے اپنے ہاتھوں سے گولی ماری تھی جج صاحب کا قتل اس گولی والے واقعے

کے چھ دن بعد کا ہے کیا کوئی ایسا آدمی جس کے بازو پہ تین گولیاں لگی ہوں وہ کسی تنومند سے انسان کا گلہ دبا سکتا ہے ؟کیا میرے لئے اسکی میڈیکل رپورٹس لانا مشکل ہے ؟اسکی آنکھیں برف کی طرح بے تاثر تھیں خالی بلکل خالی خوف زدہ کر دینے والی

تم کیوں خاموش ہو عمر تم نے کچھ کیا کیوں نہیں ؟وہ سوکھتے گلے کے ساتھ بامشکل پوچھ سکے

عمر نے بے نیازی سے کندھے اچکائے

Once a police officer is always a police officer

اس سب کو آیکسپوز کرنے میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے شمس صاحب پولیس والا بغیر فائدے کے اپنی ماں کا کام بھی نہیں کرتا میں کیوں کوئی دشمن بناؤں ؟آفٹر آل میں ایک فیملی پرسن ہوں میں اپنی بیوی اور اپنی زندگی میں مزید مشکلات کیوں پیدا کروں ؟وہ سادگی سے کہہ رہا تھا

اسی لمحے وہ مسکرائے یہ وہ لمحہ تھا جب انہوں نے سارے خدشے سارے واہمے دور جھٹک کر عمر پہ اعتبار کرنا چاہا یہ وہ نہیں تھا جو دکھتا تھا یہ الگ تھا

تم ٹھیک کہتے ہو تمھیں اس سب میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے اچھی جاب ہے بیوی ہے فیملی بناؤ اور خوش رہو شمس اب ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہا تھا عمر نے بھی سر ہلا دیا

کل بدر الدین حیدر ڈیل فائنل کرنے آرہا ہے تم نے سارا کام دیکھ لیا ہے ناں ؟

جی سب فائنل ہے اور... اب وہ دونوں کاروبار کی باتیں کر رہے تھے دور کہیں عمر کا دل خالی تھا

لیکن کچھ لوگوں کو کھڑا ہونا پڑتا ہے یہ انکی مضبوطی نہیں مجبوری ہوتی ہے

شام ڈھل چکی تو وہ تھکاماندہ گھر چلا آیا

گاڑی پارک کر کے وہ لان میں آیا تو یہاں پہلے سے ہی کئی لوگ موجود تھے نیلی شرٹ اور کھلی پینٹ میں ملبوس لیل ٹی شرٹ اور جینز میں ہارون شرٹ اور شارٹس میں بیٹھا حسن اور صبح والے جوڑے میں نک سک سے تیار ہالے سلطان اسکی جھپ ہی نرالی تھی

ہالے کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا عمر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ہوا آیا اور اسکے قریب بیٹھ گیا کنپٹی کو انگلیوں سے دبایا پھر گردن موڑ کر ہالے کو دیکھا ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اسکے ہاتھ سے مگ لے لیا(لو جی سارے ڈرامے اسی مگ کے لئے تھے)

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا سب کے چہروں کو باری باری دیکھا کافی کا گھونٹ بھرا روح تک تازہ ہو گئی

کل کورٹ میں سماعت ہے فیصلہ جج صاحب کے خلاف آئے گا انکی ساکھ تباہ ہو جائے گی ساری دنیا انکے خلاف باتیں کرے گی آپ سب جانتے ہیں ناں؟ وہ ان سب کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

بیک وقت ہر ایک نے سر ہلایا"اب تم لوگ کیا کرو گے ؟" یہ حسن تھا جو شاہ تاج کے گھر کی کہانی سن چکا تھا اسے اب امید تھی کہ یہ سب ضرور کل تک کوئی نہ کوئی حل نکال ہی لیں گے

ان چاروں نے حسن کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو گلہ کھنکھارا ایک عزم ایک جوش ایک مسکراہٹ
ہم کریں گے یہ... وہ لمحہ بھر کو رکے حسن اشتیاق سے انکو دیکھ رہا تھا
کہ ہم کچھ نہیں کریں گے ایک چھناکے سے سارا فسوں ٹوٹ گیا امیدوں پہ پانی پھر گیا حسن نے شا کی آنکھیں اٹھا کر باری باری ان سب کو دیکھا

لیل اب کے سبھاؤ سے بولی دیکھو بچے اگر میں نے انکی بینک ٹرانزیکشن یا پھر انکے سیکریٹس میں گھسنے ب کی کوشش کی تو پکڑی جاؤں گی انکے پاس اس وقت ملک کا سب سے بڑا ہیکر ہے یہ وقت ٹھیک نہیں ہے وہ سب چاک وچوبند ہیں آنکھیں کھولے بندوق اٹھائے گھات لگا کر بیٹھے ہیں ذرا سی کوتاہی ذرا سی بھنک اور پھر ہم سب ختم

عمر نے اسکی بات کی تائید کی نہ ہم اس وقت اپنی عقل استعمال کر سکتے ہیں نہ طاقت اور اگر کر بھی لیا جج صاحب کو اس میس سے نکال بھی دیا تو اگلی بار وہ ایک زیادہ موٹا اور زیادہ بھاری پھندہ ڈالیں گے ایک نئ ذلت اور نیا الزام وہ آگے کو ہوا سنجیدگی اور متانت سے کہہ رہا تھا

پھر کیا ہو گا جانتے ہو؟ "الزام" کی تردید ہو سکتی ہے "الزامات" کی نہیں جھوٹ اگر بار بار بولا جائے تو سچا لگنے لگتا ہے آج میں اور ہم سب مل کر اس کیس کو کمزور اور بے بنیاد کر دیں گے جج صاحب کی ساکھ واپس آجائے گی لیکن پھر بھی کچھ ہاتھ نہیں آئے گا لوگ چند دن #ہم شرمندہ ہیں لگائیں گے اور پھر بھول جائیں گے

وہ لوگ ہماری طاقت جان لیں گے ہمیں پہچان لیں گے دشمن سے جیتنا ہو تو اس سے زیادہ مضبوط نہیں بنا جاتا بلکہ اس سے کمزور بن کر اسکی طاقت کی آخری حد دیکھنی ہوتی ہے اور پھر ایک لائحہ عمل تیار کرنا ہوتا ہے ہم خاموش رہیں گے تاکہ دشمن کھل کر سامنے آسکیں وہ سکون سے سو سکے تاکہ وہ "چوکنا" نہ ہو اور تب ہمارا وار ہو گا آخری اور کاری وار

لیکن تم لوگ بابا پہ اس طرح الزام لگے رہنے دو گے ؟ کیا بابا ڈیفنڈ ہونا ڈیزرو نہیں کرتے ؟ حسن کو اب تک انکی منتق سمجھ نہیں اسکی تھی اب کے عمر کچھ نہیں بولا آنکھوں سے ہالے کو اشارہ کیا اس نے کہنا شروع کیا

دیکھو حسن یہ پہلا الزام ہے لوگ ابھی اسکے used to) نہیں ہوئے اگر ہم اسکی تردید کریں گے تو کل پرسوں ہمارے دشمن ایک نیا الزام لگائیں گے ابھی جو لوگ مشتعل ہیں کل وہ لوگ اس جھوٹ پہ ایمان لے آئیں گے ابھی جو لوگ ڈیفنڈ کر رہے ہیں کل تھک جائیں گے ہر بار کا الزام کوئی نہیں جھیل سکتا بار بار الزام لگنے سے کریڈبلٹی خراب اور کردار مشکوک ہو جاتے ہیں ہم آج صفائی دیں گے تو کل ایک اور صفائی دینی پڑے گی لوگ ہر بار یقین نہیں کریں گے لوگ کچھ اس طرح کی باتیں بولیں گے "

ہاں بھائی ہر دفع ان پہ ہی الزام لگ جاتا ہے آخر کچھ کیا ہو گا تب ہی تو اتنے الزام لگے ہیں کیا تم یہ سب جھیل سکو گے ؟

بار بار بولا جانے والا سچ جھوٹا لگنے لگتا ہے ہم ایک ہی بار سچ بولیں گے سہی وقت پہ سہی جگہ پہ فلحال ہمارے دشمنوں کو سمجھنے دو کہ معراج سلطان لاوارث تھا انکی اولاد بے مراد تھی اور ہیون میں رہنے والے بچے بے حس سمجھ آئی؟اس نے بات ختم کر کے حسن کو دیکھا وہ بس اثبات میں سر ہلا رہا تھا

تمھارے پاس کوئی پلان ہے عمر؟اب کے ہارون نے سوال کیا تھا

عمر نے سر ہلایا میں نے جس دن وردی پہنی تھی اس دن مجھ سے میرے سینئر نے کہا تھا کہ پولیس قانون بھی ہے قانون توڑنے والی بھی اور بنانے والی بھی لوگ کہتے ہیں پولیس والے کی دشمنی اچھی نہیں ہوتی میں کہتا ہوں پولیس کی دوستی بھی اچھی نہیں ہوتی اس نے آنکھیں اٹھا کر ان سب کو دیکھا سنجیدہ برف آنکھیں میں کہانی کا وکٹم بنتے بنتے تھک گا ہوں اب میں کہانی کا ولن ہوں مسکراتے ہوئے وہ اٹھا یہ عام مسکراہٹ نہیں تھی یہ سازش تھی انتقام تھی

چلو چل کر کھانا کھاتے ہیں اسکے بعد میٹنگ کریں گے

کہیں ہم خواب تو نہیں دیکھ رہے ؟تم ہم پہ اپنے پیسے خرچ کرو گے ؟صدمہ دماغ پہ چڑھ گیا ہے کیا؟لیل اسکو دیکھتے ہوئے اٹھی ہارون بھی کھڑا ہوا

آج صبح اپنا دماغ ٹھیک کرنے کو جو میں نے اپنے گھر کا آدھا راشن ختم کیا ہے اسے ٹھکانے بھی تو لگانا ہو گا ناں

مجھے تو حیرت ہو رہی تھی اتنے خرچے کے بعد بھی تم بے ہوش نہیں ہوئے ؟ہالے کہتے ہوئے اٹھی

اب وہ پانچ لوگ اندر جا رہے تھے عمر جواب میں کچھ کہہ رہا تھا حسن مسکرا رہا تھا

بلاخر سب کچھ نارمل ہو رہا تھا

چند روز بعد

معراج سلطان کو کورٹ نے گلٹی قرار دے دیا تھا ہیون اب شمس کا تھا وہ عوام کی نظر میں ہیرو بن چکا تھا سارا اسٹاف بدل چکا تھا نئے اسٹاف کے ساتھ ایک سال کے بچے سے لے کر اٹھارہ سال کے بچوں تک کوئی مانوس نہیں تھا عمر اب بھی بقاعدگی سے ہیون جاتا تھا اور وہاں کے بچوں اور بڑوں کو اب اسی کا سہارا تھا شمس کی کمپنی کو عمر کی ڈیل سے فائدے ہو رہے تھے سفیر اس دن کے بعد سے مہرماہ کے ساتھ کسی غیر ملکی سفر پہ تھا عمر اور اسکی کوئی ملاقات نہیں ہو سکی تھی ہالے کے پیپر ختم ہونے کو تھے حسن بھی مارے باندھے کالج جانے لگا تھا زندگی دوبارہ ڈگر پہ چل نکلی تھی لیکن کچھ تھا جو ادھورا اور چھوٹ سا گیا تھا کوئی بے بسی تھی کہ معراج سلطان کو گناہگار سن کر محسوس ہوتی تھی

موجودہ دن میں عمر حیات ہالے کی یونیورسٹی کے باہر گاڑی روکے کھڑا تھا سفید ڈریس شرٹ کے ساتھ نیلی دھاری دار پینٹ پہنے بالوں کو حسب عادت ماتھے پہ گرائے وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا گلابی پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس ہالے سلطان کو دیکھ کر اس نے ہاتھ ہلایا وہ اسے دیکھتی حیران سی چلی آئی

مجھے لگا تھا عثمان لینے آئے گا وہ اسکے قریب آکر بولی

اصل میں کیا ہے میں ہارون شاہد نہیں ہوں لیکن مجھے بھی گاڑی سے ٹیک لگا کر آپ کا انتظار کرنا اچھا لگتا ہے اس نے ہالے کی طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا

ہالے بس مسکرا دی تھوڑی دیر تک دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی بلاخر عمر نے کہنا شروع کیا

میں دوبارہ اس مال میں گیا تھا ویسی ہی ایک ساڑھی اب بھی مل رہی ہے اگر آپ.....

نہیں عمر ہالے نے قطعیت سے اسکی بات کاٹی مجھے اب وہ نہیں تمھارے پیسوں سے نہیں چاہیے

عمر نے گہری سانس لی دیکھیں ہالے ہر چیز ہر ایک کے لئے نہیں ہوتی کچھ چیزیں ہوتی ہیں جن پہ کمپرومائز کیا جاتا ہے جن پہ دل مارا جاتا ہے جن کے بغیر رہنا سیکھنا ہوتا ہے اب آپ ایلیٹ کلاس کی وہ مغرور لڑکی نہیں ہیں اب آپ کو کئی چیزوں پہ دل مارنا ہوگا اچھے کھانے بڑے بڑے ریستوران لاکھوں روپوں کی شاپنگ یہ سب اب آپ افورڈ نہیں کر سکتیں اگر میرے پیسے چاہیے....

تم نے میری پوری بات نہیں سنی عمر حیات ہالے نے اسکے چہرے پہ نظر جمائے مستحکم لہجے میں کہنا شروع کیا میں نے کہا مجھے اب وہ ساڑھی "تمھارے" پیسوں سے نہیں چاہیے کیونکہ میں اسے اپنے پیسوں سے خریدوں گی میں کماؤں گی اور یہاں عمر کے چودہ تبق روشن ہوئے تھے اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے ابلنے کو تھیں

آپ.. آپ کمائیں گی؟... آپ جاب کریں گی؟ وہ شاکڈ سا پوچھ رہا تھا ہالے نے اثبات میں سر ہلایا

میں نے زندگی میں کبھی سمجھوتا نہیں کیا کبھی دل نہیں مارا میں کیوں یہ عادات اپنے اندر ڈالوں صرف اس لئے کیونکہ میرے پاس اپنے کارڈز نہیں ہیں تو میں شاپنگ مال سے خالی ہاتھ آؤں؟ اونچی ہیل کو بس شوکیس سے

دیکھتی رہوں؟ یہ میں نہیں ہوں ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی نے کبھی دل مارنا سیکھا ہی نہیں کبھی کم پہ گزارے کئے ہی نہیں وہ گردن اٹھائے زعم سے کہہ رہی تھی

میں تین لاکھ کی ساڑھی بھی خریدوں گی اور بڑے بڑے ریستوران بھی جاؤں گی کیونکہ میرے پاس بھی وہی ہاتھ ہیں جو تمھارے پاس وہی دماغ ہے جو لیل کے پاس اور اتنی ہی سیلف ریسپیکٹ جتنی نفیسہ حیات کے پاس عمر چونکا نہیں ظاہر ہے اسے سب پتہ ہوتا ہے

میرے لئے کمانے کی وجہ میری آسائشات ہوں گی میرا لائف سٹائل ہوگا میری شاپنگ ہوگی عورتوں کو کمانا چاہیے اپنے لئے ضرور کمانا چاہیے تاکہ جب انکو سرخ ساڑھی اور اونچی ہیل کے لئے دل نہ مارنے پڑیں ٹریول اور ریستوران کے بلز کے لئے اپنے گھر کے مردوں کے کارڈز کا انتظار نہ کرنا پڑے

وہ خاموش ہوئی تو سارے میں خاموشی چھا گئی عمر چپ تھا شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے گاڑی ایک مصروف سی شاہراہ پہ لا کر روکی آس پاس عمارت بڑے بڑے دکان اور یہیں سے اگر نظر اٹھا کر دیکھو تو گاڑی جہاں رکی تھی اسکے سامنے پھولوں سے ڈھکی چھوٹی سی عمارت پہ لکھا تھا "ڈاکٹر غزالہ روحی" ماہر نفسیات

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ ہالے نے موبائل سے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے اسے اپنا سانس رکتا محسوس ہوا چہرے پہ خوف سا پھیل گیا

میں نے آپ کے لئے آپائنٹمنٹ لی ہے یہ ضروری ہے ہالے اس نے کہتے ہوئے نرمی سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

یہاں سے چلو ابھی کے ابھی میر ادم گھٹ رہاہے چلو جلدی ....وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ بول رہی تھی ساتھ عمر سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش بھی کی جسے اس نے گرفت سخت کر کے ناکام کر دیا

وہ بس سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں فکر تھی نرمی تھی یہ ضروری ہے ہالے بیماری کا علاج ضروری ہوتا ہے آپ...

تم سمجھ کیوں نہیں رہے میں پاگل نہیں ہوں وہ مارے بے بسی کے رو دی

آپ پاگل نہیں ہیں بس الجھی ہوئی ہیں اپنے ماضی میں کہیں یا شاید حال میں اندر بیٹھی عورت آپ کے ساتھ مل کر اس الجھن کو سلجھائے گی اور بس

ہالے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی آنسو اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا میں نہیں جا سکتی میں نہیں ہوں بیمار پلیز یہاں سے چلو پلیز عمر لوگ دیکھیں گے لوگ مجھے پاگل کہیں گے سب مجھے ڈس اوَن کر دیں گے پلیز یہاں سے چلو وہ روتے ہوئے اسکی منت کر رہی تھی

عمر اب بھی ہلکی اور نرم آواز میں کہے جا رہا تھا

آپ پاگل نہیں ہیں جس طرح بخار زکام اور سر درد جسم کی بیماریاں ہیں اسی طرح دماغ بھی جسم کا ایک حصہ ہے اور بیمار ہے جب کسی اور جسمانی بیماری پہ کوئی شرم کوئی عار نہیں محسوس ہوتی تو دماغ کی باری پہ سوسائٹی سٹینڈرڈز کیوں ہالے؟وہ ایسے سمجھا رہا تھا جیسے سامنے کوئی پانچ سالہ بچی ہو

ہالے کے آنسو مزید روانگی سے بہنے لگے ... مجھے نہیں پتہ مجھے کچھ نہیں پتہ بس یہاں سے لے چلو پلیز پلیز یہاں سے چلو وہ عمر کے ہاتھ کو بلند کئے روتے ہوئے کہہ رہی تھی پھر یکدم اسکی آنکھیں چمک اٹھیں

تم ایسا کرو تم میرا علاج کر لو تم کتنی اچھی اور سمجھداروں والی باتیں کرتے ہو ہاں یہ ٹھیک ہے تم مجھ سے بات کرو ڈاکٹر بھی تو یہی کرتا ہے ناں پلیز تم مجھ سے بات کر لینا

عمر نے تاسف سے اسکو دیکھا اسکے ہاتھ کو نرمی سے ایک بار پھر تھام لیا انسان زمین پہ اللہ کی طرف سے بھیجا گیا نائب ہے ہر انسان کے ذمے اللہ نے مختلف کام لگا رکھے ہیں وہ ہالے کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

میرا کام مختلف ہے جس کام کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے میں وہ کر رہا ہوں یہ میرا کام نہیں ہے اللہ کی تفریق مختلف ہے ڈاکٹر کو اسکا کام کرنا ہوتا ہے ہالے کوئی اسکا کام نہیں کر سکتا میں کیسے کروں؟ہالے نے اب کے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑوایا اسکی آنکھیں اجنبی ہونے لگیں

تم نے مجھے ایک بار پھر دھوکا دیا ہے یہاں لانا.... دھوکہ تھا میری بیماری جان کر اسکا اس طرح اشتہار لگانا برے دوستوں کی نشانی ہے تم مجھے دھوکہ دینا کب چھوڑو گے عمر؟وہ یاسیت سے کہتی گاڑی کا دروازہ کھولتی باہر نکل گئی عمر اسکے پیچھے ہی باہر آیا تھا

میں پاگل نہیں ہوں وہ خود سے بڑبڑائی تھی

ہالے رک جائیں میری بات سن لیں

میں پاگل نہیں ہوں اب کے وہ بے بسی سے خود کو باور کروا رہی تھی

ہالے آگے اندھیرا ہے سٹریٹ پولز نہیں ہیں میری بات سنیں رک جائیں وہ اسکے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتا فکر مندی سے کہہ رہا تھا

وہ ٹھہر گئی پھر مڑی عمر کی آنکھوں میں دیکھا لوگ انہیں دیکھنے لگے تھے کئی لوگ انکو دیکھ کر رک گئے تھے

میں پاگل نہیں ہوں عمر... وہ آہستگی سے اسکو دیکھ کر بے بسی سے بولی عمر نے کندھے ڈھیلے چھوڑ دیئے جیسا آپ کہیں جو آپ چاہیں گی وہی ہو گا اب پلیز میرے ساتھ چلیں وہ سبھاؤ سے بولا

کئی لمحہ وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی پھر اسکے ساتھ قدم جوڑ لئے البتہ بڑبڑاہٹ اب بھی جاری تھی

میں پاگل نہیں ہوں

سرخ آئینٹوں والا کمرہ آج بھی ویسا تھا پر تعیش ٹھنڈا اور کچھ کچھ بارعب سا بھی بیڈ کے عین اوپر لکھی عبارت پوری شان سے کھڑی تھی

حسن مجھ پہ تمام ہوا

کمرے کا مالک قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا تھا سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس بالوں کو سلیقے سے جمآئے ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور چمک دار سیاہ آنکھیں وہ سچ ہی تو کہتا تھا حسن واقعی اس پہ تمام ہوتا تھا آئینے کے آگے رکھی چھوٹی

میز سے اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے ڈائمنڈ کف لنکس اٹھانا چاہے لیکن اسکا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا کسی کے ہاتھوں نے انہیں اچک لیا تھا یاقوت نے چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا وہ ایک دوسرے کا عکس ہی تو تھے وہی سیاہ آنکھیں وہی وجاہت وہی آنکھوں میں پھیلی رعونت اور وہی اٹھی گردن

تمہاری شادی ہے آج اور تم نے خود کو اسپیشل محسوس کروانے کے لئے اپنے دوستوں کو بلانا چاہیے تھا نہیں؟

یاقوت نے جواب نہیں دیا وہ چہرے کے زاویے بگاڑے کھڑا رہا فہیم نے اسکا بازو ہوا میں بلند کیا پھر اسکی شرٹ کے بازو پہ کف لنک لگانے لگے

یاقوت ہنوز خاموش تھا

مجھے تمہاری پرواہ ہے بیٹے..

بس ڈیڈ پلیز بس کر دیں آپ کو اگر میری پرواہوتی تو اس طرح میری گردن میں عمر بھر کا طوق نہ ڈالتے وہ برہمی سے بولا فہیم مسکرائے پھر اسکا دوسرا بازو آگے کیا

وہ لڑکی اسکی اتنی اوقات نہیں کہ گلے کا طوق بن سکے وہ پیر کی جوتی ہے ہر وہ عورت جسے اسکا اغواکار یار یپسٹ قبول کرلیتا ہے اسکے پاس جانے کو کوئی اور راستہ نہیں ہوتا نرمی سے اسکا بازو چھوڑا

اسے برداشت کرنی پڑتی ہے صابر رہنا ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات اسے پیر کی جوتی بن کر رہنا ہوتا ہے کیونکہ جب لڑکیوں کے مجرم انکے شوہر بن جایا کریں تو انہیں ان سے محبت ہو جایا کرتی ہے اور لڑکیاں محبت سے دستبرداری نہیں دیا کرتیں جذباتی یونو

یاقوت خالی خالی آنکھوں سے انھیں دیکھ رہا تھا

ایک بار ہوٹل کے سارے معملات اچھے سے طے ہو جائیں ہیون کی ڈیل کر لوں اور سب سے بڑی بات اپنی پراپرٹی کا سارا چارج نوح سے لے اپنے ہاتھ میں لے لوں اسکے بعد ان دونوں بہن بھائیوں کو جہنم واصل کرنا کیا میرے لئے کوئی بڑی بات ہے ؟وہ مسکرا رہے تھے پھر اسٹینڈ پہ ٹنگا یاقوت کا کوٹ اٹھایا اور اسکے بازووں تک لے گئے

وہ اب بھی نیم رضا مند تھا

اور اگر بعد میں اسکو چھوڑنا نہ چاہوں تو؟وہ اس دن بھی بہت نخرے کر رہی تھی شاپنگ والے دن مجھے دیکھ کر رونے لگی اور بکواس الگ کر رہی تھی کیا وہ راضی ہو جائے گی؟

فہیم دل کھول کر ہنسے تھے

لڑکیاں اپنے گنہگاروں کو معاف کر دیا کرتی ہیں بیٹے انہیں گھٹی میں ہی سمجھوتے دیئے جاتے ہیں مرد کے سہارے دیئے جاتے ہیں ہماری عورتیں لنگڑی ہیں اور مرد انکی بے ساکھی وہ اگر تمہارے ساتھ نہیں رہے گی تو اسے کسی اور بے ساکھی کی ضرورت ہو گی اور ایک بات پتہ ہے کیا لڑکیوں کو اپنی پرانی بے ساکھیوں کی عادت ہوتی ہے سو اگر کبھی کسی دور میں تمھیں لگے کہ تم اسے ساتھ رکھنا چاہتے ہو تو بس پائیدار بے ساکھی بن جانا سمجھے ؟

یاقوت نے مسکرا کر سر ہلایا اور بیڈ سے اپنا فون اٹھالیا اب وہ اپنے گروپ کو میسج کر رہا تھا

وہ خوش تھا سب کو شادی میں آنا چاہیے تھا

ہالے سلطان کا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا وہ بے دھم سی بیڈ پہ لیٹی تھی آنکھیں کھلی تھیں چھت کو تکتی بے تاثر سی وہ کب سے اس پوزیشن میں تھی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا اس نے ہاتھ سے ٹٹول کر اپنا موبائل ڈھونڈنا چاہا جو کہ اسے مل بھی گیا اور پھر بغیر سوچے سمجھے اس نے وٹس ایپ پہ مہرماہ کو کال ملائی اسکی راز دار اسکی مینٹوں اور اسکی اپرول یں بجر گھنٹی جا رہی تھی تھوڑی دیر بعد اس نے کال اٹینڈ کر لی اسکی آواز نیند میں ڈوبی تھی شاید وہ سو رہی تھی

ہیلو؟ کیسی ہو ہالے؟

ہالے نے گہری سانس لی ٹھیک ہوں مہر اپ کیسی ہیں؟ اس نے بامشکل خود کو رونے سے باز رکھا ہوا تھا مہرماہ ٹھٹھک گئی؟ تم روئی ہو ہالے؟ یا تم رونا چاہتی ہو؟ آہ ہالے نے آنکھیں موندلیں وہ کیسے اسے سمجھ لیتی تھی؟

میں آپ کو بہت زیادہ مس کر رہی ہوں مہر.... ہم دونوں کے درمیان بہت فاصلے آگئے ہیں وہ آہستہ کہہ رہی تھی گلہ رندھ گیا تھا مجھے ہماری رات کی کافی اور دیر تک ہونے والی باتیں یاد آ رہی ہیں ایک آنسو گال پہ بہہ گیا

مجھے آپ کی ڈانٹ آپ کی کیئر آپ کی ہر بات یاد آرہی ہے مجھے میری ماں یاد آرہی ہے وہ یکدم بلند آواز میں رونے لگی

مہرماہ خاموشی سے اسے سنتی رہی میں آپ کو تنگ کررہی ہوں ناں؟ لیکن میں کیا کروں میری اماں میرا ان سے کبھی ایسا تعلق رہا ہی نہیں کہ کوئی بات کہہ سکوں میرے لئے اماں کا کردار آپ نے ادا کیا تھا اور اب آپ ہی میرے پاس نہیں ہیں میں کیا کروں کہاں جاؤں؟ وہ بلند آواز میں ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی

کیا عمر نے کچھ کہا ہے؟ کیا وہ ہاتھ اٹھاتا ہے؟ مہر نرمی سے پوچھ رہی تھی

ہالے نے آنکھیں رگڑیں عمر سے لاکھ خفگی سہی لیکن اسکے بارے میں یہ بات پسند نہیں آئی تھی وہ ایسا نہیں ہے وہ فوراً اسکے دفاع میں بولی تھی

پھر ضرور اس نے کوئی ایسی حرکت کی ہوگی یا پھر کوئی ایسی بات کہی ہوگی ہے ناں؟

ہالے اب کے خاموش ہوگئی کچھ بولا ہی نہیں گیا

سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں ہالے کوئی ہاتھوں سے مارتا ہے اور کوئی زبان سے طریقہ مختلف ہوتا ہے لیکن تکلیف ایک جیسی

وہ.. ایسا.. نہیں ہے اب کے لہجہ کمزور تھا

ہک ہاہ.. ڈونٹ ٹیل می تمھیں بھی اس سے محبت ہوگئی ہے

ایسا بلکل بھی نہیں ہے وہ ترکی باترکی فورا بولی تھی محبت کا تو سوال تب پیدا ہوتا ہے جب وہ مجھ سے محبت کرتا ہوتا اسے بابا نے مجبور کیا تھا اس شادی کے لئے (اگر عمر اسکی یہ بات سن لیتا تو اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا)

وہ بس آج مجھے سائیکاٹرسٹ کے پاس لے گیا تھا میری بیماری یونو ہالے نے سرسری انداز میں ذکر کیا

اوہ تو آگیا وہ اپنی مردوں والی بات پہ مہر نے استہزاہ سے سر جھٹکا

کیا مطلب ؟ ہالے

مطلب یہ کہ وہ تمھیں باور کروانا چاہتا ہے کہ تم ایک ماضی کے مسائل میں گھری اور ایک برا بچپن گزارنے والی نفسیاتی بچی ہو جو اگر اپنا علاج نہیں کروائے گی تو وہ اسے ایک نہ ایک دن چھوڑ دے گا

ہم ویسے بھی الگ ہو رہے ہیں بجو اس سب کی کیا ضرورت ہو گی اسے ؟

تم نہیں جانتی ہالے تمھیں ابھی کچھ پتہ ہی کہاں ہے وہ تمھیں ڈی گریڈ کر رہا ہے وہ تمھیں بتا رہا ہے کہ عمر حیات ایک شاندار مرد ہے اور ہالے سلطان ایک نفسیاتی مریض ہے وہ یہ سب اس لئے کر رہا ہے تاکہ تمھیں اپنے آگے جھکا کر رکھے تاکہ تم کبھی اسکے آگے سر اٹھا ہی نہ سکو ہمیشہ اس گلٹ اس بوجھ کے نیچے رہو کہ عمر حیات نے تمھیں تمھارے ٹراما سمیت قبول کیا بلکہ وہ قبول نہیں کر رہا مہر کہہ رہی تھی اور ہالے سلطان سن ہوئی اسے سن رہی تھی

وہ تمھیں قبول نہیں کر رہا ہالے کیونکہ تم نارمل نہیں ہو اسکی محبت کیسی ہے جو چاند تو چاہتی ہے لیکن داغ قبول نہیں کر پا رہی

وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا ہالے نے ایک بار پھر اسے ٹوکا

یہی تو بات ہے ہالے وہ واقعی تم سے محبت نہیں کرتا اگر کرتا ہوتا تو کیا تمھیں تمھارے ٹراما سمیت تمہاری شخصیت کے عیوب سمیت قبول نہ کرلیتا وہ تمھیں اب بھی ایک داغ دار عورت سمجھتا ہے کہہ نہیں رہا لیکن کیا وہ تمھیں مردوں اور انکی محفلوں سے دور نہیں رکھتا؟

ہالے ایک پل کو سن ہو گئی دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا اسکے ذہن میں عمر کی باتیں گونج رہی تھیں عمر کا چہرہ نگاہوں کے سامنے تھا وہ تھانے جانے پہ اس سے لڑ رہا تھا اور اسکے منہ پہ بس ایک ہی بات تھی وہاں بیٹھے مرد وہاں باتیں کرتے مرد

مہرماہ کہہ رہی تھی کیا وہ تمھیں تمھارے گریڈ اور سستی کی وجہ سے طعنے نہیں دیتا؟ لگتا یہی ہو گا کہ وہ مذاق ہے لیکن اصل میں پتہ ہے کیا ہالے وہ تمھیں جھکانا چاہتا ہے

آپ پیپر دیں اور پھر سپلی لے کر آجائیں.... اسکے ذہن میں ایک اور آواز گونجی تھی

ہالے میری جان خود کو اس آدمی کی پرفیکٹ بیوی بننے کے چکر میں مت پھنساؤ تم علاج نہیں چاہتی مت کرواؤ اسے تمہارا ساتھ چاہیے تو اسی ٹراماٹک بیمار بیوی کے ساتھ رہے ورنہ چھوڑ دے آج یہ سب کہہ رہا ہے کل کہہ دے گا بانجھ ہو...... وہ روانی میں کہہ گئی لیکن ہالے کو لگا جیسے کسی نے اسکے دل پہ چھری پھیر دی ہو خون رسنے سا لگا تھا

میں بانجھ نہیں ہوں اس نے کانپتی آواز میں کہا چہرہ ہتک سے سرخ پڑ چکا تھا گال آہانت سے دھک رہے تھے

سارا جسم مارے شاک کے کانپ رہا تھا

میرا یہ مطلب نہیں تھا ہالے.. میں تمہارے ساتھ مخلص ہوں میں تمہاری ماں کی طرح ہوں....

میں فون رکھتی ہوں بعد میں بات ہو گی ہالے نے سختی سے کہہ کر کال کاٹ دی

وہ واقعی اس سے محبت نہیں کرتا؟ کیا واقعی؟

یہ میں کیا سوچ رہی ہوں ظاہر ہے وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا وہ چونک کر بولی تھی پھر اٹھی کمرے کی کھڑکیاں

پوری کھول دیں البتہ نظر جیسے چرا رکھیں ہوں وہ کہتی تھی وہ بیمار نہیں ہے پھر یہ سب کیا تھا؟

وہ واپس بیڈ پہ آئی اور ڈھے سی گئی عمر آخر اس سے کیا چاہتا تھا؟

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے بارے میں سوچے گئی

شادی کا فنکشن عروج پہ تھا سفید بڑے بڑے ستونوں ھپ لگی گلابی پھول لڑیوں کی صورت نیچے تک آتے تھے

شاہانہ طرز کے میز اور انکے گرد رکھی کرسیوں پہ بیٹھے امراہ خوش گپیاں قہقہے موسیقی کھانے کے دور غرض کہ

شام ہر تارہ سے بھرپور تھی

مہمانوں کو چھوڑ کر اسٹیج پہ آؤ تو سینٹر صوفے پہ نرمین بیٹھی تھی یاقوت اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا مسکراتا ہوا مبارک بعد وصول کرتا ہوا

سبز آنکھوں والی لڑکی نے سرخ لمبی گھیر دار فراک پہن رکھی تھی جس کے دوپٹے اور بازو کے کناروں پہ زردوسی کا کام ہوا تھا باقی سارے جوڑے پہ منقشے کا بھاری کام تھا گلے میں سونے کا بھاری سیٹ تھا اسکے کپڑوں سے میل کھاتا چہرہ میک اپ کی تہوں کے باوجود ویران اور کھنڈر معلوم ہوتا تھا اسکی آنکھوں میں کوئی رمک نہیں تھی وہ ایسے بیٹھی تھی جیسے پتھر کا مجسمہ

دفتعا یاقوت مزید قریب ہو کر بیٹھا شاید فوٹو گرافر نے انہیں پوز دینے کو کہا تھا نرمین کے آس پاس گھٹن سی پھیل گئی دل سے خون رسنے لگا اسی اثناہ میں یاقوت کے کچھ دوست اور کوئی دو ایک "سابقہ سہیلیاں" اسٹیج پہ چڑھ آئیں

مجھے نہیں پتہ تھا مجھے ڈچ کرنے کے پیچھے یہ وجہ ہوگی ان میں سے ایک لڑکی بڑی بے باکی سے یاقوت کے کان کے پاس جھکی

یاقوت کی مسکراہٹ میں کوئی فرق نہیں آیا البتہ اسکا چہرہ سرخ ہوا تھا اسے غصہ بہت آتا تھا

اگر یہ لڑکی میری زندگی میں نہ بھی ہوتی تب بھی تمہاری شکل اس قابل نہیں تھی کہ تم سے شادی کی جائے وہ مڑے بغیر بولا اور وہ مڑے بغیر بھی بتا سکتا تھا کہ "سہیلی" کے منہ پہ جیسے جوتا لگا تھا وہ آہانت سے سرخ چہرہ لئے اسٹیج سے اتر گئی

اب کے یاقوت کے کچھ دوست اوپر اسٹیج پہ چڑھ آئے تھا فوٹو گرافر انکی جگہ بنارہے تھا کچھ دوست انکے قدموں کے پاس پنجوں کے بل بیٹھے تھے مختلف کارڈز ہاتھوں میں بلند کئے جن پہ مختلف مضحکہ خیز عبارات لکھی تھیں

میم پلیز سمائل کریں اور سر اپ تھوڑا قریب ہو جائیں

فوٹو گرافر نے کہا تو یاقوت مسکراتے ہوئے قریب ہو کر بیٹھا اور بازو اسکے کندھے پہ پھیلا لیا زمین نے لوگوں کی پرواہ کئے بغیر ایک جھٹکے سے اسکا بازو جھٹک دیا اسکی یہ حرکت صرف فوٹو گرافر نے دیکھی تھی اسے شدید ذلت محسوس ہوئی لیکن خاموش ہو رہا

یار یاقوت ایسا لگتا ہے زبردستی کی شادی ہے بھابی تو پوز کرتے ہوئے بھی نہیں مسکرائیں یہ جملے اسکے ایک دوست نے اسٹیج سے اترتے ہوئے کہے تھے

یاقوت نے انکو جواب دے کے مطمئین کر دیا تھا سب نیچے چلے گئے اب وہ دونوں اکیلے تھے یاقوت اسکی طرف مڑا تھا

تم اگر ذرا سا مسکرا دو گی تو تمہاری شان میں کچھ کمی نہیں آئے گی آخر ایسا کونسا سوگ ہے جو ختم ہی نہیں ہو رہا؟ وہ ہلکی آواز میں برہمی سے کہہ رہا تھا

مجھے آپ سے گھن آرہی ہے وہ بے تاثر انداز میں بولی یہ لوگ مسکرا رہے ہیں کیونکہ یہ لوگ آپ کا اصل نہیں جانتے میں خاموش ہوں کیونکہ آپ کے اندر کا شیطان مجھ پہ ظاھر ہے

یاقوت کا چہرہ لمحے بھر کو سفید ہوا تھا میں شیطان نہیں ہوں ....وہ جیسے اس لفظ پہ ٹر گر ہوا تھا اپنے اپنے الفاظ واپس لو میں شیطان نہیں ہوں اسکے چہرے پہ پسینہ آگیا تھا آنکھیں مردہ ہونے لگیں تھیں یہ لفظ یہ لفظ ہتھوڑے کی مانند کوڑے کی مانند لگا تھا

زمین سامنے دیکھتی سپاٹ سی بیٹھی رہی ابھی یاقوت کچھ اور کہتا جب نوح اسٹیج کی طرف آتا دکھائی دیا ساتھ مولوی اور فہیم تھے

وہ خاموش ہو گیا لیکن ذہن اب بھی کہیں دور تھا چہرہ اب بھی مردہ سفید تھا

اس ایک لفظ نے اسے اتنا ٹر گر کیوں کیا تھا؟

اگلی صبح وہ فارغ تھی پیپر ختم ہو چکے تھے آج اتوار تھا عمر بھی گھر پہ تھا وہ نماز پڑھ کر سویا تھا اور اب صبح کے دس بج چکے تھے لیکن اب تک جاگا نہیں تھا ہالے نے ناشتہ کیا اور پھر لان میں آکر بیٹھی اسی وقت وہ بھی اسے لان میں اپنی طرف آتا دکھائی دیا وہ مکمل انجان بن بیٹھی جیسے اسے دیکھا ہی نہ ہو جانتی ہی نہ ہو اسکی ہمت کیسے ہوئی بغیر بتائے مجھے ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی؟

وہ قریب چلا آیا ہالے کے ہاتھ میں کافی کا مگ دیکھ ہاتھوں میں کھجلی ہوئی کہ کسی طرح یہ مگ اسکے ہاتھ تک کا سفر طے کر لے لیکن اس وقت سرحدیں کشیدگی کا شکار تھیں وہ گلہ کھنکھارتے ہوئے اسکے قریب آبیٹھا موبائل سامنے رکھی میز پہ رکھا

میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں اس نے آغاز کیا تمہید اس نے پہلے کب باندھی تھی جواب باندھتا

جواب ندارد ...... ہالے میں نے جو کچھ بھی کیا آپ کے لئے کیا اپ کی ذہنی صحت میرے لئے بہت اہم ہے لیکن نہ آپ کوئی دو سال کی بچی ہیں اور نہ میں آپ کا گارجین اگلی بار میں ایسا کچھ نہیں کروں گا آپ کا علاج آپ کا مسئلہ ہے لیٹس سارٹ آوٹ وہ کس آرام سے حل پیش کر رہا تھا

ہالے نے اپنا مگ میز پہ رکھنے کو ہاتھ آگے کیا عمر نے برق رفتاری سے اپنا موبائل اٹھالیا جیسے آخری لمحے میں کسی کا قتل ہونے سے بچالیا ہو ہالے نے ٹھہر کر اسکو دیکھا عمر نے یہ بلا ارادہ کیا تھا لیکن اس وقت ہالے کو لگا جیسے یہ اسے دکھانے کے لئے کیا گیا ہو اسکے چہرے کے تاثرات یکدم بدل گئے تھے مہرماہ کی آوازیں ذھن میں گونجنے لگیں تھیں

تمھیں لگتا ہے میں کوئی پاگل کوئی جنونی عورت ہوں جو ہر وقت گھر کی چیزیں توڑتی ہوں تمھیں لگتا ہے بس تم اعلی ہو باقی کوئی کچھ نہیں ہے دنیا میں باقی سب تو بے کار ہیں ناں؟

وہ بلند آواز میں طنز کر رہی تھی عمر اچنبے سے اسے دیکھے گیا

ہر وقت تم یہی جتاتے ہو کہ یہ تمہارا گھر ہے تم نفیس ویل مینرڈ ڈیسنٹ انسان ہو اور میں مجھے تو کچھ آتا ہی نہیں تم مجھ پہ شک کرتے ہو عمر اسکی بلند آواز کانپی تم مجھے دو مردوں کے درمیان دیکھ لو تو تم مجھ پہ شک کرنے لگتے ہو کیونکہ ہوں تو میں وہی لڑکی ناں جس پہ گھر سے بھاگ جانے کا الزام ہے وہ بولتے ہوئے ہانپ چکی تھی اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں تنفس پھول رہا تھا عمر چپ سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا

اور؟ اس نے بس یہی لفظ کہا تھا

اور یہ کہ تمھیں ہر وقت مجھے طعنے دے کر سکون ملتا ہے سفیر ہاتھ سے مارتا تھا اور تم زبان سے تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو کوئی فرق نہیں تم میں وہ پھنکاری

عمر دو قدم آگے آیا اور؟....

اور یہ کہ.. کہ تم مجھے پاگل سمجھتے ہو تمھیں لگتا ہے میں ماضی کے ٹراما میں پھنسی بیمار ذہن کی لڑکی ہوں اور مجھے یہ ساری باتیں یاد دلا کر تمھیں خوشی محسوس ہوتی ہے

اور۔؟

اور یہ کہ مجھے نفرت ہے تم سے وہ پھٹی ہوئی آواز میں غرائی چہرہ دھک رہا تھا آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھیں اور لمحے کے ہزارویں حصے میں دل نے اسے ملامت کی تھی شک؟ عمر شک کرتا تھا اہ لعنت ہو تم پہ-------

وہ اسکے عین سامنے کھڑا تھا جانچتی اسکین کرتی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا

یہ الفاظ آپ کے نہیں ہیں وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا مجھے فورا بتا دیں یہ کون ہے جو آپ کے منہ میں الفاظ ڈال رہا ہے ورنہ خدا کی قسم اگر میں نے اسے ڈھونڈ لیا تو بہت برا ہو گا اسکے لہجے سے نرمی مفقود تھی اب کے وہ سختی سے استفسار کر رہا تھا ایک لمحے کو ہالے کا سانس حلق میں اٹکا تھا لیکن اگلے ہی پل اس نے گردن کڑا لی

یہ سب مجھے میری ماں نے کہا ہے بتاؤ اب کیا کر لو گے ؟

عمر کی آنکھوں میں اب کے بے چینی ابھری سختی لمحے میں غائب ہو گئی

میں جانتا ہوں آپ جھوٹ بول رہی ہیں لیکن میری بات یاد رکھیں ہر بات اپنی ایک وائب اپنا تاثر رکھتی ہے میری کس بات سے آپ کو یہ تاثر ملا کہ میں آپ پہ شک کر رہا ہوں ؟ میں آپ کو لفظوں سے مار رہا ہوں یا پھر میں آپ کو پاگل سمجھتا ہوں ؟

تمہارا مقصد تو یہی ہو تا ہے ناں وہ ڈھٹائی سے بولی

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا جی اور پھر آپ کو کوئی پندرہ دن بعد یاد آ گیا کہ میرا مقصد کیا تھا ماشاءاللہ کتنی زہین ہیں آپ ؟ اب کے اسکے لہجے میں طنز تھا

تم مجھ سے اس طرح بات نہیں کر سکتے عمر

یہی بات اگر آپ اس تیسرے سے کہہ دیتیں تو اس وقت ہم یہاں لڑ نہ رہے ہوتے یاد رکھیں ہالے ہر دو انسانوں کے رشتے میں کوئی بھی آوٹ سائیڈر "تیسرا" ہو تا ہے اور تیسروں نے ہمیشہ رشتے خراب ہی کئے ہیں

چاہے اس تیسرے کی نیت صاف ہو یا خراب تیسرا انسان کیا کرتا ہے جانتی ہیں ؟وہ سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا ہالے نے جواب نہیں دیا اس نے کہنا جاری رکھا

تیسرا انسان اندازے لگاتا ہے تکے لگاتا ہے اور رسک لیتا ہے وہ نہ تعلق کی نوعیت سے واقف ہوتا ہے نہ دو لوگوں کی آپس میں اٹیچمنٹ سے کیونکہ وہ "تیسرا" ہوتا ہے وہ اپنے حساب سے مشورے دیتا ہے رسک لیتا ہے اندازے لگاتا ہے اور پھر پتہ ہے کیا ہوتا ہے ؟

ہالے نے غیر ارادی طور پہ سر نفی میں ہلایا مشورے غلط ہو جاتے ہیں اندازے ٹھیک نہیں نکلتے رسک تعلق کھا جاتا ہے کیا ہمارے تعلق میں اندازے رسک اور تکوں کی گنجائش ہے ؟

ہالے دھیمی پڑی تھی لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا

میری بات بری لگے مجھ سے کہیں میرا عمل برا لگے مجھ سے کہیں لوگوں کے درمیان ہم دونوں کو ڈسکس کریں گی تو کیا ہو گا ؟ مختلف رائے مختلف پیش گوئیاں ؟ہم دونوں کا تعلق نیا ہے ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے نئے ہیں شادی رہے نہ رہے ہم دونوں اچھے دوست رہیں گے اور اچھے دوستوں کو اپنے مسائل لوگوں کے سامنے ڈسکس نہیں کرنے چاہیے وہ اپنی بات ختم کر چکا تو ہالے نے خفت سے دائیں بائیں گردن گھمائی

لیکن میں تمھیں کل ڈاکٹر والی بات پہ معاف نہیں کروں گی یکدم اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا پھر سزا دے دیں اس نے بازو سینے پہ باندھ لئے

ہالے چند لمحہ اسے دیکھتی رہی سزا کے نام پہ بس ایک ہی چیز ذہن میں آتی تھی وہی سزا جو اسکے باپ کی فیورٹ تھی اسکی آنکھیں چمک اٹھیں

چلو پھر میرے ساتھ کپڑے دھلواو......

وہاااٹ.......یکدم چلآیااس وقت عمر حیات کے چہرے پہ مسکین شوہروں والا تاثر تھا

شادی دنیا کہ سب سے بڑی جھک ہے اس نے ایک بار پھر اس بات کی تائید کی تھی

شہر کے ایک پوش علاقے میں صاف ستھری پکی سڑکیں پھلانگ کر کئی خوبصورت اونچے بڑے محلوں کو چھوڑ کے ایک چھوٹے سے بنگلے نما گھر میں آؤ تو تمھیں ہر دیوار پہ مختلف پینٹنگز نظر آئیں گی

یہیں سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر بنگلے کی چھت پہ آؤ تو شیشوں سے ڈھکا سٹوڈیو تھا چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اندر آؤ تو تمھیں معلوم ہو گا کہ سٹوڈیو اصل میں شیشے کا نہیں تھا اسکی دیواروں پہ جو وال پیپر لگا تھا وہ شیشے کے ڈیزائن کا تھا اندر کا ماحول خوشگوار تھا رنگین دیواروں والے سٹوڈیو میں لمبی میز بچھی تھی جس پہ پینٹنگ کے مختلف سامان رکھے تھے ذرا ذرا سے فاصلے پہ اسٹول رکھے تھے اور انکے سامنے ایزل اور کینوس رکھے تھے اس کمرے میں اگر کسی چیز کی بہتات تھی تو وہ کھڑکیاں تھیں چھت سے جھانکتی نیچے کو جھکی کھڑکیاں دیوار میں لٹکی

کھڑکیاں ایسی ہی ایک کھڑکی کے آگے ہارون شاہد بیٹھا تھا باہر سے آتی ہوا سے اسکے بال اڑ رہے تھے سرمئی سنجیدہ آنکھیں پینٹنگ پہ جمی تھیں سفید شرٹ پہ رنگوں کے دھبے تھے انگلیوں پہ بھی ذرا ذرا سا رنگ لگا تھا

آرٹسٹ تمہاری پینٹنگ میں ایک چیز کی کمی ہے اپنے عقب سے آتی آواز پہ وہ ٹھٹھکا تھا اسکے پیچھے گھنشام داس تھا پینتالیس کے قریب کی عمر ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور پینٹ میں ملبوس اس کے گھنگھریالے بال ماتھے پہ گر رہے تھے وہ مناسب نقوش کا مالک تھا ہارون پچھلے کئی دنوں سے اس سے مل رہا تھا لیکن فین مومنٹ تھا کہ ختم ہی نہیں ہوتا تھا

کس چیز کی کمی ہے آرٹسٹ ؟وہ سب یہاں ایک دوسرے کو اسی نام سے بلاتے تھے داس کا کہنا تھا کہ انسان کو اسکے نام سے زیادہ اسکا پیشہ محبوب ہوتا تھا ایک ڈاکٹر کو اگر ڈاکٹر کے بجائے اسکے نام سے بلاو گے تو اسے علاج میں جوش نہیں آئے گا ایک رائیٹر کو اگر لکھاری کے بجائے اسکے نام سے بلاو گے تو اسے تو اسکا موڈ خراب ہو جائے گا اور رائیٹر کا موڈ خراب ہونے سے بچنا چاہیے ورنہ وہ آپ کے پسندیدہ کردار کو مار بھی سکتا ہے

تمہاری پینٹنگ میں نیلا سبز پیلا سب رنگ استعمال ہوئے ہیں۔۔۔یہاں کہیں بھی سرخ رنگ نہیں ہے دل کا رنگ دل سے خون رسنے کا رنگ ٹوٹے دل کا رنگ اور جب تک دل نہیں ٹوٹے گا تم بس "کام" کر سکتے ہو آرٹ بنانے کے لئے دلوں کا ٹوٹنا ضروری ہوتا ہے

ہارون نے عقیدت سے سر ہلایا تھینکیو سو مچ آرٹسٹ میں سمجھ گیا ہوں اگلی بار آپکو شکایت نہیں ہو گی

داس مسکرایا تھاہارون کی آنکھوں میں جھانکا پھر پینٹنگ کو دیکھا وہاں سرخ رنگ کا بس ایک بس ایک دھبا تھا شاید وہ یہ رنگ لگاتے لگاتے رہ گیا تھا اس نے اب کے ہارون کو دیکھا تو اسکی آنکھوں میں ڈھیروں فکر مندی تھی وہ ایک چھوٹا سا اسٹول کھینچ کر پاس اسکے سامنے بیٹھ گیاہارون کے ہاتھ کانپ رہے تھے استادوں سے جتنی محبت سہی لیکن وہ جب سنجیدہ چہرہ بنا کر بات کرنے اتے ہیں تو دل جیسے چوری پکڑے جانے کی طرح ڈر جاتا ہے

تم نے سرخ رنگ لگایا تھا ہے ناں ؟لیکن پھر چھوڑ دیا شاید تم رنگ سے خوف زدہ ہو گئے یا پھر تم ٹوٹے دل سے ڈر گئے وہ سوچ سوچ کر بول رہا تھاہارون کا رنگ تاریک پڑتا جارہا تھا پینٹ کرتے اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے

آرٹسٹ تم جانتے ہو ناں سرخ رنگ درد کا کرب کا رنگ ہوتا ہے کیا تم ڈرتے ہو کہ لوگوں کو تمہاری پینٹنگ کے زریعے تمہاراٹوٹا دل نہ نظر آجائے کیا یہی بات ہے ؟وہ سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھاھارون نے گردن جھکا دی حلق کو تر کیا

آس پاس بیٹھے دوسرے تین پینٹر ان دونوں سے بے نیاز اپنا کام کرتے رہے وہ چند دنوں میں ہی داس کا فیورٹ ہو گیا تھا یہ بات سب جانتے تھے اور ہارون کو اس میں کوئی حیرت نہیں ہوئی وہ دلوں میں جگہ بنانے کا ہنر رکھتا تھا کافی دیر تک وہ کچھ نہیں بول سکا پھر اس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا

مجھے بہت ڈر لگتا ہے ہاں ڈرتا ہوں میں اس بات سے کہ کسی کو میرے دکھ یا غم کی پہچان ہو گئ تو کیا ہو گا؟اگر کسی کو پتہ چل گیا میرا دل ٹوٹا ہوا ہے تو کیا ہو گا لوگوں کو پینٹنگ میں ناول میں فلموں میں صرف خوشی اور امید چاہیے میں اگر پینٹنگ میں اپنے درد اور ٹوٹا دل بھرنے لگا تو مجھے لگتا ہے لوگ مجھ سے بے زار ہو جائیں گے اس نے

گردن اٹھائی اسکی آنکھوں میں ہلکی ہلکی سی نمی تیر رہی تھی وہ ہرٹ نظر آتا تھا اور جو کہتا ہے یکطرفہ محبت کا مارا انسان ایک نہ دن بے حس ہو جاتا ہے وہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا ہوتا ہے

داس نے چند ثانیے اسکی سرمئی آنکھوں کو دیکھا پھر ہلکی آواز میں اسکے پاس بیٹھ کر کہنے لگا

ایسا کوئی انسان نہیں ہو گا جس کی زندگی میں کبھی دکھ نہیں آیا ہو گا لڑکے اسکی آواز ہلکی اور نرم تھی لوگوں کو امید پسند ہے لیکن اسکے پہلے کی ناامیدی اس سے بھی زیادہ پسند ہے ہارون نے جھٹکے سے جھکی گردن اٹھائی لوگوں کو دلوں کا ہیل ہونا پسند ہے لیکن دل کے ہیل ہونے سے پہلے کا جو "پراسیس "ہوتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ پسند ہے کیا تم نے کبھی کسی لکھاری کا ایسا مسودہ دیکھا ہے جس میں انسان کا دل ایک دن ٹوٹے اور اگلے دن جڑ جائے؟ اور لوگ اس لکھاری کو پسند کرنے لگیں؟ ہارون نے نفی میں سر ہلایا

جب تک دل کو جوڑنے کی وجہ نہیں ملے گی جب تک دل ایک پروسیس سے نہیں گزرے گا وہ جڑ نہیں سکتا اور لوگ اس پراسیس کو جس غور سے جس انہماک سے پڑھتے ہیں ناں اتنا غور سے کچھ نہیں پڑھا ہو گا

ہارون یک ٹک پلک جھپکائے بغیر انہیں سن رہا تھا سارے جواب خود بخود مل رہے تھے

لوگوں کو ٹوٹے دل برے نہیں لگتے لوگوں کو مزاحیہ ناول اور ڈرامے ہی اچھے نہیں لگتے لوگوں کو ہر دفع "سبق "اچھا لگتا ہے اگر تم اپنی کہانی اپنی پینٹنگ اپنی فلم میں دل ٹوٹنے کے بعد کا سبق نہیں دے سکے تب تم فلاپ ہو تب تم بے کار ہو دلوں کا ٹوٹنا برا نہیں ہوتا پینٹنگ میں درد برا نہیں ہوتا تکالیف اور غم کے بعد بھی کسی امید کسی روشنی کا نظر نہ آنا برا ہوتا ہے

ہارون ممنونیت سے اسے دیکھتا رہا داس اٹھا اسکے کندھے کو تھپکا.....ٹوٹے دل برے نہیں ہوتے سبق ہوتے ہیں گرو کرنے اور ہیل ہونے کا اشارہ ہوتے ہیں وہ کہہ کر آگے بڑھ گئے پھر رکے شرارتی آنکھوں سے ہارون کی پشت کو دیکھا

ویسے آرٹسٹ اگر سب لکھاری ٹوٹے دل کے قصے اور درد بھری کہانی لکھنا چھوڑ دیں تو کیا ہو گا؟

سارے کے سارے خود کو گولی مار دیں گے یا پھر کم از کم پھانسی تو ضرور چڑھ جائیں گے وہ مڑے بغیر بولا

اور اگر لکھاری کرداروں کو مارنا چھوڑ دیں تو تو نیلا تھوتھا کھا کر مر جائیں گے پاس بیٹھی لڑکی نے لقمہ دیا تھا سارے اسٹوڈیو میں بھرپور ہنسی کی آوازیں گونجی تھی

ویسے آہستہ بولو اگر کسی لکھاری نے سن لیا تو تمھیں اپنی کہانی میں ڈال کے ایک المناک موت دے گا داس نے ہلکی سرگوشی کی تو سارے اپنی پینٹنگز کی طرف متوجہ ہو گئے

لکھاری سے پنگا مطلب اپنے اگلے پچھلے بخیے ادھیڑنا نہ بھئی آرٹسٹ باز آئے ایسے ظالموں سے

رنگین اسٹوڈیو اپنے ہونہار آرٹسٹس کو دیکھتا فخر سے گردن کڑائے کھڑا رہا

عمر حیات کے بنگلے پہ دھوپ چھن کر گر رہی تھی

وہ دونوں اس وقت بنگلے کے پچھلے احاطے میں تھے یہاں بنگلے کے اندرونی حصے کے مقابلے چپس کا سادہ فرش تھا یہاں زیادہ سامان نہیں تھا بس کونے میں کپڑے دھونے والی مشین رکھی تھی اور باقی بھی اسی طرح کے سامان یہ جگہ بس کپڑے دھونے کے لئے استعمال ہوا کرتی تھی

اس وقت عمر دونوں ہاتھ کمر پہ رکھے بے بسی سے فرش پہ لگے کپڑوں کے ڈھیر کو دیکھ رہا تھا اسکے انداز میں بے چارگی تھی ہالے بالوں کا جوڑا بنائے گھر کے سادہ جوڑے میں ملبوس تھی وہ بھاگ بھاگ کر سارے کام کر رہی تھی شاید کپڑے دھونے کی عادی تھی

عمر مشین میں واشنگ پاؤڈر ڈالو ہالے کپڑے الگ کرتے مصروف سی بولی تھی عمر نے ایک آخری کوشش کرنی چاہی

ہالے یہ ظلم ہے میں اے ایس پی ہوں میں کپڑے دھوؤں گا؟ وہ سخت بے یقین تھا

تم ہر بار بھول کیوں جاتے ہو تم سسپنڈڈ ہو وہ اب بھی نیچے بیٹھی کپڑے الگ کر رہی تھی دفتعا اس نے سر اٹھایا بت بنے کھڑے عمر کو دیکھا اور پھر اسکے انداز کی ناپسندیدگی کو

اچھا ٹھیک ہے اگر تم نہیں دھونا چاہتے تو ہم لانڈری میں دے دیں گے بس کچھ پیسے دینے پڑیں گے وہ بلکل کوئی سرسری انداز میں بولی تو عمر کے جیسے دل پہ ہاتھ پڑا ہو

پولیس والا جان دے دے گا پیسے نہیں دے گا پیسوں کی بات کر کے میرا بی پی نہ لو کیا کریں وہ یکدم پر جوش ہو گیا تھا میں خود دھوؤں گا اور سارے کپڑے دھو ڈالوں گا وہ اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتا مشین کی طرف بڑھا ہالے پیچھے سے مسکرائی تھی شیطانی مسکراہٹ

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کافی کپڑے دھو چکے تھے عمر ٹب میں اپنی ایک شرٹ لئے بیٹھا تھا اور برش سے اسے رگڑ رہا تھا جب اسکا فون بجنے لگا مشین میں کپڑے ڈالتی ہالے نے ذرا دور رکھا اسکا موبائل اٹھایا اور عمر کے اشارے پہ اسکے کان کے پاس رکھا اب وہ اس طرح کھڑی تھی کہ موبائل اسکے کان سے لگا رکھا تھا اور وہ کال پہ بات کر رہا تھا

ہاں بولو سردار.... اچھارات کا کھانا؟ ہم دونوں؟ اس نے ایک نظر ہالے کو دیکھا ہاں اوکے ہم آجائیں گے آگے سے سردار کچھ کہہ رہا تھا نہیں میں ابھی نہیں آسکتا مصروف ہوں... یار آفس کا کام کر رہا ہوں اس نے چڑ کر بتایا ہالے نے مسکراہٹ دبائے رکھی

یار سنڈے ہے تو کیا ہوا عمر حیات کام کرتے ہوئے سنڈے منڈے نہیں دیکھتا فخریہ کہتے ہوئے وہ اس وقت کوئی جھوٹوں کا سردار لگ رہا تھا اگر جو سردار اسکے سامنے رکھا کپڑوں کا ٹب اور اسکے جھاگ میں بھرے ہاتھ دیکھ لیتا یقینا گر کر بے ہوش ہو جاتا

عمر جلدی کر لو کتنے کپڑے ابھی دھونے کو رہتے ہیں ہالے کی آواز اس وقت عمر کو کسی صور کی مانند لگی تھی اس نے کراہ کر آنکھیں میچ لیں ہالے اب بھی معصومیت سے اسکے کان سے فون لگائے کھڑی تھی وہ جانتی تھی دوسری جانب موجود سردار نے اسکی آواز بخوبی سنی تھی اور اب اسکا قہقہہ یہاں تک سنائی دیتا تھا

نہ نہ نہ... میں مان ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔ تتم تم کپڑے دھو رہے ہو وہ ایک بار پھر قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

اے بکومت گھر کے کاموں میں مدد کروانا ایک غیرت مند مرد کا کام ہوتا ہے

دوسری جانب سردار کا قہقہہ مزید بلند ہوا تھا مطلب اب الفا عمر حیات .... اوہ میرے خدا. عمر تم کپڑے دھو رہے ہو.... کہہ دو یہ جھوٹ ہے اہ میں مان ہی نہیں سکتا وہ پیٹ پکڑے بری طرح ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا عمر ضبط کئے اسے سن رہا تھا ہالے نے اسکے کان سے موبائل ہٹا کر اپنے کان پہ رکھا

سردار.. جی جی میں ہالے بات کر رہی ہوں .... اصل میں معذرت لیکن فون رکھنا ہوگا ابھی بہت کپڑے دھونے کو رہتے ہیں عمر نے باقاعدہ اپنا سر پیٹا تھا جی جی بھابی دھلوائیں اس سے کپڑے برتن سب دھلوئیں یہ تو ماہر ہے ان کاموں میں سردار نے بامشکل اپنے قہقہے کا گلہ گھونٹ رکھا تھا ہالے نے فون کاٹ دیا عمر اب کے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا

ہالے نے معصوم کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے اسکو ایسے دیکھا جیسے کچھ جانتی ہی نہ ہو

انجان بننے کی اداکاری اچھی ہے لیکن میں خود ایوارڈ یافتہ اداکار ہوں وہ ضبط سے کہہ رہا تھا

چہ چہ چہ .... کیا ہی اا چھا ہو کہ اس وقت اداکاری کو چھوڑ کر تم کپڑوں پہ دھیان دے دؤوہ جو لائم کلر والی بالٹی ہے ناں اس نے ہاتھ کو لمبا کر کے اشارہ کیا وہ کپڑے مشین میں ڈال دینا میں ابھی آتی ہوں وہ ایک شان بے نیازی سے کہتی اندر بڑھ گئی

عمر پیچھے بل کھا تارہ گیا کیا کرے وہ اس عورت کا؟

ہالے واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں دو جوس کے گلاس تھے حلق تر ہو گیا تھا اب اسکے اندر مزید توانائی آگئی تھی ایک گلاس اس نے عمر کی جانب بڑھایا وہ جو ابھی مشین میں کپڑے ڈال کر آیا تھا خاموشی سے گلاس تھام لیا

کہیں زہر تو نہیں ڈالا؟ وہ مشکوک نظروں سے جوس کے گلاس کو دیکھ رہا تھا ہالے نے ایک لمبا گھونٹ بھرا پھر سکون سے اسکو دیکھا

ویسے اگر ڈالا بھی ہو تو کیا ہو گا؟ اینا کونڈا پہ زہر کیا اثر کرے گا؟ ساتھ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں اسی لمحے ہالے کی نظر ذرا فاصلے پہ رکھی بالٹیوں کی قطار پہ پڑی تو اسکا دل اچھل کر حلق میں آیا

یہاں ایک پیلی بالٹی تھی وہ کہاں گئی؟ اس نے عمر کو دیکھتے ہوئے شاک سے پوچھا

وہ" پیلی" نہیں تھی وولائم کلر تھا آپ ہی نے تو کہا تھا لائم کلر والی بالٹی کے کپڑے مشین میں ڈال دوں

ہالے کا منہ شاک اور صدمے کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا وہ آگے گئی پیلی بالٹی اٹھا کر ہوا میں بلند کی اور ضبط سے عمر کو دیکھا

میں نے یہ یہ لائم کلر (وہ نری پیلی بالٹی کو لائم کلر کہہ رہی تھی) والی بالٹی کہی تھی تم نے دھلے ہوئے کپڑے دوبارہ مشین میں ڈال دیے آہ میں تمہارا کیا کروں عمروہ بے بسی بھری بے چارگی سے بولی

عمر دانت کچکچاتا آگے آیا

مسز ہالے حیات صاحبہ اگر آپ کو یاد پڑتا ہو تو زرا زہن پہ زور دیں کہ آپ کو رنگوں کی کتنی پہچان ہے؟

اور یہاں ہالے سلطان کو خود پہ بھی رحم آیا تھا اسکا یہ کلر نہ پہچاننے والا مرض اس سے اور کیا کیا کروائے گا؟

وہ دونوں بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر یکدم ہنس پڑے بلند و بانگ قہقہے

میں بھی کتنا گدھا ہوں مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ آپ کو رنگوں کے نام نہیں آتے

اور میں مجھے ضرورت کیا تھی بالٹی کی نشاندہی رنگوں کے حساب سے کرنے کی

وہ دونوں اب ہنستے ہوئے دوبارہ مشین کی طرف جا رہے تھے جوڑے والی لڑکی اور ماتھے پہ گرے بالوں والا لڑکا اب مشین سے کپڑے نکال رہے تھے

وقت کم تھا اور کام بہت زیادہ

شہر کی مہنگی ترین مردانہ بوتیک کی اوپر والے فلور پہ اؤ تو چھوٹا سا فوڈ کورٹ بنا تھا کھانے اور کافی بینز کی اشتہا انگیز خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرا آتی تھی تو روح تک تازہ دم ہو جایا کرتی تھی ایسے میں اس فوڈ کورٹ کی درمیان

والی میز کی طرف آئو تو وہاج خان اپنے کسی ساتھی کے ساتھ بیٹھا تھا ان دونوں کی میز پہ کھانا رکھا تھا مقابل کھانا کھا رہا تھا جبکہ وہاج بس بے دلی سے کھانا زہر مار کر رہا تھا

پھر کیا ہوا؟ تمہارا بیٹا آج کل نظر نہیں آتا؟ قدوس کھانے سے ہاتھ روک کر بیٹھا اس سے پوچھ رہا تھا وہ وہاج کا بچپن کا دوست تھا

کچھ دن پہلے وہ آیا تھا لیکن پھر وہی انداز نہ بات کی نہ کرنے دی بلکل باپ کی طرح غصیل اور ماں کی طرح ضدی ہے اسکو دیکھ کر پہلی نظر میں یقین آجاتا ہے کہ وہاج خان کا بیٹا ہے وہ تکان سے کہہ رہا تھا

ویسے وہاج میں نے آج تک تم سے نہیں پوچھا لیکن آج مجھے بتاؤ آخر تم نے اسے طلاق کیوں دی تھی؟ وہ آگے کو جھکا مخلص سی رازداری سے کہہ رہا تھا وہاج ایک جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا

میں نے اسے طلاق نہیں دی تھی وہ وثوق سے کہہ رہا تھا اسکی آنکھیں اسکا انداز اسکا لہجہ سب چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ وہ سچا ہے وہ اپنے بیٹے جیسا جھوٹا اور کہانی گڑھنے والا ہرگز نہیں تھا

کیا بکواس ہے تم نے اسے طلاق نہیں دی تھی؟ کیا کہہ رہے ہو؟ قدوس سخت حیرت زدہ تھا اور وہاج خان نے ہمیشہ نگین سے الگ ہونے کی بات کی تھی اس نے کبھی نگین کو طلاق دینے کی بات نہیں کی تھی

اس... دن کیا... ہوا تھا؟ قدوس بامشکل پوچھ سکا وہاج نے کراہ کر آنکھیں بند کیں یہ ذکر بھی اسکے لئے مشکل تھا

ماضی....

نگین اور وہاج چند دن سلطان منزل میں گزار کر واپس اپنے گھر چلے آئے تھے وہاج کی اچھی نوکری لگ گئی تھی اور وہ اب شراب جوے سے بھی دور تھا نگین کو مارنا تو دور اس سے جھگڑنا تک چھوڑ دیا تھا دن اور زندگی سکون سے گزر رہے تھے وہ دونوں روزانہ وہاج کی چھٹی کے بعد قریبی پارک جایا کرتے تھے اس روز بھی وہ دونوں پارک میں رکھے سمنٹ کے بینچ پہ بیٹھے تھے بچی کو کیری کوٹ میں لٹار کھا تھا

ارے نگین تم؟اس آواز پہ اس نے گردن موڑی اسکے دائیں طرف ڈاکٹر فرحت کھڑی تھیں نگین کی ڈاکٹر مہر کی پیدائش سے قبل وہی نگین کا علاج کرتی رہی تھیں وہ کوئی پینتالیس کے قریب کی عورت تھیں بال قلموں سے سفید اور چہرہ گوراگلابی وہ اس عمر میں بھی حسین اور باوقار لگا کرتی تھیں

نگین مسکراتے ہوئے اٹھی اور انکے گالوں سے گال ٹکرائے وہ انہیں دیکھ کر خوش ہوئی تھی وہاج سلام کے بعد خاموش ہو گیا تھاوہ دونوں کافی دیر تک کھڑے کھڑے باتیں کرتی رہیں جب ڈاکٹر فرحت کچھ یاد آنے پہ بولیں ارے اپنے بیٹے سے تو ملواو بھئی میں بھی تو دیکھوں کس پہ گیاہے وہ خلوص سے کہہ رہی تھی نگین کے ابرو تفکر سے سکڑے تھے وہاج سیدھاہو بیٹھا

ہمارے یہاں...بیٹی ہوئی تھی نگین آہستگی سے بولی تو فرحت نے اسے ایسے دیکھا جیسے کوئی مذاق کر رہی ہو

?Are you kidding me

تمہاری ڈیلیوری میں نے کروائی ہے تمھارے یہاں بیٹا ہوا تھا وہ تو تمھارے ہوش میں آنے سے پہلے مجھے جانا پڑا تھا میری بیٹی بیمار تھی ڈاکٹر ذیبش نے بعد میں سنبھال لیا تھا وہ ایک پل کو رکیں .. نگین تم مذاق کر رہی ہو ناں ؟انہوں نے جیسے تائید چاہی تھی

نگین کچھ نہیں کہہ سکی اسکے واہمے اور اندیشے سب سچ ہو رہے تھے وہ کسی کھیل کا حصہ بن گئی تھی اسکے عقب میں سنگی بینچ پہ بیٹھے وہاج کا غصہ حسب عادت عود کر آیا تھا ڈاکٹر کو کوئی کال آگئی تھی وہ آیکسکیوز کرتی آگے بڑھ گئیں پیچھے نگین نمک کا مجسمہ بن گئی تھی انگلی لگاؤ تو ڈھے کر گرے

یہ عورت کیا کہہ رہی ہے ؟ کیا کیا ہے تم نے ہاں ؟ کس کی بچی ہے یہ ؟؛ نگین مجھے جواب دو وہاج اسکے بازو کو پکڑے برہمی سے کہہ رہا تھا اسکی آنکھیں خوفناک لگتی تھیں ویسی جیسی وہ اسے مارتے وقت ہو جایا کرتی تھیں نگین بس پلک جھپکے بغیر غائب دماغی سے اسے دیکھ رہی تھی

ڈاکٹر ... جھوٹ ... جھوٹی ہے .. وہ اس نے اٹک اٹک کر کہنا شروع کیا ... یہ میری ... ہماری بیٹی ہے وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ بامشکل بول رہی تھی آنکھیں بھیگ رہی تھیں وہاج اب اسے بازو سے پکڑے گھر لے کر جا رہا تھا وہ کھینچتی ہوئی ساتھ جا رہی تھی مہر کو وہاج نے اٹھا رکھا تھا

مجھے صاف صاف بتاؤ نگین یہ کیا بکواس ہے ورنہ خدا کی قسم تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہو وہ گھر آچکے تھے اور اب وہاج اسکے سر پہ کھڑا تھا نگین بس آنکھیں فرش پہ ٹکائے بیٹھی تھی اسکے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے

کچھ .. بکو بھی اب وہ دہاڑا تھا نگین نے اب بھی اسکو نہیں دیکھا وہ چہرے پہ ہاتھ پھیرتی اٹھی اور بیڈ پہ پڑے اپنے چھوٹے سے فون کی جانب آئی وہاج ضبط سے اسے دیکھ رہا تھا اسکا غصہ اسکا غصہ ہمیشہ جان لینے والا ہوا کرتا تھا گھنٹی جا رہی تھی اور پھر اگلے ہی لمحے کال اٹینڈ ہو گئی تھی سلام دعا سلامتی آگے سے بہت کچھ کہا گیا لیکن نگین بس اپنے منہ سے چند الفاظ ہی گھسیٹ سکی

مہر ماہ کس کی بیٹی ہے بھابی ؟ آپ میرے ساتھ تھیں مجھ سے جھوٹ مت بولئے گا اسکا لہجہ ہلکا اور بے تاثر تھا ایک لمحے کو فون کے پار خاموشی چھا گئی جیسے دوسری جانب حسینہ نے الفاظ متجمع کئے گئے ہوں

وہ تمہاری بیٹی ہے نگین ظاہر ہے وہ تمہاری بیٹی ہے میں تمھارے ساتھ تھی میرا یقین کرو وہی تمہاری بیٹی ہے یہ مان یہ وثوق وہ مڑی وہاج اب بھی اسے برہمی سے دیکھ رہا تھا

وہ آگے آئی اب اسکی آنکھیں سخت تھیں ان میں کسی قسم کی رعایت نہیں تھی کسی قسم کی خود ترسی نہیں تھی

مہر ماہ میری بیٹی ہے وہاج میری اور تمہاری وہ ہم دونوں کی بیٹی ہے وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بے خوفی سے کہہ رہی تھی لیکن ... لیکن اگر تمھیں یقین نہیں آتا .... وہ دو قدم مزید آگے آئی ہم ڈی این اے ٹیسٹ کروائیں گے

بکو مت وہاج نے گھر کا تھا

اگر تم ٹیسٹ کروانے کو راضی نہیں ہوئے تو آج اور ابھی میں اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے جا رہی ہوں اور آئندہ تم اپنی بیٹی کی شکل بھی نہیں دیکھ پاؤ گے یاد رکھنا وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کر رہی تھی

نگین بات مت بڑھاؤ میرا مطلب یہ نہیں تھا میں بس.....

تم بس مجھ پہ الزام لگا رہے تھے وہاج خان تم بس مجھے ذلیل کرنا چاہتے تھے اور تم نے کیا اب اگر تمھیں لگتا ہے کہ میں اس بے عزتی کے بعد بھی تمھارے ساتھ رہوں گی تو تم غلط ہو میں ابھی اور اسی وقت اپنے ابا کے گھر جا رہی ہوں اور طلاق کے کاغذات بہت جلد تمھیں مل جائیں گے وہ سرخ آنکھیں لئے فیصلہ کن لہجے میں کہہ رہی تھی

ہم ٹیسٹ کروائیں گے وہاج کی سنجیدہ آواز ابھری وہ بھی فیصلہ کر چکا تھا لیکن ٹیسٹ کا رزلٹ جو بھی ہوا اسے ہماری زندگی پہ اثر انداز نہیں ہونا چاہیے اوکے ؟ نگین نے جواب نہیں دیا وہ پوری رات ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی نگین مار سہ سکتی تھی لیکن کردار پہ داغ نہیں

اگلی صبح وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں ملائے بغیر ہسپتال آئے تھے یہ نگین کی دوست کا ہسپتال تھا وہاج باہر بینچ پہ بیٹھا تھا سادہ سفید قمیض شلوار میں ملبوس ہلکی داڑھی والا وجیہ مرد آج سخت پریشان تھا ہاتھوں میں مہر کو لیا ہوا تھا یہ بچی اسے کبھی اپنے جیسی نہیں لگی تھی کبھی نگین جیسی نہیں لگی تھی لیکن اسکے وہم و گمان میں بھی

نہیں تھا کہ یہ بچی اسکی نہیں ہو گی دفتعا ایک آہٹ ہوئی اس نے سر اٹھا کر دیکھا سامنے نگین تھی اسکے ساتھ ڈاکٹر بھی تھیں

وہ کچھ پوچھ نہیں سکا کیا اسے کچھ پوچھنا چاہیے تھا؟ نگین آہستگی سے اسکے ساتھ بیٹھ گئی

کیا رزلٹ ہے ؟ نگین کی آواز آہستہ تھی بے حد آہستہ ڈاکٹر نوین نے اپنا گلہ تر کیا نگین کو ایک محتاط نظر سے دیکھا" نگین ہم اندر چل کر بات.... .

جو بھی بات ہے یہیں کرو وہاج نے کھری کھری کہہ دی نوین نے ایک معذرت خوا نظر نگین پہ ڈالی . . . یہ بچی وہاج کی نہیں ہے الفاظ تھے کہ زہر نگین نے بے یقینی سے سر اٹھایا وہاج کا چہرہ سرخ ہوا گردن کی نسیں پھولنے لگیں اسکا جی چاہا تھا آج زمین میں گڑ جائے ہو سکتا ہے بچی بدل گئی ہو ہسپتال میں ایسا ہوتا رہتا ہے تم.... نوین کچھ کہہ رہی تھی لیکن ان دونوں نے جیسے کان بند کر لئے تھے وہاج تقریبا نگین کو گھسیٹتا ہوا باہر کی جانب لے جانے لگا اسے گھر لا کر وہ اسے اپنے کمرے میں پھینک کر چلا گیا کتنے دن گزرے کتنی راتیں نگین کو اندازہ نہیں ہو سکا اور پھر چار دن بعد اسے کچھ کاغذات موصول ہوئے تھے وہ طلاق کے کاغذات تھے وہاج نہیں آسکا لیکن طلاق کے کاغذات آگئے تھے اس نے چپ چاپ مہر کو ساتھ لیا اور اپنے گھر سے بغیر کچھ لئے وہ نکل آئی یہ وہ دن تھا جب نگین اور وہاج کی کہانی کا انجام لکھا جا چکا تھا اور جن محبتوں کی شروعات ہی بد دعاؤں اور گھر کے بڑوں کو ناراض کرنے سے ہو اسکے انجام کچھ خاص نہیں ہوا کرتے سلطان منزل میں اس سے ہزار بار طلاق کی وجہ پوچھی گئی لیکن اس نے منہ نہیں کھولا وہ کسی کو کیا بتا سکتی تھی ؟

-

حال

وہاج اپنے سامنے بیٹھے قدوس سے کہہ رہا تھا

میں گھر اس لئے نہیں گیا کیونکہ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا ہاں میں اس دن غصے میں گھر سے نکلا تھا لیکن مجھے بس اس بات کا غصہ تھا کہ میرے بچے کو مجھ سے کون جدا کر سکتا ہے نگین کے کردار پہ تو مجھے تب بھی شک نہیں تھا لیکن میں نے اسے یقین بھی تو نہیں دلایا ناں اعتبار کے چند بول تعلق بچا لیتے ہیں میں یہ نہیں سمجھ سکا

وہ آزردگی سے کہہ رہا تھا اس ایکسیڈنٹ کے بعد میں کوما میں چلا گیا تھا میرا کوما دو سال کا تھا ان دو سالوں کے بعد میں نے نگین کو بہت ڈھونڈا اور پھر میں اسکے گھر گیا میں نے کتنی منتیں کیں کتنا یقین دلایا کتنی قسمیں کھائیں کہ میں نے طلاق نہیں دی لیکن کسی نے میری کوئی بات نہیں سنی یوسف صاحب نے مجھے تین بار تھانے بند کروا دیا لیکن میں ہر بار آجاتا تھا اور پھر نگین سے وہی ایک بات کرتا تھا کہ مجھے اس پہ اعتبار ہے لیکن نگین کو ان جھوٹے کاغذات پہ یقین تھا مجھ پہ نہیں سب کو لگتا تھا میں کہانی کا ولن ہوں لیکن میں وکٹم تھا میرا خاندان تباہ ہو گیا تھا میری بیوی میرا بچہ میری شادی میری صحت میرے پاس تو کچھ بھی نہیں بچا جب تک نگین زندہ تھی میں ہر دفع اسکے لئے جاتا تھا چاہے مجھے ماریں چاہے مجھے تھانے بھجوا دیں میں اس پہ گواپ نہیں کرتا تھا اور پھر وہ ایک دن مجھ سے ملی تھی وہاج کے چہرے پہ کرب پھیل گیا آنسو آنکھوں کے کناروں سے بہہ نکلے

ہم ہسپتال میں ملے تھے وہ ہالے کو اپنی بھتیجی کو لے کر آئی تھی وہ بیمار لگتی تھی وہ میری نگین نہیں تھی اس دن میں نے اسے سب سچ بتا دیا میں نے اس سے ایک چانس مانگا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ سچ جانتی ہے وہ بس میرے

ساتھ نہیں رہ سکی کیونکہ وہ خوف زدہ تھی گلٹی تھی اس نے ہمارے بچے کی حفاظت نہیں کی اس لئے وہ مجھ سے نظر نہیں ملا سکتی تھی میں نے اسے تسلی دی اسکے خدشے دور کئے اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہ وہ بہت جلد مجھ سے رابطہ کرے گی

وہاج سانس لینے کو رکا اسکی آنکھیں اب تیزی سے بہہ رہی تھیں اسکا بوڑھا چہرہ مردہ لگتا تھا قدوس اس سنتا رہا خاموشی سے

اور میں نے اسے کھو دیا وہ اس دن کسی روڈ ایکسیڈنٹ میں مر گئی اس نے کہا تھا وہ میرے ساتھ جینا چاہتی ہے لیکن جی نہیں سکی میں نے اسے کہا تھا میں اسکے ساتھ جینا چاہتا ہوں اور میں اسکے بعد جیتے جی مر گیا میں نے نگین کو کھو دیا اور مجھے لگا ساری دنیا مجھ سے کھو گئی ہے میں اس سے بہت محبت کرتا تھا میں نے اسے طلاق نہیں دی تھی بوڑھے وہاج نے شکستگی سے سر جھکا لیا آنسو اب میز پہ گر رہے تھے قدوس اٹھ کر اسکا سر تھپک رہا تھا دلاسا دے رہا تھا لیکن ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ سے وہ اس ملاقات کی روداد کی آڈیو پہ سیو کا بٹن دبا رہا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے تم اسے یہی آڈیو وہاٹس ایپ پہ کسی عمر وہاج کا بیٹا

کے نمبر پہ بھیجتے ہوئے دیکھو گے وہاج کا سر اب بھی جھکا تھا اور قدوس اب کے مسکرا رہا تھا

بلاخر اسکے دوست کے کچھ غم تو ختم ہوں گے کہانی کے وکٹمز کا بھی زندگی پہ تھوڑا بہت حق ہوتا ہی ہے

سر دار ولا پہ آج جیسے رونق اتر آئی تھی اسکے گھر میں خاصی چہل پہل محسوس ہوتی تھی ڈائننگ ایریا میں لمبی میز پہ انواع اقسام کے کھانے سجے تھے یہاں سے ذرا فاصلے پہ وہ سب لوگ صوفوں پہ بیٹھے تھے خوش گپیوں میں مصروف ہاتھوں میں پلیٹس لئے ذرا ذرا دیر بعد ملازم انکے لئے کچھ نہ کچھ لا رہا ہوتا تھا ہالے کے ہاتھ میں پلیٹ تھی اور وہ مسکراتے ہوئے سر دار کی بیوی کا کوئی قصہ سن رہی تھی اس نے بھورے شفون کے کرتے کے ساتھ بڑے پائینچوں والا ٹراؤزر پہن رکھا تھا دوپٹہ ندارد بھورے بال کرل کر کے پیچھے کو کھلے چھوڑ رکھے تھے کانوں میں ڈائمنڈز اور ہلکے میک اپ میں وہ اچھی لگ رہی تھی اس کے ساتھ بیٹھے عمر نے سفید ڈریس شرٹ کے ساتھ خاکی پینٹ پہن رکھی تھی اور سر دار سے شوروم کے معملات پہ گفتگو کر رہا تھا

اومائی گاڈ اس بات پہ تو سیلفی بنتی ہے یہ آواز سر دار کی بیوی کی تھی وہ کوئی پچیس چھبیس برس کی خوش شکل لڑکی تھی بغیر بازوؤں والے کرتا شلوار میں ملبوس سیاہ کندھے تک آتے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ بس ٹھیک لگ رہی تھی اسکے نقوش واجبی تھے لیکن اسکی ہر بات پہ سیلفی لینے کی عادت نے یہاں بیٹھے لوگوں کو سخت بے زار کر رکھا تھا وہ ہر دوسری بات پہ سیلفی لیتی اور انسٹا پہ اپلوڈ کرتی تھی

پاؤٹ کرو عمر.. اس کی آواز پہ عمر نے بے چارگی سے سر دار کو دیکھا جو واقعی اپنی بیوی کی آواز پہ پوز کر رہا تھا جب سے آیا ہوں پوز کر کر کے جبڑے دکھ گئے ہیں مجھے تو لگتا ہے پاؤٹ کر کر کے میرے ہونٹ بطخ جیسے ہو جائیں گے وہ کراہ کر بولا تھا

اور مزے کی بات یہ ہے کہ تم بطخ بن کر بھی اچھے نہیں لگو گے یہ لیل تھی داخلی دروازہ پار کرتی وہ نک سک سے تیار اندر آ رہی تھی گہرے نیلے سلک کے جوڑے میں ملبوس چھوٹے بالوں کو کرل کیئے وہ انتہائی حسین لگ رہی تھی

دیکھو ذرا اچھے لگنے کی بات کر کون رہا ہے وہ جو تیار ہو کر بھی میرے گھر کی ماسی لگتی ہے عمر کہاں باز آنے والا تھا

لیل قریب چلی آئی اسکے قریب لمبے صوفے پہ دھپ سے بیٹھی تمھارے گھر کی ماسی کو پانچ ہزار ادھار چاہیے نکالنا زرا وہ چہرہ ہتھیلی پہ گرائے عمر کو دیکھ کر بولی تھی عمر نے انتہائی کڑوا منہ بنا لیا اندر تک جیسے بے زاری سرایت کر گئی

میں آج ہی اپنی ماسی بدل رہا ہوں وجہ تبدیلی پیسوں کا مانگنا اور میرا بی پی لو کر دینا لکھو

اسکی بات پہ لیل کلستی رہ گئی ہالے سمیت باقی سب مسکرائے تھے لیل اٹھ کر کھانا لینے چلی گئی تو سردار ہالے کی جانب مڑا

ویسے بھابی یہ عمر کی شرٹ بہت صاف لگ رہی ہے آپ لانڈری کہاں سے کرواتی ہیں ؟ وہ بظاہر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا لیکن ہالے اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مسکرا دی

ہے ایک بہت ہی ٹیلنٹڈ دھوبی سردار بھائی راز کی بات ہے واپسی پہ اسکا پتہ دے جاؤں گی عمر ضبط سے ان دونوں کو دیکھے گیا دل کو کیا تھا سردار کی گردن مروڑ دے

اس بات پہ تو سیلفی بنتی ہے نیلم ایک بار پھر چہک کر بولی تو سردار نے تکان سے اسکو دیکھا البتہ عمراب کے سیدھا ہو بیٹھا

تمھیں پتہ ہے نیلم میری بیوی کی ایک عادت ہے اسے اگر کوئی بات بری لگے تو وہ لوگوں کے موبائل توڑ دیتی ہے مرے تین موبائل توڑ چکی ہے ویسے ہالے آپ کو سیلفی لینا بھی تو پسند نہیں ہے ناں؟!!!!آخری بات ہالے کو دیکھ کر پوچھی نیلم نے نا محسوس انداز میں موبائل پیچھے کر لیا چہرے کی مسکراہٹ بدقت قائم رکھی سردار اور ہالے اسکی چلاکی پہ اسے گھور کر رہ گئے

لیل کھانا لے کر واپس آئی تو اپنی اسی سابقہ جگہ عمر کے قریب بیٹھ گئی ہالے نے ایک نظر انکو دیکھا ایک لمحے کو بس ایک لمحے کو اسے عمر کے قریب اسکا بیٹھنا برا لگا تھا اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹک دیا اسی لمحے عمر کا موبائل بجا تو وہ معذرت کرتا آٹھ گیا

ملازمہ کافی کے بھرے ہوئے مگ لے آئی تھی اور پھر کچن میں واپس جاتے ہوئے نیلم کی ہدایت پہ ڈآئننگ کا دروازہ بند کرتی چلی گئی

ہالے نے ایک نظر دروازے کو بند ہوتے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے اسکا چہرہ سفید ہوا تھا اسے گھٹن محسوس ہوئی عمر باہر تھا سردار اب لیل سے کچھ کہہ رہا تھا نیلم اپنے فون میں کچھ دیکھ رہی تھی اور ایک وہی تھی جسکا دل چاہا تھا یہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے

اس نے اضطرابی کیفیت میں اپنی دائیں ٹانگ ہلانی شروع کر دی نہ محسوس انداز میں اپنے بند گلے پہ ہاتھ پھیرا کوئی دوپٹہ نہیں تھا جسے اتارا جاتا کوئی جگہ نہیں تھی جہاں جایا جاتا وہ پینک نہیں کرے گی اس نے خود سے وعدہ کیا لیکن اب اسکا جسم پسینے سے بھیگ رہا تھا

ہالے کافی لوناں سردار کی بیوی نے مگ اسکی طرف بڑھایا ہالے کے ہاتھوں میں سکت نہیں تھی کہ وہ اس مگ کو تھام سکے وہ مٹھی سے صوفے کو بھینچے ہوئے تھی آنکھیں اب سرخ مردہ سی ہونے لگی تھیں

عمر... عمر... ک کہاں ہے... سکے لبوں سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکلے لیل نے جھٹکے سے گردن موڑ کر اسکو دیکھا اور پھر اسکا دل دھک سے رہ گیا اسے ایک بار پھر پینک اٹیک ہو رہا تھا اگر اسکے نروز مضبوط نہ ہوتے تو اب تک وہ چیخ چلا رہی ہوتی

لیل فورا اٹھ کر دروازے تک گئی اور اسے پوری طرح کھول دیا پھر واپس ہالے تک آئی اس نے سانولے چہرے والے لڑکی کو اپنے قریب آتے دیکھا وہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی ہالے غائب دماغی سے اسے سن رہی تھی سردار اور نیلم ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہے تھے وہ اسکی حالت سمجھ ہی نہیں پا رہے تھے ہالے اٹھی اور باہر کی جانب لپکی لیل تاسف سے اسے دیکھتی رہی باہر آکر اس نے گہرے سانس لئے اندر لیل نے سردار اور نیلم کو مختصرا سب کہہ سنایا

چند منٹ وہ باہر کھڑی خود کو نارمل کرتی رہی آنکھیں ابل ابل کر آنسو بہانا چاہتی تھیں لیکن وہ ضبط کئے کھڑی رہی اندر جانے میں الگ شرمندگی تھی وہ کیسے ان سب کا مقابلہ کرے گی؟

کچھ دیر بعد وہ اندر آئی خلاف توقع کسی نے کچھ نہیں پوچھا چند منٹ پہلے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا ہالے کو ذرا تقویت ہوئی اسی پل عمر بھی اندر آیا لیکن اسکا چہرہ مختلف تھا وہ سپاٹ تھا اور بے تاثر بھی سر دار اٹھ کر اس تک آیا

کیا کچھ ہوا ہے ؟ کس کی کال تھی ؟ تم پریشان لگ رہے ہو وہ ان دوستوں میں سے تھا جو دوست کم ماں باپ زیادہ بنتے تھے دوست کا چہرہ دیکھ کر سب پہچان لینے والے

کچھ نہیں ہوا کیا ہونا تھا؟ وہ لاپرواہی سے بولا خیر اب ہم نکل رہے ہیں پھر بات ہو گی اس نے اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا ہالے اپنی حالت چھوڑ اسکو دیکھے گئی کیا تھا جس نے اسے اتنا ڈسٹرب کر دیا تھا؟

وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے باہر نکل گیا تھا یہاں سب اسکے دوست تھے وہ جانتے تھے جب عمر نے کہہ دیا کچھ نہیں ہوا تو وہ بات نہیں بتائے گا وہ اس رویے کے عادی تھے سو نارمل رہے

ہالے اسکے پیچھے گئی تھی وہ عمر سے پوچھے گی اور اسے بتانا ہو گا کب تک وہ اپنی تکالیف خود تک محدود رکھے گا؟

آج یاقوت اور نرمین کا اولیمہ تھا کل وہ نرمین مغل سے آفیشلی نرمین مرزا بن چکی تھی ولیمے تقریب جلدی ختم ہو گئی تھی سو وہ گھر چلے آئے نرمین یاقوت کے کمرے میں تھی کل ساری رات وہ اپنے دوستوں کے ساتھ رہا تھا اور نرمین اپنے فلیٹ پہ آج وہ اسے گھر لے آیا تھا نوح کی ہزار دھمکیوں اور تاکیدوں کے بعد اسکا کمرہ کسی بھی

سجاوٹ سے عاری تھا گرے ڈنر سوٹ میں ملبوس وہ اپنے اپنے کمرے میں آیا تو نرمین سامنے ہی بیٹھی تھی سنگھار میز کے سامنے وہ لباس تبدیل کر چکی تھی اور اس وقت سادہ کپڑوں میں تھی

یاقوت نے اندر آکر کوٹ اتارا اور نرمین کی طرف ذرا کی ذرا نظر ڈالی پھر آگے بڑھ آیا خود کو بیڈ پہ پھینکنے کے انداز میں گرا دیا نرمین کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا سچ تھا کہ وہ اب بھی اس سے خوف زدہ تھی کچھ دیر اسی طرح پڑے رہنے کے بعد وہ سیدھا ہوا کہنی کے بل لیٹ کر فرصت سے نرمین کی پشت کو دیکھا

وہ تمہارا کلاس فیلو اسد وہ کیوں آیا تھا آج ؟ ہلکے سرسری لہجے میں اس نے بات کا آغاز کیا (اچھا ٹھیک ہے غلطی ہو گئی اب ایسا بھی کیا ہے جو بات ہی نہیں کر رہی)

نرمین جواب دیئے بغیر اٹھی اور صوفے کی طرف بڑھ آئی اور آنکھوں پہ ہاتھ رکھے لیٹ گئی

آئندہ میں اسے آس پاس نہ دیکھوں تمھارے اور فون بھی نہ آئے اسکا اس لڑکے سے اچھی وآئبز نہیں آتیں اس نے ایک بار پھر تنبیہ کی

فکر مت کرو تمھارے جیسا نہیں ہے وہ ریپ نہیں کرے گا بے تاثر اور روبوٹک انداز میں کہا گیا یاقوت کے مانو پورے بدن میں شرارے دوڑ گئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک ہی جست میں نرمین تک آیا اسکا بازو پکڑ کر کھینچ کر سیدھا کر کے بٹھایا نرمین کا سانس حلق میں اٹک گیا وہ بے اختیار پیچھے کو ہوئی اسے یاقوت سے خوف آتا تھا وہ سرخ ہوتی آنکھیں اسکے چہرے پہ مرکوز کئے سختی سے اسکا بازو جکڑے ہوئے تھا

کیا بکواس کی ہے ہاں ؟وہ برھمی سے بولا شرافت سے پیش آرہا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ سر پہ چڑھ جاؤ میرے اپنی اوقات مت بھولو تم

نرمین سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھے گئ وہ آج پھر سے وہی یاقوت لگا تھا خوف زدہ کرنے والا ڈرانے والا وہ سن ہوئی اسکے سامنے بیٹھی تھی جسم جیسے ہلنے سے انکاری ہو

جب میں کہہ رہا ہوں وہ لڑکا مجھے تمھارے آس پاس نہیں چاہیے تو مطلب نہیں چاہیے ایک بات تمھارے دماغ میں کیوں نہیں گھستی ؟اسکا لہجہ بلند نہیں تھا سخت تھا بلکل ویسا جیسا اس رات اسکے لمس میں آج بھی حقارت تھی ذلت تھی

آج پہلی اور آخری بار کہہ رہا ہوں اب بیوی ہو میری ڈیڈ کے کہنے پہ شادی ضرور کی ہے لیکن اب آزاد نہیں کروں گا اس لئے وہ آگے کو جھکا نرمین کے کان کے پاس اب میری باتوں پہ ہاں کہنے کی عادت ڈالو اور جو کچھ بھی ماضی میں ہوا بھول جاؤ ایسا کوئی گناہ بھی نہیں ہو مجھ سے آخر میں وہ لاپرواہی سے کہتے اٹھا تھا اور اپنے بیڈ کی جانب بڑھ آیا لیکن اگلے ہی لمحے نرمین دھپ کی آواز پہ اوندھے منہ فرش پہ گر پڑی تھی یاقوت کی جان اچھل کر حلق میں آئی وہ بے اختیار پیچھے مڑا تھا اور اب کے واقعی اسکے پسینے چھوٹ گئے نرمین کے ہاتھ پاؤں مڑ رہے تھے آہ اسے دورہ پڑا تھا ڈاکٹر نے اسے اب کسی بھی قسم کی ٹینشن نہ لینے دینے کو کہا تھا اور یاقوت اس کام میں برا ثابت ہوا تھا

وہ فورا اس تک آیا اسکا چہرہ تھپتھپاتے وہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا نرمین نے اس حالت میں بھی اسکا ہاتھ بری طرح جھٹکا اسکے انداز میں حقارت تھی

نیرو . . . تم . . تم ٹھیک ہو کیا ہو رہا ہے تمھیں ؟وہ ایک بار پھر کچھ پوچھنے کی کوشش کرنے لگا اسکے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں

نرمین فرش پہ بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی اسکا چہرہ خطرناک حد تک سفید پڑ گیا تھا آنکھیں اوپر کو ہو گئیں اور پھر دیکھتے دیکھتے اسکا جسم حرکت سے عاری ہو گیا

نیرو... کیا ہو رہا ہے مجھے بتاؤ تو... نیرو مجھے دیکھو پلیز.... میں نوح کو کال کروں کیا؟

وہ بے ہوش ہو گئی تھی آنکھیں بند جسم ساکت شاید شاک یا خوف کی وجہ سے اسکی بے ہوشی بنتی تھی یا قوت اب بھی اس کے پاس فرش پہ بیٹھا تھا اسکا چہرہ تھپتھپاتا ہوا اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوا

لیکن اسکا جسم اب برف جیسا ٹھنڈہ تھا بلاخر وہ اٹھ کر اپنے موبائل تک گیا اور کال لوگ کا پہلا نمبر ملایا

نر.. نیرو کو کچھ ہو گیا ہے... وہ بات.. بات نہیں کر رہی تم آجاؤ پلیز وہ بدقت خود پہ قابو کئے ہوئے بول رہا تھا سچ یہ تھا کہ زبان لڑکھڑا رہی تھی جان ہوا ہو رہی تھی اس سے پہلے اس نے نرمین کو کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا وہ واپس آیا اور ایک بار پھر اسکے قریب فرش پہ بیٹھ گیا اسکے ساکت ہوئے ٹھنڈے وجود کو دیکھا کیا اس سے واقعی غلطی ہو گئی ہے ؟

ایسا بھی کچھ گناہ نہیں کیا ہنہہ بس اسکے بھی ڈرامے ختم نہیں ہوتے اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک گیا

اور ایک بار پھر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا اب کے انداز میں لاپرواہی تھی گناہ کی جسٹیفکیشن دینے والوں سے زیادہ برے وہ لوگ ہوتے ہیں جو گناہ کو مانتے ہی نہیں

وہ دونوں سردار کے گھر سے نکل آئے تھے ہالے کی حالت اب قدرے بہتر تھی عمر بظاہر اس سے ہلکی پھلکی بات کر رہا تھا لیکن وہ نارمل نہیں تھا کم از کم اس کے ساتھ اتنا وقت گزارنے کے بعد اسے اتنا تو پتہ لگ ہی گیا تھا

سی ویو (sea view) چلیں؟ ہالے کی آواز پہ اس نے گردن موڑ کر قدرے حیرت سے اسکو دیکھا اس وقت؟

ہاں سمندر رات میں بہت خوبصورت لگتا ہے عمر نے بغیر کچھ کہے گاڑی کا روٹ چینج کر دیا اب وہ سمندر جانے کے راستے پہ تھے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے سامنے تھے دونوں نے اپنے جوتے ہاتھوں میں اٹھا رکھے تھے تیز ہوا سے دونوں کے بال اور کپڑے پھڑ پھڑا رہے تھے وہ گیلی ریت پہ پیر رکھتے تو پیر اندر دھنسنے لگتے ہالے کو سمندر سے عشق تھا

کیا تم مجھ پہ اعتبار کرتے ہو عمر؟ چلتے چلتے ہالے رک گئی گردن اٹھا کر عمر سے پوچھا تھا وہ بھی ایک لمحے کو رک گیا

کیا آپ مجھ پہ اعتبار کرتی ہیں؟ سوال کے بدلے سوال ہالے نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا

تمھارے اور میرے درمیان شروع سے ایک تعلق تھا عمر اس رات اس سڑک سے لے کر اس برستی بارش تک میں بس اس تعلق کا سرا نہیں ڈھونڈ پا رہی تھی لیکن اب... اب مجھے لگتا ہے وہ سرا مل چکا ہے

اور وہ سرا کیا ہے؟

یہی کہ عمر حیات کو ہالے سلطان سے باتیں منوانے کے لئے بھیجا گیا ہے وہ ہنس دیا ہلکے سے دھیرے سے وہ آدھی رات میں سڑک پہ زخمی حالت میں بھی بات منوا سکتا ہے وہ ریستوران میں بیٹھ کر بھی باتیں منوا سکتا ہے اور کالج کے گراؤنڈ میں کھڑے ہو کر بھی اپنی چلا سکتا ہے

عمر ہنستا ہی گیا وہ شاید پہلی بار اتنا ہنسا تھا ہالے اسے دیکھتی رہی

آپ مجھ سے نفرت کرتی تھیں کیا اب بھی کہیں دور آپ کو مجھ سے نفرت ہے؟ تھوڑی دیر بعد وو سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا لہروں کا شور پیروں کے نیچے نرم ریت اور سامنے کھڑی یہ لڑکی وہ اس منظر کو کبھی بھول نہیں سکے گا ہالے گہری سانس لے کر آگے چلنے لگی عمر نے اسکے ساتھ قدم بڑھائے ...... مجھے تم سے نفرت تھی عمر بہت نفرت تھی کیونکہ مجھے لگا کرتا تھا میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تم نے کیا یا پھر تمہاری وجہ سے ہوا وہ نرم ریت پہ چلتے ہوئے کہے جا رہی تھی دور کہیں ٹھیلے پہ شاید کوئی تکے بنا رہا تھا خوشبو یہاں تک آتی تھی

مجھے لگتا تھا میں شاید تمھیں کبھی معاف نہیں کر سکوں گی شاید ساری زندگی تم سے نفرت کرتی رہوں گی کیونکہ میں ایسی ہی تھی میں جنکو چھوڑ دیتی ہوں انہیں دفنا دیتی ہوں اور قبروں کو مڑ کر نہیں دیکھا کرتے میں نے کافی

دوست کھوئے کئی لوگوں کو چھوڑا کیونکہ میں صفائی کا موقعہ نہیں دیا کرتی یا پھر میری ناک اونچی ہے میں صفائی سن کر انکو "معاف" کر کے خود کو جھکا نہیں سکتی

حلانکہ یہ بہت بری عادت ہے عمر نے لقمہ دیا

ہالے نے اثبات میں سر ہلایا سہی کہا یہ اچھی عادت نہیں لیکن میں ایسی ہی ہوں میں udgementalj ہوں بہت جلدی رائے قائم کر لیتی ہوں بہت جلدی شک کر لیتی ہوں اور پھر لوگوں سے دور ہو جاتی ہوں بغیر کچھ کہے سنے میں نے کہا ناں میں جنہیں چھوڑ دیتی ہوں انہیں دفنا دیتی ہوں میرے کئی عزیز کئی دوست آج میرے ساتھ اس لئے نہیں ہیں کیونکہ میں نے انکے بارے میں بہت جلدی رائے قائم کر لی اور انہیں صفائی کا موقۂ نہیں دیا بعد میں مجھے پتہ چلا تھا کہ انکا کوئی قصور نہیں تھا لیکن اونچی ناک اور نیگیٹو آیگو تھی کہ میں نے دوبارہ انکو چانس نہیں دیا

وہ چلتے چلتے رک گئی عمر بھی رک گئی فضا میں تکوں کی خوشبو مزید پھیل گئی

تمھیں صفائی کے موقعے ملے عمر تمھیں میں نے کہنے سننے دیا تمھیں ثبوت لانے کے موقعے ملے اور تمہاری ہر بات اتنی سچی اتنی کھری تھی تھی مجھے سچ ماننا پڑا اور پھر میں تم سے دور نہیں ہوئی ہو ہی نہیں سکی جس طرح باقیوں کو چھوڑا تھا اس طرح تمھیں نہیں چھوڑا میں نہیں جانتی کیوں کیسے لیکن میرا دل تم سے صاف ہو گیا تمھارے لئے دل میں بغض رکھا ہی نہیں گیا ہاں میں نے تم سے بہت نفرت کی تھی لیکن اب میرا دل تم سے صاف ہے تم سوچتے ہوگے اتنی نفرت کے کے بعد اتنی اچھی دوستی؟

Not so relatable

لیکن میں ایسی ہی ہوں میں بہت کم لوگوں کو دوست بناتی ہوں اور جب میں کسی کو دوست بنالوں تو اس پہ مکمل اعتبار کرتی ہوں اور مکمل مخلص ہوتی ہوں جب ہالے معاف کر دے تو قتل بھی معاف کر دیتی ہے جس طرح تم میرے بارے میں بے بس ہو اس طرح میں تمہاری آواز سن کر رک جانے اور تمہاری بات مان لینے کے بارے میں بے بس ہوں اس نے ہلکے سے کندھے اچکا دیے

ویسے یہ کوئی پہلی اچھی بات کی ہے آپ نے اپنے بارے میں عمر گہری سانس لے کر سارے وقت میں اب بولا تھا ہالے ہلکا سا مسکرائی

تم نے بتایا نہیں تم مجھ پہ اعتبار کرتے ہو ؟ وہ ذرا آگے جا کر گیلی ریت پہ بیٹھ گئی تھی بغیر کپڑوں کی پرواہ کئے عمر اسکے ساتھ آکر بیٹھا اب لہریں انکے پیروں کو چھو چھو کر واپس جا رہی تھیں ذرا فاصلے پہ کوئی لڑکا کسی لڑکی کے لئے خاصی تیاری کر کے ایک مکمل خوبصورت سیٹ اپ سجائے روشنی اور سرخ پھولوں کے درمیان اسے پرپوز کر رہا تھا لڑکی خوشی سے اچھل رہی تھی لڑکا اسے والہانہ نظروں سے تک رہا تھا منظر مکمل تھا عمر نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں دیکھے گیا اور بولے گیا

میں جب پولیس کی ٹریننگ کر رہا تھا تب میرے استاد نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر تمھیں ایک قابل اعتبار پولیس آفیسر بننا ہے تو ایک چیز کو اپنی زندگی سے نکال دو

"اعتبار" ہالے اچھنبے سے اسے دیکھے عمر نے اضافہ کیا وہ کہتے تھے اگر اعتبار نامی مادہ ایک بار تمھارے اندر آ گیا تو کبھی نکل نہیں سکے گا اعتبار آدمی کو کمزور بناتا ہے اعتبار کرنے الگو گے تو تمھیں جھوٹے ملزم قاتل مجرم اور جھوٹے آنسو اور قسم کھاتے آشتہاریوں پہ بھی اعتبار آئے گا اور پھر تم کبھی بھی ایک قابل افسر نہیں بن سکتے سو اعتبار نہ کرنا میری فطرت بن چکا ہے کل تو مجھے گھر کی گھاس پہ شک تھا یہ اتنا جلدی کیوں بڑھ رہی ہے؟ ہالے دھیرے سے ہنسی

لیکن میں آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گا جو پوچھنا چاہتی ہیں پوچھیں

وہ کال کس کی تھی؟ ہالے نے ڈائریکٹ سوال کیا تھا

شمشیر کا اسے جج نہ کیجئے گا جو کچھ اس نے جج صاحب کے بارے میں کہا وہ اسکی جاب کا حصہ ہے پولیس والا اپنے باپ کا بھی نہیں ہوتا خیر اس نے گہری سانس لی

میرا suspension واپس لیا جا رہا ہے

یہ تو خوشی کی بات ہے

میرے لئے یہ عذاب کی بات ہے وہ ترکی باترکی بولا اس وقت میں یہ آفورڈ نہیں کر سکتا میرے پاس ہزار مسائل ہیں لاکھوں کام پینڈنگ ہیں اور پولیس کی جاب توانائی مانگتی ہے وقت مانگتی ہے ہمارے پاس کوئی سنڈے منڈے نہیں ہوتا ہر دن ڈیوٹی ڈے ہوتا ہے

عمر تم دونوں کام ایک ساتھ کر لو تم اے ایس پی ہو کوئی حولدار نہیں تمہارا کام اتنا نہیں ہو گا ہالے نے بیچ میں ٹوکا

عمر کے چہرے پہ زخمی مسکراہٹ در آئی آپ نہیں جانتیں ہالے میں تین ماہ سے گمنام ہوں گمنامی پولیس والے کے لئے موت ہوتی ہے ہم منظر پہ ہیں تو دنیا ہماری ہے منظر سے غائب ہوئے اور مر گئے اسکا لہجہ اداس تھا شاید اسے اپنی جاب سے بہت پیار تھا

میں ایک لمبی suspension کے بعد جب جاؤں گا تو مجھے لوگوں کو بتانا ہو گا کہ میں آگیا ہوں جب میں کوئٹہ سے یہاں آیا تھا تب میں نے پہلے دن ہی یاقوت مرزا کی پارٹی پہ ریڈ مارا تھا اگلے ہفتے شیر علی کے اڈے سیل کئے تھے میں نے آدھے کراچی کو باور کرادیا کہ میں آیا ہوں عمر حیات منظر پہ آیا ہے اس نے سینے پہ انگلی سے دستک دی تھی

اور پھر میں suspend ہو گیا منظر سے ہٹ گیا میری ریپوٹیشن پہ داغ آگیا میری ساری کریڈ بیلٹی خراب ہو گئی اس سب کو بحال کرنے کے لئے مجھے وقت توانائی محنت سب کرنا ہو گا ایک بار پھر منظر پہ آنا ہو گا لیکن یہ ممکن نہیں جج صاحب ہیون اور انکا قتل میرے لئے اہم ہیں میں یہ سب بیچ منجدھار میں نہیں چھوڑ سکتا وہ فیصلہ کر چکا تھا

تم اب کیا کرو گے ؟

مستعفی ہو جاؤں گا وہ آرام سے بولا لیکن اسکی آواز اس میں کچھ تھا اداس کرنے والا دل دکھا دینے والا

تم ... تم ایسا کیسے کر سکتے ہو تمھیں یہ نہیں کرنا چاہیے اپنی ساکھ اپنی ریپو بعد میں بنالینا ابھی بس ڈیوٹی جوائن کر لو تم.....

میں نے کہاناں ہالے گمنامی پولیس والے کے لئے موت ہوتی ہے پولیس والا یا تو منظر پہ رہے گا یا پھر مرے گا گمنامی کی کوئی گنجائش ہی نہیں نکلتی وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا جو تھوڑی بہت روشنی اسکے چہرے پہ پڑ رہی تھی وہ اب نیچے ریت پہ پڑ رہی تھی وہ اندھیرے میں تھا گمنام سا

اور ہالے کو آج پہلی بار گمنامی واقعی موت لگی تھی

شہر کے بہت بڑے ریستوران میں ایک لمبی میز کے گرد اس وقت فروا اپنی کچھ دوستوں کے ساتھ بیٹھی تھی کچھ ملک سے باہر رہتی تھیں اور کچھ ملک سے باہر جانے والی تھیں بنیادی طور پہ یہ ایکarewellf پارٹی تھی مہر ماہ آج شام ہی سفیر کے ساتھ واپس آئی تھی اور اس وقت وہ فروا کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی تھی مسکرا مسکرا کر عورتوں سے باتیں کرتی ہوئی

ویسے ہنی مہر تو بلکل بھی نگین کی بیٹی نہیں لگتی کہاں وہ اتنی اکڑ اور تن کر رہنے والی اور کہاں مہر ماہ سویٹ اور پیاری سی فروا کی ایک دوست نے لقمہ دیا تو فروا نزاکت سے مسکرائی جھلملاتی سبز ساڑھی میں اسکا بوڑھا حسن مکروہ لگ رہا تھا مہر ماہ نے اسکی ساڑھی جیسی ہی سبز ساڑھی پہن رکھی تھی وہ دونوں آئیڈیل ساس بہو مشہور تھیں

فروا ... ویسے نگین اور تمھارے تعلقات .... مطلب تم سمجھ رہی ہو ناں پھر نگین نے تمھیں اپنی بیٹی کی ذمہ داری کیسے دے دی یاد ہے ایک بار ہم گھر آئے تھے تمھارے کتنا ہنگامہ کیا تھا اس نے اب کے ایک اور عورت بولی تھی مہر نے جزبز ہو کر پہلو بدلا تھا

اور فروا نے یاد کرنا چاہا وہ ہنگامہ کیسا تھا

ماضی

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب نگین اور وہاج کو مہر کی پیدائش کے بعد اپنے گھر شفٹ ہوئے دوسرا روز تھا نگین کو اپنے کسی ضروری چیک اپ کے لئے ہسپتال جانا تھا وہ حسینہ بیگم کے ساتھ ہسپتال گئی تھی پیچھے مہر ماہ کی دیکھ بھال وہاج کے ذمہ لگا کر گئی تھی اسی روز فروا کی کچھ دوستوں نے سلطان منزل آنا تھا فروا نے ان سے کہہ رکھا تھا وہ انہیں مہر سے ملوائے گی وہ جتنا بھی خود کو مہر ماہ سے لاتعلق ظاہر کرنے کی کوشش کرتی تھی اتنا ناکام رہا کرتی تھی اسکے لئے یہ بات برداشت کرنا بہت مشکل تھا کہ مہر اسکے ساتھ اس گھر میں نہیں رہ سکے گی وہ کچھ بھی کر کے مہر کو اپنے قریب رکھنا چاہتی تھی

نگین گھر پہ نہیں تھی سو فروا ڈرائیور کے ساتھ اسکے گھر چلی گئی اور مہر کو اپنے ساتھ لے آئی وہاج منع نہیں کر سکا سچ تھا وہ اسے سنبھال نہیں پا رہا تھا وہ مسلسل روئے ہی جا رہی تھی وہ گھر آئی تو اسکی دوستیں آ چکی تھیں کھانے کے دور چلے باتیں ہوئیں غیبتیں ہوئیں مہر ماہ کبھی ایک تو کبھی دوسری عورت کے ہاتھ میں ہوتی اور فروا فخر

سے اسے دیکھتی رہتی اسی اثناہ میں دھاڑسے لاؤنج کا دروازہ کھلا اور نگین اندر آئی اسکے چہرے پہ سخت غصہ تھا اپنی بیٹی کو ایک عورت کے ہاتھ سے جھپٹنے کے اندز میں چھینا فرواحق دق سی اسے دیکھے گئی

میری بیٹی کو اپنے گھر سے لانے کی جرات کیسے ہوئی تمہاری ؟وہ غرآئی تھی جانتی بھی ہو اسکی طبیعت کتنی خراب ہے اور تم وہ دوقدم آگے آئی تمہاری تربیت کتنی خراب ہے طمانچہ تھاجو فرواکے منہ پہ لگا تھا اسے ایک ہجوم کے درمیان ایسی ذلت سہنی ہو گی اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا

میری بیٹی کو اپنے سائے سے بھی دور رکھو فرواتم جیسی گولڈ ڈگر نہیں بننا اسے وہ حقارت سے کہتی باہر نکل گئی وہ نگین تھی غصیل بجج ییں ٹل اور باتیں دل میں رکھنے والی باہر جا کر وہ اپنی ہی باتوں پہ پچھتانے والی تھی لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا مہر کو اس گھر اور اپنے قریب رکھنے کے ارادے مزید پختہ ہو چکے تھے اور پھر اس نے وہی کیا اس روز اس ڈاکٹر کو نگین اور وہاج کے پاس بھیجنے والی وہی تھی اسا منصوبہ مختلف تھا وہ وہاج کو نگین اور اپنے بھائی کی کچھ تصاویر بھیج کر شک میں مبتلا کرنا چاہتی تھی لیکن پھر اسکا الٹ ہوا نگین خود ہی غصے اور ضد کے چلتے وہاج اور مہر کا ڈی این اے کروانے چلی گئی اگر وہ اپنا اور بچی کا ڈی این اے کروالیتی تب بھی شاید اسکی شادی کسی طرح بچ سکتی تھی لیکن جب تک انسان کچھ سمجھ پاتا ہے غصہ اسکا بہت سارا نقصان کر چکا ہو تا ہے وہاج نگین کو گھر چھوڑ کر خود باہر چلا آیا تھا وہ صرف اس بات سے غصہ تھ کہ نگین انکے بچے کی حفاظت نہیں کر سکی اسکے کردار کے بارے میں تو وہ قرآن بھی اٹھا سکتا تھا

ان دونوں کے نصیب میں شاید یہی لکھا تھا وہاج کا ایکسیڈنٹ پلان تھا لیکن وہ جلد ہوش میں آجاتا فروا نے ڈاکٹرز کی مدد سے اسے کچھ ایسا انجیکٹ کروایا کہ وہ کومہ میں چلا گیا اور پھر اپنی ہی جانب سے طلاق کے جھوٹے کاغذات اسے بھیج دیئے وہ خود سے کہتی رہی کہ وہ یہ سب مہر کے لئے کر رہی ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ اپنی اور شمس کی برباد ہوتی شادی اور نگین کی پھلتی پھولتی شادی اسکے لیے عذاب بن چکی تھی نگین طلاق کے کاغذات لئے گھر چلی آئی تھی یہ وہ دن تھا جب اس نے مہرماہ کو فروا کی گود میں پھینکنے کے انداز میں ڈالا تھا

یہ بچی ایک دن تمہارا اپنا گلہ گھونٹے گی یاد رکھنا بس ایک سطر بس یہی سطر کہی تھی اس نے اور چلی گئی اس دن کے بعد سے آج کے موجودہ دن تک فروا نے ہر طرح سے مہرماہ کو اپنے ساتھ رکھتے ہوئے بھی اپنا رنگ نہیں چڑھنے دیا وہ اسکی sanity برقرار رکھنا چاہتی تھی دوسروں کی زندگی میں زہر گھول کر اسے اپنے لئے بھی کبھی تریاق نہیں مل سکے تھے

موجودہ دن

فروا تمکنت سے کرسی پہ براجمان تھی ساتھ والی کرسی پہ مہر اور سامنے کھڑا فوٹوگرافر وہ دونوں انسٹاگرام کی آئیڈیل ساس بہو تھیں مہر مسکرا رہی تھی عورتیں حسرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں

ایک پرفیکٹ خوشحال فیملی انہیں بھی ایسی بہو چاہیے تھی

اگلے دن عمر حیات آفس چلا آیا سفیر واپس آچکا تھا ایک ڈیل تھی جو اسکی وجہ سے ڈیلے ہو رہی تھی اور سخت نفرت تھی اسے پیسوں کے معملے میں کسی رکاوٹ کے پیش انے کی وہ اپنے آفس سے نکل آیا سفیر کے آفس کا دروازہ دھکیل کر اندر آیا وہ جو کسی فائل کو دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کر چونکا اور اگلے ہی لمحے غصے سے اٹھا اسکی رنگت میں سرخیاں گھلنے لگی تھیں عمر کو دیکھ اسکا پارہ چڑھ گیا تھا

تم... تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے آفس آنے کی؟اس دن تم نے مجھے ڈر گز دی تھی جانتے ہو میں تمہیںsue کر سکتا ہوں

عمر دو قدم آگے آیا اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے

شوق سے کرو لیکن تمھارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں نے تمھیں ڈر گز دی؟ اسکا لہجہ سنجیدہ تھا

میرے پاس سی سی ٹی وی ہے میرے آفس میں پرندہ پر بھی نہیں مار سکتا تمھیں صاف صاف مجھے ڈر گز لیتے دیکھا جائے گا وہ چبا چبا کر بولا

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا غور سے مرے ماتھے پہ دیکھو کہیں گدھا لکھا نظر آرہا ہے کیا؟ وہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا سفیر نے اچھنبے سے اسکو دیکھا نہیں نظر آیا ناں؟ عمر نے کہنا جاری رکھا ظاہر ہے کیسے نظر آئے گا میں گدھا تھوڑی ہوں تمھارے روم سمیت پورے آفس کی فوٹیج ایک گھنٹے کے اندر اندر ڈیلیٹ کروا چکا ہوں میں

میں تمھیں..... سفیر غصے سے کہتا آگے آیا

جب جب تمھیں لگے صرف privlliged انسان کامیاب ہو سکتا ہے تو میرے بیٹے سفیر کو دیکھنا اور انسپائر ہونا

سفیر ٹھہر گیا آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں

جج صاحب کہا کرتے تھے تب تب جب میں داؤن ہوتا تھا جب مجھے لگتا تھا اس ملک میں صرف رشوت اور سفارش چلتی ہے تب تب وہ مجھ سے یہی کہا کرتے تھے سیلف میڈ ٹیلنٹڈ چارمنگ سفیر تم میری فیری ٹیل کے پرنس تھے عمر سادگی سے کہہ رہا تھا سفیر کو اپنی ٹانگوں پہ کھڑے رہنا مشکل لگا آنکھیں گلابی پڑنے لگیں گردن جھک گئی

میں تم سے انسپائیر ہوتا تھا تم سے سیکھتا تھا جس طرح اعتماد سے تم اسٹیج پہ کھڑے ہو کر باتیں کرتے تھے میں تمھارے بولنے سے موٹیویٹ ہوتا تھا تم الگ تھے تب تم بہت الگ تھے آج کا سفیر سلطان ویسا نہیں ہے

کیا بڑے پاپا واقعی ایسا کہتے تھے ؟وہ ہلکی شکستہ آواز میں پوچھ رہا تھا

وہ واقعی ایسا کہتے تھے ہیون کے ہر بچے بڑے سب سے کہتے تھے سفیر انکا بیٹا ہے فاتح ہے

میں فاتح نہیں ہوں وہ رنجیدگی سے بولا

تم فاتح ہو عمر نے زور دیا سفیر نے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا تم بس گر گئے ہو اور اٹھ نہیں پا رہے اصل فاتح وہ نہیں ہوتا جو کبھی گرتا نہیں ہے فاتح وہ ہوتا ہے جو گر کر اٹھنا جانتا ہے جیسے میں اٹھا تھا سفیر حیرت سے اسے تک رہا تھا تھا اسکی بھوری آنکھیں بے چین تھیں

میں نے بادشاہی دیکھی تھی محلے کا سب سے امیر بچا تھا میں لیکن پھر کچھ ہوا کہ مجھے اپنا گھر چھوڑنا پڑا اپنے آسائیشات چھوڑنی پڑیں تھیں میں بھی تمھارے جیسا زہین تھا لیکن میں سی ایس ایس کے پرچے میں فیل ہوا تھا میں بھی گرا تھا سفیر لیکن میں اٹھا کیونکہ میں اصل فاتح تھا کیونکہ میں نا قابل تسخیر تھا ٹوٹی شادی پیپر میں ناکامی دل کا ٹوٹنا یہ سب آپ کی زندگی میں آتے ہیں آپ کو گرا دیتے ہیں لیکن آپ میں اتنے گٹس ہونے چاہیے کہ آپ اٹھنا جانتے ہوں

تم میرے لئے اتنے فکر مند کیوں ہو کیا یہ کوئی نئ چال ہے تمہاری وہ استہزا اسے کہہ رہا تھا

عمر نے ایک لاپرواہ نظر اس پہ ڈالی مجھے تمھیں گرانے کے لئے ان اوچھے ہتھکنڈوں کی ضرورت نہیں ہے نہ میں تمھارے لئے فکر مند ہوں تم مجھے آج بھی اتنے ہی ناپسند ہو جتنے پہلے دن لیکن تم میرے جج صاحب کے فیورٹ تھے اور انکے فیورٹ لوگوں کو گرتے ہوئے دیکھنا مجھے اچھا نہیں لگتا تم ڈرگز کو اس طرح کھینچ کر خود سے نہیں نکال سکتے خود پہ کام کرو خود کو وقت دو اپنا علاج کرواؤ وہ دو قدم آگے آیا اور ..... اپنی ... کہانی ... کے . ولن کو ڈھونڈو تم ڈرگز نہیں لیتے تھے کوئی تمھیں ڈرگز دے رہا ہے اسے ڈھونڈھو اسکی گردن دبوچو وہ بول کر مڑ گیا

سفیر حیرتوں میں گھرا اسے دیکھے گیا

وہ دروازے پہ پہنچ کر مڑا سفیر کو دیکھا اور کہنا شروع کیا اپنی شادی کو چانس دو سفیر اگر تمھیں لگتا ہے تم کل جا کر فلاں فلاں انسان کے ساتھ خوش رہو گے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے اگر کوئی انسان اپنے " آج " اپنی " موجودہ حالت " میں خوش نہیں ہے تو وہ ساری زندگی خوش نہیں ہو سکتا

سفیر نے طنزیہ سر جھٹکا اگر ایسا ہوتا تو مزدور اپنی مزدوری میں خوش رہتا آگے جانے کے خواب نہ دیکھتا سٹوڈنٹ اپنی موجودہ اسٹرگلنگ حالت میں خوش رہتا آگے جا کر اعلی عہدے حاصل کرنے کی خواھش نہ کرتا میری خوشی جس کے ساتھ ہے تم جانتے ہو

عمر نے دروازے سے ٹیک لگا کر بوٹوں کی قینیچی بنالی چند ثانیے اسکو دیکھا مزدور اگر یہ سوچ کر زیادہ مزدوری کرتا ہے کہ وہ زیادہ پیسوں سے خوش ہو گا تو وہ غلط ہے وہ زیادہ پیسوں اچھا کھا سکتا ہے اچھا پہن سکتا ہے خوشی ایک مختلف چیز ہے وہ پیسے یا مقام سے نہیں ملتی وہ آپ کے اندر ہوتی آپ کو موجودہ حالت ہوتی ہے وہ سفیر کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا جس انسان کے ساتھ تمہاری خوشی ہے اسکی خوشی اس نے سینے پہ دستک دی میرے ساتھ ہے وہ میرے ساتھ خوش ہے تم دونوں نے منگنی کے بعد ایک عرصہ ساتھ گزارا تھا کیا تم خوش تھے کیا وہ خوش تھی؟

سفیر کے دل پہ جیسے گھونسہ لگا تھا اس نے کتنے جتن کئے تھے لیکن کیا واقعی وہ کبھی اسکے ساتھ خوش ہوئی تھی؟۔ اسے بھولو اور آگے بڑھو تمھارے لئے خوشی تمہاری موجودہ حالت ہے انسان کبھی بھی آپ کو خوشی نہیں دے سکتے خوشی آپ خود ہیں آپ کا اصل ہے وہ متانت سے کہہ کر دروازہ کھولے باہر نکل گیا

سفیر کی گلابی پڑتی آنکھوں میں اب کے واضح بے بسی تھی

سلطان منزل میں حسینہ کے کمرے میں آؤ تو وہ ظہر کی نماز پڑھ کر سلام پھیر رہی تھیں پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے مہرماہ دروازے کی چوکھٹ پہ کھڑے ہو کر انہیں دیکھے گئی بھورے بال پشت پہ پھیلائے جامنی رنگ کے سادہ جوڑے میں ملبوس وہ یاسیت سے انہیں دیکھ رہی تھی حسینہ سلام پھیر کر اٹھیں جائے نماز ہاتھوں میں لئے بیڈ کی طرف آئیں تب ہی انکی نظر دروازے پہ کھڑی مہر پہ پڑی ایک نظر اسکو دیکھا پھر رخ موڑ لیا اور اپنے بیڈ پہ پیر لمبے کئے بیٹھ گئیں سر بیڈ کراؤن سے ٹکا دیا مہرماہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی انکے پاس بیڈ تک چلی آئی اور پھر انکے قریب بیٹھ گئی کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی

آئی ایم سوری ماما.... اس نے ہلکی آواز میں کہنا شروع کیا میں آپ کے لئے ہالے کے لئے اور حسن کے لئے کچھ نہیں کر سکی کچھ نہیں بول سکی میں نیوٹرل رہی کیونکہ یہ میری مجبوری تھی

یہ تمہاری چوائس تھی انہوں نے نرمی سے ٹوکا

میں کیا کرتی ماما میرے سسرال کا معملہ تھا میں فروا امی کو ناں نہیں کہہ سکتی میں شمس انکل کو کچھ نہیں کہہ سکتی ورنہ سفیر مجھ سے ناراض ہو جاتے وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی

آپ میری سیچوئیشن سمجھیں پلیز... میں..

مہرماہ تم کبھی بھی کسی بھی دور میں مجبور نہیں تھی تم نے ہر چیز اپنی مرضی اپنی منشاہ سے کی ہے تم ہالے کے لئے نہیں بولیں کیونکہ تم واقعی چاہتی تھیں کہ ہالے اس گھر سے چلی جائے

مہر کے چہرے پہ جیسے کسی نے کھولتا تیل ڈال دیا ہو جلن سی جلن تھی

میں سمجھ سکتی ہوں تم تب کیوں نہیں بولیں تم حسن کے لئے اس لئے نہیں بولیں کیونکہ تم اپنے شوہر کی نظروں میں عظیم بننا چاہتی تھیں

کیا تم نے کبھی منہ پہ جوتا کھانے والا آدمی دیکھا ہے؟اگر نہیں تو تمھیں چاہیے تھا مہر کو دیکھو

میں ان دونوں جگہوں پہ کچھ نہیں بولی کیونکہ میں تمہاری محبت میں لالچ کی حد دیکھنا چاہتی تھی میں تمھیں اپنے مقام سے مکمل گرتے ہوئے دیکھنا چاہتی تھی مجھے دیکھنا تھا کہ تمہاری پستی کی حد کیا ہے؟

ماما... آئی.. کین.... اکسپلین مہر نے بدقت کہنا چاہا

You can't explain now the only thing you can do is lying

انہوں نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا تھا تم حسن اور ہالے کے لئے نہیں بولیں میں چپ رہی لیکن اس دن تمھیں میرے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے تھا میرے لئے بولنا چاہیے تھا کیونکہ میں وہ عورت ہوں جس نے تمھیں تب پالا جب تمہاری اپنی ماں نے تمھیں ڈس اون کر دیا تھا لیکن تم نے ثابت کر دیا کہ تم لالچی عورت ہو تمھارے اندر محبت کے لئے لالچ ہے حریص اور حاسد ہو تم اپنا شر تم سے کنٹرول نہیں ہوتا اور میں ہالے کی ماں ہوں ایک بار جسے چھوڑ دیا اسے دفنا دیا میرے سامنے مت آیا کرو انکے لہجے میں سختی نہیں تھی وہ بس عام انداز میں کہہ رہی تھیں

مہر کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے

آپ وہ عورت ہیں جسے میری ماں نے مرتے وقت میری ذمہ داری دی تھی کیا اپ میرے ساتھ ایسا کریں گی

؟اسکے لہجے میں دکھ تھا حسینہ سیدھی ہو بیٹھیں بے تاثر خالی آنکھوں سے اسے دیکھا

میں نے اس رات تمھیں ہالے سے بات کرتے سنا تھا مہر وہ جہاں تھی وہیں سن رہ گئ

تم میری بیٹی کو اسکے شوہر کے خلاف کر رہی تھیں خود پہ آئی معاف کر دی جاتی ہے اپنی اولاد پہ آئی کوئی ماں معاف نہیں کرتی اور یہ تو تمھیں میں بتاؤں گی ناں کہ تمہاری ماں نے مرتے وقت تمھارے بارے میں کیا کہا تھا

؟مہر ماہ لرزتی ہوئی ٹانگوں سے اٹھی اسے یہاں اپنے آس پاس آکسیجن کی شدید کمی محسوس ہوئی اسے یہ عورت اجنبی لگی تھی وہ جو ماں لگا کرتی تھی آج وہ غیر تھی بلکہ غیروں سے بھی الگ

اس کے باہر نکلتے ہی حسینہ نے آنکھیں بند کر لیں نگین نے آخری وقت میں ان سے جو کہا تھا وہ ساری زندگی نہیں بھول سکتی تھیں

ماضی

نگین کو ایمبولینس میں ڈالے وہ ہسپتال کی طرف جا رہے تھے آنسو بھل بھل انکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے جب نگین نے اکھڑتی سانسوں کے درمیان کہنا شروع کیا

آپ ہمیشہ مجھ سے پوچھا کرتی تھیں ناں وہاج نے مجھ طلاق کیوں دی وہ بامشکل بول رہی تھی اسکا سانس ٹوٹ رہا تھا ازخم کرا ہنے پہ مجبور کر رہے تھے لیکن شاید آج وہ آخری بار بولنے والی تھی

میں نے آپ کو کال کی تھی میں نے آپ سے پوچھا تھا وہ کس کی بیٹی ہے وہ لمبے لمبے سانس لیتی چند آخری باتیں کہہ لیناچاہ رہی تھی حسینہ کا سانس رک گیا آس پاس کی گردشیں رک گئیں

آپ نے کہاوہ میری بیٹی ہے اور میں نے مان لیا آپ نے جھوٹ کہا تھا میں نے جھوٹ آگے بڑھایااور وہ جھوٹ پھیل کر ہمارا رشتہ نگل گیا اسکے الفاظ ٹوٹے پھوٹے تھے آواز آہستہ لیکن اتنی بلند ضرور تھی کہ اگلے کئی سال حسینہ معراج کو کوڑوں کی صورت لگتی رہتی

میں کسی کو کیا بتاتی کہ آپ نے فرواکے ساتھ مل کر میرے رشتے میں جھوٹ ڈالا تھا میں اگر بتادیتی تو ابا اسی دن آپ کو طلاق دلوادیتے میں نے خاموشی چن لی اور آپ کو بچالیا آج جب مجھے پتہ چلا کہ وہاج نے مجھے طلاق نہیں دی تھیحسینہ بس بت بنی اسے سن رہی تھیں

آپ نے جھوٹ بولا تھابھابی وہ نہیں تھی میری بیٹی اور اس طرح انکے آخری الفاظ تھے میری بیٹی

وہ بے ہوش ہوگئی تھی یاپھر مر گئی تھی اس دن وہ اکیلی نہیں مری تھیں اس دن حسینہ اندر سے مر گئی تھیں نگین کی موت اور طلاق کا گلٹ انہیں اندر سے کھائے جارہا تھا ایسے میں انہیں مہر پہ بھی ترس آیا کرتا تھا وہ بچی انکی وجہ سے یوسف سلطان کی ناقدری سہہ رہی تھی اگر اس دن انہوں نے مہر کے بارے میں جھوٹ نہ کہا ہوتا تو شاید وہ بچی اچھی زندگی گزار رہی ہوتی سب انکی وجہ سے ہوا تھا ہر چیز کی ذمہ داری انہوں نے اپنے سر لے رکھی تھی ایسے میں انکارجحان خود بخود مہرماہ کی طرف بڑھ گیاوہ اسے اچھی تربیت دیناچاہتی تھیں اچھی زندگی اور اچھی

ماں گلٹ انہیں راتوں کو جگاتا تھا اپنی اولاد شوہر گھر بہت پیچھے رہ گیا تھا اگر کچھ باقی تھا تو یہ فکر کہ اگر قیامت کے روز مہر کی ماں نے ان سے پوچھا کہ تم نے میری بیٹی کو ساتھ کیا معملہ کیا تو انکے پاس کیا جواب ہو گا

حال

تسبیح انکے ہاتھ میں تھی ماضی کو یاد کر کے انکی آنکھیں آج بھی پہلے دن کی طرح نم تھیں بیڈ کی سائیڈ دراز سے اپنا موبائل اٹھا کر انہوں نے موبائل سکرین پہ لگی ہالے کی تصویر کھول لی

میں نے تمھارے ساتھ بہت ناانصافی کی ... انکی آواز بے حد ہلکی تھی مجھے بہت دکھ ہے کہ تم ماں کی محبت کے لئے needy اور desprate بن گئیں میں تمھارے حق ادا نہیں کر سکی مجھے معاف کرنا انکی آنکھیں نم تھیں دل پسیج رہا تھا

اولاد کی جدائی اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہی تھی لیکن کچھ جرائم ہوتے ہیں جنکی سزا بھگتنی پڑتی ہے انہیں بھی بھگتنی تھی

اپنے آفس کے کمرے میں بیٹھا عمر حیات خود کو لیپ ٹاپ کی چلتی سکرین میں گم کیے بیٹھا تھا کوٹ اسٹینڈ پہ لٹکا تھا سفید ڈریس شرٹ کے بازو موڑ رکھے تھے ماتھے پہ گرتے بالوں سے بے نیاز وہ بس سنجیدگی سے ٹائپ کر رہا تھا

دفتعا دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی

عمر نے "کم ان" کہہ کر نوارد کو اندر آنے کی اجازت دی نوارد شمس سلطان تھے سرمئی سوٹ میں ملبوس بالوں کو سلیقے سے جمائے وہ نک سک سے تیار تھے

وہ آئے عمر کے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھے اور پھر دلچسپی سے اسے کام کرتے ہوئے دیکھے گئے

تم جانتے ہو تمہارے آنے سے مجھے کتنے فائدے ہوئے ہیں؟ جب سے آئے ہو ایک بار بھی کوئی کپ ٹوٹنے جتنا نقصان بھی نہیں ہوا

میں جانتا ہوں میں خوش بخت ہوں مجھے کاروبار میں گھاٹے نہیں ہوتے اماں کہتی ہیں میں جس کام میں ہاتھ ڈالوں اللہ اس میں برکت دیتا ہے وہ بے نیازی سے سر جھکائے ٹائپ کرتے ہوئے بولا

شمس دھیرے سے ہنسا تم کتنے سیلف آبسیسڈ ہو نہیں؟

ہاں ہوں... مجھ پہ یہ سوٹ بھی کرتا ہے اب اگر اکرم (سلطان ہولڈنگ کا آفس بوائے) سیلف آبسیسڈ ہونے لگے سوچیں کیسا لگے گا

شمس اب کے زور سے ہنسے تھے وہ باتیں اچھی کر لیتا تھا میں ہیون بیچ رہا ہوں اب کے عمر کے ٹائپ کرتے ہاتھ سست ہوئے تھے مجھے لگتا ہے وہ بچے اب اس غلیظ اور گندے ماحول میں نہیں رہ سکتے انہیں نکال کر کہیں اور شفٹ کروں گا وہ بظاہر فکر مندی سے کہہ رہے تھے لیکن عمر جانتا تھا حقیقت کیا ہے

کسے بیچیں گے؟

فہیم مرزا اسکی برٹش پاکستان ریستوران چین ہے

عمر نے گہری سانس لی

میں آپ کا ملازم نہیں پارٹنر ہوں سو

Be honest

مجھے فرق نہیں پڑتا آپ ہیون بیچ دیں یا پھر رکھ لیں میں آپ کو اچھا مشورہ دینا چاہتا ہوں اگر آپ چاہیں

شمس آگے کو ہوئے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور آنکھوں سے ہی آگے جاری رکھنے کا اشارہ کیا مرزا آپ کو کتنا دے رہا ہے؟ کوئی پندرہ فیصد اپنے پروجیکٹ میں بس یہی ناں؟

شمس نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ آپ سے مارکیٹ پرائز پہ زمین خریدے گا آپ کو کیا فائدہ ہوا؟

اسکے پراجیکٹ میں ساری عمر کے لئے میرا حصہ رہے گا اور...

غلط اس پراجیکٹ میں تب تک آپ کا حصہ رہے گا جب تک وہ پراجیکٹ مرزا کا ہے کیا آپ کو نہیں لگتا مرزا آپ کو ڈاج دے رہا ہے وہ اگلے ہی ہفتے اس پروجیکٹ کو ڈبل قیمت پہ کسی گورے کو بیچ دے گا اور وہ ایسا کر سکتا ہے

اب کے بات کچھ کچھ شمس کو سمجھ آرہی تھی

وہ پراجیکٹ بیچ دے گا اور آپ کے ہاتھ کیا آئے گا؟ اٹھنی بھی نہیں جب آپ کے پاس سونا دینے والی مرغی ہے تو اسے دانے کے لئے کسی اور گھر کیوں بھیجنا دوسری بات فہیم نے آپ کی بھتیجی کو اغوا کیا تھا کیا آپ میں اتنی

بھی غیرت نہیں ہے کہ آپ اسے ہی ہیون بیچ دیں گے ؟وہ آپ کے اور میرے گھر کی عورت پہ ہاتھ ڈال چکا ہے کیا ہم اتنے گرے پڑے ہیں کہ اسی کے ساتھ ہاتھ ملا لیں ؟

لیکن میں عین وقت پہ اب اسے منع نہیں کر سکتا یہ ناممکن ہے شمس اب کے پریشان سا ہو کے پیچھے کو ہو بیٹھا

عمر کی آنکھیں چمک اٹھیں پر اسرار شیطانی چمک

کون کہتا ہے منع کر دیں ؟گیم مت بدلیں کھیلنے کے اصول بدل لیں

کیسے ؟شمس کو تعجب ہوا تھا

تین ماہ تک ہیون کا خیال بھی ذہن میں نہ لائیں اسکے بعد یہ کریں کہ ایک نیلامی رکھ لیں وہاں بڑے بڑے انویسٹرز بڑے بڑے کاروباری لوگ لانا میرا کام ہے اصل میں وہاں سب پیادے ہوں گے میں آپ کے لئے ترپ کا پتہ لاؤں گا "میر واعظ فرید" شمس بے یقینی سے پیچھے کو ہوا

وہ ملک کا سب سے امیر آدمی ہے میں اسے لاؤں گا وہ سب سے اونچی بولی لگائے گا اور ہم ریٹ بڑھاتے جائیں گے دس مرزامل بھی جائیں ناں تو میر صاحب کا مقابلہ نہیں کر سکتے

وہ بول نہیں رہا تھا سحر پھونک رہا تھا لالچ کا جال بچھا رہا تھا اور لالچی آدمی زیادہ کے لالچ میں آجایا کرتے ہیں شمس کی آنکھیں چمک رہی تھیں پھر یکدم انکی چمک مشکوک ہوئی تم میرے لیے اتنا سب کیوں کرو گے ؟اب یہ مت کہنا کہ تم میرے پارٹنر ہو بلا بلا بلا اس نے کوفت سے ہاتھ جھلایا

عمر مسکرا کر آگے کو ہوا گال کے گڑھے بھی سازش میں شامل ہونے لگے

میں آپ کو کوئی فرشتہ لگتا ہوں ؟وہ پوچھ رہا تھا چہرہ پہ شیطانیت طاری کئے میں نے پہلے ہی دن کہا تھا میں فیملی پرسن ہوں اور اپنی فیملی کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں تو بات یہ ہے کہ میری بیوی کو ہیون چاہیے

شمس کا سانس سینے میں اٹک گیا بے اختیار آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی

ظاہر ہے میں دس دفع پیدا ہو کر آجاؤں تب بھی میں آپ کے اور اس سسٹم کے مقابلے نہیں آسکتا یا تو مار دیا جاؤں گا یا کچل دیا جاؤں گا اس لئے وہ بازو میز پہ رکھے آگے کو جھکا میں اپنی بیوی کو ایک خواب دکھاؤں گا ہیون کو خریدنے کا خواب جب نیلامی ہو گی اور وہ وہاں اپنے چند لاکھ کے کارڈز بلند کرے گی تب اسے سب سمجھ اجائے گا اور وہ واپس میری طرف آجائے گی اپنی فیملی کو بچانے کا ایک یہی طریقہ ہے میرے پاس اب آگے آپ دیکھ لیجئے

شمس سوچتی نظروں سے اسے دیکھے گئے اور اگر میں یہ سب کرنے سے منع کر دوں تو؟

عمر نے کندھے اچکائے تو کوئی بات نہیں ہم کورٹ جائیں گے سو کریں گے پیشیاں ہو نگی فیصلہ اٹک جائے گا اور تب تک آپ ہیون بیچ بھی نہیں سکیں گے اور یہاں بھی میں اپنا فائدہ دیکھ رہا ہوں اگر کورٹ کچہری شروع ہو گئی تو پیسہ پانی کی طرح بہے گا آپ کی تو خیر ہے میں فیملی بچانے کے چکر میں سڑک پہ آجاؤں گا اس لئے بیچ کا راستہ اپنا لیتے ہیں آپ کا بھی فائدہ اور میرا بھی

تم جانتے ہو ناں میر واعظ کن کاموں کے لئے مشہور ہے

عمر نے اثبات میں سر ہلایا

پیسہ !طاقت !غیر قانونی کام

تم چوتھی چیز بھول رہے ہو شمس نے یاد دھانی کروانی چاہی

وہ چھوتا کام تب کرتا ہے جب اسکے ساتھ کیا وعدہ توڑا جائے ہم دونوں میں سے ایسا کون کرے گا؟

شمس مسکرایا اور کوٹ کے بٹن بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا

تم فرشتے لگتے تھے لیکن آج یقین ہو گیا تم بھی انسان ہو عمر اور انسان لالچ اور شر سے ہار جایا کرتے ہیں مجھے منظور ہے وہ کہہ کر دروازے کی جانب مڑ گیا پیچھے عمر کے تاثرات سخت ہو گئے

نہ میں فرشتہ ہوں نہ انسان میں کہانی کا وکٹم تھا اور وکٹم ولن بن جائے تو سب جائز ہو جایا کرتا ہے وہ آہستگی سے بڑبڑایا اور دوبارہ لیپ ٹاپ پہ جھک گیا سرمئی پینٹ والی دیواریں اسے کام کرتے دیکھتی رہیں

عمر حیات کے بنگلے پہ مغرب باسی ہو چکی تھی اسے آفس سے آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی فریش ہو کر کھانا کھانے کے بعد وہ کچن میں چلا آیا تھا آج کل کھانا بخش بناتا تھا روٹی کبھی وہ بنا دیتا تھا کبھی تندور سے آجایا کرتی تھی یہ وقت کھانے کا نہیں تھا سو وہ لان میں چلا آیا جہاں ہالے اپنا کافی کا مگ لے کر بیٹھی تھی بال الجھے جوڑے میں مقید تھے جن سے لٹیں نکل نکل کر گردن کو چھو رہی تھیں اپنے آگے کئی سارے اخبارات کے تراشے بکھیرے وہ وہ مصروف سی تھی وقتا فوقتا مگ اٹھا کر لبوں سے لگا لیتی تھی وہ اسے دیکھتے ہوئے اسکی جانب چلا آیا

دھپ سے اسکے برابر صوفے پہ بیٹھا اور ہاتھ آگے بڑھا کر اسکا مگ اٹھالیا ہالے نے سر نہیں اٹھایا

تمہارے استاد نے تمھیں دوسروں کی چائے کافی پینے سے منع نہیں کیا؟ وہ مصروف سی بولی تھی

نہیں .. وہ کہتے تھے کسی کا جھوٹا پینا ثواب ہے میں تو بس اپنی آخرت سنوار رہا ہوں اس کے جواب پہ ہالے نے بے اختیار خود کو اس سے بات کرنے پہ کوسا تھا

اماں کہتی ہیں انکے زمانے کی بیویاں شوہر کے گھر آتے ہی کونے کھدروں میں چھپ جایا کرتی تھیں مجال ہے جو انکے منہ سے کوئی آواز نکلتی ہو اس نے ہالے کے علم میں اضافہ کیا

کیوں ؟انکے شوہر تھے یا کچے کے ڈاکو ؟(کچے سندھ کا ایک علاقہ ہے جو کہ اغواکار ڈاکو اور ہتھیاروں کے لئے مشہور تھا کوئی عام آدمی اس علاقے کی راکھ بھی نہیں پا سکتا تھا)

ویسے کچا میری ڈریم پلیس ہے ایک دن وہاں ضرور چھاپہ ماروں گا وہ حسرت سے کہہ رہا تھا

اماں کے ایک ہی ایک بیٹے ہو کیوں انہیں بڑھاپے میں بے سہارا کرنے کا سوچ بیٹھے ہو ؟اب کے اس نے سر اٹھایا تھا ہاتھ میں پکڑا بال پوائنٹ انگلیوں میں گھماتے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی

چھوڑیں وہ سب یہ بتائیں یہ کیا کر رہی ہیں ؟ااس نے اخبار کے تراشوں کی طرف اشارہ کیا تھا ساتھ کافی کا مگ ہونٹوں سے لگایا

نوکری ڈھونڈ رہی ہوں وہ چہرہ اسکی طرف موڑ کر بولی

عمر نے اچھنبے سے اسکو دیکھا آپ کو لگتا ہے آپ یہ چند ہزار کی نوکری کریں گی؟وہ بھی اپنے اس تعلیمی ریکارڈ کے ساتھ ؟اسکے لہجے میں طنز نہیں تھا لیکن پھر بھی ہالے کو اپنے گال دھکتے محسوس ہوئے

میں سب کچھ کر سکتی ہوں مجبوری انسان سے سب کروا لیتی ہے میں خود کو اس سب کے لئے تیار کر لوں گی تم اپنے کام سے کام رکھو اچھا

عمر نے ہاتھ جھلایا تھا جیسے اسکی تقریر کو سر سے ہٹایا ہو

وہ جو لپسٹک اپ لگاتی ہیں ناں چھ ہزار کی ہے جوتے دس پندرہ ہزار کے پہنتی ہیں اور جوڑے انکا تو پوچھیں ہی مت یہ نوکریاں آپ کی ایک مہینے کے میک اپ کا خرچ بھی نہیں نکال سکیں گی خود کو تھکائیں مت وہ نرمی سے کہہ رہا تھا

!!کچھ لوگ ہوتے ہیں ہالے جنہیں حکومت کرنے بھیجا جاتا ہے۔جو حکم دینے کے لئے پیدا ہوئے ہوتے ہیں جنکا واحد ٹیلنٹ لوگوں سے باتیں منوانا ہوتا ہے۔ جیسے کہ آپ ہالے رک کر اسے دیکھے گئی آپ نے سننا نہیں سنانا سیکھا ہے بلکہ آپ کو یہی آتا ہے یہ جابز دو دن بھی نہیں ٹک سکیں گی آپ ہمیشہ سے اپنی باس خود رہی ہیں وہ بننے کی کوشش نہ کریں جو آپ ہیں ہی نہیں چھوٹے پیمانے پہ ہی سہی اپنا کام کریں جہاں آپ کو کسی کی سننی نہ پڑے جہاں آپ "سناتی" ہوں

وہ بول کر خاموش ہو گیا اور اب اپنی کافی کے گھونٹ بھرنے لگا تھوڑی دیر تک ہالے خاموش رہی پھر نظریں اٹھا کر اسکو دیکھا

میرے پاس سرمایا نہیں ہے اسکی آواز ہلکی اور شکستہ تھی اگر میرا ذیور میں نے لاکر زمیں نہ رکھوایا ہوتا تو اس وقت میرے پاس ایک خزانہ ہوتا

خیر خزانہ تو آپ کے پاس اب بھی ہے وہ لاپرواہی سے بولا ہالے کی آنکھیں چمک اٹھیں کیسے ؟۔

یہ میں اتنا بڑا خزانہ آپ کو نظر نہیں آرہا ہوں میں اگر ہاتھ بھی جھاڑوں تو نوٹ گریں گے نوٹ وہ کسی سلطنت کے راجہ کی طرح کہہ رہا تھا اگر آپ اپنا بقایا ذیور میرے پاس گروی رکھوادیں تو میں آپ کو پیسے دے سکتا ہوں اپ سرمائے کے طور پہ استماال کرلیں

لیکن میرے پاس صرف ایک سیٹ ہے زیادہ سے زیادہ کتنے پیسے ہوں گے وہ مایوس ہوئی تھی عمر نے گہری سانس لی

گو کہ میرا دل بیٹھا جارہاہے اور میرا بی پی لو ہو رہاہی لیکن پھر بھی میں آپ کو قرضہ آفر کرتا ہوں جتنا چاہے لے لیں آپ کوئی بزنس پلان بنائیں اسکے بعد میں آپ کو رقم دے سکتا ہوں

ہالے کا چہرہ ایسے چمک رہا تھا جیسے کوئی دو سال کی بچی ہو اسکا دل کیا تھا زور زور سے چیخے عمر آج پہلی بار اسے اتنا اچھا لگا تھا فرط جذبات سے وہ کچھ کہہ ہی نہیں سکی

You are the best man in the intire world

،،وہ خوشی جذبات اور احساس تشکر سے بس اتنا ہی کہہ سکی،،

،،نہ کریں میں رونے لگوں گا،،

عمر جل کر بڑبڑ آیا پھر مڑ کر ہالے کو دیکھا آج میرے کھانے میں نمک زیادہ ڈالئے گا ورنہ بی پی لو ہو جانے کے باعث بے ہوش ہو جاؤں گا

کچھ نہیں ہوتا تمھیں ہالے بے نیازی سے کہہ کر بکھرے ہوئے کاغذات سمیٹنے لگی

جب سے پیسوں کی بات شروع ہوئی ہے تب سے اب تک مجھے چار ننھے ننھے ہارٹ اٹیک آ چکے ہیں اور آپ کہتی ہیں کچھ نہیں ہو گا وہ ایسی بے چارگی سے بولا کہ ہالے نے گھور کر اسکو دیکھا

اب میرے کاروبار کے شروعات میں ہی یہ برے منہ نہ بناؤ ہنہہ کسی کو کامیاب ہوتے دیکھ رہ نہیں سکتے یہ پولیس والے وہ اپنا سامان ہاتھ میں لئے کڑوے منہ بناتی اٹھی اور آگے بڑھ گئی

عمر مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھتا رہا

اگلے چند دن مصروف تھے ہالے کبھی اپنے لئے کوئی کام کوئی ڈھونڈتی رہی کبھی کسی بزنس پلان پہ کام کرتی رہی ہارون اور لیل اسکے ساتھ اس مشن میں جتے ہوئے تھے یہ نہیں تھا کہ اس سے کوئی پلان بنا نہیں تھا بات یہ تھی کہ اسکے "انویسٹر" کو پلان پسند نہیں آتا تھا اور وہ دنیا کا پہلا انویسٹر تھا جسے پلان بھی صرف اور صرف اپنی مرضی کا چاہیے تھا حسن روز کالج سے واپسی پہ یہیں آیا کرتا تھا اور شام تک یہیں رہتا وہ کہتا تھا عمر کا گھر Land of peace ہے اسے یہاں سکون ملتا ہے

اس شام ہالے عمر کو پک کرنے اسکے آفس چلی آئی تھی شام ہونے میں ابھی ذرا وقت تھا لیکن اس نے ایک بزنس پلان بنا رکھا تھا آج وہ عمر کو وہی دکھانا چاہتی تھی وہ گاڑی سلطان ہولڈنگز کے باہر روک کر کھڑی تھی سادہ لباس میں بالوں کی پونی ٹیل بنائے بغیر میک اپ کے وہ اچھی لگ رہی تھی

اس نے عمر کو کال کی وہ موبائل کان سے لگائے اسے دیکھتا ہوا آ رہا تھا اسکی آنکھوں میں حیرت تھی ہالے کی آنکھوں میں بچوں جیسی چمک اور خوشی وہ ابھی اس سے دور تھا لیکن اسی وقت اسکے قریب ایک گاڑی آ کر رکی سفیر عجلت میں باہر آیا وہ ہالے کے بلکل قریب تھا ان دونوں کی گاڑیاں آمنے سامنے ٹھہری تھیں عمر اسے دیکھ اپنی جگہ رک گیا جان بوجھ کر

سفیر نے ہالے کو دیکھا اور دو قدم آگے آیا وہ بدک کر خوف زدہ سی دور ہٹی تھی اسکا چہرہ اب مختلف تھا اسی لمحے سفیر اسکے بلکل قریب آیا اور ہاتھ ہوا میں بلند کیا ہالے چیخ کر دور ہٹی تھی عمر فوراً اس تک آیا تھا مارنا مت پلیز.... مارنا مت وہ خوف زدہ سفید چہرے کے ساتھ بولی تھی اسکی آنکھیں بند تھیں اور اسکے قریب کھڑے عمر کی آنکھیں کھلی تھیں اس نے سفیر کے بلند ہوئے ہاتھ کو دیکھا اس میں پانی کی بوتل تھی پھر سامنے دیکھا کوئی ٹین ایجر بچا تھا جس نے بوتل اپنے سے آگے جاتے لڑکے کی جانب پھینکی تھی اور وہی بوتل ہالے کے چہرے پہ لگ جاتی اگر سفیر ہاتھ آگے کر کے اسے کیچ نہ کر لیتا

ہالے کیا ہو گیا ہے ادھر دیکھو سب ٹھیک ہے عمر کی آواز پہ اس نے ہاتھ چہرے سے ہٹائے سفیر کو دیکھ کر چہرے پہ اب بھی کچھ تھا جس نے سفیر کو بے چین کر دیا وہ اس سے خوف زدہ تھی سفیر کا دل اندر تک زخمی ہو گیا

میں . . . مار . . نہیں رہا تھا . . میں بچا رہا تھا اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے ہالے نے جواب نہیں دیا سفیر نے نوٹ کیا کہ وہ نا محسوس انداز میں اسکے قریب سے ہٹ گئی تھی اور بس اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر سکا وہ مڑ گیا لب بھینچے مٹھی بھینچے دل کو ڈپٹے وہ مڑ گیا جاتے جاتے اس نے خود کو ایک ہزار دفع لعنت دی تھی

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس کی کھڑکی سے نیچے جھانک رہا تھا وہ دونوں اب بھی وہیں کھڑے تھے شاید عمر نے کسی کو اپنا سامان لانے اندر بھیجا تھا

اب کے منظر مختلف تھا عمر اس سے کچھ کہہ رہا تھا وہ ایک پل کو مسکرائی پھیکا سا ڈرا ڈرا پھر اگلے لمحے عمر نے کچھ ایسا کہا کہ وہ گردن پیچھے پھینکے ہنستی چلی گئی وہ اب بھی مسکرا مسکرا کر کچھ بول رہا تھا کوئی بات کوئی لطیفہ وہ ہاتھ سے اسکو چپ رہنے کا اشارہ کرتی ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھی وہ خوش تھی وہ واقعی خوش تھی اسکی آنکھیں اسکا چہرہ چمک رہا تھا اسکی رنگت سرخ ہو رہی تھی

سفیر اسے مسکراتے دیکھ مسکرا دیا وہ واقعی خوش تھی اور آج تک وہ اس طرح خوش کب ہوئی تھی؟ سفیر نے یاد کرنا چاہا وہ اسکے ساتھ اتنی خوش کب ہوئی کوئی واقعہ اسکی یادداشت کا حصہ نہیں بن سکا لیکن وہ اسکی خوشی چاہتا ہی کب تھا وہ تو اسے رلانا چاہتا تھا اسے ذلت دینا چاہتا تھا اسے تکلیف دینا چاہتا تھا پھر آج کیوں کیوں وہ اسے خوش دیکھ کر اسے تکلیف دینے کا خیال ترک کر رہا تھا؟

صرف اس لئے کہ وہ میرے بڑے پاپا کی بیٹی ہے اس نے دھیرے سے سرگوشی کی اور کھڑکی سے ہٹ گیا

معراج سلطان نے اسکے لئے بہت کچھ کیا تھا اسے تب تھاما تھا جب اسکے اپنے باپ نے چھوڑ دیا اسکے لئے تب

تالیاں بجائی تھیں جب اسکا اپنا باپ اسے طنز کے تیر دیتا تھا وہ برا تھا گریس لیس تھا لیکن بد نسل نہیں تھا وہ احسان فراموشی نہیں کرے گا یہ طے ہو گیا تھا

ہالے سلطان کی گاڑی شہر کی مصروف ترین شاہراہ پہ دوڑ رہی تھی وہ دونوں کہیں کافی پینے کے ارادے سے نکلے تھے ایک چھوٹے اور نسبتا کم رش والے کیفے کے آگے عمر نے گاڑی روکی وہ دونوں نیچے اتر آئے ابھی وہ کیفے کا رنگین دروازہ پار کرتے اندر جاتے کہ ہالے ٹھٹھک کر رکی عمر اسے دیکھتے ہوئے رکا پھر اسکی نظروں کی سیدھ میں دیکھا اس کیفے کے ساتھ والے کیفے جو کہ شاید اسی کیفے کی برانچ تھا اسکے آگے for sale کا بورڈ لگا تھا ایسی مصروف شاہراہ پہ یہ کیفے ایک نعمت ثابت ہونے والا تھا ہالے ہارون کے ساتھ کئی ہزار مرتبہ یہاں آچکی تھی کیا تم بھی وہی سوچ رہے ہو جو میں سوچ رہی ہوں ؟ ہالے کھوئی کھوئی آواز میں بولی دونوں کی نظریں اب تک بورڈ پہ ٹکی تھیں

یہ اتنا مہنگا ہے کہ میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہو چکی ہے ہم یہاں کی کافی افورڈ کر سکتے ہیں اسے خریدنا نہیں

فکر مت کرو میں ہارون کے ساتھ پارٹنر شپ کر لوں گی امیر ہونے کا ایک فائدہ ہوتا ہے آپ کے رشتے دار بھی امیر ہوتے ہیں اور امیر رشتے داروں کا ایک فائدہ ہوتا ہے وہ آپ کے ساتھ انویسٹ کر سکتے ہیں اب کے وہ عمر کی طرف پوری کی پوری مڑی تھی آنکھیں پھیلائے چہرے پہ اشتیاق لیے وہ اسے دیکھ رہی تھی عمر اب بھی بورڈ ہی کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنا موبائل نکالا اور کچھ ٹائپ کرنے لگا

دیکھو عمر تم مجھے اتنی ہی رقم دو جتنی پہلے دے رہے تھا اس حساب سے جتنے شیئرز میرے ہوئے باقی کے شیئرز ہارون خرید لے گا i Asure you تم کیا موبائل میں لگے ہوئے ہو وہ جھنجھلائی تھی

اس شاہراہ پہ ایسے شاندار کیفے کا خالی رہنا خطرے سے خالی نہیں میں اسکے اونر سے بات کر رہا ہوں کوئی لڑکی ہے عائشہ نام ہے وہ موبائل کی سکرین پہ بورڈ پہ لکھے نمبر کی تفصیل کھولے کھڑا تھا ہم ابھی اسی وقت اس سے ملنے جا رہے ہیں چلیں وہ عجلت میں لگتا تھا بغیر کافی پیئے وہ گاڑی کی طرف واپس آیا

سرمئی بلے کو کال کر لیں دیکھیں کیا کہتا ہے وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہہ رہا تھا اس نے انگیشن میں چابی گھمائی تو انجن میں حرارت سی دوڑ گئی ہالے اب ہارون کا نمبر ملا رہی تھی عمر اپنے موبائل پہ عائشہ نامی لڑکی کا نمبر ملا رہا تھا گھنٹی جا رہی تھی اور اگلے ہی لمحے کال پک کر لی گئی تھی

وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے موبائل کان سے لگائے ہوئے تھا

جی..جی بلکل...اوکے آپ لوکیشن بھیج دیجئے ہم پہنچ جائیں گے اس نے کال کاٹی ہالے اب بھی ہاروں سے بات کر رہی تھی عمر نے اسکے ہاتھ سے موبائل لیا

لوکیشن بھیج رہا ہوں وہاں پہنچو فوراً اس نے کہہ کر کال کاٹ دی

اب کے گاڑی میں خاموشی تھی ہالے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جبکہ عمر پر سکون تھا بس اب ایک بار اونر سے بات ہو جائے

ہالے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچ رہی تھی خواب اتنی جلدی پورے ہوں گے اس نے سوچا نہیں تھا

جو لوکیشن انہیں بھیجی گئی تھی وہ ایک آپارٹمنٹ کی تھی ہارون ان سے پہلے ہی آپارٹمنٹ کی بلڈنگ کے باہر موجود تھاوہ تینوں ایک ساتھ اوپر آئے تھے تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اس عائشہ نامی لڑکی کے آپارٹمنٹ میں تھے وہ کوئی پچیس چھبیس سالہ لڑکی تھی لمبے بھورے بال سنہری آنکھیں اور صاف دمکتی رنگت وہ کافی خوش شکل تھی گول یو شیپ صوفے پہ اس وقت چار لوگ بیٹھے تھے ہالے عمر ہاروں اور عائشہ ایک اور بھی تھاجو سامنے رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھا تھا حمزہ عائشہ کا بھائی انکے مطابق یہ دونوں کیفے انکے والد نے ترکے میں انکے لئے چھوڑے تھے اور عائشہ اپنا کیفے بیچ کر امریکہ جانا چاہتی ہے امریکہ میں پڑھائی کے بعد اسکا یہاں دل نہیں لگا اور اب تو اسے وہاں جاب بھی مل گئی ہے وہ پاکستان کو مستقل طور پہ خیر آباد کہنا چاہتی تھی اور اسکا بھائی ناخوش تھا ایک اور اہم بات وہ ہارون کی پینٹنگز کی دیوانی تھی اس نے چند دن قبل اسکی پینٹنگ داس کی سٹوری پہ دیکھی تھی اور اب اسے وہی پینٹنگ چاہیے تھی وہ بہت بڑی آرٹ کلکٹر تھی اور اس وقت ہارون کو اپنے سامنے اپنے گھر میں دیکھ وہ "فین مومنٹ "میں تھی

عمر کافی دیر سے اسکی ایکسٹراایفرٹس دیکھ رہا تھا اب کے اس نے گلہ کھنکھار کر عایشہ کو اپنی جانب متوجہ کیا

کیا ہم ڈیل فائنل سمجھیں ؟ وہ تمام معملات طے کر چکے تھے اب بس رقم دینا اور کاغذات لینا رہ گیا تھا جب عائشہ نے پینٹر ابدلہ میری ایک شرط ہے وہ ہارون پہ نظریں جمائے ہوئے بولی PAthe T

اس نے سرمئی آنکھوں والے لڑکے کی جانب اشارہ کیا اگر مجھے انکی وہی پینٹنگ مل جائے جو مسٹر داس نے اپنی سٹوری پہ شیئر کی تھی میں اس ڈیل کو تب فائنل کروں گی

اب کے ان سب کے سروں پہ دھماکے ہوئے تھے ہارون حق دق سا تھا ہالے بھی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی دو لوگ تھے جو پرسکون تھے عمر حیات اور حمزہ اتنا تو وہ سوچ ہی بیٹھے تھے

ہارون نے پہلو بدلا دیکھیں مس وہ پینٹنگ سیل کے لئے نہیں ہے وہ میری سب سے محبوب پینٹنگ ہے آرٹسٹ کی محبوب پینٹنگ اس کے لئے اولاد کی طرح ہوتی ہے آپ کا رویہ انتہائی غیر پروفیشل ہے

عائشہ نے بازو سینے پہ باندھ کر سکون سے اسکو دیکھا میں نے کب کہا کہ یہ پروفیشنل رویہ ہے ؟ میں نے کہا یہ شرط ہے آپ پوری کر دیں کیفے آپ کا ہو اور نہ میرا بھائی اسے خریدنے کو تیار ہے بھائی نے اپنے فرضی کالر جھاڑے تھے

اس سے قبل کہ ہارون کچھ کہتا ہالے بول اٹھی ہارون پینٹنگ نہیں دے گا اسکا لہجہ اٹل تھا کم و بیش ہارون کے خیالات بھی یہی تھے وہ پینٹنگ ہارون کی سب سے محبوب پینٹنگ ہے وہ اسے میرے لئے نہیں دے گا

عمر محضوض سا یہ تماشا دیکھ رہا تھا وہ آپ کے لئے یہ پینٹنگ دے سکتا ہے مسز حیات یہ تو ہارون کا انسٹا دیکھ کر ہی پتہ چلا یہ جا سکتا ہے کہ وہ ہالے کے لئے کیا کر سکتا ہے ہر پوسٹ ہر ویڈیو میں آپ دونوں ساتھ ہیں ہر ریستوران

ہر کیفے ہر نئے ملک میں آپ دونوں ساتھ ہیں آپ کی دوستی کتنی گہری ہے اور آپ دونوں ایک دوسرے کے لئے کیا کر سکتے ہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے

ہالے نے اپنا پرس اٹھایا اور اٹھ کھڑی ہوئی وہ میرا دوست ہے ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں یہ ہمیں محفل میں بیٹھ کر ڈسکس کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ پینٹنگ نہیں دے گا میری خاطر تو بلکل بھی نہیں کیونکہ ... اس نے ہارون کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ہارون . میرا دوست ہے غلام نہیں اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا

عائیشہ پہ جیسے کوئی اثر ہی نہیں پڑا اس نے نزاکت سے اپنے بال جھٹکے میں ایک ہفتہ مزید انتظار کروں گی اور یہ سب کچھ صرف ہارون سر کے لئے ہو گا وہ بیٹھے بیٹھے بولی تھی ہالے بغیر جواب دیئے آگے بڑھ گئی عمر اور ہارون اسکے ساتھ گئے تھے ہالے کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی لیکن وہ ہر بار ہارون کو قربانی کا بکرا نہیں بنا سکتی تھی برا ہارون کو بھی لگا تھا اس نے واضح طور پہ ہالے کے چہرے کو تاریک پڑتے دیکھا تھا لیکن وہ اپنی محبوب اور مشکل وقت میں بنائی گئی پینٹنگ نہیں دے سکتا تھا

ان دونوں میں سے اگر کوئی بے نیاز تھا تو عمر تھا

میلوڈرامہ ہے کل تک سب سیٹ ہو جائے گا اس نے خود کو تسلی دی ہالے بوجھل دل کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی

رات گہری ہو کر سارے میں پھیل گئی تھی ہر طرف ہو کا عالم تھا کراچی شہر کی روشنیاں آنکھوں کو چندھیا رہی تھیں ایسے میں سلطان منزل کے اوپری حصے پہ بنا سفیر سلطان کا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا مہر ماہ آنکھوں پہ بازو رکھے بیڈ پہ لیٹی تھی سفیر اسٹڈی میں تھا دفعتاً مہر کو اسٹڈی کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی وہ اسی طرح پڑی رہی اس کے جسم میں کوئی جنبش نہ ہوئی سفیر سادہ سی ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس تھا جیل سے جمے بال اس وقت بکھر کر ماتھے پہ گر رہے تھے اسکی آنکھیں سرخ تھیں وہ ابھی اپنی دوائی کھا کر آیا تھا آج اس نے ڈرنک بھی نہیں کیا تھا ہالے اب اسکے ساتھ نہیں تھی وہ شاید اس بات کو قبول کر لینا چاہتا تھا خود کو ایک چانس دینا ہر انسان ڈیزرو کرتا ہے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا بیڈ تک آیا مہر نے اسکی آہٹ محسوس کر رخ دوسری طرف موڑ لیا نہ جانے کیوں اسکی اس طرح بچوں جیسی حرکت پہ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا وہ بیڈ پہ اسکے قریب آکر بیٹھا

مہر... اس نے دھیرے سے پکارا جواب ندارد مہر.... اس نے ایک بار پھر کوشش کی جواب اب بھی نہیں آیا

جانتا ہوں تم جاگ رہی ہو فوراً سیدھی ہو جاؤ اس نے دھمکی دی جسکا اب بھی کوئی اثر نہیں ہوا وہ ذرا دیر کو خاموش ہو گیا

میں نے آج نہیں پی اس نے آہستگی سے کہا اب کے مہر ماہ نے آنکھوں سے بازو ہٹا لیا لیکن مڑی اب بھی نہیں میں نے آج دوائی بھی لی ہے اور میں اسٹڈی میں اس لئے تھا تاکہ خود کو وقت دے سکوں تم سے بات کرنے کی

ہمت نہیں تھی مجھ میں میں نے بہت دل دکھایا ہے ناں تمہارا وہ بے چارگی سے کہہ رہا تھا اب کے وہ اٹھ بیٹھی

گلابی نائٹ سوٹ میں ملبوس بال جوڑے میں لپیٹے وہ اس وقت سفیر کو اچھی لگی تھی

وہ اٹھ کر بیٹھی تو سفیر نے دھیرے سے اسکا گود میں پڑا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا مہر ماہ کسی جادوئی لمحے کے زیر اثر

بیٹھی رہی سفیر نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے اسکا ہاتھ ذرا سا بلند کر کے لبوں سے چھوا

مہر ماہ کو لگا تھا جیسے یہ اسکی زندگی کا سب سے حسین لمحہ تھا وہ سانس تک نہیں لے سکی

آئی ایم سوری مہر آئی ایم سو سوری میں نے تمھیں بہت ہرٹ کیا ہے بہت تکلیف دی ہے لیکن اب اب بس میں

سمجھ گیا ہوں اصل فاتح میں ہی ہوں بس آخری وقت پہ میرا انعام بدل گیا تھا وہ نرمی سے آہستگی سے کہہ رہا تھا

مہر کو اسکا لفظ لفظ اپنے دل پہ اترتا محسوس ہوا تھا وہ سانس روکے شل سی بیٹھی رہی سفیر کہے گیا

میں آج سے ہمارے تعلق کو چانس دینا چاہتا ہوں..........

اور ہالے مہر مہر نے کسی خوف کے زیر اثر فوراً پوچھا تھا سفیر کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

وہ ماضی تھی وہیں رہ گئی اس نے مہر سے زیادہ خود کو یقین دلایا دل نہ جانے کیوں ڈوب کر ابھرا تھا میرا حال تم ہو

ہم ہیں اب کوئی ہالے ہمارے درمیان نہیں ہوگی میں تمھیں اور خود کو چانس دینا چاہتا ہوں زندگی پہ میرا بھی

حق ہے ہے ناں؟

اس نے اپنی بھوری آنکھوں سے مہر کو دیکھا وہ اسے نم ہوتی آنکھوں سے دیکھا رہی تھی لمحے بھر کو مہر کی بھوری آنکھوں کے آگے اسے کسی کی سیاہ آنکھیں دکھائی دیں پھر اس نے سر جھٹکا سفیر زیادہ دیر اسکی آنکھوں میں دیکھ نہیں سکا اس نے چہرہ مہر کے ہاتھ پہ گرا دیا

آج سے ہم نئی شروعات کریں گے اس نے یقین دھانی کروائی اور اسکے جھکے سر کو آہستگی سے تھپکنے لگی

آج کی رات نئی زندگی کے نام سفیر نے آسودگی سے آنکھیں موند لیں

گھر آ کر وہ اپنے کمرے میں چلا آیا تھا اپنے موبائل میں کچھ ڈھونڈتے ہوئے اسے ایک پرانی تصویر نظر آئی عمر کے لب ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے تصویر میں معراج سلطان بالوں میں ہیئر کلر لگائے بیٹھے تھے ساتھ ناراض سا عمر حیات بیٹھا تھا وہ مسکرا رہے تھے اور عمر انہیں گھور رہا تھا اس نے یاد کرنا چاہا یہ تصویر انہوں نے کب لی تھی ؟ تصورات اسے کئی سال پیچھے لے گئے

یہ ان دنوں کی بات ہے جب عمر مقابلے کے پرچے میں فیل ہوا تھا معراج کا رات ہی اسے تھانے سے چھڑوا کر لائے تھے وہ ساری رات اپنے کمرے میں بند رہا تھا معراج اسی کے ساتھ تھے اسکے فلیٹ میں صبح اٹھ کر لاؤنج میں آیا تو لمبے بھدے صوفے پہ معراج بیٹھے تھے عمر کی ہی کوئی پرانی شرٹ پہنے جو انکو بامشکل پوری آرہی تھی بالوں میں سیاہ رنگ لگائے وہ ٹی وی دیکھ رہے تھے سامنے ہی عمر کے سامان کھلے پڑے تھے وہ انکو دیکھتا آگے آیا

یہ ایک ہی ہیئر کلر تھا میرے پاس اسے بھی نہیں بخشا؟ وہ جلے کٹے لہجے میں کہہ رہا تھا

تم نے کیا کر لینا تھا اسکا فیل ہوئے ہو تمھارے غم منانے کا وقت ہے انہوں نے اسکی بات کو ہوا میں اڑآیا میرا وقت نہیں ہے تو آپ کا بھی نہیں ہے اب کیا اچھے لگ رہے ہیں ان چار بچے کچھے تنکے نما بالوں کو رنگ کر کے اسکے طنز پہ معراج بلبلا ہی اٹھے

خدا کی قسم اگر تم نگین کے بیٹے نہ ہوتے تو آج میں تمہارا قتل کر دیتا

ارے میں تو ڈر گیا دیکھیں مرے ہاتھ کانپ رہے ہیں وہ اب بھی سخت کوفت زدہ تھا معراج نے سنجید گی سے اسکو دیکھا پھر اٹھ کھڑے ہوئے چلو جاؤ تیار ہو کر آؤ ہم کھانا کھانے جا رہے ہیں وہ عمر کو دیکھتے ہوئے بولے تھے

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اچھے سے ریستوران میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے عمر ایسے کھا رہا تھا جیسے کئی دنوں کا بھوکا ہو اور آج کھانا نصیب ہوا ہو سچ یہی تھا کہ اسے کئی دنوں بعد اچھا کھانا نصیب ہوا تھا

معراج اسے دیکھتے ہوئے کھانا کھاتے رہے ساتھ ساتھ ہیون اور باقی باتیں بھی ہوتی رہیں وہ اچھے سے سیر ہو کر کھا بیٹھا تو معراج نے ویٹر کو اشارہ کیا وہ بل لے آیا معراج نے اپنی جیبیں تھپتھپائیں ساتھ ساتھ میز پہ نگاہ دوڑآئی لیکن انکا والٹ نہیں تھا

انہوں نے عمر کو دیکھا عمر نے انکو دیکھا ان دونوں کے انداز میں بے چار گی تھی

نہ کریں جج صاحب اتنا بڑا ریستوران ہے برتن دھو دھو کر بھی ہاتھ گھس جائیں گے عمر انکے قریب جھکا تھا

اب میں اس عمر میں برتن دھوتے اچھا تھوڑی لگوں گا؟ انہوں نے معصومیت سے پوچھا عمر کا دل چاہا تھا دھاڑیں مار مار کر روئے

اب تو سکون اگیاناں آپ کو میں یہاں برتن دھو رہا ہوں اور آپ اپنے موبائل پہ لگے ہیں کھانا کھلاؤں گا یہ کھلایا اپ نے ؟وہ بڑے بڑے پتیلوں کو مانجھتے ہوئے کہہ رہا تھا معراج موبائل پہ کچھ دیکھ کر ہنستے جا رہے تھے

اب ایسا بھی کیا ہے اس موبائل میں جو آپ اتنا ہنس رہے ہیں ؟اس نے دانت کچکچائے میمز دیکھ رہا ہوں میں تم خاموشی سے برتن دھو وانہوں نے ناک سے مکھی اڑائی

ویسے میری ماں آپ کی سگی بہن تھیں ؟ناں نہیں کنفرم کر دیں کیونکہ اتنا ظلم تو کوئی سوتیلا ماموں بھی نہیں کرتا اسکے ہاتھ بری طرح دکھ رہے تھے لیکن اب اسکا دماغ فریش تھا وہ فیل ہونے کا ڈراما بھول چکا تھا برتن دھونا واقعی تھیراپی ثابت ہو رہی تھی

تم اپنا منہ بند رکھو گے یا میں جاؤں یہاں سے ؟انہوں نے موبائل سے چہرہ اٹھا کر گویا احسان کرنے والے اندز میں پوچھا تھا

عمر دل مسوس کر رہ گیا کچھ دیر بعد وہ دونوں گاڑی کی طرف آ رہے تھے جب معراج کے کوٹ سے کچھ گرا یا پھر گرایا گیا عمر نے جھک کر دیکھا وہ وَالٹ تھا اسکی آنکھوں میں صدمہ ابھرا معراج نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے ارے.. یہ تھا کیا؟ میں بھول گیا بوڑھا ہو رہا ہوں ناں وہ تپانے کے انداز میں کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے

اگلے دن صبح صبح عمر انہیں اپنے ساتھ لے آیا ناشتہ کئے بغیر یہاں تک کہ چائے پیے بغیر وہ آدھا دن انہیں جگہ جگہ خوار کرواتا رہا اور انہیں دلاسا دیتا رہا کہ گھر میں کھانا تیار ہے وہ دونوں وہی کھانا کھائیں گے ڈھیر ساری شاپنگ گروسری اور باقی کے کچھ کام کر کے وہ دونوں واپس آئے تو معراج کا مارے بھوک کے برا حال تھا وہ

دستر خوان پہ بیٹھے عمر کو زور زور سے آوازیں دی رہے تھے عمر اسی لمحے کھانا ٹرے میں رکھے اندر آیا اسکے ہاتھ میں رکھی پلیٹ میں نان تھے کوئٹہ کے نان اگر تم نے کوئٹہ کے نان نہیں کھائے تو تم نے زندگی میں کچھ نہیں کھایا یہ ایسے نرم ایسے ذائقہ دار ہوتے ہیں کہ تم انہیں بغیر کسی سالن کے بھی کھا سکتے ہو

اس نے دستر خوان سجایا کھانا رکھا اور پلیٹ میں انکے لئے سالن نکالا معراج جلدی جلدی نوالا بنا کر منہ تک لے گئے لیکن پھر اگلے ہی لمحے انہوں نے نھایت کڑوا منہ بنا کر نوالا منہ سے نکالا تھا

اس میں تو کوئی نمک نہیں ہے مرچ اتنے کم ہیں کہ کوئی ذائقہ نہیں ہے یہ کیسا کھانا ہے ؟ وہ بے چارگی سے کہہ رہے تھے

میرے گھر میں نمک اور مرچ ختم ہو گئے ہیں آپ نہیں کھانا چاہتے تو ٹھیک ہے ہم کسی ریستوران چلتے ہیں وہ سادگی سے آفر کر رہا تھا معراج نے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا اب وہ اگر ایک قدم بھی چلتے تو گر ہی جاتے چار و نہ چار وہ پھیکا بغیر ذائقے والا کھانا کھانے لگے ساتھ ساتھ عمر کو بھی دیکھ رہے تھے وہ بھی انہیں ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو

آئندہ کبھی کسی شیف سے پنگا نہ لینا وہ آپ کا کھانا خراب کر دیں گے اور خراب کھانا دل موڈ اور دن سب خراب کر دے گا کھانا کھا کر وہ دونوں چھوٹے سے کچن میں چلے آئے عمر انکے لئے چائے بنا رہا تھا جب معراج کی نظر نمک مرچ کی بھری بھری ڈبیوں پہ پڑی انکا تو مانو خون ہی کھول گیا تم تو کہہ رہے تھے تمھارے گھر میں نمک مرچ نہیں ہیں ہاں ؟ وہ بامشکل ضبط کئے ہوئے تھے

عمر نے ایک نظر ڈبیوں کو دیکھا پھر ایک جتاتی نظر معراج پہ ڈالی..... ارے یہ تھے کیا؟ میں تو بھول گیا تھا اور وہ کیوں بھول گئے تھے کہ وہ ان ہی کا بھانجا ہے

ویسا کوئی بدلہ نہیں لیا میں نے کل سے آپ کا بی پی نمک زیادہ کی وجہ سے ہائی تھا اور معدہ ہوٹل کے کھانوں سے جل رہا تھا آئندہ میں یہ بدپرہیزی نہ دیکھوں وہ چائے میں پتی ڈالتا بھانجا کم باپ زیادہ لگ رہا تھا معراج نرمی سے مسکرائے تھے

آج اس واقعے کے کئی سالوں بعد عمر حیات بھی مسکرا رہا تھا اسکے پاس یاد کرنے کو ایسے ایک ہزار واقعات تھے یہاں سے چل کر اگر ہالے سلطان کے کمرے میں جاؤ تو اسکے ہاتھ میں معراج سلطان کا موبائل تھا وہ انکی کال لوگ کھولے بیٹھی تھی آنکھیں نم تھیں پچیس اپریل کی کال لوگ پھر رات کے بارہ بجنے کے بعد چھبیس اپریل کی کال لوگ چار نمبر تھے جن پہ سب سے زیادہ کالز کی گئی تھی چاروں نمبر مختلف ناموں سے سیو تھے

چوکیدار "جنگلی لومڑ" لالچی پولیس والا "ڈمپل والا لڑکا چار مختلف نمبر چار مختلف نام ہالے نے چوکیدار والے نمبر پہ غیر ارادی طور پہ کال ملالی اپنے کمرے میں بیٹھے عمر حیات کے ہاتھ میں موجود فون بجا تو وہ چند لمحوں کے لئے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا

جج صاحب کالینگ اس نے سانس تک روک لیا آنکھیں پتھرا گئیں جسم نے جیسے ہر قسم کی جنبش سے انکار کر دیا وہ ساکن شل سا فون کو دیکھے گیا ایک لمحہ دو لمحہ اور پھر اگلے کئی لمحے گھنٹی بج بج کر خاموش ہو گئی جب وہ ہوش

میں آیا فوراسیدھا ہو بیٹھا اب اسکی کپکپاتی انگلیاں بے چینی سے بے صبری سے اس نمبر کو ڈائل کرنے لگیں گھنٹی گئی اور اگلے ہی لمحے فون اٹھالیا گیا

ہیلو ؟ہالے کی محتاط سی آواز پہ عمر نے کرب سے آنکھیں بند کیں مرے ہوئے لوگ واپس نہیں آتے وہ کیوں بھول گیا تھا

آئندہ اس نمبر پر کال مت کرنا ورنہ بہت برا پیش آوں گا اس نے سختی سے کہہ کر کال کاٹ دی اور موبائل بے بسی سے بیڈ پہ پھینک دیا یہ طے تھا کہ آج کی رات وہ سو نہیں سکے گا دوسری طرف ہالے حیرت سے موبائل کی تاریک ہوئی سکرین دیکھ رہی تھی

یہ عمر کا نمبر تھا؟اور اگر عمر کا نمبر تھا تو وہ غصہ کیوں کر رہا تھا؟

عجیب مخمصے میں الجھ کر اس نے اپنا موبائل ہی سائیڈ پہ رکھ دیا

کیفے کی ڈیل نہ ہونے کا غم ایک بار پھر ستانے لگا

اگلی صبح اگست کی پہلی صبح تھی حبس اور گرمی جوبن پہ تھے ایسے میں شاہد ولا میں چپکے سے دبے پاؤں ہارون کے کمرے میں آؤ تو وہ باتھ رب ملبوس آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا دراز پہ پڑے موبائل سے کسی کو کال جا

رہی تھی گھنٹیاں پلٹ پلٹ کر واپس آ رہی تھیں لیکن وہ ہر اگلے سیکنڈ دوبارہ کال ملا لیتا تھا بلا خر کال پک کر لی گئی وہ بیڈ پہ آ کر بیٹھا ہیلو عائشہ کی نیند میں بو جھل بھاری آواز سنائی دی

ایک کپ کافی ہارون شاہد کا پورا دن ٹوتھ پیسٹ سے بنی تمہارے چہرے کی پینٹنگ اور اپنے اکاؤنٹ سے لگائی گئی انسٹا کی ایک سٹوری کیا تمہارا کیفے اب بھی نہیں مل سکتا؟ وہ اعتماد اور سادگی سے کہہ رہا تھا

عائشہ بستر سے اٹھ بیٹھی بھورے لمبے بال جوڑے میں باندھتے ایک ہاتھ سے موبائل کندھے اور کان کے ساتھ لگا رکھا تھا

اگر میں نہ کہوں تو؟۔

تو ہارون شاہد کے پاس کیفیز کی کمی نہیں ہے لیکن یاد رکھنا میرے ساتھ گزارا ہوا دن تمہاری زندگی کا یادگار دن ضرور ہو سکتا ہے

کیوں کر رہے ہو یہ سب؟

ہارون نے کندھے اچکائے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے لئے قربانیاں دینے کی عادت ہے میں نے اس سے کہا تھا جب ساری دنیا اسے اداس کرے گی تب ہارون اسے ہنسائے گا وقت آگیا ہے کہ وعدے نبھائے جائیں

عائشہ مسکرائی تھی گو کہ میں جیلس ہو رہی ہوں لیکن خیر مجھے منظور ہے میں جانتی تھی تم مجھے اپنی پینٹنگ نہیں دو گے لیکن میں یہ بھی جانتی تھی تم آرٹسٹ ہو شرطری سائیکل کر آؤ گے کیفے آجاؤ ڈیل ڈن اس نے کال کاٹ دی ہارون طمانیت سے مسکرایا

اپنی عزت کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ اپنے عزیزوں اور دوستوں کے ffortse کرنا اور قربانی دینا چھوڑ دو یہ متکبری اور خود غرض پن ہوتا ہے

ہر انسان کو ان دونوں چیزوں میں فرق سیکھ لینا چاہیے اسکے ہاتھ اب ہالے سلطان کا نمبر ڈائل کر رہے تھے

کچھ گھنٹے بعد شہر کی مصروف شاہراہ پہ واقع چھوٹے سے کیفے میں خوشی کا ماحول تھا دو وکیل تھے کاغذات تھے کیک تھا عمر حیات ہالے سلطان اور ہارون تھے

سائن کرتی ہالے کے ہاتھ کانپ رہے تھے اسکے ساتھ بیٹھے حسن نے اسکے کندھے پہ اپنا بازو پھیلا لیا اب کے اسکی آنکھوں سے آنسو نکلے اس نے سائن کئے پھر ہارون کو دیکھا عمر کو دیکھا وہ دونوں بھی مسکرا رہے تھے ان سے ذرا فاصلے پہ بیٹھی لیل ان سب سے بے نیاز بری طرح بے زار بیٹھی تھی کیک کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کھاتی وہ اس میلوڈرامہ کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی اسی لمحے داخلی دروازے سے سردار اور اس کی بیوی آتے دکھائی دیے انکے ہاتھ میں بھی سویٹس تھے ہالے کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں اماں بابا مہر دادا سب یاد آ رہے تھے وہ خاندان سے دور تھی اور جو لوگ خاندان سے دور ہوتے ہیں انکا دکھ کوئی چاہ کر بھی سمجھ نہیں پاتا

نیلم اور سردار انہیں مبارک بعد دے رہے تھے ہالے مسکرا مسکرا کر سب سے مبارک باد وصول کر رہی تھی اسی بات پہ سب پوز کرو نیلم کی آواز پہ عمر بے اختیار کراہا تھا سردار نے بے چارگی سے کندھے اچکائے باقی سب واقعی پوز کر رہے تھے خوشی مبارک باد سلامتی مٹھائیاں

ایک نیا مہینہ ایک نئ شروعات اور ایک نئ خوشی

شام تک وہ سب کیفے میں رہے کل سے ایک نئی اوپیننگ ہونی تھی اور کچھ سیٹنگ تھی جو ہالے نے بدلی تھی

جب عمر نے اس سے سیٹنگ بدلنے کے متعلق پوچھا تو اس کی آنکھوں میں ایک ملکہ جیسا رعب آیا تھا

میں اس کیفے کی سیٹنگ میں انیس بیس کا فرق رکھوں گی تاکہ جب بھی کوئی کسٹمر آئے یا پھر اس کیفے کے پرانا اسٹاف آئے تو انہیں پتہ چلے کہ مالک بدل چکا ہے کچھ ایسا ہونا چاہیے جو اسٹاف کو بتائے انکی ملکہ اب کوئی اور ہے اور انکے پرانے اصول جیسے بھی ہوں اب انہیں نئے طرز پہ چلنا ہو گا

اسکی بات پہ عمر مسکرایا تھا وہ واقعی آرڈر دینے کے لئے پیدا ہوئی تھی آرڈر لینے کے لیے نہیں

مجھے ڈاکٹر غزالہ روحی کی کلینک چھوڑ دو اسکی بات پہ عمر بری طرح چونکا تھا اس کی آنکھوں میں حد درجہ ناسمجھی تھی اور ذرا ذرا خوشی بھی ہالے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہتی رہی

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب مجھے علاج کروانا چاہیے یہ تمہاری بات کا اثر نہیں ہے یہ میں نے اپنے لئے کیا ہے لوگ کیا کہیں گے کیوں کہیں گے مجھے ان سے فرق نہیں پڑتا وہ ہلکی مستحکم آواز میں کہہ رہی تھی لوگ میرے لئے تب نہیں آئے جب میں اکیلی تھی لوگ تب بھی نہیں آئے جب ہمارا باپ مرا لوگ کبھی مجھے کھانا دینے یا پیسے دینے نہیں آئیں گے لوگوں کا کام "کہنا" ہوتا ہے ہاں میں اب بھی ڈرتی ہوں کہ اگر کسی نے مجھے ماہر نفسیات کے پاس دیکھ لیا تو کیا ہو گا اس نے گردن موڑ کر عمر کو دیکھا وہ ڈرائیو کرتے ہوئے اسے سن رہا تھا لیکن

آج جب اس کیفے میں مجھے گھٹن اور پینک اٹیکس کا خوف لاحق ہوا تب میں نے سوچا آخر کب تک؟ کب تک میں ان سب چیزوں سے خوف زدہ رہوں گی اس خوف کے آگے بلی ہونے اور لوگوں کی نظروں میں پاگل سمجھے جانے سے زیادہ بڑا خوف تھا خوف مجھے مارے اس سے پہلے اسے مر جانا چاہیے بات اگر علاج کی ہے تو میں کرواؤں گی دماغ میرے جسم کا حصہ ہے اگر یہ بیمار ہے تو یہ شرم یا کمزوری کی علامت نہیں یہ میرے انسان ہونے کی علامت ہے مجھے اب کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ میرا دماغ بیمار ہے اس نے سر نشست کی پشت سے ٹکا دیا آسودگی سی آسودگی تھی

ڈاکٹر غزالہ روحی کا کلینک آچکا تھا عمر نے ایک نظر ہالے کو دیکھا وہ گھبرائی ہوئی پریشان تھی لیکن گردن کڑا رکھی تھی وہ گاڑی سے نکل آئی عمر اسکے ساتھ باہر آیا تھا کچھ دیر تک وہ شش و پنج میں مبتلا رہی پھر ایک مرتبہ پھر عمر کو دیکھا وہ اندر چلی گئی عمر تب تک کھڑا رہا جب تک وہ شیشے کا دروازہ دھکیل کر اندر نہیں چلی گئی

ڈاکٹر غزالہ روحی تیس کے قریب قریب تھی صاف رنگت سیدھے سیاہ بال اور ڈھیلے ڈھالے کرتے میں ملبوس اسکی کلائیوں میں کئی سارے بینڈز اور گلے میں کئی مالائیں تھی آنکھوں پہ گہرا اسموکی آئیز میک اپ اور سرخ لپسٹک وہ اپنے حلیے سے ڈاکٹر کم کسی نوجوان اتحاد کی free soul چیئر پرسن زیادہ لگ رہی تھی وہ ہالے کو اپنے آفس لے آئی اسکا ظاہری حلیہ دیکھ ہالے کو بے اختیار لگا کہ شاید عمر سے ڈاکٹر منتخب کرنے میں غلطی ہوگئی ہے روحی کا آفس ایک بڑے سے کمرے پہ مشتمل تھا کمرے میں داخل ہو کر اپنی نظروں کی سیدھ میں دیکھو تو شیشے کی میز کے پار پاور چیئر رکھی تھی دائیں طرف والی دیوار دیوار کے ساتھ رکھا کتابوں کا ریک اور کمرے کے بیچ و

بیچ رکھے چار نیلے سنگل صوفے وہ ہالے سے چھوٹی موٹی باتیں اور سوال کرتی اسے آگے لے آئی کمرے میں کوئی کھڑکی نہیں تھی ہالے کو گھٹن ہونے لگی وہ نیلے صوفے پہ بیٹھی اضطرابی حالت میں گردن کے پیچھے ہاتھ لے جاکر گردن کو دبا رہی تھی اسکے چہرہ پہ پسینہ اور پریشانی تھی شاید وہ پینک کر رہی تھی

ڈاکٹر روحی اسٹینڈ پہ رکھی کافی میکر سے کافی نکال رہی تھی پتلی دھار کپ میں گرتی جا رہی تھی

دارواز ہ .. دروازہ کھول دیں پلیز ہالے گھٹی گھٹی آواز میں بولی روحی نے کوئی اثر نہیں لیا اٹھ کر کھول لو تم یہاں مہمان نہیں ہو ہم یہاں دوست ہیں وہ مڑے بغیر بولی ہالے بغیر کچھ کہے اٹھی اور دروازہ کھول دیا دل کے دھڑکن معمول پہ آنے لگی وہ واپس آئی روحی بھی سامنے سے چلتی آرہی تھی کافی کے بھرے بھرے مگز لئے مسکراتی ہوئی اس نے کافی کی مگز میز پہ رکھے اور پھر ہالے کو دیکھا وہ خود پہ قابو رکھنے کی مکمل کوشش کر رہی تھی لیکن کچھ تھا جو اسے خوف زدہ کر رہا تھا

چند چھوٹی چھوٹی باتوں کے بعد وہ موضوع پہ آئی تھی

آج سے ہم باتیں کریں گے تم مجھے اپنی دوست سمجھ کر سب بتاؤ بلکہ دوست نہیں تم مجھے اپنی دائری سمجھو وہ آگے کو ہو بیٹھی سنجیدگی سے کہہ رہی تھی

ہم دوست نہیں ہیں ڈاکٹر مجھے دلاسا مت دیں میں کوئی دس سالہ بچی نہیں ہوں میں اپنی بیماری جانتی ہوں آپ علاج کریں مشورہ نہ دیں ہالے کا لہجہ بے لچک تھا روحی مسکرائی پھر اپنی کافی کا گھونٹ بھرا

کافی بہت اچھی بناتی ہوں میں اس نے اپنی تعریف کی پھر ہالے کو دیکھا

جانتی ہو ہالے دو طرح کے مریض ہوتے ہیں جو کبھی ٹھیک نہیں ہوتے انہیں ساری زندگی اپنی بیماری کے ساتھ رہنا ہوتا ہے وہ ہالے کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی ایک جو خود ٹھیک نہیں ہونا چاہتے اور دوسرے جنہیں لگتا ہے وہ ڈاکٹر سے زیادہ جانتے ہیں انکو ڈاکٹر خود ہی ٹھیک نہیں کرتا اونچی انا یونو ہالے کچھ نہیں بولی بس چبھتی نظروں سے اسے دیکھتی رہی

خیر مجھے یہ بتاؤ اس دن کیا ہوا تھا ہالے اب بھی کچھ نہیں بولی روحی نے گہری سانس لی اور بولنے لگی دیکھو ہالے تمھارے اپنے بعد اس ساری دنیا میں صرف میں ھوں جو چاہتی ہوں تم ٹھیک ہو جاؤ صرف میں ہوں جو تمھارے بعد تمہاری مسیحا ہوں ڈاکٹر سے دشمنی کرنے والا انسان در حقیقت اپنے آپ سے دشمنی کر رہا ہوتا ہے میں.... تمہاری.... دشمن نہیں.... ہوں اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا ہالے سلطان کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑے آنکھوں کی چبھن کم ہونے لگی تم مجھے بتاؤ اس دن اس کلاس روم میں کیا ہوا تھا مجھے اپنی مدد کرنے دو وہ نرمی سے کہہ رہی تھی ہالے اب بہتر تھی اس نے گہری سانس لی خود کو کمپوز کیا اور کہنا شروع کیا

وہ لفظ بالفظ اسے سب کچھ بتاتی گئی نہ وہ اٹکی نہ وہ رکی ہاں آخر میں روئی ضرور تھی ڈاکٹر روحی نے چند الفاظ اپنے نوٹ پیڈ پہ گھسیٹے اور پین کو کان کے پیچھے اڑسا لیا ہالے بول چکی تو روحی نے اسے پانی کا گلاس دیا جسے وہ ایک ہی لمحے میں غٹا غٹ پی گئی

آر یو شیور بس یہی ہوا تھا؟روحی کے نرم استفسار پہ اس نے گردن اثبات میں ہلائی او کے آج کا سیشن ختم ہوا ہم کل پھر بات کریں گے کچھ دن تک صرف بات ہو گی اسکے بعد ہم شاید virtual therapy بھی کریں تم تیار ہو ناں؟۔

جی میں تیار ہوں وہ اب کے اعتماد سے بولی

تم بلا جھجھک مجھ سے کچھ بھی کہہ سکتی ہو ہماری باتیں سیکرٹ ہیں صرف ہم دونوں کے درمیان میں رہیں گی وہ اسے اعتماد دلا رہی تھی

کیا عمر آپ سے نہیں پوچھے گا ہمارے درمیان کیا بات ہوئی؟ہالے کے اتنے ڈائریکٹ سوال پہ وہ گڑبڑائی تھی پھر خفت زدہ ہوئی ذرا آگے کو جھک کر آواز آہستہ کر لی

تین بار میسج کر کے پوچھ چکا ہے کیا ہو رہا ہے اور وہ دونوں دھیرے سے ہنس دیں

اسے جنون ہے سب پتہ رکھنے کا ڈاکٹر روحی اپنے نوٹ پیڈ پہ لکھے الفاظ کو دیکھتی کہہ رہی تھی لیکن تم فکر مت کرو میں اسے نہیں بتاؤں گی یہ ایک ڈاکٹر کی جاب ہے وہ اپنے مریض کے راز رکھتا ہے

آپ اسے بتا دیا کریں میں اجازت دے رہی ہوں ہالے سہولت سے بولی آپ نہیں بتائیں گی تو وہ مجھ سے پوچھے گا اور اگر مجھ سے پوچھے گا تو میں بتا ہی دوں گی اسے سب پتہ رکھنے کا بہت شوق ہے آپ اسکا شوق سلامت رکھیں وہ کہتے ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی روحی اسے نرم نظروں سے دیکھ رہی تھی

چند الوداعی کلمات کے بعد وہ باہر نکل گئی ڈاکٹر روحی ایک بار پھر اپنے نوٹ پیڈ پہ لکھے الفاظ دیکھنے لگیں

کیس اتنا آسان نہیں تھا جتنا وہ سمجھے بیٹھی تھیں

ڈاکٹر روحی کے کلینک سے چند کلو میٹر دور عمر حیات کے بنگلے پہ اپنے کمرے میں بیٹھا عمر حیات بار بار غزالہ روحی کو کالز ملا رہا تھا اسکے اندر کا "مجھے سب پتہ ہوتا ہے" والا عمر حیات سخت بے چین تھا معتدد گھنٹیوں کے واپس پلٹ آنے کے بعد بلاخر اس کی اب کے بار جانے والی گھنٹی کو کال پک ہو جانے کی نوید سنائی دی

ہاں بتاؤ کیا کہا اس نے؟ وہ بے قراری سے پوچھ رہا تھا روحی نے بے اختیار اسے شرم دلانا چاہی

شرم کرو عمر حیات یہ کانفیڈینشل ہے....

اب تم بتا رہی ہو یا نہیں؟ وہ سخت بے زاری سے بولا

روحی نے گہری سانس بھری.... اس نے اس ہونے والا واقعہ اچھی طرح بغیر اٹکے بنا کسی دقت کے سنا دیا ایسے جیسے کسی فلم کی کہانی اسکی یاداشت کتنی اچھی ہے ناں

عمر کی گردن اکڑ گئی جیسے اندر تک سرشاری اتری ہو اسکی بیوی کتنے مضبوط اعصاب اور اچھی یادداشت کی مالک تھی یہ تو اچھی بات ہے ناں مطلب وہ اپنے علاج کے پہلے ہی دن سے اتنا اچھا ریکور کر رہی ہیں

عمر... روحی نے سنجیدگی سے اسکو ٹوکا وہ جھوٹ بول رہی ہے نرا جھوٹ اداکاری اور ڈرامہ کر رہی ہے

کیا بکواس کر رہی ہو تم وہ واقعی بیمار ہے عمر کو واضح طور پہ برا لگا تھا

میں نے کب کہا وہ بیمار نہیں ہے لیکن وہ اپنی بیماری میں کچھ نہ کچھ چھپا رہی ہے وہ واقعے کو اپنی طرح سے بتا رہی ہے مجھے لگتا ہے کوئی ہے جسے وہ پروٹیکٹ کر رہی ہے کوئی ہے جسے وہ کور اپ کر رہی ہے عمر حیات وہ اپنی کہانی کے ولن کو جانتی ہے لیکن اسے کور اپ کر رہی ہے آخر میں وہ زور دے کر بولی تھی

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تم کیا کہنا چاہ رہی ہو عمر نے ناسمجھی ظاہر کی

اب میری بات غور سے سنو جب میں نے ہالے سے اسکی بیماری کے متعلق سوال کیا تب اسکی آنکھوں میں کوئی خوف نہیں تھا کوئی درد نہیں تھا اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بغیر اٹکے بغیر کسی دقت کے پوری کہانی سنا دی

عمر مکمل یکسوئی سے اسے سن رہا تھا اس نے سانس تک روک رکھا تھا روحی کہے گئی

کوئی بھی ذہنی مریض چاہے اسے کسی بھی قسم کا ذہنی مرض لاحق ہو اسے واقعہ ایک lowf میں یاد نہیں رہتا ٹراماز انسانی یادداشت کو متاثر کرتے ہیں جب مریض اپنا ٹراما اپنی ٹریجڈی سنا رہا ہوتا ہے وہ خوف زدہ ہوتا ہے وہ حال میں نہیں ہوتا وہ اپنے ماضی میں اپنے ٹراما کے درمیان میں ہوتا ہے اور اسے واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ یاد نہیں رہتا اسے کبھی ایک ٹکڑا یاد آتا ہے کبھی دوسرا اور کبھی تیسرا یا پھر اسے یاد سب ہوتا ہے لیکن وہ اسے بتاتے وقت ہچکچاہٹ یا دقت کا شکار رہتا ہے اب کے عمر کو کچھ کچھ سمجھ آرہی تھی اسکے ابرو تفکر سے سکڑتے جا رہے تھے روحی نے اضافہ کیا

دوسری بات مریض کا دماغ ایک "ڈیفنس سسٹم" بنالیتا ہے اسے لگتا ہے اس نے کوشش کی تھی خود کو بچانے کی خود کو پروٹیکٹ کرنے کی لیکن وہ کر نہیں سکا وہ مریض کے دماغ کا بنایا جھوٹ ہوتا ہے ہالے کی کہانی میں وو جھوٹ بھی نہیں ہے اسکی کہانی صاف ستھری جھول سے پاک ہے وہ بہت سیریس کیس ہے عمر اسکی آواز میں اب کے فکر مندی تھی

عمر نے ہاتھ جھلایا گہری لمبی سانس لی . . . . کمال ہے روحی اتنی بات پہ اتنا پریشان کر دیا اس میں کیا ہے اگر وہ اصل ولن کا نام نہیں بتارہی تم بیماری کا علاج کرو ناں "symptoms" کو کیوں دیکھ رہی ہو

اپنے آفس کی پاور چیئر پہ بیٹھی روحی نے باقاعدہ اپنا سر پیٹا تھا عمر حیات صاحب انسان اتنے سمپل نہیں ہوتے جتنے نظر آتے ہیں انسان کا بیماری سے لڑنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہوتا ہے اسکا ill powerv دوسرا بلیم گیم دماغ بہت بڑا egoistic ہوتا ہے وہ کبھی بھی نہیں مانتا کہ اسکے فنکشنز خراب ہوئے وہ کمزور ہے یا پھر اس نے اپنے مالک کو بیمار کیا دکھ دیا اسٹریس دیا وہ ایسے میں بلیم گیم کھیلتا کسی نہ کسی الزام وجہ یا انسان کو ذمہ دار ٹھہرا دیتا ہے ہالے کے دماغ نے کبھی بلیم گیم کھیلی ہی نہیں تم نے مجھے بتایا تھا وہ واقعات مکس اپ کرتی ہے لیکن وہ اصل ولن کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا رہی اسکا دماغ جانتا ہے اصل ذمہ دار کون ہے وہ دماغ کے ساتھ گیم کھیل رہی ہے اسے ڈبل کراس کر رہی ہے اس لئے اسکا دماغ الجھ رہا ہے دماغ پریشان ہے کہ اسے کرنا کیا ہے کیا اب تم سمجھے کہانی کے ولن کا جاننا اتنا ضروری کیوں ہے ؟ وہ متانت سے کہہ کر اب اس سے سوال کر رہی تھی عمر نے چند لمحے لئے سوچنے کے لئے غور کرنے کے لئے

کوئی انسان اپنی کہانی کے ولن کو کیوں کور اپ کرے گا؟وہ اس نقطے پہ اٹک گیا تھا
کوئی محبت کوئی خوف کوئی ڈر یا پھر اسے لگتا ہو گا کوئی اسکا یقین نہیں کرے گا کچھ بھی ہو سکتا ہے
کیا وہ ٹھیک ہو جائے گی ؟اب کے وہ واقعی پریشان ہوا
بیماری کو لا علاج چھوڑنا اتنا برا نہیں ہو تا جتنا اس بیماری کا علاج آدھے میں چھوڑنا برا ہو تا ہے دبی ہوئی خوف زدہ بیماری انسان کو ہانٹ نہیں کرتی کیونکہ وہ ایک عرصے سے اسکے ساتھ رہ رہا ہو تا ہے وہ خود کو اس بیماری کا عادی بنا چکا ہو تا ہے اسے لگتا ہے جیسے وہ اتنا عرصہ اس بیماری کے ساتھ رہا ہے آگے بھی رہ لے گا بیماری اسکو ہانٹ نہیں کرتی کیونکہ ایک چیز ایک واقعہ اگر بار بار آپ کے ساتھ ہو تا رہے تو آپ اسکے sed tou ہو جاتے ہیں ایسا انسان اپنے علاج کے ساتھ سیریس نہیں ہو تا جس طرح ہالے نہیں ہے اسکا ٹراما اسکی بیماری وہ ان سب کے ساتھ used to ہے اسے لگ رہا ہے وہ ڈاکٹر سے زیادہ جانتی ہے اور جس انسان کو لگے کہ وہ ڈاکٹر سے زیادہ جانتا ہے ایسا انسان کبھی صحت یاب نہیں ہو سکتا
تھا کیا وہ اس ولن کا نام بتا دے گی؟
روحی نے فخر سے سر ہلایا میں نے اس کے جیسے ایک ہزار لوگوں کو ڈیل کیا ہے خدا کی قسم عمر اگر اس سے اسکی کہانی کے ولن کا نام نہ نکلوایا تو میرے نام سے ڈاکٹر ہٹا دینا عمر نے آہستگی سے سر اثبات میں ہلا دیا
مجھے اپ ڈیٹس دیتی رہنا پلیز اس نے کہہ کر کال کاٹ دی اب اگر ڈاکٹر روحی کے آفس میں جا کر اسکے نوٹ پیڈ پہ دیکھو تو وہاں تین الفاظ لکھے تھے

جھوٹی.... کوراپ ولن..... اداکاری... جھوٹے آنسو ہک ہاہ اس نے سر جھٹکا
نیلے صوفے اور کافی میکر اسے خاموشی سے کام کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے

اگلے دن کیفے میں خاصی گہما گہمی تھی یہ کیفے دو منزلا تھا اور انگریزی طرز پہ بنا تھا باہر سے دیکھو تو گہرا گلابی پینٹ دیواروں کو ڈھکے ہوئے تھا یوں کہ دیوار کے اوپر سے لے کر آدھی دیوار تک گلابی پینٹ تھا پھر بیچ میں تین چار فٹ کا فاصلہ تھا اس فاصلے والی جگہ پہ گلابی چیری بلاسم پینٹ کیے گئے تھے اس چار فٹ کے بعد پھر نیچے تک وہی گلابی پینٹ

لکڑی کا دروازہ پار کرتے اندر آؤ اور فرش کو دیکھو تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے لکڑی کا بنا ہو لیکن حقیقت یہ تھی کہ اس کے بنانے کے لئے اس طرح کا مٹیریل استعمال کیا گیا تھا کہ بس پیر رکھنے کے بعد ہی پتہ چل جاتا تھا کہ فرش لکڑی کا نہیں ہے دیواروں پہ پینٹ نہیں تھا ایسا وال پیپر لگا تھا جیسے اخبار کے تراشے کاٹ کر لگائے گئے ہوں یا پھر ایک لمبا تھان نما اخبار خرید کر دیواروں پہ لپیٹ دیا گیا ہو مین ہال کافی وسیع تھا پھیکی اخبار نما دیواروں کے برعکس میزیں اور کرسیاں اتھرنگے رنگوں والی تھیں یوں کے پیلی کرسیاں جامنی سبز اور گہرے نیلے رنگ

کے میزوں کے گرد سجی تھیں میز اور کرسیاں بھی کچھ اس قسم کی تھیں کہ پتلی لمبی میز اونچی ہو کر سینے تک آتی تھی جبکہ کرسیاں نیچے کو جھکی ہوئی تھیں

جہاں ہال میں رکھی کرسیاں ختم ہوتی تھیں وہیں ذرا آگے جاؤ تو کچن بنا وہاں سے سرخ فینسی اینٹوں کی اوپر کی جانب جانے والی سیڑھیاں بنی تھی اوپر چڑھ کر دیکھو تو یہاں کافی کاٹھ کباڑ تھا پینٹ بھی اکھڑا ہوا اور ٹوٹی پھوٹی کرسیاں بھی دائیں جانب کچن بنا تھا معتدد کافی میکرز اور اور چائے بناتے ہوئے دو لوگ اور سینڈوچ اور باقی بھی کچھ ہلکا پھلکا کھانا بناتے لوگ جو کہ آج نہیں تھے آج اس کچن میں عمر حیات تھا ہالے سلطان تھی اور لیل سکندر تھی

باہر میز پہ ہارون بیٹھا تھا آج اسکے لئے کچھ غیر معمولی کیا جا رہا تھا حسن بھی باہر اسکے ساتھ والی میز پہ بیٹھا تھا پیر لمبے کئے ہارون کو مخصوص نظروں سے دیکھتا ہوا ہارون اچھے۔نبے سے انہیں بار بار اپنے سامنے آتے اور کبھی کافی کبھی سینڈوچ کبھی ٹشو رکھتے ہوئے دیکھ رہا تھا آخر یہ سب کیا تھا؟

بلاخر وہ تینوں باہر آئے ہالے کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا عمر کے ہاتھ میں پزا اور لیل کے ہاتھ میں ایک اور سینڈوچ جبکہ ابھی تو پچھلا سینڈوچ بھی ادھ کھایا رکھا تھا وہ تینوں اسکے قریب رکھے صوفوں پہ آکر بیٹھے کوئی پزا رکھ رہا تھا کوئی سینڈوچ کوئی کافی ہارون کے گلے میں گلٹی سی ابھری

حسن نے عقب سے پکارا یہ منظر دیکھا دیکھا لگتا ہے وہ موبائل سائیڈ پہ رکھے ہتھیلی تلے ٹھوڑی ٹکائے معصومیت سے ہارون کو دیکھ رہا تھا اہم اہم مجھے یاد کرنے دو ارے ہاں یاد آیا ایسا سلوک تو ہم نے اپنے قربانی کے بکرے کے ساتھ کیا تھا ہے ناں ؟ وہ مزے سے کہہ رہا تھا ہالے کا جی چاہا تھا چپل اتار کر اسکے سر پہ دے مارے

ہارون تم یہ پزا کھاؤ ناں ہالے نے اسکا دھیان بٹانا چاہا

ارے نہیں ہارون تم یہ کافی پیو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہے اب کی لیل بولی تھی عمر خاموش تھا لیکن آج اسکی نظریں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں " کھالے سر مئی بلے کھالے "

ہارون نے سنجیدگی سے ان تینوں کو دیکھا پھر میز پہ رکھے ہوئے کھانے کی چیزوں کو

صاف صاف بتاؤ اسکے اندر کیا ہے کہیں زہر وہر تو نہیں ڈال دیا دیکھو اگر زہر دے رہے ہو تو میرے پپا تمھیں چھوڑیں گے نہیں میں اکلوتا ہوں وہ انگلی اٹھا کر انہیں وارن کر رہا تھا

اے زیادہ نخرے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب کے عمر بے زاری سے بولا ڈیڑھ ہزار کا پزا ہے کھانا تو پڑے گا اور دوسری بات یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کیونکہ تم سے ایک کام ہے سیدھی طرح کر دو

لیل اور ہالے خاموش ہو بیٹھیں لیکن کیا حسن خاموش ہو سکتا تھا

ضرورت کے وقت گدھے کو باپ بنا لینا آپ سب اس بارے میں کیا سوچتے ہیں ؟ وہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتا آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھ رہا تھا

ان تینوں نے اپنا غصہ بامشکل دبایا تھا

اگر اس کو مار کر جیل نہ جانا پڑتا تو میں آپ کے بھائی کو آج ہی مار دیتا عمر ضبط سے آہستہ آواز میں بولا

لیل اب بھی اس سولہ سالہ آفت کو دیکھ رہی تھی اگر اس کو پہلے دن بھائی نہ بولا ہوتا تو آج اسکا قتل میں ہی کرتی اور اگر یہ میر اواحد خاندان نہ ہوتا تو میں اسکا گلہ خود دبا دیتی اب کے ہالے بے بسی سے بولی تھی

یہ کیا باتیں کر رہے ہو تم لوگ؟ ہارون اب کے بلند آواز میں بولا

عمر اب مزید اس سر مئی بلے کو دی جانے والی فیور ٹزم بر داشت نہیں کر سکتا تھا جبھی دونوں کہنیاں میز پہ رکھے آگے کو ہوا اور گویا ہوا

میر واعظ فرید کے ساتھ ایک میٹنگ بس اتنا چاہتے ہیں ہیں وہ سنجیدگی سے بغیر کسی لچک کے بولا تو ہارون متعجب ہوا

لیکن میں اس معملے میں کیا کر سکتا ہوں؟

اب کے لیل مسکرا کر آگے آئی ہم نے پتہ لگا لیا ہے میر واعظ فرید تمھارے بابا کے کلاس فیلو اور دوست ہیں وہ کراچی کا سب سے بڑا الینڈ مافیہ ہے اور اب تک تمھارے بابا کے ساتھ اسکے تعلقات بہترین نوعیت کے ہیں کام کروادو پلیز لیل اسے پچکار رہی تھی

ہارون نے انکو ایسے دیکھا جیسے انکا دماغ خراب ہو گیا ہو کل میں نے اپنے باپ سے ایک موٹی رقم لی ہے اس کیفے کا پارٹنر بننے کے لیے اور آج جا کر ان سے کہوں کہ میر واعظ سے ملاقات راکھوادیں میرا باپ مجھے زندہ گاڑ دے گا اور کیا تم لوگ جانتے نہیں ہو میر کن چار کاموں کے لئے مشہور ہے

پیسہ.....طاقت... غیر قانونی کام اور

چھوتا کام وہ تب کرتا ہے جب اسکے ساتھ وعدہ خلافی کی جائے ہم اسکے ساتھ ایسا کیوں کریں گے ؟عمر نے اسے بیچ میں ٹوکا تھاہالے چپ تھی وہ ان سب کو بولتے ہوئے سن رہی تھی

ہارون نے بے چارگی سے انکو دیکھا لیل کی آنکھوں میں منت تھی ہالے اسکو امید سے دیکھ رہی تھی اور عمر وہ بظاہر بے نیاز تھا لیکن اسکی آنکھیں صاف بتا رہی تھیں وہ کیا چاہتا ہے

اوکے.... میں کرلوں گا وہ بلاخر مان گیا تھا سب کے چہروں پہ بلاخر سکون دوڑ گیا سوائے ہالے کے وہ آگے کو ہوئی پریشانی سے ہارون کو دیکھا.....،،ہارون تم اپنے دل سے اور اپنی مرضی سے یہ کام کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی زبردستی کوئی زور نہیں ہے تمھیں میری ناراضگی کے خوف سے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے اوکے ؟،،

ہارون مسکرایا آہ وہ بدل رہی تھی اس نے ہارون کی حیثیت تسلیم کرنی شروع کر دی تھی وہ غلام سے دوستی کے درجے پہ آچکا تھا وہ بری تھی لیکن بری رہی نہیں تھی ہارون نے اسکو پلکیں جھپکا کر تسلی دی وہ آرام دہ سی ہوئی اب کے وہ خود بھی مسکرائی تھی

چلو اب ایسا کرتے ہیں سارے کام بانٹ لیتے ہیں کون کیا کرے گا ؟اب کے ہالے کھڑی ہو چکی تھی اسکا چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا اپنا کام اپنا پیسہ اپنی خواہشات انکا پورا ہو جانا بھی ایک fantasy ہوتی ہے

میں اسٹاف اور کسٹمرز کو مینج کروں گی کچن بھی میں خود دیکھ لوں گی کیا کب کس طرح پیش کرنا ہے یہ آتا ہے مجھے

ہالے نے سب سے پہلے اپنا کام بتا دیا تھا

ہارون نے ٹھوڑی کھجائی

یہی کام میں شام کے پانچ بجے کے بعد کروں گا تم گھر چلی جایا کرنا باقی کا وقت میں یہیں کسی کونے میں یاروف ٹاپ پہ پینٹنگ کروں گا اور تیسرا یہاں لوگوں کو لانا میرا کام ہے انسٹا پہ تین لاکھ فولورز ہیں میرے وہ فخر سے کہہ رہا تھا

اب کے لیل کی باری تھی

میں اپنے کسٹمرز سے ڈیل کرنے کے لئے یہاں کا اڈریس دونگی دن میں کوئی چار پانچ لوگ تو میں ہی لے آؤں گی اور جب کوئی کسٹمر نہیں ہو گا تب میں ہالے کی مدد کرواؤں گی وہ اعلان کے انداز میں بولی پھر میز پہ رکھا سینڈوچ اٹھا کر دانتوں سے کترنے لگی

اب کے سب کا رخ عمر کی طرف تھا ہاں تم کیا کرو گے ؟۔ اس نے سب پہ ذرا کی ذرا نظر ڈالی مجھے ایک ہی کام پسند ہے پیسہ مجھے کیشئر بنا دو شام میں آ کر سارا حساب کتاب دیکھ لوں گا اور اگر کسی کسٹمر نے چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو اسے بھی دیکھ لوں گا وہ فخر سے بتا رہا تھا اور آخری اور سب سے اہم بات یہ کام میں فری میں کروں گا وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے وہاں بیٹھے تمام لوگوں کی سات پشتوں پہ احسان کیا ہو

ما آب حسن سلطان آپ کیا کریں گے ؟اب کے سب کی توپوں کا رخ اسکی جانب تھا حسن نے گردن کڑا لی میں تم سب کی طرح کا فارغ انسان نہیں ہوں میں ایک ذمہ دار ریگولر سٹوڈنٹ اور جاب پرسن ہوں میں بس اتنا کروں گا کہ جو کھانا کافی بچ جایا کرے گی اسے کچرے میں پھینکنے کی بجائے فوٹ پاتھ پہ بیٹھے لوگوں کو دے آؤں گا سب نے ٹھہر کر اسکو دیکھا تھا کل جب سب مٹھائی کیکس کھا رہے تھے تب وہ کسی غریب کو صدقے کے پیسے دے رہا تھا آج وہ سب کاروبار کا فائدہ سوچ رہے تھے اور اسے اب بھی نیکی کی فکر تھی وہ واقعی معراج سلطان پر تو تھا

ارے نام تو ہم نے رکھا ہی نہیں ؟؟۔؟؟اب کے ہالے کو نئی فکر لاحق ہوئی عمر نے آس پاس نگاہ دوڑائی پھر چیری بلاسم کی پینٹنگ والی چھت کو دیکھا وہ ایک الوزن پینٹ تھا یوں لگتا تھا جیسے ابھی یہ چیری بلاسم آپ کے اوپر جھڑنے لگیں گے

بلاسم اسکے منہ سے بے اختیار نکلا

ود بینز

میز کے اوپر رکھا کافی کا مگ اٹھاتے ہالے نے جملہ مکمل کیا

واہ مجھے یہ نام پسند آیا حسن چہکا تھا beans blossom یہ ایک انتہائی خوبصورت نام ہے

لیل اور ہارون بھی متفق تھے ہارون نے اب کے ریلیکس ہو کر پزا کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اگلے ہی لمحے عمر نے اپنی طرف کھینچ لیا ساتھ دفعان ہونے کا اشارہ کیا

ہارون نے مدد طلب نظروں سے ہالے کو دیکھا دیکھو ہاری کافی کے معملے میں نو دوستی اس کے ٹکے سے جواب پہ
اس نے اب سینڈوچ کھاتی لیل کو دیکھا
کھانے کے معملے میں تو میں اپنے باپ کی بھی نہیں اس نے بھی صاف ہری جھنڈی دکھادی
ہارون بے چارگی سے ان سب کو دیکھتا رہ گیا تاریخ گواہ ہے دوستوں سے بڑا دشمن کوئی نہیں وہ جل کر بڑبڑایا

اسی تازہ صبح میں اگر سلطان منزل کی عمارت میں جاؤ اور پھر راہ داری اور سارا گھر لتاڑ کر سفیر سلطان کے کمرے میں جاؤ تو وہ ابھی ابھی نہا کر باہر نکلا تھا اسکے بھورے بال گیلے ہو کر ماتھے پہ گر رہے تھے وہ آفس جانے کی تیاریوں میں تھا اسی لمحے اسکی نظر ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی مہر ماہ پہ پڑی وہ آئینے میں سفیر کا عکس دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی سفیر بھی اسے دیکھ کر مسکرایا پھر اسکے قریب چلا آیا وہ جو بالوں میں برش پھیر رہی تھی اسکا ہاتھ رک گیا سفیر نے اسکے ہاتھ سے برش لے لیا
میں بہت خوش ہوں سفیر وہ اسکے عکس کو دیکھتے ہوئے محبت سے کہہ رہی تھی مجھے لگتا ہے جیسے سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے سب فکس ہو گیا ہے اب کچھ برا نہیں ہو گا کچھ بھی نہیں آپ کی محبت میرے لئے امرت ہے
سفیر اسکی بات سنتے ہوئے اسکے بالوں میں نرمی سے برش پھیرے گیا

لیکن ایک خوف ہے سفیر جو ختم نہیں ہو رہا جو میرے دل سے جا ہی نہیں رہا اس نے گردن موڑ کر سفیر کو دیکھا وہ ان ہی نرم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا مجھے لگتا ہے یہ کوئی فیری ٹیل کا جادو ہے جو ایک چھناکے سے ٹوٹ جائے گا آپ نے کہا تھا مجھے ہالے کی طلاق کروانی ہو گی میں نہیں کروا سکی میں .....

میں اب ایسا کچھ نہیں چاہتا سفیر نے نرمی سے ٹوکا اس وقت میں انتقام چاہتا تھا ہالے کا برا چاہتا تھا لیکن اب وہ لمحے بھر کو رکا

اب میں بس ہم دونوں کا تعلق ہماری خوشی چاہتا ہوں مہر وہ کہیں بہت پیچھے رہ گئی ہے میں نے اسے چھوڑ دیا اسکا سر اب چھوڑ دیا ہے میں اسکے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا بلکل بھی نہیں میں سمجھ گیا ہوں کہ کچھ لوگ ہمارے لئے نہیں ہوتے انکا نہ ملنا کوئی بد قسمتی کوئی سزا نہیں ہوتا یہ بخت ہوتا ہے میں نے اپنا بخت قبول کر لیا ہے اور اب میں خوش رہنا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ اپنے ساتھ

کیا اپ نے اسے معاف کر دیا؟ مہر نے ہلکی آواز میں پوچھا تھا سفیر نے چند لمحہ اسکو دیکھا

مجھے نہیں پتہ مہر لیکن اب بس میں اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا اس دن میں نے اسے عمر کے ساتھ دیکھا تھا وہ خوش تھی بہت زیادہ خوش اور مجھے لگتا ہے میں اسے کبھی اداس نہیں دیکھ پاؤں گا یہ اسکے لئے نہیں ہے اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا

یہ میرے لئے ہے یہ میرے وقار کے لئے ہے یہ میرے اعلی نسل ہونے کے لئے ہے بڑے پاپا نے میرے لئے ساری زندگی باپ کا کردار ادا کیا ہے اب میں اسکے ساتھ برا کر کے خود کو مزید برا نہیں بنانا چاہتا میں نے اس

لڑکی کا باپ قتل کر دیا اب اسکی خوشی میرا کفارہ ہے تم سب بھول جاؤ اور میرے ساتھ آگے بڑھو میں تم سے محبت کرنے کی کوشش کروں گا اوکے ؟

مہر نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا دیا

وہ خوش تھی سفیر خوش تھا زندگی خوش تھی بلاخر مہر ماہ کو اسکی ریاضت اور خود کو بے توقیر کرنے کا صلہ ملنے لگا تھا

شام سر پہ آئی تو بینز بلاسم کی ساری بتیاں روشن کر دی گئیں باہر ہنوز کلوز کا بورڈ لگا تھا عمر لیل اور ہارون جا چکے تھے آخری کے چند کام تھے جو ہالے دوڑ دوڑ کے کر رہی تھی اس نے اسٹاف نہیں نکالا تھا پرانے اسٹاف کو نئی ہدایت دی گئی تھیں کل ایک نئی اوپننگ تھی وہ بالوں کو جوڑے میں لپیٹے اسٹاف کو احکام جاری کرتی نظر آ رہی تھی تھکن ان حد سے سوا ہونے لگی تھی دفعتاً وہ چونک کر رکی اسے اپنے عقب میں کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا تھا وہ مڑی اور پھر خوشگوار حیرت میں گھری کھڑی رہ گئی سامنے مہر ماہ کھڑی تھی نک سک سے تیار برانڈڈ کپڑے جوتے بیگ اور سب سے زیادہ جو چیز نمایاں تھی وہ اسکے چہرے کی روشنی تھی چمک تھی

مٹیالے کپڑوں بکھرے بالوں اور عام سے کپڑوں میں کھڑی ہالے سلطان وہ آج بھی اس سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی وجہ اسکی رنگت اسکے نقوش نہیں تھے وجہ چہرے اور ذات کا وقار تھا وہ اس حالت میں بھی باوقار اور اٹھی ہوئی گردن کے ساتھ کھڑی تھی

مہر ماہ آگے آئی ہالے کو گلے لگایا پھر مل کر الگ ہوئی یہ کیسی ماسیوں والی حالت بنا رکھی ہے ؟تم مالکن ہو ہالے ملازم نہیں اس نے ٹوکا تھا

مجھے ملازم یا مالک میرا حلیہ نہیں میرا حکم دینے کا طریقہ بناتا ہے میں پھٹے پرانے کپڑوں میں بھی ان سے باتیں منوا سکتی ہوں اور برانڈڈ کپڑوں میں بھی وہ سادگی سے کہتی اسے لئے آگے چلی آئی اسکے لہجے میں کوئی طنز نہیں تھا البتہ مہر کو واضح برا لگا تھا

کوئی وقت تھا جب تم میری باتیں خاموشی سے سن لیتی تھیں وہ میز کر گرد رکھی کرسی پہ بیٹھتی ہوئی بولی آج تم مجھے جواب دینے لگی ہو ہالے کہیں عمر حیات کا رنگ تو نہیں چڑھ رہا وہ طنزیہ کہہ رہی تھی ہالے کو معملات خراب ہوتے دکھے تو اس نے ،، ایسی کوئی بات نہیں اپ کو زیادہ فیل ہو رہا ہے" کہہ کر بات ختم کر دی

مہر ماہ بھی خاموش ہو بیٹھی پھر ایک طائرانہ نظر اطراف میں ڈالی . اچھی جگہ ہے پیسے کہاں سے لائی اس نے بس یہی پوچھا تھا نہ مبارک نہ کوئی حوصلہ افزائی

بس اللّٰہ نے کرم کر دیا وہ چھوڑیں آپ بتائیں کیا لیں گی اس نے کہتے ساتھ ایک لڑکے کو آواز دی وہ دوڑا چلا آیا بارسیتا سے کہو دو اسپیر سوڈبل شاٹ لڑکے سے کہہ کر وہ دوبارہ مہر کی جانب متوجہ ہوئی تھوڑی دیر تک وہ دونوں مختلف باتیں کرتے رہے اس کے بعد مہر ماہ اصل موضوع پہ آئی تھی

تم عمر سے طلاق نہیں لے رہیں ؟ وہ اپنے کافی کے مگ پہ انگلی پھیرتے ہوئے پوچھ رہی تھی

ایک لمحے کے لئے ہالے سے کوئی جواب نہ بن سکا

ہم . . . . ہم بہت الگ ہو جائیں گے وہ سنبھل کر بولی ماتھے پہ پسینے کی ننھی بوندیں چمکی تھیں صاف ظاہر تھا وہ جھوٹ بول رہی ہے

مہرماہ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا کیا تم دونوں نے ساتھ رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے ؟

نہیں ایسا نہیں ہے وہ فورا بولی ہم بس کچھ عرصہ ساتھ رہیں گے اور پھر بہت جلد میں اس سے طلاق لے لوں گی میں جانتی ہوں میں اسکے قابل نہیں ہوں آخر میں اسکا لہجہ ہلکا ہوا تھا

تم مجھے پاگل سمجھ رہی ہو ؟ یا پھر دو سال کی بچی ؟ ہالے تم اسکے ساتھ گھومتی پھرتی ہو تم اسے کمپنی سے پک اینڈ ڈراپ دیتی ہو تم اس سے پیسے لے کر کیفے کھول لیتی ہو تم اسے چھوڑنے کی بات پہ سن ہو جاتی ہو تمہارا چہرہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے کسی نے تمہاری سب سے قیمتی چیز چھین لی ہو مہرماہ دبی دبی بلند آواز میں کہہ رہی تھی ہالے اسے کہنا چاہتی تھی کہ خاموش ہو جاؤ لیکن کہہ نہیں سکی

وہ آدمی تم پہ کبھی گو اپ نہیں کرے گا وہ تمھیں کبھی نہیں چھوڑے گا تم اس آسرے میں مت رہنا کہ وہ ایک دن تمھیں چھوڑ دے گا تم میرے ساتھ چلو ہم خلع کا کیس دائر کریں گے تم گھر واپس آجانا ہالے تمہارے پاس اب بھی آپشن ہیں ہارون تم سے شادی کر لے گا

میں شادی شدہ ہوں اپ کیسی باتیں کر رہی ہیں یکدم ہالے نے اسے بے حد ناگواری سے ٹوکا تھا مہر کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی ساکت رہ گئی چند لمحہ وہ دونوں کچھ نہیں کہہ سکیں ایک آکورڈ سی خاموشی تھی جو انکے درمیان تھی تھوڑی دیر بعد مہرماہ نے خود ہی کہنا شروع کیا

دیکھو.... میں تمھارے ساتھ مخلص ہوں وہ آدمی تم سے محبت کرتا ہے لیکن تم اس کے لائق نہیں ہو تم دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اگر یہ شادی رہے گی تو تمھارے حق میں بس اذیت آئے گی بچے... مینٹل اسٹیبلٹی ... کردار یہ سب محبت سے زیادہ اہم زیادہ ضروری ہوا کرتے ہیں وہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی اور ہالے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھے گئ

آج تم اس سے محبت نہیں کرتیں کل تمھیں اس سے محبت ہو جائے گی پھر کیا کرو گی؟ کیا تب اسے چھوڑنا آسان ہو گا؟ محبت نرا سحر ہے میں تمھیں سحر زدہ ہونے سے بچا رہی ہوں اگر تمھیں اس سے محبت ہو گئ تو تم آفت زدہ ہو جاؤ گی میں نے ساری زندگی تمہاری بھلائی چاہی ہی تم میرے لئے بیٹی جیسی ہو اگر تم اپنی زندگی میں خوش رہنا چاہتی ہو تو عمر سے دور رہو وہ ساحر ہے تم پہ اپنا سحر پھونک دے گا اور تم جانتی ہو ناں جادو شہزادیوں کی زندگی کس طرح خراب کر دیتا ہے؟؟

ہالے کچھ نہیں بولی بس سر اثبات میں ہلا دیا ایک پل کو اس نے سوچنے چاہا کہ وہ عمر سے الگ ہو جائے گی اسی پل اسے اپنا دل خالی ہوتا محسوس ہوا مہر کو لگتا تھا وہ سحر کر دے گا ہالے کو لگتا تھا وہ سحر زدہ ہو چکی ہے

مہر جس طرح آئی تھی اسی طرح چلی بھی گئ کتنی دیر بیتی کیا ہوا اسے کچھ پتہ نہیں چل سکا بارستا بیرے سب جا چکے تھے کیفے میں اب مدھم بتیاں جل رہی تھیں دفعتاً کیفے کا دروازہ کھلا اور وہ آتا دکھائی دیا ہالے سر کو میز پہ گرائے پڑی رہی رہی

کیفے سے اتنا پیار ہو گیا ہے کہ اب گھر بھی نہیں آنا؟ وہ کہتا ہوا آگے آیا اور دھپ سے اسکے سامنے بیٹھا ہالے کے آنسو نہ جانے کیوں بہنے لگے

کیا ہوا ہے ادھر تو دیکھ لیں موڈ خراب ہے کیا؟ وہ مسلسل سوال کر رہا تھا ہلکا پھلکا روح کے اندر تک اترتا لہجہ وہ کتنا پیارا بولتا تھا ناں؟

مجھے دیکھ لیں ایک بار میر احسن دیکھ لیں سب اچھا ہو جائے گا یقین کریں بہت سی لڑکیوں کا موڈ مجھے دیکھ کر اچھا ہو جاتا ہے

اسکے آنسو مزید تیزی سے بہنے لگے اب کے اس کی سسکی گونجی نیم اندھیرے اور مکمل خاموشی میں اسکی سسکیاں جیسے سارے کیفے میں گونج گئیں عمر بے اختیار پریشان ہوا اٹھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے ساتھ لمبی بینچ نما کرسی پہ آبیٹھا ہالے اب سر اٹھائے چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بری طرح رو رہی تھی

اپ آپ رو کیوں رہی ہیں؟... کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟... کیا پیسے چاہیے؟ ہالے پلیز بتاؤ مجھے تکلیف ہو رہی ہے. ... وہ فکر مندی سے اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹاتے ہوئے کہہ رہا تھا

میں.... میں.. تمھیں.. میں تمھیں چھوڑنا نہیں چاہتی وہ سسکیوں کے درمیان بامشکل بول سکی میں چاہتی ہوں چاہے ہماری طلاق بھی ہو جائے تب بھی تم میری زندگی سے نہ جاؤ تم میرے دوست بن کر میرے ساتھ رہو وہ بلند آواز میں روتے ہوئے بامشکل بول رہی تھی عمر لمحے بھر کو ٹھہر گیا کچھ کہہ ہی نہیں سکا

پھر اس نے نرمی سے ہالے کے دونوں ہاتھ تھام لئے وہ گردن جھکائے بے آواز روئے گئی اس کے آنسو عمر کے ہاتھوں پہ گر رہے تھے

میں آپ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا آپ ہمیشہ میری زندگی کا ایک حصہ بن کر میرے ساتھ رہیں گی چاہے ہماری طلاق ہو یا نہ ہو میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گا آپ کا دوست بن کر اوکے ؟

ہالے نے نم آنکھوں سے اسکو دیکھا چند لمحہ وہ اسے دیکھتی ہی رہی اور تم ایسا کیوں کرو گے ؟وو بھیگے چہرے کے ساتھ بولی

مدھم روشنیوں میں وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے ہالے کی آنکھیں نم تھیں سرخ تھیں عمر کی آنکھیں کچھ بول رہی تھیں کچھ تکلیف زدہ تھیں

i love with all my heart Because you are the women

وہ بے حد آہستگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا ایک لمحے کو ساری دنیا کی گردشیں رک گئیں ہر آواز رک گئی ہر حرکت رک گئی ہالے کا دل رک گیا

اسی لمحے وہ زور سے ہنسا سیریس نہ لیں فلم کا ڈائیلوگ ہے آج ہی دیکھی ہے میں نے بہت اچھی فلم ہے

لمحوں کی فسوں خیزی ٹوٹ گئی ہالے نے خفت سے رخ موڑ لیا پھر کھینچ کر اسکے ہاتھوں سے ہاتھ نکال لئے

میرے ساتھ ایسے مذاق نہ کیا کرو سر پھاڑ دوں گی وہ اٹھتے ہوئے خشک لہجے میں بولی عمر گہری سانس بھرتا اسکے ساتھ اٹھا

ویسے تھوڑی دیر پہلے آپ کہہ رہی تھیں آپ مجھے چھوڑنا نہیں چاہتیں میں اسکا کیا مطلب لوں؟ صاف ظاہر تھا وہ اسے تنگ کر رہا تھا

مجھے ذہنی مریض سمجھ کر بھول جاؤ سب یہ سمجھ لو کہ آج دورہ پڑا تھا وہ اپنا سامان سمیٹ رہی تھی

عمر اسے اس طرح تپتے ہوئے دیکھ محضوض ہو رہا تھا

ویسے میری کچھ دیر قبل کہی گئی بات سے سیریس نہ ہو جایئے گا ورنہ میں ذمہ دار نہیں وہ مسکراہٹ دبا کر بولا

میں پاگل ہوں لیکن اتنی بھی نہیں وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہتی باہر نکل گئی عمر حیات ہنستے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا

اگست کا پہلا عشرہ بیت چکا تھا چودہ اگست کی گہما گہمی کے بعد آج وہ کیفے سے ذرا دیر واپس آئی تھی زندگی بے حد مصروف ہو چکی تھی کیفے سنبھالنا جتنا آسان لگتا تھا اتنا تھا نہیں وہ مینجمنٹ کے مختلف آنلائن کورسز کر رہی تھی ساتھ ساتھ اپنی ذہنی صحت کے لئے وہ بقاعدگی سے غزالہ روحی کے کلینک جا رہی تھی اس وقت وہ لاونج میں

بیٹھی تھی صوفے پہ نیم دراز گھر کے ہلکے پھلکے لباس میں بالوں کو گول مول باندھے وہ ٹی وی پہ چینیل بدل رہی تھی اسی وقت عمر اندر آتا دکھائی دیا اسکے ہاتھ میں کافی کے مگ تھے وہ سادہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا ہالے کی ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے کافی کا مگ اسے تھمایا

شمس مجھے تین دن کے لئے کوئٹہ بھیج رہا ہے اس نے بات کا آغاز کیا میرا ایک دوست بھی ہے وہاں اسکی شادی بھی ہے سوچ رہا ہوں چلا جاؤں وہ ہالے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

ھمم چلے جاؤ اچھا وقت گزرے گا وہ تھکن زدہ تھی عمر نے غور سے اسکو دیکھا وہ کتنی تھکی ہوئی تھی اپنی وسعت سے زیادہ اٹھانے والا بوجھ اسکے لئے بھاری تھا

آپ ساتھ چلیں گی؟ وہ نہیں جانتا تھا اس نے یہ پیشکش کیوں کی ہالے فوراسیدھی ہو بیٹھی آنکھیں چمک اٹھیں لیکن میں تو انوائٹڈ نہیں ہوں اگلے ہی لمحے اسکی ساری خوشی ماند پڑ گئی تھی عمر کا دل کیا تھا اپنا سر پیٹ لے "بی بی کاغذی ہی سہی میں آپکا شوہر ہوں اگر میں انوائٹڈ ہوں اسکا مطلب ہے آپ بھی انوائٹڈ ہیں" وہ جل کے بولا تو ہالے کھل کر مسکرائی

سہی کہہ رہے ہو لیکن نہیں وہ ایک بار پھر مایوس ہوئی کیفے کا کیا ہو گا؟

کیفے میں تو جیسے لوگوں کا جم غفیر رہتا ہے ناں گنتی کے چار لوگ تو آتے ہیں اس نے طنز کیا

کل چھ آئے تھے اچھا وہ بھڑک گئی ساتھ وہ دونوں ہنس پڑے اس نے بات ہی ایسی کہی تھی دراصل کیفے کے سامنے والی سڑک پہ کچھ کنسٹرکشن کا کام ہو رہا تھا اور لوگوں کو دو تین دن سے آنے میں دقت ہو رہی تھی

پھر کیا خیال ہے چلیں گی؟ صبح فجر کے بعد نکل رہا ہوں میں عمر نے کہتے ساتھ کافی کا مگ ہونٹوں سے لگایا

کس حیثیت سے بیوی یا پھر دوست؟ وہ مسکراہٹ دبا کر بولی

سہیلیاں میری اور بھی بہت ہیں چلنا ہے ہے تو بیوی بن کر چلیں

ہارون اور حسن کو بھی لے چلیں وہ بھی میرے ساتھ گھوم لیں گے وہ آگے کو ہو کر اشتیاق سے پوچھ رہی تھی

اتنے دنوں بعد وہ کہیں جائے گی یہ خیال ہی دل خوش کر رہا تھا

ہر گز نہیں عمر فورا سے پہلے بولا تھا وہ ہارون تو پھر بھی برداشت ہو جاتا ہے لیکن آپ کا عذاب بھائی ہر گز بھی نہیں وہ بولتے ہوئے اٹھا تھا

تم تو خوا مخوا میرے لوگوں سے جلتے ہو اللہ جانے تمھیں اس بچے سے کیا بیر ہے ہالے خفگی سے بولی تھی

عمر نے اسکو ایسے دیکھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو "جی جی بلکل بچہ ہے وہ میں تو کہتا ہوں اگر اس جیسے دو چار اور بچے پیدا ہو گئے تو دنیا والے بچوں سے خوف کھائیں گے

وہ بڑبڑاتا باہر چلا گیا اسکے پیچھے ہالے نے فون اٹھالیا تھا اور اب وہ کوئی نمبر ڈائل کر رہی تھی

کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں تھی حسن اور ہارون اسکے بیڈ پہ بیٹھے تھے ہارون اسکا میک اپ اور باقی کاسمیٹیکس کی چیزیں چھوٹے بیگ میں ڈال رہا تھا حسن منہ بسورے بیٹھا تھا ہالے الماری میں منہ دیے کھڑی تھی

ہالے مجھے بھی لے جاؤ ناں پلیز وہ منت کرتے ہوئے بولا

اے تمہارا کیا کام وہاں ؟ وہ دونوں جارہے ہیں تم اچھے لگو گے ساتھ ہارون نے اسکو گھر کا تھا اسی وقت عمر بھی اندر آیا

سامان پیک ہو گیا ہے تو دے دیں اس نے ہالے کو آواز دی حسن نے چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا

عمر.. میں تمہارا بھائی ہوں مجھے بھی لے جاؤ

صبح صبح میرے سر پہ کوئی بھاری پتھر نہیں لگا جو تمھیں ساتھ لے جاؤں عمر نے ہاتھ جھلایا

ہالے نے بھی اب الماری سے سر نکالا تھا اور دو بیگز جو اس نے الماری کے ساتھ رکھے تھے انکی جانب اشارہ کیا

"یہ سامان ہے رکھ دو گاڑی میں" وہ مصروف سی کہہ رہی تھی

حسن کی بے چارگی والی شکل ہارون اور بنگلے کو چھوڑ وہ دونوں فجر کے وقت کوئٹہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے

یہ سفر انکے لئے بہترین رہے خدا کرے

سفر اچھا گزر رہا تھا شام کے قریب وہ لوگ بولان پہنچ چکے تھے بولان کوئٹہ سے پہلے آنے والا شہر ہے یہاں کے پہاڑ اور یہاں کے راستے جو کہ پہاڑوں کو ہی کاٹ کر بنائے گئے ہیں انسان کو اپنے سحر میں جکڑ لیتے ہیں وادی بولان کے راستے یوں تھے جیسے ایک اونچے پہاڑ پہ سڑک بنا دی گئی ہو صاف ستھری پکی سڑک بل کھاتے روڈ اور

پھر روڈ سے اگر نیچے کی جانب گردن جھکا کر دیکھو تو پتھروں کے اوپر بہتا پانی جب اس پانی پہ دھوپ پڑتی تھی تو پتھر نمایاں ہونے لگتے تھے یہ ایسا خوبصورت منظر ہوا کرتا ہے کہ تمہاری آنکھیں اس منظر کو تکتی رہیں

وادی بولان کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جب آپ یہاں سے سفر کر رہے ہوں گے تو آپ کو ایسا لگے گا جیسے آپ کے کان سن ہو گئے ہوں جیسے آوازیں ٹھیک طرح سے سنائی نہ دے رہی ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ وادی بولان اونچائی کی طرف ہے اور یہاں ہوا کا دباؤ بہت زیادہ ہے اگر آپ کسی نارمل ہوا کے دباؤ والی جگہ سے یہاں آجاتے ہیں تو کچھ پل اپنے کانوں کو سن ہوتا پائیں گے اور آوازوں کا راستہ مکمل طور پہ ختم نہ سہی لیکن دھندلا ضرور ہو جائے گا

اس وقت عمر حیات کی گاڑی بولان کے اونچے راستوں پہ دوڑ رہی تھی ہلکی ہلکی بوندا باندی نے ہوا میں خنکی پیدا کر دی تھی ہالے نے ہاتھ بڑھا کر میوزک آف کر دیا کیونکہ آواز سہی سے نہیں آ رہی تھی اور عمر نے وجہ بھی بتا رکھی تھی

مغرب میں ابھی خاصہ وقت تھا ایسے میں سورج کی روشنی جب گھاٹی سے نیچے پتھروں والے پانی پہ پڑ رہی تھی تو ایک سنہری سی روشنی پیدا ہو جاتی تھی ہالے محو سی اس منظر کو دیکھ رہی تھی یہاں آکر سگنلز بھی کام کرنا چھوڑ دیتے تھے ذرا آگے جا کر ایک جگہ عمر نے گاڑی روک دی ہالے نے گردن نیچے کر کے دیکھا دور کہیں سے اسے ایک بورڈ نظر آیا

پیر غیب اس نے اچھنبے سے نام دہرایا پھر عمر کو دیکھا "ڈونٹ ٹیل می تم منت مرادوں پہ یقین رکھتے ہو"

عمر ہنس دیا صبح سے لے کر اب تک وہ کئی بار ایسے کھل کر ہنسا تھا شاید وہ اس سفر سے خوش تھا

یہاں ایک بہت خوبصورت جگہ ہے آئیں آپ کو دکھاؤں وہ بولتے ہوئے اپنی گاڑی سے اتر آیا ہالے بھی اتر کر نیچے آئی آوازیں اب ذرا واضح ہونے لگی تھیں کانوں میں بجتی گھنٹیاں اب کم ہوئی تھیں وہ اسے لئے آگے بڑھتا گیا بولان میں سڑک سے نیچے اتر کر پانی کی طرف جانا مشکل نہیں ہوتا پہلی وجہ یہ کہ اونچائی زیادہ نہیں ہوتی دوسری وجہ یہ کہ راستہ اتنا مشکل نہیں ہوتا پتھریوں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں کہ انسان با آسانی نیچے گھاٹی تک جا سکتا ہے بس پتھروں پہ چل کر پیر ذرا دکھ جاتے ہیں یہ کوئی چھوٹے چھوٹے نوکیلے پتھر نہیں ہوتے یہ ہتھیلی جتنے موٹے موٹے پتھر ہوتے ہیں بولان سے کر کوئٹہ تک ان پتھروں کی بہتات تھی وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی نیچے آئی پیر تک جانے کا راستہ کہاں تھا وہ نہیں جانتی تھی لیکن جہاں اسے عمر لایا تھا یہ کوئی الگ ہی جگہ تھی بے اختیار اسکے منہ سے .. واہ نکلا تھا منظر کچھ یوں تھا کہ چاروں جانب پہاڑوں ایک گولائی کی صورت تھے پہاڑوں کے اوپر چھوٹے چھوٹے سبز درخت تھے اور ان پہاڑوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتا تھا ایک جانب سے نہیں تین مختلف جگہوں سے وہی پانی جب نیچے گرتا تھا تو سبز درختوں کا عکس اس میں پڑتا تھا کو کہ اس پانی کو سبز دکھاتا تھا اور کبھی کبھی نیلا بھی یوں لگتا تھا جیسے پانی سبز اور نیلا سا ہو ایک دائرہ سبز ایک دائرہ نیلا پانی گرنے کا شور سارے میں پھیلا ہوا تھا

یہ وجہ تھی جو میں فلائٹ سے نہیں لایا آپ کو ورنہ آپ بولان میں اپنے کان بند ہوتے کیسے محسوس کرتیں؟

وہ ہالے کے عقب میں کھڑا پانی پہ نگاہیں جمائے کہہ رہا تھا بی بی نانی کا پانی گرنا کیسے دیکھ پاتیں آپ؟

تم نے اچھا ہی کیا میں نے بہت انجوائے کیا ہے سارا سفر خوبصورت تھا ہالے نے تائید کی لیکن وہ رکی پھر نیچے بیٹھ کر پانی میں پیروں کو ڈبو لیا مجھے کانوں کے بند ہونے سے بڑی کوفت ہوئی تھی اس نے برا سا منہ بنایا وہاں کے مقامی لوگ بھی یہیں تھے شاید وہ پیر سے دعا لے کر آرہے تھے لوگوں کا ہجوم کم تھا البتہ لوگ تھے ضرور

عمر اسکے ساتھ بیٹھ گیا مجھے کبھی بھی آوازوں کے بند ہونے سے کوفت نہیں ہوئی وہ پانی کے شور میں ہالے کے ساتھ بیٹھا کہہ رہا تھا مجھے ہمیشہ رعب سا محسوس ہوا ہے ہالے نے اس کو اچھنبے سے دیکھا جیسے اسکا مطلب نہ سمجھ پائی ہو عمر نے کہنا جاری رکھا میں سوچتا ہوں یہ پندرہ بیس منٹ کے لئے جب آوازیں ہمارے لئے مس بیلنس ہو جاتی ہیں تب ہمیں کتنا برا لگتا ہے اگر ساری زندگی کے لئے یہی خامی اللہ ہمارے اندر رکھ دیتا تو؟

لمحے بھر کے لئے تو ہالے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اسی لئے میں جب بھی یہاں آتا ہوں تو مجھے خدا سے رعب محسوس ہوتا ہے مجھ اسکی قدرت سے رعب محسوس ہوتا ہے یہاں آکر مجھے محسوس ہوتا ہے نارمل ہونا کتنا بڑا اعزاز ہے

ہالے نے سر اثبات میں ہلایا تم سہی کہتے ہو نارمل ہونا بہت بڑا اعزاز ہے وہ ہلکی آواز میں بولی

کچھ دیر تک وہ دونوں وہیں بیٹھے رہے اسکے بعد اٹھ آئے مغرب کا اندھیرا گہرا ہونے لگا تھا اگلے ایک گھنٹے میں وہ کوئٹہ پہنچ چکے تھے پہاڑوں کے درمیان واقع چھوٹا خوبصورت شہر یہاں زیادہ گرمی نہیں پڑتی تھی کراچی جیسی تو بلکل نہیں یہ ٹھنڈا شہر تھا یہاں کی دھوپ بدن جھلساتی نہیں تھی بلکہ اگر گرمی کے دنوں میں بس ایک پنکھا بھی چلتا رہے تو تمھیں اسکی ہوا بھائے گی

ان دونوں کا قیام کوئٹہ کے فائیو اسٹار ہوٹل "سیرینا" میں تھا سیرینا کی لمبی ونچی عمارت مٹیالے رنگ کی تھی کچا مٹیالا رنگ ساری عمارت کی باہر والی اونچی مضبوط دیواروں پہ مٹیالہ رنگ جیسے لپیٹ دیا گیا ہو اس ہوٹل کی دیواریں عمر کو ہمیشہ ایک قلعے کی سی لگتی تھی اونچی مضبوط موٹی دیواریں

آج یہاں تک آتے آتے رات ہو گئی تھی وہ اپنا سفر کل سے شروع کرنے والے تھے

اگلا دن اپنے ساتھ کئی ساری مصروفیت ساتھ لایا تھا صبح صبح عمر اپنی کسی میٹنگ کا کہہ کر گیا تھا اور اب دوپہر کے بارہ بجے لوٹا تھا آج شام ہی اسکے دوست کی " قوالی نائٹ " بھی تھی ایسا کوئی فنکشن شادی کے لئے ضروری تو نہیں تھا لیکن امیروں کے چونچلے یو نو

وہ واپس آیا تو ہالے ہوٹل کی لابی میں ہی بیٹھی تھی منہ پھلائے بے زار وہ اسے بہلا کر کسی طرح باہر لے ہی آیا تھا اور پھر وہ ساتھ چلی بھی آئی تھی سب سے پہلے وہ دونوں " گولڈ سٹی مال " گئے تھے یہ ایک بہت مہنگا اور کوئٹہ کے آیلیٹ کلاس کے لوگوں کے لئے بنا مال تھا

عمر حیات یہاں سے وہاں گھماتے ہوئے اسے شہر کے بارے میں معلومات دیتا رہا تھا یہاں سے پھر وہ اسے چوڑی گلی لے آیا تھا یہاں آکر وہ حقیقتا خوش ہوا تھا یہ جگہ کراچی کے عام مارکیٹس جیسی تھی دونوں اطراف میں دکانیں تنگ گلیاں لیکن کراچی جتنی تانگ ہرگز نہیں ہالے کو یہ سب بہت نیا لگ رہا تھا سب سے اہم بات یہ تھی

کہ یہاں وہی وہ واحد لڑکی تھی جس نے سر سے دوپٹہ اتار رکھا تھا باقی پٹھان اور اردو سپیکنگ عورتوں نے دوپٹے سر پہ لے رکھے تھے کوئٹہ میں بہت کم ہی ایسی عورتیں دیکھنے کو ملیں گی جنہوں نے دوپٹے اتار رکھے ہوں یا پبلک پلیسز میں جینز شرٹس پہن رکھی ہوں یہاں پردے کا اہتمام تھا پٹھان بلوچ خواتین تو بڑی بڑی چادروں میں خود کو ڈھانپ کر پھرا کرتی تھیں کچھ اردو سپیکنگ اور عیسائی کمیونٹی کی عورتیں تھیں جن کے دوپٹے سروں سے اترے ہوئے یا پھر سرے سے ہوتے ہی نہیں تھے یہاں سب کو اتنے بڑے دوپٹے اور نقاب لگائے دیکھ ہالے نے بھی دوپٹہ اچھے سے سر پہ اوڑھ لیا عمر اسے اس طرح دیکھ کر مسکرایا تھا

کافی ساری شاپنگ کے بعد وہ اسے ایک اچھے ریستوران لے آیا تھا عمر نے اپنے لئے سبزی اور ہالے کے لئے بریانی آرڈر کی تھی اسے اسی چیز کی craving ہو رہی تھی عمر نے بس اسکی بات پہ مسکراہٹ دبالی تھی ساتھ بیرے کو "بریانی میں ڈبل مسالحہ ڈالنا" تاکید کر دی تھی ہالے نے اسے ڈبل مسالحے کی بات پہ ٹوکا تھا "میں اتنا اسپائسی کھانا نا ہی کھاتی" جواب میں عمر نے اسے بس دھیرج رکھنے کو کہا تھا کھانا لایا گیا عمر شوق سے اپنی سبزی کھا رہا تھا لیکن ہالے نے پہلا نوالا لیتے ہی کڑوا منہ بنایا تھا

یہ ہمیں بریانی کہہ کر پلاؤ کیوں دے گیا ہے؟

عمر مسکرایا یہ بریانی ہی ہے یہاں کے لوگ مصالحہ بہت کم کھاتے ہیں میڈم یہاں یہ کنا کھیوں سے اسکی پلیٹ کی جانب اشارہ کیا بھی ٹو مچ ہے وہ ہنوز مسکرا رہا تھا ہالے کا موڈ خراب ہو چکا تھا وہ کراچی سے آئی مصالحوں کی شوقین لڑکی تھی وہ ایسے پھیکے کھانے کہاں کھا سکتی تھی عمر نے اسکو ہاتھ روکتے ہوئے دیکھا پھر اٹھ کھڑا ہوا

چلیں آپ کو کچھ آپ کے ٹائپ کا کھلاؤں وہ والٹ سے چند نوٹ میز پہ رکھتا کہہ رہا تھا ہالے بھی اٹھی کچھ دیر بعد وہ اسے کسی مارکیٹ نما جگہ پہ لے آیا تھا ہالے متعجب سی اسکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی

یہاں بڑے بڑے شاپنگ سینٹرز بنے تھے لوگوں کا رش حد سے زیادہ تھا بلاخر وہ ایک شاپنگ سینٹر کے باہر رکے ہالے گردن اٹھائے اسکی عمارت کو دیکھ رہی تھی "داود شاپنگ سینٹر "عمارت کے ماتھے پہ کنندہ تھا یہاں کھانا ملے گا کیا؟ وہ حیرت سے بولی

عمر کا دل چاہا تھا اپنا سر پیٹ لے بی بی یہاں نہیں یہاں دیکھیں اس نے ہالے کا رخ موڑا عمارت کے عین سامنے ایک چھوٹا سا ڈھابے نما فوڈ کارٹ تھا برگر . . بریانی . تکہ . کباب اور ہر قسم کی چٹنی یہی انکا مینیو تھا وہ اسے لئے آگے بڑھ آیا وہ سٹریٹ فوڈز کا شوقین نہیں تھا لیکن ہالے تھی گول چکر دار ذینے چڑھتے وہ اوپر آئے چھوٹا سا ہال جہاں گنتی کے ہی چند میز اور کرسیاں رکھی تھیں

وہ دونوں بھی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے عمر نے ریشمی کباب اور تکے آرڈر کئے ساتھ انکی اسپیشل مایونیز والی چٹنی یہ چٹنی صرف مایو سے نہیں بنتی اسے بنانے کے لئے گرینڈر میں مایونیز سرخ چھوٹے والے مرچ اور نمک اور سرخ پاؤڈر والے مرچ ڈالے جاتے ہیں ذرا دیر کو گرینڈر میں ان سب کو گھما کر تیار ہونے والی یہ چٹنی آپ کے کانوں سے دھوئیں نکال سکتی تھی تھوڑی دیر تک ویٹر اپنی خاص چٹنی اور کباب لے آیا عمر نے ہالے کو اشارہ کیا ہالے نے ریشمی کباب کو کانٹے کی مدد سے توڑا پھر اسی کانٹے کو چٹنی والی پلیٹ میں ڈبو کر منہ تک لے گئی اور اگلے

ہی لمحے اس نے آنکھیں موند لیں یہ اسکا سٹائل تھا جب بھی اسے پرفیکٹ ٹیسٹ ملا کرتا تھا وہ اسی طرح آنکھیں بند کر اسے محسوس کرتی تھی

اب یہ ہوئے ناں کراچی والے مصالحے وہ مزے لے لے کر کھاتی رہی عمر اسے اس طرح کھاتے دیکھ مسکراتا رہا کھانا کھانے کے بعد وہ اسے مختلف جگہوں پہ گھماتا رہا تھا رات کے کوئی دس بج گئے تھے جب وہ اسے تقریبا گھسیٹتا ہوا گھر لایا تھا اب عمر کے قدم جواب دے چکے تھے ہالے منہ بسورتی ہوٹل واپس آ گئی تھی

عمر سو گیا تھا اور وہ اب بھی اپنے کپڑے نکال کر دیکھ رہی تھی کل پارک میں وہ یہ پہنے گی ہاں بلکل یہی

رات گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی اور پلاننگ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

اگلی صبح سولہ اگست کی تھی عمر حسب معمول صبح اپنے کام پہ چلا گیا تھا اسکی واپسی دوپہر ایک بجے تک ہوئی آج وہ اسے کئی اور جگہیں گھمانے لے گیا تھا ہنہ اوڑک ہنہ جھیل اور پھر رات میں عسکری پارک پارک ایک لمبے چوڑے رقبے پہ بنا تھا پھول درخت اور ہری گھاس کی تو جیسے اس پارک میں بہتات تھی جنگلے والا بڑا سا دروازہ پار کرتے اندر آؤ تو لمبی سڑک تھی جس کے دونوں اطراف میں دور دور تک لمبی گھاس بچھی تھی یہ گھاس کے قطعے اتنی دور تک تھے جہاں تک تمہاری نگاہ جاتی ہو درختوں سے لپٹی فیری لائٹس نے پارک کی خوبصورتی کو مزید روشن کر رکھا تھا

عمر اسے لئے آگے آیا تو لوگوں کا بے تحاشا شور اسکے کانوں میں پڑا یہ وہ جگہ تھی جہاں بڑے بڑے جھولے لگے تھے رائیڈ لیتے لڑکے لڑکیاں چیخ چیخ کر اپنے جوش کا اعلان کر رہے تھے لمبا کشتی نما جھولا جس پہ ایک طرف کو لڑکیاں بیٹھتی تھیں اور دوسری طرف لڑکے اس جھولے کا نام "ڈریگن رائیڈ" تھا

عمر ہم بھی رائیڈ لیں ؟ہالے جھولے کو دیکھتے ہوئے اشتیاق سے کہہ رہی تھی

میں ایک عرصہ اس شہر کا اے ایس پی رہ چکا ہوں بچوں کی طرح رائیڈ لیتا اچھا لگوں گا ؟وہ مصنوعی خفگی سے بولا تھا

کیا ہے عمر چلو ناں کتنا مزہ آئے گا اب کے وہ اسرار کرنے لگی تھی اچھا ٹھیک ہے مت آؤ میں خود ٹکٹ لے آتی ہوں وہ ٹکٹ بوتھ کی جانب بڑھی اسی لمحے تین لڑکوں کا گروپ بھی ٹکٹ بوتھ کی جانب اے تھا عمر فورا اس تک گیا تھا یوں کے وہ ہالے کے دائیں طرف پوری طرح پھیل کر کھڑا تھا لڑکوں کو صاف اشارہ تھا کہ جب تک میری بیوی یہاں ہے میں اسی تطرح آگے کھڑا رہوں گا ہالے کا دھیان اسکی طرف نہیں تھا عمر نے ٹکٹس لئے اور وہاں سے چلا آیا لڑکے اب بھی مڑ مڑ کر ہالے اور باقی آتی جاتی لڑکیوں کو دیکھ رہے تھے عسکری پارک میں جھولوں پہ اتنارش ہوتا ہے کہ آپ کو ٹکٹس لے کر بھی انتظار کرنا پڑتا ہے کیونکہ جھولے کی طرف جانے والی ذینے جو کہ ایک جانب مردوں کے لئے اور دوسری جانب سے عورتوں کے لئے تھے وہاں پہلے ہی لوگ کھڑے رہتے ہیں وہ کوئٹہ کا سب سے خوبصورت اور بڑا پارک ہے عمر نے ذرا کی ذرا نظر ان لڑکوں پہ ڈالی اور پھر ہالے کے ساتھ سے

نکل کر عین اسکے سامنے کھڑا ہو گیا لڑکے اسکی پشت کے پیچھے چھپ گئے وہ ہالے کے سامنے تھا اب وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے

ہالے نے رائیڈ لے لی عمر ساتھ نہیں بیٹھا وہ کم از کم اس رائیڈ کے لئے نہیں جا سکتا تھا اب وہ دونوں پاپ کارن کے پیکٹ ہاتھوں میں لئے یہاں سے وہاں گھوم رہے تھے پھر ایک جگہ عمر خود ہی رکا وہ سائیکل کے پہیے جیسا گول اونچا بلند جھولا تھا وہ ferris wheel تھا عمر مسکراتے ہوئے اسکی ٹکٹس لے آیا ہالے کو یہ رائیڈ کچھ خاص پسند تھی دوسرا یہ جھولے کراچی کے مقابلے کم تیز چلتے تھے لیکن وہ عمر کے ساتھ کافی انجوائے کر رہی تھی بلاخر وہ فیرس وہیل پہ اسکے ساتھ آ بیٹھا وہ دونوں جیسے پنجرے میں بند ہو گئے ہوں پہلے پہل تو ہالے کو کچھ خاص مزا نہیں آیا لیکن جب رائیڈ اوپر جا کر ایک لمحے کو رکی تو ایک لمحے کے لئے سب رک سا گیا عمر کے اشارے پہ اس نے گردن موڑ کر دیکھا یہاں سے سارا کوئٹہ شہر نظر آتا تھا اس رائیڈ کی سب سے خاص بات یہی تھی تین سے چار سیکنڈ کے لئے ہر دفع رائیڈ اسی طرح رک جایا کرتی اور وہ پھر سے بے تابی سے اس منظر کو دیکھتی وہ اتنا خوبصورت منظر تھا کہ آنکھیں نہیں بھرتی تھیں

وہ دونوں دوبار رائیڈ لے کر اب اتر آئے تھے اور پارک سے بھی نکل آئے ہوٹل کی طرف جاتے راستے میں وہ ایک جگہ رکے تھے یہ ایک مصروف شاہراہ تھی قطار در قطار بنے ریستوران آئس کریم شاپس کیفے پڑا ہٹ یہ شاہراہ اور اسکی روشنیاں آنکھوں کو خیرہ کرتی تھیں وہ دونوں چائے کی غرض سے ایک چھوٹے سے کیفے "چائے کدہ" چلے آئے تھے چائے پینے اور کچھ وقت وہاں گزارنے کے بعد اب کے عمر اسے جناح روڈ لے آیا تھا رات

کافی ہو گئی تھی لیکن وہ ہوٹل اب تک نہیں گئے تھے سڑکیں اب سنسان ہونے لگی تھیں جناح روڈ ڈبل روڈ تھا بیچ میں بنی جگہ روڈ سے ذرا اونچی جگہ پہ گملے اور چھوٹے چھوٹے پودے لگائے گئے تھے چودہ اگست کے لئے کی جانے والی سجاوٹ اب بھی عمارتوں پہ واضح تھی سفید اور سبز بتیاں ماحول میں ایک الگ طرح کی چھاپ چھوڑے ہوئے تھیں

وہ عمر کے ساتھ اس سڑک کے کنارے پیدل چل رہی تھی وہ دونوں گاڑی کی طرف جا رہے تھے جو کہ ابھی کافی دور تھی دفعتاً عمر رکا ہالے بھی رک گئی یہاں نیم اندھیرا تھا وہ ہالے کے سامنے کھڑا تھا اسے دیکھتا ہوا دور کسی عمارت کی ہلکی ہلکی روشنی یہاں بھی آتی تھی اس نے ہاتھ ہالے کے آگے پھیلا دیا ہالے نے کچھ جھجھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں رکھا لیکن عمر نے بس دو انگلیاں ہی تھام لیں اور پھر انہی دو انگلیوں سے پکڑے اسے گول گول گھمانے لگا ہالے کو جب سمجھ آئی تو وہ ہنستے ہوئے خود بھی گھومتی گئی

عمر مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا رہا وہ گول گول گھومتے ہوئے زور زور سے ہنس رہی تھی اسکے بال اسکی فراک سب ہوا کے دوش پہ گھوم رہے تھا

زندگی مکمل تھی حسین تھی لیکن بس کل رات تلک

اگلا دن وہ سارا دن باہر رہا تھا کچھ پرانے دوست کچھ مصروفیات کچھ کام وہ ان سب میں الجھا رہا ہالے کو اس نے اپنے دوست کے گھر ڈراپ کر دیا تھا وہ لوگ خالص پٹھان تھے انکی اردو میں بھی گاڑھی پشتو کا عنصر تھا پٹھان بہت ہی مہمان نواز اور سادہ پر خلوص ہوتے ہیں کوئٹہ کے پٹھانوں کے پاس اگر آپ مہمان بن کر چلے جائیں تو انکا بس نہیں چلتا کہ آپ کو پلکوں پہ بٹھالیں ہالے انکے گھر میں کچھ وقت تک تو جھجھکتی رہی اسکے بعد اسکی جھجھک یوں ختم ہوئی جیسے وہ اسی گھر کی فرد ہو دولہا امان خان کی دو بہنیں تھی جو ہالے کو اپنے ساتھ لے کر گھوم رہی تھیں اس نے ایک مکمل دن اس گھر میں گزارا اب کے اسے ہوٹل میں رہنے پہ پچھتاوا ہوا تھا یہ لوگ کتنے اچھے اور ملنسار تھے شام کے وقت وہ امان خان کی امان ذیتون خالہ کے پاس بیٹھی تھی وہ اپنے کچن میں کھڑی مہمانوں کے لئے اپنا خصوصی کھانا تیار کر رہی تھی دو اور عورتیں بھی تھیں جو انکے ساتھ کام میں جتی تھیں منظر کچھ یوں تھا کہ کچن میں ایک بڑا سا تھال فرش پہ رکھا تھا دو عورتیں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اس تھال میں ڈال رہی تھیں تھال روٹی سے بھر گیا تو ایک عورت نے دیگچی میں چڑھایا ہوا بڑے کا گوشت کا سالن سارے تھال میں پھیلا دیا وہ خشک سالن تھا نہ زیادہ شوربہ نہ کم بوٹیاں ہاتھوں سے چھوٹی چھوٹی کر کے اس تھال میں ڈال دی گئیں اور اب کے کالے مرچ جو کہ پسے ہوئے تھے وہ ڈالے گئے پھر ذیتون خالہ نے اٹھ کر اچھے طریقے سے اپنے ہاتھوں کو دھویا ہالے محو سی انکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی اب ذی تون خالہ نیچے بیٹھی تھال میں رکھے آمیزے کو ہاتھوں سے مکس کر رہی تھیں سب کچھ مکس ہوا تو انہوں نے ایک پلیٹ میں ذرا سا کھانا نکال کر ہالے کے آگے کیا وہ جو موڑھے پہ بیٹھی حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی انکی پیش کش پہ مسکراتے ہوئے پلیٹ تھام لی

انہیں اردو نہیں آتی تھی وہ خالص گاؤں والی پٹھان تھیں اپنے بیٹے کی شادی کے لئے کوئٹہ آئیں تھی ہالے نے ذرا سی روٹی اٹھا کر منہ میں ڈالی اور پھر آنکھیں بند کر لیں وہ ذائقہ مکمل تھا آہ وہ ذائقہ یہ کھانا کوئٹہ کے مشہور کھانوں میں سے ایک تھا وہ ساری پلیٹ کھا گئی ذیتون خالہ اسے محبت سے دیکھتی رہیں

کچھ دیر بعد عمر اسے لینے آگیا تھا وہ بڑی روانی سے سارے گھر والوں سے پشتو میں بات کر رہا تھا ہالے تو بس اسے دیکھ کر رہ گئی "ساری دنیا کی زبانیں سیکھ لیں بس ایک میری سرائیکی نہیں سیکھ سکا"

بھالگس میکوں کیبھڑی ماہی لوڑاے (آگ لگے مجھے کیا فرق پڑتا ہے)

ذیتون خالہ نے اسے کئی سارے تحفے اور سر پہ چادر چڑھا کر بھیج تھا آہ یہ پٹھانوں کا خلوص وہ دونوں امان کے گھر سے نکل آئے

اگلے ایک گھنٹے تک وہ ہوٹل آچکے تھے ہالے کو اب ایک نئ فکر ستا رہی تھی وہ کیا پہنے ؟ اپنے ساتھ لائے ہوئے اٹھارہ جوڑے وہ ریجیکٹ کر چکی تھی اور اب ہر لڑکی کی طرح "اسکے پاس کپڑے نہیں تھے" عمر بیڈ پہ بیٹھا بظاہر ٹی وی دیکھ رہا تھا لیکن وہ ہالے کی ساری کاروائی نوٹ کر رہا تھا

ویسے میرے پاس ایک حل ہے اگر آپ پوچھنا چاہیں ؟ وہ اسکی طرف نظریں موڑ کر بولا تھا وہ جو اپنے بیگ میں منہ دیئے بیٹھی تھی اسکی بات پہ تپ گئی

دماغ نہ خراب کرو میرا تمھیں یہاں بھی مذاق سوجھ رہا ہے

عمر خاموشی سے اٹھا اپنے بیگ کی طرف گیا اور آرام سے ایک جوڑا نکال لایا وہ کوئی لیڈیز جوڑا تھا گلابی رنگ کا کامدار جوڑا کیا تمھیں کچھ یاد آیا؟

ہالے نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا پھر اسکے ہاتھ میں موجود اس جوڑے کو دیکھا ایک پل کے لئے مال میں ہونے والی ملاقات تازہ ہو گئی وہ آگے آیا جوڑا ہالے کے آگے رکھ دیا خود پنجوں کے بل اسکے پاس بیٹھا وہ خاموشی سے اسے تک رہی تھی اب عمر کوئی جذباتی بات کہے گا اب شاید پچھلا وقت یاد کرے گا لیکن وہ جب بولا تو ہالے بے اختیار اسکے بولنے پہ پچھتائی تھی

،،اسے پہن لیں پلیز میرے دس ہزار لگے ہیں اس پہ،،وہ بے چارگی سے کہہ رہا تھا ہالے کلس کر رہ گئی

نہیں پہننا لے جاؤ اتنی پرواہ ہے اپنے دس ہزار کی وہ ایک بار پھر اپنے بیگ میں منہ دے بیٹھ گئی

اگر نہیں پہننا تو مجھے واپس کریں یہاں بہت سہیلیاں ہیں میری دے دوں گا کسی کو

میں نیلا تھوتھا کھلا کر ماروں گی تمھیں بھی اور تمہاری سہیلیوں کو بھی وہ غرا کر بولی ساتھ جوڑا جھپٹ کر اٹھایا اور باتھروم کی جانب بڑھ گئی

اب تو طے تھا کہ وہ یہی جوڑا پہنے گی

ہال برقی قمقموں سے سجا تھا ایک جانب اسٹیج لگا تھا جس پہ کچھ موسیقار بیٹھے تھے اسٹیج سے نیچے نرم قالین بچھے تھے جن پہ قطار در قطار لوگ بیٹھے تھے شام میں خوب بارش ہوئی تھی اور بارش کوئٹہ کو یخ برف بنا دیتی ہے تیز ہوا اگست میں بھی دسمبر جیسی لگ رہی تھی کچھ دیر قبل وہ لوگ کھلے آسمان تلے بیٹھے تھے لیکن اب چاروں طرف ٹینٹ لگا دیا گیا تھا سردی ذرا کم ہوئی تھی لیکن ٹھنڈی ہوا اب بھی کپکپانے پہ مجبور کر دیتی تھی

موسیقار کی آواز سب کو سر دھننے پہ مجبور کئے ہوئے تھی مردوں نے شالیں پہن رکھی تھیں عورتوں نے اپنے دوپٹے اپنے گرد اوڑھ لئے لیکن محفل برخاست نہ کر سکے عمر حیات سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تھا کندھے پہ آف وائٹ شال ڈال رکھی تھی ہالے نے اسے پہلی مرتبہ ان کپڑوں میں دیکھا تھا وہ حقیقتاً بہت اچھا لگ رہا تھا یا پھر اب وہ اسے اچھا لگنے پہ مجبور کر چکا تھا؟ وہ اسکے ساتھ ہی بیٹھا تھا ہالے نے گلابی جوڑا پہن رکھا تھا کامدار اور بھاری جوڑا کانوں میں آویزے بھورے بال کرل کر کے پشت پہ کھلے چھوڑ دیئے تھے وہ اچھی لگ رہی تھی

عمر اسکے ساتھ بیٹھا مؤسیقار کے جلوں پہ سر دھن رہا تھا شاید وہ محضوض ہو رہا تھا ہالے گردن موڑ کر اسے دیکھے گئی وہ ہلکی بڑھی شیو اور سیاہ آنکھوں والا مرد یکدم اتنا قریبی کیوں ہونے لگا تھا کیوں اسے دیکھ کر جی چاہتا تھا کہ زندگی کو ایک چانس دیا جائے ہیپی اینڈنگ ٹریجک اینڈنگ ان سب کو ذہن سے نکال کر بس together ending پہ یقین کیا جائے آج یہاں بیٹھے ہوئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر اب کی بار عمر نے کوئی پیش قدمی کی تو وہ انکار نہیں کرے گی

اسی پہر چائے کا دور چلا سبز چائے اور ساتھ چھوٹی پیالی میں رنگ برنگی ٹکیاں ایک چھوٹے سے ٹرے میں ڈال کر سب مہمانوں کے آگے رکھی جارہی تھیں ہالے اور عمر کے آگے بھی ٹرے رکھا گیا عمر ٹھنڈی چائے پیتا تھا سو اس نے چائے کو ہاتھ نہیں لگایا ہالے نے اپنا کپ اٹھالیا اور منہ تک لے گئی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے بری شکل بنا کر کپ دور ہٹا آیا تھا

یہ پھیکی ہے وہ عمر کے کان کے پاس جھکی عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا پھر ٹرے میں رکھی رنگ برنگی ٹکیوں میں سے ایک اٹھا کر اسکے ہاتھ پہ رکھی میوزک کے شور میں آوازیں واضح نہیں تھی وہ اسکے کان کے پاس جھکا پہلے اسکو منہ میں رکھیں پھر چائے کا گھونٹ لیں میٹھی ہو جائے گی یہاں کی چائے اسی طرح ہوتی ہے وہ اسکے قریب زور سے بول رہا تھا

ہالے نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا دیا آہ وہ پہلے کیوں نہیں سمجھی ساتھ اس نے ایک پیلی ٹکی اٹھا کر منہ میں رکھی اور سبز چائے کا گھونٹ لیا اب کے وہ واقعی میٹھی لگی تھی

رات گزرتی جارہی تھی اور ٹھ۔نڈ بڑھ رہی تھی کوئٹہ میں ویسے بھی اگست کی راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں لیکن ایسی بارش کے بعد تو پھر کیا کہنا

اسی پہر ایک نوارد عورت چلتی ہوئی آئی اسے عمر کے قریب جگہ خالی دکھی تھی ہالے نے اسے قریب آتے دیکھا وہ عمر کے پاس آکر رکی شاید وہ عمر سے یہاں بیٹھنے کی اجازت مانگ رہی تھی ہالے کو نہ جانے کیوں یہ عورت بری

لگی تھی بلکہ بہت زیادہ بری کوئی عمر کے قریب نہ آئے بس اور پھر اس نے نہ جانے کس خیال کے تحت اپنا پرس اٹھایا اور عمر کے آگے سے گزار کر اس خالی جگہ پہ رکھ دیا

اس عورت کے ساتھ ساتھ عمر بھی چونکا تھا بلکہ بھونچکا ہی رہ گیا ہالے خود بھی چونک گئی اس نے کیا سوچ کر یہ حرکت کی تھی؟

وہ . . میرے کو . بیگ گرمی لگ رہی تھی اس نے گردن پہ ہاتھ پھیرتے انتہائی بھونڈا اور بے کار بہانہ بنایا ساتھ گردن جھکا کر خفت سے آنکھیں میچ لیں

کیا بکواس کر دی پئیں ہالے لعنت ہے تیئں تے

(کیا بکواس کر رہو ہو ہالے لعنت ہو تم پہ)

عورت مسکرائی عمر بھی ہلکا سا مسکرایا،،جی آپ سہی کہہ رہی ہیں لیدر کا بیگ ہے اسے گرمی لگ رہی ہو گی ،،عورت نے اسے مزید شرمندہ ہونے سے بچا لیا اور اگر گزر گئی ہالے اب عمر کو نہیں دیکھ رہی تھی وو یہاں وہاں دیکھ رہی تھی عمر کیا سوچ رہا ہو گا؟اف اف کیا کر دیا

رات کے کوئی دس بج رہے تھے سردی بڑھنے لگی تو ہالے نے اپنے بازوؤں کو ڈھانپ لیا لیکن اسے اب بھی سردی لگ رہی تھی عمر نے اسکو دیکھا پھر اپنی شال شال لمبی کر کے آدھی ہالے کے اوپر ڈال دی

کمال ہے آپ کے بیگ کو گرمی لگ رہی ہے اور آپ کو سردی وہ اسکے قریب جھک کر بولا لیکن ہالے نے اسکی آواز نہیں سنی وہ اسکی گود میں رکھے موبائل کو دیکھ رہی تھی جس پہ کوئی میسج چمک رہا تھا

Happy birthday umer sorry for late ساتھ سمائلی اموجی اس نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا وہ اسکے بلکل قریب ہی تو تھا

آج تمہارا برتھڈے ہے؟ وہ حیران تھی عمر نے اثبات میں سر ہلایا

ہالے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی عمر متعجب سا اسے دیکھ رہا تھا

اٹھو چلیں وہ اس سے کہہ رہی تھی اور وہ اسکے ساتھ ہی اٹھا تھا اگلے پل لوگوں نے ان دونوں لکو وہاں سے جاتے دیکھا تھا اور پھر اس سے اگلے کئی پل بعد وہ شہر کی ایک بیکری کے باہر کھڑے تھے عمر سخت کوفت زدہ تھا بچہ تھوڑی ہوں میں چھوڑیں یہ سب لیکن ہالے اسکی بات سنی ان سنی کرتی اندر چلی گئی وہ باہر ہی کھڑا رہا البتہ وہ گلاس وال سے دیکھ سکتا تھا کہ وہ کس اشتیاق سے کیک نکلوا رہی تھی پھر اسکا فون بجا تھا وہ عمر کی شال کندھوں پہ اوڑھے فون کان سے لگا گئی

بیکر اسے کیک تھما رہا تھا ہالے نے اس سے کیک لیا پیسے دیئے موبائل ہنوز کان سے لگا رکھا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے عمر نے وہ خوبصورت کیک اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر گرتے دیکھا اس نے ہالے کی آنکھوں میں تکلیف دیکھی اور پھر اس سے اگلے لمحے اس نے ان آنکھوں کو اپنے لئے اجنبی ہوتے دیکھا

وہ بیکری کے اندر تھی اور وہ سیاہ لباس میں بیکری کے باہر ان دونوں کے درمیان بس گلاس وال تھی

لیکن کیا تمھیں اب بھی لگتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان بس گلاس وال تھی؟

گلاس وال کے پار سے وہ اسے دیکھ رہا تھا وہ آگے نہیں گیا وہ جا ہی نہیں سکا ایک الہام تھا جو اسے اترا تھا ایک وجدان تھا جو اسے ملا تھا کہ اب اسکی کوئی پیش قدمی اسکی کوئی بات گلاس وال کے اندر موجود انسان کی آنکھوں کے اجنبی پن کو دور نہیں کر سکتیں وہ ساکت کھڑا رہا بیکری کے عملے نے اسکے پیروں میں گرا کیک صاف کر لیا تھا وہ اب بھی لتھڑے ہوئے پیروں کے ساتھ وہیں کھڑی تھی لڑکا اسے کچھ کہہ رہا تھا شاید نیا کیک شاید آدھی قیمت پہ لیکن وہ نہیں سن رہی تھی وہ انہی لتھڑے ہوئے پیروں کے ساتھ باہر نکل آئی اسکی آنکھیں خشک تھیں ان میں کوئی نمی نہیں تھی عمر اسے اپنے قریب آتے دیکھتا رہا وہ آئی اور عمر کے بلکل قریب آکر رکی سیاہ آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا پھر بغیر کچھ کہے آگے چلی گئی عمر اسکے پیچھے گیا تھا کافی دور تک وہ دونوں اسی طرح خاموشی سے ساتھ چلتے رہے پھر اس نے ہالے کو کہتے سنا

تم نے کہا تھا بھیڑیے کبھی چھپ کر وار نہیں کرتے اسکی آواز ہلکی تھی دور کہیں سے آتی ہوئی بھیڑیے وفادار ہوتے ہیں بہادر ہوتے ہیں ریپ نہیں کرتے چوری ڈاکہ نہیں ڈالتے گولیاں نہیں چلاتے دھوکہ نہیں دیتے تم نے کہا تھا ناں ؟ وہ چلتے چلاتے رک گئی مکمل رخ اسکی جانب موڑ کر اسکو دیکھا عمر کے چہرے پہ سٹریٹ پولز کی روشنی پڑ رہی تھی ہالے کا چہرہ اندھیرے میں تھا

تم نے کہا تم انسان نہیں ہو بھیڑیے ہو اور میں نے یقین کر لیا تھا عمر اسے دیکھ رہا تھا چپ ساکت

وہ دو قدم آگے آئی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا سر سرا کر گزرا دور کہیں کتے بھونکے اس نے چہرہ عمر کے قریب کیا

تم ایک بات بتانا بھول گئے عمر تم نے بھیڑیوں کی ایک خصوصیت بھلا دی وہ ایک لمحے کو رکی سارے زمانے کا کرب اسکی آنکھوں میں تھا" بھیڑیے غاسب نہیں ہوتے عمر "وہ بے بسی سے بولی اور عمر حیات کو کوئٹہ شہر کے سارے پہاڑ اپنے سر پہ گرتے محسوس ہوئے تھے وہ شاکڈ رہ گیا

بھیڑیے کسی کا مال کسی کی زمین کسی کا ذیور غصب نہیں کرتے تم نے کہا تھا تم بھیڑیے ہو لیکن تم انسان نکلے عمر تم انسان نکلے وہ بدقت کہہ پا رہی تھی عمر کی گردن اب بھی کھڑی تھی لیکن اسکی آنکھیں ان میں اب ذرا سی بلکل ذرا سی تکلیف تھی

میں نے اس دن بابا کے وارثوں کے خانے میں تمہارا نام دیکھا تھا(بینک میں جب آپ اپنا کوئی ذیور قیمتی چیز یا پھر بھاری رقم رکھواتے ہیں تو وہ لوگ آپ سے آپ کے مرنے کے بعد آپ کے وارث کا نام اور نمبر لکھوا لیتے ہیں
)

میں نے اس نام کو ایسے ان دیکھا کیا جیسے کبھی دیکھا ہی نہ ہو مجھے لگا تم بھیڑیے ہو اور بھیڑیے غاصب نہیں ہوتے اسکے لہجے میں زمانوں کا کرب تھا تم انسان نکلے عمر تم انسان نکلے وہ تکلیف بے بسی اور کرب سے بولی

دور کہیں کسی گھڑی میں بارہ بجنے کا اشارہ ہوا تھا ہالے سلطان کی طرح عمر حیات کا بر تھڈے بھی خراب ہو چکا تھا وہ چند پل سرخ آنکھوں کو ساتھ اسے دیکھتی رہی شاید عمر کچھ کہے شاید وہ جھٹلا دے شاید وہ کوئی بات کرے اسکی باتوں پہ تو اعتبار آجایا کرتا تھا شاید وہ روکے اسکے رک جانے پہ تو وہ رک جایا کرتی تھی

پھر وہ چلی گئی

عمر آنکھوں میں کرچیاں لئے اسے دیکھے گیا نہ کچھ کہنے کو باقی تھا نہ صفائی دینے کو وہ انہی کیک سے لتھڑے پیروں اور ٹوٹے دل کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی اندھیرے میں گمنامی میں عمر اسے روک ہی نہیں سکا انسانوں کے پاس روکنے کے اختیار بہت کم ہوا کرتے ہیں

ہوٹل روم میں وہ کب آئی کیسے آئی کچھ یاد نہیں رہا منظر دھندلے ہو رہے تھے یادداشت گم ہو رہی تھی اس نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے چند کپڑے بیگ میں ٹھونسے میک اپ جیولری کونسا سامان کہاں تھا کیوں تھا کچھ یاد نہیں تھا بس ایک عمر حیات تھا جو یاد کے پردے پہ چپک کر رہ گیا تھا اس نے اپنے لئے فلائٹ بک کروالی تھی صبح چھ بجے کی فلائٹ تھی وہ غائب دماغی سے بیگ میں کپڑے ڈال رہی تھی ڈال ایک چیز رہی تھی گرتی دو تھیں تھک کر بے زاری سے روتے ہوئے اس نے بیگ کو دور پھینکا اور ہوٹل کے ٹھنڈے فرش پہ بیٹھ گئی

عمر کافی دیر سے اسے ہی دیکھ رہا تھا خاموشی سے آگے آیا ایک ایک کر کے سارے کپڑے اندر ڈالے اسکا میک اپ اسکی جیولری جوتے سب سیٹ کر کے رکھا وہ ساکت ہوئی فرش پہ بیٹھی رہی پھر اٹھی اور بالکنی کا دروازہ کھول کر بالکنی میں آگئی اسے لگا وہ کھڑی نہیں رہ سکے گی وہ دیوار سے لگتی آہستگی سے نیچے بیٹھ گئی سرد فرش نے ریڑھ

کی ہڈی تک سنسنا دی آنکھوں سے اب کے آنسو نکلے تھے ایک دو تین اور پھر اسے گنتی بھول گئی وہ منہ پہ ہاتھ رکھے بری طرح سسک رہی تھی دل پھٹ رہا تھا

سبز چائے شال کی گرمی سیاہ لباس میں وجیہہ لگتا عمر سب چھوٹ گئے سب دور رہ گئے بولان کا پتھروں کے اوپر بہتا پانی پیر غیب کے چشمے سبز فیروزی پانی سب جھوٹ لگا فریب لگا

کمرے میں کھڑا عمر حیات بے بسی سے لب کاٹتا رہ گیا یہ وہ کیفے والی ہالے نہیں تھی جسکے آنسو پونچھ لیتا یہ وہ ہال والی ہالے نہیں تھی جس کے اوپر اپنی شال اوڑھ دیتا یہ وہ نہیں تھی یا پھر عمر اس کے لئے وہ نہیں رہا تھا

وہ ساری رات بالکنی میں پڑی رہی اور عمر حیات اسی بالکنی کے دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا فجر کے وقت وہ اندر آئی تھی عمر سے کچھ کہے بغیر وہ باتھروم میں گھس گئی تھوڑی دیر بعد وہ نکلی تو اسکا چہرہ صاف تھا میک اپ اتر چکا تھا آویزے پھینک دیے تھے لباس اب بھی وہی تھا گلابی کامدار وہ آگے آئی اپنا بیگ اٹھایا

ہالے میری بات سن لیں ایک بار اسکے پیچھے کھڑے عمر نے پکارا میں نے کچھ بھی نہیں چھپایا آپ نے کہا تھا یہ کس نے کیا ہے یاد ہے آپ نے پوچھا تھا؟ وہ ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا ہالے نہیں مڑی وہ دروازے کی طرف منہ کئے کھڑی رہی وہ جانے کا فیصلہ کر چکی تھی

عمر کہہ رہا تھا میں نے آپ سے کہا تھا،، جس کو اسکی سب سے زیادہ ضرورت ہو گی،، آپ کو سوچنا چاہیے تھا اسکی زیادہ ضرورت کسے ہو گی وہ آزردگی سے بول رہا تھا ہالے اب بھی نہیں مڑی

میں ایک وقت میں اسی طرح بے آسرا بے سہارا معراج سلطان کے پاس آیا تھا مجھے کھڑا کرنے کے لئے انہوں نے مجھ سے میرا سب کچھ لے لیا تھا میری نیند میرا سکون میرے کمفرٹس وہ جلدی جلدی بول رہا تھا

میرے اکاؤنٹ میں دس لاکھ تھے جج صاحب نے مجھ سے وہ بھی لے لیا وہ مرے استاد تھے میں نے ان سے جو سیکھا وہی آپ کے ساتھ کیا آپ کو اور حسن کو کھڑا کرنے کے لئے میرے پاس اسکے علاوہ کوئی طریقہ نہیں تھا میرا یقین کریں

ہالے اب بھی نہیں مڑی عورت جب جانے کا فیصلہ کر چکی ہو تو نہیں مڑتی وہ بھی نہیں مڑی دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی

عمر اب دراز سے اپنا سامان اپنے کارڈز نکال رہا تھا فلائٹ وہ رات ہی بک کروا چکا تھا کونسا بولان کونسا پانی کونسا کوئٹہ اس وقت سب زہر لگ رہا تھا

سچ تھا موسم دل کے ہوتے ہیں شہر چاہے کوئی بھی ہو دل خوش نہیں تو کچھ بھی نہیں

ان دونوں کی فلائٹ ایک ہی تھی عمر ہالے کی سیٹ سے دو نشست پیچھے بیٹھا تھا کراچی ایئر پورٹ پہ وہ اتری عمر نے ایک مرتبہ پھر اس سے بات کرنا چاہا لیکن سامنے ہارون کو دیکھ خاموش ہو گیا لیکن اب کے ہالے اسکی جانب مڑی تھی

اسکی آنکھیں ٹھنڈی برف تھیں کوئی آنسو کوئی درد جیسے چھو کر بھی نہ گزرا ہو عمر اسکے سامنے کھڑا تھا سادہ لباس میں ملبوس اسکی آنکھیں بے چین تھیں

میرے گھر کے پیپرز میرے حوالے کرو وہ عمر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تھی میرا زیور میرا پیسہ سب ابھی کے ابھی میرے حوالے کرو ہم گھر نہیں بینک جا رہے ہیں یا پھر وہاں جہاں تم نے میری چیزیں رکھی ہیں

اسکا لہجہ بے لچک اجنبی تھا

ہالے ہم بات.....

عمر ہم کوئی بات نہیں کریں گے وہ حتمی لہجے میں بولی ہم دونوں نے ایک اچھا وقت گزارا ہے ساتھ کیا تم چاہتے ہو ہم ٹاکسک طریقے سے الگ ہوں ؟لڑیں گالیاں اور الزام دیں ؟اسکا لہجہ نہ اونچا تھا نہ طنزیہ وہ بس بات کر رہی تھی ہارون ان دونوں سے فاصلے پہ کھڑا تھا

عمر اسے بے چینی سے دیکھ رہا تھا ہالے کہے جا رہی تھی ہم دونوں اب بھی دوست ہیں ویسے دوست جو ضرورت کے تحت ایک دوسرے کو کال کر سکتے ہیں میں گریسفلی تم سے الگ ہونا چاہتی ہوں میں تمھارے ساتھ چلنے سے انکار کرتی ہوں کیا تمھیں "ناں" سمجھ آتا ہے عمر ؟وہ رسان سے بولی اور عمر حیات اتنا غیرت مند اور اتنا باوقار

ضرور تھا کہ کسی لڑکی کا ناں سمجھے اگلے ایک گھنٹے میں وہ بینک سے تمام دستاویزات لے آیا تھا کراچی کے ایک پوش علاقے میں بنی وہ کوٹھی اب ہالے کی تھی اسکے باپ کی جاگیر اسکا حصہ جو رقم اسکے باپ کے اکاؤنٹ سے نکلی تھی اس سے ہالے نے عمر سے لیا قرضہ ادا کر دیا

سارا دن ساری شام ہارون اور حسن اسکے ساتھ سر کھپاتے رہے لیکن اسکی ایک ہی رٹ تھی عمر کے ساتھ نہیں رہنا مطلب نہیں رہنا وہ دونوں گھر سیٹ کروا کے خود بھی ایک کمرے میں سونے چلے گئے تھے ہالے اوپری منزل پہ ایک کمرے میں تھی

ایک ہی دن میں وہ تمام قرضہ اتار چکی تھی اسکا زیور آزاد تھا اپنا بقایا زیور اور پیسہ بھی اسے مل گیا تھا وہ ایک بار پھر ایلیٹ کلاس کی شہزادی تھی لیکن ان سب کے بدلے ہاتھ سے عمر گیا تھا

یہ خسارہ عمر بھر کا تھا

لیل کے فلیٹ کا دروازہ ایک دھاڑ سے کھلا تھا سرخ بھبھوکا چہرہ لئے عمر حیات اندر آیا تو اسکا جی چاہا تھا سارے گھر کو آگ لگا دے لیل.... کہاں ہو.... لیل... میں بتا رہا دو منٹ میں یہاں آؤ وہ اپنی پوری آواز کے ساتھ چلا رہا تھا لیل ا اسکی آواز سن اپنے کمرے سے نکل آئی عمر ایک جست میں اسکے قریب پہنچا تھا اور اسکا بازو پکڑا

اگر تم جان ہی گئی تھی اس سب کے پیچھے میں ہوں تو اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتی تھی؟ وہ دانت پیس کر غرآیا تھا

لیل نے بس ایک لمحہ لیا تھا بات ڈی کوڈ کرنے میں اور پھر ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا

اور میں کب سے تمھیں بتا کر ڈیل کرنے لگی ہوں الفاعمر؟ اس نے سکون سے پوچھا تھا اسکی آنکھیں سخت تھیں جیسے وہ بخشنے گی اسے بھی نہیں

عمر کو مزید طیش چڑھا بکواس بند کرو تم تمھیں آخر کیا ضرورت تھی اسے بتانے کی کیا تم ایک بار صرف ایک بار مجھے اعتماد میں نہیں لے سکتی تھیں؟ اسکا غصہ کسی طور کم نہ ہوتا تھا

نہیں مجھے تمھیں اعتماد میں لینے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہ میرا کام ہے وہ گردن اٹھائے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی اور میں اپنے کام میں اپنے باپ کی ڈیٹیل بھی دے سکتی ہوں کسی سے پوچھنا کسی کو بتانا یہ میری جاب نہیں ہے

عمر نے بے زاری سے ہاتھ جھلایا لیل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کیا جیسے کہہ رہی ہو مجھے سنو عمر حیات

تم نے میری بیسٹ فرینڈ کو اریسٹ کیا کیا میں نے کبھی پوچھا کیوں؟ کیا میں نے کہا تمہیں مجھے اعتماد میں لینا چاہیے تھا؟ میں نے یہ سب نہیں کیا عمر کیونکہ ہماری جاب میں دوستی دشمنی امیری غریبی کچھ نہیں دیکھا جاتا ہالے نے مجھے ایک کام کہا اور میں نے کر دیا اگر یہ سب میرے باپ نے کیا ہوتا تو میں اپنے باپ کی ڈیٹیل بھی دے دیتی سمجھے

عمر نے اب سر پکڑ لیا تھا اور دھم سے آکر صوفے پہ گرا کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے

"وہ اپنے آپ سے بڑبڑا رہا تھا ہالے کسی اور گھر میں اکیلی رہے گی یہ خیال ہی اسکے لئے سوحان روح تھا وہ چیخنا چلانا چاہتا تھا چیزیں توڑنا چاہتا تھا اسے خود کو ریلیکس کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا

اس نے ایک نظر اوپن کچن کی جانب دیکھا پھر بازو فولڈ کرتے ہوئے اٹھا

- اسے یہاں سے بھی برتنوں سے بھرا ہوا سنک نظر آرہا تھا،،اپنے گھر کے برتن کیوں نہیں دھوتی تم؟،،

میرا گھر ہے میرے برتن ہے نہیں دھوؤں گی کیا کرلو گے وہ تڑخ کر بولی تھی

نہیں دھوو گی تو میں آکر دھوؤں گا میں تم جیسا پھوہڑ اور گند میں رہنے والا انسان نہیں ہوں

کیا یہ کوئی کہنے والی بات تھی؟ کیا یہ کوئی جھگڑا تھا؟۔

وہ اب پانی کی دھار کے نیچے میلے برتنوں کو رگڑ رگڑ کر دھو رہا تھا لیل اب بھی سرخ چہرے اور دبے ہوئے غصے کے ساتھ اپنے صوفے پہ بیٹھی تھی

وہ برتن دھو کر ہٹا اب وہ کافی بہتر تھا لیل پہ غصہ کرنا اپنا ایک فضول عمل لگا اس نے ایک نظر لیل کو دیکھا وہ روٹھی بیٹھی تھی جانتا تھا اب جب تک وہ عمر سے لڑ نہیں لیتی اسکا غصہ ختم نہیں ہو گا عمر نے آس پاس دیکھا سارا گھر آج صاف تھا وہ خاموشی سے کچن میں رکھا کوڑادان اٹھالایا اور سارا کا سارا لاؤنج میں پھینک دیا لیل کے خون میں شرارے دوڑ گئے وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی

تم..... تمہاری جرات کیسے ہوئی؟ جانتے بھی ہو کتنی محنت سے صاف کیا تھا تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ وہ اسکے سامنے کھڑی غرا رہی تھی عمر اسے چھوڑ دروازے کے پیچھے رکھے سوائپر لے آیا لیل اسکے پیچھے چلا رہی تھی اسے کوس رہی تھی وہ جانتا تھا اب وہ بولتی رہے گی عمر واپس آیا اسکے ہاتھ میں سوائپر تھا جھاڑو بھی اس نے جھاڑو لیل کو تھمایا لیل نے غصے سے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے جھاڑو لیا،، تم ہو گے گند میں رہنے والے انسان میں نہیں اپنا گھر کب کیسے صاف کرنا ہے میں سب جانتی ہوں وہ غصے سے کہتی نیچے جھک کر جھاڑو لگانے لگی وہ جھاڑو لگاتی جاتی عمر پیچھے سے سوائپر سے بچا کچھا گند بھی صاف کر دیتا تھا کبھی کا بھی اسے تپانے کو کچرا اچھال کر اسکی طرف پھینک دیتا اور پھر لیل اتنا چیختی تھی کہ پوری بلڈنگ سنتی تھی لاؤنج تھا کتنا شروع ہوتے ہی تو ختم ہو جاتا تھا وہ اگلے چند منٹ میں سارا لاؤنج صاف کر چکے تھے

لیل اب صوفے کے نیچے فرش پہ بیٹھی تھی عمر ہاتھ دھوتا آیا اور اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھا لیل دور ہو ہو گئی ناراض تھی وہ عمر نے گہری سانس لی

لیل۔۔۔۔۔۔۔ وہ آہستگی سے پکارا لیل نے کوئی جواب نہیں دیا لیل..... عمر نے ایک بار پھر پکارا جواب اب بھی نہیں آیا وہ انہی جھاڑو اور مٹی والے ہاتھوں کو دھوئے بغیر بیٹھی تھی

مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں غصے میں تھا سوری وہ نرمی سے معذرت کر رہا تھا

میں پھوہڑ نہیں ہوں عمر وہ چہرہ موڑے ہوئے بولی تو عمر کو اسکی آواز گیلی لگی میں گند میں رہنے والی بھی نہیں ہوں اب کے آواز رندھی ہوئی تھی عمر کو بے اختیار پچھتاوا ہوا وہ لیل کو ہرٹ نہیں کر سکتا تھا

میں اپنا گھر اپنا کچن اس دن گندا رکھتی ہوں جس دن تم آنے والے ہوتے ہو اب کے اسکی سسکی ابھری تھی میں کیا کروں بتاؤ؟ میرے پاس دوست نہیں ہیں تمہاری طرح میرے پاس چند گنے چنے لوگ ہیں اور تم ان میں سب سے اوپر ہو وہ چہرہ موڑے بری طرح رو رہی تھی عمر بس اسے سنتا گیا

میرے پاس تمھارے قریب رہنے کے یہی طریقے ہیں تم میرے دوست ہو عمر میرا خاندان ہو ہم دس سال سے ساتھ ہیں تمھارے علاوہ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے مجھے بتاؤ اگر تم اپنے مسائل اپنے کاموں میں الجھ کر لیل کو بھول جاؤ تو لیل کیا کرے؟ اسکے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے آواز بلند نہیں تھی آزردہ تھی

تم پہ give up کروں؟ یا تمھیں بلالوں؟ کیا اپنے سارے خاندان پہ گو اپ کرنا آسان ہے؟ کیا اپنے دوست کو اپنے قریب رکھنے کے چند برتن گندے رکھنا تھوڑا سا کچرا پھیلا دینا برا ہے؟

عمر چند لمحہ اسکے نیم رخ کو دیکھتا رہا پھر گہری سانس لے کر بولا

نہیں کچرا پھیلانا برا نہیں ہے لیکن میری زندگی میں جو کچرے کی ٹرک پھینک دی ہے وہ برا ہے

لیل گیلے چہرے کے ساتھ ہنس دی

خدا کی قسم لیل تم نے میرے ساتھ ایسا ظلم کیا ہے ایسا کچرا پھیلایا ہے کہ اب عمر کیا پوری میوں سپل کمیٹی بھی صاف نہیں کر سکتی وہ ایک بار پھر زور سے ہنسی عمر اسے دیکھ کر ہنسا اور پھر وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مار کے ہنس پڑے

میری ساری زندگی خراب ہو گئی وہ ہنستے ہنستے بولا

اور مجھے شروع سے پتہ تھا اس سارے کالے کانڈھ کے پیچھے تم ہو وہ بھی با مشکل بول سکی ہنس ہنس کر انکی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا لیل پیٹ پکڑے ہنس رہی تھی اور عمر گردن کو صوفے پہ پھینکے ہنس رہا تھا

وہ دونوں دس سال اسی طرح کرتے رہے تھے جب بھی انکی مشکلات بڑھ جاتیں تو وہ کہتے تھے "چلو ہنسیں "اور پھر وہ دونوں بیٹھ کر کئی کئی منٹ اسی طرح بے وجہ قہقہے لاگتے تھے

آج اتنے دن بعد تم پہلے والے الفا لگے ہو تمھیں بہت مس کیا میں نے کافی دیر بعد وہ بولی تھی

عمر نے گردن اثبات میں ہلائی،،وہ وقت اچھا تھا ناں لیل تم میں سردار جج صاحب ہم سب کتنے خوش تھے،،

سب بدل گیا عمر وہ یاسیت سے بولی

اگر کچھ نہیں بدلا تو تمہاری ماسیوں والی شکل

اور یہاں لیل کو لگا تھا وہ عمر کا سر پھاڑ کر کچھ غلط نہیں کرے گی یہ انسان بیٹھے بیٹھے اتنا زہر کیسے اگل لیتا تھا؟

لیل نے کچھ نہیں کہا وہ بس اسے سامنے دیوار کو دیکھتی رہی بلاخر وہ اچھا محسوس کر رہی تھی

تم اب کیا کروگے ؟لیل نے اسے اٹھتے دیکھ پوچھ لیا

وہ مجھے اپنے پیچھے آنے سے منع کر کے گئی ہے سو میں نہیں جاؤں گا لیکن میں اسے منا لوں گا کچھ وقت بعد وہ دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولا

دروازے پہ جا کر وہ رکا لیل کو ایک نظر دیکھا "برتن اور گھر کو گندہ رکھنے کا لاجک سمجھ آتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ کیا یہ بھی میں دھلواتا ہوں ؟وہ طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا لیل کی آنکھوں میں چنگاریاں بھر گئیں

مان لو لیل سکندر تم ایک پھوہڑ گند میں رہنے والی اور ماسی کی شکل والی لڑکی ہو

دروازہ بند کرتا وہ باہر نکل گیا پیچھے لیل کافی دیر تک اسکی شان میں مغلضات بکتی رہی

وہ تھا ہی ایسا اسکے جانے کے بعد اسکا چڑ چڑا ضرور ہوتا تھا اب الفاظ کیسے ہوتے تھے کیا یہ بھی بتانا پڑے گا؟

ایک ماہ بعد

صبح نکھری نکھری سی سارے شہر پہ اتری تھی ہالے سلطان اپنے نئے گھر کے کچن میں کھڑی اپنے لئے کافی بنا رہی تھی چار دنوں سے حسن اسکے ساتھ ہی رات میں رہنے آجاتا تھا ہارون نیچے والے پورشن میں رہتا تھا وہ بھی بس رات میں وہ دونوں اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے مہر بس ایک بار ملنے آئی تھی اس دفع اس نے طلاق کے متعلق کوئی بات نہیں کی وہ بس ہالے کو دلاسا دیتی رہی اور چلی گئی اب کے وہ اسکے لئے واقعتا فکر مند ہوئی تھی کافی بنا کر اس نے مگ دیکھا وہ لبالب بھرا ہوا تھا ایک اداس مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی اتنے عرصے میں اسے زیادہ کافی بنانے کی عادت ہو چکی تھی کیونکہ کوئی تھا جسے اسکے ہاتھ سے کافی اور چائے لے کر پینے کی عادت ہو چکی تھی وہ ہر گزرتے دن زیادہ شدت سے یاد آنے لگا تھا ہالے چند لمحہ مگ کو دیکھتی رہی پھر اسی بھرے ہوئے مگ کو سنک میں پھینک دیا آنکھیں کناروں سے گیلی ہو گئیں تھیں پھر یکا یک پانی سے بھر گئیں وہ کیوں یاد آرہا تھا آخر کیوں؟

وہ دھیرے دھیرے نیچے بیٹھتی چلی گئی آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے اپنے گرد بازوؤں کا دائرہ بنائے وہ بے آواز روئے گئی

کچن کی چوکھٹ پہ کھڑا احسن اسے بے بسی سے دیکھتا رہا

یہاں سے چند کلومیٹر دور عمر حیات کے بنگلے پہ آؤ تو وہ چھت پہ اپنی شرٹ لینے آیا تھا (شانو اب تک واپس نہیں آئی تھی) اس نے شرٹ تار سے اتاری اور پھر جوں ہی جانے کو مڑا ذرا دیر کو تھم گیا آہستگی سے گردن موڑ کر اس نے منڈیر پہ رکھے مٹی کے برتن دیکھے وہ ہوتی تھی تو روز انکو بھر دیتی تھی وہ کتنا بولتا تھا ناں؟

میرے گھر کا سارا راشن ان ناکارہ چڑیوں کو کھلا دیں کام چور نکمی ہڈ حرام چڑیا بلکہ چڑیا کیا میں نے کل خود دیکھا اتنے بڑے قد کے ساتھ کوا بھی بیٹھا تھا

اللہ اللہ عمر تم نے پرندوں سے بھی بیر پال رکھا ہے وہ بدلے میں بس یہی کہتی تھی عمر آزردگی سے مسکرایا اسے دیکھنے اسے سننے کی ایک عادت تھی اور عادتیں جان لیوا ہوا کرتی ہیں

وہ واپس کچن میں آیا کیبنٹ کھولتے ہوئے اسے کچھ سامان دکھا کچھ پیکٹس کچھ چیزیں وہ اداسی سے انہیں دیکھے گیا اسے یاد تھا یہ کیوں لائے گئے تھے

"عمر میں لزانیہ کا سامان لے آئی ہوں اس سنڈے تم بنانا اور میں سیکھوں گی پھر اگلے سنڈے میں بناؤں گی"

عمر کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی اس نے سامان رکھا چولہے کے پاس رکھا اپنی کافی کا مگ اٹھایا اور سارا کا سارا مائع سنک میں انڈیل دیا

کافی اور چائے تو بس اسکی بچی ہوئی اچھی لگا کرتی تھی اب نہ کافی لطف دیتی تھی نہ چائے تازہ دم کرتی تھی وہ اپنے ساتھ عمر کے سارے ذائقے بھی لے گئی تھی

پانی کی دو بوتلیں لیں اور ساتھ کچھ کچے چاول لئے وہ ایک بار پھر چھت پہ چلا آیا اب وہ نیچے بیٹھا تھا کسی برتن میں پانی بھرتا تو کسی برتن میں چاول ڈالتا منڈیر پہ کوے بھی تھے چڑیا بھی تھیں اور راشن بھی وہ ذرا فاصلے پہ کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا وہ نہیں تھی اور اسکا نہ ہونا اذیت دیتا تھا عمر خود کو اس اذیت کا عادی نہیں بنانا چاہتا تھا

کمرے میں آکر اس نے لباس بدلا پھر باہر آیا اور آفس جانے کو گاڑی میں آکر بیٹھا جب ہی اسکا فون تھر تھر آیا عمر نے اچھنبے سے موبائل کو دیکھا

اماں کالنگ اس نے فون کان سے لگایا آگے جو کچھ بولا گیا وہ عمر حیات کی روح کھینچ لینے کو کافی تھا

شہر کے پوش علاقے میں واقع ہالے سلطان کا گھر اپنی تمکنت سے کھڑا تھا وہ چھوٹا سا بنگلے نما گھر تھا خوبصورت اور پر تعیش حسن اور ہارون نکل چکے تھا ہارون سے اسکی ملاقات یوں بھی کم ہوتی تھی وہ رات دیر سے آتا تھا اور نیلی منزل کے ایک کمرے میں سو جاتا تھا اسے لگتا تھا ہالے نہیں جانتی وہ روز آتا ہے لیکن وہ جانتی تھی بس چپ رہتی تھی اتنے دنوں سے وہ چپ ہی تو تھی وہ گاڑی نکال کر باہر آئی تو اسکی گاڑی کے ساتھ ایک اور گاڑی آکر رکی

ہالے نے اس گاڑی کو دیکھا پھر اپنی گاڑی سے نکل آئی مقابل گاڑی سے بھی ایک عورت نکلی تھی بوڑھی فتنہ ان دونوں کی ملاقات ایک لمبے عرصے بعد ہو رہی تھی

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے تھیں ہالے کی آنکھوں کی جوت بجھی ہوئی تھی لیکن گردن کڑار کھی تھی

سنا ہے شوہر نے گھر سے نکال دیا فروا اسے دیکھتے ہوئے تضحیک سے بولی میں یہاں سے گزر رہی تھی سوچا دیکھتی جاؤں گھر سے نکالی ہوئی عورتوں کا کیا حال ہوتا ہے

ہالے مسکرائی پھر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا

گھر سے نکال دینے والے شوہر بھی غیرت مند ہوتے ہیں ورنہ میں نے تو اپنی آنکھوں کے سامنے کچھ ایسے شوہر دیکھے ہیں وہ فروا کے کان کے پاس جھکی آواز سرگوشی جتنی دھیمی کرلی اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ کمرے میں دیکھ کر بھی خاموش رہتے ہیں وہ صور پھونک کر ہٹی

فروا کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں چہرہ ایک لمحے میں سخت ہوا تھا ہالے مزے سے کہے گئی اور تو اور کچھ بیویاں بھی ہوتی ہیں جو شوہر کی نظر میں گر جانے کے بعد بھی ڈھٹائی سے گھر میں بیٹھی رہتی ہیں انکی بھی مجبوری ہوتی ہوگی بیچاری گولڈ ڈگر زیونو

آخر میں اسے جیسے افسوس ہوا ہو فروا کی رنگت جو کہ نچڑ چکی تھی دماغ میں کچھ کلک ہونے پہ دوبارہ بحال ہوئی ویسے میں نے سنا ہے تمہارا شوہر اس ریستوران میں لی جانے والی تمہاری اور اسکی تصاویر لینے والے آدمی کو ڈھونڈ رہا ہے؟اب کے ہالے کی آنکھوں میں بے چینی اتری تھی ہسپتال جا کر نرسز سے بھی پوچھ گچھ کر رہا ہے

آپ کا اس معملے سے کوئی تعلق ن.....

میرا ہی تو تعلق ہے کیوں ناں میں تمھیں بتا دوں کہ وہ تمام تصاویر میرے موبائل سے لی گئی تھیں اور یہ کہ وہ نرس اور ہسپتال کے انتظامیہ سے ساری فوٹیج اور اجازت نامہ نکلوانے کے لئے میری طاقت استعمال ہوئی ہے تو ؟وہ آنکھوں میں حقارت لئے ہالے کو دیکھ رہی تھی اسکا چہرہ سفید پڑ رہا تھا

لیکن آپ..... آپکی کالز ریکارڈ... آپ کی فہیم سے ہوئی بات.. وہ سب کیا تھا؟ ہالے بدقت بول سکی

نرا جھوٹ تھا وہ فروا ایک شان سے بولی فہیم کو اگر پتہ چل جاتا کہ وہ تصاویر اور اجازت نامے کے پیچھے میں تھی تو وہ میرے سر چڑھنے لگتا اسی لئے میں نے سب سے پہلے اسے دباؤ میں ڈالا اب جاؤ اپنے شوہر سے کہو اگر ہے اتنی اوقات تو آئے اور مجھ سے لے انتقام وہ زہر خند لہجے میں بولتی آگے بڑھ گئی ڈرائیور نے دروازہ کھولا وہ کروفر سے گاڑی میں بیٹھی کچھ دیر بعد اسکی گاڑی فراٹے بھرتی جا رہی تھی

پیچھے کھڑی ہالے اب تک شل تھی بے یقینی ہی بے یقینی تھی

اگلے ایک گھنٹے میں وہ کیفے چلی آئی اپنے چھوٹے سے آفس میں بیٹھی وہ اس وقت بارستا کو چند ہدایات دے رہی تھی ہارون کہیں باہر تھا

بارستا چلا گیا تو اس نے گردن موڑ کر کیشئر کی کرسی کی طرف دیکھا وہ اسی کے آفس میں ذرا فاصلے پہ بیٹھتا تھا اپنا میز اور کرسی رکھے وہ جب بھی آتا تھا ہالے اس سے پوچھتی تھی "تمہاری پسندیدہ خوشبو کونسی ہے"؟ پھر عمر ہر دفع ہی مسکراتا تھا اور میز کے دراز سے نوٹوں کا ئی گڈی نکال کر سوں گھتا پھر مسکراتی نظروں سے ہالے کو دیکھتا "آپ کو کیا لگتا ہے"؟ وہ ہر دفع یہی پوچھتا تھا اور ہالے ہر دفع ہنس پڑتی تھی ظاہر ہے پیسہ صاف ظاہر تھا پیسہ ہی اسکی میز کو دیکھ وہ ایک بار پھر یاد آیا تھا کل ہارون کسی لڑکے کو لایا تھا اس کام کو دیکھنے کے لئے لیکن ہالے نے اسے رکھنے سے انکار کر دیا "عمر نہیں تو اسکی جگہ بھی کوئی نہیں" بس

وہ یاسیت سے اسکی کرسی کو دیکھ رہی تھی جب ہارون ناک کرتا اندر آیا ہالے سیدھی ہو بیٹھی ہارون نے سیاہ بٹنوں والی شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی جینز پہن رکھی تھی سرمئ آنکھوں میں تفکر لئے وہ آگے آیا ہالے کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھا

یہ سب کب تک چلے گا؟ وہ سیدھا مدعے پہ آیا تھا تم عمر سے بات تو کر کے دیکھ سکتی ہو اس طرح اس سے ناراض ہو کر بدگمان ہو کر بیٹھ جانا آخر تم یہ سب کب چھوڑو گی

ہالے نے تکان سے اسکو دیکھا،، تم سے کس نے کہا میں اس سے ناراض یا پھر بدگمان ہوں ؟ اسکا لہجہ ٹھنڈہ تھا ؟ہارون شاہد حسین میں لوگوں کی greyness پہ ناراض نہیں ہوا کرتی جج نہیں کرتی بدگمان نہیں ہوتی کیونکہ میں انکی جگہ خود کو رکھ لیتی ہوں اور ہالے سلطان سے زیادہ گرے کون ہے ؟

ہارون متعجب سا اسے دیکھے گیا ہالے کہہ رہی تھی،، ساری دنیا چاہتی تھی عمر مجھے چھوڑ دے میں عمر کو چھوڑ دوں دور کہیں میں بھی یہی چاہتی تھی اور اب بھی چاہتی ہوں اس نے اپنے لفظوں پہ زور دیا

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے چھوڑنا مشکل ہوتا گیا اسکے لہجے میں اداسی گھلنے لگی ہارون وہ بہت اچھا ہے شاندار ہے میں اسے ڈیزرو نہیں کرتی اسکو چھوڑنا بدگمانی نہیں ناراضگی نہیں ہے "بہانہ "ہے مجھے اسے چھوڑنے کے لئے بہانہ چاہیے تھا جو کہ مجھے مل گیا اور اب میں اس بہانے کو لے کر ساری زندگی اسکے بغیر رہ سکتی ہوں جس تعلق نے ٹوٹنا ہی ہو اسکے لئے کیا محنت کرنا اور میں جان گئی ہوں ہیپی انڈینگز بس کہانیوں میں ہوتی ہیں

اس نے سر جھٹکا تھا

یہ وہ وقت تھا جب ہارون خود غرض ہو سکتا تھا لالچی ہو سکتا تھا اپنے لئے بس اپنے لیے سوچ سکتا تھا عمر کے بعد ہالے اسی کو ملتی لیکن اس نے ایک نظر ہالے کی آنکھوں کی اداسی دیکھی کیا وہ ان آنکھوں کو ساری زندگی اداس دیکھ سکتا تھا؟ اسی لمحے سارے فیصلے ہو گئے تھے

تم عمر کو ایک چانس دو ہالے اسے معراج انکل نے تمھارے لئے چنا تھا وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا تھا اور جو باوقار ہوں جو مخلص ہوں انہیں بات کرتے وقت نظر جھکانی نہیں پڑتی

ہالے چند ثانیے اسے دیکھتی رہی پھر کرسی سے ٹیک لگالی تھک کر ہار کر

اسے بابا نے میرے لئے تب چنا تھا جب ہالے کی زندگی میں ہیرے کھانا اور فیشن تھا اب کی ہالے گھر سے بھاگی ہوئی داغدار اور ٹراماٹک ہے عمر کے ساتھ چلتے ہوئے شرمندگی ہوتی ہے مجھے وہ کون ہے اور میں کون؟

اسکی آواز مغموم تھی میں کوئی low self esteem کی عورت نہیں ہوں لیکن اپنا مقام میں جانتی ہوں آج وہ میرے ساتھ خوش ہے کل بے زار ہو جائے گا کہانی کی ٹریجک اینڈ نگز ہمیشہ میرا دل توڑ دیتی ہیں اب کی بار دل نہیں تڑوانا

وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی لیکن ان دونوں کو یہاں چھوڑ کر اگر ہم عمر حیات کی طرف آئیں تو وہ کراچی کے ایک مشہور ہسپتال کی راہ داریوں میں دیوانہ وار بھاگ رہا تھا اسکی آنکھیں سرخ بے جان تھی جسم لرز رہا تھا بلاخر وہ آئی سی یو نمبر چار کے باہر رکا اسی لمحے اندر سے سفید کوٹ پہنے پینتیس چھتیس برس کی ڈاکٹر باہر آئی عمر کو دیکھ کے اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

آپ کی مدر کی کنڈیشن بہت خراب ہے ہمیں سرجری کرنی ہو گی آپ پیپرز سائن کر دیں وہ عجلت میں لگتی تھی عمر کو لگا تھا کوئی اسکی روح کھینچ رہا تھا اتنی تکلیف آج تک نہیں ہوئی تھی

وہ خود کو گھسیٹتے ہوئے انکے ساتھ گیا تھا کس پیپر پہ کیا لکھا تھا سائن کہاں کرنا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسکے ہاتھ لرز رہے تھے دل بند ہو رہا تھا اسے لگا تھا وہ اپنی اسی بھاری جسامت سمیت بے ہوش ہو کر گرے گا

ڈاکٹر نے سائن لئے اور جب وہ جانے کے لئے مڑیں تو عمر حیات نے آہستگی سے انکے دونوں ہاتھ پکڑ لئے نہ اس وقت وہ عورت تھی نہ وہ مرد وہ بس ڈاکٹر تھی اور عمر مریض کا واحد خاندان

میری اماں.... اسکے لبوں سے بدقت نکلا تھا..... میں نے. انکے غلط کیا ہے بہت غلط وہ انکے ہاتھ پکڑے سر جھکا کر کہہ رہا تھا آنکھیں رونا چاہتی تھیں لیکن وہ نہیں رویا سارے آنسو دل پہ گر رہے تھے

پلیز انکو مرنے مت دیناڈاکٹر وہ نے بسی بے چارگی سے بولا حلق دکھ رہا تھا ٹانگیں شل تھیں

انکو زندہ رکھ لینا پلیز ڈاکٹر نے اسکے ہاتھ تھپکے اور باہر نکل گئیں اب کے کوئی اور ڈاکٹر اندر آیا تھا وہ عمر سے بل کے متعلق بات کر رہا تھا عمر نے غائب دماغی سے اسے دیکھا

اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا کان سن تھے کوئی آواز سماعت کا حصہ نہیں بن رہی تھی وہ بس ٹکر ٹکر ڈاکٹر کا چہرہ دیکھے گیا

سر میں آپ سے کہہ رہا ہوں بل جمع کرا دیں تا کہ ہم ٹریٹمنٹ شروع کر سکیں اب کے آوازیں واضح ہوئیں عمر کا چہرہ خون چھلکانے لگا اس نے راہ داری میں ہی آس پاس گزرتے ڈاکٹرز کی پرواہ کئے بغیر اس آدمی کا گریبان پکڑ کر اسے دیوار سے لگایا،، پیسے لوگے پہلے ہاں تا کہ میں یہاں سے جاؤں اور تم میرے پیچھے میری ماں کو مار دو وہ دبی دبی آواز میں غر آیا تھا وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگتا تھا

ڈاکٹر کھانسنے لگا تھا لیکن عمر اسے چھوڑنے پہ تیار تھا کہاں

تم لوگ یہی کرتے ہو پہلے مجھے بھیج کر میرے جج صاحب کو مار دیا اور اب میری ماں کو مارنا چاہتے ہو میں نہیں جاؤں گا یہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہلوں گا میری اماں کو مارنے نہیں دوں گا تمھیں وہ اب بلند آواز میں چیخ رہا تھا چلا رہا تھا

کئی لوگوں نے اسے تھام رکھا تھا ورنہ اب تک وہ ڈاکٹر کے ٹکڑے کر چکا ہوتا کافی تگ و دو کے بعد وہ اسے ڈاکٹر سے دور ہٹا چکے تھے عمر کی آنکھیں اب بھی سرخ تھیں وہ زخمی شیر کی تارہ سب کو گھور رہا تھا اسی اثناہ میں ایک

عمر رسیدہ ڈاکٹر آتے دکھائی دیئے شاید کوئی انہیں بلالایا تھاوہ عمر کے قریب آکر رکے پھر ترحم سے اسکو دیکھاوہ ڈسٹرب اور ڈراہوا لگتا تھا

وہ عمر کے بلکل قریب آکر رکے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا پھر نرمی سے گویاہوئے "دیکھیں سر جس طرح آپ پولیس والے بغیر ایف آئی آر کے کام نہیں کرتے اسی طرح ہم بغیر پے منٹ کے کام نہیں کرتے

لیکن میں یہاں سے گیاتو یہ میری ماں کو مار دیں گے وہ بے بسی سے بولا

ڈاکٹر نے اسکے گردن میں ہاتھ ڈالا "آپ مت جاؤ لیکن کسی کو بلاتو سکتے ہوناں تب تک آپ کی ماں کا علاج میری گارنٹی پہ ہوگا اب کے عمر کی آنکھوں کی بے چینی کم ہوئی تنے اعصاب ڈھیلے پڑے اس نے سر اثبات میں ہلادیا

میں انتظام کرواتاہوں بس میری ماں کو بچالیجئے

بوڑھے ڈاکٹر نے اسکا کندھا تھپکا اب کے عمر آئی سی یو کے باہر ٹہلتے ہوئے ایک نمبر ڈائل کر رہا تھا ہسپتال کی ٹھنڈی راہداریوں کو چھوڑ بینز بلاسم کے کونے والی میز کی طرف جاؤ تو ہارون شاہد کا فون تھر تھرایا تھا اس نے کال پک کی

تمھارے پاس جتنے بھی پیسے ہیں سب ایک بیگ میں ڈالو اور دس منٹ کے اندر اندر سٹی ہسپتال آؤ خالص روبوٹک انداز

ہارون شاہد کی بھنویں سکڑیں تھی،، میں تمہارا.......

میری اماں آئی سی یو میں ہیں ہارون اب کے اسکی آواز میں کچھ تھا کہ ٹھٹھکا جائے ہاروں ن شاہد نے اب کے کچھ بھی کہے بغیر فون کاٹا تھا

رات کا آخری پہر ہو یا دن کا جلتا اجالا ہارون شاہد خود کو پکارنے والوں کو "ناں" نہیں کیا کرتا

فہیم مرزا کے گھر میں آج ملازمین کی خاصی چہل پہل تھی وجہ آج شام ہونے والی ایک خاص پارٹی تھی ایسے میں اگر ہم لان میں کام کرتے لوگوں کو چھوڑ اوپری منزل کی طرف آئیں تو دائیں جانب یاقوت مرزا کا کمرہ تھا جسکا دروازہ دھکیل کر وہ ابھی ابھی اندر داخل ہوا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں چال میں لڑکھڑاہٹ وہ ساری ساری رات گھر نہیں آیا کرتا تھا کبھی دوپہر کے ایک بجے آتا کبھی دو بجے اور پھر شام تک پڑا سوتا رہتا پھر آٹھ بجے کے قریب اٹھ جاتا اور کہیں چلا جاتا نرمین کمرے میں کسی بے ضرر سامان کی طرح پڑی رہتی وہ جب بھی اسے بات کرنے کی یا اسکے پاس بیٹھنے کی کوشش کرتا اسے دورے پڑتے تھے تنگ آکر یاقوت نے اس سے بات تک کرنا چھوڑ رکھا تھا

اس وقت بھی وہ اپنے کمرے میں آیا تو نرمین بیڈ پہ کروٹ کے بل لیٹی تھی اے سی آن تھا اور ہلکا اندھیرا یاقوت نے ہاتھ مار کر سارے کمرے کو روشن کیا وہ ہمیشہ کی طرح وجیہ لگ رہا تھا چند پل وہ اسی طرح کھڑے ہو کر نرمین

کو دیکھتا رہا جانے ایسا کیا تھا اس لڑکی میں کہ دل چاہتا تھا اس سے باتیں کی جائیں اسکے قریب بیٹھا جائے اسکی سنی جائے اور اپنی سنائی جائے لیکن ایک وہ تھی وہ گہری سانس بھرتا چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اس کے قریب آ بیٹھا

تمہارا کیا پرابلم ہے نیرو؟ وہ نرمی سے استفسار کر رہا تھا میں تمھارے ساتھ جتنا اچھا رہنے کی کوشش کرتا ہوں تم اتنا روڈ ہوتی ہو تمھیں کیا لگتا ہے مجھے لڑکیوں کی کمی ہے؟

اب کے وہ کہنی کے بل اٹھ بیٹھی سبز ویران آنکھوں سے یاقوت کو دیکھا اور پھر اسکی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر گرے وہ اسے دیکھے گئی بغیر کچھ کہے دیکھے گئی

اب کچھ بولو بھی؟ تم مجھے بتاؤ نیرو اگر تمھیں کچھ چاہیے کچھ کہنا ہے آفٹر آل یو آر مائی وائف اسکی آواز بے حد نرم تھی آنکھوں میں تفکر شاید ہی کسی نے یاقوت کو اتنا نرم پہلے کبھی دیکھا ہو نرمین سیدھی ہو بیٹھی کھنڈر زرد چہرہ اندر کو دھنسی آنکھیں وہ پر مثردہ لگتی تھی

میرا قصور کیا تھا یاقوت؟ وہ بولی تو اسکی آواز کھوکھلی تھی بے جان سی میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ کیا میں بھائی اور تمھارے درمیان آئی تھی؟ کیا میں نے کبھی تمھارے ساتھ کچھ برا کیا تھا؟ کیا میں وہی نہیں ہوں جو بچپن سے تمھارے زخموں پہ مرہم رکھا کرتی تھی؟ میں نے تو کبھی تمھیں ہرٹ نہیں کیا کیا کبھی کیا؟

یاقوت کی گردن بے اختیار نفی میں ہلی تھی

میں وہ ہوں جو تمھارے ہوم ورک کر دیا کرتی تھی میں وہ ہوں جو اسکول میں اپنا لنچ بھی تمھیں کھلا دیا کرتی تھی تمھارے لئے جھوٹ بولتی تھی تمھارے لئے سچ بولتی تھی لیکن میں ہر دفع تمھیں ہرٹ ہونے سے بچا لیتی تھی

کیا میں ایسا نہیں کرتی تھی ؟وہ بہتے آنسوؤں اور دکھتے ہوئے حلق کے ساتھ بول رہی تھی اسکا چہرہ گیلا تھا یاقوت نے نظریں چرائیں

تمھیں پتہ ہے میرا قصور کیا ہے یاقوت ؟وہ اپنی آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈالے پوچھ رہی تھی

چند پل خاموشی سے بیٹے سرخ اینٹوں والی دیواریں اسکے بولنے کی منتظر رہیں "میرا قصور یہ تھا کہ میں نے تم سے محبت کی !!!!،،

یاقوت نے کرنٹ کھا کر اسکو دیکھا تھا نرمین نے پلکیں جھپکا کر اسکی یقین دھانی کروائی ،،ہاں میں نے تم سے محبت کی تھی ساری دنیا سے زیادہ ہر شخص سے زیادہ بچپن سے لے کر آج تک تم میرے واحد دوست رہے ہو اور میں نے بس تم سے محبت کی ہے وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اسکے الفاظ غیر واضح ہونے لگے تھے

یاقوت اب تک سن تھا شل تھا

نرمین نے روتے ہوئے اسکے بازو پہ سر رکھ دیا اسکا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا آج یاقوت کو لگا تھا شاید کچھ غلط ہو گیا ہے کچھ تھا جو فکس نہیں ہو سکتا

میں تم سے آج بھی محبت کرتی ہوں لیکن میں تمہاری عزت نہیں کرتی میں خود سے نفرت کرتی ہوں کیونکہ میں نے تم سے محبت کی میں ساری زندگی اس گلٹ میں رہوں گی کہ میں نے تم سے محبت کی میں ساری زندگی تمہاری عزت نہیں کروں گی میں ساری زندگی تمہاری وفادار نہیں بن سکوں گی تم نے میرے ساتھ کیا کر دیا یاقوت تم نے میرے ساتھ بہت ظلم کیا ہے میں تمھیں معاف نہیں کروں گی

اب کے وہ بے بسی سے رو رہی تھی آنکھیں اسکے بازو پہ رکھے وہ بری طرح رو رہی چند پل یا قوت شش و پنج میں مبتلا رہا پھر اس نے آہستگی سے نرمین کو خود سے دور کیا اسکی آنکھیں اب کے فرش پہ مرکوز تھیں صاف ظاہر تھا کہ وہ نظر نہیں ملا رہا تھا

اگر تمہارا بھائی میرے ساتھ وہ سب کچھ نہ کرتا تو یہ سب نہ ہوتا وہ تلخی سے کہہ کر باتھ روم میں گھس گیا شاید وہ منظر سے بھاگ جانا چاہتا تھا

پیچھے نرمین بے بسی اور نفرت سے باتھ روم کے دروازے کو دیکھتی رہ گئی

ہسپتال کا ٹھنڈہ بے رحم فرش آج عمر کو بے جان محسوس ہو رہا تھا وہ بس بے قرار نظریں آئی سی یو کے دروازے پہ جمائے بیٹھا تھا ساتھ ایک سفری بیگ میں پسوں کی گڈیاں تھیں جو کہ ہارون لایا تھا عمر کے بال بکھرے تھے آنکھیں سرخ ٹانگ اضطرابی کیفیت میں جھلاتے ہوئے وہ کوئی پاگل لگ رہا تھا ہر آتے جاتے سے لڑتا ہوا وہ کسی کو بھی آئی سی یو کے اندر جانے نہیں دے رہا تھا نہ کوئی نرس نہ کوئی دوسرا ڈاکٹر وہ خوف زدہ تھا بے چین تھا صبح سے اب تک ہارون ہی باہر کی بھاگ دوڑ کر رہا تھا اسی لمحے آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ایک میل نرس باہر آیا وہ

شاید کوئی اوزار یا کوئی ادویات لینے گیا تھا چند لمحوں بعد وہ واپس آتا دکھائی دیا عمر جھپٹے کے انداز میں اٹھا تھا اور اسکا کالر جکڑ لیا راہ داری میں ذرا فاصلے پہ کھڑے ہارون نے اسکو دیکھا تھا وہ دوڑتا ہوا اسکے قریب آیا

کون ہو تم کس نے بھیجا ہے تمھیں؟ وہ نرس کا گریبان جکڑے جنونی سا بنا ہوا تھا قوی امکان یہی تھا اسے مریض سمیت ہسپتال سے نکال دیا جاتا ہارون نے بامشکل نرس کو چھڑوایا تھا

کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو کیا؟ اب وہ اسے جھڑک رہا تھا عمر اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ بس دروازے کو دیکھ رہا تھا وہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس دروازے سے نظر نہیں ہٹا سکتا تھا یہ کیسی بے بسی تھی کیسا جنون تھا؟

عمر اگر تم یہی حرکتیں کرتے رہے تو ہسپتال والے ہمیں نکال دیں گے وہ پولیس بلوالیں گے ہارون فکر مندی سے کہہ رہا تھا

یہ لوگ میری ماں کو مارنا چاہتے ہیں ہارون شمس آئے گا فروا بھی آئے گی اور وہ مار دیں گے عمر اسکی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا عمر نے اسکو عجیب سی آنکھوں کے ساتھ دیکھا پھر یکدم اس نے جیسے سارا معملہ سمجھ لیا ہو

تم ملے ہوئے ہو وہ ہارون کی طرف انگلی کیے عجیب لہجے میں بول رہا تھا ہارون نے اسے اچھنبے سے دیکھا تم ان سب کے ساتھ ملے ہوئے ہو تم چاہتے ہو میری اماں مر جائیں اور عمر اکیلا رہ جائے تم میری اماں کو مارنا چاہتے ہو

ہارون نے ایک قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالی دو موٹی موٹی گالیاں بلند آواز میں نکالیں اور وہاں سے واک آؤٹ کر گیا پیچھے عمر کو جیسے فرق ہی نہ پڑا ہو وہ ایک بار پھر سے اسی بکھری حالت میں ایک بار پھر بینچ پہ بیٹھ گیا نظریں گویا آئی سی یو کے دروازے پہ گاڑ دیں اور خود کو انتظار کی سولی پہ ٹانگ دیا

انتظار کی کئی قسمیں ہوتی ہیں لیکن ہسپتال کے بینچ پہ بیٹھ کر اندر سے آنے والی اطلاع کا انتظار دنیا کا سب سے بے رحم انتظار ہوتا ہے

دوپہر کے کوئی تین بج رہے تھے جب ہالے سلطان نے اپنی گاڑی ڈاکٹر روحی کے کلینک کے باہر پارک کی وہ کیفے حسن اور لیل کے حوالے کر آئی تھی

ڈاکٹر روحی کا آفس اس پہر خاموش پڑا تھا شاید وہ ہالے کا ہی انتظار کر رہی تھی دروازہ ناک کرتی وہ اندر آئی اندر داخل ہو کر آج اس نے دروازہ ہلکا سا کھلا رہنے دیا یہ اسکی مشق تھی وہ روز ایک ایک انچ آگے لاتے لاتے دروازہ بند کرتی جاتی تھی ہالے کو اس دن سے خوف آیا جب یہ دروازہ پورا بند ہو جاتا وہ آج ایک مرتبہ پھر اسی نیلے صوفے پہ بیٹھی تھی روحی اسکے سامنے بیٹھی تھی آج کرتا نیلا تھا بازو اور گلے کی چین اور بینڈز ویسے ہی تھے

سو آج ہم virtual therapy کے لئے جائیں گے او کے ؟

(virtual therapy

میں مریض کی آنکھوں کے آگے ایک ایسا ایک جدید قسم کا چشمہ لگایا جاتا ہے ویسا ماسک جیسا تم نے کبھی کسی سوئمر کی آنکھوں پہ لگے ہوئے دیکھا ہو گا جب وہ سمندر میں تیر تا ہے اس چشمے کے دہانے پہ موبائل میں ایک

ویڈیو چلا کر رکھی جاتی ہے اگر مریض اندھیرے سے خوف زدہ ہے تو ویڈیو میں پہلے ہلکا اندھیرا آئے گا پھر ذرا گہرا اور پھر گھٹاٹوپ اندھیرا جب مریض گھٹاٹوپ اندھیرے تک کا سفر طے کرلیتا ہے تب وہ ٹھیک ہونے لگتا ہے ہالے کے کیس میں ایک بند جگہوں والی ویڈیو چلائی جانی تھی)

ڈاکٹر روحی اپنی جگہ سے اٹھیں اور اپنے میز تک گئیں میز کی اوپری سطح پہ رکھا ڈبا اٹھایا اور ہالے تک واپس آئیں ہالے کے تاثرات میں خوف گھلتا جارہا تھا گردن اور چہرہ پسینے سے تر ہوتا جارہا تھا ڈاکٹر روحی نے چشمہ نکالا ہالے کی ہتھیلیاں پسینے سے بھرنے لگیں روحی نے چشمہ اسکی آنکھوں پہ لگایا اور اسکے بالوں کے اوپر چپ بند کر دی میں آپ کو ٹروتھ سرم دوں گی کیونکہ آپ اپنے پچھلے سیشنز میں جھوٹ بولتی رہی ہیں وہ ہالے کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں

اب کی بار کوئی جھوٹ مت بولنا جہاں دم گھٹے جہاں ڈر لگے فورا بتانا اوکے ؟

اوکے ہالے نے آہستہ سے کہا اسکا چہرہ زرد پڑ رہا تھا روحی اب ہالے کے سامنے آکر بیٹھی ویڈیو چل رہی تھی اسی لمحے غزالہ روحی نے ایک انجکشن ہالے کے بازو میں لگا دیا وہ ویڈیو دیکھتے وقت اتنی ڈری اور خوف زدہ تھی کہ سوئی کی چبھن محسوس ہی نہ کرسکی

وہ ٹروتھ سرم تھا جو اسے انجیکٹ کیا جا چکا تھا یہ کیا انتہائی غیر پروفیشنل تھا کیا سرم کا انجیکٹ ہونا؟ اوں ہوں ڈوڈوز کا ہیوی ہونا لیکن ڈاکٹرز کے لئے انکے مریض کی جان سے زیادہ اہم کچھ نہیں ہوتا سو یہ جسٹیفائیڈ تھا سکرین پہ منظر ابھر ابھر کر آرہے تھے سب سے پہلے ایک بڑا گھر آیا پھر ویڈیو میں گھر کے اندر کے مناظر تھے وہ بے حد

تنگ جگہ تھی جہاں ویڈیو میں دکھایا جاسکتا تھا کہ کوئی اندر کمرے میں گیا ہے اور پھر کمرے کا دروازہ بند ہوا ہالے کا سانس اب کے اکھڑنے لگا تھا وہ پینک کرنے لگی تھی

اس دن اس کلاس میں تمھیں کس نے بند کیا تھا ہالے ؟ اس نے ٹروتھ سرم کی اجازت دی تھی لیکن یہاں سوال بدلے جا چکے تھے

وہ چیخنے لگی تھی دروازے کھولنے کی دھائی دے رہی تھی ڈاکٹر روحی اسکے سامنے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے ایک ہی سوال کر رہی تھی،، اس دن وہاں اس کلاس میں تمھیں بند کرنے والا کون تھا؟

ویڈیو میں تنگ جگہ مزید تنگ ہوتی جا رہی تھی ہالے کا حلق خشک ہو رہا تھا

تمہاری کہانی کا ولن کون ہے ہالے ؟ پر سکون ٹھنڈہ لہجہ

اسکو ہٹاؤ نکالو اسے دروازہ کھولو باہر نکالو وہ چیخ رہی تھی

اس دن دروازہ کس نے بند کیا تھا ہالے ؟

اور ہالے نے چیخ کر جواب دے دیا تھا اگلے لمحے روحی نے اسکی آنکھوں سے موبائل ہٹا لیا ہالے گردن جھکائے زور زور سے رونے لگی تھی

وہ نام جو اپنے منہ سے نہ نکالنے کا وعدہ کر چکی تھی وہ آج کیسے نکل گیا

تین راتیں تین دن بعد

ہسپتال کی سفید سیاہ راہداریاں سنسان تھیں عمر حیات اسی بینچ پہ بیٹھا تھا اسکی آنکھیں سوجھ گئی تھیں بری طرح سرخ بھی تھیں ہارون اسکے ساتھ بینچ پہ بیٹھا تھا وہ تین راتوں سے صرف کافی کے کپ اور سینڈوچز کھا رہا تھا وہ تین دنوں سے یہاں سے ہلا تک نہیں تھا ہارون کوئی لاکھ مرتبہ سے زیادہ اس سے کہہ چکا تھا کہ وہ گھر جائے کپڑے بدلے آرام کرے لیکن اسکی ایک ہی رٹ تھی میں چلا گیا تو یہ لوگ اماں کو مار دیں گے

نفیسہ کراچی آتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کی چوٹیں گہری تھیں لیکن اب انکی حالت قدرے بہتر تھی آج انکو مکمل ہوش بھی آگیا تھا عمر کی اب بھی ہمّت نہیں تھی کہ وہ انکا سامنا کرتا ہارون نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اسکے گھٹنے پہ ہاتھ رکھا

میں نہیں جانتا تمہارے اور تمہری ماں کے درمیان کیا مسئلہ ہے اس نے ہلکی آواز میں کہنا شروع کیا لیکن وہ بار بار تمہارا نام لیتی ہیں میں کل رات انکے پاس بیٹھا تھا وہ مسلسل تمہارا نام لیتی رہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ مجھے کسی گیم کا بتا رہی تھیں جو وہ تمھارے ساتھ کھیلا کرتی تھیں

عمر ان حالات میں بھی مسکرایا تھا اسے وہ کھیل اچھی طرح یاد تھا وہ گھر کے جالی دار پردوں کے پیچھے چھپ جاتا تھا اور نفیسہ اسے ڈھونڈتی تھیں پھر جب وہ اسے ڈھونڈ کر پردے کے پاس پہنچ جاتیں تب عمر کھانستا تھا وہ پوچھتی تھیں کون ہے؟

جواب آتا تھا "میں عمر"

عمر کون؟وہ ایک بار پھر پوچھتیں

"آپ کا بیٹا" اور پھر عمر پردہ کھول کر باہر نکل آتا نفیسہ ہر دفع اسے گلے لگا لیتی تھیں دس سال کی عمر تک وہ یہ کھیل کھیلتا رہا تھا

لیکن وہ ماضی تھا حال میں ہارون کہہ رہا تھا ان کے ذہن پہ زور پڑ رہا ہے عمر تم ایک بار صرف ایک بار انکو اپنا چہرہ تو دکھا ہی سکتے ہو ماؤں کے دل نرم ہوتے ہیں وہ معاف کر دیا کرتی ہیں خود کو ایک چانس دو ہارون نرمی سے کہہ کر اٹھ گیا اسے نفیسہ کی کچھ دوائیں لانی تھی عمر کے لئے کچھ کھانے کو لانا تھا وہ چلا گیا تو عمر نے سر ہاتھوں میں گرا دیا گیارہ سال گزر گئے تھے ان دونوں کے درمیان گیارہ سال آ گئے تھے کیا وہ انکا سامنا کر سکتا تھا؟ کافی دیر تک وہ اسی طرح سر گرائے بیٹھا رہا باہر پچھلی رات گہری ہوتی جا رہی تھی بلاخر وہ اٹھا تھا لرزتے قدم دروازے کی جانب موڑے پس منظر میں کئی آوازیں گونجیں جنہیں وہ نظر انداز کر گیا

وہ دروازہ دھکیل کر اندر آیا پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا اور اسکا دل دھک سے رہ گیا گیارہ سال گیارہ سال میں اسکا ہجر اسکی ماں کو کھا گیا تھا وہ بوڑھی ہو گئی تھیں بال کنپٹیوں سے سفید چہرہ جھریوں زدہ عمر کا دل کیا تھا دھاڑیں مار مار کر روئے یہ اس نے کیا کر دیا تھا ؟

وہ بیڈ کے تکیوں پہ سر گرائے گردن موڑے اسے دیکھ رہی تھیں یک ٹک پلک جھپکے بغیر انکی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں لیکن مجال ہے جو آنسو گرا ہو انکے آگے کھڑا یہ نوجوان لڑکا آنکھوں کی نمی کے باعث دھندلا نظر آ رہا تھا نفیسہ نے پلکیں جھپکیں ایک آنسو کنپٹی میں جزب ہو گیا وہ واضح نظر آنے لگا کتنے سالوں سے وہ اسے نہیں

دیکھ سکی تھیں کتنے سال وہ اسے محسوس نہیں کر سکی تھیں انکی آنکھوں سے آنسو گرتے جا رہے تھے لیکن انہوں نے ایک لمحے کو بھی اس بت بنے شخص سے نظر نہیں ہٹائی وہ غائب ہی نہ ہو جائے

برف کے مجسمے نے اپنے قدم بڑھائے چھوٹے چھوٹے پیشمان قدم نفیسہ سانس روکے اسے اپنے قریب آتے دیکھتی رہیں وہ انکے بلکل قریب آکر رکا انکو لگا تھا وہ اب سانس نہیں لے سکیں گی وہ اسے گلے لگا کر محسوس کرنا چاہتی تھیں عمر کے ہاتھ پکڑ کر انہیں چومنا چاہتی تھیں لیکن انکے بیچ گیارہ سال آچکے تھے وہ اس فاصلے کو طے نہیں کر سکیں شاید وہ واقعی ضدی عورت تھیں

عمر انکے قریب بیڈ پہ بیٹھ گیا کچھ پل بیٹے کچھ گھڑیاں گزریں

آپ ٹھیک ہیں؟ وہ بدقت کہہ سکا اسے معافی مانگنی چاہیے تھی اسے شرمندہ ہونا چاہیے تھا لیکن اسے حق نہیں تھا انکے بیچ واقعی گیارہ سال آچکے تھے

میں اب ٹھیک ہوں وہ بولیں تو انکی آواز زکام زدہ تھی عمر گردن جھکائے بیٹھا رہا گردنیں اٹھانے کو ہمت چاہیے ہوتی ہے

دونوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی چھا گئی نفیسہ نے انتظار کیا کہ وہ معافی مانگے عمر نے انتظار کیا کہ وہ اس پہ طنز کریں کافی دیر کی خاموشی کے بعد عمر نے دوبارہ ہمت کی تھی

آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں گی... پلیز

نفیسہ چند ثانیے اسکے جھکے ہوئے سر کو دیکھتی رہیں "میں تمھارے کہنے پہ تمھارے ساتھ کہیں بھی جا سکتی ہوں بیٹے

اب کے عمر نے سر اٹھایا اسکی آنکھوں میں ممنونیت تھی تشکر تھا نفیسہ نے ایک بھرپور نظر اس پہ ڈالی سیاہ سلوٹ زدہ شرٹ بکھرے ہوئے سیاہ بال سوجھی آنکھیں بڑھی ہوئی شیو صاف ظاہر تھا وہ کافی دن سے نہ اچھا کھا سکا تھا نہ سو سکا تھا شدت سے انکا دل چاہا تھا کہ اسکے ماتھے پہ بکھرے بالوں کو ہٹائیں لیکن گیارہ سال کوئی چھوٹا عرصہ نہیں ہوتا

تم جاؤ فریش ہو جاؤ میرے ڈاکٹر سے مل لو پھر آنا جاؤ بچے وہ انہیں ناں نہیں بول سکتا تھا وہ عمر حیات تھا تو وہ بھی اسکی ماں تھیں اسی لمحے ہارون اندر آیا اسکے ہاتھ میں کئی شاپرز تھے

عمر ڈاکٹر طارق تمھیں اپنے کیبن میں بلا رہے ہیں ہارون مصروف سا بولا عمر نے ٹھہر کر اسکو دیکھا وہ کتنا بے ریا تھا تین دن سے وہ بس چند گھنٹوں کے لئے اپنے گھر گیا تھا بل دوائیاں عمر اس نے سب سنبھال رکھا تھا اگر وہ نہ ہوتا تو ہسپتال کا انتظامیہ عمر کو اٹھا کر باہر پھینکتا

اب جاؤ بھی کارڈ لاؤں کیا؟ وہ تپا ہوا تھا عمر اٹھا اسکا دل ہلکا تھا نفیسہ اسکے ساتھ جا رہی تھیں اب اور کیا چاہیے تھا وہ ہسپتال کے باتھ روم گیا منہ ہاتھ دھویا بال سیدھے کئے اب وہ بہتر لگ رہا تھا لیکن سوجی سرخ آنکھوں کا اب بھی کچھ نہ ہو سکا تھا

ڈاکٹر طارق کے کیبن میں اسے کوئی بیس منٹ لگے تھے وہ اسے نفیسہ کے متعلق چند ہدایات دے رہے تھے عمر غور سے سنتا رہا پھر وہ اٹھ آیا نفیسہ کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اب کے وہ سرشار تھا اس نے دروازہ دھکیلا اور اندر آیا لیکن......

وہاں نہ بندہ تھا نہ بندے کی ذات نفیسہ وہاں نہیں تھیں وہ پاگل سا ہونے لگا اس کا دل رک رک کر چل رہا تھا جیسے ابھی بند ہو جائے گا کیا اس نے نفیسہ کو کھو دیا ؟

وہ لرزتے قدموں سے بیڈ کی جانب آیا تکیے کے عین اوپر ایک اسٹکی نوٹ رکھا تھا عمر اس رائٹنگ کو ہزاروں میں بھی پہچانتا تھا

وہاں بس دو سطریں لکھی تھیں "!جہاں چھوڑا تھا وہیں سے آ کر لے جاؤ تم نے کہا تھا میں ضدی عورت ہوں تو اب تم میری ضد دیکھو"!!

مارے بے بسی کے عمر کا دل پھٹنے لگا تھا اس نے آج تک اپنی زندگی میں اتنی بے بسی محسوس نہیں کی تھی آج تک اسے نفیسہ کو ضدی کہنے پہ اتنا پچھتاوا نہیں ہوا تھا

ساری دنیا ریت کی مانند ہاتھوں سے پھسل گئی تھی اور وہ کچھ نہیں کر سکا تھا ماؤں کو اذیت دینے والوں کے حصے میں اتنی اذیت تو آنی تھی

ہالے سلطان اس وقت اپنے گھر پہ تھی لاؤنج میں رکھے ایل شیپ صوفے کی پشت پہ سر رکھے ہاتھوں میں کوئی ناول لئے بیٹھی وہ مطالعے میں غرق تھی حسن آج اپنے گھر تھا اور ہارون کو آنے سے وہ خود منع کر چکی تھی اکیلے رہنا اسے سیکھنا تھا

دفعتاً لاؤنج کا دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھلا تھا ہالے کا دل اچھل کر حلق میں آیا اس نے ڈرتے ڈرتے نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر اسکا دل دھک سے رہ گیا سامنے عمر تھا لیکن کیا یہ واقعی عمر تھا؟ اسکی حالت اسکا حلیہ ہالے کا دل میں ٹیس سی اٹھی تھی وہ دروازے پہ ایستادہ بس اسے دیکھے گیا کتنے دنوں بعد دیکھ رہا تھا وہ اسے اور کتنے دنوں کا کھویا سکون تھا جو اچانک واپس مل رہا تھا

وہ چند پل اسے دیکھتا رہا پھر چھوٹے چھوٹے شکستہ قدم لیتا آگے آیا ہالے سانس روکے پلک جھپکے بغیر اسے اپنے قریب آتے دیکھتی رہی آہستگی سے اسکے پاس آ کر بیٹھا ہالے نے سانس روک لیا عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا کیا تھا جو آج اسکی آنکھوں میں نہیں تھا ہالے چاہ کر بھی اسکی آنکھوں سے نظر نہیں ہٹا سکی عمر نے اسکے ہاتھ میں پکڑی کتاب نرمی سے لے لی

پیر لمبے کئے اور اپنا سر ہالے کی گود میں رکھ دیا جلتے دل کو اندر تک سکون مل گیا ہالے اب تک شل تھی وہ سمجھ ہی نہیں سکی یہ کیا ہوا ہے؟

عمر اب کے چت ہو کر لیٹا یو کہ اب وو ہالے کی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا اس نے اپنی اسی نرمی سے ہالے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

عمر تمھیں کیا ہوا ہے ؟ بلاخر وہ بول اٹھی کھو کھلی کھنکتی آواز وہ جسے اب تک یقین کرنا چاہتی تھی کہ اسکے اتنے قریب جو شخص تھا وہ عمر ہی تھا

اس نے بغیر کچھ کہے اسکا ہاتھ اپنے دل کے مقام پہ رکھا اور آنکھیں بند کر لیں

ہالے کے کانوں سے دھواں نکلا تھا اسکا چہرہ پوری طرح گلابی ہو گیا تھا

میں تین دن سے نہیں سویا پلیز مجھے سونے دو بس اتنا کہا تھا اس نے اور اگلے چند ہی منٹ میں وہ گہری نیند سو گیا تھا ہالے کئی لمحات اب بھی شل تھی

پھر اس نے عمر کو دیکھا وہ کسی بچے کی طرح سو رہا تھا گہری پر سکون نیند وہ اسے دیکھے گئی اسکی پلکیں ناک اسکی بڑھی ہوئی شیو وہ بگڑا بچا لگ رہا تھا ہالے نے اب کے گہری سانس لی چاہے کچھ بھی وہ اسکا شوہر تو تھا

وہ دھیرے دھیرے اسکے بالوں کو ماتھے سے ہٹانے لگی پھر نرمی سے آہستہ آہستہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیر نے لگیں وہ نیند میں بھی مزید پر سکون ہو گیا

باہر پھیلی رات اپنی سیاہی سمیٹے اب آگے کو پھیلنے لگی

اگلی صبح روشن تھی ہالے صوفے کی پشت سے سر ٹکائے سو رہی تھی اسکے بال بکھرے ہوئے تھے دفعتاوہ نیند میں کسمسائی اسے اپناہاتھ جلتا محسوس ہوا پھر کبھی اسے اپنی ٹانگ جلتی محسوس ہوئی کافی دیر تک نظر انداز کرنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھی مندی مندی آنکھوں سے یہاں وہاں دیکھا پھر اپنی گود میں سوئے عمر حیات کو دیکھاوہ اب تک بے سدھ تھا ایک ہاتھ نیچے لٹک رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں اب بھی ہالے کا ہاتھ تھا اور اب ہالے کو احساس ہوا کہ اسے اپنا ہاتھ جلتا ہوا کیوں محسوس ہو رہا تھا عمر حیات بخار میں پھنک رہا تھا اسکے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر ہالے کو لگا جیسے جلتا توا چھو لیا ہو وہ بے اختیار پریشان ہو گئی اب اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ سو نہیں رہا وہ بے سدھ ہے اسی لمحے اسکا فون بجا نفیسہ کی کال تھی اس نے فوراپک کی اور "آنٹی عمر کو بہت سخت بخار ہے وہ انکی سنے بغیر روانی میں اپنی کہہ گئی دوسری جانب نفیسہ کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی

"جب جب اسکا دل ٹوٹتا ہے اسے بخار ہو ہی جاتا ہے میں نے بھی اسی لئے کال کی تھی اسکا خیال رکھنا" ساتھ کال کاٹ بھی دی ہالے حیران رہ گئی خیر وہ گہری سانس بھرتی عمر کے سر کو نرمی سے کشن پہ رکھتی اٹھی بالوں کو گول مول جوڑے میں لپیٹا اور کچن کی طرف آئی تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئی تو ٹرے ہاتھ میں لے رکھی تھی ایک کپ چائے پانی کا گلاس اور ٹیبلٹ ساتھ چھوٹی پلیٹ میں کچھ بسکٹ رکھے تھے اسے دوائی دینے سے پہلے کچھ کھانا تو ہو گا

وہ لاؤنج میں آئی تو عمر اٹھ بیٹھا تھا اسکی رنگت زرد تھی وہ نڈھال لگتا تھا اس نے گردن صوفے کی پشت پہ ڈھلکا رکھی تھی وہ جو مضبوط ستون کی طرح کھڑا رہتا تھا آج ڈھے رہا تھا اور نہ جانے کیوں وہ ڈھے تا ہوا بر الگ رہا تھا

ہالے اس کے قریب چلی آئی ٹرے کو چھوٹی میز پہ رکھا عمر خود ہی سیدھا ہو بیٹھا

کچھ کھالو پھر دوالے لینا ہالے نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی عمر بغیر کچھ کہے آگے کو ہوا دوا کی پتی اٹھا کر دو گولیاں نکالیں ساتھ پانی کا گلاس اٹھالیا دو گھونٹ پی کر واپس رکھا

مجھے اتنی پرواہ کی عادت نہیں ہے تم میری عادتیں بگاڑ رہی ہو

وہ "آپ" سے "تم" پہ کیسے آ گیا تھا؟

ہالے نے تاسف سے اسکو دیکھا " کبھی تم مجھے آپ کہا کرتے تھے " اسکے لہجے میں واضح ملامت تھی عمر نے اسے نہیں دیکھا وہ اپنی جینز کی جیب سے موبائل نکال رہا تھا

کوئی وقت تھا جب تمھیں عمر حیات پہ اعتبار ہوا کرتا تھا اس وقت کو ختم ہوئے ایک مہینہ ہو گیا ہے اب ہم دونوں اجنبی ہیں وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اسکا لہجہ اسکا انداز روبوٹک تھا کوئی جذبہ کچھ بھی اسے چھو کر نہیں گزرا تھا

کیا تم میرا ہاتھ کی چائے کو بھی انکار کرو گے ؟ وہ اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے بولی عمر جو باہر جا رہا تھا تھم گیا سست روی سے گردن موڑ کر اسکو دیکھا پھر ٹرے میں رکھے چائے کے کپ کو اور پھر وہ واپس آیا

کون کمبخت ہالے سلطان کے ہاتھ کی چائے کو منع کر سکتا ہے واپس صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اسکے ہاتھ میں چائے کا مگ تھا ہالے نے پلیٹ میں رکھے بسکٹس میں سے ایک اٹھا کر اسکی جانب بڑھایا

ایک لمحے کو منظر بدل گا کوئٹہ کی ٹھنڈی ہوائیں پس منظر میں بجتی موسیقی سبز چائے رنگین میٹھی ٹکیاں سب کچھ منظر پہ غالب آنے لگا

ہالے نے سر جھٹکا تھا وہ اسکے ہاتھ سے بسکٹ لے چکا تھا اگلے چند منٹوں میں وہ اسے بسکٹ دیتی رہی اور وہ چپ چاپ کھاتا رہا وہ کھا چکا تو باقی بچی چائے حلق میں انڈیلتا رہا ایک مہینہ ایک مہینہ اس نے چائے کافی کو بس عادت کے تحت پیا تھا یا پھر سنک کی نظر کیا تھا آج ایک ماہ بعد وہ چائے کو "چاہ" کے ساتھ پی رہا تھا ہالے خاموشی سے اسے ٹھنڈی چائے حلق سے اتارتے دیکھتی رہی اس نے چائے پی کر مگ رکھا پھر ہالے کو دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا اسکی آنکھیں آج اسکے ساتھ نہیں مسکرائیں تھیں

میں چھت پہ رکھے سارے برتن بھر کر رکھتا ہوں اسے دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولا چڑیں اب بھی آتی ہیں اور وہ ہڈ حرام کوا بھی

کیا میں یہ مان لوں کہ اب تم اس کوے سے نہیں جلتے؟

عمر گردن جھکا کر ہنسا تھا ہالے بھی مسکرائی

"اب نہیں آتا وہ اسکی اندر کی انا جاگ گئی ہے اب کما کر باگ دوڑ کر کے کھاتا ہو گا"،!!اب کی بار ہالے زور سے ہنسی تھی

وہ ایک بار پھر گردن اٹھا کر اسے دیکھنے لگا

میرے ہاتھ کا کھانا لان کا صوفہ چائے کافی کے مگ چڑیا کوے مینہ سب تمھیں بہت مس کرتے ہیں وہ اسکی سیاہ آنکھوں میں جھانک کر کہہ رہا تھا ہالے دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی سب سے زیادہ کون مس کرتا ہے ؟

میں ... اسکے برجستگی سے کہنے پہ ہالے ٹھہر سی گئی عمر کی نظریں اب تک اس پہ ٹکی تھیں

تم مجھے مس نہیں کرتیں ؟ وہ بولا تو ہالے کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا "میرا کیفے میرا کیش میری کافی کا بھرا ہوا مگ اور میری cravings تمھیں بہت مس کرتی ہیں وہ فرش پہ نظریں جما کر بولی حلق میں پھندہ سا اٹک رہا تھا

سب سے زیادہ کون مس کرتا ہے ؟ اس نے سوال کیا تھا

ہالے نے کچھ کہنے کو منہ کھولا جب عمر کے تاثرات دیکھ ٹھٹھک گئی وہ اپنا گلہ پکڑے بری طرح تکلیف میں لگتا تھا کبھی سینہ مسل رہا تھا تو کبھی گلہ اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا آنکھیں جیسے باہر ابل رہی ہوں وہ شدید تکلیف میں تھا یوں جیسے کسی نے اسکے گلے میں تیزاب ڈال دیا ہو ہالے سن سی بیٹھی تھی وہ reaction uickq نہیں دیا کرتی تھی

عمر نیچے فرش پہ بیٹھ گیا تھا ہالے نے دیکھا اسکی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا وہ مرنے والا ہو رہا تھا

چائے . .---- میں . . . اتھا ؟ وہ فرش پہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تکلیف سے پوچھ رہا تھا ہالے اب تک شل تھی عمر بدقت اٹھا جھک کر اسکے دونوں بازوؤں کو جھنجھوڑا اسکے ہاتھ لرز رہے تھے جان ہوا ہو رہی تھی

کونسے بسکٹ تھے ؟ کیا تھا ان میں ؟ وہ مارے تکلیف کے چند الفاظ بھی بڑی دقت سے کہہ رہا تھا

پینٹ بسکٹ تھے میں شہر کی سب سے بڑی بیکری سے لائی تھی عمر نے کراہ کر آنکھیں میچ لی تھیں

مجھے peanut سے الرجی ہے وہ بولا تو اسکی آواز میں تکلیف واضح تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ بامشکل ضبط کئے ہوئے تھا

ہالے نم ہوتی آنکھوں سے اٹھی عمر کا بازو اپنے کندھے پہ ڈالا وہ کبھی کسی اور وقت میں بھی اسکا بازو اسی طرح کندھے پہ ڈالے گئی تھی

تم ٹھیک ہو جاؤ گا یہ تسلی نئی نہیں تھی

وہ کب گاڑی تلک آئے کب ہسپتال پہنچے عمر کو سب ٹکڑوں میں یاد تھا اسکے ذہن پہ ایک آخری یاداشت بنی وہ ڈاکٹر سے اسکے لئے لڑ رہی تھی وہ اسے سوسائیڈ کیس کہہ رہے تھے علاج نہ کرنے کا کہہ رہے تھے

"شوہر ہے میرا ایسے کیسے نہیں کریں گے آپ علاج" یہ آخری بات تھی جو اس نے سنی تھی

درد کی شدت جلتا گلہ بخار کی حدت یہ سب اسکے اعصاب پہ بھاری ہونے لگے اور کچھ ہی پل میں سب اندھیرا ہو گیا گھپ گھٹاٹوپ اندھیرا

ہسپتال کے کمرے کے آگے رکھی بینچ پہ وہ بیٹھی تھی نیلے جوڑے میں ملبوس دوپٹہ کندھے پہ ڈالے اس نے دونوں ہاتھ گھٹنے پہ رکھے ہوئے تھے گردن جھکائے اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر فرش پہ گر

رہے تھے اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا چاہے لیکن پھر شرم آئی وہ کس منہ سے اللہ سے دعا کرے وہ کس منہ سے مانگے گی؟ کیا اس سے مانگے گی جسے نہ ماننے کا دعوی کرتی تھی

وہ آنکھیں رگڑتی ہوئی اٹھی اور ہسپتال کی ایک جانب جہاں نماز کے لئے جگہ بنی تھی وہاں چلی گئی اسے نہیں پتہ تھا اللہ اسے معاف کرے گا یا نہیں وہ خود کو معاف کرے گی یا نہیں وہ بس جائے نماز بچھا کر بیٹھی دو نفل پڑھے اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے اسکا چہرہ گیلا تھا

اللہ اسکے لبوں سے بدقت نکلا تھا آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے

مجھے معاف کر دیں اللہ پلیز مجھے اپنے پاس رکھ لیں مجھے دور نہ کریں پلیز اللہ وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی مجھ سے غلطیاں ہوئی ہیں کوتاہیاں ہوئی ہیں لیکن میں آج آپ سے ہر چیز کے لئے معافی مانگ رہی ہوں مجھے معاف کر دیں پلیز

وہ اگلی کتنی دیر روتی رہی کیا کیا مانگتی رہی اسے کچھ یاد نہیں تھا بس دل تھا جو ہلکا ہو گیا تھا سکون تھا جو رگ و پے میں اتر گیا تھا

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے اسے عمر کی طبیعت کی بہتری کی اطلاع دی تھی

ہالے کو اپنا آپ ہوا سے بھی ہلکا لگا تھا

ڈاکٹر اسے عمر کے کامیاب علاج کی اطلاع دے گئے تھے وہ دو تین گھنٹے بعد اس سے مل سکتی تھی باہر بینچ پہ بیٹھی وہ زیر لب کوئی دعا پڑھ رہی تھی

اسی راہداری میں سامنے سے ایک لڑکا چلا آ رہا تھا سرمئی سلک شرٹ کے ساتھ دھاری دار پینٹ پہنے اسکے بال جیل سے جمے تھے پیروں میں چمکتے بوٹ اسے دیکھ کر کئی لوگوں نے سوچا تھا "حسن واقعی اس پہ تمام ہوا" وہ آگے کو جا رہا تھا لیکن پھر بینچ پہ بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر تھم گیا لبوں کو شیطانی مسکراہٹ نے چھوا آنکھیں مزید چمک اٹھیں وہ الٹے پیروں واپس آیا وہ اب بھی آنکھیں بند کئے زیر لب کچھ بڑبڑا رہی تھی یاقوت اسکے قریب بینچ پا بیٹھا ہالے نے پٹ سے آنکھیں کھولیں یاقوت کو دیکھ ایک لمحے کے لئے اسکا دل کانپ گیا تھا لیکن پھر وہ سنبھل گی وہ اب تک مخصوص نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

ہیلو پیور بیوٹی وہ چہک کر بولا مجھے پہچانا؟

ہالے کا رہا سہا ڈر بھی ختم ہو گیا یاقوت کہے گیا،، میں نے تمھیں تمہاری شادی کی رات دیکھا تھا تم بے حد حسین لگ رہی تھیں وہ مکروہ لہجے میں کہہ رہا تھا کیا بتاؤں تمھیں میری تو تم پر سے نظر ہی نہیں ہٹ رہی تھی

ہالے اب بھی کچھ نہیں بولی بس ٹھنڈی پر سکون نظروں سے اسکو دیکھتی رہی یاقوت اسے نہ بولتے دیکھ ایک اور تیر پھینکا

میں نے سنا تھا دلہن ریڈ جوڑے میں حسین لگتی ہیں لیکن تم نے ریکارڈ توڑ دیا تم تو وائٹ میں بھی حسین لگ رہی تھیں"

ہالے مسکرائی تھی اسکی نم سیاہ آنکھیں اسکے ساتھ مسکرانے لگیں

میں بارہ سال کی تھی

کیا؟

میں بارہ سال کی تھی جب ہم امریکا گئے تھے میں بابا ہارون اماں

میں تم سے تمہاری سیاحت کے قصے نہیں پوچھ رہا یاقوت نے برہمی سے اسے ٹوکا تھا ہالے س سے بے نیاز کہے گئی

وہاں ہم ایک زو گئے زو میں میں نے خنزیر دیکھا سور یو نو

یاقوت کی آنکھوں میں اچھنبا ابھرا ہالے کہتی رہی

میں نے جب اس خنزیر کو دیکھا ناں تو مجھے بہت کراھیت آئی اماں نے میری آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا اور کہا اسکو مت دیکھو لیکن اسکا وہ چند لمحوں کا دیکھنا مجھے آج بھی یاد ہے مجھے آج بھی اپنے آس پاس سے ویسی بدبو آتی ہے جیسی اس دن اس خنزیر سے آئی تھی آج بھی مجھے ویسی کراہیت آتی ہے جیسی اس روز اس خنزیر کو دیکھ کر آئی تھی تم جانتے ہو یہ بدبو تعفن یہ کراہیت مجھے کب محسوس ہوتی ہے

یاقوت نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا

وہ بدبو وہ تعفن وہ گھن کراہیت مجھے تب محسوس ہوتی ہے جب جب میں کسی ریپسٹ کو دیکھتی ہوں

یاقوت کے چہرے پہ جسے کسی نے بھگو کر جوتا مارا تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا ہالے نے اسکی شرٹ کا بازو پکڑ کر اسے واپس بٹھایا اسکا رنگ نچڑ رہا تھا ہالے کہتی گئی

میں پندرہ سال کی تھی جب مرے دادا کے گاؤں میں چیچک پھیلا تھا یونو واٹ از چیچک؟ خیر پتہ ہی ہو گا اس نی لا پرواہی سے کہا

میں اپنے بابا کے ساتھ گاؤں گئی تھی میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا انکے جسم انکے ہاتھ انکی آنکھوں میں بھی چیچک تھا مجھے کراہیت آئی میں سوچتی تھی وہ کس طرح ان چیچک زدہ ہاتھوں سے کھاتے ہوں گے کیسے اس جسم کو آئینے میں دیکھتے ہوں گے؟ مجھے انکو کھانا کھاتے دیکھ ابکائی آئی تھی تم جانتے ہو مجھے ویسی کراہیت دوبارہ کب محسوس ہوتی ہے

اب کے یاقوت سن بیٹھا رہا وہ کچھ نہیں کہہ سکا ہالے کی گرفت اسکے بازو پہ سخت نہیں تھی لیکن وہ پھر بھی اٹھ نہیں سکا

ہالے آگے کو ہوئی یاقوت کی مردہ ہوتی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں" مجھے اب وہ کراحیت تب محسوس ہوتی ہے جب میں کسی ریپسٹ کو دیکھتی ہوں"ی

یاقوت کو لگا اس کا سانس بند ہو جائے گا اسے لگا تھا وہ ابھی مر جائے گا

تمھیں پتہ ہے یاقوت ان لوگوں کا چیچک انکے بس کا نہیں تھا لیکن تمہارا چیچک تمہارے بس میں تھا وہ تمھارے سارے جسم میں پھیل گیا ہے آنکھیں کان ناک بازو اور دل ہاں تمھارے دل میں بھی کیونکہ تمہارا دل چیچک زدہ ہے ہر ریپسٹ کا دل چیچک زدہ ہے پہلے میں سوچتی تھی کوئی اس چیچک زدہ ہاتھوں سے کیسے کھا سکتا ہے لیکن اب

میں سوچتی ہوں کوئی ان چیچک زدہ دلوں کے ساتھ کیسے زندہ ہے کیا تمھیں خود سے گھن نہیں آتی؟ تمھیں خود سے کراہیت نہیں آتی اسکی آواز میں تاسف تھا یاقوت گردن نہیں اٹھا سکا

تم کبھی گھر پہ بیٹھی اپنی بیوی سے پوچھنا وہ تمھیں بتائے گی تم سے کتنی بدبو آتی ہے وہ تمھیں بتائے گی کس طرح تم کوڑے کا وہ ڈھیر ہو جس سے تعفن اٹھ رہا ہے وہ تمھیں بتائے گی تم کس طرح کے خنزیر ہو ہر ریپسٹ تمھارے جیسا خنزیر ہے تمھارے جیسا چیچک زدہ دل ہے انکا اور تم لوگ جتنی چاہے خوشبو لگاؤ جتنے چاہے مہنگے کپڑے پہنو تم سے اٹھتا تعفن ختم نہیں ہو گا تم سے آتی کراہیت کم نہیں ہو گی

وہ کہہ رہی تھی اور یاقوت بے جان جسم کے ساتھ سن رہا تھا اسکی آنکھیں اسکی آنکھیں ایسی تھیں جیسے کوئی مردار جانور اسکا چہرہ ایسا سفید تھا جیسے قبر میں لیٹا مردہ

تم لوگ جانتے ہو تم کتنے ظالم ہو؟ تم لوگ قتل سے بھی بڑا گناہ کرتے ہو قاتل مار دیتا ہے ناں تم زندہ چھوڑ دیتے ہو عزت لوٹ کر بے جان کر دیتے ہو زندگی کتنا بڑا عذاب ہی یہ ہر ریپسٹ کو اس لڑکی سے پوچھنا چاہیے جسے وہ اپنی چند منٹوں کی ہوس کے لئے تباہ کر آتا ہے تم شیطان ہو یاقوت نرے شیطان

اب کے یاقوت کی آنکھیں سرخ ہوئیں ان میں زندگی کی رمک جاگی وہاں خوف آیا بے چینی آئی

میں شیطان نہیں ہوں وہ کانپتی آواز میں انگلی اٹھا کر بولا ہالے نے اسے دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں ناک پہ ہاتھ رکھا

میری ساس کہتی ہیں جب تمھارے سامنے یا آس پاس شیطان ہو تو یہ کلمات دہرانا

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

میں شیطان نہیں ہوں ہاتھ ہٹاؤ آنکھوں سے مجھے دیکھو وہ بلند آواز میں چلا رہا تھا

اعوز باللہ من شیطان الرجیم وہ بند آنکھوں سے بلند آواز میں دھراتی رہی

یاقوت چیخ رہا تھا چلا رہا تھا ہاتھ ہٹا رہا تھا کبھی اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کروا رہا تھا لیکن ہالے نے جیسے آج ان کلمات کو حفظ کر رہا تھا وہ جتنا اونچا چلاتا تھا ہالے اس سے زیادہ اونچا دھراتی تھی

اعوز باللہ من شیطان الرجیم

لوگ جمع ہونے لگے تھے اسے گھسیٹ کر لے جایا جا رہا تھا ہالے کی آنکھیں اب کھلی تھیں وہ اسے انتقامی نظروں سے چیختا چلاتا گھسٹتا ہوا جاتے دیکھتی رہی

شام کی سیاہی سی پھیلی جب اسے عمر حیات سے ملنے دیا گیا وہ ہسپتال کے کمرے کا دروازہ دھکیلتی اندر آئی وہ سامنے ہی بیٹھا تھا بیڈ سے ٹیک لگائے تکیوں کے سہارے اسکی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی لگتی تھیں اسکی گردن پہ موٹا پٹا باندھا گیا تھا جس سے اسکی گردن اونچی لگ رہی تھی اسکے چہرے پہ تکلیف کے واضح آثار تھے لیکن ہالے کو دیکھ وہ مسکرایا تھا ہالے مسکرا بھی نہ سکی وہ دروازے پہ جمی رہی اندر کی طرف قدم بڑھایا ہی نہ گیا عمر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے قریب بلایا وہ بول نہیں سکتا تھا اسے بولنا منع تھا

ہالے نے اب بھی کوئی مزاحمت نہیں کی عمر نے نرم نظروں سے اسے دیکھا پھر پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی اور ہاتھ سے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا ہالے نے ڈھیر سارے آنسو حلق میں آتارے تھے

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکے قریب چلی آئی آنکھیں اسے دیکھ کر نم ہو رہی تھیں وہ اسکی وجہ سے تکلیف میں تھا وہ اسکے قریب بیڈ پہ آکر بیٹھی عمر اب آلتی پالتی مارے بیٹھ گیا ہسپتال کی شرٹ میں اپنے بالوں کو ماتھے پہ گرائے وہ وجیہ لگ رہا تھا ہالے نے اسکی آنکھوں کو دیکھا عمر بھی اسے دیکھے گیا کافی دیر بعد اس نے ہالے کو کہتے سنا

"میں نہیں جانتی تھی تمھیں الرجی ہے میرا مقصد تمھیں تکلیف دینا ہرگز نہیں تھا"!!!___-

عمر چند لمحہ اسکو دیکھتا رہا پھر دائیں جانب سے نوٹ پیڈ اور پین اٹھایا

میں اٹھا دیتی ہوں ہالے کہتے ہوئے اٹھی عمر نے اسکو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو،، نہ کریں میں رونے لگوں گا"

اس نے نوٹ پیڈ پہ چند الفاظ گھسیٹے ہالے کو لگا ان الفاظوں میں کوئی تسلی ہو گی کوئی دلاسا شاید وہ اسکے کہے کہ

"آپ کو عمر حیات کا قتل بھی معاف ہے" اس نے نوٹ پیڈ ہالے کے آگے کیا الفاظوں پہ نظر پڑی

"اتنے مہنگے ہسپتال لانے کی کیا ضرورت تھی ؟ بل کون دے گا ؟ ہالے نے کراہ کر آنکھیں میچ لیں وہ کیا کرے اس شخص کا اور اسکے پیسوں کے جنون کا وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی عمر کی آنکھوں میں سوال تھے

تم فکر نہ کرو بل میں دے دوں گی تمھیں کہیں درد تو نہیں ہو رہا اس نے ایک بار پھر "نارمل" ہونے کی کوشش کی

عمر نے نوٹ پیڈ واپس اٹھالیا اور ایک بار پھر چند الفاظ گھسیٹے ہالے نے سفید پنے پہ لکھے الفاظوں کو دیکھا

"ابھی تو کوئی درد نہیں لیکن ہسپتال کا بل دیکھ کر مجھے ہارٹ اٹیک ضرور آئے گا دیکھو ساری رقم تین حصوں میں بتانا ورنہ آج کے آج بیوہ ہو جاؤ گی"

اب کے ہالے نے اسے ضبط سے دیکھا جی چاہا تھا اسکا سر پھاڑ دے!! آپ کہو مجھے اچھا!!! ہالے نے تنبیہ کی تھی

عمر نے مسکراتے ہوئے دوبارہ کچھ لکھا

آپ کہتے کہتے میرا منہ دکھنے لگ گیا ہے اب ہم برابری کی سطح پہ آئیں گے

اس نے نوٹ پیڈ ایک بار پھر ہالے کے آگے کیا وہ پڑھ کر مسکرادی کیا کرتی بھلا عمر نے نوٹ پیڈ اسکے ہاتھ سے لے لیا اور اس پہ کچھ لکھا

کیا تم میرے لئے روتی رہی ہو؟ اس نے لکھا اور ہالے کے آگے پیڈ لہرایا ہالے نے سر اثبات میں ہلایا "میں تمھارے لئے بہت روئی ہوں عمر تم میری وجہ سے تکلیف میں تھے مجھے بہت برا لگ رہا تھا وہ اسکے چہرے پہ نظر یں جما کر بولی

عمر سر جھکا کر کچھ لکھنے لگا تھا "قصاص ادا کرو؟

کیسا قصاص؟

وہ لکھ لکھ کر نوٹ پیڈ آگے کرتا جاتا اور ہالے جواب دیئے جاتی

میرے ساتھ گھر چلو ہاں مجھ سے غلطی ہوئی ہے لیکن جن غلطیوں کے نتائج برے نہ ہوں انکو معاف کر دینا چاہیے میں عمر حیات تم سے معافی مانگتا ہوں میرے ساتھ گھر چلو پلیز آخر میں ایک کیوٹ سا ایموجی بھی تھا

ہالے چند لمحہ نوٹ پیڈ پہ لکھے الفاظوں کو دیکھتی رہی پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلایا" مجھے کچھ وقت دو عمر سوچنے کے لئے اور پلیز مجھے فورس مت کرنا تمھیں انکار کرنے کے معملے میں بے بس ہوں میں

عمر نے سمجھ کر سر ہلا دیا آئی ایم سوری تمھیں میری وجہ سے اتنی تکلیف اٹھانی پڑی ہالے نے اضافہ کیا

عمر سر جھکا کر کچھ لکھتا گیا پھر نوٹ پیڈ اسکے آگے کیا

"بار بار سوری مت کہو تم ہالے سلطان تمھیں عمر حیات کا قتل بھی معاف ہے"

ہالے پڑھ کر مسکرائی پھر اٹھ کھڑی ہوئی عمر نے اسے اٹھتے دیکھا تو اسکی کلائی پکڑ لی ہالے ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی

عمر نے ایک ہاتھ سے کچھ لکھا تھا ہالے نے جھک کر نوٹ پیڈ اٹھایا

میں بیمار ہوں مجھے اپنے گھر لے جاؤ اور میری خدمت کرو اتنا تو حق ہے میرا ہے ناں؟

ہالے نے گھور کر اسکو دیکھا تھا پھر اسکے ساتھ بیٹھ گئی

اگلے کئی لمحات تک وہ یہی کاغذی جنگ لڑتے رہے تھے ہسپتال کا کمرہ انکو دیکھ کر مسکراتا رہا

ایک ہفتہ بعد

یہ ایک ہفتہ بے حد سکون سے گزرا تھا عمر زیادہ وقت اپنے گھر پہ رہا تھا ہالے اسے وقتاً فوقتاً اپنے گھر بلا لیتی اور اسکا پرہیزی کھانا بنا دیتی تھی یہ الگ بات تھی اس کھانے کو آدھے سے زیادہ عمر خود بناتا تھا حسن اور ہارون بھی آتے جاتے رہے تھے کل سے اسکی "زبان" بھی آزاد ہو گئی تھی وہ بولنے لگ گیا تھا اور ہالے کو بے اختیار اسکے بولنے پہ پچھتاوا ہوا تھا جب تک اسکی زبان بند تھی سب کتنا سکون میں تھے

شام کے وقت وہ اسکے ساتھ سی ویو آگئی تھی دراصل اسے کچھ بات کرنی تھی جو گھر پہ ہارون اور حسن کی موجودگی میں نہ ممکن سی تھی اس وقت وہ دونوں بڑے بڑے پتھروں پہ بیٹھے تھے سامنے ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا ہالے کے بھورے بال ہوا کے دوش پہ اڑ رہے تھے عمر کبھی اسکے بالوں کو دیکھتا کبھی سمندر کو کون زیادہ خوبصورت ہے فیصلہ کرنا مشکل تھا

مجھے تمہاری اماں کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں پتہ چلا بہت دکھ ہوا ہالے سمندر کو دیکھتے ہوئے بولی

عمر کے چہرے پہ سایہ سا لہرایہ لیکن اس نے کچھ ظاہر نہیں کیا بس سر کو خم دیا

چند پل ایک بار پھر خاموشی رہی ہالے نے ایک بار پھر بولنے کی کوشش کی

"کل میری بات ہوئی آنٹی سے وہ ٹھیک نہیں ہیں عمر تمھیں ایک بار ان سے ملنا چاہیے تم دونوں کے درمیان کچھ بھی ہو کسی ناراضگی کو تعلق سے زیادہ بڑا نہیں ہونا چاہیے موت سے پہلے ناراضگیوں کو ختم کر لینا چاہیے،،

عمر کچھ نہیں بولا لیکن وہ بے چین ہوا تھا اپنی ماں کا نیل زدہ چہرہ پٹیوں میں جکڑا وجود ایک بار پھر یاد آیا تھا

تم اتنے ضدی کیوں ہو عمر؟ آخر اتنی ضد کس بات کی؟ تم ان آنسوؤں پہ بھی اپنا کنٹرول چاہتے ہو کیوں آخر تم ایک نارمل انسان کی طرح بیہیو نہیں کرتے کس بات کا زعم ہے تمھیں؟

عمر اب بھی کچھ نہیں بولا وہ اٹھنے لگا جب ہالے نے اسکا بازو پکڑا عمر کی آنکھوں میں التجا تھی وہ جانا چاہتا تھا لیکن جس کی گرفت میں اسکا بازو تھا وہ اس سے دور نہیں جا سکا وہ سست روی سے واپس بیٹھا

تم رو لو عمر ہالے نرمی سے بولی تمھیں رونے کی بہت ضرورت ہے تمھیں لگتا ہے وہ لوگ کمزور ہوتے ہیں جو روتے ہیں؟

عمر نے کچھ نہیں کہا وہ بس دانت پہ دانت جمائے ضبط کئے بیٹھا رہا ہالے کہتی رہی

ہمارے نبی محمد صَلِّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم سے زیادہ بہادر کوئی نہیں تھا عمر لیکن وہ بھی روتے تھے اپنی امت کی محبت میں اپنے اللہ کی محبت میں روتے تھے انہوں نے رو کر ثابت کیا کہ رونا کمزوری نہیں ہے رونا انسان ہونے کی نشانی ہے تم کیوں خود کو انسانوں سے اعلی سمجھ رہے ہو؟ تم کیوں ہو اتنے ضدی؟

میں ضدی نہیں ہوں وہ بولا تو اسکی آواز میں لرزش تھی میں کبھی بھی ضدی نہیں تھا اب کے اس نے اپنے لفظوں پہ زور دیا جج صاحب کہتے تھے عمر ڈھیٹ ہے اسی لئے اپنی ماں سے نہیں ملتا اماں کہتی ہیں عمر ہٹ دھرم ہے آپ کہتی ہیں عمر ضدی ہے اس نے بے بسی سے ہالے کو دیکھا اسکی آنکھیں بھر رہی تھیں ہالے کو بے اختیار اس سے همدردی ہوئی

عمر نہ غصہ ہے نہ ضد میں ہے کوئی یہ کیوں نہیں سمجھتا عمر "غیرت "میں ہے اس نے کہا تو دو آنسو ٹوٹ کر گر پڑے شاید آج وہ انہیں روکنا نہیں چاہتا تھا

ہالے نرم نظروں سے اسے دیکھتی رہی

میں غیرت میں ہوں ہالے مجھے میری اماں بہت یاد آتی ہیں مجھے میرا گھر میرا محلہ سب یاد آتا ہے لیکن میں وہاں واپس نہیں جا سکتا اس گھر اس گلی میں میری ماں کو گالی دی گئی تھی میں وہاں جاؤں گا تو وہ گالی مجھے دوبارہ سنائی دے گی

آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے وہ چہرہ جھکائے گیلی آواز میں کہتا رہا

میں وہاں جاؤں گا تو مجھے وہ لوگ نظر آئیں گے جنہوں نے میرے سامنے میری اماں کو گالی دی جنہوں نے میرے گھر میں گھسنے کی کوشش کی میں وہاں چلا گیا تو پھر مر جاؤں گا یا مار آوں گا میں خود کو کھونے سے ڈرتا ہوں ہالے مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب ان لوگوں نے مجھے اور میری ماں کو گالیاں دیں تھیں اور میں نے اپنی انسانیت کھو دی تھی میں کسی پاگل کی طرح ایک آدمی کو اتنا مارا کہ وہ دو ماہ ہسپتال رہا کیا یہ میں تھا؟ یا پھر میرا جنون

ہالے نے اپنے بیگ سے ٹشو نکالا اور نرمی سے اسکے گالوں کو صاف کرنے لگی وہ روتا گیا روتا گیا کسی بچے کی طرح جو باتیں دل میں رکھ رکھ کر تھک چکا تھا

آپ کو لگتا ہے میں نہیں روتا کیونکہ میں خود کو اعلی سمجھتا ہوں ایسا نہیں ہے اس نے روتے روتے نفی میں سر ہلایا

!!

میں نہیں روتا کیونکہ میں جانتا ہوں رونا دل کو موم کرتا ہے رو لو تو غم ہلکا ہو جاتا ہے میں اس دن کے واقعے پہ نہیں رویا کیونکہ اگر میرا دل ہلکا ہو گیا تو میں نرم پڑ جاؤں گا میں نرم پڑا تو میری ماں کو میری وجہ سے ایک بار پھر بہت کچھ سہنا ہو گا لیکن میں تھک گیا ہوں ہالے میں بہت تھک گیا ہوں اب میں لوگوں سے انکی سازشوں سے تھک گیا ہوں مجھے میری اماں چاہیے مجھ بس وہی چاہیں میں اتنا بہادر نہیں ہوں جتنا نظر آتا ہوں

وہ آنسو بہاتا تکلیف سے کہہ رہا تھا شاید وہ واقعی تھک چکا تھا

لیکن میں انکے پاس نہیں جا سکتا وہ بے بسی سے بولا اماں کو سمجھنا چاہیے وہ ماں ہیں انکو قربانی دینی چاہیے انکے لئے انکی آنا بیٹے سے زیادہ اہم کیوں ہے ؟ کیا میں انکے لئے اتنا ناقابل اعتبار تھا؟ جو انہوں نے ہارون کے ساتھ مل کر ہسپتال چھوڑ دیا؟ انکو میرے پاس آ جانا چاہیے ہالے وہ ماں ہیں ماؤں کو قربانی کی عادت ہوتی ہے

اس بے اب اپنی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں تھیں اسکی آنکھیں آج ہالے کو پہلی بار اچھی لگی تھیں بے حد اچھی

وہ ضد کر رہی ہیں کیونکہ انکی ضد بنتی ہے وہ بولی تو عمر ذرا سا متعجب ہوا تھا

وہ بوڑھی ہو رہی ہیں عمر بوڑھے لوگ بچوں سے زیادہ بڑے بچے ہوتے ہیں انہوں نے ایک عرصہ تمھاری بے جا ضد بے جا غصہ سہا ہے انہوں نے بچپن میں تمھارے لئے کتنی قربانیاں دیں ہیں اس بار اگر وہ نہیں دینا چاہتیں تو تم دی دو ہمیشہ مائیں کیوں قربانی دیں ؟

عمر ٹھہر سا گیا تھا وہ اسے حقیقت کا آئینہ دکھا رہی تھی

یہ وہ وقت نہیں ہے جب وہ تمھیں اپنے پاس بلا لیں گی ماں باپ بوڑھے ہو کر ضدی اور حساس ہو جاتے ہیں وہ چاہتے ہیں بچے انکو سمجھیں جس طرح انہوں نے تمھارے بچپن میں تمھیں سمجھا تھا انکا خیال رکھیں بغیر کہے جس طرح انہوں نے تمہارا رکھا تھا وہ بچی بن رہی ہیں تو تم بڑے بنو وہ ماں نہیں بن رہیں تو تم بیٹے بنو وہ ضد نہیں چھوڑ رہیں تو تم جھک جاؤ تم بیٹے ہو عمر بیٹے بازو ہوتے ہیں تم انہیں معذور کر آئے ہو خدا کو کیا جواب دو گے تم ؟

یکدم جیسے کسی نے عمر کا دل پکڑ کر زور سے دبایا ہو

میں نے اپنا باپ اس طرح کھویا کہ انکی کوئی خدمات نہیں کر سکی میرا بس چلے تو سڑک پہ گزرتے لوگوں کو روک کر کہوں اپنے باپ اپنی ماؤں کے پاس بیٹھو انکے کام کرو انکو سنو انہیں سناؤ وہ ہیں تو سایہ ہے چلے جائیں گے تو تپتی دھوپ میں آ کر کھڑے ہو جاؤ گے مرے بخت میں تو یہ دھوپ لکھی تھی تم کیوں اسے اپنا بخت بنانے پہ تلے ہو ؟

عمر حیات ٹکر ٹکر اسکا چہرہ دیکھے گیا کہنے کو کوئی لفظ ہی نہیں بچا تھا

آج تمھارے پاس موقع ہے جاؤ اپنی ماں کو اپنے ساتھ لاؤ لوگوں کو موقع مت دو کہ وہ تمہاری ماں کو تمھارے ہونے کے باوجود نہ ہونے کے طعنے دیں تمہاری گاڑی میں آج پیٹرول فل کروایا ہے حیدر آباد جاؤ اور اماں کو لے کر آؤ ہالے اسکو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

زندگی پہ تمہارا حق ہے عمر وہ برا وقت تھا گزر گیا اچھے وقت کو خود پہ حرام کر لینا خود پہ ظلم ہے اللہ ان لوگوں کو معاف نہیں کرتا جو اپنی جانوں پہ ظلم کریں اللہ نے تمھیں تعلقات دیئے ہیں انکی ناشکری مت کرو زندگی جیو کیونکہ اس پہ تمہارا حق ہے وہ زور دے کر بولی عمر کو اپنا دل ہلکا ہوتا محسوس ہوا کندھوں سے سارا بوجھ سرک گیا

عمر نے آسمان کو دیکھا سمندر کو دیکھا اور پھر ہالے کو دیکھا وہ تشکر سے مسکرایا

زندگی پہ واقعی اسکا حق تھا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بہتی ہوا اور سیاہی میں ڈھلتا آسمان آج سب کے سب خوش ہوئے تھے

چھوٹے محلے میں اس وقت سارے گھروں کو بتیاں گل تھیں دن میں جتنا شور یہاں سنائی دیتا تھا اس پہر اتنی ہی خاموشی تھی اسی محلے کے ایک پکے گھر میں آؤ تو کھانے کی چھوٹی میز کے آگے نفیسہ بیٹھی تھیں انکے سر پہ پٹی بندھی تھی چہرے پہ اب بھی زخم کے نشان تھے عشاہ کی نماز انہوں نے پڑھ لی تھی کھانا وہ اب کھانے بیٹھی تھیں ملازمہ برتن دھو رہی تھی نفیسہ نے چاولوں کا چمچ منہ میں رکھا اور اگلے ہی لمحے وہ ٹھٹھکی تھیں انکے چہرے پہ سایہ سالہرایہ تھا ہاتھ لرزے تھے انکی آنکھوں میں بہت کچھ تھا کئی جذبات شاک ،بے یقینی

کھانا... یہ کھانا کس نے بنایا ہے ؟انہوں نے اپنے عقب میں کھڑی ملازمہ سے پوچھا تھا

ملازمہ قدرے تعجب سے مڑی تھی " آپ نے بنایا ہو گا بی بی میں نے تو نہیں بنایا"

نفیسہ اٹھی تھیں انکا چہرہ وہ نہیں تھا جس کے ساتھ وہ کھانا کھانے بیٹھی تھیں اب کے انکی نظریں بے قرار تھیں وہ بے چینی سے صحن میں تیز تیز چل رہی تھیں

چھوٹے سے ٹی وی لاؤنج میں آ کر وہ رک گئی تھیں انکی آنکھیں جیسے پتھر ہوئی ہوں تنفس تیز ہو گیا تھا آنکھیں بھر رہی تھیں انکی آنکھیں بس ایک ہی شخص کے لئے بھرا کرتی تھیں

لاؤنج میں لگے پردوں کے پیچھے سر سراہٹ ہوئی تھی نفیسہ کا ہاتھ انکے دل کے مقام پہ گیا تھا سانس جیسے رک رک کر چل رہا ہو دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا

کو... کون ہے ؟انہوں نے کانپتی آواز میں پوچھا آنسو تیزی سے گر رہے تھے پردوں کے پیچھے چند پل خاموشی رہی یہ خاموشی جان لیوا تھی نفیسہ کو لگا تا اگر کچھ دیر مزید یہی خاموشی رہی تو پھر وہ کبھی کوئی آواز نہیں سن سکیں گی اسی لمحے ایک ہلکی سی آواز آئی

میں... عمر،،!!

نفیسہ کے دل پہ جیسے ٹھنڈی پھوار پڑی ہو آنکھیں مزید تیزی سے بہنے لگیں جان ہوا ہونے لگی تھی ان سے اپنی ٹانگوں پہ کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا کاش یہ وقت رک جائے

عمر کون ؟اب کے انہوں نے بلند کانپتی آواز میں پوچھاہ تھا

عمر آپ کا بیٹا جواب آیا تھا مقابل کی آواز بھی گیلی تھی رنجیدہ تھی لاؤنج میں اب کوئی آواز نہیں آتی تھی وہ دونوں اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے روتے ہوئے آزردہ

میرا کوئی بیٹا نہیں ہے جو تھا وہ مجھے ضدی کہہ کر چلا گیا تھا نفیسہ یکدم سخت آواز میں کہتے ہوئے پھٹ پڑی تھیں
اب کے وہ پردہ ہٹا تا باہر آ گیا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں گیلی تھیں

میرے قریب مت آنا میں تمھیں تھپڑ مار دوں گی عمر وہ اپنی جگہ کھڑے ہو کر چیخی تھیں آنسوؤں نے انکے چہرے کو گیلا کر دیا تھا تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے عمر تم نے مجھے چھوڑ دیا میں تمہاری ماں تھی میں نے تمھیں پالا تم سے محبت کی اور تم کہتے ہو میں ضدی عورت ہوں تمھیں میری محبت ضد لگی تھی عمر آگے بڑھتا رہا گیارہ سالوں کا فاصلہ تھا کسی نہ کسی نے تو طے کرنا ہی تھا

تم گیارہ سال میرے پاس نہیں تھے عمر وہ درد سے پھٹی ہوئی آواز میں بولیں عمر کے دل کو کچھ ہوا تھا میں نے گیارہ سال تمہارا انتظار کیا اور تم نہیں آئے تم اب بھی مت آؤ تم جاؤ یہاں سے عمر تم جاؤ وہ آنسو بہاتے ہوئے چلا رہی تھیں

مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے مجھے تمہاری شکل نہیں دیکھنی تم جاتے کیوں نہیں وہ بے بسی سے دھاڑی تھیں

وہ اب انکے روبرو تھا دونوں کی آنکھیں نم تھیں چہرے غمزدہ تھے گیارہ سالوں کے ہجر نے ان دونوں کو کھایا تھا کسی کا ظاہر تو کسی کا اندر

عمر نے آہستگی سے انکے دونوں ہاتھ تھام کر اوپر کئے نفیسہ نے اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہے تھے لیکن گرفت ہلکی نہیں تھی وہ اب ان ہاتھوں کو چوم رہا تھا نرمی سے بے قراری سے

دونوں کے آنسو اب شدت سے بہنے لگے تھے اب عمر نے اپنے دونوں بازوؤں میں انکا ہچکیاں لیتا وجود بھر لیا
جوان بیٹوں کے سینے ماؤں کے دلوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں سہارا ہوتے ہیں مضبوط سہارا
عمر نے انکے بالوں کو لبون سے چھوا
"آئی ایم سوری اماں آئی ایم سوری میں آپ کے ساتھ نہیں تھا میں چلا گیا تھا آئی ایم سوری وہ بلند آواز میں انکو اپنے ساتھ لگائے کہہ رہا تھا نفیسہ بس روئے گئیں بے تحاشا روئے گئیں ساتھ ساتھ عمر کے سینے پہ زور زور سے ہاتھ مارتی تھیں
میں آپ کو لینے آیا ہوں اماں میرے ساتھ چلئیں میں آپ کا بیٹا ہوں آپ کا عمر میں آپ کا عمر حیات ہوں میرے ساتھ چلیں مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے آپ کو لوگوں کے خوف سے چھوڑ دیا اسکے آنسو نفیسہ حیات کے بالوں میں گرتے جا رہے تھے وہ اسکے سینے سے سر لگائے کھڑی تھیں نہ شکوہ کر رہی تھیں نہ کوس رہی تھیں وہ ماں تھیں مائیں مان جایا کرتی ہیں
تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے عمر انکا لہجہ کرب لئے ہوئے تھا
میں واپس آ گیا ہوں اماں مجھے بس معاف کر دیں پلیز میں اب کبھی آپ کو نہیں چھوڑوں گا مجھے معاف کر دیں وہ انکے گرد بازو مضبوطی سے پھیلائے بس یہی سطر دہرا رہا تھا
تھوڑی دیر بعد وہ عمر سے الگ ہوئیں وہ واحد انسان تھا جس کے سامنے نفیسہ حیات روتی تھیں عمر انکے گیلے چہرے کو دیکھتا رہا

آپ کو میرے آنے کا کیسے پتہ چلا اماں ؟

نفیسہ مسکرائیں "اتنا بد مزہ کھانا تمھارے علاوہ کون بنا سکتا ہے ؟ عمر نے خفگی سے انہیں دیکھا تھا "مان لو عمر حیات تم ساری دنیا کے لئے اچھا کھانا بنا سکتے ہو لیکن جب اپنے استاد کی باری آتی ہے تمھارے ہاتھوں کا ذائقہ ڈر جاتا ہے صاف ظاہر تھا وہ اسے چڑا رہی ہیں

کئی پل بعد وہ دونوں لان کی گھاس کے اوپر بیٹھے تھے عمر تنکا تنکا گھاس کو توڑ رہا تھا ساتھ ساتھ نفیسہ کو حسن ہالے اور ہارون کی باتیں بتا رہا تھا وہ ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھیں انکا بوڑھا چہرہ چمک رہا تھا

عمر نے کافی کا گھونٹ لیا پھر نفیسہ کو دیکھا سچ بتائیں اماں کھانا واقعی بد مزہ تھا؟ آہ یہ شیفس کی انا

نفیسہ نے مسکراہٹ دبائی تھی شرارت سے عمر کو دیکھا "تم سے محبت ایک طرف لیکن وہ رکیں عمر کے آس لئے چہرے کو دیکھا کھانا بہت بد مزہ تھا بیٹے انہوں نے سیریس انداز میں کہا تو عمر ہنس دیا پھر مگ ایک طرف رکھ کر لمبا لیٹتے ہوئے اپنا سر انکی گود میں رکھ لیا

میں نے آپ کو بہت مس کیا اماں !!!

وہ جواب میں کچھ کہہ رہی تھیں عمر نرمی سے مسکرا رہا تھا منظر مکمل تھا

آج محلے کا یہ چھوٹا سا مکان گھر لگ رہا تھا

اگلے دن وہ نفیسہ کو سارے محلے کے سامنے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر لے آیا تھا لوگ ٹھہر ٹھہر کر عمر کی بڑی گاڑی دیکھ رہے تھے اس کے برانڈڈ کپڑے دیکھ رہے تھے اسکی اونچی اٹھان دیکھ رہے تھے کچھ کی آنکھوں میں ستائش تھی کچھ کی آنکھوں میں اتنے سال ان سے ناروا سلوک رکھنے کا دکھ وہ بلاخر اپنے بیٹے کے ساتھ چلی گئی تھیں

عمر حیات کے بنگلے پہ آج رونق تھی نفیسہ کے ویلکم کے لئے آج سردار اسکی بیوی لیل حسن ہارون ہالے سب آئے ہوئے تھے حسن تو آج سے ہی انکا فیورٹ ہو گیا تھا وہ بیٹھے بیٹھے انکو ایسی باتیں بتا رہا تھا کہ نفیسہ سے اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا عمر ان دونوں کو ساتھ دیکھ دیکھ کر جل بھن بھن رہا تھا وہ اپنے کمرے میں اگیا تھا شمس کو ایک ضروری فائل آئی میل کرنی تھی ہالے کو اس سے کچھ پوچھنا تھا وہ بھی اسکے پیچھے گئی تھی عمر صوفے پہ بیٹھا لیپ ٹاپ آن کر رہا تھا ہالے اسکے عقب میں کھڑی تھی لیپ ٹاپ کی سکرین پہ ایک تحریر درج تھی

جادو اسکی منشاہ نہیں مجبوری تھی" وہ اس سطر کو دیکھتے ہوئے آگے آئی اس سے پہلے عمر کوئی کام کرتا ہالے نے اسے روکا

مجھے دکھاؤ یہ کیا لکھا ہے وہ متعجب سی آگے آئی تھی

کچھ نہیں ہے آپ کے کام کا نہیں ہے پہیلی ہے ایک عمر نے بات کو ہوا میں اڑایا ہالے نے اسکے ہاتھ سے لیپ ٹاپ لے لیا

کس نے کہا؟ مجھے اسکا مطلب پتہ ہے یہ فیری ٹیل کی پہیلی ہے میں اسے سمجھ سکتی ہوں وہ لیپ ٹاپ کو لئے گود میں بیٹھ گئی

عمر اسے دیکھتا رہا" اسکا کیا مطلب ہوا"؟

ہالے نے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا پھر مسکرائی

جسٹیفکیشن .. اسکا مطلب ہے جسٹیفکیشن

عمر کی آنکھوں میں اب بھی نا سمجھی تھی ہالے نے اضافہ کیا

میں سمجھاتی ہوں دیکھو جس طرح ولنز سے سب لوگ نفرت کرتے ہیں ناں اسی طرح کچھ لوگ ہوتے ہیں جنکو ولنز سے نفرت نہیں ہوتی یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو خود بھی

Evilish

ہوتے ہیں

جو خود بھی برے کام کرتے ہیں انکا ہمیشہ یہی کہنا ہوتا ہے کہ ولن مجبور تھا ولن کے پاس کوئی اور سہارا کوئی آسرا نہیں تھا ایسے لوگ کبھی بھی ولن کو غلط نہیں کہتے حلانکہ انکو سمجھنا چاہیے کہ ولن ہمیشہ اپنے شر کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا تھا اپنے اندر کے حسد سے ہار جاتا ہے وہ مجبور نہیں ہوتا جادو ہمیشہ سے اسکی منشاء رہا ہوتا ہے وہ آنکھوں میں چمک لئے بتا رہی تھی عمر بغور اسے سن رہا تھا

جادو کا اصل زندگی سے کیا تعلق؟ عمر نے سوال کیا تھا

جادو کا کیا مطلب ہے عمر؟ کسی سے سچ چھپانا کسی کو دھو کہ دینا کسی کا اعتبار توڑنا کسی کے دل میں وقتی محبت یا نفرت ڈالنا اور یہ سب کیا ہوا؟ وہ بول رہی تھی اور عمر غور سے سن رہا تھا

!!نقصان!! یہ نقصان ہوا عمر جادو سے لوگوں کا نقصان ہو گا اور جان بوجھ کر کسی کا نقصان صرف ولن کرتے ہیں اور پھر انکو لگتا ہے کہ یہ تو انکا حق تھا مجبوری تھی انھیں تو یہ سب کرنے پہ مجبور کیا گیا تھا یا پھر وہ اپنے پسندیدہ evil کردار اکے بارے میں جسٹیفکیشن دیتے ہیں کہ جادو اسکی منشاہ نہیں مجبوری تھی کیا اب تم سمجھے اس پہیلی کا مطلب کیا ہے؟

عمر نے سمجھتے ہوئے سر ھلایا پھر یکدم اسکے ذہن میں کچھ کلک ہوا کوئی ادھوری ملاقات کوئی ادھورا قصہ وہ سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر بھاگا تھا اسکے ذہن میں کچھ تھا ہالے اسے آوازیں دیتی رہ گئی لیکن وہ کچھ نہیں سن رہا تھا

وہ گاڑی میں بیٹھا تھا اسکا رخ ڈاکٹر روحی کے کلینک کی جانب تھا ذہن کہیں اٹکا ہوا تھا وہ کوئی اور منظر تھا

(سنیما گھر کے اندر پچھلی نشستوں میں سے ایک پہ وہ بیٹھا تھا اسے معراج یہاں لائے تھے اور اب خود نہیں آئے تھے وہ کسی اچھی فلم کا سوچ کر آیا تھا لیکن یہاں تو کوئی فیری ٹیل چل رہی تھی آہ اسے ڈھیروں شرمندگی ہوئی تھی)

وہ ڈاکٹر روحی کے سامنے بیٹھا تھا لیپ ٹاپ پہ ہالے کے سیشن کی ویڈیو چل رہی تھی ڈاکٹر روحی اس چیختی چلاتی لڑکی سے کچھ پوچھ رہی تھیں وہ بار بار سر نفی میں ہلا رہی تھی رو رہی تھی اور بلاخر اس نے چیختے ہوئے ایک نام لیا تھا

اس نام پہ عمر نے اپنا دل رکتا محسوس کیا تھا

(وہ یہاں سے اٹھ جانا چاہتا تھا لیکن وہ رک گیا اسکے آگے والی نشست پہ دو لڑکیاں آکر بیٹھی تھیں وہ فلم کو دیکھ رہی تھیں اور عمران میں سے ایک کے پشت پہ پھیلے بال)

ہسپتال میں نرس کے سامنے بیٹھا عمر حیات اب بھی ایک آس لئے ہوئے تھا شاید اس نے غلط سنا ہو شاید کچھ تھا جو ٹھیک نہیں تھا شاید اب بھی کچھ بدل جائے

آپ سے کس نے ہسپتال کا اجازت نامہ اور باقی کی ساری چیزیں مانگی تھیں پورا نام بتائیں؟

نرس نے اب کے پورا نام بتایا تھا اور عمر حیات اب شل تھا اسے یقین نہیں آتا تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے وہ شاکڈ تھا اتنا کہ حد نہیں

ریستوران کے مینیجر نے اپنے یہاں ریکارڈ ہونے والی پندرہ اپریل کی کال لسٹ کھولی تھی وہیں عمر حیات نے ہالے سلطان کا نمبر دیکھا اسکے کانوں میں ایئر بڈز لگے تھے وہ اس دن ہونے والی کال کو سنے گیا

!!،،میں ہالے سلطان بات کر رہی ہوں!!،،اور عمر اسکی آواز کو لاکھوں میں بھی پہچانتا تھا وہ ہالے نہیں تھی

(فلم ختم ہو چکی تھی اب وہ دونوں لڑکیاں آپس میں بحث کر رہی تھیں

دیکھیں آپ اس چڑیل کو جسٹیفائی کر رہی ہیں اس نے شہزادی کو قلعے میں قید کیا اسے اسکے خاندان سے دور کیا اسکی زندگی کو ایک مذاق بنا کر رکھ دیا اور آپ کہتی ہیں وہ مجبور تھی؟

دوسری لڑکی نے نرمی سے کہنا شروع کیا

دیکھو بچے اگر ایک شہزادی کے اپنے خاندان سے دور رہنے پہ کسی کا حسن کسی کی خوبصورتی کسی کی زندگی سنور سکتی ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے ہر دفع شہزادیاں ہی کیوں خوش رہیں؟ کیا کبھی چڑیل بری پریاں جادوگرنیاں خوش نہیں رہ سکتیں؟

اس نے جو کچھ بھی کیا وہ اسکی مجبوری تھی چڑیل نے سہی کیا جادو اسکی منشاہ نہیں تھا مجبوری تھی آخری لائن اس کی آخری لائن پہلی لڑکی نہیں سن سکی تھی وہ ساتھ والی سیٹ پہ کسی سے بات کرنے لگی تھی لیکن عمر نے واضح طور پہ سنی تھی)

وہ یہاں اسکی لوکیشن فالو کرتا ہوا آیا تھا اس نے اپنی نظروں کی سیدھ میں دیکھا وہ لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ ریستوران کے اوپن ایریا میں چھوٹی سی میز کے گرد بیٹھی تھی

عمر شل سا کھڑا اسکو دیکھ رہا تھا ذہن میں مختلف آوازیں گونج رہی تھیں

چیخ کر "مہرماہ" نے بند کیا تھا پکارتی ہوئی ہالے

مجھے مسز سفیر سلطان نے اس اجازت نامے اور باقی کی ساری چیزوں کا کہا تھا کہتی ہوئی نرس

میں ہالے سلطان بات کر رہی ہوں یہ آواز مہرماہ کی تھی

اور اب عمر کے ذہن کے پردے پہ سینما ہال کا منظر تھا وہ جسٹیفکیشن دیتی لڑکی مہرماہ غیاث تھی اور حق کے لئے لڑتی لڑکی ہالے سلطان تھی ریستوران کی روشنیوں میں اسکی بھوری آنکھیں کسی شیطان کی آنکھیں لگتی تھیں

مہرماہ

کیا تمھیں بھوری آنکھوں سے کچھ یاد آیا؟

اب ہم کچھ وقت کے لئے تمھیں کہانی میں چند ماہ پیچھے لے جائیں گے یہ اوپن ایریا کیفے تھا جہاں میزوں کے اوپر چھتری نما سایہ کیا گیا تھا فروا اور مہرماہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھی تھیں فروا اپنے سامنے بیٹھی مہر سے کہہ رہی تھی

اور اگر میں تمھیں کہوں کہ تمھارے والدین کی طلاق حسینہ بھابھی کی وجہ سے ہوئی تھی؟مہرماہ انکو گنگ سی دیکھے گئی فروا اب بھی کہہ رہی تھیں

بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ نگین اور وہاج تمھارے والدین ہی نہیں ہیں؟تو؟وہ پے در پے اسکے سر پہ دھماکے کر رہی تھیں

اب کے مہر کی آنکھیں شاک سے پھیل گئی تھیں چہرہ بے یقین تھا فروا کہے گئیں

!!تم مہر ماہ وہاج نہیں ہو مہر ماہ غیاث ہو یہ راز آج تک میں نے اپنے دل میں رکھا تھا لیکن آج مجھے لگتا ہے آج وہ وقت آگیا ہے جب تم جان لو کہ تمہارا باپ وہاج نہیں میرا بھائی تھا غیاث الدین !!

مہر کے کاٹو تو لہو نہیں بدن میں وہ سن تھی ساکت تھی

حسینہ بھابھی نے تمھیں اپنی بیٹی سمجھا کیونکہ انکے اپنے یہاں اولاد نہیں تھی تم انکا کھلونا تھی اور بعد میں انکا گلٹ تم مہر ماہ تم کبھی بھی انکی محبت نہیں بن سکی اگر تم سے کوئی محبت کرتا ہے تو میں ہوں وہ اپنے سینے پہ انگلی سے دستک دے رہی تھیں

اگر کوئی تمھیں چاہتا ہے تو میں ہوں اگر کوئی تمھارے لئے ساری دنیا سے لڑے گا مر جائے گا یا مار دے گا تو وہ بھی بس میں ہی ہوں مہر چپ رہی کچھ کہہ ہی نہ سکی سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے اسے اپنی ساری زندگی جھوٹ لگ رہی تھی

نگین نے تمھیں مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی تھی میں نے اسکی زندگی کو جہنم بنا دیا اب ہالے تم سے تمہاری خوشیاں چھین رہی ہے مہر ماہ میں اسے بھی نہیں چھوڑوں گی وہ آگے کو ہوئی مہر ماہ کے ساکت ہوئی ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا آنکھوں میں ڈھیروں فکر مندی اور محبت لئے وہ اسے تک رہی تھی مہر ماہ خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی

میں تم سے محبت کرتی ہوں مہر ساری دنیا سے زیادہ سارے انسانوں سے زیادہ سارے جہاں سے زیادہ تم میرے لئے ضروری ہو میں تمہاری ماں باپ تمہارا خاندان ہوں اور اب میں تمھیں سفیر دوں گی جس طرح ساری زندگی تمھیں تمہاری من پسند چیزیں دیں وہ ایک ماں ایک بھروسے سے کہہ رہی تھی مہرماہ اب تک شاکڈ تھی اگلے کئی لمحات میں فروا اسے الف سے ے تک تمام کہانی کہہ چکی تھیں جو انہوں نے نگین کے ساتھ کیا جو مہر کی حقیقت تھی مہرماہ سفید پڑتے چہرے اور پھٹتے ہوئے دل کے ساتھ سب سنے گئی اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا وہ بدقت اٹھی تھی اپنا پرس اٹھایا فروا اسکو دیکھتے ہوئے فکر مندی سے اسکے ساتھ اٹھی تھیں مہر چلی گئی تھی بغیر کچھ کہے سنے بس وہ چلتی گئی تھی

کئی گھنٹے بے چینی میں گزرے بے کلی حد سے سوا تھی شاک کم ہوا تو انتقام نے سر اٹھایا تھا اس ریستوران کی ریزرویشن اس نے گھر آکر کروائی تھی وہ بس سفیر کو ہالے کے ساتھ دیکھ کر دل مضبوط کرنا چاہتی تھی لیکن سارا کھیل تب بدلہ تھا جب ریستوران میں عمر حیات آیا تھا مہر نے نہ جانے کیوں کس خیال کے تحت انکی تصاویر لی تھیں اور گھر چلی آئی اس نے وہی تصاویر کسی دوسرے نمبر سے فروا کے نمبر پہ سینڈ کی تھیں اس نے یہ کیوں کیا وہ نہیں جانتی تھی جو ایک چیز وہ جانتی تھی وہ یہ تھی کہ مہرماہ مر کر بھی سفیر اور ہالے کی شادی نہیں دیکھ سکتی تھی بات اگر سفیر کی ہوتی تو شاید وہ صبر کر بھی جاتی لیکن یہاں بات یوسف سلطان کی بھی تھی اور یہاں۔ یہاں۔ آکر مہرماہ کے سارے حواس کام کرنا چھوڑ دیتے تھے

اگلی رات وہ فروا سلطان کے کمرے کے باہر کھڑی تھی اسکی آنکھیں اسکا چہرہ غیر انسانی تھا وہ کسی ہارے ہوئے انسان کی مانند تھی بلکہ انسان نہیں وہ ایک گدھ تھی جو بھوک کے ہاتھوں اپنے ہی ساتھی کو مارنا چاہتی تھی اسی کا کچا گوشت کھالینا چاہتی تھی دروازہ کھلا تو فروا باہر نکلی مہر کو یوں کھڑے دیکھ اسے ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی تھی وہ جانتی تھی یہ ہونا ہے

آپ کیا کرنے والی ہیں ؟وہ کافی دیر تک فروا کے سامنے کھڑے رہنے کے بعد بولی تو اسکا لہجہ بے تاثر تھا فروا مسکراائی تھیں انکی آنکھیں چمک رہی تھیں

میں نے سب پلان کر لیا ہے مہر سب طے ہے میں بس تمہاری رائے جاننا چاہتی ہوں کیا تم میرے ساتھ ہو ؟وہ ذراذراسی بے چین تھیں مہر نے بھوری بے تاثر آنکھوں سے انکو دیکھا

میں کیوں کچھ کہوں گی ؟میں نیوٹرل رہوں گی آنٹی اگر میرے بغیر کچھ کئے اور کرے مجھے سفیر اور ابا مل جائیں گے تو اس میں غلط کیا ہے ؟لیکن ایک بات یاد رکھیے گا ہالے کو نقصان نہیں ہونا چاہیے میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں آخر میں اس نے یقین دھانی چاہی تھی

فروا فورا مسکرائی تھیں تم بے فکر رہو مہر بس صرف ایک رات کی بات ہو گی اور اسکے اگلے دن ہالے گھر واپس آجائے گی سفیر سے تمہارا نکاح ہو جائے گا اور ہالے کے لئے ہارون تو ہے ہی وہ تو اسے ہر حال میں قبول کر لے گا وہ ہالے پہ گواپ نہیں کرے گا تم بس خوش رہو باقی سب میں دیکھ لوں گی میری جان

مہر انکی بات پہ بس سر ہلا کر رہ گئی تھی اگلے دن اسکے کسی دوست کی عیادت کے لئے جب وہ ہسپتال آئی تب اسے وہی نرس دکھائی دی جس نے ہالے کے سامنے اسکے شوہر کی بات کی تھی اور پھر نہ جانے کیوں کس خیال کے تحت مہر ماہ نے اس سے اجازت نامہ اور ہسپتال کے انتظامیہ سے فوٹیج نکلوالی تھی فوٹیج میں عمر اور ہالے تھے کچھ وقت بعد ہارون بھی تھا لیکن مہر ماہ نے خود کو ہارون کی فوٹیج ڈیلیٹ کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا اس نے ان سب کے لئے سفیر کے تعلقات استعمال کیے تھے لیکن کچھ یوں کہ سفیر کو اندازہ نہیں ہو سکا وہ اصل میں کیا کیا کرنا چاہ رہی ہے اگلے منظر میں وہ ہارون کو فون کرتی نظر آرہی تھی

ہارون تم اس رات اس لڑکے کو ہالے کے ساتھ ہسپتال لائے تھے؟ وہ ہسپتال کی راہداریوں میں چلتے ہوئے پوچھ رہی تھی آگے سے ہارون نے شاید بات کور کرنی چاہی تھی جب مہر ماہ نے اسے سختی سے ڈپٹ دیا تھا

آج کے بعد اگر کبھی بھی کوئی بھی گھر والا تم سے اس بارے میں پوچھے گا تو صاف صاف مکر جانا ہارون وہ اسے ہدایت دے رہی تھی تم نہیں جانتے ہالے نہیں جانتی یہ کتنی بڑی مصیبت ہے اگر سفیر کو پتہ لگ گیا تو وہ ایک منٹ نہیں لگائے گا ہالے کو چھوڑنے میں کیا تم ایسا چاہتے ہو؟

ہارون نے بے اختیار ناں کہا تھا مہر نے گہری سانس لی اور فون بند کر دیا

اگلے چند دنوں میں نکاح تھا وہ دونوں پارلر میں بیٹھی تھیں ہالے تیار تھی آف وائٹ جوڑے میں ملبوس وہ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی جب مہر ماہ نے اپنے موبائل کی دوسری سم جسکا نمبر کسی کے پاس سیو نہیں تھا اس سے ہالے کے موبائل پہ کال کی اور پھر اسے ہارون کی کال بتایا وہ کبھی بھی تیر نہیں مارا کرتی تھی وہ بس لوگوں کو نشانے پہ لے آیا کرتی تھی اور وہ زخمی خود بخود ہو جاتے تھے وہ سائیکالوجی میں گولڈ میڈلسٹ تھی اسے لوگوں کے دماغوں پہ حکومت کرنا اور انکے اندر اپنی بات ڈالنا آتا تھا لوگ اسے جینئیس کہتے تھے لیکن وہ evil genius تھی

اس نے ہالے کو دروازے سے جاتے دیکھا وہ جانتی تھی باہر کیا ہو گا اسے سب پتہ تھا لیکن اس نے روکا نہیں ایک لمحے کو ضمیر نے ملامت کی تھی لیکن وہ نیوٹرل تھی اور وہی رہی

کچھ وقت بعد سفیر ہالے کو لینے آیا تھا لیکن ہالے نہیں تھی یہ وہ وقت تھا جب مہر ماہ کا ضمیر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا وقار محبت سے زیادہ ضروری ہے اسے رکھ لو لیکن اسکے سامنے سفیر تھا بھوری آنکھوں والا خوبصورت مرد اور جب بھکاری کے آگے بھیک رکھ دو تب وہ ہر قسم کے وقار اور عزت کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے

اگلے منظر اب تم کو ٹوٹے بکھرے دکھائی دیں گے وہ ہال میں کھڑی تھی رو رہی تھی حسینہ کی آنکھیں بھی بہہ رہی تھی گھر کے سارے مردوں کے کندھے جھک ے ہوئے تھے آنکھیں شرمندہ تھیں یوسف سلطان بار بار فروا کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے انہوں نے سب کیا ہو یہ وہ وقت تھا جب مہر ماہ نے نئی چالیں چلیں وہ فروا سے

لڑ رہی تھی وہ روتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی کہ اسی نے ہالے کو اغوا کروایا ہے جواب میں فروا بھی کچھ سخت سست سنا رہی تھیں

سفیر اور یوسف سلطان انکی باتیں سن رہے تھے مہر

Non guilty prove ہو چکی تھی اب یہاں اس نے ایک گہری سانس لی تھی سفیر اب بھی کچھ ماننے کو تیار نہیں تھا اسے اب بھی ہالے کی واپسی کا انتظار تھا اسکی آنکھوں میں بے بسی بھری تکلیف تھی مہر ماہ نے چند ثانیے اسکو دیکھا تھا کئی آوازیں تھیں جو سماعت کا حصہ بن رہی تھیں کئی رکاوٹیں تھیں جو اسے شیطان بننے سے روک رہی تھی یہ لمحہ تھا جب شر کو سر سے پھینک کر اتار دینا تھا جب حسد کو پیروں تلے روں‌د دینا تھا یہ وہ وقت تھا جب جادو گرنی کو اپنا جادو اچھے کاموں کے لئے استمال کرنا تھا وہ موبائل گیلری کھولے کھڑی تھی اسکی آنکھیں سپاٹ تھیں دل خالی اس نے چند ویڈیوز اور تصاویر پہ کلک کیا اور انکو سفیر کے نمبر پہ بھیج دیا اسکے ہاتھ ایک لمحے کو بھی نہیں کانپے تھے اس نے اپنے شر کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے حسد سر چڑھ کر ناچا تھا اسکے کندھوں پہ بیٹھے فرشتوں نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر اس پہ لعنت بھیجی تھی وہ جادو کر چکی تھی اور جادو کبھی بھی مجبوری نہیں ہوتا

اس نے سفیر کی آنکھوں میں شاک دیکھا پھر صدمہ دیکھا وہ ڈھے گیا تھا لیکن مہر کو کوئی فرق نہیں پڑا

اسے سفیر کے ساتھ بٹھایا گیا نکاح ہوا مبارک باد ملی ابا نے شفقت والا ہاتھ اسکے سر پہ رکھا پھر اس نے دیکھا کہ کچھ شور ہوا ہے سفیر معراج سے کچھ کہہ رہا ہے اس نے معراج کو گرتے دیکھا اس نے سفیر کو پریشان ہوتے دیکھا آس پاس بھگدڑ مچتے دیکھا

مناظر بدلے رات کا اندھیرا چھٹا تھا وہ صبح کا پیلا اجالا تھا ہالے گھر آگئی تھی وہ سفیر سے مار کھا رہی تھی گالیاں کھا رہی تھی مہرماہ نے اپنے دل میں تقویت اترتی محسوس کی تھی ہارون اسکا ساتھ چھوڑ چکا تھا اور جب دنیا ہاتھ سے چلی جائے تو باقی کچھ نہیں رہتا اسے لگتا تھا وہ مجبور ہے لیکن وہ مجبور ہرگز نہیں تھی

وہ اگلے گھنٹے ہسپتال آئی تھی سفیر کے پیچھے اسے لگتا تھا سفیر خود کو یا پھر معراج سلطان کو نقصان دے گا وہ جب آئی اسی وقت شمس سلطان معراج سلطان کے کمرے سے نکل رہے تھے انکے چہرے پہ پسینہ تھا پریشانی تھی ڈاکٹر عبدالحفیظ پیرزادہ اندر کمرے میں گئے تھے مہرماہ راھداری کے سرے پہ کھڑی سب دیکھ رہی تھی اور پھر وہ اندر داخل ہوئی تھی قدم من من بھر کے تھے دل گالیاں دے رہا تھا کوس رہا تھا ضمیر نے لاکھ ملامت کی تھی لیکن اسکے قدم نہیں رکے تھے وہ اندر آگئی تھی ڈاکٹر نے اسے روکنا چاہا تھا لیکن پیسا بولتا ہے اور ایسا بولتا ہے کہ ہر ایک کو خاموش کروا دیتا ہے

وہ کافی دیر وہاں کھڑی رہی تھی خاموشی سے ڈاکٹرز کو علاج کرتے دیکھتی رہی پھر ڈاکٹر عبدالحفیظ پیرزادہ باہر چلے گئے تھے جاتے وقت انکی گردن جھکی ہوئی تھی اور دل پہ بوجھ تھا معراج سلطان آرام دہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہے تھے مہرماہ چند لمحے انکے سر پہ کھڑی انہیں گھورتی رہی دیکھتی رہی پھر اس نے آہستگی سے کہنا شروع کیا تھا

آپ آدھے مر چکے ہیں بابا اسکی آواز ہلکی اور سفاک تھی ذلت آپ کو آدھا کھا گئی ہے اب آپ کو چاہیے کہ پورے مر جائیں

وہ انسان سے حیوان بنتی جارہی تھی اور اسے اندازہ بھی نہیں تھا

میں اپ سے بہت محبت کرتی ہوں بابا بہت زیادہ محبت لیکن آپ جنگل کے بادشاہ ہیں آپ واپس آ گئے تو گدھ ایک بار پھر دیش نکالا کا حکم سنیں گے ایک بار پھر انہیں مردار کھانا پڑے گا اور اپنے ہی گھر سے بے گھر ہونا پڑے گا آخر کب تک گدھ بن باس سہیں ؟اسکی آواز میں تاسف تھا وہ کہیں سے بھی نارمل نہیں لگ رہی تھی

اسکا چہرہ غیر انسانی تھا سفید اور گدھوں جیسا

میں آپ کو یہاں چھوڑ جاؤں گی اور آپ واپس آ جائیں گے آپ اکیلے واپس آتے تو مجھے کوئی دکھ نہ ہوتا آپ ہالے کو ساتھ لائیں گے اور اسکے ہوتے ہوئے نہ ابا میرے نہ سفیر میرا اسکی آواز میں کرب شامل ہوا تھا

میں مجبور ہوں بابا بے حد مجبور آپ کو جانا ہو گا یہاں سے دور بے حد دور جہاں ایک اچھی زندگی آپ کی منتظر ہے اس نے کہتے ساتھ انکے سر کے نیچے رکھا تکیہ کھینچ کر نکالا تھا معراج بے دھم تھے انکی سانسیں بے ترتیب تھیں بیماری نے انہیں مار گرا دیا تھا

یہ میری زندگی کا پہلا قتل نہیں ہے بابا اس نے کہتے ساتھ تکیہ انکے منہ پہ رکھا تھا اسی لمحے معراج ہوش میں آ گئے تھے لیکن کچھ سمجھ نہیں سکے تھے وہ نقاہت زدہ تھے اور کچھ کچھ غائب دماغ مہر کی آوازیں انکے کان میں پڑ رہی تھیں لیکن وہ انکو پراسیس نہیں کر پا رہے تھے

میرا پہلا قتل ہمارے کالج کا چپڑاسی تھا جس نے مجھے ہالے کو کلاس میں بند کرتے دیکھ لیا تھا میں نے بابا میں نے اسکی چائے میں چوہے مار ملا دیا تھا اسکی آواز اسکا انداز مشینی تھا

آوازیں پراسس ہونے لگیں تھیں لیکن اسی لمحے مہر نے تکیے کا زور بڑھایا تھا معراج بری طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگے تھے مہر ماہ زور بڑھاتے ہوئے کہتی رہی

میرا دوسرا قتل وہ کالج کا پروفیسر تھا جس نے مجھے ہالے کو ایکسپلائٹ کرتے ہوئے دیکھا تھا جس نے مجھے دن کے وقت ہالے سلطان کے پیپر کی جگہ اپنا لکھا ہوا ہالے کے رول نمبر سے اپنا لکھا ہوا غلط پیپر آفس میں رکھتے ہوئے دیکھا تھا

تکیے کا زور بڑھتا جا رہا تھا سانسیں رکنے لگیں تھیں مزاحمت دم توڑ رہی تھی لیکن الفاظوں کا زہر ختم نہیں ہو رہا تھا پروفیسر نے نیند کی گولیاں کھا کر خودکشی نہیں کی تھی میں نے انکے کھانے میں گولیاں پیس کر ڈال دی تھیں میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن میں مجبور تھی بابا میں بہت مجبور تھی وہ عجیب سے لہجے میں کہہ رہی تھی تکیوں کے نیچے پڑے آدمی کی

مزاحمت ختم ہو گئی تھی وہ فرشتہ صفت آدمی اب نہیں رہا تھا وہ جا چکا تھا مہر نے تکیہ ہٹا لیا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے وہ معراج کو اس طرح ساکت دیکھ گہری اذیت میں لگتی تھی

آئی ایم سوری بابا آئی ایم ریلی سوری مجھے گدھ بننے پہ آپ ہی لوگوں نے مجبور کیا ہے آئی ایم سوری وہ بلند آواز میں رو رہی تھی

اسی لمحے اس نے قدموں کی چاپ سنی تھی کوئی تھا جو قریب آ رہا تھا اور مہرماہ قدموں کی چاپ پہچانتی تھی وہ فورا سے دیوار پہ لگے پردے کی اوٹ میں ہو گئی تھی نوارد دروازہ دھکیل کر اندر آیا تھا وہ سفیر تھا

سرخ آنکھوں اور بلند آواز میں وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا ان سے انکی بیٹی کا پوچھ رہا تھا پھر عمر سے نکاح کروانے پہ غرا رہا تھا اسکے منہ سے کف نکل رہا تھا پھر دفعتا وہ رکا تھا وہ آگے گیا تھا اس نے معراج سلطان کا ساکن وجود دیکھا اور پھر انکے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا اگلے ہی لمحے وہ کرنٹ کھا کر دور ہٹا تھا بلکہ وہ فرش پہ بیٹھ گیا تھا اور بری طرح خوف زدہ تھا اسکی آنکھیں ایک جگہ جم سی گئی تھیں وہ ساکت تھا بے سانس چہرہ سفید پڑ چکا تھا اسے لگا تھا وہ اسکی باتیں سن کر مرے ہیں اگلے لمحات تمھیں ٹوٹے بکھرے نظر آئیں گے ڈاکٹرز کی ٹیم سفیر کو باہر نکال رہی تھی وہ ایک لاش کی مانند انکے ساتھ چلتا گیا تھا اس دن سفیر سلطان کے گلٹی ہونے کا سفر شروع ہوا تھا

مہرماہ باہر نکل آئی تھی اس نے جھپٹ کر دونوں ننھے کیمرے اتارے تھے اب وہ ان میں اپنی مرضی کی فوٹیج رکھنے والی تھی

اگلے منظر میں وہ لان میں بیٹھی تھی فرواہالے کے بارے میں کچھ کہہ رہی تھیں اور مہر بدلے میں ہالے کی یاد کا ذکر کر رہی تھی لیکن اگر تم ذرا جھک کر میز پہ رکھا موبائل دیکھو تو اس پہ کال چل رہی تھی اور اس کال پہ ہالے سلطان کا نمبر لکھا تھا

اس سے اگلے منظر میں وہ یوسف سلطان کے ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی تھی وہ اس سے کہہ رہے تھے کہ اب یوسف سلطان کو خاص توجہ اور خاص کیر کی ضرورت ہے انہیں ٹینشن نہ دی جائے ورنہ وہ پیرالائز ہو سکتے ہیں یا پھر

انہیں فالج کا اٹیک بھی ہو سکتا ہے اگلے ہی دن مہر ماہ نے جان بوجھ کر انکے سامنے جھگڑا شروع کر دیا تھا اسے وہ ایسے ہی چاہیے تھے لاچار بے بس ہالے سے دور

اگلے منظر میں وہ سفیر کی ڈرنک میں ڈرگز ملاتی نظر آرہی تھی وہ زیادہ پی لیتا تھا تو اسے ہالے سمجھ لیتا تھا اگر ڈرگز لے گا تو اس سے محبت کی باتیں بھی کرے گا بس یہی بس یہی تو تھا اسکے ذہن میں سفیر کی گن لے کر برونو کو مارنے والی بھی وہ خود تھی عمر اسے اپنا زوال لگتا تھا وہ ہالے اور حسن کو اسکے قریب کیسے دیکھ سکتی تھی؟

اسکے بعد وہ بس ہالے کو ایکسپلائٹ کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی عمر سے ہالے کی طلاق اسکا سب سے بڑا مقصد بن گیا تھا وہ سفیر سے مار کھائے گالیاں کھائے یا پھر وہ نشے میں دھت ہو کر ہی سہی اسے مہر کے بجائے ہالے سلطان سمجھ کر ہی نظر التفات لٹائے وہ اسے ہر حال میں قبول تھا

اسے لاغر معذور اور بے چارے یوسف سلطان بھی قبول تھے جو اب اسکے محتاج تھے جنہیں اب اسکی محبت نہیں ضرورت تھی اسے اپنے لوگوں کو غلام بنا کر رکھنا اچھا لگتا تھا

وہ گدھ تھی اسے مردار کھانا اچھا لگتا تھا..

موجودہ دن موجودہ لمحہ

عمر حیات اپنی جگہ پہ ساکن کھڑا اسے دیکھ رہا تھا وہ ہنس رہی تھی مسکرا رہی تھی اپنے شوہر کی کسی تعریف پہ وہ سرخ ہو رہی تھی اسی لمحے سفیر کا فون بجا تھا آوازوں کا مسلہ تھا اسکا شوہر اسے اشارے سے ،، ضروری کال " کہتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا مہر مسکراتے ہوئے پلک جھپکا کر اسے تسلی دیتے ہوئے اسے جاتے دیکھتی رہی تھی

عمر نے اپنے قدم اسکی جانب بڑھائے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسکے قریب آ کر رکا اسی لمحے مہرماہ نے بھی اسے دیکھا آج کچھ تھا جو عمر حیات کی آنکھوں میں بدلہ ہوا تھا کوئی پٹی تھی جو اتر چکی تھی ایک لمحے کو مہرماہ ٹھٹھکی تھی پھر اگلے ہی لمحے سنبھل بھی گئی تھی

ہیلو عمر وہاج خان وہ جتاتی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی عمر مسکرا بھی نہ سکا

ہیلو مہرماہ غیاث الدین وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا حقیقت وہ دونوں جان چکے تھے اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا عمر آہستگی سے اسکے سامنے کرسی پہ بیٹھا چندپل وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر مہر نے اس خاموشی کو توڑا تھا

کیا میں مان لوں کہ تم اب وہ بھی سب کچھ نہیں جانتے ؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی کس ڈھٹائی سے پوچھ رہی تھی عمر چندپل کچھ کہہ ہی نہ سکا

کیا تم نے جج صاحب ؟ وہ باقی کے الفاظ نہیں کہہ سکا کہنا مشکل تھا مہر اسکی بات پہ چپ سی ہو گئی پھر یکدم اسکی آنکھوں میں افسوس سا ابھرا چہرے پہ ملال پھیلا اس کی آنکھوں کے کنارے نم ہوئے

میں ایسا نہیں چاہتی تھی عمر وہ بولی تو اسکے لہجے میں دکھ تھا میں مجبور تھی بہت زیادہ مجبور وہ آزردگی سے کہہ رہی تھی اور عمر جیسے اسکے انکشاف پہ گنگ ہو گیا تھا آس پاس دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اسکی آنکھوں میں کرب اترا تھا کاش وہ اٹھ کر اسکا گلہ دبا سکتا وہ ہاتھ کی مٹھی بھینچے اسے سنے گیا

وہ کہے گئی

!!تم نے جنگل دیکھا ہے عمر؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی عجیب لہجے میں کہہ رہی تھی

!!،، جنگل میں کئی جانور اور پرندے ہوتے ہیں چھوٹے بڑے ادنی اعلی وہ سب ساتھ رہتے ہیں کبھی لڑتے ہیں کبھی مرتے ہیں ایک دوسرے کو کھا لیتے ہیں نوچ لیتے ہیں لیکن وہ ساتھ رہتے ہیں کوئی ایک دوسرے کو نکال نہیں دیتا لیکن ایک پرندہ ہے جسے جنگل سے نکال دیا گیا دیش نکالا سمجھتے ہو؟!!،،

عمر بس اپنی آنکھوں میں تپش لئے اسے دیکھے گیا وہ کہتی رہی

جب اسے جنگل سے نکالا گیا تو گدھوں نے آبادی کا رخ کیا گدھ جانوروں کو چھوڑ انسانوں کا مردار گوشت کھانے لگے ہر طرح کا چھوٹا بڑا مردار حلال ہر طرح کا گوشت تمھیں لگتا ہے یہ گدھوں کی سفاکی تھی؟ نہیں عمر یہ گدھوں کی مجبوری تھی وہ زور دے کر بولی

!!،، وہ مجبور تھے میں بری نہیں ہوں میں بس گدھ ہوں جسے کبھی اپنا سمجھا ہی نہیں گیا جس نے سلطان منزل کے جنگل میں زندگی کے انتیس سال گزار دیئے لیکن کسی نے اسے قبول نہیں کیا اب میں اگر گدھ بن کر مردار کھانے لگ گئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

اسی لمحے سفیر انکی طرف آتا دکھائی دیا اسکی کال لمبی ہو گئی تھی لیکن وہ ان سے دو میز دور تھا جب کسی جاننے والے نے نے اسے روک لیا

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا ایک سخت نظر مہر ماہ پہ ڈالی اور کہنا شروع کیا

تم نے میرا بخت کھایا مہر ماہ عمر اسکو دیکھ کر بول رہا تھا میرے رشتے میرے پیسے میرا حق میری عیاشی تم نے سب کھایا ایک زندگی تھی جو تم نے میری جگہ گزاری اور اب اس نے اپنی آواز دھیمی کر لی اب وقت ہے کہ تم حساب دو

سفیر کو کسی جاننے والے نے روک رکھا تھا اسکی نظریں بے چین سی تھیں وہ جلد از جلد یہاں آنا چاہتا تھا عمر اب بھی کہہ رہا تھا

میں عمر حیات آج تمھیں بتا رہا ہوں میں تم سے حساب لوں گا میں تمہاری گردن میں ایسا پھندہ لگاؤں گا کہ تم خود اسے خود پہ کس دو گی اتنا عرصہ میں تمھیں سمجھ نہیں پایا کیونکہ میں وکٹم بن رہا تھا لیکن آج اور ابھی سے عمر حیات کہانی کا ولن ہے یاد رکھنا

مہر ماہ ابرو اوپر کھینچے اسے دیکھ رہی تھی اب کہانی میں اصل مزہ آنے لگا تھا

تمھیں یہ تو پتہ ہے کہ گدھوں کو قبول نہیں کیا گیا لیکن کیا تم یہ جانتی ہو کہ ان گدھوں کو کیوں قبول نہیں کیا گیا ؟مہر کے چہرے پہ الجھن ابھری عمر کہتا رہا

گدھ حریص تھے وہ کھاتے تھے اور بہت کھاتے تھے حلال حرام مردار سب کھاتے تھے لیکن پھر بھی انکا حرص نہیں مرتا تھا یہاں تک کہ انکے منہ سے انکا کھایا قے کی صورت نکل آتا تھا حاضمہ خراب ہو جاتا تھا لیکن وہ پھر بھی کھاتے تھے کیونکہ گدھ حریص تھے وہ اتنا کھا کر قے کر کر پاگل ہونے لگے تھے ساری ساری رات گدھ سوتے نہیں تھے انکا حرص انکا حسد انہیں سونے نہیں دیتا تھا گدھوں کو نکالا جانا ظلم نہیں جنگل کی صفائی تھی وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولا تھا

تم نے بہت مردار کھایا ہو گا بہت گوشت کے ٹکڑے حلق سے اندر اتارے ہوں گے لیکن میں گوشت کا وہ ٹکڑا ہوں جو سات پانیوں سے بھی نہیں گلے گا میں تمھارے حلق میں اٹک جاؤں گا اس طرح کہ تمہاری سانس بند ہونے لگے گی تم اگر گدھ ہو تو میں تم سے بڑا گدھ ہوں شاید تم بھول رہی ہو مہرماہ ہم دونوں ایک ہیں ہم دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے ہیں ہمارے اندر ایک جیسا شر ہے فرق بس یہ ہے کہ میں نے اپنے شر پہ قابو پا رکھا ہے لیکن اب اب میں تمھیں بتاؤں گا اصل گدھ کون ہے

مہرماہ کچھ نہیں بولی وہ بس محضوض سی اسے دیکھ رہی تھی تم فیرے ی ٹیلز دیکھتے ہو عمر؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی عمر آنکھوں میں طیش لیے اسے دیکھ رہا تھا نہیں دیکھتے ہو گے ہے ناں؟ مہرماہ نے اضافہ کیا

میں دیکھتی ہوں بہت زیادہ دیکھتی ہوں اور پتہ ہے کیا مجھے فیری ٹیلز میں ہمیشہ وہ لوگ پسند تھے جو evil تھے مجھے وہ جادو گرنی پسند تھی جس نے راپنزل کو قید کر لیا تھا کچھ عرصہ ہی سہی لیکن وہ خوبصورت زندگی گزارتی رہی

مجھے وہ سوتیلی ماں پسند تھی جس نے شہزادی کو محل سے دربدر کر دیا چاہے کچھ عرصہ ہی سہی لیکن شہزادی نے ٹھوکریں تو کھائیں ناں مجھے ہر برا کردار پسند ہے مجھے ہر وہ انسان پسند ہے جو اپنے حق اپنی محبت چھین لیتا ہے اور رہی بات بدلے کی انتقام کی تو وہ تم مجھ سے نہیں لے سکتے عمر تمھارے پاس ایک واحد چیز واحد رشتہ ہالے ہے اور تم دیکھنا میں اسے تم سے کس طرح الگ کروں گی نہ تم کہانی کی شہزادے ہو نہ نہ وکٹم اب تم کہانی کے دیو ہو اور دیوں کی جان ہمیشہ ایک ننھی چڑیا میں ہوتی ہے میں اس چڑیا کی مالک ہوں تم دیکھنا عمر میں تمھارے بخت سے تمہاری آخری محبت کیسے کھروچ کر مٹاتی ہوں

سفیر قریب آچکا تھا عمر خاموش ہو کھڑا رہا سپاٹ سرد آنکھوں سے اسے دیکھتا ہوا تم میری بیوی سے کیا بات کر رہے ہو؟ اسکا لہجہ سخت تھا مشکوک سا

عمر اب کے سفیر کی جانب مڑا چہرہ حتی الامکان بے تاثر رکھا چند ثانیے سفیر کو گھورتا رہا اور پھر مڑ گیا وہ بہت بری طرح ڈسٹرب تھا شاید ہرٹ بھی وہ مڑ گیا تو سفیر نے تندہی سے مہرماہ کو دیکھا

تمھیں یہی آدمی ملا تھا بات کرنے کو؟ اسکا لہجہ سخت تھا

میں اس سے بس ہالے کے بارے میں بات کر رہی تھی آپ کو برا لگا؟ وہ ہلکی آواز میں پوچھ رہی تھی سفیر نرم پڑا اور گھوم کر اپنی جگہ پہ آکر بیٹھا

چھوڑو اسے تم بتاؤ کھانا کیسا ہے اس نے بات بدل دی تھی مہرماہ اب اس سے کچھ کہہ رہی تھی سفیر سن رہا تھا یا پھر شاید نہیں سچ تو یہ تھا کہ عمر کو دیکھ کر آج بھی اسکے دل کے زخم ہرے ہو جاتے تھے

شاید وہ واقعی ہالے سے محبت کرتا تھا کیا پتہ ؟

عمر حیات کے بنگلے پہ رات اتر آئی تھی لاؤنج میں اب تک آوازیں آرہی تھیں حسن اپنی سابقہ جگہ پہ براجمان تھا نفیسہ حیات کا فیورٹ بچہ یونو لیل جانے کی تیاری میں کھڑی تھی اور اب ہارون سے منت کر رہی تھی کہ وہ اسے گھر چھوڑ آئے ہالے کچن میں تھی کافی بناتی ہوئی

!!ہارون کیا تکلیف ہے تمھیں چھوڑ آؤ ناں مجھے!! لیل سخت کوفت زدہ تھی ہارون نے نفی میں سر ہلایا

ہرگز نہیں میں نے جو تمہاری پینٹنگ بنائی تھی پہلے اسکی تعریف کرو عجیب ضد تھی بھئی

تم اٹھ رہے ہو یا میں تمہارا سر پھاڑ دوں ؟ وہ ضبط سے پوچھ رہی تھی

تم مجھ پہ ہاتھ اٹھاؤ گی تو کیا میں نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں ؟

لیل کو یہاں آکر صدمہ ہی تو لگا تھا!! تم عورت پہ ہاتھ اٹھاؤ گے ؟

ہارون مسکرایا تھا "میں عورت پہ برش اٹھاؤں گا اور ایسے بھیانک طریقے سے تمہارا چہرہ پینٹ کروں گا کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی

لیل کا سانس جیسے سینے میں اٹک گیا اسکی حسین عربی آنکھیں اس نے فورا پینترا بدلہ تھا

تم تو میرے اچھے دوست ہو ہارون میں تو بس مذاق کر رہی تھی تم اس دنیا کے سب سے بہترین پینٹر ہو میں تمہاری سب سے بڑی فین ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر میں ناں میں؟ہاں میں جانتا ہوں تم میری فین لسٹ میں سب سے بڑی عمر کی عورت ہو اور بس یہاں لیل سکندر کی بس ہو چکی تھی وہ اپنا بیگ جھپٹتے ہوئے اٹھی تھی ہارون پہ جہنم میں جاؤ والی نظر ڈالی اور آگے بڑھ گئی ہارون بھی آٹھ کھڑا ہوا تھا اور مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے گیا تھا

اب وہ سارا راستہ اس سے لڑتے ہوئے جائے گی وہ جانتا تھا لیکن وہ بھی کیا کرے جو سکون لیل کو تپا کر ملتا تھا وہ کہیں اور نہیں تھا

وہ چلے گئے تو لاونج خالی ہو گیا نفیسہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں حسن کو ہالے نے بلا لیا تھا وہ کچن میں کھڑی حسن سے اسکے کالج کے متعلق کوئی بات کہہ رہی تھی جب عمر اندر جاتا دکھائی دیا اس نے جاتے جاتے ایک نظر ہالے کو دیکھا اور پھر اسی طرف آ گیا تھا اسکی رنگت نچڑی ہوئی تھی چہرہ عجیب تھا صاف ظاہر تھا وہ ڈسٹرب ہے وہ کچن میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے حسن نا محسوس انداز میں باہر نکل گیا تھا عمر نے ہالے کو دیکھا کیا وہ اسے بتا دے؟کیا وہ یقین کر لے گی؟کیا اسے کوشش نہیں کرنی چاہیے؟اس نے گلہ تر کیا کہنے کو الفاظ جمع کئے

اگر میں کسی دن کوئی ایسی بات کہہ دوں جسے آپ نے اپنے وہم وگمان میں نہ سوچا ہو تو کیا آپ میرا اعتبار کریں گی؟وہ بڑے دنوں بعد آج پھر سے آپ کہہ رہا تھا الفاظ جوڑ جوڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کرتا یہ اسکا عمر تھا ہاں یہ وہی تھا

ہالے نے بازو سینے پہ باندھ کر اسے دیکھا تھا

،،تم خود کو دیکھو عمر تم ہمارا ماضی دیکھو اور پھر خود سے سوال کرو کہ میں کیا کروں گی،،وہ اسکو دیکھتے ہوئے بولی تھی

مجھے معاف کر دو ہالے میں آج اپنی غلطی مانتا ہوں میں نے جو بھی تمھارے ساتھ کیا وہ غلط تھا لیکن اب میں اپنے عمل پہ شرمندہ ہوں کیا ہم ایک دوسرے کو موقع نہیں دے سکتے؟وہ آج مختلف لگ رہا تھا وہ اسے روک رہا تھا شاید وہ خوف زدہ تھا

مجھے جانے دو عمر ہم دونوں کے حق میں یہ بہتر ہو گا طلاق ایک نہ ایک دن ہونی ہے..ہ. . . . . .

ضروری نہیں ہے کہ ہماری طلاق ہو جائے عمر نے ناگواری سے ٹوکا تھا ہالے مسکرائی تھی اذیت سے کرب سے کیوں عمر؟ہماری طلاق کیوں نہیں ہو گی؟

? tBecause i am the women you love with all your hear

یا پھر تم میرے ساتھ جینا چاہتے ہو؟لیکن تم تو کہتے ہو ان میں سے ایک بات مذاق تھی اور ایک بابا کی خواہش عمر کا سر جھکا تھا اسے پیشمانی ہوئی ہالے تکلیف سے کہہ رہی تھی

تم کہتے ہو تمھارے استاد نے تمھیں جو سکھایا وہ سہی تھا اور تم ویسا ہی کروگے اور اب تم اپنے عمل پہ معافی بھی مانگ رہے ہو ؟؟ تم چاہتے ہو میں تم پہ اعتبار کروں لیکن تم خود ایسا نہیں کرنا چاہتے تمہاری کوئی بات سچی نہیں ہے عمر تم جھوٹے ہو تم اندر سے ایک شکی آدمی ہو تم ایک سیلف آبسسیسڈ آدمی ہو جسے لگتا ہے اسے سب پتہ ہوتا ہے نہ ہالے کی آواز اونچی تھی نہ اس میں طنز تھا پھر بھی عمر کو اسکی باتیں چابک جیسی لگی تھیں

تم آج کہیں سے ہماری کہانی کا کوئی نیا سچ جان کر آئے ہو لیکن تم مجھے نہیں بتا رہے بات یہ نہیں ہے کہ میں تم پہ اعتبار نہیں کرتی بات یہ ہے کہ تم وہ آگے آئی عمر کے سینے پہ انگلی سے دستک دی تم مجھ پہ اعتبار نہیں کرتے ورنہ میں تو وہی ہوں جسے آدھی رات میں تم نے کہا تھا کہ میں جینا چاہتا ہوں اور میں نے اعتبار کر لیا تھا

عمر نے ایک جھٹکے سے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا تھا اسکی آخری بات اسکی آخری بات میں کچھ تھا کہ ٹھٹھکا جائے کچھ ایسا کہ وہ سچی لگے

وہ اب بھی اسکے سامنے کھڑی تھی اسکی آنکھوں میں اپنی نم ہوتی آنکھیں گاڑے ہوئے ان میں تکلیف تھی واضح تکلیف !! تم چاہتے ہو میں یہاں رہوں لیکن تم پورا ایک ماہ کہاں تھے عمر ؟ تم بس اپنا سوچتے ہو آج تمھیں میری ضرورت ہے تو تم روک رہے ہو ورنہ ہالے کو چھوڑ دینا تو ہمیشہ تمھارے لئے آسان رہا ہے

وہ بول کر رکی نہیں تھی شاید اسے اپنے آنسوؤں کے بہہ جانے کا ڈر تھا پیچھے عمر تہی دامن کھڑا رہ گیا

پولیس والا اگر اعتبار کر لے تو نری موت مرے

یاقوت مرزا کا کمرہ آج خاموش سا تھا نرمین آج نوح کے ساتھ تھی شاید وہ تھوڑی دیر تک اسے چھوڑنے آ بھی جاتا یاقوت مرزا آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بالوں میں اسپرے کر رہا تھا وہ کافی بدلہ ہوا سا تھا اسکے چہرے پہ بے چینی سی تھی سنجیدگی بھی شاید کچھ سوال تھے جن کے جواب اسے مل نہیں پا رہے تھے وہ تیار ہو کر لاؤنج میں آیا صوفوں پہ اسکے دوست بیٹھے تھے دیوار گیر ٹی وی پہ خبر چل رہی تھی

ناظم آباد سے خبر شامل کرتے چلیں اطلاع ملی ہے کہ ناظم آباد سے لاپتا ہونے والی اقرا خالد کی زیادتی شدہ لاش پولیس کو مل گئی ہے بتایا جا رہا ہے کہ اقرا کے ساتھ متعدد افراد نے...

یاقوت نے آگے بڑھ کر ری موٹ کی مدد سے رپوٹر کی آواز کا گلہ گھونٹ دیا اسکا چہرہ اب بلکل بھی نارمل نہیں تھا وہ ڈرا ہوا گلٹی سا لگتا تھا اسے اب لگتا تھا جو اس نے کیا ہے وہ گناہ ہے

بند کیوں کر دیا یاقوت سننے تو دیتے آخر وہ بے غیرت لوگ پکڑے بھی گئے یا نہیں ؟ اسکی ایک دوست بولی تھی

یاقوت ایک سنگل صوفے پہ آ کر بیٹھا ہاتھ نا محسوس انداز میں بازو کو کھجا رہا تھا اور کبھی گردن

آس پاس خنزیروں کی بو پھیلنے لگی تھی جسم سے چپکا نادیدہ چیچک اب نظر آنے لگا تھا

کیا بے غیرت ہے وہ ہاں ؟ اور وہ لڑکی اسکی کوئی غلطی نہیں ؟ کیوں نکلی تھی شام میں گھر سے ؟ وہ چڑھ دوڑا تھا

پاس بیٹھے شان نے افسوس سے اسکو دیکھا

یاقوت تم victim blaming کر رہے ہو؟ اور وہ لڑکی اپنے باپ کی دوائی لینے نکلی تھی اسکا باپ ایک بیٹا نہیں پیدا کر سکا تھا جو آدھی رات کے وقت اسکی دوا لے کر آتا اور ریپ نہ ہوتا وہ تلخی سے بولا یاقوت کو بے اختیار اپنے آس پاس اکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی

بیٹا ہوتا بھی تو کیا ہو جاتا اب کے نوید بولا تھا کیا لڑکے ریپ نہیں ہو رہے؟ حمزہ متین کا کیس بھول رہے ہو تم ایک ہفتہ پہلے اسکو اجتماعی زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا ریپسٹ جینڈر نہیں دیکھتے

یاقوت نے مردہ آنکھوں سے انکو دیکھا اسکے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا وہ جسے گناہ مان ہی نہیں رہا تھا آج وہی عمل گلے کا پھندہ بننے لگا تھا

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے اس نے یہ سب کسی مجبوری میں کیا ہو یاقوت کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی اسے لگ رہا تھا وہاں بیٹھے تمام لوگ اس پہ ہنس رہے ہوں جیسے

ریپ کبھی بھی مجبوری نہیں ہوتا یاقوت ریپ ایک بیمار دماغ کرتا ہے ایک ایسا دماغ جسے مرد عورت انسان جانور سے فرق نہیں پڑتا نوین کہہ رہی تھی اور یاقوت دم سادھے اسکو سنے گیا جو لوگ کہتے ہیں ریپ "مرد" نے کیا غلط کہتے ہیں کوئی بھی مرد یا عورت ریپ نہیں کرتی کوئی حوس ریپ نہیں کرتی ریپ ایک بیمار دماغ کرتا ہے جسے قبر میں لیٹی عورت سے بھی فرق نہیں پڑتا جسے نوزائیدہ بچی سے بھی فرق نہیں پڑتا جسے اپنے جیسے جسمانی خدوخال رکھنے والے انسان سے بھی فرق نہیں پڑتا ریپسٹ ایک خنزیر جیسا ہوتا ہے جس طرح خنزیر اپنا فضلہ خود کھا جاتا ہے ناں بلکل اسی طرح ریپسٹ مرد کو بھی ریپ کرتا ہے وہ بول کر خاموش ہوئی تو شان نے بولنا

شروع کیا کوئی یاقوت کو نہیں دیکھ رہا تھا کوئی یہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ الفاظوں کے زہر سے سبز پڑ رہا ہے شان کہہ رہا تھا

تم جانتے ہو یاقوت ریپ کس طرح پورا خاندان توڑ دیتا ہے؟ ریپ قتل سے بھی بڑا جرم ہے اس جرم میں ایک وکٹم نہیں ہوتا بلکہ سارا خاندان سارا سرکل وکٹم بن جاتا ہے لڑکی کا گھر خاندان دوست سب ایفیکٹ ہوتے ہیں اس لڑکی کا بھائی گلی میں گزرتے ہوئے گردن جھکا دیتا ہے کیونکہ اس گلی میں کئی تم جیسے

victim blamers

ہوتے ہیں لڑکی کی بہنوں کے رشتے نہیں آتے کیونکہ خاندان میں تم جیسے لوگ ہوتے ہیں جنکو لگتا ہے کہ شاید ریپسٹ اتنا برا نہیں تھا کچھ قصور لڑکی کا بھی ہو گا

یاقوت کو جیسے وقفے وقفے سے چابک لگ رہے تھے چیچک زدہ جسم سے خون رس رہا تھا

یاقوت مرزا نے گردن اٹھا کر انکو دیکھا تھا اسے سب کی نظروں میں اپنے لئے حقارت محسوس ہوئی تھی اگر یہ لوگ جان لیں کہ؟؟ اور بس اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا

اصل میں یہ ریپسٹ انسان نہیں ہوتے شیطان ہوتے ہیں کسی ایک دوست نے لقمہ دیا تھا اور یہاں آکر ساری باتیں بے معنی ہو گئی تھی یاقوت مرزا سن ہو گیا تھا اسکا دماغ شل تھا اسکے جسم سے روح کھینچ لی گئی تھی

اسکے دوست اب کوئی اور بات کر رہے تھے شاید سسٹم کی کمزوری شاید مجرم کا پکڑا جانا یاقوت بس غائب دماغی سے انہیں سن رہا تھا اسکے دماغ میں جو چل رہا تھا وہ کئی برس پرانے منظر تھے

کئی برس قبل

یہ ان دنوں کی بات ہے جب فہیم مرزا نے اپنا کاروبار برطانیہ میں پھیلا لیا تھا انہیں وہاں رہنا پڑتا تھا اور یاقوت اپنی ماں کے ساتھ پاکستان میں کیونکہ مسکان (فہیم مرزا کی بیوی) کو پاکستان پسند تھا دو ماہ قبل جب انکی وفات ہوئی تب یاقوت یہاں سے نہ جانے پہ بضد تھا بلاخر مجبور ہو کر فہیم مرزا کو اسے نوح کی ماں کے پاس چھوڑا وہ مخلص اور اچھی عورت تھیں اپنے ساتھ ہونے والے مضالم کا بدلہ اس بچے سے نہیں لیا وہ پچھلے تین ماہ سے انکے گھر رہ رہا تھا صبح میں نوح اور نرمین کے ساتھ اسکول جاتا تھا اور شام میں قاری صاحب کے گھر ہماری کہانی اور یاقوت کا اصل قاری صاحب کے گھر سے جڑا ہے

پکی اینٹوں والی بیٹھک میں اس وقت کئی بچے سر ہلا ہلا کر قرآن پڑھ رہے تھے انکے سروں پہ جالی دار ٹوپیاں تھیں قاری صاحب کے دائیں طرف ایک بچا بیٹھا تھا سیاہ آنکھیں صاف ستھرا لباس اور امیروں والے ٹھاٹھ وہ بچہ بہت خوبصورت تھا اور اس وقت بیٹھک میں بیٹھے تمام بچوں سے اچھا پڑھنے والا اسے قرآن پڑھنے کا بہت شوق تھا اس نے صرف ایک ہفتے میں ہی چھ چھوٹی چھوٹی سورتیں حفظ کرلی تھیں وہ جب پڑھتا تھا تو ساری دنیا سے بے خبر ہو تا تھا ایک وہ اور ایک اسکا قرآن تمام بچوں کا دھیان سپارے کی جانب تھا جب یاقوت کو اپنی پشت پہ کچھ

سر کتا ہوا محسوس ہوا وہ بدک کر دور ہٹا تھا اسکی آنکھوں میں خوف اور ناپسندیدگی تھی یہ لمس اسے پسند نہیں تھا جانے کیوں یہ بے چین کر دیتا تھا

وہ ایک بار پھر لہک لہک کر سبق پڑھنے لگا تھا جب اسے وہی لمس اپنے ٹانگ پہ رینگتا محسوس ہوا یاقوت نے گردن اٹھا کر دیکھا قاری کی نظریں اسے آج عجیب لگی تھی وہ بے اختیار دور ہو بیٹھا وہ بچہ تھا لیکن قاری صاحب کی بائیں جانب بیٹھا نوح مرزا بچہ نہیں تھا کم از کم اس معملے کو تو وہ سمجھ سکتا تھا لیکن وہ دیکھ کر یوں نظر انداز کر دیتا تھا جیسے دیکھا ہی نہ ہو

کئی دن بیتے لیکن وہ گندہ برا اور بے چین کر دینے والا لمس آہ وہ لمس نہیں بدل سکا تھا یاقوت اب بے طرح بے چین ہونے لگا تھا وہ قاری صاحب سے دور جا کر بیٹھتا تھا لیکن پھر وہی ہوتا جسکا اسے ڈر رہتا قاری اسکے معصوم ہاتھ سرخ کر دیتا تھا قاری نے مشہور کر رکھا تھا کہ وہ ایک نہ پڑھنے والا اور بہانے بنانے والا بچہ ہے اسی لئے وہ قاری کے ساتھ نہیں بیٹھتا ایسے ہی ایک دن میں جب وہ سارے بچے بیٹھک سے چھٹی کر کے چلے گئے تھے تب وہاں ایک بچہ تھا جسے جانے نہیں دیا جا رہا تھا

یاقوت مرزا وہ ہر بار سبق یاد کر کے سناتا تھا اور ہر بار ہی مار کھاتا تھا کیونکہ اسے آیات نہیں آتی تھیں وہ ہر مرتبہ آیات کو الٹا پڑھتا تھا

شیطان کی اولاد سبق کو سہی سے پڑھ قاری اسے مارے جاتا اور یہی سطر دہرائے جاتا تھا وہ خود سے نہیں پڑھ پاتا تھا اسی لئے قاری نے نوح کے سر اسکی ذمہ داری لگا رکھی تھی نوح جتنی ہی مرتبہ اسے سبق یاد کروا دیتا لیکن وہی

ڈھاک کے تین پات وہ ہر دفع آیات کو غلط پڑھتا تھا یہ اسکے لئے نیا تھا پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا وہ زہین تھا اور اسے قرآن سے محبت تھی وہ تو نوح اور نرمین سے پہلے تیار ہو جایا کرتا تھا لیکن جب سے وہ قاری صاحب کے لمس سے چڑنے لگا تھا تب سے یہی سب ہونے لگا تھا اس شام بھی وہ روئی روئی معصوم آنکھوں سے سبق دیکھ رہا تھا اسکی آنکھیں سوجھ گئی تھیں ہاتھ جل رہے تھے لیکن وہ پڑھے گیا اسی لمحے ایک بار پھر اسے قاری کا ہاتھ اپنی ران پہ محسوس ہوا اور بس یہ ایک حد تھی وہ غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے اٹھا تھا اور قاری کے منہ پہ تھوک دیا اسکے بعد ایک قہر تھا جو اس پہ ٹوٹ پڑا تھا قاری نے کسی جانور کی طرح اسکی رانوں پہ ڈنڈے برسائے تھے وہ چیخ رہا تھا کسی کو مدد کے لئے پکار رہا تھا لیکن کوئی اسکے لئے نہیں آیا باہر بیٹھا سنہری آنکھوں والا لڑکا بھی نہیں وہ بس آنکھیں موندے اندر سے آتی آوازوں پہ تسکین لے رہا تھا اسکے چہرے پہ انتقام تھا

رات کے وقت رابیل (نوح کی ماں) نے یاقوت کی ٹانگوں پہ مرہم لگا دیا تھا وہ بے حد تکلیف میں لگتا تھا بار بار کراہتا رہتا رابیل کئی بار کہہ چکی تھیں کہ وہ اپنے باپ کو سب بتا دے لیکن وہ جانتا تھا اگر اسکے باپ کو پتہ چل گیا تو وہ اسے قرآن نہیں پڑھنے دیں گے اور اسے چھ سورتوں سے آگے بھی یاد کرنا تھا رابیل اسکی مرہم پٹی کر چکی تھیں وہ انکا بھانجا تھا بلکل بیٹوں جیسا اب وہ اسکے پاس بیٹھی تھی یاقوت معصومیت سے انکو دیکھ رہا تھا اسکی آنکھیں روئی روئی سی تھیں رابیل نے پیار سے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرا

تم فکر مت کرو یاقوت اللہ ہے ناں وہ تم پہ رحم کرے گا تم بلکل ٹھیک ہو جاؤ گے وہ اسے دلاسا دے رہی تھیں

نوح ایک طرف بیٹھا کان لگا کر انکی باتیں سن رہا تھا

رحم کیا ہوتا ہے آنٹی ؟وہ انکو دیکھ کر پوچھ رہا تھا رابیل نے الفاظ جوڑنے چاہے اب وہ اس بچے کو کیا سمجھاتیں یاقوت ہمیشہ مثال مانگتا تھا رابیل نے ایک نظر اسکی شارٹس والی ٹانگوں کو دیکھا پھر نرمی سے کہنے لگیں

رحم وہ ہوتا ہے جب آپ پہ کوئی بہت زیادہ ظلم کر رہا ہو اور پھر اللہ آپ کو بچا لے تمھارے کیس میں رحم یہ ہو گا کہ آج تمہارے زخم درد نہیں کریں گے نہ جلیں گے اور نہ ہی تمہاری نیند خراب کریں گے تم دیکھنا اللہ تم پہ رحم کرے گا وہ بول کر اٹھ گئیں یاقوت خوش ہو گیا تھا وہ بہت جلدی خوش ہو جایا کرتا تھا اسے اللہ کا ذکر اسکی حکمت فیسینیٹ کرتی تھی وہ جلد ایمان لانے والوں میں سے تھا

کچھ دیر بعد یاقوت اور نوح ایک ہی بیڈ پہ بیٹھے تھے ان دونوں کے ہاتھوں میں نوڈلز کے باؤل تھے یاقوت کا نارمل اور نوح کے تیز مصالحوں والے نوڈلز وہ بس غور سے یاقوت کو دیکھ رہا تھا نہ جانے کیوں اسے لگتا تھا جو کچھ یاقوت کا باپ اسکی ماں کے ساتھ کرتا ہے اسکی سزا یاقوت کو ملنی چاہیے قرآن یاقوت کی خوشی تھی اور نوح اسے برداشت نہیں کرپاتا تھا

تم قاری صاحب کے پاس جانا چھوڑ کیوں نہیں دیتے وو تمھیں اتنا مارتے ہیں نوح اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

یاقوت کھل کر مسکرایا

وہ چاہے مارے یا نکال دیں آنٹی نے کہا ہے اللہ مجھ پہ رحم کرے گا وہ اس اتنی سی بات پہ اتنا خوش تھا نوح کو حسد ہونے لگا تھا رحم کیا ہے تم جانتے ہو ؟

یاقوت نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا آج میرے زخم ہرٹ نہیں کریں گے یہ رحم ہے اور پھر نہ جانے کیوں کس خیال کے تحت نوح مرزا نے اپنے مرچوں والے نوڈلز کا پیالا یاقوت کی ٹانگوں کے قریب کیا اور پھر جان بوجھ کر گرا دیا مرچوں والا پتلا پانی تازہ زخموں پہ لگا تو یاقوت کی روح تک کانپ گئی وہ درد سے چیخ رہا تھا اسکے زخم ابھی کچے تھے اور ان پہ یہ نوڈلز کا سوپ نما پانی آہ یہ موت تھا وہ بیڈ پہ کھڑے ہو کر چیخ رہا تھا رو رہا تھا تکلیف حد سے سوا ہونے لگی تھی نوح کو اندر ہی اندر تسکین ملنے لگی تھی وہ اسے خوش نہیں دیکھنا چاہتا تھا

اللہ پلیز رحم کر دو پلیز اللہ یاقوت روتے ہوئے فریاد کر رہا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ٹانگیں شدید جلن کا شکار تھیں لیکن وہ بس ایک ہی سطر پکار رہا تھا

اللہ پلیز رحم کر دیں پلیز

چند دن بعد اسکے زخم بہتر ہو گئے تھے رابیل خود قاری صاحب کے پاس چل کر آئیں تھیں کچھ سنی اور کچھ انکو سنائی لیکن قاری کا بس یہی کہنا تھا کہ وہ شیطان ہے اور پڑھ نہیں سکتا وہ آیتوں کو اپنی مرضی کے زیر زبر دیتا ہے جس سے آیت کے مطلب بدل جاتے ہیں خیر کافی لمبی بحث کے بعد وہ ایک بار پھر یاقوت کو اسکی خواہش پہ قاری کے پاس چھوڑ کر چلی گئی تھیں

نوح اسے سبق یاد کروارہا تھا وہ مکمل دلجمعی کے ساتھ یاد کر رہا تھا اور پھر وہ اپنا قاعدہ لے کر استاد کے آگے گیا لیکن جو آیات اس نے پڑھیں ان میں ایک بار پھر زیر زبر کی غلطی تھی قاری صاحب نے اسے ایک بار پھر بہت مارا یاقوت کو انکا مارنا برا نہیں لگتا تھا اسے وہ لفظ "شیطان "برا لگتا تھا وہ جب بھی اسے شیطان کہتے تھے سارے بچے اسے حقارت سے دیکھتے تھے قاری کی آواز میں اسے شیطان کہتے ہوئے اتنی ذلت ہوتی تھی کہ یاقوت کو مار سے زیادہ یہ لفظ چبھنے لگ گیا تھا وہ ہر روز پہلے سے زیادہ تیاری کرتا اور کوشش کرتا تھا کہ آج وہ کوئی غلطی نہیں کرے گا آج اس سے شیطان کا ٹیگ ہٹ جائے گا لیکن ہر دن یہ ذلت اسکے ساتھ مزید تیزی سے لپٹتی جاتی تھی

ایک دن بلاخر ڈرتے ڈرتے اس نے قاری سے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی

قاری صاحب مجھے سبق آپ یاد کروادیں کیا پتہ نوح کو خود بھی ایسا ہی پڑھنا آتا ہو جیسے میں پڑھتا ہوں وہ بہت دقت سے خوف سے کہہ رہا تھا کیونکہ اسے یقین ہونے لگا تھا کہ وہ نوح کا پڑھایا گیا سبق ہی یاد کرتا ہے

چودہ سیپاروں کا حافظ ہے نوح اور تجھے غلط پڑھاتا ہے ؟چھ سورتیں گنتی کی چھ سورتیں آتی ہیں تجھے بے غیرت تو ہے ہی شیطان تیرے اندر شیطان ہے وہ بولتا جاتا اور اسکے ہاتھوں کو ڈنڈے سے سرخ کرتا جاتا اسکے عقب میں بیٹھے سنہری آنکھوں والے لڑکے کے دل میں ایک طمانیت سے اترتی تھی ایک یہی طریقہ تھا جس سے وہ اپنی ماں کا حساب لے سکتا تھا

چند دن بعد کا ذکر ہے یاقوت مرزا اسی بیٹھک میں قاری صاحب کے آگے بیٹھا تھا اسے ابھی ابھی نوح نے سارا سبق یاد کروا دیا تھا آج وہ پر جوش تھا آج وہ بس اپنے اوپر سے شیطان کا ٹیگ ہٹا لے گا آج کے بعد قاری اسے حقارت سے نہیں دیکھے گا

وہ پڑھ رہا تھا لیکن اگلے ہی لمحے قاری صحاب کے بھاری ہاتھ نے اسکے چہرے پہ اپنی چھاپ چھوڑ دی تھی اب کے یاقوت کو غصہ آیا تھا بلکہ اسے غصہ بھی نہیں آیا وہ بس تھک چکا تھا اسکی ہمت جواب دے گئ تھی قاری نے ایک بار پھر اسے شیطان کا لقب دیا تھا وہ کہتا تھا یاقوت شیطان ہے جب ہی اسکے دل میں قرآن نہیں اترتا اس رات وہ رابیل کے سامنے بیٹھا تھا وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھیں یاقوت نہ اداس تھا نہ خوش وہ بس تھکا ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ بچہ ایک لمبی نیند سونا چاہتا تھا

آنٹی شیطان کیا ہوتا ہے ؟وہ رابیل کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا چند لمحوں تک رابیل اسے دیکھتی رہیں وہ ایک بچے کو کیا جواب دیں بس یہی سوچتی رہیں پھر نرمی سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں

بچے شیطان وہ ہوتا ہے جسے اللہ ّ نے ناپسند کر دیا ہو جسے اللہ ّ نے خود سے دور کر دیا ہو اور وہ جس پہ اللہ ّ رحم نہ کرتا ہو جسے....

مطلب وہ شیطان ہے جس پہ اللہ ّ رحم نہ کرتا ہو یاقوت نے انکی بات کاٹی تھی اسکی تھکی تھکی آنکھوں میں اب "بس "کا اشارہ تھا وہ تھک گیا تھا اور اب مزید نہیں جھیل سکتا تھا رابیل نے اور بھی بہت باتیں کہی تھیں لیکن

یاقوت کو کچھ یاد نہیں رہا اسکی سماعت میں بس چند ہی جملے ٹھہر سکے تھے اگلے دن بہت کچھ بدل گیا تھا یاقوت نے اپنے باپ کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی تھی وہ ان سب سے دور جانا چاہتا تھا

سچ یہ تھا کہ وہ آیات غلط نہیں پڑھتا تھا سچ یہ تھا کہ اسے غلط پڑھایا جاتا تھا اسکا استاد اسکے ساتھ مخلص نہیں تھا اسکے استاد نے اسکے ساتھ بیر باندھ لیا تھا اور جب آپ کا استاد آپ کے ساتھ بیر باندھ لے تو دو چیزیں ضرور خراب ہو جاتی ہیں یا تو حال یا پھر مستقبل

اس دن کے بعد سے نوح نے کسی بچے کو سبق یاد نہیں کروایا تھا کیونکہ اس دن کے بعد سے نوح کو قرآن بھول گیا تھا وہ پڑھنے بیٹھتا تھا تو اسکے سر میں شدید درد اور آنکھیں دھندلی ہو جاتیں اگر جبر کر کے بھی وہ پڑھتا رہتا تو اسکے ذہن میں کچھ بیٹھتا نہیں تھا

اس دن کے بعد سے یاقوت نے کبھی قرآن کھول کر نہیں دیکھا تھا اس نے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ شیطان ہے اور اللہ اس پہ رحم نہیں کرے گا وہ خدا اسے ناراض تھا اسے گلے تھے لیکن وہ کیسا گنہگار تھا جسے آج بھی بچپن کی وہ چھ سورتیں یاد تھیں

اپنے دوستوں کی آواز پہ وہ ہوش میں آیا تھا موضوع بحث اب بدل چکا تھا لیکن ایک چیز تھی جسے وہ بدل نہیں پا رہا تھا

اپنا چیچک زدہ دل اسے چیچک کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں اور سچ یہ تھا کہ اب اسے خود سے تعفن اٹھتا بھی محسوس ہوتا تھا

ڈاکٹر روحی کا کلینک آج ذرا خاموش سا تھا ہالے سلطان انکے آفس میں بیٹھی انکا انتظار کر رہی تھی اس نے گہرے نیلے رنگ کا کرتا شلوار پہن رکھا تھا ہونٹوں پہ گہرا سرخ رنگ ملے ہوئے وہ آج اس آفس میں رکھی سب چیزوں سے نمایاں لگ رہی تھی اسکے انداز میں بے چینی تھی شاید وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی اسکے انداز میں حسرت بھی تھی کاش وہ یہاں ٹھہر پاتی کاش وہ ہارون کی طرح عام ہوتی کھو کھلے بہادر لوگوں کو اپنا کور ٹوٹ جانے سے بہت خوف آتا ہے وہ اس کور کو بچاتے بچاتے خود ٹوٹ جاتے ہیں

اسی لمحے دروازہ کھلا جامنی ڈھیلے ڈھالے کرتے گلے میں مالائیں اور ہاتھوں میں بینڈز پہنے غزالہ روحی اندر آئیں وہ کتنی اچھی تھیں ناں free soul سی وہ آپ پہ ایک ٹھہ۔نڈا میٹھا نرم سا تاثر چھوڑ دیتی تھیں

وہ آئیں تو ہالے کے اعصاب تن سے گئے البتہ روحی مسکراتے ہوئے آگے آ بیٹھیں "کمال ہے آج تو مسز حیات صاحبہ خود تشریف لائی ہیں کیا کہنے بھئی ؟وہ ہلکے پھلکے دوستانہ لہجے میں کہہ رہی تھیں ہالے کی گرفت اپنے گود میں رکھے پرس پہ سخت ہوتی گئی اس نے حلق تر کیا اور گردن کڑا لی

"میں یہاں آپ کو یہ بتانے آئی ہوں کہ اس دن کے آپ کے غیر سنجیدہ اور غیر پروفیشنل رویے کی وجہ سے آج کے بعد میں آپ سے کوئی سیشن نہیں لوں گی آج کے بعد سے آپ میری تھیراپسٹ نہیں ہیں وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولی تھی روحی اب بھی مسکراتی رہیں،،!!

واقعی ایسا ہے کیا؟وہ نظروں سے اسکے دماغ کا اسکین کر رہی ہوں گویا انہوں نے ایک بھرپور نظر ہالے کے سراپے پہ ڈالی اور مسکرائیں گہری مسکراہٹ "یا پھر ایسا ہے کہ تم آج پھر اپنے دماغ کو ڈاج دینے آئی ہو؟ ہالے کا رنگ پھیکا پڑا تھا روحی کہتی رہیں گہرا نیلا رنگ سرخ لپسٹک اور اچھی خاصی تیاری تم خود کو نمایاں کرنے آئی ہو تم مجھے دکھانے آئی ہو کہ تم ٹھیک ہو لیکن میں تمھیں نہیں دیکھ رہی میں تمھارے چہرے سے تمہارا دماغ دیکھ رہی ہوں وہ بول رہی تھیں اور ہالے کی رنگت نچڑتی جا رہی تھی

تم خود سے بھاگ رہی ہو ہالے سلطان اس بار تمہارا دماغ تمہاری بیماری نے ایک نیا بہانہ ڈھونڈ لیا ہے مرے غیر پروفیشنل ہونے کا بہانہ کب تک ہالے کب تک یہ گہرا سرخ رنگ اور نیلا رنگ اوڑھ کر خود کو چھپاؤ گی یاد رکھنا یہ تمہاری خام خیالی ہے دماغ ان رنگوں میں نہیں چھپتا تم اسکے ساتھ غلط کر رہی ہو وہ فکر مندی سے کہتی آگے کو ہوئیں ہالے کا ٹھنڈا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"دیکھو ہالے میں نے جو کچھ بھی اس دن کیا وہ تمھارے لئے تھا تمھارے دماغ کے لئے تھا تم مسلسل مجھ سے جھوٹ بول رہی تھیں اور تمہارا دماغ ٹرگر ہو رہا تھا میں نے تمھیں ٹروتھ سرم دیا تا کہ تم سچ بولو اور تمہارا دماغ آزاد محسوس کرے وہ بول رہی تھیں اور ہالے ٹکر ٹکر انکا چہرہ دیکھتی رہی لیکن تم نے کیا کیا ہالے ؟تم دماغ کو ڈبل کراس کرنے لگیں تم نے خود کو اس سے زیادہ عقل مند سمجھ لیا کیا تم نہیں جانتں دماغ کتنا بڑا

Egoistic

ہے جب تم اسے دھوکہ دینے لگیں تب اس نے تمھیں نقصان پہنچانا چاہا وہ ہمیشہ تمہارا بھلا چاہتا ہے اگر تم اسے ڈاج مت دو تمہارا دماغ چاہتا تھا اصل ولن کا نام ظاہر ہو سکے تا کہ وہ آزاد ہو سکے وہ بلیم گیم کھیلے اور صحت مند رہے تم سمجھ رہی ہو ناں ؟انہوں نے دہر آیا تو ہالے نے میکانکی انداز میں سر اثبات میں ہلا دیا

جب تم دماغ پہ زور دینے لگیں تو وہ بوکھلا گیا اسے نہیں پتہ تھا کہ ٹروتھ سرم کی وجہ سے سچ کہنا ہے یا پھر تمھارے والا کور جاری رکھنا ہے ایسے میں جب میں نے دماغ پہ پریشر ڈالا تو اس نے نام اگل دیا کیونکہ دماغ ایک پر سکون پرزہ ہے اگر اسکے مزاج کے خلاف کچھ بھی ہونے لگے تو اسے اچھا نہیں لگتا

ہالے کو نہیں پتہ تھا وہ اسے کیوں سن رہی تھی لیکن وہ جانتی تھی اگر وہ اسے نہیں سنے گی تو شاید مر ہی جائے گی

غزالہ روحی نرمی سے کہہ رہی تھیں

ہالے دماغ بہت بڑا egoist ہوتا ہے بہت ضدی اور اپنی غلطی نہ ماننے والا تمھارے کیس میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہ تم سے علاج مانگ رہا ہے اور تم اسے ڈاج دے رہی ہو تم اسے دھوکہ نہیں دے سکتی ہالے تمھارے اعصاب مضبوط ہیں لیکن تمھارے جسم کو چلانے کا اختیار اللہ نے اسے دے رکھا ہے تم یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لو گی تو سارا سسٹم خراب ہو جائے گا

ہالے نے اپنے ہاتھ چھڑوا لئے وہ سحر کر رہی تھی وہ تو پہلے ہی سحر زدہ تھی ایک اور بار ہونا نہیں چاہتی تھی

مجھے آپ سے علاج کروانا ہی نہیں ہے آپ اچھی ڈاکٹر نہیں ہیں آپ مجھے ان کمفرٹیبل کر رہی ہیں وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

میں اپنا علاج کرواؤں گی لیکن کم از کم آپ سے نہیں میں ...

کیونکہ میں تمہاری کہانی کے ولن کو جان گئی ہوں ہے ناں ؟روحی کی آواز پہ وہ تھم گئی تھی لیکن مڑی نہیں تم اسے پروٹیکٹ کرنا چاہتی ہو لیکن تمہارا دماغ نہیں وہ سچ بتانا چاہتا ہے تم اسے ڈاج دے رہی ہو ڈرو اس دن سے

جب وہ تمھیں ڈاج دینے لگے گا انکی آواز میں کوئی طنز نہیں تھا ہالے نے اپنا پرس سینے سے لگا لیا کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اتنا کیسے جان سکتا تھا؟ اسے غزالہ روحی سے خوف آنے لگا تھا

میں کوئی بھکاری نہیں ہوں ہالے سلطان میں تمھارے پیچھے نہیں آؤں گی گی تمھیں آنا ہو گا تمھارے بعد تمہاری مسیحا بس میں ہوں خود کے ساتھ کھیل کھیلنا بند کر دو جب تب آنا ہم علاج کریں گے کیونکہ اس بار بھی تم علاج کے لئے نہیں آئیں تھی اس بار تمھیں لوگوں کا خوف یہاں لایا تھا جب یہاں تمھیں تمہارا سیلف لو یہاں لائے

ہو گا علاج وہ اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں ہالے کا سانس رک رک کر چل رہا تھا وہ چند پل وہیں جمی رہی شاید وہ اسے روک لیں شاید کچھ کہہ دیں لیکن جب کافی دیر تک وہ خاموش رہیں تو ہالے باہر نکل آئی پیچھے غزالہ روحی تاسف سے بیٹھی رہ گئیں ڈاکٹر کا ضدی مریض اسکا پسندیدہ مریض ہوتا ہے آہ وہ اسکا علاج کر کے خود کو فیسینیٹ کرنا چاہتی تھیں

ہک ہاہ ڈاکٹرز کے ادھورے خواب

سلطان منزل کے لان میں بچھی کرسیوں پہ اس وقت بس مہرماہ بیٹھی تھی سیاہ جوڑے میں ملبوس اسکے بھورے لمبے بال پشت پہ پھیلے تھے سوجے پپوٹوں والی آنکھوں میں اس وقت ایک زعم سا تھا وہ گردن سیدھی کئے بیٹھی

تھی ابھی ابھی وہ یوسف سلطان کے ساتھ چائے پی کر آئی تھی وہ اسکے ساتھ خوش تھے ہالے کی باتیں کم ہونے لگیں تھیں انکو لاچار کر کے اب اسے محبت مل رہی تھی تو اس میں غلط کیا تھا؟

اسی لمحے اسے اپنے سامنے سے سبزہ زار پہ چلتی اپنی طرف آتی ہوئی فرواد کھائی دیں وہ پر سکون ٹھنڈی نظروں سے انکو دیکھتی رہی فروا اسکے قریب رکھی کرسی پہ آکر بیٹھی چند ثانیے مہرماہ کو دیکھتی رہیں

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں ؟

یہی کہ تم اتنی بڑی کب ہو گئیں کہ تم مجھے ڈاج دینے لگو انکی آواز میں ہلکا سا تاسف تھا میں نے تمھیں پالا مہر میں نے تمھیں بنایا اور آج تم اتنی بڑی ہو گئیں کہ تم مجھے استمال کرنے لگیں ؟انکی بھوری آنکھوں میں کرب اتر رہا تھا چوٹ روح پہ لگی تھی مہرماہ البتہ بے تاثر تھی

تم نے مہرماہ تم نے میرے دماغ کے ساتھ کھیل کھیلا ہالے کی شادی کی رات کی تصاویر ریستوران کی تصاویر اور وہ ایک پل کور کیں سفیر اور ہالے کی عمر کو بھیجی جانے والی تصاویر ان سب کے پیچھے تم تھیں تم نے خود کو ان سب میں کیوں پھنسا لیا ہے میری جان وہ تکلیف سے کہہ پا رہی تھیں جیسے مہر پہ اگر ایک آنچ بھی آئی تو وہ برداشت نہیں کر سکیں گی

مہرماہ اپنی کرسی پہ آگے کو ہوئی محبت سے فروا کو دیکھا

،،!! آپ نے کہا تھا آپ میرے ساتھ رہیں گی سائے کی طرح فرشتے کی طرح گناہوں کی طرح اور شیطان کی طرح اب شیطان بننے کا وقت ہے اور آپ پیچھے ہٹ رہی ہیں؟ وہ گلہ کر رہی تھیں فروا کی آنکھوں میں بے بسی بھرنے لگی

میں تمھارے ساتھ ہوں مہر لیکن عمر وہ اب وکٹم نہیں رہا وہ ولن بن چکا ہے تمھیں چاہیے کہ اس سے خوف کھاؤ وہ ہمارا قہر ہے کھا جائے گا سب وہ ہم پہ ٹوٹے گا اور ہمیں توڑ دے گا ہر شخص بات اور چیز کی وائب ہوتی ہے عمر کی وائب میں انتقام ہے

مہر ماہ نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا ممی (سفیر کی دیکھا دیکھی وہ بھی اب یہی لفظ کہتی تھی) آپ نے وہ دیو دیکھا ہے ناں جس کی جان ننھی چڑیا میں ہوتی ہے عمر کی ننھی چڑیا میری قید میں ہے وہ لڑکی جو خود کو ایک عتاب سمجھتی ہے وہ میرے آگے ایک محبت اور توجہ کی بھوکی بچی ہے اگر مہر ماہ کہہ دے تو ہالے سلطان اگلا سانس بھی نہیں لے گی

اس نے فروا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

میں کوئی انتقام کوئی نفرت نہیں رکھ رہی میں بس محبت سے رہنا چاہتی ہوں ابا سفیر آپ میں ہم خاندان ہیں اور ہالے میں اس سے آج بھی بہت محبت کرتی ہوں اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ بس ایک حادثہ سمجھ لیں ورنہ وہ آج بھی مجھے بے حد عزیز ہے وہ میری بیٹی ہے ممی آپ کو لگتا ہے اسکو جو نقصان ہوا وہ اس لئے تھا کیونکہ میں اس سے نفرت کرتی ہوں؟ وہ فروا کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی پھر خود ہی نفی میں سر ہلا دیا

نہیں ممی بلکل نہیں وہ سب بس قربانی تھی ہالے نے ساری زندگی سب کچھ حاصل کیا وہ شہزادی بن کر رہی لیکن یہ وقت جادو گرنی کا ہے اور اب ہالے کو تھوڑی مشقت اٹھانی پڑ ہی گئ تو اس میں ایسا کیا ہے؟ کیا ساری زندگی میں رشتوں کے ہوتے ہوئے انکے بغیر نہیں رہی اب ہالے رہے گی تو کیا ہو جائے گا عمر اس سے محبت نہیں کرتا آپ دیکھئے گا میں اسکی طلاق کرواؤں گی اور ہالے کی شادی ہارون سے کرواؤں گی وہ ہمیشہ خوش رہے گی آپ دیکھئے گا وہ فروا کو یقین دھانی کروا رہی تھی لیکن وہ اسی کی استاد تھیں انہوں نے آہستگی سے مہرماہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا تھا پھر عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا

مجھے لگتا تھا ہالے سے سب سے زیادہ نفرت میں کرتی ہوں لیکن... وہ رکی مہر کی بھوری آنکھوں کو دیکھا تم مہرماہ تم تو ہالے کو زندہ بھی جلا سکتی ہو تم نفرت اور حسد کے ایسے مقام پہ ہو جہاں سے واپسی ممکن نہیں یا جل جاؤ یا جلا دو مجھے تم سے خوف آرہا ہے وہ واقعی خوف کھاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئ تھیں

میں واقعی اس سے محبت کرتی ہوں بس میرا طریقہ الگ ہے مہرماہ ہولے سے بڑبڑائی تھی

بینز بلاسم پہ شام اتر آئی تھی لوگوں کا رش اب کے کم تھا ایسے میں نسبتا کونے والی لمبی میز پہ آؤ تو تمھیں چار لوگ بیٹھے نظر آئیں گے ہارون اور اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھی لیل سکندر عمر اور اسکے ساتھ لا تعلق سی ہالے سلطان وہ

دونوں آپس میں بہت کم بات کر رہے تھے بس کام کی بات کہنا زیادہ مناسب ہو گا اس رات کے بعد سے بہت کچھ تھا جو بیچ میں آچکا تھا اس پہر ان تینوں کی نظریں ہارون شاہد پہ جمی تھیں

ہم نے پچھلے ایک ماہ سے تم سے ایک ہی کام کہہ رکھا ہے کیا بنا اسکا؟ پوچھنے والا عمر تھا ہارون شاہد نہ گلہ کھنکھارا اور یاد کرنا چاہا کہ اس کام کا کیا بنا تھا

کچھ عرصہ قبل

شاہد ولا میں ڈنر ٹیبل سجی تھی سربراہی کرسی پہ شاہد براجمان تھے انکی دائیں طرف ہارون اور بائیں جانب نوال بیٹھی تھیں دفتعاہارون نے انکو محتاط نظروں سے دیکھا پھر الفاظ متجمع کئے

پپاوہ جو آپ کے دوست ہیں اس نے سرسری لہجہ اپنایا تھاوہ میر واعظ فرید انکے ساتھ آپ کے کیسے تعلقات ہیں ؟

شاہد نے کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھا تھا،، تمھیں کب سے میرے لوگوں کے ساتھ تعلقات کی فکر ہونے لگی اور وہ بھی اس بدنام زمانہ میر کی؟ نوال کے کان بھی کھڑے ہو چکے تھے انکو ہارون کی ایکٹیویٹیز پہ پہلے ہی شک تھا

ہارون کا سانس گلے میں اٹکا تھا لیکن وہ بظاہر پر سکون رہا" وہ اصل میں مجھے انکے ساتھ ملاقات چاہیے تھی شاہد حسین کو پانی پیتے پیتے اچھو لگا تھاوہ بے اختیار کھانسنے لگے ہارون سکون سے بیٹھا رہا(اتنا تو وہ سوچ کر آیا تھا)

تم.... تمہارا ایسا کیا کام آگیا میر واعظ کے ساتھ ہاں؟وہ سرخ آنکھوں سے استفسار کر رہے تھے تم سے کتنی بار کہہ چکا ہوں دور رہو اس ہالے اور عمر سے وہ مرا تو اس کے پیچھے رونے والا کوئی نہیں ہے تمھارے پیچھے دو لوگ ہیں ہم پہ رحم کھاؤ وہ بلند آواز میں کہہ رہے تھا پھر ہارون کے سخت تاثرات کو دیکھ ذرا سا نرم ہوئے

دیکھو ہارون بیٹے میں تمھارے دوست چھوڑنے کو تو نہیں کہہ رہا ناں وہ لڑکی لیل کتنی اچھی لڑکی ہے کل ملا ہوں اس سے گھر پہ جب آئی تھی وہ تم اسکے بارے میں کچھ سوچو ناں

ہارون نے کراہ کر آنکھیں بند کیں تھیں شاہد اب بھی کہہ رہے تھے تم دونوں ایک ساتھ کتنے اچھے لگو گے سوچو تو سہی تم اس لڑکی کو اپروچ کرو اگر بات نہیں بنی تو خیر ہے

پپا آپ مجھے میر واعظ سے ملوائیں گے یا نہیں؟ہارون زور دے کر بولا تھا

مطلب تم اس لڑکی سے شادی نہیں کرو گے ؟وہ اس سے زیادہ زور دے کر بولے تھے ٹھیک ہے ابھی تمہارا دماغ درست کرتا ہوں انہوں نے کہتے ساتھ ہارون کے گارڈز کو آواز دی تھی ہارون حق دق سا انکو دیکھ رہا تھا چار ہٹے کٹے گارڈز اب ہاتھ باندھے اطراف میں کھڑے تھے لے جاؤ اس کو اور کمرے میں بند کر دو پہلے صرف نام کا پاگل تھا اب آثار بھی ظاہر ہونے لگے ہیں وہ کوفت سے کہہ رہے تھے نوال تو بس ہیں ہیں کرتی رہ گئیں ان چاروں نے ہارون کو کسی ہلکی سی شے کی اٹھالیا تھا اور اب انکا رخ اسکے کمرے کی جانب تھا

مطلب تم کچھ نہیں کر سکے ؟حال میں اسکے سامنے بیٹھا عمر حیات کوفت سے بولا تھا ہارون مسکرایا میں نے ایسا کب کہا؟

اور اب ایک بار پھر کچھ عرصہ پیچھے

وہ کمرے میں بے زاری سے چکر کاٹ رہا تھا گارڈز نے اسکو بند کر دیا تھا اب وہ چلا چلا کر تھک گیا تھا لیکن بے سود سہی مصیبت گلے پڑ گئی تھی بے زاری اور کوفت سے چکر کاٹتے وہ یکدم رکا تھا اسکے ذہن میں بجلی کا کوندا سا لپکا تھا وہ فورا بیڈ تک آیا اور اپنا موبائل اٹھا لیا اب اسکی انگلیاں شاہد کی سیکریٹری کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں گھنٹی جا رہی تھی اور پھر ایک آواز نے رابطہ مل جانے کی نوید سنائی ہارون اب بولنے کو تیار تھا

دیبا میں ہارون بات کر رہا ہوں وہ گردن کڑائے اعتماد سے بولا تھا سامنے سے دیبا نامی عورت نے کچھ کہا تھا

مجھے میر واعظ کا نمبر چاہیے نہیں انکے سیکریٹری کا نہیں انکا اپنا نمبر جو بھی کروں تمہارا کیا واسطہ ہے؟ وہ بری طرح بے زار ہو رہا تھا پپا کو بتاؤں یا نہیں اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے فورا نمبر بھیجو ورنہ کل تک جاب سے فارغ ہو تم اس نے نخوت سے کہہ کر فون کاٹا تھا اور دیبا بیچاری نمبر بھیج کر ہی ہٹی تھی

ہارون شاہد نے ایک نظر نمبر کو دیکھا پھر آئینے میں اپنے عکس کو اگر اس نے اپنا چوتھا کام کر دیا تو؟ سر جھٹک کر وہ نمبر ملانے لگا تھا گھنٹی بج بج کر خاموش ہو جاتی تھی کوئی دسویں دفع پہ کال اٹھالی گئی تھی ہارون نے گلہ تر کیا

میں ہارون شاہد بول رہا ہوں میر انکل (شاید وہ بھتیجا سمجھ کر ہی ترس کھالے)

دوسری جانب لمبی خاموشی چھا گئی تھی جیسے وہ کال کا مقصد جاننا چاہتے ہوں "تم شاہد کے بیٹے ہو لیکن مجھ سے کیا بات کرنی ہے؟ ایک منٹ اگر تم شاہد کے بیٹے ہو تو اسکے نمبر سے کال کیوں نہیں کی؟ کیا تم اپنے باپ سے کچھ چھپا رہے ہو؟ آہ اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں سارا معملہ ڈی کوڈ کر لیا تھا

اب کے ہارون کو اپنی گردن پہ پھندا تنگ ہوتا محسوس ہوا"جی میں اپنے باپ سے چھپ کر کال کر رہا ہوں لیکن میں نے آپ سے ملاقات کے وقت کے لئے کال کی ہے کیا آپ وقت دیے سکتے ہیں؟

میرا وقت قیمتی ہے ہارون شاہد میں اسے کاروبار پہ لگاتا ہوں یا پھر عورتوں پہ تم ان دونوں میں سے کیا بات کرنے والے ہو؟ دوسری جانب سکون سے پوچھا گیا

میں آپ سے کاروبار کی بات کروں گا بلکہ میں نہیں کوئی ہے جو آپ سے بات کرے گا میں بس ایک بروکر ہوں یہ سمجھ لیجئے اگر آپ تک رسائی آسان ہوتی تو وہ خود ہی رابطہ کر لیتا ہارون اب کے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

میر واعظ ہلکا سا مسکرایا تھا!! وعدہ تم کرو گے یا وہ؟

میں تو ہرگز نہیں ہارون برجستگی سے بولا تھا بلکہ اپ یہ بھی بھول جایئے گا کہ میں نے کبھی آپ کو کال کی بھی تھی

اب کے میر قہقہہ مار کر ہنسا تھا اسے یہ لڑکا پسند آرہا تھا"لڑکے تمھیں تو سیاست میں آجانا چاہیے گھر پہ کیا کر رہے ہو؟

ہارون سادگی سے مسکرایاi am not that type

میں گھر میں ہی اچھا ہوں بلکہ میں گھر میں نہیں ہوں میرا ایک کیفے ہے میں پینٹ بھی کرتا ہوں

پھر بھی اگر کبھی سیاست میں آنے کا خیال آئے تو میرے پاس آنا وہ جانے کیوں مصر ہوا تھا

میرے پپا ایم این اے ہیں اگر کبھی ایسا کوئی جنون جاگا بھی تو انکے پاس جاؤں گا ناں

اب کے میر شیطانی انداز میں مسکرایا تھا!!باپ کے کرنے کے کام نہیں ہیں یہ خیر میں تمھیں ایک ہفتے بعد کا وقت دے رہاہوں وہ بھی صرف اس لئے کیونکہ تم مجھے اچھے لگے ہو اگر اس آدمی نے مجھے ڈاج... .

تو آپ وہی کیجئے گا جو آپ کرتے ہیں ہارون نے انکی بات اچک لی تھی لیکن بس یہ بھول جایئے گا کہ ہارون شاہد کبھی اس ڈیل کا حصہ رہا ہے اور میرے پپا کے سامنے تو بہت اچھے سے بھول جایئے گا اسکی ہدایت پہ میر دل کھول کر ہنسا تھا

فکر مت کرو لڑکے تم بھتیجے ہو میرے کام ہو جائے گا اس نے کہتے ساتھ فون کاٹ دیا تھا

حال

اس بات کو ایک مہینے سے اوپر ہو گیا ہے اب تک تمہارا ہفتہ نہیں آیا؟ لیل بگڑ کر بولی تھی

ہارون نے ناک سے مکھی اڑائی تھی!!اس دن کے بعد میر اپنی بیوی کے پاس امریکا چلا گیا تھا وہ بیمار ہے کل واپس آیا ہے اور بزات خود مجھے کال کی ہے تم لوگوں کی طرح فارغ انسان نہیں ہے وہ جل کر بولا تھا

ہم میں سے کون فارغ ہے ہاں اے ایس پی ہوں میں یہاں کا عمر نے فورا اپنا دفاع کیا تھا

سسپنڈڈ ہارون نے جتا کر کہا تو عمر بل کھا کر رہ گیا تھا پھر کوئی بات نہ بنتے دیکھ اس نے ویٹر کو آواز لگائی

!!میری کافی کیا ہمالیہ سے لینے گئے ہو؟ آ بھی چکو وہ سخت بے زار تھا اسی لمحے لیل نے اپنے آگے رکھی کافی اسکی طرف بڑھائی ہالے نے ایک نظر اس کے مگ کو دیکھا پھر عمر کے بڑھتے ہاتھ کو اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے وہ مگ اٹھالیا اور آہستگی سے اپنا ادھ خالی مگ اسکے آگے رکھ دیا

جانے کیوں دل چاہتا تھا وہ ہالے کے علاوہ کسی اور کی بچی ہوئی چائے کافی نہ پیئے

لیل اور ہارون تو بس دیکھ کر ہی رہ گئے عمر نے البتہ کچھ ظاہر نہیں کیا وہ اسکی بچی ہوئی کافی حلق میں انڈیلنے لگا تھا

سچ تھا جو ذائقہ اسکی بچی ہوئی کافی کا تھا وہ اور کہیں نہیں تھا

بینز بلاسم کی اخباروں والی دیواریں ان چاروں کو خاموشی سے دیکھتی رہیں

ہالے سلطان اپنے آفس میں بیٹھی تھی جب کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا ہالے کے آگے لیپ ٹاپ رکھا تھا اس نے سر نہیں اٹھایا وہ جانتی تھی کون ہوگا وہ آیا اور اسکے سامنے رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا گلہ کھنکھارا اور بغیر تمہید کے بات کا آغاز کیا

تم اس دن.. ہسپتال میں یاقوت سے کیا بات کر رہی تھیں؟ کیا میں پوچھ سکتا ہوں

ہالے نے سر نہیں اٹھایا وہ اب بھی کھٹا کھٹ ٹائپ کر رہی تھی اسکے آگے چائے کا مگ رکھا تھا عمر کا ہاتھ میز پہ دھرا تھا وہ بس اس مگ تک دسترس چاہتا تھا

وہ خود کو گنہگار نہیں مانتا تھا میں نے بس اسے بتایا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے وہ سنجیدگی سے بولی تھی عمر جل کر رہ گیا

ماشاءاللہ ویسے بہت اچھا موقع ملا تھا تمھیں کچھ تو خیال کر لیتیں میں تمہارا شوہر تھا اندر بیمار پڑا تھا اور تمھیں یہی وقت ملا تھا تبلیغ کرنے کو؟ وہ چاہ کر بھی خود کو طنز کرنے سے روک نہیں سکا تھا ساتھ ہی ہاتھ آگے بڑھایا تھا بس ایک بار یہ مگ ہاتھ میں آجائے

ہالے نے اب کے سر اٹھایا تھا" تمھیں لگتا ہے میں اتنی نیک ہوں کہ وہاں بیٹھ کر تبلیغ کر رہی تھی ؟عمر حیات میں حسن سلطان نہیں ہوں نہ ہی میں معراج سلطان ہوں اگر وہ دونوں یہ کام کرتے تو نیکی کی خاطر کرتے کسی کی اصلاح کی خاطر کرتے لیکن میں وہ دونوں ہاتھوں کو باہم پھنسا کر آگے کو ہوئی

میں نے یہ سب انتقام کے لئے کیا تھا میں نے آج تک اس سے کوئی انتقام نہیں لیا کیونکہ وہ ابھی اپنے گناہ کو گناہ اور غلطی کو غلطی سمجھتا ہی نہیں تھا اب اسے پتہ چل گیا ہے اس نے کیا کیا ہے اور آگہی عذاب ہوتی ہے میں نے بس اپنا انتقام لیا ہے

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا ہاتھ ایک انچ اور آگے کر لیا تھا اب اسکا مگ سے فاصلہ بس تھوڑا سا تھا ویسے تمہیں کس نے بتایا کہ میری یاقوت سے کوئی بات ہوئی ہے ہالے ایک بار پھر لیپ ٹاپ پہ جھک گئی تھی اور عمر کے بدن میں گویا اس بات پہ شرارے دوڑ گئے تھے

کسی نے نہیں بتایا تھا مجھے ہی خوش فہمی ہوئی تھی میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میری بیماری پہ میری بیوی کتنا روئی ہے لیکن گیس واٹ وہ ڈرا مآئی انداز میں جل کر کہہ رہا تھا

میری بیوی تو یاقوت صاحب کو درس دے رہی تھیں خدا کی قسم ایسا منظر دیکھ کر آیا ہوں اب تک آنکھوں سے خون رس رہا ہے پیسے الگ برباد ہوئے

ہالے نے مسکراہٹ دباتے ہوئے مگ اٹھالیا تھا عمر کو ایک اور صدمہ لگا تھا

لو جی چائے بھی نہیں ملی آج کا دن ہی خراب تھا

اگلے دن ہالے سلطان صبح ہی صبح کیفے آگئی تھی کیفے میں اچھا خاصا رش تھا ویٹر بھاگ بھاگ کر آرڈر پورے کرتے نظر آرہے تھے ہالے نسبتا ایک کونے والی میز جہاں سے سارا کیفے با آسانی نظر آتا تھا وہاں بیٹھی تھی لیپ ٹاپ آگے کھلا پڑا تھا وہ مینجمنٹ کا آنلائن کورس کر رہی تھی دفتعا اسے اپنے عقب سے شور اٹھتا محسوس ہوا کوئی لڑکی تھی زور زور سے چیخ رہی تھی ہالے اپنی جگہ سے اٹھی تھی اس نے گردن اٹھا کر دیکھا اسکے سامنے ہی ذرا فاصلے پہ ایک پچیس چھبیس سالہ گوری گلابی رنگت والی لڑکی ایک ویٹر پہ چیخ رہی تھی یہ اپنی نوعیت کا دوسرا واقعہ تھا پہلی بار ایسا ہی ایک واقعہ عمر دیکھ چکا تھا بلکہ اس نے کیا دیکھا تھا "واقعے "نے اسے دیکھا تھا اور دو چار میٹھی باتوں کے بعد شکایت واپس لے لی تھی اس وقت وہ نہیں تھا اور کم از کم ہالے سلطان کو ان معملات کے

لئے عمر حیات کی ضرورت نہیں تھی وہ متوازن چال چلتی اس میز کے قریب پہنچی ویٹر اب اس لڑکی سے معافی مانگ رہا تھا شاید رو بھی رہا تھا

کیا ہوا ہے میڈم؟ آپ مجھے بتائیں؟ میں مینجر ہوں ہالے نے شائستگی سے پوچھا تھا وہ جو چیخ چلا کر تھک گئ تھی اب ہالے کی جانب مڑی تھی

یہ آپ کا جاہل اسٹاف اس نے میرے اوپر کافی گرا دی ہے اور اب اپنی غلطی بھی نہیں مان رہا میرا گھٹنہ جلا دیا ہے اس نے وہ اب کے پھٹ پڑی تھی ہالے اب بھی پر سکون تھی اسے پر سکون رہنا آتا تھا

تم بتاؤ محد کیا ہوا تھا؟ ہالے اب نرمی سے اس ڈرے سہمے ویٹر سے پوچھ رہی تھی اسکا چہرہ پریشان اور گھبرایا ہوا لگتا تھا

جب میں آپ کو بتا رہی ہوں غلطی اسکی تھی تو آپ سن کیوں نہیں رہیں لڑکی کو اب کے تپ چڑھی تھی آہ یہ ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکیاں ہالے نے ٹھنڈی نظروں سے اسے دیکھا آس پاس بیٹھے لوگ اب انہی کو دیکھ رہے تھے کافی براؤنیز سب بے کار تھا یہ منظر زیادہ دلچسپ تھا

میں نے آپ کی بات مکمل تحمل سے سنی ہے آپ اب اسے بولنے دیں ہالے اب بھی نرمی اور شائستگی سے کہہ رہی تھی لڑکی کلس کر رہ گئ

بولو محد کیا ہوا تھا؟ ہالے نے اسکا حوصلہ بڑھایا تو اسے تقویت ہوئی

میم میں نے انکو کافی دی لیکن یہ فون پہ اتنی زور سے چیخ رہی تھیں اور پھر انہوں نے بات کرتے ہوئے ہاتھ اوپر کیا جس سے کافی گر گئی اور انکا گھٹنا کیسے جل سکتا ہے وہ کولڈ کافی تھی میں ....سے پہلے وہ کچھ اور کہتا اس لڑکی کا ہاتھ اسکے اوپر اٹھا تھا اور محد کا چہرہ بری طرح سرخ ہوا لمحے کے ہزار ویں حصے میں ایک ایسا ہی تھپڑ لڑکی کے چہرے پہ بھی پڑا تھا اور اب کے یہ ہالے کی جانب سے تھا

سارے کیفے نے دم سادھ لیا ویٹر لوگ یہاں تک کہ اخباروں والی دیواروں نے بھی منہ پہ ہاتھ رکھ لیا ہالے کی آنکھوں میں اس وقت وہی ٹھنڈہ تاثر تھا لڑکی اب تک شاکی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی گویا یقین کرنا چاہتی ہو جو کچھ ہوا وہ اصل تھا

ہالے نے انگلی اٹھا کر اسکو دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا!! تھپڑ کا بدلہ تھپڑ ہوتا ہے میرا اسٹاف میرا خاندان ہے پچھلے آدھے گھنٹے سے تمہاری اور فون والے تمہارے بوئے فرینڈ کی چخ چخ سن رہی تھی میں میرا کیفے کافی اور چائے کے لئے ہے تمہارے ٹاکسک بوائے فرینڈ کے کبھی نہ ختم ہونے والے مسلوں کے لئے نہیں نہ اسکی آواز اونچی تھی نہ اس وہ جنگلیوں کی طرح چیخ رہی تھی وہ بس تحکم سے کہہ رہی تھی

میں تمھیں دیکھ لوں گی خدا کی قسم میں تمھیں دیکھ لوں گی لڑکی پھنکاری تھی ہالے کے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا

لڑکی اب بکتی جھکتی اسے دھمکیاں دیتی جارہی تھی اپنے بوائے فرینڈ اپنے باپ کی دھمکی اور ہالے جانتی تھی جس لڑکی کی دھمکی میں بھی وہ خود نہ آتی ہو وہ خاک بدلہ لے گی اس نے سر جھٹک کر باقی لوگوں کو دیکھا پھر مسکرائی

!!آپ کا وقت خراب کرنے کے معذرت آپ سب کو کافی کا ایک ایک کپ فری دیا جائے گا انجوئے کریں اس نے کہہ کر محد کی جانب چہرہ موڑا وہ پیشمان سا کھڑا تھا

!!آئی ایم سوری میڈم میں آئندہ خیال رکھوں گا مجھے جاب سے نہ نکالیں پلیز وہ گیلی آنکھوں سے کہہ رہا تھا اسکے انداز میں منت تھی ہالے نے سخت نظروں سے اسکو دیکھا اور اپنی آواز ہلکی کرلی

تمھیں وہ لڑکی نوکری سے نکلوائے یا نہیں لیکن تمہارا بے وقار ہونا ضرور نکلوائے گا تم اسکے پیروں میں ہی بیٹھ گئے تھے کیا یہ تمہارا مقام تھا؟ وہ اسے گھرک رہی تھی محد نم آنکھوں سے سنتا رہا

تم نے غلطی کی ہے محد تم ایک ہفتے کے لئے کیفے مت آنا اور اس سارے عرصے میں تم کافی دینے کی پریکٹس کروگے محد کے آنسو اب بہنے لگے تھے ہالے کہے گئی

تم میرا اسٹاف ہو لوگوں کے سامنے تمھیں ذلیل کرنا مطلب خود کو ذلیل کرنا اور آئندہ اگر تم کبھی بھی کسی کے پیروں میں بیٹھے تو فارغ سمجھنا خود کو آخری تنبیہ میں ذرا سختی تھی

میں نے بھی اس دن یہی کیا تھا ایک آواز پہ ہالے کو لگا جیسے وہ جم گئی ہو پتھر برف ساکت کئی لمحہ بعد اس نے آہستگی سے گردن موڑی اسکے سامنے ایک عورت کھڑی تھیں

باوقار سی خوبصورت اور پرسوز سی اسکے پیچھے ہی ایک لڑکا کھڑا تھا سترہ سالہ سیاہ آنکھوں والا

ہالے کے لب بے اختیار پھڑ پھڑائے تھے

اماں....

یہ ہیون میں بنے شمس سلطان کے نئے آفس کا منظر تھا بھوری دیواریں کمرے کے عین وسط میں رکھا لکڑی کا میز اور اسکی دونوں اطراف میں رکھی کرسیاں دیوار گیر کھڑکی سے آتی دھوپ اور اگر اسی دھوپ کا تعاقب کرو تو یہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کے چہرے پہ پڑتی تھی وہ آدمی کوئی پچاس پچپن کی عمر کا تھا مضبوط اونچی اٹھان معمولی نقوش اور نیلی آنکھیں کچھ تھا اسکی ذات میں جس سے رعب سا آتا تھا

سو میر صاحب آپ میری زمین دیکھ چکے ہیں اور آپ اسکے اصل سے بھی واقف ہیں کیا آپ اب بھی خریدنا چاہیں گے ؟ شمس انکے چہرے کو دیکھتا سکون سے پوچھ رہا تھا میر گہرا مسکرایا تھا

شمس سلطان میں میر واعظ فرید ہوں اور میں چار کاموں کے لئے جانا جاتا ہوں پیسہ طاقت غیر قانونی کام اور ...

آخری کام آپ تب کرتے ہیں جب کوئی آپ کو زبان دے کر مکر جائے لیکن یہاں کون مکر رہا ہے ؟ شمس نے اسکے منہ سے بات اچک لی تھی میر بس اسے گہری نظروں سے دیکھے گیا پھر ذرا آگے کو ہوا شمس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا

میں ایک پانچویں کام کے لئے بھی مشہور ہوں وہ ٹھہر ٹھہر کر بغور شمس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا!! بربادی !! شمس سلطان میں بربادی سونگھ لیتا ہوں تمھارے آس پاس سے مجھے بربادی کی بو آرہی ہے چہرے دیکھ کر کسی کا مستقبل بتانا آتا ہے مجھے میرا مشورہ ہے اس کام سے دور رہو آخر میں وہ واقعی مخلص ہوا تھا

شمس کا سانس ایک لمحے کو تو جیسے سینے میں اٹکا تھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ خود کو کمپوز کر گیا تھا

!! مجھے جس سے خوف تھا اسکے اپنے پیروں میں اب بیڑیاں پڑ چکی ہیں وہ محبت میں پڑ گیا ہے میر صاحب اور محبت اچھے بھلے مرد کو بے کار کر دیتی ہے مرد ایک وقت پہ ایک کام کر سکتا ہے یا پھر انتقام یا محبت دو جذبے ایک دل میں لے کر چلے گا تو دونوں میں سے ایک نہ ایک ٹھنڈہ پڑ جائے گا

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ اسکے دل میں ٹھنڈہ پڑنے والا جذبہ انتقام ہے ؟میر ٹھنڈے لہجے میں بولا تھا ہو سکتا ہے اس نے محبت کو تھپکی دے دی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے اسکی عورت بہادر ہو جانتے ہو ناں مرد بہادر عورت سے محبت نہیں عشق کر لیتا ہے اور عشق میں کھونے کا خوف نہیں رہتا اسکا لہجہ اب بھی وارننگ دیتا ہوا تھا

شمس کھل کر ہنسا تھا!! میر صاحب اگر اسے انتقام لینا ہوتا تو وہ لے چکا ہوتا اصل بات ہے ہے کہ میں اسے زیادہ سوچنے لگا تھا اور اب جب میں نے غور کیا ہے تو مجھے پتہ چل گیا ہے کہ وہ وکٹم نہیں ہے میں اسے فرشتہ سمجھنے لگا تھا لیکن وہ انسان نکلا اور انسانوں سے خوف نہیں کھاتا میں وہ اپنی بات مکمل کر کے آگے کو ہو بیٹھا

یہاں میری بربادی نہیں کامیابی کی ڈیل ہو رہی ہے سو آپ اس پہ دھیان دیں نیلامی کے لئے کیا تاریخ فائنل کی جائے ؟ وہ دونوں اب اصل موضوع کی طرف آگئے تھے

آج انیتس ستمبر ہے تین ماہ بعد رکھ لیں کیا خیال ہے تب تک سارے معملات دب جائیں گے شمس نے رائے پیش کی تھی میر کو فرق نہیں پڑتا تھا زمین کس کی ہے کیوں ہے وہ بس خرید لیتا تھا اور اسکے بعد کسی ماں کے بیٹے میں اتنی جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ بس زمین کا دعوی ہی کر سکے

وہ اب زمین کا رقبہ اور باقی کی ساری تفصیلات ڈسکس کر رہے تھے

بھوری دیواریں اپنی جگہ پہ کھڑی اس گھناونے کھیل کو دیکھتی رہیں

کاش دیواروں کے کان کے ساتھ ساتھ پیر بھی ہوتے

کچھ دیر قبل ملنے والا شاک اب یقین میں بدل چکا تھا ہالے سلطان کے سامنے اسکی ماں بیٹھی تھیں سیاہ چکن کاری کے جوڑے میں ملبوس بالوں کو سادہ سی چٹیا میں گوندھے وہ بلکل معصوم دیسی ماؤں جسی تھیں لڑکیوں کو ہر وقت لگتا ہے فلاں لڑکی خوبصورت ہے فلاں پر کشش ہے لیکن جب جب وہ اپنی ماؤں کو دیکھتی ہیں تو انہیں ساری دنیا کی خوبصورتی اس ایک چہرے میں نظر آنے لگتی ہے لیکن ہالے سلطان کے لئے وہ چہرہ اجنبی تھا وہ بس میز کی سطح پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی اماں کے ساتھ کبھی ایسا تعلق رہا ہی نہیں تھا کہ دل کو بات کی جائے راز کہے جائیں یا پھر کم از کم گردن اٹھا کر انکی آنکھوں میں ہی دیکھ لیا جائے

میں نے بھی اس دن یہی کیا تھا انہوں نے کچھ دیر قبل کہی جانے والی اپنی بات دہرائی تو ہالے نے اچھنبے سے انکو دیکھا

میں نے اپنے پہلے شوہر کو شادی کے اگلے دن ہی تھپڑ مارا تھا یہ تھی میری طلاق کی وجہ ہالے دم بخود سی رہ گئی تھی

حسینہ اب بھی کہے گئیں اس نے مجھ پہ شادی کے پہلے دن ہاتھ اٹھایا تھا کیونکہ اسے میرا جوڑا پسند نہیں آیا تھا میں ساری رات سوچتی رہی آخر اس میں میرا کیا قصور تھا؟ وہ اچھا آدمی تھا رات میں ہی مجھ سے معافی مانگی اور میں نے معاف کر بھی دیا وہ ایک لمحے کو رکیں

اگلے دن مجھے اسکا جوڑا نہیں اچھا لگا اور میں بھی اسے تھپڑ دے مارا ساتھ وہ ہنسی تھیں ہے ناں مضحکہ خیز انہوں نے ہنستے ہوئے پوچھا تھا ہالے کچھ نہیں بولی وہ بس گم صم سی انہیں دیکھے گئی حسینہ کی ہنسی تھمی تو وہ ایک بار پھر گویا ہوئیں

میں نے بھی اس سے معافی مانگی تھی لیکن وہ نہیں مانا اور ایک ہفتے بعد مجھے طلاق دے دی مردوں کے معیار کئی بار دوہرے ہو جاتے ہیں وہ عورت کو مارنے کو "مردانگی" اور اسی عورت سے مار کھانے کو "بے غیرتی" سمجھ لیتے ہیں

آپ یہ سب مجھے کیوں بتا رہی ہیں؟ ہالے نے پہلو بدلا تھا اسکی ماں اسکے ساتھ اتنے اچھے طریقے سے بات کر رہی تھی یہ نیا تھا عجیب تھا وہ ان کمفرٹیبل ہو رہی تھی

میں تمھیں یہ سب اس لئے بتا رہی ہوں کیونکہ ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا سفیر جیسے مردوں کے بیچ میں ایک عمر حیات بھی ہوتا ہے اور جب وہ مل جائے تو اسکی قدر کرنی چاہیے تیسرے انسان کی باتوں میں آکر تعلق خراب نہیں کرنا چاہیے تم تیسرے کو تعلق سے نکال کیوں نہیں دیتیں ؟وہ آخر میں جیسے بے بس ہوئی تھیں ہالے نے زخمی نظروں سے انہیں دیکھا تھا دل پہ جیسے خنجر سے چل گئے ہوں

وہ تیسرا انسان میری محرومی پوری کرتا ہے اماں میری لالچ پوری کرتا وہ جو میری توجہ اور محبت کی بھوک ہے ناں اسکا پیٹ بھرتا ہے میں نے ساری زندگی اسکے اشاروں پہ گزاری ہے اور کامیاب بھی ہوئی ہوں جتنا مجھے وہ سمجھ سکتی ہے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا وہ اپنی ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہے گئی میں ایک کٹھ پتلی جیسی ہوں جسکی ڈور کسی کے ہاتھ میں ہے جب تک ڈور چلے گی تب تک تماشا چلے گا ڈور ٹوٹ جائے تو کٹھ پتلیاں سڑک پہ یا کسی کچرے کے ڈھیر پہ نظر آتی ہیں آپ کیا چاہتی ہیں اماں میں سڑک پہ آجاؤں ؟یا پھر کچرے کے ڈھیر پہ ؟اسکی آواز میں کوئی طنز نہیں تھا ہالے بس "کہہ" رہی تھی

حسینہ نے بس نرم نظروں سے اسے دیکھا تھا ہالے نے ایک بار پھر چہرہ موڑ لیا آہ اسے نہیں عادت تھی اس نرمی کی

!!بچے کٹھ پتلی ہمیشہ سڑک پہ یہ کچرے کا ڈھیر کی نظر نہیں ہوتیں کچھ ہوتی ہیں جنہیں قدر دان مل جاتے ہیں اور وہ کئی سالوں تک اچھی حالت میں رہتی ہیں بس فرق یہ ہے کہ کوئی اپنا بخت سمجھ لیتی ہے اور کوئی کچرے کا ڈھیر اپنا سمجھ لیتی ہے

انکی بات پہ ہالے چپ سی ہو گئی کہنے کو کچھ نہیں تھا اسکے پاس ویسے بھی اپنی ماں سے کرنے کو باتیں نہیں ہوا کرتی تھیں اماں بس اسکی غلطیوں پہ سرزنش کرتی تھیں ہالے سن لیتی تھی اسکے باہر کے کھانے پہ ٹوکتی تھیں ہالے دو ایک جواب دے دیتی تھی اور بس یہ تھا انکا تعلق کافی دیر کی خاموشی کے بعد حسینہ نے خود ہی کہنا شروع کیا تھا

مجھ سے ناراض ہو ناں ؟ اب کے وہ پیشمان تھیں جانتی ہوں میں نے تمھارے حق میں بہت کوتاہی کی ہے ہالے لیکن میں معافی مانگ رہی ہوں تمہاری ماں تم سے شرمندہ ہے پلیز مجھے معاف کر دو.... میں

اماں پلیز.... ہالے نے انکی بات کاٹی تھی آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں میری ماں ہیں آپ مجھ سے اس طرح معافی مت مانگیں کیوں میری آخرت خراب کرتی ہیں وہ نرمی سے کہہ رہی تھی حسینہ کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں

میں آپ کو کس بات کے لئے معاف کروں ؟ کیا تعلق ہے ہمارا؟ جب اس دن میں ساری رات گھر سے باہر رہ کر آئی تھی تب مجھے واپسی پہ آپ سے کوئی امید تھی ہی نہیں ہمارے تعلق میں امید محبت ان چیزوں کی تو کبھی گنجائش ہی نہیں نکلی تھی

اسکا لہجہ دھیما تھا بغیر کسی طنز کے تیر میں ڈوبا حسینہ کو اپنے دل پہ چھریاں چلتی محسوس ہوئیں

آپ نے دیکھا تھا ناں اس دن مجمعے میں، میں نے آپی کو گلے لگایا تھا آپ کو نہیں یاد کریں آپ نے مجھے آخری بار گلے کب لگایا تھا؟ وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی اور سچ تھا کہ حسینہ کو وہ آخری دفع یاد نہیں تھا

آپ نے کبھی مجھے اپنے قریب نہیں کیا اماں آپ کبھی میری ماں بنی ہی نہیں

تم بیٹی بن سکتی تھیں ہالے تم کہہ سکتی تھیں تمھیں میری ضرورت ہے وہ گیلی آواز میں شکوہ کر گئیں ہالے نے سادگی سے گردن جھٹکی تھی

میں سلطان تھی اماں مجھے بھرم رکھنے آتے تھے آپ مجھے نہیں جانتیں لیکن کچھ ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں میرے نزدیک میرے لوگوں کی بے حد اھمیت ہے لیکن میں کبھی بھی کسی کے پیچھے نہیں بھاگتی چاہے میرا دل اسکے لئے روئے چیخے لیکن میں اسے نہیں بتاؤں گی میں کیوں بتاؤں کیا اسے نظر نہیں آتا؟اور اگر نظر نہیں آتا تو میں اس سے بڑی اندھی بن جاؤں گی آپ ماں تھیں اور میں بیٹی ہمارا تعلق آپ نے جوڑے رکھنا تھا نہیں جوڑ سکیں وہ ایک پل کور کی سیاہ آنکھیں اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا

تعلق سڑ گیا اماں اب مجھے آپ کی اور آپ کو میری ضرورت نہیں ہے مجھ سے معافی مانگ کر مجھے گنہگار نہ کریں معافی وہاں مانگی جاتی ہے جہاں کوئی تعلق ہو اور تعلق سے جڑی امیدیں ہم دونوں کو ایک دوسرے سے کوئی امید نہیں ہے وہ نرمی سے کہتے ہوئے اٹھی حسینہ گردن جھکائے بیٹھی رہیں ہالے کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن وہ ڈھیٹ بنی رہی

بیٹی کے کیفے پہلی بار آئی ہیں میں آپ کے لئے کافی بنا کر لاتی ہوں وہ کہتے ہوئے راہداری میں مڑ گئی تھی آنکھیں اب نم ہوئی تھیں جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ گئی تھی

وہ کچن میں آئی لیکن کافی نہیں بنائی دو منٹ وہ وہیں پہ کھڑی رہی پھر باہر نکل آئی اب حسینہ والی میز خالی تھی وہ کافی کے لئے بھی نہیں رکی تھیں

ہالے ٹھیک ہی تو کہتی تھی ان دونوں کو ایک دوسرے سے امیدیں نہیں تھیں

یاقوت مرزا کا کمرہ اس وقت روشن تھا نرمین آئینے کے آگے بیٹھی بال بنا رہی تھی اسکے عقب میں یاقوت بیٹھا تھا بے ترتیب حلیہ اجڑے بکھرے بال آج کہیں سے بھی نہیں لگتا تھا کہ "حسن اس پہ تمام ہوا" وہ پر مثردہ تھا اسے دیکھ کر دل کٹتا تھا وہ شیشے میں ابھرنے والا نرمین کا عکس دیکھ رہا تھا سبز آنکھیں خوبصورت بال لیکن اسکا چہرہ وہ کیوں کھنڈر جیسا تھا کیوں اس پہ کوئی رونق نہیں تھی

نیرو . . . یاقوت نے نرمی سے پکارا اس کی آواز گیلی لگتی تھی نرمین نے جواب نہیں دیا وہ شاید جواب چاہتا بھی نہیں تھا تمھیں پتہ ہے میں تم سے اپنا ہوم ورک کیوں کرواتا تھا؟ نرمین کا برش کرتا ہاتھ ایک لمحے کو تھما تھا لیکن جواب اس نے اب بھی نہیں دیا یاقوت ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا

میں اگر ہوم ورک کرتا ناں تو وقت ضائع ہوتا میں ناں قرآن پڑھنا چاہتا تھا

اب کے نرمین نے گردن موڑ کر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا میں ہوم ورک تم سے کرواتا تھا اور خود قرآن پڑھتا تھا مجھے قرآن پسند تھا نیرو بہت پسند تھا اسکی آنکھوں میں نہ جانے کہاں سے چند آنسو آگئے تھا میں بس ہر وقت قرآن پڑھتے رہنا چاہتا تھا جس طرح نوح پڑھتا تھا میں نے بہت کوشش کی ماریں کھائیں

Bad touches

برداشت کئے رحم کا انتظار کیا لیکن میرے اوپر شیطان ہونے کا لیبل لگا دیا گیا اس نے ہچکی لی تھی نرمین کا دل دہل گیا تھا میں وہی یاد کرتا تھا جو مجھے نوح بتاتا تھا وہ میرا استاد تھا ناں استادوں کو تو مخلص ہونا چاہیے تھا ناں ؟ وہ میرے ساتھ مخلص کیوں نہیں تھا؟ وہ بہتے ہوئے آنسوؤں میں ہچکیوں کے درمیان کہہ رہا تھا

ایک دن میں نے شیطان کا مطلب پوچھا تھا آنٹی سے انہوں نے کہا شیطان وہ ہے جس پہ اللہ رحم نہیں کرتا ہے اس نے مجھ پہ بھی رحم نہیں کیا تھا میں تھک گیا تھا نیرو بہت تھک گیا تھا وہ گردن جھکائے شکستگی سے اعتراف کر رہا تھا

میں اللہ سے ناراض ہو گیا میں نے سنا تھا اللہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ مجھے منا لے گا میں غلط تھا ناراض ہونے کا حق میرا نہیں تھا انسان کے حصے میں تو آزمائش ہوتی ہے قرآن تک آنے کے لئے میری آزمائش نوح تھا اور وہ قاری تھا لیکن میں اللہ سے ناراض ہو گیا اس کے آنسو تھم گئے تھے وہ اب گردن اٹھا کر گیلی گلابی پڑتی آنکھوں سے نرمین کو دیکھ رہا تھا وہ بھی اسے دیکھ رہی تھی ساکن شل

اللہ کو ہماری ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہمیں اللہ کی ضرورت ہر دور میں ہوتی ہے میں منکر بن گیا تھا میں سرکش بن گیا تھا وہ پیشمان تھا میں نے ہر وہ کام کیا جو غلط تھا میں نے شراب پی جوا کھیلی زنا کیا لیکن جانتی ہو ہر رات میری چھ سورتیں مجھے یاد ضرور آتی تھیں اس نے دہرانے کی کوشش کی لیکن الفاظ ٹوٹ گئے

اللہ نے مجھے اپنے پاس بلایا تھا وہ ہر دفع بلاتا تھا لیکن سرکشی بڑھتی گئی میں ابلیس بنتا گیا میں واقعی شیطان بن گیا تھا نیرو اس دن جب میں تمھارے پاس آیا تھا وہ آخری دن تھا جب مجھے میری سورتیں یاد آئیں وہ میرے ذہن

میں زور زور سے گردش کر رہی تھیں اسکی آواز رندھی ہوئی تھی بے بس شکستہ نرمین کی آنکھوں میں کرب اترنے لگا تھا

اس دن کے بعد سے آج تک کوئی سورت یاد نہیں آتی ذہن کورا ہے خالی اللہ نے مجھے چھوڑ دیا ہے نیر واب مکمل اندھیرا ہے اب میں ہوں میرے اندر کا شر ہے اور میری سرکشی کی سزا ہے میں خالی ہاتھ ہوں اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دکھائے تھے اسے دیکھ کر رونا آتا تھا

میں واپس آنا چاہتا ہوں میں ابلیس سے عزازیل بننا چاہتا ہوں کیا مجھے معافی مل سکتی ہے ؟ کیا میرے دل پہ لگا چیچک ختم ہو گا ؟ کیا مجھے خنزیر بننے سے بچا سکتی ہو ؟ مجھے اپنے آس پاس بدبو آتی ہے تعفن اٹھتا محسوس ہوتا ہے مجھے واپسی چاہیے نرمین خدا کے لئے میری مدد کرو وہ اب زور زور سے رونے لگا تھا بچوں کی طرح چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اسکے رونے کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی وہ گہرے کرب کا شکار تھا انسان چھوڑ دیں بس کبھی کسی دور میں اللہ انسان کو نہ چھوڑے

نرمین اپنی جگہ سے نہیں اٹھی وہ اسکو روتے ہوئے سنے گئی اور سوچے گئی ؟ کیا کبھی کسی دور میں اگر ابلیس واپس عزازیل بننا چاہے تو ؟

شام کے سائے سارے کراچی میں پھیل گئے تھے ایسے میں ایک نسبتا پکے گھروں والی کالونی میں آ ؤتو ایک فرہاد غفار (معراج سلطان کا سیکریٹری)اپنے گھر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا دو منزلا پکا گھر اپنی شان سے کھڑا تھا نیا تازہ رنگ وروغن کون یقین کر سکتا تھا کہ کچھ وقت قبل تک جس آدمی کے اوپر لاکھوں کا قرضہ ہو اور رہنے کو چھت نہ ہو وہی آدمی چند ماہ کے اندر اندر اپنے قرضے کیسے اتار گیا؟اور کس طرح یہ کوٹھی نما گھر خرید لیا قصہ مختصر وہ لوہے کا دروازہ کھولتا اندر صحن میں آ گیا آج اسکی بیوی اور بیٹی گھر پہ نہیں تھیں ورنہ اب تک تو بچی اپنے باپ کو دیکھ اسکی ٹانگوں سے آ لپٹتی وہ اپنے کمرے میں آیا کندھے پہ ٹنگا بیگ اتار کر ایک طرف کو رکھا ابھی وہ باتھروم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہی تھی کہ اندر موجود شخص کے زوردار مکے سے اسکے ناک سے خون ابل پڑا تھا وہ شخص نیم اندھیرے میں تھا دراز قد سیاہ آنکھوں والا فرہاد نے باہر بھاگنا چاہا لیکن اسکے قدم جم گئے تھے دراز قد مرد آنکھوں میں سرد تاثر لئے آگے آتا گیا فرہاد کا حلق تک سوکھنے لگا تھا اس نے قریب آ کر ایک زوردار لات اسکے سینے پہ ماری فرہاد پیٹھ کے بل گرا تھا سامنے کھڑے مرد نے اس پہ بس نہیں کی تھی وہ مسلسل اسے ٹھوکروں سے مارے گیا اسکے اندر کوئی جنون نہیں تھا وہ بس برف کی مانند سرد تھا فرہاد کراہتے ہوئے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے مار کھاتا رہا

ہیون کی اصل فائل کہاں ہے ؟اس برف انسان نے ایک ہی سوال کیا تھا

مجھے نہیں پتہ عمر مجھے کچھ نہیں پتہ پلیز خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو وہ تکلیف سے کہہ رہا تھا اسکی آنکھوں میں خوف تھا سامنے کھڑے شخص نے چند منٹوں میں اسے ادھ موا کر دیا تھا اب فرہاد نے اس دراز آدمی کو اپنے قریب نیچے بیٹھتے ہوئے دیکھا اسکی آنکھیں خوف سے مزید پھیل گئیں

ہیون کی فائل کہاں ہے ؟ سرد سپاٹ آواز میں وہی سوال دہرایا گیا فرہاد مارے بے بسی اور درد کے رونے لگا تھا

مجھے نہیں پتہ مجھے کچھ نہیں پتہ میں .... میں مجبور تھا انہوں نے مجھے اس کام پہ مجبور کر دیا تھا اس نے میری بیوی اور میرے بچوں کو زہر دے دیا تھا عمر مجھے معاف کر دو میں نے معراج صاحب کے لاکر سے وہ فائل نکال کر اسے دے دی مجھے معاف کر دو وہ گھگھیانے لگا تھا

عمر کے چہرے کے تاثرات یکدم نرم پڑے تھے انہوں نے تمہاری فیملی کو زہر دیا؟ وو نرمی سے پوچھ رہا تھا

فرہاد زور زور سے اثبات میں سر ہلانے لگا تھا

کس تاریخ کا واقعہ ہے یہ ؟

چھبیس ... چھبیس اپریل کا واقعہ ہے یہ وہ رٹا رٹایا سبق دہرا رہا تھا عمر ایک الٹے ہاتھ کا ایک تھپڑ اسکے منہ پہ دے مارا تھا فرہاد کی آنکھوں کے سامنے دنیا گھوم گئی تھی عمر کے جبڑوں تک میں سختی اتر گئی

میرے سر پہ پاگل لکھا ہے ؟ تمھیں لگتا ہے تم مجھے پاگل بناؤ گے ؟ وہ سختی سے پوچھ رہا تھا میں نے ساری فوٹیج نکلوائی ہے تم چھبیس نہیں اٹھائیس اپریل کو معراج سلطان کے آفس سے فائل لے کر نکلے تھے اب مجھے صاف

صاف بتاؤ فرہاد غفار فائل کہاں ہے کس کے پاس ہے ؟ ورنہ ... عمر نے کہتے ساتھ اپنی پنڈلی میں بندھی پسٹل باہر نکال کر فرہاد کے ماتھے پہ رکھی تھی وہ پورا کا پورا پسینے میں بھیگ گیا زبان تالو سے چپک کر رہ گئی تھی

فائل کہاں ہے فرہاد ؟ سرد برف کے مجسمے نے سوال دہرایا تھا فرہاد نے مردہ ہوتی آنکھوں سے اسے پستول ہٹانے کا اشارہ کیا تھا

عمر نے گن واپس پیچھے کر لی فرہاد کا سانس بحال ہوا اس کی آنکھوں میں اب بھی بے تحاشا خوف تھا اس نے لبوں پہ زبان پھیر کر بامشکل کچھ کہنے کی کوشش کی تھی

اس نے کہا تھا عمر آئے تو اس سے کہنا جادو اسکی منشاہ نہیں مجبوری تھی اور عمر حیات کو سارے جواب مل گئے تھے ساری کڑیاں جڑتی گئیں

مہر ماہ صرف ہالے سلطان کی بربادی کے پیچھے نہیں تھی وہ شمس سلطان کی ساتھی بھی تھی

عمر اٹھ کھڑا ہوا ٹھنڈی ٹھار نظروں سے فرش پہ بیٹھے فرہاد کو دیکھا پھر اپنی پستول کو اور پھر کھڑے کھڑے اس نے فرہاد کے دونوں ہاتھوں کا نشانہ لیا تھا وہ بن آب ماہی کی طرح تڑپنے لگا تھا اسکی چیخیں پلٹ پلٹ کر واپس آ رہی تھیں خون فرش پہ بہتا جا رہا تھا چپس کا فرش سرخ سیال میں بدلتا چلا گیا

عمر آگے آیا درد سے تڑپتے فرہاد کے ایک ہاتھ پہ اپنے بوٹ سے زور دیا وہ بلبلا کر رہ گیا درد اتنا شدید تھا کہ اسے لگا وہ مر جائے گا

اسے کہنا میں نے اسکا پھندا تیار کر لیا ہے بس انتظار کرے میرا وہ سرگوشی کرتا آگے بڑھ گیا

فرہاد اب بھی رو رہا تھا چیخ رہا تھا لیکن نہیں تمھیں اس پہ ترس نہیں آئے گا اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جن پہ ہم ترس نہیں کھا سکتے ورنہ یہ کہانی میں ہوئے ظلم کی بے عزتی ہو گی

یہ ایک خوبصورت اور شہانہ سے شادی ہال کا منظر تھا روشنیاں قمقمے خوش گپیاں سلیقے سے سجی میزیں با ادب بیرے اور میوز کا بے ھنگم شور البتہ اس لمحے میوز کا شور ذرا دیر کو تھما تھا

ایسی ہی ایک میز کے گرد رکھی کرسی پہ اس وقت سفیر سلطان بیٹھا تھا سرمئی ڈنر سوٹ میں ملبوس بالوں کو جیل سے پیچھے کو جمائے بھوری آنکھوں میں چمک لئے وہ آج بھی ماحول پہ چھایا ہوا تھا اسکے عین سامنے مہر ماہ بیٹھی تھی نیلی ساڑھی میں ملبوس اس نے بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا کانوں میں ہیرے اور گلہ خالی تھا وہ خوبصورت لگ رہی تھی البتہ کچھ کچھ مضطرب بھی اسے سفیر کی جانب سے خدشے لاحق تھے ہوتے بھی کیوں ناں چھینی ہوئی محبتیں بے سکونی تو دیتی ہی ہیں

مہر ماہ کیا سوچ رہی ہو؟ سفیر نے اسکو آس پاس دیکھتے ہوئے پوچھا تھا کھانا میز پہ سجا تھا

مہر ماہ کچھ نہیں بولی اب اسکی نظریں سفیر کے ہاتھ پہ تھیں اسکی ایک انگلی میں سفید سونے کی انگوٹھی تھی جسے وہ ہر وقت پہنے رہتا تھا تب سے جب سے اسے ہالے سلطان نے یہ انگوٹھی پہنائی تھی

آج صبح یہی انگوٹھی گم ہو گئی تھی ناں؟ جس کے لئے آپ مجھ پہ بھی چیخے تھے۔؟ وہ اسکے ہاتھ پہ نظر جما کر بولی تھی سفیر کو ذرا حیرت ہوئی تھی اس نے چونک کر انگوٹھی کو دیکھا اور پھر اسکا چہرہ تاریک پڑا تھا

مجھے لگا ہم آگے بڑھ رہے ہیں آپ میرے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں میں آپ کو ہیل کر رہی ہوں لیکن.... وہ رکی نظریں اٹھا کر سفیر کو دیکھا اسکی آنکھوں میں اداسی تھی ہم آج بھی وہیں ہیں سفیر اسکوائر ون پہ ہم کبھی آگے بڑھے ہی نہیں ہیں ہالے ایک امر بیل کی طرح ہم سے چمٹ گئی ہے اور میں چاہ کر بھی اسے دور نہیں کر پا رہی وہ اپنی بھوری آنکھیں سفیر کے چہرے پہ مرکوز کئے تکلیف سے کہہ رہی تھی سفیر نے غیر آرام دہ ہو کر پہلو بدلا تھا

You are getting it wrong

میں بس عادی ہوں اس انگوٹھی کا یہ میری انگلی کی عادت بن گئی ہے اسکے بغیر ہاتھ ادھورا لگتا ہے بس یہی بات ہے

انگوٹھی کے بغیر ہاتھ ادھورا ہے اور دینے والی کے بغیر زندگی مہرماہ نے تلخی سے سر جھٹکا تھا اب کے سفیر کو واضح طور پہ برا لگا تھا

دیکھو مہر... مجھے باتیں دہرانا پسند نہیں ہے اگر میں کہہ رہا ہوں بس یہی بات ہے تو اسکا مطلب ہے بس یہی بات ہے!! اسکے لہجے میں ذرا سی سختی تھی

ہالے اب میری زندگی میں نہیں ہے اور میں اسکے بغیر آگے بڑھ رہاہوں تمھارے ساتھ میں مرد ہوں اگر اسے یاد کرنا اس سے ملنا چاہوں یا پھر اسکے لئے دل میں ایک چور دروازہ بنانا چاہوں تو تمھیں کچھ بھی پتہ نہیں لگ سکے گا لیکن میں... اس نے جتاتے ہوئے انگلی سے سینے پہ دستک دی میں سفیر سلطان تمھارے ساتھ مخلص ہوں مہر نے ٹھہر کر اسکو دیکھا تھا اور پھر اسکی نظریں پھسل کر سفیر کے ہاتھ پہ گئیں وہ اپنی انگلی سے انگوٹھی کھینچ کر نکال رہا تھا

میرے لئے اس وقت تم اہم ہو ہمارا تعلق اہم ہے حریص مت بنو حسد چھوڑ دو تم ایک حاسد اور شکی انسان ہو اس لئے تمہارا دل سیر نہیں ہو رہا تمھارے دل میں کوئی کھوٹ ہے اس لئے تمھیں سارے دل زنگ آلود لگتے ہیں مہر سفیر کہہ رہا تھا اور مہر آنکھیں کھولے اسے دیکھے گئی اسے لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی

دل اللہ کا گھر ہوتا ہے مہر اگر اس گھر میں اپنا حسد اور شر لے کر جاؤ گی تو وہ تمھارے دل سے سکون نکال دے گا ضروری نہیں ہے ہر گناہ کی سزا قیامت والے دن ملے شر پسند حاسد لوگوں کو زندگی میں ہی سزا مل جاتی ہے انکے دلوں کا سکون چھین لیا جاتا ہے کیا تم بھی ایسے لوگوں کی صف میں آنا چاہتی ہو؟

اس نے پوچھا تو مہر نے دھیرے سے نفی میں سر ہلا دیا سفیر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑی انگوٹھی نیچے پھینک دی وہ کہیں گھاس میں غائب ہو گئی

مہر ماہ کو لگا تھا انکے تعلق سے ہر تیسری چیز اسی طرح غائب ہو گئی وہ مسکرائی تھی سفیر اسے دیکھ کر مسکرا دیا کندھوں پہ لدا بوجھ ہلکا ہونے لگا تھا انگوٹھی نہیں تھی مطلب ہالے نہیں تھی زبردست وہ دونوں اب کھانے کے بارے میں ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے

لیکن اگر تم لوگ نظر جھکا کر دیکھو تو سفید سونے کی انگوٹھی گھاس میں سے اپنی ہلکی سی جھلک دکھا رہی تھی پس ثابت ہوا کہ حاسدوں کے دلوں سے سکون اٹھا دیا جاتا ہے

اگلی صبح بے حد روشن تھی بینز بلاسم پہ معمول کی گہما گہمی تھی ہر میز پہ لوگ بیٹھے تھے چائے کافی پیتے لوگ یا پھر گھر سے جلدی نکل کر اب کیفے میں بیٹھ کر ناشتہ کرتے لوگ ہالے سلطان اپنے مخصوص میز پہ بیٹھی تھی سامنے ہارون بیٹھا تھا وہ دونوں کوئی معملہ ڈسکس کر رہے تھے ہارون سے چیزیں نہیں سنبھل رہی تھیں وہ آرٹسٹ آدمی تھا بے ترتیب سا اسے جو کام دے دیا گیا تھا وہ اس سے کہاں ہو پانا تھا یہی حال ہالے کا تھا ہاں وہ حکم دینے کے لئے ہی پیدا ہوئی تھی لیکن شہزادیوں کو تخت پہ بٹھانے سے پہلے تربیت دی جاتی ہے اور یہ تربیت کسی آنلائن کلاس سے نہیں ملتی

دفعتاً ہالے نے کسی خیال کے تحت نظر اٹھا کر دیکھا تھا وہ سامنے سے چلا آرہا تھا سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اسکی آنکھیں خاموش سی تھیں شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا یا کسی مسلے میں الجھا تھا ان دونوں کو یہاں بیٹھے دیکھ وہ اسی طرف چلا آیا تھا

ہیلو ..... امید ہے آپ ڈسٹرب ہوئے ہوں گے وہ کہتے ہوئے ہالے کے ساتھ بیٹھ گیا وہ دونوں دور تھے کھنچے کھنچے تھے لیکن اپنی جگہ وہ آج بھی جانتا تھا

چند منٹ کے حال احوال کے بعد وہ اصل موضوع کی طرف آیا تھا!! اصل میں، میں یہاں حساب دیکھنے آیا ہوں کیا دیکھ سکتا ہوں اگر تم چاہو ؟ اس نے ہالے کو دیکھ کر پوچھا تھا (لاڈ صاحب کو ڈیڑھ ماہ بعد حساب دیکھنا یاد آ گیا ؟)

ہارون "شیور" کہتے ہوئے اٹھ گیا تھا اور اندر سے لیپ ٹاپ لے آیا یہ پچھلے ڈیڑھ ماہ کا حساب تھا جو کہ ہالے نے بنایا تھا وہ نمبرز کے قریب ہونے لگی تھی یہ اسکی تھیراپی کا حصہ تھے

عمر نے صرف ایک منٹ صرف ایک منٹ کے لئے سارا حساب دیکھا تھا اور پھر لیپ ٹاپ بند کر کے ہالے کے آگے رکھ دیا سنجیدہ نظروں سے انکو باری باری دیکھا !! چھ لاکھ نقصان میں جا رہے ہیں آپ لوگ !! اس نے دھماکہ ہی تو کیا تھا ہالے اور ہارون اپنی جگہ پہ سن رہ گئے تھے

نئ کیٹر نگ نیا پینٹ فری کافی کی افر اور تنخوا کا بونس یہ سب ہے وجہ وہ اب بھی سنجیدہ تھا نہ آپ سے مینجمنٹ سنبھل رہی ہے اور نہ ہارون سے آر گنائیزیشن کیا بہتر نہیں ہے کہ آپ یہ کام چھوڑ دیں مجھے تو پہلے دن سے پتہ تھا کتنا نقصان ہو گا اور کیا کیا ہو سکتا ہے تم سے وہ بے نیازی سے کہہ رہا تھا

اگر تم جانتے تھے تو ہمیں بھی بتا سکتے تھے ہالے نے گلہ کیا تھا عمر نے کندھے اچکائے تھے !!میں کیوں بتاؤں گا ؟جس طرح مجھے سب پتہ ہوتا ہے اسی طرح آپ کو بھی ہونا چاہیے تھا کاروبار صرف پیسے سے نہیں چلتا بخت اور محنت بھی چاہیے ہوتی ہے آپ دونوں نے وہ کی کب ہے ؟

ہالے نے غیر آرام دہ ہو کر پہلو بدلا تھا "تم کہتے تھے مجھے حکم چلانا آتا ہے کیا اس کے لئے بھی کسی ٹریننگ کی ضرورت تھی ؟ہالے نے طنز کیا تھا عمر نے برا نہیں منایا

!!میں نے جو کہا اس پہ آج بھی قائم ہوں لیکن اگر کچھ عقل تم بھی استعمال کر لیتیں تو کار دنیا رک نہ جاتا وہ جل کر بولا تھا ہاں آپ ملکہ ہیں لیکن کبھی بھی آپ کو تخت نہیں ملا تھا اب جب ملا تھا تو آپ کو تربیت کی ضرورت تھی پہلے دن سے خود مینیجر بننا ایک انتہائی احمقانہ فیصلہ تھا

تم بھی تو کیشئر بن کر بیٹھے تھے ہارون کہاں خاموش رہتا عمر نے جتاتے نظروں سے لیپ ٹاپ کو دیکھا "میں اگر بیٹھا تھا تو مجھے میرا کام آتا تھا اٹھارہ سال کی عمر سے کیشئر ہوں حساب دیکھ کر بتا سکتا ہوں کون گھاٹے میں ہے کون نفع میں تم لوگوں کو کیا آتا ہے وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا

آپ لوگوں کو کیا لگتا تھا آپ کے پاس پیسہ ہے تو سب سیٹ ہے ؟ آپ کامیاب ہو ؟ کیفے پہ بیٹھ کر راج کرو گے ؟ یہ ڈبل منزلا کیفے......

ہالے اسکی بات پہ جیسے کسی خواب سے جاگی تھی عمر بہت کچھ کہہ رہا تھا لیکن اسکی ہر آواز بند ہو گئی تھی

ڈبل ... ڈبل ... ڈبل .. ڈبل بس یہی بس یہی الفاظ اسکے ذہن میں گونجنے لگے تھے اسکی آنکھیں چمک اٹھی تھیں

تم اپنا بھاشن بند کرو اور یہ بتاؤ اب نقصان پورا کیسے کریں گے ہارون اکتا کر عمر کو ٹوک رہا تھا

ڈبل انکم سے جواب ہالے کی جانب سے آیا تھا ہارون اور عمر نے ٹھہر کر اسے دیکھا تھا وہ آنکھوں میں چمک لئے آگے کو ہو بیٹھی اسکے گال دھک رہے تھے خوشی ہی ایسی تھی

سنگل انکم پہ بس گزارے ہوتے ہیں وہ کہنے لگی تھی ہو ٹلنگ . ٹریول لنگ اور تعاشی کے لئے ڈبل انکم چاہیے ہوتی ہے اسی طرح نقصانات کی بھرپائی کے لئے بھی ڈبل انکم چاہیے ہوتی ہے بات اب بھی ان دونوں کو سمجھ نہیں آئی تھی

یہ کیفے اور اسکی سنگل انکم ہارون اور میرے لئے کبھی بھی کافی نہیں ہو گی کجا کہ یہ ہمارے نقصان بھر سکے وہ ایک شان ایک اداسے کہہ رہی تھی عمر نے ڈھیر سارا "جلنا" اندر دبایا تھا

ہم نقصان اٹھا رہے ہیں کیونکہ ہم نے پیسے کو ہی سب سمجھا لیکن اب ہم سارا اسٹاف نیا رکھیں گے میں منیجر ہیڈ شیف اور باقی سب بھی کیونکہ اب ہم اوپر والے پورشن کو بھی استعمال کریں گے ڈبل انکم

ہارون اور عمر نے اسکو یوں دیکھا تھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو

کیا پاگل ہو گئی ہو؟ جانتی ہو کتنا خرچہ آئے گا اوپر کتنا گند ہے اور کتنے سارے سامان کی ضرورت ہو گی؟ یہ بلکل ایسا ہو گا جیسے ایک نیا کیفے بنانا کہاں سے آئیں گے پیسے؟ عمر کو تو واقعتاً اسکی دماغی حالت پہ شک ہونے لگا تھا جبکہ ہارون خاموش تھا وہ جانتا تھا ہالے نے کچھ نہ کچھ تو سوچ ہی رکھا ہو گا

پیسے ہیں میرے پاس کافی ساری سیونگز ہیں میری مجھے بس ٹائم مینج کرنا پڑے گا اور نیا اسٹاف ہائر کرنا پڑے گا تا کہ میں ان سے سیکھ سکوں یہ بلکل ایسا ہو گا جیسے ہم اپنے ہی کیفے میں ملازمت کر رہے ہوں وہ آخر میں ہلکے سے شانے اچکا کر بولی تھی پھر ایک نظر بجھے ہوئے ہارون اور عمر کو دیکھا

اور آج کے بعد تم دونوں بھی کافی اور باقی چیزوں کے لئے پے کرو گے بہت ہو گئی مفت خوری غضب خدا کا چھ لاکھ گھر سے بھرنا پڑیں گے وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اٹھی تھی

میں اپنے ہی کیفے میں بل دوں گا؟ ہارون صدمے سے بولا تھا

اور میں اپنی ہی بیوی کے کیفے میں بل دوں گا؟ لے کر دکھانا ذرا عمر کی تو جیسے انا پہ بات آ گئی تھی ہالے ہاتھ جھلاتی آگے بڑھ گئی تھی وہ چلی گئی تو عمر نے ہارون کو دیکھا وہ بھی اسے دیکھ رہا تھا

تم بہت اچھے ہو ہارون یکدم وہ نرمی سے بولا تھا ہارون نے بے اختیار آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چھوا تھا پھر پیچھے ہو بیٹھا

بخار تو نہیں ہے پھر کیوں ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟

عمر ہنس دیا تھا ساتھ جیب سے ایک چیک نکال کر اس کے آگے رکھا تھا!!یہ تمھارے پیسے ہیں جو میری اماں کے علاج پہ خرچ ہوئے میں تمہارا شکر گزار ہوں اگر تم نہ ہوتے تو میری حالت کی وجہ سے مجھے ہسپتال سے نکال باہر کرتے وہ آہستگی سے کہہ رہا تھا ہارون نے چیک کو چھوا تک نہیں تھا

کیا ہم دوست بن سکتے ہیں ؟ عمر اسکو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا ہارون نے کچھ لمحات تک اسکی آنکھوں میں دیکھا پھر نفی میں سر ہلا دیا عمر اب تھکے تھکے سے انداز میں مسکرایا تھا

عمر حیات کو آج تک کسی نے ناں نہیں کہا سر مئی بلے وہ جیسے کچھ جتا رہا تھا ہارون اب بھی سادگی سے اسے دیکھے گیا

میں اگر تم سے دوستی کر لوں گا تو مجھے تم سے مخلص ہونا پڑے گا تمھارے لئے دل سے حسد ختم کرنا پڑے گا اور. .... وہ رکا ایک پل کو حلق میں ڈھیر سارا پانی جمع ہوا اور جو تمھارے پاس ہے اسے صرف تمہارا سمجھنا پڑے گا تمھیں اسکے ساتھ خوش دیکھ کر خوش ہونا پڑے گا اور میں یہ نہیں کر سکتا اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا تھا آنکھیں نم ہونے لگی تھی دل کے زخم ادھڑ رہے تھے عمر چپ چاپ اسے دیکھے گیا

تم نہیں جانتے عمر میں اتنا اچھا نہیں ہوں جتنا نظر آتا ہوں جب میں تمھارے پاس وہ دیکھتا ہوں جو میرا نہیں ہوا تو میرا دل کرتا ہے تم کسی ٹرک کے نیچے آ کر مر وہ وہ بے بسی سے بولا تھا اسکے لہجے میں نفرت نہیں تھی غصہ بھی نہیں تھا بس رقابت تھی

میرے لئے تم کل کے مرتے آج مرو بلکہ اگر ہالے کی خوشی کا خیال نہ ہوتا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ گھونٹتا اب بتاؤ کیا میں ایسا حاسد دل لے کر تمہارا دوست بن سکتا ہوں؟..... ہم دوست نہیں بن سکتے عمر کبھی نہیں وہ کہتے ہوئے اٹھا تھا سانس بند ہونے لگا تھا اب مزید وہ اس شخص کو برداشت نہیں کر سکتا تھا عمر کے چہرے پہ کوئی بھی تاثر نہیں آیا

تم چاہے مجھے دوست مانو یا نہ مانو میں تمہارا ایکطرفہ دوست ہوں آج سے عمر نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی کئی لوگوں نے مڑ مڑ کر اسکو دیکھا تھا ہارون سنی ان سنی کر تا باہر نکل گیا تھا

ہنہہ میری موت چاہتا ہے غضب خدا کا ایسے حاسدوں کی وجہ سے تو اپنا صدقہ اتار تا رہتا ہوں

وہ ہولے سے بڑبڑایا تھا اور اگر ہالے یہاں ہوتی تو کیا کہتی؟

فہیم مرزا کا آفس اے سی کی ٹھنڈک کی وجہ سے یخ تھا کھڑکی کے بلائنڈز سے آتی روشنی پاور سیٹ پہ بیٹھے فہیم کے چہرے پہ پڑ رہی تھی اسکے آگے لکڑی کی میز تھی میز کے اس پار شمس سلطان بیٹھا تھا

ان دونوں کے چہرے بزنس ملاقات جیسے تھے بس اپنا اپنا فائدہ سوچتے چہرے بس کسی نہ کسی طرح اپنا ہوتا نقصان کسی اور کے سر ڈالتے چہرے وہ دونوں ایک دوسرے کو گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے بلا خر فہیم نے کہنے کا ارادہ کر ہی لیا تھا

آخر تمھیں کیا ضرورت تھی شمس یہ نیلامی والا شوشا چھوڑنے کی جب ہم دونوں کے درمیان ایک معاہدہ ہو چکا تھا سب طے تھا تو پھر آخر کیوں ؟ فہیم نہ خوش لگتا تھا شمس نے گہری سانس بھری

فہیم تحمل سے کام لو اس جگہ پہ میر کی نظر تھی اگر میں تمھیں بیچ دیتا تو کیا جانتے نہیں ہو وہ ہم دونوں کے ساتھ کیا کرتا ؟ نہ ہم رہتے نہ ہی وہ جگہ

پھر اب تم آخر کیا کرو گے شمس میر کے ہوتے ہوئے میری تو اتنی اوقات نہیں ہے کہ اس زمین کو خرید سکوں فہیم جھنجھلایا تھا

شمس نے اسے دھیرج رکھنے کو کہا تھا "تم اکیلے کبھی بھی اس زمین کو خرید نہیں سکتے تھے سو اب تم یہ کرو کہ چار اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملالو اور ایک ٹیم بن کر نیلامی میں آؤ تم ریٹ بڑھاتے جانا اور میر واعظ کبھی بھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتا جب وہ دیکھ لے گا کہ یہ زمین اسکے لئے موزوں نہیں ہے تو وہ خود ہی ہٹ جائے گا

فہیم اب بھی تذبذب کا شکار لگ رہا تھا کچھ تھا جو اب بھی بر الگ رہا تھا لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکتا تھا میر واعظ فرید کے آگے اسکی اتنی اوقات نہیں تھی وہ دونوں اب کسی دوسرے معملے کو ڈسکس کرنے لگے تھے دیوار پہ لگا اے سی اپنی ٹھنڈک میں اضافہ کرتا چلا گیا

شام کو کوئی چھ بجے کا وقت تھا جب ہالے سلطان کی گاڑی اسکے گھر کے باہر آکر رکی چوکیدار نے دروازہ کھولا تھا لیکن وہ گاڑی اندر نہیں لے کر جا سکی وجہ اسکے ساتھ آکر رکنے والی عمر کی گاڑی تھی

وہ اچھنبے سے گاڑی سے اتر آئی وہ بھی سامنے سے چلا آیا تھا اسکے ہاتھ میں ہالے کا پرس تھا وہ اسکے قریب آکر رکا

اپنا پرس بھول گئی تھیں آپ ویٹر نے مجھے دیا چیک کر لیں رقم پوری ہے وہ پرس اسکے آگے کرتا ہوا بولا تھا ہالے نے پرس نہیں کھولا وہ جواباً کچھ کہہ رہی تھی لیکن عمر نے نہیں سنا وہ چوکیدار کو دیکھتا ہوا آگے آیا تھا اسکی نظریں مشکوک تھیں اور زبان جیسے مچل کر کہنا چاہتی تھی

مجھے سب پتہ ہوتا ہے

وہ عین اسکے آگے آکر رکا تھا کرخت چہرے اور بڑی بڑی مونچھوں والا کوئی چالیس پینتالیس برس کا شبیر احمد

نام کیا ہے تمہارا؟ عمر اس وقت ایک تفشیشی افسر کی مانند لگ رہا تھا اسکی آنکھیں ایکسرے کر رہی تھی اور ایک مرد کی آنکھیں دوسرے مرد کی آنکھوں کا ایکسرے بخوبی کر لیتی ہیں

سر شبیر احمد وہ بولا تو اسکی آواز ہلکی تھی اور عمر دعوے کے ساتھ کہہ سکتا تھا وہ اداکاری کر رہا تھا اسکی آواز اسکا لہجہ اسکے چہرے کے ساتھ میل نہیں کھاتا تھا

شناختی کارڈ دو اپنا اور گھر کہاں ہے تمہارا پہلے کیا کرتے تھے؟ عمر تو مانو اسکے حلق میں ہاتھ ڈال کر سب اگلوا لینا چاہتا تھا

شبیر نے اپنا کارڈ نکال کر عمر کے آگے کیا سر پہلے خیر پور میں رہتا تھا اب میرے بیوی بچوں کے ساتھ یہیں کراچی میں رہتا ہوں وہ اب بھی ہلکی باادب آواز میں بول رہا تھا ہالے بس چپ چاپ کھڑی رہی

عمر نے اسکے کارڈ کو دونوں جانب سے دیکھا اور پھر کارڈ اسکے حوالے کیا

"تم خیر پور سے ہو پھر یہاں مستقل پتے کی جگہ پہ نواب شاہ کیوں لکھا ہے؟ کراچی میں رہتے ہو تو عارضی پتے کی جگہ پہ حیدر آباد کیوں لکھا ہے پاگل بنا رہے ہو مجھے ہاں؟ وہ سختی سے استسفار کر رہا تھا شبیر احمد کا حلق تک سوکھ گیا تھا اب ہالے کی برداشت ختم ہو چکی تھی اس نے عمر کا ہاتھ پکڑا اور اندر کی طرف جانے لگی وہ اسکے ساتھ کھنچتا چلا گیا تھا

ہالے نے پورچ میں آکر اسکا ہاتھ چوڑا اسکے چہرے پہ برھمی تھی؛ ابھی وہ خود کچھ کہتی کہ عمر بول پڑا

یہ آدمی جھوٹا ہے ہالے فراڈ ہے میں لکھ کر دے سکتا ہوں اسکو نکالو بلکہ تم رکو میں اسے خود نکال کر آتا ہوں

کس حق سے؟ عمر کے بڑھتے قدم تھم گئے تھے وہ بے یقینی سے مڑا تھا ہالے عجیب سے لہجے میں کہتی آگے آئی تھی کیا اس حق سے کہ میں تمھارے جج صاحب کی بیٹی ہوں یا پھر اس حق سے کہ میرا چہرہ تمھارے کسی عزیز سے ملتا ہے

اس حق سے کہ مجھے تم سے عقیدت ہے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا ہالے نے گیلی ہوتی آنکھوں کے ساتھ نفی میں گردن ہلائی تھی

تمھیں مجھ سے عقیدت کیوں ہے ؟اب کے عمر کچھ نہیں بولا تھا تم کہتے ہو میں اعتبار کروں لیکن تم سچ نہیں بولتے تم مجھے میری شادی کے دن کہتے ہو کہ یہ شادی ٹوٹ جائے اور پھر کہتے ہو تمھیں مجھ سے محبت نہیں ہے تم کون ہو عمر تم کیا چاہتے ہو وہ اسکے قریب کھڑی گیلی گلابی آنکھوں سے کہہ رہی تھی عمر لب بھینچے اسے دیکھے گیا اسے یہ آنسو برے لگتے تھے وہ انکا کیا کرے ؟۔

تم ہمیشہ کہتے ہو تمھیں سب پتہ ہے کبھی یہ کیوں نہیں کہتے کہ کچھ ہے جو تمھیں پتہ نہیں ہو سکتا تم ہمیشہ خود کو اعلی اور مجھے کم سمجھتے ہو تم جھوٹے ہو عمر تم انسان ہو دھوکے باز انسان ہو وہ آدمی یہاں رہے گا اس نے دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا

کیونکہ اب یہ میری ضد ہے تمھارے علم سے ضد ہے یہ اور تم... یہاں سے جاؤ عمر

عمر کی آنکھوں میں اب کے واضح کرب تھا

تم ہمیشہ ہم دونوں میں مقابلہ کرتی ہو ہالے وہ دکھ سے بولا تھا حالانکہ میں تو ہمیشہ تمھیں اپنے برابر سمجھتا ہوں بلکہ میں تو تمھیں ملکہ کہتا ہوں تم مجھے ذیرک وزیر سمجھ لو تم میری حیثیت تسلیم کیوں نہیں کرتیں؟ کبھی تو مقابلے چھوڑ کر میرے برابر آجاؤ پھر میں بتاؤں گا عمر نے کیوں کہا تھا کہ وہ جینا چاہتا ہے وہ کہہ کر رکا نہیں مڑ گیا تھا ہالے نے روکا بھی نہیں البتہ پیچھے سے آواز ضرور لگائی تھی

جاؤ عمر ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ اب واپس مت آنا میں پکاروں تب بھی نہیں

عمر کے قدم ایک لمحے کو تھمے تھے لیکن پھر وہ آگے بڑھ گیا تھا پیچھے ہالے نے بے بسی سے اپنے آنسو رگڑ کر صاف کئے تھے

وہ چلا جاتا تھا تو ساری دنیا اندھری کر دیتا تھا لیکن وہ اسے ساتھ رکھ کر بھی اندھیرا نہیں چاہتی تھی

اگلی صبح وہ جلدی کیفے آگئی تھی ابھی اتنا رش نہیں تھا صبح تازہ اور خوبصورت تھی وہ خود ہی کچن میں چلی آئی دو کپ کافی بنائی پھر باہر لے آئی آج کام کافی زیادہ تھا نئے اسٹاف کا انٹرویو کرنا تھا اوپری منزل کی صفائی کرنی تھی لیکن وہ دو مگ صرف اسکے لئے نہیں تھے ان میں سے ایک مگ کسی خاص مہمان کا تھا وہ جس کے بیٹے سے نہیں بنتی تھی لیکن ماں سے خوب گاڑھی چھنتی تھی وہ مگ لئے دیوار کے ساتھ لگی میز کی طرف چلی آئی تھی سادہ سے سیاہ جوڑے میں بالوں کو کھولے وہ خوبصورت لگ رہی تھی

اس نے دونوں مگ میز پہ رکھے نفیسہ نے مسکرا کر اسے شکریہ کہا تھا انکے چہرے پہ اب بھی زخم کے ہلکے ہلکے نشان تھا ہاتھوں اور بازؤں پہ کہیں کہیں بینڈج لگی تھی وہ اپنے موبائل میں قرآن ایپ کھولے بیٹھی تھیں ہالے کے انے کے بعد چند آخری آیات پڑھیں اور پھر ایپ بند کر دیا ہالے پیر اوپر کئے بیٹھی تھی آزاد سی بے فکر سی لیکن اب کے اسکے چہرے پہ ہلکی سی فکر مندی آگئی تھی

آپ کو پتہ ہے آنٹی میں اب نمازیں پوری پڑھنے لگی ہوں لیکن قرآن .... مجھ سے قرآن نہیں پڑھا جاتا جب جب پڑھنے بیٹھتی ہوں نیند آنے لگتی ہے یا پھر بور ہو جاتی ہوں وہ آرام سے اپنا مسلہ بتا رہی تھی کوئی جھجھک کوئی عار نہیں

میں نے کئی بار کئی قرآن کورسز جوائن کئے ہیں کئی بار تفسیر کلاسز لی ہیں لیکن میرے دل پہ قرآن اترتا ہی نہیں

نفیسہ یک ٹک غور سے اسے دیکھ رہی تھیں " تمھارے اور قرآن کے بیچ کیا آتا ہے ؟ انہوں نے ڈائریکٹ سوال کیا تھا ہالے ایک پل کو گڑبڑائی تھی اسکے اور قرآن کے بیچ ؟

ہر انسان کو قرآن تک آنے کے لئے اپنے کسی نہ کسی بت کو توڑنا ہوتا ہے ہالے قرآن کیا ہے کلام اللہ مطلب اللہ سے کلام اللہ سے بات چیت ہے ناں ؟

ہالے نے میکانکی انداز میں سر ہلایا تھا نفیسہ اپنے ازلی نرم لہجے میں کہہ رہی تھیں "جب ہم کسی بڑے آدمی سے ملنے جاتے ہیں یا بات کرنے جاتے ہیں تو کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں جو ہمیں قربان کرنی پڑتی ہیں ؟ نیند ... کبھی کبھی کمفرٹ کبھی ادھورا کھانا کبھی کچھ کبھی کچھ اللہ سے بات اللہ سے میٹنگ کرنے کے لئے کیا قربان کیا ہالے سلطان ؟ اور یہاں ہالے گنگ رہ گئی تھی کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں

شیطان نمازوں کو روکنے پہ اتنا زور نہیں لگاتا جتنا قرآن نہ پڑھنے پہ لگاتا ہے وہ کیوں چاہے گا کہ تم اپنے اللہ سے بات کرو وہ کوئی نہ کوئی موٹا لذت والا گناہ یا پھر تمھارے ساتھ ایسے بت کو جوڑ دے گا جسے تم توڑ نہ پاؤ خواھشوں اور گناہوں کا اللہ اور تمھارے بیچ آنا بھی تاکہ تم جب جب قرآن پڑھو شیطان تمھارے اس بت کو

تمھارے لئے نہ قابل شکن بنادے گا تا کہ تم اسے توڑ نہ سکو وہ تمھارے گناہ میں ایسی لزت دے گا کہ جب بھی قر آن پڑھو گے وہی چیز تمھارے ذہن میں آئے تمھارے لئے تمہارا بت کیا ہے ہالے ؟ آخر میں انہوں نے ہالے سے پوچھا تھا

اور ایک سیکنڈ کے اندر ہی ہالے کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی

"میوزک "

اور پھر وہ خاموش ہو گئی نفیسہ بھی کچھ نہیں بولیں

جواب تو تمھارے پاس ہے ہالے سلطان لیکن کیا تم اسے رکاوٹ سمجھتی بھی ہو ؟۔

ہالے متذبذب تھی " آنٹی میوزک بزات خود ایک برائی کیسے ہے اس طرح میرے کئی دوست ہیں جو میوزک سنتے ہیں بلکہ مرا ایک دوست ہے وہ سنگر ہے لیکن وہ بہت اچھا قر آن بھی پڑھتا ہے پھر آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میرے اور قر آن کے درمیان میوزک ہے

نفیسہ نے نرم نظروں سے اسے دیکھا تھا" تمھارے اس دوست نے قر آن کے لئے کچھ اور چھوڑا ہو گا اسا کا بت کوئی اور چیز ہو گی میوزک سے بڑا اور زیادہ پرستش مانگنے والا بت یاد کرو تمھارے دوست نے کیا چھوڑا تھا

ہالے کے ذہن میں یکدم ایک جھما کا سا ہوا تھا ایک بجلی کا کوندا سا تھا جو لپکا تھا" ..وہ.... پورنو گرافی... کا ایڈکٹ تھا . . اسکے لبوں سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی پھر ایک دن اس نے توبہ کی تھی اور اگلے دن سے وہ قر آن

پڑھنے لگا تھا ہالے کسی خواب کی سی کیفیت میں کہہ رہی تھی مطلب اسے واقعی اب اپنا بت توڑنا پڑے گا مطلب واقعی ہر انسان کا خدا تک جانے کے راستے میں ایک بت ضرور ہوتا ہے

نفیسہ اب ہلکی آواز میں کہہ رہی تھیں " دیکھو ہالے ہر بات ہر جذبے ہر عادت کی ایک وائب ہوتی ہے میوزک کی وائب کیا ہے ؟

جب ہم کوئی دکھی گانا سن لیتے ہیں تو ہمیں لگتا ہے جیسے ساری دنیا کے دکھ ہمارے ہو گئے ہیں جیسے سارے ظلم ہر زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی ہے اور یہ چیز ہمیں خود ترس اور مایوس بنا دیتی ہے تم خود سوچو کیا خود ترسی اور مایوسی اچھی چیز ہے ؟۔

ہالے نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا

جب ہم کوئی پارٹی سانگ یا پھر محبت بھرا گانا سنتے ہیں تب ہمارا دل کیا چاہتا ہے ؟ہم چاہتے ہیں ہمارا بھی کوئی محبوب ہو ہمیں بھی نائٹ کلب اور پارٹی کی اجازت ہو ہمیں بھی شراب حلال ہو کر ملے تاکہ اسی طرح جھوم گا کر ساری دنیا کو بھول جائیں کوئی ہو جو ہماری تعریف اسی طرح کرے جیسے گانوں میں ہوتی ہے محرم غیر محرم کا فرق مٹ جائے اور ملے تو بس محبت کیا یہ کوئی اچھی وائب ہے ؟

ہالے کا گلہ سوکھنے لگا تھا آس پاس لوگ آکر آرڈر نوٹ کروانے لگے تھے لیکن اسے جیسے نفیسہ کی آواز کے علاوہ کوئی آواز سنائی ہی نہیں دے رہی تھی

میوزک بذات خود ایک برائی ہے روح کی غذا نہیں ہے وہ روح کی بے چینی ہے قرآن اگر تھوڑا سا بھی سن لو یا پڑھ لو تو ایسا لگتا ہے جیسے ڈھارس ملی ہو اور میوزک ؟ اسکی پیاس تو ختم ہی نہیں ہوتی جتنا سنے جاؤ اتنا کم وہ لوگ خوش قسمت ہوتے ہیں جنہیں اپنے راستے کے بت نظر آجاتے ہیں تمھیں آگئے ہیں اب تم پہ ہے تم انہیں ہٹاتی ہو یا پھر آگے بھی پرستش کرتی رہتی ہو وہ نرمی سے بول کر خاموش ہو گئی تھیں

ہالے اب تک انکے الفاظ ذہن میں پراسیس کر رہی تھی آس پاس کافی بینز کی خوشبو پھیلتی جا رہی تھی

شیشے کا بنا اسٹوڈیو آج اداس سا تھا کیونکہ آج وہاں موجود تمام لوگوں کی ٹریننگ کا آخری دن تھا ہارون شاہد کھڑکی کے آگے اپنے مخصوص اسٹول کے آگے بیٹھا تھا اسکے بال آج ماتھے پہ گر رہے تھے سانولی رنگت دھوپ کی تمازت سے دمک رہی تھی اور ہاتھوں پہ سرخ پینٹ لگا تھا اور اگر تم نظر اٹھا کر اسکی پینٹنگ دیکھو تو وہ بھی سرخ تھی نری سرخ کوئی ایک دھبہ بھی کسی اور رنگ کا نہیں تھا

دفعتاً ہارون کو کوئی اپنے ساتھ اسٹول کھینچ کر بیٹھتا محسوس ہوا اس نے مسکراتے ہوئے چہرہ موڑا تھا اسکے سامنے داس بیٹھا تھا وہ اداس سا تھا لیکن مسکرا رہا تھا دھوپ اب ترچھی ہو کر ان دونوں کے نیم رخ پہ پڑ رہی تھی

کچھ کہنا چاہتے ہو آرٹسٹ ؟ داس نے اسے متذبذب دیکھ کر پوچھا تھا ہارون نے گردن جھکا دی تھی اور خاموش ہو گیا کافی دیر بعد وہ بولا تو اسکی آواز بے حد ہلکی تھی

میرے پپا چاہتے ہیں میں شادی کر لوں کیونکہ مجھے ہیل ہونے کے لئے ایک لڑکی کی ضرورت ہے بلکہ ہر انسان کو ہیل ہونے کے لئے کسی نہ کسی کی دوسرے انسان کی ضرورت ہوتی ہے

تم کیا چاہتے ہو ؟ انہوں نے نرمی سے پوچھا تھا ہارون کے دل کو جیسے کسی نے پکڑ کر دبایا ہو

جو میں چاہتا ہوں وہ اب کبھی ہو نہیں سکتا وہ آزردگی سے بولا تھا

کیا کسی کو چاہتے تھے ؟ سوال ہوا تھا

یہی تو بات ہے اسے اتنا چاہتا ہوں کہ کبھی اس چاہت میں "تھا" یا پھر "تھی" نہیں لگا سکتا وہ میرے لئے آج بھی میری خواہش ہے آج بھی آتی جاتی سانس ہے اسے لگ رہا تھا اسکا دل پھٹ جائے گا اس نے دانتوں پہ دانت جما لئے تھے کرب سا کرب تھا جو ہر جگہ پھیلتا گیا تھا

داس نے گہری سانس لی تھی پھر ہارون کا چہرہ اوپر کیا تھا "محبت کا اعتراف کرتے وقت گردن سیدھی رکھا کرو یہ بتائے گی کہ تم مخلص ہو اور باوقار بھی وہ کچھ جتا رہے تھے ہارون نے گردن سیدھی کر لی تھی لیکن آنکھیں نہیں اٹھا سکا

وہ شادی شدہ ہے آرٹسٹ وہ مجھ سے بہت دور آ چکی ہے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ میں اسکی خوشی چاہتا ہوں لیکن سچ یہ ہے کہ میں جب بھی اسے اسکے شوہر کے ساتھ خوش دیکھتا ہوں تو مجھے دکھ ہوتا ہے میں حسد کرنے لگا ہوں

اور میں ایسا نہیں کرنا چاہتا وہ رنجیدگی سے کہہ رہا تھا ابھی داس کچھ کہتا کہ ذرا فاصلے پہ اسٹول پہ بیٹھی لڑکی بول اٹھی تھی

حسد محسوس کرنا اتنا برا نہیں ہوتا ہارون جتنا حسد کے زیر اثر آکر کچھ غلط کر دینا برا ہوتا ہے تمھیں لگتا ہے اس دنیا میں کوئی حسد سے پاک دل لے کر آیا ہوا ہے ؟ کوئی ہے جس کے اندر ذرا سا بھی شر نہیں ہے ؟ وہ کہہ رہی تھی اور ہارون یک ٹک اسکو دیکھے گیا

نہیں ہارون کوئی ایسا نہیں ہے حسد اور شر ہر انسان کے اندر ہے کوئی انسان پرفیکٹ نہیں ہے حسد تو مومن کے دل میں بھی ہے لیکن جس کام کے لئے ہمیں بھیجا گیا ہے وہ ہے امتحان ہم سب یہاں سٹوڈنٹس ہیں ہم سب کو یہاں امتحان دینا ہے کہ ہم نے اپنے حسد پہ کنٹرول کیا یا پھر اسکے آگے جھک کر گھر تباہ کئے برے کام کئے لوگوں کو ذلیل و خوار کیا تم حسد سے مت ڈرو اس کے حاوی ہونے سے ڈرو وہ بول کر ایک مرتبہ پھر اپنی پینٹنگ کی جانب مڑ گئی تھی داس نے اسے فخریہ نظروں سے دیکھا تھا پھر وہ ہارون کی جانب مڑا تھا

اب آتے ہیں تمھارے دوسرے مسلے کی طرف تو تمھیں لگتا ہے کوئی لڑکی ایک لڑکے کو ہیل کر سکتی ہے ؟

ہارون کچھ نہیں بولا وہ واقعی نہیں جانتا تھا داس نے اضافہ کیا "تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہاری بچپن کی دوست تمھیں ہمیشہ گفٹ میں پینٹنگ کا سامان دیتی تھی وہ تمھارے سب سے قریب تھی تمہاری گارجین تھی لیکن کیا اسکے سامان اسکی تسلیاں تم سے پینٹ کروا سکیں ؟

ہارون شل رہ گیا اسکی آنکھیں تحیر سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

داس اب بھی کہہ رہا تھا

تم نے سردیوں میں اپنے ہاتھ دیکھے ہوں گے ناں آرٹسٹ وہ کس طرح روکھے بے جان ہو جاتے ہیں جگہ جگہ سے پھٹ رہے ہوتے ہیں ایسے میں کیا کرنا ہوتا ہے ؟ہم سب کے گھروں میں لوشن ہوتا ہے لیکن جب تک ہم اٹھ کر ڈریسنگ تک جا کر لوشن اٹھا کر اپنے ہاتھوں اور چہرے پہ نہیں ملیں گے تو کیا ہم ٹھیک ہوں گے ؟اب ہیلر کون ہوا وہ پڑا ہوا لوشن یا پھر اٹھ کر محنت کر کے اسے لگانے والے تم خود ؟

انسان لوشن کی طرح ہے ہارون اسکی باتیں اگر تم صرف سنو گے تو کچھ نہیں ہو گا لیکن اگر سمجھ کر اپلائی کرو گے تو ہیل ہو سکتے ہو

آس پاس کی ساری آوازیں بے معنی تھیں ہارون کو یہ الفاظ امرت لگے تھے

دوسرا انسان ہیلر نہیں ہے اپنے سب سے بڑے ہیلر آپ خود ہوتے ہیں آج ایک انسان تمھیں ہیل کرے گا لیکن وہ نہیں جانتا لوشن کہاں کہاں لگانا ہے کیا ہاتھ کے ساتھ ساتھ گال بھی خشک اور پھٹے ہوئے ہیں ؟کیا بازو اور پیروں کو بھی ضرورت ہے ؟ہر دوسرا انسان آپ کے لئے آوٹ سائیڈر رہے اپ جانتے ہیں آپ کو کہاں تکلیف ہے آپ جانتے ہیں جسم کہاں سے پھٹ رہا ہے لوشن کی زیادہ ضرورت کہاں ہے اکسی دوسرے انسان کا لگا یا ہوا مرہم ہمیشہ کہیں نہ کہیں سے ادھورا رہ ہی جاتا ہے ہارون

مطلب کوئی عورت کسی مرد کو ہیل نہیں کر سکتی ہے ناں ؟ہارون نے تائید چاہی تھی داس نے سر ہلایا تھا بے شک کوئی عورت کسی مرد کو اور کوئی مرد کسی عورت کو ہیل نہیں کر سکتا ہے ہر انسان اپنے دم پہ ہیل ہو سکتا ہے

ہاں ہمارے پاس کچھ لوگ ہوتے ہیں جنکی باتیں ہمیں تسلی دیتی ہیں جنکا ہونا ہمارے لئے نعمت ہوتا ہے لیکن آپ جب تک اسکی باتیں دل پہ لوگے ہی نہیں تب آپ کیسے ہیل ہوں گے ؟تمہاری دوست کی کئی سالوں کی باتیں اسکے گفٹس تم سے پینٹ نہیں کروا سکے کیونکہ تمھارے دل نے ان باتوں کو لیا ہی نہیں تم نے پینٹ کیا کیونکہ تم چاہتے تھے اگر تمھیں ہیل ہونا ہے تو سب سے پہلے تمھیں یہ "چاہنا" ہو گا

وہ اسکا کندھا تھپک کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے

ہارون کے کندھوں سے بوجھ سرک گیا تھا وہ ہلکے دل کے ساتھ مسکرایا تھا

بلاخر کلفت زائل ہونے لگی تھی

ایک ہفتہ بعد

ہالے سلطان کے بنگلے پہ رات اتر آئی تھی آج حسن سلطان منزل میں تھا اماں کی طبیعت خراب تھی اور ہارون کو ہالے نے خود ہی کچھ دن پہلے منع کر دیا تھا کہ مناسب نہیں لگتا تھا اسکا یہاں رہنا اس وقت وہ گلابی رنگ کے نائٹ سوٹ میں ملبوس بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنائے اپنے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جب اسکے فون پہ کوئی کال آنے لگی ہالے نے ذرا حیرت سے موبائل کو دیکھا تھا کسی غیر شناسا نمبر سے کال آرہی تھی اس نے پک کر لی تھی

ہیلو.... وہ محتاط سی بولی تھی یہاں سے چند میل دور اپنے کمرے میں فرش پہ بیٹھے یاقوت مرزا کی حالت ابتر تھی اسکی آنکھیں سرخ تھیں اس نے موبائل کان سے لگا رکھا تھا اور آنسو ٹوٹ کر فرش پہ گر رہے تھے

میں ... میں واپسی چاہتا ہوں اسکی آواز زکام زدہ تھی ہالے کال کاٹ دینا چاہتی تھی لیکن نہ جانے کیوں وہ ایسا نہیں کر سکی اسکے ذہن میں کچھ اور چل رہا تھا

میں واپس آنا چاہتی ہوں آنٹی میں تھک گئی ہوں بہت تھک گئی ہوں مجھے اللہ چاہیے مجھے واپس چاہیے توبہ چاہیے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

تمھیں میرا نمبر کہاں سے ملا ہالے نے ہتھیار ڈال دیے تھے یاقوت نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا وہ اپنی کہے گیا

میں .. بہت ٹوٹ گیا ہوں ہالے میرے آس پاس بدبو ہے تعفن ہے گھٹن ہے میرا دل چیچک زدہ ہے میں روز مر رہا ہوں میری چھ سورتیں مجھے میری چھ سورتیں واپس چاہیے میرا قرآن واپس چاہیے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا سارے کمرے میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں بیڈ پہ لیٹی اسکی بیوی کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر کنپٹی میں جزب ہوئے تھے بچپن سے جسکی ایک مسکراہٹ کے لئے کئی جتن کئے ہوں اسکی اداسی دل چیر رہی تھی کیا میرے لئے کوئی واپسی کی راہ ہے؟ کیا میرا اسوری قبول ہو جائے گا؟ کچھ کہو اللہ کا واسطہ ہے کچھ کہو

(کیا میرے لئے کوئی واپسی کی راہ ہے آنٹی کیا مجھے اللہ معاف کرے گا میں کہاں جاؤں اس گھٹن اور اس گلٹ کو لے کر کہاں جاؤں انٹی وہ روتے ہوئے بول رہی تھی مجھے میری روح سے گھن آ رہی ہے بدبو آ رہی ہے مجھے وہ

راستہ بتائیں جو میری واپس کا ہو نفیسہ اب ٹھہر ٹھہر کر کچھ کہہ رہی تھیں اپنے بیڈ پہ بیٹھی ہالے میکانکی انداز میں نفیسہ کے الفاظ دہرائے گئی)

جب تک تمھارے جسم میں سانس ہے ہر طرح کی واپس ممکن ہے تم واپس آسکتے ہو یاقوت تمہارا سوری قبول ہو جائے گا جیسے . . . اسکے حلق میں بہت ساری گرہیں لگی تھیں جیسے سب کا سوری قبول ہو جاتا ہے یاقوت نے آنکھیں بند کرلی تھیں سکون تھا جو سارے دل میں اتر گیا تھا

ہالے نفیسہ حیات کے الفاظ دہراتی گئی" ہر بدبو ہر تعفن سب ختم ہو جائے گا روح کا غسل توبہ ہے تم ایک بار توبہ کرلو سب ٹھیک ہو جائے گا وہ روبوٹک مشینی انداز میں کہہ رہی تھی دل کارواں رواں کانپ رہا تھا

دوسری جانب یاقوت نے ایک زکام زدہ سانس اندر کھینچی تھی اسکے چہرے پہ ڈھیروں ملال اتر آیا تھا" میں بہت برا ہوں . . . . ہالے میں بہت برا ہوں اللہ کے سامنے کیسے جاؤں گا میں ؟ وہ مجھ سے ناراض ہے میں ایک ریپسٹ ہوں میں نے زنا کیا شراب پی ہے ساری زندگی اللہ کی نہ فرمانی کی ہے میں اللہ کے پاس کیا لے کر جاؤں ؟ وہ بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہہ رہا تھا

(میں نے اللہ کو اللہ نہیں مانا آنٹی میں نے نمازیں چھوڑیں میں نے قرآن چھوڑا ہے میں اللہ سے کیا کہوں گی ؟ وہ موبائل کے چوکھٹے میں نفیسہ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی وہ کوئی مایوس سی لڑکی لگتی تھی گیلی گلابی آنکھوں اور متورم چہرے والی

میں بہت بری ہوں انٹی میں کہاں جاؤں اللہؐ کے پاس کیا کر جاؤں کوئی نیکی کوئی اچھی بات میرے پاس کچھ نہیں ہے وہ شکستہ تھی ہاری ہوئی)

نفیسہ نے جواب میں کچھ کہا تھا ہالے اب وہی سب دہرا رہی تھی "تم اللہؐ کے پاس تین چیزیں لے جاؤ توبہ... معاف کئے جانے کی امید... اور وعدہ

یاقوت آنکھوں میں حیرت سموئے اسے سن رہا تھا اس نے اپنے آنسو رگڑ کر صاف کر لئے تھے ہالے کہے جا رہی تھی "توبہ تمہاری روح کو صاف کر دے گی امید تمھیں جینے اور مزید معافی مانگنے پہ موٹیویٹ کرے گی اور وعدہ ..... وعدہ تمھیں اللہؐ سے معافی دلوائے گا تم معافی مانگو اور معاف کرنے کا وعدہ کر لو جس طرح میں نے کر لیا تھا تمھارے پاس پچھلی کوئی نیکی نہیں ہے بہت لوگوں کے پاس نہیں ہوتی لیکن تم آگے نیکی کرنے کا وعدہ کر لو جس طرح بہت سے لوگ کر آتے ہیں ہالے کے آنسو بھی اب تواتر سے بہنے لگے تھے وہ دونوں بے آواز رو رہے تھے ان دونوں کے پاس نیکیاں نہیں تھی لیکن وعدے تھے وہ اللہؐ کے پاس وعدے لے جائیں گے

ہم نئی نسل ہیں یاقوت ہمارے لئے کوئی نہیں آتا ہمارے بڑے ہمیں مار کر ڈرا دھمکا کر نماز پڑھوا سکتے ہیں یہ انکی غلط فہمی ہوتی ہے کبھی اگر وہ ہمارے پاس بیٹھ کر محبت اور پیار سے بات کریں گے تو ہمیں دین بوجھ نہیں محبت لگے گا لیکن ہم پہ کوئی اپنی efforts ضائع نہیں کرنا چاہتا وہ اب باقاعدہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی

کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو ہالے ؟ یاقوت کی بات پہ وہ تھم گئی تھی

(کیا اللہؐ مجھے معاف کرے گا انٹی ؟ وہ گیلی نم آنکھوں سے پوچھ رہی تھی اور اگر کرے گا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا ؟

نفیسہ مسکرادی تھیں "جس دن اللہ تمھارے پاس کسی انسان کو سوالی بنا کر بھیجے گا اس دن سمجھ لینا تمہارا امتحان ہے اگر تم نے معاف کر دیا تو خدا بھی معاف کر دے گا نہیں وہ شرطیں نہیں رکھتا لیکن وہ تمہارا ظرف دیکھتا ہے اللہ معاف کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے تم معاف کرنا سیکھو ہالے سلطان)

بتاؤ ناں کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو ؟وہ رنجیدگی اور ایک آس کے تحت پوچھ رہا تھا بیڈ پہ لیٹی اسکی بیوی کی آنکھیں زخمی ہوئیں تھیں

ہالے نے ایک نظر چھت کو دیکھا پرانی ہالے نے ڈپٹا تھا معاف نہ کرنے کی سو وجوہات بتائی تھیں لیکن وہ ہر خیال ذہن سے جھٹک گئی تھی اور پھر دھیرے سے ہاں میں سر ہلا دیا" میں نے تمھیں معاف کیا یاقوت میں نے تمھیں اللہ کے لئے معاف کیا وہ اللہ تمھارے لئے بھلائیاں کرے میں نے معاف کیا اس نے بے بسی بھرے انداز میں کہہ کر کال کاٹ دی تھی آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے

دوسری جانب یاقوت مرزا کے اندر بھی ایک گہری تقویت اتری تھی وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ اٹھا تھا اگلے کئی لمحوں میں اس نے خود کو باتھ روم میں واش بیسن پہ جھکا ہوا دیکھا تھا آنسوؤں کی وجہ سے منظر دھندلا تھا وہ وضو کرنا بھول چکا تھا اس نے بس منہ ہاتھ دھویا اور باہر آگیا

اب کے ایک نیا مرحلہ تھا اسے قبلہ رخ نہیں پتہ تھا مارے شرمندگی اور بے بسی کے آنکھیں ایک بار پھر بھر رہی تھیں اسکی بیوی اٹھی تھی اس نے سر پہ پہنا دوپٹہ اتار کر زمین پہ بچھا دیا اور پھر اپنے شوہر کو کہنی سے پکڑ کر قبلہ رخ کھڑا کر دیا

یاقوت کوچھ سورتیں ایک بار پھریاد آگئی تھیں اسے نہ رکوع کا پتہ تھانہ قیام کا وہ سیدھا سجدے میں گرا تھااور پھر اسکی بلند آواز میں رونے کی آوازیں اگلے کئی منٹ تک گونجتی رہیں تھیں

یہاں سے چند میل دور ہالے سلطان کے کمرے میں ایک آہٹ ہوئی تھی کوئی تھاجو دبے پاؤں اسکے کمرے میں داخل ہوا تھا

نہ وہ عمر تھانہ حسن اور نہ ہارون.....

اسے کوئی آہٹ محسوس ہوئی تھی اور وہ اپنی جگہ سن ہوگئی تھی

Quick reactions

آہ وہ نہیں دیتی تھی کوئیک ری ایکشنز وہ بس اپنی جگہ شل تھی یہ چاپ غیر مانوس تھی اور دل کو جکڑ دینے والی بھی ہالے سلطان قدموں کی چاپ پہچان لیتی تھی

کوئی تھا جس نے اسکے کمرے کا دروازہ دھکیلا تھا ہالے کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا اور اب کے اسکے جسم میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی یہ صرف اور صرف ان سیشنز کی بدولت تھا کمرے کا دروازہ مکمل کھلا اور شبیر احمد اندر داخل ہوا اسکے چہرے پہ خباثت تھی وہ غیر انسانی اور ایک بلا کا شیطان چہرہ تھا ہالے بیڈ سے اتر آئی تھی

تم یہاں کیا کر رہے ہو دفع ہو جاو یہاں سے وہ کہنا یہی چاہتی تھی لیکن اسکے حلق سے کوئی آواز نہ نکلی

تمھیں کیا لگا تھا اتنی کم تنخواہ پہ تمھارے پاس کام اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ مجھے نوکری کی ضرورت ہے ؟وہ چہرے پہ شیطانیت طاری کئے آگے آیا تھا ہالے بے اختیار پیچھے ہوتی گئی اسکے دونوں بازو اپنے سینے پہ قینچی کی صورت جمے تھے

پہلے دن سے مجھے تمہارا حسن چاہیے تھا تم چاہیے تھی تمھارے جیسی بد زبان اور اکھڑ لڑکیاں میرا پہلا وار ہوتی ہیں وہ اسکے بے حد قریب چلا آیا تھا ہالے سن سی دیوار سے لگی کھڑی تھی بیڈ کے ساتھ والی دیوار جیسے ہی شبیر نے اسکا بازو پکڑنے کی کوشش کی ہالے سلطان نے نہ جانے کیوں اور کیسا ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پہ دے مارا تھا شبیر ذرا سا پیچھے کو ہوا تھا ہالے نے اسے کسی بھی قسم کا موقع دیے بغیر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ پڑا گلدان اٹھایا اور آگے آتے شبیر کے سر پہ دے مارا وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا تھا خون کی ایک پتلی لکیر اسکے ماتھے سے بہہ رہی تھی وہ فرش پہ گرا تھا کئی لمحے اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھٹی رہیں جسم ہلکی سی جنبش کرتا رہا اور اگلے ہی لمحے اسکی آنکھیں چھت سے جا لگی تھیں اسکی کنپٹی پہ لگنے والا زخم جان لیوا تھا ہالے سلطان سے قتل ہو گیا تھا اسکی زندگی کا پہلا اور شاید آخری قتل

وہ گلدان ہاتھوں میں لئے پھٹی پھٹی نظروں سے اس ساکت ہوئے وجود کو دیکھے گئی اسکا جسم کانپ رہا تھا آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں وہ بس ساکن تھی شل تھی ہالے سلطان اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر چکی تھی اسکی آنکھوں میں خوف تھا وہ دھیرے دھیرے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی گھٹنے سینے سے لگائے بازو اپنے گرد لپیٹے وہ خوف

زدہ لگتی تھی بے یقین اور شاکڈ بھی نہ اسکی آنکھ آنسو بہا رہی تھی نہ اسکے حلق سے آواز نکل رہی تھی وہ بس شاکڈ تھا

کتنی دیر بیتی کتنے لمحے گزرے اسے کوئی حساب نہیں معلوم تھا کافی دیر بعد اس نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے بیڈ پہ دھرا اپنا موبائل اٹھایا تھا اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے چہرہ سفید تھا وہ مر رہی تھی یا پھر شاید مر چکی تھی قتل آپ کے اندر کچھ نہ کچھ ضرور مار دیتا ہے یا تو دل یا پھر ضمیر

اس نے کانپتی انگلیوں سے عمر حیات کا نمبر ڈائل کیا تھا یہ طے تھا کہ چاہے اسکے ساتھ کچھ بھی ہو جائے پہلی کال عمر حیات کو جائے گی گھنٹی جا جا کر پلٹ رہی تھیں وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا ہالے دھڑا دھڑ اسے کال ملاتی رہی وہ بلکل ایک روبوٹ جیسی لگ رہی تھی بے جان بے تاثر اس کا انداز مشینی تھا اب کی بار کال اٹھالی گئی تھی وہ بستر پہ اوندھے منہ پڑا سو رہا تھا غائب دماغی سے موبائل کان سے لگا رکھا تھا

عمر..... اس نے بے بسی سے پکارا تھا عمر تم آجاؤ پلیز.... اچانک رونے لگی تھی مجھ سے قتل ہو گیا ہے عمر آجاؤ پلیز آجاؤ عمر اور اب کے عمر کو اپنے سارے جسم سے سانس نکلتی محسوس ہوئی تھی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا ہالے کی سسکیاں اب بھی گونج رہی تھیں عمر کو بس قتل کا لفظ سنائی دے رہا تھا اس نے پیر بستر سے نیچے اتارے تھے

کون تھا؟ بس دو لفظ بس یہی دو لفظ پوچھے تھے اس نے موبائل پہ اسکا ہاتھ کانپا تھا اس نے پیر نیچے رکھ کر اٹھنا چاہا لیکن اسے اپنے آگے اندھیرا سا پھیلتا محسوس ہوا نہ جانے کیوں اسکا سارا جسم کانپ رہا تھا

شبیر.... میں..نے..میں نے شبیر کو..مار دیا ہے....وہ اٹک اٹک کر کہہ رہی تھی وہ مرے کمرے عمر اس نے مجھے ہاتھ لگانے کی.... عمر میں نے مار دیا وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بے ربط الفاظ ادا کر رہی تھی اور ہالے کو اندازہ نہیں ہوا کہ اسکی بات پہ عمر بھی مر گیا تھا

اس کے پیروں میں چپل نہیں تھے وہ اندھا دھند باہر بھاگا تھا کوئی اسکی بیوی کے کمرے میں گھسا تھا کسی نے اسے ہاتھ لگانے کی کوشش کی تھی عمر کو آج پتہ چلا تھا موت کیا ہوتی ہے

وہ اپنے گھر میں نہیں تھا وہ کہیں دور آیا ہوا تھا کسی کام سے اور یہاں سے ہالے کا گھر ڈیڑھ گھنٹے کی دوری پہ تھا اس نے موبائل کان سے لگا رکھا تھا ننگے پیر وہ ہوٹل کی راہ داریوں میں بھاگتا نظر آ رہا تھا

میری بات سنو ہالے..... تم دوسرے کمرے میں جاؤ اور کمرہ لاک کر و اندر سے

(وہ اب پارکنگ ایریا کی طرف جا رہا تھا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اگر وہ آدمی مرا نہ ہوا تو؟)

میں کچھ نہیں کروں گی عمر میں کہیں نہیں جاؤں گی بس تم آجاؤ تم پلیز آجاؤ وہ ضدی بچے کی طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی عمر نے اپنے چہرے کو گیلا ہوتا محسوس کیا تھا وہ رو رہا تھا؟ کیا وہ واقعی رو رہا تھا؟ کوئی موت کے بعد کیسے رو سکتا ہے

ہالے پلیز میرا صبر مت آزماؤ یہاں سے اٹھو اور کہیں چھپ جاؤ کوئی شور کوئی آواز مت کرنا لائٹ بند کر دو اور دروازے اچھے سے اٹھ کر بند کرو اس آدمی کے ساتھ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے وہ مارے بے بسی کے اسکی منت کر رہا تھا

(وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اور اب بھی موبائل کان سے لگا رکھا تھا چہرہ اب بھی گیلا تھا اور گلہ بھاری ہوتا جا رہا تھا یہ موت کے بعد قبر کے عذاب جیسا لمحہ تھا)

ہالے اسکی بات پہ سن رہ گئی تھی اگر اس کے ساتھ واقعی کوئی اور بھی ہوا تو؟ اس نے کال کاٹ دی تھی وہ یہاں سے اٹھی تھی اور مرے مرے قدموں سے باتھ روم کی جانب بڑھ گئی اگلے ہی لمحے زور سے چٹخنی چڑھانے کی آواز آئی تھی اور پھر وہ فرش پہ بیٹھتی چلی گئی موبائل کہیں باہر گر گیا تھا

(وہ گاڑی کو انتہائی سپیڈ سے چلا رہا تھا وہ ایسا نہیں کرتا تھا کبھی نہیں کرتا تھا لیکن آج.... اس نے موبائل پہ کال کٹتے ہوئے دیکھی تھی اگر ہالے کا شور یا پھر اس آدمی کی چیخ سن کر کوئی آ گیا ہو تو؟ اگر محلے میں سے کسی نے آوازیں سن لی ہوں تو؟ اسکا دماغ اب کام کر رہا تھا وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے کے لئے اپنی بیوی کو اس طرح چھوڑ نہیں سکتا تھا لیکن وہ کیا کر سکتا تھا؟)

اسکی انگلیوں نے اب ہارون شاہد کا نمبر ملانا شروع کیا تھا وہ واحد آدمی تھا جس پہ بھروسہ ہو جایا کرتا تھا جسے وہ اپنی غیر موجودگی میں اپنی بیوی کے پاس اپنے گھر میں چھوڑ سکتا تھا اس نے کال ملائی تھی گھنٹی بج رہی تھی شاید وہ جاگ رہا تھا اس نے فوراً کال اٹینڈ کر لی تھی

کیا میں تم پہ بھروسہ کر سکتا ہوں ہارون؟ یہ وہ لفظ تھے جو عمر حیات نے بغیر کسی تمہید کے ادا کئے تھے ہارون نے اپنے بیڈ سے پیر اتارے تھے

تم کر سکتے ہو وہ ایک ماں سے بولا تھا دور کہیں اسکا ذہن خطرے کی گھنٹی بجا رہا تھا لیکن اس نے دل سے دعا کی تھی بس ہالے ٹھیک ہو چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے بس ہالے ٹھیک رہے

میرے گھر جاؤ ہارون اسے عمر کی آواز ایک بار پھر سنائی دی میری بیوی سے کچھ غلط ہو گیا ہے تم اسے کور اپ کرو گے یاد رکھنا وہ میرا گھر ہے اس نے میرا پہ زور دیا تھا اور یہ بھی یاد رکھنا کہ میں تم پہ بھروسہ کرتا ہوں

اس نے کچھ جتا کر یہ الفاظ ادا کئے تھے اسکا ایک ایک لفظ ہارون سمجھ رہا تھا وہ بچہ نہیں تھا "میں ہارون شاہد ہوں جو واحد چیز میرے پاس ہے وہ وقار ہے فکر مت کرو میں "تمھارے "گھر اور "تمہاری "بیوی کی حفاظت کروں گا جب تک تم آجاؤ

اس نے کہہ کر کال کاٹ دی تھی اور باہر کی جانب لپکا تھا بس ہالے ٹھیک ہو اسکے دل سے ایک ہی آواز نکل رہی تھی

ایک گھنٹہ بعد

عمر حیات نے گاڑی گھر کے باہر کھڑی کی تھی اور اندر کی جانب لپکا تھا دروازے پہ کوئی پتھر پڑا تھا یا شیشہ وہ اسکے پیر میں کھب گیا تھا لیکن یہاں پرواہ کسے تھی ؟وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے اوپری منزل پہ آیا تھا ہارون شاہد ہالے سلطان کے کمرے کے باہر بیٹھا تھا ٹھنڈے فرش پہ بے حس ساکن سا عمر اسے دیکھ کر رک گیا دل ڈوب کر

ابھرا تھا قدم زنجیر ہوئے تھے ہارون نے آہستگی سے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا تھا ہارون کی آنکھیں بے رونق تھیں مردہ اور سفید سی عمر ٹھہر کر اسے دیکھے گیا پیر کا زخم درد کر رہا تھا بری طرح جل رہا تھا لیکن اسے پرواہ نہیں تھی ہارون نے اسکی خوف زدہ آنکھوں میں دیکھا

میں نے ...لاشیں ..دیکھی ہیں وہ ایسی ہی ہوتی ہیں ٹھنڈی بے جان ہارون بولا تو اسکی آواز میں گہرا رنج تھا میں نے قتل غلطی سے کیا تھا اور آج تک میرے دل کا ایک حصہ مردہ ہے اس نے سیلف ڈیفنس میں کیا ہے نہ جانے اسکے دل کا کتنا حصہ مرے گا کیا تم قتل کے بعد کے گلٹ کا حل بتا سکتے ہو؟ وہ کسی نہ سمجھ بچے کی طرح پوچھ رہا تھا

عمر کو لگا تھا جیسے قبر کے عذاب کے طور پہ اسکے جسم پہ سانپ بچھو چھوڑ دیے گئے ہوں وہ گہرا سبز پڑ رہا تھا

ہالے ...کہاں ..ہے؟ اس نے الفاظ توڑ توڑ کر ادا کئے تھے ہارون نے ہاتھ لمبا کر کے اندر کی جانب اشارہ کر دیا تھا اور پھر سر کو گھٹنوں پہ گرا دیا وہ جانتا تھا قتل کا گلٹ کیا ہوتا ہے عمر اندر کمرے میں چلا آیا تھا وہاں لاش نہیں تھی شاید ہارون اسے کہیں اور پھینک آیا تھا وہ محتاط قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا دفعتاً وہ رکا تھا باتھ روم کے دروازے کی چٹخنی کھلنے کی آواز آئی تھی اندر موجود لڑکی نے اسکے قدموں کی چاپ کو پہچانتے ہوئے دروازہ کھول دیا تھا وہ باہر نکل آئی تھی کمرے میں موجود ہلکی سی روشنی میں اسکی روئی روئی آنکھیں

عمر نے اسکو دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکا اسکی آنکھیں وہ ان آنکھوں میں تاریکی نہیں دیکھ سکتا تھا وہ اسے اندھیروں سے نکالنے کی تگ ودو میں تھا اور اب تو اس نے خود کو ایک گہری کھائی میں دھکیل دیا تھا تاریک گھپت اندھیری

کئی لمحات وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پہ کھڑے رہے ہالے مردہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور عمر اسکی آنکھوں میں بس فکر تھی گلٹ تھا شاید غصہ بھی لیکن بے بسی ان سب پہ بھاری تھی

اس نے ہالے کی جانب قدم بڑھائے تھے ایک ... دو ... تین وہ ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اپنی دھڑکن کو تیز ہوتا محسوس کر رہی تھی عمر اسکے بلکل قریب آ کر رکا اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرا اور نرمی سے اسکا ماتھا چوما تھا اس لمس میں محبت تھی فکر تھی اسکی خیریت کی نوید ملنے کی خوشی تھی ہالے اسی طرح شل سی اسکے سامنے کھڑی رہی عمر ذرا سا دور ہوا تھا اب وہ اس سے کچھ پوچھ رہا تھا کچھ کہہ رہا تھا ہالے نہیں سن رہی تھی ہاتھ اب بھی اسکے چہرے پہ تھے وہ دو قدم آگے آئی اور پھر آہستگی سے اپنے دونوں بازو اس کے گرد پھیلا لئے اور سر کو اسکے سینے پہ رکھ دیا اگلے ہی لمحے وہ بلند آواز کے ساتھ رونے لگی تھی عمر نے اپنے پہلو میں گرے ہاتھ اب مضبوطی سے اسکے گرد باندھ لئے تھے وہ اس سے اونچا تھا ہالے کا سر عین اسکے دل کی جگہ پہ تھا وہ اسکی دھڑکن سن پا رہی تھی وہ بے ترتیب تھی کچھ خوف زدہ سی کچھ بے بس سی

عمر نے ایک بار پھر اسکے بالوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا اور اسکے گرد حصار کو مزید مضبوط کیا تھا ہالے مزید تیزی سے رونے لگی تھی آج تک اسے کبھی اتنا مضبوط سہارا نہیں ملا تھا

میں بہت ڈر گئی تھی عمر میں بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا تم نہیں آؤ گے وہ بری طرح روتے ہوئے ہچکیاں لیتے ہوئے کہہ رہی تھی اسکی شرٹ کو اب بھی مٹھی میں جکڑ رکھا تھا

میں نے تم سے کہا تھا اب مت آنا مجھے لگا تم واقعی نہیں آؤ گے میں ڈر گئی تھی عمر میں بہت ڈر گئی تھی اسکی آواز بلند ہونے لگی تھی اسکا پورا جسم ہچکولے کھا رہا تھا عمر ہولے ہولے سے اس کے بالوں کو تھپک رہا تھا

میں نے تم سے کہا تھا ناں میں تمھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا تمہاری پکار پہ کان لپیٹ لینے کے لئے عمر کو دوسری بار پیدا ہو کر آنا پڑے گا وہ آہستگی سے بولا تھا ساتھ ساتھ اسے نرمی سے تھپک رہا تھا اسی لمحے ہالے اس سے جدا ہوئی تھی اسکی آنکھیں سرخ تھیں متورم سی

تم کیوں آئے ہو عمر؟ وہ زکام زدہ آواز میں بولی تھی

کیونکہ مجھے آنا ہی تھا

تمھیں کیوں آنا تھا؟ وہ بضد ہوئی

چند ساعتیں بیتیں چند پل خاموشی سے گزر گئے عمر آگے آیا اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا وہ اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا مدھم روشنی میں بھی وہ چہرہ بغیر دقت کے کئی گھنٹوں دیکھا جا سکتا تھا

مجھے آنا ہی پڑا کیونکہ تمہاری آواز کو نظر انداز کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے مجھے آنا پڑا کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں آس پاس ساری دنیا رک گئی تھی ہالے نے اپنے دل کو سکڑ کر پھیلتا محسوس کیا میں تم سے محبت کرتا ہوں اتنی کہ تمھیں میرا قتل بھی معاف ہے وہ دھیمی نرم آواز میں بول کر اسے خاموش کر گیا تھا ہالے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے گئی تھی

مجھے آنا پڑا کیونکہ میں تمھارے ساتھ جینا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ تم جج صاحب کی بیٹی ہو اس لئے بھی نہیں کہ تمہارا چہرہ میرے کسی عزیز سے ملتا ہے وہ رکا تھا اس نے ہالے سلطان کی آنکھوں میں دیکھا تھا اس .. لئے ..

کیونکہ .. میں .. تم سے .. محبت کرتا ہوں اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا تھا

مجھے آنا پڑا

Because you are the women i love with all my heart

کیا اب بھی کسی سوال کی گنجائش ہے ؟ وہ اس کے ہاتھوں کو تھامے اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسے مسمرائز کر گیا تھا ہالے سانس تک نہ لے سکی پلک تک نہ جھپک سکی

مجھ سے قتل ہو گیا ہے عمر وہ بولی تو اسکی آواز میں جیسے پچھتاوے تھے جیسے وہ بھی ساتھ جینا چاہتی تھی لیکن دیر ہو چکی تھی آنکھیں ایک بار پھر بھیگ رہی تھیں

وہ آدمی زندہ ہے عمر نہیں جانتا تھا اس نے یہ جھوٹ کیوں بولا ہے لیکن ایک چیز تھی جو وہ نہیں کر سکتا تھا وہ ہالے کو تاریکیوں میں نہیں دھکیل سکتا تھا

کیا تم سچ کہہ رہے ہو ؟ ہالے کی آنکھوں میں امید چمکی تھی اس نے عمر کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لئے تھے "کیا وہ کیا واقعی ؟ تم نے دیکھا تم نے خود دیکھا عمر ؟ وہ زندہ ہے ناں ؟ وہ بڑی بے قراری اور بے چینی سے پوچھ رہی تھی

عمر نے سر ہلایا دل پہ بوجھ بڑھ گیا تھا وہ قاتل نہ سہی قتل چھپانے والوں میں شمار ہو رہا تھا اسے یے نہیں بننا تھا لیکن... شاید وہ سہی کہتا تھا ہالے کے معملے میں وہ بے بس ہے

وہ زندہ ہے ہالے میں نے یہاں آتے ہوئے اسکو دیکھا ہے وہ بس بے ہوش ہوا ہے ہارون نے اسکو دوسرے کمرے میں پھینک دیا ہے میں سب فکس کر لوں گا تمھیں مجھ پہ یقین ہے ناں؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے یقین دھانی چاہتا تھا ہالے نے گیلی نم آنکھوں سے گردن اثبات میں ہلا دی تھی

اسی لمحے چوکھٹ پہ ہارون نمودار ہوا وہ شاید باہر بیٹھا ساری باتیں سن چکا تھا اس نے عمر کو دیکھا اسکی آنکھوں میں ملامت تھی عمر نے دھیرے سے اثبات میں گردن ہلا دی جسے کہہ رہا ہو ہارون کہہ دو وہ زندہ ہے

ہارون کے گلے میں کچھ اٹکا تھا نمکین پانی یا پھر شاید گلٹ اس نے نفی میں سر ہلایا تھا جیسے کہہ رہا ہو نہیں

عمر نے اس سے رخ پھیر لیا تھا اب وہ ہالے سے کچھ کہہ رہا تھا کچھ تسلی بخش کچھ اچھا نرم سا

ہارون چوکھٹ میں کھڑا رہ گیا پہلے بس قتل کرنے کا گلٹ تھا آج کے بعد اسکے اعمال ناموں میں قتل چھپانے کا گلٹ بھی شامل ہونے والا تھا وہ ایسا نہیں چاہتا تھا کیا کرے کہاں جائے؟

کچھ گھنٹے بعد

رات کے کوئی دو بجے کا وقت تھا جب لیل ہالے کے گھر پہ آئی تھی اسکی رنگت اڑی ہوئی تھی چہرہ زرد تھا اس نے آتے ساتھ ہالے کو گلے لگا لیا تھا عمر حیات اسے ہالے کے ساتھ چھوڑ کر ہارون کے ساتھ شبیر کی لاش لے کر نکلا تھا ہالے نہیں دیکھ سکی وہ شبیر کو کس طرح لے گیا تھا لیکن اسے یقین تھا اگر عمر کہہ رہا ہے وہ زندہ ہے تو پھر زندہ ہو گا سب سے پہلے وہ اسے ہارون کے فارم ہاؤس لے کر گئے تھے وہاں ایک کمرے میں جعلی ہسپتال کے کمرے جیسا سیٹ اپ تیار تھا یہ کمرہ ہارون کے نانا کی بیماری کے وقت تیار کیا گیا تھا جب نوال اپنے بھائی اور ابا کے ساتھ یہاں رہا کرتی تھیں انکے ابا کسی لاش کی مانند اسی بستر پہ چار ماہ تک پڑے رہے تھے

عمر نے ایک لاش کو ہی اس بستر پہ لٹا دیا تھا چند تصاویر اور ویڈیوز کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا اب اسکا رخ لان کی جانب تھا ہارون نے دروازے کی چوکھٹ پہ اسکو کہنی سے پکڑ کر روکا تھا اسکی آنکھیں سرخ تھیں کچھ التجا کرتی ہوئی

قتل گلٹ ہے اسے حق ہے کہ اس گلٹ کو سہے وہ بس اتنا ہی بولا تھا عمر نے آرام سے اپنا بازو چھڑوایا" اسے اپنے اندھیروں سے نکلنے میں بہت وقت لگا ہے میں دوبارہ اسے گلٹس میں مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا اسکی آواز ہلکی اور مستحکم تھی

تم جھوٹ بول رہے ہو دھوکہ دے رہے ہو

میں وہی کر رہا ہوں جو مجھے آتا ہے میں فیملی پرسن ہوں اگر میرے ایک جھوٹ سے میرا گھر بچ سکتا ہے تو ہزار بار بولوں گا اور اچھا ہوا اسے ہالے نے مارا ورنہ ہالے کی قسم میں اپنے ہاتھوں سے اسے مارتا آخر میں وہ ایسی سختی سے بولا تھا کہ اس سے خوف آیا جائے

میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا میں ہالے سے جھوٹ نہیں بولوں گا ہارون نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تھا

کیا مجھے تمھارے لان میں ایک قبر کی جگہ مل سکتی ہے؟ عمر نے جیسے اسکی بات سنی ہو نہ ہو ہارون کچھ نہیں بولا تھا عمر کو اسکا جواب چاہیے بھی نہیں تھا وہ فیصلے کر کے آیا تھا اور اب وہی ہونا تھا جو وہ چاہتا تھا

کچھ وقت بعد وہ لان کی مٹی کو کھودتا نظر آرہا تھا اسکے انداز میں جارحیت تھی وہ جیسے کوئی جنونی سا ہو ہارون بس اسے دیکھے گیا نہ مدد کی نہ کچھ کہا بس سینے گھٹنوں سے لگائے اسکے قریب بیٹھا رہا عمر حیات کا چہرہ بے تاثر تھا وہ اب بھی اسی سلک کے نائٹ سوٹ میں تھا ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور پاجامہ وہ کھدائی کرتے ہوئے مکمل ھانپ گیا تھا اسکے سیاہ بال پسینے سے اسکے ماتھے پہ چپک گ ئے تھے

گڑھا تیار تھا اس نے ایک نظر ہارون کو دیکھا "نماز جنازہ پڑھو گے یا اس میں بھی تکلیف ہے؟ ہارون نے تکان سے اسکو دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں اب بھی التجا تھی جیسے وہ روک رہا ہو عمر بیلچا پھینک کر اسکے قریب چلا آیا تھا ہارون نیچے گھاس پہ بیٹھا تھا عمر گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے اسکی جانب جھکا تھا

وہ آدمی ایک گینگ سے تعلق رکھتا تھاہارون ایک ایسا گینگ جو بے سہارا اکیلی عورتوں کے گھروں میں جا کر چند دن نوکری کرتے تھے اور پھر اا سکے چند دن بعد وہ اس عورت کے ساتھ زیادتی کر کے اسکا تمام قیمتی مال لوٹ کر چلے جاتے تھے کیااب بھی تم چاہتے ہو میں ایسے انسان کا قتل اپنی بیوی پہ ثابت کرواؤں ؟۔

تم جانتے ہو پولیس والے اس سے کیسے سوال کریں گے ؟عدالت میں اس سے کیا کیا پوچھا جائے گا؟ہارون کی آنکھوں میں یکدم سختی اتر آئی تھی

اسکا دل عدالت میں مر جائے گا اندھیرے ساری زندگی کے لئے چمٹ جائیں گے اور اسکے ساتھ ساتھ مریں گے تین اور لوگ تم میں اور حسن ہم غیرت کی موت مر جائیں گے تم چاھتے ہو میں ہالے کو بتا دوں اس نے کیا کیا ہے ٹھیک ہے میں ابھی بتا دیتا ہوں

اس نے سیدھا ہوتے ہوئے موبائل جیب سے نکالا تھا پھر رکا "صرف ایک بار سوچ لو ہارون کیا چار لوگوں کی اشتہاری موت سے ایک گمنام موت اچھی نہیں ہے ؟

اب کے ہارون اٹھا تھا اس نے عمر کے ہاتھ سے موبائل لے کر اسکی جیب میں واپس ڈالا اور اسکے سینے پہ تھپکی دی

"کون مرا ہے ؟میں تو اس بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں ؟وہ ایسی سفاکی سے بولا تھا کہ روح کانپ جائے عمر نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا اور آگے بڑھ گیا

کچھ وقت بعد وہ دونوں کھڑے ہو کر اسکا نماز جنازہ ادا کر رہے تھے ان دونوں کے چہروں سے پانی ٹپک رہا تھا سفید چادر میں لپٹی لاش آج اپنے انجام کو پہنچ جانی تھی

اگلے گھنٹے میں وہاں سے اس فارم ہاؤس سے نکلنے کے بعد انکے دل ہلکے تھے لیکن ایسے بھاری بھی کہ جیسے کوئی پتھر کی موٹی سل رکھ دی گئی ہو

سیاہ رات اپنی سیاہی سمیٹے آہستہ آہستہ سرک رہی تھی

صبح ساڑھے چھ بجے

وہ رات کا گیا صبح میں واپس آیا تھا ہارون اسکے ساتھ نہیں آیا تھا وہ جانتا تھا اگر وہ ہالے کا سامنا کرے گا تو سچ بول دے گا وہ گھر کے اندر آیا تو سیدھا لاؤنج میں چلا آیا تھا وہ رات والے فکر مند عمر سے بے حد مختلف تھا اسکا چہرہ سپاٹ تھا بے تاثریوں جیسے اسے کبھی کسی جذبے نے چھوا ہی نہ ہو لاؤنج کے صوفے پہ ہالے بیٹھی تھی رات والے لباس میں پیر صوفے پہ اوپر کئے ناخن چباتی ہوئی عمر کو دیکھا تو فوراً اٹھ کر اس تک آئی تھی لیل خاموشی سے باہر نکل گئی

وہ کیسا ہے عمر؟ کیا وہ اب ٹھیک ہے؟ اسے زیادہ گہرے زخم تو نہیں آئے تھے ناں وہ بچ جائے گا ناں؟ وہ بے قراری سے سوال کر رہی تھی عمر اب بھی اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ رات والا عمر نہیں تھا

وہ آدمی کوما میں ہے شاید جلد ہوش میں آجائے اور شاید کبھی ہوش میں نہ آئے میں نے اسے ہسپتال میں داخل کروادیا ہے فکر مت کرو وہ کھوکھلی آواز میں کہتا آگے آیا تھا اور صوفے پہ ڈھے سا گیا ایک بازو لمبا کر کے صوفے

پہ پھیلا دیا اور دوسرے سے اپنے کنپٹی دبانے لگا تھا وہ اب بھی ننگے پیر تھا ہالے نے وہیں کھڑے ہو کر اسکے پیروں کو دیکھا تھا وہ گرد میں اٹے ہوئے تھے شاید زخمی بھی

تم مجھ سے ناراض ہو ؟ وہ نہ جانے کس خوف کے تحت پوچھ رہی تھی عمر کی آنکھیں ہنوز بند تھیں سر ڈھلکا ہوا تھا

"تم واحد انسان ہو جس میں ناراض نہیں ہو سکتا وہ عام سے لہجے میں بولا تھا اپنا سامان اٹھالو تم میرے ساتھ جارہی ہو اور ہاں اگر ضد کرنی ہے تو ابھی کے ابھی طلاق کے پیپر منگوا لیتے ہیں کیونکہ اگر تم یہاں رہنا چاہتی ہو تو مجھے نہیں لگتا کہ اب میرے اندر اتنی ہمت ہو گی کہ اپنی بیوی کو یہاں اکیلا چھوڑ کر چلا جاؤں میں چلا جاؤں گا تم آزاد ہو گی

اسکے لہجے میں اب بھی ڈھونڈنے سے بھی کچھ نہیں ملتا تھا ہالے کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اسے آج اندازہ ہو رہا تھا کہ پچھلے کئی ماہ تک جب وہ عمر سے کہتی تھی "مجھے نفرت ہے تم سے "تو اسکے دل سے کیسے خون رستا ہو گا یا پھر جب وہ طلاق کی بات کرتی ہو گی تو کیسے اس کے دل میں ناسور بنتا ہو گا

میں نے تمھارے ساتھ چلنے سے انکار تو نہیں کیا اسکی آواز میں گلہ تھا

تم انکار کب کرتی ہو ہالے سلطان تم تو ضد کرتی ہو دل میں بغض پالتی ہو تمھیں تو مقابلے کرنے آتے ہیں لیکن اب میں تھک گیا ہوں مجھ سے نہیں ہوتے مقابلے میں ہارا تم جیتی اسکی آواز تکان زدہ تھی جیسے اب واقعی اسکی بس ہو گئی ہو ہالے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکے قریب صوفے پہ آکر بیٹھی تھی آہستگی سے پیر اوپر کر لئے

عمر نے جو بازو لمبا کر رکھا تھا ہالے نے اسکی بھینچی ہوئی مٹھی کھولی وہ بغیر کسی حرکت کے اسی طرح سر گرائے پڑا رہا ہالے نے اسکی ہتھیلی پہ چہرہ رکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں

مجھے سونا ہے پلیز وہ آنکھیں بند کئے منت کے انداز میں بولی تھی

عمر کے چہرے پہ زخمی سا تاثر آیا تھا لیکن وہ ہاتھ کھینچ نہیں سکا

وہ بس اسی طرح ساکت سا کن نیم دراز پڑا رہا تھا ہالے تھوڑی ہی دیر میں بھاری سانسیں لینے لگی تھی وہ سو گئی تھی اسکی ہتھیلی پہ سر رکھے سو گئی تھی وہ اسکے بے حد قریب تھی لیکن عمر جانتا تھا آج کے بعد ان دونوں کے درمیان بے حد فاصلے آنے والے تھے

وہ اسکے اتنے قریب تھی لیکن مجال ہے جو عمر نے اسکو ایک بار بھی دیکھا ہو

ڈاکٹر نین تارہ کے کلینک میں اس وقت سفیر اور مہر ماہ ساتھ تھے کچھ دن سے اسکی طبیعت خراب رہنے لگی تھی جسکی وجہ سے سفیر اسے چیک اپ کے لئے لے آیا تھا ان دونوں کو یہاں چھوڑ ڈاکٹر نین تارہ مہر کی رپورٹس لینے گئی تھیں وہ واپس آئیں تو انکے چہرے پہ خوشی کے آثار تھے

مسٹر سفیر کمر کس لیں آپ پہ ذمہ داری پڑنے والی ہے وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں سفیر نے اچھنبے سے انکو دیکھا تھا پھر مہرماہ کو وہ بھی اتنی ہی انجان تھی جتنا کہ سفیر

آپ باپ بننے والے ہیں آپ کی بیوی آپ کی نسل میں اضافہ کرنے والی ہیں ڈاکٹر مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں سفیر کو اب بھی چند لمحات لگے تھے پراسس کرنے میں اور پھر جب اسے سمجھ آئی تو وہ فرط جذبات سے کچھ کہہ ہی نہیں سکا اس نے گردن پھیر کر اپنے ساتھ بیٹھی مہرماہ کو دیکھ وہ اب تک شاکڈ تھی یا شاید خوف زدہ

آئی کانٹ بلیو اٹ وہ بس یہی کہہ سکا تھا تھینکیو مہر تھینکیو سو مچ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا میں ساری زندگی تمہارا شکر گزار رہوں گا وہ تشکر سے کہہ رہا تھا وہ خوش تھا بے پناہ خوش

اسکا چہرہ تمتما رہا تھا اسکی آنکھوں سے اسکی خوشی واضح تھی مہر نے اسے اس طرح دیکھا تو تنے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے وہ اب مسکرائی تھی سفیر نے رخ ڈاکٹر کی جانب پھیر لیا تھا

آپ اس خوش خبری کے لئے مجھ سے جو انعام چاہتی ہیں بول دیں آج کے دن سفیر سلطان ساری دنیا لٹا سکتا ہے وہ جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا ڈاکٹر مسکراتے ہوئے اس سے فرمائش کر رہی تھیں

سفیر کو جیسے دنیا مل گئی ہو کون ہالے کہاں کا عشق محبت وہ سب بھول گیا تھا اولاد کی محبت نے ہر شے بھلا دی تھی ہر زخم ہیل کر دیا تھا اسے لگا تھا یہ اسکی زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے

ڈاکٹر اس سے کچھ کہہ رہی تھیں وہ مسکرا رہا تھا پھر اسی طرح مسکراتے ہوئے اس نے اپنی ماں کو کال ملالی تھی وہ اب ہنس ہنس کر ان سے بات کر رہا تھا مہر مسکراتے ہوئے آسودگی سے اسے دیکھتی رہی تھی اسے کل رات ہی پتہ چل گیا تھا ہالے نے اسکے بھیجے آدمی کو مار دیا تھا وہ اب بھی اسے موردالزام نہیں ٹھہرا رہی تھی گڈ

اس نے اپنے معدے سے ذرا نیچے ہاتھ رکھا جیسے محسوس کیا ہو کہ وہ کتنی کامل ہے اور پھر اسکے ذہن میں ہالے سلطان کا خیال آیا تھا دل کو ایک کمینی سی خوشی ہوئی تھی ہالے سلطان دس بار پیدا ہو کر بھی اسکی برابری نہیں کر سکتی تھی

اس نے میز پہ دھری فائل کی دو تصاویر لیں اور عمر حیات کے نمبر پہ سینڈ کر دیں ساتھ لکھا تھا "تمھیں ایسی فائل کا انتظار کم از کم دس سال تک کرنا پڑے گے

مہر ماہ

سفیر کال ختم کر کے پلٹ آیا تھا وہ اب اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا رہا تھا بار بار اسکا مشکور ہو رہا تھا مہر ماہ ایک شہزادی کی طرح سے گردن اٹھائے کھڑی تھی اسکے انداز میں تفاخر تھا

بلاخر جنگل کی حریص گدھ کو اسکا مقام مل گیا تھا

دن چڑھ آیا تھا جب ہالے سلطان کی آنکھ کھلی تھی وہ اسی طرح اسکی ہتھیلی پہ سر رکھے چند پل غائب دماغی سے پڑی رہی ٹانگیں شل ہو گئی تھیں کمر اکڑ گئی تھی لیکن وہ آج تک شاید اتنی پر سکون نیند نہیں سوئی تھی وہ چند پل اسی طرح خاموشی سے پڑی رہی شاید عمر اسکا جاگنا محسوس کر چکا تھا جب ہی اسکی بھاری آواز اب لاؤنج میں گونج رہی تھی

جب میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا تھا وہ رشک کی نگاہ تھی ہالے گم صم سی اسے سن رہی تھی

(وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ معراج سلطان کے ساتھ بیٹھا تھا انکی دوسری جانب ہالے سلطان تھی جو اپنے باپ کے سینے پہ سر رکھے سو رہی تھی عمر کو اس بچی کی نیند پہ رشک آیا تھا)

جب میں نے تمھیں دوسری بار دیکھا تھا وہ عقیدت کی نگاہ تھی ہالے نے چہرہ اب بھی اسکی ہتھیلی پہ ٹکا رکھا تھا عمر کہے گیا

(وہ ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹا تھا اسکے سامنے ہی بیماری سے زرد پڑتی ہالے سلطان لیٹی تھی اسکی آنکھیں بند تھیں عمر ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے گیا وہ اس کی ماں سے ملتی تھی عمر حیات کو اس سے عقیدت محسوس ہوئی تھی)

جب میں نے تمھیں تیسری بار دیکھا تھا وہ ایک لمحے کو رکا ہالے کا دل بھی رک گیا تھا وہ عشق کی نگاہ تھی اس نے آہستگی سے جملہ مکمل کیا تھا

وہ لائبریری میں بیٹھا تھا اور اسکے سامنے کوئی لڑکی کتاب پا سر رکھے سو رہی تھی پھر اگلے چند لمحات میں اس نے آنکھیں کھول لی تھیں عمر نے ان آنکھوں کو دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکا یہ عشق کی نگاہ تھی)

ہالے کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے سکے گی وہ کتنا خوبصورت بولتا تھا؟ نیم خوابیدہ آنکھوں سے اسے دیکھنا کتنا اچھا لگ رہا تھا اسے سننا.. آہ راحت تھی

مجھے تم سے محبت ہوگئی تھی چار سال پہلے جب شاید تم مجھے جانتی بھی نہیں تھیں میں تمھارے پیچھے آنے لگا تھا بس تمھیں دیکھنے کے لئے وہ اسکی طرف دیکھے بغیر ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا پڑھائی مستقبل سب کہیں دور رہ گیا تھا کچھ یاد تھا تو تم کچھ دکھتا تھا تو بس تم ہالے سلطان تم مجھے ڈسٹریکٹ کرنے لگی تھیں

ہالے نے سر اٹھالیا تھا وہ آنکھوں میں نرمی لئے اسے دیکھ رہی تھی عمر کہے گیا" پھر ایک دن میں تم سے تھک گیا اور یہ شہر چھوڑ دیا اسکی آواز میں تکان خود باخود شامل ہو گئی تھی میں نے شہر چھوڑا لوگ بدلے تمھیں نہیں دیکھا نہیں سنا مجھے لگا تھا میں تمھیں بھول جاؤں گا لیکن میں اس معملے میں بھی بے بس نکلا

چار سال تم سے دور رہنے کے بعد ہم اس دن اس سڑک پہ ملے تھے اور تمھیں دیکھ کر میں نے ایک بار پھر اپنے دل کو رکتا محسوس کیا تھا مجھے لگا میں تمھیں بھول گیا ہوں لیکن تم وہیں تھیں اس نی گردن موڑ کر ہالے کو دیکھا اور پھر اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا" تم یہاں تھیں ہالے بلکل یہاں اور اس دن میں سمجھ گیا تھا عمر حیات ہالے سلطان کے معملے میں بے بس ہے اس دن میں نے محبت کے آگے گھٹنے ٹیک دے تھے اس دن عمر حیات نے خود کو چانس دینے کا وعدہ کیا تھا

وہ بول کر چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا تھا ہالے کو آج اسکی خاموشی زہر سے زیادہ بری لگی تھی

لیکن میں غلط تھا زندگی پہ عمر حیات کا کوئی حق نہیں یہ بھول گیا تھا اسکی آواز میں گہرا رنج تھا جیسے وہ بدقت بول پا رہا ہو

ہالے نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا دل یکدم جیسے خالی ہو گیا تھا

کل رات تمہاری تکلیف تمہاری اذیت دیکھ کر میں اب خود کو معاف نہیں کر پا رہا تم نے میری ضد میں آکر ایک گھٹیا شخص کو اپنے قریب رہنے دیا وہ گردن جھکا کر کہہ رہا تھا اسکی آواز میں آج سے پہلے کبھی اتنی تکلیف نہیں تھی ہالے کا دل ڈوبنے لگا تھا وہ مزید اسے سننا نہیں چاہتی تھی لیکن عمر کہے گیا

میں آج تک کبھی اتنا ہرٹ نہیں ہوا ہالے ..... تب بھی نہیں جب میرا دل محبت میں ٹوٹا تھا تب بھی نہیں جب معراج سلطان قتل ہوئے تھے کل رات . کل رات سے اب تک میں کئی ہزار بار مر چکا ہوں کل رات سے میرا دل ایک ہزار بار ٹوٹ چکا ہے ہالے اس نے گردن اٹھا کر ہالے کو دیکھا تھا اسکی آنکھیں نم تھیں گلابی پڑتی ہوئی ہالے کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا تھا

تم میرے لئے ضروری ہو ہالے ہر تعلق ہر چیز سے زیادہ ضروری میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ آج میں تمھیں تمہاری خاطر چھوڑ رہا ہوں وہ نہ جانے کی دقت سے کہہ پایا تھا ہالے کا دل ایک پل کو تھم گیا تھا دھڑکن بند شور بند سب ساکت خاموش

تم میری وجہ سے اتنی تکلیف جھیل چکی ہو کہ اب مجھے محبت کا دعوی کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے تم میری ضد میری نفرت میں اتنا آگے نکل جاؤ گی میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا میں تو رات سے یہ سوچ سوچ کر

مر رہا ہوں کہ اگر وہ آدمی اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لایا ہوتا تو؟۔.....وہ ایسے درد ایسے کرب سے بولا تھا کہ ایک لمحے کو تمہارا دل چاہے گا کہ عمر حیات کے سب غم خود پہ لے لو

آج کے بعد عمر حیات تمہاری خواہش نہیں کرے گا وہ ایک عزم سے بولا تھا آج کے بعد تم اگر خود بھی میرے ساتھ جینا چاہو گی تو میں انکار کر دوں گا تم میرے لئے ضروری ہو تم اتنی اہم ہو کہ میں تمہیں اپنی ضد اپنی آنا میں بھی نہیں گنوا سکتا میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں کیونکہ میں تمہارا بھلا چاہنے پہ بے بس ہوں تم اتنی قیمتی ہو کہ میں تمہیں اپنے

Neediyاورdesperatness

میں نہیں گنوا سکتا

ہالے بس یک ٹک پلک جھپکے بغیر اسے دیکھے گئی وہ کہہ رہا تھا کہ آج کے بعد تم پہ سانس لینا حرام ہے اور ہالے نے اپنے جسم سے واقعی جان جاتی محسوس کی تھی یہ کیا ہو رہا تھا؟

میرے ساتھ چلو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا نظریں اب زمین پہ تھیں کچھ وقت کے لئے میرے ساتھ اسی گھر چلو جہاں مرنے سے پہلے تمھارے باپ نے بھیجا تھا وہ الفاظ جوڑ جوڑ کر کہہ رہا تھا وہ واقعی آج سے پہلے کبھی اتنی تکلیف میں نہیں آیا تھا

جب تم مجھے چھوڑنے ہی والے ہو تو یہ عارضی سہارا کیوں دے رہے ہو؟ہالے زخمی لہجے میں بولی تھی دل چاہا تھا اسکا گریبان پکڑ کر پوچھے تم ہوتے کون ہو؟وصل تو کبھی ہجر کی نوید سنانے والے؟

عمر نے گردن اٹھا کر چند لمحہ اسکو دیکھا تھا پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلا دیا "میں واقعی نہیں جانتا میں تمھیں کیوں ساتھ لے کر جا رہا ہوں لیکن پلیز میں تم سے منت کرتا ہوں میرے ساتھ چلو اگر تم نہیں گئیں تو میں یہاں رہ جاؤں گا لیکن تمھیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا میں تمھارے معملے میں بے بس ہوں وہ واقعی بے بسی سے بولا تھا

ہالے نے چند ثانیے اسے دیکھا تھا پھر اٹھ کھڑی ہوئی تھی وہ اسکے قریب سے گزر کر باہر نکل گئی تھی اس نے انکار نہیں کیا تھا مطلب وہ ساتھ جا رہی تھی

کیا عمر حیات کو خوش نہیں ہونا چاہیے؟

دو دن بعد

یہ دو دن بغیر کسی بد مذگی کے گزر گے تھے عمر صبح میں آفس جاتا اور شام میں شوروم وہ رات گئے واپس آتا تھا ہالے صبح میں کیفے جاتی تھی اسکے علاوہ اسنے میں مینجمنٹ کورس کے لئے بھی داخلہ لیا تھا جس کی کلاسز دو دن بعد شروع ہونی تھیں کیفے کی اوپری منزل پہ رینوویشن کا کام شروع ہو چکا تھا وہ سر سے پیر تک کام میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن ان سب میں بس ایک دل کا درد تھا جو نہ مصروفیت دیکھتا تھا نہ وقت اور نہ ہی سہنے کی استطاعت وہ بس ہوتا تھا اور پھر ختم نہیں ہوتا تھا آج صبح سے ہی وہ خود کو بے حد چڑچڑا اور بے مول سا محسوس کر رہی تھی یوں تو

ساری باتیں مہر کو بتا دیا کرتی تھی لیکن اب اس حالات میں وہ اسے بھی تنگ نہیں کرنا چاہتی تھی وہ کیفے سے باہر نکل آئی تھی اور اب اپنی گاڑی میں بیٹھی نہ جانے کس منزل کو جا رہی تھی اگلے کئی گھنٹے وہ سڑکوں پہ گاڑی دوڑاتی رہی تھی لیکن پھر جب اس نے ایک جگہ گاڑی روکی تو اسکا پورا وجود تھکن زدہ تھا جیسے وہ بے حد تھک کر بے حد زور آزمائی کے بعد ہار کر یہاں آئی تھی

(عمر حیات کی گاڑی قبرستان کے باہر آکر رکی تھی وہ سیاہ پولو شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہنے ہوئے تھا ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ تھا آنکھیں اداس سی تھیں چہرہ تھکا تھکا وہ شاید میلوں کا سفر طے کر آیا تھا)

وہ ڈاکٹر غزالہ روحی کا کلینک تھا وہ ڈاکٹر غزالہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی سامنے ہی غزالہ روحی کسی پیشنٹ کی بات سن رہی تھی ہالے کو دیکھ کر اس کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی ہالے متذبذب سی دروازے پہ کھڑی تھی اسکی آنکھیں گیلی تھیں چہرہ تھکان زدہ تھا

کیا تم مجھے سن سکتی ہو؟ وہ ہلکی آواز میں شکستگی سے کہہ رہی تھی غزالہ نے سر ہلا کر اسے اندر بلایا تھا اپنے سامنے بیٹھی لڑکی سے چند الوداعی کلمات کہے تھے ہالے اسکو دیکھتی ہوئی آگے بڑھ آئی تھی روحی اسکو دیکھتے ہوئے اٹھ آئی تھی ہالے چھوٹی میز کے گرد رکھے صوفے پہ بیٹھ گئی تھی پیر اوپر کر لئے

روحی عین اسکے سامنے آکر بیٹھی تھی فکر مند سی اسکو دیکھتی ہوئی اسکے بولنے کی منتظر "کیا تم علاج کے لئے آئی ہو؟

ہالے نے نفی میں سر ہلایا تھا "میں تم جیسی غیر پروفیشنل ڈاکٹر سے علاج نہیں کرواؤں گی وہ گیلی گلابی آنکھوں کے ساتھ گردن کڑا کر بولی تھی میں بس تمہیں سنانا چاہتی ہوں کیا تم سنو گی؟

روحی نے اسکو جانچتی نظروں سے دیکھا تھا ایلیٹ کلاس کی مغرور لڑکی کو میری ضرورت کیوں ہے؟ تمھارے دوست کتنے دوست ہوں گے تمھارے؟ اتنے جتنے میرے ساری دنیا میں رشتے دار

ہالے اسکی بات پہ ٹھہر گئی تھی آنکھوں میں اداسی در آئی چہرے پہ کرب اترا تھا،، جو لوگ زیادہ لائم لائٹ میں رہتے ہیں ناں انکا اصل اندھیرا ہوتا ہے تمھیں پتہ ہے میں اپنے تمام دوستوں کے لئے کیا ہوں؟

روحی کچھ نہیں بولی وہ یہاں بولنے کے لئے نہیں بیٹھی تھی اسے صرف سننا تھا ہالے خود ہی کہے گئی

میں ڈائری ھوں روحی ..... ڈائری میرے کسی دوست کی گرل فرینڈ ناراض ہے وہ مجھ سے دکھ بانٹے گا کسی کا شوہر یا اسکی فیملی ٹاکسک ہے تو وہ مجھ میں اپنی شکایات درج کرے گی کسی کو پیسے چاہیے وہ ہالے کی ڈائری میں اپنی خواھش لکھ لیں گے یون یونی میں کوئی مسلہ ہو یا پھر گھر کے برا ماحول ہالے سب سنتی ہے اسکے سینے پہ سب لکھ دو وہ کچھ نہیں کہتی ڈائری جو ہے

اسکی گلابی آنکھوں سے نمی چھلکی تھی چند آنسو ٹوٹ کر گرے تھے

کیا تم انہیں چھوڑنا چاہتی ہو کیا تمھیں لگتا ہے وہ ٹاکسک ہیں تمھیں انکے ساتھ نہیں رہنا روحی کے نرمی سے پوچھنے پہ اس نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا تھا "اونہوں ... ان میں سے کوئی بھی ٹاکسک نہیں ہے وہ مجھے ڈائری سمجھتے ہیں کیونکہ ہم نے پہلے دن کوئی باونڈری ہی نہیں بنائی انہوں نے مجھے آئرن لیڈی سمجھا اور میں نے بھی

انکار نہیں کیا تم نہیں سمجھ سکتی ہم کھو کھلے بہادر لوگوں کا دکھ وہ تلخی سے مسکرائی تھی ہم مر جاتے ہیں لیکن اپنا اوپر چڑھا ہوا بہادری کا خول نہیں اتارتے یہ نہیں ہے کہ ہم انا پرست یا ضدی ہیں بات یہ ہے کہ اگر ہم ڈھے گئے تو ہمارے ساتھ اور بہت لوگ ڈھے جائیں گے ہالے نے آہستگی سے بات مکمل کی تھی

(وہ معراج سلطان کی قبر کے پاس نیچے مٹی پہ بیٹھا تھا آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ جمائے وہ اداس لگتا تھا

!!میں آپ کو بہت مس کرتا ہوں جج صاحب!!وہ یاسیت سے کہہ رہا تھا

،،میرے دوست میرے بھائی میری فیملی سب آپ تھے آپ کے بغیر سب ادھورا ہے جج صاحب میرا دل بہت بھاری ہے میں عمر حیات ہوں مجھے سب پتہ ہوتا ہے لیکن آج پہلی بار لگتا ہے مجھے اتنا سب کیوں پتہ ہے ؟

وہ رک گیا تھا چند پل خاموشی کی نظر ہوئے!!میں بہت اکیلا ہو گیا ہوں یار!!وہ بے بسی سے بولا

کاش میں نے کچھ ایسے دوست بنا لئے ہوتے جن سے میں کچھ پاتا کاش میں نے آپ کے علاوہ بھی کوئی دوست بنایا ہوتا!!

اسکا ایسا اداس ایسا مایوس لہجہ یہ دل چیر دیتا تھا)

چند پل دونوں کے درمیان خاموشی رہی تھی ہالے نے ایک بار پھر کہنا شروع کیا تھا

میری زندگی میں بہت مسلے ہیں ڈاکٹر... لیکن وہ بہت کم لگتے ہیں جب ایک انسان میرے ساتھ ہوتا ہے روحی نہیں چونکی وہ سنے گئی ہالے گیلی آواز میں بدقت کہہ رہی تھی وہ دھوپ چھاؤں جیسا ہے کبھی میرے لئے جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے اور کبھی...وہ رکی حلق میں بہت سی گرہیں اٹکیں کبھی وہ اپنے لفظوں سے ہی میری جان

لے لیتا ہے کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے اسے بہت دیکھوں ہر وقت دیکھوں اور کبھی بھی نہ تھکوں اور کبھی کبھی میں اسکو دیکھنے سے ڈرتی ہوں یہاں میں نے آنکھ جھپکی اور یہاں وہ آنکھ سے اا و جھل ہوا وہ رک رک کر لفظ توڑ توڑ کر کہہ رہی تھی

بہادر لوگوں کے لئے اپنی تکلیف کسی کو بتانا نری موت ہوتی ہے

(میں بہت تھک گا ہوں جج صاحب سوچتا ہوں آپ ہوتے تو بتاتے کیا کرنا ہے وہ مٹی کو اپنی انگلی سے کھود رہا تھا

سناٹا ہر سو پھیلا ہوا تھا

!!میں اتنے دن آپ کے پاس نہیں آسکا میں شرمندہ تھا میں ہالے کی حفاظت نہیں کر سکا جج صاحب میں آپ کی امیدوں پہ پورا نہیں اتر سکا مجھے معاف کر دیجئے گا وہ اتنا پیشمان تھا کہ حد نہیں

اسی لمحے اسکے موبائل پہ کسی کی کال آنے لگی وہ گہری سانس بھرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا ایک نظر قبر کو دیکھا آنکھیں دل روح بری طرح زخمی ہوئے تھے

!!میں اسے کہہ آیا ہوں کہ میں اسکے ساتھ جینا نہیں چاہتا اور اب مجھے واقعی لگتا ہے کہ جی نہیں پاؤں گا!!،،وہ آزردگی سے کہہ کر رکا نہیں تھا اب بس مزید یہاں نہیں رک سکتا تھا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا دل کا کرب تھا کہ ساتھ چلا جاتا تھا)

کیا تم اسے کھونے سے ڈرتی ہو ؟روحی بغور اسے دیکھ رہی تھی بلکہ تم نہیں ڈرتی اب کے ہالے چونکی تھی تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ ایک دن تمھارے اور اسکے درمیان وہ تعلق نہیں رہے گا جسکی تمھیں خواھش ہے وہ انڈر اسٹینڈنگ وہ محبت کہیں کھو جائے گی جواب ہے کیا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ؟

ہالے نے میکانکی انداز میں اثبات میں سر ہلایا تھا تم اسکے ساتھ زندگی شروع کرنے سے نہیں ڈرتیں تمھیں اسکے ساتھ ٹریجڈک اینڈنگ سے خوف آتا ہے تم فیری ٹیلز پہ یقین رکھنے والی لڑکی ہو اور تمھیں بری اداس اینڈنگز رلا دیتی ہیں

ہالے پلک تک نہ جھپک سکی اسکی سانس جیسے رک گئی ہو کیا سارے ہی سائیکالوجسٹ ایسے ہوتے ہیں ؟روحی کہتی گئی

مجھے لگتا ہے بات کچھ اور ہے ہالے اس سے بھی زیادہ بڑی یا اس سے زیادہ چھوٹی لیکن کوئی کڑی ہے جو مل نہیں پا رہی روحی ذرا سا الجھ گئی تھی پھر یکدم اسکے ذہن میں بجلی کا کوندا سا لپکا تھا وہ چہرے پہ جوش لئے آگے کو ہوئی دو وجوہات ہوتی ہیں جب انسان کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا وہ خواب کی سی کیفیت میں کہہ رہی تھی پہلا گٹ فیلنگز جو اسے روک رہی ہوتی ہیں یا پھر الہام وجدان کی کیفیت دوسرا

اس نے ہالے سلطان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ دیں دوسری وجہ اپروول ہے ہالے سلطان تمھیں اپرول چاہیے ہے ناں ؟وہ آنکھوں میں چمک لیے کہہ رہی تھی بلا خر ڈاکٹر کا ضدی مریض منڈھے چڑھ آیا تھا

ہالے سلطان نے گیلے چہرے کے ساتھ سر اثبات میں ہلا دیا تھا ہاں اسے چاہیے تھا اپروول

ان دونوں کو وہیں کلینک میں چھوڑ کر ہم اب ایک ایلیٹ کلاس کی کٹی پارٹی میں آئیں گے میک اپ سے لدی عورتیں پلیٹ ہاتھ میں لئے تو کوئی گلاس ہاتھ میں لئے کھاتی پیتی نظر آرہی تھیں یہ پارٹی ایک فارم ہاؤس کے لان میں دی گئی تھی

چھن کر آتی دھوپ خواتین کے چہروں پہ پڑرہی تھی کوئی خوش گپیوں میں مصروف تھی تو کوئی کسی فیشن شو یا پھر کسی کی طلاق کو موضوع گفتگو بنائے بیٹھی تھی اسی پارٹی میں ایک جانب سوئمینگ پول کے سامنے رکھے صوفے پہ فروا بیٹھی تھی نارنجی پیروں تک آتا ڈھیلا ڈھالا لباس جسکا گلہ گہرا اور بازو ندارد تھے میک اپ کی تہیں اور بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں لپیٹے وہ خوبصورت لگ رہی تھی اسی لمحے اسے کوئی اپنی جانب آتا دکھائی دیا اس نے بازو میزبان خاتون کے بازو میں ڈال رکھا تھا اور کھل کر مسکرا رہا تھا وہ سیاہ پولو شرٹ اور سیاہ iyh پینٹ میں ملبوس تھا میزبان خاتون مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لائیں اور فروا کے عین سامنے آکر رکیں

ہنی تمہارا داماد تم سے ملنا چاہتا تھا ویسے تو یہ گرلز پارٹی ہے لیکن اگر مرد اتنا ہینڈسم ہو تو ذرا سی چیٹنگ سے کچھ نہیں ہوتا اسکی بات پہ ساری خواتین قہقہہ لگا کر ہنسی تھیں نوجوان بھی مسکرایا تھا وہ مسکراتا تھا تو اس کے گال

میں ایک گڑھا بنتا تھا فروا با مشکل مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی تھیں عمر کے قریب رک کر اسکا کندھا تھپتھپایا پھر اسی اٹھی ہوئی گردن سے تمام عورتوں کو دیکھا

میرا داماد اتنے ہجوم میں بات نہیں کر سکتا ہمیں کچھ وقت دیجئے گا وہ مسکرا کر بولی تھی پھر اسی طرح کھڑے کھڑے عمر کے بازو میں بازو ڈالا اور اسکے ساتھ آگے بڑھ آئی تھی کئی خواتین نے انہیں رشک سے دیکھا تھا

ذرا دور سبزہ زار پہ پہ آکر فروا نے اپنا بازو جدا کیا تھا اور عین عمر کے سامنے آکر کھڑی ہوئی "کیا مجھے جاننے کا حق ہے کہ عمر حیات خان کیا چالیں چل رہا ہے؟ اسکی آنکھوں میں سختی تھی جبکہ عمر اب بھی پر سکون تھا

میں چالیں نہیں چلتا مسز سلطان میں وار کرتا ہوں سیدھا سینے پہ ایسے کے سامنے والا تلملا اٹھے آپ کو ڈیمو دوں؟ فروا کچھ نہیں بولی وہ اسی طرح سخت نظروں سے اسے گھورتی رہی عمر نے اپنے پاکٹ سے اپنا موبائل نکالا تھا چند بٹن دبائے اور پھر موبائل فروا کے آگے کر دیا وہ انہی چبھتی نظروں سے موبائل کو دیکھنے گئی موبائل کی سکرین پہ سلطان ہولڈنگز کی ویڈیو تھی سفیر کا آفس اور اس میں نشے کے لیے تڑپتا سفیر سلطان فروا بے اختیار پیچھے کو ہوئی تھی آنکھوں میں شاک اترا تھا بے یقینی اور کچھ کرب بھی کسی بھی ماں کے لئے اپنی اولاد کو اس حالت میں دیکھنا سب سے مشکل کام ہوتا ہے

سکرین پہ اب دوسرا منظر ابھرا تھا وہ کسی پرانے محلے کی تنگ تاریک گلیاں تھیں مہرماہ سلطان وہاں کھڑے ہو کر کسی موٹی خرانٹ عورت سے بات کرتی نظر آرہی تھی اور پھر اس عورت نے اسکے ہاتھ پہ کچھ رکھا تھا کوئی پڑیا سی تھی فروا سلطان کا دل دھک سے رہ گیا تھا وہ شاکی شل نگاہوں سے فون کو دیکھے گئی

عمر نے اسکے ہاتھ سے موبائل لے لیا اس نے اب چند بٹن دوبارہ دبائے اور اب کے اس نے ایک آڈیو ریکارڈنگ چلا کر موبائل اسکے کان کے قریب کیا تھا فروا اب تک پہلے شاک سے نہیں نکلی تھی جب اسے سپیکر سے مہر کی آواز سنائی دی

وہ اپنے استاد کے قتل کا اعتراف کر رہی تھی وہ اسکول کے واچ مین کے قتل کا اعتراف کر رہی تھی فروا کو لگا تھا وہ ڈھے جائے گی اسے کھڑا ہونا مشکل لگا تھا اسکی آنکھیں مارے شاک کے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں اسکا دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا آواز بند ہو گئی تھی عمر نے موبائل واپس کھینچ لیا تھا فروا اب بھی ساکت تھی آسمان سے پڑتی دھوپ اسے اب جھلسا رہی تھی وہ جل کر خاکستر ہونے لگی تھی

مہر . . . . . میری مہر ایسا نہیں کر سکتی وہ ایسی نہیں ہے وہ مارے شاک کے بس یہی کہہ سکی تھی عمر نے چبھتی نظروں سے اسے دیکھا تھا" آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی اس سے ایسا کروانے والی آپ ہیں عمر کے کہنے پہ اس نے بے یقینی سے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا تھا آنکھوں کی بے یقینی بڑھ گئی تھی

آپ نے پہلے دن سے اسکے ذہن میں نفرت بھری محتاجی بھری اپنے حصے کا شر بھی اسکے حصے میں بھر دیا وہ آپ سے کہتی تھی اسے اسکی بہن کے خلاف مت کریں لیکن آپ نے کیا اور آپ کی وجہ سے آج وہ قاتل ہے فروا نے کچھ کہنا چاہا کوئی صفائی دینی چاہی لیکن الفاظ دم توڑ گئے تھے

بس ایک بار صرف ایک یہ سوچیں آپ کیا جواب دیں گی اپنے بھائی کو قیامت کے دن ؟جب وہ آپ سے پوچھیں گے آپ نے کیا تربیت کی میری بیٹی کی تب کیا کہیں گی آپ کہ اسے قاتل بنا دیا؟

فروا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اسکا جوڑ جوڑ جیسے دکھ رہا ہو عمر اس پہ الفاظوں کے ہتھوڑے برسا تا رہا تھا آپ نے ایک معصوم لڑکی کی زندگی تباہ کی مسز شمس اپ نے اسے اغوا کروایا اسے ذلیل کروایا وہ اندھیروں میں چلی گئی ہے اب کے عمر کی آواز میں کرب تھا وہ بہت معصوم تھی بے حد معصوم آپ نے اسے کیا بنا دیا ہے ؟ وہ اپنے لئے کوئی فیصلہ نہیں لے پا رہی اسکے گلٹس اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے اگر آپ اس روز مہر ماہ کی تربیت کر لیتیں تو یہ نہ ہوتا آپ ذمہ دار ہیں عمر نے اپنی انگلی فروا کے ماتھے پہ رکھی تھی

آپ ہر چیز کی ذمہ دار ہیں فروا بیگ آپ ذمہ دار ہیں کہ شمس سلطان ایک جانور بن گیا آپ ذمہ دار ہیں کہ سفیر کھوکھلا بن گیا آپ ذمہ دار ہیں کہ مہر ماہ گدھ بن گئی آپکے اوپر تین لوگوں کو ابلیس بنانے کا الزام ہے اور حد تو یہ ہے کہ آپ اس بات کو مانتی بھی نہیں فروا کی رنگت نچڑ چکی تھی وہ سفید مجسمے کی طرح کھڑی تھی ساکن ڈھے جانے والی

عمر نے خود کو مزید کہنے سے روکا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا پیچھے فروا جھلستی دھوپ میں تن تنہا کھڑی رہ گئی تھی

ساکت.. شل... نمک جیسی

غزالہ روحی کے کلینک میں واپس آؤ تو ہالے سلطان اب بھی صوفے پہ بیٹھی تھی ڈھیلے ڈھالے کرتے والی روحی اسے سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی ہالے اب تک متعجب تھی اسے گویا یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اسے بھی کسی کے اپروول کی اجازت ہو سکتی ہے؟

اپروول؟... کیا مطلب؟وہ تعجب سے بولی تھی روحی آگے کو ہو بیٹھی اور کہنا شروع کیا"ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئیapprover

ضرور ہوتا ہے ہالے سلطان جو اگر آپ کے کام کو آپ کی تیاری کو آپ کے پروجیکٹ کو سبز ٹک لگادے تو سب ٹھیک ورنہ آپ کو بے چینی ہونے لگتی ہے اینگزائٹی ہونے لگتی ہے تمھارے کیس میں بھی کوئی نہ کوئی اپروور ضرور ہو گا

ہالے سخت حیرت زدہ تھی گویا اسے یقین ہی نہ آرہا ہو کہ یہ اسکے بارے میں بات ہو رہی ہو "مجھے نہیں لگتا کہ میری زندگی میں کوئی ایسا انسان ہو گا میں ہالے سلطان ہوں مجھے کسی کے اپرووَل کی ضرورت کیسے ہو سکتی ہے؟ غزالہ روحی نے چند پل نرم نظروں سے اسے دیکھا تھا پھر گویا ہوئی ہالے دیکھو اپروورز کا ہماری زندگی میں آنے کا کوئی خاص دن خاص موقع نہیں ہوتا وہ بس "ایسے "ہی بس بغیر کسی وجہ موقعے کے ہماری زندگی میں آجاتے ہیں کبھی کبھی بچپن کے چند واقعات کے باعث جیسے کہ ہم کوئی کام کرتے ہیں اور ہمارے والدین کو دکھاتے ہیں کہ آیا وہ ہمیں بتائیں کہ ہم نے کیا کیا ہے؟ کیسا کیا ہے؟ غزالہ روحی بول رہی تھی اور ہالے غور سے سن رہی تھی

ہمارے والدین کبھی کبھی خود ہمارا کام اپروو کر دیتے ہیں اور کبھی کبھی وہ ہمیں ہمارے بہن بھائی یا کزن کے پاس بھیج دیتے ہیں ہم بچے ہوتے ہیں ہمیں یہ لگتا ہے کہ جس انسان کے پاس ہمارے والدین یا ٹیچر نے ہمیں بھیجا ہے وہ ہم سے زیادہ چالاک ہو گا ہم سے زیادہ سمجھدار ہو گا اور یہاں سے شروع ہوتا ہے ایک بچے کی غلامی کا دور

ہالے کے دل میں جیسے بہت کچھ چبھا تھا اسے کئی بار اسی طرح مہر کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن وہ یاد نہیں کر پائی اسکی شروعات کہاں سے ہوئی تھی

بچہ غلام بن جاتا ہے ہالے پھر آگے بڑھ کر چاہے وہ اچھے گریڈز لائے چاہے دنیا فاتح بن جائے لیکن جب تک اسکا اپرو ور اسکے کام پہ سبز ٹک نہیں لگائے گا وہ اسی طرح بے چین رہے گا جیسے ابھی تم ہو

ہالے بلکل چپ تھی خاموش گم صم روحی کی آواز گونج رہی تھی

کئی بار ہمارے اپرورز اچھے یا برے نہیں ہوتے مخلص یا غیر مخلص نہیں ہوتے وہ بس انسان ہوتے ہیں غلط فیصلے اور غلط اپروول دے دینا انکی غلطی نہیں ہوتا لیکن اگر شروع سے ہمارے والدین یا ٹیچرز ہمیں ہمارے فیصلے خود لینے دیں تو یہ نوبت نہیں آتی

کیا ہم کبھی اپنے اپروولز کی قید سے آزاد ہو سکتے ہیں؟ ہالے نے پوچھا تھا یا پھر یہ کہ اگر ہم آزاد ہو کر بھی فیصلہ نہ لے پا رہے ہوں تو؟

روحی سنجیدگی سے آگے کو ہوئی تھی غور سے ہالے کی آنکھوں میں دیکھا اور ایک بار پھر کہنے لگی "انسان ہمیشہ گرو کرتا رہتا ہے اگر اسے اندازہ ہو جائے وہ قید ہے تو وہ ضرور آزاد ہو سکتا ہے اگر چاہے دوسری بات انسان کئی

بار اپنے اپروورز کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے ہمارے اپروورز ہماری زندگی سے چلے جاتے ہیں لیکن وہ ہمارے اندر

Insecureties اور traumas

چھوڑ جاتے ہیں جو ہمیں ساری زندگی برا محسوس کرواتے ہیں چاہے ہم کسی اونچے مقام پہ پہنچ جائیں یا پھر بہت کامیاب ہو جائیں بس ایک لمحہ صرف ایک ایسا لمحہ جس میں ہم اداس ہوں یا ڈپریسڈ ہوں یا پھر کوئی نیا فیصلہ لے رہے ہوں ہماری انسکیورٹیز اور ٹراماز جاگ جاتے ہیں کسی انسان کے اپروول کا مارا دوسرا انسان ایک قیدی کی طرح ہوتا ہے اور قید انسان میں بہت کچھ بدل دیتی ہے

ہالے کے دل کو دھکا سا لگا تھا اسکی آنکھیں ایک بار پھر بھر آئیں تھیں کیا اب میں ساری زندگی اسی طرح گزار دوں گی؟ کیا قید کے بعد نارمل ہونے کا کوئی آپشن نہیں ہے؟ وہ گیلی آنکھوں کے ساتھ بولی تھی

روحی مسکرائی تھی "ابھی وہ مسلہ پیدا نہیں ہوا جسکا حل انسانوں نے نہ ڈھونڈا ہو اپروول کی قید سے نکلنے کا ایک ہی حل ہے اپنا ریموٹ کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لو اپنے لئے فیصلے لینا شروع کرو شروع شروع میں غلط بھی ہوں گے یا شاید سہی بھی ہوں لیکن صرف ایک چیز ہے کہ آپ نے ہمت نہیں ہارنی بہتر انسان بننے کی اسٹرگل ساری زندگی چلتی رہے گی تم نے بس مضبوط رہنے کی کوشش کرنی ہے وہ نرمی سے بول کر اٹھ گئی تھی اب اسکا رخ کافی میکر کی جانب تھا روحی کے آفس میں اب بس کافی کے کپ میں گرتی دھار کی آواز آتی تھی سارے میں کافی کو خوشبو پھیل گئی

میں اپنا فیصلہ کیسے لوں ؟ہالے کی بجھی ہوئی آواز بھی دھار کی آواز کے ساتھ شامل ہوئی تھی مجھے کیسے پتہ چلے گا
کہ میرا فیصلہ میرا انتخاب درست ہے ؟وہ صوفے کی پشت پہ سر ٹکائے ہوئے تھی آواز کہیں دور سے آتی تھی
روحی اب ہاتھ میں مگ لئے واپس آ رہی تھی ساتھ ساتھ کہہ بھی رہی تھی "میری ایک فیورٹ رائیٹر ہیں نمرہ
احمد وہ لکھتی ہیں دل کا فتویٰ آخری فتویٰ ہوتا ہے اور خدا کی قسم

this is gossebumps This is not just a line

تم بھی اپنے دل سے فتویٰ لو تمہارا دل کیا کہتا ہے ؟

میرا دل کہتا ہے

He is the best man in the intire world

وہ بند آنکھوں سے بڑبڑائی تھی روحی مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی "وہ بہت اچھا ہے روحی وہ جب مجھے
عقیدت سے دیکھتا ہے ناں تو میرا دل چاہتا ہے وہ ساری عمر مجھے ایسے ہی دیکھے ہالے خواب کی سی کیفیت میں کہہ
رہی تھی

میں ایک فوڈی لڑکی ہوں میرے کھانا کو ہاتھ لگانا جیسے موت کو ہاتھ لگانا لیکن جب وہ میری کافی میرے ہاتھ سے
لے لیتا ہے تو برا نہیں لگتا کیوں نہیں لگتا؟ وہ گلابی آنکھوں سے روحی کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی آنسو تو اتر سے
بہہ رہے تھے

میں جب بولتی ہوں تو سب سنتے ہیں لیکن جب وہ بولتا ہے تو میرا دل سنتا ہے اسکی آواز اس کرہ عرض کا سب سے خوبصورت ساؤنڈ ہے اس نے جیسے اعتراف کیا تھا

آفس میں موجود ہر شے اپنی جگہ دم سادھ گئی تھی غزالہ روحی مسمرائز ہو کر اسکو سن رہی تھی

"وہ ساتھ ہوتا ہے تو لگتا ہے مسلے حل ہو جائیں گے وہ دور جاتا ہے تو دل رک جاتا ہے عمر کہتا ہے وہ میرے معملے میں بے بس ہے لیکن وہ مجھے اسکے معملے میں کیوں بے بس کر رہا ہے ؟اس نے روتے ہوئے گردن جھکا لی تھی بھورے بال چہرے کے اطراف میں گرنے لگے تھے

کافی دیر تک وہ اسی طرح روتی رہی اور روحی اسکی پیٹھ کو تھپکتی رہی کافی دیر بعد وہ سیدھی ہو بیٹھی تھی گیلی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں اور سادگی سے روحی کو دیکھا جو آنکھوں میں فکرمندی لئے اسے ہی دیکھ رہی تھی اسے دیکھ کر ہیپی اینڈنگز اور ٹریجڈک اینڈ گنز کا خیال دل سے نکل جاتا ہے اسے دیکھ کر بس

Together ending

کا خیال آتا ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ اب وہ میرے ساتھ جینا نہیں چاہتا لیکن میں کیا کروں اگر میں اسکے بغیر نہ جی سکوں ؟

روحی نے گہری سانس لی اور اسکا ہاتھ تھپکا تھا "اگر نمرہ احمد کہتی ہیں کہ دل کا فتویٰ لے لو تو تمھیں چاہیے کہ لے لو جو تمہارا دل کہے وہ کرو نفع نقصان چھوڑ دو آزادی قید سب کو دور ہٹا کر ایک بار دل سے پوچھو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گی

وہ نرمی سے سمجھارہی تھی "دیکھو ہالے محبت کبھی بھی اچھی اینڈنگز کی ضمانت ساتھ نہیں لاتی ہے محبت یہ کبھی نہیں کہتی کہ وہ ہمیشہ خوش رکھے گی لیکن وہ جب تک رہے گی تب تک اپنا کام ضرور کرے گی

اور ہیپی اینڈنگز کا کیا؟ اگر ہم اپنے فیورٹ انسان کے ساتھ ساری زندگی نہ رہ سکے تو؟ اب کے ہالے کی آنکھوں میں خوف تھا

ساری زندگی کے لئے کچھ بھی نہیں رہتا ہالے یا پھر شاید رہتا ہو لیکن ہم اگلے سو سال کی پلاننگ کیوں کریں ؟ کیوں نہ مستقبل کا غم چھوڑ کر حال میں جیا جائے چاہے ہمارے فیورٹ انسان کے ساتھ ہمیں چند سال ملیں لیکن اس میں محبت ہوگی یقین ہوگا خوشی ہوگی کیا یہ کسی ہیپی اینڈنگ سے بڑھ کر نہیں ہے ؟

ہالے خاموش ہوگئی کچھ نہ بولی غزالہ روحی کی آواز گونجتی رہی

"محبت یقین کا نام ہے ساری عدم یقینی چھوڑ کر ایک ذرا سے مان اور بھروسہ پہ تعلق بنا لینے کا نام ہے نفع نقصان چھوڑ کر بس ساتھ رہنا ہوتا ہے محبت سے بس خوشی اور اچھی اینڈ گز مانگنا سودے بازی ہوتی ہے محبت میں سودے بازیاں نہیں کرنی چاہیے !!

ہالے کو ایک بار پھر بے چینی ہوئی تھی "کیا شہزادیاں ہمیشہ شہزادوں سے الگ ہو جایا کرتی ہیں ؟ کیا فیری ٹیلز کا انجام اصل میں ہمیشہ مختلف ہوا تھا؟ ؟!!

غزالہ نے چند پل اسکی آنکھوں میں دیکھا پھر کہنا شروع کیا تھا "چاہے شہزادی اپنا قیدی دماغ ساتھ لائی ہو اور اسکے اندر اندھیرے بس چکے ہوں اور انکا تعلق گرونہ کیا ہو لیکن انہوں نے کوشش تو کی ناں ؟ انہوں نے محبت

کے چند سال تو ساتھ گزار لئے ناں ؟اسکے بعد الگ بھی ہوئے تو کیا؟کم از کم ایک دوسرے کے لئے ایفرٹس تو کیں ناں تعلق میں کی جانے والی آپ کی کوشش پچھتاووں سے اچھی ہوتی ہے

چاہے یوں ہوا ہو کہ شہزادی کی سوتیلی ماں نے اسکا گھر دوبارہ خراب کر دیا ہو لیکن اس نے چند سال شہزادے کو دیے ناں ؟اس نے اپنے حصے کی محبت لے لی ناں ؟اب اگر شہزادہ اسکو چھوڑ بھی دے تو کم از اسکے پاس پچھتاوے نہیں ہوں گے کم از کم یادیں تو ہونگی محبت میں اینڈ نگز پلان کرنے والے ہمیشہ اکیلے رہ جاتے ہیں ساری فکریں چھوڑ سارے برے خیال چھوڑ بس ایک بھروسے مان اور تحفظ کے ساتھ کسی کی زندگی میں چند سال رہنا ہر اچھی بری اینڈ نگز سے زیادہ قیمتی اور نوبل ہوتا ہے

ہالے نے بس سر ہلا دیا پھر وہ اٹھی تھی اپنے پیروں میں رکھا پرس بھی اٹھایا "یہ سیشن ریکارڈ تو نہیں ہوا ناں ؟یکدم اس نے ٹھہر کر پوچھا تھا روحی برا ہی تو مان گئی

تمھیں لگتا ہے ہر سیشن ریکارڈ کروں گی میں ؟اور تمھارے پچھلے سیشنز بھی تمہاری مرضی سے ریکارڈ کر کے عمر حیات کو بھیجے گئے تھے آخر میں اس نے کچھ جتا کر کہا ہالے اب بھی غائب دماغ تھی

اس نے چند الوداعی کلمات کہے اور باہر نکل آئی دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ آسمان کو دیکھتے ہوئے مسکرائی تھی اداس غمگین مسکراہٹ دل ہلکا تھا روح ہلکی تھی کسی کو سنانا تھیراپی ہی تو ہے

یہ ایک فائیو اسٹار ریستوران کا منظر تھا جس کے روف ٹاپ اس وقت کئی میزیں سبھی تھیں خوش گپیاں کرتے لوگ کھانا کھاتے اور باتیں بناتے لوگ کچھ کھانوں کی تصاویر بناتے اور کھانے سے زیادہ تصاویر پہ توجہ دیتے لوگ انہی لوگوں کے درمیان ایک میز پہ ایک نیا شادی شدہ جوڑا بیٹھا تھا سبز آنکھوں والی لڑکی اور اسکے سامنے بیٹھا سیاہ آنکھوں والا لڑکا...

لڑکی نے سفید لباس پہن رکھا تھا کندھوں پہ پشمینا شال گرائے بالوں کو نفیس جوڑے میں قید کئے وہ اچھی لگ رہی تھی لیکن اسکا چہرہ اسکا چہرہ بے تاثر تھے کھنڈر سا جبکہ اسکے سامنے ایش گرے ڈنر سوٹ میں بیٹھا لڑکا ہشاش بشاش سا تھا اسکے چہرے پہ رونق تھی وہ کافی ہلکا پھلکا لگتا تھا یوں جیسے اللہ نے اسکے سینے سے ڈھیروں بوجھ سرکا دیا ہو وہ مسکرا مسکرا کر اپنی بیوی سے بات کر رہا تھا جو بامشکل ہی اسے جواب دے رہی تھی دفتعا اس نے اپنی جیب سے کچھ نکالا تھا وہ ایک سرخ رنگ کا جیولری کیس تھا یاقوت نے اسکو کھولا تو اسکے اندر سے ایک بھاری موٹے ہیرے والی انگوٹھی نے اپنی جھلک دکھائی تھی نرمین ٹکر ٹکر اس انگوٹھی کو دیکھے گئی یاقوت نے میز پہ دھرا اس کا ہاتھ تھاما تھا نرمین کی آنکھوں میں بے تحاشا خوف در آیا اس نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی تھی یاقوت حتہ المکان خود کو نارمل دکھا رہا تھا اس نے نرمین کی آنکھوں میں دیکھا

کیا تم میرے ساتھ ایک نئ زندگی شروع کرنا چاہو گی؟ وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں چمک تھی میں مانتا ہوں نرمین میں نے بہت غلطیاں کی ہیں گناہ کئے ہیں لیکن اب میں واپس آنا چاہتا ہوں ایک اچھی زندگی کی طرف جس میں تم میرے ساتھ ہو گی وہ ایک پل کو رکا تھا نرمین دم سادھے اسے دیکھے گئ

تم وہ لڑکی ہو نیرو جسے میں اپنی جان سے زیادہ محبت کرتا ہوں میرے لئے تم بے حد انمول ہو اب میں سب چھوڑ کر ساری برائی چھوڑ کر بس تمھارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں میں نے بہت غلط کیا ہے تمھارے ساتھ میں مانتا ہوں وہ سر جھکا کر شکستگی سے بولا تھا اسکا لہجہ واقعی پیشمان تھا

میں نہیں جانتا اللہ مجھے معاف کرے گا یا نہیں لیکن اگر تم معاف کر دو گی تو وہ بھی کر دے گا پلیز نرمین مجھے معاف کر دو اس نے نظریں اٹھا کر التجا کی تھی نرمین چند پل اسے دیکھتی رہی تھی وہ انسان اس کے لئے کیا کیا نہیں تھا؟

کمفرٹ.. محبت... زندگی کیا وہ اس انسان کو ناں کہہ سکتی تھی؟

یوں بھی تو جب لڑکیوں کے ریپسٹ یا اغوا کار شوہر بن جائیں تو لڑکیوں کو ان سے محبت ہو جایا کرتی ہے اور لڑکیاں محبت سے دستبر داری نہیں دیا کرتیں

وہ یاقوت کو دیکھ رہی تھی یاقوت بھی آنکھوں میں نرمی محبت اور امید لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکے ہاتھ میں نرمین کا ہاتھ اب بھی تھا وہ پیشمان بھی تھا... اور نرمین کی محبت بھی یاقوت کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا ذہن میں بار بار اپنے باپ کے الفاظ گونج رہے تھے

لڑکیاں محبت سے دستبرداری نہیں دیا کرتیں جذباتی یونو

نرمین ہولے سے مسکرائی تھی یاقوت کے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ سے تھپکا اور سر کو اثبات میں ہلا دیا

میں تمھیں لاکھوں بار بھی معاف کر سکتی ہوں یاقوت !!!

وہ نرمی سے بولی تھی یاقوت کھل کر مسکرایا تھا اندیشے دور ہونے لگے تھے دنیا مکمل تھی آہ اگر کسی کو بخت چاہیے تو یاقوت جیسا ہو

مردانہ بوتیک کی اوپری منزل پہ بنے فوڈ کورٹ میں اس وقت رش نہیں تھا اسی فوڈ کورٹ میں ایک جانب گیسٹ روم بنا تھا جہاں ورکرز اگر رات میں ایکسٹرا کام کرتے تھے تو انہیں ریسٹ کرنے دیا جاتا تھا

اس وقت اسی گیسٹ روم کے پلنگ پہ وہاج خان سو رہا تھا بلکہ سو کیا رہا تھا بری طرح بخار میں نے سدھ پڑا تھا لحاف سر تک اوڑھے اسے جیسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا وہ پچھلے ایک ہفتے سے بیمار تھا کئی ڈاکٹرز کو دکھا دیا لیکن کوئی فرق پڑتا ہی نہیں تھا اسی حالت سے خوف کھاتے ہوئے وہاج کے ایک دوست نے عمر حیات کو کال کر کے بلا لیا تھا

وہ آتے ہی تمام لوگوں پہ چیخا چلایا تھا دھمکیاں دی تھیں ایک بوڑھے انسان کا خیال نہ رکھنے پہ ہزار باتیں سنائی تھیں لیکن پھر بس ایک بات "" اگر بات اتنا پیارا ہے تو ساتھ گھر کیوں نہیں لے جاتے "اس بات پہ وہ تھم گیا تھا

کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا وہ اوپر چلا آیا ریسٹ روم کے دروازے پہ چند پل بے مقصد سا کھڑا رہا اس آدمی کے سامنے ہوتے ہی وہ جذباتی ہو جاتا تھا کچھ تھا کہ یہاں اسکا پتھر دل موم کی طرح پگھلنے لگتا تھا گیسٹ روم زیادہ بڑا نہیں تھا وہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جہاں تین سنگل بیڈ رکھے تھے بیڈ کے سامنے والی دیوار میں ٹی وی نصب تھا دائیں جانب باتھ روم بنا تھا عمر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا آگے چلا آیا تھا بیڈ کے پاس پہنچ کر اس نے لحاف اوڑھے شخص کا لحاف ذرا سا سر کا یا اب اسکا بخار سے تپتا سرخ چہرہ نظر آیا تھا عمر کے دل کو کچھ ہوا تھا عمر نے آگے جھک کر انکو کندھے سے ہلایا تھا وہاج نیم خوابیدہ آنکھوں سے اسے تکنے گیا

عمر نے انکی کمر میں ہاتھ ڈال کر انہیں سیدھا کر کے بٹھایا تھا وہ اس تنومند سے آدمی کو بغیر کسی دقت کے بٹھا گیا تھا وہ مرد تھا بیٹے انہی دنوں کے لئے مانگے جاتے ہیں وہاج شاید کچھ مانگ رہا تھا لیکن بول نہیں پا رہا تھا عمر نے غور کیا تو وہ پانی مانگ رہا تھا وہ واپس نیچے گیا تھا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں بہت کچھ تھا منرل واٹر کی بوتلیں اچھی غذا اور ساتھ ایک ڈاکٹر جس نے وہاج کا چیک اپ کیا تھا دوائی دی اور چلا گیا کچھ وقت بعد عمر نے اسے کھانا بھی کھلایا اسکا بخار کافی حد تک اتر گیا تھا عمر اس سے نظریں ملائے بغیر اسکے سارے کام کرتا دکھائی دے رہا تھا اس نے ایک نظر اپنے باپ کے کپڑوں کو دیکھا وہ میلے سے لگے تھے عمر کے دل کو دھکا لگا تھا اپنے باپ کو تکلیف میں دیکھنا ہر اولاد کے لئے موت کا مقام ہوتا ہے

وہ الماری تک گیا تھا اور صاف کپڑے نکال کر لایا تھا وہاج نقاہت زدہ سا اسے دیکھ رہا تھا چند منٹ بعد عمر خود ہی اسکے کپڑے تبدیل کر چکا تھا وہ بیٹا کم باپ زیادہ لگ رہا تھا سارے کام کر لینے کے بعد وہ واپس اسکے سرہانے آکر

بیٹھا تھا وہاج چند لمحہ گردن موڑے اسے دیکھتا رہا اسکی آنکھیں نم ہو رہی تھیں پھر اس نے دھیرے سے اپنا سر عمر کے کندھے پہ رکھ دیا عمر نے کچھ نہیں کہا وہ بس خاموشی سے بیٹھا رہا شاید وہ تھک چکا تھا اب لڑنا شکایات کرنا اسکے بس کی بات نہیں رہی تھی

کافی دیر تک وہ اسی طرح اسکے کندھے سے لگا بیٹھا رہا اسکے آنسو بہتے رہے اولاد کی جدائی اسے مار رہی تھی "مجھے معاف کر دو عمر پلیز مجھے معاف کر دو وہ بہت دیر بعد بولا تھا

عمر نے لب بھینچ لئے تھے کم از کم وہاج خان وہ انسان نہیں تھا جسے عمر رلانا چاہتا تھا "میں نے بہت غلط کیا ہے مجھے تمھارے اسکول کے وقت تمھارے ساتھ نہ ہونے کے لئے معاف کر دو

عمر کی آنکھوں کے آگے بہت سارے منظر ابھرے تھے محروم ادھورا بچپن گالیاں دیتے جھڑکتے لوگ وہ بس ساکن بیٹھا رہا تھا وہاج روتا جاتا اور کہے جاتا تھا

میں تمھاری جوانی کے دنوں میں تمھارے ساتھ نہیں تھا میں نے تمھاری کامیابیاں نہیں دیکھیں میں نے تمھاری شادی نہیں دیکھی مجھے اس سب کے لئے معاف کر دو عمر پلیز مجھے معاف کر دو

عمر کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر گرے تھے جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ گیا تھا نہ جانے اسے رف ٹف رہنے کا کیا جنون سوار تھا

میں نے آپ کو کبھی قصور دیا ہی نہیں ابا وہ ہلکی آواز میں بولا تھا اسکے منہ سے اپنے لئے "ابا" سن کر وہاج کی روح تک پر سکون ہو گئی تھی عمر سامنے دیوار کو دیکھتے ہوئے کہتا رہا

میں شاید آپ سے کبھی ناراض بھی نہیں تھا لیکن میں نگین سلطان کا بیٹا ہوں مجھے خود کو سزا دینے میں مزہ آتا ہے میں بس خود کو سزا دے رہا تھا لیکن اب بس وہ بولتے بولتے رو کا تھا

لیکن آج جب آپ کے دوست نے مجھے کال کر کے بتایا کہ آپکا سانس رک رہا ہے اور آپ بے ہوش ہو گئے ہیں جھوٹ مت بولو اس نے کہا تھا میں مر گیا ہوں وہاج نے اسے ٹوکا تھا عمر نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں جیسے یہ بات بے حد تکلیف دیتی ہو میں ڈر گیا تھا ابا وہ دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا

میں بہت ڈر گیا تھا مجھے لگا تھا میں آپ کی معافی کے بغیر آپ کو کھو دوں گا مجھے لگا تھا قیامت کے دن مجھے نافرمان اور والدین کو ستانے والی اولاد میں شامل ہونا پڑے گا لیکن مجھے بچا لیا گیا ہے آج میں آپ کو اپنے تمام حق معاف کرتا ہوں اور آپ سے اپ کی حق تلفی کی معافی مانگتا ہوں عمر نے چہرے موڑ کر وہاج کو دیکھا تھا وہاج حیران رہ گیا تھا

مجھے معاف کر دیں ابا تاکہ میں قیامت کے دن اپنی ماں کے سامنے اپنے اللہؐ کے سامنے سرخرو ہو سکوں اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے باپ کے سامنے باندھ لئے تھے وہاج نے ہول کر اسکے دونوں ہاتھ تھام کر چومے تھے اور پھر اسے خود ہی ذرا سا اٹھ کر سینے سے لگا لیا تھا

اب وہ دونوں رو رہے تھے عمر آج اپنی محرومیاں ختم ہونے پہ رو رہا تھا اور وہاج خان کو آج اپنا بیٹا مل گیا تھا

بخت نے اب عمر کے ساتھ انصاف کرنا شروع کر دیا تھا

میں آپ کو معاف کرتی ہوں لیکن میری ایک شرط ہے لمحے کی فسوں خیزی ایک چھنا کے سے ٹوٹی تھی یاقوت کے دل میں دور کہیں وجدان اترا تھا آس پاس چلتی ہوا نے دل ٹوٹنے کی نوید سنادی تھی آسمان نے یاقوت کو دیکھ تمسخر سے سر جھٹکا تھا سفید لباس والی لڑکی کہہ رہی تھی

میں تمھیں ہر زیادتی ہر تکلیف کے لئے معاف کرتی ہوں لیکن بس ایک شرط ہے میری مان لو اور لے لو معافی اسکی آنکھوں میں زخمی سا تاثر تھا یاقوت نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا خشک ہوتے لبوں پہ زبان پھیری "کیا شرط ہے تمہاری؟ وہ بدقت بول پایا تھا

طلاق .... نرمین نے بس ایک ہی لفظ کہا تھا لیکن یاقوت کو لگا تھا جیسے اسکا دل ایک ہزار بار ٹوٹا ہو "مجھے طلاق دے دو یاقوت کیونکہ میں تمھارے ساتھ ساری زندگی وفادار نہیں رہ سکوں گی میں ساری زندگی تمھارے چھونے کو غلازت اور قریب رہنے کو تعفن سمجھوں گی اور یاد رکھنا جب تک مظلوم معاف نہ کرے توبہ تو خدا بھی قبول نہیں کرے گا

یاقوت یک ٹک پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھے گیا سارے الفاظ حلق میں دم توڑ گئے تھے سانس بند ہونے لگا تھا اسکے لئے اس لڑکی کو کھونے کی بات ہی سوہان روح تھی

میں . . . میں تمھیں طلاق نہیں دے سکتا کیا . . . تم کیا پاگل ہو گئی ہو ؟ کیسی باتیں کر رہی ہو ؟ یاقوت لفظ جوڑ کر بول رہا تھا شاکڈ وہ اب تک تھا دیکھو نیرو میری جان بات سمجھنے کی کوشش کرو میں تم سے بے حد محبت کرنے لگا ہوں تم جو چاہو گی میں کروں گا جیسا چاہو گی ویسا کروں گا لیکن پلیز مجھے یہ سزا مت دو یار مر جاؤں گا میں وہ آخر میں بے بسی سے بولا تھا دل جیسے بند ہو رہا ہو

نرمین نے استہزاہ سے سر جھٹکا تھا "میں کوئی ضد نہیں کر رہی یاقوت تم سے دور جانا یا طلاق لینا میرے بس کی بات ہے ہی نہیں میں ایک کمزور عورت ہوں لیکن تم خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے ؟

کیا کہو گے اس سے کہ جس عورت کی عزت خراب کی جسے تکلیف دی جسے رسوا کیا میں اس سے معافی نہیں مانگوں گا لیکن آپ معاف کر دیں خدا کی قسم یاقوت فرشتے ہاتھ اٹھا اٹھا کر لعنت بھیجیں گے تم پہ اگر ایسا کیا تو تمھیں اگر مجھ سے معافی چاہیے تو طلاق کے پیپرز سائن کرو میں معافی نامہ سائن کر دوں گی وہ ہٹ دھرمی سے بولی تھی

یاقوت کے دل میں گرہیں پڑنے لگیں تھیں وہ بے بس ہونے لگا تھا "نیرو . . . . پلیز پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کرو آئی لو یو آئی ریئلی ڈو اور میں مان رہا ہوں ناں میں غلط ہوں شرمندہ ہوں پہلی غلطی تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے

اسی لئے تو وہ خدا ہے یاقوت بڑے ظرف والا اعلی ذات ہم بندے ہیں گناہوں پہ اللہ معاف کر دیتا ہے بندے نہیں کرتے مجھ سے معافی چاہیے تو قیمت ادا کرو وہ جتاتے ہوئے بولی تھی

یاقوت نے نم ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اب کے وہ بولا تو اس کی آواز ہلکی تھی "ڈیڈ نے کہا تھا جب لڑکیوں کے ریپسپٹ ان کے شوہر بن جائیں تو لڑکیوں کو ان سے محبت ہو جایا کرتی ہے اور لڑکیاں محبت سے دستبر داری نہیں دیا کرتیں کیا تم مجھ سے دستبر داری دے دو گی ؟میں ایک وقت میں تمہاری محبت رہا ہوں نرمین وہ ایک آس سے بولا تھا شاید ابھی بھی کچھ بچ جانے کی کچھ رہ جانے کی آس

نرمین نے اسے ٹھنڈی ٹھار نظروں سے دیکھا تھا" یہ سچ ہے یاقوت لڑکیاں محبت سے دستبر دار نہیں ہوتیں لیکن ایک وقت آتا ہے جب اپنا وقار اور عزت کے بدلے محبت کو چننا ہوتا ہے اور تب کچھ لڑکیاں نرمین مغل جیسی ہوتی ہیں جو وقار چن لیتی ہیں تم آج بھی میرے دل میں ہو روز اول کی طرح آج بھی تمھیں دیکھ کر دل کہتا ہے حسن تم پہ تمام ہوا وہ ایک پل کو رکی تھی ہارون کی کرب زدہ آنکھوں میں دیکھا "لیکن میرے دل کا ایک کونہ سڑ چکا ہے تمہاری کی گئی زیادتیوں کی وجہ سے میرا جسم مجھے چیچک زدہ لگتا ہے تم جانتے ہو جب تم میرا ہاتھ پکڑتے ہو تو مجھے کیسا لگتا ہے ؟اس نے یاقوت کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا تھا یاقوت نے نفی میں سر ہلایا تھا نرمین آگے کو ہوئی آواز دھیمی کرلی "مجھے بلکل ویسا لگتا ہے جیسا اس قاری کے چھونے پہ تمھیں لگتا تھا

یاقوت بدک کر کھڑا ہوا تھا چہرے پہ خوف اور نفرت بیک وقت آئے تھے اس کے پورے جسم پہ جیسے کانٹے چھوڑ دیے گئے ہوں وہ بے یقینی سے کھڑا ہو کر اسے دیکھے گیا نرمین اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے قریب آئی تھی عین اسکے سامنے

تم بتاؤناں یاقوت کیا تم اس قاری کے ساتھ ایک گھر میں ایک چھت کے نیچے رہ سکتے ہو؟ یاقوت ہر گزرتے لمحے کسی مردے کی مانند سفید پڑ رہا تھا اسکی آنکھوں کی رمک گویا مر چکی ہو وہ بے یقینی سے پیچھے ہونے لگا تھا

جب تم نہیں رہ سکتے تو میں کیسے رہوں؟ تم ایسا کرو صرف دو گھنٹے اس آدمی کے پاس رہ آؤ تم دو گھنٹے اس شخص کے ساتھ رہو جس نے بچپن میں تمھیں جسمانی استحصال پہنچایا دو گھنٹے بعد آنا زمین مغل تمھیں سب معاف کر دے گی خود کو ذلیل کیا جانا بھی اور پل پل کی موت مارنا بھی

وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی یاقوت آگے بھی نہیں بڑھ سکا وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا اس شخص کے نام پہ ہی یاقوت کو اپنے ارد گرد تعفن اور بدبو محسوس ہو رہی تھی کجا کہ اسکے ساتھ رہنا آج یاقوت کو صحیح معنوں میں زمین کی تکلیف کا احساس ہوا تھا

وہ بغیر اسکی طرف دیکھے بغیر کسی اور کی طرف دیکھے تیز تیز سیڑھیاں اترتا باہر جا رہا تھا سانس بند ہو رہا تھا دل رک رہا تھا

سلطان منزل میں موجود فروا سلطان کے کمرے کی تمام بتیاں بجھی ہوئی تھیں اے سی بند پڑا تھا حبس سارے کمرے میں پھیلا ہوا تھا اسی تاریک کمرے میں بیڈ کی ایک جانب فرش پہ فروا بیٹھی تھی گھٹنے سینے سے لگا رکھے

تھے گردن بیڈ پہ ڈھلکا رکھی تھی اسکی آنکھیں سرخ متورم تھیں کاجل بہہ گیا تھا اور مٹا مٹا سا میک اپ اب بھی موجود تھا لباس وہی تھا جو صبح کٹی پارٹی میں پہن رکھا تھا

دفتعا دروازہ کھلا تھا شمس اندر آیا تھا کمرے کی یہ حالت دیکھ اسکا دل بھی دھک سے رہ گیا تھا باہر سے آتی روشنی اب سیدھا اسکے کمرے میں فرش پہ بیٹھی فروا پہ پڑ رہی تھی وہ ٹوٹی بکھری ہوئی حالت میں تھی ایک لمحے کو جیسے شمس کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر دبایا ہو وہ اس عورت کو گالیاں دے سکتا تھا بے عزت کر سکتا تھا لیکن سچ یہ تھا کہ وہ اسے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اس کے قریب چلا آیا تھا پھر پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھا اب وہ فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے فروا؟ . . . کیا کچھ ہوا ہے؟ ادھر دیکھو مجھے کیا ہوا ہے؟ وہ اسکا چہرہ اپنی جانب موڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا فروا کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو بہنے لگ گئے تھے شمس اب کے واقعتا پریشان ہو اٹھا تھا

"خدا کے لئے فروا مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ تم اس طرح تو نہیں روتیں تم دوسروں کو رلا دیتی ہو لیکن تم نہیں روتیں آخر کیا ہوا ہے کچھ بولو پلیز مجھے فکر ہو رہی ہے وہ اب اسکے قریب ہی بیٹھ گیا تھا

مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے شمس بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے وہ زور زور سے بچوں کی طرح رونے لگی تھی میں نے کسی کو اندھیروں میں دھکیل دیا ہے حلانکہ میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی میں ایسا کیسے کر بیٹھی شمس یہ مجھ سے کیا ہو گیا(فروا کی آنکھوں کے آگے بس مہر ماہ کا چہرہ تھا وہ اسے معصوم سے کیا بنا چکی تھی)

شمس کی آنکھوں میں کچھ گیلا سا چمکا تھا وہ ذرا سا پیشمان ہوا تھا "تم ٹھیک کہہ رہی ہو فروا اسے اندھیروں میں دھکیل کر ہم نے اچھا نہیں کیا ہم دونوں اس میں شامل تھے مجھے تمھیں روکنا چاہیے تھا (شمس کی آنکھوں کے آگے ہالے سلطان کا چہرہ تھا)

میں کیا کروں شمس میں کیا کروں ؟میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں مجھے اسکے لئے شیطان نہیں بننا چاہیے تھا میں اسکے لئے کیوں شیطان بن گئی یہ میں نے کیا کر دیا یہ کیا ہو گیا مجھ سے وہ اپنی ہتھیلی سر پہ مار رہی تھی جیسے بے حد تکلیف میں ہو

شمس اس سے زیادہ تکلیف میں لگتا تھا "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں فروا ہم اسکے باپ کو کیا جواب دیں گے ہم کیا کہیں گے ؟کیوں کیا ہم نے انکی اولاد پہ ظلم ؟وہ رنجیدہ تھا بلکہ اولاد چھوڑو ہم نے خود انکے ساتھ بہت ظلم کیا فروا ہم نے کیوں کیا ایسا؟اس نے گردن جھکا دی تھی حرص گردنیں جھکا دیتا ہے

فروا نے اپنی بھوری آنکھیں رگڑ کر صاف کیں پھر شمس کا ایک ہاتھ تھام لیا "ہم مجبور تھے شمس بے حد مجبور ہمیں لگا تھا یہی صحیح ہے اور یہی صحیح تھا اس کی زکام زدہ آواز کچھ جتا رہی تھی ہمارا طریقہ کار غلط ہو سکتا ہے لیکن جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے ناں ؟

وہ اپنی گیلی آنکھیں شمس کی آنکھوں میں گاڑے کہہ رہی تھی شمس نے بس اثبات میں سر ہلا دیا تھا وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا وہ اپنے بھائی کے ساتھ زیادتی کے گلٹ میں تھا

واپسی اب بھی ممکن ہے ضمیر کی قید سے نکل آنا اتنا بھی مشکل نہیں ہے اگر تم میرے ساتھ رہو تو ہم اندھیروں میں بھیجے لوگوں کو واپس لا سکتے ہیں ہم زیادتیوں کے ازالے کر سکتے ہیں وہ امید سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہہ رہی تھی شمس بس اسے دیکھے گیا

ہم گناہ بنے شیطان بنے لیکن اب ہم فرشتے بنیں گے ہم اپنے لوگوں کے لئے فرشتے بنیں گے شمس ہاں ہم یہ کر سکتے ہیں وہ جلدی جلدی کہہ رہی تھی اسکا بوڑھا چہرہ چمک رہا تھا شمس کے چہرے پہ بھی امید در آئی تھی وہ متفق تھا

یکدم فروا بولتے بولتے رک گئی تھی اسکی آنکھوں میں خوف تھا "کیا تم . . . تم سب کچھ بھول سکتے ہو شمس ؟ وہ سب جو بیس سال پہلے ہوا ؟ کیا تم مجھ سے نفرت کرنا چھوڑ سکتے ہو ؟ وہ امید کا ڈوبتا تنکا ہاتھ میں لئے پوچھ رہی تھی شمس چند لمحہ اسے دیکھتا رہا پھر دھیرے دھیرے سر اثبات میں ہلا دیا

!!"میں تمھیں معاف کر چکا ہوں فروا تم اگر اس وقت بھی مجھ سے معافی مانگ لیتی تو میں معاف کر دیتا لیکن تم ضد پہ اڑی رہیں وہ بول رہا تھا اور فروا اسے سنتے ہوئے آنسو بہاتی رہی

میں تم سے نفرت نہیں کر سکا اسی لئے کبھی تمھیں طلاق بھی نہیں دے سکا ایک زندگی تھی جو ہم نے خراب کی نفرت بدگمانی میں لیکن اب بس وہ ایک عزم سے مسکرایا تھا اب ہم فرشتے بنیں گے ہم دونوں اب نیک بنیں گے جنکو اندھیروں میں دھکیل دیا ہے اب انہیں واپس بھی ہم ہی لائیں گے

میں سب فکس کر لوں گی شمس میں سب ٹھیک کر دوں گی بس ایک بار مزید کوئی گناہ نہیں کوئی برائی نہیں فروا نے اسکی ہاں میں ہاں ملالی تھی

وہ دونوں مستقبل کے منصوبے بنا رہے تھے وہ ابلیس سے دوبارہ عزازیل بننے جا رہے تھے لیکن شاید وہ بھول چکے تھے عرش سے دھتکارے ہوئے لوگوں کی واپسی شاذ و نادر ہی ہوتی ہے

عمر حیات کے بنگلے پہ پچھلی رات گہری ہوتی گئی تھی وہ آدھی رات کے وقت گھر لوٹا تو تھکا ہوا سا لگتا تھا گاڑی پورچ میں پارک کر کے وہ اندر بڑھ آیا تھا اسکا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا لیکن سیڑھیوں پہ ہالے کو بیٹھا دیکھ وہ رک گیا تھا

کتنے دنوں سے اسے دیکھا نہیں تھا اور کتنی تکلیف ہوئی تھی آج اسے دیکھ لیا تھا لیکن تکلیف اب زیادہ ہو رہی تھی وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ جانا چاہتا تھا جب اسکی آواز پہ رکا

میں نے چائے بنائی ہے پینا چاہو گے ؟وہ مڑا نہیں دل میں شدید طلب ہوئی تھی کہ ہاں کر دے لیکن "مجھے ضرورت نہیں ہے" کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا تھا البتہ اسکا رخ اب اپنے کمرے کی جانب نہیں تھا وہ کچن میں آگیا تھا

شاید اسے کافی کی طلب ہو رہی تھی کیونکہ باہر تک اسکے مگ میں چمچ چلانے کی آواز آتی تھی ہالے خاموشی سے اٹھ کر اسکے پیچھے کچن میں گئی تھی لیکن دروازے کے قریب خون کے دھبے دیکھ اسکا دل دھک سے رہ گیا تھا وہ فورا آگے بڑھ آئی عمر نے اس کا آنا نوٹ کیا تھا لیکن مڑا نہیں وہ ننگے پیر کھڑا تھا اور جہاں کھڑا تھا وہاں بھی فاصلے فاصلے سے اسی طرح کے دھبے تھے شاید اسکے پیر سے خون رس رہا تھا

تمھارے پیر کو کیا ہوا ہے؟ ہالے نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا تھا

شیشہ لگ گیا تھا کچھ دن پہلے اور آج پھر لگ گیا زخم گہرا ہو گیا وہ مناسب لہجے میں کہتا واپس اپنے مگ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا جبکہ اب ہالے نے اسکے سامنے سے مگ اٹھا لیا تھا خاموشی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور ڈائننگ ٹیبل کی جانب چلی آئی کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا عمر بس بے تاثر نظروں سے اسے دیکھے گیا چاہ کر بھی اسے روک نہیں سکا

ہلنا مت یہاں سے ورنہ بہت برا پیش آؤں گی وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتی کچن کیبنیٹس کی طرف بڑھ گئی تھی اگلے ہی لمحے وہ ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس لئے آتی دکھائی دی عمر نے لب بھینچ لئے وہ یہاں سے اٹھنا چاہتا تھا لیکن بے بسی سے بیٹھا رہا ہالے اس کے پیر کے قریب جیسے ہی نیچے بیٹھی عمر کھڑا ہو گیا

I can do it by myself

ہالے اسی طرح بیٹھی رہی اور اسے دیکھتی رہی "بیٹھ جائیں اے ایس پی صاحب میں اتنی بری بھی نہیں ہوں چارو ناچار اسے بیٹھنا پڑا تھا ہالے نے اسکے پیر کو ہاتھ میں لیا عمر کو ایک دفع پھر بے چینی ہوئی تھی

پیروں میں بیٹھی اچھی نہیں لگ رہی میں کر لیتا ہوں رہنے دو ہالے اسکی سنے بغیر اسکا پیر اپنے گھٹنے پہ رکھ لیا تھا اب وہ اسکی صفائی کر رہی تھی اسی پیر پہ جلنے کے مٹے مٹے نشان بھی تھے وہ چند پل اسی طرح بیٹھا ہالے کے جھکے ہوئے سر کو دیکھتا رہا

تمھیں مزہ آتا ہے کیا؟ پہلے زخم دینا اور پھر آ کر مرہم رکھنا؟ وہ نہ جانے کیوں کہہ بیٹھا ہالے کا ہاتھ ایک پل کو رکا تھا پھر وہ اسی طرح سفید پٹی اسکے پیر کے گرد لپیٹتی گئی

تمھیں اچھا لگتا ہے کیا؟ کسی کی تکلیف پہ بے چین ہو جانا لیکن پھر بھی اسے تکلیف دینا

ہاہ.... اس کسی کے پاس دل نہیں ہے اور اگر ہے تو میرے لئے نہیں ہے وہ تلخی سے بولا تھا ہالے نے سر نہیں اٹھایا

دلوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں اے ایس پی صاحب؟ ہالے نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے نظر اٹھا کر پوچھا تھا یہ دل ہی ہے جو ایک بائیس سالہ لڑکی کے قدم آدھی رات کے وقت کسی انجان آدمی کی آواز پہ روک دیتا ہے عمر سن رہ گیا تھا اسے لگا اس نے غلط سنا ہے اسکی آنکھیں مارے حیرت کے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ کچھ کہہ نہیں سکا

ہالے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پھر سنک کی طرف بڑھ گئی ہاتھوں کو اچھے سے دھویا پھر چولہے کی جانب بڑھ گئی اس نے چائے کا پانی چڑھایا عمر بس اسکی پشت کو دیکھے گیا تھا کونسا درد کہاں کی تکلیف وہ سب بھول گیا تھا چند منٹ بعد وہ واپس پلٹ آئی تھی چائے کا بھرا ہوا مگ عمر کی جانب بڑھایا

تمھیں کافی نہیں چائے کی ضرورت ہے عمر نے بغیر کچھ کہے مگ تھام لیا تھا ہالے کچن سے باہر جانے لگی جب عمر کی آواز سنائی دی

دل کیوں کسی کی آواز پہ آپ کے قدم جکڑ لیتا ہے ؟ کیا محبت ؟ وہ پوچھ رہا تھا دل بے طرح دھڑک رہا تھا ہالے مسکراکر اسکی جانب مڑی تھی اسکی آنکھوں میں کچھ تھا

ضروری تو نہیں محبت ہی آپ کے قدم جکڑلے ترس اور ہمدردی بھی کوئی جذبہ ہوتا ہے وہ بول کر مڑ گئی پیچھے عمر نے ڈھیر سارے جذبات اندر دبالئے تھے موڈ بری طرح خراب ہوا تھا لیکن سامنے بھی ہالے تھی الفاظوں سے خوش فہمیاں تھمانا اور پھر انہی الفاظوں سے روح تک زخمی کرنا اسے خوب آتا تھا

وہ الفاظوں کے ساتھ اچھی تھی ہے ناں ؟

اگلی صبح پیلی چمکدار دھوپ ساتھ لائی تھی عمر حیات کے بنگلے پہ بھی ایک ایسی ہی صبح نے اپنے پر پھیلا لئے تھے یہ سنڈے کا دن تھا اور آج وہ فارغ تھا اسی لئے گھر کے لاؤنج میں صوفے بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کوئی کام کر رہا تھا اس نے سیاہ ٹراوزر اور شرٹ پہن رکھی تھی بال ماتھے پہ بکھرائے وہ کام میں غرق نظر آتا تھا اسے تھوڑی دیر میں ہی شوروم کے لئے نکلنا تھا بس یہ چند میلز بھیج لے

دفعتاً کوئی لاؤنج کا دروازہ پار کرتا اندر آیا تھا وہ حسن تھا سیاہ پولو شرٹ اور نیلی جینز میں ملبوس اس نے بال سلیقے سے جما رکھے تھے وہ ہر روز ہی آتا تھا نفیسہ حیات کا فیورٹ جو تھا

اجازت ہو تو میں اندر آجاؤں اے ایس پی صاحب؟ وہ اندر آکر بولا تھا عمر نے سر نہیں اٹھایا

تم اندر آچکے ہو حسن اور اب اگر ایک بھی غیر ضروری بات کی تو عین ممکن ہے کہ واپس نہ جا پاؤ حسن نے برا سا منہ بنایا تھا

تم صرف میرے سامنے بن تے ہو یا پھر واقعی جیمز بانڈ ہو؟ وہ دھپ سے اسکے ساتھ صوفے پہ آکر بیٹھا تھا

اگر تم میری شکایت اپنی بہن کو نہ لگاؤ تو ابھی کے ابھی میں ثابت کر دیتا ہوں کون کتنے پانی میں ہے وہ اب بھی مصروف سے انداز میں بولا تھا حسن نے گہری سانس لی تھی

کیا تم دونوں ٹھیک نہیں ہو سکتے؟ اب کے وہ یاسیت سے بولا تھا تم دونوں میرا آئیڈیل کپل تھے پلیز ٹھیک ہو جاؤ عمر کے ٹائپ کرتے ہاتھ تھم گئے تھے دل میں گہرے رنج کا تیر لگا تھا" ہم ٹھیک ہیں حسن.... شاید ہمارا ٹھیک ہونا یہی ہے ایک سڑی ہوئی بے کار شادی سے اچھا ہے اکیلے رہا جائے

ایسے تو مت کہو تمہاری شادی ایسی تو نہیں ہے حسن کو برا لگا تھا

عمر مسکرایا تھا" چاہے تعلق شادی کا ہو دوستی کا یا پھر کوئی اور ضد، انا، یا پھر مقابلے بازی اسے کھوکھلا کر دیتی ہے اور کھوکھلا تعلق بہت جلدی سڑ جاتا ہے تم بتاؤ حسن کیا انسان کو ایسے تعلق میں رہ کے اپنی ذہنی صحت خراب اور دل تڑوانا چاہیے؟ یا پھر عزت سے الگ ہو جانا چاہیے؟ اس نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر حسن کو دیکھا تھا

حسن نے کوئی جواب نہیں دیا اس نے گردن جھکا دی تھی "کل میرا اور ہارون کا برتھڈے ہے لیکن ہم تمہاری وجہ سے نہیں منا رہے اس نے اسی طرح جھکے ہوئے سر کے ساتھ بتایا تھا عمر نے حیرت سے اسکو دیکھا تھا

اپنا برتھڈے کسی تیسرے انسان کی وجہ سے خراب نہیں کرنا چاہیے حسن کل تمھیں اور ہارون کو میری طرف سے برتھڈے پارٹی ملے گی رات آٹھ بجے بیزبلا سم آجانا وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا حسن نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا پھر ہاتھ سے اسکا ماتھا چھوا

کہیں صبح صبح سر پہ کوئی بھاری پتھر تو نہیں گرا؟ یا پھر ہالے کی محبت سر چڑھ گئی ہے مطلب عمر حیات اپنے پیسے ہم پہ خرچ کریں گے وہ متعجب سا کہہ رہا تھا عمر دل کھول کر ہنس رہا تھا

تم دونوں کے لئے اتنا کر ہی سکتا ہوں آخر کو ایک میرا ایکطرفہ دوست ہے اور دوسرا سالہ کم عذاب زیادہ ویسے تمھیں کیا گفٹ چاہیے؟ عمر کو اب یہ موضوع زیادہ پسند آگیا تھا

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے اگر تم نے حامی بھر لی تو میں بے ہوش ہو جاؤں گا ایک دن میں اتنے سارے معجزے نہیں دیکھ سکتا میں وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا

عمر بے اختیار ہنستا ہی چلا گیا کوئی اسے بتائے وہ ہنستے ہوئے کتنا اچھا لگتا تھا

اگلا دن... رات ساڑھے آٹھ بجے

بینز بلاسم کے باہر کلوزڈ کا بورڈ لگا دیا گیا تھا اس وقت سارے بینچ ایک طرف کو کر کے رکھے ہوئے تھے اور بیچ میں کافی ساری خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی

ایک طرف لمبی میز پہ مختلف کھانے سجے ہوئے تھے جنہیں عمر حیات نے اپنے ہاتھوں سے بننے کا شرف بخشا ہوا تھا لیل سکندر لمبی سیاہ میکسی پہنے بالوں کو کرل کئے اس وقت انہی کھانوں کے گرد گھوم رہی تھی آہ کسی طرح الفا ادھر ادھر ہو جائے اور وہ کچھ ٹیسٹ کر سکے

ہارون شاہد بھی تیار تیار سا تھا سفید شرٹ کے اوپر جینز جیکٹ اور اسٹائلش جینز پہنے وہ کافی اچھا لگ رہا تھا اس وقت وہ اپنے پپا کو کال کر کے باقی کے سارے پلانز کینسل کر رہا تھا ساتھ ساتھ عزت افزائی بھی کروا رہا تھا حسن نسبتا ایک الگ کونے میں بیٹھا تھا اسے بابا یاد آ رہے تھے اماں کو اس نے ہالے کی وجہ سے نہیں بلایا تھا

عمر اب تک نہیں آیا تھا ہالے یہاں سے ذرا فاصلے پہ نفیسہ حیات کے ساتھ بیٹھی تھی وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں ہالے مسکراتے ہوئے جواب دے رہی تھی اس نے سیاہ سفید دھاریوں والا اسٹائلش گاؤن پہن رکھا تھا جس کی کمر پہ سنہری بیلٹ لگا ہوں تھا بھورے بالوں کو کرل کر کے پشت پہ کھلا چھوڑ دیا تھا کانوں 'انگلیوں کلائیوں اور گلے میں ہیرے پہنے وہ خوبصورت لگ رہی تھی آج اس نے بھر بھر کے ہیرے پہنے تھے یہ بات کافی لوگوں نے نوٹ کی تھی

ہیرے تمھارے لئے کیا ہیں ہالے ؟نفیسہ کی بات پہ اس نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا تھا "ہیرے میرے لئے طاقت کا اظہار ہیں میری پہچان اور مجھے یاد رکھوانے والی چیز اس نے گنوا دیا تھا

نفیسہ بغور اسے دیکھ رہی تھیں "مطلب تم آج سب کو دکھانا چاہتی ہو کہ تم خوش ہو مطمئین ہو اکیلی ملکہ ہو اور سب سے بڑھ کر عمر کے بغیر بھی خوش ہو

انکی آخری بات پہ ہالے بری طرح چونکی تھی "ایسا تو کچھ نہیں ہے وہ بدقت بول پائی

تمھیں کیا لگتا ہے ان گزرے چند ماہ میں جو کچھ بھی تمھارے ساتھ ہوا وہ کیا تھا؟ نفیسہ نے سوال بدل لیا تھا

آزمائش . . . ہالے فوراً سے بولی تھی نفیسہ سنجیدہ تھیں "ہمیں ہر آزمائش کے بعد انعام ملتا ہے ہالے سلطان ہر قربانی کا صلہ اور ہر درد کے بدلے راحت یہ اللہؑ کا قانون ہے جب روزے رکھو بھوک پیاس برداشت کرو تو آخر میں عید ملتی ہے

قربانی کرو اپنا پیسہ اور اپنا محبوب جانور قربان کرو تو بدلے میں اچھی آخرت ملتی ہے آزمائشوں کے بعد انعام ملا کرتے ہیں ہالے اللہؑ نے تمھیں عمر دیا اور تم ناقدری کر رہی ہو؟

ہالے سلطان جہاں تھی وہیں سن رہ گئی آس پاس کی ساری آوازیں سارے لوگ الفاظ سب معنی ہو گئے اس کے رواں گٹے کھڑے ہو چکے تھے

نہ تم کرسڈ ہو نہ تم برتی ہوئی عورت اور نہ ہی بانجھ یہ سارے اختیار اللہؑ کے ہاتھ میں ہے لوگوں کی باتوں کو دلوں سے لگانا چھوڑ دو ہالے سلطان لوگ تو دل چیرنے کے لئے چھری لے کر گھومتے ہیں جو اللہؑ دے دے اس پہ صابر رہو اور اسکی قدر کرو نہ قدروں کے نصیب میں نہ رزق رہتا ہے نہ محبتیں وہ بول کر خاموش ہو گئی تھیں شاید

انہوں نے سامنے سے آتے ہوئے حسینہ سلطان اور مہرماہ کو دیکھ لیا تھا وہ دونوں مسکراتے ہوئے ادھر ہی آرہی تھیں

ہالے نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر انکو دیکھا پھر نفیسہ کو دیکھا وہ مسکرائیں تھیں "جن کے ایک پیرنٹ نہ رہے ہوں انہیں دوسرے کی قدر کرنی چاہیے یہ پہلے کے کے جانے کا غم ختم نہیں کریں گے لیکن گلٹ ختم ہو سکتا ہے وہ کہتے ہوئے اٹھ گئی تھیں

ہالے ڈبڈبائی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی وہ لوگ اب ذرا فاصلے پہ کھڑے تھے حسن اپنی ماں کے ساتھ چہک رہا تھا مہرماہ اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیر رہی تھی ہالے اٹھی تھی وہ اب چھوٹے چھوٹے قدم لیتی انکے قریب گئی تھی حسینہ نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا تھا اس سے زیادہ کوئی تعلق تھا ہی کب ہالے چند لمحہ انہیں دیکھتی رہی اور پھر خود ہی آگے بڑھ حسینہ کے کندھے سے لگی وہ پہلے پہل تو متعجب ہوئیں پھر نرمی سے اسکا سر تھپکا ہالے کے دل میں سکون اترنے لگا مہر اس سے ملی تھی وہ بس خاموش کھڑی رہی تھی نہ قدروں کی فہرست میں اپنا نام شامل کروانا اسکے لئے برا مشورہ تھا

کچھ وقت بعد وہ سب لمبی میز کے گرد جمع تھے عمر آچکا تھا اس نے سیاہ ڈریس شرٹ کے ساتھ سیاہ ہی پینٹ پہن رکھی تھی کف موڑے ہوئے اور بالوں کو سلیقہ سے جمائے کافی اچھا لگ رہا تھا وہ اسکے ساتھ ایک لڑکی بھی آئی تھی اٹھارہ انیس برس کی سانولے چہرے اور گھنگھریالے بالوں والی "نورے"

وہ بہت ہنس مکھ سی تھی ہر ایک کے ساتھ فورا گھل مل گئی تھی سوائے ہالے کے عمر کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پپی تھا

یہ تمھارے لئے ہے حسن کو اسے تھماتے ہوئے گویا اس نے احسان عظیم کیا تھا

اسکا نام برونو ہی رکھنا اسکی نسل تمھارے پچھلے کتے سے ملتی ہے

برونو تو ایک ہی تھا حسن یاسیت سے بولا

!!اس سے پوچھ لو یہ بھی اسکا کوئی چچا زاد یا ماموں زاد ہی لگتا ہو گا عمر بے زاری سے کہتا میز کی جانب بڑھ آیا تھا وہیں جہاں نورے بیٹھی تھی

اس وقت وہ عمر کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی ہالے کو سخت زہر لگ رہی تھی عمر بار بار مسکرا مسکرا کر اس سے کچھ کہہ رہا تھا حسن ایک بار پھر کسی کی محبت میں مبتلا ہو چکا تھا

بھئی کیک کہاں ہے اب تک آیا کیوں نہیں؟ اب کے ہارون بولا تھا

ہم نے دو کیکس آرڈر کئے تھے لیکن صرف ایک ہی کیک آیا ہے حسن کا ہارون کا کیک اب تک نہیں آیا ہالے نے جواب دیا تھا

عمر بیٹے تم جا کر لے آؤ کیک نفیسہ نے عمر کو مخاطب کیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا ہالے نے نوٹ کیا تھا کہ وہ نفیسہ حیات کو ناں نہیں کہتا نہ ضد کرتا ہے اور نہ کوئی ایک سے زائد بات آہ مطلب عمر حیات اپنی اماں سے ڈرتا تھا

ہالے بچے تم بھی ساتھ چلی جاؤ حسینہ کی آواز پہ ہالے نے کوفت سے انکو دیکھا تھا عمر ٹھہر گیا تھا

اماں وہ خود چلا جائے گا حسینہ کو تو گویا ساری محفل میں ہول پڑ گئے تھے

شرم کرو ہالے ... وہ آئیں گے وہ جائیں گے اس طرح بولا کرو شوہر ہے تمہارا بظاہر تو انہوں نے سر گوشی کی تھی

لیکن ہماری معصوم ماؤں کو کون بتائے کہ بیٹی کے بارے میں انکی سر گوشیاں بھی پورا خاندان سنتا ہے

ہالے نے گردن اٹھا کر عمر کو دیکھا وہ اسی طرح بے تاثر کھڑا تھا لیکن اسکی آنکھیں ہالے کو لگا تھا وہ ہنس رہی ہیں

آپ بیٹھ جائیں میں خود لے آتا ہوں عمر کے تابعداری سے کہنے پہ ہالے باقاعدہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی

حسینہ نے ملامتی نظروں سے ہالے کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہی ہوں "وہ شوہر ہو کر آپ کہہ رہا ہے"

ہالے کلس کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی "عمر" آپ " چلیں میں ساتھ آتی ہوں اس نے آپ پہ زور دیا تھا

وہ دونوں باہر نکل آئے تھے اور پیچھے محفل میں ایک بار خوش گپیاں شروع ہو چکی تھیں لیکن کچھ تھا مہر کو بری

طرح کھٹکا تھا

عمر حیات کی گاڑی اپنی رفتار سے سڑک پہ رواں دواں تھی ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہو رہی تھی

دونوں اپنی اپنی سوچو میں گم تھے بیکری پہنچ کر انہوں نے کیک پک کر لیا تھا اس وقت انکا رخ واپس کیفے کی

جانب تھا ہالے اسٹوریج باکس کو کھولے اس میں سے کچھ نکالنے والی تھی لیکن اس میں پڑے چند مڑے تڑے

کاغذات دیکھ اس نے انکو باہر نکالا عمر نے کن اکھیوں سے اسے کاغذات نکالتے دیکھا تھا لیکن خاموش رہا ہالے نے کاغذات نکالے انکو سیدھا کیا لیکن جونہی اسکی نظر بڑے بڑے جلی حروف پہ پڑی اسکا دل دھک سے رہ گیا وہ ایک طلاق نامہ تھا عمر کا ہالے کے نام طلاق نامہ چند پل کے لیئے اسے اپنے اوپر ساری دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی اسکے ہاتھ کپکپائے تھے آنکھوں کے کنارے گیلے ہو گئے وہ بس ساکت اور شل سی اس کاغذ کے ٹکڑے کو دیکھتی رہی دل یکدم خالی ہو گیا تھا

ابھی صرف طلاق نامہ بنوایا ہے کچھ دنوں تک میں سائن کر دوں گا پھر تم بھی سائن کر لینا وہ عام سے انداز میں کہہ رہا تھا جیسے کوئی خبر سنا رہا ہو البتہ دل کو کوئی مٹھی میں لے کر دبا رہا تھا

اسٹاپ دا کار.... ہالے مشینی انداز میں بولی تھی عمر اس پہ دھیان دیئے بغیر گاڑی چلاتا رہا

اسٹاپ دی کار وہ اپنی پوری قوت سے دھاڑی تھی عمر نے مٹھی بھینچ لی اور گاڑی روک دی اب وہ اپنی طرف سے نکل کر باہر آیا تھا سنسان خالی سڑک یہ وہی سڑک تھی جہاں وہ پہلی بار ملے تھے ہالے نے جارحانہ انداز میں اپنی جانب کا دروازہ کھولا اور باہر آئی تھی

تم یہی چاہتی تھی ناں؟ اب مل رہا ہے تو کیا تکلیف ہے؟ وہ سخت کوفت زدہ تھا

جہنم میں جاؤ تم ابھی کے ابھی دوناں طلاق ان پیپرز کا کیا جھنجھٹ جب تمھیں چھوڑنا ہی ہے تو ابھی چھوڑو وہ بھی چیخی تھی

عمر نے خود کو کمپوز رکھنے کی کوشش کی "میں تمھیں مزید ہرٹ نہیں کرنا چاہتا ہالے تم میرے لئے اہم ہو اچھا یہی ہے کہ ہم بہتر طریقے سے الگ ہو جائیں ایک دوسرے کو نقصان دیئے بغیر وہ تحمل سے کہہ رہا تھا

تم میرے بغیر جی لوگے ؟اسکی بات پہ عمر ٹھہر گیا تھا ایک پل کو دل بند ہوا تھا

میں نے جینے کی خواہش چھوڑ دی ہے ہالے سلطان مجھے بس جج صاحب اور ہیون کے لئے زندہ رہنا ہے اور میں رہ لوں گا ہالے چند پل اسے دیکھتی رہی دونوں کے بیچ لمبی خاموشی تھی آسمان پہ کھڑا چاند انہیں خاموشی سے تک رہا تھا بہتی ہوا انکے دکھ میں نم تھی تاریک ویران سڑک غم زدہ تھی اسی پہر ہالے سلطان نے چاند کی دمکتی روشنی میں کھڑے شخص کو دیکھا

جب میں تم سے پہلی بار ملی تھی.... تو تم مجھے بہت قریبی لگے تھے

(اسکی آنکھوں کے آگے اس تاریک سیاہ رات کا منظر گھوم گیا تھا سڑک پہ پڑا کوئی نوجوان کراہ رہا تھا اور اسے پکار رہا تھا اسکی آواز صحرا کے پیاسوں کی تاثیر مٹاتی تھی

میں جینا چاہتا ہوں)

وہ بولی تو ہر شے ساکت ہو کر اسے سننے گئی

جب میں نے تمھیں دوسری بار دیکھا تھا تو مجھے تمہاری تکلیف سے تکلیف ہوئی تھی تمہارا چہرہ شناسا لگا تھا مجھے تمہاری آنکھوں کے سحر سے خوف آیا تھا

(وہ ہسپتال کے بیڈ پہ نیم دراز تھا اسکا چہرہ سنجیدہ اور سپاٹ تھا لیکن اسکی آنکھیں وہ عام آنکھیں نہیں تھیں وہ ساحر تھیں

اسکی زخمی چہرہ زخمی وجود ہالے کو دل میں کھب گیا تھا

کیا آپ دوبارہ آئیں گی؟)

وہ نم آنکھوں اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی عمر کا دل جیسے رک رک کر چل رہا ہو وہ دم سادھے اسے سنے گیا ہالے کہہ رہی تھی

جب میں نے تمھیں تیسری بار دیکھا تھا... وہ ایک پل کو رکی تھی تب مجھے تم سے محبت ہو گئی تھی عمر

(وہ شاپنگ مال میں کھڑی تھی کسی نے اسکو عقب سے پکارا تھا وہ ٹھہری تھی سیاہ آنکھوں والا مرد کچھ کہہ رہا تھا وہ سن رہی تھی وہ کہہ رہا تھا

کسی کو اگر آپ سے محبت ہے تو اسے آپ کے سفید اور سیاہ سے بھی محبت ہونی چاہیے اسے آپ کے پنک سے بھی محبت ہونی چاہیے....

یہ محبت ہو جانے کا لمحہ تھا)

عمر کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئی تھیں اسکا دل ٹھہر گیا تھا ہالے سلطان اسکے سامنے کھڑی تھی وہ عورت جس کے عشق میں اس نے چار سالوں کا بن باس کاٹا تھا وہ جس کی لئے کئی راتیں جاگ کر گزاریں تھیں جس کے

لئے دل ٹوٹا شہر چھوٹا تھا وہ آج اسکے سامنے کھڑی تھی اس سے اظہار محبت کر رہی تھی آج اسے لگا تھا اسکی اماں صحیح کہتی ہیں اسکا بخت واقعی سکندری بخت ہے

میں تمھارے ساتھ جینا چاہتی ہوں عمر وہ ہلکی نم آواز میں کہہ رہی تھی ایک وقت تھا جب تم نے کہا تھا تم جینا چاہتے ہو اور میں رک گئی تھی کیا آج تم میرے لئے نہیں رکو گے ؟

عمر کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے سکے گا

آئی لو یو عمر آئی ریئلی ریئلی لو یو میں تمھارے بغیر نہیں جینا چاہتی تم میرے لئے ضروری ہو سانس لینے جتنے ضروری تمھیں دیکھ کر دل سے،ہیپی اینڈنگ اور ٹریجک اینڈنگز کا خیال نکل جاتا ہے تمھارے ساتھ بس

endings Together

کا خیال آتا ہے

You are the best man in the intire world مجھے تم سے محبت ہے بے انتہا محبت

عمر اسے دیکھتا رہا گیلی ہوتی آنکھوں اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پھر وہ اسکے کان کے قریب جھکا تھا

نہ کرو میں رونے لگوں گا وہ ہلکی آواز میں بولا تھا ہالے مزید تیزی سے رونے لگی تھی اسکا چہرہ گیلا ہو گیا تھا عمر مسکرا رہا تھا وہ دل کھول کر مسکرا رہا تھا

پروپوز کرو مجھے بد تمیز انسان وہ اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے بولی تھی عمر کو حیرت ہوئی تھی "اس دن ریستوران میں کیا تو تھا اب دوبارہ کیا پروپوز کروں ؟

وہ پروپوزل جس میں مجھ سے زیادہ تمہاری تعریفیں تھیں ؟گھٹنوں کے بل بیٹھو اور مجھے پروپوز کرو

نیچے کنکر ہیں چبھ جائیں گے وہ معصومیت سے کہہ رہا تھا

عمرررررر....ہالے چیخ پڑی تھی وہ "اوکے اوکے کول" کہتا سڑک پہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا ہالے کی آنکھوں میں آنسو تھے چمک تھی چہرہ رویا رویا عمر مسکرا رہا تھا آسمان پہ کھڑا چند دلچسپی سے انہیں دیکھ رہا تھا اسنے ہالے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا

ہالے سلطان کیا تمھیں عمر حیات اپنے تمام تر فراڈ اپنی تمام تر وجاہت پیسے کی محبت اور دو معصوم ڈمپلز کے ساتھ قبول ہے ؟

ہالے بے ساختہ ہنس پڑی تھی پھر نم آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا

قبول ہے... قبول ہے... قبول ہے اس نے سر ہلا ہلا کر اقرار کیا تھا

عمر حیات کیا تمھیں ہالے سلطان اپنے تمام تر حسن اپنی تمام تر محبت اور اپنے ہارون اور حسن کے ساتھ قبول ہے ؟وہ آنکھوں میں شرارت لئے پوچھ رہی تھی عمر نے اسکی آخری بات پہ برا سامنہ بنایا تھا اور اٹھ کھڑا ہوا

آخری کی بات نکال دو باقی تم ہر طرح سے قبول ہو قبول ہو اور قبول ہو وہ سر کو خم دیتا کہہ رہا تھا ہالے محبت سے بس اسے تکے گئ

میری انگوٹھی کہاں ہے ؟یکدم اسے کچھ یاد آیا تھا

ایسے ہنگامی پروپوزل پہ بندہ ملتا ہے صرف انگوٹھی نہیں

تم تو اس دن ریستوران میں بھی انگوٹھی نہیں لائے تھے ہالے کو ایک اور صدمہ لگا تھا عمر مسکرایا تھا

ہاں تو میں جانتا تھا تم انکار ہی کرو گی خوامخواہ کا خرچہ ہو جاتا

ہالے نے اسے ملامتی نظروں سے دیکھا تھا پھر یکدم عمر کی آنکھیں چمکی تھیں وو اسی طرح واپس گھٹنوں کے بل بیٹھا ہالے کا ہاتھ ہنوز تھام رکھا تھا اب اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے چابیوں کا چھوٹا سا گچھہ نکالا تھا اور انکے ساتھ لٹکی کی چین کی گول رنگ ہالے کی انگلی میں پہنا دی

وہ ایک بار پھر ہنس دی تھی عمر اسے کی چین پہناتے ہوئے اٹھا تھا اب وہ اسکے عین سامنے کھڑا تھا چاند کی روشنی خالی ویران سڑک ہلکی ہلکی ہوا اور پھر اس نے اپنے ہاتھ ہالے کے سامنے پھیلا دیا تھا وہ اسکا اشارہ سمجھتے ہوئے مسکرائی تھی اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھا

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسے گول گول گھما رہا تھا اسکے بال اس کی فراک سب ہوا کے دوش پہ اڑ رہے تھے زندگی مکمل تھی حسین تھی ہمیشہ کے لئے

نوح مرزا کے فلیٹ میں اس وقت گمبھیر خاموشی تھی ٹی وی لاؤنج میں رکھے صوفے پہ اس وقت نوح بیٹھا تھا سنہری آنکھوں میں تپش لئے وہ اپنے سامنے بیٹھے یاقوت مرزا کو دیکھ رہا تھا یاقوت مرجھایا ہوا سا لگتا تھا اسکے چہرے پہ ڈھیر ساری اداسی تھی جسے وہ چاہ کر بھی نہیں چھپا سکتا تھا

میں تم سے صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ تم نرمین سے بات کرو ایک بار یاقوت نے کئی بار دہر آئی جانے والی بات ایک بار پھر دہرادی تھی میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا میں نہیں رہنا چاہتا پلیز اسے سمجھاؤ وہ منت کر رہا تھا

نوح کی آنکھوں میں استہزاہ تھا "میں کیوں اس سے کچھ بھی کہوں؟ کیا میں بھول گیا ہوں کہ تم نے اور تمھارے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا؟ میرے خاندان کے ساتھ کیا کیا؟ وہ تلخی سے کہہ رہا تھا یاقوت کی گردن جھک گئی تھی تم دونوں نے مل کر میرا خاندان تباہ کیا اور اب یہی بہتر ہے کہ تمہارا خاندان بھی تباہ ہو

میرے ساتھ تباہ ہونے والوں میں تمہاری بہن بھی ہو گی یاقوت کی بات پہ وہ مسکرایا تھا

میری بہن کے لئے میں ہر دور میں کافی ہوں تم اسکی فکر مت کرو اپنا سوچو اللہ سے تو مانگ لی معافی لیکن کہانی کے وکٹم سے کیسے مانگو گے؟ شرم نہیں آتی تمھیں وہ جس کے گنہگار ہو اسے چھوڑ کر تم خدا کے پیچھے بھاگ رہے ہو وہ تیز تیز بول رہا تھا اور یاقوت کا مارے شرم کے زمین میں گڑ جانے کو جی چاہ رہا تھا

اللہ اپنے حقوق چھوڑ دیتا ہے بندوں کے نہیں جاؤ یاقوت مرزا پہلے اسکے بندوں کو راضی کرو پھر وہ خود ہی راضی ہو جائے گا

یاقوت چند پل اسی طرح گردن جھکائے بیٹھا رہا پھر سر اٹھایا اسکی آنکھیں نم تھیں وہ یونہی نم نہیں ہوا کرتی تھیں "کہانی کے وکٹم تو تم بھی ہو ہم نے تمہارا پیسہ کھایا تمہارا بینک بیلنس کھایا آج تک تمھارے ھوٹلز پہ راج کر رہے ہیں کیا تم معافی دے چکے ہو؟

نوح کی آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا کوئی بے بسی کوئی کرب سا!! میں نے ہار مان لی ہے یاقوت کیونکہ جس جنگ میں مرد کے گھر کی عورتوں کا ذکر آتا ہو مرد وہاں ہتھیار پھینک دیتا ہے یا پھر زبانیں کاٹ دیتا ہے میں زبانیں نہیں کاٹ سکا تم لوگ مجھ سے اونچے تھے میں نے ہتھیار ڈال دیئے کیونکہ میں یہی کر سکتا تھا

یاقوت خاموشی سے اسے تکے گیا پھر اٹھ کھڑا ہوا "تم ٹھیک کہتے ہو خدا سے پہلے اسکے بندوں کے حق دینے چاہیے میں کوشش کروں گا کہ تمھارے حق میں کوتاہی نہ ہو وہ بول کر رکا نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا پیچھے نوح مرزا نے تلخی سے سر جھٹکا تھا اسے اب نہیں تھا یقین ان باپ بیٹے کے وعدوں پہ

اب اس گھٹن زدہ ماحول سے نکل کر ہم واپس اسی سڑک پہ جائیں گے جہاں ہالے سلطان عمر حیات کے ساتھ روڈ کے کنارے بیٹھی تھی بال سمیٹ کر آگے کو کئے چہرے پہ ڈھیر ساری چمک لئے وہ عمر کو کچھ بتا رہی تھی انکے سامنے وہی دو منزلا کیک رکھا تھا جو ہارون کے لئے لے کر جانا تھا لیکن بقول ہالے کہ "ان دونوں کی برتھڈے لوگوں کی وجہ سے خراب ہوئی ہے سو آج انکی برتھڈے ہے کیک کی پہلی منزل کا آدھا حصہ کھایا جا چکا تھا ہالے کے ہاتھ کیک سے لتھڑے ہوئے تھے عمر گردن ڈھلکائے اسے دیکھ رہا تھا

اچھا ایک بات بتاؤ اگر میں تمھیں اتنا ہی پسند تھا تو تم نے میرے پروپوزل کو ناں کیوں کہا؟ عمر اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا ہالے کے کیک منہ تک لے کر جاتا ہاتھ رکا تھا اسکی آنکھوں میں کچھ اداس سا در آیا تھا

میں سمجھ نہیں پائی تھی عمر وہ بولی تو اسکی آواز بے حد ہلکی تھی جب مجھے اندازہ ہوا کہ تم صحیح آدمی ہو تب تک بہت دیر ہو چکی تھی میری شادی طے ہو چکی تھی چھوڑو ناں پرانی باتیں اب تو ہم ساتھ ہیں ناں ہالے نے ہاتھ جھلایا تھا

عمر نے اثبات میں سر ہلایا"!!ویسے تم نے اس رات مجھے اپنا شوہر کہا تھا ناں مجھے یاد ہے

ہاہ.. تم تو بے ہوش نہیں تھے؟ ہالے نے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا تھا

عمر نے نفی میں سر ہلایا میں آپ کی بات سن کر بے ہوش ہوا تھا

خوشی سے؟ وہ اشتیاق سے بولی

میں صدمے سے بے ہوش ہوا تھا مادام وہ کچھ جتا کر بولا تھا ہالے نے ڈھیر سارا غصہ اندر دبایا تھا

کیا تم کبھی کوئی اچھی بات منہ سے نہیں نکال سکتے؟ کبھی میری تعریف کرو کبھی مجھ سے پیاری پیاری باتیں کرو کیا یہ نہیں ہوتا تم سے؟ وہ تاسف سے کہہ رہی تھی

عمر نے کیک کا ایک بڑا ٹکڑا منہ میں رکھا اچھے سے کھایا پھر کہنا شروع کیا" تمھیں کیا لگتا ہے میرا دل نہیں چاہتا تمہاری تعریف کروں؟ چاہتا ہے بہت چاہتا ہے جب جب میں تمھیں دیکھتا ہوں تم مجھے بے حد خوبصورت لگتی ہو

ہالے مسکرائی تھی لیکن بس ایک ہی لمحے تک "پھر جب میں خود کو دیکھتا ہوں ناں میں سوچتا ہوں بھلا ایسا حسن تمھارے پاس کہاں اور پھر میں تعریف کا ارادہ چھوڑ دیتا ہوں خوامخواہ الفاظ برباد کیوں ہوں وہ اپنی باتوں سے ایک بار پھر ہالے کو تپا گیا تھا

تمھیں پتہ ہے عمر تم مجھے کتنے زہر لگتے ہو؟وہ ضبط سے پوچھ رہی تھی

اتنا کی تم ساری زندگی اس زہر کے ساتھ ہنسی خوشی گزار سکتی ہو اس نے کہتے ساتھ جھک کر ہالے کے ہاتھ میں پکڑے کیک کا کونا کترا تھا

اس سے پہلے کہ ہالے کوئی جواب دیتی اسے ہلکی سی بہت ہلکی سی فون کے بجنے کی آواز سنائی دی

تمھیں آواز آرہی ہے کوئی؟اس نے عمر سے پوچھا تھا

پچھلے آدھے گھنٹے سے ہم دونوں کے فون گاڑی میں پڑے بج رہے ہیں مجھے ساری آوازیں آرہی ہیں وہ بے نیازی سے بولا تھاہالے ہول کر اٹھی تھی "اللہ اللہ عمر تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں اففف ہم لیٹ ہو گئے عمر بھی اٹھا تھا" کیوں بتاتا؟ابھی وہ سر مئی بلا اتنا بھی اہم نہیں ہوا میرے لئے کہ اسکی وجہ سے تمھارے ساتھ اتنے اچھے پل برباد کر دوں وہ جل کر کہہ رہا تھا

وہ دونوں اب گاڑی کی طرف جا رہے تھے "ویسے میں نے تمہارا پروپوزل قبول کر لیا لیکن یہ مت سمجھنا کہ میں گھر کے کپڑے دھوؤں گا عمر نے یاد دھانی کروائی تھی

اور تم بھی یہ مت سمجھنا کہ میں اپنا سر نیم چینج کر لوں گی

اسکی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ضرورت پڑی تو میں اپنا نام عمر سلطان رکھ لوں گا وہ شان بے نیازی سے کہتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا تھا

ہالے اب اس سے کچھ کہہ رہی تھی وہ پھر کوئی جلا دینے وال جواب دے رہا تھا گاڑی اپنی منزل کی جانب بڑھ رہی تھی لیکن اگر تم چاند کی ہلکی سی روشنی میں اس سڑک پہ نظر دوڑاو تو طلاق کے کاغذات مڑے تڑے سے نظر آئیں گے

ایک مضبوط تعلق میں کسی تیسرے کی اوقات یہی ہونی چاہیے

بیز بلاسم پہ ہارون اور حسن کی سالگرہ کا کیک کاٹ لیا گیا تھا اب کھانے کا دور چل رہا تھا لمبی میز پہ سارے لوگ اکھٹا ہو رکھے تھے سب کے چہرے خوش تھے دمک رہے تھے عمر ہالے کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھا تھا حسینہ بیگم بار بار ہالے کو اشارہ کر رہی تھیں کہ شوہر کی پلیٹ میں کچھ ڈالے آہ یہ دیسی مائیں جنکو آج بھی لگتا ہے کہ مرد کے دل کا راستہ پیٹ سے ہو کر گزرتا ہے ہالے کے دائیں طرف مہرماہ بیٹھی تھی جو بار بار اسکی انگلی میں پہنی کی چین کی رنگ دیکھ رہی تھی اسے اچھی طرح یاد تھا یہاں سے جانے سے پہلے اس کے ہاتھ میں یہ نہیں تھی

کیا عمر نے تمھیں پروپوز کیا ہے ؟ بلاخر وہ اسکے کان کے قریب ہو کر پوچھ بیٹھی تھی عمر بظاہر تو لاپرواہ تھا لیکن اسکے کان اسی طرف لگے تھے مہر کی بات پہ ہالے کا چہرہ ایک بار پھر روشن ہوا تھا

میں نے عمر کو پروپوز کیا ہے بجو وہ اسی طرح ہلکی آواز میں بولی تھی

لیکن اصولا تو اسے پروپوز کرنا چاہیے تھا ہے ناں ؟ہالے نے اپنا ہاتھ کھانے سے روکا" مجھے نہیں لگتا کہ کسی کو یہ بتانے میں کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں آپ کا لڑکا ہونا ضروری ہے محبت ہے تو پھر جینڈرز کی کیسی تقسیم ؟وہ سادگی سے کہہ کر دوبارہ کھانا کھانے لگی تھی ان دونوں کو یہاں چھوڑ کر میز کی دوسری طرف ہارون اور لیل کی جانب آؤ تو انکے درمیان بھی اسی طرح ہلکی پھلکی گفتگو ہو رہی تھی

ویسے میں نے سنا ہے کہ میں تمھارے پپا کو بہو کی صورت بہت پسند آگئی ہوں ؟وہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں ہارون کے چہرے پہ ٹکائے پوچھ رہی تھی ہارون بری طرح بدمزہ ہوا تھا لیل کہے گئی

سوچو ہارون کتنا مزہ آتا جب تمھارے پپا میرے پاس آتے اور کہتے "بیٹا اب میں اپنے پھول سے بچے کو تمھارے حوالے کر رہا ہوں اسے زندگی کی طرف لانا تمہارا کام ہے بیٹا میرے ہارون کے دل میں اپنی محبت ڈال دو آہ کتنا فلمی سین ہوتا وہ مزے سے کہہ رہی تھی جبکہ ہارون کو نہ جانے کیوں شرمندگی ہوئے جا رہی تھی

تم اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتی سوچ لو گھر نہیں چھوڑ کر آؤں گا میں اس نے دھمکی دی تھی جبکہ لیل اسکے چہرے کو دیکھ کر تو اور ہی خوش ہوئی تھی

نہ کرو تم شرمارہے ہو آہ ہارون شاہد تم شرمارہے ہو بس اب تو فائنل ہو گیا بھیجو اپنے پپا کو میں تمہاری زندگی میں رنگ بھرنے کو تیار ہوں تمھارے لئے تو میں الفا کو بھولنے کے لئے بھی تیار ہوں وہ کس خوش دلی سے آفر کر رہی تھی ہارون کی گردن مزید جھک گئی تھی

تم مجھ سے فلرٹ کر رہی ہو باز آجاؤ وہ بے حد ہلکی آواز میں بولا تھا لیل کا دل چاہا تھا قہقہے لگا کر ہنسے

پھر کیا کرو گے ؟ٹویٹر پہ می ٹو کا ہیش ٹیگ لگاؤ گے ؟وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی اب کے ہارون کا ضبط جواب دے گیا تھا اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا

میں تمھارے اس حسین چہرے کو پینٹ کروں گا اور وہ انتہائی غصے سے پھر میں اسی پینٹنگ کی تصویر لے کر اپنے انسٹا گرام پہ لگاؤں گے تمھیں ٹیگ کر کے اب بتاؤ میرا رشتہ قبول ہے ؟

ریجیکٹڈ ہنہہ ہے ہی کیا تمھارے پاس سوائے پیسے کے وہ ایک شان بے نیازی سے بولی تھی ہارون دوبارہ سے اپنا کھانا کھانے لگا تھا البتہ اسکی نظر بار بار ہالے کی انگلی کی طرف ضرور جاتی تھی وہ گاڑی میں رکھا ادھ کھایا کیک بھی دیکھ چکا تھا دل جیسے بند ہوا تھا لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جو باتیں پوچھ کر خود کو بے وقار ظاہر نہیں کرتے لیکن ہوتے تو وہ لوگ ہی ہیں ناں ؟دل تو انکے بھی ہوتے ہیں

اسی میز پہ ذرا ہارون اور لیل کی کرسیوں سے دو کرسیاں چھوڑ حسن سلطان بیٹھا تھا وہ آج سترہ سال کا ہو گیا تھا کچھ کچھ بڑا بڑا لگنے لگا تھا وہ اس کے ساتھ گھنگریالے بالوں والی نورے بیٹھی تھی حسن کو نہ جانے کیوں اسکے ساتھ بیٹھ کر ہی خوشی ہو رہی تھی

آپ کچھ لیں ناں ؟وہ نورے کو مخاطب کر رہا تھا وہ بھی معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی

لینا تو میں چاہتی ہوں لیکن تم بتاؤ کیا وہ مان جائے گا ؟مجھے اس کا نمبر چاہیے وہ حسن کے کان کے قریب جھکی تھی حسن کو چھوٹا سا ہارٹ اٹیک آیا تھا

کس کی بات کر رہی ہیں ؟وہ بدقت بول پایا تھا نورے نے ہارون کی جانب کن اکھیوں سے اشارہ کیا تھا" یہ ہینڈسم پینٹر افف تمھیں نہیں پتہ یہ میرا کرش ہے بس ایک بار مجھے اسکا نمبر مل جائے وہ ہارون کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ حسن کا دل کرچی کرچی ہوا تھا

کیا تم مجھے اسکا نمبر لا کر دے سکتے ہو ؟اب کے وہ حسن کی جانب مڑی تھی

میں اپنی دو گھنٹے کی محبت کو اپنے ہاتھوں سے کسی نہ محرم کا نمبر لا کر نہیں دے سکتا معذرت لیکن اتنا بے غیرت نہیں ہوں ابھی وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا تھا

نورے تو ہیں ہیں کرتی رہ گئی جبکہ حسن ایک بار پھر اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا لو جی ایک بار پھر دل ٹوٹ گیا تھا

رات گہری ہو کر سلطان منزل پہ اتر آئی تھی مہرماہ سلطان اپنے کمرے میں ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی تھی اپنا میک اپ صاف کرتی ہوئی دفتعا اسکے کمرے کا دروازہ بجا مہر نے مصروف سے انداز میں اجازت دے ڈالی تھی نوارد فروا سلطان تھیں نائٹ سوٹ میں ملبوس بھورے بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھے بغیر میک اپ کے وہ کچھ عجیب لگ رہی تھی وہ مہرماہ کے قریب چلی آئی پھر اسکے عقب میں ٹھہر کر شیشے میں نظر آتا اسکا سراپا محبت سے تکنے لگی

تم ماں بن کر بہت حسین لگو گی وہ آہستگی سے بولی تھی مہر تفاخر سے مسکرائی تھی "میں اس گھر کو وارث دینے والی ہوں مجھے حسین لگنے کا حق ہے ممی وہ جتا گئی تھی

فروا اب کے یاسیت سے اسے دیکھے گئیں وہ اپنے ہاتھوں سے کڑے اتار رہی تھی "تم اس انتقام اس نفرت میں بہت آگے آگئی ہو مہر.... میں نے تمھیں بہت گہری پاتال میں پھینک دیا ہے ناں؟

مہر نے ایک گہری سانس لی تھی بولی کچھ بھی نہیں

میں یہ نہیں کرنا چاہتی تھی مہر... میں نے کبھی بھی تمھیں اپنے جیسا نہیں بنانا چاہا تھا وہ رک رک کر کہہ رہی تھی موٹے موٹے آنسو اسکی آنکھوں سے نکل کر مہر کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے "؛؛میں چاہتی تھی تم ایک اچھی ایک نیک زندگی گزارو تم میری طرح شیطان مت بنو لیکن دیکھو تم بن گئیں

مہر نے لب بھینچ لئے تھے فروا کہے گئیں "میں تمھارے ساتھ رہوں گی مہر سائے کی طرح فرشتوں کی طرح گناہوں کی طرح میں نے کہا تھا ناں؟ مہر نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

اب فرشتہ بننے کا وقت اگیاہے میں اب تمہارا دائیں کندھے والا فرشتہ ہوں جو تمہاری نیکیاں لکھے گا بلکہ میں اس سے بھی اعلی ہوں میں تم سے نیکیاں کرواؤں گی جب جب تم کوئی غلط کام کوئی گناہ کرو گی میں اسے نیکی میں بدل دوں گی کیونکہ میں تمہارا فرشتہ ہوں

مہر ماہ نے گردن موڑ کر انکو دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں کچھ عجیب سا تھا" آپ کو کیا لگتا ہے؟ مجھے شیطان بنانے والی آپ تھیں؟ مجھے برا آپ نے بنایا؟ فروا اسے دیکھتی رہیں مہر نے نفی میں سر ہلایا" میں شروع سے ہی ایسی

تھی ممی بس تب میرے اوپر کچھ پر دے تھے مجھے لگتا تھا میں نیک بن سکتی ہوں لیکن اب بس اب میں تھک گئی ہوں میر ا اصل قبول کرنا میرے لئے کوئی بڑا مسلہ نہیں تھا اور اب میں اسے قبول کر چکی ہوں میں خوش ہوں ٹھیک ہوں آپ میری فکر نہ کریں

وہ فروا کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر بولی تھی فروا مسکرا بھی نہ سکی اسکی آنکھوں میں اب بھی وحشت تھی

!!"تم نے ہالے کا اپائٹمنٹ لیا ہے تم اسکے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں مہر لوٹ آؤ اندھیرے اگے بہت تاریک اور سیاہ ہیں اس سے آگے جاؤ گی تو کھو جاؤ گی میں تمھیں اس سے زیادہ آگے نہیں جانے دے سکتی ہالے کی شادی کو توڑنے کی ضد چھوڑ دو عمر حیات مر کر بھی اس پہ گو اپ نہیں کرے گا تم ہالے کو جینے کیوں نہیں دیتیں ؟بہن جیسی ہے وہ تمہاری وہ بے بسی اور منت سے کہہ رہی تھی

مہر نے سر جھٹکا تھا

!!،،"اس شادی کو تڑوانے کی کوشش میں چھوڑ چکی ہوں آپ کو کیا لگتا ہے میں ہالے کی دشمن ہوں ؟مہر تندہی سے پوچھ رہی تھی نہیں ممی عورت ۔عورت کی دشمن یہ کہانیاں اب نہیں بکتیں ہالے بس مہرہ ہی اصل دشمنی میری عمر سے ہے

عمر سے ؟فروا نے بے یقینی سے دھر آیا تھا ہاں عمر سے آپ کو نہیں لگتا میں شادی والی رات ہالے اور ہارون کی تصاویر پلان کر سکتی تھی میں ان دونوں کو اتنا بدنام کر سکتی تھی کہ سفیر تو کیا خود ہارون بھی ہالے سے شادی نہ کرتا لیکن میں نے نہیں کیا کیونکہ مجھے ہالے سے نہیں عمر سے مسلہ ہے

عمر نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ فروا اب بھی بے یقین تھیں

اس نے نہیں بگاڑا لیکن ہالے کی شادی سے کچھ دن پہلے میں جان گئی تھی کہ معراج بابا اسے سلطان منزل لا رہے ہیں وہ اسے ابا سے ملوا رہے تھے اور عمر کی سچائی سب کو بتا دینا چاہتے تھے کیا میں ایسا ہونے دے سکتی تھی؟ اس نے مکروہ آنکھیں فروا کے چہرے پہ گاڑ دیں

میرے لئے ساری دنیا سے زیادہ قیمتی چیز ابا ہیں ان پہ گو اپ نہیں کر سکتی میں نہ عمر کو نہ ہالے کو میں کسی کو یہ اجازت نہیں دوں گی کہ وہ ابا کو مجھ سے چھین لیں

اسکا مطلب.... اسکا مطلب سفیر بھی ایک مہرہ تھا تم جانتی تھیں کہ وہ گھر کا بڑا پوتا اور ابا کا لاڈلا ہے اس لئے.... . اوہ میرے خدا فروا بے یقینی سے پیچھے ہٹی تھی مہر اب بھی پر سکون تھی

آپ بلکل سہی سمجھیں سفیر بس ایک مہرہ تھا مجھے بس ابا چاہیے تھے صرف ابا اور انکا پیار جو مجھے سفیر کے زریعے ہی مل سکتا تھا اگر کسی کو لگتا ہے کہ مہر کو سفیر سے محبت ہے تو وہ اس دنیا کا سب سے بڑا گدھا ہو گا مہر ماہ غیاث الدین کو بس یوسف سلطان سے محبت ہے وہ فخر اور محبت سے کہہ رہی تھی

فروا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئیں وہ اندھیروں میں بہت آگے جا چکی تھی یہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں تھی

تم ہالے کے ساتھ کیا کرنے والی ہو؟ وہ کسی خوف کے تحت پوچھ رہی تھی

مہرنے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا "ہالے نہیں عمر کے ساتھ ممی وہ ایک گلٹ کی ماری لڑکی ہے اور عمر کی محبت میں بس اسکے گلٹس میں مایوسی اور نہ امیدی ڈال دوں گی وہ خود عمر کو چھوڑ دے گی آخر کو باوقار عورت ہے میری ہالے وہ ایک پل کو رکی تھی لیکن آپ فکر مت کریں میں اسکے ساتھ کچھ برا نہیں کروں گی وہ عمر سے واپس آجائے میں اسکی شادی ہارون سے کروادوں گی ہالے سے بہت محبت کرتی ہوں میں وہ آنکھوں میں چمک لئے کہہ رہی تھی

فروا تمسخر سے مسکرائی تھی "تم اسے عمر سے دور کرو گی کیونکہ وہ ایک شاندار مرد ہے وہ اسے تمھارے خلاف اٹھنا سکھا رہا ہے لیکن ہارون وہ تو خود زیر و ہے تم اسے ہارون کے حوالے کرو گی تاکہ وہ دونوں ایک گلٹی اور

misreable

زندگی گزاریں تم ہالے سے محبت کرتی ہو یا نہیں لیکن وہ تمہاری محبوب غلام ہے تم نہیں چاہتیں کہ اسے کوئی آزاد کرے ہے ناں؟ فروا نے جیسے لمحوں میں سب کچھ ڈی کوڈ کر لیا تھا

مہر کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آیا لیکن فروا کے تاثرات ذرا سے بدلے تھے ایک کرب تھا جس نے دل کو جکڑ لیا تھا "کسی کی اولاد نہیں مارتے مہر وہ یاسیت سے بولی تھی چاہے اچھی ہو چاہے بری چاہے گوری ہو چاہے کالی حرام ہو یا پھر حلال کسی ماں سے اسکو اولاد نہیں چھینتے

اسکی آنکھوں کے آگے کئی برس پہلے کا منظر تھا وہ شمس کی منتیں کر رہی تھی وہ اپنی بیٹی کو مارنا نہیں چاہتی تھی لیکن اسکی سنی نہیں گئی

مہر کوئی جواب دیتی کہ سفیر اندر داخل ہوا وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چونکی تھیں سفیر بھی ہلکا سا چونکا تھا

"آپ یہاں؟ آج ہمارے کمرے کو شرف کیسے بخشا؟ وہ مسکراتے ہوئے آگے آیا فروا کے قریب رک کر اس کا کندھا چوما وہ اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیر گئی تھی

اسی پہر اسی لمحے وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اب اسے واقعی فرشتہ بننا تھا وہ مہر کو کسی کی اولاد چھیننے نہیں دے گی اب وقت تھا کہ شیطان سے فرشتہ بنا جائے

ایک ماہ بعد

یہ ایک ماہ بغیر کسی بدمزگی کے گزر گیا تھا مہر ماہ اور سفیر ملک میں نہیں تھے ان دونوں نے اپنا ہنی مون پلان کیا تھا اور اب دو دن پہلے ہی واپس آئے تھے ہالے سلطان اور عمر حیات کی زندگی بھی نارمل ہونے لگی تھی کس طرح کی نارمل یہ سب آپ جانتے ہی ہوں گے یہ رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا عمر آفس سے گھر آچکا تھا اور اس وقت ہالے کے ساتھ کچن میں تھا وہ اسکے لئے آج اسپیشل ڈنر تیار کر رہی تھی عمر اسکے عقب میں بیٹھا تھا کرسی کھینچے ہر معملے میں اپنی ٹانگ اڑاتا ہوا چولہے پہ نان اسٹک کڑھائی چڑھی ہوئی تھی جس میں آج دیسی کھانا بن رہا تھا ہالے سلطان کی اسپیشل ملائی بوٹی

بیگم صاحبہ اتنی ملائی نہیں ڈالتے تم کیا کر رہی ہو؟اس نے ملائی کا پیکٹ کڑھائی میں ڈالتی ہالے کو کوئی سویں بار ٹوکا تھا

تمھیں پتہ ہے عمر مجھے اس سارے عرصے میں تم سے شدت والی محبت کب ہوئی تھی؟وہ ہنڈیا میں چمچ چلاتے ہوئے پوچھ رہی تھی عمر اشتیاق سے آگے کو ہو بیٹھا

کب؟

جب ڈاکٹر نے تمہاری زبان بند کروادی تھی آہ کتنے ہالے نے سوچ کر ہی مزہ لیا تھا آہ سکون کے دن تھے وہ بھی اور یہاں عمر کا سارا مزہ خراب ہو گیا تھا"میری زندگی کے سب سے برے دن تھے یہ سوچو جو انسان اپنی آواز سن کر جیتا مرتا ہو اسکی آواز ہی بند کر دو؟یہ کہاں کا انصاف ہوا؟

ہالے نے گھوم کر اسکو دیکھا تھا ڈھیر سارا اشتعال اندر دبا رکھا تھا کیا کرے وہ اس آدمی کا

کبھی مجال ہے جو تم نے میری تعریف کی ہو عمر

کرتا تو ہوں مجھے تمہاری آنکھیں بہت پسند ہیں وہ اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے کہہ رہا تھا ہالے کے چہرے پہ چمک آئی تھی

اچھا ایسا کیا ہے میری آنکھوں میں؟وہ اب کے اشتیاق سے بولی تھی

زیادہ کچھ نہیں یہ بس میری آنکھوں جیسی ہیں سیم سیم وہ بے نیازی سے کہتا ایک بار پھر ہالے کو تپا گیا تھا

تم ناں عمر.... تم تم مجھ سے ہر گز بات مت کیا کرو سخت زہر لگتے ہو مجھے وہ غصے سے کہتی دوبارہ اپنی ہانڈی کی طرف متوجہ ہو چکی تھی کھلے بال اسے بے حد تنگ کئے ہوئے تھے اب کی بار ہانڈی میں چمچ چلاتے ہوئے اسکے انداز میں جارحیت تھی

عمر خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ آیا اور اسکے عقب میں آ کر ٹھہرا ہالے نہیں مڑی وہ اسی طرح زور زور سے چمچ چلاتی رہی

میں تمھیں کیا کیا بتاؤں ہالے؟ تم غصے میں بھی اچھی لگتی ہو تم پیار سے بات کرتے ہوئے بھی اچھی لگتی ہو وہ نرمی اور آہستگی سے کہنا شروع ہوا تو ہالے یکدم ٹھہر گئی تھی

تم مجھے ہر وقت ہر لمحہ اچھی ہی لگتی ہو سب سے زیادہ اچھی پتہ ہے کب لگتی ہو؟ وہ اسکے بال سمیٹ تے ہوئے پوچھ رہا تھا ہالے کچھ نہیں بولی جب تم پیسے بچانے کی بات کرتی ہو تب مجھے بے حد اچھی لگتی ہو وہ اسکے بالوں کو جوڑے میں باندھ تا ہوا بولا تھا ہالے نے کراہ کر آنکھیں بند کی تھیں یہ آدمی نہیں سدھر سکتا

تم ساری کی ساری اچھی ہو بس اگر ذرا سی کفایت شعاری سیکھ لو ہالے اب کے پلٹی تھی

تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو؟

ساری دنیا سے زیادہ تم میرے لئے سب سے قیمتی ہو وہ سنجیدگی سے بولا تھا

پیسے سے بھی زیادہ؟

ہر گز نہیں پیسہ میرا پہلا اور آخری عشق ہے وہ قطعی لہجے میں بولا تھا ہالے کا دل چاہا تھا اسکا سر پھاڑ دے عمر بھی اب حالات کی کشید گی نوٹ کر چکا تھا سو فوراپینترا بدل لیا

اچھا چھوڑو ساری باتیں چلو تمھیں کسی اچھی جگہ کھانا کھلا کر آتا ہوں

ہالے نے چند پل اسکو مشکوک نظروں سے دیکھا تھا پھر ہار مان لی "اوکے میں چینج کر کے آتی ہوں" وہ کہتے ہوئے باہر جانے لگی جب عمر نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

میں نے کہا تھاناں تم ہر وقت ہر حال میں مجھے بس اچھی ہی لگتی ہو وہ بولتے ہوئے اسی طرح اسکا ہاتھ پکڑے باہر نکل گیا

ہالے اب اس سے کچھ کہہ رہی تھی لیکن آواز واضح نہیں تھی آوازیں مدھم ہوتی چلی گئیں

مرزاہاؤس میں اس وقت کافی رونق تھی فہیم مرزا نے اپنے چند دوست گھر بلا رکھے تھے جن میں کوئی وکیل تھا تو باقی انکے بزنس پارٹنرز آج وہ یہاں اہم اعلان کرنے والے تھے مرزاہاؤس کے لان میں چند ٹیبلز لگے تھے بیرے کھانا اور ڈرنکس سرو کرتے نظر آرہے تھے انہی ٹیبلز میں ایک پر شمس سلطان اور فروا بھی بیٹھے تھے چہرے پہ

جھوٹی مسکراہٹیں سجائے فہیم کے اعلان کے منتظر دفتعا فہیم اپنے میز کے گرد لگی کرسی کے برابر اٹھ کھڑا ہوا مسکراتے ہوئے حاضرین کو دیکھا اسکے ساتھ ہی یاقوت کھڑا تھا مرجھایاہوا لاغر سا

میں فہیم مرزا میں نے اپنی زندگی میں ہر طرح کے حالات دیکھے وہ بولنے لگا تو سب ٹھہر کر اسے سننے لگے میں نے بھوک دیکھی میں نے غربت دیکھی اسکے بعد اچھا وقت دیکھا عیاشیاں دیکھیں مجھے اس دنیا میں سب ملا وہ فخر سے کہہ رہا تھا

عزت دولت محبت . . خوشی طاقت ساری دنیا کی ساری نعمتیں ملیں لیکن ایک چیز جو مجھے ان سب پہ بھاری ہے جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا چین ہے جسے میں ایک ہزار قتل بھی معاف کر سکتا ہوں وہ میرا بیٹا ہے

لوگوں کی آنکھوں میں رشک در آیا تھا سب گردنیں اٹھا اٹھا کر فہیم کے ساتھ کھڑے یاقوت کو دیکھنے لگے

میرا بیٹا میری زندگی میں آنے والی سب سے بڑی خوشی ہے سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑی محبت جب یاقوت پیدا ہوا تھا تب ڈاکٹر نے میری اہلیہ سے اور مجھ سے کہا تھا کہ اب ہم دوبارہ ماں باپ نہیں بن سکتے وہ ایک پل کو رکا تھا پھر اپنا بازو یاقوت کے کندھے پہ رکھا اور کہتا رہا" مجھے ایک پل کو لگا جیسے بہت برا ہوا ہے میرے ساتھ لیکن پھر اگلے ہی پل جب میں نے یاقوت کو دیکھا تب میں نے ڈاکٹر سے کہا تھا کہ اس بچے کے بعد مجھے کسی اور کی ضرورت بھی نہیں وہ گردن اٹھا کر تفاخر سے کہہ رہا تھا اسکے انداز سے غرور کی بو آتی تھی

وہ چھوٹا سا بچہ آج بہت بڑا ہو گیا ہے وہ میرے کندھے کو آنے لگا ہے اور آج میں نے اسکی سالگرہ کے موقعے پہ اسے اپنا سارا بینک بیلنس اپنی ساری جائید اد اپنی زندگی کی ساری جمع پونجی اپنے بیٹے کے نام کر دی ہے

یکدم تالیاں پیٹی گئیں سراہا گیا مبارک باد دی گئی لوگ عش عش کر اٹھے تھے یاقوت کسی روبوٹ کی مانند کھڑا تھا فہیم اب بھی کہہ رہا تھا

میرا بیٹا اب سے سارے معملات دیکھے گا میرا بیٹا اب سے میری ایمپائر کا مالک ہو گا بلکہ میرا بیٹا ہی کچھ عرصہ بعد ہونے والی نیلامی میں اب ہیون پراجیکٹ خریدے گا کیونکہ اسکے دل میں رحم ہے ہم شمس سلطان کی مدد کریں گے کہ وہ بچوں کو اس برے ماحول سے نکال کر کسی اچھی جگہ لے جائے جہاں یہ ڈرگز اور برائی نہ ہو

میرا بیٹا کہتا ہے حسن اس پہ تمام ہوا میں آج کہتا ہوں دنیا کی ساری محبتیں میرے بیٹے پہ تمام ہوئیں وہ محبت سے ایک بار پھر بولا تھا یاقوت کا دم گھٹ رہا تھا وہ اتنا اچھا نہیں تھا جتنا اسے بتایا جا رہا تھا

لوگوں میں ہلچل سی مچ گئی تھی اب انہیں یاقوت مرزا سے تعلقات بڑھانے تھے وہ اٹھ اٹھ کر اپنی جگہ سے آ رہے تھے مبارک باد کامیابی کی دعائیں یاقوت کچھ نہیں سن رہا تھا کچھ نہیں دیکھ رہا تھا اسے بس ذرا فاصلے پہ بالکنی میں بیٹھی نرمین دکھ رہی تھی وہ اسی کی آواز سے زخمی ہو رہا تھا

ایک ماہ گزر گیا تھا لیکن وہ اپنی بات سے ٹس سے مس نہ ہوئی تھی اگر وہ لڑکی نہیں تو یہ کامیابیاں یہ مبارک باد یہ سب بے کار ہی تو تھا

ریستوران کا اوپن ہال لائٹس کی وجہ سے جگمگ کر رہا تھا گول میزوں کے گرد دو دو اونچی کرسیاں لگائی گئی تھیں دور اسٹیج پہ کوئی گلوکار بیٹھا تھا جو مدھم سے سروں پہ موسیقی کی دھن بکھیر رہا تھا سارا ماحول اسی میوزک کی فسوں خیزی میں ڈوبا ہوا سا تھا ایسی ہی ایک گول میز کے گرد عمر حیات اور ہالے سلطان بھی بیٹھے تھے

وہ دونوں کھانا کھاتے ہوئے ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہے تھے کافی دیر سے عمر کو اپنے اوپر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس ہو رہا تھا اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسکی دائیں طرف والی میز پہ تین لڑکیاں بیٹھی تھیں جو اسی طرف دیکھ رہی تھیں انکے ہاتھ میں موبائل بھی تھا شاید انہوں نے عمر کی تصویر لی تھی عمر کی نظروں کے ارتکاز میں ہالے نے بھی دیکھا تو لڑکیوں نے کھسیانی سی ہو کر رخ بدل لیا

مجھ پہ نظر رکھا کریں زمانہ بہت خراب ہے وہ آہستگی سے بولا تھا ہالے نے گھور کر اسکو دیکھا تھا

تم زمانے سے زیادہ خراب ہو

سوچ لیں میں ہاتھوں سے نکل جاؤں گا وہ مسکراتے ہوئے وارن کر رہا تھا

تم ہاتھوں میں آئے کب تھے ؟ اور ویسے بھی ان پر کٹی کبوتریوں سے جلنے کی ضرورت نہیں مجھے میں جانتی ہوں

I am the woman you love with all your heart

وہ بے نیازی سے بولی تو عمر کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا

اچھا چھوڑو ان سب باتوں کو مجھے یہ بتاؤ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے ؟ عمر اسکو دیکھتے ہوئے بولا تھا

ہالے نے چمچہ پلیٹ میں رکھا اور مسکرا کر آگے کو ہوئی "میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی کھانا ہے جب مجھے اچھا کھانا ملتا ہے ناں میری روح تک تازہ ہو جاتی ہے

عمر جل کر رہ گیا تھا "مجھے لگا تھا تم کہو گی عمر میرے سر تاج میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی آپ ہیں ہالے نے اسکے انداز پہ مسکراہٹ ضبط کی تھی

میرے سر تاج آپ کے ساتھ زندگی گزارنے کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ کھانا اچھا بنا لیتے ہیں وہ جتا کر بولی تھی اچھا یہ بتاؤ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خوشی کیا ہے؟ ہالے نے سوال بدلا تھا

عمر چند لمحہ اسے دیکھتا رہا پھر ذرا آگے کو جھکا "پیسہ "میرا واحد عشق اور میری واحد خوشی ہے

اور تمہارا سب سے بڑا خوف؟ وہ بغیر رکے پوچھ رہی تھی "تمھیں کھو دینا میں تمھیں کھونے سے ڈرتا ہوں وہ بغیر جھجھکے بولا تھا

اچھا تمہاری زندگی کا سب سے برا لمحہ کونسا ہے جس پہ آج بھی غصہ آتا ہو؟

عمر کے تاثرات اب بدلے تھے وہ تھوڑا سا ہرٹ لگتا تھا "میری زندگی کا سب سے برا لمحہ وہ ہے جب تم نے شاہ تاج کے گھر کے باہر ہارون کا ہاتھ پکڑ کر کہا تھا کہ عمر حیات نے تمھیں بند کر دیا ہے

ہالے کا رنگ تاریک پڑا تھا عمر سرعت سے بات بدل گیا "تمہاری زندگی کا سب سے بڑا خوف کیا ہے ہالے حیات ؟

ہالے اسکی بات پہ تھم سی گئی تھی گلے میں بہت کچھ اٹکا تھا بابا کی موت کی خبر دادا کا مفلوج ہونا ہارون کا ایکسیڈنٹ سب اسکے ذہن میں بجلی کے کوندے کی مانند آیا تھا

ہسپتال . . . . میری زندگی کا سب سے بڑا خوف ہسپتال ہیں وہ خواب سے کیفیت میں بولی تھی مجھے سب سے برا لمحہ وہ لگتا ہے جب ہم ہسپتال کے بینچ پہ بیٹھ کر اندر سے آنے والی اطلاع کا انتظار کرتے ہیں سوری ایک بہترین لفظ ہے لیکن یہی لفظ اگر ڈاکٹر بول دے تو برچھی کی طرح چبھ جاتا ہے

وہ اداسی سے کہہ رہی تھی عمر اسکو سنتا رہا" ہم ہسپتالوں سے نکل آتے ہیں عمر لیکن ہسپتال ہمارے اندر سے نہیں نکلتا وہ خوف وہ بے بسی وہ اپنے کسی قریبی کا اندر ہونا اور باہر بیٹھ کر انتظار کی سولی پہ لٹکنا یہ ہمارے اندر سے کبھی نہیں نکلتا ہسپتال اور بیماریاں انسانوں کو خوف زدہ کر دیتی ہیں میرا سب سے بڑا خوف یہی ہے کہ ایک دن میں کسی ہسپتال کے بینچ پر بیٹھی ہوں گی اور اندر میرا کوئی قریبی ہو گا پھر ڈاکٹر آکر کہہ دے گا آئی ایم سوری

عمر نے اسکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا تھا ہالے خاموش ہو گئی کچھ پل اسی طرح آکورڈ سی خاموشی میں ڈوبے رہے پھر عمر نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک مخملی ڈبیا نکالی تھی

اب کے ہالے کے چہرے پہ چمک در آئی عمر نے ڈبی کھولی تو اس میں سے جگمگ کرتی ہیرے کی انگوٹھی تھی

اللہ اللہ عمر تمھیں یاد تھا کہ تم نے مجھے انگوٹھی نہیں دی؟

وہ اپنا ہاتھ عمر کے ہاتھ میں دیتی ہوئی جوش سے کہہ رہی تھی عمر مسکراتا رہا

ظاہر ہے بیگم یاد تو رہے گا ناں جب آپ میری گاڑی کی چابی پہ قبضہ مافیا بن جائیں گی تو مجھ غریب کو یاد تو رہے گا

ہالے نے اسکی بات پہ غور نہیں کیا وہ اپنا ہاتھ اونچا کر کے دیکھ رہی تھی ہر تارہ سے ہر زاویے سے

اچھی لگ رہی ہے ناں ؟ اس نے اپنا ہاتھ عمر کے آگے کیا تھا

پندرہ لاکھ خرچ ہوئے ہیں اچھی تو لگے گی وہ اسی طرح مسکراتا رہا ہالے نے تاسف سے اسے دیکھا تھا

میں اس بات کے بدلے یہ جواب چاہتی تھی "پہلے اتنی اچھی نہیں تھی لیکن تمھارے ہاتھ میں اچھی لگ رہی ہے

کیا عمر تم تو ذرا بھی رومانٹک نہیں ہو

جہاں میرے پیسے خرچ ہوتے ہوں وہاں رومانس نہیں ہارٹ اٹیک آتا ہے وہ جتا کر بولا ابھی ہالے کچھ کہتی جب اسکی نظر سامنے سے آتی ایک خوش شکل عورت پہ پڑی تھی وہ اپنی ساتھی عورت سے بات کرتی ہوئی اسی طرف آرہی تھی

ارے... یہ تو میری ڈاکٹر ہیں ہالے نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا تھا عمر نے اسکی انگلی کے تعاقب میں دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکا

ہر شے ساکت ہو گئی تھم گئی

یاقوت مرزا کے کمرے میں مدھم بتیاں جل رہی تھیں نرمین اپنے بیڈ کے قریب جائے نماز بچھائے بیٹھی تھی اسے تیز روشنیوں کی عادت نہیں رہی تھی وہ نماز بھی اسی طرح پڑھتی تھی ہلکی مدھم روشنی بس سجدہ کرنے کی جگہ پہ روشنی ہونی چاہیے باہر سے آتا شور غل تھم گیا تھا شاید لوگ اپنے گھروں کو جا چکے تھے

دفعتا اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا یہ وہی تھا اسکا شوہر اور ماضی کا مجرم بھی کیا ضروری ہے اگر مرد شوہر بن جائے تو اسے لازمی معاف بھی کر دو؟ یہ وہ بات تھی جو اجکل نرمین ہمیشہ سوچا کرتی تھی اس نے سلام پھیر کر ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے تھے یاقوت چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسکے قریب چلا آیا پھر یونہی فرش پہ اسکے پاس بیٹھ گیا تھا وہ دعا مانگتی رہی اور یاقوت پلک جھپکے بغیر یاسیت سے اسے دیکھتا رہا وہ دعا مانگ چکی تو خالی خالی نظریں اٹھا کر یاقوت کو دیکھا

تو یہ طے ہوا کہ تم مجھے معاف نہیں کرو گی؟ وہ بولا تو ڈھیر سارا رنج اسکی آواز میں شامل ہو گیا

ہر معافی نامے کے کچھ اصول اور شرائط ہوتے ہیں تم شرطیں پوری کر دو معافی نامہ لے جاؤ

اور چاہے ان شرطوں کے بدلے میری جان چلی جائے؟ میرا دل مر جائے؟

جو لوگ دوسروں کا دل مار چکے ہوں انہیں تیار رہنا چاہیے کہ جب اللہ کی لاٹھی برسے گی تو انھیں بھگتنا تو پڑے گا ہی وہ کھوکھلے لہجے میں بولی تھی

چند پل خاموشی رہی نرمین اسی طرح جائے نماز پہ بیٹھی رہی اور یاقوت اس ٹھنڈے فرش پہ

میں تم سے... محبت کرنے لگا ہوں... تمھیں چھوڑنا موت جیسا ہے... میں اپنے ہاتھوں سے کیسے خود پہ موت کا فرمان جاری کروں؟اسکی آواز.. آج اسکی آواز میں وہی دلوں کو چیرتا ہوا دکھ تھا

محبت تو میں بھی کرتی ہوں بلکہ میں نے اس دن کا انتظار کئی سالوں سے کیا تھا کہ اس طرح کسی دن تم میرے سامنے بیٹھو اور کہو نرمین مجھے تم سے محبت ہے وہ دن اگیا ہے لیکن میرا دل مر گیا ہے اب کچھ محسوس نہیں ہوتا یاقوت اسکی آنکھیں گیلی ہو رہی تھیں

اب تم سامنے بیٹھو تو پیار نہیں آتا تم چلے جاؤ تو میں تمہاری واپسی کا انتظار نہیں کرتی بس مختصر یہ کہ میں تمہاری عزت نہیں کرتی وہ بے بسی سے بولی تھی

میں نے بہت کوشش کی میں اس رات کو بھول جاؤں تمہاری عزت کروں تم سے وفادار رہوں تم سے کرب نہ کھاؤں لیکن جانتے ہو کیا؟اس نے یاقوت کی زخمی سی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا

دل مر گیا ہے یاقوت...اور قاتل تم خود ہو میں تمھیں معاف کر سکتی ہوں لیکن تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتی میں تم سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ ساری زندگی تمھارے ساتھ رہ کر تم سے بے زار نہیں رہنا چاہتی میں بس تم سے الگ ہونا چاہتی ہوں وہ بھاری ہوتے دل کے ساتھ کہہ رہی تھی یاقوت کے دل پہ ہر ہر لمحہ بوجھ بڑھتا جارہا تھا میں چاہتی ہوں ہم الگ ہو جائیں تاکہ محبت کی sanity برقرار رہے تاکہ عزت جو محبت کی پہلی سیڑھی ہے کوئی لڑکی اس پہ سمجھوتہ نہ کرلے مجھے وہ ناول وہ فلمیں ہمیشہ ان کمفرٹیبل کرتی ہیں جن میں ریپسٹ اور یا پھر لڑکی

کے اغوا کار کو آخر میں معاف کر کے اسکے ساتھ رہا جاتا ہے میں یہ نہیں کر سکتی اس نے نم آنکھوں کے ساتھ زور زور سے نفی میں سر ہلایا یہ مجھ سے نہیں ہو گا

یاقوت نے تھوک نگلا تھا اداس آنکھیں نرمین کے چہرے پہ جمائیں پھر آہستگی سے بولنے لگا "ڈیڈ کہتے ہیں ہمارے معاشرے کی عورتوں کے لئے مرد بے ساکھی ہوتا ہے ایک چھوٹی تو لازمی دوسری چاہیے ہو گی عورت ہمیشہ اس مرد کے ساتھ رہتی ہی جو اسکے لئے مضبوط اور پائیدار بے ساکھی بنے کیا میں کبھی تمھیں مضبوط اور پائیدار نہیں لگا؟ کیا تم میرے بعد کی بے ساکھیوں کے ساتھ رہ لو گی؟

نرمین نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا تلخ مغرور مسکراہٹ "تم سہی کہتے ہو کچھ عورتوں کے لئے واقعی مرد بے ساکھی ہوتے ہیں ان کے بغیر گر جاتی ہیں گرادی جاتی ہیں لیکن انکو سوچنا چاہیے کہ گرنا برا نہیں ہوتا گر کر نہ اٹھ پانا برا ہوتا ہے وہ خود کو اٹھا نہیں پاتیں اور پھر بے ساکھی چن لیتی ہیں وہ سانس لینے کو رکی تھی یاقوت یک ٹک اسے دیکھے گیا

پھر کچھ ہوتی ہیں میرے جیسی جنکو لنگڑا کر چلنا قبول ہوتا ہے لیکن بے ساکھی بنا مرد نہیں مجھے ٹوٹی ٹانگ منظور ہے لیکن کسی کا دیا ہوا سہارا نہیں میں گر کر مٹی میں خاک آلود ہو سکتی ہوں لیکن کسی کی ترس خیرات میں ملی چادر نہیں لوں گی وہ اٹھی ہوئی گردن کے ساتھ کہہ رہی تھی

میرے جیسی لڑکیوں کے لئے مرد بے ساکھی نہیں "بازو" ہوتے ہیں تحفظ اور مان ہوتے ہیں ہم دو ہزار اکیس کی لڑکیاں ہیں ہمیں سہارا دو گے تو ہاتھ جھٹک دیں گے لیکن اگر اسی ہاتھ سے ہمارا ہاتھ تھام کر ساتھ چلو گے تو قبول کر لئے جاؤ گے تم ابھی تک بے ساکھی ہو یاقوت بازو بننے میں وقت لگے گا تمھیں

وہ بول کر اٹھ گئی تھی جائے نماز لپیٹ کر اب بیڈ کی سائیڈ دراز میں رکھ رہی تھی

یاقوت کو واقعی لگا تھا ابھی بازو بننے میں وقت لگے گا

ریستوران کے اوپن ایریا میں عمر حیات شل سا ہالے کو دیکھ رہا تھا اسی وقت ڈاکٹر ذیبش انکے قریب سے گزر کر آگے جانے لگی تھیں جب ہالے کی آواز پہ وہ رک گئیں

یہ تمہاری ڈاکٹر کیسے ہو سکتی ہے ؟ عمر کی آواز میں کچھ تھا کہ ٹھٹھکا جائے جبکہ ہالے اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی وہ فق ہوئے چہرے والی ڈاکٹر ذیبش سے کچھ کہہ رہی تھی شاید عمر کا تعارف شاید کوئی رسمی باتیں جبکہ ذیبش سن تھی جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو

ہالے سلطان میں پوچھ رہا ہوں یہ تمہاری ڈاکٹر کیسے ہو سکتی ہے ؟ عمر ہلکی مگر سخت آواز میں پوچھ رہا تھا ہالے کو واضح طور پہ برا لگا تھا

یہ میری سائیکاٹرسٹ ہیں عمر میں پچھلے ایک ماہ سے ان سے سیشنز لے رہی ہوں اور یہ ایک بہترین ڈاکٹر ہیں وہ کچھ جتا کر بولی تھی ذیبش وہاں سے جانا چاہتی تھی لیکن عمر نے برق رفتاری سے اٹھ کر اسکا راستہ روکا تھا اسکی آنکھوں میں ایسی سختی تھی کہ الامان

یہ تمہاری سائیکاٹرسٹ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ یہ خود ایک گائناکالوجسٹ ہے وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا ہالے کو لگا تھا جیسے اس نے کچھ غلط سن لیا ہو اس نے آس پاس نظر دوڑائی لوگ انہیں دیکھ رہے تھے انکے قریب ہی جس میز پہ لڑکیاں بیٹھی تھیں ان میں سے بھی ایک بول اٹھی تھی

آپ کے ہسبنڈ صحیح کہہ رہے ہیں ڈاکٹر ذیبش تو گائنی ہیں انہوں نے ہی تو میری ڈیلیوری کروائی تھی ہالے نے آہستگی سے گردن موڑ کر ڈاکٹر ذیبش کو دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے بھاگ رہی تھی عمر نے اس عورت کو نہیں روکا اسے فلحال اپنی عورت کا سچ چاہیے تھا وہ جو سن ہوئی اسکے سامنے کھڑی تھی وہ جس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا

عمر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور خاموشی سے اسے لئے وہاں سے نکلتا چلا گیا پیچھے ویٹر بل کے لئے چیخ رہا تھا جسے اسی میز والی لڑکی نے دھیرج رکھنے کو کہا تھا" انکی طرف سے میں پے کر دوں گی وہ نرمی سے بولی تھی

عمر اسکا ہاتھ پکڑ کر گاڑی تک لایا تھا اسکے لمس میں سختی نہیں تھی تو نرمی بھی نہیں تھی وہ بس شدید غصے میں لگتا تھا ہالے نے اس کو پہلے کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا

وہ لب بھینچے ہوئے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا وہ ہالے سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا اور کہتا بھی تو شاید ہالے سن نہ پاتی وہ شل تھی شاکڈ تھی ہر چیز سلو موشن میں ہوتی نظر آ رہی تھی وہ ریستوران سے نکل آئے تھے وہ گاڑی میں بیٹھے تھے وہ گھر آ گئے تھے عمر اس کے موبائل پہ اسکی اور مہرماہ کی چیٹ کھولے ہوئے تھا ہالے اس سے یہ بھی نہ کہہ سکی کہ یہ مینرز کے خلاف ہے لیکن وہ سید حامہر کی چیٹ کیوں کھول رہا تھا وہ اتنی سن تھی کہ یہ بھی نہ پوچھ سکی وہ اپنے مشترکہ کمرے میں آ گئے تھے ہالے اسی طرح ساکت سی بیڈ پہ بیٹھی تھی عمر قدرے جھکا ہوا تھا اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھے اس سے کچھ پوچھ رہا تھا ہالے کو آواز نہیں آ رہی تھی اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا

ہالے میں پوچھ رہا ہوں کیا کیا کہا ہے اس ڈاکٹر نے تم سے... کتنی دوائیاں دی ہیں..... اور تم کتنی کھا چکی ہو آوازوں کا راستہ صاف ہوا تو اسے بس یہی سنائی دیا تھا ہالے سے کوئی جواب نہ بن پڑا وہ بس خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

ہالے میں کچھ پوچھ رہا ہوں جواب دو.... کہاں ہے دوائی کیا کھایا ہے تم نے؟ وہ دوبارہ پوچھ رہا تھا نہ سختی سے نہ نرمی سے بس خود پہ ضبط کئے ہوئے

ہالے نے اب بھی جواب نہیں دیا اس نے بس بیڈ کی سائیڈ دراز کی جانب اشارہ کر دیا عمر ایک ہی جست میں دراز تک پہنچا تھا جھپٹ کر ساری دراز الٹ پلٹ ڈالی اور پھر اسکے ہاتھ میں ایک شیشی آئی تھی اس کے سینے پہ کچھ درج تھا عمر نے اس ڈبی کی تصویر لی اور واٹس ایپ پہ کسی کو سینڈ کی ساتھ ہی اس نمبر پہ کال کرنے لگا کال بند کی تو

میسج کرنے لگا وہ بس ہذیانی سا لگ رہا تھا ہالے اسے نہیں دیکھ رہی تھی وہ اب بھی کچھ نہیں دیکھ رہی تھی نہ سن رہی تھی اسے اب بھی لگتا تھا عمر کو غلط فہمی ہوئی ہو گی

کال کا سلسلہ مل گیا تو عمر نے فون سپیکر پہ ڈالا وہ کمرے میں دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا

ہاں انعم جو تصویر بھیجی ہے وہ دوائی کس چیز کی ہے ؟

آگے سے کچھ کہا گیا تھا کچھ سخت سست عمر نے کوفت سے سر جھٹکا تھا "تم بتا رہی ہو یا نہیں ؟

آگے سے گہری سانس لی گئی تھی

Birth controlling pills

ہیں یہ اب سن لیا؟ عمر کا موبائل کو تھاما ہوا ہاتھ ایک لمحے کو کانپا تھا ہالے کا پورا وجود کانپ گیا تھا وہ دونوں اپنی جگہ سن تھے فون کے اس پار کوئی کہے جا رہا تھا

یہ بہت ہائی ڈوز ہے عمر اس سے عورت کی اپنی صحت بھی خراب ہوتی ہے اور آگے بچوں کے معملے میں بھی بہت زیادہ کامپلیکیشنز ہوتے ہیں ویسے کون لے رہا ہے انکو ؟

عمر نے جواب نہیں دیا اس نے کال کاٹ دی دل کو جیسے کسی نے برچھی سے چیر دیا ہو روح تک بلبلا گئی تھی ہالے اب بھی اسے دیکھ رہی تھی شل سا کن

تم نے اچھا نہیں کیا ہالے ..... اس نے شکوہ کیا تھا ہالے نے نم آنکھوں سے اسکو دیکھا تھا اور پھر اس کے حلق سے اٹک اٹک کر چند جملے نکلے تھے

تمھیں غلط لگ رہا ہے وہ.. وہ ایسا نہیں... کر سکتی.. وہ میری بہن ہے میری ماں جیسی ہے..

عمر کی آنکھیں ویسی ہی رہیں سخت بے تاثر وہ دو قدم آگے آیا ہالے کی آنکھوں میں دیکھا

وہ تمہاری بہن نہیں ہے اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا ہالے بے اختیار رو پڑی تھی

میں جانتی ہوں وہ میری پھپھو کی بیٹی ہے میں بس...

وہ..... تمہاری.. پھپھو کی بیٹی بھی نہیں ہے اب کے ہالے رونا بھول اسے دیکھے گئی

تمہاری پھپھو کے یہاں ایک بیٹا ہوا تھا بیٹی نہیں

آسمان سے پتھروں کا تھال سا تھا جو ہالے کے اوپر گرا تھا شاک سا شاک تھا

تمہیں جاننا تھا ناں میں کون ہوں؟ جاؤ ہمارا نکاح نامہ اٹھا کر میرا نام دیکھو

وہ بول کر پیچھے ہٹا تھا ہالے اب بھی سن تھی

عمر اب اپنی دراز سے اپنی گن نکال رہا تھا ہالے اسے نہیں دیکھ رہی تھی وہ حسن کو کال ملا رہا تھا ہالے نہیں سن رہی تھی وہ باہر نکل گیا تھا ہالے محسوس نہیں کر سکی تھی

اسے آج پہلی بار لگا تھا کہ اب بس ہالے اب ریڈ فلیگز پہ آنکھیں کھولو اب سرخ بتی کو نظر انداز نہ کرو

سلطان منزل کے باہر عمارت کی اوٹ میں عمر حیات کی گاڑی کھڑی تھی اسکے پیچھے ہی ایک اور گاڑی تھی جس کے اندر لیل اور ہارون بیٹھے تھے اسی اثناہ میں انہوں نے سلطان منزل کا محل نما دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا سلک کے سیاہ نائٹ گاؤن میں ملبوس مہر ماہ باہر آتی دکھائی دی روشنیوں کی وجہ سے اس نے اپنی آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھا ہوا تھا چوکیدار اس سے کچھ پوچھ رہا تھا وہ جواب میں کچھ بتاتے ہوئے آگے بڑھ آئی تھی عمر کی گاڑی کے قریب آکر وہ رکی تھی شیشے کو پار سے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

کیوں بلایا ہے مجھے اس وقت ؟وہ گاڑی کے شیشے پہ جھکی تھی اسکی آواز میں غراہٹ تھی

فوراسے پہلے گاڑی کے اندر آکر بیٹھو ورنہ ابھی کے ابھی تمھارے شوہر کو کال کر کے یہاں بلالوں گا اور تم جانتی ہو ناں وہ اپنی عورتوں پہ یقین کرنے کے معملے میں کتنا برا ہے ؟عمر کا انداز مشینی تھی یوں جیسے اسے کبھی کسی جذبے نے چھوا ہی نہ ہو

کیا بکواس ہے تم اتنا کیسے گر سکتے ہو ؟جاؤ یہاں سے ابھی کے ابھی ورنہ بہت برا ہو گا

عمر نے جیسے اسکی سنی ہی نہ ہو اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور سفیر کا نمبر ملانے لگا اور اب مہر کو اندازہ ہوا تھا کہ اس نے باہر آکر کتنی بڑی غلطی کر دی تھی ابھی کال جاتی کہ مہر نے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے موبائل گرا دیا تھا اور خود دوسری طرف سے گھوم کر آئی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کیا تھا عمر کے سکون میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا

کیوں بلایا ہے مجھے ؟وہ پھنکاری تھی

تم نے میری بیوی کو جس ڈاکٹر کے پاس بھیجا وہ سائیکاٹرسٹ نہیں تھی مہر کا رنگ فق ہوا تھا لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا

میری بیوی اب تک ایک ماہ کی دوائی لے چکی ہے اور جانتی ہو میرا کتنا نقصان ہوا ہے ؟ اسکے لہجے میں سختی تھی نہ طنز لیکن کچھ تھا جو عجیب تھا خوف زدہ کرتا تھا میں نے تم سے کہا تھا مہر ماہ میں ایک پانی سے گلنے والا گوشت نہیں ہوں تم نے بڑے بڑے مردار کھائے ہوں گے تم ہو گی کوئی گدھ لیکن میں تم سے بڑا گدھ ہوں نوچنے کے بدلے میں نوچوں گا

مہر ماہ پیچھے کو ہوئی تھی اس لمحے اسے عمر سے خوف آیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے عمر نے اسکی کوشش ناکام کر دی تھی اس نے سختی سے مہر کا بازو دبوچ لیا تھا وہ سن رہ گئی آس پاس موت کا سناٹا پھیل گیا تھا

(اپنے کمرے میں بیٹھی ہالے سلطان پہ جیسے سوگ طاری تھا اسے عمر کی باتیں اب تک سمجھ نہیں آ رہی تھیں وہ ہر دفع کہتا تھا کھوج لو اور وہ ہر دفع نہیں کھوج پاتی تھی آخر کیا تھا جو اسکا راز تھا؟ وہ سوچ گئی اسکا ذہن خالی تھا کوئی بات کوئی اشارہ کچھ بھی تو نہیں تھا جو اسکی طرف اشارہ کرتا اور یہ کیا بکواس کی تھی اس نے کہ مہر ماہ اس کی پھپھو کی بیٹی نہیں ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو پھپھو کی وہ اولاد نرینہ کون ہے ؟

ایک لمحے کو بس ایک لمحے کو اسکے ذہن میں عمر کا نام آیا تھا اور پھر اگلے ہی پل اس نے جھٹک بھی دیا وہ خود کو اب تک تاویل دے رہی تھی کہ عمر واپس آئے گا اور کہہ دے کہ مہر ماہ سچی تھی عمر جھوٹا لیکن اسی لمحے اسکا موبائل

بجنے لگا اس نے گردن گھما کر دیکھا موبائل بیڈ پہ پڑا تھا امیر آدمی کالنگ کے الفاظ جگمگا رہے تھے یہ نام اس نے خود سیو کیا تھا

ہالے نے مرے مرے ہاتھوں سے فون اٹھایا عمر نے بس اسے لائن پہ رہنے کو کہا تھا اگلے ہی پل اسے مہرماہ کی آواز سنائی دی تھی ہالے اپنی جگہ سن رہ گئی عمر اسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ رہا تھا وہ جوابا کچھ کہہ رہی تھی پھر ہلکی سی بحث کے بعد وہ گاڑی میں آ بیٹھی تھی

عمر اس سے کچھ کہہ رہا تھا جواب میں وہ تڑخ کر بولی تھی "ہاں بھیجا اسکو ڈاکٹر کے پاس اب کیا کرلو گے میرا بچہ مار دو گے آؤ مارو؟

ہالے سلطان کو اپنی زندگی میں آپ پہلی بار حسد بولتا ہوا سنائی دیا تھا وہ برف بن گئی مجسم برف

گاڑی میں بیٹھے عمر حیات نے طنزیہ نظروں سے مہر کو دیکھا تھا "تمھیں کیا لگتا ہے تم میری اولاد کو کچھ کرو گی تو میں تمھیں بخش دوں گا؟ خون کا بدلہ خون عزت کا بدلہ عزت اور جو تم نے کیا ہے اسکا بدلہ بھی تمھیں ملے گا مہر ڈارلنگ وہ بڑے ہی آرام سے بول کر مہر کے حواس خطا کر گیا تھا ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی گھمائی تھی مہر اسے روک نہیں سکی وہ جانتی تھی اب بہت دیر ہو چکی ہے عمر اتنی تیز ڈرائیو کر رہا تھا کہ مہر کو اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا صرف ایک بار صرف ایک بار اس نے گاڑی سے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی جسکے بدلے میں عمر نے اپنا موبائل اسکی گود میں ڈال دیا تھا موبائل پہ ایک ویڈیو چل رہی تھی مہر کی سلطان منزل سے نکلنے کی ویڈیو پھر باہر کھڑے ہو کر عمر سے بات کرنے کی ویڈیو وہ سن تھی مارے بے بسی کے اسکی آنکھیں بھرنے لگی

تھیں لیکن وہ کچھ نہیں کر سکی ایک خالی فیکٹری نما جگہ پہ لا کر عمر نے گاڑی روک دی تھی وہ نیچے اتر آیا تھا پھر باہر سے ہی مہر کی جانب کا دروازہ کھول اسے باہر نکالا تھا

فیکٹری کے دروازے پہ پہلے ہی دو لوگ کھڑے تھے چھوٹے بالوں والی لیل اور اس کے ساتھ کھڑا ہارون شاہد مہر ماہ کو لگا تھا آج اسکی موت طے ہے

دوائی لاؤ ہارون عمر نے پکارا تو ہارون چھوٹے چھوٹے قدم لیتا انکی جانب چلا آیا تھا مہر ماہ پیچھے کو ہونے لگی نہیں ہارون نے جو ڈبی عمر کی جانب اچھالی تھی رات کی تاریکی میں بھی وہ بتا سکتی تھی کہ یہ وہی ڈبی تھی جو اس نے کسی کو دی تھی بے اختیار اسکا ہاتھ اپنے معدے سے ذرا سا نیچے گیا تھا آنسو لڑھک لڑھک کر اسکے گالوں پہ پھسل رہے تھے

(بیڈ پہ بیٹھی ہالے سلطان کا چہرہ خشک تھا جو وہ سن چکی تھی غیر متوقع اور غیر یقینی تھا اسے اپنی ساری دنیا گھومتی محسوس ہو رہی تھی دفعتاً اس نے اپنی آنکھیں پونچھ کر صاف کی تھیں کب تک وہ اسی طرح ایکسپلائٹ ہو گی ؟کب تک خود ترسی کے آنسو بہائے گی اب بسسس

وہ شیشے کی جانب آئی تھی ڈریسنگ مرر پہ پڑی سرخ لپسٹک اٹھائی اور ہونٹوں پہ مل لی کچھ لپسٹک خراب ہوئی تھی کچھ ٹھوڑی پہ لگ گئی تھی لیکن وہ بے نیاز تھی اب اس نے جھک کر دراز سے اپنے زیورات کے ڈبے نکالنے شروع کیے تھے اور پھر بلاخر اسکی آنکھوں کو ایک بھاری سیٹ پسند آ گیا تھا اس نے ہار نکالا اور گردن تک لے گئی

زخمی سرخ آنکھیں بکھرے بال رویا رویا چہرہ سرخ لپسٹک اور اٹھی ہوئی گردن میں دمکتا ہار آج کوئی ہالے کو روکے تو منہ کی کھائے اسکا رخ نفیسہ حیات کے کمرے کی جانب تھا

اگلے چند لمحات میں وہ انکے کمرے میں تھی نفیسہ اپنے بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے تھیں انہوں نے ہالے کی اس حالت کو دیکھا اور پھر سیدھی ہو بیٹھیں اب کے انکی آنکھوں میں تفکر تھا البتہ وہ بولی کچھ نہیں انہوں نے ہالے کے بولنے کا انتظار کیا وہ چند لمحہ انہیں دیکھتی رہی پھر آہستگی سے بولی

عمر.. کون ہے؟

خود کیوں نہیں کھوج لگا لیتیں سست لڑکی... وہ مسکرا کر بولیں تھیں لیکن ایک میٹھا طنز بھی شامل تھا

وہ آپ کا بیٹا نہیں ہے ناں؟ نفیسہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی

تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟

یہی کہ وہ آپ کا سگا بیٹا نہیں ہے آپ نے اسے پیدا نہیں کیا آپ شاید اسے کہیں سے اٹھا کر لائیں تھیں یا پھر شاید کوئی اسے آپ کو دے گیا تھا کیوں یہی ہے ناں سچ؟ ہالے کے لہجے میں بھی طنز ہی تھا

تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟

ہالے دو قدم آگے آئی "اس لئے کیونکہ آپ نے مجھے بتایا کہ جب اولاد نہیں ہوتی تو لوگ کیسے کیسے جملے کستے ہیں جب آپ ہر امید کھو دیتے ہیں تب کیا ہوتا ہے لیکن آپ نے کبھی مجھے یہ نہیں بتایا کہ ایک معجزہ ہوتا ہے اور

اللہ آپ کو اولاد سے نواز دیتا ہے آپ نے یہ نہیں بتایا کیونکہ آپ کے یہاں یہ معجزہ ہوا ہی نہیں آپ نے عمر کی پرورش کی ساری باتیں بتادیں لیکن کبھی اسکی پیدائش کے وقت کی تکالیف کا ذکر نہیں کیا کیونکہ آپ نے اسے پیدا کیا ہی نہیں یہ سچ ہے ناں آنٹی ؟وہ آخر میں گیلی آواز کے ساتھ بولی تھی دور کہیں شدت سے اسکا دل چاہتا تھا یہ جھوٹ ہو لیکن نفیسہ نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

ہالے کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو بہنے لگے

رات کے اندھیرے میں فیکٹری کے باہر کھڑے ان چار لوگوں کے درمیان واپس آؤ تو عمر نے دوائی کی ڈبی مہر کے ہاتھ میں دے رکھی تھی

اسے کھاؤ مہر ماہ یہ اتنا ہی ڈوز ہے جتنا تم نے میری بیوی کو دیا تھا اسکے لہجے میں سختی تھی کہیں دور تک کوئی رعایت نہیں تھی

عمر پلیز دیکھو ہم بات کر لیتے ہیں میں ... میں سمجھاتی ہوں آئی کین ایکسپلین مہر ماہ روتے ہوئے آگے بڑھنے لگی تھی

میں دس تک گنوں گا مہر ماہ عمر نے سختی سے اسے جھڑکا تھا اگر ان دس منٹ کے اندر اندر تم نے یہ دوائی نہیں کھائی تو میں ابھی اور اسی وقت سفیر کو فون کروں گا اور اسے ہماری تصاویر بھیجوں گا جیسے تم نے بھیجی

مہر ماہ اونچی آواز میں رونے لگی تھی عمر کہے گیا

میں اسے ویڈیوز بھیجوں گا جیسے تم نے بھیجیں اس وقت میں گدھ ہوں میں نوچ بھی سکتا ہوں اور چیر بھی سکتا ہوں فیصلہ تمھارے پاس ہے ایک...

عمر پلیز میری بات سنو

دو....

تم جو کہو گے میں کروں گی

تین....

میں معافی مانگتی ہوں مجھے معاف کر دو

چار.....

میں ہالے سے بھی معافی مانگ لوں گی وہ اونچا اونچا رو رہی تھی

پانچ.....

میرا بچہ مر جائے گا عمر وہ بے بسی سے چیخ پڑی تھی عمر نے گویا کان لپیٹ لئے ہوں

چھ....

عمر پلیز عمر مجھ سے غلطی ہو گئی پلیز مجھے معاف کر دو میرا بچہ مر جائے گا....

سات.....

میں اندھی ہو گئی تھی مجھے کچھ پتہ نہیں چل سکا آئی ایم سوری اسکا گلہ بیٹھنے لگا تھا

آٹھ....

اب کے عمر نے بولتے ہوئے موبائل اپنے سامنے کیا تھا

نو......

وہ کال ملا رہا تھا مہرماہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گئی تھی آنکھیں بری طرح برس رہی تھیں منت کرتے لب خاموش ہو گئے تھے

دس......

اس نے ڈبی کھول لی تھی اسکی آنکھیں ساکت ہو گئی تھیں وہ بس ڈبی میں موجود سفید چورے نما پاؤڈر نکال کر ہتھیلی پہ رکھ گئی گولیوں کا چورا اور اسکے بچے کی موت.....

وہ کسی جنونی کی طرح سارا کا سارا سفید چورا کھاتے چلی گئی کسی برسوں کے بھوکے کی طرح آج اسے اندازہ ہوا تھا کانوں کے کچے مرد سے شادی کرنا کیا ہوتا ہے اگر یہاں اسکی جگہ ہالے سلطان ہوتی تو اسے کم از کم یہ خوف نہ ہوتا کہ اسکا مرد کسی کی باتوں میں آکر اسے چھوڑ دے گا

وہ نیچے زمین پہ بیٹھی کسی منحوس گدھ کی مانند لگ رہی تھی عمر اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھا تھا اسے تاسف سے دیکھتا ہوا تپش سے دیکھتا ہوا

کمرے میں موجود الماریوں سے ایک ایک چیز باہر نکالی گئی تھی فرش پہ کاغذات بکھرے پڑے تھے کپڑے جیولری اور نہ جانے کیا کیا اگر وہ آرگنائزڈ آدمی اپنے کمرے کی یہ حالت دیکھ لیتا یقیناً بے ہوش ہو جاتا ہالے سلطان الماری میں سر دیے بیٹھی تھی ایک ایک کاغذ باہر نکالتی اسکی آنکھیں خشک تھیں چہرہ خالی

دفتعاً اسکے ہاتھ مطلوبہ کاغذ لگے تھے وہ اسکا نکاح نامہ تھا ہالے نے جھپٹنے نے انداز میں سارے ورق کھولے تھے اور اب اسکی نظریں عمر حیات کے نام پہ تھیں نام یہی تھا لیکن اسکے آگے کچھ درج تھا

!!عمر حیات ولد وہاج علی خان"!!

ہالے بے یقینی سے پیچھے ہٹی تھی "آپ کا چہرہ میرے کسی عزیز سے ملتا ہے "اسکے کانوں میں کوئی آواز گونجی تھی مجھے آپ سے عقیدت ہے جیسے گھر کے کسی بڑے سے ہوتی ہو

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کاغذات کو دیکھے گئی ساری دنیا رک گئی تھی سارے مناظر دھندلے ہو گئے تھے بس کچھ آنسو تھے جو ٹوٹ کر آنکھوں سے گرے تھے

یہ انسان اور آنسوؤں کا ساتھ ابدی کیوں ہے؟

سلکک کے سیاہ گاؤن میں ملبوس لڑکی کی حالت یوں تھی جیسے کوئی مردہ ہو وہ شل سی زمین پہ بیٹھی تھی آنکھیں ہر قسم کے جذبات سے عاری تھیں سرخ خالی مردہ آنکھیں

اسکی ٹھوڑی اور لبوں پہ وہی سفید پاؤڈر لگا تھا وہ اپنی ساری زندگی ہارے بیٹھی تھی عمر اب اسکے قریب سے اٹھا تھا میں وہاج خان نہیں ہوں جس کے بچے اس سے دور کر دو گے وہ ہلکی آواز میں بولا تھا جتاتی ہوئی آواز

میں عمر حیات ہوں میرا خاندان میری بیوی میرے بچوں کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو نوچ کھاؤں گا وہ کہتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف مڑ گیا لیل اسکے ساتھ تھی

عمر گاڑی کا دروازہ کھول تے ہوئے رکا تھا ذرا فاصلے پہ کھڑے ہارون کو دیکھا "گھر چھوڑ آؤ اپنی بہن کو سر مئی بلے " وہ اونچا پکار کر بولا تھا ہارون نے اسے نہیں دیکھا وہ اب بھی مہرماہ کو دیکھ رہا تھا وہ بچپن سے اسے دیکھتا آیا تھا آخر کب کب اسکی نظر اتنی ہٹی کہ مہرماہ اتنی بڑی گدھ بن گئی؟

کچھ وقت بعد عمر حیات کی گاڑی کراچی کی سڑکوں پہ دوڑ رہی تھی "تم نے بہت غلط کیا عمر لیل بے چینی سے بولی تھی

زیادہ اچھی بننے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں میں نے کیا کیا ہے عمر نے اسے جھڑکا تھا اور ویسے بھی کوئی دوائی نہیں تھی اس میں بس سادہ آٹا اور نمک تھا میں کسی کے بچے نہیں مار سکتا وہ لاپرواہی سے بولا تھا لیل نے اسکو فخر سے دیکھا کندھوں سے بہت بڑا بوجھ سرکا تھا

وہ چاہے جو مرضی کہہ لے لیکن وہ عمر حیات تھا انسانیت سے نہیں گر سکتا تھا

رات اچھی خاصی بیت چکی تھی جب عمر حیات گھر واپس آیا تھا وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی بیڈ پہ اسکی بیوی بیٹھی تھی عمر نے ایک نظر اسکی پیٹھ کو دیکھا پھر گہری سانس بھرتا آگے آیا کمرے کی بکھری حالت دیکھ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اسکے پیچھے یہاں کیا کچھ ہوا ہو گا اسکی آواز سن ہالے نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا عمر بھی رک گیا ہالے کی آنکھیں خالی تھیں جیسے بہت کچھ پتہ چل گیا ہو یا پھر بہت کچھ تکلیف دے رہا ہو

عمر آگے بڑھ آیا چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ اسکے قریب چلا آیا اور اسکے قریب بیڈ پہ آکر بیٹھا ہالے اب بھی اسے دیکھ رہی تھی بے یقینی سے نئی نئی نظروں سے

تم... کون ہو. عمر؟ اسکی آواز خالی تھی ہر جذبے سے خالی یہ سوال اس نے کئی مرتبہ پوچھا تھا لیکن تب یہ سوال تھا آج یہ سوال نہیں تھا بس وضاحت تھی جو طلب شدہ تھی عمر نے دھیرے سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

پھر اگلے چند لمحات میں وہ اسے سب بتا چکا تھا اسکا معراج سے ملنے سے لے کر آج تک کی ساری داستان بغیر رکے بغیر اٹکے وہ سب بتا گیا تھا ہر لفظ کے ساتھ ہالے کا دل ڈوب کر ابھرتا تھا وساکت ہوئی سب سن رہی تھی جس لڑکی کو آج تک اپنا خاندان اپنا سب سے قریبی انسان سمجھا تھا وہ تو کوئی اور تھی

تم نے مجھ سے اپنی حقیقت کیوں چھپائی؟ اسے کسی بات سی فرق نہیں پڑتا تھا

میں نے نہیں چھپائی تم نے کبھی ڈھونڈنے کی کوشش ہی نہیں کی ہالے

سچ یہ نہیں ہے عمر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسکی آنکھیں اب کے مختلف تھیں کچھ انجان سی کچھ کچھ مختلف سی "سچ یہ ہے کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا سچ یہ ہے کہ تم اس گھٹیا آدمی کے بیٹے ہو

میرے باپ کے بارے میں تمیز سے بات کرو عمر درشتی سے ٹوکتے ہوئے اٹھا تھا

کیوں تمیز سے بات کروں ہاں کیوں .... تم جھوٹ بولو تم دھوکہ دو سب جسٹیفائیڈ اگر میں اس گھٹیا آدمی اس وائف بیٹر کے بارے میں کچھ کہوں تو تمہیں برا لگ رہا ہے وہ بری طرح چلا رہی تھی عمر کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا کان کی لوئیں تک تپ گئی تھیں

میں کہہ رہا ہوں تمیز سے بات کرو ہالے .... عمر اب کے تحمل سے بولا تھا

میں نفرت کرتی ہوں اس آدمی سے اسکے ذکر سے اور تم اسی وہاج کے بیٹے ہو ...

ہاں میں وہاج کا بیٹا ہوں جس طرح تم معراج کی بیٹی ہو عمر چبا چبا کر بولا

معراج سلطان کہو ... وہ پوری قوت سے چلائی تھی

وہاج خان کہو ... وہ اس سے زیادہ بلند آواز میں چلایا تھا اسی لمحے عین اسی لمحے ہالے نے اپنے ہاتھ اونچا کیا تھا لیکن ابھی وہ عمر کے چہرے کو چھو پاتا عمر اسے پکڑ چکا تھا

تھپڑ romanticise نہیں کروں گا ہالے سلطان وہ جتاتے ہوئے بولا تھا ایک لمحے کو ہالے ٹھہر گئی عمر بھی ٹھہر گیا تھا وہ شرمندہ تھی ڈھیروں شرمندہ یہ کیا کر رہی تھی میں ؟وہ خوف زدہ آنکھوں سے عمر کو دیکھے گئی اس نے

آرام سے ہالے کی کلائی چھوڑ دی تھی ہالے کو اندازہ تو اسی لمحے ہو گیا تھا کہ وہ غلط کر چکی ہے لیکن آہ اب کوئی فائدہ نہیں تھا

عمر بڑے بڑے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا ہالے کا دل یکدم خالی ہو گیا وہ بے دھم سی ہو کر بیڈ پہ گر سی گئی

پیشمانی سی پیشمانی تھی

سلطان منزل میں موجود اپنے کمرے میں بیٹھی مہر ماہ سلطان اس وقت ابتر حالت میں تھی مٹی مٹی ہوا نائٹ سوٹ بکھرے سرخ بے جان آنکھیں وہ بے حد ٹوٹی ہوئی لگ رہی تھی چہرے سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے شاید وہ ابھی منہ دھو کر آئی تھی لیکن ویرانی تھی کہ ختم نہیں ہوتی تھی

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تھا نک سک سے تیار مسکراتا ہوا سفیر سلطان اندر آیا اسکے ہاتھ میں سرخ پھولوں کا بکے تھا وہ شاید بے حد خوش تھا لیکن اس کا دماغ اگلے ہی پل بھک سے اڑا تھا مہر کو اس طرح فرش پہ بیٹھے دیکھ وہ دیوانہ وار اس کے قریب چلا آیا تھا

کیا ہوا ہے مہر... تم یہاں اس طرح کیوں بیٹھی ہو... تمہاری طبیعت ٹھیک ہے تم ٹھیک ہو؟ وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے پریشانی سے پوچھ رہا تھا اسکا دل جیسے اچھل کر حلق میں آیا تھا

مہر کچھ نہیں بولی وہ بس خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی سفیر کو مزید پریشانی ہونے لگی تھی "مہر پلیز کچھ بولو... کیا ہوا ہے کچھ کہو؟ کیا کسی نے کچھ کہا ہے؟ کیا ممی نے کچھ کہا ہے؟ کچھ بولو پلیز

مہر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے تیزی سے روانی سے "ہمارا بچہ سفیر ہمارا بچہ مر جائے گا وہ ہچکیوں کے درمیان بامشکل بول سکی تھی سفیر سن ہو گیا" مجھے لگتا ہے ہم اپنا بچہ کھو دیں گے مجھے معاف کر دینا سفیر اگر ایسا ہو جائے تو مجھے معاف کر دینا وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے کر رو رہی تھی

میں ایسا نہیں چاہتی سفیر میں ایسا بلکل نہیں چاہتی مجھے معاف کر دینا مجھے پلیز معاف کر دینا وہ سفیر کے ہاتھوں پہ چہرہ گرائے بلند آواز میں گریہ کر رہی تھی سفیر نے گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کیا نرمی سے اپنا ہاتھ مہر کی گرفت سے چھڑوایا مہر بس روئے گئی اسے بس رونا تھا

سفیر الماری سے اسکی شال نکال کر لایا تھا اور اب فرش پہ بیٹھی مہر کے گرد وہ اس بھوری شال کو اوڑھ رہا تھا" ہم ابھی کے ابھی ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں تم بس ڈپریسڈ ہو اور کچھ نہیں وہ مہر کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر رہا تھا

وہ کھڑی ہو چکی تھی سفیر اب اسی طرح اسکا ہاتھ پکڑے اسے باہر لے کر جا رہا تھا مہر ماہ کے لئے یہ ہاتھ بے ساکھیوں جیسا تھا ہاں اسکے سہارے وہ چل سکتی تھی

یہاں سے نکل کر اگر فروا سلطان کے کمرے میں جاؤ تو وہ اپنی بالکنی میں فون کان سے لگائے کھڑی نظر آئے گی

ڈاکٹر ذیبش کام ہو گیا؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی

کام ہو گیا ہے فروا... ہاں میں نے ہالے کو بس وٹامن پلز ہی دی ہیں سپیکر میں ذیبش کی آواز گونج رہی تھی اور جب آپ کے کہنے پہ میں اس ریستوران گئی تب وہی ہوا عمر نے مجھے پہچان لیا تھا اور اب تک تو وہ ساری حقیقت جان چکا ہو گا لیکن مجھے بس ایک بات سمجھ نہیں آرہی آپ کو اس لڑکی سے نفرت ہے ناں پھر آپ اسے کیوں پروٹیکٹ کر رہی ہیں؟ وہ بے چینی سے بول رہی تھی

فروا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی... میں اسے پروٹیکٹ کر رہی ہوں جس سے محبت کرتی ہوں اسکے اندھیرے بہت گہرے اور سیاہ ہو چکے ہیں اب اسکی واپسی ضروری ہے میں بس اسکے لئے شیطان سے فرشتہ بن رہی ہوں میرے لئے ساری دنیا سے اہم بس وہی ہے اور اسے میں اس طرح تاریکیوں کی نظر ہونے نہیں دوں گی تمھیں تمہاری قیمت مل جائے گی آخر میں اس نے نخوت سے کہہ کر کال کاٹ دی

آسمان پہ بھرے ہوئے ستاروں کو دیکھ اب وہ طمانیت سے مسکرا رہی تھی اندھیرے جلد چھٹنے والے تھے اور پھر بس روشنی ہو گی فرشتوں کے نور کی روشنی. . . .

!!تین دن بعد!!

یہ اتوار کا دن تھا نومبر کا لمبا چوڑا اور بورنگ سا دن ان تین دنوں میں کچھ غیر معمولی نہیں ہوا تھا سوائے اس کے کہ ہالے سلطان نے مہرماہ کی کالز لینا چھوڑ دیا تھا سوائے اسکے کہ ڈاکٹر نے مہر کو اسکے بچے کے خیر وعافیت سے ہونے کی خبر سنائی تھی سوائے اسکے کہ عمر اور ہالے کے درمیان بول چال بند تھی ہالے کو اب بھی کچھ وقت چاہیے تھا کہ وہ ان حقائق کو پراسیس کر سکے یہ عمر حیات کے بنگلے کے پورچ کا منظر تھا وہ ہاتھ میں گاڑی کی چابی لئے کہیں جانے کو تیار تھا اسی لمحے گھر کا دروازہ کھلا اور کوئی گاڑی اندر داخل ہوئی عمر آنکھیں سکیڑے اس گاڑی کو دیکھے گیا پھر اگلے ہی لمحے وہ چونکا تھا گاڑی سے نکلنے والی مہرماہ تھی نک سک سے تیار بھورے بالوں کو شانوں پہ پھیلائے آنکھوں پہ سیاہ چشمہ لگائے وہ گردن تانے ہوئے تھی وہ گاڑی سے باہر نکلی تو عمر اسکے سامنے ہی کھڑا تھا مہرماہ رک گئی

میں اپنی بہن سے ملنے آئی ہوں کچھ غلط فہمیاں ہیں جو ہمارے درمیان ہیں ہمیں کلئیر کر لینی چاہیے ہے ناں؟

وہ تمہاری شکل پہ تھوکے گی مہرماہ عمر تلخی سے بولا تھا اسے عمر حیات پہ اعتبار ہے وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمھیں گھر سے نکال دے گی اور کہے گی "مجھے میرے شوہر پہ اعتبار ہے" کیا تم پھر بھی اس سے ملنا چاہتی ہو؟ وہ کچھ جتا رہا تھا جیسے اس روز کے جھگڑے کے بعد بھی اتنے روز کی بول چال بند ہونے کے بعد بھی انکے درمیان موجود "اعتبار" نہیں ٹوٹا ہو گا نہ میلا ہوا ہو گا

Lets see

وہ ابرو اچکا کر کہتی اندر بڑھ گئی عمر اسے لاؤنج میں لے آیا تھاہالے وہیں بیٹھی تھی لیپ ٹاپ گود میں رکھے بالوں کا گول مول جوڑا باندھے وہ سکرین کو تکتی ڈسٹرب لگ رہی تھی دفعتاً اس نے چہرہ اٹھایا تھا سامنے اسکے دو لوگ تھے وہ دونوں اسے بے حد عزیز تھے

تم میری کالز نہیں پک کر رہیں ہالے . . . وہ چوکھٹ میں کھڑی شکوہ کر رہی تھی تم مرے میسجز کا جواب نہیں دے رہیں کیا تم مجھ سے بدگمان ہو؟ وہ یاسیت سے کہہ رہی تھی عمر بس اسے دیکھ کر رہ گیا تھاہالے البتہ کچھ نہیں بولی

میں تمہارا برا چاہوں گی کیا؟ سوچو ہالے کیا میں مہرماہ سلطان تمہارا برا چاہ سکتی ہے ؟میں نے تمھیں ڈاکٹر ذیبش نوید کا نمبر بھیجا تھا تم ڈاکٹر ذیبش بنگش کے پاس چلی گئیں ہالے تم نمبر زیادہ نہیں رکھ پاتیں بلکہ یہ سب کچھ اس نے کیا ہے ہالے یہ سب اس عمر نے کیا ہے وہ اچانک سے پینترا بدل گئی تھی عمر اب بھی کچھ نہیں بولا آج وہ نہیں بولے گا یہ طے تھا

مہرماہ آگے بڑھ آئی تھی "یہ پہلے دن سے ہم دونوں کے تعلق سے جلتا تھاہالے کئی دفع کئی دفع فون کر کے مجھے کہہ چکا تھا کہ میں تم سے دور رہوں کیونکہ میں تمہارا بھلا چاہتی تھی کیونکہ میں اسکے مکروہ عزائم سے واقف تھی عمر نے اسکو بیچ میں ٹوکا تھا" یہ میرے بارے میں کم تمھارے اپنے بارے میں زیادہ بات ہو رہی ہے وہ سنجید گی سے بولا تو مہر کو جیسے ایک اور موقع مل گیا" دیکھا تم نے ہالے تم نے دیکھا ناں یہ میرے ساتھ یہی کرتا ہے یہ

چاہتا ہی نہیں ہے کہ میں تمھارے ساتھ رہوں تمھیں گائیڈ کروں تمھیں اس سڑی ہوئی شادی میں پسنے نہ دوں وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر تیز تیز بول رہی تھی ہالے خاموشی سے یک ٹک اسے سنے گئی عمر اب آگے بڑھ آیا تھا

یہ ساری بکواس کرنے سے بہتر ہے ہے کہ تم ہالے کو بتا دو کہ اسکے اغوا میں تم شامل رہی ہو عمر تلخی سے بولا تھا تم آج تک ہر معملے میں شامل رہی ہو اور یہ بھی بتاؤ کہ اس کے باپ کو قتل کرنے والی بھی تم تھیں اسکی آخری بات پہ بھی ہالے چونکی نہیں تھی وہ بس مہر کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھے گئی وہ دونوں اب آپس میں بھڑ پڑے تھے

تم کبھی بھی ہالے کی خیر خوا نہیں تھی تم لالچی اور حریص عورت ہو وہ انگلی اٹھا کر کہہ رہا تھا

میں اگر لالچی اور حریص ہوں تو تم خود کیا ہو گھٹیا انسان ہو تم اپنی بیوی کو طعنے دینے والے

وہ ایسا نہیں ہے ہالے خواب کی سی کیفیت میں ہلکی آوازú میں بولی تھی لیکن ان دونوں کی بلند آوازوں میں اسکی آواز دب کر رہ گئی

ساری دنیا جانتی ہے مہر ماہ تم کیا ہو اور میں کیا کیا تم وہی نہیں ہو جس نے مجھے سفیر اور ہالے کی تصاویر بھیجی تھیں تاکہ میرا دل میری بیوی کی جانب سے خراب ہو سکے

تم خود کیا ہو عمر لالچی جھوٹے انسان جو اپنی بیوی کا پیسہ چھپا کر رکھ لیتا ہے جو اسکے اثاثے چھپا لیتا ہے

عمر ایسا نہیں ہے ایسا مت بولیں اسکے لب آہستگی سے پھڑ پھڑ آئے تھے لیکن اسکی آواز اب بھی ان دونوں تک نہ پہنچ سکی مہر ماہ اب بھی چلا رہے تھی

تم اپنی بیوی کو بانجھ ہونے کے طعنے دیتے ہو تم ایک شکی مزاج آدمی ہو ڈوب مرنا چاہیے تمھیں گھٹیا انسان تم . . .

.

میرے شوہر سے تمیز سے بات کرو ہالے اپنی پوری قوت سے دھاڑی تھی اسکی آنکھیں سرخ تھیں عمر اور مہر بھونچکا رہ گئے تھے وہ انگلی اٹھائے مہر کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی "میرا شوہر ایسا آدمی نہیں ہے میرا شوہر شکی مزاج نہیں ہے وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے رہی تھی مہر گنگ رہ گئی "مجھے میرے شوہر پہ اعتبار ہے مکمل اعتبار وہ مر جائے گا لیکن میرا برا نہیں چاہے گا لالچی اور حریص آپ ہیں میرے گھر سے نکل جائیں ابھی اور اسی وقت وہ اب بھی غرا رہی تھی وہ عمر کو ڈفینڈ کر رہی تھی وہ مسکرایا تھا آج اتنے دنوں بعد مسکرایا تھا

مہر ماہ شل تھی ہالے نے اسکا ہاتھ پکڑا "ایسے نہیں مانیں گی ناں آپ ایسے تو بلکل نہیں سنیں گی وہ اسے کھینچتے ہوئے لے کر جا رہی تھی مہر کوئی مزاحمت نہ کر سکی گھر کے دروازے پہ لا کر مہر کا بازو اس نے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا

آئندہ اگر میرے شوہر کے بارے میں بکواس کرنی ہو تو میرے گھر مت آنا وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کر رہی تھی

میں تمہاری بہن ہوں ہالے وہ مارے شاک کے بس یہی کہہ سکی تھی

آپ میری بہن نہیں ہیں آپ آستین کا سانپ ہیں اور آپ میری بہن ہو بھی کیسے سکتی ہیں ہماری تو نسل بھی نہیں ملتی

مہر ا نہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گئی اسکی آنکھیں اسکا جسم شاکڈ تھا "میں نے ساری زندگی تمھارے لئے کیا کچھ نہیں کیا ہالے . . . میں نے ہمیشہ تمہارا بھلا چاہا ہے میں نے تمھارے لئے قربانیاں دی ہیں میں نے تم سے محبت کی ہے عمر جھوٹا ہے تم سے ساری دنیا میں اگر کوئی سب سے زیادہ محبت کرتا ہے تو وہ میں ہوں

ہالے دو قدم آگے آئی اسکی آنکھیں بھرنے لگی تھیں "اس . . دن . . وہ . . دروازہ . . بند کرنے والی آپ تھیں میں نے آپ کے قدموں کی چاپ پہچان لی تھی وہ اسکے قریب سرگوشی کر رہی تھی ہلکی بے حد ہلکی آواز میں یوں جیسے آج بھی یہ راز وہ ہوا کو بھی نہیں سنانا چاہتی تھی

مہر ماہ سن رہ گئی اسکے لب ہلکے سے وا تھے "قدموں . کی چاپ تو سب کی ایک جیسی ہوتی ہے وہ بولی ضرور تھی لیکن اسے اپنا ہی لہجہ اجنبی لگا تھا

جس طرح انسانوں کے چہرے، رنگ، آواز مختلف ہوتی ہے اسی طرح انکے قدموں کی چاپ بھی مختلف ہوتی ہے یہ آپ ہی نے کہا تھا آپ نے کہا تھا سفیر کی چاپ دل روک دینے والی ہے اماں کی چاپ باوقار ہے آج میں آپ کو بتاؤں آپ کے قدموں کی چاپ کیسی تھی ؟ ہالے کی آواز زخمی تھی جیسے کئی سالوں سے خنجر سہہ سہہ کر تھک گئی ہو

آپ کے قدموں کی چاپ جلد باز تھی چوروں جیسی تھی آپ جانتی ہیں میں نے آپ کو کیسے پہچان لیا تھا ؟ مہر ماہ کچھ نہیں بولی وہ اب تک شل تھی کوئی بچہ اپنی ماں کو نہیں بھولتا ہر بچہ اپنی ماں کی خوشبو پہچان لیتا ہے میں بھی

پہچان لی تھی لیکن میں سلطان تھی مجھے بھرم رکھنے آتے تھے سو رکھ لئے لیکن آج نہیں وہ قطعی انداز میں بولی تھی

آج بلکل نہیں مہرماہ...تب وکٹم میں تھی میں آج بھی آپ کی وکٹم ہوں لیکن میرا شوہر میں اسکے بارے میں کچھ سنوں گی تو مجھے اللہ کو جواب دینا ہو گا جب جب میں نے اپنے شوہر کی باتیں آپ سے کیں اس وقت کے لئے خدا مجھے معاف کرے عمر کہتا ہے تیسرا آدمی تعلق برباد کرتا ہے آج میں اپنے اور اسکے تعلق سے تیسرے شخص کو نکال رہی ہوں دوبارہ میرے سامنے نہ آنا وہ کہہ کر مڑی تھی دل پہ بوجھ تھا جو شاید ساری زندگی رہنے والا تھا لیکن اب بس ناں وکٹم بہت بن لئے اب بسسسس

C

وہ اندر لاونج میں واپس آئی تو عمر اپنی سابقہ جگہ پہ بیٹھا تھا ایک بازو صوفے پہ پھیلائے ایک ہاتھ میں موبائل پکڑے جیسے ابھی کچھ دیر قبل یہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو ہالے چند لمحہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی پھر اسکے قریب چلی آئی عمر نے اب بھی موبائل سے نظر نہیں ہٹائی ہالے اس سے ذرا فاصلے پہ بیٹھ گئی عین وہاں جہاں اس کا پھیلا ہوا بازو ختم ہوتا تھا وہ بس خاموشی سے اس کے قریب بیٹھی رہی بیٹھی رہی کافی دیر بعد عمر نے نظر پھیر کر اسکو دیکھا تھا اسکی بھری بھری آنکھیں جیسے ابھی چھلک پڑیں گی

رونا ہے؟... سنجیدگی سے پوچھا گیا

ہالے نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلا دیا عمر نے اپنے پھیلے ہوئے بازو کی ہتھیلی کھول دی ہالے نے اپنا چہرہ اسکی ہتھیلی پہ ٹکایا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ زور زور سے رونے لگی تھی تین دن کے جمع شدہ آنسو ایک قطار کی صورت باہر نکلے تھے عمر سیدھا ہو بیٹھا کم از کم وہ روتی ہوئی بیوی کو اس طرح نظر انداز نہیں کر سکتا تھا ہالے اگلے کئی منٹ روتی رہی تھی عمر بس نرمی سے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرتا رہا جیسے وہ کوئی دو سال کی بچی ہو

آئی ایم سوری عمر آئی ایم سو سوری اس دن میں نے جو کیا اسکے لئے آئی ایم سوری وہ روتے ہوئے بامشکل بول سکی تھی عمر نے نفی میں سر ہلایا تھا

تمھیں سوری بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہالے غلطی میری تھی وہ اسی طرح اسکے بالوں کو تھپکی دیتے ہوئے بولا تھا ہالے کے آنسو تھم گئے وہ تعجب سے اسے دیکھے گئی

غلطی میری تھی کہ میں نے ہم دونوں کے درمیان کوئی boundry نہیں بنائی مجھے تمہارا ہاتھ تب روکنا چاہیے تھا جب تم نے میرے اوپر چائے گرائی تھی اگر اس دن ہاتھ روکا ہوتا تو آج ہاتھ آٹھتا نہیں

ہالے کو ایک بار پھر ڈھیروں شرمندگی ہوئی تھی "مجھے آج تک لگتا تھا کہ اس دن میں نے تمھیں اس لیے نہیں روکا کیونکہ تم صدمے میں تھیں لیکن نہیں وجہ یہ نہیں تھی وہ بول رہا تھا اور ہالے اسی طرح چہرہ اسکی ہتھیلی پہ ٹکائے اسے سن رہی تھی

وجہ یہ تھی کہ اس دن میں گلٹی تھا مجھے لگتا تھا تکلیف میرا حق ہے تھپڑ جلنا مرنا میرا حق ہے میں یہی ڈیزرو کرتا ہوں لیکن میں غلط تھا کوئی بھی واقعہ کوئی حادثہ یا موت یا پھر غم کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ آپ سے آپ کے جسم پہ تشدد کروائے سو اگلی بار یہ ہاتھ آٹھنا بھی نہیں چاہیے ہالے ورنہ ہمارا تعلق بہت مشکل ہو جائے گا میں کہہ رہی ہوں نا غلطی ہو گئی عمر اب کے ہالے کو برا لگا تھا عمر نے سادگی سے اسے دیکھا تھا" اگر یہی سب میں کرتا تو؟

اب کیا تم مجھ پہ ہاتھ اٹھاوگے؟ وہ براماں کر بولی تھی چہرہ اسکی ہتھیلی سے نہیں اٹھایا البتہ عمر کا بالوں کو تھپکتا ہاتھ جو کہ رک گیا تھا اسے اپنے ہی ہاتھ سے پکڑ کے ایک بار پھر خود کو ہی تھپکی دینے لگی

میرا صرف بات کرنا ہی اتنا برا لگ رہا ہے اور تم کر چکی ہو وہ بھی صحیح؟ عمر اسکے چہرے کو دیکھا ہوا کہہ رہا تھا اصل میں پتہ ہے کیا ہالے ہمارے معاشرے میں عورت کی تھپڑ یا تو جسٹی فائڈ ہو جاتی ہے یا پھر romanticise مرد مارے تو جانور عورت مارے ہمارے ناول فلم اور ڈراموں میں بھی تو یہی دکھایا جاتا ہے عورت کا مرد کو تھپڑ مارنے پہ ہمیشہ لوگ نم آنکھوں سے مسکرا دیتے ہیں اور سین romanticise ہو جاتا ہے حلانکہ یہ بھی اتنا ہی غلط اتنا ہی جرم ہے جتنا ایک مرد کا عورت کو مارنا سو غلطی مانو اور اسے جسٹیفائڈ نہ کرو آخر میں اس نے نرمی سے بات ختم کی تھی

کیا اب تم مجھ سے ناراض نہیں ہو؟ وہ چہرہ اٹھاتے ہوئے کہہ رہی تھی

گو کہ تم نے مجھ سے ایک مہذب انسان کی طرح معافی نہیں مانگی لیکن یہاں بیٹھ کر میری محبت میں جو آنسو بہا ئے ہیں انکی خاطر معاف کیا

ہالے نم آنکھوں سے مسکرائی تھی "تمھارے لئے نہیں روئی میں میرے اپنے ایک ہزار مسائل ہیں وہ گردن کڑا کر بولی تھی

ہاں ہاں اور ان ایک ہزار مسائل کا حل تمھارے شوہر کا حسین ڈمپل والا مسکراتا چہرہ ہے ہے ناں ؟ویسے میں سوچ رہا ہوں اتنے دن بغیر میری آواز سنے تم رہ کیسے لیں ؟وہ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا

میں الحمداللہ بہت خوش اور سکون سے رہی ہوں تمھارے طعنوں اور ہمیشہ اپنے حسن کی تعریفوں سے دور وہ کہتے ہوئے اٹھی تھی

مان لو ہالے حیات تم نے عمر حیات کو بہت مس کیا ہے عمر مسکراتے ہوئے بلند آواز میں بولا تھا ہالے دھیان دیئے بغیر آگے جانے لگی اسی لمحے درمیان میں رکھی چھوٹی سی میز پہ رکھا ڈیکوریشن پیس نیچے گر کر چکنا چور ہو گیا ہالے نے بے اختیار اپنا ماتھا چھوا تھا

ماشاءاللہ توڑ دیا؟ دو اور توڑو میں تو چرس بیچ کر کما تا ہوں وہ اسکے طنز پہ مڑی تھی چہرہ سرخ ہو گیا

اللہ اللہ کتنا بولتے ہو تم

اللہ اللہ سنتی تو تم ایک بھی نہیں وہ اسی کے انداز میں بولا تو ہالے نے بے چارگی سے اسے دیکھا

تم کیوں کرتے ہو میرے ساتھ ایسا؟ وہ عاجز آ گئی تھی عمر مسکراتے ہوئے آگے کو ہوا

کچھ دن پہلے تم خود ہی شکایت کر رہی تھیں کہ تمہاری کوئی نند نہیں ہے اور نہ ہی ساس کو فیملی پولیٹکس میں انٹرسٹ ہے تو اب میں ان دونوں کی کمی پوری کر رہا ہوں کیسی ہے میری پرفارمنس ؟

میں تھوڑی دیر اور رولوں ؟ وہ معصومیت سے بولی

رونا ہے تو کوئی اور جگہ دیکھو میرا حسین ہاتھ تمہارا تکیہ نہیں ہے وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے بولا تھا

عمرررررر... وہ پوری قوت سے چیخی تھی عمر اچھا اچھا اب کچھ نہیں کہتا" والے انداز میں اٹھا تھا

اب وہ اسکے قریب کھڑا کچھ کہہ رہا تھا ہالے نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی تھی اس آدمی کے ساتھ گزارا مشکل تھا نا ممکن نہیں

اگلے دن وہ ایک بار پھر ڈاکٹر غزالہ روحی کے کلینک چلی آئی تھی آج کا سفر لمبا اور تھکا دینے والا تھا وہ اس عورت کے پاس کئی بار آچکی تھی لیکن جتنا لمبا سفر آج لگا تھا پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا وہ ایک بار پھر اس نیلے صوفے پہ بیٹھی تھی آج پھر بھورے بال چہرے کے اطراف میں گر رہے تھے آج پھر وہ مضطرب تھی

غزالہ روحی اسے غور سے دیکھ رہی تھی" کیا تم بلیم گیم کھیلنا چاہتی ہو ؟ کیا تم دماغ کو قید سے آزاد کرنا چاہتی ہو ؟ یہ ضروری ہے ہالے تمھیں یہ کرنا چاہیے جب تک اصل مجرم کو بلیم نہیں کرو گی تمہارا دماغ اسی طرح تھکا رہے گا

ہالے نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا"میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اسکی وجہ میں خود ہوں وہ شکست خوردہ تھی

روحی نے ناگواری سے پہلو بدلا تھا میں سیلف بلیمنگ کی بات نہیں کر رہی ہالے تم....

میں سیلف بلیمینگ نہیں کر رہی اس نے اپنے الفاظوں پہ زور دیا تھا میں ہالے سلطان میں اپنی کہانی کی ولن خود ہوں میں کبھی اپنے حق کے لئے نہیں بول سکی میں نے خود کو بے توقیر کیا میں نے ڈاکٹر وہ انگلی سے سینے پہ دستک دے رہی تھی میں نے کسی انسان کو یہ حق دیا کہ وہ مجھے ذہنی مریض بنا دے مجھے اپنا غلام بنا دے کیونکہ میں ایک لالچی لڑکی تھی مجھے میری ماں کی توجہ چاہیے تھی وہ ہلکی ڈسٹرب آواز میں کہہ رہی تھی ہاں میں بھی needyاور desperate تھی

اپنی ماں کی محبت کے لئے میں ایسی تھی اسی لئے میں نے سب برداشت کیا ہر بات جو وہ مہر ماہ مجھ سے کرتی تھی ہر وہ ظلم جو اس نے میرے ساتھ کیا میں اس میں شامل تھی اسکی آنکھیں بھر رہی تھی روحی یک ٹک اسے دیکھے گئ میں وہ مظلوم تھی جو اپنے لئے جان بوجھ کر آواز نہیں اٹھاتی تھی کیونکہ میں لالچی تھی کیونکہ میں محبت کھو جانے سے ڈرتی تھی میں بزدل تھی میں کیا کرتی یہ میرے بس میں نہیں تھا اگر میری ماں مجھے میرے حصے کا پیار دے دیتی تو میں ایسی نہ بنتی اسکی آنکھیں زار و قطار بہہ رہی تھیں

!!ہر انسان اپنی کہانی میں کہیں نہ کہیں ولن ضرور ہوتا ہے اگر آپ نے ریڈ فلیگز اگنور کر کے کسی انسان کو اپنی زندگی میں آنے دیا اور اس نے آپ کو ہرٹ کیا تو ولن وہ نہیں آپ خود ہیں

میں بہت ہرٹ ہوں ڈاکٹر میں بہت زیادہ ہرٹ ہو گئی ہوں میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس میں مہرماہ شامل تھی اس بات نے میرا دل توڑ دیا ہے میں ایک لمبا عرصہ کسی پہ یقین نہیں کر سکوں گی میں ایک لمبا عرصہ دوست نہیں بناؤں گی میں بہت بری طرح ٹوٹ گئی ہوں میں کیا کروں وہ چہرہ ہاتھوں میں دیئے ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی تھی

تم ہرٹ ہو سمجھ آتا ہے لیکن تم شاکڈ نہیں ہو روحی سوچ سوچ کر کہہ رہی تھی تم کیوں شاکڈ نہیں ہو کیا تمھیں مہر پہ شک تھا یا پھر تم یہ بات تین دن پہلے نہیں جانی تمھیں یہ بات پہلے سے پتہ تھی اوہ میرے خدا تمھیں یہ بات پتہ تھی ناں؟ اس نے جیسے پہیلی حل کر لی تھی

ہالے نے آہستگی سے چہرہ اٹھایا تھا گیلی آنکھوں سے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا اور دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا" جادو اسکی منشاہ نہیں مجبوری تھی" میں جانتی تھی یہ کون لکھ سکتا ہے اس نے جیسے اعتراف کیا ہو" میں جان گئی تھی جب عمر مجھ سے پوچھنے آیا تھا میں اسی دن جان گئی تھی لیکن بس چپ تھی وہ یاسیت سے بول رہی تھی آواز میں رنج تھا

میں چاہتی تھی یہ جھوٹ نکل آئے میں چاہتی تھی میرے اندازے غلط ہوں لیکن نہیں ہو سکے ہاں میں شاکڈ نہیں ہوں کیونکہ میرے شاک کا فیز گزر چکا ہے میں اب قبول کر چکی ہوں آپ کو پتہ ہے ڈاکٹر کوئی انسان اٹھ کر یونہی ہماری کہانی کا ولن نہیں بن جاتا ہم اسے یہ موقع دیتے ہیں وہ روحی کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی جس طرح ٹریفک سگنلز ہوتے ہیں اسی طرح ریلیشن شپ سگنلز بھی ہوتے ہیں ایک سرخ بتی کئی بار جلتی بجھتی ہے اس

پہ رک جانا ہوتا ہے اپنی یا سامنے والے کی اصلاح کرنی ہوتی ہے لیکن میں نہیں رکی اس نے جیسے خود کا مذاق اڑآیا ہو میں نہیں رکی کیونکہ اگر رک جاتی تو میرے لئے مزید مشکلیں بن جاتیں میں ڈر گئی تھی میرے لالچ اور محبت کی بھوک نے مجھے سب سہنے پہ مجبور کیا مہر ماہ میری کہانی کی ولن نہیں ہے میں اپنی کہانی کی ولن ہوں جب میں اپنے لئے نہیں بول سکی اپنے لئے نہیں اٹھ سکی جب میں نے چاہتے ہوئے اسکا ظلم برداشت کیا تو میں مظلوم نہیں ہوں میں ظالم ہوں اپنی جان کے ساتھ

ظلم کیا میں نے اس نے اب سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا تھا روحی آگے کو ہو بیٹھی

دیکھو ہالے ہم چاہے ظالم تھے یا اپنے ساتھ اچھے نہیں رہے لیکن کسی بھی انسان کو حق نہیں تھا کہ وہ ہمارے جسم یا روح کو تکلیف دے چلو اگر اس نے دی بھی اور ہم نے سہہ لی تو اسکی بھی ایک حد ہوتی ہے وہ عورت تمھارے بچوں تک آگئی ہے حد ختم ہو چکی ہے

ہالے کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی تھیں "اب تمھیں چاہیے کہ تم ظالم کا ہاتھ روکو اسکا ظلم روکو تمہاری مینٹل ہیلتھ خراب ہو رہی ہے اب تمھیں چاہیے کہ بس کر دو جاؤ ہالے سلطان کنفرنٹ کرو اسے پوچھو اس سے کہ کس نے حق دیا اسے کہ تمھارے ساتھ برا کرے اگر نہیں پوچھو گی تو ایک بار پھر اپنی جان کے ساتھ ظلم کرو گی

ہالے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی "اس سے کیا ہو گا؟ کیا میرے ساتھ ہوا کچھ بھی ظلم بدل سکتا ہے،؟

روحی مسکرائی تھی "اس سے یہ ہو گا کہ تمھارے اندر سے پچھلے گلٹ نکل جائیں گے تمہارا دماغ پر سکون ہو گا تمہارا جسم اور دل تم سے خوش ہوں گے کہ تم ان دونوں کے لئے بولی ہو تمھیں نہیں لگتا کہ ہر ظلم کی ایک حد ہوتی ہے اور اگر وہ حد ختم ہو جائے تو اس کے خلاف بول آٹھنا چاہیے ؟

ہالے کچھ نہیں بولی اس نے بس سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی ہالے کچھ سوچ رہی تھی اور روحی اسکا دماغ پڑھ ۔نے کی کوشش کر رہی تھی

تم اپنی ماں کو معاف کیوں نہیں کر دیتی ہالے ؟اسکی بات پہ ہالے کو یوں لگا تھا جیسے کسی نے کھینچ کر تھپڑ دے مارا ہو وہ سن ہو گئی "جب تم چھوٹی تھی تب تمھیں تمھاری ماں کا پیار نہیں ملا میں مانتی ہوں وہ سنجید گی سے بت بنی ہالے کو دیکھتے ہوئے بولتی رہی

لیکن بچوں کے پاس ماں باپ کا پیار پانے کے ہزاروں طریقے ہوتے ہیں تم نے کوئی طریقہ کیوں نہیں اپنایا ؟جانتی ہو کیوں ؟کیونکہ تم egoist تھیں تم نے بھرم رکھ لیا کھو کھلے بہادروں کی طرح ماتھے پہ لیبل سجا لیا کہ تمھیں ماں کی ضرورت نہیں ہے حلانکہ تمھیں تھی روحی زور دے کر بولی تھی

ہالے نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر چپ کر گئی "تم اپنی ماں کے آگے جھکنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ تم پہ شروع ہی سے بہت سارے بوجھ ڈال دیئے گئے تھے تم مزید جھکتی تو شاید گر جاتیں لیکن گرنا تو برا نہیں ہو تا گر کر آٹھ نہ پانا برا ہوتا ہے تم یہ نہیں سمجھی

ہالے نے لب اپس میں پیوست کر لئے دل کو اندر سے کوئی جکڑ رہا تھا

ماؤں کو معاف کر دینا چاہیے ہالے کیونکہ مائیں ہمیشہ معصوم ہوتی ہیں کبھی اپنی ماں سے زیادہ معصوم کوئی انسان دیکھا ہے ؟

ہالے نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا تھا" انہوں نے جو کچھ بھی کیا شاید اسکے پیچھے کوئی وجہ ہو لیکن بہر حال وہ تمہاری ماں ہیں انہیں معاف کرو تا کہ دل کے بوجھ ہلکے ہو سکیں ماں باپ تو اولاد کو قتل بھی معاف کر دیتے ہیں پتہ نہیں ہم کیوں انکی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو قتل سے بھی بڑا سمجھ لیتے ہیں نئی شروعات کرو ہالے سلطان کسی مہر کسی شمس اور کسی فروا کو حق نہیں ہے کہ تمھیں اذیت دیں تم پہ بس تمہارا حق ہے وہ نرمی سے بولی تو ہالے نے نم آنکھوں کے ساتھ سر ہلا دیا اور ایک گہری سانس خارج کی

ایک تازہ سانس اپنے ساتھ انصاف اور ایک نئی زندگی کے نام

معراج سلطان کے آفس میں بیٹھا عمر حیات کام میں مصروف دکھائی دیتا تھا لیپ ٹاپ پہ کھٹا کھٹ ٹائپ کرتے ہوئے اسکا دھیان کہیں اور نہیں جا رہا تھا وہ فوکسڈ تھا اس نے سفید ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی کوٹ اسٹینڈ پہ ٹنگا تھا بال حسب عادت ماتھے پہ گرائے ہوئے تھے دفعتاً آفس کا دروازہ ہلکا سا بجا تھا وہ سیدھا ہو بیٹھا جانتا تھا آنے والا شمس سلطان ہی ہو گا اس کی توقع کے عین مطابق شمس اندر آیا تھا ایش گرے ٹو پیس سوٹ میں ملبوس بالوں کو

اچھے سے سیٹ کیئے وہ ترو تازہ لگ رہا تھا عمر اسکی موجودگی محسوس کر چکا تھا لیکن سر نہیں اٹھایا شمس اسکے اس رویے کے عادی ہو چکے تھے وہ متوازن چال چلتا ہوا آیا عمر کے سامنے والی کرسی کھینچی اور ہاتھ میں پکڑی فائل میز پہ دھر دی

کیا تم میرا ایک حکم مانو گے ؟

میں آپ کا ملازم نہیں پارٹنر ہوں سو آپ مجھ سے فیور لے سکتے ہیں حکم نہیں دے سکتے عمر نے ٹوکا تھا شمس مسکرا دیے نہ جانے کیوں انہیں یہ آدمی برا نہیں لگتا تھا

یہ فائل اپنی بیوی کو دے دو اس میں وہ ساری رقم کی ڈیٹیل ہے ہے جو میں ہر ماہ بھائی کو اپنی کمپنی سے دیا کرتا تھا چند ماہ سے نہیں دے سکا وہ ایک پل کو رکا تھا عمر کے ٹائپ کرتے ہاتھ بھی رک گئے تھے

لیکن اب میں سب فکس کر لوں گا وہ ایک عزم سے بولا تھا میں ہالے اور حسن کو اتنی ہی رقم دیا کروں گا جتنی انکا حق ہے میں سب ٹھیک کرنا چاہتا ہوں کیا تم میری مدد کر دو گے ؟؟

آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں ایسا کر سکتا ہوں ؟ میں اپنی بیوی کے لئے کما سکتا ہوں اسے آپ کے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے عمر سنجیدگی سے بولا تھا شمس کی آنکھوں میں اب کے گلٹ تھا

انہیں ضرورت ہو یا نہ ہو مجھے ہے.... میں ایسا آدمی نہیں تھا عمر میں کبھی بھی اپنے بھائی کا برا نہیں چاہتا تھا

It just . . it just happened

وہ بے بسی سے بولا

اور میں کچھ نہیں کر سکا لیکن میں انکے بچوں اور بیوی کے لئے بہت کچھ کروں گا تم دیکھ لینا میں فرشتہ بن کر دکھاؤں گا

عمر نے استہزاہ سے سر جھٹکا تھا" ان کے بچوں کو صرف اور صرف ہیون چاہیے دے سکتے ہیں؟ شمس اسکی بات پہ ٹھہر گیا تھا ظاہر ہے اسکا جواب ناں ہی ہو گا لیکن خیر میرا ان سب سے کوئی تعلق نہیں آپ میرے پارٹنر ہیں میں آپ کو فیور دوں گا یہ فائل اور آپ کی آئندہ بھیجی جانے والی رقم ہالے اور حسن قبول کر لیں گے

شمس ممنونیت سے اسے دیکھے گیا" کل میں اپنے گھر میں ایک فیملی ڈنر رکھ رہا ہوں کیا تم اپنی بیوی کو لے آؤ گے؟ میں خاندان جوڑنے پہ یقین رکھتا ہوں سو فکر نہ کریں میں لے آوں گا آپ بس اس بات کا دھیان رکھیے گا کہ آپ کی بیوی کسی قسم کی بدمذگی نہ کر دیں عمر متانت سے بولا تھا

ارے نہیں نہیں اس کی فکر مت کرو ہم دونوں نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ اب کچھ برا نہیں ہو گا وہ ہالے کے ساتھ اپنے تعلقات درست کر لے گی اور سب ٹھیک ہو جائی گا تم بس کل رات آجانا میں تمہارا انتظار کروں گا

شمس اٹھ کھڑا ہوا تھا عمر نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا ہم دونوں ان الفاظوں کے پیچھے کیا راز تھا وہ سوچ میں پڑ گیا

مصروف سی شاہراہ پہ واقع غزالہ روحی کے کلینک سے جب وہ باہر نکلی تو اسکے سامنے ہی کوئی کھڑا تھا گاڑی سے ٹیک لگائے مسکراتے ہوئے اسکو دیکھتا ہوا اسے دیکھ کر وہ بھی مسکرائی تھی ایک بھرپور مسکراہٹ

تم سے برداشت نہیں ہوا ناں میرا باہر آنا کیفے چھوڑ چھاڑ نکل آئے تم بھی وہ اسکے قریب آتے ہوئے بولی تھی

ہارون مسکرایا تھا

ہم دونوں باس ہیں اگر کیفے تمھارے غریب شوہر جیسے آدمی کا ہوتا تو الگ بات تھی ہم جب چاہے گھوم پھر سکتے ہیں میڈم وہ اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا پھر اپنی طرف سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر آکر بیٹھا

اگر میرے غریب شوہر نے تمھارے یہ القابات سن لئے ناں زبان جلادے گا تمہاری

فکر نا کرو وہ حسن پرست آدمی مجھ سے نہیں الجھے گا جانتا ہے میں چہرے بنانے میں کس قدر مہارت رکھتا ہوں کیا ہو جو میں اسکی ایک آنکھ بھینگی کر دوں؟ وہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا تھا

نیلا تھوتھا کھا کر مارے گا خود کو یا پھر چوک پہ پھانسی لگالے گا یہ آواز پچھلی سیٹ پہ بیٹھے حسن کی تھی ہالے نے مڑ کر اسکو گھورا تھا

شرم کرو بہنوئی ہے تمہارا تمیز سے بات کرو اچھا وہ اسے گھرک رہی تھی ہارون مسکراتے ہوئے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا کچھ دیر بعد وہ ایک ریستوران میں بیٹھے تھے گول میز کے اطراف میں سجی کرسیاں اور چھت سے لٹکتے کرسٹل بالز والے خوبصورت ریستوران میں میز پہ ڈھیر سارا کھانا تھا

کتنا عرصہ ہو گیا ہاری ہم اس طرح کھانا کھانے نہیں آئے ہالے یاسیت سے کہہ رہی تھی ہارون بھی اداس سا مسکرایا تھا

تم عمر کے ساتھ رہ رہ کر کنجوس ہوتی جا رہی ہو اس لئے وہ اسے اداس نہیں کرنا چاہتا تھا سو بات بدل گیا

وہ کنجوس نہیں ہے بس پیسے میں اسکی جان اٹکی رہتی ہے ورنہ مجھ پہ خرچ کرنے میں تو بہت اچھا ہے وہ ہالے فخر سے کہہ رہی تھی

بلی کے خواب میں چھچھڑے عمر حیات کے بس میں ہو تو ہوا کھائے اور پانی سونگھے لیکن پیسہ خرچ نہ کرے حسن نے ہاتھ جھلایا تھا

ہالے تپ گئی تھی "ہم لوگ یہاں ساتھ وقت گزارنے آئے ہیں یا پھر میرے شوہر کو ڈسکس کرنے؟ چپ چاپ کھانا کھاؤ گینڈا

اسے چھوڑو ہالے تم میری بات سنو وہ جو عالیہ تھی ناں ہماری کلاس فیلو اس نے ارحم کو ڈمپ کر دیا اور وہ جو رحمان تھا ناں ہیٹ والا اس نے شادی کر لی اپنی ایکس کے ساتھ ہارون ایک بار پھر اپنے خبری موڈ میں آ چکا تھا

ہالے نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا لئے تھے "اللہ اللہ اس رحمان نے شادی کر لی بلایا کیوں نہیں ہمیں؟ اور اسکی منگیتر کا کیا بنا پھر؟ وہ کھانا چھوڑ اب متجسس تھی

ہارون نے جوس کا گھونٹ بھرا "ہونا کیا تھا وہ اجکل ٹک ٹاک پہ سیڈ ویڈیوز بنا رہی ہے اور انسٹا پہ بھی ریلشن شپ ایڈوائس دیتی ہے تم انکو فالو تو کرو ناں رکو میں تمھیں اکاؤنٹ بھیجتا ہوں ہارون نے اپنا موبائل نکال لیا تھا وہ

دونوں ایسے ہی تھے کسی کا بریک اپ ہو کسی کا نیا نیا تعلق بنے شادی ہو یا پھر جھگڑا ہر بات پہ اسی طرح ڈسکشن ہوتی تھی کچھ عرصہ پہلے جو فاصلہ آگیا تھا وہ اب ایک بار پھر پر ہونے لگا تھا

حسن ان دونوں کی باتوں سے بور ہو گیا تھا قریب ہی کسی میز پہ اسکی کلاس فیلو آ کر بیٹھی تھی سو اب وہ اسکے ساتھ جا بیٹھا تھا ہارون اور ہالے اب اکیلے تھے

تم کیسے ہو ہاری ؟ وہ غور سے اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی ہارون مسکرایا تھا " مجھے کیا ہو گا ؟ بلکل ٹھیک ٹھاک ہوں میں بس کیفے تھکا رہا ہے بزنس آسان نہیں ہے وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہا تھا جبکہ ہالے اب بھی اسی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی

تم اپنا کام چھوڑ کر اس وقت میرے پاس ہو تا کہ میرے برے وقت میں مجھے اچھا محسوس کرواسکو تم ساتھ ہو تو دل ہلکا ہے لیکن مسائل صرف مرے نہیں ہیں ہاری تمھارے بھی ہیں سو برابری کی سطح پہ آؤ اور بتاؤ کیا تم ٹھیک ہو ؟ ہارون کے دل کو تقویت ہوئی تھی وہ واقعی ٹاکسک نہیں رہی تھی وہ خود کو بدل رہی تھی ہارون اور اسکا تعلق برابری کی سطح پہ آرہا تھا دوستوں کو چانسز دینے چاہیے اگر ایک ایک غلطی پہ دوست چھوڑے جائیں تو ایک دن ہم تنہا رہ جائیں گے

میں ٹھیک ہوں ہالے . . . اب واقعی ٹھیک ہوں بس اگلے ہفتے میری پینٹنگز کی ایگزیبیشن ہے اسکی تیاری کر رہا ہوں اس بے بات ختم کرتے ہوئے چاولوں کا چمچ منہ میں رکھا تھا

نروس ہو ؟ ہالے نے نرمی سے پوچھا

ہم آرٹسٹ لوگ ہیں نروس نہیں ہوتے میں جانتا ہوں میری پینٹنگز کبھی دنیا کے عجائب میں شمار نہیں ہوں گی نہ ہی میں ان سے کما سکوں گا اور ناں ہی میں کوئی بے حد امیر اور مشہور آدمی بن جاؤں گا جیسے ڈراموں اور فلموں میں ہوتا ہے یہاں آپ کا دل ٹوٹا اور یہاں آپ نے محنت شروع کی اور آپ بے حد مشھور ہو گئے

وہ دونوں ایک ساتھ ہنسے تھے "لیکن میں خوش ہوں کیفے سے کمائی ہو جاتی ہے اور پینٹنگز مجھے خوش رکھتی ہیں میں ہیپی ہو رہا ہوں وہ نرمی سے بولا تھا

ہالے مسکرائی تھی ہارون اسکو دیکھ کر مسکرایا تھا وہ دونوں اب ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے دوستوں کا ساتھ آپ کو کس قدر ہلکا پھلکا کر دیتا ہے ناں؟

شام گہری ہو کر آسمان پہ پھیلی تو آسمان اپنا نیلا رنگ بدل کر سیاہ ہونے لگا ستارے سارے آسمان پہ پھیلے ہوئے تھے نومبر کی ٹھنڈی ہوائیں کراچی کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھیں گو کہ کراچی میں زیادہ ٹھنڈ نہیں پڑتی تھی لیکن پھر بھی موسم اچھا خاصا ہو جایا کرتا تھا ایسے ہی خوشگوار سے موسم میں عمر حیات کے کمرے میں جاؤ تو ہالے سلطان سنگھار میز کے سامنے بیٹھی تھی عمر اسکے عقب میں بیڈ پہ بیٹھا تھا لیپ ٹاپ پہ گاڑیوں کے نئے ماڈل دیکھتا

ہوا ساتھ ہی ہر پانچ منٹ بعد سردار کو کال کرتا ہوا ہالے اپنے بالوں میں برش پھیر رہی تھی سست روی سے اداسی سے

تمھارے بالوں کا رنگ خراب ہو رہا ہے وہ اسی طرح لیپ ٹاپ پہ سر جھکائے کہہ رہا تھا ہالے چونک گئی تھی پھر بالوں کو آگے کیا آہ انکا رنگ واقعی خراب ہو رہا تھا وہ کھردرے بھی ہو گئے تھے

کل جا کر انکا کلر چینج کرواؤ واپس اپنے بلیک ڈائی پہ آجاؤ تمھارے بال ویسے خوب صورت تھے

ہالے مسکرائی تھی بلاخر اس نے کسی چیز کی تو تعریف کی تھی "اچھا تمھارے میرے سیاہ بال پسند تھے؟ وہ مسکرا ہٹ دبائے پوچھ رہی تھی ویسے عمر میں نے سنا ہے تم میری محبت میں فیل ہو گئے تھے

اب کے عمر نے سر اٹھایا تھا آنکھوں میں کچھ خفگی تھی "ویسے ہالے میں نے سنا ہے تم لوگوں کو جا کر کہتی ہو میری آواز اس کرہ عرض کا سب سے خوبصورت ساؤنڈ ہے وہ بھی عمر تھا کہاں پیچھے رہنے والا تھا

ہالے کو شاک ہی تو لگا تھا" یہ میرا پرسنل سیشن تھا عمر روحی نے تم سے کیسے شیئر کیا

آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ سب کچھ روحی نے نہیں بتایا آپ کے ہینڈ بیگ میں وائس ریکارڈر لگایا تھا میں نے وہ کہتے ہوئے اٹھا تھا اور بیڈ کے کنارے آکر بیٹھا ہالے اب بھی خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی

آؤ تمھارے بالوں میں تیل لگا دوں وہ بیڈ کی پائنتی کے قریب التی پالتی مارے بیٹھا تھا اور مسکراتے ہوئے آفر کر رہا تھا ہالے بھی مسکرائی تھی کچھ دیر بعد وہ نیچے فرش پہ بیٹھی تھی ہاتھ میں تیل سے بھری چھوٹی سی پیالی اٹھا رکھی تھی جس میں سے وہ وقفے وقفے سے تیل ہاتھ میں بھرتا تھا اور اسکے بالوں میں لگاتا تھا

آج شمس آیا تھا میرے پاس تمہارا حصہ دینا چاہتا ہے وہ اور کل ڈنر پہ بھی بلا رکھا ہے میں ہاں کہہ آیا ہوں ہالے نے جواب نہیں دیا وہ بس سنتی رہی

کل ہم جائیں گے تم چاہو تو مہر کو کنفرنٹ کر سکتی ہو اس سے بات کرو تمھارے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا وہ نرمی سے بولا تھا پھر ایک پل کو ٹھہرا "کیا تمھیں اعتراض ہو گا اگر میں اپنے ابا کو گھر لے آؤں؟

وہ ہتھیلی سے اسکے سر میں مالش کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا دور کہیں شاید وہ جواب جانتا بھی تھا ہالے چند پل خاموش رہی پھر آہستگی سے بولی

وہ تمھارے ابا ہیں . . . . مجھے کوئی مسلہ نہیں ہو گا اگر تم انہیں یہاں لے آؤ لیکن میں تم سے ایک ریکویسٹ کرونگی کہ مجھے کچھ وقت دو میرے دل میں انکے خلاف بہت کچھ ہے بس تھوڑا وقت دو تا کہ میں خود کو سمجھا سکوں

عمر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا تھا وہ جانتا تھا ہالے اتنی جلدی دل سے بات نہیں نکالے گی

اچھا یہ سب چھوڑو تم مجھے پیسے دو تا کہ میں نیا ہیئر کلر کرواؤں ہیئر کٹ لوں اور کیریٹن ٹریٹمنٹ بھی

ہاں ہاں میرے باپ کی شوگر مل لگی ہے ناں یا پھر میرے پاس کوئی درخت ہے جہاں پیسہ اگتا ہے پچاس روپے والا جیو کلر لگاؤ اور خاموشی سے بیٹھ جاؤ

ہالے حسب توقع بھڑک گئی تھی "چھوڑو میرے بال کوئی ضرورت نہیں اس سب کی پیسے دیتے وقت تو تمہاری جیب میں سانپ بیٹھ جاتے ہیں ناں وہ آٹھ نے لگی تھی لیکن عمر نے اسکے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ واپس بٹھا دیا

لے لو جتنے پیسے چاہیے لے لو وہ جل کر بولا تھا جس حساب سے تم خرچہ کر رہی ہو ناں مجھے لگتا ہے عنقریب میں تین تلوار کے چوک پہ بھیک مانگوں گا

اور مزے کی بات بتاؤں عمر؟ تمھیں کوئی بھیک بھی نہیں دے گا وہ مزے سے بولی تھی

اب تم مجھے انڈر اریسٹیمیٹ کر رہی ہو جب میں اماں کے کوکنگ کلاسز میں کھانا بنایا کرتا تھا ناں تو لڑکیوں کے کھانے جل جاتے تھے لیکن وہ پھر بھی مجھ سے نظر نہیں ہٹاتی تھیں وہ فخر سے بتا رہا تھا

اب ظاہر ہے تم بھی انکی حوصلہ افزائی کرتے ہی ہو گے

عمر نے مسکراہٹ دبائی تھی "لو میں بھلا کیا کرتا تھا ذرا سی اپنے ڈمپلز کی نمائش کر دیتا تھا اور لڑکیوں کے دلوں پہ چھری چل جایا کرتی تھی

عمر اب یہ بہت زیادہ ہو رہا ہے یہ نہ ہو کہ میرے برداشت کی حد ختم ہو جائے ہالے نے وارن کیا تھا

ویسے سوچنے کی بات ہے ہالے تم اگر ابھی ان بے ضرر لڑکیوں سے جل رہی ہو تب کیا ہو گا جب مجھے جنّت میں ستر حوروں کے ساتھ دیکھو گی وہ اب اسکے بالوں کی چٹیا گوندھ رہا تھا

ہالے نے اپنے بال چھڑوائے تھے اب وہ پلنگ کی پائنتی پہ اپنا سر ڈھلکائے عمر کو دیکھ رہی تھی "جنت میں جانے والوں کی ہر خواہش پوری ہوتی ہے ناں؟

ہاں بلکل ہوتی ہے عمر نے تائید کی تھی

پھر میں جنّت میں جا کر دعا کروں گی کہ اللہ سائیں تمھیں جہنم میں پھینک دے نہ حوریں ہو نگی نہ جلن عمر کا چہرہ فق ہو گیا تھا ہالے مسکراتے ہوئے اٹھی تھی

میں تو پچھلے پانچ منٹ سے کچھ بولا ہی نہیں تمھارے علاوہ کسی لڑکی کو دیکھنا بھی حرام ہے مجھ پہ وہ گھبراہی تو گیا تھا

ہالے مسکراتے ہوئے اب اپنے بالوں کو آئینے میں دیکھ رہی تھی دھمکی کام کر گئی تھی

اگلی رات وقت ساڑھے نو بجے کے قریب

سلطان منزل میں آج بچھی ہوئی کھانے کی میز تو یوں لگتی تھی جیسے کسی محل کا شاہی کھانا ہو کونسا کھانا تھا جو آج وہاں موجود نہیں تھا کونسا مشروب تھا جسکی کمی محسوس ہوتی خوش گپیوں کے درمیان کھانا کھایا جارہا تھا سربراہی کرسی پہ شمس بیٹھے تھے انکی دائیں طرف سفیر اور اسکے ساتھ مہرماہ اسی طرح انکی بائیں جانب ہالے سلطان تھی

اور اسکے ساتھ بیٹھا عمر حیات ہالے کے ساتھ والی کرسی پہ یوسف سلطان بیٹھے تھے وہ ہالے کی موجودگی سے بے تحاشا خوش تھے اور آج انہوں نے اسی لئے سربراہی کرسی چھوڑ ہالے کے ساتھ والی کرسی چن لی تھی ہالے سب سے بات کر رہی تھی دادا سے اپنی ماں سے فروا سے اور یہاں تک کہ سفیر سے بھی سفیر نے بھی اس سے ہلکی پھلکی بات کی تھی وہ چاہے ماضی میں جیسا بھی رہا ہو لیکن ایک ماضی وہ بھی تھا جس میں سفیر اسکا بہترین دوست رہا تھا

عمر تمہارا خیال تو رکھتا ہے ناں ؟یوسف سلطان نے سرگوشی کی تھی ہالے مسکرا دی وہ کم از کم اس اس آدمی سے ناراض نہیں رہ سکتی تھی

بہت خیال رکھتا ہے دادا جان بہت اچھا ہے تھوڑا پیسے کے معملے میں کنجوس ہے باقی سب ٹھیک ہے وہ بھی انہی کی طرح سرگوشی کر رہی تھی یوسف سلطان تو پھولے نہیں سما رہے تھے آج ہالے بلکل نارمل تھی نہ اس نے پچھلی باتیں دہرائیں تھیں نہ اس نے کوئی بات کہی تھی

معراج کا شاگرد ہے کنجوس تو ہوگا ناں ویسے ایک بات ہے لڑکا ہے ہینڈسم دادا کی بات پہ ہالے نے انکو گھورا تھا میں کیہڑی گھٹ شئے ہاں (میں کونسا کوئی کم ہوں)وہ اسکی بات پہ نم آنکھوں سے ہنس پڑے تھے

میکوں سرائکی اج کاں پہلے اتنی مٹھی کڈھئیں کائی نئیں لگی (مجھے سرآئیکی آج سے پہلے اتنی میٹھی کبھی نہیں لگی)وہ کہہ رہے تھے مجھے معاف کرنا ہالے میں مجبور اور کمزور تھا تمہاری جدائی اب میرے بس کی بات نہیں تم اب

مجھے چھوڑنا مت وہ جیسے التجا کر رہے ہوں ہالے کے دل کو کسی نے پکڑ کر دبایا تھا اس نے زخمی آنکھوں سے سامنے بیٹھی مہر کو دیکھا جو انہی دونوں کو دیکھ رہی تھی

ہم دونوں کو کوئی دور نہیں کر سکتا دادا وہ بلند آواز میں بولی تھی سب کھانا روک کر اسے دیکھے گئے ہم ایک خون ہیں ایک نسل میں آپ کے بیٹے کا خون ہوں میں آپ کی اولاد میں سے ہوں ہم میں فاصلے آ سکتے ہیں بد گمانی آ سکتی ہے لیکن تیسرا نہیں آ سکتا ہے ناں دادا؟ وہ کہہ تو یوسف سلطان سے رہی تھی لیکن اس نے آنکھیں مہر کے چہرے پہ گاڑ رکھی تھیں

یوسف سلطان نے اسکا ہاتھ تھام کر چوما تھا ہالے انکے کندھے سے لگ گئی تھی اب بس مہر کی برداشت اب ختم ہو چکی تھی وہ اٹھ کھڑی ہوئی وہ آنکھوں میں تپش لئے ہالے کو دیکھ رہی تھی

آ جاؤ ہالے تمھیں اپنی شاپنگ دکھاؤں تمھیں دیکھنی تھی ناں؟ وہ لفظوں پہ زور دے رہی تھی

مہر... بیٹے اسے کھانا کھا لینے دو شمس نے ٹوکا تھا لیکن ہالے "میں واقعی دیکھنا چاہتی ہوں" کہتے ہوئے اٹھی تھی عمر نے ایک نظر ہالے کو دیکھا ہالے نے پلک جھپک کر اسے تسلی دی تھی

ان دونوں کا رخ اب کے مہرماہ کے کمرے کی جانب تھا نہ جانے کیا تھا جو اب ہونے جا رہا تھا

وہ اسے لئے اپنے کمرے میں چلی آئی تھی اب وہ دونوں ایک دوسرے کے روبرو تھیں بھوری آنکھوں نے سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا" چلی جاؤ ہالے پلیز اسکی آنکھوں میں منت تھی اسکے لہجے میں منت تھی

مجھے میرا جواب دے دیں میں چلی جاؤں گی لیکن آپ جانتی ہیں میرے جانے سے کچھ نہیں ہو گا میں ہمیشہ یہیں رہوں گی سفیر کے دل میں اور دادا کے دل میں آپ مجھے وہاں سے کیسے نکالیں گی؟ہالے کی آواز میں رنج تھا

مجھے بس میرا جواب دیں "کیوں "؟آخر آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں آپ کو تو مجھ سے محبت تھی ناں ؟وہ نہیں رونا چاہتی تھی لیکن آنسو خود بخود اسکی آنکھوں سے پھسل رہے تھے مہرماہ نے چند لمحہ اسکو دیکھا اور پھر اسکا ہاتھ پکڑے فرش پہ بیٹھ گئی

میں تم سے آج بھی اتنی ہی محبت کرتی ہوں ہالے .... اس نے اپنا ہاتھ ہالے کے چہرے پہ رکھا تم میرے لئے آج بھی ضروری ہو میں آج بھی تمھیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتی وہ گیلی آواز میں کہہ رہی تھی

ہاں میں مانتی ہوں میری وجہ سے تمھیں بہت کچھ سہنا پڑا بہت کچھ برداشت کرنا پڑا لیکن ہالے کیا میں نے بچپن سے یہی سب نہیں سہا؟کیا میں نے ایک پرفیکٹ لائف گزاری ؟کیا میں تمہاری وجہ سے اگنور نہیں ہوئی ؟کوئی مجھے نہیں دیکھتا تھا کیونکہ آگے تم تھیں لیکن میں نے کبھی شکایت نہیں کی کیا میں نے کی ؟ہالے نے سختی سے لب بھینچ لئے وہ رونا نہیں چاہتی تھی

میں نے تم سے محبت کا حق ادا کیا اور آج اگر تمھیں مجھ سے محبت کرنے کا حق ادا کرنا پڑ رہا ہے تو تم پیچھے ہٹ رہی ہو کیا میں وہی نہیں ہوں جس نے تمھیں تب محبت دی جب تمہاری سگی ماں نے تمھیں چھوڑ دیا تھا؟ تاسف سے

پوچھ رہی تھی وہ کیا میں وہی نہیں ہوں جس نے ہر بات میں ہمیشہ تمہارا ساتھ دیا ہاں میں نے بہت کچھ غلط کیا تھا اب بھی کر رہی ہوں لیکن تم مجھ سے محبت کرتی ہو ہالے کیا میرا تم پہ اتنا بھی حق نہیں؟

سفیر کو ڈرگز دینا دادا کو وہیل چیئر پہ بٹھا دینا اسے کیسے جسٹیفائی کریں گی؟ یہ کیسی محبت ہے آپ کی؟ جس نے مجھ سے میرا باپ چھین لیا اسکی آواز میں گہرا کرب تھا یہ کیسی محبت ہے جس نے آپ سے قتل کروا دیا جس نے مجھے ذلیل کروایا میرا خاندان مجھ سے چھین لیا کیا آپ اسے محبت کہتی ہیں؟ ہالے کے لہجے میں حقارت تھی

یہی تو محبت ہے.... ہر محبت میں آپ کو کچھ نہ کچھ کرنا ہوتا ہے میں نے تمہاری محبت میں بہت کچھ سہا تھا اب تمہاری باری تھی ابا اور سفیر کے لئے میں نے خود کو بے وقار کر دیا اب انکی باری تھی ہر کوئی اپنا اپنا حصہ نبھا رہا ہے ہالے تمھیں اگر مجھ سے کبھی محبت رہی ہے تو تمھیں شکایت کا حق نہیں ہے کیا تم نے کبھی مجھ سے محبت کی ہے؟ وہ اسکی آنکھوں میں جھانک رہی تھی

ہالے نے نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا تھا مہر کا دل رک سا گیا" مجھے آپ سے محبت کرنے کا وقت ملا ہی نہیں... آپ ضرورت بنیں خوف بنیں... طلب بن گئیں لیکن آج تک مجھے لگتا ہے میں آپ سے محبت نہیں کر سکی اور اب یہ جاننے کے بعد کہ آپ میرے باپ کی قاتل ہیں میں آپ سے نفرت بھی نہیں کر پا رہی وہ بے بسی سے بولی تھی آپ میرے لئے کچھ نہیں ہیں کچھ بھی نہیں مجھے آپ کے لئے کچھ محسوس نہیں ہو رہا میرا دل خالی ہے اگر کوئی آپ کو میرے سامنے مار دے تو مجھے فرق بھی نہیں پڑے گا لیکن میں آپ کو اپنے ہاتھوں سے مار کر بھی خود پہ ظلم نہیں کر سکتی آپ میرے اغوا میں شامل تھیں آپ نے سفیر کو تصاویر بھیجیں اور اسکے بعد جو کچھ

بھی کیا سب معاف کر دوں گی لیکن جو آپ نے میرے باپ کے ساتھ کیا ہے میں اسکے لئے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی

ہالے میں....

آپ کی محبت بس لینا جانتی ہے آپ حرص کی ماری عورت ہیں آپ کو پتہ ہی نہیں کہ محبت بس دینے کا نام ہے آپ کسی کو مفلوج کر کے اسے جھکانا محبت سمجھتی ہیں اور میں اس مفلوج جسم کو اپنے ہاتھ سے کھڑا کرنے کو محبت سمجھتی ہوں آپ کسی کو ذہنی اذیت دینا محبت سمجھتی ہیں اور میں اسی انسان کی ذہنی اذیتوں کے صدباب کو محبت سمجھتی ہوں آپ کہتی ہیں آپ نے یہ سب سفیر کے لیے کیا۔؟اس نے ایک پل کو رک کر مہر کی آنکھوں میں دیکھا

آپ جھوٹ کہتی ہیں یہ سب کبھی بھی سفیر کے لئے نہیں تھا یہ سب ہمیشہ آپنے یوسف سلطان کے لئے کیا تھا سفیر بس ایک کھلونا تھا جسے آپ نے استعمال کیا ہالے اٹھ کھڑی ہوئی تھی مہر ماہ اسے دیکھے گئی

اب بس مہر ماہ اب میں "تمھیں" مزید اپنے خون کے تعلقات سے کھیلنے نہیں دوں گی اب ابا اور سفیر کے ساتھ مزید گیمز نہیں اب مزید کسی کا باپ قتل نہیں ہو گا کیونکہ....وہ رکی مہر کو کچھ عجیب لگا تھا

اندر آؤ سفیر سلطان یہ الفاظ نہیں تھے سیسہ تھے مہر جل کر راکھ ہو چکی تھی اور ہالے کی آنکھوں میں ویسا ہی انتقام تھا جیسا اس روز شاہ تاج کے گھر جانے پہ.....

وہ اندر آیا تھا یہ سفیر کوئی اور تھا بے یقین شاکڈ آنکھیں پتھر آیا ہوا چہرہ شل سا جسم وہ جیسے اپنے قدموں پہ ہی کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا ہالے نے عمر کے نمبر پہ میسج چھوڑا تھا

سب کو لے کر آجاؤ جادو گرنی کو جلاوطنی کی سزا سنائی جائے گی

وہ اب گردن سیدھی کئے سفیر کو دیکھ رہی تھی سفیر آگے آیا تھا مہرماہ کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا وہ ابھی سے مردہ ہو گئی تھی

میں .... میں آیکسپلین کر سکتی ہوں سفیر اسکی آواز کسی کھائی سے آتی تھی "یہ سب اس طرح نہیں ہے یہ ... میں ... آپکو بتا رہی ہوں ... میں ہالے جھوٹی ہے میں آپ کو سمجھاتی ہوں اسکے الفاظ بے ربط تھے زبان پہ لکنت طاری ہو گئی تھی سفیر بس اسے دیکھے گیا

لوگوں کے قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی تھی کوئی وہیل چیئر گھسیٹتا ہوا ادھر ہی آرہا تھا مہرماہ کو آج پتہ چلا تھا سماعتیں کتنا بڑا عذاب ہوتی ہیں

? How could you do this to me

وہ بے یقینی سے بولا تھا میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا میں تو میں نے تو کبھی تمہارا برا نہیں چاہا مہر میں تو تمہارا دوست تھا ناں؟ وہ اتنا حیران تھا کہ حد نہیں

مہر کی آنکھوں میں بے بسی اور طیش کے مارے آنسو بھرنے لگے اس نے مدد طلب نظروں سے ہالے کو دیکھا تھا لیکن وہ نظر پھیر گئی تھی

میں نے کبھی تمھیں کوئی تکلیف نہیں دی اور تم تم اس حد تک گر گئیں؟ تمھیں لگا میں پاگل ہوں؟ تم نے ہالے کے ساتھ اتنا برا کیا؟ اب کے سلطان منزل کے تمام مکین اندر آ چکے تھے

تمہاری جرات کیسے ہوئی گھٹیا عورت.... سفیر پوری قوت سے دھاڑا تھا مہر سہم کر پیچھے ہٹی فروا نے باقاعدہ دل پہ ہاتھ رکھا تھا یوسف سلطان نہ سمجھی سے سب دیکھ رہے تھے باقی سب ریلکس تھے گویا سب جانتے تھے

میں آپ کو سمجھاتی ہوں سفیر میں آپ کو سب بتاتی ہوں مجھے بس ایک موقع دیں میں آپ کو ہر بات سمجھا سکتی ہوں وہ روتے ہوئے بول رہی تھی

کیا سمجھاؤ گی تم مجھے ہاں کیا سمجھاؤ گی وہ چیخ رہا تھا تم مجھے یہ سمجھاؤ گی کہ کیوں تم نے میری منگیتر کا نام کسی اور کے ساتھ جوڑا یا پھر یہ سمجھاؤ گی کہ کہ کیوں تم نے میرے چچا کا قتل کیا اس کی آخر بات پہ ہر ایک نے دم سادھ لیا تھا سفیر جنونی انداز میں غرا رہا تھا

تم مجھے یہ سمجھاؤ کہ کیوں آخر کیوں تم نے مجھے ڈرگز دینا شروع کیں اور کیوں تم نے میرے دادا کو مفلوج کر کے بٹھایا بولو ورنہ آج میں تمھیں جان سے مار دوں گا سفیر کا بس نہیں چلتا تھا کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اسکی حالت پہ کسی پاگل کا گمان ہوتا تھا مہر ماہ بس بے آواز آنسو بہاتی رہی

یہ جھوٹ ہے سفیر یہ سب جھوٹ ہے میں آپ سے ابا سے میں بہت محبت کرتی ہوں میرا یقین کریں اس نے قریب آنے کی کوشش کی تھی سفیر پیچھے ہٹا تھا تم صحیح کہہ رہی ہو مہر یہ جھوٹ ہے یہ سب جھوٹ ہی تو ہے اب وہ چلا نہیں رہا تھا وہ بس پیچھے ہوتا گیا یہاں تک کہ دروازے کے ساتھ کا کھڑا ہوا تمام لوگ خاموش تھے تماشائی تھے

آج میں تمھیں بتاؤں گا سچ کیا ہے ہمارے تعلق کی تو بنیاد ہی جھوٹ تھی ناں اور سفیر سلطان کو کبھی بھی جھوٹ پسند نہیں رہے وہ سرد فیصلہ کن نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا مہر کا دل کانپ گیا تھا آج میں تمھیں بتاؤں گا کہ جس نام کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لئے تم نے اتنے جتن کئے وہ نام میں ایک سیکنڈ کے اندر تم سے کیسے چھین سکتا ہوں فروا نے آگے بڑھ کر سفیر کی کہنی تھامنی چاہی جسے وہ بری طرح جھٹک گیا تھا

میں سفیر سلطان ولد شمس سلطان اپنے مکمل ہوش وحواس میں تمھیں طلاق دیتا ہوں

ساری آوازیں رک گئیں سارے چہرے دھندلے ہو گئے سب وجود بے کار ہو گئے مہر ماہ پتھر کا بت بن گئی تھی وہ آگے بڑھ کر سفیر کے منہ پہ ہاتھ رکھ دینا چاہتی تھی لیکن یہ نہ جانے کیوں دنیا کا سب سے مشکل کام لگا

میں تمھیں طلاق دیتا ہوں مہر ماہ

ہالے نے ایک نظر عمر کو دیکھا تھا وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دے رہا تھا وہ بتا رہا تھا کہ شر اور حسد کا انجام ہمیشہ برا رہا ہے

طلاق دیتا ہوں میں تمھیں جاؤ اب آزاد ہو تم وہ حقارت سے کہتے ہوئے اسکے قریب آیا اور اسکا بازو پکڑا تھا

" آج تم بھی اس گھر سے نکالی جاؤ گی جیسے تمہاری وجہ سے ہالے نکالی گئی تھی وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا مہر ماہ کسی ڈلی کی طرح اسکے ساتھ کھنچتی چلی گئی تھی

سفیر پلیز وہ کہاں جائے گی پلیز یہ مت کرو فروامنت کر رہی تھی جب شمس آگے آئے تھے

اگر اب تم ایک لفظ بولی تو میرے منہ سے تین لفظ سنو گی وہی تین لفظ جو تمھارے بیٹے نے کہے تھے

تم مجھے طلاق نہیں دے سکتے وہ بے یقینی سے بڑبڑائی تھی

آزمالو... وہ وثوق سے بولا سفیر ان دونوں کی پرواہ کئے بغیر اسے گھسیٹتا ہوا باہر لے کر جا رہا تھا مہر ماہ کوئی مزاحمت نہیں کر رہی تھی وہ شاید شاکڈ تھی یا پھر شاید پتھرا گئی تھی وہ اسے دروازے تک لا کر دروازے کے باہر کر چکا تھا

تمہاری اور میری طلاق ابھی نہیں ہوئی کیونکہ تمھارے پاس میری امانت ہے لیکن یاد رکھنا یہ جس دن اس دنیا میں آئے گا تم یہی الفاظ ایک بار پھر سنو گی ایک قاتل کے ساتھ تم رہ سکتی ہو میں نہیں حساب لوں گا میں تم سے وہ دروازہ اسکے منہ پہ مارتا اندر چلا گیا تھا

رات آدھی بیت چکی تھی عمر اپنی بیوی کے ساتھ اپنے گھر جا چکا تھا فروا کو غشی کے دورے پڑ رہے ہوں جیسے وہ بہو کے ساتھ بیٹا بھی کھو چکی تھی کتنی بار کتنی دیر تک وہ سفیر کے کمرے کے کمرے کے باہر کھڑی دروازہ بجاتی رہی تھی کتنی بار اس نے کہا تھا وہ بے قصور ہے اسے گنتی بھول گئی تھی اسکے بیٹے کو وہ بھول گئی تھی تھک ہار کر وہ واپس چلی گئی تھی ہارے ہوئے شکستہ قدموں سے عمر اور مہر کی حقیقت بھی کھل چکی تھی کوئی شاکڈ تھا کوئی انکاری ہر ایک کے اپنے غم تھے اپنے مسائل رات کے اس پہر سفیر سلطان کے کمرے کا دروازہ کھول کر اسکا باپ اندر داخل ہوا تھا اسکا بیٹا فرش پہ بیٹھا تھا گھٹنے سینے سے لگائے سر گرائے اسکی بھوری آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے دل فت پھٹ رہا تھا جیسے وہ بکھرا ہوا لگتا تھا شمس چھوٹے چھوٹے قدملیتا اسکے قریب چلا آیا تھا اسے دیکھ کر آج دل پسیجا تھا وہ دھیرے سے اسکے ساتھ فرش پہ بیٹھ گیا سفیر کچھ نہیں بولا وہ بس خاموشی سے بیٹھا رہا کافی دیر تک خاموشی رہنے کے بعد شمس نے بولنا شروع کیا تھا

یہ زندگی ہے سفیر... اس میں اچھا برا وقت آتا رہتا ہے عورت کے لئے اسکو ضائع مت کرو انکی آواز نرم تھی وہ ایک بری عورت تھی...

آپ ٹھیک کہتے ہیں وہ واقعی ایک بری عورت تھی سفیر نے انکی بات کاٹی تھی اس نے کبھی بھی مجھے یہ نہیں سکھایا کہ کسی سے غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دیتے ہیں اگر تم ہار گئے تو کوئی بات نہیں اگر تم گر پڑے ہو تو کوئی بات نہیں وہ واقعی بری عورت تھی شمس نے اسے اچھنبے سے دیکھا تھا آخر وہ کسکی بات کہہ رہا تھا سفیر اس سے بے نیاز اپنی رو میں کہے گیا

اس نے مجھے ہمیشہ کہا گردن اٹھا کر چلو سفیر کی آواز گیلی اور رنجیدہ تھی اسے مجھے بتانا چاہیے تھا کہ اگر گردن درد کرنے لگے تو کچھ دیر کے لئے کسی اپنے کے کندھے پہ سر رکھ سکتے ہو اس نے کیوں نہیں بتایا ڈیڈ ؟وہ گردن موڑ کر کرب سے پوچھ رہا تھا شمس اب سمجھے تھے وہ اپنی ماں کی بات کر رہا تھا

اس نے مجھے دھوکہ جھوٹ نفرت سکھائی اس نے معاف کرنا رحم دلی رکھنا نہیں سکھایا اس نے غلطیوں پہ انکو سدھارنا نہیں انکو چھپانا سکھایا سفیر اب رونے لگا تھا وہ اتنے سالوں کے آنسو اب بہا دینا چاہتا تھا

وہ واقعی بری عورت تھی ڈیڈ اور میرے لئے اس بری عورت کو آپ نے چنا وہ رک رک کر کہہ رہا تھا بولتے ہوئے بھی جیسے تکلیف ہو رہی ہو "وہ عورت میری پرورش اچھے سے نہیں کر سکی اور اس عورت نے میری زندگی برباد کر دی ڈیڈ مجھ سے میری محبت چھین لی اگر آپ اسے اس دن اس ہوٹل میں طلاق دے دیتے تو میں اس طرح ذلیل نہ ہوتا سفیر کی حالت بہت خراب لگتی تھی یوں جیسے اب کبھی خود کو کھڑا نہیں کر سکے گا وہ بہت بری طرح ڈھے گیا تھا

شمس کا دماغ بھک سے اڑا تھا سفیر کو یہ بات کس نے بتائی ؟وہ ان سب سے بے نیاز کہے گیا

ایک برا باپ گھر خراب کرتا ہے اور ایک بری ماں نسل خراب کرتی ہے آپ نے اس عورت کو نسل خراب کرنے دیا آپ اس عورت کو میرے لئے لائے آپ نے میرے لئے ایک غلط ماں چن کی ڈیڈ وہ اب بلند آواز میں رو رہا تھا شمس کو بے اختیار کچھ ہوا تھا

آپ ... ذمہ دار ہیں اآج میں یہاں اس حالت میں ہوں تو آپ ذمہ دار ہیں بری عورت کو گھر آپ لائے تھے اسکی بھوری آنکھوں میں سرخی تھی میری تو ساری زندگی خراب ہو گئی یار میری بیوی میرا بچہ کچھ بھی نہیں بچے گا لیکن میں آپ کے جیسا نہیں بنوں گا ڈیڈ میں آپ کے جیسا نہیں بنا وہ ہتھیلی سے آنکھیں رگڑتے ہوئے شمس کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا

میں نے باپ ہونے کا حق ادا کیا ہے میں نے اپنی اولاد کے لئے بری ماں نہیں چنی میں نے اپنی اولاد کو وہ نہیں دیا جو آپ نے دیا تھا میری اولاد میری طرح نہیں ہو گی وہ نفرت حسد اور شر سے دور رہے گی میں اسے مہر ماہ جیسی ماں نہیں دوں گا میں ایسا نہیں کروں گا وہ کرب اور بے بسی سے کہہ رہا تھا شمس بس اسے دیکھ کر رہ گئے

سفیر نے واپس سر گھٹنوں پہ گرا دیا تھا وہ بس دہرا رہا تھا "میں اپنی اولاد کو بری ماں سے بچاؤں گا"

یہاں سے باہر نکل کر گھر کے لاونج میں آؤ تو فروا بے چینی سے ٹہل رہی تھی اسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید تھا بھوری آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں دل تھا کہ بیٹھا جاتا تھا نہ جانے مہر کہاں ہو گی ایک یہی سوال تھا جو وہ خود سے کے جا رہی تھی وہ مختلف نمبرز ملا رہی تھی وہ نہ جانے کن کن لوگوں کو کال کر رہی تھی لیکن بے سدھ اسی لمحے لاونج کی چوکھٹ پہ حسینہ معراج نظر آئیں وو بازو سینے پہ باندھے فروا کو دیکھ رہی تھیں فروا کی نظر ان پہ پڑی تو وہ رک سی گئی

میں جب سے اس گھر میں آئی تھی ناں فروا سب مجھ سے کہتے تھے میں فروا سے مختلف ہوں وہ اسے دیکھتے ہوئے سکون سے کہہ رہی تھیں نہ مجھ میں تم جیسا ڈریسنگ سینس تھا نہ میں تمہاری طرح خوبصورت تھی اور نہ ہی مجھے

بات کرنے کا ویسا ڈھنگ تھا جیسا تمھیں وہ ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کر رہی تھیں انکے لہجے میں نہ حقارت تھی نہ طنز

آج تک اس گھر میں تم میرے لئے ایک اعلی انسان رہی ہو نہ چاہتے ہوئے بھی میں تم سے مرعوب رہی ہوں میں رشتے اور عمر میں تم سے بڑی ہوں لیکن پھر بھی کچھ تھا کہ میں تمھارے آگے بول نہیں پاتی تھی لیکن آج.. . حسینہ سرد سا مسکرائی تھیں آج تم جانتی ہو فروا تم آج کتنی

relateable

لگ رہی ہو تم بلکل وہی لگ رہی ہو جو چند ماہ پہلے میں تھی وہ جس کی جوان بیٹی گھر سے غائب تھی

انکی آنکھوں میں سرخی اتری تھی لہجہ کانپ گیا تھا فروا کی آنکھوں میں بے بسی بھر رہی تھی

میرا شوہر ہسپتال میں پڑا تھا میرا بیٹا لوگوں کی عجیب نظریں سہہ رہا تھا میں اندر ہی اندر اپنی بیٹی کی موت کی دعا کر رہی تھی فروا نے چوں لک کر انکو دیکھا تھا حسینہ نے کہنا جاری رکھا

ہاں میں نے اسکے مر جانے کی دعا کی تھی کیونکہ واپس آکر بھی اسکے حصے میں جہنم آتی لیکن میری بیٹی کا بخت اونچا تھا اسکے لیے عمر حیات آگیا تھا تم سوچو تمہاری مہر کے لئے کون آئے گا شیطانوں کے لئے کوئی نہیں آتا فروا انہیں جب عرش سے پھینکا جاتا ہے تو وہ اکیلے رہ جاتے ہیں یا پھر انہیں ملنے والے لوگ ان سے بڑے شیطان ہوتے ہیں

وہ چوکھٹ سے ہٹ گئی تھیں اور فرواشل کھڑی رہی زندگی میں واقعی آپ کے پاس ایک عمر حیات ہونا چاہیے اس نے اعتراف کیا تھا

رات کے اندھیرے میں جب ہر سو ہو کا عالم تھا جب سارے میں اندھیرے نے اپنی دھاک بٹھار کھی تھی ایک ایسے ہی پہر میں سیاہ تارکول کی سڑک پہ ایک لڑکی سڑک کے کنارے بیٹھی تھی اسکے بھورے بال کندھوں سے ڈھلک رہے تھے اسکی آنکھیں خاموش تھیں وہ خوف زدہ بھی لگتی تھی کافی دور سے چل کر آئی تھی شاید وہ آنکھیں اٹھا کر اپنے آس پاس دیکھتی کوئی سرد ہوا کا جھونکا کوئی سرسراتا پتہ اسے ہر آہٹ خوف زدہ کر رہی تھی

اسی تاریکی میں نہ جانے کتنے پہر مزید بیٹے جب اسے اپنی آنکھوں میں چبھتی ہوئی لائٹس نے آنکھوں پا ہاتھ رکھنے پہ مجبور کر دیا کچھ ہی وقت میں اس نے ایک گاڑی کو اپنے قریب رکتے دیکھا گاڑی میں سے باہر نکلنے والا نوجوان عمر حیات تھا اسکی آنکھوں میں مہر کو دیکھ کر کوئی تمسخر نہیں اترا تھا وہ اسے دیکھ کر بس کچھ سوچ رہا تھا شاید مہر ماہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی

آؤ تمھیں تمھارے ٹھکانے چھوڑ آؤں عمر نے آفر کی تھی اب تمہارا ایکس ہسبنڈ تمھیں لینے تو آئے گا نہیں کیا بہتر نہیں ہے کہ تم مرے ساتھ چلو۔ شریف انسان ہوں میں یقین کرو عمر نے اپنے دونوں بازو اٹھا لئے تھے جیسے قسم کھائی ہو مہرماہ یک ٹک اسے دیکھے گئی

تم کہتے ہو تم گدھ ہو لیکن رات کے اس پہر تم نوچنے کا بجائے بچانے آئے ہو تم کہتے ہو تمھارے اندر میرے جیسا شر ہے لیکن تم اس وقت میری اس حالت کی وجہ سے گلٹی ہو ہے ناں؟ عمر کچھ نہیں بولا البتہ اسکی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی تم کبھی بھی ہم جیسے نہیں بن سکتے عمر تمھارے اندر اچھائی بھری ہے اور تم اسے چاہ کر بھی نہیں نکال پا رہے انتقام تمھیں گلٹی کر رہا ہے وہ بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی عمر کی آنکھوں میں اب کے جھنجھلاہٹ تھی

طلاق ہو گئی ہے تمھیں اور اب بھی تمہاری اکڑ نہیں ٹوٹ رہی تمھیں کیا لگتا ہے میں تمھیں اس لئے لینے آیا ہوں کیونکہ مجھے تم پہ ترس آرہا ہے؟ نہیں مہرماہ میں تمھیں اس لئے لینے آیا ہوں تاکہ تمھیں دکھا سکوں کہ یتیمی کیا ہوتی ہے تمھیں معلوم ہو سکے کہ کھانا کھانے کے لئے محنت کرنا کیا ہوتا ہے اپنے گھر سے دربدر ہونا کیا ہوتا ہے آج تم سب دیکھو گی کیونکہ میں تمھیں کسی محل میں نہیں یتیم خانے لے کر جا رہا ہوں

مہرماہ کی گردن اب ابھی اٹھی ہوئی تھی وہ کہیں سے بھی کچھ وقت قبل سفیر کی منت کرنے والی مہرماہ نہیں لگ رہی تھی وہ کمپوزڈ تھی اسے یقین تھا کہ وہ کچھ کر لے گی اور اس کا یہی یقین عمر کو کھٹک رہا تھا

میں یتیمی کی زندگی نہیں گزاروں گی عمر اور نہ ہی سفیر میرا آیکس ہسبنڈ ہے ہماری طلاق نہیں ہوئی وہ کچھ جتا رہی تھی (جب عورت حاملہ ہو تو اسے شوہر کی جانب سے طلاق نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ بچہ دنیا میں آجائے) میں واپس اسی گھر میں جاؤں گی اور حکومت کروں گی مجھے بس پانچ منٹ چاہیے تھے صرف اور صرف پانچ منٹ اور اب میرے پاس پلان ہے تم کل کے ڈھلتے سورج میں مجھے میرے محل میں پاؤ گے یاد رکھنا وہ تفاخر سے کہہ رہی تھی اور اب بہت کچھ تھا جو عمر کو کھٹکا تھا

تم کیا کرنے والی ہو؟ عمر ذرا سا مشکوک ہوا تھا مہر مسکرائی تھی "میرے پاس ان لوگوں کا وارث ہے اور یہ وارث انکی کمزوری ہے سفیر ایک محروم بچپن گزار چکا ہے میں بس اسے چند باتیں یاد دلاؤں گی صرف چند باتیں اور واقعات جن میں وہ اپنے باپ کے لئے ترسا جن میں اسے اپنی ماں کی توجہ نہیں ملی اور بس وہ اپنی اولاد کو اس جہنم میں جینے نہیں دے گا

بھوری چمکتی آنکھوں سے کہتی ہوئی وہ کہیں سے بھی پیشان یا پھر خوف زدہ نہیں لگتی تھی ابلیس کہاں پیشمان ہوتے ہیں؟

جن لوگوں کی اپنی زندگی horrible

رہی ہوتی ہے ناں وہ دوسروں کے لئے مسیحا بن جاتے ہیں ہر انسان کا ویک پائنٹ اسکا ماضی ہوتا ہے جیسے چاہو کھیل لو سفیر کا ویک پائنٹ اسکے باپ کا ماضی میں اسکے ساتھ کیا جانے والا سلوک ہے میں بس اسکے ذہن میں چند باتیں ڈال دوں گی اور بس مہرماہ ایک بار پھر ملکہ بنے گی

عمر غور سے سن چکا تھا اور اب اسکے ذہن میں یکدم کوئی جھماکا ہوا تھا وہ مسکرایا تھا" کل کی کل دیکھی جائے گی مہر ماہ سلطان آؤ آج میں تمھیں کہیں چھوڑ آوں وہ شائستگی سے آفر کر رہا تھا

تم دنیا کے پہلے دشمن ہو گے جو اپنے دشمن سے ایک چھت چھین کر دوسری فراہم کر رہا ہے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کہہ گئی تھی

مجھے برابری پسند ہے تمھیں بے گھر کر کے لڑوں گا تو مزہ نہیں آئے گا ہم دونوں برابری کی سطح پہ ہوں گے تب ہی تو مزہ آئے گا

مہر ماہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا اور پھر بغیر کچھ کہے گاڑی کی جانب بڑھنے لگی کچھ تھا اس میں پر اعتماد سا پلانڈ سا اور کچھ کچھ پر یقین سا

آخر کیا؟ عمر کو بس سرا ڈھونڈنا تھا. . .

عمر حیات کے بنگلے کا لاؤنج بے ترتیب تھا صوفے کے کشن نیچے گرے پڑے تھے ٹی وی پہ جیو گرافی چینل خوامخواہ ہی چل رہا تھا حلانکہ کوئی اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا ہالے سلطان صوفے کے بازو پہ سر رکھے ہوئے تھی پیر لمبے کر کے صوفے کے دوسرے سرے پہ رکھ چھوڑے تھے اسکے ہاتھ میں موبائل تھا وہ شاید انسٹا گرام کی

ریلز دیکھ رہی تھی لیکن شدید بے چینی کے عالم میں یوں جیسے وہ یہ کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن مجبور تھی یوں جیسے وہ خود کو نارمل اور بے نیاز ظاہر کر رہی ہو لیکن اس کام میں وہ بری طرح ناکام ہو رہی تھی دفتعا اسے اپنے چہرے پہ کسی کی نظریں محسوس ہوئیں ہالے نے یونہی لیٹے لیٹے گردن موڑ کر دیکھا تھا سامنے نفیسہ حیات تھیں لاونج کے دروازے پہ کھڑی وہ کافی دیر سے اس پہ نگاہیں جمائے ہوئے تھیں ہالے انکو دیکھتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی چہرے پہ اب بھی بے چینی تھی نفیسہ اسے دیکھتے ہوئے آگے آئیں

!!تم نے کہا تھا تم میوزک چھوڑ چکی ہو وہ طنز نہیں کر رہیں تھی یوں جیسے بس یاد دلا رہی ہوں!!

ہالے کی آنکھوں میں تحیر سا در آیا "ہاں میں چھوڑ چکی ہوں اب ٹریول کرتے ہوئے کام کرتے ہوئے میں میوزک بلکل بھی نہیں سنتی یہاں تک کہ میں نے اپنے موبائل سے سارا میوزیکل کانٹینٹ بھی ڈیلیٹ کر دیا ہے نہ کچھ ہو گا نہ سن سکوں گی وہ صحیح کہہ رہی تھی اس نے اپنی بری عادت کافی حد تک کنٹرول کر لی تھی

گناہ جب چھوڑا جاتا ہے تو پورا کا پورا چھوڑا جاتا ہے ہالے سلطان گناہ آدھے پونے نہیں چھوڑے جاتے وہ نرمی سے کہتی صوفے پہ آکر بیٹھی تھیں

!!جب میوزک چھوڑ دیا تو انسٹا گرام کی ریلز پہ میوٹ لگا دو ٹک ٹاک ان انسٹال کرو کبھی سنا ہے شرابی نے تین گلاس چھوڑ کر ایک گلاس پینا شروع کر دیا اور وہ جسٹیفائی ہو گیا؟

ہالے الجھ سی گئی تھی

لیکن آنٹی میوزک میری بہت گہری عادت ہے کچھ عادتوں کو نکلنے میں وقت تو لگتا ہے ناں ایسے کھینچ کر کیسے نکال دوں

نفیسہ کی آنکھوں میں نرم سا تاثر تھا

!!" وہ اچھائی ہوتی ہے جسے اپنے اندر آہستہ آہستہ ڈالا جاتا ہے تاکہ وہ بوجھ نہ بن سکے برائی کو ہمیشہ جڑ سے اکھاڑ کر پھینکا جاتا ہے تاکہ وہ نکل جائے کہیں دور چلی جائے یوں سمجھو تمہارا جسم ایک موبائل فون ہے اور برائی ایک وائرس کیا تم اسے ہلکا ہلکا نکالو گی؟ آج آدھا کل تین چوتھائی؟ کیا تم اسے ایک ہی دفع نہیں نکلوانا چاہو گی

ہالے محوسی انکوسن رہی تھی اسکی آنکھیں ٹکر ٹکر نفیسہ کا چہرہ دیکھ رہی تھیں "اگر وائیرس کا علم ہو گیا ہے اور اسے ایک بھی دن موبائل میں جان بوجھ کر رہنے دو گی تو بہت کچھ ہے جو ڈیمج ہو گا کیا تم ڈیمج ہونا چاہتی ہو؟ ہالے نے بے اختیار نفی میں سر ہلا دیا تھا وہ ساس نہیں تھیں زندگی کا دیا ہوا بونس گفٹ تھیں ہالے انہیں دیکھ کر مسکرائی تھی اسے لگا تھا شاید نفیسہ اس سے مہر کے بارے میں کچھ پوچھیں گی شاید وہاں ہونے والا قصہ معلوم کریں گی لیکن انہوں نے کچھ نہیں پوچھا تھا وہ اسے وقت دینا چاہتی تھیں

انٹی.. آپ بہت مختلف ہیں وہ انکے چہرے کو ستائش سے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی "آپ خاندانی سیاست سے بہت دور ہیں آپ اچھی ساس ہیں آپ سازش نہیں کرتیں ہالے کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ کیا کہے نفیسہ دھیرے سے ہنس دی تھیں

میں سازشیں کرتی ہوں لیکن مختلف قسم کی مجھ سے کھانے میں مرچ زیادہ ڈال دینا اور استری رکھ کر کپڑے جلا دینا اس سب کی توقع مت رکھنا لیکن اگر تم اسکے علاوہ میرے ساتھ مل کر کوئی سازش کرنا چاہتی ہو تو میں تیار ہوں بلکہ میں بہت بور ہو گئی ہوں کوئی سازش ڈھونڈنی پڑے گی

آپ اسے چھوڑیں اس وقت میرے ساتھ بیٹھ کر سازش کریں یہ عمر کی آواز تھی وہ پریشان سا چہرہ لئے اندر آرہا تھا نفیسہ نے ایک نظر اسکو دیکھا پھر ہالے کو "کیا یہ وہی سیلف آبسسیڈ آدمی نہیں ہے جسے سب پتہ ہوتا ہے ؟ وہ سرگوشی کر رہی تھیں ہالے پھیکا سا مسکرادی تھی دل اندر سے ڈوب رہا تھا نفیسہ عمر کو دیکھتے ہوئے اٹھی تھیں یہ میرے سونے کا وقت ہے اور تم جینٹل مین کی طرح اپنی بیوی کو وقت دو سازشیں صبح کریں گے فریش دماغ کے ساتھ وہ عمر کا کندھا تھپکتے ہوئے اٹھی تھیں اور باہر نکل گئی تھیں انکو جاتا دیکھ ہالے ایک بار پھر صوفے کے ہتھے پہ سر رکھ کر لیٹ گئی

(مہذب بننے کی ساری ایکٹنگ بس ساس کے سامنے کرنی ہوتی ہے)

عمر دوسری جانب سے اسکے پیروں والی جگہ پہ آکر بیٹھ گیا ہالے نے پیر سمیٹ لئے جنہیں عمر نے سیدھا کر کے اپنی گود میں رکھ لیا

کیوں پریشان ہو ؟ نرم سا استفسار ہالے نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں میں پریشان نہیں ہوں عمر وہ بولی تو اسکی آواز تھکان زدہ تھی اسکے چہرے پہ بہت سارا اضطراب تھا

!!،، کیا تم مہر ماہ کے لئے برا فیل کر رہی ہو ؟ اگر ہاں تو میں تمھیں جج نہیں کروں گا تم بتا سکتی ہو مجھے وہ فکر مندی سے کہہ رہا تھا ہالے کے چہرے پہ مزید بے چینی پھیل گئی "میں برا فیل نہیں کر رہی ... عمر میں تھک گئی ہوں وہ جیسے بے بس ہو گئی تھی

مجھے نہ اس عورت کے لئے نفرت محسوس ہوتی ہے نہ محبت میں اب اسکے لئے کچھ بھی محسوس نہیں کر رہی وہ میرے لئے existہی نہیں کرتی ہالے اٹھ بیٹھی تھی اسکے چہرے پہ اب کے بس تھکن تھی گہری تھکن

میں اس انتقام اس نفرت کے چکر سے باہر آنا چاہتی ہوں میں فیری ٹیل میں جینے والی لڑکی ہوں مجھ سے مسائل نہیں دیکھے جارہے مجھے میرا باپ بے قصور چاہیے عمر میں بس اب اختتام چاہتی ہوں اسکی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے اس نے گردن جھکا دی تھی

میں تمھارے ساتھ ایک اچھی زندگی گزارنا چاہتی ہوں جس میں کوئی نفرت کوئی انتقام نہ ہو میں بسس .... وہ بولتے بولتے رکی تھی جیسے جھنجھلا گئی ہو!! کیا میں تم سے کچھ مانگ سکتی ہوں؟"

پیسوں کے علاوہ کچھ بھی وہ انگلی اٹھا کر بولا تو ہالے دھیرے سے ہنس دی پھر امید سے اسے دیکھا

کیا تم یہ سب ختم کر سکتے ہو؟ یہ نفرت یہ بدلہ میں تھک گئی ہوں پلیز جسٹ

t offWrape i

جتنا جلدی ہو سکے اسے ختم کرو وہ واقعی بے حد تھکی ہوئی لگتی تھی عمر نے پلکیں جھپکا کر اسے تسلی دی تھی

مجھے بس ایک ہفتہ دے دو پھر ہم آزاد ہوں گے کوئی انتقام کوئی نفرت نہیں ہو گی بس تم اور میں اوکے ؟وہ نرمی سے بولا تھاہالے نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا تھاپھر عمر کو دیکھا

تمھیں پیسہ زیادہ پیارا ہے یا میں ؟

عمر نے کان کی لو کھجائی"""!!پسہ "!!!اس نے یک لفظی جواب دیا تھاہالے ہنس پڑی !!!ایک دن آئے گا عمر حیات جب تم پیسے سے زیادہ مجھ سے محبت کرو گے اس نے کہتے ہوئے دوبارہ سے سر کو صوفے کے ہتھے پہ ٹکا دیا تھا اور پیر دوبارہ سے اسکی گود میں رکھ دیئے

Keep dreaming

عمر ہولے سے بڑبڑایا

اگلی صبح ہالے سلطان کیفے کی اوپری منزل میں کھڑی پینٹ کرتی ہوئی دکھائی دے گی اسکے ہاتھ میں جامنی رنگ کی بالٹی تھی جسے وہ دیوار پہ یوں مل رہی تھی جیسے ڈھیر سارا غصہ اسی پہ اتار رہی ہو جیسے ساری بے چینی یہیں ختم کر رہی ہو نیچے زمین پہ جگہ جگہ پینٹ کے ڈبے بکھرے پڑے تھے کہیں دیوار کو رگڑ کر اتارا گیا چونا ڈھیر ہوا پڑا تھا کہیں بڑے بڑے کاٹن میں سامان بند کیا جا رہا تھا ہارون ہالے کے دائیں جانب والی دیوار پہ پینٹ کر رہا تھا نرمی سے محبت سے اور کبھی کبھی سختی سے

اس جگہ اگر کوئی فارغ انسان تھاتو وہ عمر حیات تھاجو صوفے پہ لمبالیٹاہوا تھاموبائل پہ نیٹ فلیکس لگائے وہ ہر پانچ منٹ بعد قہقہے مار کر ہنستا تھا اسی لمحے ویٹر کافی کا ٹرے لئے ہوئے آیا تو ہالے نے برش پھینک دیا اب بس اب نہیں ہوتا تھا

اس نے کافی کا مگ لیااور عمر کے ساتھ صوفے پہ آکر بیٹھنے لگی وہ اسکے پیر ہٹارہی تھی اسی پل اسکا مگ چھلکا تھااور ذراسی کافی عمر کے پیر پہ گری وہ زخمی شیر کی مانند اٹھ بیٹھا تھا

تم ایک کام کیوں نہیں کرتیں ایک ہی بار مجھے جلاکر راکھ کر دو یہ قطرہ قطرہ موت کیوں دے رہی ہو؟ وہ موبائل صوفے پہ رکھے بازو سینے پہ باندھے پوچھ رہا تھا ہالے نے جواب نہیں دیا وہ بس بے زاری سے سر ڈھلکائے صوفے پہ لڑھک گئی تھی ہارون اپنی کافی کا مگ لئے انکے سامنے رکھے صوفے پہ آکر بیٹھا تھا

تھک گئی ہو؟ عمر ہالے سے پوچھ رہا تھا ہالے نے اپنا بازو صوفے کی پشت پہ پھیلا دیا تھا وہ واقعی تھکی ہوئی لگتی تھی عمر سیدھا ہو بیٹھا اور اسکی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں باہم پھنسا کر پوری طرح موڑا تھا ہالے کو بے حد اچھا لگنے لگا یہ ایک تھیراپی ہوتی ہے

ھارون غور سے عمر کو دیکھ رہا تھا عمر کی نظر اس پہ پڑی تو ہارون نے اپنا بازو آگے پھیلا دیا چہرے پہ بلا کی معصومیت طاری کئے وہ گویا کہہ رہاہو،، پلیز میرا بازو بھی دبادو،،

گردن کے بارے میں کیاخیال ہے؟ عمر ہلکی آواز میں بولا تو ہارون سخت بدمزہ ہوا تھا کیا تھا جو ہاتھ دبا دیتا

تم ایک کام کروہالے عمر فورا سے جوش سے کہنے لگا تھا،، تم یہ سب کام چھوڑو تم شاپنگ کرنے چلی جاؤ پورا دن اپنے ساتھ گزارو اچھا کھانا کھاؤ تم بہت اچھا فیل کرو گی

میں اپنے پیسے برباد نہیں کر سکتی سوری،،

میرے پسے لے لو ابکے ہالے جھٹکے سے آنکھیں کھول بیٹھی تھی بے یقینی سے عمر کو دیکھا،،،!!نہ کرو میں رونے لگوں گی،،!!

عمر دھیرے سے ہنس دیا تھا پاس بیٹھے ہارون نے لاحول پڑھا تھا

صحیح کہہ رہا ہوں میرے کارڈ استعمال کرلو اس نے کھلے دل سے آفر کی تھی

ٹھیک ہے پھر تم بھی ساتھ چلو ہم اچھا کھانا کھائیں گے ہالے تیار ہو گئی تھی

عمر اسے دیکھ کر رہ گیا تمھیں کھانے سے اتنی محبت کیوں ہے؟

کھانا ہمیں مرنے سے بچاتا ہے عمر

اوکے اوکے نو آرگیومینٹس لیکن میں ساتھ نہیں جاؤں گی پیسوں کی حامی بھر کر ہی مجھے ہارٹ اٹیک آچکا ہے

اب اگر میرے سامنے خرچ کرو گی تو وہیں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا

میں تمھارے سوئم پہ آدھے کراچی کو بریانی کھلاؤں گا ہارون نے اطلاع دی تھی ہالے ان دونوں کو چھوڑ آٹھ گئ تھی

عمر نے ایک نظر ہارون کو دیکھا پھر ویٹر کو آواز دے کر بلایا

،،تم جیسے حاسدوں کی وجہ سے اپنا صدقہ دیتا رہتا ہوں میرے مرنے سے دنیا کا آدھا حسن مر جائے گا تم جیسے بلوں کو کیا فرق پڑے گے ہنہہ،،اس نے کہتے ہوئے اپنی جیب سے چند نوٹ نکال کر ویٹر کو تھمائے تھے

!!یہ کسی غریب کو دے آؤ!!

،،وہ تو شکر ہے کہ میری اماں صبح صبح مجھ پہ آیات الکرسی پڑھ کر دم کرتی ہیں ورنہ تم جیسے لوگوں کے شر سے مجھے کون بچاتا؟

ہارون جل بھن گیا تھا ضبط کرنے کے چکر میں وہ سرخ ہو رہا تھا ویٹر مسکراتے ہوئے چلا گیا تھا

ہارون اب بھی اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا

!!کاش وہ اسکا گلہ دبا سکتا کاش!!

سلطان منزل کی اونچی شاندار عمارت اپنی پوری شان اپنے تمام تر جلال کے ساتھ کھڑی تھی اس عمارت سے کئی لوگ گئے تھے تھے کئی آئے تھے یہ عمارت کئی راز سینے میں دفن کئے ہوئے تھی یہ اتنی اونچی تھی کہ اسے دیکھنے کے لئے تمھیں گردن اونچی کرنی پڑے گی جیسے ابھی کوئی لڑکی اپنی گردن اونچی کئے کھڑی تھی اسکی آنکھیں

خالی تھیں اسکی گردن میں سریا سافٹ تھا یوں جیسے کبھی بھی اسے کوئی بھی شکست دے ہی نہیں سکتا تھا اسکی آنکھیں بھوری تھیں سوجے ہوئے پپوٹوں والی بھوری آنکھیں

وو آگے بڑھ آئی گارڈ نے ادب سے اسکے لئے دروازہ کھولا تھا وہ ایسے چل رہی تھی جیسے یہ سب اسکا ہو یہ ساری جگہ یہ محل اسکی ملکیت ہو لان میں بیٹھے حسن اور حسینہ بیگم نے اسے دیکھا تھا کچھ تھا جو حسن کو ٹھٹھکا تھا مہر کی آنکھوں میں اداسی نہیں تھی وہ ہاری ہوئی بھی نہیں تھی لیکن اسکی آنکھوں میں ٹھنڈک تھی جیسے وہ سوچ کر آئی تھی اسے کرنا کیا کیا ہے وہ برف کی ملکہ لگ رہی تھی ٹھنڈی پر سکون

یوسف سلطان کے کمرے کے دروازے پہ پہنچ کر وہ مسکرائی تھی نم آنکھوں سے یہ دوری وہ ایک رات بھی برداشت نہیں کر سکی تھی اس نے دروازہ دھکیلا تو سامنے کا منظر واضح ہوا وہ بوڑھا نحیف وجود بیڈ کراوون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا انکے ہاتھ میں موبائل تھا جس سے ہالے سلطان کی آواز ابھر رہی تھی مہر کے دل کو گھونسہ سا لگا تھا وہ کتنا عرصہ اسے دور رکھ رہی تھی اور ایک رات صرف ایک رات میں وہ واپس اپنی جگہ پہ آچکی تھی کیسا بخت تھا اسکا؟ کیوں تھی وہ مہر سے اتنی اونچی؟ شاید اس لئے کہ اس نے اپنا وقار رکھا تھا سر پہ وقار رکھ کر چلو گے تو ہر جگہ نمایاں اور اونچے نظر آؤ گے خدارا کوئی یہ بات اس بھوری آنکھوں والی لڑکی کو سمجھا دے وہ زخمی آنکھیں لئے یوسف سلطان کو تک رہی تھی

آہٹ پہ یوسف سلطان نے چہرہ موڑا تھا وہ انکے سامنے کھڑی تھی آنکھوں میں یاسیت لئے انہیں دیکھتی ہوئی وہ بچپن سے انہی محروم نظروں سے انہیں دیکھتے رہنے کی عادی تھی یوسف سلطان نے موبائل کی سکرین ہاتھ مار

کر بجھادی تھی بازو سینے پہ باندھے وہ اسے دیکھے گئے مہرماہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی انکے قریب چلی آئی اور انکے قریب بیڈ پہ بیٹھ گئی اسکی نظریں بے قرار تھیں کافی دیر تک انکو اسی طرح دیکھتے رہنے کے بعد اس نے آہستگی سے ان کا ہاتھ تھاما تھا پھر ذرا سا اونچا کر کے لبوں سے لگا لیا

مہرماہ کا سب سے قیمتی تعلق آپ ہیں ابا اس نے دھیرے سے سرگوشی کی تھی یوسف سلطان کچھ نہیں بولے ,,میں نے جو کچھ بھی کیا آپ کے لئے کیا سفیر اور باقی لوگ کبھی بھی میرے لئے کچھ نہیں تھے اگر آپ صرف آپ میرے ساتھ رہنے کے لئے راضی ہو جائیں تو میں ساری دنیا چھوڑ سکتی ہوں ابا وہ آہستگی سے اپنی بات کا باور کروا رہی تھی

میں ہالے سے عمر سے سفیر سے ان سب سے دور ہو جاؤں گی صرف آپ چاہیے مجھے آپ مہرماہ کے لئے سب سے قیمتی ہیں میں آپ کے بغیر رہنے کا سوچتی ہوں تو دل بند ہوتا ہے اسکی بھوری آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر گرے تھے اس نے آنکھوں میں امید لئے انکو دیکھا تھا

میں ایک عرصہ آپ کے ساتھ رہی ہوں میں نے آپ کی خدمت کی ہے آپ سے محبت کی ہے ابا... وہ وقت جب آپ کے ساتھ کوئی نہیں تھا تب میں تھی کیا آپ کو میرے لئے کچھ محسوس نہیں ہوتا کیا میری کوئی اوقات نہیں ہے ؟ میں آپ کے لئے کیا ہوں ابا مجھے بتائیں میں آپ کے لئے کیا ہوں وہ انکی آنکھوں دیکھتی گیلی آنکھوں سے پوچھ رہی تھی

یوسف سلطان چند لمحہ سرد برف آنکھوں سے اسے دیکھتے رہے تھے پھر آگے کو ہو کر اس کے منہ پہ تھوک دیا ہاں واقعی انہوں نے اسکے منہ پہ تھوکا تھا مہرماہ شل رہ گئی بے یقینی اور شاک ایسا تھا کہ چند پل کے لئے وہ سانس بھی نہ لے سکی وہ بغیر پلک جھپکائے انکو دیکھے گئی اسے اپنی ساری زندگی میں کبھی اتنی تحقیر نہیں ملی تھی برف کی ملکہ پگھل کر بہہ گئی تھی

مرے نزدیک تمہاری یہ اوقات ہے یہی وقعت ہے اگر آئندہ بھی میرے سامنے آؤ گی تو آئندہ بھی یہی ہو گا میں تم سے اور تمہاری شکل سے نفرت کرتا ہوں جیسے ایک زمانے میں وہاج خان سے کرتا تھا تم جانتی ہو ناں میری نفرت کیسی ہوتی ہے؟ انکا لہجہ ٹھنڈا تھا ہڈیوں کو جماتا ٹھنڈا لہجہ

مہرماہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی وہی تھوکا ہوا چہرہ لئے وہ مرے مرے قدم اٹھاتی باہر چلی گئی تھی وہ جان گئی تھی یوسف سلطان کی نفرت کیسی ہوتی ہے لیکن اب وہ کسی اور کو یہ دکھانے جارہی تھی کہ مہر کی نفرت کیسی ہوتی ہے

سلطان ہولڈنگز کے کانفرنس روم میں لمبی میز بچھی تھی جس کے اطراف میں پاور چیئرز رکھی تھیں جن پہ اس وقت کئی سوٹڈ بوٹڈ افراد بیٹھے تھے کمرے میں نیم اندھیرا تھا جو واحد روشنی تھی وہ بس دیوار پہ نصب بڑی سکرین

کی تھی جس کے آگے عمر حیات کھڑا تھا ماتھے پہ بکھرے بال سنجیدہ چہرہ اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر اپنی بات سمجھاتا عمر حیات کمرے میں موجود افراد انکا دھیان اس وقت بس عمر حیات پہ تھا وہ جو ایک لمبی چوڑی پریزنٹیشن دے رہا تھا تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ سکرین کے بیچ و بیچ آ کر کھڑا ہو جاتا اور سکرین پہ لکھے الفاظ اسکے سینے اور چہرے پہ لکھے نظر آتے تھے نیلی روشنی میں کھڑا اپنی بات سمجھاتا وہ واقعی الفالگ رہا تھا کچھ لوگ ہوتے ہیں جو پیدائشی طور پہ قیادتانہ مزاج ساتھ لاتے ہیں یہ مردان لوگوں میں ایک تھا وہ اپنی بات ختم کر چکا تھا مزید چند باتوں اور الوداعی قلمات کے بعد مجمع چھٹ گیا تھا لوگ ایک ایک کر کے نکلنے لگے تھے انکے چہرے بتاتے تھے کہ وہ یہاں سے خوش ہو کر گئے ہیں کمرہ خالی ہو گیا تو عمر نے آگے بڑھ کر دیوار پہ لگے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارا روشنی سی روشنی پھیل گئی اور اسی روشنی میں سربراہی کرسی پہ بیٹھا شمس نظر آیا وہ مضطرب سا تھا اور کچھ کچھ غائب دماغ بھی عمر میز پہ رکھے سامان اٹھا رہا تھا فائل چیزیں اور باقی کچھ سامان

آپ پریشان ہیں؟ وہ سامان سمیٹتے ہوئے بغیر سر اٹھائے بولا تھا شمس چند لمحے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھتے رہے،، تم نگین کے بیٹے ہو؟،، وہ جیسے حسرت سے پوچھ رہے تھے عمر کے ہاتھ ایک لمحے کو رک گئے اس نے جواب نہیں دیا مگر

وہ میری بہت پیاری بہن تھی . . . مجھے اس سے بہت محبت تھی بہت زیادہ وہ گئے وقتوں کو یاد کر کے یاسیت سے کہہ رہے تھے معراج بھائی ہم سے بڑے تھے اور زیادہ میچور بھی لیکن میں اور نگین ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے وہ

مجھ سے بلکل ویسی محبت کرتی تھی جیسے کوئی ماں اپنے بچے سے شمس کی آنکھوں میں اب کے ہلکی سی نمی چمکی عمر خاموشی سے انہیں سنتا رہا

میں اسے بہت مس کرتا ہوں عمر . . . کل رات سے مجھے لگتا ہے جیسے میں اسے کبھی بھولا ہی نہیں تھا اس نے میری ضد میں آکر غیاث سے رشتہ توڑ دیا وہ میری ضد میں تمھارے باپ سے ملی تھی کیا تمہارا باپ زندہ ہے ؟ شمس جیسے یاد آنے پہ پوچھ رہا تھا

جی . . وہ زندہ ہیں یہیں کراچی میں رہتے ہیں عمر کہتے ہوئے ایک کرسی پہ بیٹھ گیا

کیا وہ تمھارے ساتھ اچھا ہے ؟ تم اتنے سال کہاں رہے ؟ کیا تم ٹھیک تھے ؟ تمہارا بچپن کیسا تھا ؟ شمس پے در پے سوال کیے گیئے آج انکی آنکھوں میں نرمی تھی وہ نرمی جو اپنے بیٹے کے لئے بھی نہیں آتی تھی عمر کو کوفت ہوئی تھی اس نے ایک عرصہ بغیر رشتے داروں کے گزارا تھا اور اب اچانک ہی اسکے پاس رشتے بھرنے لگے تھے وہ باری باری شمس کے سارے سوالوں کے جواب دیتا گیا اپنی مرضی کے اور اپنے مرضی کے حساب سے جو چاہا چھپالیا جو چاہا بتادیا شمس اشتیاق سے اسے سن رہے تھے کئی بار انکی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں وہ بس ایک بار بس ایک بار اٹھ کر اسے چھو لینا چاہتے تھے اسے اپنے گلے لگا کر محسوس کرنا چاہتے تھے لیکن درمیان میں کئی سال تھے وہ چاہ کر بھی یہ فاصلہ طے نہیں کر سکے تھے یوں لگتا تھا جیسے سامنے نگین کا وجود ہو وہ کم از کم اسکی خوشبو محسوس کرنا چاہتے تھے

عمر نے ایک محتاط نظر انکو دیکھا یہ بہترین وقت تھا اپنی بات کہہ دینے کا اس نے گلہ کھنکھار کر کہنا شروع کیا

،،!!میں اگلے ہفتے اپنی بیوی کے ساتھ ملک سے باہر جا رہا ہوں شاید اگلے دو ماہ تک کے لئے ،،!!وہ عام انداز میں اطلاع دے رہا تھا شمس کا دماغ بھک سے اڑا تھا

تم... تم ایسے کیسے جاسکتے ہو؟ دو ماہ بعد نیلامی ہونی ہے تم... عمر تم نہیں جاسکتے میں تمھیں جانے نہیں دوں گا وہ بوکھلا ہی تو گئے تھے

معذرت کے ساتھ لیکن میں آپ کا ملازم نہیں ہوں شمس صاحب.. وہ رسان سے بولا تھا میری بیوی بے حد سٹریس لے رہی ہے اور میں خود بھی یہاں نہیں رہ پا رہا ہوں میں ایک فیملی پرسن ہوں ظاہر ہے میرا گھر ڈسٹرب ہے تو میں بھی ڈسٹرب ہوں،،!!

لیکن عمر تم ایسے کیسے جاسکتے ہو... سب کچھ تم سنبھال رہے تھے ایک ایک چیز تم نے دیکھی ہے اور اب اب تم اس طرح کیسے جاسکتے ہو تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو شمس کا بس نہیں چلتا تھا کہ کچھ کر ڈالیں وہ کسی بھی طرح بس کسی بھی طرح عمر کو روک لینا چاہتے تھے

ایک درمیانی راہ بھی ہے اگر آپ...

مجھے منظور ہے..!!مجھے سب منظور ہے وہ اتنا بوکھلایا ہوا تھا پوری بات سنے بغیر ہی کہہ اٹھا تھا

ہم ایک ہفتہ بعد نیلامی رکھیں گے اور جب میری بیوی ہیون خرید نہیں سکے گی تو ظاہر ہے وہ بہت اپ سیٹ ہو گی لیکن پھر میں اسے کہیں دور لے جاؤں گا اور کچھ عرصہ یہاں سے دور رکھوں گا فکر نہ کریں میں واپسی پہ اپ کو

دوبارہ جوائن کرلوں گا لیکن اس وقت میں آپ کو بس ایک ہفتہ دے سکتا ہوں آپ دیکھ لیں کیا ہو سکتا ہے وہ بظاھر بے نیازی سے کہہ رہا تھا لیکن دور اندر کہیں اسکا دل بھی زور زور سے دھڑک رہا تھا کیا ہوا اگر شمس نہ مانا تو؟ ٹھیک ہے میں کرلوں گا شمس جیسے سب کچھ طے کر گیا تھا اب یہ نیلامی ایک ہفتہ بعد ہی ہو گی اور تمھارے ساتھ ہو گی میں اب تمہارے بغیر کچھ نہیں کروں گا شمس استحقاق سے کہہ رہا تھا عمر بس مسکرا دیا تھا اب وہ دوبارہ عمر سے کچھ سوالات کر رہا تھا

وہ جواب دیے گیا بغیر اکتائے بغیر تھکے

فرواسلطان کے کمرے کا دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھلا تھا مہر ماہ عجیب سا چہرہ لئے اندر آئی تھی فروا جو کہ بیڈ پہ بیٹھی تھی وہ دیوانہ وار اسکی طرف لپکی تھی مہر کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے وہ بس اس سے مختلف سوال کیے گئ کتنا سکون تھا جو اسے دیکھ کر ملا کرتا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مہر کی نظریں خالی تھیں بے جان سی وہ فروا اس سے کچھ کہہ رہی تھیں کچھ پوچھ رہی تھی لیکن مجال ہے جو وہ کچھ بتا دے کچھ کہہ دے اسکے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا صبح کی ملاقات اور چند منٹ پہلے موصول ہوئے کچھ ثبوت

(وہ مہر ماہ کو ہیون میں دیے جانے والے کمرے میں بیٹھا تھا مہر ماہ اسکے سامنے بیٹھی تھی تیز نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی،، مجھے ایسے مت دیکھو مہر ماہ یہ میں نہیں ہوں جو تمھیں اس حال میں لایا ہوں یہ تمہاری ڈیئرسٹ پھپھو ہیں جنکی وجہ سے تم یہاں ہو اگر کل رات وہ تمھارے لئے اسٹینڈ لے لیتیں تو آج تم یہاں نہ ہوتی)

آپ ابھی کے ابھی سفیر کو بلوائیں اور ان سے کہیں کہ میں ان کے ساتھ انکے گھر میں رہوں گی مہر ماہ عجیب سے روبوٹک انداز میں کہہ رہی تھی فروارک سی گئی اسکی آنکھوں میں تحیر تھا اور کچھ کچھ بے بسی بھی

(عمر حیات کے ساتھ اسکی ماں بیٹھی تھی لان کے صوفوں میں سے ایک پہ بیٹھے وہ دونوں کل رات کا واقعہ ڈسکس کر رہے تھے نفیسہ پر سوچ نظروں سے عمر کو دیکھ رہی تھیں،، تم نے آگے کا کیا سوچا ہے؟

سوچنا کیا ہے اماں کچھ وقت تک ہیون میں پڑی رہے گی اسکے بعد دیکھیں گے کیا کرنا ہے میں چاہتا ہوں اسے معلوم ہو کہ بے بسی کیا ہے

نفیسہ اسے دیکھ کر رہ گئیں "تم اتنے بے وقوف تو کبھی بھی نہیں تھے عمر . . . تم اسے وقت دو گے تاکہ کم بیک کر سکے؟ وہ مہر ماہ ہے کیا تم اسے جانتے نہیں؟ اگر وہ کل رات کمپوزڈ رہ سکتی ہے تو آج رات تک حل بھی نکال سکتی ہے بھولو مت وہ تمھارے جیسی ہے نفیسہ کی بات پہ ایک لمحے کو عمر ٹھہر سا گیا تھا)۔

دیکھو بچے اس وقت وہ غصے میں ہو گا میں آرام سے ٹھہر کر اس سے بات کروں گی تم تب تک میرے ایک فلیٹ میں رہو گی آؤ میں تمھیں لے چلتی ہوں آئی ایم سوری مہر میں رات تمھارے لئے آ نہیں سکی میں لیکن اب بس

اب میں تمھیں پروٹیکٹ کروں گی تم فکر مت کرو مہر وہ اسکے کندھوں پہ اپنے ہاتھ رکھے تیز تیز بول رہی تھیں

مہر ماہ کو بس اسکے لب ہلتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے ذھن کہیں اور تھا سماعتیں کسی اور کو سن رہی تھیں

(کمرے میں واحد روشنی وہی تھی جو کھڑکی سے آتے ہوئے عمر کے چہرے پہ پڑ رہی تھی مہر اندھیرے میں تھی عمر کہہ رہا تھا،، تمہاری پھپھو تمہاری زندگی کا سب سے بڑا عذاب ہیں یوسف صاحب تم سے انہی کی وجہ سے نفرت کرتے تھے سفیر کی بے رخی اور ریجکشن تم نے انہی کی وجہ سے سہی اگر وہ تمھیں مینوپلیٹ نہ کرتی تو تم کبھی بھی ایسی نہیں بنتی مہر وہ بولتے ہوئے آٹھ کھڑا ہوا تھا اب کے روشنی اسکی پیٹھ پہ پڑ رہی تھی

اس عورت نے ساری زندگی تمھیں اپنے طریقے سے چلانا چاہا تم سے وہ سب کروایا جو وہ چاہتی تھی کیا کبھی اس نے تمھیں تم پہ کوئی اختیار دیا؟ کیا کبھی اس نے تمھیں اپنے لئے کوئی فیصلہ لینے دیا؟

مہر یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اسے لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی

تم آج حاسد ہو شر پسند ہو تو صرف فروا سلطان کی وجہ سے اس نے صرف اور صرف اس نے تمھیں ایسا بنایا لیکن تم تم تو آج بھی نہیں سمجھ سکیں تف ہے تم پہ وہ حقارت سے بولا تھا)

مجھے آپ کا فلیٹ نہیں چاہیے مجھے کوئی جگہ نہیں چاہیے مجھے بس یہاں اس گھر میں سلطان منزل میں رہنا ہے آپ کو ایک بات سمجھ کیوں نہیں آتی مہر ماہ غرا رہی تھی فروا دو قدم پیچھے ہٹی تھی

مجھے ابا چاہیے سفیر چاہیے میں عمر سے ہار نہیں سکتی آپ کو مجھے یہاں رکھنا ہو گا ورنہ آپ ابھی مجھے جانتی نہیں ہیں مہر کی آواز ہلکی اور لہجہ سخت تھا فروا کی آنکھوں سے بے بسی کے آنسو بہنے لگے تھے

میں تمھیں یہاں نہیں رکھ سکتی مہر تم میری مجبوری سمجھو شمس مجھے طلاق دے دے گا وہ اپنی بات پہ زور دے رہی تھی مہرماہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے کو ہونے لگی

(آپ کیا چاھتی ہیں اماں میں کیا کروں ؟مجھے واقعی کچھ سمجھ نہیں آرہا عمر صوفے پہ آگے کو ہو کر بیٹھا تھا نفیسہ پر سرار سا مسکرائیں تھیں

،،دشمن کو اسکے ہی طریقے سے مارتے ہیں عمر حیات وہ تمھارے حربے پہچان لے گی اپنا وار نہیں سمجھ پائے گی اسے لوگوں کے دماغ میں باتیں ڈالنے کا شوق ہے ناں تم بھی وہی کرو

عمر نے ناک سے مکھی آڑآئی تھی،،وہ جینیئس ہے اماں فورا سے پہلے سمجھ جائے گی میں اسے ٹریپ کر رہا ہوں اسکے شر اور حسد سے میرا مقابلہ نہیں ہے

تمھیں کیا لگتا ہے عمر جینیئیس لوگوں کے پاس دماغ نہیں ہوتا نفیسہ آنکھوں میں چمک لئے کہہ رہی تھیں "!!جس طرح ایک جینیس انسان کا دماغ عتاب ہے اس طرح عذاب بھی ہے اس وقت مہرماہ کے پاس کئی سوچیں ہیں اسکا دماغ الجھا ہوا ہے تم مزید الجھا دو اور بس ہو گیا تمہارا کام

وہ چٹکیوں میں حل نکال چکی تھی اور اب عمر سوچ میں پڑ گیا تھا)

آپ مجھے اس گھر میں لائیں گی ہاں یا ناں وہ حلق کے بل چیخ رہی تھی میں آپ سے کوئی دلاسا یا تسلی نہیں چاہتی میں بس ہاں یا ناں میں جواب چاہتی ہوں فروا سلطان وہ جنونی لگ رہی تھی یوں جیسے اسکے بس میں ہو تو فروا کا گلہ ہی دبا دے سرخ آنکھوں کے ساتھ غر آتی ہوئی وہ تمھیں خوف زدہ کر سکتی تھی

میری بات سمجھنے کی کوشش کرو مہر پلیز میں تمھیں یہاں نہیں لا سکتی فروا بے بسی سے بولی تھی

مہر تلخی سے ہنسی تھی اسکی آنکھیں اس وقت غیر انسانی تھیں اس نے فروا کے سینے پہ دونوں ہاتھوں سے دھکہ دیا تھا وہ سر کے بل بیڈ پہ جا گری حیرت تھی کہ شاک وہ اٹھ ہی نہ سکی مہر ماہ اسی طرح کی غیر انسانی اور سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ بیڈ کی دوسری طرف سے چڑھ آئی تھی فروا بے حس و حرکت بیڈ پہ پڑی تھی اور مہر ماہ اسکے سر پہ کھڑی تھی اسکی آنکھیں کسی بھی قسم کے رحم سے خالی تھیں یوں جیسے وہ گدھ بن چکی ہو

آپ کی وجہ سے سفیر ساری زندگی مجھ سے دور رہا اس نے ساری زندگی مجھے دیکھا تک نہیں وہ عجیب سے مشینی انداز میں کہہ رہی تھی فروا کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں

مہر ماہ کے ہاتھ اب اسکی گردن پہ تھے بلکل ویسے ہی جیسے کسی دور میں معراج سلطان کی گردن پہ

آپ کی وجہ سے ابا مجھ سے نفرت کرتے رہے آپ ہیں وجہ آپ سب چیزوں کی وجہ ہیں وہ چیخ رہی تھی بری طرح حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہی تھی ساتھ ساتھ ہاتھوں کا دباؤ گردن پہ بڑھا رہی تھی

میں نے سب سہا سب کچھ خاموشی سے سہا ہر ایک سے ساری زندگی ذلیل ہوتی رہی سفیر ابا . . . ہالے اور باقی سب بھی آپ کبھی بھی کبھی بھی میرے ساتھ کھڑی نہیں ہوئیں تھیں آپ نے کبھی بھی مجھے سپورٹ نہیں کیا آپ نے میرے اندر بدلہ ڈالا حسد ڈالا اسکی آواز دھیمی ہو رہی تھی سرد برف جیسی چھری کی دھار کی طرح چبھتی ہوئی

فرواکی آنکھیں ابل رہی تھیں وو ہاتھ پیر نہیں چلا رہی تھی نہ جانے کیوں وہ بس اب تک شاکڈ تھی بری طرح کھانستے ہوئے وہ آٹھنے سے قاصر تھی فرواکے آگے اسکی ساری زندگی کسی فلم کی مانند چل رہی تھی

میں نے آپ پہ بھروسہ کیا ممی . . . . وہ بے بسی سے بولی میں نے ہمیشہ آپ پہ بھروسہ کیا لیکن آپ کبھی بھی مرے ساتھ نہیں تھیں آپ مجھ سے کبھی محبت نہیں کر سکیں آپ بس مجھ سے محبت کرتی تھیں صرف خود سے فرواب زور زور سے ہاتھ مار رہی تھی اسکی آنکھ سے آنسو نکل رہے تھے چہرہ سفید پڑ رہا تھا آنکھیں جیسے ابھی ابل کر باہر گر پڑیں گی لیکن اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اٹھ پاتی یا پھر اس سے یہ سکت چھین لی گئی تھی اسکی سانسوں کی ڈور ٹوٹ رہی تھی گلے سے خر خر کی آوازیں نکل رہی تھی

میں کل رات سڑکوں پہ پھرتی رہی لیکن آپ میرے لئے نہیں آئیں میں نے گلی گلی ننگے پیروں کے ساتھ خاک چھانی لیکن آپ نہیں آئیں آپ اب بھی نہیں آتیں لیکن اب دیکھیں اب میں آگئی ہوں وہ چبا چبا کر بول رہی تھی اب میں آپ کو آزاد کروادوں گی آپ مجبور ہیں ناں اب آپ ہر مجبوری سے آزاد ہو نگی اس نے کہتے ساتھ پاس پڑا کشن اٹھا کر فرواکے چہرے پہ رکھ دیا تھا سارا چہرہ ڈھک گیا مہرماہ شیطانی آنکھیں لئے جنونی انداز لئے اسکے اوپر بیٹھی اسکا سانس قید کرتی رہی

آپ ختم ہو جائیں گی . . . . . آپ نے جس طرح مجھے ختم کیا آج آپ اسی طرح ختم ہوں گی وہ غرا رہی تھی ساتھ ساتھ بے بسی سے چیخ بھی رہی تھی آپ نے مجھ سے میرا بچپن چھینا مجھے چھیننا اور مانگنا سکھایا میں مہرماہ میں بھی ہارون شاہد جیسی بن سکتی تھی اگر آپ مجھے وقت دیتیں اگر آپ مجھ پہ کام کرتیں وہ درد سے پھٹی ہوئی آواز میں

چلائی تھی میری جوانی آپ نے غلام بنادی میرے دل کو اسیر بنادیا آپ کو کوئی حق نہیں تھا یہ کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں تھا مہرماہ پہ بس مہرماہ کا حق تھا وہ دھاڑی تھی اور اسکی اسی دھاڑ کے ساتھ فروا کا حرکت کرتا جسم ساکن ہو گیا ہر حرکت دم توڑ گئی ہر شے ساکن ہو گئی مہر نے اپنے ہاتھ روک لئے اڑھاتر چھا پڑا کشن گر گیا تو فروا کا چہرہ نمایاں ہوا

لٹھے کی مانند سفید اور مردہ اسکے چہرے پہ کچھ نہیں تھا سوائے موت کے اسکی آنکھیں چھت سے جا لگی تھیں اور وہ آنکھیں اب تک بے یقین اور شاکڈ تھیں سانسوں کی ڈور ٹوٹ چکی تھی ہر حرکت ہر آواز تھم چکی تھی خاموشی ایک لمبی خاموشی تھی جو ہر سو پھیل گئی تھی کچھ وقت قبل جو عورت پورے قد کے ساتھ کھڑی تھی کچھ وقت قبل جو مزاحمت کر رہی تھی جو بول رہی تھی وہ اب نہیں تھی یہی ہے انسان کی اوقات

فروا کا جسم بے جان ہو چکا تھا روح اور سانسیں روٹھ گئی تھیں اب اسکا معملہ اللہّ کے ساتھ تھا اور جب معملے اللہّ تک پہنچ جائیں تو تمھیں چاہیے کہ خوف کھاؤ

نوح مرزا کے آپارٹمنٹ پہ اس وقت چار لوگ موجود تھے یاقوت، نرمین، نوح اور ایک وکیل جس کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے ٹی وی لاؤنج میں رکھے صوفوں میں سے ایک پہ یاقوت اور نرمین ساتھ بیٹھے تھے اور دوسرے پہ نوح اور ایک ادھیڑ عمر وکیل

میں اپنی بیوی سے ایک آخری دفع بات کرنا چاہتا ہوں مجھے اسپیس چاہیے وہ نوح کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تھا نرمین گردن جھکائے بیٹھی رہی نوح اٹھا تھا ساتھ وکیل صاحب کو اشارہ کیا وہ اسکی تقلید میں اٹھے تھے چند پل بعد وہ باہر نکل گئے تھے اب کے یاقوت پوری طرح گھوم کر نرمین کو دیکھنے لگا اسکی آنکھیں نم تھیں بے چین اور کرب زدہ سی حلقے بڑھ گئے تھے

اب بھی وقت ہے نیرو.... ہم دونوں کے پاس اب بھی وقت ہے خدا کے لئے ضد چھوڑ دو میں مر جاؤں گا،،وہ گویا منت کر رہا ہو نرمین نے خالی خالی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا خاموشی سے.. انتہائی خاموشی سے

میں نے بہت کوشش کی ہے یاقوت وہ بولی تو اسکی آواز شکستہ تھی میں نے تمہاری عزت کرنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نہیں کر پائی بے بسی کے مارے اس نے مٹھی بھینچ لی تھی

میں نے بہت چاہا کہ جب تم چھوو تو کرب نہ آئے جب تم محبت کی بات کرو تو دل ایمان لائے تم گھر آؤ تو میں بیویوں کی طرح تمہاری خدمت کروں تمھارے کام کروں وہ بولتے بولتے رکی تھی پلکوں پہ ٹھہرے آنسو ٹوٹ کے یاقوت کی مٹھی پہ گرے تھے

"میں ہر کوشش کے بعد ہار گئی ہوں نہ میں تمہاری عزت کر سکی نہ تمھارے لمس پہ ملنے والی اذیت بھول سکی اور نہ ہی میں تم سے وفادار رہ سکی میں تمھیں معاف کر چکی ہوں لیکن میں تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتی کیونکہ میں اچھی بیوی نہیں بن سکتی اس نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا تھا یاقوت کے دل کو کوئی مٹھی میں پکڑ کر دبا رہا تھا تکلیف حد سوسوا ہونے لگی تھی

میں محبت کی خاطر مزید گنہگار نہیں ہو سکتی میں اللہ کی نظر میں ایک بری بیوی بن کر نہیں رہ سکتی مجھ آزاد کر و یہ آزادی میرا حق ہے مجھے حق ہے کہ میں اپنی مرضی کے انسان سے نکاح کروں اور پھر میرا فرض ہے کہ میں اسکی اطاعت کروں میں تمہاری اطاعت نہیں کر سکتی یاقوت میں کبھی تمہاری عزت نہیں کر سکتی وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی یاقوت کو اپنی ساری زندگی میں اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی آج ہو رہی تھی وہ رو نہیں رہا تھا اسکے آنسو دل پہ گر رہے تھے

مجھے بتاؤ یاقوت کیا تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو ؟اگر میں تمہاری عزت نہ کروں ؟اگر میں تمھارے لمس پہ کراہیت کھاؤں ؟ تمھارے ساتھ ہر دن ہر رات مجھے اسی سیاہ رات جیسی لگے کیا تم یہ چاہتے ہو ؟اور اگر چاہتے ہو تو ہاں بول دو خدا کی قسم میں تمھارے ساتھ رہنے کو تیار ہوں وہ پورے وثوق سی بولی تھی

تم ایک بار کہہ دو کہ تمھیں مجھ سے محبت چاہیے بس عزت نہیں تمھیں اسی رات کی طرح میں چاہیے ہوں میری مرضی نہیں میں.....

وکیل صاحب اندر آئیں یاقوت نے درشتی سے اسکی بات کاٹی تھی دل کانپ رہا تھا جسم سے جیسے سانسیں جدا ہو رہی ہوں وکیل اندر آیا تھا نوح اسکے ساتھ تھا وکیل نے چند کاغذات اسکے سامنے رکھے تھے یاقوت کے دل کو جیسے دھکا سا لگا ہو وہ ضبط کئے بیٹھا رہا

یہاں سائن کریں وکیل کے کہنے پہ اس نے ایک نظر نرمین کو دیکھا اسکی بھیگی آنکھیں التجا کر رہی تھیں نرمین نے رخ پھیر لیا یاقوت کی روح تک زخمی ہو گئی اس نے کانپتے ہاتھوں سے ایک جگہ دستخط کر دیا تھا یوں لگا تھا جیسے اپنی ہی موت کا پروانہ لکھ دیا ہو دو اور جگہ دستخط کروانے کے بعد وکیل نے وہی کاغذات نرمین کو دے دیے تھے

نوح آٹھ کھڑا ہوا تھا وکیل اسکے ساتھ اٹھا تھا وہ دونوں انڈے کی جانب بڑھ گئے کئی لمحات یاقوت شل سا بیٹھا رہا پھر اس نے ہلکے سے گردن موڑ کر نرمین کی آنکھوں میں دیکھا پھر آہستگی سے اپنا ہاتھ نرمین کے معدے سے ذرا نیچے والی جگہ پہ رکھا وہ ساکت رہ گئی تھی اسے لگا تھا اب وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گی اور وہ واقعی ایک پل کے لئے سانس نہیں لے سکی یاقوت اسی طرح ہاتھ رکھے بیٹھا رہا کئی پل بیتے کئی ساعتیں بیتیں

طلاق تمہاری آزادی کا پروانہ ہے... لیکن میں جانتا ہوں ہماری طلاق نہیں ہوئی نہ ہو گی وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا بامشکل خود سن پا رہا ہو جیسے

تم دونوں اپنا خیال رکھنا.... وہ بولتے ہوئے اٹھا تھا اور پھر بغیر اسکی طرف دیکھے باہر نکل گیا اسکے پیچھے نرمین اب تک ساکت تھی شل تھی

کیا وہ جانتا تھا؟ اور اگر جانتا تھا تب بھی اس نے یہ خالی خولی سا آزادی کا پروانہ اسے کیوں تھما دیا؟ کیا وہ واقعی تعلق میں محبت سے عزت کو ترجیح دے گیا تھا؟ کیا وہ واقعی سڑے ہوئے تعلق سے زیادہ نرم سی محبت کو ترجیح دے گیا تھا یا پھر... ایک برے باپ کے بدلے ایک نئے آنے والے کو اچھی ماں پہ ترجیح دے گیا تھا؟

اپارٹمنٹ کے باہر لوہے کے دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھا یاقوت بری طرح رو رہا تھا اسکی آنکھیں بھل بھل بہہ رہی تھیں دل کٹ رہا تھا روح جیسے اندر تک کسی نے چیر دی ہو خون ہی خون رسنے لگا تھا

!!محبت پہ عزت کو ترجیح دینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوا کرتی!!

وہ اسکے ٹھنڈے ساکت وجود کو دیکھتے ہوئے بری طرح چونک اٹھی تھی اسکی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں اس نے اپنا ہاتھ منہ پہ رکھ کر اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹ دیا تھا اس لمحے مہر ماہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیا کر چکی ہے اس سے کیا ہو چکا ہے وہ ساکن تھی برف کے مجسمے کی طرح جمی ہوئی وہ آہستگی سے بیڈ سے اتر آئی تھی اسکے قدم بھاری تھے اور شاید ہلکے بھی یوں جیسے زمین پہ پڑ ہی نہ رہے ہوں اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تھا

تمہاری جرات کیسے ہوئی .... سفیر کے اگلے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے اس نے بیڈ پہ نظر پڑتے ہی بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا چند لمحے پھٹی پھٹی نظروں سے وہ فروا کے ساکت وجود کو دیکھتا رہا اسے مہر ماہ کی موجودگی بھول گئی تھی مہر ماہ کو اسکی موجودگی بھول گئی تھی وہ دونوں اپنی اپنی جگہ ساکن تھے

چند لمحہ بعد سفیر نے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے ایک خوش فہمی سی تھی کہ اب بھی سب ٹھیک ہو سکتا ہے کیا پتہ وہ وقت پہ پہنچ گیا ہو وہ قدم بڑھا رہا تھا لیکن اسکے عقب میں کھڑی مہر ساکن تھی وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی اسے لگا تھا وہ مر چکی ہے

سفیر بیڈ کے قریب کھڑا تھا فروا کے سفید پڑتے وجود کو دیکھتے ہوئے اسکے دل کو کچھ ہوا تھا وہ ان چھت سے لگی آنکھوں کو نہیں دیکھ سکا اسکے جسم کا رواں رواں کانپ رہا تھا

ممی . . . وہ ہولے سے پکار رہا تھا آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے گر رہے تھے دل کو جیسے کسی نے پھندے سے کس کر باندھ دیا ہو وہ آہستگی سے اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھ گیا

،، ممی پلیز کچھ بولیں . . . ممی میں سفیر آپ کا بیٹا پلیز ممی کچھ بولیں آئی ایم سوری آئی ایم سوری پلیز ڈونٹ لیو می ممی پلیز وہ بہت ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا اسکے آنسو بری طرح اسکے چہرے پہ گر رہے تھے

اسی لمحے دروازے پہ حسینہ اور حسن نمودار ہوئے تھے مہر ماہ فرش پہ بیٹھی تھی اسکی آنکھیں کسی غیر مرئی نکتے پہ جمی تھیں وہ اپنے حال میں حاضر نہیں تھی

بڑی امی پلیز ممی کو دیکھیں سفیر انکو چوکھٹ میں کھڑے دیکھ بے بسی سے بولا تھا !! یہ کچھ بول نہیں رہیں پلیز میری ممی کو دیکھیں پلیز انکو اٹھائیں !! حسینہ تیز تیز قدموں سے چلتی اس کے قریب آئی تھیں فروا کا ٹھنڈا وجود دیکھ انکا دل رک سا گیا تھا وہ ہلکا سا جھکیں اسکی کلائی کو ہاتھ میں پکڑا وہ بے جان تھی ٹھنڈی یخ انہوں نے ایک جھٹکے سے اس کلائی کو چھوڑ دیا تھا پھر آگے بڑھ کر آہستگی سے فروا کی آنکھوں پہ ہاتھ پھیر کر انہیں بند کر دیا وہ

بند نہ ہو سکیں شاید دیر ہو چکی تھی سفیر جو اب تک ایک امید سے انہیں دیکھ رہا تھا اسکے دل پہ جیسے کسی نے برچھی سے وار کر دیا ہو

وواب بلند آواز میں رونے لگا تھا حسینہ نے اسکو اپنے سینے سے لگا لیا تھا وہ بچوں کی طرح بلند آواز سے رو رہا تھا میری ممی.... پلیز انکو اٹھا دیں... پلیز میں بس تھوڑی دیر ان سے بات کر لوں پلیز وہ حسینہ سے لپٹ کر بلند آواز میں روتے ہوئے کہہ رہا تھا!! میں اپنی ماں سے ناراض تھا میں ان سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں کوئی پلیز میری ماں کو اٹھا دے پلیز ممی پلیز مجھے مت چھوڑیں ممی پلیز اٹھ جائیں

چوکھٹ میں شل کھڑے حسن کی آنکھیں بھر گئی تھیں اس نے بھی ایک اپنا کھویا تھا یہ دکھ وہ بھی جانتا تھا اگر آپ نے کسی اپنے کی لاش دیکھی ہے تو آپ کو ہر لاش میں وہی لاش نظر آئے گی ہر دفع درد ایک بار پھر تازہ ہو جائے گا یہ بات آج حسن کو معلوم ہو گئی تھی

سفیر اب بھی ہچکیوں کے ساتھ رو رہا تھا اسے بس اپنی ماں کے ساتھ ایک منٹ چاہیے تھا مہر ماہ اپنے گرد بازوؤں کا حلقہ بنائے ہوئے تھی آنکھیں ساکت تھیں جسم سن تھا اسے کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی سب خاموش تھا بے آواز تھا

اسی لمحے حسن کمرے سے باہر نکل گیا اس کے ہاتھوں میں اسکا موبائل تھا وہ پولیس کو کال کر رہا تھا ایک باپ کا قتل رائیگاں گیا تھا اب ایک ماں کے قتل کو رائیگاں جانے وہ نہیں دے سکتا تھا وہ کال کر کے اندر آیا تھا سفیر اب بھی رو رہا تھا حسینہ اسکو دلاسا دے رہی تھیں

ہر ایک کو اپنے انجام تک جانا تھا یہ تو طے تھا ناں

کانفرنس روم سے نکلتے عمر حیات کے ہاتھ میں اسکا موبائل تھا وہ بار بار ہالے کو کال ملا رہا تھا اور وہی ایک ٹون

!!آپ کے مطلوبہ نمبر سے اس وقت رابطہ ممکن نہیں!!

وہ جھنجھلا رہا تھا اسے اب غصہ آ رہا تھا راہ داری میں چلتے ہوئے ایک ورکر کے موبائل سے آواز نکل کر عمر کے کانوں تک آ رہی تھی وہ شاید خبریں سن رہا تھا

،،اہم ترین خبر سے آپ کو آگاہ کرتے چلیں گولڈ سٹی مال میں دھماکے کی وجہ سے چالیس افراد جان بحق ہو چکے ہیں

عمر سن ہو گیا تھا اس کے اس پاس حرکت کرتی ساری دنیا تھم گئی تھی

متعدد افراد زخمی اور زخمیوں کی حالت ... آواز آگے بڑھ گئی تھی اب کچھ بھی واضح سنائی نہیں دے رہا تھا لیکن ان آوازوں کے بیچ بھی ایک آواز تھی جو عمر کو سنائی دیتی تھی اپنے دل کی دھڑکن کی معمول سے زیادہ تیز رفتار اسکے قدم اسکا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھے اسکا سارا جسم کانپ رہا تھا

اس نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے موبائل پہ انگلیاں چلائیں آنکھیں مردہ ہوگئی تھیں یوں جیسے ہر خوشی ہر رمک روٹھ گئی ہو اسکے موبائل کی سکرین پہ ہالے کی لوکیشن واضح ہوئی تھی

"گولڈ سٹی مال" لوکیشن بتاتا سبز ٹک جیسے تمسخر سے اس پہ ہنسا تھا اگلے ہی لمحے وہ دیوانہ وار راہداریوں میں بھاگ رہا تھا کون سامنے آیا اس نے کس کو دھکا دیا کون گرا اور کس نے اسے پلٹ کر کچھ سخت سست کہا اس وقت اسے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی آس پاس بس خاموشی تھی عمر کو ایک آواز سننی تھی ورنہ وہ بہرہ ہو جاتا ایک چہرہ دیکھنا تھا ورنہ وہ اندھا ہو جاتا وہ مسلسل ہالے کے نمبر پہ کال ملا رہا تھا لیکن بے سود اسکی آنکھیں پاگلوں کی طرح اسکی تلاش میں تھیں عمر کو اپنا دل رک رک کر چلتا ہوا محسوس ہوا تھا

پارکنگ لاٹ میں اس نے بے چینی سے اپنی گاڑی ڈھونڈنی چاہی لیکن گاڑیوں کی ایک لمبی قطار میں اسے اپنی گاڑی کافی دور کھڑی نظر آئی وہ ایک منٹ کا انتظار بھی نہیں کر سکتا تھا پاس ہی ایک ورکر اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا عمر ایک جست میں اس تک پہنچا تھا اسکے کوٹ سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا اور اسکے ہاتھ سے چابی جھپٹ لی ورکر ہکا بکا رہ گیا تھا عمر نے اسی ہاتھ سے اسکو دور کیا اور خود گاڑی میں بیٹھ گیا بیچارہ ورکر اسکے عقب میں کھڑا سر... سر پکارتا رہ گیا تھا

وہ گاڑی چلاتے ہوئے بھی ایک ہاتھ سے مسلسل موبائل پہ ہالے کو کالز کئے جا رہا تھا جواب ندارد اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں دل جیسے ڈوب کر ابھر رہا تھا اسے آج تک اتنی بے بسی کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی وہ آج تک اتنا پریشان کبھی نہیں ہوا تھا وہ کبھی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا تھا تو کبھی کنپٹی کو زور سے دباتا تھا

گاڑی کو اندھا دھند بھگاتے ہوئے اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا اور پھر اگلے چند منٹ میں وہ مال کی بلڈنگ کے سامنے تھا بلڈنگ راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی جگہ جگا سے سیاہ دھواں اٹھ رہا تھا کہیں کہیں آگ لگی تھی لوگ چیختے چلاتے ہوئے کہا اپنے عزیزوں کی لاشوں کے کٹے پٹے ٹکڑے دیکھ رہے تھے کچھ اب بھی اپنے قریبی لوگوں کی تلاش میں تھے پولیس بامشکل انہیں روکے ہوئے تھی عمر عمارت کو دیکھتے ہوئے ایک پل کے لئے سن ہو گیا تھا اسکے کان جیسے سماعت سے محروم ہو گئے ہوں اس نے ہالے کو نہیں دیکھا تو شاید وہ سانس نہیں لے سکے گا وہ میکانکی انداز میں قدم آگے بڑھا رہا تھا موبائل پہ ہالے کی تصویر لگی تھی جسے وہ ایک ایک کو دکھا رہا تھا

میری بیوی کو دیکھا ہے کہیں ؟ وہ ہر ایک سے پوچھ رہا تھا وہ ناکہ توڑ کر آگے جانا چاہتا تھا جب دو اہلکاروں نے اسکے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے روکا تھا عمر نے ٹھنڈی برف نظروں سے انہیں دیکھا تھا

،،اے ایس پی عمر حیات ،،وہ چبا چبا کر بس اتنا بولا تھا اہلکار ادب سے ہٹ گئے وہ جانتے تھے پولیس میں کوئی سسپینڈ یا معطل نہیں ہوتا کم از کم پاکستان پولیس میں نہیں پولیس والوں کی واپسی سوائے قبر کے ہر جگہ سے ممکن ہوتی ہے

وہ ناکہ ہٹاتا آگے بڑھ آیا تھا جگہ جگہ لاشیں ..زخمی لوگ .. کٹے ہوئے اعضاہ وہ بے جان قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا کانوں میں اسکی آواز گونج رہی تھی آنکھوں کے آگے کچھ منظر ابھر رہے تھے

(انگریزی طرز پہ بنے کیفے میں مدھم روشنیوں کے بیچ ایک درمیان میز کے گرد لگی کرسیوں پہ وہ دونوں بیٹھے تھے ہالے مسکراتے ہوئے عمر کو دیکھ رہی تھی

اچھابتاؤناں!!عمر تم مجھے ہنی مون پہ کہاں لے کر جاؤ گے ؟،،!!بلکہ میں بتاتی ہوں ہم یورپ چلتے ہیں"

عمر نے اسکو ایسے دیکھا تھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو،،جتنا خرچہ یورپ جانے کا ہے ناں میری سال بھر کی تنخواہ بھی پوری نہیں ہو گی

اچھا ٹھیک ہے پھر ترکی چلتے ہیں ہالے کچھ سوچ کر بولی تھی عمر ایک بار پھر ناک بھوں چڑھا چکا تھا

،،ہر گز نہیں ہم ترکی جائیں گے اور وہاں تم نے اگر کسی ترک لڑکے کی نیلی آنکھوں کی تعریف کر دی تو؟میں تو خوامخواہ اسے غیرت کے نام پہ قتل کر دوں گا،،!!اسکے ایسے خوف ناک نقشہ کھینچنے پہ ہالے بدمزہ ہو گئی تھی عمر نے اسکو اس طرح دیکھا تو تسلی دینے والے انداز میں آگے ہوا

،،،!!اچھا اب کوئی اچھی سی جگہ بتاؤ وہاں لے جاؤں گا وعدہ،،

تم مجھے لالو کھیت لے چلو بلکہ رہنے ہی دو تم وہاں کے نان پکوڑوں کے بل پہ بھی چار بار بے ہوش ہو کر اٹھو گے

"!!وہ جلے کٹے لہجے میں بول کر دوبارہ اپنی کافی پینے لگی تھی

عمر نے بھی کچھ سوچتے ہوئے اپنی کافی کا مگ اٹھالیا تھا،، صحیح کہتی ہو ہم غریب لوگوں کے گھومنے کو تو کوئی جگہ بچی ہی نہیں،،!!وہ صدمے سے بولا تھا،،!!)

اسے دیکھا ہے ؟یہ میری بیوی ہے ..اسے کہیں دیکھا ہے ؟وہ ایک آدمی کو ہالے کی تصویر دکھارہا تھا آدمی اسے جھڑک کر آگے چلا گیا تھا عمر اسے جاتا دیکھتا رہا

(کچن میں خانوں کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی تھی عمر نے ایپرن باندھ رکھا تھا اور ہالے کے سامنے اپنی بنائی نئی ڈش رکھ رہا تھا

تم شیفز بھی ناں بس باتوں کو بڑھا چڑھا کر بتاتے ہو سادہ بریانی کو کلکتہ بریانی بنا دیا اور عام سے سفید چاول بنا کر کہتے ہو چائیز ہے حلانکہ ٹیسٹ تو سیم ہوتا ہے بس بھاری بھاری نام رکھ لیتے ہو وہ اسکی بنائی پلیٹ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

عمر کو تو صدمہ ہی لگ گیا تھا!!،،تو مت کھایا کرو ناں اگر اتنا ہی برا لگتا ہے وہ جل کر بولا تو ہالے نے پلیٹ آگے سرکالی

،،میں تو مجبور ہوں شوہر کے کھانے سے انکار کر کے جہنم میں تھوڑی جانا ہے ؟وہ مسکراہٹ ضبط کیے کہہ رہی تھی عمر ڈھیر سارا اشتعال اندر دبائے اسے دیکھ کر رہ گیا

اس نے چاولوں کا ایک چمچ لیا اسے منہ تک لے گئی اور پھر بری طرح بدمزہ ہوئی تھی!!

یہ تو عام چاول ہیں عمر؟!!

ہم شیفس تو بس بڑے بڑے نام رکھ لیتے ہیں ناں ؟وہ جل کر بولا تھا ہالے بے اختیار پچھتائی تھی)

آگے بڑھتے ہوئے اسکے پیروں میں کچھ لگا تھا عمر نے جھک کر دیکھا وہ موبائل تھا آدھا جلا ہوا لیکن جب عمر نے اسے پلٹ کر دیکھا تو اسکا سانس تک رک گیا اسکی آنکھیں پتھرا گئیں ایک لمحے کو دل بند ہو گیا

بیک کور پہ ہالے اور عمر کی تصویر لگی تھی آدھی جلی ہوئی لیکن وہ اسے پہچانتا تھا اسے بے اختیار آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی اسے اپنی آنکھیں گیلی ہوتی محسوس ہوئیں دل کو جیسے خنجر سے چیر دیا گیا ہو

،،!تصویر بس ہالے کی جانب سے جلی ہوئی تھی!!،،

(وہ دونوں لاونج کے صوفوں پہ بیٹھے تھے ہالے کے ہاتھ میں پاپ کارن کا پیالہ تھا لاؤنج اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا سامنے لگی سکرین پہ کوئی شادی کا سین چل رہا تھا عمر نے اس سین کو دیکھا پھر گردن موڑ کر ہالے کو دیکھا

،،ویسے اگر ہماری شادی اتنی جلدی میں نہ ہوئی ہوتی تو میں نے بھی بڑے بڑے خواب دیکھے تھے وہ چمکتی آنکھوں سے کہہ رہا تھا!!انڈور،اوٹ ڈور گروم شوٹ برانڈڈ کپڑے بلکہ میں تو اپنی شیروانی پہ ہیرے کے لگواتا اور خرچے کی لسٹ دیکھنے کے بعد وہی ہیر اچاٹ کر مر جاتے تم ہالے سکرین کو دیکھتے ہوئے بولی تھی!!ویسے دیر تو اب بھی نہیں ہوئی ہم ولیمہ کر سکتے ہیں اب کے ہالے نے بھی گردن موڑلی تھی عمر نے اپنا رخ ٹی وی کی جانب کر لیا

چھ مہینے پرانی دلہن کے ساتھ کون ولیمہ کرتا ہے؟وہ جل کر بولا تھا)

آس پاس پریشان حال زخمی روتے ہوئے لوگ تھے کوئی بچ جانے پہ تشکر کے آنسو بہار رہا تھا کوئی کسی کو کھو دینے پہ رو رہا تھا کسی کو اپنے زخم کراہنے پہ مجبور کئے ہوئے تھے ایسے میں وہی ایک تھا جو ہر ایک سے بے گانا بس پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا ایک ہاتھ میں اپنا موبائل تھا اور دوسرے ہاتھ میں ہالے کا جلا ہوا موبائل اسے دیکھ کر بے اختیار ترس آتا تھا

آپ نے اسے دیکھا ہے ؟وہ اب ایک عورت کو روک کر پوچھ رہا تھا اسکے ساتھ ایک آدمی بھی تھا ابھی عورت کچھ کہتی کہ وہ بے زاری سے بول اٹھا

،،ارے اب تک تو ہڈیاں بھی گل گئی ہوں گی اسکو دیکھا اسکو دیکھا دماغ نہ خراب کروا بھی میں .... اسکے باقی کے سارے الفاظ منہ میں رہ گئے عمر اسکو گردن سے دبوچے ہوا میں بلند کر گیا تھا پھر اسی طرح جھٹکے سے نیچے کیا اور اپنا بازو اسکی گردن پہ لپیٹ دیا

،،زندہ گاڑ دوں گا اگر کسی نے کہا اسے کچھ ہو گیا ہے،،وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا آدمی کا دم گھٹنے لگا تو عمر نے جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا وہ ھانپنے لگا تھا بری طرح کھانستے ہوئے وہ خوف زدہ نظروں سے عمر کو دیکھ رہا تھا سخت نظروں سے اسے گھورتے ہوئے وہ ہوش میں نہیں لگتا تھا

عمر اس پہ لعنت بھیج کر ابھی آگے جاتا کہ اس عورت کی آواز پہ رک گیا

!!اسے یہاں ڈھونڈنا بے کار ہے!!اگر یہاں ہوتی بھی تو مر گئی ہوتی،،

عمر کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر زور سے دبا دیا ہو وہ پلٹ بھی نہ سکا اسے لگا اس نے ہالے کو کھو دیا ہے

اور پھر وہ دھیرے دھیرے اس ملبے والی زمین پہ بیٹھتا چلا گیا دل خالی تھا ہاتھ خالی تھے وہ اندر سے مکمل خالی تھا

وہ ہالے کو دیکھنا چاہتا تھا وہ اسے دیکھ کر کہنا چاہتا تھا

،،میں تمھارے ساتھ جینا چاہتا ہوں!!بے بسی کے مارے اسکی آنکھیں جلنے لگی تھیں

سلطان منزل کے باہر پولیس کی گاڑی کا سائرن بجا تو سفیر کے پورے جسم میں جیسے شرارے دوڑ گئے تھے وہ پلنگ پہ لیٹے اپنی بے جان ماں کے قریب سے اٹھا تھا حسینہ کو آگے سے ہٹاتا وہ جھپٹنے کے انداز میں مہرماہ کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کر چکا تھا اسکی آنکھیں خون چھلکا رہی تھیں یوں جیسے ابھی اور اسی وقت وہ اسکا قتل کر دے گا

،،تم انسان ہو یا جانور.... تم کسی کی ماں کو کیسے مار سکتی ہو وہ اپنی پوری قوت سے چلایا تھا مہرماہ کچھ نہیں بولی وہ اب بھی شاکڈ تھی

تمھیں ذرا غیرت ذرا شرم نہیں آئی تم میری ماں کو کیسے مار سکتی ہو وہ نم گیلی آنکھوں کے ساتھ چلا رہا تھا اسکی آواز میں غصے سے زیادہ غم تھا

!!میں ان سے ناراض تھا یار... کم از کم تم مجھے ان سے معافی مانگ لینے دیتی تم اتنی بے حس کیسے ہو سکتی ہو وہ بولتے ہوئے بھی رو رہا تھا جنکے ماں باپ اس دنیا سے اس طرح چلے جائیں کہ وہ ان سے ناراض ہوں یا پھر بچے ان سے ناراض ہوں تو پیچھے رہ جانے والی اولاد کا دکھ آپ نہیں سمجھ سکتے

میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں مہرماہ میں تمھیں ابھی اور اسی وقت پولیس کے حوالے کروں گا تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہو وہ اسے بازو سے پکڑے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے کر جا رہا تھا مہرماہ مزاحمت نہیں کر رہی تھی وہ بس اسکے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی جو عورت اسکا مضبوط سہارا تھی وہ اب نہیں رہی تھی اور اسکے نہ رہنے کی وجہ وہ خود تھی

پتھریلی روش پہ پولیس کی بھاری نفری کھڑی تھی دو خرانٹ قسم کی موٹی موٹی عورتیں اور انکے ساتھ کھڑا احسن سلطان جس کی آنکھیں زخمی اور سرخ تھیں ان میں آج ترحم نہیں تھا وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلا چاہتی تھیں سفیر نے پھینکنے والے انداز میں ایک جھٹکے سے مہرماہ کو انکے حوالے کیا تھا یہ جھٹکا اسی جھٹکے سے مہرماہ ہوش میں آئی تھی

اسے لے جائیں یہ قاتل ہے میری ماں کا قتل کیا ہے اس نے سفیر گیلی بیٹھی ہوئی آواز میں نفرت سے کہہ رہا تھا اسکا دل پھٹ رہا تھا

فربہ سی پولیس کانسٹیبل مہرماہ کو بازو سے پکڑے کھڑی تھی لیکن عین اسی پل مہر اپنا بازو چھڑوا کر آگے لان کی طرف بھاگی تھی اس نے ابھی چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ نیچے پڑے پتھر پہ اسکا پیر رپٹا تھا اور وہ منہ کے بل پتھریلی روش پہ گری تھی یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ کوئی بھی کچھ سمجھ ہی نہیں سکا

لیکن اگلے ہی پل مہر کی دل خراش چیخوں نے پورے سلطان منزل کو باور کروا دیا تھا کہ آج آٹھنے والا جنازہ صرف ایک نہیں ہو گا

اسے یہاں مت ڈھونڈو کیونکہ وہ یہاں نہیں ہے وہ عورت ایک بار پھر بولی تھی عمر اب بھی نہیں پلٹا تھا اسکا سینہ جیسے کوئی جکڑ رہا تھا اسے لگا تھا اب شاید وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گا

وہ یہاں تھی لیکن دھماکے سے پہلے باہر نکل گئی تھی عمر کو لگا جیسے کسی نے اسکے جلتے دل پہ ٹھنڈی پھوار ڈال دی ہو وہ بے یقینی سے مڑا تھا اٹھتے ہوئے اسکے جسم میں نئی سانس بھری جا رہی تھی عورت اب بھی کہہ رہی تھی

،،ہاں وہ یہاں نہیں رکی تھی۔ اس نے کہا تھا وہ اپنے شوہر کے بغیر شاپنگ نہیں کرے گی۔ الفاظ نہیں تھے آب حیات تھے جو قطرہ قطرہ عمر حیات کو پلائے جا رہے تھے۔ میں نے یہاں اسکا فون گرا ہوا دیکھا تھا میں یہی فون اٹھا کر اسکے پیچھے گئی تھی۔ لیکن اسکی گاڑی بہت تیز تھی وہ آگے نکل گئی تھی۔ میں اسکے پیچھے گئی لیکن زیادہ دور نہیں جا سکی تھی کہ دھماکے کی آواز سن لی میں محفوظ رہی کیونکہ میں مال سے کافی دور تھی

اسکا۔۔۔۔۔۔فون.... کیسے جلا.. وہ اٹک اٹک کر بول پایا تھا

،،!!یہ فون میرے پاس تھا میرا شوہر اندر تھا میں اس فون سے اپنے شوہر کو ٹرائے کر رہی تھی اور پولیس اہلکار نے میرا فون میرے ہاتھ سے لے کر پھینک دیا،،!!

وہ کہاں گئی کیا اپ کو کچھ بتایا؟ عمر بے قراری سے بولا تھا اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھی حلق دکھ رہا تھا وہ ابھی کے ابھی اسے دیکھنا چاہتا تھا

،،میں نہیں جانتی،، عورت نے لاعلمی سے کندھے اچکا دیئے اور آگے بڑھ گئی عمر اب تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کی جانب جا رہا تھا ملبے والی زمین اٹھتا ہوا دھواں وو سب سے بے نیاز تھا اسے بس جلد از جلد ہالے کے پاس جانا تھا

چلتے ہوئے اس نے اس ایریا کی ریستورانز کی لسٹ کھول رکھی تھی مختلف ریستوران کیفے ،ہوٹل وہ کہاں جائے کیا کرے ؟اور پھر اپنی گاڑی کے قریب پہنچ کر ایک نام پہ اسکا دل شانت ہو گیا تھا اسے معلوم ہو گیا تھا وہ کہاں ہو گی عمر نے اپنا چہرہ آسمان کی جانب اٹھایا تھا اسکی آنکھیں گیلی تھیں چہرے پہ کالک لگی تھی

!!،،میں ساری زندگی آپ کا شکر گزار رہوں گا اللہ ..بس اتنا کہہ کر وہ دوبارہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا گاڑی اب بھی تیز رفتار تھی اسکا دل اب بھی دھڑک رہا تھا وہ بے چین اب بھی تھا یہ طے تھا کہ وہ اسے دیکھے بغیر پر سکون نہیں ہو سکتا

ایک چھوٹے سے ریستوران کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے اس کا دل بے تیز دھڑک رہا تھا کیا ہو جو وہ یہاں نہ ہوئی ؟ کیا ہو جو وہ واپس مال چلی گئی ہو ؟ کیا ہو جو وہ عورت جھوٹ بول رہی ہو ؟ ہزار اندیشے تھے ہزار وسوسے تھے لیکن وہ بس اپنے دل کی سن رہا تھا وہ دل جو اسے بتا رہا تھا کہ عمر حیات کے ساتھ اب مزید زیادتی نہیں ہو گی اسکی حالت عجیب تھی بکھرے بال شرٹ پہ لگاے سیاہ داغ ایسے ہی چند ایک داغ چہرے پہ بھی تھے سب سب سے زیادہ عجیب اس وقت اسکی آنکھیں تھیں سرخ، گیلی اور بے قرار

وہ گول چکر دار زینے چڑھتے ہوئے اوپر جا رہا تھا ذہن میں اسکی آواز گونج رہی تھی

(میری ہیپی پلیس میرے ایک دوست کا ریستوران ہے میں جب بھی سٹریسیڈ اور پریشان ہوتی ہوں تو وہی جاتی ہوں)

ذینوں سے گزرتا ایک ویٹر اس سے ٹکرایا تھا اسکے ہاتھ میں پلیٹر تھا مختلف کھانے بلکہ کئی سارے کھانے وہ اداس سا مسکرایا ویٹر اس سے معذرت کرتا آگے چلا گیا

(جب میں وہاں جاتی ہوں تو وہاں کی اوپری منزل بس میری ہوتی ہے میں وہاں بڑی سی ٹی وی پہ ایک اچھی سی فلم لگا دیتی ہوں اور پھر اگلے کئی گھنٹے فلم دیکھتی رہتی ہوں اور اپنی پسند کا پلیٹر انجوائے کرتی رہتی ہوں)

وہ آخری ذینے پہ تھا بس اس زین ے کے پار وہ ہو گی یا پھر شاید نہیں ہو گی اسکے نہ ہونے کا سوچ کر اسکا دل خالی سا ہو گیا تھا وہ کب اتنی ضروری ہو گئی کہ اسکے بغیر ساری زندگی اندھی اور ساری دنیا بے آواز لگے؟ عمر نے یاد کرنا چاہا تھا

(ہاں میں جانتی ہوں اب تم جل رہے ہو گے وہ عمر کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

،، لیکن امیر ہونے کا ایک فائدہ ہوتا ہے آپ کے دوست بھی امیر ہوتے ہیں اور امیر دوست آپ کو غیر مشروط فیورز دیتے ہیں جیسے میرے دوست مجھے دیتے ہیں،،!!

چھوڑو میں بھی کسے بتا رہی ہوں میرا بیچارہ غریب شوہر)

وہ اوپری منزل کے فرش پہ قدم رکھ چکا تھا لکڑی کا بنا نفیس انٹیریئر صوفوں کے درمیان سجی لمبی میزیں ٹی وی پہ چلتی فروزن اور.... اور ان سب کے درمیان میں وہ بھی تھی اپنے پلیٹر سے ایک ایک چیز دھیان سے لمبی میز پہ رکھواتی سیاہ تازہ ڈرائی شدہ بالوں کو انگلیوں سے کان کے پیچھے اڑستی وہ عمر کو نئی زندگی دے رہی تھی وہ آگے نہیں جا سکا اسکی آنکھیں اس منظر پہ جم گئی تھیں وہ بس اس منظر کو دل میں اتار لینا چاہتا تھا کیوں تھی وہ ایسی

؟کیوں اسکے بغیر زندگی اضافی تھی کیا ہے یہ محبت جو ایک سیلف آبسسیسڈ انسان سے کسی کی آنکھوں کی تعریف کرواتی تھی یہ کیسا جذبہ تھا جو ایک پیسوں کے جنونی انسان سے اپنی ساری جمع پونجی ایک عورت پہ لٹا دینے کو مجبور کر دیتا تھا عمر کو اس لمحے محبت سے خوف آیا تھا

وہ اسکی جانب نیم رخ کئے ہوئے تھی جسے اب وہ پلٹ چکی تھی اب بس اسکی پشت پہ پھیلے سیاہ بال نظر آتے تھے ویٹر اب پلٹ رہا تھا اسی لمحے عمر نے اسکی جانب قدم بڑھائے تھے یہ قدم زندگی کی طرف تھے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسکی جانب آ رہا تھا ہالے کا دھیان اوٗلف پہ تھا جو آنا سے بات کر رہا تھا وہ جس صوفے پہ بیٹھی تھی وہ نئ طرز کے تھے یوں کے گولآئی میں بنے ہتھے اور کسی انسان کی کمر کو بامشکل ڈھانپتی اسکی پشت اسکے بال صوفے کی پشت کے سرے کو چھو رہے تھے

وہ اسکے قریب پہنچ گیا تھا ہالے کچھ محسوس کر کے پلٹ نے لگی تھی جب عمر کی آواز پہ تھم گئ

،،میں بہت ڈر گیا تھا ہالے وہ آہستگی سے بولا تو ہالے ٹھہر سی گئ عمر اب کے جھکا تھا ٹھوڑی اسکے کندھے پہ رکھے وہ اسکے دونوں ہاتھ تھام چکا تھا ہالے نے سانس تک روک لی

اسی لمحے عقب میں کھڑے ویٹر نے مسکراتے ہوئے انکی چند پکچرز اتار لی تھی اور پھر آگے بڑھ گیا واپس عمر کی طرف آوٗ تو وہ ہالے کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھے ہوئے تھا اسکی آنکھیں بند تھیں جیسے وہ اسے محسوس کر رہا ہو

،،میں نے تمھیں نہیں دیکھا اور مجھے لگا میں اندھا ہو گیا ہوں،،!!وہ سرگوشی کر رہا تھا ہالے کا دل اس کے ایک ایک لفظ پہ رک رہا تھا

،،مجھے تمہاری آواز نہیں سنائی دی اور مجھے لگا میں بہرہ ہو گیا ہوں،،!!

مرے قدموں کے ساتھ تمھارے قدم نہیں تھے اور مجھے لگا میں معذور ہو گیا ہوں وہ اتنی ہلکی آواز میں ایسے کرب سے کہہ رہا تھا کہ ہالے کا دل سکڑ کر پھیلا تھا اگلے کئی لمحے وہ کچھ نہ بولا بس ٹھوڑی اسکے کندھے پہ جمائے کھڑا رہا نفی وقت بعد ہالے نے ہی بات کا آغاز کیا تھا

،، تمھیں پیسہ زیادہ پیارا ہے یا میں ؟،،!!

تم... وہ فورا بولا تھا مجھے تم عزیز ہر چیز سے زیادہ ہر پیسے ہر ہیرے جواہرات سے زیادہ تم مجھے اتنی عزیز ہو کہ میں تم پہ دنیا کے سارے بینکس کا پیسہ لٹا سکتا ہوں میں تمھارے لئے خود کو بھی بیچ آؤں

نہ کرو میں رونے لگوں گی ہالے اس انداز سے بولی کہ عمر ہنس پڑا تھا بے بسی سے شدت سے

اس نے آنکھیں کھول لی تھیں اور سیدھا کھڑا ہو گیا تھا خوف تھا کہ ختم نہیں ہوتا تھا ڈر تھا کہ جاتا ہی نہیں تھا وہ گھوم کر دوسری جانب رکھا صوفہ ہالے کے صوفے کے عین سامنے رکھ چکا تھا اسکی آنکھیں گیلی تھیں سرخ اور کرب زدہ بھی ہالے کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے ہالے کے ہاتھ تھام لئے تھے

!!تم کیوں ہو ایسی ؟ وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے بے بسی کی انتہا پہ ہو !!،، تم مجھے ہپناٹائز کر رہی ہو ہالے.... تمھارے بغیر میں خود کو اندھا بہرہ اور معذور محسوس کر رہا تھا تم مجھ پہ جادو کر رہی ہو اور میں سحر زدہ ہو چکا ہوں وہ اسکے ہاتھ تھامے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا ہالے یک ٹک اسے دیکھے گئی بغیر کچھ کہے بغیر پلک تک جھپکے

تمھیں کیا ہوا ہے عمر؟وہ فکر مندی سے بولی تھی اگر تمھیں ٹینشن ہو رہی ہے تو فکر مت کرو بل میں خود دے دوں گی،،

عمر اسے دیکھتے ہوئے بے بسی سے ہنسا تھا وہ کہاں سے گزر کر آیا تھا وہ کیا دیکھ کر آیا تھا اور یہاں اسکی بیوی کیا سوچ رہی تھی "کچھ نہیں ہوا... اس نے نرمی سے یقین دہانی کروائی"

سب ٹھیک ہے!! تم اگر میرے ساتھ ہو تو سب ٹھیک ہے،، تم صحیح کہتی ہو کھانا ہمیں مرنے سے بچاتا ہے آج ہم دونوں ڈھیر سارا کھانا کھائیں گے اپنے موبائل آف کر دیں گے اور بس ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں گے وہ جیسے سب کچھ پلان کر چکا تھا ایک ہاتھ سے ہالے کا ہاتھ پکڑے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اپنا موبائل جیب سے نکال رہا تھا اور پھر اس نے اپنا موبائل آف کر کے میز پہ ڈال دیا ہالے تو بس اسے دیکھ کر رہ گئی تھی

آج رات تک ہم یہیں رہیں گے تمہاری پسند کی فلم دیکھیں گے کھانا کھائیں گے اور تم مجھ سے باتیں کرنا میں سنوں گا اوکے؟ وہ دھیرے سے پوچھ رہا تھا ہالے نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

عمر آگے کو ہو بیٹھا تھا ساری ڈشز نان و تیج تھیں لیکن وہ ہچکچایا نہیں ایک ہاتھ سے ہالے کا ہاتھ پکڑے وہ دوسرے ہاتھ سے نوالا بنا رہا تھا

عمر.. ہاتھ تو چھوڑ دو ہالے نے جیسے اسے یاد دلایا تھا وہ بے نیاز رہا

اس ہاتھ کی اصل جگہ یہی ہے سو یہ یہیں رہے گا اس نے کہتے ساتھ اپنا نوالا وائٹ کڑاھی کی پلیٹ میں ڈبو یا تھا پھر ایسا ہی ایک چھوٹا سا نوالا بنا کر ہالے کے منہ تک لے گیا وہ خاموشی سے نوالہ چبانے لگی

میرا دوست اتنا بھی اچھا نہیں ہے ہم پورا دن یہاں رہیں گے تو ہمیں پے کرنا ہوگا وہ اسے وارن کر رہی تھی

کوئی بات نہیں میرے پاس بہت پیسے ہیں تم پہ تو ساری دنیا لٹائی جاسکتی ہے بس اب مزید اس سے برداشت نہیں ہو سکا تھا

،،!!سچ سچ بتاؤ عمر کہیں بھری دوپہر میں بھانگ تو نہیں پی کر آئے ؟وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

ایسی باتیں کروگے تو میں مر جاؤں گی اسکی آخری بات پہ عمر نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا تھا کہ ایک پل کو ہالے تھم گئی اسکے ہاتھ پہ گرفت بنائے ہوئے عمر کا ہاتھ کانپا تھا وہ کچھ نہ بولا بس اسے دیکھتا رہا

میری اتنی فکر نہ کرو عمر اب میں واقعی رونے لگوں گی اسکے کہنے پہ عمر کے تاثرات ذرا سے نرم ہوئے تھے اس نے ایک اور نوالا بنایا اور اسکے منہ تک لے گیا ہالے نے خاموشی سے آگے بڑھ کر نوالا منہ میں لے لیا

وہ اب اس سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا اسکا دھیان خود پر سے ہٹا رہا تھا اور جلد ہی وہ کامیاب ہو بھی گیا تھا ہالے سب کچھ چھوڑ چھاڑ اسکے ہاتھ سے کھانا کھاتی رہی اور بولتی رہی اگر ذرا سا نظر اٹھا کر دیکھو تو اسکا ہاتھ اب بھی عمر کے ہاتھ میں تھا اسے جیسے خوف سا لاحق تھا کہ یہ ہاتھ کہیں اس سے چھوٹ جائے گا

محبت کبھی کبھی آپ کو بے حد خوف زدہ کر دیتی ہے

سلطان منزل میں صف ماتم بچھ چکا تھا لان میں سفید چاندنیاں بچھی تھیں جن کے گرد عورتیں بیٹھی تھیں سپارے سب کے ہاتھوں میں تھے لیکن کسی کا دھیان ان سیپاروں پہ نہیں تھا یہ وقت عشاہ کے قریب کا تھا جنازہ رات میں ہی اٹھایا جانا تھا صبح سے لے کر اب تک لاش ہسپتالوں کے دھکے کھاتی رہی تھی وجہ تھی پوسٹ مارٹم . .

. .

مغرب کے قریب قریب میت گھر والوں کے حوالے کی گئی تھی مہر ماہ اب تک ہسپتال میں تھی وہ اپنی وجہ سے ہی اپنی اولاد کھو چکی تھی چاندنیوں پہ بیٹھی سیپارا ہاتھ میں لی ہوئی عورتیں رو نہیں رہی تھیں بلکہ سفیر کے علاوہ تو کسی کی بھی آنکھ نے آنسو نہیں بہایا تھا وہ اب بھی اپنی ماں کے پیروں کے قریب بیٹھا تھا ہلکی بے حد ہلکی آواز میں روتا ہوا اسے نہیں پرواہ تھی کسی مہر کی کسی شمس کی اسے بس اسکی ماں کے ساتھ کچھ وقت چاہیے تھا حسینہ بیگم اور نفیسہ حیات بھی انہی عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھیں لان کی دوسری جانب مرد تھے سفید کرتا پہنے ہوئے شمس سلطان سرخ آنکھوں کے ساتھ پرسا وصول کر رہا تھا اسکے سخت چہرے پہ آج کرب تھا یوسف سلطان اپنی وہیل چیئر پہ ہی بیٹھے تھے لوگ آتے تھے ان سے تعذیت کرتے تھے اور مڑ جاتے تھے

لان کو چھوڑ کر باہر دروازے کی جانب آؤ عمر حیات کی گاڑی باہر رکتی ہوئی نظر آئے گی وہ دونوں ایک ساتھ گاڑی سے باہر آئے تھے گھر کے باہر گاڑیوں کا بے تحاشا رش دیکھ ہالے کو خطرے کی گھنٹی سنائی دی تھی اس نے ہول کر عمر کی جانب دیکھا تھا اسکا چہرہ خالی تھا سپاٹ سا جیسے وہ جانتا ہو یہاں کیا ہوا ہے

عمر... یہاں کیا ہوا ہے پلیز کچھ برا نہ بولنا... اسکا دل جیسے بند ہو رہا ہو جن لوگوں نے اپنے عزیزوں کے جنازے دیکھ رکھے ہوں وہ غیروں کی بھی خیر مانگتے ہیں

مہرماہ نے فروا کا قتل کر دیا ہے وہ خبر سنانے والے انداز میں بولا تھا ہالے کے دل کو دھکا سا لگا تھا اس نے عمر کو نہیں دیکھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اندر جانے لگی تھی لان کی جانب آتے ہوئے اسکی آنکھیں بھرنے لگی تھی اسی لان میں ایک دن اسکے باپ کا جنازہ تھا اور آج اسی لان میں قاتلوں کی لاش تھی کیا لے کر گئی وہ عورت یہاں سے ؟

یہ محل ہیرے جواہرات ؟ اپنے رشتے دار ؟ کوئی بھی تو اسکے ساتھ نہیں گیا اگر کچھ گیا تھا تو وہ اسکے اعمال تھے اب آگے کا ساتھ بس اسکے اور اسکے اعمال کا تھا ہالے ذرا فاصلے پہ کھڑی رہی سفیر میت کے قدموں کی جانب بیٹھا تھا سر جھکائے ہوئے اسکی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اسے دیکھ کر ہالے کے دل کو کچھ ہوا تھا چاہے اس نے ماضی میں جو سلوک رکھا ہو لیکن وہ ایک وقت میں اسکا دوست تھا ہالے اسے دیکھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے قریب جا رہی تھی پھر اس نے خود کو سفیر کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے دیکھا

سفیر... ہالے نے پکارا تو جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا اسکی آنکھیں سوج چکی تھیں وہ شاید بری طرح روتا رہا تھا ہالے کو دیکھ اسکی آنکھیں ایک بار پھر تیزی سے بہنے لگی تھیں

!!میری ماں کو معاف کر دینا ہالے پلیز !!انہوں نے تمھارے ساتھ جو بھی کیا پلیز انکو معاف کر دو وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ چکا تھا ہالے بس اسے دیکھتی رہی نم گیلی آنکھوں سے

ہم نے تمھارے ساتھ بہت برا کیا ہالے پلیز ہمیں معاف کر دو، میں معافی مانگتا ہوں تم سے میں تم سے ہر گناہ کی معافی مانگ رہا ہوں وہ بلند آواز میں روتے ہوئے بول رہا تھا لوگ اسے دیکھنے لگے تھے

"پلیز میری ماں کو اور مجھے معاف کر دو چاہے مجھے معاف نہ کرو لیکن پلیز میری ماں کو معاف کر دو پلیز وہ ہاتھ باندھے سر جھکائے بری طرح گڑ گڑا رہا تھا ہالے نے اسکے جڑے ہوئے ہاتھ آزاد کر دیئے سفیر رک کر اسے دیکھے گیا

!!میں نے . . سب معاف کیا وہ ہلکی آواز میں بولی تو سفیر کے دل سے بوجھ ہٹا میں نے آپ کو معاف کیا آپ کی ماں کو بھی معاف کیا اللہ انکے لئے آسانیاں کرے وہ بھاری دل کے ساتھ کہہ رہی تھی میں نے آپ سب کو اللہ کی خاطر معاف کیا!!،،

سفیر ممنون تھا اسکا دل ہلکا ہو گیا تھا اسی پل ہارون سادہ شلوار قمیض میں ملبوس اسی جانب آتا دکھائی دیا وہ سفیر کے قریب پنجوں کے بل بیٹھا آکر بیٹھا تھا

،، آنٹی کو لے کر جانا ہو گا سفیر اٹھو ہمت کرو ،، وہ نرمی سے بولا تو سفیر کے دل پہ ایک بار پھر بوجھ بڑھا آنکھیں ایک بار پھر بھر رہی تھیں ہارون اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر چکا تھا انکے درمیان جو بھی اختلاف سہی لیکن ہارون شاہد کسی کی ماں کے مرنے پہ انتقام لینے والوں میں سے نہیں تھا

لان کی دوسری جانب شمس سلطان کے ساتھ عمر حیات کھڑا تھا وہ تعزیت کر چکا تھا چند ایک باتوں کے بعد وہ ہلکی آواز میں اب کوئی اور بات کہہ رہا تھا

،، آپ فکر نہ کریں شمس صاحب نیلامی کی تاریخ میں نے آگے کروادی ہے ایک ماہ بعد کی تاریخ ہے میں اپ کا غم سمجھ سکتا ہوں وہ بات تو شمس سے کر رہا تھا لیکن اسکی نظریں لان کی دوسری طرف ہالے پہ ٹکی تھیں

!!میں جانتا ہوں کس طرح کسی اپنے کو کھو دینے کا خیال ہی آپ کی روح کھینچ لیتا ہے میں سب جانتا ہوں !!،، اللہ آپ کو صبر دے !!،،

شمس نے سر کو خم دیا تھا عمر اب لان کی دوسری جانب بڑھ گیا تھا کچھ ہی وقت میں میت کو کندھا دیا جانے لگا تھا

ایک جانب عمر، ہارون، سفیر، اور سردار چار مردوں کے مضبوط کندھے

انکے عقب میں کھڑی کئی عورتیں اور فضا میں گونجتے نعرہ تکبیر کی بلند صداؤں میں میت کو اسکی آخری آرام گاہ کی طرف لے جایا جانے لگا

!!اب اسکا معملہ اللہ کے حوالے تھا!! کیا تمھیں اس سطر سے خوف نہیں آیا؟!!

ایک ماہ بعد نیلامی کا دن !!

صبح ساڑھے دس بجے

یہ صبح دسمبر کی ایک خوبصورت صبحوں میں سے ایک تھی ٹھنڈی ہواؤں نے کراچی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا گو کہ ہوائیں یخ بستہ نہیں تھیں لیکن اہلیان کراچی اسی میں خوش تھے انکے لئے یہی سردی تھی عمر حیات کے بنگلے پہ یہ صبح باسی ہو کر مرجھا چکی تھی اس وقت یہ صبح ایسی تھی جیسے خزاں کے پیلے زرد پتے ہوں

عمر اور ہالے سلطان کے مشترکہ کمرے میں آؤ تو ہالے سلطان ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی تھی اس نے وہی سرخ ساڑھی پہن رکھی تھی جسے وہ کچھ عرصہ قبل مال میں خرید نہیں سکی تھی

اس وقت وہ نیلامی میں جانے کو تیار تھی لیکن دل تھا کہ بھر بھر آتا تھا پچھلا ایک مہینہ اچھا گزرا تھا عمر اسکے ساتھ تھا وہ خوش تھی اماں، حسن، ہارون، دادا سب اسکے ساتھ تھے راضی تھے زندگی واپس ڈگر پہ آگئی تھی مہرماہ کو چند دن قبل ہی پولیس گرفتار کر گئی تھی اس سے پہلے وہ ہسپتال میں ایڈمٹ رہی تھی

ہالے سلطان اس وقت سنگھار میز کے سامنے بیٹھی تھی اسکی آنکھیں بار بار بھر آتی تھیں جسکی وجہ سے کئی بار وہ اپنا میک اپ صاف کر کے دوبارہ لگانا شروع کرتی تھی عمر جو کہ اسکے عقب میں بیٹھا اپنے جوتوں کے تسمے باندھ رہا تھا وہ کافی دیر سے اسکی کاروائی نوٹ کر رہا تھا بلاخر اب وہ اٹھ آیا تھا سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس بالوں کو جیل سے جمائے ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ کافی اچھا لگ رہا تھا چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ ہالے کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پہ آ

کر بیٹھا تھاوہ پلکیں جھپک جھپک کر آنسو اندر اتار رہی تھی اسکے ہاتھ میں مسکارا تھا عمر نے خاموشی سے اسکے ہاتھ سے مسکارا لے لیا ہالے نے مزاحمت نہیں کی

!!رونا ہے ؟!!اسکے سنجیدگی سے پوچھنے پہ ہالے نے گیلی آنکھوں کے ساتھ بچوں کی طرح زور زور سے سر ہلایا تھا اور پھر اسکی آنکھوں سے نہ رکنے والا آنسوؤں کا سلسلا شروع ہو گیا عمر خاموشی سے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیر تا رہا جیسے ہم کسی بچے کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہیں

!!مجھے ڈر لگ رہا ہے عمر . . . مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے مجھے لگتا میں بابا کے سر پہ لگے یہ دھبے نہیں اتار سکوں گی وہ روتے ہوئے بلند آواز میں کہہ رہی تھی

مجھے لگتا ہے سب برا ہو گا کچھ بھی کبھی بھی اچھا ہو ہی نہیں سکتا بابا کو بے گناہ ثابت کرنا یہ میرے لئے بہت مشکل ہے عمر میں بہت ڈر رہی ہوں وہ اسکا ہاتھ بلند کر کے اپنی آنکھیں اس کے ہاتھ پہ ٹکائے روتی چلی گئی تھی وہ ایک ہاتھ سے کبھی اسکے بالوں کو تھپکتا کبھی اسکے آگے گرنے والے بالوں کو کان کے پیچھے اڑس رہا تھا کافی دیر تک وہ روتی رہی تھی اور پھر خود ہی تھک گئی عمر نے اسکی آنکھیں ٹشو سے تھپتھپائیں پھر ہلکی آواز میں اسکے کان کے قریب کہنے لگا

،،!!تمہاری آنکھیں مجھے تمہاری آنکھیں بے حد پسند ہیں میں انہیں دیکھ کر جیتا ہوں ان آنکھوں کو دیکھ کر جینے والوں کو کیوں مارتی ہو؟!!وہ شکوہ کر رہا تھا

تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو؟وہ اسکی آنکھیں خشک کر چکا تھا پھر ہاتھ سینے پہ باندھے پیچھے کو ہو بیٹھا

،،!!جس جس نے ہمارے ساتھ برا کیا ہے میں انہیں چوک پہ کھڑا کر کے درے ماروں گا تمھیں مجھ پہ یقین ہے ناں؟وہ ایسے مان سے بولا تھا کہ ہالے بے اختیار گردن اثبات میں ہلانے لگی عمر اسکی نم آنکھوں کو دیکھے گیا اور پھر وہ ہلکا سا جھکا تھا

نرمی سے اسکی دونوں آنکھوں کو باری باری لبوں سے چھوا اور پھر پیچھے ہو گیا ہالے نے خفت سے ادھر ادھر سر گھمایا تھا عمر آج پہلی بار اسکا اتنا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ محضوض ہوا تھا

!!ماشاءاللہ تم شرماتی بھی ہو مجھے لگا تھا سوائے میرا خون اور بینک بیلنس چوسنے کے تمھیں اور کچھ نہیں آتا !!وہ کھلے دل سے طنز کر رہا تھا

ہالے نے کلس کر اسکو دیکھا تھا!!مجھے ایک اور کام بھی آتا ہے آواز نکالے بغیر بندہ مارنا اور اگر مجھے بیوہ ہونے کا خوف نہ ہوتا تو اب تک یہ کر چکی ہوتی!!وہ ایک بار پھر اپنے چہرے پہ فاؤنڈیشن ملنے لگی تھی

عمر اسی طرح مسکراہٹ دبائے اسے دیکھتا رہا

!!یہ ظلم نہ کرنا تمہارا تو کچھ نہیں جائے گا لیکن اس دنیا سے ایک حسین انسان کم ہو جائے گا

عمرررر اب تم مجھے تیار ہونے دو گے کہ نہیں؟

تم چاہے جو مرضی کر لو جتنی مرضی تیار ہو جاؤ میرے جیسا حسن کہاں سے لاؤ گی؟صاف ظاہر تھا وہ اسے تپا رہا تھا ہالے اسکی طرف دیکھے بغیر بلش آن کٹ اٹھا چکی تھی

!!ویسے اس دن کوئی کہہ رہا تھا کہ میرے چہرے کے بغیر دنیا اندھی اور میری آواز کے بغیر کان بہرے ہو جاتے ہیں وہ برش سے گلابی افشاں گالوں پہ بکھیرتے ہوئے عام انداز میں بولی تھی

پاگل ہو گیا تھا میں بھری دوپہر میں چرس پی آیا تھا وہ جل کر کہتے ہوئے اٹھا تھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا
ہالے برش چھوڑ اسے پکار بیٹھی

!!تمھیں پیسہ زیادہ پسند ہے یا میں !!؟ عمر چوکھٹ پہ رک گیا سنجیدگی سے ہالے کو دیکھا

،،تم ،،بس ایک لفظ اور ہالے طمانیت سے مسکرائی تھی اور اپنا رخ واپس سنگھار میز کی جانب موڑ لیا وہ اب
آسودگی سے مسکراتے ہوئے اپنا میک اپ کر رہی تھی

سیلف آبسیسڈ آدمی سر جھٹکتے ہوئے باہر نکل گیا تھا

ہیون کے وسیع و عریض لان میں اس وقت سفید چادر چڑھائی ہوئی کرسیاں لگی تھیں قطار در قطار ان کرسیوں کی تعداد جہاں ختم ہوتی تھی وہیں سے زمین سے چند انچ اونچا اسٹیج لگا تھا جس پہ چڑھ کر جانے کے لئے تین ذینے تھے ابھی لوگوں کی آمد شروع ہو چکی تھی کرسیاں بھرتی جارہی تھیں یہاں سے دور ذرا فاصلے پہ شاہانہ طرز کو بوفے ٹیبلز سجی تھیں جن پہ تا حد نگاہ کھانے کے برتن سجے تھے انکی اشتہا انگیز مہک ناک کے نتھنوں سے ٹکراتی تو روح تک تازہ ہو جاتی تھی انہی میزوں کے گرد ہارون شاہد اور لیل سکندر کھڑے تھے لیل نے آف وائٹ ساڑھی پہن رکھی تھی جس کے بارڈر پہ سنہری کام ہو رکھا تھا چھوٹے والوں کو کرل کئے بڑی بڑی آنکھوں سے ہارون کو دیکھتی وہ خوبصورت لگ رہی تھی

!!تو پھر طے ہوا کہ تم مجھے پروپوز نہیں کر رہے ؟وہ ہارون کو دیکھتے ہوئے مصنوعی افسوس سے کہہ رہی تھی نیوی بلیو ڈنر سوٹ والا لڑکا مسکرایا تھا اسکی سرمئی آنکھوں میں چمک تھی

!!ہم دوست ہی اچھے ہیں ابھی ایک دوسرے کی جن باتوں پہ دل دکھتا ہے بعد میں ان پہ غصہ آئے گا تم دوست بن کر نخرے کرتی اچھی لگتی ہو بیوی بن کر نخرے کرو گی تو زہر لگو گی وو جتا کر بولا تو لیل مسکرائی پھر اسکی نظروں کی سیدھ میں دیکھا وہ آنکھوں میں چمک لئے سامنے سے آتی ہالے کو دیکھ رہا تھا

تم بھی دوست بن کر کسی عورت کو ایسے دیکھتے ہوئے برے نہیں لگو گے اگر شوہر بن کر دیکھا تو آنکھیں نوچے جانے کا خدشہ ہے لیل وارن کر رہی تھی اتنے میں ہالے انکے قریب آچکی تھی عمر ذرا فاصلے پہ شمس کے ساتھ رک گیا تھا

وہ تینوں اب اپس میں باتیں کر رہے تھے ہالے مسکرا رہی تھی چہرہ چمک رہا تھا یہ کسی قسم کا ہائی لائٹر نہیں تھا یہ کسی قسم کی سن لائٹ نہیں تھی یہ کچھ الگ سی چمک تھی

!!red is made for you halay

ہارون اسکو دیکھتے ہوئے ستائش سے بولا تھا ہالے نے مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا!!تم پہ بھی نیوی بلیو بہت اچھا لگتا ہے!!

ہارون کا دل چاہا تھا سر پیٹ لے ،،یہ نیوی بلیو نہیں ہے ہالے وہ بے چارگی سے بولا تھا ساتھ ساتھ ذھن کے پردے پہ چند دن قبل کا منظر ابھرا تھا

فروا سلطان کے قتل کے چند دن بعد

یہ ایک نجی آرٹ گیلری کا منظر ہے جسے نئے ابھرتے آرٹسٹس کے لئے بنایا گیا تھا تاکہ جب وہ اپنے آرٹ کی نمائش کروانا چاہیں تو انہیں زیادہ دقت نہ ہو اس وقت یہ آرٹ گیلری ہارون شاہد کے بنائے شاہکاروں سے سجی تھی وہ اپنے باپ کے ساتھ اور اپنے دوستوں کے ساتھ آنے والے ہر نئے آدمی کو اپنی پینٹنگز کی ڈیٹیلز دے رہا تھا وہ سرآہا جارہا تھا وہ سراہے جانے کے قابل تھا

سب لوگوں سے بچ بچا کر وہ اب گیلری کی لمبی پتلی سی گلی نما جگہ کی طرف آیا تھا دونوں دیواروں پہ لگی پینٹنگز اور تنگ سی جگہ پہ کھڑے عمر اور ہالے ،ہالے ستائش اور فخر سے ہر ایک پینٹنگ کو دیکھ اور تعریف کررہی تھی اور اس وقت عمر کو سخت زہر لگ رہی تھی وہ برا سامنہ بنائے اسکے ساتھ کھڑا تھا

یہ دیکھو عمر... یہ پینٹنگ ہارون نے پورے چھ ماہ لگا کر بنائی ہے ہالے نے ایک پینٹنگ کی جانب اشارہ کرکے بتایا تھا

!!ہاں تو ایک آدمی بنانے میں چھ مہینے کون لگاتا ہے؟!!ناکام پینٹر رہنہہ

!!ایک آدمی کو پکڑنے میں چار ماہ کون لگاتا ہے ہنہہ ناکام پولیس والا!!جواب ہارون کی جانب سے آیا تھاوہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے انکے عقب میں کھڑا تھا عمر اسکی بات پہ اندر تک جل گیا تھا

ہارون یہ پنک کلر اس پینٹنگ میں کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں ؟وہ مسمرائز سی ہوئے کہہ رہی تھی

یہ پنک نہیں پیسٹل پرپل ہے ہالے سلطان ہارون نے تصیح کی

اور یہ سلور دیکھو ناں یہ کتنا اٹریکٹ کر رہا ہے وہ اب اسی پینٹنگ میں ایک اور جگہ کی نشان دہی کروارہی تھی ہارون نے اب کے عمر کو دیکھا تھاوہ بے زاری سے کندھے اچکا کر رہ گیا

!!یہ سلور نہیں ہے ہالے یہ گرے کا ایک شیڈ ہے!!

اب کے ہالے مڑی تھی اسکے چہرے پہ دبا دبا غصہ تھا،،ہاں ٹھیک ہے مجھے رنگوں کے نام نہیں آتے ہاں میں انکو نہیں پہچان پاتی ہاں یہ بھی ٹھیک ہے کہ مجھے اس دیوار کا کلر آف وائٹ، چھت کا کلر براؤن اور تمھاری شرٹ کا

کلر ایش گرے لگ رہا ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں کلر بلائنڈ ہوں اچھا وہ تلملاتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی پیچھے عمر اور ہارون آف وائٹ دیواروں، براؤن چھت اور ہارون کی ایش گرے شرٹ کو دیکھے گئے

آج زندگی میں پہلی بار اس نے رنگوں کے نام صحیح لئے تھے کسی کے پکارنے پہ وہ حال میں واپس آیا تھا لیل اور ہالے اب جیولری کے متعلق بات کر رہے تھے سرخ ساڑھی والی لڑکی خوش تھی ہارون بس اسے دیکھ کر خوش تھا

کرسیاں اور میزیں اب بھرنے لگی تھیں لوگ کے بولنے کی آوازیں بڑھ گئی تھی کئی امراہ اب بوفے ٹیبل کے قریب کھڑے تھوڑا بہت تھوڑا سا کھانا نکالے کھڑے تھے نیلامی شروع ہونے میں ابھی بس کچھ ہی وقت تھا اسی لمحے عمر سامنے سے یوسف سلطان کی وہیل چیئر گھسیٹ کر لاتا ہوا دکھائی دیا تھا وہ مسکرا کر انکے کان کے قریب کچھ کہہ رہا تھا اور وہ دل کھول کر ہنس رہے تھے ہالے انہیں دور سے دیکھتے ہوئے مسکرا دی تھی یوسف سلطان

کے کسی پرانے جاننے والے نے انکو روک لیا تھا حسن انکے قریب آکر کھڑا ہوا تو عمر آگے بڑھ آیا ہالے کی جانب وہ مسکراتے ہوئے اسے اپنی جانب آتا دیکھتی رہی وہ قریب چلا آیا تھا

ہم دونوں ٹویٹر پہ ٹرینڈ کر رہے ہیں وہ اسکے کان کے پاس جھکا تھا اس دن ریستوران والی تصاویر وائرل ہو گئی ہیں وہ آرام سے کہہ کر سیدھا ہوا تھا ہالے کے چہرے پہ بیک وقت خوشی اور جوش چھا گیا وہ اپنا موبائل نکال چکی تھی

ہیش ٹیگ کیا ہے؟ کپل گولز؟ یا ڈریمز؟

ہیش ٹیگ ہے فراڈیا کپل آف دی ایئر ہیش ٹیگ ہے!! کیا سے کیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے!!

اسکی بات پہ ہالے کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا تھا موبائل کی سکرین پہ حرکت کرتی انگلیاں ایک پل کو رک گئیں سامنے ہی ان دونوں کی تصویر تھی ایک تصویر میں وہ میڈیا والوں کے سامنے عمر کی شان میں قصیدے پڑھ رہی تھی اور دوسری تصویر میں وہ ریستوران میں اسکے قریب کھڑا تھا اور ہالے مسکرا رہی تھی

ہیش ٹیگ فراڈیا کپل ہیش ٹیگ کیا سے کیا ہو گئے اس نے ایک نظر میم کو دیکھا پھر چہرہ اٹھا کر عمر کو دیکھا چند پل ایک دوسرے کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ دونوں ہنس دیئے تھے اور کرتے بھی کیا؟

تم دادا جان کے ساتھ بہت کلوز لگ رہے ہو سچ سچ بتاؤ اس دن تمھارے درمیان کیا بات ہوئی تھی وہ موضوع بدل گئی تھی اب کے وہ مشکوک تھی عمر نے یاد کرنا چاہا انکے درمیان آخر کیا بات ہوئی تھی؟.....

چند دن قبل....

عمر حیات کے بنگلے پہ یہ شام کافی پر رونق سی تھی لاؤنج میں بیٹھے سلطان منزل سے آئے مہمان کچن میں کھڑی نئی ملازمہ (جسے صرف کھانا بنانے کے لئے رکھا گیا تھا) آس پاس بیٹھے ہارون شاہد، حسن اور لیل سردار بھی اپنی بیوی کے ساتھ یہیں تھا یہ عمر کے حساب سے اسکی شادی کی دعوت تھی ان سب لوگوں کی خوش گپیوں اور باتوں کو چھوڑ کر اگر بنگلے کے لان میں آؤ تو عمر حیات گھاس پہ بیٹھا تھا اسکے سامنے یوسف سلطان اپنی وہیل چیئر پہ بیٹھے تھے ساتھ ہی بخش کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں مختلف کاغذات تھے ان میں چند کاغذات اس نے یوسف سلطان کی گود میں رکھے تھے اور اب وہی کاغذات وہ عمر حیات کو دے رہے تھے

یہ تمہارا حصہ ہے بیٹے میں جانتا ہوں یہ تمھارے حصے کا آدھا بھی نہیں ہے لیکن فلحال مجھ سے یہی لے لو میری جائیداد پہ تو میرا بیٹا سانپ بن کر بیٹھا ہے وہ تاسف سے کہہ رہے تھے

میں جانتا ہوں ساری زندگی معراج نے تمھیں اپنے قدموں پہ کھڑا ہونے کا کہا تم سے کام کروایا تم سے مشقت کروائی...

میں اس سب میں خوش تھا عمر نے انکی بات کاٹی تھی یوسف سلطان ہلکا سا مسکرائے تھے !!جو کوئی بھی میرے معراج کے ساتھ رہتا ہے وہ باوقار ضرور بن جاتا ہے جیسے کہ تم میں اگر معراج کی جگہ ہوتا تو تم سے کبھی کام نہ کرواتا وہ محبت سے اسے تک رہے تھے عمر کو خوامخواہ عجیب محسوس ہوا اتنا عرصہ کوئی رشتہ نہیں ملا تھا اور اب تو جیسے رشتوں کی بارش ہو گئی تھی

میں شاید تمھیں اسی طرح بگاڑ دیتا جیسے ہالے کو لیکن میں بس تمھیں کبھی کوئی تکلیف نہ دیتا تم بلکل میری نگین جیسے ہو وہ آس بھرے لہجے میں بولے تھے عمر مسکرا دیا

لوگ کہتے ہیں میں بلکل اپنے باپ جیسا ہوں وہ عام سے انداز میں کہتا آگے کو ہوا اور کاغذات واپس انکی گود میں رکھ دیئے تھے انکے دونوں ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا اور انکی آنکھوں میں دیکھ کر کہنا شروع کیا

مجھے یہ بھاری بھر کم کاغذات نہیں چاہیے نہ مجھے آپ سے لمبا چوڑا بینک بیلنس چاہیے مجھے آپ سے میری ساری زندگی کی دربدری میری خواہشات کے مرنے کے بدلے اور میرے جج صاحب کی کریڈیبلٹی کی خاطر صرف ایک کاغذ چاہیے صرف ایک وہ سنجیدہ تھا حد سے زیادہ سنجیدہ

یوسف سلطان نے غور سے اسے دیکھا تھا

تمھیں کیا چاہیے ؟،، عمر نے اپنی سیاہ آنکھیں انکی آنکھوں میں گاڑ دی تھیں اور پھر اسکے منہ سے بس ایک ہی لفظ نکلا تھا

عاق نامہ... مجھے آپکی جانب سے شمس سلطان کے کے نام عاق نامہ چاہیے اگر دے سکتے ہیں تو میری ساری عمر کی تکالیف مٹ جائیں گی آپ کے بے گناہ قتل ہوئے بیٹے کو انصاف ملے گا میں آپ سے اور کچھ نہیں مانگوں گا ہر حق آپ کو معاف کر دوں گا بولیں دے سکتے ہیں ؟ وہ جیسے چیلنج کر رہا ہو

یوسف سلطان کچھ بھی نہیں بولے تھے وہ خاموش تھے لیکن یاد رہے وہ "ناں" بھی نہیں بولے تھے

عمر بتاؤناں ؟ہالے کی آواز پہ وہ چونک گیا تھا پھر نارمل انداز میں اسے دیکھا یوں جیسے اس پہ افسوس کر رہا ہوں

!!تم عمر حیات کی بیوی ہو تمھیں سب پتہ ہونا چاہیے وہ دل کو جلا دینے والے انداز میں بولتا آگے بڑھ گیا تھا ہالے نے ایک بار پھر ڈھیر سارا غصہ اندر دبا لیا تھا

بوفے ٹیبل کے قریب سفیر سلطان اپنے وکیل کے ساتھ کھڑا تھا اس نے سیاہ ٹکسیڈو پہن رکھا تھا بھورے بال جیل سے جمے تھے آنکھیں خالی خالی تھیں اسکا چہرہ کسی گہرے غم کی مثال لگتا تھا اسکا وکیل کوئی چالیس پینتالیس

کے لگ بھگ تھاسیاہ ہی ڈنر سوٹ میں ملبوس وہ اپنی پلیٹ میں چمچ ہلاتے ہوئے سفیر سے بات کر رہا تھا سفیر اسکی بات سن کر بر ہمی سے کچھ کہہ رہا تھاذرا قریب آکر انکی باتیں سننا چاہو گے ؟

!!!!میں آپ سے کہہ رہا ہوں ناں جمشید صاحب میں اس عورت سے اب نہیں ملوں گا میں اب اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا اور کیس واپس لینے کی یا اسے معاف کرنے کی بات ہے تو یہ میری لاش بھی نہیں کرے گی!!اسکا لہجہ اٹل تھا حتمی آخری

جمشید نے غور سے اسکی بات سنی تھی پھر سر کو سمجھنے والے انداز میں ہلایا تھا اور کہنے لگا

!!،،سفیر آپ لاسٹ ٹائم اس سے کب ملے تھے ؟مس مہر نے کہا ہے کہ آپ نے جب انہیں طلاق دی تب وہ حاملہ تھیں اور پھر آپ کا بچہ کسی حادثے میں نہیں رہ سکا لیکن اس سارے میس کے بعد بھی وہ دعوی کرتی ہیں کہ وہ آپ کی بیوی ہیں،،!!

سفیر اسکی بات سن کر سوچ میں پڑ گیا تھا سامنے سے آتی سورج کی میٹھی گرم کرنیں اسکے چہرے پہ پڑیں تو منظر تحلیل ہونے لگے وہ اب کہیں اور تھا کسی اور جہاں میں یہاں مشینوں کی آواز تھی یہاں دوائیوں کی بدبو تھی

کھڑکی کے بلائنڈز سے چھن کر آتی دھوپ سفیر کے چہرے پہ پڑ رہی تھی وہ ہسپتال کے کمرے میں تھا بیڈ کے سامنے کرسی پہ بیٹھا چبھتی نظروں سے بیڈ پہ نیم دراز مہر کو دیکھتا ہوا وہ نقاہت زدہ سی تھی آنکھوں تلے حلقے اور مرجھایا ہوا چہرہ مردہ آنکھوں سے سفیر کو یک ٹک دیکھتی ہوئی.........

!!جانتی ہو مہر ماہ جب مجھے معلوم ہوا کہ میرا بچہ مر گیا ہے تو مجھے کیسا لگا تھا؟!!وہ سارے وقت میں پہلی بار بولا تھا مہر نے جواب نہیں دیا وہ کیا جواب دیتی؟ سفیر خود ہی کہنے لگا

پہلے تو مجھے بہت دکھ ہوا تھا۔ لیکن پھر میں بہت خوش ہوا بہت زیادہ خوش وہ ایسے انداز میں بولا کہ مہر ماہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔ میں اپنے بچے کے بارے میں سوچ چکا تھا میں نے سوچ رکھا تھا کہ اسے کم از کم تمھارے حوالے نہیں کروں گا۔ میں اسکے پیدا ہونے کے پہلے منٹ میں اسے تم سے دور لے جاتا لیکن جانتی ہو کیا؟ وہ پھر بھی حاسد رہتا اسکے اندر شر رہتا وہ بلکل تمھارے جیسا ہوتا۔

سفیر عجیب سے لہجے میں کہہ رہا تھا مہر کا دل دکھا تھا اس کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں پچھلے کچھ دنوں سے اس نے سفیر سے بس چاہ اور نرمی سمیٹی تھی اب اسکے ایسے الفاظ سماعتوں کو زخمی کر رہے تھے

میں ان نو ماہ کا قرض نہیں چکا پاتا اور پھر ایک اور مہر ماہ چند اور زندگیاں برباد کرتی۔اسی لئے اچھا ہی ہوا وہ مر گیا ۔میرے دل کا ایک حصہ میری اولاد کے ساتھ مرا ہے مہر وہ آٹھتے ہوئے بولا تھا اسکی آواز میں دکھ تھا۔لیکن میں اس مرے ہوئے حصے کے ساتھ جی لوں گا لیکن ایک اور مہر ماہ اور چند اور تباہ ہوتی زندگیاں یہ میں نہیں دیکھ سکتا۔اس نے سر کو نفی میں ہلایا تھا

مہر ماہ بھیگے چہرے کے ساتھ اسے دیکھتی رہی !!ابا سے کہیں مجھ سے ملنے آجائیں ،،!!وہ اسکی تمام باتوں کے جواب میں بس یہی بولی تھی سفیر کی آنکھیں زخمی ہونے لگیں

اب ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تمہارا تعلق میرے زریعے ان سے جڑا تھا ناں میں ابھی کے ابھی اس تعلق کو بھی ختم کر دیتا ہوں سفیر کی آخری بات پہ مہر کی آنکھوں میں خوف پھیلا تھا وہ اٹھ کر بیٹھنے لگی تھی لیکن اب شاید اس میں اتنی سکت نہیں تھی اسکے سامنے کھڑا سفیر سلطان اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کچھ کہہ رہا تھا

!!میں سفیر سلطان ولد شمس !سلطان اپنے مکمل ہوش و حواس میں مہر ماہ غیاث الدین کو طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں وہ بول کر ایک بھی نگاہ غلط اس پہ ڈالے بغیر باہر نکل گیا تھا اسکے پیچھے وہ لڑکی اب سن تھی اسکی سماعتوں میں زہر انڈیلا گیا تھا قریب تھا کہ وہ سبز پڑنے لگتی اسکی آنکھیں ایک نکتے پہ جم گئی تھیں جسم ہر قسم کی جنبش سے انکاری تھا

اسکا انجام طے ہو چکا تھا اب وو ساری زندگی اپنے اعمالوں کا بوجھ ڈھونے والی تھی شاید کمر دکھ جائے شاید ٹوٹ جائے.....

یکدم سورج کی روشنی میں تیزی آگئی تو سفیر نے اپنا چہرہ موڑ لیا وہ حال میں تھا اور اسکے سامنے اسکا وکیل کھڑا تھا !!جلد از جلد طلاق کے پیپرز بنوائیں اور اسے کورٹ میں جمع کروائیں مزید اس عورت کی بکواس نہ سنوں میں وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتا آگے بڑھ گیا تھا

لان کے آخری کونے میں دو چھوٹے چھوٹے بچے باہر نکل آئے تھے ان کی آیا خوف زدہ سی انکو اندر لے جا رہی تھی سفیر نے انکو دیکھا دل کے زخموں پہ جیسے کسی نے نمک ڈال دیا ہو اس نے آنکھیں کھول کر بند کیں ڈھیر سارا کرب اندر اتارا اور آگے بڑھ گیا

اسے رکنا نہیں تھا اگر رک جاتا تو شاید نمک کا مجسمہ بن جاتا

لان میں لگی کرسیوں پہ لوگ بیٹھ چکے تھے کئی امراہ اپنے کارڈز ہاتھ میں لئے بیٹھے تھے یہی کارڈ بلند کر کے وہ رقم بڑھا سکتے تھے ابتدائی کرسوں پہ شمس، میر واعظ فرید اور عمر حیات بیٹھے تھے انکے عقب میں دو لائن چھوڑ کر ہالے سلطان بیٹھی تھی اسکے ساتھ حسن تھا ہارون تھا اور لیل تھی سفیر یہاں نہیں رکا تھا وہ جا چکا تھا اس سے یہاں رکا ہی نہیں گیا تھا

ڈائس کے پیچھے ایک شخص آکر کھڑا ہوا تھا ہالے نے اسے چونک کر دیکھا تھا وجہ اسکا چہرہ اسکے برانڈڈ کپڑے نہیں تھے وجہ تھی اسکی نیلی آنکھیں ہالے نے فورا اپنے موبائل پہ ایک پیغام ٹائپ کیا اور اسے عمر کے نمبر پہ بھیج دیا عمر کے موبائل پہ پیغام جگمگایا تو اس نے ذرا کی ذرا گردن موڑ کر ہالے کو دیکھا تھا اسکا چہرہ سرخ تھا ہالے محضوض ہو رہی تھی اسے نیلی آنکھوں سے بہت کچھ یاد آتا تھا جاننا چاہو گے کیا؟

!ایک ہفتہ قبل!

عمر حیات کے بنگلے پہ شام کے نیلاہٹ ختم ہو گئی تھی رات کا اندھیرا ہر سو پھیل رہا تھا لاؤنج میں بیٹھی ہالے سلطان ٹی وی کی بڑی سکرین پہ کوئی ترکش ڈرامہ دیکھ رہی تھی اسی لمحے لاؤنج کی چوکھٹ پار کرتا عمر حیات اندر آیا رف ٹراوزر اور شرٹ میں ملبوس بالوں کو ماتھے پہ گرائے وہ ہالے کے قریب صوفے پہ آکر بیٹھا تھا ایک نظر ٹی وی کو دیکھا اور پھر غور سے ٹی وی دیکھتی ہالے کو ہیرو نے ہیروئن سے کچھ کہا تھا اب کے وہ مسکرائی تھی

اتنے غور سے کیوں دیکھ رہی ہو؟ اور ہنس کیوں رہی ہو؟ وہ تیوری چڑھائے پوچھ رہا تھا

یہ لڑکا... ااس نے انگلی سے ٹی وی کی جانب اشارہ کیا مجھے اسکی نیلی آنکھیں بہت پسند ہیں خوب صورت ہیں ناں ؟

عمر نے ایک سر سری نگاہ ٹی وی پہ ڈالی!!ہاں ٹھیک ہی ہیں لیکن میری آنکھیں زیادہ پیاری ہیں!!

ہالے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا غور سے اسکین کرنے کے انداز میں پھر فورا نفی میں سر ہلایا!!اوُنہوں تم سے زیادہ حسین ہیں اسکی آنکھیں!!

وہ دوبارہ ٹی وی کی جانب متوجہ ہو چکی تھی لیکن عمر اسے یوں دیکھ رہا تھا گویا کہہ رہا ہو!!،، کسی کی اتنی مجال کہ وہ تمھیں مجھ سے زیادہ خوب صورت لگے ؟!!،،

بند کرو ٹی وی چلو مجھے چائے بنا کر دو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا ہالے نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

ابھی تو بنا کر دی تھی عمر اچھا صبر کرو یہ قسط ختم ہو جائے تو بنا دیتی ہوں

نہیں مجھے ابھی کے ابھی چائے چاہیے تمھیں شوہر کا خیال نہیں ہے اور اس نیلی آنکھوں والے کی تعریف کرنی ہے ہالے نے اب کے اسے مسکراہٹ دبا کر دیکھا تھا معملہ اب اسے سمجھ آیا تھا عمر اسے کوئی ٹین ایجر لگا تھا

تم جل رہے ہو؟

ہنہہ مجھے کیا ضرورت اس سے جلنے کی وہ شان بے نیازی سے بولا تھا لیکن اسکے کان سرخ ہو رہے تھے غصے سے شاید جلن سے

!!ویسے اس آدمی کو ذرا سی بھی اداکاری نہیں آتی نہ اسکو بولنے کا ڈھنگ ہے اور نہ بات کرنے کا!!عمر نے ہالے کی معلومات میں اضافہ کیا

وہ جیسا بھی ہے مجھے اسکی آنکھیں پسند ہیں ہالے جتا رہی تھی

عمر نے ضبط کر لیا،،میں نے ترکش کباب کے ساتھ افغانی پلاؤ بنایا ہے چلو کھانا کھاتے ہیں،،!!

مطلب تم مجھے ڈرامہ دیکھنے نہیں دوگے ؟

اگر تم اسی طرح اسکی تعریف کرتی رہیں تب تو ہر گز نہیں ہاں اگر تم یہ کہہ دو کہ میری آنکھیں اس کی آنکھوں سے زیادہ خوبصورت ہیں تب کچھ ہو سکتا ہے اس نے کندھے اچکائے تھے ہالے نے ٹی وی آف کیا مسکراہٹ دباتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی

!!میں ٹی وی دیکھنا چھوڑ سکتی ہوں لیکن اپنے شوہر کی جھوٹی تعریفیں نہیں کر سکتی نیلی آنکھیں زیادہ پیاری ہیں !،،وہ اسکے قریب سر گوشی کرتی فوراباہر کی جانب لپکی تھی

عمر نے دانت پا دانت جما لئے !!میں تمھیں اسکے لئے معاف نہیں کروں گا اچھا !!،،اور میری آنکھیں زیادہ پیاری ہیں تمھیں کہنا پڑے گا وہ پیچھے سے بلند آواز میں پکار رہا تھا

آگ لگے ان ترکوں اور انکی نیلی آنکھوں کو وہ بڑبڑاتے ہوئے باہر نکل گیا تھا

آج حال میں موجود وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے عمر نے اسے دیکھتے ہوئے میسج ٹائپ کیا تھا

!!کیا وہ نیلی آنکھیں واقعی خوبصورت تھیں؟

ہالے نے چہرہ جھکا کر پیغام پڑھا پھر مسکراتے ہوئے کچھ ٹائپ کیا

،،!!وہ آنکھیں خوبصورت تھیں لیکن تمہاری آنکھوں سے زیادہ نہیں،،!!عمر اپنے موبائل کی سکرین پہ یہ پیغام پڑھتے ہوئے مسکرایا تھا پھر فون واپس جیب میں ڈال دیا بلاخر وہ اپنی تعریف کروا چکا تھا

آہ یہ سیلف آبسیسڈ آدمی!

-

اسٹیج پہ ڈائس کے پیچھے کھڑا شخص شمس سلطان کی تعریفوں میں رطب السان تھا اسکے الفاظ شمس کی وہ خوبیاں بھی بیان کر رہے تھے جو شاید اس میں موجود ہی نہ ہوں اسٹیج کے دائیں بائیں اور سامنے کھڑے کیمرہ مین اپنے کیمرے میں اس سارے منظر کو محفوظ کر رہے تھے اسٹیج پہ سامنے دیکھتے ہوئے ہارون شاہد نے بے زاری سے گردن موڑلی تھی وہ کم از کم یہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس نے آنکھیں بند کیں ایک بھولا بسرا منظر آنکھوں کے پردے پہ چلنے لگا

!!مہرماہ سلطان کے جیل جانے کے ایک دن بعد رات آٹھ بجے!!

عمر حیات کے بنگلے پہ اس وقت دعوت کا سماں تھا یہ دعوت بھی عمر ہی کی جانب سے تھی کچھ عرصہ ہوا تھا وہ پیسہ خرچ کرنے لگا تھا لمبی میز کے اطراف میں کرسیاں لگی تھیں انہی کرسیوں پہ اس وقت لیل، ہارون، حسن، عمر حیات اور ہالے سلطان بیٹھے تھے سربراھے کرسی پہ عمر اسکی دائیں جانب ہالے اور بائیں جانب حسن ہالے کے ساتھ والی کرسی پہ ہارون اور ہارون کے سامنے لیل چمچوں اور کانٹوں کے بیچ ہلکی پھلکی باتیں ہو رہی تھیں

!!ویسے ایک اہم خبر ہے جو میں ہالے کو بتانا چاہتا ہوں حسن کھانے سے ہاتھ روکے بیٹھا ہالے کو دیکھ رہا تھا سب لوگ اسے دیکھنے لگے

،،اجازت ہے عمر بھائی ؟،،وہ عمر کو دیکھتے ہوئے ایسی معصومیت سے بولا کہ عمر کو اپنے آس پاس خطرے کا الارم بجتا محسوس ہوا اس نے بدقت !!ہاں ہاں بولو!! کہہ کر اجازت دی تھی

جانتی ہو ہالے جب وہ سطر !!جادو اسکی منشاہ نہیں مجبوری تھی!!اسکا مطلب ہم نے تم سے پوچھنے کو کہا تو عمر بھائی (اس نے بھائی پہ زور دیا تھا) نے کیا کہا تھا؟

عمر نے آنکھوں ہی آنکھوں میں حسن کی منت کی تھی ہو گا وہ اے ایس پی لیکن بیوی کے سامنے بڑے بڑے سورماؤں کی نہیں چلتی ہالے نے کھانے سے ہاتھ روک لیا

کیا کہا تھا؟

اس نے بولا کہ اب تمہاری بہن بتائے گی ؟وہ جو بچپن سے فیل ہوتی آرہی ہے وہ جسکی ہر پیپر میں سپلی آتی ہے ہارون بھائی آگے آپ بتاؤ اس نے اب بات جیسے ہارون کے ساتھ میں دی تھی

عمر کے چہرے پہ جیسے کوئی سانپ ڈنک مار گیا ہو

ہارون نے سب کو ایک نگاہ دیکھا!! عمر نے کہا تھا کہ میری بیوی کو تو اپنے کورس کی کتابوں کا نہیں پتہ ہوتا چلی ہے مثالیں حل کرنے اس سے اچھا ہے میں شانو سے پوچھ لوں اور اس قدر مبالغہ آرائی پہ عمر کا دل چاہا تھا ہارون کا سر دیوار میں مار دے ہالے سنجیدگی سے انہیں سن رہی تھی

عمر نے کہا تھا ہالے دس دفع پیدا ہو کر آجائے تب بھی اس بات کا مطلب نہیں سمجھ پائے گی عمر حیات کی بیوی بن کر بھی اسے کچھ عقل نہیں آئی اس سے زیادہ عقل مند تو نرسری کلاس کا بچہ ہو گا اب کے لیل بولی تھی عمر بے چارگی سے انہیں دیکھے گیا کاش وہ اپنے حق میں کچھ کہہ پاتا

اب وہ تینوں چہرہ اٹھائے ایک نئ جنگ عظیم کا انتظار کر رہے تھے

!!،،مجھے میرے شوہر پہ یقین ہے وہ تمھاری طرح شیطان کا چیلا نہیں ہے میرے بارے میں ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتا،،!!لو جی سب برباد گیا حسن نے چمچہ پلیٹ میں پٹخا تھا ایک کینہ توز نظر ہارون اور لیل کے لتاڑے ہوئے چہرے پہ ڈالی

!!،،اتنی اوور ایکٹنگ کی ضرورت نہیں تھی ویسے !!اگر آپ دونوں کو ملانے کی بجائے یہ کیس میں نے خود ہینڈل کیا ہوتا تو اب تک یہ دونوں آٹھ بار لڑ چکے ہوتے وہ خفگی سے کہتا پلٹ گیا تھا ہارون اور لیل کندھے اچکائے دوبارہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے

شکر ہے ہالے تمھیں میرا یقین ہے ورنہ..

کوئی یقین نہیں ہے مجھے میں جانتی ہوں تمہاری اس اینا کونڈا کے زہر سے بھری زبان میری شان میں کیا کچھ کہہ چکی ہو گی کمرے میں چلو دیکھتی ہوں تمھیں

اور یہاں عمر حیات کے اندر کا مسکین شوہر دھاڑے مار مار کر رویا ہو گا

گزرے وقت کو چھوڑ کر ہارون واپس حال میں آیا تو ڈآئس کے پیچھے کھڑا آدمی اب بھی کچھ کہہ رہا تھا وہ سر جھٹک کر اسکو سننے لگا بے زاریت حد سے سوا ہونے لگی تھی

,,!!کیا تم تیار ہو؟

یہ وہ پیغام تھا جو عمر نے ابھی ابھی ٹائپ کر کے ہالے کو بھیجا تھا نیلامی شروع ہو چکی تھی مختلف لوگ اپنے کارڈز بلند کئے ہوئے تھے میر واعظ فرید ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا تھا یوں جیسے وہ آخر میں سب سے بڑی بولی لگائے گا اور فاتح بن جائے گا

سکرین پہ نظر آتا عمر حیات کا میسج پڑھ ہالے کے چہرے کے تاثرات میں بے چینی گھل گئی تھی اسکے چہرے پہ تکان واضح تھی اسکی انگلیوں نے پیغام ٹائپ کیا تھا

!!ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں عمر قاتل تو ہم بھی ہیں... لکھ کر بے زاری سے موبائل پرے ڈال دیا عمر نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا اور پھر سر جھٹکا ذہن کے پردوں پہ کوئی اور منظر چلنے لگا تھا

تیرہ دن قبل... مہرماہ کی گرفتاری کے دو دن بعد

جیل خانے کی سلاخوں کے پیچھے وہ بیٹھی تھی بال بکھرے ہوئے لباس مٹیالا روکھے ہاتھ پیر بے جان جلد دو دن بس دو دن میں جیل اسکی ساری اکڑ نکال چکا تھا قید آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیتی ہے جو حالات یا زندگی نہیں سکھا سکتی جس وقت ایک لیڈی اہلکار اسے بلانے آئی مہرماہ تیزی سے اٹھی تھی اب وہ لیڈی اہلکار کے ساتھ راہ داریاں پار کرتی تیز تیز جا رہی تھی اسکے چہرے پہ ایک امید تھی ملاقاتی کمرے میں لا کر اسے جب بٹھایا گیا تو وہ ذرا سا چونکی تھی سامنے سے آتے عمر حیات کو دیکھ کر چونکی تھی اس نے یہ توقع نہیں کی تھی ملاقاتی کمرہ کیا تھا؟بس ایک چھوٹا سا تنگ کمرہ جس میں ایک روشن دان لگا تھا کمرے کے عین وسط میں ایک چھوٹی لکڑی کی میز کے گرد دو کرسیاں رکھی تھی اسی میز کے اوپر ایک پیلا بلب جل رہا تھا یہ تفشیشی کمرہ تھا لیکن اس وقت ملاقاتی کمرہ تھا

ہیلو مہر ڈارلنگ عمر بشاشت سے کہتا آگے آیا تھا کرسی کو موڑا یوں کہ پچھلا حصہ آگے لے آیا اور دونوں ٹانگیں دائیں بائیں کر کے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹھوڑی ٹکا کر بیٹھ گا مہرماہ سلگتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

میں جانتی ہوں عمر تم کیا کر رہے ہو میرے ساتھ میں سب سمجھ رہی ہوں تم اور میں ایک ہیں میں تمہارا دماغ پڑھ سکتی ہوں عمر اسکو دلچسپی سے دیکھے گیا

بتاؤ پھر مدر گو تھل کی اماں کیا چل رہا ہے میرے دماغ میں ؟

مہرماہ سخت آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئی میز پہ آگے کو ہوئی !!کل رات میرا کمرہ بدل کر مجھے ان عورتوں کے ساتھ رکھا گیا جو چار چار قتل کر چکی ہیں اور کل سے ہی اب تک وہ ایک ہزار بار ایسی حرکت کر چکی ہیں کہ میں ان سے بحث کروں اور وہ مزید آگے ہوئی

وہ ۔ ۔ ۔ مجھے ۔ ۔ ۔ مار ۔ ۔ ۔ دیں اس نے الفاظ ادا کر دیئے تم یہاں اس جیل کی چار دیواری میں مجھ مروادو گے اور میں کچھ نہیں کر پاؤں گی میں جانتی ہوں میں تو یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے پاس صرف آج یا کل کا دن ہو گا اس لئے وہ مسکراتی ہوئی پیچھے کو ہو بیٹھی

!!،،اس لئے میں نے تمہاری ٹراماز کی ماری بیوی کو یہ بتا دیا ہے کہ وہ بھی میرے جیسی ہے اسکے ہاتھوں پہ بھی خون لگا ہے وہ بھی قاتلہ ہے وہ بھی قیامت کے روز کعبہ کو ڈھا دینے جتنے گناہ کی حامل ہو گی

وہ بول رہی تھی اور عمر آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھ رہا تھا اسکا چہرہ سپاٹ تھا بے تاثر

!!گھر جاؤ اور جا کر دیکھو تمھاری اپر وول کی ماری بیوی ایک بار پھر خود کو اندھیروں میں دھکیل چکی ہو گی اور اس بار عمر اس بار تم اسے واپس نہیں لا سکو گے قتل بہت بڑا گلٹ ہے بہت بڑا آخر میں بلکل آخر میں اسکی آنکھوں میں تکلیف آئی تھی یوں جیسے بھوری آنکھوں کو کچھ یاد آیا ہو

عمر سیدھا ہو بیٹھا کمر سیدھی کیے بلکل اسکی آنکھوں کی سیدھ میں دیکھتا

،وہ چاہے ٹراما کی ماری ہو یا چاہے اسکی انسکیورٹیز ہوں اب اسے ان سب سے باہر آنا ہو گا وہ اپنے اندھیروں میں روشنی خود پیدا کرے گی ہالے وہ عورت ہے جسسے

میں نے محبت کی ہے مہر ماہ تم دیکھنا وہ سہارے کے لئے میرا ہاتھ بھی نہیں تھامے گی اسے بے ساکھیاں نہیں پسند تمہاری طرح

وہ بولتے ہوئے آٹھ کھڑا ہوا تھا!!!اور رہی تم تو تمھارے لئے میں نے موت نہیں زندگی چنی ہے مہر ماہ کو لگا تھا جیسے کسی نے اسکے چہرے پہ زور دار تھپڑ دے مارا ہو وہ تڑپ کر آٹھ کھڑی ہوئی تھی اسکی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں

تم میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے عمر وہ بولی تو اسکی آواز کانپ رہی تھی عمر کا چہرہ بے تاثر رہا

،،تم..تم یہ نہیں کرسکتے تمھیں یہ حق نہیں ہے....تم مجھے مار دو پلیز میں یہاں اس ماحول میں کیسے رہوں گی آر یو کریزی؟وہ دہل گئی تھی عمر پیچھے ہٹتا جارہا تھا اسکے ہر قدم کے ساتھ مہر ماہ کو اپنا دل بیٹھتا محسوس ہو رہا تھا

تم یہاں رہو گی مہر ماہ کیونکہ میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ موت ہر بار سزا نہیں ہوتی کئی بار زندگی زیادہ بھیانک ہوتی ہے تمہیں مار دوں گا تو ایک جھٹکے میں ختم ہو جاؤ گی لیکن اگر زندہ رہو گی تو ہر دن اپنی موت مانگو گی

خدا کے کے عمر یہ مت کرو تم... تم اچھے آدمی ہو میں غلطی ہو گئی مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی میں واپس آنا چاہتی ہوں مجھے یہاں سے نکالو پلیز عمر وہ گھگیا رہی تھی عمر چوکھٹ تک آ چکا تھا مہر ماہ کے سفید پڑتے وجود کو دیکھا اسے سکون نہیں مل رہا تھا لیکن کچھ تھا کہ زخموں پہ ٹھنڈک کی طرح لگ رہا تھا

میں یہاں ہر ہفتے آؤں گا مہر میں تمھیں آ کر اپنے پورے ہفتے کی کہانی سناؤں گا میں تمھیں بتاؤں گا کہ آج میں نے ہالے کو کیا بنا کر کھلایا میں نے آج اسے کہاں شاپنگ کروائی آج اس سے کتنی محبت بھری باتیں کیں تم حسد اور جلن کی ماری عورت تمھارے لئے یہی سزا ہو گی کہ تم ان باتوں کو سن کر پل پل مرو وہ چوکھٹ پار نہیں کر سکا بس کھڑا رہا

مہر ماہ کی خوف زدہ آنکھیں اب بھل بھل آنسو بہا رہی تھیں سانس رک رک کر آ رہا تھا روح جیسے قبض ہو رہی تھی!! مجھے مار دو عمر... تمھیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے مار دو میں یہاں نہیں رہ سکتی میرے ساتھ یہ ظلم مت کرو مجھے ایسی سزا مت دو پلیز مجھے مار دو وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی جی چاہ رہا تھا اپنی چلتی نبض خود ہی روک لے

تمھیں یہاں یہ عورتیں اتنا ماریں گی کہ تم آٹھ بھی نہ سکو تم زخم زخم ہو جاؤ اور پھر وہ تمھیں ایک ہفتہ سکون سے رہنے دیں گی تا کہ تمھارے زخم بھر سکیں اور اسکے بعد وہ تمھیں پھر زخم دیں گی اور انکے زخم صرف چند دنوں کے لئے ہوں گی وہ کبھی بھی تمھیں جان سے نہیں ماریں گی کیونکہ تمھیں پل پل مرنا ہے تم یہاں رہو ساری زندگی رہو میں یہاں آتا رہوں گا ایک دن اپنے بچے یہاں لاؤں گا جب تم حسد کی آگ میں جلو گی تب مجھے سکون نصیب ہو گا تمہاری سزا موت نہیں زندگی ہے مہر ماہ

وہ بول کر چوکھٹ سے ہٹ گیا تھا مہر ماہ دیوانہ وار اسکے پیچھے بھاگی تھی لیکن عمر نہیں رکا اسکے دل کو کچھ ہو رہا تھا وہ جتنا نارمل دکھ رہا تھا اتنا تھا نہیں مہر کو لیڈی اہلکاروں نے بازوؤں سے جکڑ رکھا تھا وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی

مجھے مارو عمر... خدا کے لئے مجھے جان سے مار دو مجھے زندہ کیوں چھوڑا ہے... میں مرنا چاہتی ہوں خدا کے لئے مجھے مارو وہ چیخ رہی تھی کسی پاگل جنونی کی طرح خود کو چھڑوا رہی تھی جیل خانے میں اسکی چیخیں اسکا ماتم گونج رہا تھا

زندگی واقعی اسکے لئے سزا ثابت ہونے والی تھی اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھی اسے اپنے حصے کی سزا مل چکی تھی لیکن کوئی تھا جو اب بھی باقی تھا...

وہ رش ڈرائیونگ کرتا گھر کی طرف جا رہا تھا اسکے ذہن میں بس ہالے تھی صرف ہالے اسکا ہاتھ بار بار پیشانی کو مسل رہا تھا کیا کرے کہاں جائے ؟ پتہ نہیں مہر ماہ اس سے کیا کہہ چکی ہو گی اللہ ہی جانے وہ کیا پیغام بھجوا چکی ہو گی اسے بس فوراً گھر جانا تھا

یہاں سے چند کلو میٹر دور غزالہ روحی کے کلینک میں نیلے صوفے پہ ہالے سلطان بیٹھی تھی اسکے سامنے روحی بیٹھی تھی غور سے ہالے کو دیکھتی ہوئی ہالے کا چہرہ خالی تھا اس پہ کوئی گلٹ نہیں تھا کوئی دکھ نہیں تھا وہ گردن تانے ہوئے بیٹھی تھی

!!مجھے علاج چاہیے ڈاکٹر!!اور اس بار یہ عمر کے لئے یا پھر لوگوں کے لئے نہیں ہو گا نہ کسی خوف کسی محبت کے لئے مجھے علاج میرے لئے چاہیے۔ میرا جسم تھک گیا ہے۔ مجھے اب بس سکون چاہیے۔ آپ مجھے بتائیں مجھے کیا کرنا ہو گا جس طرح کی تھیرپی آپ چاہتی ہیں میں کروں گی۔ لیکن بس مجھے آزادی دلوائیں میرے کندھوں سے بیساکھی ہٹاکر مجھے میرے پیروں پہ کیسے چلنا ہے یہ سکھادیں پلیز

روحی مسکرائی تھی !!شروع سے شروع کرو ہالے سلطان اور مجھے جھول والی بے تکی سی کہانی سناؤ وہ کہانی جو سچ ہے کیونکہ تمہارا سچ ہی تمہاری نجات ہے ہالے نے گیلی آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا تھا کندھوں کا بوجھ سرکنے لگا تھا اور آج وہ سچ بولنا شروع ہوئی تھی اور پھر اگلے دو گھنٹے وہ دونوں بات کرتی رہیں تھیں جو دل میں تھا ہالے کہہ چکی باتوں کا بوجھ اترا تو وہ باہر نکل آئی تھی عمر سامنے ہی کھڑا تھا گاڑی سے ٹیک لگائے تشویش سے اسے دیکھتا ہوا البتہ ہالے کمپوزڈ تھی وہ چوٹھے چھوٹے قدم لیتی اسکے قریب چلی آئی تھی عمر غور سے اسے دیکھ رہا تھا وہ اسکے قریب آکر رکی گردن اٹھا کر عمر کو دیکھا وہ اسے ہی تک رہا تھا

تم پہلے سے جانتی تھی ناں؟ وہ اسکا چہرہ پڑھ سکتا تھا ہالے نے اسکی آنکھوں سے نظر نہیں ہٹائی !!ہارون شاہد مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا عمر وہ میرے لئے جھوٹ بول سکتا ہے لیکن مجھ سے کبھی نہیں یہ یاد رکھنا اگر تمھیں مجھ سے کچھ چھپانا ہو تو ہارون کو ساتھ مت لے جانا

عمر اب بھی فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا ہالے نے اسکی کہنی پہ ہاتھ رکھا تھا!!میری فکر مت کرو عمر میں سب جانتی ہوں ہاں وہ آدمی مجھ سے قتل ہوا ہے اور یہ گلٹ ساری زندگی میرے ساتھ رہے گا میرا دل ٹوٹ گیا ہے لیکن ہے سب جان بوجھ کر نہیں کیا میں نے میں وقت لوں گی اور شاید ٹھیک ہو جاؤں اس نے ہلکے سے کندھے اچکا دیئے

مجھے لگا تھا تم مجھ سے ناراض ہو گی کہ میں نے تم سے جھوٹ بولا ہے

اب ایسے ری ایکٹ مت کرو جس سے مجھے لگے کہ تم شرمندہ ہو کیونکہ تم نہیں ہو عمر ہالے زور دے کر بولی تھی تم مجھ سے جھوٹ بول سکتے ہو لیکن جب میں پوچھوں تو سچ بولا کرو کیونکہ میں تب پوچھوں گی جب سچ جانتی ہوں گی وہ کہتے ہوئے اپنی جانب سے گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی تھی جب عمر کی آواز پہ ٹھہر گئی

کیا تم ٹھیک ہو ؟الفاظ چابک کی طرح دل پہ لگے تھے آنکھیں زخمی ہو گئیں وہ دروازہ اسی طرح آدھا کھولے کھڑی رہی وہ اسکے سامنے دوسری جانب کھڑا تھا فکر مند سا

،،ہالے چند لمحہ اسکو دیکھتی رہی پھر دھیرے سے نفی میں سر ہلا دیا عمر کو یوں لگا تھا جیسے کسی نے اسکے دل میں کانٹا چبھو دیا ہو !! قتل آپ کو کبھی بھی پہلے جیسا نہیں رہنے دیتا عمر اس آدمی کے ساتھ میرے دل کا ایک حصہ مرا ہے اور میں اب ساری زندگی اس گلٹ میں رہوں گی کہ میں قاتل ہوں ساری زندگی یہ خوف ہو گا کہ نہ جانے اللہ مرے ساتھ کیا معملہ کرے گا وہ ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی عمر مغموم ہوا تھا

!!میں اس آدمی کے خاندان کو نفیسہ آنٹی کے ساتھ جا کر دیت ادا کر آئی ہوں میں نے اسکے بچوں کا اسکول اپنی ذمہ داری لے لیا ہے لیکن میں پھر بھی سکون میں نہیں ہوں شاید ساری زندگی ایسی رہوں وہ بے چارگی سے کندھے اچکاتی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی

عمر کا دل بھاری سا ہونے لگا تھا اس لڑکی کو اذیت میں دیکھنا اسکے لئے سب سے بڑی اذیت تھا

!!حال.. دوپہر ایک بج کر نومنٹ نیلامی کی تقریب

جی تو کیا کوئی ٹیم ریڈ سے زیادہ کی بولی لگا رہا ہے کوئی ہے میدان میں۔ کوئی ہے جو میر واعظ فرید سے زیادہ بولی لگائے؟

ٹیم ریڈ ون...

ٹیم ریڈ ٹو.....

آپ میری جگہ کو میری مرضی کے بغیر کیسے بیچ سکتے ہیں یہ آواز، یہ آواز ہالے سلطان کی تھی جو اپنی کرسی سے آٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اب سیدھ میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی اسکی آواز میں کچھ تھا کہ خوف کھایا جائے کچھ تھا کہ ڈرا جائے یہ جملہ ایسا تھا جیسے کسی فلم کا کلائمیکس

!!اس جگہ کی اٹارنی میرے پاس ہے اور مالکانہ حقوق میری بیوی کے پاس عمر بولتے ہوئے اٹھا تھا

!!آپ کو کس نے یہ حق دیا کہ ہماری پراپرٹی کو ہماری مرضی کے بغیر بیچ دیں؟ وہ چلتا ہوا اسٹیج پہ آرہا تھا شمس سن ہو گیا تھا اسکے حلق سے کوئی آواز نہیں نکلتی تھی وہ بس پھٹی پھٹی نظروں سے عمر کو دیکھ رہا تھا اسی لمحے کئی لوگ کیمرے اٹھائے ان آتے دکھائی دیے تھے انکے پیچھے سیاہ وردی پہنے ہوئے عمر کے پیٹی بھائی بھی آرہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ایک جنگ سا سماں بن چکا تھا شمس بے یقین نظروں سو عمر کو دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں اعتبار ٹوٹنے کی کرچیاں تھیں

تم کیسے کہہ سکتے ہو یہ جگہ تمہاری ہے؟ میر واعظ کی ٹھنڈی ہڈیوں کو جما دینے والی آواز پہ عمر نے ہاتھ میں پکڑی موٹی فائل ہوا میں لہرائی تھی

!!میر صاحب میں ثبوتوں کے ساتھ آیا ہوں!! فہیم مرزا شمس سلطان اس وقت ہر کوئی اگر کسی سے ڈر رہا تھا تو وہ تھا اس فائل کا اصلی نکل آنا میر واعظ اٹھا تھا اسکے گارڈز نے بندوقیں سیدھی کر لیں میر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں شانت رہنے کو کہا تھا وہ اب قدم اٹھاتا اسٹیج کی جانب آرہا تھا جہاں عمر حیات پہلے ہی کھڑا تھا ہاتھ میں فائل لئے گردن سیدھی کیے اسٹیج پہ چڑھتے میر نے ایک نظر پلٹ کر شمس کو دیکھا تھا

!!تمہارا یوں خاموش بیٹھ جانا مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے دھوکہ میرے قریب ہے وہ سرد لہجے میں بولا تو شمس گڑبڑا کر آٹھ کھڑا ہوا اس نے ایک نظر عمر کو دیکھا تھا یوں جیسے یقین کر لینا چاہتا ہو کہ آج اسے بھی دھوکہ دیا جا چکا تھا میڈیا کے نمائندے کیمرے سیدھے کیے کھڑے تھے وہ منتظر تھے کہ اب کون کیا کہتا ہے

میں میر واعظ فرید.. وہ اسٹیج پہ رک کر سارے مجمعے کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا،، میں یہاں ہونے والی چالوں سے لاعلم ہوں۔ لیکن اگر مجھے یہ علم ہو گیا کہ یہاں کسی کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ تو میں اسے سزا ضرور دلواوں گا وہ شمس اور عمر کی جانب مڑا تھا لوگوں کا شور میڈیا کے بلند آواز میں چبھتے سوالات اور ان سب کے بیچ کھڑے تین لوگ میر، عمر اور شمس جبکہ چوتھا انسان چلتے ہوئے اسٹیج کی جانب آ رہا تھا اسکے ہاتھ میں ایک خاکی فائل تھی

وہ جس کے پاس مالکانا حقوق تھے وہ آ رہی تھی اسکی چال شہزادیوں جیسی تھی اسکی آنکھیں عام تھیں لیکن انکا تاثر اچھے اچھوں کو دہلا سکتا تھا یہ وہ لڑکی تھی جس نے زندگی کے اتار چڑھاؤ دیکھے تھے جو گری تھی زخمی ہوئی تھی لیکن نہ اس نے زخموں کا ماتم کیا نہ اس نے گرنے پہ سہارے مانگے وہ ہالے سلطان تھی فیری ٹیلز میں رہنے والی حقیقی لڑکی

اگر یہ جگہ آپ کی تھی تو آپ اب تک خاموش کیوں تھیں؟میر اسٹیج پہ کھڑی ہالے سے پوچھ رہا تھا

فائل چوری ہو چکی تھی میر صاحب اور مجھے میرے چچا سے جان کا خطرہ تھا اگر میں یہ فائل وقت سے پہلے دکھا دیتی تو کیا ہو تا شاید آپ نہیں جانتے؟

لیکن تمھیں یہ نقلی فائل ملی کہاں سے شمس نے دانت پہ دانت جما کر ضبط سے پوچھا تھا ہالے معصومیت سے مسکرائی تھی اس نے یاد کرنا چاہا اسے یہ فائل کہاں سے ملی تھی

فروا سلطان کے قتل کی دوسری رات، رات دو بجے

سلطان منزل گھپ اندھیرے میں ڈوبا تھا ہر طرف تاریکی تھی موت کا سناٹا اب تک اس محل میں گونج رہا تھا ایک انسان کی موت پورا گھر خالی کروا دیتی ہے

دبے قدموں سے مہر ماہ سلطان کے کمرے میں جاؤ تو وہاں تین لوگ موجود تھے انکے ہاتھ میں ٹارچز تھیں اور وہ الماری کے اندر بنے ڈیجیٹل لاکر کا کوڈ کھولنے کے لئے بے تاب نظر آتے تھے

حسن ،ہالے ، عمران تینوں نے اپنی اپنی باری کا کوڈ لگانا تھا سب سے پہلے عمر آگے آیا تھا اس نے چند ہندسے دبائے

لیکن اگلے ہی لمحے

In correct password

اسکا منہ چڑا رہا تھا اس نے سفیر کی ڈیٹ آف برتھ ڈالی تھی وہ ہٹ گیا اب کے ہالے کی باری تھی

وہ قریب آئی نیلے رنگ کی نیل پینٹ سے سجی انگلیوں سے چند ہندسے دبائے

In correct password

وہ کوفت سے پیچھے ہوئی تھی بے زاری حد سے سوا ہونے لگی اس نے مہرماہ کی اپنی ڈیٹ آف برتھ ڈالی تھی حسن سنجیدہ چہرے کے ساتھ آگے آیا تھا اس کے ذہن میں کوئی اور ہی منظر تھا

(میں نے ابا کے لئے سفیر کو چھوڑ دیا حسن میں مجبور تھی میں کیا کرتی حسن میں کیا کرتی وہ رو رہی تھی ہالے کی منگنی والی رات وہ رو رو کر حسن کو کچھ بتا رہی تھی)

وہ جو ہند سے دبا رہا تھا اسے یقین تھا وہ درست ہوں گی وہ اندازے نہیں لگا رہا تھا وہ اس عورت کی مینٹیلٹی دیکھ کر پاسورڈ کھول رہا تھا ہر انسان اپنا پاسوورڈ "اپنے مطابق "رکھتا ہے "کھولنے "والے کے مطابق نہیں جس دن یہ بات سمجھ آگئی اس دن آپ کے لئے کوئی بھی پاسوورڈ کھولنا مشکل نہیں رہے گا اور اسی لمحے کریکٹ پاسوورڈ کی بیپ بجی تھی لاکر کھل چکا تھا

عمر ستائش سے حسن کے کندھے کو تھپکتے ہوئے آگے بڑھ آیا اسکی انگلیوں نے آگے بڑھ کر دو فائلز نکال لی تھیں

ایک اٹارنی فائل اور دوسری مالکانہ حقوق کی فائل

اپنی محبت اپنی نفرت اپنی کمزوری کسی کے آگے عیاں کر دینا کبھی کبھی آپ کے لئے برا ثابت ہو سکتا ہے

دھوپ کی شدت میں تیزی نہیں تھی یہ کراچی کے سرما کی دھوپ تھی اسٹیج اب کے مختلف تھا ایک لمبے صوفے کے ساتھ ایک چھوٹی میز کا انتظام بھی ہو چکا تھا اسی میز پہ اس وقت چار فائلز رکھی تھیں دو وہ جو شمس سلطان کے پاس تھیں اور دو وہ جو ہالے اور عمر کے پاس تھیں دو ادھیڑ عمر مرد ان صوفوں پہ بیٹھے تھے اور فائل ہاتھ میں اٹھائے آنکھ کے قریب کئے لکھائی کا معائنہ کر رہے تھے شمس بار بار پہلو بدل رہا تھا اسکا حلق خشک ہو رہا تھا وہ بس یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا وہ یہ ساری فائلز اٹھا کر روپوش ہو جانا چاہتا تھا لیکن اسکے سامنے پولیس کھڑی تھی وہ سیاہ وردی والے لوگ جن کے منہ گالیاں اور ہاتھ تھپڑ اٹھانے کے لئے بنے تھے وہ مارتے ہوئے گالیاں بکتے ہوئے یوں بے نیاز ہوتے تھے جیسے یہ تو انکا پیدائشی حق ہے

انکے ساتھ ہی وہ لوگ بھی کھڑے تھے جنکو اگر آپ نے انگلی سے چھوا تو وہ بازو کا الزام لگا دیں گے وہ جو آپ کا چہرہ ایک پل میں پوری دنیا کو دکھا سکتے ہیں وہ جن کے چینل پہ چلنے والی ایک پٹی آپ کی زندگی تباہ کر سکتی ہے جب سامنے ایسے ظالم لوگ کھڑے ہوں تو تمھیں چاہیے کہ بھاگنے کے موقعے ہوتے ہوئے بھی کھڑے رہو

معائنہ مکمل ہو چکا تھا سفاری سوٹ والا ایک آدمی ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسائے بولنے کے لئے تیار تھا ہر شخص کان بن گیا سب کے جسم سماعت بن گئے

یہ سائن جعلی ہیں!! انہوں نے شمس کی آسمانی فائل ہوا میں بلند کی تھی نیوز چینل پہ پٹیاں چلنے لگی تھی تھیں صحافی زور زور سے بولنے لگے تھے شمس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا اسکا انت قریب تھا

آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں یہ سائن اصلی ہیں وہ پھٹی ہوئی آواز میں چلایا تھا دل کو البتہ کوئی زور زور سے جکڑ رہا تھا

سفاری سوٹ والا آدمی مسکرایا تھا!! جو سائن آپ کے پاس ہیں وہ لفظ ٹیڑھے ہیں جبکہ معراج سلطان کی لکھائی میں کبھی بھی ٹیڑھ پن نہیں آتا وہ سیدھے صاف الفاظ لکھتے تھے

احمد علی شاہ کہہ رہے تھے اور باقی سب دم سادھے انکو سن رہے تھے

!!دوسری بات یہ کہ الفاظوں کا ایک دوسرے کے ساتھ فاصلہ آپ کی فائل میں نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ معراج سلطان لفظ مناسب فاصلے پہ لکھتے تھے

وہ جلدی میں بھی سائن کر سکتے ہیں شمس نے ناگواری سے ٹوکا تھا اسکا جسم اسکا ساتھ چھوڑ رہا تھا اسے اپنے آگے موت دکھ رہی تھی لیکن وہ ایک آخری کوشش کر کے دیکھ لینا چاہتا تھا میر واعظ نے اب کے دوسرے آدمی نوید علی کو اشارہ کیا تھا وہ بولنے لگا

!!آپ صحیح کہہ رہے ہیں شمس صاحب سائن جلدی میں بھی ہو سکتے ہیں لیکن معراج سلطان ایک جج تھے وہ دن میں ان گنت سائن کرتے تھے جلدی انکا معمول تھا اور ہم نے انکی تمام سائن چیک کی ہیں نوید نے کہتے ساتھ دو تین فائل اٹھا کر ہوا میں بلند کیں

،،ان تمام فائلز میں معراج سلطان کی سائن ہر پنے پہ موجود ہے لیکن یہ تمام سائن مختلف ہیں جو سائن آپ کی فائل پہ موجود ہے وہ معراج سلطان کی ہے ہی نہیں وہ سائن زبردستی لئے گئے ہیں یوں جیسے کسی نے انکا ہاتھ پکڑ کر سائن کروایا ہو

پولیس والوں نے اب کے ہتھکڑی بھی نکال لی تھی بے زاری سے وہ یہ سارا ڈرامہ ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے رپورٹرز کیمرے کے سامنے کھڑے مزید بلند آواز میں چیخنے لگے تھے ہر ایک کو جلدی تھی ہر ایک یہ خبر پہلے پہنچانا چاہتا تھا فہیم مرزا کا حلق خشک ہونے لگا تھا

آپ ایک آخری بات بتانا بھول گئے نوید صاحب عمر نے مسکرا کر کچھ جتایا تھا

!!نوید تسلی دینے والے انداز میں پلک جھپک گئے اور شمس سلطان کی فائل پہ موجود سائن پہ ہاتھ رکھا "!!یہ یہاں بلکل اپنے نام کے اختتام پہ معراج سلطان ایک چھوٹا سا سٹار بناتے تھے یہ سٹار انکی سائن کا حصہ تھا آپ کی فائل میں وہ سٹار بھی نہیں ہے اور سب سے اہم بات معراج سلطان اپنی قلم پہ گرفت بہت سخت رکھتے تھے یوں کہ انکی لکھی عبارت صفحے کی دوسری جانب بھی ہلکی ہلکی دکھائی پڑتی تھی آپ کی فائل میں وہ بھی نہیں ہے سو

ثابت ہوا کہ شمس سلطان کے پاس ایک جعلی فائل اور نقلی دستخط ہیں جبکہ عمر حیات اور انکی اہلیہ کے پاس جو دستاویزات ہیں وہ اصلی ہیں

یکدم شور بڑھ گیا تھا پولیس اہلکار اسٹیج پہ چڑھ آئے تھے شمس بے یقینی سے انہیں کھڑا دیکھ رہا تھا اسے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ سچ ہے میر واعظ برف تاثرات سے شمس کو دیکھ رہا تھا ایس آئی نے اب شمس کے ہاتھ میں ہتھ کڑی ڈال دی تھی میڈیا والے چلا چلا کر حلق پھاڑ رہے تھے ملک کو سب سے بڑی نیوز مل چکی تھی

عمر اور ہالے اپنے دل میں سکون سا اترتا محسوس کرنے لگے تھے پولیس اسے لے کر جا رہی تھی وہ کھنچتا چلا جا رہا تھا کسی قسم کی مزاحمت کسی قسم کی زور آزمائی وہ کچھ بھی نہیں کر رہا تھا میڈیا کے نمائندوں کو بڑی مشکل سے ہیون کی عمارت کے اندر رکھا گیا تھا شمس سلطان کے قدم بلاخر اس مقدس عمارت سے باہر تھے رپورٹرز اب ہالے اور عمر پہ جھپٹ پڑے تھے سوال... الزامات کی تردید.. کہانی انہیں سب جاننا تھا عمر نے ایک نظر ہالے کو دیکھا اور پھر اس نے پلکیں جھپکا کر اجازت دی تھی یوں جیسے کہہ رہی ہو !!تم جاؤ میں سنبھال لوں گی !!

وہ میر واعظ کے ساتھ تیزی سے اسٹیج سے اتر گیا تھا نمائندوں کو ہالے اور ہارون مصروف کر چکے تھے سفیر خاموشی سے ایک جانب بیٹھا تھا اسکا دل مر چکا تھا وہ بس بغیر کچھ کہے اور سنے لاش کی مانند بیٹھا تھا

کچھ دیر بعد اگر ہیون کی عمارت سے باہر آؤ تو پولیس موبائل میں شمس سلطان کے اسامنے میر واعظ بیٹھا تھا اسکا چہرہ یوں تھا جیسے سالم برف اسکی آنکھیں یوں تھیں جیسے نری موت

میں نے کہا تھا ناں شمس دھوکہ نہیں پسند مجھے ؟وہ شمس کے خوف زدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

!!،،میں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں جب زمین خریدنے آتا ہوں تو خریدے بغیر واپس نہیں جاتا کہا تھا ناں ؟اسکا لہجہ ایسا تھا کہ کوئی بھی خوف کھا جائے

مجھے اب اپنا گھر بیچو اپنی کمپنی بیچو یا پھر میں نہیں جانتا تمھارے پاس اب بیچنے کو کتنے اثاثے ہیں لیکن میں بس یہ جانتا ہوں کہ تم مجھے حساب دیے بغیر قبر میں بھی نہیں جاسکتے اسکے لہجے کی ٹھنڈک شمس کو یوں لگا تھا جیسے اسکی ریڑھ کی ہڈی جم رہی ہو اس نے بہت سارا تھوک نگلا تھا چہرے پہ بدقت نارمل رہنے کے تاثرات رکھے

!!،،میں اس میس سے نکل آؤ گا میر صاحب میں.. . .

اسکے اگلے الفاظ اسکے منہ میں رہ گئے تھے

!!،،مجھے تمہاری واپسی سے کوئی سروکار نہیں مجھے یہ بتاؤ تم میرے ہاتھوں میں آج کیا دے رہے ہو ؟!!میر نے اسکی بات تندہی سے کاٹی تھی شمس بے بسی بھرے ضبط سے اسے دیکھ کر رہ گیا

میں اپنا گھر اور اپنی کمپنی آپ کو بیچ دوں گا ابھی کے ابھی بس مجھے انکے کاغذات لانے ہوں گے اور ایک دو...

مخل ہونے کے لئے معذرت اس دلکش آواز پہ وہ دونوں گاڑی کے باہر کی جانب گردن موڑ گئے تھے مسکراتا ہوا عمر حیات لیکن ایسی مسکراہٹ تو شاید ابلیس کی ہوتی ہو

عمر... یہ سب کیا ہے ؟ شمس اسے دیکھ تڑپ کر بولا تھا گو کہ اسے اب بھی امید تھی کہ عمر شاید اسے بچالے گا

!!،،میں تمھیں سب دوں گا جو تمھیں چاہیے بس ایک بار صرف ایک بار مجھے یہاں سے نکالو تم نکال سکتے ہو عمر وہ جیسے جتارہا تھا عمر نے اس پہ ایک بے نیاز نظر ڈالی اور پھر میر واعظ کی جانب مڑا

،،!!میر صاحب... اس آدمی سے میرا کوئی تعلق نہیں لیکن آپ، آپ کو دس سالوں سے جانتا ہوں آپ ہیون کے سب سے پرانے ڈونر ہیں اس لئے میں آپ کو اس آدمی کی سچائی بتا دینا چاہتا ہوں اس نے کہتے ساتھ ہاتھ میں پکڑی فائل انکے آگے کی تھی

یہ فائل اس فائل میں عاق نامہ ہے شمس سلطان کے نام انکے والد کی جانب سے عاق نامہ اور بے زاری نامہ (بے زاری نامہ ایک قسم کا قانونی اعلان ہوتا ہے یہ اس صورت میں کیا جاتا ہے جب آپ کے گھر کا کوئی، باپ، بیٹا ،بھائی، چچا یا پھر کوئی بھی فرد کسی ایسے کام میں ملوث ہو جس سے آپ آپ کا خاندان یا آپ کی ساکھ متاثر ہو رہی ہو یا پھر اس شخص سے جڑے لوگ اپنے قرض یا پھر کسی بھی قسم کے نقصان کی بھرپائی آپ سے چاہتے ہوں تب آپ انکے خلاف ایک بے زاری نامہ بنوا سکتے ہیں جسکا مطلب یہ ہو گا کہ اس شخص کے قول و فعل سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں ہو گا)

جس شخص کا باپ ہی اسے ڈس اون کر چکا ہے اسکے پاس کونسا گھر اور کونسی جائیداد ؟ عمر سادگی سے کہہ رہا تھا پھر ایک نظر شمس کو دیکھا

،،!!آپ مجھے سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن معراج سلطان نہیں اور انکو چھیننے پہ میں آپ کو ساری زندگی معاف نہیں کر سکتا،،!!وہ دھیرے سے کہہ کر مڑ گیا تھا اب وہ شمس کا انجام جانتا تھا

شمس ہذیانی انداز میں چیخ رہا تھا عمر کو پکار رہا تھا وہ بار بار میر واعظ فرید کو اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہا تھا لیکن اب شاید دیر ہو چکی تھی میر اسے دیکھے بغیر گاڑی سے اترا تھا

اس نے موبائل کان سے لگا رکھا تھا آس پاس اسکے گارڈز کھڑے تھے پولیس موبائل اب دور جا رہی تھی لیکن شمس کی آوازیں یہاں تک آتی تھیں انہی آوازوں کے درمیان میر واعظ کی ہلکی آواز بھی سنائی دیتی تھی

!!میں جس چوتھے کام کے لئے مشہور ہوں وہ اس آدمی کے تھانے پہنچنے سے پہلے ہو جانا چاہیے !!،،اس نے بات ختم کر کے فون پرے اچھال دیا تھا آنکھوں پہ سیاہ چشمہ لگائے اب وہ دور جا رہا تھا

لیکن وہ کسی کا انت بے حد قریب لا چکا تھا

ہیون کی عمارت کے اندر شور ذرا دیر کو تھما تھا اب وہاں سکوت تھا لیکن مکمل سکوت تو اب بھی نہیں تھا وقفے وقفے سے ایک آواز گونجتی تھی جو حقائق سے پردہ اٹھا رہی تھی جس آواز نے ایک بار الزام دھرا تھا آج وہی آواز حق کی بات کر رہی تھی وہ شمشیر تھاڈی آئی جی شمشیر

کیمرے مائیکس اور فلیش لائٹس کے درمیان کھڑا وہ کہہ رہا تھا

,,!معراج سلطان کے خلاف ملنے والے تمام ثبوت جھوٹ کا پلندہ تھے اور کچھ نہیں انکے اپنے ہی بھائی نے جائیداد کی خاطر ایک فرشتہ صفت انسان کو نہ صرف قتل کروایا بلکہ ان پہ کئی سارے گھٹیا جرائم پلانٹ کئے

مجمعے میں کھڑے حسن کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں ہالے سلطان نے آسودگی سو آنکھیں بند کر لیں تھیں جیسے ایک خوبصورت موسیقی سنتے وقت وہ مدہوش سی ہو

پولیس کے سامنے ایسے گواہ اور ثبوت لائے گئے کہ پولیس گمراہ ہو گئی لیکن پولیس نے عمر حیات جو کہ مرحوم معراج سلطان کے داماد اور بھتیجے ہیں انکی ایک ریکویسٹ پہ انکی انصاف کی اپیل پہ دوبارہ کاروائی شروع کی تو چند ایسے حقائق سے پردہ اٹھا جو ہمارے لئے بھی شاکنگ تھے میں آپ سب سے معذرت چاہتا ہوں لیکن نہ میں نے پچھلی بار کوئی ذاتی دشمنی نبھائی نہ اب میں کسی کو فیور دے رہا ہوں پولیس ثبوت اور گواہوں پہ کام کرتی ہے میں نے اور میری ٹیم نے اپنا کام غیر جانب داری سے کیا لیکن ایک بار پھر ہم معراج سلطان اور انکے خاندان سے معذرت چاہتے ہیں

عمر حیات نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر سر کو ہلکا سا خم دیا تھا یوں جیسے معذرت قبول کی ہو لیل الٹے قدم پیچھے ہوتی جا رہی تھی اس کا سفر ختم ہوا اب اسے یہاں نہیں رہنا تھا اسکا کہانی سے جانے کا وقت ہوا چاہتا تھا اور وہ دبے پاؤں جا رہی تھی ویسے ہی جیسے وہ آئی تھی اس کا آنا ٹھنڈی ہواؤں جیسا تھا وہ جا رہی تھی اپنے پیچھے خزاں چھوڑ کر

عمر حیات کی جانب سے ملنے والے ثبوتوں کی بنا پہ اور ہالے سلطان کی درج کروائی گئی ایف آئی آر کی بنیاد پہ ہم نے شمس سلطان کو گرفتار کر لیا ہے ہمارا کام تھا سچ اور ثبوت سامنے لانا آگے کا فیصلہ عدالت کا ہو گا اور مجھے یقین ہے عدالت انسانیت کے مسیحا اور فرشتہ صفت انسان معراج سلطان کو انصاف ضرور دے گی اس سارے میں میں جو آدمی برابر کا شریک دار تھا وہ فہیم مرزا تھا شمشیر کے ہاتھ کے اشارے پہ مجمعے میں کھڑا فہیم بد کا تھا

فہیم مرزا کے خلاف ہمارے پاس تمام ثبوت ہیں اور انکے خلاف ایف آئی آر کٹوانے والا کوئی اور نہیں بلکہ انکے بیٹے کا گارڈ ہے نوح مغل

رپورٹرز کا شور بلند ہوا تھا مختلف سوال باتیں فہیم اڑتی ہوئی رنگت کے ساتھ کھڑا تھا اسکے جسم سے جیسے روح کھینچی جا رہی ہو وہ الٹے قدموں سے پیچھے ہونے لگا تھا لیکن اپنے عقب میں کھڑے مسکراتے ہوئے پولیس افسر کو دیکھ اسکا خون خشک ہو گیا تھا

دوسری گواہی فہیم مرزا کے بیٹے یاقوت مرزا کی ہے جنہوں نے اپنے ہی باپ کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی ہے کہ اسکا باپ زبردستی اسے نوح مرزا کی پراپرٹی جو کہ غصب ہوئی ہے اس پراپرٹی پہ فہیم اپنے بیٹے سے کام کروانا چاہتا ہے شمشیر سانس لینے کو رکا تھا

،،!!لیکن یاقوت مرزا نے اعلی ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے نوح مغل کی ساری پراپرٹی اسکے حوالے کر دی ہے اور اپنی بیوی جس سے انکا زبردستی نکاح کروایا گیا تھا وہ اسے طلاق دے کر کینیڈا روانہ کر چکے ہیں تاکہ وہ انہیں اپنے ہی باپ کے عتاب سے بچا سکیں

!!بڑی سی سکرین پہ اپنے باپ کے خلاف یہ ساری باتیں سنتا ہوا یاقوت سخت بے چین تھا اسکی روح جھنجھوڑی جارہی تھی وہ جیسا بھی تھا اسکا باپ تھا اسے اس طرح مجمعے میں ذلت اٹھاتے دیکھ اسکا دل بری طرح دکھ رہا تھا

مجمعے میں سے اب فہیم مرزا کو لے جایا جارہا تھا وہ بری طرح بکتے جھکتے ہوئے جارہا تھا یکدم وہ خود کو چھڑوا کر نیچے زمین پہ بیٹھ گیا تھا وہ خود کو بری طرح مار رہا تھا چیخ چلا رہا تھا اسکے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ اسکا ذہنی توازن بگاڑ دینے کے لئے کافی تھا اسکا پیسہ اسکے اثاثے اوہ خدایا وہ برباد چکا تھا

یہاں سے چند کلو میٹر دور ایک کچی بستی میں نوح مغل اپنی گاڑی سے اتر رہا تھا اسکا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا سنہری آنکھیں سکون سے چمک رہی تھیں اسکے ہاتھ میں پیسوں سے بھرا بریف کیس تھا جسے وہ گاڑی کی چھت پہ رکھے ہوئے تھا کچی بستی کے بچے سوٹڈ بوٹڈ آدمی کو دیکھ بھاگتے ہوئے اسکی طرف دوڑ رہے تھے

وہ خوشی سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ رقم کو مٹھیوں میں بھرے آسمان کی جانب اچھال رہا تھا قیمتی کاغذ ذرا سا اوپر ہو کر نیچے گر رہے تھے وہ دوبارہ مٹھیاں بھر بھیر پیسہ ہوا میں اچھال رہا تھا ساتھ ساتھ چلا رہا تھا

!!،،میں نوح مغل ہوں اور میں آزاد ہوں!،،

اسکی آواز ناچتے گاتے بچوں کے شور میں بھی نہیں دب رہی تھی اسکی آواز پر جوش تھی بے صبر تھی

!!میں نوح مغل ہوں اور میں آزاد ہوں،،

وہ ایک بار پھر اسی طرح چلایا تھا اب وہ مسلسل چلا رہا تھا بچے مرد عورتیں سب پیسے چن رہے تھے سب اسے دعائیں دے رہے تھے لیکن اسے کسی کا ہوش نہیں تھا اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی جو کچھ اسے یاقوت نے لوٹایا تھا وہ اسکے لئے آب حیات تھا

دور سے دیکھو تو فضا میں نوٹ یوں اڑ رہے تھے جیسے روئی کے گالے نوح مغل چلا چلا کر اپنی آزادی کا پتہ دے رہا تھا

لیکن کیا وہ واقعی آزاد ہو سکتا ہے؟

پولیس موبائل سائرن بجاتی اپنی منزل کو جا رہی تھی شمس سلطان کے ساتھ دو سپاہی بیٹھے تھے وہ بار بار اپنی گردن پہ ہاتھ پھیر تا تھا تو کبھی چہرے پہ سخت اضطراب کے عالم میں اسے جیسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا اسکا دل جیسے ڈوب ڈوب کر ابھر رہا ہو اس سے اسکی متاع حیات چھین لی گئی تھی وہ پیسہ جو اسکے لئے سب کچھ تھا وہ اب اسکا نہیں تھا شمس کو یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چھری سے اسے ذبح کر رہا ہو ہاں بلکل ایسا ہی

یکدم پولیس موبائل ایک جھٹکے سے رکی تھی شمس نے جالیوں کے پار سے دیکھاوہ ایک لوگوں کا ہجوم تھاجو گاڑی کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے گاڑی کو گھیر تا جارہا تھا شمس کا دل بے اختیار سکڑ کر پھیلا تھاوہ جانتا تھااب کیاہو گا اوہ خدایا کم از کم یہ نہیں

لوگوں نے ہاتھ میں معراج سلطان کے حق میں بینرز اٹھار کھے تھے انکے چہرے مشتعل تھے انکے نعرے نفرت انگیز تھے گاڑی کے اندر بیٹھا شمس اچھی طرح جانتا تھا یہ لوگ معراج سلطان کو جانتے تک نہیں ہوں گے یہ بس ایک ٹریپ ہو گا اور کچھ نہیں یہ بس ایک کوراپ ہو گا

اگلے ہی لمحے گاڑی پہ ڈنڈوں کی برسات شروع ہو گئی تھی شمس نے دیکھا کہ پولیس کچھ نہیں کر رہی نہ انہیں روک رہی ہے نہ شمس کو بچارہی ہی وہ سن رہ گیا تھا اسے لگا اب وہ کبھی حرکت نہیں کر سکے گا اسی لمحے کئی لوگ پولیس موبائل میں گھس آئے تھے اہلکاروں کے سروں پہ ڈنڈے برسائے

شمس خوف سے پیچھے کو جارہا تھادور کہیں وہ خود کو خود ختم کر لینا چاہتا تھا لیکن ان لوگوں سے بچ جانا چاہتا تھا کوئی اسے ان لوگوں سے بچالے

اگلے ہی لمحے لوگ اسے کالر سے پکڑے دبوچ چکے تھے وہ خود کو ان لوگوں سے بچانا چاہتا تھا لیکن اتنی سکت خود میں پاتا نہیں تھا اگلے چند لمحوں میں وہ مشتعل لوگ اسے سڑک پہ لا چکے تھے لوگ ویڈیو بنا رہے تھے لوگ بچا نہیں رہے تھے شمس خوف اور بے یقینی سے کھڑا تھا اسکے قدم ہلنے سے انکاری تھے چند ایک لوگ اب اسے مار رہے تھے وہ نیچے گر گیا تھا سڑک کے بیچوں بیچ وہ گرا پڑا تھا اور لوگ اسے لاتیں اور ٹھڈے مار رہے تھے وہ اپنے اوپر ہاتھوں سے پہرہ بنا رہا تھا لیکن بے سود لوگ زیادہ تھے اور وہ اکیلا تھا وہ بری طرح زخمی ہو چکا تھا اب کے لوگ ہٹے تھے شمس کو لگا اس کی جان بخشی ہو گئی تھی وہ زخمی ٹوٹتے وجود کے ساتھ پڑا کراہ رہا تھا جب اسے اپنے اوپر ایک مائع ساڈلتا محسوس ہوا اور یہاں شمس یوسف سلطان کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا تھا وہ ششدر رہ گیا اسکے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلنے لگی

پلاسٹک کے گیلن پکڑے لوگ اسکے اوپر پیٹرول چھڑک رہے تھے پولیس والے زخمی ہونے کا ناٹک کئے ایک طرف کو پڑے تھے اور لوگ ، لوگ تو ویڈیو بنا رہے تھے لوگ بچا نہیں رہے تھے

مجھے معاف کر دو . . . خدا کے لئے مجھے بخش دو وہ اپنے زخمی وجود کو گھسیٹتے ہوئے پیچھے ہوتا جا رہا تھا لیکن اسکے سامنے کھڑے انسان نما جلاد انکی آنکھوں میں ڈھونڈنے سے بھی ترحم نہیں ملتا تھا

!!خدا کے لئے مجھے بخش دو میرے ساتھ ایسا مت کرو تمھیں اللہ کا واسطہ ہے ایسا مت کرو!!،،وہ گھگھیا رہا تھا زخمی ہاتھ جوڑے ان سے منت کر رہا تھا لیکن یہاں اسکی کون سننے والا تھا؟

اگلے ہی لمحے ایک آدمی نے اپنا لائٹر سلگایا اور شمس کے اوپر اچھال دیا آگ بھڑک اٹھی تھی جہنم جیسی آگ نے چند لمحوں میں اسکے سارے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اسکی چیخیں دلخراش تھیں وہ تڑپ تڑپ کر مر رہا تھا جسم بھٹی میں سلگ رہا تھا آس پاس اسکے جلتے بدن کا تعفن آٹھ رہا تھا

میر واعظ کے بارے میں جو چھو تھی بات مشھور تھی وہ یہی تھی"!!وہ اپنے سے وعدہ خلافی کرنے والوں کو سڑک پہ زندہ جلا دیا کرتا تھا!!

سڑک پہ زندہ جلتے ہوئے شمس سلطان کو آج اسکا انت پتہ چل گا تھا آج جب اسکے جسم کا ہر ہر زرہ جھلس رہا تھا اور اسکی چیخیں عرش تک جارہی تھیں تو لوگوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ کس طرح آپ کا حسد آپ کو جلا دیتا ہے

جیل کی کوٹھڑی میں نیل زدہ چہرہ لئے اکڑوں سی بیٹھی مہرماہ ہر آہٹ پہ ڈر جاتی تھی ہر قدم پہ خوف زدہ تھی اسکے چہرے کے نیل اسکی سیل میٹس کی نشانیاں تھیں اسکے زخمی وجود اور ٹوٹتے بدن نے آج اسکو شاید سبق دے دیا تھا کہ گدھوں کا بخت کیا ہوتا ہے اور اپنے بخت سے لڑائی کیا ہوتی ہے اس کی بھوری آنکھ کے نیچے ایک بڑا سا نیلا نشان تھا آنسو جب اس نشان سے ٹکراتے تھے تو اسکا پورا جسم کانپ جاتا تھا تکلیف حد سے سوا ہونے لگتی تھی شاید اسکے لئے زندگی واقعی سزا تھی

پولیس اہلکاروں کے ساتھ گھسیٹتا ہوا جاتا فہیم مرزا اپنا ذہنی توازن کھو چکا تھا اسے رہ رہ کر بس اپنا بیٹا یاد آرہا تھا وہ رہ رہ کر پولیس اہلکاروں کے ہاتھوں کو نوچتا تھا وہ ذرا آگے جاتے تو وہ خود کو چھڑوا لیتا تھا اور زمین پہ بیٹھ کر اپنے سر میں خاک ڈالنے لگ جاتا تھا اسکا اندر جل رہا تھا روح دل دماغ سب جل رہے تھے

ہر کوئی جس نے حسد پھیلایا تھا وہ اپنی سلگائی آگ میں جل رہا تھا ہر ایک کی آگ مختلف تھی لیکن ہر ایک کی آگ جھلسا رہی تھی ایسے میں دو مرد اور بھی تھے جو اصلاح پا گئے تھے جنہوں نے وقت رہتے خود کو معاف کروایا تھا اور اپنی غلطیاں گناہ قبول کر لئے تھے

!!،،بخت کبھی بھی ان لوگوں کے لئے ظالم نہیں رہتا جنہوں نے اپنی اصلاح کر لی ہو!!،،

!!ایک ہفتہ بعد!!

یہ ایک ہوٹل کے بینکوئٹ کا منظر تھا چھت سے لٹکتے فانوس اور انکی مدھم روشنی ہال میں بیٹھے لوگوں کے چہرے پہ پڑ رہی تھی جتنے بھی لوگ تھے سب نے یا تو سیاہ پہن رکھا تھا یا پھر سفید یہ معراج سلطان کا میموریل ڈنر تھا اور ہال میں بیٹھے سب لوگ یا تو انکے کولیگز تھے یا ہیون سے جا چکے انکے بچے یا پھر انکا خاندان اور دوست ایک ایسی ہی گول میز کے گرد سلطان اور حیات فیملی جمع ہو رکھی تھی

ان سے ذرا فاصلے والی میز پہ لیلی، ہارون اور یاقوت بھی تھے یاقوت یہاں کیوں تھا کسی نے نہیں پوچھا وہ بس بیٹھا رہا لوگوں کی باتیں سنتا رہا تھا عمر حیات کی میز پہ اسکے دائیں طرف نفیسہ حیات بیٹھی تھیں سیاہ جوڑے میں ملبوس سیاہ ہی دوپٹہ سر پہ اوڑھے ہوئے عمر کی بائیں جانب وہاج خان بیٹھے تھے سفید سوٹ میں بالوں کو اچھے سے جمائے

اور انکے ساتھ والی کرسی پہ حسن تھا ایک کرسی خالی تھی لیکن اگر تم نظر اٹھا کر اسٹیج کی جانب دیکھو تو اس کرسی کی مالکن تمھیں اسٹیج پہ کھڑی نظر آئے گی ہالے سلطان حسینہ آج نہیں آئیں تھیں انکا دل اتنا اداس تھا کہ وہ آ ہی نہ سکیں

سیاہ کورا سیاہ کافتان پہنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹے کانوں میں دمکتا ہوئے ہیرے پہنے وہ گردن اٹھائے ہال میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ رہی تھی اسے بلایا گیا تھا تاکہ وہ کچھ بولے اپنے باپ کی یاد تازہ کرے

ہیلو ایوری بڈی....

اس نے اعتماد کے ساتھ کہنا شروع کیا تھا یہ اعتماد اسکے سامنے بیٹھا شوہر اور اسکا بھائی دے رہا تھا جب آپ کے گھر کے مرد آپ کے ساتھ کھڑے ہونے لگیں تو باقی ساری دنیا خود بخود آپ کو راستہ دینے لگے گی اور اگر یہی مرد آپ کے خلاف کھڑے ہو جائیں یا پھر آپ کو سپورٹ نہ دے سکیں تو باقی ساری دنیا آپ کے پیروں میں پتھر مار مار آپ کو گرائے گی

!!،، آج مرے بابا کی برتھڈے ہے اسٹیج پہ کھڑی ہالے کہہ رہی تھی آج کا دن وہ میرے ساتھ اور میرے بھائی کے ساتھ گزارتے تھے نہ کوئی گیدرنگ نہ کوئی دوست نہ کاروبار بس ہم اور ہماری فیملی وہ بوجھل دل کے ساتھ کہہ رہی تھی لوگ آنکھوں میں نرمی لئے اسے دیکھ رہے تھے

!!،، آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن وہ میرے دل میں ہیں ہمیشہ . . میں نے اپنے بابا کو بہت جلدی کھو دیا مجھے لگتا تھا ایک دن وہ وقت آئے گا جب بابا بوڑھے ہو جائیں گے تب میں انکے ساتھ وقت گزار لیا کروں گی ابھی تو دوست پارٹیز اور ٹریولنگ کا وقت ہے وہ ایک لمحے کو رکی تھی حلق میں بہت کچھ اٹکا تھا لوگ اسکے بولنے کے منتظر تھے

!!،،وہ وقت نہیں آیا اور بابا چلے گئے !!اسکی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کے گرے تھے عمر نے رخ موڑ لیا اسکے لئے یہ اذیت ہر اذیت سے بڑی تھی کہ وہ ہالے کو روتے ہوئے دیکھے ان سب سے بے نیاز وہ کہے جا رہی تھی

!!،، ہم سب کو لگتا ہے ایک دن ایک وقت آئے گا جب ہمارے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں گے اور ہم انکی بہت ساری خدمت کریں گے ہم انکی نیک اولاد بن جائیں گے اور سب اچھا اچھا ہو گا فیری ٹیل یو نو !!

ہال میں سوگواری سے کیفیت طاری ہوگئی لوگ گردن اونچی کئے بس اسے دیکھ رہے تھے

!!لیکن میری ایک بات یادرکھیں نہ آپ کے والدین اچانک سے بوڑھے ہوں گے نہ انکو اچانک کوئی بیماری آن گھیرے گی جیسے جیسے ہم بڑے ہو رہے ہیں ہمارے والدین بوڑھے ہو رہے ہیں یہی ہلکا جوڑوں کا درد ایک دن بے حد بڑھ جائے گا یہی ہر وقت کی خارش کسی دن بڑی بیماری بن سکتی ہے خدا کے لئے اپنے والدین کے ساتھ وقت گزاریں

آخر میں وہ اس طرح سے بولی تھی کہ کئی دل زخمی ہوئے تھے

!!،،میرے بابا چلے گئے اور میں انکے ساتھ وقت نہیں گزار سکی میں اس بات کے لئے ساری زندگی گلٹی رہوں گی وہ دکھتے ہوئے حلق کے ساتھ کہہ رہی تھی آنسو بہہ جانا چاہتے تھے جنہیں وہ روکے ہوئے تھی

!!اپنے والدین کے کام آج سے ہی اپنے ذمہ لے لیں جانتے ہیں وہ کونسی اولاد ہوتی ہی جو ماں باپ سے بے زار اور انکے کاموں سے بے زار ہو جاتی ہے ؟

ہال میں پن ڈراپ سائلنس پھیل گیا تھا سب لوگوں کو اسکی چپ کے بعد بولنے کا انتظار تھا

!!وہ کوئی نا فرمان اولاد نہیں ہوتی وہ بس عام انسان ہوتے ہیں ہالے نے کہنا شروع کیا تو لوگوں نے اسے نا پسندیدگی سے دیکھا تھا

!!،،ہم انسانوں کے اوپر اگر ایک ڈھیر سارا بوجھ ڈال دو گے تو پہلے پہل ہم اچھے اور ناءیس بننے کی خاطر یا پھر مجبوری کی خاطر یا گلٹ کی خاطر سب کر لیں گے لیکن اچانک سے آن پڑا ہوا بوجھ ایک دن ہمیں تھکا دے گا اور ہم انسان ہیں فرشتے نہیں ہم سے غلطیاں ہونگی لیکن اصلاح ہر دور میں ضروری ہے

لوگوں کے تاثرات نرم پڑے تھے اسکا شوہر اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا

!!،،آج سے اگر اپنے والدین کے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ذمہ لے لیں گے تو آگے جا کر آپ کو ذمہ داری بوجھ نہیں لگے گی آگے جا کر آپ کا دل گلٹی نہیں ہو گا غم اوکے ہے گلٹ کو دل کا راستہ نہ دکھائیں پلیز وہ اپنی بات ختم کر چکی تھی

یکدم لوگ زور زور سے تالیاں پیٹنے لگے تھے وہ ان سب کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے نیچے چلی آئی تھی عمر کے قریب کرسی کھینچتے ہوئے وہ مسکرا رہی تھی انکے عقب والی میز پہ بیٹھا ہارون شاہد اب مڑ کر ان سے کچھ کہہ رہا تھا

ہر ایک کے چہرے پر سکون تھے مسکراتے ہوئے

کیا کل تم جلدی گھر آسکتے ہو اے ایس پی صاحب ؟ ہالے اس کو دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی عمر پورے کا پورا اسکی طرف گھوم گیا تھا

!!،، کیوں ؟ جلدی کیوں آنا ہے ؟ بلکہ لیٹ می گیس تم نے میرے لئے کوئی اچھا سا کھانا تیار کیا ہو گا ہے ناں ؟ یا پھر تم کافی بنا کر میرا انتظار کرو گی ؟

،،!!خوابوں کی دنیا سے نکل آئیں شوہر صاحب کل کپڑے دھونے ہیں ایک ہفتے کے جمع ہوئے رکھے ہیں !!،،

اور یہاں اے ایس پی عمر حیات کے خواب چکنا چور ہوئے تھے !! میں اگلے تین دن گھر نہیں آرہا،،!!

وہ اعلان کر کے اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا اسکا تو سارا موڈ ہی غارت ہو گیا تھا

ہال کی مدھم بتیاں انکو کھانا کھاتے ہوئے دیکھتی رہیں زندگی نے بلاخر ایک سکون کا سانس خارج کیا تھا

!!،،چند سال بعد!!،،

یہ عمر حیات کے گھر میں واقع اوپن کچن کا منظر تھا جہاں سے کھانے کی اشتہا انگیز مہک آٹھ رہی تھی وہ ایپرن باندھے ہوئے تھا اسکے سیاہ بال آج بھی ماتھے پہ گرے ہوئے تھے اور اسکی سیاہ آنکھیں وہ آج بھی اتنی ہی

جاذب نظر تھیں وہ چولہے پہ رکھے برتن میں چمچ چلا کر پلٹا تو اسکے سامنے ہی گول میز کے گرد رکھی کرسیوں پہ دو بچے بیٹھے تھے

ایک بھرے بھرے گالوں والا بچا تھا اسکی آنکھیں سیاہ تھیں لیکن معصوم سادہ اپنی ماں کی طرح اسکا سارا دھیان میز پہ رکھے اس آمیزے کی طرف تھا جسے اب اسکا باپ ان دونوں کے لئے تیار کرنے والا تھا

دونوں سے یاد آیا اسکے ساتھ والی کرسی پہ ایک بچی بیٹھی تھی پھول دار فراک پہنے اسکے لمبے بال پشت پہ پھیلے تھے جن کے اوپر گلابی ہیئر بینڈ لگا تھا اسکی آنکھیں زہین تھیں ایکسرے کرتی ہوئی وہ اس آمیذے میں ڈلنے والے اجزاہ نوٹ کر رہی تھی وہ اپنے بھائی سے چھوٹی تھی لیکن اپنے باپ کی فیورٹ تھی عمر کے لئے احرام اسکا بیٹا تھا جبکہ الہام اسکی ماں وہ ہر وقت بیٹی بننے کی بجائے ماں بنی رہتی تھی

اوکے بیٹا اب آپ مجھے بتانا لاسٹ ٹائم ہم نے پزا بناتے وقت کونسے

Ingridients

استعمال کئے تھے ؟وہ اپنے دونوں بچوں کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا اسکے لہجے میں اپنے بچوں کے لئے بے پناہ نرمی تھی

بابا لاسٹ ٹائم آپ نے میرے پزا میں چیز بہت کم ڈالا تھا احرام نے گویا باپ کی بات سنی ہی نہیں تھی اسے بس ذائقے کی فکر تھی

جبکہ الہام جلدی جلدی سارے اجزاہ گنوا رہی تھی عمر مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا رہا جب وہ بول کر چپ ہوئی تو اس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر احرام کو دیکھا

!!احرام .. بیٹا آپ کو یاد نہیں کیا آجزاہ تھے ؟وہ نرمی سے جتا کر بولا تو احرام نے سر اٹھایا اپنی گول گول آنکھوں سے باپ کو دیکھا

یہ تو آپ کا کام ہے ناں بابا ؟میرا کام تو ٹیسٹ یاد رکھنا ہے اس نے اب بھی میز پہ رکھے پزا سے نظر نہیں ہٹائی تھی عمر کھول کر رہ گیا تھا پہلے اسکی ماں تھی جسے اسکے کھانوں میں ں قص دکھتا تھا اور اب اسکا بیٹا تھا جو اپنی ماں

کے جتنا ہی کھانے پینے کا شوقین تھا لیکن مجال ہے جو وہ عمر کی کوئی بات یاد رکھ لے، مجال ہے جو وہ سوائے پاس ہونے کے کوئی اضافی نمبرز لے آئے

ہاں اگر اس سے پوچھو اسکول کے باہر کس ٹھیلے پہ کیا بکتا ہے تو اسے سب یاد تھا اور بات یہاں ختم نہیں ہوتی تھی ہر ایک ٹھیلے سے اپنی گاڑی رکوا کر وہ کچھ نہ کچھ خرید کر لانا اپنا فرض سمجھتا تھا وہ اسکول میں ہر اس بچے کے ساتھ ٹفن ایکسچینج کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا جس کے پاس کچھ بھی چٹخارے دار ہو

الہام اسکے بر عکس تھی اسے پڑھائی سے اور کتابوں سے فرصت نہیں ملتی تھی وہ اسکول کے ہر سپورٹس مقابلے میں حصہ لیتی تھی اور اپنے بھائی اور ماں کو ٹھیلے اور ڈھابوں کا کھانا کھاتے دیکھ بلکل اپنے باپ کی طرح ہی ناک بھوں چڑھا لیتی تھی

!!احرام اب آپ یہاں غور سے دیکھنا اور یاد رکھنا میں کیا کیا چیزیں استعمال کر رہا ہوں!!

عمر نے تنبیہ کی تھی اسی لمحے اسکی ماں اندر داخل ہوئی تھی اس نے لمبی سفید قمیض کے ساتھ بڑے بڑے پائینچوں والا ٹراوزر پہن رکھا تھا لمبے سیاہ بال پشت پہ پھیلے تھے کانوں میں ہیرے پہنے وہ خوبصورت لگ رہی تھی اور کچھ جلدی میں بھی گئے وقتوں میں وہ زیادہ نہیں بدلی تھی لیکن وزن کچھ کچھ بڑھ گیا تھا

!!چلو چلو بیٹا احرام دیر ہو رہی ہے تمھارے ماموں کی کال آنے والی ہے !!،،وہ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے اسے کرسی سے اتار رہی تھی احرام خوش ہو گیا تھا کھانا کھانے کا خیال چھوڑ وہ نیچے اتر آیا تھا

الہام بیٹا آجاؤ آپ بھی!!

نہیں اماں میں بابا کے ساتھ کام کر رہی ہوں اس نے تمیز سے جواب دیا تھا جس پہ عمر نے اسے فخریہ نظروں سے دیکھا تھا پھر انہی نظروں سے ہالے کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو

!!جاؤ جاؤ لے جاؤ اپنے چٹورے بیٹے کو!!

ہالے بھی احرام کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر جانے لگی تھی لیکن پھر وہ ٹھہری تھی نیچے جھک کر احرام کے گال کو چھوا

!!مجھے احرام کے ڈمپل سب سے زیادہ پسند ہیں بلکل اپنے بابا پہ گیا ہے !!وہ جتاتے ہوئے کہتی باہر چلی گئی تھی عمر تو مانو کھول کر رہ گیا تھا

وہ ہر دفع ہالے سے یہی کہتا تھا کہ احرام ذرا بھی اسکے جیسا نہیں ہے اگر کوئی اسکے جیسا ہے تو اسکی بیٹی اور ہالے ہر دفع اسے اسی گڑھے کی یاد دلا جاتی تھی جو الہام کے گال میں نہیں پڑتا تھا

سچ تھا وہ سارے کا سارا اپنی ماں جیسا ہو کر بھی اپنے باپ جیسا تھا

-

کینیڈا کے ایک شہر میں اس وقت شام کے سائے پھیل رہے تھے ہلکی ہلکی برف باری اب تھم چکی تھی لوگ شام کا سہانا وقت پارک میں چہل قدمی کرتے ہوئے گزار رہے تھے ذرا ہی فاصلے پہ ایک کافی شاپ تھی جہاں سے روسٹ ہوئے کافی بینز کی خوشبو سارے پارک میں پھیل رہی تھی

ایسے میں اگر پارک کے نسبتا خالی کونے کی جانب آؤ تو وہاں دو ایک آدمی بیٹھا تھا نیلا لمبا اوور کوٹ پہنے سیاہ بالوں کو جیل سے اچھے سے جمائے ہاتھوں میں دستانے اور پیروں میں لمبے بوٹ پہنے وہ آج بھی اپنی تیاری سے ثبوت دیتا تھا

!!،، حسن مجھ پہ تمام ہوا!!،،

وہ شاید کسی کا انتظار کر رہا تھا اور اسی لمحے اس کا انتظار جیسے ختم ہو گیا تھا سامنے سے کوئی آ رہا تھا کوئی سنہری آنکھوں والا مرد اور اسکے ساتھ چلتا ہوا سبز آنکھوں والا خوبصورت بچہ وہ یاقوت جیسا دکھتا تھا اسکی آنکھیں اپنے ماں پہ گئی تھیں بس ورنہ وہ اپنے باپ کا پرتو تھا اس نے سامنے ہی اپنے باپ کو دیکھا تو اپنے ماموں سے ہاتھ

چھڑواتا ہوا اپنے باپ کی جانب دوڑا تھا یاقوت ہنستے ہوئے اسے اپنے قریب آتا دیکھتا رہا وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے کو بازوؤں میں بھر لیا تھا اور اسے گول گول گھمانے لگا

بچہ کھلکھلا رہا تھا ہنس رہا تھا اسکی ہنسی کی جلترنگ ہر سو گونج رہی تھی اسکے باپ کے چہرے پہ ایک الوہی سی چمک تھی نوح ان سے فاصلے پہ کھڑا انہیں دیکھے گیا تھا

کچھ وقت بعد یاقوت اور نوح ایک سنگی بینچ پہ بیٹھے تھے مرجان مرزا پارک میں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا یاقوت مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا اسکے ہاتھ میں کافی کا کپ تھا جس کے گھونٹ وہ وقفے وقفے سے لے رہا تھا

!!،،اپنی بیوی اور بچے کو آکر لے جاؤ یاقوت یہ مجھ پہ بوجھ بنتا جارہا ہے !!،،نوح کی آواز پہ اس نے گردن موڑی تھی

!!،،پھر اچھا یہی ہے کہ اس بوجھ کے نیچے دب کر مر جاؤ!!،،وہ سہولت سے بولا تھا

!!کیونکہ سچ یہی ہے کہ میری اور میرے خاندان کی اس حالت کے پیچھے کہیں نہ کہیں تم بھی ذمہ دار ہو نوح!!نرمین میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور اب شاید میں بھی نہیں رہنا چاہتا!!،،

وہ دوبارہ گردن موڑ کر اپنے بیٹے کو دیکھ رہا تھا

،،وہ آج بھی میری عزت نہیں کرتی لیکن آج میں اپنی عزت کرتا ہوں میں اس انسان کے ساتھ ساری زندگی نہیں گزار سکتا جس سے میں محبت کرتا ہوں لیکن ہم دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتا !!،،

تو کیا تم اب اس طرح ٹریجک اینڈنگ کے ساتھ رہو گے ؟کیا مل رہا ہے تمھیں ایسی اینڈنگ تو تم نے بھی خواب تک میں نہیں سوچی ہو گی نوح برہم ہوا تھا یا قوت نے کندھے اچکائے

،،ہمیں ہمیشہ سے بتایا گیا تھا شہزادے کا شہزادی سے مل جانا ہیپی اینڈنگ ہے لیکن کہانی میں شہزادے اور شہزادی کے علاوہ بھی کئی کردار ہوتے ہیں،،وہ اپنے بیٹے پہ نظر جمائے بول رہا تھا

!!،، ہمیں ہیپی اینڈ نگز کا مطلب ہی غلط بتایا گیا ہے آپ کی خوشی آپ سے جڑی ہونی چاہیے ایک شخص سے نہیں شہزادے یا شہزادی سے نہیں میں اپنی زندگی میں خوش ہوں میرا بیٹا میری ہیپی اینڈنگ ہے میرا کاروبار میری ساکھ میری ہیپی اینڈنگ ہے

تم سے کس نے کہا کہانی نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا؟ وہ گردن موڑے نوح کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال چکا تھا نوح نے جزبز ہو کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا تھا یاقوت غور سے اسے دیکھتا رہا

!!،، کہانی میں ٹریجک انجام تمہارا ہے نوح تم اپنا سارا کاروبار ڈبو کر بیٹھے ہو کیونکہ تمھیں اسکو چلانا ہی نہیں آیا تم کبھی آقا بن ہی نہیں سکے غلامی تمھارے اندر سرایت کر گئی تمہاری بیوی تم سے طلاق لے کر چلی گئی اور اب تمہارا بچہ بھی تم سے مل نہیں پاتا یہ ہوتی ہے ٹریجڈی،،!!

اسے میں نے خود چھوڑا تھا نوح نے صفائی دینی چاہی

یاقوت تلخی سے ہنسا تھا!! تم آج بھی ویسے ہو تمھارے پاس آج بھی جسٹیفکیشنز کا انبار ہے!!،،

نوح نے کچھ کہنے کو لب کھولے تھے جب مرجان خفا خفا سا انہیں اپنی جانب آتا دکھائی دیا یاقوت اسے دیکھ کر ایک بار پھر دل سے مسکرا رہا تھا وہ قریب آکر سینے پہ ہاتھ باندھے خفگی سے کھڑا ہو گیا تھا

!!،، کیا ہوا مرجان ؟کچھ کہہ دیا کیا ان گوروں نے ؟!!،،

یاقوت اسکے بازوؤں کی قینچی سیدھی کر رہا تھا !!جوزف کہتا ہے وہ بہت خوبصورت ہے حالانکہ دنیا کا سب سے حسین بچہ تو میں ہوں !!،، اس نے شکوہ کیا تھا

یاقوت مسکرایا !!جوزف اپنے پیرنٹس کے لئے سب سے حسین ہے اور تم میرے لئے ہر بچہ اپنے پیرنٹس کے لئے دنیا کا سب سے حسین بچہ ہوتا ہے !!،،

نو.. ایسا نہیں ہوتا مرجان زور دے کر بولا تو یاقوت نے اسکو اچھنبے سے دیکھا تھا

!!ماما کے لئے میں حسین نہیں ہوں وہ آج بھی کہتی ہیں حسن یاقوت پہ تمام ہوا

وہ بلکل اپنی ماں کی نقل اتارتے ہوئے بولا تھا یاقوت کا وجود جیسے زنجیر ہو گیا ہو ایک سر سراتے جھونکے نے جیسے اسے برف کر دیا تھا وہ ساکن رہ گیا تھا لب ہلکے سے وارہ گئے

!!کیا تمہاری ماں واقعی ایسا کہتی ہیں !؟ وہ بدقت بول پایا تھا مرجان نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا ایک کرب ناک سا تاثر تھا جو یاقوت کے چہرے پہ پھیل گیا تھا اس نے سر جھٹکا اور اب مرجان سے اسکے اسکول کے متعلق چھوٹے چھوٹے سوال کر رہا تھا

مان لو یاقوت مرزا تمہاری اینڈنگ بھی ٹریجڈک ہے !!،، نوح اسکے کان کے قریب بولتے ہوئے اٹھا تھا اور کافی شاپ کی جانب مڑ گیا یاقوت نے چند لمحہ اسکی بات پہ غور کیا پھر سر جھٹک دیا

!!مرجان مرزا کی مسکراہٹ اسکی ہیپی اینڈنگ تھی اور وہ اسی میں خوش تھا!!

لاؤنج کے صوفے پہ آلتی پالتی مارے بیٹھی ہالے سلطان کے آگے لیپ ٹاپ رکھا تھا جس کی سکرین پہ حسن کا چہرہ نظر آتا تھا ان چند سالوں میں وہ کافی بڑا ہو گیا تھا آنکھیں مزید زہین اور خوبصورت ہو گئی تھیں قد کاٹھ نکل آیا تھا ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور اسکی شوخی اسکا تو آج تک کوئی جواب نہیں تھا وہ بائیس تیئیس سال کی عمر میں تھا اور اسکی یونی ورسٹی کی آدھی لڑکیاں اسکے سینس آف ہیومر کی دلدادہ تھیں وہ آجکل انگلینڈ میں تھا اپنی پڑھائی مکمل کر رہا تھا

حسن مجھ صاف صاف بتاؤ کہیں تم نے چھپ چھپا کر کوئی گوری تو نہیں پھنسار کھی ؟ آہ اسکی بہن وہ آج بھی بچوں کی طرح اسکی تفشیش کرتی تھی

حسن مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا !!اب تم سے کیا چھپانا ہالے اور کیا راز رکھنا آج میں تمھیں سچ بتا ہی دیتا ہوں وہ ایسے انداز سے بولا تھا کہ ہالے کا دل ہولنے لگا تھا اس نے لیپ ٹاپ مزید آگے کر لیا

میں نے یہاں چار شادیاں کر رکھی ہیں اور ہر بیوی سے تین تین بچے ہیں میرے میں تو کبھی کبھی خود بھول جاتا ہوں کون سے والے کا کیا نام ہے اور کونسی والی کس والی سے ہے

حسن تم سدھر جاؤ اور صاف صاف بتاؤ مجھے آج کل کیا کر رہے ہو تم؟ وہ ایک بار پھر مشکوک ہوئی تھی

حسن نے کندھے اچکائے !!،، کیا کرتا ہوں؟ کچھ بھی تو نہیں بس شام میں تین چار گرل فرینڈز رات میں ڈرگز شراب کلبنگ اور ہاں اگر کبھی کبھی موڈ بن جائے تو اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر سٹریٹ کرائمز میں بھی حصہ لیتا ہوں وہ سادگی سے بتا رہا تھا اور یہاں ہالے کی بس ہو چکی تھی

عمررررر... عمر یہاں آؤ عمر وہ بلند آواز میں اسے پکار رہی تھی عمر کچن سے آتا دکھائی دیا ساتھ میں الہام بھی تھی وہ صوفے کی جانب چلا آیا تھا احرام پہلے ہی ہالے کیے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا

عمر تم اسے دیکھ رہے ہو ناں یہ مجھے صحیح سے کچھ نہیں بتا رہا

ہاں بھئی کیا تکلیف ہے ؟وکیوں تنگ کر رہے ہو میری بیوی کو ؟خرچہ پانی بند کروانا ہے ؟وہ دبنگ انداز میں صوفے پہ بیٹھتے اور سکرین اپنی جانب گھماتے ہوئے پوچھ رہا تھا

!!ارے دیکھو میں تو ڈر گیا میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں کہیں تم مجھے تھانے میں تو بند نہیں کر رہے ؟سامنے بھی حسن تھا

تمھارے ہاتھ کانپیں یا ناں لیکن اگر رقم بھیجتے ہوئے میرے ہاتھ کانپنے لگے ناں تو تمہاری روح ضرور کانپ اٹھے گی شرافت سے انسان بن کر رہو اور بھولو مت کہ تمہاری جائید اد کی اٹارنی میرے پاس ہے وہ آج بھی ویسا ہی تھا وہ تو ذرا بھی نہیں بدلہ تھا وہ عمر حیات تھا

حسن اب کے دھیما پڑا تھا ہالے اور عمر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا

مجھے !!ناں تم لوگوں سے بات ہی نہیں کرنی میرے بچوں سے بات کرواؤ وہ بولا تو عمر نے بھی اکتا کر لیپ ٹاپ کا رخ بچوں کی جانب کر دیا تھا

ہیلو ماموں اپ کیسے ہو ؟ یہ الہام تھی ہلکی آواز میں پوچھتی ہوئی حسن نے فورا منہ بنالیا تھا

کتنی بار.. کتنی بار کہا ہے مجھے ماموں نہ کہا کرو ارے تم لوگوں سے چند ایک سال ہی بڑا ہوں میں حسن کہو مجھے !!

الہام اب اس سے کچھک ہہ رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے سن رہا تھا لے اٹھ گئی تھی اسکے پاس ابھی کرنے کو بہت کام تھے حسن اب اگلے کئی گھنٹے ان سے بات کرنے والا تھا

اسلام آباد کے ایک پوش ایریا میں بنی ایک اونچی عمارت میں بنا ایک آفس ہماری کہانی کا حصہ ہے اس آفس میں دبے قدم داخل ہو کر اگر کمپنی کے سی آی اوٗ کے کمرے میں آوٗ تو وہاں تمھیں پاور سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا سفیر سلطان نظر آئے گا ایش گرے ڈنر سوٹ میں ملبوس بھورے بال جیل سے جما کر پیچھے کو کیے وہ سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو کم و بیش اسی کی ہم عمر تھی گوری گلابی رنگت والی

شہلا رحمن

شہلا اسکی کولیگ تھی وہ دونوں پچھلے کئی سالوں سے ایک ساتھ کام کرتے آرہے تھے اور اب چند دن پہلے ہی شہلا کے پروپوز کرنے پہ سفیر اس سے شادی کرنے کی حامی بھر چکا تھا اس وقت وہ دونوں اسی معملے میں کافی چیزیں ڈسکس کر رہے تھے

؛؛تم اپنے خاندان سے کسی کو نہیں بلوا رہے سفیر ؟اسکی آواز نرم تھی دل پہ پھوار کی طرح پڑتی ہوئی سفیر مسکرایا تھا

؛؛میں بلا چکا ہوں مادام اپنی کزن کو کال کی تھی میں نے وہ آجائی گی اور دادا تو ہیں ہی میرے ساتھ ؛؛

اور اگر وہ نہ آئی ؟تم نے کہا تھا ناں تم لوگ اچھے ٹرمز پہ نہیں ہو ؟شہلا کو بس ایک ہی صدمہ تھا سفیر کے خاندان کے نہ انے کا اچھے ٹرمز کی بات پہ سفیر بجھ سا گیا تھا پھر نظر اٹھا کر شہلا کو دیکھا

؛؛وہ ہالے سلطان ہے دلوں میں بغض نہیں رکھتی مجھے یقین ہے وہ آجائے گی میری اپنے بھائی حسن سے بھی بات ہوئی ہے اگلے ہفتے وہ بھی چھٹی لے کر آرہا ہے بڑی امی اور باقی سب بھی ہوں گے تم فکر کیوں کرتی ہو؟ آخر میں وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تو شہلا کے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے اس نے چند لمحہ سفیر کو دیکھا اور پھر ہلکی آواز میں پوچھنے لگی

؛؛تم خوش ہوناں سفیر؟ میرا مطلب ہے اگر تم چاہو تو ہم مزید انتظار کر سکتے ہیں میں ساری زندگی تمہارا انتظار کر سکتی ہوں؛؛!!

سفیر نرمی سے مسکرایا تھا!!میں نے خوش ہونا اور بخت کی تقسیم پہ سوال اٹھانا چھوڑ دیا ہے تم فکر مت کرو میں خوش ہوں بہت خوش تم میری ہیپی اینڈنگ ہو میری کمپنی میری ہیپی اینڈنگ ہے میں تمھارے ساتھ نئی زندگی شروع کرنے کے لئے بلکل تیار ہوں؛؛اس نے یقین دھانی کروائی تو شہلا کے کندھوں سے بوجھ سرک گا تھا

وہ اب شادی کے کارڈ کی بابت کچھ کہہ رہی تھی سفیر مسکراتے ہوئے اسے سن رہا تھا وہ اسے مسکرانے پہ مجبور کر دیتی تھی!!

رات گہری ہو کر عمر حیات کے بنگلے پہ اتر آئی تھی جنوری کا مہینہ تھا زیادہ نہ سہی لیکن تھوڑی بہت ٹھنڈ تو کراچی میں پڑ رہی تھی ایسے میں لان کے صوفے پہ بیٹھی ہالے سلطان مسکراتے ہوئے اپنے سامنے سے آتے شوہر کو دیکھ رہی تھی اسکے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں سبز چائے رکھی تھی اور ساتھ رنگین میٹھی ٹکیاں

آہ کوئٹہ کی وہ سرد رات ایک جھماکے سے یاد آگئی تھی وہ قریب چلا آیا کپ اٹھا کر ہالے کے ہاتھ میں تھمایا اور ہاتھ پہ پھیلی شال پھیلا کر اسکے گرد اوڑھ دی اس سردی میں یہ شال غنیمت تھی اپنا کپ اٹھا کر وہ اسکے پاس ہی بیٹھ گا تھا

تمہارا چٹورا بیٹا سو گیا؟

ہالے نے گھوم کر اسکو دیکھا تھا!!ہاں سو گیا جس طرح تمہاری چغل خور بیٹی سو گئی حساب بے باک ہوا

میری بیٹی چغل خور نہیں ہے وہ بس اپنے باپ سے باتیں نہیں چھپاتی عمر فورا دفاع کر گیا تھا ہالے نے ایک ہاتھ سے شال اس کے اوپر پھیلائی تھی اب وہ دونوں ایک ایک پلو سنبھالے بیٹھے تھے سبز چائے ہاتھ میں لئے ایک دوسرے کے قریب

اچھا عمر یہ بتاؤ دونوں بچوں میں تمہارا فیورٹ کون ہے؟ وہ جانتی تھی عمر اپنی بیٹی کا نام لے گا لیکن!! میری فیورٹ تو آج بھی تم ہو!! وہ اسے لاجواب کر گیا تھا

ہالے کھل کر مسکرائی تھی دل جیسے اندر تک شانت ہو گیا ہو وہ کم اظہار کرتا تھا لیکن جب کرتا تھا دل کو چھو لیتا تھا

؛؛ سفیر کی کال آئی تھی شادی کر رہا ہے وہ ہالے نے اطلای دی تھی

اس سے کہہ دو ہم نہیں آرہے خرچہ ہو جائے گا اس نے کہتے ساتھ اپنی چائے کا گھونٹ بھرا تھا

؛؛ تم ڈی ایس پی بن چکے ہو لیکن آج بھی اتنے ہی کنجوس ہو مجھے یقین نہیں آرہا

عہدہ بڑھنے کہ ساتھ ساتھ میری پیسے سے محبت بھی بڑھ رہی ہے کیا کروں وہ اسکے ہاتھ میں میٹھی ڈلی دیتے ہوئے کہہ رہا تھا

تمھیں پیسہ زیادہ پسند ہے یا میں ؟وہ بلکل سنجیدہ ہو چکی تھی عمر نے ایک نظر اپنے خالی کپ کو دیکھا اور پھر ہالے کے ادھ بھرے کپ کو

!!ظاہر ہے تم !!وہ کہتے ساتھ اسکے ہاتھ سے کپ لے گیا تھا ہالے نے جانے دیا وہ اس آدمی کو کئی ہزار بار اپنی چائے پلا سکتی تھی !!۔

کتنے سال گزر گئے عمر پتہ ہی نہیں چلا ہالے یاسیت سے بولی تھی آسمان پہ کھڑا چند محو سا انکو تک رہا تھا

تمھیں کیسے پتہ چلے گا اصل پتہ تو میرے بینک اکاؤنٹس کو چل رہا ہے وہ جل کر بولا تو ہالے نے کلس کر اسکو دیکھا تھا پھر یکدم پیر نیچے اتارے

!!تم . . . تمھارے ساتھ کوئی رومانٹک بات کرنا ہی فضول ہے ادھر دو میری شال اس نے جھپٹ کر اس کے کندھوں پہ ڈالی ہوئی شال اتار لی تھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اندر بڑھنے لگی جب عقب سے آتی عمر کی آواز پہ اسکے قدم زنجیر ہوئے تھے

؛؛کیوں ہر وقت پیسہ پیسہ کرتی ہو تم پہ تو عمر ساری دنیا لٹا سکتا ہے؛؛ اہالے تھم گئی تھی اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے لیکن وہ مڑی نہیں

اور عمر حیات ایسا کیوں کرے گا؟ کیونکہ میں اس کے جج صاحب کی بیٹی ہوں؟ یا پھر میرا چہرہ اسکے کسی عزیز سے ملتا ہے؟ وہ بغیر مڑے پوچھ رہی تھی

Because you are the woman I love with all my heart

وہ پکارا تو ہالے بے اختیار مسکرائی تھی

اصولا تو اب تمھیں بھی کچھ کہنا چاہیے مدام..

اب کے وہ مڑی تھی چند لمحہ اسکو دیکھا

!!؛؛تمہاری آواز اس کرہ ارض کا سب سے خوبصورت ساؤنڈ ہے؛؛!!وہ عمر کو دیکھ کر بولی تھی

نہ کرو میں رونے لگوں گا وہ ایسے انداز سے بولا تھا کہ ہالے ہنس پڑی تھی وہ اسے ہنستے ہوئے دیکھے گیا تھا

شادی کے چھ سالوں میں وہ اسے دو تحفے دے گئی تھی اور عمر حیات کے لئے پہلے سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی وہ ہنس رہی تھی پورے چاند کی رات میں اسکے اوپر چاند کی روشنی پڑ رہی تھی عمر مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا

بلاشبہ وہ آج بھی اسکا پسندیدہ منظر تھی

بیز بلاسم کی اوپری منزل پہ اس وقت ہالے سلطان اپنے آفس میں بیٹھی تھی کام کم تھا سو اس نے ہارون کے ساتھ ویڈیو کال ملا رکھی تھی لیپ ٹاپ کے چوکھٹے میں وہ نظر آ رہا تھا ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش مسکراتا ہوا

اب آجاؤ ہارون دو سال ہو گئے تمھیں لندن گئے ہوئے ہالے اسے گھر ک رہی تھی ہارون ہنس دیا تھا

اب اس بار آؤ تو انٹی سے کہتی ہوں تمھارے لئے لڑکی دیکھ رکھیں شادی کروائیں گے تمہاری وہ جیسے سارے فیصلے کئے بیٹھی تھی

!!تم لڑکی ڈھونڈو میں انکار نہیں کروں گا وعدہ ہے ہارون نے جیسے ہتھیار ڈالے تھے ہالے نے منہ کے زاویے بگاڑ لئے تھے

اتنے اچھے نہیں ہو تم بنو مت!! اب آجاؤ یار میں تمھیں بہت مس کر رہی ہوں

جو آپ کا حکم اگلے ہفتے آجاتا ہوں؟ وہ مسکرا کر بولا تو ہالے بھی ہنس دی تھی

چند ایک باتوں کے بعد وہ کال کاٹ چکی تھی یہاں سے دور لندن کے ایک فلیٹ میں بیٹھا ہارون شاہد گہری سانس لے کر رہ گیا تھا اسکے چہرے ھپ آج بھی پہلے دن جیسا کرب آیا تھا

اس نے میز کی دراز سے ڈائری نکال لی ساتھ ایک پین نکالا اب وہ سر جھکائے کچھ لکھ رہا تھا

،،میں اسے بھول نہیں سکتا،، کم از کم اس زندگی میں نہیں یا پھر شاید اگلے چند سالوں تک نہیں وہ گردن جھکائے لکھ رہا تھا

نہ میں اسکا جوگ لے کر بیٹھا ہوں نہ سر میں خاک ڈالی ہے لیکن دل کے زخم آج بھی ادھڑے ہوئے ہیں وہ آج بھی اتنی ہی شدت سے یاد آتی ہے اور میں اسکی یاد کو روک نہیں پاتا وہ ایک لمحے کو ہاتھ روک کر بیٹھا چند گہرے سانس لئے اور ایک بار پھر کاغذ پہ جھکا

اسکی یاد روکنا ایسے ہے جیسے سانس روکنا اور تم نے انسانوں کو اپنی سانس روکتے ہوئے بہت کم دیکھا ہوگا مسلہ یہ نہیں ہے کہ وہ یاد آتی ہے مسلہ یہ ہے کہ جب یاد آتی ہے تو آج بھی پہلے دن کی طرح تکلیف کیوں ہوتی ہے

وہ لکھتا جارہا تھا لکھنا تھیراپی تھا اور وہ صحت مند رہنا چاہتا تھا

!!میں بخت کی تقسیم سے نہ خوش نہیں ہوں لیکن میں بس اسکی یاد پہ بے حس ہونا چاہتا ہوں لیکن شاید یہ جھوٹ ہے میں ایسا نہیں چاہتا میں ٹھیک ہوں خوش ہوں باوقار ہوں اس نے سر جھٹکا تھا

،،!!آج اتنے سالوں بعد میں زندگی میں ایک اچھی جگہ اچھے مقام پہ ہوں خوش ہوں لیکن اگر آج بھی مجھے زندگی سے کچھ مانگنے کا موقع ملا تو میں اسے مانگوں گا!!،،

اس نے بے دلی سے ڈائری بند کی اور سیدھا ہو بیٹھا

!!ہارون شاہد سے یہ کہہ دینا کہ وہ ہالے کو بھول جائے یہ ایسا تھا جیسے سانس لینا چھوڑ دو میں اسے اپنی زندگی کے آخری لمحے تک یاد رکھوں گا!!یہ اس نے لکھا نہیں تھا یہ بس خود سے دہرایا تھا

میری،ہیپی اینڈنگ یہ ہے کہ میں نے کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کیا میں اپنے ساتھ اپنے اصل کے ساتھ اپنے رنگوں کیے ساتھ خوش ہوں ہر کہانی میں کچھ نہ کچھ ادھورارہ جاتا ہے اس کہانی میں، میں سہی

ہر کہانی میں ہیپی اینڈنگ شہزادی کا مل جانا نہیں ہوتا کچھ کہانیوں میں آپ کا اصل آپ کو مل جانا بھی،ہیپی اینڈنگ ہوتی ہے

وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلا آیا تھا سامنے سڑک پہ ہی کچھ بچے فٹبال ہاتھوں میں لئے گراؤنڈ کی طرف جارہے تھے کھڑکی میں کھڑے ہارون کو دیکھا اور پھر سب نے یکبارگی سے اسے پکارا تھا وہ اسے دیکھ کر چہک رہے تھے

ہارون مسکراتے ہوئے کھڑکی سے ہٹ گیا تھا اب وہ فلیٹ کا دروازہ کھولے نیچے جارہا تھا

پرسکون..باوقار..

کراچی کی ایک چھوٹی سی ہاؤسنگ سوسائٹی کے باہر اس وقت ایک چھوٹے کٹے بالوں والی لڑکی ایک بنگلے کے باہر کھڑی تھی چھوٹا سا ایک منزلا بنگلا

لیل سکندر نے اسے اپنے آٹھ سال کی محنت سے بنایا تھا یہ اسکا گھر تھا وہ ویڈیو کال پہ ہارون کو گھر دکھا رہی تھی آگے پیچھے گھوم گھوم کر روتے ہوئے ہر طرح سے بس وہ چاہتی تھی سب دیکھ لیں لیل سکندر کے پاس اب اپنا گھر ہے

میں بہت خوش ہوں ہارون بہت بہت زیادہ وہ موبائل کو چہرے کے آگے کئے روتے ہوئے کہہ رہی تھی ساتھ ساتھ ہنس بھی رہی تھی

!!مجھے لگتا تھا عمر مجھے نہیں مل سکا تو میری اینڈنگ ٹریجک ہو گی میرے لئے اب کوئی خوشی نہیں آئے گی لیکن میں بھول گئی تھی کہ میری خوشیاں مجھ سے جڑی ہیں عمر حیات سے نہیں اپنی اصل خوشی میں خود ہوں

ہارون اسکو مسکراتے ہوئے سن رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے سے قریب تھے

!!میں نے اپنی ہیپی اینڈنگ پالی ہے لیل سکندر اپنی ہیپی اینڈنگ ہے میرا گھر میری ہیپی اینڈنگ ہے اور ہارون شاہد تم جیسا دوست میری ہیپی اینڈنگ ہے میں خوش ہوں بخت کی تقسیم سے بھی اور اپنی اینڈنگ سی بھی تم خوش ہوناں ہارون ؟۔۔وہ اب رک کر ہارون سے پوچھ رہی تھی

شکر ہے آدھے گھنٹے کی کال میں دس منٹ گھر دکھانے دس منٹ رونے اور دس منٹ اپنی ناکام محبت کی داستان سنانے کو بعد تمھیں یاد آگیا کہ میں بھی موجود ہوں وہ جل کر بولا تو لیل بھیگی آنکھوں سے ہنس دی تھی

میں تمھیں اندر سے گھر دکھاتی ہوں وہ چہکتے ہوئے کہتی اندر چلی گئی تھی

کراچی کے ایک بہت بڑے اور مہنگے اسکول کے باہر عمر حیات اپنی گاڑی روک چکا تھا اگلی سیٹ پہ اسکے ساتھ ہالے بیٹھی تھی اور پیچھے اسکی اولاد

احرام آج تم اپنا لنچ کھاؤ گے ہر گز بھی تم کسی بچے سے اسکا کھانا لے کر نہیں کھاؤ گے اوکے ؟عمر نے گردن موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

وہ ہمیشہ کی طرح !!جی بابا!! تابعداری سے کہہ گیا تھا

کل میں نے تمھیں کچھ اور بھی سکھایا تھا کیا تمھیں یاد ہے ؟اب کے عمر سنجیدہ تھا بے حد سنجیدہ

دونوں بچوں نے فوراً سے اثبات میں سر ہلایا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے ہالے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

!!ؒ

This is . a good touch

This is a bad touch

وہ دونوں اپنے جسم کے مختلف حصوں پہ ہاتھ رکھ کر بتارہے تھے ہالے ہول کر رہ گئی تھی

!!عمر کیا کر رہے ہو وہ دونوں ابھی بچے ہیں !!نا گواری سے ٹوکنے پہ عمر اسکی طرف مڑا تھا وہ دیسی ماں تھی اسکی ایسی فکر بنتی تھی

بچے ہیں اسی لئے بتارہا ہوں بڑے ہو کر سب کو پتہ لگ جاتا ہے لیکن تب تک کئی بچے جسم انی استحصال کا نشانہ بن چکے ہوتے ہیں وہ بول کر گاڑی سے باہر نکل گیا تھا اور پھر دونوں بچوں کو گاڑی سے باہر نکالا اور اپنے بازوؤں میں اٹھالیا وہ دونوں اس سے بہت کچھ کہہ رہے تھے عمر اسی طرح انکی سنتے ہوئے انہیں گیٹ سے اندر چھوڑ آیا وہ دونوں اسے ہاتھ ہلاتے ہوئے اندر چلے آئے تھے

;;کیا تمھیں چاکلیٹ پسند ہے ؟ آدھی چھٹی کے وقت جب الہام اپنے اسکول گراؤنڈ میں بیٹھی تھی تب اسکے پاس رکتے ہوئے ایک لڑکے نے پوچھا تھا وہ کوئی سولہ سترہ برس کا لڑکا تھا

بابا نے کہا ہے

اسٹر ینجر ز سے کچھ بھی قبول نہیں کرتے

لڑکا اب اسکے قریب بینچ پر بیٹھ گیا تھا سبز درخت انہیں دیکھ رہے تھے

لیکن میں اسٹر ینجر تو ہر گز نہیں ہوں میں تمھارے بابا کو جانتا ہوں اتنے اچھے سے جتنے اچھے سے انکو میں جانتا ہوں اور کوئی نہیں جانتا اسکے لہجے میں کچھ تھا کہ ٹھٹھکا جائے الہام نے گردن موڑ کر اسکو دیکھا تھا وہ خوبصورت دکھتا تھا گرو مڈ سا

آپ بابا کو کیسے جانتے ہو؟ وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی

!!،، تمھارے بابا بھی اداکار ہیں اور میں بھی فرق یہ ہے کہ انکی اداکاری اصلی ہوتی ہے اور میری جعلی میری اداکاری سے کسی کے گھر خراب نہیں ہوتے لیکن تمہارے بابا خاندان توڑ دیتے ہیں!! وہ بہت خوبصورت بولتا تھا کاش وہ اچھی باتیں کرتا

مرے بابا نے کہا ہے اسٹر ینجر سے بات مت کرنا

وہ کہہ کر اٹھ گئی تھی لڑکا زخمی آنکھیں لئے اسے جاتا ہوا دکھاتا رہا یکدم اسکے پیچھے ایک شور سا بھاگا تھا وہ اسی اسکول میں پڑھتا تھا لیکن آج کافی دنوں بعد آیا تھا وجہ اسکی مقبولیت تھی

اپنے بابا سے کہنا ہم بہت جلد ملیں گے اجنبی نہیں شناسا بن کر وہ کہتے ہوئے مڑ گیا تھا ہجوم اب بھی اسکے پیچھے تھا وہ اسکا نام لے لے کر ااسے پکار رہے تھے

برہان پیرزادہ..........

برہان پیرزادہ.......!!!ختم شد